سورة		آیہ نمبر	ترجمة شيخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمة الله عيلہ
1	الفاتحة	1	شروع الله کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے [۱]
1	الفاتحة	2	سب تعریفیں الله کے لئے ہیں [۲] جو پالنے والا سارے جہان کا [۳]
1	الفاتحة	3	بےحد مہربان نہایت رحم والا
1	الفاتحة	4	مالک روز جزا کا [۴]
1	الفاتحة	5	تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں [۵]
1	الفاتحة	6	بتلا ہم کو راہ سیدھی
1	الفاتحة	7	راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا [۶] جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے [۷]
2	البقرة	1	الم [۱]
2	البقرة	2	اس کتاب میں کچھ شک نہیں [۲] راہ بتلاتی ہے [۳] ڈرنے والوں کو [۴]
2	البقرة	3	جو کہ یقین کرتے ہیں بن دیکھی چیزوں کا [۵] اور قائم رکھتے ہیں نماز کو [۶] اور جو ہم نے روزی دی ہے ان کو اسمیں سے خرچ کرتے ہیں [۷]
2	البقرة	4	اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں [۸]
2	البقرة	5	وہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے پروردگار کی طرف سے اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے [۹]

2	البقرة	6	بیشک جو لوگ کافر ہو چکے برابر ہے ان کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے [۱۰]
2	البقرة	7	مہر کر دی اللہ نے ان کےدلوں پر اور انکے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے [۱۱] اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے
2	البقرة	8	اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور دن قیامت پر اور وہ ہر گز مومن نہیں [۱۲]
2	البقرة	9	دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے اور دراصل کسی کو دغا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سوچتے [۱۳]
2	البقرة	10	ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر بڑھا دی اللہ نے انکی بیماری [۱۴] اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے اس بات پر کہ جھوٹ کہتےتھے[۱۵]
2	البقرة	11	اور جب کہا جاتا ہے ان کو فساد نہ ڈالو ملک میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں [۱۶]
2	البقرة	12	جان لو وہی ہیں خرابی کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے [۱۷]
2	البقرة	13	اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ تو کہتے ہیں [۱۸] کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف [۱۹] جان لو وہی ہیں بیوقوف لیکن نہیں جانتے [۲۰]
2	البقرة	14	اور جب ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس [۲۱] تو کہتےہیں کہ بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں [۲۲] ہم تو ہنسی کرتے ہیں [۲۳] (یعنی مسلمانوں سے)
2	البقرة	15	اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے [۲۴] اور ترقی دیتا ہے انکو ان کی سرکشی میں(اور) حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں [۲۵]
2	البقرة	16	یہ وہی ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی ہدایت کے بدلے سو نافع نہ ہوئی ان کی سوداگری [۲۶] اور نہ ہوئے راہ پانے والے [۲۷]

2	البقرة	17	ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب روشن کر دیا آگ نے اس کے آس پاس کو تو زائل کر دی اللہ نے ان کی روشنی اور چھوڑا ان کو اندھیروں میں کہ کچھ نہیں دیکھتے [۲۸]
2	البقرة	18	بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے [۲۹]
2	البقرة	19	یا ان کی مثال ایسی ہے جیسے زور سے مینہ پڑ رہا ہو آسمان سے اس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی دیتے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں مارے کڑک کے موت کے ڈر سے اور اللہ احاطہ کرنے والا ہے کافروں کا [۳۰]
2	البقرة	20	قریب ہے کہ بجلی اچک لے ان کی آنکھیں جب چمکتی ہے ان پر تو چلنے لگے ہیں اس کی روشنی میں اور جب اندھیرا ہوتا ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر چاہے اللہ تو لیجائے ان کے کان اور آنکھیں بیشک اللہ ہر
2	البقرة	21	اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ
2	البقرة	22	جس نے بنایا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت اور اتار آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے میوے تمہارے کھانے کے واسطے سو نہ ٹھہراؤ کسی کو اللہ کے مقابل اور تم تو جانتے ہو [۳۲]
2	البقرة	23	اور اگر تم شک میں ہو اس کلام سےجو اتارا ہم نے اپنے بندہ پر تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی [۳۳] اور بلاؤ اس کو جو تمہارا مددگار ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو [۳۴]
2	البقرة	24	پھر اگر ایسا نہ کرسکو اور ہر گز نہ کر سکو گے تو پھر بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار کی ہوئی ہے کافروں کے واسطے [۳۵]
2	البقرة	25	اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے واسطے باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں جب ملے گا ان کو وہاں کا کوئی پھل کھانے کو تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ملا تھا ہم کو اس سے پہلے اور دیئے جائیں گے ان کو پھل ایک صورت کے [۳۶] اور انکے لئے وہاں عورتیں ہوں گی پاکیزہ اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے[۳۷]
2	البقرة	26	بیشک اللہ شرماتا نہیں اس بات سے کہ بیان کرے کوئی مثال مچھر کی یا اس چیز کی جو اس سے بڑھکر ہے [۳۸] سو جو لوگ مومن ہیں وہ یقیناً جانتےہیں کہ یہ مثال ٹھیک ہے جو نازل ہوئی انکے رب کی طرف سے اور جو کافر ہیں سو کہتے ہیں کیا مطلب تھا اللہ کا اس مثال سے گمراہ کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس مثال سے بہتیروں کو اور ہدایت کرتا ہے اس سے بہتیروں کو [۳۹] اور گمراہ نہیں کرتا اس مثل سے مگر بدکاروں کو
2	البقرة	27	جو توڑتے ہیں خدا کے معاہدہ کو مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کو اللہ نے فرمایا ملانے کو [۴۰] اور فساد کرتے ہیں ملک میں [۴۱] وہی ہیں ٹوٹے والے [۴۲]
2	البقرة	28	کس طرح کافر ہوتے ہو خدا تعالیٰ سے حالانکہ تم بیجان تھے [۴۳] پھر جلایا تم کو [۴۴] پھر مارے گا تم کو [۴۵] پھر جلائے گا تم کو [۴۶] پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے [۴۷]

2	البقرة	29	وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر قصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا انکو سات آسمان اور خدا تعالیٰ ہر چیز سے خبردار ہے [۴۸]
2	البقرة	30	اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں بنانیوالا ہوں زمین میں ایک نائب [۴۹]کہا فرشتوں نے کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اسکو جو فساد کرے اس میں اور خون بہائے اور ہم پڑھتے رہتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو [۵۰] فرمایا بیشک مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے [۵۱]
2	البقرة	31	اور سکھلا دیے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے کیا ان سب چیزوں کو فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر تم سچے ہو
2	البقرة	32	بولے پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا بیشک تو ہی ہے اصل جاننے والا حکمت والا [۵۲]
2	البقرة	33	فرمایا اے آدم بتا دے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام پھر جب بتا دیے اس نے ان کے نام فرمایا کیا نہ کہا تھا میں نے تم کو کہ میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جو تم ظاہر
2	البقرة	34	اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان [۵۴] اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا وہ کافروں میں کا [۵۵]
2	البقرة	35	اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے ظالم [۵۶]
2	البقرة	36	پھر ہلا دیا انکو شیطان نے اس جگہ سے پھر نکالا انکو اس عزت و راحت سے کہ جس میں تھے [۵۷] اور ہم نے کہاتم سب اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے [۵۸] اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک [۵۹]
2	البقرة	37	پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں پھر متوجہ ہو گیا اللہ اس پر بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان [۶۰]
2	البقرة	38	ہم نے حکم دیا نیچے جاؤ یہاں سے تم سب [۶۱] پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہو گا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے [۶۲]

2	البقرة	39	اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وہ ہیں دوزخ میں جانے والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے
2	البقرة	40	اے بنی اسرائیل [۶۳] یاد کرو میرے وہ احسان جو میں نے تم پر کئے [۶۴] اور تم پورا کرو میرا اقرار تو میں پورا کروں تمہارا اقرار [۶۵] اور مجھ ہی سے ڈرو [۶۶]
2	البقرة	41	اور مان لو اس کتاب کو جو میں نے اتاری ہے سچ بتانے والی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے [۶۷] اور مت ہو سب میں اول منکر اس کے [۶۸] اور نہ لو میری آیتوں پر مول تھوڑا اور مجھ ہی سے بچتے رہو۔
2	البقرة	42	اور مت لاؤ صحیح میں غلط اور مت چھپاؤ سچ کو جان بوجھ کر
2	البقرة	43	اور قائم کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ [۶۹]
2	البقرة	44	کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو اور تم تو پڑھتے ہو کتاب پھر کیوں نہیں سوچتے ہو [۷۰]
2	البقرة	45	اور مدد چاہو صبر سے اور نماز سے [۷۱] اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انہی عاجزوں پر
2	البقرة	46	جن کو خیال ہے کہ وہ روبرو ہونے والے ہیں اپنے رب کے اور یہ کہ انکو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے [۷۲]
2	البقرة	47	اے بنی اسرائیل یاد کرو میرے احسان جو میں نے تم پر کئے اور اسکو کہ میں نے تم کو بڑائی دی تمام عالم پر [۷۳]
2	البقرة	48	اور ڈرو اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی شخص کسی کے کچھ بھی اور قبول نہ ہو اسکی طرف سے سفارش اور نہ لیا جائے اس کی طرف سے بدلہ اور نہ ان کو مدد پہنچے [۷۴]
2	البقرة	49	اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ رہائی دی ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے جو کرتےتھے تم پر بڑا عذاب ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو [۷۵] اور اس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بڑی [۷۶]
2	البقرة	50	اور جب پھاڑ دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریا کو پھر بچا دیا ہم نے تم کو اور ڈبا دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھ رہے تھے [۷۷]

2	البقرة	51	اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا پھر تم نے بنا لیا بچھڑا موسیٰ کے بعد اور تم ظالم تھے [۷۸]
2	البقرة	52	پھر معاف کیا ہم نے تم کو اس پر بھی تاکہ تم احسان مانو [۷۹]
2	البقرة	53	اور جب ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور حق کو ناحق سے جدا کرنے والے احکام تاکہ تم سیدھی راہ پاؤ [۸۰]
2	البقرة	54	اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے [۸۱] اے قوم تم نے نقصان کیا اپنایہ بچھڑا بنا کر سو اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو اپنی اپنی جان [۸۲] یہ بہتر ہے تمہارے لئے تمہارے خالق کے نزدیک پھر متوجہ ہوا تم پر [۸۳] بیشک وہی ہے معاف کرنے والا نہایت مہربان
2	البقرة	55	اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز یقین نہ کریں گے تیرا جب تک کہ نہ دیکھ لیں اللہ کو سامنے پھر آلیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھ رہے تھے
2	البقرة	56	پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے تاکہ تم احسان مانو [۸۴]
2	البقرة	57	اور سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور اتارا تم پر من اور سلویٰ [۸۵] کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دیں [۸۶] اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے [۸۷]
2	البقرة	58	اور جب ہم نے کہا داخل ہو اس شہر میں [۸۸] اور کھاتے پھرو اسمیں جہاں چاہو فراغت سے اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے [۸۹] اور کہتے جاؤ بخشدے تو معاف کر دیں گے ہم تمہارے قصور اور زیادہ بھی دیں گے نیکی والوں کو [۹۰]
2	البقرة	59	پھر بدل ڈالا ظالموں نے بات کو خلاف اسکے جو کہہ دی گئی تھی ان سے پھر اتارا ہم نے ظالموں پر عذاب آسمان سے ان کی عدول حکمی پر [۹۱]
2	البقرة	60	اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو ہم نے کہا مار اپنے عصا کو پتھر پر سو بہہ نکلے اس سے بارہ چشمے [۹۲] پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ کھاؤ اور پیو اللہ کی روزی اور نہ پھرو ملک میں فساد مچاتے [۹۳]
2	البقرة	61	اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم ہر گز صبر نہ کریں گے ایک ہی کھانے پر سو دعا مانگ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے کہ نکال دے ہمارے واسطے جو اگتا ہے زمین سے ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور مسور

اور پیاز [۹۴] کہا موسیٰ نے کیا لینا چاہتے وہ چیز جو ادنیٰ ہے اس کے بدلہ میں جو بہتر ہے [۹۵] اترو کسی شہر میں تو تم کو ملے جو مانگتے ہو [۹۶] اور ڈالی گئ ان پر ذلت اور محتاجی اور پھرے اللہ کا غضب لے کر [۹۷] یہ اس لئے ہوا کہ نہیں مانتے تھے احکام خداوندی کو اور خون کرتے تھے پیغمبروں کا ناحق یہ اس لئے کہ نافرمان تھے اور حد پر نہ رہتے تھے [۹۸]

بیشک جو لوگ مسلمان ہوئے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صائبین جو ایمان لایا (ان میں سے) اللہ پر اور روز قیامت پر اور کام کئے نیک تو انکے لئے ہے انکا ثواب انکے رب کے پاس اور نہیں ان پر کچھ	62	البقرة	2
اور جب لیا ہم نے تم سے قرار اور بلند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو کہ پکڑو جو کتاب ہم نے تم کو دی زور سے اور یاد رکھو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم ڈرو [۱۰۰]	63	البقرة	2
پھر تم پھر گئے اس کے بعد سو اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اسکی مہربانی تو ضرور تم تباہ ہوتے [۱۰۱]	64	البقرة	2
اور تم خوب جان چکے ہو جنہوں نے کہ تم میں سے زیادتی کی تھی ہفتہ کے دن میں تو ہم نے کہا ان سے ہو جاؤ بندر ذلیل [۱۰۲]	65	البقرة	2
پھر کیا ہم نے اس واقعہ کو عبرت ان لوگوں کے لئے جو وہاں تھے اور جو پیچھے آنے والے تھے اور نصیحت ڈرنے والوں کے واسطے [۱۰۳]	66	البقرة	2
اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو ذبح کرو ایک گائے [۱۰۴] وہ بولے کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے [۱۰۵] کہا پناہ خدا کی کہ ہوں میں جاہلوں میں [۱۰۶]	67	البقرة	2
بولے کہ دعا کرو ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتا دے ہم کو کہ وہ گائے کیسی ہے [۱۰۷] کہا وہ فرماتا کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ بن بیاہی درمیان میں ہے بڑھاپے اور جوانی کے اب کر ڈالو جو تم کو حکم ملا ہے [۱۰۸]	68	البقرة	2
بولے کہ دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتا دے ہم کو کیسا ہے اس کا رنگ کہا وہ فرماتا ہےکہ وہ ایک گائے ہے زرد خوب گہری ہے اس کی زردی خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو	69	البقرة	2
بولے دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتا دے ہم کو کس قسم میں ہے وہ [۱۰۹] کیونکہ اس گائے میں شبہہ پڑا ہے ہم کو اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور راہ پا لیں گے	70	البقرة	2
کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے محنت کرنے والی نہیں کہ جوتتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیتی کو بے عیب ہے کوئی داغ اسمیں نہیں [۱۱۰] بولے اب لایا تو ٹھیک بات پھر اس کو ذبح کیا اور وہ لگتے نہ تھے کہ ایسا کر لیں گے [۱۱۱]	71	البقرة	2

2	البقرة	72	اور جب مار ڈالا تھا تم نے ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے [۱۱۲]
2	البقرة	73	پھر ہم نے کہا مارو اس مردہ پر اس گائے کا ایک ٹکڑا [۱۱۳] اسی طرح زندہ کرے گا اللہ مردو ں کو اور دکھاتا ہے تم کو اپنی قدرت کے نمونے تاکہ تم غور کرو [۱۱۴]
2	البقرة	74	پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس سب کے بعد [۱۱۵] سو وہ ہو گئے جیسے پتھر یا ان سے بھی سخت اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے جاری ہوتی ہیں نہریں اور ان میں ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے ان سے پانی اور ان میں ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے ڈر سے اور اللہ بیخبر نہیں تمہارے کاموں سے [۱۱۶]
2	البقرة	75	اب کیا تم اے مسلمانوں توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں تمہاری بات اور ان میں ایک فرقہ تھا کہ سنتا تھا اللہ کا کلام پھر بدل ڈالتے تھے اس کو جان بوجھ کر اور وہ جانتے تھے [۱۱۷]
2	البقرة	76	اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے اور جب تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں تم کیوں کہہ دیتے ہو ان سے جو ظاہر کیا ہے اللہ نے تم پر تاکہ جھٹلائیں تم کو اس سے تمہارے رب کے
2	البقرة	77	کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں [۱۱۹]
2	البقرة	78	اور بعض ان میں بے پڑھے ہیں کہ خبر نہیں رکھتے کتاب کی سوائے جھوٹی آرزوؤں کے اور انکے پاس کچھ نہیں مگر خیالات [۱۲۰]
2	البقرة	79	سو خرابی ہے ان کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہہ دیتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ لیویں اس پر تھوڑا سا مول سو خرابی ہے ان کو اپنے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کو اپنی اس کمائی سے
2	البقرة	80	اور کہتے ہیں ہم کو ہر گز آگ نہ لگے گی مگر چند روز گنے چنے [۱۲۲] کہدو کیا تم لے چکے ہو اللہ کے یہاں سے قرار کہ اب ہرگز خلاف نہ کرے گا اللہ اپنے قرار کے یا جوڑتے ہو اللہ پر جو تم نہیں جانتے کیوں نہیں [۱۲۳]
2	البقرة	81	جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اس کو اس کے گناہ نے [۱۲۴] سو وہی ہیں دوزخ کے رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے
2	البقرة	82	اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کئے نیک وہی ہیں جنت کے رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے
2	البقرة	83	اور جب ہم نے لیا قرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک کرنا اور کنبہ والوں سے اور یتیموں اور محتاجوں سے او رکہیو سب لوگوں سے نیک بات اور قائم رکھیو نماز اور دیتے
2	البقرة	84	اور جب لیا ہم نے وعدہ تمہارا کہ نہ کرو گے خون آپس میں اور نہ نکال دو گے اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے اقرار کر لیا اور تم مانتے ہو [۱۲۶]
2	البقرة	85	پھر تم وہ لوگ ہو کہ ایسے ہی خون کرتے ہو آپس میں اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقہ کو ان کے وطن سے چڑھائی کرتے ہو ان پر گناہ اور ظلم سے [۱۲۷] اور اگر وہی آویں تمہارے پاس کسی کے قیدی ہو کر تو ان کا بدلا دیکر چھڑاتے ہو حالانکہ حرام ہے تم پر انکا نکال دینا بھی تو کیا مانتے ہو بعض کتاب کو اور نہیں مانتے بعض کو [۱۲۸] سو کوئی سزا نہیں اس کی جو تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں

اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سےسخت عذاب میں اور اللہ بے
خبر نہیں تمہارے کاموں سے [۱۲۹]

2 البقرة 86 یہ وہی ہیں جنہوں نے مول لی دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے سو نہ ہلکا
ہو گا ان پر عذاب اور نہ ان کو مدد پہنچے گی [۱۳۰]

2 البقرة 87 اور بیشک دی ہم نےموسیٰ کو کتاب اور پے درپے بھیجے اس کے پیچھے
رسول اور دئے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت
دی اس کو روح پاک سے [۱۳۱] پھر بھلا کیا جب پاس لایا کوئی رسول وہ
حکم جو نہ بھایا تمہارے جی کو تو تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو
جھٹلایا [۱۳۲] اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا [۱۳۳]

2 البقرة 88 اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف ہے بلکہ لعنت کی ہے اللہ نے انکے
کفر کے سبب سو بہت کم ایمان لاتے ہیں [۱۳۴]

2 البقرة 89 اور جب پہنچی انکے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچا بتاتی ہے اس
کتاب کو جو انکے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر پھر
جب پہنچا ان کو جسکو پہچان رکھا تھا تو اس سے منکر ہو گئے سو لعنت

2 البقرة 90 بری چیز ہے وہ جسکے بدلے بیچا انہوں نے اپنے آپکو کہ منکر ہوئے اس
چیز کے جو اتاری اللہ نے اس ضد پر کہ اتارے اللہ اپنے فضل سے جس پر
چاہے اپنے بندوں میں سے [۱۳۶] سو کما لائے غصہ پر غصہ [۱۳۷] اور
کافروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا [۱۳۸]

2 البقرة 91 اور جب کہا جاتا ہے ان سے مانو اس کو جو اللہ نے بھیجا ہے تو کہتے ہیں
ہم مانتے ہیں جو اترا ہے ہم پر اور نہیں مانتے اس کو جو سوا اس کے ہے
حالانکہ وہ کتاب سچی ہے تصدیق کرتی ہے اس کتاب کی جو انکے پاس
ہے [۱۳۹] کہدو پھر کیوں قتل کرتے رہے ہو اللہ کے پیغمبروں کو پہلے
سے اگر تم ایمان رکھتے تھے [۱۴۰]

2 البقرة 92 اور آچکا تمہارے پاس موسیٰ صریح معجزے لیکر پھر بنا لیا تم نے بچھڑا
اس کے گئے پیچھے اور تم ظالم ہو [۱۴۱]

2 البقرة 93 اور جب ہم نے لیا قرار تمہارا اور بلند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو پکڑو
جو ہم نے تم کو دیا زور سے اور سنو بولے سنا ہم نے اور نہ مانا اور
پلائی گئ انکے دلوں میں محبت اسی بچھڑے کی بسبب انکے کفر کے

2 البقرة 94 کہدے کہ اگر ہے تمہارے واسطے آخرت کا گھر اللہ کے ہاں تنہا سوا اور
لوگوں کے تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچ کہتے ہو [۱۴۳]

2 البقرة 95 اور ہر گز آرزو نہ کریں گے موت کی کبھی بسبب ان گناہوں کے کہ بھیج
چکے ہیں انکے ہاتھ اور اللہ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو

2 البقرة 96 اور تو دیکھے گا ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریص زندگی پر اور زیادہ
حریص مشرکوں سے بھی چاہتا ہے ایک ایک ان میں کا کہ عمر پاوے ہزار
برس اور نہیں اس کو بچانے والا عذاب سے اس قدر جینا اور اللہ دیکھتا ہے

2 البقرة 97 تو کہدے جو کوئی ہووے دشمن جبریل کا سو اس نے تو اتارا ہے یہ کلام
تیرے دل پر اللہ کے حکم سے کہ سچا بتانے والا ہے اس کلام کو جو
اسکے پہلے ہے اور راہ دکھاتا ہے اور خوش خبری سناتا ہے ایمان والوں

2	البقرة	98	جو کوئی ہووے دشمن اللہ کا اور اسکے فرشتوں کا اور اسکے پیغمبروں کا اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا [۱۴۵]
2	البقرة	99	اور ہم نے اتاریں تیری طرف آیتیں روشن اور انکار نہ کریں گے ان کا مگر وہی جو نافرمان ہیں
2	البقرة	100	کیا جب کبھی باندھیں گے کوئی قرار تو پھینک دے گی اس کو ایک جماعت ان میں سے بلکہ ان میں اکثر یقین نہیں کرتے [۱۴۶]
2	البقرة	101	اور جب پہنچا انکے پاس رسول اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو انکے پاس ہے تو پھینک دیا ایک جماعت نے اہل کتاب سے کتاب اللہ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں [۱۴۷]
2	البقرة	102	اور پیچھے ہو لئے اس علم کے جو پڑتے تھے شیطان سلیمان کی بادشاہت کے وقت [۱۴۸] اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو اترا دو
2	البقرة	103	اور اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ کرتے تو بدلا پاتے اللہ کے ہاں سے بہتر اگر ان کو سمجھ ہوتی [۱۴۹]
2	البقرة	104	اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور کافروں کو عذاب ہے دردناک [۱۵۰]
2	البقرة	105	دل نہیں چاہتا ان لوگوں کا جو کافر ہیں اہل کتاب میں اور نہ مشرکوں میں اس بات کو کہ اترے تم پر کوئی نیک بات تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسکو چاہے اور اللہ بڑے فضل
2	البقرة	106	جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو بھیج دیتے ہیں اس سے بہتر یا اسکے برابر کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے [۱۵۲]
2	البقرة	107	کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور نہیں تمہارے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار [۱۵۳]
2	البقرة	108	کیا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول سے جیسے سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے اس سے پہلے اور جو کوئی کفر لیوے بدلے ایمان کے تو وہ بہکا سیدھی راہ سے [۱۵۴]
2	البقرة	109	دل چاہتا ہے بہت سے اہل کتاب کا کہ کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں بسبب اپنے دلی حسد کے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان پر حق [۱۵۵] سو تم در گذر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جبتک بھیجے اللہ اپنا حکم [۱۵۶] بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے [۱۵۷]
2	البقرة	110	اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیج دو گے اپنے واسطے بھلائی پاؤ گے اس کو اللہ کے پاس بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب دیکھتا ہے [۱۵۸]
2	البقرة	111	اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ جاویں گے جنت میں مگر جو ہوں گے یہودی یا نصرانی [۱۵۹] یہ آرزوئیں باندھ لی ہیں انہوں نے کہدے لے آؤ سند اپنی اگر تم سچے ہو
2	البقرة	112	کیوں نہیں جس نے تابع کر دیا منہ اپنا اللہ کے اور وہ نیک کام کرنے والا ہےتو اس کے لئے ہے ثواب اس کا اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہو نگے [۱۶۰]
2	البقرة	113	اور یہود تو کہتے ہیں کہ نصاریٰ نہیں کسی راہ پر اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود نہیں کسی راہ پر باوجودیکہ وہ سب پڑھتے ہیں کتاب [۱۶۱] اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو جاہل ہیں ان ہی کی سی بات اب اللہ حکم کرے

گا انؔ میں قیامت کے دنؔ جس بات میں جھگڑتے تھے [۱۶۲]

2	البقرة	114	اور اس سے بڑا ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ لیا جاوے وہاں نام اس کا اور کوشش کی انکے اجاڑنے میں [۱۶۳] ایسوں کو لائق نہیں کہ داخل ہوں ان میں مگر ڈرتے ہوئے [۱۶۴] انکے لئےدنیا میں ذلت ہے [۱۶۵] اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے
2	البقرة	115	اور اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ [۱۶۶] بیشک اللہ بے انتہا بخشش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے [۱۶۷]
2	البقرة	116	اور کہتے ہیں کہ اللہ رکھتا ہے اولاد وہ تو سب باتوں سے پاک ہے بلکہ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں سب اسی کے تابعدار ہیں
2	البقرة	117	نیا پیدا کرنے والا ہے آسمان اور زمین کا اور جب حکم کرتا ہے کسی کام کو تو یہی فرماتا ہے اس کو کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے [۱۶۸]
2	البقرة	118	اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کچھ نہیں جانتے کیوں نہیں بات کرتا ہم سے اللہ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی آیت [۱۶۹] اسی طرح کہ چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے انہی کی سی بات ایک سے ہیں دل ان کے بیشک ہم نے بیان کر دیں نشانیاں ان لوگوں کے واسطے جو یقین لاتے ہیں [۱۷۰]
2	البقرة	119	بیشک ہم نے تجھ کو بھیجا ہے سچا دین دیکر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور تجھ سے پوچھ نہیں دوزخ میں رہنے والوں کی [۱۷۱]
2	البقرة	120	اور ہر گرز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود او ر نصاریٰ جب تک تو تابع نہ ہو ان کے دین کا [۱۷۲] تو کہدے جو راہ اللہ بتلاوے وہی راہ سیدھی ہے [۱۷۳] اور اگر بالفرض تو تابعداری کرے انکی خواہشوں کی بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگار [۱۷۴]
2	البقرة	121	وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اسکو پڑھتے ہیں جو حق ہے اسکے پڑھنے کا وہی اس پر یقین لاتے ہیں اور جو کوئی منکر ہو گا اس سے تو وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں [۱۷۵]
2	البقرة	122	اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان ہمارے جو ہم نے تم پر کئے اور اس کو کہ ہم نے تم کو بڑائی دی اہل عالم پر
2	البقرة	123	اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی کی طرف سے ذرا بھی اور نہ قبول کیا جاوے گا اس کی طرف سے بدلہ اور نہ کام آوے اس کو سفارش اور نہ ان کو مدد پہنچے [۱۷۶]
2	البقرة	124	اور جب آزمایا ابراہیم کو اسکے رب نے کئ باتوں میں [۱۷۷] پھر اسنے وہ پوری کیں تب فرمایا میں تجھ کو کروں گا سب لوگوں کا پیشوا [۱۷۸] بولا اور میری اولاد میں سے بھی فرمایا نہیں پہنچے گا میرا قرار ظالموں کو

2	البقرة	125	اور جب مقرر کیا ہم نے خانہ کعبہ کو اجتماع کی جگہ لوگوں کے واسطے اور جگہ امن کی [۱۸۰] اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ [۱۸۱] اور حکم کیا ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ پاک کر رکھو میرے گھر کو [۱۸۲] واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع او رسجدہ کرنے والوں کے
2	البقرة	126	اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب بنا اس کو شہر امن کا [۱۸۳] اور روزی دے اسکے رہنے والوں کو میوے جو کوئی ان میں سے ایمان لاوے اللہ پر اور قیامت کے دن پر [۱۸۴] فرمایا اور جو کفر کریں اس کو بھی نفع پہنچاؤں گا تھوڑے دنوں پھر اسکو جبرًا بلاؤں گا دوزخ کے عذاب میں اور وہ بری جگہ ہے رہنے کی [۱۸۵]
2	البقرة	127	اور یاد کرو جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل اور دعا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے بیشک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا [۱۸۶]
2	البقرة	128	اے پروردگار ہمارے اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور بتلا ہم کو قاعدے حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر بیشک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان
2	البقرة	129	اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں کا کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلاوے ان کو کتاب اور تہ کی باتیں اور پاک کرے ان کو بیشک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا [۱۸۷]
2	البقرة	130	اور کون ہے جو پھرے ابراہیم کے مذہب سے مگر وہی کہ جس نے احمق بنایا اپنے آپ کو اور بیشک ہم نےانکو منتخب کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں نیکوں میں ہیں
2	البقرة	131	یاد کرو جب اس کو کہا اس کے رب نے کہ حکم برداری کر تو بولا کہ میں حکم بردار ہوں تمام عالم کے پروردگار کا
2	البقرة	132	اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی کہ اے بیٹو بیشک اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو دین سو تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان [۱۸۸]
2	البقرة	133	کیا تم موجود تھے جس وقت قریب آئی یعقوب کے موت جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کس کی عبادت کرو گے میرے بعد بولے ہم بندگی کریں گے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادوں کے رب کی جو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور
2	البقرة	134	وہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی انکے واسطے ہے جو انہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے پوچھ نہیں ان کے کاموں کی [۱۹۰]
2	البقرة	135	اور کہتے ہیں کہ ہو جاؤ یہودی یا نصرانی تو تم پالو گے راہ راست [۱۹۱] کہدے کہ ہر گز نہیں بلکہ ہم نے اختیار کی راہ ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا اور نہ تھا شرک کرنے والوں میں [۱۹۲]

2	البقرة	136	تم کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسٰی کو اور عیسٰی کو اور جو ملا دوسرے پیغمبروں کو انکے رب کی طرف سے
2	البقرة	137	سو اگر وہ ابھی ایمان لاویں جس طرح پر تم ایمان لائے ہدایت پائی انہوں نے بھی اور اگر پھر جاویں تو پھر وہی ہیں ضد پر سو اب کافی ہے تیری طرف سے ان کو اللہ اور وہی ہے سننے والا جاننے والا [۱۹۴]
2	البقرة	138	ہم نے قبول کر لیا رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں [۱۹۵]
2	البقرة	139	کہدے کیا تم جھگڑا کرتے ہو ہم سے اللہ کی نسبت حالانکہ وہی ہےرب ہمارا اور رب تمہارا اور ہمارےلئے ہیں عمل ہمارے اور تمہارے لئے ہیں عمل تمہارے اور ہم تو خالص اسی کے ہیں [۱۹۶]
2	البقرة	140	کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق او ریعقوب اور اس کی اولاد تو یہودی تھے یا نصرانی کہدے کہ تم کو زیادہ خبر ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑا ظالم کون جس نے چھپائی وہ گواہی جو ثابت ہو چکی اس کو
2	البقرة	141	وہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی ان کے واسطے ہے جو انہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے کچھ پوچھ نہیں ان کے کاموں کی [۱۹۸]
2	البقرة	142	اب کہیں گے بیوقوف لوگ کہ کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو انکے قبلہ سےجس پر وہ تھے [۱۹۹] تو کہہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ [۲۰۰]
2	البقرة	143	اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا [۲۰۱] اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں [۲۰۲] اور بیشک یہ بات بھاری ہوئی مگر ان پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے [۲۰۳] اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا ایمان بیشک اللہ لوگوں پر بہت شفیق نہایت مہربان ہے [۲۰۴]
2	البقرة	144	بیشک ہم دیکھتے ہیں باربار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف سو البتہ پھیر یں گے ہم تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے [۲۰۵] اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے [۲۰۶] اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ اسی کی طرف [۲۰۷] اور جن کو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہ ہی ٹھیک ہے انکے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں [۲۰۸]
2	البقرة	145	اور اگر تو لائے اہل کتاب کےپاس ساری نشانیاں تو بھی نہ مانیں گے تیرے قبلہ کو اور نہ تو مانے ان کا قبلہ اور نہ ان میں ایک مانتا ہے دوسرے کا قبلہ [۲۰۹] اور اگر تو چلا ان کی خواہشوں پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو بیشک تو بھی ہوا بے انصافوں میں [۲۱۰]

2	البقرة	146	جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بیشک ایک فرقہ ان میں سے البتہ چھپاتے ہیں حق کو جان کر
2	البقرة	147	حق تو وہی ہے جو تیرا رب کہے پھر تو نہ ہو شک لانے والا [۲۱۱]
2	البقرة	148	اور ہر کسی کے واسطے ایک جانب ہے یعنی قبلہ کہ وہ منہ کرتا ہے اس طرف سو تم سبقت کرو نیکیوں میں جہاں کہیں تم ہو گے کر لائے گا تم کو اللہ اکٹھا بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے [۲۱۲]
2	البقرة	149	اور جس جگہ سے تو نکلے سو منہ کر اپنا مسجدالحرام کی طرف اور بیشک یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور اللہ بیخبر نہیں تمہارےکاموں سے
2	البقرة	150	اور جہاں سے تو نکلے منہ کر اپنا مسجدالحرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو منہ کرو اسی کی طرف [۲۱۳] تاکہ نہ رہے لوگوں کو تم سے جگھڑنے کا موقع مگر جو ان میں بے انصاف ہیں سو ان سے [یعنی انکے اعتراضوں سے] مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو [۲۱۴] اور اس واسطے کہ کامل کروں تم پر فضل اپنا اور تاکہ تم پاؤ راہ سیدھی [۲۱۵]
2	البقرة	151	جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار اور سکھلاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے [۲۱۶]
2	البقرة	152	سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو [۲۱۷]
2	البقرة	153	اے مسلمانو مدد لو صبر اور نماز سے بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے [۲۱۸]
2	البقرة	154	اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندے ہیں لیکن تم کو خبر نہیں [۲۱۹]
2	البقرة	155	اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے [۲۲۰] اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو
2	البقرة	156	کہ جب پہنچے ان کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں
2	البقرة	157	ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر [۲۲۱]
2	البقرة	158	بیشک صفا اور مروہ نشانیوں میں سے ہیں اللہ کی [۲۲۲] سو جو کوئی حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ تو کچھ گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں اور جو کوئی اپنی خوشی سےکرےکچھ نیکی تو اللہ قدردان ہے سب کچھ جاننے والا [۲۲۳]
2	البقرة	159	بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارے صاف حکم اور ہدایت کی باتیں بعد اس کے کہ ہم انکو کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں [۲۲۴] ان پر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے [۲۲۵]

2	البقرة	160	مگر جنہوں نے توبہ کی اور درست کیا اپنے کام کو اور بیان کر دیا حق بات کو تو انکو معاف کرتا ہوں [۲۲۶] اور میں ہوں بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان
2	البقرة	161	بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے کافر ہی انہی پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی [۲۲۷]
2	البقرة	162	ہمیشہ رہیں گے اسی لعنت میں نہ ہلکا ہو گا ان پر سے عذاب اور نہ انکو مہلت ملے گی [۲۲۸]
2	البقرة	163	اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا [۲۲۹]
2	البقرة	164	بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور کشتیوں میں جو کہ لے کر چلتی ہیں دریا میں لوگوں کے کام کی چیزیں اور پانی میں جس کو کہ اتارا اللہ نے آسمان سے پھر جلایا اس
2	البقرة	165	اور بعضے لوگ وہ ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے برابر اوروں کو [۲۳۱] انکی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ کی [۲۳۲] اور ایمان والوں کو اس سے زیادہ تر ہے محبت اللہ کی [۲۳۳] اور اگر دیکھ لیں یہ ظالم اس وقت کو جبکہ دیکھیں گے عذاب کہ قوۃ ساری اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہے [۲۳۴]
2	البقرة	166	جبکہ بیزار ہو جاویں گے وہ کہ جن کی پیروی کی تھی ان سے کہ جو انکے پیرو ہوئے تھے اور دیکھیں گے عذاب اور منقطع ہو جائیں گے ان کے سب علاقے [۲۳۵]
2	البقرة	167	اور کہیں گے پیرو کیا اچھا ہوتا جو ہم کو دنیا کی طرف لوٹ جانا مل جاتا تو پھر ہم بھی بیزار ہو جاتے ان سے جیسے یہ ہم سے بیزار ہو گئے [۲۳۶] اسی طرح پر دکھلائے گا اللہ ان کو ان کے کام حسرت دلانے کو اور وہ ہرگز نکلنے والے نہیں مار سے [۲۳۷]
2	البقرة	168	اے لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ اور پیروی نہ کرو شیطان کی [۲۳۸] بیشک وہ تمہارا دشمن ہے صریح
2	البقرة	169	وہ تو یہی حکم کرے گا تم کو کہ برے کام اور بیحیائی کرو اور جھوٹ لگاؤ اللہ پر وہ باتیں جنکو تم نہیں جانتے [۲۳۹]
2	البقرة	170	اور جب کوئی ان سےکہے کہ تابعداری کرو اس حکم کی جو کہ نازل فرمایا اللہ نے تو کہتے ہیں ہرگز نہیں ہم تو تابعداری کریں گے اس کی جس پر دیکھا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ
2	البقرة	171	اور مثال ان کافروں کی ایسی ہے جیسے پکارے کوئی شخص ایک چیز کو جو کچھ نہ سنے سوا پکارنے اور چلانے کے [۲۴۰/۲] بہرے گونگے اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے [۲۴۱]
2	البقرة	172	اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کےبندے ہو [۲۴۲]

2	البقرة	173	اس نے تو تم پر یہی حرام کیا ہے مردہ جانور [۲۴۳] اور لہو [۲۴۴] اور گوشت سور کا [۲۴۵] اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا [۲۴۶] پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں [۲۴۷] بیشک اللہ ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان [۲۴۸]
2	البقرة	174	بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ کیا نازل اللہ نے کتاب [۲۴۹] اور لیتے ہیں اس پر تھوڑا سا مول [۲۵۰] وہ نہیں بھرتے اپنے پیٹ میں مگر آگ [۲۵۱] اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ قیامت کے دن [۲۵۲] اور نہ پاک کرے گا ان کو [۲۵۳] اور انکے لئے ہے عذاب دردناک [۲۵۴]
2	البقرة	175	یہی ہیں جنہوں نے خریدا گمراہی کو بدلے ہدایت کے اور عذاب بدلے بخشش کے [۲۵۴/۱] سو کس قدر صبر کرنے والے ہیں وہ دوزخ پر [۲۵۴/۲]
2	البقرة	176	یہ اس واسطے کہ اللہ نے نازل فرمائی کتاب سچی اور جنہوں نے اختلاف ڈالا کتاب میں وہ بیشک ضد میں دور جا پڑے [۲۵۵]
2	البقرة	177	نیکی کچھ یہی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی [۲۵۶] لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب عہد کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت [۲۵۷] یہی لوگ ہیں سچے اور یہی ہیں پرہیزگار [۲۵۸]

2	البقرة	178	اے ایمان والو فرض ہوا تم پر [قصاص] برابری کرنا مقتولوں میں [۲۵۹] آزاد کے بدلے آزاد [۲۶۰] اور غلام کے بدلے غلام [۲۶۱] اور عورت کےبدلے عورت [۲۶۲] پھر جس کو معاف کیا جائے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی تو تابعداری کرنی چاہیئے موافق دستور کے اور ادا کرنا چاہئے اس کو خوبی کے ساتھ [۲۶۳] یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی [۲۶۴] پھر جو زیادتی کرے اس فیصلہ کے بعد تو اس کے لئے ہے عذاب دردناک [۲۶۵]
2	البقرة	179	اور تمہارے واسطے قصاص میں بڑی زندگی ہے اے عقلمندو [۲۶۶] تاکہ تم بچتے رہو [۲۶۷]
2	البقرة	180	فرض کر دیا گیا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال وصیت کرنا ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کےلئے انصاف کے ساتھ یہ حکم لازم ہے پرہیز گاروں پر [۲۶۸]
2	البقرة	181	پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا تو اس کا گناہ انہی پر جنہوں نے اس کو بدلا بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے [۲۶۹]
2	البقرة	182	پھر جو کوئی خوف کرے وصیت کرنے والے سے طرفداری کا یا گناہ کا پھر ان میں باہم صلح کرا دے تو اس پر کچھ گناہ نہیں [۲۷۰] بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے[۲۷۱]
2	البقرة	183	اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر [۲۷۲] تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ [۲۷۳]
2	البقرة	184	چند روز ہیں گنتی کے [۲۷۴] پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اس پر ان کی گنتی ہے اور دنوں سے [۲۷۵] اور جن کو طاقت ہے روزہ کی انکے ذمہ بدلا ہے ایک فقیر کا کھانا [۲۷۶] پھر جو کوئی خوشی سے کرے نیکی تو اچھا ہےاسکے واسطے [۲۷۷] اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم سمجھ رکھتے ہو [۲۷۸]

2	البقرة	185	مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کو اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی [۲۷۹] سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اسکے [۲۸۰] اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیئے اور دنوں سے [۲۸۱] اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو [۲۸۲]
2	البقرة	186	اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں تو قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے تو چاہئے کہ وہ حکم مانیں میرا اور یقین لائیں مجھ پر تاکہ نیک راہ پر آئیں [۲۸۳]
2	البقرة	187	حلال ہوا تم کو روزہ کی رات میں بے حجاب ہونا اپنی عورتوں سے [۲۸۴] وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو انکی [۲۸۵] اللہ کو معلوم ہے کہ تم خیانت کرتے تھے اپنی جانوں سے [۲۸۶] سو معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے پھر ملو اپنی عورتوں سے اور طلب کرو اس کو جو لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے [۲۸۷] اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید صبح کی جدا دھاری سیاہ سے [۲۸۸] پھر پورا کرو روزہ کو رات تک [۲۸۹] اور نہ ملو عورتوں سے جب تک تم اعتکاف کرو مسجدوں میں [۲۹۰] یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی سو انکے نزدیک نہ جاؤ اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ بچتے رہیں [۲۹۱]
2	البقرة	188	اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق [۲۹۲] اور نہ پہنچاؤ انکو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کےمال میں سے ظلم کر کے [ناحق] اور تم کو معلوم ہے [۲۹۳]
2	البقرة	189	تجھ سے پوچھتےہیں حال نئے چاند کا [۲۹۴] کہہ دے کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے واسطے [۲۹۵] اور نیکی یہ نہیں کہ گھروں میں آؤ انکی پشت کی طرف سے اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو کوئی

			ڈرے اللہ سے اور گھروں میں آؤ دروازوں سے اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو [۲۹۶]
2	البقرة	190	اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے [۲۹۷] اور کسی پر زیادتی مت کرو [۲۹۸] بیشک اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے زیادتی کرنے والوں کو
2	البقرة	191	اور مار ڈالو ان کو جس جگہ پاؤ اور نکال دو ان کو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا [۲۹۹] اور دین سے بچلانا مار ڈالنے سے بھی زیادہ سخت ہے [۳۰۰] اور نہ لڑو ان سے مسجدالحرام کے پاس جب تک کہ وہ نہ لڑیں تم سے اس جگہ پھر اگر وہ خود ہی لڑیں تم سےتو ان کو مارو یہی ہے سزا کافروں کی [۳۰۱]
2	البقرة	192	پھر اگر وہ باز آئیں تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے [۳۰۲]
2	البقرة	193	اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور حکم رہے خدا تعالیٰ ہی کا پھر اگر وہ باز آئیں تو کسی پر زیادتی نہیں مگر ظالموں پر [۳۰۳]
2	البقرة	194	حرمت والا مہینہ بدلا (مقابل) ہے حرمت والے مہینے کا اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے زیادتی کی تم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے
2	البقرة	195	اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں [۳۰۵] اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو
2	البقرة	196	اورپورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے [۳۰۶] پھر اگر تم روک دیے جاؤ تو تم پر ہے جو کچھ کہ میسر ہو قربانی سے اور حجامت نہ کرو اپنے سروں کی جب تک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر [۳۰۷] پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کو تکلیف ہو سر کی تو بدلا دیوے روزے یا خیرات یا قربانی[۳۰۸] پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ کو ملا کر حج کے ساتھ تو اس پر ہے جو کچھ میسر ہو قربانی سے [۳۰۹] پھر جس کو قربانی نہ ملے تو روزے رکھے تین حج کےدنوں میں اور سات روزے جب لوٹو یہ دس روزےہو ئے پورے [۳۱۰] یہ حکم اس کے لئے ہے جسکے گھر والے نہ رہتے ہوں مسجد الحرام کے پاس [۳۱۱] اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے
2	البقرة	197	حج کے چند مہینے ہیں معلوم [۳۱۲] پھر جس نے لازم کر لیا ان میں حج تو بے حجاب ہونا جائز نہیں عورت سے اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانہ میں اور جو کچھ تم کرتے ہو نیکی اللہ اس کو جانتا ہے

[۲۱۳] اور زاد راہ لے لیا کرو کہ بیشک بہتر فائدہ زاد راہ کا بچنا ہے سوال سے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو [۳۱۴]

2	البقرة	198	کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا [۳۱۵] پھر جب طواف کے لئے لوٹو عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے [۳۱۶] اور اس کو یاد کرو جس طرح تم کو سکھلایا اور بیشک تم تھے اس سے پہلے ناواقف[۳۱۷]
2	البقرة	199	پھر طواف کے لئے پھرو جہاں سے سب لوگ پھریں اور مغفرت چاہو اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان [۳۱۸]
2	البقرة	200	پھر جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام کو تو یاد کرو اللہ کو جیسے تم یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو [۳۱۹] پھر کوئی آدمی تو کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں اور اس کے
2	البقرة	201	اور کوئی ان میں کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا لے ہم کو دوزخ کے عذاب سے
2	البقرة	202	انہی لوگوں کے واسطے حصہ ہے اپنی کمائی سے [۳۲۰] اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے [۳۲۱]
2	البقرة	203	اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے چند دنوں میں [۳۲۲] پھر جو کوئی جلد چلا گیا دو ہی دن میں تو اس پر گناہ نہیں اور جو کوئی رہ گیا تو اس پر بھی گناہ نہیں جو کہ ڈرتا ہے [۳۲۳] اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو بیشک تم سب اسکے پاس جمع ہو گے [۳۲۴]
2	البقرة	204	اور بعضا آدمی وہ ہے کہ پسند آتی ہے تجھ کو اس کی بات دنیا کی زندگانی کے کاموں میں اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر اور وہ سخت جھگڑالو ہے
2	البقرة	205	اور جب پھرے تیرے پاس سے تو دوڑتا پھرے ملک میں تاکہ اس میں خرابی ڈالے اور تباہ کرے کھیتیاں اور جانیں اور اللہ ناپسند کرتا ہے فساد کو
2	البقرة	206	اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو آمادہ کرےاس کو غرور گناہ پر سو کافی ہے اس کو دوزخ اور وہ بیشک برا ٹھکانہ ہے [۳۲۵]
2	البقرة	207	اور لوگوں میں ایک شخص وہ ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا جوئی میں [۳۲۶] اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر [۳۲۷]

2	البقرة	208	اے ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے [۳۲۸] اور مت چلو قدموں پر شیطان کے بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے [۳۲۹]
2	البقرة	209	پھر اگر تم بچلنے لگو اس کے بعد اس کہ پہنچ چکے تم کو صاف حکم تو جان رکھو کہ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا [۳۳۰]
2	البقرة	210	کیا وہ اسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ آوے ان پر اللہ ابر کے سائبانوں میں اور فرشتے اور طے ہو جاوے قصہ اور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے سب کام [۳۳۱]
2	البقرة	211	پوچھ بنی اسرائیل سے کس قدر عنایت کیں ہم نے انکو نشانیاں کھلی ہوئیں [۳۳۲] اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت بعد اس کے کہ پہنچ چکی ہو وہ نعمت اس کو تو اللہ کا عذاب سخت ہے [۳۳۳]
2	البقرة	212	فریفتہ کا ہے کافروں کو دنیا کی زندگی پر اور ہنستے ہیں ایمان والوں کو [۳۳۴] اور جو پرہیزگار ہیں وہ ان کافروں سے بالاتر ہو ں گے قیامت کے دن اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار [۳۳۵]
2	البقرة	213	تھے سب لوگو ایک دین پر پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے اور اتاری انکےساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے لوگوں میں جس بات میں وہ جھگڑا کریں اور نہیں جھگڑا ڈالا کتاب میں
2	البقرة	214	کیا تم کو یہ خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر نہیں گذرے حالات ان لوگوں جیسے جو ہو چکے تم سے پہلے کہ پہنچی انکو سختی اور تکلیف اور جھڑ جھڑائے گئے یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اس
2	البقرة	215	تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں [۳۳۸] کہہ دو کہ جو کچھ تم خرچ کرو مال سو ماں باپ کے لئے اور قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسافروں کے اور جو کچھ کرو گے تم بھلائی سو وہ بیشک اللہ کو خوب معلوم ہے [۳۳۹]
2	البقرة	216	فرض ہوئی تم پر لڑائی [۳۴۰] اور وہ بری لگتی ہے تم کو [۳۴۱] اور شاید کہ تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے [۳۴۲]
2	البقرة	217	تجھ سے پوچھتے ہیں مہینہ حرام کو کہ اس میں لڑنا کیسا [۳۴۳] کہہ دے لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے [۳۴۴] اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اس کو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا اسکے لوگوں کو وہاں سے اس سے بھی زیادہ گناہ ہے اللہ کے نزدیک [۳۴۵] اور لوگوں کو دین سے بچلانا قتل سے بھی بڑھ کر ہے [۳۴۶] اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر قابو پاویں [۳۴۷] اور جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے پھر مر جاوے حالت کفر ہی میں تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل دنیا اور آخرت میں اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے [۳۴۸]

2	البقرة	218	بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۳۴۹]
2	البقرة	219	تجه سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا [۳۵۰] کہدے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے [۳۵۱] اور تجه سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہدے جو بچے اپنے خرچ سے [۳۵۲] اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم تا کہ تم فکر کرو
2	البقرة	220	دنیا و آخرت کی باتوں میں [۳۵۳] اور تجه سے پوچھتے ہیں یتیموں کا حکم [۳۵۴] کہدے سنوارنا ان کے کام کا بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والے اور سنوارنے والے کو [۳۵۵] اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر مشقت ڈالتا [۳۵۶] بیشک اللہ زبردست ہے تدبیر والا [۳۵۷]
2	البقرة	221	اور نکاح مت کرو مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لے آئیں اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے مشرک بی بی سے اگرچہ وہ تم کو بھلی لگے اور نکاح نہ کر دو مشرکین سے جب تک وہ ایمان نے لے آویں اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ تم کو بھلا لگے [۳۵۸] وہ بلاتےہیں دوزخ کی طرف [۳۵۹] اور اللہ بلاتا ہے جنت کی اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتلاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو تاکہ وہ نصیحت قبول
2	البقرة	222	اور تجه سے پوچھتے ہیں حکم حیض کا کہدے وہ گندگی ہے سو تم الگ رہو عورتوں سے حیض کے وقت [۳۶۰] اور نزدیک نہ ہو ان کے جب تک پاک نہ ہوویں [۳۶۱] پھر جب خوب پاک ہو جاویں تو جاؤ ان کے پاس جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے [۳۶۲] بیشک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے [۳۶۳]

2	البقرة	223	تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو [۳۶۴] اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے [۳۶۵] اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم کو اس سے ملنا ہے اور خوشخبری سنا ایمان والوں کو
2	البقرة	224	اور مت بناؤ اللہ کے نام کو نشانہ اپنی قسمیں کھانے کے لئے کہ سلوک کرنے سے اور پرہیزگاری سے اور لوگوں میں صلح کرانے سے بچ جاؤ [۳۶۶] اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے [۳۶۷]
2	البقرة	225	نہیں پکڑتا تم کو اللہ بیہودہ قسموں پر تمہاری [۳۶۸] لیکن پکڑتا ہے تم کو ان قسموں پر کہ جن کا قصد کیا تمہارے دلوں نے [۳۶۹] اور اللہ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے [۳۷۰]
2	البقرة	226	جو لوگ قسم کھا لیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے انکے لئے مہلت ہے چار مہینے کی پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے
2	البقرة	227	اور اگر ٹھہرا لیا چھوڑ دینے کو تو بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے [۳۷۱]
2	البقرة	228	اور طلاق والی عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک اور ان کو حلال نہیں کہ چھپا رکھیں جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹ میں اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر [۳۷۲] اور ان کے خاوند حق رکھتے ہیں انکے لوٹا لینے کا اس مدت میں اگر چاہیں سلوک سے رہنا [۳۷۳] اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے [۳۷۴] اور اللہ زبردست ہے تدبیر والا
2	البقرة	229	طلاق رجعی ہے دو بار تک اسکے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے [۳۷۵] اور تم کو روا نہیں کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں سے مگر جبکہ خاوند عورت دونوں ڈریں اس بات سے کہ قائم نہ رکھ سکیں گے حکم اللہ کا [۳۷۶] پھر اگر تم لوگ ڈرو اس بات سے کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کا حکم تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر اس میں کہ عورت بدلہ دیکر چھوٹ جاوے [۳۷۷] یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں سو ان سے آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سےسو وہی لوگ ہیں ظالم [۳۷۸]
2	البقرة	230	پھر اگر اس عورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اسکے سوا پھر اگر طلاق دیدے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم
2	البقرة	231	اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچیں اپنی عدت تک [۳۸۰] تو رکھ لو ان کو موافق دستور کے یا چھوڑ دو ان کو بھلی طرف سے اور نہ روکے رکھو ان کو ستانے کے لئے تاکہ ان پر زیادتی کرو [۳۸۱] اور جو

ایسا کرے گا وہ بیشک اپنا ہی نقصان کرے گا اور مت ٹھہراؤ اللہ کے احکام
کو ہنسی اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور اس کو کہ جو اتاری تم
پر کتاب اور علم کی باتیں کہ تم کو نصیحت کرتا ہے اسکے ساتھ اور ڈرتے
رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے [۳۸۲]

2 البقرة 232 اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پورا کر چکیں اپنی عدت کو تو
آپ نہ روکو ان کو اس سے کہ نکاح کر لیں اپنے انہی خاوندوں سے جبکہ
راضی ہو جاویں آپس میں موافق دستور کے [۳۸۳] یہ نصیحت اس کو کی
جاتی ہے جو کہ تم میں سے ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر
[۳۸۴] اس میں تمہارے واسطے بڑی ستھرائی ہے اور بہت پاکیزگی اور اللہ
جانتا ہے اور تم نہیں جانتے [۳۸۵]

2 البقرة 233 اور بچے والی عورتیں دودھ پلاویں اپنے بچوں کو دو برس پوری جو کوئی
چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت [۳۸۶] اور لڑکے والے یعنی باپ پر
ہے کھانا اور کپڑا ان عورتوں کا موافق دستور کے تکلیف نہیں دی جاتی
کسی کو مگر اس کی گنجائش کے موافق نہ نقصان دیا جاوے ماں کو اس
کے بچہ کی وجہ سے اور نہ اس کو کہ جس کا وہ بچہ ہے یعنی باپ کو
اسکے بچہ کی وجہ سے [۳۸۷] اور وارثوں پر بھی یہ لازم ہے [۳۸۸] پھر
اگر ماں باپ چاہیں کہ دودھ چھڑا لیں یعنی دو برس کے اندر ہی اپنی رضا
اور مشورہ سے تو ان پر کچھ گناہ نہیں [۳۸۹] اور اگر تم لوگ چاہو کہ
دودھ پلواؤ کسی دایہ سے اپنی اولاد کو تو بھی تم پر کچھ گناہ نہیں جبکہ
حوالہ کر دو جو تم نے دینا ٹھہرایا تھا موافق دستور کے [۳۹۰] اور ڈرو اللہ
سے اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے

2 البقرة 234 اور جو لوگ مر جاویں تم میں سے اور چھوڑ جاویں اپنی عورتیں تو چاہئے
کہ وہ عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن
[۳۹۱] پھر جب پورا کر چکیں اپنی عدت کو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس بات
میں کہ کریں وہ اپنے حق میں قاعدہ کے موافق [۳۹۲] اور اللہ کو تمہارے
تمام کاموں کی خبر ہے

2 البقرة 235 اور کچھ گناہ نہیں تم پر اس میں کہ اشارہ میں کہو پیغام نکاح ان عورتوں کا
یا پوشیدہ رکھو اپنے دل میں اللہ کو معلوم ہے کہ تم البتہ ان عورتوں کا ذکر
کرو گے لیکن ان سے نکاح کا وعدہ نہ کر رکھو چھپ کر مگر یہی کہ
کہدو کوئی بات رواج شریعت کے موافق اور نہ ارادہ کرو نکاح کا یہاں تک
کہ پہنچ جاوے عدت مقررہ اپنی انتہا کو [۳۹۳] اور جان رکھو کہ اللہ کو
معلوم ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان

2 البقرة 236 کچھ گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دو تم عورتوں کو اس وقت کہ ان کو ہاتھ بھی
نہ لگایا ہو اور نہ مقرر کیا ہو ان کے لئے کچھ مہر اور ان کو کچھ خرچ دو
مقدور والے پر اس کے موافق ہے اور تنگی والے پر اس کے موافق جو

2 البقرة 237 اور اگر طلاق دو ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹھہرا چکے تھے تم ان
کے لئے مہر تو لازم ہوا آدھا اس کا کہ تم مقرر کر چکے تھے مگر یہ کہ
درگذر کریں عورتیں یا درگذر کرے وہ شخص کہ اس کے اختیار میں ہے

2 البقرة 238 خبردار رہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے اور کھڑے رہو اللہ
کے آگے ادب سے [۳۹۷]

2 البقرة 239 پھر اگر تم کو ڈر ہو کسی کا تو پیادہ پڑھ لو یا سوار پھر جس وقت تم امن
پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جس طرح کہ تم کو سکھایا ہے جس کو تم نہ
جانتےتھے [۳۹۸]

2	البقرة	240	اور جو لوگ تم میں سے مر جاویں اور چھوڑ جاویں اپنی عورتیں تو وہ وصیت کر دیں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک بغیر نکالنے کے گھر سے [۳۹۹] پھر اگر وہ عورتیں آپ نکل جاویں تو کچھ گناہ نہیں تم پر اس میں کہ کریں وہ عورتیں اپنے حق میں بھلی بات اور اللہ زبردست ہے حکمت والا [۴۰۰]
2	البقرة	241	اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ہے قاعدہ کے موافق لازم ہے پرہیزگاروں پر [۴۰۱]
2	البقرة	242	اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تمہارے واسطے اپنے حکم تاکہ تم سمجھ لو [۴۰۲]
2	البقرة	243	کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جو کہ نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے پھر فرمایا ان کو اللہ نے کہ مر جاؤ پھر ان کو زندہ کر دیا بیشک اللہ فضل کرنے والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ
2	البقرة	244	اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ بیشک خوب سنتا جانتا ہے
2	البقرة	245	کو ن شخص ہے ایسا جو کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض پھر دوگنا کر دے اللہ اس کو کئ گنا اور اللہ ہی تنگی کردیتا ہے اور وہی کشائش کرتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے [۴۰۴]
2	البقرة	246	کیا نہ دیکھا تو نے ایک جماعت بنی اسرائیل کو موسٰی کے بعد [۴۰۵] جب انہوں نےکہا اپنےنبی سے مقرر کر دو ہمارے لئے ایک بادشاہ تا کہ ہم لڑیں اللہ کی راہ میں پیغمبر نے کہا کیا تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تو تم اس وقت نہ لڑو وہ بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور ہم تو نکال دیے گئے اپنےگھروں سے اور بیٹوں سے پھر جب حکم ہوا ان کو لڑائی کا تو وہ سب پھر گئے مگر تھوڑے سے ان میں
2	البقرة	247	اور فرمایا ان سے ان کے نبی نے بیشک اللہ نے مقرر فرما دیا تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ کہنےلگے کیونکر ہو سکتی ہے اس کو حکومت ہم پر اور ہم زیادہ مستحق ہیں سلطنت کے اس سے اور اس کو نہیں ملی کشائش مال
2	البقرة	248	اور کہا بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے کہ طالوت کی سلطنت کی نشانی یہ ہے کہ آوے تمہارےپاس ایک صندوق کہ جس میں تسلی خاطر ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں ان میں سے جو چھوڑ
2	البقرة	249	پھر جب باہر نکلا طالوت فوجیں لے کر کہا بیشک اللہ تمہاری آزمائش کرتا ہے ایک نہر سے سو جس نے پانی پیا اس نہر کا تو وہ میرا نہیں اور جس نے اس کو نہ چکھا تو وہ بیشک میرا ہے مگر جو کوئی بھرےایک چلو
2	البقرة	250	اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اس کی فوجوں کے تو بولے اے رب ہمارےڈال دے ہمارے دلوں میں صبر اور جمائے رکھ ہمارے پاؤں اور مدد کر ہماری اس کافر قوم پر
2	البقرة	251	پھر شکست دی مومنوں نے جالوت کے لشکر کو اللہ کے حکم سے اور مار ڈالا داؤد نے جالوت کو اور دی داؤد کو اللہ نے سلطنت اور حکمت اور سکھایا ان کو جو چاہاا اور اگر نہ ہوتا دفع کرا دینا اللہ کا ایک کو دوسرے
2	البقرة	252	یہ آیتیں اللہ کی ہیں ہم تجھ کو سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور تو بیشک ہمارے رسولوں میں ہے [۴۱۱]
2	البقرة	253	یہ سب رسول فضیلت دی ہم نے ان میں بعض کو بعض سے کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے اور بلند کئے بعضوں کے درجے اور دیے ہم نے عیسٰی مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اس کو روح القدس یعنی جبریل سے [۴۱۲] اور اگر اللہ چاہتا تو نہ لڑتے وہ لوگ جو ہوئے ان پیغمبروں کے پیچھے بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کے پاس صاف حکم لیکن ان میں اختلاف پڑ گیا پھر کوئی تو ان میں ایمان لایا اور
2	البقرة	254	اے ایمان والو خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تم کو روزی دی پہلے اس دن کے آنے سے کہ جس میں نہ خرید و فرخت ہے اور نہ آشنائی اور نہ سفارش [۴۱۴] اور جو کافر ہیں وہی ہیں ظالم [۴۱۵]

2 البقرة 255 الله اس کے سوا کوئی معبود نہں زندہ ہے سب کا تھامنے والا [۴۱۶] نہیں
پکڑ سکتی اس کو اونگه اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچه آسمانوں اور زمین
میں ہے ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اجازت سے جانتا
ہے جو کچه خلقت کے روبرو ہے اور جو کچه انکے پیچھے ہے اور وہ
سب احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کا اس کی معلومات میں سے مگر جتنا
کہ وہی چاہے گنجائش ہے اس کی کرسی میں تمام آسمانوں اور زمین کو

2 البقرة 256 زبردستی نہں دین کے معاملہ میں بیشک جدا ہو چکی ہے ہدیات گمراہی
سے [۴۱۸] اب جو کوئی نہ مانےگمراہ کرنےوالوں کو اور یقین لاوےالله پر
تو اس نے پکڑ لیا حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں اور الله سب کچه سنتا
جانتا ہے [۴۱۹]

2 البقرة 257 الله مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی
طرف اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں ان کو
روشنی سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ

2 البقرة 258 کیا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے اس کے
رب کی بابت اسی وجہ سے کہ دی تھی الله نے اس کو سلطنت جب کہا
ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وہ بولا میں بھی

2 البقرة 259 یا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو کہ گذرا وہ ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا
اپنی چھتوں پر بولا کیونکر زندہ کرے گا اس کو الله مر گئے پیچھے پھر
مردہ رکھا اس شخص کو الله نے سو برس پھر اٹھایا اس کو [۴۲۱] کہا تو
کتنی دیر یہاں رہا بولا میں رہا ایک دن یا ایک دن سے کچه کم [۴۲۲] کہا
نہیں بلکہ تو رہا سو برس اب دیکه اپنا کھانا اور پینا سڑ نہیں گیا اور دیکه
اپنے گدھے کو اور ہم نے تجه کو نمونہ بنانا چاہا لوگوں کے واسطے اور
دیکه ہڈیوں کی طرف کہ ہم ان کو کس طرح ابھار کر جوڑ دیتےہیں پھر ان
پر پہناتے ہیں گوشت [۴۲۳] پھر جب اس پر ظاہر ہوا یہ حال تو کہہ اٹھا کہ
مجه کو معلوم ہے کہ بیشک الله ہر چیز پر قادر ہے [۴۲۴]

2 البقرة 260 اور یاد کر جب کہا ابراہیم نے اے پروردگار میرے دکھلا دے مجه کو کہ
کیونکر زندہ کرے گا تو مردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں
لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ تسکین ہو جاوے میرے دل کو [۴۲۵] فرمایا
تو پکڑ لے چار جانور اڑنے والے پھر انکو ہلا لے اپنے ساته پھر رکه دے
ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا پھر ان کو بلا چلے آویں گے
تیرے پاس دوڑتے [۴۲۶] اور جان لے کہ بیشک الله زبردست ہے حکمت
والا [۴۲۷]

2 البقرة 261 مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال الله کی راہ میں ایسی ہے
کہ جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور
الله بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے اور الله بینہایت بخشش کرنے والا ہے

2 البقرة 262 جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال الله کی راہ میں پھر خرچ کرنے کے بعد
نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں انہی کے لئے ہے ثواب ان کا اپنے
رب کے یہاں اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غمگین ہوں گے [۴۲۹]

2 البقرة 263 جواب دینا نرم اور درگذر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے پیچھے ہو
ستانا اور الله بے پروا ہے نہایت تحمل والا [۴۳۰]

2 البقرة 264 اے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکه کر اور ایذا دے کر
اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور
یقین نہیں رکھتا ہے الله پر اور قیامت کے دن پر [۴۳۱] سو اس کی مثال

			ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی ہے کچھ مٹی پھر برسا اس پر زور کا مینہ تو کر چھوڑا اس کو بالکل صاف کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نےکمایا اور اللہ نہیں دکھاتا سیدھی
2	البقرة	265	اور مثال ان کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی خوشی حاصل کرنے کو اور اپنے دلوں کو ثابت کر کر ایسی ہے جیسے ایک باغ ہے بلند زمین پر اس پر پڑا زور کا مینہ تو لایا وہ باغ اپنا پھل دو چند اور اگر نہ پڑا اس
2	البقرة	266	کیا پسند آتا ہے تم میں سے کسی کو یہ کہ ہووے اس کا ایک باغ کھجور اور انگور کا بہتی ہوں نیچے اس کے نہریں اس کو اس باغ میں اور بھی سب طرح کا میوہ حاصل ہو اور آ گیا اس پر بڑھاپا اور اس کی اولاد ہیں ضعیف
2	البقرة	267	اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے کہ جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے زمین سے اور قصد نہ کرو گندی چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو حالانکہ تم اس کو کبھی نہ
2	البقرة	268	شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو تنگدستی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے تم کو اپنی بخشش اور فضل کا اور اللہ بہت کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے [۴۳۶]
2	البقرة	269	عنایت کرتا ہے سمجھ جس کسی کو چاہے اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں [۴۳۷]
2	البقرة	270	اور جو خرچ کرو گے تم خیرات یا قبول کرو گے کو ئی منت تو بیشک اللہ کو سب معلوم ہے اور ظالموں کا کوئی مدگار نہیں [۴۳۸]
2	البقرة	271	اگر ظاہر کر کے دو خیرات تو کیا اچھی بات اور اگر اس کو چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو وہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور دور کرے گا کچھ گناہ تمہارے اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے [۴۳۹]
2	البقرة	272	تیرا ذمہ نہیں انکو راہ پر لانا اور لیکن اللہ راہ پر لاوے جس کو چاہے اور جو کچھ خرچ کرو گے تم مال سو اپنے ہی واسطے جب تک کہ خرچ کرو گے اللہ ہی کی رضاجوئی میں اور جو کچھ خرچ کرو گے خیرات سو پوری
2	البقرة	273	خیرات ان فقیروں کے لئے ہے جو رکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے ملک میں سمجھے ان کو ناواقف مالدار ان کے سوال نہ کرنے سے تو پہچانتا ہے ان کو انکے چہرہ سے نہیں سوال کرتے لوگوں سے لپٹ کر [۴۴۱] اور جو کچھ خرچ کرو گے کام کی چیز وہ بیشک اللہ کو معلوم ہے [۴۴۲]
2	البقرة	274	جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں رات کو اور دن کو چھپا کر اور ظاہر میں تو انکے لئے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے [۴۴۳]
2	البقرة	275	جو لوگ کھاتےہیں سود نہیں اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیے ہوں جن نے لپٹ کر یہ حالت انکی اس واسطے ہو گی کہ انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری اور حرام کیا ہے سود کو [۴۴۴] پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے واسطے ہے جو پہلے ہو چکا اور معاملہ اس کا اللہ کے
2	البقرة	276	مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو [۴۴۶] اور اللہ خوش نہیں کسی نا شکر گنہگار سے [۴۴۷]
2	البقرة	277	جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھا نماز کو اور دیتے رہے زکوٰۃ انکے لئے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے [۴۴۸]
2	البقرة	278	اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا [۴۴۹]

2	البقرة	279	پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے ہے اصل مال تمہارا نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر [۴۵۰]
2	البقرة	280	اور اگر ہے تنگدست تو مہلت دینی چاہیئے کشائش ہونے تک اور بخش دو تو بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو سمجھ ہو [۴۵۱]
2	البقرة	281	اور ڈرتے رہو اس دن سے کہ جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف پھر پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نےکمایا اور ان پر ظلم نہ ہو گا [۴۵۲]
2	البقرة	282	اے ایمان والو جب تم آپس میں معاملہ کرو ادھار کا کسی وقت مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو اور چاہئے کہ لکھ دے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے اور انکار نہ کرے لکھنے والا اس سے کہ لکھ دیوے جیسا سکھایا اس کو اللہ نے سو اس کو چاہئے کہ لکھ دے اور بتلاتا جاوے وہ شخص کہ جس پر قرض ہے اور ڈرے اللہ سے جو اس کا رب ہے اور کم نہ کرے اس میں سےکچھ [۴۵۳] پھر اگر وہ شخص کہ جس پر قرض ہے بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتلا سکتا تو بتلاوے کارگذار اس کا انصاف سے [۴۵۴] اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے کہ جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو یاد دلاوے اس کو وہ دوسری [۴۵۵] اور انکار نہ کریں گواہ جس وقت بلائے جاویں اور کاہلی نہ کرو اس کے لکھنے سے چھوٹا ہو معاملہ یا بڑا اس کی میعاد تک اس میں پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک اور بہت درست رکھنے والا ہے گواہی کو اور نزدیک ہے کہ شبہ میں نہ پڑو [۴۵۶] مگر یہ کہ سودا ہو ہاتھوں ہاتھ لیتے دیتے ہو اس کو آپس میں تو تم پر کچھ گناہ نہیں
2	البقرة	283	اور اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو گرو ہاتھ میں رکھنی چاہیئے پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہئے کہ پورا ادا کرے وہ شخص کہ جس پر اعتبار کیا اپنی امانت کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب
2	البقرة	284	اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر ظاہر کرو گے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے اس کو حساب لے گا اس کا تم سے اللہ پھر بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز
2	البقرة	285	مان لیا رسول نے جو کچھ اترا اس پر اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو
2	البقرة	286	اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اس کی گنجائش ہے اس کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ
3	آل عمران	1	الم
3	آل عمران	2	اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا [۱]
3	آل عمران	3	اتاری تجھ پر کتاب سچی [۲] تصدیق کرتی ہے اگلی کتابوں کی اور اتارا توریت اور انجیل کو
3	آل عمران	4	اس کتاب سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے [۳] اور اتارے فیصلے [۴] بیشک جو منکر ہوئے اللہ کی آیتوں سے انکے واسطے سخت عذاب ہے اور اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا [۵]

الله پر چھپی نہیں کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں [۶]	5	آل عمران	3
وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا زبردست ہے حکمت والا [۷]	6	آل عمران	3
وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم یعنی انکے معنیٰ واضح ہیں وہ اصل ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں متشابہ یعنی جنکے معنیٰ معلوم یا معین نہیں سو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی	7	آل عمران	3
اے رب نہ پھیر ہمارے دلوں کو جب تو ہم کو ہدایت کر چکا اور عنایت کر ہم کو اپنے پاس سے رحمت تو ہی ہے سب کچھ دینے والا [۹]	8	آل عمران	3
اے رب تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک دن جس میں کچھ شبہ نہیں بیشک الله خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ [۱۰]	9	آل عمران	3
بیشک جو لوگ کافر ہیں ہر گز کام نہ آویں گے ان کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد الله کے سامنے کچھ اور وہی ہیں ایندھن دوزخ کے [۱۱]	10	آل عمران	3
جیسے دستور فرعون والوں کا اور جو ان سے پہلے تھے جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو پھر پکڑا ان کو الله نے ان کے گناہوں پر اور الله کا عذاب سخت ہے [۱۲]	11	آل عمران	3
کہہ دے کافروں کو کہ اب تم مغلوب ہو گے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور کیا برا ٹھکانہ ہے [۱۳]	12	آل عمران	3
ابھی گذر چکا ہے تمہارے سامنے ایک نمونہ دو فوجوں میں جن میں مقابلہ ہوا ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے الله کی راہ میں اور دوسری فوج کافروں کی ہے دیکھتے ہیں یہ ان کو اپنے سے دو چند صریح آنکھوں سے اور الله	13	آل عمران	3
فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں [۱۵] اور بیٹے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے [۱۶] اور مویشی اور کھیتی یہ فائدہ اٹھانا ہے دنیا کی زندگی میں اور الله ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانہ [۱۷]	14	آل عمران	3
کہدے کیا بتاؤں میں تمکو اس سے بہتر پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے جاری ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور عورتیں ہیں ستھری [۱۸] اور رضامندی الله کی [۱۹] اور الله کی نگاہ میں ہیں بندے [۲۰]	15	آل عمران	3
وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ہیں سو بخش دے ہم کو گناہ ہمارے اور بچا ہم کو دوزخ کے عذب سے [۲۱]	16	آل عمران	3
وہ صبر کرنے والے ہیں اور سچے اور حکم بجا لانے والے اور خرچ کرنے والے اور گناہ بخشوانے والے پچھلی رات میں [۲۲]	17	آل عمران	3
الله نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا [۲۳] اور فرشتوں نے [۲۴] اور علم والوں نے بھی [۲۵] وہی حاکم انصاف کا ہے کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے زبردست ہے حکمت والا [۲۶]	18	آل عمران	3

بیشک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکمبرداری ہے [۲۷] اور مخالف نہیں ہوئے کتاب والے مگر جب ان کو معلوم ہو چکا آپس کی ضد اور حسد سے [۲۸] اور جو کوئی انکار کرے اللہ کے حکموں کا تو اللہ جلدی حساب لینے والا ہے [۲۹]	19	آل عمران 3
پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو کہہ دے میں نے تابع کیا اپنا منہ اللہ کے حکم پر اور انہوں نے بھی کہ جو میرے ساتھ ہیں [۳۰] اور کہہ دے کتاب والوں کو اور ان پڑھوں کو کہ تم بھی تابع ہوتے ہو پھر اگر وہ تابع ہوئے تو انہوں نے راہ پائی سیدھی اور اگر منہ پھریں تو تیرے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے [۳۱]	20	آل عمران 3
جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کرنے کا لوگوں میں سے سو خوشخبری سنا دے انکو عذاب دردناک کی	21	آل عمران 3
یہی ہیں جن کی محنت ضائع ہوئی دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار [۳۲]	22	آل عمران 3
کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جن کو ملا کچھ ایک حصہ کتاب کا [۳۳] ان کو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف تاکہ وہ کتاب ان میں حکم کرے پھر منہ پھیرتےہیں بعضے ان میں سےتغافل کر کے [۳۴]	23	آل عمران 3
یہ اس واسطے کہ کہتے ہیں وہ ہم کو ہرگز نہ لگے گی آگ دوزخ کی مگر چند دن گنتی کے اور بہکے ہیں اپنے دین میں اپنی بنائی باتوں پر [۳۵]	24	آل عمران 3
پھر کیا ہو گا حال جب ہم انکو جمع کریں گے ایک دن کہ اسکے آنے میں کچھ شبہ نہیں اور پورا پاوے گا ہر کوئی اپنا کیا [۳۶] اور انکی حق تلفی نہ ہو گی[۳۷]	25	آل عمران 3
تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے اور عزت دیوے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے [۳۸]	26	آل عمران 3
تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرے دن کو رات میں [۳۹] اور تو نکالے زندہ مردہ سے اور نکالے مردہ زندہ سے [۴۰] اور تو رزق دے جس کو چاہے بے شمار [۴۱]	27	آل عمران 3

نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم ان سے بچاؤ [۴۲] اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے [۴۳]	28	آل عمران 3
تو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا اسے ظاہر کرو گے جانتا ہے اس کو اللہ [۴۴] اور اس کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے [۴۵]	29	آل عمران 3
جس دن موجود پاوے گا ہر شخص جو کچھ کہ کی ہے اس نے نیکی اپنےسامنے اور جو کچھ کہ کی ہے اس نے برائی آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اس میں فرق پڑ جاوے دور کا [۴۶] اور اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے اور اللہ بہت مہربان ہے بندوں پر [۴۷]	30	آل عمران 3
تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۴۸]	31	آل عمران 3
تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر اعراض کریں تو اللہ کو محبت نہیں ہے کافروں سے [۴۹]	32	آل عمران 3
بیشک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو اور عمران کے گھر کو [۵۰] سارے جہان سے	33	آل عمران 3
جو اولاد تھے ایک دوسرے کی [۵۱] اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے [۵۲]	34	آل عمران 3
جب کہا عمران کی عورت نے کہ اے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد رکھ کر سو تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہی ہے اصل سننے والا جاننے والا [۵۳]	35	آل عمران 3
پھر جب اس کو جنا بولی اے رب میں نے تو اس کو لڑکی جنی [۵۴] اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا اور بیٹا نہ ہو جیسی وہ بیٹی [۵۵] اور میں نے اس کا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے [۵۶]	36	آل عمران 3
پھر قبول کیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول اور بڑھایا ا سکو اچھی طرح بڑھانا اور سپرد کی زکریا کو [۵۷] جس وقت آتے اس کے پاس زکریا حجرے میں پاتے اس کے پاس کچھ کھانا [۵۸] کہا اے مریم کہاں سے آیا تیرے پاس یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے قیاس [۵۹]	37	آل عمران 3

وہیں دعا کی زکریا نے اپنے رب سے کہا اے رب میرے عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بیشک تو سننے والا ہے دعا کا [۶۰]	38	آل عمران 3
پھر اس کو آواز دی فرشتوں نے جب وہ کھڑے تھے نماز میں حجرے کے اندر کہ اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے یحیٰی کی [۶۱] جو گواہی دے گا اللہ کے ایک حکم کی [۶۲] اور سردار ہو گا اور عورت کے پاس نہ جائے گا [۶۳] اور نبی ہو گا صالحین سے [۶۴]	39	آل عمران 3
کہا اے رب کہاں سے ہو گا میرے لڑکا اور پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا اور عورت میری بانجھ ہے فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہے [۶۵]	40	آل عمران 3
کہا اے رب مقرر کر میرے لئے کچھ نشانی [۶۶] فرمایا نشانی تیرے لئے یہ ہے کہ نہ بات کرے گا تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے [۶۷] اور یاد کر اپنے رب کو بہت اور تسبیح کر شام اور صبح [۶۸]	41	آل عمران 3
اور جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ کو سب جہان کی عورتوں پر [۶۹]	42	آل عمران 3
اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور سجدہ کر [۷۰] اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنےوالوں کے [۷۱]	43	آل عمران 3
یہ خبریں غیب کی ہیں جو ہم بھیجتے ہیں تجھکو [۷۲] اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پرورش میں لے مریم کو اور تو نہ تھا ان کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے [۷۳]	44	آل عمران 3
جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں [۷۴]	45	آل عمران 3
اور باتیں کرے گا لوگوں سے جبکہ ماں کی گود میں ہو گا اور جبکہ پوری عمر کا ہو گا اور نیک بختوں میں ہے [۷۵]	46	آل عمران 3
بولی اے رب کہاں سے ہو گا میرے لڑکا اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگایا کسی آدمی نے [۷۶] فرمایا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے [۷۷]	47	آل عمران 3

اور سکھاوےگا اس کو کتاب اور تہ کی باتیں اور تورات اور انجیل [۷۸] 48 آل عمران 3

اور کرے گا اس کو پیغمبر بنی اسرائیل کی طرف بیشک میں آیا ہوں تمہارےپاس نشانیاں لے کر تمہارے رب کی طرف سے [۷۹] کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا جانور اللہ کے حکم سے [۸۰] اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے [۸۱] اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھر میں [۸۲] اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو 49 آل عمران 3

اور سچا بتاتا ہوں اپنےسے پہلی کتاب کو جو توریت ہے اور اس واسطے کہ حلال کر دوں تم کو بعضی وہ چیزیں جو حرام تھیں تم پر [۸۳] اور آیا ہوں تمہارے پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو [۸۴] 50 آل عمران 3

بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو یہی راہ سیدھی ہے [۸۵] 51 آل عمران 3

پھر جب معلوم کیا عیسٰی نے بنی اسرائیل کا کفر [۸۶] بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں [۸۷] کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کی [۸۸] ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا [۸۹] 52 آل عمران 3

اے رب ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اتاری اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں [۹۰] 53 آل عمران 3

اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے [۹۱] 54 آل عمران 3

جس وقت کہا اللہ نے اے عیسٰی میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کروں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں غالب ان سے جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک پھر 55 آل عمران 3

سو وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار 56 آل عمران 3

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام نیک کئے سو انکو پورا دے گا ان کا حق اور اللہ کو خوش نہیں آتے بے انصاف [۹۲] 57 آل عمران 3

یہ پڑھ کو سناتے ہیں ہم تجھ کو آیتیں اور بیان تحقیقی	58	آل عمران	3
بیشک عیسٰی کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم کی بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو کہ ہو جا وہ ہو گیا [۹۳]	59	آل عمران	3
حق وہ ہے جو تیرا رب کہے پھر تو مت رہ شک لانے والوں سے [۹۴]	60	آل عمران	3
پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس قصہ میں بعد اس کے کہ آ چکی تیرے پاس خبر سچی تو تو کہدے آؤ بلادیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر	61	آل عمران	3
بیشک یہی ہے بیان سچا اور کسی کی بندگی نہیں ہے سوا اللہ کے [۹۶] اور اللہ جو ہے وہی ہے زبردست حکمت والا [۹۷]	62	آل عمران	3
پھر اگر قبول نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہے فساد کرنے والے [۹۸]	63	آل عمران	3
تو کہہ اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں اور تم میں کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھہراویں اس کا کسی کو اور نہ بناوے کوئی کسی کو رب سوا اللہ کے [۹۹] پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہہ دو گواہ رہو کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں [۱۰۰]	64	آل عمران	3
اے اہل کتاب کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم کی بابت اور توریت اور انجیل تو اتریں اس کے بعد کیا تم کو عقل نہیں	65	آل عمران	3
سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات میں تم کو کچھ خبر تھی اب کیوں جھگڑتے ہو جس بات میں تم کو کچھ خبر نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے [۱۰۱]	66	آل عمران	3
نہ تھا ابراہیم یہودی اور نہ تھا نصرانی لیکن تھا حنیف یعنی سب جھوٹے مذہبوں سے بیزار اور حکم بردار اور نہ تھا مشرک [۱۰۲]	67	آل عمران	3
لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو ساتھ اس کے تھے اور اس نبی کو اور جو ایمان لائے اس نبی پر [۱۰۳] اور اللہ والی ہے مسلمانوں کا [۱۰۴]	68	آل عمران	3
آرزو ہے بعضے اہل کتاب کو کہ کسی طرح گمراہ کریں تم کو اور گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے [۱۰۵]	69	آل عمران	3
اے اہل کتاب کیوں انکار کرتے ہو اللہ کے کلام کا اور تم قائل ہو [۱۰۶]	70	آل عمران	3
اے اہل کتاب کیوں ملاتے ہو سچ میں جھوٹ اور چھپاتے ہو سچی بات جان کر [۱۰۷]	71	آل عمران	3
اور کہا بعضے اہل کتاب نے مان لو جو کچھ اترا مسلمانوں پر دن چڑھے اور منکر ہو جاؤ آخر دن میں شاید وہ پھر جاویں [۱۰۸]	72	آل عمران	3

3 آل عمران 73 اور نہ مانیو مگر اسی کی جو چلے تمہارےدین پر [۱۰۹] کہدے کہ بیشک ہدایت وہی ہے جو اللہ ہدایت کرے [۱۱۰] اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اور کسی کو بھی کیوں مل گیا جسیا کچھ تم کو ملا تھا یا وہ غالب کیوں آ گئے تم پر تمہارے رب کے آگے [۱۱۱] تو کہہ بڑائی اللہ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ بہت گنجائش والا ہے خبردار

3 آل عمران 74 خاص کرتا ہے اپنی مہربانی جس پر چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے [۱۱۲]

3 آل عمران 75 اور بعضے اہل کتاب میں وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس امانت رکھے ڈھیر مال کا تو ادا کر دیں تجھ کو اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ اگر تو انکے پاس امانت رکھے ایک اشرفی تو ادا نہ کریں تجھ کو مگر جب تک کہ تو رہے اس کے سر پر کھڑا [۱۱۳] یہ اس واسطے کہ انہوں کے کہہ رکھا ہے کہ نہیں ہے ہم پر امی لوگوں کے حق لینے میں کچھ گناہ [۱۱۴] اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ جانتے ہیں [۱۱۵]

3 آل عمران 76 کیوں نہیں جو کوئی پورا کرے اپنا قرار اور پرہیز گار ہے تو اللہ کو محبت ہے پرہیزگاروں سے [۱۱۶]

3 آل عمران 77 جو لوگ مول لیتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا سا مول [۱۱۷] ان کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کرے گا انکی طرف قیامت کے دن اور نہ پاک کرے گا ان کو اور انکے واسطے عذاب ہے دردناک [۱۱۸]

3 آل عمران 78 اور ان میں ایک فریق ہے کہ زبان مڑوڑ کر پڑھتے ہیں کتاب تاکہ تم جانو کہ وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں کتاب میں اور کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہے اور وہ نہیں اللہ کا کہا [۱۱۹] اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں جان کر

3 آل عمران 79 کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دیوے کتاب اور حکمت اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر [۱۲۰] لیکن یوں کہے کہ تم اللہ والے ہو جاؤ جیسے کہ تم سکھلاتے تھے کتاب اور جیسے کہ تم آپ بھی پڑھتے تھے اسے [۱۲۱]

3 آل عمران 80 اور نہ یہ کہے تم کو کہ ٹھہرا لو فرشتوں کو اور نبیوں کو رب [۱۲۲] کیا تم کو کفر سکھائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو [۱۲۳]

3 آل عمران 81 اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا بولے ہم نے اقرار کیا [۱۲۴] فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں [۱۲۵]

3 آل عمران 82 پھر جو کوئی پھر جاوے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں نافرمان [۱۲۶]

اب کوئی اور دین ڈھونڈھتے ہیں سوا دین اللہ کے اور اسی کے حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے [۱۲۷] اور اسی کی طرف سب پھر جاویں گے [۱۲۸]	83	آل عمران 3
تو کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ اترا ہم پر اور جو کچھ اترا ابراہیم پر اور اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسٰی کو اور عیسٰی کو اور جو ملا سب نبیوں کو انکے پروردگار کی	84	آل عمران 3
اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہر گز قبول نہ ہو گا [۱۳۰] اور وہ آخرت میں خراب ہے [۱۳۱]	85	آل عمران 3
کیونکر راہ دے گا اللہ ایسے لوگوں کو کہ کافر ہو گئے ایمان لا کر اور گواہی دے کر کہ بیشک رسول سچا ہے اور آئیں ان کے پاس نشانیاں روشن اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو [۱۳۲]	86	آل عمران 3
ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی [۱۳۳]	87	آل عمران 3
ہمیشہ رہیں گے اس میں [۱۳۴] نہ ہلکا ہو گا ان سے عذاب اور نہ ان کو فرصت ملے [۱۳۵]	88	آل عمران 3
مگر جنہوں نے توبہ کی اس کےبعد اور نیک کام کئے تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے [۱۳۶]	89	آل عمران 3
جو لوگ منکر ہوئے مان کر پھر بڑھتے رہے انکار میں ہر گز قبول نہ ہوگی ان کی توبہ اور وہی ہیں گمراہ [۱۳۷]	90	آل عمران 3
جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے کافر ہی تو ہر گز قبول نہ ہوگا کسی ایسے سے زمین بھر کو سونا [۱۳۸] اور اگرچہ بدلا دیوے اس قدر سونا ان کو عذاب دردناک ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار [۱۳۹]	91	آل عمران 3
ہر گز حاصل نہ کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ اور جو چیز خرچ کرو گے سو اللہ کو معلوم ہے [۱۴۰]	92	آل عمران 3
سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو مگر وہ جو حرام کر لی تھی اسرائیل نے اپنے اوپر توریت نازل ہونے سے پہلے [۱۴۱] تو کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر سچے ہو [۱۴۲]	93	آل عمران 3
پھر جو کوئی جوڑے اللہ پر جھوٹ اس کے بعد تو وہی ہیں بڑے بے انصاف [۱۴۳]	94	آل عمران 3
تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہو جاؤ دین ابراہیم کے جو ایک ہی کا ہو رہا تھا اور نہ تھا شرک کرنے والا [۱۴۴]	95	آل عمران 3

بیشک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے [۱۴۵] برکت والا اور ہدایت جہان کے لوگوں کو	96	آل عمران 3
اس میں نشانیاں ہیں ظاہر جیسے مقام ابراہیم اور جو اس کے اندر آیا اس کو امن ملا [۱۴۶] اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اسکی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پروا نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی [۱۴۷]	97	آل عمران 3
تو کہہ اے اہل کتاب کیوں منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور اللہ کے روبرو ہے جو تم کرتے ہو [۱۴۸]	98	آل عمران 3
تو کہہ اے اہل کتاب کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے ایمان لانے والوں کو کہ ڈھونڈتے ہو اس میں عیب اور تم خود جانتے ہو اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کام سے [۱۴۹]	99	آل عمران 3
اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے بعضے اہل کتاب کا تو پھر کر دیں گے وہ تم کو ایمان لائے پیچھے کافر [۱۵۰]	100	آل عمران 3
اور تم کس طرح کافر ہوتے ہو اور تم پر پڑھی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی اور تم میں اس کا رسول ہے اور جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو تو اس کو ہدایت ہوئی سیدھے رستہ کی [۱۵۱]	101	آل عمران 3
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیئے اس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر مسلمان [۱۵۲]	102	آل عمران 3
اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو [۱۵۳] اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب کہ تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی [۱۵۴] اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے پھر تم کو اس سے نجات دی [۱۵۵] اسی طرح کھولتا ہے اللہ تم پر آیتیں تاکہ تم راہ پاؤ [۱۵۶]	103	آل عمران 3
اور چاہیئے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کریں برائی سے اور وہی پہنچے اپنی مراد کو [۱۵۷]	104	آل عمران 3
اور مت ہو ان کی طرح جو متفرق ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کو حکم صاف اور ان کو بڑا عذاب ہے [۱۵۸]	105	آل عمران 3
جس دن کہ سفید ہوں گے بعضے منہ اور سیاہ ہوں گے بعضے منہ [۱۵۹] سو وہ لوگ کہ سیاہ ہوئے منہ ان کے ان سے کہا جائے گا کیا تم کافر ہو گئے ایمان لا کر [۱۶۰] اب چکھو عذاب بدلا اس کفر کرنے کا	106	آل عمران 3
اور وہ لوگ کہ سفید ہوئے منہ ان کے سو رحمت میں ہیں اللہ کی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے [۱۶۱]	107	آل عمران 3
یہ حکم ہیں اللہ کے ہم سناتے ہیں تجھ کو ٹھیک ٹھیک اور اللہ ظلم کرنا نہیں چاہتا خلقت پر [۱۶۲]	108	آل عمران 3

3	آل عمران	109	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں اور اللہ کی طرف رجوع ہے ہر کام کا [۱۶۳]
3	آل عمران	110	تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئ عالم میں [۱۶۴] حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے [۱۶۵] اور ایمان لاتے ہو اللہ پر [۱۶۶] اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو ان کے لئے بہتر تھا کچھ تو ان میں سے ہیں ایمان پر اور اکثر ان میں نافرمان ہیں [۱۶۷]
3	آل عمران	111	وہ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا مگر ستانا زبان سے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ دیں گے پھر ان کی مدد نہ ہو گی [۱۶۸]
3	آل عمران	112	ماری گئ ان پر ذلت جہاں دیکھے جائیں سوائے دست آویز اللہ کے اور دست آویز لوگوں کے [۱۶۹] اور کمایا انہوں نے غصہ اللہ کا اور لازم کر دی گئ انکے اوپر حاجت مندی یہ اس واسطے کہ وہ انکار کرتے رہے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرتے رہے ہیں پیغمبروں کو ناحق یہ اس واسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور حد سے نکل گئے [۱۷۰]
3	آل عمران	113	وہ سب برابر نہیں اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدے کرتے ہیں
3	آل عمران	114	ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور حکم کرتے ہیں اچھی بات کا اور منع کرتے ہیں برے کاموں سے اور دوڑتے ہیں نیک کاموں پر اور وہی لوگ نیک بخت ہیں [۱۷۱]
3	آل عمران	115	اور جو کچھ کریں گے وہ لوگ نیک کام اس کی ہرگز ناقدری نہ ہو گی [۱۷۲] اور اللہ کو خبر ہے پرہیزگاروں کی [۱۷۳]
3	آل عمران	116	وہ لوگ جو کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے ان کو ان کےمال اور نہ اولاد اللہ کے آگے کچھ اور وہی لوگ رہنے والے ہیں آگ میں دوزخ کی وہ اس آگ میں ہمیشہ رہیں گے
3	آل عمران	117	جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں اس کی مثال جیسے ایک ہوا کہ اس میں ہو پالا جا لگی کھیتی کو اس قوم کی کہ انہوں نے اپنے حق میں برا کیا تھا پھر اس کو نابود کر گئ [۱۷۴] اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں [۱۷۵]
3	آل عمران	118	اے ایمان والو نہ بناؤ بھیدی کسی کو اپنوں کےسوا وہ کمی نہیں کرتےتمہاری خرابی میں انکی خوشی ہےتم جس قدر تکلیف میں رہو نکلی پڑتی ہےدشمنی انکی زبان سےاور جو کچھ مخفی ہے انکے جی میں وہ اس
3	آل عمران	119	سن لو تم لوگ ان کے دوست ہو اور وہ تمہارےدوست نہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو [۱۷۷] اور جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں [۱۷۸] اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے [۱۷۹] تو کہہ مرو تم اپنے غصہ میں [۱۸۰] اللہ کو خوب معلوم ہیں دلوں کی باتیں [۱۸۱]

اگر تم کو ملے کچھ بھلائی تو بری لگی ہے ان کو اور اگر تم پر پہنچے کوئی برائی تو خوش ہو ں اس سے [۱۸۲] اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو کچھ نہ بگڑے گا تمہارا ان کے فریب سے بیشک جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے [۱۸۳]	120	آل عمران 3
اور جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھلانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے	121	آل عمران 3
جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہیئے بھروسہ کریں مسلمان	122	آل عمران 3
اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم احسان مانو [۱۸۴]	123	آل عمران 3
جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو کیا تم کو کافی نہیں کہ تمہاری مدد کو بھیجے رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترنے والے [۱۸۵]	124	آل عمران 3
البتہ اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر [۱۸۶]	125	آل عمران 3
اور یہ تو اللہ نے تمہارےدل کی خوشی کی اور تاکہ تسکین ہو تمہارے دلوں کو اس سے اور مدد ہے صرف اللہ ہی کی طرف سے جو کہ زبردست ہے حکمت والا [۱۸۷]	126	آل عمران 3
تاکہ ہلاک کرے بعضے کافروں کو یا انکو ذلیل کرے تو پھر جاویں محروم ہو کر [۱۸۸]	127	آل عمران 3
تیرا اختیار کچھ نہیں یا انکو توبہ دیوے خدائے تعالیٰ یا انکو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں [۱۸۹]	128	آل عمران 3
اور اللہ ہی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے بخش دے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۹۰]	129	آل عمران 3
اے ایمان والو مت کھاؤ سود [۱۹۱] دونے پر دونا [۱۹۲] اور ڈرو اللہ سے تاکہ تمہارا بھلا ہو [۱۹۳]	130	آل عمران 3
اور بچو اس آگ سے جو تیار ہوئی کافروں کے واسطے [۱۹۴]	131	آل عمران 3

اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا تاکہ تم پر رحم ہو [۱۹۵]	132	آل عمران 3
اور دوڑو بخشش کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف [۱۹۶] جس کا عرض ہے آسمان اور زمین [۱۹۷] تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے	133	آل عمران 3
جو خرچ کئے جاتے ہیں خوشی میں اور تکلیف میں [۱۹۸] اور دبا لیتےہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو [۱۹۹]	134	آل عمران 3
اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا برا کام کریں اپنے حق میں [۲۰۰] تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے گناہ بخشنے والا سوا اللہ کے اور اڑتے نہیں اپنے کئے پر اور وہ جانتے	135	آل عمران 3
انہی کی جزاء ہے بخشش ان کے رب کی اور باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ ان باغوں میں اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنے والوں کی [۲۰۱]	136	آل عمران 3
ہو چکے ہیں تم سے پہلے واقعات سو پھرو زمین میں اور دیکھو کہ کیا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا [۲۰۲]	137	آل عمران 3
یہ بیان ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ہے ڈرنے والوں کو [۲۰۳]	138	آل عمران 3
اور سست نہ رہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو [۲۰۴]	139	آل عمران 3
اگر پہنچا تم کو زخم تو پہنچ چکا ہے ان کو بھی زخم ایسا ہی اور یہ دن باری باری بدلتے رہتے ہیں ہم ان کو لوگوں میں [۲۰۵] اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے [۲۰۶] اور کرے تم میں سےشہید اور اللہ کو محبت نہیں ظلم کرنے والوں سے [۲۰۷]	140	آل عمران 3
اور اس واسطے کہ پاک صاف کرے اللہ ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو [۲۰۸]	141	آل عمران 3
کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو [۲۰۹]	142	آل عمران 3
اور تم تو آرزو کرتے تھے مرنے کی اس کی ملاقات سے پہلے سو اب دیکھ لیا تم نے اس کو آنکھوں کے سامنے [۲۱۰]	143	آل عمران 3
اور محمد تو ایک رسول ہے ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا الٹے پاؤں تو ہر گز نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دے گا شکر	144	آل عمران 3
اور کوئی مر نہیں سکتا بغیر حکم اللہ کے لکھا ہوا ہے ایک وقت مقرر [۲۱۲] اور جو کوئی چاہے گا بدلہ دنیا کا دیویں گے ہم اس کو دنیا ہی سے [۲۱۳] اور جو کوئی چاہے گا بدلہ آخرت کا اس میں سےدیویں گے ہم اسکو	145	آل عمران 3

[۲۱۴] اور ہم ثواب دیں گے احسان ماننے والوں کو [۲۱۵]

اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں اور نہ سست ہوئے ہیں اور نہ دب گئے ہیں اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے	146	آل عمران 3
اور کچھ نہیں بولے مگر یہی کہا کہ اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر [۲۱۷]	147	آل عمران 3
پھر دیا اللہ نے ان کو ثواب دنیا کا اور خوب ثواب آخرت کا اور اللہ محبت رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں سے [۲۱۸]	148	آل عمران 3
اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو پھیر دیں گے الٹے پاؤں پھر جا پڑو گے تم نقصان میں [۲۱۹]	149	آل عمران 3
بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور اس کی مدد سب سے بہتر ہے [۲۲۰]	150	آل عمران 3
اب ڈالیں گے ہم کافروں کے دل میں ہیبت اس واسطے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے ظالموں کا [۲۲۱]	151	آل عمران 3
اور اللہ تو سچا کر چکا تم سے اپنا وعدہ جب تم قتل کرنے لگے انکو اسکے حکم سے [۲۲۲] یہاں تک کہ جب تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی [۲۲۳] بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوشی کی چیز کوئی تم میں سے چاہتا تھا دنیا اور کوئی تم میں چاہتا تھا آخرت [۲۲۴] پھر تم کو الٹ دیا ان پر سے تاکہ تم کو آزماوے [۲۲۵] اور وہ تو تم کو معاف کر چکا [۲۲۶] اور اللہ کا فضل ہے ایمان والوں پر [۲۲۷]	152	آل عمران 3
جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور پیچھے پھر کر نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول پکارتا تھا تم کو تمہارے پیچھے سے [۲۲۸] پھر پہنچا تم کو غم عوض میں غم کے تاکہ تم غم نہ کیا کرو اس پر جو ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اس پر کہ جو کچھ پیش آ جاوے [۲۲۹] اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی [۲۳۰]	153	آل عمران 3

3 آل عمران 154 پھر تم پر اتارا تنگی کے بعد امن کو جو اونگه تھی کہ ڈھانک لیا اس اونگه
نے بعضوں کو تم میں سے [۲۳۱] اور بعضوں کو فکر پڑ رہا تھا اپنی جان
کا [۲۳۲] خیال کرتےتھے اللہ پر جھوٹے خیال جاہلوں جیسے [۲۳۳] کہتے
تھے کچه بھی کام ہے ہمارے ہاته میں [۲۳۴] تو کہہ سب کام ہے اللہ کے
ہاته [۲۳۵] وہ اپنے جی میں چھپاتے ہیں جو تجه سے ظاہر نہیں کرتے
کہتے ہیں اگر کچه کام ہوتا ہمارے ہاته تو ہم مارےنہ جاتے اس جگہ [۲۳۶]
تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں البتہ باہر نکلتےجن پر لکه دیا تھا مارا
جانا اپنے پڑاؤ پر [۲۳۷] اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچه تمہارےجی میں ہے
اور صاف کرنا تھا اس کا جو تمہارے دل میں ہے اور اللہ جانتا ہے دلوں
کے بھید [۲۳۸]

3 آل عمران 155 جو لوگ تم میں سے ہٹ گئے جس دن لڑیں دو فوجیں سو انکو بہکا دیا
شیطان نے ان کے گناہ کی شامت سے اور ان کو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے
والا ہے تحمل کرنے والا[۲۳۹]

3 آل عمران 156 اے ایمان والو تم نہ ہو ان کی طرح جو کافر ہوئے [۲۴۰] اور کہتےہیں
اپنے بھائیوں کو [۲۴۱] جب وہ سفر کو نکلیں ملک میں یا ہوں جہاد میں اگر
رہتے ہمارے پاس تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ اللہ ڈالے اس گمان
سے افسوس ان کے دلوں میں [۲۴۲] اور اللہ ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے
[۲۴۳] اور اللہ تمہارے سب کام دیکھتا ہے [۲۴۴]

3 آل عمران 157 اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ میں یا مر گئے [۲۴۵] تو بخشش اللہ کی
اور مہربانی اسکی بہتر ہے اس چیز سے جو وہ جمع کرتے ہیں

3 آل عمران 158 اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو البتہ اللہ ہی کے آگے اکٹھے ہو گے تم
سب [۲۴۶]

3 آل عمران 159 سو کچه اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو اور اگر تو ہوتا
تندخو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے سو تو ان کو معاف کر
اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور ان سے مشورہ لے کام میں پھر جب

3 آل عمران 160 اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا اور اگر مدد
نہ کرے تمہاری تو پھر ایسا کون ہے جو مدد کر سکے تمہاری اس کے بعد
اور اللہ ہی پر بھروسا چاہئے مسلمانوں کو [۲۴۸]

3 آل عمران	161	اور نبی کا کام نہیں کہ کچھ چھپا رکھے اور جو کوئی چھپاوے گا وہ لائے گا اپنی چھپائی چیز دن قیامت کے پھر پورا پاوے گا ہر کوئی جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہو گا [۲۴۹]
3 آل عمران	162	کیا ایک شخص جو تابع ہے اللہ کی مرضی کا برابر ہو سکتا ہے اسکے جس نے کمایا غصہ اللہ کا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پہنچا [۲۵۰]
3 آل عمران	163	لوگوں کے مختلف درجے ہیں اللہ کے ہاں اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ کرتے ہیں [۲۵۱]
3 آل عمران	164	اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی میں کا [۲۵۲] پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے انکو یعنی شرک وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے انکو کتاب اور کام کی بات اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے [۲۵۳]
3 آل عمران	165	کیا جس وقت پہنچی تم کو ایک تکلیف کہ تم پہنچا چکے ہو اس سے دوچند تو کہتے ہو یہ کہاں سے آئی [۲۵۴] تو کہہ دے یہ تکلیف تم کو پہنچی تمہاری ہی طرف سے [۲۵۵] بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے
3 آل عمران	166	اور جو کچھ تم کو پیش آیا اس دن کہ ملیں دو فوجیں سو اللہ کے حکم سے اور اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو
3 آل عمران	167	اور تاکہ معلوم کرے ان کو جو منافق تھے [۲۵۶] اور کہا گیا ان کو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دفع کرو دشمن کو [۲۵۷] بولے اگر ہم کو معلوم ہو لڑائی تو البتہ تمہارےساتھ رہیں [۲۵۸] وہ لوگ اس دن کفر کے قریب ہیں بہ نسبت ایمان کے [۲۵۹] کہتےہیں اپنے منہ سے جو نہیں ان کے دل میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں [۲۶۰]
3 آل عمران	168	وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے ہیں اگر وہ ہماری بات مانتے تو مارے نہ جاتے [۲۶۱] تو کہہ دے اب ہٹا دیجو اپنے اوپر سے موت کو اگر تم سچے ہو [۲۶۲]
3 آل عمران	169	اور تو نہ سمجھ ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے
3 آل عمران	170	خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہیں انکی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے ان کے پاس ان کے پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر اور نہ انکو غم
3 آل عمران	171	خوش وقت ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی [۲۶۳]

جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا بعد اس کے کہ پہنچ چکے تھے ان کو زخم جو ان میں نیک ہیں اور پرہیزگار ان کو ثواب بڑا ہے 172 آل عمران 3

جن کو کہا لوگوں نے کہ مکہ والے آدمیوں نے جمع کیا ہے سامان تمہارے مقابلہ کو سو تم ان سے ڈرو تو اور زیادہ ہوا ان کا ایمان اور بولے کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے [۲۶۴] 173 آل عمران 3

پھر چلے آئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ پہنچی ان کو برائی اور تابع ہوئے اللہ کی مرضی کے اور اللہ کا فضل بڑا ہے [۲۶۵] 174 آل عمران 3

یہ جو ہے سو شیطان ہے کہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے سو تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو [۲۶۶] 175 آل عمران 3

اور غم میں نہ ڈالیں تجھ کو وہ لوگ جو دوڑتے ہیں کفر کی طرف وہ نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو فائدہ نہ دے آخرت میں اور ان کے لئے عذاب ہے بڑا [۲۶۷] 176 آل عمران 3

جنہوں نے مول لیا کفر کو ایمان کے بدلے وہ نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اور انکے لئے عذاب ہے دردناک [۲۶۸] 177 آل عمران 3

اور یہ نہ سمجھیں کافر کہ ہم جو مہلت دیتے ہیں ان کو کچھ بھلا ہے ان کے حق میں ہم تو مہلت دیتے ہیں ان کو تاکہ ترقی کریں وہ گناہ میں اور ان کے لئے عذاب ہے خوار کرنے والا [۲۶۹] 178 آل عمران 3

اللہ وہ نہیں کہ چھوڑ دےمسلمانوں کو اس حالت پر جس پر تم ہو جب تک کہ جدا نہ کر دے ناپاک کو پاک سے اور اللہ نہیں ہے کہ تم کو خبر دے غیب کی لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں جس کو چاہے [۲۷۰] سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر اور اگر تم یقین پر رہو اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے [۲۷۱] 179 آل عمران 3

اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے انکو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے انکے حق میں بلکہ یہ بہت برا ہے انکے حق میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا انکے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن [۲۷۲] اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا [۲۷۳] اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے [۲۷۴] 180 آل عمران 3

بیشک اللہ نے سنی ان کی بات جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار [۲۷۵] اب لکھ رکھیں گے ہم انکی بات اور جو خون کئے ہیں انہوں نے انبیاء کے ناحق اور کہیں گے چکھو عذاب جلتی آگ کا [۲۷۶] 181 آل عمران 3

یہ بدلہ اس کا ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجا اور اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر [۲۷۷] 182 آل عمران 3

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم کو کہہ رکھا ہے کہ یقین نہ کریں کسی رسول کا جب تک نہ لاوے ہمارے پاس قربانی کہ کھا جائے اس کو آگ [۲۷۸] تو کہہ تم میں آ چکے کتنے رسول مجھ سے پہلے نشانیاں لے کر اور یہ بھی جو تم نے کہا پھر ان کو کیوں قتل کیا تم نے اگر تم سچے ہو [۲۷۹] 183 آل عمران 3

پھر اگر یہ تجھ کو جھٹلاویں تو پہلے تجھ سے جھٹلائے گئے بہت رسول جو لائے نشانیاں اور صحیفے اور کتاب روشن [۲۸۰] 184 آل عمران 3

3 آل عمران 185 ہر جی کو چکھنی ہے موت اور تم کو پورے بدلے ملیں گے قیامت کے دن [۲۸۱] پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اس کا کام تو بن گیا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی [۲۸۲]

3 آل عمران 186 البتہ تمہاری آزمائش ہو گی مالوں میں اور جانوں میں اور البتہ سنو گے تم اگلی کتاب والوں سے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو یہ ہمت کے کام ہیں [۲۸۳]

3 آل عمران 187 اور جب اللہ نے عہد لیا کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کرو گے لوگوں سے اور نہ چھپاؤ گے پھر پھینک دیا انہوں نے وہ عہد اپنی پیٹھ کے پیچھے اور خرید کیا اس کے بدلے تھوڑا سا مول سو کیا برا ہے جو خریدتے ہیں

3 آل عمران 188 تو نہ سمجھ کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور تعریف چاہتے ہیں بن کئے پر سو مت سمجھ ان کو کہ چھوٹ گئے عذاب سے اور ان کے لئےعذاب ہے دردناک [۲۸۵]

3 آل عمران 189 اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے [۲۸۶]

3 آل عمران 190 بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو [۲۸۷]

3 آل عمران 191 وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے [۲۸۸] اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ عبث نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے [۲۸۹]

3 آل عمران 192 اے رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا [۲۹۰] اور نہیں کوئی گنہگاروں کا مددگار [۲۹۱]

3 آل عمران 193 اے رب ہمارے ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر [۲۹۲] سو ہم ایمان لے آئے [۲۹۳] اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے اور دور کر دے ہم سے برائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ [۲۹۴]

3 آل عمران 194 اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطہ سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن [۲۹۵] بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا [۲۹۶]

3 آل عمران 195 پھر قبول کی ان کی دعا انکے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا محنت کسی محنت کرنے والے کی تم میں سے مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو [۲۹۷] پھر وہ لوگ کہ ہجرت کی انہوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کروں گا میں ان سے برائیاں ان کی اور داخل کروں گا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں [۲۹۸] یہ بدلہ ہے اللہ کےہاں سے اور اللہ

کے ہاں ہے اچھا بدلہ [۲۹۹]

تجه کو دهوکا نہ دے چلنا پهرنا کافروں کا شہروں میں	196	آل عمران	3
یہ فائدہ ہے تهوڑا سا پهر ان کا ٹهکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹهکانا ہے [۳۰۰]	197	آل عمران	3
لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے انکے لئے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں [۳۰۱] مہمانی ہے اللہ کے ہاں سے [۳۰۲] اور جو اللہ کے ہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کے واسطے	198	آل عمران	3
اور کتاب والوں میں بعضے وہ بهی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو اترا تمہاری طرف اور جو اترا انکی طرف عاجزی کرتےہیں اللہ کے آگے نہیں خریدتے اللہ کی آیتوں پر مول تهوڑا یہی ہیں جن کے لئے مزدوری ہے ان کے رب کے ہاں [۳۰۳] بیشک اللہ جلد لیتا ہے حساب [۳۰۴]	199	آل عمران	3
اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو [۳۰۵]	200	آل عمران	3
اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پهیلائے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں [۱] اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطے سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے [۲] بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے [۳]	1	النساء	4
اور دے ڈالو یتیموں کو ان کا مال اور بدل نہ لو برے مال کو اچهے مال سے اور نہ کهاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساته یہ ہے بڑا وبال [۴]	2	النساء	4
اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کر لو جو اور عورتیں تم کو خوش آویں دو دو تین تین چار چار [۵] پهر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو یا لونڈی جو اپنا مال ہے [۶] اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جهک پڑو گے[۷]	3	النساء	4
اور دے ڈالو عورتوں کو مہر ان کے خوشی سے [۸] پهر اگر وہ اس میں سے کچه چهوڑ دیں تم کو اپنی خوشی سے تو اس کو کهاؤ رچتا پچتا [۹]	4	النساء	4
اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے وہ مال جن کو بنایا ہے اللہ نے تمہارےگذران کا سبب اور ان کو اس میں سے کهلاتے اور پہناتے رہو اور کہو ان سے بات معقول [۱۰]	5	النساء	4

4	النساء	6	اور سدھاتے رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو حوالہ کر دو ان کے مال ان کو [۱۱] اور کھا نہ جاؤ یتیموں کا مال ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے پہلے کہ یہ بڑے نہ ہو جائیں [۱۲] اور جس کو حاجت نہ ہو تو مال یتیم سے بچتا رہے اور جو کوڑی محتاج ہو تو کھاوے موافق دستور کے [۱۳] پھر جب ان کو حوالہ کرو ان کے مال تو گواہ کر لو اس پر اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو [۱۴]
4	النساء	7	مردوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ او رقرابت والے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے تھوڑا ہو یا بہت ہو حصہ مقرر کیا ہوا ہے [۱۵]
4	النساء	8	اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور محتاج تو ان کو کچھ کھلا دو اس میں سے اور کہہ دو ان کو بات معقول [۱۶]
4	النساء	9	اور چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ کہ اگر چھوڑی ہے اپنے پیچھے اولاد ضعیف تو ان پر اندیشہ کریں یعنی ہمارے پیچھے ایسا ہی حال انکا ہو گا تو چاہئے کہ ڈریں اللہ سے اور کہیں بات سیدھی [۱۷]
4	النساء	10	جو لوگ کہ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب داخل ہوں گے آگ میں [۱۸]
4	النساء	11	حکم کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں کہ ایک مرد کا حصہ ہے برابر ہے دو عورتوں کے [۱۹] پھر اگر صرف عورتیں ہی ہوں دو سے زیادہ تو ان کے لئے ہے دو تہائی اس مال سےجو چھوڑ مرا اور اگر ایک ہی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے [۲۰] اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کے لئے دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے اس مال سے جو کہ چھوڑ مرا اگر میت کے اولاد ہے [۲۱] اور اگر اس کے اولاد نہیں اور وارث ہیں اسکے ماں باپ تو اس کی ماں کا ہے تہائی [۲۲] پھر اگر میت کے کئ بھائی ہیں تو اس کی ماں کا ہے چھٹا حصہ [۲۳] بعد وصیت کے جو کر مرا یا بعد ادائے قرض کے [۲۴] تمہارے باپ اور بیٹے تم کو معلوم نہیں کون نفع پہنچائے تم کو زیادہ حصہ مقرر کیا ہوا اللہ کا ہے بیشک اللہ خبردار ہے حکمت والا [۲۵]
4	النساء	12	اور تمہارا ہے آدھا مال جو کہ چھوڑ مریں تمہاری عورتیں اگر نہ ہو ان کے اولاد اور اگر ان کےاولاد ہے تو تمہارے واسطے چوتھائی ہے اس میں سے جو چھوڑ گئیں بعد وصیت کے جو کر گئیں یا بعد قرض کے [۲۶] اور عورتوں کے لئے چوتھائی مال ہے اس میں سے جو چھوڑ مرو تم اگر نہ ہو تمہارے اولاد اور اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کے لئے آٹھواں حصہ ہے اس میں سے کہ جو کچھ تم نے چھوڑا بعد وصیت کے جو تم کر مرو یا قرض کے [۲۷] اور اگر وہ مرد کہ جس کی میراث ہے باپ بیٹا کچھ نہیں رکھتا یا عورت ہو ایسی ہی اور اس میت کے ایک بھائی ہے یا بہن ہے تودونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے [۲۸] اور اگر زیادہ ہوں اس

سے تو سب شریک ہیں ایک تہائی میں بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے جب اوروں کا نقصان نہ کیا ہو [۲۹] یہ حکم ہے اللہ کا اور اللہ ہی سب کچھ جاننے والا تحمل کرنے والا [۳۰]

4	النساء	13	یہ حدیں باندھی ہوئی اللہ کی ہیں اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور سول کے اس کو داخل کرے گا جنتوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہ ہے بڑی مراد ملنی
4	النساء	14	اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی اور نکل جاوے اس کی حدوں سے ڈالے گا اس کو آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے [۳۱]
4	النساء	15	اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ لاؤ ان پر چار مرد اپنوں میں سے پھر اگر وہ گواہی دے دیویں تو بند رکھو ان عورتوں کو گھروں میں یہاں تک کہ اٹھا لیوے ان کو موت یا مقرر کر دے اللہ ان کے
4	النساء	16	اور جو دو مرد کریں تم میں سے وہی بدکاری تو ان کو ایذا دو [۳۳] پھر اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان کا خیال چھوڑ دو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے [۳۴]
4	النساء	17	توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور تو انکی ہے جو کرتے ہیں برا کام جہالت سے پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے تو ان کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا [۳۵]
4	النساء	18	اور ایسوں کی توبہ نہیں جو کئے جاتے ہیں برے کام یہاں تک کہ جب سامنے آ جائے ان میں سے کسی کے موت تو کہنے لگا میں توبہ کرتا ہوں اب اور نہ ایسوں کی توبہ جو کہ مرتے ہیں حالت کفر میں ان کے لئے تو ہم
4	النساء	19	اے ایمان والو حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو عورتوں کو زبردستی اور نہ روکے رکھو ان کو اس واسطے کہ لے لو ان سے کچھ اپنا دیا ہوا مگر کہ وہ کریں بے حیائی صریح [۳۷] اور گذران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو شاید تم کو پسند نہ آوے ایک چیز اور اللہ نے رکھی ہو اس میں بہت خوبی [۳۸]
4	النساء	20	اور اگر بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت کو اور دے چکے ہو ایک کو بہت سا مال تو مت پھیر لو اس میں سے کچھ کیا لیا چاہتے ہو اس کو ناحق اور صریح گناہ سے [۳۹]
4	النساء	21	اور کیونکہ اس کو لے سکتے ہو اور پہنچ چکا ہے تم میں کا ایک دوسرے تک اور لے چکیں وہ عورتیں تم سے عہد پختہ [۴۰]
4	النساء	22	اور نکاح میں نہ لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ مگر جو پہلے ہو چکا یہ بے حیائی ہے اور کام ہے غضب کا اور برا چلن ہے [۴۱]
4	النساء	23	حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بیٹیاں بھائی کی اور بہن کی [۴۲] اور جن ماؤں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں [۴۳] اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن کو کہ جنا ہے تمہاری ان عورتوں نے جن سے تم نے صحبت کی اور اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس نکاح میں اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے ہو چکا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۴۴]
4	النساء	24	اور خاوند والی عورتیں مگر جن کےمالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ حکم ہوا اللہ کا تم پر [۴۵] اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کےسوا بشرطیکہ طلب کرو انکو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو

			[۴۶] پھر جس کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے [۴۷] اور گناہ نہیں تم کو اس بات میں کہ ٹھہرا لو تم دونوں آپس کی رضا سے مقرر کیے پیچھے بیشک اللہ ہے خبردار حکمت والا [۴۸]
4	النساء	25	اور جو کوئی نہ رکھے تم میں مقدور اس کا کہ نکاح میں لائے بیبیاں مسلمان تو نکاح کر لے ان سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں جو کہ تمہارے آپس کی لونڈیاں ہیں مسلمان [۴۹] اور اللہ کو خوب معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس میں ایک ہو [۵۰] سو ان سے نکاح کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو ان کے مہر موافق دستور کے قید میں آنے والیاں ہوں نہ مستی نکالنے والیاں اور نہ چھپی یاری کرنے والیاں [۵۱] پھر جب قید نکاح میں آ چکیں تو اگر کریں بے حیائی کا کام تو ان پر آدھی سزا ہے بیبیوں کی سزا سے [۵۲] یہ اس کے واسطے ہے جو کوئی تم میں ڈرے تکلیف میں پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۵۳]
4	النساء	26	اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے واسطے اور چلائے تم کو پہلوں کی راہ اور معاف کرے تم کو اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا [۵۴]
4	النساء	27	اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہووے اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو لگے ہوئے ہیں اپنے مزوں کے پیچھے کہ تم پھر جاؤ راہ سے بہت دور [۵۵]
4	النساء	28	اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان بنا ہے کمزور [۵۶]
4	النساء	29	اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے [۵۷] اور نہ خون کرو آپس میں بیشک اللہ تم پر مہربان ہے [۵۸]
4	النساء	30	اور جو کوئی یہ کام کرے تعدی سے اور ظلم سے تو ہم اس کو ڈالیں گے آگ میں اور یہ اللہ پر آسان ہے [۵۹]
4	النساء	31	اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کر دیں گے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں [۶۰]
4	النساء	32	اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر [۶۱] مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ سے اس کا فضل بیشک اللہ کو ہر چیز معلوم ہے [۶۲]
4	النساء	33	اور ہر کسی کے لئے ہم نے مقرر کر دیے ہیں وارث اس مال کے کہ چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے معاہدہ ہوا تمہارا ان کو دے دو ان کا حصہ بیشک اللہ کے روبرو ہے ہر چیز [۶۳]

4 النساء 34 مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کیے انہوں نے اپنے مال [۶۴] پھر جو عورتیں نیک ہیں سو تابعدار ہیں نگہبانی کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے [۶۵] اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو [۶۶] پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا [۶۷]

4 النساء 35 اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے [۶۸] اگر یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرا دیں تو اللہ موافقت کر دے گا ان دونوں میں بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے [۶۹]

4 النساء 36 اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو [۷۰] اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والےاور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کے ساتھ بیشک اللہ کو پسند نہیں آتا اترانے والا بڑائی کرنے والا [۷۱]

4 النساء 37 جو کہ بخل کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں لوگوں کو بخل اور چھپاتے ہیں جو ان کو دیا اللہ نے اپنے فضل سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے عذاب ذلت کا [۷۲]

4 النساء 38 اور وہ لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کے دکھانے کو اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر اور جس کا ساتھی ہوا شیطان تو وہ بہت برا ساتھی ہے [۷۳]

4 النساء 39 اور کیا نقصان تھا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور خرچ کرتے اللہ کے دیے ہوئے میں سے اور اللہ کو ان کی خوب خبر ہے [۷۴]

4 النساء 40 بیشک اللہ حق نہیں رکھتا کسی کا ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اس کو دونا کر دیتا ہے اور دیتا ہے اپنے پاس سے بڑا ثواب [۷۵]

4 النساء 41 پھر کیا حال ہو گا جب بلاویں گے ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا اور بلاویں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا [۷۶]

4 النساء 42 اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے تھے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کہ برابر ہو جاویں زمین کے اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات [۷۷]

4 النساء 43 اے ایمان والو نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو [۷۸] اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا ہے کوئی شخص جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ ملا تم کو پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو [۷۹] بیشک اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا [۸۰]

4 النساء 44 کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب سے خرید کرتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بہک جاؤ اپنی راہ سے

4	النساء	45	اور الله خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور الله کافی ہے حمایتی اور الله کافی ہے مددگار [٨١]
4	النساء	46	بعضے لوگ یہودی پھیرتے ہیں بات کو اس کے ٹھکانے سے [٨٢] اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا [٨٣] اور کہتے ہیں کہ سن نہ سنایا جائیو [٨۴] اور کہتے ہیں راعنا [٨۵] موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب لگانے کو دین میں [٨۶] اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا ان کے حق میں اور درست لیکن لعنت کی ان پر الله نے ان کے کفر کے سبب سو وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم [٨٧]
4	النساء	47	اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا تصدیق کرتا ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے پہلے اس سے کہ ہم مٹا ڈالیں بہت سے چہروں کو پھر الٹ دیں انکو پیٹھ کی طرف یا لعنت کریں ان پر جیسے ہم
4	النساء	48	بیشک الله نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا الله کا اس نے بڑا طوفان باندھا [٨٩]
4	النساء	49	کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو اپنے آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں بلکہ الله ہی پاکیزہ کرتا ہے جس کو چاہے اور ان پر ظلم نہ ہو گا تاگے برابر [٩٠]
4	النساء	50	دیکھ کیسا باندھتے ہیں الله پر جھوٹ اور کافی ہے یہی گناہ صریح [٩١]
4	النساء	51	کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا جو مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اور کہتے ہیں کافروں کو کہ یہ لوگ زیادہ راہ راست پر ہیں مسلمانوں سے [٩٢]
4	النساء	52	یہ وہی ہیں جن پر لعنت کی ہے الله نے اور جس پر لعنت کرے الله نہ پاوے گا تو اس کا کوئی مددگار [٩٣]
4	النساء	53	کیا ان کا کچھ حصہ ہےسلطنت میں پھر تو یہ نہ دیں گے لوگوں کو ایک تل برابر [٩۴]
4	النساء	54	یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا اس پر جو دیا ہے انکو الله نے اپنے فضل سےسو ہم نے تو دی ہے ابراہیم کے خاندان میں کتاب اور علم اور انکو دی ہے ہم نے بڑی سلطنت [٩۵]
4	النساء	55	پھر ان میں سے کسی نے اس کو مانا اور کوئی اس سے ہٹا رہا اور کافی ہے دوزخ کی بھڑکتی آگ [٩۶]
4	النساء	56	بیشک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے ان کو ہم ڈالیں گے آگ میں [٩٧] جس وقت جل جائے گی کھال ان کی تو ہم بدل دیویں گے ان کو اور کھال تاکہ چکھتے رہیں عذاب [٩٨] بیشک الله ہے زبردست حکمت والا [٩٩]

4	النساء	57	اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک البتہ انکو ہم داخل کریں گے باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں ان میں ہمیشہ ان کے لئے وہاں عورتیں ہیں ستھری اور انکو ہم داخل کریں گے گھنی چھاؤں میں
4	النساء	58	بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے [۱۰۱] اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو بیشک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا [۱۰۲]
4	النساء	59	اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں [۱۰۳] پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر [۱۰۴] یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام [۱۰۵]
4	النساء	60	کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اس پر جو اترا تیری طرف اور جو اترا تجھ سے پہلے چاہتے ہیں کہ قضیہ لے جائیں شیطان کی طرف اور حکم ہو چکا ہے انکو کہ اس کو نہ مانیں اور چاہتا
4	النساء	61	اور جب ان کو کہیے کہ آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے تو منافقوں کو کہ ہٹتے ہیں تجھ سے رک کر [۱۰۷]
4	النساء	62	پھر کیا ہو کہ جب ان کو پہنچے مصیبت اپنے ہاتھوں کے کئے ہوئے سے پھر آویں تیرے پاس قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی کہ ہم کو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ [۱۰۸]
4	النساء	63	یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو ان کے دل میں ہے سو تو ان سے تغافل کر اور ان کو نصیحت کر اور ان سےکہہ ان کے حق میں بات کام کی [۱۰۹]
4	النساء	64	اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے اور اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشواتا تو
4	النساء	65	سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے [۱۱۱]
4	النساء	66	اور اگر ہم ان پر حکم کرتے کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو ایسا نہ کرتے مگر تھوڑے ان میں سے اور اگر یہ لوگ کریں وہ جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو البتہ انکے حق میں بہتر ہو اور زیادہ ثبات
4	النساء	67	اور اس وقت البتہ دیں ہم انکو اپنے پاس سے بڑا ثواب
4	النساء	68	اور چلاویں ان کو سیدھی راہ [۱۱۲]
4	النساء	69	اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت [۱۱۳]
4	النساء	70	یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا [۱۱۴]

4	النساء	71	اے ایمان والو لے لو اپنے ہتھیار پھر نکلو جدی جدی فوج ہو کر یا سب اکھٹے [۱۱۵]
4	النساء	72	اور تم میں بعضا ایسا ہے کہ البتہ دیر لگا دے گا [۱۱۶] پھر اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہے اللہ نے مجھ پر فضل کیا کہ میں نہ ہوا ان کے ساتھ [۱۱۷]
4	النساء	73	اور اگر تم کو پہنچا فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح کہنے لگے گا کہ گویا نہ تھی تم میں اور اس میں کچھ دوستی اے کاش کہ میں ہوتا انکے ساتھ تو پاتا بڑی مراد [۱۱۸]
4	النساء	74	سو چاہئے لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہووے تو ہم دیں گے اس کو بڑا ثواب [۱۱۹]
4	النساء	75	اور تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں اور ان کے واسطے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے رب ہمارے نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کےلوگ اور کر دے ہمارے واسطے
4	النساء	76	جو لوگ ایمان والے ہیں سو لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں سو لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے بیشک فریب شیطان کا سست ہے [۱۲۱]
4	النساء	77	کیا تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جن کو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ تھامے رکھو اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ [۱۲۲] پھر جب حکم ہوا ان پر لڑائی کا اسی وقت ان میں ایک جماعت ڈرنےلگی لوگوں سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اس سے بھی زیادہ ڈر اور کہنے لگے اے رب ہمارے کیوں فرض کی ہم پر لڑائی کیوں نہ چھوڑے رکھا ہم کو تھوڑی مدت تک [۱۲۳] کہہ دےکہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگار کو اور تمہارا حق نہ رہے گا ایک تاگے برابر [۱۲۴]
4	النساء	78	جہاں کہیں تم ہو گے موت تم کو آ پکڑے گی اگرچہ تم ہو مضبوط قلعوں میں [۱۲۵] اور اگر پہنچے لوگوں کو کچھ بھلائی تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر ان کو پہنچے کچھ برائی تو کہیں یہ تیری طرف سے ہے [۱۲۶] کہدے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے ان لوگوں کا ہرگز نہیں لگتے کہ سمجھیں کوئی بات [۱۲۷]
4	النساء	79	جو پہنچے تجھ کو کوئی بھلائی سو اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ہے [۱۲۸] اور ہم نے تجھ کو بھیجا پیغام پہنچانے والا لوگوں کو اور اللہ کافی ہے سامنے دیکھنے والا [۱۲۹]
4	النساء	80	جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھ نہیں بھیجا ان پر نگہبان [۱۳۰]
4	النساء	81	اور کہتے ہیں کہ قبول ہے پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے تو مشورہ کرتے ہیں بعضے بعضے ان میں سے رات کو اس کےخلاف جو تجھ سےکہہ چکے تھے اور اللہ لکھتا ہے جو وہ مشورہ کرتے ہیں سو تو تغافل
4	النساء	82	کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتےاس میں بہت تفاوت [۱۳۲]

4	النساء	83	اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں [۱۳۳] اور اگر اسکو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی [۱۳۴] اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے [۱۳۵]
4	النساء	84	سو تو لڑ اللہ کی راہ میں تو ذمہ دار نہیں مگر اپنی جان کا اور تاکید کر مسلمانوں کو قریب ہے کہ اللہ بند کر دے لڑائی کافروں کی [۱۳۶] اور اللہ بہت سخت ہے لڑائی میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں [۱۳۷]
4	النساء	85	جو کوئی سفارش کرے نیک بات میں اس کو بھی ملے گا اس میں سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات میں اس پر بھی ہے ایک بوجھ اس میں سے [۱۳۸] اور اللہ ہے ہر چیز پر قدرت رکھنے والا [۱۳۹]
4	النساء	86	اور جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اس سے بہتر یا وہی کہو الٹ کر بیشک اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا [۱۴۰]
4	النساء	87	اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں بیشک تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن اس میں کچھ شبہ نہیں اور اللہ سے سچی کس کی بات [۱۴۱]
4	النساء	88	پھر تم کو کیا ہوا کہ منافقوں کے معاملہ میں دو فریق ہو رہے ہو اور اللہ نے انکو الٹ دیا بسبب ان کے اعمال کے کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرےاللہ ہر گز نہ پاوے گا تو اس کے
4	النساء	89	چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو پھر تم سب برابر ہو جاؤ سو تم ان میں سےکسی کو دوست مت بناؤ یہاں تک کہ وطن چھوڑ آویں اللہ کی راہ میں پھر اگر اس کو قبول نہ کریں تو ان کو پکڑو اور
4	النساء	90	مگر وہ لوگ جو ملاپ رکھتے ہیں ایک قوم سے کہ تم میں اور ان میں عہد ہے یا آئے ہیں تمہارے پاس کہ تنگ ہو گئے ہیں دل ان کے تمہاری لڑائی سے اور اپنی قوم کی لڑائی سے بھی اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر زور
4	النساء	91	اب تم دیکھو گے ایک اور قوم کو جو چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے بھی اور اپنی قوم سے بھی جب کبھی لوٹائے جاتے ہیں وہ فساد کی طرف تو اسکی طرف لوٹ جاتے ہیں پھر اگر وہ تم سے یکسو نہ رہیں اور نہ پیش
4	النساء	92	اور مسلمان کا کام نہیں کہ قتل کرے مسلمان کو مگر غلطی سے [۱۴۶] اور جو قتل کرے مسلمان کو غلطی سے تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور خون بہا پہنچائے اسکے گھر والوں کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سےکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور خود وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا ایسی قوم میں سےکہ تم میں اور ان میں عہد ہے تو خون بہا پہنچائے اس کےگھر
4	النساء	93	اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اسکے واسطے تیار کیا بڑا عذاب [۱۴۸]
4	النساء	94	اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں تم چاہتے ہو اسباب دنیا کی زندگی کا سو اللہ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں [۱۴۹] تم بھی تو ایسے ہی تھے اس سے پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کر لو [۱۵۰] بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے [۱۵۱]

4	النساء	95	برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اللہ نے بڑھا دیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان سے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ اور ہر
4	النساء	96	جو کہ درجے ہیں اللہ کی طرف سے اور بخشش ہے اور مہربانی ہے [۱۵۲] اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان [۱۵۳]
4	النساء	97	وہ لوگ کہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں ان سے فرشتے تم کس حال میں تھے وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس اس ملک میں کہتے ہیں فرشتے کیا نہ تھی زمین اللہ کی
4	النساء	98	مگر جو ہیں بےبس مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو نہیں کر سکتے کوئی تدبیر اور نہ جانتےہیں کہیں کا راستہ
4	النساء	99	سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا [۱۵۴]
4	النساء	100	اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے گا اس کے مقابلہ میں جگہ بہت اور کشائش اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور رسول کی طرف پھر آ پکڑے اس کو موت تو مقرر ہو چکا اس کا ثواب
4	النساء	101	اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سےاگر تم کو ڈر ہو کہ ستاویں گے تم کو کافر البتہ کافر تمہارے صریح دشمن ہیں [۱۵۶]
4	النساء	102	اور جب تو ان میں موجود ہو پھر نماز میں کھڑا کرے تو چاہئے ایک جماعت ان کی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لے لیویں اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کریں تو ہٹ جاویں تیرے پاس سے اور آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ اور ساتھ لیویں اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تاکہ تم پر حملہ کریں یکبارگی [۱۵۷] اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لے لو اپنا بچاؤ [۱۵۸] بیشک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے عذاب ذلت کا [۱۵۹]
4	النساء	103	پھر جن تم نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے [۱۶۰] پھر جب خوف جاتا رہے تو درست کرو نماز کو بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقررہ وقتوں میں [۱۶۱]
4	النساء	104	اور ہمت نہ ہارو ان کا پیچھا کرنے سے اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں جس طرح تم ہوتے ہو اور تم کو اللہ سے امید ہے جو ان کو نہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے [۱۶۲]
4	النساء	105	بیشک ہم نے اتاری تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو کچھ سمجھاوے تجھ کو اللہ اور تو مت ہو دغابازوں کی طرف سے جھگڑنے والا [۱۶۳]
4	النساء	106	اور بخشش مانگ اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۶۴]
4	النساء	107	اور مت جھگڑ ان کی طرف سے جو اپنے جی میں دغا رکھتے ہیں اللہ کو پسند نہیں جو کوئی ہو دغاباز گنہگار

شرماتےہیں لوگوں سے اور نہیں شرماتے اللہ سے اور وہ انکے ساتھ ہے جبکہ مشورہ کرتے ہیں رات کو اس بات کا جس سے اللہ راضی نہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے [۱۶۵]	108	النسآء	4
سنتے ہو تم لوگ جھگڑا کرتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پھر کون جھگڑا کرے گا ان کے بدلے اللہ سے قیامت کے دن یا کون ہو گا ان کا کارساز [۱۶۶]	109	النسآء	4
اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوا دے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان [۱۶۷]	110	النسآء	4
اور جو کوئی کرے گناہ سو کرتا ہے اپنے ہی حق میں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے [۱۶۸]	111	النسآء	4
اور جو کوئی کرے خطا یا گناہ پھر تہمت لگاوے کسی بے گناہ پر تو اس نے اپنے سر دھرا طوفان اور گناہ صریح [۱۶۹]	112	النسآء	4
اور اگر نہ ہوتا تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تو قصد کر ہی چکی تھی ان میں ایک جماعت کہ تجھ کو بہکاویں اور بہکا نہیں سکتے مگر اپنے آپ کو اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ نےاتاری تجھ پر کتاب اور	113	النسآء	4
کچھ اچھے نہیں ان کےاکثر مشورے مگر جو کوئی کہ کہے صدقہ کرنے کو یا نیک کام کو یا صلح کرانے کو لوگوں میں اور جو کوئی یہ کام کرے اللہ کی خوشی کے لئے تو ہم اس کو دیں گے بڑا ثواب [۱۷۱]	114	النسآء	4
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ	115	النسآء	4
بیشک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے کسی کو اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہے [۱۷۳] اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا وہ بہک کر دور جا پڑا [۱۷۴]	116	النسآء	4
اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو	117	النسآء	4
جس پر لعنت کی اللہ نے [۱۷۵] اور کہا شیطان نے کہ میں البتہ لوں گا تیرے بندوں سےحصہ مقررہ [۱۷۶]	118	النسآء	4
اور انکو بہکاؤں گا اور انکو امیدیں دلاؤں گا اور انکو سکھلاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور انکو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی [۱۷۷] اور جو کوئی بناوے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر	119	النسآء	4
انکو وعدہ دیتا ہے اور انکو امیدیں دلاتا ہے اور جو کچھ وعدہ دیتا ہے انکو شیطان سو سب فریب ہے	120	النسآء	4
ایسوں کا ٹھکانا ہے دوزخ اور نہ پاویں گے وہاں سے کہیں بھاگنے کو جگہ [۱۷۸]	121	النسآء	4
اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے انکو ہم داخل کریں گے باغوں میں کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں ان میں ہی ہمیشہ وعدہ ہے اللہ کا سچا اور اللہ سےسچا کون ہے [۱۷۹]	122	النسآء	4
نہ تمہاری امیدوں پر مدار ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پاوے گا اور نہ پاوے گا اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار	123	النسآء	4

4	النساء	124	اور جو کوئی کام کرے اچھے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہو سو وہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور ان کا حق ضائع نہ ہو گا تل بھر [۱۸۰]
4	النساء	125	اور اس سے بہتر کس کا دین ہو گا جس نے پیشانی رکھی اللہ کے حکم پر اور نیک کاموں میں لگا ہوا ہے اور چلا دین ابراہیم پر جو ایک ہی طرف کا تھا اور اللہ نے بنا لیا ابراہیم کو خالص دوست [۱۸۱]
4	النساء	126	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور سب چیزیں اللہ کے قابو میں ہیں [۱۸۲]
4	النساء	127	اور تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی کہہ دے اللہ تم کو اجازت دیتا ہے ان کی اور وہ جو تم کو سنایا جاتا ہے قرآن میں سو حکم ہے ان یتیم عورتوں کا جن کو تم نہیں دیتے جو ان کے لئے مقرر کیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان کو نکاح میں لے آؤ اور حکم ہے ناتوان لڑکوں کا اور یہ کہ قائم رہو یتیموں کےحق میں انصاف پر [۱۸۳] اور جو کرو گے بھلائی سو وہ اللہ کو معلوم ہے [۱۸۴]
4	النساء	128	اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سو تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر کہ کر لیں آپس میں کسی طرح صلح اور صلح خوب چیز ہے [۱۸۵] اور دلوں کے سامنے موجود ہے حرص [۱۸۶] اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے [۱۸۷]
4	النساء	129	اور تم ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے عورتوں کو اگرچہ اس کی حرص کرو سو بالکل پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک عورت کو جیسے ادھر میں لٹکتی [۱۸۸] اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان [۱۸۹]
4	النساء	130	اور اگر دونوں جدا ہو جاویں تو اللہ ہر ایک کو بے پروا کر دے گا اپنی کشائش سے اور اللہ کشائش والا تدبیر جاننے والا ہے [۱۹۰]
4	النساء	131	اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور ہم نے حکم دیا ہے پہلے کتاب والوں کو اور تم کو کہ ڈرتے رہو اللہ سے اور اگر نہ مانو گے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے
4	النساء	132	اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ کافی ہے کارساز [۱۹۱]
4	النساء	133	اگر چاہے تو تم کو دور کر دے اے لوگو اور لے آئے اور لوگوں کو اور اللہ کو یہ قدرت ہے [۱۹۲]
4	النساء	134	جو کوئی چاہتا ہو ثواب دنیا کا سو اللہ کے یہاں ہے ثواب دنیا کا اور آخرت کا [۱۹۳] اور اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے [۱۹۴]
4	النساء	135	اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف کی اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا [۱۹۵] اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیرخواہ تم سے زیادہ ہے سو تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں [۱۹۶] اور اگر تم زبان ملو گے یا بچا جاؤ گے تو اللہ تمہاے سب کاموں سے واقف ہے [۱۹۷]

4	النساء	136	ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور
4	النساء	137	جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر بڑھتے رہے کفر میں تو اللہ ان کو ہرگز بخشنے والا نہیں اور نہ دکھلاوے ان کو راہ [۱۹۹]
4	النساء	138	خوشخبری سنا دے منافقوں کو کہ ان کے واسطے ہے عذاب دردناک
4	النساء	139	وہ جو بناتے ہیں کافروں کو اپنارفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ڈھونڈھتے ہیں ان کے پاس عزت سو عزت تو اللہ ہی کے واسطے ہے ساری [۲۰۰]
4	النساء	140	اور حکم اتار چکا تم پر قرآن میں کہ جب سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو نہ بیٹھو ان کےساتھ یہاں تک کہ مشغول ہوں کسی دوسری بات میں نہیں تو تم بھی انہی جیسے ہو گئے اللہ اکٹھا کرے گا
4	النساء	141	وہ منافق جو تمہاری تاک میں ہیں پھر اگر تم کو فتح ملے اللہ کی طرف سے تو کہیں کیا ہم نہ تھےتمہارے ساتھ اور اگر نصیب ہو کافروں کو تو کہیں کیا ہم نےگھیر نہ لیا تھا تم کو اور بچا دیا تم کو مسلمانوں سے [۲۰۲] سو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کےدن اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ [۲۰۳]
4	النساء	142	البتہ منافق دغابازی کرتےہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا [۲۰۴] اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں ہارے جی سے لوگوں کے دکھانے کو اور یاد نہ کریں اللہ کو مگر تھوڑا سا [۲۰۵]
4	النساء	143	ادھر میں لٹکتے ہیں دونوں کے بیچ نہ ان کی طرف اور نہ اُن کی طرف اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہر گز نہ پاوے گا تو اسکے واسطے کہیں راہ [۲۰۶]
4	النساء	144	اے ایمان والو نہ بناؤ کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح
4	النساء	145	بیشک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے اور ہر گز نہ پاوے گا تو ان کے واسطے کوئی مددگار [۲۰۷]
4	النساء	146	مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص حکم بردار ہوئے اللہ کے سو وہ ہیں ایمان والوں کےساتھ اور جلد دے گا اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب [۲۰۸]
4	النساء	147	کیا کرے گا اللہ تم کو عذاب کر کے اگر تم حق کو مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب کچھ جاننے والا [۲۰۹]
4	النساء	148	اللہ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سننے والا جاننے والا [۲۱۰]
4	النساء	149	اگر تم کھول کر کرو کوئی بھلائی یا اسکو چھپاؤ یا معاف کرو برائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا بڑی قدرت والا ہے[۲۱۱]
4	النساء	150	جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اسکے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اسکے رسولوں میں اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں کہ نکالیں اس کے بیچ میں

4	النساء	151	ایسے لوگ وہی ہیں اصل کافر اور ہم نےتیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب[۲۱۲]
4	النساء	152	اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اسکے رسولوں پر اور جدا نہ کیا ان میں سے کسی کو ان کو جلد دے گا انکے ثواب اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان [۲۱۳]
4	النساء	153	تجھ سےدرخواست کرتے ہیں اہل کتاب کہ تو ان پر اتار لاوے لکھی ہوئی کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہیں موسٰی سے اس سے بھی بڑی چیز اور کہا ہم کو دکھا دے اللہ کو بالکل سامنے سو آ پڑی ان پر بجلی انکے گناہ کے باعث پھر بنا لیا بچھڑےکو بہت کچھ نشانیاں پہنچ چکنے کے بعد پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا [۲۱۴] اور دیا ہم نے موسٰی کو غلبہ صریح [۲۱۵]
4	النساء	154	اور ہم نے اٹھایا ان پر پہاڑ قرار لینے کے واسطے [۲۱۶] اور ہم نے کہا داخل ہو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے [۲۱۷] اور ہم نے کہا کہ زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن میں اور ہم نے ان سے لیا قول مضبوط [۲۱۸]
4	النساء	155	ان کو جو سزا ملی سو ان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی انکے دل پر
4	النساء	156	اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر
4	النساء	157	اور انکے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسٰی مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا [۲۲۰] اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا و لیکن وہی صورت بن گئ انکے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف
4	النساء	158	بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا [۲۲۱]
4	النساء	159	اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسٰی پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا ان پر گواہ [۲۲۲]
4	النساء	160	سو یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے حرام کیں ان پربہت سے پاک چیزیں جو ان پر حلال تھیں اور اس وجہ سے کہ روکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت
4	النساء	161	اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے اور ان کو اس کی ممانعت ہو چکی تھی اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے واسطے جو ان میں ہیں عذاب دردناک [۲۲۳]
4	النساء	162	لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں اور ایمان والے سو مانتے ہیں اسکو جو نازلہوا تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلےاور آفریں ہے نماز پر قائم رہنے والوں کو اور جو دینے والے ہیں زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے
4	النساء	163	ہم نے وحی بھیجی تیری طرف [۲۲۵] جیسے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اسکے بعد ہوئے [۲۲۶] اور وحی بھیجی ابراہیم پر اور اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور اسکی اولاد پراور عیسٰی پر اور ایوب پر اور یونس پر اور ہارون پر اور سلیمان پر اور ہم نے دی داؤد کو زبور
4	النساء	164	اور بھیجے ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے سنایا تجھ کو اس سے پہلےاور ایسے رسول جن کا احوال نہیں سنایا تجھ کو اور باتیں کیں اللہ نے موسٰی سے بول کر [۲۲۷]

4	النساء	165	بھیجے پیغمبر خوشخبری اور ڈر سنانے والے تاکہ باقی نہ رہے لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسولوں کے بعد اور اللہ زبردست ہے حکمت والا [۲۲۸]
4	النساء	166	لیکن اللہ شاہد ہے اس پر جو تجھ پر نازل یا کہ یہ نازل کیا ہے اپنے علم کے ساتھ اور فرشتے بھی گواہ ہیں اور اللہ کافی ہےحق ظاہر کرنے والا [۲۲۹]
4	النساء	167	جو لوگ کافر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے وہ بہک کر دور جا پڑے
4	النساء	168	جو لوگ کافر ہوئے اور حق دبا رکھا ہر گز اللہ بخشنے والا نہیں ان کو اور نہ دکھلا دے گا ان کو سیدھی راہ
4	النساء	169	مگر راہ دوزخ کی رہا کریں اس میں ہمیشہ اور یہ اللہ پر آسان ہے [۲۳۰]
4	النساء	170	اے لوگو تمہارے پاس رسول آ چکا ٹھیک بات لیکر تمہارے رب کی سو مان لو تاکہ بھلا ہو تمہارا اور اگر نہ مانو گے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا [۲۳۱]
4	النساء	171	اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت کہو اللہ کی شان میں مگر پکی بات بیشک مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا وہ رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام ہے جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اسکے رسولوں کو اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس بات کو چھوڑ دو بہتر ہو گا تمہارے واسطے بیشک اللہ معبود ہے اکیلا اسکے لائق نہیں ہے کہ اس کے اولاد ہو]۲۳۲[اسی کا ہے جو کچھ
4	النساء	172	مسیح کو اس سے ہرگز عار نہیں کہ وہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتوں کو جو مقرب ہیں [۲۳۴] اور جس کو عار آوے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے گا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا
4	النساء	173	پھر جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے تو انکو پورا دے گا ان کا ثواب اور زیادہ دے گا اپنے فضل سے اور جنہوں نے عار کی اور تکبر کیا سو انکو عذاب دے گا عذاب دردناک اور نہ پاویں گے اپنے
4	النساء	174	اے لوگو تمہارے پاس پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سےسند اور اتاری ہم نے تم پر روشنی واضح
4	النساء	175	سو جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی رحمت میں اور فضل میں اور پہنچاوے گا ان کو اپنی طرف سیدھے راستہ پر [۲۳۶]
4	النساء	176	حکم پوچھتے ہیں تجھ سے سو کہہ دے اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا [۲۳۷] اگر کوئی مرد مر گیا اور اس کے بیٹا نہیں اور اس کے ایک بہن ہے تو اس کو پہنچے آدھا اس کا جو چھوڑ مرا [۲۳۸] اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر نہ ہو اس کے بیٹا [۲۳۹] پھر اگر بہنیں دو ہوں تو انکو پہنچے دو تہائی اس مال کا جو چھوڑ مرا [۲۴۰] اور اگر کئ شخص ہوں اسی رشتہ کے کچھ مرد اور کچھ عورتیں تو ایک مرد کا حصہ ہے برابر دو عورتوں کے [۲۴۱] بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے تاکہ تم گمراہ نہ ہو [۲۴۲] اور اللہ ہر چیز سےواقف ہے [۲۴۳]

5 المآئدة 1

اے ایمان والو پورا کرو عہدوں کو [۱] حلا ل ہوئے تمہارے لئے چوپائے
مویشی [۲] سو اے انکے جو تم کو آگے سنائےجاویں گے [۳] مگر حلال نہ
جانو شکار کو احرام کی حالت میں [۴] اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے [۵]

5 المآئدة 2

اے ایمان والو حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیوں کو [۶] اور نہ ادب والے
مہینہ کو [۷] اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور نہ جنکے گلے
میں پٹا ڈال کر لیجاویں کعبہ کو [۸] اور نہ آنے والوں کو حرمت والے گھر
کی طرف جو ڈھونڈتے ہیں فضل اپنے رب کا اور اسکی خوشی [۹] اور
جب احرام سے نکلو تو شکار کر لو [۱۰] اور باعث نہ ہو تم کو اس قوم کی
دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی حرمت والی مسجد سے اس پر کہ زیادتی
کرنے لگو [۱۱] اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور
مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر [۱۲] اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کا
عذاب سخت ہے [۱۳]

5 المآئدة 3

حرام ہوا تم پر مردہ جانور [۱۴] اور لہو [۱۵] اور گوشت سور کا اور جس
جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا اور جو مر گیا ہو گلا
گھونٹنے سے یاچوٹ سے یا اونچے سے گر کر یا سینگ مارنے سے اور
جس کو کھایا ہو درندہ نے مگر جس کو تم نےذبح کر لیا اور حرام ہے جو
ذبح ہوا کسی تھان پر [۱۶] اور یہ کہ تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے
[۱۷] یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہو گئے کافر تمہارے دین سے سو ان سے
مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو [۱۸] آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین
تمہارا [۱۹] اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا [۲۰] اور پسند کیا میں
نے تمہارے واسطےاسلام کو دین [۲۱] پھر جو کوئی لاچار ہو جاوے بھوک
میں لیکن گناہ پر مائل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۲۲]

5 | المآئدة | 4 | تجه سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز ان کےلئے حلال ہے کہہ دے تم کو حلال ہیں ستھری چیزیں [۲۳] اور جو سدھاؤ شکاری جانور شکار پر دوڑانے کو کہ ان کو سکھاتے ہو اس میں سےجو اللہ نے تم کو سکھایا ہے سو کھاؤ اس میں سے جو پکڑ رکھیں تمہارےواسطے اور اللہ کا نام لو اس پر [۲۴] اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ جلد لینے والا ہے حساب [۲۵]

5 | المآئدة | 5 | آج حلال ہوئیں تم کو سب ستھری چیزیں [۲۶] اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے [۲۷] اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے [۲۸] اور حلال ہیں تم کو پاکدامن عورتیں مسلمان [۲۹] اور پاکدامن عورتیں ان میں سےجن کو دی گئ کتاب [۳۰] تم سے پہلےجب دو ان کو مہر ان کے قید میں لانے کو [۳۱] نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو [۳۲] اور جو منکر ہوا ایمان سے تو ضائع ہوئی محنت اس کی اور آخرت میں وہ ٹوٹے والوں میں ہے [۳۳]

5 | المآئدة | 6 | اے ایمان والو [۳۴] جب تم اٹھو [۳۵] نماز کو تو دھو لو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو [۳۶] اور پاؤں ٹخنوں تک [۳۷] اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو [۳۸] اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں آیا ہے جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے [۳۹] اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے [۴۰] لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک

کرے [۴۱] اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تاکہ تم احسان مانو [۴۲]

5 المائدة 7 اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر اور عہد اس کا جو تم سے ٹھہرایا تھا جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مانا [۴۳] اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات [۴۴]

5 المائدة 8 اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی [۴۵] اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہر گز نہ چھوڑو [۴۶] عدل کرو یہ بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے [۴۷] اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو [۴۸]

5 المائدة 9 وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک عمل کرتے ہیں کہ انکے واسطے بخشش اور بڑا ثواب ہے [۴۹]

5 المائدة 10 اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلائیں ہماری آیتیں وہ ہیں دوزخ والے [۵۰]

5 المائدة 11 اے ایمان والو یاد رکھو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا لوگوں نے کہ تم پر ہاتھ چلاویں پھر روک دیے تم سے ان کے ہاتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسہ ایمان والوں کو [۵۱]

5 المائدة 12 اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل سے [۵۲] اور مقرر کئے ہم نے ان میں بارہ سردار [۵۳] اور کہا اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہو [۵۴] اگر تم قائم رکھو گے نماز اور دیتے رہو گے زکوٰۃ اور یقین لاؤ گے میرے رسولوں پر اور مدد کرو گے ان کی [۵۵] اور قرض دو گے اللہ کو [۵۶] اچھی طرح کا قرض [۵۷] تو البتہ دور کروں گا میں تم سے گناہ تمہارے اور داخل کروں گا تم کو باغوں میں کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں [۵۸] پھر جو کوئی

کافر رہا تم میں سے اس کے بعد تو وہ بیشک گمراہ ہوا سیدھے راستہ سے [۵۹]

5 المآئدة 13 سو ان کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت کی [۶۰] اور کر دیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت پھیرتے ہیں کلام کو اسکے ٹھکانے سے [۶۱] اور بھول گئے نفع اٹھانا اس نصیحت سے جو انکو کی گئ تھی [۶۲] اور ہمیشہ تو مطلع ہوتا رہتا ہے ان کی کسی دغا پر [۶۳] مگر تھوڑے لوگ ان میں سے [۶۴] سو معاف کر اور درگذر کر ان سے اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو [۶۵]

5 المآئدة 14 اور وہ جو کہتے ہیں اپنے کو نصاریٰ [۶۶] ان سے بھی لیا تھا ہم نے عہد ان کا پھر بھول گئے نفعع اٹھانا اس نصیحت سے جو انکو کی گئ تھی [۶۷] پھر ہم نے لگا دی آپس میں انکی دشمنی اور کینہ [۶۸] قیامت کے دن تک [۶۹] اور آخر جتا دے گا ان کو اللہ جو کچھ کرتے تھے [۷۰]

5 المآئدة 15 اے کتاب والو تحقیق آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا ظاہر کرتا ہے تم پر بہت سی چیزیں جن کو تم چھپاتے تھے کتاب میں سے اور درگزر کرتا ہے بہت چیزوں سے [۷۱] بیشک تمہارے پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے

5	المائدة	16	جس سے اللہ ہدایت کرتا ہے اس کو جو تابع ہوا اسکی رضا کا سلامتی کی راہیں اور ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور ان کو چلاتا ہے سیدھی راہ [۷۲]
5	المائدة	17	بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا [۷۳] تو کہہ دے پھر کس کا بس چل سکتا ہے اللہ کے آگے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سب کو [۷۴] اور اللہ ہی کے واسطے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے پیدا کرتا ہے جو چاہے [۷۵] اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے [۷۶]
5	المائدة	18	اور کہتے ہیں یہود اور نصاریٰ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اسکے پیارے [۷۷] تو کہہ پھر کیوں عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر [۷۸] کوئی نہیں بلکہ تم بھی ایک آدمی ہو اسکی مخلوق میں [۷۹] بخشے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے [۸۰] اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور جو کچھ دونوں کے بیچ میں ہے اور اسکی کی طرف لوٹ کر جانا ہے [۸۱]
5	المائدة	19	اے کتاب والو آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا کھولتا ہے تم پر [۸۲] رسولوں کے انقطاع کے بعد کبھی تم کہنے لگو کہ ہمارے پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آ چکا تمہارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا [۸۳] اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے [۸۴]
5	المائدة	20	اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر [۸۵] جب پیدا کئے تم میں نبی [۸۶] اور کر دیا تم کو بادشاہ [۸۷] اور دیا تم کو جو نہیں دیا تھا کسی کو جہان میں [۸۸]
5	المائدة	21	اے قوم داخل ہو زمین پاک میں جو مقرر کر دی ہے اللہ نے تمہارے واسطے [۸۹] اور نہ لوٹو اپنی پیٹھ کی طرف پھر جا پڑو گے نقصان میں [۹۰]

5	المائدة	22	بولے اے موسٰی وہاں ایک قوم ہے زبردست [۹۱] اور ہم ہر گز وہاں نہ جاویں گے یہاں تک کہ وہ نکل جاویں اس میں سے پھر اگر وہ نکل جاویں گے اس میں سےتو ہم ضرور داخل ہوں گے [۹۲]
5	المائدة	23	کہا دو مردوں نے اللہ سے ڈرنے والوں میں سے کہ خدا کی نوازش تھی ان دو پر [۹۳] گھس جاؤ ان پرحملہ کر کے دروازہ میں پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو گے [۹۴] اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر یقین رکھتے ہو [۹۵]
5	المائدة	24	بولے اے موسٰی ہم ہرگز نہ جاویں گے ساری عمر جب تک وہ رہیں گے اس میں سو تو جا اور تیرا رب اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں [۹۶]
5	المائدة	25	بولا اے رب میرے میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی [۹۷] سو جدائی کر دے تو ہم میں اور اس نافرمان قوم میں [۹۸]
5	المائدة	26	فرمایا تحقیق وہ زمین حرام کی گئ ہے ان پر چالیس برس سر مارتے پھریں گے ملک میں سو تو افسوس نہ کر نافرمان لوگوں پر
5	المائدة	27	اور سنا ان کو حال واقعی آدم کے دو بیٹوں کا [۹۹] جب نیاز کی دونوں نے کچھ نیاز اور مقبول ہوئی ایک کی اور نہ مقبول ہوئی دوسرے کی [۱۰۰] کہا میں تجھ کو مار ڈالوں گا [۱۰۱] وہ بولا اللہ قبول کرتا ہے تو پرہیزگاروں سے [۱۰۲]
5	المائدة	28	اگر تو ہاتھ چلادے گا مجھ پر مارنے کو میں نہ ہاتھ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو [۱۰۳] میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو پروردگار ہے سب جہان کا [۱۰۴]
5	المائدة	29	میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ [۱۰۵] پھر ہو جاوے تو دوزخ والوں میں اور یہی ہے سزا ظالموں کی [۱۰۶]

5	المائدة	30	پھر اس کو راضی کیا اسکے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے [۱۰۷] پھر اسکو مار ڈالا سو ہو گیا نقصان اٹھانے والوں میں [۱۰۸]
5	المائدة	31	پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا جو کریدتا تھا زمین کو تاکہ اس کو دکھلا دے کس طرح چھپاتا ہے لاش اپنے بھائی کی بولا اے افسوس مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اس کوے کی کہ میں چھپاؤں لاش اپنے بھائی کی [۱۰۹] پھر لگا پچتانے [۱۱۰]
5	المائدة	32	اسی سبب سے لکھا ہم نے [۱۱۱] بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلاعوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں [۱۱۲] تو گویا قتل کر ڈالا اس نے سب لوگوں کو اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا سب لوگوں کو [۱۱۳] اور لا چکے ہیں انکے پاس رسول ہمارے کھلے ہوئے حکم [۱۱۴] پھر بہت لوگ ان میں سے اس پر بھی ملک میں دست درازی کرتے ہیں [۱۱۵]
5	المائدة	33	یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو [۱۱۶] ان کو قتل کیا جائےیا سولی چڑھائے جاویں یا کاٹے جاویں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے [۱۱۷] یا دور کر دیے جاویں اس جگہ سے [۱۱۸] یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے [۱۱۹]
5	المائدة	34	مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے قابو پانے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۲۰]
5	المائدة	35	اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ [۱۲۱] اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تمہارا بھلا ہو [۱۲۲]
5	المائدة	36	جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تاکہ بدلہ میں دیں اپنے قیامت کے عذاب سے تو ان سےقبول نہ ہو گا اور ان کے واسطے عذاب دردناک ہے [۱۲۳]
5	المائدة	37	چاہیں گے کہ نکل جاویں آگ سے اور وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لئے عذاب دائمی ہے [۱۲۴]

5 المائدة 38 اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت کاٹ ڈالو انکے ہاتھ [۱۲۵] سزا میں ان کی کمائی کی تنبیہ ہے اللہ کی طرف سے [۱۲۶] اور اللہ غالب ہے حکمت والا [۱۲۷]

5 المائدة 39 پھر جس نے توبہ کہ اپنے ظلم کے پیچھے اور اصلاح کی تو اللہ قبول کرتا ہے اس کی توبہ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۲۸]

5 المائدة 40 تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے واسطے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے جس کو چاہے اور بخشے جس کو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہے [۱۲۹]

5 المائدة 41 اے رسول غم نہ کر ان کو جو دوڑ کر گرتے ہیں کفر میں[۱۳۰] وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اپنے منہ سے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور وہ جو یہودی ہیں [۱۳۱] جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کے لئے وہ جاسوس ہیں دوسری جماعت کے جو تجھ تک نہیں آئے [۱۳۲] بدل ڈالتے ہیں بات کو اس کا ٹھکانہ چھوڑ کر [۱۳۳] کہتے ہیں اگر تم کو یہ حکم ملے تو قبول کر لینا اور یہ حکم نہ ملے تو بچتے رہنا [۱۳۴] اور جس اللہ نے گمراہ کرنا چاہا سو تو اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے ہاں [۱۳۵] یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نےنہ چاہا کہ دل پاک کرےان کے [۱۳۶] ان کو دنیا میں ذلت ہے اور ان کو آخرت میں بڑا عذاب ہے

5 المائدة 42 جاسوسی کرنے والے جھوٹ بولنے کے لئے اور بڑے حرام کھانے والے سو اگر آویں وہ تیرے پاس تو فیصلہ کر دے ان میں یا منہ پھیر لے ان سے [۱۳۷] اور اگر تو منہ پھیر لے گا ان سے تو وہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اگر تو فیصلہ کرے تو فیصلہ کر ان میں انصاف سے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو [۱۳۸]

5 المائدة 43 اور وہ تجھ کو کس طرح منصف بنائیں گے اور ان کے پاس تو توریت ہے جس میں حکم ہے اللہ کا پھر اس کے پیچھے پھرے جاتے ہیں اور وہ ہر گز ماننے والے نہیں ہیں [۱۳۹]

5 المائدة 44 ہم نےنازل کی توریت کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے [۱۴۰] اس پر حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ کے یہود کو اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم [۱۴۱] اس واسطے کہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے [۱۴۲] سو تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو اور مت خریدو میری آیتوں پر مول تھوڑا [۱۴۳] اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں کافر [۱۴۴]

5 المائدة 45 اور لکه دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکه کے بدلے آنکه اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا انکے برابر [۱۴۵] پهر جس نے معاف کر دیا تو وه گناه سے پاک ہو گیا [۱۴۶] اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں ظالم [۱۴۷]

5 المائدة 46 اور پیچهے بهیجا ہم نے انہی کےقدموں پر عیسٰی مریم کے بیٹے کو [۱۴۸] تصدیق کرنے والا توریت کی جو آگے سے تهے اور اس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور روشنی تهی اور تصدیق کرتی تهی اپنے سے اگلی کتاب توریت کی اور راه بتلانے والی اور نصیحت تهی ڈرنے والوں کو [۱۴۹]

5 المائدة 47 اور چاہئے کہ حکم کریں انجیل والے موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نےسو وہی لوگ ہیں نافرمان [۱۵۰]

5 المائدة 48 اور تجه پر اتاری ہم نے کتاب سچی تصدیق کرنے والی سابقہ کتابوں کی اور ان کے مضامیں پر نگہبان [۱۵۱] سو تو حکم کر ان میں موافق اسکے جو کہ اتارا اللہ نے [۱۵۲] اور انکی خوشی پر مت چل چهوڑ کر سیدها راستہ جو تیرے پاس آیا [۱۵۳] ہر ایک کو تم میں سے دیا ہم نے ایک دستور اور راه [۱۵۴] اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک دین پر کر دیتا لیکن تم کو آزمانا چاہتا ہے اپنے دیے ہوئے حکموں میں [۱۵۵] سو تم دوڑ کر لو خوبیاں [۱۵۶] اللہ کے پاس تم سب کو پہنچنا ہے پهر جتا دے گا جس بات میں تم کو اختلاف تها [۱۵۷]

5 المائدة 49 اور یہ فرمایا کہ حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور مت چل ان کی خوشی پر اور بچتا ره ان سے کہ تجه کو بہکا نہ دیں کسی اسےحکم سے جو اللہ نے اتارا تجه پر [۱۵۸] پهر اگر نہ مانیں تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہے کہ پہنچا دے انکو کچه سزا ان کے گناہوں کی [۱۵۹] اور لوگوں میں بہت ہیں نافرمان [۱۶۰]

5	المائدة	50	اب کیا حکم چاہتے ہیں کفر کے وقت کا اور اللہ سے بہتر کون ہے حکم کرنے والا یقین کرنے والوں کے واسطے [۱۶۱]
5	المائدة	51	اے ایمان والو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست [۱۶۲] وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے [۱۶۳] اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں ہے [۱۶۴] اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو [۱۶۵]
5	المائدة	52	اب تو دیکھے گا ان کو جن کے دل میں بیماری ہے دوڑ کر ملتے ہیں ان میں کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر ہے کہ نہ آجائے ہم پر گردش زمانہ کی [۱۶۶] سو قریب ہے کہ اللہ جلد ظاہر فرماوے فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے تو لگیں اپنے جی کی چھپی بات پر پچتانے [۱۶۷]
5	المائدة	53	اور کہتے ہیں مسلمان کیا یہ وہی لوگ ہیں جو قسمیں کھاتے تھے اللہ کی تاکید سے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں برباد گئے ان کےعمل پھر رہ گئے نقصان میں
5	المائدة	54	اے ایمان والو جو کوئی تم میں پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ عنقریب لاوے گا ایسی قوم کو کہ اللہ انکو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں نرم دل ہیں مسلمانوں پر زبردست ہیں کافروں پر لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے [۱۶۸] یہ فضل ہے اللہ کا دے گا جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار [۱۶۹]
5	المائدة	55	تمہارا رفیق تو وہی اللہ ہے اور اس کا رسول اور جو ایمان والے ہیں جو کہ قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں [۱۷۰]
5	المائدة	56	اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو تو اللہ کی جماعت وہی سب پر غالب ہے [۱۷۱]
5	المائدة	57	اے ایمان والو مت بناؤ ان لوگوں کو جو ٹھہراتے ہیں تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل وہ لوگ جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور نہ کافروں کو [۱۷۲] اپنا دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے [۱۷۳]
5	المائدة	58	اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لئے تو وہ ٹھہراتے ہیں اس کو ہنسی اور کھیل یہ اس واسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں [۱۷۴]
5	المائدة	59	تو کہہ اے کتاب والو کیا ضد ہے تم کو ہم سے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر اور جو نازل ہو چکا پہلے اور یہی کہ تم میں اکثر نافرمان ہیں [۱۷۵]
5	المائدة	60	تو کہہ میں تم کو بتلاؤں ان میں کس کی بری جزا ہے اللہ کے ہاں وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا اور ان میں سے بعضوں کو بندر کر دیا اور بعضوں کو سور اور جنہوں نے بندگی کی شیطان کی وہی
5	المائدة	61	اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور حالت یہ ہے کہ کافر ہی آئے تھے اور کافر ہی چلے گئے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ چھپائے ہوئے تھے [۱۷۷]

5	المائدة	62	اور تو دیکھے گا بہتوں کو ان میں سے کہ دوڑتے ہیں گناہ پر اور ظلم اور حرام کھانے پر بہت برے کام ہیں جو کر رہے ہیں [۱۷۸]
5	المائدة	63	کیوں نہیں منع کرتے انکے درویش اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے بہت ہی برے عمل ہیں جو کر رہے ہیں [۱۷۹]
5	المائدة	64	اور یہود کہتے ہیں اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا [۱۸۰] انہی کے ہاتھ بند ہو جاویں [۱۸۱] اور لعنت ہےانکو اس کہنے پر بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں [۱۸۲] خرچ کرتا ہے جس طرح چاہے [۱۸۳] اور ان میں بہتوں کو بڑھے گی اس کلام سے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے شرارت اور انکار [۱۸۴] اور ہم نے ڈال رکھی ہے ان میں دشمنی اور بیر قیامت کے دن تک [۱۸۵] جب کبھی آگ سلگاتے ہیں لڑائی کے لئے اللہ اس کو بجھا دیتا ہے اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرتے ہوئے اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کرنے والوں کو [۱۸۶]
5	المائدة	65	اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم دور کر دیتے ان سے ان کی برائیاں اور ان کو داخل کرتے نعمت کے باغوں میں [۱۸۷]
5	المائدة	66	اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل کو اور اس کو جو کہ نازل ہوا ان پر انکے رب کی طرف سے [۱۸۸] تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے [۱۸۹] کچھ لوگ ان میں ہیں سیدھی راہ پر [۱۹۰] اور بہت سے ان میں برے کام کر رہے ہیں
5	المائدة	67	اے رسول پہنچا دے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام اور اللہ تجھ کو بچا لے گا لوگوں سے بیشک اللہ راستہ نہیں دکھلاتا قوم کفار کو [۱۹۱]
5	المائدة	68	کہہ دے اے کتاب والو تم کسی راہ پر نہیں جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل کو اور جو تم پر اترا تمہارےرب کی طرف سے [۱۹۲] اور ان میں بہتوں کو بڑھے گی اس کلام سے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے شرارت اور کفر سو تو افسوس نہ کر اس قوم کفار پر [۱۹۳]
5	المائدة	69	بیشک جو مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور فرقہ صابی اور نصاریٰ جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور روز قیامت پر اور عمل کرے نیک نہ ان پر ڈر ہے نہ وہ غمگین ہوں گے [۱۹۴]
5	المائدة	70	ہم نے لیا تھا پختہ قول بنی اسرائیل سے [۱۹۵] اور بھیجے ان کی طرف رسول جب لایا ان کے پاس کوئی رسول وہ حکم جو خوش نہ آیا ان کے جی کو تو بہتوں کو جھٹلایا اور بہتوں کو قتل کر ڈالتےتھے [۱۹۶]

5	المآئدة	71	اور خیال کیا کہ کچھ خرابی نہ ہو گی سو وہ اندھے ہو گئے اور بہرے پھر توبہ قبول کی اللہ نے ان کی پھر اندھے اور بہرے ہوئے ان میں سےبہت [۱۹۷] اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں [۱۹۸]
5	المآئدة	72	بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی رب ہے میرا اور تمہارا بیشک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور
5	المآئدة	73	بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک [۲۰۰] حالانکہ کوئی معبود نہیں بجز ایک معبود کے اور اگر نہ باز آویں گے اس بات سے کہ کہتے ہیں تو بیشک پہنچے گا ان میں سےکفر پر قائم رہنے والوں کو
5	المآئدة	74	کیوں نہیں توبہ کرتے اللہ کے آگے اور گناہ بخشواتے اس سے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان [۲۰۱]
5	المآئدة	75	نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول گذر چکے اس سے پہلے بہت رسول [۲۰۲] اور اسکی ماں ولی ہے [۲۰۳] دونوں کھاتےتھے کھانا دیکھ ہم کیسے بتلاتے ہیں ان کو دلیلیں پھر دیکھ وہ کہاں الٹے جارہے ہیں [۲۰۴]
5	المآئدة	76	تو کہہ دے کیا تم ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر جو مالک نہیں تمہارے برے کی اور نہ بھلے کی اور اللہ وہی ہے سننے والا جاننے والا [۲۰۵]
5	المآئدة	77	تو کہہ اے اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا [۲۰۶] اور مت چلو خیالات پر ان لوگوں کے جو گمراہ ہو چکے پہلے اور گمراہ کر گئے بہتوں کو اور بہک گئے سیدھی راہ سے [۲۰۷]
5	المآئدة	78	ملعون ہوئے کافر بنی اسرائیل میں کے داؤد کی زبان پر اور عیسٰی بیٹے مریم کے یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گذر گئےتھے [۲۰۸]
5	المآئدة	79	آپس میں منع نہ کرتے برے کام سے جو وہ کر رہے تھے [۲۰۹] کیا ہی برا کام ہے جو کرتے تھے
5	المآئدة	80	تو دیکھتا ہے ان میں کہ بہت سے لوگ دوستی کرتے ہیں کافروں سے [۲۱۰] کیا ہی برا سامان بھیجا انہوں نے اپنے واسطے وہ یہ کہ اللہ کا غضب ہوا ان پر اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں [۲۱۱]
5	المآئدة	81	اور اگر وہ یقین رکھتے اللہ پر اور نبی پر اور جو نبی پر اترا تو کافروں کو دوست نہ بناتے [۲۱۲] لیکن ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں [۲۱۳]

5	المائدة	82	تو پاوے گا سب لگوں سے زیادہ دشمن مسلمانوں کا یہودیوں کو اور مشرکوں کو اور تو پاوے گا سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں کے ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس واسطے کہ نصاریٰ میں
5	المائدة	83	اور جب سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول پر تو دیکھے تو ان کی آنکھوں کو کہ ابلتی ہیں آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ انہوں نے پہچان لیا حق بات کو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے
5	المائدة	84	اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نہ لاویں اللہ پر اور اس چیز پر جو پہنچی ہم کو حق سےاور توقع رکھیں اسکی کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے
5	المائدة	85	پھر انکو بدلے میں دیے اللہ نے اس کہنے پر ایسے باغ کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں ان میں ہی اور یہ ہے بدلا نیکی کرنے والوں کا
5	المائدة	86	اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلانےلگے ہمای آیتوں کو وہ ہیں دوزخ کے رہنے والے [۲۱۴]
5	المائدة	87	اے ایمان والو مت حرام ٹھہراؤ وہ لذیذ چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئےحلال کردیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو
5	المائدة	88	اور کھاؤ اللہ کے دیے ہوئے میں سے جو چیز حلال پاکیزہ ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو [۲۱۵]
5	المائدة	89	نہیں پکڑتا اللہ تم کو تمہاری بیہودہ قسموں پر [۲۱۶] لیکن پکڑتا ہے اس پر جس قسم کو تم نے مضبوط باندھا سو اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والوں کو [۲۱۷] یا کپڑا پہنا دینا دس محتاجوں کو [۲۱۸] یا ایک گردن آزاد کرنی [۲۱۹] پھر جس کو میسر نہ ہوتو روزے رکھنے ہیں تین دن کے [۲۲۰] یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا بیٹھو اور حفاظت رکھو اپنی قسموں کی [۲۲۱] اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنے حکم تاکہ تم احسان مانو [۲۲۲]
5	المائدة	90	اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے [۲۲۳] سب گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ [۲۲۴]
5	المائدة	91	شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر بذریعہ شراب اور جوئے کے اور روکےتم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے سو اب بھی تم باز آؤ گے [۲۲۵]
5	المائدة	92	اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے کھول کر [۲۲۶]

5	المائدة	93	جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے ان پر گناہ نہیں اس میں جو کچھ پہلے کھا چکے جب کہ آئندہ کو ڈر گئے اور ایمان لائے اور عمل نیک کئے پھر ڈرتے رہے اور یقین کیا پھر ڈرتے رہے اور نیکی کی اور اللہ دوست
5	المائدة	94	اے ایمان والو البتہ تم کو آزماوے گا اللہ ایک بات سے اس شکار میں کہ جس پر پہنچے ہیں ہاتھ تمہارے اور نیزےتمہارے [۲۲۸] تاکہ معلوم کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے [۲۲۹] پھر جس نے زیادتی کی اس کے بعد تو اس کے لئے عذاب دردناک ہے
5	المائدة	95	اے ایمان والو نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام میں [۲۳۰] اور جو کوئی تم میں اس کو مارے جان کر [۲۳۱] تو اس پر بدلا ہے اس مارے ہوئے کے برابر مویشی میں سے جو تجویز کریں دو آدمی معتبر تم میں سے اس طرح سے کہ وہ جانور بدلے کا بطور نیاز پہنچایا جاوے کعبہ تک یا اس پر کفارہ ہے چند محتاجوں کو کھلانا یا اس کےبرابر روزے تاکہ چکھے سزا اپنے کام کی [۲۳۲] اللہ نے معاف کیا جو کچھ ہو چکا [۲۳۳] اور جو کوئی پھر کرے گا اس سے بدلا لے گا اللہ اور اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا [۲۳۴]
5	المائدة	96	حلال ہوا تمہارے لئے دریا کا شکار اور دریا کا کھانا تمہارے فائدہ کے واسطے اور سب مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر جنگل کا شکار جب تک تم احرام میں رہو اور ڈرتے رہو اللہ سےجس کے پاس تم جمع ہو گے
5	المائدة	97	اللہ نے کر دیا کعبہ کو جو کہ گھر ہے بزرگی والا قیام کا باعث لوگوں کے لئے اور بزرگی والے مہینوں کو اور قربانی کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جنکے گلے میں پٹہ ڈال کر لیجاویں کعبہ کو [۲۳۶] یہ اس لئے کہ تم جان لو کہ بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے [۲۳۷]
5	المائدة	98	جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے اور بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۲۳۸]
5	المائدة	99	رسول کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر میں کرتے ہو اور جو چھپا کر کرتے ہو [۲۳۹]
5	المائدة	100	تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے ناپاک کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو تاکہ تمہاری نجات ہو [۲۴۰]
5	المائدة	101	اے ایمان والو مت پوچھو ایسی باتیں کہ اگر تم پر کھولی جاویں تو تم کو بری لگیں اور اگر پوچھو گے یہ باتیں ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جاویں گی [۲۴۱] اللہ نے ان سے درگذر کی ہے [۲۴۲] اور اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے
5	المائدة	102	ایسی باتیں پوچھ چکی ہے ایک جماعت تم سے پہلے پھر ہو گئے ان باتوں سے منکر [۲۴۳]
5	المائدة	103	نہیں مقرر کیا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی و لیکن کافر باندھتے ہیں اللہ پر بہتان اور ان میں اکثروں کو عقل نہیں [۲۴۴]

5	المائدة	104	اور جب کہا جاتا ہے ان کو آؤ اسکی طرف جو کہ اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہم کو کافی ہے وہ جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اگر انکے باپ دادے نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ
5	المائدة	105	اے ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہوا جبکہ تم ہوئے راہ پر [۲۴۶] اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے تم سب کو پھر وہ جتلاوے گا تمکو جو کچھ تم کرتےتھے [۲۴۷]
5	المائدة	106	اے ایمان والو گواہ درمیان تمہارے جبکہ پہنچے کسی کو تم میں موت وصیت کے وقت دو شخص معتبر ہونے چاہئیں [۲۴۸] تم میں سے [۲۴۹] یا دو شاہد اور ہوں تمہارے سوا [۲۵۰] اگر تم نے سفر کیا ہو ملک میں پھرپہنچے تم کو مصیبت موت کی تو کھڑا کرو ان دونوں کو بعد نماز کے [۲۵۱] وہ دونوں قسم کھاویں اللہ کی اگر تم کو شبہ پڑے کہیں کہ ہم نہیں لیتے قسم کے بدلے مال اگرچہ کسی کو ہم سے قرابت بھی ہو اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی گواہی نہیں تو ہم بیشک گنہگار ہیں [۲۵۲]
5	المائدة	107	پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ دونوں حق بات دبا گئے تو دو گواہ اور کھڑے ہوں ان کی جگہ [۲۵۳] ان میں سے کہ جن کا حق دبا ہے جو سب سے زیادہ قریب ہوں میت کے پھر قسم کھاویں اللہ کی کہ ہماری گواہی تحقیقی ہے پہلوں کی گواہی سے اور ہم نے زیادتی نہیں کی نہیں تو ہم بیشک ظالم ہیں [۲۵۴]
5	المائدة	108	اس میں امید ہے کہ ادا کریں شہادت کو ٹھیک طرح پر اور ڈریں کہ الٹی پڑے گی قسم ہماری ان کی قسم کے بعد [۲۵۵] اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سن رکھو اور اللہ نہیں چلاتا سیدھی راہ پر نافرمانوں کو [۲۵۶]
5	المائدة	109	جس دن اللہ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو پھر کہے گا تم کو کیا جواب ملا تھا [۲۵۷] وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں [۲۵۸] تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا
5	المائدة	110	جب کہے گا اللہ [۲۵۹] اے عیسٰی مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر اور تیری ماں پر [۲۶۰] جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور تہہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا تھا اسمیں تو ہو جاتا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے او رجب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے [۲۶۱] اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لے کر آیا انکے پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح [۲۶۲]

5	المائدة	111	اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر تو کہنے لگے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں
5	المائدة	112	جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا رب کر سکتا ہے [۲۶۳] کہ اتارے ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے [۲۶۴] بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے [۲۶۵]
5	المائدة	113	بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے اور مطمئن ہو جاویں ہمارے دل اور جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا او رہیں ہم اس پر گواہ [۲۶۶]
5	المائدة	114	کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے اللہ رب ہمارے اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہماری پہلوں او رپچھلوں کے واسطے [۲۶۷] اور نشانی ہو تیری طرف سے [۲۶۸] اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے سب سے بہتر روزی دینے والا [۲۶۹]
5	المائدة	115	کہا اللہ نے میں بیشک اتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری کرے گا اس کے بعد تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا جہان میں [۲۷۰]
5	المائدة	116	اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہرا لو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے [۲۷۱] کہا تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو ضرور معلوم ہو گا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے بیشک تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا [۲۷۲]
5	المائدة	117	میں نے کچھ نہیں کہا انکو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا [۲۷۳] اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے [۲۷۴]
5	المائدة	118	اگر تو انکو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا [۲۷۵]
5	المائدة	119	فرمایا اللہ نے یہ دن ہے کہ کام آوے گا سچوں کے ان کا سچ [۲۷۶] انکے لئے ہیں باغ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہی ہے بڑی کامیابی [۲۷۷]
5	المائدة	120	اللہ ہی کے لئے سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے [۲۷۸]
6	الانعام	1	[۱] سب تعریفیں اللہ کےلئے ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور بنایا اندھیرا اور اجالا پھر بھی یہ کافر اپنے رب کےساتھ اوروں کو برابر کئے دیتے ہیں [۲]

6	الانعام	2	وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کر دیا ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک پھر بھی تم شک کرتے ہو [٣]
6	الانعام	3	اور وہی ہے اللہ آسمانوں میں اور زمین میں [۴] جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو [۵]
6	الانعام	4	اور نہیں آتی انکے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے مگر کرتے ہیں اس سے تغافل [۶]
6	الانعام	5	سو بیشک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب ان تک پہنچا سو اب آئی جاتی ہے انکے آگے حقیقت اس بات کی جس پر ہنستے تھے [٧]
6	الانعام	6	کیا دیکھتے نہیں کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے امتیں جن کو جما دیا تھا ہم نے ملک میں اتنا کہ جتنا تم کو نہیں جمایا اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان کو لگاتار برستا ہوا اور بنا دیں ہم نے نہریں بہتی ہوئی ان
6	الانعام	7	اور اگر اتاریں ہم تجھ پر لکھا ہوا کاغذ میں پھر چھو لیویں وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے البتہ کہیں گے کافر یہ نہیں ہے مگر صریح جادو [٩]
6	الانعام	8	اور کہتے ہیں کیوں نہیں اترا اس پر کوئی فرشتہ [١٠] اور اگر ہم اتاریں فرشتہ تو طے ہو جاوے قصہ پھر ان کو مہلت بھی نہ ملے [١١]
6	الانعام	9	اور اگر ہم رسول بنا کر بھیجتے کسی فرشتہ کو تو وہ بھی آدمی ہی کی صورت میں ہوتا اور انکو اسی شبہہ میں ڈالتے جس میں اب پڑ رہے ہیں [١٢]
6	الانعام	10	اور بلاشبہہ ہنسی کرتے رہے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے پھرگھیر لیا ان سے ہنسی کرنے والوں کو اس چیز نے کہ جس پر ہنسا کرتے تھے [١٣]
6	الانعام	11	تو کہہ دے کہ سیر کرو ملک میں پھر دیکھو کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا [١۴]
6	الانعام	12	پوچھ کہ کس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں کہہ دے اللہ کا ہے اس نے لکھی ہے اپنے ذمہ مہربانی البتہ تم کو اکٹھا کر دے گا قیامت کے دن تک کہ اس میں کچھ شک نہیں جو لوگ نقصان میں ڈال چکے اپنی
6	الانعام	13	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آرام پکڑتا ہے رات میں اور دن میں اور وہی ہے سب کچھ سننے والا جاننے والا
6	الانعام	14	تو کہہ دے کیا اور کسی کو بناؤں اپنا مددگار اللہ کے سوا جو بنانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا [١۶] اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھلاتا [١٧] کہہ دے مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے حکم مانوں [١٨] اور تو ہرگز نہ ہو شرک والا

6	الانعام	15	تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے [۱۹]
6	الانعام	16	جس پر سے ٹل گیا وہ عذاب اس دن تو اس پر رحم کر دیا اللہ نے اور یہی ہے بڑی کامیابی [۲۰]
6	الانعام	17	اور اگر پہنچاوے تجھ کو اللہ کچھ سختی تو کوئی اسکو دور کرنے والا نہیں سوا اسکے اور اگر تجھ کو پہنچاوےبھلائی تو وہ ہر چیز پر قادر ہے
6	الانعام	18	اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر اور وہی ہے بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا [۲۱]
6	الانعام	19	تو پوچھ سب سے بڑا کون ہے کہہ دے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان [۲۲] اور اترا ہے مجھ پر یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے خبردار کر دوں اور جس کو یہ پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہیں تو کہہ دے میں تو گواہی نہ دوں گا کہہ دے وہی ہے معبود ایک اور میں بیزار ہوں تمہارے شرک سے [۲۳]
6	الانعام	20	جن کو ہم نے دی ہے کتاب وہ پہچانتے ہیں اسکو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو جو لوگ نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان نہیں لاتے [۲۴]
6	الانعام	21	اور اس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلا دے اسکی آیتوں کو بلاشک بھلائی نصیب نہیں ہوتی ظالموں کو [۲۵]
6	الانعام	22	اور جس دن ہم جمع کریں گے ان سب کو پھر کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا تھا کہاں ہیں شریک تمہارے جن کا تم کو دعویٰ تھا [۲۶]
6	الانعام	23	پھر نہ رہے گا انکے پاس کوئی فریب مگر یہی کہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے ہم نہ تھے شرک کرنے والے [۲۷]
6	الانعام	24	دیکھو تو کیسا جھوٹ بولے اپنے اوپر اور کھوئی گئیں ان سے وہ باتیں جو بنایا کرتے تھے [۲۸]
6	الانعام	25	اور بعضے ان میں کان لگائے رہتے ہیں تیری طرف اور ہم نے ان کے دلوں پر ڈال رکھے ہیں پردے تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا انکےکانوں میں بوجھ اور اگر دیکھ لیں تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لاویں
6	الانعام	26	اور یہ لوگ روکتے ہیں اس سے اور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے [۳۰]
6	الانعام	27	اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ کھڑے کئے جاویں گے وہ دوزخ پر پس کہیں گے اے کاش ہم پھر بھیجدئے جاویں اور ہم نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتوں کو اور ہو جاویں ہم ایمان والوں میں [۳۱]
6	الانعام	28	کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو چھپاتے تھے پہلے [۳۲] اور اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں [۳۳]
6	الانعام	29	اور کہتے ہیں ہمارےلئے زندگی نہیں مگر یہی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا [۳۴]
6	الانعام	30	اور کاش کہ تو دیکھے جس وقت وہ کھڑے کئے جاویں گے اپنے رب کے سامنے فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے اپنے رب کی فرمائے گا تو چکھو عذاب بدلے میں اپنے کفر کے [۳۵]

6	الانعام	31	تباہ ہوئے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ کا یہاں تک کہ جب آ پہنچے گی ان پر قیامت اچانک تو کہیں گے اے افسوس کیسی کوتاہی ہم نے اس میں کی اور وہ اٹھاویں گے اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر خبردار ہو جاؤ کہ
6	الانعام	32	اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانا اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے کیا تم نہیں سمجھتے [۳۷]
6	الانعام	33	ہم کو معلوم ہے کہ تجھ کو غم میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں
6	الانعام	34	اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے رسول تجھ سے پہلے پس صبر کرتے رہے جھٹلانے پر اور ایذا پر یہاں تک کہ پہنچی ان کو مدد ہماری اور کوئی نہیں بدل سکتا اللہ کی باتیں اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں کچھ حالات رسولوں کے
6	الانعام	35	اور اگر تجھ پر گراں ہے ان کا منہ پھیرنا تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ ڈھونڈ نکالے کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لاوے انکے پاس ایک معجزہ اور اگر اللہ چاہتا تو جمع کر دیتا سب کو سیدھی راہ
6	الانعام	36	مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو زندہ کرے گا اللہ پھر اسکی طرف لائے جاویں گے [۴۰]
6	الانعام	37	اور کہتےہیں کیوں نہیں اتری اس پر کوئی نشانی اسکے رب کی طرف سے [۴۱] کہہ دے کہ اللہ کو قدرت ہے اس بات پر کہ اتارے نشانی لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے [۴۲]
6	الانعام	38	اور نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح ہم نےنہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز پھر سب اپنے رب کے سامنے جمع ہوں گے [۴۳]
6	الانعام	39	اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں [۴۴] جسکو چاہے اللہ گمراہ کرے [۴۵] اور جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ پر
6	الانعام	40	تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر تم سچے ہو
6	الانعام	41	بلکہ اسی کو پکارتے ہو پھر دور کر دیتا ہے اس مصیبت کو جس کے لئے اسکو پکارتے ہو اگر چاہتا ہے اور تم بھول جاتے ہو جنکو شریک کرتے تھے [۴۶]
6	الانعام	42	اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت سی امتوں پر تجھ سے پہلے پھر ان کو پکڑا ہم نے سختی میں اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑاویں
6	الانعام	43	پھر کیوں نہ گڑگڑائے جب آیا ان پر عذاب ہمارا لیکن سخت ہو گئے دل انکے اور بھلے کر دکھلائے ان کو شیطان نے جو کام وہ کر رہے تھے
6	الانعام	44	پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو انکو کی گئ تھی کھول دیے ہم نے ان پر دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے ان چیزوں پر جو انکو دی گئیں پکڑ لیا ہم نے انکو اچانک پس اس وقت وہ رہ گئے نا
6	الانعام	45	پھر کٹ گئ جڑ ان ظالموں کی اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا [۴۸]
6	الانعام	46	تو کہہ دیکھو تو اگر چھین لے اللہ تمہارےکان اور آنکھیں اور مہر کر دے تمہارے دلوں پر [۴۹] تو کون ایسا رب ہے اللہ کے سوا جو تم کو یہ چیزیں لا دیوے [۵۰] دیکھ ہم کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں باتیں پھر

بھی وہ کنارہ کرتے ہیں

تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا اچانک [۵۱] یا ظاہر ہو کر تو کون ہلاک ہو گا ظالم لوگوں کےسوا [۵۲]	47	الانعام	6
اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے کو پھر جو کوئی ایمان لایا اور سنور گیا تو نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں	48	الانعام	6
اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو انکو پہنچے گا عذاب اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے [۵۳]	49	الانعام	6
تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں [۵۴] میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے تو کہہ دے کب برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا سو کیا تم غور نہیں کرتے [۵۵]	50	الانعام	6
اور خبردار کر دے اس قرآن سے ان لوگوں کو جنکو ڈر ہے اسکا کہ وہ جمع ہونگے اپنے رب کے سامنے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا نہ کوئی انکا حمایتی ہو گا اور نہ سفارش کرنے والا [۵۶] تاکہ وہ بچتے رہیں [۵۷]	51	الانعام	6
اور مت دور کر ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام اور چاہتے ہیں اسی کی رضا [۵۸] تجھ پر نہیں ہے ان کے حساب میں سے کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر ہے کچھ کہ تو ان کو دور کرنے لگے پس ہو جاوے گا تو بے انصافوں میں [۵۹]	52	الانعام	6
اور اسی طرح ہم نے آزمایا ہے بعضے لوگوں کو بعضوں سے تاکہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے فضل کیا ہم سب میں کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا شکر کرنے والوں کو [۶۰]	53	الانعام	6
اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتوں کے ماننے والے تو کہہ دے تو سلام ہے تم پر لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو کہ جو کوئی کرے تم میں سے برائی ناواقفیت سے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور	54	الانعام	6
اور اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تاکہ کھل جاوےطریقہ گنہگاروں کا [۶۱]	55	الانعام	6
تو کہہ دے مجھ کو روکا گیا ہے اس سے کہ بندگی کروں انکی جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا تو کہہ میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر بیشک اب تو میں بہک جاؤں گا اور نہ رہوں گا ہدایت پانے والوں میں [۶۲]	56	الانعام	6
تو کہہ دے کہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی اور تم نے اسکو جھٹلایا [۶۳] میرے پاس نہیں جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو [۶۴] حکم کسی کا نہیں سوا اللہ کے بیان کرتا ہے حق بات اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے	57	الانعام	6
تو کہہ اگر ہوتی میرے پاس وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا جھگڑا درمیان میرے اور درمیان تمہارے [۶۵] اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو	58	الانعام	6

6	الانعام	59	اور اُسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی کہ انکو کوئی نہیں جانتا اسکے سوا اور وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا مگر وہ جانتا ہے اسکو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں
6	الانعام	60	اور وہ ہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں [۶۷] اور جانتا ہے جو کچھ کہ تم کر چکے ہو دن میں [۶۸] پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اُس میں تاکہ پورا ہو وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ہے [۶۹] پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے پھر خبر دے گا تم کو اس کی جو کچھ تم کرتے ہو [۷۰]
6	الانعام	61	اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان [۷۱] یہاں تک کہ جب آپہنچے تم میں سے کسی کو موت تو قبضہ میں لے لیتے ہیں اسکو ہمارے بھیجے ہوئےفرشتے [۷۲] اور وہ کوتاہی نہیں کرتے [۷۳]
6	الانعام	62	پھر پہنچائے جاویں گے اللہ کی طرف جو مالک انکا ہے سچا سن رکھو حکم اسی کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے [۷۴]
6	الانعام	63	تو کہہ کون تم کو بچا لاتا ہے جنگل کے اندھیروں سے اور دریا کے اندھیروں سے اس وقت میں کہ پکارتے ہو تم اسکو گڑ گڑا کر اور چپکے سے کہ اگر ہم کو بچا لیوے اس بلا سے تو البتہ ہم ضرور احسان مانیں گے
6	الانعام	64	تو کہہ دے اللہ تم کو بچاتا ہے اس سے اور ہر سختی سے پھر بھی تم شرک کرتے ہو [۷۵]
6	الانعام	65	تو کہہ اسی کو قدرت ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب [۷۶] اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تم کو مختلف فرقے کر کے اور چکھاوے ایک کو لڑائی ایک کی [۷۷] دیکھ کس کس طرح ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ وہ سمجھ جاویں [۷۸]
6	الانعام	66	اور اسکو جھوٹ بتلایا تیری قوم نے حالانکہ وہ حق ہے تو کہہ دے کہ میں نہیں تم پر داروغہ
6	الانعام	67	ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے کہ اس کو جان لو گے [۷۹]
6	الانعام	68	اور جب تو دیکھے ان لوگوں کہ کہ جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے کنارہ کر یہاں تک کہ مشغول ہو جاویں کسی اور بات میں اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آجانے کے بعد ظالموں کےساتھ [۸۰]
6	الانعام	69	اور پرہیزگاروں پر نہیں ہے جھگڑنے والوں کے حساب میں سے کوئی چیز لیکن انکے ذمہ نصیحت کرنی ہے تاکہ وہ ڈریں [۸۱]

اور چھوڑ دے انکو جنہوں نے بنا رکھا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشا [۸۲] اور دھوکا دیا انکو دنیا کی زندگی نے [۸۳] اور نصیحت کر انکو قرآن سے تاکہ گرفتار نہ ہو جاوے کوئی اپنے کئے میں کہ نہ ہو اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر بدلے میں دے سارے بدلے تو قبول نہ ہوں اس سے [۸۴] وہی لوگ ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کئے میں انکو پینا ہے گرم پانی اور عذاب ہے دردناک بدلے میں کفر کے [۸۵]	70	الانعام	6
تو کہہ دے کیا ہم پکاریں اللہ کےسوا ان کو جو نہ نفع پہنچا سکیں ہم کو اور نہ نقصان اور کیا پھر جاویں ہم الٹے پاؤں اسکے بعد کہ اللہ سیدھی راہ دکھا چکا ہم کو مثل اس شخص کے کہ رستہ بھلا دیا ہو اسکو جنوں نے جنگل میں جبکہ وہ حیران ہے اس کے رفیق بلاتے ہیں اسکو رستہ کی طرف کہ چلا آ ہمارے پاس [۸۶] تو کہہ دے کہ اللہ نے جو راہ بتلائی وہی سیدھی راہ ہے [۸۷] اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ تابع رہیں پروردگار عالم کے	71	الانعام	6
اور یہ کہ قائم رکھو نماز کو اور ڈرتے رہو اللہ سے اور وہی ہے جس کے سامنے تم سب اکھٹے ہو گے	72	الانعام	6
اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر اور جس دن کہے گا کہ ہو جا [۸۸] تو وہ ہو جائے گا اسی کی بات سچی ہے اور اسی کی سلطنت ہے جس دن پھونکا جائے گا صور [۸۹] جاننے والا چھپی اور کھلی باتوں کا اور وہی ہے حکمت والا جاننے والا [۹۰]	73	الانعام	6
اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے [۹۱] اپنے باپ آزر کو [۹۲] تو کیا مانتا ہے بتوں کو خدا میں دیکھتا ہوں کہ تو اور تیری قوم صریح گمراہ ہیں [۹۳]	74	الانعام	6
اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو عجائبات آسمانوں اور زمینوں کے اور تاکہ اس کو یقین آ جاوے [۹۴]	75	الانعام	6
پھر جب اندھیرا کر لیا اس پر رات نے دیکھا اس نے ایک ستارہ بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولا میں پسند نہیں کرتا غائب ہو جانے والوں کو [۹۵]	76	الانعام	6
پھر جب دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اگر نہ ہدایت کرے گا مجھ کو رب میرا تو بیشک میں رہوں گا گمراہ لوگوں میں [۹۶]	77	الانعام	6
پھر جب دیکھا سورج جھلکتا ہوا بولا یہ ہے رب میرا یہ سب سے بڑا ہے [۹۷] پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو [۹۸]	78	الانعام	6

6	الانعام	79	میں نے متوجہ کر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والا [۹۹]
6	الانعام	80	اور اس سے جھگڑا کیا اسکی قوم نے بولا کیا تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو اللہ کے ایک ہونے میں اور وہ مجھ کو سمجھا چکا [۱۰۰] اور میں ڈرتا نہیں ہوں ان سے جنکو تم شریک کرتے ہو اس کا مگر یہ کہ میرا رب ہی کوئی تکلیف پہنچانی چاہے احاطہ کر لیا ہے میرے رب کے علم نے سب چیزوں کا کیا تم نہیں سوچتے [۱۰۱]
6	الانعام	81	اور میں کیونکر ڈروں تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے اس بات سے کہ شریک کرتے ہو اللہ کا انکو جسکی نہیں اتاری اس نے تم پر کوئی دلیل [۱۰۲] اب دونوں فرقوں میں کون مستحق ہے دل جمعی کا بولو اگر تم
6	الانعام	82	جو لوگ یقین لے آئے اور نہیں ملا دیا انہوں نے اپنے یقین میں کوئی نقصان انہی کے واسطے ہے دل جمعی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر [۱۰۳]
6	الانعام	83	اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی تھی ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں درجے بلندکرتے ہیں ہم جس کے چاہیں تیرا رب حکمت والا ہے جاننے والا [۱۰۴]
6	الانعام	84	اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت دی [۱۰۵] اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے [۱۰۶] اور اسکی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسٰی اور ہارون کو [۱۰۷] اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتےہیں نیک کام والوں کو
6	الانعام	85	اور زکریا اور یحیٰی اور عیسٰی اور الیاس کو سب ہیں نیک بختوں میں
6	الانعام	86	اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر [۱۰۸]
6	الانعام	87	اور ہدایت کی ہم نے بعضوں کو انکے باپ دادوں میں سے اور انکی اولاد میں سےاور بھائیوں میں سے اور انکو ہم نے پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا
6	الانعام	88	یہ اللہ کی ہدایت ہے اس پر چلاتا ہے جسکو چاہے اپنے بندوں میں سے [۱۰۹] اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا [۱۱۰]
6	الانعام	89	یہ لوگ تھے جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں مکہ والے تو ہم نے ان باتوں کے لئے مقرر کر دیے ہیں ایسے لوگ جو ان سے منکر نہیں [۱۱۱]
6	الانعام	90	یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل ان کے طریقہ پر [۱۱۲] تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو [۱۱۳]
6	الانعام	91	اور نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو پورا پہچاننا جب کہنے لگے کہ نہیں اتاری اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز [۱۱۴] پوچھ تو کس نے اتاری وہ کتاب جو موسٰی لے کر آیا تھا روشن تھی اور ہدایت تھی لوگوں کے واسطے جس کو

تم نے ورق ورق کر کے لوگوں کو دکھلایا اور بہت سی باتوں کو تم نے چھپا رکھا اور تم کو سکھلا دیں جن کو نہ جانتے تھے تم اور نہ تمہارے باپ دادے [۱۱۵] تو کہہ دے کہ اللہ نےاتاری پھر چھوڑ دے ان کو اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں [۱۱۶]			
اور یہ قرآن وہ کتاب ہے جو کہ ہم نے اتاری برکت والی تصدیق کرنے والی ان کی جو اس سے پہلی ہیں [۱۱۷] اور تاکہ تو ڈرا دے مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو [۱۱۸] اور جن کو یقین ہے آخرت کا وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہیں اپنی نماز سے خبردار [۱۱۹]	92	الانعام	6
اور اس سے زیادہ ظالم کون جو باندھے اللہ پر بہتان یا کہے مجھ پر وحی اتری اور اس پر وحی نہیں اتری کچھ بھی اور جو کہے کہ میں بھی اتارتا ہوں مثل اسکے جو اللہ نے اتارا [۱۲۰] اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں [۱۲۱] اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں [۱۲۲] آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا عذاب [۱۲۳] اس سبب سے کہ تم کہتےتھے اللہ پر جھوٹی باتیں اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے [۱۲۴]	93	الانعام	6
اور البتہ تم ہمارے پاس آ گئے ایک ایک ہو کر جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار اور چھوڑ آئے تم جو کچھ اسباب ہم نے تم کو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے [۱۲۵] اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ سفارش والوں کو جن کو تم بتلایا کرتے تھے کہ ان کا تم میں ساجھا ہے البتہ منقطع ہو گیا تمہاا علاقہ اور جاتے رہے جو دعوے کہ تم کیا کرتے تھے [۱۲۶]	94	الانعام	6
اللہ ہے کہ پھوڑ نکالتا ہے دانہ اور گٹھلی نکالتا ہے مردہ سے زندہ اور نکالنے والا ہے زندہ سے مردہ یہ ہے اللہ پھر تم کدھر بہکے جاتے ہو [۱۲۷]	95	الانعام	6
پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی کا [۱۲۸] اور اسی نے رات بنائی آرام کو اور سورج اور چاند حساب کے لئے یہ اندازہ رکھا ہوا ہے زورآور خبردار کا [۱۲۹]	96	الانعام	6
اور اسی نے بنا دیے تمہارے واسطے ستارے کہ انکے وسیلہ سے راستے معلوم کرو اندھیروں میں جنگل اور دریا کے [۱۳۰] البتہ ہم نے کھول کر بیان کر دیے پتے ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں	97	الانعام	6
اور وہی ہے جس نے تم کو سب کو پیدا کیا ایک شخص سے [۱۳۱] پھر ایک تو تمہارا ٹھکانہ ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ [۱۳۲] البتہ ہم نے کھول کر سنا دیے پتے اس کو جو سوچتے ہیں	98	الانعام	6

6	الانعام	99	اور اسی نے اتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اس سے اگنے والی ہر چیز [۱۳۳] پھر نکالی اس میں سے سبز کھیتی جس سے ہم نکالتے ہیں دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا اور کھجور کے گابھے میں سے پھل کے گچھے جھکے ہوئے [۱۳۴] اور باغ انگور کے اور زیتون کے اور انار کے آپس میں ملتے جلتے اور جدا جدا بھی [۱۳۵] دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب وہ پھل لاتا ہے اور اسکے پکنے کو [۱۳۶] ان چیزوں میں نشانیاں ہیں واسطے ایمان والوں کے [۱۳۷]
6	الانعام	100	اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے شریک جنوں کو حالانکہ اس نے انکو پیدا کیا ہے [۱۳۸] اور تراشتے ہیں اسکے واسطے بیٹے اور بیٹیاں جہالت سے [۱۳۹] وہ پاک ہے اور بہت دور ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں [۱۴۰]
6	الانعام	101	نئی طرح پر بنانے والا آسمان اور زمین کا [۱۴۱] کیونکر ہو سکتا ہے اسکے بیٹا حالانکہ اس کی کوئی عورت نہیں اور اس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر چیز سے واقف ہے [۱۴۲]
6	الانعام	102	یہ اللہ تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی معبود سوا اسکے پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہرچیز پر کارساز ہے [۱۴۳]
6	الانعام	103	نہیں پا سکتیں اس کو آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور وہ نہایت لطیف اور خبردار ہے [۱۴۴]
6	الانعام	104	تمہارے پاس آ چکیں نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے نقصان کو اور میں نہیں تم پر نگہبان [۱۴۵]
6	الانعام	105	اور یوں طرح طرح سے سمجھاتے ہیں ہم آیتیں اور تاکہ وہ کہیں کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور تاکہ واضح کر دیں ہم اسکو واسطے سمجھ والوں کے [۱۴۶]
6	الانعام	106	تو چل اس پر جو حکم تجھ کو آوے تیرے رب کا کوئی معبود نہیں سوا اسکے اور منہ پھیر لے مشرکوں سے [۱۴۷]
6	الانعام	107	اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ شرک نہ کرتے [۱۴۸] اور ہم نے نہیں کیا تجھ کو ان پر نگہبان اور نہیں ہے تو ان پر داروغہ [۱۴۹]
6	الانعام	108	اور تم لوگو برا نہ کہو ان کو جنکی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا پس وہ برا کہنے لگیں گے اللہ کو بے ادبی سے بدون سمجھے [۱۵۰] اسی طرح ہم نے مزین کر دیا ہر ایک فرقہ کی نظر میں انکے اعمال کو پھر ان سب

			کو اپنے رب کے پاس پہنچنا ہے تب وہ جتلاوے گا انکو جو کچھ وہ کرتے تھے [۱۵۱]
6	الانعام	109	اور وہ قسمیں کھاتےہیں اللہ کی تاکید سے کہ اگر آوے انکے پاس کوئی نشانی تو ضرور اس پر ایمان لاویں گے [۱۵۲] تو کہہ دے کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تم کو اے مسلمانو کیا خبر ہے کہ وہ نشانیاں آئیں گی تو یہ لوگ ایمان لے ہی آویں گے [۱۵۳]
6	الانعام	110	اور ہم الٹ دیں گے ان کے دل اور ان کی آنکھیں جیسے کہ ایمان نہیں لائے نشانیوں پر پہلی بار اور ہم چھوڑے رکھیں گے انکو انکی سرکشی میں بہکتے ہوئے [۱۵۴]
6	الانعام	111	اور اگر ہم اتاریں ان پر فرشتے اور باتیں کریں ان سے مردے اور زندہ کر دیں ہم ہر چیز کو ان کےسامنے تو بھی یہ لوگ ہرگز ایمان لانےوالے نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ لیکن ان میں اکثر جاہل ہیں [۱۵۵]
6	الانعام	112	اور اسی طرح کر دیا ہم نے [۱۵۶] ہر نبی کے لئے دشمن شریر آدمیوں کو اور جنوں کو جو کہ سکھلاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی باتیں فریب دینے کے لئے اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ لوگ یہ کام نہ کرتے سو تو چھوڑ دے وہ جانیں اور انکا جھوٹ [۱۵۷]
6	الانعام	113	اور اس لئے کہ مائل ہوں ان کی ملمع کی باتوں کی طرف ان لوگوں کے دل جنکو یقین نہیں آخرت کا اور وہ اسکو پسند بھی کر لیں اور کئے جاویں جو کچھ برے کام کر رہے ہیں [۱۵۸]
6	الانعام	114	سو کیا اب اللہ کے سوا کسی اور کو منصف بناؤں حالانکہ اسی نے اتاری تم پر کتاب واضح اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے تیرے رب کی طرف سے ٹھیک سو تو مت ہو شک کرنے
6	الانعام	115	اور تیرے رب کی بات پوری سچی ہے اور انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اس کی بات کو اور وہی ہے سننے والا جاننے والا [۱۵۹]
6	الانعام	116	اور اگر تو کہنا مانے گا ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور سب اٹکل ہی دوڑاتے ہیں [۱۶۰]
6	الانعام	117	تیرا رب خوب جاننے والا ہے اس کو جو بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہی خوب جاننے والا ہے انکو جو اس کی راہ پر ہیں
6	الانعام	118	سو تم کھاؤ اس جانور میں سے جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اگر تم کو اس کے حکموں پر ایمان ہے [۱۶۱]
6	الانعام	119	اور کیا سبب کہ تم نہیں کھاتے اس جانور میں سے کہ جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اور وہ واضح کر چکا ہے جو کچھ کہ اس نے تم پر حرام کیا ہے مگر جب کہ مجبور ہو جاؤ اسکے کھانے پر [۱۶۲] اور بہت لوگ بہکاتے پھرتے ہیں اپنے خیالات پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو [۱۶۳]
6	الانعام	120	اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ اور چھپا ہوا جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب سزا پاویں گے اپنے کئے کی [۱۶۴]
6	الانعام	121	اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر نام نہیں لیا گیا اللہ کا [۱۶۵] اور یہ کھانا گناہ ہے اور شیطان دل میں ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے انکا کہا مانا تو تم بھی مشرک ہوئے [۱۶۶]

6	الانعام	122	بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو دی روشنی کہ لئے پھرتا ہے اس کو لوگوں میں برابر ہو سکتا ہےاسکے کہ جس کا حال یہ ہے کہ پڑا ہے اندھیروں میں وہاں سے نکل
6	الانعام	123	اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار کہ حیلے کیا کریں وہاں اور جو حیلہ کرتے ہیں سو اپنی ہی جان پر اور نہیں سوچتے [۱۶۸]
6	الانعام	124	اور جب آتی ہے انکے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ مانیں گےجب تک کہ نہ دیا جاوے ہم کو جیسا کچھ کہ دیا گیا ہے اللہ کے رسولوں کو اللہ خوب جانتا ہے اس موقع کو کہ جہاں بھیجے اپنے پیغام عنقریب
6	الانعام	125	سو جس کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اسکے سینہ کو واسطے قبول کرنے اسلام کے اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے کر دیتا ہے اس کےسینہ کو تنگ بے نہایت تنگ گویا وہ زور سے چڑھتا ہے آسمان
6	الانعام	126	اور یہ رستہ ہے تیرے رب کا سیدھا ہم نے واضح کر دیا نشانیوں کو غور کرنے والوں کے واسطے [۱۷۱]
6	الانعام	127	انہی کے لئےہے سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہاں اور وہ انکا مددگار ہے بسبب انکے اعمال کے [۱۷۲]
6	الانعام	128	اور جس دن جمع کرے گا ان سب کو فرمائے گا اے جماعت جنات کی تم نے بہت کچھ تابع کر لئے اپنے آدمیوں میں سے [۱۷۳] اور کہیں گے ان کے دوستدار آدمیوں میں سے اے رب ہمارے کام نکالا ہم میں ایک نے دوسرے سے اور ہم پہنچے اپنے اس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا [۱۷۴] فرماوے گا آگ ہے گھر تمہارا رہا کرو گے اسی میں مگر جب چاہے اللہ [۱۷۵] البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے [۱۷۶]
6	الانعام	129	اور اسی طرح ہم ساتھ ملاویں گے گنہگاروں کو ایک کو دوسرے سے ان کے اعمال کے سبب [۱۷۷]
6	الانعام	130	اے جماعت جنوں کی اور انسانوں کی کیا نہیں پہنچے تھے تمہارے پاس رسول تمہی میں سے کہ سناتے تھے تم کو میرے حکم اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے سے [۱۷۸] کہیں گے کہ ہم نے اقرار کر لیا اپنے گناہ کا اور ان کو دھوکا دیا دنیا کی زندگی نے [۱۷۹] اور قائل ہو گئے اپنے اوپر اس بات کے کہ وہ کافر تھے [۱۸۰]
6	الانعام	131	یہ اس واسطے کہ تیرا رب ہلاک کرنے والا نہیں بستیوں کو انکے ظلم پر اور وہاں کے لوگ بے خبر ہوں
6	الانعام	132	اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں انکے عمل کے اور تیرا رب بیخبر نہیں ان کے کام سے [۱۸۱]
6	الانعام	133	اور تیرا رب بے پروا ہے رحمت والا اگر چاہے تو تم کو لے جاوے اور تمہارے پیچھے قائم کر دے جس کو چاہے جیسا تم کو پیدا کیا اوروں کی اولاد سے
6	الانعام	134	جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آنے والا ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے [۱۸۲]

6 الانعام 135 تو کہہ دے اے لوگو تم کام کرتے رہو اپنی جگہ پر میں بھی کام کرتا ہوں سو عنقریب جان لو گے تم کہ کس کو ملتا ہے عاقبت کا گھر بالیقین بھلا نہ ہوگا ظالموں کا [۱۸۳]

6 الانعام 136 اور ٹھہراتے ہیں اللہ کا اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی او رمواشی میں ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے وہ تو نہیں پہنچتا اللہ

6 الانعام 137 اور اسی طرح مزین کر دیا بہت سے مشرکوں کی نگاہ میں ان کی اولاد کے قتل کو انکے شریکوں نے تاکہ ان کو ہلاک کریں اور رلا ملا دیں ان پر انکے دین کو [۱۸۵] اور اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور انکا جھوٹ [۱۸۶]

6 الانعام 138 اور کہتے ہیں کہ یہ مواشی اور کھیتی ممنوع ہے اس کو کوئی نہ کھاوے مگر جس کو ہم چاہیں انکے خیال کے موافق اور بعضے مواشی کی پیٹھ پر چڑھنا حرام کیا اور بعض مواشی کے ذبح کے وقت نام نہیں لیتے اللہ کا اللہ

6 الانعام 139 اور کہتے ہیں جو بچہ ان مویشی کے پیٹ میں ہے اس کو تو خاص ہمارے مرد ہی کھاویں اور وہ حرام ہے ہماری عورتوں پر اور جو بچہ مردہ ہو تو اس کے کھانے میں سب برابر ہیں وہ سزا دے گا ان کو ان تقریروں کی وہ

6 الانعام 140 بیشک خراب ہوئے جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر سمجھے اور حرام ٹھہرا لیا اس رزق کو جو اللہ نے انکو دیا بہتان باندھ کر اللہ پر بیشک وہ گمراہ ہوئے اور نہ آئے سیدھی راہ پر [۱۸۹]

6 الانعام 141 اور اسی نے پیدا کئے باغ جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے [۱۹۰] اور کھجور کے درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں انکے پھل اور پیدا کیا زیتون کو اور انار کو ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی [۱۹۱] کھاؤ انکے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو ان کا حق جس دن ان کو کاٹو اور بیجا خرچ نہ کرو اس کو خوش نہیں آتے بیجا خرچ کرنے والے [۱۹۲]

6 الانعام 142 اور پیدا کئے مواشی میں بوجھ اٹھانے والے اور زمین سے لگے ہوئے [۱۹۳] کھاؤ اللہ کے رزق میں سے اور مت چلو شیطان کے قدموں پر وہ تمہارا دشمن ہے صریح [۱۹۴]

6 الانعام 143 پیدا کئے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ میں سے دو [۱۹۵] اور بکری میں سے دو پوچھ تو کہ دونوں نر اللہ نے حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان دونوں مادہ کے بتلاؤ مجھ کو سند اگر تم سچے ہو [۱۹۶]

6 الانعام 144 اور پیدا کئے اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو پوچھ تو دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان دونوں مادہ کے کیا تم حاضر تھے جس وقت تم کو اللہ نے یہ حکم دیا تھا پھر اس

6 الانعام 145 تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا اس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے کسی چیز کو حرام کھانے والے پر جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا ناجائز ذبیحہ جس پر نام

6 الانعام 146 اور یہود پر ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور اور گائے اور بکری میں سے حرام کی تھی ان کی چربی مگر جو لگی ہو پشت پر یا انتڑیوں پر یا جو چربی کہ ملی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہم نے انکو سزا دی تھی

6 الانعام 147 پھر اگر تجھ کو جھٹلاویں تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت میں بڑی وسعت ہے اور نہیں ٹلے گا اس کا عذاب گنہگار لوگوں سے [۲۰۰]

6	الانعام	148	اب کہیں گے مشرک اگر اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے ہم اور نہ ہمارےباپ دادے اور نہ ہم حرام کر لیتے کوئی چیز اسی طرح جھٹلایا کئے ان سےاگلے یہاں تک کہ انہوں نے چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے
6	الانعام	149	تو کہہ دے بس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تم سب کو [۲۰۱]
6	الانعام	150	تو کہہ کہ لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں اس بات کی اللہ نے حرام کیا ہے ان چیزوں کو پھر اگر وہ ایسی گواہی دیں بھی تو تو نہ اعتبار کر ان کا اور نہ چل ان کی خوشی پر جنہوں نے جھٹلایا ہمارے حکموں کو اور جو یقین
6	الانعام	151	تو کہہ تم آؤ میں سنا دوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ شریک نہ کرو اسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو [۲۰۳] اور پاس نہ جاؤ بیحیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو [۲۰۴] اور مار نہ ڈالو اس جان کو جس کو حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق پر [۲۰۵] تم کو یہ حکم کیا ہے تاکہ تم سمجھو [۲۰۶]
6	الانعام	152	اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طرح سے کہ بہتر ہو یہاں تک کہ پہنچ جاوے اپنی جوانی کو [۲۰۷] اور پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے ہم کسی کے ذمہ وہی چیز لازم کرتے ہیں جسکی اسکو طاقت ہو [۲۰۸] اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ اپنا قریب ہی ہو [۲۰۹] اور اللہ کا عہد پورا کرو [۲۱۰] تم کو یہ حکم کر دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو
6	الانعام	153	اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور مت چلو اور رستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ کے راستہ سے [۲۱۱] یہ حکم کر دیا ہے تم کو تاکہ تم بچتے رہو
6	الانعام	154	پھر دی ہم نے موسٰی کو کتاب واسطے پورا کرنے نعمت کے نیک کام والوں پر اور واسطے تفصیل ہر شے کے اور ہدایت اور رحمت کے لئے تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے کا یقین کریں [۲۱۲]
6	الانعام	155	اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہم نے اتاری برکت والی سو اس پر چلو اور ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو [۲۱۳]
6	الانعام	156	اس واسطے کہ کبھی تم کہنے لگو کہ کتاب جو اتری تھی سو ان ہی دو فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو تو ان کے پڑھنے پڑھانے کی خبر ہی نہ تھی [۲۱۴]
6	الانعام	157	یا کہنے لگو کہ اگر ہم پر اترتی کتاب تو ہم تو راہ پر چلتے ان سے بہتر سو آ چکی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت [۲۱۵] اب اس سے زیادہ ظالم کون جو جھٹلاوے اللہ کی آیتوں کو اور ان سے کتراوے ہم سزا دیں گے ان کو جو ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں برا عذاب بدلے میں اس کترانے کے [۲۱۶]
6	الانعام	158	کاہے کی راہ دیکھتے ہیں لوگ مگر یہی کہ ان پر آئیں فرشتے یا آئے تیرا رب یا آئے کوئی نشانی تیرے رب کی جس دن آئے گی ایک نشانی تیرے رب کی کام نہ آئے گا کسی کے اس کا ایمان لانا جو کہ پہلے سے ایمان نہ

6	الانعام	159	جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے بہت سے فرقے تجھ کو ان سےکچھ سروکار نہیں ان کا کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی جتلائے گا ان کو جو کچھ وہ کرتے تھے [۲۱۸]
6	الانعام	160	جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی تو اسکے لئے اس کا دس گنا ہے اور جو کوئی لاتا ہے ایک برائی سو سزا پائے گا اسی کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہو گا [۲۱۹]
6	الانعام	161	تو کہہ دے مجھ کو سجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا [۲۲۰] اور نہ تھا شرک والوں میں [۲۲۱]
6	الانعام	162	تو کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے
6	الانعام	163	کوئی نہیں اس کا شریک [۲۲۲] اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں [۲۲۳]
6	الانعام	164	تو کہہ کیا اب میں اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی رب اور وہی ہے رب ہر چیز کا [۲۲۴] اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اس کے ذمہ پر ہے اور بوجھ نہ اٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی تم سب کو لوٹ کر جانا ہے سو وہ جتلائے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے [۲۲۵]
6	الانعام	165	اور اسی نے تم کو نائب کیا ہے زمین میں [۲۲۶] اور بلند کر دیے تم میں درجے ایک کے ایک پر [۲۲۷] تاکہ آزمائے تم کو اپنی دیئے ہوئے حکموں میں تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے [۲۲۸]
7	الاعراف	1	المص
7	الاعراف	2	یہ کتاب اتری ہے تجھ پر سو چاہئے کہ تیرا جی تنگ نہ ہو اس کے پہنچانے سے [۱] تاکہ تو ڈرائے اس سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو [۲]
7	الاعراف	3	چلو اسی پر جو اترا تم پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ چلو اسکے سوا اور رفیقوں کے پیچھے تم بہت کم دھیان کرتے ہو [۳]
7	الاعراف	4	اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب راتوں رات یا دوپہر کو سوتے ہوئے
7	الاعراف	5	پھر یہی تھی ان کی پکار جس وقت کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب کہ کہنے لگے بیشک ہمی تھے گنہگار [۴]

7	الاعراف	6	سو ہم کو ضرور پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے اور ہم کو ضرور پوچھنا ہے رسولوں سے [۵]
7	الاعراف	7	پھر ہم انکو احوال سنائیں گے اپنے علم سے اور ہم کہیں غائب نہ تھے [۶]
7	الاعراف	8	اور تول اس دن ٹھیک ہو گی پھر جس کی تولیں بھاری ہوئیں سو وہی ہیں نجات پانے والے
7	الاعراف	9	اور جس کی تولیں ہلکی ہوئیں سو وہی ہیں جنہوں نے اپنا نقصان کیا [۷] اس واسطے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے [۸]
7	الاعراف	10	اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں اور مقرر کر دیں اس میں تمہارے لئے روزیاں تم بہت کم شکر کرتے ہو [۹]
7	الاعراف	11	اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نہ تھا سجدہ والوں میں
7	الاعراف	12	کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا بولا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے
7	الاعراف	13	کہا تو اتر یہاں سے [۱۰] تو اس لائق نہیں کہ تکبر کرے یہاں پس باہر نکل تو ذلیل ہے [۱۱]
7	الاعراف	14	بولا کہ مجھے مہلت دے اس دن تک کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں
7	الاعراف	15	فرمایا تجھ کو مہلت دی گئ [۱۲]
7	الاعراف	16	بولا تو جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور بیٹھوں گا انکی تاک میں تیری سیدھی راہ پر [۱۳]
7	الاعراف	17	پھر ان پر آؤں گا ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے [۱۴] اور نہ پائے گا تو اکثروں کو ان میں شکرگذار [۱۵]
7	الاعراف	18	کہا نکل یہاں سے برے حال سے مردود ہو کر جو کوئی ان میں سے تیری راہ پر چلے گا تو میں ضرور بھر دوں گا دوزخ کو تم سب سے [۱۶]
7	الاعراف	19	اور اے آدم رہ تو اور تیری عورت جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار [۱۷]
7	الاعراف	20	پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھول دے ان پر وہ چیز کہ انکی نظر سے پوشیدہ تھی انکی شرمگاہوں سے اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اسی لئے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتہ یا ہو جاؤ

اور انکے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ تمہارا دوست ہوں	21	الاعراف	7
پھر مائل کر لیا انکو فریب سے [۱۸] پھر جب چکھا ان دونوں نے درخت کو تو کھل گئیں ان پر شرمگاہیں انکی [۱۹] اور لگے جوڑنے اپنے اوپر بہشت کے پتے [۲۰] اور پکارا انکو انکے رب نے کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور نہ کہہ دیا تھا تم کو کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے	22	الاعراف	7
بولے وہ دونوں اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے اپنی جان پر اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور ہو جائیں گے تباہ	23	الاعراف	7
فرمایا تم اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے [۲۱] اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک	24	الاعراف	7
فرمایا اسی میں تم زندہ رہو گے [۲۲] اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے	25	الاعراف	7
اےاولاد آدم کی ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکے تمہاری شرمگاہیں اور اتارے آرائش کے کپڑے [۲۳] اور لباس پرہیزگاری کا وہ سب سے بہتر ہے [۲۴] یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں [۲۵]	26	الاعراف	7
اے اولاد آدم کی نہ بہکائے تم کو شیطان جیسا کہ اس نے نکال دیا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے اتروائے ان سے ان کے کپڑے [۲۶] تاکہ دکھلائے انکو شرمگاہیں انکی وہ دیکھتا ہے تم کو اور اسکی قوم جہاں سے تم انکو نہیں دیکھتے [۲۷] ہم نےکر دیا شیطانوں کو رفیق ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے [۲۸]	27	الاعراف	7
اور جب کرتے ہیں کوئی برا کام تو کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے بھی ہم کو یہ حکم کیا ہے تو کہہ دے کہ اللہ حکم نہیں کرتا برے کام کا کیوں لگاتے ہو اللہ کے ذمہ وہ باتیں جو	28	الاعراف	7
تو کہہ دے کہ میرے رب نے حکم کر دیا ہے انصاف کا [۳۰] اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اسکو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر [۳۱] جیسا تم کو پہلے پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہو گے [۳۲]	29	الاعراف	7
ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ پر مقرر ہو چکی گمراہی انہوں نے بنایا شیطانوں کو رفیق اللہ کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں [۳۳]	30	الاعراف	7

7	الاعراف	31	اے اولاد آدم کی لے لو اپنی آرائش ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیئو اور بیجا خرچ نہ کرو اس کو خوش نہیں آتے بیجا خرچ کرنے والے [۳۴]
7	الاعراف	32	تو کہہ کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں کھانے کی تو کہہ یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے واسطے ہیں دنیا کی زندگی میں خالص انہی کے واسطے ہیں
7	الاعراف	33	تو کہہ دے میرے رب نے حرام کیا ہے صرف بیحیائی کی باتوں کو جو ان میں کھلی ہوئی ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو [۳۶] اور ناحق زیادتی کو اور اس بات کو کہ شریک کرو اللہ کا ایسی چیز کو کہ جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور اس بات کو کہ لگاؤ اللہ کے ذمہ وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں [۳۷]
7	الاعراف	34	اور ہر فرقےکے واسطے ایک وعدہ ہے پھر جب آ پہنچے گا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے [۳۸]
7	الاعراف	35	اے اولاد آدم کی اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں کے کہ سنائیں تم کو آیتیں میری تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہو گا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے
7	الاعراف	36	اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے وہی ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے [۳۹]
7	الاعراف	37	پھر اس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اسکے حکموں کو [۴۰] وہ لوگ ہیں کہ ملے گا ان کو جو انکا حصہ لکھا ہوا ہے کتاب میں [۴۱] یہاں تک کہ جب پہنچیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے انکی جان لینے کو تو کہیں کیا ہوئے وہ جن کو تم پکارا کرتے تھے سوا اللہ کے بولیں گے وہ ہم سےکھوئے گئے اور اقرار کر لیں گے اپنے اوپر کہ بیشک وہ کافر تھے [۴۲]
7	الاعراف	38	فرمائے گا داخل ہو جاؤ ہمراہ اور امتوں کے جو تم سے پہلے ہو چکی ہیں جن اور آدمیوں میں سے دوزخ کے اندر [۴۳] جب داخل ہو گی ایک امت تو لعنت کرے گی دوسری امت کو [۴۴] یہاں تک کہ جب گر چکیں گے اس میں سارے تو کہیں گے انکے پچھلے پہلوں کو اے رب ہمارے ہم کو انہی نے گمراہ کیا سو تو انکو دے دونا عذاب آگ کا فرمائے گا کہ دونوں کو دو گنا ہے لیکن تم نہیں جانتے [۴۵]
7	الاعراف	39	اور کہیں گے ان کے پہلے پچھلوں کو پس کچھ نہ ہوئی تم کو ہم پر بڑائی اب چکھو عذاب بسبب اپنی کمائی کے [۴۶]
7	الاعراف	40	بیشک جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا نہ کھولے جائیں گے انکے لئےدروازے آسمان کے [۴۷] اور نہ داخل ہوں گے جنت میں یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں [۴۸] اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں گنہگاروں کو
7	الاعراف	41	انکے واسطے دوزخ کا بچھونا ہے اور اوپر سے اوڑھنا [۴۹] اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں ظالموں کو
7	الاعراف	42	اور جو ایمان لائے اور کیں نیکیاں ہم بوجھ نہیں رکھتے کسی پر مگر اس کی طاقت کے موافق وہی ہیں جنت میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے [۵۰]

7 الاعراف	43	اور نکال لیں گے ہم جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی تھی [۵۱] بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں اور وہ کہیں گے شکر اللہ کا جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ بیشک لائے تھے رسول ہمارے رب کے سچی بات [۵۲] اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے تم اس کے بدلے میں اپنے اعمال کے [۵۳]
7 الاعراف	44	اور پکاریں گے جنت والے دوزخ والوں کو کہ ہم نے پایا جو ہم سے وعدہ کیا تھا ہمارے رب نے سچا سو تم نے بھی پایا اپنے رب کے وعدہ کو سچا وہ کہیں گے کہ ہاں پھر پکارے گا ایک پکارنے والا انکے بیچ میں کہ لعنت
7 الاعراف	45	جو روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے تھے اس میں کجی اور وہ آخرت سے منکر تھے [۵۴]
7 الاعراف	46	اور دونوں کے بیچ میں ہو گی ایک دیوار [۵۵] اور اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لیں گے ہر ایک کو اس کی نشانی سے اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو کہ سلامتی ہے تم پر وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اور وہ امیدوار ہیں [۵۶]
7 الاعراف	47	اور جب پھرے گی ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف تو کہیں گے اے رب ہمارے مت کر ہم کو گنہگار لوگوں کے ساتھ [۵۷]
7 الاعراف	48	اور پکاریں گے اعراف والے ان لوگوں کو کہ انکو پہچانتے ہیں انکی نشانی سے [۵۸] کہیں گے نہ کام آئی تمہارے جماعت تمہاری اور جو تم تکبر کیا کرتے تھے [۵۹]
7 الاعراف	49	اب یہ وہی ہیں کہ تم قسم کھایا کرتے تھے کہ نہ پہنچے گی ان کو اللہ کی رحمت چلے جاؤ جنت میں نہ ڈر ہےتم پر اور نہ تم غمگین ہو گے [۶۰]
7 الاعراف	50	اور پکاریں گے دوزخ والے جنت والوں کو کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا سا پانی یا کچھ اس میں سے جو روزی تم کو دی اللہ نےکہیں گے اللہ نے ان دونوں کو روک دیا ہے کافروں سے
7 الاعراف	51	جنہوں نے ٹھہرایا اپنا دین تماشا اور کھیل اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے سو آج ہم انکو بھلا دیں گے جیسا انہوں نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو اور جیسا کہ وہ ہماری آیتوں سےمنکر تھے [۶۱]
7 الاعراف	52	اور ہم نے ان لوگوں کے پاس پہنچا دی ہے کتاب جس کو مفصل بیان کیا ہے ہم نے خبرداری سے راہ دکھانے والی اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے [۶۲]
7 الاعراف	53	کیا اب اسی کے منتظر ہیں کہ اس کا مضمون ظاہر ہو جائے جس دن ظاہر ہو جائے گا اس کا مضمون کہنے لگیں گے وہ لوگ جو اس کو بھول رہے تھے پہلےسے بیشک لائے تھے ہمارے رب کے رسول سچی بات سو اب
7 الاعراف	54	بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین [۶۴] چھ دن میں [۶۵] پھر قرار پکڑا عرش پر [۶۶] اوڑھاتا ہے رات پر دن کہ وہ اسکے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا ہوا اور پیدا کئے سورج اور چاند اور تارے [۶۷] تابعدار اپنے حکم کے [۶۸] سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا [۶۹]

پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے [۷۰] اس کو خوش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے [۷۱]	55	الاعراف	7
اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور پکارو اس کو ڈر اور توقع سے [۷۲] بیشک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے	56	الاعراف	7
اور وہی ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والی مینہ سے پہلے یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں اٹھا لاتی ہیں بھاری بادلوں کو تو ہانک دیتے ہیں ہم اس بادل کو ایک شہر مردہ کی طرف پھر ہم اتارتے ہیں اس بادل سے پانی	57	الاعراف	7
اور جو شہر پاکیزہ ہے اس کا سبزہ نکلتا ہے اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر ناقص یوں پھیر پھیر کر بتلاتے ہیں ہم آیتیں حق ماننے والے لوگوں کو [۷۳]	58	الاعراف	7
بیشک بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف پس اس نے کہا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا میں خوف کرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے	59	الاعراف	7
بولے سردار اس کی قوم کے ہم دیکھتے ہیں تجھ کو صریح بہکا ہوا [۷۴]	60	الاعراف	7
بولا اے میری قوم میں ہرگز بہکا نہیں و لیکن میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے پروردگار کا	61	الاعراف	7
پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں تمکو اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے [۷۵]	62	الاعراف	7
کیا تم کو تعجب ہوا کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم بچو اور تاکہ تم پر رحم ہو [۷۶]	63	الاعراف	7
پھر انہوں نے اس کو جھٹلایا پھر ہم نے بچا لیا اسکو اور انکو کہ جو اسکے ساتھ تھے کشتی میں اور غرق کر دیا انکو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو بیشک وہ لوگ تھے اندھے [۷۷]	64	الاعراف	7
اور قوم عاد کی طرف بھیجا انکے بھائی ہود کو [۷۸] بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اسکے سوا سو کیا تم ڈرتے نہیں [۷۹]	65	الاعراف	7
بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم میں ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو عقل نہیں اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں [۸۰]	66	الاعراف	7
بوالا اے میری قوم میں کچھ بےعقل نہیں لیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا	67	الاعراف	7

7	الاعراف	68	پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے اور میں تمہارا خیرخواہ ہوں اور اطمینان کے لائق [۸۱]
7	الاعراف	69	کیا تم کو تعجب ہوا کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے تاکہ تمکو ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تم کو سردار کر دیا پیچھے قوم نوح کے [۸۲] اور زیادہ کر دیا تمہارے بدن کا پھیلاؤ [۸۳] سو یاد کرو اللہ کےاحسان تاکہ تمہارا بھلا ہو [۸۴]
7	الاعراف	70	بولےکیا تو اس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اللہ اکیلے کی اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادےپس تو لے آ ہمارے پاس جس چیز سے تو ہم کو ڈراتا ہے اگر تو سچا ہے [۸۵]
7	الاعراف	71	کہا تم پر واقع ہو چکا ہے تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غصہ [۸۶] کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے ان ناموں پر کہ رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں [۸۷]
7	الاعراف	72	پھر ہم نے بچا لیا اس کو اور جو اس کےساتھ تھے اپنی رحمت سے اور جڑ کاٹی ان کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو او رنہیں مانتے تھے [۸۸]
7	الاعراف	73	اور ثمود کی طرف بھیجا انکے بھائی صالح کو بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اسکے سوا تم کو پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے [۸۹] یہ اونٹنی اللہ کی ہے تمہارے لئے نشانی سو اس کو چھوڑ دو کہ کھائے اللہ کی زمین میں اور اس کو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح پھر تم کو پکڑے گا عذاب دردناک [۹۰]
7	الاعراف	74	اور یاد کرو جبکہ تم کو سردار کر دیا عاد کے پیچھے اور ٹھکانہ دیا تم کو زمین میں کہ بناتے ہو نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو زمین میں فساد [۹۱]
7	الاعراف	75	کہنے لگے سردار جو متکبر تھے اس کی قوم میں غریب لوگوں کو کہ جو ان میں ایمان لا چکے تھے کیا تم کو یقین ہے کہ صالح کو بھیجا ہے اس کے رب نے بولے ہم کو تو جو وہ لے کر آیا اس پر یقین ہے
7	الاعراف	76	کہنے لگے وہ لوگ جو متکبر تھے جس پر تم کو یقین ہے ہم اسکو نہیں مانتے [۹۲]
7	الاعراف	77	پھر انہوں نے کاٹ ڈالا اونٹنی کو اور پھر گئے اپنے رب کے حکم سے [۹۳] اور بولے اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا اگر تو رسول ہے [۹۴]
7	الاعراف	78	پس آ پکڑا انکو زلزلہ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں اندھے پڑے [۹۵]
7	الاعراف	79	پھر صالح الٹا پھرا ان سے اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام اپنے رب کا اور خیرخواہی کی تمہاری لیکن تمکو محبت نہیں خیرخواہوں سے [۹۶]
7	الاعراف	80	اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو ایسی بے حیائی کہ تم سے پہلے نہیں کیا اس کو کسی نے جہان میں [۹۷]

7 الاعراف 81 تم تو دوڑتے ہو مردوں پر شہوت کے مارے عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ ہو حد سے گذرنے والے [۹۸]

7 الاعراف 82 اور کچھ جواب نہ دیا اس کی قوم نے مگر یہی کہا کہ نکالو ان کو اپنے شہر سے یہ لوگ بہت ہی پاک رہنا چاہتے ہیں

7 الاعراف 83 پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اسکے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہ گئ وہاں کے رہنے والوں میں [۹۹]

7 الاعراف 84 اور برسایا ہم نے انکے اوپر مینہ یعنی پتھروں کا [۱۰۰] پھر دیکھ کیا ہوا انجام گنہگاروں کا [۱۰۱]

7 الاعراف 85 اور مدین کی طرف بھیجا ان کےبھائی شعیب کو [۱۰۲] بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اسکے سوا تمہارے پاس پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے [۱۰۳] سو پوری کرو ماپ اور تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد یہ بہتر ہےتمہارےلئے اگر تم ایمان والے ہو [۱۰۴]

7 الاعراف 86 اور مت بیٹھو راستوں پر کہ ڈراؤ اور روکو اللہ کے راستہ سے اس کو جو کہ ایمان لائے اس پر اور ڈھونڈو اس میں عیب [۱۰۵] اور یاد کرو جبکہ تھے تم بہت تھوڑے پھر تم کو بڑھا دیا اور دیکھو کیا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا [۱۰۶]

7 الاعراف 87 اور اگر تم میں سے ایک فرقہ ایمان لایا اس پر جو میرے ہاتھ بھیجا گیا اور ایک فرقہ ایمان نہیں لایا تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے درمیان ہمارے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے [۱۰۷]

7 الاعراف 88 بولے سردار جو متکبر تھے اس کی قوم میں ہم ضرور نکال دیں گے اے شعیب تجھ کو اور ان کو جو کہ ایمان لائے تیرےساتھ اپنے شہر سے یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہمارے دین میں [۱۰۸] بولا کیا ہم بیزار ہوں تو بھی [۱۰۹]

7 الاعراف 89 بیشک ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں تمہارے دین میں [۱۱۰] بعد اس کی کہ نجات دے چکا ہم کو اللہ اس سے [۱۱۱] اور ہمارا کام نہیں کہ لوٹ آئیں اس میں مگر یہ کہ چاہے اللہ رب ہمارا گھیرے ہوئے ہے ہمارا پروردگار سب چیزوں کو اپنے علم میں اللہ ہی پر ہم نے بھروسا کیا اے ہمارے رب فیصلہ کر ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو سب سےبہتر فیصلہ کرنے والا ہے [۱۱۲]

7 الاعراف 90 اور بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم میں اگر پیروی کرو گے تم شعیب کی تو تم بیشک خراب ہو گے [۱۱۳]

7 الاعراف 91 پھر آ پکڑا ان کو زلزلہ نے پس صبح کو رہ گئے اپنے گھروں کے اندر اوندھے پڑے [۱۱۴]

7	الاعراف	92	جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو گویا کبھی بسے ہی نہ تھے وہاں جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی ہوئے خراب [۱۱۵]
7	الاعراف	93	پھر الٹا پھر ان لوگوں سے اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام اپنے رب کے اور خیر خواہی کر چکا تمہاری اب کیا افسوس کروں کافروں پر [۱۱۶]
7	الاعراف	94	اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی کہ نہ پکڑا ہو ہم نے وہاں کےلوگوں کو سختی اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑائیں
7	الاعراف	95	پھر بدل دی ہم نے برائی کی جگہ بھلائی یہاں تک کہ وہ بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ پہنچتی رہی ہے ہمارےباپ دادوں کو بھی تکلیف اورخوشی پھر پکڑا ہم نے ان کو ناگہاں اور ان کو خبر نہ تھی [۱۱۷]
7	الاعراف	96	اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول دیتے ان پر نعمتیں آسمان اور زمین سے لیکن جھٹلایا انہوں نے پس پکڑا ہم نے ان کو ان کے اعمال کےبدلے [۱۱۸]
7	الاعراف	97	اب کیا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس سے کہ آ پہنچے ان پر آفت ہماری راتوں رات جب سوتے ہوں
7	الاعراف	98	یا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس بات سے کہ آ پہنچے ان پر عذاب ہمارا دن چڑھے جب کھیلتے ہوں [۱۱۹]
7	الاعراف	99	یا بے ڈر ہو گئے اللہ کے داؤ سے سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سےمگر خرابی میں پڑنے والے [۱۲۰]
7	الاعراف	100	کیا نہیں ظاہر ہوا ان لوگوں پر جو وارث ہوئے زمین کے وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو پکڑ لیں ان کے گناہوں پر [۱۲۱] اور ہم نے مہر کر دی ہے انکے دلوں پر سو وہ نہیں سنتے
7	الاعراف	101	یہ بستیاں ہیں کہ سناتے ہیں ہم تجھ کو ان کے کچھ حالات اور بیشک ان کے پاس پہنچ چکے ان کے رسول نشانیاں لے کر پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں اس بات پر جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے یوں مہر کر دیتا ہے اللہ
7	الاعراف	102	اور نہ پایا ان کے اکثر لوگوں میں ہم نے عہد کا نباہ اور اکثر ان میں پائےنافرمان [۱۲۳]
7	الاعراف	103	پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے [۱۲۴] موسٰی کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اسکےسرداروں کے پاس پس کفر کیا انہوں نےانکے مقابلہ میں سو دیکھ کیا انجام ہوا مفسدوں کا [۱۲۵]
7	الاعراف	104	اور کہا موسٰی نے اے فرعون میں رسول ہوں پروردگار عالم کا
7	الاعراف	105	قائم ہوں اس بات پر کہ نہ کہوں اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی [۱۲۶] سو بھیجدے میرےساتھ بنی اسرائیل کو [۱۲۷]
7	الاعراف	106	بولا اگر تو آیا ہے کوئی نشانی لے کر تو لا اس کو اگر تو سچا ہے
7	الاعراف	107	تب ڈال دیا اس نے اپنا عصا تو اسی وقت ہو گیا اژدھا صریح [۱۲۸]

اور نکالا اپنا ہاتھ تو اسی وقت وہ سفید نظر آنے لگا دیکھنے والوں کو [۱۲۹]	108	الاعراف	7
بولے سردار فرعون کی قوم کے یہ تو کوئی بڑا واقف جادوگر ہے [۱۳۰]	109	الاعراف	7
نکالنا چاہتا ہےتم کو تمہارےملک سے اب تمہاری کیا صلاح ہے [۱۳۱]	110	الاعراف	7
بولےڈھیل دے اس کو اور اسکے بھائی کو اور بھیج پرگنوں میں جمع کرنے والوں کو	111	الاعراف	7
کہ جمع کر لائیں تیرے پاس جو ہو کامل جادوگر [۱۳۲]	112	الاعراف	7
اور آئےجادوگر فرعون کے پاس بولے ہمارے لئے کچھ مزدوری ہے اگر ہم غالب ہوئے [۱۳۳]	113	الاعراف	7
بولا ہاں اور بیشک تم مقرب ہو جاؤ گے [۱۳۴]	114	الاعراف	7
بولے اے موسٰی یا تو تو ڈال اور یا ہم ڈالتے ہیں [۱۳۵]	115	الاعراف	7
کہا ڈالو [۱۳۶] پھر اجب انہوں نےڈالا باندھ دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور ان کو ڈرا دیا اور لائے بڑا جادو [۱۳۷]	116	الاعراف	7
اور ہم نے حکم بھیجا موسٰی کو کہ ڈال دے اپنا عصا سو وہ جبھی لگا نگلنے جو سانگ انہوں نے بنایا تھا	117	الاعراف	7
پس ظاہر ہو گیا حق اور غلط ہو گیا جو کچھ انہوں نے کیا تھا	118	الاعراف	7
پس ہار گئے اس جگہ اور لوٹ گئے ذلیل ہو کر	119	الاعراف	7
اور گر پڑے جادوگر سجدہ میں [۱۳۸]	120	الاعراف	7
بولے ہم ایمان لائے پروردگار عالم پر	121	الاعراف	7
جو رب ہے موسٰی اور ہارون کا [۱۳۹]	122	الاعراف	7
بولا فرعون کیا تم ایمان لے آئے اس پر میری اجازت سے پہلے یہ تو مکر ہے جو بنایا تم سب نے اس شہر میں تاکہ نکال دو اس شہر سے اسکے رہنے والوں کو سو اب تم کو معلوم ہو جائے گا [۱۴۰]	123	الاعراف	7
میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں پھر سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو	124	الاعراف	7

7	الاعراف	125	وہ بولے ہم کو تو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہی ہے [۱۴۱]
7	الاعراف	126	اور تجھ کو ہم سے یہی دشمنی ہے کہ مان لیا ہم نے اپنے رب کی نشانیوں کو جب وہ ہم تک پہنچیں اے ہمارے رب دہانے کھول دے ہم پرصبر کے اور ہم کو مار مسلمان [۱۴۲]
7	الاعراف	127	اور بولے سردار قوم فرعون کےکیوں چھوڑتا ہے تو موسٰی کو اور اسکی قوم کو کہ اودھم مچائیں ملک میں [۱۴۳] اور موقوف کر دے تجھ کو اور تیرے بتوں کو [۱۴۴] بولا اب ہم مار ڈالیں گے انکے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے انکی عورتوں کو اور ہم ان پر زور آور ہیں [۱۴۵]
7	الاعراف	128	موسٰی نے کہا اپنی قوم سے مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو بیشک زمین ہے اللہ کی اس کا وارث کر دے جسکو وہ چاہے اپنے بندوں میں اور آخر میں بھلائی ہے ڈرنے والوں کے لئے [۱۴۶]
7	الاعراف	129	وہ بولے ہم پر تکلیفیں رہیں تیرے آنے سے پہلے اور تیرے آنے کے بعد [۱۴۷] کہا نزدیک ہے کہ رب تمہارا ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو اور خلیفہ کر دے تم کو ملک میں پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو [۱۴۸]
7	الاعراف	130	اور ہم نے پکڑ لیا فرعون والوں کو قحطوں میں اور میوؤں کے نقصان میں تاکہ وہ نصیحت مانیں
7	الاعراف	131	پھر جب پہنچی انکو بھلائی کہنے لگے یہ ہے ہمارے لائق اور اگر پہنچی برائی تو نحوست بتلاتے موسٰی کی اور اسکے ساتھ والوں کی سن لو ان کی شومی تو اللہ کے پاس ہے پر اکثر لوگ نہیں جانتے [۱۴۹]
7	الاعراف	132	اور کہنے لگے جو کچھ تو لائے گا ہمارے پاس نشانی کہ ہم پر اسکی وجہ سے جادو کرے سو ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے [۱۵۰]
7	الاعراف	133	پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان [۱۵۱] اور ٹڈی اور چچڑی [۱۵۲] اور مینڈک اور خون بہت سی نشانیاں جدی جدی پھر بھی تکبر کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار [۱۵۳]
7	الاعراف	134	اور جب پڑتا ان پر کوئی عذاب تو کہتے اے موسٰی دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے جیسا کہ اس نے بتلا رکھا ہے تجھ کو [۱۵۴] اگر تو نے دور کر دیا ہم سے یہ عذاب تو بیشک ہم ایمان لے آئیں گے تجھ پر اور جانے
7	الاعراف	135	پھر جب ہم نے اٹھا لیا ان سے عذاب ایک مدت تک کہ ان کو اس مدت تک پہنچنا تھا اسی وقت عہد توڑ ڈالتے [۱۵۵]
7	الاعراف	136	پھر ہم نے بدلہ لیا ان سے سو ڈبو دیا ہم نے انکو دریا میں اس وجہ سے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے تغافل کرتے تھے [۱۵۶]
7	الاعراف	137	اور وارث کر دیا ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے [۱۵۷] اس زمین کے مشرق او رمغرب کا کہ جس میں برکت رکھی ہے ہم نے [۱۵۸] اور پورا ہو گیا نیکی کا وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر بسبب

انکے صبر کرنے کے اور خراب کر دیا ہم نے جو کچھ بنایا تھا فرعون اور
اسکی قوم نے اور جو اونچا کر کے چھایا تھا [۱۵۹]

7 الاعراف 138 اور پار اتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سےتو پہنچے ایک قوم پر جو
پوجنے میں لگے رہتے تھے اپنے بتوں کے [۱۶۰] کہنے لگے اے موسٰی
بنا دے ہماری عبادت کے لئے بھی ایک بت جیسے ان کے بت ہیں کہا تم
لوگ تو جہل کرتے ہو [۱۶۱]

7 الاعراف 139 یہ لوگ تباہ ہونے والی ہے وہ چیز جس میں وہ لگے ہوئے ہیں اور غلط ہے
جو وہ کر رہے ہیں [۱۶۲]

7 الاعراف 140 کہا کیا اللہ کےسوا ڈھونڈوں تمہارے واسطے کوئی اور معبود حالانکہ اس
نے تمکو بڑائی دی تمام جہان پر [۱۶۳]

7 الاعراف 141 اور وہ وقت یاد کرو جب نجات دی ہم نے تم کو فرعون والوں سے کہ دیتے
تھے تم کو برا عذاب کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور جیتا رکھتے
تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں احسان ہے تمہارے رب کا بڑا [۱۶۴]

7 الاعراف 142 اور وعدہ کیا ہم نےموسٰی سے تیس رات کا اور پورا کیا ان کو اور دس
سے پس پوری ہو گئ مدت تیرے رب کی چالیس راتیں [۱۶۵] اور کہا
موسٰی نے اپنے بھائی ہارون سےکہ میرا خلیفہ رہ میری قوم میں اور
اصلاح کرتے رہنا اور مت چلنا مفسدوں کی راہ [۱۶۶]

7 الاعراف 143 اور جب پہنچا موسٰی ہمارے وعدہ پر اور کلام کیا اس سے اسکے رب نے
بولا اے میرے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں [۱۶۷] فرمایا تو
مجھ کو ہر گز نہ دیکھے گا [۱۶۸] لیکن تو دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف اگر وہ
اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو مجھ کو دیکھ لے گا [۱۶۹] پھر جب تجلی کی
اسکے رب نے پہاڑ کی طرف کر دیا اس کو ڈھا کر برابر اور گر پڑ
اموسٰی بےہوش ہو کر [۱۷۰] پھر جب ہوش میں آیا بولا تیری ذات پاک ہے
میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں سب سے پہلے یقین لایا [۱۷۱]

7 الاعراف 144 فرمایا اے موسٰی میں نے تجھ کو امتیاز دیا لوگوں سے اپنے پیغام بھیجنے
کا اور اپنے کلام کرنے کا سو لے جو میں نے تجھ کو دیا اور شاکر رہ
[۱۷۲]

7 الاعراف 145 اور لکھ دی ہم نے اس کو تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور تفصیل ہر چیز
کی [۱۷۳] سو پکڑ لے انکو زور سے اور حکم کر اپنی قوم کو کہ پکڑے
رہیں اس کی بہتر باتیں عنقریب میں تم کو دکھلاؤں گا گھر نافرمانوں کا
[۱۷۴]

7 الاعراف 146 میں پھیر دوں گا اپنی آیتوں سے انکو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق
اور اگر دیکھ لیں ساری نشانیاں ایمان نہ لائیں ان پر اور اگر دیکھیں رستہ
ہدایت کا تو نہ ٹھہرائیں اس کو راہ اور اگر دیکھیں رستہ گمراہی کا تو اس

7	الاعراف	147	اور جنہوں نے جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو برباد ہوئیں ان کی محنتیں وہی بدلا پائیں گے جو کچھ عمل کرتے تھے [۱۷۶]
7	الاعراف	148	اور بنا لیا موسٰی کی قوم نے اس کے پیچھے اپنے زیور سے بچھڑا [۱۷۷] ایک بدن کہ اسمیں گائے کی آواز تھی کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتاا ور نہیں بتلاتا رستہ معبود بنا لیا اس کو اور وہ تھے ظالم [۱۷۸]
7	الاعراف	149	اور جب پچتائے اور سمجھے کہ ہم بیشک گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر نہ رحم کرے ہم پر ہمارا رب اور نہ بخشے ہم کو تو بیشک ہم تباہ ہوں گے [۱۷۹]
7	الاعراف	150	اور جب لوٹ آیا موسٰی اپنی قوم میں غصہ میں بھرا ہوا افسوسناک [۱۸۰] بولا کیا بری نیابت کی تم نے میری میرےبعد [۱۸۱] کیوں جلدی کی تم نےاپنے رب کےحکم سے [۱۸۲] اور ڈالدیں وہ تختیاں اور پکڑا سر اپنے بھائی کا لگا کھینچنے اس کو اپنی طرف [۱۸۳] وہ بولا کہ اے میری ماں کے جنے لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھے کہ مجھ کو مار ڈالیں سو مت ہنسا مجھ پر دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گنہگار لوگوں میں [۱۸۴]
7	الاعراف	151	بولا اے میرے رب معاف کر مجھ کو اور میرے بھائی کو اور داخل کر ہم کو اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے [۱۸۵]
7	الاعراف	152	البتہ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا ان کو پہنچے گا غصہ ان کے رب کا اور ذلت دنیا کی زندگی میں اور یہی سزا دیتے ہیں ہم بہتان باندھنے والوں کو [۱۸۶]
7	الاعراف	153	اور جنہوں نے کئے برے کام پھر توبہ کی اس کے بعد اور ایمان لائے تو بیشک تیرا رب توبہ کے پیچھے البتہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۸۷]
7	الاعراف	154	اور جب تھم گیا موسٰی کا غصہ تو اس نے اٹھا لیا تختیوں کو اور جو ان میں لکھا ہوا تھا اس میں ہدایت اور رحمت تھی ان کے واسطے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں
7	الاعراف	155	اور چن لئے موسٰی نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وعدہ کے وقت پر لانے کو پھر جب ان کو زلزلہ نے پکڑا تو بولا اے رب میرے اگر تو چاہتا تو پہلے ہی ہلاک کر دیتا انکو اور مجھ کو کیا ہم کو ہلاک کرتا ہے
7	الاعراف	156	اور لکھ دے ہمارےلئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں ہم نے رجوع کیا تیری طرف فرمایا میرا عذاب ڈالتا ہوں میں اسکو جس پر چاہوں اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھ دوں گا ان کے لئے جو ڈر
7	الاعراف	157	وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے [۱۹۰] کہ جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں [۱۹۱] وہ حکم کرتا ہے ان کو نیک کام کا اور منع کرتا ہے برے کام سے اور حلال کرتا ہے انکے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں [۱۹۲] سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اسکی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اسکے ساتھ اترا ہے [۱۹۳] وہی لوگ پہنچے اپنی مراد کو

تو کہہ اے لوگو میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں کسی کی بندگی نہیں اسکےسوا وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو	158	الاعراف	7
اور موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ہے جو راہ بتلاتے ہیں حق کی اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں [۱۹۵]	159	الاعراف	7
اور جدا جدا کر دیئے ہم نے ان کو بارہ دادوں کی اولاد بڑی بڑی جماعتیں [۱۹۶] اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے کہ مار اپنی لاٹھی اس پتھر پر تو پھوٹ نکلے اس سے بارہ چشمے	160	الاعراف	7
اور جب حکم ہوا ان کو کہ بسو اس شہر میں [۱۹۷] اور کھاؤ اس میں جہاں سے چاہو اور کہو ہم کو بخش دے اور داخل ہو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے تو بخشدیں گے ہم تمہاری خطائیں البتہ زیادہ دیں گے ہم نیکی کرنے والوں کو [۱۹۸]	161	الاعراف	7
سو بدل ڈالا ظالموں نے ان میں سے دوسرا لفظ اسکے سوا جو ان سے کہہ دیا گیا تھا پھر بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے بسبب ان کی شرارت کے [۱۹۹]	162	الاعراف	7
اور پوچھ ان سےحال اس بستی کا جو تھی دریا کے کنارے [۲۰۰] جب حد سے بڑھنے لگے ہفتہ کے حکم میں جب آنے لگیں انکے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو نہ آتی تھیں اس طرح ہم نے ان کو آزمایا اس لئے کہ وہ نافرمان تھے [۲۰۱]	163	الاعراف	7
اور جب بولا ان میں سے ایک فرقہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنکو اللہ چاہتا ہےکہ ہلاک کرے یا ان کو عذاب دے سخت [۲۰۲] وہ بولے الزام اتارنے کی غرض سے تمہارے رب کے آگے اور اسلئے کہ شاید وہ ڈریں [۲۰۳]	164	الاعراف	7
پھر جب وہ بھول گئے اس کو جو انکو سمجھایا تھا تو نجات دی ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے برے کام سے اور پکڑا گنہگاروں کو برے عذاب میں بسبب ان کی نافرمانی کے [۲۰۴]	165	الاعراف	7
پھر جب بڑھنےلگےاس کام میں جس سے وہ روکے گئے تھے تو ہم نے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل [۲۰۵]	166	الاعراف	7
اور اس وقت کو یاد کرو جب خبر کر دی تھی تیرے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہے گا یہود پر قیامت کے دن تک ایسے شخص کو کہ دیا کرے ان کو برا عذاب [۲۰۶] بیشک تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے [۲۰۷]	167	الاعراف	7
اور متفرق کر دیا ہم نے ان کو ملک میں فرقے فرقے [۲۰۸] بعضے ان میں نیک اور بعضے اور طرح کے اور ہم نے انکی آزمائش کی خوبیوں میں او ربرائیوں میں تاکہ وہ پھر آئیں [۲۰۹]	168	الاعراف	7
پھر ان کے پیچھے آئے ناخلف جو وارث بنے کتاب کے لے لیتے ہیں اسباب اس ادنیٰ زندگانی کا اور کہتے ہیں کہ ہم کو معاف ہو جائے گا اور اگر ایسا ہی اسباب انکے سامنے پھر آئے تو اسکو لے لیویں [۲۱۰] کیا ان سے کتاب	169	الاعراف	7

میں عہد نہیں لیا گیا کہ نہ بولیں اللہ پر سوا سچ کے اور انہوں نے پڑھا ہے جو کچھ اسمیں لکھا ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے ڈرنے والوں کے لئے کیا تم سمجھتے نہیں [۲۱۱]

اور جو لوگ خوب پکڑ رہے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو بیشک ہم ضائع نہ کریں گے ثواب نیکی والوں کا [۲۱۲]	170	الاعراف	7
اور جس وقت اٹھایا ہم نے پہاڑ ان کے اوپر مثل سائبان کے اور ڈرے کہ وہ ان پر گرے گا ہم نے کہا پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے زور سے اور یاد رکھو جو اس میں ہے تاکہ تم بچتے رہو [۲۱۳]	171	الاعراف	7
اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب بولے ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں کبھی کہنے لگو قیامت کے دن ہم کو تو اس کی خبر	172	الاعراف	7
یا کہنے لگو کہ شرک تو نکالا تھا ہمارے باپ دادوں نے ہم سے پہلے اور ہم ہوئے انکی اولاد ان کے پیچھے تو کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو کیا گمراہوں نے [۲۱۴]	173	الاعراف	7
اور یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں باتیں تاکہ وہ پھر آئیں [۲۱۵]	174	الاعراف	7
اور سنا دے ان کو حال اس شخص کا جسکو ہم نے دی تھیں اپنی آیتیں پھر وہ انکو چھوڑ نکلا پھر اس کے پیچھےلگا شیطان تو وہ ہو گیا گمراہوں میں	175	الاعراف	7
اور ہم چاہتے تو بلند کرتے اس کا رتبہ ان آیتوں کی بدولت لیکن وہ تو ہو رہا زمین کا اور پیچھے ہو لیا اپنی خواہش کے تو اس کا حال ایسا جیسے کتا اس پر تو بوجھ لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ مثال ہے ان	176	الاعراف	7
بری مثال ہے ان لوگوں کی کہ جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے [۲۱۷]	177	الاعراف	7
جس کو اللہ رستہ دے وہی رستہ پاوے اور جس کو وہ بچلا دے سو وہی ہیں ٹوٹے میں [۲۱۸]	178	الاعراف	7
اور ہم نے پیدا کئے دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور آدمی [۲۱۹] انکے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سےسنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی زیادہ بیراہ وہی لوگ ہیں غافل [۲۲۰]	179	الاعراف	7
اور اللہ کےلئے ہیں سب نام اچھے سو اسکو پکارو وہی نام کہہ کر اور چھوڑ دو انکو جو کج راہ چلتے ہیں اس کے ناموں میں وہ بدلہ پا رہیں گے اپنے کئے کا [۲۲۱]	180	الاعراف	7
اور ان لوگوں میں کہ جنکو ہم نے پیدا کیا ہے ایک جماعت ہے کہ راہ بتلاتے ہیں سچی اور اسی کے موافق انصاف کرتےہیں [۲۲۲]	181	الاعراف	7
اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے ایسی جگہ سےجہاں سے انکو خبر بھی نہ ہو گی	182	الاعراف	7
اور میں انکو ڈھیل دوں گا بیشک میرا داؤ پکا ہے [۲۲۳]	183	الاعراف	7
کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا کہ ان کے رفیق کو کچھ بھی جنون نہیں وہ تو ڈرانے والا ہے صاف	184	الاعراف	7
کیا انہوں نے نظر نہیں کی سلطنت میں آسمان اور زمین کی اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے ہر چیز سے اور اس میں کہ شاید قریب آ گیا ہو ان کا وعدہ [۲۲۴] سو اس کے پیچھے کس بات پر ایمان لائیں گے [۲۲۵]	185	الاعراف	7

7	الاعراف	186	جس کو اللہ بچلائے اس کو کوئی نہیں راہ دکھلانے والا اور اللہ چھوڑے رکھتا ہے انکو ان کی شرارت میں سرگرداں [۲۲۶]
7	الاعراف	187	تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کو کہ کب ہے اسکے قائم ہونے کا وقت تو کہہ اسکی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کھول دکھائے گا اس کو اسکے وقت پر وہ بھاری بات ہے آسمانوں اور زمین میں جب تم پر آئے گی تو بیخبر آئے گی [۲۲۷] تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں کہ گویا تو اسکی تلاش میں لگا ہوا ہے تو کہہ دے اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے [۲۲۸]
7	الاعراف	188	تو کہہ دے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا اور نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی [۲۲۹] میں تو بس ڈر اور
7	الاعراف	189	وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے اور اسی سے بنایا اس کا جوڑا تاکہ اسکے پاس آرام پکڑے پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانکا حمل رہا ہلکا سا حمل تو چلتی پھرتی رہی اسکے ساتھ پھر جب بوجھل ہو گئ تو
7	الاعراف	190	پھر جب ان کو دیا چنگا بھلا تو بنانے لگے اسکے لئے شریک اسکی بخشی ہوئی چیز میں سو اللہ برتر ہے انکے شریک بنانے سے [۲۳۰]
7	الاعراف	191	کیا شریک بناتے ہیں ایسوں کو جو پیدا نہ کریں ایک چیز بھی اور وہ پیدا ہوئے ہیں [۲۳۱]
7	الاعراف	192	اور نہیں کر سکتے ہیں ان کی مدد اور نہ اپنی مدد کریں
7	الاعراف	193	اور اگر تم ان کو پکارو رستہ کی طرف تو نہ چلیں تمہاری پکار پر برابر ہے تم پر کہ ان کو پکارو یا چپکے رہو
7	الاعراف	194	جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے بھلا پکارو تو ان کو پس چاہیئے کہ وہ قبول کریں تمہارے پکارنے کو اگر تم سچے ہو
7	الاعراف	195	کیا انکے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑتے ہیں یا ان کے آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنتے ہیں تو کہہ دے کہ پکارو اپنے شریکوں کو پھر برائی کرو میرے حق
7	الاعراف	196	میرا حمایتی تو اللہ ہے جس نے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی [۲۳۳]
7	الاعراف	197	اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا وہ نہیں کر سکتے تمہاری مدد اور نہ اپنی جان بچا سکیں
7	الاعراف	198	اور اگر تم ان کو پکارو رستہ کی طرف تو کچھ نہ سنیں اور تو دیکھتا ہے انکو کہ تک رہے ہیں تیری طرف اور وہ کچھ نہیں دیکھتے [۲۳۴]
7	الاعراف	199	عادت کر درگذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے
7	الاعراف	200	اور اگر ابھارے تجھ کو شیطان کی چھیڑ تو پناہ مانگ اللہ سے وہی ہےسننے والا جاننے والا [۲۳۵]
7	الاعراف	201	جن کے دل میں ڈر ہے جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر چونک گئے پھر اسی وقت ان کو سوجھ آ جاتی ہے

7	الاعراف	202	اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں وہ انکو کھینچتے چلے جاتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے [۲۳۶]
7	الاعراف	203	اور جب تو لیکر نہ جائے انکے پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں کیوں نہ چھانٹ لایا تو کچھ اپنی طرف سے تو کہہ دے میں تو چلتا ہوں اس پر جو حکم آئے میری طرف میرے رب سے یہ سوجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب
7	الاعراف	204	اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو [۲۳۸]
7	الاعراف	205	اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز سے جو کہ پکار کر بولنے سے کم ہو [۲۳۹] صبح کے وقت اور شام کے وقت اور مت رہ بے خبر
7	الاعراف	206	بیشک جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ تکبر نہیں کرتے اس کی بندگی سے اور یاد کرتے ہیں اسکی پاک ذات کو اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں [۲۴۰]
8	الانفال	1	[۱] تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ دے کے مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا سو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اسکے رسول کا اگر تم ایمان رکھتے ہو
8	الانفال	2	ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہےان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں
8	الانفال	3	وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو انکو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں
8	الانفال	4	وہی ہیں سچے ایمان والے انکے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی عزت کی [۲]
8	الانفال	5	جیسے نکالا تجھ کو تیرے رب نے تیرے گھر سے حق کام کے واسطے اور ایک جماعت اہل ایمان کی راضی نہ تھی
8	الانفال	6	وہ تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات میں اسکے ظاہر ہو چکنے کے بعد گویا وہ ہانکے جاتے ہیں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے [۳]
8	الانفال	7	اور جس وقت تم سے وعدہ کرتا تھا اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کر دے سچ کو اپنے کلاموں سے اور کاٹ
8	الانفال	8	تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کر دے جھوٹ کو اور اگرچہ ناراض ہوں گنہگار [۴]
8	الانفال	9	جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو وہ پہنچا تمہاری فریاد کو کہ میں مدد بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے لگاتار آنے والے
8	الانفال	10	اور یہ تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارےدل اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے بیشک اللہ زورآور ہے حکمت والا [۵]
8	الانفال	11	جس وقت کہ ڈالدی اس نے تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کے واسطے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کر دے اور دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور
8	الانفال	12	جب حکم بھیجا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں ساتھ ہوں تمہارے سو تم دل ثابت رکھو مسلمانوں کے میں ڈال دوں گا دل میں کافروں کے دہشت سو مارو گردنوں پر اور کاٹو ان کی پور پور
8	الانفال	13	یہ اس واسطے ہے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہوا اللہ کا اور اس کے رسول کا تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے

8 الانفال 14 یہ تو تم چکھ لو اور جان رکھو کہ کافروں کے لئے ہے عذاب دوزخ کا [۷]

8 الانفال 15 اے ایمان والو جب بھڑو تم کافروں سے میدان جنگ میں تو مت پھیرو ان سے پیٹھ [۸]

8 الانفال 16 اور جو کوئی ان سے پھیرے پیٹھ اس دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا جا ملتا ہو فوج میں سو وہ پھرا اللہ کا غضب لے کر اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ کیا برا ٹھکانہ ہے [۹]

8 الانفال 17 سو تم نے ان کو نہیں مارا لیکن اللہ نے ان کو مارا اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خا ک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی اور تاکہ کرے ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان بیشک اللہ ہے سننے والا

8 الانفال 18 یہ تو ہو چکا اور جان رکھو کہ اللہ سست کر دے گا تدبیر کافروں کی [۱۱]

8 الانفال 19 اگر تم چاہتے ہو فیصلہ تو پہنچ چکا تمہارے پاس فیصلہ اور اگر باز آؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر پھر یہی کرو گے تو ہم بھی پھر یہی کریں گے اور کچھ کام نہ آئے گا تمہارا جتھا اگرچہ بہت ہوں اور جان لو

8 الانفال 20 اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور اسکے رسول کا اور اس سے مت پھرو سن کر [۱۳]

8 الانفال 21 اور ان جیسے مت ہو جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں [۱۴]

8 الانفال 22 بیشک سب جانداروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرےگونگے ہیں جو نہیں سمجھتے [۱۵]

8 الانفال 23 اور اگر اللہ جانتا ان میں کچھ بھلائی تو ان کو سنا دیتا اور اگر ان کو اب سنا دے تو ضرور بھاگیں گے منہ پھیر کر [۱۶]

8 الانفال 24 اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے [۱۷] اور جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو اور یہ کہ اسی کے پاس تم جمع ہو گے [۱۸]

8 الانفال 25 اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہیں پڑے گا تم میں سے خاص ظالموں ہی پر اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے [۱۹]

8 الانفال 26 اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب پڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم کو لوگ پھر اس نے تم کو ٹھکانہ دیا اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے اور روزی دی تم کو ستھری چیزیں تاکہ تم شکر کرو

8 الانفال 27 اے ایمان والو خیانت نہ کرو اللہ سے اور رسول سے اور خیانت نہ کرو آپس کی امانتوں میں جان کر [۲۱]

8 الانفال 28 اور جان لو کہ بیشک تمہارےمال اور اولاد خرابی میں ڈالنے والے ہیں اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے [۲۲]

8 الانفال 29 اے ایمان والو اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کر دے گا تم میں فیصلہ [۲۳] اور دور کر دے گا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا اور اللہ کا فضل بڑا ہے

8 الانفال 30 اور جب فریب کرتے تھے کافر کہ تجھ کو قید میں کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے [۲۴]

8	الانفال	31	اور جب کوئی پڑھے ان پر ہماری آیتیں تو کہیں ہم سن چکے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کہہ لیں ایسا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر احوال ہیں اگلوں کے [۲۵]
8	الانفال	32	اور جب وہ کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر برسا دے پتھر آسمان سے یا لا ہم پر کوئی عذاب دردناک [۲۶]
8	الانفال	33	اور اللہ ہر گز نہ عذاب کرتا ان پر جب تک تو رہتا ان میں [۲۷] اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرے گا ان پر جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے [۲۸]
8	الانفال	34	اور ان میں کیا بات ہے کہ عذاب نہ کرے ان پر اللہ اور وہ تو روکتے ہیں مسجد حرام سے اور وہ اس کے اختیار والے نہیں اس کے اختیار والے تو وہی ہیں جو پرہیزگار ہیں لیکن ان میں اکثروں کو اس کی خبر نہیں [۲۹]
8	الانفال	35	اور ان کی نماز نہیں تھی کعبہ کے پاس مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں سو چکھو عذاب بدلا اپنے کفر کا [۳۰]
8	الانفال	36	بیشک جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے [۳۱] سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر ہو گا وہ ان پر افسوس اور آخر مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے [۳۲]
8	الانفال	37	تاکہ جدا کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے اور رکھے ناپاک کو ایک کو ایک پر پھر اس کو ڈھیر کر دے اکٹھا پھر ڈالدے اسکو دوزخ میں [۳۳] وہی لوگ ہیں نقصان میں [۳۴]
8	الانفال	38	تو کہہ دے کافروں کو کہ اگر وہ باز آ جائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا [۳۵] اور اگر پھر بھی وہی کریں گے تو پڑ چکی ہے راہ اگلوں کی [۳۶]
8	الانفال	39	اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد [۳۷] اور ہو جائے حکم سب اللہ کا [۳۸] پھر اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ ان کے کام کو دیکھتا ہے [۳۹]
8	الانفال	40	اور اگر وہ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار [۴۰]
8	الانفال	41	اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے سو اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصہ اور رسول کے واسطے اور اسکے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے واسطے [۴۱] اگر تم کو یقین ہے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اتاری اپنے بندے پر فیصلہ کے دن [۴۲] جس دن بھڑ گئیں دونوں فوجیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے [۴۳]

8	الانفال	42	جس وقت تم تھے ورلے کنارہ پر اور وہ پرلے کنارہ پر [۴۴] اور قافلہ نیچے اتر گیا تھا تم سے [۴۵] اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتےتو نہ پہنچتے وعدہ پر ایک ساتھ [۴۶] لیکن اللہ کو کر ڈالنا تھا ایک کام کو جو مقرر ہو چکا تھا تاکہ مرے جس کو مرنا ہے قیام حجت کےبعد اور جیوے جس کو جینا ہے قیام حجت کے بعد [۴۷] اور بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے [۴۸]
8	الانفال	43	جب اللہ نے وہ کافر دکھلائے تجھ کو تیری خواب میں تھوڑے [۴۹] اور اگر تجھ کو بہت دکھلا دیتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے بچا لیا اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں [۵۰]
8	الانفال	44	اور جب تم کو دکھلائی وہ فوج مقابلہ کے وقت تمہاری آنکھوں میں تھوڑی اور تم کو تھوڑا دکھلایا ان کی آنکھوں میں تاکہ کر ڈالے اللہ ایک کام جو مقرر ہو چکا تھا اور اللہ تک پہنچتا ہے ہر کام [۵۱]
8	الانفال	45	اے ایمان والو جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو [۵۲] تاکہ تم مراد پاؤ
8	الانفال	46	اور حکم مانو اللہ کا اور اسکے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا [۵۳] اور صبر کرو بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے [۵۴]
8	الانفال	47	اور نہ ہو جاؤ ان جیسے جو کہ نکلے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کے دکھانے کو اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور اللہ کے قابو میں ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں [۵۵]
8	الانفال	48	اور جس وقت خوشنما کر دیا شیطان نے انکی نظروں میں ان کے عملوں کو اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب سامنے ہوئیں دونوں فوجیں تو وہ الٹا
8	الانفال	49	جب کہنے لگے منافق اور جن کےدلوں میں بیماری ہے یہ لوگ مغرور ہیں اپنے دین پر اور جو کوئی بھروسہ کرے اللہ پر تو اللہ زبردست ہے حکمت والا [۵۷]
8	الانفال	50	اور اگر تو دیکھے جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے اور کہتے ہیں چکھو عذاب جلنے کا [۵۸]
8	الانفال	51	یہ بدلا ہے اسی کا جو تم نے آگے بھیجا اپنے ہاتھوں اور اس واسطے کہ اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر [۵۹]
8	الانفال	52	جیسے دستور فرعون والوں کا اور جو ان سے پہلے تھے کہ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے سو پکڑا ان کو اللہ نے ان کے گناہوں پر بیشک اللہ زور آور ہے سخت عذاب کرنے والا [۶۰]

اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ ہر گز بدلنے والا نہیں اس نعمت کو جو دی تھی اس نے کسی قوم کو جب تک وہی نہ بدل ڈالیں اپنے جیوں کی بات اور یہ کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے [۶۱]	53	الانفال	8
جیسے دستور فرعون والوں کا اور جو ان سے پہلے تھے کہ انہوں نے جھٹلائیں باتیں اپنے رب کی پھر ہلاک کر دیا ہم نے انکو انکے گناہوں پر اور ڈبو دیا ہم نے فرعون والوں کو اور سارے ظالم تھے [۶۲]	54	الانفال	8
بدتر سب جانداروں میں اللہ کے ہاں وہ ہیں جو منکر ہوئے پھر وہ نہیں ایمان لاتے	55	الانفال	8
جن سے تو نے معاہدہ کیا ہے ان میں سے پھر وہ توڑتے ہیں اپنا عہد ہر بار اور وہ ڈر نہیں رکھتے [۶۳]	56	الانفال	8
سو اگر کبھی تو پائے ان کو لڑائی میں تو انکو ایسی سزا دے کہ دیکھ کر بھاگ جائیں ان کے پچھلے تاکہ ان کو عبرت ہو	57	الانفال	8
اور اگر تجھ کو ڈر ہو کسی قوم سےدغا کا تو پھینک دے انکا عہد انکی طرف ایسی طرح پر کہ ہو جاؤ تم اور وہ برابر بیشک اللہ کو خوش نہیں آتے دغاباز [۶۴]	58	الانفال	8
اور یہ نہ سمجھیں کافر لوگ کہ وہ بھاگ نکلے وہ ہرگز تھکا نہ سکیں گے ہم کو [۶۵]	59	الانفال	8
اور تیار کرو انکی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے [۶۶] کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کےسوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے [۶۷] اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو اور تمہار حق نہ رہ جائے گا [۶۸]	60	الانفال	8
اور اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسہ کر اللہ پر بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا [۶۹]	61	الانفال	8
اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں تو تجھ کو کافی ہے اللہ اسی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا [۷۰]	62	الانفال	8
اور الفت ڈالی انکے دلوں میں اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ زمین میں ہے سارا نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں بیشک وہ زورآور ہے حکمت والا [۷۱]	63	الانفال	8
اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہیں مسلمان [۷۲]	64	الانفال	8
اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافروں پر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے [۷۳]	65	الانفال	8
اب بوجھ ہلکا کر دیا اللہ نے تم پر سے اور جانا کہ تم میں سستی ہےسو اگر ہوں تم میں سو شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں ہزار تو غالب ہوں دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے	66	الانفال	8
نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے ہاں رکھے قیدیوں کو جب تک خوب خونریزی نہ کر لے ملک میں تم چاہتے ہو اسباب دنیا اور اور اللہ کے ہاں چاہئے آخرت اور اللہ زور آور ہے حکمت والا [۷۵]	67	الانفال	8
اگر نہ ہوتی ایک بات جس کو لکھ چکا اللہ پہلے سے تو تم کو پہنچتا اس لینے میں بڑا عذاب [۷۶]	68	الانفال	8

8	الانفال	69	سو کھاؤ جو تم کو غنیمت میں ملا حلال ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان [۷۷]
8	الانفال	70	اے نبی کہہ دے ان سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ تمہارے دلوں میں کچھ نیکی تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھن گیا اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان
8	الانفال	71	اور اگر چاہیں گے تجھ سے دغا کرنی سو وہ دغا کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے پھر اس نے انکو پکڑوا دیا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے [۷۸]
8	الانفال	72	جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑا اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا تم کو ان کی رفاقت سے
8	الانفال	73	اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم یوں نہ کرو گے تو فتنہ پھیلے گا ملک میں اور بڑی خرابی ہو گی [۸۰]
8	الانفال	74	اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور انکی مدد کی وہی ہیں سچے مسلمان انکے لئے بخشش ہے اور روزی عزت کی [۸۱]
8	الانفال	75	اور جو ایمان لائے اسکے بعد اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر سو وہ لوگ بھی تمہی میں ہیں اور رشتہ دار آپس میں حقدار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے اللہ کے حکم میں [۸۲] تحقیق اللہ ہر چیز سے خبردار ہے [۸۳]
9	التوبۃ	1	(اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئ اس کے مختلف اسباب بیان کئے گئے ہیں) [۱] صاف جواب ہے اللہ کی طرف سے اور اسکے رسول کی ان مشرکوں کو جن سے تمہارا عہد ہوا تھا
9	التوبۃ	2	سو پھر لو اس ملک میں چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ تھکا سکو گے اللہ کو اور یہ کہ اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو [۲]
9	التوبۃ	3	اور سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی لوگوں کو دن بڑے حج کے [۳] کہ اللہ الگ ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول سو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم ہرگز نہ تھکا سکو گے اللہ کو اور خوشخبری سنادے کافروں کو عذاب دردناک کی [۴]
9	التوبۃ	4	مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے کچھ قصور نہ کیا تمہارے ساتھ اور مدد نہ کی تمہارے مقابلہ میں کسی کی سو ان سے پورا کر دو ان کا عہد ان کے وعدہ تک بیشک اللہ کو پسند ہیں احتیاط والے [۵]
9	التوبۃ	5	پھر جب گذر جائیں مہینے پناہ کے تو مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ اور پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو ہر جگہ ان کی تاک میں پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا رستہ بیشک اللہ ہے
9	التوبۃ	6	اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناده دیدے یاں تک کہ وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اسکو اسکی امن کی جگہ یہ اس واسطے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے [۷]
9	التوبۃ	7	کیونکر ہووے مشرکوں کے لئے عہد اللہ کے نزدیک اور اسکے رسول کے نزدیک مگر جن لوگوں سے تم نے عہد کیا تھا مسجد حرام کے پاس سو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں تم ان سے سیدھے رہو بیشک اللہ کو پسند ہیں
9	التوبۃ	8	کیونکر رہے صلح اور اگر وہ تم پر قابو پائیں تو نہ لحاظ کریں تمہاری قرابت کا اور نہ عہد کا تم کو راضی کر دیتے ہیں اپنے منہ کی بات سے اور انکے دل نہیں مانتے اور اکثر ان میں بد عہد ہیں [۸]
9	التوبۃ	9	بیچ ڈالے انہوں نے اللہ کے حکم تھوڑی قیمت پر پھر روکا اس کے رستہ سے برے کام ہیں جو وہ لوگ کر رہے ہیں [۹]

9	التوبۃ	10	نہیں لحاظ کرتے کسی مسلمان کے حق میں قرابت کا اور نہ عہد کا اور وہی ہیں زیادتی پر [۱۰]
9	التوبۃ	11	سو اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں حکم شریعت میں [۱۱] اور ہم کھول کر بیان کرتے ہیں حکموں کو جاننے والے لوگوں کے واسطے
9	التوبۃ	12	اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد اور عیب لگائیں تمہارے دین میں تو لڑو کفر کے سرداروں سے بیشک انکی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ باز آئیں [۱۲]
9	التوبۃ	13	کیا نہیں لڑتے ایسے لوگوں سے جو توڑیں اپنی قسمیں اور فکر میں رہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے پہلے چھیڑ کی تم سے کیا تم ان سے ڈرتے ہو سو اللہ کا ڈر چاہئے تم کو زیادہ اگر تم ایمان رکھتے ہو [۱۳]
9	التوبۃ	14	لڑو ان سے تا عذاب دے اللہ انکو تمہارے ہاتھوں اور رسوا کرے اور تم کو ان پر غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل مسلمانوں کے
9	التوبۃ	15	اور نکالے ان کے دل کی جلن اور اللہ توبہ نصیب کرے گا جس کو چاہے گا [۱۴] اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے [۱۵]
9	التوبۃ	16	کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ چھوٹ جاؤ گے اور حالانکہ ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا ہے اور نہیں پکڑا انہوں نے سوا اللہ کے اور اسکے رسول کے اور مسلمانوں کے کسی کو
9	التوبۃ	17	مشرکوں کا کام نہیں کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں اور تسلیم کر رہے ہوں اپنے اوپر کفر کو وہ لوگ خراب گئے ان کےعمل اور آگ میں رہیں گے وہ ہمیشہ
9	التوبۃ	18	وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دیتا رہا زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے اللہ کے کسی سے سو امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں [۱۷]
9	التوبۃ	19	کیا تم نے کر دیا حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد الحرام کا بسانا برابر اس کے جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کےدن پر اور لڑا اللہ کی راہ میں یہ برابر نہیں ہیں اللہ کے نزدیک اور اللہ رستہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو [۱۸]
9	التوبۃ	20	جو ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں
9	التوبۃ	21	خوشخبری دیتا ہے انکو پروردگار انکا اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضامندی کی اور باغوں کی کہ جن میں انکو آرام ہے ہمیشہ کا
9	التوبۃ	22	رہا کریں ان میں مدام بیشک اللہ پاس بڑا ثواب ہے [۱۹]
9	التوبۃ	23	اےایمان والو مت پکڑو اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو رفیق اگر وہ عزیز رکھیں کفر کو ایمان سے اور جو تم میں انکی رفاقت کرے سو وہی لوگ ہیں گنہگار [۲۰]
9	التوبۃ	24	تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جسکے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جنکو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور
9	التوبۃ	25	مدد کر چکا ہے اللہ تمہاری بہت میدانوں میں اور حنین کے دن جب خوش ہوئے تم اپنی کثرت پر پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے پھر ہٹ گئے تم پیٹھ دے کر
9	التوبۃ	26	پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اور اتاریں فوجیں کہ جنکو تم نے نہیں دیکھا اور عذاب دیا کافروں کو اور یہ سزا ہے منکروں کی [۲۲]

9	التوبة	27	پھر توبہ نصیب کرے گا اللہ اس کے بعد جس کو چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۲۳]
9	التوبة	28	اے ایمان والو مشرک جو ہیں سو پلید ہیں سو نزدیک نہ آنے پائیں مسجدالحرام کے اس برس کے بعد [۲۴] اور اگر تم ڈرتے ہو فقر سے تو آئندہ غنی کر دے گا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے [۲۵]
9	التوبة	29	لڑو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اسکو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اسکے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں
9	التوبة	30	اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے [۲۷] اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں کہتے ہیں اپنے منہ سے ریس کرنے لگے اگلے کافروں کی بات کی [۲۸] ہلاک کرے ان کو اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں [۲۹]
9	التوبة	31	ٹھہرا لیا اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا اللہ کو چھوڑ کر [۳۰] اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی اور انکو حکم یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں ایک معبود کی کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا وہ پاک ہے ان کے شریک
9	التوبة	32	چاہتے ہیں کہ بھجا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور اللہ نہ رہے گا بدون پورا کئے اپنی روشنی کے اور پڑے برا مانیں کافر [۳۱]
9	التوبة	33	اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور پڑے برا مانیں مشرک [۳۲]
9	التوبة	34	اے ایمان والو بہت سے عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے [۳۳] اور جو لوگ گاڑھ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسکو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو انکو خوشخبری سنا دے عذاب دردناک کی [۳۴]
9	التوبة	35	جس دن کہ آگ دہکائیں گے اس مال پر دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے گاڑھ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے گاڑھنے کا [۳۵]
9	التوبة	36	مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کےحکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ہیں ادب کے یہی ہے سیدھا دین [۳۶] سو ان میں ظلم مت کرو اپنے اوپر اور لڑو سب مشرکوں سے ہر حال میں جیسے وہ لڑتے ہیں تم سب سے ہر حال میں اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے ڈرنے والوں کے [۳۷]
9	التوبة	37	یہ جو مہینہ ہٹا دینا ہے سو بڑھائی ہوئی بات ہے کفر کےعہد میں گمراہی میں پڑتے ہیں اس سے کافر حلال کر لیتے ہیں اُس مہینہ کو ایک برس اور حرام رکھتے ہیں دوسرے برس تاکہ پوری کر لیں گنتی ان مہینوں کی جو
9	التوبة	38	اے ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں
9	التوبة	39	اگر تم نہ نکلو گے تو دے گا تم کو عذاب دردناک اور بدلے میں لائے گا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے [۴۰]

9	التوبة	40	اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا جب وہ دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے
9	التوبة	41	نکلو ہلکے اور بوجھل [۴۲] اور لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے [۴۳]
9	التوبة	42	اگر مال ہو تا نزدیک اور سفر ہلکا تو وہ لوگ ضرور تیرے ساتھ ہو لیتے لیکن لمبی نظر آئی ان کو مسافت [۴۴] اور اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور چلتے تمہارے ساتھ وبال میں ڈالتے ہیں اپنی جانوں کو اور اللہ جانتا ہےکہ وہ جھوٹے ہیں [۴۵]
9	التوبة	43	اللہ بخشے تجھ کو کیوں رخصت دے دی تو نے انکو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے تجھ پر سچ کہنے والے اور جان لیتا تو جھوٹوں کو [۴۶]
9	التوبة	44	نہیں رخصت مانگتے تجھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اس سے کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو
9	التوبة	45	رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں [۴۷]
9	التوبة	46	اور اگر وہ چاہتے نکلنا تو ضرور تیار کرتے کچھ سامان اس کا لیکن پسند نہ کیا اللہ نے ان کا اٹھنا سو روک دیا انکو اور حکم ہوا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے [۴۸]
9	التوبة	47	اگر نکلتےتم میں تو کچھ نہ بڑھاتے تمہارے لئے مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر بگاڑ کروانے کی تلاش میں [۴۹] اور تم میں بعضے جاسوس ہیں انکے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو [۵۰]
9	التوبة	48	وہ تلاش کرتے رہے ہیں بگاڑ کی پہلے سے اور الٹتے رہے ہیں تیرے کام یہاں تک کہ آ پہنچا سچا وعدہ اور غالب رہا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے [۵۱]
9	التوبة	49	اور بعضے ان میں کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال سنتا ہے وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور بیشک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو [۵۲]
9	التوبة	50	اگر تجھ کو پہنچے کوئی خوبی تو وہ بری لگتی ہے انکو اور اگر پہنچے کوئی سختی تو کہتےہیں ہم نے تو سنبھال لیا تھا اپنا کام پہلے ہی اور پھر کر جائیں خوشیاں کرتے [۵۳]
9	التوبة	51	تو کہہ دے ہم کو ہر گز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں مسلمان
9	التوبة	52	تو کہہ دے تم کیا امید کرو گے ہمارے حق میں مگر دو خوبیوں میں سے ایک کی اور ہم امیدوار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کوئی عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر
9	التوبة	53	کہہ دے کہ مال خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہر گز قبول نہ ہوگا تم سے بیشک تم نافرمان لوگ ہو [۵۵]
9	التوبة	54	اور موقوف نہیں ہوا قبول ہونا ان کے خرچ کا مگر اسی بات پر کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اسکے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو مگر ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے [۵۶]

9	التوبة	55	سو تو تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ انکو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ دنیا کی زندگی میں اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت تک کافر ہی رہیں [۵۷]
9	التوبة	56	اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ وہ بیشک تم میں ہیں اور وہ تم میں نہیں و لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں تم سے
9	التوبة	57	اگر وہ پائیں کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا سر گھسانے کو جگہ تو الٹے بھاگیں اسی طرف رسیاں تڑاتے [۵۸]
9	التوبة	58	اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ تجھ کو طعن دیتےہیں خیرات بانٹنے میں سو اگر ان کو ملے اس میں سے تو راضی ہوں اور اگر نہ ملے تو جبھی وہ ناخوش ہو جائیں [۵۹]
9	التوبة	59	اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہو جاتے اسی پر جو دیا انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ وہ دے گا ہم کو اپنے فضل سے اور اس کا رسول ہم کو تو اللہ ہی چاہیئے [۶۰]
9	التوبة	60	زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پرچانا منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے رستہ میں اور راہ کے مسافر
9	التوبة	61	اور بعضے ان میں بدگوئی کرتے ہیں نبی کی اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو کان ہے تو کہہ کان ہے تمہارے بھلے کے واسطے یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمانوں کی بات کا اور رحمت ہے ایمان والوں کے حق
9	التوبة	62	قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تمہارےآگے تاکہ تم کر راضی کریں اور اللہ کو اور اسکے رسول کو بہت ضرور ہے راضی کرنا اگر وہ ایمان رکھتے ہیں [۶۳]
9	التوبة	63	کیا وہ جان نہیں چکے کہ جو کوئی مقابلہ کرے اللہ سے اور اسکے رسول سے تو اسکے واسطے ہے دوزخ کی آگ سدا رہے اس میں یہی ہے بڑی رسوائی [۶۴]
9	التوبة	64	ڈرا کرتے ہیں منافق اس بات سے کہ نازل ہو مسلمانوں پر ایسی سورت کہ جتا دے انکو جو انکے دل میں ہے تو کہہ دے ٹھٹھے کرتے رہو اللہ کھول کر رہے گا اس چیز کو جس کا تم کو ڈر ہے [۶۵]
9	التوبة	65	اور اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتےتھے اور دل لگی [۶۶] تو کہہ کیا اللہ سے اور اسکے حکموں سے اور اسکے رسول سے تم ٹھٹھے کرتے تھے [۶۷]
9	التوبة	66	بہانے مت بناؤ تم تو کافر ہو گئے اظہار ایمان کے پیچھے اگر ہم معاف کر دیں گے تم میں سے بعضوں کو تو البتہ عذاب بھی دیں گے بعضوں کو اس سبب سےکہ وہ گنہگار تھے [۶۸]
9	التوبة	67	منافق مرد اور منافق عورتیں سب کی ایک چال ہے سکھائیں بات بری اور چھڑائیں بات بھلی اوربند رکھیں اپنی مٹھی بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا انکو تحقیق منافق وہی ہیں نافرمان [۶۹]
9	التوبة	68	وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کو اور کافروں کو دوزخ کی آگ کا پڑے رہیں گے اس میں وہی بس ہے انکو [۷۰] اور اللہ نے انکو پھٹکار دیا اور انکے لئے عذاب ہے برقرار رہنے والا [۷۱]
9	التوبة	69	جس طرح تم سے اگلے لوگ زیادہ تھے تم سے زور میں اور زیادہ رکھتے تھے مال اور اولاد پھر فائدہ اٹھا گئے اپنے حصہ سے [۷۲] پھر فائدہ اٹھایا تم نے اپنے حصہ سے جیسے فائدہ اٹھا گئے تم سے اگلے اپنے حصہ سے اور تم بھی چلتے ہو انہی کی سی چال [۷۳] وہ لوگ مٹ گئے ان کے عمل دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ پڑے نقصان میں [۷۴]

9	التوبة	70	کیا پہنچی نہیں انکو خبر ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئ تھیں [۷۵] پہنچے انکے پاس انکے رسول صاف حکم لے کر سو اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے [۷۶]
9	التوبة	71	اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں سکھلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اسکے
9	التوبة	72	وعدہ دیا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں انہی میں اور ستھرے مکانوں کا رہنے کے باغوں میں اور رضامندی اللہ کی ان سب سے بڑی ہے یہی
9	التوبة	73	اے نبی لڑائی کر کافروں سے اور منافقوں سے اور تندخوئی کر ان پر اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے [۷۹]
9	التوبة	74	قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا اور بیشک کہا ہے انہوں نے لفظ کفر کا اور منکر ہو گئے مسلمان ہو کر [۸۰] اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی [۸۱] اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ تھا کہ دولتمند کر دیا ان کو اللہ نے اور اسکے رسول نے اپنے فضل سےسو اگر توبہ کر لیں تو بھلا ہے ان کے حق میں اور اگر نہ مانیں گے تو عذاب دے گا انکو اللہ عذاب دردناک دنیا اور آخرت میں اور نہیں ان کا روئے زمین پر کوئی حمایتی اور نہ مددگار [۸۲]
9	التوبة	75	اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دیوے ہم کو اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کریں اور ہو رہیں ہم نیکی والوں میں
9	التوبة	76	پھر جب دیا انکو اپنے فضل سے تو اس میں بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر [۸۳]
9	التوبة	77	پھر اس کا اثر رکھ دیا نفاق انکے دلوں میں جس دن تک کہ وہ اس سے ملیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف کیا اللہ سے جو وعدہ اس سے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ بولتے تھے جھوٹ [۸۴]
9	التوبة	78	کیا وہ جان نہیں چکے کہ اللہ جانتا ہے ان کا بھید اور ان کا مشورہ اور یہ کہ اللہ خوب جانتا ہے سب چھپی باتوں کو [۸۵]
9	التوبة	79	وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں ان مسلمانوں پر جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان پر جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت کا پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے [۸۶]
9	التوبة	80	تو انکے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر ان کے لئےستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے گا انکو اللہ یہ اس واسطے کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو
9	التوبة	81	خوش ہو گئے پیچھے رہنے والے اپنے بیٹھ رہنے سے جدا ہو کر رسول اللہ سے اور گھبرائے اس سے کہ لڑیں اپنے مال سےاور جان سے اللہ کی راہ میں [۸۸] اور بولے کہ مت کوچ کرو گرمی میں [۸۹] تو کہہ دوزخ کی آگ سخت گرم ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی [۹۰]

9 التوبة 82 سو وہ ہنس لیویں تھوڑ ا اور روویں بہت سا بدلا اس کا جو وہ کماتے تھے [۹۱]

9 التوبة 83 سو اگر پھر لے جائے تجھ کو اللہ کسی فرقہ کی طرف ان میں سے [۹۲] پھر اجازت چاہیں تجھ سے نکلنے کی تو تو کہہ دینا کہ تم ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی اور نہ لڑو گے میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے تم کو پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی بار سو بیٹھے رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ [۹۳]

9 التوبة 84 اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر [۹۴] وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اسکے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان [۹۵]

9 التوبة 85 اور تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ عذاب میں رکھے انکو ان چیزوں کے باعث دنیا میں اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت تک کافر ہی رہیں [۹۶]

9 التوبة 86 اور جب نازل ہوتی ہے کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور لڑائی کرو اسکے رسول کے ساتھ ہو کر جو تجھ سے رخصت مانگتے ہیں مقدور والے انکے اور کہتے ہیں ہم کو چھوڑ دے کہ رہ جائیں ساتھ بیٹھنے والوں کے

9 التوبة 87 خوش ہوئے کہ رہ جائیں پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ [۹۷] اور مہر کر دی گئی ان کے دل پر سو وہ نہیں سمجھتے [۹۸]

9 التوبة 88 لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ اسکے وہ لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے اور انہی کے لئے ہیں خوبیاں اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے

9 التوبة 89 تیار کر رکھے ہیں اللہ نےانکے واسطے باغ کہ بہتی ہیں نیچے انکے نہریں رہا کریں ان میں یہی ہے بڑی کامیابی [۹۹]

9 التوبة 90 اور آئے بہانہ کرنے والے گنوار تاکہ انکو رخصت مل جائے اور بیٹھ رہے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ سے اور اسکے رسول سے اب پہنچے گا انکو جو کافر ہیں ان میں عذاب دردناک [۱۰۰]

9 التوبة 91 نہیں ہے ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ ان لوگوں پر جنکے پاس نہیں ہے خرچ کرنے کو کچھ گناہ جبکہ دل سےصاف ہوں اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ نہیں ہے نیکی والوں پر الزام کی کوئی راہ [۱۰۱] اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۰۲]

9 التوبة 92 اور نہ ان لوگوں پر کہ جب تیرے پاس آئے تاکہ تو ان کو سواری دے تو نے کہا میرے پاس کوئ چیز نہیں کہ تم کو اس پر سوار کر دوں تو الٹے پھرے اور انکی آنکھوں سے بہتے تھے آنسو اس غم میں کہ نہیں پاتے وہ

9 التوبة 93 راہ الزام کی تو ان پر ہے جو رخصت مانگتے ہیں تجھ سے اور وہ مالدار ہیں خوش ہوئے اس بات سے کہ رہ جائیں ساتھ پیچھے رہنے والیوں کے اور مہر کر دی اللہ نے انکے دلوں پر سو وہ نہیں جانتے [۱۰۴]

9 التوبة 94 بہانے لائیں گے تمہارے پاس جب تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تو کہہ بہانے مت بناؤ ہم ہر گز نہ مانیں گے تمہاری بات ہم کو بتا چکا ہے اللہ تمہارے احوال اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارےکام اور اس کا رسول پھر تم

9 التوبة 95 اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے سامنے جب تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تاکہ ان سے درگذر کرو سو تم درگذر کرو ان سے بیشک وہ لوگ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلا ان کے کاموں کا [۱۰۶]

9	التوبۃ	96	وہ لوگ قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم راضی ہو گئے ان سے تو اللہ راضی نہیں ہوتا نافرمان لوگوں سے [۱۰۷]
9	التوبۃ	97	گنوار بہت سخت ہیں کفر میں اور نفاق میں اور اسی لائق ہیں کہ نہ سیکھیں وہ قاعدے جو نازل کئے اللہ نے اپنے رسول پر [۱۰۸] اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے [۱۰۹]
9	التوبۃ	98	اور بعضے گنوار ایسے ہیں کہ شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو تاوان اور انتظار کرتے ہیں تم پر زمانہ کی گردشوں کا ان ہی پر آئے گردش بری اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے [۱۱۰]
9	التوبۃ	99	اور بعضے گنوار وہ ہیں کہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو نزدیک ہونا اللہ سے اور دعا لینی رسول کی سنتا ہے وہ ان کے حق میں نزدیکی ہے داخل کرے گا انکو اللہ
9	التوبۃ	100	اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو انکے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے انکے باغ کہ بہتی
9	التوبۃ	101	اور بعضے تمہارے گرد کے گنوار منافق ہیں اور بعضے لوگ مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو انکو نہیں جانتا ہم کو وہ معلوم ہیں [۱۱۳] انکو ہم عذاب دیں گے دو بار پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف [۱۱۴]
9	التوبۃ	102	اور بعضے لوگ ہیں کہ اقرار کیا انہوں نے اپنے گناہوں کا ملایا انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا بد قریب ہے کہ اللہ معاف کرے انکو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۱۵]
9	التوبۃ	103	لے انکے مال میں سے زکوٰۃ [۱۱۶] کہ پاک کرے تو انکو اور بابرکت کرے تو انکو اسکی وجہ سے اور دعا دے انکو بیشک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے [۱۱۷]
9	التوبۃ	104	کیا وہ جان نہیں چکے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے اور لیتا ہے زکوتیں اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے [۱۱۸]
9	التوبۃ	105	اور کہہ کہ عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھ لے گا اللہ تمہارے کام کو اور اس کا رسول اور مسلمان اور تم جلد لوٹائے جاؤ گے اسکے پاس جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں سے واقف ہے پھر وہ جتا دے گا تم کو جو کچھ تم کرتے
9	التوبۃ	106	اور بعضے اور لوگ ہیں کہ انکا کام ڈھیل میں ہے حکم پر اللہ کے یا وہ انکو عذاب دے اور یا انکو معاف کرے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے [۱۲۰]
9	التوبۃ	107	اور جنہوں نے بنائی ہے ایک مسجد ضد پر اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس شخص کی جو لڑ رہا ہے اللہ سے اور اسکے رسول سے پہلے سے اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو
9	التوبۃ	108	تو نہ کھڑا ہو اس میں کبھی البتہ وہ مسجد جسکی بنیاد دھری گئ پرہیزگاری پر اول دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اسمیں اس میں ایسےلوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں
9	التوبۃ	109	بھلا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی اللہ سے ڈرنے پر اور اسکی رضامندی پر وہ بہتر یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی کنارہ پر ایک کھائی کے جو گرنے کو ہے پھر اسکو لیکر ڈھے پڑا دوزخ کی آگ میں [۱۲۳] اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو [۱۲۴]

9	التوبة	110	ہمیشہ رہے گا اس عمارت سے جو انہوں نے بنائی تھی شبہ انکے دلوں میں مگر جب ٹکڑے ہو جائیں انکے دل کے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے [۱۲۵]
9	التوبة	111	اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ انکے لئے جنت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اسکے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون
9	التوبة	112	وہ توبہ کرنے والے ہیں بندگی کرنے والے شکر کرنے والے بے تعلق رہنے والے [۱۲۷] رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے نیک بات کا اور منع کرنے والے بری بات سے [۱۲۸] اور حفاظت کرنے والے ان حدود کی جو باندھی اللہ نے اور خوشخبری سنا دے ایمان والوں کو [۱۲۹]
9	التوبة	113	لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے جب کہ کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں دوزخ والے [۱۳۰]
9	التوبة	114	اور بخشش مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر وعدہ کے سبب کہ وعدہ کر چکا تھا اس سے پھر جب کھل گیا ابراہیم پر کہ وہ دشمن ہے اللہ کا تو اس سے بیزار ہو گیا بیشک ابراہیم بڑا نرم دل تھا تحمل کرنے
9	التوبة	115	اور اللہ ایسا نہیں کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جبکہ ان کو راہ پر لا چکا جب تک کھول نہ دے ان پر جس سے انکو بچنا چاہئے بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے [۱۳۲]
9	التوبة	116	اللہ ہی کی ہے سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں جلاتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارا کوئی نہیں اللہ کے سوا حمایتی اور نہ مددگار [۱۳۳]
9	التوبة	117	اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل کی گھڑی میں [۱۳۴] بعد اسکے کہ قریب تھا کہ دل پھر جائیں بعضوں کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر بیشک وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا [۱۳۵]
9	التوبة	118	اور ان تین شخصوں پر جن کو پیچھے رکھا تھا [۱۳۶] یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ کہیں پناہ نہیں اللہ سے مگر اس کی طر ف پھر مہربان ہوا ان پر تاکہ وہ پھر آئیں بیشک اللہ ہی ہے مہربان رحم والا [۱۳۷]
9	التوبة	119	اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے [۱۳۸]
9	التوبة	120	نہ چاہئے مدینہ والوں کو اور انکے گرد کے گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں رسول اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ رسول کی جان سے [۱۳۹] یہ اس واسطے کہ جہاد کرنے والے نہیں پہنچتی انکو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے کہیں جس سے کہ خفا ہوں کافر اور نہ چھینتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے ان کے واسطے اسکے بدلے نیک عمل بیشک اللہ نہیں ضائع
9	التوبة	121	اور نہ خرچ کرتے ہیں کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ طے کرتے ہیں کوئی میدان مگر لکھ لیا جاتا ہے انکے واسطے [۱۴۱] تاکہ بدلا دے ان کو اللہ بہتر اس کام کا جو کرتے تھے [۱۴۲]

9	التوبۃ	122	اور ایسے تو نہیں مسلمان کہ کوچ کریں سارے سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں
9	التوبۃ	123	اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے [۱۴۴] اور چاہئے کہ ان پر معلوم ہو تمہارے اندر سختی [۱۴۵] اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والوں کے [۱۴۶]
9	التوبۃ	124	اور جب نازل ہوتی ہے کوئی سورت تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کا تم میں سے زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان سو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں
9	التوبۃ	125	اور جنکے دل میں مرض ہے سو انکے لئے بڑھا دی گندگی پر گندگی اور وہ مرنے تک کافر ہی رہے [۱۴۷]
9	التوبۃ	126	کیا نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں ایک بار یا دو بار پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں [۱۴۸]
9	التوبۃ	127	اور جب نازل ہوتی ہے کوئی سورت تو دیکھنے لگتا ہے ان میں ایک دوسرے کی طرف کہ کیا دیکھتا ہے تم کو کوئی مسلمان پھر چل دیتےہیں [۱۴۹] پھیر دیے ہیں اللہ نے دل ان کے اس واسطے کہ وہ لوگ ہیں کہ سمجھ نہیں رکھتے [۱۵۰]
9	التوبۃ	128	آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں کا [۱۵۱] بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے [۱۵۲] حریص ہے تمہارے بھلائی پر [۱۵۳] ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے [۱۵۴]
9	التوبۃ	129	پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا [۱۵۵]
10	یونس	1	یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی [۱]
10	یونس	2	کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ وحی بھیجی ہم نے ایک مرد پر ان میں سے یہ کہ ڈر سنا دے لوگوں کو اور خوشخبری سنا دے ایمان لانے والوں کو کہ ان کے لئے پایہ سچا ہے اپنے رب کے یہاں [۲] کہنے لگے منکر بیشک یہ تو جادوگر ہے صریح [۳]
10	یونس	3	تحقیق تمہارا رب اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں [۴] پھر قائم ہوا عرش پر [۵] تدبیر کرتا ہے کام کی [۶] کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد [۷] وہ اللہ ہے رب تمہارا سو اسکی بندگی

کرو کیا تم دھیان نہیں کرتے [۸]

10	یونس	4 اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو [۹] وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا کرتا ہے اول بار پھر دوبارہ کرے گا اس کو تاکہ بدلا دے انکو جو ایمان لائے تھے اور کئے تھے کام نیک انصاف کے ساتھ [۱۰] اور جو کافر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور عذاب ہے دردناک اس لئے کہ کفر کرتے تھے
10	یونس	5 وہی ہے جس نے بنایا سورج کو چمک (چمکتا) اور چاند کو چاندنا [۱۱] اور مقرر کیں اسکے لئے منزلیں [۱۲] تاکہ پہچانو گنتی برسوں کی اور حساب [۱۳] یوں ہی نہیں بنایا اللہ نے یہ سب کچھ مگر تدبیر سے [۱۴] ظاہر کرتا ہے نشانیاں ان لوگوں کے لئے جن کو سمجھ ہے [۱۵]
10	یونس	6 البتہ بدلنے میں رات اور دن کے اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں [۱۶]
10	یونس	7 البتہ جو لوگ امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں (قدرتوں) سے بے خبر ہیں [۱۷]
10	یونس	8 ایسوں کا ٹھکانا ہے آگ بدلا اس کا جو کماتے تھے [۱۸]
10	یونس	9 البتہ جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے ہدایت کرے گا انکو رب ان کا ان کے ایمان سے [۱۹] بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں باغوں میں آرام کے
10	یونس	10 ان کی دعا اس جگہ یہ کہ پاک ذات ہے تیری یا اللہ [۲۰] اور ملاقات ان کی سلام [۲۱] اور خاتمہ انکی دعا کا اس پر کہ سب خوبی اللہ کو جو پروردگار سارے جہان کا [۲۲]

10	يونس	11	اور اگر جلدی پہنچا دے اللہ لوگوں کو برائی جیسے کہ جلدی مانگتے ہیں وہ بھلائی تو ختم کر دی جائے انکی عمر سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں انکو جن کو امید نہیں ہماری ملاقات کی انکی شرارت میں سرگرداں [۲۳]
10	يونس	12	اور جب پہنچے انسان کو تکلیف پکارے ہم کو پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہم کھول دیں اس سے وہ تکلیف چلا جائے گویا کبھی نہ پکارا تھا ہم کو کسی تکلیف پہنچنے پر اسی طرح پسند آیا ہے بیباک لوگوں کو جو کچھ کر
10	يونس	13	اور البتہ ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے جب ظالم ہو گئے حالانکہ لائے تھے انکے پاس رسول انکے کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو [۲۵]
10	يونس	14	پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں ان کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو [۲۶]
10	يونس	15	اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے آیتیں ہماری واضح کہتے ہیں وہ لوگ جن کو امید نہیں ہم سے ملاقات کی لے آ کوئی قرآن اس کے سوا یا اس کو بدل ڈال [۲۷] تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ اس کو بدل ڈالوں اپنی طرف سے میں تابعداری کرتا ہوں اسی کی جو حکم آئے میری طرف میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے [۲۸]
10	يونس	16	کہہ دے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا اس کو تمہارے سامنے اور نہ وہ تم کو خبر کرتا اسکی کیونکہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں سوچتے [۲۹]
10	يونس	17	پھر اس سے بڑا ظالم کون جو باندھے اللہ پر بہتان یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو بیشک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا [۳۰]
10	يونس	18	اور پرستش کرتے ہیں اللہ کےسوا اس چیز کی جو نہ نقصان پہنچا سکے ان کو نہ نفع اور کہتے ہیں یہ تو ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس [۳۱] تو کہہ کیا تم اللہ کو بتلاتے ہو جو اسکو معلوم نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جسکو شریک کرتے ہیں [۳۲]
10	يونس	19	اور لوگ جو ہیں سو ایک ہی امت ہیں پیچھے جدا جدا ہو گئے اور اگر نہ ایک بات پہلے ہو چکتی تیرے رب کی تو فیصلہ ہو جاتا ان میں جس بات میں کہ اختلاف کر رہے ہیں [۳۳]
10	يونس	20	اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے سو تو کہہ دے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانے سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں [۳۴]
10	يونس	21	اور جب چکھائیں ہم لوگوں کو مزا اپنی رحمت کا بعد ایک تکلیف کے جو ان کو پہنچی تھی اسی وقت بنانے لگیں حیلے ہماری قدرتوں میں کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے تحقیق ہمارے فرشتے لکھتے ہیں
10	يونس	22	وہی تم کو پھراتا ہے جنگل اور دریا میں یہاں تک کہ جب تم بیٹھے کشتیوں میں اور لے کر چلیں وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے اور خوش ہوئے اس سے آئی کشتیوں پر ہوا تند اور آئی ان پر موج ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں
10	يونس	23	پھر جب بچا دیا ان کو اللہ نے لگے شرارت کرنے اسی وقت زمین میں ناحق کی [۳۶] سنو لوگو تمہاری شرارت ہے تمہی پر نفع اٹھا لو دنیا کی زندگانی کا پھر ہمارے پاس ہے تم کو لوٹ کر آنا پھر ہم بتلا دیں گے جو کچھ کہ تم کرتے تھے [۳۷]
10	يونس	24	دنیا کی زندگانی کی وہی مثل ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور جانور [۳۸] یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے رونق اور مزین ہو گئی اور خیال کیا زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی [۳۹] ناگاہ پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اس کو کاٹ کر ڈھیر گویا کل یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں کو ان لوگوں کے

سامنے جو غور کرتے ہیں [۴۰]

اور الله بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف اور دکھلاتا ہے جس کو چاہے راستہ سیدھا [۴۱]	25	یونس	10
جنہوں نے کی بھلائی انکے لئے ہے بھلائی اور زیادتی [۴۲] اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہیں جنت والے وہ اسی میں رہا کریں گے [۴۳]	26	یونس	10
اور جنہوں نے کمائیں برائیاں بدلا ملے برائی کا اس کے برابر [۴۴] اور ڈھانک لے گی انکو رسوائی کوئی نہیں انکو الله سے بچانے والا گویا کہ ڈھانک دیے گئے انکے چہرے اندھیری رات کے ٹکڑوں سے [۴۵] وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہا کریں گے	27	یونس	10
اور جس دن جمع کریں گے ہم ان سب کو پھر کہیں گے شرک کرنے والوں کو کھڑے ہو اپنی اپنی جگہ تم اور تمہارے شریک [۴۶] پھر تڑا دیں گے ہم آپس میں انکو اور کہیں گے ان کے شریک تم ہماری تو بندگی نہ کرتے	28	یونس	10
سو الله کافی ہے شاہد ہمارے اور تمہارے بیچ میں ہم کو تمہاری بندگی کی خبر نہ تھی [۴۷]	29	یونس	10
وہاں جانچ لے گا ہر کوئی جو اس نے پہلے کیا تھا اور رجوع کریں گے الله کی طرف جو سچا مالک ہے ان کا اور جاتا رہے گا انکے پاس سے جو جھوٹ باندھا کرتےتھے [۴۸]	30	یونس	10
تو پوچھ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے [۴۹] یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا [۵۰] اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے [۵۱] اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی [۵۲] سو بو ل اٹھیں گے کہ الله تو تو کہہ پھر ڈرتے نہیں ہو	31	یونس	10
سو یہ الله ہے رب تمہارا سچا پھر کیا رہ گیا سچ کے پیچھے مگر بھٹکنا سو کہاں سے لوٹے جاتے ہو [۵۳]	32	یونس	10
اسی طرح ٹھیک آئی بات تیرے رب کی ان نافرمانوں پر کہ یہ ایمان نہ لائیں گے [۵۴]	33	یونس	10
پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو پیدا کرے خلق کو پھر دوبارہ زندہ کرے تو کہہ الله پیدا کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا سو کہاں سے پلٹے جاتے ہو [۵۵]	34	یونس	10
پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو راہ بتلائے صحیح تو کہہ الله راہ بتلاتا ہے صحیح تو اب جو کوئی راہ بتائے صحیح اسکی بات ماننی چاہئے یا اسکی جو آپ نہ پائے راہ مگر جب کوئی اور اسکو راہ بتلائے سو کیا ہو	35	یونس	10
اور وہ اکثر چلتے ہیں محض اٹکل پر سو اٹکل کام نہیں دیتی حق بات میں کچھ بھی [۵۷] الله کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں	36	یونس	10

10	یونس	37	اور وہ نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنا لے اللہ کےسوا [۵۸] اور لیکن تصدیق کرتا ہے اگلے کلام کی [۵۹] اور بیان کرتا ہے ان چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں جس میں کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے [۶۰]
10	یونس	38	کیا لوگ کہتےہیں کہ یہ بنا لایا ہے تو کہہ دے تم لے آؤ ایک ہی سورت ایسی اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو [۶۱]
10	یونس	39	بات یہ ہے کہ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر انہوں نےقابو نہ پایا [۶۲] اور ابھی آئی نہیں اسکی حقیقت [۶۳] اسی طرح جھٹلاتے رہے ان سے اگلے سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا
10	یونس	40	اور بعضے ان میں یقین کریں گے قرآن کا اور بعضے یقین نہ کریں گے اور تیرا رب خوب جانتا ہے شرارت والوں کو [۶۴]
10	یونس	41	اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو کہہ میرے لئے میرا کام اور تمہارے لئے تمہارا کام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھ پر ذمہ نہیں جو تم کرتے ہو [۶۵]
10	یونس	42	اور بعضے ان میں کان رکھتے ہیں تیری طرف کیا تو سنائے گا بہروں کو اگرچہ ان کو سمجھ نہ ہو
10	یونس	43	اور بعضے ان میں نگاہ کرتے ہیں تیری طرف کیا تو راہ دکھائے گا اندھوں کو اگرچہ وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں [۶۶]
10	یونس	44	اللہ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں [۶۷]
10	یونس	45	اور جس دن انکو جمع کرے گا گویا وہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی دن [۶۸] ایک دوسرے کو پہچانیں گے [۶۹] بیشک خسارے میں پڑے جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور نہ آئے وہ راہ پر [۷۰]
10	یونس	46	اور اگر ہم دکھائیں گے تجھ کو کوئی چیز ان وعدوں میں سے جو کئے ہیں ہم نے ان سے یا وفات دیں تجھ کو سو ہماری ہی طرف ہے ان کو لوٹنا پھر اللہ شاہد ہے ان کاموں پر جو کرتے ہیں [۷۱]
10	یونس	47	اور ہر فرقہ کا ایک رسول ہے پھر جب پہنچا انکے پاس رسول ان کا فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے اور ان پر ظلم نہیں ہوتا [۷۲]
10	یونس	48	اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو [۷۳]
10	یونس	49	تو کہہ میں مالک نہیں اپنے واسطے برے کا نہ بھلے کا مگر جو چاہے اللہ ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہے جب آ پہنچے گا ان کا وعدہ پھر نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے [۷۴]

10	یونس	50	تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر آ پہنچے تم پر عذاب اس کا راتوں رات یا دن کو تو کیا کر لیں گے اس سے پہلے گنہگار [۷۵]
10	یونس	51	کیاپھر جب عذاب واقع ہو چکے گا تب اس پر یقین کرو گے اب قائل ہوئے اور تم اسی کا تقاضا کرتے تھے [۷۶]
10	یونس	52	پھر کہیں گے گنہگاروں کو چکھتے رہو عذاب ہمیشگی کا وہی بدلا ملتا ہے جو کچھ کماتے تھے [۷۷]
10	یونس	53	اور تجھ سے خبر پوچھتے ہیں کیا سچ ہے یہ بات تو کہہ البتہ قسم میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم تھکا نہ سکو گے [۷۸]
10	یونس	54	اور اگر ہو ہر شخص گنہگار کے پاس جتنا کچھ ہے زمین میں البتہ دے ڈالے اپنے بدلے میں [۷۹] اور چھپے چھپے پچھتائیں گے جب دیکھیں گےعذاب اور ان میں فیصلہ ہو گا انصاف سے اور ان پر ظلم نہ ہو گا [۸۰]
10	یونس	55	سن رکھو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں سن رکھو وعدہ اللہ کا سچ ہے [۸۱] پر بہت لوگ نہیں جانتے [۸۲]
10	یونس	56	وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے [۸۳]
10	یونس	57	اے لوگو تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور شفا دلوں کے روگ کی اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے واسطے [۸۴]
10	یونس	58	کہہ اللہ کے فضل سے اور اسکی مہربانی سے سو اسی پر انکو خوش ہونا چاہئے [۸۵] یہ بہت ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں [۸۶]
10	یونس	59	تو کہہ بھلا دیکھو تو اللہ نے جو اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تم نے ٹھہرائی اس میں سے کوئی حرام اور کوئی حلال کہہ کیا اللہ نے حکم دیا تم کو یا اللہ پر افترا کرتے ہو [۸۷]
10	یونس	60	اور کیا خیال ہے جھوٹ باندھنے والوں کا اللہ پر قیامت کے دن [۸۸] اللہ تو فضل کرتا ہے لوگوں پر اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے [۸۹]
10	یونس	61	اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب تم مصروف ہوتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر
10	یونس	62	یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے [۹۱]
10	یونس	63	جو لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہے [۹۲]

10	یونس	64	ان کے لئے ہے خوشخبری دنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں [۹۳] بدلتی نہیں اللہ کی باتیں[۹۴] یہی ہے بڑی کامیابی
10	یونس	65	اور رنج مت کر ان کی بات سے اصل میں سب زور اللہ کے لئے ہے وہی ہے سننے والا جاننے والا [۹۵]
10	یونس	66	سنتا ہے بیشک اللہ کا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں اور یہ جو پیچھے پڑے ہیں اللہ کے سوا شریکوں کو پکارنے والے سو یہ کچھ نہیں مگر پیچھے پڑے ہیں اپنے خیال کے اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں
10	یونس	67	وہی ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ چین حاصل کرو اس میں اور دن دیا دکھلانے والا بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں [۹۷]
10	یونس	68	کہتےہیں ٹھہرا لیا اللہ نے بیٹا وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں نہیں تمہارےپاس کوئی سند اس کی کیوں جھوٹ کہتے ہو اللہ پر جس بات کی تم کو خبر نہیں [۹۸]
10	یونس	69	کہہ جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ بھلائی نہیں پاتے
10	یونس	70	تھوڑا سا نفع اٹھا لینا دنیا میں پھر ہماری طرف ہے ان کو لوٹنا پھر چکھائیں گے ہم انکو سخت عذاب بدلا ان کے کفر کا [۹۹]
10	یونس	71	اور سنا ان کو حال نوح کا [۱۰۰] جب کہا اپنی قوم کو اے قوم اگر بھاری ہوا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور نصیحت کرنا اللہ کی آیتوں سےتو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اب تم سب مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریکوں کو پھر نہ رہے تم کو اپنے کام میں شبہ پھر کر گذرو میرے ساتھ اور مجھ کو مہلت نہ دو [۱۰۱]
10	یونس	72	پرھ اگر منہ پھیرو گے تو میں نے نہیں چاہی تم سے مزدروی میری مزدوری ہے اللہ پر اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں فرمانبردار [۱۰۲]
10	یونس	73	پھر اس کو جھٹلایا سو ہم نے بچا لیا اسکو اور جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور ان کو قائم کر دیا جگہ پر اور ڈبا دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام ان کا جن کو ڈرایا تھا [۱۰۳]
10	یونس	74	پھر بھیجے ہم نے نوح کے بعد کتنے پیغمبر ان کی قوم کی طرف پھر لائے انکے پاس کھلی دلیلیں سو ان سے یہ نہ ہوا کہ ایمان لے آئیں اس بات پر جسکو جھٹلا چکے تھے پہلے سے [۱۰۴] اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں دلوں پر حد سے نکل جانے والوں کے [۱۰۵]
10	یونس	75	پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے موسٰی اور ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر پھر تکبر کرنے لگے اور وہ تھے لوگ گنہگار [۱۰۶]
10	یونس	76	پھر جب پہنچی ان کو سچی بات ہمارے پاس سے کہنے لگے یہ تو جادو ہے کھلا [۱۰۷]
10	یونس	77	کہا موسٰی نے کیا تم یہ کہتے ہو حق بات کو جب وہ پہنچے تمہارے پاس کیا یہ جادو ہے اور نجات نہیں پاتے جادو کرنے والے [۱۰۸]
10	یونس	78	بولے کیا تو آیا ہے کہ ہم کو پھیر دے اس رستہ سے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اور تم دونوں کو سرداری مل جائے اس ملک میں اور ہم نہیں ہیں تم کو ماننے والے [۱۰۹]

10	یونس	79	اور بولا فرعون لاؤ میرے پاس جو جادوگر ہو پڑھا ہوا [۱۱۰]
10	یونس	80	پھر جب آئے جادوگر کہا ان کو موسٰی نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو [۱۱۱]
10	یونس	81	پھر جب انہوں نے ڈالا موسٰی بولا کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے [۱۱۲] اب اللہ اسکو بگاڑتا ہے بیشک اللہ نہیں سنوارتا شریروں کے کام [۱۱۳]
10	یونس	82	اور اللہ سچا کرتا ہے حق بات کو اپنے حکم سے اور پڑے برا مانیں گنہگار
10	یونس	83	پھر کوئی ایمان نہ لایا موسٰی پر مگر کچھ لڑکے اس کی قوم کے [۱۱۴] ڈرتے ہوئے فرعون سے اور انکے سرداروں سے کہ کہیں انکو بچلا نہ دے [۱۱۵] اور فرعون چڑھ رہا ہے ملک میں اور اس نے ہاتھ چھوڑ رکھا ہے [۱۱۶]
10	یونس	84	اور کہا موسٰی نے اے میری قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اسی پر بھروسہ کرو اگر ہو تم فرمانبردار [۱۱۷]
10	یونس	85	تب وہ بولے ہم نے اللہ پر بھرسہ کیا اے رب ہمارے نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا [۱۱۸]
10	یونس	86	اور چھڑا دے ہم کو مہربانی فرما کر ان کافر لوگوں سے [۱۱۹]
10	یونس	87	اور حکم بھیجا ہم نے موسٰی کو اور اسکے بھائی کو کہ مقرر کرو اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر [۱۲۰] اور بناؤ اپنے گھر قبلہ رو اور قائم کرو نماز [۱۲۱] اور خوشخبری دے ایمان والوں کو [۱۲۲]
10	یونس	88	اور کہا موسٰی نے اے رب ہمارے تو نے دی ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں [۱۲۳] اے رب اس واسطے کہ بہکائیں تیری راہ سے [۱۲۴] اے رب مٹا دے ان کے مال اور سخت کر دے ان کے دل کہ نہ ایمان لائیں جب تک دیکھ لیں عذاب دردناک [۱۲۵]
10	یونس	89	فرمایا قبول ہو چکی دعا تمہاری [۱۲۶] سو تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو راہ انکی جو ناواقف ہیں [۱۲۷]

10	یونس	90	اور پار کر دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پھرپیچھا کیا ان کا فرعون نے اور اس کے لشکر نے شرارت سے اور تعدی سے یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا بولا یقین کر لیا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر کہ
10	یونس	91	اب یہ کہتا ہے اور تو نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور رہا گمراہوں میں [۱۲۸]
10	یونس	92	سو آج بچائے دیتے ہیں ہم تیرے بدن کو تاکہ ہووے تو اپنے پچھلوں کے واسطے نشانی اور بیشک بہت لوگ ہماری قدرتوں پر توجہ نہیں کرتے [۱۲۹]
10	یونس	93	اور جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو پسندیدہ جگہ اور کھانے کو دیں ستھری چیزیں [۱۳۰] سو ان میں پھوٹ نہیں پڑی یہاں تک کہ پہنچی ان کو خبر بیشک تیرا رب ان میں فیصلہ کر ے گا قیامت کے دن جس بات میں کہ ان میں پھوٹ پڑی [۱۳۱]
10	یونس	94	سو اگر تو ہے شک میں اس چیز سے کہ اتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ ان سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے بیشک آئی ہے تیرے پاس حق بات تیرے رب سے سو تو ہرگز مت ہو شک کرنے والا
10	یونس	95	اور مت ہو ان میں جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو پھر تو بھی ہو جائے خرابی میں پڑنے والا
10	یونس	96	جن پر ثابت ہو چکی بات تیرے رب کی وہ ایمان نہ لائیں گے
10	یونس	97	اگرچہ پہنچیں انکو ساری نشانیاں جب تک نہ دیکھ لیں عذاب دردناک [۱۳۲]
10	یونس	98	سو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لاتی پھر کام آتا انکو ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب وہ ایمان لائی اٹھا لیا ہم نے ان پر سے ذلت کا عذاب دنیا کی زندگانی میں اور فائدہ پہنچایا ہم نے انکو ایک وقت تک [۱۳۳]
10	یونس	99	اور اگر تیرا رب چاہتا بیشک ایمان لے آتے جتنے لوگ کہ زمین میں ہیں سارےتمام اب کیا تو زبردستی کرے گا لوگوں پر کہ ہو جائیں با ایمان [۱۳۴]
10	یونس	100	اور کسی سے نہیں ہو سکتا کہ ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو نہیں سوچتے [۱۳۵]
10	یونس	101	تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور کچھ کام نہیں آتیں نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو جو نہیں مانتے [۱۳۶]
10	یونس	102	سو اب کچھ نہیں جس کا انتظار کریں مگر انہی کے سے دن جو گذر چکے ہیں ان سے پہلے تو کہہ اب راہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں [۱۳۷]
10	یونس	103	پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے اسی طرح ذمہ ہے ہمارا بچا دیں گے ایمان والوں کو [۱۳۸]
10	یونس	104	کہہ دے اے لوگو اگر تم شک میں ہو میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کےسوا اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں
10	یونس	105	اوریہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر اور مت ہو شرک والوں میں

10	یونس	106	اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ بھلا کرے تیرا اور نہ برا پھر اگر تو ایسا کرے تو تو بھی اس وقت ہو ظالموں میں [۱۳۹]
10	یونس	107	اور اگر پہنچا دیوے تجھ کو اللہ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی پھرنے والا نہیں اس کے فضل کو پہنچائے اپنا فضل جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور
10	یونس	108	کہہ دے اے لوگو پہنچ چکا حق تم کو تمہارے رب سے اب جو کوئی راہ پر آئے سو وہ راہ پاتا ہے اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا پھرے سو بہکا پھرے گا اپنے برے کو اور میں تم پر نہیں ہوں مختار [۱۴۱]
10	یونس	109	اور تو چل اسی پر جو حکم پہنچے تیری طرف اور صبر کر جب تک فیصلہ کرے اللہ اور وہ ہے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا [۱۴۲]
11	هود	1	یہ کتاب ہے کہ جانچ لیا ہے اسکی باتوں کو پھر کھولی گئی ہیں ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے [۱]
11	هود	2	کہ عبادت نہ کرو مگر اللہ کی [۲] میں تم کو اسی کی طرف سے ڈر اور خوشخبری سناتا ہوں [۳]
11	هود	3	اور یہ کہ گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع کرو اسکی طرف کہ فائدہ پہنچائے تم کو اچھا فائدہ ایک وقت مقرر تک [۴] اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی [۵] اور اگر تم پھر جاؤ گے تو میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کےعذاب سے [۶]
11	هود	4	اللہ کی طرف ہے تم کو لوٹ کر جانا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
11	هود	5	سنتا ہے وہ دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے تاکہ چھپائیں اس سے سنتا ہے جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ تو جاننے والا ہے دلوں کی بات [۷]
11	هود	6	اور کوئی نہیں ہے چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کی روزی [۸] اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے [۹] سب کچھ موجود ہے کھلی کتاب میں [۱۰]
11	هود	7	اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں [۱۱] اور تھا اس کا تخت پانی پر [۱۲] تاکہ آزمائے تم کو کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام [۱۳] اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے کھلا ہوا [۱۴]

11 هود 8 اور اگر ہم روکے رکھیں ان سے عذاب کو ایک مدت معلوم تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک دیا عذاب کو سنتا ہے جس دن آئے گا ان پر نہ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیر لے گی ان کو وہ چیز جس پر ٹھٹھے کیا

11 هود 9 اور اگر ہم چکھا دیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت پھر وہ چھین لیں اس سے تو وہ ناامید ناشکر ہوتا ہے [۱۶]

11 هود 10 اور اگر ہم چکھاویں اسکو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچی تھی اسکو تو بول اٹھے دور ہوئیں برائیاں مجھ سے وہ تو اترانے والا شیخی خورا ہے [۱۷]

11 هود 11 مگر جو لوگ صابر ہیں اور کرتے ہیں نیکیاں انکے واسطے بخشش ہے اور ثواب بڑا [۱۸]

11 هود 12 سو کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیز ان میں سے جو وحی آئی تیری طرف اور تنگ ہو گا اس سے تیرا جی اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں کیوں نہ اترا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اسکے ساتھ فرشتہ تو تو ڈرانے والا ہے اور اللہ

11 هود 13 کیا کہتے ہیں کہ بنا لیا ہے تو قرآن کو کہہ دے تم بھی لے آؤ ایک دس سورتیں ایسی بنا کر اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر ہو تم سچے

11 هود 14 پھر اگر نہ پورا کریں تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن تو اترا ہے اللہ کی وحی سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اسکے سوا پھر اب تم حکم مانتے ہو [۲۰]

11 هود 15 جو کوئی چاہے دنیا کی زندگانی اور اسکی زینت بھگتا دیں گے ہم انکو ان کے عمل دنیا میں اور انکو اس میں کچھ نقصان نہیں [۲۱]

11 هود 16 یہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں آگ کے سوا [۲۲] اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور خراب گیا جو کمایا تھا [۲۳]

11 هود 17 بھلا ایک شخص جو ہے صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ تھی موسیٰ کی کتاب رستہ بتلاتی اور بخشواتی (اورونکی برابر ہے)[۲۴] یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اس سے سب فرقوں میں سےسو دوزخ ہے ٹھکانہ اس کا [۲۵] سو تو مت رہ شبہ میں اس سے بیشک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے [۲۶]

11 هود 18 اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ [۲۷] وہ لوگ روبرو آئیں گے اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر [۲۸] سن لو پھٹکار ہے اللہ کی ناانصاف لوگوں پر

11 هود 19 جو کہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈھتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں آخر ت سے منکر [۲۹]

11 هود 20 وہ لوگ نہیں تھکانے والے زمین میں بھاگ کر اور نہیں انکے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی [۳۰] دونا ہے ان کے لئے عذاب [۳۱] نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی اور نہ دیکھتے تھے [۳۲]

11	هود	21	وہی ہیں جو کھو بیٹھے اپنی جان اور گم ہو گیا ان سےجو جھوٹ باندھا تھا [۳۳]
11	هود	22	اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ آخرت میں یہی ہیں سب سے زیادہ نقصان میں
11	هود	23	البتہ جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے [۳۴]
11	هود	24	مثال ان دونوں فرقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا کیا برابر ہے دونوں کا حال پھر کیا تم غور نہیں کرتے [۳۵]
11	هود	25	اور ہم نے بھیجا نوح کو اسکی قوم کی طرف کہ میں تم کو ڈر کی بات سناتا ہوں کھول کر [۳۶]
11	هود	26	کہ نہ پرستش کرو اللہ کے سوا [۳۷] میں ڈرتا ہوں تم پر دردناک دن کے عذاب سے [۳۸]
11	هود	27	پھر بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے ہم کو تو تو نظر نہیں آتا مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا ہو تیرا مگر جو ہم میں نیچ قوم ہیں بلا تامل اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اوپر اپنے کچھ بڑائی
11	هود	28	بولا اے قوم دیکھو تو اگر میں ہوں صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس نے بھیجی مجھ پر رحمت اپنے پاس سے پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں اس پر اور تم اس سے
11	هود	29	اور اے میری قوم نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ مال میری مزدوری نہیں مگر اللہ پر اور میں نہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو ان کو ملنا ہے اپنے رب سے [۴۱] لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو [۴۲]
11	هود	30	اور اےقوم کون چھڑائے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو ہانک دوں کیا تم دھیان نہیں کرتے [۴۳]
11	هود	31	اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میر ے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو اللہ بھلائی اللہ خوب جانتا
11	هود	32	بولے اے نوح تو نے ہم سے جگھڑا کیا اور بہت جھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے [۴۵]
11	هود	33	کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ تھکا سکو گے بھاگ کر [۴۶]
11	هود	34	اور نہ کارگر ہو گی تم کو میری نصیحت جو چاہوں کہ تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہو گا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا اور اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے [۴۷]

11	هود	35	کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا قرآن کو [۴۸] کہہ دے اگر میں بنا لایا ہوں تو مجه پر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو [۴۹]
11	هود	36	اور حکم ہوا طرف نوح کی کہ اب ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں مگر جو ایمان لاچکا سو غمگین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں [۵۰]
11	هود	37	اور بنا کشتی روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجه سے ظالموں کے حق میں یہ بیشک غرق ہوں گے [۵۱]
11	هود	38	اور وہ کشتی بناتا تها [۵۲] اور جب گذرتے اس پر سردار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے [۵۳] بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو [۵۴]
11	هود	39	اب جلد جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اسکو اور اترتا ہے اس پر عذاب دائمی [۵۵]
11	هود	40	یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے [۵۶] کہا ہم نے چڑها لے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد [۵۷] اور اپنے گهر کے لوگ مگر جس پر پہلے ہو چکا ہے حکم [۵۸] اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے تهے اس کے ساته مگر تهوڑے [۵۹]
11	هود	41	اور بولا سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور ٹهہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان [۶۰]
11	هود	42	اور وہ لئے جارہی تهی انکو لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تها کنارے اے بیٹے سوار ہو جا ساته ہمارے اور مت رہ ساته کافروں کے [۶۱]
11	هود	43	بولا جا لگوں گا کسی پہاڑ کو جو بچا لے گا مجه کو پانی سے [۶۲] کہا کوئی بچانے والا نہیں آ ج اللہ کے حکم سے مگر جس پر وہی رحم کرے اور حائل ہو گئ دونوں میں موج پهر ہو گیا ڈوبنے والوں میں [۶۳]
11	هود	44	اور حکم آیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تهم جا اور سکها دیا گیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹهہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہو قوم ظالم [۶۴]
11	هود	45	اور پکارا نوح نے اپنے رب کو کہا اے رب میرا بیٹا ہے میرے گهر والوں میں اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے

11 هود 46 فرمایا اے نوح وہ نہیں تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب سو مت پوچھ مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہو ں تجھ کو کہ نہ ہو جائے تو جاہلوں میں [۶۵]

11 هود 47 بولا اے رب میں پناہ لیتا ہوں تیری اس سے کہ پوچھوں تجھ سےجو معلوم نہ ہو مجھ کو [۶۶] اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں [۶۷]

11 هود 48 حکم ہوا اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کےساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے انکو پھر پہنچے گا ان کو ہماری طرف سے عذاب

11 هود 49 یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کی ہیں کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو ان کی خبر تھی اور نہ تیری قوم کو اس سے پہلے [۶۹] سو تو صبر کر البتہ انجام بھلا ہے ڈرنے والوں کا [۷۰]

11 هود 50 اور عاد کی طرف ہم نے بھیجا انکے بھائی ہود کو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے تم سب جھوٹ کہتے ہو [۷۱]

11 هود 51 اےقوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر مزدوری میری مزدوری اسی پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا [۷۲] پھر کیا تم نہیں سمجھتے [۷۳]

11 هود 52 اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع کرو اسکی طرف [۷۴] چھوڑے گا تم پر آسمان سے دھاریں [۷۵] اور زیادہ دے گا تم کو زور پر زور اور روگردانی نہ کرو گنہگار ہو کر [۷۶]

11 هود 53 بولے اے ہود تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنے والے اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے [۷۷]

11 هود 54 ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تجھ کو آسیب پہنچایا ہے کسی ہمارے ٹھاکروں (معبودوں) نے بری طرح [۷۸] بولا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو

11 هود 55 اس کے سوا سو برائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو

11 هود 56 میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا کوئی نہیں زمین پر پاؤں دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اسکی بیشک میرا رب ہے سیدھی راہ پر [۷۹]

11 هود 57 پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو میں پہنچا چکا تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا تھا تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ بگاڑ سکو گے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب ہے ہر چیز پر نگہبان [۸۰]

11 هود 58 اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے اس کےساتھ اپنی رحمت سے اور بچا دیا انکو ایک بھاری عذاب سے [۸۱]

11	هود	59	اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اسکے رسولوں کو اور مانا حکم انکا جو سرکش تھے مخالف [۸۲]
11	هود	60	اور پیچھے سے آئی انکو اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی [۸۳] سن لو عاد منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی [۸۴]
11	هود	61	اور ثمود کی طرف بھیجا ان کا بھائی صالح [۸۵] بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی حاکم نہیں تمہارا اس کے سوا اسی نے بنایا تم کو زمین سے [۸۶] اور بسایا تم کو اس میں سو گناہ بخشواؤ اس سے اور رجوع کرو اسکی طرف تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا [۸۷]
11	هود	62	بولے اے صالح تجھ سے تو ہم کو امید تھی اس سے پہلے کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پرستش کریں جنکی پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادے اور ہم کو تو شبہ ہے اس میں جس کی طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ دل نہیں مانتا
11	هود	63	بولا اے قوم بھلا دیکھو تو اگر مجھ کو سمجھ مل گئ اپنے رب کی طرف سے اور اس نے مجھ کو دی رحمت اپنی طرف سے پھر کون بچائے مجھ کو اس سے اگر اسکی نافرمانی کروں [۸۹] سو تم کچھ نہیں بڑھاتے میرا سوائے نقصان کے [۹۰]
11	هود	64	اور اے قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی تمہارے لئے نشانی سو چھوڑ دو اسکو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو بری طرح پھر تو آ پکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد
11	هود	65	پھر اسکے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھالو اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہو گا [۹۱]
11	هود	66	پھر جب پہنچا حکم ہمارا بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اسکے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی رسوائی سے [۹۲] بیشک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست [۹۳]
11	هود	67	اور پکڑ لیا ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے
11	هود	68	جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں [۹۴] سن لو ثمود منکر ہوئے اپنے رب سےسن لو پھٹکار ہے ثمود کو [۹۵]
11	هود	69	اور البتہ آ چکے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے سلام وہ بولا سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا [۹۶]
11	هود	70	پھر جب دیکھا ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو کھٹکا اور دل میں ان سے ڈرا [۹۷] وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی [۹۸]

11	هود	71	اور اس کی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اسکو اسحٰق کے پیدا ہونے کی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی [۹۹]
11	هود	72	بولی اے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی اور میں بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میر ابے بوڑھا [۱۰۰] یہ تو ایک عجیب بات ہے [۱۰۱]
11	هود	73	وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا [۱۰۲]
11	هود	74	پھر جب جاتا رہا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے حق میں
11	هود	75	البتہ ابراہیم تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا
11	هود	76	اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آ چکا حکم تیرے رب کا اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا [۱۰۳]
11	هود	77	اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا انکے آنے سے اور تنگ دل ہوا دل میں اور بولا آج دن بڑ اسخت ہے [۱۰۴]
11	هود	78	اور آئی اس کے پاس قوم اسکی دوڑتی بے اختیار اور آگے سے کر رہے تھے برے کام [۱۰۵] بولا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو اُن سے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک چلن [۱۰۶]
11	هود	79	بولے تو تو جانتا ہے ہم کو تیری بیٹیوں سے کچھ غرض نہیں اور تجھ کو تو معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں [۱۰۷]
11	هود	80	کہنے لگا کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا یا جا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ میں [۱۰۸]
11	هود	81	مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک [۱۰۹] سو لے نکل اپنے لوگوں کو کچھ رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر عورت تیری کہ اس کو پہنچ کر رہے گا جو ان کو پہنچے گا [۱۱۰] ان کے وعدہ کا وقت ہے صبح کیا صبح نہیں ہے نزدیک [۱۱۱]
11	هود	82	پھر جب پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کنکر کے [۱۱۲] تہہ بہ تہہ [۱۱۳]

11	هود	83	نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس [۱۱۴] اور نہیں ہے وہ بستی ان ظالموں سے کچه دور [۱۱۵]
11	هود	84	اور مدین کی طرف بهیجا ان کے بهائی شعیب کو بولا اے میری قوم بندگی کرو الله کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوائے اور نہ گهٹاؤ ماپ اور تول کو [۱۱۶] میں دیکهتا ہوں تم کو آسوده حال اور ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گهیر لینے والے دن کے [۱۱۷]
11	هود	85	اور اے قوم پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے [۱۱۸] اور نہ گهٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں [۱۱۹] اور مت مچاؤ زمین میں فساد [۱۲۰]
11	هود	86	جو بچ رہے الله کا دیا وه بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے [۱۲۱] اور میں نہیں ہوں تم پر نگہبان [۱۲۲]
11	هود	87	بولے اے شعیب کیا تیرے نماز پڑهنے نے تجه کو یہ سکهایا کہ ہم چهوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چهوڑ دیں کرنا جو کچه کہ کرتے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا با وقار ہے نیک چلن [۱۲۳]
11	هود	88	بولا اے قوم دیکهو تو اگر مجه کو سمجه آ گئ اپنے رب کی طرف سے اور اس نے روزی دی مجه کو نیک روزی [۱۲۴] اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں وه کام جو تم سے چهڑاؤں [۱۲۵] میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک ہو سکے اور بن آنا ہے الله کی مدد سے اسی پر میں نے بهروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے [۱۲۶]
11	هود	89	اور اے قوم نہ کمائیو میری ضد کر کے یہ کہ پڑے تم پر جیسا کچه کہ پڑ چکا قوم نوح پر یا قوم ہود پر یا قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچه دور ہی نہیں [۱۲۷]
11	هود	90	اور گناه بخشواؤ اپنے رب سے اور رجوع کرو اسکی طرف البتہ میرا رب ہے مہربان محبت والا [۱۲۸]
11	هود	91	بولے اے شعیب ہم نہیں سمجهتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے [۱۲۹] اور ہم تو دیکهتے ہیں کہ تو ہم میں کمزور ہے [۱۳۰] اور اگر نہ ہوتے تیرے بهائی بند تو تجه کو تو ہم سنگسار کر ڈالتے اور ہماری نگاه میں تیری کچه عزت نہیں [۱۳۱]

11 هود 92 بولا اے قوم کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر تحقیق میرے رب کے قابو میں ہے جو کچھ کرتے ہو [۱۳۲]

11 هود 93 اور اے میری قوم کام کئےجاؤ اپنی جگہ میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کر لو گے کس پر آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور کون ہے جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ تاک رہا ہوں [۱۳۳]

11 هود 94 اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے شعیب کو اور جو ایمان لائے تھے اسکے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آ پکڑا ان ظالموں کو کڑک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے

11 هود 95 گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے [۱۳۴] سن لو پھٹکار ہے مدین کو جیسے پھٹکار ہوئی تھی ثمود کو [۱۳۵]

11 هود 96 اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر [۱۳۶]

11 هود 97 فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر فرعون کے اور نہیں بات فرعون کی کچھ کام کی [۱۳۷]

11 هود 98 آگے ہو گا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر پہنچائے انکو آگ پر اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے [۱۳۸]

11 هود 99 اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں لعنت اور دن قیامت کے بھی برا انعام ہے جو ان کو ملا [۱۳۹]

11 هود 100 یہ تھوڑے سے حالات ہیں بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض ان میں سےابتک قائم ہیں اور بعض کی جڑ کٹ گئیٔ [۱۴۰]

11 هود 101 اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن ظلم کر گئے وہی اپنی جان پر پھر کچھ کام نہ آئے ان کے ٹھاکر (معبود) جن کو پکارتے تھے سوائے اللہ کے کسی چیز میں جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا [۱۴۱] اور نہیں بڑھایا انکے حق میں سوائے ہلاک کرنے کے [۱۴۲]

11 هود 102 اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں بیشک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی [۱۴۳]

11 هود 103 اس بات میں نشانی ہے اس کو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے [۱۴۴] وہ ایک دن ہے جس میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونے کا [۱۴۵]

11 هود 104 اور اس کو ہم دیر جو کرتے ہیں سو ایک وعدہ کے لئے جو مقرر ہے [۱۴۶]

11 هود 105 جس دن وہ آئے گا بات نہ کر سکے گا کوئی جاندار مگر اسکے حکم سے سو ان میں بعضے بدبخت ہیں اور بعضے نیک بخت [۱۴۷]

11 هود 106 سو جو لوگ بد بخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں انکو وہاں چیخنا ہے اور دہاڑنا

11	هود	107	ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے
11	هود	108	اور جو لوگ نیک بخت ہیں سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا [۱۴۸]
11	هود	109	سو تو نہ رہ دھوکے میں ان چیزوں سے جن کو پوجتے ہیں یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے مگر ویسا ہی جیسا کہ پوجتے تھے انکے باپ دادے اس سے پہلے اور ہم دینے والے ہیں انکو انکا حصہ یعنی عذاب سے بلا نقصان
11	هود	110	اور البتہ ہم نے دی تھی موسٰی کو کتاب پھر اس میں پھوٹ پڑ گئ اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ پہلے فرما چکا تھا تیرا رب تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور ان کو اس میں شبہ ہے کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا [۱۵۰]
11	هود	111	اور جتنے لوگ ہیں جب وقت آیا پورا (بھگتا دے گا) دے گا رب تیرا ان کو ان کے اعمال اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں [۱۵۱]
11	هود	112	سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو [۱۵۲]
11	هود	113	اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے [۱۵۳]
11	هود	114	اور قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کے اورکچھ ٹکڑوں میں رات کے [۱۵۴] البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کو [۱۵۵]
11	هود	115	اور صبر کر البتہ اللہ ضائع نہیں کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کا [۱۵۶]
11	هود	116	سو کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے بگاڑ کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ (اور پیچھے
11	هود	117	اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں [۱۵۸]
11	هود	118	اور اگر چاہتا تیرا رب کر ڈالتا لوگوں کو ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں
11	هود	119	مگر جن پر حم کیا تیرے رب نے [۱۵۹] اور اسی واسطے انکو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ بھر دوں گا دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے [۱۶۰]
11	هود	120	اور سب چیز بیان کرتے ہیں ہم تیرے پاس رسولوں کےاحوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس سورت میں تحقیق بات اور نصیحت اور یاداشت ایمان والوں کو [۱۶۱]
11	هود	121	اور کہہ دے ان کو جو ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر ہم بھی کام کرتے ہیں
11	هود	122	اور انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں [۱۶۲]

11	هود	123	اور اللہ کے پا س ہے چھپی بات آسمانوں کی اور زمین کی اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سو اسی کی بندگی کر اور اسی پر بھروسہ رکھ اور تیرا رب بیخبر نہیں جو کام تم کرتے ہو [۱۶۳]
12	یوسف	1	یہ آیتیں ہیں واضح کتاب کی [۱]
12	یوسف	2	ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھ لو [۲]
12	یوسف	3	ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بیخبروں میں [۳]
12	یوسف	4	جس وقت کہا یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے انکو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے [۴]
12	یوسف	5	کہا اے بیٹے مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے پھر وہ بنائیں گے تیرے واسطے کچھ فریب البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن [۵]
12	یوسف	6	اور اسی طرح برگزیدہ کرے گا تجھ کو تیرا رب [۶] اور سکھلائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا [۷] اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر [۸] جیسا پورا کیا ہے تیرے دو باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیم اور اسحٰق پر [۹] البتہ تیرا رب خبردار ہے حکمت والا [۱۰]
12	یوسف	7	البتہ ہیں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں پوچھنے والوں کے لئے [۱۱]
12	یوسف	8	جب کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ان سے قوت والے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے [۱۲]
12	یوسف	9	مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی ملک میں کہ خالص رہے تم پر توجہ تمہارے باپ کی [۱۳] اور ہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ [۱۴]
12	یوسف	10	بولا ایک بولنے والا ان میں مت مار ڈالو یوسف کو اور ڈال دو اس کو گمنام کنوئیں میں کہ اٹھالے جائے اس کو کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے [۱۵]
12	یوسف	11	بولے اے باپ کیا بات ہے کہ تو اعتبار نہیں کرتا ہمارا یوسف پر اور ہم تو اسکے خیرا خواہ ہیں [۱۶]
12	یوسف	12	بھیج اسکو ہمارےساتھ کل کو خوب کھائے اور کھیلے اور ہم تو اسکے نگہبان ہیں [۱۷]

12	یوسف	13	بولا مجھ کو غم ہوتا ہے اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اسکو بھیڑیا اور تم اس سے بیخبر رہو [۱۸]
12	یوسف	14	بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں وقت ور تو تو ہم نے سب کچھ گنوا دیا [۱۹]
12	یوسف	15	پھر جب لیکر چلے اس کو اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اسکو گمنام کنویں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اسکو کہ تو جتائے گا انکو ان کا یہ کام اور وہ تجھ کو نہ جانیں گے [۲۰]
12	یوسف	16	اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے روتے ہوئے [۲۱]
12	یوسف	17	کہنے لگے اے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر اس کو کھا گیا بھیڑیا [۲۲] اور تو باور نہ کرے گا ہمارا کہنا اور اگرچہ ہم سچے ہوں [۲۳]
12	یوسف	18	اور لائے اس کے کرتے پر لہو لگا کر جھوٹ [۲۴] بولا یہ ہر گز نہیں بلکہ بنا دی ہے تم کو تمہارے جیوں نےایک بات اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو [۲۵]
12	یوسف	19	اور آیا ایک قافلہ پھر بھیجا اپنا پانی بھرنے والا اس نے لٹکایا اپنا ڈول کہنے لگا کیا خوشی کی بات ہے یہ ہے ایک لڑکا [۲۶] اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال سمجھ کر [۲۷] اور اللہ خوب جانتا ہی جو کچھ وہ کرتے ہیں [۲۸]
12	یوسف	20	اور بیچ آئے اسکو بھائی ناقص قیمت کو گنتی کی چونیاں [۲۹] اور ہو رہے تھے اس سے بیزار [۳۰]
12	یوسف	21	اور کہا جس شخص نےخرید کیا اسکو مصر سے اپنی عورت کو آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارےکام آئے یا ہم کر لیں اسکو بیٹا [۳۱] اور اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو اس ملک میں اور اس واسطے کہ اسکو سکھائیں کچھ ٹھکانے پر بٹھانا باتوں کو [۳۲] اور اللہ در رہتا ہے اپنے کام میں و لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے [۳۳]
12	یوسف	22	اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو دیا ہم نے اسکو حکم اور علم [۳۴] اور ایسا ہی بدلہ دیتےہیں ہم نیکی والوں کو [۳۵]

12	يوسف	23	اور پھسلایا اسکو اس عورت نے جسکے گھر میں تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کردیئے دروازے اور بولی شتابی کر [۳۶] کہا خدا کی پناہ وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو بیشک بھلائی نہیں پاتے جو لوگ کہ بے انصاف ہوں [۳۷]
12	يوسف	24	اور البتہ عوت نے فکر کیا اس کا اور اس نے فکر کیا عورت کا [۳۸] اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی [۳۹] یوں ہی ہوا تاکہ ہٹائیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی البتہ وہ ہے ہمارے برگزیدہ بندوں میں [۴۰]
12	يوسف	25	اور دونوں دوڑے دروازہ کو اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے دروازہ کے پاس [۴۱] بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک [۴۲]
12	يوسف	26	یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کہ نہ تھاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے [۴۳] اگر ہے کرتا اس کا پھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا
12	يوسف	27	اور اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے
12	يوسف	28	پھر جب دیکھا عزیز نے کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا بیشک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ تمہارا فریب بڑا ہے
12	يوسف	29	یوسف جانے دے اس ذکر کو اور عورت تو بخشوا اپنا گناہ بیشک تو ہی گنہگار تھی [۴۴]
12	يوسف	30	اور کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے اپنے غلام سے اسکے جی کو فریفتہ ہو گیا اس کا دل اسکی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں اسکو صریح خطا پر [۴۵]
12	يوسف	31	پھر جب سنا اس نے ان کا فریب [۴۶] بلوا بھیجا انکو اور تیار کی انکے واسطے ایک مجلس اور دی انکو ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری اور بولی یوسف نکل آ انکے سامنے پھر جب دیکھا اس کو ششدر رہ گئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ [۴۷] اور کہنے لگیں حاشا للہ نہیں یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ [۴۸]
12	يوسف	32	بولی یہ وہی ہے کہ طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو اسکے واسطے [۴۹] اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھر اس نے تھام رکھا [۵۰] اور بیشک اگر نہ کرے گا جو میں اسکو کہتی ہوں تو قید میں پڑے گا اور ہو گا بےعزت [۵۱]

12	یوسف	33	یوسف بولا اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جسکی طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں گا انکی طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل [۵۲]
12	یوسف	34	سو قبول کر لی اس کی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس سے ان کا فریب [۵۳] البتہ وہی ہے سننے والا خبردار [۵۴]
12	یوسف	35	پھر یوں سمجھ آیا لوگوں کی ان نشانیوں کے دیکھنے پر کہ قید رکھیں اسکو ایک مدت [۵۵]
12	یوسف	36	اور داخل ہوئے قید خانہ میں اسکے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھار رہا ہوں اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں
12	یوسف	37	بولا نہ آنے پائے گا تم کو کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ مجھ کو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور
12	یوسف	38	اور پکڑا میں نے دین اپنے باپ دادوں کا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام نہیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن بہت لوگ احسان نہیں مانتے [۵۸]
12	یوسف	39	اے رفیقو قید خانہ کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر یا اللہ اکیلا زبردست [۵۹]
12	یوسف	40	کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند [۶۰] حکومت نہیں ہے کسی کی سوائے اللہ کے اس نے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو [۶۱] یہی ہے راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں جانتے [۶۲]
12	یوسف	41	اے رفیقو قید خانہ کے ایک جو ہے تم دونوں میں سو پلائے گا اپنے خاوند (مالک) کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائے گا (چڑھے گا) پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا وہ کام جس کی تحقیق
12	یوسف	42	اور کہہ دیا یوسف نے اسکو جسکو گمان کیا تھا کہ بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند (مالک) کے پاس [۶۴] سو بھلا دیا اسکو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند (مالک) سے پھر رہا قید میں کئ برس [۶۵]
12	یوسف	43	اور کہا بادشاہ نے میں خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی انکو کھاتی ہیں سات گائیں دبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی [۶۶] اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے [۶۷]
12	یوسف	44	بولے یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی تعبیر معلوم نہیں [۶۸]
12	یوسف	45	اور بولا وہ جو بچا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آ گیا اس کو مدت کے بعد میں بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو [۶۹]

12	یوسف	46	جا کر کہا اے یوسف اے سچے [۷۰] حکم دےہم کو اس خواب میں سات گائیں موٹی انکو کھائیں سات دبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ لے جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید انکو معلوم ہو [۷۱]
12	یوسف	47	کہا تم کھیتی کرو گے سات برس جم کر سو جو کاٹو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا جو تم کھاؤ
12	یوسف	48	پھر آئیں گے اس کے بعد سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے انکے واسطے مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیج کے واسطے
12	یوسف	49	پھر آئے گا اس کے پیچھے ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے [۷۲]
12	یوسف	50	اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اسکو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی کہا لو ٹ جا اپنے خاوند (مالک) کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے [۷۳] میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے [۷۴]
12	یوسف	51	کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اسکے نفس کی حفاظت سے [۷۵] بولیں حاشا للہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ برائی بولی عورت عزیز کی اب کھل گئ سچی بات میں نے پھسلایا تھا اسکو اس کے جی سے اور وہ سچا ہے [۷۶]
12	یوسف	52	یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کر لیوے کہ میں نے اسکی چوری نہیں کی چھپ کر اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا (چلنے نہ دیتا) فریب دغا بازوں کا [۷۷]
12	یوسف	53	اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو بیشک جی تو سکھلاتا ہے برائی مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان [۷۸]
12	یوسف	54	اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اسکو میرے پاس میں خالص کر رکھوں اسکو اپنے کام میں [۷۹] پھر جب بات چیت کی اس سے کہا واقعی تو نے آج سے ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر [۸۰]
12	یوسف	55	یوسف نے کہا مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا [۸۱]
12	یوسف	56	اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ پکڑتا تھا اس میں جہاں چاہتا [۸۲] پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور ضائع نہیں کرتے ہم بدلا بھلائی والوں کا
12	یوسف	57	اور ثواب آخرت کا بہتر ہے انکو جو ایمان لائے اور رہے پرہیزگاری میں [۸۳]
12	یوسف	58	اور آئے بھائی یوسف کے پھر داخل ہوئے اسکے پاس تو اس نے پہچان لیا انکو اور وہ نہیں پہچانتے [۸۴]
12	یوسف	59	اور جب تیار کر دیا انکو ان کا اسباب کہا لے آیئو میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا دیتا ہوں ماپ اور خوب طرح اتارتا ہوں مہمانوں کو [۸۵]

12	یوسف	60	پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو تمہارے لئے بھرتی نہیں میرے نزدیک اور میرےپاس نہ آئیو [۸۶]
12	یوسف	61	بولے ہم خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہم کو یہ کام کرنا ہے [۸۷]
12	یوسف	62	اور کہدیا اپنے خدمت گاروں کو رکھ دو انکی پونجی انکے اسباب میں شاید اس کو پہچانیں جب پھر کر پہنچیں اپنے گھر شاید وہ پھر آ جائیں [۸۸]
12	یوسف	63	پھر جب پہنچے اپنے باپ کے پاس بولے اے باپ روک دی گئ ہم سے بھرتی سو بھیج ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو کہ بھرتی لے آئیں اور ہم اسکے نگہبان ہیں [۸۹]
12	یوسف	64	کہا میں کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر اس سے پہلے سو اللہ بہتر ہے نگہبان اور وہی ہے سب مہربانوں سے مہربان [۹۰]
12	یوسف	65	اور جب کھولی اپنی چیز بست پائی اپنی پونچی کہ پھیر دی گئ انکی طرف بولے اے باپ ہم کو اور کیا چاہیئے یہ پونچی ہماری پھیر دی ہے ہم کو اب جائیں تو رسد لائیں ہم اپنے گھر کو اور خبرداری کر یں گے اپنے بھائی کی اور زیادہ لیویں بھرتی ایک اونٹ کی [۹۱] وہ بھرتی آسان ہے [۹۲]
12	یوسف	66	کہا ہر گز نہ بھیجوں گا اسکو تمہارے ساتھ یہاں تک کہ دو مجھ کو عہد خدا کا کہ البتہ پہنچا دو گے اسکو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب پھر جب دیا اسکو سب نے عہد بولا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے [۹۳]
12	یوسف	67	اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے اور داخل ہونا کئ دروازوں سے جدا جدا اور میں نہیں بچا سکتا تم کو اللہ کی کسی بات سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اسی پر بھروسہ
12	یوسف	68	اور جب داخل ہوئے جہاں سے کہا تھا انکے باپ نے [۹۵] کچھ نہ بچا سکتا تھا انکو اللہ کی کسی بات سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے جی میں سو پوری کر چکا اور وہ تو خبردار تھا جو کچھ ہم نے اس کو سکھایا لیکن بہت لوگوں کو خبر نہیں [۹۶]
12	یوسف	69	اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اپنے پاس رکھا اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہوں بھائی تیرا سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو انہوں نے کئے ہیں [۹۷]
12	یوسف	70	پھر جب تیار کر دیا انکے واسطے اسباب انکا رکھ دیا پینے کا پیالہ اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والے نے اے قافلہ والو تم تو البتہ چور ہو [۹۸]
12	یوسف	71	کہنے لگے منہ کر کے انکی طرف تمہاری کیا چیز گم ہو گئ [۹۹]
12	یوسف	72	بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ اور جو کوئی اس کو لائے اسکو ملے ایک بوجھ اونٹ کا اور میں ہوں اس کا ضامن [۱۰۰]
12	یوسف	73	بولے قسم اللہ کی تم کو معلوم ہے ہم شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے [۱۰۱]
12	یوسف	74	بولے پھر کیا سزا ہے اسکی اگر تم نکلے جھوٹے [۱۰۲]
12	یوسف	75	کہنے لگے اس کی سزا یہ کہ جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے وہی اسکے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں ظالموں کو [۱۰۳]

12 يوسف 76 پھر شروع کیں یوسف نے انکی خرجیاں دیکھنی اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے آخر کو وہ برتن نکالا اپنے بھائی کی خرجی سے[۱۰۴] یوں داؤ بتا دیا ہم نے یوسف کو [۱۰۵] وہ ہر گز نہ لے سکتا تھا اپنے بھائی کو دین (قانون) میں اس بادشاہ کے مگر جو چاہے اللہ [۱۰۶] ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہیں [۱۰۷] اور ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا [۱۰۸]

12 يوسف 77 کہنے لگےاگر اس نے چرایا تو چوری کی تھی اسکے ایک بھائی نے بھی اس سے پہلے [۱۰۹] تب آہستہ سے کہا یوسف نے اپنے جی میں اور انکو نہ جتایا کہا جی میں کہ تم بدتر ہو درجہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو [۱۱۰]

12 يوسف 78 کہنے لگے اے عزیز اس کا ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہے احسان کرنے والا [۱۱۱]

12 يوسف 79 بولا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز [۱۱۲] تو تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے [۱۱۳]

12 يوسف 80 پھر جب ناامید ہوئے اس سے اکیلے ہو بیٹھے مشورہ کرنے کو بولا ان میں کا بڑا کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حق (قصہ) میں سو میں تو

12 يوسف 81 پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو اے باپ تیرے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے تو وہی کہا تھا جو ہم کو خبر تھی اور ہم کو غیب کی بات کا دھیان نہ تھا [۱۱۵]

12 يوسف 82 اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں [۱۱۶]

12 يوسف 83 بولا کوئی نہیں بنالی ہے تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر (کام آئے ، بن پڑے) ہے شاید اللہ لے آئے میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمتوں والا [۱۱۷]

12 يوسف 84 اور الٹا پھرا انکے پاس سے اور بولا اے افسوس یوسف پر [۱۱۸] اور سفید ہو گئیں آنکھیں اسکی غم سے [۱۱۹] سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا [۱۲۰]

12 يوسف 85 کہنے لگے قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ گھل جائے یا ہو جائے مردہ

12	یوسف	86	بولا میں تو کھولتا ہوں اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے [۱۲۱]
12	یوسف	87	اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی اور اسکے بھائی کی اور ناامید مت ہو اللہ کے فیض سے بیشک نا امید نہیں ہوتے اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں [۱۲۲]
12	یوسف	88	پھر جب داخل ہوئے اسکے پاس بولے اے عزیز پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور خیرات کر ہم پر اللہ بدلہ دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو [۱۲۳]
12	یوسف	89	کہا کچھ تم کو خبر ہے کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اسکے بھائی سے [۱۲۴] جب تم کو سمجھ نہ تھی [۱۲۵]
12	یوسف	90	بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف [۱۲۶] کہا میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی [۱۲۷] اللہ نے احسان کیا ہم پر [۱۲۸] البتہ جو کوئی ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا حق نیکی والوں کا [۱۲۹]
12	یوسف	91	بولے قسم اللہ کی البتہ پسند کر لیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تھے چوکنے والے [۱۳۰]
12	یوسف	92	کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ تم کو [۱۳۱] اور وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان [۱۳۲]
12	یوسف	93	لیجاؤ یہ کرتا میرا اور ڈالو اسکو منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا سارا [۱۳۳]
12	یوسف	94	اور جب جدا ہوا قافلہ کہا انکے باپ نے میں پاتا ہوں بو یوسف کی [۱۳۴] اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا بہک گیا [۱۳۵]
12	یوسف	95	لوگ بولے قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے [۱۳۶]
12	یوسف	96	پھر جب پہنچا خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتا اس کے منہ پر پھر لوٹ کر ہو گیا دیکھنے والا [۱۳۷] بولا میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے [۱۳۸]

12	یوسف	97	بولے اے باپ بخشوا ہمارے گناہوں کو بیشک ہم تھے چوکنے والے [۱۳۹]
12	یوسف	98	کہا دم لو بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا مہربان [۱۴۰]
12	یوسف	99	پھر جب داخل ہوئے یوسف کے پاس جگہ دی اپنے پاس ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو دل جمعی سے [۱۴۱]
12	یوسف	100	اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ میں [۱۴۲] اور کہا اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے رب نے سچ کر دیا [۱۴۳] اور اس نے انعام کیا مجھ پر جب مجھ کو نکالا قید خانہ سے اور تم کو لے آیا گاؤں سے بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے بیشک وہی ہے خبردار حکمت والا [۱۴۴]
12	یوسف	101	اے رب تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت اور سکھایا مجھ کو کچھ پھیرنا باتوں کا [۱۴۵] اے پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھ کو اسلام پر [۱۴۶] اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں [۱۴۷]
12	یوسف	102	یہ خبریں ہیں غیب کی ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس اور تو نہیں تھا انکے پاس جب وہ ٹھہرانے لگے اپنا کام اور فریب کرنے لگے [۱۴۸]
12	یوسف	103	اور اکثر لوگ نہیں ہیں یقین کرنے والے اگرچہ تو کتنا ہی چاہے [۱۴۹]
12	یوسف	104	اور تو مانگتا نہیں ان سے اس پر کچھ بدلا یہ تو اور کچھ نہیں مگر نصیحت سارے عالم کو [۱۵۰]
12	یوسف	105	اور بہتیری نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں جن پر گذر ہوتا رہتا ہے ان کا اور وہ ان پر دھیان نہیں کرتے [۱۵۱]
12	یوسف	106	اور نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ ہی شریک بھی کرتے ہیں [۱۵۲]
12	یوسف	107	کیا نڈر ہو گئے اس سے کہ آ ڈھانکے انکو ایک آفت اللہ کے عذاب کی یا آ پہنچے قیامت اچانک اور انکو خبر نہ ہو [۱۵۳]
12	یوسف	108	کہہ دے یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جو میرے ساتھ ہے اور اللہ پاک ہے اور میں نہیں شریک بتانے والوں میں [۱۵۴]
12	یوسف	109	اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے وہ سب مرد ہی تھے کہ وحی بھیجتے تھے ہم انکو بستیوں کے رہنے والے سو کیا ان لوگوں نے نہیں سیر کی ملک کی کہ دیکھ لیتے کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے
12	یوسف	110	یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا پہنچی انکو ہماری مدد پھر بچا دیا جنکو ہم نے چاہا اور پھرتا نہیں عذاب ہمارا قوم گنہگار سے [۱۵۶]

12	يوسف	111	البتہ انکے احوال سے اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو [۱۵۷] کچھ بنائی ہوئی بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں [۱۵۸]
13	الرعد	1	یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ اترا تجھ پر تیرے رب سے سو حق ہے لیکن بہت لوگ نہیں مانتے [۱]
13	الرعد	2	اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون دیکھتے ہو [۲] پھر قائم ہوا عرش پر [۳] اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے وقت مقرر پر (تک) [۴] تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے نشانیاں کہ (تاکہ) شاید تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو [۵]
13	الرعد	3	اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور رکھے اس میں بوجھ (پہاڑ) اور ندیاں [۶] اور ہر میوے کے رکھے اس میں جوڑے دو دو قسم [۷] ڈھانکتا ہے دن پر رات کو [۸] اس میں نشانیاں ہیں انکے واسطے جو کہ دھیان کرتے ہیں
13	الرعد	4	اور زمین میں کھیت ہیں مختلف ایک دوسرے (پاس پاس) سے متصل اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی اور بعضی بن ملی انکو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے اور ہم
13	الرعد	5	اور اگر تو عجیب بات چاہے تو عجیب ہے ان کا کہنا کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے [۱۰] وہی ہیں جو منکر ہو گئے اپنے رب سے اور وہی ہیں کہ طوق ہیں انکی گردنوں میں اور وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہیں گے برابر [۱۱]
13	الرعد	6	اور جلد مانگتے ہیں تجھ سے برائی کو پہلے بھلائی سے [۱۲] اور گذر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب (مثالیں) اور تیرا رب معاف بھی کرتا ہے لوگوں کو باوجود انکے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے [۱۳]
13	الرعد	7	اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اسکے رب سے [۱۴] تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہوا ہے راہ بتانے والا [۱۵]
13	الرعد	8	اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ [۱۶] اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے [۱۷]

13	الرعد	9	جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا سب سے بڑا برتر [۱۸]
13	الرعد	10	برابر ہے تم میں جو آہستہ بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے رات میں اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو [۱۹]
13	الرعد	11	اسکے پہرے والے ہیں بندہ کے آگے سے پیچھے سے اسکی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے [۲۰] اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے اور جب چاہتا ہے اللہ کسی قوم پر آفت پھر وہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں ان کا اس کےسوا مدگار [۲۱]
13	الرعد	12	وہی ہےکہ تم کو دکھلاتا ہے بجلی ڈر کو (ڈرانے کو) اور امید کو اور اٹھاتا ہے بادل بھاری [۲۲]
13	الرعد	13	اور پڑھتا ہے گرج والا خوبیاں اسکی اور سب فرشتے اس کے ڈر سے [۲۳] اور بھیجتا ہے کڑک بجلیاں پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں اور اس کی آن (پکڑ) سخت ہے [۲۴]
13	الرعد	14	اسی کا پکارنا سچ ہے اور جن لوگوں کو کہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آ پہنچے اسکے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اس
13	الرعد	15	اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے اور انکی پرچھائیاں صبح اور شام [۲۶]
13	الرعد	16	پوچھ کون ہے رب آسمان اور زمین کا کہدے اللہ ہے کہہ پھر کیا تم نے پکڑے ہیں اس کے سوا ایسے حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھلے اور برے کے [۲۷] کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے اندھیرا اور اجالا [۲۸]کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک کہ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے پھر مشتبہ ہو گئ پیدائش انکی نظر میں کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا زبردست [۲۹]
13	الرعد	17	اتارا اس نے آسمان سے پانی پھر بہنے لگے نالےاپنی اپنی موافق پھر اوپر لے آیا وہ نالا جھاگ پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں آگ میں واسطے زیور کے یا اسباب کے اسمیں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں بیان
13	الرعد	18	جنہوں نے مانا اپنے رب کا حکم ان کے واسطے بھلائی ہے [۳۱] اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر انکے پاس ہو جو کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اس کےساتھ اور تو سب دیویں (دے ڈالیں) اپنے بدلہ میں [۳۲] ان لوگوں کے لئے ہے برا حساب [۳۳] اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بری (برا بچھونا ہے) آرام کی جگہ ہے
13	الرعد	19	بھلا جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے رب سے حق ہے برابر ہو سکتا ہے اسکے جو کہ اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں جنکو عقل ہے [۳۴]

13	الرعد	20	وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو اور نہیں توڑتے اس عہد کو [۳۵]
13	الرعد	21	اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا ملانا [۳۶] اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا [۳۷]
13	الرعد	22	اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی [۳۸] اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیے میں سے پوشیدہ (چھپے) اور ظاہر [کھلے) [۳۹] اور کرتے ہیں برائی کے مقابلہ میں بھلائی [۴۰] ان لوگوں کے لئے ہے آخرت کا گھر
13	الرعد	23	باغ ہیں رہنے کے [۴۱] داخل ہوں گے ان میں اور جو نیک ہوئے انکے باپ دادوں میں اور جو روؤں میں اور اولاد میں [۴۲] اور فرشتے آئیں ان کے پاس ہر دروازے سے
13	الرعد	24	کہیں گے سلامتی تم پر بدلے اسکے کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا عاقبت کا گھر [۴۳]
13	الرعد	25	اور جو لوگ توڑتے ہیں عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں ایسےلوگ انکے واسطے ہے لعنت اور انکے لئے ہے برا گھر [۴۴]
13	الرعد	26	اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے [۴۵] اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر متاع (مال) حقیر [۴۶]
13	الرعد	27	اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے کہہ دے اللہ گمراہ (بچلاتا ہے) کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھلاتا ہے اپنی طرف اسکو جو رجوع ہوا [۴۷]
13	الرعد	28	وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں انکے دل اللہ کی یاد سے [۴۸] سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں دل [۴۹]
13	الرعد	29	جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے خوشحالی (خوبی) ہے انکے واسطے اور اچھا ٹھکانا [۵۰]
13	الرعد	30	اسی طرح تجھ کو بھیجا ہم نے ایک امت میں کہ گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ سنا دے تو انکو جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف [۵۱] اور وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے [۵۲] تو کہہ وہی رب میرا ہے کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف آتا ہوں رجوع کر کے [۵۳]

13	الرعد	31	اور اگر کوئی قرآن ہوا ہوتا کہ چلیں اس سے پہاڑ یا ٹکڑے ہووے اس سے زمین یا بولیں (بولنے لگیں) اس سے مردے تو کیا ہوتا بلکہ سب کام تو الله کے ہاته میں ہیں [۵۴] سو کیا خاطر جمع نہیں ایمان والوں کو اس پر کہ اگر چاہے الله تو راہ پر لائے سب لوگوں کو [۵۵] اور برابر پہنچتا رہے گا منکروں کو ان کے کرتوت پر صدمہ (دھڑکا) یا اترے گا انکے گھر سے نزدیک جب تک کہ پہنچے وعدہ الله کا بیشک الله خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ [۵۶]
13	الرعد	32	اور ٹھٹھا کر چکے ہیں کتنے رسولوں سے تجه سے پہلے سو ڈھیل دی میں نے منکروں کو پھر ان کو پکڑ لیا سو کیسا تھا میرا بدلہ [۵۷]
13	الرعد	33	بھلا جو لئے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر جو کچه اس نے کیا ہے (اوروں کی برابر ہو سکتا ہے) اور مقرر کرتے ہیں الله کے لئے شریک [۵۸] کہہ ان کا نام لو [۵۹] یا الله کو بتلاتے ہو جو وہ نہیں جانتا زمین میں [۶۰] یا کرتے ہو اوپر ہی اوپر باتیں [۶۱] یہ نہیں بلکہ بھلے سمجھا دیے ہیں منکروں کو ان کے فریب اور وہ روک دیئے گئے ہیں راہ سے [۶۲] اور جس کو گمراہ کرے الله سو کوئی نہیں اسکو راہ بتانے والا [۶۳]
13	الرعد	34	ان کو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی میں [۶۴] اور آخرت کی مار تو بہت ہی سخت ہے اور کوئی نہیں انکو الله سے بچانے والا [۶۵]
13	الرعد	35	حال جنت کا جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے بہتی ہیں اس کے نیچے نہریں میوہ اس کا ہمیشہ ہے [۶۶] اور سایہ بھی [۶۷] یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے رہے [۶۸] اور بدلہ منکروں کا آگ ہے [۶۹]
13	الرعد	36	اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب خوش ہوتے ہیں اس سے جو نازل ہوا تجه پر [۷۰] اور بعضےفرقے نہیں مانتے اسکی بعضی بات [۷۱] کہہ مجه کو یہی حکم ہوا کہ بندگی کروں الله کی اور شریک نہ کروں اس کا

اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف ہے میرا ٹھکانہ [۷۲]

13	الرعد	37	اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں [۷۳] اور اگر تو چلے انکی خواہش کے موافق بعد اس علم کےجو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا [۷۴]
13	الرعد	38	اور بھیج چکے ہیں ہم کتنے رسول تجھ سے پہلے اور ہم نے دی تھیں انکو جو روئیں اور اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے کہ وہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا [۷۵]
13	الرعد	39	مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب [۷۶]
13	الرعد	40	اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو کوئی وعدہ جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو اٹھالیویں سو تیرا ذمہ تو پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے حساب لینا [۷۷]
13	الرعد	41	کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے اس کے کناروں سے [۷۸] اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم [۷۹] اور وہ جلد لیتا ہے حساب [۸۰]
13	الرعد	42	اور فریب کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب [۸۱] جانتا ہے جو کچھ کماتا ہے ہر ایک جی [۸۲] اور اب معلوم کئے لیتے ہیں کافر کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر [۸۳]
13	الرعد	43	اور کہتےہیں کافر تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہدے اللہ کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں [۸۴] اور جس کو خبر ہے کتاب کی [۸۵]
14	ابراهيم	1	الرٰ یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری تیری طرف کہ تو نکالے لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف انکے رب کے حکم سے [۱] رستہ (راہ) پر (کی طرف) اس زبردست خوبیوں والے
14	ابراهيم	2	اللہ کہ جس کا ہے جو کچھ کہ موجود ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں [۲] اور مصیبت ہے کافروں کو ایک سخت عذاب سے [۳]

14 ابراهيم 3 جو کہ پسند رکھتے ہیں زندگی دنیا کی آخرت سے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں (نکالنا چاہے ہیں) اس میں کجی وہ راستہ بھول کر جاپڑے ہیں دور [۴]

14 ابراهيم 4 اور کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے مگر بولی بولنے والا اپنی قوم کی تاکہ ان کو سمجھائے [۵] پھر راستہ بھلاتا ہے (بھٹکاتا ہے) اللہ جس کو چاہے اور راستہ دکھلا دیتا ہے (دیتا ہے) جسکو چاہے اور وہ ہے زبردست حکمتوں والا [۶]

14 ابراهيم 5 اور بھیجا تھا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر کہ نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف اور یاد دلا انکو دن اللہ کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کو جو صبر کرنے والا ہے شکر گذار (حق ماننے والا) [۷]

14 ابراهيم 6 اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب چھڑا دیا تم کو فرعون کی قوم سے وہ پہنچاتے تھے تم کو برا عذاب [۸] اور ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تمہاری عورتوں کو اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی [۹]

14 ابراهيم 7 اور جب سنا دیا تمہارے رب نے اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو [۱۰] اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے [۱۱]

14 ابراهيم 8 اور کہا موسیٰ نے اگر کفر (منکر ہو گے) کرو گے تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے تو اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں والا [۱۲]

14 ابراهيم 9 کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے کسی کو انکی خبر نہیں مگر اللہ کو [۱۳] آئے انکے پاس انکے رسول نشانیاں لے کر پھر لوٹائے (الٹے دے لئے) انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں [۱۴] اور بولے ہم نہیں مانتے جو تم کو دے کر بھیجا اور ہم کو تو شبہ ہے اس راہ میں جسکی طرف تم ہم کو بلاتے ہو خلجان میں ڈالنے والا

14 ابراهيم 10 بولے انکے رسول کیا اللہ میں شبہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین [۱۵] وہ تم کو بلاتا ہے تاکہ بخشے تم کو کچھ گناہ تمہارے [۱۶] اور ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ تک جو ٹھہر چکا ہے [۱۷] کہنے لگے تم تو یہی آدمی ہو ہم جیسے تم چاہتے ہو کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لاؤ کوئی سند کھلی ہوئی [۱۸]

14 ابراهيم 11 ان کو کہا ان کے رسولوں نے ہم تو یہی آدمی ہیں جیسےتم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں جس پر چاہے [۱۹] اور ہمارا کام نہیں کہ لے آئیں تمہارے پاس سند مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ پر بھروسہ چاہئے ایمان والوں کو [۲۰]

14 ابراهيم 12 اور ہم کو کیا ہوا کہ بھروسہ نہ کریں اللہ پر اور وہ سمجھا چکا ہم کو ہماری راہیں [۲۱] اور ہم صبر کریں گے ایذا پر جو تم ہم کو دیتے ہو اور اللہ پر بھروسہ چاہئے بھروسے والوں کو [۲۲]

14	ابراهیم	13	اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں [۲۳] تب حکم بھیجا انکو ان کے رب نے ہم غارت کریں گے ان ظالموں کو
14	ابراهیم	14	اور آباد کریں گے تم کو اس زمین میں ان کے پیچھے [۲۴] یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے میرے سامنے اور ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدہ سے [۲۵]
14	ابراهیم	15	اور فیصلہ (فتح) لگے ماننے پیغمبر [۲۶] اور نامراد ہو ا ہر ایک سرکش ضدی (ضد کرنے والا) [۲۷]
14	ابراهیم	16	پیچھے اس کے دوزخ ہے اور پلائیں گے اس کو پانی پیپ کا [۲۸]
14	ابراهیم	17	گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اسکو اور گلے سے نہیں اتار سکتا [۲۹] اور چلی آتی ہے اس پر موت ہر طرف (جگہ) سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے عذاب ہے سخت [۳۰]
14	ابراهیم	18	حال ان لوگوں کا جو منکر ہوئے اپنے رب سے انکے عمل ہیں جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن کچھ ان کے ہاتھ میں نہ ہو گا اپنی کمائی میں سے یہی ہے بہک کر دور جا پڑنا [۳۱]
14	ابراهیم	19	تو نے کیا نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین جیسی چاہئے اگر چاہے تم کو لیجائے اور لائے کوئی پیدائش (مخلوق) نئی
14	ابراهیم	20	اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں [۳۲]
14	ابراهیم	21	سامنے کھڑے ہوں گے اللہ کے سارے [۳۳] پھر کہیں گے کمزور بڑائی والوں کو ہم تو تمہارے تابع تھے سو کیا بچاؤ گے ہم کو اللہ کے کسی عذاب سے کچھ[۳۴] وہ کہیں گے اگر ہدایت (راہ پر لانا) کرتا ہم کو اللہ تو البتہ ہم تم کو ہدایت (راہ پر لاتے) کرتے اب برابر ہے ہمارےحق میں ہم بے قراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی [۳۵]
14	ابراهیم	22	اور بولا شیطان جب فیصل ہو چکا سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر (سو) جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات
14	ابراهیم	23	اور داخل کئے گئے جو لوگ ایمان لائے تھے اور کام کئے تھے نیک باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں (رہا کریں انہی میں) ان میں اپنے رب کے حکم سے [۳۷] انکی ملاقات ہے وہاں سلام [۳۸]

14	ابراهیم	24	تو نے نہ دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال [۳۹] بات ستھری [۴۰] جیسے ایک درخت ستھرا [۴۱] اسکی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنے (شاخیں) ہیں آسمان میں [۴۲]
14	ابراهیم	25	لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے [۴۳] اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں (سوچیں)
14	ابراهیم	26	اور مثال گندی بات کی [۴۴] جیسے درخت گندا [۴۵] اکھاڑ لیا (پھینکا) اسکو زمین کے اوپر سے کچھ نہیں اسکو ٹھہراؤ (جماؤ) [۴۶]
14	ابراهیم	27	مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں [۴۷] اور بچلا (راہ بھلا دیتا ہے) دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو [۴۸] اور کرتا ہے اللہ جو چاہے [۴۹]
14	ابراهیم	28	تو نے نہ دیکھا انکو جنہوں نے بدلہ کیا اللہ کے احسان کا ناشکری اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں [۵۰]
14	ابراهیم	29	جو دوزخ ہے داخل ہوں گے اس میں اور وہ برا ٹھکانہ ہے
14	ابراهیم	30	اور ٹھہرائے اللہ کے لئے مقابل کہ بہکائیں لوگوں کو اس کی راہ سے [۵۱] تو کہہ مزا اڑا لو پھر تو کو لوٹنا ہے طرف آگ کی [۵۲]
14	ابراهیم	31	کہدے میرے بندوں کو جو ایمان لائے ہیں قائم رکھیں نماز اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر (چھپے اور کھلے) [۵۳] پہلے اس سے کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا (خرید و فروخت) ہے نہ دوستی [۵۴]
14	ابراهیم	32	اللہ وہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے پانی [۵۵] پھر اس سے نکالی روزی تمہاری میوے [۵۶] اور کہنے میں کیا تمہارے کشتی کو (کام میں دیں تمہارے کشتیاں کہ چلیں) کہ چلے دریا میں اسکے

حکم سے [۵۷] اور کام میں لگایا (دیں) تمہارے ندیوں (ندیاں) کو

14	ابراهيم	33	اور کام میں لگا دیا تمہارے سورج اور چاند کو ایک دستور پر برابر اور کام میں لگا دیا تمہارے رات اور دن کو [۵۸]
14	ابراهيم	34	اور دیا تم کو ہر چیز میں سےجو تم نے مانگی [۵۹] اور اگر گنو احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو [۶۰] بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکر [۶۱]
14	ابراهيم	35	اور جس وقت کہا ابراہیم نے [۶۲] اے رب کر دے اس شہر کو امن والا اور دور کر مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم پوجیں مورتوں کو [۶۳]
14	ابراهيم	36	اے رب انہوں نے گمراہ کیا (گمراہی میں ڈالا) بہت لوگوں کو [۶۴] سو جس نے پیروی کی میری (جو کوئی میرے رستہ پر چلا) وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے [۶۵]
14	ابراهيم	37	اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں کہ جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم (حرمت والے) گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو سو رکھ بعض لوگوں کے دل کہ مائل (جھکتے رہیں) ہوں ان کی
14	ابراهيم	38	اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر (کھول کر) اور مخفی نہیں اللہ پر کوئی چیز زمین میں نہ آسمان میں [۶۷]
14	ابراهيم	39	شکر ہے اللہ کا جس نے بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں اسمٰعیل اور اسحٰق بیشک میرا رب سنتا ہے دعا کو [۶۸]
14	ابراهيم	40	اے رب میرے کر مجھ کو کہ قائم رکھوں نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے [۶۹] اور قبول کر میری دعا [۷۰]
14	ابراهيم	41	اے ہمارے رب بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہو حساب [۷۱]
14	ابراهيم	42	اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بیخبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف [۷۲] ان کو تو ڈھیل دے رکھی ہے (چھوڑ رکھا ہے) اس دن کے لئے کہ پتھرا جائیں گی (کھلی رہ جائیں گی) آنکھیں [۷۳]

14	ابراهيم	43	دوڑتے ہوں گے اوپر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی انکی طرف انکی آنکھیں اور دل انکے اڑ گئے ہوں گے [۷۴]
14	ابراهيم	44	اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر عذاب [۷۵] تب کہیں گے ظالم اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت تک کہ ہم قبول کر لیں تیرے بلانے کو اور پیروی کر لیں رسولوں کی [۷۶] کیا تم پہلے قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو نہیں دنیا سے ٹلنا (کچه زوال) [۷۷]
14	ابراهيم	45	اور آباد تھے تم بستیوں میں انہی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کہ کیسا کیا ہم نے ان سے اور بتلائے ہم نے تم کو سب قصے [۷۸]
14	ابراهيم	46	اور یہ بنا چکے ہیں اپنا داؤ اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤ [۷۹] اور نہ ہو گا ان کا داؤ کہ ٹل جائیں اس سے پہاڑ [۸۰]
14	ابراهيم	47	سو خیال مت کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے [۸۱] بیشک اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا [۸۲]
14	ابراهيم	48	جس دن بدلی جائے اس زمین سے اور زمین اور بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ اکیلے زبردست کے [۸۳]
14	ابراهيم	49	اور دیکھے تو گنہگاروں کو اس دن باہم جکڑے ہوئے زنجیروں میں [۸۴]
14	ابراهيم	50	کرتے ان کے ہیں گندھک کے [۸۵] اور ڈھانکے لیتی ہے انکے منہ کو آگ [۸۶]
14	ابراهيم	51	تاکہ بدلہ دے اللہ ہر ایک جی کو اس کی کمائی کا بیشک اللہ جلد کرنے والا ہے حساب [۸۷]
14	ابراهيم	52	یہ خبر پہنچا دینی ہے لوگوں کو اور تاکہ چونک جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ہے ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے [۸۸]
15	الحجر	1	یہ آیتیں ہیں کتاب کی [۱] اور واضح قرآن کی [۲]
15	الحجر	2	کسی وقت آرزو کریں گے یہ لوگ جو منکر ہیں کیا اچھا ہوتا جو ہوتے مسلمان [۳]

15	الحجر	3	چھوڑ دے انکو کھالیں اور برت لیں (فائدہ اٹھا لیں) اور امید میں (پر بھولے) لگے رہیں سو آئندہ معلوم کر لیں گے [۴]
15	الحجر	4	اور کوئی بستی ہم نے غارت نہیں کی مگر اس کا وقت لکھا ہوا تھا مقرر [۵]
15	الحجر	5	نہ سبقت کرتا ہے کوئی فرقہ اپنے وقت مقرر سے اور نہ پیچھے رہتا ہے [۶]
15	الحجر	6	اور لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص کہ تجھ پر اترا ہے قرآن (نصیحت) تو بیشک دیوانہ ہے [۷]
15	الحجر	7	کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتوں کو اگر تو سچا ہے [۸]
15	الحجر	8	ہم نہیں اتارتے فرشتوں کو مگر کام پورا (ٹھیک) کر کے اور اس وقت نہ ملے گی ان کو مہلت (ڈھیل) [۹]
15	الحجر	9	ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں [۱۰]
15	الحجر	10	اور ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے فرقوں میں
15	الحجر	11	اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی رسول مگر کرتے رہے ہیں اس سے ہنسی [۱۱]
15	الحجر	12	اسی طرح بٹھا دیتے ہیں ہم اسکو دل میں گنہگاروں کے [۱۲]
15	الحجر	13	یقین نہ لائیں گے اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی [۱۳]
15	الحجر	14	اور اگر ہم کھول دیں ان پر دروازہ آسمان سے اور سارے دن اس میں چڑھتے رہیں
15	الحجر	15	توبھی یہی کہیں گے کہ باندھ دیا ہے ہماری نگاہ کو نہیں بلکہ ہم لوگوں پر جادو ہوا ہے [۱۴]
15	الحجر	16	اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج [۱۵] اور رونق دی اسکو دیکھنے والوں کی نظر میں [۱۶]
15	الحجر	17	اور محفوظ رکھا ہم نے اسکو ہر شیطان مردود سے
15	الحجر	18	مگر جو چوری سے سن بھاگا سو اسکے پیچھے پڑا انگارہ چمکتا ہوا [۱۷]
15	الحجر	19	اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور رکھ دیے اس پر بوجھ (پہاڑ) اور اگائی اس میں ہر چیز اندازے سے

15	الحجر	20	اور بنا دیے تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب اور وہ چیزیں جنکو تم روزی نہیں دیتے [۱۸]
15	الحجر	21	اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور اتارتے ہیں ہم اندازہ معین پر (ٹھہرے ہوئے اندازہ پر) [۱۹]
15	الحجر	22	اور چلائیں ہم نے ہوائیں رس بھری (بوجھل کرنے والی ابر کی) پھر اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر تم کو وہ پلایا [۲۰] اور تمہارے پاس نہیں اس کا خزانہ [۲۱]
15	الحجر	23	اور ہم ہی ہیں جلانے والے اور مارنے والے اور ہم ہی ہیں پیچھے رہنے والے [۲۲]
15	الحجر	24	اور ہم نے جان رکھا ہے آگے بڑھنے والوں کو تم میں سے اور جان رکھا ہے پیچھے رہنے والوں کو [۲۳]
15	الحجر	25	اور تیرا رب وہی اکٹھا کر لائے گا انکو بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار [۲۴]
15	الحجر	26	اور بنایا ہم نے آدمی کو کھنکھناتے (بجنے والی مٹی سے) سنے (جو بنی ہے سڑے ہوئے گارے سے) ہوئے گارے سے[۲۵]
15	الحجر	27	اور جان (جنوں کو) بنایا ہم نے اس سے پہلے لو کی آگ سے [۲۶]
15	الحجر	28	اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا ایک بشر کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے
15	الحجر	29	پھر جب ٹھیک کروں اسکو اور پھونک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑیو اسکے آگے سجدہ کرتے ہوئے [۲۷]
15	الحجر	30	تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سب نے مل کر
15	الحجر	31	مگر ابلیس نے نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے
15	الحجر	32	فرمایا اے ابلیس کیا ہوا تجھ کو کہ ساتھ نہ ہوا سجدہ کرنے والوں کے
15	الحجر	33	بولا میں وہ نہیں کہ سجدہ کروں ایک بشر کو جسکو تو نے بنایا کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے
15	الحجر	34	فرمایا تو تو نکل یہاں سے [۲۸] تجھ پر مار ہے [۲۹]
15	الحجر	35	اور تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو [۳۰]

15	الحجر	36	بولا اے رب تو مجھ کو ڈھیل دے اس دن تک کہ مردے زندہ ہوں
15	الحجر	37	فرمایا تو تجھ کو ڈھیل دی
15	الحجر	38	اسی مقرر وقت کے دن تک [۳۱]
15	الحجر	39	بولا اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھو دیا میں بھی ان سب کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین میں اور راہ سےکھو دوں گا ان سب کو
15	الحجر	40	مگر جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں [۳۲]
15	الحجر	41	فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی [۳۳]
15	الحجر	42	جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں مگر جو تیری راہ چلا بہکے ہوؤں میں [۳۴]
15	الحجر	43	اور دوزخ پر وعدہ ہے ان سب کا [۳۵]
15	الحجر	44	اسکے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کے واسطے ان میں سے ایک فرقہ ہے بانٹا ہوا [۳۶]
15	الحجر	45	پرہیزگار ہیں باغوں میں اور چشموں میں [۳۷]
15	الحجر	46	کہیں گے انکو جاؤ ان میں سلامتی سے خاطر جمع سے (بے کھٹکے) [۳۸]
15	الحجر	47	اور نکال ڈالی ہم نے جو انکے جیوں میں تھی خفگی بھائی ہو گئے [۳۹] تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے [۴۰]
15	الحجر	48	نہ پہنچے گی انکو وہاں کچھ تکلیف اور نہ انکو وہاں سے کوئی نکالے [۴۱]
15	الحجر	49	خبر سنا دے میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصل بخشنے والا مہربان
15	الحجر	50	اور یہ بھی کہ میرا عذاب وہی عذاب دردناک ہے [۴۲]
15	الحجر	51	اور حال سنا دے انکو ابراہیم کے مہمانوں کا [۴۳]
15	الحجر	52	جب چلے آئے اسکے گھر میں اور بولے (کیا انہوں نے) سلام وہ بولا ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے [۴۴]

15	الحجر	53	بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں ایک ہوشیار لڑکے کی [۴۵]
15	الحجر	54	بولا کیا خوشخبری سناتے ہو مجھ کو جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا اب کاہے پر خوشخبری سناتے ہو [۴۶]
15	الحجر	55	بولے ہم نے تجھ کو خوشخبری سنائی سچی (پکی) سو مت ہو تو نا امیدوں میں
15	الحجر	56	بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی رحمت سے مگر (وہی) جو گمراہ ہیں [۴۷]
15	الحجر	57	بولا پھر کیا مہم ہے تمہاری اے اللہ کے بھیجے ہوؤ [۴۸]
15	الحجر	58	بولے ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں ایک قوم گنہگار پر
15	الحجر	59	مگر لوط کے گھر والے ہم انکو بچا لیں گے سب کو
15	الحجر	60	مگر ایک اسکی عورت ہم نے ٹھہرا لیا وہ ہے رہ جانے والوں میں [۴۹]
15	الحجر	61	پھر جب پہنچے لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے
15	الحجر	62	بولا تم لوگ ہو اوپرے (جن سے کھٹکا ہوتا ہے) [۵۰]
15	الحجر	63	بولے نہیں پر ہم لیکر آئے ہیں تیرے پاس وہ چیز جس میں وہ جھگڑتے تھے [۵۱]
15	الحجر	64	اور ہم لائے ہیں تیرے پاس پکی بات اور ہم سچ کہتے ہیں [۵۲]
15	الحجر	65	سو لے نکل اپنے گھر کو کچھ رات رہے سے اور تو چل ان کے پیچھے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی [۵۳] اور چلے جاؤ جہاں تم کو حکم ہے [۵۴]
15	الحجر	66	اور مقرر کر دی ہم نے اس کو یہ بات کہ ان کی جڑ کٹے گی صبح ہوتے [۵۵]
15	الحجر	67	اور آئے شہر کے لوگ خوشیاں کرتے [۵۶]
15	الحجر	68	لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو رسوا مت کرو [۵۷]
15	الحجر	69	اور ڈرو اللہ سے اور میری آبرو مت کھوؤ [۵۸]

15	الحجر	70	بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا جہان کی حمایت سے [۵۹]
15	الحجر	71	بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے [۶۰]
15	الحجر	72	قسم ہے تیری جان کی وہ اپنی مستی میں مدہوش (نشے) ہیں [۶۱]
15	الحجر	73	پھر آ پکڑا انکو چنگھاڑ نے سورج نکلتے وقت (ہی) [۶۲]
15	الحجر	74	پھر کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر تلے اور برسائے ان پر پتھر کھنگر (کنکر) کے [۶۳]
15	الحجر	75	بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو [۶۴]
15	الحجر	76	اور وہ بستی واقع ہےسیدھی راہ پر [۶۵]
15	الحجر	77	البتہ اس میں نشانی ہے ایمان والوں کو (یقین کرنے والوں کو) [۶۶]
15	الحجر	78	اور تحقیق تھے بن کے رہنے والے گنہگار [۶۷]
15	الحجر	79	سو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور یہ دونوں بستیاں واقع ہیں کھلے راستہ پر [۶۸]
15	الحجر	80	اور بیشک جھٹلایا حجر والوں نے (حجر کے رہنے والوں نے) رسولوں کو [۶۹]
15	الحجر	81	اور دیں ہم نے انکو اپنی نشانیاں سو رہے ان سے منہ پھیرتے (ان کو ٹالتے) [۷۰]
15	الحجر	82	اور تھے کہ تراشتے تھے پہاڑوں کے گھر اطمینان کے ساتھ [۷۱]
15	الحجر	83	پھر پکڑا انکو چنگھاڑ نے صبح ہونے (ہوتے) کے وقت
15	الحجر	84	پھر کام نہ آیا انکے جو کچھ کمایا تھا [۷۲]
15	الحجر	85	اور ہم نے بنائے نہیں آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے بغیر حکمت (تدبیر) اور قیامت بیشک آنے والی ہے سو کنارہ کر اچھی طرح کنارہ [۷۳]
15	الحجر	86	تیرا رب جو ہے وہی ہے پیدا کرنے والا خبردار [۷۴]
15	الحجر	87	اور ہم نے دی ہیں تجھ کو سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجہ کا [۷۵]

مت ڈال اپنی آنکھیں ان چیزوں پر جو برتنے کو دیں ہم نے ان میں سے کئ طرح کے لوگوں کو [۷۶] اور نہ غم کھا ان پر اور جھکا اپنے بازو ایمان والوں کے واسطے [۷۷]	88	الحجر	15
اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر [۷۸]	89	الحجر	15
جیسا ہم نے بھیجا ہے ان بانٹنے والوں پر	90	الحجر	15
جنہوں نے کیا ہے قرآن کو بوٹیاں [۷۹]	91	الحجر	15
سو قسم ہے تیرے رب کی ہم کو پوچھنا ہے ان سب سے	92	الحجر	15
جو کچھ وہ کرتے تھے [۸۰]	93	الحجر	15
سو سنا دے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا اور پروا نہ کر مشرکوں کی [۸۱]	94	الحجر	15
ہم بس (کافی) ہیں تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والوں کو [۸۲]	95	الحجر	15
جو کہ ٹھہراتے ہیں اللہ کے ساتھ دوسرے کی بندگی سو عنقریب معلوم کر لیں گے [۸۳]	96	الحجر	15
اور ہم جانتے ہیں کہ تیرا جی رکتا ہے انکی باتوں سے	97	الحجر	15
سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور ہو سجدہ کرنے والوں سے [۸۴]	98	الحجر	15
اور بندگی کئے جا اپنے رب کی جب تک آئے تیرے پاس یقینی بات [۸۵]	99	الحجر	15
آ پہنچا حکم اللہ کا سو اس کی جلدی مت کرو [۱] وہ پاک ہے اور برتر ہے انکے شریک بتلانے سے [۲]	1	النحل	16
اتارتا ہے فرشتوں کو [۳] بھید دے کر [۴] اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں [۵] کہ خبردار کر دو کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو [۶]	2	النحل	16

16	النحل	3	بنائے آسمان اور زمین ٹھیک ٹھیک وہ برتر ہے انکے شریک بتلانے سے [۷]
16	النحل	4	بنایا آدمی کو ایک بوند سے پھر جبھی ہو گیا جھگڑا کرنے والا بولنے والا [۸]
16	النحل	5	اور چوپائے بنا دیے تمہارے واسطے ان میں جڑا دل ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو کھاتے ہو [۹]
16	النحل	6	اور تم کو ان سے عزت ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لے جاتے ہو [۱۰]
16	النحل	7	اور اٹھا لے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بیشک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے [۱۱]
16	النحل	8	اور گھوڑے پیدا کئے اور خچریں اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے [۱۲] اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے [۱۳]
16	النحل	9	اور اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ اور بعضی راہ کج بھی ہے [۱۴] اور اگر وہ چاہے تو سیدھی راہ دے تم سب کو [۱۵]
16	النحل	10	وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے تمہارے لئے پانی اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں چراتے ہو [۱۶]
16	النحل	11	اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کو جو غور کرتے ہیں [۱۷]
16	النحل	12	اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن اور سورج اور چاند کو اور ستارے کام میں لگے ہیں اسکے حکم سے [۱۸] اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سمجھ رکھتے ہیں
16	النحل	13	اور جو چیزیں پھیلائیں تمہارے واسطے زمین میں رنگ برنگ کی [۱۹] اس میں نشانی ہے ان لوگوں کو جو سوچتے ہیں
16	النحل	14	اور وہی ہے جس نے کام میں لگا دیا دریا کو کہ کھاؤ اس میں سے گوشت تازہ اور نکالو اس میں سے گہنا جو پہنتے ہو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو چلتی ہیں پانی پھاڑ کر اسمیں (دریا میں) [۲۰] اور اس واسطے کہ تلاش کرو اسکے فضل سے اور تاکہ احسان مانو [۲۱]
16	النحل	15	اور رکھ دیے زمین پر بوجھ (پہاڑ) کہ کبھی جھک پڑے تم کو لے کر [۲۲] اور بنائیں ندیاں [۲۳] اور راستے تا کہ تم راہ پاؤ [۲۴]

16	النحل	16	اور بنائیں (رکھیں) علامتیں [۲۵] اور ستاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں [۲۶]
16	النحل	17	بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تم سوچتے نہیں [۲۷]
16	النحل	18	اور اگر شمار (گنو) کرو اللہ کی نعمتوں کو نہ پورا کر سکو گے ان کو [۲۸] بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۲۹]
16	النحل	19	اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو [۳۰]
16	النحل	20	اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں [۳۱]
16	النحل	21	مردے ہیں جن میں جان نہیں [۳۲] اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے [۳۳]
16	النحل	22	معبود تمہارا معبود ہے اکیلا سو جن کو یقین نہیں آخرت کی زندگی کا ان کے دل نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں [۳۴]
16	النحل	23	ٹھیک بات ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر (جتلاتے ہیں) کرتے ہیں بیشک وہ نہیں پسند کرتا غرور کرنے والوں کو [۳۵]
16	النحل	24	اور جب کہے ان سےکہ کیا اتارا ہے تمہارے رب نے تو کہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی [۳۶]
16	النحل	25	تاکہ اٹھائیں بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو بہکاتے ہیں بلا تحقیق سنتا ہے برا بوجھ ہے جو اٹھاتے ہیں [۳۷]
16	النحل	26	البتہ دغابازی کر چکے ہیں جو تھے ان سے پہلے (ان سے اگلے) پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پرعذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی [۳۸]
16	النحل	27	پھر قیامت کے دن رسوا کرے گا ان کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو بڑی ضد تھی [۳۹] بولیں گے جن کو دی گئ تھی خبر بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی منکروں پر ہے [۴۰]
16	النحل	28	جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں [۴۱] تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو کرتے نہ تھے کچھ برائی [۴۲] کیوں نہیں اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے [۴۳]

16	النحل	29	سو داخل ہو دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اسی میں سو کیا برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا
16	النحل	30	اور کہا پرہیزگاروں کو کیا اتارا تمہارے رب نے بولے نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس دنیا میں انکو بھلائی ہے[۴۴] اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا خوب گھر ہے پرہیزگاروں کا [۴۵]
16	النحل	31	باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ان کے واسطے وہاں ہے جو چاہیں [۴۶] ایسا بدلہ دے گا اللہ پرہیزگاروں کو [۴۷]
16	النحل	32	جن کی جان قبض کرتے ہیں فرشتے اور وہ ستھری ہیں [۴۸] کہتے ہیں فرشتے سلامتی تم پر جاؤ بہشت میں [۴۹] بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے [۵۰]
16	النحل	33	کیا کافر اب اس کے منتظر ہیں کہ آئیں ان پر فرشتے یا پہنچے حکم تیرے رب کا [۵۱] اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا ان پر لیکن وہ خود اپنا برا کرتے رہے
16	النحل	34	پھر پڑے ان کے سر ان کے برے کام اور الٹ پڑا ان پر جو ٹھٹھا کرتے تھے [۵۲]
16	النحل	35	اور بولے شرک کرنے والے اگر چاہتا اللہ نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم بدون اسکے حکم کے کسی چیز کو [۵۳] اسی طرح کیا ان سے اگلوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا صاف صاف [۵۴]
16	النحل	36	اور ہم نے اٹھائے ہیں (بھیجے ہیں) ہر امت میں رسول [۵۵] کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑونگے سے (جھوٹے معبودوں سے) [۵۶] پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی (راہ سمجھائی) اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی گمراہی سو سفر کرو (چلو پھرو زمین میں) ملکوں میں پھر دیکھو کیا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا
16	النحل	37	اگر تو طمع کرے انکو راہ پر لانے کی تو اللہ راہ نہیں دیتا جن کو بچلاتا ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار [۵۷]
16	النحل	38	اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی مر جائے [۵۸] کیوں نہیں (بیشک اٹھائے گا) وعدہ ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے [۵۹]

16	النحل	39	اٹھائے گا تاکہ ظاہر کر دے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں اور تاکہ معلوم کر لیں کافر کہ وہ جھوٹے تھے [۶۰]
16	النحل	40	ہمارا کہنا کسی چیز کو جب ہم اس کو کرنا چاہیں یہی ہے کہ کہیں اس کو ہو جا تو وہ ہو جائے [۶۱]
16	النحل	41	اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا البتہ انکو ہم ٹھکانا دیں گے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا [۶۲]
16	النحل	42	جو ثابت قدم رہے اور اپنے رب پر بھروسہ کیا [۶۳]
16	النحل	43	اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم انکی طرف سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں [۶۴]
16	النحل	44	بھیجا تھا انکو نشانیاں دے کر اور ورقے (اوراق) [۶۵] اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یاداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری انکے واسطے [۶۶] تاکہ وہ غور (دھیان) کریں [۶۷]
16	النحل	45	سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو برے فریب (داؤ) کرتے ہیں اس سے کہ دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آ پہنچے ان پر عذاب جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں [۶۸]
16	النحل	46	یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے سو وہ نہیں ہیں عاجز کرنے والے [۶۹]
16	النحل	47	یا پکڑ لے ان کو ڈرانے کے بعد (ڈرا کر) [۷۰] سو تمہارا رب بڑا نرم ہے مہربان [۷۱]
16	النحل	48	کیا نہیں دیکھتے وہ جو کہ اللہ نے پیدا کی ہے کوئی چیز کہ ڈھلتے ہیں سایے ان کے داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں [۷۲]
16	النحل	49	اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے [۷۳]
16	النحل	50	ڈر رکھتے ہیں اپنے رب کا اپنے اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں [۷۴]
16	النحل	51	اور کہا ہے اللہ نے مت پکڑو معبود دو وہ معبود ایک ہی ہے سو مجھ سے ڈرو [۷۵]
16	النحل	52	اور اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی عبادت ہے (اسی کا انصاف) ہمیشہ [۷۶] سو کیا سوائے اللہ کے کسی سے ڈرتے ہو (خطرہ رکھتے ہو)

16	النحل	53	اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت سو اللہ کی طرف سے پھر جب پہنچتی ہے تم کو سختی تو اسی کی طرف چلاتے ہو (اسی سے فریاد کرتے ہو) [۷۷]
16	النحل	54	پھر جب کھول دیتا ہے سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ لگتا ہے شریک بتانے
16	النحل	55	تاکہ منکر ہو جائیں اس چیز سے جو کہ ہم نے انکو دی ہے سو مزے اڑا لو آخر معلوم کر لو گے [۷۸]
16	النحل	56	اور ٹھہراتے ہیں ان کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے (جن کو خبر نہیں) ایک حصہ ہماری دی ہوئی روزی میں سے [۷۹] قسم اللہ کی تم سے پوچھنا ہے جو تم بہتان باندھتے ہو [۸۰]
16	النحل	57	اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے لئے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے (لائق نہیں) [۸۱] اور اپنے لئے جو دل چاہتا ہے [۸۲]
16	النحل	58	اور جب خوشخبری ملے ان میں کسی کو بیٹی کی سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے [۸۳]
16	النحل	59	چھپتا پھرے لوگوں سے مارےبرائی اس خوشخبری کے جو سنی [۸۴] اس کو رہنے دے ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں [۸۵] سنتا ہے برا فیصلہ کرتے ہیں [۸۶]
16	النحل	60	جو نہیں مانتے آخرت کو ان کی بری مثال ہے اور اللہ کی مثال (شان) سب سے اوپر [۸۷] اور وہی ہے زبردست حکمت والا [۸۸]
16	النحل	61	اور اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر ایک چلنے والا لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت موعود تک پھر جب آ پہنچے گا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے
16	النحل	62	اور کرتے ہیں (ٹھہراتے ہیں) اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے [۹۰] اور بیان کرتی ہیں زبانیں انکی جھوٹ کہ انکے واسطے خوبی ہے [۹۱] آپ ثابت ہے (محقق ہو گیا)کہ انکے واسطے آگ ہے اور وہ بڑھائے جارہے ہیں [۹۲]
16	النحل	63	قسم اللہ کی ہم نے رسول بھیجے مختلف فرقوں میں تجھ سے پہلے پھر اچھے کر کے دکھلائے انکو شیطان نے ان کے کام سو وہی رفیق ان کا ہے آج اور ان کے واسطے عذاب دردناک ہے [۹۳]

16	النحل	64	اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں [۹۴] اور سیدھی راہ سجھانے کو اور واسطے بخشش ایمان لانے والوں کے (رحمت ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے) [۹۵]
16	النحل	65	اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے [۹۶]اس میں نشانی ہے ان لوگوں کو جو سنتے ہیں [۹۷]
16	النحل	66	اور تمہارے واسطے چوپاؤں میں سوچنے کی جگہ ہے پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سےگوبر اور لہو کے بیچ میں سے (درمیان سے) دودھ ستھرا [۹۸] خوشگوار پینے والوں کے لئے [۹۹]
16	النحل	67	اور میووں سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو اس سے نشہ اور روزی خاصی [۱۰۰] اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے واسطے جو سمجھتے ہیں (سوچتے ہیں) [۱۰۱]
16	النحل	68	اور حکم دیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنا لے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں [۱۰۲]
16	النحل	69	پھر کھا ہر طرح کے میووں سے [۱۰۳] پھر چل راہوں میں (راستوں میں) اپنے رب کی صاف پڑے ہیں [۱۰۴] نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جسکے مختلف رنگ ہیں [۱۰۵] اس میں مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے [۱۰۶] اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو دھیان کرتے ہیں [۱۰۷]
16	النحل	70	اور اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو موت دیتا ہے اور کوئی تم میں سے پہنچ جاتا ہے نکمی عمر کو کہ سمجھنے کے پیچھے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا [۱۰۸]
16	النحل	71	اور اللہ نے بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر روزی میں سو جن کو بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے اپنی روزی ان کو جن کے مالک ان کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی نعمت کے منکر ہیں [۱۰۹]
16	النحل	72	اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے تمہای ہی قسم سے عورتیں [۱۱۰] اور دیے تم کو تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے [۱۱۱] اور کھانے کو دیں تمکو ستھری چیزیں [۱۱۲] سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو نہیں مانتے [۱۱۳]

16	النحل	73	اور پوجتے ہیں اللہ کے سوائے ایسوں کو جو مختار نہیں انکی روزی کے آسمان اور زمین میں سے کچھ بھی [۱۱۴] اور نہ قدرت رکھتے ہیں [۱۱۵]
16	النحل	74	سو مت چسپاں کرو (بٹھلاؤ) اللہ پر مثالیں [۱۱۶] بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے [۱۱۷]
16	النحل	75	اللہ نے بتلائی ایک مثال ایک بندہ (غلام) پرایا مال نہیں قدرت رکھتا کسی چیز پر اور ایک جسکو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو کہیں برابر
16	النحل	76	اور بتائی اللہ نے ایک دوسری مثال دو مرد ہیں ایک گونگا [۱۱۹] کچھ کام نہیں کر سکتا [۱۲۰] اور وہ بھاری ہے اپنے صاحب (مالک) پر جس طرف اسکو بھیجے نہ کر کے لائے کچھ بھلائی [۱۲۱] کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو حکم کرتا ہے انصاف سے اور ہے سیدھی راہ پر [۱۲۲]
16	النحل	77	اور اللہ ہے کہ پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے [۱۲۳] اور قیامت کا کام تو ایسا ہے جسیے لپک نگاہ کی یا اس سے بھی قریب [۱۲۴] اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے [۱۲۵]
16	النحل	78	اور اللہ نے تم کو نکالا تمہاری ماں کے پیٹ سے نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو اور دیئے تم کو کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم احسان مانو [۱۲۶]
16	النحل	79	کیا نہیں دیکھے اڑتے جانور حکم کے باندھے ہوئے آسمان کی ہوا میں کوئی نہیں تھام رہا ان کو سوائے اللہ کے [۱۲۷] اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں [۱۲۸]
16	النحل	80	اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے گھر بسنے کی جگہ [۱۲۹] اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی کھال سے ڈیرے جو ہلکے رہتے ہیں تم پر جس دن سفر میں ہو اور جس دن گھر میں [۱۳۰] اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں

کی ببریوں سے [۱۳۱] اور بکریوں کے بالوں سے کتنے اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقرر تک [۱۳۲]

16	النحل	81	اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے [۱۳۳] اور بنا دیں تمہارےواسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں [۱۳۴] اور بنا دیے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی میں [۱۳۵] اور کرتے جو بچاؤ ہیں لڑائی میں [۱۳۶] اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر تاکہ تم حکم مانو [۱۳۷]
16	النحل	82	پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو یہی ہے کھول کر سنا دینا [۱۳۸]
16	النحل	83	پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں [۱۳۹]
16	النحل	84	اور جس دن کھڑا کریں ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا پھر حکم (اجازت) نہ ملے منکروں کو اور نہ ان سے توبہ لی جائے [۱۴۰]
16	النحل	85	اور جب دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھر ہلکا نہ ہو گا ان سے اور نہ ان کو ڈھیل ملے [۱۴۱]
16	النحل	86	اور جب دیکھیں مشرک اپنے شریکوں کو بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم پکارتے تھے تیرے سوائے [۱۴۲] تب وہ ان پر ڈالیں گے بات کہ تم جھوٹے ہو [۱۴۳]
16	النحل	87	اور آ پڑیں اللہ کے آگے اس دن عاجز ہو کر اور بھول جائیں (جائے گی ان سے) جو جھوٹ باندھتے تھے [۱۴۴]
16	النحل	88	جو لوگ منکر ہوئے ہیں اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے انکو ہم بڑھا دیں گے عذاب پر عذاب بدلہ اس کا جو شرارت کرتے تھے [۱۴۵]
16	النحل	89	اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا ان پر انہی میں کا اور تجھ کو لائیں بتلانے کو ان لوگوں پر [۱۴۶] اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب کھلا بیان ہر چیز کا [۱۴۷] اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے [۱۴۸]

16	النحل	90	اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کے (کو) دینے کا [۱۴۹] اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے [۱۵۰] تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو [۱۵۱]
16	النحل	91	اور پورا کرو عہد اللہ کا جب آپس میں عہد کرو اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور تم نے کیا ہے اللہ کو اپنا ضامن اللہ جانتا ہے جو تم کرتےہو [۱۵۲]
16	النحل	92	اور مت رہو جیسے وہ عورت کہ توڑا اس نے اپنا سوت کاتا ہوا محنت (مضبوط کرنے) کے بعد ٹکڑے ٹکڑے [۱۵۳] کہ ٹھہراؤ اپنی قسموں کو دخل دینے کا بہانہ ایک دوسرے میں (آپس میں) اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہوا دوسرے سے [۱۵۴] یہ تو اللہ پر کھتا ہے تمکو اس سے [۱۵۵] اور آئندہ کھول دے گا اللہ تم کو قیامت کے دن جس بات میں تم جھگڑ رہے تھے [۱۵۶]
16	النحل	93	اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی فرقہ کر دیتا ہے لیکن راہ بھلاتا ہے جس کو چاہے اور سمجھاتا ہے جس کو چاہے [۱۵۷] اور تم سے پوچھ ہو گی جو کام تم کرتے تھے [۱۵۸]
16	النحل	94	اور نہ ٹھہراؤ اپنی قسموں کو دھوکا [فریب] آپس میں کہ ڈگ نہ جائے کسی کا پاؤں جمنے کے پیچھے اور تم چکھو سزا اس بات پر کہ تم نے روکا اللہ کی راہ سے اور تم کو بڑا عذاب ہو [۱۵۹]
16	النحل	95	اور نہ لو اللہ کے عہد پر مول (مال) تھوڑا سا بیشک جو اللہ کے یہاں ہے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانتے ہو [۱۶۰]
16	النحل	96	جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہو گا (سو رہنے والا ہے) [۱۶۱] اور ہم بدلے میں دیں گے صبر کرنے والوں کو ان کا حق اچھے کاموں پر جو کرتے تھے [۱۶۲]
16	النحل	97	جس نے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت ہو اور وہ ایمان پر ہے تو اس کو ہم زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی [۱۶۳] اور بدلے میں دیں گے ان کو حق ان کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے
16	النحل	98	سو جب تو پڑھنے لگے قرآن تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے [۱۶۴]
16	النحل	99	اس کا زور نہیں چلتا ان پر جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں [۱۶۵]

16	النحل	100	اس کا زور تو انہی پر ہے جو اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اسکو شریک مانتے ہیں [۱۶۶]
16	النحل	101	اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو کہتے ہیں تو تو بنا لاتا ہے یہ بات نہیں پر اکثروں کو ان میں خبر نہیں [۱۶۷]
16	النحل	102	تو کہہ اس کو اتارا ہے پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے بلاشبہ [۱۶۸] تاکہ ثابت کرے ایمان والوں کو اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے واسطے [۱۶۹]
16	النحل	103	اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں اس کو تو سکھلاتا ہے ایک آدمی [۱۷۰] جس کی طرف تعریض کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجمی اور یہ قرآن زبان عربی ہے صاف [۱۷۱]
16	النحل	104	وہ لوگ جن کو اللہ کی باتوں پر یقین نہیں ان کو اللہ راہ نہیں دیتا اور ان کےلئے عذاب دردناک ہے [۱۷۲]
16	النحل	105	جھوٹ تو وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور وہی لوگ جھوٹے ہیں [۱۷۳]
16	النحل	106	جو کوئی منکر ہوا اللہ سے یقین لانے کے پیچھے مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئ اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر [۱۷۴] و لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو ان پر غضب ہے اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب
16	النحل	107	یہ اس واسطے کہ انہوں نے عزیز رکھا دنیا کی زندگی کو آخرت سے اور اللہ راستہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو [۱۷۵]
16	النحل	108	یہ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے ان کے دل پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اور یہی ہیں بے ہوش [۱۷۶]
16	النحل	109	خود ظاہر ہے کہ آخرت میں یہی لوگ خراب ہیں [۱۷۷]
16	النحل	110	پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر کہ انہوں نے وطن چھوڑا ہے بعد اس کے مصیبت (بچلائے گئے) اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے [۱۷۸]
16	النحل	111	جس دن آئے گا ہر جی جواب سوال کرتا اپنی طرف سے [۱۷۹] اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہو گا [۱۸۰]
16	النحل	112	اور بتلائی اللہ نے ایک مثال (مثل) ایک بستی تھی چین امن سے [۱۸۱] چلی آتی تھی اسکو روزی فراغت کی ہر جگہ سے [۱۸۲] پھر ناشکری کی اللہ کے احسانوں کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے [۱۸۳]

16	النحل	113	اور ان کے پاس پہنچ چکا رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا پھر آ پکڑا انکو عذاب نے اور وہ گنہگار تھے [۱۸۴]
16	النحل	114	سو کھاؤ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو [۱۸۵]
16	النحل	115	اللہ نے تو یہی حرام کیا ہےتم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی ناچار ہو جائے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۸۶]
16	النحل	116	اور مت کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بنا لینے سے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر بہتان باندھو [۱۸۷] بیشک جو بہتان باندھتے ہیں اللہ پر ان کا بھلا نہ ہو گا
16	النحل	117	تھوڑا سا فائدہ اٹھا لیں اور ان کےواسطے عذاب دردناک ہے [۱۸۸]
16	النحل	118	اور جو لوگ یہودی ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا جو تجھ کو پہلے سنا چکے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا پر وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے [۱۸۹]
16	النحل	119	پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر جنہوں نے برائی کی نادانی سے [۱۹۰] پھر توبہ کی اس کے پیچھے اور سنوارا اپنے کام کو سو تیرا رب ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے [۱۹۱]
16	النحل	120	اصل میں تو ابراہیم تھا راہ ڈالنے والا فرمانبردار اللہ کا سب سے ایک طرف ہو کر اور نہ تھا شرک والوں میں [۱۹۲]
16	النحل	121	حق ماننے والا اس کے احسانوں کا [۱۹۳] اس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر [۱۹۴]
16	النحل	122	اور دی ہم نے دنیا میں اس کو خوبی [۱۹۵] اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے [۱۹۶]
16	النحل	123	پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا وہ شرک والوں میں [۱۹۷]
16	النحل	124	ہفتہ کا دن جو مقرر کیا سو انہی پر جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور تیرا رب حکم کرے گا ان میں قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے [۱۹۸]
16	النحل	125	بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے انکو جس طرح بہتر ہو [۱۹۹] تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کو جو بھول گیا اس کی راہ اور وہی بہتر جانتا ہے انکو جو راہ پر ہیں [۲۰۰]
16	النحل	126	اور اگر بدلہ لو تو بدلہ لو اسی قدر جس قدر کو تم کو تکلیف پہنچائی جائے (پہنچے) اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کو [۲۰۱]

16	النحل	127	اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے اللہ ہی کی مدد سے اور ان پر غم نہ کھا اور تنگ مت ہو ان کے فریب سے [۲۰۲]
16	النحل	128	اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں [۲۰۳]
17	الاسراء	1	پاک ذات ہے [۱] جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک [۲] جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اُسکو کچھ اپنی قدرت کے نمونے [۳] وہی ہے سننے والا دیکھنے والا [۴]
17	الاسراء	2	اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے [۵] کہ نہ ٹھہراؤ میرےسوا کسی کو کارساز [۶]
17	الاسراء	3	تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو چڑھایا ہم نے نوح کےساتھ بیشک وہ تھا بندہ حق ماننے والا [۷]
17	الاسراء	4	اور صاف کہہ سنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دو بار اور سرکشی کرو گے بڑی سرکشی [۸]
17	الاسراء	5	پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر اپنے بندے [۹] سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا [۱۰]
17	الاسراء	6	پھر ہم نے پھیر دی تمہاری باری [۱۱] ان پر اور قوت دی تم کو مال سے اور بیٹوں سے اور اس سے زیادہ کر دیا تمہارا لشکر
17	الاسراء	7	اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا اور اگر برائی کی تو اپنے لئے [۱۲] پھر جب پہنچا وعدہ دوسرا بھیجے اور بندے کہ اداس کر دیں تمہارے منہ اور گھس جائیں مسجد میں جیسےگھس گئے تھے پہلی بار اور خراب کر دیں جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی [۱۳]
17	الاسراء	8	بعید نہیں تمہارے رب سے کہ رحم کرے تم پر اور اگر پھر وہی کرو گے تو ہم پھر وہی کریں گے اور کیا ہے ہم نے دوزخ کو کافروں کا قید خانہ [۱۴]
17	الاسراء	9	یہ قرآن بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے کہ ان کے لئے ہے ثواب بڑا [۱۵]
17	الاسراء	10	اور یہ کہ جو نہیں مانتے آخرت کو ان کے لئے تیار کیا ہے ہم نے عذاب دردناک

17	الاسراء	11	اور مانگتا ہے آدمی برائی جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان جلد باز [۱۶]
17	الاسراء	12	اور ہم نے بنائے رات اور دن دو نمونے [۱۷] پھر مٹا دیا رات کا نمونہ [۱۸] اور بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو تاکہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا [۱۹] اور تاکہ معلوم کرو گنتی برسوں کی اور حساب [۲۰] اور سب چیز سنائی ہم نے کھول کر [۲۱]
17	الاسراء	13	اور جو آدمی ہے لگا دی ہے ہم نے اس کی بری قسمت اس کی گردن سے اور نکال دکھائیں گے اس کو قیامت کے دن ایک کتاب کہ دیکھے گا اسکو کھلی ہوئی [۲۲]
17	الاسراء	14	پڑھ لے کتاب اپنی (لکھا اپنا) تو ہی بس (کافی) ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا [۲۳]
17	الاسراء	15	جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی برے کو اور کسی پر نہیں پڑتا بوجه دوسرے کا [۲۴] اور ہم نہیں ڈالتے بلا جب تک نہ بھیجیں کوئی رسول [۲۵]
17	الاسراء	16	اور جب ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیج دیا اس کےعیش کرنے والوں کو پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہو گئ ان پر بات پھر اکھاڑ مارا ہم نے انکو اٹھا کر [۲۶]
17	الاسراء	17	اور بہت غارت کر دیئے ہم نے قرن نوح کے پیچھے [۲۷] اور کافی ہےتیرا رب اپنے بندوں کے گناہ جاننے والا دیکھنے والا [۲۸]
17	الاسراء	18	جو کوئی چاہتا ہو پہلا گھر جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر ٹھہرایا ہم نے اس کے واسطے دوزخ داخل ہو گا ا سمیں اپنی برائی سنکر دھکیلا جا کر [۱۹]
17	الاسراء	19	اور جس نے چاہا پچھلا گھر اور دوڑ کی اس کے واسطے جو اس کی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے سو ایسوں کی دوڑ ٹھکانے لگی ہے [۳۰]
17	الاسراء	20	ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اِنکو اور اُن کو تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں روک لی [۳۱]
17	الاسراء	21	دیکه کیا بڑھا دیا ہم نے ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں اور بڑی فضیلت [۳۲]
17	الاسراء	22	مت ٹھہرا اللہ کے ساته دوسرا حاکم پھر بیٹه رہے گا تو الزام کھا کر بےکس ہو کر [۳۳]

17	الاسراء	23	اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو [۳۴] اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے بات ادب کی [۳۵]
17	الاسراء	24	اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر نیازمندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا [۳۶]
17	الاسراء	25	تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشتا ہے [۳۷]
17	الاسراء	26	اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اڑا بیجا (فضول) [۳۸]
17	الاسراء	27	بےشک اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر [۳۹]
17	الاسراء	28	اور اگر کبھی تغافل کرے تو ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے جسکی تجھ کو توقع ہے تو کہہ دے انکو بات نرمی کی [۴۰]
17	الاسراء	29	اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا ہوا [۴۱]
17	الاسراء	30	تیرا رب کھول دیتا ہے روزی جسکے واسطے چاہے اور تنگ بھی وہی کرتا ہے [۴۲] وہی ہے اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا [۴۳]
17	الاسراء	31	اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے ہم روزی دیتےہیں انکو اور تم کو [۴۴] بیشک اُن کا مارنا بڑی خطاء ہے [۴۵]
17	الاسراء	32	اور پاس نہ جاؤ زنا کے [۴۶] وہ ہے بے حیائی اور بری راہ ہے [۴۷]
17	الاسراء	33	اور نہ مارو اس جان کو جس کو منع کر دیا اللہ نے مگر حق پر [۴۸] اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہم نے اسکے وارث کو زور سو حد سے نہ نکل جائے قتل کرنے میں [۴۹] اسکو مدد ملتی ہے [۵۰]
17	الاسراء	34	اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جس طرح کہ بہتر ہو جب تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو [۵۱] اور پورا کرو عہد کو بیشک عہد کی پوچھ ہو گی [۵۲]

اور پورا بھر دو ماپ جب ماپ کر دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے [۵۳] یہ بہتر ہے اور اچھا ہے اس کا انجام [۵۴]	35	الاسراء	17
اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی اس سے پوچھ ہو گی [۵۵]	36	الاسراء	17
اور مت چل زمین پر اتراتا ہوا تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر [۵۶]	37	الاسراء	17
یہ جتنی باتیں ہیں ان سب میں بری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری [۵۷]	38	الاسراء	17
یہ ہے ان باتوں میں سے جو وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کاموں سے [۵۸] اور نہ ٹھہرا اللہ کے سوائے کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر دھکیلا جا کر [۵۹]	39	الاسراء	17
کیا تم کو چن کر دیدئے تمہارے رب نے بیٹے اور اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو بیٹیاں تم کہتے ہو بھاری بات [۶۰]	40	الاسراء	17
اور پھیر پھیر کر سمجھایا ہم نے اس قرآن میں تاکہ وہ سوچیں اور ان کو زیاد ہوتا ہے وہی بدکنا [۶۱]	41	الاسراء	17
کہہ اگر ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتلاتے ہیں [۶۲] تو نکالتے صاحب عرش کی طرف راہ [۶۳]	42	الاسراء	17
وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی باتوں سے بے نہایت	43	الاسراء	17
اس کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑھتی خوبیاں اس کی لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا [۶۴] بیشک وہ ہے تحمل والا بخشنے والا [۶۵]	44	الاسراء	17
اور جب تو پڑھتا ہے قرآن کر دیتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور ان لوگوں کے جو نہیں مانتے آخرت کو ایک پردہ چھپا ہوا [۶۶]	45	الاسراء	17
اور ہم رکھتے ہیں ان کے دلوں پر پردہ کہ اس کو نہ سمجھیں [۶۷] اور ان کے کانوں میں بوجھ [۶۸] اور جب ذکر کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھاگتے ہیں اپنی پیٹھ پر بدک کر [۶۹]	46	الاسراء	17

17	الاسراء	47 ہم خوب جانتے ہیں جس واسطے وہ سنتے ہیں [۷۰] جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں جب کہ کہتے ہیں یہ بے انصاف جس کے کہنے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد جادو کا مارا [۷۱]
17	الاسراء	48 دیکھ لے کیسے جماتے ہیں تجھ پر مثلیں اور بہکتے پھرتے ہیں سو راہ نہیں پا سکتے [۷۲]
17	الاسراء	49 اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں ہڈیاں اور چورا چورا پھر اٹھیں گے نئے بن کر [۷۳]
17	الاسراء	50 تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا
17	الاسراء	51 یا کوئی خلقت جس کو مشکل سمجھو اپنے جی میں [۷۴] پھر اب کہیں گے کون لوٹا کر لائے گا ہم کو کہہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار [۷۵] پھر اب مٹکائیں گے تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہو گا یہ [۷۶] تو کہہ شاید نزدیک ہی ہو گا [۷۷]
17	الاسراء	52 جس دن تم کو پکارے گا پھر چلے آؤ گے اسکی تعریف کرتے ہوئے [۷۸] اور اٹکل کرو گے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر تھوڑی [۷۹]
17	الاسراء	53 اور کہہ دے میرے بندوں کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو شیطان جھڑپ کرواتا ہے ان میں شیطان ہے انسان کا دشمن صریح [۸۰]
17	الاسراء	54 تمہارا رب خوب جانتا ہے تم کو اگر چاہے تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے [۸۱] اور تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے ان پر ذمہ لینے والا [۸۲]
17	الاسراء	55 اور تیرا رب خوب جانتا ہے انکو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں اور ہم نے افضل کیا ہے بعض پیغمبروں کو بعضوں سے اور دی ہم نے داؤد کو زبور [۸۳]
17	الاسراء	56 کہہ پکارو جن کو تم سمجھتے ہو سوائے اس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے کہ کھول دیں تکلیف کو تم سے اور نہ بدل دیں [۸۴]
17	الاسراء	57 وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ کونسا بندہ بہت نزدیک ہے [۸۵] اور امید رکھتے ہیں اس کی مہربانی کی اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے بیشک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز

ہے [۸۶]

17	الاسراء	58	اور کوئی بستی نہیں جس کو ہم خراب نہ کر دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے اس پر سخت آفت [۸۷] یہ ہے کتاب میں لکھا گیا [۸۸]
17	الاسراء	59	اور ہم نے اس لئے موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے ان کو جھٹلایا [۸۹] اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی ان کے سجھانے کو پھر ظلم کیا اس پر [۹۰] اور نشانیاں جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو [۹۱]
17	الاسراء	60	اور جب کہہ دیا ہم نے تجھ سے کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو [۹۲] اور وہ دکھلاوا جو تجھ کو دکھلایا ہم نے سو جانچنے کو لوگوں کے [۹۳] اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکار ہے قرآن میں [۹۴] اور ہم انکو ڈراتے ہیں تو انکو زیادہ ہوتی ہے بری شرارت [۹۵]
17	الاسراء	61	اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس بولا کیا میں سجدہ کروں ایک شخص کو جس کو تو نے بنایا مٹی کا [۹۶]
17	الاسراء	62	کہنے لگا بھلا دیکھ تو یہ شخص جس کو تو نے مجھ سے بڑھا دیا اگر تو مجھ کو ڈھیل دیوے قیامت کے دن تک تو میں اس کی اولاد کو ڈانٹی دے لوں گا مگر تھوڑے سے [۹۷]
17	الاسراء	63	فرمایا جا پھر جو کوئی تیرے ساتھ ہوا ان میں سے سو دوزخ ہے تم سب کی سزا بدلہ پورا [۹۸]
17	الاسراء	64	اور گھبرا لے ان میں جس کو تو گھبرا سکے اپنی آواز سے [۹۹] اور لے آ ان پر اپنے سوار اور پیادے [۱۰۰] اور ساجھا کر ان سے مال اور اولاد میں [۱۰۱] اور وعدے دے انکو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغابازی [۱۰۲]
17	الاسراء	65	وہ جو میرے بندے ہیں ان پر نہیں تیری حکومت اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے والا [۱۰۳]

17	الاسراء	66	تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے واسطے کشتی دریا میں [۱۰۴] تاکہ تلاش کرو اس کا فضل [۱۰۵] وہی ہے تم پر مہربان
17	الاسراء	67	اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں بھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوائے پھر جب بچا لایا تم کو خشکی میں پھر جاتے ہو اور ہے انسان بڑا نا شکر [۱۰۶]
17	الاسراء	68	سو کیا تم بے ڈر ہو گئے اس سے کہ دھنسا دے تم کو جنگل کے کنارے [۱۰۷] یا بھیج دے تم پر آندھی پتھر برسانے والی پھر نہ پاؤ اپنا کوئی نگہبان
17	الاسراء	69	یا بے ڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھر لیجائے تمکو دریا میں [۱۰۸] دوسری بار پھر بھیجے تم پر ایک سخت جھوکا ہوا کا پھر ڈبا دے تم کو بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم پر اس کا کوئی باز پرس کرنے والا [۱۰۹]
17	الاسراء	70	اور ہم نےعزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر [۱۱۰]
17	الاسراء	71	جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ سو جس کو ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنی ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا لکھا [۱۱۱] اور ظلم نہ ہو گا ان پر ایک تاگے کا [۱۱۲]
17	الاسراء	72	اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ پچھلے جہان میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے [۱۱۳]
17	الاسراء	73	اور وہ لوگ تو چاہتے تھے کہ تجھ کو بچلا دیں اس چیز سے کہ جو وحی بھیجی ہم نے تیری طرف تاکہ جھوٹ بنا لائے تو ہم پر وحی کے سوا اور تب تو بنا لیتے تجھ کو دوست [۱۱۴]
17	الاسراء	74	اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے تجھ کو سنبھالے رکھا تو لگ جاتا جھکنے ان کی طرف تھوڑا سا [۱۱۵]
17	الاسراء	75	تب تو ضرور چکھاتے ہم تجھ کو دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھر نہ پاتا تو اپنے واسطے ہم پر مدد کرنے والا [۱۱۶]
17	الاسراء	76	اور وہ تو چاہتے تھے کہ گھبرا دیں تجھ کو اس زمین سے تاکہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اس وقت نہ ٹھہریں گے وہ بھی تیرے پیچھے مگر تھوڑا [۱۱۷]
17	الاسراء	77	دستور چلا آتا ہے ان رسولوں کا جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اپنے پیغمبر اور نہ پائے گا تو ہمارے دستور میں تفاوت [۱۱۸]
17	الاسراء	78	قائم رکھ نماز کو [۱۱۹] سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک [۱۲۰] اورقرآن پڑھنا فجر کا [۱۲۱] بیشک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے روبرو [۱۲۲]

17	الاسراء	79	اور کچه رات جاگتا رہ قرآن کے ساته یہ زیادتی ہے تیرے لئے [۱۲۳] قریب ہے کہ کهڑا کر دے تجه کو تیرا رب مقام محمود میں [۱۲۴]
17	الاسراء	80	اور کہہ اے رب داخل کر مجه کو سچا داخل کرنا اور نکال مجه کو سچا نکالنا [۱۲۵] اور عطا کر دے مجه کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد [۱۲۶]
17	الاسراء	81	اور کہہ آیا سچ اور نکل بهاگا جهوٹ بیشک جهوٹ ہے نکل بهاگنے والا [۱۲۷]
17	الاسراء	82	اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ دفع ہوں اور رحمت ایمان والوں کے واسطے اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑهتا ہے [۱۲۸]
17	الاسراء	83	اور جب ہم آرام بهیجیں انسان پر تو ٹال جائے اور بچائے اپنا پہلو اور جب پہنچے اس کو برائی تو رہ جائے مایوس ہو کر [۱۲۹]
17	الاسراء	84	تو کہہ ہر ایک کام کرتا ہے اپنے ڈهنگ پر سو تیرا رب خوب جانتا ہے کس نے خوب پالیا راستہ [۱۳۰]
17	الاسراء	85	اور تجه سے پوچهتے ہیں روح کو [۱۳۱] کہدے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم دیا ہے تهوڑا سا [۱۳۲]
17	الاسراء	86	اور اگر ہم چاہیں تو لیجائیں اس چیز کو جو ہم نے تجه کو وحی بهیجی پهر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے لاد ینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار
17	الاسراء	87	مگر مہربانی سے تیرے رب کی اس کی بخشش تجه پر بڑی ہے [۱۳۳]
17	الاسراء	88	کہہ اگر جمع ہوں آدمی اور جن اس پر کہ لائیں ایسا قرآن ہر گز نہ لائیں گے ایسا قرآن اور پڑے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی [۱۳۴]
17	الاسراء	89	اور ہم نے پهیر پهیر کو سمجهائی لوگوں کو اس قرآن میں ہر مثل سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے [۱۳۵]
17	الاسراء	90	اور بولے ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کر دے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ [۱۳۶]
17	الاسراء	91	یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کهجور اور انگور کا پهر بہائے تو اس کے بیچ نہریں چلا کر
17	الاسراء	92	یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے [۱۳۷] یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے [۱۳۸]

17	الاسراء	93	یا ہو جائے تیرے لئے ایک گھر سنہرا [۱۳۹] یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے تیرے چڑھ جانے کو جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھیں [۱۴۰] تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا [۱۴۱]
17	الاسراء	94	اور لوگوں کو روکا نہیں ایمان لانے سے جب پہنچی ان کو ہدایت مگر اسی بات نے کہ کہنے لگے کیا اللہ نے بھیجا آدمی کو پیغام دے کر [۱۴۲]
17	الاسراء	95	کہہ اگر ہوتے زمین میں فرشتے پھرتے بستے تو ہم اتارتے ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر [۱۴۳]
17	الاسراء	96	کہہ اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا میرے اور تمہارے بیچ میں وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا [۱۴۴]
17	الاسراء	97	اور جس کو راہ دکھلائے اللہ وہی ہے راہ پانے والا اور جس کو بھٹکائے پھر تو نہ پائے انکے واسطے کوئی رفیق اللہ کے سوائے [۱۴۵] اور اٹھائیں گے ہم انکو دن قیامت کے چلیں گے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے [۱۴۶] ٹھکانا ان کو دوزخ ہے جب لگے گی بجھنے اور بھڑکا دیں گے ان پر [۱۴۷]
17	الاسراء	98	یہ ان کی سزا ہے اس واسطے کہ منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں چورا چورا کیا ہم کو اٹھائیں گے نئے بنا کر [۱۴۸]
17	الاسراء	99	کیا نہیں دیکھ چکےکہ جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو [۱۴۹] اور مقرر کیا ہے انکے واسطے ایک وقت بے شبہ [۱۵۰] سو نہیں رہا جاتا بے انصافوں کو بن ناشکری کیے [۱۵۱]
17	الاسراء	100	کہہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے تو ضرور بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ہے انسان دل کا تنگ [۱۵۲]
17	الاسراء	101	اور ہم نے دیں موسیٰ کو نو نشانیاں صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے جب آیا وہ انکے پاس [۱۵۳] تو کہا اس کو فرعون نے میری اٹکل میں تو موسیٰ تجھ پر جادو ہوا [۱۵۴]
17	الاسراء	102	بولا تو جان چکا ہے کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور زمین کے مالک نے سجھانے کو اور میری اٹکل میں فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے [۱۵۵]

17	الاسراء	103	پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو چین نہ دے اس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اسکو اور اس کے ساتھ والوں کو سب کو [۱۵۶]
17	الاسراء	104	اور کہا ہم نے اس کے پیچھے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم زمین میں پھر جب آئے گا وعدہ آخرت کالے آئیں گے ہم تم کو سمیٹ کر [۱۵۷]
17	الاسراء	105	اور سچ کے ساتھ اتارا ہم نے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اترا [۱۵۸] اور تجھ کو جو بھیجا ہم نے سو خوشی اور ڈر سنانے کو [۱۵۹]
17	الاسراء	106	اور پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم نےقرآن کو جدا جدا کر کے کہ پڑھے تو اسکو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور اس کو ہم نے اتارتے اتارتے اتارا [۱۶۰]
17	الاسراء	107	کہہ کہ تم اس کو مانو یا نہ مانو جن کو علم ملا ہے اس کے پہلے سے جب ان کے پاس اس کو پڑھیں گرتے ہیں تھوڑیوں پر سجدہ میں
17	الاسراء	108	اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب بیشک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا [۱۶۱]
17	الاسراء	109	اور گرتے ہیں تھوڑیوں پر روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی [۱۶۲]
17	الاسراء	110	کہہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کر پکارو گے سو اسی کے ہیں سب نام خاصے [۱۶۳] اور پکار کر مت پڑھ اپنی نماز اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ [۱۶۴]
17	الاسراء	111	اور کہہ سب تعریفیں اللہ کو جونہیں رکھتا اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں اور نہ کوئی اس کا مددگار ذلت کے وقت پر اور اس کی برائی کر بڑا جان کر [۱۶۵]
18	الکہف	1	سب تعریف اللہ کو جس نے اتاری اپنے بندہ پر کتاب اور نہ رکھی اس میں کچھ کجی [۱]
18	الکہف	2	ٹھیک اتاری تاکہ ڈر سنا دےایک سخت آفت کا اللہ کی طرف سے [۲] اور خوشخبری دے ایمان لانے والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے
18	الکہف	3	جس میں رہا کریں ہمیشہ [۳]
18	الکہف	4	اور ڈر سنا دے انکو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد [۴]
18	الکہف	5	کچھ خبر نہیں ان کو اس بات کی اور نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی بات نکلتی ہے ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں [۵]
18	الکہف	6	سو کہیں تو گھونٹ ڈالے گا اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ نہ مانیں گے اس بات کو پچتا پچتا کر [۶]
18	الکہف	7	ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اس کی رونق تاکہ جانچیں لوگوں کو کون ان میں اچھا کرتا ہے کام [۷]

18	الکہف	8	اور ہم کو کرنا ہے جو کچه اس پر ہے میدان چھانٹ کر [۸]
18	الکہف	9	کیا تو خیال کرتا ہے کہ غار اور کھوہ کے رہنے والے ہماری قدرتوں میں عجب اچنبھا تھے [۹]
18	الکہف	10	جب جا بیٹھے وہ جوان پہاڑ کی کھو میں پھر بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے بخشش اور پوری کر دے ہمارے کام کی درستی
18	الکہف	11	پھر تھپک دئے ہم نے ان کے کان اس کھوہ میں چند برس گنتی کے [۱۰]
18	الکہف	12	پھر ہم نے ان کو اٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے [۱۱]
18	الکہف	13	ہم سنا دیں تجه کو ان کا حال تحقیقی وہ کئ جوان ہیں کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہم نے انکو سوجه [۱۲]
18	الکہف	14	اور گرہ دی ان کے دل پر [۱۳] جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب آسمان اور زمین کا نہ پکاریں گے ہم اس کے سوائے کسی کو معبود نہیں تو کہی ہم نے بات عقل سے دور [۱۴]
18	الکہف	15	یہ ہماری قوم ہے ٹھہرا لئے انہوں نے اللہ کے سوائے اور معبود کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند کھلی پھر اس سے بڑا گنہگار کون جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ [۱۵]
18	الکہف	16	اور جب تم نے کنارہ کر لیا ان سے اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کےسوائے تو اب جا بیٹھو اس کھوہ میں پھیلا دے تم پر رب تمہار ا کچه اپنی رحمت سے اور بنا دیوے تمہارے واسطے تمہارے کام میں آرام [۱۶]
18	الکہف	17	اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کر جاتی ہے ان کی کھوہ سےداہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے ان سے بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں اس کے یہ ہے اللہ کی قدرتوں سے [۱۷] جسکو راہ دیوے اللہ وہی آئے راہ پر اور جس کو وہ بچلائے پھر تو نہ پائے اس کا کوئی رفیق راہ پر لانے والا [۱۸]
18	الکہف	18	اور تو سمجھے وہ جاگتے ہیں اور وہ سو رہے ہیں اور کروٹیں دلاتے ہیں ہم انکو داہنے اور بائیں اور کتا ان کا پسار رہا ہے اپنی باہیں چوکھٹ پر اگر تو جھانک کر دیکھے ان کو تو پیٹه دے کر بھاگے ان سے اور بھر جائے
18	الکہف	19	اور اسی طرح ان کو جگا دیا ہم نے کہ آپس میں پوچھنے لگے ایک بولا ان میں کتنی دیر ٹھہرےتم بولے ہم ٹھہرے ایک دن یا دن سے کم بولے تمہارا رب ہی خوب جانے جتنی دیر تم رہے ہو اب بھیجو اپنے میں سے ایک کو
18	الکہف	20	وہ لوگ اگر خبر پالیں تمہاری پتھروں سے مار ڈالیں تم کو یا لوٹا لیں تم کو اپنے دین میں اور تب تو بھلا نہ ہو گا تمہارا کبھی [۲۰]
18	الکہف	21	اور اسی طرح خبر ظاہر کر دی ہم نے انکی تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور قیامت کے آنے میں دھوکہ نہیں جب جھگڑ رہے تھے آپس میں اپنی بات پر [۲۱] پھر کہنے لگے بناؤ ان پر ایک عمارت انکا رب خوب جانتا ہے ان کا حال بولے وہ لوگ جن کا کام غالب تھا ہم بنائیں گے ان کی جگہ پر عبادت خانہ [۲۲]
18	الکہف	22	اب یہی کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بدون نشانی دیکھے پتھر چلانا [۲۳] اور یہ بھی کہیں گے وہ سات ہیں اور آٹھوں انکا کتا تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی

ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو مت جھگڑ ان کی بات میں مگر سر سری جھگڑا اور مت تحقیق کر ان کا حال ان میں کسی سے [۲۴]

18	الکہف	23	اور نہ کہنا کسی کام کو کہ میں یہ کروں گا کل کو
18	الکہف	24	مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کر لے اپنے رب کو جب بھول جائے اور کہہ امید ہے کہ میرا رب مجھ کو دکھلائے اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی [۲۵]
18	الکہف	25	اور مدت گذری ان پر اپنی کھوہ میں تین سو برس اور ان کے اوپر نو [۲۶]
18	الکہف	26	تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گذری اسی کی پاس ہیں چھپے بھید آسمان اور زمین کے کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے [۲۷] کوئی نہیں بندوں پر اس کے سوائے مختار اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو [۲۸]
18	الکہف	27	اور پڑھ جو وحی ہوئی تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے کوئی بدلنے والا نہیں اسکی باتیں اور کہیں نہ پائے گا تو اس کے سوائے چھپنے کو جگہ [۲۹]
18	الکہف	28	اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام طالب ہیں اسکے منہ کے [۳۰] اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں انکو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی دنیا کی [۳۱] اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا [۳۲]
18	الکہف	29	اور کہہ سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے [۳۳] ہم نے تیار کر رکھی ہے گنہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں انکو اسکی قناتیں [۳۴] اور اگر فریاد کریں گے تو ملے گا پانی جیسے پیپ بھون ڈالے منہ کو کیا برا پینا ہے اور کیا برا آرام [۳۵]
18	الکہف	30	بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیں نیکیاں ہم نہیں کھوتے بدلہ اس کا جس نے بھلا کیا کام [۳۶]
18	الکہف	31	ایسوں کے واسطے باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں پہنائے جائیں گے ان کو وہاں کنگن سونے کے [۳۷] اور پہنیں گے کپڑے سبز باریک اور گاڑھے ریشم کے [۳۸] تکیہ لگائے ہوئے ان میں تختوں پر کیا خوب بدلہ ہے اور کیا خوب آرام [۳۹]
18	الکہف	32	اور بتلا انکو مثل دو مردوں کی [۴۰] کر دیے ہم نے ان میں سے ایک کے لئے دو باغ انگور کے اور گرد ان کے کھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ میں کھیتی [۴۱]

18	الکہف	33	دونوں باغ لاتے ہیں اپنا میوہ اور نہیں گھٹاتے اس میں سے کچھ [۴۲] اور بہا دی ہم نے ان دنوں کے بیچ نہر [۴۳]
18	الکہف	34	اور ملا اسکو پھل [۴۴] پھر بولا اپنے ساتھی سے جب باتیں کرنے لگا اس سے میرے پاس زیادہ ہے تجھ سے مال اور آبرو کے لوگ [۴۵]
18	الکہف	35	اور گیا اپنے باغ میں اور وہ برا کر رہا تھا اپنی جان پر [۴۶] بولا نہیں آتا مجھ کو خیال کہ خراب ہووے یہ باغ کبھی
18	الکہف	36	اور نہیں خیال کرتا ہوں کہ قیامت ہونے والی ہے اور اگر کبھی پہنا دیا گیا میں اپنے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر [۴۷]
18	الکہف	37	کہا اس کو دوسرے نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس سے جس نے پیدا کیا تجھ کو مٹی سے پھر قطرہ سے پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد
18	الکہف	38	پھر میں تو یہی کہتا ہوں وہی اللہ ہے میرا رب اور نہیں مانتا شریک اپنے رب کا کسی کو [۴۸]
18	الکہف	39	اور جب تو آتا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو ہو طاقت نہیں مگر جو دے اللہ [۴۹] اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں
18	الکہف	40	تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر [۵۰] اور بھیج دے اس پر لو کا ایک جھونکا آسمان سے پھر صبح کو رہ جائے میدان صاف
18	الکہف	41	یا صبح کو ہو رہے اس کا پانی خشک پھر نہ لا سکے تو اس کو ڈھونڈھ کر [۵۱]
18	الکہف	42	اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ نچاتا [۵۲] اس مال پر جو اس میں لگایا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتریوں پر [۵۳] اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو [۵۴]
18	الکہف	43	اور نہ ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کی اللہ کے سوائے اور نہ ہوا وہ کہ خود بدلہ لے سکے [۵۵]
18	الکہف	44	یہاں سب اختیار ہے اللہ سچے کا اسی کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے اسی کا دیا ہوا بدلہ [۵۶]
18	الکہف	45	اور بتلا دے ان کو مثل دنیا کی زندگی کی جیسے پانی اتارا ہم نے آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو گیا چورا چورا ہوا میں اڑتا ہوا [۵۷] اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت [۵۸]

18	الکہف	46	مال اور بیٹے رونق ہیں دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکیوں کا بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلا اور بہتر ہے توقع [۵۹]
18	الکہف	47	اور جس دن ہم چلائیں پہاڑ اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی [۶۰] اور گھیر ملائیں ہم انکو پھر نہ چھوڑیں ان میں سے ایک کو [۶۱]
18	الکہف	48	اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر آ پہنچے تم ہمارے پاس جیسے ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو کہتے تھے کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ [۶۲]
18	الکہف	49	اور رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے [۶۳] اور کہتے ہیں ہائے خرابی کیا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات جو اس میں نہیں آ گئ اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے [۶۴] اور تیرا رب ظلم نہ کرے گا کسی پر [۶۵]
18	الکہف	50	اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے سو نکل بھاگا اپنے رب کے حکم سے سو کیا اب تم ٹھہراتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق میرے سوائے اور وہ
18	الکہف	51	دکھلا نہیں لیا تھا میں نے انکو بنانا آسمان اور زمین کا اور نہ بنانا خود ان کا اور میں وہ نہیں کہ بناؤں بہکانے والوں کو اپنا مددگار [۶۷]
18	الکہف	52	اور جس دن فرمائے گا پکارو میرے شریکوں کو [۶۸] جن کو تم مانتے تھے پھر پکاریں گے سو وہ جواب نہ دیں گے ان کو اور کر دیں گے ہم انکے بیچ مرنے کی جگہ [۶۹]
18	الکہف	53	اور دیکھیں گےگنہگار آگ کو پھر سمجھ لیں گےکہ ان کو پڑنا ہے اس میں اور نہ بدل سکیں گے اس سے رستہ [۷۰]
18	الکہف	54	اور بیشک پھیر پھیر کو سمجھائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل اور ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو [۷۱]
18	الکہف	55	اور لوگوں کو جو روکا اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب پہنچی انکو ہدایت اور گناہ بخشوائیں اپنے رب سے سو اسی انتظار نے کہ پہنچے ان پر رسم پہلوں کی یا آ کھڑا ہو ان پر عذاب سامنے کا [۷۲]
18	الکہف	56	اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں سو خوشخبری اور ڈر سنانے کو [۷۳] اور جھگڑا کرتے ہیں کافر جھوٹا جھگڑا کہ ٹلا دیں اس سے سچی بات کو [۷۴] اور ٹھہرا لیا انہوں نے میرے کلام کو اور جو ڈر سنائے گئے ٹھٹھا [۷۵]

18	الکہف	57	اور اس سے زیادہ ظالم کون جس کو سمجھایا اسکے رب کے کلام سے پھر منہ پھیر لیا اسکی طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے ہاتھ [۷۶] ہم نے ڈال دیے ہیں انکے دلوں پر پردے کہ اس کو نہ سمجھیں اور انکے کانوں میں ہے بوجھ اور اگر تو ان کو بلائے راہ پر تو ہر گز نہ آئیں راہ پر اس وقت کبھی [۷۷]
18	الکہف	58	اور تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے رحمت والا اگر ان کو پکڑے انکے کئے پر تو جلد ڈالے ان پر عذاب [۷۸] پر ان کے لئے ایک وعدہ ہے کہیں نہ پائیں گے اس سے ورے سرک جانے کو جگہ [۷۹]
18	الکہف	59	اور یہ سب بستیاں ہیں جن کو ہم نے غارت کیا جب وہ ظالم ہو گئے اور مقرر کیا تھا ہم نے انکی ہلاکت کا ایک وعدہ [۸۰]
18	الکہف	60	اور جب کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو میں نہ ہٹوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں دو دریا یا چلا جاؤں قرنوں میں [۸۱]
18	الکہف	61	پھر جب پہنچے دونوں دریا کے ملاپ تک بھول گئے اپنی مچھلی پھر اس نے اپنی راہ کر لی دریا میں سرنگ بنا کر [۸۲]
18	الکہف	62	پھر جب آگے چلے کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو لا ہمارے پاس ہمارا کھانا ہم نے پائی اپنے اس سفر میں تکلیف [۸۳]
18	الکہف	63	بولا وہ دیکھا تو نے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو بھلا دیا شیطان ہی نے کہ اس کا ذکر کروں [۸۴] اور اس نے کر لیا اپنا رستہ دریا میں عجیب طرح
18	الکہف	64	کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے اپنے پیر پہچانتے [۸۵]
18	الکہف	65	پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں کا جس کو دی تھی ہم نے رحمت اپنے پاس سے اور سکھلایا تھا اپنے پاس سے ایک علم [۸۶]
18	الکہف	66	کہا اس کو موسیٰ نے کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس بات پر کہ مجھ کو سکھلا دے کچھ جو تجھ کو سکھلائی ہے بھلی راہ [۸۷]
18	الکہف	67	بولا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ
18	الکہف	68	اور کیونکر ٹھہرے گا دیکھ کر ایسی چیز کو کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا [۸۸]
18	الکہف	69	کہا تو پائے گا اگر اللہ نے چاہا مجھ کو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم [۸۹]
18	الکہف	70	بولا پھر اگر میرے ساتھ رہنا ہےتو مت پوچھیو مجھ سے کوئی چیز جب تک میں شروع نہ کروں تیرے آگے اس کا ذکر [۹۰]
18	الکہف	71	پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب چڑھے کشتی میں اس کو پھاڑ ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اسکے لوگوں کو البتہ تو نے کی ایک چیز بھاری [۹۱]
18	الکہف	72	بولا میں نے نہ کہا تھا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

پارہ	سورة	آیت	ترجمہ
18	الكہف	73	کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور مت ڈال مجھ پر میرا کام مشکل [۹۲]
18	الكہف	74	پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ملے ایک لڑکے سے تو اسکو مار ڈالا [۹۳] موسٰی بولا کیا تو نے مار ڈالی ایک جان ستھری [۹۴] بغیر عوض کسی جان کے بیشک تو نے کی ایک چیز نا معقول [۹۵]
18	الكہف	75	بولا میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ [۹۶]
18	الكہف	76	کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ نہ رکھیو تو اتار چکا میری طرف سے الزام [۹۷]
18	الكہف	77	پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے انہوں نے نہ مانا انکو مہمان رکھیں پھر پائی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی اسکو سیدھا کر دیا [۹۸] بولا موسٰی اگر تو چاہتا تو لے لیتا اس پر مزدوری [۹۹]
18	الكہف	78	کہا اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ اب جتلائے دیتا ہوں تجھ کو پھیر ان باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا [۱۰۰]
18	الكہف	79	وہ جو کشتی تھی سو چند محتاجوں کی جو محنت کرتے تھے دریا میں [۱۰۱] سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں اور ان کے پرے تھا ایک بادشاہ جو لے لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر [۱۰۲]
18	الكہف	80	اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ تھے ایمان والے پھر ہم کو اندیشہ ہوا کہ ان کو عاجز کر دے زبردستی اور کفر کر کر [۱۰۳]
18	الكہف	81	پھر ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر شفقت میں [۱۰۴]
18	الكہف	82	اور وہ جو دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور اسکے نیچے مال گڑا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا تیرے رب نے کہ وہ پہنچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنامال گڑا ہوا [۱۰۵] مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے [۱۰۶] یہ ہے پھیر ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا
18	الكہف	83	اور تجھ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ احوال
18	الكہف	84	ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں اور دیا تھا ہم نے اسکو ہر چیز کا سامان [۱۰۷]
18	الكہف	85	پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے [۱۰۸]

18	الکہف	86	یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں [۱۰۹] اور پایا اس کے پاس لوگوں کو ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا تو تو لوگوں کو تکلیف دے اور یا رکھ ان میں خوبی [۱۱۰]
18	الکہف	87	بولا جو کوئی ہو گا بے انصاف سو ہم اسکو سزا دیں گے پھرلوٹ جائے گا اپنے رب کے پاس وہ عذاب دے گا اس کو برا عذاب
18	الکہف	88	اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے بھلا کام سو اس کا بدلہ بھلائی ہے اور ہم حکم دیں گے اس کو اپنے کام میں آسانی [۱۱۱]
18	الکہف	89	پھر لگا ایک سامان کے پیچھے [۱۱۲]
18	الکہف	90	یہاں تک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پایا اس کو کہ نکلتا ہے ایک قوم پر کہ نہیں بنا دیا ہم نے انکے لئے آفتاب سے ورے کوئی حجاب [۱۱۳]
18	الکہف	91	یونہی ہے اور ہمارے قابو میں آ چکی ہے اس کے پاس کی خبر [۱۱۴]
18	الکہف	92	پھر لگا ایک سامان کے پیچھے [۱۱۵]
18	الکہف	93	یہاں تک کہ جب پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ پائے ان سے ورے ایسے لوگ جو لگتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات [۱۱۶]
18	الکہف	94	بولے اے ذوالقرنین یہ یاجوج و ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو تو کہے تو ہم مقرر کر دیں تیرے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنا دےتو ہم میں ان میں ایک آڑ [۱۱۷]
18	الکہف	95	بولا جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت میں بنا دوں تمہارے انکے بیچ ایک دیوار موٹی [۱۱۸]
18	الکہف	96	لا دو مجھ کو تختے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پھانکوں تک پہاڑ کی کہا دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر پگھلا ہوا تانبا [۱۱۹]
18	الکہف	97	پھر نہ چڑھ سکیں اس پر اور نہ کر سکیں اس میں سوراخ [۱۲۰]
18	الکہف	98	بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا گرا دے اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا [۱۲۱]
18	الکہف	99	اور چھوڑ دیں گے ہم خلق کو اس دن ایک دوسرے میں گھستے اور پھونک ماریں گے صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان سب کو
18	الکہف	100	اور دکھلا دیں ہم دوزخ اس دن کافروں کو سامنے [۱۲۲]
18	الکہف	101	جن کی آنکھوں پر پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سن سکتے تھے [۱۲۳]
18	الکہف	102	اب کیا سمجھتے ہیں منکر کہ ٹھہرائیں میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی [۱۲۴] ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو کافروں کی مہمانی [۱۲۵]

18	الکہف	103	تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت
18	الکہف	104	وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام [۱۲۶]
18	الکہف	105	وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اسکے ملنے سے [۱۲۷] سو برباد گیا ان کا کیا ہوا پھر نہ کھڑی کریں گے ہم انکے واسطے قیامت کے دن تول [۱۲۸]
18	الکہف	106	یہ بدلہ ان کا ہے دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرایا میری باتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا [۱۲۹]
18	الکہف	107	جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام انکے واسطے ہے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی
18	الکہف	108	رہا کریں ان میں نہ چاہیں وہاں سے جگہ بدلنی [۱۳۰]
18	الکہف	109	تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں بیشک دریا خرچ ہو چکے ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگرچہ دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اسکی مدد کو [۱۳۱]
18	الکہف	110	تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے سو پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سوہ وہ کرے کچھ کام نیک اور شریک نہ کرے اپنے رب کی بندگی میں کسی
19	مریم	1	کہٰیٰعص
19	مریم	2	یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر [۱]
19	مریم	3	جب پکارا اُس نے اپنے رب کو چھپی آواز سے [۲]
19	مریم	4	بولا اے میرے رب بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور شعلہ نکلا سر سے بڑھاپے کا [۳] اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں کبھی محروم نہیں رہا [۴]
19	مریم	5	اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے اپنے پیچھے [۵] اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا
19	مریم	6	جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی [۶] اور کر اُسکو اے رب من مانتا [۷]

19	مریم	7	اے زکریا ہم تجه کو خوشخبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحیٰی نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی [۸]
19	مریم	8	بولا اے رب کہاں سے ہو گا مجه کو لڑکا اور میری عورت بانجه ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اکڑ گیا [۹]
19	مریم	9	کہا یونہی ہو گا [۱۰] فرما دیا تیرے رب نے وہ مجه پر آسان ہے اور تجه کو پیدا کیا میں نے پہلے سے اور نہ تها تو کوئی چیز [۱۱]
19	مریم	10	بولا اے رب ٹهہرا دے میرے لئے کوئی نشانی فرمایا تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک صحیح تندرست [۱۲]
19	مریم	11	پهر نکلا اپنے لوگوں کے پاس حجرہ سے تو اشارہ سے کہا اُنکو کہ یاد کرو صبح اور شام [۱۳]
19	مریم	12	اے یحیٰی اٹها لے کتاب زور سے [۱۴] اور دیا ہم نے اُسکو حکم کرنا لڑکا پن میں [۱۵]
19	مریم	13	اور شوق دیا اپنی طرف سے اورستهرائی اور تها پرہیز گار [۱۶]
19	مریم	14	اور نیکی کرنے والا اپنے ماں باپ سے اور نہ تها زبردست خود سر [۱۷]
19	مریم	15	اور سلام ہے اُس پر جس دن پیدا ہو ا اور جس دن مرے اورجس دن اٹه کهڑا ہو زندہ ہو کر [۱۸]
19	مریم	16	اور مذکور کر کتاب میں مریم کا جب جدا ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں [۱۹]
19	مریم	17	پهر پکڑ لیا اُن سے ورے ایک پردہ پهر بهیجا ہم نے اُسکے پاس اپنا فرشتہ پهر بن کر آیا اُسکے آگے آدمی پورا [۲۰]
19	مریم	18	بولی مجه کو رحمٰن کی پناہ تجه سے اگر ہے تو ڈر رکهنے والا [۲۱]
19	مریم	19	بولا میں تو بهیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجه کو ایک لڑکا ستهرا [۲۲]
19	مریم	20	بولی کہاں سے ہو گا میرے لڑکا اور چهوا نہیں مجه کو آدمی نے اور میں بدکار کبهی نہیں تهی [۲۳]
19	مریم	21	بولا یونہی فرما دیا تیرے رب نے وہ مجه پر آسان ہے [۲۴] اور اُسکو ہم کیا چاہتے ہیں لوگوں کیلئے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مقرر ہو چکا [۲۵]

19	مریم	22	پھر پیٹ میں لیا اُسکو [۲۶] پھر یکسو ہوئی اُسکو لیکر ایک بعید مکان میں [۲۷]
19	مریم	23	پھر لے آیا اُسکو دردزہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری [۲۸]
19	مریم	24	پس آواز دی اسکو اُسکے نیچے سے کہ غمگین مت ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ
19	مریم	25	اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اُس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں [۲۹]
19	مریم	26	اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ [۳۰] پھر اگر تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے [۳۱]
19	مریم	27	پھر لائی اسکو اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اُسکو کہنے لگے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان کی [۳۲]
19	مریم	28	اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار [۳۳]
19	مریم	29	پھر ہاتھ سے بتلایا اُس لڑکے کو [۳۴] بولے ہم کیونکر بات کریں اُس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا [۳۵]
19	مریم	30	وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا مجھ کو اُس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اُس نے نبی کیا [۳۶]
19	مریم	31	اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ [۳۷]
19	مریم	32	اورسلوک کرنے والا اپنی ماں سے [۳۸] اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت [۳۹]
19	مریم	33	اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر [۴۰]
19	مریم	34	یہ ہے عیسٰی مریم کا بیٹا سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں [۴۱]
19	مریم	35	اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کا کرنا سو یہی کہتا ہے اسکو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے [۴۲]

19	مریم	36	اور کہا بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اُسکی بندگی کرو یہ ہے راہ سیدھی
19	مریم	37	پھر جُدی جُدی راہ اختیار کی فرقوں نے اُن میں سے سو خرابی ہے منکروں کو جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا [۴۳]
19	مریم	38	کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن آئیں گے ہمارے پاس پر بے انصاف آج کے دن صریح بہک رہے ہیں [۴۴]
19	مریم	39	اور ڈر سنا دے اُنکو اُس پچتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکے گا کام [۴۵] اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ یقین نہیں لاتے [۴۶]
19	مریم	40	ہم وارث ہوں گے زمین کے اور جو کوئی ہے زمین پر اور وہ ہماری طرف پھر آئیں گے [۴۷]
19	مریم	41	اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا [۴۸] بیشک تھا وہ سچا نبی [۴۹]
19	مریم	42	جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اسکو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ کام آئے تیرے کچھ [۵۰]
19	مریم	43	اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ سیدھی [۵۱]
19	مریم	44	اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بیشک شیطان ہے رحمٰن کا نافرمان [۵۲]
19	مریم	45	اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں آ لگے تجھ کو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جائے شیطان کا ساتھی [۵۳]
19	مریم	46	وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کروں گا اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت [۵۴]
19	مریم	47	کہا تیری سلامتی رہے [۵۵] میں گناہ بخشواؤں گا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر مہربان [۵۶]
19	مریم	48	اور چھوڑتا ہوں تم کو اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور میں بندگی کروں گا اپنے ر ب کی امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کی بندگی کر کر محروم [۵۷]
19	مریم	49	پھر جب جُدا ہوا اُن سے اور جنکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہم نے اُسکو اسحٰق او ریعقوب اور دونوں کو نبی کیا [۵۸]
19	مریم	50	اور دیا ہم نے انکو اپنی رحمت سے اور کہا اُنکے واسطے سچا بول اونچا [۵۹]

19	مریم	51	اور مذکور کر کتاب میں موسٰی کا [۶۰] بیشک وہ تھا چنا ہوا اور تھا رسول نبی [۶۱]
19	مریم	52	اور پکارا ہم نے اُسکو داہنی طرف سے طور پہاڑ کی اور نزدیک بلایا اُسکو بھید کہنے کو [۶۲]
19	مریم	53	اور بخشا ہم نے اُسکو اپنی مہربانی سے بھائی اُس کا ہارون نبی [۶۳]
19	مریم	54	اور مذکور کر کتاب میں اسمٰعیل کا وہ تھا وعدہ کا سچا اور تھا رسول نبی [۶۴]
19	مریم	55	اور حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا [۶۵] اور تھا اپنے رب کے یہاں پسندیدہ [۶۶]
19	مریم	56	اور مذکور کر کتاب میں ادریس کا وہ تھا سچا نبی [۶۷]
19	مریم	57	اور اٹھا لیا ہم نے اسکو ایک اونچے مکان پر [۶۸]
19	مریم	58	یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام کیااللہ نے پیغمبروں میں آدم کی اولاد میں اور اُن میں جنکو سوار کر لیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں اور اسرائیل کی [۶۹] اور اُن میں جنکو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا [۷۰] جب اُنکو سنائے آیتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے [۷۱]
19	مریم	59	پھر اُنکی جلگہ آئے ناخلف کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے مزوں کے سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو [۷۲]
19	مریم	60	مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں اور اُن کا حق ضائع نہ ہو گا کچھ [۷۳]
19	مریم	61	باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے اپنے بندوں سے اُنکے بن دیکھے بیشک ہے اُس کے وعدہ پر پہنچنا [۷۴]
19	مریم	62	نہ سنیں گے وہاں بک بک سوائے سلام [۷۵] اور اُنکے لئے ہے اُنکی روزی وہاں صبح اور شام [۷۶]
19	مریم	63	یہ وہ بہشت ہے جو میراث دینگے ہم اپنے بندوں میں جو کوئی ہو گا پرہیزگار [۷۷]

19	مریم	64	اور ہم نہیں اترتے مگر حکم سے تیرے رب کے اُسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اسکے بیچ میں ہے اور تیرا رب نہیں ہے بھولنے والا [۷۸]
19	مریم	65	رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو اُنکے بیچ میں ہے سو اُسی کی بندگی کر اور قائم رہ اسکی بندگی پر [۷۹] کسی کو پہچانتا ہے تو اسکے نام کا [۸۰]
19	مریم	66	اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مر جاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر [۸۱]
19	مریم	67	کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اسکو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ چیز نہ تھا [۸۲]
19	مریم	68	سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلائیں گے انکو اور شیطانوں کو [۸۳] پھر سامنے لائیں گے گرد دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ہوئے [۸۴]
19	مریم	69	پھر جدا کر لیں گے ہم ہر ایک فرقہ میں سے جو نسا اُن میں سے سخت رکھتا تھا رحمٰن سے اکڑ
19	مریم	70	پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اُس میں داخل ہونے کے [۸۵]
19	مریم	71	اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر
19	مریم	72	پھر بچائیں گے ہم انکو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے [۸۶]
19	مریم	73	اور جب سنائے انکو ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی لگی ہے مجلس [۸۷]
19	مریم	74	اورکتنی ہلاک کر چکے ہیں ہم پہلے اُن سے جماعتیں وہ اُن سے بہتر تھے سامان میں اور نمود میں [۸۸]
19	مریم	75	تو کہہ جو رہا بھٹکتا سو چاہئے اُسکو کھینچ لیجائے رحمٰن لنبا [۸۹] یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ ہوا تھا اُن سے یا آفت اور یا قیامت سو تب معلوم کر لیں گے کس کا برا ہے مکان اور کس کی فوج کمزور ہے [۹۰]
19	مریم	76	اور بڑھاتا جاتا ہے اللہ سوجھنے والوں کو سوجھ [۹۱] اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر پھر جانے کو جگہ [۹۲]
19	مریم	77	بھلا تو نے دیکھا اُسکو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مل کر رہے گا مال اور اولاد [۹۳]

19	مريم	78	کیا جھانک آیا ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمٰن سے عہد [۹۴]
19	مريم	79	یہ نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اسکو عذاب میں لنبا [۹۵]
19	مريم	80	اور ہم لے لیں گے اُسکے مرنے پر جو کچھ وہ بتلا رہا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا [۹۶]
19	مريم	81	اور پکڑ رکھا ہے لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود تاکہ وہ ہوں اُنکے لئے مدد ہرگز نہیں [۹۷]
19	مريم	82	وہ منکر ہونگے اُنکی بندگی سے اورہو جائیں گے اُنکے مخالف [۹۸]
19	مريم	83	تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر اچھالتے ہیں انکو ابھار کر
19	مريم	84	سو تو جلدی نہ کر ان پرہم تو پوری کرتے ہیں انکی گنتی [۹۹]
19	مريم	85	جس دن ہم اکٹھا کرلائیں گے پرہیزگاروں کو رحمٰن کے پاس مہمان بلائے ہوئے
19	مريم	86	اور ہانک لیجائیں گے گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاس سے [۱۰۰]
19	مريم	87	نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا مگر جس نے لے لیا ہے رحمٰن سے وعدہ [۱۰۱]
19	مريم	88	اور لوگ کہتے ہیں رحمٰن رکھتا ہے اولاد [۱۰۲]
19	مريم	89	بیشک تم آ پھنسے ہو بھاری چیز میں
19	مريم	90	ابھی آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمیں اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر
19	مريم	91	اس پر کہ پکارتے ہیں رحمٰن کے نام پر اولاد [۱۰۳]
19	مريم	92	اور نہیں پھبتا رحمٰن کو کہ رکھے اولاد [۱۰۴]
19	مريم	93	کوئی نہیں آسمان اور زمین میں جو نہ آئے رحمٰن کا بندہ ہو کر [۱۰۵]
19	مريم	94	اُسکے پاس اُنکی شمار ہے اور گن رکھی ہے انکی گنتی
19	مريم	95	اور ہر ایک اُن میں آئے گا اُسکے سامنے قیامت کے دن اکیلا [۱۰۶]

19	مریم	96	البتہ جو یقین لائے ہیں اور کی ہیں اُنہوں نے نیکیاں اُنکو دے گا رحمٰن محبت [۱۰۷]
19	مریم	97	سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشخبری سنا دے تو ڈرنے والوں کو اور ڈرا دے جھگڑالو لوگوں کو [۱۰۸]
19	مریم	98	اور بہت ہلاک کر چکے ہم اُن سے پہلے جماعتیں آہٹ پاتا ہے تو اُن میں کسی کی یا سنتا ہے اُنکی بھنک [۱۰۹]
20	طٰہٰ	1	طٰہٰ
20	طٰہٰ	2	اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے
20	طٰہٰ	3	مگر نصیحت کے واسطے اُسکی جو ڈرتا ہے [۱]
20	طٰہٰ	4	اتارا ہوا ہے اُس کا جس نے بنائی زمین اور آسمان اونچے [۲]
20	طٰہٰ	5	وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا [۳]
20	طٰہٰ	6	اُسی کاہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اُن دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے [۴]
20	طٰہٰ	7	اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اُسکو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اُس سے بھی چھپی ہوئی کی [۵]
20	طٰہٰ	8	اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہیں کسی کی اُسی کے ہیں سب نام خاصے [۶]
20	طٰہٰ	9	اور پہنچی ہے تجھ کو بات موسٰی کی [۷]
20	طٰہٰ	10	جب اُس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اُس میں سے سلگا کر یا پاؤں آگ پر پہنچ کر رستہ کا پتہ
20	طٰہٰ	11	پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی اے موسٰی [۸]
20	طٰہٰ	12	میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان طویٰ میں [۹]
20	طٰہٰ	13	اور میں نے تجھ کو پسند کیا ہے سو تو سنتا رہ جو حکم ہو [۱۰]
20	طٰہٰ	14	میں جو ہوں اللہ ہوں کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کو [۱۱]
20	طٰہٰ	15	قیامت بیشک آنے والی ہے میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں اُسکو [۱۲] تاکہ بدلہ ملے ہر شخص کو جو اُس نے کمایا ہے [۱۳]

20	طٰہٰ	16	سو کہیں تجھ کو نہ روک دے اُس سے وہ شخص جو یقین نہیں رکھتا اُس کا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مزوں کے پھر تو بھی پٹکا جائے [۱۴]
20	طٰہٰ	17	اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسٰی [۱۵]
20	طٰہٰ	18	بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں چند کام ہیں اور بھی [۱۶]
20	طٰہٰ	19	فرمایا ڈالدے اُسکو اے موسٰی
20	طٰہٰ	20	تو اُسکو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تو سانپ ہو گیا دوڑتا ہوا [۱۷]
20	طٰہٰ	21	فرمایا پکڑ لے اُسکو اور مت ڈر ہم ابھی پھیر دیں گے اُسکو پہلی حالت پر [۱۸]
20	طٰہٰ	22	اور ملا لے اپنا ہاتھ اپنی بغل سےکہ نکلے سفید ہو کر بلا عیب [۱۹] یہ نشانی دوسری
20	طٰہٰ	23	تاکہ دکھاتےجائیں ہم تجھ کو اپنی نشانیاں بڑی[۲۰]
20	طٰہٰ	24	جا طرف فرعون کے کہ اُس نے بہت سر اٹھایا
20	طٰہٰ	25	بولا اے رب کشادہ کر میرا سینہ [۲۱]
20	طٰہٰ	26	اور آسان کر میرا کام [۲۲]
20	طٰہٰ	27	اور کھول دے گرہ میری زبان سے
20	طٰہٰ	28	کہ سمجھیں میری بات [۲۳]
20	طٰہٰ	29	اور دےمجھ کو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا
20	طٰہٰ	30	ہارون میرا بھائی [۲۴]
20	طٰہٰ	31	اُس سے مضبوط کر میری کمر
20	طٰہٰ	32	اور شریک کر اُسکو میرے کام میں [۲۵]

20	طٰہٰ	33	کہ تیری پاک ذات کا بیان کریں ہم بہت سا
20	طٰہٰ	34	اور یاد کریں ہم تجھ کو بہت سا [۲۶]
20	طٰہٰ	35	تو تو ہے ہم کو خوب دیکھتا [۲۷]
20	طٰہٰ	36	فرمایا ملا تجھ کو تیرا سوال اے موسٰی [۲۸]
20	طٰہٰ	37	اور احسان کیا تھا ہم نے تجھ پر ایک بار اور بھی [۲۹]
20	طٰہٰ	38	جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں [۳۰]
20	طٰہٰ	39	کہ ڈال اُسکو صندوق میں پھر اُسکو ڈال دے دریا میں پھر دریا اُسکو لے ڈالے کنارے پر اٹھا لے اُسکو ایک دشمن میرا اور اُس کا [۳۱] اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے [۳۲] اور تاکہ پرورش پائے تو میری آنکھ کے سامنے [۳۳]
20	طٰہٰ	40	جب چلنے لگی تیری بہن اور کہنے لگی میں بتاؤں تمکو ایسا شخص جو اُسکو پالے پھر پہنچا دیا ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس کہ ٹھنڈی رہے اُسکی آنکھ اور غم نہ کھائے [۳۴] اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اُس غم سے [۳۵] اور جانچا ہم نے تجھ کو ایک ذرا جانچنا [۳۶] پھر ٹھہرا رہا تو کئ برس مدین والوں میں پھر آیا تو تقدیر سے اے موسٰی
20	طٰہٰ	41	اور بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے واسطے [۳۸]
20	طٰہٰ	42	جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لیکر اور سستی نہ کریو میری یاد میں [۳۹]
20	طٰہٰ	43	جاؤ طرف فرعون کی اُس نے بہت سر اٹھایا [۴۰]
20	طٰہٰ	44	سو کہو اُس سے بات نرم شاید وہ سوچے یا ڈرے [۴۱]
20	طٰہٰ	45	بولے اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبک پڑے ہم پر یا جوش میں آ جائے [۴۲]

20	طٰہٰ	46	فرمایا نہ ڈرو میں ساتھ ہوں تمہارے سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں [۴۳]
20	طٰہٰ	47	سو جاؤ اُسکے پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیجدے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور مت ستا اُنکو [۴۴] ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لیکر تیرے رب کی [۴۵] اور سلامتی ہو اُسکی جو مان لے راہ کی بات
20	طٰہٰ	48	ہم کو حکم ملا ہے کہ عذاب اُس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیر لے [۴۶]
20	طٰہٰ	49	بولا پھر کون ہے رب تم دونوں کا اے موسٰی [۴۷]
20	طٰہٰ	50	کہا رب ہمارا وہ ہے جس نے دی ہر چیز کو اُسکی صورت پھر راہ سجھائی [۴۸]
20	طٰہٰ	51	بولا پھر کیا حقیقت ہے اُن پہلی جماعتوں کی
20	طٰہٰ	52	کہا اُنکی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہوئی ہے نہ بہکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے [۴۹]
20	طٰہٰ	53	وہ ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے زمین کو بچھونا اور چلائیں تمہارے لئے اُس میں راہیں [۵۰] اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اُس سے طرح طرح کی سبزی [۵۱]
20	طٰہٰ	54	کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو [۵۲] البتہ اُس میں نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو [۵۳]
20	طٰہٰ	55	اسی زمین میں ہم نے تمکو بنایا اور اسی میں تمکو پھر پہنچا دیتے ہیں اور اسی سے نکالیں گے تمکو دوسری بار [۵۴]
20	طٰہٰ	56	اور ہم نے فرعون کو دکھلا دیں اپنی سب نشانیاں پھر اُس نے جھٹلایا اور نہ مانا [۵۵]
20	طٰہٰ	57	بولا کیا تو آیا ہے ہم کو نکالنے ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسٰی [۵۶]
20	طٰہٰ	58	سو ہم بھی لائیں گے تیرے مقابلہ میں ایک ایسا ہی جادو سو ٹھہرا لے ہمارے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریں اُس کا اور نہ تو ایک میدان صاف میں [۵۷]
20	طٰہٰ	59	کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے [۵۸]
20	طٰہٰ	60	پھر اُلٹا پھرا فرعون پھر جمع کئے اپنے سارے داؤ پھر آیا [۵۹]

20	طٰہٰ	61	کہا اُنکو موسٰی نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو اللہ پر پھر غارت کر دے تمکو کسی سخت آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے جھوٹ باندھا [۶۰]
20	طٰہٰ	62	پھر جھگڑے اپنے کا م پر آپس میں اور چھپ کر کیا مشورہ [۶۱]
20	طٰہٰ	63	بولے مقرر یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موقوف کرا دیں تمہارے اچھے خاصے چلن کو [۶۲]
20	طٰہٰ	64	سو مقرر کر لو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھ کر اور جیت گیا آج جو غالب رہا [۶۳]
20	طٰہٰ	65	بولے اے موسٰی یا تو تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے
20	طٰہٰ	66	کہا نہیں تم ڈالو [۶۴] پھر تبھی اُنکی رسیاں اور لاٹھیاں اُسکے خیال میں آئیں اُنکے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں [۶۵]
20	طٰہٰ	67	پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر موسٰی [۶۶]]
20	طٰہٰ	68	ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب [۶۷]
20	طٰہٰ	69	اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ اُنہوں نے بنایا [۶۸] اُن کا بنایا ہوا فریب ہے جادوگر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر کا جہاں ہو [۶۹]
20	طٰہٰ	70	پھر گر پڑے جادوگر سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسٰی کے [۷۰]
20	طٰہٰ	71	بولا فرعون تم نے اُسکو مان لیا میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے جس نے سکھلایا تمکو جادو [۷۱] سو اب میں کٹواؤں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں [۷۲] اور سولی دوں گا تمکو کھجور کے تنا پر [۷۳] اور جان لو گے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور دیر تک رہنے والا [۷۴]
20	طٰہٰ	72	وہ بولے ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے اُس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اُس سے جس نے ہم کو پیدا کیا سو تو کر گذر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی کرے گا اس دنیا کی زندگی میں
20	طٰہٰ	73	ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشے ہم کو ہمارے گناہ اور جو تو نے زبردستی کروایا ہم سے یہ جادو [۷۵] اور اللہ بہتر ہے اور سدا باقی رہنے والا [۷۶]

20	طٰہٰ	74	بات یہی ہے کہ جو کوئی آیا رب کے پاس گناہ لیکر سو اُس کے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اُس میں نہ جئے [۷۷]
20	طٰہٰ	75	اور جو آیا اُسکے پاس ایمان لیکر نیکیاں کر کر سو اُن لوگوں کیلئے ہیں درجے بلند
20	طٰہٰ	76	باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں اُنکے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہا کریں گے اُن میں [۷۸] اور یہ بدلہ ہے اُس کا جو پاک ہوا [۷۹]
20	طٰہٰ	77	اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو کہ لے نکل میرےبندوں کو رات سے پھر ڈال دے اُنکے لئے سمندر میں رستہ سوکھا نہ خطرہ کر آ پکڑنے کا اور نہ ڈر ڈوبنے سے
20	طٰہٰ	78	پھر پیچھا کیا اُن کا فرعون نے اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا اُنکو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا [۸۰]
20	طٰہٰ	79	اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا [۸۱]
20	طٰہٰ	80	اے اولاد اسرائیل چھڑا لیا ہم نے تمکو تمہارے دشمن سے اور وعدہ ٹھہرا یا تم سے داہنی طرف پہاڑ کی اور اتارا تم پر من اور سلویٰ
20	طٰہٰ	81	کھاؤ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تمکو اور نہ کرو اُس میں زیادتی [۸۲] پھر تو اترے گا تم پر میرا غصہ اور جس پر اترا میرا غصہ سو وہ پٹکا گیا [۸۳]
20	طٰہٰ	82	اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور یقین لائے اور کرے بھلا کام پھر راہ پر رہے [۸۴]
20	طٰہٰ	83	اور کیوں جلدی کی تونے اپنی قوم سے اے موسیٰ
20	طٰہٰ	84	بولا وہ یہ آ رہے ہیں میرے پیچھے اور میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو [۸۵]
20	طٰہٰ	85	فرمایا ہم نے بچلا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا اُنکو سامری نے [۸۶]
20	طٰہٰ	86	پھر الٹا پھرا موسیٰ اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پچتاتا ہوا کہا اے قوم کیا تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ کیا طویل ہو گئ تم پر مدت یا چاہا تم نے کہ اترے تم پر غضب تمہارے رب کا اس لئے خلاف کیا
20	طٰہٰ	87	بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے و لیکن اٹھوایا ہم سے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا سو ہم نے اُسکو پھینک دیا پھر اس طرح ڈھالا سامری نے [۸۸]
20	طٰہٰ	88	پھر بنا نکالا اُنکے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ جسمیں آواز گائے کی پھر کہنے لگے یہ معبود ہے تمہارا اور معبود ہے موسیٰ کا سو وہ بھول گیا [۸۹]

20	طٰہٰ	89	بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ جواب تک نہیں دیتا اُنکو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا اُنکے برے کا اور نہ بھلے کا [۹۰]
20	طٰہٰ	90	اور کہا تھا اُنکو ہارون نے پہلے سے اے قوم بات یہی ہے کہ تم بہک گئے اس بچھڑے سے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے سو میری راہ چلو اور مانو بات میری [۹۱]
20	طٰہٰ	91	بولے ہم برابر اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک لوٹ کر نہ آئے ہمارے پاس موسٰی [۹۲]
20	طٰہٰ	92	کہا موسٰی نے اے ہارون کس چیز نے روکا تجھ کو جب دیکھا تھا تو نے کہ وہ بہک گئے
20	طٰہٰ	93	کہ تو میرےپیچھے نہ آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم [۹۳]
20	طٰہٰ	94	وہ بولا اے میری ماں کے جنے نہ پکڑ میری داڑھی اور نہ سر [۹۴] میں ڈرا کہ تو کہے گا پھوٹ ڈالدی تو نے بنی اسرائیل میں اور یاد نہ رکھی میری بات [۹۵]
20	طٰہٰ	95	کہا موسٰی نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری [۹۶]
20	طٰہٰ	96	بولا میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا پھر بھر لی میں نے ایک مٹھی پاؤں کے نیچے سے اُس بھیجے ہوئے کے پھر میں نے وہی ڈالدی اور یہی صلاح دی مجھ کو میرے جی نے [۹۷]
20	طٰہٰ	97	کہا موسٰی نے دور ہو تیرے لئے زندگی بھر تو اتنی سزا ہے کہ کہا کرے مت چھیڑو [۹۸] اور تیرے واسطے ایک وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہو گا [۹۹] اور دیکھ اپنے معبود کو جس پر تمام دن تو معتکف رہتا تھا ہم اسکو جلا دیں گے پھر بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر [۱۰۰]
20	طٰہٰ	98	تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب چیز سما گئ ہے اُسکے علم میں [۱۰۱]
20	طٰہٰ	99	یوں سناتےہیں ہم تجھ کو اُنکے احوال جو پہلے گذر چکے [۱۰۲] اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب [۱۰۳]
20	طٰہٰ	100	جو کوئی منہ پھیر لے اُس سے وہ اٹھائے گا دن قیامت کے ایک بوجھ
20	طٰہٰ	101	سدا رہیں گے اس میں اور برا ہے اُن پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھانے کا [۱۰۴]
20	طٰہٰ	102	جس دن پھونکیں گے صور میں اور گھیر لائیں گے ہم گناہگاروں کو اُس دن نیلی آنکھیں [۱۰۵]

20	طٰہٰ	103	چپکے چپکے کہتے ہونگے آپس میں تم نہیں رہے مگر دس دن [۱۰۶]
20	طٰہٰ	104	ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں [۱۰۷] جب بولے گا اُن میں اچھی راہ روشن والا تم نہیں رہے مگر ایک دن [۱۰۸]
20	طٰہٰ	105	اور تجھ سے پوچھتے ہیں پہاڑوں کا حال سو تو کہہ اُنکو بکھیر دے گا میرا رب اڑا کر
20	طٰہٰ	106	پھر کر چھوڑے گا زمین کو صاف میدان
20	طٰہٰ	107	نہ دیکھے تو اُس میں موڑ اور نہ ٹیلا [۱۰۹]
20	طٰہٰ	108	اُس دن پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جسکی بات [۱۱۰] اور دب جائیں گی آوازیں رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر گھس گھسی آواز [۱۱۱]
20	طٰہٰ	109	اُس دن کام نہ آئے گی سفارش مگر جسکو اجازت رحمٰن نے دی اور پسند کی اسکی بات [۱۱۲]
20	طٰہٰ	110	وہ جانتا ہے جو کچھ ہے اُنکے آگے اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لا سکتے اُسکو دریافت کر کر [۱۱۳]
20	طٰہٰ	111	اور رگڑتے ہیں منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہنے والے کے [۱۱۴] اور خراب ہوا جس نے بوجھ اٹھایا ظلم کا [۱۱۵]
20	طٰہٰ	112	اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیاں اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو اُسکو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا [۱۱۶]
20	طٰہٰ	113	اور اسی طرح اتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر کر سنائی ہم نے اُس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیز کریں یا ڈالے اُنکے دل میں سوچ [۱۱۷]
20	طٰہٰ	114	سو بلند درجہ اللہ کا اُس سچے بادشاہ کا [۱۱۸] اور تو جلدی نہ کر قرآن کے لینے میں جب تک کہ پورا نہ ہو چکے اُس کا اترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ [۱۱۹]
20	طٰہٰ	115	اور ہم نے تاکید کر دی تھی آدم کو اُس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اسمیں کچھ ہمت [۱۲۰]
20	طٰہٰ	116	اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے

20	طٰہٰ	117	پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے جوڑے کا سو نکلوا نہ دے تمکو بہشت سے پھر تو پڑ جائے تکلیف میں [۱۲۱]
20	طٰہٰ	118	تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اُس میں اور نہ ننگا
20	طٰہٰ	119	اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے تو اس میں اور نہ دھوپ [۱۲۲]
20	طٰہٰ	120	پھر جی میں ڈالا اُسکے شیطان نے کہا اے آدم میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا زندہ رہنے کا اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو [۱۲۳]
20	طٰہٰ	121	پھر دونوں نے کھا لیا اُسمیں سے پھر کھل گئیں اُن پر اُنکی بری چیزیں اور لگے گانٹھنے اپنے اوپر پتے بہشت کے [۱۲۴] اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا
20	طٰہٰ	122	پھر نواز دیا اُسکو اُسکے رب نے پھر متوجہ ہوا اُس پر اور راہ پر لایا [۱۲۵]
20	طٰہٰ	123	فرمایا اترو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو ایک دوسرے کے دشمن [۱۲۶] پھر اگر پہنچے تمکو میری طرف سے ہدایت [۱۲۷] پھر جو چلا میری بتلائی راہ پر سو نہ وہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑے گا [۱۲۸]
20	طٰہٰ	124	اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اُسکو ملنی ہے گذران تنگی کی [۱۲۹] اور لائیں گے ہم اُسکو دن قیامت کے اندھا [۱۳۰]
20	طٰہٰ	125	وہ کہے گا اے رب کیوں اٹھا لایا تو مجھ کو اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا [۱۳۱]
20	طٰہٰ	126	فرمایا یونہی پہنچی تھیں تجھ کو میری آیتیں پھر تو نے انکو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیں گے [۱۳۲]
20	طٰہٰ	127	اور اسی طرح بدلہ دیں گے ہم اُسکو جو حد سے نکلا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر [۱۳۳] اور آخرت کا عذاب سخت ہے اور بہت باقی رہنے والا [۱۳۴]
20	طٰہٰ	128	سو کیا اُنکو سمجھ نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کر دیں ہم نے اُن سے پہلے جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں اُنکی جگہوں میں [۱۳۵] اس میں خوب نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو
20	طٰہٰ	129	اور اگر نہ ہوتی ایک بات کہ نکل چکی تیرے ب کی طرف سے تو ضرور ہو جاتی مٹھ بھیڑ اور اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر کیا گیا [۱۳۶]
20	طٰہٰ	130	سو تو سہتا رہ جو وہ کہیں [۱۳۷] اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے [۱۳۸] اور کچھ گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر [۱۳۹] اور دن کی حدوں پر [۱۴۰] شاید تو راضی ہو

[۱۴۱]

اور مت پسار اپنی آنکھیں اُس چیز پر جو فائدہ اٹھانے کو دی ہم نے ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی اُنکے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی [۱۴۲]	131	طٰہٰ	20
اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی قائم رہ اُس پر [۱۴۳] ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور انجام بھلا ہے پرہیزگاری کا [۱۴۴]	132	طٰہٰ	20
اور لوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے رب سے [۱۴۵] کیا پہنچ نہیں چکی اُنکو نشانی اگلی کتابوں میں کی [۱۴۶]	133	طٰہٰ	20
اور اگر ہم ہلاک کر دیتے اُنکو کسی آفت میں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ بھیجا ہم تک کسی کو پیغام دیکر کہ ہم چلتے تیری کتاب پر ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے	134	طٰہٰ	20
تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے سو تم بھی راہ دیکھو اور آئندہ جان لو گے کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی [۱۴۷]	135	طٰہٰ	20
نزدیک آ گیا لوگوں کے اُنکے حساب کا وقت اور وہ بیخبر ٹلا رہے ہیں [۱]	1	الانبیآء	21
کوئی نصیحت نہیں پہنچتی اُنکو اُنکے رب سے نئی مگر اُسکو سنتے ہیں کھیل میں لگےہوئے	2	الانبیآء	21
کھیل میں پڑے ہیں دل اُنکے [۲] اور چھپا کر مصلحت کی بے انصافوں نے یہ شخص کون ہے ایک آدمی ہےتم ہی جیسا پھر کیوں پھنستے ہو اُسکے جاد ومیں آنکھوں دیکھتے [۳]	3	الانبیآء	21
اُس نے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہ ہے سننے والا جاننے والا [۴]	4	الانبیآء	21
اُسکو چھوڑ کر کہتے ہیں بیہودہ خواب ہیں نہیں جھوٹ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے پھر چاہیئے لے آئے ہمارے پاس کوئی نشانی جیسے پیغام لیکر آئے ہیں پہلے [۵]	5	الانبیآء	21
نہیں مانا اُن سے پہلے کسی بستی نے جنکو غارت کر دیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے [۶]	6	الانبیآء	21

21	الانبیآء	7	اور پیغام نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر یہی مردوں کے ہاتھ وحی بھیجتے تھے ہم اُنکو سو پوچھ لو یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے [۷]
21	الانبیآء	8	اور نہیں بنائے تھے ہم نے اُنکے ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہ جانے والے [۸]
21	الانبیآء	9	پھر سچا کر دیا ہم نے اُن سے وعدہ سو بچا دیا اُنکو اور جسکو ہم نے چاہا اور غارت کر دیا حد سے نکلنے والوں کو [۹]
21	الانبیآء	10	ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب کہ اُس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں [۱۰]
21	الانبیآء	11	اور کتنی پیس ڈالیں ہم نے بستیاں جو تھیں گنہگار اور اٹھا کھڑے کئے اُنکے پیچھے اور لوگ [۱۱]
21	الانبیآء	12	پھر جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تب لگے وہاں سے ایڑ کرنے
21	الانبیآء	13	ایڑ مت کرو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تمکو پوچھے [۱۲]
21	الانبیآء	14	کہنے لگے ہائے خرابی ہم تھے بیشک گنہگار
21	الانبیآء	15	پھر برابر یہی رہی اُنکی فریاد یہاں تک کہ ڈھیر کر دیے گئے کاٹ کر بجھے پڑے ہوئے [۱۳]
21	الانبیآء	16	اور ہم نے نہیں بنایا آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انکے بیچ میں ہےکھیلتے ہوئے [۱۴]
21	الانبیآء	17	اگر ہم چاہتے کہ بنا لیں کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو کرنا ہوتا
21	الانبیآء	18	یوں نہیں پر ہم پھینک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اُس کا سر پھوڑ ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے اُن باتوں سے جو تم بتلاتے ہو [۱۵]
21	الانبیآء	19	اور اُسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں [۱۶] اور جو اُسکے نزدیک رہتے ہیں سرکشی نہیں کرتے اُسکی عبادت سے اور نہیں کرتے کاہلی
21	الانبیآء	20	یاد کرتےہیں رات اور دن نہیں تھکتے [۱۷]
21	الانبیآء	21	کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اور معبود زمین میں کہ وہ جلا اٹھائیں گے اُنکو [۱۸]
21	الانبیآء	22	اگر ہوتے ان دونوں میں اور معبود سوائے اللہ کے تو دونوں خراب ہو جاتے [۱۹] سو پاک ہے اللہ عرش کا مالک اُن باتوں سے جو یہ بتلاتے ہیں [۲۰]
21	الانبیآء	23	اُس سے پوچھا نہ جائے جو وہ کرے اور اِن سے پوچھا جائے [۲۱]

21	الانبیاء	24	کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اُس سے ورے اور معبود تو کہہ لاؤ اپنی سند [۲۲] یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور یہی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات سو ٹلا رہے ہیں [۲۳]
21	الانبیاء	25	اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اُسکو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے سو میری بندگی کرو [۲۴]
21	الانبیاء	26	اور کہتے ہں رحمٰن نے کر لیا کسی کو بیٹا وہ ہر گز اس لائق نہیں [۲۵] لیکن وہ بندے ہیں جنکو عزت دی ہے
21	الانبیاء	27	اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں [۲۶]
21	الانبیاء	28	اُسکو معلوم ہے جو اُنکے آگے ہیں اور پیچھے [۲۷] اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اُسکی جس سے اللہ راضی ہو [۲۸] اور وہ اُسکی ہیبت سے ڈرتے ہیں [۲۹]
21	الانبیاء	29	اور جو کوئی اُن میں کہے کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اسکو ہم بدلہ دیں گے دوزخ یونہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو [۳۰]
21	الانبیاء	30	اور کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے پھر ہم نے انکو کھول دیا [۳۱] اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے [۳۲] پھر کیا یقین نہیں کرتے [۳۳]
21	الانبیاء	31	اور رکھ دیے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ کبھی اُنکو لے کر جھک پڑے [۳۴] اور رکھیں اُس میں کشادہ راہیں تاکہ وہ راہ پائیں [۳۵]
21	الانبیاء	32	اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ [۳۶] اور وہ آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے [۳۷]
21	الانبیاء	33	اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند [۳۸] سب اپنے اپنے گھر میں پھرتے ہیں [۳۹]

21	الانبیآء	34	اور نہیں دیا ہم نے تجه سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کیلئے زندہ رہنا پهر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جائیں گے
21	الانبیآء	35	ہر جی کو چکهنی ہے موت [۴۰] اور ہم تمکو جانچتے ہیں برائی سے اور بهلائی سے آزمانے کو [۴۱] اور ہماری طرف پهر کر آ جاؤ گے [۴۲]
21	الانبیآء	36	اور جہاں تجه کو دیکها منکروں نے تو کوئی کام نہیں اُنکو تجه سے مگر ٹهٹها کرنا کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمٰن کے نام سے منکر ہیں [۴۳]
21	الانبیآء	37	بنا ہے آدمی جلدی کا اب دکهلاتا ہوں تمکو اپنی نشانیاں سو مجه سے جلدی مت کرو [۴۴]
21	الانبیآء	38	اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو [۴۵]
21	الانبیآء	39	اگر جان لیں یہ منکر اُس وقت کو کہ نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ اپنی پیٹه سے اور نہ اُنکو مدد پہنچے گی
21	الانبیآء	40	کچه نہیں وہ آئے گی اُن پر ناگہاں پهر انکے ہوش کهو دیگی پهر نہ پهیر سکیں گے اُسکو اور نہ اُنکو فرصت ملے گی [۴۶]
21	الانبیآء	41	اور ٹهٹهے ہو چکے ہیں رسولوں سے تجه سے پہلے پهر الٹ پڑی ٹهٹها کرنے والوں پر اُن میں سے وہ چیز جس کا ٹهٹها کرتے تهے [۴۷]
21	الانبیآء	42	تو کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات میں اور دن میں رحمٰن سے [۴۸] کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پهیرتے ہیں [۴۹]
21	الانبیآء	43	یا اُنکے واسطے کوئی معبود ہیں کہ اُنکو بچاتے ہیں ہمارے سوا وہ اپنی بهی مدد نہیں کر سکتے اور نہ اُنکی ہماری طرف سے رفاقت ہو [۵۰]
21	الانبیآء	44	کوئی نہیں پر ہم نے عیش دیا اُنکو اور اُنکے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑه گئ اُن پر زندگی [۵۱] پهر کیا نہیں دیکهتے کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گهٹاتے اُسکے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والےہیں [۵۲]
21	الانبیآء	45	تو کہہ میں جو تمکو ڈراتا ہوں سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکارنے کو جب کوئی اُنکو ڈر کی بات سنائے [۵۳]
21	الانبیآء	46	اور کہیں پہنچ جائے اُن تک ایک بهاپ تیرے رب کے عذاب کی تو ضرور کہنے لگیں ہائے کم بختی ہماری بیشک ہم تهے گنہگار [۵۴]
21	الانبیآء	47	اور رکهیں گے ہم ترازوئیں انصاف کی قیامت کے دن پهر ظلم نہ ہو گا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہو گا برابر رائی کے دانہ کی تو ہم لے آئیں گے اُسکو [۵۵] اور ہم کافی ہیں حساب کرنے کو [۵۶]

21	الانبیاء	48	اور ہم نے دی تھی موسیٰ اور ہارون کو قضیے چکانے والی کتاب اور روشنی اور نصیحت ڈرنے والوں کو [۵۷]
21	الانبیاء	49	جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں [۵۸]
21	الانبیاء	50	اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اُسکو نہیں مانتے [۵۹]
21	الانبیاء	51	اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اُسکی نیک راہ [۶۰] اور ہم رکھتے ہیں اُسکی خبر [۶۱]
21	الانبیاء	52	جب کہا اُس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو [۶۲]
21	الانبیاء	53	بولے ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہی کی پوجا کرتے [۶۳]
21	الانبیاء	54	بولا مقرر ہے تم اور تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں [۶۴]
21	الانبیاء	55	بولے تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے [۶۵]
21	الانبیاء	56	بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جس نے اُنکو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں [۶۶]
21	الانبیاء	57	اور قسم اللہ کی میں علاج کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر [۶۷]
21	الانبیاء	58	پھر کر ڈالا اُنکو ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا اُن کا کہ شاید اُسکی طرف رجوع کریں [۶۸]
21	الانبیاء	59	کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے [۶۹]
21	الانبیاء	60	وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان جو بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اُسکو کہتے ہیں ابراہیم [۷۰]
21	الانبیاء	61	وہ بولے اُسکو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ دیکھیں [۷۱]
21	الانبیاء	62	بولے کیا تو نےکیا ہے یہ ہمارے معبودوں کیساتھ اے ابراہیم
21	الانبیاء	63	بولا نہیں پر یہ کیا ہے اُنکے اس بڑے نے سو اُن سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں [۷۲]

21 الانبیاء 64 پھر سوچے اپنے جی میں پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو [۷۳]

21 الانبیاء 65 پھر اوندھے ہو گئے سر جھکا کر [۷۴] تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں [۷۵]

21 الانبیاء 66 بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو جو تمہارا کچھ بھلا کرنے نہ برا

21 الانبیاء 67 بیزار ہوں میں تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں [۷۶]

21 الانبیاء 68 بولے اسکو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر کچھ کرتے ہو [۷۷]

21 الانبیاء 69 ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور آرام کر ابراہیم پر [۷۸]

21 الانبیاء 70 اور چاہنے لگے اُس کا برا پھر اُنہی کو ہم نے ڈالا نقصان میں [۷۹]

21 الانبیاء 71 اور بچا نکالا ہم نے اُسکو اور لوط کو اُس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہم نے جہان کے واسطے [۸۰]

21 الانبیاء 72 اور بخشا ہم نے اُسکو اسحٰق اور یعقوب دیا انعام میں [۸۱] اور سب کو نیک بخت کیا [۸۲]

21 الانبیاء 73 اور اُنکو کیا ہم نے پیشوا راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے [۸۳] اور کہلا بھیجا ہم نے اُنکو کرنا نیکیوں کا اور قائم رکھنی نماز اور دینی زکوٰۃ [۸۴] اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے [۸۵]

21 الانبیاء 74 اور لوط کو دیا ہم نے حکم اور سمجھ [۸۶] اور بچا نکالا اُسکو اس بستی سے جو کرتے تھے گندے کام وہ تھے لوگ بڑے نافرمان [۸۷]

21 الانبیاء 75 اور اُسکو لے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے نیک بختوں میں [۸۸]

21 الانبیاء 76 اور نوح کو جب اُس نے پکارا اُس سے پہلے [۸۹] پھر قبول کر لی ہم نے اُس کی دعا سو بچا دیا اُسکو اور اسکے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے

21	الانبیاء	77	اور مدد کی اُسکی اُن لوگوں پر جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ تھے برے لوگ پھر ڈبا دیا ہم نے اُن سب کو [۹۰]
21	الانبیاء	78	اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں اُسکو رات میں ایک قوم کی بکریاں اور سامنے تھا ہمارے اُن کا فیصلہ
21	الانبیاء	79	پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا تھا ہم نے حکم اور سمجھ [۹۱] اور تابع کیے ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور اڑتے جانور [۹۲] اور یہ سب کچھ ہم نے کیا [۹۳]
21	الانبیاء	80	اور اُسکو سکھلایا ہم نے بنانا ایک تمہارا لباس کہ بچاؤ ہو تمکو لڑائی میں [۹۴] سو کچھ تم شکر کرتے ہو [۹۵]
21	الانبیاء	81	اور سلیمان کے تابع کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اسکے حکم اسے اُس زمین کی طرف جہاں برکت دی ہے ہم نے [۹۶] اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے [۹۷]
21	الانبیاء	82	اور تابع کئے کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اُسکے واسطے اور بہت سے کام بناتے اسکے سوائے [۹۸] اور ہم نے اُنکو تھام رکھا تھا [۹۹]
21	الانبیاء	83	اور ایوب کو جس وقت پکارا اُس نے اپنے رب کو کہ مجھ پر پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم کرنے والا
21	الانبیاء	84	پھر ہم نے سن لی اُسکی فریاد سو دور کر دی جو اُس پر تھی تکلیف اور عطا کئے اُسکو اسکے گھر والے اور اتنے ہی اور اُنکے ساتھ [۱۰۰] رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بندگی کرنے والوں کو [۱۰۱]
21	الانبیاء	85	اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے [۱۰۲]
21	الانبیاء	86	اور لے لیا ہم نے اُنکو اپنی رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں
21	الانبیاء	87	اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصہ ہو کر [۱۰۳] پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اُسکو [۱۰۴] پھر پکارا اُن اندھیروں میں [۱۰۵] کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے [۱۰۶]

21	الانبیاء	88	پھر سن لی ہم نے اُسکی فریاد اور بچا دیا اُسکو اُس گھٹنے سے اور یوں ہم بچا دیتےہیں ایمان والوں کو [۱۰۷]
21	الانبیاء	89	اور زکریا کو جب پکارا اُس نے اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا [۱۰۸] اور تو ہے سب سے بہتر وارث [۱۰۹]
21	الانبیاء	90	پھر ہم نے سن لی اُسکی دعا اور بخشا اُسکو یحیٰی اور اچھا کر دیا اُسکی عورت کو [۱۱۰] وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز [۱۱۱]
21	الانبیاء	91	اور وہ عورت جس نے قابو میں رکھی اپنی شہوت [۱۱۲] پھر پھونک دی ہم نے اُس عورت میں اپنی روح [۱۱۳] اور کیا اُسکو اور اُسکے بیٹے کو نشانی جہان والوں کے واسطے [۱۱۴]
21	الانبیاء	92	یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں رب تمہارا سو میری بندگی کرو [۱۱۵]
21	الانبیاء	93	اور ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام [۱۱۶] سب ہمارےپاس پھر آئیں گے [۱۱۷]
21	الانبیاء	94	سو جو کوئی کرےکچھ نیک کام اور وہ رکھتا ہو ایمان سو اکارت نہ کریں گے اُسکی سعی کو اور ہم اُسکو لکھ لیتے ہیں [۱۱۸]
21	الانبیاء	95	اور مقرر ہو چکا ہر بستی پر جس کو غارت کر دیا ہم نے کہ وہ پھر کر نہیں آئیں گے [۱۱۹]
21	الانبیاء	96	یہاں تک کہ جب کھول دئے جائیں یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر اوچان سے پھسلتے چلے آئیں [۱۲۰]
21	الانبیاء	97	اور نزدیک آ لگے سچا وعدہ پھر اس دم اوپر لگی رہ جائیں منکروں کی آنکھیں ہائے کمبختی ہماری ہم بے خبر رہے اس سے [۱۲۱] نہیں پر ہم تھے گنہگار [۱۲۲]

21	الانبیآء	98	تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ایندھن ہے دوزخ کا تمکو اُس پر پہنچنا ہے [۱۲۳]
21	الانبیآء	99	اگر ہوتے یہ بت معبود تو نہ پہنچتے اُس پر اور سارے اُس میں سدا پڑے رہیں گے [۱۲۴]
21	الانبیآء	100	اُنکو وہاں چلانا ہے اور اُس میں کچھ نہ سنیں گے [۱۲۵]
21	الانبیآء	101	جنکے لئے پہلے سے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی وہ اُس سے دور رہیں گے [۱۲۶]
21	الانبیآء	102	نہیں سنیں گے اُسکی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزوں میں سدا رہیں گے [۱۲۷]
21	الانبیآء	103	نہ غم ہو گا اُنکو اس بڑی گھبراہٹ میں [۱۲۸] اور لینے آئیں گے اُنکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا [۱۲۹]
21	الانبیآء	104	جس دن ہم لپیٹ دیں گے آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں طومار میں کاغذ [۱۳۰] جیسا سرے سے بنایا تھا ہم نے پہلی بار پھر اُسکو دہرائیں گے وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہم پر ہم کو پورا کرنا ہے [۱۳۱]
21	الانبیآء	105	اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے [۱۳۲]
21	الانبیآء	106	اس میں مطلب کو پہنچتے ہیں لوگ بندگی والے [۱۳۳]
21	الانبیآء	107	اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہاں کے لوگوں پر [۱۳۴]
21	الانبیآء	108	تو کہہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے پھر کیا ہو تم حکمبرداری کرنے والے [۱۳۵]
21	الانبیآء	109	پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تو کہدے میں نے خبر کر دی تمکو دونوں طرف باربار [۱۳۶] اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دور ہے جو تم سے وعدہ ہوا [۱۳۷]
21	الانبیآء	110	وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر کرو اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو [۱۳۸]
21	الانبیآء	111	اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر میں تمکو جانچنا ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک [۱۳۹]
21	الانبیآء	112	رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا [۴۰] اور رب ہمارا رحمٰن ہے اُسی سے مدد مانگتے ہیں اُن باتوں پر جو تم بتلاتے ہو [۱۴۱]

22	الحج	1	لوگو ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے
22	الحج	2	جس دن اُسکو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور اُن پر نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے [١]
22	الحج	3	اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں بیخبری سے [٢] اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی [٣]
22	الحج	4	جس کے حق میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی اُسکا رفیق ہو سو وہ اُسکو بہکائے اور لیجائے عذاب میں دوزخ کے [۴]
22	الحج	5	اے لوگو اگر تمکو دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تمکو بنایا [۵] مٹی سے پھر قطرہ سے [۶] پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے [٧] اس واسطے کہ تم کو کھول کر سنا دیں [٨] اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک [٩] پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اورکوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے پھر چلایا جاتا ہے نکمی عمر تک تاکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے [١٠] اور تو دیکھتا ہے زمین خراب پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا اُس پر پانی تازی ہو گئ اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں [١١]
22	الحج	6	یہ سب کچھ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے محقق اور وہ جِلاتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے
22	الحج	7	اور یہ کہ قیامت آنی ہے اُس میں دھوکا نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے ہوؤں کو [١٢]
22	الحج	8	اور بعضا شخص وہ ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدون روشن کتاب کے [١٣]
22	الحج	9	اپنی کروٹ موڑ کر [١۴] تاکہ بہکائے اللہ کی راہ سے اُسکے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور چکھائیں گے ہم اُسکو قیامت کے دن جلن کی مار [١۵]

22	الحج	10	یہ اُسکی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور اُس وجہ سےکہ اللہ نہیں ظلم کرتا بندوں پر [۱۶]
22	الحج	11	اور بعضا شخص وہ ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر پھر اگر پہنچی اُسکو بھلائی تو قائم ہو گیا اُس عبادت پر اور اگر پہنچ گئ اُسکو جانچ پھر گیا الٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے ٹوٹا صریح [۱۷]
22	الحج	12	پکارتا ہے اللہ کے سوائے ایسی چیز کو کہ نہ اُسکا نقصان کرے اور نہ اُسکا فائدہ کرے یہی ہے دور جا پڑنا گمراہ ہو کر [۱۸]
22	الحج	13	پکارے جاتا ہے اُسکو جس کا ضرر پہلے پہنچے نفع سے [۱۹] بیشک برا دوست ہے اور برا رفیق [۲۰]
22	الحج	14	اللہ داخل کرے گا اُنکو جو ایمان لائے اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں نیچے اُنکے نہریں [۲۱] اللہ کرتا ہے جو چاہے [۲۲]
22	الحج	15	جسکو یہ خیال ہو کہ ہرگز نہ مدد کرے گا اُسکی اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو تان لے ایک رسی آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ جاتا رہا اُسکی اس تدبیر سے اُس کا غصہ [۲۳]
22	الحج	16	اور یوں اتارا ہم نے یہ قرآن کھلی باتیں اور یہ ہے کہ اللہ سمجھا دیتا ہے جسکو چاہے [۲۴]
22	الحج	17	جو لوگ مسلمان ہیں اور جو یہود ہیں اور صابئیں اور نصاریٰ اور مجوس [۲۵] اور جو شرک کرتے ہیں مقرر اللہ فیصلہ کرے گا اُن میں قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہے ہر چیز [۲۶]
22	الحج	18	تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اورتارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی [۲۷] اور بہت ہیں کہ اُن پر ٹھہر چکا عذاب [۲۸] اور جسکو اللہ ذلیل کرے اُسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے [۲۹]
22	الحج	19	یہ دو مدعی ہیں جھگڑے ہیں اپنے رب پر [۳۰] سو جو منکر ہوئے اُنکے واسطے بیونتے ہیں کپڑے آگ کے [۳۱] ڈالتےہیں اُنکے سر پر جلتا پانی
22	الحج	20	گل کر نکل جاتا ہے اُس سے جو کچھ اُنکے پیٹ میں ہے اور کھال بھی
22	الحج	21	اور اُنکے واسطے ہتوڑے ہیں لوہے کے [۳۲]

22 الحج 22 جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے جائیں اُسکے اندر اور چکھتے رہو جلنے کا عذاب [۳۳]

22 الحج 23 بیشک اللہ داخل کرے گا اُنکو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں انکے نیچےنہریں گہنا پہنائیں گے اُنکو وہاں کنگن سونے کے اور موتی [۳۴] اور اُنکی پوشاک ہے وہاں ریشم کی [۳۵]

22 الحج 24 اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات کی [۳۶] اور پائی اُس تعریفوں والے کی راہ [۳۷]

22 الحج 25 جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے جو ہم نے بنائی سب لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا [۳۸] اور جو اُس میں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھائیں گے ایک عذاب دردناک [۳۹]

22 الحج 26 اور جب ٹھیک کر دی ہم نے ابراہیم کو جگہ اُس گھر کی [۴۰] کہ شریک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو [۴۱] اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع و سجود والوں کے [۴۲]

22 الحج 27 اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پیروں چل کر اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آئیں راہوں دور سے [۴۳]

22 الحج 28 تاکہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر [۴۴] اور پڑھیں اللہ کا نام کئ دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپایوں مواشی کے جو اللہ نے دیے ہیں اُنکو [۴۵] سو کھاؤ اُس میں سے اور کِھلاؤ برے حال کے محتاج کو [۴۶]

22 الحج 29 پھر چاہیئے کہ ختم کر دیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا [۴۷]

22 الحج 30 یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کی حرمتوں کی سو وہ بہتر ہے اُسکے لئے اپنے رب کے پاس [۴۸] اور حلال ہیں تمکو چوپائے [۴۹] مگر جو تمکو سناتےہیں [۵۰] سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے [۵۱] اور بچتے رہو جھوٹی بات سے [۵۲]

22	الحج	31	ایک اللہ کی طرف ہو کر نہ کہ اُسکے ساتہ شریک بنا کر [۵۳] اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے پھر اُچکتے ہیں اُسکو اڑنے والے مردار خوار یا جا ڈالا اُسکو ہوا نے نے کسی دور مکان میں [۵۴]
22	الحج	32	یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے [۵۵]
22	الحج	33	تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقرر وعدہ تک پھر اُنکو پہنچنا اُس قدیم گھر تک [۵۶]
22	الحج	34	اور ہر امت کے واسطے ہم نے مقرر کر دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے جو اُنکو (اللہ نے دیے) سو اللہ تمہارا ایک اللہ ہے سو اسی کے حکم میں رہو [۵۷] اور بشارت سنا دے عاجزی کرنے والوں کو [۵۸]
22	الحج	35	وہ کہ جب نام لیجئے اللہ کا ڈر جائیں انکے دل اور سہنے والے اُسکو جو اُن پر پڑے [۵۹] اور قائم رکھنے والے نماز کے اورہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں [۶۰]
22	الحج	36	اور کعبہ کے چڑھانے کے اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے سو پڑھو اُن پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے اُنکی کروٹ تو کھاؤ اُس میں سے[۶۱] اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اوربیقراری کرتے کو [۶۲] اسی طرح تمہارے بس میں کر دیا ہم نے اُن جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو [۶۳]
22	الحج	37	اللہ کو نہیں پہنچتا اُن کا گوشت اور نہ اُن کا لہو لیکن اُسکو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب [۶۴] اسی طرح اُنکو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ سجھائی اور بشارت سنا دے نیکی والوں کو [۶۵]
22	الحج	38	اللہ دشمنوں کو ہٹا دے گا ایمان والوں سے [۶۶] اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی دغاباز نا شکر [۶۷]
22	الحج	39	حکم ہوا اُن لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ اُن پر ظلم ہوا [۶۸] اور اللہ اُنکی مدد کرنے پر قادر ہے [۶۹]

22	الحج	40	وہ لوگ جنکو نکالا اُنکے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے [۷۰] اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تکئے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کرے گا اُسکی جو مدد کرے گا اُسکی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا [۷۱]
22	الحج	41	وہ لوگ کہ اگر ہم اُنکو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کر دیں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے [۷۲] اور اللہ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام کا [۷۳]
22	الحج	42	اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو اُن سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود
22	الحج	43	اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم
22	الحج	44	اور مدین کے لوگ [۷۴] اور موسٰی کو جھٹلایا [۷۵] پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کر پھر پکڑ لیا اُنکو تو کیسا ہوا میرا انکار [۷۶]
22	الحج	45	سو کتنی بستیاں ہم نے غارت کر ڈالیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر [۷۷] اور کتنے کوئنیں نکمے پڑے اور کتنے محل گچ کاری کے [۷۸]
22	الحج	46	کیا سیر نہیں کی ملک کی جو اُنکے دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے [۷۹] سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں [۸۰]
22	الحج	47	اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب اور اللہ ہرگز نہ ٹالے گا اپنا وعدہ [۸۱] اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو تم گنتے ہو [۸۲]
22	الحج	48	اور کتنی بستیاں ہیں کہ میں نے اُنکو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھیں پھر میں نے اُنکو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے [۸۳]
22	الحج	49	تو کہہ اے لوگو میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تمکو کھول کر [۸۴]

22	الحج	50	سو جو لوگ یقین لائے اور کیں بھلائیاں اُنکے گناہ بخش دیتے ہیں اور اُنکو روزی ہے عزت کی [۸۵]
22	الحج	51	اور جو دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہی ہیں دوزخ کے رہنے والے
22	الحج	52	اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اُسکے خیال میں پھر اللہ مٹا دیتا ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی باتیں اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا
22	الحج	53	اس واسطے کہ جو کچھ شیطان نے ملایا اس سے جانچے اُنکو کہ جنکے دل میں روگ ہیں اور جنکے دل سخت ہیں اور گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور جا پڑے
22	الحج	54	اور اس واسطے کہ معلوم کر لیں وہ لوگ جنکو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں اور نرم ہو جائیں اُسکے آگے اُنکے دل اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو راہ سیدھی
22	الحج	55	اور منکروں کوہمیشہ رہے گا اُس میں دھوکا جب تک کہ آ پہنچے اُن پر قیامت بیخبری میں یا آ پہنچے اُن پر آفت ایسے دن کی جس میں راہ نہیں خلاصی کی [۸۸]
22	الحج	56	راج اُس دن اللہ کا ہے اُن میں فیصلہ کرے گا [۸۹] سو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں نعمت کے باغوں میں میں ہیں
22	الحج	57	اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں سو انکے لئے ہے ذلت کا عذاب
22	الحج	58	اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ اُنکو دے گا اللہ روزی خاصی اور االلہ ہے سب سے بہتر روزی دینے والا
22	الحج	59	البتہ پہنچائے گا اُنکو ایک جگہ جسکو پسند کریں گے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمل والا [۹۰]
22	الحج	60	یہ سن چکے اور جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اُسکو دکھ دیا تھا پھر اُس پر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اُسکی مدد کرے گا اللہ [۹۱] بیشک اللہ درگذر کرنے والا بخشنے والا ہے [۹۲]
22	الحج	61	یہ اس واسطے کہ اللہ لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں [۹۳] اور اللہ سنتا دیکھتا ہے [۹۴]
22	الحج	62	یہ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جسکو پکارتے ہیں اُسکے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا [۹۵]
22	الحج	63	تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر زمین ہو جاتی ہے سر سبز [۹۶] بیشک اللہ جانتا ہے چھپی تدبیریں خبردار ہے [۹۷]
22	الحج	64	اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بے پروا تعریفوں والا [۹۸]

22	الحج	65	تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کردیا تمہارے جو کچھ ہے زمین میں اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اُسکے حکم سے اور تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اُسکے حکم سے بیشک اللہ
22	الحج	66	اور اُسی نے تمکو جلایا پھر مارتا ہے پھر زندہ کرے گا [۱۰۰] بیشک انسان ناشکر ہے [۱۰۱]
22	الحج	67	ہر امت کے لئے ہم نے مقرر کر دی ایک راہ بندگی کی کہ وہ اُسی طرح کرتے ہیں بندگی سو چاہئے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں اور تو بلائے جا اپنے رب کی طرف بیشک تو ہے سیدھی راہ پر سوجھ والا
22	الحج	68	اور اگر تجھ سے جھگڑنے لگیں تو تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو
22	الحج	69	اللہ فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کے دن جس چیز میں تمہاری راہ جدا جدا تھی [۱۰۲]
22	الحج	70	کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمیں میں یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں یہ اللہ پر آسان ہے [۱۰۳]
22	الحج	71	اور پوجتے ہیں اللہ کے سوائے اس چیز کو جسکی سند نہیں اتاری اُس نے اور جسکی خبر نہیں اُنکو [۱۰۴] اور بے انصافوں کا کوئی نہیں مددگار [۱۰۵]
22	الحج	72	اور جب سنائے اُنکو ہماری آیتیں صاف تو پہچانے تو منکروں کے منہ کی بری شکل نزدیک ہوتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں اُن پر جو پڑھتے ہیں اُنکے پاس ہماری آیتیں [۱۰۶] تو کہہ میں تمکو بتلاؤں ایک چیز اس سے بدتر وہ آگ ہے اس کا وعدہ کر دیا ہے اللہ نے منکروں کو اور وہ بہت بری ہے پھر جانے کی جگہ [۱۰۷]
22	الحج	73	اے لوگو ایک مثل کہی ہے سو اس پر کان رکھو [۱۰۸] جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں اور اگر کچھ چھین لے اُن سے مکھی چھڑا نہ سکیں وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا اور جنکو چاہتا ہے [۱۰۹]
22	الحج	74	اللہ کی قدر نہیں سمجھے جیسی اُسکی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست [۱۱۰]
22	الحج	75	اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں [۱۱۱] اللہ سنتا دیکھتا ہے [۱۱۲]
22	الحج	76	جانتا ہے جو کچھ اُنکے آگے ہے اور جو کچھ اُنکے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی [۱۱۳]
22	الحج	77	اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو [۱۱۴]

22	الحج	78	اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہئے اُسکے واسطے محنت [۱۱۵] اس نے تم کو پسند کیا [۱۱۶] اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل [۱۱۷] دین تمہارے باپ ابراہیم کا [۱۱۸] اُسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان پہلے سے اور اس قرآن میں [۱۱۹] تاکہ رسول ہو بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر [۱۲۰] سو قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار [۱۲۱]
23	المؤمنون	1	کام نکال لے گئے ایمان والے
23	المؤمنون	2	جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں [۱]
23	المؤمنون	3	اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے [۲]
23	المؤمنون	4	اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں [۳]
23	المؤمنون	5	اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں
23	المؤمنون	6	مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال باندیوں پر سو اُن پر نہیں کچھ الزام
23	المؤمنون	7	پھر جو کوئی ڈھونڈے اسکےسوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے [۴]
23	المؤمنون	8	اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں [۵]
23	المؤمنون	9	اور جو اپنی نمازوں کی خبر رکھتے ہیں [۶]
23	المؤمنون	10	وہی ہیں میراث لینے والے
23	المؤمنون	11	جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے [۷] وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے

23	المؤمنون	12	اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے [۸]
23	المؤمنون	13	پھر ہم نے رکھا اُسکو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانہ میں [۹]
23	المؤمنون	14	پھر بنایا اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اُس بوٹی سےہڈیاں پھر پہنایا ہڈیوں پر گوشت [۱۰] پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں [۱۱] سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے [۱۲]
23	المؤمنون	15	پھر تم اسکے بعد مرو گے [۱۳]
23	المؤمنون	16	پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئےجاؤ گے [۱۴]
23	المؤمنون	17	اور ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات رستے [۱۵] اور ہم نہیں ہیں خلق سے بے خبر [۱۶]
23	المؤمنون	18	اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی ماپ کر [۱۷] پھر اُسکو ٹھہرا دیا زمین میں [۱۸] اور ہم اُسکو لیجائیں تو لیجا سکتے ہیں [۱۹]
23	المؤمنون	19	پھر اگا دیے تمہارے واسطے اُس سے باغ کھجور اور انگور کے تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور اُنہی میں سے کھاتے ہو [۲۰]
23	المؤمنون	20	اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے لے اگتا ہے تیل اور روٹی ڈبونا کھانے والوں کے واسطے [۲۱]
23	المؤمنون	21	اور تمہارے چوپایوں میں دھیان کرنے کی بات ہے پلاتے ہیں ہم تمکو اُنکے پیٹ کی چیز سے اور تمہارے لئے اُن میں بہت فائدے ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو [۲۲]
23	المؤمنون	22	اور اُن پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو [۲۳]
23	المؤمنون	23	اور ہم نے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کے پاس تو اُس نے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی حاکم نہیں اُسکے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں
23	المؤمنون	24	تب بولے سردار جو کافر تھے اُسکی قوم میں یہ کیا ہے آدمی ہے جیسے تم [۲۴] چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا تو اتارتا فرشتے [۲۵] ہم نے یہ نہیں سنا اپنے اگلے باپ دادوں میں [۲۶]

23 المؤمنون	25	اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے کہ اسکو سودا ہے سو راہ دیکھو اسکی ایک وقت تک [۲۷]
23 المؤمنون	26	بولا اے رب تو مدد کر میری کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا [۲۸]
23 المؤمنون	27	پھر ہم نے حکم بھیجا اُسکو کہ بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو ڈال لے کشتی میں ہر چیز کا جوڑا دو دو اور اپنے گھر کے لوگ [۲۹] مگر جسکی قسمت میں پہلے سے ٹھہر چکی ہے بات [۳۰] اور مجھ سے بات نہ کر ان ظالموں کے واسطے بیشک اُنکو ڈوبنا ہے [۳۱]
23 المؤمنون	28	پھر جب چڑھ چکے تو اور جو تیرے ساتھ ہے کشی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے چھڑایا ہمکو گنہگار لوگوں سے [۳۲]
23 المؤمنون	29	اور کہہ اے رب اتار مجھ کو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا [۳۳]
23 المؤمنون	30	اس میں نشانیاں ہیں اور ہم ہیں جانچنے والے [۳۴]
23 المؤمنون	31	پھر پیدا کی ہم نے اُن سے پیچھے ایک جماعت اور [۳۵]
23 المؤمنون	32	پھر بھیجا ہم نے اُن میں ایک رسول اُن میں کا [۳۶] کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا حاکم اُسکے سوائے پھر کیا تم ڈرتے نہیں
23 المؤمنون	33	اور بولے سردار اُسکی قوم کے جو کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا اُنکو ہم نے دنیا کی زندگی میں [۳۷] اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے جیسے تم، کھاتا ہے جس قسم سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو [۳۸]
23 المؤمنون	34	اور کہیں تم چلنے لگے کہنے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے تو تم بیشک خراب ہوئے [۳۹]
23 المؤمنون	35	کیا تم کو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ اور ہو جاؤ مٹی اور ہڈیاں تو تمکو نکلنا ہے
23 المؤمنون	36	کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہوسکتا ہے جو تم سے وعدہ ہوتا ہے [۴۰]
23 المؤمنون	37	اور کچھ نہیں یہی جینا ہے ہمارا دنیا کا مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمکو پھر اٹھنا نہیں [۴۱]

23	المؤمنون	38	اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے باندھ لایا ہے اللہ پر جھوٹ [۴۲] اور اُسکو ہم نہیں ماننے والے
23	المؤمنون	39	بولا اے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا [۴۳]
23	المؤمنون	40	فرمایا اب تھوڑے دنوں میں صبح کو رہ جائیں گے پچتاتے [۴۴]
23	المؤمنون	41	پھر پکڑا اُنکو چنگھاڑ نے تحقیق [۴۵] پھر کر دیا ہم نے اُنکو کوڑا [۴۶] سو دور ہو جائیں گنہگار لوگ [۴۷]
23	المؤمنون	42	پھر پیدا کیں ہم نے اُن سے پیچھے جماعتیں اور
23	المؤمنون	43	نہ آگے جائے کوئی قوم اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہے [۴۸]
23	المؤمنون	44	پھر بھیجتے رہے ہم اپنے رسول لگاتار جہاں پہنچا کسی امت کے پاس اُن کا رسول اُسکو جھٹلا دیا پھر چلاتے گئے ہیں ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا اُنکو کہانیاں [۴۹] سو دو ہو جائیں جو لوگ نہیں مانتے [۵۰]
23	المؤمنون	45	پھر بھیجا ہم نے موسیٰ اور اُسکے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں دیکر اور کھلی سند
23	المؤمنون	46	فرعون اور اُسکے سرداروں کے پاس پھر لگے بڑائی کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھ رہے تھے [۵۱]
23	المؤمنون	47	سو بولے کیا ہم مانیں گے اپنی برابر کے دو آدمیوں کو اور اُنکی قوم ہمارے تابعدار ہیں [۵۲]
23	المؤمنون	48	پھر جھٹلایا اُن دونوں کو پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں
23	المؤمنون	49	اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب تاکہ وہ راہ پائیں [۵۳]
23	المؤمنون	50	اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے اور اُسکی ماں کو ایک نشانی [۵۴] اور اُنکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی نتھرا [۵۵]
23	المؤمنون	51	اے رسولو کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا [۵۶] جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں [۵۷]

23	المؤمنون	52	اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو
23	المؤمنون	53	پھر پھوٹ ڈال کر کر لیا اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے [۵۸] ہرفرقہ جو اُنکے پاس ہے اُس پر ریجھ رہے ہیں [۵۹]
23	المؤمنون	54	سو چھوڑ دے تو اُنکو اُنکی بیہوشی میں ڈوبے ایک وقت تک [۶۰]
23	المؤمنون	55	کیا وہ خیال کرتےہیں کہ یہ جو ہم اُنکو دیے جاتے ہیں مال اور اولاد
23	المؤمنون	56	سو دوڑ دوڑ کر پہنچا رہے ہیں ہم اُنکو بھلائیاں [۶۱] یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں [۶۲]
23	المؤمنون	57	البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہیں [۶۳]
23	المؤمنون	58	اور جو لوگ اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں [۶۴]
23	المؤمنون	59	اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے [۶۵]
23	المؤمنون	60	اور جو لوگ کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں وہ اور اُنکے دل ڈر رہے ہیں اس لئے کہ انکو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے [۶۶]
23	المؤمنون	61	وہ لوگ دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں بھلائیاں اور وہ ان پر پہنچے سب سے آگے [۶۷]
23	المؤمنون	62	اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اسکی گنجائش کے موافق اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہو گا [۶۸]
23	المؤمنون	63	کوئی نہیں انکے دل بیہوش ہیں اس طرف اور انکو اور کام لگ رہے ہیں اسکے سوائے کہ وہ انکو کر رہے ہیں [۶۹]
23	المؤمنون	64	یہاں تک کہ جب پکڑیں گے ہم اُنکے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبھی وہ لگیں گے چلانے
23	المؤمنون	65	مت چلاؤ آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے [۷۰]
23	المؤمنون	66	تم کو سنائی جاتی تھیں میری آیتیں تو تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے۔

23	المؤمنون	67	اس سے تکبر کر کے [۷۱] ایک قصہ گو کو چھوڑ کر چلے گئے [۷۲]
23	المؤمنون	68	سو کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا اس کلام میں [۷۳] یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ تھی ان کے پہلے باپ دادوں کے پاس [۷۴]
23	المؤمنون	69	یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانے والوں کو سو وہ اس کو اوپرا سمجھتے ہیں [۷۵]
23	المؤمنون	70	یا کہتے ہیں ان کو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ان کے پاس سچی باتے اور ان بہتوں کو سچی بات بری لگتی ہے [۷۶]
23	المؤمنون	71	اور اگر سچا رب چلے ان کی خوشی پر تو خراب ہو جائیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے [۷۷] کوئی نہیں ہم نے پہنچائی ہے ان کو ان کی نصیحت [۷۸] سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے [۷۹]
23	المؤمنون	72	یا تو ان سے مانگتا ہے کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا [۸۰]
23	المؤمنون	73	اور تو تو بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ پر
23	المؤمنون	74	اور جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو راہ سے ٹیڑھے ہو گئے ہیں [۸۱]
23	المؤمنون	75	اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھول دیں جو تکلیف پہنچی ان کو تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکےہوئے [۸۲]
23	المؤمنون	76	اور ہم نے پکڑا تھا ان کو آفت میں پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑائے [۸۳]
23	المؤمنون	77	یہاں تک کہ جب کھول دیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اس میں ان کی آس ٹوٹے گی [۸۴]
23	المؤمنون	78	اور اسی نے بنا دئے تمہارےکان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو [۸۵]
23	المؤمنون	79	اور اسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے زمین میں اور اسی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے [۸۶]
23	المؤمنون	80	اور وہی ہے جلاتا اور مارتا اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم کو سمجھ نہیں [۸۷]

23	المؤمنون	81	کوئی بات نہیں یہ تو وہی کہہ رہے ہیں جیسا کہا کرتے تھے پہلے لوگ
23	المؤمنون	82	کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو زندہ ہو کر اٹھنا ہے
23	المؤمنون	83	وعدہ دیا جاتا ہے ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی پہلے سے اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی [۸۸]
23	المؤمنون	84	تو کہہ کس کی ہے زمین اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو
23	المؤمنون	85	اب کہیں گے سب کچھ اللہ کا ہے تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں [۸۹]
23	المؤمنون	86	تو کہہ کون ہے مالک ساتوں آسمان کا اور مالک اس بڑے تخت کا
23	المؤمنون	87	اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم ڈرتے نہیں [۹۰]
23	المؤمنون	88	تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو
23	المؤمنون	89	اب بتائیں گے اللہ کو [۹۱] تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو آ پڑتا ہے [۹۲]
23	المؤمنون	90	کوئی نہیں ہم نے ان کو پہنچایا سچ اور وہ البتہ جھوٹے ہیں [۹۳]
23	المؤمنون	91	اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ اس کے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لیجاتا ہر حکم والا اپنی بنائی چیز کو اور چڑھائی کرتا ایک پر ایک [۹۴] اللہ نرالا (پاک) ہے ان کی بتلائی باتوں سے [۹۵]
23	المؤمنون	92	جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جسکو یہ شریک بتلاتے ہیں [۹۶]
23	المؤمنون	93	تو کہہ اے رب اگر تو دکھانے لگے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوا ہے
23	المؤمنون	94	تو اے رب مجھ کو نہ کریو ان گنہگار لوگوں میں [۹۷]
23	المؤمنون	95	اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھ کو دکھلا دیں جو ان سےوعدہ کر دیا ہے
23	المؤمنون	96	بری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں [۹۸]

23	المؤمنون	97	اور کہہ اے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی چھیڑ سے [۹۹]
23	المؤمنون	98	اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس سے کہ میرے پاس آئیں [۱۰۰]
23	المؤمنون	99	یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں کسی کو موت کہے گا اے رب مجه کو پھر بھیجدو
23	المؤمنون	100	شاید کچه میں بھلا کام کر لوں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا [۱۰۱] ہر گز نہیں یہ ایک بات ہے کہ وہی کہتا ہے [۱۰۲] اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں [۱۰۳]
23	المؤمنون	101	پھر جب پھونک ماریں صور میں تو نہ قرابتیں ہیں ان میں اس دن اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے [۱۰۴]
23	المؤمنون	102	سو جسکی بھاری ہوئی تول تو وہی لوگ کام لے نکلے
23	المؤمنون	103	اور جس کی ہلکی نکلی تول سو وہی لوگ ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں رہا کریں گے
23	المؤمنون	104	جھلس دے گی انکے منہ کو آگ اور وہ اس میں بد شکل ہو رہے ہوں گے [۱۰۵]
23	المؤمنون	105	کیا تم کو سنائی نہ تھیں ہماری آیتیں پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے [۱۰۶]
23	المؤمنون	106	بولے اے رب زور کیا ہم پر ہماری کم بختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے ہوئے
23	المؤمنون	107	اے ہمارے رب نکال لے ہم کو اس میں سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار [۱۰۷]
23	المؤمنون	108	فرمایا پڑے رہو پھٹکار ے ہوئے اس میں اور مجه سے نہ بولو
23	المؤمنون	109	ایک فرقہ تھا میرے بندوں میں جو کہتے تھے اے رب ہمارے ہم یقین لائے سو معاف کر ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب رحم والوں سے بہتر ہے [۱۰۸]
23	المؤمنون	110	پھر تم نے ان کو ٹھٹھوں میں پکڑا یہاں تک کہ بھول گئے انکے پیچھے میری یاد اور تم ان سے ہنستے رہے [۱۰۹]
23	المؤمنون	111	میں نے آج دیا ان کو بدلہ انکے صبر کرنے کا کہ وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے [۱۱۰]
23	المؤمنون	112	فرمایا تم کتنی دیر رہے زمین میں برسوں کی گنتی سے

بولے ہم رہے ایک یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے [۱۱۱]	113	المؤمنون	23
فرمایا تم اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے [۱۱۲]	114	المؤمنون	23
سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر کر نہ آؤ گے [۱۱۳]	115	المؤمنون	23
سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہیں اس کے سوائے مالک اس عزت کے تخت کا [۱۱۴]	116	المؤمنون	23
اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی سند نہیں اس کے پاس سو اس کا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک [۱۱۵] بیشک بھلا نہ ہو گا منکروں کا	117	المؤمنون	23
اور تو کہہ اے رب معاف کر اور رحم کر اور تو ہے بہتر سب رحم والوں سے [۱۱۶]	118	المؤمنون	23
یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اس میں باتیں صاف تاکہ تم یاد رکھو [۱]	1	النور	24
بدکاری کرنے والی عورت اور مرد سو مارو ہر ایک کو دونوں میں سے سوسو درّے [۲] اور نہ آوے تم کو ان پر ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر [۳] اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان [۴]	2	النور	24
بدکارمرد نہیں نکاح کرتا مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک [۵] اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والوں پر [۶]	3	النور	24
اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو (پاکدامنوں کو) پھر نہ لائے چار مرد شاہد [۷] تو مارو ان کو اسی درّے اور نہ مانو ان کی گواہی کبھی [۸] اور وہی لوگ ہیں نافرمان [۹]	4	النور	24
مگر جنہوں نے توبہ کر لی اس کے پیچھے اور سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۰]	5	النور	24
اور جو عیب لگائیں اپنی جورووٴں کو [۱۱] اور شاہد نہ ہوں انکے پاس سوائے انکی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر مقرر وہ شخص سچا ہے	6	النور	24
اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر ہو وہ جھوٹا	7	النور	24

24	النور	8	اور عورت سے ٹل جائے مار یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر مقرر وہ شخص جھوٹا ہے
24	النور	9	اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے [۱۲]
24	النور	10	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اسکی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنے والا ہے حکمتیں جاننے والا تو کیا کچھ نہ ہوتا [۱۳]
24	النور	11	جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان [۱۴] تمہیں میں ایک جماعت ہیں [۱۵] تم اس کو نہ سمجھو برا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں [۱۶] ہر آدمی کے لئے ان میں سے وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے [۱۷]
24	النور	12	کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان ہے [۱۸]
24	النور	13	کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں جھوٹے [۱۹]
24	النور	14	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اسکی رحمت دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑ جاتی اس چرچا کرنے میں کوئی آفت بڑی [۲۰]
24	النور	15	جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی بات ہے [۲۱]
24	النور	16	اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے [۲۲]
24	النور	17	اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو [۲۳]
24	النور	18	اور کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے [۲۴]
24	النور	19	جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں [۲۵] انکے لئے عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں [۲۶] اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے [۲۷]
24	النور	20	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اسکی رحمت اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا ہے مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا [۲۸]

24	النور	21	اے ایمان والو نہ چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر شیطان کےسو وہ تو یہی بتلائے گا بیحائی اور بری بات [۲۹] اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت تو نہ سنورتا تم میں ایک شخص بھی کبھی و لیکن اللہ سنوارتا ہے جس کو چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے [۳۰]
24	النور	22	اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے اور کشائش والے اس پر کہ دیں قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ
24	النور	23	جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں بیخبر ایمان والیوں کو ان کو پھٹکار ہے دنیا میں اور آخرت میں اور انکے لئے ہے بڑا عذاب [۳۲]
24	النور	24	جس دن کہ ظاہر کر دیں گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے [۳۳]
24	النور	25	اس دن پوری دے گا انکو اللہ ان کی سزا جو چاہئے اور جان لیں گے کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا [۳۴]
24	النور	26	گندیاں ہیں گندوں کے واسطے اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے واسطے ستھریوں کے [۳۵] وہ لوگ بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں [۳۶] انکے واسطے بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی [۳۷]
24	النور	27	اے ایمان والو مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کر لو اور سلام کر لو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم یاد رکھو [۳۸]
24	النور	28	پھر اگر نہ پاؤ اس میں کسی کو تو اس میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تم کو [۳۹] اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لئے [۴۰] اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے [۴۱]
24	النور	29	نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا اس میں کچھ چیز ہو تمہاری [۴۲] اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو [۴۳]
24	النور	30	کہہ دے ایمان والوں کو نیچی رکھیں ذری اپنی آنکھیں [۴۴] اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو [۴۵] اس میں خوب ستھرائی ہے انکے لئے بیشک اللہ کو خبر ہے جو کچھ کرتےہیں [۴۶]

24 النور 31 اور کہہ دے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھائیں اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے [۴۷] اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر [۴۸] اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے [۴۹] یا پنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے [۵۰] یا اپنے ہاتھ کے مال کے [۵۱] یا کاربار کرنے والوں کے (خدمت میں مشغول رہنے والوں کے) جو مرد کہ کچھ غرض نہیں رکھتے [۵۲] یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا عورتوں کے بھید کو [۵۳] اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو چھپاتی ہیں اپنا سنگار [۵۴] اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ [۵۵]

24 النور 32 اور نکاح کر دو رانڈوں کا اپنے اندر [۵۶] اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں [۵۷] اگر وہ ہوں گے مفلس اللہ ان کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے [۵۸] اور اللہ کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے [۵۹]

24 النور 33 اور اپنے آپ کو تھامتے رہیں جن کو نہیں ملتا سامان نکاح کا جب تک کہ مقدور دے ان کو اللہ اپنے فضل سے [۶۰] اور جو لوگ چاہیں لکھت آزادی کی مال دے کر ان میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں (جن کے مالک ہیں تمہارےہاتھ) تو انکو لکھ کر دیدو اگر سمجھو ان میں کچھ نیکی [۶۱] اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تم کو دیا ہے [۶۲] اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوکریوں پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہیں قید سے رہنا کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا [۶۳] اور جو کوئی ان پر زبردستی کرے گا تو اللہ ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے [۶۴]

24	النور	34	اور ہم نے اتاریں تمہاری طرف آیتیں کھلی ہوئی اور کچھ حال انکا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو [۶۵]
24	النور	35	اللہ روشنی ہے آسمانوں اور زمین کی [۶۶] مثال اس کی روشنی کی جیسے ایک طاق اس میں ہو ایک چراغ وہ چراغ دھرا ہو ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے جیسے ایک تارہ چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب ہے اس کا تیل کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دکھلا دیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بیان کرتا
24	النور	36	ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا انکو بلند کرنے کا [۶۸] اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا [۶۹] یاد کرتے ہیں اسکی وہاں صبح و شام [۷۰]
24	النور	37	وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے [۷۱] ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں [۷۲]
24	النور	38	تاکہ بدلہ دے انکو اللہ انکے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے انکو اپنے فضل سے [۷۳] اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار [۷۴]
24	النور	39	اور جو لوگ منکر ہیں ان کے کام جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اسکو پورا پہنچا دیا اس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے
24	النور	40	یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں چڑھی آتی ہے اس پر ایک لہر اس پر ایک اور لہر اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں ایک پر ایک [۷۶] جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اس کو وہ سوجھے [۷۷] اور جسکو اللہ نے نہ دی روشنی اسکے واسطے کہیں نہیں روشنی [۷۸]
24	النور	41	کیا تو نہ نے دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں آسمان و زمین میں اور اڑتے جانور پر کھولے ہوئے [۷۹] ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد [۸۰] اور اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کرتے ہیں [۸۱]
24	النور	42	اور اللہ کی حکومت ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ ہی تک پھر جانا ہے [۸۲]

24	النور	43	تو نے نہ دیکھا اللہ ہانک لاتا ہے بادل کو پھر انکو ملا دیتا ہے پھر انکو رکھتا ہے تہ بر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے بیچ سے [۸۳] اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ ہیں اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے [۸۴] ابھی اس کی بجلی کی کوند لیجائے آنکھوں کو [۸۵]
24	النور	44	اللہ بدلتا ہے رات اور دن کو [۸۶] اس میں دھیان کرنے کی جگہ ہے آنکھ والوں کو [۸۷]
24	النور	45	اور اللہ نے بنایا ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے [۸۸] پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر [۸۹] اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر [۹۰] اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر [۹۱] بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے [۹۲]
24	النور	46	ہم نے اتاریں آیتیں کھول کھول کر بتلانے والی اور اللہ چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر [۹۳]
24	النور	47	اور لوگ کہتے ہیں ہم نے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں آ گئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں سے اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے [۹۴]
24	النور	48	اور جب ان کو بلائیے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں قضیہ چکائے تبھی ایک فرقہ کے لوگ ان میں منہ موڑتے ہیں
24	النور	49	اور اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو چلے آئیں اس کی طرف قبول کر کر [۹۵]
24	النور	50	کیا انکے دلوں میں روگ ہے [۹۶] یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کرے گا ان پر اللہ اور اس کا رسول کچھ نہیں وہی لوگ بے انصاف ہیں [۹۷]
24	النور	51	ایمان والوں کی بات یہی تھی کہ جب بلائیے انکو اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ کرنے کو ان میں تو کہیں ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہی کا بھلا ہے [۹۸]
24	النور	52	اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور بچکر چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے [۹۹]

24	النور	53	اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی اپنی تاکید کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرےتو سب کچھ چھوڑ کر نکل جائیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکمبرداری چاہئے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو [۱۰۰]
24	النور	54	تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو اس کا ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام لانے والے کا ذمہ نہیں
24	النور	55	وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دے گا انکو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جما دے گا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا انکے واسطے اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو [۱۰۲] اور جو کوئی ناشکری کرے گا اسکے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان [۱۰۳]
24	النور	56	اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے تاکہ تم پر رحم ہو [۱۰۴]
24	النور	57	نہ خیال کر کہ یہ جو کافر ہیں تھکا دیں گے بھاگ کر ملک میں اور ان کا ٹھکانہ آگ ہے اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی [۱۰۵]
24	النور	58	اے ایمان والو اجازت لیکر آئیں تم سے جو تمہارےہاتھ کے مال ہیں [۱۰۶] اور جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت بدن کھلنے کے ہیں تمہارے [۱۰۷] کچھ تنگی نہیں تم پر اور ان پر ان وقتوں کے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے کے پاس [۱۰۸] یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے
24	النور	59	اور جب پہنچیں لڑکے تم میں کے عقل کی حد کو تو انکو ویسی ہی اجازت لینی چاہئے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے اگلے [۱۰۹] یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تم کو اپنی باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے
24	النور	60	اور جو بیٹھ رہی ہیں گھروں میں تمہاری عورتوں میں سے جنکو توقع نہیں رہی نکاح کی ان پرگناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے انکے لئے [۱۱۰] اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے [۱۱۱]
24	النور	61	نہیں ہے اندھے پر کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف [۱۱۲] اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائی کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی پھوپھی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے [۱۱۳] نہیں گناہ تم پر کہ کھاؤ آپس میں مل کر یا جدا ہو کر پھر جب کبھی جانے لگو گھروں میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے اللہ کے یہاں سے برکت والی ستھری یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے اپنی باتیں تاکہ تم سمجھ
24	النور	62	ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اس کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو [۱۱۵] پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لئے تو اجازت دے جس کو ان میں سے تو چاہے اور معافی مانگ انکے واسطے اللہ سے اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۱۶]
24	النور	63	مت کو لو بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اسکے جو بلاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو [۱۱۷] اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو سٹک جاتے ہیں آنکھ بچا کر [۱۱۸] سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں اس

کے حکم کا اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو عذاب دردناک [۱۱۱۹]

24	النور	64	سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن پھیرےجائیں گے اس کی طرف تو بتائے گا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے [۱۲۰]
25	الفرقان	1	بڑی برکت ہے اسکی جس نے اتاری فیصلہ کی کتاب [۱] اپنے بندہ پر [۲] تاکہ رہے جہان والوں کے لئے ڈرانے والا [۳]
25	الفرقان	2	وہ کہ جس کی ہے سلطنت آسمان اور زمین میں اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو ماپ کر [۴]
25	الفرقان	3	اور لوگوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بناتے کچھ چیز اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق میں برے کے اور نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ
25	الفرقان	4	اور کہنے لگے جو منکر ہیں اور کچھ نہیں ہے یہ مگر طوفان باندھ لایا ہے اور ساتھ دیا ہے اس کا اس میں اور لوگوں نے [۶] سو آگئے بے انصافی اور جھوٹ پر [۷]
25	الفرقان	5	اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جنکو اس نے لکھ رکھا ہے سو وہی لکھوائی جاتی ہیں اس کے پاس صبح اور شام [۸]
25	الفرقان	6	تو کہہ اسکو اتارا ہے اس نے جو جانتا ہے چھپے ہوئے بھید آسمانوں اور زمین میں [۹] بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۰]
25	الفرقان	7	اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں [۱۱] کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا اس کے ساتھ ڈرانے کو
25	الفرقان	8	یا آ پڑتا اسکے پاس خزانہ یا ہو جاتا اس کے لئے ایک باغ کہ کھایا کرتا اس میں سے [۱۲] اور کہنے لگے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اس ایک مرد جادو مارے کی [۱۳]
25	الفرقان	9	دیکھ کیسی بٹھلاتےہیں تجھ پر مثلیں سو بہک گئے اب پا نہیں سکتے راستہ [۱۴]
25	الفرقان	10	بڑی برکت ہے اسکی جو چاہے تو کر دے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں اور کر دے تیرے واسطے محل [۱۵]

25	الفرقان	11	کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کی ہے اسکے واسطے کہ جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ [۱۶]
25	الفرقان	12	جب وہ دیکھے گی ان کو دور کی جگہ سے سنیں گے اس کا جھنجلانا اور چلانا [۱۷]
25	الفرقان	13	اور جب ڈالے جائیں گے اس کے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک زنجیر میں کئ کئی بندھے ہوئے پکاریں گے اس جگہ موت کو [۱۸]
25	الفرقان	14	مت پکارو آج ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے کو [۱۹]
25	الفرقان	15	تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا جس کا وعدہ ہو چکا پرہیزگاروں سے [۲۰] وہ ہو گا ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ
25	الفرقان	16	انکے واسطے وہاں ہے جو وہ چاہیں [۲۱] رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا ملتا [۲۲]
25	الفرقان	17	اور جس دن جمع کر بلائے گا انکو اور جنکو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے پھر ان سے کہے گا کیا تم نے بہکایا میرے ان بندوں کو یا وہ آپ بہکے راہ سے [۲۳]
25	الفرقان	18	بولیں گے تو پاک ہے ہم سے بن نہ آتا تھا کہ پکڑ لیں کسی کو تیرے بغیر رفیق [۲۴] لیکن تو ان کو فائدہ پہنچاتا رہا اور انکے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد اور یہ تھے لوگ تباہ ہونے والے [۲۵]
25	الفرقان	19	سو وہ تو جھٹلا چکے تم کو تمہاری بات میں [۲۶] اب نہ تم لوٹا سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو [۲۷] اور جو کوئی تم میں گنہگار ہے اس کو ہم چکھائیں گے بڑ اعذاب [۲۸]
25	الفرقان	20	اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازاروں میں [۲۹] اور ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھیں ثابت بھی رہتے ہو [۳۰] اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے [۳۱]
25	الفرقان	21	اور بولے وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیوں نہ اترے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو [۳۲] بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں [۳۳]

جس دن دیکھیں گے فرشتوں کو کچه خوشخبری نہیں اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے کہیں روک دی جائے کوئی آڑ [۳۴]	22	الفرقان	25
اور ہم پہنچے انکے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے پھر ہم نے کر ڈالا اسکو خاک اڑتی ہوئی [۳۵]	23	الفرقان	25
بہشت کے لوگوں کا اس دن خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی [۳۶]	24	الفرقان	25
اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادل سے اور اتارے جائیں فرشتے تار لگا کر [۳۷]	25	الفرقان	25
بادشاہی اس دن سچی ہے رحمٰن کی اور ہے وہ دن منکروں پر مشکل [۳۸]	26	الفرقان	25
اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کے میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساته رستہ [۳۹]	27	الفرقان	25
اے خرابی میری کاش کے نہ پکڑا ہوتا میں نے فلانے کو دوست [۴۰]	28	الفرقان	25
اس نے تو بہکا دیا مجه کو نصیحت سے مجه تک پہنچ چکنے کے پیچھے (بعد) اور ہے شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا [۴۱]	29	الفرقان	25
اور کہا رسول نے اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک [۴۲]	30	الفرقان	25
اور اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے [۴۳] اور کافی ہے تیرا رب راہ دکھانے اور مدد کرنے کو [۴۴]	31	الفرقان	25
اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا ایک جگہ ہو کر [۴۵] اسی طرح اتارا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس سےتیرا دل اور پڑه سنایا ہم نے اسکو ٹھہر ٹھہر کر [۴۶]	32	الفرقان	25
اور نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجه کو ٹھیک بات اور اس سے بہتر کھول کر [۴۷]	33	الفرقان	25
جو لوگ کہ گھیر کر لائے جائیں گے اوندھے پڑے ہوئے اپنے منہ پر دوزخ کی طرف انہی کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سے [۴۸]	34	الفرقان	25
اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اورکر دیا ہم نے اس کے ساته اس کا بھائی ہارون کام بٹانے والا	35	الفرقان	25
پھر کہا ہم نے دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس جنہوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو [۴۹] پھر دے مارا ہم نے ان کو اکھاڑ کر	36	الفرقان	25
اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانے والوں کو [۵۰] ہم نے انکو ڈبا دیا اور کیا ان کو لوگوں کے حق میں نشانی اور تیار کر رکھا ہے ہم نے گنہگاروں کے واسطے عذاب دردناک	37	الفرقان	25

25	الفرقان	38	اور عاد کو اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو [۵۱] اور اس کے بیچ میں بہت سی جماعتوں کو
25	الفرقان	39	اور سب کو کہہ سنائیں ہم نے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہم نے غارت کر کر [۵۲]
25	الفرقان	40	اور یہ لوگ ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر برسا برُا برساؤ [۵۳] کیا دیکھتے نہ تھے اس کو [۵۴] نہیں پر امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی [۵۵]
25	الفرقان	41	اور جہاں تجھ کو دیکھیں کچھ کام نہیں انکو تجھ سے مگر ٹھٹھے کرنے کیا یہ ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر
25	الفرقان	42	یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جمے رہتے ان پر [۵۶] اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کہ کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے [۵۷]
25	الفرقان	43	بھلا دیکھ تو اس شخص کو جس نے پوجنا اختیار کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ [۵۸]
25	الفرقان	44	یا تو خیال رکھتا ہے کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں وہ برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ سے [۵۹]
25	الفرقان	45	تو نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو اگر چاہتا تو اس کو ٹھہرا رکھتا پھر ہم نے مقرر کیا سورج کو اس کا راہ بتانے والا
25	الفرقان	46	پھر کھینچ لیا ہم نے اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر [۶۰]
25	الفرقان	47	اور وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام اور دن کو بنا دیا اٹھ نکلنے کے لئے [۶۱]
25	الفرقان	48	اور وہی ہے جس نے چلائیں ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اس کی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنے کا
25	الفرقان	49	کہ زندہ کر دیں اس سے مرے ہوئے دیس کو اور پلائیں اس کو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو [۶۲]
25	الفرقان	50	اور طرح طرح سے تقسیم کیا ہم نے اس کو انکے بیچ میں تا دھیان رکھیں پھر بھی نہیں رہتے بہت لوگ بدون ناشکری کیے [۶۳]
25	الفرقان	51	اور اگر ہم چاہتے تو اٹھاتے ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا
25	الفرقان	52	سو تو کہنا مت مان منکروں کا اور مقابلہ کر ان کا اسکے ساتھ بڑے زور سے [۶۴]

25	الفرقان	53	اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانے والا اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردا اور آڑ روکی ہوئی [۶۵]
25	الفرقان	54	اور ہی ہے جس نے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اس کے لئے جد اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ کر سکتا ہے
25	الفرقان	55	اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے ان کا نہ برا اور ہے کافر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیر رہا [۶۶]
25	الفرقان	56	اور تجھ کو ہم نے بھیجا یہی خوشی اور ڈر سنانے کے لئے
25	الفرقان	57	تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ پکڑ لے اپنے رب کی طرف راہ [۶۷]
25	الفرقان	58	اور بھروسہ کر اوپر اس زندہ کے جو نہیں مرتا [۶۸] اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار [۶۹]
25	الفرقان	59	جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر [۷۰] وہ بڑی رحمت والا سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو [۷۱]
25	الفرقان	60	اور جب کہیے ان سے سجدہ کرو رحمٰن کو کہیں رحمٰن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جسکو تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے ان کا بدکنا [۷۲]
25	الفرقان	61	بڑی برکت ہے اسکی جس نے بنائے آسمان میں برج [۷۳] اور رکھا اس میں چراغ [۷۴] اور چاند اجالا کرنے والا
25	الفرقان	62	اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن بدلتے سدلتے [۷۵] اس شخص کے واسطے کہ چاہو دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا [۷۶]
25	الفرقان	63	اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں [۷۷] اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت [۷۸]
25	الفرقان	64	اور وہ لوگ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور کھڑے [۷۹]
25	الفرقان	65	اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب چمٹنے والا ہے

25	الفرقان	66	وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور بری جگہ رہنے کی [۸۰]
25	الفرقان	67	اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بیجا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران [۸۱]
25	الفرقان	68	اور وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہئے [۸۲] اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑ اگناہ میں [۸۳]
25	الفرقان	69	دونا ہو گا اس کو عذب قیامت کےدن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر [۸۴]
25	الفرقان	70	مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دے گا، اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان [۸۵]
25	الفرقان	71	اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ [۸۶]
25	الفرقان	72	اور جو لوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں [۸۷] اور جب گزرتے ہیں کھیل کی باتوں پر نکل جائیں بزرگانہ [۸۸]
25	الفرقان	73	اور وہ لوگ کہ جب انکو سمجھائیں انکے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اندھے ہو کر [۸۹]
25	الفرقان	74	اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک [۹۰] اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا [۹۱]
25	الفرقان	75	ان کو بدلہ ملے گا کوٹھوں کی جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئیں گے ان کو وہاں دعا و سلام کہتے ہوئے [۹۲]
25	الفرقان	76	سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی اور خوب جگہ رہنے کی [۹۳]
25	الفرقان	77	تو کہہ پروا نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اس کو نہ پکارا کرو [۹۴] سو تم تو جھٹلا چکے اب آگے کو ہونی ہے مٹھ بھیڑ [۹۵]
26	الشعراء	1	طٰسم۔
26	الشعراء	2	یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی [۱]

شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے [۲]	3	الشعراء	26
اگر ہم چاہیں اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے نیچی [۳]	4	الشعراء	26
اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت رحمٰن سے نئی جس سے منہ نہیں موڑتے [۴]	5	الشعراء	26
سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے [۵]	6	الشعراء	26
کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو کتنی اگائیں ہم نے اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں	7	الشعراء	26
اس میں البتہ نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے [۶]	8	الشعراء	26
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا [۷]	9	الشعراء	26
اور جب پکارا تیرے رب نے موسٰی کو کہ جا اس قوم گنہگار کے پاس	10	الشعراء	26
قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں [۸]	11	الشعراء	26
بولا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں	12	الشعراء	26
اور رک جاتا ہے میرا جی اور نہیں چلتی میری زبان سو پیغام دے ہارون کو [۹]	13	الشعراء	26
اور انکو مجھ پر ہے ایک گناہ کا دعویٰ [۱۰] سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں [۱۱]	14	الشعراء	26
فرمایا کبھی نہیں تم دونوں جاؤ لیکر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں [۱۲]	15	الشعراء	26
سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لے کر آئے ہیں پروردگار عالم کا	16	الشعراء	26
یہ کہ بھیجدے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو [۱۳]	17	الشعراء	26
بولا کیا نہیں پالا ہم نے تجھ کو اپنے اندر لڑکا سا [۱۴] اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئ برس [۱۵]	18	الشعراء	26

26	الشعراء	19	اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا [۱۶] اور تو ہے ناشکر [۱۷]
26	الشعراء	20	کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا چوکنے والا [۱۸]
26	الشعراء	21	پھر بھاگا میں تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجھ کو پیغام پہنچانے والا [۱۹]
26	الشعراء	22	اور کیا وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو [۲۰]
26	الشعراء	23	بولا فرعون کیا معنی پروردگار عالم کا [۲۱]
26	الشعراء	24	کہا پروردگار آسمان اور زمین کا اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے اگر تم یقین کرو [۲۲]
26	الشعراء	25	بولا اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو [۲۳]
26	الشعراء	26	کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا [۲۴]
26	الشعراء	27	بولا تمہارا پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے [۲۵]
26	الشعراء	28	کہا پروردگار مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو [۲۶]
26	الشعراء	29	بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوائے تو مقرر (ضرور) ڈالوں گا تجھ کو قید میں [۲۷]
26	الشعراء	30	کہا اور اگر لیکر آیا ہوں تیرے پاس ایک چیز کھول دینے والی [۲۸]
26	الشعراء	31	بولا تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے
26	الشعراء	32	پھر ڈال دیا اپنا عصا سو اسی وقت وہ اژدھا ہو گیا صریح
26	الشعراء	33	اور اندر (بغل) سے نکالا اپنا ہاتھ سو اسی وقت وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے سامنے
26	الشعراء	34	بولا اپنے گرد کے سرداروں سے یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا
26	الشعراء	35	چاہتا ہے کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا حکم دیتے ہو [۲۹]

بولے ڈھیل دے اسکو اور اسکے بھائی کو اور بھیجدے شہروں میں نقیب	36	الشعراء	26
لے آئیں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہو پڑھا ہوا	37	الشعراء	26
پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر دن کے [۳۰]	38	الشعراء	26
اور کہہ دیا لوگوں کو کیا تم بھی اکٹھے ہو گئے	39	الشعراء	26
شاید ہم راہ قبول کر لیں جادوگروں کی اگر ہو ان کو غلبہ [۳۱]	40	الشعراء	26
پھر جب آئے جادوگر کہنے لگےفرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر ہو ہم کو غلبہ	41	الشعراء	26
بولا البتہ (ہاں) اور تم اس وقت مقربوں (مصاحبوں) میں ہو گے [۳۲]	42	الشعراء	26
کہا ان کو موسٰی نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو [۳۳]	43	الشعراء	26
پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے [۳۴]	44	الشعراء	26
پھر ڈالا موسٰی نے اپنا عصا پھر تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا [۳۵]	45	الشعراء	26
پھر اوندھے گرے جادوگر سجدہ میں	46	الشعراء	26
بولے ہم نے مان لیا جہان کے رب کو	47	الشعراء	26
جو رب ہے موسٰی اور ہارون کا	48	الشعراء	26
بولا تم نے اسکو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر (بیشک) وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو سکھلایا جادو [۳۶] سو اب معلوم کر لو گے البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں اور سولی چڑھاؤں	49	الشعراء	26
بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے [۳۷]	50	الشعراء	26
ہم غرض رکھتے ہیں کہ بخش دے ہم کو رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے [۳۸]	51	الشعراء	26
اور حکم بھیجا ہم نے موسٰی کو کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے [۳۹]	52	الشعراء	26
پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں نقیب [۴۰]	53	الشعراء	26

26	الشعراء	54	یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی [۴۱]
26	الشعراء	55	اور وہ مقرر ہم سے دل جلے ہوئے ہیں [۴۲]
26	الشعراء	56	اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں [۴۳]
26	الشعراء	57	پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے
26	الشعراء	58	اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے اسی طرح [۴۴]
26	الشعراء	59	اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے [۴۵]
26	الشعراء	60	پھر پیچھے پڑے ان کے سورج کے نکلنے کے وقت
26	الشعراء	61	پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے موسٰی کے لوگ ہم تو پکڑے گئے [۴۶]
26	الشعراء	62	کہا ہرگز نہیں میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا [۴۷]
26	الشعراء	63	پھر حکم بھیجا ہم نے موسٰی کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا پھٹ گیا تو ہو گئ ہر پھانگ جیسے بڑا پہاڑ [۴۸]
26	الشعراء	64	اور پاس پہنچا دیا ہم نے اسی جگہ دوسروں کو
26	الشعراء	65	اور بچا دیا ہم نے موسٰی کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو
26	الشعراء	66	پھر ڈبا دیا ہم نے ان دوسروں کو [۴۹]
26	الشعراء	67	اس چیز میں ایک نشانی ہے اور نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے [۵۰]
26	الشعراء	68	اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا [۵۱]
26	الشعراء	69	اور سنا دے ان کو خبر ابراہیم کی
26	الشعراء	70	جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو [۵۲]
26	الشعراء	71	وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن انہی کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں [۵۳]

کہا کچه سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو [۵۴]	72	الشعراء	26
یا کچه بهلا کرتے ہیں تمہارا یا برا [۵۵]	73	الشعراء	26
بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی کام کرتے [۵۶]	74	الشعراء	26
کہا بهلا دیکهتے ہو جن کو پوجتے رہے ہو	75	الشعراء	26
تم اور تمہارے باپ دادے اگلے [۵۷]	76	الشعراء	26
سو وه میرے غنیم ہیں [۵۸] مگر جہان کا رب [۵۹]	77	الشعراء	26
جس نے مجه کو بنایا سو وہی مجه کو راه دکهلاتا ہے [۶۰]	78	الشعراء	26
اور وه جو مجه کو کهلاتا ہے اور پلاتا ہے	79	الشعراء	26
اور جب میں بیمار ہوں تو وہی شفا دیتا ہے	80	الشعراء	26
اور ه جو مجه کو مارے گا پهر جلائے گا [۶۱]	81	الشعراء	26
اور وه جو مجه کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن [۶۲]	82	الشعراء	26
اے میرے رب دے مجه کو حکم اور ملا مجه کو نیکوں میں [۶۳]	83	الشعراء	26
اور رکه میرا بول سچا پچهلوں میں [۶۴]	84	الشعراء	26
اور کر مجه کو وارثوں میں نعمت کے باغ کے [۶۵]	85	الشعراء	26
اور معاف کر میرے باپ کو وه تها راه بهولے ہوؤں میں [۶۶]	86	الشعراء	26
اور رسوا نہ کر مجه کو کہ جس دن سب جی کر اٹهیں گے	87	الشعراء	26
جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے	88	الشعراء	26

26	الشعراء	89	مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا [۶۷]
26	الشعراء	90	اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے
26	الشعراء	91	اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے را ہوں کے [۶۸]
26	الشعراء	92	اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو تم پوجتے تھے
26	الشعراء	93	اللہ کے سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں [۶۹]
26	الشعراء	94	پھر اوندھے ڈالیں اس میں انکو اور سب بے راہوں کو
26	الشعراء	95	اور ابلیس کے لشکر کو سبہوں کو
26	الشعراء	96	کہیں گے جب وہ وہاں باہم جھگڑنے لگیں
26	الشعراء	97	قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں
26	الشعراء	98	جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے
26	الشعراء	99	اور ہم کو راہ سے بہکایا سو ان گنہگاروں نے
26	الشعراء	100	پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والے
26	الشعراء	101	اور نہ کوئی دوست محبت کرنے والا [۷۰]
26	الشعراء	102	سو کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں [۷۱]
26	الشعراء	103	اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں نہیں ماننے والے [۷۲]
26	الشعراء	104	اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا
26	الشعراء	105	جھٹلایا نوح کی قوم نے پیغام لانے والوں کو
26	الشعراء	106	جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے کیا تم کو ڈر نہیں

26	الشعراء	107	میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں
26	الشعراء	108	معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو [۷۳]
26	الشعراء	109	اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر
26	الشعراء	110	سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو [۷۴]
26	الشعراء	111	بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں اور تیرے ساتھ ہو رہے ہیں کمینے [۷۵]
26	الشعراء	112	کہا مجھ کو کیا جاننا ہے اس کو جو کام وہ کر رہے ہیں
26	الشعراء	113	ان کا حساب پوچھنا میرے رب کا ہی کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو
26	الشعراء	114	اور میں ہانکنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو [۷۶]
26	الشعراء	115	میں تو بس یہی ڈر سنا دینے والا ہوں کھول کر [۷۷]
26	الشعراء	116	بولے اگر تو نہ چھوڑے گا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا [۷۸]
26	الشعراء	117	کہا اے رب میری قوم نے تو مجھکو جھٹلا دیا
26	الشعراء	118	سو فیصلہ کر دے میرے انکے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ [۷۹] اور بچا لے میرے ساتھ ہیں ایمان والے [۸۰]
26	الشعراء	119	پھر بچا دیا ہم نے اسکو اور جو اس کےساتھ تھے اس لدی ہوئی کشتی میں
26	الشعراء	120	پھر ڈبا دیا ہم نے اس کے پیچھے ان باقی رہے ہوؤں کو [۸۱]
26	الشعراء	121	البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ہیں ماننے والے
26	الشعراء	122	اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا
26	الشعراء	123	جھٹلایا عاد نے پیغام لانے والوں کو

جب کہا ان کو ان کےبھائی ہود نے کیا تم کو ڈر نہیں	124	الشعراء	26
میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں	125	الشعراء	26
سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو	126	الشعراء	26
اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی جہان کےمالک پر	127	الشعراء	26
کیا بناتے ہو ہر اونچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو	128	الشعراء	26
اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم ہمیشہ رہو گے [۸۲]	129	الشعراء	26
اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے	130	الشعراء	26
سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو [۸۳]	131	الشعراء	26
اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچائیں وہ چیزیں جو تم جانتے ہو	132	الشعراء	26
پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے	133	الشعراء	26
اور باغ اور چشمے	134	الشعراء	26
میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کی آفت سے [۸۴]	135	الشعراء	26
بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا نہ بنے تو نصیحت کرنے والا	136	الشعراء	26
اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے اگلے لوگوں کی	137	الشعراء	26
اور ہم پر آفت نہیں آنے والی [۸۵]	138	الشعراء	26
پھر اسکو جھٹلانے لگے تو ہم نے انکو غارت کر دیا [۸۶] اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے	139	الشعراء	26
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا	140	الشعراء	26
جھٹلایا ثمود نے پیغام لانے والوں کو	141	الشعراء	26

جب کہا ان کو انکے بھائی صالح نے کیا تم ڈرتے نہیں	142	الشعراء	26
میں تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر	143	الشعراء	26
سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو	144	الشعراء	26
اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی جہان کے پالنے والے پر	145	الشعراء	26
کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں بے کھٹکے	146	الشعراء	26
باغوں میں اور چشموں میں	147	الشعراء	26
اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے	148	الشعراء	26
اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر تکلف کے	149	الشعراء	26
سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو [۸۷]	150	الشعراء	26
اورنہ مانو حکم بیباک لوگوں کا	151	الشعراء	26
جو خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے [۸۸]	152	الشعراء	26
بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کیا ہے	153	الشعراء	26
توبھی ایک آدمی ہے جیسے ہم [۸۹] سو لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے [۹۰]	154	الشعراء	26
کہا یہ اونٹنی ہے اسکے لئے پانی پینے کی ایک باری اور تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر [۹۱]	155	الشعراء	26
اور مت چھیڑیو اس کو بری طرح سے پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی [۹۲]	156	الشعراء	26
پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو پھر کل کو رہ گئے پچتاتے [۹۳]	157	الشعراء	26
پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے	158	الشعراء	26

26	الشعراء	159	اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم کرنے والا
26	الشعراء	160	جھٹلایا لوط کی قوم نے پیغام لانے والوں کو
26	الشعراء	161	جب کہا ان کو انکے بھائی لوط نے کیا تم ڈرتے نہیں
26	الشعراء	162	میں تمہارے لئے پیغام لانے والا ہوں معتبر
26	الشعراء	163	سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
26	الشعراء	164	اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر
26	الشعراء	165	کیا تم دوڑتے ہو جہان کے مردوں پر [۹۴]
26	الشعراء	166	اور چھوڑتے ہو جو تمہارے واسطے بنا دی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جوروئیں بلکہ تم لوگ ہو حد سے بڑھنے والے [۹۵]
26	الشعراء	167	بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لوط تو تُو نکال دیا جائے گا [۹۶]
26	الشعراء	168	کہا میں تمہارے کام سے البتہ بیزار ہوں [۹۷]
26	الشعراء	169	اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں [۹۸]
26	الشعراء	170	پھر بچا دیا ہم نے اسکو اور اس کے گھر والوں کو سب کو
26	الشعراء	171	مگر ایک بڑھیا رہ گئ رہنے والوں میں [۹۹]
26	الشعراء	172	پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو
26	الشعراء	173	اور برسایا ان پرایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا [۱۰۰]
26	الشعراء	174	البتہ اس میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے
26	الشعراء	175	اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا
26	الشعراء	176	جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو [۱۰۱]

جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم ڈرتے نہیں	177	الشعراء	26
میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر	178	الشعراء	26
سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو	179	الشعراء	26
اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر	180	الشعراء	26
پورا بھر کر دو ماپ اور مت ہو نقصان دینے والے	181	الشعراء	26
اور تولو سیدھی ترازو سے [۱۰۲]	182	الشعراء	26
اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے [۱۰۳]	183	الشعراء	26
اور ڈرو اس سے جس نے بنایا تم کو اور اگلی خلقت کو	184	الشعراء	26
بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے	185	الشعراء	26
اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہمارے خیال میں تو تُو جھوٹا ہے [۱۰۴]	186	الشعراء	26
سو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے [۱۰۵]	187	الشعراء	26
کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو [۱۰۶]	188	الشعراء	26
پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا ان کو آفت نے سائبان والے دن کی بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا [۱۰۷]	189	الشعراء	26
البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے	190	الشعراء	26
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا	191	الشعراء	26
اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا	192	الشعراء	26
لیکر اترا ہے اسکو فرشتہ معتبر	193	الشعراء	26
ترے دل پر کہ تو ہو ڈر سنادینے والا [۱۰۸]	194	الشعراء	26

کھلی عربی زبان میں [۱۰۹]	195	الشعراء	26
اور یہ لکھا ہے پہلوں کی کتابوں میں [۱۱۰]	196	الشعراء	26
کیا انکے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اسکی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ بنی اسرائیل کے [۱۱۱]	197	الشعراء	26
اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری (دوسری) زبان والے پر	198	الشعراء	26
اور وہ اسکو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے [۱۱۲]	199	الشعراء	26
اسی طرح گھسا دیا ہم نے اس انکار کو گنہگاروں کے دل میں	200	الشعراء	26
وہ نہ مانیں گے اس کو جب تک نہ دیکھ لیں گےعذاب دردناک [۱۱۳]	201	الشعراء	26
پھر آئے ان پر اچانک اور انکو خبر بھی نہ ہو	202	الشعراء	26
پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی [۱۱۴]	203	الشعراء	26
کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں	204	الشعراء	26
بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم انکو برسوں	205	الشعراء	26
پھر پہنچے ان پر جس چیز کا ان سے وعدہ تھا	206	الشعراء	26
تو کیا کام آئے گا ان کے جو کچھ فائدے اٹھاتے رہے [۱۱۵]	207	الشعراء	26
اور کوئی بستی نہیں غارت کی ہم نے جس کے لئے نہیں تھے ڈر سنادینے والے	208	الشعراء	26
یاد دلانے کو اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا [۱۱۶]	209	الشعراء	26
اور اس قرآن کو نہیں لیکر اترے شیطان	210	الشعراء	26
اور نہ ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں [۱۱۷]	211	الشعراء	26
ان کو تو سننے کی جگہ سے دور کر دیا ہے [۱۱۸]	212	الشعراء	26

26	الشعراء	213	سو تو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے عذاب میں [۱۱۹]
26	الشعراء	214	اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو [۱۲۰]
26	الشعراء	215	اور اپنے بازو نیچے رکھ انکے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے [۱۲۱]
26	الشعراء	216	پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے میں بیزار ہوں تمہارے کام سے [۱۲۲]
26	الشعراء	217	اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر [۱۲۳]
26	الشعراء	218	جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اٹھتا ہے
26	الشعراء	219	اور تیرا پھرنا نمازیوں میں [۱۲۴]
26	الشعراء	220	بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا
26	الشعراء	221	میں بتلاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان
26	الشعراء	222	اترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر [۱۲۵]
26	الشعراء	223	لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں [۱۲۶]
26	الشعراء	224	اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں [۱۲۷]
26	الشعراء	225	تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارے پھرتے ہیں [۱۲۸]
26	الشعراء	226	اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے [۱۲۹]
26	الشعراء	227	مگر وہ لوگ جو یقین لائے اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ ان پر ظلم ہوا [۱۳۰] اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں [۱۳۱]
27	النمل	1	طٰسٓ۔ یہ آیتیں ہیں قرآن اور کھلی کتاب کی
27	النمل	2	ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کے واسطے

27	النمل	3	جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت پر یقین ہے
27	النمل	4	جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظروں میں انکے کام سو وہ بہکے پھرتے ہیں [۱]
27	النمل	5	وہی ہیں جن کے واسطے بری طرح کا عذاب ہے اور آخرت میں وہی ہیں خراب [۲]
27	النمل	6	اور تجھ کو قرآن پہنچتا ہے ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے [۳]
27	النمل	7	جب کہا موسٰی نے اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے آگ [۴] اب لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگا کر شاید تم سینکو [۵]
27	النمل	8	پھر جب پہنچا اسکے پاس آواز ہوئی کہ برکت ہے اس پر جو کوئی کہ آگ میں ہے اور جو اسکے آس پاس ہے [۶] اور پاک ہے وہ ذات اللہ کی جو رب سارے جہان کا [۷]
27	النمل	9	اے موسٰی وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا [۸]
27	النمل	10	اور ڈال دے لاٹھی اپنی پھر جب دیکھا اسکو پھنپھناتے جیسے سانپ کی سٹک [۹] لوٹا پیٹھ پھیر کر او رمڑ کر نہ دیکھا [۱۰] اے موسٰی مت ڈر میں جو ہوں میرےپاس نہیں ڈرتے رسول [۱۱]
27	النمل	11	مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں [۱۲]
27	النمل	12	اور ڈال دے ہاتھ اپنا اپنے گریبان میں کہ نکلے سفید ہو کر نہ کسی برائی سے یہ دونوں ملکر نو نشانیاں لیکر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف بیشک وہ تھے لوگ نافرمان [۱۳]
27	النمل	13	پھر جب پہنچیں انکے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح
27	النمل	14	اور ان کا انکار کیا اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور غرور سے سو دیکھ لے کیا ہوا انجام خرابی کرنے والوں کا [۱۴]
27	النمل	15	اور ہم نے دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم [۱۵] اور بولے شکر اللہ کا جس نے ہم کو بزرگی دی [۱۶] اپنے بہت سے بندوں ایمان والوں پر [۱۷]

27	النمل	16 اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا [۱۸] اور بولے اے لوگو ہم کو سکھائی ہے بولی اڑتے جانوروں کی [۱۹] اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے [۲۰] بیشک یہی ہے فضیلت صریح
27	النمل	17 اور جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اسکے لشکر جن اور انسان اور اڑتے جانور پھر انکی جماعتیں بنائی [۲۱]
27	النمل	18 یہاں تک کہ جب پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر [۲۲] کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اسکی فوجیں اور انکو خبر بھی نہ ہو [۲۳]
27	النمل	19 پھر مسکرا کر ہنس پڑا اسکی بات سے [۲۴] اور بولا اے میرے رب میری قسمت میں دےکہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں [۲۵]
27	النمل	20 اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہد ہد کو یا ہے وہ غائب [۲۶]
27	النمل	21 اس کو سزا دوں گا سخت سزا [۲۷] یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند صریح [۲۸]
27	النمل	22 پھر بہت دیر نہ کی کہ آ کر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک خبر لیکر تحقیقی [۲۹]
27	النمل	23 میں نے پایا ایک عورت کو جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اسکو ہر ایک چیز ملی ہے [۳۰] اور اس کا ایک تخت ہے بڑا [۳۱]
27	النمل	24 میں نے پایا کہ وہ اور اسکی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوائے اور بھلے دکھلا رکھے ہیں ان کو شیطان نے انکے کام پھر روک دیا ہے انکو رستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے [۳۲]
27	النمل	25 کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو [۳۳]
27	النمل	26 اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے پروردگار تخت بڑے کا [۳۴]

27	النمل	27	سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے [۳۵]
27	النمل	28	لیجا میرا یہ خط اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں [۳۶]
27	النمل	29	کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس ڈالا گیا ایک خط عزت کا
27	النمل	30	وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے [۳۷] اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے
27	النمل	31	کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے حکمبردار ہو کر [۳۸]
27	النمل	32	کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک [۳۹]
27	النمل	33	وہ بولے ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے [۴۰]
27	النمل	34	کہنے لگی بادشاہ جب گھستے ہیں کسی بستی میں اسکو خراب کر دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے
27	النمل	35	اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف کچھ تحفہ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لیکر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے [۴۱]
27	النمل	36	پھر جب پہنچا سلیمان کے پاس بولا کیا تم میری اعانت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو [۴۲]
27	النمل	37	پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جنکا مقابلہ نہ ہو سکے ان سے اور نکال دیں گے ان کو وہاں سے بےعزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے [۴۳]
27	النمل	38	بولا اے دربار والو تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں میرے پاس حکم بردار ہو کر [۴۴]
27	النمل	39	بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھکو پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے [۴۵] اور میں اس پر زورآور ہوں معتبر [۴۶]
27	النمل	40	بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لائے دیتا ہوں تیرے پاس اسکو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ [۴۷] پھر جب دیکھا اسکو دھرا ہوا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کا فضل ہے [۴۸] میرے جانچنے کو کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری [۴۹] اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے اور جو کوئی ناشکری کرے سو میرا رب بے پروا ہے کرم والا [۵۰]

27	النمل	41 کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے آگے اسکے تخت کا سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو سمجھ نہیں [۵۱]
27	النمل	42 پھر جب وہ آ پہنچی کسی نے کہا کیا ایسا ہے تیرا تخت بولی گویا یہ وہی ہے [۵۲] اور ہم کو معلوم ہو چکا پہلے سے اور ہم ہو چکے حکم بردار [۵۳]
27	النمل	43 اور روک دیا اس کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے سوائے البتہ وہ تھی منکر لوگوں میں [۵۴]
27	النمل	44 کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل محل میں پھر جب دیکھا اسکو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں اپنی پنڈلیاں [۵۵] کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے [۵۶] بولی اے رب میں نے برا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا [۵۷]
27	النمل	45 اور ہم نے بھیجا تھا ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے ہو کر لگے جھگڑنے [۵۸]
27	النمل	46 کہا اے میری قوم کیوں جلدی مانگتے ہو برائی کو پہلے بھلائی سے کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے [۵۹]
27	النمل	47 بولے ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو [۶۰] کہا تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے [۶۱] کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو [۶۲]
27	النمل	48 اور تھے اس شہر میں نو شخص کہ خرابی کرتے ملک میں اور اصلاح نہ کرتے [۶۳]
27	النمل	49 بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اس پر اسکے گھر پر پھر کہدیں گے اسکے دعویٰ کرنے والے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں [۶۴]
27	النمل	50 اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب اور انکو خبر نہ ہوئی [۶۵]
27	النمل	51 پھر دیکھ لے کیسا ہوا انجام انکے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے انکو اور انکی قوم کو سب کو [۶۶]
27	النمل	52 سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھیر ہوئے بسبب انکے انکار کے [۶۷] البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں [۶۸]

اور بچا دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہے تھے [۶۹]	53	النمل	27
اور لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو [۷۰]	54	النمل	27
کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر للچا کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو [۷۱]	55	النمل	27
پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہتے تھے نکال دو لوط کے گھر کو اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہا چاہتے [۷۲]	56	النمل	27
پھر بچا دیا ہم نے اسکو اور اسکے گھر والوں کو [۷۳] مگر اسکی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اسکو رہ جانے والوں میں [۷۴]	57	النمل	27
اور برسا دیا ہم نے ان پر برساؤ پھر کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا [۷۵]	58	النمل	27
تو کہہ تعریف ہے اللہ کو اور سلام ہے اس کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا [۷۶] بھلا اللہ بہتر ہے یا جنکو وہ شریک کرتے ہیں [۷۷]	59	النمل	27
بھلا کس نے بنائے آسمان اور زمین اور اتار دیا تمہارے لئے آسمان سے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے تمہارا کام نہ تھا کہ اگاتے ان کے درخت [۷۸] اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں [۷۹]	60	النمل	27
بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ [۸۰] اور بنائیں اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اسکے ٹھہرانے کو بوجھ [۸۱] اور رکھا دو دریا میں پردہ [۸۲] اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بہتوں کو ان میں سمجھ نہیں [۸۳]	61	النمل	27
بھلا کون پہنچتا ہے بےکس کی پکار کو جب اسکو پکارتا ہے اور دور کر دیتا ہے سختی [۸۴] اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر [۸۵] اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تم بہت کم دھیان کرتے ہو [۸۶]	62	النمل	27

27	النمل	63	بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو اندھیروں میں جنگل کے اور دریا کے [۸۷] اور کون چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اس کی رحمت سے پہلے [۸۸] اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جسکو شریک بتلاتے ہیں [۸۹]
27	النمل	64	بھلا کون سرے سے بناتا ہے پھر اسکو دہرائے گا [۹۰] اور کون روزی دیتا ہے تمکو آسمان سے اور زمین سے [۹۱] اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو [۹۲]
27	النمل	65	تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کی مگر اللہ [۹۳] اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے [۹۴]
27	النمل	66	بلکہ تھک کر گر گیا ان کا فکر آخرت کے بارہ میں بلکہ ان کو شبہ ہے اس میں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں [۹۵]
27	النمل	67	اور بولے وہ لوگ جو منکر ہیں کیا جب ہم ہو جائیں مٹی اور ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکال لیں گے
27	النمل	68	وعدہ پہنچ چکا ہے اس کا ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو پہلے سے کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی [۹۶]
27	النمل	69	تو کہہ دے پھر و ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام کار گنہگاروں کا [۹۷]
27	النمل	70	اور غم نہ کر ان پر اور نہ خفا ہو ان کے فریب بنانے سے [۹۸]
27	النمل	71	اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو [۹۹]
27	النمل	72	تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ پر پہنچ چکی ہو بعضی وہ چیز جس کی جلدی کر رہے ہو [۱۰۰]
27	النمل	73	اور تیرا رب تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر پر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے [۱۰۱]
27	النمل	74	اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے انکے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں
27	النمل	75	اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے کھلی کتاب میں [۱۰۲]

27	النمل	76	یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں
27	النمل	77	اور بیشک وہ ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے [۱۰۳]
27	النمل	78	تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا [۱۰۴]
27	النمل	79	سو تو بھروسہ کر اللہ پر بیشک تو ہے صحیح کھلے رستہ پر [۱۰۵]
27	النمل	80	البتہ تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو اپنی پکار جب لوٹیں وہ پیٹھ پھیر کر
27	النمل	81	اور نہ تو دکھلا سکے اندھوں کو جب وہ راہ سے بچلیں [۱۰۶] تو تو سناتا ہے اسکو جو یقین رکھتا ہو ہماری باتوں پر سو وہ حکمبردار ہیں [۱۰۷]
27	النمل	82	اور جب پڑ چکے گی ان پر بات نکالیں گے ہم ان کے آگے ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے [۱۰۸]
27	النمل	83	اور جس دن گھیر بلائیں گے ہم ابر ایک فرقہ میں سے ایک جماعت جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو پھر انکی جماعت بندی ہو گی [۱۰۹]
27	النمل	84	یہاں تک کہ جب حاضر ہو جائیں فرمائے گا کیوں جھٹلایا تم نے میری باتوں کو اور نہ آ چکی تھیں تمہاری سمجھ میں یا بولو کہ کیا کرتے تھے [۱۱۰]
27	النمل	85	اور پڑ چکی ان پر بات اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی تھی اب وہ کچھ نہیں بول سکتے [۱۱۱]
27	النمل	86	کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں چین حاصل کریں اور دن بنایا دیکھنے کا البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کرتے ہیں [۱۱۲]
27	النمل	87	اور جس دن پھونکی جائیگی صور [۱۱۳] تو گھبرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے [۱۱۴] اور سب چلے آئیں اسکے آگے عاجزی سے [۱۱۵]
27	النمل	88	اور تو دیکھے پہاڑوں کو سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں اور وہ چلیں گے جیسے چلے بادل [۱۱۶] کاریگری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو [۱۱۷] اس کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو [۱۱۸]

27	النمل	89	جو کوئی لیکر آیا بھلائی تو اس کو ملے اس سے بہتر [۱۱۹] اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے [۱۲۰]
27	النمل	90	اور جو کوئی لیکر آیا برائی سو اوندھے ڈالیں ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے [۱۲۱]
27	النمل	91	مجھ کو یہی حکم ہے کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور اسی کی ہے ہر ایک چیز [۱۲۲] اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم برداروں میں [۱۲۳]
27	النمل	92	اور یہ کہ سنا دوں قرآن [۱۲۴] پھر جو کوئی راہ پر آیا سو راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی بہکا رہا تو کہدے میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا [۱۲۵]
27	النمل	93	اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو [۱۲۶] آگے دکھائے گا تم کو اپنے نمونے تو انکو پہچان لو گے [۱۲۷] اور تیرا رب بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو [۱۲۸]
28	القصص	1	طٰسٓمٓ
28	القصص	2	یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی
28	القصص	3	ہم سناتے ہیں تجھ کو کچھ احوال موسٰی اور فرعون کا تحقیقی ان لوگوں کے واسطے جو یقین کرتے ہیں [۱]
28	القصص	4	فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں اور کر رکھا تھا وہاں کے لوگوں کو کئ فرقے کمزور کر رکھا تھا ایک فرقہ کو ان میں [۲] ذبح کرتا تھا انکے بیٹوں کو اور زندہ رکھتا تھا انکی عورتوں کو [۳] بیشک وہ تھا خرابی ڈالنے والا [۴]
28	القصص	5	اور ہم چاہتے ہیں کو احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے ملک میں اور کر دیں ان کو سردار اور کر دیں ان کو قائم مقام
28	القصص	6	اور جما دیں ان کو ملک میں [۵] اور دکھا دیں فرعون اور ہامان کو [۶] اور انکے لشکروں کو انکے ہاتھ سے جس چیز کا ان کو خطرہ تھا [۷]

28	القصص	7	اور ہم نے حکم بھیجا موسٰی کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اسکو دریا میں [٨] اور نہ خطرہ کر اور نہ غمگین ہو ہم پھر پہنچا دیں گے اسکو تیری طرف اور کریں گے اس کو رسولوں سے [٩]
28	القصص	8	پھر اٹھا لیا اس کو فرعون کے گھر والوں نے کہ ہو ان کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر تھے چوکنے والے [١٠]
28	القصص	9	اور بولی فرعون کی عورت یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لئے اور تیرے لئے [١١] اسکو مت مارو کچھ بعید نہیں جو ہمارے کام آئے یا ہم اسکو کر لیں بیٹا [١٢] اور ان کو کچھ خبر نہ تھی [١٣]
28	القصص	10	اور صبح کو موسٰی کی ماں کے دل میں قرار نہ رہا قریب تھی کہ ظاہر کر دے بیقراری کو اگر نہ ہم نے گرہ دی ہوتی اس کے دل پر اس واسطے کہ رہے یقین کرنے والوں میں [١۴]
28	القصص	11	اور کہہ دیا اس کی بہن کو پیچھے چلی جا پھر دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی [١۵]
28	القصص	12	اور روک رکھا تھا ہم نے موسٰی سے دائیوں کو پہلے سے پھر بولی میں بتلاؤں تم کو ایک گھر والے کہ اس کو پال دیں تمہارے لئے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں [١۶]
28	القصص	13	پھر ہم نے پہنچا دیا اس کو اسکی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور جانے کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے [١٧] پر بہت لوگ نہیں جانتے [١٨]
28	القصص	14	اور جب پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو [١٩]
28	القصص	15	اور آیا شہر کے اندر جس وقت بیخبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ [٢٠] پھر پائے اس نے دو مرد لڑتے ہوئے یہ ایک اسکے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اسکے دشمنوں میں پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں
28	القصص	16	بولا اے میرے رب میں نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پھر اس کو بخش دیا بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان [٢١]
28	القصص	17	بولا اے رب جیسا تو نے فضل کر دیا مجھ پر پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا [٢٢]
28	القصص	18	پھر صبح کو اٹھا اس شہر میں ڈرتا ہوا انتظار کرتا ہوا [٢٣] پھر ناگہاں جس نے کل مدد مانگی تھی اس سے آج پھر فریاد کرتا ہے اس سے [٢۴] کہا موسٰی نے بیشک تو بے راہ ہے صریح [٢۵]

28 القصص 19 پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے خون کر چکا ہے کل ایک جان کا [۲۶] تیرا یہی جی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک میں اور نہیں چاہتا کہ ہو صلح کرا دینے والا [۲۷]

28 القصص 20 اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰ دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں [۲۸]

28 القصص 21 پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا راہ دیکھتا بولا اے رب بچا لے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے

28 القصص 22 اور جب منہ کیا مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لے جائے مجھ کو سیدھی راہ پر [۲۹]

28 القصص 23 اور جب پہنچا مدین کے پانی پر پایا وہاں ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے [۳۰] اور پایا ان سے ورے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں بولا تمہارا کیا حال ہے وہ بولیں ہم نہیں پلاتیں پانی چرواہوں کے پھیر لیجانے تک [۳۱] اور ہمارا باپ بوڑھا ہے بڑی عمر کا [۳۲]

28 القصص 24 پھر اس نے پانی پلا دیا انکے جانوروں کو [۳۳] پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب تو جو چیز اتارے میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں [۳۴]

28 القصص 25 پھر آئی اسکے پاس ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے [۳۵] بولی میرا باپ تجھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تو نے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو [۳۶] پھر جب پہنچا اسکے پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر بچ آیا تو اس قوم بے انصاف سے [۳۷]

28 القصص 26 بولی ان دونوں میں سے ایک اے باپ اس کو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر جو کہ تو رکھنا چاہے وہ ہے جو زور آور ہو امانت دار [۳۸]

28 القصص 27 کہا میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھ کو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس [۳۹] پھر اگر تو پورے کر دے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہے [۴۰] اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر تکلیف ڈالوں تو پائے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے [۴۱]

28	القصص	28	بولا یہ وعدہ ہو چکا میرے اور تیرے بیچ جونسی مدت ان دنوں میں پوری کر دوں سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں [۴۲]
28	القصص	29	پھر جب پوری کر چکا موسیٰ وہ مدت اور لیکر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا
28	القصص	30	پھر جب پہنچا اسکے پاس آواز ہوئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے تختہ میں ایک درخت سے [۴۳] کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ جہان کا رب
28	القصص	31	اور یہ کہ ڈالدے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اسکو پھنپناتے جیسے سانپ کی سٹک الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر تجھ کو کچھ خطرہ نہیں
28	القصص	32	ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکل آئے سفید ہو کر نہ کہ کسی برائی سے [۴۴] اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے [۴۵] سو یہ دو سندیں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اسکے سرداروں پر [۴۶] بیشک وہ تھے لوگ نافرمان
28	القصص	33	بولا اے رب میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے [۴۷]
28	القصص	34	اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو بھیج میرے ساتھ مدد کو کہ میری تصدیق کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں [۴۸]
28	القصص	35	فرمایا ہم مضبوط کر دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دیں گے تم کو غلبہ پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہو غالب رہو گے [۴۹]
28	القصص	36	پھر جب پہنچا انکے پاس موسیٰ لیکر ہماری نشانیاں کھلی ہوئی بولے اور کچھ نہیں یہ جادو ہے باندھا ہوا [۵۰] اور ہم نے سنا نہیں یہ اپنے اگلے باپ دادوں میں [۵۱]
28	القصص	37	اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو خوب جانتا ہے جو کوئی لایا ہے ہدایت کی بات اس کے پاس سے اور جس کو ملے گا آخرت کا گھر بیشک بھلا نہ ہوگا بے انصافوں کا [۵۲]
28	القصص	38	اور بولا فرعون اے دربار والو مجھ کو تو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم ہو میرے سوا سو آگ دے اے ہامان میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل تا کہ میں جھانک کر دیکھ لوں موسیٰ کے رب کو اور
28	القصص	39	اور بڑائی کرنے لگے وہ اور اس کے لشکر ملک میں ناحق اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف پھر کر نہ آئیں گے
28	القصص	40	پھر پکڑ ا ہم نے اسکو اور اسکے لشکروں کو پھر پھینک دیا ہم نے انکو دریا میں سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا [۵۴]
28	القصص	41	اور کیا ہم نے ان کو پیشوا کہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف [۵۵] اور قیامت کے دن ان کو مدد نہ ملے گی [۵۶]

28	القصص	42	اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن ان پر برائی ہے [۵۷]
28	القصص	43	اور دی ہم نے موسٰی کو کتاب بعد ا سکے کہ ہم غارت کر چکے پہلی جماعتوں کو [۵۸] سمجھانے والی لوگوں کو اور راہ بتانے والی اور رحمت تاکہ وہ یاد رکھیں [۵۹]
28	القصص	44	اور تو نہ تھا غرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسٰی کو حکم [۶۰] اور نہ تھا تو دیکھنے والا
28	القصص	45	لیکن ہم نے پیدا کیں کئ جماعتیں پھر دراز ہوئی ان پر مدت [۶۱] اور تو نہ رہتا تھا مدین والوں میں کہ ان کو سناتا ہماری آیتیں پر ہم رہے ہیں رسول بھیجتے [۶۲]
28	القصص	46	اور تو نہ تھاطور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے تیرے رب کا [۶۳] تاکہ تو ڈر سنا دے ان لوگوں کو جنکے پاس نہیں آیا کوئی ڈر سنانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں [۶۴]
28	القصص	47	اور اتنی بات کےلئے کہ کبھی آن پڑے ان پر آفت ان کاموں کی وجہ سے جنکو بھیج چکے ہیں انکے ہاتھ تو کہنے لگیں اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا ہمارے پاس کسی کو پیغام دے کر تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور
28	القصص	48	پھر جب پہنچی ان کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول کو جیسا ملا تھا موسٰی کو [۶۶] کیا ابھی منکر نہیں ہو چکے اس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے [۶۷] کہنے لگے دونوں جادو ہیں آپس میں موافق اور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے [۶۸]
28	القصص	49	تو کہہ اب تم لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس پر چلوں اگر تم سچے ہو [۶۹]
28	القصص	50	پھر اگر نہ کر لائیں تیرا کہا تو جان لے کہ وہ چلتے ہیں نری اپنی خواہشوں پر اور اس سے گمراہ زیادہ کون جو چلے اپنی خواہش پر بدون راہ بتلائے اللہ کے بیشک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو [۷۰]
28	القصص	51	اور ہم پے درپے بھیجتے رہے ہیں انکو اپنے کلام تاکہ وہ دھیان میں لائیں [۷۱]
28	القصص	52	جن کو ہم نے دی ہے کتاب اس سے پہلے وہ اس پر یقین کرتے ہیں
28	القصص	53	اور جب ان کو سنائے تو کہیں ہم یقین لائے اس پر یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کا بھیجا ہوا ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار [۷۲]

28 القصص 54 وہ لوگ پائیں گے اپنا ثواب دوہرا اس بات پر کہ قائم رہے [۷۳] اور بھلائی کرتے ہیں برائی کے جواب میں [۷۴] اور ہمارا دیا ہو کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں [۷۵]

28 القصص 55 اور جب سنیں نکمی باتیں اس سے کنارہ کریں اورکہیں ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو ہم کو نہیں چاہئیں بے سمجھ لوگ [۷۶]

28 القصص 56 تو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لائے جس کو چاہے [۷۷] اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے [۷۸]

28 القصص 57 اور کہنے لگے اگر ہم راہ پر آئیں تیرے ساتھ اچک لئے جائیں اپنے ملک سے [۷۹] کیا ہم نے جگہ نہیں دی ان کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھینچے چلے آتے ہیں اسکی طرف میوے ہر چیز کے روزی ہماری طرف سے پر بہت ان میں سمجھ نہیں رکھتے [۸۰]

28 القصص 58 اور کتنی غارت کر دیں ہم نے بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گذران میں اب یہ ہیں ان کے گھر آباد نہیں ہوئے ان کے پیچھے مگر تھوڑے [۸۱] اور ہم ہیں آخر کو سب کچھ لینے والے [۸۲]

28 القصص 59 اور تیرا رب نہیں غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دے کر جو سنائے انکو ہماری باتیں [۸۳] اور ہم ہر گز نہیں غارت کرنے والے بستیوں کو مگر جب کہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں [۸۴]

28 القصص 60 اور جو تم کو ملی ہے کوئی چیز سو فائدہ اٹھا لینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ے اور باقی رہنے والا کیا تم کو سمجھ نہیں [۸۵]

28 القصص 61 بھلاا یک شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے اچھا وعدہ سو ہ اس کو پانے والا ہے برابر ہے، اسکے جسکو ہم نے فائدہ دیا دنیا کی زندگانی کا پھر وہ قیامت کے دن پکڑ ا ہوا آیا [۸۶]

28 القصص 62 اور جس دن انکو پکارے گا تو کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے [۸۷]

28 القصص 63 بولے جن پر ثابت ہو چکی بات اے رب یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا ان کو بہکایا جیسے ہم آپ بہکے ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ ہم کو نہ پوجتے تھے [۸۸]

28 القصص 64 اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو پھر پکاریں گے انکو تو وہ جواب نہ دیں گے ان کو [۸۹] اور دیکھیں گے عذاب کاش کہ کسی طرح وہ راہ پائے ہوئے ہوتے [۹۰]

اور جس دن ان کو پکارے گا تو فرمائے گا کیا جواب دیا تھا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو	65	القصص	28
پھر بند ہو جائیں گی ان پر باتیں اس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے [۹۱]	66	القصص	28
سو جس نے کہ توبہ کی اور یقین لایا اعمال کئے اچھے سو امید ہے کہ ہو چھوٹنے والوں میں [۹۲]	67	القصص	28
اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے انکے ہاتھ میں نہیں پسند کرنا [۹۳] اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شریک بتلاتے ہیں [۹۴]	68	القصص	28
اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے انکے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر میں کرتے ہیں [۹۵]	69	القصص	28
اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھیرے جاؤ گے [۹۶]	70	القصص	28
تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک [۹۷] کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی پھر کیا تم سنتے نہیں [۹۸]	71	القصص	28
تو کہہ دیکھو تو اگر رکھ دے اللہ تم پر دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے [۹۹]	72	القصص	28
اور اپنی مہربانی سے بنا دئے تمہارے واسطے رات اور دن کہ اس میں چین بھی کرو اور تلاش بھی کرو کچھ اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو [۱۰۰]	73	القصص	28
اور جس دن ان کو پکارے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے	74	القصص	28
اور جدا کریں گے ہم ہر فرقہ میں سے ایک احوال بتلانے والا [۱۰۱] پھر کہیں گے لاؤ اپنی سند [۱۰۲] تب جان لیں گے کہ سچ بات ہے اللہ کی اور کھوئی جائیں گی ان سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے [۱۰۳]	75	القصص	28
قارون جو تھا سو موسٰی کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا ان پر [۱۰۴] اور ہم نے دیے تھے اسکو خزانے اتنے کہ اسکی کنجیاں اٹھانے سے تھک جاتے کئ مرد زور آور [۱۰۵] جب کہا اس کو اسکی قوم نے اترا مت اللہ کو نہیں بھاتے اترانے والے [۱۰۶]	76	القصص	28

28	القصص	77	اور جو تجھ کو اللہ نے دیا ہے اس سے کما لے پچھلا گھر [۱۰۷] اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور بھلائی کر جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ سے [۱۰۸] اور مت چاہ خرابی ڈالنی ملک میں اللہ کو بھاتے نہیں خرابی ڈالنے والے [۱۰۹]
28	القصص	78	بولا یہ مال تو مجھ کو ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے [۱۱۰] کیا اس نے یہ نہ جانا کہ اللہ غارت کر چکا ہے اس سے پہلے کتنی جماعتیں جو اس سے زیادہ رکھتی تھیں زور اور زیادہ رکھتی تھیں مال کی جمع [۱۱۱] اور پوچھی نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گناہ [۱۱۲]
28	القصص	79	پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سےکہنے لگے جو لوگ طالب تھے دنیا کی زندگانی کے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بیشک اسکی بڑی قسمت ہے [۱۱۳]
28	القصص	80	اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ اے خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے انکے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا [۱۱۴] اور یہ بات انہی کے دل میں پڑتی ہے جو سہنے والے ہیں [۱۱۵]
28	القصص	81	پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اسکے گھر کو زمین میں پھر نہ ہوئی س کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اسکی اللہ کے سوائے اور نہ وہ خود مدد لا سکا [۱۱۶]
28	القصص	82	اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام آرزو کرتے تھے اس کا سا درجہ ارے خرابی یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے [۱۱۷] اگر نہ احسان کرتا ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا اے خرابی یہ تو چھٹکارا نہیں پاتے منکر [۱۱۸]
28	القصص	83	وہ گھر پچھلا ہے ہم دیں گے وہ ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا اور عاقبت بھلی ہے ڈرنے والوں کی [۱۱۹]
28	القصص	84	جو لیکر آیا بھلائی اس کو ملنا ہے اس سے بہتر [۱۲۰] اور جو کوئی لے کر آیا برائی سو برائیاں کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی جو کچھ کرتے تھے [۱۲۱]
28	القصص	85	جس نے حکم بھیجا تجھ پر قرآن کا وہ پھر لانے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ [۱۲۲] تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوجھ اور کون پڑا ہے صریح گمراہی میں [۱۲۳]
28	القصص	86	اور تو توقع نہ رکھتا تھا کہ اتاری جائے تجھ پر کتاب مگر مہربانی سے تیرے رب کی [۱۲۴] سو تو مت ہو مددگار کافروں کا [۱۲۵]

28	القصص	87	اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں اللہ کے حکموں سے بعد اس کے کہ اتر چکے تیری طرف اور بلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو شریک والوں میں [۱۲۶]
28	القصص	88	اور مت پکار اللہ کے سوائے دوسرا حاکم [۱۲۷] کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے ہر چیز فنا ہے مگر اس کا منہ [۱۲۸] اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے [۱۲۹]
29	العنکبوت	1	الم۔
29	العنکبوت	2	کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے [۱]
29	العنکبوت	3	اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے [۲] سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو [۳]
29	العنکبوت	4	کیا یہ سمجھتے ہیں جو لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ ہم سے بچ جائیں بری بات طے کرتے ہیں [۴]
29	العنکبوت	5	جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آ رہا ہے اور وہ ہے سننے والا جاننے والا [۵]
29	العنکبوت	6	اور جو کوئی محنت اٹھائے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی [۶]
29	العنکبوت	7	اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ہم اتار دیں گے ان پر سے برائیاں ان کی اور بدلا دیں گے ان کو بہتر سے بہتر کاموں کا [۷]
29	العنکبوت	8	اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے رہنے کی اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں [۸] تو انکا کہنا مت مان [۹] مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلا دوں گا تمکو جو کچھ تم کرتے تھے [۱۰]
29	العنکبوت	9	اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں [۱۱]
29	العنکبوت	10	اور ایک وہ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچے اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کے [۱۲] اور اگر آ پہنچے مدد تیرے رب کی طرف سے تو کہنے

لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں [۱۳] کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ سینوں میں ہے جہان والوں کے [۱۴]

29	العنکبوت	11	اور البتہ معلوم کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغاباز ہیں [۱۵]
29	العنکبوت	12	اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ اور ہم اٹھا لیں تمہارے گناہ [۱۶] اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ بیشک وہ جھوٹے ہیں
29	العنکبوت	13	اور البتہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے [۱۷] اور البتہ ان سے پوچھ ہو گی قیامت کے دن جو باتیں کہ جھوٹ بناتے تھے [۱۸]
29	العنکبوت	14	اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا ان میں ہزار برس پچاس برس کم [۱۹] پھر پکڑا ان کو طوفان نے اور وہ گنہگار تھے [۲۰]
29	العنکبوت	15	پھر بچا دیا ہم نے اسکو اور جہاز والوں کو [۲۱] اور رکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہاں والوں کے واسطے [۲۲]
29	العنکبوت	16	اور ابراہیم کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو
29	العنکبوت	17	تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوائے یہ بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں [۲۳] بیشک جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے وہ مالک نہیں تمہاری روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے [۲۴]
29	العنکبوت	18	اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو بس یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر [۲۵]
29	العنکبوت	19	کیا دیکھتے نہیں کیونکر شروع کرتا ہے اللہ پیدائش کو پھر اس کو دہرائے گا [۲۶] یہ اللہ پر آسان ہے [۲۷]
29	العنکبوت	20	تو کہہ ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کیا ہے پیدائش کو پھر اللہ اٹھائے گا پچھلا اٹھان [۲۸] بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے
29	العنکبوت	21	دکھ دے گا جس کو چاہے اور رحم کرے گا جس پر چاہے [۲۹] اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

29 العنکبوت	22	اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ مددگار [۳۰]
29 العنکبوت	23	اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ ناامید ہوئے میری رحمت سے [۳۱] اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے
29 العنکبوت	24	پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اس کو مار ڈالو یا جلا دو [۳۲] پھر اس کو بچا دیا اللہ نے آگ سے [۳۳] اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین لاتے ہیں [۳۴]
29 العنکبوت	25	اور ابراہیم بولا [۳۵] جو ٹھہرائے ہیں تم نے اللہ کے سوائے بتوں کے تھان سو دوستی کر کر آپس میں دنیا کی زندگانی میں [۳۶] پھر دن قیامت کے منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور لعنت کرو گے ایک کو ایک [۳۷] اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار [۳۸]
29 العنکبوت	26	پھر مان لیا اس کو لوط نے اور وہ بولا میں تو وطن چھوڑتا ہوں اپنے رب کی طرف بیشک وہی ہے زبردست حکمت والا [۳۹]
29 العنکبوت	27	اور دیا ہم نے اس کو اسحق اور یعقوب [۴۰] اور رکھ دی اس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب [۴۱] اور دیا ہم نے اس کو اس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں البتہ نیکوں سے ہے [۴۲]
29 العنکبوت	28	اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو بیحیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے جہان میں [۴۳]
29 العنکبوت	29	کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو [۴۴] اور کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام [۴۵] پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے لے آ ہم پر عذاب اللہ کا اگر تو ہے سچا [۴۶]
29 العنکبوت	30	بولا اے رب میری مدد کر ان شریر لوگوں پر [۴۷]

29	العنکبوت	31	اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کےپاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو غارت کرنا ہے اس بستی والوں کو بیشک اس کے لوگ ہور رہے ہیں گنہگار [۴۸]
29	العنکبوت	32	بولا اس میں تو لوط بھی ہے [۴۹] وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے ہم بچا لیں گے اسکو اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں [۵۰]
29	العنکبوت	33	اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور تنگ ہوا دل میں [۵۱] اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا ہم بچائیں گے تجھ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہ گئ رہ جانے والوں میں
29	العنکبوت	34	ہم کو اتارنی ہے اس بستی والوں پر ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ نافرمان ہو رہے تھے [۵۲]
29	العنکبوت	35	اور چھوڑ رکھا ہم نے اس کا نشان نظر آتا ہوا سمجھ دار لوگوں کے واسطے [۵۳]
29	العنکبوت	36	اور بھیجا مدین کے پاس ان کے بھائی شعیب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو پچھلے دن کی [۵۴] اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے [۵۵]
29	العنکبوت	37	پھر اس کو جھٹلایا تو پکڑ لیا انکو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے
29	العنکبوت	38	اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو اور تم پر حال کھل چکا ہے ان کے گھروں سے [۵۶] اور فریفتہ کیا انکو شیطان نے ان کے کاموں پر پھر روک دیا ان کو راہ سے اور تھے ہوشیار [۵۷]
29	العنکبوت	39	اور ہلاک کیا قارون اور فرعون اور ہامان کو اور ان کے پاس پہنچا موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں اور نہیں تھے ہم سے جیت جانے والے [۵۸]
29	العنکبوت	40	پھر سب کو پکڑ ا ہم نے اپنے اپنے گناہ پر [۵۹] پھر کوئی تھا کہ اس پر ہم نے بھیجا پتھراؤ ہوا سے [۶۰] اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے [۶۱] اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں [۶۲] اور کوئی تھا کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے [۶۳] اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے پر تھے وہ اپنا آپ ہی برا کرتے [۶۴]

29	العنکبوت	41	مثال ان لوگوں کی جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنا لیا اس نے ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوتی [۶۵]
29	العنکبوت	42	اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوائے کوئی چیز ہو [۶۶] اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا [۶۷]
29	العنکبوت	43	اور یہ مثالیں بٹھلاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے [۶۸]
29	العنکبوت	44	اللہ نے بنائے آسمان اور زمین جیسے چاہئیں [۶۹] اس میں نشانی ہے یقین لانے والوں کے لئے [۷۰]
29	العنکبوت	45	تو پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب [۷۱] اور قائم رکھ نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی اور بری بات سے [۷۲] اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی [۷۳] اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو [۷۴]
29	العنکبوت	46	اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے مگر اس طرح پر جو بہتر ہو مگر جو ان میں بے انصاف ہیں [۷۵] اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اترا ہم کو اور اترا تم کو [۷۶] اور بندگی ہماری اور تمہاری ایک ہی کو ہے اور ہم اسی کے حکم پر چلتے ہیں [۷۷]
29	العنکبوت	47	اور ویسی ہی ہم نے اتاری تجھ پر کتاب [۷۸] سو جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو مانتے ہیں اور ان مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اس کو مانتے ہیں اور منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو نافرمان ہیں [۷۹]
29	العنکبوت	48	اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے [۸۰]
29	العنکبوت	49	بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں صاف ان لوگوں کے سینوں میں جن کو ملی ہے سمجھ [۸۱] اور منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں [۸۲]

29	العنکبوت	50	اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر [۸۳]
29	العنکبوت	51	کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں [۸۴]
29	العنکبوت	52	تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں [۸۵] اور جو لوگ یقین لاتے ہیں جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے [۸۶]
29	العنکبوت	53	اور جلد مانگتے ہیں تجھ سے آفت [۸۷] اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ تو آ پہنچتی ان پر آفت اور البتہ آئے گی ان پر اچانک اور ان کو خبر نہ ہو گی [۸۸]
29	العنکبوت	54	جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب [۸۹] اور دوزخ گھیر رہی ہے مجرموں کو [۹۰]
29	العنکبوت	55	جس دن گھیر لے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے [۹۱]
29	العنکبوت	56	اے بندو میرے جو یقین لائے ہو میری زمین کشادہ ہے سو مجھی کو بندگی کر و [۹۲]
29	العنکبوت	57	جو جی ہے سو چکھے گا موت پھر ہماری طرف پھر آؤ گے [۹۳]
29	العنکبوت	58	اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں جھروکے نیچے بہتی ہیں ان کےنہریں سدا رہیں ان میں خوب ثواب ملا کام والوں کو
29	العنکبوت	59	جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھا [۹۴]
29	العنکبوت	60	اور کتنے جانور ہیں جو اٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے انکو اور تم کو بھی اور وہی ہے سننے والا جاننے والا [۹۵]
29	العنکبوت	61	اور اگر تو لوگوں سے پوچھے کہ کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا سورج اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں [۹۶]
29	العنکبوت	62	اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جسکو چاہے [۹۷] بیشک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے [۹۸]
29	العنکبوت	63	اور جو تو پوچھے ان سے کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہیں سمجھتے [۹۹]

29	العنکبوت	64	اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی [۱۰۰]
29	العنکبوت	65	پھر جب سوار ہوئے کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ کر اعتقاد پھر جب بچا لایا انکو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے
29	العنکبوت	66	تاکہ مکرتے رہیں ہمارے دیے ہوئے سے اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے [۱۰۱]
29	العنکبوت	67	کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں ان کے آس پاس سے کیاجھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے [۱۰۲]
29	العنکبوت	68	اور اس سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں منکروں کے لئے [۱۰۳]
29	العنکبوت	69	اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں [۱۰۴] اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے [۱۰۵]
30	الروم	1	الم۔
30	الروم	2	مغلوب ہو گئے ہیں رومی
30	الروم	3	ملتے ہوئے ملک میں [۱] اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے
30	الروم	4	چند برسوں میں [۲] اللہ کے ہاتھ ہیں سب کام پہلے اور پچھلے [۳] اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان
30	الروم	5	اللہ کی مدد سے [۴] مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے زبردست رحم والا [۵]
30	الروم	6	اللہ کا وعدہ ہو چکا خلاف نہ کرے گا اللہ اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے [۶]
30	الروم	7	جانتے ہیں اوپر اوپر دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ آخرت کی خبر نہیں رکھتے [۷]
30	الروم	8	کیا دھیان نہیں کرتے اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادہ کر اور وعدہ مقرر پر [۸] اور بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے [۹]

30	الروم	9	کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک کی جو دیکھیں انجام کیسا ہوا ان سے پہلوں کا ان سے زیادہ تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان کے بسانے سے زیادہ اور پہنچے ان کے پاس رسول انکے لے کر کھلے حکم [۱۰] سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ برا کرتے تھے [۱۱]
30	الروم	10	پھر ہوا انجام برا کرنے والوں کا برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر ٹھٹھے کرتے تھے [۱۲]
30	الروم	11	اللہ بناتا ہے پہلی بار پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف جاؤ گے
30	الروم	12	اور جس دن برپا ہو گی قیامت آس توڑ کر رہ جائیں گے گنہگار
30	الروم	13	اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی انکے سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر [۱۳]
30	الروم	14	اور جس دن قائم ہو گی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم [۱۴]
30	الروم	15	سو جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام سو باغ میں ہوں گے انکی آؤ بھگت ہو گی [۱۵]
30	الروم	16	اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو وہ عذاب میں پکڑے آئیں گے
30	الروم	17	سو پاک اللہ کی یاد کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو
30	الروم	18	اور اسی کی خوبی ہے آسمان میں اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو [۱۶]
30	الروم	19	نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے [۱۷]
30	الروم	20	اور اسکی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ تم کو بنایا پھر اب تم انسان ہو زمین میں پھیلے پڑے [۱۸]
30	الروم	21	اور اسکی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو انکے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں انکے لئے جو دھیان کرتے ہیں
30	الروم	22	اور اسکی نشانیوں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا اور طرح طرح کی بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں سمجھنے والوں کو [۲۰]
30	الروم	23	اور اسکی نشانیوں سے ہے تمہارا سونا رات اور دن میں اور تلاش کرنا اس کے فضل سے [۲۱] اس میں بہت پتے ہیں ان کو جو سنتے ہیں [۲۲]
30	الروم	24	اور اسکی نشانیوں سے ہے یہ کہ دکھلاتا ہے تمکو بجلی ڈر اور امید کے لئے [۲۳] اور اتارتا ہے آسمان سے پانی پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کر مر گئے پیچھے اس میں بہت پتے ہیں ان کے لئے جو سوچتے ہیں [۲۴]

30	الروم	25	اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ کھڑ ا ہے آسمان اور زمین اس کے حکم سے [۲۵] پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین سے اسی وقت تم نکل پڑو گے [۲۶]
30	الروم	26	اور اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں سب اس کے حکم کے تابع ہیں [۲۷]
30	الروم	27	اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اس کو دھرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر [۲۸] اور اسکی شان سب سے اوپر ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا [۲۹]
30	الروم	28	بتلائی تم کو ایک مثل تمہارے اندر سے دیکھو جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ان میں ہیں کوئی ساجھی تمہارے ہماری دی ہوئی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر رہو خطر رکھو ان کا جیسے خطرہ رکھو اپنوں کا یوں کھول
30	الروم	29	بلکہ چلتے ہیں یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر بن سمجھے [۳۱] سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں ان کا مددگار [۳۲]
30	الروم	30	سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر [۳۳] وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو [۳۴] بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو [۳۵] یہی ہے دین سیدھا و لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے [۳۶]
30	الروم	31	سب رجوع ہو کر اسکی طرف [۳۷] اور اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں
30	الروم	32	جنہوں نے کہ پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے ہر فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر فریفتہ ہے [۳۸]
30	الروم	33	اور جب پہنچے لوگوں کو کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی ان کو اپنی طرف سے کچھ مہربانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک لگی بتانے
30	الروم	34	کہ منکر ہوجائیں ہمارے دیے ہوئے سے سو مزے اڑا لو اب آگے جان لو گے [۳۹]
30	الروم	35	کیا ہم نے ان پر اتاری ہے کوئی سند سو وہ بول رہی ہے جو یہ شریک بتاتے ہیں [۴۰]

30 الروم 36 اور جب چکھائیں ہم لوگوں کو کچھ مہربانی اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر آ پڑے ان پر کچھ برائی اپنے ہاتھوں کے بھیجے ہوئے پر تو آس توڑ بیٹھیں [۴۱]

30 الروم 37 کیا نہیں دیکھ چکے کہ اللہ پھیلا دیتا ہے روزی کو جس پر چاہے اور ماپ کر دیتا ہے جسکو چاہے اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں [۴۲]

30 الروم 38 سو تو دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان کے لئے جو چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور وہی ہیں جن کا بھلا ہے [۴۳]

30 الروم 39 اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رضامندی اللہ کی سو یہ وہی ہیں جن کے دونے ہوئے [۴۴]

30 الروم 40 اللہ وہ ہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو کر سکے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے

30 الروم 41 پھیل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں [۴۶]

30 الروم 42 تو کہہ پھرو ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے [۴۷]

30 الروم 43 سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ سیدھی ر اہ پر [۴۸] اس سے پہلے کہ آ پہنچے وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے [۴۹] اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے [۵۰]

30 الروم 44 جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اسکا منکر ہونا [۵۱] او رجو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ سنوارتے ہیں [۵۲]

30 الروم 45 تاکہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کام کئے بھلے اپنے فضل سے [۵۳] بیشک اس کو نہیں بھاتے انکار والے [۵۴]

30 الروم 46 اور اس کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اور تاکہ چکھائے تمکو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا [۵۵] اور تاکہ چلیں جہاز اسکے حکم سے [۵۶] اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو [۵۷]

30 الروم 47 اور ہم بھیج چکے ہیں تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس سو پہنچے انکے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی [۵۸]

30	الروم	48	الله ہے جو چلاتا ہے ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے [۵۹] اور رکھتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ پھر تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے پھر جب اس کو پہنچاتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں تبھی وہ لگتے ہیں خوشیاں کرنے [۶۰]
30	الروم	49	اور پہلے سے ہو رہے تھے اس کے اترنے سے پہلے ہی نا امید [۶۱]
30	الروم	50	سو دیکھ لے الله کی مہربانی کی نشانیاں کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو ا سکے مرگئے پیچھے [۶۲] بیشک وہی ہے مردوں کو زندہ کرنے والا اور وہ ہرچیز کر سکتا ہے [۶۳]
30	الروم	51	اور اگر ہم بھیجیں ایک ہوا پھر دیکھیں وہ کھیتی کو کہ زرد پڑ گئ تو لگیں اس کے پیچھے ناشکری کرنے [۶۴]
30	الروم	52	سو تو سنا نہیں سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا جب کہ پھریں پیٹھ دے کر
30	الروم	53	اور نہ تو راہ سمجھائے ا ندھوں کو انکے بھٹکنے سے تو تو سنائے اسی کو جو یقین لائے ہماری باتوں پر سو وہ مسلمان ہوتے ہیں [۶۵]
30	الروم	54	الله ہے جس نے بنایا تم کمزوری سے پھر دیا کمزوری کے پیچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال بناتا ہے جو کچھ چاہے اور وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا [۶۶]
30	الروم	55	اور جس دن قائم ہو گی قیامت قسمیں کھائیں گے گنہگار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی سے زیادہ [۶۷] اسی طرح تھے الٹے جاتے [۶۸]
30	الروم	56	اور کہیں گے جنکو ملی ہے سمجھ اور یقین تمہارا ٹھہرنا تھا الله کی کتاب میں جی اٹھنے کے دن تک سو یہ ہے جی اُٹھنے کا دن پر تم نہیں تھے جانتے [۶۹]
30	الروم	57	سو اُس دن کام نہ آئے گا ان گنہگاروں کو قصور بخشوانا اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے [۷۰]
30	الروم	58	اور ہم نے بٹھلائی ہے آدمیوں کے واسطے اس قرآن میں ہر ایک طرح کی مثل اور جو تو لائے اُنکے پاس کوئی آیت تو ضرور کہیں وہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو [۷۱]
30	الروم	59	یوں مہر لگا دیتا ہے الله اُن کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے [۷۲]
30	الروم	60	سو تو قائم رہ بیشک الله کا وعدہ ٹھیک ہے اور اکھاڑ نہ دیں تجھ کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے [۷۳]
31	لقمٰن	1	الم۔
31	لقمٰن	2	یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی

31	لقمٰن	3	ہدایت ہے اور مہربانی نیکی کرنے والوں کے لئے [۱]
31	لقمٰن	4	جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے
31	لقمٰن	5	انہوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی طرف سےاور وہی مردا کو پہنچے [۲]
31	لقمٰن	6	اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدارا ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اسی کو ہنسی وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے [۳]
31	لقمٰن	7	اور جب سنائے اس کو ہمای آیتیں پیٹھ دیجائے غرور سے گویا ان کو سنا ہی نہیں گویا اس کےدونوں کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے اس کو دردناک عذاب کی [۴]
31	لقمٰن	8	جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام ان کے واسطے ہیں نعمت کے باغ
31	لقمٰن	9	ہمیشہ رہا کریں ان میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا [۵]
31	لقمٰن	10	بنائے آسمان بغیر ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو [۶] اور رکھ دیے زمین پر پہاڑ کہ تم کو لیکر جھک نہ پڑے [۷] اور بکھیر دیے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے خاصے [۸]
31	لقمٰن	11	یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے اوروں نے جو اس کے سوا ہیں [۹] کچھ نہیں پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں [۱۰]
31	لقمٰن	12	اور ہم نے دی لقمان کو عقل مندی [۱۱] کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہو گا تو اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا [۱۲]
31	لقمٰن	13	اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا [۱۳] بیشک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے [۱۴]
31	لقمٰن	14	اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اسکے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اسکی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے [۱۵]
31	لقمٰن	15	اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو انکا کہنا مت مان [۱۶] اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق [۱۷] اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف

[۱۸] پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ
تم کرتے تھے [۱۹]

31 لقمٰن 16 اے بیٹے اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانہ کی پھر وہ ہو کسی پتھر میں
یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے اس کو اللہ بیشک اللہ جانتا ہے
چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے [۲۰]

31 لقمٰن 17 اے بیٹے قائم رکھ نماز اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے [۲۱]
اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے بیشک یہ ہیں ہمت کے کام [۲۲]

31 لقمٰن 18 اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف [۲۳] اور مت چل زمین پر اتراتا
بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا بڑائیاں کرنے والا [۲۴]

31 لقمٰن 19 اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر آواز اپنی بیشک بری سے بری آواز
گدھے کی آواز ہے [۲۵]

31 لقمٰن 20 کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگائے تمہارے جو کچھ ہے آسمان
اور زمین میں [۲۶] اور پوری کر دیں تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی
[۲۷] اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ
سمجھ رکھیں نہ سوجھ اور نہ روشن کتاب [۲۸]

31 لقمٰن 21 اور جب ان کو کہیے چلو اس حکم پر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو
چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان
بلاتا ہو ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی [۲۹]

31 لقمٰن 22 اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے
پکڑ لیا مضبوط کڑا [۳۰] اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا [۳۱]

31 لقمٰن 23 اور جو کوئی منکر ہوا تو تو غم نہ کھا اسکے انکار سے ہماری طرف پھر
آنا ہے انکو پھر ہم جتلا دیں گے ان کو جو انہوں نے کیا ہے البتہ اللہ جانتا
ہے جو بات ہے دلوں میں [۳۲]

31 لقمٰن 24 کام چلا دیں گے ہم انکا تھوڑے دنوں میں پھر پکڑ بلائیں گے ان کو گاڑھے
عذاب میں [۳۳]

31 لقمٰن 25 اور اگر تو پوچھے ان سے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے
تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے [۳۴]

31	لقمٰن	26	اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پروا سب خوبیوں والا [۳۵]
31	لقمٰن	27	اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی اسکے پیچھے ہوں سات سمندر نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی بیشک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا [۳۶]
31	لقمٰن	28	تم سب کا بنانا اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا [۳۷] بیشک اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے [۳۸]
31	لقمٰن	29	تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک [۳۹] اور یہ کہ اللہ خبر رکھتا ہے اسکی جو تم کرتے ہو [۴۰]
31	لقمٰن	30	یہ اس لیے کہا کہ اللہ وہی ہے ٹھیک اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے سوائے سو وہی جھوٹ ہے [۴۱] اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا [۴۲]
31	لقمٰن	31	تو نے نہ دیکھا کہ جہاز چلتے ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر تاکہ دکھلائے تمکو کچھ اپنی قدرتیں [۴۳] البتہ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنے والے احسان ماننے والے کے واسطے [۴۴]
31	لقمٰن	32	اور جب سر پر آئے انکے موج جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو خالص کر کر اسی کے لیے بندگی [۴۵] پھر جب بچا دیا انکو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں بیچ کی چال پر [۴۶] اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے [۴۷]
31	لقمٰن	33	اے لوگوں بچتے ہو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپن بیٹے کے بدلے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی [۴۸] بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی زندگانی اور نہ دھوکا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز [۴۹]
31	لقمٰن	34	بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ سب کچھ
32	السجدة	1	الم۔
32	السجدة	2	اتارنا کتاب کا اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ہے [۱]

32	السجدة	3	کیا کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ باندھ لایا ہے کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈر سنا دے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں [۲]
32	السجدة	4	اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر [۳] کوئی نہیں تمہارا اس کے سوائے حمایتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے [۴]
32	السجدة	5	تدبیر سے اتارتا ہے ہر کام آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں [۵]
32	السجدة	6	یہ ہی جاننے والا چھپے اور کھلے کا زبردست رحم والا [۶]
32	السجدة	7	جس نے خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کی انسان کی پیدائش ایک گارے سے
32	السجدة	8	پھر بنائی اسکی اولاد نچڑے ہوئے بےقدر پانی سے [۷]
32	السجدة	9	پھر اس کو برابر کیا [۸] اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان [۹] اور بنا دیے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو [۱۰]
32	السجدة	10	اور کہتے ہیں کیا جب ہم رل گئے زمین میں کیا ہم کو نیا بننا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں [۱۱]
32	السجدة	11	تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو فرشتہ موت کا جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے [۱۲]
32	السجدة	12	اور کبھی تو دیکھے جس وقت کہ منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے [۱۳] اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہم کو بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آ گیا [۱۴]
32	السجدة	13	اور اگر ہم چاہتے تو سجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکھٹے [۱۵]
32	السجدة	14	سو اب چکھو مزہ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تم کو [۱۶] اور چکھو عذاب سدا کا عوض اپنے کیے کا
32	السجدة	15	ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے [۱۷]
32	السجدة	16	جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے [۱۸] پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے [۱۹] اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں

32	السجدة	17	سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے انکے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلا اس کو جو کرتے تھے [۲۰]
32	السجدة	18	بھلا ایک جو ہے ایمان پر برابر ہے اسکے جو نافرمان ہے نہیں برابر ہوتے [۲۱]
32	السجدة	19	سو وہ لوگ جو یقین لائے اور کیے کام بھلے تو ان کے لیے باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے [۲۲]
32	السجدة	20	اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے سو انکا گھر ہے آگ جب چاہیں کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹا دیے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چکھو آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے [۲۳]
32	السجدة	21	اور البتہ چکھائیں گے ہم ان کو تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ پھر آئیں [۲۴]
32	السجدة	22	اور کون بے انصاف زیادہ اس سے جس کو سمجھایا گیا اسکے رب کی باتوں سے پھر ان سے منہ موڑ گیا [۲۵] مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلا لینا ہے [۲۶]
32	السجدة	23	اور ہم نے دی ہے موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اس کے ملنے سے [۲۷] اور کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے
32	السجدة	24	اور کیے ہم نے ان میں پیشوا جو راہ چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے [۲۸] اور رہے ہماری باتوں پر یقین کرتے [۲۹]
32	السجدة	25	تیرا رب جو ہے وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے ہیں [۳۰]
32	السجدة	26	کیا ان کو راہ نہ سوجھی اس بات سے کہ کتنی غارت کر ڈالیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں بہت نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں [۳۱]
32	السجدة	27	یا دیکھا نہیں انہوں نے کہ ہم ہانک دیتے ہیں پانی کو ایک زمین چٹیل کی طرف [۳۲] پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اس میں انکے چوپائے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں [۳۳]
32	السجدة	28	اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو [۳۴]
32	السجدة	29	تو کہہ کہ فیصلہ کے دن کام نہ آئے گا منکروں کو انکا ایمان لانا اور نہ ان کو ڈھیل ملے گی [۳۵]
32	السجدة	30	سو تو خیال چھوڑ ان کا اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں [۳۶]

33 الاحزاب 1 اے نبی ڈر اللہ سے اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغا بازوں کا مقرر اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا

33 الاحزاب 2 اور چل اسی پر جو حکم آئے تجھ کو تیرے رب کی طرف سے بیشک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے

33 الاحزاب 3 اور بھروسہ رکھ اللہ پر اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا [۱]

33 الاحزاب 4 اللہ نے رکھے نہیں کسی مرد کے دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوروؤں کو جن کو ماں کہہ بیٹھے ہو سچی مائیں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور

33 الاحزاب 5 پکارو لے پالکوں کو انکے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں [۳] پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں [۴] اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کرو اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان [۵]

33 الاحزاب 6 نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے [۶] اور اسکی عورتیں انکی مائیں ہیں [۷] اور قرابت والے ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو اپنے رفیقوں سے احسان [۸] یہ ہے کتاب میں لکھا ہوا [۹]

33 الاحزاب 7 اور جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا قرار اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا اور لیا ہم نے ان سے گاڑھا قرار [۱۰]

33 الاحزاب 8 تاکہ پوچھے اللہ سچوں سے ان کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کے لیے دردناک عذاب [۱۱]

33 الاحزاب 9 اے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھ آئیں تم پر فوجیں پھر ہم نے بھیجدی ان پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں [۱۲] اور ہے اللہ جو کچھ کرتے ہو دیکھنے والا [۱۳]

33 الاحزاب 10 جب چڑھ آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے [۱۴] اور جب بدلنے لگیں آنکھیں [۱۵] اور پہنچے دل گلوں تک [۱۶] اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں [۱۷]

33	الاحزاب	11	وہاں جانچے گئے ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑ جھڑانا [۱۸]
33	الاحزاب	12	اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا [۱۹]
33	الاحزاب	13	اور جب کہنے لگی ایک جماعت ان میں اے یثرب والو [۲۰] تمہارے لئے ٹھکانہ نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگا ایک فرقہ ان میں نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں اور وہ کھلے نہیں پڑے ان کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا [۲۱]
33	الاحزاب	14	اور اگر شہر میں کوئی گھس آئے ان پر اس کے کناروں سے پھر ان سے چاہے دین سے بچلنا تو مان لیں اور دیر نہ کریں اس میں مگر تھوڑی [۲۲]
33	الاحزاب	15	اور اقرار کر چکے تھے اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ اور اللہ کے قرار کی پوچھ ہوتی ہے [۲۳]
33	الاحزاب	16	تو کہہ کچھ کام نہ آئے گا تمہارے یہ بھاگنا اگر بھاگو گے مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی پھیل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنوں [۲۴]
33	الاحزاب	17	تو کہہ کون ہے کہ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا چاہے تم پر مہربانی [۲۵] اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی اور نہ مددگار [۲۶]
33	الاحزاب	18	اللہ کو خوب معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی [۲۷]
33	الاحزاب	19	دریغ (بخل کرتے) رکھتے ہیں تم سے [۲۸] پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھے ان کو کہ تکتے ہیں تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے بے ہوشی موت کی پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ کر بولیں تم پر تیز تیز زبانوں سے ڈھکے (ٹوٹے) پڑتے ہیں مال پر [۲۹] وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے انکے کئے کام اور یہ ہے اللہ پر آسان [۳۰]
33	الاحزاب	20	سمجھتے ہیں کہ فوجیں کفار کی نہیں پھر گئیں اور اگر آجائیں وہ فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں [۳۱] اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر بہت تھوڑی [۳۲]
33	الاحزاب	21	تمہارے لئے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال اسکے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا [۳۳]
33	الاحزاب	22	اور جب دیکھی مسلمانوں نے فوجیں بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور اسکے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اسکے رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا یقین اور اطاعت کرنا [۳۴]

33	الاحزاب	23	ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ [۳۵]
33	الاحزاب	24	تاکہ بدلا دے اللہ سچوں کو انکے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے یا تو بہ ڈالے انکے دل پر بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان [۳۶]
33	الاحزاب	25	اور پھیر دیا اللہ نے منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ نہ لگی کچھ بھلائی [۳۷] اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ زور آور زبردست [۳۸]
33	الاحزاب	26	اور اتار دیا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل کتاب سے ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے اور کتنوں کو قید کر لیا [۳۹]
33	الاحزاب	27	اور تم کو دلائی ان کی زمین اور انکے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین کہ جس پر نہیں پھیرے تم نے اپنے قدم اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا [۴۰]
33	الاحزاب	28	اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگانی اور یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچا دوں تم کو اور رخصت کر دوں بھلی طرح سے رخصت کرنا
33	الاحزاب	29	اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اسکے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھ چھوڑا ہے انکے لئے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب [۴۱]
33	الاحزاب	30	اے نبی کی عورتو جو کوئی کر لائے تم میں کام بیحیائی کا صریح دونا ہو اس کو عذاب دہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان [۴۲]
33	الاحزاب	31	اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی اور عمل کرے اچھے دیویں ہم اسکو اس کا ثواب دو بار اور رکھی ہے ہم نے اس کے واسطے روزی عزت کی [۴۳]
33	الاحزاب	32	اے نبی کی عورتو تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں [۴۴] اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر بات نہ کرو پھر لالچ کرے کوئی جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول [۴۵]
33	الاحزاب	33	اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں [۴۶] اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور اس کے رسول کی [۴۷] اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کر دے تم کو ایک ستھرائی سے [۴۸]
33	الاحزاب	34	اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی [۴۹] مقرر اللہ ہے بھید جاننے والا خبردار [۵۰]
33	الاحزاب	35	تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت

			جھیلنے والی عورتیں [۵۱] اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں [۵۲] اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور یاد کرنے والے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتیں رکھی ہے اللہ نے ان کے واسطے معافی اور ثواب بڑا [۵۳]
33	الاحزاب	36	اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح
33	الاحزاب	37	اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولنا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہئیے ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض [۵۵] ہم نے ا سکو تیرے نکاح میں دیدیا تا نہ رہے مسلمانوں پر گناہ نکاح کر لینا جوروئیں اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کر
33	الاحزاب	38	نبی پر کچھ مضائقہ نہیں ا س بات میں جو مقرر کر دی اللہ نے اسکے واسطے جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو گذرے پہلے اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا
33	الاحزاب	39	وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا [۵۷]
33	الاحزاب	40	محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا [۵۸] اور مہر سب نبیوں پر [۵۹] اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا [۶۰]
33	الاحزاب	41	اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد
33	الاحزاب	42	اور پاکی بولتے رہو اسکی صبح اور شام [۶۱]
33	الاحزاب	43	وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر مہربان [۶۲]
33	الاحزاب	44	دعا ان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے انکے واسطے ثواب عزت کا [۶۳]
33	الاحزاب	45	اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا [۶۴] اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا [۶۵]
33	الاحزاب	46	اور بلانے والا اللہ کی طرف اسکے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ [۶۶]
33	الاحزاب	47	اور خوشخبری سنا دے ایمان والوں کو کہ ان کے لیے ہے خدا کی طرف سے بڑی بزرگی [۶۷]

33	الاحزاب	48 اور کہا مت مان منکروں کا اور دغابازوں کا [۶۸] اور چھوڑ دے انکا ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا [۶۹]
33	الاحزاب	49 اے ایمان والوں جب تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو پھر ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سو ان پر تم کو حق نہیں عدت میں بٹھلانا کہ گنتی پوری کراؤ سو ان کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی
33	الاحزاب	50 اے نبی ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا دے تیرے اللہ [۷۱] اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو عورت ہو مسلمان اگر بخشدے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے یہ خاص ہے تیرے لیے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے
33	الاحزاب	51 پیچھے رکھ دے تو جس کو چاہو ان میں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو جی چاہے تیرا ان میں سے جن کو کنارے کر دیا تھا تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر [۷۳] اس میں قریب ہے کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں انکی اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں اس پر جو تو نے دیا ان سب کی سب کو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا تحمل والا [۷۴]
33	الاحزاب	52 حلال نہیں تجھ کو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ اُنکے بدلے کر لے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو اُنکی صورت [۷۵] مگر جو مال ہو تیرے ہاتھ کا [۷۶] اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان [۷۷]
33	الاحزاب	53 اے ایمان والو مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اس کے پکنے کی لیکن جب تم کو بلائے تب جا ؤ [۷۸] پھر جب کھا چکو تو آپ آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگا کر بیٹھو باتوں میں [۷۹] اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں [۸۰] اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے کچھ چیز کام کی تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو [۸۱] اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اسکی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی البتہ یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے [۸۲]
33	الاحزاب	54 اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو یا اسکو چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز کو جاننے والا [۸۳]
33	الاحزاب	55 گناہ نہیں ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے [۸۴] اور ڈرتی رہو اے عورتو اللہ سے بیشک اللہ کے سامنے ہے ہر چیز [۸۵]

33	الاحزاب	56	الله اور اس کے فرشتے رحمت بیجھتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر [۸۶]
33	الاحزاب	57	جو لوگ ستاتے ہیں الله کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا الله نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ذلت کا عذاب [۸۷]
33	الاحزاب	58	اور جو لوگ تمہت لگاتے ہیں مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کیے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا [۸۸]
33	الاحزاب	59	اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں [۸۹] اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی انکو نہ ستائے اور ہے الله بخشنے والا مہربان [۹۰]
33	الاحزاب	60	البتہ اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دل میں روگ ہے [۹۱] اور جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں [۹۲] تو ہم لگا دیں گے تجھ کو ان کے پیچھے پھر نہ رہنے پائیں گے تیرے ساتھ اس شہر میں مگر تھوڑے دنوں
33	الاحزاب	61	پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور مارے گئے جان سے [۹۳]
33	الاحزاب	62	دستور پڑا ہوا ہے الله کا ان لوگوں میں جو پہلے ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا الله کی چال بدلتی [۹۴]
33	الاحزاب	63	لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے الله ہی کے پاس اور تو کیا جانے شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو [۹۵]
33	الاحزاب	64	بیشک الله نے پھٹکار دیا ہے منکروں کو اور رکھی ہے انکے واسطے دہکتی ہوئی آگ [۹۶]
33	الاحزاب	65	رہا کریں اسی میں ہمیشہ نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار
33	الاحزاب	66	جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے ان کے منہ آگ میں [۹۷] کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا الله کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا [۹۸]
33	الاحزاب	67	اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے چکا دیا ہم کو راہ سے
33	الاحزاب	68	اے رب ان کو دے دونا عذاب اور پھٹکار انکو بڑی پھٹکار [۹۹]
33	الاحزاب	69	اے ایمان والو تم مت ہو ان جیسے جنہوں نے ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلا دیا اسکو الله نے انکے کہنے سے اور تھا الله کے یہاں آبرو والا [۱۰۰]
33	الاحزاب	70	اے ایمان والو ڈرتے رہو الله سے اور کہو بات سیدھی

33	الاحزاب	71	کہ سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخشدے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی مراد [۱۰۱]
33	الاحزاب	72	ہم نے دکھلائی امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھائیں اورا س سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان [۱۰۲]
33	الاحزاب	73	تاکہ عذاب کرے اللہ منافق مردوں کو اور عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو اور عورتوں کو اور معاف کرے اللہ ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان [۱۰۳]
34	سبا	1	سب خوبی اللہ کی ہے جس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین میں اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا سب کچھ جاننے والا [۱]
34	سبا	2	جانتا ہے جو کچھ کہ اندر گھستا ہے زمین کے اور جو کچھ کہ نکتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اس میں [۲] اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا [۳]
34	سبا	3	اور کہنے لگے منکر نہ آئے گی ہم پر قیامت [۴] تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آئے گی تم پر [۵] اس عالم الغیب کی غائب نہیں ہو سکتا اس سے کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سےچھوٹی اور نہ اس سے بڑی جو نہیں ہے کھلی کتاب میں [۶]
34	سبا	4	تاکہ بدلا دے انکو جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ لوگ جو ہیں ان کے لئے ہے معافی اور عزت کی روزی
34	سبا	5	اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو ان کو بلا کا عذاب ہے دردناک [۷]
34	سبا	6	اور دیکھ لیں جن کو ملی ہے سمجھ کہ جو تجھ پر اترا تیرے رب سے وہی ٹھیک ہے اور سجھاتا ہے راہ اس زبردست خوبیوں والے کی [۸]
34	سبا	7	اور کہنے لگے منکر ہم بتلائیں تمکو ایک مرد کہ تم کو خبر دیتا ہے جب تم پھٹ کر ہو جاؤ ٹکڑے ٹکڑے تم کو پھر نئے سرے سے بننا ہے
34	سبا	8	کیا بنا لایا ہے اللہ پر جھوٹ یا ا سکو سودا ہے [۹] کچھ بھی نہیں پر جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا آفت میں ہیں اور دور جا پڑے غلطی میں [۱۰]
34	سبا	9	کیا دیکھتے نہیں جو کچھ ان کے آگے ہے اور پیچھے ہے آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہیں دھنسا دیں ان کو زمین میں یا گرا دیں ان پر ٹکڑا آسمان سے [۱۱] تحقیق اس میں نشانی ہے ہر بندے رجوع کرنے والے کے واسطے [۱۲]
34	سبا	10	اور ہم نے دی ہے داؤد کو اپنی طرف سے بڑائی [۱۳] اے پہاڑو خوش آوازی سے پڑھو اسکے ساتھ اور اڑتے جانوروں کو [۱۴] اور نرم کر دیا ہم نے اس کے آگے لوہا

34 سبا 11 کہ بنا زرہیں کشادہ اور اندازے سے جوڑ کڑیاں [۱۵] اور کرو تم سب کام بھلا میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں [۱۶]

34 سبا 12 اور مسخر کردیا سلیمان کے آگے ہوا کو صبح کی منزل اسکی ایک مہینہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی اور بہا د یا ہم نے اسکے واسطے چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا [۱۷] اور جنوں میں کتنے لوگ تھے جو محنت کرتے اس کے سامنے اسکے رب کے حکم سے اور جوکوئی پھرے ان میں سے ہمارے حکم سے چکھائیں ہم اسکو آگ کا عذاب [۱۸]

34 سبا 13 بناتے اس کے واسطے جو کچھ چاہتا قلعے اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب اور دیگیں چولہوں پر جمی ہوئی [۱۹] کام کرو ا ے داؤد کے گھر والو احسان مان کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں احسان ماننے والے [۲۰]

34 سبا 14 پھر جب مقرر کیا ہم نےاس پر موت کو نہ جتلایا ان کو اس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے کھاتا رہا اس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر رکھتے ہوتے غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں

34 سبا 15 تحقیق قوم سبا کو تھی ان کی بستی میں نشانی دو باغ داہنے اور بائیں [۲۲] کھاؤ روزی اپنے رب کی اور اس کا شکر کرو [۲۳] شہر ہے پاکیزہ اور رب ہے گناہ بخشنے والا [۲۴]

34 سبا 16 سو دھیان میں نہ لائے پھر چھوڑ دیا ہم نے ان پر ایک نالا زور کا اور دیے ہم نے انکو بدلے میں ان دو باغوں کے دو اور باغ جن میں کچھ میوہ کسیلا تھا اور جھاؤ اور کچھ بیر تھوڑے سے [۲۵]

34 سبا 17 یہ بدلا دیا ہم نے ان کو اس پر کہ ناشکری کی اور ہم یہ بدلا اسی کو دیتے ہیں جو ناشکر ہو [۲۶]

34 سبا 18 اور رکھی تھیں ہم نے ان میں اور ان بستیوں میں جہاں ہم نے برکت رکھی ہے ایسی بستیاں جو راہ پر نظر آتی تھیں اور منزلیں مقرر کر دیں ہم نے ان میں آنے جانے کی پھرو ان میں راتوں کو اور دنوں کو امن سے [۲۷]

34 سبا 19 پھر کہنے لگے اے رب دراز کر دے ہمارے سفروں کو [۲۸] اور آپ اپنا برا کیا پھر کر ڈالا ہم نے انکو کہانیاں اور کر ڈالا چیر کر ٹکڑے ٹکڑے [۲۹] اس میں پتے کی باتیں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گذار کو [۳۰]

34 سبا 20 اور سچ کر دکھلائی ان پر ابلیس نے اپنی اٹکل پھر اسی کی راہ چلے مگر تھوڑے سے ایمان دار [۳۱]

34	سبا	21	اور اس کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر اتنے واسطے کہ معلوم کر لیں ہم اسکو جو یقین لاتا ہے آخرت پر جدا کر کے اس سے جو رہتا ہے آخرت کی طرف سے دھوکہ میں اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے [۳۲]
34	سبا	22	تو کہہ پکارو ان کو جن کو گمان کرتے ہو سوائے اللہ کے [۳۳] وہ مالک نہیں ایک ذرہ بھر کے آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا اور نہ ان میں کوئی اس کا مددگار
34	سبا	23	اور کام نہیں آتی سفارش اس کے پاس مگر اس کو کہ جس کے واسطے حکم کر دے [۳۴] یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہو جائے ان کے دل سےکہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے وہ کہیں فرمایا جو واجبی ہے اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا [۳۵]
34	سبا	24	تو کہہ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمیں سے بتلا دے کہ اللہ [۳۶] اور یا ہم یا تم بیشک ہدایت پر ہیں یا پڑے ہیں گمراہی میں صریح [۳۷]
34	سبا	25	تو کہ تم سے پوچھ نہ ہوگی اسکی جو ہم نے گناہ کیا اور ہم سے پوچھ نہ ہوگی اسکی جو تم کرتے ہو
34	سبا	26	تو کہہ جمع کرے گا ہم سب کو رب ہمارا پھر فیصلہ کرے گا ہم میں انصاف کا اور وہی ہے قصہ چکانے والا سب کچھ جاننے والا [۳۸]
34	سبا	27	تو کہہ مجھ کو دکھلاؤ تو سہی جن کو اس سے ملاتے ہو ساجھی قرار دے کر [۳۹] کوئی نہیں وہی اللہ ہے زبردست حکمتوں والا [۴۰]
34	سبا	28	اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے [۴۱]
34	سبا	29	اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو [۴۲]
34	سبا	30	تو کہہ تمہارے لیے وعدہ ہے ایک دن کا نہ دیر کرو گے اس سے ایک گھڑی نہ جلدی [۴۳]
34	سبا	31	اور کہنے لگے منکر ہم ہر گز نہ مانیں گے اس قرآن کو اور نہ اس سے اگلے کو [۴۴] اور کبھی تو دیکھے جبکہ گنہگار کھڑے کئے جائیں اپنے رب کے پاس ایک دوسرے پر ڈالتا ہے بات کو [۴۵] کہتے ہیں وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے بڑائی کرنے والوں کو اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان دار ہوتے [۴۶]
34	سبا	32	کہنے لگے بڑائی کرنے والے ان سے جو کہ کمزر گنے گئے تھے کیا ہم نے روکا تم کو حق بات سے تمہار ے پاس پہنچ چکنے کے بعد کوئی نہیں تم ہی تھے گنہگار [۴۷]
34	سبا	33	اور کہنے لگے وہ لوگ جو کمزور گنے گئے تھے بڑائی کرنے والوں کو کوئی نہیں پر فریب سے رات دن کے جب تم ہم کو حکم کیا کرتے کہ ہم نہ مانیں اللہ کو اور ٹھہرائیں اسکے ساتھ برابر کے ساجھی [۴۸] اور چھپے

چھپے پچتانے لگے جب دیکھ لیا عذاب [۴۹] اور ہم نے ڈالے ہیں طوق گردنوں میں منکروں کے [۵۰] وہی بدلہ پاتے ہیں جو عمل کرتے تھے [۵۱]

34	سبا	34	اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر کہنے لگے ہیں وہاں کے آسودہ لوگ جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہم اس کو نہیں مانتے [۵۲]
34	سبا	35	اور کہنے لگے ہم زیادہ ہیں مال اور اولاد میں اور ہم پر آفت نہیں آنے والی [۵۳]
34	سبا	36	تو کہہ میرا رب ہے جو کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے [۵۴]
34	سبا	37	اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ نزدیک کر دیں ہمارے پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بھلا کام کیا [۵۵] سو ان کے لیے ہے بدلا دونا انکے کیے کام کا [۵۶] اور وہ جھروکوں میں بیٹھے ہیں دلجمعی سے
34	سبا	38	اور جو لوگ دوڑتے ہیں ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہ عذاب میں پکڑے ہوئے آتے ہیں [۵۷]
34	سبا	39	تو کہہ میرا رب ہے جو کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے اور جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر ہے روزی دینے والا [۵۸]
34	سبا	40	اور جس دن جمع کرے گا ان سب کو پھر کہے گا فرشتوں کو کیا یہ لوگ تم کوپوجا کرتے تھے [۵۹]
34	سبا	41	وہ کہیں گے پاک ذات ہے تیری ہم تیری طرف میں ہیں نہ انکی طرف میں نہیں پر پوجتے تھے جنوں کو یہ اکثر انہی پر اعتقاد رکھتے تھے [۶۰]
34	سبا	42	سو آج تم مالک نہیں ایک دوسرے کے بھلے کے نہ برے کے [۶۱] اور کہیں گے ہم ان گنہگاروں کو چکھو تکلیف اس آگ کی جس کو تم جھوٹ بتلاتے تھے
34	سبا	43	اور جب پڑھی جائیں انکے پاس ہماری آیتیں کھلی کھلی کہیں اور کچھ نہیں مگر یہ ایک مرد ہے چاہتا ہے کہ روک دے تم کو ان سے جن کو پوجتے رہے تمہارے باپ دادے [۶۲] اور کہیں اور کچھ نہیں یہ جھوٹ ہے باندھا ہوا [۶۳] اور کہتے ہیں منکر حق بات کو جب پہنچے ان تک اور کچھ نہیں یہ ایک جادو ہے صریح [۶۴]
34	سبا	44	اور ہم نے دی نہیں انکو کچھ کتابیں کہ جن کو وہ پڑھتے ہوں اور بھیجا نہیں انکے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا [۶۵]
34	سبا	45	اور جھٹلایا ہے ان سے اگلوں نے اور یہ نہیں پہنچے دسویں حصہ کو اس کے جو ہم نے انکو دیا تھا پھر جھٹلایا انہوں نے میرے بھیجے ہوؤں کو تو کیسا ہوا انکار میرا [۶۶]

34	سبا	46	تو کہ میں تو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں تم کو کہ اٹھ کھڑے ہو اللہ کے نام پر دو دو اور ایک ایک پھر دھیان کرو کہ اس تمہارے رفیق کو کچھ سودا نہیں یہ تو ایک ڈرانے والا ہے تم کو ایک بڑی آفت کے آنے سے [۶۷]
34	سبا	47	تو کہہ جو میں نے تم سے مانگا ہوکچھ بدلا سو وہ تمہی رکھو میرا بدلہ ہے اسی اللہ پر [۶۸] اور اس کے سامنے ہے ہر چیز [۶۹]
34	سبا	48	تو کہہ میرا رب پھینک رہا ہے سچا دین اور وہ جانتا ہے چھپی چیزیں [۷۰]
34	سبا	49	تو کہہ آیا دین سچا اور جھوٹ تو کسی چیز کو نہ پیدا کرے اور نہ پھیر کر لائے [۷۱]
34	سبا	50	تو کہہ اگر میں بہکا ہوا ہوں تو بہکوں گا اپنے ہی نقصان کو اور اگر ہوں سیدھے راستہ پر تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے مجھ کو میر ارب بیشک وہ سب کچھ سنتا ہے نزدیک [۷۲]
34	سبا	51	اور کبھی تو دیکھے جب یہ گھبرائیں پھر نہ بچیں بھاگ کر اور پکڑے ہوئے آئیں نزدیک جگہ سے [۷۳]
34	سبا	52	اور کہنے لگیں ہم نے اسکو یقین مان لیا اور اب کہاں انکا ہاتھ پہنچ سکتا ہے بعید جگہ سے [۷۴]
34	سبا	53	اور اس سے منکر رہے پہلے سے اور پھینکتے رہے بن دیکھے نشانہ پر دور کی جگہ سے [۷۵]
34	سبا	54	اور رکاوٹ پڑ گئ ان میں اور ان کی آرزو میں [۷۶] جیسا کہ کیا گیا ہے انکے طریقہ والوں کے ساتھ اس سے پہلے وہ لوگ تھے ایسے تردد میں جو چین نہ لینے دے [۷۷]
35	فاطر	1	سب خوبی اللہ کو ہے جس نے بنا نکالے آسمان اور زمین [۱] جس نے ٹھہرایا فرشتوں کو پیغام لانے والے [۲] جن کے پر ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار [۳] بڑھا دیتا ہے پیدائش میں جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے [۴]
35	فاطر	2	جو کچھ کہ کھول دے اللہ لوگوں پر رحمت میں سے تو کوئی نہیں اس کو روکنے والا [۵] اور جو کچھ روک رکھے تو کوئی نہیں اس کو بھیجنے والا اسکے سوائے اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا [۶]
35	فاطر	3	اے لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کیا کوئی ہے بنانے والا اللہ کے سوائے روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے کوئی حاکم نہیں مگر وہ پھر کہاں الٹے جاتے ہو [۷]

35 | فاطر | 4 | اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو جھٹلائے گئے کتنے رسول تجھ سے پہلے اور اللہ تک پہنچتے ہیں سب کام [۸]

35 | فاطر | 5 | اے لوگو بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو نہ بہکائے تم کو دنیا کی زندگانی اور نہ دغا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز

35 | فاطر | 6 | تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کے ہوں دوزخ والوں میں [۹]

35 | فاطر | 7 | جو منکر ہوئے ان کو سخت عذاب ہے اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام انکے لئے ہے معافی اور بڑا ثواب

35 | فاطر | 8 | بھلا ایک شخص کو کہ بھلی سمجھائی گئ اسکو اسکے کام کی برائی پھر دیکھا اس نے اسکو بھلا کیونکہ اللہ بھٹکاتا ہے جس کو چاہے اور سمجھاتا ہے جس کو چاہے سو تیرا جی نہ جاتا رہے ان پر پچتا پچتا کر اللہ کو معلوم

35 | فاطر | 9 | اور اللہ ہے جس نے چلائی ہیں ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر ہانک لے گئے ہم اسکو ایک مردہ دیس کی طرف پھر زندہ کر دیا ہم نے اس سے زمین کو اسکے مرجانے کے بعد اسی طرح ہو گا جی اٹھنا [۱۱]

35 | فاطر | 10 | جس کو چاہئے عزت تو اللہ کے لیے ہے ساری عزت [۱۲] اس کی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا [۱۳] اور کام نیک اس کو اٹھا لیتا ہے [۱۴] اور جو لوگ داؤ میں ہیں برائیوں کے انکے لیے سخت عذاب ہے اور ان کا داؤ ہے ٹوٹے کا [۱۵]

35 | فاطر | 11 | اور اللہ نے تم کو بنایا مٹی سے پھر بوند پانی سے پھر بنایا تم کو جوڑے جوڑے اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی مادہ کو اور نہ وہ جنتی ہے بن خبر اس کے [۱۶] اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر لکھا ہے کتاب میں بیشک یہ اللہ پر آسان ہے [۱۷]

35 | فاطر | 12 | اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا ہے خوشگوار ہے پینا اس کا اور یہ کھارا کڑوا اور دونوں میں سے کھاتے ہو گوشت تازہ اور نکالتے ہو گہنا جسکو پہنتے ہو [۱۸] اور تو دیکھے جہازوں کو اس میں کہ چلتے ہیں پانی کو پھاڑتے تاکہ تلاش کرو اسکے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو [۱۹]

35 | فاطر | 13 | رات گھساتا ہے دن میں اور دن گھساتا ہے رات میں اور کام میں لگا دیا سورج اورچاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وعدہ تک [۲۰] یہ اللہ ہے تمہارا رب اسی کے لئے بادشاہی ہے اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے وہ مالک نہیں کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے [۲۱]

35 | فاطر | 14 | اگر تم ان کو پکارو سنیں نہیں تمہاری پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور قیامت کے دن منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے [۲۲] اور کوئی نہ بتلائے گا تجھ کو جیسا بتلائے خبر رکھنے والا [۲۳]

35	فاطر	15	اے لوگو تم ہو محتاج اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے بے پروا سب تعریفوں والا [۲۴]
35	فاطر	16	اگر چاہے تم کو لیجائے اور لے آئے ایک نئی خلقت
35	فاطر	17	اور یہ بات اللہ پر مشکل نہیں [۲۵]
35	فاطر	18	اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر پکارے کوئی بوجھل اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اٹھائے اس میں سے ذرا بھی اگر چہ ہو قرابتی [۲۶] تو تو ڈر سنا دیتا ہے انکو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور قائم رکھتے ہیں نماز [۲۷] او جو کوئی سنورے گا تو یہی ہے کہ سنورے گا اپنے فائدہ کو اور اللہ کی طرف ہے سب کو پھر جانا [۲۸]
35	فاطر	19	اور برابر نہیں اندھا اور دیکھتا
35	فاطر	20	اور نہ اندھیرا اور نہ اجالا
35	فاطر	21	اور نہ سایہ اور نہ لُو
35	فاطر	22	اور برابر نہیں جیتے اور نہ مردے [۲۹] اللہ سناتا ہے جس کو چاہے اور تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو
35	فاطر	23	تو تو بس ڈر کی خبر پہنچانے والا ہے [۳۰]
35	فاطر	24	ہم نے بھیجا ہے تجھ کو سچا دین دیکر خوشی اور ڈر سنانے والا اور کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں ہو چکا کوئی ڈر سنانے والا [۳۱]
35	فاطر	25	اور اگر وہ تجھ کو جھٹلائیں تو آگے جھٹلا چکے ہیں جو لوگ کہ ان سے پہلے تھے پہنچے ان کے پاس رسول انکے لیکر کھلی باتیں اور صحیفے اور روشن کتاب [۳۲]
35	فاطر	26	پھر پکڑا میں نے منکروں کو سو کیسا ہوا انکار میرا [۳۳]
35	فاطر	27	کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے اس سے میوے طرح طرح کے انکے رنگ [۳۴] اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور سرخ طرح طرح کے انکے رنگ اور بھجنگے کالے [۳۵]
35	فاطر	28	اور آدمیوں میں اور کیڑوں میں اور چوپاؤں میں کتنے رنگ ہیں اسی طرح [۳۶] اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بدنوں میں جن کو سمجھ ہے تحقیق اللہ زبردست ہے بخشنے والا [۳۷]

35	فاطر	29	جو لوگ پڑھتے ہیں کتاب اللہ کی اور سیدھی کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں کچھ ہمارا دیا ہوا چھپے اور کھلے امیدوار ہیں ایک بیوپار کے جس میں ٹوٹا نہ ہو [۳۸]
35	فاطر	30	تاکہ پورا دے انکو ثواب ان کا اور زیادہ دے اپنے فضل سے تحقیق وہ ہے بخشنے والا قدر دان [۳۹]
35	فاطر	31	اور جو ہم نے تجھ پر اتاری کتاب وہی ٹھیک ہے تصدیق کرنے والی اپنے سے اگلی کتابوں کی بیشک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا [۴۰]
35	فاطر	32	پھر ہم نے وارث کئے کتاب کے وہ لوگ جن کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں میں سے پھر کوئی ان میں برا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی ان میں ہے بیچ کی چال پر اور کوئی ان میں آگے بڑھ گیا ہے لیکر خوبیاں اللہ کے حکم
35	فاطر	33	باغ ہیں بسنے کے جن میں وہ جائیں گے وہاں انکو پہنایا جائے گا کنگن سونے کے او رموتی کے اور انکی پوشاک وہاں ریشمی ہے [۴۲]
35	فاطر	34	اور کہیں گے شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے غم بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے [۴۳]
35	فاطر	35	جس نے اتارا ہم کو آباد رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ پہنچے ہم کو اس میں مشقت اور نہ پہنچے ہمکو اس میں تھکنا [۴۴]
35	فاطر	36	اور جو لوگ منکر ہیں انکے لئے ہے آگ دوزخ کی نہ ان پر حکم پہنچے کہ مر جائیں اور نہ ان پر ہلکی ہو وہاں کی کچھ کلفت یہ سزا دیتے ہیں ہم ہر ناشکر کو [۴۵]
35	فاطر	37	اور وہ چلائیں اس میں اے رب ہم کو نکال کہ ہم کچھ بھلا کر لیں وہ نہیں جو کرتے رہے [۴۶] کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تمکو اتنی کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو او رپہنچا تمہارے پاس ڈرانے والا اب چکھو کہ کوئی نہیں گنہگاروں کا مددگار [۴۷]
35	فاطر	38	اللہ بھید جاننے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں [۴۸]
35	فاطر	39	وہی ہے جس نے کیا تمکو قائم مقام زمین میں [۴۹] پھر جو کوئی ناشکری کرے تو اس پر پڑے اسکی ناشکری اور منکروں کو نہ بڑھے گی انکے انکار سے ان کے رب کے سامنے مگر بیزاری اور منکروں کو نہ بڑھے گا انکے انکار سے مگر نقصان [۵۰]
35	فاطر	40	تو کہہ بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں کو جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انہوں نے زمین میں یا کچھ ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں [۵۱] یا ہم نے دی ہے انکو کوئی کتاب سو یہ سند رکھتے ہیں اس کی [۵۲] کوئی نہیں پر جو وعدہ بتلاتے ہیں گنہگار ایک دوسرے کو سب فریب ہے [۵۳]
35	فاطر	41	تحقیق اللہ تھام رہا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں اور اگر ٹل جائیں تو کوئی نہ تھام سکے انکو اس کے سوائے [۵۴] وہ ہے تحمل والا بخشنے والا [۵۵]

35	فاطر	42	اور قسمیں کھاتے تھے اللہ کی تاکید کی قسمیں اپنی کہ اگر آئے گا انکے پاس کوئی ڈر سنانے والا البتہ بہتر راہ چلیں گے ہر ایک امت سے پھر جب آیا ان کے پاس ڈر سنانے والا اور زیادہ ہو گیا ان کا بدکنا
35	فاطر	43	غرور کرنا ملک میں اور داؤ کرنا برے کام کا اور برائی کا داؤ الٹے گا انہی داؤں والوں پر [۵۶] پھر اب وہی راہ دیکھتے ہیں پہلوں کے دستور کی سو تو نہ پائے گا اللہ کا دستور بدلتا اور نہ پائے گا اللہ کا دستور ٹلتا [۵۷]
35	فاطر	44	کیا پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھ لیں کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور تھے ان سے بہت سخت زور میں اور اللہ وہ نہیں جس کو تھکائے کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہی ہے سب کچھ جانتا کر
35	فاطر	45	اور اگر پکڑ کرے اللہ لوگوں کی ان کی کمائی پرنہ چھوڑے زمین کی پیٹھ پر ایک بھی ہلنے چلنے والا [۵۹] پر ان کو ڈھیل دیتا ہے ایک مقرر وعدہ تک پھر جب آئے ان کا وعدہ تو اللہ کی نگاہ میں ہیں اس کے سب بندے [۶۰]
36	یٰسٓ	1	یٰس ۔
36	یٰسٓ	2	قسم ہے اس پکے قرآن کی
36	یٰسٓ	3	تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤں میں سے
36	یٰسٓ	4	اوپر سیدھی راہ کے [۱]
36	یٰسٓ	5	اتارا زبردست رحم والے نے [۲]
36	یٰسٓ	6	تاکہ تو ڈرائے ایک قوم کو کہ ڈر نہیں سنا انکے باپ دادوں نے سو ان کو خبر نہیں
36	یٰسٓ	7	ثابت ہو چکی ہے بات ان میں بہتوں پر سو وہ نہ مانیں گے [۳]
36	یٰسٓ	8	ہم نے ڈالے ہیں انکی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر انکے سر اُلل (ابھر) رہے ہیں [۴]
36	یٰسٓ	9	اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا سو ان کو کچھ نہیں سوجھتا [۵]
36	یٰسٓ	10	اور برابر ہے ان کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے یقین نہیں کریں گے [۶]
36	یٰسٓ	11	تو ڈر سناتے اسکو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمٰن سے بن دیکھے سو اسکو خوشخبری دے معافی کی اور عزت کے ثواب کی [۷]
36	یٰسٓ	12	ہم تو ہیں جو زندہ کرتے ہیں مردوں کو [۸] اور لکھتے ہیں جو آگے بھیج چکے اور جو نشان انکے پیچھے رہے [۹] اور ہر چیز گن لی ہے ہم نے ایک کھلی اصل میں [۱۰]

36	یٰسٓ	13	اور بیان کر انکے واسطے ایک مثل اس گاؤں کے لوگوں کی [۱۱] جبکہ آئے اس میں بھیجے ہوئے [۱۲]
36	یٰسٓ	14	جب بھیجے ہم نے انکی طرف دو تو ان کو کو جھٹلایا پھر ہم نے قوت دی تیسرے سے تب کہا انہوں نے ہم تمہاری طرف آئے ہیں بھیجے ہوئے [۱۳]
36	یٰسٓ	15	وہ بولے تم تو یہی انسان ہو جیسے ہم اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تم سارے جھوٹ کہتے ہو [۱۴]
36	یٰسٓ	16	کہا ہمارا رب جانتا ہے ہم بیشک تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں [۱۵]
36	یٰسٓ	17	اور ہمارا ذمہ یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر [۱۶]
36	یٰسٓ	18	بولے ہم نے نامبارک دیکھا تم کو اگر تم باز نہ رہو گے تو ہم تم کو سنگسار کریں گے اور تم کو پہچے گا ہمارے ہاتھ سے عذاب دردناک [۱۷]
36	یٰسٓ	19	کہنے لگے تمہاری نا مبارکی تمہارے ساتھ ہے کیا اتنی بات پر کہ تم کو سمجھایا کوئی نہیں پرتم لوگ کہ حد پر نہیں رہتے [۱۸]
36	یٰسٓ	20	اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا [۱۹] بولا اے قوم چلو راہ پر بھیجے ہوؤں کی
36	یٰسٓ	21	چلو راہ پر ایسے شخص کی جو تم سے بدلا نہیں چاہتے اور وہ ٹھیک رستہ پر ہیں [۲۰]
36	یٰسٓ	22	اور مجھ کو کیا ہوا کہ میں بندگی نہ کروں اسکی جس نے مجھ کو بنایا [۲۱] اور اسی کی طرف سب پھر جاؤ گے [۲۲]
36	یٰسٓ	23	بھلا میں پکڑوں اس کے سوائے اوروں کو پوجنا کہ اگر مجھ پر چاہے رحمٰن تکلیف تو کچھ کام نہ آئے مجھ کو ان کی سفارش اور نہ وہ مجھ کو چھڑائیں
36	یٰسٓ	24	تو تو میں بھٹکتا رہوں صریح [۲۳]
36	یٰسٓ	25	میں یقین لایا تمہارے رب پر مجھ سے سن لو [۲۴]
36	یٰسٓ	26	حکم ہوا چلا جا بہشت میں [۲۵] بولا کسی طرح میری قوم معلوم کر لیں

36	يٰسٓ	27	کہ کس بنا پر بخشا مجھ کو میرے رب نے اور کیا مجھ کو عزت والوں میں [۲۶]
36	يٰسٓ	28	اور اتاری نہیں ہم نے اس کی قوم پر اس کے پیچھے کوئ فوج آسمان سے اور ہم فوج نہیں اتارا کرتے
36	يٰسٓ	29	بس یہی تھی ایک چنگھاڑ پھر اسی دم سب بجھ گئے [۲۷]
36	يٰسٓ	30	کیا افسوس ہے بندوں پر کوئی رسول نہیں آیا ان کے پاس جس سے ٹھٹھا نہیں کرتے
36	يٰسٓ	31	کیا نہیں دیکھتے کتنی غارت کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں کہ وہ انکے پاس پھر کر نہیں آئیں گی [۲۸]
36	يٰسٓ	32	اور ان سب میں کوئی نہیں جو اکھٹے ہو کر نہ آئیں ہمارے پس پکڑے ہوئے [۲۹]
36	يٰسٓ	33	اور ایک نشانی ہے انکے واسطے زمین مردہ اسکو ہم نے زندہ کر دیا اور نکالا اس میں سے اناج سو اسی میں سے کھاتے ہیں
36	يٰسٓ	34	اور بنائے ہم نے اس میں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہا دیے اس میں بعضے چشمے
36	يٰسٓ	35	کہ کھائیں اسکے میووں سے [۳۰] اور اس کو بنایا نہیں انکے ہاتھوں نے پھر کیوں شکر نہیں کرتے [۳۱]
36	يٰسٓ	36	پاک ذات ہے جس نے بنائے جوڑے سب چیز کے اس قسم سے جو اگتا ہے زمین میں اور خود ان میں سے اور ان چیزوں میں کہ جن کی انکو خبر نہیں [۳۲]
36	يٰسٓ	37	اور ایک نشانی ہے انکے واسطے رات کھینچ لیتے ہیں ہم اس پر سے دن کو پھر تبھی یہ رہ جاتے ہیں اندھیرے میں
36	يٰسٓ	38	اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے رستہ پر [۳۳] یہ سادھا ہے اس زبردست باخبر نے [۳۴]
36	يٰسٓ	39	اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں یہاں تک کہ پھر آ رہا ہے جیسے ٹہنی پرانی [۳۵]
36	يٰسٓ	40	نہ سورج سے ہو کہ پکڑ لے چاند کو اور نہ رات آگے بڑھے دن سے اور ہر کوئی ایک چکر میں پیرتے ہیں [۳۶]
36	يٰسٓ	41	اور ایک نشانی ہے انکے واسطے کہ ہم نے اٹھا لیا ان کی نسل کو اس بھری ہوئی کشتی میں
36	يٰسٓ	42	اور بنا دیا ہم نے انکے واسطے کشتی جیسی چیزوں کو جس پر سوار ہوتے ہیں [۳۷]

36	یٰسٓ	43	اور اگر ہم چاہیں تو انکو ڈبا دیں پھر کوئی نہ پہنچےانکی فریاد کو اور نہ وہ چھڑائے جائیں
36	یٰسٓ	44	مگر ہم اپنی مہربانی سے اور انکا کام چلانے کو ایک وقت تک [۳۸]
36	یٰسٓ	45	اور جب کہیے ان کو بچو اس سے جو تمہارے سامنے آتا ہے اور جو پیچھے چھوڑتے ہو شاید تم پر رحم ہو
36	یٰسٓ	46	اور کوئی حکم نہیں پہنچتا انکو اپنے رب کے حکموں سے جس کو وہ ٹلاتے نہ ہوں [۳۹]
36	یٰسٓ	47	اور جب کہیے ان کو خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو ہم کیوں کھلائیں ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اس کو کھلا دیتا [۴۰] تم لوگ تو بالکل بہک رہے ہو صریح [۴۱]
36	یٰسٓ	48	اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو [۴۲]
36	یٰسٓ	49	یہ تو راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ کی جو ان کو آ پکڑے گی جب آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے
36	یٰسٓ	50	پھر نہ کر سکیں گے کہ کچھ کہہ ہی مریں اور نہ اپنے گھر کو پھر کر جا سکیں گے [۴۳]
36	یٰسٓ	51	اور پھونکی جائے صور پھر تبہی وہ قبروں سے اپنے رب کی پھیل پڑیں گے [۴۴]
36	یٰسٓ	52	کہیں گے اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے [۴۵] یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا رحمٰن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے [۴۶]
36	یٰسٓ	53	بس ایک چنگھاڑ ہو گی پھر اسی دم وہ سارے ہمارے پاس پکڑے چلے آئیں گے [۴۷]
36	یٰسٓ	54	پھر آج کے دن ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ذرا اور وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے [۴۸]
36	یٰسٓ	55	تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک مشغلہ میں ہیں باتیں کرتے
36	یٰسٓ	56	وہ اور ان کی عورتیں سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیہ لگائے
36	یٰسٓ	57	انکے لئے وہاں ہے میوہ اور انکے لئے ہے جو کچھ مانگیں [۴۹]
36	یٰسٓ	58	سلام بولنا ہے رب مہربان سے [۵۰]

36	یٰسٓ	59	اور تم الگ ہو جاؤ آج اے گناہگارو [۵۱]
36	یٰسٓ	60	میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا
36	یٰسٓ	61	اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ راہ ہے سیدھی [۵۲]
36	یٰسٓ	62	اور وہ بہکا لے گیا تم میں سے بہت خلقت کو پھر کیا تم کو سمجھ نہ تھی
36	یٰسٓ	63	یہ دوزخ ہے جس کا تم کو وعدہ تھا
36	یٰسٓ	64	جا پڑو اس میں آج کے دن بدلا اپنے کفر کا [۵۳]
36	یٰسٓ	65	آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے [۵۴]
36	یٰسٓ	66	اور اگر ہم چاہیں مٹا دیں ان کی آنکھیں پھر دوڑیں رستہ پانے کو پھر کہاں سے سوجھے
36	یٰسٓ	67	اور اگر ہم چاہیں صورت مسخ کر دیں انکی جہاں کی تہاں پھر نہ آگے چل سکیں اور نہ وہ الٹے پھر سکیں [۵۵]
36	یٰسٓ	68	اور جس کو ہم بوڑھا کریں اوندھا کریں اس کی پیدائش میں پھر کیا ان کو سمجھ نہیں [۵۶]
36	یٰسٓ	69	اور ہم نے نہیں سکھایا اسکو شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں یہ تو خالص نصیحت ہے اورقرآن ہے صاف [۵۷]
36	یٰسٓ	70	تاکہ ڈر سنائے اس کو جس میں جان ہو اور ثابت ہو الزام منکروں پر [۵۸]
36	یٰسٓ	71	کیا اور نہیں دیکھتے وہ کہ ہم نے بنا دیے انکے واسطے اپنے ہاتھوں کی بنائی چیزوں سے چوپائے پھر وہ انکے مالک ہیں [۵۹]
36	یٰسٓ	72	اور عاجز کر دیا انکو انکے آگے پھر ان میں کوئی ہے انکی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں
36	یٰسٓ	73	اور انکے واسطے چارپایوں میں فائدے ہیں اور پینے کے گھاٹ پھر کیوں شکر نہیں کرتے [۶۰]
36	یٰسٓ	74	اور پکڑتے ہیں اللہ کے سوائے اور حاکم کہ شاید ان کی مدد کریں
36	یٰسٓ	75	نہ کر سکیں گے ان کی مدد اور یہ انکی فوج ہو کر پکڑ آئیں گے [۶۱]
36	یٰسٓ	76	اب تو غمگین مت ہو انکی بات سے ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں [۶۲]

36	یٰسٓ	77	کیا دیکھتا نہیں انسان کہ ہم نے اس کو بنایا ایک قطرہ سے پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑنے بولنے والا [۶۳]
36	یٰسٓ	78	اور بٹھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہو گئیں [۶۴]
36	یٰسٓ	79	تو کہہ ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا انکو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے [۶۵]
36	یٰسٓ	80	جس نے بنا دی تم کو سبز درخت سے آگ پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو [۶۶]
36	یٰسٓ	81	کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہیں بنا سکتا ان جیسے کیوں نہیں اور وہی ہے اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا [۶۷]
36	یٰسٓ	82	اسکا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہے اس کو ہو وہ اسی وقت ہو جائے [۶۸]
36	یٰسٓ	83	سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کی طرف پھر کر چلے جاؤ گے [۶۹]
37	الصّٰفّٰت	1	قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر [۱]
37	الصّٰفّٰت	2	پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر [۲]
37	الصّٰفّٰت	3	پھر پڑھنے والوں کی یاد کر کر [۳]
37	الصّٰفّٰت	4	بیشک حاکم تم سب کا ایک ہے [۴]
37	الصّٰفّٰت	5	رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے اور رب مشرقوں کا [۵]
37	الصّٰفّٰت	6	ہم نے رونق دی ورلے آسمان کو ایک رونق جو تارے ہیں [۶]
37	الصّٰفّٰت	7	اور بچاؤ بنایا ہر شیطان سر کش سے [۷]
37	الصّٰفّٰت	8	سن نہیں سکتے اوپرکی مجلس تک اور پھینکے جاتےہیں ان پر ہر طرف سے
37	الصّٰفّٰت	9	بھگانے کو [۸] اور ان پر مار ہے ہمیشہ کو [۹]
37	الصّٰفّٰت	10	مگر جو کوئی اچک لایا جھپ سے پھر پیچھے لگا اس کے انگارا چمکتا [۱۰]

37	الصّفّت	11	اب پوچھ ان سے کیا یہ بنانے مشکل ہیں یا جتنی خلقت کہ ہم نے بنائی [۱۱] ہم نے ہی انکو بنایا ہے ایک چپکتے گارے سے [۱۲]
37	الصّفّت	12	بلکہ تو کرتا ہے تعجب اور وہ کرتے ہیں ٹھٹھے [۱۳]
37	الصّفّت	13	اور جب انکو سمجھائیے نہیں سوچتے
37	الصّفّت	14	اور جب دیکھیں کچھ نشانی ہنسی میں ڈال دیتے ہیں
37	الصّفّت	15	اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں یہ تو کھلا جادو ہے [۱۴]
37	الصّفّت	16	کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں تو کیا ہم کو پھر اٹھائیں گے
37	الصّفّت	17	کیا اور ہمارے اگلے باپ دادوں کو بھی [۱۵]
37	الصّفّت	18	تو کہہ کہ ہاں اور تم ذلیل ہو گے
37	الصّفّت	19	سو وہ اٹھانا تو یہی ہے ایک جھڑکی پھر اسی وقت یہ لگیں گے دیکھنے [۱۶]
37	الصّفّت	20	اور کہیں گے اے خرابی ہماری یہ آگیا دن جزا کا [۱۷]
37	الصّفّت	21	یہ ہے دن فیصلہ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے [۱۸]
37	الصّفّت	22	جمع کرو گنہگاروں کو اور انکے جوڑوں کو اور جو کچھ پوجتے تھے [۱۹]
37	الصّفّت	23	اللہ کے سوائے پھر چلاؤ ان کو دوزخ کی راہ پر [۲۰]
37	الصّفّت	24	اور کھڑا رکھو انکو ان سے پوچھنا ہے [۲۱]
37	الصّفّت	25	کیا ہوا تم کو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے
37	الصّفّت	26	کوئی نہیں وہ آج اپنے آپ کو پکڑواتے ہیں [۲۲]
37	الصّفّت	27	اور منہ کیا بعضوں نے بعضوں کی طرف لگے پوچھنے

37	الصّٰفّٰت	28	بولے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہم پر داہنی طرف سے [۲۳]
37	الصّٰفّٰت	29	وہ بولے کوئی نہیں پر تم ہی نہ تھے یقین لانے والے
37	الصّٰفّٰت	30	اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا پر تم ہی تھے لوگ حد سے نکل چلنے والے
37	الصّٰفّٰت	31	سو ثابت ہو گئ ہم پر بات ہمارے رب کی بیشک ہم کو مزہ چکھنا ہے
37	الصّٰفّٰت	32	ہم نے تم کو گمراہ کیا جیسے ہم خود تھے گمراہ [۲۴]
37	الصّٰفّٰت	33	سو وہ سب اس دن تکلیف میں شریک ہیں [۲۵]
37	الصّٰفّٰت	34	ہم ایسا ہی کرتے ہیں گنہگاروں کے حق میں
37	الصّٰفّٰت	35	وہ تھے کہ ان سے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے تو غرور کرتے [۲۶]
37	الصّٰفّٰت	36	اور کہتے کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو کہنے سے ایک شاعر دیوانہ کے
37	الصّٰفّٰت	37	کوئی نہیں وہ لیکر آیا ہے سچا دین اور سچا مانتا ہے سب رسولوں کو [۲۷]
37	الصّٰفّٰت	38	بیشک تم کو تو چکھنا ہے عذاب دردناک
37	الصّٰفّٰت	39	اور وہ ہی بدلا پاؤ گے جو کچھ تم کرتے تھے [۲۸]
37	الصّٰفّٰت	40	مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے [۲۹]
37	الصّٰفّٰت	41	وہ لوگ جو ہیں انکے واسطے روزی ہے مقرر
37	الصّٰفّٰت	42	میوے [۳۰] اور انکی عزت ہے [۳۱]
37	الصّٰفّٰت	43	نعمت کے باغوں میں
37	الصّٰفّٰت	44	تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے

37	الصّٰفّٰت	45	لوگ لئے پھرتے ہیں ان کے پاس پیالہ شراب صاف کا
37	الصّٰفّٰت	46	سفید رنگ مزہ دینے والی پینے والوں کو
37	الصّٰفّٰت	47	نہ اس میں سر پھرتا ہے اور نہ وہ اس کو پی کر بہکیں [۳۲]
37	الصّٰفّٰت	48	اور ان کے پاس ہیں عورتیں نیچی نگاہ رکھنے والیاں بڑی بڑی آنکھوں والیاں [۳۳]
37	الصّٰفّٰت	49	گویا وہ انڈے ہیں چھپے دھرے [۳۴]
37	الصّٰفّٰت	50	پھر منہ کیا ایک نے دوسرے کی طرف لگے پوچھنے
37	الصّٰفّٰت	51	بولا ایک بولنے والا ان میں میرا تھا ایک ساتھی
37	الصّٰفّٰت	52	کہا کرتا کیا تو یقین کرتا ہے
37	الصّٰفّٰت	53	کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو جزا ملے گی [۳۵]
37	الصّٰفّٰت	54	کہنے لگا بھلا تم جھانک کر دیکھو گے [۳۶]
37	الصّٰفّٰت	55	پھر جھانکا تو اس کو دیکھا بیچوں بیچ دوزخ کے
37	الصّٰفّٰت	56	بولا قسم اللہ کی تو تو مجھ کو ڈالنے لگا تھا گڑھے میں
37	الصّٰفّٰت	57	اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل تو میں بھی ہوتا انہیں میں جو پکڑے ہوئے آئے [۳۷]
37	الصّٰفّٰت	58	کیا اب ہم کو مرنا نہیں
37	الصّٰفّٰت	59	مگر جو پہلی بار مر چکے اور ہم کو تکلیف نہیں پہنچنے کی
37	الصّٰفّٰت	60	بیشک یہی ہے بڑی مراد ملنی
37	الصّٰفّٰت	61	ایسی چیزوں کے واسطے چاہئے محنت کریں محنت کرنے والے [۳۸]
37	الصّٰفّٰت	62	بھلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت سیہنڈ کا

37	الصّفّت	63	ہم نے اس کو رکھا ہے ایک بلا ظالموں کے واسطے
37	الصّفّت	64	وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں [۳۹]
37	الصّفّت	65	اس کا خوشہ جیسے سر شیطان کے [۴۰]
37	الصّفّت	66	سو وہ کھائیں گے اس میں سے پھر بھریں گے اس سے پیٹ
37	الصّفّت	67	پھر ان کے واسطے اس کے اوپر ملونی ہے جلتے پانی کی [۴۱]
37	الصّفّت	68	پھر ان کو لیجانا آگ کے ڈھیر میں [۴۲]
37	الصّفّت	69	انہوں نے پایا اپنے باپ دادوں کو بہکے ہوئے
37	الصّفّت	70	سو وہ انہی کے قدموں پر دوڑتے ہیں [۴۳]
37	الصّفّت	71	اور بہک چکے ہیں ان سے پہلے بہت لوگ اگلے
37	الصّفّت	72	اور ہم نے بھیجے ہیں ان میں ڈر سنانے والے
37	الصّفّت	73	اب دیکھ کیسا ہوا انجام ڈرائے ہوؤں کا
37	الصّفّت	74	مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے [۴۴]
37	الصّفّت	75	اور ہم کو پکارا تھا نوح نے سو کیا خوب پہنچنے والے ہیں ہم پکار پر
37	الصّفّت	76	اور بچا دیا اسکو اور اسکے گھر کو اس بڑی گھبراہٹ سے
37	الصّفّت	77	اور رکھا اس کی اولاد کو وہی باقی رہنے والے
37	الصّفّت	78	اور باقی رکھا اس پر پچھلے لوگوں میں
37	الصّفّت	79	کہ سلام ہے نوح پر سارے جہان والوں میں
37	الصّفّت	80	ہم یوں بدلا دیتے ہیں نیکی والوں کو

37	الصّٰفّٰت	81	وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں
37	الصّٰفّٰت	82	پھر ڈوبا دیا ہم نے دوسروں کو [۴۵]
37	الصّٰفّٰت	83	اور اسی کی راہ والوں میں ہے ابراہیم [۴۶]
37	الصّٰفّٰت	84	جب آیا اپنے رب کے پاس لیکر دل نروگا [۴۷]
37	الصّٰفّٰت	85	جب کہا اپنے باپ کو اور اسکی قوم کو تم کیا پوجتے ہو
37	الصّٰفّٰت	86	کیا جھوٹ بنائے ہوئے حاکموں کو اللہ کے سوائے چاہتے ہو [۴۸]
37	الصّٰفّٰت	87	پھر کیا خیال کیا ہے تم نے پروردگار عالم کو [۴۹]
37	الصّٰفّٰت	88	پھر نگاہ کی ایک بار تاروں میں
37	الصّٰفّٰت	89	پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں
37	الصّٰفّٰت	90	پھر پھر گئے وہ اس سے پیٹھ دے کر
37	الصّٰفّٰت	91	پھر جا گھسا ان کے بتوں میں پھر بولا تم کیوں نہیں کھاتے [۵۰]
37	الصّٰفّٰت	92	تم کو کیا ہے کہ نہیں بولتے [۵۱]
37	الصّٰفّٰت	93	پھر گھسا ان پر مارتا ہوا داہنے ہاتھ سے [۵۲]
37	الصّٰفّٰت	94	پھر لوگ آئے اس پر دوڑ کر گھبراتے ہوئے [۵۳]
37	الصّٰفّٰت	95	بولا کیوں پوجتے ہو جو آپ تراشتے ہو
37	الصّٰفّٰت	96	اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو [۵۴]
37	الصّٰفّٰت	97	بولے بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت پھر ڈالو اس کو آگ کے ڈھیر میں
37	الصّٰفّٰت	98	پھر چاہنے لگے اس پر برا داؤ کرنا پھر ہم نے ڈالا انہی کو نیچے [۵۵]

37	الصّٰفّٰت	99	اور بولا میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھ کو راہ دے گا [۵۶]
37	الصّٰفّٰت	100	اے رب بخش مجھ کو کوئی نیک بیٹا [۵۷]
37	الصّٰفّٰت	101	پھر خوشخبری دی ہم نے اسکو ایک لڑکے کی جو ہو گا تحمل والا [۵۸]
37	الصّٰفّٰت	102	پھر جب پہنچا اس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھکو کو پائے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے
37	الصّٰفّٰت	103	پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھایا اسکو ماتھے کے بل [۶۰]
37	الصّٰفّٰت	104	اور ہم نے اس کو پکارا یوں کہ اے ابراہیم
37	الصّٰفّٰت	105	تو نے سچ کر دکھایا خواب [۶۱] ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنے والوں کو
37	الصّٰفّٰت	106	بیشک یہی ہے صریح جانچنا [۶۲]
37	الصّٰفّٰت	107	اور اس کا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح کرنے کے واسطے بڑا [۶۳]
37	الصّٰفّٰت	108	اور باقی رکھا ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں
37	الصّٰفّٰت	109	کہ سلام ہو ابراہیم پر [۶۴]
37	الصّٰفّٰت	110	ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنے والوں کو
37	الصّٰفّٰت	111	وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں [۶۵]
37	الصّٰفّٰت	112	اور خوشخبری دی ہم نے اسکو اسحٰق کی جو نبی ہو گا نیک بختوں میں [۶۶]
37	الصّٰفّٰت	113	اور برکت دی ہم نے اس پر اسحٰق پر اور دونوں کی اولاد میں نیکی والے ہیں اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں صریح [۶۷]
37	الصّٰفّٰت	114	اور ہم نے احسان کیا موسٰی اور ہارون پر
37	الصّٰفّٰت	115	اور بچا دیا ہم نے انکو اور ان کی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے [۶۸]
37	الصّٰفّٰت	116	اور انکی ہم نے مدد کی تو رہے وہی غالب [۶۹]

اور ہم نے دی انکو کتاب واضح [۷۰]	117	الصّٰفّٰت	37
اور سجھائی انکو سیدھی راہ [۷۱]	118	الصّٰفّٰت	37
اور باقی رکھا ان پر پچھلے لوگوں میں کہ	119	الصّٰفّٰت	37
سلام ہے موسٰی اور ہارون پر	120	الصّٰفّٰت	37
ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنے والوں کو	121	الصّٰفّٰت	37
تحقیق وہ دونوں ہیں ہمارے ایماندار بندوں میں [۷۲]	122	الصّٰفّٰت	37
اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں	123	الصّٰفّٰت	37
جب اس نے کہا اپنی قوم کو کیا تم کو ڈر نہیں	124	الصّٰفّٰت	37
کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو [۷۳]	125	الصّٰفّٰت	37
جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا [۷۴]	126	الصّٰفّٰت	37
پھر اس کو جھٹلایا سو وہ آنے والے ہیں پکڑے ہوئے [۷۵]	127	الصّٰفّٰت	37
مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے [۷۶]	128	الصّٰفّٰت	37
اور باقی رکھا ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں	129	الصّٰفّٰت	37
کہ سلام ہے الیاس پر [۷۷]	130	الصّٰفّٰت	37
ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنے والوں کو	131	الصّٰفّٰت	37
وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں	132	الصّٰفّٰت	37
اور تحقیق لوط ہے رسولوں میں سے	133	الصّٰفّٰت	37
جب بچا دیا ہم نے اسکو اور اسکے سارے گھر والوں کو	134	الصّٰفّٰت	37

37	الصّٰفّٰت	135	مگر ایک بڑھیا کہ رہ گئ رہ جانے والوں میں [۷۸]
37	الصّٰفّٰت	136	پھر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہم نے دوسروں کو [۷۹]
37	الصّٰفّٰت	137	اور تم گذرتے ہو ان پر صبح کے وقت
37	الصّٰفّٰت	138	اور رات بھی پھر کیا نہیں سمجھتے [۸۰]
37	الصّٰفّٰت	139	اور تحقیق یونس ہے رسولوں میں سے
37	الصّٰفّٰت	140	جب بھاگ کر پہنچا اس بھری کشتی پر
37	الصّٰفّٰت	141	قرعہ ڈلوایا تو نکلا خطاوار [۸۱]
37	الصّٰفّٰت	142	پھر لقمہ کیا اس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا [۸۲]
37	الصّٰفّٰت	143	پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ یاد کرتا تھا پاک ذات کو
37	الصّٰفّٰت	144	تو رہتا اسی کے پیٹ میں جس دن تک مردے زندہ ہوں [۸۳]
37	الصّٰفّٰت	145	پھر ڈال دیا ہم نے اس کو چٹیل میدان میں اور وہ بیمار تھا
37	الصّٰفّٰت	146	اور اگایا ہم نے اس پر ایک درخت بیل والا [۸۴]
37	الصّٰفّٰت	147	اور بھیجا اس کو لاکھ آدمیوں پر یا اس سے زیادہ [۸۵]
37	الصّٰفّٰت	148	پھر وہ یقین لائے پھر ہم نے فائدہ اٹھانے دیا انکو ایک وقت تک [۸۶]
37	الصّٰفّٰت	149	اب ان سے پوچھ کیا تیرے رب کے یہاں بیٹیاں ہیں اور انکے یہاں بیٹے
37	الصّٰفّٰت	150	یا ہم نے بنایا فرشتوں کو عورت اور وہ دیکھتے تھے
37	الصّٰفّٰت	151	سنتا ہے وہ اپنا جھوٹ بنایا کہتے ہیں کہ
37	الصّٰفّٰت	152	اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بیشک جھوٹے ہیں [۸۷]

37	الصّٰفّٰت	153	کیا اس نے پسند کیں بیٹیاں بیٹوں سے
37	الصّٰفّٰت	154	کیا ہو گیا ہے تم کو کیسا انصاف کرتے ہو
37	الصّٰفّٰت	155	کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو [۸۸]
37	الصّٰفّٰت	156	یا تمہارے پاس کوئی سند ہے کھلی
37	الصّٰفّٰت	157	تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے [۸۹]
37	الصّٰفّٰت	158	اور ٹھہرایا انہوں نے خدا میں اور جنوں میں ناتاا ور جنوں کو تو معلوم ہے کہ تحقیق و پکڑے ہوئے آئیں گے
37	الصّٰفّٰت	159	اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں [۹۰]
37	الصّٰفّٰت	160	مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے [۹۱]
37	الصّٰفّٰت	161	سو تم اور جن کو تم پوجتے ہو
37	الصّٰفّٰت	162	کسی کو اس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے
37	الصّٰفّٰت	163	مگر اسی کو جو پہنچے والا ہے دوزخ میں [۹۲]
37	الصّٰفّٰت	164	اور ہم میں جو ہے اس کا یک ٹھکانا ہے مقرر [۹۳]
37	الصّٰفّٰت	165	اور ہم ہی ہیں صف باندھنے والے [۹۴]
37	الصّٰفّٰت	166	اور ہم ہی ہیں پاکی بیان کرنے والے [۹۵]
37	الصّٰفّٰت	167	اور یہ تو کہا کرتے تھے
37	الصّٰفّٰت	168	اگر ہمارے پاس کچھ احوال ہوتا پہلے لوگوں کا
37	الصّٰفّٰت	169	تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے ہوئے
37	الصّٰفّٰت	170	سو اس سے منکر ہو گئے اب آگے جان لیں گے [۹۶]

37	الصّٰفّٰت	171	اور پہلے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندوں کے حق میں جو کہ رسول ہیں
37	الصّٰفّٰت	172	بیشک انہی کو مدد دیجاتی ہے
37	الصّٰفّٰت	173	اور ہمارا لشکر جو ہے بیشک وہی کے غالب ہے[۹۷]
37	الصّٰفّٰت	174	سو تو ان سے پھر آ ایک وقت تک
37	الصّٰفّٰت	175	اور انکو دیکھتا رہ کہ وہ آگے دیکھ لیں گے [۹۸]
37	الصّٰفّٰت	176	کیا ہماری آفت کو جلد مانگتے ہیں
37	الصّٰفّٰت	177	پھر جب اترے گی ان کے میدان میں تو بری صبح ہو گی ڈرائے ہوؤں کی [۹۹]
37	الصّٰفّٰت	178	اور پھر آ ان سے ایک وقت تک
37	الصّٰفّٰت	179	اور دیکھتا رہ اب آگے دیکھ لیں گے [۱۰۰]
37	الصّٰفّٰت	180	پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ پروردگار عزت والا پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتےہیں
37	الصّٰفّٰت	181	اور سلام ہے رسولوں پر
37	الصّٰفّٰت	182	اور سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا [۱۰۱]
38	صٓ	1	ص۔قسم ہے اُس قرآن سمجھانے والے کی
38	صٓ	2	بلکہ جو لوگ منکر ہیں غرور میں ہیں اور مقابلہ میں [۱]
38	صٓ	3	بہت غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں پھر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا [۲]
38	صٓ	4	اور تعجب کرنے لگے اس بات پر کہ آیا ان کے پاس ایک ڈر سنانے والا انہی میں سے اور کہنے لگے منکر یہ جادوگر ہے جھوٹا [۳]
38	صٓ	5	کیا اس نے کر دی اتنوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی کی بندگی یہ بھی ہے بڑے تعجب کی بات
38	صٓ	6	اور چل کھڑےہوئے کئ پنچ ان میں سے کہ چلو اور جمے رہو اپنے معبودوں پر [۴] بیشک اس بات میں کوئی غرض ہے [۵]

38	صٓ	7	یہ نہیں سنا ہم نے اس پچھلے دین میں اور کچھ نہیں یہ بنائی ہوئی بات ہے [۶]
38	صٓ	8	کیا اسی پر اتری نصیحت ہم سب میں سے [۷] کوئی نہیں ان کو دھوکا ہے میری نصیحت میں کوئی نہیں ابھی انہوں نے چکھی نہیں میری مار [۸]
38	صٓ	9	کیا ان کے پا س ہیں خزانے تیرے رب کی مہربانی کے جو کہ زبردست ہے بخشنے والا
38	صٓ	10	یا ان کی حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اورجو کچھ ان کے بیچ میں ہے تو انکو چاہئے کہ چڑھ جائیں رسیاں تان کر [۹]
38	صٓ	11	ایک لشکر یہ بھی وہاں تباہ ہوا ان سب لشکروں میں [۱۰]
38	صٓ	12	جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخوں والا [۱۱]
38	صٓ	13	اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ کے لوگ [۱۲] وہ بڑی بڑی فوجیں
38	صٓ	14	یہ جتنے تھے سب نے یہی کیاکہ جھٹلایا رسولوں کو پھر ثابت ہوئی میرے طرف سے سزا [۱۳]
38	صٓ	15	اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم نہ لے گی [۱۴]
38	صٓ	16	اور کہتے ہیں اے رب جلد دے ہم کو چھٹی ہماری پہلے حساب کے دن سے [۱۵]
38	صٓ	17	تو تحمل کرتا رہ اس پر جو وہ کہتے ہیں اور یاد کر ہمارے بندے داؤد قوت والے کو وہ تھا رجوع رہنے والا [۱۶]
38	صٓ	18	ہم نے تابع کیے پہاڑ اس کےساتھ پاکی بولتے تھے شام کو اور صبح کو [۱۷]
38	صٓ	19	اور اڑتے جانور جمع ہو کر سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے [۱۸]
38	صٓ	20	اور قوت دی ہم نے اسکی سلطنت کو [۱۹] اور دی اس کو تدبیر اور فیصلہ کرنا بات کا [۲۰]
38	صٓ	21	اور پہنچی ہے تجھ کو خبر دعوے والوں کی جب دیوار کود کر آئے عبادت خانہ میں

38 صٓ 22 جب گھس آئے داؤد کے پاس تو ان سے گھبرایا [۲۱] وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتلا دے ہم کو سیدھی راہ [۲۲]

38 صٓ 23 یہ جو ہے بھائی ہے میرا اس کے یہاں ہیں نِنّانوے دنبیاں اور میرے یہاں ہیں ایک دنبی پھر کہتا ہے حوالہ کر دے میرے وہ بھی اور زبردستی کرتا ہے مجھ سے بات میں [۲۳]

38 صٓ 24 بولا وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیوں میں [۲۴] اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور کام کئے نیک اور تھوڑے لوگ ہیں ایسے [۲۵] اور خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اس کو جانچا پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گر پڑا جھک کر اور رجوع ہوا

38 صٓ 25 پھر ہم نے معاف کر دیا اسکو وہ کام [۲۶] اور اس کے لیے ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانہ [۲۷]

38 صٓ 26 اے داؤد ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے [۲۸] اسی بات پر کہ بھلایا انہوں نے دن حساب کا [۲۹]

38 صٓ 27 اور ہم نے نہیں بنایا آسمان اور زمین کو اور جو ان کے بیچ میں ہے نکما یہ خیال ہے ان کا جو منکر ہیں سو خرابی ہے منکروں کے لیے آگ سے [۳۰]

38 صٓ 28 کیا ہم کر دیں گے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی ڈالیں ملک میں کیا ہم کر دیں گے ڈرنے والوں کو برابر ڈھیٹھ لوگوں کے [۳۱]

38 صٓ 29 ایک کتاب ہے جو اتاری ہم نے تیری طرف برکت کی تا دھیان کریں لوگ اسکی باتیں اور تا سمجھیں عقل والے [۳۲]

38 صٓ 30 اور دیا ہم نے داؤد وکو سلیمان [۳۳] بہت خوب بندہ وہ ہے از رجوع رہنے والا

38 صٓ 31 جب دکھانے کو لائے اسکے سامنے شام کو گھوڑے بہت خاصے

38 صٓ 32 تو بولا میں نے دوست رکھا مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا اوٹ میں

38 صٓ 33 پھیر لاؤ ان کو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے انکی پنڈلیاں اور گردنیں [۳۴]

38 صٓ 34 اور ہم نے جانچا سلیمان کو اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا [۳۵]

38 صٓ 35 بولا اے رب میرے معاف کر مجھ کو اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کو میرے پیچھے بیشک تو ہے سب کچھ بخشنے والا [۳۶]

38	صٓ	36	پھر ہم نے تابع کر دیا اسکے ہوا کو چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا
38	صٓ	37	اور تابع کر دیے شیطان سارے عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے [۳۷]
38	صٓ	38	بہت سے اور جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیڑیوں میں [۳۸]
38	صٓ	39	یہ ہے بخشش ہماری اب تو احسان کریا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا [۳۹]
38	صٓ	40	اور س کا ہمارے یہاں مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانہ [۴۰]
38	صٓ	41	اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب اس نے پکارا اپنے رب کہ مجھ کو لگا دی شیطان نے ایذ اور تکلیف [۴۱]
38	صٓ	42	لات مار اپنے پاؤں سے یہ چشمہ نکلا نہانے کو اور ٹھنڈا اور پینے کو
38	صٓ	43	اور بخشے ہم نے اسکو اسکے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف کی مہربانی سے اور یاد رکھنے کو عقل والوں کے [۴۲]
38	صٓ	44	اور پکڑ اپنے ہاتھ میں سیلنکوں کا مٹھا پھر اس سے مار لے اور قسم میں جھوٹا نہ ہو [۴۳] ہم نے اس کو پایا جھیلنے والا بہت خوب بندہ تحقیق وہ ہے رجوع رہنے والا
38	صٓ	45	اور یاد کر ہمارے بندوں کو ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب ہاتھوں والے اور آنکھوں والے [۴۴]
38	صٓ	46	ہم نے امتیاز دیا انکو ایک چنی ہوئی بات کا وہ یاد اس گھر کی [۴۵]
38	صٓ	47	اور وہ سب ہمارے نزدیک ہیں چنے ہوئے نیک لوگوں میں
38	صٓ	48	اور یاد کر اسمٰعیل کو اور الیسع کو اور ذوالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا [۴۶]
38	صٓ	49	یہ ایک مذکور ہو چکا [۴۷] اور تحقیق ڈر والوں کے لیے ہے اچھا ٹھکانا
38	صٓ	50	باغ ہیں سدا بسنے کے کھول رکھے ہیں انکے واسطے دروازے [۴۸]
38	صٓ	51	تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہیں ان میں میوے بہت اور شراب [۴۹]
38	صٓ	52	اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی [۵۰]
38	صٓ	53	یہ وہ ہے جو تم سے وعدہ کیا گیا حساب کے دن پر

38	صٓ	54	یہ ہی روزی ہماری دی ہوئی اسکو نہیں نبڑنا [۵۱]
38	صٓ	55	یہ سن چکے [۵۲] اور تحقیق شریروں کے واسطے ہے برا ٹھکانہ
38	صٓ	56	دوزخ ہے جس میں انکو ڈالیں گے سو کیا بری آرام کرنے کی جگہ ہے
38	صٓ	57	یہ ہے اب اسکو چکھیں [۵۳] گرم پانی اور پیپ [۵۴]
38	صٓ	58	اور کچھ اور اسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں
38	صٓ	59	یہ ایک فوج ہے دھستی آ رہی ہے تمہارے ساتھ جگہ نہ ملیو ان کو یہ ہیں گھسنے والے آگ میں
38	صٓ	60	وہ بولے بلکہ تم ہی ہو کہ جگہ نہ ملیو تم کو تم ہی پیش لائے ہمارے یہ بلا سو کیا بری ٹھہرنے کی جگہ ہے [۵۵]
38	صٓ	61	وہ بولے اے رب ہمارے جو کوئی لایا ہمارے پیش یہ سو بڑھا دے اسکو دونا عذاب آگ میں [۵۶]
38	صٓ	62	اور کہیں گے کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے ان مردوں کو کہ ہم ان کو شمار کرتے تھے برے لوگوں میں
38	صٓ	63	کیا ہم نے انکو ٹھٹھے میں پکڑا تھا یا چوک گئیں ان سے ہماری آنکھیں [۵۷]
38	صٓ	64	یہ بات ٹھیک ہونی ہے جھگڑا کرنا آپس میں دوزخیوں کا [۵۸]
38	صٓ	65	تو کہہ میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا حاکم کوئی نہیں مگر اللہ اکیلا دباؤ والا
38	صٓ	66	رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو انکے بیچ میں زبردست بخشنے والا [۵۹]
38	صٓ	67	تو کہہ یہ ایک بڑی خبر ہے
38	صٓ	68	کہ تم اس کو دھیان میں نہیں لاتے [۶۰]
38	صٓ	69	مجھ کو کچھ خبر نہ تھی او پر کی مجلس کی جب وہ آپس میں تکرار کرتے ہیں
38	صٓ	70	مجھ کو تو یہی حکم آتا ہے کہ اور کچھ نہیں میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں کھول کر [۶۱]

38	صٓ	71	جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا [۶۲]
38	صٓ	72	پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں ایک اپنی جان [۶۳] تو تم گر پڑو اسکے آگے سجدہ میں
38	صٓ	73	پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکھٹے ہو کر
38	صٓ	74	مگر ابلیس نے [۶۴] غرور کیا اور تھا وہ منکروں میں [۶۵]
38	صٓ	75	فرمایا اے ابلیس کس چیز نے روک دیا تجھ کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے بنایا اپنے دونوں ہاتھوں سے [۶۶] یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجہ میں [۶۷]
38	صٓ	76	بولا میں بہتر ہوں اس سے مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے [۶۸]
38	صٓ	77	فرمایا تو تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا [۶۹]
38	صٓ	78	اور تجھ پر میری پھٹکار ہے اس جزا کے دن تک [۷۰]
38	صٓ	79	بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک کہ مردے جی اٹھیں [۷۱]
38	صٓ	80	فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے
38	صٓ	81	اسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے [۷۲]
38	صٓ	82	بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو
38	صٓ	83	مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے
38	صٓ	84	فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک ہی کہتا ہوں [۷۳]
38	صٓ	85	مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے ان سب سے
38	صٓ	86	تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے اس پر کچھ بدلا اور میں نہیں اپنے آپ کو بنانے والا

38	صٓ	87	یہ تو ایک فہمائش ہے سارے جہان والوں کو
38	صٓ	88	اور معلوم کر لو گے اس کا احوال تھوڑی دیر کے پیچھے [۷۴]
39	الزمر	1	اتارنا ہے کتاب کا اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا [۱]
39	الزمر	2	میں نے اتاری ہے تیری طرف کتاب ٹھیک ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی خالص کر کر اس کے واسطے بندگی
39	الزمر	3	سنتا ہے اللہ ہی کیلئے ہے بندگی خالص [۲] اور جنہوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے حمایتی کہ ہم تو ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف قریب کے درجہ میں بیشک اللہ فیصلہ کر دے گا ان میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے ہیں [۳] البتہ اللہ راہ نہیں دیتا اسکو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا [۴]
39	الزمر	4	اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کر لے تو چن لیتا اپنی خلق میں جو کچھ چاہتا وہ پاک ہے [۵] وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا [۶]
39	الزمر	5	بنائے آسمان اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر [۷] اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری ہوئی مدت پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا[۸]
39	الزمر	6	بنایا تم کو ایک جی سے پھر بنایا اس سے اس کا جوڑ ا [۹] اور اتارے تمہارے واسطے چوپاؤں سے آٹھ نر مادہ [۱۰] بناتا ہے تم کو ماں کے پیٹ میں ایک طرح پر دوسری طرح کے پیچھے [۱۱] تین اندھیروں کے بیچ [۱۲] وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا راج ہے کسی کی بندگی نہیں اسکےسوائے پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو [۱۳]
39	الزمر	7	اگر تم منکر ہو گے تو اللہ پروا نہیں رکھتا تمہاری اور پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کا منکر ہونا [۱۴] اور اگر اس کا حق مانو گے تو اسکو تمہارے لئے پسند کرے گا [۱۵] اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا [۱۶] پھر اپنے رب کی طرف تم کو جانا ہے تو وہ جتلائے گا تم کو جو تم کرتے تھے مقرر اسکو خبر ہے دلوں کی بات کی [۱۷]

39	الزمر	8	اور جب آ لگے انسان کو سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اسکی طرف پھر جب بخشے اسکو نعمت اپنی طرف سے بھول جائے اس کو کہ جس کے لئے پکار رہا تھا پہلے سے اور ٹھہرائے اللہ کی برابر اوروں کو تاکہ بہکائے اسکی راہ سے [۱۸] تو کہہ برت لے ساتھ اپنے کفر کے تھوڑے دنوں تو ہے دوزخ والوں میں [۱۹]
39	الزمر	9	بھلا ایک جو بندگی میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں سجدے کرتا ہوا اور کھڑا ہو اخطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی مہربانی کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ
39	الزمر	10	تو کہہ اے بندو میرے [۲۱] جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنہوں نے نیکی کی اس دنیا میں انکے لئے ہی ہے بھلائی [۲۲] اور زمین اللہ کی کشادہ ہے صبر کرنے والوں ہی کو ملتا ہے ان کا ثواب بے شمار [۲۳]
39	الزمر	11	تو کہہ مجھ کو حکم ہے کہ بندگی کروں اللہ کی خالص کر کر اسکے لئے بندگی
39	الزمر	12	اور حکم ہے کہ میں ہوں سب سے پہلے حکم بردار [۲۴]
39	الزمر	13	تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا ایک بڑے دن کے عذاب سے [۲۵]
39	الزمر	14	تو کہہ میں تو اللہ کو پوجتا ہوں خالص کر کر اپنی بندگی اس کے واسطے
39	الزمر	15	اب تم پوجو جس کو چاہو اسکے سوائے [۲۶] تو کہہ بڑے ہارنے والے وہ جو ہار بیٹھے اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنتا ہے یہی ہے صریح ٹوٹا [۲۷]
39	الزمر	16	ان کے واسطے اوپر سے بادل ہیں آگ کے اور نیچے سے بادل [۲۸] اس چیز سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو اے بندو میرے تو مجھ سے ڈرو [۲۹]
39	الزمر	17	اور جو لوگ بچے شیطانوں سے کہ انکو پوجیں اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف انکے لئے ہے خوشخبری [۳۰] سو تو خوشی سنا دے میرے بندوں کو
39	الزمر	18	جو سنتے ہیں بات پھر چلتے ہیں اس پر جو اس میں نیک ہے [۳۱] وہی ہیں جن کو رستہ دیا اللہ نے اور وہی ہیں عقل والے [۳۲]

39	الزمر	19	بھلا جس پر ٹھیک ہو چکا عذاب کا حکم بھلا تو خلاص کر سکے گا اسکو جو آگ میں پڑ چکا [۳۳]
39	الزمر	20	لیکن جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ان کے واسطے ہیں جھروکے ان کے اوپر اور جھروکے چنے ہوئے [۳۴] اور انکے نیچے بہتی ہیں ندیاں وعدہ ہو چکا اللہ کا اللہ نہیں خلاف کرتا اپنا وعدہ
39	الزمر	21	تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر چلا دیا وہ پانی چشموں میں زمین کے [۳۵] پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئ کئ رنگ بدلتی اس پر [۳۶] پھر آئے تیاری پر تو تو دیکھے اس کا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اسکو چورا چورا بیشک اس میں نصیحت ہے عقلمندوں کے واسطے [۳۷]
39	الزمر	22	بھلا جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے دین اسلام کے واسطے سو وہ روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے انکو جن کے دل سخت ہیں اللہ کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہیں بھٹکتے صریح [۳۸]
39	الزمر	23	اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب کی [۳۹] آپس میں ملتی دہرائی ہوئی [۴۰] بال کھڑے ہوئے ہیں اس سے کھال پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر [۴۱] یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور جس کو راہ بھلائے اللہ اسکو کوئی نہیں سجھانے والا [۴۲]
39	الزمر	24	بھلا ایک وہ جو روکتا ہے اپنے منہ پر عذاب دن قیامت کے اور کہے گا بے انصافوں کو چکھو جو تم کماتے تھے [۴۳]
39	الزمر	25	جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے پھر پہنچا ان پر عذاب ایسی جگہ سے کہ انکو خیال بھی نہ تھا۔
39	الزمر	26	پھر چکھائی انکو اللہ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں اور عذاب آخرت کا تو بہت ہی بڑا ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی [۴۴]
39	الزمر	27	اور ہم نے بیان کی لوگوں کے واسطے اس قرآن میں سب چیز کی مثل تاکہ وہ دھیان کریں
39	الزمر	28	قرآن ہے عربی زبان کا جس میں کجی نہیں تاکہ وہ بچ کر چلیں [۴۵]
39	الزمر	29	اللہ نے بتلائی ایک مثل ایک مرد ہے کہ اس میں شریک ہیں کئ ضدی اور ایک مرد ہے پورا ایک شخص کا کیا برابر ہوتی ہیں دونوں مثل [۴۶] سب خوبی اللہ کے لئے ہے پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے [۴۷]

39	الزمر	30	بیشک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہیں
39	الزمر	31	پھر مقرر تم قیامت کے دن اپنے رب کے آگے جھگڑو گے [۴۸]
39	الزمر	32	پھر اس سے زیادہ ظالم کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اس کے پاس کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانہ منکروں کا [۴۹]
39	الزمر	33	اور جو لے کر آیا سچی بات اور سچ مانا جس نے اسکو وہی لوگ ہیں ڈر والے [۵۰]
39	الزمر	34	ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلا نیکی والوں کا
39	الزمر	35	تاکہ اتار دے اللہ ان پر سے برے کام جو انہوں نے کئے تھے اور بدلہ میں دے ان کو ثواب بہتر کاموں کا جو وہ کرتے تھے [۵۱]
39	الزمر	36	کیا اللہ بس نہیں اپنے بندہ کو اور تجھ کو ڈراتے ہیں ان سے جو اس کے سوائے ہیں اور جسکو راہ بھلائے اللہ تو کوئی نہیں اسکو راہ دینے والا
39	الزمر	37	اور جسکو راہ سجھائے اللہ تو کوئی نہیں اسکو بھلانے والا کیا نہیں ہے اللہ زبردست بدلہ لینے والا [۵۲]
39	الزمر	38	اور جو تو ان سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوائے اگر چاہے اللہ مجھ پر کچھ تکلیف تو وہ ایسے ہیں کہ کھول دیں تکلیف اسکی ڈالی ہوئی یا وہ
39	الزمر	39	تو کہہ اے قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے جان لو گے
39	الزمر	40	کس پر آتی ہے آفت کہ اس کو رسوا کرے اور اترتا ہے اس پر عذاب سدا رہنے والا [۵۴]
39	الزمر	41	ہم نے اتاری ہے تجھ پر کتاب لوگوں کے واسطے سچے دین کے ساتھ پھر جو کوئی راہ پر آیا سو اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا سو یہی بات ہے کہ بہکا اپنے برے کو اور تو ان کا ذمہ دار نہیں [۵۵]
39	الزمر	42	اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو انکے مرنے کا اور جو نہیں مریں انکو کھینچ لیتا ہے انکی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وعدہ مقرر تک اس بات میں پتے ہیں ان
39	الزمر	43	کیا انہوں نے پکڑے ہیں اللہ کے سوائے کوئی سفارش والے [۵۷] تو کہہ اگرچہ ان کو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور نہ سمجھ [۵۸]
39	الزمر	44	تو کہہ اللہ کے اختیار میں ہے ساری سفارش اسی کا راج ہے آسمان اور زمین میں پھر اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے [۵۹]
39	الزمر	45	اور جب نام لیجئے خالص اللہ کا رک جاتے ہیں دل انکے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجئے اس کے سوا اوروں کا تب وہ لگیں خوشیاں کرنے [۶۰]
39	الزمر	46	تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے تو ہی فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے تھے [۶۱]

اور اگر گنہگاروں کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور اسکے ساتھ تو سب دے ڈالیں اپنے چھڑوانے میں بری طرح کے عذاب سے دن قیامت کے اور نظر آئے انکو اللہ کی طرف سے جو خیال بھی نہ	47	الزمر	39
اور نظر آئیں ان کو برے کام اپنے جو کماتے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے [۶۲]	48	الزمر	39
سو جب آ لگتی ہے آدمی کو کچھ تکلیف ہم کو پکارنے لگتا ہے [۶۳] پھر جب ہم بخشیں اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہتا ہے یہ تو مجھ کو ملی کہ پہلے سے معلوم تھی [۶۴] کوئی نہیں یہ جانچ ہے پر وہ بہت سے لوگ نہیں سمجھتے [۶۵]	49	الزمر	39
کہہ چکے ہیں یہ بات ان سے اگلے پھر کچھ کام نہ آیا انکو جو کماتے تھے	50	الزمر	39
پھر پڑ گئیں ان پربرائیاں جو کمائی تھیں [۶۶] اور جو گنہگار ہیں ان میں سے ان پر بھی اب پڑتی ہیں برائیاں جو کمائی ہیں اور وہ نہیں تھکانے والے [۶۷]	51	الزمر	39
اور کیا نہیں جان چکے کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور ماپ کر دیتا ہے البتہ اس میں پتے ہیں ان لوگوں کے واسطے جو مانتے ہیں [۶۸]	52	الزمر	39
کہہ دے اے بندو میرے جنہوں نے کہ زیادتی کہ ہے اپنی جان پر آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے بیشک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان [۶۹]	53	الزمر	39
اور رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور اسکی حکمبرداری کرو پہلے اس سے کہ آئے تم پر عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا [۷۰]	54	الزمر	39
اور چلو بہتر بات پر جو اتری تمہاری طرف تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر عذاب اچانک اور تمکو خبر نہ ہو [۷۱]	55	الزمر	39
کہیں کہنے لگے کوئی جی اے افسوس اس بات پر کہ میں کوتاہی کرتا رہا اللہ کی طرف سے اور میں تو ہنستا ہی رہا [۷۲]	56	الزمر	39
یا کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو راہ دکھاتا تو میں ہوتا ڈرنے والوں میں [۷۳]	57	الزمر	39
یا کہنے لگے جب دیکھے عذاب کو کسی طرح مجھ کو پھر جانا ملے تو میں ہو جاؤں نیکی والوں میں [۷۴]	58	الزمر	39
کیوں نہیں پہنچ چکے تھے تیرے پاس میرے حکم پھر تو نے انکو جھٹلایا اور غرور کیا اور تو تھا منکروں میں [۷۵]	59	الزمر	39
اور قیامت کے دن تو دیکھے انکو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر کہ ان کے منہ ہوں سیاہ [۷۶] کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانہ غرور والوں کا [۷۷]	60	الزمر	39

39	الزمر	61	اور بچائے گا اللہ انکو جو ڈرتے رہے انکے بچاؤ کی جگہ نہ لگے انکو برائی اور نہ وہ غمگین ہوں [۷۸]
39	الزمر	62	اللہ بنانے والا ہے ہر چیز کا اور وہ ہرچیز کا ذمہ لیتا ہے
39	الزمر	63	اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی اور جو منکر ہوئے ہیں اللہ کی باتوں سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں ٹوٹے میں پڑے [۷۹]
39	الزمر	64	تو کہہ اب اللہ کے سوائے کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجوں اے نادانو [۸۰]
39	الزمر	65	اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے شریک مان لیا تو اکارت جائیں گے تیرے عمل اور تو ہو گا ٹوٹے میں پڑا
39	الزمر	66	نہیں بلکہ اللہ ہی کو پوج اور رہ حق ماننے والوں میں [۸۱]
39	الزمر	67	اور نہیں سمجھے اللہ کو جتنا کچھ وہ ہے [۸۲] اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اسکی دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہوں اسکے داہنے ہاتھ میں وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں [۸۳]
39	الزمر	68	اور پھونکا جائے صور میں پھر بیہوش ہو جائے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے پھر پھونکی جائے دوسری بار تو فورًا وہ کھڑے ہو جائیں ہر طرف دیکھتے [۸۴]
39	الزمر	69	اور چمکے زمین اپنے رب کے نور سے اور لا دھریں دفتر اور حاضر آئیں پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہو ان میں انصاف سے اور ان پر ظلم نہ ہو گا [۸۵]
39	الزمر	70	اور پورا ملے ہر جی کو جو اس نے کیا [۸۶] اور اسکو خوب خبر ہے جو کچھ کرتے ہیں [۸۷]
39	الزمر	71	اور ہانکے جائیں جو منکر تھے دوزخ کی طرف گروہ گروہ [۸۸] یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں اس پر کھولے جائیں اسکے دروازے [۸۹] اور کہنے لگیں انکو اسکے داروغہ [۹۰] کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس رسول تم میں کے [۹۱] پڑھتے تھے تم پرباتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تھے تم کو اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولیں کیوں نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکروں پر [۹۲]
39	الزمر	72	حکم ہووے گا کہ داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اس میں سو کیا بری جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کو [۹۳]

39	الزمر	73	اور ہانکے جائیں وہ لوگ جو ڈرتے رہے تھے اپنے رب سے جنت کو گروہ گروہ [۹۴] یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں اس پر اور کھولے جائیں اس کے دروازے اور کہنے لگیں ان کو داروغہ اس کے سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ اس میں سدا رہنے کو [۹۵]
39	الزمر	74	اور وہ بولیں شکر اللہ کا جس نے سچ کیا ہم سے اپنا وعدہ [۹۶] اور وارث کیا ہمکو اس زمین کا [۹۷] گھر لے لیویں بہشت میں سے جہاں چاہیں [۹۸] سو کیا خوب بدلا ہے محنت کرنے والوں کا
39	الزمر	75	اور تو دیکھے فرشتوں کو گھر رہے ہیں عرش کے گرد پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوتا ہے ان میں انصاف کا اور یہی بات کہتے ہیں کہ سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا [۹۹]
40	الغافر	1	حٰم۔
40	الغافر	2	اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار
40	الغافر	3	گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا [۱] سخت عذاب دینے والا مقدور والا [۲] کسی کی بندگی نہیں سوائے اسکے اسی کی طرف پھر جانا ہے [۳]
40	الغافر	4	وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو منکر ہیں [۴] سو تجھ کو دھوکا نہ دے یہ بات کہ وہ چلتے پھرتے ہیں شہروں میں [۵]
40	الغافر	5	جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے ان سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول پر کہ اس کو پکڑ لیں اور لانے لگے جھوٹے جھگڑے کہ اس سے ڈگا دیں سچے دین کو پھر میں نے انکو پکڑ
40	الغافر	6	اور اسی طرح ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں دوزخ والے [۷]
40	الغافر	7	جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے [۸] اے پروردگار ہمارے ہر چیز سمائی ہوئی ہے تیری بخشش اور خبر میں سو معاف کر انکو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا اُنکو آگ کے عذاب سے [۹]
40	الغافر	8	اے رب ہمارے اور داخل کر انکو سدا بسنے کے باغوں میں جنکا وعدہ کیا تو نے ان سے اور جو کوئی نیک ہو انکے باپوں میں اور عورتوں میں اور اولاد میں بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا [۱۰]

40	الغافر	9	اور بچا انکو برائیوں سے اور جس کو تو بچائے برائیوں سے اس دن اس پر مہربانی کی تو نے اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی [۱۱]
40	الغافر	10	جو لوگ منکر ہیں انکو پکار کر کہیں گے اللہ بیزار ہوتا تھا زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تمکو بلاتے تھے یقین لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے [۱۲]
40	الغافر	11	بولیں گے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دوبار اور زندگی دے چکا دو بار [۱۳] اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے [۱۴] پھر اب بھی ہے نکلنے کی کوئی راہ [۱۵]
40	الغافر	12	یہ تم پر اس واسطے ہے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوتے اور جب اسکے ساتھ پکارتے شریک کو تو تم یقین لانے لگتے اب حکم وہی ہے جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا [۱۶]
40	الغافر	13	وہی ہے تم کو دکھلاتا اپنی نشانیاں اور اتارتا ہے تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو [۱۷]
40	الغافر	14	سو پکارو اللہ کو خالص کر کر اسکے واسطے بندگی اور پڑے برا مانیں منکر [۱۸]
40	الغافر	15	وہی ہے اونچے درجوں والا مالک عرش کا اتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں [۱۹] تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے [۲۰]
40	الغافر	16	جس دن وہ لوگ نکل کھڑے ہوں گے [۲۱] چھپی نہ رہے گی اللہ پر اُنکی کوئی چیز [۲۲] کس کا راج ہے اُس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا [۲۳]
40	الغافر	17	آج بدلا ملے گا ہر جی کو جیسا اس نے کمایا بالکل ظلم نہیں آج بیشک اللہ جلد لینے والا ہے حساب
40	الغافر	18	اور خبر سنا دے اُنکو اس نزدیک آنے والے دِن کی جس وقت دل پہنچیں گے گلوں کو تو وہ دبا رہے ہوں گے [۲۴] کوئی نہیں گنہگاروں کا دوست اور نہ سفارشی کہ جسکی بات مانی جائے [۲۵]
40	الغافر	19	وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں
40	الغافر	20	اور اللہ فیصلہ کرتا ہے انصاف سے [۲۶] اور جنکو پکارتے ہیں اُس کے سوائے نہیں فیصلہ کرتے کچھ بھی بیشک اللہ ہی وہی ہے سننے والا دیکھنے والا [۲۷]

40	الغافر	21	کیا وہ پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھتے انجام کیسا ہوا اُنکا جو تھے اُن سے پہلے وہ تھے اُن سے سخت زور میں اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے زمین میں [۲۸] پھر اُنکو پکڑا اللہ نے اُنکے گناہوں پر اور نہ ہوا اُنکو اللہ سے کوئی بچانے والا [۲۹]
40	الغافر	22	یہ اس لئے کہ اُن کے پاس آتے تھے اُن کے رسول کھلی نشانیاں لیکر پھر منکر ہو گئے تو اُن کو پکڑا اللہ نے بیشک وہ زورآور ہے سخت عذاب دینے والا [۳۰]
40	الغافر	23	اور ہم نے بھیجا موسٰی کو اپنی نشانیاں دیکر اور کھلی سند [۳۱]
40	الغافر	24	فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس [۳۲] پھر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا [۳۳]
40	الغافر	25	پھر جب پہنچا انکے پاس لیکر سچی بات ہمارے پاس سے بولے مار ڈالو بیٹے انکے جو یقین لائے ہیں اسکے ساتھ اور جیتی رکھو انکی عورتیں [۳۴] اور جو داؤ ہے منکروں کا سو غلطی میں [۳۵]
40	الغافر	26	اور بولا فرعون مجھکو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسٰی کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو [۳۶] میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑ دے تمہارا دین یا پھیلائے ملک میں خرابی [۳۷]
40	الغافر	27	اور کہا موسٰی نے میں پناہ لے چکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے [۳۸] جو یقین نہ کرے حساب کے دن کا [۳۹]
40	الغافر	28	اور بولا ایک مرد ایماندار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی اور اگر وہ جھوٹا ہو گا تو اس پر پڑے گا اس کا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہو گا تو تم پر پڑے گا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے [۴۰] بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسکو جو ہے بے لحاظ جھوٹا [۴۱]
40	الغافر	29	اے میری قوم تمہارا راج ہے چڑھ رہے ہو ملک میں پھرکون مدد کرے گا ہماری اللہ کی آفت سے اگر آ گئی ہم پر [۴۲] بولا فرعون میں تو وہی بات سمجھاتا ہوں تمکو جو سوجھی مجھکو اور وہی راہ بتلاتا ہوں جس میں بھلائی ہے [۴۳]
40	الغافر	30	اور کہا اُسی ایمان دار نے اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر دن اگلے فرقوں کا سا

40	الغافر	31	جیسے حال ہوا قوم نوح کا اور عاد اور ثمود کا اور جو لوگ انکے پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہیں چاہتا بندوں پر [۴۴]
40	الغافر	32	اور اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ تم پر آئے دن ہانک پکار کا [۴۵]
40	الغافر	33	جس دن بھاگو گے پیٹھ پھیر کر [۴۶] کوئی نہیں تم کو اللہ سے بچانے والا اور جس کو غلطی میں ڈالے اللہ تو کوئی نہیں اسکو سجانے والا [۴۷]
40	الغافر	34	اور تمہارے پاس آ چکا ہے یوسف اس سے پہلے کھلی باتیں لے کر پھر تم رہے دھوکے ہی میں ان چیزوں سے جو وہ تمہارے پاس لے کر آیا یہاں تک کہ جب مر گیا لگے کہنے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اسکے بعد کوئی
40	الغافر	35	وہ جو کہ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو اُنکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں اور ایمانداروں کے یہاں [۴۹] اِسی طرح مہر کر دیتا ہے اللہ ہر دل پر غرور کرنے والے سرکش کے [۵۰]
40	الغافر	36	اور بولا فرعون کے اے ہامان بنا میرے واسطے ایک اونچا محل شاید میں جا پہنچوں رستوں میں
40	الغافر	37	رستوں میں آسمانوں کے پھر جھانک کر دیکھوں موسٰی کے معبود کو [۵۱] اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے [۵۲] اور اسی طرح بھلے دکھلا دیے فرعون کو اسکے برے کام اور روک دیا گیا سیدھی راہ سے [۵۳] اور جو داؤ تھا فرعون کا سو تباہ ہونے کے واسطے [۵۴]
40	الغافر	38	اور کہا اسی ایماندار نے اے قوم راہ چلو میری پہنچا دوں تمکو نیکی کی راہ پر [۵۵]
40	الغافر	39	اے میری قوم یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو کچھ برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کا گھر [۵۶]
40	الغافر	40	جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلا پائے گا اسکی برابر اور جس نے کی ہے بھلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں روزی پائیں گے وہاں بے شمار [۵۷]
40	الغافر	41	اور اے قوم مجھکو کیا ہوا ہے بلاتا ہوں تمکو نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھکو آگ کی طرف [۵۸]
40	الغافر	42	تم بلاتے ہو مجھکو کہ منکر ہو جاؤں اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اُسکا اُسکو جسکی مجھکو خبر نہیں [۵۹] اور میں بلاتا ہوں تمکو اس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف [۶۰]

40 الغافر 43 آپ ہی ظاہر ہے کہ جس کی طرف تم مجھکو بلاتے ہو اس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں اور نہ آخرت میں [۶۱] اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں دوزخ کے لوگ [۶۲]

40 الغافر 44 سو آگے یاد کرو گے جو میں کہتا ہوں تمکو [۶۳] اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو بیشک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے [۶۴]

40 الغافر 45 پھر بچا لیا موسیٰ کو اللہ نے برے داؤں سے جو وہ کرتے تھے اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب [۶۵]

40 الغافر 46 وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں اُنکو صبح و شام [۶۶] اور جس دن قائم ہو گی قیامت حکم ہو گا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں

40 الغافر 47 اور جب آپس میں جھگڑیں گے آگ کے اندر پھر کہیں گے کمزور غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے تابع پھر کچھ تم ہم پر سے اٹھا لو گے حصہ آگ کا [۶۷]

40 الغافر 48 کہیں گے جو غرور کرتے تھے ہم سبھی پڑے ہوئے ہیں اسمیں بیشک اللہ فیصلہ کر چکا بندوں میں [۶۸]

40 الغافر 49 اور کہیں گے جو لوگ پڑے ہیں آگ میں دوزخ کے داروغوں کو مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کر دے ایک دن تھوڑا عذاب [۶۹]

40 الغافر 50 وہ بولے کیا نہ آتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانیاں لے کر کہیں گے کیوں نہیں بولے پھر پکارو اور کچھ نہیں کافروں کا پکارنا مگر بھٹکنا [۷۰]

40 الغافر 51 ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں [۷۱] اور جب کھڑے ہوں گے گواہ [۷۲]

40 الغافر 52 جس دن کام نہ آئیں گے منکروں کو انکے بہانے اور انکو پھٹکار ہے اور ان کے واسطے برا گھر [۷۳]

40 الغافر 53 اور ہم نے دی موسیٰ کو راہ کی سوجھ اور وارث کیا بنی اسرائیل کو کتاب کا

40 الغافر 54 سجھانے اور سمجھانے والے عقل مندوں کو [۷۴]

40 الغافر 55 سو تو ٹھہرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور صبح کو [۷۵]

40 الغافر 56 جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو انکو اور کوئی بات نہیں انکے دلوں میں غرور ہے کہ کبھی نہ پہنچیں گے اُس تک [۷۶] سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے [۷۷]

40	الغافر	57 البتہ پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا بڑا ہے لوگوں کے بنانے سے لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے [۷۸]
40	الغافر	58 اور برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا اور نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہیں اور نہ بدکار تم بہت کم سوچ کرتے ہو [۷۹]
40	الغافر	59 تحقیق قیامت آنی ہے اس میں دھوکا نہیں ولیکن بہت لوگ نہیں مانتے
40	الغافر	60 اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو [۸۰] بیشک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری بندگی سے اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر [۸۱]
40	الغافر	61 اللہ ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ اس میں چین پکڑو اور دن بنایا دیکھنے کا [۸۲] اللہ تو فضل والا ہے لوگوں پر اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے [۸۳]
40	الغافر	62 اور اللہ ہے تمہارا رب ہر چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو [۸۴]
40	الغافر	63 اسی طرح پھرے جاتے ہیں جو لوگ کہ اللہ کی باتوں سے منکر ہوتے رہتے ہیں
40	الغافر	64 اللہ ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو عمارت [۸۵] اور صورت بنائی تمہاری تو اچھی بنائیں صورتیں تمہاری اور روزی دی تمکو ستھری چیزوں سے وہ اللہ ہے رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا [۸۶]
40	الغافر	65 وہ ہے زندہ رہنے والا [۸۷] کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے سو اس کو پکارو خالص کر کر اس کی بندگی سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا [۸۸]
40	الغافر	66 تو کہ مجھکو منع کر دیا کہ پوجوں انکو جنکو تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے جب پہنچ چکیں میرے پاس کھلی نشانیاں میرے رب سے اور مجھکو حکم ہوا کہ تابع رہوں جہان کے پروردگار کا [۸۹]
40	الغافر	67 وہی ہے جس نے بنایا تم کو خاک سے [۹۰] پھر پانی کی بوند سے پھر خون جمے ہوئے سے [۹۱] پھر تم کو نکالتا ہے بچہ پھر جب تک کہ پہنچو اپنے پورے زور کو پھر جب تک کہ ہو جاؤ بوڑھے اور کوئی تم میں ایسا ہے کہ مر جاتا ہے پہلے اس سے اور جب تک کہ پہنچو لکھے وعدے کو [۹۲] اور تاکہ تم سوچو [۹۳]

40 الغافر 68 وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہ کہے اسکو کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے [۹۴]

40 الغافر 69 تو نے نہ دیکھا ان کو جو جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں کہاں سے پھیر جاتے ہیں

40 الغافر 70 وہ لوگ کہ جنہوں نے جھٹلایا اس کتاب کو اور اس کو کہ بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ سو آخر جان لیں گے [۹۵]

40 الغافر 71 جب طوق پڑیں انکی گردنوں میں اور زنجیریں بھی [۹۶] گھسیٹے جائیں

40 الغافر 72 جلتے پانی میں پھر آگ میں انکو جھونک دیں [۹۷]

40 الغافر 73 پھر انکو کہیں کہاں گئے جنکو تم شریک بتلایا کرتے تھے

40 الغافر 74 اللہ کے سوائے [۹۸] بولیں وہ ہم سےچوک گئے [۹۹] کوئی نہیں ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو [۱۰۰] اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکروں کو [۱۰۱]

40 الغافر 75 یہ بدلا اس کا جو تم اتراتے پھرتے تھے زمین میں ناحق اور اس کا جو تم اکڑتے تھے [۱۰۲]

40 الغافر 76 داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے [۱۰۳] سدا رہنے کو اس میں سو کیا برا ٹھکانہ ہے غرور والوں کا

40 الغافر 77 سو تو ٹھہرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر اگر ہم دکھلا دیں تجھ کو کوئی وعدہ جو ہم ان سے کرتے ہیں یا قبض کر لیں تجھ کو ہر حالت میں ہماری ہی طرف پھر آئیں گے [۱۰۴]

40 الغافر 78 اور ہم نے بھیجے ہیں رسول تجھ سے پہلے بعضے ان میں وہ ہیں کہ سنایا ہم نے تجھکو ان کا احوال اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا [۱۰۵] اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے [۱۰۶] پھر جب آیا حکم اللہ کا فیصلہ ہو گیا انصاف سے اور ٹوٹے میں پڑے اس جگہ جھوٹے [۱۰۷]

40 الغافر 79 اللہ ہے جس نے بنا دیے تمہارے واسطے چوپائے تاکہ سواری کرو بعضوں پر اور بعضوں کو کھاتے ہو

40 الغافر 80 اور ان میں تمکو بہت فائدے ہیں [۱۰۸] اور تاکہ پہنچو ان پر چڑھ کر کسی کام تک جو تمہارے جی میں ہو [۱۰۹] اور ان پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو [۱۱۰]

40	الغافر	81	اور دکھلاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں پھر کون کون سی نشانیوں کو اپنے رب کی نہ مانو گے [۱۱۱]
40	الغافر	82	کیا پھرے نہیں وہ ملک میں کہ دیکھ لیتے کیسا انجام ہوا ان سے پہلوں کا وہ تھے ان سے زیادہ اور زور میں سخت اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے ہیں زمین پر پھر کام نہ آیا اُن کے جو وہ کماتے تھے [۱۱۲]
40	الغافر	83	پھر جب پہنچے انکے پاس رسول انکے کھلی نشانیاں لے کر اترانے لگے اس پر جو انکے پاس تھی خبر اور الٹ پڑی ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے [۱۱۳]
40	الغافر	84	پھر جب انہوں نے دیکھ لیا ہماری آفت کو بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور ہم نے چھوڑ دیں وہ چیزیں جنکو شریک بتلاتے تھے [۱۱۴]
40	الغافر	85	پھر نہ ہوا کہ کام آئے انکو یقین لانا ان کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب [۱۱۵] رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آئی اس کے بندوں میں اور خراب ہوئے اس جگہ منکر [۱۱۶]
41	فصلت	1	حٰم۔
41	فصلت	2	اتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے کی طرف سے [۱]
41	فصلت	3	ایک کتاب ہے جدی جدی کی ہیں اس کی آیتیں [۲] قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والے لوگوں کو [۳]
41	فصلت	4	سنانے والا خوشخبری اور ڈر [۴] پر دھیان میں نہ لائے وہ بہت لوگ سو وہ نہیں سنتے [۵]
41	فصلت	5	اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جسکی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تیرے بیچ میں پردہ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں [۶]
41	فصلت	6	تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھکو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اسکی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ [۷] اور خرابی ہے شریک کرنے والوں کو
41	فصلت	7	جو نہیں دیتے زکوٰۃ اور وہ آخرت سے منکر ہیں [۸]
41	فصلت	8	البتہ جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کو ثواب ملنا ہے جو موقوف نہ ہو [۹]

41	فصلت	9	تو کہہ کیا تم منکر ہو اس سے جس نے بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اسکے ساتھ اوروں کو وہ ہے رب جہان کا [۱۰]
41	فصلت	10	اور رکھے اس میں بھاری پہاڑ اوپر سے اور برکت رکھی اسکے اندر اور ٹھہرائیں اُسمیں خوراکیں اُسکی [۱۱] چار دن میں پورا ہوا پوچھنے والوں کو [۱۲]
41	فصلت	11	پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھواں ہو رہا تھا [۱۳] پھر کہا اسکو اور زمین کو آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے [۱۴]
41	فصلت	12	پھر کر دیے وہ سات آسمان دو دن میں [۱۵] اور اتارا ہر آسمان میں حکم اُس کا [۱۶] اور رونق دی ہم نے سب سے ورلے آسمان کو چراغوں سے اور محفوظ کر دیا یہ سادھا ہوا ہے زبردست خبردار کا [۱۷]
41	فصلت	13	پھر اگر وہ ٹلائیں تو تو کہہ میں نے خبر سنادی تمکو ایک سخت عذاب کی جیسے عذاب آیا عاد اور ثمود پر [۱۸]
41	فصلت	14	جب آئے انکے پاس رسول آگے سے اور پیچھے سے [۱۹] کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا تو بھیجتا فرشتے سو ہم تمہارا لایا ہوا نہیں مانتے [۲۰]
41	فصلت	15	سو وہ جو عاد تھے وہ تو غرور کرنے لگے ملک میں ناحق اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور میں [۲۱] کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے انکو بنایا وہ زیادہ ہے ان سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر [۲۲]
41	فصلت	16	پھر بھیجی ہم نے ان پر ہوا بڑے زور کی کئ دن جو مصیبت کے تھے تاکہ چکھائیں انکو رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگانی میں [۲۳] اور آخرت کے عذاب میں تو پوری رسوائی ہے اور انکو کہیں مدد نہیں [۲۴]
41	فصلت	17	اور وہ جو ثمود تھے سو ہم نے انکو راہ بتلائی پھر انکو خوش لگا اندھا رہنا راہ سوجھنے سے [۲۵] پھر پکڑا انکو کڑک نے ذلت کے عذاب کی بدلا اس کا جو کماتے تھے [۲۶]
41	فصلت	18	اور بچا دیا ہم نے ان لوگوں کو جو یقین لائے تھے اور بچ کر چلتے تھے [۲۷]

41	فصلت	19	اور جس دن جمع ہوں گے دشمن اللہ کے دوزخ پر تو انکی جماعتیں بنائی جائیں گی [۲۸]
41	فصلت	20	یہاں تک کہ جب پہنچیں اس پر بتائیں گے انکو انکے کان اور انکی آنکھیں اور انکے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے [۲۹]
41	فصلت	21	اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو تم نے کیوں بتلایا ہمکو [۳۰] وہ بولیں گے ہمکو بلوایا اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر چیز کو [۳۱] اور اسی نے بنایا تمکو پہلی بار اور اسی کی طرف پھیرے جاتے ہو [۳۲]
41	فصلت	22	اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس بات سے کہ تم کو بتلائیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے [۳۳] پر تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو [۳۴]
41	فصلت	23	اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو تم رکھتے تھے اپنے رب کے حق میں اسی نے تمکو غارت کیا پھر آج رہ گئے ٹوٹے میں
41	فصلت	24	پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ ان کا گھر ہے اور اگر وہ منایا چاہیں تو انکو کوئی نہیں مانتا [۳۵]
41	فصلت	25	اور لگا دیے ہم نے انکے پیچھے ساتھ رہنے والے پھر انہوں نے خوبصورت بنادیا انکی آنکھوں میں اسکو جو انکے آگے ہو اور جو انکے پیچھے ہو [۳۶] اور ٹھیک پڑ چکی ان پر عذاب کی بات ان فرقوں کے ساتھ جو گذر چکے ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے [۳۷] بیشک وہ تھے ٹوٹے والے [۳۸]
41	فصلت	26	اور کہنے لگے منکر مت کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اسکے پڑھنے میں شاید تم غالب ہو [۳۹]
41	فصلت	27	سو ہم کو ضرور چکھانا ہے منکروں کو سخت عذاب اور ان کو بدلا دینا ہے برے سے کاموں کا جو وہ کرتے تھے [۴۰]
41	فصلت	28	یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی آگ اُن کا اسی میں گھر ہے سدا کو بدلا اس کا جو ہماری باتوں سے انکار کرتے تھے [۴۱]
41	فصلت	29	اور کہیں گے وہ لوگ جو منکر ہیں اے ہمارے رب ہمکو دکھلا دے وہ دونوں جنہوں نے ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی کہ ہم ڈالیں انکو اپنے پاؤں کے نیچے کہ وہ رہیں سب سے نیچے [۴۲]
41	فصلت	30	تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا [۴۳]
41	فصلت	31	ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں [۴۴] اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو [۴۵]

41	فصلت	32	مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے [۴۶]
41	فصلت	33	اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا میں حکمبردار ہوں [۴۷]
41	فصلت	34	اور برابر نہیں نیکی اور نہ بدی جواب میں وہ کہہ جو اس سے بہتر ہو پھر تو دیکھ لے کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا دوستدار ہے قرابت والا [۴۸]
41	فصلت	35	اور یہ بات ملتی ہے انہی کو جو سہارے رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اسی کو جس کی بڑی قسمت ہے [۴۹]
41	فصلت	36	اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا [۵۰]
41	فصلت	37	اور اسکی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند [۵۱] سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو [۵۲]
41	فصلت	38	پھر اگر غرور کریں تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں پاکی بولتے رہتے ہیں اسکی رات اور دن اور وہ نہیں تھکتے [۵۳]
41	فصلت	39	اور ایک اس کی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب اتارا ہم نے اس پر پانی تازی ہوئی اور ابھری بیشک جس نے اس کو زندہ کیا وہ زندہ کرے گا مردوں کو وہ سب کچھ کر سکتا ہے [۵۴]
41	فصلت	40	جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر یا ایک جو آئے گا امن سے دن قیامت کے کئے جاؤ جو چاہو بیشک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے [۵۵]
41	فصلت	41	جو لوگ منکر ہوئے نصیحت سے جب آئی ان کے پاس [۵۶] اور وہ کتاب ہے نادر
41	فصلت	42	اُس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے اور نہ پیچھے سے اتاری ہوئی ہے حکمتوں والے سب تعریفوں والے کی [۵۷]
41	فصلت	43	تجھے وہی کہتے ہیں جو کہہ چکےہیں سب رسولوں سے تجھ سے پہلے تیرے رب کے یہاں معافی بھی ہے اور سزا بھی ہے دردناک [۵۸]
41	فصلت	44	اور اگر ہم اُسکو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اس کی باتیں کیوں نہ کھولی گئیں کیا اوپری زبان کی کتاب اور عربی لوگ [۵۹] تو کہہ یہ ایمان والوں کے لئے سوجھ ہے اور روگ کا دور کرنے والا [۶۰] اور جو یقین نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ قرآن انکے حق میں اندھاپا ہے [۶۱] انکو پکارتے ہیں دور کی جگہ سے [۶۲]

41 فصلت 45 اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اس میں اختلاف پڑا [۶۳] اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ان میں فیصلہ ہو جاتا [۶۴] اور وہ ایسے دھوکے میں ہیں اس قرآن سے جو چین نہیں لینے دیتا [۶۵]

41 فصلت 46 جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے اور جس نے کی برائی سو وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر [۶۶]

41 فصلت 47 اُسی کی طرف حوالہ ہے قیامت کی خبر کا [۶۷] اور نہیں نکلتے کوئی میوے اپنے غلاف سے اور نہیں رہتا حمل کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے کہ جسکی اسکو خبر نہیں [۶۸] اور جس دن انکو پکارے گا کہاں ہیں میرےشریک [۶۹] بولیں گے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی اس کا اقرار نہیں کرتا [۷۰]

41 فصلت 48 اور چوک گیا ان سے جو پکارتے تھے پہلے اور سمجھ گئے کہ انکو کہیں نہیں خلاصی [۷۱]

41 فصلت 49 نہیں تھکتا آدمی مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جائے اس کو برائی تو آس توڑ بیٹھے ناامید ہو کر

41 فصلت 50 اور اگر ہم چکھائیں اسکو کچھ اپنی مہربانی پیچھے ایک تکلیف کے جو اسکو پہنچی تھی تو کہنے لگے یہ ہے میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں پھر بھی گیا اپنے رب کی طرف بیشک میرے لئے ہے اسکے پاس خوبی [۷۲] سو ہم جتلا دیں گے منکروں کو جو انہوں نے کیا ہے اور چکھائیں گے انکو ایک گاڑھا عذاب [۷۳]

41 فصلت 51 اور جب ہم نعمتیں بھیجیں انسان پر تو ٹلا جائے اور موڑ لے اپنی کروٹ اور جب لگے اسکو برائی تو دعائیں کرے چوڑی [۷۴]

41 فصلت 52 تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اس کو نہ مانا پھر اس سے گمراہ زیادہ کون جو دور چلا جائے مخالف ہو کر [۷۵]

41 فصلت 53 اب ہم دکھلائیں گے انکو اپنے نمونے دنیا میں اور خود انکی جانوں میں یہاں تک کہ کھل جائے ان پر کہ یہ ٹھیک ہے [۷۶] کیا تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ ہونے کے لئے [۷۷]

41 فصلت 54 سنتا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو [۷۸]

42 الشُّورٰى 1 حٰم۔

42	الشُّورٰی	2	عٓسٓقٓ
42	الشُّورٰی	3	اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا
42	الشُّورٰی	4	اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا [۱]
42	الشُّورٰی	5	قریب ہے کہ پھٹ پڑیں آسمان اوپر سے [۲] اور فرشتے پاکی بولتے ہیں خوبیاں اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے [۳] سنتا ہے وہی ہے معاف کرنے والا مہربان [۴]
42	الشُّورٰی	6	اور جنہوں نے پکڑے ہیں اس کے سوائے رفیق اللہ کو وہ سب یاد ہیں اور تجھ پر نہیں ان کا ذمہ [۵]
42	الشُّورٰی	7	اور اسی طرح اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو اور آس پاس والوں کو [۶] اور خبر سنا دے جمع ہونے کے دن کی اس میں دھوکا نہیں ایک فرقہ بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں [۷]
42	الشُّورٰی	8	اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگوں کو کرتا ایک ہی فرقہ و لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے اپنی رحمت میں اور گنہگار جو ہیں ان کا کوئی نہیں رفیق اور نہ مددگار [۸]
42	الشُّورٰی	9	کیا انہوں نے پکڑے ہیں اُس سے ورے کام بنانے والے سو اللہ جو ہے وہ ہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے [۹]
42	الشُّورٰی	10	اور جس بات میں جھگڑا کرتے ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اس کا فیصلہ ہے اللہ کے حوالے [۱۰] وہ اللہ ہے رب میرا اسی پر ہے مجھکو بھروسہ اور اسی کی طرف میری رجوع ہے [۱۱]
42	الشُّورٰی	11	بنا نکالنے والا آسمانوں کا اور زمین کا بنا دیے تمہارے واسطے تمہی میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے جوڑے [۱۲] بکھیرتا ہے تمکو اسی طرح [۱۳] نہیں ہے اس کی طرح کا سا کوئی [۱۴] اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا [۱۵]
42	الشُّورٰی	12	اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جسکے واسطے چاہے اور ماپ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے [۱۶]

42 الشُورٰی 13 راہ ڈالدی تمہارے لئے دین میں وہی جس کا حکم کیا تھا نوح کو اور جس کا
حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو
اورموسٰی کو اور عیسٰی کو [۱۷] یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ
ڈالو اس میں [۱۸] بھاری ہے شرک کرنے والوں کو وہ چیز جسکی طرف
تو انکو بلاتا ہے اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جسکو چاہے اور راہ دیتا
ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع لائے [۱۹]

42 الشُورٰی 14 اور جنہوں نے اختلاف ڈالا سو سمجھ آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے
اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکلی ہے تیرے رب سے ایک مقررہ وعدہ
تک تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور جنکو ملی ہے کتاب ان کے پیچھے وہ

42 الشُورٰی 15 سو تو اُسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا کہ فرما دیا ہے تجھکو اور مت چل
انکی خواہشوں پر اور کہہ میں یقین لایا ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور
مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے بیچ میں اللہ رب ہے ہمارا اور

42 الشُورٰی 16 اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں اللہ کی بات میں جب لوگ اس کو مان چکے
ان کا جھگڑا باطل ہے ان کے رب کے یہاں پر اور ان پر غصہ ہے اور
انکو سخت عذاب ہے [۲۲]

42 الشُورٰی 17 اللہ وہی ہے جس نے اتاری کتاب سچے دین پر اور ترازو بھی [۲۳] اور
تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو [۲۴]

42 الشُورٰی 18 جلدی کرتےہیں اس گھڑی کی وہ لوگ کہ یقین نہیں رکھتے اس پر اور جو
یقین رکھتے ہیں انکو اس کا ڈر ہے اور جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے سنتا ہے
جو لوگ جھگڑتے ہیں اس گھڑی کے آنے میں وہ بہک کر دور جا پڑے

42 الشُورٰی 19 اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندوں پر [۲۶] روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور
وہی ہے زورآور زبردست [۲۷]

42 الشُورٰی 20 جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی زیادہ کریں ہم اسکے واسطے اسکی
کھیتی [۲۸] اور جو کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اس کو دیویں ہم کچھ اس
میں سے اور اسکے لئے نہیں آخرت میں کچھ حصہ [۲۹]

42 الشُورٰی 21 کیا ان کے لئے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے انہوں نے انکے واسطے
دین کی کہ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے [۳۰] اور اگر نہ مقرر ہو چکی
ہوتی ایک بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور بیشک جو گنہگار
ہیں انکو عذاب ہے دردناک [۳۱]

42 الشُورٰی 22 تو دیکھے گا گنہگاروں کو کہ ڈرتے ہوں گے اپنی کمائی سے اور وہ پڑ کر
رہے گا ان پر [۳۲] اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں
ہیں جنت کے اور ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس یہی ہے
بڑی بزرگی [۳۳]

42 الشُورٰی 23 یہ ہے جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایماندار بندوں کو جو کرتے ہیں
بھلے کام [۳۴] تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے اس پر کچھ بدلا مگر دوستی
چاہئے قرابت میں [۳۵] اور جو کوئی کمائے گا نیکی ہم اسکو بڑھا دیں گے

اس کی خوبی بیشک اللہ معاف کرنے والا حق ماننے والا ہے [۳۶]

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے باندھا اللہ پر جھوٹ سو اگراللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے اُس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے [۳۷]	24 الشُورٰی	42
اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے برائیاں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو	25 الشُورٰی	42
اور دعا سنتا ہے ایمان والوں کی جو بھلے کام کرتے ہیں اور زیادہ دیتا ہے اُنکو اپنے فضل سے [۳۸] اور جو منکر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے	26 الشُورٰی	42
اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھا دیں ملک میں ولیکن اتارتا ہے ماپ کر جتنی چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا ہے [۳۹]	27 الشُورٰی	42
اور وہی ہے جو اتارتا ے مینہ بعد اسکے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ہے کام بنانے والا سب تعریفوں کے لائق [۴۰]	28 الشُورٰی	42
اور ایک اسکی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور زمین کا [۴۱] اور جس قدر بکھیرے ہیں ان میں جانور [۴۲] اور وہ جب چاہے اُن سب کو اکٹھا کر سکتا ہے [۴۳]	29 الشُورٰی	42
اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو وہ بدلا ہے اس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ [۴۴]	30 الشُورٰی	42
اور تم تھکا دینے والے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے کام بنانے والا اور نہ مددگار [۴۵]	31 الشُورٰی	42
اور ایک اُسکی نشانی ہے کہ جہاز چلتے ہیں دریا میں جیسے پہاڑ [۴۶]	32 الشُورٰی	42
اگر چاہے تو تھام دے ہوا کو پھر رہیں سارے دن ٹھہرے ہوئے اس کی پیٹھ پر [۴۷] مقرر اس بات میں پتے ہیں ہر قائم رہنے والے کو جو احسان مانے [۴۸]	33 الشُورٰی	42
یا تباہ کر دے انکو بسبب اُنکی کمائی کے اور معاف بھی کرے بہتوں کو [۴۹]	34 الشُورٰی	42
اور تاکہ جان لیں وہ جو جھگڑتے ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں اُنکے لئے بھاگنے کی جگہ [۵۰]	35 الشُورٰی	42
سو جو چکه ملا ہے تمکو کوئی چیز ہو سو وہ برت لینا ہے دنیا کی زندگانی میں اورجو کچھ اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور باقی رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں [۵۱]	36 الشُورٰی	42

اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بیحیائی سے اور جب غصہ آوے تو وہ معاف کر دیتے ہیں [۵۲]	37	الشّورٰی	42
اور جنہوں نے کہ حکم مانا اپنے رب کا اور قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے [۵۳] اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں	38	الشّورٰی	42
اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلا لیتے ہیں [۵۴]	39	الشّورٰی	42
اور برائی کا بدلا ہے برائی ویسی ہی [۵۵] پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے سو اس کا ثواب ہے اللہ کے ذمہ بیشک اللہ کو پسند نہیں آتے گنہگار [۵۶]	40	الشّورٰی	42
اور جو کوئی بدلہ لے اپنے مظلوم ہونے کے بعد سو ان پر بھی نہیں کچھ الزام [۵۷]	41	الشّورٰی	42
الزام تو ان پر ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر [۵۸] اور دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں ناحق ان لوگوں کے لئے ہے عذاب دردناک	42	الشّورٰی	42
اور البتہ جس نے سہا اور معاف کیا بیشک یہ کام ہمت کے ہیں [۵۹]	43	الشّورٰی	42
اور جسکو راہ نہ سجھائے اللہ تو کوئی نہیں اسکا کام بنانے والا اسکے سوا [۶۰] اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہو گی کوئی راہ [۶۱]	44	الشّورٰی	42
اور تو دیکھے انکو کہ سامنے لائے جائیں آگ کے آنکھیں جھکائے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہوں گے چھپی نگاہ سے [۶۲] اور کہیں وہ لوگ جو ایماندار تھے مقرر ٹوٹے والے وہی ہیں جنہوں نے گنوایا اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن [۶۳] سنتا ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کے عذاب میں	45	الشّورٰی	42
اور کوئی نہ ہوئے انکے حمایتی جو مدد کرتے انکی اللہ کے سوائے اور جسکو بھٹکائے اللہ اسکے لئے کہیں نہیں راہ [۶۴]	46	الشّورٰی	42
مانو اپنے رب کا حکم اُس سے پہلے کہ آئے وہ دن جسکو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے [۶۵] نہیں ملے گا تمکو بچاؤ اُس دن اور نہیں تمہاری طرف سے کوئی انکار کرنے والا [۶۶]	47	الشّورٰی	42
پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے ان پر نگہبان تیرا ذمہ تو بس یہی ہے پہنچا دینا [۶۷] اور ہم جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت اس پر پھولا نہیں سماتا اور اگر پہنچتی ہے انکو کچھ برائی بدلے میں اپنی کمائی کے تو انسان بڑا ناشکرا ہے [۶۸]	48	الشّورٰی	42
اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے جسکو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جسکو چاہے بیٹے۔	49	الشّورٰی	42

42	الشُّورٰی	50	یا اُنکو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جسکو چاہے بانجھ وہ ہی سب کچھ جانتا کر سکتا [۶۹]
42	الشُّورٰی	51	اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغما لانے والا پھر پہنچا دے اسکے حکم سے جو ہو چاہے [۷۰] تحقیقی وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا [۷۱]
42	الشُّورٰی	52	اور اسی طح بھیجا ہم نے تیری طف ایک فرشتہ اپجے حکم سے [۷۲] تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان [۷۳] ولیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس سے راہ سجھا دیتے ہیں جسکو چاہیں اپنے بندوں میں [۷۴] اور بیشک تو سجھاتا ہے سیدھی راہ [۷۵]
42	الشُّورٰی	53	راہ اللہ کی اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں [۷۶] سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام [۷۷]
43	الزُّخرُف	1	حٰمٓ
43	الزُّخرُف	2	قسم ہے اس کتاب واضح کی
43	الزُّخرُف	3	ہم نے رکھا اسکو قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو [۱]
43	الزُّخرُف	4	اور تحقیق یہ قرآن لوح محفوظ ہیں ہمارے پاس ہے برتر مستحکم [۲]
43	الزُّخرُف	5	کیا پھیر دیں گے ہم تمہاری طرف سے یہ کتاب موڑ کر اس سبب سے کہ تم ہو ایسے لوگ کہ حد پر نہیں رہتے [۳]
43	الزُّخرُف	6	اور بہت بھیجے ہیں ہم نے نبی پہلوں میں
43	الزُّخرُف	7	اور نہیں آتا لوگوں کے پاس کوئی پیغام لانے والا جس سے ٹھٹھا نہیں کرتے [۴]
43	الزُّخرُف	8	پھر برباد کر ڈالے ہم نے اُن سے سخت زور والے اور چلی آئی ہے مثال پہلوں کی [۵]
43	الزُّخرُف	9	اور اگر تو ان سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں بنائے اس زبردست خبردار نے

43	الزُّخرُف	10	وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور رکھ دیں تمہارے واسطے اُس میں راہیں تاکہ تم راہ پاؤ [۶]
43	الزُّخرُف	11	اور جس نے اتارا آسمان سے پانی ماپ کر [۷] پھر ابھار کھڑا کیا ہم نے اس سے ایک دیس مردہ کو اسی طرح تمکو بھی نکالیں گے [۸]
43	الزُّخرُف	12	اور جس نے بنائے سب چیز کے جوڑے [۹] اور بنا دیا تمہارے واسطے کشتیوں اور چوپایوں کو جس پر تم سوار ہوتے ہو
43	الزُّخرُف	13	تاکہ چڑھ بیٹھو تم اسکی پیٹھ پر [۱۰] پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھ چکو اُس پر اور کہو پاک ذات ہے وہ جس نے بس میں کر دیا ہمارے اسکو اور ہم نہ تھے اسکو قابو میں لا سکتے [۱۱]
43	الزُّخرُف	14	اور ہمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے [۱۲]
43	الزُّخرُف	15	اور ٹھہرائی ہے اُنہوں نے حق تعالیٰ کے واسطے اولاد اسکے بندوں میں سے تحقیق انسان بڑا ناشکر ہے صریح
43	الزُّخرُف	16	کیا اس نے رکھ لیں اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں اور تمکو دیدئے چن کر بیٹے [۱۳]
43	الزُّخرُف	17	اور جب اُن میں کسی کو خوشخبری ملے اس چیز کی جس کو رحمٰن کے نام لگایا تو سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہے [۱۴]
43	الزُّخرُف	18	کیا ایسا شخص کہ پرورش پاتا ہے زیور میں اور وہ جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے [۱۵]
43	الزُّخرُف	19	اور ٹھہرایا انہوں نے فرشتوں کو جو بندے ہیں رحمٰن کے عورتیں [۱۶] کیا دیکھتے تھے ان کا بننا اب لکھ رکھیں گے اُنکی گواہی اور اُن سے پوچھ ہو گی [۱۷]
43	الزُّخرُف	20	اور کہتے ہیں اگر چاہتا رحمٰن تو ہم نہ پوجتے انکو [۱۸] کچھ خبر نہیں انکو اس کی یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں [۱۹]
43	الزُّخرُف	21	کیا ہم نے کوئی کتاب دی ہے انکو اس سے پہلے سو انہوں نے اسکو مضبوط پکڑ رکھا ہے
43	الزُّخرُف	22	بلکہ کہتے ہیں ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم اُنہی کے قدموں پر ہیں راہ پائے ہوئے [۲۰]
43	الزُّخرُف	23	اور اسی طرح جس کسی کو بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ڈر سنانے والا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے خوشحال لوگ ہم نے تو پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پراور ہم اُنہی کے قدموں پر چلتے ہیں

43	الزُخرُف	24	وہ بولا اور جو میں لادوں تمکو اس سے زیادہ سوجھ کی راہ جس پر تم نے پایا اپنے باپ دادوں کو [۲۱] تو یہی کہنے گے ہم تمہارا لایا ہوا نہیں مانیں گے [۲۲]
43	الزُخرُف	25	پھر ہم نے اُن سے بدلا لیا سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا
43	الزُخرُف	26	اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور اُس کی قوم کو میں الگ ہوں اُن چیزوں سے جنکو تم پوجتے ہو
43	الزُخرُف	27	مگر جس نے مجھ کو بنایا سو وہ مجھ کو راہ سجھائے گا [۲۳]
43	الزُخرُف	28	اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی اولاد میں تاکہ وہ رجوع رہیں [۲۴]
43	الزُخرُف	29	کوئی نہیں پر میں نے برتنے دیا انکو اور اُنکے باپ دادوں کو یہاں تک کہ پہنچا اُنکے پاس دین سچا اور رسول کھول کر سنا دینے والا [۲۵]
43	الزُخرُف	30	اور جب پہنچا اُنکے پاس سچا دین کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اُسکو نہ مانیں گے [۲۶]
43	الزُخرُف	31	اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں میں کے [۲۷]
43	الزُخرُف	32	کیا وہ بانٹتے ہیں تیرے رب کی رحمت کو [۲۸] ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی اُن کی دنیا کی زندگانی میں اور بلند کر دیے درجے بعض کے بعض پر کہ ٹھہراتا ہے ایک دوسرے کو خدمتگار [۲۹] اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے جو سمیٹتے ہیں [۳۰]
43	الزُخرُف	33	اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہو جائیں ایک دین پر تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے اُنکے گھروں کے واسطے چھت چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں
43	الزُخرُف	34	اور اُن کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں
43	الزُخرُف	35	اور سونے کے [۳۱] اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر برتنا دنیا کی زندگانی کا اور آخرت تیرے رب کے یہاں اُنہی کیلئے ہیں جو ڈرتے ہیں [۳۲]
43	الزُخرُف	36	اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمٰن کی یاد سے ہم اُس پر مقرر کر دیں ایک شیطان پھر وہ رہے اسکا ساتھی [۳۳]
43	الزُخرُف	37	اور وہ اُنکو روکتے رہتے ہیں راہ سے اور یہ سمجھتےہیں کہ ہم راہ پر ہیں [۳۴]

یہاں تک کہ جب آئے ہمارے پاس کہے کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سا کہ کیا برا ساتھی ہے [۳۵]	38	الزُّخرُف	43
اور کچھ فائدہ نہیں تمکو آج کے دن جبکہ تم ظالم ٹھہر چکے اس بات سے کہ تم عذاب میں شامل ہو [۳۶]	39	الزُّخرُف	43
سو کیا تو سنائے گا بہروں کو یا سمجھائے گا اندھوں کو اور صریح غلطی میں بھٹکتوں کو	40	الزُّخرُف	43
پھر اگر کبھی ہم تجھ کو یہاں سے لیجائیں تو ہمکو ان سے بدلا لینا ہے	41	الزُّخرُف	43
یا تجھ کو دکھا دیں جو اُن سے وعدہ ٹھہرایا ہے تو یہ ہمارے بس میں ہیں	42	الزُّخرُف	43
سو تو مضبوط پکڑ ے رہ اسی کو جو تجھ کو حکم پہنچا تو ہے بیشک سیدھی راہ پر [۳۷]	43	الزُّخرُف	43
اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا [۳۸] اور آگے تم سے پوچھ ہو گی [۳۹]	44	الزُّخرُف	43
اور پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے کبھی ہم نے رکھے ہیں رحمٰن کے سوائے اور حاکم کہ پوجے جائیں [۴۰]	45	الزُّخرُف	43
اور ہم نے بھیجا موسٰی کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس تو کہا میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے رب کا	46	الزُّخرُف	43
پھر جب لایا انکے پاس ہماری نشانیاں وہ تو لگے ان پر ہنسنے [۴۱]	47	الزُّخرُف	43
اور جو دکھاتے گئے ہم انکو نشانی سو پہلی سے بڑی [۴۲] اور پکڑا ہم نے اُنکو تکلیف میں تاکہ وہ باز آئیں [۴۳]	48	الزُّخرُف	43
اور کہنے لگے اے جادوگر [۴۴] پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھلا رکھا ہے تجھ کو ہم ضرور راہ پر آجائیں گے [۴۵]	49	الزُّخرُف	43
پھر جب اٹھا لی ہم نے ان پر سے تکلیف تبھی وہ وعدہ توڑ ڈالتے [۴۶]	50	الزُّخرُف	43
اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں بولا اے میری قوم بھلا میرے ہاتھ میں نہیں حکومت مصر کی اور یہ نہریں چل رہی ہیں میرے محل کے نیچے کیا تم نہیں دیکھتے [۴۷]	51	الزُّخرُف	43
بھلا میں ہوں بھی بہتر اس شخص سے جسکو کچھ عزت نہیں اور صاف نہیں بول سکتا [۴۸]	52	الزُّخرُف	43

43	الزُخرُف	53	پھر کیوں نہ آ پڑے اس پر کنگن سونے کے یا آتے اسکے ساتھ فرشتے پرا باندھ کر [۴۹]
43	الزُخرُف	54	پھر عقل کھو دی اپنی قوم کی پھر اسی کا کہنا مانا مقرر وہ تھے لوگ نافرمان [۵۰]
43	الزُخرُف	55	پھر جب ہم کو غصہ دلایا [۵۱] تو ہم نے اُن سے بدلا لیا پھر ڈبو دیا اُن سب کو
43	الزُخرُف	56	پھر کر ڈالا اُنکو گئے گذرے اور ایک نظیر پچھلوں کے واسطے [۵۲]
43	الزُخرُف	57	اور جب مثال لائے مریم کے بیٹے کی تبھی قوم تیری اس سے چلانے لگتے ہیں
43	الزُخرُف	58	اور کہتے ہیں ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ [۵۳] یہ مثال جو ڈالتے ہیں تجھ پرسو جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو
43	الزُخرُف	59	وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کر دیا اسکو بنی اسرائیل کے واسطے [۵۴]
43	الزُخرُف	60	اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں تمہاری جگہ [۵۵]
43	الزُخرُف	61	اور وہ نشان ہے قیامت کا [۵۶] سو اس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے
43	الزُخرُف	62	اور نہ روک دے تم کو شیطان وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح [۵۷]
43	الزُخرُف	63	اور جب آیا عیسٰی نشانیاں لے کر بولا میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں [۵۸] اور بتلانے کو بعضی وہ چیز جس میں تم جھگڑتے تھے [۵۹] سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
43	الزُخرُف	64	بیشک اللہ جو ہے وہی ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو یہ ایک سیدھی راہ ہے [۶۰]
43	الزُخرُف	65	پھر پھٹ گئے کتنے فرقے انکے بیچ سے [۶۱] سو خرابی ہے گنہگاروں کو آفت سے دکھ والے دن کی
43	الزُخرُف	66	اب یہی ہے کہ راہ دیکھتے ہیں قیامت کی کہ آ کھڑی ہو ان پر اچانک اور انکو خبر بھی نہ ہو [۶۲]
43	الزُخرُف	67	جتنے دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر جو لوگ ہیں ڈر والے [۶۳]
43	الزُخرُف	68	اے بندو میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن اور نہ تم غمگین ہو گے [۶۴]
43	الزُخرُف	69	جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے حکم بردار [۶۵]

43	الزُّخرُف	70	چلے جاؤ بہشت میں تم اور تمہاری عورتیں کہ تمہاری عزت کریں
43	الزُّخرُف	71	لئے پھریں گے انکے پاس رکابیاں سونے کی اور آبخورے [۶۶] اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں [۶۷] اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے
43	الزُّخرُف	72	اور وہی بہشت ہے جو میراث پائی تم نے بدلے میں ان کاموں کے جو کرتے تھے [۶۸]
43	الزُّخرُف	73	تمہارے واسطے ان میں بہت میوے ہیں ان میں سے کھاتے رہو [۶۹]
43	الزُّخرُف	74	البتہ جو لوگ گنہگار ہیں وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں
43	الزُّخرُف	75	نہ ہلکا ہوتا ہے ان پر سے اور وہ اسی میں پڑے ہیں آس ٹوٹے [۷۰]
43	الزُّخرُف	76	اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن تھے وہی بے انصاف [۷۱]
43	الزُّخرُف	77	اور پکاریں گے اے مالک کہیں ہم پر فیصل کر چکے تیرا رب [۷۲] وہ کہے گا تمکو ہمیشہ رہنا ہے [۷۳]
43	الزُّخرُف	78	ہم لائے ہیں تمہارے پاس سچا دین پر تم بہت لوگ سچی بات سے برا مانتے ہو [۷۴]
43	الزُّخرُف	79	کیا انہوں نے ٹھہرائی ہے ایک بات تو ہم بھی کچھ ٹھہرائیں گے [۷۵]
43	الزُّخرُف	80	کیا خیال رکھتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے ان کا بھید اور ان کا مشورہ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے انکے پاس لکھتے رہتے ہیں [۷۶]
43	الزُّخرُف	81	تو کہہ اگر ہو رحمٰن کے واسطے اولاد تو میں سب سے پہلے پوجوں [۷۷]
43	الزُّخرُف	82	پاک ذات ہے وہ رب آسمانوں کا اور زمین کا صاحب عرش کا ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں [۷۸]
43	الزُّخرُف	83	اب چھوڑ دے انکو بک بک کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملیں اپنے اس دن سے جس کا انکو وعدہ دیا ہے [۷۹]
43	الزُّخرُف	84	اور وہی ہے جس کی بندگی ہے آسمان میں اور اسکی بندگی ہے زمین میں اور وہی ہے حکمت والا سب سے خبردار [۸۰]
43	الزُّخرُف	85	اور بڑی برکت ہے اسکی جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے اور اسی کے پاس ہے خبر قیامت کی [۸۱] اور اسی تک پھر کر پہنچ جاؤ گے [۸۲]

43	الزُّخرُف	86	اور اختیار نہیں رکھتے وہ لوگ جنکو یہ پکارتے ہیں سفارش کا مگر جس نے گواہی دی سچی اور انکو خبر تھی [۸۳]
43	الزُّخرُف	87	اور اگر تو ان سے پوچھے کہ انکو کس نے بنایا تو کہیں گے اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں [۸۴]
43	الزُّخرُف	88	قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب یہ لوگ ہیں کہ یقین نہیں لاتے [۸۵]
43	الزُّخرُف	89	سو تو منہ پھیر لے انکی طرف سے اور کہہ سلام ہے [۸۶] اب آخر کو معلوم کر لیں گے [۸۷]
44	الدُّخَان	1	حٰمٓ
44	الدُّخَان	2	قسم ہے اس کتاب واضح کی
44	الدُّخَان	3	ہم نے اسکو اتارا ایک برکت کی رات میں [۱] ہم ہیں کہہ سنانے والے [۲]
44	الدُّخَان	4	اسی میں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا
44	الدُّخَان	5	حکم ہو کر ہمارے پاس سے [۳] ہم ہیں بھیجنے والے [۴]
44	الدُّخَان	6	رحمت سے تیرے رب کی وہی ہے سننے جاننے والا [۵]
44	الدُّخَان	7	رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے اگر تمکو یقین ہے [۶]
44	الدُّخَان	8	کسی کی بندگی نہیں سوائے اسکے جلاتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا [۷]
44	الدُّخَان	9	کوئی نہیں وہ دھوکے میں ہیں کھیلتے [۸]
44	الدُّخَان	10	سو تو انتظار کر اس دن کا کہ لائے آسمان دھواں صریح

44	الدُخَان	11	جو گھیر لیوے لوگوں کو یہ ہے عذاب دردناک [۹]
44	الدُخَان	12	اے رب کھولدے ہم پر سے یہ عذاب ہم یقین لاتے ہیں [۱۰]
44	الدُخَان	13	کہاں ملے اُنکو سمجھنا اور آچکا اُنکے پاس رسول کھول کر سنانے والا
44	الدُخَان	14	پھر اس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا [۱۱]
44	الدُخَان	15	ہم کھولے دیتےہیں یہ عذاب تھوڑی مدت تک تم پھر وہی کرو گے [۱۲]
44	الدُخَان	16	جس دن پکڑیں گے ہم بڑی پکڑ تحقیق ہم بدلا لینے والے ہیں [۱۳]
44	الدُخَان	17	اور جانچ چکے ہیں ہم ان سے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا ان کے پاس رسول عزت والا [۱۴]
44	الدُخَان	18	کہ حوالے کرو میرے بندے خدا کے [۱۵] میں تمہارے پاس آیا ہوں بھیجا ہوا معتبر
44	الدُخَان	19	اور یہ کہ چڑھے نہ جاؤ اللہ کے مقابل میں لاتا ہوں تمہارے پاس سند کھلی ہوئی [۱۶]
44	الدُخَان	20	اور میں پناہ لے چکا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس بات سے کہ تم مجھ کو سنگسار کرو [۱۷]
44	الدُخَان	21	اور اگر تم نہیں یقین کرتے مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ [۱۸]
44	الدُخَان	22	پھر دعا کی اپنے رب سے کہ یہ لوگ گنہگار ہیں
44	الدُخَان	23	پھر لے نکل رات سے میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے [۱۹]
44	الدُخَان	24	اور چھوڑ جا دریا کو تھما ہوا البتہ وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں [۲۰]
44	الدُخَان	25	بہت سے چھوڑ گئے باغ اور چشمے
44	الدُخَان	26	اور کھیتیں اور گھر خاصے
44	الدُخَان	27	اور آرام کا سامان جس میں باتیں بنایا کرتے تھے
44	الدُخَان	28	یونہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہم نے ایک دوسری قوم کے [۲۱]

44	الدُّخَان	29	پھر نہ رویا ان پر آسمان اور زمین [۲۲] اور نہ ملی انکو ڈھیل
44	الدُّخَان	30	اور ہم نے بچا نکالا بنی اسرائیل کو ذلت کی مصیبت سے
44	الدُّخَان	31	جو فرعون کی طرف سے تھی [۲۳] بیشک وہ تھا چڑھ رہا حد سے بڑھ جانے والا [۲۴]
44	الدُّخَان	32	اور اُنکو ہم نے پسند کیا جان بوجھ کر جہان کے لوگوں سے [۲۵]
44	الدُّخَان	33	اور دیں ہم نے انکو نشانیاں جن میں تھی مدد صریح [۲۶]
44	الدُّخَان	34	یہ لوگ کہتے ہیں
44	الدُّخَان	35	اور کچھ نہیں ہمارا یہی مرنا ہے پہلا اور ہمکو پھر اٹھنا نہیں [۲۷]
44	الدُّخَان	36	بھلا لے تو آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو [۲۸]
44	الدُّخَان	37	بھلا یہ بہتر ہیں یا تُبّع کی قوم [۲۹] اور جو اُن سے پہلے تھے ہم نے اُنکو غارت کر دیا بیشک وہ تھے گنہگار [۳۰]
44	الدُّخَان	38	اور ہم نے جو بنایا آسمان اور زمین اور جو اُنکے بیچ ہے کھیل نہیں بنایا
44	الدُّخَان	39	اُنکو تو بنایا ہم نے ٹھیک کام پر بہت لوگ نہیں سمجھتے [۳۱]
44	الدُّخَان	40	تحقیق فیصلہ کا دن وعدہ ہے اُن سب کا [۳۲]
44	الدُّخَان	41	جس دن کام نہ آئے کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ بھی اور نہ اُنکو مدد پہنچے [۳۳]
44	الدُّخَان	42	مگر جس پر رحم کرے اللہ بیشک وہی ہے زبردست رحم والا [۳۴]
44	الدُّخَان	43	مقرر درخت سیہنڈ کا
44	الدُّخَان	44	کھانا ہے گنہگار کا [۳۵]

44	الدُّخَان	45	جیسے پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہے پیٹوں میں
44	الدُّخَان	46	جیسے کھولتا ہوا پانی
44	الدُّخَان	47	پکڑو اسکو اور دھکیل کر لیجاؤ بیچوں بیچ دوزخ کے [۳۶]
44	الدُّخَان	48	پھر ڈالو اُسکے سر پر جلتے پانی کا عذاب [۳۷]
44	الدُّخَان	49	یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار [۳۸]
44	الدُّخَان	50	یہ وہی ہے جس میں تم دھوکے میں پڑے تھے [۳۹]
44	الدُّخَان	51	بیشک ڈرنے والے گھر میں ہیں چین کے [۴۰]
44	الدُّخَان	52	باغوں میں اور چشموں میں
44	الدُّخَان	53	پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی اور گاڑھی ایک دوسرے کے سامنے [۴۱]
44	الدُّخَان	54	اسی طرح ہو گا اور بیاہ دیں گے ہم اُنکو حوریں بڑی آنکھوں والیاں [۴۲]
44	الدُّخَان	55	منگوائیں گے وہاں ہر میوہ دل جمعی سے [۴۳]
44	الدُّخَان	56	نہ چکھیں گے وہاں موت مگر جو پہلے آچکی [۴۴] اور بچایا انکو دوزخ کے عذاب سے
44	الدُّخَان	57	فضل سے تیرے رب کے یہی ہے بڑی مراد ملنی [۴۵]
44	الدُّخَان	58	سو یہ قرآن آسان کیا ہم نے اسکو تیری بولی میں تاکہ وہ یاد رکھیں [۴۶]
44	الدُّخَان	59	اب تو راہ دیکھ وہ بھی راہ تکتے ہیں [۴۷]
45	الجاثیہ	1	حٰمٓ۔
45	الجاثیہ	2	اتارنا کتاب کا ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمتوں والا
45	الجاثیہ	3	بیشک آسمانوں میں اور زمین میں بہت نشانیاں ہیں ماننے والوں کے واسطے [۱]

45	الجاثيہ	4	اور تمہارے بنانے میں اور جس قدر پھیلا رکھے ہیں جانور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتےہیں [۲]
45	الجاثيہ	5	اور بدلنے میں رات دن کے اور وہ جو اتاری اللہ نے آسمان سے روزی [۳] پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد اور بدلنے میں ہواؤں کے نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو سمجھ سےکام لیتے ہیں [۴]
45	الجاثيہ	6	یہ باتیں ہیں اللہ کی ہم سناتے ہیں تجھ کو ٹھیک ٹھیک پھر کونسی بات کو اللہ اور اسکی باتوں کو چھوڑ کر مانیں گے [۵]
45	الجاثيہ	7	خرابی ہے ہر جھوٹے گنہگار کے لئے
45	الجاثيہ	8	کہ سنتا ہے باتیں اللہ کی اسکے پاس پڑھی جاتی ہیں پھر ضد کرتا ہے غرور سے گویا سنا ہی نہیں [۶] سو خوشخبری سنا دے اسکو ایک عذاب دردناک کی
45	الجاثيہ	9	اور جب خبر پائے ہماری باتوں میں سے کسی کی اسکو ٹھہرائے ٹھٹھا ایسوں کو ذلت کا عذاب ہے [۷]
45	الجاثيہ	10	پرے انکے دزوخ ہے اور کام نہ آئے گا انکے جو کمایا تھا ذرا بھی اور نہ وہ کہ جنکو پکڑا تھا اللہ کے سوائے رفیق [۸] اور اُنکے واسطے بڑا عذاب ہے
45	الجاثيہ	11	یہ سجھا دیا اور جو منکر ہیں اپنے رب کی باتوں سے انکے لئے عذاب ہے ایک بلا کا دردناک [۹]
45	الجاثيہ	12	اللہ وہ ہے جس نے بس میں کر دیا تمہارے دریا کو کہ چلیں اس میں جہاز اس کے حکم سے [۱۰] اور تاکہ تلاش کرو اسکے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو [۱۱]
45	الجاثيہ	13	اور کام میں لگا دیا تمہارے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں سب کو اپنی طرف سے [۱۲] اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو دھیان کرتے ہیں [۱۳]
45	الجاثيہ	14	کہہ دے ایمان والوں کو درگذر کریں ان سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی [۱۴] تاکہ وہ سزا دے ایک قوم کو بدلا اس کا جو کماتے تھے [۱۵]
45	الجاثيہ	15	جس نے بھلا کام کیا تو اپنے واسطے اور جس نے برا کیا سو اپنے حق میں [۱۶] پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے [۱۷]
45	الجاثيہ	16	اور ہم نے دی بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری اور کھانے کو دیں ستھری چیزیں [۱۸] اور بزرگی دی انکو جہان پر [۱۹]

45 الجاثیہ 17 اور دیں اُنکو کھلی باتیں دین کی [۲۰] پھر انہوں نے پھوٹ جو ڈالی تو سمجھ آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے بیشک تیرا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن جس بات میں وہ جھگڑتے تھے [۲۱]

45 الجاثیہ 18 پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک رستہ پر دین کے کام کے سو تو اسی پر چل اور مت چل خواہشوں پر نادانوں کی [۲۲]

45 الجاثیہ 19 وہ ہر گز کام نہ آئیں گے تیرے اللہ کے سامنے ذرا بھی [۲۳] اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اللہ رفیق ہے ڈرنے والوں کا [۲۴]

45 الجاثیہ 20 یہ سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کے واسطے اور راہ کی اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں [۲۵]

45 الجاثیہ 21 کیا خیال رکھتے ہیں جنہوں نے کمائی ہیں برائیاں کہ ہم کر دیں گے انکو برابر ان لوگوں کی جو کہ یقین لائے اور کیے بھلے کام ایک سا ہے ان کا جینا اور مرنا برے دعوے ہیں جو کرتے ہیں [۲۶]

45 الجاثیہ 22 اور بنائے اللہ نے آسمان اور زمین جیسے چاہئیں اور تاکہ بدلا پائے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔ [۲۷]

45 الجاثیہ 23 بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو اور راہ سے بچلا دیا اسکو اللہ نے جانتا بوجھتا [۲۸] اور مہر لگا دی اسکے کان پر اوردل پر اور ڈالدی اسکی آنکھ پر اندھیری پھر کون راہ پر لائے اسکو اللہ کے سوائے سو کیا تم غور نہیں کرتے [۲۹]

45 الجاثیہ 24 اور کہتے ہیں اورکچھ نہیں بس یہی ہے ہمارا جینا دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم جو مرتے ہیں سو زمانہ سے [۳۰] اور انکو کچھ خبر نہیں اسکی محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں [۳۱]

45 الجاثیہ 25 اور جب سنائی جاتیں انکو ہماری آیتیں کھلی کھلی اور کچھ دلیل نہیں انکی مگر یہی کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو [۳۲]

45 الجاثیہ 26 تو کہہ کہ اللہ ہی جلاتا ہے تمکو پھر مارے گا تمکو پھر اکھٹا کرے گا تمکو قیامت کے دن تک اس میں کچھ شک نہیں پر بہت لوگ نہیں سمجھتے [۳۳]

45 الجاثیہ 27 اور اللہ ہی کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جس دن قائم ہو گی قیامت اس دن خراب ہوں گے جھوٹے [۳۴]

45 الجاثیہ 28 اور تو دیکھے ہر فرقہ کو کہ بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل [۳۵] ہر فرقہ بلایا جائے اپنے اپنے دفتر کے پاس آج بدلا پاؤ گے جیسا تم کرتے تھے [۳۶]

45	الجاثیہ	29	یہ ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک [۳۷] ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے [۳۸]
45	الجاثیہ	30	سو جو لوگ یقین لائے ہیں اور بھلے کام کیے سو انکو داخل کرے گا ان کا رب اپنی رحمت میں یہ جو ہے یہی ہے صریح مراد ملنی [۳۹]
45	الجاثیہ	31	اور جو منکر ہوئے کیا تمکو سنائی نہ جاتی تھی باتیں میری پھر تم نے غرور کیا اور ہو گئے تم لوگ گنہگار [۴۰]
45	الجاثیہ	32	اور جب کہیے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں تم کہتے تھے ہم نہیں سمجھتے کیا ہے قیامت ہم کو آتا تو ہے ایک خیال سا اور ہم کو یقین نہیں ہوتا [۴۱]
45	الجاثیہ	33	اور کھل جائیں ان پر برائیاں ان کاموں کی جو کئے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے [۴۲]
45	الجاثیہ	34	اور حکم ہو گا کہ آج ہم تم کو بھلا دیں گے جیسے تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو [۴۳] اور گھر تمہارا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار
45	الجاثیہ	35	یہ تم پر اس واسطے کہ تم نے پکڑا اللہ کی باتوں کو ٹھٹھا اور بہکے رہے دنیا کی زندگانی پر [۴۴] سو آج نہ انکو نکالنا منظور ہے وہاں سے اور نہ ان سے مطلوب ہے توبہ [۴۵]
45	الجاثیہ	36	سو اللہ ہی کے واسطے ہے سب خوبی جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا
45	الجاثیہ	37	اور اُسی کیلئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا [۴۶]
46	الاحقاف	1	حٰمٓ۔
46	الاحقاف	2	اتارنا کتاب کا ہے اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے
46	الاحقاف	3	ہم نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ میں ہے سو ٹھیک کام پر اور ایک ٹھہرے وعدہ پر [۱] اور جو لوگ منکر ہیں وہ ڈر کو سن کر منہ پھیر لیتے ہیں [۲]
46	الاحقاف	4	تو کہہ بھلا دیکھو تو جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں [۳] لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم جو چلا آتا ہو اگر ہو تم سچے [۴]
46	الاحقاف	5	اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور انکو خبر نہیں انکے پکارنے کی [۵]

46 الاحقاف 6 اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے انکے دشمن اور ہوں گے انکے پوجنے سے منکر [۶]

46 الاحقاف 7 اور جب سنائی جائیں انکو ہماری باتیں کھلی کھلی کہتے ہیں منکر سچی بات کو جب ان تک پہنچی یہ جادو ہے صریح [۷]

46 الاحقاف 8 کیا کہتے ہیں یہ بنا لایا ہے [۸] تو کہہ اگر میں یہ بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر سکتے اللہ کے سامنے ذرا بھی [۹] اس کو خوب خبر ہے جن باتوں میں تم لگ رہے ہو وہ کافی ہے حق بتانے والا میرے اور تمہارے بیچ [۱۰] اور وہی ہے بخشنے والا مہربان [۱۱]

46 الاحقاف 9 تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا [۱۲] اور مجھ کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھ سے اور تم سے میں اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھ کو اور میرا کام تو یہ ہے ڈر سنا دینا کھول کر [۱۳]

46 الاحقاف 10 تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ آیا ہو اللہ کے یہاں سے اور تم نے اس کو نہیں مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ بنی اسرائیل کا ایک اسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا اور تم نے غرور کیا بیشک اللہ راہ نہیں دیتا گنہگاروں کو [۱۴]

46 الاحقاف 11 اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے اس پر ہم سے پہلے [۱۵] اور جب راہ پر نہیں آئے اسکے بتلانے سے تو یہ اب کہیں گے یہ جھوٹ ہے بہت پرانا [۱۶]

46 الاحقاف 12 اور اس سے پہلے کتاب موسیٰ کی تھی راہ ڈالنے والی اور حمت اور یہ کتاب ہے اسکی تصدیق کرتی [۱۷] عربی زبان میں تاکہ ڈر سنائے گنہگاروں کو اور خوشخبری نیکی والوں کو

46 الاحقاف 13 مقرر جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے تو نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے [۱۸]

46 الاحقاف 14 وہ لوگ ہیں بہشت والے سدا رہیں گے اس میں بدلا ہے ان کاموں کا جو کرتے تھے [۱۹]

46 الاحقاف 15 اور ہم نے حکم کر دیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کا [۲۰] پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اسکو تکلیف سے [۲۱] اور حمل میں رہنا اس کا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے [۲۲] یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ گیا چالیس برس کو [۲۳] کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں نیک کام جس سے تو راضی ہو اور مجھ کو دے نیک اولاد میری میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں حکم بردار [۲۴]

46 الاحقاف 16 یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم قبول کرتے ہیں بہتر سے بہتر کام جو کئے ہیں اور معاف کرتے ہیں ہم برائیاں ان کی رہنے والے جنت کے لوگوں میں سچا وعدہ جو ان سے کیا جاتا تھا [۲۵]

46 الاحقاف 17 اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے [۲۶] کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے اور گزر چکی ہیں بہت جماعتیں مجھ سے پہلے [۲۷] اور وہ دونوں فریاد کرتےہیں اللہ سے کہ اے خرابی تیری تو ایمان لے آ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے [۲۸] پھر کہتا ہے یہ سب نقلیں ہیں پہلوں کی [۲۹]

46 الاحقاف 18 یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر ثابت ہوئی بات عذاب کی شامل اور فرقوں میں جو گذر چکے ہیں ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے [۳۰] بیشک وہ تھے ٹوٹے میں پڑے [۳۱]

46 الاحقاف 19 اور ہر فرقہ کے کئ درجے ہیں اپنے کئے کاموں کے موافق [۳۲] اور تاکہ پورے دے انکو کام انکے اور ان پر ظلم نہ ہو گا [۳۳]

46 الاحقاف 20 اور جس دن لائے جائیں گے منکر آگ کے کنارہ پر ضائع کئے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں اور انکو برت چکے [۳۴] اب آج سزا پاؤ گے ذلت کا عذاب بدلا اس کا جو تم غرور کرتے تھے ملک میں ناحق اور اس کا جو تم نافرمانی کرتے تھے [۳۵]

46 الاحقاف 21 اور یاد کر عاد کے بھائی کو [۳۶] جب ڈرایا اپنی قوم کو احقاف میں [۳۷] اور گذر چکے تھے دڑانے والے اسکے آگے سے اور پیچھے سے کہ بندگی نہ کرو کسی کی اللہ کے سوائے میں ڈرتا ہوں تم پر آفت سے ایک بڑے دن کی [۳۸]

46 الاحقاف 22 بولے کیا تو آیا ہے ہمارے پاس کہ پھیر دے ہمکو ہمارے معبودوں سے سو لے آ ہم پر جو وعدہ کرتا ہے اگر ہے تو سچا [۳۹]

46 الاحقاف 23 کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو پہنچا دیتا ہوں جو کچھ بھیجدیا میرے ہاتھ لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو [۴۰]

46 الاحقاف 24 پھر جب دیکھا اس کو ابر سامنے آیا انکے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا [۴۱] کوئی نہیں یہ تو وہ چیز ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے ہوا ہے جس میں عذاب ہے دردناک [۴۲]

46	الاحقاف	25	اکھاڑ پھینکے ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے پھر کل کو رہ گئ کہ کوئی نظر نہیں آتا تھا سوائے انکے گھروں کے یوں ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو [۴۳]
46	الاحقاف	26	اور ہم نے مقدور دیا تھا انکو ان چیزوں کا جن کا تم کو مقدور نہیں دیا [۴۴] اور ہم نے انکو دیے تھے کان اور آنکھیں اور دل پھر کام نہ آئے انکےکان انکے اور نہ آنکھیں انکی اور نہ دل انکے کسی چیز میں [۴۵] اس لئے کہ منکر ہوتے تھے اللہ کی باتوں سے اور الٹ پڑی ان پر جس بات سے کہ وہ ٹھٹھا کرتے تھے [۴۶]
46	الاحقاف	27	اور ہم غارت کر چکے ہیں جتنی تمہارے آس پاس ہیں بستیاں [۴۷] اور طرح طرح سے پھیر کر سنائیں انکو باتیں تاکہ وہ لوٹ آئیں [۴۸]
46	الاحقاف	28	پھر کیوں نہ مدد پہنچی انکو ان لوگوں کی طرف سے جنکو پکڑ ا تھا اللہ سے ورے معبود بڑے درجے پانے کو [۴۹] کوئی نہیں گم ہو گئے ان سے [۵۰] اور یہ جھوٹ تھا ان کا اور جو اپنے جی سے باندھتے تھے [۵۱]
46	الاحقاف	29	اور جس وقت متوجہ کر دیے ہم نے تیری طرف کتنے اک لوگ جنوں میں سے سننے لگے قرآن پھر جب وہاں پہنچ گئے بولے چپ رہو پھر جب ختم ہوا الٹے پھرے اپنی قوم کو ڈر سناتے ہوئے [۵۲]
46	الاحقاف	30	بولے اے قوم ہماری ہم نے سنی ایک کتاب جو اتری ہے موسیٰ کے بعد [۵۳] سچا کرنے والی سب اگلی کتابوں کو [۵۴] سمجھاتی ہے سچا دین اور ایک راہ سیدھی [۵۵]
46	الاحقاف	31	اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اس پر یقین لاؤ [۵۶] کہ بخشے تمکو کچھ تمہارے گناہ [۵۷] اور بچا دے تمکو ایک عذاب دردناک سے
46	الاحقاف	32	اور جو کوئی نہ مانے گا اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اس کا اسکے سوائے مددگار [۵۸] وہ لوگ بھٹکتے ہیں صریح
46	الاحقاف	33	کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ تھکا انکے بنانے میں [۵۹] وہ قدرت رکھتا ہے کہ زندہ کرے مردوں کو کیوں نہیں وہ ہر چیز کر سکتا ہے [۶۰]

46	الاحقاف	34	اور جس دن سامنے لائیں منکروں کو آگ کے کیا یہ ٹھیک نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی [۶۱] کہا تو چکھو عذاب بدلا اس کا جو تم منکر ہوتے تھے [۶۲]
46	الاحقاف	35	سو تو ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے رسول اور جلدی نہ کر انکے معاملہ میں [۶۳] یہ لوگ جس دن دیکھ لیں گے اس چیز کو جس کا ان سےوعدہ ہے جیسے ڈھیل نہ پائی تھی مگر ایک گھڑی دن کی [۶۴] یہ پہنچا دینا ہے اب وہی غارت ہوں گے جو لوگ نافرمان ہیں [۶۵]
47	محمد	1	جو لوگ کہ منکر ہوئے اور روکا اوروں کو اللہ کی راہ سے [۱] کھو دیے اللہ نے انکے کئے کام [۲]
47	محمد	2	اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام اور مانا اسکو جو اترا محمد پر اور وہی ہے سچا دین انکے رب کی طرف سے ان پر سے اتاریں انکی برائیاں اور سنورا انکا حال [۳]
47	محمد	3	یہ اس لئے کہ جو منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر اور جو یقین لائے انہوں نے مانی سچی بات اپنے رب کی طرف سے یوں بتلاتا ہے اللہ لوگوں کو انکے احوال [۴]
47	محمد	4	سو جب تم مقابل ہو منکروں کے تو مارو گردنیں یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو انکو تو مضبوط باندھ لو قید پھر یا احسان کیجیو اور یا معاوضہ لیجیو [۵] جب تک کہ رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار [۶] یہ سن چکے اور اگر چاہے اللہ تو بدلا لے ان سے پر جانچنا چاہتا ہے تمہارے ایک سے دوسرے کو [۷] اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ ضائع کرے گا وہ انکے کئے کام
47	محمد	5	انکو راہ دے گا اور سنوارے گا ان کا حال [۸]
47	محمد	6	اور داخل کرے گا انکو بہشت میں جو معلوم کرا دی ہے انکو [۹]
47	محمد	7	اے ایمان والو اگر تم مدد کر و گے اللہ کی [۱۰] تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور جما دے گا تمہارے پاؤں [۱۱]
47	محمد	8	اور جو لوگ کہ منکر ہوئے وہ گرے منہ کے بل اور کھو دیے انکے کئے کام [۱۲]

47	محمد	9	یہ اس لئے کہ انکو پسند نہ ہوا جو اتار اللہ نے پھر اکارت کر دیے انکے کئے کام [۱۳]
47	محمد	10	کیا وہ پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھیں کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے ہلاکی ڈالی اللہ نے ان پر اور منکروں کو ملتی رہی ہیں ایسی چیزیں [۱۴]
47	محمد	11	یہ اس لئے کہ اللہ رفیق ہے ان کا جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں ان کا رفیق نہیں کوئی [۱۵]
47	محمد	12	مقرر اللہ داخل کرے گا انکو جو یقین لائے اور کئے بھلے کام باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو لو گ منکر ہیں برت رہے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے کہ کھائیں چوپائے اور آگ ہے گھر ان کا [۱۶]
47	محمد	13	اور کتنی تھیں بستیاں جو زیادہ تھیں زور میں اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو نکالا ہم نے انکو غارت کر دیا پھر کوئی نہیں ان کا مددگار [۱۷]
47	محمد	14	بھلا ایک جو چلتا ہے واضح رستہ پر اپنے رب کے برابر ہے اسکے جسکو بھلا دکھلایا اس کا برا کام اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر [۱۸]
47	محمد	15	احوال اس بہشت کا جس کا وعدہ ہوا ہے ڈرنے والوں سے اس میں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا [۱۹] اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزہ نہیں پھرا [۲۰] اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے پینے والوں کے واسطے [۲۱] اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اترا ہوا [۲۲] اور انکے لئے وہاں سب طرح کے میوےہیں [۲۳] اور معافی ہے انکے رب سے [۲۴] یہ برابر ہے اسکے جو سدا رہے آگ میں اور پلایا جائے انکو کھولتا پانی تو کاٹ نکالے انکی آنتیں [۲۵]
47	محمد	16	اور بعضے ان میں ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف یہاں تک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے کہتے ہیں انکو جنکو علم ملا ہے کیا کہا تھا اس شخص نے ابھی [۲۶] یہ وہی ہیں جنکے دلوں پر مہر لگا دی ہے اللہ نے اور چلے ہیں اپنی خواہشوں پر [۲۷]
47	محمد	17	اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں انکو اور بڑھ گئ اس سے سوجھ اور انکو اس سے ملا بچ کر چلنا [۲۸]
47	محمد	18	اب یہی انتظار کرتے ہیں قیامت کا کہ آ کھڑی ہو ان پر اچانک سو آچکی ہیں اسکی نشانیاں پھر کہاں نصیب ہو گا انکو جب وہ آ پہنچے ان پر سمجھ پکڑنا [۲۹]
47	محمد	19	سو تو جان لے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے [۳۰] اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور گھر تمہارا [۳۱]

47	محمد	20	اور کہتے ہیں ایمان والے کیوں نہ اتری ایک سورت [۳۲] پھر جب اتری ایک سورت جانچی ہوئی [۳۳] اور ذکر ہوا اس میں لڑائی کا تو تو دیکھتا ہے انکو جنکے دل میں روگ ہے تکتے ہیں تیری طرف جیسے تکتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہوا مرنے کے وقت سو خرابی ہے انکی [۳۴]
47	محمد	21	حکم ماننا ہے اور بھلی بات کہنی پھر جب تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں اللہ سے تو ان کا بھلا ہے [۳۵]
47	محمد	22	پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تمکو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں [۳۶]
47	محمد	23	ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کردیا انکو بہرا اور اندھی کردیں اُنکی آنکھیں [۳۷]
47	محمد	24	کیا دھیان نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں انکے قفل [۳۸]
47	محمد	25	بیشک جو لوگ الٹے پھر گئے اپنی پیٹھ پر بعد اسکے کہ ظاہر ہو چکی ان پر سیدھی راہ شیطان نے بات بنائی انکے دل میں اور دیر کے وعدے کئے [۳۹]
47	محمد	26	یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں سے جو بیزار ہیں اللہ کی اتاری کتاب سے ہم تمہاری بات بھی مانیں گے بعضے کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا [۴۰]
47	محمد	27	پھر کیسا ہوگا حال جبکہ فرشتے جان نکالیں گے اُنکی مارتے جاتے ہوں انکے منہ پر اور پیٹھ پر [۴۱]
47	محمد	28	یہ اس لئے کہ وہ چلے اس راہ جس سے اللہ بیزار ہے اور ناپسند کی اسکی خوشی پھر اس نے اکارت کردیے انکے کیے کام [۴۲]
47	محمد	29	کیا خیال رکھتے ہیں وہ لوگ جنکے دلوں میں روگ ہے کہ اللہ ظاہر نہ کر دے گا اُنکے کینے [۴۳]
47	محمد	30	اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ سو تو پہچان تو چکا ہے اُنکو اُنکے چہرہ سے اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے [۴۴] اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے سب کام [۴۵]
47	محمد	31	اور البتہ ہم تم کو جانچیں گے تا معلوم کر لیں جو تم میں لڑائی کرنے والے ہیں اور قائم رہنے والے [۴۶] اور تحقیق کر لیں تمہاری خبریں [۴۷]
47	محمد	32	جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انہوں نے اللہ کی راہ سے اور مخالف ہوگئے رسول سے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ان پر سیدھی راہ نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ اور وہ اکارت کر دے گا انکے سب کام [۴۸]

47	محمد	33	اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول کے اور ضائع مت کرو اپنے کئے ہوئے کام [۴۹]
47	محمد	34	جو لوگ منکر ہوئے اور روکا لوگوں کو اللہ کی راہ سے پھر مر گئے اور وہ منکر ہی رہے تو ہر گز نہ بخشے گا انکو اللہ [۵۰]
47	محمد	35	سو تم بودے نہ ہوئے جاؤ اور (کہ) لگو پکارنے صلح [۵۱] اور تم ہی رہو گے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور نقصان نہ دے گا تمکو تمہارے کاموں میں [۵۲]
47	محمد	36	یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر تم یقین لاؤ گے اور بچ کر چلو گے دے گا تمکو تمہارا بدلا اور نہ مانگے گا تم سے مال تمہارے [۵۳]
47	محمد	37	اگر مانگے تم سے وہ مال پھر تم کو تنگ کرے تو بخل کرنے لگو اور ظاہر کر دے تمہارے دل کی خفگیاں [۵۴]
47	محمد	38	سنتے ہو تم لوگ تمکو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں [۵۵] پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا سو نہ دے گا آپکو [۵۶] اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو [۵۷] اور اگر تم پھر جاؤگے تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے [۵۸]
48	الفتح	1	[۱] ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ
48	الفتح	2	تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے [۲] اور پورا کر دے تجھ پر اپنا احسان [۳] اور چلائے تجھ کو سیدھی راہ [۴]
48	الفتح	3	اور مدد کرے تیری اللہ زبردست مدد [۵]
48	الفتح	4	وہی ہے جس نے اتارا اطمینان دل میں ایمان والوں کے تاکہ اور بڑھ جائے انکو ایمان اپنے ایمان کے ساتھ [۶] اور اللہ کے ہیں سب لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ ہے خبردار حکمت والا [۷]
48	الفتح	5	تاکہ پہنچا دے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتی ہیں انکے نہریں ہمیشہ رہیں ان میں اور اتار دی اُن پر سے اُنکی برائیاں [۸] اور یہ ہے اللہ کے یہاں بڑی مراد ملتی [۹]

48	الفتح	6	اور تاکہ عذاب کرے دغاباز مردوں کو اور دغاباز عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو اور اور شرک والی عورتوں کو [۱۰] جو اٹکلیں کرتے ہیں اللہ پر بری اٹکلیں [۱۱] انہی پر پڑے پھیر مصیبت کا [۱۲] اور غصہ ہوا اللہ اُن پر اور لعنت کی انکو اور تیار کی اُنکے واسطے دوزخ اور بری جگہ پہنچے
48	الفتح	7	اور اللہ کے ہیں سب لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا [۱۳]
48	الفتح	8	ہم نے تجھ کو بھیجا احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا [۱۴]
48	الفتح	9	تاکہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اسکی مدد کرو اور اسکی عظمت رکھو [۱۵] اور اُسکی پاکی بولتے رہو صبح اور شام [۱۶]
48	الفتح	10	تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے اوپر اُنکے ہاتھ کے [۱۷] پھر جو کوئی قول توڑےسو توڑتا ہے اپنے نقصان کو اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جس پر اقرار کیا اللہ سے تو وہ اس کو دے گا بدلہ بہت بڑا [۱۸]
48	الفتح	11	اب کہیں گے تجھ سے پیچھے رہ جانے والے گنوار ہم کام میں لگے رہ گئے اپنے مالوں کے اور گھر والوں کے سو ہمارا گناہ بخشوا [۱۹] وہ کہتے ہیں اپنی زبان سے جو انکے دل میں نہیں [۲۰] تو کہہ کس کا کچھ بس چلتا ہے اللہ سے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے تمہارا نقصان یا چاہے تمہارافائدہ بلکہ اللہ ہے تمہارے سب کاموں سے خبردار [۲۱]
48	الفتح	12	کوئی نہیں تم نے تو خیال کیا تھا کہ پھر کر نہ آئے گا رسول اور مسلمان اپنے گھر کبھی اور کھب گیا تمہارے دل میں یہ خیال اور اٹکل کی تم نے بری اٹکلیں اور تم لوگ تھے تباہ ہونے والے [۲۲]
48	الفتح	13	اور جو کوئی یقین نہ لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے دہکتی آگ
48	الفتح	14	اور اللہ کے لئے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا بخشے جسکو چاہے اور عذاب میں ڈالے جسکو چاہے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان [۲۳]
48	الفتح	15	اب کہیں گے پیچھے رہ گئے ہوئے جب تم چلو گے غنیمتیں لینے کو چھوڑ و ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ چاہتے ہیں کہ بدل دیں اللہ کا کہا تو کہہ دے تم ہمارے ساتھ ہر گز نہ چلو گے یونہی کہہ دیا اللہ نے پہلے سے [۲۴] پھر اب کہیں گے نہیں تم تو جلتے ہو ہمارے فائدہ سے [۲۵] کوئی نہیں پر وہ نہیں سمجھتے ہیں مگر تھوڑا سا [۲۶]

48 الفتح 16 کہہ دے پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے آئندہ تم کو بلائیں گے ایک
قوم پر بڑے سخت لڑنے والے تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہوں گے
پھر اگر حکم مانو گے دے گا تم کو اللہ بدلہ اچھا [۲۷] اور اگر پلٹ جاؤ گے
جیسے پلٹ گئے تھے پہلی بار دے گا تم کو ایک عذاب دردناک [۲۸]

48 الفتح 17 اندھے پر تکلیف نہیں اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف [۲۹]
اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا اس کو داخل کرے گا
باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو کوئی پلٹ جائے اسکو
عذاب دے گا دردناک [۳۰]

48 الفتح 18 تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس
درخت کے نیچے [۳۱] پھر معلوم کیا جو اُنکے جی میں تھا [۳۲] پھر اتارا
اُن پر اطمینان اور انعام دیا اُنکو ایک فتح نزدیک

48 الفتح 19 اور بہت غنیمتیں جنکو وہ لیں گے [۳۳] اور ہے اللہ زبردست حکمت والا
[۳۴]

48 الفتح 20 وعدہ کیا ہے تم سے اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم اُن کو لو گے سو جلدی
پہنچا دی تمکو یہ غنیمت [۳۵] اور روک دیا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے
[۳۶] اور تاکہ ایک نمونہ ہو قدرت کا مسلمانوں کے واسطے [۳۷] اور
چلائے تم کو سیدھی راہ [۳۸]

48 الفتح 21 اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہ آئی وہ اللہ کےقابو میں ہے اور اللہ
ہرچیز کر سکتاہے [۳۹]

48 الفتح 22 اور اگرلڑتے تم سے کافر تو پھیرتے پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی حمایتی اور نہ
مددگار [۴۰]

48 الفتح 23 رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے پہلے سے اور تو ہر گز نہ دیکھے
گا اللہ کی رسم کو بدلتے [۴۱]

48 الفتح 24 اور ہی ہے جس نے روک رکھا اُنکے ہاتھوں کو تم سے اور تمہاے ہاتھوں
کو ان سے بیچ شہر مکہ کے بعد اسکے کہ تمہارےہاتھ لگادیا اُنکو [۴۲]
اور ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا [۴۳]

48 الفتح 25 یہ وہی لوگ ہیں جو منکر ہوئے اور روکا تم کو مسجد حرام سے اور نیاز کی قربانی کو بھی بند پڑی ہوئی اس بات سے کہ پہنچے اپنی جگہ تک [۴۴] اور اگر نہ ہوتے کتنے ایک مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں ایمان والیاں جو تم کو معلوم نہیں یہ خطرہ کہ تم انکو پیس ڈالتے پھر تم پر انکی وجہ سے خرابی پڑ جاتی بیخبری سےکہ اللہ کو داخل کرنا ہے اپنی رحمت میں جسکو چاہے [۴۵] اگر وہ لوگ ایک طرف ہو جاتے تو آفت ڈالتے ہم منکروں پر عذاب دردناک کی [۴۶]

48 الفتح 26 جب رکھی منکروں نے اپنے دلوں میں کد نادانی کی ضد پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا اطمینان اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر [۴۷] اور قائم رکھا انکو ادب کی بات پر اور وہی تھے اسکے لائق اور اس کام کے اور ہے اللہ ہر چیز سے خبردار [۴۸]

48 الفتح 27 اللہ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو خواب تحقیقی کہ تم داخل ہو رہو گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا آرام سے بال مونڈتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے کھٹکے [۴۹] پھر جانا وہ جو تم نہیں جانتے پھر مقرر کر دی اس سے ورے ایک فتح نزدیک [۵۰]

48 الفتح 28 وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر [۵۱] تاکہ اوپر رکھے اسکو ہر دین سے [۵۲] اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا [۵۳]

48 الفتح 29 محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ اسکے ساتھ ہیں زورآور ہیں کافروں پر [۵۴] نرم دل ہیں آپس میں [۵۵] تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشی [۵۶] نشانی اُنکی اُنکے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے [۵۷] یہ شان ہے انکی تورات میں اور مثال انکی انجیل میں [۵۸] جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اُسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر [۵۹] خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو [۶۰] تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا [۶۱] وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے ثواب کا [۶۲]

اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اسکے رسول سے [۱] اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہے جانتا ہے [۲]	1	الحجرات	49
اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو [۳]	2	الحجرات	49
جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جنکے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کے واسطے [۴] انکے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا [۵]	3	الحجرات	49
جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے	4	الحجرات	49
اور اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا اُنکی طرف تو اُنکے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۶]	5	الحجرات	49
اے ایمان والو اگر آئے تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو اپنے کئے پر لگو پچتانے [۷]	6	الحجرات	49
اور جان لو کہ تم میں رسول ہے اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں تو تم پر مشکل پڑے [۸] پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اسکو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی	7	الحجرات	49
اللہ کے فضل سے اور احسان سے [۹] اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمتوں والا ہے [۱۰]	8	الحجرات	49
اور اگر دو فریق مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک ان میں سے دوسرے پر تو تم سب لڑو اس چڑھائی والے سے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو	9	الحجرات	49
مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں سو ملاپ کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو [۱۲]	10	الحجرات	49
اے ایمان والون ٹھٹھا نہ کریں ایک لوگ دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شیاد وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرےکو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے [۱۳] برا نام ہے گنہگاری پیچھے ایمان کے [۱۴] اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف [۱۵]	11	الحجرات	49
اے ایمان والو بچتے رہو بہت تہمتیں کرنے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور برا نہ کہیو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو [۱۶] بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو	12	الحجرات	49

مردہ ہو سو گھن آتا ہے تم کو اس سے [۱۷] اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان [۱۸]

49	الحجرات	13	اے آدمیو ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سےاور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسکی کو بڑی جسکو ادب بڑا [۱۹] اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار [۲۰]
49	الحجرات	14	کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایما ن نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں گھُسا ایمان تمہارے دلوں میں [۲۱] اور اگر هم پر چلو گے اللہ کے اور اسکے رسول کے کاٹ نہ لے گا تمہارے کاموں میں سے کچھ اللہ بخشتا ہے مہربان ہے۔ [۲۲]
49	الحجرات	15	ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اسکے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے [۲۳]
49	الحجرات	16	تو کہہ کیا تم جتلاے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ کو تو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے [۲۴]
49	الحجرات	17	تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے [۲۵] تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو راہ دی ایمان کی اگر سچ کہو [۲۶]
49	الحجرات	18	اللہ جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو [۲۷]
50	قٓ	1	قٓقسم ہے اس قرآن بڑی شان والے کی
50	قٓ	2	بلکہ انکو تعجب ہوا کہ آیا اُنکے پاس ڈر سنانے والا اُنہی میں کا تو کہنے لگے منکر یہ تعجب کی چیز ہے
50	قٓ	3	کیا جب ہم مر چکیں اور ہو جائیں مٹی یہ پھر آنا بہت دور ہے [۱]
50	قٓ	4	ہم کو معلوم ہے جتنا گھٹاتی ہے زمین اُن میں سے [۲] اور ہمارے پاس کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے [۳]
50	قٓ	5	کوئی نہیں پر جھٹلاتے ہیں سچے دین کو جب اُن تک پہنچا سو وہ پڑ رہے ہیں الجھی ہوئی بات میں [۴]
50	قٓ	6	کیا نہیں دیکھتے آسمان کو اپنے اوپر کیساہم نے اسکو بنایا اور رونق دی اور اس میں نہیں کوئی سوراخ [۵]

50	قٓ	7	اور زمین کوپھیلایا اور ڈالے اس میں بوجھ اور اگائی اس میں ہر ہر قسم کی رونق کی چیز
50	قٓ	8	سُجھانے کو اور یاد دلانے کو اُس بندہ کے لئے جو رجوع کرے [۶]
50	قٓ	9	اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی برکت کا پھر اگائے ہم نے اُس سے باغ اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے [۷]
50	قٓ	10	اور کھجوریں لنبی اُن کا خوشہ ہے تہ بہ تہ [۸]
50	قٓ	11	روزی دینے کو بندوں کے اور زندہ کیا ہم نے اُس سے ایک مردہ دیس کو یونہی ہو گا نکل کھڑے ہونا [۹]
50	قٓ	12	جھٹلا چکے ہیں اُن سے پہلے نوح کی قوم اور کنوے والے اور ثمود
50	قٓ	13	اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی
50	قٓ	14	اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم [۱۰] ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو پر ٹھیک پڑا میرا ڈرانا [۱۱]
50	قٓ	15	اب کیا ہم تھک گئے پہلی بار بنا کر کوئی نہیں اُنکو دھوکا ہے ایک نئے بنانے میں [۱۲]
50	قٓ	16	اور البتہ ہم نے بنایا انسان کو اور ہم جانتےہیں جو باتیں آتی رہتی ہیں اُسکے جی میں [۱۳] اور ہم اُس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ [۱۴]
50	قٓ	17	جب لیتے لجاتے ہیں دو لینے والے داہنے بیٹھا اور بائیں بیٹھا [۱۵]
50	قٓ	18	نہیں بولتا کچھ بات جو نہیں ہوتا اُس کے پاس ایک راہ دیکھنے والا تیار [۱۶]
50	قٓ	19	اور وہ آئی بیہوشی موت کی تحقیق [۱۷] یہ وہ ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا [۱۸]
50	قٓ	20	اور پھونکا گیا صور یہ ہے دن ڈرانے کا [۱۹]
50	قٓ	21	اور آیا ہر ایک جی اس کے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا ایک احوال بتانے والا [۲۰]

50	قٓ	تو بیخبر رہا اس دن سے اب کھول دی ہے ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری 22 سو تیری نگاہ آج تیز ہے [۲۱]
50	قٓ	23 اور بولا فرشتہ اسکے ساتھ والا یہ ہے جو میرے پاس تھا حاضر [۲۲]
50	قٓ	24 ڈال دو تم دونوں دوزخ میں ہر ناشکر مخالف کو
50	قٓ	25 نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا شبہ ڈالنے والا [۲۳]
50	قٓ	26 جس نے ٹھہرایا اللہ کے ساتھ اور کو پوجنا سو ڈال دو اُسکو سخت عذاب میں [۲۴]
50	قٓ	27 بولا شیطان اُس کا ساتھی اے رب ہمارےمیں نے اُسکو شرارت میں نہیں ڈالا پر یہ تھا راہ کو بھولا دور پڑا ہوا [۲۵]
50	قٓ	28 فرمایا جھگڑا نہ کرو میرے پاس اور میں پہلےہی ڈرا چکا تھا تم کو عذاب سے [۲۶]
50	قٓ	29 بدلتی نہیں بات میرے پاس اور میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر [۲۷]
50	قٓ	30 جس دن ہم کہیں دوزخ کو تو بھر بھی چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے [۲۸]
50	قٓ	31 اور نزدیک لائی جائے بہشت ڈرنے والوں کے واسطے دور نہیں [۲۹]
50	قٓ	32 یہ ہے جس کا وعدہ ہوا تھا تم سے ہر ایک رجوع رہنے والے یاد رکھنے والے کے واسطے
50	قٓ	33 جو ڈرا رحمٰن سے بن دیکھے اور لایا دل رجوع ہونے والا
50	قٓ	34 چلے جاؤ اس میں سلامت [۳۰] یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا [۳۱]
50	قٓ	اُنکے واسطے ہے وہاں جو چاہیں اور ہمارے پاس ہے کچھ دیا وہ بھی [۳۲] 35
50	قٓ	36 اور کتنی تباہ کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں کہ انکی قوت زبردست تھی اُن سے پھر لگے کریدنے شہروں میں کہیں ہے بھاگ جانے کو ٹھکانہ [۳۳]
50	قٓ	37 اس میں سوچنے کی جگہ ہے اُسکو جسکے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر [۳۴]
50	قٓ	38 اور ہم نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے بیچ میں ہے چھ دن میں [۳۵] اور ہم کو نہ ہوا کچھ تکان [۳۶]

50	قٓ	39	سو تو سہتا رہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اور پاکی بولتا رہ خوبیاں اپنے رب کی پہلے سورج نکلنے سے اور پہلے ڈوبنے سے [۳۷]
50	قٓ	40	اور کچھ رات میں بول اسکی پاکی [۳۸] اور پیچھے سجدہ کے [۳۹]
50	قٓ	41	اور کان رکھ جس دن پکارے پکارنے والا نزدیک کی جگہ سے [۴۰]
50	قٓ	42	جس دن سُنیں گے چنگھاڑ محقق وہ ہے دن نکل پڑنے کا [۴۱]
50	قٓ	43	ہم ہیں جِلاتے اور مارتے اور ہم تک ہے سب کو پہنچنا [۴۲]
50	قٓ	44	جس دن زمین پھٹ کر نکل پڑیں وہ سب دوڑتے ہوئے یہ اکٹھا کرنا ہم کو آسان ہے [۴۳]
50	قٓ	45	ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اور تو نہیں ہے اُن پر زور کرنے والا سو توسمجھا قرآن سے اُس کو جو ڈرے میرے ڈرانے سے [۴۴]
51	الذّریٰت	1	قسم ہے اُن ہواؤں کی جو بکھیرتی ہیں اڑا کر
51	الذّریٰت	2	پھر اٹھانے والیاں بوجھ کو
51	الذّریٰت	3	پھر چلنے والیاں نرمی سے
51	الذّریٰت	4	پھر بانٹنے والیاں حکم سے [۱]
51	الذّریٰت	5	بیشک جو وعدہ کیا ہے تم سے سچ ہے
51	الذّریٰت	6	اور بیشک انصاف ہونا ضرور ہے [۲]
51	الذّریٰت	7	قسم ہے آسمان جالدار (جالیدار) کی [۳]
51	الذّریٰت	8	تم پڑ رہے ہو ایک جھگڑے کی بات میں
51	الذّریٰت	9	اُس سے باز رہے وہی جو پھیرا گیا [۴]

مارے پڑے اٹکل دوڑانے والے [۵]	10	الذّریٰت	51
وہ جو غفلت میں ہیں بھول رہے [۶]	11	الذّریٰت	51
پوچھتے ہیں کب ہے دن انصاف کا [۷]	12	الذّریٰت	51
جس دن وہ آگ پر الٹے سیدھے پڑیں گے	13	الذّریٰت	51
چکھو مزا اپنی شرارت کا یہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے [۸]	14	الذّریٰت	51
البتہ ڈرنے والے باغوں میں ہیں اور چشموں میں	15	الذّریٰت	51
لیتے ہیں جو دیا اُنکو اُنکے رب نے [۹] وہ تھے اس سے پہلے نیکی والے [۱۰]	16	الذّریٰت	51
وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے	17	الذّریٰت	51
اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگنے والے [۱۱]	18	الذّریٰت	51
اور اُنکے مال میں حصہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوئے کا [۱۲]	19	الذّریٰت	51
اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے واسطے	20	الذّریٰت	51
اور خود تمہارے اندر سو کیا تم کو سوجھتا نہیں [۱۳]	21	الذّریٰت	51
اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا [۱۴]	22	الذّریٰت	51
سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کی کہ یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو [۱۵]	23	الذّریٰت	51
کیا پہنچی ہے تجھ کو بات ابراہیم کے مہمانوں کی جو عزت والے تھے [۱۶]	24	الذّریٰت	51
جب اندر پہنچے اُسکے پاس تو بولے سلام وہ بولا سلام ہے یہ لوگ ہیں اوپرے [۱۷]	25	الذّریٰت	51
پھر دوڑا اپنے گھر کو تو لے آیا ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا	26	الذّریٰت	51

51	الذّریٰت	27	پھر اُنکے سامنے رکھا کہا کیوں تم کھاتے نہیں [۱۸]
51	الذّریٰت	28	پھر جی میں گھبرایا اُن کے ڈر سے بولے تو مت ڈر اور خوشخبری دی اُسکو ایک لڑکے ہوشیار کی [۱۹]
51	الذّریٰت	29	پھر سامنے سے آئی اسکی عورت بولتی ہوئی پھر پیٹا اپنا ماتھا اور کہنے لگی کہیں بڑھیا بانجھ [۲۰]
51	الذّریٰت	30	وہ بولے یوں ہی کہا تیرے رب نے وہ جو ہے وہی ہے حکمت والا خبردار [۲۱]
51	الذّریٰت	31	بولا پھر کیا مطلب ہے تمہارا اے بھیجے ہوؤ [۲۲]
51	الذّریٰت	32	وہ بولے ہم کو بھیجا ہے ایک گنہگار قوم پر
51	الذّریٰت	33	کہ چھوڑیں ہم اُن پر پتھر مٹی کے [۲۳]
51	الذّریٰت	34	نشان پڑے ہوئے تیرے رب کے یہاں سے حد سے نکل چلنے والوں کے لئے [۲۴]
51	الذّریٰت	35	پھر بچا نکالا ہم نے جو تھا وہاں ایمان والا
51	الذّریٰت	36	پھر نہ پایا ہم نے اس جگہ سوائے ایک گھر کے مسلمانوں سے [۲۵]
51	الذّریٰت	37	اور باقی رکھا ہم نے اُس میں نشان اُن لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں عذاب دردناک سے [۲۶]
51	الذّریٰت	38	اور نشانی ہے موسٰی کے حال میں جب بیجھا ہم نے اُسکو فرعون کے پاس دے کر کھلی سند [۲۷]
51	الذّریٰت	39	پھر اُس نے منہ موڑ لیا اپنے زور پر اور بولا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ [۲۸]
51	الذّریٰت	40	پھر پکڑا ہم نے اُسکو اور اُسکے لشکروں کو پھر پھینک دیا اُنکو دریا میں اور اُس پر لگا الزام [۲۹]
51	الذّریٰت	41	اور نشانی ہے عاد میں جب بھیجی ہم نے اُن پر ہوا خیر سے خالی
51	الذّریٰت	42	نہیں چھوڑتی کسی چیز کو جس پر گذرے کہ نہ کر ڈالے اسکو جیسے چورا [۳۰]
51	الذّریٰت	43	اور نشانی ہے ثمود میں جب کہا اُنکو برت لو ایک وقت تک [۳۱]
51	الذّریٰت	44	پھر شرارت کرنے لگے اپنے رب کے حکم سے پھر پکڑا اُنکو کڑک نے اور وہ دیکھتے تھے

51	الذّريٰت	45	پھر نہ ہو سکا اُن سے کہ اٹھیں اور نہ ہوئے کہ بدلا لیں [۳۲]
51	الذّريٰت	46	اور ہلاک کیا نوح کی قوم کو اس سے پہلے تحقیق وہ تھے لوگ نافرمان [۳۳]
51	الذّريٰت	47	اور بنایا ہم نے آسمان ہاتھ کے بل سے اور ہم کو سب مقدور ہے [۳۴]
51	الذّريٰت	48	اور زمین کو بچھایا ہم نے سو کیا خوب بچھانا جانتے ہیں ہم [۳۵]
51	الذّريٰت	49	اور ہر چیز کے بنائے ہم نے جوڑے تاکہ تم دھیان کرو [۳۶]
51	الذّريٰت	50	سو بھاگو اللہ کی طرف میں تم کو اُسکی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر
51	الذّريٰت	51	اور مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اور کسی کو معبود میں تم کو اُسکی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر [۳۷]
51	الذّريٰت	52	اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو رسول آیا اُس کو یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ [۳۸]
51	الذّريٰت	53	کیا یہی وصیت کر مرےہیں ایک دوسرے کو کوئی نہیں پر یہ لوگ شریر ہیں [۳۹]
51	الذّريٰت	54	سو تو لوٹ آنکی طرف سے اب تجھ پر نہیں ہے الزام
51	الذّريٰت	55	اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو [۴۰]
51	الذّريٰت	56	اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو [۴۱]
51	الذّريٰت	57	میں نہیں چاہتا اُن سے روزینہ اور نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلائیں
51	الذّريٰت	58	اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط [۴۲]
51	الذّريٰت	59	سو ان گنہگاروں کا بھی ڈول بھر چکا ہے جیسے ڈول بھرا اُنکے ساتھیوں کا اب مجھ سے جلدی نہ کریں [۴۳]
51	الذّريٰت	60	سو خرابی ہے منکروں کو اُنکے اس دن سے جس کا اُن سے وعدہ ہو چکا ہے [۴۴]
52	الطّور	1	قسم ہے طور کی [۱]
52	الطّور	2	اور لکھی ہوئی کتاب کی

52	الطور	3	کشادہ ورق میں [۲]
52	الطور	4	اور آباد گھر کی [۳]
52	الطور	5	اور اونچی چھت کی [۴]
52	الطور	6	اور اُبلتے ہوئے دریا کی [۵]
52	الطور	7	بیشک عذاب تیرے رب کا ہو کر رہے گا
52	الطور	8	اُسکو کوئی نہیں ہٹانے والا [۶]
52	الطور	9	جس دن لرزے آسمان کپکپا کر [۷]
52	الطور	10	اور پھریں پہاڑ چل کر [۸]
52	الطور	11	سو خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کو
52	الطور	12	جو باتیں بناتے ہیں کھیلتے ہوئے [۹]
52	الطور	13	جس دن کہ دھکیلے جائیں دوزخ کی طرف دھکیل کر
52	الطور	14	یہ ہے وہ آگ جسکو تم جھوٹ جانتے تھے [۱۰]
52	الطور	15	اب بھلا یہ جادو ہے یا تم کو نہیں سوجھتا [۱۱]
52	الطور	16	چلے جاؤ اسکے اندر پھر تم صبر کرو یا نہ صبر کرو تم کو برابر ہے وہی بدلا پاؤ گے جو کچھ تم کرتے تھے [۱۲]
52	الطور	17	جو ڈرنے والے ہیں وہ باغوں میں ہے اور نعمت میں
52	الطور	18	میوے کھاتے ہوئے جو اُنکو دیے اُنکے رب نے اور بچایا اُنکے رب نے دوزخ کے عذاب سے [۱۳]
52	الطور	19	کھاؤ اور پیو رچتا ہوا بدلا اُن کاموں کا جو تم کرتے تھے
52	الطور	20	تکیہ لگائے بیٹھے تختوں پر برابر بچھے ہوئے قطار باندھ کر [۱۴] اور بیاہ دیں ہم اُنکو حوریں بڑی آنکھوں والیاں

52	الطور	21	اور جو لوگ یقین لائے اور اُنکی راہ پر چلی اُنکی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے اُن تک اُنکی اولاد کو اور گھٹایا نہیں ہم نے اُن سے ان کا کیا ذرا بھی [۱۵] ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے [۱۶]
52	الطور	22	اور تار لگا دیا ہم نے اُن پر میووں کا اور گوشت کا جس چیز کو جی چاہے [۱۷]
52	الطور	23	جھپٹتے ہیں وہاں پیالا نہ بکنا ہے اُس شراب میں اور نہ گناہ میں ڈالنا [۱۸]
52	الطور	24	اور پھرتے ہیں اُنکے پاس چھوکرے اُنکے گویا وہ موتی ہیں اپنے غلاف کے اندر [۱۹]
52	الطور	25	اور منہ کیا بعضوں نے دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے ہوئے
52	الطور	26	بولے ہم بھی تھے اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرتے رہتے
52	الطور	27	پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچا دیا ہم کو لوُ کے عذاب سے
52	الطور	28	ہم پہلےسے پکارتے تھے اُسکو بیشک وہی ہے نیک سلوک والا مہربان [۲۰]
52	الطور	29	اب تو سمجھا دے کہ تو اپنے رب کے فضل سےنہ جنوں سےخبر لینے والا ہے اور نہ دیوانہ [۲۱]
52	الطور	30	کیا کہتےہیں یہ شاعر ہے ہم منتظر ہیں اُس پر گردش زمانہ کے [۲۲]
52	الطور	31	تو کہہ تم منتظر رہو کہ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں [۲۳]
52	الطور	32	کیا اُنکی عقلیں یہی سکھلاتی ہیں اُنکو یا یہ لوگ شرارت پر ہیں [۲۴]
52	الطور	33	یا کہتے ہیں یہ قرآن خود بنا لایا ہے کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے
52	الطور	34	پھر چاہئے کہ لے آئیں کوئی بات اسی طرح کی اگر وہ سچے ہیں [۲۵]
52	الطور	35	کیا وہ بن گئے ہیں آپ ہی آپ یا وہی ہیں بنانے والے
52	الطور	36	یا انہوں نے بنایا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے [۲۶]
52	الطور	37	کیا اُنکے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے یا وہی داروغہ ہیں [۲۷]

52	الطّور	38	کیا اُنکے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر سُن آتے ہیں تو چاہیے کہ لے آئے جو سنتا ہے اُن میں ایک سند کھلی ہوئی [۲۸]
52	الطّور	39	کیا اُسکے یہاں بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے [۲۹]
52	الطّور	40	کیا تو مانگتا ہے اُن سے کچھ بدلا سو ان پر تاوان کا بوجھ ہے [۳۰]
52	الطّور	41	کیا انکو خبر ہے بھید کی سو وہ لکھ رکھتے ہیں [۳۱]
52	الطّور	42	کیا چاہتےہیں کہ کچھ داؤ کرنا سو جو منکر ہیں وہی آتے ہیں داؤ میں [۳۲]
52	الطّور	43	کیا اُن کا کوئی حاکم ہے اللہ کے سوائے وہ اللہ پاک ہے اُنکے شریک بنانے سے [۳۳]
52	الطّور	44	اور اگر دیکھیں ایک تختہ آسمان سے گرتا ہوا کہیں یہ بادل ہے گاڑھا [۳۴]
52	الطّور	45	سو تو چھوڑ دے اُنکو یہاں تک کہ دیکھ لیں اپنے اُس دن کو جس میں اُن پر پڑے گی بجلی کی کڑک
52	الطّور	46	جس دن کام نہ آئے گا اُنکو اُن کا داؤ ذرا بھی اور نہ اُنکو مدد پہنچے گی [۳۵]
52	الطّور	47	اور اِن گنہگاروں کے لئے ایک عذاب ہے اُس سے ورے پر بہت اُن میں کے نہیں جانتے [۳۶]
52	الطّور	48	اور تو ٹھہرا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے [۳۷] اور پاکی بیان کر اپنے رب کی خوبیاں جس وقت تو اٹھتا ہے [۳۸]
52	الطّور	49	اور کچھ رات میں بول اُسکی پاکی اور پیٹھ پھیرتے وقت تاروں کے [۳۹]
53	النجم	1	قسم ہے تارے کی جب گرے [۱]
53	النجم	2	بہکا نہیں تمہارا رفیق اور نہ بے راہ چلا [۲]
53	النجم	3	اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے
53	النجم	4	یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا [۳]
53	النجم	5	اُسکو سکھلایا ہے سخت قوتوں والے نے زورآور نے [۴]

53	النجم	6	پھر سیدھا بیٹھا
53	النجم	7	اور وہ تھا اُونچے کنارے پر آسمان کے [۵]
53	النجم	8	پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا
53	النجم	9	پھر رہ گیا فرق دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک
53	النجم	10	پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندہ پر جو بھیجا [۶]
53	النجم	11	جھوٹ نہیں کہا رسول کے دل نے جو دیکھا [۷]
53	النجم	12	اب کیا تم اُس سے جھگڑتے ہو اُس پر جو اُس نے دیکھا [۱۸]
53	النجم	13	اور اُسکو اُس نے دیکھا ہے اترتے ہوئے ایک بار اور بھی
53	النجم	14	سدرۃ المنتہٰی کے پاس
53	النجم	15	اُس کے پاس ہے بہشت آرام سے رہنے کی [۹]
53	النجم	16	جب چھا رہا تھا اُس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا [۱۰]
53	النجم	17	بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی [۱۱]
53	النجم	18	بیشک دیکھے اُس نے اپنے رب کے بڑے نمونے [۱۲]
53	النجم	19	بھلا دیکھو تو لات اور عزّیٰ کو
53	النجم	20	اور منات تیسرے پچھلے کو [۱۳]
53	النجم	21	کیا تم کو تو ملے بیٹے اور اُسکو بیٹیاں
53	النجم	22	یہ بانٹا تو بہت بھونڈا [۱۴]
53	النجم	23	یہ سب نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے اللہ نے نہیں اتاری اُنکی کوئی سند [۱۵] محض اٹکل پرچلتے ہیں اور جو جیوں کی امنگ ہے اور پہنچی ہے اُنکو اُنکے رب سے راہ کی سوجھ [۱۶]

53	النجم	24	کہیں آدمی کو ملتا ہے جوکچھ چاہے
53	النجم	25	سو اللہ کے ہاتھ ہے سب بھلائی پچھلی اور پہلی [۱۷]
53	النجم	26	اور بہت فرشتے ہیں آسمانوں میں کچھ کام نہیں آتی اُنکی سفارش مگر جب حکم دے اللہ جسکے واسطے چاہے اور پسند کرے [۱۸]
53	النجم	27	جو لوگ یقین نہیں رکھتے آخرت کا وہ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے زنانے نام
53	النجم	28	اور اُنکو اُس کی کچھ خبر نہیں محض اٹکل پر چلتےہیں اوراٹکل کچھ کام نہ آئے ٹھیک بات میں [۱۹]
53	النجم	29	سو تو دھیان نہ کر اُس پر جو منہ موڑے ہماری یاد سے اور کچھ نہ چاہے مگر دنیا کا جینا
53	النجم	30	بس یہیں تک پہنچی اُنکی سمجھ [۲۰] تحقیق تیرا رب ہی خوب جانے اُسکو جو بہکا اُسکی راہ سے اور وہی خوب جانے اُسکو جو راہ پر آیا [۲۱]
53	النجم	31	اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں تاکہ وہ بدلا دے برائی والوں کو اُنکے کئے کا اور بدلا دے بھلائی والوں کو بھلائی سے [۲۲]
53	النجم	32	جو کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بیحیائی کے کاموں سے مگر کچھ آلودگی [۲۳] بیشک تیرے رب کی بخشش میں بڑی سمائی ہے [۲۴] وہ تم کو خوب جانتا ہے جب بنا نکالا تم کو زمین سے اور جب تم بچے تھے ماں کے پیٹ میں سو مت بیان کر اپنی خوبیاں وہ خوب جانتا ہے اُس کو جو بچ کرچلا [۲۵]
53	النجم	33	بھلا تو نے دیکھا اُس کو جس نے منہ پھیر لیا [۲۶]
53	النجم	34	اور لایا تھوڑا سا اور سخت نکلا [۲۷]
53	النجم	35	کیا اُسکے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ دیکھتا ہے [۲۸]
53	النجم	36	کیا اسکو خبر نہیں پہنچی اُسکی جو ہے ورقوں میں موسٰی کے
53	النجم	37	اور ابراہیم کے جس نے کہ اپنا قول پورا اتارا [۲۹]

53	النجم	38	کہ اٹھاتا نہیں کوئی اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا [۳۰]
53	النجم	39	اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اُس نے کمایا [۳۱]
53	النجم	40	اور یہ کہ اُسکی کمائی اُسکو دکھلانی ضرور ہے
53	النجم	41	پھر اُسکو بدلا ملنا ہے اُس کا پورا بدلا [۳۲]
53	النجم	42	اور یہ کہ تیرے رب تک سب کو پہنچنا ہے [۳۳]
53	النجم	43	اور یہ کہ وہی ہے ہنساتا اور رلاتا
53	النجم	44	اور یہ کہ وہی ہے مارتا اور جلاتا
53	النجم	45	اور یہ کہ اُس نے بنایا جوڑا نر اور مادہ [۳۴]
53	النجم	46	ایک بوند سے جب ٹپکائی جائے
53	النجم	47	اور یہ کہ اُس کے ذمہ ہے دوسری دفعہ اٹھانا [۳۵]
53	النجم	48	اور یہ کہ اُس نے دولت دی اور خزانہ [۳۶]
53	النجم	49	اور یہ کہ وہی ہے رب شعریٰ کا [۳۷]
53	النجم	50	اور یہ کہ اُس نے غارت کیا عاد پہلے کو [۳۸]
53	النجم	51	اور ثمود کو پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا
53	النجم	52	اور نوح کی قوم کو پہلے ان سے وہ تو تھے اور بھی ظالم اور شریر [۳۹]
53	النجم	53	اور اُلٹی بستی کو پٹک دیا
53	النجم	54	پھر آ پڑا اس پرجو کچھ کہ آ پڑا [۴۰]
53	النجم	55	اب تو کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلائے گا [۴۱]

53	النجم	56	یہ ایک ڈر سنانے والا ہے پہلے سنانے والوں میں کا [۴۲]
53	النجم	57	آ پہنچی آنے والی
53	النجم	58	کوئی نہیں اُسکو اللہ کے سوائے کھول کر دکھانے والا [۴۳]
53	النجم	59	کیا تمکو اس بات سےتعجب ہوا ہے
53	النجم	60	اور ہنستےہو اور روتے نہیں
53	النجم	61	اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو [۴۴]
53	النجم	62	سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی [۴۵]
54	القمر	1	پاس آ لگی قیامت اور پھٹ گیا چاند [۱]
54	القمر	2	اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو ٹلا جائیں اورکہیں یہ جادو ہے پہلے سے چلا آتا [۲]
54	القمر	3	اور جھٹلایا اور چلے اپنی خوشی پر اور ہر کام ٹھہرا رکھا ہے وقت پر [۳]
54	القمر	4	اور پہنچ چکے ہیں اُنکے پاس احوال جن میں ڈانٹ ہو سکتی ہے [۴]
54	القمر	5	پوری عقل کی بات ہے پھر اُن میں کام نہیں کرتے ڈر سنانے والے
54	القمر	6	سو تو ہٹ آ اُنکی طرف سے [۵] جس دن پکارے پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف [۶]
54	القمر	7	آنکھیں جھکائے [۷] نکل پڑیں قبروں سے جیسے ٹڈی پھیلی ہوئی
54	القمر	8	دوڑتے جائیں اُس پکارنے والے کے پا س [۸] کہتے جائیں مُنکر یہ دن مشکل آیا [۹]
54	القمر	9	جھٹلا چکی ہے اُن سے پہے نوح کی قوم پھر جھوٹا کہا ہمارے بندے کو اور بولے دیوانہ ہے اور جھڑک لیا اُسکو [۱۰]

54	القمر	10	پھر پکارا اپنے رب کو کہ میں عاجز ہو گیا ہوں تو بدلا لے [١١]
54	القمر	11	پھر ہم نے کھول دئے دہانے آسمان کے پانی ٹوٹ کر برسنے والے سے
54	القمر	12	اور بہا دیے زمین پر چشمے پھر مل گیا سب پانی ایک کام پر جو ٹھہر چکا تھا [١٢]
54	القمر	13	اور ہم نے اُسکو سوار کر دیا ایک تختوں اور کیلوں والی (کشتی) پر
54	القمر	14	بہتی تھی ہماری آنکھوں کےسامنے [١٣] بدلا لینے کو اس کی طرف سے جسکی قدر نہ جانی تھی [١۴]
54	القمر	15	اور اُسکو ہم نے رہنے دیا نشانی کے لئے پھر کوئی ہے سوچنے والا [١۵]
54	القمر	16	پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا [١۶]
54	القمر	17	اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہےکوئی سوچنے والا [١٧]
54	القمر	18	جھٹلایا عاد نے پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا
54	القمر	19	ہم نے بھیجی اُن پر ہوا تند ایک نحوست کے دن جو چلے گئ [١٨]
54	القمر	20	اکھاڑ مارا لوگوں کو گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی [١٩]
54	القمر	21	پھر کیسا رہا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا
54	القمر	22	اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا
54	القمر	23	جھٹلایا ثمود نے ڈر سنانے والوں کو [٢٠]
54	القمر	24	پھر کہنے لگے کیا ایک آدمی ہم میں کا اکیلا ہم اس کے کہے پر چلیں گے تو تو ہم غلطی میں پڑے اور سودا میں [٢١]
54	القمر	25	کیا اتری اُسی پر نصیحت ہم سب میں سے کوئی نہیں یہ جھوٹ ہے بڑائی مارتا ہے [٢٢]
54	القمر	26	اب جان لیں گے کل کو کون ہے جھوٹا بڑائی مارنے والا [٢٣]

54	القمر	27	ہم بھیجتے ہیں اونٹنی اُنکے جانچنے کے واسطے [۲۴] سو انتظار کر اُن کا اور سہتا رہ [۲۵]
54	القمر	28	اور سنا دے اُنکو کہ پانی کا بانٹا ہے اُن میں ہر باری پر پہنچنا چاہئے [۲۶]
54	القمر	29	پھر پکارا انہوں نے اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا اور کاٹ ڈالا [۲۷]
54	القمر	30	پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا
54	القمر	31	ہم نے بھیجی اُن پر ایک چنگھاڑ پھر رہ گئے جیسے روندی ہوئی باڑ کانٹوں کی [۲۸]
54	القمر	32	اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا
54	القمر	33	جھٹلایا لوط کی قوم نے ڈر سنانے والے کو [۲۹]
54	القمر	34	ہم نے بھیجی اُن پر آندھی پتھر برسانے والی سوائے لوط کے گھر کے انکو ہم نے بچا دیا پچھلی رات سے
54	القمر	35	فضل سے اپنی طرف کے ہم یوں بدلا دیتے ہیں اسکو جو حق مانے [۳۰]
54	القمر	36	اور وہ ڈرا چکا تھا اُنکو ہماری پکڑ سے پھر لگے مکرانے ڈرانے کو [۳۱]
54	القمر	37	اور اُس سے لینے لگے اُسکے مہمانوں کو پس ہم نے مٹا دیں اُن کی آنکھیں اب چکھو میرا عذاب اور ڈرانا [۳۲]
54	القمر	38	اور پڑ ا اُن پر صبح کو سویرے عذاب جو ٹھہر چکا تھا
54	القمر	39	اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا [۳۳]
54	القمر	40	اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا
54	القمر	41	اور پہنچے فرعون والوں کے پاس ڈرانے والے [۳۴]
54	القمر	42	جھٹلایا انہوں نے ہماری نشانیوں کو سب کو پھر پکڑا ہم نے انکو پکڑنا زبردست کا قابو میں لے کر [۳۵]
54	القمر	43	اب تم میں جو منکر ہیں کیا یہ بہتر ہیں اُن سب سے یا تمہارے لئے فارغ خطی لکھدی گئ ورقوں میں

54	القمر	44	کیا کہتے ہیں ہم سب کا مجمع ہے بدلا لینے والا [۳۶]
54	القمر	45	اب شکست کھائے گا یہ مجمع اور بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر [۳۷]
54	القمر	46	بلکہ قیامت ہے اُنکے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی [۳۸]
54	القمر	47	جو لوگ گنہگار ہیں غلطی میں پڑے ہیں اور سودا میں
54	القمر	48	جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں اوندھے منہ چکھو مزا آگ کا [۳۹]
54	القمر	49	ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر [۴۰]
54	القمر	50	اور ہمارا کام تو یہی ایک دم کی بات ہے جیسے لپک نگاہ کی [۴۱]
54	القمر	51	اور ہم برباد کر چکے ہیں تمہارے ساتھ والوں کو پھر ہے کوئی سوچنے والا [۴۲]
54	القمر	52	اور جو چیز انہوں نے کی ہے لکھی گئ ورقوں میں [۴۳]
54	القمر	53	اور ہر چھوٹا اور بڑا لکھا جا چکا [۴۴]
54	القمر	54	جو لوگ ڈرنے والے ہیں باغوں میں ہیں اور نہروں میں
54	القمر	55	بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جس کا سب پر قبضہ ہے [۴۵]
55	الرحمٰن	1	رحمٰن نے
55	الرحمٰن	2	سکھلایا قرآن [۱]
55	الرحمٰن	3	بنایا آدمی
55	الرحمٰن	4	پھر سکھلایا اُسکو بات کرنا [۲]
55	الرحمٰن	5	سورج اور چاند کیلئے ایک حساب ہے [۳]
55	الرحمٰن	6	اور جھاڑ اور درخت مشغول ہیں سجدہ میں [۴]

55	الرحمٰن	7	اور آسمان کو اونچا کیا اور رکھی ترازو
55	الرحمٰن	8	کہ زیادتی نہ کرو ترازو میں
55	الرحمٰن	9	اور سیدھی ترازو تولو انصاف سے اور مت گھٹاؤ تول کو [۵]
55	الرحمٰن	10	اور زمین کو بچھایا واسطے خلق کے [۶]
55	الرحمٰن	11	اس میں میوہ ہے اور کھجوریں جنکے میوہ پر غلاف
55	الرحمٰن	12	اور اُس میں اناج ہے جسکے ساتھ بھُس ہے اور پھول خوشبودار [۷]
55	الرحمٰن	13	پھر کیا کیا نعمتیں رب اپنے کی جھٹلاؤ گے تم دونوں [۸]
55	الرحمٰن	14	بنایا آدمی کو کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا
55	الرحمٰن	15	اور بنایا جن کو آگ کی لپٹ سے [۹]
55	الرحمٰن	16	پھر کیا کیا نعمتیں رب اپنے کی جھٹلاؤ گے تم دونوں [۱۰]
55	الرحمٰن	17	مالک دو مشرق کا اور مالک دو مغرب کا [۱۱]
55	الرحمٰن	18	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	19	دو دریا مل کر چلنے والے
55	الرحمٰن	20	اُن دونوں میں ہے ایک پر وہ جو ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے [۱۲]
55	الرحمٰن	21	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	22	نکلتا ہے اُن دونوں سے موتی اورمونگا
55	الرحمٰن	23	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	24	اور اُسی کے ہیں جہاز اونچے کھڑے دریا میں جیسے پہاڑ [۱۳]

55	الرحمٰن	25	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	26	جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے
55	الرحمٰن	27	اور باقی رہے گا منہ تیرےرب کا بزرگی اور عظمت والا [۱۴]
55	الرحمٰن	28	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	29	اُس سے مانگتے ہیں جو کوئی ہیں آسمانوں میں اور زمین میں ہر روز اُس کو ایک دھندا ہے [۱۵]
55	الرحمٰن	30	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	31	ہم جلد فارغ ہونے والے ہیں تمہارے طرف اے دو بھاری قافلو
55	الرحمٰن	32	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	33	اور گروہ جنوں کے اور انسانوں کے اگر تم سے ہو سکے کہ نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل بھاگو نہیں نکل سکنے کےبدون سند کے [۱۶]
55	الرحمٰن	34	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے [۱۷]
55	الرحمٰن	35	چھوڑے جائیں تم پر شعلے آگ کے صاف اور دھواں ملے ہوئے پھر تم بدلہ نہیں لے سکتے [۱۸]
55	الرحمٰن	36	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے [۱۹]
55	الرحمٰن	37	پھر جب پھٹ جائے آسمان تو ہو جائے گلابی جیسے نری (تیل کی تلچھٹ) [۲۰]
55	الرحمٰن	38	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	39	پھر اُس دن پوچھ نہیں اُس کے گناہ کی کسی آدمی سے اور نہ جن سے [۲۱]
55	الرحمٰن	40	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	41	پہنچانے پڑیں گے گنہگار اپنے چہرے سے [۲۲] پھر پکڑ ا جائے گا پیشانی کے بال سے اور پاؤں سے [۲۳]

55	الرحمٰن	42	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	43	یہ دوزخ ہے جسکو جھوٹ بتاتے تھے گنہگار [۲۴]
55	الرحمٰن	44	پھریں گے بیچ اُس کے اور کھولتے پانی کے [۲۵]
55	الرحمٰن	45	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	46	اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اُسکے لئے ہیں دو باغ [۲۶]
55	الرحمٰن	47	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	48	جن میں بہت سی شاخیں [۲۷]
55	الرحمٰن	49	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	50	اُن دونوں میں دو چشمے بہتے ہیں [۲۸]
55	الرحمٰن	51	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	52	اُن دونوں میں ہر میوہ قسم قسم کا ہو گا
55	الرحمٰن	53	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	54	تکیہ لگائے بیٹھے بچھونوں پر جن کے استر تافتے کے [۲۹] اور میوہ اُن باغوں کا جھک رہا [۳۰]
55	الرحمٰن	55	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	56	اُن میں عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں نہیں قربت کی اُن سے کسی آدمی نے اُن سے پہلے اور نہ کسی جن نے [۳۱]
55	الرحمٰن	57	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	58	وہ کیسی جیسے کہ لعل اور مُونگا [۳۲]

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے	59	الرحمٰن	55
اور کیا بدلا ہے نیکی کا مگر نیکی [۳۳]	60	الرحمٰن	55
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے	61	الرحمٰن	55
اور اُن دو کے سوائے اور دو باغ ہیں [۳۴]	62	الرحمٰن	55
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے	63	الرحمٰن	55
گہرے سبز جیسے سیاہ [۳۵]	64	الرحمٰن	55
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے	65	الرحمٰن	55
اُن میں دو چشمے ہیں ابلتے ہوئے	66	الرحمٰن	55
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے	67	الرحمٰن	55
اُن میں میوے ہیں اور کھجوریں اور انار [۳۶]	68	الرحمٰن	55
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے	69	الرحمٰن	55
ان سب باغوں میں اچھی عورتیں ہیں خوبصورت [۳۷]	70	الرحمٰن	55
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے	71	الرحمٰن	55
حوریں ہیں رکی رہنے والی خیموں میں [۳۸]	72	الرحمٰن	55
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے	73	الرحمٰن	55
نہیں ہاتھ لگایا انکو کسی آدمی نے اُن سے پہلے اور نہ کسی جن نے	74	الرحمٰن	55
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے	75	الرحمٰن	55
تکیہ لگئے بیٹھے سبز مسندوں پر اور قیمتی بچھونے نفیس پر	76	الرحمٰن	55

55	الرحمٰن	77	پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
55	الرحمٰن	78	بڑی برکت ہے نام کو تیرے رب کے جو بڑائی والا اورعظمت والا ہے [۳۹]
56	الواقعۃ	1	جب ہو پڑے ہو پڑنے والی
56	الواقعۃ	2	نہیں ہے اُسکے ہو پڑے میں کچھ جھوٹ [۱]
56	الواقعۃ	3	پست کرنے والی ہے بلند کرنے والی [۲]
56	الواقعۃ	4	جب لرزے زمین کپکپا کر
56	الواقعۃ	5	اور ریزہ ریزہ ہوں پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر
56	الواقعۃ	6	پھر ہو جائیں غبار اڑتا ہوا [۳]
56	الواقعۃ	7	اور ہو جاؤ تین قسم پر [۴]
56	الواقعۃ	8	پھر داہنے والے کیا خوب ہیں داہنے والے [۵]
56	الواقعۃ	9	اور بائیں والے کیا برے لوگ ہیں بائیں والے [۶]
56	الواقعۃ	10	اور اگاڑی والے تو اگاڑی والے
56	الواقعۃ	11	وہ لوگ ہیں مقرب
56	الواقعۃ	12	باغوں میں نعمت کے [۷]
56	الواقعۃ	13	انبوہ ہے پہلوں میں سے
56	الواقعۃ	14	اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے [۸]
56	الواقعۃ	15	بیٹھے ہیں جڑاؤ تختوں پر [۹]
56	الواقعۃ	16	تکیہ لگائےاُن پر ایک دوسرے کے سامنے [۱۰]

56	الواقعة	17	لئے پھرتے ہیں اُنکے پاس لڑکے سدا رہنے والے [۱۱]
56	الواقعة	18	آبخورے اور کوزے اور پیالہ نتھری شراب کا
56	الواقعة	19	جس سے نہ سر دکھے اور نہ بکواس لگے [۱۲]
56	الواقعة	20	اور میوہ جونسا پسند کر لیں
56	الواقعة	21	اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے [۱۳]
56	الواقعة	22	اور عورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں
56	الواقعة	23	جیسے موتی کے دانے اپنے غلاف کے اندر [۱۴]
56	الواقعة	24	بدلہ اُن کاموں کا جو کرتے تھے
56	الواقعة	25	نہیں سنیں گے وہاں بکواس اور گناہ کی بات
56	الواقعة	26	مگر ایک بولنا سلام سلام [۱۵]
56	الواقعة	27	اور داہنے والے کیا کہنے داہنے والوں کے
56	الواقعة	28	رہتے ہیں بیری کے درختوں میں جن میں کانٹا نہیں [۱۶]
56	الواقعة	29	اور کیلے تہہ پر تہہ
56	الواقعة	30	اور سایہ لنبا [۱۷]
56	الواقعة	31	اور پانی بہتا ہوا
56	الواقعة	32	اور میوہ بہت
56	الواقعة	33	نہ اُس میں سے ٹوٹا اور نہ روکا ہوا [۱۸]
56	الواقعة	34	اور بچھونے اونچے [۱۹]

56	الواقعة	35	ہم نے اٹھایا اُن عورتوں کو ایک اچھے اٹھان پر
56	الواقعة	36	پھر کیا اُنکو کنواریاں
56	الواقعة	37	پیار دلانے والیاں ہم عمر
56	الواقعة	38	واسطے داہنے والوں کے [۲۰]
56	الواقعة	39	انبوہ ہے پہلوں میں سے
56	الواقعة	40	اور انبوہ ہے پچھلوں میں سے [۲۱]
56	الواقعة	41	اور بائیں والے کیسے بائیں والے
56	الواقعة	42	تیز بھاپ میں اور جلتے پانی میں
56	الواقعة	43	اور سایہ میں دھوئیں کے
56	الواقعة	44	نہ ٹھنڈا اور نہ عزت کا [۲۲]
56	الواقعة	45	وہ لوگ تھے اس سے پہلے خوشحال
56	الواقعة	46	اور ضد کرتے تھے اُس بڑے گناہ پر [۲۳]
56	الواقعة	47	اور کہا کرتے تھے کیا جب ہم مر گئے اور ہو چکے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے
56	الواقعة	48	اور کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی [۲۴]
56	الواقعة	49	تو کہہ دے کہ اگلے اور پچھلے
56	الواقعة	50	سب اکٹھے ہونے والے ہیں ایک دن مقرر کے وقت پر [۲۵]
56	الواقعة	51	پھر تم جو ہو اے بہکے ہوؤ جھٹلانے والو
56	الواقعة	52	البتہ کھاؤ گے ایک درخت سینڈھے سے

56	الواقعة	53	پھر بھرو گے اس سے پیٹ [۲۶]
56	الواقعة	54	پھر پیو گے اُس پر ایک جلتا پانی
56	الواقعة	55	پھر پیو گے جیسے پئیں اونٹ تونسے ہوئے [۲۷]
56	الواقعة	56	یہ مہمانی ہے اُنکی انصاف کے دن [۲۸]
56	الواقعة	57	ہم نے تم کو بنایا پھر کیوں نہیں سچ مانتے [۲۹]
56	الواقعة	58	بھلا دیکھو تو جو پانی تم ٹپکاتے ہو
56	الواقعة	59	اب تم اُسکو بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے [۳۰]
56	الواقعة	60	ہم ٹھہرا چکے تم میں مرنا [۳۱] اور ہم عاجز نہیں
56	الواقعة	61	اس بات سے کہ بدلے میں لے آئیں تمہاری طرح کے لوگ اور اٹھا کھڑا کریں تم کو وہاں جہاں تم نہیں جانتے [۳۲]
56	الواقعة	62	اور تم جان چکے ہو پہلا اٹھان پھر کیوں نہیں یاد کرتے [۳۳]
56	الواقعة	63	بھلا دیکھو تو جو تم بوتے ہو
56	الواقعة	64	کیا تم اُسکو کر تے ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کر دینے والے [۳۴]
56	الواقعة	65	اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اُسکو روندا ہوا گھانس پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے
56	الواقعة	66	ہم تو قرضدار رہ گئے
56	الواقعة	67	بلکہ ہم بے نصیب ہو گئے [۳۵]
56	الواقعة	68	بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو
56	الواقعة	69	کیا تم نے اتارا اُسکو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے [۳۶]
56	الواقعة	70	اگر ہم چاہیں کر دیں اُسکو کھارا پھر کیوں نہیں احسان مانتے [۳۷]

56	الواقعة	71	بھلا دیکھو تو آگ جس کو تم سلگاتے ہو
56	الواقعة	72	کیا تم نے پیدا کیا اُس کا درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے [۳۸]
56	الواقعة	73	ہم نے ہی تو بنایا وہ درخت یاد دلانے کو [۳۹] اور برتنے کو جنگل والوں کے [۴۰]
56	الواقعة	74	سو بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا [۴۱]
56	الواقعة	75	سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی [۴۲]
56	الواقعة	76	اور یہ قسم ہے اگر سمجھو تو بڑی قسم
56	الواقعة	77	بیشک یہ قرآن ہے عزت والا
56	الواقعة	78	لکھا ہوا ہے ایک پوشیدہ کتاب میں
56	الواقعة	79	اُس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں [۴۳]
56	الواقعة	80	اتارا ہوا ہے اپنے پروردگار عالم کی طرف سے [۴۴]
56	الواقعة	81	اب کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو
56	الواقعة	82	اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اُسکو جھٹلاتے ہو [۴۵]
56	الواقعة	83	پھر کیوں نہیں جس وقت جان پہنچے حلق کو
56	الواقعة	84	اور تم اُس وقت دیکھ رہے ہو
56	الواقعة	85	اور ہم اُسکے پاس ہیں تم سے زیادہ پر تم نہیں دیکھتے
56	الواقعة	86	پھر کیوں نہیں اگر تم نہیں ہو کسی کے حکم میں
56	الواقعة	87	تو کیوں نہیں پھیر لیتے اُس روح کو اگر ہو تم سچے [۴۶]

56	الواقعۃ	88	سو جو اگر وہ مردہ ہوا مقرب لوگوں میں
56	الواقعۃ	89	تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ نعمت کا
56	الواقعۃ	90	اور جو اگر وہ ہوا داہنے والوں میں
56	الواقعۃ	91	تو سلامتی پہنچے تجھ کو داہنے والوں سے [۴۷]
56	الواقعۃ	92	اور جو اگر وہ ہوا جھٹلانے والوں بہکنے والوں میں سے
56	الواقعۃ	93	تو مہمانی ہے جلتا پانی
56	الواقعۃ	94	اور ڈالنا آگ میں [۴۸]
56	الواقعۃ	95	بیشک یہ بات یہی ہے لائق یقین کے [۴۹]
56	الواقعۃ	96	سو بول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا ہے [۵۰]
57	الحدید	1	اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں [۱] اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا
57	الحدید	2	اُسی کے لئے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے [۲]
57	الحدید	3	وہی ہے سب سے پہلا اور سب سے پچھلا [۳] اور باہر اور اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے [۴]
57	الحدید	4	وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا تخت پر [۵] جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اُس سے نکلتا ہے [۶] اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ اُس میں چڑھتا ہے [۷] اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اُسکو دیکھتا ہے [۸]
57	الحدید	5	اُسی کے لئے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام [۹]

57 الحدید 6 داخل کرتا ہے رات کو دن مین اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں [۱۰] اور اُسکو خبر ہے جیوں کی بات کی [۱۱]

57 الحدید 7 یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور خرچ کرو اُس میں سے جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اپنا نائب کر کر [۱۲] سو جو لوگ تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اُنکو بڑا ثواب ہے [۱۳]

57 الحدید 8 اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہیں لاتے اللہ پر اور رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے تم سے عہد پکا اگر ہو تم ماننے والے [۱۴]

57 الحدید 9 وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور اللہ تم پر نرمی کرنے والا ہے مہربان [۱۵]

57 الحدید 10 اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی کو بچ رہتی ہر شے آسمانوں میں اور زمین میں [۱۶] برابر نہیں تم میں جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے [۱۷] اور لڑائی کی اُن لوگوں کا درجہ بڑا ہے اُن سے جو کہ خرچ کریں اُسکے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا [۱۸] اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو [۱۹]

57 الحدید 11 کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھی طرح پھر وہ اُسکو دونا کر دے اُسکے واسطے اور اُسکو ملے ثواب عزت کا [۲۰]

57 الحدید 12 جس دن تو دیکھے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو دوڑتی ہوئی چلتی ہے اُنکی روشنی اُنکے آگے اور ان کے داہنے [۲۱] خوشخبری ہے تم کو آج کے دن باغ ہیں کہ نیچے بہتی ہیں جنکے نہریں سدا رہو اُن میں یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد ملنی [۲۲]

57 الحدید 13 جس دن کہیں گے دغاباز مرد اور عورتیں ایمان والوں کو راہ دیکھو ہماری ہم بھی روشنی لے لیں تمہارے نور سے کہ کوئی کہے گا لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈ لو روشنی پھر کھڑی کر دی جائے اُنکے بیچ میں ایک دیوار

57 الحدید 14 یہ اُن کو پکاریں گے کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ [۲۴] کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے بچلا دیا اپنے آپ کو اور راہ دیکھتے رہے اور دھوکے میں پڑے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر یہاں تک کہ آ پہنچا حکم اللہ کا اور تم کو بہکا دیا اللہ کے نام سے اُس دغاباز نے [۲۵]

57 الحدید 15 سو آج تم سے قبول نہ ہو گا فدیہ دینا اور نہ منکروں سے تم سب کا گھر دوزخ ہے وہی ہے رفیق تمہاری اور بری جگہ جا پہنچے [۲۶]

57 الحدید 16 کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کو کہ گڑگڑائیں اُنکے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین [۲۷] اور نہ ہوں اُن جیسے جنکو کتاب ملی تھی اس سے پہلے پھر دراز گذری ان پر مدت پھر سخت ہو گئے اُنکے دل اور بہت

اُن میں نافرمان ہیں [۲۸]

57	الحديد	17	جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اُسکے مرجانے کے بعد ہم نے کھول کر سنا دیے تم کو پتے اگر تم کو سمجھ ہے [۲۹]
57	الحديد	18	تحقیق جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں مرد اور عورتیں اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح اُنکو ملتا ہے دونا اور اُنکو ثواب ہے عزت کا [۳۰]
57	الحديد	19	اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اُسکے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس اُنکے واسطے ہے اُن کا ثواب اور اُنکی روشنی [۳۱] اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری باتوں کو وہ ہیں دوزخ کے لوگ [۳۲]
57	الحديد	20	جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی جیسے حالت ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اُس کا سبزہ پھر زور پر آتا ہے پھر تو
57	الحديد	21	دوڑو اپنے رب کی معافی کی طرف کو اور بہشت کو [۳۴] جس کا پھیلاؤ ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا [۳۵] تیار رکھی ہے واسطے اُنکے جو یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسولوں پر یہ فضل اللہ کا ہے دے اُسکو جسکو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے [۳۶]
57	الحديد	22	کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں اور نہ تمہاری جانوں میں جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں پہلے اس سےکہ پیدا کریں ہم اُسکو دنیا میں [۳۷] بیشک یہ اللہ پر آسان ہے [۳۸]
57	الحديد	23	تاکہ تم غم نہ کھایا کرو اُس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کیا کرو اُس پر جو تم کو اُس نے دیا [۳۹] اور اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا
57	الحديد	24	وہ جو کہ آپ نہ دیں اور سکھلائیں لوگوں کو بھی نہ دینا [۴۰] اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ آپ ہے بے پروا سب خوبیوں کے ساتھ موصوف [۴۱]
57	الحديد	25	ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دیکر اور اتاری اُنکے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر [۴۲] اور ہم نے اتارا لو ہا [۴۳] اُس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں [۴۴] اور تاکہ معلوم کرے اللہ کون مدد کرتا ہے اُسکے رسولوں کی بن دیکھے [۴۵] بیشک اللہ زوآور ہے زبردست [۴۶]

57	الحدید	26	اور ہم نے بھیجا نوح کو اور ابراہیم کو اور ٹھہرا دی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب [۴۷] پھر کوئی اُن میں راہ پر ہے اور بہت اُن میں نافرمان ہیں [۴۸]
57	الحدید	27	پھر پیچھے بھیجے اُنکے قدموں پر اپنے رسول [۴۹] اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو اور اُسکو ہم نے دی انجیل [۵۰] اور رکھ دی اُس کے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی اور مہربانی [۵۱] اور ایک ترک کرنا دنیا کا جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی ہم نے نہیں لکھا تھا یہ اُن پر مگر کیاچاہنے کو اللہ کی رضامندی پھر نہ نباہا اُسکو جیسا چاہئے تھا نباہنا [۵۲] پھر دیا ہم نے اُن لوگوں کو جو اُن میں ایماندار تھے اُنکا بدلا اور بہت اُن میں نافرمان ہں [۵۳]
57	الحدید	28	اے یمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اُسکے رسول پر دے گا تم کو دو حصے اپنی رحمت سے اور رکھ دے گا تم میں روشنی جس کو لئے پھرو اور تم کو معاف کرے گا اور اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان [۵۴]
57	الحدید	29	تا کہ نہ جانیں کتاب والے کہ پا نہیں سکتے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے اور یہ کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسکو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے [۵۵]
58	المجادلۃ	1	سن لی اللہ نے بات اُس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے اپنے خاوند کے حق میں اور جھینکتی تھی اللہ کے آگے [۱] اور اللہ سنتا تھا سوال و جواب تم دونوں کا بیشک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے [۲]
58	المجادلۃ	2	جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی عورتوں کو وہ نہیں ہو جاتیں اُنکی مائیں اُنکی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے اُنکو جنا اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹی [۳] اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے [۴]
58	المجادلۃ	3	اور جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو پھر کرنا چاہیں وہی کام جسکو کہا ہے تو آزاد کرنا چاہئے ایک بردہ پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگائیں [۵] اس سے تم کو نصیحت ہو گی [۶] اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو [۷]
58	المجادلۃ	4	پھو جو کوئی نہ پائے تو روزے ہیں دو مہینے کے لگاتار [۸] پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں پھر جو کوئی یہ نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا [۹] یہ حکم اس واسطے کہ تابعدار ہو جاؤ اللہ کے اور اُسکے

رسول کے [۱۰] اور یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی اور منکروں کے واسطے عذاب ہے دردناک

58 المجادلۃ 5 جو لوگ کہ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اُسکے رسول کی وہ خوار ہوئے جیسے کہ خوار ہوئے ہیں وہ لوگ جو اُن سے پہلے تھے اور ہم نے اتاری ہیں آیتیں بہت صاف اور منکروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا [۱۱]

58 المجادلۃ 6 جس دن کہ اٹھائے گا اللہ ان سب کو پھر جتلائے گا اُنکو اُنکے کئے کام [۱۲] اللہ نے وہ سب گن رکھی ہیں اور وہ بھول گئے اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز [۱۳]

58 المجادلۃ 7 تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا اُن میں چھٹا اور نہ اُس سے کم اور

58 المجادلۃ 8 تو نے نہ دیکھا اُن لوگوں کو جنکو منع ہوئی کانا پھوسی پھر بھی وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں باتیں کرتے ہیں گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی [۱۵] اور جب آئیں تیرے پاس تجھ کو وہ دعا دیں جو دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے اور کہتے ہیں اپنے دل میں کیوں نہیں عذاب کرتا ہم کو اللہ اُس پر جو ہم کہتے ہیں کافی ہے اُنکو دوزخ داخل ہوں گے اس میں سو بری جگہ پہنچے [۱۶]

58 المجادلۃ 9 اے ایمان والو جب تم کان میں بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی اور بات کرو احسان کی اور پرہیزگاری کی [۱۷] اور ڈرتے رہو اللہ سے جسکے پاس تم کو جمع ہو نا ہے [۱۸]

58 المجادلۃ 10 یہ جو ہے کانا پھوسی سو شیطان کا کام ہے تاکہ دلگیر کرے ایمان والوں کو اور وہ اُن کا کچھ نہ بگاڑے گا بدون اللہ کے حکم کے اور اللہ پر چاہئے کہ بھروسہ کریں ایمان والے [۱۹]

58 المجادلۃ 11 اے ایمان والو جب کوئی تم کو کہے کہ کھل کر بیٹھو [۲۰] مجلسوں میں تو کھل جاؤ اللہ کشادگی دے تم کو [۲۱] اور جب کوئی کہے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو [۲۲] اللہ بلند کرے گا اُنکے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور علم انکے درجے [۲۳] اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو [۲۴]

58 المجادلۃ 12 اے ایمان والو جب تم کان میں بات کہنا چاہو رسول سے تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۲۵]

58 المجادلۃ 13 کیا تم ڈر گئے کہ آگے بھیجا کرو کان کی بات سے پہلے خیراتیں سو جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے معاف کردیا تم کو تو اب قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ کے اور اُسکے رسول کے اور اللہ کو خبر

58	المجادلۃ	14	کیا تو نے دیکھا اُن لوگوں کو جو دوست ہوئے ہیں اُس قوم کے جن پر غصہ ہوا ہے اللہ کا [۲۷] نہ وہ تم میں ہیں اور نہ اُن میں ہیں [۲۸] اور قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ بات پر اور اُنکو خبر ہے [۲۹]
58	المجادلۃ	15	تیار رکھا ہے اللہ نے اُنکے لئے سخت عذاب [۳۰] بیشک وہ برے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں [۳۱]
58	المجادلۃ	16	بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال پھر روکتےہیں اللہ کی راہ سے تو اُنکو ذلت کا عذاب ہے
58	المجادلۃ	17	کام نہ آئیں گے اُنکو اُنکے مال اور نہ اُنکی اولاد اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی وہ لوگ ہیں دوزخ کے وہ اُسی میں پڑے رہیں گے [۳۲]
58	المجادلۃ	18	جس دن جمع کرے گا اللہ اُن سب کو پھر قسمیں کھائیں گے اُسکے آگے جیسے کھاتے ہیں تمہارے آگے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں [۳۳] سنتا ہے وہی ہیں اصل جھوٹے [۳۴]
58	المجادلۃ	19	قابو کر لیا ہے اُن پر شیطان نے پھر بھلا دی اُنکو اللہ کی یاد [۳۵] وہ لوگ ہیں گروہ شیطان کا سنتا ہے جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں [۳۶]
58	المجادلۃ	20	جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اُسکے رسول کا وہ لوگ ہیں سب سے بےقدر لوگوں میں
58	المجادلۃ	21	اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہوں گا اور میرے رسول بیشک اللہ زورآور ہے زبردست [۳۷]
58	المجادلۃ	22	تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اُسکے رسول کے خواہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے اُنکے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان [۳۸] اور اُنکی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے [۳۹] اور داخل کرے گا اُنکو باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے اُن میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی [۴۰] وہ لوگ ہیں گروہ اللہ کا سنتا ہے جو گروہ ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے [۴۱]
59	الحشر	1	اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا [۱]

59	الحشر	2	وہی ہے جس نے نکال دیا اُنکو جو منکر ہیں کتاب والوں میں اُنکے گھروں سے [۲] پہلے ہی اجتماع پر لشکر کے [۳] تم نہ اٹکل کرتے تھے کہ نکلیں گے اور وہ خیال کرتے تھے کہ اُنکو بچا لیں گے اُنکے قلعے اللہ کے ہاتھ سے پھر پہنچا اُن پر اللہ جہاں سے اُنکو خیال نہ تھا اور ڈال دی اُنکے دلوں میں دھاک [۴] اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں [۵] سو عبرت پکڑو اے آنکھ والو [۶]
59	الحشر	3	اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ لکھ دیا تھا اللہ نے اُن پر جلاوطن ہونا تو اُنکو عذاب دیتا دنیا میں اور آخرت میں ہے اُنکے لئے آگ کا عذاب [۷]
59	الحشر	4	یہ اس لئے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ سے تو اللہ کا عذاب سخت ہے [۸]
59	الحشر	5	جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت یا رہنے دیا کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے [۹] اور تاکہ رسوا کرے نافرمانوں کو [۱۰]
59	الحشر	6	اور جو مال کہ لوٹا دیا اللہ نے اپنے رسول پر اُن سے سو تم نے نہیں دوڑائے اُس پر گھوڑے اور نہ اونٹ ولیکن اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے [۱۱]
59	الحشر	7	جو مال لوٹایا اللہ نے اپنے رسول پر بستیوں والوں سے سو اللہ کے واسطے اور رسول کے [۱۲] اور قرابت والے کے [۱۳] اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسافر کے تاکہ نہ آئے لینے دینے میں دولتمندوں کے تم میں سے [۱۴] اور جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو [۱۵] اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے [۱۶]
59	الحشر	8	واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے ہوئے آتے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اُسکی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اسکے رسول کی وہ لوگ
59	الحشر	9	اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں ان سے پہلے سے [۱۸] وہ محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ کر آئے انکے پاس [۱۹] اور نہیں پاتے اپنے دل میں تنگی اس چیز سے جو مہاجرین کو دی جائے اور مقدم رکھتے ہیں اُنکو اپنی جان سے اور اگر چہ ہو اپنے اوپر فاقہ [۲۰] اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہ لوگ ہیں مراد پانے والے [۲۱]

59	الحشر	10	اور واسطے ان لوگوں کے جو آئے اُنکے بعد [۲۲] کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں بیر ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان [۲۳]
59	الحشر	11	کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دغاباز ہیں کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو کافر ہیں اہل کتاب میں سے اگر تم کو کوئی نکال دے گا تو ہم بھی نکلیں گے تمہارےساتھ اور کہا نہ مانیں گے کسی کا تمہارے معاملہ میں کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے [۲۴] اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں [۲۵]
59	الحشر	12	اگر وہ نکالے جائیں یہ نہ نکلیں گے اُنکے ساتھ اور اگر اُن سےلڑائی ہوئی یہ نہ مدد کریں گے اُنکی [۲۶] اور اگر مدد کریں گے تو بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر پھر کہیں نہ مدد پائیں گے [۲۷]
59	الحشر	13	البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہے اُنکے دلوں میں اللہ کے ڈر سے یہ ا سلئے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے [۲۸]
59	الحشر	14	لڑ نہ سکیں گے تم سے سب مل کر مگر بستیوں کےکوٹ میں یا دیواروں کی اوٹ میں [۲۹] اُنکی لڑائی آپس میں سخت ہے [۳۰] تو سمجھے وہ اکھٹے ہیں اور اُنکے دل جدا جدا ہو رہے ہیں یہ اس لئے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے [۳۱]
59	الحشر	15	جیسے قصہ اُن لوگوں کا جو ہو چکے ہیں اُن سے پہلے قریب ہی چکھی اُنہوں نے سزا اپنے کام کی اور اُنکے لئے عذاب دردناک ہے [۳۲]
59	الحشر	16	جیسے قصہ شیطان کا جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہو گیا کہے میں الگ ہوں تجھ سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب ہے سارے جہان کا
59	الحشر	17	پھر انجام دونوں کا یہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں ہمیشہ رہیں اُسی میں اور یہی ہے سزا گنہگاروں کی [۳۳]
59	الحشر	18	اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے [۳۴] اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو [۳۵]
59	الحشر	19	اور مت ہو اُن جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو پر اللہ نے بھلا دیے اُنکو اُن کے جی وہ لوگ وہی ہیں نافرمان [۳۶]

59	الحشر	20	برابر نہیں دوزخ والے اور بہشت والے بہشت والے جو ہیں وہی ہیں مراد پانے والے [۳۷]
59	الحشر	21	اگر ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو تُو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے [۳۸] اور یہ مثالیں ہم سناتے ہیں لوگوں کو تاکہ وہ غور کریں [۳۹]
59	الحشر	22	وہ اللہ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے وہ ہے بڑا مہربان رحم والا
59	الحشر	23	وہ اللہ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی وہ بادشاہ ہے پاک ذات سب عیبوں سے سالم [۴۰] امان دینے والا [۴۱] پناہ میں لینے والا زبردست دباؤ والا صاحب عظمت پاک ہے اللہ اُنکے شریک بتلانے سے [۴۲]
59	الحشر	24	وہ اللہ ہے بنانے والا نکال کھڑا کرنے والا [۴۳] صورت کھینچنے والا [۴۴] اُسی کے ہیں سب نام خاصے (عمدہ) [۴۵] پاکی بول رہا ہے اُسکی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں [۴۶] اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا [۴۷]
60	الممتحنۃ	1	[۱] اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست تم اُنکو پیغام بھیجتے ہو دوستی سے [۲] اور وہ منکر ہوئے ہیں اُس سے جو تمہارے پاس آیا سچا دین [۳] نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو اس بات پر کہ تم مانتے ہو اللہ کو جو رب ہے تمہارا [۴] اگر تم نکلے ہو لڑنے کو میری راہ میں اور طلب کرنے کو میری رضامندی [۵] تم اُنکو چھپا کر بھیجتے ہو دوستی کے پیغام اور مجھ کو خوب معلوم ہے جو چھپایا تم نے اور جو ظاہر کیا تم نے [۶] اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے تو وہ بھول گیا سیدھی راہ [۷]

60	الممتحنة	2	اگر تم اُنکے ہاتھ آ جاؤ ہو جائیں تمہارے دشمن اور چلائیں تم پر اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور چاہیں کہ کسی طرح تم بھی منکر ہو جاؤ [۸]
60	الممتحنة	3	ہرگز کام نہ آئیں گے تمہارے کنبے والے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن وہ فیصلہ کرے گا تم میں اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے [۹]
60	الممتحنة	4	تم کو چال چلنی چاہئیے اچھی ابراہیم کی اور جو اُسکے ساتھ تھے جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو ہم الگ ہیں تم سے اور اُن سے کہ جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے [۱۰] ہم منکر ہوئے تم سے [۱۱] اور کھل پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو یہاں تک کہ تم یقین لاؤ اللہ اکیلے پر [۱۲] مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو کہ میں مانگوں گا معافی تیرے لئے اور مالک نہیں میں تیرے نفع کا اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا [۱۳] اے رب ہمارے ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف ہے سب کو پھر آنا [۱۴]
60	الممتحنة	5	اے رب ہمارے مت جانچ ہم پر کافروں کو [۱۵] اور ہم کو معاف کر اے رب ہمارے [۱۶] تو ہی ہے زبردست حکمت والا [۱۷]
60	الممتحنة	6	البتہ تم کو بھلی چال چلنی چاہئیے اُنکی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے دن کی اور جو کوئی منہ پھیرے تو اللہ وہی ہے بے پروا سب تعریفوں والا [۱۸]
60	الممتحنة	7	امید ہے کہ کر دے اللہ تم میں اور جو دشمن ہیں تمہارے اُن میں دوستی اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۹]
60	الممتحنة	8	اللہ تم کو منع نہیں کرتا اُن لوگوں سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارےگھروں سے کہ اُن سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک بیشک اللہ چاہتا ہے انصاف والوں کو [۲۰]
60	الممتحنة	9	اللہ تو منع کرتا ہے تم کو اُن سے جو لڑے تم سے دین پر اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اور شریک ہوئے تمہارے نکالنے میں کہ اُن سے کرو دوستی اور جو کوئی ان سے دوستی کرے سو وہ لوگ وہی ہیں گنہگار
60	الممتحنة	10	اے ایمان والو جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر تو ان کو جانچ لو اللہ خوب جانتا ہے انکے ایمان کو [۲۲] پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں تو مت پھیرو اُنکو کافروں کی طرف نہ یہ عورتیں حلال ہیں اُن کافروں کو اور نہ وہ کافر حلال ہیں ان عورتوں کو اور دیدو اُن کافروں کو جو ان کا خرچ ہوا ہو اور گناہ نہیں تم کو کہ نکاح کر لو اُن عورتوں سے جب اُنکو دو اُنکے مہر [۲۳] اور نہ رکھو اپنے قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے اور تم مانگ لو جو تم نے خرچ کیا اور وہ کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا یہ اللہ کا فیصلہ ہے تم میں فیصلہ کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے [۲۴]

60	الممتحنۃ	11	اور اگر جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی طرف پھر تم ہاتھ مارو تو دیدو اُنکو جن کی عورتیں جاتی رہی ہیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم کو یقین ہے [۲۵]
60	الممتحنۃ	12	اے نبی جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں [۲۶] اور طوفان نہ لائیں باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں [۲۷] اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو اُنکو بیعت کر لے [۲۸] اور معافی مانگ اُنکے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۲۹]
60	الممتحنۃ	13	اے ایمان والو مت دوستی کرو اُن لوگوں سے کہ غصہ ہوا ہے اللہ اُن پر [۳۰] وہ آس توڑ چکے ہیں پچھلے گھر سے جیسے آس توڑی منکروں نے قبر والوں سے [۳۱]
61	الصّف	1	اللہ کی پاکی بولتا ہے جوکچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا
61	الصّف	2	اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے
61	الصّف	3	بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو
61	الصّف	4	اللہ چاہتا ہے اُن لوگوں کو جو لڑتے ہیں اُسکی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی [۱]
61	الصّف	5	اور جب کہا موسٰی نے اپنی قوم کو اے قوم میری کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں تمہارے پاس [۲] پھر جب وہ پھر گئے تو پھیر دیے اللہ نے انکے دل اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو [۳]
61	الصّف	6	اور جب کہا عیسٰی مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس یقین کرنے والا اُس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت [۴] اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اُس کا نام ہے احمد [۵] پھر جب آیا انکے پاس کھلی نشانیاں لیکر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح [۶]
61	الصّف	7	اور اس سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اُسکو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو [۷] اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو [۸]

61	الصّف	8	چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور پڑے برا مانیں منکر [۹]
61	الصّف	9	وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دے کر اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے اور پڑے برا مانیں شرک کرنے والے [۱۰]
61	الصّف	10	اے ایمان والو میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے
61	الصّف	11	ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو
61	الصّف	12	بخشے گاہ وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں [۱۱] اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر [۱۲] یہ ہے بڑی مراد ملنی
61	الصّف	13	اور ایک اور چیز دے جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح جلدی [۱۳] اور خوشی سنا دے ایمان والوں کو [۱۴]
61	الصّف	14	اے ایمان والو تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے [۱۵] جیسے کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اپنے یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں بولے یار ہم ہیں مددگار اللہ کے [۱۶] پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل سے اور منکر ہوا ایک فرقہ پھر قوت دی ہم نے اُنکو جو ایمان لائے تھے اُنکے دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب [۱۷]
62	الجُمعۃ	1	اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اورجو کچھ کہ ہے زمین میں بادشاہ پاک ذات زبردست حکمتوں والا
62	الجُمعۃ	2	وہی ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا پڑھ کر سناتا ہے اُنکو اُسکی آیتیں اور انکو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے اُنکو کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں [۱]
62	الجُمعۃ	3	اور اٹھایا اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سےجو ابھی نہیں ملے ان میں [۲] اور وہی ہے زبردست حکمت والا [۳]
62	الجُمعۃ	4	یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جسکو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے [۴]
62	الجُمعۃ	5	مثال ان لوگوں کی جن پر لادی توریت پھر نہ اٹھائی انہوں نے جیسے مثال گدھے کی کہ پیٹھ پر لے چلتا ہے کتابیں [۵] بری مثال ہے اُن لوگوں کی [۶] جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو [۷] اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو [۸]

62	الجُمعة	6	تو کہہ اے یہودی ہونے والو اگر تم کو دعوٰی ہے کہ تم دوست ہو اللہ کے سب لوگوں کے سوائے تو مناؤ اپنے مرنے کو اگر تم سچے ہو
62	الجُمعة	7	اور وہ کبھی نہ منائیں گے اپنا مرنا اُن کاموں کی وجہ سے جنکو آگے بھیج چکے ہیں اُنکے ہاتھ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں سب گنہگار [۹]
62	الجُمعة	8	تو کہہ موت وہ جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے پھر تم پھیرے جاؤ گے اس سے چھپے اور کھلے جاننے والے کے پاس پھر جتلا دے گا تم کو جو تم کرتے تھے [۱۰]
62	الجُمعة	9	اے ایمان والو جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت [۱۱] یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے [۱۲]
62	الجُمعة	10	پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا تاکہ تمہارا بھلا ہو [۱۳]
62	الجُمعة	11	اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا متفرق ہو جائیں اُسکی طرف اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے اور اللہ بہتر ہے روزی دینے والا [۱۴]
63	المُنٰفِقُون	1	جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا [۱] اور اللہ جانتا ہے کہ تو اُس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں [۲]
63	المُنٰفِقُون	2	انہوں نے رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر [۳] پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے یہ لوگ برے کام ہیں جو کر رہے ہیں [۴]
63	المُنٰفِقُون	3	یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر مہر لگ گئ اُنکے دل پر سو وہ اب کچھ نہیں سمجھتے [۵]
63	المُنٰفِقُون	4	اور جب تو دیکھے اُنکو تو اچھے لگیں تجھ کو انکے ڈیل اور اگر بات کہیں سنے تو اُنکی بات [۶] کیسے ہیں جیسے کہ لکڑی لگا دی دیوار سے [۷] جو کوئی چیخے جانیں ہم ہی پر بلا آئی [۸] وہی ہیں دشمن اُن سے بچتا رہ [۹] گردن مارے انکی اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں [۱۰]

63	المُنٰفِقُون	5	اور جب کہیے اُنکو آؤ معاف کرا دے تم کو رسول اللہ کا مٹکاتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھےکہ وہ رکتے ہیں اور وہ غرور کرتے ہیں [۱۱]
63	المُنٰفِقُون	6	برابر ہے اُن پر تو معافی چاہے اُنکی یا نہ معافی چاہے ہرگز نہ معاف کرے گا اُنکو اللہ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو [۱۲]
63	المُنٰفِقُون	7	وہی ہیں جو کہتے ہیں مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے یہاں تک کہ متفرق ہو جائیں [۱۳] اور اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافق نہیں سمجھتے [۱۴]
63	المُنٰفِقُون	8	کہتے ہیں البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکال دے گا جس کا زور ہے وہاں سے کمزور لوگوں کو اور زور تو اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا اور ایمان والوں کا لیکن منافق نہیں جانتے [۱۵]
63	المُنٰفِقُون	9	اے ایمان والو غافل نہ کردیں تم کو تمہاے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں [۱۶]
63	المُنٰفِقُون	10	اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اُس سے پہلے کہ آ پہنچے تم میں کسی کو موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سے مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں
63	المُنٰفِقُون	11	اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی جی کو جب آ پہنچا اُس کا وعدہ [۱۷] اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو [۱۸]
64	التّغابن	1	پاکی بول رہا ہے اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اُسی کا راج ہے اور اُسی کی تعریف ہے [۱] اور وہی ہر چیز کر سکتا ہے
64	التّغابن	2	وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر کوئی تم میں منکر ہے اورکوئی تم میں ایماندار [۲] اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے
64	التّغابن	3	بنایا آسمانوں کو اور زمین کو تدبیر سے اور صورت کھینچی تمہاری پھر اچھی بنائی تمہاری صورت [۳] اور اُسکی طرف سب کو پھر جانا ہے
64	التّغابن	4	جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کھول کر کرتے ہو اور اللہ کو معلوم ہے جیوں کی بات
64	التّغابن	5	کیا پہنچی نہیں تم کو خبر اُن لوگوں کی جو منکر ہو چکے ہیں پہلے پھر اُنہوں نے چکھی سزا اپنے کام کی اور اُن کو عذاب دردناک ہے [۴]
64	التّغابن	6	یہ اس لئےکہ لاتےتھے اُنکے پاس اُن کے سول نسانیاں پھر کتے کیا آدمی ہم کر راہ سمجھائیں گے پھر منکر ہوئے اور منہ موڑ لیا [۵] اور اللہ نے بے پروائی کی اور اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا [۶]
64	التّغابن	7	دعوٰی کرتے ہیں منکر کہ ہر گز اُنکو کوئی نہ اٹھائے گا [۷] تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تم کو بیشک اٹھانا ہے پھر تم کو جتلانا ہے جو کچھ تم نے کیا اور یہ اللہ پر آسان ہے [۸]

64	التّغابن	8	سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے اتارا [۹] اور اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے [۱۰]
64	التّغابن	9	جس دن تم کو اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہار جیت کا [۱۱] اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کام بھلا اتار دے گا اس پر سے اُسکی برائیاں [۱۲] اور داخل کرے گا اُسکو باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں ندیاں رہا کریں اُن میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی [۱۳]
64	التّغابن	10	اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلائیں انہوں نے ہماری آیتیں وہ لوگ ہیں دوزخ والے رہا کریں اُسی میں اور بری جگہ جا پہنچے
64	التّغابن	11	نہیں پہنچتی کوئی تکلیف بدون حکم اللہ کے اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر وہ راہ بتلائے اسکے دل کو [۱۴] اور اللہ کو ہر چیز معلوم ہے [۱۵]
64	التّغابن	12	اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا تو یہی کام ہے پہنچا دینا کھول کر [۱۶]
64	التّغابن	13	اللہ اُسکے سوائے کسی کی بندگی نہیں اور اللہ پر چاہئے بھروسہ کریں ایمان والے [۱۷]
64	التّغابن	14	اے ایمان والو تمہاری بعض جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہارے [۱۸] سو اُن سے بچتے رہو اور اگر معاف کرو اور درگزرو اور بخشو تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان [۱۹]
64	التّغابن	15	تمہارے مال اور تمہاری اولاد یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اُسکے پاس ہے ثواب بڑا [۲۰]
64	التّغابن	16	سو ڈرو اللہ سے جہاں تک ہو سکے اور سنو اور مانو [۲۱] اور خرچ کرو اپنے بھلے کو [۲۲] اور جسکو بچا دیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے [۲۳]
64	التّغابن	17	اگر قرض دو اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا وہ دونا کر دے تم کو اور تم کو بخشے [۲۴] اور اللہ قدردان ہے تحمل والا [۲۵]

64 التّغابن 18 جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا [۲۶]

65 الطّلاق 1 اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو انکو طلاق دو اُنکی عدت پر [۱] اور گنتے رہو عدت کو [۲] اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا مت نکالو اُنکو اُنکے گھروں سے [۳] اور وہ بھی نہ نکلیں مگر جو کریں صریح بے حیائی [۴] اور یہ حدیں ہیں باندھی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اُس نے برا کیا اپنا [۵] اُسکو خبر نہیں [۶] شاید اللہ پیدا کر دے اُس طلاق کے بعد نئی صورت [۷]

65 الطّلاق 2 پھر جب پہنچیں اپنے وعدہ کو تو رکھ لو اُنکو دستور کے موافق یا چھوڑ دو اُنکو دستور کے موافق [۸] اور گواہ کر لو دو معتبر اپنے میں کے [۹] اور سیدھی ادا کرو گواہی اللہ کے واسطے [۱۰] یہ بات جو ہے اس سے سمجھ جائے گا جو کوئی یقین رکھتا ہو گا اللہ پر اور پچھلے دن پر [۱۱] اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے وہ کر دے اُس کا گذارہ [۱۲]

65 الطّلاق 3 اور روزی دے اُسکو جہاں سے اُسکو خیال بھی نہ ہو [۱۳] اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اُسکو کافی ہے تحقیق اللہ پورا کر لیتا ہے اپنا کام اللہ نےرکھا ہے ہر چیز کا اندازہ [۱۴]

65 الطّلاق 4 اور جو عورتیں ناامید ہو گئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں اگر تم کو شبہ رہ گیا تو اُنکی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا [۱۵] اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے اُنکی عدت یہ کہ جن لیں پیٹ کا بچہ [۱۶] اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے کر دے وہ اُس کے کام میں آسانی

65	الطلاق	5	یہ حکم ہے اللہ کا جو اتارا تمہاری طرف اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے اتار دے اس پر سے اسکی برائیاں اور بڑا دے اُسکو ثواب [۱۷]
65	الطلاق	6	اُنکو گھر دو رہنے کے واسطے جہاں تم آپ رہو اپنے مقدور کے موافق [۱۸] اور ایذا دینا نہ چاہو اُنکو تاکہ تنگ پکڑو اُنکو [۱۹] اور اگر رکھتی ہوں پیٹ میں بچہ تو اُن پر خرچ کرو جب تک جنیں پیٹ کا بچہ [۲۰] پھر اگر وہ دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو دو اُنکو اُن کا بدلا اور سکھاؤ آپس میں نیکی [۲۱] اور اگر ضد کرو آپس میں تو دودھ پلائے گی اُسکی خاطر اور کوئی عورت [۲۲]
65	الطلاق	7	چاہیے خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے موافق اور جسکو نپی تلی ملتی ہے اُسکی روزی تو خرچ کرے جیسا کہ دیا ہے اُسکو اللہ نے اللہ کسی پر تکلیف نہیں رکھتا مگر اُسی قدر جو اُسکو دیا اب کر دے گا اللہ سختی
65	الطلاق	8	اور کتنی بستیاں کہ نکل چلیں حکم سے اپنے رب کے اور اُسکے رسولوں کے پھر ہم نے حساب میں پکڑا اُنکو سخت حساب میں اور آفت ڈالی اُن پر بن دیکھی آفت [۲۴]
65	الطلاق	9	پھر چکھی انہوں نے سزا اپنے کام کی اور آخر کو اُنکے کام میں ٹوٹا آ گیا [۲۵]
65	الطلاق	10	تیار رکھا ہے اللہ نے واسطے اُنکے سخت عذاب [۲۶] سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو جنکو یقین ہے [۲۷] بیشک اللہ نے اتاری ہے تم پر نصیحت [۲۸]
65	الطلاق	11	رسول ہے جو پڑھ کر سناتا ہے تم کو اللہ کی آیتیں کھول کر سنانے والی [۲۹] تاکہ نکالے اُن لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اندھیروں سے اجالے میں [۳۰] اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اورکرے کچھ بھلائی اُسکو داخل کرے باغوں میں نیچے بہتی ہیں جنکے نہریں سدا رہیں اُن میں ہمیشہ البتہ خوب دی اللہ نے اُسکو روزی [۳۱]
65	الطلاق	12	اللہ وہی ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی ہی [۳۲] اترتا ہے اُس کا حکم اُنکے اندر [۳۳] تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کے علم میں سمائی ہے ہر چیز کی [۳۴]

66 التحریم 1 [۱] اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجه پر چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی [۲] اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان [۳]

66 التحریم 2 مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ مالک ہے تمہارا اور وہی ہے سب کچه جانتا حکمت والا [۴]

66 التحریم 3 اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پهر جب اُس نے خبر کر دی اُسکی اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو جتلائی نبی نے اُس میں سےکچه اور ٹلا دی کچه پهر جب وہ جتلائی عورت کو بولی

66 التحریم 4 اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے [۶] اور اگر تم دونوں چڑھائی کرو گی اُس پر تو اللہ ہے اُس کا رفیق اور جبرئیل اور نیک بخت ایمان والے اور فرشتے اسکے پیچھے مددگار ہیں [۷]

66 التحریم 5 اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو ابھی اُس کا رب بدلے میں دیدے اُسکو عورتیں تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھنے والیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں توبہ کرنے والیاں بندگی بجا لانے والیاں روزہ رکھنے والیاں بیاہیاں

66 التحریم 6 اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے جسکی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر [۹] اُس پر مقرر ہیں فرشتے تندخو زبردست [۱۰] نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے اُنکو اور وہی کام کرتے ہیں جو اُنکو حکم ہو [۱۱]

66 التحریم 7 اے منکر ہونے والو مت بہانے بتلاؤ آج کے دن وہی بدلا پاؤ گے جو تم کرتے تھے [۱۲]

66 التحریم 8 اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ [۱۳] امید ہے تمہارا رب اتار دے تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور اُن لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں اُسکے ساته [۱۴] اُنکی روشنی دوڑتی ہے اُنکے آگے اور اُنکے داہنے [۱۵] کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کر دے ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو بیشک تو سب کچه کر سکتا ہے [۱۶]

66 التحریم 9 اے نبی لڑائی کر منکروں سے اور دغابازوں سے اور سختی کر اُن پر [۱۷] اور اُن کا گھر دوزخ ہے اور بری جگہ جا پہنچے [۱۸]

66	التحریم	10	اللہ نے بتلائی ایک مثل منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی گھر میں تھیں دونوں دو نیک بندوں کے ہمارے نیک بندوں میں سے پھر اُنہوں نے اُن سے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے اُنکے اللہ کے ہاتھ
66	التحریم	11	اور اللہ نے بتلائی ایک مثل ایمان والوں کے لئے عورت فرعون کی [۱۹] جب بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں [۲۰] اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے اور اُسکے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے [۲۱]
66	التحریم	12	اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو [۲۲] پھر ہم نے پھونک دی اُس میں ایک اپنی طرف سے جان [۲۳] اور سچا جانا اپنے رب کی باتوں کو اور اُسکی کتابوں کو [۲۴] اور وہ تھی بندگی کرنے والوں میں [۲۵]
67	الملک	1	بڑی برکت ہے اُسکی جسکے ہاتھ میں ہے راج اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے [۱]
67	الملک	2	جس نے بنایا مرنا اور جینا تاکہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام [۲] اور وہ زبردست ہے بخشنے والا [۳]
67	الملک	3	جس نے بنائے سات آسمان تہہ پر تہہ [۴] کیا دیکھتا ہے تو رحمٰن کے بنانے میں کچھ فرق [۵] پھر دوبارہ نگاہ کر کہیں نظر آتی ہے تجھ کو دڑاڑ [۶]
67	الملک	4	پھر لوٹا کر نگاہ کر دو دو بار لوٹ آئے گی تیرے پاس تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر [۷]
67	الملک	5	اور ہم نے رونق دی سب سے ورلے آسمان کو چراغوں سے [۸] اور اُن سے کر رکھی ہے ہم نے پھینک مار شیطانوں کے واسطے [۹] اور رکھا ہے اُنکے واسطے عذاب دہکتی آگ کا [۱۰]

67	الملک	6	اور جو لوگ منکر ہوئے اپنے رب سے اُنکے واسطے ہے عذاب دردناک اور بری جگہ جا پہنچے [۱۱]
67	الملک	7	جب اُس میں ڈالے جائیں گے سنیں گے اُس کا دہاڑنا اور وہ اچھل رہی ہو گی
67	الملک	8	ایسا لگتا ہے کہ پھٹ پڑے گی جوش سے [۱۲] جس وقت پڑے اُس میں ایک گروہ پوچھیں اُن سے دوزخ کے داروغہ کیا نہ پہنچا تھا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا [۱۳]
67	الملک	9	وہ بولیں کیوں نہیں ہمارے پاس پہنچا تھا ڈر سنانے والا پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا نہیں اتاری اللہ نے کوئی چیز تم تو پڑے ہوئے ہو بڑے بہکاوے میں [۱۴]
67	الملک	10	اور کہیں گے اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخ والوں میں [۱۵]
67	الملک	11	سو قائل ہو گئے اپنے گناہ کے اب دفع ہو جائیں دوزخ والے [۱۶]
67	الملک	12	جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے [۱۷] اُنکے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا
67	الملک	13	اور تم چھپا کر کہو اپنی بات یا کھول کر وہ خوب جانتا ہے جیوں کے بھید [۱۸]
67	الملک	14	بھلا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے بھید جاننے والا خبردار [۱۹]
67	الملک	15	وہی ہے جس نے کیا تمہارے آگے زمین کو پست اب چلو پھرو اُسکے کندھوں پر اور کھاؤ کچھ اُسکی دی ہوئی روزی اور اُسی کی طرف جی اٹھنا ہے [۲۰]
67	الملک	16	کیا تم نڈر ہو گئے اُس سے جو آسمان میں ہے اس سے کہ دھنسا دے تم کو زمین میں پھر تبھی وہ لرزنے لگے [۲۱]
67	الملک	17	یا نڈر ہو گئے ہو اُس سے جو آسمان میں ہے اس بات سے کہ برسا دے تم پر مینہ پتھروں کا [۲۲] سو جان لو گے کیسا ہے میرا ڈرانا [۲۳]
67	الملک	18	اور جھٹلا چکے ہیں جو اُن سے پہلے تھے پھر کیسا ہوا میرا انکار [۲۴]
67	الملک	19	اور کیا نہیں دیکھتے ہو اڑتے جانوروں کو اپنے اوپر پر کھولے ہوئے اور پر جھپکتے ہوئے اُن کو کوئی نہیں تھام رہا رحمان کے سوائے اُسکی نگاہ میں ہے ہر چیز [۲۵]
67	الملک	20	بھلا وہ کون ہے جو فوج ہے تمہاری مدد کرے تمہاری رحمٰن کے سوائے منکر پڑے ہیں برے بہکائے میں [۲۶]
67	الملک	21	بھلا وہ کون ہے جو روزی دے تم کو اگر وہ رکھ چھوڑے اپنی روزی [۲۷] کوئی نہیں پر اڑ رہے ہیں شرارت اور بدکنے پر [۲۸]

67	الملک	22	بھلا ایک جو چلے اوندھا اپنے منہ کے بل وہ سیدھی راہ پائے یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر [۲۹]
67	الملک	23	تو کہہ وہی ہے جس نے تم کو بنا کھڑا کیا اور بنا دیے تمہارے واسطے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو [۳۰]
67	الملک	24	تو کہہ وہی ہے جس نے کھنڈا دیا تم کو زمین میں اور اُسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے [۳۱]
67	الملک	25	اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو [۳۲]
67	الملک	26	تو کہہ خبر تو ہے اللہ ہی کے پاس اور میرا کام تو یہی ڈر سنا دینا ہے کھول کر [۳۳]
67	الملک	27	پھر جب دیکھیں گے کہ وہ پاس آ لگا تو بگڑ جائیں گے منہ منکروں کے اور کہے گا یہی ہے جس کو تم مانگتے تھے [۳۴]
67	الملک	28	تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہلاک کر دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والو کو یا ہم پر رحم کرے پھر وہ کون ہے جو بچائے منکروں کو عذاب دردناک سے [۳۵]
67	الملک	29	تو کہہ وہی رحمٰن ہے ہم نے اُسکو مانا اور اُسی پر بھروسہ کیا [۳۶] سو اب تم جان لو گے کون پڑ اہے صریح بہکائے میں [۳۷]
67	الملک	30	تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہو جائے صبح کو پانی تمہارا خشک پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس پانی نتھرا [۳۸]
68	القلم	1	نٓ۔ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں
68	القلم	2	تو نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ [۱]
68	القلم	3	اور تیرے واسطے بدلا ہے بے انتہا [۲]
68	القلم	4	اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر [۳]
68	القلم	5	سو اب تو بھی دیکھ لے گا اور وہ بھی دیکھ لیں گے
68	القلم	6	کہ کون ہے تم میں جو بچل رہا ہے [۴]
68	القلم	7	بیشک تیرا رب وہی خوب جانے اُسکو جو بہکا اُسکی راہ سے اور وہی جانتا ہے راہ پانے والوں کو [۵]

68	القلم	8	سو تو کہنا مت مان جھٹلانے والوں کا
68	القلم	9	وہ چاہتے ہیں کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں [۶] ہوں
68	القلم	10	اور تو کہا مت مان کسی قسمیں کھانے والے بے قدر کا [۷]
68	القلم	11	طعنے دے چغلی کھاتا پھرے
68	القلم	12	بھلے کام سے روکے حد سے بڑھے بڑا گنہگار
68	القلم	13	اُجڈ ان سب کے پیچھے بدنام [۸]
68	القلم	14	اس واسطے کہ رکھتا ہے مال اور بیٹے [۹]
68	القلم	15	جب سنائے اُس کو ہماری باتیں کہے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی [۱۰]
68	القلم	16	اب داغ دیں گے ہم اُسکو سونڈ پر [۱۱]
68	القلم	17	ہم نے اُن کو جانچا ہے جیسے جانچا تھا باغ والوں کو [۱۲] جب اُن سب نے قسم کھائی کہ اُس کا میوہ توڑیں گے صبح ہوتے
68	القلم	18	اور ان شاء اللہ نہ کہا [۱۳]
68	القلم	19	پھر پھیرا کر گیا اُس پر کوئی پھیرے والا تیرے رب کی طرف سے اور وہ سوتے ہی رہے
68	القلم	20	پھر صبح تک ہو رہاجیسے ٹوٹ چکا [۱۴]
68	القلم	21	پھر آپس میں بولے صبح ہوتے
68	القلم	22	کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر اگر تمکو توڑنا ہے
68	القلم	23	پھر چلے اور آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے
68	القلم	24	کہ اندر نہ آنے پائے اُس میں آج تمہارے پاس کوئی محتاج
68	القلم	25	اور سویرے چلے لپکتے ہوئے زور کے ساتھ [۱۵]

68	القلم	26	پھر جب اُسکو دیکھا بولے ہم تو راہ بھول آئے
68	القلم	27	نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئ [۱۶]
68	القلم	28	بولا بچلا اُن کا میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ کیوں نہیں پاکی بولتے اللہ کی [۱۷]
68	القلم	29	بولے پاک ذات ہے ہمارے رب کی ہم ہی تقصیر وار تھے
68	القلم	30	پھر منہ کر کر ایک دوسرے کی طرف لگے اُلاہنا دینے [۱۸]
68	القلم	31	یبولے ہائے خرابی ہماری ہم ہی تھے حد سے بڑھنے والے
68	القلم	32	شاید ہمارا رب بدل دے ہمکو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہیں [۱۹]
68	القلم	33	یوں آتی ہے آفت اور آخرت کی آفت تو سب سے بڑی ہے اگر اُنکو سمجھ ہوتی [۲۰]
68	القلم	34	البتہ ڈرنے والوں کو اُنکے رب کے پاس باغ ہیں نعمت کے [۲۱]
68	القلم	35	کیا ہم کر دیں گے حکم برداروں کو برابر گنہگاروں کے
68	القلم	36	کیا ہو گیا تمکو کیسے ٹھہرا رہے ہو بات [۲۲]
68	القلم	37	کیا تمہارے پا س کوئی کتاب ہے جس میں پڑھ لیتے ہو
68	القلم	38	اُس میں ملتا ہے تمکو جو تم پسند کر لو
68	القلم	39	کیا تم نے ہم سے قسمیں لے لی ہیں ٹھیک پہنچنے والی قیامت کے دن تک کہ تم کو ملے گاجو کچھ تم ٹھہراؤ گے
68	القلم	40	پوچھ اُن سے کونسا اُن میں اس کا ذمہ لیتا ہے [۲۳]
68	القلم	41	کیا انکے واسطے کوئی شریک ہیں پھر توچاہئے لے آئیں اپنے اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں [۲۴]
68	القلم	42	جس دن کہ کھولی جائے پنڈلی اور وہ بلائے جائیں سجدہ کرنےکو پھر نہ کر سکیں [۲۵]
68	القلم	43	جھکی پڑتی ہوں گی اُنکی آنکھیں [۲۶] چڑھی آتی ہو گی اُن پر ذلت اور پہلے اُنکو بلاتے رہے سجدہ کرنے کو اور وہ تھے اچھے خاصے [۲۷]

68	القلم	44	اب چھوڑ دے مجھ کو اور اُنکو جو کہ جھٹلائیں اس بات کو اب ہم سیڑھی سیڑھی اتاریں گے اُنکو جہاں سے اُنکو پتہ بھی نہیں [۲۸]
68	القلم	45	اور انکو ڈھیل دیے جاتا ہوں بیشک میرا داؤ پکا ہے [۲۹]
68	القلم	46	کیا تو مانگتا ہے اُن سے کچھ حق سو اُن پر تاوان کا بوجھ پڑ رہا ہے
68	القلم	47	کیا اُنکے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ لکھ لاتے ہیں [۳۰]
68	القلم	48	اب تو استقلال سے راہ دیکھتا رہ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسا وہ مچھلی والا [۳۱] جب پکارا اُس نے اور وہ غصہ میں بھرا تھا [۳۲]
68	القلم	49	اگر نہ سنبھالتا اُسکو احسان تیرے رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان میں الزام کھا کر [۳۳]
68	القلم	50	پھر نوازا اُسکو اسکے رب نے پھر کر دیا اُسکو نیکوں میں [۳۴]
68	القلم	51	اور منکر تو لگ ہی رہے ہیں کہ پھسلا دیں تجھ کو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں قرآن اور کہتے ہیں وہ تو باؤلا ہے [۳۵]
68	القلم	52	اور یہ قرآن تو یہی نصیحت ہے سارے جہان والوں کو [۳۶]
69	الحاقہ	1	وہ ثابت ہو چکنے والی
69	الحاقہ	2	کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی [۱]
69	الحاقہ	3	اور تو نے کیا سوچا کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی [۲]
69	الحاقہ	4	جھٹلایا ثمود اور عاد نے اُس کوٹ ڈالنے والی کو [۳]
69	الحاقہ	5	سو وہ جو ثمود تھے سو غارت کر دیے گئے اچھال کر [۴]
69	الحاقہ	6	اور وہ جو عاد تھے سو برباد ہوئے ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے نکلی جائے ہاتھوں سے [۵]
69	الحاقہ	7	مقرر کر دیا اُسکو اُن پر سات رات اور آٹھ دن تک لگاتار پھر تو دیکھے کہ وہ لوگ اُس میں بچھڑ گئے گویا وہ ڈھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے [۶]

69	الحاقہ	8	پھر تو دیکھتا ہے کوئی اُن میں کا بچا [۷]
69	الحاقہ	9	اور آیا فرعون اور جو اُس سے پہلے تھے اور اُلٹ جانے والی بستیاں خطائیں کرتے ہوئے
69	الحاقہ	10	پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا پھر پکڑا اُنکو پکڑنا سخت [۸]
69	الحاقہ	11	ہم نے جس وقت پانی اُبلا لاد لیا تم کو چلتی کشتی میں
69	الحاقہ	12	تاکہ رکھیں اُسکو تمہاری یادگاری کے واسطے اور سینت کر رکھے اُسکو کان سینت کر رکھنے والا [۹]
69	الحاقہ	13	پھر جب پھونکا جائے صور میں ایک بار پھونکنا
69	الحاقہ	14	اور اٹھائی جائے زمین اورپہاڑ پھر کوٹ دیے جائیں ایک بار
69	الحاقہ	15	پھر اُس دن ہو پڑے وہ ہو پڑنے والی [۱۰]
69	الحاقہ	16	اور پھٹ جائے آسمان پھر وہ اُس دن بکھر رہا ہے
69	الحاقہ	17	اور فرشتے ہوں گے اُسکے کناروں پر [۱۱] اور اٹھائیں گے تخت تیرے رب کا اپنے اوپر اُس دن آٹھ شخص [۱۲]
69	الحاقہ	18	اُس دن سامنے کئے جاؤ گے چھپی نہ رہے گی تمہاری کوئی چھپی بات [۱۳]
69	الحاقہ	19	سو جس کو ملا اُس کا لکھا داہنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے لیجیو پڑھیو میرا لکھا [۱۴]
69	الحاقہ	20	میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب [۱۵]
69	الحاقہ	21	سو وہ ہیں من مانتے گزران میں
69	الحاقہ	22	اونچے باغ میں
69	الحاقہ	23	جسکے میوےجھکے پڑے ہیں [۱۶]
69	الحاقہ	24	کھاؤ اور پیو رچ کر بدلا اُس کا جو آگے بھیج چکے ہو تم پہلے دنوں میں [۱۷]

69	الحاقہ	25	اور جس کو ملا اُس کا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا
69	الحاقہ	26	اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا
69	الحاقہ	27	کسی طرح وہی موت ختم کر جاتی
69	الحاقہ	28	کچھ کام نہ آیا مجھ کو میرا مال
69	الحاقہ	29	برباد ہوئی مجھ سے حکومت میری [۱۸]
69	الحاقہ	30	اُسکو پکڑو پھر طوق ڈالو
69	الحاقہ	31	پھر آگ کے ڈھیر میں اسکو ڈالو
69	الحاقہ	32	پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اُسکو جکڑ دو [۱۹]
69	الحاقہ	33	وہ تھا کہ یقین نہ لاتا تھا اللہ پر جو سب سے بڑا
69	الحاقہ	34	اور تاکید نہ کرتا تھا فقیر کے کھانے پر [۲۰]
69	الحاقہ	35	سو کوئی نہیں آج اُس کا یہاں دوستدار [۲۱]
69	الحاقہ	36	اور نہ کچھ ملے کھانا مگر زخموں کا دھوون
69	الحاقہ	37	کوئی نہ کھائے اُسکو مگر وہی گنہگار [۲۲]
69	الحاقہ	38	سو قسم کھاتا ہوں اُن چیزوں کی جو دیکھتے ہو
69	الحاقہ	39	اور جو چیزیں کہ تم نہیں دیکھتے
69	الحاقہ	40	کہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا [۲۳]
69	الحاقہ	41	اور نہیں ہے یہ کہا کسی شاعر کا تم تھوڑا یقین کرتے ہو [۲۴]
69	الحاقہ	42	اور نہیں ہے کہا پریوں والے کا تم بہت کم دھیان کرتے ہو [۲۵]

69	الحاقہ	43	یہ اتارا ہوا ہے جہان کے رب کا [۲۶]
69	الحاقہ	44	اور اگر یہ بنا لاتا ہم پر کوئی بات
69	الحاقہ	45	تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتہ
69	الحاقہ	46	پھر کاٹ ڈالتے اُسکی گردن
69	الحاقہ	47	پھر تم میں کوئی ایسا نہیں جو اُس سے بچا لے [۲۷]
69	الحاقہ	48	اور یہ نصیحت ہے ڈرنے والوں کو
69	الحاقہ	49	اور ہمکو معلوم ہے کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں
69	الحاقہ	50	اور وہ جو ہے پچتاوا ہے منکروں پر [۲۸]
69	الحاقہ	51	اور وہ جو ہے یقین کرنے کے قابل ہے
69	الحاقہ	52	اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے بڑا [۲۹]
70	المعارج	1	مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا
70	المعارج	2	منکروں کے واسطے کوئی نہیں اُسکو ہٹانے والا [۱]
70	المعارج	3	آئے اللہ کی طرف سے جو چڑھتے درجوں والا ہے [۲]
70	المعارج	4	چڑھیں گے اُسکی طرف فرشتے اور روح [۳] اُس دن میں جس کا لنباؤ پچاس ہزار برس ہے [۴]
70	المعارج	5	سو تو صبر کر بھلی طرح کا صبر کرنا [۵]
70	المعارج	6	وہ دیکھتے ہیں اُسکو دور
70	المعارج	7	اور ہم دیکھتے ہیں اُسکو نزدیک [۶]

جس دن ہو گا آسمان جیسے تانبا پگھلا ہوا [۷]	8	المعارج	70
اور ہوں گے پہاڑ جیسے اون رنگی ہوئی [۸]	9	المعارج	70
اور نہ پوچھے گا دوستدار دوستدار کو	10	المعارج	70
سب نظر آ جائیں گے اُنکو [۹] چاہے گا گنہگار کسی طرح چھڑوائی میں دے کر اُس دن کے عذاب سے اپنے بیٹے کو	11	المعارج	70
اور اپنی ساتھ والی کو اور اپنے بھائی کو	12	المعارج	70
اور اپنے گھرانے کو جس میں رہتا تھا	13	المعارج	70
اور جتنے زمین پر ہیں سب کو پھر اپنے آپ کو بچا لے	14	المعارج	70
ہر گز نہیں [۱۰] وہ تپتی ہوئی آگ ہے	15	المعارج	70
کھینچ لینے والی کلیجہ [۱۱]	16	المعارج	70
پکارتی ہے اُسکو جس نے پیٹھ پھیر لی	17	المعارج	70
اور پھر کر چلا گیا اور جوڑا اور سینت کر رکھا [۱۲]	18	المعارج	70
بیشک آدمی بنا ہے جی کا کچا	19	المعارج	70
جب پہنچے اُسکو برائی تو بے صبرا	20	المعارج	70
اور جب پہنچے اُسکو بھلائی تو بے توفیقا [۱۳]	21	المعارج	70
مگر وہ نمازی	22	المعارج	70
جو اپنی نماز پر قائم ہیں [۱۴]	23	المعارج	70
اور جنکے مال میں حصہ مقرر ہے	24	المعارج	70
مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا [۱۵]	25	المعارج	70

اور جو یقین کرتے ہیں انصاف کے دن پر [١۶]	26	المعارج	70
اور جو لوگ کہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں [١٧]	27	المعارج	70
بیشک اُنکے رب کے عذاب سے کسی کو نڈر نہ ہونا چاہئے [١٨]	28	المعارج	70
اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں	29	المعارج	70
مگر اپنی جوروؤں سے یا اپنے ہاتھ کے مال سےسو ان پر نہیں کچھ اُلاہنا	30	المعارج	70
پھر جو کوئی ڈھونڈے اسکے سوائے سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے [١٩]	31	المعارج	70
اور جو لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نباہتے ہیں [٢٠]	32	المعارج	70
اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے ہیں [٢١]	33	المعارج	70
اور جو اپنی نماز سے خبردار ہیں [٢٢]	34	المعارج	70
وہی لوگ ہیں باغوں میں عزت سے [٢٣]	35	المعارج	70
پھر کیا ہوا ہے منکروں کو تیری طرف دوڑتے ہوئے آتے ہیں	36	المعارج	70
داہنے سے اور بائیں سے غول کے غول	37	المعارج	70
کیا طمع رکھتا ہے ہر ایک شخص اُن میں کہ داخل ہو جائے نعمت کے باغ میں	38	المعارج	70
ہرگز نہیں [٢۴] ہم نے اُنکو بنایا ہے جس سے وہ بھی جانتے ہیں [٢۵]	39	المعارج	70
سو میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی [٢۶] تحقیق ہم کر سکتے ہیں	40	المعارج	70
کہ بدل کر لے آئیں اُن سے بہتر اور ہمارے قابو سے نکل نہ جائیں گے [٢٧]	41	المعارج	70
سو چھوڑ دے اُنکو کہ باتیں بنائیں اور کھیلا کریں یہاں تک کہ مل جائیں اپنے اُس دن سے جس کا اُن سے وعدہ ہے [٢٨]	42	المعارج	70

70	المعارج	43	جس دن نکل پڑیں گے قبروں سے دوڑتے ہوئے جیسے کسی نشانی پر دوڑتے جاتے ہیں [۲۹]
70	المعارج	44	جھکی ہوں گی اُنکی آنکھیں چڑھی آتی ہوگی اُن پر ذلت یہ ہے وہ دن جس کا اُن سے وعدہ تھا [۳۰]
71	نُوح	1	ہم نے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ پہنچے اُن پر عذاب دردناک [۱]
71	نُوح	2	بولا اے قوم میری میں تم کو ڈر سناتا ہوں کھول کر
71	نُوح	3	کہ بندگی کرو اللہ کی اور اُس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو [۲]
71	نُوح	4	تاکہ بخشے وہ تم کو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک مقرر وعدہ تک [۳] وہ وعدہ جو کیا ہے اللہ نے جب آ پہنچے گا اُسکو ڈھیل نہ ہو گی [۴] اگر تمکو سمجھ ہے [۵]
71	نُوح	5	بولا اے رب میں بلاتا رہا اپنی قوم کو رات اور دن
71	نُوح	6	پھرمیرے بلانے سے اور زیادہ بھاگنے لگے [۶]
71	نُوح	7	اور میں نے جب کبھی اُنکو بلایا تاکہ تو اُنکو بخشے ڈالنے لگے انگلیاں اپنے کانوں میں [۷] اور لپیٹنے لگے اپنے اوپر کپڑے [۸] اور ضد کی اور غرور کیا بڑا غرور [۹]
71	نُوح	8	پھر میں نے اُنکو بلایا بر ملا [۱۰]
71	نُوح	9	پھر میں نے اُنکو کھول کر کہا اور چھپ کر کہا چپکے سے [۱۱]
71	نُوح	10	تو میں نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہ ہے بخشنے والا [۱۲]
71	نُوح	11	چھوڑ دے گا آسمان کی تم پر دھاریں
71	نُوح	12	اور بڑھا دے گا تم کومال اور بیٹوں سے اور بنا دے گا تمہارے واسطے باغ اور بنا دے گا تمہارے لئے نہریں [۱۳]

71	نُوح	13	کیا ہوا ہے تم کو کیوں نہیں امید رکھتے اللہ سے بڑائی کی [۱۴]
71	نُوح	14	اور اُسی نے بنایا تمکو طرح طرح سے [۱۵]
71	نُوح	15	کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہہ پر تہہ [۱۶]
71	نُوح	16	اور رکھا چاند کو اُن میں اجالا اور رکھا سورج کو چراغ جلتا ہوا [۱۷]
71	نُوح	17	اور اللہ نے اگایا تمکو زمین سے جما کر [۱۸]
71	نُوح	18	پھر مکرر ڈالے گا تم کو اس میں اور نکالے گا تم کو باہر [۱۹]
71	نُوح	19	اور اللہ نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو بچھونا
71	نُوح	20	تاکہ چلو اُس میں کشادہ رستے [۲۰]
71	نُوح	21	کہا نوح نے اے رب میرے انہوں نے میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسے کا جسکو اُسکے مال اور اولاد سے اور زیادہ ہو ٹوٹا [۲۱]
71	نُوح	22	اور داؤ کیا ہے بڑ اداؤ [۲۲]
71	نُوح	23	اور بولے ہرگز نہ چھوڑیو اپنے معبودوں کو [۲۳] اور نہ چھوڑیو ودّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق اور نسر کو [۲۴]
71	نُوح	24	اور بہکا دیا بہتوں کو اور تو نہ زیادہ کرنا (کریو) بے انصافوں کو مگر بھٹکنا [۲۵]
71	نُوح	25	کچھ وہ اپنے گناہوں سے دبائے گئے پھر ڈالے گئے آگ میں [۲۶] پھر نہ پائے اپنے واسطے انہوں نے اللہ کے سوائے کوئی مددگار [۲۷]
71	نُوح	26	اور کہا نوح نے اے رب نہ چھوڑیو زمین پر منکروں کا ایک گھر بسنے والا
71	نُوح	27	مقرر اگر تو چھوڑ دے گا اُنکو بہکائیں گے تیرے بندوں کو اور جو جنیں گے سو ڈھیٹھ حق کا منکر [۲۸]
71	نُوح	28	اے رب معاف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار اور سب ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو [۲۹] اور گنہگاروں پر بڑھتا رکھ یہی برباد ہونا

72	الجن	1	تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے [۱] پھر کہنے لگےہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب
72	الجن	2	کہ سمجھاتا ہے نیک راہ سو ہم بھی اُس پر یقین لا۴ئے اور ہر گز نہ شریک بتلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو [۲]
72	الجن	3	اور یہ کو اونچی ہے شان ہمارے رب کی نہیں رکھی اُس نے جورو نہ بیٹا [۳]
72	الجن	4	اور یہ کہ ہم میں کا بیوقوف اللہ پر بڑھا کر باتیں کہا کرتا تھا [۴]
72	الجن	5	اور یہ کہ ہم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ بولیں گے آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ [۵]
72	الجن	6	اور یہ کہ تھے کتنے مرد آدمیوں میں کے پناہ پکڑتے تھے کتنے مردوں کی جنوں میں کے پھر تو وہ اور زیادہ سر چڑھنے لگے [۶]
72	الجن	7	اور یہ کہ اُنکو بھی خیال تھا جیسا تم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ اٹھائے گا اللہ کسی کو [۷]
72	الجن	8	اور یہ کہ ہم نے ٹٹول کر دیکھا آسمان کو پھر پایا اُسکو بھر رہے ہیں اُس میں چوکیدار سخت اور انگارے
72	الجن	9	اور یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے ٹھکانوں میں سننے کے واسطے پھر جو کوئی اب سننا چاہے وہ پائےاپنے واسطے ایک انگارا گھات میں [۸]
72	الجن	10	اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ برا ارادہ ٹھہرا ہے زمین کے رہنے والوں پر یا چاہا ہے اُنکے حق میں اُنکے رب نے راہ پر لانا [۹]
72	الجن	11	اور یہ کہ کوئی ہم میں نیک ہیں اور کوئی اسکےسوائے ہم تھے کئ راہ پر پھٹے ہوئے [۱۰]
72	الجن	12	اور یہ کہ ہمارے خیال میں آ گیا کہ ہم چھپ نہ جائیں گے اللہ سے زمین میں اور نہ تھکا دیں گے اُسکو بھاگ کر [۱۱]
72	الجن	13	اور یہ کہ جب ہم نے سن لی راہ کی بات تو ہم نے اُسکو مان لیا [۱۲] پھر جو کوئی یقین لائے گا اپنے رب پر سو وہ نہ ڈرے گا نقصان سے اور نہ زبردستی سے [۱۳]
72	الجن	14	اور یہ کہ کچھ ہم میں حکم بردار ہیں اور کچھ ہیں بے انصاف سو جو لوگ حکم میں آ گئے سو انہوں نے اٹکل کر لیا نیک راہ کو
72	الجن	15	اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوئے دوزخ کے ایندھن [۱۴]
72	الجن	16	اور یہ حکم آیا کہ اگر لوگ سیدھے رہتے راہ پر تو ہم پلاتے اُنکو پانی بھر کر
72	الجن	17	تاکہ اُنکو جانچیں اس میں [۱۵] اور جو کوئی منہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ ڈال دے گا اُسکو چڑھتے عذاب میں [۱۶]

72 الجن 18 اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو [۱۷]

72 الجن 19 اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ [۱۸] کہ اُسکو پکارے لوگوں کا بندھنے لگتا ہے اُس پر ٹھٹھ [۱۹]

72 الجن 20 تو کہہ میں تو پکارتا ہوں بس اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اُس کا کسی کو [۲۰]

72 الجن 21 تو کہہ میرے اختیار میں نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا [۲۱]

72 الجن 22 تو کہہ مجھ کو نہ بچائے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا اُسکے سوائے کہیں سرک رہنے کو جگہ [۲۲]

72 الجن 23 مگر پہنچانا ہے اللہ کی طرف سے اور اُسکے پیغام لانے [۲۳] اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اُسکے رسول کا سو اُسکے لئے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اُس میں ہمیشہ [۲۴]

72 الجن 24 یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو کچھ اُن سے وعدہ ہوا تب جان لیں گے کس کے مددگار کمزور ہیں اور گنتی میں تھوڑے [۲۵]

72 الجن 25 تو کہہ میں نہیں جانتا کہ نزدیک ہے جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا ہے یا کر دے اسکو میرا رب ایک مدت کے بعد [۲۶]

72 الجن 26 جاننے والا بھید کا سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو

72 الجن 27 مگر جو پسند کر لیا کسی رسول کو تو وہ چلاتا ہے اُسکے آگے اور پیچھے چوکیدار [۲۷]

72 الجن 28 تاکہ جانے کہ انہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے [۲۸] اور قابو میں رکھا ہے جو اُنکے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی [۲۹]

73 المزّمّل 1 اے کپڑے میں لپٹنے والے [۱]

73 المزّمّل 2 کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات [۲]

73 المزّمّل 3 آدھی رات یا اُس میں سے کم کر دے تھوڑا سا

73	المزّمّل	4	یا زیادہ کر اُس پر [۳] اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف [۴]
73	المزّمّل	5	ہم ڈالنے والے ہیں تجھ پر ایک بات وزن دار [۵]
73	المزّمّل	6	البتہ اٹھنا رات کو سخت روندتا ہے اور سیدھی نکلتی ہے بات [۶]
73	المزّمّل	7	البتہ تجھ کو دن میں شغل رہتا ہے لمبا [۷]
73	المزّمّل	8	اور پڑھے جا نام اپنے رب کا اور چھوٹ کر آ اسکی طرف سب سے الگ ہو کر [۸]
73	المزّمّل	9	مالک مشرق اور مغرب کا [۹] اُسکے سوا کسی کی بندگی نہیں سو پکڑ لے اُسکو کام بنانے والا [۱۰]
73	المزّمّل	10	اور سہتا رہ جو کچھ کہتے رہیں [۱۱] اور چھوڑ دے اُنکو بھلی طرح کا چھوڑنا [۱۲]
73	المزّمّل	11	اور چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو آرام میں رہے ہیں اور ڈھیل دےاُنکو تھوڑی سے [۱۳]
73	المزّمّل	12	البتہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ کا ڈھیر
73	المزّمّل	13	اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور عذاب دردناک [۱۴]
73	المزّمّل	14	جس دن کہ کانپے گی زمین اور پہاڑ اور ہو جائیں گے پہاڑ ریت کے تودے پھسلتے [۱۵]
73	المزّمّل	15	ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول بتلانے والا تمہاری باتوں کا [۱۶] جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسول [۱۷]
73	المزّمّل	16	پھر کہا نہ مانا فرعون نے رسول کا پھر پکڑی ہم نے اُسکو وبال کی پکڑ [۱۸]
73	المزّمّل	17	پھر کیونکر بچو گے اگر منکر ہو گئے اُس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا [۱۹]

73	المزّمّل	18	آسمان پھٹ جائے گا اُس دن میں اُس کا وعدہ ہونے والا ہے [۲۰]
73	المزّمّل	19	یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راہ [۲۱]
73	المزّمّل	20	بیشک تیرا رب جانتا ہے کہ تو اٹھتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور تہائی رات کے اور کتنے لوگ تیرے ساتہ کے [۲۲] اور اللہ ماپتا ہے رات کو اور دن کو اُس نے جانا کہ تم اُس کو پورا نہ کر سکو گے سو تم پرمعافی بھیجدی اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے [۲۳] جانا کہ کتنے ہوں گے تم میں بیمار اور کتنے اور لوگ پھریں گے ملک میں ڈھونڈھتے اللہ کے فضل کو اور کتنے لوگ لڑتے ہوں گے اللہ کی راہ میں سو پڑھ لیا کرو جتنا آسان ہو اُس میں سے اورقائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ [۲۴] اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا [۲۵] اور جو کچہ آگے بھیجو گے اپنے واسطے کوئی نیکی اُسکو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ [۲۶] اور معافی مانگو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۲۷]
74	المدّثر	1	اے لحاف میں لپٹنے والے [۱]
74	المدّثر	2	کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے [۲]
74	المدّثر	3	اور اپنے رب کی بڑائی بول [۳]
74	المدّثر	4	اور اپنے کپڑے پاک رکھ
74	المدّثر	5	اور گندگی سے دور رہ [۴]
74	المدّثر	6	اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلا بہت چاہے
74	المدّثر	7	اور اپنے رب سے امید رکھ [۵]
74	المدّثر	8	پھر جب بجنے لگے وہ کھوکھری چیز [۶]
74	المدّثر	9	پھر وہ اس دن مشکل دن ہے [۷]
74	المدّثر	10	منکروں پر نہیں آسان [۸]

74	المدثر	11	چھوڑ دے مجھ کو اور اُس کو جسکو میں نے بنایا انکا [۹]
74	المدثر	12	اور دیا میں نے اُسکو مال پھیلا کر
74	المدثر	13	اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے [۱۰]
74	المدثر	14	اور تیاری کر دی اُسکے لئے خوب تیاری [۱۱]
74	المدثر	15	پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں [۱۲]
74	المدثر	16	ہرگز نہیں وہ ہے ہماری آیتوں کا مخالف [۱۳]
74	المدثر	17	اب اُسی سے چڑھواؤں گا بڑی چڑھائی [۱۴]
74	المدثر	18	اُس نے فکر کیا اور دل میں ٹھہرا لیا
74	المدثر	19	سو مارا جائیو کیسا ٹھہرایا
74	المدثر	20	پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا [۱۵]
74	المدثر	21	پھر نگاہ کی
74	المدثر	22	پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا
74	المدثر	23	پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا
74	المدثر	24	پھر بولا اور کچھ نہیں یہ جادو ہے چلا آتا
74	المدثر	25	اور کچھ نہیں یہ کہا ہوا ہے آدمی کا [۱۶]
74	المدثر	26	اب اُسکو ڈالوں گا آگ میں [۱۷]
74	المدثر	27	اور تو کیا سمجھا کیسی ہے وہ آگ
74	المدثر	28	نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے [۱۸]

74	المدثر	29	جلا دینے والی ہے آدمیوں کو [۱۹]
74	المدثر	30	اُس پر مقرر ہیں انیس فرشتے [۲۰]
74	المدثر	31	اور ہم نے جو رکھے ہیں دوزخ پر داروغہ وہ فرشتے ہی ہیں [۲۱] اور اُنکی جو گنتی رکھی ہے سو جانچنے کو منکروں کے [۲۲] تاکہ یقین کر لیں وہ لوگ جنکو ملی ہے کتاب اور بڑھے ایمانداروں کا ایمان اور دھوکا نہ کھائیں جنکو ملی ہے کتاب اور مسلمان [۲۳] اور تاکہ کہیں وہ لوگ کہ جنکے دل میں روگ ہے اور منکر [۲۴] کیا غرض تھی اللہ کو اس مثل سے [۲۵] یوں بچلاتا ہے اللہ جسکو چاہے اور راہ دیتا ہے جسکو چاہے [۲۶] اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر مگر خود ہی [۲۷] اور وہ تو سمجھانا ہے لوگوں کے واسطے [۲۸]
74	المدثر	32	سچ کہتا ہوں اور قسم ہے چاند کی
74	المدثر	33	اور رات کی جب پیٹھ پھیرے
74	المدثر	34	اور صبح کی جب روشن ہووے
74	المدثر	35	وہ ایک ہے بڑی چیزوں میں کی [۲۹]
74	المدثر	36	ڈرانے والی ہے لوگوں کو
74	المدثر	37	جو کوئی چاہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے [۳۰]
74	المدثر	38	ہر ایک جی اپنے کئے کاموں میں پھنسا ہوا ہے
74	المدثر	39	مگر داہنی طرف والے

باغوں میں ہیں مل کر پوچھتے ہیں	40	المدّثر	74
گنہگاروں کا حال [۳۱]	41	المدّثر	74
تم کاہے سے جا پڑے دوزخ میں [۳۲]	42	المدّثر	74
وہ بولے ہم نہ تھے نماز پڑھتے	43	المدّثر	74
اور نہ تھے کھانا کھلاتے محتاج کو	44	المدّثر	74
اور ہم تھے باتوں میں دھنستے دھنسنے والوں کے ساتھ	45	المدّثر	74
اور ہم تھے جھٹلاتے انصاف کے دن کو	46	المدّثر	74
یہاں تک کہ آ پہنچی ہم پر وہ یقینی بات [۳۳]	47	المدّثر	74
پھر کام نہ آئے گی اُنکے سفارش کرنے والوں کی [۳۴]	48	المدّثر	74
پھر کیا ہوا ہے انکو کہ نصیحت سے منہ موڑتے ہیں [۳۵]	49	المدّثر	74
گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکنے والے	50	المدّثر	74
بھاگے ہیں غل مچانے سے [۳۶]	51	المدّثر	74
بلکہ چاہتا ہے ہر ایک مرد اُن میں کا کہ ملیں اُسکو ورق کھلے ہوئے [۳۷]	52	المدّثر	74
ہرگز نہیں [۳۸] پر وہ ڈرتے نہیں آخرت سے [۳۹]	53	المدّثر	74
کوئی نہیں یہ تو نصیحت ہے [۴۰]	54	المدّثر	74
پھر جو کوئی چاہے اُسکو یاد کرے [۴۱]	55	المدّثر	74
اور وہ یاد جبھی کریں کہ چاہے اللہ [۴۲] وہی ہے جس سے ڈرناچاہیے اور وہی ہے بخشنے کے لائق [۴۳]	56	المدّثر	74

75	القيٰمة	1	قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی [۱]
75	القيٰمة	2	اور قسم کھاتا ہوں جی کی کہ جو ملامت کرے برائی پر [۲]
75	القيٰمة	3	کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ جمع نہ کریں گے ہم اُسکی ہڈیاں [۳]
75	القيٰمة	4	کیوں نہیں ہم ٹھیک کر سکتے ہیں اُسکی پوریاں [۴]
75	القيٰمة	5	بلکہ چاہتا ہے آدمی کہ ڈھٹائی کرے اُسکے سامنے
75	القيٰمة	6	پوچھتا ہے کب ہو گا دن قیامت کا [۵]
75	القيٰمة	7	پھر جب چندھیانے لگے آنکھ [۶]
75	القيٰمة	8	اور گہہ جائے چاند [۷]
75	القيٰمة	9	اور اکٹھے ہوں سورج اور چاند [۸]
75	القيٰمة	10	کہے گا آدمی اُس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر
75	القيٰمة	11	کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بچاؤ
75	القيٰمة	12	تیرے رب تک ہے اُس دن جا ٹھہرنا [۹]
75	القيٰمة	13	جتلا دیں گے انسان کو اُس دن جو اُس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا [۱۰]
75	القيٰمة	14	بلکہ آدمی اپنے واسطے آپ دلیل ہے
75	القيٰمة	15	اور پڑالا ڈالے اپنے بہانے [۱۱]
75	القيٰمة	16	نہ چلا تو اُسکے پڑھنے پر اپنی زبان تاکہ جلدی اُسکو سیکھ لے
75	القيٰمة	17	وہ تو ہمارا ذمہ ہے اُسکو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے

75	القیٰمۃ	18	پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ کی زبانی تو ساتھ رہ اُسکے پڑھنے کے
75	القیٰمۃ	19	پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اُسکو کھول کر بتلانا [۱۲]
75	القیٰمۃ	20	کوئی نہیں پر تم چاہتے ہو جو جلد آئے
75	القیٰمۃ	21	اور چھوڑتے ہو جو دیر میں آئے [۱۳]
75	القیٰمۃ	22	کتنے منہ اس دن تازہ ہیں
75	القیٰمۃ	23	اپنے رب کی طرف دیکھنے والے [۱۴]
75	القیٰمۃ	24	اور کتنے منہ اُس دن اداس ہیں [۱۵]
75	القیٰمۃ	25	خیال کرتے ہیں کہ اُن پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر [۱۶]
75	القیٰمۃ	26	ہرگز نہیں جس وقت جان پہنچے ہانس تک [۱۷]
75	القیٰمۃ	27	اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا [۱۸]
75	القیٰمۃ	28	اور وہ سمجھا کہ اب آیا وقت جدائی کا [۱۹]
75	القیٰمۃ	29	اور لپٹ گئ پنڈلی پر پنڈلی [۲۰]
75	القیٰمۃ	30	تیرے رب کی طرف ہے اُس دن کھنچ کر چلا جانا [۲۱]
75	القیٰمۃ	31	پھر نہ یقین لایا اور نہ نماز پڑھی
75	القیٰمۃ	32	پھر جھٹلایا اور منہ موڑا
75	القیٰمۃ	33	پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا ہوا [۲۲]
75	القیٰمۃ	34	خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری
75	القیٰمۃ	35	پھر خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری [۲۳]

75	القیٰمۃ	36	کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ چھوٹا رہے گا بے قید [۲۴]
75	القیٰمۃ	37	بھلا نہ تھا وہ ایک بوند منی کی جو ٹپکی [۲۵]
75	القیٰمۃ	38	پھر تھا لہو جما ہوا پھر اُس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا
75	القیٰمۃ	39	پھر کیا اُس میں جوڑا نر اور مادہ
75	القیٰمۃ	40	کیا یہ خدا زندہ نہیں کر سکتا مردوں کو [۲۶]
76	الانسان	1	کبھی گذرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں کہ نہ تھا وہ کوئی چیز جو زبان پر آتی [۱]
76	الانسان	2	ہم نے بنایا آدمی کو ایک دو رنگی بوند سے [۲] ہم پلٹتے رہے اُسکو پھر کر دیا اُسکو ہم نے سننے والا دیکھنے والا [۳]
76	الانسان	3	ہم نے اُسکو سجھائی راہ یا حق مانتا ہے اور یا ناشکری کرتا ہے [۴]
76	الانسان	4	ہم نے تیار کر رکھی ہیں منکروں کے واسطے زنجیریں اور طوق اور آگ دہکتی [۵]
76	الانسان	5	البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ جس کی ملونی ہے کافور
76	الانسان	6	ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں بندے اللہ کے [۶] چلاتے ہیں وہ اُسکی نالیاں [۷]
76	الانسان	7	پورا کرتے ہیں منت کو [۸] اور ڈرتے ہیں اس دن سے کہ اُسکی برائی پھیل پڑے گی [۹]
76	الانسان	8	اور کھلاتے ہیں کھانا اُسکی محبت پر محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو [۱۰]
76	الانسان	9	ہم جو تم کو کھلاتے ہیں سو خالص اللہ کی خوشی چاہنے کو نہ تم سے ہم چاہیں گے بدلا اور نہ چاہیں گے شکرگذاری [۱۱]
76	الانسان	10	ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے ایک دن اداسی والے کی سختی سے [۱۲]

76	الانسان	11	پھر بچا لیا اُنکو اللہ نے برائی سے اس دن کی اور ملا دی اُنکو تازگی اور خوشی وقتی [۱۳]
76	الانسان	12	اور بدلا دیا اُنکو اُنکے صبر پرباغ اور پوشاک ریشمی [۱۴]
76	الانسان	13	تکیہ لگائے بیٹھیں اُس میں تختوں کے اوپر [۱۵] نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ ٹھر [۱۶]
76	الانسان	14	اور جھک رہیں اُن پر اسکی چھائیں اور پست کر رکھے ہیں اُسکے گچھے لٹکا کر [۱۷]
76	الانسان	15	اور لوگ لئے پھرتے ہیں اُنکے پاس برتن چاندی کے اور آبخورے جو ہو رہے ہیں شیشے کے
76	الانسان	16	شیشے ہیں چاندی کے [۱۸] ماپ رکھا ہے اُن کاماپ [۱۹]
76	الانسان	17	اور اُنکو وہاں پلاتے ہیں پیالے جس کی مِلونی ہے سونٹھ [۲۰]
76	الانسان	18	ایک چشمہ ہے اُس میں اُس کا نام کہتے ہیں سلسبیل [۲۱]
76	الانسان	19	اور پھرتے ہیں اُنکے پاس لڑکے سدا رہنے والے [۲۲] جب تو اُنکو دیکھے خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے ہوئے [۲۳]
76	الانسان	20	اور جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی [۲۴]
76	الانسان	21	اوپر کی پوشاک انکی کپڑے ہیں باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے [۲۵] اور انکو پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے [۲۶] اور پلائے اُنکو اُنکا رب شراب جو پاک کرے دل کو [۲۷]
76	الانسان	22	یہ ہے تمہارا بدلا اور کمائی تمہاری ٹھکانے لگی [۲۸]
76	الانسان	23	ہم نے اتارا تجھ پر قرآن سہج سہج اتارنا

سو تو انتظار کر اپنے رب کے حکم کا [۲۹] اور کہنامت مان اُن میں سے کسی گنہگار یا ناشکر کا [۳۰]	24	الانسان	76
اور لیتا رہ نام اپنے رب کا صبح اور شام [۳۱]	25	الانسان	76
اور کسی وقت رات کو سجدہ کر اُسکو [۳۲] اور پاکی بول اُسکی بڑی رات تک [۳۳]	26	الانسان	76
یہ لوگ چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو [۳۴]	27	الانسان	76
ہم نے اُنکو بنایا اور مضبوط کیا اُنکی جوڑ بندی کو اور جب ہم چاہیں بدل لائیں اُن جیسے لوگ بدل کر [۳۵]	28	الانسان	76
یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے رب تک راہ [۳۶]	29	الانسان	76
اور تم نہیں چاہو گے مگر جو چاہے اللہ بیشک اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا [۳۷]	30	الانسان	76
داخل کر لے جسکو چاہے اپنی رحمت میں [۳۸] اور جو گنہگار ہیں تیار ہے اُنکے واسطے عذاب دردناک	31	الانسان	76
قسم ہے چلتی ہواؤں کی دل کو خوش آتی	1	المرسلت	77
پھر جھونکا دینے والیوں کی زور سے [۱]	2	المرسلت	77
پھر ابھارنے والیوں کی اٹھا کر	3	المرسلت	77
پھر پھاڑنے والیوں کی بانٹ کر [۲]	4	المرسلت	77
پھر فرشتوں کی جو اتار کر لائیں وحی [۳]	5	المرسلت	77
الزام اتارنے کو یا ڈر سنانے کو [۴]	6	المرسلت	77
مقرر جو تم سے وعدہ ہوا وہ ضرور ہونا ہے [۵]	7	المرسلت	77
پھر جب تارے مٹائے جائیں	8	المرسلت	77

اور جب آسمان میں جھروکے پڑ جائیں [۶]	9	المرسلت	77
اور جب پہاڑ اڑا دیے جائیں [۷]	10	المرسلت	77
اور جب رسولوں کا وقت مقرر ہو جائے [۸]	11	المرسلت	77
کس دن کے واسطے ان چیزوں میں دیر ہے	12	المرسلت	77
اس فیصلے کے دن کے واسطے [۹]	13	المرسلت	77
اور تو نے کیا بوجھا کیا ہے فیصلے کا دن	14	المرسلت	77
خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی [۱۰]	15	المرسلت	77
کیا ہم نے نہیں مار کھپایا پہلوں کو	16	المرسلت	77
پھر اُنکے پیچھے بھیجتے ہیں پچھلوں کو	17	المرسلت	77
ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ [۱۱]	18	المرسلت	77
خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کی [۱۲]	19	المرسلت	77
کیا ہم نے نہیں بنایا تمکو ایک بے قدر پانی سے	20	المرسلت	77
پھر رکھا اُسکو ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں [۱۳]	21	المرسلت	77
ایک وعدہ مقرر تک [۱۴]	22	المرسلت	77
پھر ہم اُسکو پورا کر سکے سو ہم کیا خوب سکت والے ہیں [۱۵]	23	المرسلت	77
خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی [۱۶]	24	المرسلت	77
کیا ہم نے نہیں بنائی زمین سمیٹنے والی	25	المرسلت	77
زندوں کو اور مردوں کو [۱۷]	26	المرسلت	77

77	المرسلت	27	اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کے لئے پہاڑ اونچے اور پلایا ہم نے تمکو پانی میٹھا پیاس بجھانے والا [۱۸]
77	المرسلت	28	خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کی [۱۹]
77	المرسلت	29	چل کر دیکھو جس چیز کو تم جھٹلاتے تھے [۲۰]
77	المرسلت	30	چلو ایک چھاؤں میں جسکی تین پھانکیں ہیں [۲۱]
77	المرسلت	31	نہ گہری چھاؤں اور نہ کچھ کام آئے تپش میں [۲۲]
77	المرسلت	32	وہ آگ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل [۲۳]
77	المرسلت	33	گویا وہ اونٹ ہیں زرد [۲۴]
77	المرسلت	34	خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی [۲۵]
77	المرسلت	35	یہ وہ دن ہے کہ نہ بولیں گے [۲۶]
77	المرسلت	36	اور نہ اُنکو حکم ہو کہ توبہ کریں [۲۷]
77	المرسلت	37	خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کی [۲۸]
77	المرسلت	38	یہ ہے دن فیصلے کا جمع کیا ہم نے تمکو اور اگلوں کو [۲۹]
77	المرسلت	39	پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا تو چلا لو مجھ پر [۳۰]
77	المرسلت	40	خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی [۳۱]
77	المرسلت	41	البتہ جو ڈرنے والے ہیں وہ سایہ میں ہیں [۳۲] اور نہروں میں
77	المرسلت	42	اور میوے جس قسم کے وہ چاہیں
77	المرسلت	43	کھاؤ اور پیو مزے سے بدلا اُن کاموں کا جو تم نے کئے تھے [۳۳]
77	المرسلت	44	ہم یونہی دیتے ہیں بدلا نیکی والوں کو

77	المرسلت	45	خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کی [۳۴]
77	المرسلت	46	کھا لو اور برت لو تھوڑے دنوں بیشک تم گنہگار ہو [۳۵]
77	المرسلت	47	خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کی [۳۶]
77	المرسلت	48	اور جب کہیے اُن کو کہ جھک جاؤ نہیں جھکتے [۳۷]
77	المرسلت	49	خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کی [۳۸]
77	المرسلت	50	اب کس بات پر اُسکے بعد یقین لائیں گے [۳۹]
78	النَّبَاِ	1	کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں [۱]
78	النَّبَاِ	2	پوچھتے ہیں اُس بڑی خبر سے
78	النَّبَاِ	3	جس میں وہ مختلف ہیں [۲]
78	النَّبَاِ	4	ہرگز نہیں اب جان لیں گے
78	النَّبَاِ	5	پھر بھی ہر گز نہیں اب جان لیں گے [۳]
78	النَّبَاِ	6	کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا [۴]
78	النَّبَاِ	7	اور پہاڑوں کو میخیں [۵]
78	النَّبَاِ	8	اور تم کو بنایا ہم نے جوڑے جوڑے [۶]
78	النَّبَاِ	9	اور بنایا نیند کو تمہاری تکان دفع کرنیکے لئے [۷]
78	النَّبَاِ	10	اور بنایا رات کو اوڑھنا [۸]
78	النَّبَاِ	11	اور بنایا دن کمائی کرنے کو [۹]
78	النَّبَاِ	12	اور چنی ہم نے تم سےاوپر سات چنائی مضبوط [۱۰]

78	النَّبَإ	13	اور بنایا ایک چراغ چمکتا ہوا [۱۱]
78	النَّبَإ	14	اور اتارا نچڑنے والی بدلیوں سے پانی کا ریلا [۱۲]
78	النَّبَإ	15	تاکہ ہم نکالیں اس سے اناج اور سبزہ
78	النَّبَإ	16	اور باغ پتوں میں لپٹے ہوئے [۱۳]
78	النَّبَإ	17	بیشک دن فیصلے کا ہے ایک وقت ٹھہرا ہوا [۱۴]
78	النَّبَإ	18	جس دن پھونکی جائے صور پھر تم چلے آؤ جٹ کے جٹ [۱۵]
78	النَّبَإ	19	اور کھولا جائے آسمان تو ہو جائیں اس میں دروازے [۱۶]
78	النَّبَإ	20	اور چلائے جائیں گے پہاڑ تو ہو جائیں گے چمکتا ریتا [۱۷]
78	النَّبَإ	21	بیشک دوزخ ہے تاک میں
78	النَّبَإ	22	شریروں کا ٹھکانا [۱۸]
78	النَّبَإ	23	رہا کریں اُس میں قرنوں [۱۹]
78	النَّبَإ	24	نہ چکھیں وہاں کچھ مزا ٹھنڈک کا اور نہ پینا ملے کچھ
78	النَّبَإ	25	مگر گرم پانی اور بہتی پیپ [۲۰]
78	النَّبَإ	26	بدلا ہے پورا
78	النَّبَإ	27	اُنکو توقع نہ تھی حساب کی
78	النَّبَإ	28	اور جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو مکرا کر [۲۱]
78	النَّبَإ	29	اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے لکھ کر [۲۲]
78	النَّبَإ	30	اب چکھو کہ ہم نہ بڑھاتے جائیں گے تم پر مگر عذاب [۲۳]

78	النَّبَاِ	31	بیشک ڈر والوں کو اُنکی مراد ملنی ہے
78	النَّبَاِ	32	باغ ہیں اور انگور
78	النَّبَاِ	33	اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب [۲۴]
78	النَّبَاِ	34	اور پیالے چھلکتے ہوئے [۲۵]
78	النَّبَاِ	35	نہ سنیں گے وہاں بک بک اور نہ مکرانا [۲۶]
78	النَّبَاِ	36	بدلا ہے تیرے رب کا دیا ہوا حساب سے [۲۷]
78	النَّبَاِ	37	جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ اُنکے بیچ میں ہے بڑی رحمت والا [۲۸] قدرت نہیں کہ کوئی اُس سے بات کرے [۲۹]
78	النَّبَاِ	38	جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر [۳۰] کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حکم دیا رحمٰن نے اور بولا بات ٹھیک [۳۱]
78	النَّبَاِ	39	وہ دن ہے برحق پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانا [۳۲]
78	النَّبَاِ	40	ہم نے خبر سنا دی تم کو ایک آفت نزدیک آنے والی کی جس دن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اُسکے ہاتھوں نے [۳۳] اور کہے گا کافر کسی طرح میں مٹی ہوتا [۳۴]
79	النّٰزِعٰتِ	1	قسم ہے گھسیٹ لانے والوں کی غوطہ لگا کر [۱]
79	النّٰزِعٰتِ	2	اور بند چھڑا دینے والوں کی کھول کر [۲]
79	النّٰزِعٰتِ	3	اور پیرنے والوں کی تیزی سے
79	النّٰزِعٰتِ	4	پھر آگے بڑھنے والوں کی دوڑ کر [۳]
79	النّٰزِعٰتِ	5	پھر کام بنانے والوں کی حکم سے [۴]

79	النّٰزعٰتِ	6	جس دن کانپے کانپنے والی [۵]
79	النّٰزعٰتِ	7	اُسکے پیچھے آئے دوسری [۶]
79	النّٰزعٰتِ	8	کتنے دل اُس دن دھڑکتے ہیں
79	النّٰزعٰتِ	9	اُنکی آنکھیں جھک رہی ہیں [۷]
79	النّٰزعٰتِ	10	لوگ کہتے ہیں کیا ہم پھر آئیں گے الٹے پاؤں
79	النّٰزعٰتِ	11	کیا جب ہم ہو چکیں ہڈیاں کھوکھری
79	النّٰزعٰتِ	12	بولے تو تو یہ پھر آنا ہے ٹوٹے کا [۸]
79	النّٰزعٰتِ	13	سو وہ تو صرف ایک جھڑکی ہے
79	النّٰزعٰتِ	14	پھر تبھی وہ آ رہیں میدان میں [۹]
79	النّٰزعٰتِ	15	کیا پہنچی ہے تجھ کو بات موسیٰ کی [۱۰]
79	النّٰزعٰتِ	16	جب پکارا اُس کو اُسکے رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے [۱۱]
79	النّٰزعٰتِ	17	جا فرعون کے پاس اُس نے سر اٹھایا
79	النّٰزعٰتِ	18	پھر کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جائے
79	النّٰزعٰتِ	19	اور راہ بتلاؤں تجھ کو تیرے رب کی طرف پھر تجھ کو ڈر ہو [۱۲]
79	النّٰزعٰتِ	20	پھر دکھلائی اسکو وہ بڑی نشانی [۱۳]
79	النّٰزعٰتِ	21	پھر جھٹلایا اُس نے اور نہ مانا
79	النّٰزعٰتِ	22	پھر چلا پیٹھ پھیر کر تلاش کرتا ہوا [۱۴]
79	النّٰزعٰتِ	23	پھر سبکو جمع کیا پھر پکارا

79	النّٰزعٰتِ	24	تو کہا میں ہوں رب تمہارا سب سے اوپر [۱۵]
79	النّٰزعٰتِ	25	پھر پکڑا اسکو اللہ نے سزا میں آخرت کی اور دنیا کی [۱۶]
79	النّٰزعٰتِ	26	بیشک اس میں سوچنے کی جگہ ہے جس کے دل میں ڈر ہے [۱۷]
79	النّٰزعٰتِ	27	کیا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا [۱۸] اُس نے اُسکو بنا لیا
79	النّٰزعٰتِ	28	اونچا کیا اس کا ابھار پھر اُسکو برابر کیا
79	النّٰزعٰتِ	29	اور اندھیری کی رات اُسکی اور کھول نکالی اُسکی دھوپ [۱۹]
79	النّٰزعٰتِ	30	اور زمین کو اُسکے پیچھے صاف بچھا دیا [۲۰]
79	النّٰزعٰتِ	31	باہر نکالا زمین سے اُس کا پانی اور چارا [۲۱]
79	النّٰزعٰتِ	32	اور پہاڑوں کو قائم کر دیا [۲۲]
79	النّٰزعٰتِ	33	کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے [۲۳]
79	النّٰزعٰتِ	34	پھر جب آئے وہ بڑا ہنگامہ
79	النّٰزعٰتِ	35	جس دن کہ یاد کرے گا آدمی جو اُس نے کمایا
79	النّٰزعٰتِ	36	اور نکال ظاہر کر دیں دوزخ کو جو چاہے دیکھے [۲۴]
79	النّٰزعٰتِ	37	سو جس نے کی ہو شرارت
79	النّٰزعٰتِ	38	اور بہتر سمجھا ہو دنیا کا جینا [۲۵]
79	النّٰزعٰتِ	39	سو دوزخ ہی ہے اُس کا ٹھکانہ
79	النّٰزعٰتِ	40	اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا ہو اُس نے جی کو خواہش سے
79	النّٰزعٰتِ	41	سو بہشت ہے اُس کا ٹھکانہ [۲۶]

79	النّٰزِعٰتِ	42	تجه سے پوچھتے ہیں وہ گھڑی کب ہو گا قیام اُس کا [۲۷]
79	النّٰزِعٰتِ	43	تجه کو کیا کام اُسکے ذکر سے
79	النّٰزِعٰتِ	44	تیرے رب کی طرف ہے پہنچ اُسکی [۲۸]
79	النّٰزِعٰتِ	45	تو تو ڈر سنانے کے واسطے ہے اس کو جو اُس سے ڈرتا ہے [۲۹]
79	النّٰزِعٰتِ	46	ایسا لگے گا جس دن دیکھیں گے اُسکو کہ نہیں ٹھہرے تھے دنیا میں مگر ایک شام یا صبح اُسکی [۳۰]
80	عَبَسَ	1	[۱] تیوری چڑھائی اور منہ موڑھا
80	عَبَسَ	2	اس بات سے کہ آیا اُسکے پاس اندھا [۲]
80	عَبَسَ	3	اور تجه کو کیا خبر ہے شاید کہ وہ سنورتا
80	عَبَسَ	4	یا سوچتا تو کام آتا اُسکے سمجھانا [۳]
80	عَبَسَ	5	وہ جو پروا نہں کرتا
80	عَبَسَ	6	سو تو اُسکی فکر میں ہے
80	عَبَسَ	7	تور تجه پر کچه الزام نہیں کہ وہ نہیں درست ہوتا [۴]
80	عَبَسَ	8	اور وہ جو آیا تیرے پاس دوڑتا
80	عَبَسَ	9	اور ہو ڈرتا ہے [۵]
80	عَبَسَ	10	سو تو اُس سے تغافل کرتا ہے [۶]
80	عَبَسَ	11	یوں نہیں یہ تو نصیحت ہے
80	عَبَسَ	12	پھر جو کوئی چاہے اسکو پڑھے [۷]
80	عَبَسَ	13	لکھا ہے عزت کے ورقوں میں

80	عَبَسَ	14	اونچے رکھے ہوئے نہایت ستھرے [۸]
80	عَبَسَ	15	ہاتھوں میں لکھنے والوں کے
80	عَبَسَ	16	جو بڑے درجہ والے نیک کار ہیں [۹]
80	عَبَسَ	17	مارا جائیو آدمی کیسا نا شکرا ہے [۱۰]
80	عَبَسَ	18	کس چیز سے بنایا اُسکو
80	عَبَسَ	19	ایک بوند سے [۱۱] بنایا اسکو پھر اندازہ پر رکھا اُسکو [۱۲]
80	عَبَسَ	20	پھر راہ آسان کر دی اُسکو [۱۳]
80	عَبَسَ	21	پھر اُسکو مردہ کیا پھر قبر میں رکھوا دیا اُسکو [۱۴]
80	عَبَسَ	22	پھر جب چاہا اٹھا نکالا اُسکو [۱۵]
80	عَبَسَ	23	ہرگز نہیں پورا نہ کیا جو اُسکو فرمایا [۱۶]
80	عَبَسَ	24	اب دیکھ لے آدمی اپنے کھانے کو [۱۷]
80	عَبَسَ	25	کہ ہم نے ڈالا پانی اوپر سے گرتا ہوا
80	عَبَسَ	26	پھر چیرا زمین کو پھاڑ کر [۱۸]
80	عَبَسَ	27	پھر اگایا اُس میں اناج
80	عَبَسَ	28	اور انگور اور ترکاری
80	عَبَسَ	29	اور زیتون اور کھجوریں
80	عَبَسَ	30	اور گھن کے باغ

اور میوہ اورگھاس	31	عَبَسَ	80
کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے [۱۹]	32	عَبَسَ	80
پھر جب آئے وہ کان پھوڑنے والی [۲۰]	33	عَبَسَ	80
جس دن کے بھاگے مرد اپنے بھائی سے	34	عَبَسَ	80
اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے	35	عَبَسَ	80
اور اپنی ساتھ والی سے اور اپنے بیٹوں سے	36	عَبَسَ	80
ہر مرد کو اُن میں سے اُس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اُسکے لئے کافی ہے [۲۱]	37	عَبَسَ	80
کتنے منہ اُس دن روشن ہیں	38	عَبَسَ	80
ہنستے خوشیاں کرتے [۲۲]	39	عَبَسَ	80
اور کتنے منہ اُس دن اُن پر گرد پڑی ہے	40	عَبَسَ	80
چڑھی آتی ہے اُن پر سیاہی [۲۳]	41	عَبَسَ	80
یہ لوگ وہی ہیں جو منکر ہیں ڈھیٹھ [۲۴]	42	عَبَسَ	80
جب سورج کی دھوپ تہہ ہو جائے [۱]	1	التَّكوير	81
اور جب تارے میلے ہو جائیں [۲]	2	التَّكوير	81
اور جب پہاڑ چلائے جائیں [۳]	3	التَّكوير	81
اور جب بیاتی اونٹنیاں چھٹی پھریں [۴]	4	التَّكوير	81
اور جب جنگل کے جانوروں میں رول پڑ جائے [۵]	5	التَّكوير	81
اور جب دریا جھونکے جائیں [۶]	6	التَّكوير	81

81	التَّكوير	7	اور جب جیوں کے جوڑے باندھے جائیں [۷]
81	التَّكوير	8	اور جب بیٹی جیتی گاڑ دی گئ کو پوچھیں
81	التَّكوير	9	کہ کس گناہ پر وہ ماری گئ [۸]
81	التَّكوير	10	اور جب اعمالنامے کھولے جائیں
81	التَّكوير	11	اور جب آسمان کا پوست اتار لیں [۹]
81	التَّكوير	12	اور جب دوزخ دہکائی جائے
81	التَّكوير	13	اور جب بہشت پاس لائی جائے [۱۰]
81	التَّكوير	14	جان لے گا ہر ایک جی جو لے کر آیا [۱۱]
81	التَّكوير	15	سو قسم کھاتا ہوں میں پیچھے ہٹ جانے والوں
81	التَّكوير	16	سیدھے چلنے دبک جانے والوں کی [۱۲]
81	التَّكوير	17	اور رات کی جب پھیل جائے [۱۳]
81	التَّكوير	18	اور صبح کی جب دم بھرے [۱۴]
81	التَّكوير	19	مقرر یہ کہا ہے ایک بھیجے ہوئے عزت والے کا
81	التَّكوير	20	قوت والا عرش کے مالک کے پاس درجہ پانے والا
81	التَّكوير	21	سب کا مانا ہوا وہاں کا معتبر [۱۵]
81	التَّكوير	22	اور یہ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں [۱۶]
81	التَّكوير	23	اور اس نے دیکھا ہے اُس فرشتہ کو آسمان کے کھلے کنارہ کے پاس [۱۷]
81	التَّكوير	24	اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں [۱۸]

81	التَّكوير	25	اور یہ کہا ہوا نہیں کسی شیطان مردود کا [۱۹]
81	التَّكوير	26	پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو [۲۰]
81	التَّكوير	27	یہ تو ایک نصیحت ہے جہان بھر کے واسطے [۲۱]
81	التَّكوير	28	جو کوئی چاہے تم میں سے کہ سیدھا چلے [۲۲]
81	التَّكوير	29	اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ سارے جہان کا مالک [۲۳]
82	الاِنفِطار	1	جب آسمان چر جائے
82	الاِنفِطار	2	اور جب تارے جھڑ پڑیں
82	الاِنفِطار	3	اور جب دریا ابل نکلیں [۱]
82	الاِنفِطار	4	اور جب قبریں زیروزبر کر دی جائیں [۲]
82	الاِنفِطار	5	جان لے ہر ایک جی جو کچھ کہ آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا [۳]
82	الاِنفِطار	6	اے آدمی کس چیز سے بہکا تو اپنے رب کریم پر [۴]
82	الاِنفِطار	7	جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو ٹھیک کیا پھر تجھ کو برابر کیا [۵]
82	الاِنفِطار	8	جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ دیا [۶]
82	الاِنفِطار	9	ہرگز نہیں پر تم جھوٹ جانتے ہو انصاف کا ہونا [۷]
82	الاِنفِطار	10	اور تم پر نگہبان مقرر ہیں
82	الاِنفِطار	11	عزت والے عمل لکھنے والے
82	الاِنفِطار	12	جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو [۸]
82	الاِنفِطار	13	بیشک نیک لوگ بہشت میں ہیں [۹]

82	الاِنفِطار	14	اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں
82	الاِنفِطار	15	ڈالے جائیں گے اُس میں انصاف کے دن
82	الاِنفِطار	16	اور نہ ہوں گے اُس سے جدا ہونے والے [۱۰]
82	الاِنفِطار	17	اور تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا
82	الاِنفِطار	18	پھر بھی تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا
82	الاِنفِطار	19	جس دن کہ بھلا نہ کر سکے کوئی جی کسی جی کا کچھ بھی [۱۱] اور حکم اُس دن اللہ ہی کا ہے [۱۲]
83	المُطفِّفِين	1	خرابی ہے گھٹانے والوں کی
83	المُطفِّفِين	2	وہ لوگ کہ جب ماپ کر لیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں
83	المُطفِّفِين	3	اور جب ماپ کر دیں اُنکو یا تول کر تو گھٹا کر دیں [۱]
83	المُطفِّفِين	4	کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ کہ اُنکو اٹھنا ہے
83	المُطفِّفِين	5	اُس بڑے دن کے واسطے [۲]
83	المُطفِّفِين	6	جس دن کھڑے رہیں لوگ راہ دیکھتے جہان کے مالک کی [۳]
83	المُطفِّفِين	7	ہر گز نہیں [۴] بیشک اعمالنامہ گنہگاروں کا سجین میں ہے
83	المُطفِّفِين	8	اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے سجین
83	المُطفِّفِين	9	ایک دفتر ہے لکھا ہوا [۵]
83	المُطفِّفِين	10	خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کی
83	المُطفِّفِين	11	جو جھوٹ جانتے ہیں انصاف کے دن کو

83	المُطَفِّفِين	12	اور اسکو جھٹلاتا ہے وہی جو بڑھ نکلنے والا گنہگار ہے [۶]
83	المُطَفِّفِين	13	جب سنائے اسکو ہماری آیتیں کہے نقلیں ہیں پہلوں کی [۷]
83	المُطَفِّفِين	14	کوئی نہیں پر زنگ پکڑ گیا ہے اُنکے دلوں پر جو وہ کماتے تھے [۸]
83	المُطَفِّفِين	15	کوئی نہیں وہ اپنے رب سے اُس دن روک دیے جائیں گے [۹]
83	المُطَفِّفِين	16	پھر مقرر وہ گرنے والے ہیں دوزخ میں
83	المُطَفِّفِين	17	پھر کہا جائے گا یہ وہی ہے جسکو تم جھوٹ جانتے تھے
83	المُطَفِّفِين	18	ہرگز نہیں [۱۰] بیشک اعمالنامہ نیکوں کاعلیین میں ہے
83	المُطَفِّفِين	19	اور تجھ کو کیاخبر ہے کیا ہے علیین
83	المُطَفِّفِين	20	ایک دفتر ہے لکھا ہوا [۱۱]
83	المُطَفِّفِين	21	اُسکو دیکھتے ہیں نزدیک والے یعنی فرشتے [۱۲]
83	المُطَفِّفِين	22	بیشک نیک لوگ ہیں آرام میں
83	المُطَفِّفِين	23	تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہوں گے [۱۳]
83	المُطَفِّفِين	24	پہچان لے تو اُنکے منہ پر تازگی آرام کی [۱۴]
83	المُطَفِّفِين	25	انکو پلائی جاتی ہے شراب خالص مہر لگی ہوئی [۱۵]
83	المُطَفِّفِين	26	جسکی مہر جمتی ہے مشک پر [۱۶] اور اُس پر چاہیے کہ ڈھکیں ڈھکنے والے [۱۷]
83	المُطَفِّفِين	27	اور اُسکی ملونی ہے تسنیم سے
83	المُطَفِّفِين	28	وہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں نزدیک والے [۱۸]

83	المُطَفِّفِين	29	وہ لوگ جو گنہگار ہیں تھے ایمان والوں سے ہنسا کرتے [۱۹]
83	المُطَفِّفِين	30	اور جب ہو کر نکلتے انکے پاس کو تو آپس میں آنکه مارتے [۲۰]
83	المُطَفِّفِين	31	اور جب پھر کر جاتے اپنے گھر پھر جاتے باتیں بناتے [۲۱]
83	المُطَفِّفِين	32	اور جب اُنکو دیکھتے کہتے بیشک یہ لوگ بہک رہے ہیں [۲۲]
83	المُطَفِّفِين	33	اور اُنکو بھیجا نہیں اُن پر نگہبان بنا کر [۲۳]
83	المُطَفِّفِين	34	سو آج ایمان والے منکروں سے ہنستے ہیں [۲۴]
83	المُطَفِّفِين	35	تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں [۲۵]
83	المُطَفِّفِين	36	اب بدلا پایا ہے منکروں نے جیسا کہ کچه کرتے تھے [۲۶]
84	الاِنشِقَاق	1	جب آسمان پھٹ جائے
84	الاِنشِقَاق	2	اور سن لے حکم اپنے رب کا وہ آسمان اسی لائق ہے [۱]
84	الاِنشِقَاق	3	اور جب زمین پھیلا دی جائے [۲]
84	الاِنشِقَاق	4	اور نکال ڈالے جو کچه اُس میں ہے اور خالی ہو جائے [۳]
84	الاِنشِقَاق	5	اور سن لے حکم اپنے رب کا اور وہ زمین اسی لائق ہے [۴]
84	الاِنشِقَاق	6	اے آدمی تجه کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں سہہ سہہ کر اُس سے ملنا ہے [۵]
84	الاِنشِقَاق	7	سو جس کو ملا اعمالنامہ اس کا داہنے ہاته میں
84	الاِنشِقَاق	8	تو اُس سے حساب لیں گے آسان حساب [۶]
84	الاِنشِقَاق	9	اور پھر کر آئے گا اپنے لوگوں کے پاس خوش ہو کر [۷]
84	الاِنشِقَاق	10	اور جس کو ملا اس کا اعمالنامہ پیٹه کے پیچھے سے [۸]

84	الاِنشِقاق	11	سو وہ پکارے گا موت موت [۹]
84	الاِنشِقاق	12	اور پڑے گا آگ میں
84	الاِنشِقاق	13	وہ رہا تھا اپنے گھر میں بے غم [۱۰]
84	الاِنشِقاق	14	اُس نے خیال کیا تھا کہ پھر کر نہ جائے گا [۱۱]
84	الاِنشِقاق	15	کیوں نہیں اُس کا رب اُسکو دیکھتا تھا [۱۲]
84	الاِنشِقاق	16	سو قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی
84	الاِنشِقاق	17	اور رات کی اور جو چیزیں اُس میں سمٹ آتی ہیں [۱۳]
84	الاِنشِقاق	18	اور چاند کی جب پورا بھر جائے [۱۴]
84	الاِنشِقاق	19	کہ تم کو چڑھنا ہے سیڑھی پر سیڑھی [۱۵]
84	الاِنشِقاق	20	پھر کیا ہوا ہے اُنکو جو یقین نہیں لاتے [۱۶]
84	الاِنشِقاق	21	اور جب پڑھیے انکے پا س قرآن مجید وہ سجدہ نہیں کرتے [۱۷]
84	الاِنشِقاق	22	اوپر سے اور یہ کہ منکر جھٹلاتے ہیں
84	الاِنشِقاق	23	اور اللہ خوب جانتا ہے جو اندر بھر رکھتے ہیں [۱۸]
84	الاِنشِقاق	24	سو خوشی سنا دے اُنکو عذاب دردناک کی [۱۹]
84	الاِنشِقاق	25	مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور کام کئے بھلے اُنکے لئے ثواب ہے بے انتہا [۲۰]
85	البُرُوج	1	قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں [۱]
85	البُرُوج	2	اور اُس دن کی جس کا وعدہ ہے [۲]
85	البُرُوج	3	اور اُس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اُسکی کہ جسکے پاس حاضر ہوتے ہیں [۳]

85	البُرُوج	4	مارے گئے کھائیاں کھودنے والے
85	البُرُوج	5	آگ ہے بہت ایندھن والی [۴]
85	البُرُوج	6	جب وہ اس پر بیٹھے
85	البُرُوج	7	اور جو کچھ وہ کرتے مسلمانوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے [۵]
85	البُرُوج	8	اور اُن سے بدلا نہ لیتے تھے مگر اسی بات کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے تعریفوں والا
85	البُرُوج	9	جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز [۶]
85	البُرُوج	10	تحقیق جو دین سے بچلائے ایمان والے مردوں کو اورعورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو اُنکے لئے عذاب ہے دوزخ کا اور اُنکے لئے عذاب ہے آگ لگے کا [۷]
85	البُرُوج	11	بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں انکے لئے باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی [۸]
85	البُرُوج	12	بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے [۹]
85	البُرُوج	13	بیشک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری [۱۰]
85	البُرُوج	14	اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنے والا [۱۱]
85	البُرُوج	15	مالک عرش کا بڑی شان والا
85	البُرُوج	16	کر ڈالنے والا جو چاہے [۱۲]
85	البُرُوج	17	کیا پہنچی تجھ کو بات اُن لشکروں کی
85	البُرُوج	18	فرعون اور ثمود کے [۱۳]
85	البُرُوج	19	کوئی نہیں بلکہ منکر جھٹلاتےہیں [۱۴]
85	البُرُوج	20	اور اللہ نے اُنکو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے [۱۵]
85	البُرُوج	21	کوئی نہیں یہ قرآن ہے بڑی شان کا [۱۶]

لکھا ہو الوح محفوظ میں [۱۷]	22	البُرُوج	85
قسم ہے آسمان کی اور اندھیری میں آنے والے کی	1	الطّارق	86
اور تو نے کیا سمجھاکیا ہے اندھیرے میں آنے والا	2	الطّارق	86
وہ تارا چمکتا ہوا	3	الطّارق	86
کوئی جی نہیں جس پر نہیں ایک نگہبان	4	الطّارق	86
اب دیکھ لے آدمی کہ کاہے سے بنا ہے [۱]	5	الطّارق	86
بنا ہے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے [۲]	6	الطّارق	86
جو نکلتا ہے پیٹھ کے بیچ سے اور چھاتی کے بیچ سے [۳]	7	الطّارق	86
بیشک وہ اُسکو پھیر لا سکتا ہے [۴]	8	الطّارق	86
جس دن جانچے جائیں بھید [۵]	9	الطّارق	86
تو کچھ نہ ہو گا اُسکو زور اور نہ کوئی مدد کرنے والا [۶]	10	الطّارق	86
قسم ہے آسمان چکر مارنے والے کی [۷]	11	الطّارق	86
اور زمین پھوٹ نکلنے والی کی [۸]	12	الطّارق	86
بیشک یہ بات ہے دوٹوک	13	الطّارق	86
اور نہیں یہ بات ہنسی کی [۹]	14	الطّارق	86
البتہ وہ لگے ہوئے ہیں ایک داؤ کرنے میں	15	الطّارق	86
اور میں لگا ہوا ہوں ایک داؤ کرنے میں	16	الطّارق	86
سو ڈھیل دے منکروں کو ڈھیل دے اُنکو تھوڑے دنوں [۱۰]	17	الطّارق	86

87	الأعلىٰ	1	پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر [۱]
87	الأعلىٰ	2	جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا [۲]
87	الأعلىٰ	3	اور جس نے ٹھہرا دیا پھر راہ بتلائی [۳]
87	الأعلىٰ	4	اور جس نے نکالا چارا
87	الأعلىٰ	5	پھر کر ڈالا اُسکو کُوڑا سیاہ [۴]
87	الأعلىٰ	6	البتہ ہم پڑھائیں گے تجھ کو پھر تو نہ بھولے گا
87	الأعلىٰ	7	مگر جو چاہے اللہ [۵] وہ جانتا ہے پکارنے کو اور جو چھپا ہوا ہے [۶]
87	الأعلىٰ	8	اور سہج سہج پہنچائیں گے ہم تجھ کو آسانی تک [۷]
87	الأعلىٰ	9	سو تو سمجھا دے اگر فائدہ کرے سمجھانا [۸]
87	الأعلىٰ	10	سمجھ جائے گا جس کو ڈر ہو گا [۹]
87	الأعلىٰ	11	اور یکسو رہے گا اُس سے بڑا بدقسمت
87	الأعلىٰ	12	وہ جو داخل ہو گا بڑی آگ میں [۱۰]
87	الأعلىٰ	13	پھر نہ مرے گا اُس میں اور نہ جئے گا [۱۱]
87	الأعلىٰ	14	بیشک بھلا ہوا اُس کا جو سنورا [۱۲]
87	الأعلىٰ	15	اورلیا اُس نے نام اپنے رب کا پھر نماز پڑھی [۱۳]
87	الأعلىٰ	16	کوئی نہیں تم بڑھاتے ہو دنیا کے جینے کو
87	الأعلىٰ	17	اور پچھلا گھر بہتر ہے اور باقی رہنے والا [۱۴]

87	الأعلیٰ	18	یہ لکھا ہوا ہے پہلے ورقوں میں
87	الأعلیٰ	19	صحیفوں میں ابراہیم کے اور موسٰی کے [۱۵]
88	الغَاشِيَة	1	کچھ پہنچی تجھ کو بات اُس چھپا لینے والی کی [۱]
88	الغَاشِيَة	2	کتنے منہ اُس دن ذلیل ہونے والے ہیں
88	الغَاشِيَة	3	محنت کرنے والے تھکے ہوئے [۲]
88	الغَاشِيَة	4	گریں گے دہکتی ہوئی آگ میں
88	الغَاشِيَة	5	پانی ملے گا ایک چشمے کھولتے ہوئے کا [۳]
88	الغَاشِيَة	6	نہیں اُنکے پاس کھانا مگر جھاڑ کانٹوں والا [۴]
88	الغَاشِيَة	7	نہ موٹا کرے اور نہ کام آئے بھوک میں [۵]
88	الغَاشِيَة	8	کتنے منہ اُس دن تروتازہ ہیں
88	الغَاشِيَة	9	اپنی کمائی سے راضی [۶]
88	الغَاشِيَة	10	اونچے باغ میں
88	الغَاشِيَة	11	نہیں سنتے اُس میں بکواس [۷]
88	الغَاشِيَة	12	اُس میں ایک چشمہ ہے بہتا [۸]
88	الغَاشِيَة	13	اُس میں تخت ہیں اونچے بچھے ہوئے
88	الغَاشِيَة	14	اور آبخورے سامنے چنے ہوئے [۹]
88	الغَاشِيَة	15	اور غالیچے برابر بچھے ہوئے [۱۰]
88	الغَاشِيَة	16	اور مخمل کے نہالچے جگہ جگہ پھیلے ہوئے [۱۱]

88	الغَاشِيَة	17	بھلا کیا نظر نہیں کرتے اونٹوں پر کہ کیسے بنائے ہیں [١٢]
88	الغَاشِيَة	18	اور آسمان پر کہ کیسا اُس کو بلند کیا ہے [١٣]
88	الغَاشِيَة	19	اور پہاڑوں پر کہ کیسے کھڑے کر دیے ہیں [١۴]
88	الغَاشِيَة	20	اور زمین پر کہ کیسی صاف بچھائی ہے [١۵]
88	الغَاشِيَة	21	سو تو سمجھائے جا تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے
88	الغَاشِيَة	22	تو نہیں اُن پر داروغہ [١۶]
88	الغَاشِيَة	23	مگر جس نے منہ موڑا اور منکر ہو گیا
88	الغَاشِيَة	24	تو عذاب کرے گا اُس پر اللہ وہ بڑا عذاب
88	الغَاشِيَة	25	بیشک ہمارے پاس ہے اُنکو پھر آنا
88	الغَاشِيَة	26	پھر بیشک ہمارا ذمہ ہے اُن سے حساب لینا [١٧]
89	الفجر	1	قسم ہے فجر کی
89	الفجر	2	اور دس راتوں کی
89	الفجر	3	اور جفت اورطاق کی
89	الفجر	4	اور اس رات کی جب رات کو چلے [١]
89	الفجر	5	ہے اُن چیزوں کی قسم پوری عقلمندوں کے واسطے [٢]
89	الفجر	6	تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے عاد کے ساتھ
89	الفجر	7	وہ جو ارم میں تھے [٣] بڑے ستونوں والے [۴]

89	الفجر	8	کہ بنی نہیں ویسی سارے شہروں میں [۵]
89	الفجر	9	اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے تراشا پتھروں کو وادی میں [۶]
89	الفجر	10	اور فرعون کے ساتھ و ہ میخوں والا [۷]
89	الفجر	11	یہ سب تھے جنہوں نے سر اٹھایا ملکوں میں
89	الفجر	12	پھر بہت ڈالی اُن میں خرابی
89	الفجر	13	پھر پھینکا اُن پر تیرے رب نے کوڑا عذاب کا [۸]
89	الفجر	14	بیشک تیرا رب لگا ہے گھات میں [۹]
89	الفجر	15	سو آدمی جو ہے جب جانچے اُسکو رب اُس کا پھر اُس کو عزت دے اور اُسکو نعمت دے تو کہے میرے رب نے مجھ کو عزت دی [۱۰]
89	الفجر	16	اور وہ جس وقت اُسکو جانچے پھر کھینچ کرے اُس پر روزی کی تو کہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا [۱۱]
89	الفجر	17	کوئی نہیں پر تم عزت سے نہیں رکھتے یتیم کو [۱۲]
89	الفجر	18	اور تاکید نہیں کرتے آپس میں محتاج کے کھلانے کی [۱۳]
89	الفجر	19	اور کھا جاتے ہو مردے کا مال سمیٹ کر سارا [۱۴]
89	الفجر	20	اور پیار کرتے ہو مال کو جی بھر کر [۱۵]
89	الفجر	21	کوئی نہیں جب پست کر دی جائے زمین کوٹ کوٹ کر [۱۶]
89	الفجر	22	اور آئے تیرا رب [۱۷] اور فرشتے آئیں قطار قطار [۱۸]
89	الفجر	23	اور لائی جائے اُس دن دوزخ [۱۹] اُس دن سوچے گا آدمی اور کہاں ملے اُسکو سوچنا [۲۰]

89	الفجر	24	کہے کیا اچھا ہوتا جو میں کچھ آگے بھیجدیتا اپنی زندگی میں [۲۱]
89	الفجر	25	پھر اُس دن عذاب نہ دے اُس کا سا کوئی
89	الفجر	26	اور نہ باندھ کر رکھے اُس کا سا باندھنا کوئی [۲۲]
89	الفجر	27	اے وہ جی جس نے چین پکڑ لیا
89	الفجر	28	پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی
89	الفجر	29	پھر شامل ہو میرے بندوں میں
89	الفجر	30	اور داخل ہو میری بہشت میں [۲۳]
90	البلد	1	قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی [۱]
90	البلد	2	اور تجھ پر قید نہیں رہے گی اس شہر میں [۲]
90	البلد	3	اور قسم ہے جنتے کی اور جو اس نے جنا [۳]
90	البلد	4	تحقیق ہم نے بنایا آدمی کو محنت میں [۴]
90	البلد	5	کیا خیال رکھتا ہے وہ کہ اُس پر بس نہ چلے گا کسی کا [۵]
90	البلد	6	کہتا ہے میں نے خرچ کر ڈالا مال ڈھیروں [۶]
90	البلد	7	کیا خیال رکھتا ہے کہ دیکھا نہیں اسکو کسی نے [۷]
90	البلد	8	بھلا ہم نے نہیں دیں اُسکو دو آنکھیں [۸]
90	البلد	9	اور زبان اور دو ہونٹ [۹]
90	البلد	10	اور دکھلا دیں اُسکو دو گھاٹیاں [۱۰]
90	البلد	11	سو نہ دھمک سکا گھاٹی پر [۱۱]

90	البلد	12	اور توکیا سمجھا کیا ہے وہ گھاٹی
90	البلد	13	چھڑانا گردن کا [۱۲]
90	البلد	14	یا کھلانا بھوک کے دن میں [۱۳]
90	البلد	15	یتیم کو جو قرابت والا ہے [۱۴]
90	البلد	16	یا محتاج کو جو خاک میں رل رہا ہے [۱۵]
90	البلد	17	پھر ہووے ایمان والوں میں [۱۶] جو تاکید کرتے ہیں آپس میں تحمل کی اور تاکید کرتے ہیں رحم کھانے کی [۱۷]
90	البلد	18	وہ لوگ ہیں بڑے نصیب والے [۱۸]
90	البلد	19	اور جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے وہ ہیں کمبختی والے [۱۹]
90	البلد	20	اُنہی کو آگ میں موند دیا ہے [۲۰]
91	الشَّمس	1	قسم سورج اور اُسکے دھوپ چڑھنے کی
91	الشَّمس	2	اور چاند کی جب آئے سورج کے پیچھے [۱]
91	الشَّمس	3	اور دن کی جب اُسکو روشن کر لے [۲]
91	الشَّمس	4	اور رات کی جب اسکو ڈھانک لیوے [۳]
91	الشَّمس	5	اور آسمان کی اور جیسا کہ اُسکو بنایا [۴]
91	الشَّمس	6	اور زمین کی اور جیسا کہ اُسکو پھیلایا [۵]
91	الشَّمس	7	اور جی کی اور جیسا کہ اُسکو ٹھیک بنایا [۶]
91	الشَّمس	8	پھر سمجھ دی اُسکو ڈھٹائی کی اور بچ کر چلنے کی [۷]

91	الشَّمس	9	تحقیق مراد کو پہنچا جس نے اُسکو سنوار لیا [۸]
91	الشَّمس	10	اور نامراد ہوا جس نے اُسکو خاک میں ملا چھوڑا [۹]
91	الشَّمس	11	جھٹلایا ثمود نے اپنی شرارت سے [۱۰]
91	الشَّمس	12	جب اٹھ کھڑا ہوا اُن میں کا بڑا ابدبخت [۱۱]
91	الشَّمس	13	پھر کہاں اُنکو اللہ کے رسول نے خبردار ہو اللہ کی اونٹنی سے اور اُسکی پانی پینے کی باری سے [۱۲]
91	الشَّمس	14	پھر انہوں نے اُسکو جھٹلایا پھر پاؤں کاٹ ڈالے اُسکے پھر الٹ مارا اُن پر اُنکے رب نے بسبب اُنکے گناہوں کے پھر برابر کر دیا سب کو [۱۳]
91	الشَّمس	15	اور وہ نہیں ڈرتا پیچھا کرنے سے [۱۴]
92	الَّیل	1	قسم رات کی جب چھا جائے
92	الَّیل	2	اور دن کی جب روشن ہو
92	الَّیل	3	اور اُسکی جو اُس نے پیدا کئے نر اور مادہ
92	الَّیل	4	تمہاری کمائی طرح طرح پر ہے [۱]
92	الَّیل	5	سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا
92	الَّیل	6	اور سچ جانا بھلی بات کو
92	الَّیل	7	تو اُسکو ہم سہج سہج پہنچا دیں گے آسانی میں [۲]
92	الَّیل	8	اور جس نے نہ دیا اور بے پروا رہا
92	الَّیل	9	اور جھوٹ جانا بھلی بات کو
92	الَّیل	10	سو اُسکو ہم سہج سہج پہنچا دیں گے سختی میں [۳]
92	الَّیل	11	اور کام نہ آئے گا اُسکے مال اُس کا جب گڑھے میں گرے گا [۴]

ہمارا ذمہ ہے راہ سجھا دینا	12	الَّیل	92
اور ہمارے ہاتھ میں ہے آخرت اور دنیا [۵]	13	الَّیل	92
سو میں نے سنا دی تم کو خبر ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی [۶]	14	الَّیل	92
اُس میں وہی گرے گا جو بڑا بدبخت ہے	15	الَّیل	92
جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا [۷]	16	الَّیل	92
اور بچا دیں گے اُس سے بڑے ڈرنے والے کو [۸]	17	الَّیل	92
جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو [۹]	18	الَّیل	92
اور نہیں کسی کا اُس پر احسان جس کا بدلا دے	19	الَّیل	92
مگر واسطے چاہنے مرضی اپنے رب کی جو سب سے برتر ہے	20	الَّیل	92
اور آگے وہ راضی ہو گا [۱۰]	21	الَّیل	92
قسم دھوپ چڑھتے وقت کی	1	الضُّحٰی	93
اور رات کی جب چھا جائے	2	الضُّحٰی	93
نہ رخصت کر دیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ بیزار ہوا [۱]	3	الضُّحٰی	93
اور البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے [۲]	4	الضُّحٰی	93
اور آگے دے گا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہو گا [۳]	5	الضُّحٰی	93
بھلا نہیں پایا تجھ کو یتیم پھر جگہ دی [۴]	6	الضُّحٰی	93
اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی [۵]	7	الضُّحٰی	93
اور پایا تجھ کو مفلس پھر بے پروا کر دیا [۶]	8	الضُّحٰی	93

93	الضُّحٰی	9	سو جو یتیم ہو اُس کو مت دبا [۷]
93	الضُّحٰی	10	اور جو مانگتا ہو اُسکو مت جھڑک [۸]
93	الضُّحٰی	11	اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر [۹]
94	الم نشرح	1	کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ [۱]
94	الم نشرح	2	اور اتار رکھا ہم نے تجھ پر سے بوجھ تیرا
94	الم نشرح	3	جس نے جھکا دی تھی پیٹھ تیری [۲]
94	الم نشرح	4	اور بلند کیا ہم نے مذکور تیرا [۳]
94	الم نشرح	5	سو البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے
94	الم نشرح	6	البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے [۴]
94	الم نشرح	7	پھر جب تو فارغ ہو تو محنت کر
94	الم نشرح	8	اور اپنے رب کی طرف دل لگا [۵]
95	التّین	1	قسم انجیر کی اور زیتون کی [۱]
95	التّین	2	اور طور سینین کی
95	التّین	3	اور اُس شہر امن والے کی [۲]
95	التّین	4	ہم نے بنایا آدمی خوب سے اندازے پر [۳]
95	التّین	5	پھر پھینک دیا اُسکو نیچوں سے نیچے [۴]
95	التّین	6	مگر جو یقین لائے اور عمل کئے اچھے سو اُنکے لئے ثواب ہے بے انتہا [۵]
95	التّین	7	پھر تو اُسکے پیچھے کیوں جھٹلائے بدلا ملنے کو [۶]

95	التّین	8	کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم [۷]
96	العَلق	1	پڑھ اپنے رب کے نام سے [۱] جو سب کا بنانے والا ہے [۲]
96	العَلق	2	بنایا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے [۳]
96	العَلق	3	پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے [۴]
96	العَلق	4	جس نے علم سکھایا قلم سے [۵]
96	العَلق	5	سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا [۶]
96	العَلق	6	کوئی نہیں آدمی سر چڑھتا ہے اس سے
96	العَلق	7	کہ دیکھے اپنے آپکو بے پروا [۷]
96	العَلق	8	بیشک تیرے رب کی طرف پھر جانا ہے [۸]
96	العَلق	9	تو نے دیکھا اُسکو جو منع کرتا ہے
96	العَلق	10	ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھے [۹]
96	العَلق	11	بھلا دیکھ تو اگر ہوتا نیک راہ پر
96	العَلق	12	یا سکھلاتا ڈر کے کام
96	العَلق	13	بھلا دیکھ تو اگر جھٹلایا اور منہ موڑا [۱۰]
96	العَلق	14	یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھتا ہے [۱۱]
96	العَلق	15	کوئی نہیں اگر باز نہ آئے گا ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر [۱۲]
96	العَلق	16	کیسی چوٹی جھوٹی گنہگار [۱۳]

96	العَلق	17	اب بلا لیوے اپنے مجلس والوں کو
96	العَلق	18	ہم بھی بلاتے ہیں پیادے سیاست کرنے کو [۱۴]
96	العَلق	19	کوئی نہیں مت مان اُسکا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو [۱۵]
97	القدر	1	ہم نے اُسکو اتارا شب قدر میں [۱]
97	القدر	2	اور تو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شب قدر
97	القدر	3	شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے [۲]
97	القدر	4	اترتے ہیں فرشتے اور روح اُس میں اپنے رب کے حکم سے [۳] ہر کام پر [۴]
97	القدر	5	امان ہے [۵] وہ رات صبح کے نکلنے تک [۶]
98	البیّنۃ	1	نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہیں اہل کتاب اور مشرک [۱] باز آنے والے یہاں تک کہ پہنچے اُنکے پاس کھلی بات
98	البیّنۃ	2	ایک رسول اللہ کا پڑھتا ہو ورق پاک [۲]
98	البیّنۃ	3	اس میں لکھی ہیں کتابیں مضبوط [۳]
98	البیّنۃ	4	اور وہ جو پھوٹ پڑی اہل کتاب میں سو جب کہ آ چکی اُنکے پاس کھلی بات [۴]
98	البیّنۃ	5	اور انکو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی خالص کر کے اُسکے واسطے بندگی ابراہیم کی راہ پر [۵] اور قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگوں کی [۶]
98	البیّنۃ	6	اور جو منکر ہوئے اہل کتاب اور مشرک ہونگے دوزخ کی آگ میں سدا رہیں اُس میں [۷] وہ لوگ ہیں سب خلق سے بدتر [۸]

98	البیّنۃ	7	وہ لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ لوگ ہیں سب خلق سے بہتر [۹]
98	البیّنۃ	8	بدلا اُن کا اُنکے رب کے یہاں باغ ہیں ہمیشہ رہنے کو نیچے بہتی ہں اُنکے نہریں سدا رہیں اُن میں ہمیشہ اللہ اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی [۱۰] یہ ملتا ہے اسکو جو ڈرا اپنے رب سے [۱۱]
99	الزّلزال	1	جب ہلا ڈالے زمین کو اُسکے بھونچال سے [۱]
99	الزّلزال	2	او ر نکال باہر کرے زمین اپنے اندر سے بوجھ [۲]
99	الزّلزال	3	اور کہے آدمی اُس کو کیا ہو گیا [۳]
99	الزّلزال	4	اُس دن کہہ ڈالے گی وہ اپنی باتیں
99	الزّلزال	5	اس واسطے کہ تیرے رب نے حکم بھیجا اُسکو [۴]
99	الزّلزال	6	اُس دن ہو پڑیں گے لوگ طرح طرح پر [۵] کہ اُنکو دکھا دیے جائیں اُنکے عمل [۶]
99	الزّلزال	7	سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لے گا اُسے
99	الزّلزال	8	اور جس نے کی ذرہ بھر برائی دیکھ لے گا اُسے [۷]
100	العٰدیٰت	1	قسم ہے دوڑنے والے گھوڑوں کی ہانپ کر
100	العٰدیٰت	2	پھر آگ سلگانے والے جھاڑ کر [۱]
100	العٰدیٰت	3	پھر غارت کر ڈالنے والے صبح کو [۲]
100	العٰدیٰت	4	پھر اٹھانے والے اُس میں گرد [۳]
100	العٰدیٰت	5	پھر گھس جانے والے اُس وقت فوج میں [۴]
100	العٰدیٰت	6	بیشک آدمی اپنے رب کا ناشکر ہے [۵]

100	العديٰت	7	اور وہ آدمی اس کام کو سامنے دیکھتا ہے [۶]
100	العديٰت	8	اور آدمی محبت پر مال کی بہت پکا ہے [۷]
100	العديٰت	9	کیا نہیں جانتا وہ وقت کہ کریدا جائے جو کچھ قبروں میں ہے
100	العديٰت	10	اور تحقیق ہووے جو کچھ کہ جیوں میں ہے [۸]
100	العديٰت	11	بیشک اُنکے رب کو اُنکی اُس دن سب خبر ہے [۹]
101	القارعۃ	1	وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی
101	القارعۃ	2	کیا ہے وہ کھڑ کھڑا ڈالنے والی
101	القارعۃ	3	اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ کھڑ کھڑا ڈالنے والی [۱]
101	القارعۃ	4	جس دن ہوویں لوگ جیسے پتنگے بکھرے ہوئے [۲]
101	القارعۃ	5	اور ہوویں پہاڑ جیسے رنگی ہوئی اون دُھنی ہوئی [۳]
101	القارعۃ	6	سو جسکی بھاری ہوئیں تولیں
101	القارعۃ	7	تو وہ رہے گا من مانتے گذران میں [۴]
101	القارعۃ	8	اور جسکی ہلکی ہوئیں تولیں
101	القارعۃ	9	تو اُس کا ٹھکانہ گڑھا ہے
101	القارعۃ	10	اور تو کیا سمجھا وہ کیا ہے
101	القارعۃ	11	آگ ہے دہکتی ہوئی [۵]
102	التکاثر	1	غفلت میں رکھا تم کو بہتایت کی حرص نے
102	التکاثر	2	یہاں تک کہ جا دیکھیں قبریں [۱]

102	التّكاثُر	3	کوئی نہیں آگے جان لو گے
102	التّكاثُر	4	پھر بھی کوئی نہیں آگے جان لو گے [۲]
102	التّكاثُر	5	کوئی نہیں اگر جانو تم یقین کر کے [۳]
102	التّكاثُر	6	بیشک تم کو دیکھنا ہے دوزخ
102	التّكاثُر	7	پھر دیکھنا ہے اُسکو یقین کی آنکھ سے [۴]
102	التّكاثُر	8	پھر پوچھیں گے تم سے اُس دن آرام کی حقیقت [۵]
103	العصر	1	قسم ہے عصر کی [۱]
103	العصر	2	مقرر انسان ٹوٹے میں ہے [۲]
103	العصر	3	مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی اور آپس میں تاکید کرتے رہے تحمل کی [۳]
104	الهُمَزَة	1	خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی [۱]
104	الهُمَزَة	2	جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا [۲]
104	الهُمَزَة	3	خیال رکھتا ہے کہ اُس کا مال سدا کو رہے گا اُسکے ساتھ [۳]
104	الهُمَزَة	4	کوئی نہیں وہ پھینکا جائے گا اُس روندنے والی میں [۴]
104	الهُمَزَة	5	اور تو کیا سمجھا کون ہے وہ روندنے والی
104	الهُمَزَة	6	ایک آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی
104	الهُمَزَة	7	وہ جھانک لیتی ہے دل کو [۵]
104	الهُمَزَة	8	اُنکو اُس میں موند دیا ہے [۶]
104	الهُمَزَة	9	لنبے لنبے ستونوں میں [۷]

105	الفِيل	1	کیا تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ [۱]
105	الفِيل	2	کیا نہیں کر دیا اُن کا داؤ غلط [۲]
105	الفِيل	3	اور بھیجے اُن پر اڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں
105	الفِيل	4	پھینکتے تھے اُن پر پتھریاں کنکر کی [۳]
105	الفِيل	5	پھر کر ڈالا اُنکو جیسے بھس کھایا ہوا[۴]
106	قُرَيش	1	اس واسطے کہ مانوس رکھا قریش کو
106	قُرَيش	2	مانوس رکھنا اُنکو سفر سے جاڑے کے اور گرمی کے
106	قُرَيش	3	تو چاہیے کہ بندگی کریں اس گھر کے رب کی
106	قُرَيش	4	جس نے اُنکو کھانا دیا بھوک میں اور امن دیا ڈر میں [۱]
107	المَاعُون	1	تو نے دیکھا اُسکو جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونے کو [۱]
107	المَاعُون	2	سو یہ وہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو [۲]
107	المَاعُون	3	اور نہیں تاکید کرتا محتاج کے کھانے پر [۳]
107	المَاعُون	4	پھر خرابی ہے اُن نمازیوں کی
107	المَاعُون	5	جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں [۴]
107	المَاعُون	6	وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں [۵]
107	المَاعُون	7	اور مانگے نہ دیویں برتنے کی چیز [۶]
108	الكوثر	1	بیشک ہم نے دی تجھ کو کوثر [۱]
108	الكوثر	2	سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر [۲]

108	الکوثر	3	بیشک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا [۳]
109	الکفرون	1	تو کہہ اے منکرو [۱]
109	الکفرون	2	میں نہیں پوجتا جسکو تم پوجتے ہو
109	الکفرون	3	اور نہ تم پوجو جسکو میں پوجوں [۲]
109	الکفرون	4	اور نہ مجھ کو پوجنا ہے اُس کا جسکو تم نے پوجا
109	الکفرون	5	اور نہ تم کو پوجنا ہے اُس کا جس کو میں پوجوں [۳]
109	الکفرون	6	تم کو تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ [۴]
110	النَّصر	1	جب پہنچ چکے مدد اللہ کی اور فیصلہ [۱]
110	النَّصر	2	اور تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے دین میں غول کے غول
110	النَّصر	3	تو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں [۲] اور گناہ بخشوا اس سے بیشک وہ معاف کرنے والا ہے [۳]
111	اللَّھب	1	ٹوٹ گئے ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ [۱]
111	اللَّھب	2	کام نہ آیا اُسکو مال اُسکا اور نہ جو اُس نے کمایا [۲]
111	اللَّھب	3	ڈیگ مارتی آگ میں [۳]
111	اللَّھب	4	اور اُسکی جورو جو سر پر لئے پھرتی ہے ایندھن [۴]
111	اللَّھب	5	اُسکی گردن میں رسی ہے مونجھ کی [۵]
112	الاخلاص	1	تو کہہ وہ اللہ ایک ہے [۱]
112	الاخلاص	2	اللہ بے نیاز ہے [۲]

112	الاخلاص	3	نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا [۳]
112	الاخلاص	4	اور نہیں اُس کے جوڑ کا کوئی [۴]
113	الفَلَق	1	تو کہہ میں پناہ میں آیا صبح کے رب کی [۱]
113	الفَلَق	2	ہر چیز کی بدی سے جو اُس نے بنائی [۲]
113	الفَلَق	3	اور بدی سے اندھیرے کی جب سمٹ آئے [۳]
113	الفَلَق	4	اور بدی سے عورتوں کی جو گرہوں میں پھونک ماریں [۴]
113	الفَلَق	5	اور بدی سے برا چاہنے والے کی جب لگے ٹوک لگانے [۵]
114	النَّاس	1	تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی
114	النَّاس	2	لوگوں کے بادشاہ کی
114	النَّاس	3	لوگوں کے معبود کی [۱]
114	النَّاس	4	بدی سے اُسکی جو پھسلائے اور چھپ جائے [۲]
114	النَّاس	5	وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں
114	النَّاس	6	جنوں میں اور آدمیوں میں [۳]

تفسیر شیخ السلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

١ ۔ رحمٰن اور رحیم دونوں مبالغے کے صیغے ہیں اور رحمٰن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے ترجمہ میں، ان سب باتوں کا لحاظ ہے ۔

٢ ۔ یعنی سب تعریفیں عمدہ سے عمدہ اول سے آخر تک جو ہوئی ہیں اور جو ہوں گی خدا ہی کو لائق ہیں۔ کیونکہ ہر نعمت اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور عطا کرنے والا وہی ہے خواہ بلاواسطہ عطا فرمائے یا بالواسطہ جیسے دھوپ کی وجہ سے اگر کسی کو حرارت یا نور پہنچے تو حقیقت میں آفتاب کا فیض ہے۔ شعر
٣ ۔ مجموعہ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اور اسی لئے اس کی جمع نہیں لاتے ۔ مگر آیت میں عالم سے مراد ہر جنس (مثلاً عالم جن، عالم ملائکہ، عالم انس وغیرہ وغیرہ) ۔ اس لئے جمع لائے تاکہ جملہ افراد عالم کا مخلوق جناب باری ہونا خوب ظاہر ہو جائے۔

۴ ۔ اس کے خاص کرنے کی اول وجہ تو یہی ہے کہ اس دن بڑے بڑے امور پیش آئیں گے ایسا خوفناک روز نہ پہلے ہوا نہ آگے کو ہو دوسرے اس روز بجز ذات پاک حق تعالیٰ کے کسی کو ملک و حکومت ظاہری بھی تو نصیب نہ ہو گی { لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ }
۵ ۔ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہٰی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

۶ ۔ جن پر انعام کیا گیا وہ چار فرقے ہیں نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین کلام اللہ میں دوسرے موقع پر اس کی تصریح ہے اور { الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ } سے یہود اور ضالین سے نصارٰی مراد ہیں۔ دیگر آیات و روایات اس پر شاہد ہیں اور صراط مستقیم سے محرومی کل دو طرح پر ہوتی ہے ۔ عدم علم یا جان بوجھ کر کوئی فرقہ گمراہ ان دو سے خارج نہیں
٧ ۔ یہ سورت خدا تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے نازل فرمائی کہ جب ہمارے دربار میں حاضر ہو تو ہم سے یوں سوال کیا کرو اس لئے اس سورت کا ایک نام تعلیم مسئلہ بھی ہے ۔ اس سورت کے ختم پر لفظ آمین کہنا مسنون ہے۔ اور یہ لفظ قرآن شریف سے خارج ہے ۔ معنی اس لفظ کے یہ ہیں "الہٰی ایسا ہی ہو" یعنی مقبول بندوں کی پیروی اور نافرمانوں سے
١ ۔ ان حروف کو مقطعات کہتے ہیں ان کے اصلی معنی تک اوروں کی رسائی نہیں ۔ بلکہ یہ بھید ہے اللہ اور رسول کے درمیان جو بوجہ مصلحت و حکمت ظاہر نہیں فرمایا۔ اور بعض اکابر سے جو ان کے معنی منقول ہیں اس سے صرف تمثیل و تنبیہ و تسہیل مقصود ہے یہ نہیں کہ مراد حق تعالیٰ یہ ہے تو اب اس کو رائے شخصی کہ کر تغلیط کرنا محض
٢ ۔ یعنی اس کے کلام الہٰی ہونے اور اس کے جملہ مضامین کے واقعی ہونے میں کچھ شک نہیں جاننا چاہیئے کہ کسی کلام میں اشتباہ ہونے کی دو صورتیں ہیں یا تو خود اس کلام میں کوئی غلطی اور خرابی ہو یا سننے والے کے فہم میں خلل ہو۔ اول صورت میں محل ریب یہ کلام ہے اور دوسری صورت میں محل ریب حقیقت میں سمجھنے والے کا فہم ہے ۔
٣ ۔ یہاں سے اخیر قرآن تک جواب ہے { اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ } کا جو سوال بندوں کی طرف سے ہوا تھا۔

۴ ۔ یعنی جو بندے اپنے خدا سے ڈرتے ہیں اُن کو یہ کتاب راستہ بتلاتی ہے کیونکہ جو اپنے خدا سے خائف ہو گا اس کو امور مرضیہ اور غیر مرضیہ یعنی طاعت و معصیت کی ضرور تلاش ہو گی اور جس نافرمان کے دل میں خوف ہی نہیں اس کو اطاعت کی کیا فکر اور معصیت سے کیا اندیشہ۔
۵ ۔ یعنی جو چیزیں انکے عقل و حواس کے مخفی ہیں (جیسے دوزخ ۔ جنت۔ ملائکہ وغیرہ) ان سب کو اللہ اور رسول کے ارشاد کی وجہ سے حق اور یقینی سمجھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان امور غائبہ کا منکر ہدایت سے محروم ہے۔

۶ ۔ اقامت صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ رعایت حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں۔

٧ ۔ سب طاعتوں کی اصل تین ہیں ۔ اول جو باتیں دل سے تعلق رکھتی ہیں، دوسری بدن سے، تیسری مال سے سو اس آیت میں ہر سہ اصول کو ترتیب وار لے لیا۔

٨ ۔ اس سے پہلی آیت میں ان لوگوں کا بیان تھا جن مشرکین نے ایمان قبول کیا (یعنی اہل مکہ) اور اس آیت میں ان کا بیان ہے جو اہل کتاب (یعنی یہود و نصارٰی) مشرف با اسلام ہوئے۔

٩ ۔ یعنی اہل ایمان کے دونوں گروہ مذکورہ بالا دنیا میں ان کو ہدایت نصیب ہوئی اور آخرت میں ان کو ہر طرح کی مراد ملے گی جس سے معلوم ہو گیا کہ جو نعمت ایمان اور اعمال حسنہ سے محروم رہے ان کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہیں اب ان دونوں فریق مومنین سے فارغ ہو کر اس کے آگے کفار کی حالت بیان کی جاتی ہے۔

۱۰ ۔ ان کفار سے خاص وہ لوگ مراد ہیں جن کے لئے کفر مقرر ہو چکا اور دولت ایمان سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے گئے (جیسے ابوجہل، ابو لہب وغیرہ) ورنہ ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ جو کافر تھے مشرف با اسلام ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔
۱۱ ۔ ان کے دلوں پر مہر کر دی (یعنی حق بات کو نہیں سمجھتے) اور کانوں پر مہر کر دی (یعنی سچی بات کو متوجہ ہو کر نہیں سنتے) اور آنکھوں پر پردہ ہے (یعنی راہ حق کو نہیں دیکھتے) کفار کا بیان ختم ہو گیا اب منافقوں کا حال اس کے بعد تیرہ آیتوں میں ذکر کیا جاتا ہے۔
۔ یعنی دل سے ایمان نہیں لائے جو حقیقت میں ایمان ہے صرف زبان سے فریب دینے کے لئے اظہار ایمان کرتے ہیں۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی ان کی فریب بازی نہ خدا تعالیٰ کے اوپر چل سکتی ہے وہ عالم الغیب ہے اور نہ مومنین پر کہ حق تعالیٰ مومنین کو بواسطہ پیغمبر اور دیگر دلائل و قرائن کے منافقین کے فریب سے آگاہ فرما دیتا ہے بلکہ انکی فریب بازی کا وبال اور اسکی خرابی حقیقت میں ان ہی کو پہنچتی ہے مگر وہ اس کو اپنی غفلت اور جہالت اور شرارت سے نہیں
۱۴ ۔ یعنی ان کے دلوں میں نفاق اور دین اسلام سے نفرت اور مسلمانوں سے حسد اور عناد، یہ مرض پہلے سے موجود تھے اب نزول قرآن اور ظہور شوکت اسلام اور ترقی و نصرت اہل اسلام کو دیکھ دیکھ کر اُن کی وہ بیماری اور بڑھ گئ۔
۱۵ ۔ اس جھوٹ کہنے سے اسلام کا جھوٹا دعویٰ { اٰمَنَّا باللّٰہِ وَ بالیَوْمِ الاٰخِرِ } مراد ہے جو اوپر گذر چکا ۔ یعنی عذاب الیم حقیقت میں اُنکے نفاق کی سزا ہے نہ مطلق جھوٹ بولنے کی ۔ حضرت شاہ صاحب کو اسی باریک فرق پر متنبہ فرمانا منظور ہے جو یکذبون کا ترجمہ جھوٹ بولنے کی جگہ "جھوٹ کہنا " فرماتے ہیں فجزاہ اللہ مااودق نظرہ۔
۱۶ ۔ خلاصہ یہ ہے کہ منافقین بچند وجوہ فساد پھیلاتے تھے، اول تو خواہش نفسانیہ میں منہمک تھے اور انقیاد و احکام شریعہ سے کاہل اور متنفر تھے دوسرے مسلمانوں اور کافروں دونوں کے پاس آتے جاتے تھے اور اپنی قدرومنزلت بڑھانے کو ہر ایک کی باتیں دوسرے تک پہنچاتے رہتے تھے ۔ تیسرے کفار سے نہایت مدارات و مخالطت سے پیش آتے
۱۷ ۔ یعنی اصلاح تو حقیقت میں یہ ہے کہ دین حق جملہ ادیان پر غالب ہو اور جملہ اغراض و منافع دینوی سے احکام شریعہ کی رعایت زیادہ کی جائے اور دربارہ دین کسی کی موافقت اور مخالفت کی پرواہ نہ ہو "خاک بردلداری اغیار باش" منافقین بحیلہ مصالحت و مصلحت اندیشی جو کچھ کرتے ہیں وہ حقیقت میں فساد محض ہے مگر اُن کو اُس کا شعور
۱۸ ۔ یعنی اپنے دلوں میں یہ کہتے ہیں یا آپس میں یا اُن ضعفائے مسلمین سے جو کسی وجہ سے اُن کے رازدار بن رہے تھے ۔

۱۹ ۔ سفہاء کہا سچے مسلمانوں کو کہ احکام خدا وندی پر دل سے ایسے فدا تھے کہ لوگوں کی مخالفت اور اسکے نتائج بد سے اور انقلاب زمانہ کی مضرات گوناں گوں سے اپنا بچاؤ نہ کرتے تھے بخلاف منافقین کے کہ مسلمان و کفار سب سے ظاہر بنا رکھا تھا اور اغراض نفسانی کے سبب آخرت کاکچھ فکر نہ تھا مصلحت بینی اس درجہ غالب تھی کہ ایمان و
۲۰ ۔ یعنی بیوقوف حقیقت میں منافقین ہی ہیں کہ مصالح و اغراض دینوی پادر ہوا کی وجہ سے آخرت کا خیال نہ کیا فانی کو لینا اور باقی کو چھوڑنا کس قدر حماقت ہے اور مخلوقات سے ڈرنا کہ جن سے ہزار طرح اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں اور علام الغیوب سے نہ ڈرنا کہ جہاں کسی طرح کوئی امر پیش ہی نہ جا سکے کتنی جہالت ہے اور صلح کل کیسے کہ جس
۲۱ ۔ شیاطین (یعنی شریر لوگ) مراد ان سے یا تو وہ کفار ہیں جو اپنے کفر کو سب پر ظاہر کرتے تھے یا وہ منافقین مراد ہیں جو ان میں رئیس سمجھے جاتے تھے۔

۔ یعنی کفر و اعتقاد دین کے معاملے میں ہم بالکل تمہارے ساتھ ہیں تم سے کسی حالت میں جدا نہیں ہو سکتے۔ ۲۲

۲۳ ۔ یعنی ظاہر ی موافقت جو ہم مسلمانوں سے کرتے ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا کہ ہم واقعی میں اُن کے موافق ہیں ہم تو اُن سے تمسخر کرتے ہیں اور اُن کی بیوقوفی سب پر ظاہر کرتے ہیں کہ باوجودیکہ ہمارے افعال ہمارے اقوال کے مخالف ہیں مگر وہ اپنی بیوقوفی سے صرف ہماری زبانی باتوں پر ہم کو مسلمان سمجھ کر ہمارے مال اور اولاد پر ہاتھ نہیں
۲۴ ۔ چونکہ اللہ نعالیٰ نے مومنین کو فرما دیا کہ منافقین کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرو ان کے جان و مال سے ہر گز تعرض نہ کرو اس سے منافقین اپنی حماقت سے سمجھ جائیں گے کہ ایمان لانے سے جو فائدہ مسلمانوں کو ہوا وہ سب فوائد ہم کو بھی صرف زبانی اظہار اسلام سے حاصل ہو گئے اس وجہ سے بالکل مطمئن ہو گئے حالانکہ انجام کار
۲۵ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ڈھیل دی گئ حتیٰ کی انہوں نے سرکشی میں خوب ترقی کی اور ایسے بہکے کہ اس کا انجام کچھ نہ سوچا اور خوش ہوئے کہ ہم مسلمانوں سے ہنسی کرتے ہیں حالانکہ معاملہ بالعکس تھا جاننا چاہئے کہ آیت میں فی طغیانہم فعل یمدّھم کے متعلق ہے ۔ مگر تراجم دہلویہ جدیدہ میں اس کو یعمہون کے متعلق کر دیا (جس
۔ تجارت سے مراد وہی گمراہی کا ہدایت کے بدلے مول لینا ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے۔ ۲۶

۲۷ ۔ یعنی منافقین نے بظاہر ایمان قبول کیا اور دل میں کفر کو رکھا جس کی وجہ سے آخرت میں خراب اور دنیا میں خوا ر ہوئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اُن کے احوال پر سب کو مطلع فرما دیا ۔ ایمان لاتے تو دارین میں سرخرو ہو تے ۔ تو اب اُنکی تجارت نے کوئی نفع اُن کو نہ پہنچایا نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا۔ اور وہ کچھ نہ سمجھے کہ مجرد

۲۸ ۔ یعنی منافقوں کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اندھیری گھنگھور رات میں آگ روشن کرے جنگل میں راستہ دیکھنے کو اور جب آگ روشن ہو گئ اور راستہ نظر آنے کو ہوا تو خدا تعالیٰ نے اس کو بجھا دیا اور اندھیری رات میں جنگل میں کھڑا رہ گیا کہ کچھ نظر نہیں آتا ۔ ایسے ہی منافقین نے مسلمانوں کے خوف سے کلمہ شہادت کی روشنی سے
۲۹ ۔ یعنی بہرے ہیں جو سچی بات نہیں سنتے گونگے ہیں جو سچی بات نہیں کہتے ۔ اندھے ہیں جو اپنے نفع و نقصان کو نہیں دیکھتے سو جو شخص بہرا بھی ہو اور گونگا بھی ہو وہ کس طرح راہ پر آئے صرف اندھا ہو تو کسی کو پکارے یا کسی کی بات سنے تو اب ان سے ہر گز توقع نہیں کہ گمراہی سے حق کی طرف لو ٹیں۔
۳۰ ۔ ان منافقین کی مثال ان لوگوں کی سی ہے کہ اُن پر آسمان سے مینہ شدت کے ساتھ پڑ رہا ہو اور کئ طرح کی تاریکی اس میں ہو ۔ مثلا بادل بھی تہہ بر تہہ بہت غلیظ اور کثیف ہے اور قطرات ابر کی بھی بہت کثرت اور ہجوم ہے اور بھی اندھیری ہے اور تاریکی شدید کے ساتھ بجلی کی کڑک اور چمک بھی ایسی ہولناک ہے کہ وہ لوگ موت کے
۳۱ ۔ حاصل یہ ہے کہ منافقین اپنی ضلالت اور ظلماتی خیال میں مبتلا ہیں لیکن جب غلبہ نور اسلام اور ظہور معجزات کو یہ دیکھتے ہیں اور تاکید و تہدید شرع سنتے ہیں تو متنبہ ہو کر ظاہر میں صراط مستقیم کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب کوئی اذیت و مشقت دینوی نظر آتی ہے تو کفر پر اڑ جاتے ہیں جیسے شدت باراں اور تاریکی میں بجلی چمکی

۳۲ ۔ اب سب بندوں کو مومن ہوں یا کافر یا منافق خطاب فرما کر توحید جناب باری سمجھائی جاتی ہے جو ایمان کے لئے اصل الاصول ہے ۔ خلاصہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تم سے پہلوں کو سب کو پیدا کیا اور تمہاری ضروریات اور کل منافع کو بنایا ۔ پھر اُس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو معبود بنانا جو تم کو نہ نفع پہنچا سکے نہ
۳۳ ۔ یہ بات گذر چکی ہے کہ اس کلام پاک میں شبہہ کی وجہ یا یہ ہو سکتی تھی کہ اس کلام میں کوئی بات کھٹکے کی ہو سو اس کے دفعیہ کے لئے لاریب فیہ فرما چکے ہیں اور یا یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی کے دل میں اپنی کوتاہی فہم یا زیادت عناد سے شبہ پیدا ہو تو یہ صورت چونکہ ممکن بلکہ مو جود تھی تو اس کے رفع کرنے کی عمدہ اور سہل
۳۴ ۔ یعنی اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ بندہ کا کلام ہے تو جس قدر قابل اور شاعر اور فصحاء و بلغاء موجود ہیں خدائے تعالیٰ کے سوا سب سے مدد لے کر ہی چھوٹی سے سورت ایسی بنا لاؤ یا یہ مطلب ہے کہ خداوند کریم کے سوا تمہارے جتنے معبود ہیں سب سے تضرع اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا مانگو کہ اس مشکل بات میں تمہاری کچھ
۳۵ ۔ پھر اس پر بھی اگر تم ایسی ایک سورت نہ بنا سکو اور یہ بات یقینی ہے کہ ہر گز نہ بنا سکو گے تو پھر ڈرو اور بچو نار دوزخ سے جو سب آگوں سے تیز ہے اُس کا ایندھن کافر اور پتھر ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو اور بچنے کو صورت یہی ہے کہ کلام الہٰی پر ایمان لاؤ اور وہ آگ کافروں کے واسطے تیار کی ہوئی ہے جو کہ قرآن شریف اور نبی
۳۶ ۔ جنّت کے میوے دنیا کے میووں کی سی شکل و صورت میں ملتے جلتے ہوں گے مگر لذت میں زمین و آسمان کا فرق ہو گا یا جنّت کے میوے باہم ایک شکل و صورت کے ہوں گے اور مزا جدا جدا تو جب کسی میوے کو دیکھیں گے تو کہیں گے وہی قِسم ہے جو پہلے دنیا میں یا جنّت میں کھا چکے ہیں اور چکھیں گے تو مزہ اور ہی پائیں گے ۔
۳۷ ۔ جنّت کی عورتیں نجاسات ظاہرہ و باطنہ (اخلاق رذیلہ) سے پاک و صاف ہوں گی فائدہ یہاں تک تین چیزیں جن کا جاننا ضروری تھا بیان فرمائیں اوّل مبداء (یعنی ہم کہاں سے آئے اور کیا تھے) دوسرے معاش (کہ کیا کھائیں اور کہاں رہیں) تیسرے معاد(کہ ہمارا انجام کیا ہے)۔
۳۸ ۔ اس آیت میں اس معارضہ کا جواب دیا گیا ہے جو کفار کی طرف سے پہلی آیت پر ہوا ۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب چھوٹی سی سورت بھی اس کلام جیسی ان سے نہ ہو سکی جس سے اس کا کلام الہٰی ہونا ثابت ہو چکا تو کفار نے کہا ہر چند ہم اس کلام کے مقابلہ سے عاجز ہیں مگر ہم دوسری دلیل سے اس کا کلام الہٰی نہ ہونا اور کلام بشری ہونا ثابت
۳۹ ۔ یعنی ایمان والے تو ان مثالوں کو حق اور مفید سمجھتے ہیں اور کفار بطور تحقیر کہتے ہیں کہ ایسی حقیر مثالوں سے خدا کی مراد اور غرض کیا ہو گی جواب دیا گیا کہ اس کلام سراپا ہدایت سے بہتیروں کو گمراہی میں ڈالنا اور بہتیروں کو راہ راست دکھلانا منظور ہے (یعنی اہل حق اور اہل باطل میں تمیز تام منظور ہے جو نہایت مفید اور
۴۰ ۔ جیسے قطع رحم کرنا،انبیاء اور علماء اور واعظین اور مومنین اور نماز اور دیگر جملہ امور خیر سے اعراض کرنا۔

۴۱ ۔ فساد سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو ایمان سے نفرت دلاتے تھے اور مخالفان اسلام کو ورغلا کر مسلمانوں سے مقاتلہ کراتے تھے اور حضرات صحابہ اور صلحائے امت کے عیوب نکال کر تشہیر کرتے تھے تاکہ آپ کی اور دین اسلام کی بےوقعتی لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے اور مسلمانوں کا راز مخالفوں تک پہنچاتے تھے اور طرح طرح کی
۴۲ ۔ مطلب یہ کہ ان حرکات ناشائستہ سے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں،توہین اسلام اور تحقیر صلحائے امت کچھ بھی نہ ہو سکے گی۔

۴۳ ۔ یعنی اجسام بےجان کہ حس و حرکت کچھ بھی نہ تھی اول عناصر تھے اس کے بعد والدین کی غذا بنے، پھر نطفہ پھر خون بستہ پھر گوشت۔

۴۴ ۔ یعنی حالات سابقہ کے بعد نفخ روح کیا گیا جس سے رحم مادر میں اور اس کے بعد دنیا میں زندہ رہے۔

۔ یعنی جب دنیا میں وقت مرنے کا آئے گا۔ ۴۵

۔ یعنی قیامت کو زندہ کئے جاؤ گے حساب لینے کے واسطے۔ ۴۶

۴۷ ۔ یعنی قبروں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب و کتاب کے واسطے کھڑے کئے جاؤ گے، سو اب انصاف کرو کہ جب تم اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مرہون ہو اور ہر حالت میں اور حاجت میں اس کے محتاج ہو اور اس کے متوقع ہو ۔ پھر اس پر بھی کفر کرنا اور اس کی نافرمانی کرنا کس قدر تعجب خیز امر ہے۔
۴۸ ۔ اس آیت میں دوسری نعمت بیان فرمائی یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری بقا اور انتفاع کے لئے زمین میں ہر طرح کی چیزیں بکثرت پیدا فرمائیں (مطعومات اور مشروبات اور ملبوسات اور ہر چیز کے لئے آلات و سامان) اس کے بعد متعدد آسمان بنائے گئے جس میں تمہارے لئے طرح طرح کے منافع ہیں۔
۴۹ ۔ اب ایک بڑی نعمت کا ذکر کیا جاتا ہے جو جملہ بنی آدم پر کی گئ اور وہ حضرت آدم کی آفرینش کا قصہ ہے جو تفصیل سے بیان کیا گیا اور اُن کو خیلفۃ اللہ بنایا گیا ۔ پہلی آیت میں جو { خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْض جَمِیْعًا } فرمایا تھا اس میں کسی کو انکار پیش آئے تو قصہ حضرت آدم سے اُس کا جواب بھی بخوبی ہو گیا۔
۵۰ ۔ ملائکہ کو جب یہ خلجان ہوا کہ ایسی مخلوق کہ جس میں مفسد اور خونریز تک ہوں گے ہم ایسے مطیع اور فرمانبردار کے ہوتے اُن کو خلیفہ بنانا اس کی وجہ کیا ہو گی؟ تو بطریق استفادہ یہ سوال کیا ۔ اعتراض ہر گز نہ تھا۔ رہا یہ امر کہ ملائکہ کو بنی آدم کا حال کیونکر معلوم ہوا اس میں بہت سے احتمال ہیں۔ جنّات پر قیاس کیا یا حق تعالیٰ نے
۵۱ ۔ فرشتوں کو سر دست با لاجمال یہ جواب دیا گیا کہ ہم خوب جانتے ہیں اس کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں ۔ تم کو ابھی تک وہ حکمتیں معلوم نہیں ورنہ اس کی خلافت اور افضلیت میں شبہ نہ کرتے۔

۵۲ ۔ خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو ہر ایک چیز کا نام مع اس کی حقیقت اور خاصیت کے اور نفع اور نقصان کے تعلیم فرما دیا اور یہ علم ان کے دل میں بلاواسطہ کلام القا کر دیا کیونکہ بدون اس کلام علمی کے خلافت اور دنیا پر حکومت کیونکر ممکن ہے اس کے بعد ملائکہ کو اس حکمت پر مطلع کرنے کی وجہ سے ملائکہ سے امور
۵۳ ۔ اس کے بعد حضرت آدم سے جو تمام اشیائے عالم کی نسبت سوال ہوا تو فر فر سب امور ملائکہ کو بتا دئے کہ وہ بھی سب دنگ رہ گئے اور حضرت آدم کے احاطہ علمی پر عش عش کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ کہو ہم نہ کہتے تھے کہ ہم جملہ مخفی امور آسمان و زمین کے جاننے والے ہیں اور تمہارے دل میں جو باتیں مکنون ہیں
۵۴ ۔ جب حضرت آدم کا خلیفہ ہونا مسلم ہو چکا تو فرشتوں کو اور ان کے ساتھ جنات کو حکم ہوا کہ حضرت آدم کی طرف سجدہ کریں اور ان کو قبلہ سجود بنائیں جیسا سلاطین اپنا اول ولی عہد مقرر کرتے ہیں پھر ارکان دولت کو نذریں پیش کرنے کا حکم کرتے ہیں تاکہ کسی کو سرتابی کی گنجائش نہ رہے ۔ چنانچہ سب نے سجدہ مذکورہ ادا کیا سوائے
۵۵ ۔ یعنی علم الہٰی میں پہلے ہی کافر تھا اوروں کو گو اب ظاہر ہوا یا یوں کہو کہ اب کافر ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ حکم الہٰی کا بوجہ تکبر انکار کیا اور حکم الہٰی کو خلاف حکمت و مصلحت اور موجب عار سمجھا یہ نہیں کہ فقط سجدہ ہی نہیں کیا۔
۔ مشہور ہے کہ وہ درخت گیہوں کا تھا یا بقول بعض انگور یا انجیر یا ترنج وغیرہ کا واللہ اعلم۔ ۵۶

۵۷ ۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم اور حوا بہشت میں رہنے لگے اور شیطان کو اس کی عزت کی جگہ سے نکال دیا شیطان کو اور حسد بڑھا بالآخر مور اور سانپ سے مل کر بہشت میں گیا اور بی بی حوا کو طرح طرح سے ایسا پھسلایا اور بہکایا کہ انہوں نے وہ درخت کھا لیا اور حضرت آدم کو بھی کھلایا اور ان کو یقین دلا دیا تھا کہ اس کے کھانے سے اللہ
۵۸ ۔ اس خطا کی سزا میں حضرت آدم اور حوا اور جو اولاد پیدا ہونے والی تھی سب کی نسبت یہ حکم ہوا کہ بہشت سے زمین پر جا کر رہو باہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے جس کی وجہ سے تکلیفیں پیش آئیں گی ۔ بہشت دارالعصیان اور دارالعداوۃ نہیں ان امور کے مناسب دار دنیا ہے جو تمہارے امتحان کے لئے بنایا گیا ہے۔
۵۹ ۔ یعنی دنیا میں ہمیشہ نہ رہو گے بلکہ ایک وقت معین تک وہاں رہو گے اور وہاں کی چیزوں سے بہرہ مند ہو گے اور پھر ہمارے ہی روبرو آؤ گے اور وہ وقت معین ہر ہر شخص کی نسبت تو اس کی موت کا وقت ہے اور تمام عالم کے حق میں قیامت کا۔
۶۰ ۔ جب حضرت آدم نے حق تعالیٰ کا حکم عتاب آمیز سنا اور جنت سے باہر آگئے تو بحالت ندامت و انفعال گریہ زاری میں مصروف تھے۔ اس حالت میں حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے چند کلمات ان کو القا اور الہام کے طور پر بتلائے جن سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ { رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا } آخر آیت تک۔
۶۱ ۔ مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کی توبہ تو قبول فرمائی مگر فی الفور جنت میں جانے کا حکم نہ فرمایا بلکہ دنیا میں رہنے کا جو حکم ہوا تھا اسی کو قائم رکھا کیونکہ مقتضائے حکمت و مصلحت یہی تھا ظاہر ہے کہ زمین کے لئے خلیفہ بنائے گئے تھے نہ کہ جنت کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا کہ جو ہمارے مطیع ہوں گے ان کو دنیا

۶۲ ۔ جو صدمہ اور اندیشہ کسی مصیبت پر اس کے ہونے سے پہلے ہوتا ہے اس کو "خوف" کہتے ہیں اور اس کے واقع ہو چکنے کےبعد جو غم ہو تا ہے اس کو "حزن" کہتے ہیں ۔ مثلًا کسی مریض کے مر جانے کے خیال پر جو صدمہ ہے وہ خوف ہے اور مر جانے کے بعد جو صدمہ ہے وہ حزن ہے ۔ اس آیت میں جو خوف و حزن کی نفی فرمائی اس سے

۶۳ ۔ اول { یٰٓاَ یُّھَاالنَّاسُ اعْبُدُوْا } خطاب عام تھا اور ان نعمتوں کا ذکر فرمایا تھا جو تمام بنی آدم پر عام تھیں مثلًا زمین و آسمان و جملہ اشیاء کا پیدا کرنا ۔ پھر حضرت آدم کو پیدا کر کے ان کو خلیفہ بنانا اور بہشت میں داخل کرنا وغیرہ۔ اب ان میں سے خاص بنی اسرائیل کو خطاب کیا گیا اور خاص نعمتیں جو وقتًا فوقتًا پشت در پشت ان پر ہوتی چلی آئیں اور انہوں
۶۴ ۔ ہزاروں انبیاء ان میں بھیجے گئے ۔ توریت وغیرہ کتابیں نازل فرمائیں فرعون سے نجات دے کر ملک شام میں تسلط دیا، من و سلوٰی نازل ہوا۔ ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کئے جو نعمتیں اور خوارق عادات کسی فرقہ کو نصیب نہیں ہوئیں۔
۶۵ ۔ توریت میں یہ اقرار کیا کہ تم توریت کے حکم پر قائم رہو گے ۔ اور جس پیغمبر کو بھیجوں اس پر ایمان لا کر اس کے رفیق رہو گے تو ملک شام تمہارے قبضہ میں رہے گا (بنی اسرائیل نے اس کو قبول کر لیا تھا) مگر پھر اقرار پر قائم نہ رہے بدنیتی کی رشوت لے کر مسئلے غلط بتائے حق کو چھپایا، اپنی ریاست جمائی پیغمبر کی اطاعت نہ کی بلکہ
۶۶ ۔ یعنی منافع دنیوی کے فوت ہونے سے مت ڈرو۔

۶۷ ۔ توریت میں بتا دیا گیا تھا کہ جو نبی آئے اگر توریت کی تصدیق کرے تو اس کو جانو سچا ہے نہیں تو جھوٹا ہے جاننا چاہیئے کہ احکام قرآنی دربارہ اعتقادات اور اخبار انبیاء و احوال آخرت و اوامر و نواہی توریت وغیرہ کتب سابقہ کے موافق ہیں۔ ہاں بعض اوامر و نواہی میں نسخ بھی کیا گیا ہے مگر وہ تصدیق کے مخالف نہیں تصدیق کے مخالف
۶۸ ۔ یعنی قرآن کی دیدہ و دانستہ تکذیب کرنے والوں میں اول مت ہو کہ قیامت تک کے منکرین کا وبال تمہاری گردن پر ہو اور مشرکین مکہ نے جو انکار کیا ہے وہ جہل اور بیخبری کے سبب کیا ہے دیدہ و دانستہ ہر گز نہ تھا اس میں تو اول تم ہی ہو گے اور یہ کفر پہلے کفر سے سخت تر ہے۔

۶۹ ۔ یعنی باجماعت نماز پڑھا کرو پہلے کسی دین میں باجماعت نماز نہیں تھی اور یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا خلاصہ آیت کا یہ ہوا کہ صرف امور مذکورہ بالا نجات کے لئے تم کو کافی نہیں بلکہ تمام اصول میں نبی آخرالزماں کی پیروی کرو۔ نماز بھی ان کے طور پر پڑھو جس میں جماعت بھی ہو اور رکوع بھی۔
۷۰ ۔ بعض علمائے یہود یہ کمال کرتے تھے اپنے لوگوں سے کہتے تھے کہ یہ دین اسلام اچھا ہے اور خود مسلمان نہ ہوتے تھے ۔ اور نیز علمائے یہود بلکہ اکثر ظاہر بینوں کو اس موقع پر یہ شبہ پڑ جاتا ہے کہ جب ہم تعلیم احکام شریعت میں قصور نہیں کرتے اور حق پوشی بھی نہیں کرتے تو اس کی ضرورت نہیں کہ ہم خود بھی احکام پر عمل کریں جب
۷۱ ۔ علمائے اہل کتاب جو بعد وضوح حق بھی آپ پر ایمان نہ لاتے تھے اس کی بڑی وجہ حب جاہ اور حب مال تھی اللہ تعالیٰ نے دونوں کا علاج بتا دیا صبر سے مال کی طلب اور محبت جائے گی اور نماز سے عبودیت و تذلل آئے گا۔ اور حب جاہ کم ہو گی۔
۷۲ ۔ یعنی صبر اور نماز حضور دل سے بہت بھاری ہے مگر ان پر آسان ہے جو عاجزی کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں جن کا خیال اور دھیان یہ ہے کہ ہم کو خدا کے روبرو ہونا اور اس کی طرف پھر جانا ہے (یعنی نماز میں خدا کا قرب اور گویا اس سے ملاقات ہے) یا قیامت میں حساب و کتاب کے لئے روبرو جانا ہے۔
۷۳ ۔ چونکہ تقوٰی اور کمال ایمان کا حاصل کرنا صبر و حضور و استغراق عبادات کے ذریعہ سے دشوار تھا۔ اس لئے اس کا سہل طریقہ تعلیم فرماتے ہیں اور وہ شکر ہے اس وجہ سے حق تعالیٰ اپنے احسانات و انعامات جو ان پر وقتًا فوقتًا ہوئے تھے ۔ ان کو یاد دلاتا ہے اور انکی بدکرداریاں بھی ظاہر فرماتا ہے ۔ انسان بلکہ حیوانات تک میں یہ مضمون موجود
۷۴ ۔ جب کوئی کسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کے رفیق اکثر یہی کیا کرتے ہیں کہ اول تو اس کے ادائے حق لازم میں کوشش کرتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا تو سعی سفارش سے بچانے کی تدبیر کرتے ہیں یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر تاوان و فدیہ دے کر چھڑاتے ہیں اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو بالآخر اپنے مددگاروں کو جمع کر کے بزور پرخاش اس کی نجات
۷۵ ۔ فرعون نے خواب دیکھا تھا۔ نجومیوں نے اس کی تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہو گا ۔ جو تیرے دین اور سلطنت کو غارت کر دے گا ۔ فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو بیٹا پیدا ہو اس کو مار ڈالو اور جو بیٹی ہو اس کو خدمت کے لئے زندہ رہنے دو خدائے تعالیٰ نے موسٰی کو پیدا کیا اور زندہ رکھا۔
۷۶ ۔ بلاء کے چند معنی آتے ہیں اگر ذٰلکم کا اشارہ ذبح کی طرف لیا جائے تو اس کے معنی مصیبت کے ہوں گے اور اگر نجات کی طرف اشارہ ہے تو بلاء کے معنی نعمت کے ہوں گے اور مجموعہ کی طرف ہو تو امتحان کے معنی لئے جائیں گے۔
۷۷ ۔ یعنی یاد کرو اے بنی اسرائیل اس نعمت عظیم کو کہ جب تمہارے باپ دادا فرعون کے ڈر سے بھاگے اور آگے دریا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا اور ہم نے تمکو بچا لیا اور فرعون اور اسکے لشکر کو غرق کر دیا۔ یہ قصہ آئندہ مفصل آئے گا۔

۷۸ ۔ اور یہ قصہ اور احسان بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ ہم نے توریت عطا فرمانے کا وعدہ موسیٰ سے چالیس دن رات کا کیا اور ان کے طور پر تشریف لے جانے کے بعد بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی اور تم بڑے بےانصاف ہو کہ بچھڑے کو خدا بنا لیا۔ مفصل یہ قصہ آئندہ آئے گا۔
۷۹ ۔ مطلب یہ ہے کہ باوجود اس شرک جلی کے ہم نے تم سے درگذر فرمائی اور تمہاری توبہ منظور کی اور تم کو فی الفور ہلاک نہ کیا (جیسے آل فرعون کو اس سے کم قصور پر ہلاک کر دیا تھا) کہ تم ہمارا شکر ادا کرو اور احسان مانو۔

۸۰ ۔ کتاب تو توریت ہے اور فرقان فرمایا ان احکام شریعہ کو جن سے جائز ناجائز معلوم ہو یا فرقان کہا حضرت موسیٰکے معجزوں کو جن سے جھوٹے سچے اور کافر و مومن کی تمیز ہو یا توریت ہی کو کہا کہ وہ کتاب ہی ہے اور اس سے حق اور ناحق بھی جدا ہوتا ہے ۔
۔ قوم سے مراد خاص وہ لوگ ہیں جنہوں نے بچھڑے کو سجدہ کیا۔ ۸۱

۸۲ ۔ یعنی جنہوں نے بچھڑے کو سجدہ نہ کیا تھا وہ سجدہ کرنے والوں کو قتل کریں اور بعض کا قول ہے کہ بنی اسرائیل میں تین گروہ تھے ایک وہ جنہوں نے گوسالہ پرستی نہ کی اور دوسروں کو بھی روکا ۔ دوسرے وہ جنہوں نے گوسالہ کو سجدہ کیا تیسرے وہ جنہوں نے خود تو سجدہ نہ کیا مگر دوسروں کو منع بھی نہ کیا۔ فریق دوم کو حکم ہوا کہ مقتول ہو
۸۳ ۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مقتول ہو جانا ہی توبہ تھی یا توبہ کا تتمہ تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں قاتل عمد کی توبہ کے مقبول ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے آپ کو وارثان مقتول کے حوالے کر دے انکو اختیار ہے بدلہ لیں یا معاف کریں۔

۸۴ ۔ اس وقت کو بھی ضرور یاد کرو کہ باوجود اس قدر احسانات کے کہ جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ہر گز تمہارا یقین نہ کریں گے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جب تک آنکھوں سے صریحًا خدائے تعالیٰ کو نہ دیکھ لیں۔ اس پر بجلی نے تم کو ہلاک کیا اس کے بعد موسیٰ کی دعا سے ہم نے تم کو زندہ کیا اور یہ اس وقت کا حال ہے کہ حضرت موسیٰ ستر آدمیوں
۸۵ ۔ جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل بحکم الہٰی مصر سے شام کو چلے جنگل میں ان کے خیمے پھٹ گئے اور گرمی آفتاب کی ہوئی تو تمام دن ابر رہتا اور اناج نہ رہا تو من و سلویٰ کھانے کے لئے اترتا من ایک چیز تھی شیریں دھنیے کے سے دانے ترنجبین کے مشابہ رات کو اوس میں برستے لشکر کے گرد ڈھیر لگ جاتے صبح کو ہر ایک اپنی
۸۶ ۔ یعنی اس لطیف و لذیذ غذا کو کھاؤ اور اس پر اکتفا کرو ، نہ آگے کے لئے ذخیرہ جمع کر کے رکھو اور نہ دوسری غذا سے مبادلہ کی خواہش کرو۔

۸۷ ۔ اول ظلم یہ کیا کہ ذخیرہ کر کے رکھا تو گوشت سڑنا شروع ہو گیا اور دوسرے مبادلہ چاہا کہ مسور،گیہوں ککڑی پیاز وغیرہ ملے۔ جس سے طرح طرح کی تکلیف و مشقت میں مبتلا ہوئے۔

۸۸ ۔ جب جنگل مذکورہ بالا میں پھرتے پھرتے تنگ آگئے اور من و سلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے تو بنی اسرائیل کو ایک شہر میں داخل ہونے کا حکم ہوا اس کا نام ریحا تھا اس میں قوم عمالقہ جو قوم عاد سے تھی مقیم تھی اور بعض نے بیت المقدس فرمایا ہے ۔
۸۹ ۔ اس شہر کے دروازہ میں سے سجدہ شکر کرتے ہوئے جاؤ (اور یہ شکر بدنی ہوا) اور بعض فرماتے ہیں کہ براہ تواضح کمر کو جھکا کر جاؤ۔

۹۰ ۔ اور زبان سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے جاؤ (یہ شکر زبانی ہوا) جو یہ دونوں باتیں کرے گا اس کی خطائیں ہم معاف کر دیں گے اور نیک بندوں کے لئے ثواب بڑھا دیں گے ۔

۹۱ ۔ تبدیلی یہ کی کہ بجائے {حِطَّۃٌ } براہ تمسخر {حِنْطَۃٌ } کہنے لگے (یعنی گیہوں) اور سجدہ کی جگہ اپنے سرینوں پر پھسلنا شروع کیا جب شہر میں پہنچے تو ان پر طاعون پڑا، دوپہر میں ستر ہزار یہود مر گئے۔

۹۲ ۔ یہ قصہ بھی اسی جنگل کا ہے پانی نہ ملا تو ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشمے نکلے اور بنی اسرائیل کے قبیلے بھی بارہ ہی تھے کسی قوم میں آدمی زیادہ کسی میں کم ہر قوم کے موافق ایک چشمہ تھا اور وجہ شناخت بھی یہی موافقت تھی۔ یا یہ مقرر کر رکھا تھا کہ پتھر کی فلاں جہت فلاں جانب سے جو چشمہ نکلے گا وہ فلاں قوم کا ہو گا اور
۔ یعنی پھر فرمایا حق تعالیٰ نے کھاؤ من و سلویٰ اور پیو ان چشموں کا پانی اور عالم میں فساد مت پھیلاؤ۔ ۹۳

۹۴ ۔ یہ قصہ بھی اسی جنگل کا ہے بنی اسرائیل طعام آسمانی من و سلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے تو کہنے لگے ہم سے ایک طرح کے کھانے پر صبر نہیں ہو سکتاہم کو تو زمین کا اناج، ترکاری، ساگ، سبزی چاہئیے۔

۔ یعنی من و سلوٰی جو ہر طرح بہتر ہے ۔ لہسن اور پیاز وغیرہ سے بدلتے ہو۔ ۹۵

۔ اگر یہی جی چاہتا ہے تو کسی شہر میں جاؤ تمہاری مطلوب چیزیں تم کو سب ملیں گی۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ ۹۶

۹۷ ۔ ذلت یہ کہ ہمیشہ مسلمان اور نصاریٰ کے محکوم اور رعیت رہتے ہیں کسی کے پاس مال ہوا تو کیا۔ حکومت سے بالکل محروم ہو گئے جو موجب عزت تھی اور محتاجی یہ کہ اول تو یہود میں مال کی قلت اور جن کے پاس مال ہو بھی تو حکام وغیرہ کے خوف سے اپنے آپ کو مفلس اور حاجت مند ہی ظاہر کر تے ہیں شدت حرص اور بخل کے باعث
۹۸ ۔ یعنی اس ذلت اور مسکنت و غضب الہٰی کا باعث ان کا کفر اور انبیاء کا قتل کرنا تھا اور اس کفر و قتل کا باعث احکام کی نافرمانی اور حدود شرع سے خروج تھا۔

۹۹ ۔ یعنی کسی فرقہ خاص پر موقوف نہیں یقین لانا شرط ہے اور عمل نیک سو جس کو یہ نصیب ہوا ثواب پایا۔ یہ اس واسطے فرمایا کہ بنی اسرائیل اس بات پر مغرور تھے کہ"ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں ہم ہر طرح اللہ کے نزدیک بہتر ہیں" {فائدہ} یہود کہتے ہیں حضرت موسٰی کی امت کو اور نصاریٰ حضرت عیسٰی کی امت کو۔ صابئین ایک فرقہ ہے جس نے
۱۰۰ ۔ کہتے ہیں کہ توریت نازل ہوئی تو بنی اسرائیل شرارت سے کہنے لگے کہ "توریت کے حکم تو مشکل اور بھاری ہیں ہم سے نہیں ہو سکتے" تب خدائے تعالیٰ نے ایک پہاڑ کو حکم کیا جو ان سب کے سروں پر آن کر اترنے لگا اور سامنے آگ پیدا ہوئی گنجائش سرتابی اصلًا نہ رہی مجبورًا احکام توریت کو قبول کیا۔ باقی یہ شبہ کہ "پہاڑ سروں پر معلق
۱۰۱ ۔ یعنی عہد و میثاق کر کے پھر گئے۔ سو اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو بالکل تباہ ہو جاتے۔ یعنی اسی وقت ہلاک کر دئیے جاتے یا یہ کہ توبہ و استغفار بھی کرتے اور نبی آخرالزمان کی متابعت بھی کرتے تو بھی تمہاری تقصیرات معاف نہ کی جاتیں۔
۱۰۲ ۔ بنی اسرائیل کو توریت میں حکم ہوا تھا کہ "شنبہ کا دن خالص عبادت کے لئے مقرر ہے اس دن مچھلی کا شکار مت کرو" وہ لوگ فریب اور حیلہ سے ہفتہ کے دن شکار کرنے لگے تو اللہ نے ان کو مسخ کر کے ان کی صورت بندر کی سی کر دی۔ فہم و شعور انسانی موجود تھا۔ ایک دوسرے کو دیکھتا تھا اور روتا تھا۔ مگر کلام نہیں کر سکتا تھا۔ تین
۱۰۳ ۔ یعنی اس واقعہ اور اس عقوبت کو ہم نے باعث خوف و عبرت بنا دیا اگلے اور پچھلے لوگوں کے واسطے "یعنی جنہوں نے اس عذاب کا مشاہدہ کیا اور جو آئندہ پیدا ہوں گے" یا جو بستیاں شہر کے آگے اور اس کے پیچھے آباد تھیں۔

۱۰۴ ۔ یعنی یاد کرو اس وقت کو کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عامیل نامی مارا گیا تھا۔ اور اس کا قاتل معلوم نہ ہوتا تھا تو حضرت موسٰی نے فرمایا "اللہ کا یہ حکم ہے کہ ایک گائے ذبحہ کر کے اس کا ایک ٹکڑا مردے پر مارو تو وہ جی اٹھے اور آپ اپنے قاتل کو بتا دے" اللہ تعالیٰ نے اس طرح اس مردے کو جلایا اور اس نے قاتل کو بتادیا کہ اس کے
۔ کیونکہ یہ تو دیکھا نہ سنا کہ گائے کے ٹکڑا مارنے سے مردہ زندہ ہو جائے۔ ۱۰۵

۔ یعنی ٹھٹھا کرنا احمق جاہل کا کام ہے اور وہ بھی احکام شرعیہ میں پیغمبر سے یہ ہر گز ممکن نہیں۔ ۱۰۶

۔ یعنی اس کی عمر کتنی ہے اور اس کے حالات کیا ہیں نو عمر ہے یا بوڑھی۔ ۱۰۷

۔ یعنی اس گائے کو ذبح کر ڈالو۔ ۱۰۸

۔ یعنی واضح کر کے بتا دے کہ وہ گائے کس قسم اور کس کام کی ہے۔ ۱۰۹

۱۱۰ ۔ یعنی اس کے اعضاء میں کوئی نقصان نہیں اور اسکے رنگ میں دوسرے رنگ کا داغ و نشان نہیں بلکہ ساری زرد ہے۔

۱۱۱ ۔ وہ گائے ایک شخص کی تھی جو اپنی ماں کی خدمت بہت کرتا تھا اور نیک بخت تھا۔ اس شخص سے وہ گائے مول لی اتنے مال کو جتنا اس گائے کی کھال میں سونا بھر سکے پھر اس کو ذبحہ کیا اور ایسے لگتے نہ تھے کہ اتنی بڑی قیمت کو لے کر ذبحہ کریں گے۔

۱۱۲ ۔ یعنی تمہارے اگلے بزرگوں نے عامیل کو مار ڈالا تھا۔ پھر ایک دوسرے پر دھرنے لگا اور تم جس چیز کو چھپاتے تھے(یعنی اپنے ضعف ایمانی یا قاتل کے حال کو) اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر فرمانا چاہتا ہے۔

۱۱۳ ۔ یعنی جب ایک ٹکڑا اس گائے کا اس کے مارا تو وہ بحکم الہٰی زندہ ہو گیا اور لہو زخم سے بہنے لگا اور اپنے قاتل کا نام بتا دیا جو اسی مقتول کے بھتیجے تھے۔ بطمع مال چچا کو جنگل میں لے جا کر مار ڈالا تھاپھر وہ ان کانام بتا کر گر پڑا اور مر گیا۔
۱۱۴ ۔ یعنی اسی طرح زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردوں کو اپنی قدرت کاملہ سے اور اپنی قدرت کی نشانیاں تم کو دکھلاتا ہے کہ شاید تم غور کرو اور سمجھ لو کہ خدائے تعالیٰ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔

۱۱۵ ۔ یعنی "عامیل کے جی اٹھنے کے بعد" مطلب یہ کہ ایسی نشانی قدرت دیکھ کر بھی تمہارے دل نرم نہ ہوئے۔

۱۱۶ ۔ یعنی بعض پتھروں سے بڑا نفع پہنچتا ہے کہ انہار اور پانی بکثرت ان سے جاری ہوتا ہے ۔ اور بعض پتھروں سے پانی کم نکلتا ہے اور اول قسم کی نسبت نفع کم ہوتا ہے اور بعض پتھروں سے گو کسی کو نفع نہ پہنچے مگر خود ان میں ایک اثر اور تاثر تو موجود ہے مگر ان کے قلوب ان تینوں قسموں کے پتھر سے سخت تر ہیں نہ ان سے کسی کو نفع اور
۱۱۷ ۔ فریق سے مراد وہ لوگ ہیں "جو کوہ طور پر حضرت موسیٰ کے ساتھ کلام الہٰی سننے کے لئے گئے تھے"۔ انہوں نے وہاں سے آ کر یہ تحریف کی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تمام کلام کے آخر میں ہم نے یہ بھی سنا کہ (کر سکو تو ان احکام کو کر لینا ورنہ ان کے ترک کا بھی تم کو اختیار ہے) اور بعض نے فرمایا کہ کلام الہٰی سے مراد توریت ہے
۱۱۸ ۔ یہود میں جو لوگ منافق تھے وہ بطور خوشامد اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخرالزمان کی باتیں مسلمانوں سے بیان کرتے اور دوسرے لوگ ان میں سے ان کو اس بات پر ملامت کرتے کہ اپنی کتاب کی سند ان کے ہاتھ میں کیوں دیتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان تمہارے پروردگار کے آگے تمہاری خبر دی ہوئی باتوں سے تم پر الزام قائم کریں گے کہ
۱۱۹ ۔ یعنی اللہ کو تو ان کے سب امور ظاہر ہوں یا مخفی بالکل معلوم ہیں ان کی کتاب کی سب حجتوں کی خبر مسلمانوں کو دے سکتا ہے اور جا بجا مطلع فرما بھی دیا۔ آیت رجم کو انہوں نے چھپایا مگر اللہ نے ظاہر فرما کر ان کو فضیحت کیا یہ تو ان کے علماء کا حال ہوا جو عقلمندی اور کتاب دانی کے مدعی تھے۔
۱۲۰ ۔ اور جو جاہل ہیں ان کو تو کچھ بھی خبر نہیں کہ توریت میں کیا لکھا ہے مگر چند آرزوئیں جو اپنے عالموں سے جھوٹی باتیں سن رکھی ہیں (مثلاً بہشت میں یہودیوں کے سوا کوئی نہ جائے گا اور ہمارے باپ دادا ہم کو ضرور بخشوا لیں گے) اور یہ ان کے خیالات بے اصل ہیں جن کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں۔
۱۲۱ ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ان عوام جاہلوں کے موافق باتیں اپنی طرف سے بنا کر لکھ دیتے تھے اور خدا کی طرف ان باتوں کو منسوب کرتے ۔ مثلاً توریت میں لکھا تھا کہ "پیغمبر آخرالزمان خوبصورت پیچواں بال، سیاہ آنکھیں، میانہ قد، گندم رنگ پیدا ہوں گے" انہوں نے پھیر کر یوں لکھا "لنبا قد، نیلی آنکھیں، سیدھے بال" تاکہ عوام آپ کی تصدیق نہ کر
۱۲۲ ۔ بعض نے کہا سات دن اور بعض نے چالیس دن (جتنے روز بچھڑے کو پوجا کی تھی) اور بعض نے چالیس سال (جتنی مدت تیہ میں سرگرداں رہے تھے) اور بعض نے کہا ہر ایک جتنی مدت دنیا میں زندہ رہا۔

۱۲۳ ۔ یعنی یہ بات غلط ہے کہ یہودی ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہ رہیں گے۔ کیونکہ خلود فی النار اور خلود فی الجنۃ کا جو قاعدہ کلیہ آگے بیان فرمایا ہے اسی کے مطابق سے معاملہ ہو گا۔ یہودی اس سے نکل نہیں سکتے۔

۱۲۴ ۔ گناہ کسی کا احاطہ کر لیں ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ گناہ اس پر ایسا غلبہ کر لیں کہ کوئی جانب ایسی نہ ہو کہ گناہ کا غلبہ نہ ہو ۔ حتٰی کی دل میں ایمان و تصدیق باقی ہو گی تو بھی احاطہ مذکور محقق نہ ہو گا۔ تو اب کافر ہی پر یہ صورت صادق آ سکتی ہے۔

۔ یعنی احکام الہٰی سے اعراض کرنا تو تمہاری عادت بلکہ طبعیت ہو گئ ہے۔ ۱۲۵

۔ یعنی نہ اپنی قوم کو قتل کرو اور نہ انکو جلاوطن کرو۔ ۱۲۶

۱۲۷ ۔ مدینہ میں دو فریق یہودیوں کے تھے ایک بنی قریظہ دوسرے بنی نضیر یہ دونوں آپس میں لڑا کرتے تھے اور مشرکوں کے بھی مدینے میں دو فرقے تھے ایک "اوس" دوسرے "خزرج" یہ دونوں بھی آپس میں دشمن تھے بنی قریظہ تو اوس کے موافق ہوئے اور بنی نضیر نے خزرج سے دوستی کی تھی۔ لڑائی میں ہر کوئی اپنے موافقوں اور دوستوں
۱۲۸ ۔ یعنی اپنی قوم غیر کے ہاتھ میں پھنستی تو چھڑانے کو مستعد اور خود ان کے ستانے اور گلا کاٹنے تک کو موجود۔ اگر خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جگہ پر چلو۔

۱۲۹ ۔ ایسا کرے "یعنی بعض احکام کو مانے اور بعض کا انکار کرے" اس لئے کہ ایمان کا تجزیہ تو ممکن نہیں تو اب بعض احکام کا انکار کرنے والا بھی کافر مطلق ہو گا۔ صرف بعض احکام پر ایمان لانے سے کچھ بھی ایمان نصیب نہ ہوگا۔ اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی شخص بعض احکام شرعیہ کی تو متابعت کرے اور جو حکم کہ اس
۱۳۰ ۔ یعنی مفاد دنیوی کو آخرت کے مقابلہ میں قبول کیا اس لئے کہ جن لوگوں سے عہد کیا تھا اس کو دنیا کے خیال سے نبھایا اور اللہ کے جو احکام تھے ان کی پرواہ نہ کی تو پھر اللہ کے ہاں ایسوں کی کون سفارش یا حمایت کر سکتا ہے۔
۱۳۱ ۔ مردوں کو زندہ کرنا ۔ اکمہ و ابرص وغیرہ مریضوں کا صحت یاب ہونا۔ غیب کی خبریں بتانا یہ حضرت عیسیٰ کے کھلے معجزے ہیں اور روح القدس کہتے ہیں حضرت جبرئیل کو جو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے یا اسم اعظم کہ جس کی برکت سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔
۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد   کو جھوٹا کہا۔ ۱۳۲

۔ جیسا کہ حضرت زکریا   اور یحییٰ کو قتل کیا۔ ۱۳۳

۱۳۴ ۔ یہود اپنی تعریف میں کہتے تھے کہ "ہمارے دل غلاف کے اندر محفوظ ہیں بجز اپنے دین کے کسی کی بات ہم کو اثر نہیں کرتی۔ ہم کسی کی چاپلوسی، سحر بیانی یا کرشمے اور دھوکے کی وجہ سے ہر گز اس کی متابعت نہیں کر سکتے۔" حق تعالیٰ نے فرمایا وہ بالکل جھوٹے ہیں بلکہ ان کے کفر کے باعث اللہ نے ان کو ملعون اور اپنی رحمت سے
۱۳۵ ۔ ان کے پاس جو کتاب آئی وہ قرآن ہے اور جو کتاب ان کے پاس پہلے سے تھی وہ توریت ہوئی۔ قرآن کے اترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوئے تو خدا سے دعا مانگتے کہ "ہم کو نبی آخرالزمان اور جو کتاب ان پر نازل ہو گی ان کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما"۔ جب حضور پیدا ہوئے اور سب نشانیاں بھی دیکھ چکے تو
۱۳۶ ۔ یعنی جس چیز کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچا وہ کفر اور انکار ہے قرآن کا اور انکار بھی محض ضد اور حسد کے سبب۔

۱۳۷ ۔ ایک غضب تو یہ کہ قرآن بلکہ اس کے ساتھ اپنی کتاب کے بھی منکر ہو کر کافر ہوئے دوسرے محض حسد اور ضد سے پیغمبر وقت سے انحراف اور خلاف کیا ۔

۱۳۸ ۔ اس سے معلوم ہو تا ہے کہ ہر عذاب ذلت کے لئے نہیں ہوتا بلکہ مسلمانوں کو جو ان کے معاصی پر عذاب ہو گا گناہوں سے پاک کرنے کے لئے ہوگا نہ بغرض تذلیل البتہ کافروں کو بغرض تذلیل عذاب دیا جائے گا۔

۱۳۹ ۔ جو اللہ نے بھیجا یعنی انجیل و قرآن اور جو اترا ہم پر یعنی توریت مطلب یہ ہوا کہ "بجز توریت اور کتابوں کا صاف انکار کرتے ہیں اور انجیل و قرآن کو نہیں مانتے"۔ حالانکہ وہ کتابیں بھی سچی اور توریت کی تصدیق کرنے والی ہیں۔
۱۴۰ ۔ ان سے کہدو کہ "اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو پھر تم نے انبیاء کو کیوں قتل کیا" کیونکہ توریت میں یہ حکم ہے کہ "جو نبی توریت کو سچا کہنے والا آئے اس کی نصرت کرنا۔ اور اس پر ضرور ایمان لانا"۔ اور قتل بھی ان انبیاء کو کیا جو پہلے گذر چکے ہیں (جیسے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ) جو احکام توریت پر عمل کرتے تھے اس
۱۴۱ ۔ یعنی حضرت موسیٰ کہ جن کی شریعت پر قائم ہو اور انکی شریعت کی وجہ سے اور شرائع حقہ کا انکار کرتے ہو۔ خود انہوں نے کھلے کھلے معجزے تم کو دکھائے (جیسے عصا، ید بیضا اور دریا کا پھاڑنا وغیرہ) مگر جب چند دن کے لئے کوہ طور پر گئے تو اتنے ہی میں بچھڑے کو تم نے خدا بنا لیا۔ حالانکہ موسیٰ اپنے درجہ نبوت پر قائم زندہ
۱۴۲ ۔ یعنی احکام توریت کی جو تکلیف دی گئ اس کو پوری ہمت و استقلال سے مضبوط پکڑو چونکہ پہاڑ سر پر معلق تھا جان کے اندیشے سے زبان سے (یا اس وقت تو کہہ لیا سمعنا یعنی احکام توریت ہم نے سن لئے اور دل سے (یا بعد میں) کہا {عَصَیْنَا } یعنی ہم نے قبول نہیں کیا احکام کو اور وجہ اس کی یہ تھی کہ صورت پرستی ان کے دل میں راسخ ہو
۱۴۳ ۔ یہود کہتے تھے کہ "جنت میں ہمارے سوا کوئی نہیں جائے گا اور ہم کو عذاب نہ ہوگا" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اگر یقینی بہشتی ہو تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو۔"

۱۴۴ ۔ یعنی یہودیوں نے ایسے برے کام کئے ہیں کہ موت سے نہایت سے بچتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ مرتے ہی خیر نظر نہیں آتی حتٰی کہ مشرکین سے بھی زیادہ جینے پر حریص ہیں۔ اس سے ان کے داغوں کی تغلیط خوب ہو گئ۔

۱۴۵ ۔ یہود کہتے تھے کہ "جبرئیل فرشتہ اس نبی کے پاس وحی لاتا ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے ۔ ہمارے اگلے بڑوں کو اس سے بہت تکلیفیں پہنچی۔ اگر جبرئیل کے بدلے اور فرشتہ وحی لائے تو ہم محمد پر ایمان لائیں" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے جو کچھ ہیں اللہ کے حکم سے کرتے ہیں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے جو ان کا دشمن ہے اللہ

۱۴۶ ۔ یعنی ان کی عادت قدیم ہے کہ جب اللہ یا رسول یا کسی شخص سے کوئی عہد مقرر کرتے ہیں تو انہی کی ایک جماعت اس عہد کو پس پشت ڈال دیتی ہے بلکہ بہت یہودی ایسے ہیں جو توریت پر ایمان ہی نہیں رکھتے ایسوں کی عہد شکنی میں کیا باک ہو سکتا ہے۔
۱۴۷ ۔ رسول سے مراد حضرت محمد اور { مَا مَعَہُمْ } سے مراد توریت اور کتاب اللہ سے بھی توریت مراد ہے ۔ یعنی جب رسول اللہ تشریف لائے ۔ حالانکہ وہ توریت وغیرہ کتب کے مصدق تھے تو یہود کی ایک جماعت نے خود توریت کو پس پشت ایسا ڈال دیا کہ گویا جانتی ہی نہیں کہ یہ کیا کتاب ہے اور اس میں کیا کیا حکم ہیں۔ سو انکو جب اپنی ہی کتاب
۔ یعنی ان احمقوں نے کتاب الہٰی تو پس پشت ڈالی اور شیطانوں سے جادو سیکھا اور اسکی متابعت کرنے لگے۔ ۱۴۸

۱۴۹ ۔ خلاصہ یہ کہ یہود اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ کر علم سحر کے تابع ہو گئے اور سحر لوگوں میں دو طرف سے پھیلا۔ ایک حضرت سلیمان کے عہد میں ۔ چونکہ جنات اور آدمی ملے جلے رہتے تھے تو آدمیوں نے شیطانوں سے سحر سیکھا (اور نسبت کر دیا حضرت سلیمان کی طرف) کہ "ہم کو انہی سے پہنچا ہے اور انکو حکم جن اور انس پر
۱۵۰ ۔ یہودی آ کر آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کی باتیں سنتے۔ بعضی بات جو اچھی طرح نہ سنتے اس کو مکرر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے { راعنا } (یعنی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہماری رعایت کرو) یہ کلمہ ان سے سن کر کبھی مسلمان بھی کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو { اُنظرنا } کہو (اس کے معنی بھی
۱۵۱ ۔ یعنی کفار (یہود ہوں یا مشرکین مکہ) قرآن کے نزول کو تم پر ہر گز پسند نہیں کرتے بلکہ یہود تمنا کرتے ہیں کہ نبی آخرالزمان بنی اسرائیل میں پیدا ہوں اور مشرکین مکہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ہو مگر یہ تو اللہ کے فضل کی بات ہے کہ اُمّی لوگوں میں نبی آخرالزماں کو پیدا فرمایا۔
۱۵۲ ۔ یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ "تمہاری کتاب میں بعض آیات منسوخ ہو تی ہیں اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہوتی تو جس عیب کی وجہ سے اب منسوخ ہوئی اس عیب کی خبر کیا خدا کو پہلے سے نہ تھی" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "عیب نہ پہلی بات میں تھا نہ پچھلی میں لیکن حاکم مناسب وقت دیکھ کر جو چاہے حکم کرے اس وقت وہی مناسب تھا اور اب
۱۵۳ ۔ یعنی ادھر تو اللہ کی قدرت و ملکیت سب پر شامل ادھر اس کے اپنے بندوں پر اعلیٰ درجے کی عنایت ۔ تو اب مصالح اور منافع بندوں کی اطلاع اور ان پر قدرت کس کو ہو سکتی ہے اور اس کے برابر بندوں کی خیرخواہی کون کر سکتا ہے۔
۱۵۴ ۔ یعنی یہودیوں کی باتوں پر ہر گز اعتماد نہ کرنا جس کسی کو یہودیوں کے شبہ ڈالنے سے شبہ پڑ گیا وہ کافر ہو ا۔ اس کی احتیاط رکھو ۔ اور یہود کے کہنے سے تم اپنے نبی کے پاس شبہے نہ لاؤ جیسے وہ اپنے نبی کے پاس لاتے تھے۔

۱۵۵ ۔ یعنی بہت سے یہودیوں کو آرزو ہے کہ کسی طرح تم کو اے مسلمانو پھیر کر پھر کافر بنا دیں حالانکہ ان کو واضح ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کا دین ان کی کتاب ان کا نبی سب سچے ہیں۔

۱۵۶ ۔ یعنی جب تک ہمارا حکم کوئی نہ آئے اس وقت تک یہود کی باتوں پر صبر کرو ۔ سو آخر کو حکم آ گیا کہ یہود کو مدینہ کے گِرد سے نکال دو۔

۱۵۷ ۔ یعنی اپنے ضعف سے تردد مت کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تم کو عزیز اور یہود کو ذلیل کرے گا یا یہ کہ تاخیر عجز کی وجہ سے نہیں کی جاتی۔

۱۵۸ ۔ یعنی ان کی ایذا پر صبر کرو اور عبادات میں مشغول رہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے غافل ہر گز نہیں تمہاری کوئی نیک بات ضائع نہیں ہو سکتی۔

۱۵۹ ۔ یعنی یہودی تو کہتے ہیں کہ بجز ہمارے کوئی جنت میں نہ جائے گا اور نصاریٰ کہتے تھے کہ بجز ہمارے کوئی بہشت میں نہ جائے گا۔

۱۶۰ ۔ یعنی جس نے خدا کے احکام کو مانا اور اس کا اتباع کیا وہ احکام خواہ کسی نبی کے ذریعہ سے معلوم ہوں اور اپنی قومیت اور آئین پر تعصب نہ کیا جیسا کہ یہود کرتے ہیں تو ان کے لئے اجر نیک ہے اور نہ کوئی امر ان میں ایسا ہے جس کی وجہ سے خوف ہو اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔
۱۶۱ ۔ یہودیوں نے توریت پڑھ کو سمجھ لیا کہ جب نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہا تو بیشک وہ کافر ہوگئے اور نصرانیوں نے انجیل میں صاف دیکھ لیا کہ یہودی حضرت عیسیٰ کی نبوت کا انکار کر کے کافر ہو گئے۔

۱۶۲ ۔ ان جاہلوں سے مشرکین عرب اور بت پرست مراد ہیں یعنی جیسے یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کو گمراہ جانتے ہیں اسی طرح بت پرست بھی اپنے سوا سب فرقوں کو گمراہ اور بےدین بتلاتے ہیں۔ سو دنیا میں کہے جائیں قیامت کو فیصلہ ہو جائے گا {فائدہ} یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب { کذالک } فرما دیا تو پھر {مثل قولھم } فرمانے کی کیا حاجت ۔
۱۶۳ ۔ اس کے شان نزول نصاریٰ ہیں کہ انہوں نے یہود سے مقاتلہ کر کے توریت کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا یا مشرکین مکہ کہ انہوں نے مسلمانوں کو محض تعصب و عناد سے حدیبیہ میں مسجد حرام (بیت اللہ) میں جانے سے روکا۔ باقی جو شخص کسی مسجد کو ویران یا خراب کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے۔
۱۶۴ ۔ یعنی ان کفار کو لائق یہی تھا کہ مساجد اللہ میں خوف و تواضع اور ادب و تعظیم کے ساتھ داخل ہوتے کفار نے جو وہاں کی بے حرمتی کی یہ صریح ظلم ہے یا یہ مطلب ہے کہ اس ملک میں حکومت اور عزت کے ساتھ رہنے کے لائق نہیں ۔ چنانچہ یہی ہوا کہ ملک شام اور مکہ اللہ نے مسلمانوں کو دلوا دیا ۔
۔ یعنی دنیا میں مغلوب ہوئے، قید میں پڑے اور مسلمانوں کے باجگذار ہوئے۔ ۱۶۵

۱۶۶ ۔ یہ بھی یہود و نصاریٰ کا جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلہ کو بہتر بتاتا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ مخصوص کسی طرف نہیں بلکہ تمام مکان اور جہت سے منزہ ۔ البتہ اس کے حکم سے جس طرف منہ کرو گے وہ متوجہ ہے تمہاری عبادت قبول کرے گا"۔ بعض نے کہا سفر میں سواری پر نوافل پڑھنے کی بابت یہ آیت اتری، یا سفر میں قبلہ
۱۶۷ ۔ یعنی اس کی رحمت سب جگہ عام ہے ایک مکان کے ساتھ مخصوص نہیں اور بندوں کے مصالح اور ان کی نیتوں کو اور انکے اعمال کو سب کو خوب جانتا ہے کہ بندوں کے حق میں کون سی شے مفید ہے اور کون سی مضر اسی کے موافق حکم دیتا ہے اور جو اس کی موافقت کرے گا اس کو جزا اور مخالف کو سزا دے گا۔

۱۶۸ ۔ یہود حضرت عزیر کو اور نصاریٰ حضرت عیسٰی کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی ذات سب باتوں سے پاک ہے بلکہ سب کے سب اس کے مملوک اور مطیع اور مخلوق ہیں۔

۱۶۹ ۔ یعنی اہل کتاب اور بت پرستوں میں جو جاہل ہیں وہ سب کہتے ہیں کہ "اللہ ہم سے بلاواسطہ بات کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی کیوں نہیں بھیجتا کہ رسالت کی تصدیق کر لیں"۔

۱۷۰ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "پہلے لوگوں نے بھی ایسی ہی جہالت کی بات کہی تھی یہ نئی بات نہیں اور جو یقین لانے والے ہیں ان کے لئے ہم نے نبی کے برحق ہونے کی نشانیاں بیان کر دی ہیں اور جو ضد اور عداوت پر اڑ رہے ہیں وہ انکار کریں تو یہ محض عناد ہے ان کا"۔
۔ یعنی تجھ پر الزام نہیں کہ ان کو مسلمان کیوں نہیں کیا۔ ۱۷۱

۱۷۲ ۔ یعنی یہود اور نصاریٰ کو امر حق سے سروکار نہیں ۔ اپنی ضد پر اڑ رہے ہیں وہ کبھی تمہارا دین قبول نہ کریں گے۔ بالفرض اگر تم ہی ان کے تابع ہو جاؤ تو خوش ہو جاویں گے اور یہ ممکن نہیں تو اب ان سے موافقت کی امید نہ رکھنی چاہیئے۔
۱۷۳ ۔ یعنی ہر زمانے میں معتبر وہی ہدایت ہے جو اس زمانے کا نبی لائے سو اب وہ طریقہ اسلام ہے نہ طریقہ یہود و نصاریٰ۔

۱۷۴ ۔ یہ بات بطریق فرض ہے ۔ یعنی بالفرض اگر آپ ایسا کریں تو قہر الہٰی سے کوئی نہیں بچا سکتا ۔ یا منظور تنبیہ ہے امت کو کہ اگر کوئی مسلمان ہو کر قرآن کو سمجھ کر دین سے پھرے گا تو اس کو عذاب سے کوئی نہ چھڑا سکے گا۔
۱۷۵ ۔ یہود میں تھوڑے آدمی منصف بھی تھے کہ اپنی کتاب کو پڑھتے تھے سمجھ کر وہ قرآن پر ایمان لائے (جیسے حضرت عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی) یہ آیت انہی لوگوں کے بارہ میں ہے ۔ یعنی انہوں نے توریت کو غور سے پڑھا انہی کو ایمان نصیب ہوا اور جس نے انکار کیا کتاب کا یعنی اس میں تحریف کی وہ خائب و خاسر ہوئے۔

۱۷۶ ۔ بنی اسرائیل کو جو باتیں شروع میں یاد دلائی گئیں تھیں اب ان کے سب حالات ذکر کرنے کے بعد پھر وہی امور بغرض تاکید و تنبیہ یاد دلائے گئے کہ خوب دلنشین ہو جائیں اور ہدایت قبول کر لیں اور معلوم ہو جائے کہ اصل مقصود اس قصہ سے یہ ہے ۔
۱۷۷ ۔ جیسے حج کے افعال اور ختنہ اور حجامت اور مسواک وغیرہ سو حضرت ابراہیم ان احکام کو اللہ کے ارشاد کے موافق اخلاص کے ساتھ بجا لائے اور سب کو پوری طرح سے ادا کیا جس پر لوگوں کے پیشوا بنائے گئے۔

۔ یعنی تمام انبیاء تیری متابعت پر چلیں گے۔ ۱۷۸

۱۷۹ ۔ بنی اسرائیل اس پر بہت مغرور تھے کہ ہم اولاد ابراہیم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا ہے کہ نبوت و بزرگی تیری اولاد میں رہے گی۔ اور ہم حضرت ابراہیم کے دین پر ہیں ۔ اور ان کے دین کو سب مانتے ہیں۔ اور اب اللہ تعالیٰ ان کو سمجھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جو وعدہ تھا وہ ان سے تھا جو نیک راہ پر چلیں اور حضرت ابراہیم
۱۸۰ ۔ یعنی ہر سال بغرض حج وہاں لوگ مجتمع ہوتے ہیں اور جو وہاں جا کر ارکان حج بجا لاتے ہیں وہ عذاب دوزخ سے مامون ہو جاتے ہیں یا وہاں کوئی کسی پر زیادتی نہیں کرتا۔

۱۸۱ ۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تھا ۔ اس میں حضرت ابراہیم کے قدموں کا نشان ہے اور اسی پتھر پر کھڑے ہو کر حج کی دعوت دی تھی اور وہ جنت سے لایا گیا تھا جیسے حجر اسود۔ اب اس پتھر کے پاس نماز پڑھنے کا حکم ہے اور یہ حکم استحبابی ہے۔
۔ یعنی وہاں برا کام نہ کرے اور ناپاک اس کا طواف نہ کرے اور تمام آلودگیوں سے صاف رکھا جاوے۔ ۱۸۲

۔ حضرت ابراہیم نے بوقت بنائے کعبہ یہ دعا کی کہ یہ میدان ایک شہر آباد اور باامن ہو سو ایسا ہی ہوا۔ ۱۸۳

۱۸۴ ۔ یعنی اس کے رہنے والے جو اہل ایمان ہوں ان کو روزی دے میووں کی اور کفار کے لئے دعا نہ کی تاکہ وہ مقام لوث کفر سے پاک رہے۔

۱۸۵ ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا میں کفار کو بھی رزق دیا جائے گا اور رزق کا حال امامت جیسا نہیں کہ اہل ایمان کے سوا کسی کو مل ہی نہ سکے۔

۱۸۶ ۔ قبول کر ہم سے اس کام کو (کہ تعمیر خانہ کعبہ ہے) تو سب کی دعا سنتا ہے اور نیت کو جانتا ہے۔

۱۸۷ ۔ یہ دعا حضرت ابراہیم اور انکے بیٹے حضرت اسمٰعیل دونوں نے مانگی کہ ہماری جماعت میں ایک جماعت فرمانبردار اپنی پیدا کر اور ایک رسول ان میں بھیج جو ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ایسا نبی جو ان دونوں کی اولاد میں ہو بجز سرور کائنات کوئی نہیں آیا اس کی وجہ سے یہود کے گذشتہ خیال کا پورا رد ہو گیا۔ علم کتاب سے

۱۸۸ ۔ جس ملت و مذہب کا شرف مذکور ہو چکا اسی ملت کی وصیت حضرت ابراہیم و حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کو فرمائی تو جو اس کو نہ مانے گا وہ ان کا بھی مخالف ہوا۔ اور یہود کہتے تھے کہ حضرت یعقوب نےاپنی اولاد کو یہودیت کی وصیت فرمائی سو وہ جھوٹے ہیں جیسا اگلی آیت میں آتا ہے۔
۱۸۹ ۔ یعنی تم حضرت یعقوب کی وصیت کے وقت تو موجود بھی نہ تھے۔ انہوں نے تو ملت انبیائے موصوفین کا ارشاد فرمایا تھا تم نے یہ کیا کہ یہود اپنے سوا سب کو اور نصاریٰ اپنے سوا سب کو بےدین بتلانے لگے (اور مذہب حق (یعنی اسلام کے) دونوں کے مخالف ہو گئے) یہ تمہارا افتراء ہے۔
۱۹۰ ۔ یہودیوں کو اور نصرانیوں کو یقین تھا کہ ماں باپ کے گناہوں میں اولاد گرفتار ہو گی اور ان کے ثواب میں بھی اولاد شریک ہو گی۔ سو یہ غلط ہے، اپنا کیا اپنے آگے آئے گا بھلا یا برا۔

۱۹۱ ۔ مطلب یہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ اور نصرانی کہتے ہیں کہ نصرانی ہو جاؤ تو تم کو ہدایت نصیب ہو۔

۱۹۲ ۔ یعنی کہدو اے محمد کہ تمہارا کہنا ہر گز منظور نہیں بلکہ ہم موافق ہیں ملت ابراہیم کے جو سب برے مذہبوں سے علیحدہ ہے۔ نہیں تھا وہ شرک کرنے والوں میں اشارہ ہے کہ تم دونوں فریق شرک میں مبتلا ہو ۔ بلکہ مشرکین عرب بھی مذہب ابراہیمی کے مدعی تھے مگر وہ بھی مشرک تھے تو اس میں ان پر بھی رد ہو گیا ۔ اب ان فرقوں میں بروئے

۱۹۳ ۔ یعنی ہم سب رسولوں اور سب کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور سب کو حق سمجھتے ہیں اور اپنے اپنے زمانہ میں سب واجب الاتباع ہیں اور ہم خدا کے فرمانبردار ہیں جس وقت جو نبی ہو گا اس کے ذریعے سے جو احکام خداوندی پہنچیں گے اس کا اتباع ضروری ہے بخلاف اہل کتاب کے کہ اپنے دین کے سوا سب کی تکذیب کرتے ہیں چاہے ان کا
۱۹۴ ۔ یعنی ان کی دشمنی اور ضد سے خوف مت کرو ۔ اور ان کے شر اور مضرت سے تمہارا حافظ ہے۔ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ خدا سب کی باتوں کو سنتا اور سب کے حال اور نیت کو جانتا ہے۔

۱۹۵ ۔ یہودی ان آیتوں سے پھر گئے اور اسلام قبول نہ کیا۔ اور نصرانیوں نے بھی انکار کر دیا اور شیخی میں آ کر کہنے لگے کہ ہمارے یہاں ایک رنگ ہے جو مسلمانوں کے پاس نہیں ہے۔ نصرانیوں نے ایک زرد رنگ بنا رکھا تھا اور یہ دستور تھا کہ جب ان کے بچہ پیدا ہوتا یا کوئی ان کے دین میں آتا تو اس کو اس رنگ میں غوطہ دے کر کہتے کہ
۱۹۶ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت تمہارا نزاع کرنا اور تمہارا یہ سمجھنا کہ اس کی عنایت و رحمت کا ہمارےسوا کوئی مستحق نہیں لغو بات ہے۔ وہ جیسا تمہارا رب ہے ہمارا بھی رب ہے اور ہم جو کچھ اعمال کرتے ہیں خالص اسی کے لئے کرتے ہیں تمہاری طرح زعم آباؤاجداد اور تعصب و نفسانیت سے نہیں کرتے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے اعمال وہ مقبول
۱۹۷ ۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور دیگر انبیاء کی بابت یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے دروغ صریح ہے علاوہ ازیں حق تعالیٰ تو فرماتا ہے { مَاکَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا } تو اب بتلاؤ تم کو علم زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔
۱۹۸ ۔ یہی آیت عنقریب گذر چکی ہے مگر چونکہ اہل کتاب کے دل میں اپنی بزرگ زادگی کی وجہ سے خوب جم رہا تھا کہ ہمارے اعمال کیسے ہی برے ہوں بالآخر ہمارے باپ دادا ہم کو ضرور بخشوائیں گے ۔ اس لئے اس بیہودہ خیال کے روکنے کے لئے تاکیداً اس آیت کو مکرر بیان فرمایا یا یوں کہو کہ پہلی آیت میں اہل کتاب کو خطاب تھا اور اس آیت میں
۱۹۹ ۔ حضرت محمد جب مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو سولہ سترہ مہینے بیت المقدس ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے ۔ اس کے بعد کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آ گیا تو یہود و مشرکین اور منافقین اور بعضے کچے مسلمان ان کے بہکانے سے شبہے ڈالنے لگے کہ یہ تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے جو قبلہ تھا پہلے انبیاء کا اب انہیں
۲۰۰ ۔ یعنی اے محمد کہدو کہ نہ ہم نے یہود کے حسد سے اور نہ کسی نفسانی تعصب اور اپنی رائے کے اتباع سے قبلہ کو بدلا بلکہ محض اتباع فرمان خداوندی سے جو کہ ہمارا اصل دین ہے ہم نے ایسا کیا پہلے بیت المقدس کو منہ کرنے کا حکم تھا اس کو ہم نے تسلیم کیا اب کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آیا اس کو دل سے قبول کیا ہم سے اس کی وجہ
۲۰۱ ۔ یعنی تمہارا جیسا قبلہ کعبہ ہے جو حضرت ابراہیم کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام امتوں کے مقابلے میں گواہ مقبول الشہادۃ قرار دئیے جاؤ اور محمد رسول اللہ تمہاری عدالت و صداقت کی گواہی
۲۰۲ ۔ یعنی اصلی قبلہ تمہارا تو کعبہ ہی تھا جو حضرت ابراہیم کے وقت سے چلا آتا ہے اور چند روز کے لئے جو بیت المقدس مقرر کر دیا تھا وہ تو صرف امتحان کے لئے تھا کہ کون تابعداری پر قائم رہتا ہے اور کون دین سے پھر جاتا ہے سو اس میں جو لوگ ایمان پر قائم رہے ان کا بڑا درجہ ہے ۔ فائدہ اس آیت میں لنعلم جو صیغہ استقبال ہے اور دیگر آیات
۲۰۳ ۔ اول سے آپ کے لئے خانہ کعبہ قبلہ مقرر ہوا تھا بیچ میں چند عرصہ کے لئے امتحاناً بیت المقدس کو قبلہ مقرر فرمایا اور سب جانتے ہیں کہ امتحان اسی چیز میں ہوتا ہے جو نفس پر دشوار ہو سو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک بجائے کعبہ بیت المقدس کو قبلہ بنانا لوگوں کو بھاری معلوم ہوا عوام مسلمین کو تو اس وجہ سے کہ وہ عموماً عرب اور قریش
۲۰۴ ۔ یہود نے کہا کہ کعبہ قبلہ اصلی ہے تو اتنی مدت کی نماز جو بیت المقدس کی طرف پڑھی تھی ضائع ہوئی تھی بعض مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ بیت المقدس جب قبلہ اصلی نہ تھا تو جو مسلمان اسی حالت پر مر گئے ان کے ثواب میں نقصان رہا باقی زندہ رہنے والے تو آئندہ کو مکافات اور اس کا تدارک کر لیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب تم نے بیت
۲۰۵ ۔ چونکہ آپ کا اصلی قبلہ اور آپ کے کمالات کے مناسب خانہ کعبہ تھا اور سب قبلوں سے افضل اور حضرت ابراہیم کا بھی قبلہ وہی تھا ادھر یہود طعن کرتے تھے کہ یہ نبی شریعت میں ہمارے مخالف اور ملت ابراہیمی کے موافق ہو کر ہمارا قبلہ کیوں اختیار کرتے ہیں ان وجہوں سے جس زمانے میں آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو دل
۲۰۶ ۔ یعنی کعبے کی طرف مسجد الحرام اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں مقاتلہ کرنا اور شکار کرنا جانوروں کا اور درخت اور گھاس کا کاٹنا وغیرہ امور حرام ہیں اور کسی مسجد کی اتنی حرمت و عزت نہیں جس قدر مسجد الحرام کی حرمت ہے جب تحویل قبلہ کا یہ حکم نازل ہوا تو آپ با جماعت مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے دو رکعت بیت
۲۰۷ ۔ یعنی حضر میں یا سفر میں مدینہ میں یا دوسرے شہر میں جنگل میں یا دریا میں یا خود بیت المقدس میں جہاں کہیں ہو کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

۲۰۸ ۔ یعنی اہل کتاب جو تحویل قبلہ کی نسبت اعتراض کریں اس کی ہر گز پرواہ نہ کرنا کیونکہ انکو اپنی کتاب سے معلوم ہے کہ پغمبرآخرالزماں بیت المقدس کی طرف کچھ دنوں نماز پڑھیں گے اور آخر کو کعبہ کی طرف پڑھیں گے۔ اور یہ بھی ان کو معلوم ہے کہ اصلی اور دائمی ان کا ملت ابراہیمی کے موافق ہو گا اس لئے اس تحویل قبلہ کو وہ بھی
۲۰۹ ۔ یعنی جب یہ بات ہے کہ اہل کتاب استقبال قبلہ کو حق جان کر بوجہ حسد و عناد حق پوشی کرتے ہیں تو ان سے اپنے قبلہ کی موافقت کی ہر گز توقع مت رکھو وہ تو ایسے متعصب ہیں کہ اگر ان کو تمام نشانیاں جو ممکن الوقوع ہیں دکھلا دو گے جب بھی تمہارے قبلے کو نہ مانیں گے وہ تو اس ہوس میں ہیں کہ کسی طرح تم کو اپنا تابع بنا لیویں اسی
۲۱۰ ۔ یعنی ان دلائل سے قطع نظر کر کے تھوڑی دیر کے لئے اگر مان بھی لیا جائے کہ آپ نعوذ باللہ اہل کتاب کے قبلہ کی متابعت نزول وحی اور علم یقینی کے خلاف بھی کر لیویں تو اس تقدیر محال پر بیشک آپ بھی بےانصافوں میں شمار ہوں اور نبی سے یہ امر شنیع کسی طرح ممکن نہیں تو معلوم ہو گیا کہ قبلہ اہل کتاب کی متابعت آپ سے ہر گز ممکن

۲۱۱ ۔ یعنی اگر تم کو یہ خیال ہو کہ کاش کعبہ کا مسلمانوں کے لئے قبلہ ہونا اہل کتاب بھی کسی طرح تسلیم کر لیں اور دوسرے لوگوں کو شبہ میں ڈالتے نہ پھریں تو میرے نبی موعود ہونے میں خلجان باقی نہ رہے تو جان لو کہ اہل کتاب کو تمہارا بہت پورا علم ہے آپ کے نسب و قبیلہ و مولد و مسکن و صورت و شکل و اوصاف و احوال سب کو جانتے ہیں
۲۱۲ ۔ یعنی اللہ نے ہر امت کے لئے ایک ایک قبلہ کا حکم فرمایا جس کی طرف بوقت عبادت اپنا منہ کیا کریں یا ہر ایک قوم مسلمان کعبہ سے جدا جدا سمت میں واقع ہے کوئی مشرق میں کوئی مغرب میں سو اس میں جھگڑنا فضول اور اپنے قبلہ یا اپنی سمت پر ضد کرنا عبث ہے جو نیکیاں مقصود و مطلوب ہیں انکی طرف البتہ پیش قدمی کرو اور اس بحث کو

۲۱۳ ۔ تحویل قبلہ کا حکم مکرر یا تو اس واسطے بیان فرمایا کہ اس کی علل متعدد تھیں تو ہر علت کو بتلانے کے لئے اس حکم کا اعادہ فرمایا { قَدْنَرٰی تَقَلُّبَ وَجْہِکَ } الخ سے معلوم ہوا کہ اپنے رسول کی رضا جوئی اور اظہار تکریم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا اور { لِکُلٍّ وِّجْھَۃٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا } سے معلوم ہوا کہ عادت اللہ یہی ہے کہ ہر ملت اور ہر ایک
۲۱۴ ۔ یعنی کعبہ کو منہ کرنے کا حکم اس واسطے ہوا کہ توریت میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم کا قبلہ خانہ کعبہ ہے اور نبی آخرالزماں کو بھی اسی کی طرف منہ پھیرنے کا حکم ہو جائے گا تو آپ کو تحویل الی الکعبہ کا حکم نہ ہوتا تو یہود ضرور الزام لگاتے [illegible]
۲۱۵ ۔ یعنی یہ قبلہ ہم نے تمہارے لئے اس واسطے مقرر فرمایا کہ دشمنوں کے طعن سے بچو اور اس کے سبب سے ہمارے انعام و اکرام و برکات و انوار اور ہدایت کے پورے مستحق ہو۔

۲۱۶ ۔ یعنی یہ اتمام نعمت اور تکمیل ہدایت تم پر ایسی ہوئی جیسی ابتداء میں تم پر یہ اتمام نعمت و ہدایت ہو چکی ہے کہ تم ہی سے ایک رسول ایسا بھیجا جو تم کو احکام خدا وندی سمجھا دے اور تم کو بری باتوں سے پاک کرے یعنی علمًا اور عملًا تم کو کامل بنا دے۔
۲۱۷ ۔ جب ہماری طرف سے تم پر اتمام نعمت مقرر ہو چکا تو اب تم کو لازم ہے کہ ہم کو زبان سے دل سے ذکر سے فکر سے ہر طرح سے یاد کرو اور اطاعت کرو ہم تم کو یاد کریں گے یعنی نئی نئی رحمتیں اور عنائتیں تم پر ہوتی رہیں گی اور ہماری نعمتوں کا شکر خوب ادا کرتے رہو اور ہماری ناشکری اور معصیت سے بچتے رہو۔
۲۱۸ ۔ چونکہ ذکر اور شکر اور ترک کفران جو پہلے مذکور ہوئے اور تمام طاعات اور منہیات شرعیہ کو محیط ہیں جن کا انجام دینا دشوار امر ہے اس کی سہولت کے لئے یہ طریقہ بتلایا گیا کہ صبر اور صلوٰۃ سے مدد لو کہ ان کی مداومت سے تمام امور تم پر سہل کر دئیے جائیں گے اور اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ جس کا ذکر آگے
۲۱۹ ۔ یعنی جس نے اللہ کے لئے جان دی وہ اُس جہاں میں جیتے ہیں مگر تم کو ان کی زندگی کی خبر اور اسکی کیفیت معلوم نہیں اور یہ سب صبر کا نتیجہ ہے۔

۲۲۰ ۔ پہلے تو ان کا ذکر تھا جنہوں نے صبر کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا یعنی شہداء اب فرماتے ہیں کہ تمہارا اعلیٰ العموم تھوڑی تھوڑی تکلیف اور مصیبت میں وقتًا فوقتًا امتحان لیا جائے گا اور تمہارے صبر کو دیکھا جائے گا صابرین میں داخل ہونا کچھ سہل نہیں اسی واسطے پہلے سے متنبہ فرما دیا۔

۲۲۱ ۔ یعنی جن لوگوں نے ان مصائب پر صبر کیا اور کفران نعمت نہ کیا بلکہ مصائب کو وسیلہ ذکر و شکر بنایا تو انکو اے پیغمبر ہماری طرف سے بشارت سنا دو۔

۲۲۲ ۔ پہلے ذکر تھا تحویل الی الکعبہ کا اور کعبہ کے سب قبلوں سے افضل ہونے کا اب اس کے محل ادائے حج و عمرہ ہونے کو بیان فرماتے ہیں تاکہ { وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ } کی تصدیق اور تکمیل خوب ہو جائے یا یوں کہئے کہ اس سے پہلے صبر کی فضیلت مذکور تھی اب یہ فرمایا گیا کہ دیکھو صفا و مروہ جو شعائر اللہ میں داخل ہوئیں اور ان میں سعی کرنا
۲۲۳ ۔ صفا اور مروہ دوپہاڑیاں ہیں مکہ میں، اہل عرب حضرت ابراہیم کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے اور حج کرتے تو ان دو پہاڑیوں کا بھی طواف کرتے کفر کے زمانے میں ان دو پہاڑیوں پر کفار نے دو بت رکھے تھے ان کی تعظیم کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ طواف ان دو بتوں کی تعظیم کے لئے ہے جب لوگ مسلمان ہوئے اور بت
۲۲۴ ۔ اس سے مراد ہیں یہود کہ توریت میں جو آپ کی تصدیق تھی اس کو اور تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپاتے تھے اور جس نے غرض دنیا کے واسطے اللہ کے حکم کو چھپایا وہ سب اس میں داخل ہیں۔

۲۲۵ ۔ لعنت کرنے والے یعنی جن و انس و ملائکہ بلکہ اور سب حیوانات کیونکہ انکی حق پوشی کے وبال میں جب عالم کے اندر قحط وبا طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں۔

۲۲۶ ۔ یعنی اگر چہ انکی حق پوشی کے باعث بعض آدمی گمراہی میں پڑ گئے لیکن جنہوں نے حق پوشی سے توبہ کر کے اظہار حق پوری طرح کر دیا تو اب بجائے لعنت ہم ان پر رحمت نازل فرماتے ہیں کیونکہ ہم تو اب و رحیم ہیں۔

۲۲۷ ۔ یعنی جس نے خود حق پوشی کی یا کسی دوسرے کی حق پوشی کے باعث گمراہ ہوا اور اخیر تک کافر ہی رہا اور توبہ نصیب نہ ہوئی تو وہ ہمیشہ کو ملعون اور جہنمی ہوا مرنے کے بعد توبہ مقبول نہیں، بخلاف اول فریق مذکور سابق کے کہ توبہ نے ان کی لعنت کو مقطع کر دیا کہ زندگی ہی میں تائب ہو گئے۔
۲۲۸ ۔ یعنی ان پر عذاب یکساں اور متصل رہے گا یہ نہ ہو گا کہ عذاب میں کسی قسم کی کمی ہو جائے یا کسی وقت ان کو عذاب سے مہلت مل جائے۔

۲۲۹ ۔ یعنی معبود حقیقی تم سب کا ایک ہی ہے اس میں تعدد کا احتمال بھی نہیں سو اب جس نے اس کی نافرمانی کی بالکل مردود اور غارت ہوا دوسرا معبود ہوتا تو ممکن تھا کہ اس سے نفع کی توقع باندھی جاتی یہ آقائی اور پادشاہی یا استادی اور پیری نہیں کہ ایک جگہ موافقت نہ آئی تو دوسری جگہ چلے گئے یہ تو معبودی اور خدائی ہے نہ اُس کے سوا
۲۳۰ ۔ یعنی آسمان کے اس قدر وسیع اور اونچا اور بےستون پیدا کرنے میں اور زمین کے اتنی وسیع اور مضبوط پیدا کرنے اور اس کے پانی پر پھیلانے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے اور ان کے گھٹانے اور بڑھانے میں اور کشتیوں کے دریا میں چلنے میں اور آسمان سے پانی برسانے اور اس سے زمین کو سرسبز و تازہ کرنے میں اور جملہ
۲۳۱ ۔ یعنی آدمیوں میں جو کہ شعور و عقل میں جمیع مخلوقات سے افضل ہیں بعضے ایسے بھی ہیں کہ باوجود دلائل ظاہرہ سابقہ کے پھر غیر اللہ کو حق تعالیٰ کا شریک اور اس کے برابر بناتے ہیں۔

۲۳۲ ۔ یعنی صرف اقوال و اعمال جزئیہ ہی میں ان کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں مانتے بلکہ محبت قلبی جو کہ صدور اعمال کی اصل ہے اس تک شرک اور مساوات کی نوبت پہنچا رکھی ہے جو شرک کا اعلیٰ درجہ ہے اور شرک فی الاعمال اس کا خادم اور تابع ہے۔
۲۳۳ ۔ یعنی مشرکین کو جو اپنے معبودوں سے محبت ہے مومنین کو اپنے اللہ سے اس سے بھی بہت زیادہ اور مستحکم محبت ہے کیونکہ مصائب دنیا میں مشرکین کی بسا اوقات زائل ہو جاتی ہے اور عذاب آخرت دیکھ کر تو بالکل تبّری اور بیزاری ظاہر کریں گے جیسا کہ اگلی آیہ میں آتا ہے بخلاف مومنین کے کہ ان کی محبت اپنے اللہ کے ساتھ ہر ایک رنج و
۲۳۴ ۔ یعنی جن ظالموں نے خدا کے لئے شریک بنائے اگر وہ اس آنے والے وقت کو دیکھ لیں کہ جس وقت ان کو عذاب الہٰی کا مشاہدہ ہو گا کہ زور سارا اللہ ہی کے لئے ہے عذاب خداوندی سے کوئی نہیں بچا سکتا اور اللہ کا عذاب سخت ہے تو ہر گز اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ نہ ہوں اور نہ ان سے امید منفعت رکھیں۔
۲۳۵ ۔ یعنی وہ وقت ایسا ہو گا کہ بیزار ہو جائیں گے متبوع اپنے تابعداروں سے اور بت پرست اور بتوں میں کوئی علاقہ باقی نہ رہے گا ایک دوسرے کا دشمن ہو جائے گا عذاب الہٰی دیکھ کر۔

۲۳۶ ۔ اور مشرکین اس وقت کہیں گے کہ اگر کسی طرح ہم کو پھر دنیا میں لوٹ جانا نصیب ہو تو ہم بھی ان سے اپنا انتقام لیں اور جیسا یہ آج ہم سے جدا ہو گئے ہم بھی ان کو جواب دے کر جدا ہو جائیں لیکن اس آرزو محال سے بجز افسوس کچھ نفع نہ ہوگا۔
۲۳۷ ۔ یعنی جیسے مشرکین کو عذاب الہٰی اور اپنے معبودوں کی بیزاری دیکھ کر سخت حسرت ہو گی اسی طرح پر اُن کے جملہ اعمال کو حق تعالیٰ اُن کے لئے موجب حسرت بنا دے گا کیونکہ حج و عمرہ اور صدقات و خیرات جو اچھی باتیں کی ہوں گی وہ سب تو بسبب شرک مردود ہو جائیں گی اور شرک و گناہ جس قدر کئے ہوں گے ان کا بدلہ عذاب
۲۳۸ ۔ اہل عرب بت پرستی کرتے تھے اور بتوں کے نام پر سانڈ بھی چھوڑتے تھے اور اُن جانوروں سے نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے اور یہ بھی ایک طرح کا شرک ہے کیونکہ تحلیل و تحریم کا منصب اللہ کے سوا کسی کو نہیں اس بارہ میں کسی کی بات ماننی گویا اس کو اللہ کا شریک بنانا ہے اس لئے پہلی آیات میں شرک کی خرابی بیان فرما کر اب تحریم
۲۳۹ ۔ یعنی مسئلے اور احکام شرعیہ اپنی طرف سے بنا لو جیسا کہ بہت سے مواقع میں دیکھا جاتا ہے کہ مسائل جزئیہ سےگذر کر امور اعتقادیہ تک نصوص شرعیہ کو چھوڑ کر اپنی طرف سے احکام تراشے جاتے ہیں اور نصوص قطعیہ اور اقوال سلف کی تحریف اور تغلیط کرتے ہیں۔
۲۴۰/۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنے باپ دادا کا اتباع کرتے ہیں اور یہ بھی شرک ہے چنانچہ بعض جہال مسلمان بھی ترک نکاح بیوگان وغیرہ رسوم باطلہ میں ایسی بات کہہ گذرتے ہیں اور بعض زبان سے گو نہ کہیں مگر عمل درآمد سے ان کے ایسا ہی مترشح ہوتا ہے سو یہ بات اسلام کے خلاف ہے۔
۲۴۰/۲ ۔ یعنی ان کافروں کو راہ ہدایت کی طرف بلانا ایسا ہے جیسے کوئی جنگل کے جانوروں کو بلائے کہ وہ سوائے آواز کے کچھ نہیں سمجھتے یہی حال اُن لوگوں کا ہے جو خود علم نہ رکھیں اور نہ علم والوں کی بات قبول کریں۔

۲۴۱ ۔ یعنی یہ کفار گویا بہرے ہیں جو حق بات بالکل نہیں سنتے گونگے ہیں جو حق بات نہیں کہتے اندھے ہیں جو راہ مستقیم نہیں دیکھتے سو وہ کچھ نہیں سمجھتے کیونکہ جب اُن کے ہر سہ قویٰ مذکورہ فاسد ہو گئے تو تحصیل علم و فہم کی اب کیا صورت ہو سکتی ہے۔
۲۴۲ ۔ اکل طیبات کا حکم اوپر گذر چکا تھا لیکن مشرکین چونکہ شیطان کی پیروی سے باز نہیں آتے اور احکام اپنی طرف سے بنا کر اللہ کے اوپر لگاتے ہیں اور اپنے رسوم باطلہ آبائی کو نہیں چھوڑتے اور حق بات سمجھنے کی ان میں گنجائش ہی نہیں تو اب ان سے اعراض فرما کر خاص مسلمانوں کو اکل طیبات کا حکم فرمایا گیا اور اپنا انعام ظاہر کر

۲۴۳ ۔ مردار وہ ہے کہ خود بخود مر جائے اور ذبح کی نوبت نہ آئے یا خلاف طریقہ شرعیہ اس کو ذبح یا شکار کیا جائے مثلاً گلا گھونٹا جائے یا زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے یا لکڑی اور پتھر اور غلیل و بندوق سے مارا جائے یا اوپر سے گر کر یا کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے یا درندہ پھاڑ ڈالے یا ذبح کے وقت قصدًا تکبیر
۲۴۴ ۔ اور خون سے مراد وہ خون ہے جو رگوں سے بہتا ہے اور ذبح کے وقت نکلتا ہے اور جو خون کہ گوشت پر لگا رہتا ہے وہ حلال اور پاک ہے اگر گوشت کو بغیر دھوئے ہوئے پکا لیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے البتہ نظافت کے خلاف ہے اور کلیجی اور تلی کہ خون منجمد ہیں بحکم حدیث شریف حلال ہیں۔
۲۴۵ ۔ اور خنزیر زندہ ہو یا مردہ ہو یا باقاعدہ شریعت کے موافق ذبح کر لیا جائے ہر حال میں حرام ہے اور اس کے تمام اجزاء گوشت پوست چربی ناخن بال ہڈی پٹھا ناپاک اور ان سے نفع اٹھانا اور کسی کام میں لانا حرام ہے اس موقع پر چونکہ کھانے کی چیزوں کا ذکر ہے اس لئے فقط گوشت کا حکم بتلایا گیا مگر اس پر سب کا اجماع ہے کہ خنزیز جو کہ
۲۴۶ ۔ { مَآ اُهِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ } کا یہ مطلب ہے کہ ان جانوروں پر اللہ کے سوا بت وغیرہ کا نام پکارا جائے یعنی اللہ کے سوا کسی بت یا جن یا کسی روح خبیث یا پیغمبر کے نام نامزد کر کے اور اس جانور کی جان ان کی نذر کر کے ان کے تقرب یا رضاجوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض ان کی خوشنودی کی غرض سے اس کی جان نکالنی مقصود ہو
۲۴۷ ۔ یعنی اشیائے مذکورہ حرام ہیں لیکن جب کوئی بھوک سے مرنے لگے تو اس کو لاچاری کی حالت میں کھانے کی اجازت ہے بشرطیکہ نافرمانی اور زیادتی نہ کرے نافرمانی یہ کہ مثلاً نوبت اضطرار کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور زیادتی یہ کہ قدر ضرورت سے زائد خوب پیٹ بھر کر کھا لے بس اتنا ہی کھائے جس سے مرے نہیں۔
۲۴۸ ۔ یعنی اللہ پاک تو بڑا بخشنے والا ہے بندوں کے ہر قسم کے گناہوں کو بخش دیتا ہے پھر ایسے لاچار اور مضطر کی بخشش کیسے نہ فرمائے گا اور اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے کہ مجبوری کی حالت میں صاف اجازت دیدی کہ جس طرح بن پڑے اپنی جان بچا لو اصلی حکم ممانعت کا لاچاری کی حالت میں تم پر سے اٹھا لیا گیا ورنہ اس مالک
۲۴۹ ۔ یعنی اللہ نے جو کتاب آسمانی میں حلال و حرام کا حکم بھیجا یہود نے اس کو چھپایا اور اپنی طرف سے بڑھایا گھٹایا جیسا کہ پہلی آیت میں مذکور ہو چکا ایسے ہی حضرت محمد کی صفات جو اس میں لکھی تھیں ان کو بھی چھپاتے اور بدلتے تھے اور یہ دونوں سخت گناہ ہیں کیونکہ ان کا مطلب اور نتیجہ یہ ہے کہ ہدایت اور طریقہ حق کسی کو نصیب
۲۵۰ ۔ یعنی اللہ کی نافرمانی اور خلق اللہ کی گمراہی پر بس نہیں کی بلکہ اس حق پوشی کے عوض میں جن کو گمراہ کرتے تھے ان سے الٹا رشوت میں مال بھی لیتے تھے جس کا نام ہدیہ اور نذرانہ اور شکرانہ رکھ چھوڑا تھا حالانکہ یہ حرام خوری مردار اور خنزیر کے کھانے سے بھی بدتر ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایسی حرکات شنیعہ کی سزا بھی سخت ہو
۲۵۱ ۔ یعنی گو ظاہر نظر میں ان کو وہ مال لذیذ اور نفیس معلوم ہو رہا ہے مگر حقیقت میں وہ آگ ہے جس کو خوش ہو کر اپنے پیٹ میں بھر رہے ہیں جیسا طعام لذیذ میں زہر قاتل ملا ہوا ہو کہ کھاتے وقت لذت معلوم ہوتی ہے اور پیٹ میں جا کر آگ لگا دے۔
۲۵۲ ۔ اس میں یہ شبہہ کسی کو ہو سکتا ہے کہ دیگر آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جناب باری قیامت کو ان سے خطاب فرمائے گا سو کلام نہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ لطف و رحمت کے ساتھ ان سے کلام نہ کیا جائے گا اور بطور تخویف و تذلیل و تہدید و وعید جناب باری ان سے کلام کرے گا۔ جس سے ان کو سخت صدمہ اور غم ہو گا یایوں کہیے کہ
۲۵۳ ۔ یعنی اہل ایمان گو کتنے ہی گنہگار ہوں مگر دوزخ میں زمانہ معین تک رہ کر اور گناہوں سے پاک ہو کر جنت میں داخل کر دئیے جائیں گے بخلاف کفار کے کہ وہ ہمیشہ نار میں رہیں گے اور کبھی پاک ہو کر جنت میں جانے کے قابل نہ ہوں گے امور شرکیہ نے ان کو بمنزلہ نجس العین کے بنا دیا ہے کہ نجاست ان کی کسی طرح دور نہیں ہو سکتی
۲۵۴ ۔ واقعی اس سے زیادہ اور کیا عذاب الیم ہو گا کہ ظاہر بدن سے بڑھ کر ان کے باطن میں بھی آگ ہو گی اور محبوب حقیقی ان سے ناخوش ہو گا پھر اس مصیبت جانکاہ سے کبھی نجات نہ ملے گی۔ نعوذباللہ۔

۲۵۴/۱ ۔ یعنی وہ لوگ بےشک اسی قابل ہیں کیونکہ انہوں نے خود سرمایہ نجات کو غارت کیا اور گمراہی کو ہدایت کے مقابلہ میں پسند اور اختیار کیا اور اسباب مغفرت کو چھوڑ کر اسباب عذاب کو منظور کیا۔

۲۵۴/۲ ۔ یعنی اپنی خوشی سے موجبات دخول نار کو اختیار کرتے ہیں گویا آگ ان کو نہایت مرغوب اور محبوب ہے کہ اپنی جان و مال کے بدلے اس کو خرید رہے ہیں ورنہ سب جانتے ہیں کہ عذاب نار پر صبر کرنا کیسا ہے۔

۲۵۵ ۔ یعنی ضلالت کو ہدایت کے بدلے اور عذاب کو مغفرت کے بدلے خریدنے کی دلیل یا ان پر عذابات مذکورہ سابقہ کے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے جو کتاب سچی نازل فرمائی انہوں نے اس کے خلاف کیا اور طرح طرح کے اختلاف اس میں ڈالے اور خلاف اور دشمنی میں دور جا پڑے یعنی بڑا خلاف کیا یا طریقہ حق سے دور ہو گئے ایک صورت یہ
۲۵۶ ۔ جب آیات سابقہ اپنی برائی میں سنیں تو یہود و نصاریٰ کہنے لگے کہ ہم میں تو بہت سے اسباب و آثار ہدایت و مغفرت موجود ہیں ایک کھلی بات یہی ہے کہ ہم جس قبلہ کی طرف منہ کرنے کے مامور ہیں اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز جو افضل عبادت ہے اس کو اللہ کے حکم کے موافق ادا کرتے ہیں پھر ان خرابیوں اور عذاب کے ہم کیسے مستحق
۲۵۷ ۔ یعنی نیکی اور بھلائی جو اثر ہدایت اور سبب مغفرت ہو یہ ہے کہ اللہ اور روز قیامت اور جملہ ملائکہ اور کتاب آسمانی اور انبیاء پر دل سے ایمان لائے اور ان پر یقین کرے اور باوجود محبت اور رغبت کے اپنے مال کو علاوہ زکوٰۃ کے قریبوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں اور سائلوں کو جو کہ محتاج ہوں دے اور گردنیں چھڑانے میں یعنی
۲۵۸ ۔ یعنی جو لوگ اعتقادات و اخلاق و اعمال مذکورہ کے ساتھ متصف ہیں وہی لوگ سچے ہیں اعتقادات اور ایمان اور دین میں یا اپنے قول و قرار میں اور وہی لوگ پرہیز گار اور متقی ہیں اپنے اخلاق اور اعمال میں یا بچنے والے ہیں گناہ اور بری باتوں سے یا عذاب الہٰی سے اہل کتاب کہ جن کو ان خوبیوں میں سے ایک بھی میسر نہیں ان کا اپنی نسبت ایسا

۲۵۹ ۔ زمانہ جاہلیت میں یہود اور اہل عرب نے یہ دستور کر رکھا تھا کہ شریف النسب لوگوں کے غلام کے بدلے رذیل لوگوں کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک آزاد کے بدلے دو کو قصاص میں قتل کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس آیہ میں حکم دیا کہ اے ایمان والو ہم نے تم پر مقتولین میں برابری اور مساوات کو فرض کر دیا قصاص کے معنی
۲۶۰ ۔ یہ توضیح ہے اس برابری کی جس کا حکم ہوا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد آزاد کے قصاص میں صرف وہی ایک آزاد مرد قتل کیا جا سکتا ہے جو اس کا قاتل ہے یہ نہیں کہ ایک کے عوض قاتل کے قبیلہ سے کیف ما اتفق دو کو یا زیادہ کو قتل کرنے لگو۔
۲۶۱ ۔ یعنی ہر غلام کے بدلے میں وہی غلام قتل کیا جائے گا جو قاتل ہے یہ نہ ہوگا کہ کسی شریف کے غلام کے قصاص میں قاتل کو جو کہ غلام ہے اس کو چھوڑ کر ان رذیل لوگوں میں سے کہ جن کے غلام نے قتل کیا ہے کسی آزاد کو قتل کیا جائے۔
۲۶۲ ۔ یعنی ہر ایک عورت کے قصاص میں صرف وہی عورت قتل کی جاسکتی ہے جس نے اس کو قتل کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ شریف النسب عورت کے قصاص میں رذیل عورت کو چھوڑ کر جو کہ قاتلہ ہے کسی مرد کو ان میں سے قتل کرنے لگیں ۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ہر آزاد دوسرے آزاد کے اور ہر غلام دوسرے غلام کے برابر ہے سو حکم قصاص میں
۲۶۳ ۔ یعنی مقتول کے وارثوں میں سے اگر بعض بھی خون کو معاف کر دیں تو اب قاتل کو قصاص میں قتل تو نہیں کر سکتے بلکہ دیکھیں گے کہ ان وارثوں نے معاف کس طرح پر کیا ہے بلا معاوضہ مالی محض ثواب کی غرض سے معاف کیا ہے یا دیت شرعی اور بطور مصالحت کسی مقدار مال پر راضی ہو کر صرف قصاص سے دست برداری کی
۲۶۴ ۔ یہ اجازت کہ قتل عمد میں چاہو تو قصاص لو چاہو دیت لو چاہو معاف کر دو اللہ کی طرف سے سہولت اور مہربانی ہے قاتل اور وارثان مقتول دونوں پر جو پہلے لوگوں پر نہ ہوئی تھی کہ یہود پر خاص قصاص اور نصاریٰ پر دیت یا عفو مقرر تھا۔
۲۶۵ ۔ یعنی اس تخفیف اور رحمت کے بعد بھی اگر کوئی خلاف ورزی کرے گا اور دستور جاہلیت پر چلے گا یا معافی اور دیت قبول کر لینے کے بعد قاتل کو قتل کرے گا تو اس کے لئے سخت عذاب ہے آخرت میں یا ابھی اس کو قتل کیا جائے گا۔
۲۶۶ ۔ یعنی حکم قصاص بظاہر نظر اگرچہ بھاری معلوم ہو لیکن عقلمند سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حکم بڑی زندگانی کا سبب ہے کیونکہ قصاص کے خوف سے ہر کوئی کسی کو قتل کرنے سے رکے گا تو دونوں کی جان محفوظ رہے گی اور قصاص کے سبب قاتل اور مقتول دونوں کی جماعتیں بھی قتل سے محفوظ اور مطمئن رہیں گی عرب میں ایسا ہوتا تھا کہ
۲۶۷ ۔ یعنی بچتے رہو قصاص کے خوف سے کسی کو قتل کرنے سے یا بچو قصاص کے سبب عذاب آخرت سے یا اس لئے کہ تم کو حکم قصاص کی حکمت معلوم ہو گئ ہے تو اس کی مخالفت یعنی ترک قصاص سے بچتے رہو۔

۲۶۸ ۔ پہلا حکم قصاص یعنی مردہ کی جان کے متعلق تھا یہ دوسرا حکم اس کے مال کے متعلق ہے اور کلیات مذکورہ سابقہ میں جو { وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى } ارشاد ہوا تھا اس کی تشریح ہے لوگوں میں دستور تھا کہ مردہ کا تمام مال اسکی بیوی اور اولاد بلکہ خاص بیٹوں کو ملتا تھا ماں باپ اور سب اقارب محروم رہتے تھے اس آیت میں ارشاد ہوا
۲۶۹ ۔ یعنی مردہ تو وصیت انصاف کے ساتھ مرا تھا مگر دینے والوں نے اس کی تعمیل نہ کی تو مردہ پر کوئی گناہ نہیں وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوا وہی لوگ گناہگار ہوں گے بیشک حق تعالیٰ سب کی باتیں سنتا ہے اور سب کی نیتوں کو جانتا ہے۔
۲۷۰ ۔ یعنی اگر کسی کو مردہ کی طرف سے یہ اندیشہ یا علم ہوا کہ اس نے کسی وجہ سے غلطی کھائی اور کسی کی بےجا رعایت کی یا دیدہ و دانستہ خلاف حکم الہٰی دے گیا۔ پس اس شخص نے اہل وصیت اور وارثوں میں حکم شریعت کے مطابق صلح کرا دی تو اس کو کچھ گناہ نہ ہوگا وصیت میں یہ تغیر و تبدل جائز اور بہتر ہے۔
۲۷۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ تو گنہگاروں کی بھی مغفرت فرماتا ہے تو جس نے اصلاح کی غرض سے ایک برائی سے سب کو ہٹایا اس کی مغفرت تو ضرور فرمائے گا یا یوں کہو کہ بخشنے والا ہے وصیت کرنے والے کو جس نے وصیت ناجائز کی تھی مگر پھر سمجھ کر اس وصیت سے اپنی زندگی ہی میں پھر گیا۔
۲۷۲ ۔ یہ حکم روزہ کے متعلق ہے جو ارکان اسلام میں داخل ہے اور نفس کے بندوں ہوا پرستوں کو نہایت ہی شاق ہوتا ہے اس لئے تاکید اور اہتمام کے الفاظ سے بیان کیا گیا اور یہ حکم حضرت آدم کے زمانہ سے اب تک برابر جاری ہے گو تعین ایام میں ہو اور اصول مذکورہ سابقہ میں جو صبر کا حکم تھا روزہ اس کا ایک بڑا رکن ہے حدیث میں روزہ کو
۲۷۳ ۔ یعنی روزہ سے نفس کو اس کی مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑے گی تو پھر اس کو ان مرغوبات سے جو شرعًا حرام ہیں روک سکو گے اور روزہ سے نفس کی قوت و شہوت میں ضعف آئے گا تو اب تم متقی ہو جاؤ گے بڑی حکمت روزہ میں یہی ہے کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں ان کا
۲۷۴ ۔ یعنی چند روز گنتی کے جو زیادہ نہیں روزہ رکھو اور اس سے رمضان کا مہینہ مراد ہے جیسا اگلی آیت میں آتا ہے۔

۲۷۵ ۔ پھر اس مدت قلیل میں بھی اتنی سہولت اور فرما دی گئ کہ جو بیمار ایسا ہو کہ روزہ رکھنا دشوار ہو یا مسافر ہو تو اس کو اختیار ہے کہ روزے نہ رکھے اور جتنے روزے کھائے اتنے ہی رمضان کے سوا اور دنوں میں روزے رکھ لے خواہ ایک ساتھ یا متفرق کر کے۔
۲۷۶ ۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی تو طاقت رکھتے ہیں مگر ابتدا میں چونکہ روزہ کی بالکل عادت نہ تھی اس لئے ایک ماہ کامل پے در پے روزے رکھنا ان کو نہایت شاق تھا تو ان کے لئے یہ سہولت فرما دی گئ تھی کہ اگرچہ تم کو کوئی عذر مثل مرض یا سفر کے پیش نہ ہو مگر صرف عادت نہ ہونے کے سبب روزہ تم کو دشوار ہو تو اب تم کو

۲۷۷ ۔ یعنی اگر ایک دن کے کھانے سےزیادہ ایک مسکین کو دےیا کئ مسکینوں کا پیٹ بھر دے توسبحان اللہ بہت ہی بہتر ہے۔

۲۷۸ ۔ یعنی اگر تم کو روزہ کی فضیلت اور حکمت اور منافع معلوم ہوں تو جان لو کہ روزہ رکھنا فدیہ مذکورہ کے دینے سے بہتر ہے اور روزہ رکھنے میں کوتاہی نہ کرو۔

۲۷۹ ۔ حدیث میں آیا ہے کہ صحف ابراہیمی اورتوریت اور انجیل سب کا نزول رمضان ہی میں ہوا اور قرآن شریف بھی رمضان کی چوبیسویں رات میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر سب ایک ساتھ بھیجا گیا پھر تھوڑا تھوڑا کر کے مناسب احوال آپ پر نازل ہو تا رہا اور ہر رمضان میں جبرئیل قرآن نازل شدہ آپ کو مکرر سنا جاتے تھے ان سب حالات سے
۲۸۰ ۔ یعنی جب اس ماہ مبارک کے فضائل مخصوصہ عظیمہ تم کو معلوم ہو چکے تو اب جس کسی کو یہ مہینہ ملے اس کو روزہ ضرور رکھنا چاہیئے اور بغرض سہولت ابتداء میں جو فدیہ کی اجازت برائے چندے دی گئ تھی وہ موقوف ہو گئ۔
۲۸۱ ۔ اس حکم عام سے یہ سمجھ میں آتا تھا کہ شاید مریض اور مسافر کو بھی افطار و قضا کی اجازت باقی نہیں رہی اور جیسے روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والوں کو اب افطار کی ممانعت کر دی گئ ایسے ہی مسافر اور مریض کو بھی ممانعت ہو گئ ہو اس لئے مریض و مسافر کی نسبت پھر صاف فرما دیا کہ ان کو رمضان میں افطار کرنے اور اور دنوں
۲۸۲ ۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو اول رمضان میں روزہ کا حکم فرمایا اور بوجہ عذر پھر مریض اور مسافر کو افطار کرنے کی اجازت دی اور دیگر اوقات میں ان دنوں کے شمار کے برابر روزوں کا قضا کرنا تم پر پھر واجب فرمایا ایک ساتھ ہونے یا متفرق ہونے کی ضرورت نہیں تو اس میں اس کا لحاظ ہے کہ تم پر سہولت رہے دشواری نہ ہو اور یہ بھی
۲۸۳ ۔ شروع میں یہ حکم تھا کہ رمضان میں اول شب میں کھانے پینے اور عورتوں کے پاس جانے کی اجازت تھی مگر سو رہنے کے بعد ان چیزوں کی ممانعت تھی بعض لوگوں نے اس کے خلاف کیا اور سونے کے بعد عورتوں سے قربت کی پھر آپ سے آ کر عرض کیا اور اپنے قصور کا اقرار اور ندامت کا اظہار کیا اور توبہ کی نسبت آپ سے سوال کیا تو
۲۸۴ ۔ رمضان کی رات میں جو نیند کے بعد کھانا پینا عورت کے پاس جانا حرام تھا اس میں بھی سہولت کر دی گئ اب تمام رات میں جب چاہو عورتوں کے ساتھ اختلاط کرو۔

۲۸۵ ۔ لباس اور پوشاک سے غرض غایت اتصال و اختلاط ہے یعنی جس طرح بدن سے کپڑے لگے اور ملے ہوتے ہیں اسی طرح مرد اور عورت آپس میں ملتے ہیں۔-

۲۸۶ ۔ اپنے نفس کے ساتھ خیانت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سونے کے بعد عورتوں کے پاس جا کر بوجہ مخالفت حکم الہٰی تم اپنے آپ کو گنہگار بناتے ہو جس سے تمہارے نفس مستحق عتاب ہوتے ہیں اور ان کے ثواب میں نقصان پڑتا ہے سو اللہ تعالیٰ نےاپنے فضل سے تم کو معاف فرمایا اور آئندہ کو اجازت فرما دی۔
۲۸۷ ۔ یعنی لوح محفوظ میں جو اولاد اللہ نے مقدر فرما دی ہے عورتوں کی مباشرت سے وہ مطلوب ہونی چاہیئے محض شہوت رانی مقصود نہ ہو اور اس میں عزل کی کراہت اور لواطت کی ممانعت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

۲۸۸ ۔ یعنی جیسے رات بھر مجامعت کی اجازت دی گئ اسی طرح رمضان کی رات میں تم کو کھانے اور پینے کی بھی اجازت ہے صبح صادق تک۔

۲۸۹ ۔ یعنی طلوع صبح صادق سے رات تک روزہ کو پورا کرو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کئ روزے متصل رکھنے اس طرح پر کہ رات کو بھی افطار کی نوبت نہ آئے مکروہ ہے۔

۔ یعنی روزہ میں تو رات کو مباشرت کی اجازت ہے مگر اعتکاف میں رات دن کسی وقت عورت کے پاس نہ جائے۔ ۲۹۰

۲۹۱ ۔ روزہ اور اعتکاف کے متعلق جو حکم دربارۂ حلت و حرمت مذکور ہوئے یہ قاعدے اللہ کے مقرر فرمائے ہوئے ہیں ان سے ہر گز باہر نہ ہونا بلکہ ان کے قریب بھی نہ جانا یا یہ مطلب ہے کہ اپنی رائے یا کسی حجت سے ان میں سرمو تفادت نہ کرنا۔
۲۹۲ ۔ روزہ سے طہارت نفس مقصود تھی اب تطہیر اموال کا ارشاد ہے اور معلوم ہو گیا کہ مال حلال تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہے اور مال حرام سے روزہ مدت العمر کے لئے ہے اس کے لئے کوئی حد نہیں جیسے چوری یا خیانت یا دغابازی یا رشوت یا زبردستی یا قمار یابیوع ناجائز یا سود وغیرہ ان ذریعوں سے مال کمانا بالکل حرام اور
۲۹۳ ۔ نہ پہنچاؤ حاکموں تک یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو۔ ظالم حاکموں کو یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھا لو یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعویٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ اور تم کو اپنے ناحق پر ہونے کا علم بھی ہو۔
۲۹۴ ۔ آفتاب ہمیشہ ایک صورت ایک حالت پر رہتا ہے اور چاند کی صورت بدلتی اور اس کی مقدار بڑھتی گھٹتی رہتی ہے اس لئے لوگوں نے چاند کے کم زیادہ ہونے کی وجہ آپ سے پوچھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی پہلی آیات میں شہر رمضان اور روزہ کا ذکر تھا اس آیت میں ہلال کا ذکر ہے اور روزہ اور رویت ہلال میں تعلق ظاہر ہے کہ ایک دوسرے

۲۹۵ ۔ یعنی ان سے کہدو کہ چاند کا اس طرح پر نکلنا اس سے لوگوں کے معاملات اور عبادات مثل قرض اجارہ عدت مدت عحمل و رضاعت روزہ زکوٰۃ وغیرہ کے اوقات ہر ایک کو بےتکلف معلوم ہو جاتے یں بالخصوص حج کہ روزہ وغیرہ کی قضا تو ان کے غیر ایام میں ہوتی ہے حج کی تو قضا بھی ایام مقررہ حج کے سوا دوسرے ایام میں نہیں کر
۲۹۶ ۔ زمانہ جاہلیت کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب گھر سے نکل کر حج کا احرام باندھتے پھر کوئی ضرورت گھر میں جانے کی پیش آتی تو دروازہ سے نہ جاتے چھت پر چڑھ کر گھر کے اندر اترتے یا گھر کی پشت کی جانب نقب دے کر گھستے اور اس کو نیکی کی بات سمجھتے اللہ نے اس کو غلط فرما دیا۔ فائدہ پہلے جملہ میں حج کا ذکر تھا اور یہ
۲۹۷ ۔ حضرت ابراہیم کے وقت سے مکہ دارالامن تھا،کوئی اپنے دشمن کو بھی مکہ میں پاتا تو کچھ نہ کہتا اور اشہر حرام یعنی ذی القعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یہ چار مہینے بھی امن کے تھے ان میں تمام ملک عرب میں لڑائی موقوف ہو جاتی اور کوئی کسی کو کچھ نہ کہتا ذی القعدہ ۰۶ ہجری میں حضرت جماعت صحابہ کے ہمراہ عمرہ
۲۹۸ ۔ زیادتی مت کرو اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتیں اور بوڑھے قصدًا نہ مارے جائیں اور حرم کے اندر اپنی طرف سے لڑائی شروع نہ کی جائے۔

۔ جس جگہ پاؤ یعنی حرم میں ہوں خواہ غیر حرم میں جہاں سے تم کو نکالا یعنی مکہ سے۔ ۲۹۹

۳۰۰ ۔ یعنی دین سے پھر جانا یا دوسرے کو پھرانا مہینہ حرام کے اندر مار ڈالنے سے بہت بڑا گناہ ہے مطلب یہ کہ حرم مکہ میں کفار کا شرک کرنا اور کرانا زیادہ قبیح ہے حرم میں مقاتلہ کرنے سے تو اب اے مسلمانو تم کچھ اندیشہ نہ کرو اور جواب ترکی بہ ترکی دو۔
۳۰۱ ۔ یعنی مکہ ضرور جائے امن ہے لیکن جب انہوں نے ابتداء کی اور تم پر ظلم کیا اور ایمان لانے پر دشمنی کرنے لگے کہ یہ بات مار ڈالنے سے بھی سخت ہے تو اب ان کو امان نہ رہی جہاں پاؤ مارو آخر جب مکہ فتح ہوا تو آپ نے یہی فرما دیا کہ جو ہتھیار سامنے کرے اسی کو مارو اور باقی سب کو امن دیا۔
۔ یعنی باوجود ان سب باتوں کے اگر اب بھی مسلمان ہوں اور شرک سے باز آئیں تو توبہ قبول ہے۔ ۳۰۲

۳۰۳ ۔ یعنی کافروں سے لڑائی اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور خاص اللہ ہی کا حکم جاری رہے سو وہ جب شرک سے باز آ جائیں تو زیادتی سوائے ظالموں کے اور کسی پر نہیں یعنی جو بدی سے باز آ گئے وہ اب ظالم نہ رہے تو اب ان پر زیادتی بھی مت کرو ہاں جو فتنہ سے باز نہ رہیں ان کو شوق سے
۳۰۴ ۔ حرمت کا مہینہ یعنی ذیقعدہ کہ جس میں عمرہ کی قضا کرنے جا رہے ہو بدلا ہے اس حرمت کے مہینہ یعنی ذیقعدہ کا کہ سال گذشتہ میں اسی مہینہ کے اندر کفار مکہ نے تم کو عمرہ سے روک دیا تھا اور مکہ میں جانے نہ دیا تھا یعنی اب شوق سے ان سے تم بدلہ لو کیونکہ ادب اور حرمت رکھنے میں تو برابری ہے یعنی اگر کوئی کافر ماہ حرام کی
۳۰۵ ۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت میں یعنی جہاد وغیرہ میں اپنے مال کو صرف کرو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو یعنی جہاد کو چھوڑ بیٹھو یا اپنے مال کو جہاد میں صرف نہ کرو کہ اس سے تم ضعیف اور دشمن قوی ہو گا۔

۔ حج کے ضمن میں جہاد کا ذکر جو مناسب تھا اس کو بیان فرما کر اب احکام حج و عمرہ بتلائے جاتے ہیں۔ ۳۰۶

۳۰۷ ۔ مطلب یہ ہے کہ جب کسی نے حج یا عمرہ شروع کیا یعنی اس کا احرام باندھا تو اس کا پورا کرنا لازم ہو گیا بیچ میں چھوڑ دے اور احرام سے نکل جائے یہ نہیں ہو سکتا لیکن اگر کوئی دشمن یا مرض کی وجہ سے بیچ میں ہی رک گیا اور حج و عمرہ نہیں کر سکتا تو اس کے ذمہ پر ہے قربانی جو اس کو میسر آئے جس کا ادنیٰ مرتبہ ایک بکری ہے اس
۳۰۸ ۔ یعنی اگر حالت احرام میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں درد یا زخم ہو تو اس کو بضرورت حالت احرام میں حجامت کرنا سر کا جائز ہے مگر بدلا دینا پڑے گا تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلانا یا ایک دنبہ یا بکرے کی قربانی کرنا۔ یہ دم جنایت ہے کہ حالت احرام میں بضرورت مرض لاچار ہو کر امور مخالف احرام کرنے پڑے۔
۳۰۹ ۔ یعنی جو محرم کہ دشمنی کی طرف سے اور مرض سے مطمئن ہو خواہ اس کو کسی قسم کا اندیشہ پیش ہی نہ آیا یا دشمن کا خوف یا بیماری کا کھٹکا پیش تو آیا مگر جلد زائل ہو گیا یا احرام حج و عمرہ میں اس سے خلل نہ آنے پایا تو اس کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے حج اور عمرہ دونوں ادا کئے یعنی قِران یا تمتع کیا اِفراد نہیں کیا تو اس پر قربانی ایک بکرا
۳۱۰ ۔ یعنی جس نے قِران یا تمتع کیا اور اس کو قربانی میسر نہ ہوئی تو اس کو چاہیئے کہ تین روزے رکھے حج کے دنوں میں جو کہ یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ پر ختم ہوتے ہیں اورسات روزے جب رکھے کہ حج سے بالکل فارغ ہو جائے دونوں کا مجموعہ دس روزے ہو گیا۔
۳۱۱ ۔ یعنی قِران و تمتع اسی کے لئے ہے جو مسجد حرام یعنی حرم مکہ کے اندر یا اس کے قریب نہ رہتا ہو بلکہ حِل یعنی خارج از میقات کا رہنے والا ہو اور جو حرم مکہ کے رہنے والے ہیں وہ صرف اِفراد کریں۔

۳۱۲ ۔ شوال کے غُرّہ سے لے کر بقر عید کی صبح یعنی ذی الحجہ کی دسویں رات تک ان کا نام اشہرُ حج ہے ہے اس لئے کہ احرام حج ان کے اندر ہوتا ہے ۔ اگر اس سے پہلے کوئی احرام حج کا باندھے گا تو وہ ناجائز یا مکروہ ہوگا۔ یعنی حج کے لئے چند مہینے مقرر ہیں اور سب کو معلوم ہیں مشرکین عرب جو اپنی ضرورت میں ان میں تغیر و تبدل کرتے

۔ حج لازم کیا یعنی احرام حج کا باندھا اس طرح پر کہ دل سے نیت کی اور زبان سے تلبیہ پڑھا۔ ۳۱۳

۳۱۴ ۔ ایک غلط دستور کفر میں یہ بھی تھا کہ بغیر زادہ راہ خالی ہاتھ حج کو جانا ثواب سمجھتے اور اس کو توکل کہتے اور وہاں جا کر ہر ایک سے مانگتے پھرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن کو مقدور ہو وہ خرچ ہمراہ لے کر جائیں تاکہ خود تو سوال سے بچیں اور لوگوں کو حیران نہ کریں۔
۳۱۵ ۔ حج کے سفر میں اگر سوداگری بھی کرو تو گناہ نہیں بلکہ مباح ہے لوگوں کو اس میں شبہ ہوا تھا کہ شاید تجارت کرنے سے حج میں نقصان آئے اب جس کو مقصود اصلی حج ہو اور اس کے ذیل میں تجارت بھی کر لے تو اس کے ثواب میں نقصان نہ آئے گا۔
۳۱۶ ۔ مشعر الحرام ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ میں واقع ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے اس پہاڑ پر قیام کرنا افضل ہے اور تمام مزدلفہ میں جہاں قیام کرے جائز ہے سوا وادی محسر کے۔

۳۱۷ ۔ یعنی کفار بھی اللہ کا ذکر تو کرتے تھے مگر شرک کے ساتھ وہ ذکر نہ چاہیئے بلکہ توحید کے ساتھ جس کی تم کو ہدایت فرمائی۔

۳۱۸ ۔ زمانہ کفر کی ایک غلطی یہ بھی تھی کہ مکہ کے لوگ عرفات تک نہ جاتے کہ عرفات حرم سے باہر ہے بلکہ حرم کی حد یعنی مزدلفہ میں ٹھہر جاتے اور قریش مکہ کے سوا اور سب عرفات تک پہنچتے اور پھر وہاں سے طواف کے لئے مکہ کو واپس آتے سو اس لئے فرما دیا کہ جہاں سے سب لوگ طواف کو آئیں تم بھی وہیں سے جا کر لوٹو یعنی
۳۱۹ ۔ یعنی دسویں ذی الحجہ کو جب افعال حج رمی جمرہ اور ذبح قربانی اور سر منڈانے اور طواف کعبہ اور سعی صفا مروہ سے فراغت پا چکو تو زمانہ قیام منیٰ میں اللہ کا ذکر کرو جیسے کفر کے زمانے میں اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکر کرنا چاہیئے۔ ان کا قدیم دستور تھا کہ حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں تین روز قیام

۳۲۰ ۔ پہلے یہ فرمایا تھا کہ اللہ کا ذکر کرو اوروں کا مت کرو اب یہ بتلایا جاتا ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے اور اس سے دعا مانگنے والے بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ کہ جن کا مطلوب صرف دنیا ہے ان کی دعا یہی ہے کہ ہم کو جو کچھ دولت عزت وغیرہ دی جائے دنیا ہی میں دے دی جائے سو یہ لوگ تو آخرت کی نعمتوں سے بےبہرہ ہیں دوسرے وہ کہ
۳۲۱ ۔ یعنی قیامت کو سب سے ایک دم میں حساب لے گا یا یوں کہو کہ قیامت کو دور مت سمجھو بلکہ جلد آنے والی ہے اس سے کسی طرح بچاؤ ممکن نہیں اس کی فکر سے غافل مت ہو۔

۳۲۲ ۔ ایام معدودات سے مراد ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں تاریخیں ہیں جن میں حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں قیام کا حکم ہے ان دنوں میں رمی جمار یعنی کنکریوں کے مارنے کے وقت اور ہر نماز کے بعد تکبیر کہنے کا حکم ہے اور دیگر اوقات میں بھی ان دنوں میں چاہیئے کہ تکبیر اور ذکر الہٰی کثرت سے کرے۔
۳۲۳ ۔ یعنی گناہ تو یہ ہے کہ ممنوعات شرعیہ سے پرہیز نہ کرے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے اور زمانہ حج میں پرہیزگاری کرے تو پھر اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ منیٰ میں دو دن قیام کیا کہ تین دن کہ اللہ نے دونوں باتیں جائز رکھیں مگر افضل یہی ہے کہ تین روز قیام کرے۔
۳۲۴ ۔ یعنی حج کی خصوصیت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سےہر کام میں اور ہر وقت ڈرتے رہو کہ تم سب کو قبروں سے اٹھ کر اس کے پاس جمع ہونا ہے حساب دینے کو حج کا ذکر تو تمام ہو چکا مگر حج کے ذیل میں جو لوگوں کی دو قسموں کا ذکر آ گیا تھا { فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ } اور { مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ } یعنی کافر اور مومن کا تو اب اس کی مناسبت سے تیسری

۳۲۵ ۔ یہ حال ہے منافق کا کہ ظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میں سچا ہوں اور میرے دل میں اسلام کی محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کمی نہ کرے اور قابو پاوے تو لوٹ مار مچا دے اور منع کرنے سے اس کو زیادہ ضد چڑے اور گناہ میں ترقی کرے کہتے ہیں ایک شخص اخنس ابن شریق تھا منافق فصیح و بلیغ جب آپ کی خدمت میں آتا
۳۲۶ ۔ پہلی آیت میں اس منافق کا ذکر تھا جو دین کے بدلے دنیا لیتا تھا اس کے مقابلے میں اب اس آیت میں اس مخلص کامل الایمان کا ذکر ہے جو دنیا اور جان و مال کو طلب دین میں صرف کرتا ہے ۔ کہتے ہیں حضرت صہیب رومی با ارادہ ہجرت آپ کی خدمت میں آتے تھے ۔ رستہ میں مشرکین نے ان کو گھیر لیا صہیب نے کہا کہ میں اپنا گھر اور تمام
۳۲۷ ۔ اُس کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ اپنے بندوں کو توفیق دی جو اس کی خوشی میں اپنی جان اور مال حاضر کر دیتے ہیں نیز ہر ایک کی جان و مال تو اللہ کی مِلک ہے پھر جنت کے بدلے اس کو خریدنا یہ محض اس کا احسان ہے۔

۳۲۸ ۔ پہلی آیت میں مومن مخلص کی مدح فرمائی تھی جس سے نفاق کا ابطال منظور تھا اب فرماتے ہیں کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو یعنی ظاہر اور باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو یہ نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم کر لو یا کوئی عمل کرنے لگو سو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے
۳۲۹ ۔ کہ اپنے وسوسہ سے بےاصل چیزوں کو تمہارے دلنشیں کر دیتا ہے اور دین میں بدعات کو شامل کرا کر تمہارے دین کو خراب کرتا ہے اور تم اس کو پسند کرتے ہو۔

۳۳۰ ۔ یعنی شریعت محمدی کے صاف صاف احکام معلوم ہونے کے بعد بھی اگر کوئی اس پر قائم نہ ہو بلکہ دوسری طرف بھی نظر رکھے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ سب پر غالب ہے جس کو چاہے سزا دے کوئی اس کے عذاب کو روک نہیں سکتا بڑا حکمت والا ہے جو کرتا ہے حق اور مصلحت کے موافق کرتا ہے خواہ عذاب دے یا کچھ ڈھیل دے یعنی نہ
۳۳۱ ۔ یعنی جو لوگ حق تعالیٰ کے صاف صاف احکام کے بعد بھی اپنی کجروی سے باز نہیں آتے تو ان کو رسول اور قرآن پر تو یقین اور اعتماد نہ ہوا اب صرف اس کی کسر ہے کہ خدائے پاک خود اور اس کے فرشتے ان پر آئیں اور جزا اور سزا کا قصہ جو قیامت کو ہونے والا ہے آج ہی فیصل کیا جائے سو آخر کار سب امور حساب اور عذاب وغیرہ کا
۳۳۲ ۔ اس سے پہلے فرمایا تھا کہ حق تعالیٰ کے صاف حکم کے بعد اس کی مخالفت کرنا موجب عذاب ہے اب اسی کی تائید میں فرماتے ہیں کہ خود بنی اسرائیل ہی سے پوچھو کہ ہم نے ان پر کتنی آیات و اضحات اور صریح احکام بھیجے جب ان سے انحراف کیا تو مبتلائے عذاب ہوئے یہ نہیں کہ ہم نے اول ہی ان کو عذاب دیا ہو۔
۳۳۳ ۔ یعنی یہ قاعدہ البتہ محقق ہے کہ جو کوئی اللہ کے احکام سراپا ہدایت کو بدلے اور اس کے انعامات اور احسانات کا کفران کرے تو پھر اس کا عذاب سخت ہے آیات کے بدلنے والے پر کہ دنیا میں مارا جائے اور لوٹا جائے یا جزیہ دے اور ذلیل ہو اور قیامت کو دوزخ میں جائے ہمیشہ کے لئے ۔فائدہ نعمت کے پہنچ چکنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا علم
۳۳۴ ۔ یعنی کافر جو اللہ کے صاف احکام اور اس کے پیغمبروں کی مخالفت کرتے ہیں جو اوپر مذکور ہو چکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی نظروں میں دنیا کی محبت اور اس کی خوبی ایسی سما گئ ہے کہ اس کے مقابلے میں آخرت کے رنج و راحت کو خیال ہی میں نہیں لاتے بلکہ مسلمان جو فکر آخرت میں مصروف اور اللہ کے احکام کی تعمیل میں
۳۳۵ ۔ اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے کہ یہ ان کی جہالت اور خام خیالی ہے کہ دنیا پر ایسے غش ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہی غرباء اور فقراء قیامت کو ان سے اعلیٰ اور برتر ہوں گے اور اللہ دنیا و آخرت میں جس کو چاہے بےشمار روزی عطا فرمائے چنانچہ انہی غریبوں کو جن پر کافر ہنستے تھے اموال بنی قریظہ اور نضیر اور سلطنت
۳۳۶ ۔ حضرت آدم کے وقت سے ایک ہی سچا دین رہا ایک مدت تک اس کے بعد دین میں لوگوں نے اختلاف ڈالا تو خدا تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجا جو اہل ایمان و طاعت کو ثواب کی بشارت دیتے تھے اور اہل کفر و معصیت کو عذاب سے ڈراتے تھے اور ان کے ساتھ سچی کتاب بھی بھیجی تاکہ لوگوں کا اختلاف اور نزاع دور ہو اور دین حق ان کے اختلاف
۳۳۷ ۔ پہلے مذکور ہوا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے انبیاء اور ان کی امتوں کو ہمیشہ ایذائیں ہوئیں تو اب اہل اسلام کو ارشاد ہے کہ کیا تم کو اس بات کی طمع ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ حالانکہ اگلی امتوں کو جو ایذائیں پیش آئیں وہ تم کو پیش نہیں آئیں کہ ان کو فقروفاقہ اور مرض اور خوف کفار اس درجہ کو پیش آئے کہ مجبور اور عاجز ہو کر نبی اور ان کی
۳۳۸ ۔ آیات سابقہ میں کلیۃً یہ مضمون بہت تاکید سے بیان ہوا کہ کفرونفاق کو چھوڑو اور اسلام میں پوری طرح داخل ہو حکم الہٰی کے مقابل کسی کی مت سنو اللہ کی خوشی میں جان و مال خرچ کرو اور ہر طرح کی شدت اور تکلیف پر تحمل کرو اب یہاں سے اسی کلیہ کے متعلق جزئیات کی تفصیل بیان ہوتی ہے جو کہ مال اور جان اور دیگر معاملات مثل نکاح
۳۳۹ ۔ بعض اصحاب جو مالدار تھے انہوں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ مال میں سے کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں اس پر یہ حکم ہوا کہ قلیل خواہ کثیر جو کچھ خدا کے لئے خرچ کرو وہ والدین اور اقارب اور یتیم اور محتاج اور مسافروں کے لئے ہے یعنی حصول ثواب کے لئے خرچ کرنا چاہو تو جتنا چاہو کرو اس کی کوئی تعین و تحدید نہیں البتہ
۳۴۰ ۔ یعنی دین کے دشمنوں سے لڑنا فرض ہوا۔ {فائدہ} جب تک آپ مکہ میں رہے آپ کو مقاتلہ کی اجازت نہ ہوئی ۔ جب مدینہ کو ہجرت فرمائی تو مقاتلہ کی اجازت ہوئی مگر صرف ان کفار سے کہ جو خود اہل اسلام سےمقاتلہ کریں اس کے بعد علی العموم کفار سے مقاتلہ کی اجازت ہو گئ اور جہاد فرض ہوا اگر دشمنان دین مسلمانوں پر چڑھائی کریں تو
۳۴۱ ۔ برے لگنے کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو دشوار اور گراں معلوم ہوتا ہے یہ نہیں کہ قابل ردوانکار نظر آئے اور مخالف حکمت و مصلحت سمجھا جائے اور موجب ناخوشی و تنفر ہو سو اتنی سے بات میں کوئی الزام نہیں جب انسان کو بالطبع زندگی سے کوئی چیز مرغوب نہیں تو ضرور مقاتلہ سے زیادہ دشوار کوئی شے نہ ہونی چاہیئے۔
۳۴۲ ۔ یعنی یہ بات ضروری نہیں کہ جس چیز کو تم اپنے حق میں نافع یا مضر سمجھو وہ واقع میں بھی تمہارے حق میں ویسی ہی ہوا کرے بلکہ ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو اپنے لئے مضر سمجھو اور وہ مفید ہو اور کسی چیز کو مفید خیال کر لو اور وہ مضر ہو تم نے تو سمجھ لیا کہ جہاد میں جان و مال سب کا نقصان ہے اور ترک جہاد میں دونوں کی حفاظت
۳۴۳ ۔ حضرت فخر عالم نے اپنی ایک جماعت کافروں کے مقابلہ کو بھیجی انہوں نے کافروں کو مارا اور مال لوٹ لائے مسلمان تو جانتے تھے کہ وہ اخیر دن جمادی الثانی کا ہے اور وہ رجب کا غرہ تھا جو کہ اشہر حرم میں داخل ہے کافروں نے اس پر بہت طعن کیا کہ محمد نے حرام مہینہ کو بھی حلال کر دیا اور اپنے لوگوں کو حرام مہینہ میں لوٹ
۳۴۴ ۔ یعنی شہر حرام میں قتال کرنا بیشک گناہ کی بات ہے لیکن حضرات صحابہ نے تو اپنے علم کے موافق جمادی الثانی میں جہاد کیا تھا شہر حرم یعنی رجب میں نہیں کیا اس لئے مستحق عفو ہیں ان پر الزام لگانا بےانصافی ہے۔

۳۴۵ ۔ یعنی لوگوں کو اسلام لانے سے روکنا اور خود دین اسلام کو تسلیم نہ کرنا اور زیارت بیت اللہ سے لوگوں کو روکنا اور مکہ کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا یہ باتیں شہر حرام میں مقاتلہ کرنے سے بھی زیادہ گناہ ہیں اور کفار برابر یہ حرکات کرتے تھے خلاصہ یہ کہ شہر حرام میں بلاوجہ اور ناحق لڑنا بیشک اشد گناہ ہے مگر جو لوگ کہ حرم

۳۴۶ ۔ یعنی دین میں فتنہ اور فساد ڈالنا کہ لوگ دین حق کو قبول نہ کریں اس قتل سے بدرجہا مذموم ہے جو مسلمانوں سے شہر حرام میں واقع ہوا مشرکین کی عادت تھی کہ دین اسلام کی باتوں میں طرح طرح سے خدشات کیا کرتے تھے تاکہ لوگ شبہ میں پڑ جائیں اور اسلام کو قبول نہ کریں چنانچہ اسی قصہ میں کہ مسلمانوں سے شہر حرام میں بوجہ
۳۴۷ ۔ یعنی جب تک تم دین حق پر قائم رہو گے یہ مشرکین کسی حالت اور کسی موقع پر بھی تمہارے مقاتلہ اور مخالفت میں کمی نہیں کریں گے حرم مکہ اور شہر حرام ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ عمرہ حدیبیہ میں پیش آیا نہ حرم مکہ کی حرمت کی اور نہ شہر حرام کی بلاوجہ محض عناد سے مارنے مرنے کو مستعد ہو گئے اور مسلمانوں کے مکہ میں جانے اور
۳۴۸ ۔ یعنی دین اسلام سے پھر جانا اور اسی حالت پر اخیر تک قائم رہنا ایسی سخت بلا ہے کہ عمر بھر کے نیک کام ان کے ضائع ہو جاتے ہیں کہ کسی بھلائی کے مستحق نہیں رہتے دنیا میں نہ ان کی جان و مال محفوظ رہے نہ نکاح قائم رہے نہ ان کو میراث ملے نہ آخرت میں ثواب ملے اور نہ کبھی جنت سے نجات نصیب ہو ہاں اگر پھر اسلام قبول کر لے
۳۴۹ ۔ آیات سابقہ سے جماعت اصحاب مذکورہ بالا کو یہ تو معلوم ہو گیا کہ ہمارے اوپر اس بارہ میں کوئی مواخذہ نہیں مگر یہ تردد ان کو تھا کہ دیکھئے اس جہاد کا ثواب بھی ملتا ہے یا نہیں اس پر یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے واسطے اس کے دشمنوں سے لڑے اپنی کوئی غرض اس لڑائی میں نہ تھی وہ بیشک اللہ کی
۳۵۰ ۔ شراب اور جوئے کے حق میں کئ آیتیں اتریں ہر ایک میں ان کی برائی ظاہر کی گئ آخر سورة مائدہ کی آیت میں صاف ممانعت کر دی گئ۔ اب جو چیزیں نشہ لاویں وہ سب حرام ہیں اور جو شرط بدی جائے کسی چیز پر جس میں ہار اور جیت ہو وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں۔
۳۵۱ ۔ شراب پینے سے عقل جاتی رہتی ہے جو تمام امور شنعیہ سے بچاتی ہے اور لڑائی اور قتل وغیرہ طرح طرح کی خرابیوں کی نوبت آتی ہے اور مختلف قسم کے امراض روحانی اور جسمانی پیدا ہوتے ہیں جو بسا اوقات باعث ہلاکت ہوتے ہیں اور جوا کھیلنے میں حرام مال کا کھانا اور سرقہ اور تضیع مال اور عیال باہم دشمنی وغیرہ طرح طرح کے
۳۵۲ ۔ لوگوں نے پو چھا تھا کہ مال اللہ کے واسطے کس قدر خرچ کریں حکم ہوا کہ جو اپنے اخراجات ضروری سے افزود (زائد) ہو کیونکہ جیسا آخرت کا فکر ضرور ہے دنیا کا فکر بھی ضرور ہے اگر سارا سامان اٹھا ڈالو تو اپنی ضروریات کیونکر پوری کرو جو حقوق تم پر لازم ہیں ان کو کیونکر ادا کرو معلوم نہیں کس کس خرابی دینی اور دینوی
۳۵۳ ۔ یعنی دنیا فانی مگر محل حوائج ہے اور آخرت باقی اور دارثواب ہے اس لئے سوچ سمجھ کر ہر ایک امر میں اس کے مناسب حال خرچ کرنا چاہیئے اور مصلحت دنیا اور آخرت دونوں کو پیش نظر رکھنا مناسب ہے اور احکام کو واضح طور پر بیان فرمانے سے یہی مطلوب ہے کہ تم کو فکر کرنے کا موقع ملے۔
۳۵۴ ۔ بعض لوگ یتیم کے مال میں احتیاط نہ کرتے تھے تو اس پر حکم ہوا تھا { وَلَا تَقْرَبُو امَالَ الْيَتِيْمِ الَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ } اور { اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا } الخ اس پر جو لوگ یتمیوں کی پرورش کرتے تھے وہ ڈر گئے اور یتیموں کے کھانے اور خرچ کو بالکل جدا کر دیا کیونکہ شرکت کی حالت میں یتیم کا مال کھانا پڑتا تھا اس میں یہ دشواری ہوئی کہ
۳۵۵ ۔ یعنی مقصود تو صرف یہ بات ہے کہ یتیم کے مال کی درستی اور اصلاح ہو سو جس موقع میں علیحدگی میں یتیم کا نفع ہو تو اس کو اختیار کرنا چاہیئے اور جہاں شرکت میں بہتری نظر آئے تو ان کا خرچ شامل کر لو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ایک وقت ان کی چیز کھا لی تو دوسرے وقت اپنی چیز ان کو کھلا دی کیونکہ وہ یتیم بچے تمہارے دینی یا نسبی
۳۵۶ ۔ مشقت ڈالتا یعنی کھانے پینے میں یتیموں کی شرکت علیٰ وجہ الاصلاح بھی مباح نہ فرماتا یہ کہ بلا علم و بلا قصد مجبورًا بھی اگر کچھ کمی یا بیشی ہو جاتی تو اس پر بھی مواخذہ کرتا۔

۳۵۷ ۔ یعنی بھاری سے بھاری حکم دے سکتا ہے اس لئے کہ وہ زبردست ہے لیکن ایسا نہ کیا بلکہ سہولت کا حکم دیا اس لئے کہ وہ حکمت اور مصلحت کے موافق کرنے والا ہے۔

۳۵۸ ۔ پہلے مسلمان مرد اور کافر عورت اور اس کے برعکس دونوں صورتوں میں نکاح کی اجازت تھی اس آیت سے اس کو منسوخ کر دیا گیا اگر مرد یا عورت مشرک ہو تو اس کا نکاح مسلمان سے درست نہیں یا نکاح کے بعد ایک مشرک ہو گیا تو نکاح سابق ٹوٹ جائے گا اور شرک یہ کہ علم یا قدرت یا کسی اور صفت خدا وندی میں کسی کو خدا کا
۳۵۹ ۔ یعنی مشرکین اور مشرکات جن کا ذکر ہوا ان کے اقوال ان کے افعال ان کی محبت ان کے ساتھ اختلاط کرنا شرک کی نفرت اور اس کی برائی کو دل سے کم کرتا ہے اور شرک کی طرف رغبت کا باعث ہوتا ہے جس کا انجام دوزخ ہے اس لئے ایسوں کےساتھ نکاح کرنے سے اجتناب کلی لازم ہے۔
۳۶۰ ۔ حیض کہتے ہیں اس خون کو جو عورتوں کی عادت ہے اس حالت میں مجامعت کرنا نماز روزہ سب حرام ہیں اور خلاف عادت جو خون آئے وہ بیماری ہے اس میں مجامعت نماز روزہ سب درست ہیں اس کا حال ایسا ہے جیسا زخم یا فصد سے خون نکلنے کا یہود اور مجوس حالت حیض میں عورت کے ساتھ کھانے اور ایک گھر میں رہنے کو بھی جائز
۳۶۱ ۔ پاک ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حیض اپنی پوری مدت یعنی دس دن تک موقوف ہوا ہو تو اسی وقت سے مجامعت درست ہے اور اگر دس دن سے پہلے ختم ہو گیا مثلًا چھ روز کے بعد اور عورت کی عادت بھی چھ روز کی تھی تو مجامعت خون کے موقوف ہوتے ہی درست نہیں بلکہ جب عورت غسل کر لے یا نماز کا وقت ختم ہو جائے اس کے بعد
۳۶۲ ۔ جس موقع سے مجامعت کی اجازت دی ہے یعنی آگے کی راہ سے کہ جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے ۔ دوسرا موقع یعنی لواطت حرام ہے۔

۳۶۳ ۔ یعنی جو توبہ کرتے ہیں گناہ سے جو ان سے اتفاقیہ صادر ہوا مثلًا حالت حیض میں وطی کا مرتکب ہوا اور ناپاکی یعنی گناہوں اور وطی حالت حیض میں اور وطی موقع نجس سے احتراز کرتے ہیں۔

۳۶۴ ۔ یہود عورت کی پشت کی طرف ہو کر وطی کرنے کو ممنوع کہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس سے بچہ احول پیدا ہوتا ہے آپ سے پوچھا گیا تو اس پر یہ آیت اتری یعنی تمہاری عورتیں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتی کے ہیں جس میں نطفہ بجائے تخم اور اولاد بمنزلہ پیداوار کے ہے یعنی اس سے مقصود اصلی صرف نسل کا باقی رہنا اور اولاد کا
۳۶۵ ۔ یعنی اعمال صالحہ اپنے لئے کرتے رہو یا یہ کہ وطی سے اولاد صالح مطلوب ہونی چاہیئے محض حظ نفس مقصود نہ ہو۔

۳۶۶ ۔ یعنی کسی اچھے کام نہ کرنے پر خدا کی قسم کھا بیٹھے مثلاً ماں باپ سے نہ بولوں گا یا فقیر کو کچھ نہ دوں گا یا باہم کسی میں مصالحت نہ کراؤں گا ایسی قسموں میں خدا کے نام کو برے کاموں کے لئے ذریعہ بنانا ہو ا سو ایسا ہرگز مت کرو اور اگر کسی نے ایسی قسم کھائی تو اس کا توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہے ۔
۳۶۷ ۔ یعنی اگر کوئی قسم کھاتا ہے تو اللہ اس کو سنتا ہے اور اگر کوئی عظمت و جلال خداوندی کی وجہ سے قسم کھانے سے رکتا ہے تو اللہ اس کی نیت کو خوب جانتا ہے تمہاری کوئی بات ظاہری اور باطنی اس سے مخفی نہیں اس لئے نیت قلبی اور قول لسانی دونوں میں احتیاط لازم ہے۔
۳۶۸ ۔ لغو اور بیہودہ قسم وہ ہے کہ منہ سے عادت اور حروف کے موافق بیساختہ اور ناخواستہ نکل جائے اور دل کو خبر تک نہ ہو ایسی قسم کا نہ کفارہ ہے نہ اس میں گناہ ہے البتہ اگر کوئی بالقصد الفاظ قسم مثل واللہ اور باللہ کہے اور اس سے محض تاکید مقصود ہو قسم کا قصد نہ ہو تو اس پر ضرور کفارہ لازم ہوگا اور کفارہ کا بیان آگے آ جائے گا۔
۳۶۹ ۔ یعنی جو قسم جان بوجھ کر کھائے کہ جس میں دل بھی زبان کے موافق ہو اس قسم کے توڑنے پر کفارہ لازم ہو گا۔

۳۷۰ ۔ غفور ہے کہ لغو اور بیہودہ قسموں پر مواخذہ نہ فرمایا حلیم ہے کہ مواخذہ میں جلدی نہیں فرماتا شاید بندہ توبہ کر لے۔

۳۷۱ ۔ یعنی اگر کوئی قسم کھائے کہ میں اپنی عورت کے پاس نہ جاؤں گا تو اگر چار مہینے کے اندر عورت کے پاس گیا تو قسم کا کفارہ دے گا اور عورت اس کے نکاح میں رہے گی اور اگر چار مہینے گذر گئے اور اس کے پاس نہ گیا تو عورت پر طلاق بائن ہو جائے گی ۔ {فائدہ} ایلاء شرع میں اس کو کہتے ہیں کہ عورت کے پاس جانے سے چار مہینے یا
۳۷۲ ۔ جب مرد نے عورت کو طلاق دی تو ابھی اس عورت کو کسی دوسرے سے نکاح روا نہیں جب تک تین حیض پورے نہ ہو جائیں تاکہ حمل ہو تو معلوم ہو جائے اور کسی کی اولاد کسی کو نہ مل جائے اس لئے عورت پر فرض ہے کہ جو ان کے پیٹ میں ہو اس کو ظاہر کر دیں خواہ حمل ہو یا حیض آتا ہو اور اس مدت کو عدت کہتے ہیں۔ {فائدہ} معلوم
۳۷۳ ۔ یعنی عدت کے اندر مرد چاہے تو عورت کو پھر رکھ لے اگرچہ عورت کی خوشی نہ ہو مگر اس لوٹانے سے مقصود سلوک اور اصلاح ہو عورت کو ستانا یا اس دباؤ میں اس سے مہر کا معاف کرانا منظور نہ ہو یہ ظلم ہے اگر ایسا کرے گا تو گنہگار ہوگا گو رجعت بھی صحیح ہو جائے گی۔
۳۷۴ ۔ یعنی یہ امر تو حق ہے کہ جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں ایسے ہی عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں جن کا قاعدہ کے موافق ادا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اب مرد کو عورت کے ساتھ بدسلوکی اور اس کی ہر قسم کی حق تلفی ممنوع ہو گی مگر یہ بھی ہے کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت اور فوقیت ہے تو اس لئے رجعت میں اختیار مرد
۳۷۵ ۔ اسلام سے پہلےدستور تھا کہ دس بیس جتنی بار چاہتے زوجہ کو طلاق دیتے مگر عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجعت کر لیتے پھر جب چاہتے طلاق دیتے اور رجعت کر لیتے اور اس صورت سے بعض شخص عورتوں کو اسی طرح بہت ستاتے اس واسطے یہ آیت اتری کہ طلاق جس میں رجعت ہو سکے کل دوبار ہے ایک یا دو طلاق تک تو
۳۷۶ ۔ یعنی مردوں کو یہ روا نہیں کہ عورتوں کو جو مہر دیا ہے اس کو طلاق کے بدلہ میں واپس لینے لگیں البتہ یہ جب روا ہے کہ ناچاری ہو اور کسی طرح دونوں میں موافقت نہ آئے اور ان کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ بوجہ شدت مخالفت ہم احکام خداوندی کی پابندی معاشرت باہمی میں نہ کر سکیں گے اور مرد کی طرف سے ادائے حقوق زوجہ میں قصور بھی
۳۷۷ ۔ یعنی اے مسلمانو اگر تم کو یہ ڈر ہو کہ خاوند اور بیوی میں ایسی بیزاری ہے کہ انکی گذر ان موافقت سے نہ ہو گی تو پھر ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت مال دے کر اپنے آپ کو نکاح سے چھڑا لے اور مرد وہ مال لے لے ۔ اس کو خلع کہتے ہیں اور جب اس ضرورت کی حالت میں زوجین کو خلع کرنا درست ہوا تو سب مسلمانوں کو اس میں
۳۷۸ ۔ یہ سب احکام مذکورہ یعنی طلاق اور رجعت اور خلع حدود اور قواعد مقرر فرمودہ حق تعالیٰ ہیں ان کی پوری پابندی لازم ہے کسی قسم کا خلاف اور تغیر اور کوتاہی ان میں نہ کرنی چاہیئے۔

۳۷۹ ۔ یعنی اگر زوج اپنی عورت کو تیسری بار طلاق دے گا تو پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اور دوسرا خاوند اس سے صحبت کر کے اپنی خوشی سےطلاق نہ دیوے اس کی عدت پوری کر کے پھر زوج اول سے نکاح جدید ہو سکتا ہے اس کو حلالہ کہتےہیں اور حلالہ کے بعد زوج اول کے
۳۸۰ ۔ یعنی عدت ختم ہونے کو آئی۔

۳۸۱ ۔ یعنی عدت کے ختم ہونے تک خاوند کو اختیار ہے کہ اس عورت کو موافقت اور اتحاد کے ساتھ پھر ملا لے یا خوبی اور رضامندی کے ساتھ بالکل چھوڑ دے یہ ہر گز جائز نہیں کہ قید میں رکھ کر اس کو ستانے کے قصد سے رجعت کرے جیسا کہ بعض اشخاص کیا کرتے تھے۔ {فائدہ} آیت سابقہ یعنی { اَلطَّلَاقُ مَرَّ تٰن } الخ میں یہ بتلایا تھا کہ دو
۳۸۲ ۔ نکاح طلاق ایلاء خلع رجعت حلالہ وغیرہ میں بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ان میں حیلے کرنے اور بیہودہ اغراض کو دخل دینا مثلًا کوئی رجعت کرے اور اس سے مقصود عورت کو تنگ کرنا ہے تو گویا اللہ کے احکام کے ساتھ ٹھٹھے بازی ٹھہری نعوذ باللہ من ذٰلک اللہ کو سب کچھ روشن ہے ایسے حیلوں سے بجز مضرت اور کیا حاصل ہو سکتا
۳۸۳ ۔ ایک عورت کو اس کے خاوند نے ایک یا دو طلاق دی اور پھر عدت میں رجعت بھی نہ کی جب عدت ختم ہو چکی تو دوسرے لوگوں کے ساتھ زوج اول نے بھی نکاح کا پیام دیا عورت بھی اس پر راضی تھی مگر عورت کے بھائی کو غصہ آیا اور نکاح کو روک دیا اس پر یہ حکم اترا کہ عورت کی خوشنودی اور بہبودی کو ملحوظ رکھو اسی کے
۳۸۴ ۔ یعنی حکم جو مذکور ہوئے ان سے اہل ایمان کو نصیحت دی جاتی ہے کیونکہ اس نصیحت سے وہی منتفع ہوتے ہیں اور یوں تو نصیحت سبھی کے لئے ہے کسی کی خصوصیت نہیں اور مومنین کے خاص کرنے سے دوسروں پر تہدید اور ان کی تحقیر بھی مفہوم ہوتی ہے یعنی جو لوگ ان حکموں پر عمل نہیں کرتے گویا ان کو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان
۳۸۵ ۔ یعنی عورت کو نکاح سے نہ روکنے اور اس کے نکاح ہوجانے میں وہ پاکیزگی ہے جو نکاح سے روکنے میں ہر گز نہیں اور عورت جب کہ پہلے خاوند کی طرف راغب ہو تو اسی کے ساتھ نکاح ہو جانے میں وہ پاکیزگی ہے کہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے میں ہر گز نہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی باتوں اور نفع و نقصان آئندہ کو خوب جانتا ہے
۳۸۶ ۔ یعنی ماں کو حکم ہے کہ اپنے بچہ کو دو برس تک دودھ پلائے اور یہ مدت اس کے لئے ہے جو ماں باپ بچہ کے دودھ پینے کی مدت کو پورا کرنا چاہیں ورنہ اس میں کمی بھی جائز ہے جیسا آیت کے اخیر میں آتا ہے اور اس حکم میں وہ مائیں بھی داخل ہیں جن کا نکاح باقی ہے اور وہ بھی جن کو طلاق مل چکی ہو یا ان کی عدت بھی گذر چکی ہو ہاں اتنا
۳۸۷ ۔ یعنی باپ کو بچہ کی ماں کو کھانا کپڑا ہر حال میں دینا پڑے گا۔ اول صورت میں تو اس لئے کہ وہ اس کے نکاح میں ہے دوسری صورت میں عدت میں ہے اور تیسری صورت میں دودھ پلانے کی اجرت دینی ہو گی اور بچہ کے ماں باپ بچہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو تکلیف نہ دیں مثلًا ماں بلاوجہ دودھ پلانے سے انکار کرے یا باپ بلا سبب ماں
۳۸۸ ۔ یعنی اگر باپ مر جاوے تو بچہ کے وارثوں پر بھی یہی لازم ہے کہ دودھ پلانے کی مدت میں اس کی ماں کے کھانے کپڑے کا خرچ اٹھائیں اور تکلیف نہ پہنچائیں اور وارث سے مراد وہ وارث ہے جو محرم بھی ہو۔

۳۸۹ ۔ یعنی اگر ماں باپ کسی مصلحت کی وجہ سے دو سال کے اندر ہی بچہ کی مصلحت کا لحاظ کر کے باہمی مشورہ اور رضامندی سےدودھ چھڑانا چاہیں تو اس میں گناہ نہیں مثلًا ماں کا دودھ اچھا نہ ہو۔

۳۹۰ ۔ یعنی اے مردو اگر تم کسی ضروروت و مصلحت سے ماں کے سوا کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانا چاہو تو اس میں بھی گناہ نہیں مگر اس کی وجہ سے ماں کا کچھ حق نہ کاٹ رکھے بلکہ دستور کے مطابق جو ماں کو دینا ٹھہرایا تھا وہ دیدے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دودھ پلانے والی کا حق نہ کاٹے۔
۳۹۱ ۔ پہلے گذر چکا ہے کہ طلاق کی عدت میں تین حیض انتظار کرے اب فرمایا کہ موت کی عدت میں چار مہینے دس دن انتظار کرے سو اس مدت میں اگر معلوم ہو گیا کہ عورت کو حمل نہیں تو عورت کو نکاح کی اجازت ہو گی ورنہ وضع حمل کے بعد اجازت ہوگی اس کی تشریح سورۂ طلاق میں آئے گی حقیقت میں تین حیض یا چار مہینے دس دن حمل
۳۹۲ ۔ جب بیوہ عورتیں اپنی عدت پوری کر لیں یعنی غیر حاملہ چار ماہ دس روز اور حاملہ مدت حمل تو ان کو دستور شریعت کے موافق نکاح کر لینے میں کچھ گناہ نہیں اور زینت اور خوشبو سب حلال ہیں۔

۳۹۳ ۔ خلاصہ آیت کا یہ ہوا کہ عورت خاوند کے نکاح سے جدا ہوئی تو جب تک عدت میں ہے تو کسی دوسرے کو جائز نہیں کہ اس سے نکاح کر لے یا صاف وعدہ کرا لے یا صاف پیام بھیجے لیکن اگر دل میں نیت رکھے کہ بعد عدت اس سے نکاح کروں گا یا اشارۃً اپنے مطلب کو اسے سنا دے تاکہ کوئی دوسرا اس سے پہلے پیام نہ دے بیٹھے مثلًا
۳۹۴ ۔ یعنی حق تعالیٰ تمہارے جی کی باتیں جانتا ہے سو ناجائز ارادہ سے بچتے رہو اور ناجائز ارادہ ہو گیا تو اس سے توبہ کرو اللہ بخشنے والا ہے اور گنہگار پر عذاب نہ ہوا تو اس سے مطمئن نہ ہو جائے کیونکہ وہ حلیم ہے عقوبت میں جلدی نہیں فرماتا۔
۳۹۵ ۔ اگر نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا اور بلا مہر ہی نکاح کر لیا تو بھی نکاح درست ہے مہر بعد میں مقرر ہو رہے گا لیکن اس صورت میں اگر ہاتھ لگانے سے پہلے یعنی مجامعت اور خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق دے دی تو مہر کچھ لازم نہ ہو گا لیکن زوج کو لازم ہے کہ اپنے پاس سے عورت کو کچھ دیدے کم سے کم یہی کہ تین کپڑے کرتہ،
۳۹۶ ۔ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر ہو چکا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدی تو آدھا مہر دینا لازم ہے مگر عورت یا مرد کہ جس کے اختیار میں ہے نکاح کا قائم رکھنا اور توڑنا اپنے حق سے درگذر کریں تو بہتر ہے عورت کی تو درگذر یہ کہ آدھا بھی معاف کر دے اور مرد کی درگذر یہ کہ جو مہر مقرر ہوا تھا پورا حوالہ کر دے یا تمام مہر ادا
۳۹۷ ۔ بیچ والی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے کہ دن اور رات کے بیچ میں ہے اس کی تاکید زیادہ فرمائی کہ اس وقت دنیا کا مشغلہ زیادہ ہو تا ہے اور فرمایا کھڑے رہو ادب سے یعنی نماز میں ایسی حرکت نہ کرو جس سے معلوم ہو جائے کہ نماز نہیں پڑھتے ایسی باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسے کھانا یا پینا یا کسی سے بات کرنا یا ہنسنا۔ {فائدہ} طلاق
۳۹۸ ۔ یعنی لڑائی اور دشمن سے خوف کا وقت ہو تو ناچاری کو سواری پر اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز درست ہے گو قبلہ کی طرف بھی منہ نہ ہو۔

۳۹۹ ۔ یہ حکم اول تھا اس کے بعد جب آیت میراث نازل ہوئی اور عورتوں کا بھی حصہ مقرر ہو چکا ادھر عورت کی عدت چار مہینے دس دن ٹھہرا دی گئ تب سے اس آیت کا حکم موقوف ہوا۔

۴۰۰ ۔ یعنی اگر وہ عورتیں اپنی خوشی سے سال کے ختم ہونے سے پہلے گھر سے نکلیں تو کچھ گناہ نہیں تم پر اے وارثو اس کام میں کہ کریں وہ عورتیں اپنے حق میں شریعت کے موافق یعنی چاہیں خاوند کریں یا اچھی پوشاک اور خوشبو کا استعمال کریں کچھ حرج نہیں۔
۴۰۱ ۔ پہلے خرچ یعنی جوڑا دینے کا حکم اس طلاق پر آ چکا ہے کہ نہ مہر ٹھہرا ہو نہ زوج نے ہاتھ لگایا ہو اب اس آیت میں وہ حکم سب کے لئے آ گیا مگر اتنا فرق ہے کہ سب طلاق والیوں کو جوڑا دینا مستحب ہے ضروری نہیں اور پہلی صورت میں ضروری ہے۔
۴۰۲ ۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہاں نکاح طلاق عدت کے احکام بیان فرمائے ایسے ہی اپنے احکام و آیات کو واضح فرماتا ہے کہ تم سمجھ لو اور عمل کر سکو ۔ یہاں نکاح و طلاق کے احکام ختم ہو چکے۔

۴۰۳ ۔ یہ پہلی امت کا قصہ ہے کہ کئ ہزار شخص گھر بار کو ساتھ لے کر وطن سے بھاگے ان کو ڈر ہوا تھا غنیم کا اور لڑنے سے جی چھپایا یا ڈر ہوا تھا دبا کا اور تقدیر پر توکل اور یقین نہ کیا پھر ایک منزل پر پہنچ کر بحکم الہٰی سب مر گئے پھر سات دن کے بعد پیغمبر کی دعا سے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں اس حال کو یہاں اس واسطے ذکر فرمایا

۴۰۴ ۔ یعنی جب معلوم ہو چکا کہ اللہ کے حکم میں تمہاری جان اور مال ہے تو اب تم کو چاہیئے کہ لڑو کافروں سے اللہ کے واسطے دین کے لئے اور جان لو کہ خدا تعالیٰ سنتا ہے بہانہ کرنے والوں کی باتیں اور جانتا ہے ان کے منصوبوں کو اور چاہیئے کہ خرچ کرو اللہ کے رستے میں مال اور تنگی سے مت ڈرو کہ کشائش اور تنگی سب اس کے اختیار میں
۴۰۵ ۔ اس قصہ سے حق تعالیٰ کا بسط و قبض جو ابھی مذکور ہوا خوب ثابت ہوتا ہے یعنی فقیر کو بادشاہ بنانا اور بادشاہ سے بادشاہت چھین لینا اور ضعیف کو قوی اور قوی کو ضعیف کر دینا۔

۴۰۶ ۔ حضرت موسیٰ کے بعد کچھ عرصہ تک بنی اسرائیل کا کام درست رہا پھر جب ان کی نیت بگڑی تب ان پر ایک غنیم کافر بادشاہ جالوت مسلط ہوا ان کو شہر سے نکال دیا اور لوٹا اور ان کو پکڑ کر بندی بنایا بنی اسرائیل بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے اس وقت حضرت اشموئیل پیغمبر تھے ان سے درخواست کی کہ کوئی بادشاہ ہم پر مقرر کر
۴۰۷ ۔ طالوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہ تھی غریب محنتی آدمی تھے ان کی (بنی اسرائیل) نظر میں سلطنت کے قابل نظر نہ آئے اور بوجہ مال و دولت اپنے آپ کو سلطنت کے لائق خیال کیا نبی نے فرمایا کہ سلطنت کسی کا حق نہیں اور سلطنت کی بڑی لیاقت ہے عقل اور بدن میں زیادتی اور وسعت ہونی جس میں طالوت تم سے افضل ہے ۔ {فائدہ} بنی
۴۰۸ ۔ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے ۔ حضرت موسیٰ وغیرہ انبیاء کے بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائی میں آگے رکھتے اللہ اس کی برکت سے فتح دیتا جب جالوت غالب آیا ان پر تو یہ صندوق بھی وہ لے گیا تھا جب اللہ تعالیٰ کو صندوق کا پہنچانا منظور ہوا تو یہ کیا کہ وہ کافر جہاں صندوق کو رکھتے ہیں وہیں وبا اور بلا آتی
۴۰۹ ۔ ہوس سے طالوت کے ساتھ چلنے کو سب تیار ہو گئے طالوت نے کہ دیا کہ جو کوئی جوان زورآور اور بےفکر ہو وہ چلے ایسے بھی اسی ہزار نکلے پھر طالوت نے ان کو آزمانا چاہا ایک منزل میں پانی نہ ملا دوسری میں ایک نہر ملی طالوت نے حکم کر دیا کہ جو ایک چلو سے زیادہ پانی پیوے وہ میرے ساتھ نہ چلے صرف تین سو تیرہ ان کے ساتھ رہ

۴۱۰ ۔ جب سامنے ہوئے جالوت کے یعنی وہی تین سو تیرہ آدمی اور انہی تین سو تیرہ میں حضرت داؤد کے والد اور ان کے چھ بھائی اور خود حضرت داؤد بھی تھے، حضرت داؤد کو راہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ اٹھا لے ہم کو ہم جالوت کو قتل کریں گے جب مقابلہ ہوا جالوت خود باہر نکلا اور کہا میں اکیلا تم سب کو کافی ہوں میرے سامنے آتے جاؤ
۴۱۱ ۔ یہ قصہ جو بنی اسرائیل کا گذرا یعنی ہزاروں کا نکلنا اور ان کا دفعتہً مرنا اور جینا اور طالوت کا بادشاہ ہونا یہ سب اللہ کی آیتیں ہیں جو تجھ کو سنائی جاتی ہیں اور تم بےشک اللہ کے رسولوں میں ہو یعنی جیسے پہلے پیغمبر ہو چکے ہیں۔ ویسے ہی تم بھی یقیناً رسول ہو کہ ان قصص قرون ماضیہ کو ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہو حالانکہ نہ کسی کتاب
۴۱۲ ۔ یہ پیغمبر جن کا ذکر ہوا ان میں فضیلت دی ہم نے بعض کو بعض پر بعضے ان میں ایسے ہیں کہ ان سے بات کی خدا تعالیٰ نے جیسے آدم اور موسیٰ اور بلند کیا بعضوں کا درجہ جیسے کوئی ایک قوم کا نبی کوئی ایک گاؤں کا کوئی ایک شہر کا کوئی تمام جہان کا جیسے محمد رسول اللہ اور عنایت ہوئے حضرت عیسیٰ کو کھلے معجزے جیسے احیائے
۴۱۳ ۔ جو لوگ ان انبیاء پر ایمان لائے اور صاف حکم اور روشن نشانیاں ہمارے پیغمبر کے نبی ہونے کی دیکھ سن چکے اگر خدا چاہتا تو یہ باہم نہ لڑتے اور مخالفت نہ کرتے اور کوئی ان میں مومن اور کوئی کافر نہ ہوتا لیکن حق تعالیٰ مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی فعل اس کا حکمت سے خالی نہیں۔
۴۱۴ ۔ اس سورت میں عبادات و معاملات کے متعلق احکام کثیرہ بیان فرمائے جن سب کی تعمیل نفس کو ناگوار اور بھاری ہے اور تمام اعمال میں زیادہ دشوار انسان کو جان اور مال کا خرچ کرنا ہوتا ہے اور احکام الہٰی اکثر جو دیکھے جاتے ہیں یا جان کے متعلق ہیں یا مال کے اور گناہ میں بندہ کو جان یا مال کی محبت اور رعایت ہی اکثر مبتلا کرتی ہے

۴۱۵ ۔ یعنی کفار نے اپنے اوپر ظلم کیا جس کی شامت سے ایسے ہوگئے کہ آخرت میں نہ کسی کی دوستی سے ان کو نفع ہو سکے اور نہ سفارش سے۔

۴۱۶ ۔ پہلی آیت سے حق سبحانہ کی عظمت شان بھی مفہوم ہو تی ہے اب اس کے بعد اس آیت کو جس میں توحید ذات اور اس کا تقدس و جلال غایت عظمت و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے نازل فرمائی اور اسی کا لقب آیۃ الکرسی ہے اسی کو حدیث میں اعظم آیات کتاب اللہ فرمایا ہے اور بہت فضیلت اور ثواب منقول ہے اور اصل بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
۴۱۷ ۔ اس آیت میں توحید ذات اور عظمت صفات حق تعالیٰ کو بیان فرمایا کہ حق تعالیٰ موجود ہے ہمیشہ سے اور کوئی اس کا شریک نہیں تمام مخلوقات کا موجد وہی ہے تمام نقصان اور ہر طرح کے تبدل اور فتور سے منزہ ہے سب چیزوں کا مالک ہے تمام چیزوں کا کامل علم اور سب پر پوری قدرت اور اعلیٰ درجے کی عظمت اس کو حاصل ہے کسی کو نہ
۴۱۸ ۔ جب دلائل توحید بخوبی بیان فرما دی گئیں جس سے کافر کا کوئی عذر باقی نہ رہا تو اب زور سے کسی کو مسلمان کرنے کی کیا حاجت ہو سکتی ہے عقل والوں کو خود سمجھ لینا چاہیئے اور نہ شریعت کا یہ حکم ہے کہ زبردستی کسی کو مسلمان بناؤ { افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونو امومنین } خود نص موجود ہے اور جو جزیہ کو قبول کرے گا اس کا
۴۱۹ ۔ یعنی جب ہدایت و گمراہی میں تمیز ہو گئ تو اب جو کوئی گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کو منظور کرے گا تو اس نے ایسی مضبوط چیز کو پکڑ لیا جس میں ٹوٹنے چھوٹنے کا ڈر نہیں اور حق تعالیٰ اقوال ظاہرہ کو خوب سنتا ہے اور نیت حالت قلبی کو خوب جانتا ہے اس سے کسی کی خیانت اور فساد نیت چھپا نہیں رہ سکتا۔

۴۲۰ ۔ پہلی آیت میں اہل ایمان و اہل کفر اور ان کے نور ہدایت اور ان کے ظلمت کفر کا ذکر تھا اب اس کی تائید میں چند نظائر بیان فرماتے ہیں ۔ نظیر اول میں نمرود بادشاہ کا ذکر ہے وہ اپنے آپ کو سلطنت کے غرور سے سجدہ کرواتا تھا ۔ حضرت ابراہیم اس کے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا نمرود نے دریافت کیا تو فرمایا میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ
۴۲۱ ۔ وہ شخص حضرت عزیز پیغمبر تھے اور تمام توریت ان کو یاد تھی۔ بخت نصر کافر بادشاہ تھا اس نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل سے بہت لوگوں کو قید کر کے لے گیا ان میں حضرت عزیز بھی تھے جب قید سے چھوٹ آئے تب حضرت عزیز نے راہ میں ایک شہر دیکھا ویران اس کی عمارت گری ہوئی دیکھ کر اپنے جی میں کہا کہ یہاں
۴۲۲ ۔ جب حضرت عزیز مرے تھے اس وقت کچھ دن چڑھا تھا اور جب زندہ ہوئے ابھی شام نہ ہوئی تھی تو یہ سمجھے کہ اگر میں یہاں نکل آیا تھا تو ایک دن ہوا اور اگر آج ہی آیا تھا تو دن سے بھی کم رہا۔

۴۲۳ ۔ حضرت عزیز کے سامنے وہ سب ہڈیاں موافق ترکیب بدن کے جمع کی گئیں پھر ان پر گوشت پھیلایا گیا اور چمڑا درست ہوا پھر خدا کی قدرت سے ایکبارگی اس میں جان آئی اور اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی بولی بولا۔

۴۲۴ ۔ حضرت عزیز نے اس تمام کیفیت کو ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا کہ مجھ کو خوب یقین ہوا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی میں جو جانتا تھا کہ مردہ کو جلانا خدا تعالیٰ کو آسان ہے سو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا یہ مطلب نہیں کہ پہلے یقین میں کچھ کمی تھی ہاں مشاہدہ نہ ہوا تھا پھر حضرت عزیز یہاں سے اٹھ کر بیت المقدس میں پہنچے کسی نے ان کو نہ
۔ خلاصہ یہ ہوا کہ یقین پورا تھا صرف عین الیقین کے خواستگار تھے جو مشاہدہ پر موقوف ہے۔ ۴۲۵

۴۲۶ ۔ حضرت ابراہیم حسب ارشاد الہٰی چار جانور لائے ایک مور ایک مرغ ایک کوا ایک کبوتر اور چاروں کو اپنے ساتھ ہلایا تاکہ پہچان رہے اور بلانے سے آنے لگیں پھر چاروں کو ذبح کیا پھر ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے ایک پر پرَ رکھے ایک پر سب کے دھڑ رکھے ایک پر پاؤں رکھے پہلے بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اس کا سر اٹھ
۴۲۷ ۔ یہاں دو خلجان گذرنے کا قوی احتمال ہے اول تو جسم بےجان متفرق الاجزاء کا زندہ ہونا ناقابل انکار دوسرے ان خصوصیات کو کہ وہ پرندے ہوں اور چار بھی ہوں اور چار بھی فلاں فلاں ہوں اور اس طرح ان کے اجزاء کو متفرق کر کے بلایا جائے تو زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اس کا کوئی دخل اور ان قیود کا کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا اس
۴۲۸ ۔ یعنی اللہ کی راہ میں تھوڑے مال کا بھی ثواب بہت ہے جیسا ایک دانہ سے سات سو دانے پیدا ہوں اور اللہ تعالیٰ بڑھائے جس کے واسطے چاہے اور سات سو سے سات ہزار اور اس سے بھی زیادہ کر دے اور اللہ بہت بخشش کرنے والا اور ہر ایک خرچ کرنے والے کی نیت اور اس کے خرچ کی مقدار اور مال کی کیفیت کو خوب جانتا ہے یعنی ہر
۴۲۹ ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کئے پر نہ زبان سے احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں طعن سے اور نہ خدمت لینے سے اور نہ تحقیر کرنے سے انہی کے لئے ہے ثواب کامل اور نہ ڈر ہے ان کو ثواب کم ہونے کا اور نہ غمگین ہوں گے ثواب کے نقصان سے۔
۴۳۰ ۔ یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کے اصرار اور بدخوئی پر درگذر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے کہ باربار اس کو شرمائے یا احسان رکھے یا طعنہ دے اور اللہ غنی ہے کسی کے مال کی اس کو حاجت نہیں جو صدقہ اس کی راہ میں کرتا ہے اپنے واسطے کرتا ہے اور حلیم ہے کہ ستانے پر عذاب بھیجنے میں جلدی نہیں فرماتا۔
۴۳۱ ۔ یعنی صدقہ دے کر محتاج کو ستانے اور اس پر احسان رکھنے سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے یا اوروں کو دکھا کر اس لئے صدقہ دیتا ہے کہ لوگ سخی جانیں اس طرح کی بھی خیرات کا ثواب کچھ نہیں ہوتا باقی یہ فرمانا کہ وہ یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ ابطال صدقہ کے لئے قید و شرط نہیں ہیں کیونکہ صدقہ تو صرف ریا سے

۴۳۲ ۔ اوپر مثال بیان فرمائی تھی خیرات کی کہ ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا اور اس سے سات سو دانے پیدا ہو گئے اب فرماتے ہیں کہ نیت شرط ہے اگر کسی نے ریا اور دکھاوے کی نیت سے صدقہ کیا تو اس کی مثال ایسی سمجھو کہ کسی نے دانہ بویا ایسے پتھر پر کہ جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی جب مینہ برسا تو بالکل صاف رہ گیا اب اس پر
۴۳۳ ۔ زور کے مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا اور پھوار سے مراد تھوڑا مال خرچ کرنا اور دلوں کو ثابت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ثابت کریں دلوں کو ثواب پانے میں یعنی ان کو یقین ہے کہ خیرات کا ثواب ضرور ملے گا سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرچ کرنے میں بہت ثواب ملے گا اور تھوڑی خیرات میں بھی فائدہ ہوگا جیسے خالص زمیں پر
۴۳۴ ۔ یہ مثال ان کی ہے جو لوگوں کو دکھانے کو صدقہ خیرات کرتے ہیں یا خیرات کر کے احسان رکھتے ہیں اور ایذا پہنچاتے ہیں یعنی جیسے کسی شخص نے جوانی اور قوت کے وقت باغ تیار کیا تاکہ ضعیفی اور بڑھاپے میں اس سے میوہ کھائے اور ضرورت کے وقت کام آئے۔ پھر جب بڑھاپا آیا اور میوے کی پوری حاجت ہوئی تب وہ باغ عین حالت
۴۳۵ ۔ یعنی عنداللہ صدقہ کے مقبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمائی کا ہو۔ حرام کا مال اور شبہ کا مال نہ ہو اور اچھی سے اچھی چیز اللہ کی راہ میں دے بری چیز خیرات میں نہ لگائے کہ اگر کوئی ایسی ویسی چیز دے تو جی نہ چاہے لینے کو مگر شرما شرمائی ۔ پر خوشی سے ہرگز نہ لے اور جان لو کہ اللہ بےپرواہ ہے تمہارا محتاج نہیں اور
۴۳۶ ۔ جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ اگر خیرات کروں گا تو مفلس رہ جاؤں گا اور حق تعالیٰ کی تاکید سن کر بھی یہی ہمت ہو اور دل چاہے کہ اپنا مال خرچ نہ کرے اور وعدہ الہٰی سے اعراض کر کے وعدہ شیطانی پر طبیعت کو میلان اور اعتماد ہو تو اس کو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ مضمون شیطان کی طرف سے ہے یہ نہ کہے کہ "شیطان کی تو ہم نے
۴۳۷ ۔ یعنی جس کو چاہتا ہے دین کی باتوں میں دانائی اور خیرات کرنے میں سمجھ عنایت کرتا ہے کہ کس نیت سے اور کس مال سے اور کس کو اور کس طرح محتاج کو دینا چاہیئے اور جس کو سمجھ عنایت ہوئی اس کو بڑی نعمت اور بڑی خوبی ملی۔
۴۳۸ ۔ یعنی جو کچھ خیرات کی جائے تھوڑی یا بہت بھلی نیت سے یا بری نیت سے چھپا کر یا لوگوں کو دکھا کر یا منت مانی جائے کسی طرح کی تو بیشک خدا تعالیٰ کو پورا علم ہے سب کا اور جو لوگ انفاق مال اور نذر میں حکم الہٰی کے خلاف کرتے ہیں ان کا کوئی مددگار نہیں اللہ جو چاہے ان پر عذاب کرے منت قبول کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اب اگر
۴۳۹ ۔ اگر لوگوں کو دکھانے کی نیت نہ ہو تو خیرات کرنا لوگوں کے روبرو بھی بہتر ہے تاکہ اوروں کو بھی شوق اور رغبت ہو اور چھپا کر خیرات کرنا بھی بہتر ہے تاکہ لینے والا نہ شرمائے خلاصہ یہ کہ اظہار و اخفا دونوں بہتر ہیں مگر ہر موقع اور مصلحت کا لحاظ ضروری بات ہے۔
۴۴۰ ۔ جب آپ نے صحابہ کو مسلمانوں کے سوا اوروں پر صدقہ کرنے سے روکا اور اس میں یہ مصلحت تھی کہ مال ہی کی غرض سے دین حق کی طرف راغب ہوں گے آگے یہ فرما دیا کہ یہ ثواب جب ہی تک ملے گا کہ اللہ کی خوشی مطلوب ہو گی تو یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں عام حکم آ گیا کہ اللہ کی راہ میں جس کو مال دو گے تم کو اس کا ثواب
۴۴۱ ۔ یعنی ایسوں کو دینا بڑا ثواب ہے جو اللہ کی راہ اور اس کے دین کے کام میں مقید ہو کر چلنے پھرنے کھانے کمانے سے رک رہے ہیں اور کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے جیسے حضرت کے اصحاب تھے اہل صفہ نے گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت اختیار کی تھی علم دین سیکھنے کو اور مفسدین فتنہ پر جہاد کرنے کو اسی طرح اب
۔ علی العموم اور خاص کر ایسے لوگوں پر جن کا ذکر ہوا۔ ۴۴۲

۴۴۳ ۔ یہاں تک خیرات کا بیان اور اس کی فضیلت اور اسکی قیود و شرائط کا مذکور تھا اور چونکہ خیرات کرنے سےادھر تو معاملات سہولت و تسہیل کی عادت ہوتی ہے اور بےمروتی و سخت گیری کی برائی دلنشین ہوتی ہے اور ادھر یہ ہوتا ہے کہ معاملات و اعمال میں جو گناہ ہو جاتا ہے خیرات سے اس کا کفارہ کر دیا جاتا ہے اور نیز خیرات
۴۴۴ ۔ یعنی ربٰو کھانے والے قیامت کو قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے آسیب زدہ اور مجنون اور یہ حالت اس واسطے ہو گی کہ انہوں نے حلال و حرام کو یکساں کر دیا اور صرف اس وجہ سےکہ دونوں میں نفع مقصود ہوتا ہے دونوں کو حلال کہا حالانکہ بیع اور ربٰو میں بڑا فرق ہے کہ بیع کو حق تعالیٰ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام ۔ فائدہ
۴۴۵ ۔ یعنی سود کی حرمت سے پہلے تم نے جو سود لیا دنیا میں اس کو مالک کی طرف واپس کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا یعنی تم کو اس سے مطالبہ کا حق نہیں اور آخرت میں حق تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اپنی رحمت سے اس کو بخش دے لیکن حرمت کے بعد بھی اگر کوئی باز نہ آیا بلکہ برابر سود لئے گیا تو وہ دوزخی ہے اور خدا تعالیٰ کے حکم کے
۴۴۶ ۔ اللہ سود کے مال کو مٹاتا ہے یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی بلکہ اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے کہ سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے انجام اس کا افلاس ہے اور خیرات کے مال کو بڑھانے سے یہ مطلب ہے کہ اس مال میں زیادتی ہوتی ہے اور اللہ برکت دیتا ہے اور اس کا ثواب بڑھایا جاتا ہے چنانچہ احادیث میں وارد ہے۔
۴۴۷ ۔ مطلب یہ کہ سود لینے والے نے مالدار ہو کر اتنا بھی نہ کیا کہ محتاج کو قرض ہی بلاسود دے دیتا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ بطریق خیرات حاجتمند کو دیتا تو اب اس سے زیادہ اللہ کی نعمت کی ناشکری کیا ہوگی۔

۴۴۸ ۔ اس آیت میں سود لینے والے کے مقابلہ میں اہل ایمان کے اوصاف اور ان کا انعام ذکر کر دیا جو سود خوار کے اوصاف و حالات اور اس کے حکم کے خلاف اور ضد ہیں جس سے سود خوار کی پوری تہدید و تشنیع بھی ظاہر ہو گئی۔

۔ یعنی ممانعت سے پہلے جو سود لے چکے سو لے چکے لیکن ممانعت کے بعد جو چڑھا اس کو ہرگز نہ مانگو۔ ۴۴۹

۴۵۰ ۔ یعنی پہلے سود جو تم لے چکے ہو اس کو اگر تمہارے اصل مال میں محسوب کریں اور اس میں سےکاٹ لیویں تو تم پر ظلم ہے اور ممانعت کے بعد کا سود چڑھا ہوا اگر تم مانگو تو یہ تمہارا ظلم ہے۔

۴۵۱ ۔ یعنی جب سود کی ممانعت آ گئ اور اس کا لینا دینا موقوف ہو گیا تو اب تم مدیون مفلس سے تقاضا کرنے لگو یہ ہر گز نہ چاہیئے بلکہ مفلس کو مہلت دو اور توفیق ہو تو بخش دو۔

۴۵۲ ۔ یعنی قیامت کو تمام اعمال کی جزاء اور سزا ملے گی تو اب ہر کوئی اپنی اپنی فکر کرلے اچھے کام کرے یا برے سود لے یا خیرات کرے۔

۴۵۳ ۔ پہلے صدقہ خیرات کی فضیلت اور اس کے احکام بیان فرمائے اس کے بعد ربٰو اور اس کی حرمت اور برائی مذکور ہوئی اب اس معاملہ کا ذکر ہے جس میں قرض ہو اور آئندہ کسی مدت کا وعدہ ہو اس کی نسبت یہ معلوم ہوا کہ ایسا معاملہ جائز ہے مگر چونکہ معاملہ آئندہ مدت کے لئے ہوا ہے بھول چوک خلاف نزاع کا احتمال ہے اس لئے یہ ضرور
۴۵۴ ۔ یعنی جو دیندار اور مدیون ہے وہ اگر بےعقل بھولا یا سست اور ضعیف ہے مثلًا بچہ ہے یا بہت بوڑھا ہے کہ معاملہ کو سمجھنے کی سمجھ ہی نہیں ہے یا معاملہ کو کاتب کو بتلا نہیں سکتا تو ایسی صورتوں میں مدیون کے مختار اور وارث اور کارگذار کو چاہیئے کہ معاملہ کو انصاف سے بلا کم و کاست لکھوا دے۔
۴۵۵ ۔ اور تم کو چاہیئے کہ اس معاملہ پر کم سے کم دو گواہ مردوں میں سے یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنائی جائیں اور گواہ قابل پسند یعنی لائق اعتبار اور اعتماد ہوں۔

۴۵۶ ۔ یعنی گواہ کو جس وقت گواہ بنانےکے لئے یا ادائے شہادت کے لئے بلائیں تو اس کو کنارہ یا انکار نہ کرنا چاہیئے اور کاہلی اور سستی نہ کرو اس کے لکھنے لکھانے میں معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا کہ انصاف پورا اس میں ہے اور گواہی پر بھی کامل اعتماد اسی لکھ لینے میں ہے اور بھول چوک اور کسی کے حق ضائع ہونے سے اطمینان بھی اس میں ہے۔
۴۵۷ ۔ یعنی اگر سوداگری کا معاملہ دست بدست ہو جنس کے بدلے جنس یا نقد کی طرح معاملہ ہو مگر ادھار کا قصہ نہ ہو تو اب نہ لکھنے میں گناہ نہیں مگر گواہ بنا لینا اس وقت بھی چاہیئے کہ اس معاملہ کے متعلق کوئی نزاع آئندہ پیش آئے تو کام آئے اور لکھنے والا اور گواہ نقصان نہ کرے یعنی مدعی اور مدعا علیہ میں سے کسی کا بھی نقصان نہ کرے بلکہ
۴۵۸ ۔ یعنی اگر سفر میں قرض اور ادھار کا معاملہ کرو اور دستاویز کے لئے کوئی کاتب نہ ملے تو قرض کے عوض کوئی چیز مدیون کو رہن رکھ دینی چاہیئے ۔ {فائدہ} سفر میں رہن کی حاجت بہ نسبت حضر زیادہ ہو گی کیونکہ حضر میں کتابت و شہادت سے بھی بسہولت صاحب دین کا اطمینان ممکن ہے اس لئے سفر میں رہن کا حکم ہوا ۔ ورنہ حضر
۴۵۹ ۔ اس سورت میں اصول و فروع عبادات و معاملات جانی و مالی ہر قسم کے احکامات بہت کثرت سے مذکور فرمائے اور شاید اس سورت کے سنام القرآن فرمانے کی یہی وجہ ہو اس لئے مناسب ہے کہ بندوں کو پوری تاکید وہ تہدید بھی ہر طرح سے فرما دی جائے تاکہ تعمیل احکام مذکورہ میں کوتاہی سے اجتناب کریں سو اسی غرض کے لئے آخر
۴۶۰ ۔ پہلی آیت سے جب یہ معلوم ہوا کہ دل کے خیالات پر بھی حساب اور گرفت ہے تو اس پر حضرات صحابہ گھبرائے اور ڈرے اور ان کو اتنا صدمہ ہوا کہ کسی آیت پر نہ ہوا تھا آپ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا { قولواسمعنا واطعنا } یعنی اشکال نظر آئے یا دقت مگر حق تعالیٰ کے ارشاد کی تسلیم میں ادنیٰ توقف بھی مت کرو اور
۴۶۱ ۔ اول آیت پر حضرات صحابہ کو بڑی تشویش ہوئی تھی ان کی تسلی کے لئے یہ دو آیتیں { اٰمَنَ الرَّسُوْلُ } الخ اور { لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا } الخ نازل ہوئیں اب اس کے بعد { رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ } آخر سورت تک نازل فرما کر ایسا اطمینان دیا گیا کہ کسی صعوبت اور دشواری کا اندیشہ بھی باقی نہ چھوڑا کیونکہ جن دعاؤں کا ہم کو حکم ہوا ہے ان کا مقصود یہ ہے کہ

۱ ۔ نجران کے ساٹھ عیسائیوں کا ایک مؤقر و معزز وفد نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اس میں تین شخص عبدالمسیح عاقب بحیثیت امارت و سیادت کے، ایہم السید بلحاظ رائے و تدبیر کے اور ابو حارثہ بن علقمہ با عتبار سب سے بڑے مذہبی عالم اور لاٹ پادری ہونے کے عام شہرت اور امتیار رکھتے تھے۔ یہ تیسرا شخص اصل میں عرب کے
۔ یعنی قرآن کریم جو عین حکمت کے موافق نہایت بر وقت سچائی اور انصاف کو اپنی آغوش میں لے کر اترا۔ ۲

۳ ۔ یعنی قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اگلی کتابیں (تورات اور انجیل وغیرہ) پہلے سے قرآن اور اس کے لانے والے کی طرف لوگوں کی رہنمائی کر رہی تھیں اور اپنے اپنے وقت میں مناسب احکام و ہدایات دیتی تھیں۔ گویا بتلا دیا کہ "الوہیت" یا "ابنیت مسیح" کا عقیدہ کسی آسمانی کتاب میں موجود نہ تھا۔ کیونکہ اصول دین کے اعتبار سے تمام
۴ ۔ یعنی ہر زمانہ کے مناسب ایسی چیزیں اتاریں جو حق و باطل، حلال و حرام اور جھوٹ سچ کے درمیان فیصلہ کرنے والی ہوں۔ اس میں قرآن کریم،کتب سماویہ، معجزات انبیاء سب داخل ہو گئے اور ادھر بھی اشارہ ہو گیا کہ جن مسائل میں یہود و نصاریٰ جھگڑتے چلے آ رہے ہیں ان اختلافات کا فیصلہ بھی قرآن کے ذریعہ سے کر دیا گیا۔
۵ ۔ یعنی ایسے مجرموں کو نہ سزا دیے بغیر چھوڑے گا نہ وہ اس کے زبردست اقتدار سے چھوٹ کر بھاگ سکیں گے۔ اس میں بھی الوہیت مسیح کے ابطال کی طرف لطیف اشارہ ہو گیا۔ کیونکہ جو اختیار و اقتدار کلی خدا کے لئے ثابت کیا گیا ظاہر ہے وہ مسیح میں نہیں پایا جاتا۔ بلکہ نصاریٰ کے نزدیک مسیح کسی کو سزا تو کیا دے سکتے خود اپنے کو

۶ ۔ یعنی جس طرح اس کا اقتدار و اختیار کامل ہے ۔ علم بھی محیط ہے۔ عالم کی کوئی چھوٹی بڑی چیز ایک سیکنڈ کے لئے اس سے غائب نہیں۔ سب مجرم و بری۔ اور تمام جرموں کی نوعیت و مقدار اس کے علم میں ہے۔ مجرم بھاگ کر روپوش ہونا چاہے تو کہاں ہو سکتا ہے؟ یہیں سے تنبیہ کر دی گئ مسیح خدا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایسا علم محیط ان کو
۷ ۔ یعنی اپنے علم و حکمت کےمطابق کمال قدرت سے جیسا اور جس طرح چاہا ماں کے پیٹ میں تمہارا نقشہ بنایا مذکر، مونث، خوبصورت، بدصورت، جیسا پیدا کرنا تھا کر دیا ۔ ایک پانی کے قطرہ کو کتنی پلٹیاں دے کر آدمی کی صورت عطا فرمائی۔ جس کی قدرت و صنعت کا یہ حال ہے کیا اس کے علم میں کمی ہو سکتی ہے یا کوئی انسان جو خود بھی
۸ ۔ نصاریٰ نجران نے تمام دلائل سے عاجز ہو کر بطور معارضہ کہا تھا کہ آخر آپ حضرت مسیح کو "کلمۃ اللہ" اور "روح اللہ" مانتے ہیں۔ بس ہمارے اثبات مدعا کے لئے یہ الفاظ کافی ہیں۔ یہاں اس کا تحقیقی جواب ایک عام اصول اور ضابطہ کی صورت میں دیا۔ جس کے سمجھ لینے کے بعد ہزاروں نزاعات و مناقشات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اس کو یوں
۹ ۔ یعنی راسخین فی العلم اپنے کمال علمی اور قوت ایمانی پر مغرور و مطمئن نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ حق تعالیٰ سے استقامت اور مزید فضل و عنایت کے طلبگار رہتے ہیں تاکہ کمائی ہوئی پونجی ضائع نہ ہو جائے اور خدانکردہ دل سیدھے ہونے کے بعد کج نہ کر دیئے جائیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم (امت کو سنانے کے لئے) اکثر یہ دعا کیا کرتے
۱۰ ۔ وہ دن ضرور آ کر رہے گا اور "زائغین" (کجرو) جن مسائل میں جھگڑتے تھے سب کا دوٹوک فیصلہ ہو جائے گا پھر ہر ایک مجرم کو اپنی کجروی اور ہٹ دھرمی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اسی خوف سے ہم ان کے راستہ سے بیزار اور آپ کی رحمت و استقامت کے طالب ہوتے ہیں۔ ہمارا زائغین کے خلاف راستہ اختیار کرنا کسی بدنیتی اور نفسانیت کی
۱۱ ۔ قیامت کے ذکر کے ساتھ کافروں کا انجام بھی بتلا دیا کہ ان کو کوئی چیز دنیا و آخرت میں خدائی سزا سے نہیں بچا سکتی جیسا کہ میں ابتداء سورہ میں لکھ چکا ہوں۔ ان آیات میں اصلی خطاب وفد "نجران" کو تھا جسے عیسائی مذہب و قوم کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت کہنا چاہیئے۔ امام فخرالدین رازی نے محمد بن اسحٰق کی سیرت سے نقل کیا ہے کہ
۔ یعنی کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا اور جس طرح وہ پکڑے گئے تم بھی خدا کی پکڑ میں آنے والے ہو۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی وقت آ گیا ہے کہ تم سب، کیا یہود، کیا نصاریٰ اور کیا مشرکین عنقریب خدائی لشکر کے سامنے مغلوب ہو کر ہتھیار ڈالو گے، یہ تو دنیا کی ذلت ہوئی اور آخر میں جو گرم مکان تیار ہے وہ الگ رہا بعض روایات میں ہے کہ "بدر " سے فاتحانہ واپسی کے بعد حضور نے یہود کو فرمایا کہ تم حق کو قبول کر لو، ورنہ جو حال قریش کا ہوا، تمہارا ہو گا۔
۱۴ ۔ جنگ بدر میں کفار تقریبًا ایک ہزار تھے۔ جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے۔ دوسری طرف مسلمان مجاہدین تین سو سے کچھ اوپر تھے جن کے پاس کل ستر اونٹ۔ دو گھوڑے، چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اور تماشہ یہ تھا کہ ہر ایک فریق کو حریف مقابل اپنے سے دوگنا نظر آتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کفار کے دل مسلمانوں
۱۵ ۔ یعنی جب ان میں پھنس کر آدمی خدا سے غافل ہو جائے ۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا۔ { ما ترکت بعدی فتنۃ اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ من النساء } (میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں) ہاں اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو۔ تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی
۱۶ ۔ یعنی جن پر نمبر یا نشان لگائے جائیں یا پچ کلیان گھوڑے جن کے ہاتھ پاؤں اور پیشانی پر قدرتی نشان ہوتے ہیں یا جو گھوڑے چراگاہ میں چرنے کے لئے چھوڑے گئے ہوں۔

۱۷ ۔ یعنی ابدی فلاح ان چیزوں سے حاصل نہیں ہوتی محض دنیا میں چند روز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کامیاب مستقل اور اچھا ٹھکانہ چاہتے ہو تو خدا کے پاس ملے گا۔ اس کی خوشنودی اور قرب حاصل کرنے کی فکر کرو ۔ اگلی آیت میں بتلاتے ہیں کہ وہ اچھا ٹھکانہ کیا ہے اور کن لوگوں کو ملتا ہے ۔
۔ یعنی ہر قسم کی صوری و معنوی گندگی سے پاک و صاف ہوں گی۔ ۱۸

۔ کہ اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہو سکتی ہے بلکہ جنت بھی فی الحقیقت اس لئے مطلوب ہے کہ وہ محل رضا ہے۔ ۱۹

۲۰ ۔ بندوں کے تمام اعمال و احوال اس کے سامنے ہیں جو جس جزاء و سزا کا مستحق ہو گا بلا کم و کاست دی جائے گی دنیا کی بہار پر مرنے والے اور اس کے فانی مزوں سے پرہیز کرنے والے سب اپنے اپنے ٹھکانے پہنچا دیئے جائیں گے ۔ یا یہ مطلب لیا جائے کہ پرہیزگار بندوں پر خدا کی نگاہ لطف و کرم ہے جو دنیا کی ابلہ فریب سحرکاریوں سے ان
۔ معلوم ہوا کہ گناہ معاف ہونے کے لئے ایمان لانا شرط ہے۔ ۲۱

۲۲ ۔ یعنی اللہ کے راستہ میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر بھی اس کی فرمانبرداری پر جمے رہتے اور معصیت سے رکے رہتے ہیں۔ زبان کے، دل کے، نیت کے، معاملہ کے سچے ہیں۔ پوری تسلیم و انقیاد کے ساتھ خدا کے احکام بجا لاتے ہیں۔ خدا کی دی ہوئی دولت کو اس کے بتلائے ہوئے مواقع میں خرچ کرتے ہیں۔ اور پچھلی رات میں اٹھ کر (جو طمانیت و
۲۳ ۔ ابتداء میں نصاریٰ "نجران" سے خطاب تھا اور نہایت لطیف انداز سے الوہیت مسیح کے عقیدہ کا ابطال اور توحید خالص کا اعلان کر کے ایمان لانے کی ترغیب دی گئ تھی۔ درمیان میں ان مواقع کا ذکر فرمایا جو انسان کو وضوح حق کے باوجود شرف ایمان سے محروم رکھتے ہیں۔ یعنی مال و اولاد اور سامان عیش و عشرت۔ ان آیات میں مومنین کی

۲۴ ۔ ظاہر ہے فرشتوں کی گواہی خدا کی گواہی کے خلاف کیسے ہو سکتی ہے ۔ فرشتہ تو نام ہی اس مخلوق کا ہے جو صدق و حق کے راستہ سے سرتابی نہ کر سکے۔ چنانچہ فرشتوں کی تسبیح و تمجید تمامتر توحید و تفرید باری پر مشتمل ہے۔
۲۵ ۔ علم والے ہر زمانے میں توحید کی شہادت دیتے رہے ہیں اور آج تو عام طور پر توحید کے خلاف ایک لفظ کہنا جہل محض کا مترادف سمجھا جاتا ہے مشرکین بھی دل میں مانتے ہیں کہ علمی اصول کبھی مشرکانہ عقائد کی تائید نہیں کر سکتے۔
۲۶ ۔ انصاف کرنے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں، زبردست ہو کہ اس کے فیصلے سے کوئی سرتابی نہ کر سکے اور حکیم ہو کہ حکمت و دانائی سے پوری طرح جانچ تول کر ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے کوئی حکم بےموقع نہ دے۔ چونکہ حق تعالیٰ عزیز و حکیم ہے لہٰذا اس کے منصف علی الا طلاق ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے غالبًا اس لفظ { قَائِمًا
۲۷ ۔ "اسلام" کے اصلی معنی سونپ دینے کے ہیں۔ "مذہب اسلام" کو بھی اسی لحاظ سے اسلام کہا جاتا ہے کہ ایک مسلم اپنے کو ہمہ تن خدائے واحد کے سپرد کر دینے اور اس کے احکام کے سامنے گردن ڈال دینے کا اقرار کرتا ہے گویا "اسلام" انقیاد و تسلیم کا اور "مسلمانی" حکم برداری کا دوسرا نام ہوا۔ یوں تو شروع سے اخیر تک تمام پیغمبر یہ ہی مذہب
۲۸ ۔ یعنی اسلام ایک واضح اور روشن چیز ہے جس قسم کے دلائل سے موسیٰ و مسیح کی رسالت تورات و انجیل کا کتاب سماوی ہونا ثابت کیا جا سکتا ہے، اس سے بہتر، مضوط اور زندہ دلائل محمد کی رسالت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے موجود ہیں۔ بلکہ خود وہ کتابیں آپ کی حقانیت کی شہادت دے رہی ہیں۔ توحید خالص ایک صاف مضمون ہے ۔ دنیا میں بھی ورنہ آخرت میں تو ضرور ہے۔ ۲۹

۳۰ ۔ جیسا کہ دو فوائد پہلے نقل کیا جا چکا۔ وہ جھگڑتے تھے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ یہاں ان کو بتلایا گیا کہ ایسا (فرضی) اسلام کس کام کا آؤ دیکھو اسلام اسے کہتے ہیں جو محمد اور ان کے جانثار ساتھیوں کے پاس ہے۔ ابھی بیان ہو چکا کہ اسلام نام ہے تسلیم و انقیاد کا۔ یعنی بندہ ہمہ تن اپنے کو خدا کے ہاتہ میں دیدے سو محمد اور مہاجرین و
۳۱ ۔ یعنی سوچ لو کیا تم بھی ہماری طرح خدا کے تابعدار بندے بنے ہو یا اب بنتے ہو، ایسا ہو تو سمجہ لو سیدھے رستہ پر لگ گئے اور ہمارے بھائی بن گئے ورنہ ہمارا کام سمجھا دینا اور نشیب و فراض بتلا دینا تھا، وہ کر چکے۔ آگے سب بندے اور ان کے اعمال ظاہری و باطنی خدا کی نظر میں ہیں، وہ ہر ایک کا بھگتان کر دے گا۔ (تنبیہ) ان پڑھ کہتے تھے

۳۲ ۔ حدیث میں ہے کہ "بنی اسرائیل" نے ایک دن میں تینتالیس نبی اور ایک سو ستر یا ایک سو بارہ صالحین کو شہید کیا یہاں نصاریٰ نجران اور دوسرے کفار کو سنایا جارہا ہے کہ احکام الٰہی سے منکر ہو کر انبیاء اور انصاف پسند ناصحین سے مقابلہ کرنا اور پرلے درجے کی شقاوت و سنگدلی سے ان کے خون میں ہاتہ رنگنا معمولی چیز نہیں۔ ایسے لوگ
۳۳ ۔ یعنی تھوڑا بہت حصہ تورات و انجیل وغیرہ کا جو ان کی تحریفات لفظی و معنوی سے بچ بچا کر رہ گیا ہے یا جو تھوڑا بہت حصہ فہم کتاب کا ملا۔

۳۴ ۔ یعنی جب انہیں دعوت دی جاتی ہے کہ قرآن کریم کی طرف آؤ جو خود تمہاری تسلیم کردہ کتابوں کی بشارات کے موافق آیا اور تمہارے اختلافات کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے، تو ان کے علماء کا ایک فریق تغافل برت کر منہ پھیر لیتا ہے حالانکہ قرآن کی طرف دعوت فی الحقیقت تورات و انجیل کی طرف دعوت دینا ہے۔ بلکہ کچہ بعید نہیں کہ ا
۳۵ ۔ یعنی ان کے تمرد و طغیان اور گناہوں پر جری ہونے کا سبب یہ ہے کہ سزا کی طرف سے بےخوف ہیں ان کے بڑے جھوٹ بنا کر کہہ گئے کہ ہم میں اگر کوئی سخت گنہگار بھی ہو گا تو گنتی کے چند روز سے زیادہ عذاب نے پائے گا۔ جیسا کہ سورۂ "بقرہ" میں گذر چکا۔ اور اسی طرح کی بہت سے باتیں گھڑ رکھی ہیں۔ مثلًا کہتے تھے کہ ہم تو اللہ کے
۳۶ ۔ یعنی اس وقت پتہ چلے گا کہ کس کس اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے۔ جب محشر میں تمام اولین و آخرین اور خود اپنے بزرگوں کےسامنے رسوا ہوں گے اور ہر عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ نہ کفارہ کا مسئلہ یاد آئے گا نہ نسبی تعلقات اور من گھڑت عقیدے کام دیں گے۔
۳۷ ۔ یعنی فرضی جرائم پر سزا نہ ہوگی۔ ان کاموں پر ہوگی جن کا جرم ہونا خود تسلیم کریں گے اور جس قدر سزا کا استحقاق ہو گا، اس سے زیادہ نہ دی جائے گی نہ کسی کی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی ضائع ہو سکے گی۔

۳۸ ۔ جیسا کہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے وفد نجران کے رئیس ابو حارثہ علقمہ نے کہا تھا کہ ہم محمد پر ایمان لائیں تو روم کے بادشاہ جو ہماری عزت اور مالی خدمت کرتے ہیں سب بندکر لیں گے۔ شاید یہاں دعاء و مناجات کے رنگ میں اس کا جواب دیا کہ جن بادشاہوں کی سلطنت اور انکی دی ہوئی عزتوں پر تم مفتون ہو رہے ہو، تو خوب سمجہ لو کہ کل
۳۹ ۔ یعنی کبھی رات کو گھٹا کر دن کو بڑھا دیتا ہے، کبھی اس کا عکس کرتا ہے۔ مثلًا ایک موسم میں چودہ گھنٹے کی رات اور دس گھنٹہ کا دن ہے۔ چند ماہ بعد رات کے چار گھنٹہ کاٹ کر دن میں داخل کر دیے۔ اب رات دس گھنٹہ کی رہ گئ اور دن چودہ گھنٹہ کا ہوگیا۔ یہ سب الٹ پھیر تیرے ہاتہ میں ہیں۔ کیونکہ شمس و قمر وغیرہ تمام سیارات بدون تیرے
۴۰ ۔ یعنی بیضہ کو مرغی سے، مرغی کو بیضہ سے، آدمی کو نطفہ سے نطفہ کو آدمی سے، جاہل کو عالم سے، عالم کو جاہل سے، کامل کو ناقص سے، ناقص کو کامل سے نکالنا تیری ہی قدرت کا کام ہے۔

۴۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہود جانتے تھے کہ پہلے جو بزرگی ہم میں تھی وہ ہی ہمیشہ رہے گی۔ اللہ کی قدرت سے غافل ہیں، جس کو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے اور ذلیل کر دے۔ اور جاہلوں میں کامل پیدا کرے (جیسے عرب کے امیوں میں سے کئے) اور کاملوں میں سے جاہل (جیسے بنی اسرائیل میں
۴۲ ۔ یعنی جب حکومت و سلطنت، جاہ و عزت، اور ہر قسم کے تقلبات و تصرفات کی زمام اکیلے خداوند قدوس کے ہاتھ میں ہوئی تو مسلمانوں کو جو صحیح معنی میں اس پر یقین رکھتے ہیں، شایاں نہیں کہ اپنے اسلامی بھائیوں کی اخوۃ و دوستی پر اکتفا نہ کر کے۔ خواہ مخواہ دشمنان
۴۳ ۔ یعنی مومن کے دل میں اصلی ڈر خدا کا ہونا چاہئیے۔ کوئی ایسی بات نہ کرے جو اس کی ناراضی کا سبب ہو، مثلًا جماعت اسلام سے تجاوز کر کے بےضرورت کفار کے ساتھ ظاہری یا باطنی موالات کرے یا ضرورت کے وقت صورت اختیالات اختیار کرنے میں حدود شرع سے گذر جائے۔ یا محض موہوم و حقیر خطرات کو یقینی اور اہم خطرات ثابت
۴۴ ۔ یعنی ممکن ہے آدمی اپنی نیت اور دل کی بات آدمیوں سے چھپا لے لیکن وہ اس طرح خدا کو فریب نہیں دے سکتا۔ { وَاللهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِح }۔

۴۵ ۔ جب علم اس قدر محیط اور قوت ایسی عام و تام ہے تو مجرم کے لئے اخفا جرم یا سزا سے بچ کر بھاگ جانے کی کوئی صورت نہیں۔

۴۶ ۔ یعنی قیامت کے دن ہر نیکی بدی، آدمی کے سامنے حاضر ہو گی۔ عمر بھر کا اعمال نامہ آدمی کے ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا۔ اس وقت مجرمین آرزو کریں گے کہ کاش یہ دن ہم سے دور ہی رہتا۔ یا ہم میں اور ان برے اعمال میں بڑی دور کا فاصلہ ہوتا تاکہ ان کے قریب بھی نہ جاتے۔
۴۷ ۔ یہ بھی اس کی مہربانی ہے۔ کہ تم کو ا س خوفناک دن کے۔ آنے سے پہلے ڈراتا اور آگاہ کرتا ہے۔ تاکہ برائی کے۔ طریقے خصوصًا موالات کفار ترک کر کے۔ اور بھلائی کے۔ راستہ پر چل کر اپنے کو خداوند قہار کے۔ غصہ سے بچا لینے کا قبل از وقت انتظام کر رکھو۔ قرآن کریم کا یہ خاص طرز ہے۔
۴۸ ۔ دشمنان خدا کی موالات و محبت سے منع کرنے کے بعد خدا سے محبت کرنے کا معیار بتلاتے ہیں۔ یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدی کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے، سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ جو شخص جس قدر حبیب خدا محمد رسول اللہ کی راہ چلتا اور
۴۹ ۔ یہود و نصاریٰ کہتے تھے { نَحْنُ اَبْنٰٓؤُااللهِ وَاَحِبَّاۗؤُه } (ہم خدا کے بیٹے اور محبوب ہیں) یہاں بتلا دیا گیا کہ کافر کبھی خدا کا محبوب نہیں ہو سکتا۔ اگر واقعی محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کے احکام کی تعمیل کرو، پیغمبر کا کہا مانو۔ اور خدا کے سب سے بڑے محبوب کے نقش قدم پر چلے آؤ۔ وفد نجران نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم مسیح کی تعظیم و عبادت اللہ کی
۵۰ ۔ "عمران" دو ہیں ایک حضرت موسیٰ کے والد، دوسرے حضرت مریم کے والد، اکثر سلف و خلف نے یہاں عمران ثانی مراد لیا ہے کیونکہ آگے { اِذْقَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ } الخ سے اسی دوسرے عمران کے گھرانے کا قصہ بیان ہوا ہے۔ اور غالباً سورۃ کا نام " آل عمران" اسی بناء پر ہوا کہ اس میں عمران ثانی کے گھرانے (یعنی مریم و مسیح) کا واقعہ بہت
۵۱ ۔ خدا کی مخلوقات میں زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، فرشتے، جن، شجر، حجر سب ہی شامل تھے مگر اس نے اپنے علم محیط اور حکمت بالغہ سے ملکات روحانیہ اور کمالات جسمانیہ کا جو مجموعہ ابوالبشر آدم میں ودیعت کیا وہ مخلوقات میں سے کسی کو نہ دیا۔ بلکہ آدم کو مسجود ملائکہ بنا کر ظاہر فرما دیا کہ آدم کا اعزاز و اکرام اس کی
۵۲ ۔ سب کی دعاؤں اور باتوں کو سنتا اور سب کے ظاہری و باطنی احوال و استعداد کو جانتا ہے۔ لہٰذا یہ وہم نہ کرنا چاہیئے کہ یوں ہی کیف ما اتفق انتخاب کر لیا ہوگا۔ وہاں کا ہر کام پورے علم و حکمت پر مبنی ہے۔

۵۳ ۔ عمران کی عورت کا نام ہے "حنہ بنت فاقوذا" اس نے اپنے زمانے کے رواج کے موافق منت مانی تھی کہ خداوندا ! جو بچہ میرے پیٹ میں ہے میں اسے "محرر" (تیرے نام پر آزاد) کرتی ہوں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تمام دنیوی مشاغل اور قید نکاح وغیرہ سے آزاد رہ کر ہمیشہ خدا کی عبادت اور کلیسا کی خدمت میں لگا رہے گا۔ اے اللہ تو اپنی مہربانی
۔ یہ حسرت و افسوس سے کہا، کیونکہ خلاف توقع پیش آیا۔ اور لڑکی قبول کرنے کا دستور نہ تھا۔ ۵۴

۵۵ ۔ یہ درمیان میں بطور جملہ معترضہ حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ یعنی اسے معلوم نہیں کیا چیز جنی۔ اس لڑکی کی قدروقیمت کو خدا ہی جانتا ہے جس طرح کے بیٹے کی اسے خواہش تھی وہ اس بیٹی کو کہاں پہنچ سکتا تھا۔ یہ بیٹی بذات خود مبارک و مسعود ہے اور اس کے وجود میں ایک عظیم الشان مبارک و مسعود بیٹے کا وجود منطوی ہے۔
۵۶ ۔ حق تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ حدیث میں ہے کہ آدمی کے بچہ کو ، ولادت کے وقت جب ماں سے جدا ہو کر زمین پر آ رہتا ہے، شیطان مس کرتا ہے۔ مگر عیسیٰ و مریم مستثنیٰ ہیں۔ اس کا مطلب دوسری احادیث کے ملانے سے یہ ہوا کہ بچہ اصل فطرت صحیحہ پر پیدا کیا جاتا ہے جس کا ظہور بڑے ہو کر عقل و تمیز آنے کے بعد ہوگا۔ لیکن
۵۷ ۔ یعنی گو لڑکی تھی مگر حق تعالیٰ نے لڑکے سے بڑھ کر اسے قبول فرمایا۔ بیت المقدس کےمجاورین کے دلوں میں ڈال دیا کہ عام دستور کے خلاف لڑکی کو قبول کر لیں۔ اور ویسے بھی مریم کو قبول صورت بنایا اور اپنے مقبول بندہ زکریا کی کفالت میں دیا اور اپنی بارگاہ میں حسن قبول سے سرفراز کیا۔ جسمانی، روحانی، علمی، اخلاقی ہر حیثیت سے
۵۸ ۔ اکثر سلف کے نزدیک "رزق" سے مراد ظاہری کھانا ہے۔ کہتے ہیں مریم کے پاس بےموسم میوے آتے گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے گرمی میں اور مجاہد سے ایک روایت ہے کہ "رزق" سے مراد علمی صحیفے ہیں جن کو روحانی غذا کہنا چاہیئے۔ بہرحال اب کھلم کھلا مریم کی برکات و کرامات اور غیر معمولی نشانات ظاہر ہونے شروع

۔ یعنی خدا کی قدرت ایسی طرح مجھ کو یہ چیزیں پہنچاتی ہے جو قیاس و گمان سے باہر ہے۔ ۵۹

۶۰ ۔ حضرت زکریا بالکل بوڑھے ہو چکے تھے ان کی بیوی بانجھ تھی اولاد کی کوئی ظاہری امید نہ تھی۔ مریم کی نیکی و برکت اور یہ غیر معمولی خوارق دیکھ کر دفعتًا قلب میں ایک جوش اٹھا اور فوری تحریک ہوئی کہ میں بھی اولاد کی دعا کروں۔ امید ہے مجھے بھی بےموسم میوہ مل جائے ۔ یعنی بڑھاپے میں اولاد مرحمت ہو۔
۔ دعا قبول ہوئی۔ بشارت ملی کہ لڑکا ہو گا جس کا نام یحیٰی رکھا گیا۔ ۶۱

۶۲ ۔ ایک حکم سے یہاں حضرت مسیح مراد ہیں جو خدا کے حکم سے بدون باپ کے پیدا ہوئے ۔ حضرت یحیٰی لوگوں کو پہلے سے خبر دیتے تھے کہ مسیح پیدا ہونے والے ہیں۔

۶۳ ۔ یعنی لذات و شہوات سے بہت زیادہ رکنے والا ہو گا، اللہ کی عبادت میں اس قدر مشغول رہے گا کہ عورت کی طرف التفات کرنے کی نوبت نہ آئے گی۔ یہ حضرت یحیٰی کا مخصوص حال تھا، جس سے امت محمدیہ کے لئے کوئی ضابطہ نہیں بن سکتا۔ ہمارے پیغمبر کا اعلیٰ امتیاز یہ ہے کہ کمال معاشرت کے ساتھ کمال عبادت کر جمع فرمایا۔
۶۴ ۔ یعنی صلاح و رشد کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو گا جسے نبوت کہتے ہیں یا "صالح" کے معنی "شائستہ" کے لئے جائیں یعنی نہایت شائستہ ہو گا۔

۶۵ ۔ یعنی اس کی قدرت و مشیت سلسلہ اسباب کی پابند نہیں۔ گو اس عالم میں اس کی عادت یہ ہے کہ اسباب عادیہ سے مسببات کو پیدا کرے لیکن کبھی کبھی اسباب عادیہ کے خلاف غیر معمولی طریقہ سے کسی چیز کا پیدا کر دینا بھی اس کی خاص عادت ہے۔ اصل یہ ہے کہ مریم صدیقہ کے پاس خوارق عادت طریقہ سے رزق کا پہنچنا اور بہت سے غیر
۶۶ ۔ جس سے معلوم ہو جائے کہ اب حمل قرار پا گیا ہے تاکہ قرب ولادت کے آثار دیکھ کر مسرت تازہ حاصل ہو۔ اور شکر نعمت میں بیش از بیش مشغول رہوں۔

۶۷ ۔ یعنی جب تجھ کو یہ حالت پیش آئے کہ تین دن رات لوگوں سے بجز اشارہ کے کوئی کلام نہ کر سکے اور تیری زبان خالص ذکر الہٰی کے لئے وقف ہو جائے تو سمجھ لینا کہ اب استقرار حمل ہو گیا۔ سبحان اللہ نشانی بھی ایسی مقرر کی کہ نشانی کی نشانی ہو اور اطلاع پانے کی جو غرض تھی (شکر نعمت) وہ علیٰ وجہ الکمال حاصل ہو جائے۔ گویا
۶۸ ۔ یعنی اس وقت خدا کو بہت کثرت سے یاد کرنا او ر صبح و شام تسبیح و تہلیل میں لگے رہنا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آدمیوں سے کلام نہ کر سکنا گو اضطراری تھا، تاکہ ان دنوں میں محض ذکروشکر کے لئے فارغ کر دیئے جائیں لیکن خود ذکر و فکر میں مشغول رہنا اضطراری نہ تھا ۔ اسی لئے اس کا امر فرمایا گیا۔
۶۹ ۔ حضرت زکریا و یحیٰی کا قصہ جو ضمنی مناسبات سے درمیان میں آ گیا تھا اور جس میں اصطفاء آل عمران کی تاکید اور حضرت مسیح کے قصہ کی تمہید تھی یہاں ختم کر کے پھر مریم و مسیح کے واقعات کی طرف کلام منتقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ مسیح سے پہلے ان کی والدہ کا فضل و شرف ذکر فرماتے ہیں۔ یعنی فرشتوں نے مریم سے کہا کہ اللہ نے
۷۰ ۔ یعنی خدا نے جب ایسی عزت اور بلند مرتبہ تجھ کو عطا فرمایا تو چاہیئے کہ ہمیشہ اخلاص و تذلل کے ساتھ اپنے پروردگار کے آگے جھکی رہے اور وظائف عبودیت کے انجام دینے میں بیش از بیش سرگرمی دکھلائے تاکہ حق تعالیٰ نے تجھے جس امر عظیم کے لئے بروئے کار لانے کا ذریعہ تجویز کیا ہے وہ ظہورپذیر ہو۔
۷۱ ۔ جیسے راکعین خدا کے آگے رکوع کرتے ہیں۔ تو بھی اسی طرح رکوع کرتی رہ۔ یا یہ مطلب ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر اور چونکہ کم از کم رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہونے والا اس رکعت کو پانے والا سمجھا جاتا ہے، شاید اس لئے نماز کو بعنوان رکوع تعبیر کیا گیا۔ کما یفہم من کلام ابن تمیمہ فی فتاواہ۔ واللہ اعلم۔ اس تقدیر پر اگر "اقنتی"
۷۲ ۔ یعنی ظاہری حیثیت سے آپ کچھ پڑھے لکھے نہیں پہلے سے اہل کتاب کی کوئی معتدبہ صحبت نہیں رہی جن سے واقعات ماضیہ کی ایسی تحقیقی معلومات ہو سکیں۔ اور صحبت رہتی بھی تو کیا تھا، وہ لوگ خود ہی اوہام و خرافات کی اندھیریوں میں پڑے بھٹک رہے تھے۔ کسی نے عداوت میں اور کسی نے حد سے زیادہ محبت میں آ کر صحیح واقعات کو
۷۳ ۔ جب حضرت مریم نذر میں قبول کر لی گئیں تو مسجد کے مجاورین میں جھگڑا ہوا کہ انہیں کس کی پرورش میں رکھا جائے آخر قرعہ اندازی کی نوبت آئی۔ سب نے اپنے اپنے قلم جن سے تورات لکھتے تھے چلتے پانی میں چھوڑ دئیے کہ جس کا قلم پانی کے بہاؤ پر نہ بہے۔ بلکہ الٹا پھر جائے اسی کو حقدار سمجھیں۔ اس میں بھی قرعہ حضرت
۷۴ کو یہاں اور قرآن و حدیث میں کئ جگہ "کلمۃاللہ" فرمایا ہے { اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلۡقٰهَاۤ اِلٰى مَرۡيَمَ وَ رُوۡحٌ مِّنۡهُ } (نساء رکوع ۲۳) یوں تو اللہ کے کلمات بےشمار ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا { قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّـكَلِمٰتِ رَبِّىۡ لَـنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَـنۡفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّىۡ وَلَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِهٖ مَدَدًا } (کہف رکوع ۱۲) لیکن بالتخصیص
۷۵ ۔ یعنی نہایت شائستہ اور اعلیٰ درجے کے نیک ہوں گے اور اول ماں کی گود میں پھر بڑے ہو کر عجیب و غریب باتیں کریں گے۔ ان الفاظ سے فی الحقیقت مریم کی پوری تسکین کر دی گئ۔ گذشتہ بشارات سے ممکن تھا یہ خیال کرتیں کہ وجاہت تو جب کبھی حاصل ہو گی، مگر یہاں تو ولادت کے بعد ہی طعن و تشنیع کا ہدف بننا پڑے گا۔ اس وقت برأت
۔ معلوم ہوا کہ وہ بشارت سے یہ ہی سمجھیں کہ لڑکا بحالت موجود ہونے والا ہے۔ ورنہ تعجب کا کیا موقع تھا۔ ۷۶

۷۷ ۔ یعنی اسی طرح بدون مَسِّ بشر کے ہو جائے گا۔ خلاف عادت ہونے کی وجہ سے تعجب نہ کر حق تعالیٰ جو چاہے اور جس طرح چاہے پیدا کر دے اس کی قدرت کی حد بندی نہیں ہو سکتی ۔ ایک کام کا ارادہ کیا اور ہو گیا۔ نہ وہ مادہ کا محتاج نہ اسباب کا پابند۔
۷۸ ۔ یعنی لکھنا سکھائے گا، یا عام کتب ہدایت کا عمومًا اور تورات و انجیل کا خصوصًا علم عطا فرمائے گا۔ اور بڑی گہری حکمت کی باتیں تلقین کرے گا۔ اور بندہ کے خیال میں ممکن ہے کتاب و حکمت سے مراد قرآن و سنت ہو کیونکہ حضرت مسیح نزول کے بعد قرآن و سنت رسول اللہ کے موافق حکم کریں گے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں
۔ یعنی پیغمبر ہو کر اپنی قوم بنی اسرائیل سے یہ فرمائیں گے۔ ۷۹

۸۰ ۔ محض شکل و صورت بنانے کو "خلق" سے تعبیر کرنا صرف ظاہری حیثیت سے ہے۔ جیسے حدیث صحیح میں معمولی تصویر بنانے کو "خلق" سے تعبیر فرمایا "احیواما خلقتم" یا خدا کو { اَحْسَنُ الْخَالِقِیْن } فرما کر بتلا دیا کہ محض ظاہری صورت کے لحاظ سے غیر اللہ پر بھی یہ لفظ بولا جا سکتا ہے۔ اگرچہ حقیقت تخلیق کے لحاظ سے حق تعالیٰ کے
۸۱ ۔ اس زمانہ میں اطباء و حکماء کا زور تھا، حضرت مسیح کو ایسے معجزات مرحمت ہوئے جو لوگوں پر ان کے سب سے زیادہ مایہ ناز فن میں حضرت مسیح کا نمایاں تفوق ثابت کریں۔ بلاشبہ مردہ کو زندہ کرنا حق تعالیٰ کی صفت ہے جیسا کہ { بِاِذْنِ اللہِ } کی قید سے صاف ظاہر ہے۔ مگر مسیح اس کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے توسعًا اپنی طرف نسبت کر
۸۲ ۔ آئندہ کے لئے۔ یعنی بعض مغیبات ماضیہ و مستقبلہ پر تم کو مطلع کر دیتا ہوں عملی معجزات کے بعد یہ ایک علمی معجزہ ذکر کر دیا۔

۸۳ ۔ یعنی تورات کی تصدیق کرتا ہوں کہ خدا کی کتاب ہے اور اس کے اہم اصول و احکام کو بحالہ قائم رکھتے ہوئے زمانہ کے مناسب حق تعالیٰ کے حکم سے چند جزوی و فرعی تغیرات کروں گا۔ مثلًا بعض احکام میں پہلے جو سختی تھی وہ اب اٹھا دی جائے گی۔ اس کا نام خواہ نسخ رکھ لو یا تکمیل اختیار ہے۔
۔ یعنی میری صداقت کے نشان جب دیکھ چکے تو اب خدا سے ڈر کر میری باتیں ماننی چاہئیں۔ ۸۴

۸۵ ۔ یعنی سب باتوں کی ایک بات اور ساری جڑوں کی اصل جڑ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو میرا اور اپنا دونوں کا یکساں رب سمجھو (باپ بیٹے کے رشتے قائم نہ کرو) اور اسی کی بندگی کرو۔ سیدھا راستہ رضائے الہٰی تک پہنچنے کا یہ ہی توحید، تقویٰ، اور اطاعت رسول ہے ۔
۔ یعنی یہ میرا دین قبول نہ کریں گے بلکہ دشمنی اور ایذا رسانی کے درپے رہیں گے۔ ۸۶

۔ یعنی میرا ساتھ دے اور دین الہٰی کو رواج دینے میری مدد کرے۔ ۸۷

۸۸ ۔ اللہ کی مدد کرنا یہ ہی ہے کہ اس کے دین و آئین اور پیغمبروں کی مدد کی جائے۔ جس طرح انصار مدینہ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام اور دین حق کی مدد کر کے دکھائی۔

۸۹ ۔ "حواری" کون لوگ تھے اور یہ لقب ان کا کس وجہ سےہوا۔ اس میں علماء کے بہت اقوال ہیں مشہور یہ ہے کہ پہلے دو شخص جو حضرت عیسیٰ کے تابع ہوئے دھوبی تھے اور کپڑے صاف کرنے کی وجہ سے حواری کہلاتے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے ان کو کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو آؤ میں تم کو دل دھونے سکھا دوں۔ وہ ساتھ ہو لئے۔ پھر ایسے سب
۹۰ ۔ پیغمبر کے سامنے اقرار کرنے کے بعد پروردگار کے سامنے یہ اقرار کیا کہ انجیل پر ایمان لا کر تیرے رسول کا اتباع کرتے ہیں۔ آپ اپنے فضل و توفیق سے ہمارا نام ماننے والوں کی فہرست میں ثبت فرما دیں۔ گویا ایمان کی رجسٹری ہو جائے کہ پھر لوٹنے کا احتمال نہ رہے۔
۹۱ ۔ "مکر" کہتے ہیں لطیف و خفیہ تدبیر کو۔ اگر وہ اچھے مقصد کے لئے ہو۔ اچھا ہے۔ اور برائی کے لئے ہو تو برا ہے اسی لئے { وَلَا یَحِیْقُ المکرا لسَّیِئُ } میں مکر کے ساتھ { سیِّئ } کی قید لگائی۔ اور یہاں خدا کو { خَیْرُالْمٰکِرِیْنَ } کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ

۹۲ ۔ بادشاہ نے لوگوں کو مامور کیا کہ مسیح کو پکڑیں صلیب (سولی) پر چڑھائیں اور ایسی عبرت ناک سزائیں دیں جسے دیکھ کر دوسرے لوگ ان کا اتباع کرنے سے رک جائیں۔ { فبعثَ فِی طلبہ من یا خذہ وَ یَصلبہ وینکلُ بہ } (ابن کثیر) خداوند قدوس نے اس کے جواب میں مسیح کو مطمئن فرما دیا کہ میں ان اشقیاء کے ارادوں اور منصوبوں کو خاک میں

۹۳ ۔ نصاریٰ اس بات سے حضرت سے بہت جھگڑے کہ عیسٰی بندہ نہیں۔ اللہ کا بیٹا ہے۔ آخر کہنے لگے کہ وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ کس کا بیٹا ہے؟ اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم کے تو نہ باپ تھا نہ ماں۔ عیسٰی کے باپ نہ ہوں تو کیا عجب ہے (موضح القرآن) اس حساب سے تو آدم کو خدا کا بیٹا ثابت کرنے پر زیادہ زور دینا چاہیئے۔ حالانکہ کوئی
۹۴ ۔ یعنی مسیح کے متعلق جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ وہی حق ہے جس میں شک و شبہ کی قطعًا گنجائش نہیں۔ جو بات تھی بلا کم و کاست سمجھا دی گئ۔

۹۵ ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ نصاریٰ نجران اس قدر سمجھانے پر بھی اگر قائل نہ ہوں تو ان کے ساتھ "مباہلہ" کرو جس کی زیادہ موثر اور مکمل صورت یہ تجویز کی گئ کہ دونوں فریق اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور خوب گڑگڑا کر دعا کریں کہ جو کوئی ہم میں جھوٹا ہے اس پر خدا کی لعنت اور عذاب پڑے۔ یہ "مباہلہ" کی صورت
۹۶ ۔ دعوت مباہلہ کے ساتھ بتلا دیا کہ مباہلہ اس پر کیا جاتا تھا کہ جو کچھ حضرت مسیح کے متعلق قرآن میں بیان ہوا وہ ہی سچا بیان ہے اور خدا کی بارگاہ ہر قسم کے شرک اور باپ بیٹے وغیرہ کے تعلقات سے پاک ہے۔

۔ اپنی زبردست قدرت و حکمت سے جھوٹے اور سچے کے ساتھ وہی معاملہ کرے گا جو اس کے حسب حال ہو۔ ۹۷

۹۸ ۔ اگر نہ دلائل سے مانیں نہ مباہلہ پر آمادہ ہوں تو سمجھ لو کہ احقاق حق مقصود نہیں نہ دل میں اپنے عقائد کی صداقت پر وثوق ہے محض فتنہ و فساد پھیلانا ہی پیش نظر ہے تو خوب سمجھ لیں کہ سب مفسدین اللہ کی نظر میں ہیں۔

۱۰۰ ۔ یعنی تم دعویٰ اسلام و توحید کر کے پھر گئے، ہم الحمد اللہ اس پر قائم ہیں کہ اپنے کو محض خدائے واحد کے سپرد کر دیا ہے اور اسی کے تابع فرمان ہیں۔

۹۹ ۔ پہلے نقل کیا جا چکا کہ حضور نے جب وفد نجران کو کہا { اَسْلِمُوا } (مسلم بن جاؤ) تو کہنے لگے ۔ { اَسْلَمْنَا } (ہم مسلم ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی طرح ان کو بھی مسلم ہونے کا دعویٰ تھا اسی طرح جب یہود و نصاریٰ کے سامنے توحید پیش کی جاتی تو کہتے کہ ہم بھی خدا کو ایک کہتے ہیں۔ بلکہ ہر مذہب والا کسی نہ کسی رنگ میں اوپر جا

۱۰۱ ۔ جیسے دعوۓ اسلام و توحید سب میں مشترک تھا اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تعظیم و تکریم میں بھی سب شریک تھے اور یہود و نصاریٰ میں سے ہر ایک فرقہ دعویٰ کر تا تھا کہ ابراہیم ہمارے دین پر تھے۔ یعنی معاذ اللہ یہودی تھے یا نصرانی۔ اس کا جواب دیا کہ تورات و انجیل میں جن کے پیرو یہودی یا نصرانی کہلائے ابراہیم سے
۱۰۲ ۔ یعنی ابراہیم نے اپنے تئیں حنیف یا مسلم کہا ہے۔ حنیف کے معنی "جو کوئیـ ایکـ راہـ حقـ پکڑے۔ اور ســب باطلـ راہیںـ چھـوڑ دـے" اور مسلم کے معنی حکم بردار اب خود اندازہ کر لو کہ آج کس نے سب سے ٹوٹ کر خد اکی راہ پکڑی اور اپنے کو خالص اسی کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ ہی ابراہیم سے زیادہ اقرب و اشبہ ہو گا۔ (تنبیہـ) یہاں مسلمًا
۱۰۳ ۔ اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ زیادہ مناسبت ابراہیم سے اس وقت کی امت کو تھی یا پچھلی امتوں میں اس نبی کی امت کو ہے۔ تو یہ امت نام میں بھی اور راہ میں بھی ابراہیم سے مناسبت زیادہ رکھتی ہے۔ اور اس امت کا پیغمبر خَلقًا و خُلقًا صورةً و سیرةً حضرت ابراہیم سے اشبہ ہے اور ان کی دعاء کے موافق آیا ہے جیسا کہ سورہ "بقرہ" میں گذرا
۱۰۴ ۔ یعنی اپنے راہ کے حق ہونے پر محض کسی کی موافقت و مشابہت سے دلیل جب پکڑے کہ اپنے اوپر وحی نہ آتی ہو۔ سو اللہ والی ہے مسلمانوں کا کہ (یہ براہ راست) اس کے حکم پر چلتے ہیں (موضح القرآن) ۔

۱۰۵ ۔ پہلے کہا تھا { وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْن } یہاں بتلایا کہ جب مومنین کا ولی اللہ ہے تو تمہارا داؤ ان پر کیا چل سکتا ہے۔ بیشک بعض اہل کتاب چاہتے ہیں کہ جس طرح خود گمراہ ہیں مسلمانوں کو بھی راہ حق سے ہٹا دیں۔ لیکن مسلمان تو ان کے جال میں پھنسنے والے نہیں البتہ یہ لوگ اپنی گمراہی کے وبال میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔ ان کی مغویانہ کوششوں
۱۰۶ ۔ یعنی تم تورات وغیرہ کے قائل ہو۔ جس میں پیغمبر عربی اور قرآن کریم کے متعلق بشارات موجود ہیں۔ جن کو تمہارے دل سمجھتے ہیں اور اپنی خلوتوں میں ان چیزوں کا اقرار بھی کرتے ہو۔ پھر کھلم کھلا قرآن پر ایمان لانے اور خاتم الانبیاء کی صداقت کا اقرار کرنے سے کیا چیز مانع ہے۔ خوب سمجھ لو قرآن کا انکار کرنا تمام پچھلی کتب سماویہ
۱۰۷ ۔ تورات کے بعض احکام تو اغراض دنیوی کی خاطر سرے سے موقوف ہی کر ڈالے تھے بعض آیات میں تحریف لفظی کی تھی، بعض کے معنی بدل دئے تھے اور بعض چیزیں چھپا رکھی تھیں۔ ہر کسی کو خبر نہ کرتے تھے۔ جیسے بشارات پیغمبر آخرالزماں کی۔
۱۰۸ ۔ ان آیتوں میں اہل کتاب کی چالاکیاں اور خیانتیں ذکر کی جارہی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ اپنے کچھ آدمی صبح کے وقت بظاہر مسلمان بن جائیں اور مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھیں اور شام کو یہ کہہ کر کہ ہم کو اپنے بڑے بڑے علماء سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی بشارت دی گئ تھی اور تجربہ سے ان کے حالات بھی اہل

۱۰۹ ۔ یعنی جو یہود مسلمانوں کے سامنے جا کر نفاق سے اپنے کو مسلمان ظاہر کریں۔ انہیں یہ برابر ملحوظ رہے کہ وہ سچ مچ مسلمان نہیں بن گئے بلکہ بدستور یہودی ہیں۔ اور سچے دل سے انہی کی بات مان سکتے ہیں جو ان کے دین پر چلتا ہو اور شریعت موسوی کے اتباع کا دعویٰ رکھتا ہو۔ بعض نے { وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ } کے یہ معنی کئے ہیں
۱۱۰ ۔ یعنی ہدایت تو اللہ کے دیے سے ملتی ہے جس کے دل میں خدا نے ہدایت کا نور ڈال دیا، تمہاری ان پر فریب چالبازیوں سے وہ گمراہ ہونے والا نہیں۔

۱۱۱ ۔ یعنی یہ مکاریاں اور تدبیریں محض ازراہ حسد اس جلن میں کی جاتی ہیں کہ دوسروں کو اس طرح کی شریعت اور نبوت و رسالت کیوں دی جا رہی ہے جیسی پہلے تم کو دی گئ تھی۔ یا مذہبی و دینی جدو جہد میں دوسرے لوگ تم پر غالب آ کر کیوں آگے نکلے جارہے ہیں اور خدا کے آگے تمہیں ملزم گردان رہے ہیں۔ یہود ہمیشہ اس خیال کی اشاعت
۱۱۲ ۔ یعنی اللہ کے خزانوں میں کمی نہیں اور اسی کو خبر ہے کہ کس کو کیا بڑائی ملنی چاہیئے۔ نبوت، شریعت، ایمان و اسلام اور ہر قسم کی مادی و روحانی فضائل و کمالات کا تقسیم کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے جس وقت جسے مناسب جانے عطا کرتا ہے۔ { اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَه } (انعام رکوع ۱۵)
۱۱۳ ۔ اہل کتاب کی دینی خیانت و نفاق کے سلسلہ میں دنیوی خیانت کا ذکر آ گیا۔ جس سے اس پر روشنی پڑتی ہے کہ جو لوگ چار پیسہ پر نیت خراب کر لیں اور امانتداری نہ برت سکیں ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ دینی معاملات میں امین ثابت ہوں گے۔ چنانچہ ان میں بہت سے وہ ہیں جن کے پاس زیادہ تو کیا، ایک اشرفی بھی امانت رکھی جائے تو تھوڑی
۱۱۴ ۔ یعنی پرایا حق کھانے کو یہ مسئلہ بنا لیا کہ عرب کے امی جو ہمارے مذہب پر نہیں، ان کا مال جس طرح ملے روا ہے۔ غیر مذہب والوں کی امانت میں خیانت کی جائے تو کچھ گناہ نہیں۔ خصوصًا وہ عرب جو اپنا آبائی دین چھوڑ کر مسلمان بن گئے ہیں۔ خدا نے ان کا مال ہمارے لئے حلال کر دیا ہے۔
۱۱۵ ۔ یعنی جان بوجھ کر خدا کی طرف جھوٹی بات منسوب کر رہے ہیں۔ امانت میں خیانت کرنے کی خدا نے ہر گز اجازت نہیں دی۔ آج بھی اسلامی فقہ کا مسئلہ یہ ہی ہے کہ مسلم ہو یا کافر، کسی کی امانت میں خیانت جائز نہیں۔

۱۱۶ ۔ یعنی خیانت و بد عہدی میں گناہ کیوں نہیں۔ جب کہ خدا تعالیٰ کا عام قانون یہ ہے کہ جو کوئی خدا کے اور بندوں کے جائز عہد پورے کرے اور خدا سے ڈر کر تقویٰ کی راہ چلے یعنی فاسد خیالات مذموم اعمال اور پست اخلاق سے پرہیز کرے، اسی سے خدا محبت کرتا ہے۔ اس میں امانت داری کی خصلت بھی آ گئ۔
۱۱۷ ۔ یعنی جو لوگ دنیا کی متاع قلیل لے کر خدا کے عہد اور آپس کی قسموں کو توڑ ڈالتے ہیں، نہ باہمی معاملات درست رکھتے ہیں۔ نہ خدا سے جو قول و قرار کیا تھا اس پر قائم رہتے ہیں۔ بلکہ مال و جاہ کی حرص میں احکام شرعیہ کو بدلتے اور کتب سماویہ میں تحریف کرتے رہتے ہیں۔ ان کا انجام آگے مذکور ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ
۱۱۸ ۔ اس قسم کی آیت سورۂ "بقرہ" کے اکیسویں رکوع میں گذر چکی، وہاں کے فوائد میں الفاظ کی تشریح دیکھ لی جائے۔

۱۱۹ ۔ یہ اہل کتاب کی تحریف کا حال بیان فرمایا۔ یعنی آسمانی کتاب میں کچھ چیزیں اپنی طرف سے بڑھا گھٹا کر ایسے انداز اور لہجہ میں پڑھتے ہیں کہ ناواقف سننے والا دھوکہ میں آ جائے۔ اور یہ سمجھے کہ یہ بھی آسمانی کتاب کی عبارت ہے یہ ہی نہیں بلکہ زبان سے دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ یہ سب اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے۔ حالانکہ نہ وہ مضمون
۱۲۰ ۔ وفد نجران کی موجودگی میں بعض یہود و نصاریٰ نے کہا تھا کہ اے محمد ! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اسی طرح پرستش کرنے لگیں؟ جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کو پوجتے ہیں۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ کہ ہم غیر اللہ کی بندگی کریں۔ یا دوسروں کو اس کی دعوت دیں۔ حق تعالیٰ نے ہم کو اس کام کے لئے نہیں بھیجا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی
۱۲۱ ۔ موضح القرآن میں ہے "جس کو اللہ نبی بنائے اور وہ لوگوں کو کفر و شرک سےنکال کر مسلمانی میں لائے، پھر کیونکر ان کو کفر سکھلائے گا۔ ہاں تم کو (اے اہل کتاب!) یہ کہتا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی۔ کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں رہی۔ اب میری صحبت میں پھر وہی کمال حاصل کرو "۔ اور عالم، حکیم، فقیہہ، عارف، مدبر، متقی اور
۱۲۲ ۔ جیسے نصاریٰ نے مسیح و روح القدس کو بعض یہود نے عزیر اور بعض مشرکین نے فرشتوں کو ٹھہرا لیا تھا۔ جب فرشتے اور پیغمبر خدائی میں شریک نہیں ہو سکتے تو پتھر کے بت اور صلیب کی لکڑی تو کس شمار میں ہے۔

۱۲۳ ۔ یعنی پہلے تو "ربانی" (اللہ والا) اور مسلم موحد بنانے میں کوشش کی، جب لوگوں نے قبول کر لیا تو کیا پھر انہیں شرک و کفر کی طرف لے جا کر اپنی ساری محنت اور کمائی اپنے ہاتھ سے برباد کر دے گا؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آ سکتی۔
۱۲۴ ۔ یعنی کوئی نبی اپنی بندگی کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ بندگی صرف ایک خدا کی سکھائی جاتی ہے۔ البتہ انبیاء کا حق یہ ہے کہ لوگ ان پر ایمان لائیں ان کا کہا مانیں، اور ہر قسم کی مدد کریں۔ عام لوگوں کا تو کیا ذکر ہے، حق تعالیٰ نے خود پیغمبروں سے بھی یہ پختہ عہد لے چھوڑا ہے کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے (جو یقینًا پہلے
۱۲۵ ۔ یہ الفاظ محض عہد کی تاکید و اہتمام کے لئے فرمائے۔ کیونکہ جس عہدنامہ پر خدا تعالیٰ اور پیغمبروں کی گواہی ہو اس سے زیادہ پکی دستاویز کہاں ہو سکتی ہے۔

۱۲۶ ۔ جس چیز کا عہد خدا نے تمام انبیاء سے لیا اور انبیاء نے اپنی اپنی امتوں سے۔ اب اگر دنیا میں کوئی شخص اس سے روگردانی کرے تو بلاشبہ پر لے درجہ کا بد عہد اور نافرمان ہو گا۔ بائبل، اعمال رسل، باب ۳ آیت ۲۱ میں ہے "ضرور ہے کہ آسمان اسے لئے رہے اس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی سے

۱۲۷ ۔ یعنی ہمیشہ سے خدا کا دین اسلام رہا ہے، جس کے معنی ہیں حکمبرداری مطلب یہ ہے کہ جس وقت حق تعالیٰ کا جو حکم کسی راست باز اور صادق القول پیغمبر کے توسط سے پہنچے اس کے سامنے گردن جھکا دو۔ پس آج جو احکام و ہدایت سید المرسلین خاتم الانبیاء لے کر آئے وہ ہی خدا کا دین ہے۔ کیا اسے چھوڑ کر نجات و فلاح کا کوئی اور راستہ
۱۲۸ ۔ سب کو آخر کار جب وہیں لوٹ کر جانا ہے تو عقلمند کو چاہئے کہ پہلے سے تیاری کر رکھے۔ یہاں نافرمانیاں کیں تو وہاں کیا منہ دکھلائے گا۔

۱۲۹ ۔ یعنی جو کچھ جس زمانہ میں خدا کی طرف سے اترا یا کسی پیغمبر کو دیا گیا، ہم بلا تفریق سب کو حق مانتے ہیں ایک مسلم فرمانبردار کا یہ وتیرہ نہیں کہ خدا کے بعض پیغمبروں کو مانے بعض کو نہ مانے، گویا اخیر میں { وَنَحْنُ لَہ مُسْلِمُوْنَ } کہہ کر اسلام کی حقیقت بتلا دی اور آگاہ کر دیا کہ اسلام کسی نبی برحق اور کسی آسمانی کتاب کی تکذیب کا
۱۳۰ ۔ یعنی جب خدا کا دین (اسلام) اپنی مکمل صورت میں آ پہنچا تو کوئی جھوٹا یا نا مکمل دین قبول نہیں کیا جا سکتا۔ طلوع آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس بجلی اور ستاروں کی روشنی تلاش کرنا محض لغو اور کھلی حماقت ہے۔ مقامی نبوتوں اور ہدایتوں کا عہد گذر چکا۔ اب سب سے بڑی اور عالمگیر نبوت و ہدایت سے ہی روشنی تلاش کرنی
۱۳۱ ۔ یعنی ثواب و کامیابی سے قطعًا محروم ہے۔ اس سے بڑا خسارہ کیا ہو گا کہ راس المال ہی کھو بیٹھا۔ حق تعالیٰ نے جس صحیح فطرت پر پیدا کیا تھا اپنے سوٗ اختیار اور غلط کاری سے اسے بھی تباہ کر ڈالا۔

۱۳۲ ۔ جن لوگوں نے وضوع حق کے بعد جان بوجھ کر کفر اختیار کیا۔ یعنی دل میں یقین رکھتے ہیں اور آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں بلکہ اپنی خاص مجلسوں میں اقرار کرتے ہیں کہ یہ سچا رسول ہے۔ اس کی حقانیت و صداقت کے روشن دلائل، کھلے نشانات اور صاف بشارات ان کو پہنچ چکی ہیں۔ اس پر بھی کبر و حسد اور حب جاہ و مال، اسلام قبول
۱۳۳ ۔ یعنی خدا، فرشتے اور مسلمان لوگ سب ان پر لعنت بھیجتے ہیں، بلکہ ہر انسان حتیٰ کہ وہ خود بھی اپنے اوپر لعنت کرتے ہیں جب کہتے ہیں کہ ظالموں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ گو اس وقت سمجھتے نہیں کہ یہ لعنت خود ان ہی پر واقع ہو رہی ہے۔
۔ یعنی اس لعنت کا اثر ہمیشہ رہے گا۔ دنیا میں پھٹکار اور آخرت میں خدا کی مار۔ ۱۳۴

۱۳۵ ۔ یعنی انہیں نہ کسی وقت عذاب کی شدت میں کمی محسوس ہو گی اور نہ ذرا سی دیر کے لئے عذاب ملتوی کر کے آرام دیا جائے گا۔

۱۳۶ ۔ ایسے سخت بے حیا مجرموں اور شدید ترین باغیوں کو کون بادشاہ معافی دے سکتا ہے؟ لیکن یہ اس غفور رحیم ہی کی بارگاہ ہے کہ اس قدر شدید جرائم اور بغاوتوں کے بعد بھی اگر مجرم نادم ہو کر سچے دل سے توبہ اور نیک چال چلن اختیار کر لے تو سب گناہ ایک قلم معاف کر دیے جاتے ہیں ۔ { اللھم ا غفر ذنوبی فانک غفور رحیم } الخ
۱۳۷ ۔ یعنی جو لوگ حق کو مان کر اور سمجھ بوجھ کر منکر ہوئے پھر اخیر تک انکار میں ترقی کر تے رہے، نہ کبھی کفر سے ہٹنے کا نام لیا، نہ حق اور اہل حق کی عداوت ترک کی، بلکہ حق پرستوں کے ساتھ بحث و مناظرہ اور جنگ و جدل کرتے رہے۔ جب مرنے کا وقت آیا اور فرشتے جان نکالنے لگے تو توبہ کی سوجھی۔ یا کبھی کسی مصلحت سے
۱۳۸ ۔ یعنی دنیا کی حکومتوں کی طرح وہاں سونے چاندی کی رشوت نہ چلے گی، وہاں تو صرف دولت ایمان کام دے سکتی ہے۔ فرض کرو ایک کافر کے پاس اگر اتنا ڈھیر سونے کا ہو جس سے ساری زمین بھر جائے اور وہ سب کا سب پُن خیرات کر دے تو خدا کے یہاں اس کی ذرہ برابر وقعت نہیں نہ آخرت میں یہ عمل کچھ کام دے گا۔ کیونکہ عمل کی
۱۳۹ ۔ یعنی اگر فرض کرو کافر کے پاس وہاں اتنا مال ہو اور خود اپنی طرف سے درخواست کر کے بطور فدیہ پیش کرے کہ یہ لے کر مجھے چھوڑ دو تب بھی قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اور بدون پیش کئے تو پوچھتا ہی کون ہے۔ دوسری جگہ فرمایا { اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَہ مَعَہ لِیَفْتَدُوْابِہ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ
۱۴۰ ۔ یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ کیسی چیز خرچ کی، کہاں خرچ کی اور کس کے لئے خرچ کی۔ جتنی محبوب اور پیاری چیز جس طرح کے مصرف میں جس قدر اخلاص و حسن نیت سے خرچ کرو گے اسی کے موافق خدا تعالیٰ کے یہاں سے بدلہ ملنے کی امید رکھو اعلیٰ درجہ کی نیکی حاصل کرنا چاہو تو اپنی محبوب و عزیز ترین چیزوں میں سے کچھ
۱۴۱ ۔ یہود آنحضرت اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم اپنے کو دین ابراہیم پر کیسے بتلاتے ہو جبکہ وہ چیزیں کھاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کے گھرانے پر حرام کی تھیں جیسے اونٹ کا گوشت اور دودھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جتنی چیزیں اب لوگ کھاتے ہیں سب ابراہیم کے وقت میں حلال تھیں۔ جب تک تورات نازل ہوئی، بیشک تورات میں خاص بنی
۱۴۲ ۔ یعنی اگر تم سچے ہو کہ یہ چیزیں ابراہیم کے زمانہ سے حرام تھیں تو لاؤ یہ مضمون خود اپنی مسلم کتاب تورات میں دکھلا دو۔ اگر اس میں بھی نہ نکلا تو تمہارے کاذب و مفتری ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ روایات میں ہے کہ یہود نے یہ زبردست چیلنج منظور نہ کیا۔ اور اس طرح نبی کی صداقت پر ایک اور دلیل قائم ہو گئی۔
۱۴۳ ۔ یعنی بڑی بےانصافی ہو گی اگر اس کے بعد بھی وہی مرغےکی ایک ٹانگ گاتے رہو کہ نہیں، یہ چیزیں ابراہیم کے زمانہ سے حرام ہیں اور دین ابراہیم کے اصلی پیرو ہم ہیں۔

۱۴۴ ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے حرام و حلال کے متعلق نیز اسلام اور محمد کے باب میں سچی سچی اور کھری کھری باتیں تم کو سنا دیں جن کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ اب چاہئیے کہ تم بھی مسلمانوں کی طرح اصلی دین ابراہیم کی پیروی اور اس کے اصول کا اتباع کرنے لگو۔ جن میں سب سے بڑی چیز توحید خالص تھی۔ چاہئیے کہ تم بھی عزیز و مسیح اور احبار

۱۴۵ ۔ مسلمانوں کے اس دعوےٰ پر کہ ہم سب سے زیادہ ابراہیم سے اشبہ و اقرب ہیں، یہود کو یہ بھی اعتراض تھا کہ ابراہیم نے وطن اصلی (عراق) چھوڑ کر شام کو ہجرت کی، وہیں رہے وہیں وفات پائی، بعدہ ان کی اولاد شام میں رہی، کتنے انبیاء اسی مقدس سرزمین میں مبعوث ہوئے سب کا قبلہ بیت المقدس رہا کیا، پھر تم حجاز کے رہنے والے جنہوں
۱۴۶ ۔ حق تعالیٰ نے شروع سے اس گھر کو ظاہری و باطنی، حسّی و معنوی برکات سے معمور کیا اور سارے جہان کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے۔ روئے زمین پر جس کسی مکان میں برکت و ہدایت پائی جاتی ہے اسی بیت المقدس کا ایک عکس اور پر تو سمجھنا چاہئے۔ یہیں سے رسول الثقلین کو اٹھایا، مناسک حج ادا کرنے کے لئے سارے جہان کو اسی کی
۱۴۷ ۔ اس پاک گھر میں جمال خداوندی کی کوئی خاص تجلی ہے جس کی وجہ سے ادائے حج کے لئے اسے مخصوص کیا گیا۔ کیونکہ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کی ہر ادا اس جمیل مطلق اور محبوب برحق کے عشق و محبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے پس ضروری ہے کہ جسے اس کی محبت کا دعویٰ ہو اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے
۱۴۸ ۔ پہلے سے خطاب یہود و نصاریٰ کو کیا جا رہا تھا، درمیان میں ان کے بعض شبہات کا جواب دیا گیا ۔ یہاں سے پھر ان کو تنبیہ و توبیخ کی گئ۔ یعنی حق و صداقت کے واضح دلائل اور قرآن کریم کی ایسی سچی اور پکی باتیں سننے کے بعد بھی تمہیں کیا ہوا کہ باوجود اہل کتاب کہلانے کے برابر کلام اللہ اور اس کے لانے والے کے انکار پر تلے ہوئے
۱۴۹ ۔ یعنی نہ صرف یہ کہ خود ایمانی سعادت حاصل کرنے سے محروم ہو، دوسروں کو بھی چاہتے ہو کہ اللہ کے راستہ سےروک دو اور جو سعید روحیں مشرف بہ ایمان ہو چکی ہیں۔ ان کو اسلام کے فرضی عیب بتلا کر دین اسلام سے واپس لے آؤ۔ پھر یہ حرکتیں محض جہل و بیخبری سے نہیں کر رہے بلکہ سمجھ بوجھ کر سیدھی باتوں کو ٹیڑھا
۱۵۰ ۔ پہلے اہل کتاب کو ڈانٹا گیا تھا کہ جان بوجھ کر کیوں لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہو ۔یہاں مسلمانوں کو نصیحت کی گئ کہ تم ان مفسدین کے بھرے میں نہ آنا، اگر ان کے اشاروں پر چلو گے تو اندیشہ ہے کہ آہستہ آہستہ نور ایمان سے نکل کر کفر کے تاریک گڑھے میں دوبارہ نہ جا گرو۔
۱۵۱ ۔ یعنی بہت بعید ہے کہ وہ قوم ایمان لائے پیچھے کافر بن جائے یا کافروں جیسے کام کرنے لگے، جس کے درمیان خدا کا عظیم الشان پیغمبر جلوہ افروز ہو، جو شب و روز ان کو اللہ کا روح پرور کلام اور اس کی تازہ بتازہ آیتیں پڑھ کر سنتا رہتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جس نے ہر طرف سے قطع نظر کر کے ایک خدا کو مضبوط پکڑ لیا اور اسی پر دل سے
۱۵۲ ۔ یعنی ہر مسلمان کے دل میں پورا ڈر خدا کا ہونا چاہیئے کہ اپنے مقدور بھر پرہیزگاری و تقویٰ کی راہ سے نہ ہٹے اور ہمیشہ اس سے استقامت کا طالب رہے۔ شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستہ سے ڈگمگا دیں۔ تم کو چاہئے کہ انہیں مایوس کر دو۔ اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو۔ تمہارا جینا اور مرنا خالص اسلام پر
۱۵۳ ۔ یعنی سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو جو خدا کی مضبوط رسی ہے یہ رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے۔ اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہو گے، کوئی شیطان شرانگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابل اختلال ہو جائے گی۔ قرآن کریم سے
۱۵۴ ۔ یعنی صدیوں کی عداوتیں اور کینے نکال کر خدا نے نبی کریم کی برکات سے تم کو بھائی بھائی بنا دیا۔ جس سے تمہارا دین اور دنیا دونوں درست ہوئے۔ اور ایسی ساکھ قائم ہو گئ جسے دیکھ کر تمہارے دشمن مرعوب ہوتے ہیں یہ برادرانہ اتحاد خدا کی اتنی بڑی نعمت ہے جو روئے زمین کا خزانہ خرچ کر کے بھی میسر نہ آ سکتی تھی۔
۱۵۵ ۔ یعنی کفرو عصیان کی بدولت دوزخ کے بالکل کنارے پر کھڑے تھے کہ موت آئی اور اس میں گرے۔ خدا نے تمہارا ہاتھ پکڑ کر اس سے بچایا اور نبی کریم کے ذریعے سے ایمان و ایقان کی روشنی سینوں میں ڈالی۔ حق تعالیٰ کے ان عظیم الشان دینی و دنیوی احسانات کو یاد رکھو گے تو کبھی گمراہی کی طرف واپس نہ جاؤ گے۔
۱۵۶ ۔ یعنی یہ باتیں اس قدر کھول کھول کر سنانے سے مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ ٹھیک راستہ پر چلتے رہو۔ ایسی مہلک و خطرناک غلطی کا پھر اعادہ نہ کرو اور کسی شیطان کے اغواء سے استقامت کی راہ نہ چھوڑو۔

۱۵۷ ۔ یعنی تقویٰ، اعتصام بحبل اللہ، اتحاد و اتفاق قومی زندگی، اسلامی مواخات، یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کے لئے قائم رہے ۔ اس کا وظیفہ یہ ہی ہو کہ اپنے قول و عمل سےدنیا کو قرآن و سنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سست یا برائیوں میں مبتلا دیکھے، اس
۱۵۸ ۔ یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح مت بنو جو خدا تعالیٰ کے صاف احکام پہنچنے کے بعد محض اوہام واہواء کی پیروی کر کے اصول شرع میں متفرق اور فروع میں مختلف ہو گئے ۔ آخر فرقہ بندیوں نے ان کے مذہب و قومیت کو تباہ کر ڈالا۔ اور سب کے سب عذاب الہٰی کے نیچے آ گئے۔ (تنبیہ) اس آیت سے ان اختلافات اور فرقہ بندیوں کا مذموم و
۱۵۹ ۔ یعنی بعضوں کے چہرہ پر ایمان و تقویٰ کا نور چمکتا ہوگا اور عزت و وقار کے ساتھ شاداں و فرحاں نظر آئیں گے۔ ان کے بر خلاف بعضوں کے منہ کفر و نفاق یا فسق و فجور کی سیاہی سے کالے ہوں گے، صورت سے ذلت و رسوائی ٹپک رہی ہو گی۔ گویا ہر ایک کا ظاہر باطن کا آئینہ بن جائے گا۔
۱۶۰ ۔ یہ الفاظ مرتدین، منافقین، اہل کتاب، عام کفار یا بتدعین و فساق و فجار سب کو کہے جا سکتے ہیں ۔ "مرتد" تو اسی کو کہتے ہیں جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے۔ "منافق" زبان سے اقرار کرنے کے بعد دل سے کافر رہتا ہے ۔ "اہل کتاب" اپنے نبیوں اور کتابوں پر ایمان لانے کے مدعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی بشارتوں کو جو نبی کریم کے
۱۶۱ ۔ یعنی جنت میں۔ کیونکہ جنت محض عمل سے نہیں ملتی۔ عمل کے بعد خدا کی رحمت سے ملتی ہے اور وہ ہی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی رحمت کے سامان کئے ہیں۔ بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد۔

۱۶۲ ۔ حقیقی معنی میں ظلم تو وہاں ممکن ہی نہیں لیکن ظاہری طور پر جسے تم ظلم کہہ سکتے ہو۔ اس کا صدور بھی خدا تعالیٰ سے نہیں ہوتا۔ مثلًا ایسے سخت احکام بندوں کو بھیجے جن سے غرض محض ستانا اور دق کرنا ہو ۔ یا مستحق رحمت پر عذاب کرنے لگے یا تھوڑی سزا کی جگہ زائد سزا جاری کر دے، یا کسی کی ادنیٰ ترین نیکی کا صلہ نہ دے و

۱۶۳ ۔ جب ہر چیز اللہ کی مملوک و مخلوق اور ہر کام کا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے تو ظلم کیونکر اور کس لئے کیا جائے گا۔

۱۶۴ ۔ گذشتہ رکوع کے شروع میں فرمایا تھا۔ { یٰۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُو االتَّقُواللهَ حَقَّ تُقٰتِہٖ } الخ درمیان میں اسی کے مناسب کچھ اوامر و نواہی اور وعد و وعید آ گئ، یہاں سے اسی اول مضمون کی تکمیل کی جاتی ہے یعنی اے مسلمانو! خدا تعالیٰ نے تم کو تمام امتوں میں بہترین امت قرار دیا ہے۔ اس کے علم ازلی میں پہلے سے یہ ہی مقدر ہو چکا تھا۔ جس کی خبر بعض
۱۶۵ ۔ "منکر" (برے کاموں) میں کفر، شرک، بدعات، رسوم قبیحہ، فسق و فجور اور ہر قسم کی بد اخلاقی اور نا معقول باتیں شامل ہیں۔ ان سے روکنا بھی کئ طرح ہو گا۔ کبھی زبان سے، کبھی ہاتھ سے کبھی قلم سے، کبھی تلوار سے، غرض ہر قسم کا جہاد اس میں داخل ہو گیا یہ صفت جس قدر عموم و اہتمام سے امت محمدیہ میں پائی گئ، پہلی امتوں میں اس
۱۶۶ ۔ اللہ پر ایمان لانے میں، اس کی توحید پر، اس کے رسولوں پر اور کتابوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ توحید خالص و کامل کا اتنا شیوع و اہتمام کبھی کسی امت میں نہیں رہا جو بحمد اللہ اس امت میں رہا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ اس امت (خیرالامم) میں شامل ہو چاہئے کہ اللہ کی شرط پوری کرے
۱۶۷ ۔ یعنی اہل کتاب اگر ایمان لے آتے تو وہ بھی اس خیرالامم میں شامل ہو سکتے تھے۔ جس سے دنیا میں عزت بڑھتی اور آخرت میں دہرا اجر ملتا مگر افسوس ہے ان میں سے چند افراد کے سوا (مثلًا عبداللہ بن سلام یا نجاشی وغیرہ) کسی نے حق کو قبول نہ کیا باوجود وضوح حق کے نافرمانی ہی پر اڑے رہے۔
۱۶۸ ۔ یعنی اگر اکثر نافرمان ہیں تو ہونے دو، تم کو ان کی اکثریت یا مادی سازوسامان سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں (اے خیر الامم !) خدا کا وعدہ ہے کہ یہ شیطانی لشکر تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ (بشرطیکہ تم اپنے کو خیرالامم ثابت کرو) بس یہ اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ زبان سے گالی دیں اور نامردوں کی طرح تم کو برا بھلا کہتے پھریں۔ یا کوئی
۱۶۹ ۔ یہ آیتیں اہل کتاب میں سے خاص یہود کے متعلق معلوم ہوتی ہیں جیسا کہ سیاق کلام اور قرآن کی دوسری آیات سے ظاہر ہے، یعنی یہود پر ہمیشہ کے لئے ذلت کی مہر کر دی گئ۔ یہ بدبخت جہاں کہیں پائے جائیں، ذلت کا نقش ان سے محو نہیں ہو سکتا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی یہود بھی آزادی و خودمختاری سے اپنے جان و مال کی حفاظت نہیں کر
۱۷۰ ۔ یعنی نافرمانی کرتے کرتے حد سے نکل گئے۔ جس کا انتہائی اثر یہ تھا کہ اللہ کی صریح آیتوں کے انکار اور معصوم پیغمبروں کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اسی مضمون کی آیت بقرہ پارہ "الم" میں گذر چکی ہے وہاں کے فوائد ملاحظہ کئے جائیں۔

۱۷۱ ۔ یعنی سب اہل کتاب کا حال یکساں نہیں اتنے بروں میں کچھ اچھے بھی ہیں۔ ان ہی ممسوخ اشقیاء کے درمیان چند سعید روحیں ہیں جن کو حق تعالیٰ نے قبول حق کی توفیق دی اور اسلام کی آغوش میں آ گئے اور جادہ حق پر ایسے مستقیم ہو گئے کہ کوئی طاقت ہلا نہیں سکتی۔ وہ رات کی تاریکی میں میٹھی نیند اور نرم بستر ے چھو ڑکر خدا کے
۱۷۲ ۔ بلکہ دگنا اجر ملے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ { اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا } (قصص رکوع ۶) اور حدیث صحیح میں نبی کریم نے اس کی تشریح فرما دی۔

۱۷۳ ۔ اسی لئے جب یہود کی برائیوں کا ذکر آتا ہے حق تعالیٰ ان پرہیزگاروں کو مستثنیٰ کر دیتا ہے اور پرہیزگاری کے موافق دنیا و آخرت میں ان کے ساتھ معاملہ بھی بالکل ممتاز کیا جائے گا۔

۱۷۴ ۔ صالحین و متقین کے بالمقابل یہاں کافروں کا حال و انجام ذکر فرماتے ہیں پہلے فرمایا تھا { وَمَایَفْعَلُوْامِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ } یعنی مومنین کی ادنیٰ ترین نیکی بھی کام آئے گی۔ ان کے کسی بھلے کام کی بےقدری نہیں کی جائے گی۔ اس کے برخلاف کافر جو کچھ مال و قوت دنیا میں خرچ کرے، خواہ اپنے نزدیک بڑا ثواب اور خیرات کا کام سمجھ کر کرتا
۱۷۵ ۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں کی جاتی تو اس پر معاذ اللہ خدا کی طرف سے ظلم ہوا، نہیں ظلم تو انہوں نےاپنی جانو ں خود اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔ نہ کفر اختیار کرتے نہ یہ روز بد دیکھنا پڑتا۔

۱۷۶ ۔ یہ آیتیں بعض کہتے ہیں یہود کے متعلق نازل ہوئیں کیونکہ بعض مسلمان جوار (ہمسائیگی) حلف (دوستانہ معاہدہ) وغیرہ کی بناء پر جو تعلقات قبل از اسلام ان سے رکھتے چلے آ رہے تھے، بعد از اسلام بھی بدستور ان پر قائم رہے اور دوستی پر اعتماد کر کے ان سے مسلمانوں کے بعض رازدارانہ مشوروں کے اخفاء کا بھی اہتمام نہ کیا اور بعض کے
۱۷۷ ۔ یعنی یہ کیسی بےموقع بات ہے کہ تم ان کی دوستی کا دم بھرتےہو، اور وہ تمہاے دوست نہیں بلکہ جڑ کاٹنے والے دشمن ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ تم تمام آسمانی کتابوں کو مانتے ہو۔ خواہ وہ کسی قوم کی ہوں اور کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوئی ہوں (جن کے خدا نے نام بتلا دیئے ان پر علی التبعیین اور جن کے نام نہیں بتلائے ان پر بالاجمال
۱۷۸ ۔ منافقین تو کہتے ہی تھے، عام یہود و نصاریٰ بھی بحث و گفتگو میں " آمنا" (ہم مسلمان ہیں) کہہ کر یہ مطلب لے لیتے تھے کہ ہم اپنی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کو تسلیم کرتے ہیں۔

۱۷۹ ۔ یعنی اسلام کا عروج اور مسلمانوں کی باہمی الفت و محبت دیکھ کر یہ لوگ جلے مرتے ہیں۔ اور چونکہ اس کے خلاف کچھ بس نہیں چلتا۔ اس لئے فرط غیظ و غضب سے دانت پیستے اور اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔

۱۸۰ ۔ یعنی خدا تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو اور زیادہ ترقیات و فتوحات عنایت فرمائے گا۔ تم غیظ کھا کھا کر مرتے رہو۔ اگر ایڑیاں رگڑ کر مر جاؤ گے تب بھی تمہاری آرزوئیں پوری نہ ہونگی، خدا اسلام کو غالب اور سربلند کر کے رہے گا۔
۱۸۱ ۔ اسی لئے مسلمانوں کو ان شریروں کے باطنی حالات اور قلبی جذبات پر مطلع کر دیا اور سزا بھی ان کو ایسی دے گا جو اندرونی شرارتوں اور خفیہ عداوتوں کے مناسب ہو۔

۱۸۲ ۔ اگر تمہاری ذرا سی بھلائی دیکھتے ہیں مثلاً مسلمانوں کا اتحاد و یک جہتی یا دشمنوں پر غلبہ، تو حسد کی آگ مں بھننے لگتے ہیں۔ اور جہاں تم پر کوئی مصیبت نظر آئی، خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے۔ بھلا ایسی کمینہ قوم سے ہمدردی اور خیر خواہی کی کیا توقع ہو سکتی ہے جو دوستی کا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا جائے۔
۱۸۳ ۔ ممکن تھا کسی کو یہ خیال گذرے کہ جب ہم ان سے دوستانہ تعلقات نہ رکھیں گے تو وہ زیادہ غیظ و غضب میں آ کر ہمارے خلاف تدبیریں کریں گے اور بیش از بیش نقصان پہنچانا چاہیں گے۔ اس کا جواب دیا کہ تم صبر و استقلال اور تقویٰ و طہارت پر ٹھیک ٹھیک قائم رہو گے تو ان کا کوئی داؤ فریب تم پر کارگر نہ ہو گا۔ جو کارروائیاں وہ کرتے ہیں

۱۸۴ ۔ اس آیت میں جنگ احد کا واقعہ یاد دلایا ہے۔ صور ت یہ ہوئی تھی کہ رمضان المبارک ۰۲ ھجری میں بدر کے مقام پر قریشی فوج اور مسلمان مجاہدین میں مڈبھیڑ ہو گئ جس میں کفار مکہ کے ستر نامور اشخاص مارے گئے اور اسی قدر گرفتار ہوئے۔ اس تباہ کن اور ذلت آمیز شکست سے قریش کا شعلہ انتقام بھڑک اٹھا۔ جو سردار مارے گئے تھے
۱۸۵ ۔ یعنی جو آسمان سے خاص اسی کام کے لئے اتارے گئے ہوں۔ اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ واقعہ غزوہ بدر کا ہے جب کفار کی جمعیت اور تیاری دیکھ کر مسلمانوں کو تشویش ہوئی تو آپ نے تسلی کے لئے ایسا فرمایا۔ چنانچہ فرشتوں کی کمک آسمان سے پہنچی۔ سورۂ انفال میں اس کا مفصل بیان آئے گا۔ وہیں نزول ملائکہ کی حکمت اور
۱۸۶ ۔ یعنی تین ہزار بیشک کافی ہیں ۔ تاہم اگر تم نےصبر واستقلال کا ثبوت دیا او رتقویٰ اختیار کر کے نافرمانی سے بچتے رہے اور کفار کی فوج ایک دم تم پر ٹوٹ پڑی تو تین ہزار کے بجائے پانچ ہزار فرشتے بھیجدیے جائیں گے جن کی خاص علامتیں ہوں گی اور ان کے گھوڑوں پر بھی خاص نشان ہو ں گے۔ چونکہ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار
۱۸۷ ۔ یعنی یہ سب غیبی سامان غیر معمولی طور پر ظاہری اسباب کی صورت میں محض اس لئے مہیا کئے گئے کہ تمہارے دلوں سے اضطراب و ہراس دور ہو کر سکون و اطمینان نصیب ہو ۔ ورنہ خدا کی مدد کچھ ان چیزوں پر محدود و مقصود نہیں نہ اسباب کی پابند ہے وہ چاہے تو محض اپنی زبردست قدرت سے بدون فرشتوں کے تمہارا کام بنا دے۔ یا
۱۸۸ ۔ یعنی فرشتے بھیجنے سے مقصود تمہاری مدد کرنا تھا کہ تمہارے دل مضبوط ہوں اور خدا کی طرف سے بشارت و طمانیت پا کر پوری دلجمعی اور پامردی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو۔ جس سے یہ غرض تھی کہ کافروں کا زور ٹوٹے۔ ان کا بازو کٹ جائے۔ پرانے نامور مشرک کچھ مارے جائیں کچھ ذلیل و خوار ہوں اور بقیۃ السیف بہزار و رسوائی
۱۸۹ ۔ "اُحد" میں ستر صحابہ شہید ہوئے تھے جن میں حضور کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ بھی تھے، مشرکین نے نہایت وحشیانہ طور پر شہداء کا مثلہ کیا (ناک کان وغیرہ کاٹے) پیٹ چاک کئے حتٰی کہ حضرت حمزہ کا جگر نکال کر ہندہ نے چبایا۔ مفصل واقعہ آگے آئے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم کو بھی اس لڑائی میں چشم زخم پہنچا۔ سامنے
۱۹۰ ۔ یعنی تمام زمین آسمان میں خدائے واحد کا اختیار چلتا ہے سب اسی کی مملوک و مخلوق ہے۔ وہ جس کو مناسب جانے ایمان کی توفیق دے کر بخش دے اور جسے چاہے کفر کی سزا میں پکڑ لے۔ شاید اخیر میں { وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ } فرما کر ارشاد کر دیا کہ ان لوگوں کو جن کے حق میں آپ بد دعا کرنا چاہتے تھے، ایمان دے کر مغفرت و رحمت کا
۱۹۱ ۔ جنگ احد کے تذکرہ میں سود کی ممانعت کا ذکر بظاہر بےتعلق معلوم ہوتا ہے۔ مگر شاید یہ مناسبت ہو کہ اوپر { اِذْ ھَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا } میں "جہاد" کے موقع پر نامردی دکھلانے کا ذکر ہوا تھا۔ اور سود کھانے سے نامردی پیدا ہوتی ہے دو سبب سے۔ ایک یہ کہ مال حرام کھانے سے توفیق طاعت کم ہوتی ہے اور بڑی طاعت جہاد ہے، دوسرے
۱۹۲ ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تھوڑا سود لے لیا کرو دونے پر دونا مت لو۔ بات یہ ہے کہ جاہلیت میں سود اسی طرح لیا جاتا تھا۔ جیسے ہمارے یہاں کے بنیے لیتے ہیں۔ سو روپے دیے اور سود در سود بڑھاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ سو روپے میں ہزاروں روپیہ کی جائدادوں کے مالک بن بیٹھے۔ اسی صورت کو یہاں { اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً } سے تعبیر فرمایا۔
۔ یعنی سود کھانے میں بھلا نہیں۔ بلکہ تمہار بھلا اس میں ہے کہ خدا سے ڈر کر سود کھانا چھوڑ دو۔ ۱۹۳

۔ یعنی سود کھانے والا دوزخ میں جاتا ہے جو اصل میں کافروں کے واسطے بنائی گئ ہے۔ ۱۹۴

۱۹۵ ۔ رسول کا حکم ماننا بھی فی الحقیقت خدا ہی کا حکم ماننا ہے کیونکہ اس نے حکم دیا ہے کہ ہم پیغمبر کا حکم مانیں اور ان کی پوری اطاعت کریں۔ جن احمقوں کو اطاعت اور عبادت میں فرق نظر نہ آیا وہ اطاعت رسول کو شرک کہنےلگے۔ چونکہ جنگ احد میں رسول کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی تھی (جیسا کے آگے آتا ہے) اس لئے آئندہ کے ۔ یعنی ان اعمال و اخلاق کی طرف جھپٹو جو حسب وعدہ خداوندی اس کی بخشش اور جنت کا مستحق بناتے ہیں۔ ۱۹۶

۱۹۷ ۔ چونکہ آدمی کے دماغ میں آسمان و زمین کی وسعت سے زیادہ اور کوئی وسعت نہیں آ سکتی تھی، اس لئے سمجھانے کے لئے جنت کے عرض کو اسی سے تشبیہ دی گئ۔ گویا بتلا دیا کہ جنت کا عرض زیادہ سے زیادہ سمجھو پھر جب عرض اتنا ہے تو طول کا حال خدا جانے کیا کچھ ہوگا۔
۱۹۸ ۔ یعنی نہ عیش و خوشی میں خدا کو بھولتے ہیں نہ تنگی و تکلیف کے وقت خرچ کرنے سے جان چراتے ہیں۔ ہر موقع پر اور ہر حال میں حسب مقدرت خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں سود خواروں کی طرح بخیل اور پیسہ کے پجاری نہیں۔ گویا جانی جہاد کے ساتھ مالی جہاد بھی کرتے ہیں۔
۱۹۹ ۔ غصہ کو پی جانا ہی بڑا کمال ہے اس پر مزید یہ کہ لوگوں کی زیادتی یا غلطیوں کو بالکل معاف کر دیتے ہیں اور نہ صرف معاف کرتے ہیں بلکہ احسان اور نیکی سے پیش آتے ہیں۔ غالبًا پہلے جن لوگوں کی نسبت بد دعا کرنے سے روکا تھا۔ یہاں ان کے متعلق غصہ دبانے اور عفو و درگذر سے کام لینے کی ترغیب دی گئ ہے نیز بعض صحابہ نے
۲۰۰ ۔ یعنی کھلم کھلا کوئی بےحیائی کا کام کر گذریں جس کا اثر دوسروں تک متعدی ہو یا کسی اور بری حرکت کے مرتکب ہو جائیں جس کا ضرر ان ہی کی ذات تک محدود رہے۔

۲۰۱ ۔ یعنی خدا کی عظمت و جلال، اس کے عذاب و ثواب، اس کے حقوق و احکام، اس کی عدالت کی پیشی اور وعدو وعید کو دل سے یاد کر کے زبان سے بھی اسکی یاد شروع کر دی۔ خوف زدہ اور مضطرب ہو کر اسے پکارا اس کے سامنے سر بسجود ہو ئے (جیسا کہ "صلوٰۃ التوبہ" کی حدیث میں آیا ہے) پھر جو شرعی طریقہ گناہوں کے معاف کرانے
۲۰۲ ۔ یعنی تم سے بہت قومیں اور ملتیں گذر چکیں۔ بڑے بڑے واقعات پیش آ چکے، خدا تعالیٰ کی عادت بھی بار بار معلوم کرا دی گئ کہ ان میں سے جنہوں نے انبیاء کی عداوت اور حق کی تکذیب پر کمر باندھی اور خدا اور رسول کی تصدیق و اطاعت سے منہ پھیر کر حرامخوری اور ظلم و عصیان پر اصرار کرتے رہے، ان کا کیسا برا انجام ہوا۔ یقین نہ
۲۰۳ ۔ یعنی عام لوگوں کے کان کھولنے کے لئے قرآن میں یہ مضامین بیان کئے جارہے ہیں جن کو سن کر خدا سے ڈرنے والے ہدایت و نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ باقی جس کے دل میں خدا کا خوف نہ ہو ناصحانہ تنبیہات سے کیا منتفع ہو سکتا ہے۔
۲۰۴ ۔ یہ آیات جنگ احد کے بارہ میں نازل ہوئیں۔ جب مسلمان مجاہدین زخموں سے چور چور ہو رہے تھے ان کے بڑے بڑے بہادروں کی لاشیں آنکھوں کے سامنے مثلہ کی ہوئی پڑی تھیں۔ پیغمبر کو بھی اشقیاء نے مجروح کر دیا تھا اور بظاہر کامل ہزیمت کے سامان نظر آ رہے تھے۔ اس ہجوم شدائد و یاس میں خداوند قدوس کی آواز سنائی دی۔ { وَلَا تَهِنُوْا وَلَا
۲۰۵ ۔ مسلمانوں کو جنگ میں جو شدید نقصان اٹھانا پڑا تھا اس سے سخت شکستہ خاطر تھے۔ مزید برآں منافقین اور دشمنوں کے طعنے سن کر اور زیادہ اذیت پہنچتی تھی۔ کیونکہ منافقین کہتے تھے کہ محمد سچے پیغمبر ہوتے تو یہ نقصانات کیوں پہنچتے۔ یا تھوڑی دیر کے لئے بھی عارضی ہزیمت کیوں پیش آتی۔ حق تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانوں ۔ یعنی سچے ایمان والوں کو منافقوں سے الگ کر دے۔ دونوں کا رنگ صاف صاف اور جدا جدا نظر آنے لگے۔ ۲۰۶

۲۰۷ ۔ "ظالمین" سے مراد اگر مشرکین ہیں جو "احد" میں فریق مقابل تھے۔ تو یہ مطلب ہو گا کہ ان کی عارضی کامیابی کا سبب یہ نہیں کہ خدا ان سے محبت کرتا ہے۔ بلکہ دوسرے اسباب ہیں۔ اور منا فقین مراد ہوں جو عین موقع پر مسلمانوں سے الگ ہو گئے تھے۔ تو یہ بتلا دیا کہ خدا کے نزدیک مبغوض تھے، اس لئے ایمان و شہادت کے مقام سے انہیں دور
۲۰۸ ۔ یعنی فتح اور شکست بدلتی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا مقام بلند عطا فرمانا تھا۔ مومن و منافق کا پرکھنا مسلمانوں کو سدھانا یا ذنوب سے پاک کرنا، اور کافروں کو آہستہ آہستہ مٹا دینا منظور تھا کہ جب وہ عارضی غلبہ اور وقتی کامیابی پر مسرور و مغرور ہو کر کفر و طغیان میں بیش از بیش غلو کریں گے۔ خدا کے قہر وغضب کے اور
۲۰۹ ۔ یعنی جنت کےجن اعلیٰ مقامات اور بلند درجات پر خدا تم کو پہنچانا چاہتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ بس یونہی آرام سے وہاں جا پہنچیں گے اور خدا تمہارا امتحان لے کر یہ نہ دیکھے گا کہ تم میں کتنے خدا کی راہ میں لڑنے والے اور کتنے لڑائی کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ ایسا خیال نہ کرنا۔ مقامات عالیہ پر وہ ہی لوگ فائز کئے جاتے ہیں جو خدا
۲۱۰ ۔ جو صحابہ بدر کی شرکت سے محروم رہ گئے تھے، شہداء بدر کے فضائل سن سن کر تمنا کیا کرتے تھے کہ خدا پھر کوئی موقع لائے جو ہم بھی خدا کی راہ میں مارے جائیں اور شہادت کے مراتب حاصل کریں۔ انہی حضرات نے احد میں یہ مشورہ دیا تھا کہ مدینہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہئے۔ ان کو فرمایا کہ جس چیز کی پہلے تمنا رکھتے تھے وہ
۲۱۱ ۔ واقعہ یہ ہے کہ احد میں نبی کریم نےبنفس نفیس نقشہ جنگ قائم کیا۔ تمام صفوف درست کرنے کے بعد پہاڑ کا ایک درہ باقی رہ گیا۔ جہاں سے اندیشہ تھا کہ دشمن لشکر اسلام کے عقب پر حملہ آور ہو جائے اس پر آپ نے پچاس تیر اندازوں کو جن کے سردار حضرت عبداللہ بن جبیر تھے مامور فرما کر تاکید کر دی کہ ہم خواہ کسی حالت میں ہوں تم
۲۱۲ ۔ جب کوئی شخص بدون حکم الہٰی کے نہیں مر سکتاخواہ کتنے ہی اسباب موت کے جمع ہوں اور ہر ایک کی موت وقت مقدر پر آنی ضرور ہے خواہ بیماری سے ہو یا قتل سے یا کسی اور سبب سے تو خدا پر توکل کرنے والوں کو اس سے گھبرانا نہیں چاہئے اور نہ کسی بڑے یا چھوٹے کی موت کو سن کر مایوس و بد دل ہو کر بیٹھ رہنا چاہئے۔

۲۱۳ ۔ یعنی اگر چاہیں { كَمَا قالَ عَجَّلْنَالہ فِيْهَامَانِشَاءُ لِمَنْ يُّرِيْدُ } (بنی اسرائیل رکوع ۲)

۲۱۴ ۔ یعنی اس کو آخرت میں یقیناً بدلہ ملے گا۔ اس آیت کے پہلے جملہ میں ان لوگوں پر تعرض ہے جنہوں نے مال غنیمت کی طمع میں عدول حکمی کی۔ اور دوسرے میں ان کا ذکر ہے جو برابر فرمانبرداری پر ثابت قدم رہے۔

۲۱۵ ۔ یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت قدم رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی ۔ لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے (کذا فی الموضح)

۲۱۶ ۔ یعنی تم سے پہلے بہت اللہ والوں نے نبیوں کے ساتھ ہو کر کفار سے جنگ کی ہے۔ جس میں بہت تکلیفیں اور سختیاں اٹھائیں لکین ان شدائد و مصائب سے نہ ان کے ارادوں میں سستی ہوئی نہ ہمت ہارے نہ کمزوری دکھائی۔ نہ دشمن کے سامنے دبے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ثابت قدم رہنے والوں سے خاص محبت کرتا ہے۔ یہ ان مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی اور
۲۱۷ ۔ یعنی مصائب و شدائد کے ہجوم میں نہ گھبراہٹ کی کو ئی بات کہی نہ مقابلہ سے ہٹ جانے اور دشمن کی اطاعت قبول کرنے کا ایک لفظ زبان سے نکالا۔ بولے تو یہ بولے کہ خداوندا! تو ہم سب کی تقصیرات اور زیادتیوں کو معاف فرما دے۔ ہمارے دلوں کو مضبوط و مستقل رکھ۔ تا ہمارا قدم جادۂ حق سے نہ لڑکھڑائے اور ہم کو کافروں کے مقابلہ میں
۲۱۸ ۔ یعنی دنیا میں ان کی فتح و ظفر کا سکہ بٹھا دیا وجاہت و قبول عطا کیا ور آخرت کا جو بہترین ثواب ملا اس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے دیکھو جو لوگ خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھیں اور نیک کام کریں ان سے خدا ایسی محبت کرتا ہے اور ایسا پھل دیتا ہے۔
۲۱۹ ۔ یعنی جنگ احد میں مسلمانوں کے دل ٹوٹے تو کافروں اور منافقوں نے موقع پایا۔ بعض الزام اور طعنے دینے لگے۔ بعض خیرخواہی کے پردہ میں سمجھانے لگے تا آئندہ لڑائی پر دلیری نہ کریں حق تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کے فریب مت کھاؤ۔ اگر خدا نہ کردہ ان کے چکموں میں آؤ گے تو جس ظلمت سے خدا نے نکالا ہے پھر الٹے پاؤں اسی
۲۲۰ ۔ لہذا اسی کا کہنا ماننا چاہئے اور اسی کی مدد پر بھروسہ رکھنا چاہئے جس کی مدد پر خدا ہو اس کو کیا حاجت ہے کہ دشمنان خدا کی مدد کا منتظر رہے یا ان کے سامنے گردن اطاعت خم کرے۔ حدیث میں ہے کہ احد سے واپسی کےوقت ابو سفیان نے "ہبل" کی جے پکاری اور کہا "لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم" آپ نے فرمایا جواب دو "اللہ مولانا ولا مولیٰ کم"۔
۲۲۱ ۔ یعنی یہ تو تمہار امتحان تھا۔ اب ہم کافروں کے دلوں میں ایسی ہیبت اور رعب ڈالدیں گے کہ وہ باوجود تمہارے زخمی اور کمزور ہونے اور نقصان اٹھانے کے تم پر پلٹ کر حملہ کرنے کی جرآت نہ کر سکیں۔ چنانچہ یہ ہی ہوا۔ ابو سفیان اپنی فوج لے کر بےنیل و نرام میدان سے بھاگا۔ راستہ میں ایک مرتبہ خیال بھی آیا کہ ایک تھکی ماندی زخم خوردہ
۲۲۲ ۔ نبی کریم نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اگر صبر و استقلال سے کام لو گے، حق تعالیٰ تم کو غالب کرے گا۔ چنانچہ خدا نے اپنا وعدہ ابتدائے جنگ میں سچا کر دکھایا، انہوں نے خدا کے حکم سے کفار کو مار مار کر ڈھیر کر دیا۔ سات یا نو آدمی جن کے ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا یکے بعد دیگرے دیا گیا تھا، سب وہیں کھیت ہوئے آخر بدحواس ہو کر بھاگے
۲۲۳ ۔ یعنی پیغمبر نے جو حکم تیر اندازوں کو دیا تھا اس کے خلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے کوئی کہتا تھا کہ ہم کو یہیں جمے رہنا چاہئے۔ اکثر نے کہا اب یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں چل کر غنیمت حاصل کرنی چاہئے آخر اکثر تیر انداز اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے۔ مشرکین نے اسی راستہ سےدفعۃً حملہ کر دیا۔ دوسری طرف حضور کے قتل
۲۲۴ ۔ یعنی بعضے لوگ دنیوی متاع (مال غنیمت) کی خوشی میں پھسل پڑے۔ جس کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑا۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے پہلے میں نے کبھی محسوس نہ کیا تھا کہ ہم میں کوئی آدمی دنیا کا طالب بھی ہے۔
۲۲۵ ۔ یعنی یا تو وہ تمہارے سامنے سے بھاگ رہے تھے، اب تم ان کے آگے بھاگنے لگے۔ تمہاری غلطی اور کوتاہی سے معاملہ الٹا اور اس میں بھی تمہاری آزمائش تھی۔ تا پکے اور کچے صاف ظاہر ہو جائیں۔

۲۲۶ ۔ یعنی جو غلطی ہوئی تھی خدا تعالیٰ اسے بالکل معاف کر چکا۔ اب کسی کو جائز نہیں کہ ان پر اس حرکت کی وجہ سے طعن و تشنیع کرے۔

۔ کہ ان کی کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے اور عتاب میں بھی لطف و شفقت کا پہلو ملحوظ رکھتا ہے۔ ۲۲۷

۲۲۸ ۔ یعنی تم بھاگ کر پہاڑوں اور جنگلوں کو چڑھے چلے جا رہے تھے اور گھبراہٹ میں پیچھے مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ اس وقت خدا کا پیغمبر بدستور اپنی جگہ کھڑا ہوا تم کو اس قبیح حرکت سے روکتا تھا۔ اور اپنی طرف بلا رہا تھا۔ مگر تم تشویش و اضطراب میں آواز کہاں سننے والے تھے، آخر جب کعب بن مالک چلائے تب لوگوں نے سنا
۲۲۹ ۔ یعنی تم نے رسول کا دل تنگ کیا اس کے بدلے تم پر تنگی آئی۔ غم کا بدلہ غم ملا۔ تا آگے کو یاد رکھو کہ ہر حالت میں رسول کے حکم پر چلنا چاہئے۔ خواہ کوئی نفع کی چیز مثلاً غنیمت وغیرہ ہاتھ سے جائے، یا کچھ بلا سامنے آئے۔ (تنبیہ) اکثر مفسرین نے { فَاَثَابَكُمْ غَمًّابِغَمٍّ } کے معنی یوں کئے ہیں کہ خدا نے تم کو غم پر غم دیا۔ یعنی ایک غم تو
۔ یعنی تمہارے احوال و نیتوں کو جانتا ہے اور اسی کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ ۲۳۰

۲۳۱ ۔ یعنی اس جنگ میں جن کو شہید ہونا تھا ہو چکے، اور جن کو لٹنا تھا لٹ گئے اور جو میدان میں باقی رہے ان میں سے مخلص مسلمانوں پر حق تعالیٰ نے ایک دم غنودگی طاری کر دی لوگ کھڑے کھڑے اونگھنے لگے حضرت طلحہ کے ہاتھ سے کئ مرتبہ تلوار چھوٹ کر زمین پر گری۔ یہ ایک حسی اثر اس باطنی سکون و اطمینان کا تھا جو ایسے
۲۳۲ ۔ یہ بزدل اور ڈرپوک منافقین ہیں جن کو نہ اسلام کی فکر تھی، نہ نبی کریم کی، محض اپنی جان بچانے کی فکر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ کہیں ابوسفیان کی فوج نے دوبارہ حملہ کر دیا تو ہمارا کیا حشر ہو گا۔ اس خوف و فکر میں اونگھ یا نیند کہاں؟
۲۳۳ ۔ یعنی وہ اللہ کے وعدے کہاں گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا قصہ ختم ہوا۔ اب پیغمبر اور مسلمان اپنے گھر واپس جانے والے نہیں۔ سب یہیں کام آئیں گے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا { بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُوْمِنُوْنَ اِلٰی اَھْلِیْھِمْ اَبَدًا } (فتح رکوع ۲)
۲۳۴ ۔ یعنی کچھ بھی ہمارا کام بنا رہے گا یا بالکل بگڑ چکا۔ یا یہ کہ ہم محمد کا ساتھ دینے والوں کے ہاتھ میں کچھ بھی فتح و ظفر آئی۔ یا یہ معنیٰ کہ اللہ نے جو چاہا سو کیا۔ ہمارا یاکسی کا کیا اختیار ؟ یہ تو الفاظ کے ظاہری معنی تھے، لیکن جو دل میں نیت تھی وہ آگے آتی ہے۔
۲۳۵ ۔ یعنی منافقین کا یہ قول { ھل لنا من الا مر من شیٔ کلمۃ حق ارید بھا الباطل } ہے۔ بیشک یہ صحیح ہے کہ تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں، سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہے بنائے یا بگاڑے، غالب کرے یا مغلوب، آفت بھیجے یا راحت، کامیاب کرے یا ناکام۔ ایک ہی واقعہ کو ایک قوم کے حق میں رحمت اور دوسری کے لئے نقمت بنا دے۔ سب اس
۲۳۶ ۔ اصل چور دل کا یہ تھا { ھَلْ لَنَامِنَ الْاَمْرِ مِن شَیءٍ } کہہ کر دل میں یہ مطلب لیتے تھے اور پکے مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر آپس میں بھی کہتے ہونگے کہ میاں شروع میں ہماری رائے نہ مانی۔ چند جوشیلے ناتجربہ کاروں کے کہنے پر مدینہ سے باہر لڑنے چلے گئے۔ آخر منہ کی کھائی اگر کچھ ہمارے اختیار میں ہوتا اور ہمارے مشورہ پر عمل کیا جاتا
۲۳۷ ۔ یعنی اس طعن و تشنیع یا حسرت و افسوس سےکچھ حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی جواجل، موت کی جگہ، سبب اور وقت لکھ دیا ہے کبھی ٹل نہیں سکتا۔ اگر تم گھروں میں گھسے بیٹھے رہتے اور فرض کرو تمہاری ہی رائےسنی جاتی تب بھی جن کی قسمت میں احد کے قریب جس جس پڑاؤ پر مارا جانا لکھا جا چکا تھا وہ کسی نہ کسی سبب سے
۲۳۸ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تو دلوں کے پوشیدہ بھید جانتا ہے، اس سے کسی کو ئی حالت پوشیدہ نہیں۔ مقصود یہ تھا کہ تم سب کو ایک آزمائش میں ڈالا جائے۔ تا جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے وہ باہر نکل پڑے، امتحان کی بھٹی میں کھرا کھوٹا الگ ہو جائے۔ مخلصین کامیابی کا صلہ پائیں اور ان کے قلوب آئندہ کے لئے وساوس اور کمزوریوں سے پاک و صاف ہوں۔
۲۳۹ ۔ مخلصین سے بھی بعض اوقات کوئی چھوٹا بڑا گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور جس طرح ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی ہے ایک گناہ کی نحوست سے شیطان کو موقع ملتا ہے کہ دوسری غلطیوں اور لغزشوں کی طرف آمادہ کرے۔ جنگ احد میں بھی جو مخلص مسلمان ہٹ گئے تھے، کسی پچھلے گناہ کی شامت سے شیطان نے بہکا کر ان
۲۴۰ ۔ یعنی تم ان کافر منافقوں کی طرح ایسے لغو خیالات کو زنہار دل میں جگہ نہ دینا کہ گھر میں بیٹھے رہتے تو نہ موت آتی نہ مارےجاتے۔

۲۴۱ ۔ چونکہ منافقین ظاہر میں مسلمان بنے ہوئے تھے اس لئے مسلمانوں کو اپنا بھائی کہا، یا اس لئے کہ نسبی طور پر وہ اور انصار مدینہ برادری کے بھائی بند تھے۔ اور چونکہ یہ بات خیر خواہی و ہمدردی کے پیرایہ میں کہتے تھے اس لئے لفظ اخوان سے تعبیر کیا گیا۔
۲۴۲ ۔ یعنی خواہ مخواہ باہر نکل کر مرے، ہمارے پاس اپنے گھر پڑے رہتے تو کیوں مرتے یا کیوں مارے جاتے، یہ کہنا اس غرض سےتھا کہ سننے والے مسلمانوں کے دل میں حسرت و افسوس پیدا ہو کہ واقعی بے سوچے سمجھے نکل کھڑے ہونے اور لڑائی کی آگ میں کود پڑنے کا یہ نتیجہ ہوا۔ گھر رہتے تو یہ مصیبت کیوں دیکھنی پڑتی۔ مگر مسلمان
۲۴۳ ۔ یعنی مارنا جلانا اللہ کا کام ہے۔ بہتیرے آدمی عمر بھر سفر کرتے لڑائیوں میں جاتے ہیں مگر موت گھر میں بستر پر آتی ہے اور کتنے ہی آدمی گھر کے کونے میں پڑے رہنے کے خوگر ہیں، لیکن اخیر میں خدا کوئی سبب کھڑا کر دیتا ہے کہ وہ باہر نکلیں اور وہیں مریں یا مارےجائیں۔ بندہ کی روک تھام سے یہ چیز ٹلنے اور بدلنے والی نہیں۔ حضرت
۲۴۴ ۔ کہ منافقین و کفار کس راستہ پرجا رہے ہیں اور مسلمان کہاں تک ان کے تشبہ اور پیروی سے علیحدہ رہتے ہیں۔ ہر ایک کو اس کی حالت کے مناسب بدلہ دے گا۔

۔ یعنی اسی کی راہ میں۔ ۲۴۵

۲۴۶ ۔ یعنی فرض کرو تم سفر یا جہاد میں نہ نکلے اور فی الحال موت سے بچ گئے مگر ضروری ہے کہ کبھی نہ کبھی مرو گے یا مارے جاؤ گے، پھر بہر حال خدا کے سامنے سب کو جمع ہونا ہے۔ اس وقت پتہ چل جائے گا کہ جو خوش قسمت اللہ کی راہ میں نیک کام کرتے ہوئے مرے یا مارے گئے تھے ان کو خدا تعالیٰ کی بخشش و مہربانی سے کیسا
۲۴۷ ۔ مسلمانوں کو ان کی کوتاہیوں پر متنبہ فرمانے اور معافی کا اعلان سنانے کے بعد نصیحت کی تھی کہ آئندہ اس مار آستین جماعت کی باتوں سے فریب مت کھانا۔ اس آیت میں ان کے عفو تقصیر کی تکمیل کی گئ ہے ۔ چونکہ جنگ احد میں سخت خوفناک غلطی اور زبردست کوتاہی مسلمانوں سے ہوئی تھی، شاید آپ کا دل خفا ہوا ہو گا اور چاہا ہو گا کہ
۲۴۸ ۔ پہلے آپ کو فرمایا تھا "بھروسہ کر اللہ پر" یہاں بتلایا کہ بھروسہ کے لائق ایسی ہی ذات ہو سکتی ہے جو سب سے زبردست اور غالب ہو سب مسلمانوں کو اس کی امداد پر توکل کرنا چاہیئے۔ گویا مسلمانوں کی تقصیر خود معاف کرنے اور اپنے پیغمبر سے معاف کرا دینے کے بعد ان کو نصیحت کی جاتی ہے کہ کسی کے کہنے سننے میں نہ آئیں، خالص

۲۴۹ ۔ اس سے غرض یا تو مسلمانوں کی پوری طرح خاطر جمع کرنا ہے تا یہ وسوسہ نہ لائیں کہ شائد حضرت نے ہم کو بظاہر معاف کر دیا اور دل میں خفا ہیں پھر کبھی خفگی نکالیں گے؟ یہ کام نبیوں کا نہیں کہ دل میں کچھ اور ظاہرمیں کچھ یا مسلمانوں کو سمجھانا ہے کہ حضرت کی عظمت اور عصمت و امانت کو پوری طرح مستحضر رکھیں، آپ کی
۲۵۰ ۔ یعنی جو پیغمبر ہر حال میں خدا کی مرضی کا تابع بلکہ دوسروں کو بھی اس کی مرضی کا تابع بنانا چاہتا ہے، کیا ان لوگوں کے ایسے کام کر سکتا ہے جو خدا کے غضب کے نیچے اور دوزخ کے مستحق ہیں؟ ممکن نہیں۔

۲۵۱ ۔ یعنی نبی اور سب خلقت برابر نہیں، طمع وغیرہ کے پست اور ذلیل کام نبیوں سے نہیں ہو سکتے۔ حق تعالیٰ سب کو جانتا ہے کہ کون کس درجہ کا ہے اور سب کے کام دیکھتا ہے کیا وہ ایسی پست طبیعت والوں کو منصب نبوت پر سرفراز فرمائے گا؟ العیاذ باللہ۔
۲۵۲ ۔ یعنی انہی کی جنس اور قوم کا ایک آدمی رسول بنا کر بھیجا جس کے پاس بیٹھنا بات چیت کرنا، زبان سمجھنا اور ہر قسم کے انوار و برکات کا استفادہ کرنا آسان ہے، اس کے احوال، اخلاق سوانح زندگی، امانت و دیانت خدا ترسی اور پاکبازی سے وہ خوب طرح واقف ہیں۔ اپنی ہی قوم اور کنبے کے آدمی سےجب معجزات ظاہر ہوتے دیکھتےہیں تو یقین
۲۵۳ ۔ اس مضمون کی آیت سورۂ بقرہ میں دو جگہ گذر چکی ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضور کی چار شانیں بیان کی گئیں۔
(۱) تلاوت آیات:
(اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا) جن کے ظاہری معنی وہ لوگ اہل زبان ہونے کی وجہ سے سمجھ لیتےتھے اور اس پر عمل
۲۵۴ ۔ پہلے سے احد کا قصہ چلا آتا تھا، درمیان میں جو کوتاہی ہوئی تھی اس کے عفو کا ذکر ہوا اور اسی کی مناسبت سے نبی کریم کے اخلاق و حقوق یاد دلائے گئے۔ اب پھر احد کے قصہ کی طرف عود کیا جاتا ہے یعنی جنگ احد میں جو تکلیف اور نقصان اٹھانا پڑا کیا اس پر تم تعجب سے کہتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں آ گئی، ہم تو مسلمان مجاہد تھے جو
۲۵۵ ۔ اگر غور کرو تو تم خود ہی اس مصیبت کا سبب بنے ہو۔ تم نے جوش میں آ کر پیغمبر کی اور بہت سے تجربہ کاروں کی رائے قبول نہ کی اپنی پسند اور اختیار سے مدینہ کے باہر محاذ جنگ قائم کیا۔ پھر باوجود نہی شدید تیر اندازوں نے اہم مورچہ چھوڑ کر مرکز خالی کر دیا۔ اور ایک سال پہلے جب اُساریٰ بدر کے متعلق تم کو اختیار دیا گیا تھا

۲۵۶ ۔ جس کو جب چاہے غالب اور جب چاہے مغلوب کر دے۔ مغلوب کرنا اس لئے نہیں کہ وہ اس وقت غالب کرنے پر قادر نہ تھا، بلکہ اس لئے ہے کہ تمہارے کسب و اختیار سے صورت حال ایسی پیدا ہو گئی کہ کلی غلبہ عطا کرنے میں مصلحت نہ تھی بہرحال جو کچھ ہوا اس کے حکم و مشیت سے ہوا جس کا سبب تم تھے اور حکمت یہ تھی ایک طرف ہر
۲۵۷ ۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر واپس جانے لگا اس وقت کہا گیا تھا کہ عین موقع پر کہاں بھاگتے ہو، آؤ اگر دعویٰ اسلام میں سچے ہو تو اللہ کی راہ میں لڑو۔ ورنہ کم از کم دشمن کو دفع کرنے میں حصہ لو یعنی مجمع میں شریک رہو تاکہ کثرت تعداد کا اثر دشمن پر پڑے یا یہ کہ خدا کی راہ
۲۵۸ ۔ یعنی لڑائی ہوتی نظر نہیں آتی خوامخواہ کا ڈھونگ ہے اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ واقعی لڑائی ہونے والی ہے تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے جب لڑائی دیکھیں گے شامل ہو جائیں گے یا یہ مطلب تھا کہ کوئی ڈھنگ کا مقابلہ ہوتا تو ہم ساتھ رہتے۔ بھلا یہ کوئی مقابلہ ہے کہ ایک طرف تین ہزار کا لشکر اور دوسری طرف صرف ایک ہزار بے سروسامان
۲۵۹ ۔ منافقین دل سے کافر اور زبان سے ایمان کا اظہار کرتے تھے اور اسی زبانی اسلام کی بناء پر مسلمانوں میں ملے جلے رہتے تھے اس روز عین موقع پر پیغمبر اور مسلمانوں کو چھوڑکر چلے جانے اور جھوٹے حیلے تراشنے سے اچھی طرح نفاق کی قلعی کھل گئی۔ اب ظاہر میں بھی بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہوگئے اور اپنے فعل سے
۲۶۰ ۔ یعنی زبان سے { لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ } کہتے ہیں اور جو دل میں ہے صاف نہیں کہتے۔ دل میں یہ تھا کہ اچھا ہے مسلمان مغلوب و ذلیل ہوں اور ہم خوشی سے بغلیں بجائیں۔

۲۶۱ ۔ یعنی خود نامرد بن کر بیٹھ رہے اور اپنی برادری کے بھائیوں (انصار مدینہ) کو کہتے ہیں کہ ہماری بات مان کر گھر میں بیٹھے رہتے تو مارے نہ جاتے۔

۲۶۲ ۔ یعنی اگر گھر میں بیٹھ رہنے سے جان بچ سکتی ہے تو دیکھیں موت کو گھر میں کس طرح نہ آنے دیں گے۔ اگر یہاں رہ کر بھی موت پیچھا نہیں چھوڑتی تو پھر بہادروں کی طرح میدان میں عزت کی موت کیوں نہ مریں۔

۲۶۳ ۔ یعنی گھر میں بیٹھے رہنے سے موت تو رک نہیں سکتی، ہاں آدمی اس موت سے محروم رہتا ہے جس کو موت کے بجائے حیات جاودانی کہنا چاہئے۔ شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص طرح کی زندگی ملتی ہے جو اور مُردوں کو نہیں ملتی، ان کو حق تعالیٰ کا ممتاز قرب حاصل ہوتا ہے۔ بڑے عالی درجات و مقامات پر فائز ہوتے ہیں جنت کا رزق

۲۶۴ ۔ ابوسفیان جب احد سےمکہ کو واپس گیا تو راستہ میں خیال آیا کہ ہم نے بڑی غلطی کی، ہزیمت یافتہ اور زخم خوردہ مسلمانوں کو یونہی چھوڑ کر چلے آئے، مشورے ہونے لگے کہ پھر مدینہ واپس چل کر ان کا قصہ تمام کر دیں آپ کو خبر ہوئی تو اعلان فرما دیا کہ جو لوگ کل ہمارے ساتھ لڑائی میں حاضر تھے آج دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے تیار

۲۶۵ ۔ یعنی اللہ کا فضل دیکھو، نہ کچھ لڑائی کرنی پڑی نہ کانٹا چبھا، مفت میں ثواب کمایا تجارت میں نفع حاصل کر کے اور دشمنوں پر دھاک بٹھلا کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی لئے ہوئے صحیح سلامت گھر واپس آ گئے۔ (تنبیہ) "بدر صغری" کی طرح "غزوہ حمراء الاسد" میں بھی ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ سامان کی خریدو فروخت ہوئی تھی اور مسلمانوں نے

۲۶۶ ۔ یعنی جو ادھر سے آ کر مرعوب کن خبریں پھیلاتا ہے وہ شیطان ہے یا شیطان کے اغواء سے ایسا کر رہا ہے جس کی غرض یہ ہے کہ اپنے چیلے چانٹوں اور بھائی بندوں کا رعب تم پربٹھلا کر خوفزدہ کر دے، سو تم اگر ایمان رکھتے وہ (اور ضرور رکھتے ہو جس کا ثبوت عملًا دے چکے) تو ان شیطانوں سے اصلًا مت ڈرو صرف مجھ سے ڈرتے رہو

۲۶۷ ۔ یعنی شیطان کی دھمکیوں سے مومن نہیں ڈرتے، ہاں منافق اس کی باتیں سن کر کفر کی طرف دوڑتے ہیں آپ ان ملعون منافقوں کی حرکات سے کچھ غمگین اور فکرمند نہ ہوں، یہ اللہ کے دین اور اس کے پیغمبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ ان کا حد سے زیادہ نفاق و شقاق پتہ دے رہا ہے کہ حق تعالیٰ انہیں انجام کار حقیقی

۲۶۸ ۔ یعنی جنہوں نے ایمانی فطرت کو بدل کر کفر اختیار کیا خوا وہ یہود و نصاریٰ ہوں یا مشرکین، یا منافقین، یا کوئی اور وہ سب مل کر بھی اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، ہاں اپنے پاؤں پر خود اپنے ہاتھ سے کلہاڑی ما رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ دردناک عذاب کی صورت میں بھگتنا پڑے گا۔

۲۶۹ ۔ یعنی ممکن ہے کافروں کو اپنی لمبی عمریں، خوشحالی اور دولت و ثروت وغیرہ کی فراوانی دیکھ کر خیال گزرے کہ ایسے مغضوب و مطرود ہوتے تو ہم کو اتنی فراخی اور مہلت کیوں دی جاتی اور ایسی بھلی حالت میں کیوں رکھے جاتے؟ سو واضح رہے کہ یہ مہلت دینا ان کے حق میں کچھ بھلی بات نہیں، مہلت دینے کا نتیجہ تو یہ ہی ہو گا کہ جن کو

۲۷۰ ۔ یعنی جس طرح خوشحالی اور مہلت دینا کفار کے حق میں مقبولیت کی دلیل نہیں، اسی طرح اگر مخلص مسلمانوں کو مصائب اور ناخوشگوار حوادث پیش آئیں (جیسے جنگ احد میں آئے) یہ اس کی دلیل نہیں کہ وہ اللہ کے مغضوب ہیں، بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس گول مول حالت پر چھوڑنا نہیں چاہتا جس پر اب تک رہے ہیں۔ یعنی بہت

۲۷۱ ۔ یعنی خدا کا جو خاص معاملہ پیغمبروں سے ہے، اور پاک و ناپاک کو جدا کرنے کی نسبت جو عام عادت حق تعالیٰ کی رہی ہے اس میں زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں، تمہارا کام یہ ہے کہ اللہ و رسول کی باتوں پر یقین رکھو اور تقویٰ و پرہیزگاری پر قائم رہو۔ یہ کر لیا تو سب کچھ کما لیا۔

۲۷۲ ۔ ابتدائے سورت کا بڑا حصہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے متعلق تھا۔ درمیان میں خاص مناسبات وجوہ کی بنا پر غزوہ احد کی تفصیلات آ گئیں۔ انہیں بقدر کفایت تمام کر کے یہاں سے پھر اہل کتاب کی شنائع بیان کی جاتی ہیں۔ چونکہ ان میں سے یہود کا معاملہ بہت مضرت رساں اور تکلیف دہ تھا، منافقین بھی اکثر ان ہی میں کے تھے اور اوپر کی آیت

۲۷۳ ۔ یعنی آخر تم مر جاؤ گے اور سب مال اسی کا ہو رہے گا جس کا حقیقت میں پہلے سے تھا انسان اپنے اختیار سے دے تو ثواب پائے۔

۲۷۴ ۔ یعنی بخل یا سخاوت جو کچھ کرو گے اور جیسی نیت سے کرو گے خدا تعالیٰ سب کی خبر رکھتا ہے اسی کے موافق بدلہ دے گا۔

۲۷۵ ۔ یعنی محض اتنا ہی نہیں کہ یہود انتہائی بخل کی وجہ سے پیسہ خرچ کرنا نہیں جانتے بلکہ جب خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم سنتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی جناب میں گستاخانہ کلمات بکنے سے بھی نہیں شرماتے۔ چنانچہ جب آیت { مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللہَ قَرْضًا حَسَنًا } نازل ہوئی۔ کہنے لگے اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے۔ تو اللہ

۲۷۶ ۔ یعنی عام ضابطہ کے موافق یہ ملعون اور ناپاک اقوال تمہارے دفتر سئیات میں درج کرائے دیتے ہیں۔ جہاں تمہاری قوم کے دوسرے ملعون اور ناپاک افعال درج ہیں مثلًا معصوم نبیوں کا ناحق خون بہانا کیونکہ جس طرح یہ نالائق جملہ ایک نمونہ ہے تمہاری خدا شناسی کا، وہ نالائق کام نمونہ ہے تمہاری تعظیم انبیاء کا، جب یہ پوری مسل پیش ہو گی اس

۲۷۷ ۔ یعنی جو کمایا تھا سامنے آیا ۔ خدا کے یہاں ذرہ برابر ظلم نہیں۔ { اِنَّ اللہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ } (نساء رکوع ۶) اگر بفرض محال ظلم کرنا خدا کی صفت ہوتی تو اس کی دوسری صفات کی طرح وہ بھی کامل ہی ہوتی۔ اس لئے اگر معاذ اللہ خدا کو ظالم فرض کیا جائے تو پھر "ظالم" کیا "ظلام" ہی کہنا پڑے گا۔ اس کا یک رتی ظلم بھی پہاڑوں سے کم نہیں ہو

۲۷۸ ۔ بعضے رسولوں سے یہ معجزہ ظاہر ہوا تھا کہ قربانی یا کوئی چیز اللہ نام کی نیاز کی، تو آسمان سے آگ آ کر اس کو کھا گئ، یہ علامت تھی اس کے قبول ہونے کی چنانچہ موجودہ "بائبل" میں بھی حضرت سلمیان کے متعلق ایسا واقعہ مذکور ہے۔ اب یہود بہانہ پکڑتے تھے کہ ہم کو یہ حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ نہ دیکھیں اس پر یقین نہ لاویں اور یہ

۲۷۹ ۔ یعنی اگر واقعی اپنے دعوے میں سچے ہو اور اسی خاص معجزہ کے دکھلانے پر تمہار ایمان لانا موقوف ہے تو پہلے ایسے نبیوں کو تم نے کیوں قتل کیا جو اپنی صداقت کی کھلی نشانیوں کے ساتھ خاص یہ معجزہ بھی لے کر آئے تھے تمہارے اسلاف کا یہ فعل جس پر تم بھی آج تک راضی ہو کیا اس کی دلیل نہیں کہ یہ سب تمہاری حیلہ سازی اور

۲۸۰ ۔ آپ کو تسلی دی جاتی ہے کہ ان ملعونوں کی کج بحثی اور ہٹ دھرمی سےملول و دلگیر نہ ہوں اور نہ دوسرے مکذبین کی پروا کریں۔ آپ سے پہلے کتنے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں جو صاف نشانیاں (معجزات) چھوٹے صحیفے اور بڑی روشن کتابیں لے کر آئے تھے۔ انبیائے صادقین کی تکذیب، معاندین کی قدیم عادت رہی ہے آپ کو کچھ انوکھی

۲۸۱ ۔ یعنی موت کا مزہ سب کو چکھنا ہے، اس کے بعد قیامت کے دن ہر جھوٹے سچے اور مصدق و مکذب کو اپنے کئے کا پورا بدلہ مل رہے گا "پورے" کا یہ مطلب کہ کچھ تھوڑا سا ممکن ہے قیامت سے پہلے ہی مل جائے۔ مثلاً دنیا میں یا قبر میں۔
۲۸۲ ۔ یعنی دنیا کی عارضی بہار اور ظاہری ٹیپ ٹاپ بہت دھوکہ میں ڈالنے والی چیز ہے جس پر مفتون ہو کر اکثر بےوقوف آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ انسان کی اصلی کامیابی یہ ہے کہ یہاں رہ کر انجام کو سوچے اور وہ کام کرے جو عذاب الہٰی سے بچانے والا اور جنت تک پہنچانے والا ہو۔ (تنبیہ) آیت میں ان بعض متصوفین کا بھی رد ہو
۲۸۳ ۔ یہ خطاب مسلمانوں کو ہے کہ آئندہ بھی جان و مال میں تمہاری آزمائش ہو گی اور ہر قسم کی قربانیاں کرنی پڑیں گی قتل کیا جانا، زخمی ہونا، قیدو بند کی تکلیف اٹھانا، بیمار پڑنا، اموال کا تلف ہونا، اقارب کا چھوٹنا اس طرح کی سختیاں پیش آئیں گی، نیز اہل کتاب اور مشرکین کی زبانوں سے بہت جگر خراش اور دل آزار باتیں سننا پڑیں گی، ان سب
۲۸۴ ۔ یعنی علمائے اہل کتاب سےعہد لیا گیا تھا کہ جو احکام و بشارت کتاب اللہ میں ہیں انہیں صاف صاف لوگوں کےسامنے بیان کریں گے اور کوئی بات نہیں چھپائیں گے نہ ہیر پھیر کر کے ان کے معنی بدلیں گے، مگر انہوں نے ذرہ برابر پروا نہ کی اور دنیا کے تھوڑے سے نفع کی خاطر سب عہد و پیمان توڑ کر احکام شریعت بدل ڈالے، آیات اللہ میں
۲۸۵ ۔ یہود مسئلے غلط بتاتے، رشوتیں کھاتے اور پیغمبر کی صفات و بشارات جان بوجھ کر چھپاتے تھے پھر خوش ہوتے کہ ہماری چالاکیوں کو کوئی پکڑ نہیں سکتا اور امید رکھتے کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ بڑے عالم اور دیندار حق پرست ہیں دوسری طرف منافقین کا حال بھی ان کے مشابہ تھا۔ جب جہاد کا موقع آتا گھر میں چھپ کر بیٹھ رہتے اور
۲۸۶ ۔ جب آسمان و زمین میں اسی کی سلطنت ہے تو مجرم بھاگ کر پناہ کہاں لے سکتا ہے اور جو ہر چیز پر قادر ہے اس کے نفوذ و اختیار سے کون باہر ہو سکتا ہے۔

۲۸۷ ۔ یعنی عقلمند آدمی جب آسمان و زمین کی پیدائش اور ان کے عجیب و غریب احوال و روابط اور دن رات کے مضبوط و محکم نظام میں غور کر تا ہے تو اس کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا مرتب و منظم سلسلہ ضرور کسی ایک مختار کل اور قادر مطلق فرمانروا کے ہاتھ میں ہے جس نے اپنی عظیم قدرت و اختیار سے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کی حد
۲۸۸ ۔ یعنی کسی حال خدا سے غافل نہیں ہوتے اس کی یاد ہمہ وقت ان کے دل میں اور زبان پر جاری رہتی ہے جیسے حدیث میں رسول اللہ کی نسبت عائشہ صدیقہ نے فرمایا { کان یذکر اللہ علیٰ کل احیانہ } نماز بھی خدا کی بہت بڑی یاد ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ جو کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے بیٹھ کر اور جو بیٹھ نہ سکے لیٹ کر پڑھ لے بعض روایات
۲۸۹ ۔ یعنی ذکر و فکر کے بعد کہتے ہیں کہ خداوندا! یہ عظیم الشان کارخانہ آپ نے بیکار پیدا نہیں کیا جس کا کوئی مقصدنہ ہو، یقیناً ان عجیب و غریب حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم و جلیل نتیجہ پر منتہی ہونا چاہئے۔ گویا یہاں سے ان کا ذہن تصور آخرت کی طرف منتقل ہو گیا جو فی الحقیقت دنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے اسی لئے
۲۹۰ ۔ جو شخص جتنی دیر دوزخ میں رہے گا اسی قدر رسوائی سمجھو۔ اس قاعدہ سے دائمی رسوائی صرف کفار کے لئے ہے ۔ جن آیات میں عامۂ مومنین سے خزی (رسوائی) کی نفی کی گئ ہے وہاں یہ ہی معنی سمجھنے چاہئیں۔

۲۹۱ ۔ یعنی جس کو خدا دوزخ میں ڈالنا چاہے کوئی حمایت کر کے بچا نہیں سکتا۔ ہاں جن کو ابتداء میں یا آخر میں چھوڑنا اور معاف کر دینا ہی منظور ہو گا (جیسے عصاۃ مومنین) ان کے لئے شفعاء کو اجازت دی جائے گی کہ سفارش کر کے بخشوائیں۔ وہ اس کے مخالف نہیں بلکہ آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔
۔ یعنی نبی کریم جنہوں نے بڑی اونچی آواز سے دنیا کو پکارا۔ یا قرآن کریم جس کی آواز گھر گھر پہنچ گئ۔ ۲۹۲

۔ پہلے ایمان عقلی کا ذکر تھا، یہ ایمان سمعی ہوا جس میں ایمان بالرسول اور ایمان بالقرآن بھی درج ہو گیا۔ ۲۹۳

۲۹۴ ۔ یعنی ہمارے بڑے بڑے گناہ بخش دے اور چھوٹی موٹی برائیوں پر پردہ ڈال دے اور جب اٹھانا ہو نیک بندوں کے زمرہ میں شامل کر کے دنیا سے اٹھا لے۔

۲۹۵ ۔ یعنی پیغمبروں کی زبانی، ان کی تصدیق کرنے پر جو وعدے آپ نے کئے ہیں (مثلاً دنیا میں آخر کار اعداء اللہ پر غالب و منصور کرنا اور آخرت میں جنت و رضوان سے سرفراز فرمانا) ان سے ہم کو اس طرح بہرہ اندوز کیجئے کہ قیامت کے دن ہماری کسی قسم کی ادنیٰ سے ادنیٰ رسوائی بھی نہ ہو۔
۲۹۶ ۔ یعنی آپ کے ہاں تو وعدہ خلافی کا احتمال نہیں، ہم میں احتمال ہے کہ مبادا ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں جو آپ کے وعدوں سے مستفید نہ ہو سکیں ۔ اس لئے درخواست ہے کہ ہم کو ان اعمال پر مستقیم رہنے کی توفیق دیجئے جن کی آپ کے وعدوں سے متمتع ہونے کے لئے ضرورت ہے۔
۲۹۷ ۔ یعنی مرد ہو یا عورت ہمارے ہاں کسی کی محنت ضائع نہیں جاتی۔ جو کام کر ے گا اس کا پھل پائے گا۔ یہاں عمل شرط ہے۔ نیک عمل کر کے ایک عورت بھی اپنی استعداد کے موافق آخرت کے وہ درجات حاصل کر سکتی ہے جو مرد حاصل کر سکتے ہیں۔ جب تم مرد و عورت ایک نوع انسانی کے افراد ہو ایک آدم سے پیدا ہوئے ہو۔ ایک رشتہ اسلامی
۲۹۸ ۔ یعنی جب کسی عمل کرنے والے کا چھوٹا موٹا عمل بھی ضائع نہیں ہوتا پھر ان مردان خدا کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جنہوں نے کفر و عصیان چھوڑنے کے ساتھ دارالکفر بھی چھوڑ دیا، وطن، خویش و اقارب، اہل و عیال اور مال و منال سب کو خیر باد کہہ کر دارالاسلام کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ کفار نے ان پر وہ ظلم و ستم توڑے کہ گھروں میں ٹھہرنا

۲۹۹ ۔ یعنی اچھا بدلہ تو خدا ہی کے پاس ہے اور کہیں سے نہیں مل سکتا ۔ یا یہ مطلب ہو کہ اس بدلہ سے بھی اچھا بدلہ خدا کے پاس ہے۔ یعنی اس کا دیدار مبارک۔ رزقنا اللہ وسائرالمومنین۔

۳۰۰ ۔ یعنی کفار جو ادھر ادھر تجارت وغیرہ کر کے دولت کماتے اور اکڑتے پھرتے ہیں مسلمان کو چاہئے کہ ان سے دھوکہ نہ کھائے۔ یہ محض چند روز کی بہار ہے۔ اگر ایک شخص کو چار دن پلاؤ قورمے کھلانے کے بعد پھانسی یا حبس دوام کی سزا دی جائے تو وہ کیا خوش عیش ہوا۔ خوش عیش وہ ہے جو تھوڑی سے محنت اور تکلیف اٹھا کر ہمیشہ ۔ اب اس عیش و کامیابی کا اس چند روزہ بہار سے مقابلہ کرو کہ یہ بہتر ہے یا وہ؟ ۳۰۱

۳۰۲ ۔ مہمان اس لئے کہا کہ مہمان کو اپنے کھانے پینے کی کچھ فکر کرنی نہیں پڑتی عزت و آرام سے بیٹھے بٹھائے ہر چیز تیار ملتی ہے۔

۳۰۳ ۔ اوپر عام متقین کا حال بیان ہوا تھا۔ اب اہل کتاب میں جو متقی ہوں ان کا خصوصیت سے ذکر فرماتے ہیں۔ یعنی جو اہل کتاب اللہ پر ٹھیک ٹھیک ایمان لائے، قرآن کو مانا اور چونکہ قرآن تورات و انجیل کی تصدیق کرتا ہے ان کو بھی مانا، مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا پرست احبار مانتے تھے کہ تھوڑے سے دنیوی فائدہ کی خاطر آیات اللہ کو چھپا لیا یا
۳۰۴ ۔ یعنی حساب کا دن کچھ دور نہیں، جلد آنے والا ہے اور جب حساب شروع ہو گا تمام دنیا کا پائی پائی حساب بہت جلد بے باق کر دیا جائے گا۔

۳۰۵ ۔ خاتمہ پر مسلمانوں کو ایک نہایت جامع و مانع نصیحت فرما دی جو گویا ساری سورت کا ماحصل ہے یعنی اگر کامیاب ہونا اور دنیا آخرت میں مراد کو پہنچنا چاہتے ہو تو سختیاں اٹھا کر بھی طاعت پر جمے رہو معصیت سے رکو دشمن کے مقابلہ میں مضبوطی اور ثابت قدمی دکھلاؤ اسلام اور حدود اسلام کی حفاظت میں لگے رہو جہاں سے دشمن
۱ ۔ یعنی حضرت آدم سے اول تو حضرت حوا کو ان کی بائیں پسلی سے نکالا پھر ان دونوں سے تمام مرد اور عورتوں کو پیدا کیا اور دنیا میں پھیلایا تو حقیقت میں تمام آدمی ایک جان اور ایک شخص سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے مطلب یہ ہے کہ جب تم سب کو عدم سے وجود میں لانے والا اور پھر تم کو باقی اور قائم رکھنے والا وہی ہے تو اس سے ڈرنا اور
۲ ۔ خالق اور رب یعنی موجد اور مبقی ہونے کے علاوہ اللہ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کے وجوب کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ تم اس کا واسطہ دے کر آپس میں ایک دوسرے سے اپنے حقوق اور فوائد طلب کرتے ہو اور آپس میں اس کی قسمیں دیتے ہو اور ان پر اطمینان حاصل کرتے کراتے ہو یعنی اپنے باہمی معاملات اور حاجات عارضہ میں بھی اسی کا
۳ ۔ یعنی تمہارےتمام احوال و اعمال سے واقف ہے اس کے حکم کی متابعت کرو گے تو ثواب پاؤ گے ورنہ مستحق عذاب ہو گے اور تمہارے تعلقات ارحام اور ان کے مراتب اور ہر ایک کے مناسب اس کے حقوق کو بھی خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق جو تم کو حکم دے اس کو حق سمجھو اور اس پر عمل کرو۔
۴ ۔ یعنی یتیم بچے جن کا کہ باپ مر گیا ہو ان کے متعلق ان کے ولی اور سرپرست کو یہ حکم ہے کہ جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان کا مال ان کے سپرد کر دے اور زمانہ تولیت میں یتیموں کی کسی اچھی چیز کو لے کر اس کے معاوضہ میں بری اور گھٹیا چیز ان کے مال میں شامل نہ کر دے اور ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاوے مثلاً ولی کو
۵ ۔ احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ یتیم لڑکیاں جو اپنے ولی کی تربیت میں ہوتی تھیں اور وہ لڑکی اس ولی کے مال اور باغ میں بوجہ قرابت باہمی شریک ہوتی تو اب دو صورتیں پیش آتیں کبھی تو یہ ہوتا کہ ولی کو اس کا جمال اور مال دونوں مرغوب ہوتے تو وہ ولی اس سے تھوڑے سے مہر پر نکاح کر لیتا کیونکہ دوسرا شخص اس کی لڑکی کا حق
۶ ۔ یعنی اگر تم کو اس کا ڈر ہو کہ کئ عورتوں میں انصاف اور مساوات کے مطابق معاملہ نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی نکاح پر قناعت کرو یا صرف لونڈیوں پر ایک ہو یا زیادہ بس کرو یا چاہو تو ایک منکوحہ کے کے ساتھ ایک یا چند لونڈیوں کو جمع کر لو۔
۷ ۔ یعنی صرف ایک عورت سے نکاح کرنے میں یا فقط اپنی لونڈی یا اپنی لونڈیوں پر قناعت کرنے میں یا ایک نکاح کے ساتھ ایک لونڈی یا چند لونڈیوں کو جمع کرنے میں اس بات کی توقع ہے کہ تم بےانصافی اور خلاف عدل سے محفوظ رہو کیونکہ زوجات کے جو حقوق ہیں وہ اپنی مملوکہ لونڈی کے نہیں کہ ان میں عدل نہ ہونے سے تم پر مواخذہ ہو، نہ ان کے
۸ ۔ یعنی جن عورتوں سے نکاح کرو ان کے مہر خوشدلی اور رغبت کے ساتھ خود ادا کر دو ان کا کوئی حامی اور تم سے تقاضا کر کے وصول کرنے والا ہو یا نہ ہو۔ ایسا کرو تو پھر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج ہی نہیں حرج تو جب ہے کہ مہر دینے میں یا ان کے کسی حق کے ادا کرنے میں روگردانی ہو۔
۹ ۔ یعنی اگر عورت اپنی خوشی سے مہر میں سے کوئی مقدار زوج کو معاف کر دے یا لے کر پھر زوج کو ہبہ کر دے تو اس میں کچھ حرج نہیں زوج اس کو خوشی سےکھا لے جو کھانا لذیذ ہو اور طبیعت اس کو رغبت کے ساتھ قبول کر لے اس کو ہنی کہتے ہیں اور جو کھانا ہضم ہو کر بخوبی جزو بدن اور موجب صحت و قوت ہو وہ مری ہے۔
۱۰ ۔ یعنی بےسمجھ لڑکوں کے ہاتھ میں ان کا وہ مال مت دے دو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے لئے سامان معیشت بنایا ہے بلکہ اس کی پوری حفاظت رکھو اور اندیشہ ہلاکت سے بچاؤ اور جب تک ان کو نفع نقصان کا ہوش نہ آئے اس وقت تک ان کو اس میں کھلاؤ پہناؤ اور تسلی کرتے رہو کہ یہ سب مال تمہارا ہی ہے ہم تو تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں

۱۱ ۔ یعنی یتیموں کو سدھاتے اور آزماتے رہو بلوغ کے وقت تک پھر بلوغ کے بعد اگر ان میں اپنے نفع نقصان کی سمجھ اور حفاظت و انتظام مال کا سلیقہ پاؤ تو ان کا مال ان کے حوالہ کر دو۔ یتیموں کے سدھانے اور آزمانے کی عمدہ صورت یہی ہے کہ کم قیمت معمولی چیزوں کی ان سے خریدوفروخت کرائی جائے اور اس کا طریقہ ان کو بتایا جائے اس سے
۱۲ ۔ یعنی یتیم کے مال کو ضرورت سے زیادہ صرف کرنا منع ہے مثلًا ایک پیسہ کی جگہ دو پیسے صرف کر دو اور یہ بھی منع ہے کہ اس بات سے گھبرا کر کہ یتیم بڑے ہو کر اپنا مال ہم سے لے لیں گے خرچ کرنے میں جلدی کرنے لگو خلاصہ یہ ہوا کہ یتیم کے مال کو بقدر ضرورت اور بر وقت ضرورت صرف کرنا چاہئے۔
۱۳ ۔ یعنی یتیم کا مال ولی اپنے خرچ میں نہ لائے اور اگر یتیم کی پرورش کرنے والا محتاج ہو تو البتہ اپنی خدمت کرنے کے موافق یتیم کے مال میں سے در ماہہ لے لیوے۔ مگر غنی کو کچھ لینا ہر گز جائز نہیں۔

۱۴ ۔ جب کسی بچہ کا باپ مر جائے تو چاہئے کہ چند مسلمانوں کے رو برو یتیم کا مال لکھ کر امانتدار کو سونپ دیں جب یتیم بالغ ہوشیار ہو جائے تو اس تحریر کے موافق اس کا مال اس کے حوالہ کر دیں اور جو کچھ خرچ ہوا ہو وہ اس کو سمجھا دیں اور جو کچھ یتیم کے حوالے کیا جائے شاہدوں کو دکھلا کر حوالہ کریں۔ شاید کسی وقت اختلاف ہو تو
۱۵ ۔ حضرت پیغمبر کے زمانہ سے پہلے یہ رسم تھی کہ بیٹیوں کو چھوٹی ہوں یا بڑی میراث نہیں دیتے تھے اور بیٹے جو نابالغ ہوتے تھے ان کو بھی میراث نہیں ملتی تھی صرف مردوں کو جو بڑے اور دشمنوں سے مقاتلہ کے کام کے ہوتے تھے وہ وارث سمجھے جاتے تھے جس کی وجہ سے یتیم بچوں کو میراث سےکچھ بھی نہ ملتا تھا ان کے بارہ میں
۱۶ ۔ یعنی تقسیم میراث کے وقت برادری اور کنبہ کے لوگ جمع ہوں تو جو رشتہ دار ایسے ہوں جن کو میراث میں حصہ نہیں پہنچتا یا جو یتیم اور محتاج ہوں ان کو کچھ کھلا کر رخصت کر دیا کوئی چیز ترکہ میں سے حسب موقع ان کو بھی دے دو کہ یہ سلوک کرنا مستحب ہے اور اگر مال میراث میں سے کھلانے یا کچھ دینے کا موقع نہ ہو مثلًا وہ یتیموں کا
۱۷ ۔ یہ ارشاد اصل میں تو یتیم کے ولی اور وصی کے لئے ہے درجہ بدرجہ اوروں کو بھی اس کا خیال رہے مطلب یہ ہے کہ اپنے مرنے کے بعد جیسا ہر کوئی اس بات سے ڈرتا ہے کہ میری اولاد کے ساتھ سختی اور برائی سے معاملہ کیا جائے ایسا ہی تم کو بھی چاہئےکہ یتیم کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو اپنے بعد اپنی اولاد کے ساتھ پسند کرتے ہو اور اللہ
۱۸ ۔ آیات متعددہ سابقہ میں یتیموں کے مال کے متعلق مختلف طرح سے احتیاط کرنے کا حکم تھا اور ان کے مال میں خیانت کو بڑا گناہ بتایا گیا ہے اب اخیر میں مال یتیم میں خیانت کرنے پر وعید شدید بیان فرما کر اس حکم کو خوب موکد کر دیا کہ جو کوئی یتیم کا مال بلا استحقاق کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہے یعنی اس کھانے کا انجام ہو
۱۹ ۔ اوپر اقارب میت کے وارث ہونے کا ذکر ہوا تھا اور ان کے حصوں کے تقرر اور تعین کی طرف اجمالی اشارہ فرما دیا تھا اب اقارب اور ان کے حصوں کی تفصیل بتلائی جاتی ہے اور اس سے پہلے سے یتیموں کے حق میں تشدد اور تاکیدات کا ذکر چلا آ رہا تھا جس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئ کہ اقارب میت میں اگر کوئی یتیم ہو تو اس کا حصہ دینے
۲۰ ۔ یعنی اور اگر کسی میت نے اولاد میں صرف عورتیں یعنی بیٹیاں ہی چھوڑیں بیٹا نہیں چھوڑا تو وہ اگر دو سے زیادہ ہوں تب بھی ان کو دو تہائی ملے گا اور اگر صرف ایک ہی بیٹی چھوڑی تو اس کو میت کے ترکہ کا نصف ملے گا۔ جاننا چاہئے کہ { لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ } کے ذیل میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایک بیٹی کو ایک بیٹے کے ساتھ ایک ثلث ملے گا
۲۱ ۔ اب ماں باپ کی میراث کی تین صورتیں بیان فرماتے ہیں صورت اول کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد ہو بیٹا یا بیٹی تو میت کے ماں باپ کو ترکہ میت میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔

۲۲ ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد کچھ نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں تو اس کی ماں کو ایک ثلث ملے گا یعنی باقی دو ثلث اس کے باپ کو ملیں گے۔

۲۳ ۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں خواہ حقیقی ہوں یا صرف باپ یا صرف ماں میں شریک ہوں اور اولاد کچھ نہیں تو اب اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا یعنی باقی سب اس کے باپ کو ملے گا بھائی بہن کو کچھ نہ ملے گا اور اگر صرف ایک بھائی یا ایک بہن ہو گی تو ماں کو ایک ثلث اور باپ کو دو ثلث ملیں گے
۲۴ ۔ یعنی جس قدر وارثوں کے حصے گذر چکے یہ سب میت کی وصیت اور اس کے قرض کو جدا کر لینے کے بعد وارثوں کو دیے جائیں گے اور وارثوں کا مال وہی ہو گا جو مقدار وصیت و قرض کے نکال لینے کے بعد باقی رہے گا اور نصف اور ثلث وغیرہ اسی کا مراد ہے نہ تمام مال کا۔ {فائدہ} میت کا مال اول اس کے کفن اور دفن کو لگایا جائے جو
۲۵ ۔ اس آیت میں دو میراث بیان فرمائیں اولاد کی اور ماں باپ کی اب فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ بات تم کو معلوم نہیں کہ کس سے تم کو نفع پہنچے گا اور کتنا نفع پہنچے گا اس لئے تم کو اس میں دخل نہ دینا چاہئے جو کچھ کسی کا حصہ حق تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے اس کی پابندی کرو کہ اس کو تمام چیزوں کی خبر بھی ہے اور بڑا حکمت والا ہے۔
۲۶ ۔ اب زوجین کی میراث کو بیان فرمایا جاتا ہے کہ مرد کو اس کی عورت کے مال میں سے آدھا مال ملے گا اگر عوت کے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر عورت کے اولاد ہے خواہ ایک ہی بیٹا یا بیٹی ہو اور اسی مرد سے ہو یا دوسرے مرد سے تو مرد کو عورت کے مال میں سے ایک چوتھائی مال ملے گا قرض اور وصیت کے بعد۔
۲۷ ۔ اسی طرح عورت کو اس کے خاوند کے مال میں سے چوتھائی حصہ ملے گا اگر مرد کی اولاد کچھ نہ ہو اور اگر مرد کی اولاد ہے خواہ اسی عورت سے یا دوسری عورت سے تو عورت کو آٹھواں حصہ ملے گا خاوند کے اس مال میں سے جو وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد بچ رہے گا مال کی ہر قسم میں سے نقد ہو یا جنس سلاح ہو یا زیور حویلی
۲۸ ۔ یہاں سے اخیافی بھائی بہن کی میراث کا ذکر ہے جو کہ صرف ماں میں شریک ہوں سو جاننا چاہئے کہ باپ اور بیٹے کے ہوتے ہوئے تو بھائی اور بہن کو کچھ نہیں پہنچتا ہاں اگر باپ اور بیٹا نہ ہو گا تو بھائی اور بہن کو میراث ملے گی۔ بھائی اور بہن تین طرح کے ہیں۔ سگے جو ماں باپ دونوں میں شریک ہوں جن کو عینی کہتے ہیں یا وہ سوتیلے جو

۲۹ ۔ یعنی اگر اخیافی بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں تو ان سب کو ایک تہائی مال میراث میں ملے گا اور پہلی صورت میں سدس اور دوسری صورت میں ثلث جو دیا جائے گا تو وصیت اور دین کے بعد جو باقی رہے گا اس کا سدس اور ثلث دیا جائے گا اور وصیت میراث پر مقدم جب ہوگی جب اوروں کو نقصان نہ پہنچایا ہو اور نقصان کی دو صورتیں ہیں ایک
۳۰ ۔ شروع رکوع سے یہاں تک جو میراثیں بیان فرمائیں وہ پانچ ہیں، بیٹا بیٹی اور ماں باپ اور زوج اور زوجہ اور اخیافی بھائی بہن ان پانچوں کو ذوی الفروض اور حصہ دار کہتے ہیں ان پانچوں میراث کو بیان فرما کر بطور تاکید فرما دیا کہ یہ حکم ہے اللہ کا اس کی تعمیل ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے کس نے اطاعت کی اور کس نے

۳۱ ۔ یعنی تمام احکام مذکورہ سابقہ متعلق حقوق یتامیٰ اور وصیت اور میراث اللہ کے مقرر فرمودہ ضابطے اور قاعدے ہیں اور جو کوئی اطاعت کرے گا احکام الہٰی کی جن میں حکم وصیت و میراث بھی داخل ہے اس کے لئے ہمیشہ کو جنت ہے اور جو کوئی نافرمانی کرے گا اور حدود خداوندی سے بالکل خارج ہو جائے گا وہ ہمیشہ کو ذلت کےساتھ عذاب
۳۲ ۔ یتامیٰ اور مواریث کو بیان فرما کر اب دیگر احکام متعلقہ اقارب کو بتلایا جاتا پہلے عورتوں کے متعلق چند باتیں ارشاد ہوتی ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کی تادیب اور سیاست ضروری امر ہے اور ان پر کسی قسم کی تعدی اور ظلم بھی نہ کیا جائے اہل جاہلیت کے یہاں عورتوں کی بابت دونوں باتوں میں بہت بے اعتدالیاں ہوتی تھیں اور س آیت
۳۳ ۔ یعنی دو شخص خواہ ایک مرد اور ایک عورت ہو خواہ دونوں مرد ہوں اگر فعل بد کریں تو ان کی سزا مجملًا ایذا دینا ارشاد فرمایا زبان سے ہاتھ سے بقدر مناسب ان کو تنبیہ و تادیب کرنے کا حکم ہوا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت تک زنا اور لواطت دونوں کا یہی حکم تھا کہ حاکم اور قاضی کے نزدیک زجر و عبرت کے لئے جتنی سزا اور شتم و
۳۴ ۔ یعنی اس کے بعد اگر وہ بدکاری سے توبہ کر لیں اور آئندہ کو اپنے اعمال کی درستی کر لیں تو اب ان کے پیچھے مت پڑو اور زجر و ملامت سے ستانا چھوڑ دو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا اور ان پر مہربانی فرمانے والا ہے تم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔
۳۵ ۔ یعنی توبہ تو بیشک ایسی چیز ہے کہ زنا اور لواطت جیسے سنگین جرم بھی اس سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جیسا کہ آیت سابقہ سے مفہوم ہوا لیکن اس کا بھی ضرور لحاظ رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے قبول توبہ کا ذمہ لے لیا ہے وہ اصل میں ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جو ناواقفیت اور نادانی سے کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کر
۳۶ ۔ یعنی اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برابر گناہ کئے جاتے ہیں اور باز نہیں آتے یہاں تک کہ جب موت ہی نظر آ گئ تو اس وقت کہنے لگا کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی توبہ قبول ہو گی جو کفر پر مرگئے اور اس کے بعد عذاب اخروی کو دیکھ کر توبہ کریں۔ ایسے لوگوں کے واسطے عذاب شدید تیار ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ دونوں
۳۷ ۔ حسب بیان سابق عورتوں کی بد افعالی کی بابت تادیب و سیاست کا حکم دے کر اب اہل جاہلیت کے اس ظلم و تعدی کو روکا جاتا ہے جو تعدی عورتوں پر وہ طرح طرح سے کیا کرتے تھے سو منجملہ ان صورتوں کے ایک صورت یہ ہوتی تھی کہ جب کوئی مر جاتا تو اس کی عورت کو میت کا سوتیلا بیٹا یا بھائی یا اور کوئی وارث لے لیتا پھر چاہتا تو
۳۸ ۔ یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں اخلاق اور سلوک سے معاملہ رکھو جاہلیت میں جیسا ذلت اور سختی کا برتاؤ عورتوں کے ساتھ کیا جاتا تھا اس کو چھوڑ دو پھر اگر تم کو کسی عورت کی کوئی خو اور عادت خوش نہ آئے تو صبر کرو شاید اس میں کوئی خوبی بھی ہو اور ممکن ہے کہ تم کو ناپسندیدہ ہو کو ئی چیز اور اللہ تعالیٰ اس میں
۳۹ ۔ اسلام سے پہلے یہ بھی ہوتا تھا کہ جب کوئی چاہتا کہ پہلی عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کرے تو عورت پر تہمت لگاتا اور مختلف طرح سے اس پر زیادتی اور سختی کرتا کہ مجبور ہو کر مہر واپس کر دے اور نکاح جدید میں کام آئے یہ آیت اس کی ممانعت میں نازل ہوئی کہ جب پہلی عورت کو چھوڑ کر دوسری کرو اور پہلی کو بہت
۴۰ ۔ یعنی جب مرد اور عورت نکاح کے بعد مل چکے اور صحبت کی نوبت آ چکی تو اس کے معاوضہ میں تمام مہر دینا مرد پر واجب ہو چکا تو اب کس وجہ سے مرد اس مہر کو واپس لے سکتا ہے اور در صورت مہر ادا نہ کرنے کے کیسے اس کے مہر کو دبا سکتا ہے۔ اب تو بجز اس کے کہ عورت ہی اپنی خوشی سے معاف کر بیٹھے کوئی صورت
۴۱ ۔ جاہلیت والے اپنی سوتیلی ماں اور بعض دیگر محرمات سے بھی نکاح کر لیتے تھے۔ جس کا تذکرہ ابھی گذرا اس کی ممانعت کی جاتی ہے کہ جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح مت کرو یہ بےحیائی اور اللہ کے غضب اور نفرت کرنے کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے زمانہ جاہلیت میں بھی سمجھ دار لوگ اس کو مذموم
۴۲ ۔ سوتیلی ماں کی حرمت بیان فرما کر اب جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں ان سب کو بیان فرماتے ہیں وہ عورتیں چند قسم ہیں اول انکو بیان کیا جاتا ہے جو علاقہ نسب کی وجہ سے حرام ہیں اور وہ سات ہیں ماں بیٹی بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی ان میں سے کسی کے ساتھ کسی کو نکاح کرنا جائز نہیں۔ {فائدہ} ماں کے حکم میں دادی نانی اوپر
۴۳ ۔ محرمات نسبی کے بعد اب محرمات رضاعی کو بیان کیا جاتا ہے اور وہ دو ہیں ماں اور بہن اور اس میں اشارہ ہے کہ ساتوں رشتے جو نسب میں بیان ہوئے رضاعت میں بھی حرام ہیں یعنی رضاعی بیٹی اور پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی بھی حرام ہیں چنانچہ حدیثوں میں یہ حکم موجود ہے۔
۴۴ ۔ اب محرمات مصاہرۃ کا ذکر ہے یعنی علاقہ نکاح کی وجہ سے جن سے نکاح حرام ہوتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں اول وہ کہ ان سے ہمیشہ کے لئے نکاح ناجائز ہے اور وہ زوجہ کی ماں اور اس زوجہ کی بیٹی ہے جس زوجہ سے کہ تم نے صحبت کی ہو لیکن اگر صحبت سے پہلے کسی عورت کو طلاق دے دو تو اس کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے
۴۵ ۔ محرمات کا ذکر فرما کر اخیر میں اب ان عورتوں کی حرمت بیان فرمائی جو کسی کے نکاح میں ہوں یعنی جو عورت کسی کے نکاح میں ہے اس کا نکاح اور کسی سے نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ بذریعہ طلاق یا وفات زوج نکاح سے جدا نہ ہو جائے اور عدت طلاق یا عدت وفات پوری نہ کر لے اس وقت تک کوئی اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر

۴۶ ۔ یعنی جن عورتوں کی حرمت بیان ہو چکی ان کے سوا سب حلال ہیں چار شرطوں کے ساتھ اول یہ کہ طلب کرو
یعنی زبان سے ایجاب و قبول دونوں طرف سے ہوجائے۔ دوسری یہ کہ مال یعنی مہر دینا قبول کرو۔ تیسری یہ کہ ان
عورتوں کو قید میں لانا اور اپنے قبضہ میں رکھنا مقصود ہو صرف مستی نکالنا اور شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ
۴۷ ۔ یعنی جس عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد زوج نے اس سے کسی مدت معین یا طویل تک نفع بھی حاصل کر
لیا کم سے کم یہ کہ ایک ہی دفعہ وطی یا خلوت صحیحہ کی نوبت آئی تو اب اس عورت کا پورا مہر دینا لازم ہے بدون
عورت کے بخشے کسی طرح چھوٹ نہیں سکتا البتہ جب تک عورت بالکل کام میں نہ آوے اور زوج طلاق دیدے تو مہر
۴۸ ۔ یعنی اگر زوجین مہر مقرر کر لینے کے بعد کسی بات پر راضی ہو جائیں ۔ مثلاً عورت اپنی خوشی سے مہر میں
سے کچھ کم کر دے یا مرد اپنی رضا سے مہر مقرر سے کچھ زیادہ دے تو وہ مختار ہیں اس میں کچھ گناہ نہیں یہ نہیں
کہ مہر مقررہ سے زوج کچھ کم دے یا عورت اس سے کچھ زیادہ لے تو ناجائز ہے ہاں رضائے باہمی ضرور ہونی
۴۹ ۔ یعنی جس کو اس بات کا مقدور نہ ہو کہ آزاد عورت سے نکاح کر سکے اور اس کے مہر اور نفقہ کا تحمل کر
سکے تو بہتر ہے کہ ایسا شخص آپس میں کسی کی مسلمان لونڈی سے نکاح کر لے کہ اس کا مہر کم ہوتا ہے اور نفقہ
میں بھی یہ سہولت ہے کہ اگر مالک نے اس کو اپنے یہاں رکھا جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو زوج اس کے نفقہ سے فارغ
۵۰ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تم سب کےایمان کی اصلی کیفیت معلوم ہے تم کو تو ظاہر پر اکتفا کرنا چاہئے بعضی لونڈی کا
ایمان اللہ کے نزدیک بعضی آزاد عورت کے ایمان سے بہتر اور افضل ہو سکتا ہے تو اب حیثیت ایمانی سے لونڈی کے
ساتھ نکاح کر لینے میں قباحت اور انکار نہ ہونا چاہئے اور آپس میں تم سب ایک ہو ایک اصل سے پیدا ہوئے ہو ایک دین
۵۱ ۔ یعنی تو اب مناسب ہے کہ حسب بیان بالا ان لونڈیوں سے نکاح کر لیا کرو ان کے مالکوں سے اجازت لے کر اور
قاعدہ اور دستور کے موافق ان کا مہر دیدیا کرو جبکہ وہ خوشی سے قید نکاح میں آئیں مستی نکالنے والیاں اور چھپی
اور مخفی یاری کرنے والیاں ہر گز نہ ہوں یعنی زنا نہ ہو کہ اس میں مہر ہرگز لازم نہ ہو سکے گا۔ اس سے معلوم ہو گیا
۵۲ ۔ یعنی جو آزاد مرد یا عورت نکاح سے فائدہ اٹھا چکے یعنی مجامعت کی نوبت آ چکی ہو اور پھر وہ زنا کرے تو وہ
سنگسار کیا جائے گا اور اگر نکاح نہیں ہوا بلکہ نکاح سے پہلے ہی زنا کیا تو اس کے لئے سو کوڑوں کا حکم ہے اور
لونڈی اور غلام کے لئے قبل نکاح اور بعد نکاح ہر حالت میں صرف پچاس کوڑے ہیں زیادہ نہیں۔
۵۳ ۔ یعنی لونڈیوں سے نکاح کرنے کا ارشاد اور استحسان اسی کے حق میں ہے جو کوئی شخص تم میں ڈرتا ہو مشقت
یعنی زنا میں مبتلا ہونے سے اور اگر تم صبر کرو اور باندیوں سے نکاح نہ کرو تو بہت اچھا ہے تمہارے حق میں
کیونکہ اولاد آزاد ہو گی ہاں جس کو صبر و تحمل میں کھٹکا ہو تو اس کو بہتر ہے کہ ایسی حالت میں کسی کی لونڈی
۵۴ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ان احکام کے ارشاد سے مطلوب یہی ہے کہ تم کو حلال اور حرام کا حال معلوم ہو جائے اور تم
کو پہلے انبیاء کا رستہ نصیب ہو جیسے حضرت ابراہیم وغیرہ اور مغفرت کرے تمہاری اور اللہ کو تمہارے مصالح اور
تمام حالات کا پورا علم ہے اور اس کے ہر حکم اور ہر تدبیر میں حکمت ہے تو اب اگر اس کے حکم کی اطاعت نہ کرو
۵۵ ۔ یعنی یہ مختلف قیدیں جو پہلے گذریں اس سے مطلوب تم پر رحمت فرمانا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان قیدوں کی
نسبت حکم فرمایا اور جو لوگ اپنی شہوتوں پر فریفتہ ہیں وہ البتہ یہی چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستہ سے دور جا پڑو
یعنی انہی کی طرح تم بھی اپنی شہوات کا اتباع کرو اور گمراہ ہو جاؤ تو اب جو کچھ کرو سمجھ کر کرو۔
۵۶ ۔ یعنی انسان کو اللہ نے ضعیف بنایا ہے اس کو خوب معلوم ہے کہ یہ اپنی شہوات و مرغوبات سے کہاں تک صبر کر
سکتا ہے تو اس لئے ہر حکم میں تخفیف کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے یہ نہیں ہوا کہ انسان کے حق میں جو مفید دیکھا وہ
اس کے ذمہ لگا دیا سہل ہو یا دشوار مثلاً عورتوں اور شہوت سے صبر کرنا آدمی کو بہت دشوار تھا اس لئے اس کی
۵۷ ۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کو کسی کا مال ناحق کھا لینا مثلاً جھوٹ بول کر یا دغابازی سے یا چوری سےہرگز درست
نہیں ہاں اگر سوداگری یعنی بیع و شراء کرو تم باہمی رضامندی سے تو اس میں کچھ حرج نہیں اس مال کو کھالو جس کا
خلاصہ یہی نکلا کہ جائز طریقہ سے لینے کی ممانعت نہیں جو مال کو ترک کرنا تم پر دشوار ہو۔
۵۸ ۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے کہ بلاوجہ کسی کے مال یا جان
میں تصرف کرنے کو منع فرما دیا اور تم پر ایسے احکام بھیجے جن میں سراسر تمہارے لئے بہبودی اور خیریت ہے۔

۵۹ ۔ یعنی اور جو کوئی ظلم اور زیادتی سے باز نہ آئے بلکہ ناحق اوروں کا مال کھائے یا ظلمًا کسی کو قتل کر ڈالے تو
اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کو آگ میں ڈال دینا خدا تعالیٰ کو دشوار نہیں بالکل سہل اور آسان ہے تو اب
کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ہم تو مسلمان ہیں دوزخ میں کیسے جا سکتےہیں اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے اس کو عدل و
۶۰ ۔ پہلی آیت میں مذکور تھا کہ جو کوئی ظلمًا کسی کے مال یا جان کو نقصان پہنچائے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جس
سے معلوم ہو گیا تھا کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی بندہ کے لئے موجب عذاب ہے اب اس آیت میں گناہوں سےبچنے کی
ترغیب اور گناہوں سے اجتناب کرنے پر وعدہ مغفرت اور جنت کی توقع اور طمع دلائی جاتی ہے تاکہ اس کو معلوم کر
۶۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ جو کسی کو کسی پر کسی امر میں شرافت و فضیلت اور اختصاص و امتیار عنایت فرمائے تو تم اس
کی ہوس اور حرص مت کرو کیونکہ یہ بھی گویا ایسا ہی ہے کہ کسی کے خاص مال اور جان میں بلاوجہ دست اندازی
کی جائے جس کی حرمت ابھی گذر چکی اور نیز اس سے باہم تحاسد و تباغض پیدا ہوتا ہے اور حکمت الہٰی کی مخالفت
۶۲ ۔ یعنی مردوں اور عورتوں کے لئے حصہ مقرر ہے جیسا کچھ وہ کام کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ہر ایک کو اس
کے عمل کا بدلا پورا ملتا ہے اس میں ہر گز کمی نہیں کی جاتی جو کسی کو شکایت کا موقع ملے ہاں یہ بات دوسری ہے
کہ وہ اپنی حکمت اور رحمت کے مطابق کسی کو خاص بڑائی اور فضیلت عنایت کرے اس کی حرص اور شکایت کرنی
۶۳ ۔ یعنی مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لئے تم میں سے اے مسلمانو ہم نے وارث مقرر کر دیے اس مال کے جس کو
چھوڑ مریں والدین اور قرابت والے کسی کو اس سے محروم نہیں رکھا اور جن لوگوں سے تمہارا معاہدہ ہوا ہے ان کو ان
کا حصہ ضرور پہنچا دو اللہ تعالیٰ کو تمام امور کا علم ہےکہ وارثوں کا کیا حصہ ہونا چاہئے اور جن سے معاہدہ ہوا ہے

۶۴ ۔ پہلی آیتوں میں مذکور تھا کہ مرد اور عورتوں کے حقوق کی پوری رعایت فرمائی گئ اگر رعایت حقوق میں فرق ہوتا تو عورتوں کو شکایت کا موقع ہوتا۔ اب آیت میں مرد اور عورت کے درجہ کو بتلاتے ہیں کہ مرد کا درجہ بڑھا ہوا ہے عورت کے درجہ سے اس لئے فرق مدارج کے باعث جو احکام میں فرق ہو گا وہ سراسر حکمت اور قابل رعایت
۶۵ ۔ یعنی جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کی تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کےموافق خاوند کی پیٹھ پیچھے اس کی رضا کے موافق اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اپنے نفس اور مال زوج میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں۔
۶۶ ۔ یعنی اگر کوئی عورت خاوند سے بدخوئی کرے تو پہلا درجہ تو یہ ہے کہ مرد اس کو زبانی فہمائش کرے اور سمجھا دے اگر نہ مانے تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ جدا سووے لیکن اسی گھر میں اس پر بھی نہ مانے تو آخری درجہ یہ ہے کہ اس کو مارے بھی پر نہ ایسا کہ جس کا نشان باقی رہے یا ہڈی ٹوٹے ہر تقصیر کا ایک درجہ ہے اس کے موافق
۶۷ ۔ یعنی وہ عورتیں تمہاری نصیحت یا علیحدگی یا ضرب و تادیب کےبعد اگر بدخوئی اور نافرمانی سے باز آ جائیں اور بظاہر مطیع ہو جائیں تو تم بھی بس کر جاؤ اور ان کے قصوروں کی کھود کرید مت کرو اور خواہ مخواہ ان کے ملزم بنانے میں خدا سے ڈرو بیشک اللہ تم سب سے غالب اور سب پر حاکم ہے نہ عورتوں کے معاملہ میں بدگمانی سےکام لو
۶۸ ۔ یعنی اے مسلمانو اگر تم کو اندیشہ ہو کہ خاوند اور عورت میں مخالفت اور ضد ہے وہ اپنے باہمی نزاع کو خود نہ سلجھا سکیں گے تو تم کو چاہئے کہ ایک منصف مرد کے اقارب میں سے اور ایک منصف عورت کے اقارب میں سے مقرر کر کے بغرض فیصلہ زوجین کے پاس بھیجو کیونکہ اقارب کو ان کے حالات بھی زیادہ معلوم ہوں گے اور ان سے
۶۹ ۔ یعنی اگر دونوں منصف اصلاح بین الزوجین کا قصد کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے حسن نیت اور حسن سعی سے زوجین میں موافقت کرا دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کو تمام چیزوں کا علم اور اطلاع ہے۔ رفع نزاع اور حصول اتفاق کے اسباب اور کیفیات اس کو خوب معلوم ہیں اس لئے نزاع زوجین کے رفع ہونےمیں کوئی دشواری نہ ہو گی ان شاء اللہ۔
۷۰ ۔ یعنی عبادت اور نیک عمل خدا پر یقین کر کے اور ثواب آخرت کی توقع سے کرو فخر اور ریا سے مال دینا یہ بھی شرک ہے گو کم درجہ کا ہے۔

۷۱ ۔ یتامٰی اور نساء اور ورثہ اور زوجین کے حقوق اور انکے ساتھ حسن معاملہ کو بیان فرما کر اب یہ ارشاد ہےکہ ہر ایک کا حق درجہ بدرجہ تعلق کے موافق اور حاجتمندی کے مناسب ادا کرو سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر ماں باپ کا پھر درجہ بدرجہ سب واسطہ داروں اور حاجتمندوں کا اور ہمسایہ قریب اور غیر قریب سے مراد قرب و بُعد نسبی
۷۲ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا خود پسند اور تکبر کرنے والوں کو جو کہ بخل کرتے ہیں اور اپنے مال اور علم خداداد کو لوگوں سےچھپاتے ہیں کسی کو نفع نہیں پہنچاتے اور قولًا اور عملًا دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دلاتے ہیں اور ان کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ {فائدہ} یہ آیت یہودیوں کے بارہ میں نازل ہوئی جو فی
۷۳ ۔ اور وہ خود پسند متکبر وہ لوگ ہیں کہ اپنا مال لوگوں کےدکھانے کو خرچ کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے میں تو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں لیکن لوگوں کے دکھانے کو اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں اور ان کو نہ اللہ پر ایمان ہے نہ قیامت کے دن پر کہ حصول رضائے حق تعالیٰ اور تحصیل ثواب
۷۴ ۔ یعنی ان کافروں کا کچھ نقصان نہ تھا اگر وہ بجائے کفر اللہ اور دن قیامت پر ایمان لاتے اور بجائے بخل و ریا اللہ کی راہ میں مال کو خرچ کرتے بلکہ ان کا سراسر نفع ضرور تھا ضرر تو اس میں ہے جس کو وہ اختیار کر رہے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا اور کس نیت سے کر رہے ہیں اسی کا عوض ان کو ملے گا۔ پہلی آیت میں { يُنْفِقُوْنَ
۷۵ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی کا حق ایک ذرہ کے برابر بھی ضائع نہیں فرماتا سو ان کافروں پر جو عذاب ہوگا وہ عین انصاف اور ان کی بد اعمالی کا بدلہ ہے اور اگر ذرہ برابر بھی کسی کی نیکی ہو گی تو اضعاف مضاعف اس کا اجر دے گا اور اپنی طرف سے ثواب عظیم بطور انعام اس کو عنایت کرے گا۔
۷۶ ۔ یعنی ان کافروں کا کیا برا حال ہو گا ۔ جس وقت کہ بلائیں گے ہم ہر امت اور ہر قوم میں سے گواہ ان کے حالات بیان کرنے والا اور ان کے واقعی معاملات ظاہر کرنے والا اس سے مراد ہر امت کا نبی اور ہر عہد کے صالح اور معتبر لوگ ہیں کہ وہ قیامت کو نافرمانوں کی نافرمانی اور فرمانبرداروں کی فرمانبرداری بیان کریں گے اور سب کے حالات
۷۷ ۔ یعنی جس دن ہر امت میں سے ان کے حالات بیان کرنے والا بلایا جائے گا اس دن کافر اور نافرمان لوگ اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش ہم زمین میں ملا دیے جاتے اور مٹی میں مل کر نیست و نابود ہو جاتے آج پیدا نہ ہوتے اور ہم سے حساب و کتاب نہ ہوتا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا اخفا نہ کرسکیں گے اور ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ شروع
۷۸ ۔ پہلی آیات میں مسلمانوں کو خطاب تھا { واعبدوا اللہ ولا تشرکو بہ شیئا } الی آخر الآیات اور اسی کے ذیل میں کفار کی مذمت بیان فرمائی تھی جو کہ امور مذکورہ سابقہ کی مخالفت کرتے تھے اب اس کے بعد پھر مسلمانوں کو دربارہ صلوٰۃ بعض خاص ہدایتیں کی جاتی ہیں اور ان ہدایات کو ماقبل کے ساتھ یہ مناسبت ہے کہ اس سے پہلے کفار اور اہل
۷۹ ۔ یعنی حالت جنابت میں نماز کا پڑھنا تاوقتیکہ غسل نہ کر لے یہ حکم جب ہے کہ کوئی عذر نہ ہو اور اگر کوئی ایسا عذر پیش آئے کہ پانی کے استعمال سے معذوری ہو اور طہارت کا حاصل کرنا ضروری ہو تو ایسے وقت زمین سے تیمم کر لینا کافی ہے۔ اب پانی کےاستعمال سےمعذوری کی تین صورتیں بتلائیں ایک بیماری کہ اس میں پانی ضرر کرتا ہے۔
۸۰ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے وقت تیمم کی اجازت دیدی اور مٹی کو پانی کے قائم مقام کر دیا اس لئے کہ وہ سہولت اور معافی دینے والا ہے اوربندوں کی خطائیں بخشنے والا ہے اپنے بندوں کے نفع و آسائش کو پسند فرماتا ہے جس سے یہ بھی معلوم ہو تا ہے کہ نماز میں نشہ کی حالت میں جو کچھ کا کچھ پڑھا گیا تھا وہ بھی معاف کر دیا گیا۔ جس

۸۱ ۔ ان آیات میں یہود کے بعض قبائح اور ان کے مکر و فریب کا بیان ہے اور ان کی ضلالت اور کفر پر خود ان کو اور نیز دوسروں کو مطلع کرنا ہے تاکہ ان سے علیحد رہیں چنانچہ { اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مِنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا } سے لےکر { یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ } تک یہود کے قبائح مذکور ہو چکے ہیں۔ بیچ میں ایک خاص مناسبت سے نشہ اور جنابت میں
۸۲ ۔ یعنی یہود میں ایسےلوگ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو توریت میں نازل فرمایا اس کو اپنے ٹھکانے سے پھیرتے اور بدلتےہیں یعنی تحریف لفظی اور معنوی کرتے ہیں۔

۸۳ ۔ یعنی جب رسول اللہ ان کو کوئی حکم سناتےتو یہود جواب میں کہتے ہم نے سن لیا مطلب یہ ہوا کہ قبول کر لیا لیکن آہستہ سےکہتے تھے کہ نہ مانا یعنی ہم نے فقط کان سے سنا دل سے نہیں مانا۔

۸۴ ۔ یعنی اور جب یہود حضرت سےخطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سن نہ سنایاجائیو تو۔ یعنی ایسےکلام بولتے ہیں جس کے دو معنی ہوں ایک معنی کے اعتبار سے دعا یا تعظیم ہو تو دوسرے معنی کی رو سے بد دعا اور تحقیر ہو سکے چنانچہ یہ کلام بظاہر دعائے خیر ہے مطلب یہ کہ تو ہمیشہ غالب اور معزز ہے کوئی تجھ کو بری اور خلاف بات نہ سنا
۸۵ ۔ یعنی حضرت کی خدمت میں آتے تو یہود راعنا کہتے اس کے بھی دو معنی ہیں ایک اچھے ایک برے جن کا بیان سورۂ بقرہ میں گذر چکا اچھے معنی تو یہ کہ ہماری رعایت کرو اور شفقت کی نظر کرو کہ تمہارا مطلب سمجھ لیں اور جو پوچھنا ہو پوچھ سکیں اور برے معنی یہ کہ یہود کی زبان میں یہ کلمہ تحقیر کا ہے یا زبان کو دبا کر راعینا کہتے
۸۶ ۔ یعنی یہود ان کلمات کو اپنے کلام میں رلا ملا کر ایسے انداز سے کہتے کہ سننے والے اچھے ہی معنوں پر حمل کرتے اور برے معنوں کی طرف دھیان بھی نہ جاتا اور دل میں برے معنی مراد لیتے اور پھر دین میں یہ عیب لگاتے کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ہمار فریب ضرور معلوم کر لیتا سو اللہ تعالیٰ نے ان کے فریب کو خوب کھول دیا۔
۸۷ ۔ حق تعالیٰ یہود کے تین قول مذموم بیان فرما کر اب بطور ملامت و ہدایت ارشادکرتے ہیں کہ اگر یہود عصینا کی جگہ اطعنا کہتے اور بجائے اسمع غیر مسمع کے صرف اسمع کہتے اور راعنا کے عوض انظرنا کہتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور یہ بات درست اور سیدھی ہوتی اور اس بیہودگی اور شرارت کی گنجائش نہ ہوتی جو کلمات سابقہ سے
۸۸ ۔ آیات سابقہ میں یہود کی ضلالت اور مختلف قبائح کا ذکر فرما کر اب ان کو بطور خطاب ایمان اور تصدیق قرآن کا حکم کیا جاتا ہے اور اس کی مخالفت سے ڈرایا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اے اہل کتاب ایمان لاؤ قرآن پر جس کے احکام مصدق اور موافق ہیں توریت کے ایمان لاؤ اس سے پہلے کہ مٹا ڈالیں ہم تمہارے چہروں کے نشانات یعنی آنکھ ناک
۴۹ ۔ یعنی مشرک کبھی نہیں بخشا جاتا بلکہ اس کی سزا دائمی ہے البتہ شرک سےنیچے جو گناہ ہیں صغیرہ ہوں یا کبیرہ وہ سب قابل مغفرت ہیں اللہ تعالیٰ جس کی مغفرت چاہے اس کے صغیرہ کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے کچھ عذاب دے کر یا بلا عذاب دیے اشارہ اس کی طرف ہے کہ یہود چونکہ کفر اور شرک میں مبتلا ہیں وہ مغفرت کی توقع نہ رکھیں۔
۹۰ ۔ یعنی یہود باوجود اس قدر خرابیوں کے پھر اپنے آپ کو پاک صاف اور مقدس کہتے ہیں حتّٰی کہ اپنے آپ کو ابناء اللہ اور احباء اللہ بتلاتے ہیں جو بالکل لغو بات ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اس کو پاکیزہ اور مقدس کرتا ہے یہود کے کہنے سےکچھ نہیں ہو سکتا اور ان جھوٹی شیخی کرنے والوں پر ادنیٰ سا ظلم بھی نہ ہو گا یعنی یہ لوگ اپنے عذاب بے
۹۱ ۔ یعنی کیسی تعجب کی بات ہے کہ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور باوجود ارتکاب کفر و شرک کے اپنے آپ کو اللہ کا دوست کہتے ہیں اور اللہ کے نزدیک مقبول ہونے کے مدعی ہیں اور ایسی سخت تمہت صریح گنہگار ہونے کے لئے بالکل کافی ہے۔
۹۲ ۔ اس آیت میں بھی یہود کی شرارت اور خباثت کا اظہار ہے قصہ یہ ہے کہ یہودیوں کو حضرت سے عداوت بڑھی تو مشرکین مکہ سےملے اور ان سے متفق ہوئے اور ان کی خاطر داری کی ضرورت سے بتوں کی تعظیم کی اور کہا کہ تمہارا دین مسلمانوں کے دین سے بہتر ہے اور اس کی وجہ صرف حسد تھا اس پر کہ نبوت اور دین کی ریاست ہمارے
۹۳ ۔ یعنی یہ لوگ جنہوں نے اہل کتاب ہو کر اغراض نفسانی کی وجہ سےبتوں کی تعظیم کی اور طریقہ کفر کو طریقہ اسلام سےافضل بتلایا ان پر اللہ کی لعنت ہے اور جس پر لعنت کرے اللہ اس کا دنیا اور آخرت میں کوئی حامی اور مددگار نہیں ہو سکتا۔ سو اب انہوں نے اپنی اعانت کی طمع میں جو مشرکین مکہ سے موافقت کی بالکل لغو ہے۔ چنانچہ دنیا میں
۹۴ ۔ یہود اپنے خیال میں جانتے تھے کہ پیغمبری اور دین کی سرداری ہماری میراث ہے اور ہمیں کو لائق ہے اس لئے عرب کے پیغمبر کی متابعت سے عار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آخر حکومت اور بادشاہت ہمیں کو پہنچ رہے گی برائے چندے اوروں کو بھی مل جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی مطلب آیت کا یہ ہے کہ کیا یہود کا
۹۵ ۔ یعنی کیا یہود حضرت محمد رسول اللہ اور ان کے اصحاب پر اللہ کے فضل و انعام کو دیکھ کر حسد میں مرے جاتے ہیں سو تو یہ بالکل ان کی بےہودگی ہے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم کے گھرانےمیں کتاب اور علم اور سلطنت عظیم عنایت کی ہے پھر یہود آپ کی نبوت اور عزت پر کیسے حسد اور انکار کرتے ہیں اب بھی تو ابراہیم ہی کے گھر
۹۶ ۔ یعنی حضرت ابراہیم کے گھرانے میں خدائے تعالیٰ نے ہمیشہ سے بزرگی دی ہے اور اب بھی اسی کے گھرانے میں ہے سو جو کوئی بلاوجہ محض حسد سے اس کو نہ مانے اس کے جلانے کے لئے دوزخ کی بھڑکتی آگ کافی ہے۔

۹۷ ۔ پہلی آیت میں مومن و کافر کا ذکر تھا اب مطلق مومن اور کافر کی جزا و سزا بطور قاعدہ کلیہ کے ذکر فرماتے ہیں تاکہ ایمان کی طرف پوری ترغیب او رکفر سے پوری ترہیب ہو جائے۔

۹۸ ۔ یعنی کافروں کے عذاب میں نقصان اور کمی نہ آنے کی غرض سے ان کی کھال کے جل جانے کے وقت دوسری کھال بدل دی جائے گی مطلب یہ ہوا کہ کافر ہمیشہ عذاب میں یکساں مبتلا رہیں گے۔

۹۹ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ بےشک زبردست اور غالب ہے کافروں کو ایسی سزا دینے میں کوئی دقت اور دشواری نہیں اور حکمت والا ہے کافروں کو یہ سزا دینی عین حکمت کے موافق ہے۔

۱۰۰ ۔ یعنی مومن ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور ان کو عورتیں ایسی ملیں گی جو حیض اور دیگر آلائشوں سے پاک ہوں گی اور انکو گہری اور گنجان چھاؤں میں داخل کریں گے جو آفتاب کی دھوپ سے بالکل محفوظ ہو گی۔

۱۰۱ ۔ یہود میں عادت تھی کہ امانت میں خیانت کر تے اور فیصل خصومات میں رشوت وغیرہ کی وجہ سےکسی کی خاطر اور رعایت کر کے خلاف حق حکم دیتےاس لئے مسلمانوں کو ان دونوں باتوں سے اس آیت میں روکا گیا۔ منقول ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ نے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو عثمان بن طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ نے کنجی دینے
۱۰۲ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو تم کو ادائے امانت اور عدل کے موافق حکم دینےکا حکم فرماتا ہے تمہارے لئے سراسر مفید ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری کھلی اور چھپی اور موجودہ اور آئندہ باتوں کو خوب جانتا ہے تو اب اگر تم کو کہیں ادائے امانت یا عدل مفید معلوم نہ ہو تو حکم الہٰی کے مقابلہ میں اس کا اعتبار نہ ہو گا۔
۱۰۳ ۔ پہلی آیت میں حکام کو عدل کا حکم فرما کر اب اوروں کو حکام کی متابعت کا حکم دیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام کی اطاعت جبھی واجب ہو گی جب وہ حق کی اطاعت کریں گے۔ {فائدہ} حاکم اسلام بادشاہ یا اسکا صوبہ دار یا قاضی یا سردار لشکر جو کوئی کسی کام پر مقرر ہو ان کے حکم کاماننا ضروری ہے جب تک وہ خدا اور رسول کے
۱۰۴ ۔ یعنی اور اگر تم میں اور اولوالامر میں باہم اختلاف ہو جائے کہ حاکم کا یہ حکم اللہ اور رسول کے حکم کے موافق ہے یا مخالف تو اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کر کے طے کر لیا کرو کہ وہ حکم فی الحقیقت اللہ اور رسول کے حکم کےموافق ہے یا مخالف اور جو بات محقق ہو جائے اسکو کو بلاتفاق مسلم اور معمول بہ سمجھنا
۱۰۵ ۔ یعنی اپنے متنازعات اور اختلافات کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرنا اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنی مفید ہے آپس میں جھگڑنے یا اپنی رائے کے موافق فیصلہ کرنے سے اس رجوع کا انجام بہتر ہے۔

۱۰۶ ۔ یہود فیصل خصومات میں رعایت و رشوت کے عادی تھے اس لئے جو لوگ جھوٹے اور منافق اور خاین ہوتے وہ اپنا معاملہ یہودیوں کے عالموں کے پاس لے جانا پسند کرتے کہ وہ خاطر کریں گے اور آپ کے پاس ایسے لوگ اپنا معاملہ لانا پسند نہ کرتے کہ آپ حق کی رعایت کریں گے اور کسی کی اصلًا رعایت نہ کریں گے سو مدینے میں ایک
۱۰۷ ۔ یعنی جب کسی جھگڑے میں منافقوں سےکہا جائے کہ اللہ نےجو حکم نازل فرمایا ہے اس کی طرف آؤ اور اس کے رسول کے روبرو اپنے جھگڑے کو لاؤ تو ظاہر میں چونکہ مدعی اسلام ہیں اس لئے صاف طور پر تو انکار کر نہیں سکتے مگر آپ کے پاس آنے سے اور حکم الہٰی پر چلنے سے بچتے ہیں اور رکتے ہیں کہ کسی ترکیب سے جان بچ
۱۰۸ ۔ یعنی یہ تو سب کچھ ہوا مگر یہ منافق لوگ اس وقت کیا کریں گے جس وقت پہنچنے لگے ان کو عذاب ان کے کوتوت کا یعنی فیصل خصومات میں آپ کے پاس آنے سے جو رکتے اور بچتے ہیں جب اس کا عذاب ان پر آنے لگے تو پھر یہ منافق اس وقت کیا کر سکتے ہیں اس کے سوا کہ آئیں رسول کی خدمت میں قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہم تو حضرت
۱۰۹ ۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے ان کی قسم اور ان کی معذرت سابقہ کی تکذیب فرمائی کہ منافقین جو کچھ زبانی باتیں بنائیں بنانے دو اللہ تعالیٰ کو ان کےدل کی باتیں خوب معلوم ہیں یعنی ان کے نفاق اور ان کے جھوٹ کو خوب جانتا ہے سو آپ بھی علم خداوندی پر بس کر کے منافقوں کی بات سے تغافل کیجئے اور ان کی بات کی پروا نہ کیجئے مگر ان کو
۱۱۰ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس رسول کو اپنے بندوں کی طرف بھیجتا ہے سو اسی غرض کے لئے بھیجتا ہے کہ اللہ کے حکم کے موافق بندے ان کے کہنے کومانیں تو اب ضرور تھا کہ یہ لوگ رسول کے ارشاد کو بلاتامل پہلے ہی سے دل و جان سے تسلیم کرتے اور اگر گناہ اور برا کرنے کے بعد بھی متنبہ ہو جاتے اور اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کی
۱۱۱ ۔ یعنی منافق لوگ کس بیہودہ خیال میں ہیں اور کیسے بیہودہ حیلوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں ان کو خوب سمجھ لینا چاہئے ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب تک یہ لوگ تم کو اے رسول اپنے تمام چھوٹے بڑے مالی جانی نزاعات میں منصف اور حاکم نہ جان لیں گے کہ تمہارے فیصلہ اور حکم سے ان کے جی میں کچھ تنگی اور ناخوشی نہ آنے پائے

۱۱۲ ۔ یعنی سب کی جانوں کا مالک چونکہ خدا تعالی ہے اس لئے اس کے حکم میں تو کسی کو جان سے بھی دریغ نہ کرنا چاہئے سو اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو کہیں اپنی جانوں کے ہلاک کر ڈالنے اور جلاوطن ہو جانے کا حکم فرما دیتا جیسے کہ بنی اسرائیل پر حکم کر دیا تھا تو بجا نہ لاتے اس حکم کو مگر گنے چنے صرف سچے اور پکے ایمان والے
۱۱۳ ۔ نبی وہ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے وحی آئے یعنی فرشتہ ظاہر میں آ کر پیغام کہہ جائے اور صدیق وہ کہ جو پیغام اور احکام خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو آئے ان کا جی آپ ہی اس پر گواہی دے اور بلا دلیل اسکی تصدیق کرے اور شہید وہ کہ پیغمبروں کے حکم پر جان دینے کو حاضر ہیں اور صالح اور نیک بخت وہ کہ جن کی طبیعت نیکی
۱۱۴ ۔ یعنی اللہ اور رسول کے حکم ماننے والوں کو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی رفاقت میسر آنی اللہ کا بڑا انعام اور اس کا محض فضل ہے ان کی اطاعت کا معاوضہ نہیں جس سے منافقین بالکل محروم ہیں اور اللہ کافی ہے جاننے والا اور خبر رکھنے والا وہ ہر ایک مخلص اور منافق اور ہر مطیع کی طاعت اور اس کے استحقاق اصلی اور

۱۱۵ ۔ یہاں سے جہاد کا ذکر ہے اس سے پہلی آیت میں یہ ذکر تھا کہ جو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرے گا اس کو
انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی رفاقت انعام میں ملے گی اور احکام خداوندی میں حکم جہاد چونکہ شاق
اور دشوار ہے خصوصًا منافقین پر جن کا ذکر اوپر سے آ رہا ہے اس لئے جہاد کا حکم فرمایا کہ ہر کوئی حضرات انبیاء
۱۱۶ ۔ یعنی اے مسلمانو تمہاری جماعت میں بعضے ایسے بھی گھسے ہوئے ہیں کہ جہاد کو جانے میں دیر لگاتے ہیں
اور رکتے ہیں اور حکم خداوندی کی تعمیل نہیں کرتے بلکہ نفع دینوی کو تکتے رہتے ہیں اور اس سے مراد منافق ہیں
جسے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی کہ یہ لوگ ظاہر میں اسلام قبول کر چکے تھے مگر ان کی سب باتوں سے
۱۱۷ ۔ پہلے گذر چکا کہ منافق لوگ نکلنے میں دیر لگاتے ہیں اور جہاد میں جانے والوں کی حالت کو تکتے رہتے ہیں کہ
کیاگذری اب فرماتے ہیں کہ جانے کے بعد اگر مسلمانوں کو جہاد میں کوئی صدمہ پہنچ گیا مثلًا مقتول ہو گئے یا شکست
پیش آ گئ تو منافق بہت خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کا بڑا فضل ہوا کہ ہم لڑائی میں ان کے ساتھ نہ تھے ورنہ
۱۱۸ ۔ یعنی اور اگر مسلمانوں پر اللہ کا فضل ہو گیا مثلًا فتح ہو گئ یا مال غنیمت بہت سا ہاتھ آ گیا تو منافق سخت پچھتاتے
ہیں اور دشمنوں کی طرح غلبہ حسد سے کہتے ہیں ہائے افسوس میں جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ ہوتا تو مجھ کو بھی
بڑی کامیابی نصیب ہوتی یعنی لوٹ کا مال ہاتھ آتا یعنی منافقوں کو فقط اپنی محرومی پر افسوس نہیں ہوتا بلکہ اپنی
۱۱۹ ۔ یعنی اگر منافق لوگ جہاد سے رکیں تو رکیں اور اپنے نشیب و فراز دنیوی کو تکتے رہیں تو تکتے رہیں مگر جو
لوگ کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا پر لات مار چکے ہیں ان کو چاہئے کہ اللہ کی راہ میں بےتامل لڑیں اور دنیا کی زندگی
اور ا سکے مال و دولت پر نظر نہ رکھیں اور سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور حکم برداری میں ہر طرح نفع ہے
۱۲۰ ۔ یعنی دو وجہ سے تم کو کافروں سے لڑنا ضروری ہے ایک تو اللہ کے دین کو بلند اور غالب کرنے کی غرض
سے دوسرے جو لوگ مظلوم مسلمان کافروں کے ہاتھ میں بےبس پڑے ہیں ان کو چھڑانے اور خلاصی دینے کی وجہ
سے مکہ میں بہت لوگ تھے کہ حضرت کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور ان کے اقرباء ان کو ستانے لگے کہ پھر کافر
۱۲۱ ۔ یعنی جب یہ بات ظاہر ہے کہ مسلمان اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر لوگ شیطان کی راہ میں سو پھر تو
مسلمانوں کو شیطان کے دوستوں یعنی کافروں کے ساتھ لڑنا بلاتامل ضروری ہوا اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے۔ کسی قسم کا
تردد نہ چاہئے اور سمجھ لو کہ شیطان کا حیلہ اور فریب کمزور ہے مسلمانوں پر نہ چل سکے گا۔ اس سے مقصود
۱۲۲ ۔ مکہ میں ہجرت کرنے سے پہلےکافر مسلمانوں کو بہت ستاتے تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے۔ مسلمان آپ کی
خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کرتے اور رخصت مانگتے کہ ہم کفار سے مقاتلہ کریں اور ان سے ظلم کا بدلہ لیں آپ
مسلمانوں کو لڑائی سے روکتے کہ مجھ کو مقاتلہ کا حکم نہیں ہوا بلکہ صبر اور درگذر کرنے کا حکم ہے اور فرماتے کہ
۱۲۳ ۔ یعنی ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کو کافروں سےلڑنے کا حکم ہوا تو ان کو تو خوش ہونا چاہئے تھا کہ ہماری
درخواست قبول ہوئی اور مراد ملی مگر بعضے کچے مسلمان کافروں کے مقاتلہ سے ایسے ڈرنے لگے جیسا کہ اللہ کے
عذاب سے ڈرنا چاہئے یا اس سے بھی زیادہ اور آرزو کرنے لگے کہ تھوڑی مدت اور بھی قتال کا حکم نہ آتا اور ہم زندہ
۱۲۴ ۔ یعنی چونکہ حیات اور منافع دنیوی کی رغبت کے باعث ان لوگوں کو حکم جہاد بھاری معلوم ہوا تو اس لئے حق
تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے کہہ دو کہ دنیا کے تمام منافع حقیر اور سریع الزوال ہیں اور ثواب آخرت کا بہتر ہے ان کے
لئے جو اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہیں سو تم کو چاہئے کہ منافع دنیا کا لحاظ نہ کرو اور حق تعالیٰ کی
۱۲۵ ۔ یعنی کیسے ہی مضبوط اور محفوظ اور مامون مکان میں رہو مگر موت تم کو کسی طرح نہ چھوڑے گی کیونکہ
موت ہر ایک کے واسطے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے اپنے وقت پر ضرور آئے گی کہیں ہو۔ سو اگر جہاد میں نہ جاؤ
گے تو بھی موت سے ہر گز نہیں بچ سکتے تو اب جہاد سے گھبرانا اور موت سے ڈرنا اور کافروں کے مقاتلہ سےخوف
۱۲۶ ۔ یعنی ان منافقین کا اور عجیب حال سنو اگر تدبیر لڑائ کی درست آئی اور فتح ہوئی اور غنیمت کا مال ہاتھ آ گیا تو
کہتےہیں یہ خدا کی طرف سے ہے یعنی اتفاقی بات ہو گئ۔ رسول اللہ کی تدبیر کے قائل نہ ہوتے اور اگر تدبیر بگڑ جاتی
اور ہزیمت و نقصان پیش آ جاتا تو الزام رکھتے آپ کی تدبیر پر۔
۱۲۷ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد ان کو جواب دے دو کہ بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہے سب باتوں
کا موجد اور خالق اللہ تعالیٰ ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں اور پیغمبر کی تدبیر بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے
اور اللہ ہی کا الہام ہے۔ تمہارا الزام رکھنا نبی پر غلط اور سراسر کم فہمی ہے اور بگڑی کو بگڑا نہ سمجھو یہ اللہ کی
۱۲۸ ۔ یعنی اصل بات یہ ہے کہ جملہ بھلائی برائی کا موجد ہر چند اللہ ہےمگر بندہ کو چاہئے کہ نیکی اور بھلائی کو حق
تعالیٰ کا فضل اور احسان سمجھے اور سختی اور برائی کو اپنے اعمال کی شامت جانے اس کا الزام پیغمبر پر نہ رکھے
پیغمبر ان امور کے لئے نہ موجد ہے نہ سبب بلکہ موجد یعنی ان باتوں کا پیدا کرنے والا تو اللہ ہے اور سبب تمہارے
۱۲۹ ۔ حق تعالیٰ رسول سےمنافقوں کے الزام کو دور فرما کر ارشاد کرتا ہے کہ ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے رسول
کر کے بھیجا اور ہم کو سب کچھ معلوم ہے ہم سب کے اعمال کا بدلہ دے لیں گے تم کسی کےبیہودہ انکار و الزام کی پروا
نہ کرو اپنا کار رسالت کئے جاؤ۔
۱۳۰ ۔ آپ کی رسالت کو محقق فرما کر اب خدا تعالیٰ آپ کے متعلق یہ حکم سناتا ہے کہ جو ہمارے رسول اللہ کی
فرمانبرداری کرے گا وہ بیشک ہمارا تابعدار ہے اور جو اس سے روگردانی کرے گے تو ہم نے تجھ کو اے رسول ان
لوگوں پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کو گناہ نہ کرنے دے ہم انکو دیکھ لیں گے تیرا کام صرف پیغام پینچانا ہے آگے
۱۳۱ ۔ ان منافقین کی اور مکاری سنو آپ کے روبرو آ کر تو کہہ جاتے ہیں ہم نے قبول کیا حکم تیرا اور باہر جا کر
مشورہ کرتےہیں اس کے خلاف یعنی تیری نافرمانی اور مخالفت کا مشورہ کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں ان کے سب
مشورے لکھے جاتے ہیں ان کو سزا دینے کے لئے سو اے نبی ان سے منہ پھیر لے اور کسی بات کی پروا مت کرو اور
۱۳۲ ۔ پہلی آیات سے حضرت محمد کا رسول اللہ ہونا اور ان کی اطاعت بعینہ خدا کی اطاعت ہونی اور ان کے نافرمانوں
پر حق تعالیٰ کا عذاب ہونا تو خوب ظاہر ہو گیا مگر منافق اور آپ کے مخالف یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کی گواہی اور اس
کے ارشادات کی تسلیم و تصدیق میں تو ہم کو تامل ہر گز نہیں مگر یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ خدا کا کلام ہے بشر کا بنایا

۱۳۳ ۔ یعنی ان منافقوں اور کم سمجھ مسلمانوں کی ایک خرابی یہ ہے کہ جب کوئی بات امن کی پیش آتی ہے مثلًا رسول اللہ کا کسی سے صلح کا قصد فرمانا یا لشکر اسلام کی فتح کی خبر سننا یا کوئی خبر خوفناک سن لیتے ہیں جیسے دشمنوں کا کہیں جمع ہونا یا مسلمانوں کی شکست کی خبر آنا تو ان کو بلا تحقیق کئے مشہور کرنے لگتے ہیں اور اس میں
۱۳۴ ۔ یعنی کہیں سے کچھ خبر آئے تو چاہئے کہ اول پہنچائیں سردار تک اور اس کے نائبوں تک جب وہ اس خبر کو تحقیق اور تسلیم کر لیویں تو ان کے کہنے کے موافق اس کو کہیں نقل کریں اور اس پر عمل کریں۔ {فائدہ} حضرت نے ایک شخص کو ایک قوم کے یہاں زکوٰۃ لینے کو بھیجا وہ قوم اس کے استقبال کو باہر نکلی اس نے خیال کیا کہ میرے مارنے
۱۳۵ ۔ یعنی اگر اللہ اپنے فضل سے تمہاری اصلاح اور تربیت کے لئے احکام نہ بھیجتا اور تم کو وقتًا فوقتًا حسب ضرورت ہدایت اور تنبیہ نہ فرماتا رہتا جیسا کہ اس موقع پر رسول اور سرداروں کی طرف رجوع کرنے کو فرمایا تو تم گمراہ ہو جاتے مگر چند خواص جو کامل العقل اور کامل الایمان ہیں۔ ان تنبیہات کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھو اور شکر
۱۳۶ ۔ یعنی اگر کافروں کی لڑائی سے منافق اور کچے مسلمان جن کا ذکر اوپر گذرا ڈرتے ہیں تو اے رسول تو تنہا اپنی ذات سے جہاد کرنے میں توقف مت کر اللہ تعالیٰ تیرا مددگار ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی تاکید کر دے جو ساتھ نہ دے اس کی پروا مت کر۔ امید ہے کہ اللہ تعالی کافروں کی لڑائی کو روک دے گا۔ {فائدہ} جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے
۱۳۷ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی لڑائی اور اس کا عذاب کافروں کے ساتھ لڑنے سے بہت سخت ہے سو جو لوگ کافروں کے ساتھ لڑنے اور ان کو مارنے اور ان کے ہاتھ سے مارے جانے سے ڈرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کے عذاب کا کیونکر تحمل کر سکتے ہیں۔
۱۳۸ ۔ یعنی اگر کوئی نیک کام میں سعی سفارش کرے جیسا نبی کا مسلمانوں کو جہاد کی تاکید فرمانا یا کوئی بری بات میں ساعی ہو جیسا منافق اور سست مسلمانوں کا جہاد سے ڈر کر دوسروں کو بھی ڈرانا تو اول صورت میں ثواب کا اور دوسری صورت میں گناہ کا حصہ ملے گا ایسے ہی اگر کوئی محتاج کی سفارش کر کے دولت مند سے کچھ دلوا دے تو یہ
۱۳۹ ۔ یعنی خدا تعالیٰ تمام چیزوں پر قادر اور ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا ہے تو نیکی اور بدی کے حصہ دینے میں اس کو کوئی دشواری نہیں۔

۱۴۰ ۔ یعنی کسی مسلمان کو سلام کرنا یا دعا دینا درحقیقت اللہ سے اس کی شفاعت کرنا ہے تو حق تعالیٰ شفاعت حسنہ کی ایک خاص صورت کو جو مسلمانوں میں شائع ذائع ہے صراحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے کہ جب کوئی اے مسلمانو تم کو دعا دے یا سلام کرے تو تم کو بھی اس کا جواب دینا ضرور چاہئے یا تو وہی کلمہ تم بھی اس کو کہو یا اس سے بہتر
۱۴۱ ۔ یعنی قیامت کا آنا اور ثواب و عقاب کے سب وعدوں کا پورا ہونا سب سچ ہے اس میں تخلف نہیں ہو گا ان باتوں کو سرسری خیال نہ کرو۔

۱۴۲ ۔ ان منافقوں میں وہ لوگ داخل ہیں جو ظاہر میں بھی ایمان نہ لائے تھے بلکہ ظاہر و باطن کفر پر قائم تھے لیکن حضرت اور مسلمانوں کے ساتھ ظاہری میل جول اور محبت کا معاملہ رکھتے تھے اور غرض ان کی یہ تھی کہ مسلمانوں کی فوج ہم پر چڑھائی کرے تو ہمارے جان و مال اس حیلہ سے محفوظ رہیں جب مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ
۱۴۳ ۔ یعنی یہ منافق لوگ تو کفر پر ایسے جمے ہوئے ہیں کہ خود تو اسلام کیا قبول کریں گے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی انکی مثل کافر ہو کر ان کے برابر ہو جاؤ سو اب تم کو چاہئے کہ وہ جب تک ایمان قبول کر کے اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس نہ چلے آئیں اس وقت تک ان کو دوست نہ بناؤ۔ نہ اپنے کسی کام میں ان کو دخل دو اور نہ ان کی حمایت
۱۴۴ ۔ یعنی اس ظاہری ملنے جلنے سے ان کو قید اور قتل سے مت بچاؤ مگر کل دو طرح سے ایک تو یہ کہ جن لوگوں سے تمہاری صلح ہے ان سے ان کا بھی معاہدہ اور مصالحت ہو تو وہ بھی صلح میں داخل ہو گئے دوسری طرح یہ کہ جو لوگ لڑائی سے عاجز ہو کر تم سے صلح کریں اور اس بات کا عہد کریں کہ نہ اپنی قوم کے طرفدار ہو کر تم سے
۱۴۵ ۔ یعنی بعضے لوگ ایسے بھی ہیں کہ تم سے عہد کر جاتے ہیں کہ نہ تم سے لڑیں گے نہ اپنی قوم سے تاکہ تم سے اور اپنی قوم دونوں سے امن میں رہیں لیکن اس عہد پر قائم نہیں رہتے بلکہ جب اپنی قوم کا غلبہ دیکھتے ہیں تو ان کے مددگار ہو جاتے ہیں تو ایسے لوگوں سے تم بھی درگذر مت کرو تمہارے ہاتھ تو صریح حجت آ گی کہ انہوں نے اپنا عہد
۱۴۶ ۔ اس موقع پر قتل خطاء کے احکام بیان فرمائے جاتے ہیں اور یہ کہ کلمہ اسلام کہنے والے کو قتل کرنا گناہ عظیم ہے۔ ہاں اگر غلطی سے مارا گیا تو مجبوری کی بات ہے اور اس کے احکام یہ ہیں اور اسی کے ذیل میں مجاہدین کی فضیلت اور دارکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنے کی ضرورت اور سفر اور خوف کی نماز کی کیفیت بیان
۱۴۷ ۔ اس آیت میں قتل خطا کے دو حکم بتائے گئے ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان کا اور اس کا مقدور نہ ہو تو دو مہینے متصل روزے رکھنا یہ کفارہ ہے خدا تعالیٰ کی جناب میں اپنی خطا کا دوسرے مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا یہ ان کا حق ہے۔ ان کے معاف کرنے سے معاف بھی ہو سکتا ہے اور کفارہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا اس
۱۴۸ ۔ یعنی اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو غلطی سے نہیں بلکہ قصدًا اور مسلمان معلوم کرنے کے بعد قتل کرے گا تو اس کے لئے آخرت میں جہنم اور لعنت اور عذاب عظیم ہے کفارہ سے اس کی رہائی نہیں ہو گی۔ باقی رہی دنیوی سزا وہ سورہ بقرہ میں گذر چکی۔ {فائدہ} جمہور علماء کے نزدیک خلود اس کے لئے ہے جو مسلمان کے قتل کو حلال
۱۴۹ ۔ حضرت نے ایک فوج کو ایک قوم پر جہاد کے لئے بھیجا اس قوم میں ایک شخص مسلمان تھا جو اپنامال و اسباب اور مواشی ان میں سے نکال کر علیحدہ کھڑا ہو گیا تھا اس نے مسلمانوں کو دیکھ کر السلام علیکم کہا مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ یہ کافر ہے اپنی جان اور مال بچانے کی غرض سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اس لئے اس کو مار
۱۵۰ ۔ تم ایسے ہی تھے اس سے پہلے یعنی اسلام سے پہلے دنیاکی غرض سے ناحق خون کیا کرتے تھے لیکن اب مسلمان ہو کر ہر گز ایسا نہ کرنا چاہئے بلکہ جس پر مسلمان ہونے کا احتمال بھی ہو تو اس کے قتل سے بچو یا یہ مطلب ہے کہ اس سے پہلے شروع زمانہ اسلام میں تم بھی کافروں کے شہر میں رہتے تھے تمہاری مستقل حکومت اور مستقل

۱۵۱ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر اعمال اور دلی اغراض سب پر مطلع ہے تو اب جس کو قتل کرو محض اللہ کے حکم کے موافق قتل کرو اپنی کسی غرض کا اصلًا دخل نہ ہو اور یہ بھی مقصد ہے کہ اگر کوئی کافر فقط اپنے جان و مال کے خوف سے تمہارے روبرو اسلام ظاہر کرے اور دھوکا دے کر اپنی جان بچالے تو اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اس

۱۵۲ ۔ اس سے پہلے مسلمان کو نادانستگی اور چوک سے قتل کر دینے پر عتاب اور تنبیہ فرمائی تھی اس لئے یہ احتمال تھا کہ کوئی جہاد کرنے سے رک جائے کیونکہ مجاہدین کو ایسی صورت پیش آ ہی جاتی ہے اس لئے مجاہدین کی فضیلت بیان فرما کر جہاد کی رغبت دلائی گئ خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ لنگڑے لنجے اندھے بیمار معذور لوگوں کو تو جہاد
۱۵۳ ۔ یعنی حق تعالیٰ غفور رحیم ہے جہاد کرنے والوں کے بارہ میں اجر و مغفرت و رحمت کے جو وعدے فرمائے ہیں وہ ضرور پورے فرمائے گا یا یہ کہ مجاہد کے ہاتھ سے نادانستگی میں اگر کوئی مسلمان قتل ہو گیا تو حق تعالیٰ معاف فرما دے گا اس اندیشہ سے جہاد سے مت رکو۔

۱۵۴ ۔ بعضے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ دل سے تو سچے مسلمان ہیں مگر کافروں کی حکومت میں ہیں اور ان سے مغلوب ہیں اور کافروں کے خوف سےاسلامی باتوں کو کھل کر نہیں کر سکتے نہ جہاد کی تعمیل کر سکتے ہیں سو ان پر فرض ہے کہ وہاں سے ہجرت کریں اس رکوع میں اسی کا ذکر ہے آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اوپر ظلم
۱۵۵ ۔ اس آیت میں ہجرت کی ترغیب ہے اور مہاجرین کو تسلی دی جاتی ہے یعنی جو شخص اللہ کے واسطے ہجرت کرے گا اور اپنا وطن چھوڑے گا تو اس کو رہنے کے لئے بہت جگہ ملے گی اور اس کی روزی اور معیشت میں فراخی ہو گی تو ہجرت کرنے میں اس سے مت ڈرو کہ کہاں رہیں گے اور کیا کھائیں گے اور یہ بھی خطرہ نہ کرو کہ شاید
۱۵۶ ۔ یعنی جب تم جہاد وغیرہ کے لئے سفر کرو اور کافروں سے جو کہ تمہارے صریح دشمن ہیں اس کا خوف ہو کہ وہ موقع پا کر ستائیں گے تو نماز کو مختصر رکھو یعنی جو نماز حضر میں چار رکعت کی ہو اس کی دو رکعت پڑھو۔ {فائدہ} ہمارے یہاں سفر تین منزل کا ہونا ضروری ہے اس سے کم ہوگا تو قصر جائز نہ ہو گا اور کافروں کے ستانے کاڈر
۱۵۷ ۔ پہلے نماز سفر کا بیان تھا یہ نماز خوف کا بیان ہے یعنی کافروں کی فوج مقابلہ میں ہو تو مسلمانوں کی فوج دو حصے ہو جائے ایک حصہ امام کے ساتھ آدھی نماز پڑھ کر دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑا ہو جائے دوسرا حصہ آ کر امام کے ساتھ نصف پڑھ لے امام کے سلام کے بعد دونوں جماعتیں اپنی آدھی نماز رہی ہوئی جُدی جُدی پڑھ لیں اگر
۱۵۸ ۔ یعنی اگر بارش یا بیماری اور ضعف کی وجہ سے ہتھیار کا اٹھانا مشکل ہو تو ایسی حالت میں ہتھیار اتار کر رکھ دینے کی اجازت ہے لیکن اپنا بچاؤ کر لینا چاہئے مثلًا زرہ سپر خود ساتھ لے لو۔ فائدہ اگر دشمن کے خوف سے اتنی مہلت بھی نہ ملے کہ نماز خوف بصورت مذکورہ ادا کر سکیں تو جماعت موقوف کر کے تنہا تنہا نماز پڑھ لیں پیادہ ہو کر اور
۱۵۹ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق تدبیر اور احتیاط اور اہتمام کے ساتھ کام کرو اور اللہ کے فضل سے امید رکھو وہ کافروں کو تمہارے ہاتھ سے ذلیل و خوار کرا دے گا کافروں سے خوف مت کرو۔

۱۶۰ ۔ یعنی خوف کے وقت بوجہ تنگی اور بےاطمینانی اگر نماز میں کسی طرح کی کوتاہی ہو گئ تو نماز خوف سے فراغت کے بعد ہر وقت اور ہر حالت میں کھڑے ہو یا بیٹھے یا لیٹے اللہ کو یاد کرو حتٰی کہ عین ہجوم اور مقاتلہ کے وقت بھی کیونکہ وقت کی تعین اور دیگر قیود کی پابندی تو بحالت نماز تھی جن کی وجہ سے تنگی اور بےاطمینانی پیش آنے
۱۶۱ ۔ یعنی جب خوف مذکور جاتا رہے اور خاطر جمع ہو جائے تو پھر نماز پڑھو اطمینان اور تعدیل ارکان اور رعایت شروط اور محافظت آداب کے ساتھ پڑھو جیسا کہ امن کی حالت میں پڑھنی چاہئے اور جن حرکات زائدہ کی اجازت دی گئ وہ حالت خوف کے ساتھ مخصوص ہے بیشک نماز فرض ہے وقت معین میں سفر حضر اطمینان خوف ہر حالت میں
۱۶۲ ۔ یعنی کفار کی جستجو اور ان کے تعاقب میں ہمت سے کام لو اور کوتاہی نہ کرو اگر تم کو ان کی لڑائی سے زخم اور درد پہنچا تو اس تکلیف میں تو وہ بھی شریک ہیں اور آئندہ تم کو حق تعالیٰ سے وہ امیدیں ہیں جو ان کو نہیں یعنی دنیا میں کفار پر غلبہ اور آخرت میں ثواب عظیم اور اللہ تعالیٰ تمہارے مصالح اور تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے اس
۱۶۳ ۔ منافق اور ضعیف الاسلام لوگوں میں جب کوئی کسی گناہ اور خرابی کا مرتکب ہوتا تو سزا اور بدنامی سے بچنے کے لئے حیلہ گھڑتے اور آپ کی خدمت میں ایسے انداز سے اس کا اظہار کرتے کہ آپ ان کو بَری سمجھ جائیں بلکہ کسی بری الذمہ کے ذمہ تہمت لگا کر اس کے مجرم بنانے میں سعی کرتے اور رل مل کر باہم مشورہ کرتے چنانچہ ایک
۱۶۴ ۔ یعنی قبل تحقیق صرف ظاہر حال کو دیکھ کو چور کو بری اور یہودی مذکور کو چور خیال کر لینا تمہاری عصمت اور عظمت شان کے مناسب نہیں اس سے استغفار چاہئے اس میں کامل تنبیہ ہو گئ ان مخلصین کو جو بوجہ تعلق اسلامی یا قومی وغیرہ چور پر حسن ظن کر کے یہودی کے چور بنانے میں ساعی ہوئے۔

۱۶۵ ۔ پہلی آیت میں جب ان لوگوں کی دغا اور برائی صاف بتلا دی گئ تو شاید رسول اللہ نے بوجہ غلبہ شفقت جو آپ کو تمام خلق بالخصوص اپنی امت پر تھا حق تعالیٰ سے ان خطاواروں کی معافی چاہی اس پر ارشاد ہوا کہ ان دغابازوں کی طرف ہو کر اللہ سےکیوں جھگڑتے ہو ایسے لوگ اللہ کو خوش نہیں آتے یہ تو لوگوں سے چھپ چھپ کر راتوں کو
۱۶۶ ۔ اس میں خطاب ہے چور کی قوم اور ان لوگوں کو جو چور کے طرفدار ہوئے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اس بےجا حمایت سے چور کو قیامت میں کوئی نفع نہیں ہو سکتا۔

۱۶۷ ۔ سوء اور ظلم سے بڑے اور چھوٹے گناہ مراد ہیں یا سوء سے وہ گناہ مراد ہے جس سے دوسرے کو درد پہنچے جیسے کسی پر تہمت لگانی اور ظلم وہ ہے کہ اس کی خرابی اپنے ہی نفس تک رہے یعنی گناہ کیسا ہی ہو اس کا علاج استغفار اور توبہ ہے توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ البتہ معاف فرما دیتا ہے اگر آدمیوں نے جان بوجھ کر فریب سے کسی مجرم
۱۶۸ ۔ یعنی جو اپنے قصد سے گناہ کرے گا اس کا وبال تو اسی پر پڑے گا اور اس کی سزا خاص اسی کو دی جائے گی کسی دوسرے کو سزا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایسا تو وہ کر سکتا ہے جس کو واقعی بات کی خبر نہ ہو یا حکمت سے بےبہرہ ہو مگر حق سبحانہ تعالیٰ تو بلامبالغہ بصیغہ مبالغہ علیم و حکیم وہاں اس کی گنجائش کہاں تو اب خود چوری کر
۱۶۹ ۔ یعنی جس نے چھوٹا یا بڑا گناہ کر کے کسی بےگناہ کے ذمہ لگایا تو اس پر تو دو گناہ لازم ہوگئے ایک جھوٹی تہمت دوسرا وہ اصلی گناہ تو ظاہر ہو گیا کہ خود چوری کر کے یہودی پر تہمت دھرنے سے اور وبال بڑھ گیا نفع خاک بھی نہ ہوا اور معلوم ہو گیا کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا توبہ خالص کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں۔
۱۷۰ ۔ اس میں خطاب ہے رسول کی طرف اور اظہار ہے ان خائنوں کے فریب کا اور بیان ہے آپ کی عظمت شان و عصمۃ کا اور اس کا کہ آپ کمال علمی میں جو کہ تمام کمالات سے افضل اور اول ہے سب سے فائق ہیں اور اللہ کا فضل آپ پر بے نہایت ہے جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا اور اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ آپ کو
۱۷۱ ۔ منافق اور حیلہ گر آ کر آپ سے کان میں باتیں کرتے تاکہ لوگوں میں اپنا اعتبار بڑھائیں اور مجلس میں بیٹھ کر آپس میں بیہودہ سرگوشی کیا کرتے کسی کی عیب جوئی کسی کی غیبت کسی کی شکایت کرتے اس پر ارشاد ہوا کہ جو لوگ باہم کانوں میں مشورت کرتے ہیں اکثر مشورے خیر سے خالی ہوتے ہیں صاف اور سچی بات کو چھپانے کی حاجت
۱۷۲ ۔ یعنی جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے پھر اس کے بعد بھی رسول کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جُدی راہ اختیار کرے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جیسا کہ اس چور نے کیا جس کا ذکر ہو چکا بجائے اس کے کہ قصور کا اعتراف کر کے توبہ کرتا یہ کیا کہ ہاتھ کٹنے کے خوف سے بھاگ گیا اور مشرکین میں مل
۱۷۳ ۔ یعنی شرک سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے گا اللہ بخش دے گا مگر شرک کو ہر گز نہیں بخشے گا مشرک کے لئےعذاب ہی مقرر فرما چکا تو چوری کرنا اور تمہت جھوٹی لگانا اگرچہ گناہ کبیرہ تھے مگر یہ بھی احتمال تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس چور کو بخش دیتا لکین جب وہ چور رسول کے حکم سے بھاگا اور مشرکوں میں جا ملا تو اب
۱۷۴ ۔ دور جا پڑا س لئے کہ وہ شخص تو اللہ ہی سے صریح منحرف ہو گیا اور اللہ کے مقابلہ میں دوسرا معبود بنا کر شیطان کا پورا مطیع ہو چکا اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی رحمت سب سے مستغنی ہو بیٹھا اور جو اتنی دور جا پڑا تو اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے بلکہ ایسے شخص کی مغفرت تو خلاف حکمت ہونی

۱۷۵ ۔ یعنی ان مشرکوں نے اللہ کے سوا جو اپنا معبود بنایا تو ان بتوں کو جن کو عورتوں کے نام سےنامزد کر رکھا ہے۔ جیسے عزیٰ اور مناۃ اور نائلہ وغیرہ اور حقیقۃ الامر دیکھئے تو یہ مشرکین شیطان سرکش ملعون الہٰی کی عبادت کرتے ہیں اسی نے تو بہکا کر ایسا کرایا اور بت پرستی کرنے میں اس کی اطاعت اور اس کی عین خوشی ہے۔ اس سے
۱۷۶ ۔ یعنی جب شیطان سجدہ نہ کرنے پر ملعون اور مردود کیا گیا تو اس نے تو اسی وقت کہا تھا کہ میں تو غارت ہو ہی چکا مگر میں بھی تیرے بندوں اور اولاد آدم میں سے اپنے لئے ایک مقدار معلوم اور بڑا حصہ لوں گا یعنی ان کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جاؤں گا جیسا کہ سورہ حجر اور بنی اسرائیل وغیرہ میں مذکور ہے مطب یہ ہوا کہ متمرد
۱۷۷ ۔ یعنی جو لوگ میرے حصہ میں آئیں گے ان کو طریق حق سے گمراہ کروں گا اور ان کو حیات دنیوی اور خواہشات دنیوی کے حصول کی قیامت اور حساب و کتاب امور اخروی کے نہ ہونے کی آرزو دلاؤں گا اور اس بات کی تعلیم دوں گا کہ جانوروں کے کان چیر کر بتوں کے نام پر ان کو چھوڑیں گے اور اللہ کی پیدا کی ہوئی صورتوں کو اور

۱۷۸ ۔ یعنی جب شیطان کی خباثت و شرارت اور اس کی عداوت کی کیفیت خوب معلوم ہو چکی تو اب اس میں کچھ شک نہ رہا کہ اپنے سچے معبود سے منحرف ہو کر جو کوئی اس کی موافقت کرے گا سخت نقصان میں پڑے گا اس کے تمام وعدے اور امیدیں محض فریب ہیں نتیجہ یہ ہو گا کہ ان سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے اس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہو
۱۷۹ ۔ یعنی اور وہ لوگ جو شیطان کی خرابی سے محفوظ ہیں اور ارشاد خداوندی کے موافق ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ ہمیشہ کے لئے باغ و بہار میں رہیں گے اور یہ اللہ کا وعدہ ہے جس سے سچی کسی کی بات نہیں ہو سکتی پھر ایسے سچے وعدہ کو چھوڑ کر شیطان کی جھوٹی باتوں میں آنا کس قدر گمراہی اور کتنی بڑی مضرت کو سر پر لینا ہے۔

۱۸۰ ۔ کتاب والوں یعنی یہودیوں اور نصرانیوں کو خیال تھا کہ ہم خاص بندے ہیں جن گناہوں پر خلقت پکڑی جائے گی ہم نہ پکڑے جائیں گے ہمارے پیغمبر حمایت کر کے ہم کو بچا لیں گے اور نادان اہل اسلام بھی اپنے حق میں یہی خیال کر لیا کرتے ہیں سو فرما دیا کہ نجات اور ثواب کسی کی امید اور خیال پر موقوف اور منحصر نہیں جو برا کرے گا پکڑا
۱۸۱ ۔ پہلے معلوم ہو چکا کہ اللہ کے نزدیک اعمال کا اعتبار ہے بیہودہ آرزو کا کوئی نتیجہ نہیں۔ اہل کتاب وغیرہ سب کے لئے یہی قاعدہ مقرر ہے جس میں اشارہ تھا اہل اسلام یعنی حضرت صحابہ کی تعریف اور فضیلت کی طرف اور اہل کتاب کی مذمت اور برائی کی طرف اب کھول کر فرماتے ہیں کہ دینداری میں ایسے شخص کا مقابلہ کون کر سکتا ہے کہ
۱۸۲ ۔ یعنی زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے سب اس کے بندے اور اس کی مخلوق اور مملوک ہیں اور اس کے قبضہ میں ہیں اپنی رحمت اور حکمت سے جس کے ساتھ جیسا چاہے معاملہ کرے اس کو کسی کی حاجت نہیں خلیل بنانے سے کوئی دھوکا نہ کھائے اور اہل عالم کے جملہ اعمال خیر و شر کی جزا اور سزا میں تردد نہ کرے۔
۱۸۳ ۔ اس سورت کے اول میں تاکید فرمائی تھی یتیموں کے حق ادا کرنے کی اور فرمایا تھا کہ یتیم لڑکی جس کا والی مثلاً چچا کا بیٹا ہو اگر جانے کہ میں اس کا حق پورا ادا نہ کر سکوں گا تو خود اس لڑکی سےنکاح نہ کرے بلکہ کسی اور سے اس کا نکاح کر دے اور آپ اس کا حمایتی بنا رہے اس پر مسلمانوں نے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا موقوف کر دیا
۱۸۴ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری ذرہ ذرہ بھلائی معلوم ہے سو یتیموں اور عورتوں کے حق میں جو بھلائی کرو گے اس کا ثواب ضرور پاؤ گے۔

۱۸۵ ۔ یعنی اگر کوئی عورت خاوند کا دل اپنے سے پھرا دیکھے اور اس کو خوش اور متوجہ کرنے کو اپنے مہر یا نفقہ وغیرہ سے کچھ چھوڑ کر اس کو راضی کر لے تو اس مصالحت میں کسی کے ذمے کچھ گناہ نہیں زوجین میں مصالحت اور موافقت بہت ہی اچھی بات ہے البتہ بے وجہ عورت کو تنگ کرنا اور بلا رضا اس کے مال میں تصرف کرنا گناہ ہے۔
۱۸۶ ۔ یعنی اپنے نفع اور مال کی حرص اور بخیلی ہر ایک کے جی میں گھسی ہوئی ہے سو نظر بر مصلحت اگر عورت مرد کو کچھ نفع پہنچائے گی تو مرد خوش ہو جائے گا۔

۱۸۷ ۔ یعنی اگر عورتوں کےساتھ نیک سلوک کرو گے اور بدسلوکی اور لڑائی سے پرہیز رکھو گے تو اللہ تعالیٰ تو تمہاری سب باتوں سےخبردار ہے اس نیکی کا ثواب ضرور عنایت کرے گا ظاہر ہے کہ اس صورت میں نہ اعراض اور ناخوشی کی نوبت آئے گی اور نہ راضی کرنے اور اپنے کسی حق کو چھوڑنے کی ضرورت ہو گی۔
۱۸۸ ۔ یعنی اگر کئ عورتیں نکاح میں ہوں تو یہ تو تم سےنہ ہو سکے گا کہ محبت قلبی اور ہر ہر امر میں بالکل مساوات اور برابری رکھو مگر ایسا ظلم بھی نہ کرو کہ ایک کی طرف تو بالکل جھک جاؤ اور دوسری کو درمیان میں لٹکتی رکھو نہ خود ہی آرام سے رکھو نہ بالکل علیحدہ ہی کرو جو دوسرے سے نکاح کر سکے۔
۱۸۹ ۔ یعنی اگر اصلاح اور مصالحت کا معاملہ کر وگے اور تعدی اور حق تلفی سے تابمقدور بچتے رہو گے تو اسکے بعد اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔

۱۹۰ ۔ یعنی اگر زوجین جدائی ہی کو پسند کریں اور طلاق کی نوبت آئے تو کچھ حرج نہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک کا کارساز ہے اور سب کی حاجات کا پورا کرنے والا ہے۔ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ زوجہ کو راحت سے رکھے اور ایذا نہ دے اور اس پر قادر نہ ہو تو پھر طلاق دے دینا مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹۱ ۔ اوپر سے ترغیب و ترہیب کاذکر چلا آتا تھا یعنی حکم خداوندی کی اطاعت کرنا اور اس کی مخالفت سے بچنا سب کو ضرور ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی کی بات کی طرف کان رکھنا ہرگز جائز نہیں بیچ میں چند حکم یتیموں اور عورتوں کے متعلق جن میں لوگ مبتلا تھے بیان فرما کر پھر اسی ترغیب و ترہیب کا بیان ہے ان دونوں آیتوں کا خلاصہ
۱۹۲ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ تم سب کو فنا کر دے اور دنیا سے اٹھا لے اور دوسرے لوگ مطیع و فرمانبردار پیدا کر دے اس سے بھی حق تعالیٰ کا استغنا اور بےنیازی خوب ظاہر ہو گئ اور نافرمانوں کو پوری تہدید اور تخویف بھی ہوگئ۔
۱۹۳ ۔ یعنی اگر اس کی تابعداری کرو تو تم کو دنیا بھی دے اور آخرت بھی پھر صرف دنیا کے پیچھے پڑنا اور اس کی نافرمانی کر کے آخرت سے محروم رہنا بڑی نادانی ہے۔

۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے سب کام دیکھتا ہے اور سب باتیں سنتا ہے۔ جس کے طالب ہو گے وہی ملے گا۔ ۱۹۴

۱۹۵ ۔ یعنی گواہی سچی اور اللہ کے حکم کے موافق دینی چاہئے اگرچہ اس میں تمہارا یا تمہارے کسی عزیز قریب کا نقصان ہوتا ہو جو حق ہو اس کو صاف ظاہر کر دینا چاہئے دنیوی نفع کے لئے آخرت کا نقصان نہ لو۔

۱۹۶ ۔ یعنی سچی گواہی دینے میں اپنی کسی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ مالدار کی رعایت کر کے یا محتاج پر ترس کھا کر سچ کو چھوڑ بیٹھو جو حق ہو سو کہو اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ اور ان کے مصالح سے واقف ہے اور اس کے یہاں کس چیز کی کمی ہے۔

۱۹۷ ۔ زبان ملنا یہ کہ سچی بات تو کہی مگر زبان داب کر اور پیچ سے کہ سننے والے کو شبہ پڑ جائے یعنی صاف صاف سچ نہ بولا اور بچا جانا یہ کہ پوری بات نہ کہی بلکہ کچھ بات کام کی رکھ لی سو ان دونوں صورتوں میں گو جھوٹ تو نہیں بولا مگر بوجہ عدم اظہار حق گنہگار ہو گا۔ گواہی سچی اور صاف اور پوری دینی چاہئے۔
۱۹۸ ۔ یعنی جو اسلام قبول کرے اس کو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر دل سے یقین لائے اس کے ارشادات میں سے اگر کسی ایک ارشاد پر بھی یقین نہ لائے گا تو وہ مسلمان نہیں صرف ظاہری اور زبانی بات کا اعتبار نہیں۔

۱۹۹ ۔ یعنی ظاہر میں تو مسلمان ہوئے اور دل میں مذبذب رہے اور آخر کو بے یقین لائے ہی مر گئے ان کو نجات کا رستہ نہیں ملےگا وہ کافر ہیں ۔ ظاہر کی مسلمانی کچھ کام نہ آئے گی۔ اس سے مراد منافقین ہیں اور بعض فرماتےہیں کہ یہ آیت یہودیوں کی شان میں ہے کہ اول ایمان لائے پھر گوسالہ کی عبادت کر کے کافر ہو گئے پھر توبہ کر کے مومن

۲۰۰ ۔ یعنی منافق لوگ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کا یہ خیال کہ کافروں کے پاس بیٹھ کر ہم کو دنیا میں عزت ملے گی بالکل غلط ہے سب عزت اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے جو اس کی اطاعت کرے گا اس کو عزت ملے گی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ایسے لوگ دنیا اور آخرت میں ذلیل و خوار ہوں گے۔
۲۰۱ ۔ یعنی اے مسلمانو خدا تعالیٰ پہلے قرآن شریف میں تم پر حکم بھیج چکا ہے کہ جس مجلس میں احکام خداوندی کا انکار اور تمسخر کیا جاتا ہو وہاں ہر گز نہ بیٹھو ورنہ تم بھی ویسے ہی سمجھے جاؤ گے البتہ جس وقت دوسری باتوں میں مشغول ہوں تو اس وقت ان کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت نہیں۔ منافقوں کی مجالس میں آیات و احکام الہٰی پر انکار و
۲۰۲ ۔ یعنی یہ منافق وہ ہیں جو برابر تمہاری تاک اور انتظار میں لگے رہتے ہیں پھر اگر تمہاری فتح ہو تو تم سےکہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں مال غنیمت میں ہم کو بھی شریک کرو اور اگر کافروں کو لڑائی میں کچھ حصہ مل گیا یعنی وہ غالب ہوئے تو ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم نے تم کو گھیر نہ لیا تھا اور تمہاری حفاظت نہیں کی اور ہم نے کیا تم
۲۰۳ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تم میں اور ان میں حکم فیصل فرما دے گا کہ تم کو جنت دے گا اور ان کو جہنم میں ڈالے گا۔ دنیا میں جو کچھ ان سے ہو سکے کر دیکھیں مگر اہل ایمان کی بیخ کنی ہرگز نہ کر سکیں گے جو انکی دلی تمنا ہے۔

۲۰۴ ۔ یعنی دل سےکافر ہیں اور ظاہر میں مسلمان تاکہ دونوں طرف کی مضرت اور ایذا سے محفوظ رہیں اور دونوں سے فائدہ اٹھاتے رہیں حق تعالیٰ نے ان کی اس دغابازی کی یہ سزا دی کہ ان کی تمام شرارتوں اور مخفی خباثتوں کو اپنے نبی پر ظاہر فرما کر ایسا ذلیل کیا کہ کسی قابل نہ رہے اور سب دغابازی مسلمانوں پر کھل گئ اور آخرت میں جو
۲۰۵ ۔ یعنی نماز جو نہایت ضروری اور خالص عبادت ہے اس کے ادا کرنے میں جانی مالی کسی مضرت کا بھی اندیشہ نہیں منافق لوگ اس سے بھی جان چراتے ہیں بمجبوری لوگوں کے دکھانے کو اور دھوکہ دینے کو پڑھ لیتے ہیں کہ ان کے کفر کی کسی کو اطلاع نہ ہو اور مسلمان سمجھے جاویں پھر ایسوں سے اور کسی بات کی کیا توقع ہو سکتی ہے اور
۲۰۶ ۔ یعنی منافقین تو بالکل تردد اور حیرت میں گرفتار ہیں نہ ان کو اسلام پر اطمینان ہے نہ کفر پر سخت پریشانی میں مبتلا ہیں کبھی ایک طرف جھکتے ہیں کبھی دوسری طرف اور اللہ جو بھٹکانا اور گمراہ کرنا چاہے اس کو نجات کا راستہ کہاں مل سکتا ہے۔

۲۰۷ ۔ یعنی مسلمانوں کو چھو ڑکر کافروں سے دوستی کرنا دلیل ہے نفاق کی جیسا کہ منافقین کرتے ہیں۔ سو تم اے مسلمانو ایسا ہرگز مت کرنا ورنہ خداوند تعالیٰ کا صریح الزام اور پوری حجت تم پر قائم ہو جائے گی کہ تم بھی منافق ہو اور منافقوں کے لئے دوزخ کا سب سے نیچا طبقہ مقرر ہے اور کوئی ان کا مددگار بھی نہیں ہو سکتا کہ اس طبقہ سے ان
۲۰۸ ۔ یعنی جو منافق اپنے نفاق سے توبہ کرے اور اپنے اعمال کی درستی کرے اور اللہ کے پسندیدہ دین کو مضبوط پکڑ ے اور اللہ پر توکل کرے اور ریا وغیرہ خرابیوں سے دین کو پاک و صاف رکھے تو وہ خالص مسلمان ہے دین و دنیا میں ایمان والوں کے ساتھ ہوگا اور ایمان والوں کو بڑا ثواب ملنے والا ہے ان کے ساتھ ان کو بھی ملے گا جنہوں نے نفاق
۲۰۹ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نیک کاموں کا قدردان ہے اور بندوں کی سب باتوں کو خوب جانتا ہے سو جو شخص اس کے حکم کو ممونیت اور شکرگذاری کے ساتھ تسلیم کرتا ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے تو اللہ عادل رحیم کو ایسے شخص پر عذاب کرنے سے کوئی تعلق نہیں یعنی ایسے شخص کو ہرگز عذاب نہ دے گا وہ تو سرکش اور نافرمانوں کو عذاب دیتا ہے۔
۲۱۰ ۔ یعنی اگر کسی میں دین یا دنیا کا عیب معلوم ہو تو اس کو مشہور نہ کرنا چاہئے خدا تعالیٰ سب کی بات سنتا ہے اور سب کے کام کو جانتا ہے ہر ایک کو اس کے موافق جزا دے گا اسی کو غیبت کہتے ہیں البتہ مظلوم کو رخصت ہے کہ ظالم کا ظلم لوگوں سے بیان کرے ایسے ہی بعضی اور صورتوں میں بھی غیبت روا ہے اور یہ حکم شاید اس لئے
۲۱۱ ۔ اس آیت میں مظلوم کو معافی کی رغبت دلانی منظور ہے کہ حق تعالیٰ زبردست اور قدرت والا ہو کر خطا والوں کی خطا بخشتا ہے بندۂ زیر دست عاجز کو بطریق اولیٰ دوسروں کا قصور معاف کر دینا چاہئے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ مظلوم کو ظالم سے بدلا لینا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ صبر کرے اور بخش دے۔ آیت میں اشارہ ہے اس طرف کہ منافقوں

۲۱۲ ۔ یہاں سے ذکر ہے یہود کا چونکہ یہود میں نفاق کا مضمون بہت تھا اور آپ کے زمانہ میں جو منافق تھے وہ یہود تھے یا یہودیوں سے ربط اور محبت رکھنے والے اور ان کے مشورہ پر چلنے والے تھے اس لئے قرآن شریف میں اکثر ان دونوں فریق کا ذکر اکٹھا فرمایا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسولوں سے منکر ہیں اور
۲۱۳ ۔ یعنی اور جن لوگوں نے کسی نبی کو جدا نہیں کیا بلکہ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو بڑے ثواب عطا فرمائے گا اس سے مراد مسلمان ہیں جو رسول اللہ اور سب پر ایمان لائے۔

۲۱۴ ۔ یہودیوں کے چند سردار آپ کی خدمت میں آئے اورکہا کہ اگر تم سچے پیغمبر ہو تو ایک کتاب لکھی لکھائی یکبارگی آسمان سے لا دو جیسےکہ حضرت موسیٰ توریت لائے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس تمام رکوع میں الزامات کو ان کے جواب میں ذکر فرمایا ہے۔ اس کے بعد تحقیقی جواب دیا ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے محمد یہودی
۲۱۵ ۔ غلبہ یہ کہ حضرت موسیٰ نے اس بچھڑے کو تو ذبح کر کے آگ میں جلادیا اور اس کی راکھ ہوا میں دریا پر اڑا دی اور ستر ہزار آدمی بچھڑے کو سجدہ کرنے والے قتل کئے گئے۔

۲۱۶ ۔ یعنی جب یہود نے کہا تھا کہ توریت کے حکم سخت ہیں ہم نہیں مانتے تو اس وقت کوہ طور کو زمین سے اٹھا کر ان کے سروں پر معلق قائم کر دیا تھا کہ ان حکموں کو قبول کرو اور مضبوطی سے پکڑو ورنہ پہاڑ ڈالا جاتا ہے۔

۲۱۷ ۔ یہود کو حکم ہوا تھا کہ شہر میں داخل ہو سجدہ کر کے اور سر جھکائے ہوئے انہوں نے سجدہ کے بدلے سرین پر سرکنا اور پھسلنا شروع کیا۔ جب شہر میں پہنچے تو ان پر طاعون پڑا دوپہر میں قریب ستر ہزار کے مر گئے۔

۲۱۸ ۔ یہودیوں کو حکم تھا کہ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں اور سب دنوں سے زیادہ ہفتہ ہی کے دن مچھلیاں دریا میں بکثرت نظر آتیں یہودیوں نے یہ حیلہ کیا کہ دریا کے پاس حوض بنائے ہفتہ کے دن جب مچھلیاں دریا سے حوضوں میں آتیں تو ان کو بند کر رکھتے پھر دوسرے دن حوضوں سے شکار کرتے اس فریب اور عہد شکنی پر اللہ تعالیٰ نے
۲۱۹ ۔ یعنی یہود نے اس عہد کو توڑ دیا تو حق تعالیٰ نے ان کی اس عہد شکنی پر اور آیات الہٰی سے منکر ہونے پر اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دل تو غلاف میں ہیں ان پر سخت سخت عذاب مسلط فرمائے۔ جب رسول اللہ نے یہودیوں کو ہدایت کی تو کہنے لگے ہمارے دل پردہ میں ہیں تمہاری بات وہاں تک پہنچ نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بات

۲۲۰ ۔ یعنی نیز اس وجہ سےکہ حضرت عیسیٰ سےمنکر ہو کر دوسرا کفر کمایا اور حضرت مریم پر طوفان عظیم باندھا اور ان کے اس قول پر کہ فخر سےکہتے تھے، ہم نے مار ڈالا عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول اللہ تھا ان تمام وجوہ سے یہود پر عذاب اور مصیبتیں نازل ہوئیں۔
۲۲۱ ۔ اللہ تعالیٰ ان کےقول کی تکذیب فرماتا ہے کہ یہودیوں نے نہ عیسیٰ کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا یہود جو مختلف باتیں اس بارہ میں کہتے ہیں اپنی اپنی اٹکل سےکہتے ہیں اللہ نے ان کو شبہ میں ڈال دیا۔ خبر کسی کو بھی نہیں۔
حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھا لئے گئے:
۲۲۲ ۔ حضرت عیسیٰ زندہ موجود ہیں آسمان پر۔ جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں تشریف لا کر اسے قتل کریں گے اور یہود اور نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے کہ بیشک عیسیٰ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان کے حالات اور اعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب اور مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا

۲۲۳ ۔ یہود کی اگلی پچھلی سخت سخت شرارتیں ذکر فرما کر جس سے ان کی سرکشی اور ان کا گناہوں پر دلیر ہونا ظاہر ہو گیا اب فرماتے ہیں کہ اسی واسطے ہم نے ان پر شریعت بھی سخت رکھی کہ ان کی سرکشی ٹوٹے تو اب یہ شبہ نہ رہا کہ تحریم طیبات تو ان پر توریت میں کی گئ تھی اور حضرت عیسیٰ سے مخالفت کرنا اور حضرت مریم پر تہمت
۲۲۴ ۔ یعنی بنی اسرائیل میں جن کا علم مضبوط ہے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور جو لوگ کہ صاحب ایمان ہیں وہ مانتے ہیں قرآن اور توریت و انجیل سب کو اور نماز کو قائم رکھنے والوں کا تو کیا کہنا ہے اور دینے والے زکوٰۃ کے اور ایمان رکھنے والے اللہ پر اور قیامت پر ایسے لوگوں کو ہم دیں گے بڑا ثواب بخلاف اول فریق کے کہ ان
۲۲۵ ۔ اہل کتاب اور مشرکین مکہ جملہ کفار قرآن مجید کی حقانیت اور صداقت میں طرح طرح سے بیہودہ شبہ پیدا کرتے دیکھئے اس موقع میں یہی کہدیا کہ جیسے توریت سب کی سب ایک دفعہ اتری تھی ایسے ہی تم بھی ایک کتاب آسمان سےلا دو تو ہم تم کو سچا جانیں بقول شخصے خوئے بدرا بہانہ بسیار سو حق تعالیٰ نے اس جگہ چند آیتیں نازل فرما کر
۲۲۶ ۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ وحی خاص اللہ کا حکم اور اس کا پیام ہے جو پیغمبروں پر بھیجا جاتا ہے اور انبیائے سابقین پر جیسے وحی الہٰی نازل ہوئی ویسے ہی حضرت محمد رسول اللہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی بھیجی تو جس نے اس کو مانا اس کو بھی ضرور ماننا چاہئے اور جس نے اس کا انکار کیا گویا ان سب کا منکر ہو گیا اور حضرت نوح
۲۲۷ ۔ حضرت نوح کے بعد جو انبیاء ہوئے ان سب کو بالاجمال ذکر فرما کر جو ان میں اولوالعزم ہیں اور جو مشہور اور جلیل القدر ہیں ان کو تخصیص اور تفصیل کے ساتھ ذکر فرما دیا جس سے خوب معلوم ہو گیاکہ آپ کے اوپرجو وحی نازل ہوئی اس کا حق ہونا اور اس کا ماننا ایسا ہی ضروری ہے جیسا تمام اولوالعزم اور مشاہیر انبیاء کی وحی کو اور یہ

۲۲۸ ۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو برابر بھیجا کہ مومنین کو خوشخبری سنائیں اور کافروں کو ڈرائیں تاکہ لوگوں کو قیامت کے دن اس عذر کی جگہ نہ رہے کہ ہم کو تیری مرضی اور غیر مرضی معلوم نہ تھی معلوم ہوتی تو ضرور اس پر چلتے سو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو معجزے دے کر بھیجا اور پیغمبروں نے راہ حق بتلائی تو اب دین حق کے قبول
۲۲۹ ۔ یعنی وحی ہر پیغمبر کو آتی رہی یہ کچھ نئی بات نہیں سب کو معلوم ہے لیکن اس قرآن میں اللہ نے اپنا خاص علم اتارا اور اللہ اس حق کو ظاہر کر دے گا چنانچہ جاننے والے جانتے ہیں کہ جو علوم اور حقائق قرآن مجید میں سے حاصل ہوئے اور برابر حاصل ہوتے رہیں گے وہ کسی کتاب سے نہیں ہوئے اور جس قدر ہدایت لوگوں کو حضرت سے ہوئی

۲۳۰ ۔ قرآن مجید اور حضرت پیغمبر کی تصدیق اور توثیق کے بعد فرماتے ہیں کہ اب جو لوگ آپ سے منکر ہوئے اور توریت میں جو آپ کے اوصاف اور حالات موجود تھے ان کو چھپا لیا اور لوگوں پر کچھ کا کچھ ظاہر کر کے ان کو بھی دین حق سے باز رکھا سو ایسوں کو نہ مغفرت نصیب ہو نہ ہدایت جس سے خوب واضح ہو گیا کہ ہدایت آپ کی متعابعت
۲۳۱ ۔ آپ کی اور آپ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے مخالفین یعنی اہل کتاب کی تغلیط اور تضلیل بیان فرما کر اب عام سب لوگوں کو منادی کی جاتی ہے کہ اے لوگو ہمارا رسول سچی کتاب اور سچا دین لے کر تمہارے پاس پہنچ چکا اب تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ اس کی بات مانو اور نہ مانو گے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمان اور
۲۳۲ ۔ اہل کتاب اپنے انبیاء کی تعریف میں غلو سے کام لیتے اور حد سے نکل جاتے خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگتے سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین کی بات میں مبالغہ مت کرو اور جس سے اعتقاد ہو۔ اس کی تعریف میں حد سے نہ بڑھنا چاہئے۔ جتنی بات تحقیق ہو اس سے زیادہ نہ کہے اور حق تعالیٰ کی شان مقدس میں بھی وہی بات کہو جو سچی اور محقق
۲۳۳ ۔ یعنی آسمانوں اور زمین میں نیچے سے اوپر تک جو کچھ ہے سب اس کی مخلوق اور اس کی مملوک اور اس کے بندے ہیں۔ پھر کہئے اس کا شریک یا اس کا بیٹا کون اور کیونکر ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کام بنانے والا ہے اور سب کی کارسازی کے لئے وہی کافی اور بس ہے کسی دوسرے کی حاجت نہیں پھر بتلائیے اس کو شریک یا بیٹے کی
۲۳۴ ۔ یعنی اللہ کا بندہ ہونا اور اس کی عبادت کرنا اور اس کے حکموں کو بجا لانا تو اعلیٰ درجہ کی شرافت اور عزت ہے حضرت مسیح اور ملائکہ مقربین سےاس نعمت کی قدر اور ضرورت پوچھئے ان کو اس سے کیسے ننگ اور عار آ سکتا ہے البتہ ذلت اور غیرت تو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی بندگی میں ہے جیسے نصاریٰ نے حضرت مسیح کو ابن
۲۳۵ ۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی سے ناک چڑھاوے گا اور سرکشی کرے گا تو وہ یونہی نہ چھوڑ دیا جائے گا بلکہ ایک روز سب کو اللہ کے سامنے جمع ہونا ہے اور حساب دینا ہے سو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نےنیک کام کئے یعنی اللہ کی بندگی پوری بجا لائے ان کو ان کے کاموں کا پورا ثواب ملے گا بلکہ اللہ کے فضل سے بڑی نعمتیں ان

۲۳۶ ۔ پہلے سے وحی الہٰی اور بالخصوص قرآن مجید کی عظمت اور اس کی حقانیت کا بیان اور اس کی متعابعت اور اتباع کی تاکیدات کا ذکر تھا اسی کے ذیل میں حضرت مسیح کی الوہیت اور ان کے ابن اللہ ہونے کا ذکر کیا تھا جسکے قائل نصاریٰ تھے اس کی تردید اور ابطال کے بعد اب اخیر میں پھر اسی اصلی اور ضروری بات کی سب کو تاکید
۲۳۷ ۔ شروع سورت میں آیت میراث میں کلالہ کا ذکر گذر چکا ہے اس کے بعد جو بعض صحابہ نے اس کے متعلق زیادہ تفصیل پوچھنی چاہی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کلالہ کے معنی کمزور اور ضعیف۔ یہاں وہ شخص مراد ہے جس کے وارثوں میں باپ اور اولاد میں سے کوئی نہ ہو جیسا کہ پہلے بیان ہوا کیونکہ اصلی وارث والد اور ولد ہی ہیں جس کے
۲۳۸ ۔ یعنی اگر کوئی مرد مر گیا اور اس نے ایک بہن چھوڑی نہ بیٹا چھوڑا نہ باپ تو اس کو میراث میں نصف مال ملے گا۔

۲۳۹ ۔ یعنی اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی کوئی عورت لاولد مر گئ اور اس نے بھائی اعیانی یا علاقی چھوڑا تو وہ بہن کے مال کا وارث ہو گا کیونکہ وہ عصبہ ہے اور اگر اس نے لڑکا چھوڑا تو بھائی کو کچھ نہ ملے گا اور لڑکی چھوڑی تو لڑکی سے جو بچے گا وہ اس بھائی کو ملے گا اور بھائی یا بہن اخیافی چھوڑے گی تو اس کے لئے چھٹا
۔ اور اگر دو سے زیادہ بہنیں چھوڑے تو ان کو بھی دو تہائی دیا جائے گا۔ ۲۴۰

۲۴۱ ۔ کچھ مرد اور کچھ عورتیں یعنی کچھ بھائی اور کچھ بہنیں چھوڑیں تو بھائی کا دوہرا اور بہن کا اکہرا حصہ ہے جیسا کہ اولاد کا حکم ہے۔

۲۴۲ ۔ یعنی اللہ رحیم و کریم محض اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اور ان کو گمراہی سے بچانے کی غرض سے اپنے احکام حقہ صادقہ بیان فرماتا ہے جیسا یہاں میراث کلالہ کو بیان فرما دیا۔ اس کی اس میں کوئی غرض نہیں وہ سب سے غنی اور بےنیاز ہے تو اب جو اس مہربانی کی قدر نہ کرے بلکہ اس کے حکم سے انحراف کرے اس کی شقاوت کا کیا

۲۴۳ ۔ اس سے پہلے معلوم ہوا تھا کہ حق سبحانہ اپنے بندوں کی ہدایت کو پسند فرماتا ہے اب فرمایا کہ اس کو سب چیزیں معلوم ہیں تو مطلب یہ نکلا کہ مسائل دینیہ میں جو ضرورت پیش آئے اس کو پوچھ لو سو اس ارشاد میں صحابہ نے جو کلالہ کے مسئلہ میں استفسار فرمایا تھا اس کی تحسین کی طرف اور آئندہ ایسے سوالات کرنے کی ترغیب کی
۱ ۔ ایمان شرعی دو چیزوں کا نام ہے صحیح معرفت اور تسلیم و انقیاد یعنی خدا اور رسول کے جملہ ارشادات کو صحیح و صادق سمجھ کر تسلیم و قبول کے لئے اخلاص سے گردن جھکا دینا۔ اس تسلیمی جزء کے لحاظ سے ایمان فی الحقیقۃ تمام قوانین و احکام الہٰیہ کے ماننے اور جملہ حقوق ادا کرنے کا ایک مضبوط عہد و اقرار ہے گویا حق تعالیٰ کی ربوبیۃ
۲ ۔ "سورہ نساء" میں گزر چکا کہ یہود کو ظلم و بد عہدی کی سزا میں بعض حلال و طیب چیزوں سےمحروم کر دیا گیا تھا۔ { فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ } (نساء رکوع ۲۲) جن کی تفصیل "سورہ انعام" میں ہے جس امۃ مرحومہ کو ایفائے عہد کی ہدایت کےساتھ ان چیزوں سے بھی منتفع ہونے کی اجازت دے دی گئ ۔ یعنی اونٹ، گائے، بکری اور
۳ ۔ غالبًا اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو اسی رکوع کی تیسری آیت میں بیان کی گئ ہیں۔ یعنی { حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ } سے { ذٰلِكُمْ فِسْقٌ } تک۔

۴ ۔ محرم کو صرف خشکی کے جانور کا شکار جائز نہیں۔ دریائی شکار کی اجازت ہے۔ اور جب حالت احرام کی رعایت اس قدر ہے کہ اس میں شکار کرنا ممنوع ٹھہرا تو خود حرم شریف کی حرمت کا لحاظ اس سے کہیں زیادہ ہونا چاہئے۔ یعنی حرم کے جانور کا شکار محرم وغیرہ سب کے لئے حرام ہو گا۔ جیسا کہ { لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ } کے عموم سے مترشح
۵ ۔ جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا پھر کمال حکمت سے ان میں باہم فرق مراتب رکھا ہر نوع میں اس کی استعداد کے موافق جدا جدا فطری خواص و قویٰ ودیعت کئے۔ زندگی اور موت کی مختلف صورتیں تجویز کیں بلاشبہ اسی خدا کو اپنی مخلوقات میں یہ حق حاصل ہے کہ اپنے اختیار کامل، علم محیط، اور حکمت بالغہ کے اقتضا سے جس چیز کو جس کے
۱۰ ۔ یعنی حالت احرام میں شکار کی جو ممانعت کی گئ تھی وہ احرام کھول دینے کے بعد باقی نہیں رہی۔

۱۱ ۔ پچھلی آیت میں جن شعائر کو حق تعالیٰ نے معظم و محترم قرار دیا تھا ۶ ہجری میں مشرکین مکہ نے ان سب کی اہانت کی نبی کریم اور تقریبًا ڈیڑھ ہزار صحابہ ماہ ذیقعدہ میں محض عمرہ ادا کرنے کے لئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر مشرکین نے اس مذہبی وظیفہ کی بجا آوری سے روک دیا۔ نہ حالت احرام کا خیال کیا،
۱۲ ۔ اگر کوئی شخص بالفرض جوش انتقام میں زیادتی کر بیٹھے تو اس کے روکنے کی تدبیر یہ ہے کہ جماعت اسلام اس کے ظلم و عدوان کی اعانت نہ کرے۔ بلکہ سب مل کر نیکی اور پرہیزگاری کا مظاہرہ کریں۔ اور اشخاص کی زیادتیوں اور بے اعتدالیوں کو روکیں۔
۱۳ ۔ یعنی حق پرستی انصاف پسندی اور تمام عمدہ اخلاق کی جڑ خدا کا خوف ہے۔ اور اگر خدا سے ڈر کر نیکی سے تعاون اور بدی سے ترک تعاون نہ کیا گیا تو عام عذاب کا اندیشہ ہے۔

۶ ۔ یعنی جو چیزیں حق تعالیٰ کی عظمت و معبودیت کے لئے علامات اور نشانات خاص قرار دی گئ ہیں ان کی بےحرمتی مت کرو۔ ان میں حرم محترم، بیت اللہ شریف، جمرات، صفا مروہ، ہدی، احرام، مساجد، کتب سماویہ وغیرہ تمامی حدود و فرائض اور احکام دینیہ شامل ہیں۔ آگے ان نشانیوں میں سے بعض مخصوص چیزوں کا جو مناسک سے
۷ ۔ ادب والے مہینے چار ہیں { مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ } (توبہ رکوع ۵) ذوالقعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب ان کی تعظیم و احترام یہ ہے کہ دوسرے مہینوں سے بڑھ کر ان میں نیکی اور تقویٰ کو لازم پکڑے اور شر و فساد سے بچنے کا اہتمام کیا جائے خصوصًا حجاج کو ستا کر اور دق کر کے حج بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ گو یہ امور سال کے بارہ مہینوں میں
۸ ۔ "قلائد" قلادہ کی جمع ہے۔ جس سے مراد وہ ہار یا پٹا ہے جو ہدی کے جانور کے گلے میں نشان کے طور پر ڈالتے تھے تاکہ ہدی کا جانور سمجھ کر اس سے تعرض نہ کیا جائے اور دیکھنے والوں کو اسی جیسا عمل کرنے کی ترغیب بھی ہو قرآن کریم نے ان چیزوں کی تعظیم و حرمت کو باقی رکھا۔ اور ہدی یا اس کی علامات سے تعرض کرنے کو
۹ ۔ بظاہر یہ شان صرف مسلمانوں کی ہے ۔ یعنی جو مخلص مسلمان حج و عمرہ کے لئے جائیں ان کی تعظیم و احترام کرو۔ اور ان کی راہ میں روڑے مت اٹکاؤ۔ اور جو مشرکین حج بیت اللہ کے لئے آتے تھے، اگر وہ بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں کیونکہ وہ بھی اپنے زعم اور عقیدہ کے موافق خدا کے فضل و قرب اور خوشنودی کے طالب ہوتے تھے،
۱۴ ۔ اس آیت سے جن چیزوں کا کھانا حرام ہوا ان میں اول مَیتَہ (مردار جانور) ہے۔ جو واجب الذبح جانور ذبح کئے بدون خود اپنی موت سے مر جائے اس کا خون اور حرارت غریزیہ گوشت ہی میں محتقن اور جذب ہو کر رہ جاتی ہے۔ جس کی سمیّت اور گندگی سے کئ قسم کے بدنی اور دینی مضار لاحق ہوتے ہیں (ابن کثیر) شاید اسی تعلیل پر متنبہ
۱۵ ۔ یعنی بہتا ہوا خون { اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا } (انعام رکوع ۱۸)

۱۶ ۔ تھوڑا سا پہلے ہدی کے ادب و احترام کا ذکر فرمایا تھا۔ یعنی وہ جانور جو تقرب الی اللہ کی غرض سے خدائے واحد کی سب سے پہلی عبادت گاہ کی نیاز کے طور پر ذبح کیا جاتا ہے اس کے بالمقابل اس جانور کا بیان فرمایا جسے خدا کے سوا کسی دوسرے کے نام پر یا خانہ خدا کے سوا کسی دوسرے مکان کی تعظیم کے لئے ذبح کیا جائے۔ (موضح
۱۷ ۔ بعض مفسرین نے ازلام سےتقسیم کے تیر مراد لئے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں لحم ذبیحہ وغیرہ کے بانٹنے میں استعمال ہوتے تھے اور وہ ایک صورت قمار (جوئے) کی تھی جیسے آج کل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ محققین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں جن سے مشرکین مکہ کسی اشکال

۱۸ ۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ زندگی کے ہر شعبہ اور علم ہدایت کے ہر باب کے متعلق اصول و قواعد ایسی طرح ممہد ہو چکے تھے اور فروع جزئیات کا بیان بھی اتنی کافی تفصیل اور جامعیت سےکیا جا چکا تھا کہ پیروان اسلام کے لئے قیامت تک قانون الہٰی کےسوا کوئی دوسرا قانون قابل التفات نہیں رہا تھا۔ نبی کریم کی تربیت سے ہزاروں سے
۱۹ ۔ یعنی اس کےاخبار و قصص میں پوری سچائی، بیان میں پوری تاثیر، اور قوانین و احکام میں پورا توسط و اعتدال موجود ہے۔ جو حقائق کتب سابقہ اور دوسرے ادیان سماویہ میں محدود ناتمام تھیں ان کی تکمیل و تعمیم اس دین قیم سے کر دی گئ قرآن و سنت نے "حلت" و "حرمت" وغیرہ کے متعلق تنصیصًا یا تعلیلًا جو احکام دیے ان کا اظہار و ایضاح تو
۲۰ ۔ سب سے بڑا احسان تو یہ ہی ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی قانون اور خاتم الانبیاء جیسا نبی تم کو مرحمت فرمایا مزید براں اطاعت و استقامت کی توفیق بخشی۔ روحانی غذاؤں اور دنیوی نعمتوں کا دستر خوان تمہارے لئے بچھا دیا، حفاظت قرآن، غلبہ اسلام اور اصلاح عالم کے سامان مہیا فرما دیے۔
۲۱ ۔ یعنی اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد اب کسی اور دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے "اسلام" جو تفویض و تسلیم کا مرادف ہے۔ اس کے سوا مقبولیت اور نجات کو کوئی دوسرا ذریعہ نہیں (تنبیہ) اس آیت { اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ } الخ کا نازل فرمانا بھی منجملہ نعمائے عظیمہ کے ایک نعمت ہے۔ اسی لئے بعض یہود نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ امیرا
۲۲ ۔ یعنی حلال و حرام کا قانون تو مکمل ہو چکا، اس میں اب کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ البتہ مضطر جو بھوک پیاس کی شدت سے بیتاب اور لاچار ہو وہ اگر حرام چیز کھا پی کر جان بچا لے بشرطیکہ مقدار ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور لذت مقصود نہ ہو (غیر باغ ولاعاد) تو حق تعالیٰ اس تناول محرم کو اپنی بخشش اور مہربانی سے معاف فرما
۲۳ ۔ پچھلی آیات میں بہت سی حرام چیزوں کی فہرست دی گئ تو قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حلال چیزیں کیا کیا ہیں؟ اس کا جواب دے دیا کہ حلال کا دائرہ تو بہت وسیع ہے۔ چند چیزوں کو چھوڑ کر جن میں کوئی دینی یا بدنی نقصان تھا دنیا کی تمام ستھری اور پاکیزہ چیزیں حلال ہی ہیں۔ اور چونکہ شکاری جانور سے شکار کرنے کے متعلق
۲۴ ۔ شکاری کتے یا باز وغیرہ سے شکار کیا ہوا جانور ان شروط سے حلال ہے (۱) شکاری جانور سدھا ہوا ہو (۲) شکار پر چھوڑا جائے (۳) اسے اس طریقہ سے تعلیم دی گئ ہو جس کو شریعت نے معتبر رکھا ہے۔ یعنی کتے کو سکھلایا جائے کہ شکار کو پکڑ کر کھائے نہیں اور باز کو یہ تعلیم دی جائے کہ جب اس کو بلاؤ گو شکار کے پیچھے جا
۲۵ ۔ یعنی ہر حالت میں خدا سے ڈرتے رہو کہیں "طیبات" کے استعمال اور شکار وغیرہ سے متنفع ہونے میں حدود و قیود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو جائے ۔ عمومًا آدمی دنیوی لذتوں میں منہمک ہو کر اور شکار وغیرہ کے مشاغل میں پڑ کر خدا اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے، اس لئے تنبیہ کی ضرورت تھی کہ خدا کو مت بھولو اور یاد رکھو کہ حساب کا دن
۲۶ ۔ یعنی جیسے آج دین کامل تم کو دیا گیا، دنیا کی تمام پاکیزہ نعمتیں بھی تمہارے لئے دائمی طور پر حلال کر دی گئیں جو کبھی منسوخ نہ ہونگی۔

۲۷ ۔ یہاں طعام (کھانے) سے مراد "ذبیحہ" ہے یعنی کوئی یہودی یا نصرانی (بشرطیکہ اسلام سے مرتد ہو کر یہودی یا نصرانی نہ بنا ہو) اگر حلال جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام نہ لے تو اس کا کھانا مسلمان کو حلال ہے مرتد کے احکام جداگانہ ہیں۔
۲۸ ۔ اس مقام پر اس کا ذکر بطور مجازات و مکافات کے استطرادًا فرما دیا۔ یعنی احادیث میں جو آیا ہے { لَا يَا كُلُ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِـىٌّ } (تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار) اس کا مطلب یہ نہیں کہ غیر پرہیزگاروں کے لئے تمہارا کھانا حرام ہے۔ جب مسلمان کے لئے کافر کتابی کے ذبیحہ کی اجازت ہو گئ تو ایک مواحد مسلم کا ذبیحہ اور کھانا دوسروں
۲۹ ۔ "پاکدامن" کی قید شاید ترغیب کے لئے ہو۔ یعنی ایک مسلمان کو چاہئے کہ نکاح کرتے وقت پہلی نظر عورت کی عفت اور پاکدامنی پر ڈالے یہ مطلب نہیں کہ پاکدامن کے سوا کسی اور سے نکاح صحیح نہیں ہو گا۔

۳۰ ۔ اہل کتاب کو ایک مخصوص حکم کے ساتھ دوسرا مخصوص حکم بھی بیان فرما دیا۔ یعنی یہ کہ کتابی عورت سے نکاح کرنا شریعت میں جائز ہے۔ مشرکہ سے اجازت نہیں۔ { وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ } (بقرہ رکوع ۲۷) مگر یہ یاد رہے کہ ہمارے زمانہ کے "نصاریٰ" عمومًا برائے نام نصاریٰ ہیں ان میں بکثرت وہ ہیں جو نہ کسی کتاب آسمانی کے
۳۱ ۔ یعنی قید نکاح میں لانے کو ۔ گویا اس طرف اشارہ ہو گیا کہ نکاح بظاہر قید ہے لیکن یہ قید ان آزادیوں او ر ہوس رانیوں سے بہتر ہے جن کی طلب میں انسان نما بہائم سلسلہ ازدواج ہی کو معدوم کر دینا چاہتے ہیں۔

۳۲ ۔ جس طرح پہلے عورت کی پاکدامنی کا ذکر کیا تھا یہاں مرد کو پاکباز اور عفیف رہنے کی ہدایت فرما دی { اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ } (نور رکوع ۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی نظر میں نکاح کی غرض گوہر عصمت کو محفوظ اور مقصد تزویج کو پورا کرنا ہے۔ شہوت رانی اور ہوا پرستی مقصود نہیں۔
۳۳ ۔ جن کتابی عورتوں سے نکاح کی اجازت ہوئی ۔ اس کا فائدہ یہ ہونا چاہئے کہ مومن قانت کی حقانیت عورت کے دل میں گھر کر جائے نہ یہ کہ کتابیات پر مفتوں ہو کر الٹا اپنی متاع ایمانی ہی کو گنوا بیٹھے اور "خسرالدنیا والآ خرۃ" کا مصداق ہو کر رہ جائے۔ چونکہ کافر عورت سے نکاح کرنے میں اس فتنہ کا قوی احتمال ہو سکتا ہے ۔ اس لئے { وَمَنْ
۳۴ ۔ امت محمدیہ پر جو عظیم الشان احسانات کئے گئے ان کا بیان سن کر ایک شریف اور حق شناس مومن کا دل شکر گذاری اور اظہار وفاداری کے جذبات سے لبریز ہو جائے گا اور فطری طور پر اس کی یہ خواہش ہو گی کہ اس منعم حقیقی کی بارگاہ رفیع میں دست بستہ حاضر ہو کر جبین نیاز خم کرے اور اپنی غلامانہ منت پذیری اور انتہائی عبودیت کا
۳۵ ۔ یعنی سو کر اٹھو یا دنیا کے مشاغل چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہو تو پہلے وضو کر لو ۔ لیکن وضو کرنا ضروری اس وقت ہے جبکہ پیشتر سے باوضو نہ ہو۔ آیت کے آخر میں ان احکام کی جو غرض و غایت { وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ } سے بیان فرمائی ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ ہاتھ منہ وغیرہ دھونے کا وجوب اسی لئے ہے کہ حق تعالیٰ تم کو

۳۶ ۔ یعنی تر ہاتھ سر پر پھیر لو۔ نبی کریم سے مدۃ العمر میں مقدار ناصیہ سے کم کا مسح ثابت نہیں ہوتا۔ "مقدار ناصیہ" چوتھائی سر کے قریب ہے۔ حنفیہ اس قدر "مسح" کو فرض کہتےہیں۔ باقی اختلافات اور دلائل کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

۳۷ ۔ مترجم محقق نے پاؤں کے بعد لفظ "کو" نہ لکھ کر نہایت لطیف اشارہ فرما دیا کہ "ارجلکم" کا عطف مغسولات پر ہے یعنی جس طرح منہ ہاتھ دھونے کا حکم ہے پاؤں بھی ٹخنوں تک دھونے چاہئیں سر کی طرح مسح کافی نہیں۔ چنانچہ اہل السنت و الجماعت کا اس پر اجماع ہے اور احادیث کثیرہ سے یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر پاؤں میں موزے نہ ہوں تو
۳۸ ۔ یعنی جنابت سے پاک ہونے میں صرف اعضائے اربعہ کا دھونا او رمسح کرنا کافی نہیں۔ سطح بدن کے جس حصہ تک پانی بدون تضرر کے پہنچ سکتا ہو وہاں تک پہنچانا ضروری ہے۔ اسی لئے حنفیہ غسل میں "مضمضہ" اور "استنشاق" (کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا) کو بھی ضروری کہتے ہیں۔ وضو میں ضروری نہیں۔ سنت ہے۔
۳۹ ۔ یعنی مرض کی وجہ سے پانی کا استعمال مضر ہو یا سفر میں پانی بقدر کفایت نہ ملے یا مثلًا کوئی قضائےحاجت کر کے آیا اور وضو کی ضرورت ہے یا جنابت کی وجہ سےغسل ناگزیر ہے مگر پانی کے حاصل کرنے یا استعمال کرنے پر کسی وجہ سےقادر نہیں تو ان صورتوں میں وضو یا غسل کی جگہ پر تیمم کر لے۔ وضو اور غسل دونوں کے تیمم
۴۰ ۔ اسی لئے جو احداث کثیر الوقوع تھے ان میں سارےجسم کا دھونا ضروری نہ رکھا۔ صرف وہ اعضا (منہ، ہاتھ، پاؤں، سر) جن کو اکثر بلاد متمدنہ کے رہنے والے عمومًا کھلا رکھنے میں مضائقہ نہیں سمجھتے ان کا دھونا اور مسح کرنا ضروری بتلایا تاکہ کوئی تنگی اور دقت نہ ہو۔ ہاں "حدث اکبر" یعنی "جنابت" جو احیانًا پیش آتی ہے اور اس حالت
۔ کیونکہ وہ خود پاک ہے تو پاکی ہی پسند کر تا ہے۔ ۴۱

۴۲ ۔ پچھلے رکوع میں جو نعمائے عظیمہ بیان ہوئی تھیں ان کو سن کر بندہ کے دل میں جوش اٹھا کہ اس منعم حقیقی کی بندگی کے لئے فوراً اٹھ کھڑا ہو جائے۔ اسے بتلا دیا کہ ہماری طرف آؤ تو کس طریقہ سے پاک ہو کر آؤ۔ یہ بتلانا خود ایک نعمت ہوئی اور بدن کی سطح ظاہر پر پانی ڈالنے یا مٹی لگانے سے اندرونی پاکی عطا فرما دینا۔ یہ دوسری نعمت
۴۳ ۔ غالبًا یہ عہد وہ ہی ہے جو "بقرہ" کے آخر میں مومنین کی زبان سے نقل فرمایا تھا { وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ } (بقرہ رکوع ۴۰) جب صحابہ آنحضرت کے دست مبارک پر بیعت کرتے تھے اس وقت بھی یہ اقرار کرتے تھے کہ ہم اپنی استطاعت کے موافق آپ کی ہر بات کو سنیں گے اور مانیں گے خواہ ہمارے منشاء اور
۴۴ ۔ ایک شریف اور حیادار آدمی کی گردن اپنے محسن اعظم کے سامنے جھک جانی چاہئے۔ مروت و شرافت اور آیندہ مزید احسانات کی توقع اسی کو مقتضی ہے کہ بندہ اس منعم حقیقی کا بالکل تابع فرمان بن جائے۔ خصوصًا جبکہ زبان سےاطاعت و وفاداری کا پختہ عہد و اقرار بھی کر چکا ہے۔ ممکن ہے حق تعالیٰ کی بے انتہا مہربانیاں دیکھ کر بندہ
۴۵ ۔ اس سے پہلی آیت میں مومنین کو حق تعالیٰ کے احسانات اور اپنا عہدو پیمان یاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہاں بتلا دیا کہ صرف زبان سے یاد کرنا نہیں، بلکہ عملی رنگ میں ان سے اس کا ثبوت مطلوب ہے۔ اس آیت میں اسی پر تنبیہ کی گئ ہے کہ اگر تم نے خدا کے بےشمار احسانات اور اپنے عہدو اقرار کو بھلا نہیں دیا تو لازم ہے کہ اس محسن حقیقی
۴۶ ۔ "عدل" کا مطلب ہے کسی شخص کے ساتھ بدون افراط و تفریط کے وہ معاملہ کرنا جس کا وہ واقعی مستحق ہے۔ عدل و انصاف کی ترازو ایسی صحیح اور برابر ہونی چاہئے کہ عمیق سے عمیق محبت اور شدید سے شدید عداوت بھی اس کے دونوں پلوں میں سے کسی پلہ کو جھکا نہ سکے۔
۴۷ ۔ جو چیزیں شرعًا مہلک یا کسی درجہ میں مضر ہیں ان سے بچاؤ کرتے رہنے سے جو ایک خاص نورانی کیفیت آدمی کے دل میں راسخ ہو جاتی ہے اس کا نام "تقویٰ" ہے ۔ تحصیل تقویٰ کے اسباب قریبہ و بعیدہ بہت سےہیں۔ تمام اعمال حسنہ اور خصائل خیر کو اس کے اسباب و معدات میں شمار کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ "عدل و قسط"
۴۸ ۔ یعنی ایسا عدل و انصاف جسے کوئی دوستی یا دشمنی نہ روک سکے اور جس کے اختیار کرنے سے آدمی کو متقی بننا سہل ہو جاتا ہے۔ اس کے حصول کا واحد ذریعہ خدا کا ڈر اور اس کی شان انتقام کا خوف ہے۔ اور یہ خوف { اِنَّ اللہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ } کے مضمون کا بار بار مراقبہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی مومن کے دل میں یہ یقین مستحضر
۴۹ ۔ یعنی نہ صرف یہ کہ ان کو تاہیوں کو معاف کر دیں گے جو بمقتضائے بشریت رہ جاتی ہیں بلکہ عظیم الشان اجرو ثواب بھی عطا فرمائیں گے۔

۵۰ ۔ یہ پہلے فریق کے بالمقابل اس جماعت کی سزا ذکر کی گئ جس نے قرآن کریم کے ان صاف وصریح حقائق کو جھٹلایا یا ان نشانات کی تکذیب کی جو سچائی کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے خدا کی طرف سے دکھلائے جاتے ہیں۔

۵۱ ۔ عمومی احسانات یاد دلانےکے بعد بعض خصوصی احسان یاد دلاتے ہیں یعنی قریش مکہ اور ان کے پٹھوؤں نے حضور پر نور کو صدمہ پہنچانے اور اسلام کو مٹانے کے لئےکس قدر ہاتھ پاؤں مارے مگر حق تعالیٰ کے فضل و رحمت نے ان کا کوئی داؤ چلنے نہ دیا۔ اس احسان عظیم کا اثر یہ ہونا چاہئے کہ مسلمان غلبہ اور قابو حاصل کر لینے
۔ یعنی کچھ امت محمدیہ ہی کی خصوصیت نہیں پہلی امتوں سے بھی عہد لئے جا چکے ہیں۔ ۵۲

۵۳ ۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے بارہ سردار حضرت موسیٰ نےچن لئےتھے جن کے نام بھی مفسرین نے تورات سے نقل کئے ہیں، ان کا فرض یہ تھا کہ وہ اپنی قوم پر عہد پورا کرنے کی تاکید اور ان کےاحوال کی نگرانی رکھیں۔ عجب اتفاق یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے جب "انصار" نے "لیلۃ العقبہ" میں نبی کریم کے ہاتھ پر بعیت کی تو ان میں سے

۵۴ ۔ یا تو یہ خطاب بارہ سرداروں کو ہے یعنی تم اپنا فرض ادا کرو میری حمایت اور امدار تمہارے ساتھ ہے۔ یا سب بنی اسرائیل کو کہ میں تمہارےساتھ ہوں۔ یعنی کسی وقت تم مجھے اپنے سے دور مت سمجھو جو کچھ معاملہ تم سرًا یا علانیۃً کرو گے وہ ہر جگہ اور ہر وقت میں دیکھ رہا اور سن رہا ہوں۔ اس لئے جو کچھ کرو خبردار ہو کر کرو۔
۵۵ ۔ یعنی جو رسول حضرت موسیٰ کے بعد آتے رہیں گے ان سب کی تصدیق کرو گے اور دلی تعظیم سے پیش آؤ گے اور دشمنان حق کے مقابلہ پر ان کا پورا ساتھ دو گے جان سے بھی اور مال سے بھی۔

۵۶ ۔ خدا کو قرض دینے سے مراد اس کے دین اور اس کے پیغمبروں کی حمایت میں مال خرچ کرنا ہے جس طرح روپیہ قرض دینے والا اس امید پر دیتا ہے کہ اس کا روپیہ مل جائے گا اور قرض لینے والا اس کے ادا کرنے کو اپنے ذمہ پر لازم کر لیتا ہے۔ اسی طرح خدا ہی کی دی ہوئی جو چیز یہاں اسی کے راستے میں خرچ کی جائے گی۔ وہ ہرگز گم یا کم
۵۷ ۔ "اچھی طرح" سے مراد یہ ہے کہ اخلاص سے دو اور اپنے محبوب و مرغوب اور پاک و صاف مال میں سے دو۔

۵۸ ۔ یعنی نیکیاں جب کثرت سے ہوں تو وہ برائیوں کو دبا لیتی ہیں۔ جب آدمی خدا کے عہد کو پورا کرنے کی کوشش میں لگا رہے تو حق تعالیٰ اس کی کمزوریوں کو دور کر کے اپنی خوشنودی اور قرب کے مکان میں جگہ دیتا ہے۔

۵۹ ۔ یعنی ایسے صاف اور پختہ عہد و پیمان کے بعد بھی جو شخص خدا کا وفادار ثابت نہ ہوا اور غدر و خیانت پر کمر بستہ ہو گیا تو سمجھ لو کہ اس نے کامیابی اور نجات کا سیدھا راستہ گم کر دیا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ہلاکت کے کس گڑھے میں جا کر گرے گا۔ بنی اسرائیل سے جن باتوں کے عہد لینے کا یہاں ذکر ہے وہ یہ ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، پیغمبروں پر
۶۰ ۔ { لعْن } کےمعنی طردو ابعاد کے ہیں۔ یعنی عہد شکنی اور غداری کی وجہ سے ہم نے اپنی رحمت سے انہیں دور پھینک دیا۔ اور ان کےدلوں کو سخت کر دیا۔ { فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ } کے لفظ سے ظاہر فرما دیا کہ ان کے ملعون اور سنگدل ہونےکا سبب عہد شکنی اور بےوفائی ہے جو خود انہی کا فعل ہے۔ اسباب پر مسبب کا مرتب کرنا چونکہ خدا ہی
۶۱ ۔ یعنی خدا کے کلام میں تحریف کرتے ہیں کبھی اس کے الفاظ میں کبھی معنی میں کبھی تلاوت میں۔ تحریف کی یہ سب اقسام قرآن کریم اور کتب حدیث میں بیان کی گئ ہیں۔ جس کا قدرے اعتراف آج کل بعض یورپین عیسائیوں کو بھی کرنا پڑا ہے۔
۶۲ ۔ یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ ان قیمتی نصیحتوں سے فائدہ اٹھاتے جو مثلًا نبی آخرالزماں کی آمد اور دوسرے مہمات دینیہ کے متعلق ان کی کتابوں میں موجود تھیں۔ مگر اپنی غفلتوں اور شرارتوں میں پھنس کر یہ سب بھول گئے بلکہ نصیحتوں کا وہ ضروری حصہ ہی گم کر دیا اور اب بھی جو نصیحتیں اور مفید باتیں خاتم النبیین کی زبان سے ان کو یاد
۶۳ ۔ یعنی ان کی دغا بازی اور خیانت کا سلسلہ آج تک چل رہا ہے۔ اور آیندہ بھی چلتا رہے گا۔ اسی لئے ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی دغابازی اور مکروفریب پر آپ مطلع ہوتے رہتے ہیں۔

۔ یعنی عبداللہ بن سلام وغیرہ جو اسلام میں داخل ہو چکے۔ ۶۴

۶۵ ۔ یعنی جب ان کی عادت قدیمہ ہی یہ ہے تو ایسے لوگوں سے ہر جزئی پر الجھنے اور ان کی ہر خیانت کا پردہ فاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کو چھوڑیے اور در گذر کیجئے اور ان کی برائی کا بدلہ عفو و احسان سے دیجئے۔ شاید اسی سےکچھ متاثر ہوں۔ قتادہ وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ { قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ } الخ
۶۶ ۔ "نصاریٰ" کا ماخذ یا تو "نصر" ہے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں اور یا "ناصرہ" کی طرف نسبت ہے۔ جو ملک شام میں اس بستی کا نام ہے جہاں حضرت مسیح رہے تھے۔ اسی لئے ان کو "مسیح ناصری" کہتے ہیں۔ جو لوگ اپنے کو "نصاریٰ" کہتے تھے وہ گویا اس بات کے مدعی تھے کہ ہم خدا کے سچے دین اور پیغمبروں کے حامی و ناصر
۶۷ ۔ یعنی یہود کی طرح ان سے بھی عہد لیا گیا۔ لیکن یہ بھی عہد شکنی اور بےوفائی میں اپنے پیشرؤوں سے کچھ کم نہیں رہے انہوں نے بھی ان بیش بہا نصائح سے جن پر نجات و فلاح ابدی کا مدار تھا کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ بلکہ "بائبل" میں نصیحتوں کا وہ حصہ باقی ہی نہ چھوڑا۔ جو حقیقۃً مذہب کا مغز تھا۔
۶۸ ۔ یعنی باہم "نصاریٰ" میں یا "یہود" اور "نصاریٰ" دونوں میں عداوتیں اور جھگڑے ہمیشہ کے لئے قائم ہو گئے۔ آسمانی سبق کو ضائع کرنے اور بھلا دینے کا جو نتیجہ ہونا چاہئے تھا وہ ہوا یعنی جب وحی الٰہی کی اصلی روشنی ان کے پاس نہ رہی تو اوہام و اہواء کی اندھیریوں میں ایک دوسرے سے الجھنے لگا۔ مذہب تو نہ رہا پر مذہب کے جھگڑے
۶۹ ۔ یعنی جب تک وہ رہیں گے اختلاف اور بغض و عناد بھی ہمیشہ رہے گا۔ یہاں "قیامت تک" کا لفظ ایسا ہے۔ جیسے ہمارے محاوارت میں کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص تو قیامت تک بھی فلاں حرکت سے باز نہ آئے گا۔ اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ شخص قیامت تک زندہ رہے گا اور یہ حرکت کر تا رہے گا مراد یہ ہے کہ اگر قیامت تک بھی زندہ رہے
۷۰ ۔ یعنی آخرت میں پوری طرح اور دنیا میں بھی بعض واقعات کے ذریعہ سے ان کو اپنے کرتوت کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔

۷۱ ۔ یہ سب "یہود" و "نصاریٰ" کو خطاب ہے کہ وہ نبی آخرالزماں جن کی آمد کی بشارات تمہاری کتابوں میں اس قدر تحریف ہونے پر بھی کسی نہ کسی عنوان سے موجود ہیں تشریف لے آئے، جن کےمنہ میں خدا نے اپنا کلام ڈالا ہے اور جنہوں نے ان حقائق کی تکمیل کی جو حضرت مسیح ناتمام چھوڑ گئے تھے۔ "توراۃ" و "انجیل" کی جن باتوں کو تم

۷۲ ۔ شاید "نور" سے خود نبی کریم اور "کتاب مبین" سے قرآن کریم مراد ہے۔ یعنی یہود و نصاریٰ جو وحی الہٰی کی روشنی کو ضائع کر کے اہواء اور آراء کی تاریکیوں اور باہمی خلاف و شقاق کے گڑھوں میں پڑے دھکےکھا رہے ہیں، جس سے نکلنے کا بحالت موجود قیامت تک امکان نہیں ان سے کہدو کہ خدا کی سب سے بڑی روشنی آ گئ۔ اگر نجات
۷۳ ۔ یعنی مسیح کے علاہ خدا کوئی اور چیز نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ نصاریٰ میں سے "فرقہ یعقوبیہ" کا ہے جن کے نزدیک مسیح کے قالب میں خدا حلول کئے ہوئے ہے (معاذ اللہ) یا یوں کہا جائے کہ جب "نصاریٰ" حضرت مسیح کی نسبت "الوہیت" کے قائل ہیں اور ساتھ ہی توحید کا بھی زبان سے اقرار کرتے جاتے ہیں یعنی خدا ایک ہی ہے تو ان
۷۴ ۔ یعنی اگر فرض کرو خدائے قادر و قہار یہ چاہے کہ حضرت مسیح اور مریم اور اگلے پچھلے کل زمین پر بسنے والوں کو اکٹھا کر کے ایک دم میں ہلاک کر دے تو تم ہی بتلاؤ کہ اس کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے یعنی ازل و ابد کے سارے انسان بھی اگر فرض کرو مجتمع کر دیے جائیں اور خدا ایک آن میں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو سب کی اجتماعی
۷۵ ۔ جو چاہے اور جس طرح چاہے ۔ مثلًا حضرت مسیح کو بدون باپ کے حضرت حوا کو بدون ماں کے اور حضرت آدم کو بدون ماں اور باپ کے پیدا کر دیا۔

۔ کسی کا زور اس کے سامنے نہیں چل سکتا۔ سب اخیار و ابرار بھی وہاں مجبور ہیں۔ ۷۶

۷۷ ۔ شاید اپنے کو "بیٹے" یعنی اولاد اس کے لئے کہتے ہوں کہ ان کی "بائیبل" میں خدا نے اسرائیل (یعقوب) کو اپنا پہلوٹا بیٹا اور اپنے کو اس کا باپ کہا ہے۔ ادھر نصاریٰ حضرت مسیح کو "ابن اللہ" مانتے ہیں تو اسرائیل کی اولاد اور حضرت مسیح کی امت ہونے کی وجہ سے غالبًا "ابناءاللہ" کا لفظ اپنی نسبت استعمال کیا ہو گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ
۷۸ ۔ چونکہ کسی مخلوق کا حقیقۃً "ابن اللہ" ہونا بالکل محال اور بدیہی البطلان ہے اور خدا کا محبوب بن جانا ممکن تھا { یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ } (مائدہ رکوع ۸) اس لئے اس جملہ میں اول محبوبیت (پیارے ہونے) کے دعوے کا رد کیا گیا یعنی جو قوم علانیہ بغاوتوں اور شدید ترین گناہوں کی بدولت یہاں بھی کئ طرح کی رسوائیوں اور عذاب میں گرفتار ہو چکی اور
۷۹ ۔ "بشر" اصل لغت میں کھال کی اوپر والی سطح کو کہتےہیں۔ تھوڑی سی مناسبت سے آدمی کو بشر کہنے لگے۔ شاید اس لفظ کے یہاں اختیار کرنے میں یہ نکتہ ہو کہ تم کو خدا کا بیٹا اور پیارا تو درکنار، شریف اور ممتاز انسان بھی نہیں کہا جا سکتا۔ صرف بشرہ اور شکل و صورت کے لحاظ سے خدا کے پیدا کئے ہوئے ایک معمولی آدمی کہلائے جاسکتے
۔ کیونکہ وہ ہی جانتا ہے کہ کون بخشنے کے لائق ہے اور کسے سزا دی جائے۔ ۸۰

۸۱ ۔ تو جسے وہ اپنی رحمت اور حکمت سے معاف کرنا چاہے یا عدل و انصاف سے سزا دینا چاہے اس میں کون مزاحم ہو سکتا ہے نہ کسی مجرم کے لئے یہ گنجائش ہے کہ اس کے قلمرو آسمان و زمین سے باہر نکل جائے اور نہ یہ کہ مرنے کے بعد دوسری زندگی میں کہیں اور بھاگ جائے۔
۸۲ ۔ یعنی ہمارے احکام و شرائع نہایت تو ضیح کے ساتھ کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اس رکوع کے شروع سے بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) کی مختلف قسم کی شرارتوں اور حماقتوں کو بیان فرما کر یہ بتلایا تھا کہ اب ہمارا رسول تمہارے پاس آ چکا جو تمہاری غلط کاریوں کو واضح کرتا ہے اور تم کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جانا
۸۳ ۔ حضرت مسیح کے بعد تقریبًا چھ سو برس سے انبیاء کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ ساری دنیا الا ماشاء اللہ جہل، غفلت اور اوہام و اہواء کی تاریکیوں میں پڑی تھی۔ ہدایت کے چراغ گل ہو چکے تھے۔ ظلم و عدوان فساد و الحاد کی گھٹا تمام آفاق پر چھا رہی تھی اس وقت سارے جہان کی اصلاح کے لئے خدا نے سب سے بڑا ہادی اور نذیر و بشیر
۸۴ ۔ یعنی تم اگر اس پیغمبر کی بات نہ مانو گے تو خدا کو قدرت ہے کہ کوئی دوسری قوم کھڑی کر دے جو اس کے پیغمبر کو پوری طرح قبول کرے گی اور پیغمبر کا ساتھ دے گی خدا کا کام کچھ تم پر موقوف نہیں۔

۸۵ ۔ موضح القرآن میں ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے باپ کا وطن چھوڑ نکلے اللہ کی راہ میں اور ملک شام میں آ کر ٹھہرے اور مدت تک ان کے اولاد نہ ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ تیری اولاد بہت پھیلاؤں گا اور زمین شام انکو دوں گا اور نبوت، دین کتاب اور سلطنت ان میں رکھوں گا۔ پھر حضرت موسٰی کے وقت وہ وعدہ پورا کیا۔ بنی اسرائیل کو
۸۶ ۔ یعنی تمہارے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم سے لے کر آج تک کتنے نبی تم میں پیدا کئے۔ مثلًا حضرت اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب، یوسف، اور خود موسٰی و ہارون پھر ان کے بعد بھی یہ ہی سلسلہ مدت دراز تک ان میں قائم رکھا۔

۸۷ ۔ یعنی فرعونیوں کی ذلیل ترین غلامی سے آزادی دلا کر انکے اموال و املاک پر قابض کیا اور اس سے پہلے تم ہی میں سے حضرت یوسف کو مصر کے خزائن اور سلطنت پر کیسا تسلط عطا فرمایا۔ پھر مستقبل میں بھی حضرت سلیمان وغیرہ نبی اور بادشاہ پیدا کئے۔ گویا دین اور دنیا دونوں کی اعلیٰ نعمتوں سے تم کو سرفراز کیا کیونکہ دینی مناصب میں
۸۸ ۔ یعنی اس وقت جب موسٰی کو یہ خطاب فرما رہے تھے بنی اسرائیل پر تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ خدا کی نوازشیں ہوئیں اور اگر { اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ } کو عموم پر حمل کیا جائےتو یہ اس لئے صحیح نہ ہوگا کہ امت محمدیہ کی نسبت خود قرآن میں تصریح ہے۔ { کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ } (آل عمران رکوع ۱۲) اور { کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا
۸۹ ۔ یعنی خدا نے پیشتر حضرت ابراہیم سے وعدہ فرمایا تھا کہ تیری اولاد کو یہ ملک دوں گا۔ وہ وعدہ ضرور پورا ہونا ہے۔ خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جن کے ہاتھوں پر پورا ہو۔

۔ یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں بزدلی اور پست ہمتی دکھا کر غلامی کی زندگی کی طرف مت بھاگو۔ ۹۰

۔ یعنی بہت قوی ہیکل، تنومند اور پر رعب۔ ۹۱

۹۲ ۔ یعنی مقابلہ کی ہمت ہم میں نہیں۔ ہاں بدون ہاتھ پاؤں ہلائے پکی پکائی کھا لیں گے۔ آپ معجزہ کے زور سے انہیں نکال دیں۔

۹۳ ۔ وہ دو شخص حضرت یوشع بن نون اور کالب ابن یوقنا تھے جو خدا سے ڈرتے تھے۔ اسی لئے عمالقہ وغیرہ کا کچھ ڈر ان کو نہ رہا ہر کہ تر سیداز حق و تقویٰ گزید۔ تر سدازوے جن و انس و ہر کہ دید۔

۹۴ ۔ یعنی ہمت کر کے شہر کے پھاٹک تک تو چلو ۔ پھر خدا تم کو غالب کرے گا۔ خدا اسی کی مدد کرتا ہے جو خود بھی اپنی مدد کرے۔

۹۵ ۔ معلوم ہوا کہ اسباب مشروعہ کو ترک کرنا توکل نہیں۔ "توکل" یہ ہے کہ کسی نیک مقصد کے لئے انتہائی کوشش اور جہاد کرے پھر اس کے مثمرو منتج ہونے کے لئے خدا پر بھروسہ رکھے۔ اپنی کوشش پر نازاں اور مغرور نہ ہو۔ باقی اسباب مشروعہ کو چھوڑ کر خالی امیدیں باندھتے رہنا توکل نہیں تعطل ہے۔
۹۶ ۔ یہ اس قوم کا مقولہ ہے جو { نَحْنُ اَبْنٰؤُا اللہِ وَاَحِبَّاۗؤُہ } کا دعویٰ رکھتی تھی۔ مگر یہ گستاخانہ کلمات انکے مستمر تمرد و طغیان سے کچھ بھی مستبعد نہیں۔

۹۷ ۔ حضرت موسیٰ نےسخت دلگیر ہو کر یہ دعا فرمائی۔ چونکہ تمام قوم کی عدول حکمی اور بزدلانہ عصیان کو مشاہدہ فرما رہے تھے۔ ا سلئے دعا میں بھی اپنے اور ہارون کےسوا کہ وہ بھی نبی معصوم تھے اور کسی کا ذکر نہیں کیا۔ یوشع اور کالب بھی دونوں کے ساتھ تبعًا آ گئے۔
۹۸ ۔ یعنی جدائی کی دعا حِسّی اور ظاہری طور پر تو قبول نہ ہوئی ہاں معنوی جدائی ہو گئ کہ وہ سب تو عذاب الہٰی میں گرفتار ہو کر حیران و سرگرداں پھرتے تھے اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام پیغمبرانہ اطمینان اور پورے قلبی سکون کے ساتھ اپنے منصب ارشاد و اصلاح پر قائم رہے۔ جیسے کسی بستی میں عام وبا پھیل پڑے اور ہزاروں بیماروں

۱۰۰ ۔ یعنی آدم دستور کے موافق جو لڑکی ہابیل کے نکاح میں دینا چاہتے تھے قابیل اس کا طلبگار ہوا۔ آخر حضرت آدم کے اشارہ سے دونوں نے خدا کے لئے کچھ نیاز کی کہ جس کی نیاز مقبول ہو جائے لڑکی اس کو دے دی جائے۔ آدم کو غالباً یہ یقین تھا کہ ہابیل ہی کی نیاز مقبول ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آتش آسمانی ظاہر ہوئی اور ہابیل کی نیاز کو کھا گئ۔
۱۰۱ ۔ قابیل یہ دیکھ کی آتش حسد میں جلنے لگا اور بجائے اس کے کہ مقبولیت کے وسائل اختیار کرتا غیظ و غضب میں اپنے حقیقی بھائی کو قتل کی دھمکیاں دینے لگا۔

۱۰۲ ۔ یعنی ہابیل نے کہا کہ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ خدا کے یہاں کسی کی زبردستی نہیں چلتی تقویٰ چلتا ہے گویا میری نیاز جو قبول کر لی گئ اس کا سبب تقویٰ ہے۔ تو بھی اگر تقویٰ اختیار کر لے تو خدا کو تجھ سے کوئی ضد نہیں۔

۹۹ ۔ یعنی آدم کے دو صلبی بیٹوں قابیل و ہابیل کا قصہ ان کو سناؤ کیونکہ اس قصہ میں ایک بھائی کے دوسرے بھائی کی مقبولیت اور تقویٰ پر حسد کرنے اور اسی غیظ میں اس کو ناحق قتل کر ڈالنے کا ذکر ہے اور ناحق خون کرنے کےعواقب بیان کئے ہیں پچھلے رکوع میں یہ بتلایا تھا کہ بنی اسرائیل کو جب یہ حکم دیا گیا کہ ظالموں اور جابروں
۱۰۳ ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی ناحق کسی کو مارنے لگے اس کو رخصت ہے کہ ظالم کو مارے اور اگر صبر کرے تو شہادت کا درجہ ہے" اور یہ حکم اپنے مسلمان بھائی کے مقابلہ میں ہے۔ ورنہ جہاں انتقام و مدافعت میں شرعی مصلحت و ضرورت ہو وہاں ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا جائز نہیں۔ مثلًا کافروں یا باغیوں سےقتال کرنا۔
۱۰۴ ۔ یعنی میں تجھ سے ڈر کر نہیں بلکہ خدا سے ڈر کر یہ چاہتا ہوں کہ جہاں تک شرعًا گنجائش ہے بھائی کے خون میں اپنے ہاتھ رنگین نہ کروں ایوب سختیانی فرماتے تھے کہ امت محمدیہ میں سے پہلا شخص جس نے اس آیت پر عمل کر کے دکھلایا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہے (ابن کثیر) جنہوں نے اپنا گلا کٹوا دیا لیکن اپنی رضا سے کسی مسلمان
۱۰۵ ۔ یعنی میرے قتل کا گناہ بھی دوسرے گناہوں کے ساتھ حاصل کر لے۔ ابن جریر نے مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے کہ "باثمی" کے معنی یہی ہیں۔ باقی جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ قیامت میں مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈالے جائیں گے وہ مضمون بھی ایک حیثیت سے صحیح ہے مگر محققین کے نزدیک وہ اس آیت کی تفسیر نہیں۔ اب ہابیل کے کلام کا حاصل یہ ہوا کہ
۱۰۶ ۔ یعنی تیرے عمر بھر کے گناہ تجھ پر ثابت رہیں اور میرے خون کا گناہ چڑھے اور مظلومیت کی وجہ سے میرے گناہ اتریں (موضح القرآن)

۱۰۷ ۔ شاید ابتداء میں کچھ جھجک ہو گی۔ شدہ شدہ نفس امارہ نے خیال پختہ کر دیا اور یہ ہی کیفیت عمومًا معاصی کی ابتداء ہوتی ہے۔

۱۰۸ ۔ دنیوی خسران تو یہ کہ ایسا نیک بھائی جو قوت بازو بنتا ہاتھ سے کھویا اور خود پاگل ہو کر مرا۔ حدیث میں ہے کہ ظلم اور قطع رحم دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا آخرت سے پہلے یہاں بھی ملتی ہے۔ اور اخروی خسران یہ کہ ظلم، قطع رحم، قتل عمد اور بدامنی کا دروازہ دنیا میں کھول دینے سے ان سب گناہوں کی سزا کا مستوجب ہوا اور آئندہ بھی جتنے
۱۰۹ ۔ چونکہ اس سے پہلے کوئی انسان مرا نہ تھا اس لئے قتل کے بعد اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ لاش کو کیا کرے۔ آخر ایک کوے کو دیکھا کہ زمین کرید رہا ہے یا دوسرے مردہ کوے کو مٹی ہٹا کر زمین میں چھپا رہا ہے اسے دیکھ کر کچھ عقل آئی کہ میں بھی اپنے بھائی کی لاش کو دفن کر دوں اور افسوس بھی ہوا کہ میں عقل و فہم اور بھائی کی
۱۱۰ ۔ پچتانا وہ نافع ہے جس کے ساتھ گناہ سے معذرت و انکسار اور فکر و تدارک بھی ہو۔ اس موقع پر اس کا پچتانا حق عالیٰ کے عصیان پر نہیں بلکہ اپنی بدحالی پر تھا جو قتل کے بعد اسے لاحق ہوئی۔

۱۱۱ ۔ یعنی ناحق قتل میں جو دنیوی اور اخروی خسران ہے اور جو بد نتائج اس پر مرتب ہوتے ہیں حتٰی کہ خود قاتل بھی اس حرکت کے بعد بسا اوقات پچتاتا اور کف افسوس ملتا ہے۔ اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ ہدایت کی کہ الخ
۱۱۲ ۔ ملک میں فساد کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ مثلًا اہل حق کو دین حق سے روکے یا پیغمبروں کی اہانت کرے یا العیاذ باللہ مرتد ہو کر اپنے وجود سے دوسروں کو مرتد ہونے کی ترغیب دے۔ وقس علیٰ ذلک۔

۱۱۳ ۔ یعنی اول روئے زمین پر بڑا گناہ یہ ہی ہوا کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ اس کے بعد رسم پڑ گئ اسی سبب سے تورات میں اس طرح فرمایا کہ "ایک کو مارا جیسے سب کو مارا" یعنی ایک کے ناحق خون کرنے سے دوسرے بھی اس جرم پر دلیر ہوتے ہیں۔ تو اس حیثیت سے جو شخص ایک کو قتل کر کے بدامنی کی جڑ قائم کر تا ہے گویا وہ سب
۱۱۴ ۔ مترجم نے بینات سےکھلے ہوئے حکم مراد لئے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بینات سے وہ کھلے کھلے نشان مراد لئےجائیں جن سےکسی پیغمبر کے من عنداللہ ہونے کی تصدیق ہوتی ہو۔

۱۱۵ ۔ یعنی بنی اسرائیل کے بہت سے لوگ ایسےکھلے نشان دیکھ کر اور ایسےکھلے احکام سن کر بھی اپنے ظلم و طغیان اور دست درازیوں سے باز نہ آئے انبیائے معصومین کو قتل اور آپس میں ناحق خون کرنا ان کا ہمیشہ سے وتیرہ رہا ہے اور آج بھی خاتم الانبیاء کے (معاذ اللہ) قتل یا ایذا رسانی اور مسلمانوں کی تذلیل کے لئے ہر قسم کی ناپاک
۱۱۶ ۔ یعنی بدامنی کرنےکو اکثر مفسرین نے اس جگہ رہزنی اور ڈکیتی مراد لی ہے مگر الفاظ کو عموم پر رکھا جائے تو مضمون زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ آیت کی جو شان نزول احادیث صحیحہ میں بیان ہوئی وہ بھی اس کی مقتضی ہے کہ الفاظ کو ان کے عموم پر رکھا جائے۔ "اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنا" یا "زمین میں فساد اور بدامنی پھیلانا" یہ
۔ یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں۔ ۱۱۷

۔ کہیں اور لے جا کر انہیں قید کر دیں کما ہو مذہب الامام ابی حنیفہ ۱۱۸

۱۱۹ ۔ ڈاکوؤں کے احوال چار ہو سکتے تھے (۱) قتل کیا ہو مگر مال لینے کی نوبت نہ آئی (۲) قتل بھی کیا اور مال بھی لیا (۳) مال چھین لیا مگر قتل نہیں کیا (۴) نہ مال چھین سکے نہ قتل کر سکے قصد اور تیاری کرنے کے بعد ہی گرفتار ہو گئے۔ چاروں حالتوں میں بالترتیب یہ ہی چار سزائیں ہیں جو بیان ہوئیں۔
۱۲۰ ۔ یعنی مذکورہ بالا سزائیں جو حدود اور حق اللہ کے طور پر تھیں وہ گرفتاری سے قبل توبہ کر لینے سے معاف ہو جاتی ہیں۔ حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے۔ مثلًا اگر کسی کا مال لیا تھا تو ضمان دینا ہو گا، قتل کیا تھا تو قصاص لیا جائے گا۔ ہاں ان چیزوں کے معاف کرنے کا حق صاحب مال اور ولی مقتول کو حاصل ہے (تنبیہ) اس حد کےسوا باقی حدود مثلًا
۱۲۱ ۔ وسیلہ کی تفسیر ابن عباس، مجاہد، ابو وائل، حسن وغیرہ ہم اکابر سلف نے قربت سے کی ہے۔ تو وسیلہ ڈھونڈنے کے معنی یہ ہونگے کہ اس کا قرب و وصول تلاش کرو۔ قتادہ نے کہا { ای تقربوا الیہ بطاعۃ والعمل بما یرضیہ } خدا کی نزدیکی حاصل کرو اس کی فرمانبرداری اور پسندیدہ عمل کے ذریعہ سے ایک شاعر کہتا ہے اذا غفل الواشون عدنا لو
۱۲۲ ۔ پچھلے رکوع کے آخر میں ان لوگوں کی دنیوی و اخروی سزا بیان فرمائی تھی جو خدا اور رسول سے جنگ کرتے اور ملک میں بدامنی اور فساد پھیلاتے ہیں۔ اس رکوع میں مسلمانوں کو ان سزاؤں سے ڈرا کر بتلایا گیا کہ جب شقی اور بدبخت لوگ خدا اور رسول سے جنگ کریں تو تم خدا اور رسول کی طرف ہو کر جہاد کرو۔ وہ اگر زمین پر
۱۲۳ ۔ پچھلی آیت میں بتلایا تھا کہ انسان خدا سے ڈرنے اس کا قرب حاصل کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے ہی سے فلاح و کامیابی کی امید کر سکتا ہے۔ اس آیت میں متنبہ فرما دیا کہ جن لوگوں نے خدا سے روگردانی کی وہ آخرت میں اگر روئے زمین کےسارے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد خرچ کر ڈالیں گے اور فدیہ دے کر عذاب الہٰی سے
۱۲۴ ۔ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ بہت سے گنہگار مومنین ایک مدت تک دوزخ میں رہ کر پھر نکالے جائیں گے اور حق تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ یہ آیت ان احادیث کے مخالف نہیں کیونکہ یہاں شروع آیت سے صرف کفار کا حال بیان کیا گیا ہے۔ مومنین کے متعلق اس آیت میں کوئی حرف نہیں۔

۱۲۵ ۔ یعنی پہلی مرتبہ چوری کرے تو داہنا ہاتھ گٹے پر سے کاٹ دو۔ باقی تفاصیل کتب فقہ میں ملیں گی پچھلے رکوع میں ڈکیتی وغیرہ کی سزا ذکر کی گئ تھی۔ درمیان میں بعض مناسبات کی وجہ سے جن کو ہم بیان کر چکے ہیں مومنین کو چند ضروری نصائح کی گئیں۔ اب پھر اسی پچھلے مضمون کی تکمیل کی جاتی ہے۔ یعنی وہاں ڈکیتی کی سزا مذکور
۱۲۶ ۔ یعنی جو سزا چور کو دی جا رہی ہے وہ مال مسروق کا بدلہ نہیں بلکہ اس کے فعل سرقہ کی سزا ہے تاکہ اسے اور دوسرے چوروں کو تنبیہ ہو جائے۔ بلاشبہ جہاں کہیں یہ حدود جاری ہوتی ہیں دوچار ہی کی سزایابی کے بعد چوری کا دروازہ قطعًا بند ہو جاتا ہے۔ آج کل مدعیان تہذیب اس قسم کی حدود کو وحشیانہ سزا سے موسوم کرتے ہیں لیکن
۱۲۷ ۔ چونکہ غالب ہے اس لئے اسے حق ہے کہ جو چاہے قانون نافذ کر دے کوئی چون و چراں نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ حکمت والا بھی ہے اس لئے یہ احتمال نہیں کہ محض اپنے اختیار کامل سےکام لے کر کوئی قانون بےموقع نافذ کرے۔ نیز وہ اپنے ناتواں بندوں کے اموال کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ کر سکے یہ اس کی عزت اور غلبہ کے منافی
۱۲۸ ۔ یعنی توبہ اگر ٹھیک ٹھیک ہو جس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ چوری کا مال مالک کو واپس کرے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو ضمان دے اور ضمان نہ دے سکے تو معاف کرائے۔ اور اپنے فعل پر نادم ہو اور آئندہ کے لئے اس سے مجتنب رہنے کا عزم رکھے۔ تو اس طرح کی توبہ سے امید ہے کہ حق تعالیٰ اخروی عقوبت جس کے مقابلہ میں
۱۲۹ ۔ جب حقیقی سلطنت و حکومت اسی کی ہے تو بلاشبہ اسی کو یہ اختیار ہو گا کہ جسے مناسب جانے معاف کر دے اور جسے اپنے حکمت و عدل کے موافق سزا دینا چاہے سزا دے اور نہ صرف یہ کہ اسے معاف کرنے اور سزا دینے کے کلی اختیارات حاصل ہیں بلکہ ان اختیارات کے استعمال سے کوئی ر وکنے والا بھی نہیں کیونکہ ہر چیز پر وہ پوری
۱۳۰ ۔ پچھلی آیات میں ڈکیتی اور چوری وغیرہ کی حدود بیان کی گئ تھیں۔ اب بعض ان اقوام کا حال سناتے ہیں جنہوں نے حدود اللہ میں تحریف کر کے اپنے کو عذاب عظیم کا مستحق ٹھہرایا۔ ان کا مفصل واقعہ بغوی نے یہ لکھا ہے کہ خیبر کے ایک یہودی مرد اور عورت نے جو کنوارے نہ تھے زنا کیا۔ باوجودیکہ تورات میں اس جرم کی سزا رجم (سنگسار
۔ یعنی منافقین اور یہود بنی قریظہ۔ ۱۳۱

۱۳۲ ۔ سماعون کے معنی ہیں بہت زیادہ سننے والے اور کان دھرنے والے پھر بہت زیادہ سننا کبھی تو جاسوسی پر اطلاق کیا جاتا ہے اور کبھی اس کے معنی ہوتے ہیں بہت زیادہ قبول کرنے والا جیسے { سمع اللہ لمن حمدہ } میں سننے کے معنی قبول کرنے کے ہیں۔ مترجم نے یہاں پہلے معنی مراد لئے ہیں۔ لیکن ابن جریر وغیرہ محققین نے دوسرے معنی
۔ یعنی خدا کے احکام میں تحریف کرتے ہیں یا کہیں کی بات کہیں لگا دیتے ہیں۔ ۱۳۳

۱۳۴ ۔ یعنی اگر کوڑے لگانے کا حکم ملے تو قبول کرو ورنہ نہیں۔ گویا خدا کی شریعت کو اپنی ہوا کے تابع رکھنا چاہتے تھے۔

۱۳۵ ۔ ہدایت و ضلالت، خیر و شر کوئی چیز بھی بدون ارادہ خداوندی کے عالم وجود میں نہیں آ سکتی یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جس کا انکار کرنا اس کے تسلیم کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص چوری کرنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن خدا کا ارادہ یہ ہے کہ چوری نہ کرے اب و شخص اگر اپنے ارادہ میں کامیاب رہا تو لازم آتا ہے کہ
۱۳۶ ۔ اول منافقین اور یہود کا طرز عمل بیان فرمایا جس میں یہ چند اعمال بالخصوص ذکر کئے گئے۔ ہمیشہ جھوٹ اور باطل کی طرف جھکنا اہل حق کے خلاف جاسوسی کرنا بد باطن اور شریر جماعتوں کو مدد پہنچانا۔ ہدایت کی باتوں کو تحریف کر کے بدل ڈالنا۔ اپنی خواہش اور مرضی کے خلاف کسی حق بات کو قبول نہ کرنا۔ جس قوم میں یہ خصائل پائی
۱۳۷ ۔ ابن عباس، مجاہد اور عکرمہ وغیرہ اکابر سلف سے منقول ہے کہ حضور کو یہ اختیار ابتداء میں تھا آخر میں جب اسلام کا تسلط اور نفوذ کامل ہو گیا تو ارشاد ہوا { وان احکم بینھم بما انزل اللہ } یعنی ان کےنزاعات کا فیصلہ قانون شریعت کے موافق کر دیا کرو۔ مطلب یہ کہ اعراض اور کنارہ کشی کی ضرورت نہیں۔
۱۳۸ ۔ قرآن کریم نے باربار اس پر زور دیا ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی شریر ظالم اور بدمعاش کیوں نہ ہو مگر اس کے حق میں بھی تمہارا دامن عدالت ناانصافی کے چھینٹوں سے داغدار نہ ہونے پائے۔ یہ ہی وہ خصلت ہے جس کے سہارے زمین و آسمان کا نظام قائم رہ سکتا ہے۔
۱۳۹ ۔ یعنی تعجب کی بات ہے کہ آپ کو حکم ٹھہراتے ہیں اور جس تورات کو کتاب آسمانی مانتے ہیں اس کے فیصلہ پر بھی راضی نہیں۔ تو حقیقت میں ان کا ایمان کسی پر بھی نہیں۔ نہ قرآن پر نہ تورات پر اگلے رکوع میں تورات و انجیل کی مدح فرما کر متنبہ کیا ہے کہ کیسی عمدہ کتاب اور کیسے علوم ہدایت تھے جن کی ان نالائقوں نے بےقدری کی اور انہیں
۱۴۰ ۔ یعنی وصول الی اللہ کے طالبین کے لئے ہدایت کا اور شبہات و مشکلات کی ظلمت میں پھنس جانے والوں کے لئے روشنی کا کام دیتی ہے۔

۱۴۱ ۔ یعنی تورات میں ایسا عظیم الشان دستور العمل اور آئین ہدایت تھا کہ کثیرالتعداد پیغمبر اور اہل اللہ اور علماء برابر اسی کے موافق حکم دیتے اور نزاعات کے فیصلے کرتے رہے۔

۱۴۲ ۔ یعنی تورات کی حفاظت کا ان کو ذمہ دار بنایا گیا تھا۔ قرآن کریم کی طرح { انالہ لحافظون } کا وعدہ نہیں ہوا۔ تو جب تک علماء و احبار نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیا تورات محفوظ و معمول رہی آخر دنیا پرست علمائے سوء کے ہاتھوں سے تحریف ہو کر ضائع ہوئی۔

۱۴۳ ۔ یعنی لوگوں کے خوف یا دنیوی طمع کی وجہ سے آسمانی کتاب میں تبدیل و تحریف مت کرو۔ اس کے احکام و اخبار کو مت چھپاؤ اور خدا کی تعذیب و انتقام سے ڈرتے رہو۔ تورات کی عظمت شان اور مقبولیت جتلانے کے بعد یہ خطاب یا تو ان رؤسا و علماء یہود کو کیا گیا ہے جو نزول قرآن کےوقت موجود تھے کیونکہ انہوں نے حکم رجم سے
۱۴۴ ۔ { مَآاَنْزَلَ اللّٰہُ } کے موافق حکم نہ کرنے سے غالبًا یہ مراد ہے کہ منصوص حکم کے وجود ہی سے انکار کر دے اور اس کی جگہ دوسرے احکام اپنی رائے اور خواہش سے تصنیف کر لے۔ جیسا کہ یہود نے حکم رجم کے متعلق کیا تھا۔ تو ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر مراد یہ ہو کہ { مَآاَنْزَلَ اللّٰہُ } کو عقیدۃً ثابت مان کر
۱۴۵ ۔ قصاص کا یہ حکم شریعت موسوی میں تھا۔ اور بہت سے علمائے اصول نےتصریح کی ہے کہ جو پچھلی شرائع قرآن کریم یا ہمارے پیغمبر نے نقل فرمائیں بشرطیکہ ان کی نسبت کسی جگہ حضور نے کوئی انکار یا ترمیم نہ فرمائی ہو تو ہ اس امت کے حق میں بھی تسلیم کی جائیں گی۔ گویا بدون ردو انکار کے ان کو سنانا تلق بالقبول کی دلیل ہے۔
۱۴۶ ۔ یعنی جروح کے قصاص کو معاف کر دینا مجروح کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تصریح آئی ہے اور بعض مفسرین نے اس آیت کو جارح کے حق میں رکھا ہے یعنی اگر مجروح نے جارح کو معافی دے دی تو اس کا گناہ معاف ہو جائے گا والراجح ہوالاول۔
۱۴۷ ۔ یہود نے حکم قصاص کے خلاف بھی تعامل قائم کر لیا تھا۔ ان میں "بنی نضیر" جو زیادہ معزز اور قوی سمجھے جاتے تھے بنو قریظہ سے پوری دیت وصول کرتے اور جب ان کو دینے کی نوبت آتی تو نصف دیت ادا کرتے بنی قریظہ نے اپنی کمزوری کی وجہ سے اس طرح کا معاہدہ کر رکھا تھا اتفاقًا بنی قریظہ کے ہاتھ سے بنی نضیر کا آدمی مارا گیا۔
۔ یعنی ان کے نقش قدم پر یہ بھی چلتے تھے۔ ۱۴۸

۱۴۹ ۔ یعنی حضرت عیسٰی خود اپنی زبان سے تورات کی تصدیق فرماتے تھے اور جو کتاب (انجیل) ان کو دی گئ تھی وہ بھی تورات کی تصدیق کرتی تھی اور انجیل کی نوعیت بھی نور و ہدایت ہونے میں تورات کی طرح تھی۔ احکام و شرائع کے اعتبار سے دونوں میں بہت ہی قلیل فرق تھا { ولا حل لکم بعض الذی حرم علیکم } میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور
۱۵۰ ۔ یا تو عیسائی جو نزول انجیل کے وقت موجود تھے انکو یہ حکم دیا گیا تھا اسی کو یہاں نقل فرما رہے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت جو عیسائی مخاطب تھے ان سےکہا گیا ہو کہ جو کچھ انجیل میں اللہ تعالیٰ نےاتارا ہے اس کے موافق ٹھیک ٹھیک حکم کریں۔ یعنی ان پیشن گوئیوں کو چھپانے یا لغو اور مہمل تاویلات سے بدلنے کو کوشش نہ
۱۵۱ ۔ مہیمن کے کئ معنی بیان کئےگئے ہیں۔ امین، غالب، حاکم، محافظ و نگہبان اور ہر معنی کے اعتبار سے قرآن کریم کا کتب سابقہ کے لئے مہیمن ہونا صحیح ہے۔ خدا کی جو امانت تورات و انجیل وغیرہ کتب سماویہ میں ودیعت کی گئ تھی وہ مع شے زاید قرآن میں محفوظ ہے۔ جس میں کوئی خیانت نہیں ہوئی۔ اور جو بعض فروعی چیزیں ان کتابوں میں اس
۱۵۲ ۔ یہود میں باہم کچھ نزاع ہو گئ تھی۔ ایک فریق جس میں ان کے بڑے بڑے مشہور علماء اور مقتدا شامل تھے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور فصل نزاع کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ عمومًا قوم یہود ہمارے اختیار و اقتدار میں ہے۔ اگر آپ فیصلہ ہمارےموافق کر دیں گے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے اور ہمارے
۱۵۳ ۔ گذشتہ فائدہ میں ان آیات کی جو شان نزول ہم لکھ چکے ہیں اس سےصاف عیاں ہے کہ آیت کا نزول بعد اس کے ہوا کہ آپ ان کی خوشی اور خواہش پر چلنے سے انکار فرما چکے تھے۔ تو یہ آیات آپ کی استقامت کی تصویب اور آیندہ بھی ایسی ہی شان عصمت پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کے لئے نازل ہوئیں۔ جو لوگ اس قوم کی آیات کو نبی کی
۱۵۴ ۔ یعنی خدا نے ہر امت کا آئین اور طریق کار اس کے احوال و استعداد کے مناسب جداگانہ رکھا ہے اور باوجودیکہ تمام انبیاء اور ملل سماویہ اصول دین اور مقاصد کلیہ میں جن پر نجات ابدی کا مدار ہے باہم متحد اور ایک دوسرےکے مصدق رہے ہیں۔ پھر بھی جزئیات و فروع کے لحاظ سے ہر امت کو ان کےماحول اور مخصوص استعداد کے موافق
۱۵۵ ۔ یعنی کون تم میں سے خدا کی مالکیت مطلقہ، علم محیط اور حکمت بالغہ پر یقین کر کے ہر نئے حکم کو حق و صواب سمجھ کر بطوع و رغبت قبول کرتا ہے اور ایک وفادار غلام کی طرح ہر جدید حکم کے سامنے گردن جھکا دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔
۱۵۶ ۔ یعنی شرائع کے اختلاف کو دیکھ کر خواہ مخواہ کی قیل و قال اور کج بحثیوں میں پڑ کر وقت نہ گنواؤ۔ وصول الی اللہ کا ارادہ کرنے والوں کو عملی زندگی میں اپنی دوڑ دھوپ رکھنی چاہئے اور جو عقائد، اخلاق اور اعمال کی خوبیاں شریعت سماویہ پیش کر رہی ہے ان کے لینے میں چستی دکھلانی چاہئے۔
۱۵۷ ۔ تو انجام کا خیال کر کے حسنات و خیرات کی تحصیل میں مستعدی دکھاؤ۔ اختلافات کی سب حقیقت وہاں جا کر کھل جائے گی۔

۱۵۸ ۔ یعنی آپس کے اختلافات میں خواہ دنیا کیسی ہی دست و گریباں رہے آپ کو یہ ہی حکم ہے کہ ما انزل اللہ کے موافق حکم دیتے رہیں اور کسی کے کہنے سننے کی کوئی پروا نہ کریں۔

۱۵۹ ۔ پوری سزا تو قیامت میں ملے گی لیکن کچھ تھوڑی سی سزا دے کر یہاں بھی مجرم کو یا دوسرے دیکھنے والوں کو ایک گونہ تنبیہ کر دی جاتی ہے۔

۱۶۰ ۔ یعنی آپ ان لوگوں کے اعراض و انحراف سے زیادہ ملول نہ ہوں۔ دنیا میں فرمانبردار بندے ہمیشہ تھوڑے ہی ہوتے ہیں { وَمَآ اَکْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ } (یوسف رکوع ۱۱)

۱۶۱ ۔ یعنی جو لوگ خدا کی شہنشاہیت رحمت کاملہ اور علم محیط پر یقین کامل رکھتے ہیں ان کے نزدیک دنیا میں کسی کا حکم خدا کے حکم کے سامنے لائق التفات نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا یہ لوگ احکام الہٰیہ کی روشنی آ جانے کے بعد ظنون و اہواء اور کفر و جاہلیت کے اندھیرے ہی کی طرف جانا پسند کرتے ہیں۔
۱۶۲ ۔ اولیاء ولی کی جمع ہے ولی دوست کو بھی کہتےہیں قریب کو بھی ناصر اور مددگار کو بھی غرض یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ بلکہ تمام کفار سے جیسا کہ سورہ نساء میں تصریح کی گئ ہے مسلمان دوستانہ تعلقات قائم نہ کریں اس موقع پر یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ موالات مروت و حسن سلوک، مصالحت، رواداری اور عدل و انصاف یہ سب چیزیں الگ الگ
۱۶۳ ۔ یعنی مذہبی فرقہ بندی اور اندرونی بغض و عداوت کے باوجود باہم ایک دوسرے سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں یہودی یہودی کا، نصرانی نصرانی کا دوست بن سکتا ہے اور جماعت اسلام کے مقابلہ میں سب کفار ایک دوسرے کے دوست اور معاون بن جاتے ہیں۔ الکفر ملۃ واحدۃ۔
۱۶۴ ۔ یعنی ان ہی کے زمرہ میں شامل ہے یہ آیتیں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے باب میں نازل ہوئی تھیں۔ یہود سے اس کا بہت دوستانہ تھا اس کا گمان تھا کہ اگر مسلمانوں پر کوئی افتاد پڑی اور پیغمبر کی جماعت مغلوب ہو گئ تو یہود سے ہماری یہ دوستی کام آئے گی۔ اسی واقعہ کی طرف اگلی آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ تو فی الحقیقت یہود کے ساتھ
۱۶۵ ۔ یعنی جو لوگ کہ دشمنان اسلام سےموالات کر کے خود اپنی جان پر اور مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں اور جماعت اسلام کے مغلوب و مقہور ہونے کا انتظار کر رہے ہیں ایسی بدبخت معاند اور دغاباز قوم کی نسبت یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ کبھی راہ ہدایت پر آئے گی۔
۱۶۶ ۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں شک اور نفاق کی بیماری ہے جن کو خدا کے وعدوں پر اعتماد اور مسلمانوں کی حقانیت پر یقین نہیں اسی لئے دوڑ دوڑ کر کافروں کی آغوش میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کے موہوم غلبہ کے وقت ثمرات فتح سے متمتع ہو سکیں۔ اور ان کے زعم میں جو گردشیں اور آفات جماعت اسلام پر آنے والی تھیں ان سے
۱۶۷ ۔ یعنی وہ وقت نزدیک ہے کہ حق تعالیٰ اپنے نبی کو فیصلہ کن فتوحات اور غلبہ عطا فرمائے اور مکہ معظمہ میں بھی جو تمام عرب کا مسلمہ مرکز تھا حضور کو فاتحانہ داخل کرے یا اس کے ماسوا اپنی قدرت اور حکم سے کچھ اور امور بر روئے کار لائے جنہیں دیکھ کر ان منافقین کی ساری باطل توقعات کا خاتمہ ہو اور انہیں منکشف ہو جائے کہ

۱۶۸ ۔ اس آیت میں اسلام کی ابدی بقا اور حفاظت کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی کی گئ ہے۔ پچھلی آیات میں کفار کی موالات سے منع کیا گیا تھا۔ ممکن تھا کہ کوئی شخص یا قوم موالات کفار کی بدولت صریحًا اسلام سے پھر جائے جیسا کہ { وَمَنْ يَّتَوَ لَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ } میں تنبیہ کی گئ ہے قرآن کریم نے نہایت قوت اور صفائی سے آگاہ کر دیا کہ ایسے لوگ
۱۶۹ ۔ انسان پر بڑی سعادت اور اس پر خدا کا بڑا فضل یہ ہے کہ وہ فتنہ کے وقت خود جادہ حق پر ثابت قدم رہ کر دوسروں کو ہلاکت سے بچانے کی فکر کرے۔ خدا جن بندوں کو چاہے اس سعادت کبریٰ اور فضل عظیم سے حصہ وافر عطا فرماتا ہے۔ اس کا فضل غیر محدود ہے اور وہ ہی خوب جانتا ہے کہ کون سا بندہ اس کا اہل اور مستحق ہے۔
۱۷۰ ۔ پچھلی آیتوں میں یہود و نصاریٰ کی موالات اور رفاقت سے مسلمانوں کو منع کیا گیا تھا جس کو سننے کے بعد طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر مسلمانوں کے تعلقات محبت و داد اور معاملات رفاقت کن سے ہونے چاہئیں۔ اس آیت میں بتلا دیا گیا کہ ان کا رفیق اصلی خدا اور پیغمبر اور مخلص مسلمانوں کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔
۱۷۱ ۔ کفار کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت عدد کو دیکھتے ہوئے ممکن تھا کہ کوئی ضعیف القلب اور ظاہر بین مسلمان اس تردد میں پڑ جاتا کہ تمام دنیا سے موالات منقطع کرنے اور چند مسلمانوں کی رفاقت پر اکتفا کر لینے کے بعد غالب ہونا تو درکنار کفار کے حملوں سے اپنی زندگی اور بقا کی حفاظت بھی دشوار ہے ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے فرما
۔ کفار سے مراد یہاں مشرکین ہیں۔ جیسا کہ عطف سے ظاہر ہے۔ ۱۷۲

۱۷۳ ۔ گذشتہ آیات میں مسلمانوں کو موالات کفار سے منع فرمایا تھا۔ اس آیت میں ایک خاص موثر عنوان سے اسی ممانعت کی تاکید کی گئ اور موالات سے نفرت دلائی گئ ہے۔ ایک مسلمان کی نظر میں کوئی چیز اپنے مذہب سے زیادہ معظم و محترم نہیں ہو سکتی۔ لہذا اسے بتایا گیا کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین تمہارے مذہب پر طعن و استہزاء کرتے
۱۷۴ ۔ یعنی جب اذان کہتے ہو تو اس سے جلتے ہیں اور ٹھٹھا کرتےہیں جو ان کی کمال حماقت اور بےعقلی کی دلیل ہے۔ کلمات اذان میں خداوند قدوس کی عظمت و کبریا کا اظہار، توحید کا اعلان، نبی کریم جو تمام انبیاء سابقین اور کتب سماویہ کے مصدق ہیں ان کی رسالت کا اقرار، نماز جو تمام اوضاع عبودیت کو جامع اور غایت درجہ کی بندگی پر دال
۱۷۵ ۔ کسی کام پر طعن کرنا یا ہنسی اڑانا دو وجہ سے ہو سکتا ہے یا تو وہ کام ہی قابل استہزاء ہو یا کام کرنے والے کی حالت تمسخر کے لائق ہو۔ پچھلی آیت میں بتلا دیا گیا کہ اذان کوئی ایسی چیز نہیں جس پر بجز پرلے درجہ کے احمق اور خفیف العقل کے کوئی شخص طعن یا استہزاء کر سکے۔ اس آیت میں اذان دینے والوں کے مقدس حالات پر بعنوان سوال
۱۷۶ ۔ یعنی اگر ایمان باللہ پر مستقیم ہونا اور ہر اس چیز کی جو خدا کی طرف سے کسی زمانہ میں نازل ہو سچے دل سےتصدیق کرنا ہی تمہارے زعم میں مسلمانوں کا سب سے بڑا جرم اور سب سے بڑی برائی ہے اور اسی وجہ سے تم ان کو مور و طعن و بلام بناتے ہو۔ تو آؤ میں تم کو ایک ایسی قوم کا پتہ بتلاؤں جو اپنی شرارت اور گندگی کی وجہ سے
۱۷۷ ۔ یہاں ان ہی استہزاء کرنے والوں کے بعض مخصوص افراد کا بیان ہے جو غائبانہ تو مذہب اسلام پر طعن و تشنیع کرتے اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے لیکن جب نبی کریم یا مخلص مسلمانوں سے ملتے تو ازراہ نفاق اپنے کو مسلمان ظاہر کرتے حالانکہ شروع سے آخر تک ایک منٹ کے لئے بھی انہیں اسلام سے تعلق نہیں ہوا نہ پیغمبر کے ربانی وعظ

۱۷۸ ۔ غالباً "اثم" سے لازمی اور "عدوان" سے متعدی گناہ مراد ہیں۔ یعنی ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ بہت شوق اور رغبت سے ہر قسم کے گناہوں کی طرف جھپٹے ہیں۔ خواہ ان کا اثر اپنی ذات تک محدود ہو یا دوسروں تک پہنچے۔ جن کی اخلاقی حالت ایسی زبوں ہو اور حرام خوری ان کا شیوہ ٹھہر گیا ہو، ان کی برائی میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ یہ تو
۱۷۹ ۔ جب خدا کسی قوم کو تباہ کرتا ہے تو اس کے عوام گناہوں اور نافرمانیوں میں غرق ہو جاتے ہیں اور اس کے خواص یعنی درویش اور علماء گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا حال یہ ہی ہوا کہ لوگ عمومًا دنیوی لذات و شہوات میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال اور اس کے قوانین اور احکام کو بھلا بیٹھے۔ اور جو مشائخ اور
۱۸۰ ۔ نبی کریم کی بعثت کے وقت اہل کتاب کے قلوب انکی شرارت، کفر و طغیان، بدکاری، حرامخوری وغیرہ کی ممارست سے اس قدر مسخ ہو گئے تھے کہ بارگاہ ربوبیت میں گستاخی کرنے سے بھی ان کو کچھ باک نہ ہوتا تھا خداوند قدوس کا رتبہ انکے یہاں ایک معمولی انسان کی حیثیت سے زیادہ نہ رہا تھا۔ حق تعالیٰ کی جناب میں بےتکلف ایسے واہی
۱۸۱ ۔ یہ دعا کے رنگ میں پیشین گوئی یا ان کی حالت واقعی کی خبر دی گئ ہے۔ چنانچہ واقع میں بخل و جبن نے ان کے ہاتھ بالکل بند کر دیے تھے۔

۱۸۲ ۔ حق تعالیٰ کے لئے جہاں ہاتھ پاؤں، آنکھ وغیرہ نعوت ذکر کی گئ ہیں ان سے بھول کر بھی یہ وہم نہ ہونا چاہئےکہ وہ معاذا للہ مخلوق کی طرح جسم اور اعضائے جسمانی رکھتا ہے۔ بس جس طرح خدا کی ذات اور وجود، حیات، علم وغیرہ تمامی صفات کی کوئی نظیر اور مثال اور کیفیت اس کے سوا بیان نہیں ہو سکتی
۱۸۳ ۔ یعنی اس کو وہ ہی خوب جانتا ہے کہ کس وقت کس پر کس قدر خرچ کیا جائے۔ کبھی ایک وفادار کو امتحان یا اصلاح حال کی غرض سے تنگی اور عسرت میں مبتلا کر دیتا ہے اور کبھی اس کی وفاداری کےصلہ میں نعمائے آخرت سے پہلے دنیوی برکات کے دروازے بھی کھول دیتا ہے۔ اس کے بالمقابل ایک مجرم متمرد پر کبھی آخرت کی سزا سے
۱۸۴ ۔ ان کی گستاخی کا جواب دیا جا چکا ہے لیکن قرآن کے ایسے حکیمانہ جوابات سے ان معاندین اور سفہاء کو تسکین نہیں ہو گی بلکہ یہ کلام الہٰی سن کر شرارت اور انکار میں اور زیادہ ترقی کریں گے۔ اگر غذائے صالح ایک بیمار کے معدہ میں پہنچ کر اس کے مرض کو زیادہ کر دیتی ہےتو اس میں غذا کا قصور نہیں۔ مریض کے مزاج کی خرابی ہے۔
۱۸۵ ۔ اگرچہ قریب میں خاص یہود کا مقولہ نقل کیا تھا۔ لیکن { اَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ } سے مراد غالبًا وہ اور ان کے بھائی بند سب ہیں یعنی یہود و نصاریٰ سب اہل کتاب کا حال بیان فرمایا ہے جیسا کہ پہلے اسی سورۃ میں گذر چکا اور اگلی آیت میں بھی سب اہل کتاب کو خطاب فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جوں جوں ان کی شرارت اور انکار کو ترقی ہو گی اسی قدر
۱۸۶ ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل اسلام میں جب تک باہمی محبت اور اخوت مستحکم رہے گی اور رشد و صلاح کے طریق پر گامزن ہو کر فتنہ اور فساد سے مجتنب رہنے کا اہتمام رہے گا جیسا کہ صحابہ میں تھا۔ اس وقت تک اہل کتاب کی سب کوششیں ان کے مقابلہ میں بیکار ثابت ہوں گی۔
۱۸۷ ۔ یعنی باوجود ایسےشدید جرائم اور سخت شرارتوں کے اگر اب بھی اہل کتاب اپنے رویہ سے تائب ہو کر نبی کریم اور قرآن پر ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو دروازہ توبہ کا بند نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ کمال فضل و رحمت سے ان کو اخروی و دنیوی نعمتوں سے سرفراز فرما دیتا۔ اس کی رحمت بڑے سے بڑے مجرم کو بھی جب وہ شرمسار اور
۱۸۸ ۔ یعنی قرآن کریم جو تورات و انجیل کے بعد ان کی تنبیہ اور ہدایت کے لئے نازل ہوا اس کو قائم کرتے کیونکہ اس کی تسلیم کے بدون تورات و انجیل کی بھی صحیح معنی میں اقامت نہیں ہو سکتی بلکہ تورات و انجیل اور جملہ کتب سماویہ کی اقامت کا مطلب ہی اب یہ ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم اور پیغمبر آخر الزماں جو کتب سابقہ کی پیشین گوئیوں
۱۸۹ ۔ یعنی تمام ارضی و سماوی برکات سے ان کو متمتع کیا جاتا۔ اور ذلت بدحالی اور ضیق عیش کی جو سزا ان کے عصیان و تمرد پر دی گئ تھی وہ اٹھا لی جاتی۔

۱۹۰ ۔ یہ وہ معدود افراد ہیں جنہوں نےفطری سعادت سے توسط و اعتدال کی راہ اختیار کی اور حق کی آوز پر لبیک کہا ۔ مثلًا عبداللہ بن سلام اور ملک حبشہ نجاشی وغیرہ رضی اللہ عنہم۔

۱۹۱ ۔ پچھلی آیات میں اہل کتاب کی شرارت کفر اور سیہ کاریوں کا ذکر کر کے تورات، انجیل، قرآن اور کل کتب سماویہ کی اقامت کی ترغیب دی گئ تھی۔ آئندہ { قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ } سے اہل کتاب کے مجمع میں اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ اس اقامت کے بدون تمہاری مذہبی زندگی بالکل صفر اور لاشے محض ہے۔ { یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ
۔ یعنی کل کتب سماویہ جن کا خاتم اور مہیمن قرآن کریم ہے ۔ پچھلےرکوع میں اس آیت کی تفسیر گذر چکی۔ ۱۹۲

۔ یعنی اس غم اور افسوس میں پڑ کر تنگدل نہ ہوں اپنا فرض امن و اطمینان سے ادا فرماتے رہیں۔ ۱۹۳

۱۹۴ ۔ یعنی جو قوم مسلمان کہلاتی ہے یا یہود یا نصاریٰ یا صابی (یا اور کچھ تمثیلًا چند مشہور مذاہب کا ذکر کیا گیا) کوئی شخص ان ناموں کی بدولت یا نسل، رنگ، پیشہ، وطن وغیرہ احوال و خصائص کے لحاظ سے حقیقی فلاح اور دائمی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ کامیاب اور مامون و مصئون ہونے کا ایک اور صرف ایک معیار ہے یعنی ایمان و
۱۹۵ ۔ گذشتہ آیت میں جو معیار قبول عنداللہ کا بیان ہوا تھا یعنی ایمان اور عمل صالح۔ یہاں یہ دکھلانا ہے کہ یہود اس معیار پر کہاں تک پورے اترتے ہیں۔

۱۹۶ ۔ غلام کی وفاداری کا امتحان اس میں ہے کہ جس بات کو دل نہ چاہے آقا کے حکم سے کر گذرے اور اپنی رائے یا خواہش کو آقا کی مرضی کے تابع بنا دے۔ ورنہ صرف ان چیزوں کا مان لینا جو مرضی اور خواہش کے موافق ہوں، یہ کونسا کمال ہے۔
۱۹۷ ۔ یعنی پختہ عہد وپیمان توڑ کر خدا سے غداری کی اس کےسفراء میں سے کسی کو جھٹلایا کسی کو قتل کیا۔ یہ تو ان کے ایمان باللہ اور عمل صالح کا حال تھا۔ ایمان بالیوم الآخر کا اندازہ اس سے کر لو کہ اس قدر شدید مظالم اور باغیانہ جرائم کا ارتکاب کر کے بالکل بےفکر ہو بیٹھے۔ گویا ان حرکات کا کوئی خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا اور ظلم و بغاوت
۱۹۸ ۔ یعنی وہ اگرچہ خدا کے غضب و قہر کی طرف سےاندھے ہو گئے ہیں لیکن خدا ان کی تمام حرکات کو برابر دیکھتا رہا ہے چنانچہ ان حرکات کی سزا اب امت محمدیہ کے ہاتھوں سے دلوا رہا ہے۔

۱۹۹ ۔ یہاں سے نصاریٰ کے ایمان باللہ کی کیفیت دکھلائی گئ ہے کہ وہ کہاں تک حقانیت کے اس معیار پر پورے اترے۔ ان کے ایمان باللہ کا حال یہ ہے کہ عقل کے خلاف فطرت سلیمہ کے خلاف اور خود حضرت مسیح کی تصریحات کے خلاف مسیح ابن مریم کو خدا بنا دیا ۔ "ایک تین اور تین ایک" کی بھول بھلیاں تو محض برائےنام ہے۔ حقیقتًا سارا زور و
۲۰۰ ۔ یعنی حضرت مسیح، روح القدس اور اللہ، یا مسیح، مریم اور اللہ تینوں خدا ہیں (الیعاذ باللہ) ان میں کا ایک حصہ دار اللہ ہوا۔ پھر وہ تینوں ایک اور وہ ایک تین ہیں۔ عیسائیوں کا عام عقیدہ یہ ہی ہے اور اس خلاف عقل و بداہت عقیدہ کو عجیب گول مول اور پیچدار عبارتوں سے ادا کرتے ہیں اور جب کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تو اس کو ایک ماوراء العقل
۲۰۱ ۔ یہ اسی غفور رحیم کی شان ہے کہ ایسے ایسے باغی اور گستاخ مجرم بھی جب شرمندہ ہو کر اور اصلاح کا عزم کر کے حاضر ہوں تو ایک منٹ میں عمر بھر کے جرائم معاف فرما دیتا ہے۔

۔ یعنی اسی مقدس و معصوم جماعت کے یہ بھی ایک فرد ہیں انہیں خدا بنا لینا تمہاری سفاہت ہے۔ ۲۰۲

۲۰۳ ۔ جمہور امت کی تحقیق یہ ہی ہے کہ خواتین میں نبوت نہیں آئی۔ یہ منصب رجال ہی کے لئے مخصوص رہا ہے۔ { وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنْ اَھْلِ الْقُرٰی } (یوسف رکوع ۱۲) حضرت مریم بتول بھی ایک ولی بی بی تھیں۔ نبی نہیں۔
۲۰۴ ۔ غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو شخص کھانے پینے کا محتاج ہے وہ تقریبًا دنیا کی ہر چیز کا محتاج ہے۔ زمین، ہوا، پانی، سورج، حیوانات حتیٰ کہ میلے اور کھاد سے بھی اسے استغنا نہیں ہو سکتا۔ غلہ کے پیٹ میں پہنچنے اور ہضم ہونے تک خیال کرو بالواسطہ یا بلاواسطہ کتنی چیزوں کی ضرورت ہے پھر کھانے سے جو اثرات و نتائج پیدا
۲۰۵ ۔ یعنی جب مسیح کو خدا کہا تو لازم ہےکہ معبود بھی کہو۔ مگر معبود بننا صرف اسی ذات کے ساتھ مختص ہے جو ہر قسم کے نفع و ضرر کا مالک اور پورا با اختیار ہو۔ کیونکہ عبادت انتہائی تذلل کا نام ہے اور انتہائی تذلل اسی کے سامنے اختیار کر سکتے ہیں جو انتہائی عزت اور غلبہ رکھنے والا ہر آن سب کی سننے والا اور سب کےاحوال کا پوری
۲۰۶ ۔ عقیدہ کا مبالغہ یہ ہے کہ ایک مولود بشری کو خدا بنا دیا اور عمل میں غلو وہ ہے جسے رہبانیت کہتے ہیں۔ { وَرَھْبَانِیَّۃَ ابْتَدَعُوْھَامَا کَتَبْنٰھَاعَلَیْھِمْ } (الحدید رکوع ۴) یہود کی جو قبائح بیان کی جا چکیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا پرستی میں غرق ہونے کی وجہ سے دین اور دینداروں کی ان کے یہاں کوئی عظمت و وقعت نہ تھی۔ حتّٰی کہ انبیاء کی
۲۰۷ ۔ یعنی اصل انجیل وغیرہ کتب سماویہ میں اس عقیدہ شرکیہ کا کہیں پتہ نہ تھا۔ بعد میں یونانی بت پرستوں کی تقلید میں پولوس نے ایجاد کیا اسی پر سب چل پڑے اور اسی پر جمے رہے۔ ایسی اندھی تقلید سے نجات کی توقع رکھنا کسی عاقل کو زیبا نہیں۔
۲۰۸ ۔ یوں تو تمام کتب سماویہ میں کافروں پر لعنت کی گئ ہے۔ لیکن بنی اسرائیل کے کافروں پر جب وہ عصیان و تمرد میں حد سے گذر گئے کہ نہ مجرم کسی طرح ارتکاب جرائم سے باز آتا تھا اور نہ غیر مجرم مجرم کو روکتا تھا بلکہ شیروشکر ہو کر بےتکلف ایک دوسرے کے ہم پیالہ و ہم نوالہ بنے ہوئے تھے۔ منکرات و فواحش کا ارتکاب کرنے والوں
۲۰۹ ۔ { لَایَتَنَاھَوْنَ } کے دو معنی ہو سکتے ہیں (۱) "نہیں رکتے تھے" کما فی روح المعانی (۲) "نہیں روکتے تھے ایک دوسرے کو " کما ہوا لمشہور۔ جب بدی کسی قوم میں پھیلے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہ ہو تو عذاب عام کا اندیشہ ہے۔
۲۱۰ ۔ کافروں سے مراد مشرکین ہیں اور ان آیات کا مصداق یہود مدینہ تھے۔ جنہوں نےمشرکین مکہ کے ساتھ سازش کر کے مسلمانوں سے لڑائی کی ٹھانی تھی۔

۲۱۱ ۔ یعنی جو ذخیرہ اعمال کا کرنےسے پہلے آخرت کے لئے بھیج رہے ہیں وہ ایسا ہے جو ان کو غضب الہٰی اور عذب ابدی کا مستحق بناتا ہے۔

۲۱۲ ۔ "النبی" سے بعض مفسرین نے حضرت موسٰی کو اور بعض نے رسول کریم کو مراد لیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر ان یہود کو واقع یقین حضرت موسٰی کی صداقت اور تعلیمات پر ہوتا تو نبی آخر الزماں کے مقابلہ میں جن کی بشارت خود موسٰی دے چکے ہیں مشرکین سے دوستی نہ کرتے یا یہ کہ اگر نبی کریم پر مخلصانہ ایمان لے آتے تو ایسی حرکت
۲۱۳ ۔ خدا کی اور خود اپنے تسلیم کردہ پیغمبر کی نافرمانی کرتے کرتے یہ حالت ہو گئ کہ اب موحدین پر مشرکین کو ترجیح دیتے ہیں افسوس کہ آج ہم بہت سےنام نہاد مسلمانوں کی حالت بھی یہ ہی پاتے ہیں کہ مسلمان اور کفار کے مقابلہ کے وقت کافروں کو دوست بناتے اور انہی کی حمایت و وکالت کرتے ہیں۔

۲۱۴ ۔ ان آیات میں بتلایا گیا کہ یہود کا مشرکین سے دوستی کرنا محض اسلام اور مسلمانوں کی عداوت و بغض کی وجہ سے ہے۔ نبی کریم کو جن اقوام سےزیادہ سابقہ پڑتا تھا ان میں یہ دونوں قومیں یہود اور مشرکین علی الترتیب اسلام و مسلمین کی شدید ترین دشمن تھیں۔ مشرکین مکہ کی ایذارسانیاں تو اظہر من الشمس ہیں۔ لیکن ملعون یہود نے بھی کوئی

۲۱۵ ۔ آغاز سورت میں ایفائے عہود کی تاکید کے بعد حلال و حرام کا بیان شروع ہوا تھا۔ اسی ضمن میں خاص خاص مناسبات سےجن کا ذکر موقع بہ موقع ہم کر چکے ہیں دوسرےمفید مضامین کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ "الشیٔ بالشی یذکر" بات میں سے بات نکلتی رہی۔ تام استطرادی مضامین کو تمام کر کے اس پارہ کے پہلے رکوع سے پھر اصل موضوع
۲۱۶ ۔ یعنی ان پر دنیا میں کفارہ نہیں۔ جیسا کہ یمین منعقدہ میں واجب ہے لغو و بیہودہ قسم کی تفسیر پارہ سیقول کے اواخر میں گذر چکی چونکہ اوپر تحریم طیبات کا ذکر تھا اور تحریم کی ایک قسم یمین بھی ہے اس لئے یمین کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔
۲۱۷ ۔ یعنی قسم توڑنے کے بعد یہ کفارہ دیا جائے گا۔ کھانا دینے میں اختیار ہے خواہ دس مساکین کو گھر بٹھلا کر کھانا کھلادے یا صدقہ فطر کے برابر ہر مسکین کو غلہ یا اس کی قیمت ادا کر دے۔

۔ اس قدر جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جائے ۔مثلًا کرتہ اور پاجامہ یا لنگی اور چادر۔ ۲۱۸

۔ یعنی ایک بردہ آزاد کرنا۔ اس میں مومن ہونا شرط نہیں۔ ۲۱۹

۲۲۰ ۔ یعنی متواتر روزے تین دن کے رکھے اور میسر نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ صاحب نصاب نہ ہو کما فی روح المعانی۔

۲۲۱ ۔ قسموں کی حفاظت یہ ہے کہ بےضرورت بات بات پر قسمیں نہ کھائے۔ یہ عادت بھلی نہیں۔ اور اگر قسم کھائی تو تا مقدور پوری کرے۔ اور اگر کسی وجہ سے توڑے تو کفارہ ادا کرے۔ یہ سب چیزیں حفاظت یمین میں داخل ہیں۔

۲۲۲ ۔ کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم نے طیبات سے گریز کیا تو اس گریز سے منع فرمایا۔ اور اگر کسی نےغلطی سےطیبات کو اپنے اوپر حرام ہی کر لیا تو اس کو حفاظت یمین کے ساتھ اس سےحلال ہونے کا طریقہ بھی بتلا دیا۔

۲۲۳ ۔ "انصاب" و "ازلام" کی تفسیر اسی سورت کی ابتداء میں { وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْابِالْاَزْلَامِ } کے تحت میں گذر چکی۔

۲۲۴ ۔ اس آیت سے پہلے بھی بعض آیات خمر (شراب) کے بارہ میں نازل ہو چکی تھیں اول یہ آیت ہوئی { یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا } (بقرہ رکوع ۲۷) گو اس سے نہایت واضح اشارہ تحریم خمر کی طرف کیا جا رہا تھا مگر چونکہ صاف طور پر اس کے چھوڑنے کا حکم نہ
۲۲۵ ۔ شراب پی کر جب عقل جاتی رہتی ہے تو بعض اوقات شرابی پاگل ہو کر آپس میں لڑ پڑتے ہیں حتیٰ کہ نشہ اترنےکے بعد بھی بعض دفعہ لڑائی کا اثر باقی رہتا ہے اور باہمی عداوتیں قائم ہو جاتی ہیں۔ یہ ہی حال بلکہ کچھ بڑھ کر جوئے کا ہے اس میں ہارجیت پر سخت جھگڑے اور فساد برپا ہوتے ہیں۔ جس سے شیطان کو اودھم مچانے کا خوب موقع
۲۲۶ ۔ اگر کسی چیز کے منافع و مضار کا احاطہ نہ کر سکو تب بھی خدا اور رسول کے احکام امتثال کرو اور قانون کی خلاف ورزی سے بچتے رہو ۔ اگر نہ بچو گے تو ہمارےپیغمبر تم کو قانون و احکام الہٰی کھول کر پہنچا چکے۔ نتیجہ خلاف ورزی کا خود سوچ لو کیا ہو گا؟

۲۲۷ ۔ نہایت صحیح اور قوی احادیث میں ہے کہ جب تحریم خمر کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ نےسوال کیا کہ یا رسول اللہ ان مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نےحکم تحریم آنے سے پہلے شراب پی اور اسی حالت میں انتقال کر گئے۔ مثلاً بعض صحابہ جو جنگ احد میں شراب پی کر شریک ہوئے اور اسی حالت میں شہید ہو گئے کہ پیٹ میں شراب موجود
۲۲۸ ۔ پچھلے رکوع میں تحریم طیبات اور اعتداء سے منع فرما کر بعض چیزوں سے اجتناب کا حکم دیا تھا جو دائمی طور پر حرام ہیں اس رکوع میں بعض ایسی اشیاء کے ارتکاب سےمنع کیا گیا ہے جن کی حرمت دائمی نہیں بلکہ بعض احوال و اوضاع سے مخصوص ہے، یعنی بحالت احرام شکار کرنا مطلب یہ ہے کہ خدا کی طرف سے مطیع و فرمانبردار
۲۲۹ ۔ لیعلم اللہ کے لفظ سےجو حدوث علم باری کا وہم گذرتا ہے اس کےازالہ کے لئے پارہ سیقول کے شروع میں { اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ } کا فائدہ ملاحظہ کرو۔

۔ اس کے متعلق بعض احکام سورہ مائدہ کے شروع میں گذر چکے۔ ۲۳۰

۲۳۱ ۔ جان کر مارنے کا یہ مطلب ہے کہ اپنا محرم ہونا یاد ہو اور یہ بھی مستحضر ہو کہ حالت احرام میں شکار جائز نہیں۔ یہاں صرف "متعمد" کا حکم بیان فرمایا کہ اس کےفعل کی جزا یہ ہے اور خدا جو انتقام لے گا وہ الگ رہا۔ جیسا کہ { وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللہُ مِنْہُ } سےتنبیہ فرمائی۔ اور اگر بھول کر شکار کیا تو جزا تو یہ ہی رہے گی یعنی ہدی یا طعام یا صیام
۲۳۲ ۔ حنفیہ کے یہاں مسئلہ یہ ہے کہ اگر احرام میں شکار پکڑا تو فرض ہے کہ چھوڑ دے۔ اگر مار دیا تو دو صاحب بصیرت اور تجربہ کار معتبر آدمیوں سےاس جانور کی قیمت لگوائے۔ اسی قدرو قیمت کا مواشی میں سے ایک جانور لےکر (مثلاً بکری، گائے، اونٹ وغیرہ) کعبہ کے نزدیک یعنی حدود حرم میں پہنچا کر ذبح کر ے اور خود اس میں سے
۲۳۳ ۔ یعنی نزول حکم سے پہلے یا اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں کسی نے یہ حرکت کی تھی تو اس سے اب خدا تعرض نہیں کرتا۔ حالانکہ اسلام سے پہلے بھی عرب حالت احرام میں شکار کو نہایت برا جانتے تھے اس لئے اس پر مواخذہ ہونا بےجا نہ تھا کہ جو چیز تمہارے زعم کے موافق جرائم میں داخل تھی اس کا ارتکاب کیوں کیا گیا۔
۲۳۴ ۔ یعنی نہ کوئی مجرم اس کےقبضہ قدرت سےنکل کر بھاگ سکتا ہے۔ اور بہ مقتضائے عدل و حکمت جو جرائم سزا دینے کےقابل ہیں نہ خدا ان سے درگذر کرنے والا ہے۔

۲۳۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں احرام میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہے اور دریا کا کھانا یعنی جو مچھلی پانی سےجدا ہو کر مر گئ اس نےنہیں پکڑی وہ بھی حلال ہے۔ فرمایا یہ تمہارے فائدہ کو رخصت دی پھر کوئی نہ سمجھے کہ حج کےطفیل سےحلال ہے فرمایا کہ اور سب مسافروں کے فائدہ کو مچھلی اگرچہ تالاب میں ہو وہ بھی شکار
۲۳۶ ۔ کعبہ شریف دینی اور دنیوی دونوں حیثیت سے لوگوں کے قیام کا باعث ہے۔ حج و عمرہ تو وہ عبادات ہیں جن کا ادا کرنا براہ راست کعبہ ہی سے متعلق ہے۔ لیکن نماز کے لئے بھی استقبال قبلہ شرط ہے اس طرح کعبہ لوگوں کی دینی عبادات کے قیام کا سبب ہوگیا۔ پھر حج وغیرہ کے موقع پر تمام بلاد اسلامیہ سے لاکھوں مسلمان جب وہاں جمع ہوتے ہیں
۲۳۷ ۔ یعنی کعبہ وغیرہ کے { قِیٰمًا لِّلنَّاسِ } بنانے میں جن مصالح دینی و دنیوی کی رعایت فرمائی اور بظاہر بالکل خلاف قیاس جو عظیم الشان پیشین گوئی کی گئ وہ اس کی دلیل ہے کہ آسمان و زمین کی کوئی چیز حق تعالیٰ کے غیر محدود علم کے احاطہ سے باہر نہیں ہو سکتی۔
۲۳۸ ۔ یعنی جو احکام حالت احرام یا احترام کعبہ وغیرہ کے متعلق دیے گئے اگر ان کی عمداً خلاف ورزی کرو گے تو سمجھ لو کہ خدا کا عذاب بہت سخت ہے۔ اور بھول چوک سے کچھ تقصیر ہو جائے پھر کفارہ وغیرہ سے اس کی تلافی کر لو تو بیشک وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان بھی ہے۔
۲۳۹ ۔ پیغمبر نے خدا کا قانون اور پیغام پہنچا کر اپنا فرض ادا کر دیا۔ اور خدا کی حجت بندوں پر تمام ہو چکی اب ظاہر و باطن میں جیسا عمل کرو گے وہ سب خدا کے سامنے ہے۔ حساب و جزا کے وقت ذرہ ذرہ تمہارےسامنے رکھ دیا جائے گا۔
۲۴۰ ۔ اس رکوع سے پہلے رکوع میں فرمایا تھا کہ طیبات کو حرام مت ٹھہراؤ بلکہ ان سے اعتدال کےساتھ تمتع کرو۔ "اس مضمون کی تکمیل کے بعد خمر وغیرہ چند ناپاک اور خبیث چیزوں کی حرمت بیان فرمائی۔ اسی سلسلے میں محرم کے شکار کو حرام کیا یعنی جس طرح خمر، میتہ وغیرہ خبیث چیزیں ہیں اسی طرح محرم کےشکار کو سمجھو ۔ محرم
۲۴۱ ۔ پچھلے دو رکوع کا حاصل احکام دینیہ میں غلو اور تساہل سے روکنا تھا یعنی جو طیبات خدا نےحلال کی ہیں انکو اپنے اوپر حرام مت ٹھہراؤ۔ اور جو چیزیں خبیث و حرام ہیں خواہ دائمی طور پر یا خاص احوال و اوقات میں ان سے پوری طرح اجتناب کرو۔ ان آیات میں تنبیہ فرما دی کہ جو چیزیں شارع نے تصریحًا بیان نہیں فرمائیں ان کے متعلق
۲۴۲ ۔ یا تو مراد یہ ہے کہ ان اشیاء سے درگذر کی یعنی جب خدا نے انکے متعلق کوئی حکم نہ دیا تو انسان ان کے بارہ میں آزاد ہے خدا ایسی چیزوں پر گرفت نہ کرے گا۔ چنانچہ اسی سے بعض علمائے اصول نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور یا یہ کہ ان فضول سوالات سے جو پہلے کر چکے ہو اللہ نے درگذر کی آیندہ احتیاط رکھو۔
۔ حدیث صحیح میں ہے کہ پہلی قومیں کثرت سوال اور انبیاء سےاختلاف کرنے کی بدولت ہلاک ہوئیں۔ ۲۴۳

۲۴۴ ۔ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حامی یہ سب زمانہ جاہلیت کے رسوم و شعائر سے متعلق ہیں۔ مفسرین نے ان کی تفسیر میں بہت اختلاف کیا ہے۔ ممکن ہے ان میں سے ہر ایک لفظ کا اطلاق مختلف صورتوں پر ہوتا ہو ہم صرف سعید بن المسیب کی تفسیر صحیح بخاری سے نقل کرتے ہیں۔ "بحیرہ" جس جانور کا دودھ بتوں کے نام کر دیتے تھے کوئی اپنے کام میں

۲۴۵ ۔ جاہلوں کی سب سے بڑی حجت یہ ہی ہوتی ہے کہ جو کام باپ دادا سے ہوتا آیا ہے اس کا خلاف کیسے کریں۔ ان کو بتلایا گیا کہ اگر تمہارےاسلاف بےعقلی یا بےراہی سےقعر ہلاکت میں جا گرے ہوں تو کیا پھر بھی تم ان ہی کی راہ چلو گے؟ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "باپ کا حال معلوم ہو کہ حق کا تابع اور صاحب علم تھا تو اس کی راہ پکڑے
۲۴۶ ۔ یعنی اگر کفار رسوم شرکیہ اور آباء اجداد کی اندھی تقلید سے باوجود اس قدر نصیحت و فہمائش کے باز نہیں آتے تو تم زیادہ اس غم میں مت پڑو۔ کسی کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہیں بشرطیکہ تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو۔ سیدھی راہ یہ ہی ہے کہ آدمی ایمان و تقویٰ اختیار کرے خود برائی سے رکے اور دوسروں کو روکنے کی امکانی کوشش
۔ یعنی جو گمراہ رہا اور جس نے راہ پائی سب کےنیک و بد اعمال اور ان کے نتائج سامنے کر دیے جائیں گے۔ ۲۴۷

۲۴۸ ۔ یعنی بہتر یہ ہے ۔ باقی اگر دو نہ ہوں یا معتبر نہ ہوں تب بھی وصی بنا سکتا ہے اور گواہ سے مراد یہاں وصی ہے اس کےاقرار و اظہار کو گواہی سے تعبیر فرما دیا۔

۔ یعنی مسلمانوں میں سے۔ ۲۴۹

۔ یعنی غیر مسلم۔ ۲۵۰

۲۵۱ ۔ یعنی نماز عصر کے بعد کہ وہ وقت اجتماع اور قبول کا ہے شاید ڈر کر جھوٹی قسم نہ کھائیں۔ یا کسی نماز کے بعد یا وصی جس مذہب کے ہوں ان کی نماز کے بعد۔

۲۵۲ ۔ یعنی جب خدا کے پاس سب کو جانا ہے تو جانے سے پہلے سب کام ٹھیک کر لو۔ اسی میں سے ایک اہم کام ضروری امور کی وصیت اور اس کےمتعلقات ہیں۔ ان آیات میں وصیت کا بہترین طریقہ تلقین فرمایا ہے۔ یعنی مسلمان اگر مرتے وقت کسی کو اپنا مال وغیرہ حوالہ کرے تو بہتر ہے کہ دو معتبر مسلمانوں کو گواہ کرے۔ مسلمان اگر نہ ملیں
۔ ایک ہو تب بھی مضائقہ نہیں۔ ۲۵۳

۲۵۴ ۔ یعنی اگر قرائن و آثار سے اوصیاء کی قسم کا جھوٹ ہونا معلوم ہو اور وہ بذریعہ شہادت شرعی اپنی سچائی ثابت نہ کر سکیں تو میت کے وارثوں کو قسم دی جائے گی کہ ان کو اوصیاء کے دعوے کی واقعیت کا کوئی علم نہیں اور یہ کہ ان کی گواہی اوصیاء کی گواہی سے زیادہ احق بالقبول ہے۔ ان آیات کی شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص "بدیل" نامی
۲۵۵ ۔ یعنی وارثوں کو شبہ پڑے تو قسم دینے کا حکم رکھا۔ اس لئے کہ قسم سے ڈر کر اول ہی جھوٹ نہ ظاہر کریں پھر اگر ان کی بات جھوٹ نکلے تو وارث قسم کھائیں۔ یہ بھی اسی واسطےکہ وہ قسم میں دغا نہ کریں۔ جانیں کہ آخر ہماری قسم الٹی پڑے گی۔ کذا فی موضح القرآن۔
۔ خدا کی نافرمانی کرنے والا انجام کار رسوا اور ذلیل ہی ہوتا ہے حقیقی کامیابی کا چہرہ نہیں دیکھتا۔ ۲۵۶

۲۵۷ ۔ یہ سوال محشر میں امتوں کے روبرو پیغمبروں سےکیا جائے گا کہ دنیا میں جب تم ان کے پاس پیغام حق لے کر گئے تو انھوں نےکیا جواب دیا اور کہاں تک دعوت الہٰی کی اجابت کی؟ گذشتہ رکوع میں بتلایا تھا کہ خدا کے یہاں جانے سے پہلے بذریعہ وصیت وغیرہ یہاں کا انتظام ٹھیک کر لو۔ اب متنبہ فرماتے ہیں کہ وہاں کی جوابدہی کے لئے تیار رہو۔
۲۵۸ ۔ محشر کے ہولناک دن میں جب خدائے قہار کی شان جلالی کا انتہائی ظہو ر ہو گا اکابر و اعاظم کے ہوش بجا نہ رہیں گے اولوالعزم انبیاء کی زبان پر نفسی نفسی ہو گا۔ اس وقت انتہائی خوف و خشیت سے حق تعالیٰ کےسوال کا جواب { لَا عِلْمَ لَنَا } (ہمیں کچھ خبر نہیں) کے سوا نہ دے سکیں گے۔ پھر جب نبی کریم کے طفیل میں سب کی طرف خدا کی
۲۵۹ ۔ غالبًا یہ پورا رکوع آنے والے رکوع کی تمہید ہے۔ احسانات یاد دلا کر وہ سوال ہو گا جو آیندہ رکوع میں مذکور ہے۔

۲۶۰ ۔ اول تو اولاد پر احسان کرنا من وجہ ماں پر احسان ہے۔ دوسرے ظالم لوگ جو تہمت مریم صدیقہ پر لگاتے تھے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو ان کی برات و نزاہت کے لئے برہان مبین بنا دیا اور تولد مسیح سے پہلے اور بعد عجیب و غریب نشانات حضرت مریم کو دکھلائے جو ان کی تقویت و تسکین کا باعث ہوئے۔ یہ احسانات بلاواسطہ ان پر تھے۔
۲۶۱ ۔ گود میں جو کلام کیا اس کا ذکر "سورہ مریم" میں آئے گا۔ { اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ } الی آخرہ تعجب ہے کہ عیسائیوں نے حضرت مسیح کے تکلم فی المہد کا کچھ ذکر نہیں کیا البتہ یہ لکھا ہے کہ بارہ برس کی عمر میں یہود کے سامنے انہوں نےایسی حکیمانہ دلائل و براہین بیان فرمائیں کہ تمام علماء عاجز و مبہوت رہ گئے اور سامعین عش عش
۲۶۲ ۔ معجزات اور فوق العادت تصرفات کو جادو کہنے لگے اور انجام کار حضرت مسیح کے قتل کے درپے ہوئے۔ حق تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے حضرت میسح کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس طرح یہود کو ان کے ناپاک مقصد میں کامیاب ہونے سے روک دیا گیا۔

۲۶۳ ۔ "کر سکتا ہے" اس لئے کہا کہ آپ کی رعایت اور دعا سے ہمارے لئے بطور خرق عادت نہ معلوم ایسا کرے یا نہ کرے۔

۔ یعنی آسمان کی طرف سے بے محنت روزی پہنچ جایا کرے۔ یہ ضرور نہیں کہ وہ خوان جنت ہی کا ہو۔ ۲۶۴

۲۶۵ ۔ یعنی ایماندار بندہ کو لائق نہیں کہ ایسی غیر معمولی فرمائشیں کر کے خدا کو آزمائے خواہ اس کی طرف سے کتنی ہی مہربانی کا اظہار ہو روزی ان ہی ذرائع سے طلب کرنا چاہئے جو قدرت نے اس کی تحصیل کے لئے مقرر فرما دیے ہیں۔ بندہ جب خدا سے ڈر کر تقویٰ اختیار کرے اور اسی پر ایمان و اعتماد رکھے تو حق تعالیٰ ایسی جگہ سے اس
۲۶۶ ۔ یعنی آزمانے کو نہیں مانگتے بلکہ برکت کی امید پر مانگتے ہیں کہ غیب سے بے محنت روزی ملتی رہے تا اطمینان قلب اور دلجمعی سے عبادت میں لگے رہیں۔ اور آپ نے جو غیبی خبریں نعمائے جنت وغیرہ کے متعلق دی ہیں، ایک چھوٹا سا نمونہ دیکھ کر ان کا بھی یقین کامل ہو جائے۔ اور ایک عینی شاہد کے طور پر ہم اس کی گواہی دیں جس
۲۶۷ ۔ یعنی وہ دن جس میں مائدہ آسمانی نازل ہو، ہمارے اگلے پچھلے لوگوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے۔ اس تقریر کے موافق { تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا } کا اطلاق ایسا ہوا جیسا کہ آیہٗ { اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ } کے متعلق بخاری میں یہود کا یہ مقولہ نقل کیا ہے۔ { انکم تقرؤن اٰیۃ لو نزلت فینا لا تخذ ناھا عیدًا } جس
۔ یعنی تیری قدرت کی اور میری نبوت و صداقت کی نشانی ہو۔ ۲۶۸

۔ یعنی بدون تعب و کسب کے روزی عطا فرمائے۔ آپ کے یہاں کیا کمی ہے اور کیا مشکل ہے۔ ۲۶۹

۲۷۰ ۔ جب نعمت غیر معمولی اور نرالی ہو گی تو اس کی شکر گذاری کی تاکید بھی معمول سے بہت بڑھ کر ہونی چاہئے اور ناشکری پر عذاب بھی غیر معمولی اور نرالا آئے گا۔ موضح القرآن میں ہے "بعضے کہتے ہیں وہ خوان اترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی۔ یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھاویں۔ محظوظ اور چنگے بھی لگے
۲۷۱ ۔ پچھلا رکوع حقیقت میں اس رکوع کی تمہید تھی۔ پچھلے رکوع کی ابتدا میں { يَوْمَ يَجْمَعُ اللهُ الرُّسُلَ } الخ فرما کر آگاہ کیا تھا کہ قیامت کے دن تمام مرسلین سے ان کی امتوں کے مواجہ میں علیٰ رؤس الاشہاد سوال و جواب ہوں گے۔ پھر ان میں سے خاص حضرت مسیح کا ذکر فرمایا جن کو کروڑوں آدمیوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے کہ ان سے
۲۷۲ ۔ یعنی میں ایسی گندی بات کیسے کہہ سکتا تھا۔ آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ الوہیت وغیرہ میں کسی کو اس کا شریک کیا جائے۔ اور جس کو آپ پیغمبری کا منصب جلیل عطا فرمائیں، اس کی یہ شان نہیں کہ کوئی ناحق بات منہ سے نکالے۔ پس آپ کی سبو حیت اور میری عصمت دونوں کا اقتضاء یہ ہے کہ میں ایسی ناپاک بات کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اور
۲۷۳ ۔ میں نے آپ کے حکم سے سرمو تجاوز نہیں کیا۔ اپنی الوہیت کی تعلیم تو کیسے دے سکتا تھا۔ اس کے بالمقابل میں نے ان کو صرف تیری بندگی کی طرف بلایا اور کھول کھول کر بتلا دیا کہ میرا اور تمہارا سب کا رب (پروردگار) وہ ہی ایک خدا ہے جو تنہا عبادت کے لائق ہے۔ چنانچہ آج بھی بائبیل میں صریح نصوص اس مضمون کی بکثرت موجود ہیں۔
۲۷۴ ۔ نہ صرف یہ کہ میں نے مخلوق کو تیری توحید اور عبودیت کی طرف دعوت دی، بلکہ جب تک ان کے اندر قیام پذیر رہا، برابر ان کے احوال کی نگرانی اور خبرگیری کرتا رہا کہ کوئی غلط عقیدہ یا بےموقع خیال قائم نہ کر لیں البتہ ان میں قیام کرنے کی جو مدت آپ کے علم میں مقدر تھی، جب وہ پوری کر کے آپ نے مجھ کو ان میں سے اٹھا لیا (کما
۲۷۵ ۔ یعنی آپ اپنے بندوں پر ظلم اور بے جا سختی نہیں کر سکتے اس لئے اگر ان کو سزا دیں گے تو عین عدل و حکمت پر مبنی ہو گی اور فرض کیجئے معاف کر دیں تو یہ معافی بھی ازراہ عجز و سفہ نہ ہوگی۔ چونکہ آپ "عزیز" (زبردست اور غالب) ہیں اس لئے کوئی مجرم آپکے قبضہ قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا کہ آپ اس پر قابو نہ
۲۷۶ ۔ جو لوگ اعتقادًا اور قولًا و عملًا سچے رہے ہیں (جیسے حضرت مسیح) ان کی سچائی کا پھل آج ملے گا۔

۔ بڑی کامیابی حق تعالیٰ کی رضا ہے اور جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ محل رضائے الہٰی ہے۔ ۲۷۷

۔ یعنی ہر وفادار اور مجرم کے ساتھ وہ ہی معاملہ ہو گا۔ جو ایک شہنشاہ مطلق کی عظمت و جلال کے مناسب ہے۔ ۲۷۸

۱ ۔ یہ سورت مکی ہے۔ صرف چند آیات کو بعض علماء نے مستثنیٰ کیا ہے۔ روایات میں ہے کہ پوری سورت بیک وقت بےشمار فرشتوں کے جلو میں نازل ہوئی۔ مگر ابن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں ان روایات کی صحت سے انکار کیا ہے جو پوری سورت کے دفعۃً نزول پر وال ہیں۔ واللہ اعلم۔ ابو اسحٰق اسفرائنی کہتے ہیں کہ توحید کے تمام اصول و قواعد پر یہ

۲ ۔ "مجوس" دنیا کے لئے دو خالق مانتے ہیں۔ "یزداں" جو خالق خیر ہے اور "اہرمن" جو خالق شر ہے۔ اور دونوں کو نور ظلمت سے ملقب کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشرک تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے قائل ہیں۔ آریہ سماج باوجود ادعائے توحید "مادہ" اور "روح" کو خدا کی طرح غیر مخلوق اور انادی کہتے اور خدا کو اپنی صفت تکوین و تخلیق وغیرہ میں
۳ ۔ اوپر "عالم کبیر" کی پیدائش کا ذکر تھا یہاں "عالم صغیر" (انسان) کی خلقت کو بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو شروع میں بےجان مٹی سے آدم کا پتلا تیار کر کے کس طرح حیات اور کمالات انسانی فائض کئے اور آج بھی مٹی سے غذائیں نکلتی ہیں، غذاؤں سے نطفہ اور نطفہ سے انسان بنتے رہتے ہیں۔ غرض اس طرح تم کو عدم سے وجود میں لائے پھر ہر
۴ ۔ یعنی تمام آسمانوں اور زمینوں میں تنہا وہ ہی معبود، مالک بادشاہ، متصرف اور مدبر ہے اور یہ نام مبارک (اللہ) بھی صرف اسی کی ذات متعالیٰ الصفات کے لئے مخصوص رہا ہے۔ پھر اوروں کے لئے استحقاق معبودیت کہاں سے آیا ۔

۵ ۔ جب تمام زمین و آسمان میں اسی کی حکومت ہے اور وہ بلاواسطہ ہر کھلی چھپی چیز اور انسان کے ظاہر و باطن اور چھوٹے بڑے عمل پر مطلع ہے تو عابد کو اپنی عبادت و استعانت وغیرہ میں کسی غیر اللہ کو شریک ٹھہرانے کی ضرورت نہیں رہتی مشرکین جو { مَا نَعْبُدُ هُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللهِ زُلْفٰى } کہا کرتے تھے۔ یہ ان کا اور ان کے ہمنواؤں کا
۶ ۔ "آیات" میں احتمال ہے کہ تکوینی آیات مراد ہوں یا تنزیلی۔

۷ ۔ حق سے مراد غالبًا قرآن کریم ہے۔ جو نشانہائے قدرت سے تغافل برتنے والوں کی بدانجامی اور دنیوی و اخروی سزا کو بیان کرتا ہے۔ اسے سن کر منکرین تکذیب و استہزاء کرتے تھے۔ انہیں جتلا دیا کہ جس بات پر تم ہنستے اور آوازے کستے ہو وہ حقیقت ثابۃ بن کر عنقریب تمہارے سامنے آ جائے گی۔ آگے ان اقوام کا حوالہ دیا جو آیات اللہ کی تکذیب و
۸ ۔ یعنی عاد و ثمود وغیرہ جن کو تم سے بڑھ کر طاقت اور سامان دیا گیا تھا۔ بارشوں اور نہروں کی وجہ سے ان کے باغ اور کھیت شاداب تھے، عیش و خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ جب انہوں نے بغاوت و تکذیب پر کمر باندھی اور نشانہائے قدرت کی ہنسی اڑانے لگے، تو ہم نے ان کے جرموں کی پاداش میں ایسا پکڑا کہ نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑا پھر ان
۹ ۔ بعض مشرکین مکہ نے کہا تھا کہ اگر آپ آسمان سے ایک لکھی لکھائی کتاب لے آئیں اور اس کے ساتھ چار فرشتے بھی ہوں جو ہمارے سامنے ہو کر گواہی دیں کہ بیشک یہ کتاب خدا کی بھیجی ہوئی ہے۔ تو ہم ایمان لے آئیں گے اس کا جواب دیا کہ جو لوگ بحالت موجودہ قرآن کو جادو اور اس کے لانے والے کو جادوگر بتلاتے ہیں اگر واقعی ہم ان پر
۔ یعنی جو ہمارے روبرو ہو کر ان کے صدق کی گواہی دیتا۔ ۱۰

۱۱ ۔ اگر فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے تو یہ لوگ ایک منٹ کے لئے بھی اس کا تحمل نہ کر سکیں اس کے رعب و ہیبت سے دم نکل جائے۔ یہ صرف انبیاء ہی کا ظرف ہوتا ہے جو اصلی صورت میں فرشتہ کی رویت کا تحمل کر سکتے ہیں۔ نبی کریم نے عمر میں دو مرتبہ حضرت جبرئیل کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا ہے۔ اور کسی نبی کی نسبت ایک
۱۲ ۔ چونکہ فرشتہ کو اصلی صورت میں بھیجنے کی نفی تو پہلی آیت میں ہو چکی اب دوسرے احتمال کا جواب دیتے ہیں وہ یہ کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں بھیجا جائے کیونکہ اسی صورت میں مجانست صوری کی بناء پر لوگ اس کے نمونہ اور تعلیم سے منتفع ہو سکتے ہیں لکین اس تقدیر پر منکرین کے شبہات کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ جو شکوک و شبہات
۱۳ ۔ معاندین کی فرمائشوں کا جواب دینے کے بعد حضور کی تسلی کی جاتی ہے کہ آپ ان کے استہزاء اور تمسخر سے دلگیر نہ ہوں یہ کوئی نئی بات نہیں۔ انبیائے سابقین کو بھی ان ہی حالات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ پھر جو ان کے مکذبیں اور دشمنوں کا حشر ہوا سب کے سامنے ہے۔ ان کو بھی خدا اسی طرح سزا دے سکتا ہے جو اگلے مجرموں کو دی گئ۔
۱۴ ۔ یعنی ملک کی سیر وسیاحت اور تباہ زدہ اقوام کے آثار کا ملاحظہ کرنے کے بعد اگر نظر عبرت سے واقعات ماضیہ کو دیکھو گے تو انبیاء کی تکذیب کرنے والی قوموں کو جو انجام دنیا میں ہوا وہ صاف نظر آ جائے گا اسی سے قیاس کر لو کہ جب تکذیب کرنےوالوں کا یہ حشر ہوا تو استہزاء کرنے والوں کا کیا حشر ہوگا۔
۱۵ ۔ جب تمام آسمان و زمین میں اسی خدا کی حکومت ہے جیسا کہ مشرکین کو بھی اقرار تھا تو مکذبین و مستہزئین کو فوری سزا سے کہاں پناہ مل سکتی ہے؟ یہ صرف اس کی رحمت عامہ ہےکہ جرائم کو دیکھ کر فورًا سزا جاری نہیں کرتا اور قیامت کے دن بھی جو بلاشبہ آنے والا ہے محض ان ہی بدبختوں کو بےایمانی کی سزا دے گا جو بااختیار خود

۱۶ ۔ { قُلْ لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ } میں مکان کی تعمیم تھی { لَہ مَاسَكَنَ فِى الَّيْلِ وَ النَّهَارِ } میں زمانہ کے اعتبار سے تعمیم ہے یعنی ہر جگہ اور ہر وقت اسی کی حکومت اور قبضہ و اقتدار ہے۔ ہر وہ چیز جو رات میں یا دن میں آرام سے زندگی بسر کرتی اور کتنےمعلوم و نا معلوم دشمنوں سے مامون و محفوظ رہتی ہے۔ یہ اسی کی رحمت کاملہ کے آثار میں
۱۷ ۔ کھلانا اشارہ ہے سامان بقاء کی طرف یعنی ایجاد و ابقاء دونوں میں اسی کے سب محتاج ہیں اس کو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز میں بھی ہماری احتیاج نہیں پھر اس سےعلیحدہ ہو کر کسی کو مددگار بنانا انتہائی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۸ ۔ ایسے پروردگار کے احکام کے سامنے جس کی صفات اوپر مذکور ہوئیں ضروری ہے کہ سب بندےبلا شرکت غیرے گردن ڈال دیں اور سب سے پہلے اس اکمل ترین بندہ کو انتہائی انقیاد و تسلیم کو حکم ہے جو تمام دنیا کے لئے نمونہ طاعت و عبودیت بنا کر بھیجا گیا تھا ۔

۱۹ ۔ یہ آپ پر رکھ کر اوروں کو سنایا گیا ہے یعنی بفرض محال اگر خدا کے معصوم و برگزیدہ ترین بندے سے بھی کسی طرح کا عصیان سرزد ہو تو عذاب الہٰی کا اندیشہ ہوتا ہے پھر کسی دوسرے کو کب لائق ہے کہ باوجود شرک و کفر اور تکذیب انبیاء وغیرہ ہزاروں طرح کے جرائم میں مبتلا ہونے کے عذاب الہٰی سے بےفکر اور مامون ہو کر بیٹھ رہیں۔
۲۰ ۔ جنت اور رضائے الہٰی کے اعلیٰ مدارج کا حاصل کرنا تو بہت اونچا مقام ہے۔ اگر آدمی سےقیامت کے دن کا عذاب ٹل جائے تو یہ ہی بہت بڑی کامیابی سمجھو۔ کما قال عمر کفافًا لالی ولا علی۔

۲۱ ۔ دنیا یا آخرت میں جو تکلیف یا راحت خدا کسی کو پہنچانا چاہے، نہ کوئی مقابلہ کر کے روک سکتا ہے اور نہ اس کے غلبہ و اقتدار کے نیچے سے نکل کر بھاگ سکتا ہے۔ وہ ہی پوری طرح خبردار ہے کہ کس بندے کے کیا حالات ہیں اور ان حالات کے مناسب کس قسم کی کارروائی قرین حکمت ہو گی۔
۲۲ ۔ جب یہ فرمایا کہ خدا ہی سب نفع و ضرر کا مالک تمام بندوں پر غالب و قاہر اور رتی رتی سے خبردار ہے تو اس کی شہادت سے زبردست اور بےلوث شہادت کس کی ہو سکتی ہے۔ پس میں بھی اپنے تمہارے درمیان اس کو گواہ ٹھہراتا ہوں۔ کیونکہ میں نے دعویٰ رسالت کر کے جو کچھ اس کے پیغامات تم کو پہنچائے اور جو کچھ تم نے اس کے جواب میں
۲۳ ۔ یعنی اگر سمجھو تو میرے صدق پر خدا کی یقینی اور کھلی ہوئی شہادت یہ قرآن موجود ہے جو اپنے کلام الہٰی ہونے پر خود ہی اپنی دلیل ہے آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ میرا کام یہ ہےکہ تم کو اور ہر اس شخص کو جسے یہ کلام پہنچے خدائی پیغام سے خبردار کر دوں جس میں توحید و معاد وغیرہ تمام اصول دین کی ہدایت کی گئ ہے کیا اس قدر اتمام
۲۴ ۔ یعنی اس کے علاوہ کہ میری صداقت کا خدا گواہ ہے اور قرآن کریم اس کی ناطق اور ناقابل تردید شہادت دے رہا ہے وہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) بھی جن کی طرف کتب سماویہ کا عالم سمجھ کر تم میرے معاملہ میں رجوع کرتے ہو اپنے دلوں میں پورا یقین رکھتے ہیں کہ بلاشبہ میں وہ ہی نبی آخرالزماں ہوں جس کی بشارت انبیائے سابقین دیتے چلے
۲۵ ۔ یعنی نبی نہ ہو اور خدا پر افتراء کر کے دعویٰ نبوت کر بیٹھے یا سچے نبی سے جس کی صداقت کے دلائل واضحہ موجود ہوں خدائی پیام سن کر تکذیب پر کمر بستہ ہو جائے ان دونوں سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور سنت اللہ یہ ہے کہ ظالم کو انجام کار کامیابی اور بھلائی نصیب نہیں ہوتی۔ پس اگر فرض کرو۔ معاذ اللہ میں مفتری ہوں تو
۲۶ ۔ یعنی جن کی نسبت تم کو دعویٰ تھا کہ وہ خدائی کے حصہ دار اور شدائد میں تمہارےشفیع و مددگار ہیں، آج ایسی سختی اور مصیبت کے وقت کہاں چلے گئے کہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آتے۔

۲۷ ۔ یعنی بجز انکار واقعات کے کچھ کرتےدھرتے نہ بن پڑے گی۔ باطل معبودین کی جس عقیدت و محبت میں مفتوں ہو رہے تھے۔ اس کی حقیقت صرف اتنی رہ جائے گی کہ ساری عمر کے عقیدے اور تعلق سے بھی انکار کر بیٹھیں گے۔

۲۸ ۔ یعنی اس صریح جھوٹ سے مشرکین کی انتہائی بدحواسی اور شرکاء کی غایت بےچارگی اور درماندگی کا اظہار ہوگا۔ کاش مشرکین اس رسوا کن انجام کو دنیا ہی میں سمجھ لیں۔

۲۹ ۔ یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو بغرض اعتراض و عیب جوئی قرآن کریم اور حضور کی باتوں کی طرف کان لگاتے تھے۔ ہدایت سےمنتفع ہونا اور حق کو قبول کرنا مقصود نہ تھا۔ نصیحت و ہدایت سےممتد اعراض اور کانشنس کی مسلسل تعطیل کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ قبول حق کے وسائل و قویٰ انجام کار ماؤف ہو کر رہ گئے۔ حق کے سمجھنے سے ان
۳۰ ۔ یعنی ان میں نہ فہم رہا ہے نہ انصاف۔ ایمان لانا اور ہدایت ربانی سے منتفع ہونا تو کجا، ان کی غرض تو حضور کی خدمت میں آنے سے صرف مجادلہ (جھگڑنا) اور پھبتیاں اڑانا ہے۔ چنانچہ قرآنی حقایق و بیانات کو معاذ اللہ اساطیر الاولین کہتے ہیں۔ پھر اس تکذیب اور جدل و تمسخر پر اکتفاء نہیں کوشش یہ ہے کہ دوسروں کی طرف بھی اپنی بیماری
۳۱ ۔ یعنی آیات اللہ کی تکذیب و استہزاء وغیرہ ساری فوں فاں اس وقت تک ہے جب تک خدائی سزا کا ہولناک و ہوشربا منظر سامنے نہیں۔ جس وقت دوزخ کی ذرا سی ہوا بھی لگ جائے گی تو ساری شیخی کرکری ہو جائے گی اور ہزار تمنا یہ درخواست کریں گے کہ ہم کو دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے۔ تاکہ آئندہ کبھی اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور
۳۲ ۔ یعنی اب بھی دنیا میں واپس جانے کی تمناعزم صحیح اور ایمانی رغبت و شوق سے نہیں بلکہ جب مجازاۃ و مکافات عمل کا وہ منظر سامنے آ گیا جسے باوجود وضوح ادلہ انکارکے پردہ میں چھپایا کرتے تھے عذاب الہٰی کو آنکھوں سے دیکھ لیا تمام اعمال شنیعہ کا جو چھپ چھپ کر کئے جاتے تھے راز فاش ہو گیا، ابھی ابھی جو { وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ
۳۳ ۔ یعنی اب بھی جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں واپس ہو کر پکے ایماندار بن جائیں گے اور ہرگز آیات اللہ کی تکذیب نہ کریں گے یہ اشقیاء اگر دنیا میں واپس کر دیے جائیں تو بدی اور شرارت کی جو قوتیں ان میں رکھی ہیں پھر انہی کو کام میں لائیں گے اور جس مصیبت سے گھبر اکر واپس جانے کی تمنا کر رہے ہیں اسے خواب و خیال کی طرح فراموش
۳۴ ۔ یعنی خوب مزے اڑا لو۔ دنیوی عیش کو خواہ مخواہ فکر آخرت سے منغض مت کرو۔ یہ ہی حال آج کل یورپ کے مادہ پرستوں کا ہے۔

۳۵ ۔ یعنی جب حقیقت آنکھوں کے سامنے آ جائے گی اور "بعث بعدالموت" وغیرہ کے اقرار سے چارہ نہ رہے گا تب کہا جائے گا کہ انکار حقیقت اور "کفر بالمعاد" کا مزہ چکھو۔

۳۶ ۔ انسان کی بڑی شقاوت اور بدبختی یہ ہے کہ "لقاء اللہ" سے انکار کرے اور زندگی کے اس بلند ترین مقصد کو جھوٹ سمجھے۔ یہاں تک کہ جب موت یا قیامت سر پر آکھڑی ہو تب بےفائدہ کف افسوس ملتا رہ جائے کہ ہائے میں نے اپنی دنیوی زندگی میں یا یوم قیامت کے لئے تیاری کرنے میں کیسی ناقابل تلافی کو تاہی کی اس وقت اس افسوس و
۳۷ ۔ کفار تو یہ کہتے تھے کہ دنیوی زندگی کے سوا کوئی زندگی ہی نہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ فانی اور مکدر زندگانی حیات اخروی کے مقابلہ میں محض ہیچ اور بےحقیقت ہے۔ یہاں کی زندگی کے صرف ان ہی لمحات کو زندگی کہا جا سکتا ہے جو آخرت کی درستی میں خرچ کئے جائیں بقیہ تمام اوقات جو آخرت کی فکر و تیاری سے خالی ہوں

۳۸ ۔ خلائق کے حال پر شفقت و ہمدردی سارے جہان سے زیادہ نبی کریم کے دل میں ڈالی گئ تھی۔ آپ ان بدبختوں کی تکذیب و اعراض، مستقبل کی تباہی اور مشرکانہ و ملحدانہ کلمات سے سخت رنج اور صدمہ محسوس فرماتے تھے۔ ان آیات میں آپ کو تسلی اور ان اشقیاء کو دھمکی دی گئ ہے کہ آپ ان کے اعراض و تکذیب سے اس قدر دلگیر اور
۳۹ ۔ کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نبی ہیں تو ان کے ساتھ ہمیشہ ایسا نشان رہنا چاہئے جسے ہر کوئی دیکھ کر یقین کرنے اور ایمان لانے پر مجبور ہو جایا کرے ۔ آنحضرت چونکہ تمام دنیا کی ہدایت پر حریص تھے شاید آپ کے دل نے چاہا ہو گا کہ ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا جائے، اس لئے حق تعالیٰ نے یہ تربیت فرمائی کہ تکوینیات میں مشیت الہٰی کے تابع
۴۰ ۔ یعنی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں گے جن کے دل کان بہرے ہوگئے وہ سنتے ہی نہیں۔ پھر مانیں کس طرح؟ ہاں یہ کافر جو قلبی و روحانی حیثیت سے مُردوں کی طرح ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کریں گے اور ان چیزوں کو مانیں گے۔ جن کا انکار کرتے تھے۔
۴۱ ۔ یعنی ان نشانیوں میں سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری جن کی وہ فرمائش کرتے تھے ۔ کما فی قولہ تعالیٰ { وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْ مِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَلَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْبُوْعًا۔ اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّۃٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَ نْہٰرَ خِلٰلَھَا تَفْجِیْرًا، اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا اَوْتَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا۔ اَوْیَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّوْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی
۴۲ ۔ یعنی خدا فرمائشی معجزات دکھلانے سے عاجز نہیں۔ لیکن جن قوانین حکمت و رحمت پر نظام تکوین کی بنیاد ہے، تم میں سے اکثر ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ان قوانین کا اقتضا یہ ہی ہے کہ تمام فرمائشی معجزات نہ دکھلائے جائیں۔
۴۳ ۔ ان آیات میں بعض حکمتوں پر متنبہ کیا گیا ہے جو فرمائشی نشانات نہ دکھلائے جانے میں مرعی ہیں۔ یعنی تمام حیوانات خواہ زمین پر رینگتے ہوں یا ہوا میں اڑتے ہوں وہ بھی انسانوں کی طرح ایک امت ہیں ان میں سے ہر نوع کو حق تعالیٰ نے ایک خاص وضع اور فطرت پر پیدا کیا جو ان کے معین خواص و افعال کے دائرہ میں کام کرتی ہے۔ کوئی
۴۴ ۔ نہ کہنے والے کی سنتے ہیں نہ خود دوسرے سے پوچھتے ہیں اور نہ اندھیرے میں کچھ دیکھ سکتے ہیں۔ جب سب قوٰی اپنی بےاعتدالیوں سے بیکار کر لئے تو حق کی تصدیق و قبول کا کیا ذریعہ ہو؟

۴۵ ۔ گمراہ کرنا اسی کو چاہتا ہے۔ جو خود ذرائع۔ ہدایت۔ کو اپنے اوپر مسدود کر لیتے ہیں۔ { وَلَوْ شِئْنَالَرَفَعْنٰہُ بِھَا وَلٰکِنَّہٗٓ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ } (الاعراف۔ رکوع ۲۲)

۴۶ ۔ جب اندھے بہرے گونگے ہو کر آیات اللہ کو جھٹلایا اور گمراہی کے عمیق غار میں جا پڑے۔ اس پر اگر دنیا میں یا قیامت میں خدا کا سخت عذاب نازل ہو تو سچ سچ بتلاؤ کہ خدا کے سوا اس وقت کسے پکارو گے۔ دنیا کی چھوٹی چھوٹی مصیبتوں میں بھی جب گھر جاتے ہو تو مجبور ہو کر اسی خدائے واحد کو پکارتے ہو اور سب شرکاء کو بھول جاتے ہو

۴۷ ۔ گذشتہ آیت میں عذاب آنے کا احتمال بیان ہوا تھا اب واقعات کا حوالہ دیتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں اس طرح کے عذاب آ چکے ہیں۔ نیز متنبہ فرما دیا کہ جب مجرم کو ابتداً ہلکی تنبیہ کی جائے تو اس کو معًا خدا کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔ سخت دلی اور اغوائے شیطانی سے اسے ہلکا نہ سمجھے موضح القرآن میں ہے کہ گنہگار کو اللہ تعالیٰ تھوڑا سا
۴۸ ۔ ظالموں کا استیصال بھی اس کی ربوبیت عامہ کا اثر اور مجموعہ عالم کے لئے رحمت عظیم ہے اسی لئے یہاں حمدو شکر کا اظہار فرمایا۔

۴۹ ۔ کہ نہ تم سن سکو نہ دیکھ سکو نہ دل سے سمجھ سکو۔

۵۰ ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں "یعنی توبہ میں دیر نہ کرے۔ جو کان اور آنکھ اور دل اس وقت ہے شاید پھر نہ ملے" اور اس لئے توبہ و استغفار کی توفیق نہ ہو سکے۔

۵۱ ۔ "اچانک" یعنی وہ عذاب جسی کی کچھ علامات پہلے سے ظاہر نہ ہوں۔ ولہذا { جَهْرَةً } سے مراد وہ عذاب ہو گا جسکے آنے سے قبل علامات ظاہر ہونے لگیں۔

۵۲ ۔ یعنی توبہ میں دیر نہ کرنا چاہئیے۔ شاید اس دیر میں عذاب پہنچ جائے جس کا خمیازہ صرف ظالموں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر پہلے ہی ظلم و عدوان سے توبہ کر چکا ہو گا تو اس عذاب سے بچ رہے گا۔

۵۳ ۔ یعنی تم جو عذاب الہٰی سے نڈر اور بےفکر ہو کر بےہودہ فرمائشیں اور دورازکار سوالات کر کے پیغمبر کو دق کرتے اور ان کی تصدیق کے لئے خودساختہ معیار تراشتے ہو خوب سمجھ لو کہ پیغمبر دنیا میں اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ تمہاری ایسی واہی تباہی فرمائشیں پوری کرتے رہا کریں۔ ان کی بعثت کی غرض صرف "تبشیر و انذار" اور
۵۴ ۔ اس آیت میں منصب رسالت کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئ ہے۔ یعنی کوئی شخص جو مدعی نبوت ہو اس کا دعویٰ یہ نہیں ہوتا کہ تمام مقدورات الہٰیہ کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں کہ جب اس سے کسی امر کی فرمائش کی جائے وہ ضرور ہی کر دکھلائے یا تمام معلومات غیبیہ و شہاد پر خواہ ان کا تعلق فرائض رسالت سے ہو یا نہ ہو اس کو مطلع کر
۵۵ ۔ یعنی اگرچہ پیغمبر نوع بشر سےعلیحدہ کوئی دوسری نوع نہیں۔ لیکن اس کے اور باقی انسانوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ انسانی قوتیں دو قسم کی ہیں علمی و عملی۔ قوت علمیہ کے اعتبار سے نبی اور غیر نبی میں اعمیٰ و بصیر (اندھے اور سوانکھے) کا تفاوت سمجھنا چاہئے۔ نبی کے دل کی آنکھیں ہر وقت مرضیات الہٰی اور تجلیات ربانی
۵۶ ۔ یعنی جو لوگ فرمائشی معجزات دکھلائے جانے پر اپنے ایمان کو موقوف رکھتے اور ازراہ تعنت و عناد آیات اللہ کی تکذیب پر تلے ہوئے ہیں ان سے قطع نظر کیجئے۔ کیونکہ تبلیغ کا فرض ادا ہو چکا اور ان کے راہ راست پر آنے کی توقع نہیں اب وحی الہٰی (قرآن) کے ذریعہ سے ان لوگوں کو متنبہ کرنے کا مزید اہتمام فرمائیے جن کے دلوں میں محشر
۔ یعنی یہ سن کر گناہ سے بچتے رہیں۔ ۵۷

۔ یعنی رات اور دن اس کی عبادت میں حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔ ۵۸

۵۹ ۔ یعنی جب ان کا ظاہر حال یہ بتلا رہا ہے کہ شب و روز خدا کی عبادت اور رضا جوئی میں مشغول رہتے ہیں تو اسی کے مناسب ان سے معاملہ کیجئے۔ ان کا باطنی حال کیا ہے یا آخری انجام کیا ہوگا اس کی تفتیش و محاسبہ پر معاملات موقوف نہیں ہو سکتے۔ یہ حساب نہ آپ کا ان کے ذمہ ہے نہ ان کا آپ کے۔ لہٰذا اگر بالفرض آپ دولتمندوں کی
۶۰ ۔ یعنی دولت مندوں کو غریبوں سے آزمایا ہے کہ ان کو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ ان کے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق مانتے ہیں۔

۶۱ ۔ پہلے فرمایا تھا کہ پیغمر تبشیر و انذار کے لئے آتے ہیں چنانچہ اس رکوع کے شروع میں { وَاَنْذِرْ بِہِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ } الخ سے شان انذار کا استعمال تھا۔ اب مومنین کے حق میں شان تبشیر کا اظہار ہے یعنی مومنین کو کامل سلامتی اور رحمت و مغفرت کی بشارت سنا دیجئے تاکہ ان غریبوں کا دل بڑھے اور دولت مند متکبرین کے طعن و تشنیع اور تحقیر
۶۲ ۔ گذشتہ آیت میں وہ چیزیں بیان ہوئیں جو مومنین سےکہنے کے لائق ہیں۔ اس رکوع میں ان امور کا تذکرہ ہے جو مجرمین اور مکذبین کے حق میں قابل خطاب ہیں۔ یعنی آپ فرما دیجئے کہ میرا ضمیر ، میری فطرت، میری عقل میرا نور شہود اور وحی الہٰی جو مجھ پر اترتی ہے یہ سب مجھ کو اس سے روکتے ہیں کہ میں توحید کامل کے جادہ سے ذرا
۶۳ ۔ یعنی میرے پاس خدا کی صاف و صریح شہادت اور واضح دلائل پہنچ چکے جن کے قبول سے سرمو انحراف نہیں کر سکتا۔ تم اس کو جھٹلاتے ہو تو اس کا انجام سوچ لو۔

۶۴ ۔ یعنی عذاب الہٰی چنانچہ کفار کہتے تھے { اللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِئْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ } (اگر یہ حق ہے جس کی ہم تکذیب کر رہے ہیں تو آپ آسمان سے ہم پر پتھروں کی بارش کر دیجئے یا ہم پر اور کوئی سخت عذاب بھیج دیجئے)
۶۵ ۔ یعنی جس پر چاہے جب چاہے اور جس قسم کا چاہے عذاب بھیجے یا نہ بھیجے ویسے ہی توبہ کی توفیق مرحمت فرما دے یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ کسی کا حکم اور زور اس کے سوا نہیں چلتا وہ دلائل و براہین کے ساتھ حق کو بیان کر دیتا ہے۔ پھر جو نہ مانیں ان کے متعلق بہترین فیصلہ کرنےوالا بھی وہ ہی ہے۔ اگر ان کا فیصلہ کرنا یا سزا دینا

۶۶ ۔ یعنی لوح محفوظ میں ہے۔ اور لوح محفوظ میں جو چیز ہو گی وہ علم الہٰی میں پہلے ہو گی اس اعتبار سے مضمون آیت کا حاصل یہ ہوا کہ عالم غیب و شہادت کی کوئی خشک و تر اور چھوٹی بڑی چیز حق تعالیٰ کے علم ازلی محیط سے خارج نہیں ہو سکتی۔ بناءً علیہ ان ظالموں کے ظاہری و باطنی احوال اور ان کی سزا دہی کے مناسب وقت و محل کا پورا
۶۷ ۔ یعنی شب میں سوتے وقت ظاہری احساس و شعور باقی نہیں رہتا۔ اور آدمی اپنے گرد و پیش بلکہ اپنے جسم کے احوال تک سے بھی بےخبر ہو جاتا ہے۔ گویا اس وقت یہ قوتیں اس سے لے لی گئیں۔

۶۸ ۔ یعنی دن میں جو کچھ چلنا پھرنا، نقل و حرکت اور کسب و اکتساب واقع ہوتا ہے وہ سب کامل تفصیل کے ساتھ خدا کے علم میں موجود ہے۔

۶۹ ۔ یعنی اگر وہ چاہتا تو تم سوتے کے سوتے رہ جاتے لیکن موت کا وعدہ پورا ہونے تک ہر نیند کے بعد تم کو بیدار کرتا رہتا ہے۔

۷۰ ۔ دن میں کاروبار کر کے رات کو سونا پھر سو کر اٹھنا یہ روزمرہ کا سلسلہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے دنیا کی زندگی پھر موت پھر دوبارہ زندہ کئے جانے کا۔ اسی لئے نیند اور بیداری کے تذکرہ کےساتھ مسئلہ معاد پر متنبہ کر دیا گیا۔

۔ یعنی وہ فرشتے جو تمہاری اور تمہارے اعمال کی نگہداشت کرتے ہیں۔ ۷۱

۔ یعنی جو فرشتے روح قبض کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ ۷۲

۔ یعنی جس وقت اور جس طرح جان نکالنے کا حکم ہوتا ہے اس میں وہ کسی طرح کی رعایت یا کوتاہی نہیں کرتے۔ ۷۳

۔ یعنی ایک لحظہ میں آدمی کی عمر بھر کی بھلائی برائی واضح کر دے۔ ۷۴

۷۵ ۔ یعنی حق تعالیٰ باوجود علم محیط اور قدرت کاملہ کے جس کا بیان اوپر ہوا تمہاری بداعمالیوں اور شرارتوں کی سزا فورًا نہیں دیتا۔ بلکہ جب مصائب و شدائد کی اندھیریوں میں پھنس کر تم اس کو عاجزی سے پکارتے ہو اور پختہ وعدے کرتے ہو کہ اس مصیبت سے نکلنے کے بعد کبھی شرارت نہ کریں گے اور ہمیشہ احسان کویاد رکھیں گے تو بسا اوقات
۷۶ ۔ یعنی خدا کے امہال و درگذر کو دیکھ کر مامون اور بےفکر نہ ہونا چاہئے۔ جس طرح وہ شدائد و مصائب سے نجات دے سکتا ہے اسے یہ بھی قدرت ہے کہ کسی قسم کا عذاب تم پر مسلط کر دے۔

۷۷ ۔ اس میں عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائیں۔ (۱) جو اوپر سے آئے جیسے پتھر برسنا یا طوفانی ہوا اور بارش (۲) جو پاؤں کے نیچے سے آئے جیسے زلزلہ یا سیلاب وغیرہ۔ یہ دونوں خارجی اور بیرونی عذاب ہیں جو اگلی قوموں پر مسلط کئے گئے۔ حضور کی دعا سے اس مت کو اس قسم کے عام عذاب سے محفوظ کر دیا گیا ہے یعنی اس قسم کا عام
۷۸ ۔ یعنی قرآن کو یا عذاب کے آنے کو۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ سب جھوٹی دھمکیاں ہیں عذاب وغیرہ کچھ نہیں آتا۔

۷۹ ۔ یعنی میرا یہ منصب نہیں کہ تمہاری تکذیب پر خود عذاب نازل کر دوں یا اس کے وقت اور نوعیت وغیرہ کی تفصیل بتلاؤں میرا کام صرف باخبر اور متنبہ کردینا ہے۔ آگے ہر چیز کے وقوع کا علم الہٰی میں ایک وقت مقرر ہے۔ جب وقت آ جائے گا تم خود جان لو گے کہ میں جس چیز سے ڈراتا تھا وہ کہاں تک سچ ہے۔
۸۰ ۔ یعنی جو لوگ آیات اللہ پر طعن و استہزاء اور ناحق کی نکتہ چینی میں مشغول ہو کر اپنے کو مستحق عذاب بنا رہے ہیں تم ان سے خلط ملط نہ کرو کہیں تم بھی ان کے زمرہ میں داخل ہو کر مورد عذاب نہ بن جاؤ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے { اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ } ایک مومن کی غیرت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ ایسی مجلس سے بیزار ہو کر کنارہ کرے
۸۱ ۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی اگر پرہیزگار لوگ جھگڑنے اور طعن کرنے والوں کی مجلس سے اٹھ کر چلے آئے تو طاعنین کے گمراہی میں پڑے رہنے کا کوئی مواخذہ اور ضرور ان متقین پر عائد نہیں ہو سکتا۔ ہاں ان کے ذمہ بقدر استطاعت اور حسب موقع نصیحت کرتے رہنا ہے۔ شاید و بدبخت نصیحت سن کر اپنے انجام سے ڈر جائیں۔ یا یہ

۔ یعنی اپنے اس دین کو جس کا قبول کرنا ان کے ذمہ فرض تھا اور وہ مذہب اسلام ہے۔ ۸۲

۔ دنیا کی لذتوں میں مست ہو کر عاقبت کو بھلا بیٹھے۔ ۸۳

۸۴ ۔ یعنی ایسےلوگوں کو جو تکذیب و استہزاء کی کوتوت میں پکڑے گئے ہوں نہ کوئی حمایتی ملے گا جو مدد کر کے زبردستی عذاب الہٰی سے چھڑا لے اور نہ کوئی سفارش کرنے والا ہو گا جو سعی و سفارش سےکام نکال دے۔ اور نہ کسی قسم کا فدیہ اور معاوضہ قبول کیا جائے گا اگر بالفرض ایک مجرم دنیا بھر کے معاوضے دے کر چھوٹنا چاہے تو نہ
۸۵ ۔ گذشتہ آیت میں خاص اس مجلس سے کنارہ کشی کا حکم تھا جہاں آیات اللہ کے متعلق طعن و استہزاء اور ناحق کے جھگڑے کئے جارہے ہوں۔ اس آیت میں ایسے لوگوں کی عام مجالست و صحبت ترک کر دینے کا ارشاد ہے۔ مگر ساتھ ہی حکم ہےکہ ان کو نصیحت کر دیا کرو۔ تاکہ وہ اپنے کئے کے انجام سے آگاہ ہو جائیں۔
۸۶ ۔ یعنی مسلمان کی شان یہ ہے کہ گمراہوں کو نصیحت کر کے سیدھی راہ پر لائے اور جو خدا سے بھاگ کر غیر اللہ کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہیں ان کو خدائے واحد کےسامنے سر بسجود کرنے کی فکر کرے۔ اس سے یہ توقع رکھنا فضول ہے کہ وہ خدا کےسوا کسی ایسی ہستی کے آگے سر جھکائے گا جس کے قبضہ میں نہ نفع ہے نہ نقصان۔ یا
۔ ہم سے یہ امید مت رکھو کہ اسے چھوڑ کر ہم شیطان کی بتلائی ہوئی راہوں پر چلیں گے۔ ۸۷

۔ یعنی حشر ہو جا۔ ۸۸

۸۹ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ
الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ }

۹۰ ۔ جو خدا یہ صفات رکھتا ہے جن کا ذکر ان دو تین آیات میں ہوا وہ ہی اس لائق ہے کہ ہم اس کے تابع فرمان ہوں اس کے سامنے انتہائی عبودیت اختیار کریں اور ہر آن اس سے ڈرتے رہیں۔ اسی کا ہم کو حکم ہوا ہے۔ جس سے ہم کسی حال منہ نہیں موڑ سکتے۔
۹۱ ۔ گذشتہ آیات میں جو توحید کا اثبات، شرک کی نفی اور مسلمانوں کے ارتداد سے مایوس کیا گیا تھا۔ یہاں موحد اعظم حضرت ابراہیم کے واقعہ سے اسکی تاکید مقصود ہے اور ضمنًا مسلمانوں کو یہ بھی سمجھنا ہے کہ مکذبیں و معاندین کو کس کس طرح نصیحت و فہمائش کی جائے، کس طرح ان سے علیحدگی اور بیزاری کا اظہار ہونا چاہئے اور کس طرح
۹۲ ۔ علمائے انساب نے حضرت ابراہیم کے باپ کا نام "تارخ" لکھا ہے ممکن ہے "تارخ" نام اور "آزر" لقب ہو۔ ابن کثیر نے مجاہد وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ "آزر" بت کا نام تھا شاید اس بت کی خدمت میں زیادہ رہنے سے خود ان کا لقب آزر پڑ گیا ہو۔ واللہ اعلم۔
۹۳ ۔ اس سے زیادہ صریح و صاف گمراہی کیا ہوگی کہ اکرم المخلوقات انسان اپنے ہاتھ سے تراشے پتھروں کو خدائی کا درجہ دے کر ان کے سامنے سر بسجود ہو جائے اور انہی سے مرادیں مانگنے لگے۔

۹۴ ۔ یعنی جس طرح بت پرستی کی شناعت و قبح ہم نے ابراہیم پر ظاہر کر کے اس کی قوم کو قائل کیا اسی طرح علویات و سفلیات کے نہایت محکم اور عجیب و غریب نظام ترکیبی کی گہرائیوں پر بھی اس کو مطلع کر دیا تاکہ اسے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے وجود وحدانیت وغیرہ پر اور تمام مخلوقات سماوی و اراضی کے محکومانہ عجز و بیچارگی پر استدلال
۹۵ ۔ کہ انہیں اپنا رب بنالوں۔ کیا ایک مجبور قیدی اور بیگاری کو شہنشاہی کےتخت پر بٹھلانا کوئی پسند کر سکتا ہے۔ باقی ابراہیم کا ھٰذا ربی کہنا یا تو استفہام انکاری کے لہجہ میں ہے یعنی کیا یہ ہے رب میرا؟ اور یا بطریق تہکم و تبکیت ہے۔ یعنی یہ ہے رب میرا تمہارےعقیدہ اور گمان کےموافق جیسے موسیٰ نے فرمایا { وانظر الی الٰھک الذی ظلت علیہ
۹۶ ۔ چاند چونکہ بہت حسین اور چمکدار سیارہ ہے۔ اگر خدا دستگیری نہ فرمائے تو بیشک انسان اسی کی چمک دمک پر مفتون ہو کر رہ جائے۔

۹۷ ۔ یعنی نظام فلکی میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ فیض رسا سیارہ ہے۔ شاید ہی عالم مادی کی کوئی چیز اس کے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیض تاثر سے مستغنی ہو؟

۹۸ ۔ یہ تو سب خدا کے مزدور ہیں جو وقت معین پر آتے اور چلےجاتے ہیں۔ ایک منٹ کی تقدیم و تاخیر پر قادر نہیں پھر ان کو خدائی کے حقوق میں شریک کرنا کس قدر گستاخی اور قابل نفرت فعل ہے۔

۹۹ ۔ یعنی ساری مخلوق سے یکسو ہو کر صرف خالق جل و علا کا دروازہ پکڑ لیا ہے جس کے قبضہ اقتدار میں سب علویات و سفلیات ہیں۔

۱۰۰ ۔ یعنی جس کو خدا سمجھا چکا اور ملکوت السمٰوت والارض کی علیٰ وجہ البصیرت سیر کرا چکا کیا اس سے یہ امید رکھتے ہو کہ وہ تمہارے جھگڑنے اور بیہودہ جدول و بحث کرنے سے بہک جائے گا کبھی نہیں۔

۱۰۱ ۔ حضرت ابراہیم کی قوم کہتی تھی کہ تم جو ہمارےمعبودوں کی توہین کرتے ہو۔ ڈرتے رہو کہیں اس کے وبال میں تم معاذ اللہ مجنون اور پاگل نہ بن جاؤ یا اور کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ ۔ اس کا جواب دیا کہ میں ان سے کیا ڈروں گا جن کےہاتھ میں نفع و نقصان اور تکلیف و راحت کچھ بھی نہیں۔ ہاں میرا پروردگار مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے
۱۰۲ ۔ یعنی میں تمہارے معبودوں سےکیوں ڈروں حالانکہ نہ ان کے قبضہ میں نفع و ضرر ہے اور نہ توحید کو اختیار کرنا کوئی جرم ہے۔ جس سے اندیشہ ہو۔ ہاں تم خدا کے باغی اور مجرم بھی ہو اور خدا مالک نفع و ضرر بھی ہے لہٰذا تم کو اپنے جرائم کی سزا سے ڈرنا چاہئے۔
۱۰۳ ۔ احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ نبی کریم نے یہاں ظلم کی تفسیر شرک سے فرمائی جیسا کہ سورہ لقمان میں ہے { اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ } گویا ظلم کی تنوین عظیم کے لئے ہوئی۔ تو حاصل مضمون یہ ہوگا کہ مامون و مہتدی صرف وہ ہی لوگ ہو سکتے ہیں جو یقین لائے اس طرح کہ اس میں شرک کی ملاوٹ بالکل نہ ہو۔ اگر خدا پر یقین رکھنے
۱۰۴ ۔ یعنی ابراہیم کو ایسے دلائل قاہرہ دے کر ان کی قوم پر غالب فرمانا اور دنیا و آخرت میں سر بلند کرنا اسی علیم و حکیم کا کام ہو سکتا ہے جو ہر شخص کی استعداد و قابلیت کو جانتا ہے اور اپنی حکمت سے ہر چیز کو اس کے مناسب موقع و مقام پر رکھتا ہے۔
۱۰۵ ۔ یعنی نہ صرف یہ کہ ہم نے ابراہیم کو ذاتی علم و فضل سےسرفراز کیا بلکہ بڑھاپے میں اسحق جیسا بیٹا اور یعقوب جیسا پوتا عطا فرمایا۔ یعقوب وہ ہی اسرائیل ہیں جن کی طرف دنیا کی ایک عظیم الشان قوم "بنی اسرائیل" منسوب ہیں جن میں سے ہزاروں نبی اٹھائےگئے بلکہ جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ مذکور ہے ابراہیم کے بعد حق تعالیٰ نے
۱۰۶ ۔ پہلے ابراہیم کے بعض فروع کا ذکر تھا اب بعض اصول کو ذکر فرمایا کیونکہ نوح حضرت ابراہیم کے اجداد میں سے ہیں اور جس طرح ابراہیم کے بعد نبوت و کتاب کا انحصار صرف ان کی ذریت میں کر دیا گیا تھا اسی طرح نوح کے
ھُمُ
۱۰۷ ۔ ظاہری ملک و سلطنت کے اعتبار سے انبیاء میں داؤد و سلمیان ہم رنگ ہیں اور مصائب و شداید پر صبر کرنے کے لحاظ سے ایوب و یوسف میں خاص مشابہت ہے باقی موسیٰ اور ہارون کے قریبی تعلقات کی نسبت تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ خود حضرت موسیٰ نے ہارون کو بطور اپنے وزیر کے حق تعالیٰ سےطلب کیا تھا۔ مترجم محقق قدس اللہ

۔ یعنی اپنے اپنے زمانہ کے جہان والوں پر۔ ۱۰۸

۱۰۹ ۔ یعنی خالص توحید او ر معرفت و اطاعت خداوندی کا راستہ ہی وہ ہے جس پر حق تعالیٰ اپنے فضل و توفیق سے مقبول بندوں کو چلاتا ہے۔ پھر اس کےصلہ میں حسب استعداد درجات بلند کرتا ہے۔

۱۱۰ ۔ یہ ہم کو سنایا گیا کہ شرک انسان کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا ہے۔ اور کسی کی تو حقیقت کیا ہے اگر بفرض محال انبیاء و مقربین سے معاذ اللہ ایسی حرکت سرزد ہو تو سارا کیا دھرا اکارت ہو جائے۔

۱۱۱ ۔ اگر مکہ کے کافر یا دوسرے منکرین ان باتوں (کتاب، شریعت اور نبوت) سے انکار کریں تو خدا کا دین ان پر موقوف نہیں، ہم نے دوسری قوم یعنی مہاجرین و انصار اور ان کے اتباع کو ان چیزوں کی تسلیم و قبول اور حفاظت و ترویج کے لئے مسلط فرما دیا ہے جو ہماری کسی بات سے بھی منہ موڑنے والے نہیں۔
۱۱۲ ۔ تمام انبیاء علیہم السلام عقائد، اصول دین، اور مقاصد کلیہ میں متحد ہیں، سب کا دستور اساسی ایک ہے ہر نبی کو اسی پر چلنے کا حکم ہے۔ آپ بھی اسی طریقہ مستقیم پر چلتے رہنے کے مامور ہیں۔ گویا اس آیت میں متنبہ کر دیا کہ اصولی طور پر آپ کا راستہ انبیائے سابقین کے راستہ سے جدا نہیں۔ رہا فروع کا اختلاف وہ ہر زمانہ کی مناسبت و
۱۱۳ ۔ یعنی اگر تم نہیں مانتے تو میرا کوئی نفع فوت نہیں ہوتا کیونکہ میں تم سےکسی طرح کے اجر کا طالب نہیں۔ میرا اجر تو خدا کے یہاں ثابت ہے۔ ہاں تم نصیحت سے انحراف کر کے خود اپنا نقصان کرو گے۔ سارے جہان میں سے ایک نہیں تو دوسرا نصیحت کو قبول کرے گا۔ جو انکار کرے گا اسے اپنی محرومی اور بدبختی کا ماتم کرنا چاہئے۔
۱۱۴ ۔ پچھلے رکوع میں منصب نبوت اور بہت سےانبیاء علیہم السلام کا نام بنام تذکرہ تھا اور یہ کہ نبی عربی بھی توحید و معرفت کی اسی صراط مستقیم پر چلتے رہنے کے مامور ہیں جس پر انبیائے سابقین کو چلایا گیا تھا۔ پیغمبروں کا ہدایت خلق اللہ کے لئے بھیجنا حق تعالیٰ کی قدیم عادت رہی ہے۔ آیات حاضرہ میں ان جاہلوں اور معاندوں کا رد کیا گیا

۱۱۵ ۔ یعنی اگر واقعی خدا نےکسی انسان پر کوئی چیز نہیں اتاری تو تورات مقدس جیسی عظیم الشان کتاب جو احکام و مرضیات الہٰیہ پر بندوں کو مطلع کرتی اور رشد و ہدایت کی عجیب و غریب روشنی اپنے اندر رکھتی اور ان چیزوں کا علم تم کو عطا کرتی تھی جنہیں تم اور تمہارے باپ دادا بلکہ کل بنی آدم بھی بدون اعلام الہٰی محض اپنی عقل و حواس
۱۱۶ ۔ یعنی ایسا نور و ہدایت بجز خدا کے اور کس خزانہ سے آ سکتا ہے؟ اگر ایسی صاف اور بدیہی چیز کو بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ تبلیغ و تنبیہ کر کے سبکدوش ہو جائیے۔ اور ان کو چھوڑ دیجئے کہ یہ اپنی خرافات اور لہو و لعب میں مشغول رہیں جب وقت آئے گا خدا خود ان کو بتلا دے گا۔
۱۱۷ ۔ یعنی اگر خدا نے کوئی چیز نہیں اتاری تو یہ مبارک کتاب کہاں سے آئی جس کا نام قرآن ہے اور جو تمام پچھلی کتابوں کے مضامین کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اگر یہ آسمانی کتاب نہیں تو بتلاؤ کس کی تصنیف ہے جس کا مثل لانے پر جن و انس قادر نہ ہوں کیا اسے ایک اُمّی کی تصنیف کہہ سکتے ہیں۔
۱۱۸ ۔ "اُمّ القریٰ" بستیوں کی اصل اور جڑ کو کہتے ہیں۔ مکہ معظمہ تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا اور جغرافیائی حیثیت سے بھی قدیم دنیا کے وسط میں مرکز کی طرح واقع ہے اور جدید دنیا (امریکہ) اس کےنیچے ہے اور روایات حدیثیہ کے موافق پانی سے زمین بنائی گئ تو اول یہ ہی جگہ کھلی تھی۔ ان وجوہ سے مکہ کو "اُمّ القریٰ" فرمایا۔
۱۱۹ ۔ جسے آخرت کی زندگی پر یقین اور بعدالموت کا خیال ہو گا اسی کو ہدایت اور طریق نجات کی تلاش ہو گی وہ ہی پیغام الہٰی کو قبول اور نماز وغیرہ عبادات کی حفاظت کرے گا۔

۱۲۰ ۔ خدا پر بہتان باندھنے سے شاید یہ مراد ہے کہ خدا کی طرف ان باتوں کی نسبت کرے جو اس کی شان رفیع کے لائق نہیں ۔ مثلاً کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے یا بیوی بچے تجویز کرے یا یوں کہے "ما انزل اللہ علی بشر من شیٔ" یعنی اس نے بندوں کی ہدایت کو کوئی سامان نہیں کیا۔ ایسا کہنے والا سخت ظالم ہے اسی طرح جو شخص نبوت و
۔ یعنی موت کی باطنی اور روحانی سختیوں میں۔ ۱۲۱

۱۲۲ ۔ یعنی روح قبض کرنے اور سزا دینےکو ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور مزید تشدید اور اظہار غیظ کے لئے کہتے جاتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں (جنہیں بہت دنوں سے بانواع حیل بچاتے پھرتے تھے)

۔ یعنی سخت تکلیف کےساتھ ذلت و رسوائی بھی ہو گی۔ ۱۲۳

۔ یعنی ازراہ تکبر آیات اللہ کو جھٹلاتے تھے۔ ۱۲۴

۱۲۵ ۔ یعنی نہ سر پہ ٹوپی نہ پاؤں میں جوتی تہی دست چلے آ رہے ہو اور جس سازوسامان پر فخر و ناز تھا اسے ہمراہ نہیں لائے کہیں پیچھے چھوڑ آئے ہو۔

۱۲۶ ۔ یعنی جن کو تم سمجھتے تھے کہ آڑے وقت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے اور مصیبت میں ساتھ ہوں گے وہ کہاں چلے گئے آج ہم ان کو تمہاری سفارش اور حمایت پر نہیں دیکھتے۔ حمایت و نصرت کے وہ علاقے آج ٹوٹ گئے اور جو لمبے چوڑے دعوے تم کیا کرتے تھے سب رفو چکر ہو گئے۔
۱۲۷ ۔ یعنی زمین میں دبائے جانے کے بعد گٹھلی اور دانہ کو پھاڑ کو سبز پودا اگانا یا جاندار کو بےجان سے اور بےجان کو جاندار سے نکالنا (مثلاً آدمی کو نطفہ سے ، نطفہ کو آدمی سے پیدا کرنا) اسی خدا کا کام ہے۔ پھر اسے چھوڑ کر تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟ کیا اور کوئی ہستی تمہیں ایسی مل سکتی ہے جو ان کاموں کو انجام دے سکے۔
۔ یعنی رات کی تاریکی میں سے جو پیلی پھٹ کر صبح صادق نمودار ہوتی ہے اس کا نکالنے والا بھی وہ ہی ہے۔ ۱۲۸

۱۲۹ ۔ رات دن اور چاند سورج کا جو حکیمانہ نظام اور ان کی رفتار کا جو حساب مقرر فرما دیا اس میں ذرا بھی تخلف یا کم و بیش نہیں ہوتا۔

۔ یعنی بلاواسطہ ان سے راستہ معلوم کرو یا بواسطہ۔ مثلا قطب نما کے ذریعہ سے۔ ۱۳۰

۔ یعنی حضرت آدم سے۔ ۱۳۱

۱۳۲ ۔ "مستقر" ٹھہرنے کی جگہ جسے ٹھکانا کہا۔ اور مستودع سپرد کئے جانے اور امانت رکھے جانے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ یہ تو لغوی معنی ہوئے ۔ آگے دونوں کے مصداق کی تعیین میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے موضح القرآن میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہم کو پسند ہے یعنی "اول سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا

۔ یعنی آسمان کی طرف سے بادل برسایا جو سبب ہے نباتات کے اگانے کا۔ ۱۳۳

۔ یعنی بسبب بوجھل ہونے کے نیچے کو جھکے ہوئے۔ ۱۳۴

۱۳۵ ۔ یعنی صورت شکل، مقدار، رنگ، بو اور مزہ کےاعتبار سے بعضے پھل ایک دوسرے سے ملتےجلتے ہیں، بعضے نہیں۔

۱۳۶ ۔ یعنی ابتداً جب پھل آتا ہے تو کچا بدمزہ اور ناقابل انتفاع ہوتا ہے۔ پھر پکنے کے بعد کیسا لذیذ خوش ذائقہ اور کارآمد بن جاتا ہے۔ یہ سب خدا کی قدرت کا ظہور ہے۔

۱۳۷ ۔ اس رکوع میں حق تعالیٰ کے جن افعال و صفات اور مظاہر قدرت کا بیان ہوا ان سے خدا کے وجود وحدانیت اور کامل الصفات ہونے پر استدلال تو واضح ہے۔ لیکن غور کیا جائے تو وحی و نبوت کا مسئلہ بھی بڑی حد تک حل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب حق تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے ہماری دنیوی زندگی اور مادی حوائج کے انتظام و انصرام کے
۱۳۸ ۔ یا تو جن سے مراد یہاں شیاطین ہیں چونکہ کفر و شرک کا ارتکاب شیطان کے اغواء سے ہوتا ہے اس لئے اس کے اغواء و اضلال سے غیر اللہ کی عبادت کرنا گویا اسی کی عبادت ہوئی۔ ابراہیم نے بت پرستی کا رد کرتے ہوئےفرمایا { یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ } دوسری جگہ ارشاد ہے { اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ } ملائکہ قیامت میں فرمائیں
۱۳۹ ۔ نصاریٰ حضرت مسیح کو بعض یہود حضرت عزیز کو خدا کا بیٹا اور مشرکین ملائکۃ اللہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

۱۴۰ ۔ یعنی پاک ہے شرکت سے اور اس کی شان بہت بلند ہے ترکیب و تحلیل سے پھر باپ بیٹے کا تصور وہاں کیسے ہو سکتا ہے۔

۱۴۱ ۔ جس نے تنہا تمام آسمان و زمین بدون کسی نمونہ اور توسط آلات وغیرہ ایسے انوکھے طرز پر پیدا کر دیئے آج اس کو شرکاء کی امداد اور بیٹے پوتے کا سہار ڈھونڈے کی کیا ضرورت ہے۔

۱۴۲ ۔ تعجب ہے کہ جب کسی مخلوق کو تم حقیقتًا خدا کی اولاد قرار دیتے ہو تو ان بچوں کی ماں کسے تجویز کرو گے اور اس ماں کا تعلق خدا کےساتھ کس قسم کا مانو گے۔ عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ لیکن یہ جسارت وہ بھی نہیں کر سکے کہ مریم صدیقہ کو (العیاذ باللہ) خدا کی بیوی قرار دے کر تعلقات زنا شوئی کے قائل ہو جائیں۔ جب ایسا
۱۴۳ ۔ اس کی عبادت اس لئے کرنی چاہئے کہ مذکورہ بالاصفات کی وجہ سے وہ ذاتی طور پر استحقاق معبود بننے کا رکھتا ہے اور اس لئے بھی کہ تمام مخلوق کی کارسازی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

۱۴۴ ۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ آنکھ میں یہ قوت نہیں کہ اس کو دیکھ لے ہاں وہ خود ازراہ لطف و کرم اپنے کو دکھانا چاہے تو آنکھوں میں ویسی قوت بھی پیدا فرما دے گا مثلًا آخرت میں مومنین کو حسب مرادت رویت ہو گی جیسا کہ نصوص کتاب و سنت سے ثابت یا بعض روایات کے موافق نبی کریم کو لیلۃ الاسراء میں رویت
۱۴۵ ۔ یعنی اگرچہ خدا ہمیں دکھائی نہیں دیتا مگر اس کے بصیرت افروز نشانات و دلائل ہمارےسامنے ہیں۔ جو آنکھ کھول کر دیکھے گا خدا کو پالے گا اور جو اندھا بن گیا اس نے اپنا نقصان کیا۔ میرے ذمہ یہ نہیں کہ کسی کو دیکھنے پر مجبور کر دوں۔
۱۴۶ ۔ یعنی اپنی آیتوں کو مختلف پہلوؤں اور عجیب و غریب انداز سے اس لئے سمجھاتے ہیں کہ آپ سب لوگوں کو پہنچا دیں اور ان میں استعداد و احوال کے اختلاف سے دو فریق ہو جائیں۔ ضدی اور بد فہم تو یہ کہیں کہ ایسے علوم و معارف اور موثر مضامین ایک امّی سے کیسے بن پڑتے ضرور مختلف اوقات میں کسی سے سیکھتے رہے ہوں گے۔ پھر پڑھ
۱۴۷ ۔ آپ خدائے واحد پر بھروسہ کر کے اس کے حکم پر چلتے رہیں اور مشرکین کے جہل و عناد کی طرف خیال نہ فرمائیں جو ایسے روشن دلائل و بیانات سننے کے بعد بھی راہ راست پر نہ آئے۔

۱۴۸ ۔ یعنی حق تعالیٰ کی تکوینی حکمت اس کو مقتضی نہیں ہوئی کہ وہ ساری دنیا کو زبردستی مومن بنا دے۔ بیشک وہ چاہتا تو روئے زمین پر ایک مشرک کو باقی نہ چھوڑتا۔ لیکن شروع سے انسانی فطرت کا نظام ہی اس نے ایسا رکھا ہے کہ آدمی کوشش کرے تو یقینًا ہدایت قبول کر سکے۔ تاہم قبول کرنے میں بالکل مجبور و مضطر نہ ہو۔ پہلے اس مسئلہ کی
۔ آپ کا فرض تبلیغ اور احکام الہٰی کا اتباع ہے۔ ان کے اعمال کے ذمہ دار اور جوابدہ آپ نہیں ہیں۔ ۱۴۹

۱۵۰ ۔ یعنی تم تبلیغ و نصیحت کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے۔ اب جو کفر و شرک یہ لوگ کریں اس کے خود ذمہ دار ہیں۔ تم پر اس کی کچھ ذمہ داری نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ تم اپنی جانب سے بلاضرورت ان کے مزید کفر و تعنت کا سبب نہ بنو۔ مثلًا فرض کیجئے ان کے مذہب کی تردید یا بحث و مناظرہ کے سلسلہ میں تم غصہ ہو کر ان

۱۵۱ ۔ یعنی دنیا چونکہ دارلامتحان ہے۔ اس کا نظام ہم نے ایسا رکھا ہے اور ایسے اسباب جمع کر دیئے ہیں کہ یہاں ہر قوم اپنے اعمال اور طور طریقوں پر نازاں رہتی ہے، انسانی دماغ کی ساخت ایسی نہیں بنائی کہ وہ صرف سچائی کے قبول اور پسند کرنے پر مجبور ہو غلطی کی طرف گنجائش ہی نہ رکھے۔ ہاں خدا کے یہاں جا کر جب تمام حقائق سامنے
۔ یعنی بعض فرمائشی نشانیاں کوہ صفا خالص سونے کا بن جائے۔ ۱۵۲

۱۵۳ ۔ بعض مسلمانوں کو یہ خیال ہوا کہ اچھا ہو اگر ان کی یہ حجت بھی پوری کر دی جائے۔ اس پر فرما دیا کہ تمہیں کیا خبر ہےکہ یہ سرکش ضدی لوگ فرمائشی نشان دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر سنت اللہ کے موافق اس کے مستحق ہوں گے کہ فورًا تباہ کر دیئے جائیں۔ جیسا کہ اسی سورت کے شروع میں ہم مفصل لکھ چکے ہیں۔
۱۵۴ ۔ یعنی جب کفر و سرکشی میں تمادی ہو گی تو نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم ان کے دل اور آنکھیں الٹ دیں گے پھر حق کے سمجھنے اور دیکھنے کی توفیق نہ ملے گی۔ موضح القرآن میں ہے کہ "اللہ جن کو ہدایت دیتا ہے اول ہی حق سن کر انصاف سے قبول کرتے ہیں اور جس نے پہلے ہی ضد کی اگر نشانیاں بھی دیکھے تو کچھ حیلہ بنا لے"۔
۱۵۵ ۔ یعنی اگر ان کی فرمائش کے موافق بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فرض کیجئے آسمان سے فرشتے اتر کر آپ کی تصدیق کریں اور مردے قبروں سے اٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگیں اور تمام امتیں جو گذر چکی ہیں دوبارہ زندہ کر کے ان کے سامنے لا کھڑی کی جائیں تب بھی سوء استبداد اور تعنت و عناد کی وجہ سے یہ لوگ حق کو ماننے والے نہیں۔
۔ یعنی پیدا کر دیا ہم نے۔ ۱۵۶

۱۵۷ ۔ چونکہ خدا کی حکمت بالغہ تکوینًا اسی کو مقتضی ہے کہ نظام عالم کو جب تک قائم رکھنا منظور ہے خیرو شر کی قوتوں میں سے کوئی قوت بھی بالکل مجبور اور نیست و نابود نہ ہو۔ اس لئے نیکی بدی اور ہدایت و ضلالت کی حریفانہ جنگ ہمیشہ سے قائم رہی ہے۔ جس طرح آج یہ مشرکین و معاندین آپ کو بیہود فرمائشوں سے دق کرتے اور
۱۵۸ ۔ یعنی شیاطین ایک دوسرےکو ملمع کی ہوئی فریب کی باتیں اس لئے سکھلاتے ہیں کہ انہیں سن کر جو لوگ دنیا کی زندگی میں غرق ہیں اور دوسری زندگی کا یقین نہیں رکھتے ان ابلہ فریب باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور ان کو دل سے پسند کرنے لگیں اور پھر کبھی برے کاموں اور کفر و فسق کی دلدل سے نکلنے نہ پائیں۔

۱۵۹ ۔ یعنی "شیاطین الانس والجن" کی تلبیس و تلمیع پر بد عقیدہ اور جاہل ہی کان دھر سکتے ہیں۔ ایک پیغمبر یا اس کے متبعین جو ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں خدائے واحد ہی کو اپنا منصف اور حکم مان چکے ہیں کیا ان سے یہ ممکن ہےکہ وہ خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی چکنی چپڑی باتوں کی طرف کان لگائیں۔ یا معاذ اللہ غیر اللہ کے فیصلے کے آگے
۱۶۰ ۔ مشاہدہ اور تاریخ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں ہمیشہ فہیم، محقق اور بااصول آدمی تھوڑے رہے ہیں۔ اکثریت ان ہی لوگوں کی ہوتی ہے جو محض خیالی، بےاصول اور اٹکل پچو باتوں کی پیروی کرنے والے ہوں۔ اگر تم اسی اکثریت کا کہنا ماننے لگو اور بےاصول باتوں پر چلنا شروع کر دو تو خدا کی بتلائی ہوئی سیدھی راہ سے یقینًا بہک جاؤ گے۔ یہ آپ

۱۶۱ ۔ جاہل عوام کی ان ہی بےاصول اور اٹکل پچو باتوں میں سے ایک وہ تھی جو انہوں نے ذبیحہ کے مسئلہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو جانور طبعی موت سے مر جائے (یعنی میتہ) اسے مسلمان حرام کہتے ہیں حالانکہ وہ خدا کا مارا ہوا ہے اور جو خود ان کےہاتھ کا مارا ہوا ہو اسے حلال سمجھتے ہیں یہ عجیب بات ہے اس کا جواب اگلی
۱۶۲ ۔ یعنی اضطرار اور مجبوری کی حالت کو مستثنیٰ کر کے جو چیزیں حرام ہیں ان کی تفصیل کی جا چکی۔ ان میں وہ حلال جانور داخل نہیں جو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے پھر اس کے نہ کھانے کی کیا وجہ؟

۱۶۳ ۔ مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز کو بلواسطہ یا بلاواسطہ خدا ہی پیدا کرتا اور خدا ہی مارتا ہے۔ پھر جس طرح اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں بعض کا کھانا ہم کو مرغوب اور مفید ہے جیسے سیب انگور وغیرہ اور بعض چیزوں سے ہم نفرت کرتے ہیں یا مضر سمجھتے ہیں جیسے ناپاک گندی چیزیں اور سنکھیا وغیرہ۔ اسی طرح اس کی ماری ہوئی
۔ یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو۔ کذا فی موضح القرآن۔ ۱۶۴

۔ یعنی نہ حقیقتًا نہ حکمًا۔ حنفیہ متروک التسمیہ عمدًا کے مسئلہ میں ذکر حکمی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ۱۶۵

۱۶۶ ۔ یعنی شرک فقط یہ ہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے۔ بلکہ شرک حکم میں بھی ہےکسی چیز کی تحلیل و تحریم میں مستند شرعی کو چھوڑ کر محض آراء و اہواء کا تابع ہو جائے۔ جیسا کہ { اِتَّخَذُ وْا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللہِ } کی تفسیر میں مرفوعًا منقول ہے کہ اہل کتاب نے وحی الہٰی کو چھوڑ کر صرف احبار و رہبان ہی پر تحلیل و

۱۶۷ ۔ پہلے فرمایا تھا کہ شیاطین اپنے رفقاء کے دل میں ڈالتے ہیں کہ وہ مسلمان سے جھگڑا کریں یعنی بحث و جدل تلبیس و تلمیع اور وسوسہ اندازی کر کے ان کو طریق حق سے ہٹا دیں۔ لیکن ان کو یہ ہوس خام اپنےدلوں سے نکال دینا چاہیئے وہ گروہ یا وہ شخص جو جہل و ضلال کی موت سے مر چکا تھا۔ پھر اس کو حق تعالیٰ نے ایمان و عرفان کی
۱۶۸ ۔ یعنی کچھ آج روسائے مکہ ہی نہیں ہمیشہ کافروں کے سردار حیلےنکالتے رہے ہیں تاکہ عوام الناس پیغمبروں کے مطیع نہ ہوجائیں۔ جیسے فرعون نے معجزہ دیکھا تو حیلہ نکالا کہ سحر کے زور سےسلطنت لینا چاہتا ہے۔ لیکن ان کے یہ حیلے اور داؤ پیچ بحمد اللہ پکے ایمانداروں پر نہیں چلتے حیلہ کرنے والے اپنی عاقبت خراب کر کے خود اپنا ہی
۱۶۹ ۔ ان کی مکاری اور متکبرانہ حیلہ جوئی کی ایک مثال یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے صدق کا جب کوئی نشان دیکھتے تو کہتے کہ ہم ان دلائل و نشانات کو نہیں جانتے۔ ہم تو اس وقت یقین کر سکتے ہیں جب ہمارے اوپر فرشتے نازل ہوں اور پیغمبروں کی طرح ہم بھی خدا کا پیغام سنیں یا خود حق تعالیٰ ہی ہمارے سامنے آ جائیں۔ { وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ
۔ یعنی زور سے آسمان پر چڑھنا چاہتا ہے مگر چڑھ نہیں سکتا اس لئے سخت تنگ دل ہوتا ہے۔ ۱۷۰

۱۷۱ ۔ جو لوگ ایمان لانے کا ارادہ نہیں رکھتے ان پر اسی طرح عذاب اور تباہی ڈالی جاتی ہےکہ رفتہ رفتہ ان کا سینہ اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس میں حق کے گھسنے کی قطعًا گنجائش نہیں رہتی۔ پھر یہ ہی ضیق صدر عذاب ہے جو قیامت میں بشکل محسوس سامنے آ جائے گا۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "رجس" کا ترجمہ جو عذاب سے کیا ہے اس
۱۷۲ ۔ یعنی جواسلام و فرمانبرداری کے سیدھے راستہ پر چلے گا وہ ہی سلامتی کے گھر پہنچے گا۔ اور خدا اس کا ولی و مددگار ہو گا۔ یہ حال تو ان کا ہوا جن کا ولی خدا ہے (یعنی اولیاء الرحمٰن) آگے اولیاء الشیطان کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

۔ یعنی اے شیاطین الجن تم نے بہت سے بدبخت انسانوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اپنی راہ پر لگا لیا۔ ۱۷۳

۱۷۴ ۔ دنیا میں جو انسان بت وغیرہ پوجتے ہیں وہ فی الحقیقت خبیث جن (شیاطین) کی پوجا ہے۔ اس خیال پر کہ وہ ہمارےکام نکالیں گے ان کو نیازیں چڑھاتے ہیں اور ویسے بھی بہت سے اہل جاہلیت تشویش و اضطراب کے وقت جنوں سےاستعانت کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ جن میں اشارہ کیا گیا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے روایت نقل کی ہے جب آخرت
۱۷۵ ۔ یہ جو فرمایا "مگر جب چاہے اللہ" اس واسطے کہ دوزخ کا عذاب دائم ہے تو اسی کے چاہنے سے ہے وہ جب چاہے موقوف کرنے پر قادر ہے۔ لیکن ایک چیز چاہ چکا اور اس کی خبر پیغمبروں کی زبانی دی جا چکی وہ اب ٹل نہیں سکتی۔
۱۷۶ ۔ یعنی مجرموں کے جرائم، سے پوری طرح خبردار ہے اور حکمت بالغہ سے ہر جرم کی برمحل اور مناسب سزا دیتا ہے۔

۱۷۷ ۔ جیسے تم نے شیاطین الجن اور ان کے اولیاء انسی کا حال سنا۔ اسی طرح تمام ظالموں اور گنہگاروں کو ان کے ظلم اور سیہ کاریوں کے تناسب سے دوزخ میں ہم ایک دوسرے کے قریب کر دیں گے۔ اور جو جس درجہ کا ظالم و گنہگار ہو گا اس کو اسی کے طبقہ عصاۃ میں ملا دیں گے۔
۱۷۸ ۔ اوپر جن و انس کی شرارتوں اور سزا کا بیان تھا اور اولیاء الجن کی زبانی فی الجملہ معذرت بھی نقل کی گئ تھی۔ اب بتلایا جا تا ہے کہ ان کا کوئی عذر معقول اور قابل سماعت نہیں۔ دنیا میں خدا کی حجت تمام ہو چکی تھی جس کا خود انہیں بھی اقرار کرنا پڑے گا۔ یہ خطاب { يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْس } کا قیامت کے دن ہوگا اور مخاطب جن و انس کا یعنی کل
۱۷۹ ۔ یعنی دنیا کی لذات و شہوات نے انہیں آخرت سے غافل بنا دیا۔ کبھی خیال بھی نہ آیا کہ اس احکم الحاکمین کے سامنے جانا ہے جو ذرہ ذرہ کا حساب لے گا۔

۱۸۰ ۔ اس سورت میں اوپر مذکور ہوا کہ اول کافر اپنے کفر کا انکار کریں گے۔ پھر حق تعالیٰ تدبیر سے ان کو قائل کرے گا۔

۱۸۱ ۔ یعنی خدا کی یہ عادت نہیں کہ بدون آگاہ اور خبردار کئے کسی کو اس کے ظلم و عصیان پر دنیا یا آخرت میں پکڑ کر ہلاک کر دے اسی لئے رسول اور نذیر بھیجے کہ وہ خوب کھول کر تمام جن و انس کو ان کے بھلے برے اور آغاز و انجام سے خبردار کر دیں۔ پھر جس درجہ کا کسی کا عمل ہو گا حق تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے گا۔

۱۸۲ ۔ خد انے رسول بھیج کر اپنی حجت تمام کر دی۔ اب اگر تم نہ مانو اور سیدھے راستہ پر نہ چلو گے تو وہ غنی ہے اسے تمہاری کچھ پرواہ نہیں۔ وہ چاہے تو تم کو ایک دم میں لے جائے اور اپنی رحمت سے دوسری قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کر دے جو خدا کی مطیع و وفادار ہو اور تم کو لے جا کر دوسری قوم کا لے آنا خدا کے لئے کیا مشکل ہے۔ آج تم

۱۸۳ ۔ یعنی ہم سب نیک و بد او ر نفع و ضرور سے آگاہ کر چکے۔ اس پر بھی اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے باز نہیں آئے تو تم جانو۔ تم اپنا کام کئے جاؤ میں اپنا فرض ادا کرتا ہوں۔ عنقریب کھل جائے گا کہ اس دنیا کا آخری انجام کس کے ہاتھ رہتا ہے بلاشبہ ظالموں کا انجام بھلا نہیں ہو سکتا۔ آگے ان کےچند اعتقادی اور عملی ظلم بیان کئے جاتے ہیں جو
۱۸۴ ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے ۔ پھر بعضا جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا۔ مگر بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے اس سے زیادہ ڈرتے۔" اسی طرح غلہ وغیرہ میں سے اگر بتوں کے نام کا اتفاقًا اللہ کے حصہ
۱۸۵ ۔ یہاں "شرکاء" کی تفسیر مجاہد نے "شیاطین" سے کی ہے۔ مشرکین کی انتہائی جہالت اور سنگدلی کا ایک نمونہ یہ تھا کہ بعض اپنی بیٹیوں کو سسر بننے کے خوف سے اور بعض اس اندیشہ پر کہ کہاں سے کھلائیں گے حقیقی اولاد کو قتل کر دیتے تھے اور بعض اوقات منت مانتے تھے کہ اگر اتنے بیٹے ہو جائیں گے یا فلاں مراد پوری ہو گی تو ایک بیٹا
۱۸۶ ۔ اسی طرح کی آیت "ولواننا" کے شروع میں گذر چکی۔ وہاں جو کچھ ہم نے لکھا ہے نیز اسی مضمون کی دوسری آیات کے تحت میں لکھا گیا ہے۔ اسے ملاحظہ کیا جائے۔

۱۸۷ ۔ مثلًا مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں یا صرف مہنت کھا سکیں جو بت خانوں کے مجاور تھے۔ یہ قیود اپنے خیال میں بعض مواشی اور کھیتوں کے متعلق عائد کر رکھی تھیں جو بتوں کے نام پر وقف کئے جاتے تھے اسی طرح بعض جانوروں کی پیٹھ پر سواری اور باربرداری کو حرام سمجھتے تھے بعض جانوروں کی نسبت یہ قرار دیا تھا کہ ذبح کرنے
۱۸۸ ۔ ایک مسئلہ یہ بنا رکھا تھا کہ بحیرہ اور سائبہ کو اگر ذبح کیا اور اس کے پیٹ میں سے زندہ بچہ نکلا تو اسے مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں اور مردہ نکلے تو سب کھا سکتے ہیں۔ اس طرح کے بےسند مسئلے گھڑنے والوں کے جرائم سے خدا بےخبر نہیں۔ ہاں وہ اپنی حکمت کے موافق مناسب وقت میں ان کو مناسب سزا دے گا۔
۱۸۹ ۔ اس سے بڑی خرابی، گمراہی اور نقصان و خسران کیا ہو گا کہ بیٹھے بٹھائے بلاوجہ دنیا میں اپنی اولاد و اموال سے محروم اور سنگدلی بد اخلاقی و جہل میں مشہور ہوئے اور آخرت کا دردناک عذاب سر پر رکھا۔ نہ عقل سے کام لیا نہ شرع کو پہچانا پھر سیدھی راہ پر آتے تو کیسے آتے۔
۱۹۰ ۔ جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں مثلًا انگور وغیرہ اور جو ایسے نہیں مثلًا کھجور، آم وغیرہ تنادار درخت یا خربوزہ وغیرہ جن کی بیل بدون کسی سہارےکے زمین پر پھیلتی ہے۔

۔ یعنی صورت شکل میں ملتے جلتے، مزہ میں جدا جدا۔ ۱۹۱

۱۹۲ ۔ یعنی جو غلے اور پھل حق تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں ان کےکھانے سے بدون سند کے مت رکو ہاں دو باتوں کا خیال رکھو، ایک یہ کہ کاٹنے اور اتارنے کے ساتھ ہی جو اللہ کا حق اس میں ہے وہ ادا کر دو۔ دوسرے فضول اور بےموقع خرچ مت کرو۔ اللہ کے حق سے یہاں کیا مراد ہے، اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ابن کثیر کی رائے یہ
۔ بوجھ اٹھانے والے جیسے اونٹ وغیرہ اور زمین سے لگے ہوئے چھوٹے قدو قامت کے جانور جسے بھیڑ بکری۔ ۱۹۳

۱۹۴ ۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے منتفع ہونا چاہیئے۔ شیطان کے قدموں پر چلنا یہ ہے کہ ان کو خواہی نخواہی بدون حجت شرعی کے حرام کر لیا جائے یا شرک و بت پرستی کا ذریعہ بنا لیا جائے۔ شیطان کی اس سے زیادہ کھلی ہوئی دشمنی کیا ہوگی کہ ان نعمتوں سے تم کو دنیا میں محروم رکھا اور آخرت کا عذاب رہا سو الگ۔
۔ یعنی ایک نر ایک مادہ اس طرح ہر نوع میں دو دو زوج ہو ئے اور مجموعہ آٹھ ہو گیا۔ ۱۹۵

۱۹۶ ۔ یعنی کسی چیز کو حلال و حرام کہنا صرف اللہ کے حکم سے ہو سکتا ہے۔ پھر ان میں سے نر کو یا مادہ کو یا بچہ کو جو مادہ کے پیٹ میں ہے اگر تم سب آدمیوں کے یا بعض کے حق میں حرام کہتے ہو جیسا کہ پچھلی آیات میں گذرا اس کی سند تمہارے پاس کیا ہے۔ جب خدائی حکم ہونے کی کوئی سند نہیں رکھتے تو محض آراء و اہوا سے خدا
۱۹۷ ۔ اشیاء کی تحلیل و تحریم محض خدا کے حکم سے ہو سکتی ہے اور خدا کا حکم یا بواسطہ انبیاء پہنچے گا یا بلاواسطہ حق تعالیٰ کسی کو مخاطب فرمائے تو اسے معلوم ہو۔ یہاں دونوں صورتیں منفی ہیں۔ پہلی شق کے انتفاء پر { نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ } الخ میں اور دوسری کی نفی پر { اَمْ کُنْتُمْ شُہَدَآءَ اِذْ وَصّٰکُمُ } الخ میں متنبہ فرمایا ہے۔ پھر مشرکین
۱۹۸ ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں "یعنی جن جانوروں کا کھانا دستور ہے ان میں سے یہ ہی حرام ہے"۔ اس آیت میں کفار کو یہ بتلانا ہے کہ جو چیزیں اوپر مذکور ہوئیں حلال تھیں جن کو تم نےحرام بنا لیا اب وہ چیزیں بتلائی جاتی ہیں جو واقعی حرام ہیں اور تم ان کو حلال سمجھتے ہو۔ باقی مضمون آیت کی تفسیر و توضیح سورہ مائدہ کے شروع میں
۱۹۹ ۔ یعنی اصلی حرمت تو ان چیزوں میں ہے جو اوپر مذکور ہوئیں البتہ وقتی مصلحت سے بعض چیزیں عارضی طور پر بعض اقوام پر پہلے حرام کی جا چکی ہیں۔ مثلًا یہود پر ان کی شرارتوں کی سزا میں ہر ناخن (کھر) والا جانور جس کی انگلیاں پھٹی نہ ہوں جیسےاونٹ، شتر مرغ، بطخ وغیرہ حرام کیا گیا تھا۔ نیز گائے بکری کی جو چربی پشت یا
۔ یعنی رحمت کی سمائی سے تم اب تک بچے ہو نہ جانو کہ عذاب ٹل گیا کذا فی موضح القرآن۔ ۲۰۰

۲۰۱ ۔ گذشتہ رکوع میں مشرکین سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ جن حلال و طیب چیزوں کو تم نے حرام ٹھہرا لیا ہے اور اس تحریم کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہو اس کی سند اور دلیل لاؤ۔ یہاں ان کی دلیل بیان کی گئ ہے جو وہ پیش کرنے والے تھے۔ یعنی اگر اللہ چاہتا تو اس کو قدرت تھی کہ ہم کو اور ہمارےاسلاف کو اس تحریم سے بلکہ تمام مشرکانہ افعال
۲۰۲ ۔ یعنی دلیل عقلی کا حال تو اوپر معلوم ہو چکا اب اگر اس من گھڑت تحریم پر کوئی نقلی دلیل رکھتے ہو تو وہ لاؤ کیا تمہارے پاس ایسے گواہ موجود ہیں جو یہ بیان کریں کہ ہاں ان کے روبرو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام ٹھہرایا تھا؟ ظاہر ہے کہ ایسے واقعی گواہ کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر دوچار گستاخ جھوٹے بےحیا یہ ہی گواہی دینے کو
۲۰۳ ۔ عرب مفلسی کی وجہ سے بعض اوقات اولاد کو قتل کر دیتے تھے کہ خود ہی کھانے کو نہیں اولاد کو کہاں سے کھلائیں۔ اسی لئے فرمایا کہ رزق دینے والا تو خدا ہے تم کو بھی اور تمہاری اولاد کو بھی۔ دوسری جگہ بجائے { مِّنْ اِمْلَاقٍ } { خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ } فرمایا ہے یعنی مفلسی کے ڈر سے قتل کر ڈالتے تھے۔ یہ ان کا ذکر ہو گا جو فی الحال مفلس نہیں
۲۰۴ ۔ "پاس نہ جاؤ" سے شاید یہ مراد ہو کہ ایسے کاموں کے مبادی و وسائل سے بھی بچنا چاہئے مثلًا زنا کی طرح نظر بد سے بھی اجتناب لازم ہے۔

۲۰۵ ۔ الا بالحق کا استثناء ضروری تھا۔ جس میں قاتل عمد ، زانی محصن اور مرتد عن الاسلام کا قتل داخل ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح وارد ہو چکی اور ائمہ مجتہدین اس پر اجماع کر چکے ہیں۔

۲۰۶ ۔ اس آیت سے ان چیزوں کا حرام ہونا ثابت ہوا (۱) شرک باللہ (۲) والدین کےساتھ بد سلوکی (۳) قتل اولاد (۴) سب بےحیائی کے کام مثلًا زنا وغیرہ (۵) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا۔

۲۰۷ ۔ یتیم کے مال میں بیجا تصرف کرنا حرام ہے۔ ہاں بہتر و مشروع طریقہ سے احتیاط کے ساتھ اس میں ولی یتیم تصرف کر سکتا ہے۔ جب یتیم جوان ہو جائے اور اپنے فرائض کو سنبھال سکے تو اس کے حوالہ کر دیا جائے۔

۲۰۸ ۔ یعنی اپنی طاقت کے موافق ان احکام کی بجا آوری میں کوشش کرو۔ اسی کے تم مکلف ہو۔ خدا کسی کو اس کی مقدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

۔ یعنی حق و انصاف کی بات کہنے میں کسی کی قرابت و محبت مانع نہ ہونی چاہئے۔ ۲۰۹

۲۱۰ ۔ اس کے اوامر و نواہی پر پابندی سے عمل کرو۔ خدا کے لئے جو نذر مانو یا قسم کھاؤ بشرطیکہ غیر مشروع بات کہ نہ ہو اسے پورا کرنا چاہئے۔

۲۱۱ ۔ یعنی احکام مذکورہ بالا کی پابندی اور خدا کے عہد کو اعتقادًا و عملًا پورا کرنا یہ ہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے جس کی طلب سورہ فاتحہ میں تلقین کی گئ تھی۔ یہ راہ تم کو دکھلا دی گئ اب چلنا تمہارا کام ہے۔ جو کوئی اس کے سوا دوسرے راستہ پر چلا وہ خدا کے راستہ سے بھٹکا۔
۲۱۲ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو احکام اوپر { قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ } سے پڑھ کر سنائے گئے یہ ہمیشہ سے جاری تھے۔ تمام انبیاء اور شرائع کا ان پر اتفاق رہا کیا۔ بعدہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر تورات اتاری جس میں احکام شرع کی مزید تفصیل درج تھی۔ تورات عطا فرما کر اس زمانہ کے نیک کام کرنے والوں پر خدا نے اپنی نعمت پوری کر
۲۱۳ ۔ یعنی تورات تو تھی ہی جیسی کچھ تھی ، لیکن ایک یہ کتاب ہے (قرآن کریم) جو اپنے درخشاں اور ظاہر و باہر حسن و جمال کے ساتھ تمہارے سامنے ہے۔ اس کی خوبصورتی اور کمال کا کیا کہنا۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اس کی ظاہری و باطنی برکات اور صوری و معنوی کمالات کو دیکھ کر بےاختیار کہنا پڑتا ہے بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارد۔
۲۱۴ ۔ یعنی اس مبارک (قرآن کریم) کے نزول کے بعد عرب کے امیین کے لئے یہ کہنے کا بھی موقع نہیں چھوڑا گیا کہ پیشتر جو آسمانی کتابیں شرائع الہٰیہ کو لے کر اتریں وہ تو ہمارے علم کے موافق انہی دو فرقوں (یہود و نصاریٰ) پر اتریں بیشک وہ لوگ آپس میں اسے پڑھتے پڑھاتے تھے اور بعضے اس کا ترجمہ بھی عربی میں کرتے تھے مثلًا ورقہ
۲۱۵ ۔ یعنی پہلی امتوں کا حال سن کر شاید تم کو ہوس ہوتی اور دل میں ولولہ اٹھتا کہ ہمارے پاس خدا کی کتاب آتی تو ہم دوسروں سے بڑھ کر عمل کر کے دکھلاتے۔ سو تم کو ان سے بہتر کتاب دے دی گئ۔

۲۱۶ ۔ اب ایسی بےمثال روشن کتاب آنے کے بعد اگر اس کی آیتوں کو کوئی جھٹلائے اور اس کے احکام قبول کرنے سے کترائے یا دوسروں کو روکے ، اس سے بڑا ظالم کون ہو گا۔ (تنبیہ) { صَدَفَ عَنْهَا } کے دونوں معنی سلف سے منقول ہیں "روکنا" اور "اعراض کرنا" مترجم علام نے دوسرے معنی لے کر "کترائے " ترجمہ کیا ہے۔
۲۱۷ ۔ یعنی اللہ کی طرف سے ہدایت کی جو حد تھی وہ پوری ہو چکی ، انبیاء تشریف لائے، شریعتیں اتریں کتابیں آئیں حتیٰ کہ اللہ کی آخری کتاب بھی آ چکی ، تب بھی نہیں مانتے تو شاید اب اس کے منتظر ہیں کہ اللہ آپ آئے یا فرشتے آئیں یا قدرت کو کوئی بڑا نشان (مثلًا قیامت کی کوئی بڑی علامت) ظاہر ہو ، تو یاد رہے کہ قیامت کے نشانوں میں سے ایک

۲۱۸ ۔ پچھلے رکوع میں { قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَيْکُمْ } الخ سے بہت سے احکام بیان فرما کر ارشاد ہوا تھا { وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِيْلِه } یعنی صراط مستقیم (دین کی سیدھی راہ) ہمیشہ سے ایک رہی ہے اس سے ہٹ کر گمراہی کے راستے بہت ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین اصولی حیثیت سے اسی ایک راہ پر چلے
۲۱۹ ۔ { ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا کَانُوْا يَفْعَلُوْنَ } میں ان کے افعال شنیعہ کی مجازات پر متنبہ کیا گیا تھا، ساتھ ہی ہر نیک و بد کی مجازات کا عام قانون بتلا دیا کہ بھلائ کا بدلہ کم از کم دس گناہ ہے برائی کا زائد از زائد اس کے برابر یعنی جس نے ایک نیکی کمائی تو کم از کم ایسی دس نیکیوں کا ثواب ملے گا زائد کی حد نہیں { واللہ یضاعف لمن یشاء } اور جو ایک
۔ یعنی ایک خدا ہی کا ہو رہا تھا۔ ۲۲۰

۲۲۱ ۔ یعنی تم دین میں جتنی چاہو راہیں نکالو اور جس قدر معبود چاہو ٹھہرا لو۔ مجھ کو تو میرا پروردگار صراط مستقیم بتلا چکا اور وہ ہی خالص توحید اور کامل تفویض و توکل کا راستہ ہے جس پر موحد اعظم ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ بڑے زور شور سے چلے جن کا نام آج بھی تمام عرب اور کل ادیان سماویہ غایت عظمت و احترام سے لیتے ہیں۔

۲۲۲ ۔ اس آیت میں توحید و تفویض کے سب سے اونچے مقام کا پتہ دیا گیا ہے جس پر ہمارے سید و آقا محمد رسول اللہ فائز ہوئے۔ نماز اور قربانی کا خصوصیت سے ذکر کرنے میں مشرکین پر جو بدنی عبادت اور قربانی غیر اللہ کے لئے کرتے تھے۔ تصریحًا رد ہو گیا۔
۲۲۳ ۔ عمومًا مفسرین { وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ } کا مطلب یہ لیتےہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اول المسلین ہیں۔ لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث { کنت نبیا وادم بین الروح والجسد } کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ممکن ہے کہ یہاں اولیت زمانی مراد نہ ہو۔ بلکہ تقدم رتبی مراد ہو۔ یعنی میں
۲۲۴ ۔ پہلے توحید فی الالوہیت کا ذکر تھا اب توحید فی الربوبیت کی تصریح فرمائی۔ یعنی جس طرح معبود اس کے سوا کوئی نہیں ، مستعان بھی کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ استعانت ربوبیت عامہ پر متفرع ہے۔ { اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ }

۲۲۵ ۔ کفار مسلمانوں سے توحید وغیرہ میں جھگڑتے اور کہتے تھے کہ تم توحید کی راہ چھوڑ کر ہمارے راستہ پر آ جاؤ۔ اگر اس میں کوئی گناہ ہو تو وہ ہمارے سر { وَقَالَ الَّذِيْنَ کَفَرُوْالِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰکُمْ } (العنکبوت رکوع ۱) یہاں اس کا جواب دے دیا کہ ہر ایک کا گناہ اسی کے سر ہے کوئ شخص دوسرے کے گناہوں کا بار نہیں اٹھا
۲۲۶ ۔ یعنی خدا نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا کہ تم اس کے دیے ہوئے اختیارات سے کام لے کر کیسے کیسے حاکمانہ تصرفات کرتے ہو، یا تم کو باہم ایک دوسرے کا نائب بنایا کہ ایک قوم جاتی ہے تو دوسری قوم اس کی جانشین ہوتی ہے۔
۲۲۷ ۔ یعنی تمہارے آپس میں بےحد فرق مدارج رکھا۔ چنانچہ شکل و صورت، رنگت، لہجہ، اخلاق و ملکات محاسن و مساوی، رزق، دولت، عزت و جاہ وغیرہ میں افراد انسانی کے بےشمار درجات ہیں۔

۲۲۸ ۔ یعنی ظاہر ہو جائےکہ ان حالات میں کون شخص کہاں تک خدا کا حکم مانتا ہے۔ ابن کثیر نے { فِيْ مَا اٰتٰکُمْ } سے وہ مختلف احوال و درجات مراد لئے ہیں جن میں حسب استعداد و لیاقت ان کو رکھا گیا ہے۔ اس تقدیر پر آزمائش کا حاصل یہ ہو گا کہ مثلًا غنی حالت غناء میں رہ کر کہاں تک شکر کرتا ہے اور فقیر حالت فقر میں کس حد تک صبر کا ثبوت دیتا

۱ ۔ ابن عباس نے {حَرَجٌ } کی تفسیر شک سےکی ہے گویا { فَلَا يَکُنْ فِيْ صَدْرِکَ حَرَجٌ ۔ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ } کے ہم معنی ہو گا۔ یعنی پیغمبر جس پر خدا نے اپنی کتاب نازل فرمائی اس کی شان یہ نہیں کہ ذرا سا بھی کھٹکا یا شک و شبہ کتاب کے احکام و اخبار کے متعلق اس کے دل میں راہ پائے۔ دوسرے مفسرین نے ان الفاظ کو ان کے ظاہر پر رکھا۔
۲ ۔ یعنی کتاب کے اتارنے سے غرض یہ ہے کہ تم ساری دنیا کو اس کے مستقبل سے آگاہ کر دو۔ اور بدی کےانجام سے ڈراؤ اور ایمان لانے والوں کے حق میں خاص طور پر یہ ایک موثر پیغام نصیحت ثابت ہو۔

۳ ۔ آدمی اگر حق تعالیٰ کی تربیت عظیم، اپنے آغاز و انجام اور طاعت و معصیت کے نتائج پر پوری طرح دھیان کرے تو اس کو کبھی جرأت نہ ہو کہ اپنے رب کریم کی اتاری ہوئی ہدایات کو چھوڑ کر شیاطین الانس و الجن کی رفاقت میں انہی کے پیچھے چلنا شروع کر دے۔ گذشتہ اقوام میں سے جنہوں نے خدا کی کتابوں اور پیغمبروں کے مقابلہ پر ایسا رویہ

۴ ۔ یعنی جب ان کے ظلم و عدوان اور کفر و عصیان کی حد ہو چکی، تو دنیا کی لذات و شہوات میں منہمک اور عذاب الہٰی سے بالکل بےفکر ہو کر خواب استراحت کے مزے لینے لگےکہ یکایک ہمارے عذاب نے آ دبوچا۔ پھر ہلاکت آفرینیوں کے اس دہشتناک منظر اور ہنگامہ داروگیر میں ساری طمطراق بھول گئے چاروں طرف سے { اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِيْنَ }

۵ ۔ جن امتوں کی طرف پیغمبر مبعوث ہوئے ، ان سے سوال ہو گا { مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ } تم نے ہمارے پیغمبروں کی دعوت کو کہاں تک قبول کیا تھا؟ اور خود پیغمبروں سے پوچھیں گے { مَاذَآ اُجِبْتُمْ } تم کو امت کی طرف سے کیا جواب ملا تھا؟

۶ ۔ یعنی تمہارا کوئی جلیل و حقیر اور قلیل و کثیر عمل یا ظاہری و باطنی حال ہمارے علم سے غائب نہیں۔ ہم بلا توسط غیرے ذرہ ذرہ سے خبردار ہیں۔ اپنے اس علم ازلی محیط کے موافق سب اگلے پچھلے احوال تمہارے سامنےکھول کر رکھ دیں گے۔ ملائکۃ اللہ کے لکھے ہوئے اعمال نامے بھی علم الہٰی کے سر مو خلاف نہیں ہو سکتے ان کے ذریعہ سے

۷ ۔ قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا۔ جن کے اعمال قلبیہ و اعمال جوارح وزنی ہوں گے وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا رہا وہ خسارہ میں رہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ ایک ہی کام ہے، اگر اخلاص و محبت سے حکم شروع کے موافق کیا۔ اور بر محل کیا، تو
۸ ۔ اور آیات کا انکار کرنا ہی ان کی حق تلفی ہے جسے { یَظْلِمُوْنَ } سے ادا فرمایا۔

۹ ۔ یہاں سے بعض آیات آفاقیہ و انفیسہ کا بیان شروع کیا ہے جس سے ایک طرف حق تعالیٰ کے وجود پر کارخانہ عالم کےحکیمانہ نظم و نسق سےاستدلال اور احسانات و انعامات الہٰیہ کا تذکرہ فرما کر اس کی شکرگزاری کی طرف توجہ دلائی گئ ہے اور دوسری طرف نبوت کی ضرورت، انبیاء کی آمد، ان کی سیرت، انکے متبعین و مخالفین کا انجام جو اس

۱۰ ۔ یعنی تمہاری تخلیق سے پہلے رہنے سہنے اور کھانے پینےکاسامان کیا۔ پھر تمہارا مادہ پیدا فرمایا۔ پھر اس مادہ کو ایسا دلکش نقشہ اور حسین و جمیل صورت عطا کی جو کسی دوسری مخلوق کو عطا نہ کی گئ تھی۔ پھر اس تصوری خاکی کو وہ روح اور حقیقت مرحمت ہوئی جس کی بدولت تمہارے باپ آدم جن کا وجود تمام افراد انسانی کے وجود پر
۱۱ ۔ یعنی جنت میں یا آسمانوں پر خدا کی وہ مخلوق رہ سکتی ہے جو خد اکی پوری مطیع و فرمانبردار ہو نافرمان متکبروں کے لئے وہاں گنجائش نہیں۔ بہرحال ابلیس لعین عزت کے اس مقام سے جس پر کثرت عبادت وغیرہ کی وجہ سے ابتک فائز تھا، بڑا بول بولنے کی بدولت نیچے دھکیل دیا گیا۔ (تنبیہ) ابلیس کے مدت دراز تک زمرہٗ ملائکہ میں شامل

۱۲ ۔ یعنی جب تو نے یہ درخواست کی تو سمجھ لے کہ یہ پہلے سے علم الہٰی میں طے شدہ ہے کہ تجھ کو مہلت دی جائے جب حکمت الہٰیہ مقتضی ہوئی کہ حق تعالیٰ اپنی صفات کمالیہ و شہنشاہانہ عظمت و جبروت کا مظاہرہ کرے تو اس نے عالم کو پیدا فرمایا۔ { اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰاتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلَ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ لِتَعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
۔ یعنی رہزنوں کی طرح ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ماروں گا۔ جن کے سبب مجھے یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ ۱۳

۔ یعنی ہر طرف سے ان پر حملہ آور ہوں گا۔ جہات اربعہ کا ذکر تعمیم جہات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے۔ ۱۴

۱۵ ۔ یہ ابلیس لعین کا تخمینہ تھا جو صحیح نکلا۔ { وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْھِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّہٗ فَاتَّبَعُوْہُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ } (السباء رکوع ۲)۔

۱۶ ۔ یعنی اکثر آدمی ناشکرے ہوں گے، تو ہمارا کیا بگاڑیں گے۔ انجام کار ان ہی تھوڑے وفاداروں کے لئے کامیابی اور فلاح ہو گی۔ اور ناشکروں کی کثرت دوزخ کی نذر ہو جائے گی۔ گویا اس طرح واضح کر دیا جائے گا کہ جنودالشیطان کی اس قدر کثرت بھی "خلیفۃ اللہ" کے قلیل التعداد لشکر کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکی۔
۱۷ ۔ آدم و حوا کو اجازت تھی کہ بلا روک ٹوک جو چاہیں کھائیں پئیں۔ بجز ایک معین درخت کے جس کا کھانا ان کی بہشتی زندگی اور استعداد کے مناسب نہ تھا، اسے فرما دیا کہ اس کے پاس نہ جاؤ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ میرے نزدیک یہاں {فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ } کا ترجمہ اگر یوں کیا جاتا تو زیادہ موزوں ہوتا "پھر ہو جاؤ گے تم نقصان اٹھانے والوں میں

۱۸ ۔ آدم و حوا شیطان کی قسموں سے متاثر ہوئے کہ خدا کا نام لے کر کون جھوٹ بولنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ شاید وہ سمجھے کہ وہ واقعی اس کے کھانے سے فرشتے بن جائیں گے یا پھر کبھی فنا نہ ہوں گے۔ اور حق تعالیٰ نے جو نہی فرمائی تھی، اس کی تعلیل یا تاویل کر لی ہو گی۔ لیکن غالبًا { فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ } اور { اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا
۱۹ ۔ یعنی عدول حکمی کرا کر لباس بہشتی ان پر سے اتروا دیا۔ کیونکہ جنتی لباس حقیقت میں لباس تقویٰ کی ایک محسوس صورت ہوتی ہے کسی ممنوع کے ارتکاب سے جس قدر لباس تقویٰ میں رخنہ پڑے گا اسی قدر جنتی لباس سے محرومی ہو گی۔ غرض شیطان نے کوشش کی کہ عصیان کرا کر آدم کے بدن سے بطریق مجازات جنت کا خلعت فاخرہ
۲۰ ۔ یعنی برہنہ ہو کر شرمائے اور پتوں سے بدن ڈھانپنے لگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ آدمی پیدائش کے وقت ننگا ہوتا ہے مگر فطری حیا مانع ہے کہ ننگا رہے۔

۲۱ ۔ مفسرین کے نزدیک یہ خطاب آدم و حوا اور ابلیس سب کو ہے کیونکہ اصل عداوت آدم اور ابلیس کی ہے اور اس عداوت کا دنگل ہماری زمین بنائی گئ جس کی خلافت آدم کے سپرد ہوئی تھی۔

۲۲ ۔ یعنی عمومًا تمہارا مسکن اصلی و معتادیہ ہی زمین ہے۔ اگر خرق عادت کے طور پر کوئی شخص کسی وقت ایک معین مدت کےلئےاس سے اوپر اٹھا لیا جائے مثلًا حضرت مسیح، تو وہ اس آیت کے منافی نہیں۔ کیا جو شخص چند روز یا چند گھنٹے کے لئے زمین سے جدا ہو کر ہوائی جہاز میں مقیم ہو یا فرض کیجئے وہیں مر جائے وہ { فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا
۲۳ ۔ اتارنے سے مراد اس کا مادہ پیدا کرنا اور اس کے تیار کرنے کی تدبیر بتلانا ہے۔ گو اتارنے کا لفظ اکثر اس موقع پر بولتے ہیں جہاں ایک چیز کو اوپر سے نیچے لایا جائے۔ مگر بہت دفعہ اس سے مکانی فوق و تحت مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ جو مرتبہ کے اعتبار سے اونچا ہو، اس کی طرف سے کوئی چیز نیچے والوں کو عطا کئے جانے پر بھی یہ لفظ اطلاق
۲۴ ۔ یعنی اس ظاہری لباس کے علاوہ جس سے صرف بدن کا تستر یا تزین ہوتا ہے۔ ایک معنوی پوشاک بھی ہے جس سے انسان کی باطنی کمزوریاں جن کے ظاہر کرنے کی اس میں استعداد پائی جاتی تھی پردہ اخفا میں رہتی ہیں، منصۂ ظہور و فعلیت پر نہیں آنے پاتیں اور یہ ہی معنوی پوشاک جسے قرآن نے لباس التقویٰ فرمایا، باطن کی زینت و آرائش کا
۔ یعنی ان نشانات میں غور کر کے حق تعالیٰ کے قادرانہ انعام و اکرام کے معترف اور شکر گذار ہوں۔ ۲۵

۲۶ ۔ اخراج و نزاع کی اضافت ان کے سبب کی طرف کی گئ۔ یعنی آدم و حوا کو جنت سے علیحدہ کرنے اور کپڑے اتارے جانے کا سبب وہ ہوا ، اب تم اس کے فریب میں مت آؤ اور اس کی مکاریوں سے ہشیار رہو۔

۲۷ ۔ یعنی جو دشمن ہم کو اس طرح دیکھ رہا ہو کہ ہماری نظر اس پر نہ پڑے اس کا حملہ سخت خطرناک اور مدافعت سخت دشوار ہوتی ہے۔ اس لئے تم کو بہت مستعد و بیدار رہنا چاہیئے۔ ایسے دشمن کا علاج یہ ہی ہے کہ ہم کسی ایسی ہستی کی پناہ میں آجائیں جو اسے دیکھتی ہے پر وہ اسے نہیں دیکھتا۔ { لَا تُدْرِكُهُ الْاَ بْصَارُ وَهُوَيُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ
۲۸ ۔ یعنی جب انہوں نے اپنی بےایمانی سے خود شیاطین کی رفاقت کو اپنے لئے پسند کر لیا۔ جیسا کہ چند آیات کے بعد آ رہا ہے { اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ } تو ہم نے بھی اس انتخاب میں مزاحمت نہیں کی۔ جس کو انہوں نے اپنا رفیق بنانا چاہا اسی کو رفیق بنا دیا گیا۔
۲۹ ۔ یعنی برے اور بےحیائی کے کام مثلًا مرد و عورت کا برہنہ طواف کرنا، جو ان آیات کی شان نزول ہے، جن سے عقل سلیم اور فطرت صحیحہ نفرت کرتی ہے۔ خدائے قدوس کی شان نہیں کہ ان کی تعلیم دے۔ وہ تو پاکی اور حیا کا سرچشمہ ہے۔ گندے اور بےحیائی کےکاموں کا حکم کیسے دے سکتا ہے۔ اصل میں بےحیائی اور برائی کی تعلیم دینے
۳۰ ۔ روح المعانی میں ہے "القسط علی ما قال غیر واحد العدل و ہوا لوسط من کل شئ المتجافی عن طرفی الافراط و التفریط" آیت کا حاصل یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے ہر کام میں توسط و اعتدال پر رہنے اور افراط و تفریط سے بچنے کی ہدایت کی ہے پھر بھلا فواحش کا حکم کیسے دے سکتے ہیں۔
۳۱ ۔ مترجم محقق نے { مَسْجِدٍ } کو غالبًا مصدر میمی بمعنی سجود لے کر تجوزًا نماز کا ترجمہ کیا ہے اور "وجوہ" کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے۔ یعنی نماز ادا کرنے کے وقت اپنا منہ سیدھا (کعبہ کی طرف) رکھو۔ مگر دوسرے بعض مفسرین { اَقِيْمُوْا وُجُوْ هَكُمْ } سے یہ مراد لیتے ہیں کہ خدا کی عبادت کی طرف ہمیشہ استقامت کے ساتھ دل سے متوجہ رہو۔ ابن
۳۲ ۔ یعنی انسان کو اعتدال، استقامت اور اخلاص کی راہوں پر چلنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ موت کے بعد دوسری زندگی ملنے والی ہے جس میں موجودہ زندگی کے نتائج سامنے آئیں گے اس کی فکر ابھی سے ہونی چاہیئے۔ { ولتنظر نفس ما قدمت لغد }۔
۳۳ ۔ یعنی جن پر گمراہی مقرر ہو چکی، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو چھوڑ کرشیطانوں کو اپنا دوست اور رفیق ٹھہرا لیا ہے۔ اور تماشا یہ ہے کہ اس صریح گمراہی کے باوجود سمجھتے یہ ہیں کہ ہم خوب ٹھیک چل رہے ہیں اور مذہبی حیثیت سےجو روش اور طرز عمل ہم نے اختیار کر لیا ہے وہ ہی درست ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔

۳۴ ۔ یہ آیات ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئیں جو کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتے تھے اور اسے بڑی قربت اور پرہیزگاری سمجھتے تھے۔ اور بعض اہل جاہلیت ایام حج میں سدرمق سے زائد کھانا اور گھی یا چکنائی وغیرہ کا استعمال چھوڑ دیتے تھے۔ بعضوں نے بکری کےدودھ اور گوشت سے پرہیز کر رکھا تھا۔ ان سب کو بتلا دیا کہ یہ کوئی نیکی اور
۳۵ ۔ عالم کی تمام چیزیں اسی لئے پیدا کی گئ ہیں کہ آدمی ان سے مناسب طریقہ سے منتفع ہو کر خالق جل وعلا کی عبادت، وفاداری اور شکر گذاری میں مشغول ہو اس اعتبار سے دنیا کی تمام نعمتیں اصل میں مومنین و مطیعین ہی کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ البتہ کافروں کو بھی ان چیزوں سے روکا نہیں گیا وہ بھی اپنے اعمال و تدابیر سے دنیاوی مفاد حاصل
۳۶ ۔ "اثم" سےعام گناہ مراد ہیں اور بعض مخصوص گناہوں کو مناسبت مقام یا اہمیت کی وجہ سے بیان فرما دیا اور بعض کے نزدیک "اثم" وہ گناہ ہے جس کا تعلق گناہ کرنے والےکے سوا دوسرے لوگوں سے نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

۳۷ ۔ جیسا کے فحشاء کے متعلق کہتے تھے "واللہ امرنا بھا"

۳۸ ۔ بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ جب وعدہ کا وقت آ پہنچا تو تاخیر کا امکان عقلی تھا اس لئے نفی ضروری ہوئی مگر تقدیم تو عقلًا ممکن ہی نہیں۔ اس کی نفی سےکیا فائدہ ہے۔ اسی شبہ کی وجہ سے بعض مفسرین نے { لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ } کا عطف شرطیہ { اذا جاء اجلھم } الخ پر مانا ہے اور بعض نے { جاء اجلھم }سے قرب و دنو مراد لیا ہے میرے نزدیک ان

۳۹ ۔ ابن جریر نے ابو یسار سلمی سےنقل کیا ہے کہ یہ خطاب { يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ } الخ کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا۔ جیسا کہ سورہ بقرہ کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے۔ { قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى } الخ اور بعض محققین کے نزدیک جو خطاب ہر زمانہ میں ہر قوم کو ہوتا رہا، یہ اس کی حکایت ہے میرےنزدیک دو رکوع پہلے سے
۴۰ ۔ یعنی ان سچے پیغمبروں کی تصدیق کرنا ضروری ہے جو واقعی خدا کی آیات سناتے ہیں باقی جو شخص پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کر کےاور جھوٹی آیات بنا کر خدا پر افتراء کرے یا کسی سچے پیغمبر کو اور اس کی لائی ہوئی آیات کو جھٹلائے ان دونوں سے زیادہ ظالم کوئی نہیں۔
۴۱ ۔ یعنی دنیا میں عمر و رزق وغیرہ جتنا مقدر ہے یا یہاں کی ذلت و رسوائی جو ان کے لئے لکھی ہے وہ پہنچے گی۔ پھر مرتے وقت اور مرنے کے بعد جو گت بنے گی اس کا ذکر آگے آتا ہے اور اگر { نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ } سے دنیا کا نہیں عذاب آخروی کا حصہ مراد لیا جائے تو { حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ } سے اس پر تنبیہ ہو گی کہ اس عذاب کے مبادی کا
۴۲ ۔ یعنی جب فرشتے نہایت سختی سے ان کی روح قبض کر کے برے حال سے لے جاتے ہیں تو ان سےکہتے ہیں کہ خدا کے سوا جن کو تم پکارا کرتے تھے وہ کہاں گئے جو اب تمہارےکام نہیں آتے، انہیں بلاؤ تاکہ اس مصیبت سے تمہیں چھڑائیں۔ اس وقت کفار کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہم سخت غلطی میں پڑے تھے کہ ایسی چیزوں کو معبود و مستعان بنایا
۔ یعنی آگے پیچھے سب کفار کو دوزخ ہی میں داخل ہونا ہے۔ ۴۳

۴۴ ۔ یعنی اس مصیبت میں باہم ہمدردی تو کیا ہوتی، دوزخی ایک دوسرے پر لعن طعن کریں گے۔ شاید اتباع اپنے سرداروں سےکہیں کہ تم پر خدا کی لعنت ہو تم اپنےساتھ ہمیں بھی لے ڈوبے اور سردار اتباع سے کہیں کہ ملعونو! اگر ہم گڑھے میں گر پڑے تھے تو تم کیوں اندھے بن گئے۔ وغیرذلک۔
۴۵ ۔ یعنی ایک حساب سے پہلوں کا گناہ دگنا کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسرے آنے والوں کے لئے راہ ڈالی۔ اور ایک طرح پچھلوں کو دگنا کہ خود بہکے اور پہلوں کا حال دیکھ سن کر عبرت حاصل نہ کی۔ یا چونکہ ہر دوزخی کا عذاب اپنے اپنے درجہ کے موافق وقتًا فوقتًا بڑھتا رہے گا اس لئے فرمایا کہ ہر ایک کا عذاب دگنا ہوتا چلا جائے گا۔ ابھی آغاز
۴۶ ۔ یعنی ہماری سزا میں اضافہ کی درخواست کر کے تمہیں کیا مل گیا؟ کیا تمہارے عذاب میں کچھ تخفیف ہو گئ؟ نہیں تم کو بھی اپنی کرتوت کا مزہ چکھنا ہے۔

۴۷ ۔ یعنی نہ زندگی میں ان کے اعمال کے لئے آسمانی قبول و رفعت حاصل ہے۔ نہ موت کے بعد ان کی ارواح کو آسمان پر چڑھنے کی اجازت ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ "بعد موت کافر کی روح کو آسمان کی جانب سے سجین کی طرف دھکے دیے جاتے ہیں اور مومن کی روح ساتویں آسماں تک صعود کرتی ہے" مفصل احوال کتب احادیث میں ملاحظہ
۴۸ ۔ یہ تعلیق بالمحال کے طور پر فرمایا۔ ہر زبان کے محاورات میں ایسی امثال موجود ہیں جن میں کسی چیز کے محال ہونے کو دوسری محال چیز پر معلق کر کے ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح یہ ناممکن ہے کہ اونٹ اپنی اسی ایسی کلانی اور جسامت پر رہے اور سوئی کا ناکہ ایسا ہی تنگ اور چھوٹا ہو۔ اس کے باوجود اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل
۔ یعنی ہر طرف سے آگ محیط ہو گی، کسی کروٹ چین نہ ملے گا۔ ۴۹

۵۰ ۔ { لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ } جملہ معترضہ ہے جس سے درمیان میں متنبہ فرما دیا کہ ایمان و عمل صالح جس پر اتنا عظیم الشان صلہ مرحمت ہوتا ہے کوئی ایسی مشکل چیز نہیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہو، یا یہ مطلب ہے کہ ہر آدمی سے عمل صالح اسی قدر مطلوب ہے جتنا اس کی مقدرت اور طاقت میں ہو ، اس سے زائد کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا۔

۵۱ ۔ { نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ } سے مراد یا تو یہ ہے کہ باہم جنتیوں میں نعمائے جنت کے متعلق کسی طرح کا رشک و حسد نہ ہو گا ہر ایک اپنے کو اور دوسرے بھائی کو جس مقام میں ہے دیکھ کر خوش ہو گا۔ بخلاف دوزخیوں کے کہ وہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کو لعن و طعن کریں گے جیسا کہ پہلے گذرا۔ اور یا یہ مراد ہے کہ صالحین
۵۲ ۔ یعنی خدا کی توفیق و دستگیری اور رسولوں کی سچی رہنمائی سے اس اعلیٰ مقام پر پہنچنا نصیب ہوا ورنہ ہم کہاں اور یہ مرتبہ کہاں۔

۵۳ ۔ یہ آواز دینے والا خدا کی طرف سے کوئی فرشتہ ہو گا۔ یعنی آج ساری عملی جدوجہد ٹھکانے لگ گئ اور تم نے کوشش کر کے خدا کے فضل سے اپنے باپ آدم کی میراث ہمیشہ کے لئے حاصل کر لی۔ حدیث میں ہے کہ "کسی شخص کا عمل ہر گز اس کو جنت میں داخل نہیں کرے گا"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل دخول جنت کا حقیقی سبب نہیں۔ فقط

۵۴ ۔ ان آیات میں ان مخاطبات و مکالمات کا ذکر ہے جو جنتیوں اور دوزخیوں یا ان دونوں اور اصحاب اعراف میں ہوں گے۔ پہلی اور آخری گفتگو جو "اصحاب الجنۃ" اور "اصحاب النار" میں اِدھر سے یا اُدھر سے ہو گی۔ صاف ظاہر کرتی ہے کہ یہ مخاطبات جنت یا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد کے ہیں۔ اس لئے نظم کلام کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اصحاب اعراف
۵۵ ۔ حجاب کے معنی پردہ اور آڑ کے ہیں۔ یہاں پردہ کی دیوار مراد ہے۔ جس کی تصریح سورہ حدید میں کی گئ ہے "فضرب بینھم بسورلہ باب" یہ دیوار جنت کی لذتوں کو دوزخ تک اور دوزخ کی کلفتوں کو جنت تک پہنچے سے مانع ہو گی اس کی تفصیلی کیفیت کا ہم کو علم نہیں۔
۵۶ ۔ اسی درمیانی دیوار کی بلندی پر جو مقام ہو گا اس کو "اعراف" کہتے ہیں اصحاب اعراف کون لوگ ہیں؟ قرطبی نے اس میں بارہ قول نقل کئے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان میں راجح وہ ہی قول ہے جو حضرت حذیفہ، ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ اور اکثر سلف و خلف سے منقول ہے۔ یعنی وزن اعمال کے بعد جن کے حسنات
۵۷ ۔ جنت و دوزخ کے درمیان ہونے کی وجہ سےان لوگوں کی حالت خوف و رجاء کے بیچ میں ہو گی ادھر دیکھیں گے تو امید کریں گے اور ادھر نظر پڑے گی تو خدا سے ڈر کر پناہ مانگیں گے کہ ہم کو ان دوزخیوں کے زمرہ میں شامل نہ کیجئے۔
۵۸ ۔ یعنی علاوہ دوزخ میں معذب ہونے کے ان کے چہروں سے دوزخی ہونے کی علامات ہویدا ہوں گی۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ ایسے لوگ ہوں گے جن کو اصحاب اعراف نے دنیا میں دیکھا ہو گا۔ اس لئے وہاں صورت دیکھ کر پہچان لیں گے۔

۵۹ ۔ یعنی اس مصیبت کے وقت تمہاری وہ جماعتیں اور جتھے کہاں گئے اور دنیا میں جو بڑھ بڑھ کر شیخیاں مارتے تھے، وہ اب کیا ہوئیں۔

۶۰ ۔ یہ اہل جنت کی طرف اشارہ کر کے دوزخیوں سے کہیں گے کہ وہ ٹوٹے پھوٹے مساکین اور ضعیف الحال جن کو تم حقیر سمجھ کر کہا کرتے تھے کہ کیا خدا کی مہربانی سب کو چھوڑ کر ان جیسوں پر ہو سکتی ہے { اَهٰؤُلَاۤءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا }۔ ان کو تو آج کہہ دیا گیا کہ { اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَاخَوْفٌ عَلَيْكُمْ } الخ (چلے جاؤ جنت میں بےخوف و خطر) حالانکہ

۶۱ ۔ دوزخی بدحواس اور مضطرب ہو کر اہل جنت کے سامنے دست سوال دراز کریں گے کہ ہم جلے جاتے ہیں، تھوڑا سا پانی ہم پر بہاؤ یا جو نعمتیں تم کو خدا نے دے رکھی ہیں کچھ ان سے ہمیں بھی فائدہ پہنچاؤ جواب ملے گا کہ کافروں کے لئے ان چیزوں کی بندش ہے۔ یہ کافر وہ ہی تو ہیں جو دین کو کھیل تماشہ بناتے تھے اور دنیا کے تنعم پر پھولے
۶۲ ۔ قرآن جیسی کتاب کی موجودگی میں جس میں تمام ضروریات کی عالمانہ تفصیل موجود ہے اور ہر بات کو پوری آگاہی سے کھول کو بیان کر دیا گیا ہے چنانچہ ایمان والے اس سے خوب منتفع ہو رہے ہیں، غضب ہے کہ ان متکبر معاندوں نے کچھ بھی اپنے انجام پر غور نہ کیا۔ پھر اب پچھتانے سے کیا حاصل۔
۶۳ ۔ کتاب اللہ میں جو دھمکیاں عذاب کی دی گئ ہیں کیا یہ اس کے منتظر ہیں کہ جب ان دھمکیوں کا مضمون (مصداق) سامنے آ جائے تب حق کو قبول کریں۔ حالانکہ وہ مضمون جب سامنے آ جائے گا یعنی عذاب الہٰی میں گرفتار ہوں گے تو اس وقت کا قبول کرنا کچھ کام نہ دے گا اس وقت تو سفارشیوں کی تلاش ہوگی جو خدا کی سزا سفارش کر کے معاف کرا
۶۴ ۔ گذشتہ آیت میں معاد کا ذکر تھا اس رکوع میں مبدا کی معرفت کرائی گئ ہے ۔ وہاں { قَدْ جَاۤءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ } سے بتلایا گیا تھا کہ جو لوگ دنیا میں انبیاء و رسل سے منحرف رہتے تھے ان کو بھی قیامت کے دن پیغمبروں کی سچائی کی ناچار تصدیق کرنی پڑے گی۔ یہاں نہایت لطیف پیرایہ میں خدا کی حکومت یاد دلانے اور انبیاء و رسل کی
۶۵ ۔ یعنی اتنے وقت میں جو چھ دن کے برابر تھا پیدا کیا کیونکہ یہ متعارف دن اور رات تو آفتاب کے طلوع و غروب سے وابستہ ہیں جب اس وقت آفتاب ہی پیدا نہ ہوا تھا تو دن رات کہاں سے ہوتا۔ یا یہ کہا جائے کہ عالم شہادت کے دن رات مراد نہیں، عالم غیب کے دن رات مراد ہیں۔ جیسے کسی عارف نے فرمایا ہے غیب را ابرے وآبے دیگر است۔
۶۶ ۔ خدا تعالیٰ کی صفات و افعال کے متعلق یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ نصوص قرآن و حدیث میں جو الفاظ حق تعالیٰ کی صفات کے بیان کرنے کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔ ان میں اکثر وہ ہیں جن کا مخلوق کی صفات پر بھی استعمال ہوا ہے مثلاً خدا کو "حی" "سمیع" "بصیر" "متکلم" کہا گیا اور انسان پر بھی یہ الفاظ اطلاق کئے گئے، تو ان

۶۷ ۔ یعنی رات کے اندھیرے کو دن کے اجالے سے یا دن کے اجالے کو رات کے اندھیرے سے ڈھانپتا ہے اس طرح کہ ایک دوسرے کا تعاقب کرتا ہوا تیزی سے چلا آتا ہے۔ ادھر رات ختم ہوئی ادھر دن آ موجود ہوا، یا دن تمام ہوا تو فوراً رات آ گئ۔ درمیان میں ایک منٹ کا وقفہ بھی نہیں ہوتا۔ شاید اس پر بھی تنبیہ فرما دی کہ اسی طرح کفر و ضلالت اور ۔ کوئی سیارہ اس کے حکم کے بدون حرکت نہیں کر سکتا۔ ۶۸

۶۹ ۔ پیدا کرنا "خلق" ہے اور پیدا کرنے کے بعد تکوینی یا تشریعی احکام دینا یہ "امر" ہے اور دونوں اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ اس طرح وہ ہی ساری خوبیوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہوا۔

۷۰ ۔ جب "عالم خلق و امر" کا مالک اور تمام برکات کا منبع وہ ہی ذات ہے تو اپنی دنیوی و اخروی حوائج میں اسی کو پکارنا چاہئے۔ الحاح و اخلاص اور خشوع کےساتھ بدون ریاکاری کے آہستہ آہستہ اس سے معلوم ہوا کہ دعاء میں اصل اخفاء ہے اور یہی سلف کا معمول تھا۔ بعض مواضع میں جہر و اعلان کسی عارض کی وجہ سے ہوگا۔ جس کی تفصیل
۷۱ ۔ یعنی دعاء میں حد ادب سے نہ بڑھے ۔ مثلا جو چیزیں عادتًا یا شرعًا محال ہیں وہ مانگنے لگے یا معاصی اور لغو چیزوں کی طلب کرے یا ایسا سوال کرے جو اس کی شان و حیثیت کے مناسب نہیں، یہ سب "اعتداء فی الدعاء" میں داخل ہے۔
۷۲ ۔ پچھلی آیتوں میں ہر حاجت کے لئے خدا کو پکارنے کا طریقہ بتلایا تھا۔ اس آیت میں مخلوق اور خالق دونوں کے حقوق کی رعایت سکھلائی یعنی جب دنیا میں معاملات کی سطح درست ہو تو تم اس میں گڑ بڑی نہ ڈالو اور خوف و رجاء کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہو۔ نہ اس کی رحمت سے مایوس ہو اور نہ اس کےعذاب سے مامون اور

۷۳ ۔ پچھلی آیات میں "استواء علی العرش" کے ساتھ فلکیات (چاند سورج وغیرہ) میں جو خدائی تصرفات ہیں ان کا بیان تھا، درمیان میں بندوں کو کچھ مناسب ہدایات کی گئیں اب سفلیات اور "کائنات الجو" کے متعلق اپنے بعض تصرفات کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ لوگ معلوم کر لیں کہ آسمان زمین اور ان دونوں کے درمیانی حصہ کی کل حکومت صرف اسی

۷۴ ۔ آدم کا قصہ ابتدائے سورت میں گذر چکا ان کے بعد نوح پہلے اولوالعزم اور مشہور رسول ہیں زمین والوں کی طرف مشرکین کے مقابلہ میں بھیجے گئے۔ گو باعتبار اپنی خاص شریعت کے ان کی بعثت خاص اپنی قوم کی طرف مانی جائے۔ تاہم ان اساسی اصول کے اعتبار سے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں مشترک ہیں کہا جا سکتا ہے کہ تمام

۷۵ ۔ یعنی میں تو ذرا بھی نہیں بہکا۔ ہاں تم بہک رہے ہو کہ خدا کے پیغامبر کو نہیں پہنچانتے جو نہایت فصاحت سے خدائی پیغام تم کو پہنچا رہا ہے اور تمہاری بھلائی چاہتا ہے تم کو عمدہ نصیحتیں کرتا ہے اور خدا کے پاس سے وہ علوم و ہدایت لے کر آیا ہے جن سے تم جاہل ہو۔
۷۶ ۔ یعنی اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ تم ہی میں سے خدا کسی ایک فرد کو اپنی پیغام رسانی کے لئے چن لے۔ آخر اس نے ساری مخلوق میں سے منصب خلافت کے لئے آدم کو کسی مخصوص استعداد کی بناء پر چن لیا۔ تو کیوں نہیں ہو سکتا کہ اولاد آدم میں سے بعض کامل الاستعداد لوگوں کو منصب نبوت و رسالت کے لئے انتخاب کر لیا جائے۔ تاکہ وہ
۷۷ ۔ یعنی حق و باطل اور نفع نقصان کچھ نہ سوجھا۔ اندھے ہو کر برابر سرکشی اور تکذیب و بغاوت پر قائم رہے اور بت پرستی وغیرہ حرکات سے باز نہ آئے، تو ہم نے معدودے چند مومنین کو بچا کر جو نوح کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوئے تھے، باقی سب مکذبین کا بیڑہ غرق کر دیا۔ اب جس قدر انسان دنیا میں موجود ہیں وہ ان ہی اہل سفینہ بلکہ صرف
۷۸ ۔ "عاد" حضرت نوح کے پوتے ارم کی اولاد میں ہیں۔ یہ قوم انہی کی طرف منسوب ہے۔ ان کی سکونت "احقاف" (یمن) میں تھی۔ حضرت ہود اسی قوم سے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ ان کے قومی اور وطنی بھائی ہوئے۔

۷۹ ۔ ان لوگوں میں بت پرستی پھیل گئ تھی۔ روزی دینے، مینہ برسانے، تندرست کرنے اور مختلف مطالب و حاجات کے لئے الگ الگ دیوتا بنا رکھے تھے جن کی پرستش ہوتی تھی۔ ہود نے اس سے روکا اور اس جرم عظیم کی سزا سے ان کو ڈرایا۔
۸۰ ۔ یعنی معاذ اللہ تم بےعقل ہو کہ باپ دادا کی روش چھوڑ کر ساری برادری سے الگ ہوتے ہو اور جھوٹے بھی ہو کہ اپنے اقوال کو خدا کی طرف منسوب کر کے خواہ مخواہ عذاب کا ڈراوا دیتے ہو۔

۸۱ ۔ یعنی میری کوئی بات بے عقلی کی نہیں۔ جو منصب رسالت مجه کو خدا کی طرف سے تفویض ہوا ہے اس کا حق ادا کرتا ہوں۔ یہ تمہاری بےعقلی ہے کہ اپنے حقیقی خیر خواہوں کو جن کی امانت و دیانت پہلے سے لائق اطمینان ہے، بے عقل کہہ کہ خود اپنا نقصان کرتے ہو۔
۸۲ ۔ یعنی قوم نوح کے بعد دنیا میں تمہاری حکومتیں قائم کیں اور اس کی جگہ تم کو آباد کیا شاید یہ احسان یاد دلا کر اس پر بھی متنبہ کرنا ہے کہ بت پرستی اور تکذیب رسول کی بدولت جو حشر ان کا ہوا وہ کہیں تمہارا نہ ہو۔

۔ جسمانی قوت اور ڈیل ڈول کے اعتبار سے یہ قوم مشہور تھی۔ ۸۳

۸۴ ۔ جو احسانات مذکور ہوئے وہ اور ان کےعلاوہ خدا کے دوسرے بےشمار احسانات یاد کر کے اس کے شکر گذار اور فرمانبردار بننا چاہئے، نہ یہ کہ منعم حقیقی سے بغاوت کرنے لگو۔

۔ یعنی جس عذاب کی ہم کو دھمکی دیتے ہیں، اگر آپ سچے ہیں تو وہ لے آئیے۔ ۸۵

۸۶ ۔ یعنی جب تمہاری سرکشی اور گستاخانہ بےحیائی اس حد تک پہنچ چکی تو سمجه لو کہ خدا کا عذاب اور غضب تم پر نازل ہی ہو چکا اس کے آنے میں اب کچه دیر نہیں۔

۸۷ ۔ بتوں کو جو کہتے تھے کہ فلاں رزق دینے والا ہے اور فلاں مینہ برسانے والا اور فلاں بیٹا عطا کرنے والا و علیٰ ہذا القیاس ، یہ محض نام ہی نام ہیں جن کے نیچے کوئی حقیقت اور واقعیت نہیں۔ خدائی صفات پتھروں میں کہاں سے آئیں۔ پھر ان نام کے معبودوں کے پیچھے جن کی معبودیت کی کوئی عقلی یا نقلی سند نہیں، بلکہ کل عقلی و نقلی دلائل جسے
۸۸ ۔ یعنی ان پر سات رات اور آٹه دن تک مسلسل آندھی کا طوفان آیا جس سے تمام کفار ٹکرا ٹکرا کر اور ٹپک ٹپک کر ہلاک کر دیے گئے۔ یہ تو "عاد اولی" کا انجام ہوا۔ اور اسی قوم کی دوسری شاخ (ثمود) جسے "عادثانیہ" کہتے ہیں اس کا ذکر آگے آتا ہے۔
۸۹ ۔ یعنی جو دلیل تم مانگ رہے تھے وہ پہنچ گئ۔ صالح کی قوم نے ان سےعہد و قرار کیا تھا کہ آپ پتھر کی ایک ٹھوس چٹان میں سے حاملہ اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ خدا نےحضرت صالح کی دعا سے ویسا ہی کر دیا، ان کو کہا جا رہا ہے کہ تمہارا فرمائشی معجزہ تو خدا نے دکھلا دیا، اب ایمان لانے میں کیا تامل ہے۔
۹۰ ۔ یعنی یہ اونٹنی خدا کی قدرت اور میری صداقت کی نشانی ہے، جو میری دعاء پر غیر معتاد طریقہ سے خدا نے پیدا کی، اس کے حقوق کی رعایت کرو۔ مثلا خدا کی زمین میں مباح گھاس کھانے اور اس کی باری میں پانی پینے سے نہ روکو۔ غرض خدا کے اس نشان کے ساته جو تم نے خود مانگ کر حاصل کیا ہے۔ برائی سے پیش مت آؤ۔ ورنہ تمہاری
۔ یعنی احسان فراموشی اور شرک و کفر کر کے زمین میں خرابی مت پھیلاؤ۔ ۹۱

۹۲ ۔ قوم میں جو بڑے بڑے متکبر سردار اور معاندین تھے، وہ غریب اور کمزور مسلمانوں سے استہزاءً کہتے تھے کہ (کیا بڑے آدمی تو آج تک نہ سمجھے؟ مگر) تمہیں معلوم ہو گیا کہ صالح خدا کا بھیجا ہوا ہے ؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ (معلوم ہونا کیا معنٰی۔ معلوم تو تم کو بھی ہے) ہاں ہم دل سے قبول کر کے اس پر ایمان بھی لا چکے ہیں۔ متکبرین اس
۹۳ ۔ کہتے ہیں کہ وہ اونٹنی اس قدر عظیم الجثہ اور ڈیل ڈول کی تھی کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مواشی ڈر کر بھاگ جاتے اور اپنی باری کے دن جس کنوئیں سے پانی پیتی کنواں خالی کر دیتی۔ گویا جیسے اس کی پیدائش غیر معمولی طریقہ سے ہوئی۔ لوازم و آثار حیات بھی غیر معمولی تھے۔ آخر لوگوں نے غیظ میں آ کر اس کے قتل پر اتفاق کر
۹۴ ۔ ایسےکلمات انسان کی زبان سے اس وقت نکلتے ہیں جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بےخوف ہو جاتا ہے۔ "عاداولی" کی طرح "ثمود" بھی اس مرتبہ پر پہنچ کر عذاب الہٰی کے مورد بنے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

۹۵ ۔ دوسری آیت میں ان کا "صیحہ" (چیخ) سے ہلاک ہونا بیان فرمایا ہے۔ شاید نیچے سے زلزلہ اور اوپر سے ہولناک آواز ہوئی ہو گی۔

۹۶ ۔ کہتے ہیں کہ حضرت صالح قوم کی ہلاکت کے بعد مکہ معظمہ یا ملک شام کی طرف چلے گئے اور جاتے ہوئے ان کی لاشوں کے انبار دیکه کر یہ خطاب فرمایا، تو اسی طرح جیسے آنحضرت نے مقتولین بدر کو فرمایا تھا اور یا محض بطور تحسر فرضی خطاب تھا۔ جیسے شعراء دیار و اطلال (کھنڈرات) وغیرہ کو خطاب کرتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ
۹۷ ۔ لوط حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بھتیجے ہیں جو ان کےساته عراق سے ہجرت کر کے ملک شام میں تشریف لائے اور خدا کی طرف سے سدوم اور اس کے گردونواح کی بستیوں کی طرف مبعوث ہوئے تاکہ ان کی اصلاح فرمائیں اور ان گندے، خلاف فطرت اور بےحیائی کے کاموں سے باز رکھیں جن میں وہاں کےلوگ مبتلا تھے۔ نہ صرف مبتلا بلکہ

۹۸ ۔ یعنی صرف یہ ہی نہیں کہ ایک گناہ کے تم مرتکب ہو رہے ہو بلکہ اس خلاف فطرت فعل کا ارتکاب اس کی دلیل ہےکہ تم انسانیت کی حدود سے بھی باہر نکل چکے ہو۔

۹۹ ۔ یعنی آخری بات انہوں نے یہ کہی کہ جب ہم سب کو یہ گندہ سمجھتے ہیں اور آپ پاک بننا چاہتے ہیں تو گندوں میں پاکوں کا کیا کام ۔ لہٰذا انہیں اپنی بستی ہی سے نکال دینا چاہئے کہ یہ روز روز کی رکاوٹ ختم ہو خیر وہ ملعون تو کیا نکالتے۔ ہاں حق تعالیٰ نے لوط اور ان کے متعلقین کو عزت و عافیت کے ساتھ صحیح و سالم ان بستیوں سے نکال لیا اور
۱۰۰ ۔ دوسری جگہ مذکور ہے کہ بستیاں الٹ دی گئیں اور پتھروں کا مینہ برسایا گیا۔ بعض ائمہ کے نزدیک آج بھی لوطی کی سزا یہ ہے کہ کسی پہاڑ وغیرہ بلند مقام سے اسے گرایا جائے اور اوپر سے پتھر مارے جائیں اور سخت بدبودار گندی جگہ میں مقید کیا جائے۔
۱۰۱ ۔ یعنی گناہ کرتے وقت اس کا بد انجام سامنے نہیں آتا۔ عاجل شہوت و لذت کے غلبہ میں وہ بات کر گذرتا ہے جو عقل و انسانیت کے خلاف ہے لیکن عقلمند کو چاہئے کہ دوسروں کے واقعات سن کر عبرت حاصل کرے اور بدی کے انجام کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔
۱۰۲ ۔ قرآن میں دوسری جگہ حضرت شعیب کا "اصحاب ایکہ" کی طرف مبعوث ہونا مذکور ہے اگر اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی قوم ہے فبہا و نعمت۔ اور دو جداگانہ قومیں ہیں تو دونوں کی طرف مبعوث ہوئے ہونگے اور دونوں میں کم تولنے ناپنے کا مرض مشترک ہو گا۔ بہرحال حضرت شعیب نے علاوہ توحید وغیرہ کی عام دعوت کےخاص
۱۰۳ ۔ یعنی میری صداقت کی دلیل ظاہر ہو چکی۔ اب جو نصیحت کی بات تم سےکہوں اسے قبول کرو اور جن خطرناک عواقب پر متنبہ کروں ان سے ہشیار ہو جاؤ۔

۱۰۴ ۔ بندوں کے حقوق کی رعایت اور معاملات باہمی کی درستی جس کی طرف ہمارے زمانہ کے پرہیزگاروں کو بھی بہت کم توجہ ہوتی ہے۔ خدا کے نزدیک اس قدر اہم چیز ہے کہ اسے ایک جلیل القدر پیغمبر کا مخصوص وظیفہ قرار دیا گیا، جس کی مخالفت پر ایک قوم تباہ کی [illegible]
۱۰۵ ۔ راستوں پر بیٹھنا دو وجہ سے تھا۔ راہگیروں کو ڈرا دھمکا کر ظلمًا مال وصول کریں اور مومنین کو شعیب کے پاس جانے اور خدا کا دین اختیار کرنے سے روکیں اور خدائی مذہب کے متعلق نکتہ چینی اور عیب جوئی کی فکر میں رہیں۔
۱۰۶ ۔ یعنی تعداد اور دولت دونوں میں کم تھے۔ خدا نے دونوں طرف تم کو بڑھایا مردم شماری بھی بڑھ گئ اور دولتمند بھی ہو گئے۔ خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کرو۔ اور وہ جب ہی ادا ہو سکتا ہے کہ خدا کے اور بندوں کے حقوق پہچان کر عملی درستی اور اصلاح میں مشغول رہو اور ان نعمتوں پر مغرور نہ ہو بلکہ خرابی اور فساد مچانے والوں کا جو
۱۰۷ ۔ یعنی جو چیزیں میں لے کر آیا ہوں اگر تم متفقہ طور پر قبول نہیں کرتے بلکہ اختلاف ہی کی ٹھان رکھی ہے تو تھوڑا صبر کرو۔ یہاں تک کہ آسمان ہی سے میرے تمہارے اختلافات کا فیصلہ ہو جائے۔

۱۰۸ ۔ "عود" کے معنی کسی چیز سے نکل کر دوبارہ اس کی طرف جانے کے ہیں۔ حضرت شعیب کے ساتھیوں کی نسبت تو یہ لفظ حقیقۃً صادق ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ کفر سے نکل کر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ باقی خود حضرت شعیب کی نسبت یہ تصور نہیں ہو سکتا کہ وہ پہلے (معاذ اللہ) ملت کفار میں داخل تھے، پھر مسلمان ہوئے۔ لامحالہ یا تو
۱۰۹ ۔ یعنی دلائل و براہین کی روشنی میں تمہاری ان مہلک کفریات سےخواہ ہم کتنے ہی بیزار اور کارہ ہوں کیا تم پھر بھی یہ زہر کا پیالہ ہمیں زبردستی پلانا چاہتے ہو۔

۱۱۰ ۔ باطل اور جھوٹے مذہب کو سچا کہنا ہی خدا پر افتراء کرنا اور بہتان باندھنا ہے۔ پھر بھلا ایک جلیل القدر پیغمبر اور اس کے مخلص متبعین سے یہ کب ممکن ہے کہ وہ معاذ اللہ سچائی سے نکل کر جھوٹ کی طرف واپس جائیں اور جو سچے دعوے اپنی حقانیت یا مامور من اللہ ہونے کے کر رہے تھے، ان سب کا جھوٹ اور افتراء ہونا تسلیم کریں۔
۱۱۱ ۔ کسی کو تو ابتداءً نجات دے چکا کہ اس میں داخل ہی نہ ہونے دیا جیسے حضرت شعیب اور بعضوں کو داخل ہونے کے بعد اس سے نکالا جیسے عامۂ مومنین۔

۱۱۲ ۔ یعنی اپنے اختیار یا تمہارے اکراہ و اجبار سے ممکن نہیں کہ ہم معاذ اللہ کفر کی طرف جائیں۔ ہاں اگر فرض کرو خدا ہی کی مشیت ہم میں سے کسی کی نسبت ایسی ہو جائے تو اس کے ارادہ کو کون روک سکتا ہے۔ اگر اس کی حکمت اسی کو مقتضی ہو تو وہاں کوئی نہیں بول سکتا۔ کیونکہ اس کا علم تمام مصالح اور حکمتوں پر محیط ہے۔ بہرحال تمہاری
۱۱۳ ۔ یعنی باپ دادا کا مذہب چھوٹا، یہ تو دین کی خرابی ہوئی اور تجارت میں ناپ تول ٹھیک رکھی، یہ دنیا کا نقصان ہوا۔

۱۱۴ ۔ متعدد آیات کے جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان پر ظُلّہ، صَیحہ، رجفہ تین طرح کے عذاب آئے یعنی اول بادل نے سایہ کر لیا جس میں آگ کے شعلے اور چنگاریاں تھیں۔ پھر آسمان سے سخت ہولناک اور جگر پاش آواز ہوئی اور نیچے سے زلزلہ آیا۔ (ابن کثیر)

۱۱۵ ۔ انہوں نے شعیب اور ان کے ہمراہیوں کو بستی سے نکالنے کی دھمکی دی تھی۔ سو وہ ہی نہ رہے نہ ان کی بستیاں رہیں۔ اور وہ جو کہتے تھے کہ شعیب کے اتباع کرنے والے خراب ہوں گے سو خود ہی خراب اور خائب و خاسر ہو کر رہے۔
۱۱۶ ۔ یعنی اب ہلاک ہوئے پیچھے ایسی قوم پر افسوس کرنے سے کیا حاصل، جس کو ہر طرح سمجھایا جا چکا۔ موثر نصیحتیں کی گئیں آنے والے عواقب و نتائج سے ڈرایا گیا۔ مگر انہوں نے کسی کی ایک نہ سنی بلکہ مخلص خیر خواہوں سے دست و گریبان ہی رہے۔

۱۱۷ ۔ پیغمبروں کی بعثت کے وقت جب عمومًا لوگ تکذیب و مقابلہ سے پیش آتے ہیں، تو خدا کی طرف سے ابتدائی تنبیہ کے طور پر بیماری، قحط اور مختلف قسم کی سختیاں اور تکلیفیں مسلط کی جاتی ہیں تاکہ مکذبین تازیانے کھا کر شرارتوں سے باز آ جائیں اور بارگاہ الہٰی کی طرف جھکیں۔ جب ان تنبیہات کا اثر قبول نہیں کرتے تو سختیوں اور
۱۱۸ ۔ یعنی ہم کو بندوں سے کوئی ضد نہیں جو لوگ عذاب الہٰی میں گرفتار ہوتے ہیں یہ ان ہی کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ لوگ ہمارے پیغمبروں کو مانتے اور حق کے سامنے گردن جھکاتے اور کفر و تکذیب وغیرہ سے بچ کر تقویٰ کی راہ اختیار کرتے تو ہم ان کو آسمانی و زمینی برکات سے مالا مال کر دیتے۔ امام رازی نے فرمایا کہ برکات کا لفظ دو

۱۱۹ ۔ یعنی جب عیش و آرام میں غافل پڑے سو رہے ہوں یا دنیا کے کاروبار اور لہو و لعب میں مشغول ہوں اس وقت خدا کا عذاب ان کو دفعۃً آ گھیرے۔ اس بات سے یہ لوگ نڈر اور بےفکر ہو رہے ہیں۔ حالانکہ جن اسباب کی بناء پر گذشتہ اقوام پر عذاب آئے ہیں، وہ ان میں بھی موجود ہیں۔ یعنی کفر و تکذیب اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ
۱۲۰ ۔ دنیوی خوشحالی اور عیش کے بعد جو خدا کی ناگہانی پکڑ ہے، اسی کو مکر اللہ (خدا کا داؤ) فرمایا عیش و تنعم میں پڑ کر وہ ہی لوگ خدا کی ناگہانی گرفت سے بےفکر ہوتے ہیں جن کی شامت اعمال نے انہیں دھکا دے دیا ہے۔ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ کسی حال میں خدا کو نہ بھولے
۔ جیسے پہلوں کو پکڑ لیا، تمہیں بھی پکڑ سکتے ہیں۔ ۱۲۱

۱۲۲ ۔ یعنی جس چیز کا ایک دفعہ انکار کر بیٹھے، پھر کتنے ہی نشان دیکھیں دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے، ممکن نہیں کہ اس کا اقرار کر لیں۔ جب حق تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی قوم کی ضد اور ہٹ اس درجہ تک پہنچ جاتی ہے، تب عادتًا اصلاح حال و قبول حق کا امکان باقی نہیں رہتا۔ یہ ہی صورت دلوں میں مہر لگ جانے کی ہوتی ہے۔ یہاں واضح فرما دیا
۱۲۳ ۔ "عہد" سے ممکن ہے عام عہود مراد ہوں یا خاص "عہد الست" کا ارادہ کیا گیا ہو ، یا وہ عہد جو مصائب اور سختیوں کے وقت کرتے تھے کہ فلاں سختی اٹھا لی جائے تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ جیسے فرعونیوں نے کہا تھا { لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ۔ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ }۔
۱۲۴ ۔ یعنی جن انبیاء کا پہلے ذکر ہوا (نوح، ہود، صالح، لوط، شعیب علیہم السلام) موسیٰ ان سب کے بعد تشریف لائے۔ ان پیغمبروں کا ذکر فرمانے کے بعد درمیان میں "سنت اللہ" بیان فرمائی تھی جو مکذبین کے متعلق جاری رہی ہے جس کے ضمن میں موجودہ جماعت کفار کو متنبہ فرما دیا گیا۔ اس درمیانی مضمون سے فارغ ہو کر پھر سلسلہ بعثت رسل کی
۱۲۵ ۔ اس سے زیادہ مفسد کون ہوگا جو خدا کے سفراء کو جھٹلائے، آیات اللہ کی تکذیب اور حق تلفی کرے، مخلوق خدا سے اپنی پرستش کرائے آگے ضروری واقعات ذکر فرما کر اس انجام کی تفصیل کی گئ ہے۔

۱۲۶ ۔ اکثر مفسرین نے "حقیق" کے معنی جدیر (لائق) کے لئے ہیں۔ اسی لئے "علیٰ" کو بمعنی "باء" لینا پڑا ہے یعنی میری شان کے یہ ہی لائق ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی ناحق اور غلط بات نہ کہوں ۔ بعض نے "حقیق" کو بمعنی "حریص" لیا ہے۔ لیکن مترجم محقق نے "حقیق" کو "قائم و ثابت" کے معنی میں لیا۔ جس کا مطلب یہ ہو گا کہ میں بدون
۱۲۷ نے فرعون کو کئ طرح کی نصیحتیں کیں جیسا کہ دوسری آیات میں مذکور ہے { فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى } مگر ایک بڑی اہم چیز یہ تھی کہ بنی اسرائیل کو جو انبیائے کرام کی اولاد میں سے تھے اور جنہیں فرعونیوں نے ذلیل جانوروں کی طرح غلام بنا رکھا تھا، مظالم و شدائد سے نجات دلائیں اس

۱۲۸ ۔ جس کے اژدھا ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ اژدھا منہ کھول کر فرعون کی طرف لپکا۔ آخر فرعون نے بدحواس ہو کر موسیٰ سے اس کے پکڑنے کی درخواست کی۔ موسیٰ کا ہاتھ لگانا تھا کہ پھر عصا بن گیا۔

۱۲۹ ۔ یعنی ہاتھ گریبان میں ڈال کر اور بغل میں دبا کر نکالا تو لوگوں نے کھلی آنکھوں دیکھ لیا کہ غیر معمولی طور پر سفید اور چمکدار تھا۔ یہ روشنی اور چمک کسی مرض برص وغیرہ کی وجہ سے نہ تھی، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلب منور کی روشنی بطریق اعجاز ہاتھ میں سرایت کر جاتی تھی۔
۱۳۰ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے موسیٰ کے معجزات سے ہیبت زدہ ہو کر پبلک کو جمع کیا اور پہلے اس نے بذات خود (کما فی الشعراء) پھر اس کی طرف سے بڑے بڑے لیڈروں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ موسیٰ (معاذ اللہ) کوئی بڑے ماہر جادوگر معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو خوارق موسیٰ سے ظاہر ہوئے ان کی حسیات کے موافق جادو سے بہتر
۱۳۱ ۔ یعنی عجیب و غریب ساحرانہ کرشمے دکھلا کر مخلوق کو اپنی طرف مائل کر لے اور انجام کار ملک میں اثر و اقتدار پیدا کر کے اور بنی اسرائیل کی حمایت و آزادی کا نام لے کر قبطیوں کو جو یہاں کے اصلی باشندے ہیں، ان کے ملک و وطن (مصر) سے بے دخل کر دے۔ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر مشورہ دو کہ کیا ہونا چاہئے۔

۱۳۲ ۔ مشاورت باہمی کے بعد یہ پاس ہوا کہ فرعون سے درخواست کی جائے کہ وہ ان دونوں (موسیٰ و ہارون) کے معاملہ میں جلدی نہ کرے۔ ان کا بہترین توڑ اور موثر جواب یوں ہو سکتا ہے کہ چپراسی بھیج کر تمام قلمرو میں سے فن سحر کے جاننے والے جو ان سے بھی بڑھ کر اس فن کے ماہر (سحار) ہوں جمع کر لئے جائیں، ان سے ان کا مقابلہ
۱۳۳ ۔ ساحرین فرعون نے { اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا } کہہ کر پہلے ہی قدم پر جتلا دیا کہ انبیاء علیہم السلام جن کا پہلا لفظ { ما اسا لکم علیہ من اجران اجری الا علے اللہ } ہوتا ہے، کوئی پیشہ ور لوگ نہیں ہوتے۔

۱۳۴ ۔ یعنی مزدوری کیا چیز ہے وہ تو ملے گی، اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم ہمارے مقربین بارگاہ اور مصاحبین خاص میں داخل کر لئے جاؤ گے۔

۱۳۵ ۔ یہ شاید اس بناء پر کہا کہ پیشتر حضرت موسیٰ فرعون کے روبرو عصا ڈال کر باذن اللہ اژدھا بنا چکے تھے۔

۱۳۶ ۔ یعنی جب تم کو یہ مقابلہ ہی منظور ہے اور اسی پر آخری فیصلہ کا انحصار کرتے ہو تو پہلے تم ہی ڈال کر پوری قوت آزمائی کر لو ۔ کیونکہ باطل کی پوری نمائش اور زور آزمائی کے بعد جو حق کا غلبہ مشاہدہ ہو گا، وہ امید ہے کہ زیادہ مؤثر اور اوقع فی النفوس ہو۔ تو فی الحقیقت یہ موسیٰ کی طرف سے سحر کے ساتھ معجزہ کا مقابلہ کرنے کی
۱۳۷ ۔ یعنی جادو کے زور سے نظر بندی کر کے مجمع پر چھا گئے اور لوگوں کو مرعوب کر لیا۔ دوسری آیت میں ہے کہ انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر پھینک دیں جس سے زمین پر سانپ ہی سانپ دوڑتے معلوم ہو نے لگے۔ { یُخَیَّلُ اِلَیْہِ مِنْ سِحْرِ ھِمْ اَنَّھَا تَسْعٰی } (طٰہٰ رکوع ۳) ان آیات سے ظاہر ہوا کہ ساحرین فرعون نے اس وقت جو شعبدہ

۱۳۸ ۔ یعنی عصائے موسیٰ سانپ بن کر ان کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا، اور سارا بنا بنایا کھیل ختم کر دیا۔ جس سے ساحرین کو متنبہ ہوا کہ یہ سحر سے بالاتر کوئی اور حقیقت ہے۔ آخر فرعون کے لوگ بھرے مجمع میں شکست کھا کر اور ذلیل ہو کر میدان مقابلہ سے لوٹے اور ساحرین خدائی نشان دیکھ کر بےاختیار سجدہ میں گر پڑے کہتے ہیں

۱۳۹ ۔ چونکہ فرعون بھی اپنی نسبت { انا ربکم الاعلیٰ } کہتا تھا، شاید اس لئے { رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ } کے ساتھ { رَبِّ مُوْسٰی وَ ھٰرُوْنَ } کہنے کی ضرورت ہوئی اس میں یہ بھی اشارہ ہو گیا کہ بیشک جہان کا پروردگار وہ ہی ہو سکتا ہے جس نے موسیٰ و ہارون کو اپنی خاص ربوبیت سے بدون توسط اسباب ظاہرہ دنیا کے متکبروں پر علی رؤس الاشہاد اس طرح
۱۴۰ ۔ یعنی یہ تم سب جادوگروں کی ملی بھگت ہے ، غالبًا موسیٰ تمہارا بڑا استاد ہو گا۔ اس کو آگے بھیج دیا پھر سب نے۔ اپنی۔ مغلوبیت۔ کا اظہار کر دیا۔ تاکہ۔ عام۔ لوگ۔ متاثر ہو جائیں۔ اس۔ گہری۔ سازش سے تمہارا مقصود یہ ہے۔ کہ۔ اس۔ ملک کے۔ اصلی۔ باشندوں کو نکال۔ باہر کرو اور خود مصر کی۔ سلطنت پر قبضہ

۱۴۱ ۔ ساحرین توحید اور تمنائے لقاء اللہ کی شراب سے مخمور ہو چکے تھے، جنت و دوزخ گویا آنکھوں کے سامنے تھیں۔ بھلا وہ ان دھمکیوں کی کیا پروا کر سکتے تھے انہوں نے صاف کہہ دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں، جو کرنا ہو کر گذر۔ پھر ہم کو اپنے خدا کے پاس جانا ہے۔ تیرے سر ہو کر سہی۔ وہاں کے عذاب سے یہاں کی تکلیف آسان ہے اور اس کی
۱۴۲ ۔ یعنی جس رب کی نشانیوں کو مان لینے سے ہم تیری نگاہ میں مجرم ٹھہرے ہیں، اسی رب سے ہماری دعا ہے کہ وہ تیری زیادتیوں اور سختیوں پر ہم کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرتے دم تک اسلام پر مستقیم رکھے ایسا نہ ہو کہ گھبرا کر کوئی بات تسلیم و رضاء کے خلاف کر گذریں۔
۱۴۳ ۔ جب حق کے نشان دیکھ کر ساحرین سجدہ میں گر پڑے اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کا ساتھ دینا شروع کر دیا بلکہ بعض قبطیوں کا میلان بھی ان کی طرف ہونے لگا تو فرعونی لیڈر گھبرائے اور فرعون کو یہ کہہ کر تشدد پر آمادہ کرنے لگے کہ موسیٰ اور اس کی قوم بنی اسرائیل کو یہ موقع نہ دینا چاہئے کہ وہ آزاد رہ کر ملک میں اودھم مچاتے پھریں اور
۱۴۴ ۔ فرعون اپنے کو "رب اعلی" بڑا پروردگار کہتا تھا۔ غالبًا اسی "اعلی" کو نباہنے کے لئے کچھ ادنیٰ پروردگار بھی تجویز کئے ہوں گے۔ ان کو یہاں { اٰلِہَتَکَ } کہا بعض نے کہا کہ وہ گائے وغیرہ کی مجسم تصویریں تھیں۔ بعض نے سورج اور ستاروں کا ارادہ کیا ہے بعض کے نزدیک خود فرعون نے اپنی تصویر کے مجسمے پرستش کے لئے تقسیم کر
۱۴۵ ۔ موسیٰ کی پیدائش سے پہلے بھی فرعون نے بنی اسرائیل پر ظلم کر رکھا تھا، کہ لڑکوں کو قتل کر دیتا۔ اس خوف سے کہ کہیں یہ وہ ہی اسرائیلی نہ ہو جس کے ہاتھ پر اس کی سلطنت کے زوال کی خبر منجمین نے دی تھی اور لڑکیوں کو خدمت وغیرہ کے لئے زندہ رہنے دیتا۔ اب موسیٰ کا اثر دیکھ کر اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کی تربیت و اعانت سے بنی
۱۴۶ ۔ یعنی گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ کے سامنے کسی کا زور نہیں چلتا، ملک اسی کا ہے جس کو مناسب جانے عطا فرمائے۔ لہٰذا ظالم کے مقابلہ میں اسی سے مدد مانگو۔ اسی پر نظر رکھو، اسی سے ڈرو، صبر و تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔ اور یقین رکھو کہ آخری کامیابی صرف متقین کے لئے ہے۔
۱۴۷ ۔ یعنی ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے۔ تمہاری تشریف آوری سے قبل ہم سے ذلیل بیگار لی جاتی تھی اور ہمارے لڑکے قتل کئے جاتے تھے۔ تمہارے آنے کے بعد طرح طرح کی سختیاں کی جا رہی ہیں۔ اور قتل ابناء کے مشورے ہو رہے ہیں دیکھئے کب ہماری مصیبتوں کا خاتمہ ہو ۔
۱۴۸ ۔ حضرت موسیٰ نے تسلی دی کی زیادہ مت گھبراؤ۔ خدا کی مدد قریب آ گئ ہے۔ تم دیکھ لو گے کہ تمہارا دشمن ہلاک کر دیا جائے گا اور تم کو ان کے اموال و املاک کا مالک بنا دیا جائے گا۔ تاکہ جس طرح آج سختی و غلامی میں تمہارا امتحان ہو رہا ہے، اس وقت خوشحالی اور آزادی دے کر آزمایا جائے کہ کہاں تک اس کی نعمتوں کی قدر اور

۱۴۹ ۔ گذشتہ آیت میں فرمایا تھا کہ قریب ہے خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے۔ "یہاں سے اسی ہلاک موعود کے بعض مبادی کی تفصیل شروع کی گئ ہے۔ یعنی اس سنت اللہ کے موافق جس کا بیان اسی پارہ کے شروع میں آیت { وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ } الخ کے تحت میں گذر چکا، خدا تعالیٰ نے فرعونیوں کو ابتدائی تنبیہ کے
۱۵۰ ۔ یہ موسیٰ کے معجزات و نشانات دیکھ کر کہتے تھے کہ خواہ کیسا ہی جادو آپ ہم پر چلائیں اور اپنے خیال کے موافق کتنے ہی نشان دکھلائیں، ہم کسی طرح تمہاری بات ماننے والے نہیں۔ جب انہوں نے یہ آخری فیصلہ سنا دیا اور قبول حق کے سب دروازے اپنے اوپر بند کر لئے، تب خدا نے ان پر چند قسم کی عظیم الشان بلائیں یکے بعد دیگرے
۱۵۱ ۔ یعنی بارش اور سیلاب کا طوفان یا طاعون کی وجہ سے موت کا طوفان علیٰ اختلاف الاقوال۔

۱۵۲ ۔ "قمل" سے مراد چچڑیاں ہیں، جیسا کہ مترجم نے اختیار کیا۔ یا جوئیں یا گیہوں وغیرہ غلہ میں جو کیڑا لگ جاتا ہے جس سے غلہ خراب ہو جاتا ہے۔ یعنی بدن اور کپڑوں میں چچڑیاں اور جوئیں پڑ گئیں۔ غلہ میں گھن لگ گیا۔

۱۵۳ ۔ یعنی تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ یہ سب آیات دکھلائی گئیں۔ مگر وہ کچھ ایسے متکبر، جرائم پیشہ اور پرانے گنہگار تھے کہ کسی طرح مان کر نہ دیا۔ سعیدبن جبیر سے منقول ہے کہ جب فرعون نے موسیٰ کے مطالبہ (بنی اسرائیل کی آزادی) کو تسلیم نہ کیا تو حق تعالیٰ نے بارش کا طوفان بھیجا، جس سے کھیتیوں وغیرہ کی تباہی کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔
۱۵۴ ۔ یعنی اس نے دعا کا جو موثر طریقہ تجھ کو بتلا رکھا ہے، اسی طرح دعا کر دیجئے۔ یا { بِمَا عَھِدَ عِنْدَکَ } کا یہ مطلب ہے کہ "نبی اللہ" ہونے کی حیثیت سے دعا فرما دیجئے۔ گویا "عہد" کا اطلاق نبوت پر ہوا، کیونکہ خدا اور نبی کےدرمیان ایک طرح کا معاہدہ ہوتا ہے کہ خدا نبی کو خلعت اکرام و اعانت سے سرفراز فرمائے گا اور نبی اس کی پیغام
۱۵۵ ۔ اس مدت سے یا تو موت اور غرق ہونے تک کی مدت مراد ہے۔ یا ممکن ہے ایک بلا کے بعد دوسری بلا کے آنے تک کا وقت مراد ہو۔

۱۵۶ ۔ "رجز" سے بعض مفسرین کے نزدیک طاعون مراد ہے جیسا کہ بعض احادیث میں یہ لفظ طاعون پر اطلاق کیا گیا ہے۔ لیکن اکثر مفسرین ان آیات کو پچھلی آیات ہی کا بیان قرار دیتے ہیں موضح القرآن میں ہے کہ "یہ سب بلائیں ان پر آئیں ایک ایک ہفتہ کے فرق سے۔ اول حضرت موسیٰ فرعون کو کہہ آتے کہ اللہ تم پر یہ بلا بھیجے گا۔ وہ ہی بلا آتی۔ پھر
۱۵۷ ۔ یعنی بنی اسرائیل کو۔

۱۵۸ ۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس زمین سے مراد ملک شام ہے جس میں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری و باطنی برکات ودیعت کی ہیں۔ ظاہری تو یہ ہی کہ نہایت سرسبز و شاداب، سیر حاصل، خوش منظر اور زرخیز ملک ہے۔ اور باطنی اس لئے کہ بہت سے انبیاء علیہم السلام کا مسکن و مدفن بنایا گیا ہے۔ بنی اسرائیل مصر سےنکل کر ایک عرصہ تک
۱۵۹ ۔ یعنی بنی اسرائیل نے جب فرعونیوں کےسخت تباہ کن شدائد پر صبر کیا، موسیٰ کی ہدایت کے موافق خدا سے استعانت کی اور پیغمبر خدا کا ساتھ دیا تو خدا نے جو نیک وعدہ ان سے کیا تھا {عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم } الخ اور {نرید ان نمن علی الذین استضعفوا } الخ وہ پورا کر دکھایا۔ فرعون اور اس کی قوم نے اپنے اپنے کبرو نخوت کے اظہار
۱۶۰ ۔ بعض نے کہا کہ یہ قبیلہ لخم کےلوگ تھے اور بعض نے کنعانی عمالقہ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے کہتے ہیں کہ ان کے بت گائے کی شکل پر تھے۔ واللہ اعلم۔

۱۶۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ کی عظمت شان اور تنزیہ و تقدیس سے تم بالکل جاہل معلوم ہوتے ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ مدت دراز تک مصری بت پرستوں کے زیر سایہ رہنے کی وجہ سے بنی اسرائیل کا میلان بار بار اس طرح کے افعال و رسوم شرکیہ کی طرف ہوتا تھا۔ یہ بیہودہ جاہلانہ درخواست بھی مصر کی آب و ہوا اور وہاں کے بت پرستوں کی صحبت کے
۱۶۲ ۔ یعنی ان کا بت پرستی کا مذہب میرے اور اہل حق کے ہاتھوں سے آیندہ تباہ ہونے والا ہے۔ اور جو کچھ سوانگ یہ اب تک بناتے رہے ہیں وہ محض باطل، غلط، بیکار اور بے حقیقت ہے۔

۱۶۳ ۔ یعنی خدا کے انعامات عظیمہ کی شکرگذاری اور حق شناسی کیا یہ ہی ہو سکتی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش کر کے اللہ سے بغاوت کی جائے۔ پھر بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس مخلوق کو خدا نے سارے جہان پر فضیلت دی وہ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی مورتیوں کے سامنے سر بسجود ہو جائے کیا مفضول افضل کا معبود بن سکتا ہے؟
۱۶۴ ۔ اس کی تفسیر پارہ الم کے ربع کے بعد ملاحظہ کی جائے۔ یہ مضمون وہاں گذر چکا ہے۔ یعنی جس خدا نے ابھی ابھی تم پر ایسا عظیم الشان احسان فرمایا، کیا اسے چھوڑ کر لکڑیوں اور پتھروں کے سامنے جھکتے ہو؟

۱۶۵ ۔ جب بنی اسرائیل کو طرح طرح کی پریشانیوں سے اطمینان نصیب ہوا تو انہوں نے موسیٰ سے درخواست کی کہ اب ہمارے لئے کوئی آسمانی شریعت لائیے جس پر ہم دلجمعی کے ساتھ عمل کر کے دکھلائیں۔ موسیٰ نے ان کا معروضہ بارگاہ الہٰی میں پیش کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے ان سے کم از کم تیس دن اور زائد از زائد چالیس دن کا وعدہ فرمایا کہ جب اتنی
۱۶۶ ۔ یعنی میری غیبت میں میرے حصہ کا کام بھی تم ہی کرو۔ گویا حکومت و ریاست کے جو اختیارات موسیٰ کے ساتھ مخصوص تھے، وہ ہارون کو تفویض کر دیے گئے اور چونکہ بنی اسرائیل کی تلون مزاجی اور سست اعتقادی کا پورا تجربہ رکھتے تھے، اس لئے بڑی تصریح و تاکید سے ہارون کو متنبہ کر دیا کہ اگر میرے پیچھے یہ لوگ کچھ گڑ بڑ
۱۶۷ ۔ چالیس دن کی میعاد پوری ہو چکنے پر حق تعالیٰ نے موسیٰ کو کسی مخصوص و ممتاز رنگ میں شرف مکالمہ بخشا۔ اس وقت حضرت موسیٰ کو بلاواسطہ کلام الہٰی سننے کی لذت بے پایاں حاصل ہوئی تو کمال اشتیاق سے متکلم کے دیدار کی آرزو کرنے لگے۔ اور بےساختہ درخواست کر دی { رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ } اے پروردگار ! میرے اور اپنے
۱۶۸ ۔ یعنی دنیا میں کسی مخلوق کا یہ فانی وجود اور فانی قویٰ اس ذوالجلال الاکرام لم یزل ولا یزال کے دیدار کا تحمل نہیں کر سکتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں کسی کا موت سے پہلے دیدار خداوندی کا شرف حاصل ہونا شرعًا ممتنع ہے۔ گو عقلًا ممکن ہو۔ کیونکہ اگر امکان عقلی بھی نہ مانا جائے، تو موسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر کی نسبت یہ خیال نہیں کیا
۱۶۹ ۔ یعنی تم پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو، ہم اپنے جمال مبارک کی ایک ذرا سی جھلک اس پر ڈالتےہیں۔ اگر پہاڑ جیسی سخت اور مضبوط چیز اس کو برداشت کر سکی تو ممکن ہے تم کو بھی اس کا تحمل کرا دیا جائے۔ ورنہ سمجھ لیجئے کہ جس چیز کا تحمل پہاڑ سے نہ ہو سکے، کسی انسان کی مادی ترکیب اور جسمانی آنکھیں اسے کیسے برداشت کر سکتی
۱۷۰ ۔ حق تعالیٰ کی تجلیات بہت طرح کی ہیں اور یہ خدا کا ارادی فعل ہے کہ جس چیز پر جس طرح چاہے تجلی فرمائے۔ پہاڑ پر جو تجلی ہوئی اس نے معًا پہاڑ کے خاص حصہ کو ریزہ ریزہ کر ڈالا، اور موسیٰ چونکہ محل تجلی سے قریب تھے، ان پر اس قرب محل اور پہاڑ کے ہیبتناک منظر دیکھنے کا یہ اثر ہوا کہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ بلا تشبیہ یوں
۱۷۱ ۔ یعنی پاک ہے اس سے کہ کسی مخلوق کے مشابہ ہو اور یہ فانی آنکھیں اس کے دیدار کا تحمل کر سکیں۔ تیری پاکی اور برتری کا اقتضاء یہ ہے کی کسی چیز کی طلب تیری اجازت کے بدون نہ کی جائے۔ میں توبہ کرتا ہں کہ فرط اشتیاق میں بدون اجازت کے ایک نازیبا درخواست کر گذرا۔ میں اپنے زمانہ کے سب لوگوں سے پہلے تیری عظمت و
۱۷۲ ۔ یعنی دیدار نہ ہو سکا نہ سہی، یہ شرف و امتیار کیا تھوڑا ہے کہ ہم نے تجھ کوپیغمبر بنایا اور تورات عطا کی اور بلاواسطہ کلام فرمایا۔ سو جس قدر بخشش ہماری طرف سے ہوئی۔ اسے پلے باندھو اور ان بندوں میں شامل رہو جنہیں خدا نے "شاکرین" کے امتیازی لقب سے ملقب فرمایا ہے۔
۱۷۳ ۔ بعض کہتے ہیں کہ تورات شریف ان تختیوں پر لکھی ہوئی تھی اور بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ تختیاں تورات کےعلاوہ تھیں جو نزول تورات سے پہلے مرحمت ہوئیں۔ بہرحال دیدار نہ ہو سکنے سے جو شکستگی موسیٰ کو ہوئی اس کی تلافی اور جبرمافات کے طور پر الواح عطا کی گئیں۔ جن میں ہر قسم کی نصیحتیں اور تمام ضروری احکام کی
۱۷۴ ۔ یعنی خود بھی ان الواح کو مضبوطی اور احتیاط سے پکڑے رہو کہیں ہاتھ سے چھوٹ نہ جائیں اور اپنی قوم کو سمجھاؤ کہ وہ ان الواح کی بہترین ہدایات پر پختگی سے عمل کرتے رہیں اور ایسی اچھی چیز کو ہاتھ سے نہ دیں۔ (تنبیہ) لفظ { اَحْسَنِہَا } سے یا تو اس پر متنبہ فرمانا ہے کہ ان میں "احسن" کے سوا اور کچھ نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو احکام
۱۷۵ ۔ جو لوگ خدا اور پیغمبروں کے مقابلہ میں ناحق کا تکبر کرتے ہیں اور نخوت و غرور اجازت نہیں دیتا کہ احکام الہٰی کو قبول کریں ہم بھی ان کے دل اپنی آیات کی طرف سے پھیر دیں گے کہ آیندہ ان سے منتفع ہونے کی توفیق نہ ہو گی۔ ایسے لوگوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ خواہ کتنے ہی نشان دیکھیں اور کتنی ہی آیتیں سنیں ٹس سے مس نہ ہوں

۱۷۶ ۔ یعنی احکام الہٰیہ پر چلنے کی توفیق نہ ہو گی۔ اور جو کچھ کام اپنی عقل سے کریں گے وہ خدا کے یہاں قبول نہ ہو گا۔ جیسا کریں گے ویسا بھگتیں گے۔ باقی ان کی بےجان اور مردہ نیکیوں کا جو بدلہ ملنا ہوگا دنیا میں مل رہے گا۔

۱۷۷ ۔ یہ زیور جسے گلا کر اور ڈھال کر بچھڑا بنایا اصل میں فرعون کی قوم قبطیوں کا تھا۔ ان کے پاس سے بنی اسرائیل کے قبضہ میں آیا۔ جیسا کہ سورہ طٰہٰ میں ہے { حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ }

۱۷۸ ۔ سورہ طٰہٰ میں اس بچھڑے کا مفصل قصہ آئےگا، یہاں ان کی حماقت و سفاہت پر متنبہ فرمایا ہے کہ ایک خود ساختہ ڈھانچہ میں سے گائے کی آواز سن لینے پر مفتوں ہو گئے اور بچھڑے کو خدا سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ اس کی بےمعنی آواز میں نہ کوئی کلام و خطاب تھا نہ دینی یا دنیوی رہنمائی اس سے ہوتی تھی۔ اس طرح کی صوت محض
۱۷۹ ۔ اپنی بد عقلی اور کجروی سےانہوں نے ایسا بےڈھنگا اور بھونڈا کام کیا تھا کہ موسیٰ کی تنبیہ کے بعد جب باطل کا جو ش ٹھنڈا ہوا اور عقل و ہوش کچھ ٹھکانے ہوئے تو خود بھی اپنی حرکت پر بہت شرمائے گویا مارے ندامت کے ہاتھ کاٹنے لگے اور خوف و ہراس کی وجہ سے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ گھبرا کر کہنے لگے اب کیسے بنے گی اگر خدا
۱۸۰ ۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے طُور ہی پر اطلاع دے دی تھی کہ سامری نے تیری قوم کو گمراہ کر دیا ہے۔ یہ سن کر موسیٰ سخت متاسف اور غضبناک ہوئے۔

۱۸۱ ۔ یہ خطاب عبّاد عجل (گوسالہ پرستوں) کو تھا۔ یعنی میرے پیچھے تم نے خوب میری قائم مقامی کی۔ جس بات پر میں سب سے زیادہ زور دیتا تھا (خد اکی توحید و تفرید) اس کی جگہ تم نے بچھڑے کی پوجا یہ کہہ کر کھڑی کر دی کہ { هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى } (فی الحقیقت یہ ہی تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے) اور ممکن ہے خطاب ہارون کو بھی ہو کہ تم
۱۸۲ ۔ یعنی میں پروردگار سے تمہارے لئے احکام ہی لینے تو گیا تھا اور چالیس روز کی میعاد بھی خدا نے مقرر کر دی تھی تم نے خدا کی مقرر کی ہوئی مدت پوری ہونے اور اس کے احکام لے آنے کا بھی انتظار نہ کیا۔ کچھ بہت زمانہ تو نہیں گذر گیا تھا جو تم نے گھبرا کر اس قدر جلد خدا کے قہر و غضب کو اپنی طرف آنے کی دعوت دی۔ { اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ
۱۸۳ ۔ حضرت موسیٰ اس مشرکانہ ڈھونگ کر دیکھ کر اور ہارون کی نرمی و تساہل کا گمان کر کے اس قدر افروختہ اور دینی حمیت و غیرت کے جوش سے اس قدر بےقابو ہو رہے تھے کہ ہارون کی طرف لپکے اور حرارت ایمانی کے بے اندازہ جوش میں ان کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے۔ معاذاللہ ہارون کی اہانت کی نیت سے نہیں کیونکہ ہارون
۱۸۴ ۔ گو ہارون حضرت موسیٰ کے عینی بھائی ہیں۔ مگر ماں کی طرف نسبت کرنے سے ان کو نرمی اور شفقت پر آمادہ کرنا تھا اس آیت میں ہارون کی معذرت کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ میں اپنے مقدور کے موافق ان کو سمجھا چکا۔ لیکن انہوں نے میری کچھ حقیقت نہ سمجھی۔ الٹے مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہونے لگے۔ اب آپ ایسا معاملہ کر کے ان کو مجھ
۱۸۵ ۔ یعنی شدت غضب میں جو بےاعتدالی یا اجتہادی غلطی مجھ سے ہوئی خواہ میں اس میں کتنا ہی نیک نیت ہوں آپ معاف فرما دیجئے اور میرے بھائی ہارون سے اگر ان کےدرجہ اور شان کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی طرح کی کوتاہی قوم کی اصلاح میں ہوئی اس سے بھی درگذر فرمائیے۔
۱۸۶ ۔ یہ غضب وہ ہی ہے جس کا ذکر سورہ بقرہ میں ربع پارہ الم کے بعد گذر چکا۔ یعنی گوسالہ پرستوں کو وہ لوگ قتل کریں جنہوں نے یہ حرکت نہیں کی اور دوسروں کو روکنے میں حصہ بھی نہ لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا دنیا میں قتل ہے۔
۱۸۷ ۔ یعنی برا کام حتّٰی کہ شرک و کفر کر کے پھر توبہ کر لے اور ایمان لے آئے تو { غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ } کے یہاں رحمت اور معافی کی کچھ کمی نہیں یہ معافی وغیرہ آخرت سے متعلق ہے۔ گویا اشارہ فرما دیا کہ گوسالہ پرستوں کو جو سزائے قتل دی گئ وہ ان کے حق میں شرط قبول توبہ سمجھی گئ تھی { فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ } (بقرہ) اب ان پر

۱۸۸ ۔ راجح یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ میقات اس میقات کے علاوہ ہے جو موسیٰ کو تورات عطا فرمانے کے لئے مقرر ہوا تھا۔ نیز آیات حاضرہ کی تریتب سے بظاہر مفہوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ گوسالہ پرستی اور سزا یابی کے بعد پیش آیا۔ لیکن سورہ نساء کی آیت { فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ } الخ زیادہ
۱۸۹ ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "شاید حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی بھلائی جو مانگی مراد یہ تھی کہ سب امتوں پر مقدم اور فائق رہیں دنیا اور آخرت میں جوابًا خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقہ پر مخصوص نہیں سو عذاب تو اسی پر ہے جس کو اللہ چاہے اور رحمت عامہ سب مخلوق کو شامل ہے
۱۹۰ ۔ امی یا تو ام (بمعنی والدہ) کی طرف منسوب ہے۔ جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور کسی کا شاگرد نہیں ہوتا نبی کریم نے ساری عمر کسی مخلوق کے سامنے زانوئے تملذ تہ نہیں کیا۔ اس پر کمال یہ ہے کہ جن علوم و معارف اور حقائق و اسرار کا آپ نے افاضہ فرمایا۔ کسی مخلوق کا حوصلہ نہیں کہ اس کا عشر عشیر پیش کر سکے۔ پس
۱۹۱ ۔ یعنی آپ کی تشریف آوری کی بشارات اور نعوت و صفات کتب سماویہ سابقہ میں مذکور ہیں۔ حتّٰی کہ اس وقت سے لے کر آج تک ساڑھے تیرہ سو برس کی کاٹ چھانٹ کے بعد بھی موجودہ بائبل میں بہت سی بشارات و اشارات پائے جاتے ہیں۔ جن کو ہر زمانہ کے علماء بحوالہ کتب دکھلاتے چلے آئے ہیں۔ وللہ الحمد علیٰ ذلک۔
۱۹۲ ۔ یعنی یہود پر جو سخت احکام تھے اور کھانے کی چیزوں میں ان کی شرارتوں کی وجہ سے تنگی تھی { فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ } (نساء۔رکوع۲۲) اس دین میں وہ سب چیزیں آسان ہوئیں اور جو ناپاک چیزیں مثلاً لحم خنزیر یا گندی باتیں مثلًا سود خوری وغیرہ انہوں نے حلال کر رکھی تھیں۔ ان کی حرمت اس پیغمبر نے ظاہر

۔ نور سے مراد وحی ہے متلو ہو یا غیر متلو۔ یعنی قرآن و سنت۔ ۱۹۳

۱۹۴ ۔ یعنی آپ کی بعثت تمام دنیا کے لوگوں کو عام ہے۔ عرب کے امیین یا یہود و نصاریٰ تک محدود نہیں۔ جس طرح خدا وند تعالیٰ شہنشاہ مطلق ہے آپ اس کے رسول مطلق ہیں۔ اب ہدایت و کامیابی کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس جامع ترین عالمگیر صداقت کی پیروی کی جائے جو آپ لے کے آئے ہیں۔ یہ ہی پیغمبر ہیں جن پر ایمان لانا تمام انبیاء
۱۹۵ ۔ گو اکثر یہود سرکشی اور ناانصافی کی راہ اختیار کر رہے ہیں تاہم کچھ ایسی سعید روحیں بھی ہیں جو دوسروں کو حق کی طرف دعوت دیتی ہیں اور بذات خود حق و انصاف کے راستوں پر گامزن ہیں ۔ مثلًا عبداللہ بن سلام وغیرہ۔

۱۹۶ ۔ یعنی اصلاح و انتظام کے لئے ان کی بارہ جماعتیں جو بارہ دادوں کی اولاد تھی۔ الگ الگ کر دی گئ تھیں۔ پھر ہر ایک جماعت کا ایک نقیب مقرر فرما دیا جو اس کی نگرانی اور اصلاح کا خیال رکھے۔ { وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا }

۱۹۷ ۔ اس شہر سے مراد اکثر نے "اریحا" لیا ہے۔

۱۹۸ ۔ یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا۔ آگے سارا ملک ملے گا۔ کذا فی الموضح۔ یا یہ مطلب ہے کہ خطا معاف کر کے نیکو کاروں کے اجرو ثواب بڑھائیں گے کذا فی عامۃ الکتب۔

۱۹۹ ۔ یہ واقعات "وادی تیہ" کے ہیں۔ جن کا بیان سورہ بقرہ ربع پارہ الم کے بعد گذر چکا وہاں کے فوائد میں تفصیل ملاحظہ کی جائے۔

۲۰۰ ۔ یعنی اپنے زمانہ کے یہود سے بطور تنبیہ و توبیخ اس بستی میں رہنے والے یہود کا قصہ دریافت کیجئے جو داؤد کے عہد میں پیش آیا۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس بستی سے شہر "ایلہ" مراد ہے جو بحر قلزم کے کنارے مدین اور طور کے درمیان واقع تھا۔ وہاں کےلوگ دریا کے قرب کی وجہ سے مچھلی کے شکار کی عادت رکھتے تھے۔
۲۰۱ ۔ حق تعالیٰ نے یہود پر ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام کیا تھا۔ باشندگان ایلہ کو عدول حکمی اور نافرمانی کی عادت تھی۔ خدا کی طرف سےسخت آزمائش ہونے لگی کہ ہفتہ کے دن دریا میں مچھلیوں کی بےحد کثرت ہوتی۔ جو سطح دریا کے اوپر تیرتی تھیں باقی دنوں میں غائب رہتیں۔ ان لوگوں سے صبر نہ ہو سکا۔ صریح حکم الہٰی کے خلاف حیلے کرنے
۲۰۲ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے حکم الہٰی کے خلاف حیلہ بازی شروع کی تو شہر کے باشندے کئ قسموں پر منقسم ہو گئے۔ جیسا کہ عمومًا ایسے حالات میں ہوا کرتا ہے۔ ایک وہ لوگ جنہوں نے اس حیلہ کی آڑ لے کر صریح حکم الہٰی کی خلاف ورزی کی۔ دوسرے نصیحت کرنے والے جو اخیر تک فہمائش اور امر بالمعروف میں مشغول رہے۔
۲۰۳ ۔ یعنی شاید سمجھاتے رہنے سے کچھ ڈر جائیں اور اپنی حرکات شنیعہ سے باز آجائیں۔ ورنہ کم از کم ہم پروردگار کے سامنے عذر تو کر سکتے ہیں کہ خدایا ہم نے آخر دم تک نصیحت و فہمائش میں کوتاہی نہیں کی۔ یہ نہ مانے تو ہم پر اب کیا الزام ہے؟ گویا یہ ناصحین اول تو بالکلیہ مایوس نہ تھے دوسرے "عزیمت" پر عمل کر رہے تھے کہ مایوسی کے
۲۰۴ ۔ یعنی جب ان نالائقوں نے تمام نصیحتوں کو بالکل ایسا بھلا دیا گویا سنا ہی نہیں تو ہم نے ناصحین کو بچا کر ظالمین کو سخت عذاب میں گرفتار کر دیا۔ { اَلَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْءِ } کا عموم الفاظ دلالت کرتا ہے کہ جو نصیحت سے تھک کر { لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا } الخ کہنے لگے اور جنہوں نے اخیر تک سلسلہ وعظ و نصیحت کا جاری رکھا ان دونوں کو
۲۰۵ ۔ شاید پہلے کچھ اور عذاب آیا ہو گا جب بالکل حد سے گذر گئے تب ذلیل بندر بنائے گئے یا { فَلَمَّا عَتَوْا } الخ کو گذشتہ آیت { فَلَمَّا نَسُوْامَا ذُكِّرُوْابِہٖ } الخ کی تفسیر قرار دیا جائے یعنی وہ "عذاب بئیس" یہ ہی بندر بنا دینا تھا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "منع کرنے والوں نے شکار والوں سے ملنا چھوڑ دیا اور بیچ میں دیوار اٹھائی، ایک دن صبح کو
۲۰۶ ۔ یعنی خد اکی طرف سے پختہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ یہود اگر احکام تورات پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے تو حق تعالیٰ قرب قیامت تک وقتًا فوقتًا ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو ان کو برے عذاب میں مبتلا رکھیں۔ برا عذاب یہاں محکومانہ زندگی کو فرمایا۔ چنانچہ قوم یہود کبھی یونانی اور کلدانی بادشاہوں کے زیر حکومت رہی۔ کبھی
۲۰۷ ۔ یعنی جو شرارت سے باز نہ آئے بعض اوقات اس پر جلدی دنیا ہی میں عذاب بھیجنا شروع کر دیتا ہے اور کیسا ہی کٹر مجرم توبہ کر لے اور نادم ہو کر خدا کی طرف رجوع ہو تو اس کی بخشش و رحمت بھی بے پایاں ہے معاف کرتے ہوئے بھی دیر نہیں لگتی۔
۲۰۸ ۔ یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپس کی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے کوئی اجتماعی قوت و شوکت نہ رہی اور مذہب مختلف پیدا ہوئے۔ یہ احوال اس امت کو عبرت کے لئے سنائے جا رہے ہیں۔

۲۰۹ ۔ یعنی کچھ افراد ان میں نیک نام بھی تھے۔ مگر اکثریت کافروں اور فاسقوں کی تھی۔ ان اکثروں کے لئے بھی ہم رجوع و انابت الی اللہ کے مواقع بہم پہنچاتے رہے۔ کبھی ان کو عیش و تنعم میں رکھا کبھی سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا کہ ممکن ہے احسان مان کر یا سختیوں سے ڈر کر توبہ کریں اور خدا کی طرف رجوع ہوں۔
۲۱۰ ۔ یعنی اگلوں میں تو کچھ صالحین بھی تھے۔ پچھلے ایسے ناخلف ہوئے کہ جس کتاب (تورات شریف) کے وارث و حامل بنے تھے دنیا کا تھوڑا سا سامان لے کر اس کی آیات میں تحریف و کتمان کرنے لگے اور رشوتیں لے کر احکام تورات کے خلاف فیصلے دینے لگے۔ پھر اس پر ستم ظریفی دیکھئے کہ ایسی نالائق اور پاجیانہ حرکات کا ارتکاب

۲۱۱ ۔ یعنی تورات میں جو عہد لیا گیا تھا کہ "خدا کی طرف سچ کے سوا کسی چیز کی نسبت نہ کریں" کیا وہ انہیں معلوم نہیں جو اس کی کتاب او ر احکام میں قطع وبرید کر کے اس پر افتراء کرنے لگے حالانکہ "کتاب اللہ" (تورات) کو یہ لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہےکہ اس کا مضمون انہیں معلوم نہیں یا یاد نہیں رہا۔ حقیقت وہ ہی ہے
۲۱۲ ۔ یعنی توبہ اور اصلاح کا دروازہ اب بھی کھلا ہے جو لوگ شریروں کی راہ چھوڑ کر تورات کی اصلی ہدایات کو تھامے رہیں اور اسی کی ہدایات و پیشین گوئی کے موافق اس وقت قرآن کریم کا دامن مضبوط پکڑے رہیں اور خدا کی بندگی (نماز وغیرہ) کا حق ٹھیک ٹھیک ادا کریں۔ غرض اپنی اور دوسروں کی اصلاح پر متوجہ ہوں۔ خدا ان کی محنت
۲۱۳ ۔ یعنی جو "میثاق الکتاب" (عہد و اقرار) انہیں یاد دلایا جا رہا ہے وہ ایسے اہتمام سے لیا گیا تھا کہ پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر لٹکا دیا گیا اور کہا گیا کہ جو کچھ تم کو دیا جا رہا ہے (تورات وغیرہ) اسے پوری مضبوطی اور عزم سے تھامو اور جو نصیحتیں کی گئیں انہیں ہمیشہ یاد رکھو ۔ ورنہ بصورت انکار سمجھ لو کہ خدا تم پر یہ پہاڑ گرا کر ہلاک

۲۱۴ ۔ "میثاق خاص" کے بعد یہاں سے "میثاق عام" کا ذکر کرتے ہیں تمام عقائد حقہ اور ادیان سماویہ کا بنیادی پتھر یہ ہے کہ انسان خدا کی ہستی اور ربوبیت عامہ پر اعتقاد رکھے۔ مذہب کی ساری عمارت اسی سنگ بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے۔ جب تک یہ اعتقاد نہ ہو مذہبی میدان میں عقل و فکر کی رہنمائی اور انبیاء و مرسلین کی ہدایات کچھ نفع نہیں پہنچا سکتیں۔
۔ موضح القرآن میں ہے کہ یہ قصہ یہود کو سنایا کہ وہ بھی عہد سے پھرے ہیں جیسے مشرک پھرتے ہیں۔ ۲۱۵

۲۱۶ ۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیات بلعم بن باعوراء کے حق میں نازل ہوئیں جو ایک عالم اور صاحب تصرف درویش تھا بعدہ اللہ کی آیات و ہدایات کو چھوڑ کر عورت کے اغواء اور دولت کے لالچ سے حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں اپنے تصرفات چلانے اور ناپاک تدبیریں بتلانے کے لئے تیار ہو گیا۔ آخر موسیٰ کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا خود مردود
۲۱۷ ۔ مشرکین وغیر ہم کے رد میں جا بجا قرآن نے عنکبوت، ذباب (مکڑی، مکھی) وغیرہ کی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ مگر ان لوگوں کی مثال ایسی بری ہے کہ کوئی غیرت مند آدمی حتی المقدور اس کو اپنے پر چسپاں نہیں ہونے دے گا۔ اور جو بےحیا غدار اپنے احوال پر چسپاں ہونے دیتا ہے وہ صرف اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔
۲۱۸ ۔ علم و فضل بھی انسان کو جب ہی کام دیتا ہے کہ خد اکی ہدایت و دستگیری سے علم صحیح کے موافق چلنے کی توفیق ہو ۔ جسے وہ سیدھے راستہ پر چلنے کے لئے موافق نہ کرے تو کتنی ہی بڑی علمی فضیلت قابلیت رکھتا ہو، سمجھ لو کہ ٹوٹے اور خسارے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اس لئے انسان اپنے علم و فضل پر مغرور نہ ہو بلکہ دائمًا خدا سے
۲۱۹ ۔ یہ آیت بظاہر آیہ { وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ } کے معارض معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے بعض مفسرین نے وہاں { لِيَعْبُدُوْنَ } میں "لام غایت" اور یہاں {لِجَهَنَّمَ } میں "لام عاقبت" مراد لیا ہے۔ یعنی سب کے پیدا کرنے سے مطلوب اصلی تو عبادت ہے۔ لیکن بہت سے جن و انس چونکہ اس مطلب کو پورا نہ کریں گے اور انجام کار دوزخ میں بھیجے
۲۲۰ ۔ یعنی دل، کان، آنکھ سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن نہ دل سے "آیات اللہ" میں غور کرتے ہیں نہ قدرت کے نشانات کا بنظر تعمق و اعتبار مطالعہ کرتے ہیں اور نہ خدائی باتوں کو بسمع قبول سنتے ہیں۔ جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات کے دائرہ میں محدود ہوتے ہیں یہ ہی حال ان کا ہے کہ دل و و دماغ، ہاتھ
۲۲۱ ۔ غافلین کا حال ذکر کر کے مومنین کو متنبہ فرمایا ہے کہ تم غفلت اختیار نہ کرنا۔ غلفت دور کرنے والی چیز خدا کی یاد ہے سو تم ہمیشہ اس کو اچھے ناموں سے پکارو اور اچھی صفات سے یاد کرو جو لوگ اس کے اسماء و صفات کے بارہ میں کج روش اختیارکرتے ہیں انہیں چھوڑ دو وہ جیسا کریں گے ویسا بھریں گے۔ خدا کے ناموں اور صفتوں
۲۲۲ ۔ یہ جماعت امت محمدہ مرحومہ ہے علیٰ صاحبہاالصلوٰۃ والتسلیم۔ جس نے ہر قسم کی افراط و تفریط اور کجروی سے علیحدہ ہو کر سچائی اور انصاف و اعتدال کا طریقہ اختیار کیا۔ اور اسی کی طرف دوسروں کو دعوت دیتی ہے۔ آگے اس امت کے مخالفین اور حق کی تکذیب کرنے والوں کا ذکر ہے۔

۲۲۳ ۔ جھٹلانے والے مجرموں کو بسا اوقات فورًا سزا نہیں ملتی۔ بلکہ دنیوی عیش اور فراخی کے دروازے کھول دے جاتے ہیں۔ حتّٰی کہ خدائی سزا سے بےفکر ہو کر ارتکاب جرائم پر اور زیادہ دلیر بن جاتے ہیں۔ اس طرح جو انہتائی سزا ان پر جاری کرنی ہے رفتہ رفتہ اپنے کو علانیہ اور کامل طور پر اس کا مستحق ثابت کر دیتے ہیں۔ یہ ہی خدا کی

۲۲۴ ۔ یعنی آخر آیات اللہ کو جھٹلانے اور اس کے بد انجام سے غافل رہ جانے کا سبب کیا ہے ان آیات کا لانے والا معاذ اللہ کوئی بے عقل و مجنون نہیں۔ وہ ساری عمر تمہارے پاس رہا اس کے چھوٹے بڑے حال سے تم واقف ہو اس کی عقل و دانش اور امانت و دیانت پہلے سے مسلم و معروف ہے جس کے پاس سے لایا وہ تمام جہان کا مالک شہنشاہ مطلق اور

۲۲۵ ۔ یعنی اگر آیات قرآنیہ پر ایمان نہ لائے تو دنیا میں اور کون سی بات اور کون سا کلام ہے جس پر ایمان لانے کی امید کی جا سکتی ہے۔ سمجھ لو کہ ان بدبختوں کے لئے دولت ایمان مقدور ہی نہیں۔

۲۲۶ ۔ ہدایت و ضلالت ہر چیز خدا کے قبضہ میں ہے۔ وہ نہ چاہے تو سارے سامان ہدایت کے رکھے رہ جائیں آدمی کہیں سے بھی منتفع نہ ہو ۔ ہاں عادتًا وہ جب ہی ہدایت کی توفیق دیتا ہے۔ جب بندہ خود اپنے کسب و اختیار سے اس راستہ پر چلنا چاہے۔ باقی جو دیدہ و دانستہ اور شرارت ہی کی ٹھان لے تو خدا بھی رستہ دکھلانے کے بعد اسی حال میں اسے
۲۲۷ ۔ پہلے { عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ } میں خاص اس قسم کی اجل (موت) کا ذکر تھا کہ انہیں کچھ معلوم نہیں کب آ جائے۔ یہاں تمام دنیا کی اجل (قیامت) کے متعلق متنبہ فرما دیا کہ جب کسی کو خاص اپنی موت کا علم نہیں کب آئے پھر کل دنیا کی موت کو کون بتلا سکتا ہے کہ فلاں تاریخ اور فلاں سنہ میں آئے گی۔ اس کے تعین کا علم بجز خدائے
۲۲۸ ۔ ان لوگوں کے طرز سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ آپ کی نسبت یوں سمجھتے ہیں کہ آپ بھی اسی مسئلہ کی تحقیق و تفتیش اور کھوج لگانے میں مشغول رہے ہیں اور تلاش کے بعد اس کے علم تک رسائی حاصل کر چکے ہیں حالانکہ یہ علم حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ انبیاء اس چیز کے پیچھے نہیں پڑا کرتے جس سے خدا نے اپنی
۲۲۹ ۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو نہ اپنے اندر "اختیار مستقل" رکھتا ہے نہ "علم محیط" سیدالانبیاء جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارضی کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ ان کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہے کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا نہ کسی نقصان سے بچا سکتا

۲۳۰ ۔ خدا نے سب انسانوں کو آدم سے پیدا کیا۔ آدم کے انس اور سکون و قرار حاصل کرنے کے لئے اسی کے اندر سے اس کا جوڑا (حوا) بنایا۔ پھر دونوں سے نسل چلی۔ جب مرد نے عورت سے فطری خواہش پوری کی تو عورت حاملہ ہوئی حکم کی ابتدائی حالت میں کوئی گرانی نہ تھی۔ عورت حسب معمول چلتی پھرتی اور اٹھتی بیٹھتی رہی۔ جب پیٹ بھر
۲۳۱ ۔ پہلے ایک طرح کے شرک کا ذکر تھا اس کی مناسبت سے ان آیات میں بت پرستی کا رد فرماتے ہیں۔ یعنی جو کسی کو پیدا نہ کر سکے بلکہ خود تمہارا بنایا ہوا ہو وہ تمہارا خدا یا معبود کیسے بن سکتا ہے۔

۲۳۲ ۔ جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے اور خدائی کا حق دیا ہے وہ تمہارے کام تو کیا آتے خود اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں اور باوجود مخلوق ہونے کے ان کمالات سے محروم ہیں جن سے کسی مخلوق کو دوسری پر تفوق و امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ گو ان کے ظاہری ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان سب کچھ تم بناتے ہو لیکن ان اعضاء میں وہ قوتیں نہیں جن
۲۳۳ ۔ یعنی جس نے مجھ پر کتاب نازل کی اور منصب رسالت پر فائز کیا، وہ ہی ساری دنیا کے مقابلہ میں میری حمایت و حفاظت کرےگا۔ کیونکہ اپنے نیک بندوں کی حفاظت و اعانت وہ ہی کرتا ہے۔

۔ یعنی بظاہر آنکھیں بنی ہوئی ہیں، پر ان میں بینائی کہاں؟ ۲۳۴

۲۳۵ ۔ { خُذِالْعَفْوَ } کے کئ معنی کئے گئے ہیں۔ اکثر کا حاصل یہ ہے کہ سخت گیری اور تند خوئی سے پرہیز کیا جائے اسی کو مترجم محقق نے درگذر کی عادت سے تعبیر فرمایا ہے۔ گذشتہ آیات میں بت پرستوں کی جو تحمیق و تجہیل کی گئ تھی، بہت ممکن تھا کہ جاہل مشرکین اس پر برہم ہو کر کوئی ناشائستہ حرکت کرتے یا برا لفظ زبان سے نکالتے، اس

۲۳۶ ۔ پہلے تو تنہا حضور کو خطاب تھا گو حکم استعاذہ میں سب شامل تھے اب عام متقین (خدا ترس پرہیزگاروں) کا حال بیان فرماتے ہیں۔ یعنی عام متقین کے حق میں یہ محال نہیں کہ شیطان کا گذر ان کی طرف ہو اور کوئی چرکہ لگا جائے البتہ متقین کی شان یہ ہوتی ہے کہ شیطان کے اغواء سے ممتد غفلت میں نہیں پڑتے بلکہ ذرا غفلت ہوئی اور خدا
۲۳۷ ۔ جب کبھی وحی کے آنے میں تاخیر ہوتی، تو کفار ازراہ تمسخر کہتے تھے کہ اب کوئی آیت کیوں گھڑ کر نہیں لے آتے۔ آخر سارا قرآن تم نے بنایا ہے (العیاذ باللہ) اسی طرح کبھی دق کرنے کے لئے بعض ایسے نشان (معجزات) طلب کرتے جن کے دکھلانے کو خدا کی حکمت مقتضی نہ تھی۔ جب آپ دکھلانے سے انکار کرتے تو کہتے { لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا }
۲۳۸ ۔ جب قرآن ایسی دولت بے بہا اور علم و ہدایت کی کان ہے تو اس کی قراءت کا حق سامعین پر یہ ہے کہ پوری فکرو توجہ سے ادھر کان لگائیں، اس کی ہدایات کو سمع قبول سے سنیں اور ہر قسم کی بات چیت، شور و شغب اور ذکر و فکر چھوڑ کر ادب کے ساتھ خاموش رہیں تاکہ خدا کی رحمت اور مہربانی کے مستحق ہوں۔ اگر کافر اس طرح قرآن
۲۳۹ ۔ بڑا ذکر تو قرآن کریم ہے اس کا ادب بیان ہو چکا۔ اب عام ذکر اللہ کے کچھ آداب بیان فرماتے ہیں یعنی ذکر اللہ کی اصلی روح یہ ہے کہ جو زبان سے کہے دل سے اس کی طرف دھیان رکھے تاکہ ذکر کا پورا نفع ظاہر ہو اور زبان و دل دونوں عضو خدا کی یاد میں مشغول ہوں ۔ ذکر کرتے وقت دل میں رقت ہونی چاہئے۔ سچی رغبت و رہبت سے خدا کو
۲۴۰ ۔ یعنی رات دن خصوصًا صبح و شام کے اوقات میں اس کی یاد سے غافل مت رہ۔ جب مقرب فرشتوں کو اس کی بندگی سے عار نہیں، بلکہ ہمہ وقت اسی کی یاد میں لگے رہتے ہیں، اسی کو سجدہ کرتےہیں، تو انسان کو اوربھی زیادہ ضرور ہے کہ اس کےذکر اور عبادت و سجود سے غافل نہ رہے۔ چنانچہ اس آیت پر بھی سجدہ کرنا چاہئے۔
۱ ۔ یہ سورت مدنی ہے جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی۔ مکہ کی سیزدہ ۱۳ سالہ زندگی میں مشرکین نے جو دردناک اور ہوشربا مظالم مٹھی بھر مسلمانوں پر روا رکھے اور مظلوم مسلمانوں نے جس صبر و استقلال اور معجزہ نما استقامت و للّٰہیت سے مسلسل تیرہ برس تک ان ہولناک مصائب و نوائب کا تحمل کیا وہ دنیا کی تاریخ کا بےمثال واقعہ ہے۔ قریش اور

۲ ۔ "بدر" میں جو مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے متعلق صحابہ میں نزاع تھی۔ نوجوان جو آگے بڑھ کر لڑے تھے، وہ کل مال غنیمت کو اپناحق سمجھتے تھے۔ پرانے لوگ جو نوجوانوں کی پشت پر تھے، ان کا یہ کہنا تھا کہ ہمارے سہارا لگانے سے فتح ہوئی۔ لہٰذا غنیمت ہم کو ملنی چاہئیے۔ ایک جماعت جو نبی اکرم کی حفاظت کرتی رہی تھی وہ اپنے کو اس مال

۳ ۔ یعنی سوچو کہ اس جنگ (بدر) میں شروع سے آخر تک کس طرح حق تعالیٰ کی تحریک و تائید اور امداد و توفیق مسلمانوں کے حق میں کارفرما رہی۔ خدا ہی تھا جو نصرت دین اسلام کے حق (سچے) وعدے کر کے اپنے نبی کو ایک امر حق یعنی کفار کے ساتھ جہاد کرانے کے لئے مدینہ سے باہر بدر کے میدان میں اس وقت لے آیا جبکہ ایک جماعت

۴ ۔ مسلمان چاہتے تھے کہ "تجارتی قافلہ" پر حملہ ہو کہ کانٹا نہ چبھے اور بہت سا مال ہاتھ آ جائے لیکن خدا کی مرضی یہ تھی کہ اس چھوٹی سی بےسروسامان جماعت کو کثیر التعداد اور مرتب و پرشوکت لشکر سے بھڑا کر اپنی باتوں سے سچ کو سچ کر دکھائے اور کفار مکہ کی جڑ کاٹ ڈالے۔ تاکہ اس طرح اس کے وعدوں کی سچائی حیرت انگیز طریقہ پر

۵ ۔ اسی طرح کی آیت " آل عمران" پارہ "لن تنالوا" کے ربع پر گذر چکی۔ وہاں کے فوائد ملاحظہ کئے جائیں۔ البتہ اس جگہ فرشتوں کی تعداد تین سے پانچ ہزار تک بیان کی گئ تھی اگر واقعہ ایک ہے تو کہا جائے گا کہ اول ایک ہزار کا دستہ آیا ہو گا۔ پھر اس کے پیچھے دوسرے دستے آئے ہوں۔ جن کی تعداد تین سے پانچ ہزار تک پہنچی۔ شاید لفظ "مرد
۶ ۔ "بدر" کا معرکہ فی الحقیقت مسلمانوں کے لئے بہت ہی سخت آزمائش اور عظیم الشان امتحان کا موقع تھا۔ وہ تعداد میں تھوڑے تھے، بے سروسامان تھے، فوجی مقابلہ کے لئے تیار ہو کر نہ نکلے، مقابلہ پر ان سے تگنی تعداد کا لشکر تھا۔ جو پورے سازوسامان سے کبروغرور کے نشہ میں سرشار ہو کر نکلا تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی یہ پہلی ہی قابل ذکر

۷ ۔ جنگ بدر کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس معرکہ میں خود ابلیس لعین کنانہ کے سردار اعظم سراقہ بن
مالک مدلجی کی صورت میں ممثل ہو کر ابوجہل کے پاس آیا اور مشرکین کے خوب دل بڑھائے کہ آج تم پر کوئی غالب
نہیں آ سکتا میں اور میرا سارا قبیلہ تمہارے ساتھ ہے ابلیس کے جھنڈے تلے بڑا بھاری لشکر شیاطین کا تھا۔ یہ واقعہ آگے
۸ ۔ { فرار مِنَ الزَّحْف } (جہاد میں سے نکل کر بھاگنا اور لڑائی میں کفار کو پیٹھ دکھانا) بہت سخت گناہ اکبرالکبائر میں
سے ہے۔ اگر کافر تعداد میں مسلمانوں سے دگنے ہوں اس وقت تک فقہاء نے پیٹھ پھیرنے کی اجازت نہیں دی۔

۹ ۔ یعنی اگر پسپائی کسی جنگی مصلحت سے ہو مثلاً پیچھے ہٹ کر حملہ کرنا زیادہ مؤثر ہے یا ایک جماعت سپاہیوں
کی مرکزی فوج سے جدا ہو گئ وہ اپنے بچاؤ کے لئے پسپا ہو کر مرکز سے ملنا چاہتی ہے، تو ایسی پسپائی جرم نہیں۔
گناہ اس وقت ہے جبکہ پسپائی محض لڑائی سے جان بچا کر بھاگنے کی نیت سے ہو۔
۱۰ ۔ جب جنگ کی شدت ہوئی تو حضور نے ایک مٹھی کنکریاں لشکر کفار کی طرف پھینکیں اور تین مرتبہ "شاهت
الوجوه" فرمایا۔ خدا کی قدرت سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکه میں پہنچے وہ سب آنکھیں ملنے لگے۔ ادھر سے
مسلمانوں نے فوراً دھاوا بول دیا، آخر بہت سے کفار کھیت رہے۔ اسی کو فرماتے ہیں کہ گو بظاہر کنکریاں تم نے اپنے
۱۱ ۔ یعنی اس وقت بھی خدا نے کفار مکہ کے سب منصوبے خاک میں ملا دیے اور آئندہ بھی ان کی تدبیروں کو سست
کر دیا جائے گا۔

۱۲ ۔ یہ خطاب کفار مکہ کو ہے وہ ہجرت سے پہلے حضور سے کہا کرتے تھے { متٰی هٰذا الفتح اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ }۔
یعنی ہمارے تمہارے درمیان یہ فیصلہ کب ہو گا؟ سو پورا فیصلہ تو قیامت کے دن ہو گا۔ مگر ایک طرح کا فیصلہ آج
میدان بدر میں بھی تم نے دیکه لیا کہ کیسے خارق عادت طریق سے تم کو کمزور مسلمانوں کے ہاتھوں سے سزا ملی۔ اب
۱۳ ۔ پہلے فرمایا تھا کہ "الله ایمان والوں کے ساتھ ہے" اب ایمان والوں کو ہدایت فرماتے ہیں کہ ان کا معاملہ خدا و رسول
کے ساتھ کیسا ہونا چاہئے؟ جس سے وہ خدا کی نصرت و حمایت کے مستحق ہوں۔ سو بتلا دیا کہ ایک مومن صادق کا کام
یہ ہے کہ وہ ہمہ تن خدا اور رسول کا فرمانبردار ہو۔ احوال و حوادث خواہ کتنا ہی اس کا منہ پھیرنا چاہیں مگر خدا کی
۱۴ ۔ یعنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سننا ہی کیا۔ جو آدمی سیدھی سی بات کو سن کر سمجھے
نہیں۔ یا سمجھ کر قبول نہ کرے۔ پہلے یہودیوں نے موسٰی سے کہا تھا { سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا } ہم نے سن لیا مگر مانا نہیں
مشرکین مکہ کا قول آگے آتا ہے۔ { قد سمعنا لو نَشَاءُ لقلنا مِثْلَ هٰذا } یعنی جو قرآن آپ سناتے ہیں بس ہم نے سن لیا۔ اگر ہم
۱۵ ۔ جنہیں خدا نے بولنے کو زبان سننے کو کان اور سمجھنے کو دل و دماغ دئے تھے۔ پھر انہوں نے یہ سب قوتیں
معطل کر دیں نہ زبان سے حق بولنے اور حق کو دریافت کرنے کی توفیق ہوئی نہ کانوں سے حق کی آواز سنی نہ دل و
دماغ سے حق کو سمجھنے کی کوشش کی۔ غرض خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو اس اصلی کام میں صرف نہ کیا جس کے
۱۶ ۔ یعنی اصل یہ ہے کہ ان لوگوں میں بھلائی کی جڑ ہی نہیں۔ کیونکہ حقیقی بھلائی انسان کو اس وقت ملتی ہے جب
اس کے دل میں طلب حق کی سچی تڑپ اور نور و ہدایت قبول کرنے کی لیاقت ہو جو قوم طلب حق کی روح سے یکسر
خالی ہو چکی اور اس طرح خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو اپنے ہاتھوں برباد کر چکی ہو، رفتہ رفتہ اس میں قبول حق کی
۱۷ ۔ یعنی خدا اور رسول تم کو جس کام کی طرف دعوت دیتے ہیں (مثلاً جہاد وغیرہ) اس میں از سرتاپا تمہاری بھلائی
ہے ان کا دعوتی پیغام تمہارے لئے دنیا میں عزت و اطمینان کی زندگی اور آخرت میں حیات ابدی کا پیغام ہے۔ پس مومنین
کی شان یہ ہے کہ خدا اور رسول کی پکار پر فورًا لبیک کہیں۔ جس وقت اور جدھر وہ بلائیں سب اشغال چھوڑ کر ادھر
۱۸ ۔ یعنی حکم بجا لانے میں دیر نہ کرو۔ شاید تھوڑی دیر بعد دل ایسا نہ رہے اپنے دل پر آدمی کا قبضہ نہیں بلکہ دل
خدا کے ہاتھ میں ہے جدھر چاہے پھیر دے۔ بیشک وہ اپنی رحمت سے کسی کا دل ابتداءً نہیں روکتا نہ اس پر مہر کرتا
ہے۔ ہاں جب بندہ امتثال احکام میں سستی اور کاہلی کرتا رہے تو اس کی جزاء میں روک دیتا ہے۔ یاحق پرستی چھوڑ کر
۱۹ ۔ یعنی فرض کیجئے ایک قوم کے اکثر افراد نے ظلم و عصیان کا وتیرہ اختیار کر لیا، کچھ لوگ جو اس سے علیحدہ
رہے انہوں نے مداہنت برتی نہ نصیحت کی نہ اظہار نفرت کیا تو یہ فتنہ ہے جس کی لپیٹ میں وہ ظالم اور یہ خاموش
مداہن سب آجائیں گے۔ جب عذاب آئے گا تو حسب مراتب سب اس میں شامل ہوں گے کوئی نہ بچے گا۔ اس تفسیر کے
۲۰ ۔ یعنی اپنی قلت و ضعف کو خیال کر کے خدا کا حکم (جہاد) ماننے میں سستی مت دکھلاؤ۔ دیکھو ہجرت سے پہلے
بلکہ اس کے بعد بھی تمہاری تعداد تھوڑی تھی، سامان بھی نہ تھا۔ تمہاری کمزوری کو دیکه کر لوگوں کو طمع ہوتی تھی
کہ تم کو ہضم کر جائیں۔ تمہیں ہر وقت یہ خدشہ رہتا تھا کہ دشمنان اسلام کہیں نوچ کھسوٹ کر نہ لے جائیں۔ مگر خدا نے
۲۱ ۔ خدا اور رسول کی خیانت یہ ہے کہ ان کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ زبان سے اپنے کو مسلمان کہیں اور
کام کفار کے کریں۔ یا جس کام پر خدا و رسول نے مامور کیا ہو اس میں وغل فصل کیا جائے۔ یا مال غنیمت میں چوری
کی جائے۔ ونحوذ لک۔ بہرحال ان تمام امانتوں میں جو خدا و رسول یا بندوں کی طرف سے تمہارے سپرد کی جائیں۔
۲۲ ۔ آدمی اکثر مال و اولاد کی خاطر خد اکی اور بندوں کی چوری کرتا ہے۔ اس لئے متنبہ فرمایا کہ امانتداری کی جو
قیمت خدا کے یہاں ہے، وہ یہاں کے مال و اولاد وغیرہ سب چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

۲۳ ۔ یعنی اگر خدا سے ڈر کو راہ تقویٰ اختیار کرو گے تو خدا تم میں اور تمہارے مخالفوں میں فیصلہ کر دے گا۔ دنیا
میں بھی کہ تم کو عزت دے گا اور ان کو ذلیل یا ہلاک کرے گا جیسے بدر میں کیا اور آخرت میں بھی کہ تم نعیم دائم میں
رہو گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا۔ { وَامْتَا زُو الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ } (یٰس رکوع ۴) { هٰذا يَوْمُ الفَصْلِ } (المرسلات
۲۴ ۔ ہجرت سے پیشتر کفار مکہ نے دارالندوہ میں جمع ہو کر مشورہ کیا کہ محمد کے متعلق کیا کیا جائے۔ انہوں نے
ساری قوم کو پریشان کر رکھا ہے اور باہر کے کچھ لوگ ان کے دام میں پھنستے جاتے ہیں کہیں رفتہ رفتہ بڑی طاقت
اکٹھی نہ کر لیں جس کا مقابلہ دشوار ہو۔ اس وقت رائیں مختلف تھیں، کوئی کہتا تھا قید کیا جائے اور خوب زخمی کئے

۲۵ ۔ نضر بن الحارث کہا کرتا تھا کہ ہم چاہیں تو قرآن جیسا کلام بنا لائیں۔ اس میں قصے کہانیوں کےسوا کیا رکھا ہے۔ مگر قرآن تو سب جھگڑوں کا فیصلہ اسی بات پر رکھتا تھا۔ پھر چاہا کیوں نہیں؟ کسی نے کہا تھا کہ میرا گھوڑا اگر چلے تو ایک دن میں لندن پہنچے، مگر چلتا ہی نہیں۔ بہرحال پچھلی قوموں کے احوال سن کر کہا کرتے تھے کہ سب قصے
۲۶ ۔ اس آیت میں مشرکین مکہ کے انتہائی جہل اور شقاوت و عناد کا اظہار ہے۔ یعنی وہ کہتےتھے کہ خداوندا اگر واقعی یہ ہی دین حق ہے جس کی ہم اتنی دیر اور اس قدر شدومد سے تکذیب کر رہے ہیں تو پھر دیر کیوں ہے؟ گزشتہ اقوام کی طرح ہم پر بھی پتھروں کا مینہ کیوں نہیں برسا دیا جاتا؟ یا اسی طرح کے کسی دوسرے عذاب میں مبتلا کر کے ہمارا
۲۷ ۔ سنت اللہ یہ ہے کہ جب کسی قوم پر تکذیب انبیاء کی وجہ سے عذاب نازل کرتے ہیں تو اپنے پیغمبر کو ان سے علیحدہ کر لیتے ہیں۔ خدا نے جب حضرت محمد رسول اللہ کو مکہ سے علیحدہ کر لیا تب مکہ والے بدر کے عذاب میں پکڑے گئے۔
۲۸ ۔ نزول عذاب سے دو چیزیں مانع ہیں ایک ان کے درمیان پیغمبر کا موجود رہنا۔ دوسرے استغفار۔ یعنی مکہ میں حضرت کے قدم سےعذاب اٹک رہا تھا۔ اب ان پر عذاب آیا۔ اسی طرح جب تک گنہگار نادم رہے اور توبہ کرتا رہے تو پکڑا نہیں جاتا اگرچہ بڑے سے بڑا گناہ ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ گنہگاروں کی پناہ دو چیزیں ہیں۔ ایک میرا وجود اور
۲۹ ۔ یعنی عذاب کا نہ آنا دو سبب سے ہے جو اوپر مذکور ہوئے ورنہ تمہاری شرارتیں اور ظلم و شقاوت تو ایسی چیزیں ہیں کہ فورًا عذاب آ جانا چاہئے۔ اس سے زیادہ ظلم کیا ہوگا کہ موحدین کو حرم شریف میں آنے یا عبادت کرنے سے طرح طرح کے حیلے تراش کر روکا جائے۔ بلکہ ان کے وطن (مکہ معظمہ) سے نکال کر ہمیشہ کے لئے کوشش کی جائے کہ
۳۰ ۔ یعنی حقیقی نمازیوں کو مسجد سے روکتے ہیں اور خود ان کی نماز کیا ہے ؟ کعبہ کا برہنہ ہو کر طواف کرنا اور ذکر اللہ کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجانا جیسے آج بھی بہت سی قومیں گھنٹیاں اور ناقوس بجانے کو بڑی عبادت سمجھتی ہیں۔ غرض نہ خود اللہ کی عبادت کرتے ہیں نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ ان بےمعنی اور لغو باتوں کو عبادت قرار
۳۱ ۔ بدر میں بارہ سرداروں نے ایک ایک دن اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہر روز ایک شخص لشکر کو کھانا کھلائے گا۔ چنانچہ دس اونٹ روزانہ کسی ایک کی طرف سے ذبح کئے جاتے تھے۔ پھر جب شکست ہو گئ تو ہزیمت خوردہ مجمع نے مکہ پہنچ کر ابو سفیان وغیرہ سے کہا کہ جو مال تجارتی قافلہ لایا ہے۔ وہ سب محمد سے انتقام لینے میں صرف کیا جائے۔
۳۲ ۔ جب دنیا میں مغلوب و مقہور اور آخرت میں معذب ہوں گے تب افسوس و حسرت سے ہاتھ کاٹیں گے کہ مال بھی گیا اور کامیابی بھی نہ ہوئی۔ چنانچہ اول بدر میں پھر احد وغیرہ میں سب مالی اور جسمی طاقتیں خرچ کر دیکھیں کچھ نہ کر سکے آخر ہلاک یا رسوا ہوئے یا نادم ہو کر کفر سے توبہ کی۔
۳۳ ۔ موضح القرآن میں ہے کہ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا۔ اس درمیان میں کافر اپنا جان و مال کا زور خرچ کر لیں گے۔ تا نیک و بد جدا ہو جاوے۔ یعنی جن کی قسمت میں اسلام لکھا ہے وہ سب مسلمان ہو چکیں اور جن کو کفر پر مرنا ہے وہی اکٹھے دوزخ میں جائیں۔
۔ یعنی دنیوی و اخروی دونوں قسم کا نقصان اور خسارہ اٹھایا۔ ۳۴

۳۵ ۔ یعنی اگر اب بھی کفر و طغیان اور عداوت اسلام سے باز آ جائیں اور پیغمبر علیہ السلام کی حلقہ بگوشی اختیار کر لیں تو پہلے حالت کفر میں جو گناہ کر چکے وہ سب معاف کر دیے جائیں گے۔ { اَلْاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہ } (حقوق العباد معاف نہ ہوں گے ان کا مسئلہ علیحدہ ہے)
۳۶ ۔ یعنی جس طرح اگلے لوگ پیغمبروں کی تکذیب و عداوت سے تباہ ہوئے ان پر بھی تباہی آئے گی یا یہ مطلب ہے کہ جیسے بدر میں ان کے بھائی بندوں کو سزا دی گئ انہیں بھی سزا دی جائے گی۔

۳۷ ۔ یعنی کافروں کا زور نہ رہے کہ ایمان سے روک سکیں یا مذہب حق کو موت کی دھمکی دے سکیں جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی کفار کو غلبہ ہوا مسلمانوں کا ایمان اور مذہب خطرہ میں پڑ گیا۔ اسپین کی مثال دنیا کے سامنے ہے کہ کس طرح قوت اور موقع ہاتھ آنے پر مسلمانوں کو تباہ کیا گیا یا مرتد بنایا گیا۔ بہرحال جہاد و قتال کا اولین مقصد یہ ہے
۳۸ ۔ یہ جہاد کا آخری مقصد ہے کہ کفر کی شوکت نہ رہے۔ حکم اکیلے خدا کا چلے۔ دین حق سب ادیان پر غالب آ جائے { لِیُظْھِرَہ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہ } خواہ دوسرے باطل ادیان کی موجودگی میں جیسے خلفائے راشدین وغیرہ ہم کے عہد میں ہوا، یا سب باطل مذاہب کو ختم کر کے جیسے نزول مسیح کے وقت ہو گا۔ بہرحال یہ آیت اس کی واضح دلیل ہے کہ جہاد و قتال
۳۹ ۔ یعنی جو ظاہر میں اپنی شرارت اور کفر سے باز آ جائیں ان سےقتال نہیں۔ ان کے دلوں کا حال اور مستبقل کی کیفیات کو خدا کے سپرد کیا جائے گا۔ جیسا کام وہ کریں گے خدا کی آنکھ سے غائب ہو کر نہیں کر سکتے مسلمان صرف ظاہر حال کے موافق عمل کرنے کے مکلف ہیں۔ وفی الحدیث { اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْالَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ فَاِذَا قَالُوْھَا
۴۰ ۔ یعنی مسلمانوں کو چاہئے کہ خدا کی مدد اور حمایت پر بھروسہ کر کے جہاد کریں۔ کفار کی کثرت اور سازوسامان سے مرعوب نہ ہوں۔ جیسے جنگ بدر میں دیکھ چکے کہ خدا نے مسلمانوں کی کیا خوب امداد و حمایت کی۔

۴۱ ۔ آغاز سورت میں فرمایا تھا { قُلِ الْاَنْفَالُ وَالرَّسُوْلِ } یہاں اس کی قدرے تفصیل بیان فرمائی ہے کہ جو مال غنیمت کافروں سےلڑ کر ہاتھ آئے اس میں کا پانچواں حصہ خدا کی نیاز ہے، جسے خدا کی نیابت کے طور پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وصول کر کے پانچ جگہ خرچ کر سکتے ہیں۔ اپنی ذات پر، اپنے ان قرابت داروں (بنی ہاشم و بنی
۴۲ ۔ "فیصلہ کے دن" سے مراد "یوم بدر" ہے جس میں حق و باطل کی کشمکش کا کھلا ہوا فیصلہ ہو گیا۔ اس دن حق تعالیٰ نے اپنے کامل ترین بندے پر فتح و نصرت اتاری۔ فرشتوں کی امدادی کمک بھیجی۔ اور سکون و اطمینان کی کیفیت نازل فرمائی۔ تو جو لوگ خدا پر اور اس کی تائید غیبی پر ایمان رکھتے ہیں ان کو غنیمت میں سے خدا کے نام کا پانچواں

۔ جیسے اس دن تم کو مظفر و منصور کیا، وہ قادر ہے کہ آئندہ بھی تم کو غلبہ اور فتوحات عنایت فرمائے۔ ۴۳

۴۴ ۔ "ورلے کنارے" سے مراد میدان جنگ کی وہ جانب ہے جو مدینہ طیبہ سے قریب تھی۔ اسی طرح "پرلا کنارہ" وہ ہو گا جو مدینہ سے بعید تھا۔

۴۵ ۔ یعنی ابوسفیان کا تجارتی قافلہ نیچے کی طرف ہٹ کو سمندر کے کنارےکنارے جا رہا تھا۔ قافلہ اور مسلمانوں کے درمیان قریش کی فوج حائل ہو چکی تھی۔

۴۶ ۔ یعنی اگر فریقین پہلے سے لڑائی کا کوئی وقت ٹھہرا کر جانا چاہتے تو ممکن تھا اس میں اختلاف ہوتا یا وعدہ کے وقت پہنچنے میں ایک فریق پس و پیش کرتا۔ کیونکہ ادھر مسلمان کفار کی تعداد اور ظاہری سازوسامان سے خائف تھے۔ ادھر کفار مسلمانوں کی حقانیت، خدا پرستی اور بےجگری سے مرعوب رہتے تھے دونوں کو جنگ کی ذمہ داری لینے یا
۴۷ ۔ یعنی قریش اپنے قافلہ کی مدد کو آئے تھے اور تم قافلہ پر حملہ کرنے کو ، قافلہ بچ گیا اور دو فوجیں ایک میدان کے دو کناروں پر آ پڑیں ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ یہ تدبیر اللہ کی تھی۔ اگر تم قصدًا جاتے تو ایسا بروقت نہ پہنچتے اور اس فتح کے بعد کافروں پر صدق پیغمبر کا کھل گیا۔ جو مرا وہ بھی یقین جان کر مرا اور جیتا رہا وہ بھی حق پہچان
۴۸ ۔ یعنی اللہ کمزور مظلوموں کی فریاد سننے والا ہے اور جانتا ہے کہ کس طریقہ سے ان کی مدد کی جائے۔ دیکھو بدر میں مسلمانوں کی فریاد کیسی سنی اور کیسی مدد فرمائی۔

۴۹ ۔ یعنی مسلمانوں کو چاہئے کہ خدا کی مدد اور حمایت پر بھروسہ کر کے جہاد کریں کفار کی کثرت اور سازوسامان سے مرعوب نہ ہوں جیسے جنگ بدر میں دیکھ چکے کہ خدا نے مسلمانوں کی کیا خوب امداد و حمایت کی۔

۵۰ ۔ یعنی انہیں زیادہ سمجھ کر کوئی لڑنے کی ہمت کرتا کوئی نہ کرتا۔ اس طرح اختلاف ہو کر کام میں کھنڈت پڑ جاتی۔ لیکن خدا نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں تھوڑی تعداد دکھلا کر اس بزدلی اور نزاع باہمی سے تم کو بچا لیا وہ خوب جانتا کہ کس چیز سے دلوں میں ہمت و شجاعت پیدا ہوتی ہے اور کس بات سے جبن و نامردی۔
۵۱ ۔ پیغمبر کو خواب میں کافر تھوڑے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے وقت، تاجرات سے لڑیں۔ پیغمبر کا خواب غلط نہیں ان میں کافر رہنے والے کم ہی تھے اکثر وہ تھے جو پیچھے مسلمان ہوئے۔ اور خواب کی تعبیر یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تھوڑی تعداد سے مقصود ان کی مغلوبیت کا اظہار ہو۔ باقی کفار کی نظر میں جو مسلمان تھوڑے دکھلائی
۵۲ ۔ اس میں نماز، دعاء ، تکبیر، اور ہر قسم کا ذکر اللہ شامل ہے۔ "ذکر اللہ" کی تاثیر یہ ہے کہ ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے جس کی [illegible] {اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ
تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ } (رعد رکوع۴)
۔ یعنی ہوا خیزی ہو کر اقبال و رعب کم ہو جائے گا۔ بد رعبی کے بعد فتح و ظفر کیسے حاصل کر سکو گے۔ ۵۳

۵۴ ۔ جو سختیاں اور شدائد جہاد کے وقت پیش آئیں ان کو صبر و استقامت سےبرداشت کرو ہمت نہ ہارو ، مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے اس آیت میں مسلمانوں کو بتلا دیا گیا کہ کامیابی کی کنجی کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ دولت، لشکر اور میگزین وغیرہ سے فتح و نصرت حاصل نہیں ہوتی۔ ثابت قدمی، صبرو استقلال، قوت و طمانیت قلب، یاد الہٰی، خدا و
۵۵ ۔ ابوجہل لشکر لے کر بڑی دھوم دھام اور باجے گاجے کےساتھ نکلا تھا تاکہ مسلمان مرعوب ہو جائیں۔ اور دوسرےقبائل پر مشرکین کی دھاک بیٹھ جائے۔ راستہ میں اس کو ابوسفیان کا پیام پہنچا کہ قافلہ سخت خطرہ سے بچ نکلا ہے۔ اب تم مکہ کو لوٹ جاؤ ۔ ابوجہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جا سکتے ہیں جبکہ بدر کے چشمہ
۵۶ ۔ قریش اپنی قوت و جمعیت پر مغرور تھے ، لیکن بنی کنانہ سے ان کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ خطرہ یہ ہوا کہ کہیں بنی کنانہ کامیابی کے راستہ میں آڑے نہ آ جائیں۔ فورًا شیطان ان کی پیٹھ ٹھونکنے اور ہمت بڑھانے کے لئے کنانہ کے سردار اعظم سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنی ذریت کی فوج لے کر نمودار ہوا اور ابو جہل وغیرہ کو اطمینان دلایا
۵۷ ۔ مسلمانوں کی تھوڑی جمعیت اور بے سروسامان اور اس پر ایسی دلیری و شجاعت کو دیکھتے ہوئے منافقین اور ضعیف القلب کلمہ گو کہنے لگے کہ یہ مسلمان اپنے دین اور حقانیت کے خیال پر مغرور ہیں جو اس طرح اپنے کو موت کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ غرور نہیں، توکل ہے۔ جس کو خدا کی زبردست قدرت پر
۵۸ ۔ یعنی مار کر کہتے ہیں کہ ابھی تو یہ لو ۔ اور عذاب جہنم کا مزہ آئندہ چکھنا۔ بہت سے مفسرین نے اس کو بھی بدر کے واقعہ میں داخل کیا ہے یعنی اس وقت جو کافر مارے جاتے تھے ان کےساتھ فرشتوں کا یہ معاملہ تھا۔ مگر الفاظ آیت کے سب کافروں کو عام ہیں اس لئے راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عالم برزخ کا ہو۔ اب بدر کے واقعات سےتعلق یہ
۵۹ ۔ یعنی یہ سب تمہاری کرتوت کی سزا ہے ورنہ خدا کے یہاں ظلم کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اگر معاذ اللہ ادھر سے رتی برابر ظلم کا امکان ہو تو پھر وہ اپنی عظمت شان کے لحاظ سے ظالم نہیں ظلام ہی ٹھہرے کیونکہ کامل کی ہر صفت کامل ہی ہونی چاہئے۔
۶۰ ۔ یعنی قدیم سے یہ ہی دستور رہا ہے کہ جب لوگ آیات اللہ کی تکذیب و انکار یا انبیاء سے جنگ کرنے پر مصر ہوئے تو اللہ نے ان کو کسی نہ کسی عذاب میں پکڑ لیا۔

۶۱ ۔ یعنی جب لوگ اپنی بے اعتدالی اور غلط کاری سے نیکی کے فطری قویٰ اور استعداد کو بدل ڈالتے ہیں اور خدا کی بخشی ہوئی داخلی یا خارجی نعمتوں کو اس کے بتلائے ہوئے کام میں ٹھیک موقع پر خرچ نہیں کرتے بلکہ الٹے اس کی مخالفت میں صرف کرنے لگے ہیں تو حق تعالیٰ اپنی نعمتیں ان سے چھین لیتا ہے اور شان انعام کو انتقام سے بدل دیتا
۶۲ ۔ فرعونیوں اور ان سے پہلی قوموں کو ان کے جرائم کی پاداش میں ہلاک کیا۔ اور خصوصیت کے ساتھ فرعونیوں کا بیڑہ غرق کر دیا۔ یہ سب اس وقت ہوا جب انہوں نے خدا سے بغاوت اور شرارت کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کئے۔ ورنہ خدا کو کسی مخلوق سےذاتی عداوت نہیں۔

۶۳ ۔ جو لوگ ہمیشہ کے لئے کفر اور بےایمانی پر تل گئے اور انجام سے بالکل بےخوف ہو کر غداری اور بد عہدی کے خوگر ہو رہے ہیں۔ وہ خدا کے نزدیک بدترین جانور ہیں۔ فرعونیوں کا حال بد عہدی اور غداری میں یہ ہی تھا۔
{ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْ سِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْ

۶۴ ۔ یعنی اگر یہ دغاباز غدار معاہدوں کو علانیہ پس پشت ڈال کر آپ کے مقابل میدان جنگ میں آ جائیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیجئے جسے دیکہ کر ان کے پیچھے رہنے والے یا ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی عبرت حاصل کریں اور عہد شکنی کی کبھی جرأت نہ کر سکیں اور اگر ایک قوم نے علانیہ دغابازی نہیں کی ہاں آثار و قرآئن بتا رہتے ہیں کہ
۶۵ ۔ نبذ عہد کا جو حکم اوپر مذکور ہوا ممکن تھا کہ کفار اس کو مسلمانوں کی سادہ لوحی پر حمل کر کے خوش ہوتے کہ جب ان کے یہاں خیانت و غدر جائز نہیں تو ہم کو خبردار اور بیدار ہونے کے بعد پورا موقع اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کے خلاف تیاری کرنے کا ملے۔ اس کا جواب دے دیا کہ کتنی ہی تیاری اور انتظامات کر لو۔ جب مسلمانوں کے ہاتھوں
۶۶ ۔ یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ اسباب ضروریہ مشروعہ کو ترک کر دیا جائے۔ نہیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں۔ نبی کریم کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور تیراندازی وغیرہ کی مشق کرنا، سامان جہاد تھا۔ آج بندوق، توپ، ہوائی جہاز ، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروزر وغیرہ
۶۷ ۔ یعنی یہ سب سامان اور تیاری دشمنوں پر رعب جمانے اور دھاک بٹھلانے کا ایک ظاہری سبب ہے۔ باقی فتح و ظفر کا اصلی سبب تو خدا کی مدد ہے جو پہلے بیان ہو چکا۔ اور وہ لوگ جن کو بالتعین تم نہیں جانتے منافقین ہیں جو مسلمانی کے پردہ میں تھے یا یہودی "بنی قریظہ"یا روم فارس وغیرہ وہ سب قومیں جن سے آئندہ مقابلہ ہونے والا تھا۔
۶۸ ۔ یہ مالی جہاد کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاد کی تیاری میں جس قدر مال خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ یعنی ایک درہم کےسات سو درہم { واللہ یضاعف لمن یشاء } اور بسا اوقات دنیا میں بھی اس سےکہیں زیادہ معاوضہ مل جاتا ہے۔
۶۹ ۔ مسلمانوں کی تیاری اور مجاہدانہ قربانیوں کو دیکہ کر بہت ممکن ہے کہ کفار مرعوب ہو کر صلح و آشتی کے خواستگار ہوں تو آپ کو ارشاد ہے کہ حسب صوابدید آپ بھی صلح کا ہاتہ بڑھا دیں۔ کیونکہ جہاد سے خونریزی نہیں، اعلائے کلمۃ اللہ اور دفع فتنہ مقصود ہے اگر بدون خونریزی کے یہ مقصد حاصل ہو سکے تو خواہی نخواہی خون بہانے
۷۰ ۔ اگر صلح کر کے وہ لوگ دغابازی اور عہد شکنی کا ارادہ کر لیں تو فکر نہ کیجئے۔ خدا آپ کی مدد کے لئے کافی ہے ان کے سب فریب و خداع بیکار کر دے گا۔ اسی نے بدر میں آپ کی غیبی امداد فرمائی اور ظاہری طور پر جان نثار و سرفروش مسلمانوں سے آپ کی تائید کی۔
۷۱ ۔ اسلام سے پہلے عرب میں جدال و قتال اور نفاق و شقاق کا بازار گرم تھا۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر قبائل آپس میں ٹکراتے رہتے تھے دو جماعتوں میں جب لڑائی شروع ہو جاتی تو صدیوں تک اس کی آگ ٹھنڈی نہ ہوتی تھی مدینہ کے دو زبردست قبیلوں "اوس" و "خزرج" کی حریفانہ نبرد آزمائی اور دیرینہ عداوت و بغض کا سلسلہ کسی طرح ختم نہ ہوتا تھا۔
۷۲ ۔ اس کےدو معنی ہو سکتے ہیں۔ اکثر سلف کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ اے پیغمبر! خدا تجہ کو اور تیرے ساتھیوں کو کافی ہے۔ یعنی قلت عدد اور بےسروسامانی وغیرہ سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ اور بعض علماء نے یہ معنی لئے ہیں کہ اے پیغمبر! تجہ کو فی الحقیقت اکیلا خدا کافی ہے اور ظاہر اسباب کےاعتبار سے مخلص مسلمانوں کی جماعت خواہ کتنی ہی
۷۳ ۔ یہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی کہ تھوڑے بھی ہوں تو جی نہ چھوڑیں۔ خدا کی رحمت سے دس گنے دشمنوں پر غالب آئیں گے۔ سبب یہ ہےکہ مسلمان کی لڑائی محض خدا کے لئے ہے۔ وہ خدا کی اور اس کی مرضی کو پہچان کر اور یہ سمجہ کر میدان جنگ میں قدم رکھتا ہے کہ خدا کے راستہ میں مرنا اصلی زندگی ہے اس کو یقین ہےکہ میری تمام
۷۴ ۔ بخاری میں ابن عباس سے منقول ہے کہ گذشتہ آیت جس میں مسلمانوں کو دس گنا کافروں کے مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا حکم تھا جب لوگوں کو بھاری معلوم ہوئی تو اس کے بعد یہ آیت اتری۔ { اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللہ } الخ یعنی خدا نے تمہاری ایک قسم کی کمزوری اور سستی کو دیکہ کر پہلا حکم اٹھا لیا۔ اب صرف اپنے سے دوگنی تعداد کے مقابلہ میں
۷۵ ۔ بدر کی لڑائی سے ستر کافر مسلمانوں کے ہاتھوں میں قید ہو کر آئے حق تعالیٰ نے ان کے متعلق دو صورتیں مسلمانوں کے سامنے پیش کیں۔ قتل کر دینا، یا فدیہ لے کر چھوڑ دینا، اس شرط پر کہ آئندہ سال اسی تعداد میں تمہارے آدمی قتل کئے جائیں گے۔ حقیقت میں خدا کی طرف سے ان دو صورتوں کا انتخاب کے لئے پیش کرنا امتحان و آزمائش
۷۶ ۔ یعنی یہ غلطی تو فی حد ذاتہ ایسی تھی کہ سخت سزا ان لوگوں کو دی جاتی جنہوں نے دنیوی سامان کا خیال کر کے ایسا مشورہ دیا۔ مگر سزا دہی سے وہ چیز مانع ہے جو خدا پہلے سے لکہ چکا اور طے کر چکا ہے۔ اور وہ کئ باتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) مجتہد کو اس قسم کی اجتہادی خطاء پر عذاب نہیں ہو گا (۲) جب تک خدا امرًا و نہیًا کسی چیز کا صاف

۷۷ ۔ پچھلے عتاب و تہدید سے مسلمان ڈر گئے کہ مال غنیمت کو جس میں فدیہ اساریٰ بھی شامل ہے اب ہاتھ نہیں لگانا چاہئے۔ اس آیت میں تسلی فرما دی کہ وہ اللہ کی عطاء ہے خوشی سے کھاؤ۔ ہاں جہاد کے سلسلہ میں مال غنیمت وغیرہ کو مطمع نظر بنانا یا اس قدر اہمیت دینا نہیں چاہئے کہ مقاصد عالیہ اور مصالح کلیہ سے اغماض ہونے لگے۔ بیشک وقتی

۷۸ ۔ بعض قیدیوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا تھا (مثلاً حضرت عباس وغیرہ) ان سے کہا گیا کہ اللہ دیکھے گا کہ واقعی تمہارےدل میں ایمان و تصدیق موجود ہے تو جو کچھ زر فدیہ اس وقت تم سے وصول کیا گیا ہے اس سے کہیں زیادہ اور کہیں بہتر تم کو مرحمت فرمائے گا اور پچھلی خطاؤں سے درگذر کرے گا۔ اور اگر اظہار اسلام سے صرف پیغمبرکو
۷۹ ۔ قیدیوں میں بعض ایسے تھے جو دل سےمسلمان تھے مگر حضرت کے ساتھ مکہ سے ہجرت نہ کر سکے اور بادل ناخواستہ کفار کے ساتھ ہو کر بدر میں آئے۔ ان آیات میں یہ بتلانا ہے کہ ایسے مسلمانوں کا حکم کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت کے اصحاب دو فرقے تھے "مہاجرین" اور "انصار" ۔ مہاجرین کنبہ اور گھر چھوڑنے
۸۰ ۔ یعنی کافر و مسلم میں نہ حقیقی رفاقت ہے نہ ایک دوسرے کا وارث بن سکتا ہے۔ ہاں کافر ، کافر کا رفیق و وارث ہے بلکہ سب کفار تم سےدشمنی کرنےکو آپس میں ایک ہیں جہاں پائیں گے ضعیف مسلمانوں کو ستائیں گے اس کے بالمقابل اگر مسلمان ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار نہ ہوں گے یا کمزور مسلمان اپنے کو آزاد مسلمانوں کی معیت و
۸۱ ۔ یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سردار کے ساتھ والے مسلمان اعلیٰ ہیں گھر بیٹھنے والوں سے۔ آخر ت میں ان کے لئے بڑی بھاری بخشش ہے اور دنیا میں عزت کی روزی یعنی غنیمت اور دوسرے فائق حقوق۔

۸۲ ۔ یعنی مہاجرین میں جتنے بعد کو شامل ہوتے جائیں وہ سب با عتبار احکام "مہاجرین اولین" کی برادری میں منسلک ہیں ہجرت کے تقدم و تاخر کی وجہ سے صلح و جنگ یا توریث وغیرہ کے احکام پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہاں اگر قدیم مہاجرین کا کوئی رشتہ دار پیچھے مسلمان ہوا یا بعد میں ہجرت کر کے آیا تو ہ اس قدیم مہاجر کی میراث کا زیادہ حقدار ۔ وہی جانتا ہے کس کا کس قدر حق ہونا چاہئے۔ لہٰذا اس کے احکام سراسر علم و حکمت پر مبنی ہیں۔ ۸۳

۱ ۔ سورہ انفال اوائل ہجرت میں اور یہ سورہ براءۃ اواخر ہجرت میں نازل ہوئی ہے ۔ آنحضرت کی عادت یہ تھی کہ جو آیات قرآنی نازل ہوتیں فرما دتیے کہ ان کو فلاں سورت میں فلاں موقع پر رکھو۔ ان آیات کے متعلق (جنہیں اب سورہ "توبہ"یا براءۃ" کہا جاتا ہے) آپ نے کوئی تصریح نہیں فرمائی کہ کس سورت میں درج کی جائیں جس سےظاہر ہوتا ہے
۲ ۔ ۶ ہجری میں بمقام "حدیبیہ" جب نبی کریم اور قریش کے درمیان معاہدہ صلح ہو چکا تو بنی خزاعہ مسلمانوں کے اور بنی بکر قریش کے حلیف بنے۔ بنی بکر نے معاہدہ کی پروا نہ کر کے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اسلحہ وغیرہ سے ظالم حملہ آوروں کی مدد کی۔ اس طرح قریش اور ان کے حلیف دونوں معاہدہ حدیبیہ پر قائم نہ رہے جس کے جواب
۳ ۔ حج کو حج اکبر اس لئے کہا کہ عمرہ حج اصغر ہے اور { يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرْ } سے دسویں تاریخ عیدالاضحیٰ کا دن یا نویں تاریخ عرفہ کا دن مراد ہے۔

۴ ۔ یہ اعلان غالبًا ان قبائل کے حق میں تھا ۔ جنہوں نے میعادی معاہدہ کیا پھر خود ہی عہد شکنی کی (مثلاً بنی بکر یا قریش وغیرہ ہم) یعنی ایسے لوگوں سےکوئی معاہدہ اب باقی نہیں رہا۔ اگر یہ سب لوگ شرک و کفر سے توبہ کر لیں تو ان کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ نہیں تو خدا کاجو کچھ ارادہ ہے (تطہیر جزیرۃ العرب کا) وہ پورا ہو کر رہے گا۔
۵ ۔ یہ استثناء ان قبائل کے لئے ہے جن کا معاہدہ میعادی تھا پھر وہ اس پر برابر قائم رہے کچھ کوتاہی ایفائے عہد میں نہیں کی نہ بذات خود کوئی کارروائی خلاف عہد کی اور نہ دوسرے بدعہدوں کو مدد پہنچائی (مثلاً بنی ضمرہ و بنی مدلج) ان کے متعلق اعلان کر دیا گیا کہ میعاد معاہدہ منقضی ہونے تک مسلمان بھی برابر معاہدہ کا احترام کریں گے ۔
۶ ۔ استثناء سے فارغ ہو کر پھر مستثنیٰ منہ کا حکم بیان فرماتے ہیں ۔ یعنی ان عہد شکنی کرنے والوں سے اگرچہ اب کوئی معاہدہ باقی نہ رہا اور اس لئے علی الفور جنگ کی جا سکتی ہے تاہم "اشہر حرم" کی رعایت مانع ہے کہ فورًا ان پر حملہ کیا جائے خواہ اس لئے کہ اس وقت تک اشہر حرم میں ابتداًء قتال کرنا ممنوع ہو گا یا مصلحۃً کہ تھوڑی سے بات
۷ ۔ پہلے فرمایا تھا کہ اگر اپنی کفریات سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں تو مامون ہیں۔ ممکن تھا کہ کسی شخص کو اصول سلام سے آگاہی نہ ہو وہ تحقیق و رفع شکوک کی غرض سے مسلمانوں کے پاس آنا چاہے ، اس کی نسبت فرما دیا کہ اپنی پناہ اور حفاظت میں لے کر خدا کا کلام اور اسلام کے حقائق و دلائل سناؤ۔ اگر قبول نہ کرے تو اس

۸ ۔ پچھلی آیات میں جو براءۃ کا اعلان کیا گیا تھا، یہاں اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں۔یعنی ان مشرکین عرب سے کیا عہد قائم رہ سکتا ہے اور آئندہ کیا صلح ہو سکتی ہے جن کا حال تم مسلمانوں کے ساتھ یہ ہے کہ اگر کسی وقت ذرا قابو تم پر حاصل کر لیں تو ستانے اور نقصان پہنچانے میں نہ قرابت کا مطلق لحاظ کریں اور نہ قول و قرار کا ۔ چونکہ اتفاق
۹ ۔ یعنی یہ مشرکین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی تھوڑی سی طمع اور اپنی اغراض و اہواء کی خاطر خدا کے احکام و آیات کو رد کر دیا۔ اس طرح خود بھی خدا کے رستہ پر نہ چلے اور دوسروں کو بھی چلنے سے روکا۔ جو ایسے بدترین اور نالائق کاموں میں پھنسے ہوں اور خدا سے نہ ڈریں وہ عہد شکنی کے وبال سے کیا ڈریں گے اور اپنے قول و قرار

۱۰ ۔ یعنی کچه تمہارے ہی ساته ہیں بلکہ مسلمان نام سے ان کو بیر ہے۔ کوئی مسلمان ہو موقع پانے پر اس کو نقصان پہنچانے کے لئے سب تعلقات قرابت اور قول و قرار اٹھا کر رکه دیتے ہیں اس بارہ میں ان کی ظلم و زیادتی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔
۱۱ ۔ یعنی اب بھی اگر کفر سے توبہ کر کے احکام دینیہ (نماز زکوٰۃ وغیرہ) پر عمل پیرا ہوں تو نہ صرف یہ کہ آئندہ کے لئے محفوظ و مامون ہو جائیں گے بلکہ اسلامی برادری میں شامل ہو کر ان حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے دوسرے مسلمان مستحق ہیں۔ جو کچه بد عہدیاں اور شرارتیں پہلے کر چکے ہیں سب معاف کر دی جائیں گی ۔ حضرت شاہ صاحب
۱۲ ۔ یعنی اگر عہد و پیمان توڑ ڈالا (جیسے بنی بکر نے خلاف عہد خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے حملہ آوروں کی مدد کی) اور کفر سے باز نہ آئے بلکہ دین حق کے متعلق طعنہ زنی اور گستاخانہ عیب جوئی کرتے رہے تو سمجه لو کہ اس طرح کے لوگ "ائمۃ الکفر" (کفر کے سردار اور امام) ہیں ۔ کیونکہ ان کی حرکات دیکه کر اور باتیں سن کر بہت
۱۳ ۔ قریش نے قسمیں اور معاہدے توڑ دیے تھے کیونکہ خلاف عہد خزاعہ کے مقابلہ میں بنوبکر کی مدد کی اور ہجرت سے پہلے پیغمبر علیہ السلام کو وطن مقدس (مکہ معظمہ) سے نکالنے کی تجاویز سوچیں۔ اور وہ ہی نکلنے کا سبب بنے { اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثنین } مکہ میں بے قصور مسلمانوں پر بیٹھے بٹھائے مظالم کی ابتداء کی ۔ جب ابوسفیان کا

۱۴ ۔ اس آیت میں مشروعیت "جہاد" کی اصلی حکمت پر متنبہ فرمایا ۔ قرآن کریم میں اقوام ماضیہ کے جو قصے بیان فرمائے ہیں ان سےظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم کفر و شرارت اور انبیاء کی تکذیب و عداوت میں حد سے بڑھ جاتی تھی تو قدرت کی طرف سے کوئی تباہ کن آسمانی عذاب ان پر نازل کیا جاتا تھا جس سے ان کے سارے مظالم اور کفریات
۔ یعنی ہر ایک کی حالت کو جان کر حکمت کا معاملہ کرتا ہے اور ہر زمانہ میں اس کے مناسب احکام بھیجتا ہے۔ ۱۵

۱۶ ۔ مشروعیت جہاد کی یہاں ایک اور حکمت بیان فرمائی ۔ یعنی ایمان اور بندگی کے زبانی دعوے کرنے والے تو بہت ہیں لیکن امتحان کی کسوٹی پر جب تک کسا نہ جائے کھرا اور کھوٹا ظاہر نہیں ہوتا ۔ جہاد کے ذریعہ سے خدا دیکھنا چاہتا ہے کہ کتنے مسلمان ہیں جو اس کی راہ میں جان و مال نثار کرنے کو تیار ہیں اور خدا اور رسول اور مسلمانوں کے

۱۷ ۔ پہلے فرمایا تھا کہ مسلمان بدون امتحان کے یونہی نہیں چھوڑ ے جا سکتے ، بلکہ بڑے بڑے عزائم اعمال (مثلاً جہاد وغیرہ) میں ان کی ثابت قدمی دیکھی جائے گی اور یہ کہ تمام دنیا کے تعلقات پر کس طرح خدا و رسول کی جانب کو ترجیح دیتے ہیں اس رکوع میں یہ بتلایا کہ خدا کی مساجد (عبادت گاہیں) حقیقۃً ایسے ہی اولوالعزم مسلمانوں کے دم سے
۱۸ ۔ مشرکین مکہ کو اس پر بڑا فخر و ناز تھا کہ ہم حاجیوں کی خدمت کرتے انہیں پانی پلاتے کھانا کپڑا دیتے اور مسجد حرام کی مرمت یا کسوۃ کعبہ یا تیل بتی وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں۔ اگر مسلمان اپنے جہاد و ہجرت وغیرہ پر نازاں ہیں تو ہمارے پاس عبادات کا یہ ذخیرہ موجود ہے ۔ ایک زمانہ میں حضرت عباس نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۱۹ ۔ یعنی اس کے یہاں ثواب اور درجات کی کیا کمی ہے جس کو جتنا چاہے مرحمت فرمائے ۔ پہلی آیت میں تین چیزوں کا ذکر تھا۔ ایمان ، جہاد ، ہجرت ان تین پر بشارت بھی تین چیزوں کی دی ۔ رحمت ، رضوان ، خلود فی الجنۃ۔ ابو حیان نے لکھا ہے "رحمت" ایمان پر مرتب ہے ۔ ایمان نہ ہو تو آخرت میں خدا کی رحمت و مہربانی سے کوئی حصہ نہیں مل
۲۰ ۔ پچھلی آیات میں بتلایا تھا کہ جہاد و ہجرت اعظم و افضل ترین اعمال ہیں۔ بسا اوقات ان دونوں اعمال میں خویش و اقارب ، کنبہ اور برادری کے تعلقات خلل انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے فرما دیا کہ جن لوگوں کو ایمان سے زیادہ کفر عزیز ہے ۔ ایک مومن انہیں کیسے عزیز رکه سکتا ہے ۔ مسلمان کی شان نہیں کہ ان سے رفاقت اور دوستی کا دم بھرے حتّٰی
۲۱ ۔ یعنی اگر خدا و رسول کے احکام کا امتثال اور ہجرت یا جہاد کرنے سے یہ خیال مانع ہو کہ کنبہ برادری چھوٹ جائے گی اموال تلف ہوں گے ، تجارت مندی پڑ جائے گی یا بند ہو جائے گی۔ آرام کے مکانوں سے نکل کر بے آرام ہونا پڑے گا تو پھر خدا کی طرف سے حکم سزا کا انتظار کرو۔ جو اس تن آسانی اور دنیا طلبی پر آنے والا ہے ۔ جو لوگ

۲۲ ۔ پچھلی آیت میں تنبیہ کی گئ تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ کے وقت مومنین کو کنبہ ، برادری ، اموال و املاک وغیرہ کسی چیز پر نظر نہ ہونی چاہئے یہاں آگاہ فرمایا ہے کہ مجاہدین کو خود اپنی فوجی جمعیت و کثرت پر گھمنڈ نہ کرنا چاہئے ۔ نصرت و کامیابی اکیلے خدا کی مدد سے ہے ۔ جس کا تجربہ پیشتر بھی بہت سےمیدانوں میں تم کر چکے ہو۔ بدر

۔ چنانچہ ہوازن وغیرہ کو اس کے بعد توبہ نصیب ہوئی اور اکثر مسلمان ہو گئے۔ ۲۳

۲۴ ۔ جب حق تعالیٰ نےشرک کی قوت کو توڑ کر جزیرۃ العرب کا صدر مقام (مکہ معظمہ) فتح کرا دیا اور قبائل عرب جوق جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تب ۹ ہجری میں یہ اعلان کرایا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک (یا کافر) مسجد حرام میں داخل نہ ہو بلکہ اس کے نزدیک یعنی حدود حرم میں بھی نہ آنے پائے ۔ کیونکہ ان کے قلوب شرک و کفر کی
۲۵ ۔ حرم میں مشرکین کی آمدورفت بند کر دینے سے مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ تجارت وغیرہ کو بڑا نقصان پہنچے گا۔ اور جو سامان تجارت یہ لوگ لاتے تھے وہ نہیں آئے گا۔ اس لئے تسلی کر دی کہ اس سے مت گھبراؤ ، تم کو غنا عطا فرمانا محض اس کی مشیت پر موقوف ہے ۔ وہ چاہے گا تو کچھ دیر نہ لگے گی ۔ چنانچہ یہ ہی ہوا ۔ خدا نے سارا ملک
۲۶ ۔ جب مشرکین کا قصہ پاک ہو گیا اور ملکی سطح ذرا ہموار ہوئی تو حکم ہوا کہ "اہل کتاب (یہود و نصاریٰ)کی قوت و شوکت کو توڑو مشرکین کے وجود سے تو بالکل عرب کو پاک کر دینا مقصود تھا لیکن یہود و نصاریٰ کے متعلق اس وقت صرف اسی قدر مطمع نظر تھا کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں زور نہ پکڑیں اور اس کی اشاعت و ترقی کے راستہ میں
۲۷ ۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بعض یہود کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ لیکن یہ عقیدہ عام یہود کا نہ تھا۔ اور زمانہ ما بعد میں تو بعض علماء نے لکھا ہے اب کوئی یہودی اس عقیدہ کا باقی نہیں رہا۔ اگر عہد نبوی میں یہود کا کوئی فرقہ اس کا قائل نہ ہوتا تو ضرور تھا کہ اس وقت یہود قرآن کی حکایت کی تغلیط کرتے جیسا کہ
۲۸ ۔ یعنی ابنیت یا الوہیت مسیح وغیرہ کا عقیدہ پرانے مشرکین کےعقیدہ کے مشابہ ہے ۔ بلکہ ان ہی کی تقلید میں یہ اختیار کیا ہے ۔ جیسا کہ سورہ مائدہ کے فوائد میں ہم نقل کر چکے ہیں۔

۔ یعنی خدا ان کو غارت کرے توحید کی صاف اور تیز روشنی پہنچے کے بعد کدھر اندھیرے میں چلے جا رہے ہیں۔ ۲۹

۳۰ ۔ ان کے علماء مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے خواہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہہ دیتے اسی کو سند سمجھتے کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہو گیا۔ کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ رکھا تھا محض احبار و رہبان کے احکام پر چلتے تھے ۔ اور ان کا یہ حال تھا کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا اور حکم شریعت کو بدل ڈالا۔ جیسا کہ
۳۱ ۔ یعنی توحید خالص اور اسلام کا آفتاب جب چمک اٹھا پھر یہ دوغلی باتیں اور مشرکانہ دعاوی کہاں فروغ پا سکتے ہیں۔ یہ کوشش کہ بے حقیقت اور بے مغز باتیں بنا کر اور فضول بحث و جدل کر کے نور حق کو مدھم کر دیں ، ایسی ہے کہ کوئی بے وقوف منہ سے پھونکیں مار کر چاند یا سورج کی روشنی کو بجھانا اور ماند کرنا چاہے یاد رکھو خواہ یہ
۳۲ ۔ اسلام کا غلبہ باقی ادیان پر معقولیت اور حجت و دلیل کے اعتبار سے ، یہ تو ہر زمانہ میں بحمداللہ نمایاں طور پر حاصل رہا ہے۔ باقی حکومت و سلطنت کے اعتبار سے وہ اس وقت حاصل ہوا ہے اور ہو گا جبکہ مسلمان اصول اسلام کے پوری طرح پابند اور ایمان و تقویٰ کی راہوں میں مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے یا آئندہ ہوں گے
۳۳ ۔ یعنی روپیہ لے کر احکام شرعیہ اور اخبار الہٰیہ کو بدل ڈالتے ہیں۔ ادھر عوام الناس نے انہیں جیسے پہلے گذرا خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے۔ جو کچھ غلط سلط کہہ دیں وہ ہی ان کے نزدیک حجت ہے ۔ اس طرح یہ علماء و مشائخ نذرانے وصول کرنے ، ٹکے بٹورنے اور اپنی سیادت و ریاست قائم رکھنے کے لئے عوام کو مکروفریب کے جال میں
۳۴ ۔ جو لوگ دولت اکٹھی کریں خواہ حلال طریقہ سے ہو مگر خدا کے راستہ میں خرچ نہ کریں (مثلاً زکوٰۃ نہ دیں اور حقوق واجبہ نہ نکالیں) ان کی یہ سزا ہے تو اسی سے ان احبار و رہبان کا انجام معلوم کر لو جو حق کو چھپا کر یا بدل کر روپیہ بٹورتے ہیں۔ اور ریاست قائم رکھنے کی حرص میں عوام کو خدا کے راستہ سے روکتے پھرتے ہیں۔ بہرحال دولت
۳۵ ۔ بخیل دولتمند سے جب خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کو کہا جائے تو اس کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں زیادہ کہو تو اعراض کر کے ادھر سے پہلو بدل لیتا ہے۔ اگر اس پر بھی جان نہ بچی تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے ۔ اس لئے سونا چاندی تپا کر ان ہی تین موقعوں (پیشانی ، پہلو ، پیٹھ) پر داغ دیے جائیں گے تاکہ اس کے جمع کرنے اور گاڑنے کا مزہ
۳۶ ۔ میرے نزدیک اوپر سے سلسلہ مضمون کا یوں ہے کہ گذشتہ رکوع میں مشرکین کے بعد اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ پھر رکوع حاضر کے شروع میں بتلایا کہ ان کے عقائد اور طور و طریق بھی مشرکین سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کا عزیر و مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا ایسا ہی ہے جیسے مشرکین "ملائکۃ اللہ" کو خدا کی بیٹیاں کہتے
۳۷ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت سے نکلتا ہے کہ کافروں سے لڑنا ہمیشہ روا ہے۔ چنانچہ "غزوہ تبوک" جس کا آگے ذکر آتا ہے ماہ رجب میں ہوا اور آپس میں ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے۔ ان مہینوں میں زیادہ۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہی ہے لیکن بہتر ہے کہ اگر کوئی کافر ان مہینوں کا ادب کرے تو ہم بھی اس سے لڑائی کی ابتداء نہ کریں۔
۳۸ ۔ یعنی برے کام کو اچھا سمجھ رہے ہیں۔ جب سمجھ الٹ جائے تو بھلائی کا رستہ کہاں ملے۔ اس آیت میں جو رسم نسی کا ذکر فرمایا ہے اس کی تفصیل گذشتہ آیت کے فوائد زیر آیت { ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ } گذر چکی۔ (تنبیہ) بعض اقوام جو اپنے مہینوں کا حساب درست رکھنے کے لئے لوند کا مہینہ ہر تیسرے سال بڑھاتی ہیں وہ نسی میں داخل نہیں۔ اور بعض
۳۹ ۔ یہاں سے غزوہ تبوک کے لئے مومنین کو ابھارا گیا ہے گذشتہ رکوع سے پہلے رکوع میں { قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ } الخ سےاہل کتاب کے مقابلہ میں جہاد کرنے کی ترغیب دی گئ تھی۔ درمیان میں جو ذیلی مضامین آئے ان کا ربط موقع بہ موقع ظاہر ہوتا رہا ہے گویا وہ سب رکوع حاضر کی تمہید تھی۔ اور رکوع حاضر غزوہ تبوک کے
۴۰ ۔ یعنی خدا کا کام تم پر موقوف نہیں ۔ تم اگر سستی کرو گے وہ اپنی قدرت کاملہ سے کسی دوسری قوم کو دین حق کی خدمت کے لئے کھڑا کر دے گا۔ تم اس سعادت سے محروم رہو گے جو تمہارے ہی نقصان کا موجب ہے منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی۔ منت ازوشناس کہ بخدمت گذاشتت۔

۴۱ ۔ یعنی بالفرض اگر تم نبی کریم کی مدد نہ کرو گے نہ سہی۔ ان کا منصور و کامیاب ہونا کچھ تم پر موقوف نہیں ایک وقت پہلے ایسا آچکا ہے۔ جب ایک یار غار کے سوا کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ معدودے چند مسلمان مکہ والوں کے مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کر گئے تھے ۔ آخر آپ کو بھی ہجرت کا حکم ہوا۔ مشرکین کا آخری مشورہ یہ قرار پایا تھا کہ ہر
۴۲ ۔ یعنی پیادہ اور سوار ، فقیر اور غنی جوان اور بوڑھےجس حالت میں ہوں نکل کھڑےہوں نفیر عام کے وقت کوئی عذر پیش نہ لائیں۔

۔ یعنی دنیوی اور اخروی ہر حیثیت سے۔ ۴۳

۴۴ ۔ یہ منافقین کو فرمایا کہ اگر سفر ہلکا ہوتا اور بے محنت مال غنیمت ہاتھ آنے کی توقع ہوتی تو جلدی سے ساتھ ہو لیتے۔ لیکن ایسی کٹھن منزلوں کا طے کرنا ان سے کہاں ممکن ہے؟

۴۵ ۔ یا تو نکلنے سے پہلے قسمیں کھا کر طرح طرح کے حیلے حوالے کریں گے کہ آپ ان کو مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت دے دیں اور یا آپ کی واپسی کے بعد جھوٹی قسمیں کھا کر باتیں بنائیں گے تاکہ اپنے نفاق پر پردہ ڈالیں۔ حالانکہ خدا سے ان کا جھوٹ اور نفاق پوشیدہ نہیں رہ سکتا یہ نفاق و فریب دہی اور جھوٹی قسمیں کھانا انجام کار انہی
۴۶ ۔ منافقین جھوٹے عذر کر کے جب مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ ان کے کید و نفاق سے اغماض کر کے اور یہ سمجھ کر کہ ان کےساتھ چلنے میں فساد کے سوا کوئی بہتری نہیں ، اجازت دیتے تھے اس کو فرمایا کہ اگر آپ اجازت نہ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ کیونکہ اس وقت ظاہر ہو جاتا کہ انہوں نے اپنے نہ جانے کو کچھ آپ

۴۷ ۔ یعنی جن کے دلوں میں ایمان و تقویٰ کا نور ہے ، ان کی یہ شان نہیں کہ جہاد سے الگ رہنے کی اس طرح بڑھ بڑھ کر اجازت حاصل کریں۔ ان کا حال تو ہ ہے جو اس پارہ کے آخر میں بیان ہوا ہے۔ { تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّ مْعِ حَزَنًا اَنْ لَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ } یعنی بے سروسامانی وغیرہ کے عذر سے اگر "جہاد فی سبیل اللہ" کے شرف سے محروم رہ جائیں
۴۸ ۔ ان کا ارادہ ہی گھر سے نکلنے کا نہیں ۔ ورنہ اس کا کچھ تو سامان کرتے ، حکم جہاد سنتے ہی جھوٹے عذر نہ لے دوڑتے واقعہ یہ ہے کہ خدا نے ان کی شرکت کو پسند ہی نہیں کیا۔ یہ جاتے تو وہاں فتنے اٹھاتے۔ نہ جانے کی صورت میں انہیں پتہ لگ جائے گا کہ مومنین کو خدا کے فضل سے ایک تنکے کے برابر ان کی پروا نہیں۔ اسی لئے خدا نے
۴۹ ۔ یعنی اگر تمہارے ساتھ نکلتے تو اپنے جبن و نامردی کی وجہ سے دوسروں کی ہمتیں بھی سست کر دیتے اور آپس میں لگا بجھا کر مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی کوشش کرتے اور جھوٹی افواہیں اڑا کر ان کو دشمنوں سے ہیبت زدہ کرنا چاہتے غرض ان کے وجود سے بھلائی میں تو کوئی اضافہ نہ ہوتا ہاں برائی بڑھ جاتی اور فتنہ انگیزی کا زور ہوتا۔ ان
۵۰ ۔ یعنی اب بھی ان کے جاسوس یا بعض ایسے سادہ لوح افراد تم میں موجود ہیں جو ان کی بات سنتے اور تھوڑا بہت متاثر ہوتے ہیں (ابن کثیر) گو ویسا فتنہ و فساد برپا نہیں کر سکتے جو ان شریروں کے وجود سے ہو سکتا تھا۔ بلکہ ایک حیثیت سے ایسے جواسیس کا ہمراہ جانا مفید ہے کہ وہ بچشم خود مسلمانوں کی اولوالعزمی ، بے جگری وغیرہ دیکھ کر
۵۱ ۔ جس وقت حضور مدینہ تشریف لائے یہود اور منافقین مدینہ آپ کے خلاف طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں کرتے رہے اور اسلام کی روز افزوں ترقیات کا تختہ الٹنے کےلئے بہت کچھ الٹ پھیر کی۔ مگر بدر میں جب کفر و شرک کے بڑے بڑے ستون گر گئے اور حیرت انگیز طریقہ پر اسلام کا غلبہ ظاہر ہوا تو عبداللہ بن ابی اور اس کےساتھیوں نے کہا
۵۲ ۔ ایک بڑے منافق جد بن قیس نے کہا کہ حضرت مجھے تو یہیں رہنے دیجئے ۔ روم کی عورتیں بہت حسین ہوتی ہیں میں انہیں دیکھ کر دل قابو میں نہ رکھ سکوں گا۔ تو مجھے وہاں لے جا کر گمراہی میں نہ ڈالئے ۔ فرمایا کہ یہ لفظ کہہ کر اور اپنے جبن و کفر پر جھوٹی پرہیزگاری کا پردہ ڈال کر وہ گمراہی کے گڑھے میں گر چکا ہے۔ او ر آگے چل کر کفر
۵۳ ۔ منافقین کی عادت تھی جب مسلمانوں کو غلبہ کامیابی نصیب ہوتی تو جلتے اور کڑھتے تھے ۔ اور اگر کبھی کوئی سختی کی بات پیش آ گئ مثلاً کچھ مسلمان شہید یا مجروح ہو گئے۔ تو فخریہ کہتے کہ ہم نے ازراہ دور اندیشی پہلے ہی اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیا تھا۔ ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہی حشر ہونے والا ہے لہٰذا ان کے ساتھ گئے ہی نہیں۔ غرض

۵۴ ۔ یعنی سختی یا نرمی جو جس وقت کے لئے مقدر ہے تو تو ٹل نہیں سکتی نہ دنیا میں اس سے چارہ ہے مگر ہم چونکہ ظاہر و باطن سے خدا کو اپنا حقیقی مولا اور پروردگار سمجھتے ہیں لہٰذا ہماری گردنیں اس کے فیصلےاور حکم کے سامنے پست ہیں کوئی سختی اس کی فرماں برداری سے باز نہیں رکھتی ۔ اور اسی پر ہم کو بھروسہ ہے کہ وہ
۵۵ ۔ جد بن قیس نے رومی عورتوں کے فتنہ کا بہانہ کر کے یہ بھی کہا تھا کہ حضرت میں بذات خود نہیں جا سکتا۔ لیکن مالی اعانت کر سکتا ہوں ۔ اس کا جواب دیا کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں خواہ خوشی سے خرچ کرے یا ناخوشی سے یعنی خوشی سے خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کی ان کو توفیق کہاں { وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْن } تاہم اگر بالفرض
۵۶ ۔ عدم قبول کا اصلی سبب تو ان کا کفر ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے متعدد مواقع میں اشارہ کر چکے کہ کافر کا ہر عمل مردہ اور بے جان ہوتا ہے ۔ باقی نماز میں ہارے جی سے آنا ، یا برے دل سے خرچ کرنا یہ سب کفر کے ظاہری آثار ہیں۔

۵۷ ۔ شبہ گذر سکتا تھا کہ جب یہ ایسے مردود ہیں تو ان کو مال و اولاد وغیرہ نعمتوں سے کیوں نوازا گیا ہے ۔ اس کا جواب دیا کہ یہ نعمتیں ان کے حق میں بڑا عذاب ہے۔ جس طرح ایک لذیذ اور خوشگوار غذا تندرست آدمی کی صحت و قوت کو بڑھاتی ہے اور فاسد الاخلاط مریض کو ہلاکت سے قریب تر کر دیتی ہے۔ یہ ہی حال ان دنیوی نعمتوں (مال و

۵۸ ۔ یعنی محض اس خوف سے کہ کفر ظاہر کریں تو کفار کا سا معاملہ ان کے ساتھ بھی ہونے لگے گا قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو تمہاری ہی جماعت (مسلمین) میں شامل ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اگر آج ان کو کوئی پناہ کی جگہ مل جائے یا کسی غار میں چھپ کر زندگی بسر کر سکیں یا کم از کم ذرا سر گھسانے کی جگہ ہاتھ آ جائے غرض حکومت اسلامی
۵۹ ۔ بعض منافقین اور بعض اعراب (بدو) صدقات و غنائم کی تقسیم کے وقت دنیوی حرص اور خود غرضی کی راہ سے حضور کی نسبت زبان طعن کھولتے تھے کہ تقسیم میں انصاف کا پہلو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ مگر یہ اعتراض اسی وقت تک تھا جب تک ان کی خواہش کے موافق صدقات وغیرہ میں سے حصہ نہ دیا جائے ۔ اگر انہیں خوب جی بھر کر خواہش
۶۰ ۔ یعنی بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ خدا پیغمبر کےہاتھ سے دلوائے اس پر آدمی راضی و قانع ہو اور صرف خدا پر توکل کرے او رسمجھے کہ وہ چاہے گا تو آئندہ اپنے فضل سے بہت کچھ مرحمت فرمائے گا ۔ غرض دنیا کی متاع فانی کو نصب العین نہ بنائے۔ صرف خداوند رب العزت کے قرب و رضا کا طالب ہو اور جو ظاہری و باطنی دولت خدا و
۶۱ ۔ چونکہ تقسیم صدقات کے معاملہ میں پیغمبر پر طعن کیا گیا تھا ، اس لئے متنبہ فرماتے ہیں کہ صدقات کی تقسیم کا طریقہ خدا کا مقرر کیا ہوا ہے۔ اس نےصدقات وغیرہ کے مصارف متعین فرما کر فہرست نبی کریم کے ہاتھ میں دے دی ہے ۔ آپ اسی کے موافق تقسیم کرتے ہیں اور کریں گے۔ کسی کی خواہش کے تابع نہیں ہو سکتے۔ حدیث میں آپ نے
۶۲ ۔ منافقین آپس میں بیٹھ کر اسلام و پیغمبر اسلام کے متعلق بد گوئی کرتے۔ جب کوئی کہتا کہ ہماری یہ باتیں پیغمبر علیہ السلام تک پہنچ جائیں گی تو کہتے ، کیا پروا ہے۔ ان کے سامنے ہم جھوٹی تاویلیں کر کے اپنی برأت کا یقین دلا دیں گے کیونکہ وہ تو کان ہی کان ہیں جو سنتے ہیں فورًا تسلیم کر لیتے ہیں۔ ان کو باتوں میں لے آنا کچھ مشکل نہیں۔ بات یہ
۶۳ ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "کسی وقت حضرت ان کی دغابازی پکڑتے تو مسلمانوں کے روبرو قسمیں کھاتےکہ ہمارے دل میں بری نیت نہ تھی ۔ تاکہ ان کو راضی کر کے اپنی طرف کر لیں۔ نہ سمجھے کہ یہ فریب بازی خدا اور رسول کے ساتھ کام نہیں آتی" اگر دعوئے ایمان میں واقعی سچے ہیں تو دوسروں کو چھوڑ کر خدا و رسول کو
۔ یعنی جس رسوائی سے بچنے کے لئے نفاق اختیا رکیا ہے اس سے بڑی رسوائی یہ ہے۔ ۶۴

۶۵ ۔ منافقین اپنی مجلسوں میں اسلام و پیغمبر اسلام کی بدگوئی کرتے مومنین صادقین پر آوازے کستے مہمات دین کا مذاق اڑاتے پھر جب خیال آتا کہ ممکن ہے یہ باتیں حضور تک پہنچ جائیں تو کہتے کیا مضائقہ ہے وہ تو کان ہی کان ہیں ہم ان کے سامنے جو تاویل و تلمیع کر دیں گے سن کر اسی کو قبول کر لیں گے ۔ مگر چونکہ بسا اوقات وحی الہٰی کے
۶۶ ۔ تبوک میں جاتے ہوئے بعض منافقین نے ازراہ تمسخر کہا۔ اس شخص (محمد) کو دیکھو کہ شام کے محلات اور روم کے شہروں کو فتح کرلینے کا خواب دیکھتا ہے ۔ انہوں نے رومیوں کی جنگ کو عربوں کی باہمی جنگ پر قیاس کر رکھا ہے ۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کل ہم سب رومیوں کے سامنے رسیوں میں بندھے ہوئے کھڑے ہوں گے۔ یہ ہمارے قراء
۶۷ ۔ یعنی کیا دل لگی اور خوش وقتی کا موقع و محل یہ ہے کہ اللہ و رسول اور ان کے احکام کے ساتھ ٹھٹھا کیا جائے؟ خدا و رسول کا استہزاء اور احکام الہٰیہ کا استخفاف تو وہ چیز ہے کہ اگر محض زبان سے دل لگی کے طور پر کیا جائے وہ بھی کفر عظیم ہے چہ جائیکہ منافقین کی طرح ازراہ شرارت و بد باطنی ایسی حرکت سرزد ہو۔
۶۸ ۔ یعنی جھوٹے عذر تراشنے اور حیلے حوالوں سے کچھ فائدہ نہیں۔ جن کو نفاق و استہزاء کی سزا ملنی ہے مل کر رہے گی۔ ہاں جو اب بھی صدق دل سے توبہ کر کے اپنے جرائم سے باز آ جائیں گے ، انہیں خدا معاف کر دے گا ، جو پہلے ہی سے باوجود کفر و نفاق کے اس طرح کی فتنہ انگیزی اور استہزاء سے علیحدہ رہے ہیں ، انہیں استہزاء و
۶۹ ۔ یعنی سب سے بڑے نافرمان یہ ہی بد باطن منافق ہیں جن کے مرد و عورت زبانی اقرار و اظہار اسلام کے باوجود شب و روز اسی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں کہ ہر قسم کے حیلے اور فریب کر کے لوگوں کو اچھی باتوں سے بیزار اور برے کاموں پر آمادہ کریں۔ خرچ کرنے کے اصلی موقعوں پر مٹھی بند رکھیں۔ غرض کلمہ پڑھتے رہیں لیکن نہ ان
۔ یعنی یہ ایسی کافی سزا ہے جس کے بعد دوسری سزا کی ضرورت نہیں رہتی۔ ۷۰

۷۱ ۔ شاید یہ مطلب ہو کہ دنیا میں بھی خدا کی پھٹکار (لعنت) کا اثر برابر پہنچتا رہے گا۔ یا پہلے جملہ کی تاکید ہے ۔ واللہ اعلم۔

۔ یعنی دنیوی لذائذ کا جو حصہ ان کے لئے مقدر تھا اس سے فائدہ اٹھا گئے اور آخری انجام کا خیال نہ کیا۔ ۷۲

۷۳ ۔ یعنی تم بھی ان کی طرح آخری انجام کے تصور سے غافل ہو کر دنیا کی متاع فانی سے جتنا مقدر ہے حصہ پا رہے ہو اور ساری چال ڈھال انہی کی سی رکھتے ہو تو سمجھ لو جو حشر ان کا ہوا وہ ہی تمہارا بھی ہو سکتا ہے ان کے پاس مال و اولاد اور جسمانی قوتیں تم سے زائد تھیں پھر انتقام الہٰی کی گرفت سے نہ بچ سکے تو تم کو کاہے پر بھروسہ

۷۴ ۔ یعنی کوئی دنیوی و آخروی برکت و کرامت انہیں نصیب نہ ہوئی۔ باقی دنیوی لذائذ کو جو حصہ بظاہر ملا ۔ وہ فی الحقیقت ان کے حق میں استدراج اور عذاب تھا جیسا کہ دو رکوع پہلے { فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ } الخ کے فوائد میں گذر چکا اور اس سے پیشتر بھی کئ مواقع میں لکھا جا چکا ہے۔
۷۵ ۔ قوم نوح طوفان سے، عاد آندھی سے ثمود صیحہ (چیخ) سے ہلاک ہوئے۔ ابراہیم کی حق تعالیٰ نے عجیب و غریب خارق عادت طریقہ سے تائید فرمائی۔ جنہیں دیکہ کر ان کی قوم ذلیل و ناکام ہوئی ان کا بادشاہ نمرود نہایت بد حالی کی موت مارا گیا۔ اصحاب مدین صیحہ (چیخ) رجفہ (زلزلہ) وغیرہ سے تباہ ہوئے ۔ قوم لوط کی بستیاں الٹ دی گئیں اور اوپر
۷۶ ۔ یعنی خدا کسی کو بلاوجہ اور بے موقع سزا نہیں دیتا۔ لوگ خود ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جن کے بعد عذاب الہٰی کا آنا ناگزیر ہے۔

۷۷ ۔ ابتدائے رکوع میں منافقین کے اوصاف بیان ہوئے تھے ۔ یہاں بطور مقابلہ مومنین کی صفات ذکر کی گئیں۔ یعنی جبکہ منافقین لوگوں کو بھلائی سے روک کر برائی کی ترغیب دیتے ہیں۔ مومنین بدی کو چھڑا کر نیکی کی طرف آمادہ کرتے ہیں منافقین کی مٹھی بند ہے۔ مومنین کا ہاتہ کھلا ہوا ہے۔ وہ بخل کی وجہ سے خرچ کرنا نہیں جانتے یہ اموال میں
۷۸ ۔ یعنی تمام نعمائے دنیوی و اخروی سے بڑھ کر حق تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ رضائے الہٰی کا مقام ہے۔ حق تعالیٰ مومنین کو جنت میں ہر قسم کی جسمانی و روحانی نعمتیں اور مسرتیں عطا فرمائے گا۔ مگر سب سے بڑی نعمت محبوب حقیقی کی دائمی رضا ہو گی۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حق تعالیٰ اہل جنت
۷۹ ۔ جہاد کے معنی ہیں کسی ناپسندیدہ چیز کے دفع کرنے میں انتہائی کوشش کرنا۔ یہ کوشش کبھی ہتھیار سے ہوتی ہے کبھی زبان سے کبھی قلم سے کبھی کسی اور طریق سے منافقین (جو زبان سے اسلام کا اظہار کریں اور دل سے مسلمان نہ ہوں) ان کے مقابلہ میں جہاد بالسیف جمہور امت کے نزدیک مشروع نہیں نہ عہد نبوت میں ایسا واقع ہوا۔ اسی لئے جہاد
۸۰ ۔ منافقین پیچھے بیٹہ کر پیغمبر علیہ السلام کی اور دین اسلام کی اہانت کرتے جیسا کہ سورہ منافقون میں آئے گا جب کوئی مسلمان حضور تک ان کی باتیں پہنچا دیتا تو اس کی تکذیب کرتے اور قسمیں کھا لیتے کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی۔ حق تعالیٰ نے مسلمان راویوں کی تصدیق فرمائی کہ بیشک انہوں نے وہ باتیں زبان سے نکالی ہیں۔ اور دعوئے اسلام کے
۸۱ ۔ غزوہ تبوک سے واپسی میں آنحضرت لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑی راستہ کو تشریف لے جا رہے تھے ۔ تقریباً بارہ منافقین نے چہرے چھپا کر رات کی تاریکی میں چاہا کہ آپ پر ہاتہ چلائیں اور معاذ اللہ پہاڑی سے گرا دیں۔ حضور کے ساتہ حذیفہ اور عمار تھے۔ عمار کو انہوں نے گھیر لیا تھا مگر حذیفہ نے مار مار کر ان کی اونٹنیوں کے
۸۲ ۔ یعنی حضور کی دعا سے خدا نے انہیں دولتمند کر دیا قرضوں کے بار سے سبکدوش ہوئے مسلمانوں کےساتہ ملےجلے رہنے کی وجہ سے غنائم میں حصہ ملتا رہا ، حضور کی برکت سے پیداوار اچھی ہوئی ان احسانات کا بدلہ یہ دیا کہ خدا و رسول کے ساتہ دغابازی کرنے لگے اور ہر طرح پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو ستانے پر کمر باندھ

۸۳ ۔ ایک شخص ثعلبہ بن حاطب انصاری نے حضرت سے عرض کیا کہ میرے حق میں دولتمند ہو جانے کی دعا فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ثعلبہ! تھوڑی چیز جس پر تو خدا کا شکر ادا کرے اس بہت چیز سے اچھی ہے جس کے حقوق ادا نہ کر سکے۔ اس نے پھر وہی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ! کیا تجھے پسند نہیں کہ میرے نقش قدم پر
۸۴ ۔ یعنی خدا سے صریح وعدہ خلافی کرنے اور جھوٹ بولتے رہنے کی سزا میں ان کے بخل و اعراض کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ کے لئے نفاق کی جڑ ان کے دلوں میں قائم ہو گئ جو موت تک نکلنے والی نہیں۔ اور یہ "سنت اللہ" ہے کہ جب کوئی شخص اچھی یا بری خصلت خود اختیار کر لیتا ہے تو کثرت و مزاولت و ممارست سے وہ دائمی بن جاتی ہے۔ بری
۸۵ ۔ یعنی خواہ کیسے ہی وعدے کریں ، باتیں بنائیں یا مجبور ہو کر مال پیش کریں۔ خدا ان کے ارادوں اور نیتوں کو خوب جانتا ہے اور اپنے ہم مشربوں کے ساتہ بیٹہ کر جو مشورے کرتے ہیں ان سے پوری طرح آگاہ ہے۔ وہ جانتا ہے کہ { لَنَصَّدَّ قَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصَّالِحِيْنَ } کا وعدہ اور گھبرا کر زکوٰۃ حاضر کرنا کس دل اور کیسی نیت سے تھا۔
۸۶ ۔ ایک مرتبہ آنحضرت نے مسلمانوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار (دینار یا درہم) حاضر کر دیے۔ عاصم بن عدی نے ایک سو وسق کھجوریں (جن کی قیمت چار ہزار درہم ہوتی تھی) پیش کیں۔ منافقین کہنے لگے کہ ان دونوں نے دکھلاوے اور نام و نمود کو اتنا دیا ہے ۔ ایک غریب صحابی ابو عقیل جحاب نے
۸۷ ۔ یعنی منافقین کے لئے آپ کتنی ہی مرتبہ استغفار کیجئے ان کے حق میں بالکل بیکار اور بے فائدہ ہے۔ خدا ان بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہ کرے گا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا۔ آپ نے قمیص مبارک کفن میں دیا ، لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا۔ نماز جنازہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی
۸۸ ۔ یہ ان منافقین کے متعلق ہے جو غزوہ تبوک کی شرکت سے علیحدہ رہے ۔ یعنی منافقین کا حال یہ ہے کہ برائی اور عیب کے کام کر کے خوش ہوتے ہیں نیکی سے گھبرا کر دور بھاگتے ہیں۔ اور جیسا کہ پہلے گذرا نیکی کرنے والوں پر طعن کرتے اور آوازے کستے ہیں۔ ایسی قوم کو نبی کے استغفار سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یہاں سے گنہگار اور بد
۸۹ ۔ یا تو منافقین آپس میں ایک دوسرے کو کہتے تھے اور یا بعض مومنین سےکہتے ہوں گے کہ ان کی ہمتیں سست ہو جائیں۔

۹۰ ۔ یعنی اگر سمجہ ہوتی تو خیال کرتے کہ یہاں کی گرمی سے بچ کر جس گرمی کی طرف جا رہے ہو وہ کہیں زیادہ سخت ہے یہ تو وہی مثال ہوئی کہ دھوپ سے بھاگ کر آگ کی پناہ لی جائے ۔ حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر درجہ زیادہ تیز ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

۔ یعنی چند روز اپنی حرکات پر خوش ہو لو اور ہنس لو۔ پھر ان کرتوتوں کی سزا میں ہمیشہ کو رونا ہے۔ ۹۱

۹۲ ۔ حضور تبوک میں تھے اور منافقین مدینہ میں۔ ممکن تھا کہ بعض منافقین آپ کی واپسی سے قبل مر جائیں ۔ اس لئے { اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ } فرمایا۔

۹۳ ۔ یعنی اب اگر یہ لوگ دوسرے غزوہ میں ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو فرما دیجئے کہ بس! تمہاری ہمت و شجاعت کا بھانڈا پھوٹ چکا اور تمہارے دلوں کا حال پہلی مرتبہ کھل چکا نہ تم کبھی ہمارے ساتھ نکل سکتے ہو اور نہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں بہادری دکھا سکتے ہو لہذا اب تم کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں عورتوں اور بچوں اپاہج
۔ یعنی دعا و استغفار کے لئے یا اہتمام دفن کے لئے۔ ۹۴

۹۵ ۔ یہ آیت عبداللہ بن ابی کے واقعہ کے بعد نازل ہوئی جیسا کہ چند آیات پہلے ہم مفصل بیان کر چکے ہیں اس آیت کے نزول کے بعد منافقین کا جنازہ پڑھانا قطعًا ممنوع ہو گیا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق احتیاطًا ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھتے تھے جس کی نماز میں حضرت حذیفہ شریک نہ ہوں ۔ کیونکہ ان کو آنحضرت نے بہت سے منافقین کا نام بنام
۔ چار رکوع پہلے اسی مضمون کی آیت گذر چکی اس کا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ۹۶

۹۷ ۔ یعنی قرآن کی کسی سورت میں جب تنبیہ کی جاتی ہے کہ پوری طرح خلوص و پختگی سے ایمان لاؤ۔ جس کا بڑا اثر یہ ظاہر ہونا چاہئے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ ہو کر خدا کے راستہ میں جہاد کریں۔ تو یہ منافقین جان چرانے لگتے ہیں اور ان میں کے استطاعت و مقدر والے بھی جھوٹے عذر تراش کر اجازت طلب کرنے آتے ہیں کہ حضرت!
۹۸ ۔ یعنی کذب و نفاق ، نکول عن الجہاد اور تخلف عن الرسول کی شامت سے ان کے دلوں پر مہر کر دی گئ کہ اب موٹے موٹے عیب نظر نہیں آتے اور انتہائی بے غیرتی و بزدلی پر بجائے شرمانے کے نازاں و فرحاں ہوتے ہیں۔

۹۹ ۔ منافقین کے بالمقابل مومنین مخلصین کا بیان فرمایا کہ دیکھو! یہ ہیں خدا کے وفادار بندے۔ جو اس کے راستہ میں نہ جان سے ہٹتے ہیں نہ مال سے کیسا ہی خطرہ کا موقع ہو اسلام کی حمایت اور پیغمبر اسلام کی معیت میں ہر قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ پھر ایسوں کے لئے فلاح و کامیابی نہ ہوگی تو اور کس کے لئے ہو گی۔
۱۰۰ ۔ یعنی جس طرح مدینہ کے رہنے والوں میں منافقین بھی ہیں اور مخلصین بھی۔ اسی طرح دیہاتی گنواروں میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے یہاں دو قسموں کا ذکر فرمایا۔ مخلص دیہاتیوں کا ذکر اس رکوع کے خاتمہ پر { وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ } الخ میں آئے گا۔ یہاں دیہاتیوں کی جن دو جماعتوں کا ذکر ہے (معذرون اور
۱۰۱ ۔ جھوٹے عذر کرنے والوں کے بعد سچے معذورین کا بیان فرماتےہیں ۔ حاصل یہ ہے کہ عذر کبھی تو شخصی طور پر لازم ذات ہوتا ہے مثلاً بڑھاپے کی کمزوری جو عادتًا کسی طرح آدمی سے جدا نہیں ہو سکتی اور کبھی عارضہ ہوتا ہے پھر عارضی یا بدنی ہے جیسے بیماری وغیرہ یا مالی جیسے افلاس و فقدان اسباب سفر۔ چونکہ غزوہ تبوک میں
۱۰۲ ۔ یعنی جو لوگ واقعی معذور ہیں اگر ان کے دل صاف ہوں اور خدا و رسول کے ساتھ ٹھیک ٹھیک معاملہ رکھیں (مثلاً خود نہ جا سکتے ہوں تو جانے والوں کی ہمتیں پست نہ کریں) بلکہ اپنے مقدرو کے موافق نیکی کرنے اور اخلاص کا ثبوت دینے کے لئے مستعد رہیں ان پر جہاد کی عدم شرکت سےکچھ الزام نہیں۔ ایسے مخلصین سے اگر بمقتضائے
۱۰۳ ۔ سبحان اللہ ۔ نبی کریم کی صحبت نے صحابہ کے دلوں میں عشق الہٰی کا وہ نشہ پیدا کیا تھا۔ جس کی مثال کسی قوم و ملت کی تاریخ میں موجود نہیں۔ مستطیع اور مقدور والے صحابہ کو دیکھو تو جان و مال سب کچھ خدا کے راستہ میں لٹانے کو تیار ہیں اور سخت سے سخت قربانی کے وقت بڑے ولولہ اور اشتیاق سے آگے بڑھتے ہیں۔ جن کو مقدور
۱۰۴ ۔ یعنی باوجود قدرت و استطاعت جہاد سے پہلو تہی کرتے ہیں اور نہایت بے حمیتی سے یہ عار گوارا کرتے ہیں کہ عورتوں کی طرح گھر میں چوڑیاں پہن کر بیٹھ جائیں۔ گناہ کی ممارست (پریکٹس) سے آدمی کا قلب ایسا مسخ اور سیاہ ہو جاتا ہے کہ اسے بھلے برے اور عیوب و ہنر کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی جب بے غیرتی کرتے کرتے کوئی شخص اس
۱۰۵ ۔ یعنی جیسے تبوک کی طرف روانہ ہونے کے وقت منافقین نے طرح طرح کے حیلے بہانے بنائے جب تم مدینہ واپس آؤ گے اس وقت بھی یہ لوگ اعذار باطلہ پیش کرکے تم کو مطمئن بنانا چاہیں گے اور قسمیں کھائیں گے کہ حضرت ہمارا قصد مصمم تھا کہ آپ کے ساتھ چلیں مگر فلاں فلاں موانع و عوائق پیش آجانے کی وجہ سے مجبور رہے۔ آپ کہہ
۱۰۶ ۔ تبوک سے واپسی کے بعد منافقین جھوٹی قسمیں کھا کر جو عذر پیش کرتے تھے اس کی غرض یہ تھی کہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو اپنی قسموں اور ملمع سازیوں سے راضی و مطمئن کر دیں تاکہ بارگاہ رسالت سے ان پر کوئی عتاب و ملامت اور داروگیر نہ ہو۔ سابق کی طرح یوں ہی معاملہ ابہام میں رہے مسلمان ان سے کچھ تعرض نہ

۱۰۷ ۔ بڑی کوشش یہ ہے کہ مکروفریب اور کذب و دروغ سے مسلمانوں کو خوش کر لیں فرض کیجئے اگر چکنی چپڑی باتوں سے مخلوق راضی ہو جائے تو کیا نفع پہنچ سکتا ہے جبکہ خدا ان سے راضی نہ ہو ۔ خدا کے آگے تو کوئی چالاکی اور دغابازی نہیں چل سکتی۔ گویا متنبہ فرما دیا کہ جس قوم سے خدا راضی نہ ہو کوئی مومن قانت کیسے راضی ہو
۱۰۸ ۔ یہاں تک مدینہ کے منافقین اور مومنین مخلصین کے احوال بیان ہوئے تھے اب کچھ حال دیہاتی بدوؤں کا ذکر کرتے ہیں کہ ان میں بھی کئ طرح کے آدمی ہیں ۔ کفار ، منافقین اور مخلص مسلمان چونکہ دیہاتی لوگ قدرتی طور پر عمومًا تند خو اور سخت مزاج ہوتے ہیں (جیسا کہ حدیث میں ہے { مَنْ سَکَنَ البَادِیَۃَ جَفَا }) اور مجالس علم و حکمت سے
۱۰۹ ۔ یعنی اس کا علم بنی آدم کے تمام طبقات پر محیط ہے وہ اپنی حکمت سے ہر ایک طبقہ کے ساتھ اس کی استعداد و قابلیت کے موافق معاملہ کرتا ہے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اعراب کی طبیعت میں بے حکمی غرض پرستی اور جہالت شدید ہوتی ہے سو اللہ حکمت والا ہے ان سے وہ مشکل کام بھی نہیں چاہتا اور درجے بلند بھی نہیں دیتا۔
۱۱۰ ۔ یعنی اعراب منافقین میں وہ لوگ بھی ہیں جنہیں اگر کسی وقت خدا کے راستہ میں کچھ خرچ کرنا پڑ جاتا ہے تو ایسی کراہیت سے خرچ کرتے ہیں جیسے کوئی جرمانہ اور تاوان ادا کرتا ہو۔ وہ ابھی تک اس کے منتظر ہیں کہ مسلمان حوادث دہر سے کسی گردش اور آفت میں پھنس جائیں تو ہم خوب شادیانے بجائیں۔ یہ خبر نہیں کہ انہیں کی قسمت گردش
۱۱۱ ۔ یہاں قرآن کریم کی معجزانہ تاثیر اور نبی کریم کی تعلیم کا حیرت انگیز کرشمہ دکھلایا ہے کہ ان ہی درشت مزاج ، سنگدل ، تند خو گنواروں میں جو کفر و نفاق اور جہل و طغیان کی وجہ سے اس لائق ہی نہ تھی کہ خدا کے بتلائے ہوئے ادب اور قاعدے سمجھ سکیں۔ نبی کریم کی تعلیم اور قرآن کریم کی آواز نے ایسے عارف اور مخلص افراد
۱۱۲ ۔ "اعراب مومنین" کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ زعماء و اعیان مومنین کا کچھ ذکر کیا جائے۔ یعنی جن مہاجرین نے ہجرت میں سبقت و اولیت کا شرف حاصل کیا اور جن انصار نے نصرت و اعانت میں پہل کی غرض جن لوگوں نے قبول حق اور خدمت اسلام میں جس قدر آگے بڑھ بڑھ کر حصے لئے پھر جو لوگ نیکوکاری اور حسن نیت سے ان پیش روان
۱۱۳ ۔ پہلے سے دیہاتی عربوں کا ذکر چلا آ رہا تھا۔ درمیان میں اعراب و مومنین کے تذکرہ سے مہاجرین و انصار کی طرف کلام منتقل ہو گیا۔ اب اس آیت میں خاص مدینہ اور اس کے آس پاس رہنے والوں کا بیان ہے یعنی بعض اہل مدینہ اور گردوپیش کے رہنے والے نفاق کے خوگر ہو چکے اور اسی پر اڑے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ نفاق اس قدر عریق و عمیق
۱۱۴ ۔ بڑا عذاب دوزخ کا ہے { اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّار } (نساء رکوع۲۱) اس سے قبل کم ازکم دوبار ضرور عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے ۔ ایک عذاب قبر دوسرا عذاب جو اسی دنیوی زندگی میں پہنچ کر رہے گا مثلاً ابن عباس کی ایک روایت کے موافق حضور نے جمعہ کے روز ممبر پر کھڑے ہو کر تقریباً چھتیس آدمیوں کو نام بنام پکار
۱۱۵ ۔ اہل مدینہ میں اگر ایک طرف یہ منافقین متمر دین ہیں جو اپنی شرارتوں اور جرموں کو پردہ نفاق میں چھپاتے اور ان پر سختی سے اڑے رہتے ہیں تو دوسری جانب بعض وہ مسلمان ہیں جن سے بمقتضائے بشریت کوئی خطا و قصور سرزد ہو جائے تو نادم ہو کر بے تامل اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ ان کی بھلائی اور برائی مخلوط (رلی ملی) ہے ۔
۱۱۶ ۔ صدقہ کا ترجمہ مترجم محقق نے زکوٰۃ کیا ہے ۔ لیکن اگر لفظ صدقہ کو عام رکھا جاتا جو زکوٰۃ و صدقات نافلہ سب کو شامل ہو تو بہتر تھا۔ کیونکہ اکثر روایات کے موافق یہ آیت ان ہی لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو بعد معافی تکمیل توبہ کے طور پر صدقہ لے کر حاضر ہوئے تھے۔ جیسا کہ ابھی پچھلے فائدہ میں نقل کیا جا چکا ہے۔ ہاں عموم
۱۱۷ ۔ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے ۔یعنی اس پر مواخذہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن ایک قسم کی روحانی کدورت و ظلمت وغیرہ جو گناہ کا طبعی اثر ہے وہ ممکن ہے باقی رہ جاتی ہو جو بالخصوص صدقہ اور عمومًا حسنات کی مباشرت سے زائل ہوتی ہے۔ بایں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ صدقہ گناہوں کے اثرات سے پاک و صاف کرتا اور اموال کی برکت بڑھاتا
۱۱۸ ۔ یعنی توبہ اور صدقات کا قبول کرنا صرف خدا کے اختیار میں ہے کیونکہ وہی جانتا ہے کہ کس نے اخلاص قلب اور شرائط قبول کی رعایت کے ساتھ توبہ کی یا صدقہ دیا۔ چنانچہ پہلے بعضوں پر عتاب ہو چکا کہ ہمیشہ کے لئے ان کی زکوٰۃ لینی موقوف ہوئی اور منافقین کے صدقات کو مردود ٹھہرایا گیا اور ان کے حق میں دعاء و استغفار کو بھی بے
۱۱۹ ۔ یعنی توبہ وغیرہ سے گذشتہ تقصیرات معاف ہو گئیں۔ لیکن آگے دیکھا جائے گا کہ تم کہاں تک صدق و استقامت کا عملی ثبوت پیش کرتے ہو۔ اس جہاد میں قصور ہوا تو آئندہ اور جہاد ہوں گے ۔ پیغمبر علیہ السلام کے یا خلفاء کے روبرو ان میں امتحان ہو گا کہ کیسا عمل کرتے ہو پھر خدا کے یہاں جا کر ہر عمل کا پورا بدلہ مل جائے گا۔ کیونکہ وہ ہی تمام
۱۲۰ ۔ اہل مدینہ میں سے یہاں ایک اور چھوٹی سی جماعت کا ذکر فرمایا ہے اصل یہ ہے کہ متخلفین عن تبوک (یعنی تبوک میں نہ شریک ہونے والے) تین قسم کے تھے۔ ایک منافقین جو ازراہ شک و نفاق علیحدہ رہے۔ دوسرے بعض مومنین جو محض سستی اور تن آسانی کی بدولت شریک جہاد نہ ہوئے۔ پھر ان میں دو قسمیں تھیں۔ اکثر وہ تھے جنہوں
۱۲۱ ۔ پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جن سے بظاہر ایک برا کام ہو گیا (تخلف عن الجہاد) مگر صحت اعتقاد اور اعتراف خطا کی بدولت معافی مل گئ۔ یہاں ایسی جماعت کا بیان ہے جنہوں نے بظاہر اچھا کام کیا (تعمیر مسجد) لیکن بد اعتقادی کی وجہ سے وبال بن گیا۔ واقعی یہ ہے کہ نبی کریم مکہ سے ہجرت کرآئےتو اول مدینہ سے باہر بنی عمرو بن عوف
۱۲۲ ۔ یعنی اس مسجد میں جس کی بنیاد محض ، ضد ، کفر و نفاق ، عداوت اسلام اور مخالفت خدا و رسول پر رکھی گئ۔ آپ کبھی نمار کے لئے کھڑے نہ ہوں ۔ آپ کی نماز کے لائق وہ مسجد ہے جس کی بنیاد اول دن سےتقویٰ اور پرہیزگاری پر قائم ہوئی (خواہ مسجد نبوی ہو یا مسجد قبا) اس کے نمازی گناہوں اور شرارتوں اور ہر قسم کی نجاستوں
۱۲۳ ۔ یعنی جس کام کی بنیاد تقویٰ ، یقین و اخلاص اور خدا کی رضا جوئی پر ہو وہ نہایت مستحکم اور پائدار ہوتا ہے برخلاف اس کے جس کام کی بنا شک و نفاق اور مکرو خداع پر ہو ، وہ اپنی ناپائداری ، بودے پن اور انجام بد کے لحاظ سے ایسا ہے جیسے کوئی عمارت ایک کھائی کے کنارہ پر کھڑی کی جائے کہ ذرا زمین سرکی یا پانی کی تھپڑ کنارہ کو
۱۲۴ ۔ یعنی بظاہر کوئی نیک عمل بھی کریں (جیسے مسجد بنانا) ظلم و انصافی کی شامت سے بن نہیں پڑتا۔

۱۲۵ . "ریبہ" کا ترجمہ کیا ہے "شبہ" جس سے مراد نفاق ہے . یعنی اس عمل بد کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ ان کے دلوں میں (جب تک موت انہیں پارہ پارہ نہ کر ڈالے) نفاق قائم رہے گا۔ جیسے اسی سورت میں پہلے گذر چکا { فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَه بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ } بعض مترجمین نے "ریبہ" کے معنی کئے ہیں "کھٹکنا"
۱۲۶ . اس سے زیادہ سود مند تجارت اور عظیم الشان کامیابی کیا ہوگی کہ ہماری حقیر سی جانوں اور فانی اموال کا خداوند قدوس خریدار بنا۔ ہماری جان و مال کو جو فی الحقیقت اسی کی مملوک و مخلوق ہے محض ادنیٰ ملابست سے ہماری طرف نسبت کر کے "بیع" قرار دیا جو "عقد بیع" میں مقصود بالذات ہوتی ہے . اور جنت جیسے اعلیٰ ترین مقام کو
۱۲۷ . بعض نے سائحون سے مراد روزہ دار لئے ہیں۔ کیونکہ روزہ دار کھانے پینے وغیرہ لذائذ و مرغوبات سے بے تعلق ہو کر روحانی مدارج اور ملکوتی مقامات کی سیر کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس لفظ کا مصداق مہاجرین ہیں جو گھر بار سے بے تعلق ہو کر "دارالاسلام" میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ بعض نے مجاہدین کا ارادہ کیا ہے کہ مجاہد اپنی
۱۲۸ . یعنی خود درست ہونے کے ساتھ دوسروں کو بھی درست کرتے ہیں۔ گویا ان کا کام ہے عبادت حق ، اور خیر خواہی۔

۱۲۹ . یعنی نیکی بدی کی جو حدود حق تعالیٰ نے معین فرما دی ہیں ان سے تجاوز نہ کرے . خلاصہ یہ کہ بے حکم شرع کوئی قدم نہ اٹھائے . یہ سب صفات ان مومنین کی ہوئیں۔ جو جان و مال سے خدا کے ہاتھ پر بک چکے ہیں۔

۱۳۰ . مومنین جب جان و مال سے خدا کے ہاتھ بیع ہو چکے تو ضروری ہے کہ تنہا اسی کے ہو کر رہیں۔ اعداء اللہ سے جن کا دشمن خدا اور جہنی ہونا معلوم ہو چکا ہو۔ محبت و مہربانی کا واسطہ نہ رکھیں۔ خواہ یہ دشمنان خدا ان کے ماں باپ ، چچا، تایا اور خاص بھائی بند ہی کیوں نہ ہوں۔ جو خدا کا باغی اور دشمن ہے وہ اس کا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔
۱۳۱ . سورہ مریم میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم کے باپ نے قبول حق سے اعراض کیا اور جد و عناد سے حضرت کو قتل کی دھمکیاں دینے لگا تو آپ نے والدین کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا { سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ اِنَّه كَانَ بِيْ حَفِيًّا } یعنی میں خدا سے تیرے لئے استغفار کروں گا اس وعدہ کے موافق آپ برابر استغفار کرتے رہے۔
۱۳۲ . یعنی اتمام حجت اور اظہار حق سے پہلے خدا کسی کو گمراہ نہیں کرتا . گمراہی یہ ہےکہ جب خد اپنے احکام صاف کھول کر بیان کر چکا پھر امتثال نہ کیا جائے گویا اشار کر دیا کہ جو لوگ ممانعت سے قبل مشرکین کے لئے استغفار کر چکے ہیں ان پر مواخذہ نہیں . لیکن اب اطلاع پانے کے بعد ایسا کرنا گمراہی ہے۔
۱۳۳ . جب اس کی سلطنت ہے تو اسی کا حکم چلنا چاہئے۔ وہ علم محیط اور قدرت کاملہ سے جو احکام نافذ کرے۔ بندوں کا کام ہے کہ بے خوف و خطر تعمیل کریں۔ کسی کی رو رعایت کو دخل نہ دیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں۔
۱۳۴ . مشکل کی گھڑی سے مراد غزوہ تبوک کا زمانہ ہے جس میں کئی طرح کی مشکلات جمع تھیں۔ سخت گرمی طویل مسافت کھجورکا موسم اس زمانہ کی عظیم الشان سلطنت کے مقابلہ پر فوج کشی پھر ظاہری بے سروسامانی ایسی کہ ایک ایک کھجور روزانہ دو دو سپاہیوں پر تقسیم ہوتی تھی . اخیر میں یہ نوبت پہنچ گئ کہ بہت سے مجاہدین ایک ہی
۱۳۵ . خد اکی مہربانیاں پیغمبر علیہ السلام پر انصار پر مہاجرین پر ہیں حق تعالیٰ کی مخصوص توجہ اور مہربانی رہی ہے کہ ان کو ایمان و عرفان سے مشرف فرمایا۔ اتباع نبوی ، جہاد فی سبیل اللہ اور عزائم امور کے سر انجام دینے کی ہمت و توفیق بخشی۔ پھر ایسے مشکل وقت میں جبکہ بعض مومنین کے قلوب بھی
۱۳۶ . یہ تین شخص کعب بن مالک ، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع ہیں . جو باوجود مومن مخلص ہونے کے محض تن آسانی اور سہل انگاری کی بنا پر بدون عذر شرعی کے تبوک کی شرکت سے محروم رہے۔ جب حضور واپس تشریف لائے تو نہ انہوں نے منافقین کی طرح جھوٹے عذر پیش کئے اور نہ بعض صحابہ کی طرح اپنے کو ستونوں سے باندھا۔
۱۳۷ . ان تین میں سے حضرت کعب بن مالک نے اپنا واقعہ نہایت شرح و بسط سے عجیب موثر طرز میں بیان فرمایا ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ملاحظہ کیا جائے . یہاں اس کے بعض اجزاء نقل کئے جاتے ہیں کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ تبوک کی مہم چونکہ بہت سخت اور دشوار گذرا تھی حضور نے صحابہ کو عام حکم تیاری دیا . لوگ مقدور و
۱۳۸ . یعنی سچوں کی صحبت رکھو اور انہی جیسے کام کرو۔ دیکھ لو یہ تین شخص سچ کی بدولت بخشے گئے اور مقبول ٹھہرے منافقین نے جھوٹ بولا اور خدا کا ڈر دل سے نکال دیا تو "درک اسفل" کے مستحق بنے۔

۱۳۹ . یعنی رسول تو تکلیفیں اٹھائیں اور ہم آرام سے بیٹھے رہیں ایسا نہیں چاہئے حدیث میں ہے کہ ابو خیثمہ بھی غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ حضور کی روانگی کے بعد باغ میں گئے وہاں خوشگوار سایہ تھا حسین و جمیل بیوی سامنے تھی اس نے پانی چھڑک کر زمین کو خوب ٹھنڈا کر دیا چٹائی کا فرش کیا۔ تازہ کھجور کے خوشے سامنے رکھے
۱۴۰ . یعنی باوجودیکہ ان میں سے اکثر چیزیں (مثلاً بھوک ، پیاس لگنا ، یا تکلیف پہنچنا) اختیاری کام نہیں ہیں، تاہم نیت جہاد کی برکت سے ان غیر اختیاری چیزوں کے مقابلہ میں اعمال صالحہ ان کی فرد حسنات میں درج کر دیے جائیں گے جن پر خدا اجر نیک مرحمت فرمائے گا۔
۱۴۱ . خرچ کرنا یا میدان طے کرنا ، خود عمل صالح اور اختیاری افعال ہیں۔ اسی لئے یہاں { اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ } فرمایا۔ گذشتہ آیت کی طرح { اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِه عَمَلٌ صَالِحٌ } نہیں ارشاد ہوا۔ نبہ علیہ بن کثیر۔

. یعنی بہترین عمل کی بہترین جزا دے گا۔ ۱۴۲

۱۴۳ ۔ گذشتہ رکوعات میں "جہاد" میں نکلنے کی فضیلت اور نہ نکلنے پر ملامت تھی۔ ممکن تھا کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ ہمیشہ ہر جہاد میں تمام مسلمانوں پر نکلنا فرض عین ہے اس آیت میں فرما دیا کہ نہ ہمیشہ یہ ضروری ہے ، نہ مصلحت ہے کہ سب مسلمان ایک دم جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوں مناسب یہ ہے کہ ہر قبیلہ اور قوم میں سے ایک جماعت
۱۴۴ ۔ جہاد فرض کفایہ ہے جو ترتیب طبعی کے موافق اول ان کفار سے ہونا چاہئے جو مسلمانوں سے قریب تر ہوں بعدہ ان کے قریب رہنے والوں سے اسی طرح درجہ بدرجہ حلقہ جہاد کو وسیع کرنا چاہئے۔ نبی کریم اور خلفائے راشدین کے جہاد اسی ترتیب سے ہوئے "دفاعی جہاد" میں بھی فقہاء نے یہ ہی ترتیب رکھی ہے کہ جس اسلامی ملک پر کفار
۱۴۵ ۔ مومن کی شان یہ ہے کہ اپنے بھائی کے حق میں نرم اور دشمنان خدا و رسول کے معاملہ میں سخت و شدید ہو ۔ تاکہ اس کی نرمی اور ڈھیلا پن دیکھ کر دشمن جری نہ ہو جائے۔ { اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ } (مائدہ رکوع۸) وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ } (الفتح۔رکوع۴) { جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ } (توبہ۔رکوع۱۰) وفی
۱۴۶ ۔ یعنی خدا سے ڈرنے والے کو کسی کافر قوم سے ڈرنے اور دبنے کی کوئی وجہ نہیں جب تک اور جس قدر مسلمان خدا سے ڈرتے رہے اسی وقت تک اور اسی قدر ان کو کفار پر غلبہ حاصل ہوتا رہا۔ حق تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنا ڈر پیدا کر دے۔

۱۴۷ ۔ جب کوئی سورہ قرآنی نازل ہوتی تو منافقین آپس میں ایک دوسرے سے یا بعض سادہ دل مسلمانوں سے ازراہ استہزاء و تمسخر کہتے کہ کیوں صاحب تم میں سے کس کس کا ایمان اس سورت نے بڑھایا ۔ مطلب یہ تھا کہ (معاذ اللہ) اس سورت میں رکھا ہی کیا ہے۔ کون سے حقائق و معارف ہیں جو ایمان و یقین کی ترقی کا موجب ہوں۔ حق تعالیٰ نے
۱۴۸ ۔ یعنی ہر سال کم از کم ایک دو مرتبہ ان منافقین کو فتنہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ مثلاً قحط ، بیماری وغیرہ کسی آفت ارضی و سماوی میں مبتلا ہوتے ہیں یا پیغمبر علیہ السلام کی زبانی ان کا نفاق علانیہ ظاہر کر کے رسوا کیا جاتا ہے یا جنگ و جہاد کے وقت ان کی بزدلی اور تیرہ باطنی بے نقاب کر دی جاتی ہے مگر وہ ایسا بے حیا اور بد باطن واقع
۱۴۹ ۔ جس وقت وحی نازل ہوتی اور منافقین مجلس میں موجود ہوتے تو کلام الہٰی کا سننا ان پر بہت شاق گذرتا تھا خصوصًا وہ آیات جن میں ان کے عیوب کھولے جاتے تھے۔ اس وقت ایک دوسرے کی طرف کن انکھیوں سے اشارے کرتے اور ادھر ادھر دیکھتے کہ مجلس میں کسی مسلمان نے ہم کو پرکھا نہ ہو۔ پھر نظر بچا کر شتاب مجلس سے کھسک
۱۵۰ ۔ یعنی مجلس نبوی سے کیا پھرے۔ خدا نے ان کے دلوں کو پھیر دیا کہ وہ اپنی جہل و حماقت سے ایمان و عرفان کی باتوں کو سمجھنا اور قبول کرنا نہیں چاہتے۔

۔ جس کے حسب و نسب ، اخلاق و اطوار اور دیانت و امانت سے تم خوب واقف ہو۔ ۱۵۱

۱۵۲ ۔ جس چیز سے تم کو تکلیف یا سختی پہنچے وہ ان پر بہت بھاری ہے ۔ ہر ممکن طریقہ سے آپ یہ ہی چاہتے ہیں کہ امت پر آسانی ہو اور دنیوی و اخروی عذاب سے محفوظ رہے۔ اسی لئے جو دین آپ لائے وہ بھی سہل اور نرم ہے ۔ اور عمال کو آپ یہ ہی نصیحت فرماتے تھے۔ { یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا } (آسانی کرو سختی مت کرو)۔
۱۵۳ ۔ یعنی تمہاری خیر خواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے۔ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں ، آپ ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں آپ کی بڑی کوشش اور آرزو یہ ہے کہ خدا کے بندے اصلی بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں ۔ جہاد وغیرہ کا مقصد بھی خونریزی نہیں بلکہ بحالت مجبوری سخت آپریشن کے ذریعہ
۱۵۴ ۔ جب آپ تمام جہان کے اس قدر خیر خواہ ہیں تو خاص ایمانداروں کے حال پر ظاہر ہے کس قدر شفیق و مہربان ہوں گے۔

۱۵۵ ۔ گر آپ کی عظیم الشان شفقت ، خیر خواہی اور دل سوزی کی لوگ قدر نہ کریں ، تو کچھ پروا نہیں۔ اگر فرض کیجئے۔ ساری دنیا آپ سے منہ پھیر لے تو تنہا خدا آپ کو کافی ہے جس کے سوا نہ کسی کی بندگی ہے نہ کسی پر بھروسہ ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ زمین و آسمان کی سلطنت اور "عرش عظیم" (تخت شہنشاہی کا) مالک وہ ہی ہے۔ سب نفع و
۱ ۔ یہ آیتیں ایسی مضبوط و محکم کتاب کی ہیں جس کی ہر بات پکی ہے ۔ الفاظ اس لئے کہ ہمیشہ تبدیل و تحریف سے محفوظ رہیں گے علم اس لئے کہ تمامتر عقل و حکمت کے موافق ہیں۔ احکام اس وجہ سے کہ آئندہ کوئی دوسری ناسخ کتاب آنے والی نہیں۔ اخبار و قصص اس طرح کہ ٹھیک ٹھیک واقع کے مطابق ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ خدائے
۲ ۔ یعنی اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ انسانوں کی اصلاح و ہدیات کے لئے حق تعالیٰ ایک انسان ہی کو مامور فرما دے اور اس کی طرف وہ پیغام بھیجے جس کی دوسروں کو بلاواسطہ خبر نہ ہو وہ تمام لوگوں کو خدا کی نافرمانی کے مہلک نتائج و عواقب سے آگاہ کرے ۔ اور خدا کی بات ماننے والوں کو بشارت پہنچائے کہ رب العزت کے یہاں اعمال
۔ یعنی وحی قرآنی کو فوق العادت مؤثر و بلیغ ہونے کی وجہ سے جادو ، اور اس کے لانے والے کو جادوگر کہتے ہیں۔ ۳

۴ ۔ یعنی اتنے وقت میں جو چھ دن کے برابر تھا اور ایک دن ابن عباس کی تفسیر کے موافق ایک ہزار سال کا لیا جائے گا۔ گویا چھ ہزار سال میں زمین و آسمان وغیرہ تیار ہوئے ۔ بلاشبہ حق تعالیٰ قادر تھا کہ آن واحد میں ساری مخلوق کو پیدا کر دیتا۔ لیکن حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کی تدریجًا پیدا کیا جائے۔ شاید بندوں کو سبق دینا ہو کہ قدرت کے باوجود ہر

۔ سورہ اعراف کے ساتویں رکوع کے شروع میں اسی طرح کی آیت گذر چکی۔ اس کا فائدہ ملاحظہ کیا جائے۔ ۵

۔ یعنی مخلوق کے تمام کاموں کی تدبیر و انتظام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ۶

۷ ۔ یعنی شریک اور حصہ دار تو اس کی خدائی میں کیا ہوتا ، سفارش کے لئے بھی اس کی اجازت کے بدون لب نہیں ہلا سکتا۔

۸ ۔ یعنی دھیان کرو کہ ایسے رب کے سوا جس کی صفات اوپر بیان ہوئیں دوسرا کون ہے جس کی بندگی اور پرستش کی جا سکے۔ پھر تم کو کیسے جرأت ہوتی ہے کہ اس خالق و مالک شہنشاہ مطلق اور حکیم برحق کے پیغاموں اور پیغامبروں کو محض اوہام و ظنون کی بنا پر جھٹلانے لگو۔
۔ یعنی چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی ضائع نہ ہو۔ ۱۰

۹ ۔ یعنی اسی سے تم سب کا آغاز ہوا اور اسی کی طرف انجام کار سب کو جانا ہے۔ پھر اس کے احکام و سفراء سے سرتابی کرنا کیسے روا ہو سکتا ہے۔

۱۱ ۔ بعض کے نزدیک "نور" عام ہے "ضیاء" سے ۔ "ضیاء" خاص اس نور کو کہتے ہیں جو زیادہ تیز اور چمکدار ہو۔ بعض نے کہا کہ جس کی روشنی ذاتی ہو ، وہ ضیاء اور جس کی دوسرے سے مستفاد ہو ، وہ "نور" ہے ۔ سورج کی روشنی عالم اسباب میں کسی دوسرے کرہ سے حاصل نہیں ہوئی۔ چاند کی روشنی البتہ سورج سے مستفاد ہے ۔ اور بعض
۱۲ ۔ یعنی روزانہ بتدریج گھٹتا بڑھتا ہے۔ { وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ } (یٰس رکوع۳) علمائے ہیئت نے اس کے دورے کی تقسیم کر کے اٹھائیس منزلیں مقرر کی ہیں۔ جو بارہ بروج پر منقسم ہیں۔ قرآن میں خاص ان کی مصطلحات مراد نہیں مطلق سیر و مسافت کے مدارج مراد ہیں۔
۱۳ ۔ یعنی برسوں کی گنتی اور مہینوں اور دنوں کے چھوٹے موٹے حساب سب چاند سورج کی رفتار سے وابستہ کر دیے ہیں۔ اگر چاند سورج نہ ہوں تو دن رات ، قمری اور شمسی مہینے اور سال وغیرہ کیسے متعین ہوں ۔ حالانکہ علاوہ دنیوی زندگی اور معاشی کاروبار کے بہت سے احکام شرعیہ میں بھی تعین اوقات کی ضرورت ہے۔
۱۴ ۔ یعنی فلکیات کا سلسلہ یوں ہی کیفما اتفق نہیں۔ بلکہ بڑے عظیم الشان نظام و تدبیر کے ماتحت اور ہزارہا فوائد و حکم پر مشتمل ہے۔

۱۵ ۔ یعنی سمجھ دار لوگ مصنوعات کے اس نظام کو دیکھ کر خداوند قادر و حکیم کی ہستی کا سراغ پاتے ہیں اور مادیات کے انتظام سے روحانیات کے متعلق بھی اندازہ کر لیتے ہیں کہ وہاں کی دنیا میں کیسے کیسے چاند سورج خدا نے پیدا کئے ہوں گے۔ انہی کو انبیاء و مرسلین کہہ لیجئے۔
۱۶ ۔ بلاشبہ دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز میں خدا کی ہستی اور وحدانیت کے دلائل موجود ہیں وَ فِی کُلِّ شَیءٍ لَہ اٰیَۃٌ ۔ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہ وَاحِدٌ }۔ سورہ بقرہ میں پارہ سیقول کے ربع کے قریب ایک آیت گذر چکی جس میں زیادہ بسط و تفصیل سے ان نشانہائے قدرت کا بیان ہوا ہے۔
۱۷ ۔ یعنی دنیا میں ایسا دل لگایا کہ آخرت کی اور خدا کے پاس جانے کی کچھ خبر ہی نہ رہی۔ اسی چند روزہ حیات کو مقصود و معبود بنا لیا۔ اور قدرت کی جو نشانیاں اوپر بیان ہوئیں، ان میں کبھی غور و تامل نہ کیا۔ کہ ایسا مضبوط اور حکیمانہ نظام یوں ہی بیکار نہیں بنایا گیا۔ ضرور اس سارے کارخانہ کا کوئی خاص مقصد ہو گا۔ پھر جس نے پہلی مرتبہ
۔ یعنی دل و دماغ سے ، زبان سے ، ہاتھ پاؤں سے ، جو کچھ انہوں نے کمائی کی اس کا بدلہ دوزخ کی آگ ہے۔ ۱۸

۱۹ ۔ یعنی ایمان کی بدولت اور اس کی روشنی میں حق تعالیٰ مومنین کو مقصد اصلی (جنت) تک پہنچائے گا۔

۲۰ ۔ جنتی جنت کی نعمتوں اور خدا کے فضل و احسان کو دیکھ کر { سبحان اللہ } پکاریں گے ۔ اور جب خدا سے کچھ مانگنے کی خواہش ہو گی مثلاً کوئی پرندہ یا پھل دیکھا اور ادھر رغبت ہوئی تو { سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ } کہیں گے۔ اتنا سنتے ہی فرشتے وہ چیز فورًا حاضر کر دیں گے۔ گویا یہ ہی ایک لفظ تمام دعاؤں کے قائم مقام ہو گا۔ دنیا میں بھی بڑے آدمیوں
۲۱ ۔ جنتی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کریں گے جیسے دنیا میں مسلمانوں کا دستور ہے ۔ نیز فرشتوں کا جنتیوں کو سلام کرنا ، بلکہ خود خداوند رب العزت کی طرف سے تحفہ سلام کا آنا قرآن میں منصوص ہے۔ { سَلٰمٌ قَوْلًا مِنْ رَّبٍ رَّحِیْمٍ } (یٰس رکوع۴) { وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْ خُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْ تُمْ } (الرعد رکوع۳)۔
۲۲ ۔ جنت میں پہنچ کر جب دنیوی تفکرات و کدورات کا خاتمہ ہو جائے گا اور محض { سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ } کہنے پر ہر چیز حسب خواہش ملتی رہے گی تو ان کی ہر دعا کا خاتمہ { اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ } پر ہو گا اور طبعًا ایسا ہی ہونا چاہئے۔

۲۳ ۔ دو آیت پہلے فرمایا تھا کہ جو لوگ غلفت میں پڑے ہیں اور ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ۔ یہاں یہ بتلانا ہے کہ خدا ایسے مجرموں کو دنیا میں فورًا نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔ حالانکہ لوگوں کا حال یہ ہے کہ کبھی بے باک و بے حیا بن کر خود اپنے اوپر جلد عذاب آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں { اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا
۲۴ ۔ یعنی انسان اول بے باکی سے خود عذاب طلب کرتا اور برائی اپنی زبان سے مانگتا ہے۔ مگر کمزور اور بودا اتنا ہے کہ جہاں ذرا تکلیف پہنچی ، گھبرا کر ہمیں پکارنا شروع کر دیا۔ جب تک مصیبت رہی کھڑے ، بیٹھے ، لیٹے ہر حالت میں خدا کو پکارتا رہا۔ پھر جہاں تکلیف ہٹا لی گئ، سب کہاسنا بھول گیا۔ گویا خدا سے کبھی کوئی واسطہ نہ تھا۔ وہ ہی
۲۵ ۔ یعنی اگر ان کی درخواست کے موافق جلدی عذاب نہ آئے یا تکلیف و مصیبت آ کر ٹل جائے تو بے فکر نہیں ہونا چاہئے۔ ظلم و شرارت اور بے ایمانی کی سزا جلد یا بدیر مل کر رہے گی۔ سنت اللہ قدیم سے یہ ہی ہے کہ جب لوگ انبیاء و مرسلین کے کھلے نشان دیکھنے کے بعد بھی ظلم و تکذیب پر کمر بستہ رہے اور کسی طرح ایمان و تسلیم کی طرف نہ
۲۶ ۔ یعنی پہلوں کی جگہ اب تم کو زمین پر بسایا۔ تاکہ دیکھا جائے کہ تم کہاں تک خالق و مخلوق کے حقوق پہچانتے ہو۔ اور خدا کے پیغمبروں کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو۔ نیک و بد جیسے عمل کرو گے اسی کے مناسب تم سے برتاؤ کیا جائے گا۔ آگے اس معاملہ کا ذکر ہے جو قرآن کریم یا پیغمبر علیہ السلام یا خداوند قدوس کے ساتھ انہوں نے کیا۔
۲۷ ۔ قرآن کی عام پندونصیحت تو بہت سے پسند کرتے ۔ لیکن بت پرستی یا ان کے مخصوص عقائد و رسوم کا رد ہوتا تو وحشت کھاتے اور ناک بھوں چڑھا کر رسول اللہ سے کہتے کہ اپنے خدا سے کہہ کر یا تو دوسرا قرآن لے آئے جس میں یہ مضامین نہ ہوں اور اگر یہ ہی قرآن رہے تو اتنے حصہ میں ترمیم کر دیجئے جو بت پرستی وغیرہ سے متعلق ہے۔ جن
۲۸ ۔ یعنی کسی فرشتے یا پیغمبر کا یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے کلام الہٰی میں ترمیم کر کے ایک شوشہ بھی تبدیل کر سکے۔ پیغمبر کا فرض یہ ہے کہ جو وحی خدا کی طرف سے آئے بلا کم و کاست اس کے حکم کےموافق چلتا رہے۔ وہ خدا کی وحی کا تابع ہوتا ہے۔ خدا اس کا تابع نہیں ہوتا کہ جیسا کلام تم چاہو، خدا کے یہاں سے لا کر پیش کر دے۔ وحی
۲۹ ۔ یعنی جو خدا چاہتا ہے وہ ہی میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں اور جتنا وہ چاہتا ہے میرے ذریعہ سے تم کو خبردار کرتا ہے۔ اگر وہ اس کے خلاف چاہتا تو میری کیا طاقت تھی کہ خود اپنی طرف سے ایک کلام بنا کر اس کی طرف منسوب کر دیتا۔ آخر میری عمر کے چالیس سال تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرے۔ اس قدر طویل مدت میں تم کو میرے
۳۰ ۔ یعنی گنہگاروں اور مجرموں کو حقیقی کامیابی اور بھلائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ ظالم و مجرم کون ہے۔ اگر (بفرض محال) میں جھوٹ بنا کر خدا کی طرف منسوب کرتا ہوں تو مجھ سا ظالم کوئی نہیں ہو سکتا لیکن گذشتہ آیت میں جو دلیل بیان کی گئ ، اس سے ثابت ہو چکا کہ یہ احتمال بالکل باطل ہے۔ پس جب میرا سچا ہونا
۳۱ ۔ وہ معاملہ تو خدا اور پیغمبر کے ساتھ تھا۔ اب ان کی خدا پرستی کا حال سنئے کہ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جن کے قبضہ قدرت میں نفع و ضرر کچھ بھی نہیں۔ جب پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ بیشک بڑا خدا تو ایک ہے جس نے آسمان زمین پیدا کئے ، مگر ان اصنام (بتوں) وغیرہ کو خوش رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ یہ
۳۲ ۔ یعنی بتوں کا شفیع ہونا اور شفیع کا مستحق عبادت ہونا دونوں دعوے غلط اور بے اصل ہیں ۔ اور ظاہر ہے کہ خدا کے علم میں وہ ہی چیز ہو گی جو واقعی ہو۔ لہٰذا تعلیم الہٰی کے خلاف ان غیر واقعی اور خود تراشیدہ اصول کو حق بجانب ثابت کرنا ، گویا خدا تعالیٰ کو ایسی چیزوں کے واقعی ہونے کی خبر دینا ہے جن کا وقوع آسمان و زمین میں کہیں
۳۳ ۔ ممکن تھا مشرکین کہتےکہ خدا نے تمہارے دین میں منع کیا ہوگا ہمارے دین میں منع نہیں کیا۔ اس کا جواب دے دیا کہ اللہ کا دین ہمیشہ سے ایک ہے۔ اعتقادات حقہ میں کوئی فرق نہیں۔ درمیان میں جب لوگ بہک کر جدا جدا ہو گئے۔ خدا نے ان کے سمجھانے اور دین حق پر لانے کو انبیاء بھیجے۔ کسی زمانہ اور کسی ملت میں خدا نے شرک کو جائز نہیں
۳۴ ۔ یعنی جن نشانیوں کی وہ فرمائش کرتے تھے ، ان میں سےکوئی نشانی کیوں نہ اتری جواب کا حاصل یہ ہے کہ صداقت کے نشان پہلے بہتیرے دیکھ چکے ہو۔ فرمائشی نشان دکھلانا ضروری نہیں نہ چنداں مفید ہے۔ آئندہ جو خدا کی مصلحت ہو گی وہ نشان دکھلائے گا۔ اس کا علم خدا ہی کو ہے کہ مستقبل میں کس شان او رنوعیت کے نشان ظاہر کرے
۳۵ ۔ اہل مکہ پر حق تعالیٰ نے سات سال کا قحط مسلط کیا ۔ جب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو گھبرا کر حضور سے دعا کی درخواست کی اور وعدہ کیا کہ یہ عذاب اٹھ جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے آپ کی دعا سے خدا نے سماں کر دیا قحط کی بلا دور ہوئی۔ تو پھر وہ ہی شرارتیں کرنے لگے ، خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے اور اس کی قدرت و رحمت پر

۳۶ ۔ یعنی ابتداء میں ہوا خوشگوار اور موافق تھی۔ مسافر ہنستے کھیلتے آرام سے چلے جا رہے تھے کہ یکایک ایک زور کا طوفانی جھکڑ چلنے لگا اور چاروں طرف سے پانی کے پہاڑ اٹھ کر کشتی (یا جہاز) سے ٹکرانے لگے ۔ جب سمجھ لیا کہ ہر طرف سے موت کے منہ میں گھرے ہوئے ہیں۔ بھاگنے اور نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ، تو سارے فرضی
۳۷ ۔ یعنی تمہاری شرارت کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔ اگر چند روز شرارتیں کر کے فرض کرو کچھ دنیا کا نفع حاصل کر ہی لیا تو انجام کار پھر خدا کی طرف لوٹنا ہے۔ وہاں تمہارا سب کیا دھرا آگے آئے گا۔ خداوند رب العزت سزا دے کر بتلا دے گا کہ تمہارے کرتوت کیسے تھے۔
۳۸ ۔ بعض نے { فَاخْتَلَطَ بِه نَبَاتُ الْاَرْضِ } کے معنی کثرت پیداوار کے لئے ہیں۔ کیونکہ جب زمین کی پیداوار زیادہ قوی ہوتی ہے تو گنجان ہو کر ایک جزء دوسرے سے مل جاتا اور لپٹ جاتا ہے بعض نے "بہ" کی "باء" کو مصاحبت کے لئے لےکر یہ معنی کئے ہیں کہ زمین کا سبزہ پانی کے ساتھ رل مل جاتا ہے۔ کیونکہ نباتات اجزائے مائیہ کو اپنے اندر
۳۹ ۔ یعنی مختلف الوان و اشکال کی نباتات نے زمین کو پر رونق اور مزین کر دیا اور کھیتی وغیرہ ایسی تیار ہو گئ کہ مالکوں کو کامل بھروسہ ہو گیا کہ اب اس سے پورا فائدہ اٹھانے کا وقت آ گیا ہے۔

۴۰ ۔ یعنی ناگہاں خدا کے حکم سے دن میں یا رات میں کوئی آفت پہنچی (مثلاً بگولا آ گیا ، یا اولے پڑ گئے یا ٹڈی دل پہنچ گیا۔ وعلیٰ ہذا القیاس) اس نے تمام زراعت کا ایسا صفایا کر ڈالا ، گویا کبھی یہاں ایک تنکا بھی نہ اگا تھا۔ ٹھیک اسی طرح حیات دنیا کی مثال سمجھ لو کہ خواہ کتنی ہی حسین اور تروتازہ نظر آئے ۔ حتیٰ کہ بےوقوف لوگ اس کی رونق و
۴۱ ۔ یعنی دنیا کی زائل و فانی زندگی پر مت ریجھو۔ دارالسلام (جنت) کی طرف آؤ۔ خدا تم کو سلامتی کے گھر کی طرف بلا رہا ہے اور وہاں تک پہنچنے کا راستہ بھی دکھلاتا رہا ہے۔ وہ ہی گھر ہے جہاں کے رہنے والے ہر قسم کے رنج و غم ، پریشانی ، تکلیف ، نقصان ، آفت اور فنا و زوال وغیرہ سے صحیح و سالم رہیں گے ۔ فرشتے ان کو اسلام
۴۲ ۔ بھلے کام کرنے والوں کو وہاں بھلی جگہ ملے گی۔ (یعنی جنت) اور اس سے زیادہ بھی کچھ ملے گا۔ یعنی حق تعالیٰ کی رضا اور اس کا دیدار ۔ "زیادہ" کی تفسیر "دیدار مبارک" سے کئ احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہے اور بہت سے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول ہے حضرت صہیب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ
۴۳ ۔ یعنی عرصات محشر میں جس طرح کفار فجار کے چہروں پر سخت ذلت و ظلمت چھائی ہو گی ۔ جنتیوں کے چہرے اس کے خلاف ہوں گے۔ سیاہی اور رسوائی کیسی وہاں تو نور ہی نور اور رونق ہی رونق ہو گی۔

۔ یعنی بدی سے زائد نہ ہوگا۔ کم سزا دیں یا بعض برائیوں کو بالکل معاف کر دیں ان کو اختیار ہے۔ ۴۴

۴۵ ۔ یعنی ان کے چہرے اس قدر سیاہ و تاریک ہوں گے گویا اندھیری رات کی تہیں ان پر جما دی گئ ہیں۔ (اعاذنا اللہ منہا)

۴۶ ۔ یعنی جن کو تم نے اپنے خیال میں خدا کے شریک ٹھہرا رکھا تھا، یا جن کو خدا کے بیٹے بیٹیاں کہتے تھے ، مثلاً مسیح جو نصاریٰ کے نزدیک "ابن اللہ" بلکہ "عین اللہ" تھے یا "ملائکۃ اللہ" یا "احبار" و "رہبان" کہ انہیں بھی ایک حیثیت سے خدائی کا منصب دے رکھا ، یا اصنام و اوثان جن پر مشرکین مکہ نے خدائی کے اختیارات تقسیم کر رکھے
۴۷ ۔ یعنی اس وقت عجیب افراتفری اور نفسی نفسی ہو گی۔ عابدین و معبودین میں جدائی پڑ جائے گی اور دنیا میں اپنے اوہام و خیالات کے موافق جو رشتے جوڑ رکھے تھے ، سب توڑ دیے جائیں گے۔ اس ہولناک وقت میں جبکہ مشرکین کو اپنے فرضی معبودوں سے بہت کچھ توقعات تھیں ، وہ صاف جواب دے دیں گے کہ تمہارا ہم سےکیا تعلق۔ تم جھوٹ بکتے
۴۸ ۔ یعنی جھوٹے اور بے اصل توہمات سب رفو چکر ہو جائیں گے ۔ ہر شخص بہ رای العین مشاہدہ کر لے گا کہ اس سچے مالک کے سوا رجوع کرنے کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور ہر ایک انسان کو اپنے تمام برے بھلےاعمال اندازہ ہو جائے گا کہ کتنا وزن رکھتے ہیں۔
۴۹ ۔ آسمان کی طرف سے بارش اور حرارت شمس وغیرہ پہنچتی ہے اور زمینی مواد اس کے ساتھ ملتے ہیں تب انسان کی روزی مہیا ہوتی ہے۔

۵۰ ۔ یعنی ایسے عجیب و غریب محیرالعقول طریقہ سے کس نے کان اور آنکھ پیدا کی۔ پھر ان کی حفاظت کا سامان کیا۔ کون ہے جو ان تمام قویٰ انسانی کا حقیقی مالک ہےکہ جب چاہے عطا فرما دے اور جب چاہے چھین لے۔

۵۱ ۔ مثلاً "نطفہ" یا "بیضہ" سےجاندار کو ، پھر جاندار سے نطفہ اور بیضہ کو نکالتا ہے۔ یا روحانی اور معنوی طور پر جو شخص یا قوم مردہ ہو چکی اس میں سے زندہ دل افراد پیدا کرتا ہے اور زندہ قوموں کے اخلاف پر ان کی بدبختی سے موت طاری کر دیتا ہے۔
۔ یعنی دنیا کے تمام کاموں کی تدبیر و انتظام کون کرتا ہے۔ ۵۲

۵۳ ۔ مشرکین کو بھی اعتراف تھا کہ یہ امور کلیہ اور عظیم الشان کام اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے فرمایا کہ جب اصلی خالق و مالک اور تمام عالم کا مدبر اسی کو مانتے ہو ، پھر ڈرتے نہیں کہ اس کے سوا اور دوسروں کو معبود بناؤ۔ معبود تو وہ ہی ہونا چاہئے جو خالق کل ، مالک الملک، رب مطلق اور متصرف علی الاطلاق ہو۔ اس کا اقرار کر کے
۵۴ ۔ یعنی اللہ نے ازل سے ان متمرد سرکشوں کی قسمت میں ایمان نہیں لکھا۔ جس کا سبب علم الہٰی میں ان کی سرکشی اور نافرمانی ہے۔ اس طرح خدا کی لکھی ہوئی بات ان پر فسق و نافرمانی کی وجہ سے راست آئی۔

۵۵ ۔ یہاں تک "مبدأ" کا ثبوت تھا اب "معاد" کا ذکر ہے ۔ یعنی جب اعتراف کر چکے کہ زمین ، آسمان ، سمع و بصر موت و حیات سب کا پیدا کرنے والا اور تھامنے والا وہ ہی ہے تو ظاہر ہے کہ مخلوق کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اور دہرا دینا بھی اسی کا فعل ہو سکتا ہے۔ پھر انبیاء علیہم السلام کی زبانی جب وہ خود اس دہرانے کی خبر دیتا ہے تو
۵۶ ۔ "مبداء" و "معاد" کے بعد درمیانی وسائط کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح اول پیدا کرنے والا اور دوبارہ جلانے والا وہ ہی خدا ہے ، ایسے ہی "معاد" کی صحیح راہ بتلانے والا بھی کوئی دوسرا نہیں ۔ خدا ہی بندوں کی صحیح اور سچی رہنمائی کر سکتا ہے۔ مخلوق میں کوئی بڑا ہو یا چھوٹا، سب اسی کی رہنمائی کے محتاج ہیں۔ اسی کی ہدایت و
۵۷ ۔ جب معلوم ہو چکا کہ "مبدی" و "معید" اور ہادی وہ ہی اللہ ہے تو اس کے خلاف شرک کی راہ اختیار کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ ان کے ہاتھ میں کونسی دلیل و برہان ہے جس کی بناء پر "توحید" کے مسلک قوم و قدیم کو چھوڑ کر ضلالت کے گڑھے میں گرے جا رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے پاس سوا ظنون و اوہام اور اٹکل پچو باتوں کے کوئی

۵۸ ۔ پچھلی آیات میں فرمایا تھا کہ مشرکین محض ظن و تخمین کی پیروی کرتے ہیں ۔ حالانکہ پیروی کے قابل اس کی بات ہے جو صحیح راستہ بتلائے ۔ اسی مناسبت سے یہاں قرآن کریم کا ذکر شروع کیا کہ آج دنیا میں وہ ہی ایک کتاب صحیح راستہ بتلانے والی اور ظنون و اوہام کے مقابلہ میں سچے حقائق پیش کرنے والی ہے۔ اس کے علوم و معارف ،
۵۹ ۔ قرآن کا کلام الہٰی ہونا اس سے ظاہر کہ وہ تمام کتب سماویہ سابقہ کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کرتا ، ان کے اصل مضامین کی حفاظت اور ان کی پیشین گوئیوں کی صداقت کا علانیہ اظہار کرتا ہے۔

۶۰ ۔ یعنی احکام الہیٰہ اور ان حقائق و معارف کو جو پچھلی کتابوں میں نہایت اجمالی طور پر مذکور تھیں کافی تفصیل سے بیان کرتا ہے ۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کتاب میں عاقل کے لئے شک و شبہ کی قطعًا گنجائش نہیں۔ ایسا جامع ، بلیغ، پر حکمت اور نور و صداقت سے بھرا ہوا کلام رب العالمین ہی کا ہو سکتا ہے۔
۶۱ ۔ یعنی اگر میں بنا لایا ہوں تو تم بھی میری طرح بشر ہو سب مل کر ایک سورت جیسی سورت بنا لاؤ۔ ساری مخلوق کو دعوت دو ، جن و انس کو جمع کر لو، تمام جہان کے فصیح و بلیغ پڑھے لکھے اور ان پڑھ اکٹھے ہو کر ایک چھوٹا سا کلام قرآن کی مانند پیش کر دو تو سمجھ لیا جائے کہ قرآن بھی کسی بشر کا کلام ہے۔ جس کا مثل دوسرے لوگ لا
۶۲ ۔ یعنی قرآن کو "مفتری" کہنا سمجھ کر نہیں ، محض جہل و سفاہت اور قلت تدبر سے ہے۔ تعصب و عناد انہیں اجازت نہیں دیتا کہ ٹھنڈے دل سے قرآن کے حقائق اور وجوہ اعجاز میں غور کریں۔ بد فہمی یا قویٰ فکریہ کے ٹھک استعمال نہ کرنے کی وجہ سے جب قرآن پاک کےدلائل و عجائب کو پوری طرح نہیں سمجھ سکے ، تو جھٹلانا شروع کر دیا۔
۶۳ ۔ بعض مفسرین نے "تاویل" کے معنی "تفسیر" کے لئے ہیں۔ یعنی مطالب قرآن ان کے دماغ میں نہیں اترے اور بعض نے قرآنی پیش گوئیاں مراد لی ہیں۔ یعنی تکذیب کی ایک وجہ بعض سادہ لوحوں کے حق میں یہ بھی ہے کہ مستقبل کے متعلق قرآن نے جو خبریں دی ہیں ، ان کے وقوع کا ابھی وقت نہیں آیا۔ لہذا وہ منتظر ہیں کہ ان کا ظہور کب ہوتا ہے۔
۶۴ ۔ یعنی آگے چل کر ان میں کچھ لوگ مسلمان ہونے والے ہیں۔ انہیں چھوڑ کر جو باقی لوگ شرارت پر قائم رہیں گے ، خدا سب کو خوب جانتا ہے موقع پر مناسب سزا دے گا۔

۶۵ ۔ یعنی اگر ایسے دلائل و براہین سننے کے بعد بھی یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو کہہ دیجئے کہ ہم اپنا فرض ادا کر چکے ، تم سمجھانے پر نہیں مانتے تو اب میرا تمہارا راستہ الگ الگ ہے۔ تم اپنے عمل کے ذمہ دار ہو میں اپنے عمل کا ہر ایک کو اس کے عمل کا ثمرہ مل کر رہے گا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ (معاذاللہ) "اگر اللہ کا حکم غلط

۶۶ ۔ بعض لوگ بظاہر قرآن شریف اور آپ کا کلام مبارک سنتے ہیں اور آپ کے معجزات و کمالات دیکھتے ہیں مگر دیکھنا سننا وہ نافع ہے جو دل کے کانوں اور دل کی آنکھوں سے ہو۔ یہ آپ کے اختیار میں نہیں کہ آپ دل کے بہروں کو اپنی بات سنا دیں بحالیکہ وہ سخت بہرہ پن کی وجہ سے قطعًا کسی کلام کو نہ سمجھ سکتے ہوں یا دل کے اندھوں کو راہ
۶۷ ۔ یعنی جن کے دل میں اثر نہیں ہوتا یہ ان ہی کی تقصیر ہے ۔ خود اپنی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے انہوں نے قوائے ادراکیہ کو تباہ کر لیا ہے۔ ورنہ اصل فطرت سے ہر آدمی کو خدا نے سمجھنے اور قبول کرنے کی استعداد بخشی ہے۔
۶۸ ۔ یعنی محشر کے ہولناک احوال و حوادث کو دیکھ کر عمر بھر کا عیش و آرام اس قدر حقیر و قلیل نظر آئے گا گویا دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ ٹھہرے ہی نہ تھے۔ اور افسوس کریں گے کہ ساری عمر کیسی فضول اور بے کار گذری ، جیسے آدمی گھنٹہ دو گھنٹہ یوں ہی گپ شپ میں بیکار گذار دیتا ہے۔ نیز وہاں کی زہرہ گداز مصائب کو دیکھ کر خیال
۶۹ ۔ مگر کچھ مدد نہ کر سکیں گے ۔ نفسی نفسی پڑی ہو گی۔ بھائی بھائی کے اور بیٹا باپ کے کام نہ آئے گا۔ { فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَ لُوْنَ } (المومنون رکوع۶) { یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ۔ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ۔وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ } (عبس رکوع۱)
۔ باقی جنہوں نے لقاء اللہ کی تصدیق کی اور سیدھی راہ پر چلے وہ سراسر فائدہ میں ہیں۔ ۷۰

۷۱ ۔ یعنی ہم نے کفار کو عذاب دینے اور اسلام کو غالب و منصور کرنے کے جو وعدے کئے ہیں ، خواہ ان میں سے بعض وعدے کسی حد تک آپ کی موجودگی میں پورے کر کے دکھا دیے جائیں ، جیسے "بدر" وغیرہ میں دکھلا دیا۔ یا آپ کی وفات ہو جائے ۔ اس لئے آپ کے سامنے ان میں سے بعض کا ظہور نہ ہو۔ بہر صورت یہ یقینی ہے کہ وہ سب
۷۲ ۔ پہلے اس امت اور اس کے رسول اکرم کا ذکر تھا۔ اب عام اقوام و امم کا ضابطہ بتلاتے ہیں کہ ہر جماعت اور ہر فرقہ کے پاس خدا کے احکام پہنچانے والے بھیجے گئے ہیں جن کو "رسول" کہئے۔ تاکہ خدا کی حجت تمام ہو اتمام حجت سے پہلے کسی کو عذاب نہیں دیا جاتا۔ لوگ عمل پہلے سے کرتے ہیں۔ مگر دنیا میں ان کو سزا رسول پہنچنے اور حجت
۷۳ ۔ یعنی عذاب آنے کی جو دھمکیاں دیتے ہو محض جھوٹ اور بے اصل ہیں۔ اگر واقعی تم سچے ہو تو لے کیوں نہیں آتے۔ آخر یہ وعدہ کب پورا ہو گا۔

۷۴ ۔ یعنی عذاب وغیرہ بھیجنا خدا کا کام ہے ، میرے قبضہ اور اختیار میں نہیں۔ میں خود اپنے نفع نقصان کا صرف اسی قدر مالک ہوں جتنا اللہ چاہے۔ پھر دوسروں پر کوئی بھلائی برائی وارد کرنے کا مستقل اختیار مجھے کہاں سے ہوتا۔ ہر قوم کی ایک مدت اور میعاد خدا کے علم میں مقرر ہے۔ جب میعاد پوری ہو کر اس کا وقت پہنچ جائے گا۔ ایک سیکنڈ کا

۷۵ ۔ یعنی رات کو سوتے ہوئے یا دن میں جب تم دنیا کے دھندوں میں مشغول ہو ، اگر اچانک خدا کا عذاب آ دبائے تو مجرم جلدی کر کے کیا بچاؤ کر سکیں گے ؟ جب بچاؤ نہیں کر سکتے پھر وقت پوچھنے سے کیا فائدہ ؟ مترجم نے { مَا ذَا یَسْتَعۡجِلُ مِنۡہُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ } کا یہ ترجمہ حضرت شاہ صاحب کے مذاق کے موافق کیا ہے ۔ عمومًا مفسرین نے یہ مطلب لیا
۷۶ ۔ یعنی عذاب کے لئے جلدی کرنا اس بناء پر ہے کہ انہیں اس کے آنے کا یقین نہیں۔ اس وقت یقین ہوتا تو فائدہ ہو سکتا تھا کہ بچنے کی کوشش کرتے۔ عذاب آ چکنے کے بعد یقین آیا تو کیا فائدہ ہو گا۔ اس وقت خدا کی طرف سے کہہ دیا جائے گا کہ اچھا اب قائل ہوتے ہو ، اور پہلے سے جھٹلاتے رہے ۔ کیونکہ تقاضا کرنا بھی جھٹلانے اور مذاق اڑانے کی
۔ جو کفر و شرک اور تکذیب کرتے رہے تھے اب ہمیشہ اس کا مزہ چکھتے رہو۔ یہ قیامت میں کہا جائے گا۔ ۷۷

۷۸ ۔ یعنی غلفت کے نشہ میں چور ہو کر تعجب سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ ہم موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور دائمی عذاب کا مزہ چکھیں گے ؟ کیا واقع ریزہ ریزہ ہو کر اور خاک میں مل کر پھر از سر نو ہم کو موجود کیا جائے گا ؟ آپ فرما دیجئے کہ تعجب کی کیا بات ہے، یہ چیز تو یقینًا ہونے والی ہے۔ تمہارا مٹی میں مل جانا
۷۹ ۔ یعنی اگر روئے زمین کے خزانے فرض کرو اس کے قبضہ میں ہوں تو کوشش کرے کہ یہ سب دے کر خدا کے عذاب سے اپنے کو بچا لے۔

۸۰ ۔ دل میں اپنی حرکتوں پر پشیمان ہوں گے اور چاہیں کہ لوگوں پر پشیمانی کا اظہار نہ ہو۔ مگر تابکے کچھ دیر آثار ندامت ظاہر نہ ہونے دیں گے ۔ آخر بے اختیار ظاہر ہو کر رہیں گے ۔ اس وقت کہیں گے ۔ { یَا حَسۡرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطۡتُ فِیۡ جَنۡبِ اللّٰہِ } اور { یَا وَیۡلَنَا قَدۡ کُنَّا فِیۡ غَفۡلَۃٍ مِّنۡ ھٰذَا }
۸۱ ۔ یعنی سارے جہان میں حکومت صرف اللہ کی ہے ۔ انصاف ہو کر رہے گا۔ کوئی مجرم نہ کہیں بھاگ سکتا ہے نہ رشوت دے کر چھوٹ سکتا ہے ۔

۸۲ ۔ یعنی سوء استعداد بد فہمی اور غلفت سے اکثر لوگ ان حقائق کو نہیں سمجھتے ۔ اسی لئے جو زبان پر آئے بک دیتے ہیں۔ اور جو جی میں آئے کرتے ہیں۔

۔ جلانا اور مارنا جب اسی کا فعل ہے تو دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔ ۸۳

۸۴ ۔ یہ سب صفات قرآن کریم کی ہیں۔ قرآن اول سے آخر تک نصیحت ہے ، جو لوگوں کو مہلک اور مضر باتوں سے روکتا ہے۔ دلوں کی بیماریوں کے لئے نسخہ شفاء ہے۔ وصول الی اللہ اور رضائے خداوندی کا راستہ بتاتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو دنیا و آخرت میں رحمت الہٰیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ بعض محققین کے نزدیک اس آیت میں نفس انسانی
۸۵ ۔ "فرح" (خوش ہونا) محمود بھی ہے اور مذموم بھی ۔ کسی نعمت پر اس حیثیت سے خوش ہونا کہ اللہ کے فضل و رحمت سے ملی ہے ، محمود ہے ۔ جیسے یہاں فرمایا { فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا } اور حطام دنیا پر خوش ہونا اور اکڑنا خصوصًا یہ خیال کر کے کہ ہم کو اپنی لیاقت سے حاصل ہوئی ہے، سخت مذموم ہے۔ قارون اپنے مال و دولت کی نسبت کہتا تھا۔ {
۸۶ ۔ یعنی اصلی چیز خدا کا فضل و رحمت ہے ۔ انسان کو اسی کی تلاش کرنی چاہئے۔ مال و دولت ، جاہ و حشم ، سب اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

۸۷ ۔ یعنی قرآن جو نصیحت ، شفاء اور ہدایت و رحمت بن کر آیا ہے وہ ہی استناد اور تمسک کرنے کے لائق ہے۔ احکام الہٰیہ کی معرفت اور حلال و حرام کی تمیز اسی سے ہو سکتی ہے ۔ یہ کیا واہیات ہے کہ خدا نے تو تمہارے انتفاع کے لئے ہر قسم کی روزی پیدا کی۔ پھر تم نے محض اپنی آراء و اہواء سے اس میں سے کسی چیز کو حلال ، کسی کو حرام
۸۸ ۔ یعنی یہ لوگ روز قیامت کے متعلق کیا خیال کر رہے ہیں کہ کیا معاملہ ان کےساتھ ہو گا۔ سخت پکڑے جائیں گے یا سستے چھوٹ جائیں گے ۔ عذاب بھگتنا پڑے گا یا نہیں ۔ کن خیالات میں پڑے ہیں۔ یاد رکھیں جو دردناک سزا ملنے والی ہے وہ ٹل نہیں سکتی۔
۸۹ ۔ یعنی خدا اپنے فضل سے دنیا میں بہت کچھ مہلت دیتا ہے ۔ بہت سی تقصیرات سے درگذر کرتا ہے۔ لیکن بہت لوگ نرمی اور اغماض کو دیکھ کر بجائے شکر گذار ہونے کے اور زیادہ دلیر اور بے خوف ہو جاتے ہیں۔ آخر سزا دینی پڑتی ہے حلم حق باتو موا ساہاکند. چونتواز حد بگذری رسواکند
۹۰ ۔ پہلے قرآن کریم کے اوصاف بیان کئےتھے کہ وہ سراپا نور ہدایت ، شفائے قلوب ، نعمت عظمیٰ اور رحمت کبریٰ ہے پھر اشارہ کیا کہ ہدایت و بصیرت کی ایسی صاف روشنی کو چھوڑ کر لوگ اپنے اوہام و خیالات کےاندھیرے میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور خدا پر افتراء کرکے اس کے فضل و انعام کی ناقدری کرتےہیں۔ اس آیت میں متنبہ کیا کہ لوگ
۹۱ ۔ ابن کثیر نے روایات حدیثیہ کی بنا پر اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "اولیاء اللہ" (خدا کے دوستوں) کو آخرت میں اہوال کا کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے پر غمگین ہوں گے۔ بعض مفسرین نے آیت کو کچھ عام رکھا ہے یعنی ان پر اندیشہ ناک حوادث کا وقوع نہ دنیا میں ہو گا نہ آخرت میں اور نہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر وو
۹۲ ۔ یہ "اور اولیاء اللہ" کی تعریف فرمائی یعنی مومن متقی خدا کا ولی ہوتا ۔ پہلے کئ مواقع میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایمان و تقویٰ کے بہت سے مدارج ہیں۔ پس جس درجہ کا ایمان و تقویٰ کسی میں موجود ہو گا اس درجہ میں ولایت کا ایک حصہ اس کے لئے ثابت ہو گا۔ پھر جس طرح مثلاً دس بیس روپیہ بھی مال ہے اور پچاس سو ، ہزار دو ہزار ، لاکھ دو

۹۳ ۔ اولیاء اللہ کے لئے دنیا میں کئ طرح کی بشارتیں ہیں مثلاً حق تعالیٰ نے انبیاء کی زبانی جو { لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ }
وغیرہ کی بشارت دی ہے یا فرشتے موت کے قریب ان کو کہتے ہیں۔ { اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِالَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ } (حٰمٓ السجدہ
رکوع۴) یا کثرت سے سچے اور مبارک خواب انہیں نظر آتے ہیں یا ان کی نسبت دوسرے بندگان خدا کو دکھائی دیتے ہیں
۔ یعنی اللہ کی باتیں اور اس کے وعدے سب پختہ اور اٹل ہیں۔ جو بشارتیں دی ہیں ضرور پہنچ کر رہیں گی۔ ۹۴

۹۵ ۔ اوپر سے اعدائے مکذبین کا ذکر چلا آتا تھا ان کے بالمقابل دوستوں کا تذکرہ فرمایا اور ان کو دارین میں محفوظ
رہنے کی بشارت سنائی۔ اسی سلسلہ میں حضور کو تسلی دی جاتی ہے کہ آپ احمقوں اور شریروں کی باتوں سے
رنجیدہ نہ ہوں ، غلبہ اور زور سب خدا کے لئے ہے وہ اپنے زور تائید سے حق کو غالب و منصور اور مخالفین کو ذلیل
۹۶ ۔ یعنی کل زمین و آسمان میں خدائے واحد کی سلطنت ہے۔ سب جن و انس اور فرشتے اسی کے مملوک و مخلوق ہیں۔
مشرکین کا غیر اللہ کو پکارنا اور انہیں خدائی کا حصہ دار بنانا ، محض اٹکل کے تیر اور واہی تباہی خیالات ہیں۔ ان کے
ہاتھ میں نہ کوئی حقیقت ہے نہ حجت و برہان ، خالی اوہام و ظنون کی اندھیریوں میں پڑے ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔
۹۷ ۔ دن رات اور اندھیرے اجالے کا پیدا کرنے والا وہی ایک خدا ہے ۔ اسی سے خیر و شر اور تمام متقابل اشیاء کی
پیدائش کو سمجھ لو۔ اس میں مجوس کے شرک کا رد ہو گیا۔ اور ادھر بھی لطیف اشارہ کر دیا کہ جس طرح رات کی
تاریکی کے بعد خدا روز روشن کو لاتا ہے اور دن کے اجالےمیں وہ چیزیں نظر آتی ہیں جو شب کی ظلمت میں دکھائی
۹۸ ۔ اس میں عیسائیوں کے شرک کا رد ہے جو حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اگر
وہ واقعی طور پر "مسیح" کو خدا کا صلبی بیٹا سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر کیا گستاخی ہو گی۔ خداوند قدوس بالبداہتہ
بیوی بچوں سے پاک ہے۔ اور اگر بیٹے سے مراد متبنیٰ ہے تو خدا کو اس کی ضرورت کیا پیش آئی کہ ایک مخلوق کو

۹۹ ۔ یعنی خدا پر جھوٹ باندھنے والے خواہ دنیا میں کیسی ہی طاقت رکھتے ہوں اور اپنے سازوسامان پر مغرور ہوں
لیکن انہیں حقیقی بھلائی اور کامیابی ہر گز نصیب نہیں ہو سکتی۔ تھوڑے دن دنیا کے مزے اڑا لیں انجام کار انکا معاملہ
خدا کی طرف رجوع ہوگا۔ جہاں سے اپنے جرائم کی پاداش میں نہایت سخت عذاب کا مزہ چکھیں گے۔
۱۰۰ ۔ یعنی اہل مکہ کو نوح اور اس کی قوم کا حال سنا ۔ تاکہ معلوم ہو کہ مکذبین و مفترین کو حقیقی کامیابی حاصل نہیں
ہو سکتی۔ ان کی اچھل کود اور چمک دمک محض چند روزہ ہے جو انجام کار ہلاکت ابدی پر منتہی ہوتی ہے۔ اہل مکہ کو
قوم نوح کا قصہ سن کر عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ اگر وہ خاتم الانبیاء کی تکذیب و عداوت اور اپنی شرکیات سے باز
۱۰۱ ۔ یعنی تمہاری خوشی ناخوشی یا موافقت و مخالفت کی مجھے ذرہ برابر پروا نہیں۔ تمام پیغمبروں کی طرح میرا
بھروسہ صرف خدائے واحد پر ہے۔ اگر تم میری نصیحت و فہمائش سے برا مانو تو مانا کرو۔ میں اپنے فرائض منصبی
کے ادا کرنے میں قصور نہیں کر سکتا۔ تم برا مان کر مجھ سے دشمنی کرو اور نقصان پہنچانا چاہو تو یہ چیز
۱۰۲ ۔ یعنی تمہارے مقابلہ میں نہ جانی و بدنی تکالیف سے گھبراتا ہوں اور نہ مالی نقصان کی کوئی فکر ہے کیونکہ میں
نے خدمات تبلیغ و دعوت کا کچھ معاوضہ تم سے کبھی طلب نہیں کیا جو یہ اندیشہ ہو کہ تمہاری ناخوشی سے میری
تنخواہ بند ہو جائے گی یا کم از کم تم کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ میری ساری جدوجہد مال کی حرص اور روپیہ کے
۱۰۳ ۔ یعنی جس کے پاس چشم عبرت ہو وہ دیکھ لے کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔ ان لوگوں کو سینکڑوں برس نوح
نے نصیحت کی ، نفع و ضرر سے آگاہ کیا ، جب کوئی بات موثر نہ ہوئی بلکہ الٹا عناد و فرار بڑھتا گیا۔ اس وقت خدا نے
سخت طوفان پانی کا بھیجا۔ سب مکذبین غرقاب کر دیے گئے۔ صرف نوح اور چند نفوس جو ان کے ساتھ کشتی پر سوار
۱۰۴ ۔ یعنی نوح کے بعد ہود ، صالح ، لوط ، ابراہیم ، شعیب وغیرہ انبیاء کو اپنی اپنی قوم کی طرف کھلے ہوئے نشانات
دے کر بھیجا۔ لیکن جس جہالت اور کفر کی حالت میں وہ لوگ اپنے اپنے پیغمبر کی بعثت سے پہلے تھے اور جن چیزوں
کو پیشتر سے جھٹلاتے چلے آ رہے تھے ، یہ توفیق نہ ہوئی کہ انبیاء کے تشریف لانے اور سمجھانے کے بعد ان کو مان
۱۰۵ ۔ جو لوگ تکذیب و عداوت حق میں حد سے نکل جاتےہیں ان کےدلوں پر مہر لگنے کی یہ ہی صورت ہوتی ہے کہ
اول تکذیب کرتے ہیں ، پھر اس پر ضد اور اصرار کرتے کرتے محض دشمنی اور عناد کی روش اختیار کر لیتے ہیں۔
یہاں تک کہ دل کی کلیں بگڑ جاتی ہیں اور قبول حق کی استعداد باقی نہیں رہتی۔
۱۰۶ ۔ یعنی جرائم پیشہ لوگ تھے ، نافرمانی کی خو قبول حق کی اجازت کہاں دیتی۔ تکبر مانع ہوا کہ خدا کی نشانیوں کو
دیکھ کر اس کے سفراء کے سامنے گردن جھکائیں۔ { وَجَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَ عُلُوًّا } (النمل رکوع۱) یہ ہی
تکبر تھا جس نے فرعون سے یہ الفاظ کہلوائے۔ { اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ لَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنَ } (شعراء رکوع۲)۔
۱۰۷ ۔ یعنی عصا اور ید بیضا وغیرہ کے معجزات دیکھ کر اور موسٰی کی نہایت پر تاثیر باتیں سن کر کہنے لگےکہ یہ
سب کھلا ہوا جادو ہے ۔ کیونکہ ان کے خیال میں تمام فوق العادت چیزوں کا آخری درجہ "جادو" ہی ہو سکتا تھا۔

۱۰۸ ۔ یعنی حق کو جادو کہتے ، کیا جادو ایسا ہوتا ہے ؟ اور کیا جادو کرنے والے نبوت کا دعویٰ کر کے حق و باطل کی
کشمکش سے کامیاب نکل سکتے ہیں۔ سحر اور معجزہ میں تمیز نہ کر سکنا ان کوتاہ فہموں کا کام ہے جو سونے اور پیتل
میں تمیز نہ کر سکیں پیغمبر کے روشن چہرے ، پاکیزہ اخلاق ، نور تقویٰ ، پر شوکت و عظمت احوال میں بدیہی شہادت
۱۰۹ ۔ یعنی معاذ اللہ تم دنیا کے حریص اور بدنیت ہو ایک سیاسی تحریک کو مذہبی رنگ میں پیش کرتے ہو۔ تمہاری
غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مذہبی حیثیت سے ایک انقلاب عظیم برپا کر کے اس ملک میں اپنی حکومت اور سرداری
جماؤ۔ اور یہاں کے قدیم سرداروں (قبطیوں) کو برطرف کر دو۔ سو یاد رہے کہ یہ خواہش پوری ہونے والی نہیں ۔ ہم لوگ

۱۱۰ ۔ یہ موسٰی کی تقریر کا جواب تھا۔ یعنی رہا سحر اور معجزہ کا جھگڑا اس کا عملاً تصفیہ کئے دیتے ہیں کہ اس ملک کے بڑے بڑے ماہر جادوگر اکٹھے کئے جائیں ، آپ پھر ان کے خوارق کے مقابل اپنے معجزات دکھلائیں ۔ دنیا مشاہدہ کر لے گی کہ تم پیغمبر ہو یا (معاذ اللہ) جادوگر ہو۔ اس کے لئے فرعون نے تمام ملک میں گشتی جاری کر دی اور
۱۱۱ ۔ دوسری جگہ مذکور ہے کہ ساحرین نے موسٰی سے دریافت کیا تھا کہ اپنا کرتب دکھلانے میں تم پہل کرتے ہو یا ہم کریں اس کے جواب میں موسٰی نے فرمایا کہ جو تم کو دکھلانا ہے دکھلاؤ کیونکہ باطل کی پوری زور آزمائی اور نمائش کے بعد حق کا آنا اور باطل کو نیچا دکھا کر ملیامیٹ کر دینا زیادہ موثر اور غلبہ حق کو زیادہ واضح کر نے والا ہے۔
۱۱۲ ۔ ساحرین نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر پھینک دیں اور تخیل و نظر بندی سے دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہونے لگا گویا تمام میدان زندہ سانپوں سے بھرا ہوا ہے۔ موسٰی نے فرمایا کہ جادو یہ ہے وہ جادو نہ تھا جسے فرعون اور اس کے خوشامدیوں نے جادو کہا تھا۔
۱۱۳ ۔ یعنی بس تم اپنی قوت صرف کر چکے اب سنبھل جانا کہ خدا اپنی قدرت و رحمت سے یہ سب بنا بنایا کھیل بگاڑتا ہے جو میرے مقابلہ میں پھر کبھی نہیں سنور سکے گا۔ کیونکہ خدا کی عادت و حکمت کے خلاف ہے کہ مصلح و مفسد کے مقابلہ کے وقت جبکہ اس سے مقصود خالص اتمام حجت ہو مفسدوں اور شریروں کی بات سنوار دے اور کلمہ حق کو

۱۱۴ ۔ بنی اسرائیل فرعونیوں کے ہاتھوں سخت مصیبت اور ذلت اٹھا رہے تھے اور پرانی پیشین گوئیوں کے مطابق منتظر تھے کہ فرعون کے مظالم کا خاتمہ کرنے اور اس کی سلطنت کا تختہ الٹنے والا اسرائیلی پیغمبر مبعوث ہو۔ موسٰی ٹھیک اسی شان سے تشریف لائے جس کا انہیں انتظار تھا۔ اس لئے تمام بنی اسرائیل قدرتی طور پر موسٰی کی بعثت کو
۱۱۵ ۔ ان کے سرداروں سے مراد یا تو فرعون کے حکام و عمال ہیں یا بنی اسرائیل کے وہ سردار مراد ہیں جو خوف یا طمع وغیرہ کی وجہ سے اپنے ہم قوموں کو فرعون کی مخالفت سے ڈراتے دھمکاتے تھے اور بچلا دینے کا مطلب یہ ہے کہ فرعون ایمان لانے کی خبر سن کر سخت ایذائیں پہنچائے جن سے گھبرا کر ممکن ہے بعض ضعیف القلب راہ حق سے
۱۱۶ ۔ یعنی ان کا خوف کھانا بھی کچھ بیجا نہ تھا ، کیونکہ اس وقت ملک میں فرعون کی مادی طاقت بہت بڑھ چڑھ کر تھی اور اس کا ظلم و عدوان اور کفر و طغیان حد سے متجاوز ہو چکا تھا۔ کمزوروں کو ستانے کے لئے اس نے بالکل ہاتھ چھوڑ رکھا تھا۔
۱۱۷ ۔ یعنی گھبرانے اور خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ ایک فرماں بردار مومن کا کام اپنے مالک کی طاقت پر بھروسہ کرنا ہے جسے خدا کی لامحدود قدرت و رحمت پر یقین ہو گا ، وہ یقیناً ہر معاملہ میں خدا پر اعتماد کرے گا اور اس اعتماد کا اظہار جب ہی ہو سکتا ہے کہ بندہ اپنے کو بالکلیہ خدا کے سپرد کر دے اسی کے حکم پر چلے اور تمامی
۱۱۸ ۔ موسٰی کی نصیحت پر انہوں نے اخلاص کا اظہار کیا کہ بیشک ہمارا بھروسہ خالص خدا پر ہے اسی سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنائے اس طرح کہ یہ ہم پر اپنے زور و طاقت سے ظلم ڈھاتے رہیں۔ اور ہم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ ایسی صورت میں ہمارا دین بھی خطرہ میں ہے اور ان ظالموں یا دوسرے دیکھنے والوں کو
۔ یعنی ان کی غلامی اور محکومیت سے ہم کو نجات دے اور دولت آزادی سے مالا مال فرما۔ ۱۱۹

۱۲۰ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جب فرعون کی ہلاکت کا وقت قریب آیا تو حکم ہو اکہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو ان میں شامل نہ رکھو۔ اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے ان پر آفتیں آنے والی ہیں اس وقت تمہاری قوم ظاہری طور پر بھی آفتوں سے الگ تھلگ رہے" مفسرین نے { تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَبُيُوْتًا } سے مراد یہ لی ہے کہ اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہو اور
۱۲۱ ۔ فرعون نے مسجدیں اور عبادت گاہیں خراب کر دی تھیں۔ کوئی باہر نکل کر خدا کی عبادت نہ کر سکتا تھا۔ بحالت مجبوری حکم ہوا کہ مکان میں کوئی جگہ نماز کے لئے رکھو جو قبلہ رو ہو۔ نماز ترک مت کرو کہ اسی کی برکت سے خدا کی مدد آتی ہے { وَاسْتَعِيْنُوْا بالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ } ہجرت سے پہلے مکہ میں ایسا ہی حال مسلمانوں کا تھا۔
۔ دنیا میں فتح و نصرت کی اور آخرت میں نجات و رضائے الہٰی کی۔ ۱۲۲

۱۲۳ ۔ یعنی ہر قسم کا سامان رونق و آسائش کا دیا۔ مثلاً حسن صورت ، سواری ، عمدہ پوشاک ، اثاث البیت وغیرہ اور مال و دولت کے خزانے ، سونے چاندی وغیرہ کی کانیں عطا فرمائیں۔

۱۲۴ ۔ اگر { لِيُضِلُّوْا } میں لام تعلیل لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ تکوینی طور پر یہ سامان ان نابکاروں کو اس لئے دیا گیا کہ مغرور ہو کر خود گمراہ ہوں اور دوسروں کو گمراہ کرنے میں خرچ کریں۔ بڑی آزادی سےدل کھول کر زور لگا لیں آخر میں دیکھ لیں گے کہ وہ کچھ بھی کام نہ آیا۔ جب خالق خیروشر کا اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا کوئی فعل خالی
۱۲۵ ۔ جب موسٰی مدت دراز تک ہر طرح ہدایت کر چکے اور عظیم الشان معجزات دکھلا چکے مگر معاندین کا جہود و عناد بڑھتا ہی رہا۔ حتٰی کہ تجربہ اور طول صحبت یا وحی الہٰی سے پوری طرح ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ کبھی ایمان لانے والے نہیں ، تب ان کی ہلاکت کی دعا فرمائی تا ان کی گندگی سے دنیا جلد پاک ہو اور دوسروں کے لئے ان کی بد
۱۲۶ ۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسٰی دعا کرتے تھے اور ہارون "آمین" کہتے جاتے تھے۔ اس لحاظ سے { دَعْوَتُكُمَا } فرمایا۔

۱۲۷ ۔ یعنی اپنا کام استقلال اور ثابت قدمی سے انجام دیتے رہو۔ اگر قبول دعا کے آثار دیر سے ظاہر ہوں تو نادان لوگوں کی طرح شتابی مت کرو وقت مقدر پر یہ ہی ہو کر رہے گا۔ گھبرانے سے کچھ حاصل نہیں۔

۱۲۸ ۔ موسیٰ کئ لاکھ بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے نکلے ، فرعون کو خبر ہوئی تو ایک لشکر جرار لے کر تعاقب کیا۔ تا اس کے پنجہ ظلم سے چھوٹنے نہ پائیں۔ بنی اسرائیل جب بحر قلزم کے کنارے پہنچے ، تو سخت پریشان ہوئے آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر دباتا چلا آرہا تھا موسیٰ نے تسلی دی اور حق تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی دریا پر ماری۔
۱۲۹ ۔ "موضح القرآن" میں ہے کہ جیسا بے وقت ایمان لایا ، بے فائدہ ، ویسا ہی اللہ نے مرے پیچھے اس کا بدن دریا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور پیچھے آنے والے اس کے حال سے عبرت پکڑیں۔ ورنہ اس کو بدن کے بچنے سے کیا فائدہ۔ جیسا بے فائدہ ایمان تھا ویسی ہی بے فائدہ نجات مل گئ۔ جدید تحقیقات سے ثابت
۱۳۰ ۔ یعنی فرعونیوں کو ہلاک کر کے اول ملک مصر دیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد عمالقہ کو نکال کر ملک شام دیا گیا۔ دونوں ملک سرسبز و شاداب ہیں جہاں ستھری اور لذیذ چیزوں کی افراط ہے ۔ غرضیکہ بنی اسرائیل حلال و طیب نعمتوں سے مالا مال کر دیے گئے۔
۱۳۱ ۔ یعنی مادی انعام و اکرام کے ساتھ دینی و روحانی نعمت سے سرفراز فرمایا کہ تورات شریف کا علم دیا۔ جس میں دین کے اصول و فروع بیان ہوئے تھے۔ اور اگلے پچھلوں کے متعلق خبریں تھیں ان واضح حقائق سے خبردار ہونے کے بعد لائق نہ تھا کہ ایسی صاف چیزوں میں اختلاف کر کے آپس میں پھوٹ ڈالیں۔ اور فرقہ بندی کی نحوست میں گرفتار

۱۳۲ ۔ بظاہر یہ خطاب پیغمبر علیہ السلام کو ہے لیکن حقیقت میں آپ کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سنانا مقصود ہے ۔ جو ایک امی کی زبان سے ایسے عظیم الشان حقائق و واقعات سن کر حیرت زدہ رہ جاتے تھے اور جہل و تعصب کی وجہ سے ان کی واقفیت میں شک و تردد کا اظہار کرنے لگتے تھے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ آپ خود اپنی لائی ہوئی چیزوں
۱۳۳ ۔ یعنی جتنی بستیاں تکذیب انبیاء اور شرارتوں کی وجہ سے مستوجب عذاب ٹھہریں ان میں سے کسی کو ایسی طرح ایمان لانے کی نوبت نہ آئی جو عذاب الہٰی سے نجات دیتا۔ صرف یونس کی قوم کی ایک مثال ہے جس نے ایمان لا کر اپنے کو آسمانی عذاب سے بال بال بچا لیا جو بالکل ان کے سروں پر منڈلا رہا تھا۔ خدا نے ایمان کی بدولت دنیوی زندگی
۱۳۴ ۔ یعنی آپ کو یہ قدرت نہیں کہ زبردستی کسی کے دل میں ایمان اتار دیں۔ خدا چاہتا تو بیشک سب آدمیوں کے دلوں میں ایمان ڈال سکتا تھا۔ مگر جیسا کہ پہلے متعدد مواضع میں تقریر کی جا چکی ہے ، ایسا کرنا اس کی تکوینی حکمت و مصلحت کے خلاف تھا، اس لئے نہیں کیا۔
۱۳۵ ۔ خدا کی مشیت و توفیق اور حکم تکوینی کے بدون کوئی ایمان نہیں لا سکتا۔ اور یہ حکم و توفیق ان ہی کے حق میں ہوتی ہے جو خدا کے نشانات میں غور کریں ۔ اور عقل و فہم سے کام لیں۔ جو لوگ سوچنے سمجھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے انہیں خدا تعالیٰ کفر و شرک کی گندگی میں پڑا رہنے دیتا ہے۔
۱۳۶ ۔ یعنی سوچنے اور غور کرنے والوں کے لئے آسمان و زمین میں خدا کی قدرت و حکمت اور توحید و تفرید کے کیا کچھ نشان موجود ہیں۔ بلکہ ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ اس کی توحید پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن جو کسی بات کو ماننا اور تسلیم کرنا نہیں چاہتے ان کے لئے یہ سب نشانات و دلائل بے کار ہیں۔ اور ڈرانے والے پیغمبروں کی تنبیہ و تخویف بھی غیر مؤثر
۱۳۷ ۔ ایسی ضدی اور معاند قوم کے لئے جو کسی دلیل اور نشان کو نہ مانے ، اور کچھ باقی نہیں بجز اس کے کہ گذشتہ مکذبین پر جو آفات و حوادث نازل ہوئے ہیں ان کا یہ بھی انتظار کریں۔ سو بہتر ہے تم اور ہم دونوں مل کر اس وقت کا انتظار کرتے ہیں۔ تاکہ صادق و کاذب کا آخری فیصلہ سامنے آ جائے۔
۱۳۸ ۔ یعنی جیسے پہلی قوموں کے ساتھ ہماری عادت رہی ہے کہ مکذبین کو ہلاک کر کے پیغمبروں اور مومنین کو بچایا۔ اسی طرح موجود اور آئندہ مومنین کی نسبت ہمارا وعدہ ہے کہ ان کو نجات دیں گے آخرت میں عذاب الیم سے اور دنیا میں کفار کے مظالم اور سختیوں سے ہاں شرط یہ ہے کہ مومنین مومنین ہوں ۔ یعنی و صفات و خصائل رکھتے ہں جو

۱۳۹ ۔ یعنی اگر میرا طریقہ اور مسلک دینی تمہاری سمجھ میں نہیں آیا اس لئے اس کی نسبت شکوک و شبہات میں پھنسے ہوئے ہو تو میں تمہیں اپنے دین کا اصل اصول (جو توحید خالص ہے) سمجھائے دیتا ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ میں تمہارے ان فرضی معبودوں کی عبادت سےسخت نفور اور بیزار ہوں جس کے اختیار کرنے کا امکان بھی کبھی میری
۱۴۰ ۔ جب ان چیزوں کے پکارنے سے منع کیا جن کے قبضہ میں تمہارا بھلا برا کچھ نہیں تو مناسب ہوا کہ اس کے بالمقابل مالک علی الاطلاق کا ذکر کیا جائے جو تکلیف و راحت اور بھلائی برائی کے پورے سلسلہ پر کامل اختیار اور قبضہ رکھتا ہے جس کی بھیجی ہوئی تکلیف کو دنیا میں کوئی نہیں ہٹا سکتا ۔ اور جس پر فضل و رحمت فرمانا چاہے
۱۴۱ ۔ یعنی حق واضح طور پر دلائل و براہین کے ساتھ پہنچ گیا جس کے قبول نہ کرنے کا کوئی معقول عذر کسی کے پاس نہیں خدا کی آخری حجت بندوں پر تمام ہو گئی۔ اب ہر ایک اپنا نفع نقصان سوچ لے۔ جو خدا کی بتلائی ہوئی راہ پر چلے گا دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا۔ جو اسےچھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکتا پھرے گا خود پریشان اور ذلیل و خوار رہے گا۔
۱۴۲ ۔ اس میں آنحضرت کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ حق کو قبول نہ کریں تو اپنے کو ان کے غم میں نہ گھلائیں۔ آپ خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتے رہئے اور تبلیغ وغیرہ کے کام میں لگے رہئے ۔ اور جو شدائد اس راستہ میں پہنچیں ان پر صبر کیجئے مخالفین کی ایذاء رسانیوں کو تحمل کرتے رہنا چاہئے۔ یہاں تک خدا آپ کے اور ان
۱ ۔ یعنی یہ قرآن کریم وہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے جس کی آیتیں لفظی و معنوی ہر حیثیت سےنہایت جچی تلی باون تولہ پاؤ رتی ہیں۔ نہ ان میں تناقض ہے نہ کوئی مضمون حکمت یا واقع کے خلاف ہے نہ باعتبار معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ایک حرف پر نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔ جس مضمون کو جس عبارت میں ادا کیا ہے محال ہے کہ اس سےبہتر
۲ ۔ یعنی اس محکم و مفصل کتاب کے نازل کرنے کا بڑا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو صرف خدائے واحد کی عبادت کی طرف دعوت دی جائے۔ اور اس کے طریقے سکھائے جائیں ۔ اسی عظیم و جلیل مقصد کے لئے پہلے انبیاء تشریف لائے تھے۔
{ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْہِ اَنَّہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ } (الانبیاء رکوع۲) { وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَن
۳ ۔ یعنی جو کتاب کو مانے اور شرک چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرے اسے فلاح دارین کی خوشخبری سناتے ہیں۔ جو نہ مانے اور کفر و شرک اختیار کرے اس کو عذاب الہٰی سے ڈراتے ہیں۔

۴ ۔ جو پچھلی تقصیرات معاف کرائے اور آئندہ کے لئے خدا کی طرف دل سےرجوع ہو تو دنیا کی زندگی اچھی طرح گذرے کیونکہ مومن قانت خواہ کسی حال میں ہو۔ مگر خدا کے فضل و کرم کی بڑی بڑی امیدیں رکھتا ہے وہ حق تعالیٰ کی رضاء جوئی اور مستقبل کی عظیم الشان خوشحالی کے تصور میں اس قدر گمن رہتا ہے کہ یہاں کی بڑی بڑی
۵ ۔ جو جس قدر یادہ بڑھ کر عمل کرے گا اسی قدر خدا کے فضل سےزیادہ حصہ پائے گا ۔ آخرت میں اجر و ثواب او ردنیا میں مزید طمانیت حاصل ہوگی ۔

۶ ۔ یعنی میری بات نہ مانو گے تو قیامت کو عذاب یقینی ہے ، باقی یہ فرمانا کہ "میں ڈرتا ہوں" اس سے مقصود حضور کی عام شفقت و ہمدردی خلائق کا اظہار کرنا ہے۔

۷ ۔ سزا دینے کے لئے ضروری ہے کہ مجرم حاضر ہو حاکم سزا دینے کی پوری قدرت اور کامل اختیار رکھتا ہو۔ مجرمین کی کل کارروائیاں اس کے علم میں ہوں۔ { اِلَی اللہِ مَرْجِعُکُمْ } میں بتلا دیا کہ مجرم و غیر مجرم سب کو خدا کے یہاں حاضر ہونا ہے۔ { وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ } میں قدرت و اختیار کا عموم بیان فرمایا اور { اَلَآ اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ }
۱۰ ۔ یعنی لوح محفوظ میں جو صحیفہ علم الہٰی ہے پھر علم الہٰی میں ہر چیز کیسے موجود نہ ہو گی۔

۸ ۔ پہلے علم الہٰی کی وسعت بیان ہوتی تھی۔ یہ اسی مضمون کا تکملہ ہے۔ یعنی زمین پر چلنے والا ہر جاندار جسے رزق کی احتیاج لاحق ہو ،اس کو روزی پہنچانا خدا نے محض اپنے فضل سے اپنے ذمہ لازم کر لیا ہے ۔ جس قدر روزی جس کے لئے مقدر ہے یقیناً پہنچ کر رہے گی۔ جو وسائل و اسباب بندہ اختیار کرتا ہے ، وہ روزی پہنچے کے دروازے ہیں ۔
۹ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "مستقر (جہاں ٹھہرتا ہے) بہشت و دوزخ اور مستودع (جہاں سونپا جاتا ہے) اس کی قبر ہے ۔ پہلے { وَمَامِنْ دَ آبَّۃٍ } الخ میں دنیوی زندگی کا بیان تھا۔ یہاں برزخ اور آخرت کا بیان ہوا مطلب یہ ہوا کہ خدا ابتداء سے انتہاء تک تمہاری ہستی کے تمام درجات کا علم رکھتا ہے۔ "مستقر" و "مستودع" کی تعین میں مفسرین کے بہت
۱۱ ۔ یہ علم کے بعد قدرت کا بیان ہے ۔ اس کی تفسیر سورہ اعراف کے ساتویں رکوع میں گذر چکی۔

۱۲ ۔ یعنی آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے پانی مخلوق ہوا جو آئندہ اشیاء کا مادہ حیات بننے والا تھا۔ { وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیّ } (الانبیاء رکوع۳) اس وقت عرش خداوندی اسی کے اوپر تھا جیسے اب سماوات کے اوپر ہے گویا یہ ایک صورت تھی جو اس حقیقت کو ظاہر کر رہی تھی کہ کائنات کا مادہ اور ذریعہ حیات بالکلیہ رب العرش کے تسلط و
۱۳ ۔ یعنی اس سارےنظام کی تخلیق و ترتیب سے مقصود تمہارا یہاں بسانا اور امتحان کرنا ہے۔ کہ کہاں تک اس عجیب و غریب نظام اور سلسلہ مصنوعات میں غور کر کے خالق و مالک کی صحیح معرفت حاصل کرتے اور مخلوقات ارضی و سماوی سے منتفع ہو کر محسن شناسی اور سپاس گذاری کا فطری فرض بجا لاتے ہو۔ یہ مقام تمہاری سخت آزمائش کا

۱۴ ۔ جب یہ دنیا امتحان و آزمائش کی وجہ ہے تو ضرور ہے کہ اس کے بعد مجازات (انعام و انتقام) کا سلسلہ ہوتا شاکرین و کافرین کو اپنے اپنے کئے کا پھل ملے ۔ اسی لئے یہاں بعث بعد الموت کا ذکر کیا گیا۔ یعنی کفار مکہ کو یقین نہیں آتا کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جائیں گے اور اپنے جرائم کی سزا بھگتیں گے۔ جب وہ قرآن میں یا حضور کی
۱۵ ۔ یعنی جب ان کی شرارتوں پر عذاب الہٰی سے ڈرایا جاتا ہے مگر خدا کی حکمت ایک مدت معین تک عذاب کو روکے رکھتی ہے تو تکذیب و استہزاء کے طور پر کہتے ہیں کہ وہ عذاب کہاں ہے، آخر آتا کیوں نہیں ؟ کس چیز نے اسے پکڑ رکھا ہے فرماتےہیں کیا مذاق کرتے ہو ۔ وقت معین پر جب عذاب آئے گا کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا۔ اور ہر
۱۶ ۔ یعنی اب تو کہتے ہیں عذاب کہاں ہے کیوں نہیں آتا لیکن آدمی بودا اور تھڑ دلا اتنا ہے کہ اگر خدا چند روز اپنی مہربانی سے عیش و آرام میں رکھنے کے بعد تکلیف میں مبتلا کر دے تو پچھلی مہربانیاں بھی بھلا دیتا ہے اور نا امید ہو کر آئندہ کے لئے آس توڑ بیٹھتا ہے ۔ گذشتہ پر ناشکری اور آئندہ سے مایوسی ، یہ ہی اس کی زندگی کا حاصل ہے۔
۱۷ ۔ یعنی مصیبت کے بعد اگر خدا آرام و آسائش نصیب کرے تو سمجھتا ہے کہ گویا اب ہمیشہ کے لئے مصائب و تکالیف کا خاتمہ ہو چکا ، پچھلی کیفیت کبھی لوٹ کر آنے والی نہیں ۔ اس وقت غافل و مغرور ہو کر شیخیاں مارتا اور اتراتا پھرتا ہے حالانکہ چاہئے تھا کہ پچھلی حالت یاد کر کے خدا کا شکر ادا کرتا اور اس کے احسان کے سامنے جھک
۱۸ ۔ یعنی جو حال اوپر عام انسانوں کا بیان ہوا۔ اس سےاللہ کے وہ بندے مستثنیٰ ہیں جو تکلیف و مصیبت کا مقابلہ صبرو استقامت سے کرتے اور امن و راحت کے وقت شکر گذاری کے ساتھ عمل صالح میں مستعدی دکھاتےہیں۔ ایسے اولوالعزم وفاداروں کی جماعت ہی عظیم الشان بخشش و انعام کی مستحق ہے۔
۱۹ ۔ مشرکین مکہ شرک و بت پرستی کی تردید سے بہت غیظ کھاتے تھے مشرکانہ خرافات پر جس قدر ان کی تحمیق و تجہیل کی جاتی اسی قدر ان کے غصہ کی آگ بھڑکتی تھی۔ کبھی کوشش کرتے تھے کہ آپ کو اس معاملہ میں ذرا ڈھیلا کر دیں اور اس سب سے بڑے اور بنیادی مسئلہ کی تبلیغ میں نرمی اور تساہل برتنے پر آمادہ کریں جب ادھر سے مایوس

۲۰ ۔ یعنی فرمائشی معجزے طلب کرتے ہیں ، جن کا دیا جانا مصلحت نہیں۔ اور جو سب سے بڑا معجزہ (قرآن) ان کے سامنے ہے ، اسے مانتے نہیں ، کہتے ہیں یہ تو (معاذ اللہ) تمہاری بنائی ہوئی گھڑنت ہے۔ اس کا جواب دیا کہ تم بھی آخر عرب ہو ، فصاحت و بلاغت کا دعویٰ رکھتے ہو ، سب مل کر ایسی ہی دس سورتیں گھڑ کر پیش کر دو اور اس کام میں
۲۱ ۔ یعنی ایسے واضح ثبوت کے بعد جو شخص قرآن پر ایمان لاتا ، یا اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتا بلکہ دنیا کی چند روزہ زندگی اور فانی ٹیپ ٹاپ ہی کو قبلہ مقصود ٹھہرا کر عملی جدو دجہد کرتا ہے۔ اگر بظاہر کوئی نیک کام مثلاً خیرات وغیرہ کرتا ہے تو اس سے بھی آخرت کی بہتری اور خدا کی خوشنودی مقصود نہیں ہوتی محض دنیوی فوائد
۲۲ ۔ یعنی ان اعمال پر دوزخ کے سوا اور کسی چیز کے مستحق نہیں۔ کفار ابدی طور پر اور ریاکار مسلمان محدود مدت کے لئے۔ ہاں خدا تعالیٰ بعض مومنین کو محض اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے ، وہ الگ بات ہے۔

۲۳ ۔ یعنی دنیا میں جو کام دنیوی اغراض کے لئے کئے تھے ، آخرت میں پہنچ کر ظاہر ہو گا کہ وہ سب برباد ہوئے اور ریاکاری یا دنیا پرستی کے سلسلہ میں بظاہر جو نیکیاں کمائی تھیں ، سب یوں ہی خراب گئیں ، یہاں کوئی کام نہ آئی۔

۲۴ ۔ یعنی یہ شخص اور وہ ریاکار دنیا پرست جن کا ذکر پہلے ہوا ، کیا برابر ہو سکتے ہیں ؟ ہر گز نہیں۔ "بینہ" (صاف رستہ) سے مراد وہ رستہ ہے جس پر انسان اپنی اصلی اور صحیح فطرت کے موافق چلنا چاہتا ہے ۔ بشرطیکہ گردوپیش
فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا
۲۵ ۔ یعنی یہود ، نصاریٰ ، بت پرست ، مجوس ، عرب ، عجم ، یورپ ، ایشیا، کسی فرقہ جماعت اور ملک و ملت سے تعلق رکھتا ہو جب تک قرآن کو نہ مانے گا نجات نہیں ہو سکتی ۔ جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ کی بعض احادیث میں آپ نے بہت تصریح و تعمیم کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔
۲۶ ۔ یہ خطاب ہر شخص کو ہے جو قرآن سنے یا حضور کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سنانا مقصود ہے کہ قرآن کی صداقت اور "من اللہ" ہونے میں قطعًا شک و شبہ کی گنجائش نہیں ۔جو لوگ نہیں مانتے وہ احمق ہیں یا معاند۔

۲۷ ۔ یعنی قرآن جھوٹ اور افتراء نہیں۔ خدا کا سچا پیغام ہے جس کو قبول کرنا ضروری ہے خوب سمجھ لو کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہو سکتا جو خدا پر جھوٹ باندھے۔ مثلاً اس کا کلام نہ ہو اور کہہ دے کہ اس کا کلام ہے یا واقعی اس کا ہو اور خدا بار بار فرمائے کہ میرا کلام ہے مگر باوجود روشن دلائل کے جھٹلاتا رہے اور کہتا رہے کہ
۲۸ ۔ یعنی محشر میں خدا کے سامنے علیٰ رؤس الاشہاد پیش ہوں گے اور ان کی شرارتوں کے دفتر کھولے جائیں گے اس وقت گواہی دینے والے (ملائکہ ، انبیاء ، صالحین بلکہ خود ان کے ہاتھ پاؤں) کہیں گے کہ یہ ہی وہ بدبخت ظالم ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نسبت جھوٹ بکا تھا۔
۲۹ ۔ یہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یعنی جو لوگ ظلم اور ناانصافی سے خد اکے کلام کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر آخرت کے منکر ہیں دوسروں کو خدا کی راہ پر چلنے سے روکتے اور اس تلاش میں رہتے ہیں کہ سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کریں۔ ایسے ظالموں پر خدا کی خصوصی لعنت ہے۔
۳۰ ۔ یعنی اتنی وسیع زمین میں نہ کہیں بھاگ کر خدا سے چھپ سکتے ہیں اور نہ کوئی مددگار اور حمایتی مل سکتا ہے جو خدا کے عذاب سے بچا دے۔

۔ کیونکہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا۔ ۳۱

۳۲ ۔ یعنی دنیا میں ایسے اندھے بہرے بنے کہ نہ حق بات سننے کی تاب تھی نہ خدا کے نشانوں کو دیکھتے تھےجنہیں دیکھ کر ممکن تھا راہ ہدایت پالیتے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کا مطلب یہ لیا ہےکہ اللہ پر جھوٹ بولا ، بے اصل اور غلط باتیں اس کی طرف منسوب کیں۔ کہاں سے لائے ؟ غیب سے سن نہ آتے تھے ، غیب کو دیکھتے نہ تھے پھر ان کا ۔ جان کا کھو بیٹھنا ، یہ کہ ابدی عذاب میں گرفتار ہوئے اور سب جھوٹے دعوے وہاں پہنچ کر گم ہو گئے۔ ۳۳

۳۴ ۔ منکرین کی بد انجامی کے بالمقابل مومنین کا انجام نیک بیان فرمایا۔ ان کی عاجزی خدا کو پسند آئی اس لئے اپنی دائمی خوشنودی کا مقام عطا فرمایا۔

۳۵ ۔ یعنی منکرین تو اندھے بہرےہیں جیسا کہ دو تین آیت پہلے فرمایا تھا { مَاكَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ } پھر جسے نہ خود نظر آئے نہ دوسرے کی سن سکے ، اس کا آغاز و انجام کیسے ان روشن ضمیر ایمانداروں کے برابر ہو سکتا ہے جو بصیرت کی آنکھوں سے حق و باطل اور بھلے برے میں تمیز کرتے اور اپنے ہادیوں کی باتیں بگوش
۳۶ ۔ یعنی نہایت وضاحت کے ساتھ وہ چیزیں بتلاتا ہوں جن کے ارتکاب پر مہلک عذاب نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔ یا جو اس عذاب سے محفوظ رہنے کے ذرائع ہیں۔

۔ یعنی وَدّ ، سُواع ، یَغُوث ، یَعُوق ، نَسْر کی جن کا ذکر سورہ نوح میں آئے گا۔ ۳۷

۳۸ ۔ یعنی غیر اللہ کی پرستش سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت عذاب آنے کا ڈر ہے ۔ دردناک دن سے وہ دن مراد ہے جس میں المناک اور دردانگیز حوادث کا وقوع ہو۔ مثلاً قیامت کا دن یا وہ دن جس میں قوم نوح غرقاب کی گئ۔

۳۹ ۔ یعنی رسول کو تمام قوم کےمقابلہ میں کوئی نمایاں امتیاز ہونا چاہئے ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہماری طرح جنس بشر سے ہو۔ آسمان کے فرشتے نہیں۔ جس کے سامنے خواہ مخواہ انسانوں کی گردنیں جھک جائیں۔ پھر بشر بھی ایسے نہیں جسے کوئی خاص تفوق اور بڑائی ہم پر حاصل ہوتی مثلاً بڑے دولت مند یا جاہ و حکومت کے مالک ہوتے ، جو
۴۰ ۔ یعنی یہ صحیح ہے کہ پیغمبر کو عام انسانوں سے بالکل ممتاز ہونا چاہئے ۔ لیکن وہ امتیاز مال و دولت ملک و حکومت اور دنیا کی ٹیپ ٹاپ میں نہیں ، بلکہ اعلیٰ اخلاق ، بہترین ملکات ، تقویٰ ، خدا ترسی ، حق پرستی ، دردمندی خلائق اور ان صریح آیات و نشانات پیش کرنے سے ان کو امتیاز حاصل ہوتا ہے جو حق تعالیٰ بطور اتمام حجت و اکمال
۴۱ ۔ یعنی میں تبلیغ کے کام کی کوئی تنخواہ تم سے نہیں مانگتا ، جو مالی خود غرضی کا شبہ ہو۔ میں اپنے پروردگار کا نوکر ہوں اسی کے یہاں سے مزدوری ملے گی۔ بحمد اللہ نہ مجھے تمہارے مال کی طلب ہے نہ ضرورت ۔ پھر غریبوں کو چھوڑ کر مالداروں کی طرف کیوں جھکوں۔ اگر تم میرے اتباع کو محض ان کے افلاس یا پیشہ کی وجہ سے حقیر و
۴۲ ۔ یعنی جہل و حماقت سے انجام پر نظر نہیں کرتے ، صرف انکی ظاہری شکستگی دیکھ کر حقیر سمجھتے ہو۔ اور ایسی مہمل درخواست کرتے ہو کہ ان کو ہٹا دیا جائے تو ہم تمہارے پاس آئیں۔ کیا غربت اور کسب حلال کوئی عیب ہے ؟ یہ ہی چیز تو ہے جو حق کے قبول کرنے میں مزاحم نہیں ہوتی عمومًا دولت و جاہ کا نشہ انسان کو قبول حق سے محروم
۴۳ ۔ یعنی میں تمہارے کبرو غرور اور جہالت سے متاثر ہو کر اپنا نقصان کیسے کروں۔ اگر تمہاری رعایت سے میں نے خدا کے مخلص بندوں کو دھکے دیدیے تو اس کی سزا اور گرفت سے مجھ کو کون بچا سکے گا۔

۴۴ ۔ کفار نے نوح کو کہا تھا کہ تم ہمارے جیسے بشر ہو جتھے اور دولت کے اعتبار سے بھی کچھ امتیاز نہیں رکھتے اس کا جواب نہایت متانت و انصاف کے ساتھ دیتے ہیں کہ بیشک جیسا امتیاز تم دیکھنا چاہتے ہو اس کا ہم دعویٰ نہیں رکھتے۔ بلاشبہ میں ایک بشر ہوں ، فرشتہ نہیں نہ خدا نے اپنے سارے خزانے میرے تصرف و اختیار میں دیدیے ہیں ، نہ
۴۵ ۔ حضرت نوح قبل از طوفان ساڑھے نو سو برس ان میں رہے۔شب و روز سرًا و اعلانیۃً انہیں نصیحت کرتے ہر شبہ کا جواب دیتے ، تبلیغ و تفہیم اور بحث و مناظرہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ اسی جھگڑے میں صدیاں گذر گئیں۔ کفار نے ان کی حقانی بحثوں اور شب و روز کی روک ٹوک سے عاجز ہو کر کہا کہ اب یہ سلسلہ بند کیجئے۔ بس اگر آپ سچے ہیں تو
۴۶ ۔ یعنی یہ چیز میرے قبضہ میں نہیں۔ خدا جس وقت اپنی حکمت کے موافق چاہے گا عذاب نازل کر دے گا ہمارا فرض صرف آگاہ کر دینا تھا ۔ باقی عذاب تو ایسی ہولناک اور عظیم الشان چیز ہے جس کا لے آنا اور دفع کر دینا دونوں پہلو قوائے بشریہ کے دائرہ سے خارج ہیں۔ جب مشیت الہٰی ہو گی تو کہیں بھاگ کر پناہ نہ لے سکو گے۔ ایسا کون ہے جو خدا
۴۷ ۔ یعنی کفر پر اس قدر اصرار و ضد اور انتہائی شوخ چشمی سے نزول عذاب کی استدعاء پتہ دیتی ہے کہ خدا کا ارادہ یہ ہی ہے کہ تم کو گمراہی میں پڑا رہنے دے اور آخر کار ہلاک کر دے۔ پس اگر تمہاری بدکرداری کے سبب سے خدا نے یہ ہی چاہا تو میں کتنا ہی نصیحت و خیرخواہی کر کے تم کو نفع پہنچانا چاہوں ، کچھ نافع اور موثر نہ ہوگا۔ تمہارا

۴۸ ۔ یہ گفتگو کفار مکہ کی آنحضرت کے ساتہ تھی کہ قرآن آپ خود بنا لائے ہیں۔ خدا کا کلام نہیں ہے۔ حضرت نوح کتاب نہ لائے تھے جو ان کی قوم یہ بات کہتی۔ (کذا فی ا لموضح) لیکن بعض مفسرین نے اس آیت کو بھی نوح کے قصہ کا جزو بتلایا ہے۔ یعنی ان کی قوم نے کہا کہ جن باتوں کو نوح خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ خود ان کی گھڑنت
۴۹ ۔ قرآن کو مفتریٰ کہنے کا تحقیقی جواب اسی سورت میں ایک رکوع پہلے گذر چکا۔ یہاں آخری بات فرمائی یعنی قرآن کا کلام الہٰی ہونا نہایت واضح و محکم دلائل سے باربار ثابت کیا جا چکا ہے۔ ایسی روشن چیز کی تکذیب کر کے جو گناہ تم سمیٹ رہے ہو۔ اس کا وبال تم ہی پر پڑے گا۔ اُس کی فکر کرو۔ میں کافی تبلیغ کرکے بری الذمہ ہو چکا ہوں۔ اب جو
۵۰ ۔ جب قوم کی ایذائیں حد سے گذر گئیں۔ تو نوح نے سینکڑوں برس ظالموں کی زہرہ گداز جفائیں جھیلنے کے بعد خدا کے آگے شکوہ کیا { اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ } کہ میں مغلوب و ضعیف ہوں۔ آپ ان سے بدلہ لیجئے۔ ارشاد ہوا کہ جن گنے چنے افراد کی قسمت میں ایمان لانا تھا، لاچکے ۔ آئندہ ان میں کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے لہٰذا اب آپ ان کی عداوت و
۵۱ ۔ حق تعالیٰ نے نوح سے فرمایا کہ ایک کشتی ہمارے روبرو (یعنی ہماری حفاظت و نگرانی میں) ہمارے حکم اور تعلیم و الہام کے موافق تیار کرو۔ کیونکہ عنقریب پانی کا سخت خوفناک طوفان آنے والا ہے جس میں یہ سب ظالمین و مکذبین یقینًا غرق کئےجائیں گے ان کے حق میں اب یہ فیصلہ نافذ ہو کر رہے گا۔ آپ کسی ظالم کی سفارش وغیرہ کے
۵۲ ۔ کہتے ہیں کشتی سالہاسال میں تیار کی۔ کشتی کیا تھی بڑا جہاز تھا۔ جس میں الگ الگ درجے تھے ۔ مفسرین نے اس کی تفاصیل میں بہت سی مبالغہ آمیز اور عجیب و غریب روایات بیان کی ہیں جن میں اکثر اسرائیلیات ہیں۔

۵۳ ۔ کہ دیکھو ! پیغمبر سے بڑھئی بن گئے کبھی ایک عجیب سی چیز دیکہ کر نوح سے پوچھتے کہ یہ کیا بنا رہے ہو ؟ آپ فرما دیتے کہ ایک گھر بناتا ہوں جو پانی پر چلے گا اور ڈوبنے سے بچائے گا۔ وہ سن کر ہنسی اڑاتے کہ خشک زمین پر ڈوبنے کا بچاؤ کر رہے ہیں۔
۵۴ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "وہ ہنستے تھے کہ خشک زمین پر غرق کا بچاؤ کرتا ہے۔ یہ ہنستے تھے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں" اسی تفسیر کے موافق مترجم محقق نے { فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ } الخ کا ترجمہ بصیغہ حال کیا ہے۔ ابن کثیر وغیرہ { نَسْخَرُ مِنْکُمْ } میں استقبال کے معنی مراد لیتے ہیں۔ یعنی آج تم ہمیں احمق بناتے
۵۵ ۔ یعنی اب زیادہ تاخیر نہیں۔ جلد آشکارا ہو جائے گا کہ دنیا کا رسوا کن اور آخرت کا دائمی عذاب کس پر نازل ہوتا ہے ؟

۵۶ ۔ یعنی نوح کشتی تیار کرتے رہے یہاں تک کہ وعدہ کے موافق خدا کا حکم پہنچ گیا۔ "بادلوں" کو کہ برس پڑیں اور زمین کو کہ ابل پڑے ، اور فرشتوں کو کہ تعذیب وغیرہ کے متعلق اپنے فرائض منصبی کا سر انجام کریں۔ آخر اوپر سے بارش آئی اور نیچے زمین کی سطح سے چشموں کی طرح جوش مار کر پانی ابلنے لگا۔ حتٰی کہ روٹی پکانے کے تنوروں
۵۷ ۔ یعنی جن جانوروں کی ضرورت ہے اور نسل باقی رہنی مقدر ہے ، ان میں سے ایک ایک جوڑا (نر اور مادہ دونوں) لے کر کشتی پر سوار کر لو۔

۵۸ ۔ یعنی مقدر ہو چکا ہے کہ وہ ظالموں کے زمرہ میں داخل ہونے کی وجہ سے غرق کئے جائیں گے { وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِیْ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُغْرَقُوْنَ } اس سے مراد ہے نوح کا بیٹا "یام" جس کا لقب کنعان تھا اور کنعان کی والدہ "واعلہ" گھر والوں میں سے یہ دونوں علیحدہ رہے اور غرق ہوئے۔
۔ یعنی اسّی مرد یا کم و بیش۔ ۵۹

۶۰ ۔ نوح نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا کہ بنام خدا کشتی پر سوار ہو جاؤ ، کچہ فکر مت کرو اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب خدا کے اذن و حکم اور اس کے نام کی برکت سے ہے۔ غرقابی کو کوئ اندیشہ نہیں۔ میرا پروردگار مومنین کی کوتاہیوں کو معاف کرنے والا اور ان پر بے حد مہربان ہے۔ وہ اپنے فضل سے ہم کو صحیح سلامت اتارے گا۔ اس آیت سے نکلتا
۶۱ ۔ یعنی کشتی پہاڑ جیسی موجوں کو چیرتی پھاڑتی بے خوف و خطر چلی جارہی تھی۔ سوار ہونے کے بعد نوح نے اپنے بیٹے یام (کنعان) کو جو اپنے باپ بھائی وغیرہ سارے کنبہ سے کنارے ہو کر کافروں کی صحبت میں تھا آواز دی کہ ان بدبخت کافروں کی معیت چھوڑ کر ہمارے ساتہ سوار ہو جا ! تا اس مصیبت عظمیٰ سے نجات پاسکے۔ (تنبیہ) یا تو نوح
۶۲ ۔ وہ اپنے جہل و غباوت سے ابھی یہ خیال کر رہا تھا کہ جس طرح معمولی سیلابوں میں بعض اوقات کسی بلندی پر چڑھ کر آدمی جان بچا لیتا ہے میں بھی کسی اونچے پہاڑ پر چڑھ کر جان بچا لوں گا۔

۶۳ ۔ یعنی کس خبط میں پڑا ہے۔ یہ معمولی سیلاب نہیں۔ عذاب الہٰی کا طوفان ہے۔ پہاڑ کی کیا حقیقت کوئی چیز آج عذاب سے نہیں بچا سکتی ہاں خدا ہی کسی پر رحم کرتے تو بچ سکتا ہے مگر اس ہنگامہ داروگیر اور مقام انتقام میں کٹر مجرموں پر رحم کیسا ہے ؟ باپ بیٹے کی یہ گفتگو پوری نہ ہوئی تھی کہ پانی کی ایک موج نے درمیان میں حائل ہو کر
۶۴ ۔ ایک مدت تک اس قدر پانی برسا گویا آسمان کے دھانے کھل گئے۔ اور زمین کے پردے پھٹ پڑے۔ درخت اور پہاڑیاں تک پانی میں چھپ گئیں۔ اصحاب سفینہ کے سوا تمام لوگ کافر تھے (رَبِّ لَا تَذَرْ
عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا } (نوح رکوع۲) غرق ہوئے۔ اس وقت خداوند قدوس نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل

۶۵ ۔ نوح نے یہ کس وقت عرض کیا کنعان کے غرق ہونے سے پہلے یا غرق ہونے کے بعد دونوں احتمال ہیں۔ نیز کنعان کو اس کی منافقانہ اوجاع و اطوار دیکھ کر غلط فہمی سے مومن سمجھ رہے تھے یا کافر سمجھتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں یہ گذارش کی۔ دونوں باتوں کا امکان ہے۔ اگر مومن سمجھ کر غرقابی سے پہلے عرض کیا تھا تو مقصود اپنی
۶۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ " آدمی وہ ہی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو۔ لیکن مرضی معلوم ہونی چاہئے یہ کام جاہل کا ہے کہ بڑے کی مرضی پوچھنے کی نہ دیکھے ۔ پھر پوچھے"۔ مرضی کیوں نہ تھی ؟ اسے ہم فائدہ گذشتہ میں بیان کر چکے ہیں۔
۶۷ ۔ حضرت نوح کانپ اٹھے اور توبہ کی ، لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے۔ بندہ کو کیا مقدور ہے۔ چاہئے اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو اور دل میں عزم نہ کرنے کا رکھے۔ حضرت آدم اور یونس وغیرہ کی توبہ کے جو الفاظ قرآن میں نقل ہوئے ہیں ان میں یہ ہی ادب ملحوظ رہا ہے۔
۶۸ ۔ یعنی کشتی سے جودی پر۔ پھر جودی سے زمین پر اترے۔ برکتیں اور سلامتی آئندہ تم پر اور ان اقوام پر رہے گی۔ جو تمہارے ساتھیوں سے پیدا ہونے والی ہیں۔ فی الحال جو زمین طوفان سے باکل اجڑ گئ ہے خدا دوبارہ آباد کر دے گا اور اس کی رونق و برکت پھر عود کر آئے گی۔ "سلامت" کے لفظ سے گویا حق تعالیٰ نے تسلی فرما دی کہ پھر ساری
۶۹ ۔ یعنی یہ دلائل نبوت میں سے ہے کہ ایک امّی کی زبان سے امم سابقہ کے ایسے مستند و مفصل واقعات سنوائے جائیں۔

۷۰ ۔ جیسے نوح اور ان کے رفقاء کے انجام بھلا ہوا آپ کے ساتھیوں کا مستقبل بھی نہایت تابناک اور کامیاب ہے۔ آپ کفار کی ایذاؤں پر صبر کریں ، گھبرا کر تنگدل نہ ہوں۔ جیسے نوح نے ساڑھے نو سو برس صبر کیا۔

۔ کہ پتھر کے بت بھی با اختیار حاکم بلکہ معبود ہیں۔ سورہ اعراف میں قوم ہود کا قصہ گذر چکا۔ ۷۱

۷۲ ۔ یعنی تمہارےمال کی مجھے ضرورت نہیں۔ میرا پیدا کرنے والا ہی تمام دنیوی ضروریات اور آخروی اجرو ثواب کا کفیل ہے۔ یہ بات ہر ایک پیغمبر نے اپنی قوم سے کہی تاکہ نصیحت بے لوث اور مؤثر ہو ۔ لوگ انکی محنت کو دنیوی طمع پر محمول نہ کریں۔
۷۳ ۔ یعنی اس قدر غبی ہو ، اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے کہ ایک شخص بے طمع بے غرض ، محض دردمندی اور خیرخواہی سے تمہاری فلاح دارین کی بات کہتا ہے۔ تم اسے دشمن اور بدخواہ سمجھ کر دست و گریباں ہوتے ہو۔

۔ اسی سورت کے شروع میں اس جملہ کی تفسیر گذر چکی۔ ۷۴

۷۵ ۔ یعنی موقع بہ موقع خوب بارشیں دے گا۔ وہ قوم چونکہ کھیتی ، باغ لگانے سے بڑی دلچسپی رکھتی تھی اس لئے ایمان لانے کے ظاہری فوائد و برکات وہ بیان کئے جو ان کے حق میں خصوصی طور پر موجب ترغیب ہوں۔ لکھتے ہیں کہ وہ لوگ تین سال سے خشک سالی اور امساک باراں کی مصیبت میں گرفتار تھے۔ ہود نے وعدہ کیا کہ ایمان لا کر خدا
۷۶ ۔ یعنی مالی اور بدنی قوت بڑھائے گا اولاد میں برکت دے گا۔ خوشحالی میں ترقی ہو گی ، اور مادی قوت کے ساتھ روحانی و ایمانی قوت کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ بشرطیکہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس کی اطاعت سے مجرموں کی طرح روگردانی نہ کرو۔
۷۷ ۔ یہ ان کی کھلی ہٹ دھرمی تھی جو کہتے تھے کہ آپ کوئی واضح سند اور دلیل اپنی صداقت کی نہیں لائے خدا جسے پیغمبری کے عہدہ پر فائز کرے ، ضرور ہے کہ اس کو تقرر کی سند اور پروانہ عطا فرمائے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ جو نبی مبعوث ہوا اس کے ساتھ ایسے واضح نشان بھیجے گئے جس پر آدمی ایمان لانا چاہیں تو لاسکتے ہیں۔ اس
۷۸ ۔ یعنی یہ جو تم بہکی بہکی باتیں کرتے ہو اور سارےجہان کو بیوقوف بتلا کر اپنا دشمن بنا رہے ہو۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ ہمارے دیوتاؤں میں سے کسی نے آسیب پہنچا کر تمہیں مجنون اور پاگل کر دیا ہے (العیاذ باللہ) تم جو ان کی عبادت سے روکتے اور برا بھلا کہتے تھے ، انہوں نے اس گستاخی کی سزا دی کہ اب تم بالکل دیوانوں کی سی باتیں کرنے

۷۹ ۔ یعنی وہ بیچاری پتھر کی مورتیں تو مجھے کیا گزند پہنچا سکتیں ، تم سب جو بڑے شہ زور ، تنومند اور طاقتور نظر آتے ہو اپنے دیوتاؤں کی فوج میں بھرتی ہو کر اور مجھ جیسے یکہ و تنہا پر پوری قوت سے بیک وقت ناگہاں حملہ کر کے بھی میرا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ سنو میں خدا کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں اور تم سب بھی اس پر گواہ رہو کہ
۸۰ ۔ یعنی ایسی صاف اور کھری کھری باتیں سن کر بھی نہ مانو گے تو اب میرا کچھ نقصان نہیں۔ میں فرض تبلیغ پوری طرح ادا کرچکا۔ تم اپنی فکر کر لو ضرور ہے کہ اس قسم کی ہٹ دھرمی اور تعصب و عناد پر آسمان سے عذاب آئے جو تم کو ہلاک کر ڈالے۔ خدا کی زمین تمہاری تباہی سے ویران نہ ہو گی ، وہ دوسرے لوگوں کو تمہارے اموال وغیرہ کا
۸۱ ۔ یعنی سات رات اور آٹھ دن مسلسل آندھی کا طوفان آیا جیسا کہ سورہ اعراف میں ہم ذکر کر چکے ہیں مکان گر گئے ، چھتیں اڑ گئیں، درخت جڑ سے اکھڑ کر کہیں کے کہیں جا پڑے۔ ہوا ایسی مسموم تھی کہ آدمیوں کی ناک میں داخل ہو کر نیچے سے نکل جاتی اور جسم کو پارہ پارہ کر ڈالتی تھی۔ اس ہولناک عذاب سے ہم نے ہود اور ان کےساتھیوں کو جو

۸۲ ۔ یعنی ان کے کھنڈرات کو چشم عبرت سے دیکھو کہ یہ وہ قوم عاد تھی جن کے بڑوں نے بہت طمطراق سے اپنے پروردگار کی باتوں کا مقابلہ کیا اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی۔ اور چھوٹوں نے بڑے شیطانوں کی پیروی کی۔ آخر دونوں تباہ و برباد ہوئے۔ (تنبیہ) "رسلہ" شاید اس لئے فرمایا کہ ایک کی تکذیب سب پیغمبروں کی تکذیب ہے۔ کیونکہ ۔ بلکہ قیامت کےبعد بھی وہ ان کا پیچھا نہ چھوڑے گی لعنت کا طوق ہمیشہ ان کے گلے میں پڑا رہے گا۔ ۸۳

۸۴ ۔ بعض مفسرین نے کہا کہ قیامت کے دن یوں پکارا جائے گا ۔ { اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا } الخ۔ (تنبیہ) عاد کے ساتھ قوم ہود کا لفظ یا تو اس لئے بڑھایا کہ دونوں کا تصور سننے والے کے دماغ میں ساتھ ساتھ آئے یعنی ہود کا کیا حال تھا اور یہ اسی کی قوم تھی جس کا حشر یہ ہوا۔ اور ممکن ۔ ان کا قصہ اعراف میں گذر چکا۔ ۸۵

۸۶ ۔ یعنی اول آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر زمین سےغذائیں پیدا کیں جن سے نطفہ وغیرہ بنتا ہے جو مادہ ہے آدمی کی پیدائش کا۔

۸۷ ۔ یعنی پیدا کر کے باقی رکھا۔ بقاء کا سامان کیا۔ زمین کے آباد کرنے کی ترکیبیں بتلائیں تدابیر الہام فرمائیں، جب وہ ایسا منعم و محسن ہے تو چاہئے آدمی اسی کی طرف ایمان و طاعت کے ساتھ رجوع کرے اور کفر و شرک وغیرہ جو گناہ کر چکا ہے ان کی معافی چاہے ، وہ ہم سے بالکل نزدیک ہے، ہر بات خود سنتا ہے اور جو توبہ اور استغفار صدق دل
۸۸ ۔ یعنی تجھ سے امید تھی کہ آگے چل کر بڑا فاضل اور نیک مرد ہو گا جس کو معزز بزرگوں کا جانشین سمجھ کر قوم سر پر بٹھائے گی۔ تیری پیشانی سے رشد و صلاح کے آثار ہویدا تھے۔ سب کو توقع تھی کہ مستقبل قریب میں بڑا فائدہ تجھ سے پہنچے گا۔ رائے و تدبیر ، صلاح و مشورہ سے اپنے قومی بھائیوں کی رہنمائی اور نہایت قوت قلب کے ساتھ
۸۹ ۔ یعنی تمہارے شک و شبہ کی وجہ سے میں ایک صاف راستہ کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ خدا نے مجھ کو سمجھ دی اور اپنی رحمت عظیمہ سے منصب پیغمبری عطا کیا۔ اب اگر فرض کیجئے میں اس کی نافرمانی کرنے لگوں اور جن چیزوں کے پہنچانے کا حکم ہے نہ پہنچاؤں تو مجھ کو اس کی سزا سے کون بچا لے گا۔
۹۰ ۔ یعنی بجائے اس کے کہ اپنے سچے خیرخواہ اور محسن کی قدر کرتے مجھے فرائض دعوۃ و تبلیغ سے رک جانے کا مشورہ دے کر ناقابل تلافی نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔ بعض سلف نے اس جملہ کا مطلب یہ لیا ہے کہ تمہاری گفتگو سے مجھ میں کوئی چیز نہیں بڑھتی بجز اس یقین کے کہ تم اپنا سخت نقصان کر رہے ہو۔ مگر سیاق کے مناسب پہلے معنی

۹۱ ۔ حضرت صالح سے قوم نے معجزہ طلب کیا تھا ۔ وہ انہیں دکھلا دیا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل اور الفاظ کی تشریح سورہ اعراف میں آٹھویں پارہ کے ختم پر گذر چکی ہے ۔ وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

۹۲ ۔ یعنی جب حکم عذاب پہنچا تو ہم نے صالح اور ان کے ساتھیوں کو بچا دیا۔ اور کاہے سے بچا دیا ؟ اس دن کی رسوائی سے { وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ } { نَجَّيْنَا } کی شرح و تفصیل ہے۔

۔ یعنی جسے چاہے ہلاک کر دے اور جسے چاہے بچا دے۔ ۹۳

۹۴ ۔ یعنی بے نام و نشان ہو گئے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات کو پڑے سوتے تھے ۔ فرشتہ نے چنگھاڑ ماری۔ سب کے جگر پھٹ گئے" بعض آیات میں { رَجْفَہ } کالفظ آیا ہے۔ یعنی زلزلہ یا کپکپی سے ہلاک ہوئے سورہ اعراف میں ہم اس کے متعلق تطبیق کی صورت لکھ چکے ہیں۔
۹۵ ۔ یعنی جو اپنے پروردگار کی آیات و احکام سے منکر ہو اس کی یہ گت بنتی ہے اور ایسی پھٹکار پڑتی ہے۔ سن کر عبرت حاصل کرو۔

۹۶ ۔ اس سورت کے قصص کی ترتیب "اعراف کی ترتیب" کے موافق ہے۔ صرف قوم لوط کے قصہ سے پہلے یہاں ابراہیم کا تھوڑا سا قصہ بیان فرمایا ہے۔ مگر تعبیر ایسی رکھی جو ظاہر کرتی ہے کہ مقصود اصلی لوط کا قصہ بیان کرنا ہے۔ چونکہ اس میں اور ابراہیم کے قصہ میں کئ طرح کی مناسبت اور تعلق پایا جاتا تھا اس لئے بطور تمہید و توطیہ
۹۷ ۔ کہ آخر یہ کون ہیں ، کس غرض سے آئے ہیں ؟ ہم کھانا پیش کرتے ہیں ، یہ اسے ہاتھ نہیں لگاتے اس وقت کےدستور کے موافق جو مہمان کھانے سے انکار کرتا ، سمجھا جاتا تھا کہ یہ کسی اچھے خیال سے نہیں آیا۔ ابراہیم گبھرائے کہ اگر آدمی ہیں تو کھانے سے انکار کرنا ضرور کچھ معنی رکھتا ہے اور فرشتے ہیں تو نہ معلوم کس مطلب

۹۸ ۔ یعنی ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہم فرشتے ہیں جو قوم لوط کو تباہ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں ۔ آپ کچھ اندیشہ ضرر کا نہ کیجئے۔

۹۹ ۔ یعنی حضرت سارہ جو مہمانوں کی خدمت گذاری یا اور کسی کام کے لئے وہاں کھڑی تھیں اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہو کر ہنس پڑیں۔ حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سنائیں کہ تجھ کو اس عمر میں بیٹا ملے گا۔ (اسحٰق) اور اس کی نسل سےایک پوتا یعقوب عطا ہوگا۔ جس سے ایک بڑی بھاری قوم بنی اسرائیل اٹھنے والی ہے یہ بشارت حضرت
۱۰۰ ۔ یہاں { یٰوَیْلَتٰی } کا لفظ ایسا ہے جیسے ہمارے محاورات میں عورتیں کہہ دیتی ہیں کہ میں "نگوڑی" کیا اس بڑھاپے میں اولاد جنوں گی حضرت سارہ کی عمر کہتے ہیں اس وقت ننانوے سال تھی اور حضرت ابراہیم سو سال یا اس سے بھی متجاوز تھے۔
۔ یعنی ایسا ہو تو بالکل انوکھی اور عجیب و غریب بات ہو گی۔ ۱۰۱

۱۰۲ ۔ یعنی جس گھرانے پر خدا کی اس قدر رحمتیں اور برکتیں نازل ہو رہی ہیں اور جنہیں ہمیشہ معجزات و خوارق دیکھنے کا اتفاق ہوتا رہا ، کیا ان کے لئے یہ کوئی تعجب کا مقام ہے ؟ ان کا تعجب کرنا خود قابل تعجب ہے۔ انہیں لائق ہے کہ بشارت سن کر تعجب کی جگہ خدا کی تحمید و تمجید کریں کہ سب بڑائیاں اور خوبیاں اسی کی ذات میں جمع ہیں۔

۱۰۳ ۔ یعنی ادھر سے مطمئن ہوئے تو فورًا قوم لوط کے مسئلہ میں فرشتوں سے بحث شروع کر دی۔ جس کا خلاصہ سورہ عنکبوت میں بیان فرمایا کہ فرشتوں نے ابراہیم کو مطلع کیا کہ ہم ان بستیوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں ابراہیم بولے کہ ان میں تو خود لوط موجود ہیں (ایک پیغمبر کے ان میں موجود ہوتے ہوئے کیسے ہلاک کئے جا سکتے ہیں ؟) فرشتوں
۱۰۴ ۔ فرشتے نہایت حسین و جمیل بے ریش و بروت نوجوانوں کی شکل میں تھے ۔ ابتداءً حضرت لوط نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں ۔ معمولی مہمان سمجھے۔ ادھر اس قوم کی بے حیائی اور خوئے بد معلوم تھی۔ سخت فکر مند اور تنگ دل ہوئےکہ یہ بدمعاش ان مہمانوں کا پیچھا کریں گے۔ مہمانوں کو چھوڑنا بھی مشکل اور ان خبیثوں کے ہاتھوں سے چھڑانا
۱۰۵ ۔ یعنی اس قوم کو نامعقول حرکتوں اور خلاف فطرت فواحش کی جو عادت پڑی ہو ئی تھی کہاں چین سے بیٹھنے دیتی وہ ایسے خوب صورت لڑکوں کی خبر پاتے ہی نہایت بے حیائی کے ساتھ لوط کے مکان پر اندھا دھند چڑھ دوڑھے اور پوری قوت و شدت سے مطالبہ کیا کہ مہمان ان کے حوالے کر دیے جائیں کیونکہ ہم پہلے ہی منع کر چکے ہیں کہ تم
۱۰۶ ۔ حضرت لوط نے مہمانوں کی آبرو بچانے کے لئے ہر قسم کی کوشش کی ۔ آخری بات اس شہوت پرست قوم سے یہ کہی کہ ظالمو! یہ میری بیٹیاں تمہارے لئے حاضر ہیں۔ نکاح ہوجانے پر ان سے بطریق حلال تمتع کر سکتے ہو جو نہایت پاکیزہ اور شائشہ طریقہ ہے ۔ خدا سے ڈرنا چاہئے کہ پاک او رمشروع طریقہ کو چھوڑ کر ایسے خلاف فطرت
۔ پھر اتنی حجت و تکرار کیوں کر رہا ہے۔ ہم اپنا ناپاک ارادہ پورا کئے بدون نہ ہٹیں گے۔ ۱۰۷

۱۰۸ ۔ لوط کی زبان سے انتہائی گھبراہٹ او رپریشانی میں بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ "کاش مجھ میں بذات خود تم سب سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کوئی طاقتور اور مضبوط پناہ دینے والا ہوتا۔ یعنی میرا کنبہ اور جتھا یہاں ہوتا۔ حدیث میں نبی کریم نے فرمایا { یَرْحَمُ اللہُ لُوْطًا لَقَدْ کَانَ یَاوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ } خدا لوط پر رحم فرمائے ، بیشک وہ
۱۰۹ ۔ جب لوط کے اضطراب و قلق کی حد ہو گئ ، تب مہمانوں نے کہا کہ حضرت ! آپ کس فکر میں ہیں مطلق پریشان نہ ہوں ، ہم خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو ان کو بتاہ و ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ خبیث ہمارا تو کیا بگاڑ سکتے آپ تک بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ تفاسیر میں ہےکہ وہ شریر لوگ دروازہ توڑ کر یا دیوار پھاند کر اند گھسے
۱۱۰ ۔ یعنی صبح کو عذاب آنے والا ہے، تھوری رات رہے آپ اپنے متعلقین کو لے کر یہاں سے تشریف لے جائیے اور اپنے ہمراہیوں کو ہدیات کر دیجئے کہ جلدی کریں اور کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے ہاں تیری عورت کہ وہ ساتھ نہ جائے گی یا پیچھے پھر کر دیکھے گی۔ اس طرح اسی عذاب کی لپیٹ میں آ جائے گی جو سب قوم کو پہنچنے والا ہے۔
۱۱۱ ۔ یعنی خوش ہو جائے اب ان ظالموں کے ہلاک ہونے میں کچھ دیر نہیں ہے۔ صبح ہوتے ہی سب کا صفایا ہو جائے گا۔

۱۱۲ ۔ جبریل نے ان بستیوں کو اٹھا کر آسمان کے قریب سے نیچے پٹک دیا۔ اس طرح سب بستیاں تہ و بالا ہو گئیں۔ پھر ان کی نکایت اور ذلت و رسوائی کی پوری تکمیل کے لئے اوپر سے جھانوے اور پتھر برسائے گئے۔ شہر کی آبادی سے الگ جو افراد اس قوم کے جس جگہ تھے وہیں پتھروں سے ہلاک کئے گئے (العیاذ باللہ) (تنبیہ) جو سزا اس قوم کو اوپر
۱۱۳ ۔ "منضود" کے معنی مترجم محقق نے "تہ بہ تہ" کئے ہیں ۔ بعض نے یہ معنیٰ لئے کہ پتھر مسلسل یکے بعد دیگرے برس رہے تھے۔

۱۱۴ ۔ یعنی کوئی خاص علامت ان پر تھی جو عام پتھروں سے ممتاز کر کے ظاہر کرتی تھی کہ یہ عذاب الہٰی کے پتھر ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہر پتھر پر اس کا نام درج تھا جس کی ہلاکت کا وہ سبب بنا ۔ واللہ اعلم۔

۱۱۵ ۔ یعنی باعتبار زمانہ کے بھی قریب ہے کیونکہ عاد و ثمود اور قوم نوح کے وغیرہ کے بعد یہ واقعہ ہوا۔ اور باعتبار مکان کے بھی کیونکہ ان کی بستیاں مدینہ اور شام کے درمیان میں تھیں۔ گذرنے والے قافلے وہاں کھنڈرات مشاہدہ کرتے تھے ۔ یا اس جملہ { وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ } کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کا عذاب ایسے ظالموں سے اب بھی کچھ ۔ یہ قصہ بھی سورہ اعراف میں گذر چکا۔ ۱۱۶

۱۱۷ ۔ یعنی خدا نے فراغت اور آسودگی عنایت کی تو ڈرتے رہو کہیں نافرمانی سے چھن نہ جائے اور آسائش و خوشحالی سلب ہو کر دنیوی یا اخروی عذاب مسلط نہ کر دیا جائے۔

۔ یعنی اب تک جو ظلم و عدوان کا معیار و قانون تھا اس کی اصلاح کرو۔ ۱۱۸

۔ یعنی صر ف ماپ تول میں نہیں بلکہ کسی چیز میں بھی لوگوں کے حقوق تلف مت کرو۔ ۱۱۹

۱۲۰ ۔ یعنی شرک و کفر سے یا کم ناپنے تولنے سے یا دوسری طرح اتلاف حقوق اور ظلم و ستم کر کے زمین میں فساد مت مچاؤ۔ کہتے ہیں وہ لوگ ڈکیتی ڈالتے تھے اور امانت میں خیانت کرتے تھے۔

۱۲۱ ۔ ایک ایماندا کے لئے اللہ کا دیا ہوا جو ٹھیک ٹھیک حقوق ادا کر کے بچ رہے گو قلیل ہو اس کثیر سے بہتر ہے جو حرام طریقہ سے حاصل کیا جائے یا جس میں لوگوں کے حقوق مارے جائیں۔ مال حلال میں جو ٹھیک ماپ تول کر لیا دیا جائے فی الحال برکت ہوتی ہے اور خدا کے یہاں اجر ملتا ہے۔
۔ یعنی میں نے تم کو نصیحت کر دی۔ آگے اس کا ذمہ دار نہیں کہ تم سے زبردستی عمل کرا کے چھوڑوں۔ ۱۲۲

۱۲۳ ۔ یہ بطور استہزاء و تمسخر کہہ رہے تھے کہ بس زیادہ بزرگ نہ بنئے کیا ساری قوم میں ایک آپ ہی بڑے عقلمند ، باوقار اور نیک چلن رہ گئے ہیں ؟ باقی ہم اور ہمارے بزرگ سب جاہل اور احمق ہی رہے ؟ حضرت شعیب نماز بہت کثرت سے پڑھتے تھے کہنے لگے کہ شاید آپ کی نماز یہ حکم دیتی ہےکہ ہم سے باپ دادوں کا پرانا دین چھڑوا دیں اور
۱۲۴ ۔ یا تو ظاہری روزی مراد ہے یعنی ماپ تول میں کمی بیشی کئے بدون حلال و طیب طریق سے روزی مرحمت فرمائی یا باطنی روزی یعنی علم و حکمت اور نبوت عطاء کی ، خلاصہ یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ نے مجھ کو فہم و بصیرت دے کر وہ صاف راستہ دکھلا دیا جو تم کو نظر نہیں آتا اور اس دولت سے مالا مال کیا جس سے تمہیں حصہ
۱۲۵ ۔ یعنی جن بری باتوں سے تم کو روکتا ہوں میری یہ خواہش نہیں کہ تم سے علیحدہ ہو کر خود ان کا ارتکاب کروں مثلاً تمہیں تارک الدنیا بناؤں اور خود دنیا سمیٹ کر گھر میں بھر لوں، نہیں جو نصیحت تم کو کرتا ہوں میں تم سے پہلے اس کا پابند ہوں ، تم یہ الزام مجھ پر نہیں رکھ سکتے کہ میری نصیحت کسی خود غرضی اور ہوا پرستی پر محمول ہے۔
۱۲۶ ۔ میری تمام تر کوشش یہ ہے کہ تمہاری دینی و دنیوی حالت درست ہو جائے ۔ موجودہ ردی حالت سے نکل کر بام ایمان و عرفان پر چڑھنے کی کوشش کرو۔ اس مقصد اصلاح کےسوا دوسرا مقصد نہیں، جسے میں اپنے مقدور و استطاعت کے موافق کسی حال نہیں چھوڑ سکتا ، باقی یہ کہ میری بات بن آئے اور اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں ، یہ
۱۲۷ ۔ یعنی میری ضد اور عداوت کے جوش میں ایسی حرکتیں مت کرنا جو تم کو گذشتہ اقوام کی طرح سخت تباہ کن عذاب کا مستحق بنا دیں ، نوح ،ہود اور صالح علیہم السلام کی امتوں پر تکذیب و عداوت کی بدولت جو عذاب آئے وہ پوشیدہ نہیں ۔ اور لوط کی قوم کا قصہ تو ان سب کے بعد ماضی قریب میں ہوا ہے اس کی یاد تمہارے حافظہ میں تازہ ہو
۱۲۸ ۔ کیسا ہی پرانا اور کٹر مجرم ہو جب صدق دل سے اس کی بارگاہ میں رجوع ہو کر معافی چاہے وہ اپنی مہربانی سے معاف کر دیتا ہے ۔ بلکہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

۱۲۹ ۔ سمجھتے سب کچھ تھے لیکن عناد اور حق پوشی سے ایسا کہتے تھے کہ تیری بات کچھ نہیں سمجھتے نہ معلوم کیا مجذوبوں کی بڑ ہانک رہا ہے (العیاذ باللہ) اور اگر واقع وہ ایسی سیدھی اور صاف باتیں بے توجہی یا غباوت کی وجہ سے سمجھتے نہ تھے تو یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہو گا۔
۱۳۰ ۔ یعنی ایک کمزور اور بے حقیقت آدمی خواہ مخواہ سارے جہان کو اپنا دشمن بنا رہا ہے اسے چاہئے اپنے حال پر رحم کھائے ، بیٹھے بٹھائے اپنے کو موت کے منہ میں ڈالنے سے کیا فائدہ ہے (تنبیہ) بعض سلف سے "ضعیف" کے معنی "ضریر البصر" (نابینا) کے منقول ہیں۔ شاید کسی خاص وقت میں عارضی طور پر ظاہری بینائی جاتی رہی ہو۔
۔ یعنی تیرے کنبہ کے لوگ جو ہمارے ساتھ ہیں ان کا خیال آتا ہے ورنہ اب تک تجھے سنگسار کر ڈالتے۔ ۱۳۱

۱۳۲ ۔ یعنی افسوس اور تعجب ہے کہ خاندان کی وجہ سے میری رعایت کرتے ہو ، اس وجہ سے نہیں کرتے کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں اور صاف و صریح نشانات اپنی سچائی کو دکھلا رہا ہوں۔ گویا تمہاری نگاہ میں میرے خاندان کی عزت اور اس کا دباؤ خداوند قدوس سے زیادہ ہے ۔ خدا کی عظمت و جلال کو ایسا بھلا دیا کہ کبھی تمہیں تصور بھی نہیں آتا۔
۱۳۳ ۔ یعنی اچھا تم اپنی ضد اور ہٹ پر جمے رہو ، میں خدا کی توفیق سے راہ ہدایت پر ثابت قدم ہوں عنقریب پتہ چل جائے گا کہ ہم میں سے کس کو خدا کا عذاب فضیحت کرتا ہے اور کون جھوٹا ثابت ہوتا ہے ۔ اب ہم اور تم دونوں آسمانی فیصلہ کا انتظار کرتے ہیں۔

۱۳۴ ۔ یہاں قوم شعیب کا کڑک (فرشتہ کی چیخ) سے ہلاک ہونا مذکور ہے اور اعراف میں "رجفہ" کا لفظ آیا ہے۔ یعنی زلزلہ سے ہلاک ہوئے۔ اور سورہ شعراء میں { عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ } آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عذاب کے بادل سائبان کی طرح ان پر محیط ہو گئے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ تنیوں قسم کے عذاب اس قوم کے حق میں جمع کر دیے گئے
۱۳۵ ۔ یعنی دونوں "صیحہ" سے ہلاک ہوئے۔

۱۳۶ ۔ نشانیوں سے غالبًا معجزات اور وہ نو آیتیں مراد ہیں ، جن کا ذکر { وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيَاتٍ } میں ہوا ہے۔ ان میں سے معجزہ عصا جو جو نہایت ظاہر و قاہر معجزہ تھا شاید { سُلْطَانٌ مُبِيْنٌ } (واضح سند) فرمایا۔ یا { سُلْطَانٌ مُبِيْنٌ } سے وہ رشن دلائل مراد ہوں جو حضرت موسٰی نے فرعون کے سامنے خدا تعالیٰ کے وجود و توحید وغیرہ کے
۱۳۷ ۔ یعنی کھلے کھلے نشان دیکھ کر بھی فرعونیوں نے پیغمبر خدا کی بات نہ مانی ، اسی دشمن خدا کے حکم پر چلتے رہے۔ حالانکہ اس کی کوئی بات ٹھکانے کی نہ تھی ، جسے مان کر انسان بھلائی حاصل کر سکتا ۔

۱۳۸ ۔ جس طرح یہاں کفر و تکذیب میں ان کا امام تھا، قیامت کے دن بھی امام رہے گا۔ جو لوگ دنیا میں اس کی اندھی تقلید کر رہے تھے ، وہ اس کے پیچھے پیچھے آخری منزل (جہنم) تک پہنچ جائیں گے ، یہ ہی وہ گھاٹ جہاں ٹھنڈے پانی کی جگہ بھسم کر دینے والی آگ ملے گی۔
۱۳۹ ۔ یعنی رہتی دنیا تک لوگ فرعون اور فرعونیوں پر لعنت بھیجتے رہیں گے ۔ پھر قیامت میں ملائکۃ اللہ اور اہل موقف کی طرف سے لعنت پڑے گی۔ غرض لعنت کا سلسلہ لگاتار ان کے ساتھ ساتھ چلتا رہے گا ۔ گویا یہ انعام ہے جو ان کے کارناموں پر دیا گیا۔
۱۴۰ ۔ یعنی پچھلی قوموں کے قصے جو تم کو سنائے گئے کہ کس کس طرح انہوں نے پیغمبروں کی تکذیب او رگستاخیاں کیں، پھر کس طرح تباہ ہوئے۔ ان میں سے بعض کی بستیاں ابھی آباد ہیں جیسے "مصر" جو فرعون کا مقام تھا اور بعض اجڑ گئیں۔ مگر ان کے کچھ کھنڈر باقی ہیں۔ جیسے قوم لوط کی بستیاں اور بعض کا نشان بھی صفحہ ہستی پر باقی نہ رہا۔
۱۴۱ ۔ یعنی خدا نے کسی کو بے قصور نہیں پکڑا جو ظلم کا وہم ہو سکے ، جب وہ جرائم کے ارتکاب میں حد سے نکل گئے اور اس طرح اپنے کو کھلم کھلا سزا کا مستحق ٹھہرا دیا تب خدا کا عذاب آیا۔ پھر دیکھ لو جن معبودوں (دیوتاؤں) کا انہیں بڑا سہارا تھا اور جن سے بڑی بڑی توقعات قائم کر رکھی تھیں وہ ایسی سخت مصیبت کے وقت کچھ بھی کام نہ
۱۴۲ ۔ باطل معبود کام کیا آتے ؟ الٹے ہلاکت کا سبب بنے ۔ جب انہیں نفع و ضرر کا مالک سمجھا ، امیدیں قائم کیں، چڑھاوے چڑھائے ۔ تعظیم اور ڈنڈوت کی ، تو یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ تکذیب انبیاء وغیرہ کا جو عذاب ہوتا ، شرک و بت پرستی کا عذاب اس پر مزید رہا۔
۱۴۳ ۔ یعنی ظالموں کو بڑی حد تک مہلت دی جاتی ہے جب کسی طرح باز نہیں آتے تو پکڑ کر گلا دبا دیا جاتا ہے مجرم چاہے کہ تکلیف کم ہو، یا اس کی پکڑ سے چھوٹ کر بھاگ نکلے ، ایں خیال است و محال است و جنوں۔

۱۴۴ ۔ یعنی دنیا جو "دار عمل" ہے جب اس میں شرک و کفر اور تکذیب انبیاء پر سزائیں ملتی ہیں اور اس قدر سخت ملتی ہیں تو یہ ایک نشان اس بات کے معلوم کرنے کا ہے کہ آخرت میں جو خالص دار جزاء ہے کیا کچھ سزا ان جرائم پر ملے گی ؟ اور کیا صورت رستگاری کی ہو گی۔ عقلمند آدمی کے لئے جو اپنے انجام کو سوچ کر ڈرتا رہتا ہے اس چیز میں
۱۴۵ ۔ یعنی تمام دنیا کا بیک وقت فیصلہ اسی دن ہوگا جب سارے اولین و آخرین اکٹھے کئے جائیں گے اور کوئی شخص غیر حاضر نہ رہ سکے گا۔ گویا خدائی عدالت کی سب سے بڑی پیشی کا دن وہ ہی ہو گا۔

۱۴۶ ۔ یعنی اللہ کے علم میں جو میعاد مقرر ہے وہ پوری ہو جائے گی۔ تب وہ دن آئے گا، تاخیر سے یہ گمان مت کرو کہ یہ محض فرضی اور وہمی باتیں ہیں۔

۱۴۷ ۔ یعنی کوئی شخص ایسی بات جو مقبول و نافع ہو بدون حکم الہٰی کے نہ کر سکے گا اور محشر کے بعض مواقف میں تو مطلقًا ایک حرف بھی اذن و اجازت کے بدون منہ سے نہ نکال سکیں گے۔

۱۴۸ ۔ ان آیات کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جس قدر مدت آسمان و زمین دنیا میں باقی رہے اتنی مدت تک اشقیا دوزخ میں اور سعداء جنت میں رہیں گے۔ مگر جو اور زیادہ چاہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ کیونکہ ہم جب طویل سے طویل زمانہ کا تصور کرتے ہیں تو اپنے ماحول کے اعتبار سے بڑی مدت یہ ہی خیال میں آتی ہے۔ اسی لئے
۱۴۹ ۔ یعنی اتنی مخلوق کا شرک و بت پرستی کے راستہ پر پڑ لینا اور اب تک سزایاب نہ ہونا ، کوئی ایسی چیز نہیں جس سے دھوکہ کھا کر آدمی شبہ میں پڑ جائے ۔ یہ لوگ اپنے باپ دادوں کی کورانہ تقلید کر رہے ہیں وہ جھوٹے معبود ان کے کیا کام آئے، جو ان کے کام آئیں گے ؟ یقیناً ان سب کو آخرت میں عذاب کا پورا حصہ ملے گا ۔ جس میں کوئی
۱۵۰ ۔ موسیٰ کو تورات دے کر بھیجا تو آپس میں پھوٹ پڑ گئ ، کسی نے قبول کیا کسی نے نہ کیا ۔ جس طرح آج قرآن عظیم کے متعلق یہ ہی اختلاف ہو رہا ہے۔ بیشک خدا کو قدرت تھی کہ یہ اختلاف و تفریق پیدا نہ ہونے دیتا یا پیدا ہو چکنے کے بعد تمام مکذبین کا فوراً استیصال کر کے سارے جھگڑے ایک دم میں چکا دیتا۔ مگر اس کی حکمت تکوینی اس کو
۱۵۱ ۔ یعنی ابھی وقت نہیں آیا کہ ہر ایک کے عمل کا پورا بھگتان کیا جائے۔ لیکن جب وقت آئے گا تو یقیناً ذرہ ذرہ کا حساب کر دیا جائے گا تاخیر عذاب سے یہ نہ سمجھو کہ اسے تمہارے اعمال کی خبر نہیں۔

۱۵۲ ۔ آپ ان مشرکین کی جھنجھٹ میں نہ پڑیے ۔ آپ کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے کفر وغیرہ سے توبہ کر کے آپ کی معیت اختیار کر لی اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ، احکام الہٰیہ پر نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ ہمیشہ جمے رہنا چاہئے ۔ عقائد اخلاق ، عبادات ، معاملات ، دعوۃ و تبلیغ وغیرہ ہر چیز میں افراط و تفریط سے علیحدہ ہو کر
۱۵۳ ۔ پہلے { لَا تَطْغَوْا } میں حد سے نکلنے کو منع کیا تھا ۔ اب بتلاتے ہیں کہ جو لوگ ظالم (حد سے نکلنے والے) ہیں، ان کی طرف تمہارا ذرا سا میلان اور جھکاؤ بھی نہ ہو۔ ان کی موالات ، مصاحبت ، تعظیم و تکریم ، مدح و ثنا ، ظاہری تشبہ ، اشتراک عمل ہر بات سے حسب مقدور محترز رہو، مبادا آگ کی لپٹ تم کو نہ لگ جائے۔ پھر نہ خدا کے
۱۵۴ ۔ ظالموں کی طرف مت جھکو۔ بلکہ خدائے وحدہ لا شریک لہ کی طرف جھکو۔ یعنی صبح و شام اور رات کی تاریکی میں خشوع و خضوع سے نمازیں ادا کرو کہ یہ ہی بڑا ذریعہ خدا کی مدد حاصل کرنے کا ہے۔ (تنبیہ) دن کے دونوں طرف یعنی طلوع و غروب سے پہلے فجر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں۔ یا ایک طرف فجر اور دوسری طرف
۱۵۵ ۔ یعنی نمازوں کا قائم رکھنا ، خدا کی یادگاری ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا۔ { اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ }۔ یا یہ مطلب ہے کہ { اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ } کا ضابطہ یاد رکھنے والوں کے لئے یاد رکھنے کی چیز ہے ۔ جسے کبھی فراموش نہ کرنا چاہئے ، کیونکہ اس سے مومن کو نیکیوں کی طرف خاص ترغیب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ
۱۵۶ ۔ قرآن کریم میں غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی امداد و اعانت حاصل کرنے میں دو چیزوں کو خاص دخل ہے۔ "صلوٰۃ" اور صبر { وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ } (بقرۃ) یہاں بھی "صلوٰۃ" کے بعد صبر کا حکم فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ مومن خدا کی عبادت و فرمانبرداری میں ثابت قدم رہے اور کسی دکھ درد کی پروا نہ کرے ، تب خدا کی
۱۵۷ ۔ یہ پچھلوں کا حال سنا کر امت محمدیہ کو ابھارا گیا ہے کہ ان میں "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کرنے والے بکثرت موجود رہنے چاہئیں۔ گذشتہ قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ عام طور پر لوگ عیش و عشرت کے نشہ میں چور ہو کر جرائم کا ارتکاب کرتے رہے اور بڑے بااثر آدمی جن میں کوئی اثر خیر کا باقی تھا ، انہوں نے منع کرنا چھوڑ
۱۵۸ ۔ یعنی جس بستی کے لوگ اپنی حالت درست کرنے کی طرف متوجہ ہوں ، نیکی کو رواج دیں ، ظلم و فساد کو روکیں ، تو خداوند قدوس کی یہ شان نہیں کہ خواہ مخواہ انہیں زبردستی پکڑ کر ہلاک کر دے۔ عذاب اسی وقت آتا ہے جب لوگ کفر و عصیان یا ظلم و طغیان میں حد سے نکل جائیں۔

۱۵۹ ۔ یعنی جیسا کہ بارہا پہلے لکھا جا چکا ہے خدا تعالیٰ کی حکمت تکوینی اس کو مقتضی نہیں ہوئی کہ ساری دنیا کو ایک ہی راستہ پر ڈال دیتا اسی لئے حق کے قبول کرنے نہ کرنے میں ہمیشہ اختلاف رہتا ہے اور رہے گا۔ مگر فی الحقیقت اختلاف اور پھوٹ ڈالنے والے وہ لوگ جنہوں نے صاف و صریح فطرت کے خلاف حق کو جھٹلایا۔ اگر فطرت
۱۶۰ ۔ یعنی دنیا کی آفرینش سے غرض یہ ہی ہے کہ حق تعالیٰ کی ہر قسم کی "صفات جمالیہ" و "قہریہ" کا ظہور ہو اس لئے مظاہر کا مختلف ہونا ضروری ہے تاکہ ایک جماعت اپنے مالک کی وفاداری و اطاعت دکھا کر رحمت و کرم اور رضوان و غفران کا مظہر بنے ۔ جو { اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ } کی مصداق ہے اور دوسری جماعت اپنی بغاوت و غداری سے
۱۶۱ ۔ اوپر بہت سے انبیاء و رسل کے قصص مذکور ہوئے تھے ، اب ختم سورت پر ذکر قصص کی بعض حکمتوں پر تنبیہ فرماتے ہیں۔ یعنی گذشتہ اقوام و رسل کے واقعات سن کر پیغمبر کا قلب بیش از بیش ساکن و مطمئن ہوتا ہے۔ اور امت کو تحقیقی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ جن میں نصیحت و تذکیر کا بڑا سامان ہے۔ آدمی جب سنتا ہے کہ میرے ابنائے نوح

۱۶۲ ۔ اس مضمون کی آیات پہلے اسی سورت میں گذر چکی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میری بات نہیں مانتے تو بہتر ہے تم اپنی ضد پر جمے رہو ، میں اپنے مقام پر مستقیم ہوں ۔ نیز تم میرے لئے حوادث دہر کا انتظار کرتے رہو ، میں تمہارے انجام بد کا منتظر ہوں۔ چند روز میں پتہ چل جائے گا کہ ظالموں کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ { يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ

۱۶۳ ۔ یعنی آپ ان کے کفر و شرارت سے دلگیر نہ ہوں اپنا کام کئے جائیں اور ان کا فیصلہ خدا کے حوالہ کریں ، اس سے آسمان و زمین کی کوئی بات چھپی نہیں ، سب معاملات ہر پھر کر اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ وہاں ان کو پتہ لگ جائے گا کہ وہ کس خبط میں پڑے ہوئے تھے ۔ آپ تو دل و جان سے اپنے پروردگار کی بندگی اور فرمانبرداری میں
۱ ۔ جس کا من عنداللہ ہونا بالکل واضح ہے اور جن احکام و شرائع یا مواعظ و نصائح پر وہ مشتمل ہے نہایت روشن اور صاف ہیں۔

۲ ۔ یعنی عربی زبان جو تمام زبانوں میں زیادہ فصیح و وسیع اور منضبط و پر شوکت زبان ہے ، نزول قرآن کے لئے منتخب کی گئ۔ جب خود پیغمبر عربی ہیں تو ظاہر ہے کہ دنیا میں اس کے اولین مخاطب عرب ہوں گے ۔ پھر عرب کے ذریعہ سے چاروں طرف یہ روشنی پھیلے گی۔ اسی کی طرف { لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ } میں اشارہ فرمایا کہ تمہاری زبان میں
۳ ۔ یعنی اس وحی کے ذریعہ سے جو قرآن کی صورت میں تم پر نازل ہوتی ہے۔ ہم ایک نہایت اچھا بیان نہایت حسین طرز میں تم کو سناتے ہیں۔ جس سے اب تک اپنی قوم کی طرح تم بھی بے خبر تھے ۔ گو یہ واقع کتب تاریخ اور بائیبل میں پہلے سے مذکور تھا مگر محض ایک افسانہ کی صورت میں تھا۔ قرآن کریم نے اس کے ضروری اور مفید اجزاء کو
۴ ۔ یعنی گیارہ ستارے اور چاند سورج میرے آگے جھک رہے اور پست ہو رہے ہیں۔ یہ خواب لڑکپن میں دیکھا تھا۔ سچ ہے "ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات"

۵ ۔ یعنی شیطان ہر وقت انسان کی گھات میں لگا ہے۔ وسوسہ اندازی کر کے بھائیوں کو تیرے خلاف اکسا دے گا۔ کیونکہ خواب کی تعبیر بہت ظاہر تھی ، اور یوسف کے بھائیوں کو جو بہرحال خاندان نبوت میں سے تھے ، ایسے واضح خواب کا سمجھ لینا کچھ مشکل نہ تھے کہ گیارہ ستارے گیارہ بھائی ہیں اور چاند سورج ماں باپ ہیں گویا یہ سب کسی وقت
۔ یعنی وہ ہر ایک کی مناسبت و استعداد سے باخبر ہے اپنی حکمت سے اسی کے مناسب فیض پہنچاتا ہے۔ ۱۰

۶ ۔ یعنی جس طرح ایسا اچھا خواب دکھلایا ، اسی طرح محض جاذبہ رحمت سے اپنی بارگاہ قرب میں تجھ کو خصوصی مقام عطاء فرمائے گا۔ چنانچہ نبوت عطاء فرمائی اور طرح طرح کی ظاہری و باطنی نوازشیں کیں۔

۷ ۔ مثلاً تعبیر رؤیا ، یعنی خواب سن کر اس کے اجزا کو ذہانت و فراست سے ٹھکانے لگا دینا۔ یا ہر بات کے موقع و محل کو سمجھنا ، اور معاملات کے عواقب و نتائج کو فورًا پرکھ لینا۔ یا خدا اور پیغمبروں کے ارشادات اقوام و امم کے قصص اور کتب منزلہ کے مضامین کی تہ تک پہنچ جانا ۔ یہ سب چیزیں "تاویل الاحادیث کے تحت میں مندرج ہو سکتی
۸ ۔ یعنی اخروی نعمتوں کے ساتھ دنیوی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ نبوت کے ساتھ ! بادشاہت میں حصہ دے گا اور شدائد و محن سے نجات دے کر خوشحالی و فراغ بالی کی زندگی نصیب کرے گا۔

۹ ۔ یعقوب کے گھرانے کو دنیوی مکروہات اور مادی تکلیفوں سے رہائی دے گا اور آئندہ ان کی نسل سے بڑے بڑے پیغمبر اور بادشاہ پیدا کرے گا۔ حضرت یعقوب نے تواضعًا اپنا نام نہیں لیا۔ اپنے والد حضرت اسحاق اور ان کے والد حضرت ابراہیم کا ذکر فرمایا۔ حضرت ابراہیم کو خدا نے اپنا خلیل اوعر نبی بنایا ، ان کے دشمن نمرود کا ہلاک کیا، آگ
۱۱ ۔ یعنی جو لوگ اس طرح کے واقعات دریافت کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنا چاہتے ہیں ان کے لئے یوسف اور ان کے بھائیوں کی سرگذشت میں ہدیات و عبرت کی بہت سے نشانیاں موجود ہیں۔ اس قسہ کو سن کر قلوب میں حق تعالیٰ کی عظیم قدرت و حکمت کا نقش جم جاتا ہے۔ نبی کریم کی صداقت کا بین ثبوت ملتا ہے کہ آپ باوجود امّی ہونے اور کسی
۱۲ ۔ حضرت یعقوب یوسف اور ان کے عینی بھا۴ی بنیامین سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے کیونکہ یہ دونوں اپنے علاقی بھائیوں سے چھوٹے تھے ، والدہ کا انتقال ہو چکا تھا اور خاص حضرت یوسف کی نسبت اپنے نور فراست یا الہام ربانی سے سمجھ چکے تھے کہ ان کا مستقبل نہایت درخشان ہے اور نبوت کا خداندانی سلسلہ ان کی ذات سے وابستہ
۱۳ ۔ یعنی رشک و حسد کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی۔ آخر آپس میں مشورہ کیا کہ یوسف کی موجودگی میں ممکن نہیں کہ والد بزرگوار کی خصوصی محبت و توجہ کو ہم اپنی طرف کھینچ سکیں ، اس لئے یوسف کا قصہ ہی یہاں سے ختم کر دینا چاہئے خواہ قتل کر دو یا کسی دوردراز ملک کی طرف پھینک دو جہاں سے واپس نہ آ سکے۔ جب وہ نہ
۱۴ ۔ یعنی ایک مرتبہ قتل وغیرہ کا گناہ کرنا پڑے گا۔ اس سے فارغ ہو کر توبہ کر لیں گے اور خوب نیک بن جائیں گے گویا ، رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئ۔ بعض مفسرین نے { وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِه قَوْمًا صٰلِحِيْنَ } کے معنی یہ لئے ہیں کہ یوسف کے بعد ہمارے سب کام ٹھیک اور درست ہو جائیں گے کیونکہ پدر بزرگوار کا دست شفقت یوسف سے مایوس
۱۵ ۔ یہ کہنے ولا یہودا تھا۔ یعنی قتل کرنا بہت سخت بات ہے اور ہمارا مقصد بدون اس کے بھی حاصل ہو سکتا ہے اگر تم یوسف کو یہاں سے علیحدہ کرنا چاہتے ہو تو آسان صورت یہ ہے کہ اس کو بستی سے دور کسی گمنام کنویں میں ڈال دو۔ ابو حیان نے بعض اہل لغت سے نقل کیا ہے کہ "غیابت الجب" اس طاقچہ وغیرہ کو کہتے ہیں جو کنویں (باولی) میں
۱۶ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی باپ سے اس قسم کی درخواست کر چکے تھے مگر ان کا دل انکے ساتھ بھیجنے پر مطمئن نہیں ہوا۔

۱۷ ۔ یعنی ایسے خوبصورت بچے کے قویٰ گھر میں خالی پڑے رہنے سے بیکار ہوئے جاتے ہیں۔ مناسب ہے کہ ہمارے ساتھ اس کو بکریاں چرانے کے لئے جنگل بھیج دیجئے۔ وہاں جنگل کے پھل میوے خوب کھائے گااور کھیل کود سے جسمانی ورزش بھی ہو جائے گی۔ کہتے ہیں ان کا کھیل بھاگ دوڑ اور تیر اندازی تھی۔ اور ویسے بھی بچوں کے

۱۸ ۔ یعنی یوسف کی جدائی اور تمہارے ساتھ جانے کا تصور ہی مجھے غمگین بنائے دیتا ہے اس پر یہ خوف مزید رہا
کہ بچہ ہے ۔ تمہاری بے خبری اور غفلت میں بھیڑیا وغیرہ کوئی درندہ نہ پھاڑ کھائے ۔ لکھا ہے کہ اس جنگل میں
بھیڑیے کثرت سے تھے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "ان کو آگے چل کر بھیڑیے کا بہانہ کرنا تھا وہ ہی ان کے
۱۹ ۔ یعنی اگر ہماری جیسی طاقتور جماعت کی موجودگی میں چھوٹے بھائی کو بھیڑیا کھا جائے تو سمجھو کہ ہم بالکل
ہی گئے گذرے ہوئے اس سے بڑھ کر کیا خسارہ ہو گا کہ دس گیارہ تنومند بھائیوں کی آنکھوں کے سامنے سے ایک
کمزور بچہ بھیڑیے کے منہ میں پہنچ جائے۔ ایسا ہو تو کہنا چاہئے کہ ہم نے اپنا سب کچھ گنوا دیا۔
۲۰ ۔ مفسرین نے بہت سے درمیانی قصے نہایت درد انگیز اور رقت خیز پیرایہ میں نقل کئے ہیں جنہیں سن کر پتھر کا
کلیجہ موم ہو جائے۔ خدا جانے وہ کہاں تک صحیح ہیں۔ قرآن کریم اپنے خاص نصب العین کے اعتبار سے اس قسم کی
تفاصیل کو زیادہ درخور اعتناء اور لائق ذکر نہیں سمجھتا کیونکہ ان اجزاء سے کوئی مہم مقصد متعلق نہیں ہے۔ قرآن
۲۱ ۔ یا تو گھر پہنچتے پہنچتے اندھیرا ہو گیا یا جان بوجھ کر اندھیرے سے آئے کہ دن کے اجالے میں باپ کو منہ دکھانا
زیادہ مشکل تھا اور رات کی سیاہ چادر بے حیائی، سنگدلی اور جھوٹی آہ و بکا کی کسی حد تک پردہ داری کر سکتی
تھی۔ اعمش نے خوب فرمایا کہ برادران یوسف کا گریہ و بکا سننے کے بعد ہم کسی شخص کو محض چشم اشکبار سے
۲۲ ۔ یعنی ہم نے حفاظت میں کچھ کوتاہی نہیں کی ہمارے کپڑے لتے وغیرہ قابل حفاظت چیزیں جہاں رکھی تھیں وہیں
یوسف کو بٹھلایا اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کو بھاگ دوڑ شروع کی ۔ بس ذرا آنکھ سے اوجھل ہونا تھا کہ
بھیڑیے نے یوسف کو آ دبوچا۔ اس موقع پر اتنی ذرا سی دیر میں احتمال بھی نہ تھا کہ بھیڑیا پہنچ کر فورًا یوسف کو
۲۳ ۔ یعنی یوسف کے معاملہ میں پہلے ہی سے آپ کو ہماری طرف بدگمانی ہے۔ اگر آپ کے نزدیک ہم بالکل سچے بھی
ہوں تب بھی اس معاملہ خاص میں کسی طرح ہماری بات کا یقین نہیں کر سکتے۔

۲۴ ۔ ایک بکری یا ہرن وغیرہ ذبح کر کے اس کا خون یوسف کی قمیض پر چھڑک لائے تھے وہ جھوٹا خون پیش کر
کے باپ کو یقین دلانے لگے کہ بھیڑیے کے زخمی کرنے سے یہ کرتہ خون آلود ہو گیا۔

۲۵ ۔ بھلا جس کو شام میں بیٹھ کر مصر سے یوسف کے کرتہ کی خوشبو آتی تھی وہ بکری کے خون پر یوسف کے خون
کا گمان کب کر سکتا تھا۔ انہوں نے سنتے ہی جھٹلا دیا ۔ اور جیسا کہ بعض تفاسیر میں ہے کہنے لگے کہ وہ بھیڑیا واقع
بڑا حلیم و متین ہو گا جو یوسف کو لے گیا اور خون آلود کرتہ کو نہایت احتیاط سے صحیح و سالم اتار کر رکھ گیا ۔ سچ
۲۶ ۔ کہتے ہیں تین روز تک یوسف کنویں میں رہے۔ قدرت الہٰی نے حفاظت کی۔ ایک بھائی یہودا کے دل میں ڈال دیا کہ
وہ ہر روز کنویں میں کھانا پہنچا آتا تھا۔ ویسے بھی سب بھائی خبر رکھتے تھے کہ مریں نہیں۔ کسی دوسرے ملک کا
مسافر نکال لے جائے تو ہمارے درمیان میں سے یہ کانٹا نکل جائے۔ سچ ہے گل است سعدی و درچشم دشمناں خاراست۔
۲۷ ۔ یعنی کھینچنے والے نے اس واقعہ کو دوسرے ہمراہیوں سے چھپانا چاہا کہ اوروں کو خبر ہو گی تو سب شریک ہو
جائیں گے ۔ شاید یہ ظاہر کیا کہ یہ غلام اس کے مالکوں نے مجھ کو دیا ہے تا مصر کے بازار میں فروخت کروں۔

۲۸ ۔ یعنی بھائی بے وطن کرنا چاہتے تھے اور قافلہ والے بیچ کر دام وصول کرنے کا ارادہ کر رہے تھے اور خدا تعالیٰ
خزائن مصر کا ملک بنانا چاہتا تھا۔ وہ اگر چاہتا تو ان کارروائیوں کو ایک سیکنڈ میں روک دیتا ، لیکن اس کی مصلحت
تاخیر میں تھی ، اس لئے سب چیزوں کو جانتے اور دیکھتے ہوئے انہیں ڈھیل دی گئی۔
۲۹ ۔ بھائیوں کو خبر ہوئی کہ قافلہ والے نکال لے گئے ۔ وہاں پہنچے اور ظاہر کیا کہ یہ ہمارا غلام بھاگ آیا ہے چونکہ
اسے بھاگنے کی عادت ہے اس لئے ہم رکھنا نہیں چاہتے ، تم خریدو تو خرید سکتے ہو۔ مگر بہت سخت نگرانی رکھنا
کہیں بھاگ نہ جائے۔ کہتے ہیں اٹھارہ درہم یا کم و بیش میں بیچ ڈالا ، اور نو بھائیوں نے دو دو درہم (تقریبًا آٹھ آٹھ آنے)
۳۰ ۔ یعنی اس قدر ارزاں بیچنے سے تعجب مت کرو۔ وہ اتنے بیزار تھے کہ مفت ہی دے ڈالتے تو مستبعد نہ تھا۔ جو
پیسے مل گئے غنیمت سمجھا بعض مفسرین کہتے ہیں آیت میں اس بیع کا ذکر ہے جو قافلہ والوں نے مصر پہنچ کر کی۔
اگر ایسا ہو تو کہا جائے گا کہ پڑی ہوئی چیز کی قدر نہ کی۔ اور یہ اندیشہ رہا کہ پھر کوئی آ کر دعویٰ نہ کر بیٹھے ۔ نیز
۳۱ ۔ کہتے ہیں مصر پہنچ کر نیلام ہوا۔ عزیز مصر جو وہاں کا مدارالمہام تھا ، اسی کی بولی پر معاملہ ختم ہوا۔ اس نے
اپنی عورت (زلیخا یا راعیل) سے کہا کہ نہایت پیارا ۔ قبول صورت ، اور ہونہار لڑکا معلوم ہوتا ہے۔ اس کو پوری عزت
و آبرو سے رکھو۔ غلاموں کا معاملہ مت کرو۔ شاید بڑا ہو کر ہمارے کام آئے ۔ ہم اپنا کاروبار اس کے سپرد کر دیں یا
۳۲ ۔ یعنی ہم نے اپنی قدرت کاملہ اور تدبیر لطیف سے یوسف کو بھائیوں کی حاسدانہ سختیوں اور کنویں کی قید سے
نکال کر عزیز مصر کے یہاں پہنچا دیا۔ پھر اس کے دل میں یوسف کی محبت و وقعت القا فرمائی اس طرح ہم نے ان کو
مصر میں ایک معزز جگہ دی اور اہل مصر کی نظروں میں ان کو وجیہ و محبوب بنا دیا۔ تایہ چیز آئندہ ترقیات اور سر
۳۳ ۔ یعنی بھائیوں نے یوسف کو گرانا چاہا۔ خدا نے ان کو آسمان رفعت پر پہنچا دیا۔ اکثر لوگ کوتاہ نظری سے دیکھتے
نہیں کہ انسانی تدبیروں کے مقابلہ میں کس طرح خدا کا بندوبست غالب آتا ہے۔

۳۴ ۔ یعنی جب یوسف کے تمام قویٰ حد کمال کو پہنچ گئے تو خدا کے یہاں سےعظیم الشان علم و حکمت کا فیض پہنچا۔
نہایت مشکل عقدے اپنی فہم رسا سے حل کرتے ، بڑی خوبی اور دانائی سے لوگوں کے نزاعات چکاتے دین کی باریکیاں
سمجھتے، جو زبان سے کہتے وہ کر کے دکھاتے ۔ سفیہانہ اخلاق سے قطعًا پاک و صاف اور علم شرائع کے پورے ماہر
۳۵ ۔ جو لوگ فطرت کی رہنمائی یا تقلید صالحین اور توفیق ازلی سے فوائب و حوادث پر صابر رہ کر عمدہ اخلاق اور
نیک چال چلن اختیار کرتے ہیں حق تعالیٰ ان پر ایسے ہی انعام فرماتا ہے۔

۳۶ ۔ ادھر تو الطاف غیبیہ حضرت یوسف کی عجیب و غریب طریقہ سے تربیت فرما رہے تھے ۔ ادھر عزیز کی بیوی (زلیخا) نے ان کے سامنے ایک نہایت ہی مزلۃ الاقدام موقع امتحان کا کھڑا کر دیا۔ یعنی حضرت یوسف کے حسن و جمال پر زلیخا مفتون ہو گئ اور دلکشی و ہوشربائی کے سارے سامان جمع کر کے چاہا کہ یوسف کے دل کو ان کے قابو سے
۳۷ ۔ یعنی خدا کی پناہ میں ایسی قبیح حرکت کیسے کر سکتا ہوں ؟ علاوہ بریں "عزیز میرا مربی ہے جس نے مجھے ایسی عزت ور راحت سے رکھا ، کیا میں اپنے محسن کے ناموس پر حملہ کروں ؟ ایسی محسن کشی اور بے انصافی کرنے والے کبھی بھلائی اور کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ نیز جب ظاہری مربی کا ہم کو اس قدر پاس ہے تو سمجھ لو
۳۸ ۔ یعنی عورت نے پھانسنے کی فکر کی اور اس نے فکر کی کہ عورت کا داؤ چلنے نہ پائے اگر اپنے رب کی حجت و قدرت کا معائنہ نہ کرتا تو ثابت قدم رہنا مشکل تھا۔ بعض مفسرین نے { وَهَمَّ بِهَا } کو { وَلَقَدْ هَمَّتْ بِہ } سے علیحدہ کر کے { لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّہ } سے متعلق کیا ہے۔ جیسے { اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِہ لَوْ لَا اَنْ رَبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا } کی ترکیب ہے ۔
۳۹ ۔ "برہان" دلیل و حجت کو کہتےہیں ۔ یعنی اگر یوسف اس وقت اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے تو قلبی میلان پر چل پڑتے ۔ دلیل کیا تھی ؟ زنا کی حرمت و شناعت کا وہ عین الیقین جو حق تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ۔ یا وہ ہی دلیل جو خود انہوں نے زلیخا کے مقابلہ میں { اِنَّہ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّہ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ } کہہ کر پیش کی۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا
۴۰ ۔ یعنی یہ برہان دکھانا اور ایسی طرح ثابت قدم رکھنا اس لئے تھا کہ یوسف ہمارے برگزیدہ بندوں میں ہیں۔ لہٰذا کوئی چھوٹی بڑی برائی خواہ ارادہ کے درجہ میں ہو یا عمل کے ، ان تک نہ پہنچ سکے۔

۴۱ ۔ آگے یوسف تھے کہ جلدی دروازہ کھول کر نکل جائیں۔ اور پیچھے زلیخا انہیں روکنے کے لئے تعاقب کر رہی تھی۔ اتفاقاً یوسف کے قمیص کا پچھلا حصہ زلیخا کے ہاتھ میں آ گیا۔ اس نے پکڑ کر کھینچنا چاہا۔ کھینچا تانی میں کرتہ پھٹ گیا۔ مگر یوسف جوں توں کر کے مکان سےنکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ ادھر یہ دونوں آگے پیچھے دروازہ پر پہنچے ،
۴۲ ۔ عورت نے الزام یوسف پر رکھا کہ اس نے مجھ سے برا ارادہ کیا۔ ایسے شخص کی سزا یہ ہونی چاہئے کہ جیل خانہ بھیجا جائے یا کوئی اور سخت مار پڑے۔

۴۳ ۔ اب یوسف کو واقعہ ظاہر کرنا پڑا کہ عورت نے میرے نفس کو بے قابو کرنا چاہا۔ میں نے بھاگ کر جان بچائی۔ یہ جھگڑا ابھی چل رہا تھا کہ خود عورت کے خاندان کا ایک گواہ عجیب طریقہ سے یوسف کے حق میں گواہی دینے لگا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیرخوا بچہ تھا، جو خدا کی قدرت سے حضرت یوسف کی براءت و وجاہت

۴۴ ۔ اگر گواہ شیر خوار بچہ تھا جیسا کہ بعض معتبر روایات میں ہے تب تو اس کا بولنا اور ایسی گواہی دینا جو انجام کار یوسف کے حق میں مفید ہو ، خود مستقل دلیل یوسف کی سچائی کی تھی۔ کرتہ کا آگے یا پیچھے سے پھٹا ہونا شہادت سے زائد بطور ایک علامت اور قرینہ کے سمجھنا چاہئے۔ اور اگر گواہ کوئی مرد دانا تھا تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
۴۵ ۔ یعنی شدہ شدہ عورتوں نے کہنا شروع کیا کہ عزیز کی عورت اپنے نوجوان غلام پر مفتون ہو گئی۔ چاہتی ہے کہ اس کے نفس کو بے قابو کر دے۔ غلام کی محبت اس کے دل کی تہ میں پیوست ہو چکی ہے۔ حالانکہ ایسے معزز عہدہ دار کی بیوی کے لئے یہ سخت شرمناک بات ہےکہ وہ ایک غلام پر گرنے لگے ، ہمارے نزدیک اس معاملہ میں وہ علانیہ
۴۶ ۔ عورتوں کی گفتگو کو مکر (فریب) اس لئے کہا کہ مکاروں کی طرح چھپ چھپ کر یہ باتیں کرتی تھیں۔ اور زلیخا پر طعن کر کے گویا اپنی پارسائی کا اظہار مقصود تھا۔ حالانکہ یوسف کے بے مثال حسن و جمال کا شہرہ جس عورت کے کان میں پڑتا تھا، اس کی دید کا اشتیاق دل میں چٹکیاں لینے لگتا تھا۔ کچھ بعیدنہیں کہ زلیخا پر طعن و تشنیع اور نکتہ
۴۷ ۔ یعنی دعوت کر کے ان عورتوں کو بلوا بھیجا اور کھانے پینے کی ایک مجلس ترتیب دی۔ جس میں بعض چیزیں چاقو سے تراش کر کھانے کی تھیں۔ چنانچہ کھانے اور میوے وغیرہ ان کے سامنے چن کر ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک چاقو دے دیا ۔ تا تراشنے کے قابل چیزوں کے کھانے میں کسی کو کلفت انتظار اٹھانا نہ پڑے۔ یہ سب سامان درست
۴۸ ۔ یعنی حسن و جمال اور نورانی صورت کے اعتبار سے فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ { قَوْمٌ اِذَا قُوْبِلُوْا كَانُوْا مَلَائِكَۃً حُسْنًا وَاِنْ قُوْتِلُوْا كَانُوْاعَفَارِيْتًا } ۔ یا حیاء و عفت اور پاکدامنی جو چہرہ اور چال ڈھال سے ٹپک رہی تھی اسے دیکھ کر کہا کہ یہ آدمی نہیں کوئی معصوم فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔
۴۹ ۔ اب زلیخا کو موقع ملا کہ عورتوں کے طعن و تشنیع کا تیر ان ہی کی طرف لوٹا دے۔ گویا اس وقت { فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْہِ } کہہ کر وہ اس شعر کا خلاصہ ادا کر رہی تھی ایں است کہ خوں خوردہ و دل بردہ بسے را۔ بسم اللہ اگر تاب نظم ہست کسے را۔
۵۰ ۔ مجمع کا رنگ دیکھ کر زلیخا بالکل ہی کھل پڑی اور واقعہ کا صاف صاف اظہار کر دیا کہ بیشک میں نے ان کا دل لینا چاہا تھا۔ مگر اس بندہ خدا نے ایسا مضبوط تھامے رکھا کہ کسی طرح نہ دیا۔ یہ خدا تعالیٰ نے شہر کی عورتوں کے مجمع میں حضرت یوسف کی کمال عصمت و عفت اور غایت نزاہت و طہارت کا اقبالی ثبوت پیش کرا دیا۔ زلیخا کا حال
۵۱ ۔ زلیخا کی اس گفتگو میں کچھ تو عورتوں پر اپنی معذوری اور نامرادی کا اظہار تھا، تا ان کی ہمدردی حاصل کر سکے۔ اور کچھ یوسف کو تحکمانہ دھمکیوں سے مرعوب کرنا تھا کہ وہ خوفزدہ ہو کر آئندہ اس کی مطلب براری پر آمادہ ہو جائیں۔ حالانکہ عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں۔ کا نجا ہمیشہ بادید ستست دام را۔

۵۲ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا کا مایوسانہ غصہ اور مظلومانہ انداز بیان اس کی ہم جنسوں پر اثر کر گیا ۔ یا پہلے ہی سے کچھ ملی بھگت ہو گی۔ بہرحال لکھا ہے کہ اب عورتوں نے یوسف کو سمجھانا شروع کیا کہ تم کو اپنی محسنہ اور سیدہ کا کہنا ماننا چاہئے۔ آخر اس غریب پر اتنا ظلم کیوں کرتے ہو ، پھر یہ بھی سوچ لو کہ نافرمانی کا نتیجہ کیا ہوگا خواہ مخواہ
۔ یعنی ان کو عصمت و عفت پر پوری طرح ثابت قدم رکھا کسی کا فریب چلنے نہ دیا۔ ۵۳

۵۴ ۔ یعنی سب کی دعائیں سنتا ہے اور خبر رکھتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگنے سے قید میں پڑے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کر دیا ، باقی قید ہونا تھا قسمت میں ۔ آدمی کو چاہئے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے ، پوری بھلائی مانگے گو ہو گا وہی جو قسمت میں ہے "۔
۵۵ ۔ یعنی باوجودیکہ حضرت یوسف کی براءت و نزاہت کے بہت سے نشان دیکھ چکے تھے۔ پھر بھی ان کی مصلحت یہ ہوئی کہ یوسف کو ایک مدت تک قید میں رکھا جائے۔ تاکہ عام لوگ سمجھیں کہ قصور یوسف ہی کا تھا۔ عورت بیچاری مفت میں بدنام ہوئی۔ گویا عورت نے قید کی جو دھمکی دی تھی اسے پورا کرا کے چھوڑا۔ ان لوگوں کی غرض تو یہ
۵۶ ۔ یعنی اسی زمانہ میں دو نوجوان قیدی جیل خانہ میں لائے گئے۔ جن میں ایک بادشاہ مصر (ریان بن الولید) کا نان بائی اور دوسرا ساقی (شراب پلانے والا) تھا ۔ دونوں بادشاہ کو زہر دینے کے الزام میں ماخوذ تھے ۔ قید خانہ میں یوسف کی مروت و امانت ، راست گوئی ، حسن اخلاق ، کثرت عبادت ، معرفت تعبیر اور ہمدردی خلائق کا چرچا تھا۔ یہ دونوں
۵۷ ۔ یوسف نے اول ان کو تسلی دی کہ بیشک خوابوں کی تعبیر تمہیں بہت جلد معلوم ہوا چاہتی ہے روزمرہ جو کھانا تم کو ملتا ہے اس کے آنے سے پیشتر میں تعبیر بتلا کر فارغ ہو جاؤں گا۔ لیکن تعبیر خواب سے زیادہ ضروری اور مفید ایک چیز پہلے تم کو سناتا ہوں ۔ وہ یہ کہ تعبیر وغیرہ کا یہ علم مجھ کو کہاں سے حاصل ہوا۔ سو یاد رکھو کہ میں کوئی
۵۸ ۔ یعنی ہمارا خالص توحید او رملت ابراہیمی پر قائم رہنا نہ صرف ہمارے حق میں بلکہ سارے جہان کے حق میں رحمت و فضل ہے ، کیونکہ خاندان ابراہیمی ہی کی شمع سے سب لوگ اپنے دلوں کے چراغ روشن کر سکتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ بہت سے لوگ خدا کی اس نعمت عظیمہ کی قدر نہیں کرتے ۔ چاہئے یہ تھا کہ اس کا احسان مان کر راہ
۵۹ ۔ یعنی مختلف انواع و اشکال کے چھوٹے بڑے دیوتا جن پر تم نے خدائی اختیارات تقسیم کر رکھے ہیں ان سے لو لگانا بہتر ہے یا اس اکیلے زبردست خدا سے جس کو ساری مخلوق پر کلی اختیار اور کامل تصرف و قبضہ حاصل ہے اور جس کے آگے نہ کسی کا حکم چل سکتا ہے نہ اختیار ، نہ اسے کوئی بھاگ کر ہرا سکتا ہے نہ مقابلہ کر کے مغلوب
۶۰ ۔ یعنی یوں ہی بے سند اور بے ٹھکانے کچھ نام رکھ چھوڑے ہیں جن کے نیچے حقیقت ذرہ برابر نہیں۔ ان ہی نام کے خداؤں کی پوجا کر رہے ہو ۔ ایسے جہل پر انسان کو شرمانا چاہئے۔

۶۱ ۔ یعنی قدیم سے انبیاء علیہم السلام کی زبانی یہ ہی حکم بھیجتا رہا کہ خدا کی عبادت میں کسی کو شریک مت کرو۔
{ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِھَۃً یُّعْبَدُوْنَ } (زخرف رکوع۴)

۶۲ ۔ یعنی توحید خالص کے راستہ میں ایچ پیچ کچھ نہیں۔ سیدھی اور صاف سڑک ہے جس پر چل کر آدمی بے کھٹکے خدا تک پہنچتا ہے لیکن بہت لوگ حماقت یا تعصب سے ایسی سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے۔

۶۳ ۔ فرض تبلیغ ادا کرنے کے بعد یوسف نے ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرما دی۔ کہ جس نے خواب میں شراب پلاتے دیکھا اس کی تعبیر یہ ہی ہے کہ وہ بیداری میں بادشاہ کو شراب پلائے گا۔ اور جس نے سر پر سے جانوروں کو روٹیاں کھاتے دیکھا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سولی دیا جائے گا۔ پھر جانور اس کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ قضاء و
۶۴ ۔ یہاں ظن یقین کے معنی میں ہے جیسے { اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْرَبِّھِمْ } میں۔ یعنی یوسف کو دونوں میں سے جس شخص کی بابت یقین تھا کہ بری ہو جائے گا جب وہ قید خانہ سے نکلا تو فرمایا اپنے بادشاہ کی خدمت میں میرا بھی ذکر کرنا کہ ایک ایسا شخص بے قصور قید خانہ میں برسوں سے پڑا ہے۔ مبالغہ کی ضرورت نہیں ۔ میری جو حالت تم نے
۶۵ ۔ یعنی شیطان نے چھوٹنے والے قیدی کے دل میں مختلف خیالات و وساوس ڈال کر ایسا غافل کیا کہ اسے بادشاہ کے سامنے اپنے محسن بزرگ (یوسف) کا تذکرہ کرنا یاد ہی نہ رہا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یوسف کو کئ سال اور قید میں رہنا پڑا۔ مدت دراز کے بعد جب بادشاہ نے ایک خواب دیکھا اور اس کی تعبیر کسی کی سمجھ میں نہ آئی تب اس شخص کو یوسف
۶۶ ۔ وہ سوکھی بالیں ہری بالوں پر لپٹتی ہیں اور انہیں خشک کر دیتی ہیں۔ یہ خواب بادشاہ مصر "ریان ابن الولید" نے دیکھا جو آخر کار حضرت یوسف کی رہائی اور ظاہری عروج کا سبب بنا۔ یوسف کے قصہ میں جا بجا اس پر متنبہ فرمایا ہے کہ خدا جب کوئی بات چاہتا ہے غیر متوقع طریقہ سے اس کے ایسے اسباب فراہم کر دیتا ہے جن کی طرف آدمی کا
۔ یعنی اگر اس فن میں کچھ مہارت رکھتے ہو تو میرے خواب کی تعبیر بتلاؤ۔ ۶۷

۶۸ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس فن سے جاہل تھے۔ اپنے جہل کا صاف لفظوں میں اقرار کرنے سے شرمائے تو یوں بات بنا دی کہ یہ کوئی خواب نہیں ، محض پریشان خیالات ہیں ، بسا اوقات انسان کو نیند میں ایسی صورتیں مخیل ہو جاتی ہیں جو لائق اعتناء نہیں ، نہ ہم ایسے خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتے ہیں ۔ کیونکہ وہ علم رؤیا کے اصول کے ماتحت
۶۹ ۔ اب خواب کے سلسلہ میں ساقی کو جو قید سےچھوٹ کر آیا تھا مدت کے بعد حضرت یوسف یاد آئے اس نے اس بادشاہ اور اہل دربار سے کہا کہ اگر مجھے ذرا جانے کی اجازت دو تو میں اس خواب کی تعبیر لا سکتا ہوں۔ قید خانہ میں ایک مقدس بزرگ فرشتہ صورت موجود ہے جو فن تعبیر کا ماہر ہے (ممکن ہے اس نے اپنے خواب کا قصہ بھی ذکر کیا ہو)

۷۰ ۔ { اَیُّھَاالصِّدِّیْقُ } کہنے سے یہ غرض تھی کہ آپ مجسم سچ ہیں۔ جو بات کبھی آپ کی زبان سے نکلی سچ ہو کر رہی امید ہے جو تعبیر اس خواب کی دیں گے ہو بہ ہو پوری ہو کر رہے گی۔ یہ لفظ بتلا رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے صدق و دیانت کا نقش کس طرح عام و خاص کے قلوب پر بیٹھ جاتا ہے۔
۔ یعنی خواب کی تعبیر اور اس کے ذریعہ سے آپ کی قدر و منزلت معلوم ہو۔ ۷۱

۷۲ ۔ یوسف نے تعبیر بتلانے میں دیر نہ کی نہ کوئی شرط لگائی ، نہ اس شخص کو شرمندہ کیا کہ تجھ کو اتنی مدت کے بعد اب میرا خیال آیا۔ اس سے انبیاء علیہم السلام کے اخلاق و مروت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پھر وہ صرف خواب کی تعبیر مانگتا تھا ۔ آپ نے تین چیزیں عطا فرمائیں۔ تعبیر ، تدبیر ، تبشیر آپ کے کلام کا حاصل یہ تھا کہ سات موٹی گائیں اور
۷۳ ۔ بادشاہ کچھ تو پہلے ہی ساقی کے تذکرے سے حضرت یوسف کا معتقد ہو گیا تھا۔ اب جو ایسی موزوں و دلنشین تعبیر اور رعایا کی ہمدردی کی تدبیر سنی تو ان کے علم و فضل ، عقل و دانش اور حسن اخلاق کا سکہ اس کے دل پر بیٹھ گیا۔ فورًا حکم دیا کہ ایسے شخص کو میرے پاس لاؤ، تا اس کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوں اور اس کے مرتبہ اور قابلیت کے
۷۴ ۔ حضرت یوسف نے "سب کا فریب" فرمایا ، اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور سب اس کی مددگار تھیں اور اصل فریب والی کا نام شاید حق پرورش کی وجہ سے نہیں لیا۔ حیا کی وجہ سے گول مول فرمایا۔ کیونکہ جانتے تھے کہ اصل حقیقت آخر کھل کر رہے گی ۔ کذا فی ا لموضح۔
۷۵ ۔ بادشاہ نے دریافت کرنے کا ایسا عنوان اختیار کیا گویا وہ پہلے سے خبر رکھتا ہے تا یہ دیکھ کر انہیں جھوٹ بولنے کی ہمت نہ ہو۔ نیز یوسف کی استقامت و صبر کا اثر پڑا ہو گا۔ کہ بدون اظہار براءت کے جیل سے نکلنا گوارا نہیں کرتے۔ اور { اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ } کہہ کر ان کے "کید" کا اظہار فرما رہے ہیں۔ ادھر ساقی وغیرہ نے واقعات سنائے
۷۶ ۔ سب عورتوں کی متفقہ شہادت کے بعد زلیخا نے بھی صاف اقرار کر لیا کہ قصور میرا ہے ۔ یوسف بالکل سچے ہیں بیشک میں نے ان کو اپنی جانب مائل کرنا چاہا تھا۔ لیکن وہ ایسے کاہے کو تھے کہ میرے داؤ میں آ جاتے۔

۷۷ ۔ یعنی اتنی تحقیق و تفتیش اس لئے کرائی کہ پیغمبرانہ عصمت و دیانت بالکل آشکارا ہو جائے اور لوگ معلوم کر لیں کہ خائنوں اور دغابازوں کا فریب اللہ چلنے نہیں دیتا ۔ چنانچہ عورتوں کا فریب نہ چلا۔ آخر حق ، حق ہو کر رہا۔

۷۸ ۔ چونکہ حضرت یوسف نے اپنی براءت پر بہت زیادہ زور دیا۔ ممکن تھا کوئی سطحی آدمی اس سے فخر و ناز اور غرور اعجاب کا شبہ کرنے لگتا اس لئے اپنی نزاہت کی حقیقت کھول دی کہ میں کوئی شیخی نہیں مارتا نہ پاک صاف رہنے میں اپنے نفس پر بھروسہ کر سکتا ہوں ۔ محض خدا کی رحمت و اعانت ہے جو کسی نفس کو برائی سے روکتی ہے
۔ یعنی میرا مشیر خاص رہے گا۔ ۷۹

۸۰ ۔ کچھ پہلے سے معتقد ہو چکا تھا۔ بالمشافہ باتیں سن کر بالکل ہی گرویدہ ہو گیا اور حکم دے دیا کہ آج سے آپ ہمارے پاس نہایت معزز و معتبر ہو کر رہیں گے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اب عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا"۔
۸۱ ۔ یعنی دولت کی حفاظت بھی پوری کروں گا اور اس کی آمد و خرچ کے ذرائع اور حساب و کتاب سے خوب واقف ہوں یوسف نے خود درخواست کر کے مالیات کا کام اپنے سر لیا۔ تا اس ذریعہ سے عامۂ خلائق کو پورا نفع پہنچا سکیں۔ خصوصًا آنے والے خوفناک قحط میں نہایت خوش انتظامی سے مخلوق کی خبر گیری اور حکومت کی مالی حالت کو
۸۲ ۔ جہاں چاہتے اترتے اور جو چاہتے تصرف کرتے۔ گویا ریان بن الولید برائے نام بادشاہ تھا حقیقت میں یوسف بادشاہی کر رہے تھے اور "عزیز" کہہ کر پکارے جاتے تھے۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ بادشاہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ نیز اسی زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہوا تو اس کی عورت زلیخا نے آپ سے شادی کر لی۔ واللہ
۸۳ ۔ جو بھلائی اور نیکی کا راستہ اختیار کرے خدا اس کو دنیا میں بھی میٹھا پھل دیتا ہے ۔ خواہ ثروت و حکومت یا بالذات عیش ، حیات طیبہ ، اور غنائے قلبی ، حضرت یوسف کو یہ سب چیزیں عنایت فرمائیں۔ رہا آخرت کا اجر ، سو وہ ایک ایماندار و پرہیزگار کے لئے دنیا کے اجر سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ۔ "یہ جواب ہوا ان کے
۸۴ ۔ موضح القرآن میں ہے "جب حضرت یوسف ملک "مصر" پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی کی اور ملک کا اناج بھرتے گئے۔ پھر سات برس کے قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بکوایا اپنے ملک والوں کو اور پردیسیوں کو سب کو برابر مگر پردیسی کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے تھے۔ اس میں خلق بچی قحط سے اور خزانہ
۸۵ ۔ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کی خوب مدارات اور مہانداری کی۔ ایک ایک اونٹ فی کس غلہ دیا۔ یہ خاص مہربانی اور اخلاق دیکھ کر کہتے ہیں انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے ایک علاقی بھائی (بنیامین) کو بوڑھے غمزدہ باپ نے تسکین خاطر کے لئے اپنے پاس روک لیا ہے۔ کیونکہ اس کا دوسرا عینی بھائی (یوسف) جو باپ کو بے حد

۸۶ ۔ یعنی نہ لائے تو سمجھا جائے گا کہ تم جھوٹ بول کر اور دھوکہ دے کر خلاف قاعدہ ایک اونٹ زیادہ لینا چاہتے تھے ۔ اس کی سزا یہ ہو گی کہ آئندہ خود تمہارا حصہ بھی سوخت ہو جائے گا ۔ بلکہ میرے پاس یا میرے قلمرو میں آنے کی بھی اجازت نہ ہو گی۔
۸۷ ۔ یعنی گو باپ سے اس کا جدا کرنا سخت مشکل ہے۔ تاہم ہماری یہ کوشش ہو گی کہ باپ کو کسی تدبیر سے راضی کر لیں امید ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہیں گے۔

۸۸ ۔ یعنی جو پونجی دے کر غلہ خریدا تھا ، حکم دیا کہ وہ بھی خفیہ طور پر ان کے اسباب میں رکھ دو تا گھر پہنچ جب اسباب کھولیں اور دیکھیں کہ غلہ کے ساتھ قیمت بھی واپس دے دی گئ تو دوبارہ ادھر آنے کی ترغیب مزید ہو کہ ایسے کریم بادشاہ کہاں ملتے ہیں۔ اور ممکن ہے قیمت نہ موجود ہونے کی بناء پر دوبارہ آنے سے مجبور رہیں اس لئے قیمت
۔ یعنی یوسف کی طرح اس کے متعلق کچھ تردد نہ کیجئے۔ اب ہم چوکنے ہو گئے ہیں پوری طرح حفاظت کریں گے۔ ۸۹

۹۰ ۔ یعنی یہ ہی الفاظ { وَ اِنَّا لہ لحٰفِظُوْنَ } تم نے یوسف کے ساتھ لیجاتے وقت کہے تھے۔ پھر تمہارے وعدہ پر کیا اعتبار ہو۔ ہاں اس وقت ضرورت شدید ہے ۔ جس سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے تمہارے ساتھ بھیجنا نا گزیر معلوم ہوتا ہے۔ سو میں اس کو خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ وہ ہی اپنی مہربانی سے اسکی حفاظت کرے گا۔ اور مجھ کو یوسف کی
۔ یعنی بنیامین کا حصہ۔ ۹۱

۹۲ ۔ یعنی ایسی آسان بھرتی کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ جس طرح ہو ۔ بنیامین کو ہمارےساتھ بھیج دیجئے۔ بعض نے { ذٰلِکَ کَیْلٌ یَّسِیْرٌ } کا اشارہ پہلے جو غلہ لائے تھے اس کی طرف کیا ہے اور "یسیر" کو بمعنی قلیل لیا ہے۔ یعنی جو پہلے لائے ہیں وہ حاجت کے اعتبار سے تھوڑا ہے قحط کے زمانہ میں کہاں تک کام دے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جس طرح بن پڑے
۹۳ ۔ یعنی اگر تقدیر الہٰی سےکوئی ایسا حادثہ آ جائے جس میں تم سب گھر جاؤ اور نکلنے کی کوئی سبیل نہ رہے تب تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہاں اپنے مقدور اور زندگی بھر بنیامین کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرو گے ۔ یہ پختہ عہد و پیمان اور قسمیں لے کر زیادہ تاکید و اہتمام کے طور پر فرمایا { وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ } یعنی جو کچھ عہدو پیمان ہم اس وقت
۹۴ ۔ برادران یوسف پہلی مرتبہ جو مصر گئے تھے عام مسافروں کی طرح بلا امتیاز شہر میں داخل ہو گئے تھے ۔ لیکن یوسف کی خاص توجہات و الطاف کو دیکھ کر یقیناً وہاں کے لوگوں کی نظریں ان کی طرف اٹھنے لگی ہو ں گی۔ اب دوبارہ جانا خاص شان و اہتمام سے بلکہ کہنا چاہئے کہ ایک طرف یوسف کی دعوت پر تھا ۔ بنیامین جس کی حفاظت و
۔ یعنی مختلف دروازوں سے علیحدہ علیحدہ۔ ۹۵

۹۶ ۔ یعنی جس طرح کہا تھا داخل ہوئے ۔ تو اگرچہ نظر یا ٹوک نہ لگی۔ لیکن تقدیر اور طرف سے آئی۔ (بنیا مین کو الزام سرقہ کے سلسلہ میں روک لیا گیا) تقدیر دفع نہیں ہوتی۔ سو جن کو علم ہے ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں حاصل ہو سکتے ہیں لیکن بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو ، یاہمہ تن اسباب پر اتکا کر کے تقدیر کا انکار کر بیٹھتا
۹۷ ۔ حضرت یوسف نے بنیامین کے ساتھ ممتاز معاملہ کیا۔ اور خلوت میں آہستہ سے آگاہ کر دیا کہ میں تیرا حقیقی بھائی (یوسف) ہوں۔ جو مظالم ان علاقی بھائیوں نے ہم پر کئے کہ مجھے باپ سے جدا کر کے کنویں میں ڈالا، غلام بنا کر بیچا ۔ اور ہمارے باپ بھائی وغیرہ کو فراق کے صدمہ میں مبتلا کیا یا اب یہاں آتے ہوئے تمہارے ساتھ کوئی سختی کی ،
۹۸ ۔ یعنی جب یوسف کے حکم سے ان کا غلہ لدوایا اور سامان سفر تیار کیا گیا تو ایک چاندی کا پیالہ اپنے بھائی بنیامین کے اسباب میں بلا اطلاع رکھ دیا ۔ جس وقت قافلہ روانہ ہونے لگا۔ محافظین کو پیالہ کی تلاش ہوئی۔ آخر ان کا شبہ اسی قافلہ پر گیا۔ قافلہ تھوڑی دور نکلا تھا کہ محافظین میں سے کسی نے آواز دی کہ ٹھہرو۔ تم لوگ یقیناً چور معلوم ہوتے ہو۔
۹۹ ۔ یعنی ہم کو خواہ مخواہ چور کیوں بناتےہو اگر تمہاری کوئی چیز گم ہوئی ہے وہ بتلاؤ ، ہم ابھی کہیں گئے نہیں ہمارے اسباب میں تلاش کر لو۔

۱۰۰ ۔ محافظین نے کہا ، بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ یا غلہ ناپنے کا پیمانہ گم ہو گیا ہے۔ اگر بدون حیل و حجت کے کوئی شخص حاضر کر دے گا تو غلہ کا ایک اونٹ انعام پائے گا ۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔

۱۰۱ ۔ یعنی مصر میں ہمارا چال چلن عام طور پر معلوم ہے کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ ہم نے یہاں کبھی کچھ شرارت کی ؟ نہ ہم شرارتوں کے لئے یہاں آئے ۔ اور نہ چوروں کے خاندان سے ہیں۔

۔ محافظین نے کہا کہ تم فضول حجتیں کر رہے ہو۔ اگر مال مسروقہ تمہارے پاس سے برآمد ہو گیا تو کیا کرو گے۔ ۱۰۲

۱۰۳ ۔ یہ شریعت ابراہیمی میں چور کی سزا تھی یعنی جس کے پاس سے چوری نکلے وہ ایک سال تک غلام ہو کر رہے۔ برادران یوسف نے اپنے قانون شرعی کے موافق بے تامل سزا کا ذکر کر دیا کیونکہ انہیں پورا یقین تھا کہ ہم چور نہیں۔ نہ چوری کا مال ہمارے پاس سے برآمد ہو سکتا ہے۔ اس طرح اپنے اقرار سے خود پکڑے گئے۔

۱۰۴ ۔ یعنی اس گفتگو کے بعد محافظین ان کو "عزیز مصر" (یوسف) کے پاس لے گئے اور سب ماجرا کہہ سنایا۔ انہوں نے تفتیش کا حکم دیا۔ پہلے دوسرے بھائیوں کی خرجیاں (زنبیلیں اور بیگ وغیرہ) دیکھے گئے ، پیالہ برآمد نہ ہوا۔ اخیر میں بنیامین کے اسباب کی تلاشی ہوئی ، چنانچہ پیالہ اس میں سے نکل آیا۔
۔ یا یوں تدبیر کی ہم نے یوسف کے لئے۔ ۱۰۵

۱۰۶ ۔ یعنی بھائیوں کی زبان سے آپ ہی نکلا کہ جس کے پاس مال نکلے غلام بنا لو۔ اس پر پکڑے گئے ورنہ حکومت مصر کا قانون یہ نہ تھا۔ اگر ایسی تدبیر نہ کی جاتی کہ وہ خود اپنے اقرار میں بندھ جائیں تو ملکی قانون کے موافق کوئی صورت بنیامین کو روک لینے کی نہ تھی۔
۱۰۷ ۔ یعنی جسے چاہیں حکمت و تدبیر سکھلائیں۔ یا اپنی تدبیر لطیف سے سر بلند کریں۔ دیکھو وہ ہی لوگ جنہوں نے باپ کی چوری سے یوسف کو چند درہم میں بیچ ڈالا تھا آج یوسف کے سامنے چوروں کی حیثیت میں کھڑے ہیں۔ شاید اس طرح ان کی پچھلی غلطیوں کا کفارہ کرنا ہو گا۔
۱۰۸ ۔ یعنی دنیا میں ایک آدمی سے زیادہ دوسرا دوسرے سے زیادہ تیسرا جاننے والا ہے مگر سب جاننے والوں کے اوپر ایک جاننے والا اور ہے جسے "عالم الغیب والشہادہ" کہتے ہیں ۔ (تنبیہ) واضح ہو کہ اس تمام واقعہ میں حضرت یوسف کی زبان سے کوئی لفظ خلاف واقع نہیں نکلا۔ نہ کوئی حرکت خلاف شرع ہوئی زیادہ سے زیادہ انہوں نے توریہ
۱۰۹ ۔ یہ اشارہ یوسف کی طرف تھا۔ اپنی پاکبازی جتانے کے لئے محض ناحق کوشی اور عناد سے بنیامین کے جرم کو پختہ کر دیا اور اتنی مدت کے بعد بھی یوسف معصوم پر جھوٹی تمہت لگانے سے نہ شرمائے مفسرین نے اس موقع پر کئ قصے بیان کئےہیں جن کی طرف برادران یوسف نے چوری کےلفظ میں اشارہ کیا تھا۔ ان کے نقل کی یہاں حاجت
۱۱۰ ۔ یعنی ایسا سخت لفظ سن کر بھی یوسف بے قابو نہیں ہوئے ۔ کیونکہ مصلحت خداوندی افشائے راز کو متقضی نہ تھی۔ یوسف نے بات کو دل میں رکھا۔ جواب دے کر ان کے اتہام کی حقیقت نہ کھولی۔ اپنے جی میں کہا { اَنْتُمْ شَرٌّ مَّکَانًا وَاللہُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ } یعنی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے مجھے چور بناتے ہو ؟ حالانکہ تم نے ایسی چوری کی کہ بھائی کو
۱۱۱ ۔ یعنی بوڑھے باپ کو بڑا صدمہ پہنچے گا ۔ وہ ہم سب سے زیادہ اس کو اور اس کے بھائی یوسف کو چاہتے تھے ۔ یوسف کے بعد اب اسی سے اپنے دل کو تسلی دیتے ہیں۔ آپ اگر اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔ آپ ہمیشہ مخلوق پر احسانات کرتے ہیں اور ہم پر خصوصی احسان فرماتے رہے ہیں۔ امید ہے ہم کو اپنے
۱۱۲ ۔ یعنی خدا پناہ میں رکھے ، کہ ہم کسی کو بے سبب دوسرے کے بدلے پکڑنے لگیں ہم تو صرف اسی شخص کو روکیں گے جس کے پاس سے اپنی چیز ملی ہے (وہ بنیامین ہے جو عینی بھائی ہونے کی حیثیت سے ہمارے پاس رہے گا) یہاں بھی { اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَہٗٓ } کی جگہ { اِلَّا
۔ یعنی مجرم کے بدلہ میں بے قصور کو پکڑیں ۔ تو تمہارے خیال اور قانون کے موافق ہم بے انصاف ٹھہریں گے۔ ۱۱۳

۱۱۴ ۔ جب حضرت یوسف کا جواب سن کر مایوس ہو گئے تو مجمع سے ہٹ کر آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ اکثروں کی رائے ہوئی کہ وطن واپس جانا چاہئے ۔ ان میں جو عمر یا عقل وغیرہ کے اعتبار سے بڑا تھا ، اس نے کہا کہ باپ کےسامنے ہم کیا منہ لے کر جائیں گے، جو عہد ہم سے لیا تھا اس کا کیا جواب دیں گے۔ ایک تقصیر تو پہلے یوسف کے
۱۱۵ ۔ یعنی مجھے چھوڑ دو اور تم سب جا کر باپ سے عرض کرو کہ ایسا واقعہ پیش آیا جس کی کوئی توقع نہ تھی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ۔ "یعنی تم کو قول دیا تھا اپنی دانست پر۔ یہ کیا خبر تھی کہ بنیامین چوری کر کے پکڑا جائے گا۔ یا ہم نے چور کر پکڑ رکھنا بتایا اپنے دین کے موافق ۔ یہ نہ معلوم تھا کہ بھائی چور ہے۔"
۱۱۶ ۔ یعنی آپ معتبر آدمی بھیج کر اس بستی والوں سے تحقیق کر لیں جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ نیز دوسرے قافلہ والوں سے دریافت فرما لیں جو ہمارے ساتھ رہے اور واپس آئے ہیں آپ کو ثابت ہو جائے گا کہ ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں۔
۱۱۷ ۔ پہلی بار کی بے اعتباری سےاس مرتبہ بھی حضرت یعقوب نے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا۔ لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں۔ بیٹوں کی بنائی بات تھی۔ حضرت یوسف بھی بیٹے تھے "کذا فی الموضح "۔ گویا "لکم" کا خطابجنس ابناء کی طرف ہوا۔ واللہ اعلم۔ بعض مفسرین نے یہ مطلب لیا ہے کہ تم یہاں سے حفاظت کے کیسے وعدے کر کے اصرار کے ساتھ لے
۱۱۸ ۔ نیا زخم کھا کر پرانا زخم ہرا ہو گیا۔ بے اختیار پکار اٹھے { یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ } (ہائے افسوس یوسف)۔

۔ یعنی بے رونق یا بے نور ہو گئیں۔ علیٰ اختلاف القولین۔ ۱۱۹

۱۲۰ ۔ حدیث میں ہے { نَحْنُ مَعَاشِرُالْاَنْبِیَاءِ اَشَدُّ بَلَاءً ثُمَّ الْاَ مْثَل فَالْاَ مْثَلُ } یعنی انبیاء کی جماعت حق تعالیٰ کی طرف سے سخت ترین امتحانوں میں مبتلا کی جاتی ہے۔ پھر امتحان کی اقسام ہیں۔ ہر نبی کو حق تعالیٰ اپنی حکمت اور اس کی استعداد کے موافق جس قسم کے امتحان میں چاہے مبتلا کرتا ہے ۔ یعقوب کے قلب میں یوسف کی فوق العادت محبت ڈال

۱۲۱ ۔ موضح القرآن میں ہے "یعنی کیا تم مجھ کو صبر سکھاؤ گے ؟ بے صبر وہ ہے جو مخلوق کے آگے خالق کے بھیجے ہوئے درد کی شکایت کرے۔ میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ (یوسف زندہ ہے ، ضرور ملے گا اور اس کا خواب پورا ہو کر رہے گا) یہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھوں کس حد پر پہنچ کر بس ہو۔
۱۲۲ ۔ یعنی حق تعالیٰ کی مہربانی اور فیض سے ناامید ہونا کافروں کا شیوہ ہے ۔ جنہیں اس کی رحمت واسعہ اور قدرت کاملہ کی صحیح معرفت نہیں ہوتی۔ ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ اگر پہاڑ کی چٹانوں اور سمندر کی موجوں کے برابر مایوس کن حالات پیش آئیں۔ تب بھی خدا کی رحمت کا امیدوار رہے اور امکانی کوشش میں پست ہمتی نہ دکھلائے ۔ جاؤ۔
۱۲۳ ۔ باپ کے فرمانے پر مصر کو پھر روانہ ہوئے ۔ کیونکہ یوسف کا پتہ معلوم نہ تھا یہ خیال کیا ہو گا کہ جس کا پتہ معلوم ہے (بنیامین) پہلے اس کی فکر کریں اور قحط کی وجہ سے غلہ کی ضرورت ہے ، عزیز کو ادھر بھی توجہ دلائیں۔ اگر دینے لینے کا معاملہ میں کچھ نرم پایا تو بنیامین کے متعلق گفت و شنید کریں گے۔ چنانچہ پہلی بات انہوں نے
۔ یعنی دونوں میں جدائی ڈالی اور دونوں سے بیر رکھا۔ ۱۲۴

۱۲۵ ۔ اللہ اکبر۔ صبر اور مروت و اخلاق کی حد ہوگئ کہ تمام عمر بھائیوں کی شکایت کا ایک حرف زبان پر نہ لائے ۔ اتنا سوال بھی اس لئے کیا کہ وہ لوگ اپنے ذہنوں میں بیسیوں برس پہلے کے حالات کو ایک مرتبہ مستحضر کر لیں تا ماضی و حال کے موازنہ سے خدا تعالیٰ کے ان احسانات کی حقیقت روشن ہو ، جو یوسف پر ان مصائب و حوادث کے
۱۲۶ ۔ ممکن ہے اس سوال سے گھبرائے ہوں کہ اتنی مدت کے بعد یہ کون گھر کا بھیدی نکل آیا۔ پھر عزیز مصر کو یوسف کے قصہ سے کیا مطلب ۔ غیر معمولی مہربانیاں اور بنیامین کے ساتھ خصوصی برتاؤ پہلے سے دیکھ رہے تھے ۔ اس سوال نے دفعۃً ان کا ذہن ادھر منتقل کر دیا ہو کہ کہیں یوسف جسے ہم نے مصری قافلہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا ، یہ ہی
۔ یعنی جس سے مجھ کو جدا کیا تھا آج میرے پاس بیٹھا ہے۔ ۱۲۷

۱۲۸ ۔ جدائی کو ملاپ سے ، ذلت کو عزت سے ، تکلیف کو راحت سے ، تنگی کو عیش سے بدل دیا۔ جو غلام بنا کر چند دراہم میں فروخت کیا گیا تھا ، آج خدا نے اسے ملک مصر کی حکومت بخشی۔

۱۲۹ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور گھبرائے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ہو۔

۱۳۰ ۔ یعنی تجھ کو ہر حیثیت سےہم پر فضیلت دی اور تو اسی لائق تھا ہماری غلطی اور بھول تھی کہ تیری قدر نہ پہچانی آخر تیرا خواب سچا اور ہمارا حسد بیکار ثابت ہوا۔

۱۳۱ ۔ یوسف بھائیوں سے اتنا بھی سننا نہیں چاہتے تھے ۔ فرمایا، یہ تذکرہ مت کرو آج میں تمہیں کوئی الزام نہیں دیتا۔ تمہاری سب غلطیاں معاف کر چکا ہوں ۔ جو لفظ میں نے کہے محض حق تعالیٰ کا احسان اور صبر و تقویٰ کا نتیجہ ظاہر کرنے کی نیت سے کہے آج کے بعد تمہاری تقصیر کا ذکر بھی نہ ہوگا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ تم نے جو خطائیں خدا تعالیٰ
۔ میری مہربانی بھی اسی کی مہربانی کا ایک پرتو ہے۔ ۱۳۲

۱۳۳ ۔ یعنی میں بحالت موجودہ شام کا سفر نہیں کر سکتا۔ تم جاؤ والدین اور اپنے سب متعلقین کو یہاں لے آؤ۔ چونکہ والد بزرگوار کی نسبت وحی سے یا بھائیوں کی زبانی معلوم ہوا ہو گا کہ بینائی نہیں رہی یا نگاہ میں فرق آگیا ، اس لئے اپنا قمیص دے کر فرمایا کہ یہ ان کی آنکھوں کو لگا دینا بینائی بحال ہو جائے گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ہر مرض
۱۳۴ ۔ خدا کی قدرت یوسف مصر میں موجود ہیں۔ کبھی نہ کہا کہ یوسف کی خوشبو آتی ہے۔ کیونکہ خدا کو امتحان پورا کرنا تھا۔ اب بلانے کی ٹھہری تو ادھر قافلہ یوسف کا قمیص لے کر مصر سے نکلا ادھر پیراہن یوسفی کی خوشبو یعقوب کے مشام جان کو معطر کرنے لگی۔ ایک یہ کیا پورا واقعہ ہی عجائب قدرت کا ایک مرقع ہے ۔ یعقوب جیسےمشہور و
۔ یعنی یہ بات کہتے ہوئے جھجکتا ہوں ۔ کیونکہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی ۔ کہدو گے ، بڈھا سٹھیا گیا ہے۔ ۱۳۵

۱۳۶ ۔ یعنی یوسف کی محبت ، اس کے زندہ ہونے اور دوبارہ ملنے کا یقین تیرے دل میں جاگزین ہے۔ وہ ہی پرانے خیالات ہیں جو یوسف کی خوشبو بن کر دماغ میں آتے ہیں۔

۔ یعنی بینائی واپس آ گئ، دوبارہ حسب سابق نظر آنے لگا۔ ۱۳۷

۱۳۸ ۔ یعنی میں نےکہا نہ تھا یوسف کی خوشبو آ رہی ہے آخر سچ ہوا یا بیٹوں کو کہا تھا کہ یوسف کو تلاش کرو۔ اللہ کی رحمت سےکیا بعید ہے کہ ہم سب کو پھر اکٹھا کر دے۔ دیکھ لو وہ ہی صورت ہوئی۔

۱۳۹ ۔ یعنی توجہ اور دعا کر کے خدا سے ہمارے گناہ معاف کرائیے۔ ہم سے بڑی بھاری خطائیں ہوئی ہیں مطلب یہ تھا کہ پہلے آپ معاف کر دیں۔ پھر صاف دل ہو کر بارگاہ رب العزت سے معافی دلوائیں ۔ کیونکہ جو خود نہ بخشے وہ خدا سے کہاں بخشوائے گا۔
۱۴۰ ۔ یعنی قبول کی گھڑی آنے دو، اس وقت اپنے مہربان خدا کے آگے تمہارے لئے ہاتھ اٹھاؤں گا۔ کہتے ہیں جمعہ کی شب یا تہجد کے وقت کا انتظار تھا۔

۱۴۱ ۔ شہر سے باہر استقبال کو نکلے۔ ماں باپ کو اپنے قریب جگہ دی۔ (اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ حضرت یوسف کی والدہ پیشتر وفات پاچکی تھیں جیسا کہ سابق فوائد میں گذر چکا ، یہاں خالہ کا ذکر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ والدہ حیات تھیں۔ اور حضرت یعقوب کے ساتھ مصر تشریف لائی تھیں) سب کو فرمایا شہر میں چلو۔
۱۴۲ ۔ یوسف نے اپنی طرف سے والدین کی تعظیم کی ، تخت پر بٹھلایا لیکن خدا کو یوسف کی جو تعظیم کرانی تھی اسے یوسف کب روک سکتے تھے۔ اس وقت کےدستور کے موافق ماں باپ اور سب بھائی یوسف کے آگے سجدہ میں گر پڑے ۔ یہ سجدہ تعظیمی تھا جو بقول حافظ عمادالدین ابن کثیر آدم کے زمانہ سے مسیح کے عہد تک جائز رہا۔ البتہ شریعت ۔ یعنی میرا اس میں کچھ دخل نہیں ۔ خواب کی تعبیر پوری ہونی تھی وہ خدا نے پوری کر دکھائی۔ ۱۴۳

۱۴۴ ۔ خدا تعالیٰ کے احسانات ذکر فرمائے اور اس کی تدبیر لطیف کی طرف توجہ دلائی کہ کس طرح مجھ کو قید سے نکال کر ملک کا حاکم و مختار بنا دیا۔ اور اس جھگڑے کے بعد جو شیطان نے ہم بھائیوں میں ڈال دیا تھا جبکہ کوئی امید دوبارہ ملنے کی نہ رہی تھی ، کیسے اسباب ہمارے ملاپ کے فراہم کر دیے ۔ اس موقع پر اپنی مصائب و تکالیف کا کچھ
۱۴۵ ۔ اسی سورت کے پہلے رکوع میں { تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْث } کی تفسیر گذر چکی۔

۱۴۶ ۔ یا تو لقاء اللہ کے شوق میں فی الحال موت کی تمنا کی یا یہ مطلب ہے کہ جب کبھی موت آئے اسلام (یعنی کامل تسلیم و رضا) پر آئے (تنبیہ) حدیث میں آیا ہے کہ کوئی شخص کسی مصیبت اور تکلیف سے گھبرا کر موت کی تمنا نہ کرے ۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جب لقاء اللہ یا اور کسی غرض صالح کی وجہ سےموت کی تمنا کر سکتا ہے۔ جیسے
۱۴۷ ۔ یہ لفظ ایسے ہیں جیسا کہ نبی کریم مرض الموت میں فرماتے تھے ۔ { اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی }۔ حضرت شاہ لکھتے ہیں "علم کامل پایا ، دولت کامل پائی ، اب شوق ہوا اپنے باپ دادا کے مراتب کا ۔ گویا { اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ } سے یہ غرض ہوئی کہ میرا مرتبہ اسحاق و ابراہیم کے مراتب سے ملا دے۔ حضرت یعقوب کی زندگی تک ملکی انتظامات میں
۱۴۸ ۔ یعنی برادران یوسف جب ان کو باپ سےجدا کرنے اور کنویں میں ڈالنےکو مشورے اور تدبیریں کر رہے تھے آپ ان کے پاس نہیں کھڑے تھے کہ ان کی باتیں سنتے اور حالات کا معائنہ کرتے ۔ پھر ایسے صحیح واقعات بجز وحی الہٰی کے آپ کو کس نے بتائے ۔ آپ رسمی طور پر پڑھے لکھے نہیں ، کسی ظاہری معلم سے استفادہ کی نوبت نہیں ، پھر یہ
۱۴۹ ۔ یعنی باوجودیکہ آپ کی صداقت پر ایسی واضح دلائل موجود ہیں ، پھر بھی اکثر لوگ وہ ہیں جو کسی طرح ایمان لانے والے نہیں۔

۱۵۰ ۔ یعنی نہیں مانتے نہ مانیں آپ کا کیا نقصان ہے۔ کچھ تبلیغ کی تنخواہ تو آپ ان سے مانگتے نہ تھے کہ وہ بند کر لیں گے نصیحت اور فہمائش تھی سو ہو گئ اور ہو رہی ہے۔

۱۵۱ ۔ یعنی جس طرح آیات تنزیلیہ سن کر آپ پر ایمان نہیں لاتے۔ ایسے ہی آیات تکوینیہ دیکھ کر خدا کی توحید کا سبق حاصل نہیں کرتے اصل یہ ہے کہ ان کا سننا اور دیکھنا محض سرسری ہے ۔ آیات اللہ میں غور و فکر کرتے تو کچھ فائدہ پہنچتا۔ جب دھیان نہیں تو ایمان کہاں سے ہو۔
۱۵۲ ۔ یعنی زبان سے سب کہتے ہیں کہ خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے ۔ مگر اس کے باوجود کوئی بتوں کو خدائی کا حصہ دار بنا رہا ہے ۔ چنانچہ مشرکین عرب "تلبیہ" میں یہ لفظ کہتے تھے۔ { لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہ وَمَا مَلَکَ } کوئی اس کے لئے بیٹی بیٹیاں تجویز کرتا ہے ۔ کوئی اسے روح و مادہ کا محتاج بتاتا ہے ۔ کسی نے
۱۵۳ ۔ یعنی ایسے بے فکر و بے خوف کیوں ہو رہے ہیں۔ کیا انہوں نے عذاب الہٰی یا قیامت کے ہولناک حوادث سے محفوظ رہنے کا کچھ انتظام کر لیا ہے۔

۱۵۴ ۔ یعنی میرا راستہ یہ ہی خالص توحید کا راستہ ہے ۔ میں تمام دنیا کو دعوت دیتا ہوں سب خیالات و اوہام کو چھوڑ کر ایک خدا کی طرف آئیں ، اس کی توحید ، اس کی صفات و کمالات اور اس کے احکام وغیرہ کی صحیح معرفت صحیح راستہ سے حاصل کریں ۔ میں اور میرے ساتھی اس سیدھے راستہ پر ، حجت و برہان اور بصیرت و وجدان کی روشنی
۱۵۵ ۔ یعنی پہلے بھی ہم نے آسمان کے فرشتوں کو نبی بنا کر نہیں بھیجا۔ انبیائے سابقین ان ہی انسانی بستیوں کے رہنے والے مرد تھے ۔ پھر دیکھ لو ان کے جھٹلانے والوں کا دنیا میں کیا حشر ہوا۔ حالانکہ دنیا میں کافروں کو بھی بسا اوقات عیش نصیب ہو جاتا ہے۔ اور آخرت کی بہتری تو خالص ان ہی کے لئے ہے جو شرک و کفر سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہ
۱۵۶ ۔ یعنی تاخیر عذاب سے دھوکہ مت کھاؤ۔ پہلی قوموں کو بھی لمبی مہلتیں دی گئیں۔ اور عذاب آنے میں اتنی دیر ہوئی کہ منکرین بالکل بے فکر ہو کر بیش از بیش شرارتیں کرنے لگے۔ یہ حالات دیکھ کر پیغمبروں کو ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہی ، ادھر خدا کی طرف سے انکو ڈھیل اس قدر دی گئ کہ مدت دراز تک عذاب کے کچھ آثار نظر نہ آتے

۔ یعنی یہ کوئی افسانہ یا ناول نہیں ۔ تاریخی حقائق ہیں جن سے عقلمندوں کو سبق لینا چاہئے۔ ۱۵۷

۱۵۸ ۔ یعنی قرآن کریم جس میں یہ قصص بیان ہوئے کوئی جھوٹی بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ تمام پہلی سچائیوں کی تصدیق کرنے والا اور ہر ضروری چیز کو کھول کر بیان کرنے والا ہے ۔ چونکہ ایماندار اس سے نفع اٹھاتے ہیں ، اس لحاظ سے ان کے حق میں خاص طور پر ذریعہ ہدایت و رحمت ہے۔ نفعنا اللہ بعلومہ ورزقنا تلاوتہ آناء اللیل وآناء النہار واجعلہ
۱ ۔ یعنی جو کچھ اس سورت میں پڑھا جانے والا ہے وہ عظیم الشان کتاب کی آیتیں ہیں ۔ یہ کتاب جو آپ پر پروردگار کی طرف سے اتاری گئ ۔ یقیناً حق و صواب ہے لیکن جائے تعجب ہےکہ ایسی صاف اور واضح حقیقت کے ماننے سے بھی بہت لوگ انکار کرتے ہیں۔
۲ ۔ یعنی اس دنیا کی ایسی عظیم الشان ، بلند اور مضبوط چھت خدا نے بنائی جسے تم دیکھتے ہو۔ اور لطف یہ ہے کہ کوئی ستون یا کھمبا یا گرڈر دکھائی نہیں دیتا جس پر اتنی بڑی ڈاٹ کھڑی کی گئ بجز اس کے کیا کہا جائے کہ محض قدرت کے غیر مرئی ستون کے سہارے اس کا قیام ہے۔ { وَیُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ } (حج رکوع۹)
۳ ۔ "استواء علی العرش" کے متعلق سورہ اعراف آٹھویں پارہ کے آخر میں کلام کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

۴ ۔ یعنی سورج اپنا دورہ ایک سال میں اور چاند ایک ماہ میں پورا کرتا ہے یا { لِاَجَلٍ مُّسَمًّی } کے معنی وقت مقرر تک لئے جائیں تو یہ مطلب ہو گا کہ چاند سورج اسی طرح چلتے رہیں گے ۔ قیامت تک۔

۵ ۔ یعنی جس نے ایسی عظیم الشان مخلوقات کو پیدا کیا اسے تمہارا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے ۔ نیز ایک باخبر ، مدبر، بیدا مغز اور طاقتور گورنمنٹ باغیوں اور مجرموں کو ہمیشہ کے لئے یوں ہی آزاد نہیں چھوڑے رکھتی۔ نہ وفادار امن پسند رعایا کی راحت رسانی سے اغماض کر سکتی ہے۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ خداوند قدوس جو زمین و آسمان کے
۔ یعنی پہاڑ جو ایک جگہ کھڑے ہیں اور دریا جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔ ۶

۷ ۔ یعنی چھوٹا بڑا ، کھٹا میٹھا، سیاہ سفید ، گرم سرد ، اور جدید تحقیق کے موافق ہر ایک میں نر و مادہ بھی پائے جاتے ہیں۔

۔ اس کے معنی سورہ اعراف میں آٹھویں پارے کے خاتمہ پر بیان ہو چکے وہاں دیکھ لیا جائے۔ ۸

۹ ۔ بلند آسمانوں کے مقابل پست زمین کا ذکر کیا۔ آسمان کے ساتھ چاند سورج کا بیان ہوا تھا کہ ہر ایک کی رفتار الگ ہے اور ہر ایک کا کام جداگانہ ہے ۔ ایک کی گرم و تیز شعاعیں جو کام کرتی ہیں ، دوسرے کی ٹھنڈی اور دھیمی چاندنی سے وہ بن نہیں پڑتا۔ اسی طرح یہاں زمین کے مختلف احوال اور اس سے تعلق رکھنے والی مختلف چیزوں کا ذکر فرمایا ۔
۔ یعنی اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہو گی کہ جس نے اول ایک چیز بنائی وہ دوبارہ بنانے پر قادر نہ ہو ؟ العیاذ باللہ۔ ۱۰

۱۱ ۔ گویا یہ لوگ بعث بعدالوموت کا انکار کر کے خداوند قدوس کی شہنشاہی سے منکر ہیں ۔ تو ایسے باغیوں کا انجام یہ ہی ہوتا ہے کہ گلے میں طوق اور ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر ابدی جیل خانہ میں ڈال دیے جائیں جو حقیقت میں ایسے ہی مجرموں کے لئے بنایا گیا ہے۔
۱۲ ۔ یعنی حق کو قبول نہیں کرتے جس سے دنیا و آخرت کی بھلائی ملے ۔ کفر اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آؤ۔

۱۳ ۔ یعنی پہلے بہتیری قوموں پر عذاب آ چکے ہیں ۔ تم پر لے آنا کیا مشکل تھا ، بات صرف اتنی ہے کہ تیرا پروردگار اپنی شان حلم و عفو سے ہر چھوٹے بڑے جرم پر فورًا گرفت نہیں کرتا۔ وہ لوگوں کے ظلم و ستم دیکھتا اور درگذر کرتا رہتا ہے حتٰی کہ جب مظالم اور شرارتوں کا سلسلہ حد سے گذر جاتا ہے اس وقت اس کے تباہ کن عذاب سے بچنے کی
۔ یعنی جو نشانی ہم مانگتے ہیں وہ کیوں نہیں اتری ، جسے دیکھ کر ہم ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے۔ ۱۴

۱۵ ۔ یعنی آیات کا اتارنا آپ کے قبضہ میں نہیں ، یہ تو خدا کا کام ہے جو آیت پیغمبر کی تصدیق کے لئے مناسب ہو دکھائے آپ کا فرض اسی قدر ہے کہ خیر خواہی کی بات سنا دیں اور برائی کے مہلک انجام سےلوگوں کو آگاہ کر دیں۔ پہلے بھی ہر قوم کی طرف ہادی (راہ بتانے والے اور نذیر ڈرانے والے) آتے رہے ہیں۔ ان میں سے کسی کا یہ دعویٰ
۔ کہ مذکر ہے یا مونث ، پورا ہے یا ادھورا ، اچھا ہے یا برا ، وغیرہ ذٰلک من الاحوال۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی حاملہ کے پیٹ میں ایک بچہ ہے یا زیادہ ، پورا بن چکا ہے یا ناتمام ہے ، تھوڑی مدت میں پیدا ہو گا یا زیادہ میں۔ غرض پیٹ گھٹنے بڑھنے کے تمام اسرار و اسباب اور اوقات و احوال کو پوری طرح جانتا ہے۔ اور اپنے علم محیط کے موافق ہر چیز کو ہر حالت میں اس کے اندازہ اور استعداد کے موافق رکھتا ہے۔ اسی طرح اس نے جو آیات انبیاء
۱۸ ۔ یہ علم الہٰی کی لا محدود وسعت و احاطہ کا بیان ہوا یعنی دنیا کی کوئی کھلی چھپی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور تمام عالم اس کے زیر تصرف ہے۔

۱۹ ۔ علم الہٰی کا عموم بیان کر کے بلحاظ مناسبت مقام خاص احوال مکلفین کی نسبت بتلاتے ہیں کہ تمہارے ہر قول و فعل کو ہمارا علم محیط ہے۔ جو بات تم دل میں چھپاؤ یا آہستہ کہو اور جو علانیہ پکار کر کہو ، نیز جو کام رات کی اندھیری میں پوشیدہ ہو کر کرو۔ اور جو دن دہاڑے برسر بازار کرو، دونوں کی حیثیت علم الہٰی کے اعتبار سے یکساں
۲۰ ۔ یعنی ہر بندہ کے ساتھ خدا کے فرشتے مامور ہیں۔ جن میں بعض اس کے سب اگلے پچھلے اعمال لکھتے ہیں اور بعضے خدا کے حکم کے موافق ان بلاؤں کو دفع کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جن سے حق تعالیٰ بندہ کو بچانا چاہتا ہے۔ جس طرح اس عالم میں خدا کی عام عادت ہے کہ جو چیز پیدا کرنا چاہے اس کے ظاہری اسباب مہیا کر دیتا ہے ، ایسے ہی
۲۱ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے جو ہمیشہ اس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے ، کسی قوم کو محروم نہیں کرتا ۔ جب تک وہ اپنی روش اللہ کے ساتھ نہ بدلے۔ جب بدلتی ہے تو آفت آتی ہے ۔ پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔ نہ کسی کی مدد اس وقت کام دیتی ہے۔ (تنبیہ) یہاں قوموں کے عروج و زوال کا قانون بتایا ہے ، اشخاص و افراد کا نہیں۔ قوم کی
۲۲ ۔ پہلے بندوں کی حفاظت کا ذکر تھا ، پھر بد اعمالیوں سے جو آفت و مصیبت آتی ہے اس کا ذکر ہوا معلوم ہوا کہ خدا کی ذات شان انعام و انتقام دونوں کی جامع ہے اسی مناسبت سے یہاں بعض ایسے نشانہائے قدرت کی طرف توجہ دلائی جن میں بیک وقت امید و خوف کی دو متضاد کیفیتیں پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔ یعنی جب بجلی چمکتی ہے تو امید
۲۳ ۔ یعنی گرجنے والا بادل یا فرشتہ زبان "حال" یا "قال" سے حق تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتا ہے { وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ } (بنی اسرائیل رکوع۵) اور تمام فرشتے ہیبت و خوف کے ساتھ اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تمجید میں مشغول رہتے ہیں (تنبیہ) "رعد" و "برق" وغیرہ کے متعلق آج کل کی تحقیق یہ ہے کہ بادلوں میں
۲۴ ۔ ان جھگڑنے والوں پر عذاب کی بجلی نہ گرا دے۔ حدیث میں ہے کہ حضور نے عرب کے ایک متکبر رئیس کے پاس آدمی بھیجا کہ اسے میرے پاس بلا لاؤ ۔ قاصد نے اس کو کہا کہ رسول اللہ تجھے بلاتے ہیں کہنے لگا رسول اللہ کون ہے ؟ اور اللہ کیا چیز ہے ؟ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا ؟ (العیاذ باللہ) تین مرتبہ یہ ہی گفتگو کی ۔ تیسری
۲۵ ۔ یعنی پکارنا اسی کا چاہئےجو ہر قسم کے نفع و ضرر کا مالک ہے ۔ عاجز کو پکارنے سے کیا حاصل ؟ اللہ کے سوا کون ہے جس کے قبضہ میں اپنا یا دوسروں کا نفع و ضرر ہے ؟ غیر اللہ کو اپنی مدد کے لئے بلانا ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا کنویں کی من پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور خوشامد کرے کہ میرے منہ میں پہنچ جا۔ ظاہر ہے
۲۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی بے اختیار اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح او رشام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ" ۔ مطلب یہ ہے کہ جواہر ہوں یا اعراض کوئی چیز اللہ کے حکم تکوینی سے باہر نہیں ہو سکتی۔ اس کے نفوذ و
۲۷ ۔ یعنی جب ربوبیت کا اقرار صرف خدا کے لئے کرتے ہو ، پھر مدد کے لئے دوسرے حمایتی کہاں سے تجویز کر لئے ۔ حالانکہ وہ برابر ذرہ نفع نقصان کا مستقل اختیار نہیں رکھتے۔

۲۸ ۔ یعنی موحد و مشرک میں ایسا فرق ہے جیسے بینا اور نابینا میں اور توحید و شرک کا مقابلہ ایسا سمجھو جیسے نور کا ظلمت سے ۔ تو کیا ایک اندھا مشرک جو شرک کی اندھیریوں میں پڑا ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہو اس مقام پر پہنچ سکتا ہے جہاں ایک موحد کو پہنچنا ہے جو فہم و بصیرت اور ایمان و عرفان کی روشنی میں فطرت انسانی کے صاف راستہ
۲۹ ۔ یعنی جیسی مخلوقات خدا تعالیٰ نے پیدا کی ، کیا تمہارےدیوتاؤں نے ایسی کوئی چیز پیدا کی ہے جسے دیکھ کر ان پر خدائی کا شبہ ہونے لگا۔ وہ تو ایک مکھی کا پر اور ایک مچھر کی ٹانگ بھی نہیں بنا سکتے۔ بلکہ تمام چیزوں کی طرح خود بھی اسی اکیلے زبردست خدا کی مخلوق ہیں۔ پھر ایسی عاجز و مجبور چیزوں کو خدائی کے تخت پر بٹھا دینا
۳۰ ۔ آسمان کی طرف سے بارش اتری جس سے ندی نالے بہہ پڑے ۔ ہر نالے میں اس کے ظرف اور گنجائش کے موافق جتنا خدا نے چاہا پانی جاری کر دیا چھوٹے میں کم بڑے میں زیادہ۔ پانی جب زمین پر رواں ہوا تو مٹی اور کوڑا کرکٹ ملنے سے گدلا ہو گیا۔ پھر میل کچیل اور جھاگ پھول کر اوپر آیا ۔ جیسے تیز آگ میں ، چاندی ، تانبا ، لوہا اور دوسری
۳۱ ۔ یعنی ایمان و عمل صالح اختیار کیا ان کےلئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے ، حقیقی خوشی اور قلبی طمانیت و سکون ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

۳۲ ۔ یعنی یہاں تو خیر جس جس طرح گذرے ، لیکن آخرت میں ان کی حالت ایسی پریشانی اور گھبراہٹ کی ہو گی کہ اگر تمام دنیا کے خزانے ان کے ہاتھ میں ہوں بلکہ اسی قدر اور بھی تو تمنا کریں گے کہ ہم یہ سب فدیہ میں دیکر اس پریشانی سے چھوٹ جائیں۔ "وانیٰ لھم ذلک"
۔ یعنی حساب میں کسی قسم کی رعایت اور درگذر نہ ہو گی ایک ایک بات پر پوری طرح پکڑے جائیں گے۔ ۳۳

۳۴ ۔ مومن و کافر دونوں کا الگ الگ انجام ذکر فرمانے کے بعد متنبہ کرتے ہیں کہ ایسا ہونا عین عقل و حکمت کے موافق ہے ۔ کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک نپٹ اندھا جسے کچھ نظر نہ آئے یوں ہی اناپ شناپ اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھا رہا ہو ، اس شخص کی برابری کر سکتا ہے جس کے دل کی آنکھیں کھلی ہیں اور پوری بصیرت کے ساتھ

۳۵ ۔ یعنی اللہ سے جو عہد ازل میں ہو چکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے اور جو انبیاء کی زبانی عہد لئے گئے ان سب کو پورا کرتے ہیں۔ کسی کو توڑتے نہیں۔ نیز بذات خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔
۳۶ ۔ یعنی صلہ رحم کرتے ہیں یا ایمان کو عمل کےساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں ، یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں ۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں۔

۳۷ ۔ یعنی حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہو گا۔ کیا صورت پیش آئے گی۔

۳۸ ۔ یعنی مصائب و شدائد اور دنیا کی مکروہات پر صبر کیا ۔ کسی سختی سے گھبرا کر طاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا نہ معصیت کی طرف جھکے اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا۔ اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے ۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا مجبور
۳۹ ۔ پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے ۔ الا یہ کہ کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہو۔

۴۰ ۔ یعنی برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں ، سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں کوئی ظلم کرتا ہے یہ معاف کر تے ہیں۔ (بشرطیکہ معافی سے برائی ترقی کرنے کا اندیشہ نہ ہو) بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی برا کام ہو جاتا ہے تو اس کے مقابلہ میں بھلا کام (یعنی توبہ اور اس گناہ کی تلافی) کرتے ہیں۔
۔ یعنی جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ ۴۱

۴۲ ۔ "آباء" کا لفظ تغلیبًا کہا ہے جس میں امہات (مائیں) بھی شامل ہیں۔ یہ جنت کی بشارت کے ساتھ مزید خوشخبری سنائی کہ ایسے کاملین کو جن کی خصال اوپر بیان ہوئیں، جنت میں ایک نعمت و مسرت یہ حاصل ہو گی کہ وہ اور ان کے ماں باپ ، اولاد ، بیویاں جو اپنی نیکی کی بدولت دخول جنت کے لائق ہوں سب اکھٹے رہیں گے حتٰی کہ ان متعلقین
۴۳ ۔ صحیح حدیث میں جنت کے آٹھ دروازے بیان ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کاملین کی تعظیم و کریم کے لئے خدا کے پاک فرشتے ہر طرف سے تحائف و ہدایا لے کر حاضر ہوں گے۔ احادیث میں ہے کہ خلق اللہ میں سے اول وہ فقراء مہاجرین جنت میں داخل ہوں گے جو سختیوں اور لڑائیوں میں سینہ سپر ہوتے اور رخنہ بندی کے وقت کام آتے تھے ۔ جو
۴۴ ۔ سعداء کے مقابل یہاں اشقیاء کی عادات و خصال اور آخری انجام بتایا ہے۔ ان کا کام یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے بد عہدی کریں ، جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم تھا انہیں توڑیں، ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائیں دوسروں پر اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے نہ رکیں۔ یہ ہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے دور پھینک دیے گئے اور سب سے زیادہ
۴۵ ۔ یعنی دنیا کے عیش و فراخی کو دیکھ کر سعادت و شقاوت کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ نہ یہ ضروری ہے کہ جس کو دنیا میں خدا نے رزق اور پیسہ زیادہ دیا ہے وہ اس کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ بہت سے مقبول بندے بطور آزمائش و امتحان یہاں عسرت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور مردود مجرموں کو ڈھیل دی جاتی ہے وہ مزے اڑاتے ہیں ۔ یہ ہی دلیل اس کی
۴۶ ۔ یعنی اسی کو مقصود سمجھ کر اتراتے اور اکڑتے ہیں۔ حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی محض ہیچ ہے جیسے ایک شخص اپنی انگلی سے سمندر کو چھوئے تو وہ تری جو انگلی کو پہنچی ہے سمندر کے سامنے کیا حقیقت رکھی ہے۔ دنیا کی آخرت کے مقابل اتنی بھی حقیقت نہیں۔ لہذا عقلمند کو چاہئے کہ فانی کو باقی پر کو مقدم رکھے۔ حقیقت
۴۷ ۔ سینکڑوں نشاندیکھتے تھے مگر وہ ہی مرغے کی ایک ٹانگ پکڑی ہوئی تھی کہ جو ہم کہتے جائیں۔ وہ نشان دکھاؤ۔ مثلاً مکہ کے پہاڑوں کو ذرا اپنی جگہ سے سرکا کر کھیتی باڑی کے لئے زمین وسیع کر دو۔ یا زمین کو پھاڑ کر چشمے اور نہریں نکال دو یا ہمارے پرانے بزرگوں کو دوبارہ زندہ کر کے ہم سے بات چیت کرا دو۔ غرض کوئی نشان ایسا
۴۸ ۔ یہ خدا کی طرف رجوع ہونے والوں کا بیان ہوا۔ یعنی ان کو دولت ایمان نصیب ہوتی ہے اور ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے چین اور اطمینان حاصل کرتے ہیں ۔ کیونکہ سب سے بڑا ذکر تو قرآن ہے { اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّالَہ لَحَافِظُوْنَ } جسے پڑھ کر ان کے دلوں میں یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ۔ شبہات اور وساوس شیطانیہ دور ہو کر سکون و اطمینان
۴۹ ۔ یعنی دولت ، حکومت ، منصب ، جاگیر یا فرمائشی نشانات کا دیکھ لینا ، کوئی چیز انسان کو حقیقی سکون و اطمینان سے ہم آغوش نہیں کر سکتی۔ صرف یاد الہٰی سے جو تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے وہ ہی ہے جو دلوں کے اضطراب و وحشت کو دور کر سکتا ہے۔
۵۰ ۔ مترجم محقق نے "طوبی" کے لغوی معنے لئے ہیں اسی کے اندر جنت کا وہ درخت بھی آگیا جسے حدیث صحیح میں "طوبی" کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔

۵۱ ۔ یعنی جس طرح ہم اپنی طرف رجوع ہونے والوں کو کامیابی کی راہ دکھاتے ہیں۔ اسی طرح اس امت کی رہنمائی کے لئے ہم نے تجھے مبعوث کیا تا جو کتاب اپنی رحمت کاملہ سے تجہ پر اتاری ہے آپ ان کو پڑھ کو سنا دیں آپ کا پیغمبر بنا کر بھیجا جانا کوئی انوکھی بات نہیں ،پہلی امتوں کی طرف بھی پیغمبر بھیجے جا چکے ہیں جو اس وقت تکذیب
۵۲ ۔ یعنی رحمان نے اپنی رحمت کاملہ سے قرآن اتارا۔ { اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ } اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ۔ مگر انہوں نے سخت ناشکری اور کفران نعمت پر کمر باندھ لی ۔ رحمان کا حق ماننے سے منکر ہو گئے بلکہ اس نام سے ہی وحشت کھانے لگے۔ اسی لئے "حدیبیہ" کے صلح نامہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے پر جھگڑا ہو گیا ۔ { وَاِذَا قِیْلَ

۵۳ ۔ یعنی جس رحمان سے تم انکار کرتے ہو وہ ہی میرا رب ہے اور وہ ہی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں { قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِدْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى } (بنی اسرائیل رکوع۱۲) میرا آغاز و انجام سب اسی کے ہاتھ میں ہے اسی پر توکل کرتا ہوں ۔ نہ تمہارے انکار و تکذیب سے مجھے ضرر کا اندیشہ ہے نہ اس کی امداد و اعانت سے

۵۴ ۔ یہاں قرآن سے مراد عام کتاب ہے جیسا کہ ایک حدیث صحیح میں "زبور" پر لفظ قرآن کا اطلاق ہوا ہے یعنی اگر کوئی کتاب ایسی اتاری جاتی جس سے تمہارے یہ فرمائشی نشان پورے ہو جاتے تو وہ بجز اس قرآن کے اور کونسی ہو سکتی تھی یہ ہی قرآن ہے جس نے روحانی طور پر پہاڑوں کی طرح جمے ہوئے لوگوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ قلوب

۵۵ ۔ شاید بعض مسلمانوں کو خیال گذرا ہو گا کہ ایک مرتبہ ان کی فرمائش ہی پوری کر دی جائے شاید ایمان لے آئیں ان کو سمجھایا کہ خاطر جمع رکھو اگر خدا چاہے تو بدون ایک نشان دکھلائے ہی سب کو راہ راست پر لے آئے ۔ لیکن یہ اس کی عادت و حکمت کے خلاف ہے۔ اس نے انسان کو ایک حد تک کسب و اختیار کی آزادی دے کر ہدایت کے کافی

۵۶ ۔ یعنی یہ کفار مکہ فرمائشی نشانوں سے ماننے والے نہیں۔ یہ تو اس طرح مانیں گےکہ برابر کوئی آفت و مصیبت خود ان پر یا ان کے آس پاس والوں پر پڑتی رہے گی۔ جسے دیکھ کر یہ عبرت حاصل کریں مثلاً جہاد میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے کچھ قتل ہوں گے کچھ قید کئے جائیں گے کچھ دوسری طرح کے مصائب کا شکار ہو ں گے ، یہ ہی سلسلہ

۵۷ ۔ یعنی سزا ملنے میں دیر ہو تو مت سمجھو کہ چھوٹ گئے ، گذشتہ مجرموں کو بھی پہلے ڈھیل دی گئ۔ پھر جب پکڑا تو دیکھ لو کیا حشر ہوا ۔ آج تک انکی تباہی کی داستانیں زبانوں پر ہیں۔

۵۸ ۔ یعنی جو خدا ہر شخص کے ہر عمل کی ہر وقت نگرانی رکھتا ہے ، ایک لمحہ کسی سے غافل نہیں۔ ذرا کوئی شرارت کرے اسی وقت تنبیہ کر سکتا اور سزا دے سکتا ہے۔ کیا مجرم اس سے چھوٹ کر کہیں بھاگ سکتے ہں ، یا اس کی مثل پتھر کی وہ مورتیاں ہو سکتی ہیں جو نہ دیکھتی ہیں نہ سنتی ہیں۔ نہ اپنے یا دوسرے کے نفع و ضرور کا کچھ

۵۹ ۔ یعنی ذرا آگے بڑھ کر ان شرکاء کے نام تو لو اور پتے تو بتاؤ ، کیا خدا وند قدوس کی یہ صفات سن کر جو اوپر بیان ہوئیں کوئی حیادار ان پتھروں کا نام بھی لے سکتا ہے ؟ اور بے حیائی سے "لات" و "عزیٰ" کے نام لینے لگو تو کیا کوئی عاقل ادھر التفات کر سکتا ہے ؟ ۔

۶۰ ۔ یعنی خدا کو تمام روئے زمین پر اپنی خدائی کا کوئی شریک (حصہ دار) معلوم نہیں ۔ (کیونکہ ہے ہی نہیں جو معلوم ہو) کیا تم اسے وہ چیز بتلاؤ گے جسے وہ نہیں جانتا ؟ (العیاذ باللہ) (تنبیہ) زمین کی قید اس لئے لگائی کہ بت پرستوں کے نزدیک شرکاء (اصنام) کی قیام گاہ یہ ہی زمین تھی۔ ابو حیان نے { لَايَعْلَمُ } کی ضمیر "ما" کی طرف لوٹائی ہے ۔ یعنی کیا

۶۱ ۔ پہلے فرمایا تھا ان شرکاء کا ذرا نام لو ، پھر متنبہ فرمایا کہ جس چیز کا واقع میں ثبوت ہی نہیں اس کا نام کیا لیا جاسکتا ہے ؟ اب بتلاتے ہیں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک ٹھہرانا خالی الفاظ اور صوت محض ہے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔ مجرد ظن و تخمین اور باطل اوہام سے چند بے معنی الفاظ بامعنی نہیں بن جاتے۔ شاید { بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ }

۶۲ ۔ یعنی کچھ بھی نہیں۔ شرک کی حمایت میں ان کی یہ مستعدی اور توحید کے مقابلہ میں اس قدر جدوجہد خالی نفس کا دھوکہ اور شیطان کا فریب ہے اسی نے ان کو راہ حق سے روک دیا ہے۔

۶۳ ۔ یعنی جسے خدا ہدایت کی توفیق نہ دے اسے کون راہ پر لا سکتا ہے اور وہ اسی کو توفیق دیتا ہے جو باختیار خود ہدایت کے دروازے اپنے اوپر بند نہ کرلے۔

۔ مجاہدین کے ہاتھوں سے یا بلاواسطہ قدرت کی طرف سے ۔ ۶۴

۔ یعنی بے سزا دیے چھوڑے گا نہیں۔ پھر وہاں کی سزا کا کیا پوچھنا۔ ۶۵

۶۶ ۔ جس کی کوئی نوع کبھی ختم نہ ہو گی اور ہمیشہ وہ ہی ملے گا ۔ جس کی خواہش کریں گے۔ { لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ } (واقعہ رکوع۱)

۶۷ ۔ یعنی سایہ بھی ہمیشہ آرام دہ رہے گا نہ کبھی دھوپ کی تپش ہو گی نہ سردی کی تکلیف ۔ { لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا } (دھر رکوع۱)

۔ یعنی خدا سے ڈر کر شرک و کفر کو چھوڑے رکھا۔ ۶۸

۶۹ ۔ اہل حق اور اہل باطل کا انجام ایک دوسرے کے بالمقابل بیان فرمایا۔ { وبضدٍّ هاتتبين الاَشْيَاءُ }

۷۰ ۔ جن کو اب قرآن دیا ہے (یعنی مسلماان) اور جن کو پہلے "توارت" و "انجیل" وغیرہ دی گئ (یعنی "یہود" و "نصاریٰ") اس چیز کو سن کو خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئ۔ مسلمانوں کا خوش ہونا تو ظاہر ہے کہ وہ اسی کتاب کو فلاح دارین کی کلید جانتے تھے ، باقی یہود و نصاریٰ میں جو لوگ اہل علم و انصاف اور فی الجملہ حق پرست

۷۱ ۔ یعنی یہود و نصاریٰ یا عرب کے جاہلوں میں وہ جماعتیں بھی ہیں جو قرآن سے اس لئے ناخوش ہیں کہ انہیں اس کی بعض چیزوں سے انکار ہے او ریہ وہی چیزیں ہیں جو ان کی تحریف و تبدیل یا آراء و اہواء کے خلاف قرآن نے بیان کی ہیں۔
۷۲ ۔ یعنی کوئی خوش ہو یا نا خوش میں تو اسی خدائے وحدہ لا شریک لہ کی بندگی کرتا ہوں جس کو سب انبیاء اور ملل بالاتفاق مانتے چلے آئے ۔ اسی کے احکام و مرضیات کی طرف ساری دنیا کو دعوت دیتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ میرا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ، وہیں میرا ٹھکانہ ہے۔ وہ ہی مجھ کو آخر کار غالب و منصور
۷۳ ۔ یعنی جیسے پیشتر دوسری کتابیں اتاری گئیں اس وقت یہ قرآن اتارا جو عظیم الشان معارف و حکم پر مشتمل اور حق و باطل کا آخری فیصلہ کرنے والا ہے۔ پھر جس طرح ہر پیغمبر کو اسی زبان میں کتاب دی گئ جو اس کی قومی زبان تھی۔ ایسے ہی محمد عربی کو عربی قرآن دیا گیا ۔ بلاشبہ قرآن جیسی معجز و جامع کتاب ایسی ہی زبان میں نازل ہونی
۷۴ ۔ یعنی کسی کے انکار و ناخوشی کی ذرہ بھر پروا نہ کرو۔ حق تعالیٰ نے جو علم عظیم تمکو دیا ہے اس کی پیروی کرتے رہو۔ اگر بالفرض تم ان لوگوں کی خواہشات کی طرف جھک گئے تو اس کے وبال سے کون بچا سکتا ہے ۔ یہ خطاب ہر طالب حق کو ہے۔ اور اگر حضور مخاطب ہیں تو آپ کے سامنے رکھ کر دوسروں کو سنانا مقصود ہے جیسا
۷۵ ۔ یعنی پیغمبر عربی کو نئی کتاب اور نئے احکام دے کر بھیجنا کیا اچنھبے کی بات ہو گئ جو اتنی حجتیں نکالی جاتی ہیں آخر ان سے پہلے بھی ہم نے جو پیغمبر بھیجے وہ آسمان کے فرشتے نہ تھے اسی دنیا کے رہنے والےآدمی تھے ۔ جو کھانا کھاتے اپنی ضروریات اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے اور بیوی بچے رکھتے تھے ۔ ان میں کسی کو یہ قدرت نہ
۷۶ ۔ یعنی اپنی حکمت کے موافق جس حکم کو چاہے منسوخ کرے جسے چاہے باقی رکھے۔ جس قوم کو چاہے مٹائے جسے چاہے اس کی جگہ جما دے۔ جن پر اسباب کی تاثیر چاہے بدل ڈالے جن کی چاہے نہ بدلے۔ جو وعدہ چاہے شرائط کی موجودگی میں ظاہر کرے جو چاہے شرائط کے نہ پائے جانے کی بناء پر موقوف کر دے۔ غرض ہر قسم کی تبدیلی و
۷۷ ۔ یعنی جو وعدے ان سے کئے گئے ہیں ، ہم کو اختیار ہے کہ ان میں سےبعض آپ کے سامنے پورے کر دیں یا آپ کی وفات کے بعد ظاہر کریں نہ آپ کو ان کے ظہورکی فکر میں پڑنا چاہئے اور نہ تاخیر و امہال دیکھ کر ان لوگوں کو بے فکر ہونا چاہئے ۔ خدا کے علم میں ہر چیز کا ایک وقت مناسب ہے جس کے پہنچنے پر وہ ضرور ظاہر ہو کر رہے
۷۸ ۔ یعنی سرزمین مکہ کے آس پاس اسلام کا اثر پھیلتا جاتا اور کفر کی عملداری گھٹتی جاتی ہے ۔ بڑے بڑے قبائل اور اشخاص کے قلوب پر اسلام کا سکہ بیٹھ رہا ہے۔ اوس و خزرج کے دل حق و صداقت کے سامنے مفتوح ہو رہے ہیں۔ اس طرح ہم آہستہ آہستہ کفر کی حکومت کو دباتے چلے آرہے ہیں۔ کیا یہ روشن آثار ان مکذبین کو نہیں بتلاتے کہ خدا فیصلہ
۷۹ ۔ یعنی اس کا تکوینی حکم اور فیصلہ اٹل ہے۔ جب وقت آجائے تو کس کی طاقت ہے کہ ایک منٹ کے لئے ملتوی کر کے پیچھے ڈال دے۔

۔ یعنی جہاں حساب کا وقت آن پہنچا پھر دیر نہ لگے گی۔ یا جو چیز یقینًا آنے والی ہے اسے جلد ہی سمجھو۔ ۸۰

۸۱ ۔ وہ نہ چاہے تو سب فریب رکھے رہ جائیں ، یا یہ کہ خدا ان کے فریب کا توڑ کرتا ہے "مکر" اصل میں خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں ، اگر برائی کے لئے کی جائے بری ہے اور برائی دور کرنے کے لئے ہو تو اچھی ہے یعنی انہوں نےچھپ چھپ کر ناپاک تدبیریں کیں لیکن خدا کی تدبیر سب پر غالب رہی ، اس نے وہ تدبیریں ان ہی پر الٹ دیں { وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ
۸۲ ۔ یعنی جس سے کوئی حرکت و سکون اور کھلا چھپا کام پوشیدہ نہیں اس کے آگے کسی کا مکر کیا چل سکتا ہے وہ ان مکاروں کو خوب مزہ چکھائے گا۔

۔ یعنی جیسے اگلوں نے اپنے مکر کا انجام دیکھ لیا ، موجودہ کفار کو بھی قدر عافیت معلوم ہوا چاہتی ہے۔ ۸۳

۸۴ ۔ یعنی تمہارے جھٹلانے سےکچھ نہیں ہوتا ، جبکہ خداوند قدوس میری صداقت کے بڑے بڑے نشان دکھلا رہا ہے قرآن جو ا س کا کلام ہے ، جیسے اپنے کلام الہٰی ہونے کی شہادت دیتا ہے اسی طرح میرے پیغمبر برحق ہونے کا گواہ ہے۔ اگر آنکھیں کھول کر دیکھو تو سخت ناموافق حالات میں سچ کا اس شان سے پھیلتے جانا اور دشمنوں تک کےدلوں
۸۵ ۔ یعنی جن کو قرآن کا علم اور اس کے حقائق کی خبر ہو گئ ہے وہ بھی دل سے گواہ ہیں کہ میں نے کچھ جھوٹ نہیں بنایا۔ نیز جنہیں پہلی کتب سماویہ اور ان کی پیشین گوئیوں کی اطلاع ہے ان کے دل گواہی دیتے ہیں کہ محمد ٹھیک ان پیشین گوئیوں کے مطابق تشریف لائے ہیں جو سینکڑوں برس پیشتر موسٰی اور مسیح کر چکے تھے۔ علیہما وعلیٰ نبینا
۱ ۔ یعنی اس کتاب کی عظمت شان کا اندزاہ اس بات سے کرنا چاہئےکہ ہم اس کےاتارنے والے ، اور آپ جیسی رفیع الشان شخصیت اس کی اٹھانے والی ہے اور مقصد بھی اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے جس سے بلند تر کوئی مقصد نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ کہ خدا کے حکم و توفیق سےتمام دنیا کےلوگوں کو خواہ عرب ہوں یا عجم ، کالے ہوں یا گورے ، مزدور ہوں
۲ ۔ یعنی صحیح معرفت کی روشنی میں اس راستہ پر چل پڑیں جو زبردست و غالب ، ستودہ صفات ، شہنشاہ مطلق اور مالک الکل خدا کا بتایا ہوا اور اس کے مقام رضاء تک پہنچانے والا ہے۔

۳ ۔ یعنی جو لوگ ایسی کتاب نزال ہونے کے بعد کفر و شرک اور جہالت و ضلالت کی اندھیری سے نہ نکلے ان کو سخت عذاب اور ہلاکت خیز مصیبت کا سامنا ، آخرت میں یا دنیا میں بھی۔

۴ ۔ یہ کافروں کا حال بیان فرمایا کہ ان کا اوڑھنا بچھونا یہ ہی دنیا ہے آخرت کے مقابلہ میں اسی کو پسند کرتے اور ترجیح دیتے ہیں۔ شب و روز اسی کی محبت میں غرق رہتےہیں اور دوسروں کو بھی چاہتے ہیں کہ دنیا کی محبت میں پھنسا کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے راستہ سے روک دیں۔ اسی لئے یہ فکر رہتی ہے کہ خدا کے دین میں کوئی عیب
۵ ۔ یعنی جس طرح آپ کو ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے یہ عظیم الشان کتاب عطا فرمائی ۔ پہلے بھی ہر زمانہ میں سامان ہدایات بہم پہنچاتے رہے ہیں۔ چونکہ طبعی ترتیب کے موافق ہر پیغمبر کے اولین مخاطب اسی قوم کے لوگ ہوتے ہیں جس میں سے وہ پیغمبر اٹھایا جاتا ہے اس لئے اسی کی قومی زبان میں وحی بھیجی جاتی رہی ۔ تا احکام الہٰیہ کے
۶ ۔ یعنی تبیین و ہدایت کے سامان مکمل کر دیے پھر جس نے ان سامانوں سے منتفع ہونا چاہا اس کی دستگیری فرما کر راہ پر لگا دیا جس نے روگردانی کی اسے گمراہی میں چھوڑے رکھا۔ وہ زبردست اور غالب ہے۔ چاہے تو سب کو زبردستی راہ ہدایت پر لگا دے۔ لیکن اسکی حکمت مقتضی ہوئی کہ انسان کو کسب و اختیار کی ایک حد تک آزادی دے
۷ ۔ "نشانیاں دے کر" یعنی معجزات دےکر جو "آیات تسعہ" کے نام سےمشہور ہیں ، یا آیات تورات مراد ہوں۔ اور "یاد دلا ان کو دن اللہ کے" یعنی ان دونوں کے واقعات یاد دلاؤ ، جب ان پر شدائد و مصائب کے پہاڑ ٹوٹے پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے نجات دی اور اپنی مہربانی مبذول فرمائی۔ کیونکہ دونوں قسم کےحالات سننے سے صابر و شاکر بندوں کو عبرت
۔ مثلاً تم کو غلام بنا رکھا تھا اور سخت بیگاریں لیتے تھے۔ ۸

۹ ۔ کہ تم کو غلامی کی ذلت سے نکالا اور دولت آزادی سے مالا مال کیا۔ "بلاء" کے اصل معنیٰ آزمائش کے ہیں۔ تکلیف اور راحت دونوں حالتوں میں بندے کے صبر و شکر کی آزمائش ہے ۔ { وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَۃً } (الانبیاء رکوع۳) { وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ } (اعراف رکوع۲۱) چونکہ فرعونیوں سے نجات دینا بڑی نعمت تھی تو یہاں آزمائش انعام
۱۰ ۔ موسیٰ کا مقولہ ہے یعنی وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے اعلان فرما دیا کہ اگر احسان مان کر زبان و دل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ نعمتیں ملیں گی جسمانی و روحانی اور دنیوی و اخروی ہر قسم کی۔
۱۱ ۔ موجودہ نعمتیں سلب کر لی جائیں گی اور ناشکری کی مزید سزا الگ رہی ۔ حدیث میں ہے کہ حضور کی خدمت میں ایک سائل آیا آپ نے ایک کھجور عنایت فرمائی اس نے نہ لی یا پھینک دی ۔ پھر دوسرا سائل آیا اس کو بھی ایک کھجور دی ، وہ بولا "سبحان اللہ تمرۃ من رسول اللہ " یعنی رسول اللہ کا تبرک ہے۔ آپ نے جاریہ کو حکم دیا کہ ام سلمہ
۱۲ ۔ یعنی کفران نعمت کا ضرر تم ہی کو پہنچے گا۔ خدا کا کچھ نہیں بگڑتا ۔ اسے تمہارے شکریوں کی کیا حاجت ہے۔ کوئی شکر ادا کرے یا نہ کرے ، بہرحال اس کے حمید و محمود ہونے میں کچھ کمی نہیں آتی۔ صحیح مسلم میں حدیث قدسی ہے جس میں حق تعالیٰ نے فرمایا "اے میرے بندو ! اگر تمہارے اگلے پچھلے ، جن و انس سب کے سب ایک اعلیٰ
۱۳ ۔ یہ موسیٰ کے کلام کا تتمہ ہے۔ یا اسے چھوڑ کر حق تعالیٰ نے اس امت کو خطاب فرمایا ہے بہرحال اس میں بتلایا کہ جو بے شمار قومیں پہلےگذر چکیں ان کے تفصیلی پتے اور احوال بجز خدا کےکسی کو معلوم نہیں البتہ چند قومیں جو عرب والوں کے یہاں زیادہ مشہور تھیں ان کے نام لے کر اور بقیہ کو { وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ } میں درج کر کے متنبہ
۱۴ ۔ یعنی کفار فرط غیظ سے اپنے ہاتھ کاٹنے لگے جیسے دوسری جگہ ہے { عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ } یا انبیاء کی باتیں سن کر فرط تعجب سے ہاتھ منہ پر رکھ لئے ، یا ہاتھ منہ کی طرف لے جا کر اشارہ کیا بس چپ رہئے ، یا ہماری اس زبان سے اس جواب کے سوا کوئی توقع نہ رکھو ، جو آگے آ رہا ہے۔ یا پیغمبر کی باتیں سن کر ہنستے تھے
۱۵ ۔ یعنی خدا کی ہستی اور وحدانیت تو ایسی چیز نہیں جس میں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش ہو۔ انسانی فطرت خدا کے وجود پر گواہ ہے ۔ علویات و سفلیات کا عجیب و غریب نظام شہادت دیتا ہے کہ اس مشین کے پرزوں کو وجود کے سانچہ میں ڈھالنے والا پھر انہیں جوڑ کر نہایت محکم و منظم طریقہ سے چلانے والا بڑا زبردست ہاتھ ہونا چاہئے۔ جو
۱۶ ۔ یعنی ہم نہیں بلاتے ۔ فی الحقیقت ہمارے ذریعہ سے وہ تم کو اپنی طرف بلا رہا ہے کہ توحید و ایمان کے راستہ پر چل کر اس کے مقام قرب تک پہنچو۔ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز آکر ایمان و ایقان کا طریق اختیار کر لو تو ایمان لانے سے پیشتر کے سب گناہ (بجز حقوق و زواجر کے) معاف کر دےگا ۔ پھر ایمان لانے کے بعد جیسا عمل کرو گے اس کے
۱۷ ۔ یعنی کفر و شرارت پر قائم رہنے کی صورت میں جو جلد تباہ کئے جاتے اس سے محفوظ ہو جاؤ گے اور جتنی مدت دنیا میں رہو گے سکون و اطمینان کی زندگی گذارو گے۔ { يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًاحَسَنًا } اور { فَلَنُحْيِيَنَّہٗ حَيٰوۃً طَيِّبَۃً } وغیرہ نصوص کے موافق۔
۱۸ ۔ یعنی اچھا خدا کی بحث کو چھوڑیے ۔ آپ اپنی نسبت کہیں کیا آپ آسمان کے فرشتے ہیں ؟ یا نوع بشر کے علاوہ کوئی دوسری نوع ہیں ؟ جب کچھ نہیں ہم ہی جیسے آدمی ہو تو آخر کس طرح آپ کی باتوں پر یقین کر لیں آپ کی خواہش یہ ہو گی کہ ہم کو قدیم مذہب سے ہٹا کر اپنا تابع بنا لیں تو خاطر جمع رکھئے یہ کبھی نہ ہو گا۔ اگر آپ اپنا امتیاز ثابت
۱۹ ۔ یعنی تمہارا یہ کہنا درست ہے کہ ہم نہ فرشتے ہیں نہ کوئی اور مخلوق بلکہ نفس بشریت میں تم ہی جیسے ہیں لیکن نوع بشر کے افراد میں احوال و مدارج کے اعتبار سے کیا زمین و آسمان کا تفاوت نہیں آخر اتنا تو تم بھی مشاہدہ کرتے ہو کہ حق تعالیٰ نے جسمانی ، دماغی ، اخلاقی اور معاشی حالات کے اعتبار سے بعض انسانوں کو بعض پر کس قدر
۲۰ ۔ یعنی اب رہا سند اور سرٹیفیکٹ لانے کا قصہ ، سو خدا کے حکم سے ہم پہلے اپنی نبوت کی سند اور روشن نشانیاں دکھلا چکے ہیں ۔ کما قال { جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ } جو آدمی ماننا چاہے اس کے اطمینان کےلئے وہ کافی سے زیادہ ہیں۔ باقی تمہاری فرمائشیں پوری کرنا ، تو یہ چیز ہمارے قبضہ میں نہیں۔ نہ ہماری تصدیق عقلاً اس پر موقوف ہے۔ خدا تعالیٰ
۲۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ ہم کو جام توحید و عرفان پلا کر حقیقی کامیابی کے راستے بتا چکا۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ ہم اس پر توکل نہ کریں۔

۲۲ ۔ یعنی خواہ کتنی ہی ایذاء پہنچاؤ ، خدا کے فضل سے ہمارےتوکل میں فرق نہیں پڑ سکتا ۔ متوکلین کا یہ کام نہیں کہ سختیاں دیکھ کر توکل اور استقامت کی راہ سے ہٹ جائیں۔

۲۳ ۔ یعنی اپنے توکل وغیرہ کو رہنے دو ، زیادہ بزرگی مت جتاؤ۔ بس اب دو باتوں میں سے ایک بات ہو کر رہے گی یا تم (بعثت سے پہلے کی طرح) چپ چاپ ہم میں رل مل کر رہو گے اور جن کو تم نے بہکایا ہے وہ سب ہمارے پرانے دین میں واپس آئیں گے ، ورنہ تم سب کو ملک بدر اور جلاوطن کیا جائے گا۔
۲۴ ۔ یعنی یہ تم کو کیا نکالیں گے ہم ہی ان ظالموں کو تباہ کر کے ہمیشہ کے لئے یہاں سے نکال دیں گے کہ پھر کبھی واپس نہ آ سکیں۔ اور ان کی جگہ تم کو اور تمہارے مخلص وفاداروں کو زمین میں آباد کریں گے۔ دیکھ لو کفار مکہ نے نبی کریم اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے مکہ سے نکالنا چاہا ، وہ ہی نکلنا آخر اس کا سبب بن گیا کہ وہاں اسلام اور
۲۵ ۔ یعنی مذکورہ بالا کامیابی ان لوگوں کے لئے ہے جو خدا سےڈرتے ہیں یہ خیال کر کے کہ وہ ہماری تمام حرکتوں کو برابر دیکھ رہا ہے اور ایک دن حساب دینے کےلئے اس کے سامنے کھڑے ہونا ہے جہاں اس کے بے پناہ عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔
۲۶ ۔ یعنی پیغمبروں نے خدا سے مدد مانگی اور فیصلہ چاہا۔ چنانچہ نوح نے کہا تھا { فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِيْ } الخ لوط نے کہا { رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ } شعیب نے عرض کیا { رَبَّنَاافْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ } موسیٰ نے دعا کی { رَبَّنَا اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَه } الخ اور کفار نے بھی جب دیکھا کہ اتنی طویل مدت سےعذاب کی دھمکیاں دی جارہی
۲۷ ۔ یعنی پیغمبروں کا خدا کو پکارنا تھا کہ مدد آئی اور ہر ایک سرکش اور ضدی نامراد ہو کر رہ گیا۔ جو کچھ خیالات پکا رکھے تھے ، ایک ہی پکڑ میں کافور ہو گئے نہ وہ رہے نہ ان کی توقعات رہیں۔ ایک لمحہ میں سب کا خاتمہ ہوا۔

۲۸ ۔ یعنی یہ تو یہاں کا عذاب تھا ، اس کے بعد آگے دوزخ کا بھیانک منظر ہے جہاں شدت تشنگی کے وقت ان کو پیپ یا پیپ جیسا پانی پلایا جائے گا۔

۲۹ ۔ یعنی خوشی سےکہاں پی سکیں گے ۔ حدیث میں ہے کہ فرشتے لوہے کے گزر سر پر مار کر زبردستی منہ میں ڈالیں گے جس وقت منہ کے قریب کریں گے شدت حرارت سے دماغ تک کی کھال اتر کر نیچے لٹک پڑے گی ، منہ میں پہنچ کر گلے میں پھنسے گا ، بڑی مصیبت اور تکلیف کے ساتھ ایک ایک گھونٹ کر کے حلق سے نیچے اتاریں گے پیٹ
۳۰ ۔ یعنی اس کا پینا کیا ہوگا ہر طرف سے موت کا سامنا کرنا ہو گا ، سر سے پاؤں تک ہر عضو بدن پر سکرات موت طاری ہوں گے ، شش جہت سےمہلک عذاب کی چڑھائی ہو گی ۔ اس زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے ۔ لیکن موت بھی نہیں آئے گی۔ جو سب تکلیفوں کا خاتمہ کر دے ۔ ایک عذاب کے پیچھے دوسرا تازہ عذاب آتا رہے گا۔ { كُلَّمَا نَضِجَتْ
۳۱ ۔ بعض کفار کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ آخر ہم نے دنیا میں بہت سے اچھے کام صدقہ خیرات کی مد میں کئے ہماری خوش اخلاقی لوگوں میں مشہور ہوئی ، بہتیرے آدمیوں کی مصیبت میں کام آئے اور کسی نہ کسی عنوان سے خدا کی پوجا بھی کی ، کیا یہ سب کیا کرایا اور دیا لیا اس وقت کام نہ آئے گا ؟ اس کا جواب اس تمثیل میں دیا ۔ یعنی جسے خدا

۳۲ ۔ یعنی شاید کفار کو یہ خیال گذرے کہ جب مٹی میں مل کر مٹی ہو گئے ۔ پھر دوبارہ زندگی کہاں ۔ قیامت اور عذاب و ثواب وغیرہ سب کہانیاں ہیں ، ان کو بتلایا کہ جس خدا نے آسمان و زمین کامل قدرت و حکمت سے پیدا کئے اسے تمہارا از سر نو دوبارہ پیدا کرنا ، یا کسی دوسری مخلوق کو تمہاری جگہ لے آنا کیا مشکل ہے ؟ اگر آسمان و زمین کے محکم
۔ یعنی سب سے بڑی عدالت میں پیشی ہو گی۔ ۳۳

۳۴ ۔ یہ اتباع اپنے متبوعین سےکہیں گے یعنی دنیا میں تم بڑے بن کر بیٹھے تھے اور ہم نے تمہاری بہت تابعداری کی تھی ، آج اس مصیبت کی گھڑی میں کچھ تو کام آؤ ، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ عذاب الہٰی کےکسی حصہ کو ہم سے ذرا ہلکا کر دو ۔ یہ دوزخ میں جانے کے [illegible]
۳۵ ۔ یعنی اگر خدا دنیا میں ہم کو ہدایت کی توفیق دیتا تو تم کو بھی اپنے ساتھ سیدھے راستہ پر لے چلتے۔ لیکن ہم نے ٹھوکر کھائی تو تمہیں بھی لے ڈوبے ۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس وقت اگر خدا تعالیٰ ہم کو اس عذاب سے نکلنے کی کوئی راہ بتلاتا تو ہم تمہیں وہ ہی راہ بتا دیتے۔ اب تو تمہاری طرح ہم خود مصیبت میں مبتلا ہیں ، اور مصیبت بھی ایسی جس سے
۳۶ ۔ یعنی حساب کتاب کے بعد جب جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے کا فیصلہ ہو چکے اس وقت کفار دوزخ میں جا کر یا داخل ہونے سے پہلے ابلیس لعین کو الزام دیں گے کہ مردود تو نے دنیا میں ہماری راہ ماری اور اس مصیبت میں گرفتار کرایا۔ اب کوئی تدبیر مثلاً سفارش وغیرہ کا انتظام کر تا عذاب الہٰی سے رہائی ملے۔ تب ابلیس ان
۔ یہ بطور مقابلہ کفار کی سزا کے بعد مومنین کا انجام بیان فرمایا۔ ۳۷

۳۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ دنیا میں "سلام" دعا ہے سلامتی مانگنے کی ، وہاں "سلام" کہنا مبارکباد ہے سلامتی ملنے پر ۔

۳۹ ۔ یعنی دیکھئے اور غور کیجئے کیسی با موقع اور معنی خیز مثال ہے ۔ عقلمند جس قدر اس میں غور کرے سینکڑوں باریکیاں نکلتی چلی آئیں۔

۴۰ ۔ ستھری بات "میں کلمہ توحید ، معرفت الہٰی کی باتیں ، ایمان و ایمانیات ، قرآن ، حمدو ثنا ، تسبیح و تہلیل ، سچ بولنا سب داخل ہے۔

۴۱ ۔ اکثر روایات و آثار میں یہاں "ستھرے درخت" کا مصداق کھجور کو قرار دیا ہے ، گو دوسرے ستھرے درخت بھی اس کے تحت میں مندرج ہو سکتے ہیں۔

۴۲ ۔ یعنی اس کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں پھیلی ہوں کہ زور کا جھکڑ بھی جڑ سے نہ اکھیڑ سکے اور چوٹی آسمان سے لگی ہو۔ یعنی شاخیں بہت اونچی اور زمینی کثافتوں سے دور ہوں۔

۔ یعنی کوئی فصل پھل سے خالی نہ جائے ۔ یا فرض کیجئے بارہ مہینے صبح و شام اس پر تازہ پھل لگا کرے ۔ ۴۳

۴۴ ۔ کلمہ کفر ، جھوٹی بات اور ہر ایک کلام جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو "کلمہ خبیثہ" میں داخل ہے۔

۴۵ ۔ اکثر نے اس سے حنظل (اندراین) مراد لیا ہے ۔ گو عموم لفظ میں ہر خراب درخت شامل ہو سکتا ہے۔

۴۶ ۔ یعنی جڑ کچھ نہ ہو ، ذرا اشارہ سے اکھڑ جائے ۔ گویا اس کے بودے پن اور ناپائداری کو ظاہر فرمایا، دونوں مثالوں کا حاصل یہ ہوا کہ مسلمانوں کا دعوئے توحید و ایمان پکا اور سچا ہے ۔ جس کے دلائل نہایت صاف و صحیح اور مضبوط ہیں ، موافق فطرت ہونے کہ وجہ سے اس کی جڑیں قلوب کی پہنائیوں میں اتر جاتی ہیں اور اعمال صالحہ کی
۴۷ ۔ یعنی حق تعالیٰ توحید و ایمان کی باتوں سے (جن کی مضبوطی و پائداری پچھلی مثال میں ظاہر کی گئ) مومنین کو دنیا و آخرت میں مضبوط و ثابت قدرم رکھتا ہے رہی قبر کی منزل جو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ ہے اس کو ادھر یا ادھر جس طرف چاہیں شمار کر سکتے ہیں ۔ چنانچہ سلف سے دونوں قسم کے اقوال منقول ہیں۔ غرض یہ ہے کہ مومنین
۴۸ ۔ بے انصافوں سے مراد یہاں کفار و مشرکین ہیں ، وہ دنیا میں بھی بچلے اور اخیر تک بچلتے رہیں گے ۔ کبھی حقیقی کامیابی کا رستہ ہاتھ نہ لگے گا۔

۔ یعنی اپنی حکمت کے موافق جیسا معاملہ جس کے ساتھ مناسب ہوتا ہے کرتا ہے۔ ۴۹

۵۰ ۔ اس سے کفار و مشرکین کے سردار مراد ہیں ، خصوصًا رؤسائے قریش جن کے ہاتھ میں اس وقت عرب کی باگ تھی ، یعنی حق تعالیٰ نے ان پر کیسے احسان کئے ، ان کی ہدایت کے لئے پیغمبر علیہ السلام کو بھیجا ، قرآن اتارا ، اپنے حرم اور بیت کا مجاور بنایا۔ عرب کی سرداری دی انہوں نے ان نعمتوں اور احسانات کا بدلہ یہ کیا کہ خدا کی ناشکری پر

۵۱ ۔ یعنی خدا کے احسانات سے متاثر ہو کر منعم حقیقی کی شکر گذاری اور اطاعت شعاری میں لگے ۔ یہ تو نہ ہوا ، الٹے بغاوت پر کمر بستہ ہو گئے خدا کے مقابل دوسری چیزیں کھڑی کر دیں جن پر خدائی اختیارات تقسیم کئے اور عبادت جو خدائے واحد کا حق تھا ، وہ مختلف عنوانوں سے ان کے لئے ثابت کرنے لگے ، تا اس سلسلہ میں اپنے ساتھ
۵۲ ۔ یعنی بہتر ہے ۔ بیوقوفوں کو جال میں پھنسا کر چند روز جی خوش کر لو اور دنیا کے مزے اڑا لو ، مگر تابکے آخر دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہنا ہے کیونکہ اس مزے اڑانے کا یہ ہی نتیجہ ہو گا ۔ گویا یہ جملہ ایسا ہوا جیسے طبیب کسی بد پرہیز مریض کو خفا ہو کر کہے { کُلْ مَا تُرِیْدُ فَاِنَّ مَصِیْرَکَ اِلَی الْمَوْتِ } جو تیرا جی چاہے کھا کیونکہ ایک دن یہ مرض
۵۳ ۔ کفار کے احوال ذکر کرنے کے بعد مومنین مخلصین کو متنبہ فرماتےہیں کہ وہ پوری طرح بیدار رہیں ، وظائف عبودیت میں ذرا فرق نہ آنے دیں ، دل و جان سے خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت کریں کہ وہ بھی بہترین عبادت ہے۔ نمازوں کو ان کے حقوق و حدود کی رعایت کے ساتھ خشوع و خضوع سے ادا کرتے رہیں۔ خدا نے جو کچھ دیا ہے
۵۴ ۔ یعنی نماز اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ نیکیاں اس دن کام آئیں گی، بیع و شراء یا محض دوستانہ تعلقات سے کام نہ نکلے گا۔ یعنی نہ وہاں نیک عمل کہیں سے خرید کر لا سکو گے نہ کوئی ایسا دوست بیٹھا ہے جو بدون ایمان و عمل صالح کے محض دوستانہ تعلقات کی بناء پر نجات کی ذمہ داری کر لے (ربط) پہلے کفار کی ناشکری کا ذکر تھا ، پھر
۵۵ ۔ یعنی آسمان کی طرف سے پانی اتارا ، یا یہ مطلب ہو کہ بارش کے آنے میں بخارات وغیرہ ظاہری اسباب کے علاوہ غیر مرئی سماوی اسباب کو بھی دخل ہے۔ دیکھو آفتاب کی شعاعیں تمام اشیا کی طرح آتشیں شیشہ پر بھی پڑتی ہیں لیکن وہ اپنی مخصوص ساخت اور استعداد کی بدولت انہی شعاعوں سے غیر مرئی طور پر اس درجہ حرارت کا استفادہ کرتا

۵۶ ۔ یعنی حق تعالیٰ نے اپنے کمال قدرت و حکمت سے پانی میں ایک قوت رکھی جو درختوں اور کھیتوں کے نشوونما اور بارآور ہونے کا سبب بنتی ہے ۔ اسی کے ذریعہ سے پھل اور میوے ہمیں کھانے کو ملتے ہیں۔

۵۷ ۔ یعنی سمندر کی خوفناک لہروں میں ذرا سی کشتی پر سوار ہو کر کہاں سے کہاں پہنچتے ہو اور کس قدر تجارتی یا غیر تجارتی فوائد حاصل کرتے ہو ، یہ خدا ہی کی قدرت اور حکم سے ہے کہ سمندر کے تھپیڑوں میں ذرا سی ڈونگی کو ہم جدھر چاہیں لئے پھرتے ہیں۔
۵۸ ۔ یعنی ندیوں میں پانی کا آنا اور کہیں سے کہیں پہنچنا گو کشتی کی طرح تمہارے کہنے میں نہیں ، تاہم تمہارے کام میں وہ بھی لگی ہوئی ہیں۔ اسی طرح چاند سورج جو ایک معین نظام اور ضابطہ کے موافق برابر چل رہے ہیں ، کبھی تھکتے نہیں ، نہ رفتار میں فرق پڑتا ہے ۔ یا رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے ٹھہری ہوئی عادت کے موافق ہمیشہ
۵۹ ۔ یعنی جو چیزیں تم نے زبان قال یا حال سے طلب کیں ، ان میں سے ہر چیز کا جس قدر حصہ حکمت و مصلحت کے موافق تھا مجموی طور پر تم سب کو دیا۔

۶۰ ۔ یعنی خدا کی نعمتیں اتنی بے شمار بلکہ غیر متناہی ہیں کہ اگر تم سب مل کر اجمالاً ہی گنتی شروع کرو تو تھک کر اور عاجز ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اس موقع پر امام رازی نے نعمائے الہٰیہ کا بے شمار ہونا ، اور علامہ ابوالسعود نے ان کا غیر متناہی ہونا ذرا بسط سے بیان فرمایا ہے اور صاحب روح المعانی نے ان کے بیانات پر مفید اضافہ کیا ۔ یہاں اس قدر
۶۱ ۔ یعنی جنس انسان میں بہترے بے انصاف اور ناسپاس ہیں ، جو اتنے بیشمار احسانات دیکھ کر بھی منعم حقیقی کا حق نہیں پہچانتے۔

۶۲ ۔ رؤسائے قریش جن کی ناشکرگذاری اور شرک و کفر کا بیان اوپر { اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ } الخ میں ہوا تھا ، انہیں ابراہیم کا قصہ یاد دلا کر متنبہ کرتے ہیں کہ تم جن کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے کعبۃ اللہ اور حرم شریف کے مجاور بنے بیٹھے ہو ، انہوں نے اس کعبہ کی بنیاد خالص توحید پر رکھی تھی ، ان ہی کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ نے یہ
۶۳ ۔ یعنی مکہ کو "حرم امن" بنا دے۔ (چنانچہ خدا نے بنا دیا) نیز مجھ کو اور میری اولاد کو ہمیشہ بت پرستی سے دور رکھ۔ غالباً یہاں "اولاد" سے خاص صلبی اولاد مراد ہے ۔ سو آپ کی صلبی اولاد میں یہ مرض نہیں آیا اور اگر عام ذریت مراد ہو تو کہا جائے گا کہ دعاء بعض کے حق میں قبول نہیں ہوئی ۔ باوجودیکہ حضرت ابراہیم معصوم پیغمبر تھے۔
۔ یعنی یہ پتھر کی مورتیاں بہت آدمیوں کی گمراہی کا سبب ہوئیں۔ ۶۴

۶۵ ۔ یعنی جس نے توحید خالص کا راستہ اختیار کیا اور میری بات مانی وہ میری جماعت میں شامل ہے ۔ جس نے کہنا نہ مانا اور ہمارے راستہ سے علیحدہ ہو گیا تو آپ اپنی بخشش اور مہربانی سے اس کو توبہ کی توفیق دے سکتے ہیں ۔ آپ کی مہربانی ہو تو وہ ایمان لا کر اپنے کو رحمت خصوصی اور نجات ابدی کا مستحق بنا سکتا ہے ۔ یا یہ مطلب ہو کہ آپ
۶۶ ۔ یعنی اسمٰعیل کو ۔ کیونکہ دوسری اولاد حضرت اسحٰق وغیرہ "شام" میں تھے خدا تعالیٰ کےحکم سے آپ حضرت اسمٰعیل کو بحالت شیر خوارگی اور ان کی والدہ ہاجرہ کو یہاں چٹیل میدان میں چھوڑ کر چلے گئے تھے ۔ بعدہ قبیلہ جرہم کےکچھ لوگ وہاں پہنچے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کی تشنگی اور ہاجرہ کی بیتابی کو دیکھ کر فرشتے کے
۶۷ ۔ یعنی زمین و آسمان کی کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں ۔ پھر ہمارا ظاہر و باطن کیسے مخفی رہ سکتا ہے یہ جو فرمایا "جو ہم کرتے ہیں چھپا کر اور جو کرتے ہیں دکھا کر" اس میں مفسرین کے کئ اقوال ہیں ، لیکن تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ۔ الفاظ عام ہیں جو سب کھلی چھپی چیزوں کو شامل ہیں ۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ظاہر میں
۶۸ ۔ یعنی بڑھاپے میں اسحٰق سارہ کے اور اسمٰعیل ہاجرہ کے بطن سے غیر متوقع طور پر عنایت کئے ۔ جیسے آپ نے اولادکے متعلق میری دعا "رب ھب لی من الصالحین" سنی ، یہ دعائیں بھی قبول فرمائے۔

۔ یعنی میری ذریت میں ایسے لوگ ہوتے رہیں جو نمازوں کو ٹھیک طور پر قائم رکھیں۔ ۶۹

۔ یعنی میری سب دعائیں قبول فرمائے۔ ۷۰

۷۱ ۔ یہ دعاء غالبًا اپنے والد کے حالت کفر پر مرنے کی خبر موصول ہونے سے پہلے کی۔ تو مطلب یہ ہو گا کہ اسےاسلام کی ہدایت کر کے قیامت کے دن مغفرت کا مستحق بنا دے۔ اور اگر مرنے کی خبر ملنے کے بعد دعا کی ہے تو شاید اس وقت تک خدا تعالیٰ نے آپ کو مطلع نہیں کیا ہو گا کہ کافر کی مغفرت نہیں ہو گی۔ عقلاً کافر کی مغفرت محال
۷۲ ۔ ایک رکوع پہلے بہت سے نعمائے عظیمہ کا ذکر کر کے فرمایا تھا ۔ { اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّار } (انسان بڑا ظالم اور نا شکر گذار ہے) بعدہ حضرت ابراہیم کا قصہ سنا کر کفار مکہ کو بعض خصوصی نعمتیں یاد دلائیں۔ اور ان کے ظلم و شرک کی طرف اشارہ کیا۔
۔ یعنی قیامت کے دل ہول اور دہشت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ ۷۳

۷۴ ۔ یعنی محشر میں سخت پریشانی اور خوف و حیرت سے اوپر کو سر اٹھائے ٹکٹکی باندھے گھبرائے ہوئے چلے آئیں گے ۔ جدھر نظر اٹھ گئ ادھر سے ہٹے گی نہیں ، ہکا بکا ہو کر ایک طرف دیکھتے ہوں گے ذرا پلک بھی نہ جھپکے گی۔ دلوں کا حال یہ ہو گا کہ عقل و فہم اور بہتری کی توقع سے یکسر خالی اور فرط دہشت و خوف سے اڑے جا رہے ہوں
۷۵ ۔ یا تو قیامت کا دن اور عذاب اخروی مراد ہے یا موت کا وقت اور اس کے سکرات و قبض روح کی شدت یا دنیوی عذاب سے ہلاک ہونے کا دن ارادہ کیا جائے۔

۷۶ ۔ اگر یہ کہنا دنیا میں عذاب یا موت کی شدت دیکھ کر ہو تب تو مطلب ظاہر ہے کہ ابھی چند روز کی ہم کو اور مہلت دیجئے ، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ اپنا رویہ درست کر لیں گے ۔ یعنی حق کی دعوت کو قبول کر کے انبیاء کی پیروی اختیار کریں گے ۔ کما قال تعالیٰ { حَتّٰیٓ اِذَاجَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ۔لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا } (المومنون رکوع۶) اور
۷۷ ۔ یعنی تم وہ ہی تو ہو جن میں کے بعض مغرور و بے باک زبان قال سے اکثر زبان حال سے قسمیں کھاتے تھے کہ ہماری شان اور شکوہ کو کبھی زوال نہیں ۔ نہ کبھی مر کر خدا کے پاس جانا ہے۔ { وَاَقْسَمُوْابِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَا یَبْعَثُ اللّٰہُ مَنْ یَّمُوْتُ } (نحل رکوع۵) یہ ان کے جواب میں خدا کی طرف سےکہا جائے گا۔
۷۸ ۔ یعنی تمہارے پچھلے ان ہی بستیوں میں یا ان کےآس پاس آباد ہوئے ، جہاں اگلے ظالم سکونت رکھتے تھے اور ان ہی کی عادت و اطوار اختیار کیں ، حالانکہ تاریخی روایات اور متواتر خبروں سے ان پر روشن ہو چکا تھا کہ ہم اگلے ظالموں کو کیسی کچھ سزا دے چکے ہیں اور ہم نے امم ماضیہ کے یہ قصے کتب سماویہ میں درج کر کے انبیاء علیہم
۷۹ ۔ یعنی سب اگلے پچھلے ظالم اپنے اپنے داؤ کھیل چکے ہیں۔ انبیاء کے مقابلہ میں حق کو دبانے اور مٹانے کی کوئی تدبیر اور سازش انہوں نے اٹھا نہیں رکھی ۔ ان کی سب تدبیریں اور داؤ گھات خدا کے سامنے ہیں اور ایک ایک کر کے محفوظ ہیں ۔ وہ ہی ان کا بدلہ دینے والا ہے۔
۸۰ ۔ یعنی انہوں نے بہتیرے داؤ کر کے دیکھ لئے مگر خدا کی حفاظت کے آگے سب ناکام رہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہےکہ انکی مکاریاں پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ٹلا دیں۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اور شرائع حقہ جو پہاڑوں سے زیادہ مضبوط و مستقیم ہوتےہیں ، ان کی مکاریوں سے ڈگمگا جائیں ؟ حاشا و کلا۔ اس تفسیر کے موافق { وَاِنْ کَانَ مَکْرُھُمْ } الخ میں "انْ"
۸۱ ۔ یعنی وہ وعدہ جو { اِنَّالَنَنصُرُ رُسُلَنَا } اور { کَتَبَ اللّٰہُ لَا غْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ } وغیرہ آیات میں کیا گیا ہے۔

۔ نہ مجرم اس سے چھوٹ کر بھاگ سکتا ہے نہ وہ خود ایسے مجرموں کو سزا دیے بدون چھوڑ سکتا ہے۔ ۸۲

۸۳ ۔ قیامت کو یہ زمین و آسمان بہیات موجودہ باقی نہ رہیں گے ، یا تو ان کی ذوات ہی بدل دی جائیں گے یا صرف صفات میں تغیر ہو گا اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ شاید متعدد مرتبہ تبدیل و تغیر کی نوبت آئے گی واللہ اعلم۔ سامنے کھڑے ہونے کا مطلب { وَبَرَزُوالِلّٰہِ جَمِیْعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ } الخ کےتحت میں گذر چکا ہے۔
۸۴ ۔ یعنی ایک ایک نوعیت کے کئ کئ مجرم اکٹھے زنجیروں میں باندھے جائیں گے کما قال تعالیٰ { اُحْشُرُوا لَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ } (صافات رکوع۲) وقال تعالیٰ { وَاِذَا النُّفُوْسُ زَوِّجَتْ } (تکویر رکوع۱)

۸۵ ۔ جس میں آگ بہت جلد اور تیزی سےاثر کرتی ہے اور سخت بدبو ہوتی ہے ۔ پھر جیسی جہنم کی آگ ویسی ہی وہاں کی گندھک سمجھ لیجئے۔

۸۶ ۔ چہرہ چونکہ حواس و مشاعر کا محل اور انسان کے ظاہری اعضاء میں سب سے اشرف عضو ہے اس لئے اس کو خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ جیسےدوسری جگہ { تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ } میں قلب کا ذکر کیا ہے۔

۸۷ ۔ یعنی جس بات کا پیش آنا بالکل یقینی ہے ، اسے دور مت سمجھو کما قال تعالیٰ { اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ وَھُمْ فِی غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ } (الانبیاء رکوع۱) یا یہ مطلب ہے جس وقت حساب ہو گا پھر دیر نہ لگے گی، تمام اولین و آخرین ، جن و انس کے ذرہ ذرہ عمل کا حساب بہت جلد ہو جائے گا ۔ کیونکہ نہ خدا پر کوئی چیز مخفی ہے نہ اس کو ایک شان دوسری شان
۸۸ ۔ یعنی خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں اور خدا سے ڈر کر اس کی آیات میں غور کریں جس سے اس کی وحدانیت کا یقین حاصل ہو۔ اور عقل و فکر سے کام لے کر نصیحت پر کاربند ہوں۔ تم سورۃ ابراہیم وللہ الحمد والمنہ۔

۱ ۔ یعنی یہ اس جامع اور عظیم الشان کتاب کی آیتیں ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی دوسری کتاب "کتاب" کہلانے کی مستحق نہیں۔

۲ ۔ اور اس قرآن کی آیتیں ہیں جس کے اصول نہایت صاف دلائل روشن ، احکام معقول ، وجوہ اعجاز واضح اور بیانات شگفتہ اور فیصلہ کن ہیں لہذا آگے جو کچھ بیان کیا جانے والا ہے مخاطبین کو پوری توجہ سے سننا چاہئے۔

۳ ۔ یعنی آج منکرین نے قرآن و اسلام جیسی عظیم الشان نعمت الہٰیہ کی قدر نہیں کی لیکن ایسا وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ اپنی محرومی پر ماتم کریں گے اور دست حسرت مل کر کہیں گے کاش ہم مسلمان ہوتے وہ وقت کب آئے گا ؟ اس میں اختلاف ہوا ہے ۔ ہم ابن الانباری کے قول کے موافق اس کو عام رکھتے ہیں ۔ یعنی دنیا و آخرت میں جو مواقع کافروں

۴ ۔ یعنی جب کوئی نصیحت کارگر نہیں تو آپ ان کے غم میں نہ پڑیے بلکہ چند روز انہیں بہائم کی طرح کھانے پینے دیجئے۔ یہ خوب دل کھول کر دنیا کے مزے اڑا لیں اور مستقبل کے متعلق لمبی چوڑی امیدیں باندھتے رہیں ۔ عنقریب وقت آیا چاہتا ہے جب حقیقت حال کھل جائے گی اور اگلا پچھلا کھایا پیا سب نکل جائے گا۔ چنانچہ کچھ تو دنیا ہی میں
۵ ۔ یعنی جس قدر بستیاں اور قومیں پہلے ہلاک کی گئیں ، خدا کے علم میں ہر ایک کی ہلاکت کا ایک وقت معین تھا۔ جس میں نہ بھول چوک ہو سکتی تھی نہ غفلت اور نہ خدا کا وعدہ ٹل سکتا تھا۔ جب کسی قوم کی معیاد پوری ہوئی اور تعذیب کا وقت آ پہنچا ، ایک دم میں غارت کر دی گئ۔ موجودہ کفار بھی امہال و تاخیر عذاب پر مغرور نہ ہوں ۔ جب ان کا وقت
۶ ۔ یعنی امم مہلکہ کی تخصیص نہیں بلکہ ہر قوم کے عروج و زوال یا موت و حیات کی جو میعاد مقرر ہے وہ اس سے ایک سیکنڈ آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔

۷ ۔ مشرکین مکہ یہ الفاظ محض بطریق استہزاء و استخفاف کہتے تھے یعنی آپ سب سے آگے بڑھ کر خدا کے یہاں سے قرآن لے آئے ، دوسروں کو احمق و جاہل بتلانے لگے بلکہ ساری دنیا کو الٹی میٹم دیا ، اس پر یہ دعویٰ ہے کہ آخر میں ہی غالب ہوں گا اور ایک وقت آئے گا کہ منکرین حسرت سےکہیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہو جاتے۔ یہ کونسی عقل و
۸ ۔ اگر بارگاہ احدیت میں آپ کو ایسا ہی قرب حاصل ہے اور ساری قوم میں سے خدا نے منصب رسالت کے لئے آپ کا انتخاب کیا ہے تو فرشتوں کی خدائی فوج آپ کے ساتھ کیوں نہ آئی۔ جو کھلم کھلا آپ کی تصدیق کرتی اور ہم سے آپ کی بات منواتی ہے ، نہ مانتے تو فورًا سزا دیتی۔
۹ ۔ یعنی ماننے والوں کے لئے اب بھی کافی سے زائد نشان موجود ہیں باقی جن کا ارادہ ہی ماننے کا نہیں وہ فرشتوں کے آنے پر بھی نہ مانیں گے ، پھر ان کے اتارنے میں کیا فائدہ ہے ۔ حق تعالیٰ فرشتوں کو زمین پر اپنی حکمت کے موافق کسی غرض صحیح کے لئے بھیجتے ہیں ، یوں ہی بے فائدہ تماشا دکھلانا مقصود نہیں ہوتا۔ عمومًا عادت اللہ یہ رہی ہے
۱۰ ۔ یعنی تمہارا استہزاء و تعنت اور قرآن لانے والےکی طرف جنون کی نسبت کرنا ، قرآن و حامل قرآن پر قطعًا اثر انداز نہیں ہو سکتا ، یاد رکھو اس قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے ، جس شان اور ہیئات سے وہ آتا ہے بدون ایک شوشہ یا زبر زیر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور

۱۱ ۔ آپ کو تسلی دی گئ کہ ان کی تکذیب و استہزاء سے دلگیر نہ ہوں ، یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہمیشہ منکرین کی عادت رہی ہے کہ جب کوئی پیغمبر آیا اس کی ہنسی اڑائی ، کبھی مجنون کہا۔ کبھی محض دق کرنے کےلئے لغو اور دور ازکار مطالبے کرنے لگے۔ فرعون نے موسٰی کی نسبت کہا تھا ۔ { اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِی اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ لَمَجْنُوْن } (شعراء رکوع۲) اور
۱۲ ۔ یعنی جو لوگ ارتکاب جرائم سے باز نہیں آتے ہم ان کے دلوں میں اسی طرح استہزاء و تکذیب کی عادت جاگزیں کر دیتے ہیں ۔ جب ان کے دل میں کانوں کے راستہ سے وحی الہٰی جاتی ہے تو ساتھ ساتھ تکذیب بھی چلی جاتی ہے۔

۱۳ ۔ یعنی ہمیشہ یوں ہی جھٹلاتے اور ہنسی کرتے آئے ہیں اور سنت اللہ یہ رہی ہےکہ متمر دین ہلاک و رسوا کئے جاتے رہے اور انجام کار حق کا بول بالا رہا۔

۱۴ ۔ یعنی فرشتوں کا اتارنا اس قدر عجیب نہیں ، اگر ہم آسمان کےدروازے کھول کر خود انہیں اوپر چڑھا دیں اور یہ دن بھر اسی شغل میں رہیں، تب بھی ضدی اور معاند لوگ حق کو تسلیم نہیں کر سکتے ۔ اس وقت کہہ دیں گے کہ ہم پر نظربندی یا جادو کیا گیا ہے شاید ابتداء میں نظر بندی سمجھیں اور آخر میں بڑا جادو قرار دیں۔
۱۵ ۔ "برجوں" سے یہاں بڑے بڑے سیارات مراد ہیں بعض نے منازل شمس و قمر کا ارادہ کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ برج وہ آسمانی قلعے ہیں جن میں فرشتوں کی جماعتیں پہرہ دیتی ہیں۔

۱۶ ۔ یعنی آسمان کو ستاروں سے زینت دی ، رات کے وقت جب بادل اور گردو غبار نہ ہو ۔ بیشمار ستاروں کے قمقموں سے آسمان دیکھنے والوں کی نظر میں کس قدر خوبصورت اور پر عظمت معلوم ہوتا ہے اور غوروفکر کرنے والوں کے لئے اس میں کتنے نشان حق تعالیٰ کی صنعت کاملہ ، حکمت عظیمہ اور وحدانیت مطلقہ کے پائے جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے

۱۷ ۔ یعنی آسمانوں پر شیاطین کا کچھ عمل دخل نہیں چلتا ۔ بلکہ بعثت محمدی کے وقت سے ان کا گذر بھی وہاں نہیں ہو سکتا۔ اب انتہائی کوشش ان کی یہ ہوتی ہےکہ ایک شیطانی سلسلہ قائم کر کے آسمان کے قریب پہنچیں اور عالم ملکوت سے نزدیک ہو کر اخبار غیبیہ کی اطلاعات حاصل کریں ، اس پر بھی فرشتوں کے پہرے بٹھا دیے گئے ہیں کہ جب

۔ یعنی نوکر چاکر ، حیوانات وغیرہ ، جن سے کام اور خدمت ہم لیتے ہیں اور روزی ان کی خدا کے ذمہ ہے۔ ۱۸

۱۹ ۔ یعنی جو چیز جتنی مقدار میں چاہے پیدا کر دے۔ نہ کچھ تعب ہوتا ہے نہ تکان ، ادھر ارادہ کیا ادھر وہ چیز موجود ہو ئی ۔ گویا تمام چیزوں کا خزانہ اس کی لامحدود قدرت ہوئی جس سے ہر چیز حکمت کے موافق ایک معین نظام کے ماتحت ٹھہرے ہوئے اندازہ پر بلا کم و کاست نکلی چلی آتی ہے۔
۲۰ ۔ یعنی برساتی ہوائیں بھاری بھاری بادلوں کو پانی سے بھر کر لاتی ہیں ، ان سے پانی برستا ہے جو نہروں چشموں اور کنوؤں میں جمع ہو کر تمہارے کام آتا ہے خدا چاہتا تو اسے پینے کے قابل نہ چھوڑتا ، لیکن اس نے اپنی مہربانی سےکس قدر شیریں اور لطیف پانی تمہارے بارہ مہینہ پینے کے لئے زمین کے مسام میں جمع کر دیا۔
۲۱ ۔ یعنی نہ اوپر بارش کے خزانہ پر تمہارا قبضہ ہے ، نہ نیچے چشمے اور کنویں تمہارے اختیار میں ہیں۔ خدا جب چاہے بارش برسائے ، نہ تم روک سکتے ہو نہ اپنے حسب خواہش لا سکتے ہو ، اور اگر کنوؤں اور چشموں کا پانی خشک کر دے یا زیادہ نیچے اتار دے کہ تمہاری دسترس سے باہر ہو جائے تو کیسے قابو حاصل کر سکتے ہو۔
۲۲ ۔ یعنی دنیا فنا ہو جائے گی ، ایک خدا اپنی کامل صفات کے ساتھ باقی رہے گا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "ہر کوئی مر جاتا ہے اور اس کی کمائی اللہ کے ہاتھ میں رہتی ہے "۔

۲۳ ۔ یعنی اگلا پچھلا کوئی شخص یا اس کے اعمال ہمارے احاطہ علمی سے باہر نہیں ، حق تعالیٰ کو ازل سےہر چیز کا تفصیلی علم ہے ، اسی کے مطابق دنیا میں پیش آتا ہے اور اسی کے موافق آخرت میں تمام کا انصاف کیا جائے گا۔ (تنبیہ) آگے بڑھنا اور پیچھے رہنا عام ہے ۔ ولادت میں ہو یا موت میں ، یا اسلام میں ، یا نیک کاموں میں ، صفوف صلوٰۃ میں
۲۴ ۔ یعنی ایک ایک ذرہ اس کے علم میں ہے ۔ جب اس کی حکمت مقتضی ہو گی کہ سب کو بیک وقت انصاف کے لئے اکھٹا کیا جائے تو کچھ دشواری نہ ہو گی۔ قبر کی مٹی ، جانوروں کے پیٹ ، سمندر کی تہ ، ہوائی فضا میں یا جہاں کہیں کسی چیز کا کوئی جزء ہو گا ، وہ اپنے علم محیط اور قدرت کاملہ سے جمع کر دے گا۔
۲۵ ۔ آیات آفاقیہ کے بعد بعض آیات انفسیہ کو بیان فرماتےہیں جس کے ضمن میں شاید یہ تنبیہ بھی مقصود ہے کہ جس ذات منبع الکمالات نے تم کو ایسے انوکھے طریقہ سے اول پیدا کیا ، دوبارہ پیدا کر کے ایک میدان میں جمع کر دینا کیا مشکل ہے ۔(تنبیہ)
۲۶ ۔ یعنی لطیف آگ ہوا ملی ہوئی۔ کما قال { وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ } (الرحمٰن رکوع۱) یا یوں کہو تیز ہوا جو آگ کی طرح جلانے والی ہو جسے ہمارے یہاں "لو" کہتےہیں۔ بہرحال آدمیوں کا باپ ایسے مادہ سے پیدا کیا گیا جس میں عنصر ترابی غالب تھا اور جنوں کا باپ اس مادہ سے پیدا ہوا جس میں ناری عنصر کا غلبہ تھا ، ابلیس بھی اسی قسم سے

۲۷ ۔ یعنی آدم کا پتلا ٹھیک کر کے اس قابل کردوں کہ روح انسانی فائض کی جاسکے پھر اس میں جان ڈال دوں جس سے ایک جماد انسان بن جاتا ہے ، اس وقت تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ سب سجدہ میں گر پڑو (تنبیہ) "روح" (جان) کی اضافت جو اپنی طرف کی ، یہ محض تشریف و تکریم اور روح انسانی کا امتیاز ظاہر کرنے کے لئے ہے ۔ یعنی وہ خاص

۔ یعنی جنت سے یا آسمان سے یا اس مقام عالی سے نکل جہاں اب تک پہنچا ہوا تھا۔ ۲۸

۲۹ ۔ یعنی مردود و مطرود ہے یا "رجیم" سے اشارہ اسی طرف ہو جو پہلے گذرا کہ شہب سے شیاطین کا رجم کیا جاتا ہے گویا اس لفظ میں اس کے شبہہ کا جواب دیا گیا کہ تیرا سجود سے انکار کرنا شرف عنصری کی بناء پر نہیں۔ فضل و شرف تو اسی کے لئے ہے جسے خدا تعالیٰ سرفراز فرمائے ۔ ہاں تیرے اباء و استکبار کا منشاء وہ شقاوت ، بدبختی ہے
۳۰ ۔ یعنی قیامت کے دن تک خدا کی پھٹکار اور بندوں کی طرف سے لعنت پڑتی رہے گی۔ اس طرح آنًا فانًا خیر سے بعد تر ہوتا رہے گا۔ جب قیامت تک توفیق خیر کی نہ ہوگی ۔ تو اس کے بعد تو کوئی موقع ہی نہیں کیونکہ آخرت میں ہر شخص وہ ہی کاٹے گا جو یہاں بویا ہے۔ یا یوں کہو کہ قیامت کے دن تک لعنت رہے گی اس کے بعد جو بے شمار قسم

۳۱ ۔ یعنی اس وقت تک تجھے ڈھیل دی جاتی ہے جی کھول کر ارمان نکال لے۔ اس واقعہ کی تفصیل "بقرہ" اور "اعراف" میں گذر چکی ہے۔ ہم نے "اعراف" کے دوسرے رکوع میں اس کے اجزاء پر جو کچھ کلام کیا ہے اسے ملاحظہ کر لیا جائے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

۳۲ ۔ یعنی دنیا کی بہاریں دکھلا کر خواہشات نفسانی کے جال میں پھنساؤں گا۔ اور تیرے مخصوص و منتخب بندوں کےسوا سب کو راہ حق سے ہٹا کر رہوں گا۔ یہ کلمات لعین نے جوش انتقام میں کہے۔ مطلب یہ تھا کہ آپ کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتا ، لیکن جس کی وجہ سے میں دور پھینکا گیا ہوں۔ اپنی قدرت اور بساط کے موافق اس کی نسلوں تک سے بدلہ
۳۳ ۔ یعنی بیشک بندگی اور اخلاص کی راہ سیدھی میرے تک پہنچتی ہے اور یہ ہی میرا صاف اور سیدھا راستہ ہے جس میں کوئی ہیر پھیر نہیں کہ جو بندے عبودیت و اخلاص کی راہ اختیار کریں گے وہ ہی شیطان لعین کےتسلط سے مامون رہیں گے اور جو ملعون کی پیروی کریں گے اس کے ہمراہ دوزخ میں جائیں گے ۔ بعض مفسرین نے { هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ
۳۴ ۔ یعنی بے شک چنے ہوئے بندوں پر جن کا ذکر اوپر ہوا تیرا کچھ زور نہ چلے گا یا یہ مطلب ہو کہ کسی بندے پر بھی تیری زبردستی نہیں چل سکتی ہاں جو خود ہی بہک کر اپنی جہالت و حماقت سے تیرے پیچھے ہو لیا وہ اپنے اختیار سے خراب و برباد ہوا ۔ جیسے پہلے خود شیطان کا مقولہ گذر چکا { وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ
۔ یعنی تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے دوزخ کا جیل خانہ تیار ہے۔ تم سب اسی گھاٹ اتارے جاؤ گے۔ ۳۵

۳۶ ۔ بعض سلف نے { سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ } سے دوزخ کے سات طبقے اوپر نیچے مراد لئے ہیں ، چنانچہ ان کے نام ابن عباس نے یہ بتلائے ہیں ۔ جہنم ، سعیر ، لظیٰ ، محطمہ ، سقر ، جحیم ، ہاویہ ، اور لفظ "جہنم" ایک خاص طبقہ اور مجموعی طبقات دونوں پر اطلاق کیا جاتا ہے بعض کے نزدیک سات دروازے مراد ہیں جن سے الگ الگ دوزخی داخل ہوں گے ۔
۳۷ ۔ جو لوگ کفر و شرک اور معاصی و ذنوب سے پرہیز کرتے ہیں ، وہ حسب مراتب جنت کے باغوں میں رہیں گے جہاں بڑے قرینہ سے چشمے اور نہریں بہتی ہوں گی۔ شیطان کے متبعین کے بعد یہ عباد مخلصین کا انجام بیان فرمایا۔

۳۸ ۔ یعنی فی الحال تمام آفات و عیوب سے صحیح و سالم اور آئندہ ہمیشہ کے لئے ہر قسم کی فکر ، پریشانی ، گھبراہٹ اور خوف و ہراس سے بے کھٹکے ۔

۳۹ ۔ یعنی جنت میں پہنچ کر اہل جنت میں باہم کوئی گذشتہ کدورت باقی نہ رہے گی۔ بالکل پاک و صاف کر کے داخل کئے جائیں گے۔ نہ وہاں ایک کو دوسرے پر حسد ہو گا، بلکہ بھائی بھائی ہو کر انتہائی محبت و الفت سے رہیں گے ، ہر ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور و محفوظ ہو گا، اس کا کچھ بیان سورہ اعراف آٹھویں پارہ کے اخیر ربع میں گذر چکا۔
۴۰ ۔ یعنی عزت و کرامت کے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کریں گے ، ملاقات وغیرہ کے وقت ایسی نشست نہ ہوگی جس میں کوئی آگے کوئی پیچھے ہو۔

۴۱ ۔ حدیث میں ہے کہ جنتیوں سےکہا جائے گا ، اے اہل جنت اب تمہارے لئے یہ ہے کہ ہمیشہ تندرست رہو ، کبھی بیماری نہ ستائے ، ہمیشہ زندہ رہو ، کبھی موت نہ آئے ۔ ہمیشہ آرام سے مقیم رہو ، کبھی سفر کی تکلیف اٹھانی نہ پڑے۔

۴۲ ۔ "مجرمین" اور "متقین" کا الگ الگ انجام بیان فرما کر یہاں تنبیہ کی ہے کہ ہر ایک صورت میں حق تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت و شان کا ظہور ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ اصل سے اپنی تمام مخلوق پر بخشش اور مہربانی کرنا چاہتا ہے اور حقیقت میں اصل مہربانی اسی کی ہے ، تمام دنیا کہ مہربانیاں اس کی مہربانی کا پرتو ہیں ، لیکن جو شخص
۴۳ ۔ "مہمان" اس لئے کہا کہ ابراہیم انہیں مہمان ہی سمجھے ، بعد میں کھلا کہ فرشتے ہیں۔

۴۴ ۔ دوسری جگہ آیا ہے { وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَۃً } یعنی خوف کو دل میں چھپایا تو کہا جائے گا کہ ابتداء میں چھپانے کی کوشش کی ۔ آخر ضبط نہ کر سکے زبان سےظاہر کر دیا ۔ یا یہ مطلب ہو کہ باوجود چھپانے کے خوف کے آثار چہرہ وغیرہ پر اس قدر عیاں تھے گویا کہہ رہے تھے کہ ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ یہ ڈر کس بات کا تھا ؟ اس کی تفصیل

۴۵ ۔ یعنی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ خوش ہونے کا موقع ہے اس بڑھاپے میں ہم تم کو اولاد کی خوشخبری سناتے ہیں۔ اولاد بھی کیسی ؟ لڑکا ، نہایت ہوشیار ، بڑا عالم ، جسے پیغمبرانہ علوم دے کر منصب نبوت پر فائز کیا جائے گا۔ { وَبَشَّرْنَاهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّامِّنَ الصّٰلِحِيْنَ } (صافات رکوع۳)۔
۴۶ ۔ چونکہ غیر متوقع اور غیر معمولی طور پر خوشخبری سنی ، تو اپنی پیرانہ سالی کو دیکھتے ہوئے کچھ عجیب سی معلوم ہوئی۔ انسانی طبعیت کا خاصہ ہے کہ جب آدمی کوئی مسرت انگیز خبر خلاف توقع غیر معمولی طریقہ سے اچانک سنے تو باوجود یقین آ جانے کے اسے خوب کھود کرید کر دریافت کرتا اور لہجہ تعجب کا اختیار کر لیتا ہے، تا خبر دینے

۴۷ ۔ یعنی رحمت الہٰیہ سے نا امید تو عام مسلمان بھی نہیں ہو سکتے ۔ چہ جائیکہ انبیاء علیہم السلام کو معاذ اللہ یہ نوبت آئے ۔ محض اسباب عادیہ اور اپنی حالت موجودہ کے اعتبار سے ایک چیز عجیب معلوم ہوئی ، اس پر میں نے اظہار تعجب کیا ہے کہ خدا کی قدرت اب بڑھاپے میں مجھے اولاد ملے گی ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتےہیں"۔ عذاب سے نڈر
۴۸ ۔ یعنی کیا محض یہ بشات سنانے کے لئے ہی بھیجے گئے ہو ۔ یا کوئی اور مہم ہے جس پر مامور ہو کر آئے ہو۔ غالبًا قرائن سے ابراہیم سمجھے کہ اصل مقصد تشریف آوری کا کچھ اور ہے ۔ ممکن ہے جو خوف انہیں دیکھ کر پیدا ہوا تھا اسی سے خیال گذرا ہو کہ خالص بشارت لانے والوں کو دیکھ کر خوف کےساتھ ضرور کوئی دوسری خوفناک چیز بھی

۴۹ ۔ یعنی وہ باقی کفار کے ساتھ عذاب میں مبتلا رہے گی۔ (تنبیہ) ظاہر یہ ہے کہ { قَدَّرْنَا اِنَّهَالَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ } مقولہ ملائکہ کا ہے جو عذاب لے کر آئے تھے ۔ چونکہ اس وقت وہ قضاءو قدر کا فیصلہ نافذ کرنے کے لئے سرکاری ڈیوٹی پر آئے تھے اس لئے تقدیر ٹھہرانے)کی نسبت نیابۃً اپنی طرف کر دی۔ اور ممکن ہے { قَدَّرْنَا } الخ حق تعالیٰ کا کلام ہو ۔ تب

۵۰ ۔ یا تو یہ مطلب تھا کہ تم مجھے غیر معمولی سے آدمی معلوم ہوتے ہو ، جنہیں دیکھ کر خواہ مخواہ دل کھٹکتا ہے ۔ یہ شاید ویسا ہی کھٹکا ہو گا۔ جو ابراہیم کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ یا یہ غرض ہو کہ تم اس شہر میں اجنبی ہو ، تم کو یہاں کےلوگوں کی خوئے بد معلوم نہیں دیکھئے وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں، یا یہ اس وقت فرمایا جب لوگوں نے فرشتوں
۵۱ ۔ یعنی گھبراؤ مت ۔ ہم آدمی نہیں ہیں ، ہم تو آسمان سے وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ تم سے جھگڑا کرتے تھے ۔ یعنی مہلک عذاب جس کی تم دھمکی دیتے اور یہ انکار کرتے تھے۔

۔ یعنی اب آپ بالکل مطمئن ہو جائیے۔ یہ بالکل پکی اور اٹل بات ہے جس میں قطعًا جھوٹ کا احتمال نہیں۔ ۵۲

۵۳ ۔ یعنی جب تھوڑی رات رہے اپنے گھر والوں کو بستی سے لے کر نکل جائیے اور آپ سب کے پیچھے رہئے تاکہ پورا اطمینان رہے کہ کوئی رہ تو نہیں گیا یا راستہ سے واپس تو نہیں ہوا۔ اس صورت میں آپ کا قلب مطمئن رہے گا اور دلجمعی سے خدا کے ذکر و شکر میں مشغول رہتے ہوئے رفقاء کی دیکھ بھال رکھیں گے ۔ دوسری طرف آپ کے پیچھے
۔ یعنی ملک شام میں یا اور کہیں امن کی جگہ جو خدا نے ان کے لئے مقرر کی ہو گی۔ ۵۴

۵۵ ۔ یعنی لوط کو ملائکہ کے توسط سے ہم نے اپنا قطعی فیصلہ سنا دیا کہ عذاب کچھ دور نہیں۔ ابھی صبح کے وقت اس قوم کا بالکلیہ استیصال کر دیا جائے گا ۔ شاید یہ مطلب ہو کہ صبح ہوتے ہی عذاب شروع ہو جائے گا اور اشراق تک سب معاملہ ختم کر دیا جائے گا کیونکہ دوسری جگہ { مُصْبِحِيْنَ } کے بجائے { مُشْرِقِيْنَ } کا لفظ آیا ہے۔
۵۶ ۔ یعنی جب سنا کہ لوط کے یہاں بڑے حسین و جمیل لڑکے مہمان ہیں تو اپنی عادت بد کی وجہ سے بڑے خوش ہوئے سے مطالبہ کیا کہ ان کو ہمارے حوالے کر دو۔ (تنبیہ) { وَجَاۤءَ اَهْلُ
الْمَدِيْنَةِ } الخ میں "واو" مطلق جمع کے لئے ہیں ، یہاں ترتیب واقعات بیان میں ملحوظ نہیں ۔ سورہ ہود اور اعراف میں یہ
۔ کیونکہ مہمان کی فضیحت میزبان کی رسوائی ہے۔ ۵۷

۵۸ ۔ یعنی خدا سے ڈر کر یہ بے حیائی کے کام چھوڑ دو اور اجنبی مہمانوں کو دق مت کرو۔ آخر میں تم میں رہتا ہوں ، میری آبرو کا تمہیں کچھ پاس کرنا چاہئے میں مہمانوں کی نظر میں کس قدر حقیر ہوں گا جب یہ سمجھیں گے کہ بستی میں ایک آدمی بھی ان کی عزت نہیں کرتا نہ ان کا کہا مانتا ہے۔

۵۹ ۔ یعنی ہم بے آبرو نہیں کرتے آپ خود بے آبرو ہوتے ہیں۔ جب ہم منع کر چکے کہ تم کسی اجنبی کو پناہ مت دو نہ اپنا مہمان بناؤ۔ ہم کو اختیار ہے باہر سے آنے والوں کے ساتھ جس طرح چاہیں پیش آئیں۔ پھر آپ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ خواہ مخواہ ان نوجوانوں کو اپنے یہاں ٹھہرا کر فضیحت ہوئے اس سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ مسافروں کو
۶۰ ۔ یعنی بیشک تم نے مجھ کو اجنبی لوگوں کی حمایت سے روکا ۔ لیکن میں پوچھتا ہوں آخر اس روکنے کا منشاء کیا ہے ؟ یہ ہی نہ کہ میں تمہاری خلاف فطرت شہوت رانی کے راستہ میں حائل ہوتا ہوں۔ تو خود غور کرو کیا قضائے شہوت کےحلال مواقع تمہارے سامنے موجود نہیں جو ایسی بیہودہ حرامکاری کے مرتکب ہوتے ہو ؟ یہ تمہاری بیویاں
۶۱ ۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ خطاب حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے نبی کریم کو ہے۔ یعنی تیری جان کی قسم، لوط کی قوم غفلت اور مستی کے نشہ میں بالکل اندھی ہو رہی تھی ، وہ بڑی لاپروائی سےحضرت لوط کی نصیحت بلکہ لجاجت کو ٹھکرا رہے تھے ان کو اپنی قوت کا نشہ تھا ، شہوت پرستی نے ان کےدل و دماغ مسخ کر دیے تھے ۔ وہ بڑے امن و
۶۲ ۔ اس کے متعلق ہم قریب ہی { دَابِرَ هٰٓؤُلَاۗءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ } کے فائدہ میں کلام کر چکے ہیں ۔ ابن جریج کا قول ہے کہ ہر عذاب جس سے کوئی قوم ہلاک کی جائے "صیحہ" اور صاعقہ کہلاتا ہے۔

۔ اس کی تفصیل سورہ ہود وغیرہ میں گذر چکی۔ ۶۳

۶۴ ۔ "متوسم" اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو بعض ظاہری علامات و قرائن دیکھ کر محض فراست سے کسی پوشیدہ بات کا پتہ لگا لے۔ حدیث میں ہے { اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِاللّٰهِ } بعض روایات میں { وَبِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ } کی زیادت ہے ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرتے رہو ، وہ خدا تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے نور توفیق سے دیکھتا ہے۔ شاید
۶۵ ۔ مکہ سے شام کو جاتے ہوئے اس الٹی ہوئی بستی کے کھنڈر نظر آتے تھے ۔ { وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ } (صافات رکوع۴)

۶۶ ۔ یعنی ان کھنڈرات کو دیکھ کر بالخصوص مومنین کو عبرت ہوتی ہے ، کیونکہ وہ ہی سمجھتے ہیں کہ اس قوم کی بدکاری اور سرکشی کی سزا میں یہ بستیاں الٹی گئیں، مومنین کےسوا دوسرےلوگ تو ممکن ہے انہیں دیکھ کر محض بخت و اتفاق یا اسباب طبعیہ کا نتیجہ قرار دیں۔
۶۷ ۔ بن کے رہنے والے یعنی قوم شعیب شہر "مدین"میں رہتے تھے جس کے نزدیک درختوں کا بن تھا کچھ وہاں رہتے ہوں گے بعض کہتے ہیں اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین دو جداگانہ قومیں ہیں۔ حضرت شعیب دونوں کی طرف مبعوث ہوئے ان لوگوں کا گناہ شرک و بت پرستی ، ڈاکہ اور ناپ تول میں فریب اور دھوکہ کرنا تھا۔ پہلے سورہ ہود و اعراف
۶۸ ۔ یعنی حجاز و شام کے جس راستہ پر قوم لوط کی بستیاں تھیں، وہیں ذرا نیچے اتر کو قوم شعیب کا مسکن تھا دونوں کے آثار رستہ چلنے والوں کو نظر آتے ہیں۔

۶۹ ۔ حجر والےفرمایا ثمود کو ۔ ان کے ملک کا نام حجر تھا جو مدینہ سے شمال کی طرف واقع ہے ان کی طرف حضرت صالح مبعوث ہوئے ۔ ایک نبی کا جھٹلانا سب انبیاء کا جھٹلانا ہے۔

۔ یعنی اونٹنی جو پتھر سے نکالی گئ۔ اور اس کےعلاوہ دوسرے معجزات۔ ۷۰

۷۱ ۔ یعنی دنیوی زندگی پر مغرور ہو کر تکبر و تجبر کی نمائش کے لئے پہاڑوں کو تراش کر بڑے عالیشان مکان بناتے تھے ، گویا کبھی یہاں سےجانا نہیں یہ بھی سمجھتے ہوں گے کہ ایسے مضبوط و مستحکم عمارتوں میں کوئی آفت کہاں پہنچ سکتی ہے۔

۷۲ ۔ یعنی مال و دولت ، مستحکم عمارات ، جسمانی قوت اور دوسرے اسباب و وسائل میں سےکوئی چیز بھی خدا کےعذاب کو دفع نہ کر سکی۔ ان کا قصہ بھی پہلے گذر چکا۔ حدیث میں ہےکہ نبی کریم تبوک جاتےہوئے "وادی حجر" پر سے گذرے آپ نےسر ڈھانپ لیا۔ سواری کی رفتار تیز کر دی اور صحابہ کو فرمایا کہ معذب قوم کی بستیوں پر مت
۷۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہان یوں ہی خالی نہیں پڑا ۔ سر پر ایک مدبر ہے ۔ ہر چیز کا تدارک کرنے والا، مکمل اور آخری تدارک کا نام قیامت ہے اور کفار سے کنارہ کرنے کو فرمایا جب خدا کا حکم پہنچا چکے ، تبلیغ کا فرض ادا کر دیا اور کافر ضد پر اڑے رہے ، تب حکم ہوا کہ زیادہ جھگڑنے سے
۷۴ ۔ جس کو تیرے صبر اور ان کی ایذا کی سب خبر ہے ، ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دےگا ۔ اس آیت میں گویا معاد کی تقریر فرما دی۔ یعنی جس نے ایک مرتبہ پیدا کیا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور جس چیز کے اجزا منتشر ہو گئے ہوں اس کو ہر جز کی خبر ہے ، جہاں کہیں ہو گا سب کو جمع کر دے گا دوسری جگہ فرمایا { اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
۷۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی یہ اتنی بڑی نعمت دیکھ جو تجھ کو عطا ہوئی اور کافروں کی ضد سے خفا نہ ہو (تنبیہ) "سبع مثانی" کے مصداق میں اختلاف ہے ۔ صحیح اور راجع یہ ہی ہے کہ اس سے مراد سورہ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں جو ہر نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہں اور جن کو بطور وظیفہ بار بار پڑھا جاتا ہے ۔ حدیث میں ہے کہ

۷۶ ۔ یعنی مشرکین ، یہود نصاریٰ اور دوسرے دشمنان خدا و رسول کو دنیا کی چند روزہ زندگی کا جو سامان دیا ہے اس کی طرف نظر نہ کیجئے ان ملعونوں کو یہ سامان کیوں دے دیا گیا جس سے ان کی شقاوت و شرارت زیادہ بڑھتی ہے یہ دولت مسلمانوں کو ملتی تو اچھے راستہ میں خرچ ہوتی۔ ان کو تھوڑی دیر مزہ اڑا لینے دو۔ تم کو خدا تعالیٰ نے وہ دولت
۷۷ ۔ غم نہ کھا مسلمان کیوں نہیں ہوتے ۔ آپ فرض تبلیغ ادا کرتے رہیں، معاندین کے پیچھے اپنے کو زیادہ فکر و غم میں مبتلا نہ کیجئے ۔ آپ کی شفقت و ہمدردی کے مستحق مومنین ہیں ان کے ساتھ ملاطفت ، نرم خوئی اور شفقت و تواضع کا برتاؤ رکھئے۔
۷۸ ۔ یعنی کوئی مانے یا نہ مانے۔ میں خدا کا پیام صاف صاف پہنچائے دیتا ہوں اور تکذیب و شرارت کے عواقب کو خوب کھول کر آگارہ کر رہا ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "تیرا کام دل پھیر دینا نہیں ، یہ خدا سے ہو سکتا ہے ۔ جو کوئی ایمان نہ لائے تو غم نہ کھا۔

۷۹ ۔ اس آیت کے معنی کئ طرح کئے گئے ہیں۔ بعض نے کہا کہ مقتسمین (بانٹنے والوں) سے مراد آپ کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ وغیرہ ہیں ، جنہوں نے قرآن کی تقسیم و تحلیل کر رکھی تھی۔ یعنی جو مضمون قرآنی ان کی تحریفات یا آراء و اہواء کے موافق پڑ جائے مان لو ، جو خلاف ہو نہ مانو۔ مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے تجھے "سبع مثانی" اور "قرآن

۸۰ ۔ یعنی کس کی عبادت کی تھی ؟ پیغمبروں کے ساتھ کس طرح پیش آئے تھے ؟ { لَا اِلٰہَ اِلَّااللہ } کو کیوں نہ مانا تھا؟ اس کلمہ کا حق کیوں ادا نہیں کیا تھا ؟ یہ اور اسی قسم کے نہ معلوم کتنے سوالات ہوں گے۔

۸۱ ۔ یعنی کہنے میں کوتاہی نہ کیجئے خوب کھول کر خدائی پیغامات پہنچائیے۔ یہ مشرکین آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

۸۲ ۔ یعنی دنیا و آخرت میں ہم سب ٹھٹھا کرنے والوں سے نبٹ لیں گے ۔ آپ بے خوف و خطر تبلیغ کرتے رہیے آپ کا بال بیکا نہ ہوگا۔

۸۳ ۔ یعنی رسول کے ساتھ استہزاء کرنا اور خدا کے لئے شریک ٹھہرانا، دونوں باتوں کا انجام یہ لوگ دیکھ لیں گے۔

۸۴ ۔ یعنی اگر ان کی ہٹ دھرمی سے دل تنگ ہو تو آپ ان کی طرف سے توجہ ہٹا کر ہمہ تن خدا کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہئے ۔ خدا کا ذکر ، نماز ، سجدہ ، عبادت الہٰی وہ چیزیں ہیں جن کی تاثیر سے قلب مطمئن و منشرح رہتا ہے اور فکر و غم دور ہوتے ہیں ۔ اسی لئے نبی کریم کی عادت تھی کہ جب کوئی مہم بات فکر کی پیش آتی آپ نماز کی طرف
۸۵ ۔ یعنی موت ۔ یقین کا لفظ دوسری جگہ قرآن نے اسی معنی میں استعمال کیا ہے { وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ حَتّٰى اَتَانَا الْيَقِيْن } (مدثر رکوع۲) حدیث میں ایک میت کی نسبت آپ نے فرمایا { اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ وَاِنِّى لَارْجُوْلَهُ الْخَيْر } جمہور سلف نے اس آیت میں "یقین" کو بمعنیٰ موت لیا ہے۔ یعنی مرتے دم تک خدا کی عبادت میں لگے رہئے۔ اندرین رہ
۱ ۔ یعنی خدا کا یہ حکم کہ "پیغمبر کی جماعت غالب و منصور اور حق کے مخالف مغلوب و ذلیل ہوں گے ۔ جنہیں دنیا میں مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں اور آخرت میں براہ راست احکم الحاکمین کے دربار سے شرک و کفر کی سزا ملے گی" ۔ اس حکم کے وقوع کا وقت قریب آ پہنچا ۔ اور قیامت کی گھڑی بھی دور نہیں ہے ۔ جس چیز کا آنا یقینی ہو اسے آئی ہوئی
۲ ۔ یعنی جب حق کا غالب ہونا اور کفر و شرک پر سزا ملنا یقینی ہے تو توحید کی راہ اختیار کرو اور مشرکانہ طور و طریق سے علیحدہ ہو جاؤ ۔ جنہیں تم خدائی کا شریک ٹھہراتے ہو ان میں سے کوئی خدا کے حکم کو ٹال نہیں سکتا نہ عذاب الہٰی کو روک سکتا ہے۔
۳
يَسْلُکُ مِنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا } (جن رکوع۲) میں اشارہ کیا ہے۔

۴ ۔ یہاں "روح" سے مراد وحی الہٰی ہے جو خدا کی طرف سے پیغمبروں کی طرف غیر مرئی طریق پر بطور ایک بھید کے آتی ہے ۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا { يُلْقِى الرُّوحَ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ } (المومن رکوع۲) ایک جگہ قرآن کی نسبت فرمایا { وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا } (شوریٰ رکوع۵)۔ قرآن یا وحی الہٰی کو "روح" سے تعبیر فرمانے میں یہ
۵ ۔ وہ بندے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ ساری مخلوق میں سے اپنی حکمت کے موافق اپنے کامل اختیار سے چن لیتا ہے ۔ { اَللهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ } (انعام رکوع۱۵) { اَللهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاس } (الحج رکوع۱۰)۔

۶ ۔ یعنی توحید کی تعلیم ، شرک کا رد اور تقویٰ کی طرف دعوت ، یہ ہمیشہ سے تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ و متفقہ نصب العین (مشن) رہا ہے ۔ گویا اثبات توحید کی یہ نقلی دلیل ہوئی۔ آگے عقلی دلائل بیان کی جاتی ہیں۔

۷ ۔ یعنی زمین و آسمان کا نظام ایسا درست و استورا بنایا ہے جسے دیکھ کر لا محالہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ تمام کائنات کا سلسلہ صرف ایک ہی مالک مختار کے ہاتھ میں ہونا چاہئیے۔ اگر کئ با اختیار خداؤں کے ہاتھوں میں باگ ہوتی تو یہ محکم انتظام و انضباط اتنی مدت تک ہر گز قائم نہ رہتا ضرور آپس میں ٹکر ہو جاتی۔ بلکہ کئی آزاد خداؤں کی کشمکش
۸ ۔ یعنی علویات و سفلیات کا انتظام درست کر کے تم کو پیدا کیا۔ تم خود اپنی خلقت میں غور کرو تو حق تعالیٰ کی عجیب و غریب صنعت و قدرت کا سبق ملے گا۔ تمہاری اصل کیا تھی ؟ ایک قطرہ بے جان ، جس میں نہ حس و حرکت تھی نہ شعور و اراداہ نہ وہ بات کرنے کے قابل تھا کہ کسی معاملہ میں جھگڑ کر اپنا حق منوا دے یا دوسروں پر غالب آ جائے۔
۹ ۔ یعنی اونٹ ، گائے ، بھیڑ ، بکری ، تمہارے لئے پیدا کئے ۔ ان میں سے بعض کے بال یا اون وغیرہ سے کمبل ، دسے ، ڈیرے خیمے اور سردی سے بچنے کے لئے مختلف قسم کے لباس تیار کرتے ہیں۔ اس کے علاہ کسی کا دودھ پیا جاتا ہے ۔ کسی کو ہل میں چلایا جاتا ہے ۔ گھی ، مکھن وغیرہ کی ساری افراط ان ہی جانوروں کی بدولت ہے۔ ان کے چمڑے
۱۰ ۔ جب ڈھور ڈنگر گھر میں بندھے کھڑے ہوں یا جنگل میں غائب ہوں ، اس وقت انعام الہٰی کا ایسا صاف مظاہرہ نہیں ہوتا۔ ہاں جب چرنے کےلئے گھر سے نکلتے یا شام کو جنگل سے شکم سیر ہو کر گھر کی طرف لوٹتے ہیں اس وقت ایک عجیب رونق اور چہل پہل ہوتی ہے ۔ مالک خود بھی دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور دوسرے لوگ بھی کہتے ہیں کہ
۱۱ ۔ یعنی جہاں تم جریدہ بدون سامان و اسباب کے بڑی مشکل سے پہنچ سکتے تھے یہ جانور تم کو اور تمہارے بھاری بھاری سامانوں کو کھینچ کر لے جاتے ہیں۔ یہ خدا کی کتنی بڑی شفقت اور مہربانی ہے کہ ان حیوانات کو تمہاری خدمت میں لگا دیا اور ان سے کام لینے کی اجازت دی اور بڑی سخت اور مشکل مہمات ان جانوروں کے ذریعہ سے آسان کر
۱۲ ۔ یعنی سواری کرتے ہو اور عزت و شان ظاہر ہوتی ہے (تنبیہ) عرب میں گدھے کی سواری معیوب نہیں وہاں کے گدھے نہایت قیمتی ، خوبصورت تیز رفتار اور قدم باز ہوتے ہیں۔ بعض گدھوں کے سامنے گھوڑے کی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ ایک زندہ دل ہندی نے خوب کہا تھا کہ حجاز میں "گدھا" نہیں "حمار" ہوتا ہے۔
۱۳ ۔ یعنی جن حیوانات کا اوپر ذکر ہوا ، ان کے علاوہ حق تعالیٰ تمہارے انتفاع کے لئے وہ چیزیں پیدا کرتا رہتا ہے اور کرتا رہے گا جنکی تمہیں فی الحال خبر بھی نہیں۔ اس میں وہ سب سواریاں بھی آ گئیں جو قیامت تک بنتی رہیں گی۔

۱۴ ۔ پہلے ذکر فرمایا تھا کہ تم حیوانات کی پیٹھ پر سوار ہوتے ہو اور وہ تم کو مع سامان و اسباب کے سخت اور کٹھن منزلیں طے کرا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بدنی اور حسی سیر و سفر کا حال ہوا۔ اسی کی مناسبت سے اب روحانی اور معنوی سیروسیاحت کی طرف کلام منتقل ہو گیا ۔ یعنی جس طرح زمینی راستے طے کر کے منزل مقصود
۱۵ ۔ یعنی خدا کچھ اس بات سےعاجز نہیں تھا کہ ساری دنیا کو ایک ہی راہ پر لگا دیتا ۔ لیکن اس کی حکمت متقضی نہیں ہوئی کہ سب کو ایک ہی ڈھنگ اختیار کرنے پر مجبور کر دے۔ جیسا کہ ہم پہلے متعدد مواقع میں اس کی تشریح کر چکے ہیں۔
۔ یعنی پینے کے قابل بنایا اور اسی سے درخت ، گھاس وغیرہ نباتات اگائے جس سے تمہارے جانور چرتے ہیں۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی ایک ہی پانی سے مختلف قسم کے پھل اور میوے اگاتا رہتا ہے جن کی شکل و صورت ، رنگ و بو ، مزہ اور تاثیر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ اس میں غور کرنے والوں کے لئے خدا کی قدرت کاملہ اور صنعت غریبہ کا بڑا نشان ہے کہ ایک زمین ایک آفتاب ایک ہوا اور ایک پانی سے کیسے رنگ برنگ کے پھول پھل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔
۱۸ ۔ رات اور دن برابر ایک دوسرے کے پیچھے لگے چلے آتے ہیں تا دنیا کا کاربار چلے اور لوگ سکون و آرام حاصل کر سکیں۔ اسی طرح چاند سورج ایک معین نظام کے ماتحت نکلتے اور چھپتے رہتے ہیں۔ رات ، دن کی آمدو شد اور شمس و قمر کے طلوع و غروب کے ساتھ انسانوں کے بے شمار فوائد وابستہ ہیں۔ بلکہ غور سے دیکھا جائے تو ان کے
۱۹ ۔ یعنی جس بلند و برتر ہستی نے آسمانی چیزوں کو تمہارے کام میں لگایا اسی نے تمہارے فائدہ کے لئے زمین میں مختلف قسم کی مخلوقات پیدا کیں جو ماہیت ، شکل و صورت ، رنگ و بو اور منافع و خواص میں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں اس میں سب حیوانات ، نباتات ، جمادات بسائط و مرکبات شامل ہو گئے۔
۲۰ ۔ یعنی ایسے ٹھاٹھیں مارنے والے خوفناک سمندر کو بھی جسے کے سامنے انسان ضعیف البنیان کی کچھ بساط نہیں تمہارے کام میں لگا دیا کہ اس میں بے تکلف مچھلی کا شکار کر کے نہایت لذیذ اور تروتازہ گوشت حاصل کر تے ہو۔ اور اس کے بعض حصوں میں سےموتی اور مونگا نکالتے ہو جس کے قیمتی زیور تیار کئے جاتے ہیں بھلا سمندر کی
۲۱ ۔ یعنی جہازوں اور کشتیوں پر تجارتی مال لاد کر ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک براعظم سے دوسرے بر اعظم میں پہنچاؤ اور خدا کے فضل سے بڑی فراخ روزی حاصل کرو ، پھر خدا کا احسان مان کر اس کی نعمتوں کے شکر گذار رہو۔
۲۲ ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے زمین پر بھاری پہاڑ رکھ دیے۔ تا زمین اپنی اضطرابی حرکت سے تم کو لے کر بیٹھ نہ جائے۔ روایات و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین ابتدائے آفرینش میں مضطربانہ طور پر ہلتی اور کانپتی تھی ۔ خدا تعالیٰ نے اس میں پہاڑ پیدا کئے جن سے اس کی کپکپی بند ہوئی۔ آج کل جدید سائنس نے بھی اقرار کیا ہے کہ پہاڑوں کا وجود بڑی
۲۳ ۔ یعنی ندیوں اور نہروں کا سرچشمہ کہیں پہاڑوں میں ہوتا ہے لیکن وہ میدانوں اور پہاڑوں کو قطع کرتی ہوئی سینکڑوں ہزاروں میل کی مسافت پر خدا کے حکم سے ان بستیوں تک پہنچتی ہیں جن کا رزق ان کے پانی سے متعلق کیا گیا ہے۔

۔ یعنی ایک ملک سےدوسرے ملک جا سکو۔ ۲۴

۲۵ ۔ یعنی پہاڑ ، چشمے ، درخت ، ریت کے ٹیلے غرض مختلف قسم کی علامیتیں قائم کر دی ہیں جن سے مسافروں کے قافلے ٹھیک راستہ کا سراغ نکال سکیں۔ میں نے خود بعض اعراب (بدوؤں) کو دیکھا کہ مٹی سونگھ کر راستہ کا پتہ لگا لیتے ہیں۔
۲۶ ۔ یعنی رات کے وقت دریا اور خشکی کےسفر میں بعض ستاروں کے ذریعہ سے راستہ کا پتہ لگا لیا جاتا ہے ۔ "قطب نما" سے جو رہنمائی ہوتی ہے وہ بھی بالواسطہ ستارہ سے تعلق رکھتی ہے۔

۲۷ ۔ یعنی سوچنا چاہئے یہ کس قدر حماقت ہے کہ جو چیزیں ایک مکھی کا پر اور مچھر کی ٹانگ بلکہ ایک جو کا دانہ یا ریت کا ذرہ پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں ، انہیں معبود و مستعان ٹھہرا کر خداوند قدوس کے برابر کر دیا جائے ۔ جو مذکورہ بالا عجیب و غریب مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور ان کے محکم نظام کو قائم رکھنے والا ہے۔ اس گستاخی کو
۲۸ ۔ یعنی جو نعمتیں اوپر بیان ہوئیں "مشتے نمونہ از خروارے" تھیں۔ باقی خدا کی نعمتیں تو اس قدر ہیں۔ جن کا تم کسی طرح شمار نہیں کر سکتے۔

۲۹ ۔ یعنی ان بیشمار نعمتوں کا شکر پوری طرح کس سے ادا ہو سکتا تھا۔ لہذا ادائے شکر میں جو کوتاہی رہ جاتی ہے خدا اس سے درگذر کرتا اور تھوڑے سے شکر پر بہت سا اجر عطا فرما دیتا ہے۔ یا یہ کہ کفران نعمت کے بعد جو شخص توبہ کر کے شکر گذار بن جائے ۔ حق تعالیٰ اس کی پچھلی کوتاہیوں کو بخشتا اور آئندہ کے لئے رحمت مبذول
۳۰ ۔ یعنی حق تعالیٰ تمام ظاہری و باطنی احوال سے خبردار ہے ، وہ خوب جانتا ہے کہ کون شخص اس کی نعمتوں پر کس حد تک دل سے اور کس حد تک جوارح سے شکرگذار بنتا ہے اور کون ایسا ہے جس کا ظاہر و باطن ادائے حق نعمت سے خالی رہتا ہے ، یا مذکورہ بالا دلائل و نعم کو سن کر کون ہے جو سچے دل سے اس پر ایمان لاتا ہے اور کون
۳۱ ۔ خدا تو وہ ہے جس کے عظیم الشان اور غیر محصور انعامات کا اوپر تذکرہ ہوا۔ اب مشرکین کی حماقت ملاحظہ ہو کہ ایسے عالم الکل اور خدا کا شریک ان چیزوں کو ٹھہرا دیا۔ جو ایک گھاس کا تنکا پیدا نہیں کر سکتیں ، بلکہ خود ان کا وجود بھی خدا کا پیدا کیا ہوا ہے۔
۳۲ ۔ یعنی جن چیزوں کو خدا کےسوا پوجتے ہیں سب مردے (بے جان) ہیں ۔ خواہ دوامًا مثلاً بت ۔ یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام و مآل کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح ، روح القدس اور ملائکۃ اللہ جنکی بعض فرقے پرستش کرتے تھے بلکہ جن و شیطان بھی جن کو بعض ممسوخ الفطرت پوجتے ہیں
۳۳ ۔ یعنی یہ عجیب خدا ہیں جنہیں کچھ خبر نہیں کہ قیامت کب آئے گی اور وہ خود یا ان کے پرستار کب حساب و کتاب کے لئے اٹھائے جائیں گے۔ ایسی بے جان اور بے خبر ہستیوں کو خدا بتلانا انتہا درجہ کی حماقت اور جہل ہے۔

۳۴ ۔ یعنی جو دلائل و شواہد اوپر بیان ہوئے ایسے صاف اور واضح ہیں جس میں ادنیٰ غور کرنے سے انسان توحید کا یقین کر سکتا ہے لیکن غور و طلب تو وہ کرے جسے اپنی عاقبت کی فکر اور انجام کا ڈر ہو ۔ جن کو بعدالموت کا یقین ہی نہیں نہ انجام کی طرف دھیان ہے وہ دلائل پر کب کان دھرتے اور ایمان و کفر کے نیک و بد انجام کی طرف کب
۳۵ ۔ یعنی خوب سمجھ لو کبر و غرور کوئی اچھی اور پسندیدہ چیز نہیں ، اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ توحید کا انکار جو تم دلوں میں رکھتے ہو اور غرور و تکبر جس کا اظہار تمہاری چال ڈھال اور طور و طریق سے ہو رہا ہے، سب خدا کے علم میں ہے۔ وہ ہی ہر کھلے چھپے جرم کی سزا تم کو دے گا۔
۳۶ ۔ یعنی ناواقف اشخاص بغرض تحقیق یا واقف لوگ ازراہ امتحان جب ان مکذبین سے کہتے ہیں یا وہ مکذبین خود آپس میں ایک دوسرے سے ازراہ تمسخر و استہزاء سوال کرتے ہیں کہ "کہو ! تمہارے رب نے کیا چیز اتاری ہے ؟ مطلب یہ کہ قرآن جسے پیغمبر علیہ السلام خدا کا اتارا ہوا بتلاتے ہیں تمہاے نزدیک کیا چیز ہے اور محمد اس دعوے میں کہاں
۳۷ ۔ یعنی اس کہنے سے غرضیہ ہے کہ (معاذ اللہ) قرّن عزیز کو بے وقعت ٹھہرا کر اپنے ساتھ دوسروں کو گمراہ کریں اور اس طرح اپنے کفر و ضلال کی پوری پوٹ کے ساتھ کچھ بوجھ ان لوگوں کے اضلال و اغواء کا بھی سر پر رکھیں۔ جنہیں اپنی نادانی اور جہالت سےگمراہ کر رہے ہیں۔ خیال کرو کیس بدی کی پوٹ سر پر رکھ رہے ہیں۔ حدیث میں ہے ۔ {
۳۸ ۔ یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے اور پیغام حق کو پست کرنے کی جو تدبیریں آج کی جارہی ہیں ان سے پہلے دوسری قومیں بھی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ایسی تدبیریں کر چکی ہیں انہوں نے مکر و تلبیس کے بڑے اونچے محل کھڑے کر دیے ۔ پھر جب خدا کا حکم پہنچا تو اس نے پکڑ کر بنیادیں ہلا دیں آخر عذاب الہٰی کے ایک جھٹکہ میں ان کے
۳۹ ۔ یعنی جن شرکاء کی حمایت میں ہمارے پیغمبروں سے ہمیشہ لڑتے جھگڑتے تھے آج وہ کہاں ہیں۔ تمہاری مدد کو کیوں نہیں آتے ۔ { هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْيَنْتَصِرُوْنَ } (شعراء رکوع۵) { فَمَالَه مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ } (طارق رکوع۱) یہ کہنا ہی ان کو رسوا کرنا ہے ۔ یا رسوائی سے مراد جہنم میں داخل کرنا اور ان کی خفیہ مکاریوں کا پردہ فاش کرنا ہے۔ { اِنَّکَ
۴۰ ۔ یعنی وہ تو کیا جواب دے سکتے۔ البتہ انبیاء علیہم السلام اور دوسرے با خبر لوگ اس وقت ان مکار دغابازوں کو سنا کر کہیں گے کہ دیکھ لیا جو ہم کہا کرتے تھے آج کے دن ساری برائی اور رسوائی صرف منکرین حق کے لئے ہے۔

۴۱ ۔ یعنی شرک و کفر اختیار کر کے اپنے حق میں برا کرتے رہے۔ آخر اسی حالت میں موت کے فرشتے جان نکالنے کو آگئے۔ خلاصہ یہ کہ خاتمہ حالت کفر و شرک پر ہوا ۔ العیاذ باللہ۔

۴۲ ۔ یعنی اس وقت ساری فوں فاں نکل جائے گی ۔ جو شرارت و بغاوت دنیا میں کرتے تھے سب کا انکار کر کے اطاعت و وفاداری کا اظہار کریں گےکہ ہم نےکبھی کوئی بری حرکت نہیں کی
كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَىْءٍ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ
۴۳ ۔ یعنی کیا جھوٹ بول کر خدا کو فریب دینا چاہتے ہو ؟ جس کے علم میں تمہاری ساری حرکات ہیں آج تمہارا کوئی مکر اور جھوٹ خدائی سزا سے نہیں بچا سکتا۔ وقت آ گیا ہے کہ اپنے کرتوت کا مزہ چکھو۔

۴۴ ۔ یہ مستکبرین کا مقابلہ میں متقین (پرہیز گاروں) کا حال بیان فرمایا کہ جب ان سے قرآن کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز اتاری تو نہایت عقیدیت و ادب سے کہتے ہیں کہ "نیک بات جو سراپا خیر و برکت ہے" ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس نے بھلائی کی دنیا میں اسے بھلائی کا خوشگوار پھل مل کر رہے گا ۔ خدا کے
۴۵ ۔ یعنی آخرت کی بھلائیوں اور نعمتوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے ۔ دنیا و مافیہا کی نعمتیں وہاں کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

۴۶ ۔ یعنی جنتی جس قسم کی جسمانی راحت اور روحانی مسرت چاہیں گے وہاں حاصل ہو گی ۔ { وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَ نْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ }۔

۔ یعنی ان تمام لوگوں کو جو کفر و شرک اور فسوق و عصیان سے پرہیز کرتے ہیں ۔ ایسا اچھا بدلہ ملے گا۔ ۴۷

۴۸ ۔ یعنی ان کی جانیں موت کے وقت کفر و شرک کی نجاست سے پاک اور فسق و فجور کے میل کچیل سے صاف رہیں۔ اور حق تعالیٰ کی صحیح معرفت و محبت کی وجہ سے نہایت خوشدلی اور انشراح بلکہ اشتیاق کےساتھ اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کی۔
۴۹ ۔ ایک حیثیت سے روحانی طور پر تو انسان مرنے کے بعد ہی جنت یا دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے ۔ ہاں جسمانی حیثیت سے پوری طرح دخول، حشر کے بعد ہو گا۔ ممکن ہے اس بشارت میں دونوں قسم کے دخول کی طرف اشارہ ہو۔

۵۰ ۔ یعنی تمہارا عمل سبب عادی ہے دخول جنت کا ۔ باقی سب حقیقی رحمت الہٰیہ ہے کہ حدیث میں آیا { اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ }

۵۱ ۔ جنت کی خوبیاں اور اس کا تفوق و امتیاز بیان فرمانے کے بعد ان غافلوں کو تنبیہ کی جاتی ہے جو محض دنیوی سامانوں پر مست ہو کر آخرت کو بھلائے بیٹھے ہیں اور اپنا کام سدھارنے کی کوئی فکر نہیں کرتے ۔ یعنی کیا یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ جس وقت فرشتے جان نکالنے کو آ جائیں گے یا خدا کے حکم کے موافق قیامت قائم ہو جائے گی ،
۵۲ ۔ یعنی اگلے معاندین بھی اسی طرح غرور و غفلت کےنشے میں پڑے رہے تھے ، باطل پرستی میں تمادی ہوتی رہی ، توبہ کے وقت توبہ نہ کی ، اخیر تک انبیاءکی تکذیب و مخالفت پر تلے رہے اور ان کی باتوں کی ہنسی اڑاتے رہے۔ آخر جو کیا تھا سامنے آیا اور عذاب الہٰی وغیرہ کی جن خبروں سے ٹھٹھا کیا کرتے تھے وہ آنکھوں سے دیکھ لیں۔ ان کا
۵۳ ۔ یہاں سے ان باطل اعذار اور لچر پوچ دلائل کا رد شروع کرتے ہیں جو مشرکین اپنے شرک اور اعمال شرکیہ کا جواز و استحسان ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے خلاصہ یہ ہے کہ اگر غیر اللہ کی پرستش یا بعض جانوروں (مثلا بحیرہ سائبہ وغیرہ) کو حرام ٹھہرا لینا برے اور بے سند کام ہوتے ہیں جنہیں خدا پسند نہ کرتا ، تو ہم کر کرنے کیوں دیتا۔
۵۴ ۔ یعنی مشرکین کا یہ کہنا غلط ہے کہ خدا کی طرف سے روکا نہیں گیا۔ ابتدائے آفرینش سے آج تک حسب ضرورت و مصلحت حق تعالیٰ انبیاء کو بھیجتا رہا ہے جن کا کام ہی یہ تھا کہ لوگوں کو شرک و اعمال شرکیہ سے روکیں اور صاف صاف اعلان کریں کہ خدا تعالیٰ کو کیا کام پسند ہیں کیا ناپسند ، اور ان میں سے ہر ایک کا انجام کیا ہے ۔ باقی یہ کہ
۵۵ ۔ یعنی اپنے اپنے وقت پر ۔ پھر آخر میں پیغمبر عربی کو رسول الثقلین بنا کر بھیجا ۔ (تنبیہ) اس آیت سے لازم نہیں آتا کہ ہر قوم اور بستی میں رسول بلاواسطہ بھیجا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک نبی کسی قوم میں اٹھایا جائے اور اس کے نائب جنہیں "ہادی" و "نذیر" کہا جا سکتا ہے دوسری اقوام میں بھیجے جائیں۔ ان کا بھیجنا گویا بالواسطہ اسی پیغمبر کا
۵۶ ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں "ہُڑدنگا وہ جو ناحق سرداری کا دعویٰ کرے کچھ سند نہ رکھے ۔ ایسے کو "طاغوت" کہتے ہیں بت ، شیطان اور زبردست ظالم سب اس میں داخل ہیں۔

۵۷ ۔ یعنی جس کو قصور استعداد اور سوئے اختیار کی بناء پر خدا گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا نہ اسے خدائی سزا سے کوئی بچا سکتا ہے۔ آپ کا ان کی ہدایت پر حریص ہونا بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا ۔ پھر آپ ان کے غم میں اپنے کو اس قدر کیوں گھلاتےہیں۔
۔ یعنی موت کے بعد دوسری زندگی ہی نہیں پھر عذاب کا کیا ڈر۔ سب ڈھکوسلے ہیں۔ ۵۸

۵۹ ۔ یعنی تمہارے انکار اور اٹکل پچو قسمیں کھانے سے خدا کا پکا وعدہ ٹل نہیں سکتا ، وہ تو ہو کر رہے گا۔ البتہ تم ایسی حقائق ثابتہ کا انکار کر کے اپنے جہل کا ثبوت دے رہے ہو ۔ جو شخص خدا کے علم محیط اور شئون قدرت و حکمت ، تکوین کے راز اور اس کی غرض و غایت سے آگاہ ہو گا وہ کبھی بعث بعدالموت کا انکار نہیں کر سکتا سچ
۶۰ ۔ یعنی معاد (قیامت وغیرہ کا آنا) عین حکمت ہے ۔ اگر موت کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو دنیا میں جو مختلف اعمال و احوال پائے جاتے ہیں ان کے صاف اور مکمل نتائج کیسےظاہر ہو نگے۔ یہاں کے جھگڑوں کا دوٹوک فیصلہ تو وہیں ہو گا اور اس وقت منکرین معلوم کر لیں گے کہ قسمیں کھا کر جن باتوں کا انکار کرتے تھے وہ سچی تھیں اور قسم
۶۱ ۔ پھر مردوں کو دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے۔ (تنبیہ) { کُنْ فَیَکُوْن } کی بحث پارہ الم رکوع { وَقَالَتِ الْیَھُود } الخ میں ملاحظہ کر لی جائے غرض صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ایک سیکنڈ کے لئے بھی مراد کا تخلف نہیں ہو سکتا ۔ ارادہ کے بعد مراد کا نہایت سہولت و سرعت سے فورًا واقع ہونا اور کسی مانع و عائق کا مزاحمت
۶۲ ۔ یعنی سلسلہ مجازات (طاعت و معصیت کا پورا نتیجہ ظاہر کرنے) کے لئے بعث الموت ضروری ہے ۔ بہت سے خدا کے وفادار بندے مصائب و شدائد جھیلتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں ، کیا ان کی قربانیاں ضائع کی جا سکتی ہیں ؟ ہر گز نہیں جن لوگوں نے حق کی حمایت اور خدا کی رضا جوئی کے لئے ظالموں کی سختیاں برداشت کیں اور
۶۳ ۔ یعنی کسی ظلم اور سختی سے نہیں گھبرائے ۔ وطن محبوب اور خویش و اقارب کے چھوٹنے کی پروا نہ کی رضائے الہٰی کے راستہ سے ذرا قدم نہیں ڈگمگایا ۔ ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے ہو رہے ۔ خالص اسی کی امداد اور اٹل وعدوں پر بھروسہ کیا ۔ یہاں تک کہ دیکھ لیا کہ جو خدا کا ہو رہتا ہے کسی طرح خدا اس کا ہو جاتا ہے۔
۶۴ ۔ یعنی پیغمبر کے مظلوم ساتھیوں کو جب وہ صبر و توکل کی راہ میں ثابت قدم ہوں ، دارین میں غالب و منصور کرنا ہماری کوئی نئی بات نہیں۔ پہلے بھی ہم نے انسانوں میں سے رسول بھیجے جن کا کام یہ تھا کہ خدا کے احکام اور نیکی بدی کے انجام سے لوگوں کو خبردار کر دیں۔ اب اگر تمہیں معلوم نہیں تو جاننے والوں سے جو امم سابقہ اور ان کے
۶۵ ۔ یعنی معجزات اور وہ علوم جو اوراق میں لکھے جاتےہیں۔

۶۶ ۔ "یاداشت" سے مراد ہے قرآن کریم جو اگلی امتوں کے ضروری احوال و شرائع کا محافظ انبیائے سابقین کےعلوم کا جامع ، اور ہمیشہ کے لئے خدائی احکام اور فلاح دارین کے طریقوں کو یاد دلانے والا اور خواب غلفت سے بیدار کرنے والا ہے ۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح پہلے رسول بھیجے گئے ، کتابیں اتاری گئیں ، آج تم کو (اے محمد) ہم نے ایسی
۶۷ ۔ یعنی حضور کا کام مضامین قرآن کو کھول کر بیان کرنا اور لوگوں کا کام اس میں غور و فکر کرنا ہے۔

۶۸ ۔ یعنی اگلے انبیاء اور ان کی قوموں کا حال سننے اور قرآن ایسی مکمل یاداشت پہنچ جانے کے بعد بھی کیا کفار مکہ حق کے مقابلہ میں اپنی مکاریوں اور داؤ فریب سے باز نہیں آتے ۔ کیا یہ امکان نہیں کہ خدا انہیں قارون کی طرح زمین میں دھنسا دے۔ یا ایسی طرف سے کوئی آفت بھیجدے جدھر سے انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ چنانچہ "بدر" میں مسلمان
۶۹ ۔ یعنی یہ بھی ضرورت نہیں کہ پہلے سے کچھ اہتمام کیا جائے یا فوجیں مقابلہ کے لئے روانہ کی جائیں۔ خدا تو اس پر بھی قادر ہے کہ تمہیں چلتے پھرتے کام کاج کرتے یا بستروں پر کروٹیں بدلتے ہوئے ایک دم پکڑ لے اور بالکل عاجز و بے بس کر دے ۔ اس کو سب قدرت ہے ۔ وہ تم کو عاجز کر سکتا ہے۔ تم اسے نہیں تھکا سکتے۔
۷۰ ۔ یعنی اچانک نہ پکڑے ۔ بلکہ آگاہ کرنے اور مبادی عذاب بھیجنے کے بعد ایسی حالت میں پکڑ لے جبکہ لوگ اطلاع پا کر اور آثار عذاب دیکھ کر طبعًا خوف کھا رہے ہوں یا آس پاس کے لوگوں کو آفات سماویہ میں مبتلا دیکھ کر ڈر رہے ہوں لیکن یہ خوف محض طبعی ہو ۔ ندامت اور توبہ کے ساتھ نہ ہو جو دافع عذاب ہو سکتا ہے بعض نے "تخوف" کے
۷۱ ۔ یعنی خدا سب کچھ کر سکتا ہے مگر کیوں نہیں کرتا۔ اس کی نرمی اور مہربانی مانع ہے کہ مجرمین پر فورًا عذاب نازل کر دے ، اس کی رافت و رحمت مقتضی ہے کہ مجرمین کو مہلت اور اصلاح کا موقع دیا جائے یا یہ جملہ صرف { یَاخُذُھُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ } سے متعلق ہے بحالیکہ { تَخَوُّفٍ } کو بمعنی "تنقص" لیا جائے ۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ آہستہ آہستہ کم
۷۲ ۔ یعنی جب تکوینی طور پر ہر چیز خدا کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے ۔ حتّٰی کہ سایہ دار چیزوں کا سایہ بھی اسی کے حکم اور قانون قدرت کےموافق گھٹتا بڑھتا اور ادھر یا ادھر ڈھلتا رہتا ہے پھر ایسے قدرت والے خدا کو عذاب بھیجنے سے کونسی طاقت روک سکتی ہے ۔ آدمی کو چاہئے کہ باختیار خود اس کے احکام تشریعیہ کے سامنے
۷۳ ۔ پہلے کھڑی چیزوں کا جو سایہ دار ہوں سجدہ بیان ہوا تھا ، یہاں عام جانداروں بالخصوص فرشتوں کا سجدہ بیان کر کے متنبہ فرمایا کہ ایسی مقرب و معظم ہستیاں بھی اس کے آگے سر بسجود ہیں کوئی شیخی یا غرور ان میں نہیں ، جو اپنے مالک کے سامنے سر جھکانے سے رکے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر
۷۴ ۔ یعنی فرشتے باجود اس قدر قرب و وجاہت کے اپنے رب کے جلال سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم پاتےہیں فورًا بجا لاتےہیں موضح القرآن میں ہے کہ "ہر بندہ کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپ کو نیچے سمجھتا ہے ، یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے اور سب کا۔
۷۵ ۔ یعنی جب تمام آسمانی و زمینی مخلوق ایک خدا کے سامنے بے اختیار سر بسجود اور عاجز و مقہور ہے ، پھر عبادت میں کوئی دوسرا شریک کہاں سے آ گیا جو سارے جہان کا ملک و مطاع ہے تنہا اسی کی عبادت ہونی چاہئے اور اسی سے ڈرنا چاہئے۔
۷۶ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللہِ یَبْغُوْنَ وَلَہ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالَارْضِ طَوْعًا کَرْھًا وَاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ } (آل عمران رکوع۹) یا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ اسی کی عبادت کرنا لازم ہے { اَلَا لِلہِ الدِّیْنُ الْخَالِصْ } (زمر رکوع۱) اور بعض نے "دین" کو "جزاء" کے معنی میں لیا ۔ یعنی نیک و بد کا دائمی بدلہ

۷۷ ۔ یعنی سب بھلائیاں اور نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں اور ہر ایک برائی یا سختی کا دفع کرنا بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ چنانچہ جب کوئی سخت مصیبت انسان کو چھو جاتی ہے تو کٹر سے کٹر مشرک بھی اس وقت سب سہارے چھوڑ کر خدا کو پکارنے لگتا ہے گویا فطرت انسانی شہادت دیتی ہے کہ مصائب اور سختیوں سے بچانا خدائے واحد کے سوا

۷۸ ۔ یعنی جہاں سختی دور ہوئی ، منعم حقیقی کو بھلا بیٹھے ۔ اور نہایت بے حیائی سے خدائی کے حصے بخرے کرنے لگے ۔ شرم نہ آئی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے عاجز ہو کر کسے پکار رہے تھے ۔ نہ محسن حقیقی کا احسان مانا نہ یہ اندیشہ کیا کہ ناشکری کی سزا میں پکڑے جائیں گے ، یا کم از کم کفران نعمت سلب نعمت کا موجب ہو جائے گا۔ گویا
۷۹ ۔ یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں ، مواشی میں ، تجارت میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی نیاز ٹھہراتے ہیں (موضح القرآن) جیسا کہ مشرکین عرب کا دستور تھا جس کا ذکر آٹھویں پارہ کے تیسرے رکوع میں گذر چکا ۔ { مَالَا يَعْلَمُوْنَ } سے مراد وہ ہی اصنام وغیرہ ہیں جنہیں مشرکین جہالت اور بے خبری سے معبود یا مالک نفع و ضرر سمجھتے
۸۰ ۔ یعنی قیامت میں ان افتراء پردازیوں کی تم سے ضرور باز پرس ہو گی۔ خدا کے دیے ہوئے مال میں کیا حق تھا کہ دوسروں کوشریک وسہیم بناؤ (باقی کسی کو ثواب پہنچانے کا مسئلہ جدا گانہ ہے وہ اس آیت کے تحت میں داخل نہیں)۔

۸۱ ۔ یعنی وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے لئے اولاد ثابت کی جائے ۔ خاص کر بیٹیاں۔ تعجب ہے کہ لوگ حق تعالیٰ کی نسبت ایسی جرأت کس طرح کرتے ہیں۔ اس آیت میں "بنو خزاعہ" کا رد ہوا جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے ۔ (العیاذ باللہ)۔
۔ یعنی خود اپنے لئے بیٹیاں دیئے جانے پر رضامند نہیں جب مانگیں گے بیٹا مانگیں گے۔ ۸۲

۸۳ ۔ یعنی ان میں سے کسی کو اگر خبر دی جائے کہ تیرے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو نفرت و غم سے تیوری چڑھ جائے اور دن بھر ناخوشی سے چہرہ بے رونق اور دل گھٹتا رہے کہ یہ ناشدنی مصیبت کہاں سے سر پر آئی۔

۸۴ ۔ یعنی رسمی ننگ و عار کے تصور سے کہ لڑکی زندہ رہی تو کسی کو داماد بنانا پڑے گا۔ لوگوں کو منہ دکھانا نہیں چاہتا ادھر ادھر چھپتا پھرتا ہے۔

۸۵ ۔ یعنی شب و روز ادھیڑ بن میں لگا ہوا ہے اور تجویزیں سوچتا ہے کہ دنیا کی عار قبول کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں اتار دے ، یعنی ہلاک کر ڈالے۔ جیسا کہ جاہلیت میں بہت سے سنگدل لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے یا زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔ اسلام نے آ کر اس رسم قبیح کو مٹایا اور ایسا قلع قمع کیا کہ اسلام کے بعد سارے ملک میں اس
۸۶ ۔ لڑکیوں کے متعلق جو ظالمانہ فیصلہ انکا تھا اس سے زیادہ بڑا فیصلہ یہ ہے کہ خدا کے لئے اولاد تجویز کریں ، پھر اولاد بھی "اناث" جس سے خود اتنا گھبراتے ہیں ۔ گویا اچھی چیز ان کے لئے اور ناقص خدا کے لئے ہے (العیاذ باللہ)۔
۸۷ ۔ یعنی مشرکین جنہیں اپنے ظلم اور گستاخیوں کے انجام پر یقین نہیں ۔ بری مثال یا بری صفت و حالت ان ہی کی ہے ۔ وہ ہی اولاد کے محتاج ہیں ۔ دکھ اور ضعیفی وغیرہ میں کام آنے کے لئے ان کو لڑکوں کا سہارا چاہئے۔ دفع عار یا افلاس وغیرہ کے ڈر سے لڑکیوں کو ہلاک کرنا ان کا شیوہ ہے۔ آخر میں ظلم و شرک وغیرہ کا جو برا انجام ہونا چاہئے اس
۸۸ ۔ یعنی زبردست تو ایسا ہے کہ تمہاری گستاخیوں کی سزا ہاتھوں ہاتھ دے سکتا ہے۔ لیکن فورًا سزا دینا اس کی حکمت کےمناسب نہیں ۔ لہٰذا ڈھیل دی جاتی ہے کہ اب بھی باز آ جائیں اور اپنا رویہ درست کر لیں۔

۸۹ ۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ لوگوں کی گستاخی اور ناانصافی پر دنیا میں فورًا پکڑنا اور سزا دینا شروع کر دے تو چند گھنٹے بھی زمین کی یہ آبادی نہیں رہ سکتی کیونکہ دنیا میں بڑا حصہ ظالموں اور بدکاروں کا ہے۔ اور چھوٹی موٹی خطاء و قصور سے تو کوئی خالی ہو گا ؟ { كُلُّكُمْ خَطَّاؤُنَ } جب خاطی و بدکار فورًا ہلاک کر دیے گئے تو صرف
۹۰ ۔ یعنی جو چیزیں بری سمجھ کر اپنے لئے پسند نہیں کرتے مثلاً بیٹیاں یا اپنی مِلک میں کسی اجنبی کی شرکت یا استہزاء و استخفاف کا معاملہ وہ خداوند قدوس کے لئے ثابت کرتے ہیں۔

۹۱ ۔ یعنی باوجود ایسی گستاخویں کے زبان پر یہ جھوٹا دعویٰ ہے کہ ہم تو دنیا میں بھی بھلی چیزوں کے لائق ہیں۔ اور اگر آخرت وغیرہ کے قصے سچے ہوئے تو وہاں بھی خوب چین اڑائیں گے۔ { وَلَئِنْ اَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَا اَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْ اِنَّ لِيْ عِنْدَه لَلْحُسْنٰى } (حٰمۤ السجدہ رکوع۶)۔
۹۲ ۔ یعنی ان گستاخیوں کےساتھ ایسی باطل آرزوئیں رکھنا ہی اس کی دلیل ہے کہ ان کےلئےکوئی خوبی اور بھلائی تو کیا ہوتی ، البتہ دوزخ تیار ہے جس کی طرف وہ بڑھائے جارہے ہیں اور جہاں پہنچ کر گویا بالکل بھلا دیے جائیں گے ۔ یعنی ابدالآباد تک کبھی مہربانی کی نظر ان پر نہ ہو گی ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ان کو فرمایا جو ناکارہ
۹۳ ۔ کفار مکہ کی گستاخیوں اور لغو و بیہودہ دعاوی کا ذکر کر کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ ان کی حرکتوں سے دلگیر اور رنجیدہ نہ ہوں۔ ہم نے آپ سے پہلے بھی مختلف امتوں کی طرف پیغمبر بھیجے ہیں لیکن ہمیشہ یہ ہی ہوا کیا کہ شیطان لعین مکذبین کو ان کے عمل اچھے کر کے دکھلاتا رہا۔ اور وہ برابر شرارت میں بڑھتے

۹۴ ۔ یعنی قرآن صرف اس لئے اتارا گیا ہے کہ جن سچے اصولوں میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور جھگڑے ڈال رہے ہیں (مثلاً توحید و معاد اور احکام حلال و حرام وغیرہ) ان سب کو وضاحت و تحقیق کے ساتھ بیان کر دے۔ کوئی اشکال و خفا باقی نہ رہے۔ گویا نبی کریم بذریعہ قرآن تمام نزاعات کا دو ٹوک فیصلہ سنا دیں اور بندوں پر خدا کی حجت تمام کر
۹۵ ۔ یعنی فیصلہ اور بیان تو سب کے لئے ہے لیکن اس کی ہدایت سے منتفع ہونا اور رحمت الہٰیہ کی آغوش میں آنا انہی کا حصہ ہے جو اس فیصلہ کو صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں اور بطوع و رغبت ایمان لاتے ہیں۔

۹۶ ۔ یعنی خشک زمین کو آسمانی بارش سے سر سبز کر دیا گویا خشک ہونا زمین کی موت اور سر سبز و شاداب ہونا حیات ہے۔

۹۷ ۔ یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم اور مردہ دلوں کو زندہ کر دے گا۔ اگر توجہ قلبی اور انصاف سے سنیں گے۔

۹۸ ۔ یعنی اونٹ ، گائے ، بھینس وغیرہ جانور جو گھاس چارہ کھاتے ہیں ۔ وہ پیٹ میں پہنچ کر تین چیزوں کی طرف مستمیل ہو جاتا ہے ۔ قدرت نے ان حیوانات کے جسم کے اندرونی حصہ میں ایسی مشین لگا دی ہے جو غذا کے کچھ اجزاء کو تحلیل کر کے فضلہ (گوبر) کی شکل میں باہر پھینک دیتی ہے اور کچھ اجزاء کو خون بنا کر عروق میں پھیلا
۹۹ ۔ پہلے کتاب اتارنے کی مناسبت سے پانی اتارنے کا ذکر فرمایا تھا ان آیات میں پانی کی مناسبت سے باقی انواع مشروبات کا تذکرہ ہوا ہے ۔ یعنی دودھ ، شراب و نبیذ، اور شہد ۔ ایک دوسرے موقع پر جہاں جنت کی نہروں کا ذکر آیا
وَاَنْھٰرٌ مِّنْ

۱۰۰ ۔ یعنی ان میووں سے نشہ لانے والی شراب کشید کرتے ہو۔ اور کھانے پینے کی دوسری عمدہ چیزیں مثلاً شربت ، نبیذ، سرکہ اور خشک خرما یا کشمش وغیرہ ان سے حاصل کرتے ہو۔ (تنبیہ) یہ آیت مکی ہے شراب مکہ میں حرام نہ ہوئی تھی پینے والے اس وقت تک بے تکلف پیتے تھے ۔ ہجرت کے بعد حرام ہوئی۔ پھر کسی مسلمان نے ہاتھ نہیں لگایا ۔
۱۰۱ ۔ یہاں { یَعْقِلُوْنَ } کا لفظ جو عقل سے مشتق ہے "سَکَرًا" کے تذکرہ سے خاص مناسبت رکھا ہے چونکہ نشہ عقل کو زائل کر دیتا ہے اس لئے اشارہ فرما دیا کہ آیات کا سمجھنا عقل والوں کا کام ہے نشہ پینے والوں کا نہیں۔

۱۰۲ ۔ یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو جو ٹٹیاں باندھتے ہیں یا جو عمارتیں لوگ تیار کرتے ہیں۔ شہد کی مکھی کو حکم دینے کا یہ مطلب ہے کہ اس کی فطرت ایسی بنائی جو باوجود ادنیٰ حیوان ہونے کے نہایت کاریگری اور باریک صنعت سے اپنا چھتہ پہاڑوں ، درختوں اور مکانوں میں تیار کرتی ہے۔ ساری مکھیاں ایک بڑی مکھی کے ماتحت رہ کر پوری
۱۰۳ ۔ "کلی"اور "فاسلکی" سب اوامر تکوینیہ ہیں۔ یعنی فطرۃً اس کو ہدایت کی کہ اپنی خواہش اور استعداد مزاج کے مناسب ہر قسم کے پھلوں اور میووں میں سے اپنی غذا حاصل کرے۔ چنانچہ مکھیاں اپنے چھتہ سے نکل کر رنگ برنگ کے پھول پھل چوستی ہیں جن سے شہد اور موم وغیرہ حاصل ہوتا ہے۔
۱۰۴ ۔ یعنی غذا حاصل کرنے اور کھا پی کر چھتہ کی طرف واپس آنے کے راستے کھلے پڑے ہیں کوئی روک ٹوک نہیں ۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ مکھیاں غذا کی تلاش میں بعض اوقات بہت دور نکل جاتی ہیں پھر بے تکلف اپنے چھتہ میں واپس آ جاتی ہیں۔ ذرا راستہ نہیں بھولتیں۔ بعض نے { فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکَ ذُلُلًا } کا مطلب یہ لیا ہے کہ قدرت نے
۱۰۵ ۔ یعنی مختلف رنگ کا شہد نکلتا ہے سفید، سرخ ، زرد کہتے ہیں کہ رنگتوں کا اختلاف موسم غذا اور مکھی کی عمر وغیرہ کے اختلاف سے پیدا ہوتا ہے ۔ واللہ اعلم۔

۱۰۶ ۔ یعنی بہت سی بیماریوں میں صرف شہد خالص یا کسی دوسری دوا میں شامل کر کے دیا جاتا ہے جو باذن اللہ مریضوں کی شفایابی کا ذریعہ بنتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ ایک شخص کو دست آ رہے تھے اس کا بھائی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے شہد پلانے کی رائے دی ۔ شہد پینے کے بعد اسہال میں ترقی ہو گئی۔ اس نے پھر حاضر
۱۰۷ ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اوپر کی آیتوں میں برے میں سے بھلا نکلنے کے تین پتے بتلائے ۔ جانور کے پیٹ اور خون گوبر کے مادہ سے دودھ، نشے کے مادہ (انگور کھجور وغیرہ) سے پاک روزی اور مکھی کے پیٹ سے شہد ۔ تینوں میں اشارہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن کی بدولت جاہلوں کی اولاد میں عالم پیدا کر ے گا۔
۱۰۸ ۔ قدرت کے بہت سے خارجی نشان بیان فرما کر انسان کو متنبہ کرتے ہیں کہ خود اپنے اندرونی حالات میں غور کرے۔ وہ کچھ نہ تھا ، خدا نے وجود بخشا ، پھر موت بھیجی اور دی ہوئی زندگی واپس لے لی ۔ یہ کچھ نہ کر سکا اور بعضوں کو موت سے پہلے ہی پیرانہ سالی کے ایسے درجہ میں پہنچا دیا کہ ہوش و حواس ٹھکانے نہ رہے۔ نہ ہاتھ پاؤں
۱۰۹ ۔ یعنی خدا کی دی ہوئی روزی اور بخشش سب کے لئے برابر نہیں۔ بلحاظ تفاوت استعداد و احوال کے اس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ کسی کو مالدار اور بااقتدار بنایا جس کے ہاتھ تلے بہت سے غلام اور نوکر و چاکر ہیں۔ جن کو اسی کے ذریعہ سے روزی پہنچتی ہے۔ ایک وہ غلام ہیں جو بذات خود ایک پیسہ یا ادنیٰ اختیار
۱۱۰ ۔ یعنی نوح انسان ہی سے تمہارا جوڑا پیدا کیا۔ تاالفت و موانست قائم رہے ۔ اور تخلیق کی غرض پوری ہو ۔ { وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً } (الروم رکوع۳)

۔ جو تمہاری بقاء نوعی کا ذریعہ ہیں۔ ۱۱۱

۔ جو بقائے شخصی کا سبب ہے۔ ۱۱۲

۱۱۳ ۔ یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا ، یا روزی دی ، اور یہ سب جھوٹ اور وہ جو سچ دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں ۔ کذا فی الموضح۔ اور شاید یہ بھی اشارہ ہو کہ فانی و زائل زندگانی کی بقاء نوعی و شخصی کے اسباب کو تو مانتے ہو اور خدا کی سب سے بڑی نعمت (پیغمبر السلام کی ہدایات) کو جو بقائے ابدی
۱۱۴ ۔ یعنی نہ آسمان سے مینہ برسانے کا خدائی اختیار رکھتے ہیں نہ زمین سے غلہ اگانے کا ۔ پھر قادر مطلق کے شریک معبودیت میں کس طرح بن گئے ؟۔

۔ یعنی نہ فی الحال اختیار حاصل ہے نہ آئندہ حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ۱۱۵

۱۱۶ ۔ مشرک کہتے تھے کہ مالک اللہ ہی ہے۔ یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں۔ ہمارے کام ان ہی سے پڑتے ہیں۔ بڑی سرکار تک براہ راست رسائی نہیں ہو سکتی۔ سو یہ مثال غلط ہے جو بارگاہ احدیت پر چسپاں نہیں ۔ اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے ۔ خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ کوئی کام کسی کو اس طرح سپرد نہیں رکھا جیسے سلاطین دنیا اپنے ماتحت
۱۱۷ ۔ یعنی تم نہیں جانتے کہ خدا کے لئے کس طرح مثال پیش کرنی چاہئے۔ جو اصل حقیقت اور صحیح مطلب کی تفہیم میں معین ہو۔ اور اس کی عظمت و نزاہت کے خلاف شبہ پیدا نہ کرے۔ اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں بیان فرمائیں۔ انہیں غور سے سنو اور تمثیل کی غرض کو سمجھو۔
۱۱۸ ۔ ایک شخص وہ ہے جو آزاد نہیں۔ دوسرے کا مملوک غلام ہے ، کسی طرح کی قدرت و اختیار نہیں رکھتا ہر ایک تصرف میں مالک کی اجازت کا محتاج ہے بدون اجازت اس کے سب تصرفات غیر معتبر ہیں۔ دوسرا آزاد اور باختیار شخص ہے جسے خدا نے اپنے فضل سے بہت کچھ مقدرت اور روزی عنایت فرمائی جس میں سے دن رات سترًا و
۔ گونگا ہے تو لازمی طور پر بہرا بھی ہو گا۔ گویا نہ اپنی کہہ سکے نہ دوسرے کی سن سکے۔ ۱۱۹

۔ کیونکہ نہ حواس رکھتا ہے نہ عقل ، اور اپاہج ہے جو چل پھر بھی نہیں سکتا۔ ۱۲۰

۔ یعنی مالک کے کسی کام کا نہیں ۔ جدھر اسے بھیجنا چاہے یا متوجہ کرے کچھ بھلائی اور فلاح نہ پہنچا سکے۔ ۱۲۱

۱۲۲ ۔ یعنی خود سیدھی راہ پر قائم رہ کر دوسروں کو بھی اعتدال و انصاف کے راستہ پر لے جا رہا ہے ۔ جب یہ دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے تو ایک خود تراشیدہ پتھر کی مورتی کو (العیاذ باللہ) خدائی کا درجہ کیونکر دیا جا سکتا ہے۔ یا ایک اندھا بہرا مشرک جو خدا کی پیدا کی ہوئی روزی کھاتا ہے اور چھدام کا کام کر کے نہیں دیتا ، اس مومن قانت کی
۱۲۳ ۔ یعنی ساری مخلوق یکساں نہ ہوئی۔ ایک آدمی کا حال دوسرے سے بے انتہا مختلف ہوا۔ سب چیزیں ایک سطح مستوی پر کھڑی نہیں کی گئیں۔ اس کا بھید اور ہر ایک کی پوشیدہ استعداد اور مخفی حالت کا علم خدا ہی کے پاس ہے۔ چنانچہ وہ اپنے علم محیط کے موافق قیامت میں ہر ایک کے ساتھ جداگانہ معاملہ کرے گا۔ اور مختلف احوال پر مختلف
۱۲۴ ۔ یعنی قیامت کے آنے کو مستبعد مت سمجھو ، خدا کے آگے کوئی چیز مشکل نہیں تمام لوگوں کو جب دوبارہ پیدا کرنا چاہے گا تو پلک جھپکنے کی دیر بھی نہ لگے گی ، ادھر سے ارادہ ہوتے ہی چشم زدن میں ساری دنیا دوبارہ موجود ہو جائے گی۔ (تنبیہ) { كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ } کا مطلب یہ ہے کہ عام لوگوں کے محسوسات کے موافق تو اس کی
۱۲۵ ۔ یعنی جس کےعلم و محیط کا وہ حال ہو کہ آسمان و زمین کے سارے بھید اس کے سامنے حاضر ہیں اور جس کی قدرت کاملہ ذرہ ذرہ پر محیط ہو ۔ بھلا اس کا ہمسر کون ہو سکتا ہے ؟ اور اس کی پوری مثال کہاں سے لا سکتے ہیں۔

۱۲۶ ۔ یعنی پیدائش کے وقت تم کچھ جانتے اور سمجھتے نہ تھے ، خدا تعالیٰ نےعلم کے ذرائع اور سمجھنے والے دل تم کو دیے۔ جو بذات خود بھی بڑی نعمتیں ہیں اور لاکھوں نعمتوں سے متمتع ہونے کے وسائل ہیں ۔ اگر آنکھ ، کان عقل وغیرہ نہ ہو تو ساری ترقیات کا دروازہ ہی بند ہو جائے ۔ جوں جوں آدمی کا بچہ بڑا ہوتا ہے اس کی علمی و عملی قوتیں
۱۲۷ ۔ یعنی جیسے آدمی کو اس کے مناسب قویٰ عنایت فرمائے ، پرندوں میں ان کے حالات کے مناسب فطری قوتیں ودعیت کیں ، ہر ایک پرندہ اپنی اڑان میں قانون قدرت کا تابع اور خدا تعالیٰ کے تکوینی احکام سے وابستہ ہے۔ اسے کسی درسگاہ میں اڑنے کی تعلیم نہیں دی گئ ، قدرت نے اس کے پر اور بازو اور دم وغیرہ کی ساخت ایسی بنائی ہے کہ
۱۲۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی ایمان لانے میں بعضے اٹکتے ہیں ، معاش کی فکر سے ، سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا۔ کمائی کے اساب کہ آنکھ ، کان ، دل وغیرہ ہیں ، اللہ ہی دیتا ہے اور اڑتے جانور ادھر میں آخر کس کے بھروسہ رہتے ہیں۔
۔ یعنی اینٹ ، پتھر ، لکڑی وغیرہ کے مکان۔ ۱۲۹

۱۳۰ ۔ یعنی اینٹ ، پتھر کے مکانوں کو کہیں منتقل نہیں کر سکتے تھے ، اس لئے چمڑے اور اون وغیرہ کے ڈیرے خیمے بنانے سکھا دیے جو بسہولت منتقل کئے جا سکتے ہیں۔ سفر و حضر میں جہاں چاہو نصب کر لو اور جب چاہو لپیٹ کر رکھ دو۔ بعض نے { يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيُوْمَ اِقَامَتِكُمْ } کا یہ مطلب لیا ہے کہ چلنے کے وقت اٹھانے میں اور کسی جگہ ۔ یعنی اونٹ کی پشم سے۔ ۱۳۱

۱۳۲ ۔ یعنی ان چیزوں سے کتنے سامان رہائش اور آسائش کے تیار کئے جاتے ہیں جو ایک وقت معین یا مدت دراز تک کام دیتے ہیں ۔ اگر خدا تعالیٰ آنکھ ، کان اور ترقی کرنے والا دل و دماغ نہ دیتا ، کیا یہ سامان میسر آ سکتے تھے۔

۱۳۳ ۔ مثلاً بادل ، درخت ، مکان اور پہاڑ وغیرہ کا سایہ قانون قدرت کے موافق زمین پر پڑتا ہے جس میں مخلوق آرام پاتی ہے ۔

۔ جہاں سر چھپا کر بارش ، دھوپ یا دشمن وغیرہ سے اپنی حفاظت کر سکتے ہو۔ ۱۳۴

۱۳۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے ، سردی کا بھی بچاؤ ہے ۔ پر اس ملک میں گرمی زیادہ تھی اس کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔

۔ یعنی زرہیں جو لڑائی میں زخمی ہونے سے بچاتی ہیں۔ ۱۳۶

۱۳۷ ۔ یعنی دیکھو ! کس طرح تمہاری ہر قسم کی ضروریات کا اپنے فضل سے انتظام فرمایا اور کیسی علمی و عملی قوتیں مرحمت فرمائیں جن سے کام لے کر انسان عجیب و غریب تصرفات کرتا رہتا ہے ۔ پھر کیا ممکن ہے کہ جس نے مادی اور جسمانی دنیا میں اس قدر احسانات فرمائے ، روحانی تربیت و تکمیل کے سلسلہ میں ہم پر اپنا احسان نہ کرے گا۔
۱۳۸ ۔ یعنی اس قدر احسانات سن کر بھی خدا کے سامنے نہ جھکیں تو آپ کچھ غم نہ کھائیں۔ آپ اپنا فرض ادا کر چکے ، کھول کھول کر تمام ضروری باتیں سنا دی گئیں۔ آگے ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیجئے۔

۱۳۹ ۔ یعنی بے شک بعضے بندے شکر گذار بھی ہیں { وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ }(سبار رکوع۲) لیکن اکثروں کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو دیکھتے اور اس کے احسانات کو سمجھتے ہیں ، مگر جب شکر گذاری اور اظہار اطاعت کا وقت آتا ہے تو سب بھول جاتے ہیں۔ گویا دل سے سمجھتے ہیں اور عمل سے انکار کرتے ہیں۔
۱۴۰ ۔ یہاں سے کفر و ناشکری کا انجام بتلاتے ہیں ۔ یعنی یاد رکھو ، وہ دن بھی آنے والا ہے جب تمام اگلی پچھلی امتیں احکم الحاکمین کی آخری عدالت میں کھڑی ہوں گی اور ہر امت کا نبی بطور گواہ کھڑا کیا جائے گا۔ تا اپنی امت کے نیک و بد اور مطیع و عاصی کی نسبت شہادت دے کہ کس نے کیسا معاملہ حق کے پیغام اور پیغامبر کے ساتھ کیا ہے ۔ اس
۱۴۱ ۔ یعنی نہ عذاب کی سختی میں کمی ہو گی اور نہ درمیان میں وقفہ ہو گا کہ تھوڑی دیر مہلت مل جائے ، پھر از سر نو عذاب شروع ہو۔ بعض نے { وَلَا يُنْظَرُوْنَ } سے یہ مراد لیا ہے کہ جہنم کو دیکھنے کے بعد ایک منٹ کی ڈھیل نہ ملے گی۔ جہنم فورًا مجرمین کو اس طرح اچک لے گا جیسے پرندہ ایک دام دانہ اٹھا کر نگل جاتا ہے۔ گویا سرعت دخول کی
۱۴۲ ۔ یعنی ہم تو ان کی بدولت مارے گئے ۔ شاید مطلب ہو کہ ہم بذات خود بے قصور ہیں ، یا یہ کہ انہیں دوہری سزا دیجئے۔

۱۴۳ ۔ یعنی جھوٹے ہو جو ہم کو خدا کا شریک ٹھہرا لیا۔ ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو۔ فی الحقیقت تم محض اپنے اوہام و خیالات کو پوجتے تھے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہ تھی ، یا جن و شیاطین کی پرستش کرتے تھے ۔ مگر وہاں شیطان بھی یہ کہہ کر الگ ہو جائے گا۔ { وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْا
۱۴۴ ۔ یعنی ساری طمطراق اور افتراء پردازیاں اس وقت غائب ہو جائیں گی سب عاجز و مقہور ہو کر خدا کے سامنے اپنی اطاعت و انقیاد کا اظہار کریں گے ۔ { اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا }

۱۴۵ ۔ یعنی ایک عذاب تو انکار حق پر ، دوسرا اس پر کہ اوروں کو خدا کی راہ سے روکا ۔ یا ایک عذاب صدور جرم پر دوسرا اس کی عادت ڈالنے پر ۔ بہرحال اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح جنت میں اہل جنت کے منازل و مدارج متفاوت ہوں گے جہنمیوں کا عذاب بھی کمًا و کیفًا و نوعًا متفاوت ہو گا۔
۱۴۶ ۔ یعنی وہ ہولناک دن یاد رکھنے کے قابل ہے جب ہر ایک پیغمبر اپنی امت کے معاملات کے متعلق بارگاہ احدیت میں بیان دے گا اور آپ (نبی) اس امت کی حالت بتلائیں گے ۔ بلکہ بعض مفسرین کے قول کے موافق آپ ان تمام شہداء کے لئے شہادت دیں گے ۔ کہ بیشک انہوں نے اپنا فرض منصبی بخوبی ادا کیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز
۱۴۷ ۔ یعنی قرآن کریم میں تمام علوم ہدایت اور اصول دین اور فلاح دارین سے متعلق ضوری امور کا نہایت مکمل اور واضح بیان ہے ۔ اس میں قیامت کے یہ واقعات بھی آ گئے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ اندریں صورت جس پیغمبر پر ایسی جامع کتاب اتاری گئ اس کی مسئولیت اور ذمہ داری بھی بہت بھاری ہو گی۔ گویا { شَهِيْدًا عَلٰى هٰؤُلَاءِ } کے بعد { وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ

۱۴۸ ۔ یعنی یہ کتاب سارے جہان کےلئے سرتاپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے۔ فرمانبردار بندوں کو شاندار مستقبل کی خوشخبری سناتی ہے۔

۱۴۹ ۔ "قرآن" کو { تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ } فرمایا تھا ۔ یہ آیت اس کا ایک نمونہ ہے ، ابن مسعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک خیرو شر کے بیان کو اس آیت میں اکٹھا کر دیا ہے۔ گویا کوئی عقیدہ ، خلق ، نیت ، عمل ، معاملہ اچھا یا برا ایسا نہیں جو امرًا و نہیًا اس کے تحت میں داخل نہ ہو گیا ہو۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر قرآن میں کوئی دوسری آیت نہ
۱۵۰ ۔ منع بھی تین چیزوں سے کیا ۔ فحشاء ، منکر ، بغی۔ کیونکہ انسان میں تین قوتیں ہیں ۔ جن کے بے موقع اور غلط استعمال سےساری خرابیاں اور برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ قوت بہیمیہ شہوانیہ ، قوت وہمیہ شیطانیہ ، قوت غضبیہ سبعیہ۔ غالبًا "فحشاء" سے وہ بے حیائی کی باتیں مراد ہیں جن کا منشاء شہوت و بہیمیت کی افراط ہو ۔ "منکر" معروف کی ضد ہے ۔
۱۵۱ ۔ ابن کثم بن صفی نے اس آیت کریمہ کو سن کر اپنی قوم سےکہا "میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیغمبر تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور کمینہ اخلاق اور اعمال سے روکتے ہیں۔ تو تم اس کے ماننے میں جلدی کرو۔ { فَكُوْ نُوْا فِيْ هٰذَا الْاَ مْرِ رَؤُسًا وَّلَا تَكُوْنُوْا فِيْهِ اَذْنَابًا } (یعنی تم اس سلسلہ میں سر بنو ، دم نہ بنو) حضرت عثمان بن مظعون فرماتے ہیں
۱۵۲ ۔ اوپر کی آیت میں جن چیزوں کےکرنے یا چھوڑنے کا حکم تھا ان کے بعض افراد کو بالتخصیص بیان فرماتے ہیں۔ یعنی ایفائے عہد کی تاکید اور غدر و بدعہدی سے ممانعت کہ یہ چیز علاوہ فی نفسہ مہتم بالشان ہونے کے اس وقت مخاطبین کے بہت زیادہ مناسب حال تھی۔ جس کا مسلم قوم کے عروج و ترقی اور مستقبل کی کامیابی پر بے انتہا اثر
۱۵۳ ۔ یعنی عہد باندھ کر توڑ ڈالنا ایسی حماقت ہے جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے ، پھر کتا کتایا سوت شام کے وقت توڑ کر پارہ پارہ کر دے۔ چنانچہ مکہ میں ایک دیوانی عورت ایسا ہی کیا کرتی تھی۔ مطلب یہ ہےکہ معاہدات کو محض کچے دھاگے کی طرح سمجھ لینا کہ جب چاہا کاتا اور جب چاہا انگلیوں کی ادنیٰ حرکت سے بے تکلف توڑ ڈالا۔
۱۵۴ ۔ یعنی معاہدوں اور قسموں کو فریب و دغا ، مکاری اور حیلہ سازی کا آلہ مت بناؤ۔ جس طرح اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ ایک جماعت کو اپنے سے طاقتور دیکھ کر معاہدہ کر لیا۔ پھر جس وقت کوئی جماعت اس سے بڑھ کر معزز اور طاقتور سامنے آئی ، پہلا معاہدہ توڑ کر نئی جماعت سے عہد و پیمان گانٹھ لئے۔ پھر چند روز بعد ان حلفاء کو کمزور
۱۵۵ ۔ یعنی قوت و ضعف میں اقوام کا اختلاف ، ان میں سے کسی کو اوپر چڑھانا کسی کو نیچے گرانا ، خدا تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کے لئے رکھا ہے اور ایفائے عہد کا حکم دینے میں بھی تمہارا امتحان ہے۔ دیکھتے ہیں کون ثابت قدم رہتا ہے کہ اپنا عہد پورا کرنے میں حلفاء کی قوت و ضعف کی کچھ پروا نہیں کرتا ۔ باقی اقبال و ادبار کسی کےبدلے سے بدلا
۱۵۶ ۔ یعنی یہاں امتحان ہے ۔ نتیجہ امتحان قیامت کےدن کھل جائے گا۔ جس وقت ضعف و طاقت کے سب جھگڑے چکا دیے جائیں گے۔

۱۵۷ ۔ یعنی اسے قدرت تھی کہ اختلاف نہ رہنے دیتا، مگر حکمت اس کو مقتضی نہ تھی۔ جیسا کہ کئ مواقع میں ہم اس کی تقریر کر چکے ہیں ۔

۱۵۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اس سے معلوم ہوا کہ کافر سے بھی غدر اور بدعہدی نہ کرے ۔ کفر ان باتوں سے ہٹتا نہیں ۔ اور اپنے اوپر وبال آتا ہے۔

۱۵۹ ۔ یعنی عہد شکنی کر کے اور قسمیں توڑ کر بدعہدی کی راہ مت نکالو۔ اور مسلمان قوم کو بدنام نہ کرو ۔ کہ تمہارے خراب اور پست کیرکٹر کو دیکھ کر یقین لانے والے شک میں پڑ جائیں ۔ اور غیر مسلم قومیں اسلام میں داخل ہونے سے رکنے لگیں۔ اور تم پر خدا کی راہ سے رکنے کا گناہ چڑھے جس کی سزا بڑی سخت ہو گی۔
۱۶۰ ۔ پہلے مذکور تھا آپس میں قول توڑنے کا ۔ اب اللہ سے قول توڑنے کا ذکر ہے ۔یعنی مال کی طمع سے خلاف شرع حکم مت کرو۔ انجام کار ایسا مال وبال لائے گا جو موافق شرع ہاتھ لگے ، تمہارے حق میں وہ ہی بہتر ہے (موضح القرآن) یا ایفائے عہد کا جو اجر خدا کے یہاں ملےگا وہ اس ثمن قلیل سے کہیں بہتر ہے ثمن قلیل اس لئے کہا کہ اگر
۱۶۱ ۔ پھر باقی و دائم کو چھوڑ کر فانی و زائل کا پسند کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

۱۶۲ ۔ یعنی جو لوگ خدا کے عہد پر ثابت قدم رہیں گے اور تمام مشکلات اور صعوبتوں کو صبر کے ساتھ برداشت کریں گے ، ان کا اجر ضائع ہونے والا نہیں ۔ ایسے بہترین عمل کا بدلہ ضرور ہمارے یہاں سے مل کر رہے گا۔

۱۶۳ ۔ اوپر کی آیت میں صابرین اور ایفائے عہد کرنے والوں کے اجر کا ذکر تھا۔ یہاں تمام اعمال صالحہ کے متعلق عام ضابطہ بیان فرماتےہیں ۔ حاصل یہ ہے کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے ۔ بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں بلکہ حقیقۃً نیک ہوں ۔یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اس کو ضرور پاک
۱۶۴ ۔ حدیث میں ہے { خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہ } (تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے) معلوم ہوا کہ مومن کےلئےقرأت قرآن بہترین کام ہے۔ اور پچھلی آیات میں دو مرتبہ بہتر کاموں پر اجر ملنے کا ذکر تھا اس لئے یہاں قرأت قرآن کے بعض آداب کی تعلیم فرماتے ہیں تا کہ آدمی بے احتیاطی سے اس بہتر کام کا اجر ضائع نہ کر بیٹھے ۔
۱۶۵ ۔ یعنی جس نے خدا پر بھروسہ کیا اور اس کی پناہ ڈھونڈی اس پر شیطان زور سے حاوی نہیں ہو سکتا اگر ایسا شخص کسی وقت محض تھوڑی دیر کے لئے بمقتضائے بشریت شیطان کے چکمہ میں آیا بھی ۔ تب بھی شیطان اپنا قبضہ اور تسلط اس پر نہیں جما سکتا۔ بہت جلد اس کی آنکھ کھل جائے گی۔ اور غفلت میں تمادی نہ ہوگی۔ { اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

۱۶۶ ۔ یعنی جو لوگ از خود شیطان کو اپنا رفیق بنا لیں اور بجائے ایک خدا پر بھروسہ کرنے کے اس پر بھروسہ رکھیں۔ گویا اس کو خدائی کا شریک ٹھہرا لیں یا اس کے اغواء سے دوسری چیزوں کو شریک مانیں ، انہی پر شیطان کا پورا قبضہ اور تسلط ہے کہ جس طرح چاہتا ہے انگلیوں پر نچاتا ہے۔
۱۶۷ ۔ پہلے حکم دیا تھا کہ قرآن پڑھتے وقت شیطان رجیم کے کید سے پناہ ڈھونڈو ۔ کہیں وہ اس بہترین کام میں رکاوٹ اور خرابی نہ ڈالے ۔ یہاں اس کی بعض رکاوٹوں کا ذکر کرتے ہیں جو قرآن کے متعلق پیدا کرتا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ پورا قرآن ایک مرتبہ تو نازل ہوا نہیں ، موقع بموقع آیات نازل ہوتی تھیں۔ ان میں بعض وقتی احکام بھی آتےتھے۔ پھر دوسرے
۱۶۸ ۔ یعنی میرا یا کسی بشر کا بنایا ہوا کلام نہیں یہ تو وہ کلام ہے جو بلاشبہ میرےرب نے روح القدس (پاک فرشتہ جبریل امین) کے ذریعہ سے عین حکمت و مصلحت کے موافق مجھ پر نازل فرمایا گویا { مِنْ رَّبِّکَ } کہہ کر متنبہ فرما دیا کہ اس کی نازل کرنے والی وہ ہستی ہے جس نے خود محمد کی اس قدر حیرت انگیز طریقہ سے ایسے اعلیٰ و اکمل
۱۶۹ ۔ یعنی موقع بہ موقع اور بتدریج احکام و آیات کا نزول دیکھ کر ایمان والوں کے دل قوی اور اعتقاد پختہ ہوتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارے ہر حال اور زندگی کے ہر ایک دور سے پورا خبردار ہے اور نہایت حکمت سے ہماری تربیت کرتا ہے۔ جیسے حالات پیش آئیں ، ان کے موافق ہدایت و رہنمائی کرتا اور ہر کام پر اس کے مناسب خوشخبری سناتا ہے۔
۱۷۰ ۔ یعنی قرآن شریف نہ خدا کا کلام ہے ، ورنہ نسخ اس میں نہ ہوتا۔ اور نہ یہ آپ کا کلام ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ آپ کا امّی ہونا سب کو معلوم و مسلم تھا۔ ایک امّی جس نے کبھی کوئی کتاب چھوئی ہو نہ قلم ہاتھ میں پکڑ ا ہو بلکہ باوجود اعلیٰ درجہ کے قریشی ہونے کے چالیس برس تک ایک شعر بھی زبان سے نہ کہا ہو ، جس میں عرب کی چھوکریاں تک
۱۷۱ ۔ یعنی اگر قرآن کے علوم خارقہ اور دوسری وجوہ اعجاز کو اپنی غباوت کی وجہ سے تم نہیں سمجھ سکتے تو اس کی زبان کی معجزانہ فصاحت و بلاغت کا ادراک تو کر سکتے ہو۔ جس کے متعلق باربار چیلنج دیا جا چکا اور اعلان کیا جا چکا ہے کہ تمام جن و انس مل کر بھی اس کلام کا مثل پیش نہ کر سکیں گے پھر جس کا مثل لانے سے عرب کے تمام
۱۷۲ ۔ یعنی کھلے دلائل کے باوجود جو شخص یہ ہی دل میں ٹھان لے کہ یقین نہیں کروں گا ، خدا تعالیٰ بھی اس کو مقصد پر پہنچنے کی راہ نہیں دیتا ۔ جتنا سمجھائیے کبھی نہ سمجھے گا۔ بد اعتقاد آدمی ہدایت سے محروم رہ کر آخر سخت سزا کا مستحق ہوتا ہے۔
۱۷۳ ۔ یعنی آپ کو کہتے ہیں { اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرَ } حالانکہ آپ کی امانت و راستبازی پہلے سے مسلم اور ہر ایک چال ڈھال سے ظاہر تھی ۔ کیا جھوٹ بنانے والوں کا چہرہ اور طور و طریق ایسا ہوتا ہے ؟ جھوٹ بنانا تو ان اشقیاء کا شیوہ ہے جو خدا کی باتیں سن کر اور اس کے نشانات دیکھ کر بھی یقین نہ کریں۔ اس سے بڑا جھوٹ کیا ہو گا کہ آدمی خدا کی باتوں
۱۷۴ ۔ ایک تو وہ مجرم ہیں جو سینکڑوں دلائل و آیات سن کر بھی یقین نہ لائیں۔ مگر ان سے بڑھ کر مجرم وہ ہیں جو یقین لانے اور تسلیم کرنے کے بعد شیطانی شبہات و وساوس سے متاثر ہر کر صداقت سے منکر ہو جائیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن ابی سرح نے کیا تھا کہ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گیا۔ العیاذ باللہ۔ ایسے لوگوں کی سزا آگے بیان فرمائی ہے ۔
۱۷۵ ۔ یعنی ایسے منکروں کو جو حیات دنیا ہی کو کعبہ مقصود ٹھہرا لیں ، کامیابی کا رستہ کہاں ملتا ہے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو کوئی ایمان سے پھرا ہے تو دنیا کی غرض کو ، جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر سے یا زر کےلالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں ؟ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہئے جب ڈر کا وقت جا
۱۷۶ ۔ یعنی دنیا طلبی اور ہوا پرستی کے نشہ میں ایسے مست و بے ہوش ہیں جن کے ہوش میں آنے کی کوئی امید نہیں خدا کی دی ہوئی قوتیں انہوں نے سب بیکار کر دیں۔ آخر کانوں سے حق کی آواز سننے ، آنکھوں سے حق کے نشان دیکھنے ، اور دلوں سے حق بات سمجھنے اور سوچنے کی توفیق سلب ہو گئ ۔ مہر کرنے کا مطلب پہلے سورہ بقرہ
۱۷۷ ۔ یعنی جو لوگ اپنی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے خدا کی بخشی ہوئی قوتیں تباہ کر ڈالیں اور دنیا ہی کو قبلہ مقصود بنا لیں ، ان سے بڑھ کر خراب انجام کس کا ہو گا۔

۱۷۸ ۔ مکہ میں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے بچل گئے تھے یا صرف زبانی لفظ کفر کہہ لیا تھا۔ اس کے بعد جب ہجرت کی ،جہاد کیا ، اور بڑے استقلال و پامردی سے اسلام پر قائم رہے ، اتنے کام ایمان کے کئے ، وہ تقصیر بخشی گئ اور خدا کی مہربانی مبذول ہوئی ۔ ایک بزرگ تھے "عمار" ان کے باپ تھے "یاسر اور ماں "سمیہ" دونوں ظلم اٹھاتے
۱۷۹ ۔ یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہ بول سکے گا۔ ماں ، باپ ، بہن ، بھائی ، بیوی ، اولاد ، احباب و اقارب کوئی کام نہ دے گا۔ ہر شخص اپنی فکر میں پڑا ہو گا کہ کس طرح خدا کے عذاب سے مخلصی حاصل کرے ۔ طرح طرح کے جھوٹے سچے عذر برأت کے لئے تراشے گا۔ اور جواب و سوال کر کے چاہے گا کہ رستگاری حاصل کر لے۔
۔ یعنی نیکی کے ثواب میں کمی نہ ہوگی اور بدی کی سزا استحقاق سے زائد نہ دی جائے گی۔ ۱۸۰

۱۸۱ ۔ یعنی نہ باہر سے دشمن کا کھٹکا نہ اندر سے کسی طرح کی فکر و تشویش ۔ خوب امن چین سے زندگی گذرتی تھی۔

۱۸۲ ۔ یعنی کھانے کے لئے غلے اور پھل وغیرہ کھنچے چلے آتے تھے ، ہر چیز کی افراط تھی ، گھر بیٹھے دنیا کی نعمتیں ملتی تھیں۔

۱۸۳ ۔ اس بستی کے رہنے والوں نے خدا کے انعامات کی قدر نہ پہچانی ، دنیا کے مزوں میں پڑ کر ایسے غافل اور بدمست ہوئے کہ منعم حقیقی کا دھیان بھی نہ آیا۔ بلکہ اس کے مقابلہ میں بغاوت کی ٹھان لی ، آخر خدا تعالیٰ نے ان کی ناشکری اور کفران نعمت کا مزہ چکھایا ۔ یعنی امن چین کی جگہ خوف و ہراس نے اور فراخ روزی کی جگہ بھوک اور

۱۸۴ ۔ ظاہری نعمتوں کےعلاوہ جو اوپر مذکور ہوئیں ایک بڑی بھاری باطنی نعمت بھی ان کو دی گئ تھی ، یعنی انہی کی قوم و نسبت میں سے ایک رسول بھیجا گیا ، جس کا اتباع کر کے وہ خدا کی خوشنودی کے بڑے اونچے مقامات حاصل کر سکتے تھے۔ انہوں نے اتباع و تصدیق کی جگہ اس کی تکذیب و مخالفت پر کمر باندھ لی اور اس طرح پستی
۱۸۵ ۔ یعنی جس کو خدا کی پرستش کا دعویٰ ہو ، اسے لائق ہے کہ خد اکی دی ہوئی حلال و طیب روزی سے تمتع کرے اور اس کا احسان مان کر شکر گذار بندہ بنے۔ حلال کو حرام نہ سمجھے اور نعمتوں سےمنتفع ہوتے وقت منعم حقیقی کو نہ بھولے۔ بلکہ اس پر اور اس کےبھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لائے ۔ اور اسی کے احکام و ہدایات کی پابندی کرے۔
۱۸۶ ۔ اس آیت کی تفسیر سورہ بقرہ اور انعام وغیرہ میں گذر چکی وہاں دیکھ لی جائے، یہاں غرض یہ ہے کہ جس طرح پہلی آیت میں اشارہ تھا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام نہ کرے ، اس آیت میں تنبیہ کی گئ کہ حرام چیزوں کو حلال نہ ٹھہرائے ، خلاصہ یہ کہ کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہرانا اسی کا حق ہے۔ جس نے یہ چیزیں پیدا کی ہیں۔ چنانچہ آئندہ
۱۸۷ ۔ یعنی بدون کسی مستند شرعی کے کسی چیز کے متعلق منہ اٹھا کر کہہ دینا کہ حلال ہے یا حرام بڑی سخت جسارت اور کذب و افتراء ہے ۔ حلال و حرام تو وہ ہی ہو سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے حلال یا حرام کہا ہو۔ اگر کوئی شخص محض اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہراتا ہے اور خدا کی طرف اس کی نسبت کرتا ہے ، جیسے
۱۸۸ ۔ یعنی مشرکین مکہ جو حضور کو معاذ اللہ مفتری کہتے تھے یاد رکھیں کہ وہ خود مفتری ہیں۔ ازراہ کذب و افتراء جس چیز کو چاہیں حلال یا حرام کہہ کر خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہیں ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ روش اختیار کر کے کسی بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے ۔ تھوڑے دن اور دنیا کا مزہ اڑا لیں ، پھر دائمی جیل خانہ تیار ہے۔
۱۸۹ ۔ سورہ انعام آیت { وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْھِمْ شُحُوْمَھُمَا } الخ کے فوائد میں اس کا بیان گذر چکا ، ملاحظہ کر لیا جائے ۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ جو چیز خدا تعالیٰ نے سب کے لئے یا کسی خاص قوم کے لئے معین وقت تک حرام کی ہے ، عین حکمت ہے ۔ کسی بشر کو حق نہیں کہ اس میں تصرف کر کے حرام کو حلال
۱۹۰ ۔ مثلاً حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنایا ۔ "نادانی سے" اس لئے فرمایا کہ خدا کی جو نافرمانی اور گناہ آدمی کرتا ہے خواہ جان بوجھ کر کرے ، وہ فی الحقیقت نادان اور بے عقل بن کر کرتا ہے۔ اگر ذرا عقل سے کام لے اور گناہ کے بد نتائج کا تصور کرے تو ہر گز معصیت پر اقدام نہیں کر سکتا۔ سورہ نساء آیت { اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ
۱۹۱ ۔ یعنی کفریات سے توبہ کر کے مسلمان ہو جانے اور آئندہ کے لئے اپنی حالت درست کر لینے پر حق تعالیٰ تمام گذشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے خواہ کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں۔
باز آ باز آ ہر آنچہ کر دی باز آ ، گر کافرو گبرو بت پرستی باز آ
۱۹۲ ۔ مشرکین عرب کی شرکیات کا رد کر کے امام الموحدین ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ یاد دلاتے ہیں کیونکہ عرب کے لوگ ان کی نسل سے تھے اور دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ حالانکہ ملت ابراہیمی سے انہیں دور کی نسبت بھی نہ رہی تھی ۔انہیں بتلایا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام موحدین کے
۱۹۳ ۔ یعنی ابراہیم خدا کا شکر گذار بندہ تھا ۔ تم سخت ناسپاس اور کفران نعمت کرنے والے ہو جیسا کہ { ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَۃً كَانَتْ اٰمِنَۃً } الخ کے فوائد میں لکھا جا چکا ہے ۔ پھر اس کی راہ پر کیونکر ہوئے۔

۔ یعنی توحید کامل اور تسلیم و رضا کی سیدھی راہ پر چلایا۔ ۱۹۴

۱۹۵ ۔ یعنی نبوت ، فراخ روزی ، اولاد ، اور وجاہت و مقبولیت عامہ کہ تمام اہل ادیان بلاتفاق ان کی تعظیم کرتے ہیں ، اور ہر فرقہ چاہتا ہےکہ اپنا سلسلہ ابراہیم سے ملائے۔

۱۹۶ ۔ یعنی اس نے اپنے حق میں جو دعا کی تھی { وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ } قبول ہوئی ، بیشک وہ آخرت میں صالحین کےاعلیٰ طبقہ میں شامل ہوں گے جو انبیاء علیہم السلام کا طبقہ ہے۔

۱۹۷ ۔ اس کا بیان سورہ انعام آیت { دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ } کے تحت میں گذر چکا۔ وہاں ملاحظہ کیا جائے ۔ مقصد یہ ہے کہ حلال و حرام اور دین کی باتوں میں اصل ملت ابراہیم ہے ۔ درمیان میں یہود و نصاریٰ کو ان کے حالات کے مناسب بعض مخصوص احکام دیے گئے۔ آخر آپ کو خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا ، تا اصل
۱۹۸ ۔ یعنی اصل ملت ابراہیمی میں ہفتہ کا حکم نہ تھا ،اس امت پر بھی نہیں ہے ۔ البتہ درمیان میں یہود نے اپنے پیغمبر موسٰی کے ارشاد سے اختلاف کر کے جب اپنے لئے یہ دن انتخاب کیا تو حکم ہوا کہ اچھا اسی کی تعظیم کرو اور مچھلی کا شکار اس روز مت کرو ! یہ حکم کسی نے مانا کسی نے نہ مانا ۔ نہ ماننے والے دنیا میں بندر اور سور بنائے گئے ۔
۱۹۹ ۔ اوپر کی آیتوں میں مخاطبین کو آگاہ کرنا تھا کہ یہ پیغمبر اصل ملت ابراہیمی لے کر آئے ہیں۔ اگر کامیابی چاہتے ہو اور حنیف ہونے کے دعوے میں سچے ہو تو اس راستہ پر چل پڑو۔ { اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ } الخ سے خود پیغمبر علیہ السلام کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ لوگوں کو راستہ پر کس طرح لانا چاہئے ، اس کے تین طریقے بتلائے ۔ حکمت ،
۲۰۰ ۔ یعنی طریق دعوت و تبلیغ میں تم کو خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا چاہئے ۔ اس فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ کس نے مانا کس نے نہیں مانا۔ نتیجہ کو خدا کے سپرد کرو۔ وہ ہی راہ پر آنے والوں اور نہ آنے والوں کے حالات کو بہتر جانتا ہے جیسا مناسب ہو گا ان سے معاملہ کرے گا۔
۲۰۱ ۔ یعنی دعوت و تبلیغ کی راہ میں اگر تم کو سختیاں اور تکلیفیں پہنچائی جائیں تو قدرت حاصل ہونے کے وقت برابر کا بدلہ لے سکتے ہو ، اجازت ہے ، لیکن صبر کا مقام اس سے بلند تر ہے ۔ اگر صبر کرو گے تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں اور دیکھنے والوں کے بلکہ خود زیادتی کرنے اوالوں کے حق میں بہتر ہو گا۔

۲۰۲ ۔ یعنی مظالم و شدائد پر صبر کنا ، سہل کام نہیں ۔ خدا ہی مدد فرمائے تو ہو سکتا ہے کہ آدمی ظلم سہتا رہے اور اف نہ کرے۔

۲۰۳ ۔ یعنی انسان جس قدر خدا سے ڈر کر تقویٰ ، پرہیز گاری اور نیکی اختیار کرے گا ، اسی قدر خدا کی امداد و اعانت اس کے ساتھ ہو گی ۔ سو ایسے لوگوں کو کفار کے مکر و فریب سے تنگ دل اور غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں حق تعالیٰ اس عاجز ضیعف کو بھی متقین و محسنین کے ساتھ اپنے فضل و رحمت سے محشور فرمائے ۔ تم سورۃ النحل بعونہ
۱ ۔ یعنی اس کی ذات نقص و قصور اور ہر قسم کے ضعف و عجز سے پاک ہے جو بات ہمارے خیال میں بے انتہا عجیب معلوم ہو اور ہماری ناقص عقلیں اسے بیحد مستبعد سمجھیں ، خدا کی قدرت و مشیت کے سامنے وہ کچھ بھی مشکل نہیں۔

۲ ۔ یعنی صرف ایک رات کے محدود حصہ میں اپنے مخصوص ترین بندہ (محمد رسول اللہ) کو حرم مکہ سے بیت المقدس تک لے گیا۔ اس سفر کی غرض کیا تھی ؟ آگے { لِنُرِيَہ مِنْ اٰيٰتِنَا } میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔ حاصل یہ ہے کہ خود اس سفر میں یا "بیت المقدس" سے آگے کہیں اور لے جا کر اپنی قدرت کے عظیم الشان نشان اور حکیمانہ
۳ ۔ یعنی جس ملک میں "مسجد اقصیٰ" (بیت المقدس) واقع ہے وہاں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری و باطنی برکات رکھی ہیں۔ مادی حیثیت سے چشمے ، نہریں ، غلے ، پھل اور میووں کی افراط ، اور روحانی اعتبار سے دیکھاجائے تو کتنے انبیاء و رسل کا مسکن و مدفن اور ان کے فیوض و انوار کا سرچشمہ رہا ہے ۔ شاید نبی کریم کو ہاں لیجانے میں یہ بھی
۴ ۔ یعنی اصلی سننے والا اور دیکھنے والا خدا ہے ۔ وہ جسے اپنی قدرت کے نشان دکھلانا چاہے دکھلا دیتا ہے۔ اس نے اپنے حبیب محمد کی مناجات کو سنا اور احوال رفیعہ دیکھا۔ آخر "معراج شریف" میں { بیْ یُبْصِرُ } والی آنکھ سے وہ آیات عظام دکھلائیں جو آپ کی استعداد کامل اور شان رفیع کے مناسب تھیں۔
۵ ۔ نبی کریم کا فضل و شرف بیان فرما کر سلسلہ کلام حضرت موسیٰ کے ذکر کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ چونکہ "اسراء" کے ذیل میں "مسجد اقصیٰ" (بیت المقدس تک جانا مذکور ہوا تھا ، آگے "مسجد اقصیٰ" اور اس کے قدیم متولیوں (بنی اسرائیل) پر جو مختلف دور گذرے ، مسلمانوں کی عبرت اور خود بنی اسرائیل کی نصیحت کے لئے ان کا بیان کیا
۶ ۔ یعنی تورات میں یہ ہدایت کی گئ تھی کہ خالص توحید پر قائم رہیں اور خدا کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھیں ہمیشہ اسی پر بھروسہ اور توکل کریں ۔

۷ ۔ یعنی تم ان کی اولاد ہو جو نوح کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر عذاب الہٰی سے بچے تھے ۔ جو احسان تمہارے بڑوں پر کیا گیا اسے فراموش مت کرو۔ دیکھو نوح جن کی اولاد میں تم ہو کیسے احسان شناس اور شکر گذار بندے تھے تم کو بھی ان ہی کی راہ پر چلنا چاہئے۔
۸ ۔ تورات میں یا کسی دوسری آسمانی کتاب میں یہ پیشین گوئی کی گئ تھی کہ یہ قوم (بنی اسرائیل) دو مرتبہ ملک میں سخت خرابی پھیلائے گی اور ظلم و تکبر کا شیوہ اختیار کر کے سخت تمرد و سرکشی کا مظاہرہ کرے گی ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہر مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دردناک سزا کا مزہ چکھنا پڑا ۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔
۱۰ ۔ یعنی بستی میں مکانوں کے اندر گھس کر خوب کشت و خون اور لوٹ کھسوٹ کی ۔ اس طرح خدا نے سزا دہی کا جو وعدہ کیا تھا پورا ہو کر رہا۔

۔ یعنی جن کو ہم نے سزا دینے کے لئے تم پر مسلط کیا تھا۔ ۹

۱۱ ۔ یعنی جب تم ہماری طرف رجوع ہوئے اور توبہ و انابت کا طریقہ اختیار کیا ، ہم نے پھر ایک مرتبہ تم کو دشمنوں پر غالب کیا۔

۔ یعنی بھلائی برائی کا جو کچھ نفع نقصان پہنچنا تھا تم ہی کو پہنچنا تھا، سو پہنچا۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی مار مار کر تمہارے منہ بگاڑ دیے۔ اور "مسجد اقصیٰ" (بیت المقدس) میں گھس کر پہلے کی طرح اودھم مچائی ہیکل وغیرہ کو تباہ کر دیا ۔ اس طرح "بنی اسرائیل" کی قوت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔

۱۴ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتےہیں "تورات میں کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل دوبارہ شرارت کریں گے ، اس کی جزاء میں دشمن ان کے ملک پر غالب ہوں گے ۔ اسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا ، پھر حق تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا۔ پیچھے بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی ۔ حضرت سلیمان کی سلطنت میں دوسری بار
۱۵ ۔ یعنی یوں تو "تورات" بھی بنی اسرائیل کو راہ بتانے والی تھی جیسا کہ پہلے فرمایا { هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ } لیکن یہ قرآن ساری دنیا کو سب سے زیادہ اچھی ، سیدھی اور مضبوط راہ بتلاتا ہے ۔ تمام قدیم راہیں اس "اقوام" کے تحت میں مندرج ہو گئ ہیں۔ لہذا اگر کامیابی اور نجات چاہتے ہو تو خاتم الانبیاء کی پیروی میں اسی سیدھی سڑک پر چلو ۔ جو لوگ

۱۶ ۔ یعنی قرآن تو لوگوں کو سب سے بڑی بھلائی کی طرف بلاتا اجر کبیر کی بشارتیں سناتا ، اور بدی کے مہلک نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔ لیکن حضرت انسان کا حال یہ ہے کہ وہ سب کچھ سننے کے بعد بھی اپنے لئے برائی کو اسی اشتیاق و الحاح سے طلب کرتا ہے۔ جس طرح کوئی بھلائی مانگتا ہو ، یا جیسے بھلائی طلب کرنا چاہئے وہ انجام کی طرف سے
۱۷ ۔ رات کا اندھیرا ، دن کا اجالا ، دونوں میں سے کبھی اس کا کبھی اس کا چھوٹا بڑا ہونا ۔ پھر رات میں چاند کی آہستہ آہستہ گھٹنے بڑھنے والی ، ٹھنڈی اور دھیمی چاندنی ، دن میں آفتاب عالمتاب کی تیز اور گرم روشنی ، یہ سب خداوند قدوس کی قدرت کاملہ کے نمونے ہیں جن میں سے ہر ایک کا مستقل نظام علیحدہ ہے جس کے ساتھ سینکڑوں فوائد اور
۱۸ ۔ یعنی رات کا نمونہ تاریک اور مٹا ہوا ہے ، چاند کی روشنی سورج کے اعتبار سے دھیمی اور دھندلی ہوتی ہے ۔ بلکہ خود جرم قمر بھی دیکھنے والے کو داغدار نظر آتا ہے۔

۱۹ ۔ یعنی دن کے وقت سورج کی روشنی میں ہر چیز صاف دکھائی دیتی ہے لوگ تازہ دم ہو کر روزی کی تلاش میں نکلتے اور مختلف قسم کے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں ۔ الغرض شب میں جن چیزوں پر تاریکی کی چادر پڑی ہوئی تھی ، سورج کی شعاعیں سب کو بے حجاب کر دیتی ہیں اور جو لوگ خواب گراں سے مدہوش تھے آنکھیں کھول کر
۲۰ ۔ یعنی لیل و نہار کی آمدوشد اور شمس و قمر کے طلوع و غروب سے مہینوں اور سالوں کی گنتی اور بہت طرح کے چھوٹے بڑے حساب متعلق ہیں ۔

۲۱ ۔ تم سمجھ لو کہ گھبرانے اور جلدی مچانے سے فائدہ نہیں۔ خدا کے یہاں ہر چیز کا خیر ہو یا شر ایک وقت اور اندازہ مقرر ہے۔ جیسے رات اور دن کسی کی جلد بازی اور شتاب کاری سے رات کم نہیں ہو جاتی یا دن بڑھ نہیں جاتا۔ اپنے وقت پر آپ صبح و شام ہوتی ہے ، شر کے بعد خیر اور خیر کے بعد شر کا آنا بھی ایسا ہی سمجھو جیسے رات کے
۲۲ ۔ یعنی شومئ قسمت اور زشتی اعمال اس کے گلے کا ہار ہے بری قسمت کے ساتھ برے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہ ہی نظر آئیں گے قیامت میں۔

۲۳ ۔ یعنی نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا کہ خود پڑھ کر فیصلہ کر لے ۔ جو کام عمر بھر میں کئے تھے کوئی رہا تو نہیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا ہر آدمی اس وقت یقین کرے گا کہ ذرہ ذرہ عمل بلا کم و کاست اس میں موجود ہے ۔ دنیا میں جو کتاب بھیجی (قرآن کریم) اور چاند سورج وغیرہ سے جو حساب متعلق ہے پہلے اس کا ذکر تھا۔ ان آیتوں
۲۴ ۔ یعنی سیدھی راہ خدا نے سب کو بتلا دی اب جو کوئی اس پر چلے یا نہ چلے ، اپنا بھلا برا خود سوچ لے ۔ کیونکہ اپنے طریق عمل کا نفع یا نقصان اسی کو پہنچے گا۔ ایک کے گناہوں کی گٹھری دوسرے کے سر پر نہیں رکھی جائے گی۔
۲۵ ۔ یعنی بلاشبہ برے عمل آفت لاتے ہیں ، پر حق تعالیٰ بغیر سمجھائے نہیں پکڑتا اسی واسطے رسول بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بے خبر اور غافل نہ رہنے دیں ، نیک و بد سے پوری طرح آگاہ کر دیں جن باتوں کو آدمی محض عقل و فطرت کی رہنمائی سےسمجھ سکتا ہے (مثلاً وجود باری یا توحید) ان کی مزید تشریح و توثیق پیغمبروں کی زبانی کر دی
۲۶ ۔ یعنی جب بد اعمالیوں کی بدولت کسی بستی کو تباہ کرنا ہوتا ہے تو یوں ہی دفعۃً پکڑ کر ہلاک نہیں کر دیتے ، بلکہ اتمام حجت کے بعد سزا دی جاتی ہے اول پیغمبر یا اس کے نائبین کی زبانی خدائی احکام ان کو پہنچائے جاتے ہیں ۔ خصوصًا وہاں کے امراء اور بارسوخ لوگوں کو جن کے ماننے نہ ماننے کا اثر جمہور پر پڑتا ہے۔ آگاہ کیا جاتا ہے ۔ جب
۲۷ ۔ آدم و نوح کے درمیانی زمانہ میں سب آدمی اسلام پر رہے ۔ پھر شرک و بت پرستی شروع ہوئی ۔ نوح ان کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے ۔ سینکڑوں برس سمجھایا ، نہ مانے ، آخر سب ہلاک کئے گئے ۔ اس کے بعد بہت سی قومیں (عاد و ثمود وغیرہ) تباہ ہوئیں۔ حاصل یہ کہ قوموں کے ہلاک کئے جانے کا سلسلہ بعثت نوح کے بعد سے شروع ہوا۔
۲۸ ۔ یعنی کسی کو بے قصور نہیں پکڑتا نہ غیر مناسب سزا دیتا ہے ۔ بلکہ ہر ایک کے گناہوں کو دیکھ کر اور اس کے اوضاع و اطوار کو پوری طرح جان کر موزوں و مناسب برتاؤ کرتا ہے۔

۲۹ ۔ یعنی ضروری نہیں کہ ہر عاشق دنیا کو فورًا ہلاک کر دیا جائے ، نہیں ہم ان لوگوں میں سےجو صرف متاع دنیا کےلئے سرگرداں ہیں ، جس کو چاہیں اور جس قدر چاہیں اپنی حکمت و مصلحت کے موافق دنیا کا سامان دے دیتے ہیں تا ان کی جدوجہد اور فانی نیکیوں کا فانی پھل مل جائے ۔ اور اگر آخری سعادت مقدر نہیں تو شقاوت کا پیمانہ پوری طرح
۳۰ ۔ یعنی جس کے دل میں ایمان و یقین موجود ہو اور نیک نیتی سے خدا کی خوشنودی اور ثواب اخروی کی خاطر پیغمبر کے بتلائے ہوئے راستہ پر عملی دوڑ دھوپ کرے ، اس کی کوشش ہر گز ضائع ہونے والی نہیں ۔ یقینًا بارگاہ احدیت میں حسن قبول سے سرفراز ہو کر رہے گی۔
۳۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ اپنی حکمت و مصلحت کےموافق بعض طالبین دنیا کو دنیا اور تمام طالبین آخرت کو آخرت عطا فرماتا ہے اس کی عطا میں کوئی مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ طالب دنیا ہو یا طالب آخرت دنیوی امداد سے دونوں کو حسب مصلحت حصہ پہنچتا ہے۔ محض کفر و عصیان کی وجہ سے دنیوی بخشش کےدروازے بند نہیں کر
۳۲ ۔ یعنی دنیوی زندگی میں مال ، دولت ، عزت ، حکومت ، اولاد وغیرہ کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر کسی قدر فضیلت ہے۔ اسی پر قیاس کر لو کہ آخرت میں تفاوت اعمال و احوال کے لحاظ سے کس قدر فرق مراتب ہو گا۔ چنانچہ نصوص سے ثابت ہے کہ درجات جنت اور درجات جہنم بیحد متفاوت ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنت کے دو درجوں کے
۳۳ ۔ یعنی شرک ایسی ظاہر البطلان چیز ہے جس کے اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ، بلکہ دنیا کے ہر عقلمند کے نزدیک تم مذموم و ملزم ٹھہرو گے ۔ چنانچہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جن مذاہب میں شرک صریح کی تعلیم تھی وہ بھی دانشمندوں کی سوسائٹی میں جگہ حاصل کرنے کے لئے اپنی ترمیم و اصلاح کر کے آہستہ

۳۴ ۔ خدا تو حقیقۃً بچہ کو وجود عطا فرماتا ہے ، والدین اس کی ایجاد کا ظاہری ذریعہ ہیں اس لئے کئ آیتوں میں خدا تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ والدین کے حقوق کے ذکر کئے گئے ۔ حدیث میں ہے کہ وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی ۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے
۳۵ ۔ بڑھاپے میں خدمت کی احتیاج زیادہ ہوتی ہے ، جس سے بعض اوقات اہل و عیال بھی اکتانے لگتے ہیں زیادہ پیرانہ سالی میں ہوش وحواس بھی ٹھکانے نہیں رہتے۔ بڑی سعادت مند اولاد کا کام ہے کہ اس وقت بڈھے والدین کی خدمت گذاری و فرمانبرداری سے جی نہ ہارے قرآن نے تنبیہ کی کہ جھڑکنا اور ڈانٹنا تو کجا ان کےمقابلہ میں زبان سے "ہوں"
۳۶ ۔ یعنی جب میں بالکل کمزور و ناتواں تھا انہوں نے میری تربیت میں خون پسینہ ایک کر دیا۔ اپنے خیال کے موافق میرے لئے ہر ایک راحت و خوبی کی فکر کی ۔ ہزارہا آفات و حوادث سے بچانے کی کوشش کرتے رہے ۔ بارہا میری خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈالی ، آج ان کی ضعیفی کا وقت آیا ہے ، جو کچھ میری قدرت میں ہے ان کی خدمت و
۳۷ ۔ یعنی والدین کی تعظیم اور ان کے سامنے تواضع و فروتنی صمیم قلب سے ہونی چاہئے ۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کون کیسے دل سے ماں باپ کی خدمت کرتا ہے ۔ اگر فی الواقع تم دل سے نیک اور سعادت مند ہو گے اور خدا کی طرف رجوع ہو کر اخلاص و حق شناسی کے ساتھ ان کی خدمت کرو گے تو وہ تمہاری کوتاہیوں اور خطاؤں سے درگذر
۳۸ ۔ یعنی قرابت والوں کے مالی و اخلاقی ہر قسم کے حقوق ادا کرو۔ محتاج مسافر کی خبر گیری رکھو اور خدا کا دیا ہوا مال فضول بے موقع مت اڑاؤ۔ فضول خرچی یہ ہے کہ معاصی اور لغویات میں خرچ کیا جائے یا مباحات میں بے سوچے سمجھے اتنا خرچ کر دے جو آگے چل کر تفویت حقوق اور ارتکاب حرام کا سبب بنے۔
۳۹ ۔ یعنی مال خدا کی بڑی نعمت ہے جس سے عبادت میں دلجمعی ہو ، بہت سی اسلامی خدمات اور نیکیاں کمانے کا موقع ملے ، اس کو بیجا اڑانا ناشکری ہے جو شیطان کی تحریک و اغواء سے وقوع میں آتی ہے اور آدمی ناشکری کر کے شیطان کے مشابہ ہو جاتا ہے ۔ جس طرح شیطان نے خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو عصیان و اضلال میں خرچ کیا ۔
۴۰ ۔ یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اس کے پاس نہیں ہے ، تو اللہ کے ہاں امید والے کا محروم جانا خوش نہیں آتا اس محتاج کی قسمت سے اللہ سخیوں کو بھیج دیتا ہے۔ سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے سکے تو نرم اور میٹھے طریقہ سے معذرت کر دے ، مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ جب خدا ہم کو دے گا انشاء اللہ ہم تمہاری خدمت
۴۱ ۔ یعنی سب الزام دیں کہ کنجوس مکھی چوس ہے ، یا یہ کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ غرض ہر معاملہ میں توسط و اعتدال مرعی رکھنا چاہئے ، نہ ہاتھ اس قدر کھینچے کہ گردن سےلگ جائے اور نہ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے میں ایسی کشادہ دستی دکھائے کہ پھر بھیک مانگنی پڑے اور ہاتھ کھلے کا کھلا رہ جائے ۔ ابن کثیر لکھتے ہیں
۴۲ ۔ یعنی تمہارے ہاتھ روکنے سے تم غنی اور دوسرا فقیر نہیں ہو جاتا ۔ نہ تمہاری سخاوت سے وہ غنی اور تم فقیر بن سکتے ہو۔ فقیر و غنی بنانا اور روزی کا کم و بیش کرنا محض خدا کے قبضہ میں ہے اور پریشان ہونےکی ضرورت نہیں کہ افسوس آج ہمارے پاس نہیں ہے ، یہ فقیر جو امید لےکر آیا تھا کیا کہے گا۔ فقر و غنی کےمختلف احوال بھیجنا اسی
۴۳ ۔ یعنی ہر ایک بندے کے ظاہری و باطنی احوال و مصالح سے خبردار ہے۔ اسی کے موافق معاملہ کرتا ہے حدیث قدسی میں فرمایا کہ میرے بعض بندے وہ ہیں جن کی درستی حال فقیر رہنے میں ہے۔ اگر میں اس کو غنی کر دیتا تو اس کا دین تباہ ہو جاتا۔ اس کے بر عکس بعض وہ بندے ہیں جن کو غنی بنایا ، اگر فقیر بنا دیا جاتا تو دین پر قائم نہ رہ سکتے
۴۴ ۔ بعض کافر اولاد کو مار ڈالتے تھے کہ ان کا خرچ کہاں سے لائیں گے ۔ سورہ انعام میں اسی مضمون کی آیت گذر چکی ، تفصیل وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

۴۵ ۔ کیونکہ یہ بے رحمی کی حرکت نسل انسانی کےقطع کرنے کا موجب ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والے کو حق تعالیٰ کی رزاقی پر اعتماد نہیں۔

۴۶ ۔ یعنی زنا کرنا تو بڑی سخت چیز ہے ۔ اس کے پاس بھی مت جاؤ۔ گویا { لَا تَقْرَبُوْا } میں مبادی زنا سے بچنے کی ہدایت کر دی گئ ۔ مثلاً اجنبی عورت کی طرف بدون عذر شرعی نظر کرنا یا بوس و کنار وغیرہ۔

۴۷ ۔ کیونکہ زنا سے انساب میں گڑ بڑ ہوتی ہے اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں ۔ اور سب کے لئے بری راہ نکلتی ہے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اگر یہ راہ نکلی تو ایک شخص دوسرے کی عورت پر نظر کرے ، کوئی دوسرا اس کی عورت پر کرے گا"۔
۴۸ ۔ صحیحین میں ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں۔ مگر تین صورتوں میں ، جان کے بدلے جان ، یا زانی محصن یا جو شخص دین کو چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے۔

۴۹ ۔ یعنی اولیائے مقتل کو اختیار ہے کہ حکومت سے کہہ کر خون کا بدلہ لیں ، لیکن بدلہ لیتے وقت حد سے نہ گذریں۔ مثلاً قاتل کی جگہ غیر قاتل کو سزا دلوانے لگیں یا قاتل کے ساتھ دوسرے بےگناہوں کو بھی شامل کر لیں ۔ یا قاتل کے ناک ، کان وغیرہ کاٹنے اور مثلہ کرنے لگیں ۔
۵۰ ۔ یعنی خدا نےاس کی مدد کی کہ بدلہ لینے کا حق دیا اور حکام کو امر فرمایا کہ حق دلوانے میں کمی نہ کریں بلکہ ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے۔ نہ یہ کہ الٹا قاتل کی حمایت کرنے لگے۔ اور وارث کو بھی چاہئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل کو ہاتھ نہ لگا تو اس کے بیٹے بھائی کو نہ مار ڈالے جیسے جاہلیت میں
۵۱ ۔ یعنی یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ ۔ ہاں اگر اس کی حفاظت و نگہداشت اور خیر خواہی مقصود ہو تو مضائقہ نہیں ۔ جس وقت جوان ہو جائے اور اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے لگے ، مال اس کے حوالہ کر دو۔

۵۲ ۔ اس میں سب عہد داخل ہیں خواہ اللہ سے کئے جائیں یا بندوں سے بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ کسی کو قول و قرار صلح کا دے کر بدعہدی کرنا ، اس کا وبال ضرور پڑتا ہے۔

۵۳ ۔ یعنی جھونک نہ مارو۔ ماپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام مختل ہو جاتا ہے۔ قوم شعیب کی ہلاکت کا قصہ پہلے کئ جگہ آ چکا ہے ۔ ان کا بڑا عملی گناہ یہ ہی بیان کیا گیا ہے ۔ روایات میں ہے کہ جو شخص کسی حرام پر قدرت پا کر محض خدا کے خوف سے رک جائے تو خدا تعالیٰ اسی دنیا میں آخرت سے پہلے اس کو نعم البدل عطا
۵۴ ۔ یعنی دغابازی اول چلتی ہے پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملہ نہیں کرتے ۔ اور پورا حق دینے والا سب کو بھلا لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

۵۵ ۔ یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال ، نہ اس کی اندھا دھند پیروی کر ، آدمی کو چاہیئے کہ کان ، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدر کفایت تحقیق کر کے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے ، سنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل پچو کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عمل درآمد شروع نہ کر دے۔ اس میں جھوٹی شہادت
۵۶ ۔ یعنی متکبروں کی چال چلنا انسان کو زیبا نہیں ۔ نہ تو زور سے پاؤں مار کر وہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے نہ گردن ابھارنے اور سینہ تاننے سے اونچا ہو کر پہاڑوں کے برابر ہو سکتا ہے۔ پھر ایسی ضعف و عجز اور اس بساط پر اپنے کو اس قدر لمبا کھینچنے سے کیا فائدہ ؟
۵۷ ۔ یعنی جن باتوں کو اوپر منع کیا ان کے کرنے میں رب کی بیزاری ہے اور جن کا حکم کیا ان کے نہ کرنے میں بیزاری ہے۔

۵۸ ۔ یعنی اوپر جو پر مغز اور بیش بہا نصیحتیں کی گئیں، یہ وہ علم و حکمت اور تہذیب اخلاق کی باتیں ہیں جنہیں عقل سلیم قبول کر تی ہے۔ اور جو وحی کے ضمن میں نبی امی کی طرف بلاواسطہ اور امت امیہ کی طرف بواسطہ حضور بھیجی گئیں۔
۵۹ ۔ مذکورہ بالا نصائح کا بیان توحید سے شروع کیا گیا تھا۔ { لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا } خاتمہ پر بھی توحید یاد دلا دی گئ ۔ تا قاری سمجھ سکے کہ تمام حسنات کا آغاز و انجام خالص توحید کے ہونا چاہیئے۔

۶۰ ۔ یعنی ایک تو خدا کے لئے اولاد تجویز کرنا اور اولاد بھی بیٹیاں جنہیں تم نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ یہ بڑی بھاری گستاخی ہے۔

۶۱ ۔ یعنی قرآن کریم مختلف عنوانوں اور رنگ برنگ کے دلائل و شواہد سے ان مشرکین کو فہمائش کرتا ہے۔ لیکن بجائے نصیحت حاصل کرنے کے یہ بدبخت اور زیادہ بدکتے اور وحشت کھا کر بھاگتے ہیں۔

۔ یعنی اصنام وغیرہ جنہیں خدائی کا شریک اور الوہیت کا حصہ دار بتلایا جاتا ہے۔ ۶۲

۶۳ ۔ یعنی پرایا محکوم رہنا کیوں پسند کرتے ، سب مل کر خدا تعالیٰ کے تخت سلطنت کو الٹ ڈالتے ۔ اگر کہا جائے کہ صاحب عرش کے مقابلہ میں ان کی کچھ چلتی نہیں تو ایک عاجز مخلوق کی عبادت کرنا پرلے درجہ کی حماقت ہے ، یا اگر وہ معبود خود رب العرش کو خوش رکھنا اور اس کا قرب حاصل کرنا اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں تو ان کے

۶۴ ۔ یعنی ہر ایک مخلوق زبان سے یا حال سے اس کی پاکی اور خوبیاں بیان کرتی ہے لیکن تم اسے سمجھتے نہیں خواہ فکر و تامل نہ کرنے کی وجہ سے یا اس قوت کے فقدان کی وجہ سے جس کے ذریعہ بعض مخلوقات کی تسبیح قالی سنی اور سمجھی جا سکتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص باوجود سمجھنے کے قبول نہ کرے یا اس کے مقتضی پر عمل نہ کرے ،
۶۵ ۔ یعنی تمام مخلوقات جس کی پاکی بیان کریں تم اس کے لئے شرکاء ، اولاد ، اور بیٹیاں تجویز کرو ۔ یہ ایسی گستاخی تھی کہ تم کو فورًا ہلاک کر دیا جاتا۔ لیکن وہ اپنے حکم سے شتاب نہیں پکڑتا اور توبہ کر لو تو بخش دیتا ہے۔

۶۶ ۔ جو شخص آخرت کو نہ مانے اور اپنے بھلے برے انجام کی کچھ فکر نہ رکھے وہ نصیحت کی طرف کیوں دھیان کرنے لگا۔ جب اسے نجات ہی کی فکر نہیں تو نجات دلانے والے پیغمبر کے احوال و اقوال میں غور کرنے اور بارگاہ رسالت تک پہنچنے کی کیا ضرورت ہو گی بس یہ ہی عدم ایمان بالآخرت اور انجام کی طرف سے بے فکری وہ معنوی
۶۷ ۔ پہلے پیغمبر کی صداقت تک نہ پہنچ سکنے کا ذکر کیا تھا۔ یہاں فہم قرآن تک رسائی حاصل نہ کر سکنے کا بیان ہے یعنی اس قرآن میں ایسی قوی تاثیر ہے ، اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا ، یہ سبب ہے کہ وہ اوٹ میں ہیں۔ آفتاب سے سارا جہان روشن ہے لیکن اگر کوئی شخص تہ خانہ میں تمام دروازے اور تابدان بند کر کے بیٹھ جائے بلکہ آنکھیں بھی بند کر
۶۸ ۔ یعنی جب بہ نیت انتفاع و استفادہ نہیں چاہتے تو گویا سنتے ہی نہیں ۔ (تنبیہ) خدا تعالیٰ نے جو حجاب اور پردے وغیرہ ڈالے یہ وہ ہی ہیں جن کا وجود انہوں نے خود اپنے لئے بڑی خوشی اور فخر سے ثابت کیا تھا۔ { وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ } (حم السجدہ رکوع۱) آخرت پر ایمان نہ رکھنا

۶۹ ۔ یعنی خدائے واحد کے ذکر سے چڑتے ، بدکتے اور پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں ، ہاں ان کے معبودوں کا تذکرہ آئے تو بہت خوش ہوتے ہیں ۔ { وَاِذَا ذُكِرَاللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَايُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَاهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ } (زمر رکوع۵)۔
۔ یعنی سننے سے استفادہ مقصود نہیں ہوتا محض استخفاف و استہزاء مقصود ہوتا ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ ۷۰

۷۱ ۔ یعنی قرآن اور آپ کی باتیں سن کر گئے ۔ پھر آپس میں مشورہ کیا کہ محمد () کی نسبت کیا کہنا چاہئے۔ آخر کہنے لگے کہ یہ شخص جادو کا مارا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یعنی جادو کے اثر سے مجنون ہو گیا، دماغ ٹھکانے نہیں رہا (العیاذ باللہ العظیم) بعض نے "مسحور" کو یہاں "ساحر" کے معنی میں لیا ہے گویا اس کی باتوں میں جادو کا اثر ہے۔ (تنبیہ) لفظ
۷۲ ۔ یعنی کبھی شاعر کہتے ہیں ، کبھی جادوگر ، کبھی کاہن ، کبھی مسحور یا مجنون۔ غرض بہکی بہکی باتیں کرتے رہتے ہیں کسی ایک بات پر جماؤ نہیں جس وقت جو منہ میں آیا بک دیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ باوجود جدوجہد کے طعن و تشنیع کا کوئی ایسا راستہ انہیں نہیں مل سکتا جس پر چل کر وہ اپنے مقصد اغواء و اضلال میں کامیاب ہو سکیں۔
۷۳ ۔ یعنی آپ پر مسحور و مجنون یا شاعر و کاہن وغیرہ کی مثالیں چسپاں کرنا تو تعجب انگیز تھا ہی ، اس سے زیادہ قابل تعجب وہ دلیل ہے جو (معاذ اللہ) مسحور و مجنون ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ موت کے بعد ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ آدمی کا بدن گل سڑ کر سفید ہڈیاں رہ جاتی ہیں تھوڑے دنوں بعد وہ بھی ریزہ ریزہ

۷۴ ۔ یعنی یہ ریزے اور چورا تو بہرحال انسانی لاش کا ہے جس میں پیشتر زندگی رہ چکی ہے۔ اور خود مٹی کے ذرات میں بھی آثار حیات کا پیدا ہو جانا چنداں مستبعد نہیں ۔ میں اس سے بڑھ کر تم کو اجازت دیتا ہوں کہ ہڈیوں کا چورا نہیں ، اگر ممکن ہو تو پتھر یا لوہا بن جاؤ۔ جو آثار حیات کے قبول کرنے سے بالکل محروم نظر آتے ہیں ، بلکہ کوئی ایسی
۷۵ ۔ جس نے پہلی بار تم کو مٹی یا نطفہ سے پیدا کیا اور جماد لا یعقل پر روح انسانی فائز کر دی ، کیا اب اس میں قدرت نہیں رہی کہ خاک کے ذرات اور مردہ لاش کے اجزاء کو جمع کر کے دوبارہ زندگی عنایت کر دے۔

۷۶ ۔ یعنی استہزاء و تمسخر سے سر ہلا ہلا کر کہتے ہیں کہ ہاں صاحب ! بوسیدہ ہڈیوں کے ریزوں میں کب جان پڑے گی۔ اور کب مردے قبروں سے حساب کے لئے اٹھائے جائیں گے۔

۷۷ ۔ یعنی قیامت کا ٹھیک وقت حق تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا ہاں اس کے مستقبل قریب میں آنے کی تم امید ظاہر کر سکتے ہو ۔ گویا دنیا کی بقیہ عمر اس سے کم ہے جتنی گذر چکی ہے۔

۷۸ ۔ یعنی جس وقت خدا کی طرف سے آوز دی جائے گی ایک ڈانٹ میں سب مردے زمین سے نکل کر میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے کسی کو سرتابی کی مجال نہ ہو گی۔ ہر ایک انسان اس وقت مطیع و منقاد ہو کر خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوا حاضر ہو گا۔ گو کافر کو اس وقت کی اضطراری حمدو ثنا سے کچھ فائدہ نہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ مومنین کی
۷۹ ۔ یعنی اب شتابی کرتے ہو ، اس وقت اندازہ کرو گے کہ دنیا میں کچھ زیادہ دیر نہیں رہے تھے۔ پچاس سو برس ان ہزاروں برسوں کے سامنے کیا معلوم ہوں (موضح القرآن) بعض نے کہا کہ شدت ہول و خوف سے دنیا کی زندگی تھوڑی معلوم ہو گی۔ یا نفخہ اول اور نفخہ ثانی کےدرمیان چونکہ عذاب نہ رہے گا۔ اس درمیانی مدت کو قلیل خیال کر کے کہیں
۸۰ ۔ مشرکین کی جہالت اور طعن و تمسخر کو سن کر ممکن تھا کوئی مسلمان نصیحت و فہمائش کرتے وقت تنگدلی برتنے لگے اور سختی پر اتر آئے اس لئے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ مذاکرہ میں کوئی سخت دل آزار اور اشتعال انگیز پہلو اختیار نہ کریں۔ کیونہ اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔ شیطان دوسرے کو ابھار کر لڑائی کرا دیتا ہے۔
۔ یعنی رحم کرے ایمان کی توفیق دے کر ، یا عذاب دے حالت کفر پر مار کر۔ ۸۱

۸۲ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "مذاکرہ میں حق والا جھنجھلانے لگتا ہے کہ دوسرا حق صریح کو نہیں مانتا، سو فرما دیا کہ تم ان کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ۔ اللہ بہتر جانتا ہے ،جس کو چاہے راہ سمجھائے۔

۸۳ ۔ یعنی ہم اپنے علم محیط کے موافق ہر ایک کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔ جس کو مناسب جانا آدمیوں میں سے پیغمبر بنایا ۔ پھر جس پیغمبر کو چاہا دوسرے پیغمبروں پر کلی یا جزئی فضیلت عنایت کی حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ۔ "یعنی بعضے نبی تھے کہ (امت کی حد سے زیادہ شرارتوں پر آخر کار) جھنجھلا گئے ۔آپ کا حوصلہ ان سے زیادہ رکھا
۸۴ ۔ یعنی خدا تو وہ ہے کہ جس کو چاہے عذاب دے جس پر چاہے مہربانی فرمائے ، جس کو جس قدر چاہے دوسروں پر فضیلت عطا کرے ، اس کی قدرت کامل اور علم محیط ہو ۔ اب ذرا مشرکین ان ہستیوں کو پکاریں جن کو انہوں نے خدا سمجھ رکھا یا بنا رکھا ہے۔ کیا ان میں ایک بھی ایسا مستقل اختیار رکھتا ہے کہ ذرا سی تکلیف کو تم سے دور کر سکے یا
۸۵ ۔ بخاری میں روایت ہے کہ کچھ لوگ جاہلیت میں جنات کی عبادت کرتے تھے ۔ وہ جن مسلمان ہو گئے اور یہ پوجنے والے اپنی جہالت پر قائم رہے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ جن ، ملائکہ ، مسیح و عزیر وغیرہ کے پوجنے والے سب اس میں شامل ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ جن ہستیوں کو تم معبود و مستعان سمجھ کر پکارتے ہو ، وہ

۸۶ ۔ یعنی باوجود غایت قرب کے ان کی امیدیں محض حق تعالیٰ کی مہربانی سے وابستہ ہیں اور اسی کے عذاب سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہر قسم کا نفع پہنچانا ، یا ضرر کو روکنا ایک خدا کے قبضہ میں ہے۔

۸۷ ۔ اسی آیت کا مطلب کئ طرح لیا جا سکتا ہے ۔ (الف) دنیا کی ہر ایک بستی کو عظیم الشان گناہوں کی پاداش میں قیامت سے پہلے پہلے عذاب مستاصل بھیج کر بالکلیہ تباہ و خراب کر دیا جائے گا ، یا اگر گناہ انتہائی درجہ کے نہ ہوں گے تو درجہ دوئم کے جرائم کی سزا میں عام ہلاکت سےکم کوئی سخت آفت اس بستی پر نازل کی جائے گی۔ باقی ایسی
۸۸ ۔ یعنی یہ فیصلہ بالکل حتمی اور اٹل ہے جو علم الہٰی میں طے ہو چکا اور لوح محفوظ میں لکھا گیا ۔ کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ۔ ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں ، سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا آیت { لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ
۸۹ ۔ حدیث میں ہے کہ اہل مکہ نے حضور سے چند نشانیاں طلب کیں مثلاً یہ کہ کو "صفا" کو سونا بنا دیجئے یا پہاڑوں کو ہمارے گردوپیش سے ہٹا کر زراعت کے قابل زمینہموار کر دیج۴ے۔ وغیر ذالک۔ ایس کرو تو ہام آپ کا مان لیں گے۔ اس کے جواب مین یہ آیت نازل ہوئی۔ یعی ایسے فرمائشی نشان دکھلانا کدا تعالیٰ کو کچھ دشوار نہ تھا ۔ لیکن پہلے لگوں
۹۰ ۔ قوم "ثمود" نے حضرت صالح سے درخواست کی تھی کہ پہاڑ کی فلاں چٹان میں سے اونٹنی نکال دیجئے۔ خدا نے نکال دی ۔ مگر بجائے اس کے کہ ایسا فرمائشی معجزہ دیکہ کر آنکھیں کھلتیں اور قلبی بصیرت حاصل ہوتی الٹے ظلم و عداوت پر کمربستہ ہو گئے ۔ چنانچہ اونٹنی کو مار ڈالا اور حضرت صالح کے قتل کے منصوبے باندھنے لگے ۔ آخر جو
۹۱ ۔ یعنی ہدایت نشانیاں دیکھنے پر موقوف نہیں ۔ غیر معمولی نشانات بھیجنے سے تو مقصود یہ ہے کہ قدرت قاہرہ کو دیکہ کر لوگ خدا سے ڈریں اور ڈر کر اس کی طرف جھکیں۔ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو اور فی الحال اس قوم کو تباہ کرنا بھی مصلحت نہیں تو محض فرمائشیں پورا کرنے سے کیا حاصل ہے ۔ باقی عام تخویف اندزا کے لئے جن آیات و
۹۲ ۔ شاید آپ کو خیال ہوا ہو گا کہ فرمائشی نشان نہ دکھلانے پر کفار کو ہنسنے اور طعن کرنے کا موقع ملے گا کہ اگر سچے پیغمبر ہوتے تو ہماری طلب کے موافق نشان دکھلاتے ، اس لئے آپ کو مطمئن کیا کہ سب لوگوں کو تیرے رب کے علم و قدرت نے گھیر رکھا ہے نہ کوئی اس کے علم سے باہر ہے نہ قدرت کے نیچے سے نکل کر جا سکتا ہے سب اس
۹۳ ۔ "دکھاوے" سے مراد شب معراج کا نظارہ ہے جس کے بیان سے لوگ جانچے گئے ۔ سچوں نے سن کر مانا اور کچوں نے جھوٹ جانا۔

۹۴ ۔ یعنی "زقوم" کا درخت جسے قرآن نے فرمایا کہ دوزخ والے کھائیں گے ۔ ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا کہ دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہو گا ؟ یہ بھی جانچنا تھا ۔ ان دو مثالوں سے اندازہ کر لو کہ تصدیق خوارق کے باب میں ان کی طبائع کا کیا حال ہے۔
۹۵ ۔ یعنی جن کے دل خوف خدا سے خالی ہوں ، ڈرانے سے ڈریں نہیں ، بلکہ اور زیادہ شرارت میں ترقی کریں ان سے فرمائشی نشان دیکھنے پر قبول حق کی امید رکھنا بے موقع ہے۔

۹۶ ۔ یہ قصہ کئی جگہ گذر چکا ۔ یہاں اس پر متنبہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا بے چون و چرا ماننا فرشتوں کا اور اس میں شبہات نکالنا شیطان کا کام ہے۔ یہ کافر بھی اسی کی چال چل رہے ہیں ۔ جو بات بات میں کج بحثیاں کرتےہیں۔ مگر یاد رہے کہ ان کا انجام بھی وہ ہی ہونے والا ہے جو ان کے امام ابلیس لعین کا ہو گا۔
۹۷ ۔ یعنی تھوڑے سے چھوڑ کر باقی سب کو اپنا مسخر کر لوں جیسے گھوڑے کو لگام دے کر قابو کر لیا جاتا ہے ، پھر جو میرے سامنے اتنا کمزور ہے اسے مجہ پر فضیلت دینا کس طرح جائز ہو گا ؟۔

۹۸ ۔ یعنی جا ! جتنا زور لگا سکتا ہے لگا لے۔ یہاں بھی تیرے اور تیرے ساتھیوں کے واسطے جیل خانہ تیار ہے۔

۱۰۰ ۔ یعنی ساری طاقت صرف کر ڈال ! اور پوری قوت سے لشکر کشی کر ! خدا کی معصیت میں لڑنے والے سب شیطان کے سوار اور پیادے ہیں۔ جن ہوں یا انس۔

۱۰۱ ۔ یعنی دل میں ارمان نہ رکہ ، ان کو ہر طرح ابھار ، کہ مال و اولاد میں تیرا حصہ لگائیں ، یعنی یہ چیزیں ناجائز طریقہ سے حاصل کریں اور ناجائز کاموں میں صرف کریں۔

۱۰۲ ۔ یعنی شیطان جو سبز باغ دکھاتا ہے اس سے فریب کھانا احمق کا کام ہے اس کے سب وعدے دغابازی اور فریب سے ہیں۔ چنانچہ وہ خود اقرار کر ے گا۔ { وَوَعَدْ تُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ } (ابراہیم رکوع۴)۔

۹۹ ۔ یعنی وہ آواز جو خدا کے عصیان کی طرف بلاتی ہو ، مراد اس سے وسوسہ ڈالنا ہے اور مزامیر (باجا گاجا) بھی اس میں داخل ہو سکتا ہے۔

۔ یعنی جو خدا پر اعتماد و توکل کریں وہ ان کا کام بناتا ہے اور شیطان کے جال سے نکالتا ہے۔ ۱۰۳

۱۰۴ ۔ یہ خدا کی کارسازی کا ایک نمونہ پیش کیا ہے ، جس میں ایک مشرک کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ کہ ہیں عارضی زور کمزور سارے۔

۱۰۵ ۔ یعنی روزی کو اکثر قرآن میں "فضل" فرمایا ہے۔ "فضل" کے معنی زیادہ کے ہیں۔ سو مسلمان کی بندگی ہے آخرت کے واسطے اور دنیا لبھاؤ میں ملتی ہے۔

۱۰۶ ۔ یعنی مصیبت سے نکلتے ہی محسن حقیقی کو بھول جاتا ہے۔ چند منٹ پہلے دریا کی موجوں میں خدا یاد آرہا تھا۔ کنارہ پر قدرم رکھا اور بے فکر ہو کر سب فراموش کر بیٹھا ۔ اس سے بڑھ کر ناشکر گذاری کیا ہوگی۔

۱۰۷ ۔ یعنی سمندر کے کنارے خشکی میں دھنسا دے۔ مثلاً زلزلہ آ جائے اور زمین شق ہو کر قارون کی طرح اس میں دھنس جاؤ۔ خلاصہ یہ کہ ہلاک کرنا کچھ دریا کی موجوں پر موقوف نہیں۔

۔ یعنی کوئی ضرورت کھڑی کر دے جس کے لئے ناچار دریائی سفر کرنا پڑے۔ ۱۰۸

۱۰۹ ۔ یعنی خدا سے کون باز پرس کر سکتا ہے یا کس کی مجال ہے کہ پیچھا کر کے اس سے مجرمین کا خون بہا وصول کرے ؟۔

۱۱۰ ۔ یعنی آدمی کو حسن صورت ، نطق ، تدبیر اور عقل و حواس عنایت فرمائے جن سے دنیوی و اخروی مضار و منافع کو سمجھتا اور اچھے برے میں تفریق کرتا ہے۔ ہر طرف ترقی کی راہیں اس کے لئے کھلی ہیں۔ دوسری مخلوقات کو قابو میں لا کر اپنے کام میں لگاتا ہے خشکی میں جانوروں کی پیٹھ یا دوسری طرح طرح کی گاڑیوں میں سفر کرتا
۱۱۱ ۔ یہاں یہ بتلانا ہے کہ دنیا میں فطری حیثیت سے انسان کو جو عزت و فضیلت بخشی تھی اس نے کہاں تک قائم رکھی اور کتنے ہیں جنہوں نے انسانی عزوشرف کو خا ک میں ملا دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر فرقہ اس چیز کی معیت میں حاضر ہو گا۔ جس کی پیروی اور اتباع کرتا تھا۔ مثلاً مومنین کے نبی ، کتاب ، دینی پیشوا یا کفار کے مذہبی
۱۱۲ ۔ یعنی کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو ایک باریک دھاگا سا ہوتا ہے۔ اتنا ظلم بھی وہاں نہ ہوگا ہر ایک کی محنت کا پورا بلکہ پورے سے زیادہ پھل ملے گا۔

۱۱۳ ۔ یعنی یہاں ہدایت کی راہ سے اندھا رہا، ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہے ۔ (موضح القرآن) یہ "اصحاب یمین" کے بالمقابل "اصحاب شمال" کا ذکر ہوا ۔ بعض نے { وَاَضَلُّ سَبِيْلًا } کا مطلب یہ لیا ہے کہ دنیا میں تو تلافی مکافات کا امکان تھا ، آخرت میں اس سے بھی دور جا پڑا ۔ کیونکہ اب تدارک و تلافی کا امکان ہی
۱۱۴ ۔ یعنی بعض اندھے ایسے شریر ہیں کہ خود تو راہ پر کیا آتے ، بڑے بڑے سوانکھوں کو بچلانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ کفار مکہ کی اس بے حیائی اور جسارت کو دیکھئے کہ آپ پر ڈورے ڈالتے ہیں کہ خدا نے جو احکام دیے اور وحی بھیجی اس کا ایک حصہ ان کی خاطر سے آپ (معاذ اللہ) چھوڑ دیں یا بدل ڈالیں۔ کبھی حکومت ، دولت اور حسین عورتوں
۱۱۵ ۔ "ترکن" رکون سے ہے ۔ جو ادنیٰ جھکاؤ اور خفیف میلان قلب کو کہتے ہیں اس کے ساتھ { شَيْـًٔا قَلِيْلًا } بڑھایا گیا تو ادنیٰ سے ادنیٰ ترین مراد ہو گا۔ پھر { لَقَدْ كِدْتَّ } فرما کر اس کے وقوع کو اور بھی گھٹا دیا ۔ یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ آپ پیغمبر معصوم ہیں جن کی عصمت کی سنبھال حق تعالیٰ اپنے فضل خصوصی سے کرتا ہے تو ان چالاک شریروں
۱۱۶ ۔ اس سے بھی حضور کے فضل و شرف کا نہایت لطیف پیرایہ میں اظہار مقصود ہے ۔ مقربین کےلئے جیسے انعامات بہت بڑےہیں "نزدیکاں رابیش بود حیرانی" کے قاعدہ سے ان کی چھوٹی چھوٹی غلطی یا کوتاہی پر عتاب بھی کہیں زیادہ ہوتا ہے جیسے ازواج مطہرات کو فرمایا { يٰنِسَاۗءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ }
۱۱۷ ۔ یعنی چاہتےہیں کہ تجھے تنگ کر کے اور گھبرا کر مکہ سے نکال دیں ۔ لیکن یاد رکھیں کہ ایسا کیا تو وہ خود زیادہ دنوں تک یہاں نہ رہ سکیں گے ۔ چنانچہ اسی طرح واقع ہوا۔ ان کے ظلم و ستم حضور کی ہجرت کا سبب بنے آپ کا مکہ سے تشریف لے جانا تھا کہ تقریبًا ڈیڑھ سال بعد مکہ کے بڑے بڑے نامور سردار گھروں سے نکل کر میدان "بدر"
۔ یعنی ہمارا یہ ہی دستور رہا ہے کہ جب کسی بستی میں پیغمبر خدا کو نہ رہنے دیا تو بستی والے خود نہ رہے۔ ۱۱۸

۱۱۹ ۔ یعنی ان کی منصوبہ بازیوں کی کچھ فکر نہ کیجئے۔ آپ اپنے مالک کی طرف متوجہ رہیں اور نمازوں کو ٹھیک ٹھیک قائم رکھیں تعلق مع اللہ وہ چیز ہے جو انسان کو تمام مشکلات و نوائب پر غالب کر دیتی ہے۔ { وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ } (بقرہ رکوع۵)۔
۱۲۰ ۔ اس میں چار نمازیں آ گئیں ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء ، جمع بین الصلوٰتین کے مسئلہ سے اس کا کچھ تعلق نہیں اور اگر جمع کا اشارہ نکالا جائے تو دو نہیں چار نمازوں کے جمع کرنے کی مشروعیت اس سے نکلے گی ۔ ہاں بشرط ذوق صحیح یہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ ظہر میں تعجیل اور عشاء میں تاخیر مستحب ہونی چاہیئے۔ الابعارض۔
۱۲۱ ۔ یعنی نماز فجر میں ۔ شاید "قرآن الفجر" سے تعبیر کرنے میں یہ اشارہ ہو کہ تطویل قرآت فجر میں مطلوب ہے۔

۱۲۲ ۔ حدیث میں ہے کہ فجر و عصر کے وقت دن اور رات کے فرشتوں کی بدلی ہوتی ہے ۔ لہٰذا ان دو وقتوں میں لیل و نہار کے فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے تو ہماری قرآت اور نماز ان کے روبرو ہوئی جو مزید برکت و سکینہ کا موجب ہے ، اور اس وقت اوپر جانے والے فرشتے خدا کے یہاں شہادت دیں گے کہ جب گئے تب بھی ہم نے تیرے بندوں کو نماز
۱۲۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی " نیند سے جاگ کر (تہجد میں) قرآن پڑھا کر ۔ یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ (سب سے) بڑا دینا ہے۔

۱۲۴ ۔ "مقام محمود" شفاعت عظمیٰ کا مقام ہے ۔ جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا۔ تب آنحضرت سے عرض کر کے خلقت کو تکلیف سے چھڑائیں گے ۔ اس وقت ہر شخص کی زبان پر آپ کی حمد (تعریف) ہو گی۔ اور حق تعالیٰ بھی آپ کی تعریف کرے گا۔ گویا شان محمدیت کا پورا پورا ظہور اس وقت ہو گا۔ (تنبیہ) "مقام محمود" کی یہ تفسیر صحیح حدیثوں
۱۲۵ ۔ یعنی جہاں مجھے پہنچانا ہے (مثلاً مدینہ میں) نہایت آبرو اور خوبی و خوش اسلوبی سے پہنچا کہ حق کا بول بالا رہے۔ اور جہاں سے نکالنا یعنی علیحدہ کرنا ہو (مثلاً مکے سے) تو وہ بھی آبرو اور خوبی و خوش اسلوبی سے ہو کہ دشمن ذلیل و خوار اور دوست ، شاداں و فرحاں ہوں ۔ اور بہر صورت سچائی کی فتح اور جھوٹ کا سر نیچا ہو۔
۱۲۶ ۔ یعنی غلبہ اور تسلط عنایت فرما جس کے ساتھ تیری مدد و نصرت ہو ۔ تاکہ حق کا بول بالا رہے اور معاندین ذلیل و پست ہوں۔ دنیا میں کوئی قانون ہو ، سماوی یا ارضی اس کےنفاذ کے لئے ایک درجہ میں ضروری ہے کہ حکومت کی مدد ہو ۔ جو لوگ دلائل و براہین سننے اور آفتاب کی طرح حق واضح ہو چکنے کے بعد بھی ضد و عناد پر قائم رہیں ان
۱۲۷ ۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی مکہ میں کی گئ جہاں بظاہر کوئی سامان غلبہ حق کا نہ تھا۔ یعنی کہدو قرآن کریم مومنین کو بشارتیں سناتا ہوا اور باطل کو کچلتا ہوا آ پہنچا بس سمجھ لو کہ اب دین حق غالب ہوا اور کفر بھاگا۔ نہ صرف مکہ سے بلکہ سارے عرب سے ۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم جب مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اس وقت کعبہ کے گرد تین سو
۱۲۸ ۔ یعنی جس طرح حق کے آنے سے باطل بھاگ جاتا ہے ۔ قرآن کی آیات سے جو بتدریج اترتی رہتی ہیں روحانی بیماریاں دور ہوتی ہیں دلوں سے عقائد باطلہ ، اخلاق ذمیمہ اور شکوک و شبہات کے روگ مٹ کر صحت باطنی حاصل ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اس کی مبارک تاثیر سے بدنی صحت بھی حاصل کی جاتی ہے جیسا کہ "روح المعانی" اور
۱۲۹ ۔ یعنی انسان کا عجیب حال ہے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے نعمتیں دیتا ہے تو احسان نہیں مانتا۔ جتنا عیش آرام ملے اسی قدر منعم حقیقی کی طرف سے اس کی غلفت و اعراض بڑھتا ہے اور فرائض بندگی سے پہلو بچا کر کھسکنا چاہتا ہے۔ پھر جب سخت اور برا وقت آیا تو ایک دم آس توڑ کر اور ناامید ہو کر بیٹھ رہتا ہے۔ گویا دونوں حالتوں میں خدا سے
۱۳۰ ۔ یعنی ہر ایک کافر و مومن اور معرض و مقبل اپنے اپنے طریقے ، نیت ، طبیعت اور مذہب پر چلتا اور اسی پر مگن رہتا ہے ۔ لیکن یاد رہے خدا کے علم محیط سے کسی شخص کا کوئی عمل باہر نہیں ہو سکتا وہ ہر ایک کے طریق عمل اور حرکات و سکنات کو برابر دیکھ رہا ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ کون کتنا سیدھا چلتا ہے اور کس میں کس قدر
۱۳۱ ۔ یعنی روح انسانی کیا چیز ہے ؟ اس کی ماہیت و حقیقت کیا ہے ؟ یہ سوال صحیحین کی روایت کے موافق یہود مدینہ نے آنحضرت کے آزمانے کو کیا تھا۔ اور "سیر" کی روایات سے معلوم ہوتا ہےکہ مکہ میں قریش نے یہود کے مشورہ سے یہ سوال کیا۔ اسلئے آیت کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے ، ممکن ہے نزول مکرر ہوا ہو ، واللہ
۱۳۲ ۔ موضح القرآن میں ہے کہ "حضرت کو آزمانے کو یہود نے پوچھا ، سو اللہ نے (کھول کر) نہ بتایا کیونکہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا۔ آگے پیغمبروں نے بھی مخلوق سے ایسی باریک باتیں نہیں کیں۔ اتنا جاننا کافی ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آ پڑی ، وہ جی اٹھا ، جب نکل گئ مر گیا" اھ (تنبیہ) حق تعالیٰ کا کلام اپنے اندر عجیب و

۱۳۳ ۔ یعنی قرآن کا جو علم تم کو دیا ہے خدا چاہے تو ذرا سی دیر میں چھین لے پھر کوئی واپس نہ لا سکے۔ لیکن اس کی مہربانی آپ پر بہت بڑی ہے اسی لئے یہ نعمت عظمیٰ عنایت فرمائی ، اور چھیننے کی کوئی وجہ نہیں۔ صرف قدرت عظیمہ کا اظہار مقصود ہے اور یہ کہ کیسی ہی کامل روح ہو اس کے سب کمالات موہوب و مستعار ہیں ، ذاتی نہیں۔
۱۳۴ ۔ اعجاز قرآن کے متعلق پہلے متعدد مواضح میں کلام کیا جا چکا ہے اور اس موضوع پر ہمارا مستقل رسالہ "اعجاز القرآن" چھپا ہوا ہے اسے ملاحظہ کر لیا جائے۔

۱۳۵ ۔ یعنی ان کی خیر خواہی کے لئے عجیب و غریب مضامین بار بار مختلف پیرایوں میں قسم قسم کے عنوانوں سے بیان کئے جاتے ہیں ۔ لیکن اکثر احمقوں کو اس کی قدر نہیں۔ بجائے احسان ماننے کے ناشکری پر تلے ہوئے ہیں۔

۱۳۶ ۔ یعنی مکہ کی سرزمین سے ۔ قرآن کے اعجاز سےعاجز ہو کر ایسی دورازکار فرمائشیں کرنے لگتے تھے۔ غرض استفادہ و انتفاع مقصود نہ تھا محض تعنت و عناد سے کام تھا۔

۱۳۷ ۔ یہ اس کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ { اِنْ نَشَاْ نَخْسِفْ بِھِمُ الْاَرْضَ اَوْنُسْقِطْ عَلَیْھِمْ کِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ } (السبا رکوع۱)۔

۔ یعنی معاذ اللہ خدا خود ہمارے سامنے آ کر کہدے اور فرشتے کھلم کھلا شہادت دیں کہ تم سچے ہو۔ ۱۳۸

۔ یعنی سونے کا نہ ہو تو کم از کم سونے کا ملمع ہو۔ ۱۳۹

۱۴۰ ۔ یعنی جیسے آپ معراج کا ذکر کرتے ہیں ہمارے سامنے آسمان پر چڑھئے پھر وہاں سے ایک کتاب لکھی ہوئی لے کر آئیے جسے ہم خود پڑھ سکیں اور سمجھ سکیں۔

۱۴۱ ۔ جیسے پہلے پیغمبر آئے اور وہ آدمی تھے ۔ کسی پیغمبر کو خدائی کے اختیارات حاصل نہیں نہ اس کی یہ شان ہے کہ اپنے رب سے ایسی بے ضرورت فرمائشیں کرے۔ ان کا کام یہ ہے کہ جو ادھر سے ملے پہنچا دیں اور اپنے ہر ایک کام کو خدائے واحد کے سپرد کر دیں۔ سو میں اپنا فرض رسالت ادا کر رہا ہوں۔ فرمائشی نشان دکھلانے یا نہ دکھلانے اس
۱۴۲ ۔ یعنی نور ہدایت پہنچنے کے بعد آنکھیں نہ کھلیں یہ ہی کہتے رہے کہ آدمی ہو کر رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر خدا کو پیغمبر بھیجنا تھا تو آسمان سے کوئی فرشتہ اتارتا۔

۱۴۳ ۔ یعنی اگر یہ زمین آدمیوں کے بجائے فرشتوں کی بستی ہوتی تو بیشک موزوں ہوتا کہ ہم فرشتہ کو پیغمبر بنا کر بھیجتے۔ آدمیوں کی طرف اگر فرشتہ اس کی اصلی صورت میں بھیجا جائے تو آنکھیں اور دل تحمل بھی نہ کر سکیں، فائدہ اٹھانا تو الگ رہا۔ اور آدمی کی صورت میں آئے تو اشتباہ میں پڑے رہیں۔ اس کی تقریر سورہ انعام کے پہلے رکوع
۱۴۴ ۔ وہ جو کہتے تھے { اَوْتَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا } یعنی خدا سامنے آکر تصدیق کر دے تب مانیں ۔ تو فرمایا کہ خدا اب بھی اپنے فعل سے میری تصدیق کر رہا ہے۔ آخر وہ مجھ کو دیکھتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہوں اور میرے ظاہری و باطنی احوال سے پورا خبردار ہے۔ اس پر بھی میرے ہاتھ اور زبان پر برابر وہ علمی نشانات ظاہر فرماتا رہتا
۱۴۵ ۔ یعنی خدا کی توفیق و دستگیری ہی سے آدمی راہ حق پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے جس کی بدبختی اور تعنت کی وجہ سے خدا دستگیری نہ فرمائے اسے کون ہے جو ٹھیک راستہ پر لگا سکے۔

۱۴۶ ۔ یہ قیامت کے بعض مواطن میں ہو گا کہ کافر منہ کے بل اندھے گونگے کر کے چلائے جائیں گے ۔ حدیث میں ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ! منہ کے بل کس طرح چلیں گے فرمایا جس نے آدمی کو پاؤں سے چلایا وہ قادر ہے کہ سر سے چلا دے۔ باقی فرشتوں کا جہنمیوں کو منہ کے بل گھسیٹنا ، وہ دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہو گا۔ { يَوْمَ
۱۴۷ ۔ یعنی عذاب معین اندازہ سے کم نہیں ہونے دیں گے۔ اگر بدن جل کر تکلیف میں کمی ہونے لگے گی تو پھر نئے چمڑے چڑھا دیے جائیں گے۔ { كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا } (نساء رکوع۸)۔

۱۴۸ ۔ یعنی دنیا میں دلیل سے تو نہ مانا تھا ، اب آنکہ سے بار بار دیکھ لو کہ کس طرح جل جل کر از سر نو تیار کئے جا رہے ہو۔

۱۴۹ ۔ یعنی جس نے اتنے بڑے بڑے اجسام پیدا کئے ، اسے تم جیسی چھوٹی سی چیز کا پیدا کر دینا کیا مشکل ہے۔ { لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ } (مومن رکوع۶)۔ بیشک وہ تم کو اور تمہارےجیسے سب آدمیوں کو بے تکلف پیدا کر سکتا ہے۔
۱۵۰ ۔ یعنی شاید یہ کہو کہ آخر اتنے آدمی مر چکے ہیں وہ اب تک کیوں نہیں اٹھائے گئے ۔ تو فرما دیا کہ سب کے واسطے قبروں سے اٹھنے اور دوبارہ زندہ ہونے کا ایک وقت مقرر ہے وہ ضرور آ کر رہے گا۔ تاخیر دیکھ کر انکار کرنا حماقت ہے ۔ { وَمَا نُؤَخِّرُه اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ } (ہود رکوع۹)۔
۱۵۱ ۔ یعنی ایسے واضح مضامین و دلائل سن کر بھی ناانصافوں کے کفر و ضلال اور ناشکری میں ترقی ہی ہوتی ہے ، ذرا نہیں پسیجتے۔

۱۵۲ ۔ گذشتہ رکوع میں فرمایا تھا۔ { كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۔قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ } الخ (خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپ پر بہت بڑا فضل کیا ہے کہ قرآن جیسی بے مثال دولت عطا فرمائی) درمیان میں مخالفین کے تعنت و عناد ، دور ازکار مطالبات ، اعراج و تکذیب اور ان کے نتائج کا ذکر کر کے
۱۵۳ ۔ یعنی جیسے آپ کو فضل و رحمت و قرآن عظیم دیا اور بہت کچھ مہربانیاں آپ پر فرمائیں ، ہم پہلے موسیٰ کو صداقت کے نو کھلے ہوئے نشانات (معجزات) ان کے مناسب حال عنایت فرما چکے ہیں۔ جبکہ وہ "بنی اسرائیل" کے پاس فرعون کے مظالم سے نجات دلانے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اگر چاہو تو "بنی اسرائیل" کے باخبر اور منصف
۱۵۴ ۔ یعنی کسی نے تجہ پر جادو کر دیا ہے جس سے معاذ اللہ عقل خراب ہو گئی۔ اسی لئے بہکی بہکی باتیں کرتا ہے ۔ دوسری جگہ ہے { اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ } (شعراء رکوع۲)۔ گویا "مسحور" سے مراد مجنون ہے اور بعض نے مسحور کو بمعنی ساحر لیا ہے ۔ واللہ اعلم۔
۱۵۵ ۔ یعنی گو زبان سے انکار کرتا ہے مگر تیرا دل خوب جانتا ہے کہ یہ عظیم الشان نشان تیری آنکھیں کھولنے کے لئے اسی خدائے قادر و توانا نے دکھلائے ہیں جو آسمان و زمین کا سچا مالک ہے اب جو شخص جان بوجھ کر محض ظلم و تکبر کی راہ سے حق کا انکار کرے اس کی نسبت بجز اس کے کیا خیال کیا جا سکتا ہے کہ تباہی کی گھڑی اس کے

۱۵۶ ۔ جب فرعون نے دیکھا کہ موسیٰ کا اثر بڑھتا جاتا ہے ۔ سمجھا کی بنی اسرائیل کہیں زور نہ پکڑ جائیں اس لئے ان کو اور زیادہ ستانا شروع کیا کہ یہ مصر میں امن چین سے رہنے نہ پائیں۔ آخر ہم نے اسی کو نہ رہنے دیا اور بحر قلزم میں سب ظالموں کا بیڑہ غرق کر دیا۔

۱۵۷ ۔ یعنی خدا نے ظالم کی جڑ کاٹ دی اور تم کو غلامی سے نجات دی۔ اب مصر و شام میں جہاں چاہو آزادی سے رہو۔ جب قیامت آئے گی پھر ایک مرتبہ تم سب کو اور تمہارے تباہ شدہ دشمنوں کو اکٹھا کر کے شقی و سعید اور ہالک و ناجی کا دائمی فیصلہ کر دیا جائے گا۔

۱۵۸ ۔ موسیٰ کے معجزات وغیرہ کا ذکر فرما کر روئے سخن پھر قرآن کریم کی طرف پھیر دیا گیا ۔ یعنی معجزات موسوی بجائے خود تھے ، لیکن محمد کو جو معجزات باہرہ عطا ہوئے ان میں سب سے بڑا علمی معجزہ یہ قرآن کریم ہے جو ہم نے عین حکمت کے موافق ، اپنے علم عظیم اور اعلیٰ درجہ کی سچائی پر مشتمل کر کے اتارا ہے اور ٹھیک

۔ یعنی ماننے والوں کو خوشخبری اور نہ ماننے والوں کو عذاب الہٰی کی دھمکی سنا دیجئے۔ ۱۵۹

۱۶۰ ۔ انزال قرآن سے مقصود اصلی مطلب سمجھ کر اس پر عمل کرنا ہے جسے تدبر و تذکر کہتے ہیں۔ لیکن اس کے نفس الفاظ و حروف بھی نور و برکت سے خالی نہیں۔ { کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ } (
رکوع۳) اسی لئے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں تا وظیفہ کے طور پر تلاوت کرنا بھی سہل ہو اور سننے والوں کے

۱۶۱ ۔ یعنی مانو یا نہ مانو ، قرآن کی حقانیت اور رسول اللہ کی تصدیق وہ منصف مزاج اہل علم کر رہے ہیں جنہیں کتب سابقہ کی بشارات سے آگاہی ہے ، وہ اس کلام کو سن کر تھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں کہ سبحان اللہ کیا عجیب و غریب کلام ہے بیشک خدا کا وعدہ پورا ہونا تھا۔ جو موسیٰ کی زبانی تورات کتاب استثناء میں کیا گیا تھا کہ (اے بنی

۱۶۲ ۔ یعنی قرآن کو سن کر رقت طاری ہو جاتی ہے سجدہ کرتے ہیں تو اور عاجزی بڑھتی ہے ۔ اذقان (تھوڑیوں) کے لفظ میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ سجود میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے ہیں گویا تھوڑیاں بھی زمین سے ملا دیتے ہیں ، یا محض سجود علی الوجہ سےکنایہ ہو ۔ واللہ اعلم۔

۱۶۳ ۔ سجود و خشوع وغیرہ کی مناسبت سے یہاں دعاء (خدا کو پکارنے) کا ، اور دعاء کی مناسبت سے اگلی آیت میں صلوٰۃ کا ذکر کیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے ناموں میں سے مشرکین عرب کے یہاں اسم "اللہ" کا استعمال زیادہ تھا۔ اسم "رحمٰن" سے چنداں مانوس نہ تھے ۔ البتہ یہود کے یہاں اسم "رحمٰن" بکثرت مستعمل ہوتا تھا۔ عبرانی میں بھی یہ نام

۱۶۴ ۔ یعنی جہری نماز میں (اور اسی طرح دعاء وغیرہ میں) بہت زیادہ چلانا بھی نہیں اور بالکل دبی آواز بھی نہیں ، بیچ کی چال پسند ہے (موضح القرآن) احادیث میں ہے کہ مکہ میں جب قراءت زور سے کی جاتی تو مشرکین سن کر قرآن اور اس کے بھیجنے والے اور لانے والے کی شان میں بدزبانی کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے بہت آہستہ پڑھنا شروع کر

۱۶۵ ۔ نماز کے بعد توحید خالص کا ذکر فرما کر سورت کو ختم کیا ۔ یعنی ساری خوبیاں اور تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اپنی ہر صفت و کمال میں یگانہ ہے اور ہر قسم کے عیب و قصور اور نقص و فتور سے بکلی منزہ ہے اس کی ذات میں کسی طرح کی کمزوری نہیں جس کی تلافی کے لئے دوسرے کی حاجت پڑے۔ دوسرے سے مدد لینے میں تین احتمال ہو

۱ ۔ یعنی اعلیٰ سے اعلیٰ تعریف اور شکر کا مستحق وہ ہی خدا ہو سکتا ہے جس نے اپنے مخصوص و مقرب ترین بندے محمد رسول اللہ پر سب سے اعلیٰ و اکمل کتاب اتاری اور اس طرح زمین والوں کو سب سے بڑی نعمت سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ بےشک اس کتاب میں کوئی ٹیرھی ترچھی بات نہیں۔ عبارت انتہائی سلیس و فصیح ، اسلوب بیان نہایت مؤثر

۲ ۔ یعنی تکذیب کرنے والوں پر جو سخت آفت دنیا یا آخرت میں خداوند قہار کی طرف سے آنے والی ہے اس سے یہ کتاب آگاہ کرتی ہے۔ (تنبیہ) قیماً کو بعض نے بمعنی "مستقیم" لے کر محض مضمون سابق کی تاکید قرار دی ہے۔ یعنی کتنا ہی غور کرو ایک بال برابر کجی نہیں پاؤ گے ۔ مگر فرّاء نے اس لفظ کے معنی کئے ہیں { قَيِّمًا عَلٰی سَائِرِ الْكُتُب

۔ بظاہر اس سے مراد آخرت کا بدلہ یعنی جنت ہے جہاں مومنین قانتین کو دائمی خوشی اور ابدی راحت ملے گی۔ ۳

۴ ۔ خدا کے لئے اولاد تجویز کرنے میں سب سے زیادہ مشہور اور پیش پیش تو نصاریٰ ہیں اور جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے ان ہی سے حاملین قرآن کو قیامت تک زیادہ سابقہ پڑنا ہے تاہم عموم الفاظ میں بعض فرق یہود جو عزیر کو خدا کا بیٹا۔ یا بعض مشرکین جو ملائکۃ اللہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے وہ بھی داخل ہو گئے۔ گویا اس جگہ اولاد تجویز

۵ ۔ یعنی کوئی تحقیق اور علمی اصول ان کے ہاتھ میں نہیں نہ ان کے باپ دادوں کے ہاتھ میں تھا۔ جن کی اندھی تقلید میں ایسی بھاری بات زبان سےنکال رہے ہیں۔ گویا خداوند تعالیٰ کی شان قدوسیت و سبوحیت کی ان لوگوں کو کچھ خبر نہیں جو اس کی جناب میں ایسی گستاخیاں کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ دلائل و براہین کی جگہ ان کے ذخیرہ میں یہ ہی

۶ ۔ یعنی اگر یہ کافر قرآن کی باتوں کو نہ مانیں تو آپ ان کے غم میں اپنے کو بالکل گھلائیے نہیں۔ آپ تبلیغ و دعوت کا فرض ادا کر چکے اور کر رہے ہیں ، کوئی نہ مانے تو آپ کو اس قدر دل میں گھٹنے اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ نہ پچھتانا مناسب ہے کہ ہم نے ایسی کوشش کیوں کی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ آپ تو بہرحال کامیاب ہیں۔ دعوت و

۷ ۔ یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اسے چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابن عمر نے سوال کیا یا رسول اللہ ! { اَحْسَنُ عَمَلًا } کون لوگ ہیں ؟ فرمایا { اَحْسَنُكُمْ عَقْلًا وَاَوْرَعُكُمْ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ وَاَسْرَعُكُمْ فِي طَاعَتِهٖ سُبْحَانَہ } (جس کی سمجھ اچھی ہو ، حرام سے زیادہ پرہیز کرے اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف زیادہ جھپٹے)۔

۸ ۔ یعنی ایک روز سب گھاس پھونس درخت وغیرہ چھانٹ کر زمین کو چٹیل میدان بنا دیا جائے گا۔ جو لوگ اس کے بناؤ سنگار پر ریجھ رہے ہیں وہ خوب سمجھ لیں کہ یہ زرق برق کوئی باقی رہنے والی چیز نہیں ۔ دنیا کے زمینی سامان خواہ کتنے ہی جمع کر لو اور مادی ترقیات سے ساری زمین کو لالہ و گلزار بنا دو ، جب تک آسمانی ہدایت اور روحانی دولت
۹ ۔ یعنی حق تعالیٰ کی قدرت عظیمہ کے لحاظ سے اصحاب کہف کا قصہ جو آگے مذکور ہے کوئی اچنھبا نہیں جسے حد سے زیادہ عجیب سمجھا جائے۔ زمین آسمان ، چاند سورج وغیرہ کا پیدا کرنا ، ان کا محکم نظام قائم رکھنا انسان ضعیف البنیان کو سب پر فضیلت دینا ، انسانوں میں انبیاء کا بھیجنا ، ان کی قلیل و بے سرو سامان جماعتوں کو بڑے بڑے

۱۰ ۔ یعنی ایسی تھپکی دی کہ برسوں غار میں پڑے سوتے رہے ادھر ادھر کی کوئی خبر ان کے کانوں میں نہیں پڑتی تھی۔

۱۱ ۔ سالہاسال کے بعد حق تعالیٰ نے ان کو جگا دیا۔ تا ظاہر ہو جائے کہ اختلاف کرنے والوں نے میں سے کس نے ان کی مدت نوم کا زیادہ صحیح اندازہ رکھا ۔ ظاہر ہے کہ ایسی نوم طویل کے بعد جب بیدار ہو ئے تو قدرتی طور پر خود سونے والوں میں اور دوسرے دیکھنے والوں میں بھی اختلاف اور چہ میگوئیاں ہوں گی کوئی کم مدت بتلائے گا کوئی
۔ یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیاء کا۔ ۱۲

۔ یعنی مضبوط و ثابت قدم رکھا کہ اپنی بات صاف کہدی۔ ۱۳

۱۴ ۔ یعنی جب "رب" وہ ہی ہے تو معبود کسی اور کو ٹھہرانا حماقت ہے ۔ "ربوبیت" و "الوہیت" دونوں اسی کے لئے مخصوص ہیں۔

۱۵ ۔ جیسے موحدین توحید پر صاف صاف دلیلیں پیش کرتے ہیں ، اگر مشرکین اپنے دعوے میں سچے ہیں تو کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے ۔ لائیں کہاں سے ؟ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اس سے بڑا جھوٹ کیا ہو گا کہ خدا کے شریک ٹھہرائے جائیں۔
۱۶ ۔ یعنی جب مشرکین کے دین سے ہم علیحدہ ہیں تو ظاہری طور پر بھی ان سے علیحدہ رہنا چاہئے اور جب ان کے باطل معبودوں سے کنارہ کیا تو ہر طرف سے ٹوٹ کر تنہا اپنے معبود کی طرف جھکنا اور اسی سے رحمت و تلطف کا امیدوار رہنا چاہئے۔ آپس میں یہ مشورہ کر کے پہاڑ کی کھوہ میں جا بیٹھے۔
۱۷ ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں ایسےٹھکانے کی طرف رہنمائی کی جہاں مامون و مطئن ہو کر آرام کرتے رہیں نہ جگہ کی تنگی سے جی گھٹے ، نہ کسی وقت دھوپ ستائے ۔ غار اندر سے کشادہ اور ہوادار تھا اور جیسا کہ ابن کثیر نے لکھا شمال رویہ ہونے کی وجہ سے ایسی وضع و ہیأت پر واقع تھا جس میں دھوپ بقدر ضرورت پہنچتی
۱۸ ۔ یعنی ظاہری باطنی رہنمائی سب اسی کے قبضہ میں ہے۔ دیکھ لو جب دنیا بچل رہی تھی کس طرح اصحاب کہف کو راہ ہدایت پر ثابت قدم رکھا اور ظاہری طور پر بھی کیسے عجیب غار کی راہ بتلائی۔

۱۹ ۔ کہتے ہیں سوتے میں ان کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں اور اس قدر طویل نیند کا اثر ان کے ابدان پر ظاہر نہیں ہوا اس سے کوئی دیکھے تو سمجھے جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے ان لوگوں میں شان ہیبت و جلال اور اس مکان میں دہشت رکھی تا لوگ تماشہ نہ بنائیں کہ وہ بے آرام ہوں۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا۔ اس پر بھی صحبت کا کچھ اثر

۲۰ ۔ جس طرح اپنی قدرت سے اتنی لمبی نیند سلایا تھا ، اسی طرح بر وقت جگا دیا ۔ اٹھے تو آپس میں مذاکرہ کرنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے ہوں گے ؟ بعض نے کہا "ایک آدھ دن"۔ یعنی بہت کم۔ دوسرے بولے کہ (اس بے فائدہ بحث میں پڑنے سے کیا فائدہ ؟) یہ تو خدا ہی کے علم میں ہے کہ ہم کتنی مدت سوئے ۔ اب تم اپنا کام کرو۔ ایک آدمی کو یہ
۲۱ ۔ ایک ان میں سے روپیہ لے کر شہر میں داخل ہوا۔ وہاں سب چیز اوپری دیکھی۔ اس مدت میں کئ قرن بدل چکے تھے۔ شہر کےلوگ اس روپیہ کا سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے۔ سمجھے کہ اس شخص نے کہیں سے پرانا گڑا ہوا مال پالیا ہے۔ شدہ شدہ معاملہ بادشاہ تک پہنچا۔ اس نے وہ اپنی پرانی تختی طلب کی
۲۲ ۔ یہ پتہ نہیں کہ اس کے بعد اصحاب کہف زندہ رہے یا انتقال کر گئے ؟ انتقال ہوا تو کب ہوا ، زندہ رہے تو کب تک رہے یا کب تک رہیں گے ۔ بہرحال اہل شہر نے ان کےعجیب و غریب احوال پر مطلع ہو کر فرط عقیدت سے چاہا کہ اس غار کے پاس کوئی مکان بطور یادگار تعمیر کر دیں جس سے زائرین کو سہولت ہو۔ اس میں اختلاف رائے ہوا ہو گا کہ
۲۳ ۔ یعنی سامعین "اصحاب کہف" کا قصہ سن کر جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے ، اٹکل کے تیر چلائیں گے ، کوئی کہے گا کہ وہ تین تھے چوتھا کتا تھا ، کوئی پانچ بتلا کر چھٹا کتے کو شمار کر ے گا۔ لیکن یہ سب اقوال ایسے ہیں جیسے کوئی بے نشانہ دیکھے پتھر چلاتا رہے ۔ ممکن ہے مختلف باتیں کہنے سے جہل کے علاوہ رسول اللہ کا امتحان کرنا بھی

۲۴ ۔ یعنی اس قسم کی غیر معتدبہ باتوں میں زیادہ جھگڑنا لاحاصل ہے ۔ عدد کے معلوم ہونے سےکوئی اہم مقصد متعلق نہیں۔ جتنی بات خدا نے بتلا دی اس سے زیادہ تحقیق کے درپے ہونا یا جس قدر تردید خدا تعالیٰ کر چکا اس سے زیادہ جھگڑنا اور تردید کرنا فضول ہے۔ ابن عباس نے فرمایا میں ان قلیل لوگوں میں سے ہوں (جنہوں نے سیاق قرآنی سے

۲۵ ۔ اصحاب کہف کا قصہ تاریخی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ۔ ہر کسی کو کہاں خبر ہو سکتی ، مشرکین نے یہود کے سکھانے سے حضرت سے پوچھا۔ مقصود آپ کی آزمائش تھی ، حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتا دوں گا اس بھروسہ پر کہ جبریل آئیں گے تو دریافت کر دوں گا۔ جبریل پندرہ دن تک نہ آئے ۔ حضرت نہایت غمگین ہوئے ، مشرکین نے
۲۶ ۔ یعنی شمسی حساب سے پورے تین سو سال کھوہ میں سوتے رہے اور قمری حساب سے نو سال زیادہ ہوئے (مہینوں اور دنوں کی کسور محسوب نہیں کی گئیں) یا تین سو سال کے بعد ممکن ہے قدرے نیند سے چونکے ہوں پھر سو گئے اور نو سال تک سوتے رہے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ تین سو نو سال جاگنے کے بعد سے عہد نبوی تک کی
۲۷ ۔ جتنی مدت سو کر وہ جاگے تھے ، تاریخ والے کئ طرح بتاتے تھے ۔ سب سے ٹھیک وہ ہی ہے جو اللہ بتائے آسمان و زمین کے تمام پوشیدہ راز اسی کے علم میں ہیں ۔ کوئی چیز اس کی آنکھ سے اوجھل نہیں۔

۲۸ ۔ یعنی جس طرح اس کا علم محیط ہے ، اس کی قدرت و اختیار بھی سب پر حاوی ہے ۔ جیسے غیوب سمواٰت و ارض کے علم میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اختیارات قدرت میں بھی کوئی سہیم و شریک نہیں ہو سکتا۔

۲۹ ۔ پہلے "اصحاب کہف کے قصہ پر فرمایا تھا { فَلَاتُمَارِفِیْهِمْ اِلَّامِرَآءً ظَاهِرًا وَّلَا تَسْتَفْتِ فِیْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا } مطلب یہ ہےکہ بیکار چیزوں میں زیادہ الجھنے اور کاوش کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنے فرض منصبی کی انجام دہی میں مشغول رہئے۔ یعنی جو جامع و مانع اور کافی و شافی کتاب تیرے رب نے مرحمت فرمائی۔ اسے پڑھ کر سناتے رہئے۔ خدا نے
۳۰ ۔ یعنی اس کے دیدار اور خوشنودی حاصل کرنے کے شوق میں نہایت اخلاص کے ساتھ دائمًا عبادت میں مشغول رہتے ہیں ۔ مثلاً ذکر کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں ، نمازوں پر مداومت رکھتے ہیں۔ حلال و حرام میں تمیز کرتے ہیں خالق و مخلوق دونوں کے حقوق پہچانتے ہیں ، گو دنیوی حیثیت سے معزز اور مالدار نہیں ۔ جیسے صحابہ میں اس وقت
۳۱ ۔ یعنی ان غریب شکستہ حال مخلصین کو چھوڑ کر موٹے موٹے متکبر دنیاداروں کی طرف اس غرض سے نظر نہ اٹھائیے کہ ان کے مسلمان ہو جانے سے دین اسلام کو بڑی رونق ہو گی۔ اسلام کی اصلی عزت و رونق مادی خوشحالی اور چاندی سونے کے سکوں سے نہیں ۔ مضبوط ایمان و تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی خوش اخلاقی سے ہے۔ دنیا کی ٹیپ
۳۲ ۔ یعنی جن کے دل دنیا کے نشہ میں مست ہو کر خدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش کی پیروی میں مشغول رہتے ہیں ، خدا کی اطاعت میں پیٹے اور ہواپرستی میں آگے رہنا ان کا شیوہ ، ایسے بدمست غافلوں کی بات پر آپ کان نہ دھریں خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولتمند اور جاہ و ثروت والے ہوں۔ روایات میں ہے کہ بعض
۳۳ ۔ یعنی خدا کی طرف سے سچی باتیں سنا دی گئیں ، کسی کے ماننےکی اسے کچھ پروا نہیں جو کچھ نفع نقصان ہو گا صرف تمہارا ہو گا۔ ماننے اور نہ ماننے والے دونوں اپنا اپنا انجام سوچ لیں جو آگے بیان کیا جاتا ہے دنیا کہ چہل پہل محض ہیچ اور فانی ہے۔ اس کا لطف جب ہی ہے کہ فلاح آخرت کا ذریعہ بنے ۔ وہاں محض دنیا کا تمول کام نہ دے گا۔
۔ وہ قناتیں بھی آگ کی ہوں گی۔ ۳۴

۳۵ ۔ یعنی گرمی کی شدت سے پیاس لگے گی تو العطش پکاریں گے ۔ تب تیل کی تلچھٹ یا پیپ کی طرح کا پانی دیا جائے گا۔ جو سخت حرارت اور تیزی کی وجہ سے منہ بھون ڈالے گا۔

۔ یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی گم نہ ہو گی ۔ پورا بدلہ دیا جائے گا۔ ۳۶

۳۷ ۔ تاکہ دکھلا دیا جائے کہ اصلی اور دائمی دولتمند کون لوگ ہیں۔ کنگن یا ریشمی کپڑوں اور اسی طرح جنت کی تمام نعمتوں کی خاص کیفیت کو ہم دنیا میں نہیں سمجھ سکتے کیونکہ ہماری محسوسات میں اس موطن کی کوئی پوری مثال موجود نہیں۔
۳۸ ۔ شاید ابرا باریک ریشم کا اور استر دبیز ریشم کا ہو۔ کما یفہم من قولہ تعالیٰ { بَطَائِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ } (رحمٰن رکوع۳) یا دونوں قسمیں الگ الگ استعمال کی جائیں۔ واللہ اعلم۔ موضح القرآن میں ہے۔ حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کا ملنا ہے بہشت میں۔ جو کوئی یہاں یہ چیزیں پہنے وہاں نہ پہنے گا۔
۔ یعنی مسہریوں پر تکیہ مسند لگائے نہایت عزت و آرام سے بیٹھے ہوں گے۔ ۳۹

۴۰ ۔ یہ کافر غنی اور مومن فقیر کی مثال بیان فرمائی ، جس کے ضمن میں دنیا کی بے ثباتی ، کفر و تکبر کی بد انجامی اور ایمان و تقویٰ کی مقبولیت پر متنبہ کرنا ہے۔ یہ دو شخص جن کی مثال بیان ہوئی واقعی موجود تھے ؟ یا محض تفہیم کے لئے مثال فرض کر لی گئ ؟ علماء کے اس میں دونوں قول ہیں اور تمثیل کا فائدہ بہرحال حاصل ہے۔

۴۱ ۔ یعنی باغوں کے گرد باڑھ کھجور کی لگائی اور دونوں باغوں کےدرمیان میں زمین چھوڑی جس میں زراعت ہوتی تھی تا غلے اور پھل (قوت اور فواکہ) سب تیار ملیں۔

۔ یعنی یہ نہیں کہ ایک باغ پھلا دوسرا نہ پھلا ۔ یا ایک درخت زیادہ آیا دوسرا کم۔ ۴۲

۴۳ ۔ یعنی باغوں کے درمیان نہر کا پانی قرینہ سے پھر رہا تھا کہ منظر فرحت بخش رہے اور بارش نہ ہو تب بھی باغ وغیرہ خشکی سے خراب نہ ہونے پائے۔

۴۴ ۔ یعنی جو خرچ کیا یا کمائی کی اس کا پھل خوب ملا ۔ اور ہر قسم کے سامان عیش و رفاہیت جمع ہو گئے نکاح کیا تو اس کا پھل بھی اچھا پایا اولاد کثرت سے ہوئی۔

۴۵ ۔ یعنی مال و دولت اور جتھا میرے پاس تجھ سےکہیں زائد ہے۔ اگر میں مشرکانہ اطوار اختیار کرنے میں باطل پر ہوتا تو اس قدر آسائش اور فراخی کیوں ملتی اس کے مشرک ہونےکا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ آفت آنے کے بعد پچھتا کر کہتا تھا۔ { یَالَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِکْ بِرَبِّیْ اَحَدًا } معلوم ہوتا ہے کہ اس کا غریب ساتھی جو پکا موحد تھا شرک کے باطل ہونے کا
۴۶ ۔ یعنی شرک میں مبتلا تھا ۔ کبرو غرور کا نشہ دماغ میں بھرا ہوا تھا، دوسروں کو حقیر جانتا تھا۔ اور خدا کی قدرت و جبروت پر نظر نہ تھی ۔ نہ یہ سمجھتا تھا کہ آگے کیا انجام ہونے والا ہے بس یہ ہی باغ اس کی جنت تھی جس کو آپ خیر سے ابدی سمجھتے تھے۔
۴۷ ۔ یعنی اب تو آرام سے گزرتی ہے ۔ اور میں نے سب انتظامات ایسے مکمل کر لئے ہیں کہ میری زندگی تک ان باغوں کے تباہ ہونے کا بظاہر کوئی کھٹکا نہیں۔ رہا بعد الموت کا قصہ ، سو اول تو مجھے یقین نہیں کہ مرنے کے بعد ہڈیوں کے ریزوں کو دوبارہ زندگی ملے گی ؟ اور ہم خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے لیکن اگر ایسا ہوا تو یقیناً مجھے یہاں سے

۴۸۔ یعنی جس خدا نے تیری اصل (آدم) کو بے جان مٹی سے ، پھر تجھ کو زمینی پیداوار کے خلاصہ اور ایک قطرہ ناچیز سے پیدا کر کے زندگی بخشی اور جسمانی و روحانی قوتیں دے کر ہٹا کٹا مرد بنایا ، کیا تجھے انکار ہے کہ وہ تیرے مرے پیچھے دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا ؟ یا دی ہوئی نعمت چھین نہیں سکتا ؟ میرا تو یہ عقیدہ نہیں۔ بلکہ یقین رکھتا
۴۹ ۔ یعنی مال تو اللہ کی نعمت ہے ۔اس پر اترانے اور کفر بکنے سے آفت آتی ہے چاہئے تھا کہ باغ میں داخل ہوتے وقت { مَااَظُنُّ اَنْ تَبِیْدَ ھٰذِہٖ اَبَدًا } کی جگہ { مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ } کہتا۔ یعنی خدا جو چاہے عطا فرمائے ، ہم میں جو کچھ زور و قوت ہے اسی کی امداد و اعانت سے ہے ۔ وہ چاہے تو ایک دم میں سلب کر لے روایات میں ہے کہ جب آدمی کو
۔ دنیا میں یا آخرت میں۔ ۵۰

۵۱ ۔ یعنی ایک گرم بگولا اٹھے یا اور کوئی آفت سماوی نازل ہو جو تیرے تکبر و تحیر کی سزا میں باغ کو تہس نہس کر کے صاف چٹیل میدان بنا دے یا نہر کا پانی خشک ہو کر رہ جائے۔ پھر باوجود کوشش کے جاری نہ ہو۔

۔ یعنی کف افسوس ملتا رہے گا۔ ۵۲

۵۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "آخر اس کے باغ پر وہ ہی ہوا جو اس مرد نیک کی زبان سے نکلا تھا رات کو آفت سماوی آگ کی صورت میں آئی ۔ سب جل کر ڈھیر ہو گیا ۔ مال خرچ کیا تھا پونجی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔

۵۴ ۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ اور یہ افسوس و ندامت بھی خدا سے ڈر کر نہیں ، محض دنیوی ضرر پہنچنے کی بنا پر تھی۔

۵۵ ۔ یعنی نہ جتھا کام آیا ، نہ اولاد ، نہ فرضی معبود جنہیں خدائی کا شریک ٹھہرا رکھا تھا۔ اور نہ خود اپنی ذات میں اتنی طاقت تھی کہ خدا کے عذاب کو روک دیتا یا بدلہ لے سکتا۔

۵۶ ۔ یعنی جس عمل کا جو بدلہ کسی کو دے وہ ہی ٹھیک ہے۔ یہاں اور وہاں ہر جگہ اختیار اسی کا چلتا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس کے فیصلہ میں دخل دے سکے۔

۵۷ ۔ یعنی دنیا کی عارضی بہار اور فانی و سریع الزوال تروتازگی کی مثال ایسی سمجھو کہ خشک اور مردہ زمین پر بارش کا پانی پڑا ، وہ یک بیک جی اٹھی ، گنجان درخت اور مختلف اجزاء سے رلا ملا سبزہ نکل آیا ۔ لہلہاتی کھیتی آنکھوں کو بھلی معلوم ہونے لگی۔ مگر چند روز ہی گذرے کہ زرد ہو کر سوکھنا شروع ہو گئ۔ آخر ایک وقت آیا کہ کانٹ

۵۸ ۔ یعنی جب چاہے پھر جلا دے ۔ (موضح القرآن) یا یہ کہ اگانا اور چورا کر کے اڑا دینا سب اسی کے دست قدرت میں ہے۔

۵۹ ۔ یعنی مرنے کے بعد مال و اولاد وغیرہ کام نہیں آتے صرف وہ نیکیاں کام آتی ہیں جن کا اثر یا ثواب آئندہ باقی رہنے والا ہو۔ حدیث میں { سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّااللہُ وَاللہُ اَکْبَرْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ } ان کلمات کو باقیات صالحات فرمایا۔ یہ محض مثال کے طور پر ہے۔ ورنہ تمامی اعمال حسنہ اس میں داخل ہیں۔ موضح القرآن میں ہے "رہنے والی
۶۰ ۔ یعنی جب قیامت آئے گی پہاڑ جیسی سخت مخلوق بھی اپنی جگہ سے چلائی جائے گی بلکہ اس کی بھاری بھاری چٹانیں دھنی ہوئی اون کی طرح فضا میں اڑتی پھریں گی ۔ غرض زمین کےسارے ابھار مٹ کر سطح ہموار اور کھلی ہو ئی رہ جائے گی۔
۔ یعنی کوئی شخص خدائی عدالت سے غیر حاضر نہ ہو سکے گا۔ ۶۱

۶۲ ۔ منکرین بعث کو تفریع و توبیخ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ تم تو قیامت وغیرہ کو محض ڈھکوسہ سمجھتے تھے آج سب جتھا اور اثاثہ چھوڑ کر ننگ دھڑنگ کہاں آ پہنچے ۔ اور "جیسا بنایا تھا پہلی بار" میں یہ بھی داخل ہے کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان وغیرہ نہ رہے گا ۔ حدیث میں ہے کہ محشر میں کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی امت
۶۳ ۔ یعنی اعمالنامہ ہر ایک کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس میں اپنے گناہوں کی فہرست پڑھ کر مجرم خوف کھائیں گے کہ دیکھئے آج کیسی سزا ملتی ہے۔

۔ یعنی ذرہ ذرہ عمل آنکھوں کے سامنے ہو گا اور ہر ایک چھوٹی بڑی بدی یا نیکی اعمالنامہ میں مندرج پائیں گے۔ ۶۴

۶۵ ۔ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں ظلم کا بایں معنی تو امکان ہی نہیں کہ وہ غیر کی ملک میں تصرف کرے ، کیونکہ تمام مخلوق اسی کی ملک ہے ۔ لیکن ظاہر میں جو ظلم نظر آئے اور بے موقع کام سمجھا جائے ۔ وہ بھی نہیں کرتا ، نہ کسی کو بے قصور پکڑتا ہے نہ کسی کی ادنیٰ نیکی کو ضائع ہونے دیتا ہے۔ بلکہ اپنی حکمت بالغہ سے نیکی و بدی کےہر
۶۶ ۔ راجح یہ ہی ہے کہ ابلیس نوع جن سے تھا ، عبادت میں ترقی کر کے گروہ ملائکہ میں شامل ہو گیا۔ اسی لئے فرشتوں کو جو حکم سجود ہوا اس کو بھی ہوا اس وقت اس کی اصلی طبیعت رنگ لائی ۔ تکبر کر کے خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری سے بھاگ نکلا ، آدم کے سامنے سر جھکانے میں کسر شان سمجھی ۔ تعجب ہے آج آدم کی اولاد اپنے رب
۶۷ ۔ یعنی زمین و آسمان پیدا کرتے وقت ہم نے ان شیاطین کو بلایا نہ تھا کہ ذرا آ کر دیکھ جائیں ۔ ٹھیک بنا ہے یا کچھ اونچ نیچ رہ گئ۔ غرض نہ ان سے تکوین و ایجاد عالم میں کچھ مشورہ لیا گیا نہ مدد طلب کی گئ ، بلکہ زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت تو سرے سے یہ موجود ہی نہ تھے ۔ خود ان کو پیدا کرتے وقت بھی نہیں پوچھا گیا کہ تمہیں کیسا بنایا
۶۸ ۔ یعنی جن کو میرا شریک بنا رکھا تھا ۔ بلاؤ ! تا اس مصیبت کے وقت تمہاری مدد کریں۔

۶۹ ۔ اس وقت رفاقت اور دوستی کی ساری قلعی کھل جائے گی ایک دوسرے کے نزدیک بھی نہ جا سکیں گے ۔ کام آنا تو درکنار دونوں کے بیچ میں عظیم و وسیع خندق آگ کی حائل ہو گی (اعاذنا اللہ منہا)۔

۷۰ ۔ یعنی شروع شروع میں شاید کچھ معافی کی امید ہو گی لیکن جہنم کو دیکھتے ہی یقین ہو جائے گا کہ اب اس میں گرنا ہے اور فرار کا کوئی راستہ نہیں۔

۷۱ ۔ یعنی قرآن کریم کس طرح مختلف عنوانات اور قسم قسم کی دلائل وامثلہ سے سچی باتیں سمجھاتا ہے۔ مگر انسان کچھ ایسا جھگڑالو واقع ہوا ہے کہ صاف اور سیدھی باتوں میں بھی کٹ حجتی کئے بغیر نہیں رہتا۔ جب دلائل کا جواب بن نہیں پڑتا تو مہمل اور دور ازکار فرمائشیں شروع کر دیتا ہے کہ فلاں چیز دکھاؤ تو مانوں گا۔
۷۲ ۔ یعنی ان کے ضد و عناد کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ قرآن ایسی عظیم الشان ہدایت پہنچ جانے کے بعد ایمان نہ لانے اور توبہ نہ کرنے کا کوئی معقول عذر ان کے پاس باقی نہیں ۔ آخر قبول حق میں اب کیا دیر ہے اور کاہے کا انتظار ہے ۔ بجز اس کے کہ پہلی قوموں کی طرح خدا تعالیٰ ان کو بکلی تباہ کر ڈالے۔ یا اگر تباہ نہ کئے جائیں تو کم ازکم
۔ ان کو یہ اختیار نہیں کہ جب تم مانگو یا جب وہ چاہیں عذاب لا کھڑا کریں۔ ۷۳

۷۴ ۔ یعنی جھوٹے جھگڑے اٹھا کر اور کٹ حجتی کر کے چاہتے ہیں کہ حق کی آواز پست کر دیں اور جھوٹ کے زور سے سچائی کا قدم ڈگمگا دیں ایسا کبھی نہ ہو گا۔

۔ یعنی کلام اللہ سے ٹھٹھا کرتے ہیں اور جس عذاب سے ڈرایا جاتا ہے اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ ۷۵

۷۶ ۔ یعنی کبھی بھول کر بھی خیال نہ آیا کہ تکذیب حق اور استہزاء و تمسخر کا جو ذخیرہ آگے بھیج رہا ہے اس کی سزا کیا ہے۔

۷۷ ۔ یعنی ان کے جدال بالباطل اور استہزاء بالحق کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے اور کانوں میں ڈاٹ ٹھونک دی۔ اب نہ حق کو سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں بالکل مسخ ہو گئے۔ پھر حق کی طرف متوجہ ہوں تو کیسے ہوں اور انجام کا خیال کریں تو کیسے کریں ۔ ایسے بدبختوں کے راہ پر آنے کی کبھی توقع نہیں۔
۷۸ ۔ یعنی کرتوت تو ان کے ایسے کہ عذاب پہنچنے میں ایک گھنٹہ کی تاخیر نہ ہو۔ مگر حق تعالیٰ کا حلم و کرم فورًا تباہ کر ڈالنے سے مانع ہے ، اپنی رحمت عامہ سے خاص حد تک درگذر فرماتا ہے اور سخت سے سخت مجرم کو موقع دیتا ہے کہ چاہے تو اب بھی توبہ کر کے پچھلی خطائیں بخشوالے اور ایمان لا کر رحمت عظیمہ کا مستحق بن جائے۔
۷۹ ۔ یعنی یہ تاخیر عذاب ایک وقت معین تک ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی مجرم سزا کا وعدہ آنے سے پیشتر کہیں ادھر ادھر کھسک جائے جب وقت آئے گا سب بندھے چلے آئیں گے ، مجال نہیں کوئی روپوش ہو سکے۔

۸۰ ۔ یعنی عاد و ثمود کی بستیاں جن کے واقعات مشہور و معروف ہیں ، دیکھ لو جب ظلم کئے کس طرح اپنے وقت معین پر تباہ و برباد کر دی گئیں اسی طرح تم کو ڈرتے رہنا چاہئے کہ وقت آنے پر عذاب الہٰی سے کہیں پناہ نہ ملے گی۔

۸۱ ۔ اوپر ذکر ہوا تھا کہ مغرور کافر مفلس مسلمانوں کو حقیر سمجھ کر آنحضرت سے کہتے تھے کہ ان کو پاس نہ بٹھائیں ۔ اسی پر دو شخصوں کی کہاوت سنائی ۔ پھر دنیا کی مثال اور ابلیس کا کبرو غرور سے خراب ہونا بیان کیا۔ اب موسیٰ اور خضر کا قصہ ذکر کرتے ہیں کہ اللہ والے اگر سب سے افضل اور بہتر بھی ہوں تو آپ کو بہتر نہیں کہتے ۔
۸۲ ۔ وہاں پہنچ کر ایک بڑے پتھر کے قریب جس کے نیچے آب حیات کا چشمہ جاری تھا، حضرت موسیٰ سو رہے۔ یوشع نے دیکھا کہ بھنی ہوئی مچھلی باذن اللہ زندہ ہو کر زنبیل سے نکل پڑی اور عیجیب طریقہ سےدریا میں سرنگ سی بناتی چلی گئ۔ وہاں پانی میں خدا کی قدرت سے ایک طاق سا کھلا رہ گیا ۔ یوشع کو دیکھ کر تعجب آیا ۔ چاہا کہ موسیٰ بیدار ۔ حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے ۔ جب مطلب چھوٹ رہا تھا اس وقت چلنے سے تکان محسوس کیا۔ ۸۳

۔ یعنی مطلب کی بات بھول جانا اور عین موقع یادداشت پر ذہول ہونا۔ شیطان کی وسوسہ اندازی سے ہوا۔ ۸۴

۔ غالبًا وہاں راستہ بنا ہوا نہ ہو گا۔ اس لئے اپنے نقش قدم دیکھتے ہوئے الٹے پاؤں پھرے۔ ۸۵

۸۶ ۔ وہ بندہ حضرت خضر تھے ۔ جن کو حق تعالیٰ نے رحمت خصوصی سے نوازا اور اسرار کونیہ کے علم سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خضر کو رسول مانا جائے یا نبی یا محض ولی کے درجہ میں رکھا جائے۔ ایسے مباحث کا فیصلہ یہاں نہیں ہو سکتا۔ تاہم احقر کا رجحان اسی طرف ہے کہ ان کو نبی تسلیم کیا جائے اور ۔ یعنی اجازت ہو تو چند روز آپ کے ہمراہ رہ کر اس مخصوص علم کا کچھ حصہ حاصل کروں۔ ۸۷

۸۸ ۔ حضرت خضر نے موسیٰ کے مزاج وغیرہ کا اندازہ کر کے سمجھ لیا کہ میرے ساتھ ان کا نباہ نہ ہو سکے گا کیونکہ وہ مامور تھے کہ واقعات کونیہ کا جزئی علم پا کر اسی کے موافق عمل کریں اور موسیٰ جن علوم کے حامل تھے ان کا تعلق تشریعی قوانین و کلیات سے تھا۔ بنابریں جن جزئیات میں عوارض و خصوصیات خاصہ کی وجہ سے بظاہر عام
۸۹ ۔ یہ وعدہ کرتے وقت غالبًا موسیٰ کو اس کا تصور بھی نہ ہو سکتا تھا کہ ایسے مقرب و مقبول بندہ سے کوئی ایسی حرکت دیکھنے میں آئے گی جو علانیہ ان کی شریعت بلکہ عام شرائع و اخلاقی کے خلاف ہو ۔ غنیمت ہوا کہ انہوں نے "انشاء اللہ" کہہ لیا تھا ورنہ ایک قطعی وعدہ کی خلاف ورزی کرنا اولوالعزم پیغمبر کی شان کے لائق نہ ہوتا۔
۹۰ ۔ یعنی کوئی بات اگر بظاہر ناحق نظر آئے تو مجھ سے فورًا بازپرس نہ کرنا ، جب تک میں خود اپنی طرف سے کہنا شروع نہ کروں۔

۹۱ ۔ جب اس کشتی پر چڑھنے لگے ناؤ والوں نے خضر کو پہچان کر مفت سوار کر لیا۔ اس احسان کا بدلہ یہ نقصان دیکھ کر موسیٰ کو اور زیادہ تعجب ہوا ۔ لیکن کشتی پوری طرح کنارہ کے قریب پہنچ کر توڑی۔ لوگ ڈوبنے سے بچ گئے اور توڑنا یہ تھا کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ گویا عیب دار کر دی۔

۹۲ ۔ یعنی اگر بھول چوک پر بھی گرفت کرو گے تو میرا تمہارے ساتھ رہنا مشکل ہو جائے گا یہ پہلا پوچھنا حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوا۔ اور دوسرا اقرار کرنے کو اور تیسرا رخصت ہونے کو۔

۹۳ ۔ ایک گاؤں کے قریب چند لڑکے کھیل رہے تھے ۔ ان میں سے ایک کو جو زیادہ خوبصورت اور سیانا تھا پکڑ کر مار ڈالا۔ اور چل کھڑے ہوئے بعض روایات میں اس کا نام جیسور آیا ہے۔ وہ لڑکا بالغ تھا یا نہیں ؟ بعض کا قول ہے کہ بالغ تھا اور لفظ غلام عدم بلوغ پر دلالت نہیں کرتا۔ لیکن جمہور مفسرین اس کو نابالغ ہی بیان کرتے ہیں ۔ واللہ اعلم۔
۹۴ ۔ یعنی بے گناہ ۔ جب تک لڑکا بالغ نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ لفظ بظاہر اس کے نابالغ ہونے کی تائید کرتا ہے ۔ اگرچہ دوسروں کے لئے تاویل کی گنجائش ہے۔

۹۵ ۔ یعنی اول تو نابالغ قصاص میں بھی قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر مزید یہ کہ یہاں قصاص کا بھی کوئی قصہ نہ تھا۔ پھر اس سے بڑھ کر نامعقول بات کونسی ہو گی۔

۹۶ ۔ کیونکہ ایسے حالات و واقعات دیکھنے میں آئیں گے جن پر تم خاموشی کے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ آخر وہی ہوا۔

۹۷ ۔ حضرت موسیٰ کو اندازہ ہو گیا کہ خضر کے تحیر خیز حالات و واقعات کا چپ چاپ مشاہدہ کرتے رہنا بہت ٹیڑھی کھیر ہے ۔ اس لئے آخری بات کہہ دی کہ اس مرتبہ اگر سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں ایسا کرنے میں آپ معذور ہوں گے اور میری طرف سے کوئی الزام آپ پر عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ تین مرتبہ موقع دے کر آپ حجت تمام
۹۸ ۔ یعنی ایک بستی میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے ملے اور چاہا کہ بستی والے مہمان سمجھ کر کھانا کھلائیں۔ مگر یہ سعادت ان کی قسمت میں نہ تھی ، انہوں نے موسیٰ و خضر جیسے مقربین کی مہمانی سے انکار کر دیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر چاہئے تھا کہ ایسے تنگ دل اور بے مروت لوگوں پر غصہ آتا ، مگر حضرت خضر نے غصہ کی بجائے ان پر
۹۹ ۔ یعنی بستی والوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ مہمانی کریں ، ان کی دیوار مفت بنا دینے کی کیا ضرورت تھی اگر کچھ معاوضہ لےکر دیوار سیدھی کرتے تو ہمارا کھانے پینے کا کام چلتا اور ان تنگ دل بخیلوں کو ایک طرح کی تنبیہ ہو جاتی ، شاید اپنی بداخلاقی اور بے مروتی پر شرماتے۔
۱۰۰ ۔ یعنی حسب وعدہ اب مجھ سے علیحدہ ہو جائیے ، آپ کا نباہ میرے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جدا ہونے سے پہلے چاہتا ہوں کہ ان واقعات کے پوشیدہ اسرار کھول دوں ۔ جن کے چکر میں پڑ کر آپ صبروضبط کی شان قائم نہ رکھ سکے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اس مرتبہ موسیٰ نے جان کر پوچھا رخصت ہونے کو۔ سمجھ لیا کہ یہ علم
۱۰۱ ۔ یعنی دریا میں محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے تھے۔

۱۰۲ ۔ یعنی جدھر کشتی جانے والی تھی اس طرف ایک ظالم بادشاہ جو اچھی کشتی دیکھتا چھین لیتا ، یا بیگار میں پکڑ لیتا تھا ۔ میں نے چاہا کہ عیب دار کر دوں ، تا اس ظالم کی دستبرد سے محفوظ رہے اور ٹوٹی ہوئی خراب کشتی سمجھ کر کوئی تعرض نہ کرے۔ بعض آثار میں ہے کہ خطرہ کے مقام سے آگے نکل کر پھر حضرت خضر نے کشتی اپنے ہاتھ
۱۰۳ ۔ گو اصل فطرت سے ہر بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے مگر آگے چل کر خارجی اثرات سے بچپن ہی میں بعض کی بنیاد پڑ جاتی ہے جس کا پورا یقینی علم تو خدا تعالیٰ کو ہوتا ہے تاہم کچھ آثار اہل بصیرت کو بھی نظر آنے لگتے ہیں۔ اس لڑکے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کو آگاہ فرما دیا کہ اس کی بنیاد بری پڑی تھی۔ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ
۱۰۴ ۔ یعنی لڑکے کے مارے جانے سے اس کے والدین کا ایمان محفوظ ہو گیا اور جو صدمہ انکو پہنچا۔ حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی تلافی ایسی اولاد سے کردے جو اخلاقی پاکیزگی میں مقتول لڑکے سے بہتر ہو۔ ماں باپ اس پر شفقت کریں ، وہ ماں باپ کے ساتھ محبت و تعظیم اور حسن سلوک سے پیش آئے کہتے ہیں اس کے بعد خدا تعالیٰ نے نیک
۱۰۵ ۔ یعنی اگر دیوار گر پڑتی تو یتیم بچوں کا جو مال وہاں گڑا ہوا تھا ظاہر ہو جاتا اور بدنیت لوگ اٹھا لیتے۔ بچوں کا باپ مرد صالح تھا۔ اس کی نیکی کی رعایت سے حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ بچوں کے مال کی حفاظت کی جائے میں نے اس کے حکم سے دیوار سیدھی کر دی کہ بچے جوان ہو کر باپ کا خزانہ پا سکیں کہتے ہیں اس خزانہ میں دوسرے
۱۰۶ ۔ یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضروری ہوا اس پر مزدوری لینا مقربین کا کام نہیں (تنبیہ) اس قصہ کے شروع میں حضرت خضر کی نبوت و ولایت کے متعلق جو کچھ ہم لکھ چکے ہیں اس کو بیک نظر پھر مطالعہ کر لیا جائے ۔ آگے ذوالقرنین کا قصہ آتا ہے۔ یہ بھی ان تین چیزوں میں سے تھا جن کی نسبت یہود کے مشورہ سے قریش نے

۱۰۷ ۔ اس بادشاہ کو "ذوالقرنین" اس لئے کہتے ہیں کہ دنیا کے دونوں کناروں (مشرق و مغرب) پر پھر گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لقب اسکندر رومی کا ہے اور بعض کے نزدیک کوئی مقبول خدا پرست اور دین دار بادشاہ اس سے پہلے گذرا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں متعدد وجوہ دلائل سے اسی دوسرے قول کو ترجیح دی ہے مجموعہ روایات
۱۰۸ ۔ یعنی سر انجام کرنے لگا ایک سفر کا۔

۱۰۹ ۔ یعنی یوں نظر آیا جیسے سمندر میں سفر کرنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ سورج پانی میں سےنکل رہا ہے۔ اور پانی ہی میں ڈوبتا ہے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ذوالقرنین" کو شوق ہوا کہ دیکھے دنیا کی آبادی کہاں تک بسی ہے۔ سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دلدل تھی نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا ۔ اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا"۔
۱۱۰ ۔ یعنی "ذوالقرنین" کو ان لوگوں پر ہم نے دونوں بات کی قدرت دی جیسا کہ ہر بادشاہ ہر حاکم کو نیک و بد کی قدرت ملتی ہے چاہے خلق کو ستا کر بدنام ہو چاہے عدل و انصاف اور نیکی اختیار کر کے اپنا ذکر خیر جاری رکھے یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ کافر تھے ، ہم نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ چاہے ان کو قتل کر دے یا پہلے اسلام کی طرف

۱۱۱ ۔ یعنی آخرت میں بھلائی ملے گی اور دنیا میں ہم اس پر سختی نہ کریں گے بلکہ اپنے کام کے لئے جب کوئی بات اس سےکہیں گے ، سہولت اور نرمی کی کہیں گے ۔ فی الحقیقت جو بادشاہ عادل ہو اس کی یہ ہی راہ ہوتی ہے۔ بروں کو سزا دے اور بھلوں سے نرمی کرے ۔ ذوالقرنین نے یہ ہی چال اختیار کی۔
۱۱۲ ۔ یعنی مغربی سفر سے فارغ ہو کر مشرقی سفر کا سامان درست کرنے لگا۔ قرآن و حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ ذوالقرنین کے یہ سب سفر فتوحات اور ملک گیری کے لئے تھے ممکن ہے محض سیرو سیاحت کے طور پر ہوں ، اثنائے سفر میں ان اقوام پر بھی گزر ہوا ہو جو اس کے زیر حکومت آ چکی تھی اور بعض اقوام نے ایک طاقتور بادشاہ سمجھ
۱۱۳ ۔ یعنی انتہائے مشرق میں ایک ایسی قوم دیکھی جن کو آفتاب کی شعاعیں بے روک ٹوک پہنچتی تھیں یہ لوگ وحشی جانگلو ہوں گے ۔ گھر بنانے اور چھت ڈالنے کا ان میں دستور نہ ہو گا۔ جیسے اب بھی بہت سے خانہ بدوش وحشی اقوام میں رواج نہیں ہے۔
۱۱۴ ۔ یعنی ذوالقرنین کے سفر مشرق و مغرب کی جو کیفیت بیان کی گئ واقع میں اسی طرح ہے۔ جو وسائل اس کے پس تھے اور جو حالات وہاں پیش آئے ان سب پر ہمارا علم محیط ہے تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں گے اور فی الحقیقت اتنا ہے جو فرما دیا۔ بعض مفسرین نے "کذٰلک" کا مطلب یہ لیا ہےکہ ذوالقرنین نے مغربی قوم کے متعلق جو
۱۱۵ ۔ یہ تیسرا سفر مشرق و مغرب کے سوا کسی تیسری جہت میں تھا۔ مفسرین عمومًا اس کو شمالی سفر کہتے ہیں قرآن و حدیث میں یہ تصریح نہیں۔

۱۱۶ ۔ یعنی ذوالقرنین اور اس کے ساتھیوں کی بولی وہ لوگ نہیں سمجھتے تھے۔ آگے جو گفتگو نقل کی گئ ہے غالبًا کسی ترجمان کے ذریعہ سے ہوئی ہو گی۔ اور ترجمان کسی درمیانی قوم میں کا ہو گا ۔ جو دونوں کی زبان قدرے سمجھتا ہو۔ (تنبیہ) اس قوم اور "یاجوج ماجوج" کے ملک میں یہ دو پہاڑ حائل تھے جن پر چڑھائی ممکن نہ تھی ۔ البتہ دونوں
۱۱۷ ۔ ذوالقرنین کے غیر معمولی اسباب و وسائل اور قوت و حشمت کو دیکھ کر انہیں خیال ہوا کہ ہماری تکالیف و مصائب کا سدباب اس سے ہو سکے گا۔ اس لئے گذارش کی کہ "یاجوج ماجوج" نے ہمارےملک میں اودھم مچا رکھی ہے۔ یہاں آ کر قتل و غارت اور لوٹ مار کرتے رہتے ہیں۔ آپ اگر ہمارے اور ان کےدرمیان کوئی مضبوط روک قائم کر دیں
۔ یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو۔ ۱۱۸

۱۱۹ ۔ اول لوہے کے بڑے بڑے تختوں کی اوپر نیچے تہیں جمائیں۔ جب ان کی بلندی دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچ گئ ، لوگوں کو حکم دیا کہ خوب آگ دھونکو ، جب لوہا آگ کی طرح سرخ ہو کر تپنے لگا۔ اس وقت پگھلا ہوا تانبا اوپر سے ڈالا جو لوہے کی درزوں میں بالکل پیوست ہو کر جم گیا اور سب مل کر پہاڑ سا بن گیا۔ یہ سب کام اس زمانہ میں
۔ یعنی حق تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کو فی الحال یہ قدرت نہیں دی کہ دیوار پھاند کر یا توڑ کر ادھر نکل آئیں۔ ۱۲۰

۱۲۱ ۔ یعنی محض خدا کی مہربانی سے یہ روک قائم ہو گئ اور میعاد معین تک قائم رہے گی۔ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کے نزول اور قتل دجال کے بعد قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وعدہ ہے اس وقت یہ روک ہٹا دی جائے گی۔ دیوار توڑ کر اتنی کثیر تعداد میں نکل پڑیں گے جس کا شمار اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ دنیا

۱۲۲ ۔ یعنی یاجوج ماجوج سمندر کی موجوں کی طرح بیشمار تعداد میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے نکلیں گے ۔ یا یہ مطلب ہے کہ شدت ہول و اضطراب سے ساری مخلوق رل گڈھ ہو جائے گی۔ جن و انس ایک دوسرے میں گھسنے لگیں گے پھر قیامت کا بگل ہو گا یعنی صور پھونکا جائے گا اس کے بعد سب خدا کے سامنے میدان حشر میں اکٹھے کئے جائیں گے
۱۲۳ ۔ یعنی خود اپنی عقل کی آنکھ برابر نہ تھی کہ قدرت کے نشان دیکھ کر یقین لاتے اور خدا کو یاد کرتے اور ضد سے کسی کی بات نہ سنی جو دوسرے کے سمجھائے سمجھ لیتے۔

۱۲۴ ۔ یعنی کیا منکرین یہ گمان کرتے ہیں کہ میرے خاص بندوں (مسیح ، عزیر ، روح القدس ، فرشتوں) کی پرستش کر کے اپنی حمایت میں کھڑا کر لیں گے۔ { كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا } (ہر گز نہیں ! وہ خود تمہاری حرکات سے بیزاری کا اظہار فرمائیں گے اور تمہارے مقابل مدعی بن کر کھڑے ہوں گے)۔

۱۲۵ ۔ یعنی اس دھوکہ میں مت رہنا ! وہاں تم کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ ہاں ہم تمہاری مہمانی کریں گے۔ دوزخ کی آگ اور قسم قسم کے عذاب سے (اعاذنا اللہ منہا)۔

۱۲۶ ۔ یعنی قیامت کے دن سب سے زیادہ خسارہ میں وہ لوگ ہوں گے جن کی ساری دوڑ دھوپ دنیا کے لئے تھی۔ آخرت کا کبھی خیال نہ آیا ، محض دنیا کی ترقیات اور مادی کامیابیوں کو بڑی معراج سمجھتے رہے (کذا یفہم من الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ دنیوی زندگی میں جو کام انہوں نے اپنے نزدیک اچھے سمجھ کر کئے تھے خواہ واقع میں اچھے تھے یا
۔ یعنی نہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو مانا ، نہ خیال کیا کہ کبھی اس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ ۱۲۷

۱۲۸ ۔ کافر کی حسنات مردہ ہیں ، اس ابدی زندگی میں کسی کام کی نہیں ۔ اب محض کفریات و سیئات رہ گئیں۔ سو ایک پلہ کیا تلے تولنا تو موازنہ کے لئے تھا۔ موازنہ متقابل چیزوں میں ہوتا ہے یہاں سیئات کے بالمقابل حسنہ کا وجود ہی نہیں ۔ پھر تولنے کا کیا مطلب۔
۔ جو ٹھٹھا کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو۔ ۱۲۹

۱۳۰ ۔ یعنی ہمیشہ رہنے سے اکتائیں گے نہیں۔ ہر دم تازہ بتازہ نعمتیں ملیں گی۔ کبھی خواہش نہ کریں گے کہ ہم کو یہاں سے منتقل کر دیا جائے۔

۱۳۱ ۔ قریش نے یہود کے اشارہ سے روح ، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا تھا۔ سورہ ہذا کی ابتداء میں "اصحاب کہف" کا اور آخر میں ذوالقرنین کا قصہ جہاں تک موضح القرآن سے متعلق تھا ، بیان فرمایا۔ اور روح کے متعلق سورہ بنی اسرائیل میں فرما دیا۔ { وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا } اب خاتمہ سورۃ پر بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم و
۱۳۲ ۔ یعنی میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں ، خدا نہیں ، جو خود بخود ذاتی طور پر تمام علوم و کمالات حاصل ہوں ، ہاں اللہ تعالیٰ علوم حقہ اور معارف قدسیہ میری طرف وحی کرتا ہے جن میں اصل اصول علم توحید ہے ، اسی کی طرف میں سب کو دعوت دیتا ہوں۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق یا اس کے سامنے حاضر کئے جانے کا خوف ہو اسے

۱ ۔ حضرت زکریا علیہ السلام "بنی اسرائیل" کے جلیل القدر انبیاء میں سے ہیں ۔ بخاری میں ہے کہ نجاری (بڑھئی) کا پیشہ کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتےتھے ۔ ان کا قصہ پہلےسورہ آل عمران میں گذر چکا وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لئے جائیں۔
۲ ۔ کہتےہیں رات کی تاریکی اور خلوت میں پست آواز سے دعا کی جیسا کہ دعا کا اصل قاعدہ ہے { اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً } (اعراف رکوع۷) ایسی دعا ریا سے دور اور کمال اخلاص سے معمور ہوتی ہے۔ شاید یہ بھی خیال ہو کہ بڑھاپے کی عمر میں بیٹا مانگتے تھے۔ اگر نہ ملےتو سننے والے ہنسیں ، اور ویسے بھی عمومًا بڑھاپے میں آواز پست ہو جاتی
۳ ۔ یعنی بظاہر موت کا وقت قریب ہے ۔ سر کے بالوں میں بڑھاپے کی سفیدی چمک رہی ہے اور ہڈیاں تک سوکھنے لگیں۔

۴ ۔ یعنی آپ نے اپنے فضل و رحمت سے ہمیشہ میری دعائیں قبول کیں اور مخصوص مہربانیوں کا خوگر بنائے رکھا اب اس آخری وقت اور ضعف و پیرانہ سالی میں کیسےگمان کروں کہ میری دعا رد کر کے مہربانی سے محروم رکھیں گے۔ بعض مفسرین نے { وَلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا } کے معنی یوں کئے ہیں کہ اے پروردگار! آپ کی دعوت پر میں کبھی
۵ ۔ ان کے بھائی بند قرابت دار نااہل ہوں گے۔ ڈر یہ ہوا کہ وہ لوگ ان کے بعد اپنی بد اعمالیوں اور غلط کاریوں سے راہ نیک نہ بگاڑ دیں اور جو دینی و روحانی دولت یعقوب کے گھرانے میں منتقل ہوتی ہوئی حضرت زکریا تک پہنچی تھی اسے اپنی شرارت اور بد تمیزی سے ضائع نہ کر دیں۔
۶ ۔ یعنی میں بوڑھا ہوں ، بیوی بانجھ ہے ، ظاہری سامان اولاد ملنے کا کچھ نہیں لیکن تو اپنی لا محدود قدرت و رحمت سے اولاد عطا فرما جو دینی خدمات کو سنبھالے اور تیری مقدس امانت کا بوجھ اٹھا سکے۔ میں اس ضعف و پیری میں کیا کر سکتا ہوں جی یہ چاہتا ہے کہ کوئی بیٹا اس لائق ہو جو اپنے باپ دادوں کی پاک گدی پر بیٹھ سکے ان کے علم و
۔ یعنی ایسا لڑکا دیجئے جو اپنے اخلاق و اعمال کے لحاظ سے میری اور تیری اور اچھے لوگوں کی پسند کا ہو۔ ۷

۸ ۔ یعنی دعا قبول ہوئی اور لڑکے کی بشارت پہنچی۔ جس کا نام (یحیٰی) قبل از ولادت حق تعالیٰ نے تجویز فرما دیا ۔ نام بھی ایسا انوکھا جو ان سے پہلے کسی کا نہ رکھا گیا تھا۔ بعض سلف نے یہاں "سمّی" کے معنی "شبیہ" کے لئے ہیں یعنی اس شان و صفت کا کوئی شخص ان سے پہلے نہیں ہوا تھا۔ شاید یہ مطلب ہو کہ بوڑھے مرد اور بانجھ عورت سے کوئی
۹ ۔ آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب غیر متوقع اور غیر معمولی خوشخبری سنے تو مزید طمانیت و استلذاذ کے لئے بار بار پوچھتا اور کھود کرید کیا کرتا ہے ۔ اس تحقیق و تفحص سے لذت تازہ حاصل ہوتی اور بات خوب پکی ہو جاتی ہے یہ ہی منشا حضرت زکریا کے سوال کا تھا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "انوکھی چیز مانگتے تعجب نہ آیا ۔ جب سنا کہ ملے ۔ تعجب کی کوئی بات نہیں ۔ ان ہی حالات میں اولاد مل جائے گی اور مشیت ایزدی پوری ہو کر رہے گی۔ ۱۰

۱۱ ۔ یہ فرشتہ نے کہا ۔ یعنی تمہارے نزدیک ظاہری اسباب کے اعتبار سے ایک چیز مشکل ہو تو خدا کے یہاں مشکل نہیں اس کی قدرت عظیمہ کے سامنے سب آسان ہے۔ انسان اپنی ہستی ہی کو دیکھ لے ۔ ایک زمانہ تھا کہ یہ کوئی چیز نہ تھی اس کا نام و نشان بھی کوئی نہ جانتا تھا۔ حق تعالیٰ اس کو پردہ عدم سے وجود میں لایا ۔ پھر جو قادر مطلق لاشے
۱۲ ۔ یعنی باوجود تندرست ہونے کے جب کامل تین رات دن لوگوں کے ساتھ زبان سے بات چیت نہ کر سکے اس وقت سمجھ لینا کہ حمل قرار پا گیا ہے۔ اس کے متعلق مفصل کلام "آل عمران" کے فوائد میں گذر چکا ۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔

۱۳ ۔ یعنی جب وہ وقت آیا تو زبان گفتگو کرنے سے رک گئ۔ حجرہ سے باہر نکل کر لوگوں کو اشارہ سے کہا کہ صبح و شام اللہ کو یاد کیا کرو ۔ نمازیں پڑھو۔ تسبیح و تہلیل میں مشغول رہو۔ یہ کہنا یا تو حسب معمول سابق وعظ و نصیحت کے طور پر ہو گا یا نعمت الہٰیہ کی خوشی محسوس کر کے چاہا کہ دوسرے بھی ذکر و شکر میں ان کے شریک حال ہوں۔
۱۴ ۔ یعنی تورات اور دوسرے آسمانی صحیفوں کو جو تم پر یا دوسرے انبیاء پر نازل کئے گئے ہوں ، خوب مضبوطی اور کوشش سے تھامے رکھو۔ ان کی تعلیمات پر خود عمل کرو اور دوسروں سے کراؤ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ۔ "یعنی علم کتاب لوگوں کو سکھلانے لگا زور سے۔ یعنی باپ ضعیف تھے اور یہ جوان۔"
۱۵ ۔ یعنی لڑکپن ہی میں ان کو حق تعالیٰ نے فہم و دانش علم و حکمت فراست صادقہ ، احکام کتاب اور آداب عبودیت و خدمت کی معرفت عطا فرما دی تھی ۔ لڑکوں نے ایک مرتبہ انہیں کھیلنے کو بلایا ، کہا ہم اس واسطے نہیں بنائے گئے ۔ بہت سے علماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے عام عادت کے خلاف ان کو لڑکپن ہی میں نبوت بھی مرحمت فرما دی ۔ واللہ
۱۶ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو شوق و ذوق ۔ رحمت و شفقت ، رقت و نرم دلی ، محبت و محبوبیت عنایت فرمائی تھی ۔ اور صاف ستھرا ، پاکیزہ رو ، پاکیزہ خو، مبارک و سعید متقی و پرہیزگار بنایا ، حدیث میں ہے کہ یحیٰی نے نہ کبھی گناہ کیا نہ گناہ کا ارادہ کیا ۔ خدا کے خوف سے روتے روتے رخساروں پر آنسوؤں کی نالیاں سی بن گئ تھیں۔ علیہ وعلیٰ نبینا
۱۷ ۔ یعنی متکبر ، سرکش اور خود سر نہ تھا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی آرزو کے لڑکے اکثر ایسے ہوا کرتے ہیں ۔ وہ ویسا نہ تھا"۔

۱۸ ۔ اللہ جو بندہ پر سلام بھیجے محض تشریف و عزت افزائی کے لئے ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس پر کچھ گرفت نہیں یہاں { يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا } سے غرض تعمیم اوقات و احوال ہے۔ یعنی ولادت سے لیکر موت تک اور موت سے قیامت تک کسی وقت اس پر خوردہ گیری نہیں ۔ خدا کی پکڑ سے ہمیشہ مامون و مصئون ہے۔
۱۹ ۔ یعنی غسل حیض کرنے کو یہ ہی پہلا حیض تھا۔ تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی ۔ شرم کے مارے مجمع سے الگ ہو کر ایک مکان میں چلی گئیں جو "بیت المقدس" سے مشرق کی طرف تھا۔ اس لئے نصاریٰ نے مشرق کو اپنا قبلہ بنا لیا۔
۲۰ ۔ یعنی حضرت جبریل خوبصورت مرد کی شکل میں پہنچے ، جیسا کہ فرشتوں کی عادت ہے کہ عمومًا خوش منظر صورتوں میں متمثل ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے یہاں حضرت مریم کی انتہائی عفت و پاکبازی کا امتحان بھی مقصود ہو کہ ایسے زبردست دواعی و محرکات بھی اس کے جذبات عفاف و تقویٰ کو ادنیٰ ترین جنبش نہ دے سکے۔
۲۱ ۔ مریم نے اول و ہلۃ میں سمجھا کہ کوئی آدمی ہے ۔ تنہائی میں دفعۃً ایک مرد کے سامنے آ جانے سے قدرتی طور پر خوفزدہ ہوئیں اور اپنی حفاظت کی فکر کرنے لگیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ کے چہرہ پر تقویٰ و طہارت کے انوار چمکتے دیکھ کر اسی قدر کہنا کافی سمجھا کہ میں تیری طرف سے رحمٰن کی پناہ میں آتی ہوں۔ اگر تیرے دل میں خدا کا
۲۲ ۔ یعنی گھبراؤ نہیں ۔ میری نسبت کوئی برا خیال آیا ہو تو دل سے نکال دو ۔ میں آدمی نہیں ، تیرےاسی رب کا (جس کی تو پناہ ڈھونڈتی ہے) بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ اس لئے آیا ہوں کہ خداوند قدوس کی طرف سے تجھ کو ایک پاکیزہ، صاف ستھرا اور مبارک و مسعود لڑکا عطا کروں { غُلٰمًا زَكِيًّا } (پاکیزہ لڑکا) کہنے میں اشارہ ہو گیا کہ وہ حسب و نسب اور
۲۳ ۔ مریم کے دل میں خدا نے یقین ڈال دیا کہ بیشک یہ فرشتہ ہے ، مگر تعجب ہوا کہ جس عورت کا شوہر نہیں جو اس کو حلال طریقہ سےچھو سکتا ، اور بدکار بھی نہیں کہ حرام طریقہ سے بچہ حاصل کر لے ، اس کو بحالت راہنہ پاکیزہ اولاد کیونکر مل جائے گی ، جیسا کہ حضرت زکریا نے اس سے کم عجیب بشارت پر سوال کیا تھا۔
۔ یہ وہ ہی جواب ہے جو حضرت زکریا کو دیا گیا تھا۔ گذشتہ رکوع میں دیکھ لیا جائے۔ ۲۴

۲۵ ۔ یعنی یہ کام ضرور ہو کر رہے گا ، پہلے سےطے شدہ ہے ، تخلف نہیں ہو سکتا۔ ہماری حکمت اسی کو مقتضی ہے کہ بدون مس بشر کے محض عورت کے وجود سے بچہ پیدا کیا جائے ۔ اور وہ دیکھنے اور سننے والوں کے لئے ہماری قدرت عظیمہ کی ایک نشانی ہو کیونکہ تمام انسان مرد و عورت کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ آدم دونوں کے بدون پیدا

۲۶ ۔ کہتےہیں فرشتہ نے پھونک ماری حمل ٹھہر گیا۔ وفی البحر { وذکروا ان جبریل نفخ فی جیب درعہا اوفیہ وفی کمہا۔ والظاہر ان المسند الیہ النفخ ہو اللہ تعالیٰ لقولہ فنفخنا (ص۶۔۱۸۱) کما قال فی آدم و نفخت فیہ من روحی واللہ اعلم }۔

۲۷ ۔ یعنی جب وضع حمل کا وقت قریب آیا شرم کے مارے سب سےعلیحدہ ہو کر کسی بعید مکان میں چلی گئ۔ شاید وہ ہی جگہ ہے جسے "بیت اللحم" کہتے ہیں یہ مقام "بیت المقدس" سے آٹھ میل ہے ذکرہ ابن کثیر عن وہب۔

۲۸ ۔ یعنی دردزہ کی تکلیف سےایک کھجور کی جڑ کا سہارا لینے کے لئے اس کے قریب جا پہنچی اس وقت درد کی تکلیف ۔ تنہائی و بیکسی ، سامان ضرورت و راحت کا فقدان ، اور سب سے بڑھ کر ایک مشہور پاکباز عفیفہ کو دینی حیثیت سے آئندہ بدنای اور رسوائی کا تصور سخت بے چین کئے ہوئے تھا ۔ حتیٰ کہ اسی کرب و اضطراب کے غلبہ میں

۲۹ ۔ وہ مقام جہاں حضرت مریم کھجور کے نیچے تشریف رکھتی تھیں قدرے بلند تھا، اس کے نیچےسے پھر اسی فرشتہ کی آواز سنائی دی کہ غمگین و پریشان مت ہو ، خدا کی قدرت سے ہر قسم کا ظاہری و باطنی اطمینان حاصل کر نیچے کی طرف دیکھ اللہ تعالیٰ نے کیسا چشمہ یا نہر جاری کر دی ہے۔ یہ تو پینے کے لئے ہوا ، کھانے کے لئے اسی کھجور
۳۰ ۔ یعنی تازہ کھجوریں کھا کر چشمہ کے پانی سےسیراب ہو اور پاکیزہ بیٹے کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر آگے کا غم نہ کھا خدا تعالیٰ سب مشکلات کو دور کرنے والا ہے۔

۳۱ ۔ یعنی اگر کوئی آدمی سوال کرے تو اشارہ وغیرہ سے ظاہر کر دینا کہ میں روزہ سےہوں مزید گفتگو نہیں کر سکتی۔ انکےدین میں یہ نیت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتےتھے ہماری شریعت میں ایسی نیت درست نہیں " اور کہیو میں نے مانا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی نذر کر کے ایسا کہہ دینا "اِنْسِیًّا" کی قید شاید اس لئے لگائی کہ فرشتہ
۳۲ ۔ یعنی جب بچہ کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے سامنے آئی تو لوگ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہنے لگے مریم تو نے غضب کر دیا ، یہ بناوٹ کی چیز کہاں سے لے آئی اس سے زیادہ جھوٹ طوفان کیا ہوگا کہ ایک لڑکی کنواری رہتے ہوئے دعویٰ کرے کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے۔
۳۳ ۔ یعنی بدگمان ہو کر کہنے لگے کہ تیرے ماں باپ اور خاندان والے ہمیشہ سے نیک رہے ہیں ،تجہ میں یہ بری خصلت کدھر سے آئی ؟ بھلوں کی اولاد کا برا ہونا محل تعجب ہے (تنبیہ) مریم کو { یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ } اس لئے کہا کہ حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون کی نسل سےتھی گویا اخت ہارون سےمراد "اخت قوم ہارون" ہوئی جیسے
۔ یعنی مریم نے ہاتہ سے بچہ کی طرف اشارہ کیا کہ خود اس سے دریافت کرو۔ ۳۴

۳۵ ۔ یعنی اس شرمناک حرکت پر یہ ستم ظریفی ؟ کہ بچہ سے پوچہ لو۔ بھلا ایک گود کے بچہ سے ہم کیسےسوال و جواب کر سکتے ہیں (تنبیہ) { مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا } میں { كَانَ } کا لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ تکلم کے وقت وہ صبی نہیں رہا تھا۔ قرآن میں بہت جگہ مثلاً { كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا } یا { وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً }
۳۶ ۔ قوم کی طرف سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خود مسیح کو حق تعالیٰ نے گویا کر دیا ۔ آپ نے اس وقت جو کچھ فرمایا اس میں تمام غلط اور فاسد خیالات کا رد تھا جو آئندہ انکی نسبت قائم ہونے والے تھے "میں بندہ ہوں اللہ کا" یعنی خود اللہ یا اللہ کا بیٹا نہیں جیسا کہ اب نصاریٰ کا عقیدہ ہے چنانچہ اسی عقیدہ کی تردید کے لئے پہلے حضرت مسیح کی
۳۷ ۔ یعنی جب تک زندہ رہوں جس وقت اور جس جگہ کے مناسب جس قسم کی صلوٰۃ و زکوٰۃ کا حکم ہو ۔ اسکی شروط و حقوق کی رعایت کے ساتہ برابر ادا کرتا رہوں جیسے دوسری جگہ مومنین کی نسبت فرمایا { الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ دَآئِمُوْنَ } اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر آن اور ہر وقت نمازیں پڑھتے رہتے ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ جس وقت جس طرح کی
۔ چونکہ باپ کوئی نہ تھا اس لئے صرف ماں کا نام لیا۔ ۳۸

۳۹ ۔ یہ سب جملے جو بصیغہ ماضی لائے گئے ہے شک اس کے معنی ماضی ہی کے لئے جائیں گےلیکن اس طرح کہ مستقبل متیقن الوقوع کو گویا ماضی فرض کر لیا گیا۔ جیسے { اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ } میں۔ اس طرح مسیح نے بچپن میں ماضی کے صیغے استعمال کر کے متنبہ کر دیا کہ ان سب چیزوں کا آئندہ پایا جانا ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ اسے
۴۰ ۔ اس جملہ کے ہم معنی جملہ پہلے حضرت یحییٰ کے ذکر میں گزر چکا فرق اتنا ہے کہ وہاں خود حق تعالیٰ کی طرف سے کلام تھا۔ یہاں حق تعالیٰ نے مسیح کی زبان سے وہ ہی بات فرمائی ۔ نیز "سلامٌ " اور "السلامُ" کا فرق بھی قابل لحاظ ہے۔
۴۱ ۔ یعنی حضرت مسیح کی شان و صفت یہ ہے جو اوپر بیان ہوئی ۔ ایک سچی اور کھلی ہوئی بات میں لوگوں نے خواہ مخواہ جھگڑے ڈال لئے۔ اور طرح طرح کے اختلافات کھڑے کر دیے۔ کسی نے ان کو خدا بنا دیا کسی نے خدا کا بیٹا۔ کسی نے کذاب و مفتری کہا کسی نے نسب وغیرہ پر طعن کیا۔ سچی بات وہ ہی ہے جو ظاہر کر دی گئ۔ کہ خدا نہیں ،
۴۲ ۔ جس کے ایک "کن" (ہو جا) کہنے میں ہر چیز موجود ہو اسے بیٹے پوتوں کی کیا ضرورت لاحق ہو گی۔ کیا (العیاذ باللہ) اولاد ضعیفی میں سہارا دے گی ؟ یا مشکلات میں ہاتہ بٹائے گی ؟ یا اس کے بعد نام چلائے گی ؟ اور اگر شبہ ہو کہ عموماً آدمی ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے ۔ پھر حضرت مسیح کا باپ کسے کہیں ؟ اس کا جواب بھی اسی جملہ "کن فیکون"

۴۳ کا مقولہ ہے۔ گویا [illegible]
عَبْدُاللهِ } الخ سے نقل کی گئ تھی ، یہ اس کا تکملہ ہوا ۔ درمیان میں مخاطبین کی تنبیہ کے لئے { ذٰلِکَ عِيْسٰی ابْنُ مَرْيَمَ } سے حق تعالیٰ کا کلام تھا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس کو { وَاذْكُرْ فِیْ الْكِتَابِ مَرْيَمَ } الخ کے ساتھ لگایا جائے ۔ یعنی
۴۴ ۔ یعنی آج تو جبکہ سننا اور دیکھنا مفید تھا ، بالکل اندھے بہرے بنے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن جب دیکھنا سننا کچھ فائدہ نہ دے گا ، آنکھیں اور کان خوب کھل جائیں گے اس وقت وہ باتیں سنیں گے جن سے جگر پھٹ جائیں اور وہ منظر دیکھیں گے جس سے چہرےسیاہ ہو جائیں ۔ نعوذ باللہ منہ۔
۴۵ ۔ کافروں کو پچتانے کے بہت مواقع پیش آئیں گے۔ آخری موقع وہ ہو گا جب موت کو مینڈھے کی صورت میں لا کر بہشت و دوزخ کے درمیان سب کو دکھا کر ذبح کیا جائے گا اور ندا آئے گی کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہ پڑے ، اس کے بعد کسی کو موت آنے والی نہیں۔ اس وقت کافر بالکل ناامید ہو کر حسرت سے ہاتھ
۴۶ ۔ یعنی اس وقت انہیں یقین نہیں کہ واقعی ایسا دن آنے والا ہے وہ غفلت کے نشہ میں مخمور ہیں اور بڑی بھاری بھول میں پڑے ہیں۔ کاش اس وقت آنکھیں کھولتے اور اپنے نفع نقصان کو سمجھتے اس دن پچتانے سے حسرت و افسوس کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ { اَلْاٰنَ قَدْ نَدِمْتَ وَمَا ينفعُ النَدَمَ }۔
۴۷ ۔ یعنی کسی کا مُلک یا مِلک باقی نہ رہے گی۔ ہر چیز براہ راست مالک حقیقی کی طرف لوٹ جائے گی۔ وہ ہی بلاواسطہ حاکم و متصرف علی الاطلاق ہو گا۔ جس چیز میں جس طرح چاہے گا اپنی حکمت کے موافق تصرف کرے گا دنیا کے جن سامانوں نے تم کو غفلت میں ڈال رکھا ہے سب کا ایک ہی وارث باقی رہ جائے گا۔ مِلک و مُلک کے لمبے
۴۸ ۔ گذشتہ رکوع میں حضرت مسیح و مریم کا قصہ بیان فرما کر نصاریٰ کا رد کیا گیا تھا جو ایک آدمی کو خدا بنا رہے ہیں۔ اس رکوع میں مشرکین مکہ کو شرمانے کے لئے حضرت ابراہیم کا قصہ سنایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ تک کو کس طرح شرک و بت پرستی سے روکا اور آخرکار وطن و اقارب کو چھوڑ کر خدا کے واسطے ہجرت اختیار کی۔
۴۹ ۔ "صِدّیق" کے معنی ہیں "بہت زیادہ سچ کہنے والا ، جو اپنی بات کو عمل سے سچا کر دکھائے ۔ یا وہ راستباز پاک طینت جس کے قلب میں سچائی کو قبول کرنے کی نہایت اعلیٰ و اکمل استعداد موجود ہو۔ جو بات خدا کی طرف سے پہنچے بلا توقف اس کے دل میں اتر جائے ۔ شک و تردد کی گنجائش ہی نہ رہے ۔ ابراہیم ہر ایک معنی سے صدیق تھے ۔
۵۰ ۔ یعنی جو چیز دیکھتی سنتی ہو اور مشکلات میں کچھ کام آ سکے مگر واجب الوجود نہ ہو ، اسکی عبادت بھی جائز نہیں ۔ چہ جائیکہ ایک پتھر کی بے جان مورتی جو نہ سنے نہ دیکھے نہ ہمارے کسی کام آئے ، خود ہمارے ہاتھ کی تراشی ہوئی۔ اس کو معبود ٹھہرا لینا کسی عاقل اور خوددار کا کام نہیں ہو سکتا۔
۵۱ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو توحید و معاد وغیرہ کا صحیح علم دیا اور حقائق شریعت سے آگاہ کیا ہے۔ اگر تم میری پیروی کرو گے تو سیدھی راہ پر لے چلوں گا۔ جو رضائے حق تک پہنچانے والی ہے اس کے سوا سب راستے ٹیڑھے ترچھے ہیں جن پر چل کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔
۵۲ ۔ بتوں کو پوجنا شیطان کےاغواء سے ہوتا ہے اور شیطان اس حرکت کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بتوں کی پرستش گویا شیطان کی پرستش ہوئی۔ اور نافرمان کی پرستش رحمٰن کی انتہائی نافرمانی ہے۔ شاید لفظ "عصیٰ" میں ادھر بھی توجہ دلائی ہو کہ شیطان کی پہلی نافرمانی کا اظہار اس وقت ہوا تھا جب تمہارے باپ آدم کے سامنے سر
۵۳ ۔ یعنی رحمٰن کی رحمت عظیمہ تو چاہتی ہے کہ تمام بندوں پر شفقت و مہربانی ہو ، لیکن تیری بد اعمالیوں کی شامت سے ڈر ہے کہ ایسے حلیم و مہربان خدا کو غصہ نے آ جائے اور تجھ پر کوئی سخت آفت نازل نہ کر دے جس میں پھنس کر تو ہمیشہ کے لئے شیطان کا ساتھی بن جائے۔ یعنی کفر و شرک کی مزاولت سے آئندہ ایمان و توبہ کی توفیق نصیب نہ
۵۴ ۔ باپ نے حضرت ابراہیم کی تقریر سن کر کہا "معلوم ہوتا ہے کہ تو ہمارے معبودوں سے بد عقیدہ ہے ۔ بس اپنی بد اعتقادی اور وعظ و نصیحت کو رہنے دے ، ورنہ تجھ کو کچھ اور سننا پڑے گا بلکہ میرےہاتھوں سنگسار ہونا پڑے گا۔ اگر اپنی خیر چاہتا ہے تو میرے پاس سے ایک مدت (عمر بھر) کے لئے دور ہو جا۔ میں تیری صورت دیکھنا نہیں چاہتا ۔
۵۵ ۔ یہ رخصت یا متارکت کا سلام ہے۔ جیسے ہمارے محاورات میں ایسے موقع پر کہدیتے ہیں کہ "فلاں بات یوں ہے تو ہمارا سلام لو" ۔ دوسری جگہ فرمایا { وَاِذَاسَمِعُوا اللَّغْوَاَعْرَضُوْا عَنْہُ وَ قَالُوْ اَلَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِی الْجَاهِلِيْنَ } (القصص رکوع۶) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور
۵۶ ۔ امید ہے اپنی مہربانی سے میرے باپ کے گناہ معاف فرما دے گا۔ حضرت ابراہیم نے استغفار کا وعدہ ابتداءً کیا تھا ۔ چنانچہ استغفار کرتے رہے جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا ۔ یہ بحث سورۂ توبہ (براءۃ) میں { مَاكَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُ وْا لِلْمُشْرِكِيْنَ } الخ کے تحت میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ کر لی جائے۔
۵۷ ۔ یعنی میری نصیحت کا جب کوئی اثر تم پر نہیں ، بلکہ الٹا مجھے دھمکیاں دیتے ہو ، تو اب میں خود تمہاری بستی میں رہنا نہیں چاہتا ۔ تم کو اور تمہارے جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر وطن سے ہجرت کرتا ہوں تاکہ یکسو ہو کر اطمینان سے خدائے واحد کی عبادت کر سکوں حق تعالیٰ کے فضل و رحمت سے کامل امید ہے کہ اس کی بندگی کر کے میں
۵۸ ۔ یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور اپنوں سے دور پڑے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر اپنے دیے تاکہ غریب الوطنی کی وحشت دور ہو اور انس و سکون حاصل کریں۔ شاید حضرت اسمٰعیل کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ وہ ان کے پاس نہیں رہے بچپن ہی میں جدا کر دیے گئے تھے۔ نیز ان کا مستقل تذکرہ آگے آنے والا ہے (تنبیہ) حضرت اسحاق حضرت ابراہیم
۵۹ ۔ یعنی اپنی رحمت خاصہ سے ان کو بڑ احصہ عنایت فرمایا اور دنیا میں بول بالا کیا اور ہمشیہ کے لئے ان کا ذکر خیر جاری رکھا۔ چنانچہ تمام مذاہب و ملل ان کی تعظیم و توصیف کرتے ہیں اور امت محمدیہ دائمًا اپنی نمازوں میں پڑھتی ہے ۔{ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی الِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی الِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ } فی الحقیقت

۶۰ ۔ یعنی قرآن کریم میں جو حال موسیٰ کا بیان کیا جا رہا ہے ، لوگوں کے سامنے ذکر کیجئے۔ کیونکہ وہ اسحٰق و
یعقوب کی نسل سے اسرائیلی سلسلہ کے اولوا العزم پیغمبر اور مشرع اعظم ہوئے ہیں۔ اور جس طرح حضرت یحیٰی و
عیسٰی کے تذکرہ میں خصوصیت کے ساتھ عیسائیوں کی اصلاح اور ابراہیم کے ذکر میں مشرکین مکہ کو متنبہ کرنا
۶۱ ۔ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے وہ "نبی" ہے ۔ انبیاء میں سے جن کو خصوصی امتیاز حاصل ہو ،
یعنی مکذبین کے مقابلہ پر جداگانہ امت کی طرف مبعوث ہوں یا نئی کتاب اور مستقل شریعت رکھتے ہوں ، وہ "رسول
نبی" یا "نبی رسول" کہلاتے ہیں ۔ شرعیات میں جزئی تصرف مثلًا کسی عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید وغیرہ رسول
۶۲ ۔ یعنی موسٰی جب آگ کی چمک محسوس کر کے "طور" پہاڑ کی اس مبارک و میمون جانب میں پہنچ گئے جو ان کے
دائیں ہاتھ مغرب کی طرف واقع تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پکارا اور ہم کلامی کا شرف بخشا۔ تفصیل سورہ "طٰہ" میں
آئے گی کہتے ہیں کہ موسٰی اس وقت ہر جہت اور ہر بن مو سے خدا کا کلام سن رہے تھے جو بدون توسط فرشتے کے
۶۳ کے کام میں مددگار ہوئے جیسا کہ انہوں نے خود درخواست کی تھی ۔ { وَاَخِيْ هٰرُوْنُ ۔ یہ
هُوَا فْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِیْ } (القصص رکوع ۴) اور { وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ اَخِی } الخ (طٰہ
رکوع۲) حق تعالیٰ نے درخواست قبول فرمائی اور ہارون کو نبی بنا کر ان کی اعانت و تقویت کے لئے دے دیا ویسے
۶۴ ۔ اس سے حضرت اسمٰعیل کی فضیلت حضرت اسحٰق پر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ان کو صرف نبی فرمایا اور اسمٰعیل
کو رسول نبی کہا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے { اِنَّ اللہَ اصْطَفٰی مِنْ وَّلَدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمَاعِيْلَ } (ابراہیم کی اولاد میں
سے اللہ نے اسمٰعیل کو چن لیا) حضرت اسمٰعیل عرب حجاز کے مورث اعلیٰ اور ہمارے پیغمبر کے اجداد میں سے ہیں
۶۵ ۔ کیونکہ گھر والے قریب ہونے کی وجہ سے ہدایت کے اول مستحق ہیں۔ ان سے آگے کو سلسلہ چلتا ہے۔ اسی لئے
دوسری جگہ فرمایا { وَاْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا } (طٰہ رکوع۸) اور { يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓ اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا }
(تحریم رکوع۱) خود نبی کریم کو بھی یہ ہی ارشاد ہوا۔ { وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَ قْرَبِيْنَ} (شعراء رکوع۱۱) بعض کہتے ہیں
۔ یعنی دوسروں کو ہدایت کرنا اور خود اپنے اقوال و افعال میں پسندیدہ مستقیم الحال اور مرضی الخصال تھا۔ ۶۶

۶۷ ۔ راجح یہ ہے کہ ادریس حضرت آدم اور نوح کے درمیانی زمانہ میں گزرے ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں نجوم و
حساب کا علم ، قلم سے لکھنا، کپڑا سینا، ناپ تول کے آلات اور اسلحہ کا بنانا اول ان سے چلا ۔ واللہ اعلم۔ شب معراج میں
نبی کریم کی چوتھے آسمان پر ان سے ملاقات ہوئی۔
۶۸ ۔ یعنی قرب و عرفان کے بہت بلند مقام اور اونچی جگہ پر پہنچایا ۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی طرح وہ
بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور اب تک زندہ ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ آسمان پر لے جا کر روح قبض کی گئ۔ انکے
متعلق بہت سی اسرائیلیات مفسرین نے نقل کی ہیں ۔ ابن کثیر نے ان پر تنقید کی ہے ۔ واللہ اعلم۔
۶۹ ۔ یعنی جن انبیاء کا ابتدائے سورۃ سے یہاں تک ذکر ہوا ۔ اسی قسم کے لوگوں پر حق تعالیٰ نے اپنے انعامات کی
بارش کی ہے۔ یہ سب آدم کی اولاد ہیں اور ادریس کے سوا باقی سب انکی اولاد بھی ہیں جنہیں نوح کے ساتھ ہم نےکشتی
پر سوار کیا تھا اور بعض ابراہیم کی ذریت میں ہیں ۔ مثلًا اسحاق ، یعقوب ، اسمٰعیل علیہم السلام اور بعض اسرائیل
۔ یعنی طریق حق کی طرف ہدایت کی اور منصب نبوت و رسالت کے لئے پسند کر لیا۔ ۷۰

۷۱ ۔ یعنی باوجود اس قدر علو مقام او رمعراج کمال پر پہنچنے کے شان عبودیت و بندگی میں کامل ہیں ۔ اللہ کا کلام سن
کر اور اس کے مضامین سے متاثر ہو کر نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اس
کو یاد کر کے روتے ہیں اسی لئے علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت پر سجدہ کرنا چاہئے۔ تا ان مقربین کے طرز عمل کو
۷۲ ۔ وہ تو اگلوں کا حال تھا۔ یہ پچھلوں کا ہےکہ دنیا کے مزوں اور نفسانی خواہشات میں پڑ کر خدا تعالیٰ کی عبادت سے
غافل ہو گئے نماز جو اہم العبادات ہے اسے ضائع کر دیا۔ بعض تو فرضیت ہی کے منکر ہو گئے۔ بعض نے فرض جانا
مگر پڑھی نہیں بعض نے پڑھی تو جماعت اور وقت وغیرہ شروط و حقوق کی رعایت نہ کی ان میں سے ہر ایک درجہ
۷۳ ۔ یعنی توبہ کا دروازہ ایسے مجرموں کے لئے بھی بند نہیں جو گنہگار سچے دل سے توبہ کر کے ایمان و عمل
صالح کا راستہ اختیار کر لے اور اپنا چال چلن درست رکھے بہشت کےدروازے اس کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ توبہ کے
بعد جو نیک اعمال کرے گا سابق جرائم کی بناء پر اس کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی نہ کسی قسم کا حق
۷۴ ۔ جب یہ بندے اَن دیکھی چیزوں پر پیغمبروں کے فرمانے سے ایمان لائے ، بن دیکھے خدا کی عبادت کی ، تو اللہ نے
ان سےجنت کی ان دیکھی نعمتوں کا وعدہ فرما لیا۔ جو ضرور بالضرور پورا ہو کر رہے گا۔ کیونکہ خدا کے وعدے بالکل
حتمی اور اٹل ہوتے ہیں۔
۷۵ ۔ یعنی جنت میں لغو و بیکار باتیں اور بیہودہ شور و شغب نہ ہو گا۔ ہاں فرشتوں اور مومنین کی طرف سے "سلامٌ
علیک" کی آوازیں بلند ہو ں گی۔

۷۶ ۔ صبح و شام سے جنت کی صبح و شام مراد ہے وہاں دنیا کی طرح طلوح و غروب نہ ہو گا۔ جس سے رات دن اور
صبح و شام مقرر کی جائے بلکہ خاص قسم کے انوار کا توارد و تنوع ہو گا۔ جس کے ذریعہ سے صبح و شام کی تحدید و
تعین کی جائے گی۔ حسب عادت و معمول صبح و شام جنت کی روزی پہنچےگی۔ ایک منٹ کے لئے بھوک کی تکلیف
۷۷ ۔ یعنی میراث آدم کی کہ اول ان کو بہشت ملی ہے ۔ اور شاید لفظ میراث اس لئے اختیار فرمایا ہو کہ اقسام تملیک میں
یہ سب سے زیادہ اتم و احکم قسم ہے جس میں نہ فسخ کا احتمال نہ لوٹائے جانےکا نہ ابطال و اقالہ کا۔

۷۸ ۔ ایک مرتبہ جبریل کئ روز تک نہ آئے ۔ آپ منقبض تھے ، کفار نےکہنا شروع کیا کہ محمد کو اس کے رب نے خفا ہو کر چھوڑ دیا ہے ۔ اس طعن سے اور آپ زیادہ دلگیر ہوئے۔ آخر جبریل تشریف لائے۔ آپ نے اتنے روز تک نہ آنے کا سبب پوچھا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا { مَا یَمْنَعُکَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَکْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا } (جتنا تم آتے ہو اس سے
۷۹ ۔ یعنی کسی کےکہنے سننے کی پروا مت کر۔ اپنے دل کو خدا کی بندگی پر جمائے رکھ جو سارےجہان کا رب ہے اور سب سے نرالی صفات رکھتا ہے۔

۸۰ ۔ اللہ کے نام اس کی صفات ہیں۔ یعنی کوئی ہے اس کی صفت کا ؟ جس میں اس جیسی صفات موجود ہوں ؟ جب کوئی نہیں تو بندگی کے لائق اور کون ہو سکتا ہے ؟

۸۱ ۔ گذشتہ رکوع میں نیکوں اور بدوں کا انجام بیان فرمایا تھا جو مرنے کے بعد ہو گا جو لوگ مر کر زندہ ہونے کو محال یا مستبعد سمجھتے ہیں یہاں ان کے شبہات کا جواب دیا جاتا ہے یعنی آدمی انکار و تعجب کی راہ سے کہتا ہے کہ مر گل کر جب ہماری ہڈّیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں اور مٹی میں مل کر مٹی بن گئے۔ کیا اس کے بعد پھر ہم قبروں سے زندہ
۸۲ ۔ یعنی آدمی ہو کر اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتا کہ چند روز پہلے وہ کوئی چیز نہ تھا۔ حق تعالیٰ نے نابود سے بود کیا ۔ کیا وہ ذات جو لاشے کو شے اور معدوم محض کو موجود کر دے، اس پر قادر نہیں کہ ایک چیز کو فنا کر کے دوبارہ پیدا کر سکے۔ آدمی کو اپنی پہلی ہستی کی کیفیت یاد نہیں رہی جو دوسری ہستی کا مذاق اڑاتا ہے۔ { وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَاُ
۸۳ ۔ یعنی یہ منکرین ان شیاطین کی معیت میں قیامت کے دن خدا کے سامنے حاضر کئے جائیں گے جو اغواء کر کے انہیں گمراہ کرتے تھے ہر مجرم کا شیطان اس کے ساتھ پکڑا ہوا آئے گا۔

۔ یعنی مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور چین سے بیٹھ بھی نہ سکیں گے۔ یہ ہی ہوا گھٹنوں پر گرنا۔ ۸۴

۸۵ ۔ یعنی منکریں کے ہر فرقہ میں جو زیادہ بد معاش ، سر کش ، اور اکڑ باز تھے ، انہیں عام مجرموں سے علیحدہ کر لیا جائے گا پھر ان میں جو بھی بہت زیادہ سزا کے لائق اور دوزخ کا حقدار ہو گا وہ خدا کے علم میں ہے اس کو دوسرے مجرموں سے پہلے آگ میں جھونکا جائے گا۔

۸۶ ۔ یعنی ہر نیک و بد ، مجرم و بری ، اور مومن و کافر کے لئے حق تعالیٰ قسم کھا چکا اور فیصلہ کر چکا ہے کہ ضرور بالضرور دوزخ پر اس کا گذر ہو گا، کیونکہ جنت میں جانے کا راستہ ہی دوزخ پر سے ہو کر گیا ہے جسے عام محاورات میں "پل صراط" کہتے ہیں اس پر لا محالہ سب کا گذر ہو گا، خدا سے ڈرنے والے مومنین اپنے اپنے درجہ کے
۸۷ ۔ یعنی کفار قرآن کی آیتیں سن کر جن میں ان کا برا انجام بتلایا گیا ہے ہنستے ہیں اور بطور استہزاء و تفاخر غریب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے زعم کے موافق آخرت میں جو کچھ پیش آئے گا دونوں فریق کی موجودہ حالت اور دنیوی پوزیشن پر منطبق نہیں ہوتا ۔ کیا آج ہمارے مکانات ، فرنیچر اور بودوباش کے سامان تم سے بہتر نہیں اور ہماری
۸۸ ۔ یہ ان کی بات کا جواب دیا کہ پہلے ایسی بہت قومیں گذر چکی ہیں ۔ جو دنیا کے ساز و سامان اور شان و نمود میں تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں۔ لیکن جب انہوں نے انبیاء کے مقابلہ میں سرکشی کی اور تکبر و تفاخر کو اپنا شعار بنا لیا ، خدا تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹ دی اور دنیا کے نقشہ میں ان کا نشان بھی باقی نہ رہا پس آدمی کو چاہئے کہ دنیا کی فانی
۸۹ ۔ یعنی جو خود گمراہی میں جا پڑ ا، اسے گمراہی میں جانے دے ۔ کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے۔ یہاں ہر ایک کو عمل کی فی الجملہ آزادی دی گئ ہے۔ خدا تعالیٰ کی عادت اور حکمت کا اقتضاء یہ ہے کہ جو اپنے کسب و ارادہ سے کوئی راستہ اختیار کر لے اس کو نیک و بد سے خبردار کر دینے کے بعد اسی راستہ پر چلنے کے لئے ایک حد تک آزاد
۹۰ ۔ یعنی کفار مسلمانوں کو ذلیل و کمزور اور اپنے کو معزز و طاقتور سمجھتے ہیں۔ اپنے عالیشان محلات اور بڑی بڑی فوجوں اور جتھوں پر اتراتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے ابھی ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے جس وقت گلا دبایا جائے گا خواہ دنیوی عذاب کی صورت میں یا قیامت کے بعد ، تب پتہ لگے گا کہ کس کا مکان برا ہے اور کس کی جمعیت
۹۱ ۔ یعنی جیسےگمراہوں کو گمراہی میں لنبا چھوڑ دیتا ہے ، ان کے بالمقابل جو سوجھ بوجھ کر راہ ہدایت ختیار کر لیں ان کی سوجھ بوجھ اور فہم و بصیرت کو اور زیادہ تیز کر دیتا ہے جس سے وہ حق تعالیٰ کی خوشنودی کے راستوں پر بگ ٹٹ اڑے چلے جاتے ہیں۔
۹۲ ۔ یعنی دنیا کی رونق رب کے ہاں کام کی نہیں نیکیاں سب رہیں گے اور دنیا نہ رہے گی ۔ آخرت میں ہر نیکی کا بہترین بدلہ اور بہترین انعام ملے گا۔

۹۳ ۔ یعنی کفر کے باوجود آپ نے یہ جرأت دیکھی ، ایک کافر مالدار ایک مسلمان لوہار کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دوں۔ اس نے کہا اگر تو مرے اور پھر جئے تو بھی میں منکر نہ ہوں اس نے کہا اگر مر کر پھر جیوں گا تو یہ ہی مال و اولاد وہاں بھی ہو گا ، تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ یعنی

۹۴ ۔ یعنی ایسے یقین و وثوق سے جو دعویٰ کر رہا ہے کیا غیب کی خبر پا لی ہے ؟ یا خدا سے کوئی وعدہ لے چکا ہے ؟ ظاہر ہے کہ دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں ۔ ایک گندے کافر کی کیا بساط کہ وہ اس طرح کی غیبیات تک رسائی حاصل کر لے ؟ رہا خدا کا وعدہ ، وہ ان لوگوں سے ہو سکتا ہے جنہوں نے اپنا عہد پورا کر کے { لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ }
۔ یعنی یہ قول بھی شامل مسل کر لیا جائے گا اور مال و اولاد کی جگہ اس کی سزا بڑھا دی جائے گی۔ ۹۵

۹۶ ۔ "جو بتلا رہا ہے " یعنی مال اور اولاد ۔ چنانچہ اس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے (کذا فی الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ یہ چیزیں اس سے الگ کر لی جائیں گے قیامت میں اکیلا حاضر ہو گا نہ مال کام آئے گا نہ اولاد ساتھ دے گی۔

۹۷ ۔ یعنی مال و اولاد سے بڑھ کر اپنے جھوٹے معبودوں کی مدد کے امیدوار ہیں کہ وہ ان کو خدا کے ہاں بڑے بڑے درجے دلائیں گے ۔ حالانکہ ہر گز ایسا ہونے والا نہیں ۔ محض سودائے خام ہے جو اپنے دماغوں میں پکا رہے ہیں۔

۹۸ ۔ یعنی وہ معبود مدد تو کیا کرتے ، خود ان کی بندگی سے بیزار ہوں گے ۔ اور ان کے مد مقابل ہو کر بجائے عزت بڑھانے کے اور زیادہ ذلت و رسوائی کا سبب بنیں گے ۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ۔ { وَاِذَا حُشِرَالنَّاسُ کَانُوْالَھُمْ اَعْدَآءً وَّ کَانُو بِعِبَادَتِھِمْ کَافِرِیْنَ } (الاحقاف رکوع۱)

۹۹ ۔ یعنی شیطان انہی بدبختوں کو گمراہی کا بڑھاوا دیتا اور انگلیوں پر نچاتا رہتا ہے۔ جنہوں نے خود کفر و انکار کا شیوہ اختیار کر لیا ۔ اگر ایسے اشقیاء شیطان کی تحریص و اغواء سے گمراہی میں لنبے جائیں تو جانے دیجئے ، آپ ان کی سزا دی میں جلدی نہ کریں ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے ، تا ان کی زندگی کے گنے ہوئے دن

۱۰۰ ۔ جس طرح ڈھور ڈنگر پیاس کی حالت میں گھاٹ کی طرف جاتے ہیں اسی طرح مجرموں کو دوزخ کے گھاٹ اتارا جائے گا۔

۱۰۱ ۔ یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے شفاعت کا وعدہ دیا مثلاً ملائکہ ، انبیاء ، صالحین وغیرہ ہم وہ ہی درجہ بدرجہ سفارش کریں گے بدون اجازت کسی کو زبان ہلانے کی طاقت نہ ہو گی اور سفارش بھی ان ہی لوگوں کی کر سکیں گے جن کے حق میں سفارش کئے جانے کا وعدہ دے چکے۔ کافروں کے لئے شفاعت نہ ہوگی۔
۱۰۲ ۔ بہت آدمیوں نے تو غیر اللہ کو معبود ہی ٹھہرایا تھا ، لیکن ایک جماعت وہ ہے جس نے خدا تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کی ۔ مثلاً نصاریٰ نے مسیح کو بعض یہود نے عزیر کوبیٹا کہا۔ اور بعض مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ العیاذ باللہ۔

۱۰۳ ۔ یعنی یہ ایسی بھاری بات کہی گئ اور ایسا سخت گستاخانہ کلمہ منہ سے نکالا گیا جسے سن کر اگر آسمان زمین اور پہاڑ مارے ہول کے پھٹ پڑیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو کچھ بعید نہیں۔ اس گستاخی پر اگر غضب الہٰی بھڑک اٹھے تو عالم تہ و بالا ہو جائے اور آسمان و زمین کے پرخچے اڑ جائیں ۔ محض اس کا حلم مانع ہے کہ ان بیہودگیوں کو
۱۰۴ ۔ اسکی شان تقدیس و تنزیہہ اور کمال غناء کے منافی ہے کہ وہ کسی کو اولاد بنائے ۔ نصاریٰ جس غرض کے لئے اولاد کے قائل ہو ئے ہیں یعنی کفارہ کا مسئلہ ، خدا تعالیٰ کو "رحمٰن" مان کر اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

۱۰۵ ۔ یعنی سب خدا کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں اور بندے ہی بن کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے پھر بندہ بیٹا کیسے ہو سکتا ہے ؟ اور جس کے سب محکوم و محتاج ہوں اسے بیٹا بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۱۰۶ ۔ یعنی ایک فرد بشر بھی اسکی بندگی سے باہر نہیں ہو سکتا۔ سب کو خدا کے سامنے جریدہ حاضر ہونا ہے ۔ اس وقت تمام تعلقات اور سازوسامان علیحدہ کر لئے جائیں گے۔ فرضی معبود اور بیٹے پوتے کام نہ دیں گے۔

۱۰۷ ۔ یعنی ان کو اپنی محبت دے گا ، یا خود ان سے محبت کرے گا، یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈالے گا احادیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو اول جبریل کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سےمحبت کرتا ہوں تو بھی کر ، وہ آسمانوں میں اس کا اعلان کرتے ہیں ۔ آسمانوں سے اترتی ہوئی اس کی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے
۱۰۸ ۔ یعنی قرآن کریم نہایت سہل و صاف زبان میں کھول کھول کر پرہیزگاروں کو بشارت سناتا اور جھگڑالو لوگوں کو بدکرداریوں کے خراب نتائج سے خبردار کرتا ہے۔

۱۰۹ ۔ یعنی کتنی ہی بدبخت قومیں اپنے جرائم کی پاداش میں ہلاک کی جا چکیں ۔ جن کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا آج ان کے پاؤں کی آہٹ یا ان کی لن ترانیوں کی ذرا سی بھنک بھی سنائی نہیں دیتی ۔ پس جو لوگ اس وقت نبی کریم سے برسر مقابلہ ہو کر آیات اللہ کا انکار و استہزار کر رہے ہیں ، وہ بے فکر نہ ہوں ۔ ممکن ہے انکو بھی کوئی ایسا ہی

۱ ۔ یعنی قرآن کریم اس لئے اتارا گیا ہے کہ جنکے دل نرم ہوں اور خدا سے ڈرتے ہوں ، وہ اس کے بیانات سے نصیحت حاصل کریں اور روحانی فیوض و برکات سے محروم نہ رہیں۔ یہ غرض نہیں کہ قرآن نازل کر کے خواہ مخواہ تم کو کسی محنت شاقہ اور تکلیف شدید میں مبتلا کیا جائے ، نہ وہ ایسی چیز ہے جس کا حاصل و عامل کبھی محروم و ناکام
۲ ۔ اس لئے ضروری ہے کہ مخلوق نہایت خوشی کے ساتھ اس کو اپنے سر آنکھوں پر رکھے اور شہنشاہانہ احکام کی خلاف ورزی نہ کرے۔

۳ ۔ استواء علی العرش کا مفصل بیان سورہ "اعراف" کے فوائد میں دیکھ لیا جائے "عرش" کے متعلق نصوص سے اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ اس کے پائے ہیں اور خاص فرشتے اٹھانے والے ہیں اور آسمانوں کے اوپر قبہ کی طرح ہے۔ صاحب روح المعانی نے "عرش" اور "استواء علی العرش" پر اس آیت کے تحت میں نہایت مبسوط کلام کیا ہے۔ من شاء
۴ ۔ یعنی وہی ایک خدا بلا شرکت غیرے آسمانوں سے زمین تک اور زمین سے تحت الثریٰ تک تمام کائنات کا مالک و خالق ہے ۔ اسی کی تدبیر و انتظام سے کل سلسلے قائم ہیں۔ (تنبیہ) آسمان و زمین کی درمیانی مخلوق سے یا تو کائنات جوّ مراد ہیں جو دائمًا دونوں کے درمیان ہی رہتی ہیں۔ مثلًا ہوا ، بادل وغیرہ اور یا وہ چیزیں بھی اس میں شامل ہوں جو اکثر
۵ ۔ پہلے عموم قدرت و تصرف کا بیان تھا۔ اس آیت میں علم الہٰی کی وسعت کا تذکرہ ہے۔ یعنی جو بات زور سے پکار کر کہی جائے وہ اس علام الغیوب سے کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے جس کو ہر کھلی چھپی بلکہ چھپی سے زیادہ چھپی ہوئی باتوں کی خبر ہے۔ جو بات تنہائی میں آہستہ کہی جائے ، اور جو دل میں گذرے اور ابھی زبان تک نہ آئی ہو اور جو ابھی
۶ ۔ آیات بالا میں جو صفات حق تعالیٰ کی بیان ہوئی ہیں (یعنی اس کا خالق الکل ، مالک علی الاطلاق ، رحمٰن ، قادر مطلق اور صاحب علم محیط ہونا) ان کا اقتضاء یہ ہے کہ الوہیت بھی تنہا اسی کا خاصہ ہو بجز اس کےکسی دوسرے کے آگے سر عبودیت نہ جھکایا جائے ۔ کیونکہ نہ صرف صفات مذکورہ بالا بلکہ کل عمدہ صفات اور اچھے نام اسی کی ذات
۷ ۔ یہاں سے حضرت موسیٰ کا قصہ بہت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے تاکہ سامعین سمجھ جائیں کہ نبی کریم کی طرف قرآن کی وحی بھیجنا کوئی انوکھی بات نہیں۔ جس طرح پیشتر موسیٰ کو وحی مل چکی ہے ، آ پ کو بھی ملی، جیسے موسیٰ کی وحی توحید وغیرہ کی تعلیم پر مشتمل تھی ،آپ کی وحی میں بھی ان ہی اصول پر زور دیا گیا ہے۔

۸ ۔ اس قصہ کے مختلف اجزاء سورہ قصص ، سورہ طہٰ اور سورہ اعراف میں سے جمع کئے جا سکتے ہیں۔ یہاں مدین سے مصر کی طرف واپسی کا واقعہ مذکور ہے۔ مدین میں حضرت شعیب کی صاحبزادی سے حضرت موسیٰ کا نکاح ہو گیا تھا۔ کئ سال وہاں مقیم رہنے کے بعد حضرت موسیٰ نے مصر جانے کا ارادہ کیا ۔ حاملہ بیوی ہمراہ تھی ، رات
۹ ۔ "طوی" اس میدان کا نام ہے۔ شاید وہ میدان پہلے سے متبرک تھا یا اب ہو گیا۔ موسیٰ کی جوتیاں ناپاک تھیں اس لئے اتروا دی گئیں۔ باقی موزہ یا جوتہ پاک ہو تو اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں پورا مسئلہ فقہ میں دیکھنا چاہیئے۔

۱۰ ۔ "پسند کیا ہے" یعنی تمام جہان میں سے نبوت و رسالت اور شرف مکالمہ کے لئے چھانٹ لیا اس لئے آگے جو احکام دیے جائیں انہیں غور و توجہ سے سنو۔

۱۱ ۔ اس میں خالص توحید اور ہر قسم کی بدنی و مالی عبادت کا حکم دیا۔ نماز چونکہ اہم العبادات تھی اس کا ذکر خصوصیت سے کیا تھا اور اس پر بھی متنبہ فرما دیا گیا کہ نماز سے مقصود اعظم خدا تعالیٰ کی یادگاری ہے۔ گویا نماز سے غافل ہونا خدا کی یاد سے غافل ہونا ہے اور ذکر اللہ (یاد خدا) کے متعلق دوسری جگہ فرمایا ۔ { وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ
۱۲ ۔ یعنی اس کے آنے کا وقت سب سے مخفی رکھنا چاہتا ہوں ، حتّٰی کہ اگر خود اپنے سے چھپانا ممکن ہوتا تو اپنے سے بھی مخفی رکھتا ، لیکن یہ ممکن ہی نہیں۔ وفیہ من المبالغۃ کما فی الحدیث { لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ } و کما قال الشاعر

۱۳ ۔ یعنی قیامت کا آنا اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کو اس کے نیک و بد کا بدلہ ملے اور مطیع و عاصی میں کوئی التباس و اشتباہ باقی نہ رہے یہ توحید و عبادت کے بعد عقیدہ معاد کی تعلیم ہوئی۔

۱۴ ۔ نہ روک نہ دے اس سے یعنی قیامت پر یقین رکھنے سے یا نماز سے ۔ اللہ نے موسٰی کو برے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کس شمار میں ہے۔ کذا فی الموضح۔ غرض یہ ہے کہ دنیا پرست کافر کی چاپلوسی یا زیادہ نرمی اور مداہنت اختیار نہ کی جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ آدمی بلند مقام سے نیچے پٹک دیا جائے العیاذ باللہ۔
۱۵ ۔ یہاں سے منصب رسالت کی تمہید شروع ہوتی ہے۔ چونکہ معجزات دیکر فرعون کی طرف بھیجے جانے والے تھے اس لئے اولًا معجزہ عصا کا ذکر فرماتے ہیں۔ یہ سوال کہ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے ، اس غرض سے تھا کہ موسٰی اپنی لاٹھی کی حقیقت اور اس کے منافع کو خوب مستحضر کر لیں تا جو خارق عادت چیز پیش آنے والی تھی اس کا معجزہ
۱۶ ۔ یعنی اس میں شبہ کیا ہے۔ وہ ہی لاٹھی ہے جسے ہمیشہ ہاتھ میں رکھتا ہوں ، اس پر ٹیک لگاتا ہوں ، بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں ، دشمن کو اور موذی جانوروں کو دفع کرتا ہوں اور بہت سی ضرورتوں میں لاٹھی کا کام لیتا ہوں۔

۱۷ ۔ یعنی لاٹھی کا زمین پر ڈالنا تھا کہ لاٹھی کی جگہ ایک اژدھا نظر آیا ۔ جو پتلے سانپ کی طرح تیزی سے دوڑتا تھا۔ موسٰی ناگہاں یہ انقلاب دیکھ کر بمقتضائے بشریت خوفزدہ ہو گئے۔

۱۸ ۔ یعنی ہاتھ میں آ کر پھر لاٹھی ہو جائے گی۔ کہتے ہیں ابتداء میں موسٰی کو پکڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی آخر کپڑا ہاتھ میں لپیٹ کر پکڑنے لگے۔ فرشتہ نے کہا "موسٰی! کیا خدا اگر بچانا نہ چاہے تو یہ چیتھڑا تجھے بچا سکتا ہے ؟" موسٰی نے کہا ۔ "نہیں لیکن میں کمزور مخلوق ہوں اور ضعف سے پیدا کیا گیا ہوں۔" پھر حضرت موسٰی نے ہاتھ سے کپڑا ہٹا کر
۱۹ ۔ یعنی ہاتھ گریبان میں ڈال کر اور بغل سے ملا کر نکالو گے تو نہایت روشن سفید چمکتا ہوا نکلے گا۔ اور یہ سفیدی برص وغیرہ کی نہ ہو گی جو عیب سمجھی جائے۔

۔ یعنی عصا اور ید بیضاء کے معجزے ان نشانیوں میں سے دو ہیں جن کا دکھلانا تم کو منظور ہے۔ ۲۰

۲۱ ۔ یعنی حلیم و بردبار اور حوصلہ مند بنا دے کہ خلاف طبع دیکھ کر جلد خفا نہ ہوں اور ادائے رسالت میں جو سختیاں پیش آئیں ان سے نہ گھبراؤں بلکہ کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے برداشت کروں۔

۔ یعنی ایسے سامان فراہم کر دے کہ یہ عظیم الشان کام آسان ہو جائے۔ ۲۲

۲۳ ۔ زبان لڑکپن میں جل گئ تھی (جس کا قصہ تفاسیر میں ہے) صاف نہ بول سکتے تھے ، اس لئے یہ دعا کی۔

۔ یہ عمر میں حضرت موسٰی سے بڑے تھے۔ ۲۴

۔ یعنی دعوت و تبلیغ کے کام میں ایک دوسرے کا معین و مددگار ہو۔ ۲۵

۲۶ ۔ یعنی دونوں مل کر دعوت و تبلیغ کے موقع پر بہت زور شور سے تیری پاکی اور کمالات بیان کریں۔ اور مواضع دعوت سے قطع نظر جب ہر ایک کو دوسرے کی معیت سے تقویت قلب حاصل ہو گی تو اپنی خلوتوں میں نشاط و طمانیت کے ساتھ تیرا ذکر بکثرت کر سکیں گے۔
۲۷ ۔ یعنی ہمارےتمام احوال کو کو دیکھ رہا ہے اور جو دعا میں کر رہا ہوں یہ بھی تجھے خوب معلوم ہے کہ اس کا قبول فرمانا ہمارے لئے کہاں تک مفید ہو گا اگر تجھے ہمارے حال و استعداد کی پوری خبر نہ ہوتی تو نبوت و رسالت کے لئے ہم کو منتخب ہی کیوں کرتا اور ایسے سخت دشمن (فرعون) کی طرف کیوں بھیجتا یقیناً جو کچھ آپ نے کیا خوب دیکھ
۔ یعنی جو کچھ تم نے مانگا خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو دیا گیا۔ ۲۸

۲۹ ۔ یعنی ہم تو پہلے ایک مرتبہ بے مانگے تجھ پر بڑا بھاری احسان کر چکے ہیں ، پھر اب ایک مناسب چیز مانگنے پر کیوں نہ دیں گے۔

۳۰ ۔ یعنی خواب میں یا بیداری میں بطور الہام کے یا اس زمانہ کے کسی نامعلوم الاسم نبی کی زبانی تیری ماں کو وہ حکم بھیجا۔ جس کا بھیجا جانا مناسب تھا۔ (اس کی تفصیل آگے مذکور ہے { اَنِ اقْذِفِیْہِ } الخ (تنبیہ) لفظ "ایحاء" سے حضرت موسیٰ کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ تقریر بالا سے ظاہر ہے۔ نبی وہ ہے جس کی طرف احکام کی وحی آئے
۳۱ ۔ یعنی موسیٰ کو (جو اس۔ وقت۔ نوزائیدـــاہ بچہ تھے) صندوق میں رکھ کر صندوق کو دریا میں چھوڑ دے۔ دریا کو ہمارا حکم ہے کہ اسے بحفاظت تمام ایک خاص کنارہ پر لگائے گا جہاں سے اس کو وہ شخص اٹھا لے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور اس بچہ کا بھی واقعہ یہ ہے کہ فرعون اس سال منجموں کےکہنے سے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو چن
۳۲ ۔ یعنی ہم نے اپنی طرف سےاس وقت مخلوق کےدلوں میں تیری محبت ڈال دی کہ جو دیکھے محبت اور پیار کرے یا اپنی ایک خاص محبت تجھ پر ڈال دی کہ تو محبوب خدا بن گیا۔

۳۳ ۔ یعنی لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈال دینا اس غرض سے تھا کہ ہماری نگرانی و حفاظت میں تیری پرورش کی جائے۔ ایسے سخت دشمن کےگھر میں تربیت پاتے ہوئے بھی کوئی تیرا بال بینکا نہ کر سکے۔

۳۴ ۔ پورا قصہ دوسری جگہ آئے گا۔ حضرت موسیٰ کی والدہ صندوق نہر میں چھوڑنے کے بعد بمقتضائے بشریت بہت غمگین اورپریشان تھیں کہ بچہ کا کیا حشر ہوا ہو گا ، معلوم نہیں زندہ ہے یا جانوروں نے کھا لیا۔ حضرت موسیٰ کی بہن کو کہا کہ تو خفیہ طور پر پتہ لگا ۔ ادھر مشیت ایزدی سے یہ سامان ہوا کہ حضرت موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے
۳۵ ۔ یہ پورا قصہ سورہ قصص میں آئے گا ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جوان ہونےکے بعد موسیٰ کے ہاتھ سے ایک قبطی مارا
ڈرے کہ دنیا میں پکڑا جاؤں گا اور آخرت میں بھی ماخوذ ہوں گا ۔ دونوں قسم کی پریشانی گیلۓتھےاللہ تعالیٰ
نے نجات دی اخروی پریشانی سے اس طرح کہ توبہ کی توفیق بخشی جو قبول ہو گئ اور دنیوی سے اس طرح کہ موسیٰ
۳۶ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو کئ طرح جانچا جس میں تم کھرے ثابت ہوئے۔ (تنبیہ) اس موقع پر مفسرین نےحدیث الفتون کے عنوان سےایک نہایت طویل روایت ابن عباس کی نقل کی ہے جس کے متعلق حافظ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں ۔ { وَھُوَ موقوفٌ مِنْ کلام ابن عباس ولیس فیہ مرفوع الا قلیل منہ وکانہ تلقاہ ابن عباس مما اُبِیْح نقلہ من الا سرائیلیات من کعب
۳۷ ۔ یعنی اب مدین سے نکل کر راستہ بھولا اور تقدیر سے یہاں پہنچ گیا جس کا تجھے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ سچ ہے خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال ۔ کہ لینے آگ کو جائیں پیمبری مل جائے۔

۳۸ ۔ یعنی اپنی وحی و رسالت کے لئے تیار کر کے اپنے خواص و مقربین میں داخل کیا اور جس طرح خود چاہا تیری پرورش کرائی۔

۳۹ ۔ یعنی جس کام کے لئے بنائےگئے ہو ، وقت آ گیا ہے کہ اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لے کر اس کے لئے نکل کھڑے ہو اور جو دلائل و معجزات تم کو دیے گئے ہیں ضرورت کے وقت ظاہر کرو ۔ چونکہ موسیٰ پیشتر دعا کرتے وقت کہہ چکے تھے { کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا وَ نَذْکُرَکَ کَثِیْرًا } یہاں { وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ } کہہ کر وہ بات یاد دلا دی۔ یعنی اللہ کے نام کی
۴۰ ۔ پہلے جانے کا حکم دیا تھا۔ اب مقام بتلا دیا۔ کہ کہاں کس کے پاس جانا ہے اور جملہ آگے آنے والے کلام کی تمہید ہے۔

۴۱ ۔ یعنی دعوت تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے وقت نرم ، آسان رقت انگیز اور بلند بات کہو۔ گو اس کے تمرد و طغیان کو دیکھتے ہوئے قبول کی امید نہیں۔ تاہم تم یہ خیال کر کے کہ ممکن ہے کہ وہ کچھ سوچ سمجھ کر نصیحت حاصل کر لے یا اللہ کے جلال و جبروت کو سن کر ڈر جائےاور فرمانبرداری کی طرف جھک پڑے ۔ گفتگو نرمی سےکرو۔ اس
۴۲ ۔ یعنی اس کے ڈرنے کی امید تو بعد کو ہو گی ، فی الحال اپنی بے سرو سامانی اور اس کے جاہ و جلال پر نظر کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ وہ ہماری بات سننے کے لئے آمادہ بھی ہو گا یا نہیں ۔ ممکن ہے ہماری پوری بات سننے سے پہلے ہی وہ بھبک پڑے یا سننے کے بعد غصہ میں بپھر جائے اور تیری شان میں زیادہ گستاخی کرنے لگے۔ یا ہم پر

۴۳ ۔ یعنی جو باتیں تمہارے اور اس کے درمیان ہوں گی یا جو معاملات پیش آئیں گے وہ سب میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں میں کسی وقت تم سےجدا نہیں ، میری حمایت و نصرت تمہارے ساتھ ہے۔ گھبرانے اور فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔
۴۴ ۔ اس میں تین چیزوں کی طرف دعوت دی گئ۔ (۱) فرعون کا اور سب مخلوقات کا کوئی رب ہے جو رسول بھیجتا ہے (۲) ہم دونوں اس کے رسول ہیں لہذاٰ ہماری اطاعت اور رب کی عبادت کرنی چاہیئے۔ گویا اس جملہ میں اصل ایمان کی دعوت دی گئ اسی کو "نازعات" میں اس طرح ادا کیا ہے ۔ { فَقُلْ ھَلْ لَکَ اِلٰی اَنْ تَزَکّٰی وَاَھْدِیَکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَخْشٰی } آگے
۔ یعنی ہمارا دعویٰ رسالت بے دلیل نہیں ۔ بلکہ اپنی صداقت پر خدائی نشان لیکر آئے ہیں۔ ۴۵

۴۶ ۔ یعنی جو ہماری بات مان کر سیدھی راہ چلے گا اس کے لئے دونوں جہان میں سلامتی ہے۔ اور جو تکذیب یا اعراض کرے گا اس کے لئے عذاب یقینی ہے۔ خواہ صرف آخرت میں یا دنیا میں بھی۔ اب تم اپنا انجام سوچ کر جو راستہ چاہو اختیار کر لو۔
۴۷ ۔ یعنی تم اپنے کو جس رب کا بھیجا ہوا بتلاتے ہو وہ رب کون ہے اور کیسا ہے (اس سوال سے مترشح ہوتا ہے کہ فرعون دہری عقیدہ کی طرف مائل ہو گا یا محض دق کرنے کے لئے ایسا سوال کیا ہو)۔

۴۸ ۔ یعنی ہر چیز کو اس کی استعداد کے موافق شکل صورت ، قویٰ ، خواص وغیرہ عنایت فرمائے ۔ اور کامل حکمت سے جیسا بنانا چاہئے تھا بنایا۔ پھر مخلوقات میں سے ہر چیز کے وجود و بقا کے لئے جن سامانوں کی ضرورت تھی ۔ مہیا کئے اور ہر چیز کو اپنی مادی ساخت اور روحانی قوتوں اور خارجی سامانوں سےکام لینے کی راہ سمجھائی۔ پھر

۴۹ ۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایسی روشن دلیلیں قائم ہو چکی ہیں اور جس چیز کی طرف تم بلاتے ہو ، وہ حق ہے تو گذشتہ اقوام کے متعلق کچھ بیان کر و، آخر ان میں سے بہتوں نے ایسے واضح دلائل کی موجودگی میں حق کو کیوں قبول نہ کیا ؟ اور قبول نہ کرنے کی صورت میں کیا وہ سب کی سب تباہ کر دی گئیں۔ اگر تم پیغمبر ہو تو سب اقوام
۵۰ ۔ یعنی وادیوں دریاؤں اور پہاڑوں کے بیچ میں سے زمین پر راہیں نکال دیں جن پر چل کر ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ سکتے ہو۔

۔ یعنی پانی کے ذریعہ سے طرح طرح کی سبزیاں ، غلے اور پھول پھل پیدا کر دیے۔ ۵۱

۵۲ ۔ یعنی عمدہ غذائیں تم کھاتے ہو ، جو تمہارےکام کی نہیں وہ اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہو جن کی محنت سے ساری پیداوار حاصل ہوئی ہے۔

۵۳ ۔ یہ فرمایا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو ۔ یعنی اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو ۔ اگر عقل ہے تو سمجھ لو گے کہ یہ مضبوط و محکم انتظامات یوں ہی بخت و اتفاق سے قائم نہیں ہو سکتے۔ گویا ان آیات میں وجود باری اور توحید کی طرف توجہ دلائی ۔ آگے معاد کا ذکر ہے۔
۵۴ ۔ سب کے باپ آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ۔ پھر جن غذاؤں سے آدمی کا بدن پرورش پاتا ہے وہ بھی مٹی سے نکلتی ہیں ، مرنے کے بعد بھی عام آدمیوں کو جلد یا بدیر مٹی میں مل جانا ہے۔ اسی طرح حشر کے وقت بھی ان اجزاء کو جو مٹی میں مل گئے تھے دوبارہ جمع کر کے از سر نو پیدا کر دیا جائے گا اور جو قبروں میں مدفون تھے وہ ان سے باہر
۵۵ ۔ یعنی جو آیات اس کو دکھلانا منظور تھیں ، سب دکھلا دیں ۔ مثلاً القائے عصاء اور ید بیضاء وغیرہ مع اپنے متعلقات و تفاصیل کے۔ اس پر بھی بدبخت نہ مانا اور حجود و تکذیب پر اڑا رہا۔

۵۶ ۔ فرعون نے یہ بات اپنی قوم "قبط" کو موسیٰ کی طرف سے نفرت اور اشتعال دلانے کے لئے کہی ۔ یعنی موسیٰ کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ جادو کے زور سے ہم کو نکال باہر کرے اور ساحرانہ ڈھونگ بنا کر عوام کی جمعیت اپنے ساتھ کر لے اس طرح قبطیوں کے تمام املاک و اموال پر قابض ہو جائے۔
۵۷ ۔ یعنی تو اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہمارے یہاں بھی بڑے بڑے ماہر جادوگر موجود ہیں۔ بہتر ہو گا کہ ان سے مقابلہ ہو جائے۔ پس جس دن اور جس جگہ مقابلہ کرنا چاہے تجھے اس کی تعیین کا اختیار دیا جاتا ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ جو وقت معین ہو جائے اس سے کوئی فریق گریز نہ کرے اور جگہ ایسی ہو جہاں فریقین کو آنے اور بیٹھنے
۵۸ ۔ پیغمبروں کے کام میں کوئی تلبیس و تلمیع نہیں ہوتی ، ان کا معاملہ کھلم کھلا صاف صاف ہوتا ہے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ بہتر ہے جو بڑا امیلہ اور جشن تمہارے یہاں ہوتا ہے اسی روز جب دن چڑھ جائے اس وقت میدان مقابلہ قائم ہو۔ یعنی میلہ میں جہاں زیادہ سے زیادہ مخلوق جمع ہو گی اور دن کے اجالے میں یہ کام کیا جائے ، تا دیکھنے والے بکثرت ہوں
۵۹ ۔ یعنی یہ طے کر کےفرعون مجلس سے اٹھ گیا اور ساحروں کو جمع کرنے اور مہم کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی تدبیریں اور داؤ گھات کرنے لگا۔ اور آخر کار مکمل تیاری کے بعد پوری طاقت کے ساتھ وقت معین پر میدان مقابلہ میں حاضر ہو گیا۔ ساحروں کی بڑی فوج اس کے ہمراہ تھی، انعام و اکرام کے وعدے ہو رہے تھے اور ہر طرح

۶۰ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس مجمع میں حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو اس کے حسب حال نصیحت فرمائی۔ چونکہ جادوگر حق کا مقابلہ جادو سے کرنے والے تھے ، ان کو تنبیہ کر دی کہ دیکھو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو خدا کے نشانوں اور انبیاء کے معجزات کو سحر بتلانا اور بے حقیقت چیزوں کو ثابت شدہ حقائق کے مقابلہ میں پیش کرنا گویا اللہ
۶۱ ۔ موسیٰ کی تقریر نے ساحروں کی جماعت میں کھلبلی ڈال دی۔ آپس میں جھگڑنے لگے کہ اس شخص کو کیا سمجھا جائے۔ اس کی باتیں ساحروں ایسی معلوم نہیں ہوتیں ۔ غرض باہم بحث و مناظرہ کرتے رہے اور سب سے الگ ہو کر انہوں نے مشورہ کیا ۔ آخر اختلاف و نزاع کے بعد فرعون کے اثر سے متاثر ہو کر وہ کہا جو آگے مذکور ہے۔
۶۲ ۔ یعنی تمہارا جو دین اور رسوم پہلے سے چلی آتی ہیں ان کو مٹا کر اپنا دین اور طور و طریق رائج کر دیں اور جاد و کے فن کو بھی جس سے ملک میں تمہاری عزت اور کمائی ہے ، چاہتے ہیں کہ دونوں بھائی تم سے لے اڑیں اور تن تنہا خود اس پر قابض ہو جائیں۔
۶۳ ۔ یعنی موقع کی اہمیت کو سمجھو ، وقت کو ہاتھ سے نہ دو ، پوری ہمت و قوت سے سب مل کر ان کے گرانے کی تدبیر کرو۔ اور دفعۃً ایسا متفقہ حملہ کر دو کہ پہلے وار میں ان کے قدم اکھڑ جائیں کہ آج کا معرکہ فیصلہ کن معرکہ ہے ، آج کی کامیابی دائمی کامیابی ہے ۔ جو فریق آ ج غالب رہے گا وہ ہمیشہ کے لئے منصور و مفلح سمجھا جائے گا۔

۶۴ ۔ موسیٰ نے نہایت بے پروائی سےجواب دیا کہ نہیں ، تم پہلے اپنے حوصلے نکال لو اور اپنے کرتب دکھا لو۔ تا باطل کی زور آزمائی کے بعد حق کا غلبہ پوری طرح نمایاں ہوں ۔ یہ قصہ سورہ اعراف میں گزر چکا وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لئے جائیں۔
۶۵ ۔ یعنی ساحرین کی نظر بندی سے موسیٰ کو یوں خیال ہونے لگا کہ گویا رسیاں اور لاٹھیاں سانپوں کی طرح دوڑ رہی ہیں۔ اور واقع میں ایسا نہ تھا۔

۶۶ ۔ کہ جادوگروں کا یہ سوانگ دیکھ کر کہیں بے وقوف لوگ دھوکہ میں نہ پڑ جائیں اور سحر و معجزہ میں فرق نہ کر سکیں۔ ایسی صورت میں حق کا غلبہ واضح نہ ہو گا ۔ خوف کا یہ مطلب آگے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔

۔ یعنی ڈر کو دل سے نکال دو۔ اس قسم کے وسوسے مت لاؤ ، اللہ تعالیٰ حق کو غالب اور سر بلند رکھنے والا ہے۔ ۶۷

۔ یعنی اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو ۔ جو ان کے بنائے ہوئے سوانگ کا ایک دم لقمہ کر جائے گی۔ ۶۸

۶۹ ۔ یعنی جادوگر کے ڈھکوسلے چاہے کہیں ہوں اور کسی حد تک پہنچ جائیں ، حق کے مقابل کامیاب نہیں ہو سکتے نہ جادوگر کبھی فلاح پا سکتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں ساحر کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔

۷۰ ۔ ساحرین فن کے جاننے والے تھے ۔ اصول فن کے اعتبار سے فورًا سمجھ گئے کہ یہ سحر نہیں ہو سکتا یقینًا سحر سے اوپر کوئی اور حقیقت ہے۔ دل میں ایمان آیا اور سجدہ میں گر پڑے ۔ یہ قصہ سورہ اعراف میں گذر چکا۔

۷۱ ۔ یعنی ہم سے بے پوچھے ہی ایمان لے آئے ۔ ہمارے فیصلہ کا بھی انتظار نہ کیا۔ معلوم ہو گیا کہ یہ تمہاری اور موسیٰ کی ملی بھگت ہے۔ جنگ زرگری کر کے عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہو جیسا کہ سورہ اعراف میں گذرا۔

۔ یعنی داہنا ہاتھ بایاں پاؤں ، یا بایاں ہاتھ داہنا پاؤں۔ ۷۲

۔ تاکہ تمہارا حال دیکھ کر سب عبرت حاصل کریں۔ ۷۳

۷۴ ۔ یعنی تم ایمان لا کر سمجھتے ہو کہ ہم ہی ناجی ہیں۔ اور دوسرے لوگ (یعنی فرعون اور اس کے ساتھی) سب ابدی عذاب میں مبتلا رہیں گے ۔ سو ابھی تم کو معلوم ہوا چاہتا ہے کہ کس کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے۔

۷۵ ۔ یعنی ہم ایسے صاف دلائل کو تیری خاطر سےنہیں چھوڑ سکتے اور اپنے خالق حقیقی کی خوشنودی کے مقابلہ میں تیری کچھ پروا نہیں کر سکتے۔ اب جو تو کر سکتا ہے کر گذر ۔ تیرا بڑا زور یہ ہی چل سکتا ہےکہ ہماری اس فانی زندگی کو ختم کر دے۔ سو کچھ مضائقہ نہیں ہم پہلے ہی دارالفنا کے مقابلہ میں دارالقرار کو اختیار کر چکے ہیں۔ ہم کو

۷۶ ۔ یعنی جو انعام و اکرام تو ہم کو دیتا اس سےکہیں بہتر اور پائدار اجر مومنین کو خدا کے ہاں ملتا ہے۔

۷۷ ۔ یعنی انسان کو چاہئے کہ اول آخرت کی فکر کرے۔ لوگوں کا مطیع بن کر خدا کا مجرم نہ بنے۔اس کے مجرم کا
ٹھکانہ بہت برا ہے جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ۔ دنیا کی تکلیفیں کتنی ہی شاق ہوں موت آ کر سب کو ختم
کر دیتی ہے۔ لیکن کافر کو دوزخ میں موت بھی نہیں آئے گی جو تکالیف کا خاتمہ کر دے اور جینا بھی جینے کی طرح کا

۷۸ ۔ مجرمین کے بالمقابل یہ مطیعین کا انجام بیان فرما دیا۔

۷۹ ۔ یعنی پاک ہوا گندے خیالات ، فاسد عقائد ، رذیل اخلاق ، اور برے اعمال سے۔

۸۰ ۔ جب فرعونیوں نے میدان مقابلہ میں شکست کھائی ، ساحرین مشرف بایمان ہو گئے ۔ بنی اسرائیل کا پلہ بھاری ہونے
لگا۔ اور موسٰی نے سالہا سال تک اللہ تعالیٰ کی آیات باہرہ دکھلا کر ہر طرح حجت تمام کر دی۔ اس پر بھی فرعون حق کو
قبول کرنے اور بنی اسرائیل کو آزادی دینے پر آمادہ نہ ہوا۔ تب حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ سب بنی اسرائیل کو ہمراہ لے
۸۱ ۔ یعنی دعوے تو زبان سے بہت کیا کرتا تھا { وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَاد } لیکن اس نے اپنی قوم کو کیسا اچھا راستہ
بتلایا۔ وہ ہی مثال سچی کر دی کہ "ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے"۔ جو حال دنیا میں ہوا تھا وہ ہی آخرت
يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۸۲ ۔ یہ حق تعالیٰ بنی اسرائیل کو نصیحت فرماتے ہیں کہ دیکھو ہم نے تم پر کیسے کیسے احسان و انعام کئے چاہئے کہ
ان کا حق ادا کرو ۔ کیا یہ تھوڑی بات ہےکہ ایسے سخت جابر و قاہر دشمن کے ہاتھوں سے تم کو نجات دی اور اس کو
کیسے عبرتناک طریقہ سے تمہاری آنکھوں کے سامنے ہلاک کیا۔ پھر بتوسط حضرت موسٰی کے تم سے وعدہ ٹھہرا کہ
۸۳ ۔ یعنی زیادتی کرو گے تو اللہ کا غضب تم پر نازل ہو گا اور ذلت و عذاب کے تاریک غاروں میں پٹک دیے جاؤ گے۔

۸۴ ۔ مغضوبین کے بالمقابل یہ مغفورین کا بیان ہوا۔ یعنی کتنا ہی بڑا مجرم ہو اگر سچے دل سے تائب ہو کر ایمان و عمل
صالح کا راستہ اختیار کر لے اور اسی پر موت تک مستقیم رہے تو اللہ کے یہاں بخشش اور رحمت کی کمی نہیں۔

۸۵ ۔ حضرت موسٰی حسب وعدہ نہایت اشتیاق کے ساتھ کوہ طور پہنچے۔ شاید قوم کے بعض نقباء کو بھی ہمراہ لیجانے کا
حکم ہو گا۔ وہ ذرا پیچھے رہ گئے۔ حضرت موسٰی شوق میں آگے بڑھے چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا موسٰی! ایسی
جلدی کیوں کی کہ قوم کو پیچھے چھوڑ آئے ۔ عرض کیا کہ اے پروردگار ! تیری خوشنودی کے لئے جلد حاضر ہو گیا
۸۶ ۔ یعنی تم تو ادھر آئے اور ہم نے تیری قوم کو ایک سخت آزمائش میں ڈال دیا، جس کا سبب عالم اسباب میں سامری بنا
ہے۔ کیونکہ اسی کےاغواء و اضلال سے بنی اسرائیل نے موسٰی کی غیبت میں بچھڑا پوجنا شروع کر دیا تھا۔ جس کا قصہ
سورہ اعراف میں گذر چکا ہے۔ (تنبیہ) سامری کا نام بھی بعض کہتے ہیں موسٰی تھا۔ بعض کے نزدیک یہ اسرائیلی تھا
۸۷ ۔ یعنی میرے اتباع میں تم کو دینی و دنیوی ہر طرح کی بھلائی پہنچے گی۔ چنانچہ بہت سی عظیم الشان بھلائیاں ابھی
ابھی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور جو باقی ہیں وہ بھی عنقریب ملنے والی ہیں کیا اس وعدہ کو بہت زیادہ مدت
گذر گئ تھی کہ تم پچھلے احسانات کو بھول گئے اور اگلے انعامات کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہو ؟ یا جان بوجھ
۸۸ ۔ یعنی ہم نے اپنے اختیار سے ازخود ایسا نہیں کیا ، یہ حرکت ہم سے سامری نے کرائی۔ صورت یہ ہوئی کہ قوم
فرعون کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا اور سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اسے کیا کریں ۔ وہ ہم نے باہمی مشورہ کے
بعد اپنے سے اتار پھینکا۔ اس کو آگ میں پگھلا کر سامری نے ڈھال لیا اور بچھڑے کی صورت بنا کر کھڑی کر دی۔ یہ
۸۹ ۔ یعنی موسٰی سے بھول ہوئی کہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لئے طور پر گئے۔ خدا تو یہاں موجود ہے۔ یعنی یہ
ہی بچھڑا۔ العیاذ باللہ۔ شایدیہ قول انہیں سے سخت غالیوں کا ہو گا۔

۹۰ ۔ یعنی اندھوں کو اتنی موٹی بات بھی نہیں سوجھتی کہ جو مورتی نہ کسی سے بات کر سکے نہ کسی کو ادنیٰ ترین نفع نقصان پہنچانے کا اختیار رکھے ، وہ معبود یا خدا کس طرح بن سکتی ہے۔

۹۱ ۔ یعنی حضرت ہارون نرمی سے زبانی فہمائش کر چکے تھے کہ جس بچھڑے پر تم مفتون ہو رہے ہو ، وہ خدا نہیں ہو سکتا ۔ تمہارا پروردگار اکیلا رحمٰن ہے۔ جس نے اب تک خیال کرو کس قدر رحمتوں کی بارش تم پر کی ہے۔ اسے چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو۔ میں موسیٰ کا جانشین ہوں اور خود نبی ہوں ۔ اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو لازم ہے کہ میری راہ
۹۲ ۔ یعنی موسیٰ کے واپس آنے تک تو ہم اس سے ٹلتے نہیں ان کے آنے پر دیکھا جائے گا جو کچھ مناسب معلوم ہو گا کریں گے۔

۹۳ ۔ یعنی میں تم کو اپنا خلیفہ بنا کر اور حکم کر کے گیا تھا کہ میری غیبت میں ان کی اصلاح کرنا اور مفسدین کے راستہ پر نہ چلنا ۔ پھر تم نے کیا اصلاح کی ؟ کیوں اپنے موافقین کو ساتھ لے کر ان گوسالہ پرستوں کا سختی سے مقابلہ نہ کیا ؟ اگر یہ نہ ہو سکتا تھا تو ان سے منقطع ہو کر میرے پاس کیوں نہیں چلے آئے ؟ غرض تم نے ایسی صریح
۹۴ ۔ حضرت موسیٰ نے فرط جوش میں ہارون کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے تھے۔ اس کی مفصل بحث سورہ اعراف کے فوائد میں گذر چکی۔

۹۵ ۔ یعنی میری سمجھ میں یہ ہی آیا کہ تمہارے آنے کا انتظار اس سے بہتر ہے کہ تمہارے پیچھے کوئی ایسا کام کروں جس سے بنی اسرائیل میں پھوٹ پڑ جائے۔ کیونکہ ظاہر ہے اگر مقابلہ یا انقطاع ہوتا تو کچھ لوگ میرےساتھ ہوتے اور بہت سے مخالف رہتے ۔ مجھے ڈر ہوا کہ تم آ کر یہ الزام نہ دو کہ میرا انتظار کیوں نہ کیا؟ اور قوم میں ایسا تفرقہ کیوں
۹۶ ۔ ادھر سے فارغ ہو کر موسیٰ نےسامری کو ڈانٹ بتلائی اور فرمایا کہ اب تو اپنی حقیقت بیان کر ۔ یہ حرکت تو نے کس وجہ سےکی ؟ اور کیا اسباب پیش آئے کہ بنی اسرائیل تیری طرف جھک پڑے۔

۹۷ ۔ سامری نےکہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نےنہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ (جبریل) کو گھوڑے پر سوار دیکھا ۔ شاید یہ اس وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں جبریل دونوں جماعتوں کے درمیان میں کھڑے ہو گئے تا ایک کو دوسرے سے
۱۰۰ ۔ یعنی تیری سزا تو یہ ہوئی ۔ اب تیرے جھوٹے معبود کی قلعی بھی کھولے دیتا ہوں جس بچھڑےکو تو نے خدا بنایا اور دن بھر وہاں دل جمائے بیٹھا رہتا تھا ، ابھی تیری آنکھوں کے سامنے توڑ پھوڑ کر اور جلا کر راکھ کر دوں گا۔ پھر راکھ کو دریا میں بہا دوں گا۔ تا اس کے پجاریوں کو خوب واضح ہو جائے کہ وہ دوسروں کو تو کیا نفع نقصان پہنچاسکتا ۔
۹۸ ۔ یعنی مجھے ہاتھ مت لگاؤ مجھ سے علیحدہ رہو ، چونکہ اس نے بچھڑے کا ڈھونگ بنایا تھا حب جاہ و ریاست سے کہ لوگ اس کے ساتھ ہوں اور سردار مانیں اس کے مناسب سزا ملی کہ کوئی پاس نہ پھٹکے ، جو قریب جائے وہ خود دور رہنے کی ہدایت کر دے۔ اور دنیا میں بالکل ایک ذلیل ، اچھوت ، اور وحشی جانور کی طرح زندگی گذارے۔
۹۹ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ دنیا میں اسکو یہ ہی سزا ملی کہ لشکربنی اسرائیل سے باہر الگ رہتا۔ اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے تو دونوں کو تپ چڑھتی ، اسی لئے لوگوں کو دور دور کر تا۔ اور یہ جو فرمایا کہ ایک وعدہ ہے جو خلاف نہ ہو گا۔ شاید مراد عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا۔ وہ بھی یہود میں سامری کےفساد کی
۱۰۱ ۔ باطل کو مٹانے کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ قوم کو حق کی طرف بلاتے جاتے ہیں ۔ یعنی بچھڑا تو کیا چیز ہے کوئی بڑی سے بڑی چیز بھی معبود نہیں بن سکتی سچا معبود تو وہ ہی ایک ہے۔ جس کے سوا کسی کی بندگی عقلاً و نقلاً و فطرۃً روا نہیں اور جس کا لا محدود علم ذرہ ذرہ کو محیط ہے۔
۱۰۲ ۔ یعنی موسیٰ و فرعون کی طرح اور بہت سی گذشتہ اقوام کے واقعات ہم تجھ کو اور تیرے ذریعہ سے تمام دنیا کو سناتے رہتے ہیں جس میں بہت سےفوائد ہیں مثلاً علم کی توفیر ، معجزات کی تکثیر ، پیغمبر اور مسلمانوں کی تسلی عقلمندوں کے لئے عبرت و تذکیر ، اور معاندین کے حق میں تہدید و ترہیب کا سامان ہوتا ہے۔
۔ یعنی قرآن کریم جو ان عبرت آموز واقعات و حقائق پر مشتمل ہے۔ ۱۰۳

۱۰۴ ۔ یعنی اعرض و تکذیب سے جو گناہوں کا بوجھ قیامت کے دن ان پر لادا جائے گا ، کبھی ہلکا نہ ہو گا۔ ہمیشہ اس کے نیچے دبے رہیں گے پھر اس کا اٹھانا کوئی ہنسی کھیل نہیں جب اٹھائیں گے تو پتہ چلے گا کہ کیسے برے اور سخت بوجھ کے نیچے دبائے گئے ہیں۔
۱۰۵ ۔ یعنی محشر میں لائے جانے کے وقت اندھے ہوں گے ۔ یا شاید یوں ہی آنکھیں نیلی ہوں بد نمائی کے واسطے بہرحال اگر پہلے معنی لئے جائیں تو یہ ایک خاص وقت کا ذکر ہے۔ پھر آنکھیں کھول دی جائیں گی تاکہ دوزخ وغیرہ کو دیکھ سکیں "وَرَاَی الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ" الآیۃ (الکہف رکوع۷) { اَسْمِعْ بِھِمْ وَاَبْصِرْ یَوْمَ یأْ توننا } (مریم رکوع۲)

۱۰۶ ۔ یعنی آخرت کا طول اور وہاں کے ہولناک احوال کی شدت کو دیکھ کر دنیا میں یا قبر میں رہنا اتنا کم نظر آئے گا گویا ہفتہ عشرہ سے زیادہ نہیں رہے۔ بڑی جلدی دنیا ختم ہو گئ یہاں کے مزے اور لمبی چوڑی امیدیں سب بھول جائیں گے بیہودہ عمر ضائع کرنے پر ندامت ہو گی۔ یا شاید معذرت کے طور پر ایسا کہیں گے ۔ یعنی دنیا میں بہت ہی کم ٹھہرنا ۔ یعنی چپکےکہنا ہم سے نہیں چھپتا۔ وہ آپس میں جو سرگوشیاں کریں گے ہم کو خوب معلوم ہیں۔ ۱۰۷

۱۰۸ ۔ یعنی جو ان میں زیادہ عقلمند ، صائب الرائے اور ہشیار ہو گا وہ کہے گا کہ میاں دس دن بھی کہاں ؟ صرف ایک ہی دن سمجھو ۔ اس کو زیادہ عقلمند اور اچھی راہ روش والا اس لئے فرمایا کہ دنیا کے زوال و فنا اور آخرت کی بقاء و دوام اور شدت ہول کو اس نے دوسروں سے زیادہ سمجھا۔

۱۰۹ ۔ یعنی قیامت کے ذکر پر منکرین حشر استہزاءً کہتے ہیں کہ ایسے ایسے سخت اور عظیم الشان پہاڑوں کا کیا حشر ہو گا کیا یہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے؟ اس کا جواب دیا کہ حق تعالیٰ کی لا محدود قدرت کے سامنے پہاڑوں کی کیا حقیقت ہے ان سب کو ذرا سی دیر میں کوٹ پیس کر ریت کے ذرات اور دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوا میں اڑا دیا جائے
۱۱۰ ۔ یعنی جدھر فرشتہ آواز دے گا یا جہاں بلائے جائیں گے سیدھے تیر کی طرح ادھر دوڑے جائیں گے ۔ نہ بلانے والےکی بات ٹیڑھی ہو گی اور نہ دوڑنے والوں میں کچھ ٹیڑھا ترچھا پن رہے گا ۔ کاش یہ لوگ دنیا میں اللہ کے داعی کی آواز پر اسی طرح سیدھے جھپٹتے تو وہاں کام آتا۔ پر یہاں اپنی بدبختی اور کجروی سے ہمیشہ ٹیڑھی چال چلتے رہے۔
۱۱۱ ۔ یعنی محشر کی طرف چلنے کی کھسکھساہٹ کے سوا اس وقت رحمٰن کے خوف و ہیبت کے مارے کسی کی آواز نہ سنائی دے گی، اگر کوئی کچھ کہے گا بھی تو اس قدر آہستہ جیسے کانا پھوسی کرتے ہوں۔

۱۱۲ ۔ یعنی اس کی سفارش چلے گی جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سفارش کی اجازت ملے اس کا بولنا خدا کو پسند ہو ۔ اور بات ٹھکانے کی کہے اور ایسے شخص کی سفارش کرے جس کی بات (لا الہ الا اللہ) خدا کو پسند آ چکی ہے کافر کے حق میں کوئی سعی سفارش نہیں چلے گی۔
۱۱۳ ۔ یعنی خدا کا علم سب کو محیط ہے لیکن بندوں کا علم اس کو یا اس کی معلومات کو محیط نہیں ۔ اس لئے وہ اپنےعلم محیط سے جانتا ہے کس کو کس کے لئے شفاعت کا موقع دینا چاہئے۔

۱۱۴ ۔ یعنی اس روز بڑے بڑے سرکش متکبروں کے سر بھی علانیہ اسی حی و قیوم کے سامنے ذلیل قیدیوں کی طرح جھکے ہوں گے جنہوں نے کبھی خدا کے آگے پیشانی نہ ٹیکی تھی اس وقت بڑی عاجزی سےگردن جھکائے چلے آئیں گے۔
۱۱۵ ۔ یعنی ظالم کا حال کچھ نہ پوچھو کیا خراب ہو گا۔ ظلم کےلفظ میں شرک اور دوسرے معاصی بھی داخل ہیں جیسے فرمایا { اِنَّ الشِّرکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ } (لقمان رکوع۲) اور { وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ } الخ (آل عمران رکوع۱۴) ہر ایک ظالم کی خرابی اس کے درجہ میں ظلم کے موافق ہو گی۔
۱۱۶ ۔ بے انصافی یہ کہ کوئی نیکی ضائع کر دی جائے یا ناکردہ گناہ پکڑا جائے ۔ اور نقصان پہنچنا یہ کہ استحقاق سے کم بدلہ دیا جائے۔

۱۱۷ ۔ یعنی جیسے یہاں محشر کے احوال اور نیک و بد کے نتائج صاف صاف سنا دیے اسی طرح ہم نے پورا قرآن صاف زبان عربی میں نازل کیا ۔ تا جو لوگ اس کے اولین مخاطب ہیں اس کو پڑھ کر خدا سے ڈریں اور تقویٰ کی راہ اختیار کریں ، اور اتنا نہ ہو تو کم از کم ان کےدلوں میں اپنےانجام کی طرف سے کچھ سوچ تو پیدا ہو جائے ممکن ہے یہ ۔ جس نے ایسا عظیم الشان قرآن اتارا ، اور اپنی رعایا کو ایسی سچی اور کھری باتیں ان کے فائدے کے لئے سنائیں۔ ۱۱۸

۱۱۹ ۔ یعنی جب قرآن ایسی مفید و عجیب چیز ہے تو جس طرح ہم اس کو بتدریج آہستہ آہستہ اتارتے ہیں ، تم بھی اس کو جبریل سےلینے میں جلدی نہ کیا کرو۔ جس وقت فرشتہ وحی پڑھ کر سنائے تم عجلت کر کے اس کے ساتھ ساتھ نہ پڑھو ہم ذمہ لے چکے ہیں کہ قرآن تمہارے سینہ سے نکلنے نہ پائے گا۔ پھر اس فکر میں کیوں پڑتے ہو کہ کہیں بھول نہ جاؤں ۔ وہ ہی جو دانہ کھا لیا تھا۔ بھول گئے ، یعنی قائم نہ رہے آگے اس قصہ کی قدرے تفصیل ہے۔ ۱۲۰

۱۲۱ ۔ ظاہر ہے بہشت کا آرام دوسری جگہ کہاں مل سکتا ہے۔ آخر کھانے پہننے ، رہنے سہنے کی تدبیریں کرنی پڑیں گی۔

۱۲۲ ۔ انسان کی یہ ہی بڑی ضرورتیں ہیں ، کھانا ، پینا ، پہننا اور رہنے کے لئے مکان جس میں دھوپ بارش کا بچاؤ ہو ، جنت میں اس طرح کی کوئی تکلیف نہیں ۔ ہر طرح راحت ہی راحت ہے بہشت آنجا کہ آزارے نبا شد۔ یہاں راحت کا ذکر نہیں کیا ۔ صرف تکلیفوں کی نفی کی شاید متنبہ کرنے کے لئے کہ یہاں سے نکلے تو ان سب چیزوں کی تکلیف اٹھاؤ ۔ یعنی ایسا درخت بتاؤں جس کےکھانےسےکبھی موت نہ آئے اور لازوال بادشاہت ملے۔ ۱۲۳

۱۲۴ ۔ یہ سب قصہ سورہ اعراف میں مفصل گذر چکا ہے۔ وہاں کےفوائد میں ہم اس کے اجزاء پر نہایت کافی و شافی کلام کر چکے ہیں۔

۱۲۵ ۔ یعنی جب حکم الہٰی کے امتثال میں غفلت و کوتاہی ہوئی تو اپنی شان کے موافق عزم و استقامت کی راہ پر ثابت قدم نہ رہے اسی کو غوایت و عصیان سے تغلیظًا تعبیر فرمایا ہے بقاعدہ { حَسَنَاتُ الْاَ بْرَار سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ } اس کی بحث بھی پہلے گذر چکی۔ یعنی شیطان کا تسلط نہیں ہونے دیا ، بلکہ فورًا توبہ کی توفیق بخشی ، خلعت قبول سے نوازا ، اور بیش ۱۲۶ ۔ اگر یہ خطاب صرف آدم و حوا کو ہے تو یہ مراد ہو گی کہ ان کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن رہے گی ۔ جیسا رفاقت کر کے گناہ کیا تھا اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔ اور اگر خطاب آدم و ابلیس کو ہے تو یہ مطلب ہو گا کہ دونوں کی ذریت میں یہ دشمنی برابر قائم رہے گی۔ شیاطین ہمیشہ بنی آدم کو ضرر پہنچانے کی ۔ یعنی نبیوں اور کتابوں کے ذریعہ سے۔ ۱۲۷

۱۲۸ ۔ یعنی نہ جنت کے راستہ سے بہکے گا نہ اس سے محروم ہو کر تکلیف اٹھائے گا۔ جس وطن اصلی سے نکل کر آیا تھا، بے کھٹکے پھر وہیں جا پہنچے گا۔

۱۲۹ ۔ جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلہ مقصود سمجھ بیٹھا ہے ، اس کی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پا س بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سےخالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص ، ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ ۱۳۰ ۔ یعنی آنکھوں سے اندھا کر کے محشر کی طرف لایا جائے گا ۔ اور دل کا بھی اندھا ہو گا کہ کسی حجت کی طرف رستہ نہ پائے گا ۔ یہ ابتدائے حشر کا ذکر ہے پھر آنکھیں کھول دی جائیں گی ۔ تا دوزخ وغیرہ اہوال محشر کا معائنہ کر ے۔

۱۳۱ ۔ یعنی جو کافر دنیا میں ظاہری آنکھیں رکھتا تھا تعجب سے سوال کرے گا کہ آخر مجھ سےکیا قصور ہوا جو آنکھیں چھین لی گئیں۔

۱۳۲ ۔ یعنی دنیا میں ہماری آیات دیکھ سن کر یقین نہ لایا نہ ان پر عمل کیا ۔ ایسا بھولا رہا کہ سب سنی ان سنی کر دی۔ آج اسی طرح تجھ کو بھلایا جا رہا ہے جیسے وہاں اندھا بنا رہا تھا ، یہاں اسی کے مناسب سزا ملنے اور اندھا کر کے اٹھائے جانے پر تعجب کیوں ہے۔
۔ یعنی اسی طرح ہر ایک مجرم کو اس کے مناسب حال سزا دی جائے گی۔ ۱۳۳

۱۳۴ ۔ اس لئے بڑی حماقت ہو گی کہ یہاں کی تکلیف سےگھبرائیں اور وہاں کے عذاب سے بچنے کی فکر نہ کریں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ۔"

۱۳۵ ۔ یعنی آخرت میں جو سزا ملے گی اگر اس پر یقین نہیں آتا تو کیا تاریخی واقعات سے بھی سبق حاصل نہیں کرتے ان ہی مکہ والوں کے آس پاس کتنی قومیں اپنے کفر و طغیان کی بدولت تباہ کی جا چکی ہیں جن کے افسانے لوگوں کی زبان پر باقی ہیں اور جن میں سے بعض کے کھنڈرات پر ملک شام وغیرہ کا سفر کرتے ہوئے خود انکا گذر بھی ہوتا ہے۔ ۱۳۶ ۔ یعنی حق تعالیٰ کی رحمت غضب پر سابق ہے ۔ اسی لئے مجرم کو دیر تک اصلاح کا موقع دیتے ہیں اور پوری طرح اتمام حجت کے بدون ہلاک نہیں کرتے ۔ بلکہ اس امت کے متعلق تو یہ بھی فرما دیا ہے ۔ { وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ } الخ اور اپنی خاص مہربانی سےعذاب عام مستاصل کو اس امت سے اٹھا لیا ہے۔ یہ بات ہے جو تیرے رب کی ۱۳۷ ۔ یعنی عذاب اپنے وقت پر ہو کر رہے گا۔ تاخیر و امہال کو دیکھ کر یہ لوگ جو کچھ بکیں بکنے دو۔ آپ فی الحال ان کی باتوں کو سہتے رہئے اور صبر و سکون سے آخری نتیجہ کا انتظار کیجئے۔ ان کے کلمات کفر پر حد سے زیادہ مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں۔

۱۳۸ ۔ یہ فجر اور عصر کی نمازیں ہوئیں۔ یعنی احمقوں اور شریروں کی باتوں پر دھیان نہ کرو ۔ صبر و سکون کے ساتھ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو۔ کیونکہ خدا کی مدد صبر و صلوٰۃ دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے { وَاسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ }۔
۔ اس میں مغرب و عشا بلکہ بعض تفاسیر کے موافق نماز تہجد بھی داخل ہے۔ ۱۳۹

۱۴۰ ۔ یہ ظہر کی نماز ہوئی ، کیونکہ اس وقت دن کےنصف اول اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں۔ بلکہ صحاح و قاموس وغیرہ میں تصریح کی ہے کہ "طَرَف" "طائفۃ من الشی" یعنی کسی شے کے حصہ کو کہتے ہیں۔ خاص حد اور کنارہ کے معنی نہیں۔اس صورت میں نہار کو جنس مان کر ہر دن کا ایک خاص حصہ مراد ہو سکتا ہے جہاں دن کی
۱۴۱ ۔ یعنی ایسا طرز عمل رکھو گے تو ہمیشہ دنیا و آخرۃ میں راضی رہو گے۔ اس عمل کا بڑا بھاری اجر ملے گا اور امت کی مدد ہو گی دنیا میں اور بخشش ہو گی آخرت میں آپ کی سفارش سے جسے دیکھ کر آپ خوش ہوں گے۔

۱۴۲ ۔ یعنی دنیا میں قسم قسم کے کافروں مثلًا یہود ، نصاریٰ ، مشرکین ، مجوس وغیرہ کو ہم نے عیش و تنعم کے جو سامان د یے ہیں ان کی طرف آپ کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے (جیسے اب تک نہیں دیکھا) یہ محض چند روزہ بہار ہے جس کے ذریعہ سے ہم ان کا امتحان کرتے ہیں کہ کون احسان مانتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے جو عظیم الشان
۱۴۳ ۔ یعنی اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہئے ۔ حدیث میں آپ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو (عادت ڈالنے کے لئے) نماز پڑھواؤ۔ جب دس برس کا ہو تو مار کر پڑھاؤ۔

۱۴۴ ۔ دنیا میں مالک غلاموں سے روزی کمواتے ہیں ۔ وہ مالک بندگی چاہتا ہے اور غلاموں کو روزی آپ دیتا ہے (کذا فی الموضح) غرض ہماری نماز سے اس کا کچھ فائدہ نہیں، البتہ ہمارا فائدہ ہے کہ نماز کی برکت سے بے غائلہ روزی ملتی ہے { وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّه مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ } (طلاق رکوع ۱) اسی لئے اگر فرض نماز اور کسب
۱۴۵ ۔ یعنی کوئی ایسی کھلی نشانی کیوں نہیں دکھلاتے جس کے بعد ہم کو انکار کی گنجائش ہی نہ رہے۔ ورنہ اس روز روز کی تہدید و تخویف سے کیا فائدہ۔

۱۴۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخرالزماں کی ۔ یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کافی ہے۔ یہ پیغمبر بھی اصولًا ان ہی باتوں کا تقید کرتا ہے۔ کوئی انوکھی بات نہیں کہتا ۔ یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق واقعات بیان کرتا ہے " اور بہترین تفسیر میرے نزدیک وہ ہے جو ابن کثیر وغیرہ نے اختیار

۱۴۷ ۔ یعنی ایسا عظیم الشان نشان دیکھنے کے بعد تو کہتے ہیں کہ کوئی نشان کیوں نہ لایا۔ اور فرض کرو ہم یہ نشانی نہ دکھاتے یعنی قرآن نازل نہ کرتے، بس انزال کتاب اور ارسال رسول سے پہلے ہی کفر و شرک کی سزا میں انکو دھر گھسیٹتے تو شور مچاتے کہ صاحب ! سزا دینے سے پیشتر ہمارےپاس کوئی کتاب اور سمجھانے والا تو بھیجنا تھا کہ ہم
۱ ۔ یعنی حساب و کتاب اور مجازات کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ لیکن یہ لوگ (مشرکین وغیرہ) سخت غفلت و جہالت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کوئی تیاری قیامت کی جوابدہی کےلئے نہیں کرتے ۔ اور جب آیات اللہ سنا کر خواب غلفت سے چونکائے جاتے ہیں تو نصیحت سن کر نہایت لاپروائی کےساتھ ٹلا دیتے ہیں۔ گویا کبھی ان کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش

۲ ۔ یعنی قرآن کی بڑی بیش قیمت نصیحتوں کو محض ایک کھیل تماشہ کی حیثیت سے سنتے ہیں جن میں اگر اخلاص کےساتھ غور کرتے تو سب دین و دنیا درست ہو جاتی۔ لیکن جب ہی ادھر سےغافل ہیں اور کھیل تماشہ میں پڑےہیں تو غور کرنے کی نوبت کہاں سے آئے۔
۳ ۔ جب نصیحت سنتے سنتے تنگ آ گئے تو چند بے انصافوں نے خفیہ میٹنگ کر کے قرآن اور پیغمبر کے متعلق کہنا شروع کیا کہ یہ پیغمبر تو ہمارے جیسے ایک آدمی ہیں ، نہ فرشتہ ہیں ، نہ ہم سے زیادہ کوئی ظاہری امتیاز رکھتے ہیں ۔ البتہ ان کو جادو آتا ہے ۔ جو کلام پڑھ کر سناتے ہیں وہ ہو نہ ہو جادو کا کلام ہے۔ پھر تم کو کیا مصیبت نے گھیرا کہ
۴ ۔ پیغمبر نے فرما دیا کہ تم کتنے ہی چھپا کر مشورے کرو ، اللہ کو سب خبر ہے وہ تو آسمان و زمین کی ہر بات کو جانتا ہے پھر تمہارے راز اور سازشیں اس سے کہاں پوشیدہ رہ سکتی ہیں۔

۵ ۔ قرآن سنکر ضد اور ہٹ دھرمی سے ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ کسی ایک رائے پر قرار نہ تھا ، کبھی اسے جادو بتاتے ، کبھی پریشان خوابیں کہتے ، کبھی دعوٰی کرتے کہ آپ اپنے جی سے کچھ باتیں جھوٹ گھڑ لائے ہیں ۔ جن کا نام قرآن رکھ دیا ہے۔ نہ صرف یہ ہی بلکہ آپ ایک عمدہ شاعر ہیں اور شاعروں کی طرح تخیل کی بلند پروازی سے
۶ ۔ یعنی پہلی قوموں کو فرمائشی نشان دکھلائے گئے۔ وہ انہیں دیکھ کر بھی نہ مانے آخر سنت اللہ کے موافق ہلاک کئے گئے۔ اگر ان مشرکین مکہ کی فرمائشیں پوری کی جائیں تو ظاہر ہے یہ ماننے والے تو ہیں نہیں ۔ لا محالہ حق تعالیٰ کی عام عادت کے موافق تباہ کئے جائیں گے اور ان کی بالکلیہ تباہی مقصود نہیں ۔ بلکہ حکمت الہٰیہ فی الجملہ ان کے باقی

۷ ۔ یہ ان کے قول { هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ } کا جواب ہوا۔ یعنی پہلے بھی جو پیغمبر آئے جن کی مانند نشانیاں دکھلانے کا آنحضرت سے مطالبہ کرتے ہو ، وہ آنحضرت کی طرح بشر تھے، فرشتے نہ تھے۔ اگر اتنی مشہور و مستفیض بات کی بھی اپنی جہالت کی وجہ سے تم کو خبر نہیں ، تو خبر رکھنے والوں سے دریافت کر لو آخر یہود و نصاریٰ اہل کتاب سے
۸ ۔ یعنی بشری خصائص ان میں موجود تھیں ، نہ فرشتوں کی طرح ان کا بدن ایسا تھا کہ کبھی کھانا نہ کھا سکتے نہ وہ خدا تھے کہ کبھی موت اور فنا نہ آئے ہمیشہ زندہ رہا کریں۔

۹ ۔ ان کا امتیاز دوسرے بندوں سے یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت و اصلاح کے لئے کھڑے کئے گئے تھے خدا ان کی طرف وحی بھیجتا اور باوجود بے سروسامانی کے مخالفین کے مقابلہ میں ان کی حمایت و نصرت کے وعدے کرتا تھا۔ چنانچہ اللہ نے اپنے وعدے سچے کر دکھائے۔ ان کو مع رفقاء کے محفوظ رکھا اور بڑے بڑے متکبر
۱۰ ۔ یعنی قرآن کے ذریعہ سے تم کو ہر قسم کی نصیحت و فہمائش کر دی گئ اور سب برا بھلا انجام سمجھا دیا گیا ۔ اگر کچھ بھی عقل ہو گی تو عذاب الہٰی سے اپنےکو محفوظ رکھنے کی کوشش کرو گے اور قرآن کی قدر پہچانو گے جو فی الحقیقت تمہارے مجدو شرف کی ایک بڑی دستاویز ہے۔ کیونکہ تمہاری زبان میں اور تمہاری قوم کے ایک فرد کامل پر
۱۱ ۔ یعنی یہ نہیں کہ ان کے نیست و نابود کر دینے سے اللہ کی زمین اجڑ گئ ۔ وہ گئے دوسروں کو ان کی جگہ بسا دیا گیا۔

۱۲ ۔ یعنی جب عذاب الہٰی سامنے آ گیا تو چاہا کہ وہاں سے نکل بھاگیں اور بھاگ کر جان بچا لیں۔ اس وقت تکوینی طور پر کہا گیا کہ بھاگتے کہاں ہو ، ٹھہرو ، اور ادھر ہی واپس چلو جہاں عیش کئے تھے اور جہاں بہت سے سامان تنعم جمع کر رکھے تھے۔ شاید وہاں کوئی تم سے پوچھے کہ حضرت ! وہ مال و دولت اور زور و قوت کا نشہ کیا ہوا ؟ وہ سامان

۱۳ ۔ یعنی جب عذاب آنکھوں سے دیکھ لیا تب اپنے جرموں کا اعتراف کیا اور برابر یہ ہی چلاتے رہے کہ بیشک ہم ظالم اور مجرم ہیں ۔ لیکن "اب پچتائے کا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" یہ وقت قبول توبہ کا نہ تھا۔ اعتراف و ندامت اس وقت سب بیکار چیزیں تھیں ۔ آخر اس طرح ختم کر دیے گئے جیسے کھیتی ایک دم میں کاٹ کر ڈھیر کر دی جاتی
۱۴ ۔ یعنی جس میں کوئی معتدبہ حکمت اور غرض صحیح نہ ہو ۔ اس لئے عقلمند کو چاہئے کہ آفرینش عالم کی غرض کو سمجھے اور دنیا کو محض کھیل تماشہ سمجھ کر انجام سے غافل نہ ہو ، بلکہ خوب سمجھ لے کہ دنیا آخرت کے لئے پیدا کی گئ ہے۔ ہر نیک و بد کی جزا ملنا اور ذرہ ذرہ کا حساب ہونا ہے۔

۱۵ ۔ یعنی اگر ایسے لہو و لعب کے کام بالفرض ہماری شان کے لائق ہوتے اور ہم ارادہ بھی کرتے کہ یوں ہی کوئی مشغلہ اور کھیل تماشہ بنا کر کھڑا کر دیں تو یہ چیز ہم بذات خود اپنی قدرت سے کر گذرتے تمہاری داروگیر اور پکڑ دھکڑ سے اس کو کچھ سروکار نہ ہوتا ۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ دنیا محض کھیل تماشہ نہیں بلکہ میدان کارزار ہے ۔ جہاں
۔ پھر وہ تباہ کرنا چاہےتو کون بچا سکتا ہے اور کہاں پناہ مل سکتی ہے۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی فرشتے باوجود مقربین بارگاہ ہونے کے ذرا شیخی نہیں کرتے۔ اپنے پروردگار کی بندگی اور غلامی کو فخر سمجھتے ہیں ، وظائف عبودیت کے ادا کرنے میں کبھی سستی یا کاہلی کو راہ نہیں دیتے ۔ شب و روز اس کی تسبیح اور یاد میں لگے رہتے ہیں۔ نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں۔ بلکہ تسبیح و ذکر ہی ان کی غذا ہے۔ جس طرح ہم ہر وقت سانس
۱۸ ۔ یعنی آسمان والے فرشتے تو اس کی بندگی سے کتراتے نہیں بلکہ ہمہ وقت اس کی یاد اور بندگی میں مشتغل رہتے ہیں ، پھر کیا زمین میں کچھ ایسی ہستیاں ہیں جن کو خدا کے بالمقابل معبود ٹھہرایا جا سکتا ہے ؟ اور جب خدا ان کے پجاریوں کو اپنے عذاب سے مار ڈالے تو وہ ان کو پھر جلا اٹھائیں یا ہلاکت سے بچا لیں ؟ ہر گز نہیں۔
۱۹ ۔ تعدد الہٰہ کے ابطال پر یہ نہایت پختہ اور واضح دلیل ہے جو قرآن کریم نے اپنے مخصوص انداز میں پیش کی۔ اس کو یوں سمجھو کہ عبادت نام ہے کامل تذلل کا۔ اور کامل تذلل صرف اسی ذات کے سامنے اختیار کیا جا سکتا ہے جو اپنی ذات و صفات میں ہر طرح کامل ہو ، اسی کو ہم "اللہ" یا "خدا" کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ خدا کی ذات ہر قسم کے عیوب
۲۰ ۔ جو عرش (تخت شاہی) کا اکیلا مالک ہے ، اس کے ملک میں شرکت کی گنجائش ہی نہیں ۔ دو خود مختار بادشاہ جب ایک اقلیم میں نہیں سما سکتے جن کی خود مختاری بھی مجازی ہے تو دو مختار کل اور قادر مطلق خدا ایک قلمرو میں کیسے شریک ہو سکتے ہیں۔
۲۱ ۔ یعنی "خدا" تو اس ہستی کا نام ہے جو قادر مطلق اور مختار کل ہو اس کی قدرت و مشیت کو روکنا تو کجا کوئی پوچھ پاچھ بھی نہیں کر سکتا کہ آپ نے فلاں کام اس طرح کیوں کیا۔ ہاں اسکو حق ہے کہ وہ ہر شخص سے مواخذہ اور بازپرس کر سکتا ہے۔

۲۲ ۔ پہلے توحید پر دلیل عقلی قائم کی گئ تھی ۔ اب مشرکین سے ان کے دعوے پر دلیل صحیح کا مطالبہ ہے ۔ یعنی خدا کے سوا جو معبود تم نے تجویز کئے ہیں ان کا اثبات کس دلیل عقلی یا نقلی سے ہوا ۔ اگر موجود ہو تو پیش کرو ۔ ظاہر ہے ان کے پاس بجز اوہام و ظنون اور باپ دادوں کی کورانہ تقلید کے کیا رکھا تھا۔ شرک کی تائید میں نہ کوئی دلیل عقلی
۲۳ ۔ یعنی میری امت اور پہلی خدا پرست امتوں کی یہ ہی ایک بات ہے کہ اس رب العرش کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں۔ جس کی عقلی دلیل پہلے بیان ہو چکی۔ تم اگر ملل سماویہ کے اس اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی دلیل رکھتے ہو تو پیش کرو۔ میرا دعویٰ یہ ہے کہ یہ امت اور پہلی امتیں اس امت کی کتاب (قرآن کریم) اور پہلی امتوں کی آسمانی کتابیں
۲۴ ۔ یعنی تمام انبیاء و مرسلین کا اجماع عقیدہ توحید پر رہا ہے۔ کسی پیغمبر نے کبھی ایک حرف اس کے خلاف نہیں کہا ۔ ہمیشہ یہ ہی تلقین کرتے آئے کہ ایک خدا کےسوا کسی کی بندگی نہیں تو جس طرح عقلی اور فطری دلائل سے توحید کا ثبوت ملتا ہے اور شرک کا رد ہوتا ہے۔ ایسے ہی نقلی حیثیت سے انبیاء علیہم السلام کا اجماع دعویٰ توحید کی
۲۵ ۔ عرب کے بعض قبائل ملائکۃ اللہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے ، سو بتلا دیا کہ یہ خدا کی شان رفیع کے لائق نہیں کہ بیٹے بیٹیاں بنائے ۔ اسی میں نصاریٰ کا رد بھی ہو گیا جو حضرت مسیح کو "ابن اللہ" کہتے ہیں۔ نیز یہود کے اس فرقہ کا جو حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔
۲۶ ۔ یعنی جن برگزیدہ ہستیوں کو تم خدا کی اولاد بتلاتے ہو وہ اولاد نہیں ۔ ہاں اس کے معزز بندے ہیں اور باوجود انتہائی معزز و مقرب ہونے کے ان کے ادب و اطاعت کا حال یہ ہے کہ جب تک اللہ کی مرضی اور جازت نہ پائیں اس کے سامنےخود آگے بڑھ کر لب نہیں ہلا سکتے اور نہ کوئی کام اس کے حکم کے بدون کر سکتے ہیں۔ گویا کمال
۲۷ ۔ حق تعالیٰ کا علم ان کے تمام ظاہری و باطنی احوال کو محیط ہے۔ ان کی کوئی حرکت اور کوئی قول و فعل اس سے پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ مقرب بندے اسی حقیقت کو سمجھ کر ہمہ وقت اپنے احوال کا مراقبہ کرتے رہتے ہیں کہ کوئی حالت اس کی مرضی کےخلاف نہ ہو۔
۲۸ ۔ یعنی اس کی مرضی معلوم کئے بدون کسی کی سفارش بھی نہیں کرتے ۔ چونکہ مومنین موحدین سےاللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اس لئے ان کے حق میں دنیا و آخرت میں استغفار کرنا ان کا وظیفہ ہے۔

۲۹ ۔ پھر ان کو خدا کیسے کہا جا سکتا ہے۔ جب خدا نہیں تو خدا کے بیٹے یا بیٹیاں بھی نہیں بن سکتے۔ کیونکہ صحیح اولاد جنس والدین سے ہونی چاہئے۔

۳۰ ۔ یعنی جن کو تم خد اکی اولاد یا خدا بنا رہے ہو اگر بفرض محال ان میں سےکوئی اپنی نسبت (معاذ اللہ) ایسی بات کہہ گذرے تو وہ ہی دوزخ کی سزا جو حد سے گذرنے والے ظالموں کو ملتی ہے ، ہم انکو بھی دیں گے ۔ ہمارے لا محدود اقتدار و جبروت سے وہ بھی باہر نہیں جا سکتے، پھر بھلا خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔
۳۱ ۔ "رتق" کے اصل معنے اور ایک دوسرے میں گھسنے کے ہیں ۔ ابتداءً زمین و آسمان دونوں ظلمت عدم میں ایک دوسرے سے غیر متمیز پڑے تھے ، پھر وجود کے ابتدائی مراحل میں بھی دونوں خلط ملط رہے ، بعدہ قدرت کے ہاتھ نے دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا ، اس تمیز کے بعد ہر ایک کے طبقات الگ الگ بنے ، اس پر بھی منہ بند تھے
۳۲ ۔ یعنی عمومًا جاندار چیزیں جو تم کو نظر آتی ہیں بالواسطہ و بلاواسطہ پانی سے بنائی گئیں پانی ہی ان کا مادہ ہے الا کوئی ایسی مخلوق جس کی نسبت ثابت ہو جائے کہ اس کی پیدائش میں پانی کو دخل نہیں وہ مستثنٰی ہو گی ۔ تاہم للاکثر حکم الکل کے اعتبار سے یہ کلیہ صادق رہے گا۔
۳۳ ۔ یعنی قدرت کے ایسےکھلے نشان اور محکم انتظامات کو دیکھ کر بھی کیا لوگوں کو خدا کے وجود اور اس کی وحدانیت پر یقین نہیں آتا۔

۔ اس کی تقریر سورہ نحل میں گذر چکی۔ ۳۴

۳۵ ۔ یعنی ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پر پڑتے کہ راہیں بند ہو جاتیں تو یہ بات کہاں ہوتی (کذا فی الموضح) ان ہی کشادہ راہوں کو دیکھ کر انسان حق تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور توحید کی طرف راہ پا سکتا ہے۔
۳۶ ۔ یعنی نہ گرے نہ ٹوٹے پھوٹے نہ بدلی جائے ، اور شیاطین کے استراق سمع سے بھی محفوظ ہے اور چھت اس لئے کہا کہ دیکھنے میں چھت کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

۳۷ ۔ کہ کیسی مضبوط و محکم اور وسیع و بلند چھت اتنی مدت سے بدون ستون اور کھمبے کے کھڑی ہے ، ذرا سا رنگ و روغن اور پلاسٹر بھی نہیں جھڑتا ۔

۔ یہ ان ہی آسمانی نشانیوں کی قدرے تفصیل ہوئی۔ ۳۸

۳۹ ۔ یعنی سورج چاند بلکہ ہر سیارہ اپنے مدار پر پڑا چکر کھا رہا ہے۔ { یَسْبَحُوْنَ } کےلفظ سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیارات اللہ کے حکم سے بذات خود چلتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۴۰ ۔ یعنی جس طرح مذکورہ مخلوقات کا وجود حق تعالیٰ کی ایجاد سے ہوا ۔ تمام انسانوں کی زندگی بھی اسی کی عطا کردہ ہے جس وقت چاہے گا چھین لے گا موت ہر ایک پر ثابت کر دے گی کہ تمہاری ہستی تمہارے قبضہ میں نہیں ۔ چند روز کی چہل پہل تھی جو ختم ہوئی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ کافر حضور کی باتیں سن کر کہتے تھے کہ یہ
۴۱ ۔ یعنی دنیا میں سختی نرمی ، تندرستی بیماری تنگی فراخی اور مصیبت و عیش وغیرہ مختلف احوال بھیج کر تم کو جانچا جاتا ہے تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہو جائے اور علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون سختی پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے اور کتنے لوگ ہیں جو مایوسی یا شکوہ شکایت اور ناشکری کے مرض میں مبتلا ہیں۔
۔ جہاں تمہارے صبر و شکر اور ہر نیک و بد عمل کا پھل دیا جائے گا۔ ۴۲

۴۳ ۔ یعنی انجام سے بالکل بے فکر ہو کر یہ لوگ پیغمبر کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ چنانچہ استہزاء و تحقیر سے کہتے ہیں { أَهٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِهَتَکُمْ } کیا یہ ہی شخص ہے جو تمہارےمعبودوں کا برائی سے ذکر کرتا ہے۔ انہیں شرم نہیں آتی کہ خود حقیقی معبود کے ذکر اور "رحمٰن" کے نام تک سے چڑتے ہیں اس کی سچی کتاب کے
۴۴ ۔ شاید کفار کےسفیہانہ استہزاء و تمسخر کو سن کر بعضوں کا جی چاہا ہو گا کہ ان بے حیاؤں پر فورًا عذاب آ جائے تو اچھا ہو ، اور خود کفار بھی بطور استہزاء جلدی مچایا کرتے تھے کہ اگر واقعی ہم تمہارے نزدیک مستحق عذاب ہیں تو وہ عذاب فورًا کیوں نہیں لے آتے۔ دونوں کو بتلایا کہ انسان بڑا جلد باز ہے گویا اس کے خمیر میں جلدی پڑی ہے ،
۴۵ ۔ یعنی کہتے رہتے ہو کہ قیامت آئے گی اور سب کافر ہمیشہ کےلئے دوزخ میں جلیں گے ۔ آخر یہ وعدہ کب پورا ہو گا اگر سچے ہو تو قیامت اور جہنم کو ابھی کیوں نہیں بلا لیتے۔

۴۶ ۔ یعنی اگر ان پر حقیقت منکشف ہو جائے اور اس ہولناک گھڑی کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لیں تو کبھی ایسی درخواست نہ کریں۔ یہ باتیں اس وقت بے فکری میں سوجھ رہی ہیں ،جب وہ وقت سامنے آ جائے گا کہ آگے پیچھے ہر طرف سے آگ گھیرے ہو گی تو نہ کسی طرف سے اسکو دفع کر سکیں گے ، نہ کہیں سے مدد پہنچے گی ، نہ مہلت ملے گی ، نہ پہلے
۔ یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس کی سزا نے گھیر لیا اور ان کی ہنسی ان ہی پر الٹ دی گئ۔ ۴۷

۴۸ ۔ یعنی رحمٰن کے غصہ اور عذاب سے تمہاری حفاظت کرنے والا دوسرا کون ہے ، محض اس کی رحمت واسعہ ہے جو فورًا عذاب نازل نہیں کرتا۔ لیکن ایسے رحمت والے حلیم و بردبار کے غصہ سے ڈرنا بھی بہت چاہئے ۔ نعوذ باللہ من غضب الحلیم۔
۴۹ ۔ یعنی رحمٰن کی حفاظت کا ان کو احساس و اعتراف نہیں ۔ عیش و تنعم اور پرامن زندگی نے پروردگار حقیقی کی یاد سے غافل کر رکھا ہے اسی لئے جب اس کی طرف سے کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں کہ یہ کہاں کی باتیں شروع کر دیں۔
۵۰ ۔ یعنی کیا اپنے فرضی معبودوں کی نسبت خیال ہے کہ وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں ؟ اور موقع آنے پر خدا تعالیٰ کے غضب سے بچا لیں گے ؟ سو وہ مسکین ان کی مدد اور حفاظت تو درکنار ، خود اپنے وجود کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے ، اگر ان کو کوئی توڑنے پھوڑنے لگے یا کچھ چیز ان کے پاس سے چھین کر لے جائے تو اتنی قدرت نہیں کہ
۵۱ ۔ یعنی رحمٰن کی کلاءت و حفاظت اور بتوں کا عجز و بیچارگی ایسی چیز نہیں جس کو یہ لوگ سمجھ نہ سکیں بات یہ ہے کہ پشت باپشت سے یہ لوگ بے فکری کی زندگی گذار رہے ہیں۔ کوئی جھٹکا عذاب الہٰی کا نہیں لگا اس پر مغرور ہو گئے اور غفلت کے نشہ میں چور ہو کر حق تعالیٰ کا پیغام اور پیغمبروں کی نصیحت قبول کرنے سے منہ موڑ لیا۔
۵۲ ۔ یعنی عرب کے ملک میں اسلام پھیلنے لگا ہے اور کفر گھٹنے لگا۔ آہستہ آہستہ وہاں کی زمین کافروں پر تنگ ہوتی جارہی ہے۔ ان کی حکومتیں اور سرداریاں ٹوٹتی جا رہی ہیں ۔ کیا ایسے کھلے ہوئے آثار و قرائن دیکھ کر بھی انہیں اپنا انجام نظر نہیں آتا۔ اور کیا ان مشاہدات کے باوجود وہ اسی کے امیدوار ہیں کہ پیغمبر اور مسلمانوں پر ہم غالب ہوں گے۔
۵۳ ۔ یعنی ہمارا کام وحی الہٰی کے موافق نصیحت سنا دینا اور انجام سےآگاہ کر دینا ہے۔ دل کے بہرےاگر اس پکار کو نہ سنیں تو ہمارا قصور نہیں۔ وہ خود اپنے بہرے پن کا خمیازہ بھگتیں گے۔

۵۴ ۔ یعنی یہ لوگ جو بہرے بنے ہوئے ہیں ، صرف اس وقت تک ہے کہ ذرا زور سے کھٹکھٹائےنہ جائیں۔ اگر عذاب الہٰی کی ذرا سی بھنک کان میں پڑ گئ یا خدا کے قہر و انتقام کی ادنیٰ بھاپ بھی ان کو چھو گئ تو آنکھ کان سب کھل جائیں گے اس وقت بد حواس ہو کر چلائیں گے کہ بیشک ہم بڑے بھاری مجرم تھے جو ایسی کم بختی آئی۔
۵۵ ۔ یعنی رائی کے دانہ کے برابر کسی کا عمل ہو گا وہ بھی میزان میں تلے گا ، ادھر ادھر ضائع نہ ہو گا نہ کسی پر ظلم و زیادتی کی جائے گی۔ رتی رتی کا حساب برابر کر دیا جائے گا ۔ (تنبیہ) "موازین" میزان کی جمع ہے۔ شاید بہت سی ترازوئیں ہوں یا ایک ہی ہو مگر مختلف اعمال و عمّال کے اعتبار سے کئ قرار دے دی گئیں۔ واللہ اعلم۔ وزن اعمال اور

۵۶ ۔ یعنی ہمارا حساب آخری اور فیصلہ کن ہوگا۔ جس کے بعد کوئی دوسرا حساب نہیں ۔ نہ ہم کو ساری مخلوق کا حساب لینے میں کسی مددگار کی ضرورت ہے ۔ آگے بتلایا کہ انذار و تخویف کا سلسلہ پہلے سے چلا آتا ہے آج جن باتوں سے حضرت محمد رسول اللہ ڈراتے ہیں انبیائے سابقین بھی ان سے ڈراتے چلے آتے ہیں۔
۵۷ ۔ یعنی تورات شریف جو حق و باطل ، ہدایت و ضلالت اور حلال و حرام کے قضیے چکانے والی اور جہل و غفلت کی اندھیریوں میں روشنی پہنچانے والی اور خدا سے ڈرنے والوں کو نصیحت سنانے والی کتاب تھی۔

۵۸ ۔ قیامت کا خطرہ بھی اسی لئے رکھتے ہیں کہ ان کےدل میں خدا کا ڈر ہے۔ ہر وقت دل میں کھٹکا لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں کیا صورت پیش آئے گی۔ کہیں العیاذ باللہ حق تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کے مورد نہ بن جائیں۔ ظاہر ہے ایسے ہی لوگ نصیحت سے منتفع ہوتے ہیں۔
۵۹ ۔ یعنی ایک نصیحت کی کتاب یہ قرآن تمہارے سامنے موجود ہے جس کا جلیل القدر ، عظیم النفع اور کثیر الخیر ہونا ، تورات سے بھی زیادہ روشن ہے۔ کیا ایسی واضح اور روشن کتاب کے تم منکر ہوتے ہو جہاں انکار کی گنجائش ہی نہیں۔

۶۰ ۔ یعنی حضرت محمد اور حضرت موسیٰ سے پیشتر ہم نےابراہیم کو اس کی اعلیٰ قابلیت و شان کے مناسب رشد و ہدایت دی تھی ، بلکہ جوانی سے پہلے ہی بچپن میں اس نیک راہ پر ڈال دیا تھا جو ایسے اولواالعزم انبیاء کےشایان شان ہو۔
۶۱ ۔ یعنی اس کی استعداد و اہلیت اور کمالات علمیہ و عملیہ کی پوری خبر ہم ہی رکھتے ہیں۔ اسی لئے جو رشد و ہدیٰ اس کے حسب حال تھی ہم نے عطا کر دی۔

۔ یعنی ذرا ان کی اصلیت اور حقیقت تو بیان کرو۔ آخر پتھر کی خود تراشیدہ مورتیاں خدا کس طرح بن گئیں۔ ۶۲

۶۳ ۔ یعنی عقل و فطرت اور نقل معتدبہ کی کوئی شہادت ہماری تائید میں نہیں ہے نہ سہی لیکن بڑی بھاری دلیل بت پرستی کے حق و صواب ہونے کی یہ ہےکہ اوپر سے ہمارےباپ دادا ان ہی کی پوجا کرتے چلے آئے ہیں پھر ہم اپنے بڑوں کا طریقہ کیسے چھوڑ دیں۔
۶۴ ۔ یعنی اس دلیل سے تمہاری حقانیت اور عقلمندی ثابت نہ ہوئی ، ہاں یہ ثابت ہوا کہ تمہارے باپ دادا بھی تمہاری طرح گمراہ اور بے وقوف تھے جن کی کورانہ تقلید میں تم تباہ ہو رہے ہو۔

۶۵ ۔ تمام قوم کےعقیدہ کےخلاف ابرہیم کی ایسی سخت گفتگو سن کر ان میں اضطراب پیدا ہو گیا کہنے لگے کیا سچ مچ تیرا خیال اور عقیدہ یہ ہی ہے یا محض ہنسی اور دل لگی کرتا ہے۔

۶۶ ۔ یعنی میرا عقیدہ ہی یہ ہے اور پورے یقین و بصیرت سے اس کی شہادت دیتا ہوں کہ میرا تمہارا سب کا رب وہ ہی ایک خدا ہے جس نے آسمان زمین پیدا کئے اور ان کی دیکھ بھال رکھی۔ کوئی دوسری چیز اس کی خدائی میں شریک نہیں ہو سکتی۔
۶۷ ۔ یہ بات ذرا آہستہ کہی ، کہ بعض نےسنی ، بہتوں نے نہ سنی ، جنہوں نے سنی اس کی کچھ پروا نہ کی ، کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ تنہا ایک نوجوان ساری قوم کےمعبودوں کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔

۶۸ ۔ جب وہ لوگ شہر سے باہر ایک میلہ میں گئے تب ابراہیم نے بت خانہ میں جا کر بتوں کو توڑ ڈالا ۔ صرف ایک بت کو باقی رہنے دیا جو باعتبار جثہ کے یا تعظیم و تکریم کے ان کے نزدیک سب سے بڑا تھا ، اور جس کلہاڑی سے توڑا تھا وہ اس بڑے کے گلے میں لٹکا دی ، تا وہ لوگ جب واپس آ کر یہ صورت حال دیکھیں تو قدرتی طور پر ان کا خیال
۶۹ ۔ یعنی یہ گستاخی اور بے ادبی کی حرکت ہمارے معبودوں کےساتھ کس نے کی۔ یقیناً جس نے یہ کام کیا بڑا ظالم اور شریر ہے (استغفراللہ) یہ شاید ان لوگوں نے کہا ہو گا جن کےکان تک { تَاللهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ } کی آواز نہ پہنچی تھی۔

۷۰ ۔ یہ کہنے والے وہ لوگ ہوں گے جو حضرت ابراہیم کے جملے سن چکے تھے ۔ یعنی وہ ہی ایک شخص ہے جو ہمارے معبودوں کا ذکر برائی سے کیا کرتا ہے ، یقیناً یہ کام اسی نے کیا ہو گا۔

۷۱ ۔ یعنی اس کو بلا کر برملا مجمع عام میں بیان لیا جائے ۔ تا معاملہ کو سب لوگ دیکھ کر اور خود اس کی باتیں سن کر گواہ رہیں کہ جو سزا اس کو قوم کی طرف سے دی جائے گی ۔ بیشک وہ اس کا مستحق تھا۔ یہ تو ان کی غرض تھی اور حضرت ابراہیم کا مقصود بھی یہ ہی ہو گا کہ مجمع عام میں ان کو موقع ملے کہ مشرکین کو عاجز و مبہوت کریں

۷۲ ۔ یعنی مجھ سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ فرض کر لیا جائے کہ اس بڑے گرو گھنٹال نے جو صحیح سالم کھڑا ہے اور توڑنے کا آلہ بھی اس کے پاس موجود ہے ، یہ کام کیا ہو گا۔ لیجئے بحث و تحقیق کے وقت بطور الزام و تبکیت میں یہ دعویٰ کئے لیتا ہوں کہ بڑے بت نے سب چھوٹوں کو توڑ ڈالا اب آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ ایسا نہیں

۷۳ ۔ یعنی سمجھےکہ بیکار پتھر پوجنے سے کیا حاصل یا یہ مطلب ہو کہ تم نے خود اپنے اوپر ظلم کیا کہ باوجود ابراہیم کی دھمکی سننے کے یوں ہی لاپروائی سے بت خانہ کھلا چھوڑ کر چلےگئے اپنے معبودوں کی حفاظت کا کوئی سامان کر کے نہ گئے ۔ کذا قال ابن کثیر۔

۔ یعنی شرمندگی سے آنکھ نہیں ملا سکتے۔ ۷۴

۔ یعنی جان بوجھ کر ہم سے ایسی نا ممکن بات کا مطالبہ کیوں کرتا ہے ۔ کہیں پتھر بھی بولےہیں ؟ ۷۵

۷۶ ۔ یعنی پھر تم کو ڈوب مرنا چاہئے کہ جو مورتی ایک لفظ نہ بول سکے، کسی آڑے وقت کام نہ آ سکے، ذرہ برابر نفع و نقصان اس کے اختیار میں نہ ہو ، اسے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے ، کیا اتنی موٹی بات بھی تم نہیں سمجھ سکتے۔

۷۷ ۔ یعنی بحث و مناظرہ میں تو اس سے جیت نہیں سکتے۔ اب صرف ایک ہی صورت ہےکہ (جو معبود ہماری بلکہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتے) ہم ان کی مدد کریں اور ان کےدشمن کو سخت ترین سزا دیں۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو ہم نے کچھ کام نہ کیا چنانچہ اس مشورہ کےموافق حضرت ابراہیم کو آگ میں جلانےکی سزا تجویز ہوئی۔ گویا جس طرح ابراہیم

۷۸ ۔ یعنی تکوینًا آگ کو حکم ہو اکہ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا۔ لیکن اس قدر ٹھنڈی نہیں کہ برودت سے تکلیف پہنچنے لگے۔ ایسی معتدل ٹھنڈک ہو جو جسم و جان کو خوشگوار معلوم ہونے لگے۔ (تنبیہ) آگ کا ابراہیم پر ٹھنڈا ہو جانا ان کا معجزہ تھا۔ معجزہ کی حقیقت یہ ہی ہے کہ حق تعالیٰ اپنی عام عادت کے خلاف سبب عادی کو مسبب سے یا مسبب کو سبب سے

۷۹ ۔ یعنی ابراہیم کا برا چاہتے تھے ،لیکن خود ناکامی ، ذلت ، اور خسارہ میں پڑ گئے۔ حق کی صداقت برملا ظاہر ہوئی اور اللہ کلمہ بلند ہوا ۔ قال فی "البحر المحیط" { ۔ وَالَّذِیْ صَحَّ ہُوَاللہُ تَعَالیٰ
مِنْ اَنَّہ علیہ السلامُ اُلقِیَ فِی النَّار فَجْعَلَہَا اللہُ علیہِ بَرْدًا وَ سَلامًا }۔

۸۰ ۔ یعنی حضرت ابراہیم کو مع حضرت لوط کےصحیح سالم ملک شام میں لےگئے جہاں بہت سے ظاہری و باطنی برکات ودیعت کی گئ ہیں۔

۔ یعنی بڑھاپے میں بیٹا مانگا تھا ، ہم نے پوتا بھی دے دیا۔ یعنی یعقوب ۔ ۸۱

۸۲ ۔ یعنی ابراہیم، لوط ، اسحاق، یعقوب، اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں میں ہیں کیونکہ سب نبی ہوئے اور انبیاء سےبڑھ کر نیکی کس میں ہو سکتی ہے۔

۔ یعنی ایسے کامل تھے کہ دوسروں کی تکمیل بھی کرتے تھے۔ ۸۳

۔ یعنی ان کی طرف وحی بھیجی جس میں ان امور کی تاکید تھی ۔ یہ ان کا کمال علمی ہوا۔ ۸۴

۸۵ ۔ یعنی شب و روز ہماری بندگی میں لگے رہتے تھے کسی دوسری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ یہ ہی انبیاء کی شان ہوتی ہےکہ ان کا ہر کام خدا کی بندگی کا پہلو لئے ہوتا ہے۔ یہ عملی کمال ہوا۔

۔ یعنی حکمت و حکومت اور علم و فہم جو انبیاء کی شان کےلائق ہو۔ ۸۶

۸۷ ۔ بستی سے مراد "سدوم" اور اس کے ملحقات ہیں۔ وہاں کے لوگ خلاف فطرت افعال کے مرتکب اور بہت سے گندے کاموں میں مبتلا تھے۔ ان کا قصہ پہلے کئ جگہ گذر چکا۔

۸۸ ۔ یعنی جب لوط کی قوم پر عذاب بھیجا تو لوط اور اس کےساتھیوں کو ہم نےاپنی مہربانی اور رحمت کی چادر میں ڈھانپ لیا۔ تا نیکوں کا اور بدوں کا انجام الگ الگ ظاہر ہو جائے۔

۔ یعنی ابراہیم اور لوط سے پہلے۔ ۸۹

۹۰ ۔ نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک قوم کو سمجھاتے رہے ۔ اتنی طویل مدت میں سخت زہرہ گداز سختیاں اٹھائیں ، آخر دعا کی { اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ } (قمر رکوع۱) اور { رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِین دَیَّارًا } (نوح رکوع۲) حق تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ کافروں کو طوفان سے غرق کر دیا اور نوح کو ہمراہیوں کےطوفان کی گھبراہٹ

۹۱ ۔ حضرت داؤد اور سلیمان دونوں پیغمبر ہیں ، سلیمان ان کے صاحبزادے ہیں ، اللہ تعالیٰ نے حکومت ، قوت فیصلہ اور علم و حکمت عنایت فرمائے تھے۔ حضرت سلیمان بچپن ہی میں اس قدر غیر معمولی سمجھ کی باتیں کرتے تھے کہ سننے والے حیران رہ جائیں حضرت داؤد کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش ہو اکہ ایک
۹۲ ۔ حضرت داؤد بے انتہا خوش آواز تھے اس پر پیغمبرانہ تاثیر ، حالت یہ ہوتی تھی کہ جب جوش میں آ کر زبور پڑھتے یا خدا کی تسبیح و تحمید کرتے تو پہاڑ اور پرند جانور بھی ان کےساتھ آواز سے تسبیح پڑھنے لگتے تھے۔

۹۳ ۔ یعنی تعجب نہ کرو کہ پتھر اور جانور کیسے بولتے اور تسبیح پڑھتے ہوں گے ۔ یہ سب کچھ ہمارا کیا ہوا تھا، بھلا ہماری لا محدود قدرت کے لحاظ سے یہ باتیں کیا مستبعد سمجھی جا سکتی ہیں۔

۹۴ ۔ حق تعالیٰ نے حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا موم کر دیا تھا۔ اسے موڑ کر نہایت ہلکی ، مضبوط ، جدید قسم کی زرہیں تیار کرتے تھے جو لڑائی میں کام دیں۔

۹۵ ۔ یعنی تمہارے فائدہ کے لئے ہم نے داؤد کے ذریعہ سے ایسی عجیب صنعت نکال دی ، سوچو کہ تم اس قسم کی نعمتوں کا کچھ شکر ادا کرتے ہو۔

۹۶ ۔ حضرت سلیمان نے دعا کی تھی۔ { رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لَا حَدٍ مِنْ بَعْدِیْ } (صٓ رکوع۳)اللہ تعالیٰ نے ہوا اور جن ان کے لئے مسخر کر دئے۔ حضرت سلیمان نے ایک تخت تیار کرایا تھا۔ جس پر مع اعیان دولت بیٹھ جاتے اور ضروری سامان بھی بار کر لیا جاتا ، پھر ہوا آتی ، زور سے اس کو زمین سےاٹھاتی ، پھر اوپر جا کر نرم ہوا ان کی
۔ کہ کس کو کس قسم کا امتیاز دینا مناسب ہے اور ہوا وغیرہ عناصر سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے۔ ۹۷

۹۸ ۔ شیاطین سے مراد سرکش جن ہیں ، ان سے حضرت سلیمان دریا میں غوطہ لگواتے تا موتی اور جواہر اس کی تہ میں سے نکالیں اور عمارات میں بھاری کام کرواتے اور حوض کے برابر تانبے کے لگن اور بڑی عظیم الشان دیگیں جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں بنوا کر اٹھواتے تھے اور سخت سخت کام ان سے لیتے ۔ معلوم ہوتا ہےکہ جس قسم کے حیرت
۹۹ ۔ یعنی ہم نے اپنے اقتدار کامل سے ان شیاطین کو سلیمان کی قید میں اس طرح تھام رکھا تھا کہ جو چاہتے ان سے بیگار لیتے تھے اور وہ کوئی ضرر سلیمان کو نہیں پہنچا سکتے تھے ۔ ورنہ آدمی کی کیا بساط ہے کہ ایسی مخلوق کو اپنے قبضہ میں کر لے اور زنجیروں میں جکڑ کر رکھ چھوڑے۔ { وَاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ } (صٓ رکوع۳)

۱۰۰ ۔ حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا ، کھیت ، مواشی ، لونڈی غلام اولاد صالح ، اور عورت مرضی کےموافق عطا کی تھی۔ حضرت ایوب بڑے شکر گذار بندے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا ، کھیت جل گئے ، مواشی مر گئے ، اور اولاد اکھٹی دب مری ، دوست آشنا الگ ہو گئے ، بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے
۱۰۱ ۔ یعنی ایوب پر یہ مہربانی ہوئی اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہو گئ کہ جب کسی نیک بندے پر دنیا میں برا وقت آئے تو ایوب کی طرح صبر و استقلال دکھلانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہئے ۔ حق تعالیٰ اس پر نظر عنایت فرمائے گا۔ اور محض ایسے ابتلاء کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان
۱۰۲ ۔ یعنی ان سب نیک بندوں کو یاد کرو ۔ اسمٰعیل اور ادریس کا ذکر پہلے سورہ "مریم" میں گذر چکا۔ ذوالکفل کی نسبت اختلاف ہے کہ نبی تھے ۔ جیسا کہ انبیاء کے ذیل میں تذکرہ فرمانے سے ظاہر ہوتا ہے یا محض ایک مرد صالح تھے کہتے ہیں ایک شخص کے ضامن ہو کر کئ برس قید رہے اور للہ یہ محنت اٹھائی۔ (تنبیہ) مسند امام احمد اور جامع

۱۰۳ ۔ "مچھلی والا" فرمایا حضرت یونس کو ۔ ان کا مختصر قصہ یہ ہےکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر نینوٰی کی طرف (جو موصل کے مضافات میں سے ہے) مبعوث فرمایا تھا۔ یونس نے ان کو بت پرستی سے روکا اور حق کی طرف بلایا وہ ماننے والے کہاں تھے ، روز بروز ان کا عناد و تمرد ترقی کرتا رہا۔
۱۰۴ ۔ یعنی یہ خیال کر لیا کہ ہم اس حرکت پر کوئی داروگیر نہ کریں گے ، یا ایسی طرح نکل کر بھاگا جیسے کوئی یوں سمجھ کر جائے کہ اب ہم اس کو پکڑ کر واپس نہیں لا سکیں گے۔ گویا بستی سےنکل کر ہماری قدرت سے ہی نکل گیا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ یونس فی الواقع ایسا سمجھتے تھے ۔ ایسا خیال تو ایک ادنیٰ مومن بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ غرض

۱۰۵ ۔ یعنی دریا کی گہرائی مچھلی کے پیٹ اور شب تاریک کے اندھیروں میں۔

۱۰۶ ۔ یعنی میری خطا کو معاف فرمائے ۔ بیشک مجھ سے غلطی ہوئی۔

۱۰۷ ۔ یعنی یونس کےساتھ مخصوص نہیں ، جو ایماندار لوگ ہم کو اسی طرح پکاریں گے ہم ان کو بلاؤں سے نجات دیں گے احادیث میں اس دعا کی بہت فضیلت آئی ہے۔ اور امت نے شدائد و نوائب میں ہمیشہ اس کو مجرب پایا ہے۔

۱۰۸ ۔ یعنی اولاد دے جو میرے بعد قوم کی خدمت کر سکے اور میری تعلیم کو پھیلائےجیسا کہ سورہ "مریم" کے فوائد میں لکھا جا چکا ہے۔

۱۰۹ ۔ وارث طلب کر رہے تھے { یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ } (مریم رکوع۱) اسی کے مناسب نام سے اللہ کو یاد کیا۔

۱۱۰ ۔ یعنی بانجھ عورت کو ولادت کے قابل کر دیا۔

۱۱۱ ۔ بعض متصوفین کہا کرتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کو پکارے توقع سے یا ڈر سے وہ اصلی محب نہیں۔ یہاں سے ان کی غلطی ظاہر ہوئی ۔ انبیاء سے بڑھ کر خدا کا محب کون ہو سکتا ہے۔

۱۱۲ ۔ یعنی حلال و حرام دونوں طریقوں سے محفوظ تھی۔

۱۱۳ ۔ یعنی عیسٰی کو جو "روح اللہ" کے لقب سے ملقب ہیں اس کے پیٹ میں پرورش کیا۔

۱۱۴ ۔ ان کا "نشانی" ہونا سورہ آل عمران اور سورہ مریم میں بیان ہو چکا ہے۔

۱۱۵ ۔ یعنی خدا بھی ایک اور تمہارا اصل دین بھی ایک ہے۔ تمام انبیاء اصول میں متحد ہوتے ہیں جو ایک کی تعلیم ہے وہ ہی دوسروں کی ہے۔ رہا فروع کا اختلاف ، وہ زمان و مکان کے اختلاف کی وجہ سے عین مصلحت و حکمت ہے۔ اختلاف مذموم وہ ہے جو اصول میں ہو ۔ پس لازم ہے کہ سب مل کر خدا کی بندگی کریں اور جن اصول میں تمام انبیاء
۱۱۶ ۔ ہم نے تو اصول کے اعتبار سے ایک دین دیا تھا۔ لوگوں نے خود اختلاف ڈال کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر لئے آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

۱۱۷ ۔ یعنی ہمارے پاس آ کر تمام اختلافات کا فیصلہ ہو جائے گا جب ہر ایک کو اس کے کئے کی جزا ملے گی۔ آگے اس جزا کی تفصیل ہے۔

۱۱۸ ۔ یعنی کسی کی محنت اکارت نہ جائے گی ، نیکی کا میٹھا پھل مومن کو مل کر رہے گا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی ضائع نہ ہو گی ہر چھوٹا بڑا عمل ہم اس کے اعمال نامہ میں ثبت کر دیتے ہیں جو قیامت کے دن کھول دیے جائیں گے۔
۱۱۹ ۔ پہلے نجات پانے والے مومنین کا ذکر تھا ، اس کے بالمقابل اس آیت میں ہلاک ہونے والے کافروں کا مذکور ہے۔ یعنی جن کے لئے ہلاک اور غارت ہونا مقدر ہو چکا وہ کبھی اپنے کفر و عصیان کو چھوڑ کر اور توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع ہونے والے نہیں ۔ نہ وہ کبھی دنیا میں اس غرض سے واپس کئے جا سکتے ہیں کہ دوبارہ یہاں آ کر گذشتہ
۱۲۰ ۔ یعنی قیامت کے قریب نزول عیسٰی کے بعد سد ذوالقرنین توڑ کر یاجوج ماجوج کا لشکر ٹوٹ پڑے گا ۔ یہ لوگ اپنی کثرت و ازدحام کی وجہ سے تمام بلندی و پستی پر چھا جائیں گے۔ جدھر دیکھو ان ہی کا ہجوم نظر آئے گا۔ ان کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت اور رفتار سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت روک نہ سکے گی۔ یہ معلوم ہو گا کہ ہر ایک ٹیلہ اور
۱۲۱ ۔ یعنی جزاء سزا کا وعدہ جب نزدیک آ لگے گا اس وقت منکروں کی آنکھیں مارےشدت ہول کے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ اور اپنی غفلت پر دست حسرت ملیں گےکہ افسوس آج کے دن سے ہم کیسے بے خبر رہے جو ایسی کم بختی آئی۔ کاش ہم دنیا میں اس آفت سے بچنے کی فکر کرتے۔
۱۲۲ ۔ یعنی بے خبری بھی کیسےکہیں ، آخر انبیاء علیہ السلام نے کھول کھول کر آگاہ کر دیا تھا۔ لیکن ہم نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ انکا کہا نہ مانا اور برابر شرارتوں اور گناہوں پر اصرار کرتے رہے۔

۱۲۳ ۔ یہ خطاب مشرکین مکہ کو ہے جو بت پوجتے تھے ، یعنی تم اور تمہارے یہ معبود سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے { وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ } (بقرہ رکوع۳) اس کے معنی یہ نہیں کہ اصنام (بت) معذب ہوں گے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ بت پرستوں پر حجت زیادہ لازم ہو ۔ جیسا کہ آگے فرمایا۔ { لَوْ کَانَ ھٰٓؤُ لَاۗءِ اٰلِھَۃً مَاوَرَدُوْھَا } اور ان کی حسرت بڑھے اور
۔ یعنی سب عابد و معبود ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہیں گے۔ ۱۲۴

۱۲۵ ۔ یعنی شدت ہول اور عذاب کی سخت تکلیف اور اپنے چلانے کے شور سے کچھ سنائی نہ دے گا۔ اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ہر دوزخی کو ایک لوہے کے صندوق میں بند کر کے اوپر میخیں ٹھونک دی جائیں گی ۔ اور جہنم کی تہ میں چھوڑ دیے جائیں گے شاید کچھ نہ سن سکنا اس وقت کا حال ہو۔
۱۲۶ ۔ یعنی ایک بار پل صراط پر سے گذر کر پھر ہمیشہ دور رہیں گے اور اس پر سے گذرتے ہوئے بھی دوزخ کی تکلیف و الم سے قطعًا دوری ہو گی۔

۱۲۷ ۔ جنتیوں کو دوزخ سے اس قدر بعد ہو گا کہ اس کی آہٹ تک محسوس نہ کریں گے اور نہایت عیش و آرام کے ساتھ ہمیشہ جنت کے مزے لوٹیں گے۔

۔ یعنی اس دن جب خلقت کو سخت گھبراہٹ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو رنج و غم سے محفوظ رکھے گا۔ ۱۲۸

۱۲۹ ۔ یعنی قبروں سے اٹھنے یا جنت میں داخل ہونے کے وقت فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے کہ جس دائمی مسرت و راحت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا آج اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

۱۳۰ ۔ یعنی جب قیامت آئے گی آسمانوں کی صفیں لپیٹ دی جائیں گی۔ جس طرح دستاویز کا لکھا ہوا کاغذ لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ { وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ } بعض روایات میں جو نبی کریم کے ایک کاتب کا نام "سجل" بتلایا گیا ہے، اس کو حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے ضعیف بلکہ موضوع قرار دیا ہے کما صرح ابن کثیر { فلا یُعْتَبَرُ بِتَخْرِیْجِ اَبِی داؤد
۱۳۱ ۔ یعنی جیسی سہولت سےدنیا کو پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دی جائے گی۔ یہ حتمی وعدہ ہے جو یقینًا پورا ہو کر رہے گا۔

۱۳۲ ۔ کامل وفادار بندوں سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو دنیا و آخرت کی کامیابی اور اس زمین اور جنت کی زمین کا وارث بنائے گا۔ چنانچہ فرمایا۔ { اِنَّ الْاَرْضَ لِلہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ } (اعراف رکوع۱۵) اور { اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ }۔ (مومن رکوع۶) اور { وَعَدَاللہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا
۱۳۳ ۔ یعنی اس قسم کی بشارات سن کر خدائے واحد کی بندگی کرنے والے اپنے مطلب کو پہنچتے ہیں ، یا اس قرآن کریم میں جو ایسی عظیم بشارات و ہدایات پر مشتمل ہے بندگی کرنے والوں کے لئے کافی منفعت اور کامیابی ہے۔

۱۳۴ ۔ یعنی آپ تو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اگر کوئی بد بخت اس رحمت عامہ سے خود ہی منتفع نہ ہو تو یہ اس کا قصور ہے۔ آفتاب عالمتاب سے روشنی اور گرمی کا فیض ہر طرف پہنچتا ہے۔ لیکن کوئی شخص اپنے اوپر تمام دروازے اور سوراخ بند کر لے تو یہ اس کی دیوانگی ہو گی۔ آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہو
۱۳۵ ۔ یہ رسالت کے ساتھ توحید کا بیان ہوا۔ یعنی جو رحمت لیکر آپ تشریف لائے ہیں اس کا لب لباب توحید کامل ہے اور یہ ایسا صاف و واضح مضمون ہے جس کے قبول کرنے میں آدمی کو کچھ پس و پیش نہ ہونا چاہئے۔ پس کیا تم حکم ماننے اور حق کے سامنے گردن ڈال دینے کے لئے تیار ہو ؟ اگر ہو تو فبہا و نعمت ، ورنہ میں تبلیغ کر کے بری الذمہ ہو
۱۳۶ ۔ یعنی اس قدر اتمام حجت کے بعد بھی نہ مانو ، تو میں تم کو خبر کر چکا کہ اب میں تم سےبیزار اور تم مجھ سے علیحدہ تمہارا عمل تمہارے ساتھ اور میرا عمل میرے ساتھ۔ ہر ایک کا جو نتیجہ ہو گا سامنے آ جائے گا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو (قبول کرو یا رد کرو) ایک طرف کا زور
۱۳۷ ۔ یعنی تمہارےنہ ماننے پر جو عذاب کا وعدہ ہے وقوع تو اس کا ضرور بالضرور ہو کر رہے گا۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ جلد ہو گا یا بدیر۔

۱۳۸ ۔ وہ ہی ہر ایک کھلی چھپی بات کو جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ کس بات کی کیا جزا ملنی چاہئے ۔ اور کب ملنی چاہئے۔

۱۳۹ ۔ یعنی تاخیر عذاب میں ممکن ہے تم کو جانچنا ہو کہ اس مدت میں کچھ سمجھ لو اور شرارتوں سے باز آ جاؤ۔ یا محض ڈھیل دینا ہو کہ ایک مدت تک دنیا میں پھنس کر شقاوت کا پیمانہ پوری طرح لبریز کر لو۔

۱۴۰ ۔ یعنی جیسے ہر معاملہ کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا آپ کی شان ہے ، اسی کے موافق میرے اور میری قوم کے درمیان جلدی فیصلہ فرما دیجئے۔

۱۴۱ ۔ یعنی اسی سے ہم فیصلہ چاہتے ہیں اور کافروں کی خرافات کے مقابلہ میں اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اسی طرح کی دعا انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے ۔ { رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ } (اعراف رکوع۱۱) کیونکہ اپنی حقانیت و صداقت اور حق تعالیٰ کے عدل و انصاف پر پورا وثوق و اعتماد ہوتا تھا۔

۱ ۔ قیامت کےعظیم الشان زلزلے (بھونچال) دو ہیں۔ ایک عین قیام قیامت کے وقت یا نفخہ ثانیہ جسکے بعد دوسرا قیامت سےکچھ پیتشر جو علامات قیامت میں سے ہے اگر یہاں دوسرا مراد ہو تو آیت اپنے ظاہر معنی پر رہے گی اور پہلا مراد ہو تو دونوں احتمال ہیں، حقیقۃً زلزلہ آئے اور دودھ پلانے والی یا حاملہ عورتیں اپنی اسی ہیأت پر محشور ہوں ۔ یا زلزلہ
۲ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جن باتوں کی خبر دیتا ہے ان میں یہ لوگ جھگڑتے اور کج بحثیاں کرتے ہیں اور جہل و بے خبری سے عجیب احمقانہ شبہات پھیلاتے ہیں۔ چنانچہ قیامت ، بعث بعد الموت اور جزاء و سزا و غیرہ پر ان کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ جب آدمی مر کر گل سڑ گیا اور ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہو گئیں تو یہ کیسے سمجھ میں آئے کہ وہ پھر زندہ ہو کر
۳ ۔ یعنی جن یا آدمیوں میں کا جو شیطان اس کو اپنی طرف بلائے یہ فورًا اسی کے پیچھے چل پڑتا ہے گویا گمراہ ہونے کی ایسی کامل استعداد رکھتا ہے کہ کوئی شیطان کسی طرف پکارے یہ اس پر لبیک کہنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

۴ ۔ یعنی شیطان مَرید کے متعلق یہ طے شدہ امر ہے کہ جو اس کی رفاقت اور پیروی کرے وہ اپنے ساتھ اسے بھی لے ڈوبتا ہے اور گمراہ کر کے دوزخ سے ورے نہیں چھوڑتا۔

۱۰ ۔ یعنی جس طرح اندر رہ کر بہت سے مدارج طے کئے ہیں ، باہر آ کر بھی تدریجًا بہت منازل میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ایک بچپن کا زمانہ ہے جب آدمی بالکل کمزور و ناتواں ہوتا ہے اور اس کی تمام قوتیں چھپی رہتی ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ کامِنْ (پوشیدہ) قوتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جسمانی حیثیت سے ہر چیز کمال شباب کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر بعض تو
۱۱ ۔ یعنی زمین مردہ پڑی تھی ، رحمت کا پانی پڑتے ہی جی اٹھی اور تروتازہ ہو کر لہلہانے لگی۔ قسم قسم کے خوش منظر فرحت بخش اور نشاط افزا پودے قدرت نے اگا دیے۔

۵ ۔ یعنی اگر یہ دھوکا لگ رہا ہے کہ ریزہ ریزہ ہو کر دوبارہ کیسے جی اٹھیں گے تو خود اپنی پیدائش میں غور کرو کس طرح ہوئی ہے۔

۶ ۔ یعنی اول تمہارے باپ آدم کو مٹی سے ، پھر تم کو قطرہ منی سے بنایا ، یا یہ مطلب ہے کہ مٹی سے غذا نکالی جس سے کئ منزلیں طے ہو کر نطفہ بنا، پھر نطفہ سےکئ درجے طے کر کے تمہاری تشکیل و تخلیق ہوئی۔

۷ ۔ یعنی نطفہ سے جما ہوا خون اور خون سے گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے ۔ جس پر ایک وقت آتا ہے کہ آدمی کا پورا نقشہ (ہاتھ پاؤں آنکھ ناک وغیرہ) بنا دیا جاتا ہے۔ اور ایک وقت ہوتا ہے کہ ابھی تک نہیں بنایا گیا۔ یا یہ مطلب ہے کہ بعض کی پیدائش مکمل کر دی جاتی ہے اور بعض یونہی ناقص صورت میں گر جاتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ بعض بے عیب ہوتا
۸ ۔ کہ خود تمہاری اصل کیا تھی اور کتنے روز گذرنے کے بعد آدمی بنے ہو ۔ اسی کو سمجھ کو بہت سے حقائق کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ اور بعث بعد الموت کا امکان بھی سمجھ میں آ سکتا ہے۔

۹ ۔ یعنی جتنی مدت جس کو رحم مادر میں ٹھہرانا مناسب ہوتا ہے ٹھہراتے ہیں۔ کم ازکم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس یا چار برس علی اختلاف الاقوال۔

۱۲ ۔ انسان کی پیدائش اور کھیتی کی مثالوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں چند باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) یہ کہ یقینًا اور بالتحقیق اللہ موجود ہے ورنہ ایسی منظم متقن اور حکیمانہ صنعتیں کہاں سے ظاہر ہوئیں۔(۲) یہ کہ خدا تعالیٰ مردہ اور بے جان چیزوں کو زندہ اور جاندار بنا دیتا ہے۔ چنانچہ مشت خاک یا قطرہ آب سے انسان بنا دینا اور افتادہ زمین میں روح
۱۳ ۔ یعنی ایسے واضح دلائل و شواہد سننےکے بعد بھی کجرو اور ضدی لوگ اللہ کی باتوں میں یوں ہی بےسند جھگڑے کرتے رہتے ہیں۔ ان کے پاس نہ کوئی علم ضروری ہے نہ دلیل عقلی نہ دلیل سمعی، محض اوہام و ظنون کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔
۔ یعنی اعراض و تکبر کے ساتھ۔ ۱۴

۱۵ ۔ یعنی جو شخص بدون حجت و دلیل محض عناد سے خدا کی باتوں میں جھگڑتا ہے اور غرض یہ ہو کہ دوسرے لوگوں کو ایمان و یقین کی ر اہ سے ہٹا دے اس کو دنیا میں خدا تعالیٰ ذلیل کرے گا اور آخرت کا عذاب رہا سو الگ۔

۱۶ ۔ یعنی جب سزا دیں گے تو کہا جائے گا کہ خدا کی طرف سےکسی پر ظلم و زیادتی نہیں تیرے ہاتھوں کی کرتوت ہے۔ جس کا مزہ آ ج چکھ رہا ہے۔

۱۷ ۔ یعنی بعض آدمی محض دنیا کی غرض سے دین کو اختیار کرتا ہے اور اس کا دل مذبذب رہتا ہے اگر دین میں داخل ہو کر دنیا کی بھلائی دیکھے ، بظاہر بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پائے تو چھوڑ دے، ادھر دنیا گئ ادھر دین گیا، کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی اس طرف ہے نہ اس طرف ، جیسا کہ کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل
۱۸ ۔ یعنی خدا کی بندگی چھوڑی دنیا کی بھلائی نہ ملنے کی وجہ سے ۔ اب پکارتا ہے ان چیزوں کو جن کے اختیار میں نہ ذرہ برابر بھلائی ہے نہ برائی ۔ کیا خدا نے جو چیز نہیں دی تھی وہ پتھروں سے حاصل کرے گا ؟ اس سے بڑھ کر حماقت کیا ہو گی۔
۱۹ ۔ یعنی بتوں سے نفع کی تو امید موہوم ہے (بت پرستوں کے زعم کے موافق) لیکن انکو پوجنے کا جو ضرر ہے وہ قطعی اور یقینی ہے اس لئے فائدہ کا سوال تو بعد کو دیکھا جائے گا ، نقصان ابھی ہاتھوں ہاتھ پہنچ گیا۔

۲۰ ۔ جب قیامت میں بت پرستی کے نتائج سامنے آئیں گےتو بت پرست بھی یہ کہیں گے { لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ } یعنی جس سےبڑی امداد و رفاقت کی توقع تھی وہ بہت ہی برے رفیق اور مددگار ثابت ہوئے کہ نفع تو کیا پہنچاتے الٹا ان کے سبب سے نقصان پہنچ گیا ۔ مہر کی تجہ سے توقع تھی ستمگر نکلا ، موم سمجھا تھا تیرے دل کو سو پتھر نکلا۔
۔ منکرین مجادلین اور مذبذبین کے بعد یہاں مومنین مخلصین کا انجام نیک بیان فرمایا۔ ۲۱

۔ جس کو مناسب جانے سزا دے اور جس پر چاہے انعام فرمائے ۔ اس کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ ۲۲

۲۳ ۔ { لَّنْ يَّنْصُرَهُ } میں ضمیر مفعول نبی کریم کی طرف راجع ہے جن کا تصور قرآن پڑھنے والے کے ذہن میں گویا ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی قرآن کے اولین مخاطب ہیں گویا مومنین کا انجام ذکر کرنے کےبعد یہ ان کے پیغمبر کے مستقبل کا بیان ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے رسول سے دنیوی اور اخروی فتح و نصرت کے جو
۔ یعنی کیسی صاف صاف مثالیں اور کھلی باتیں ہیں ۔ مگر سمجھتا وہ ہی ہے جسے خدا سمجھ دے۔ ۲۴

۲۵ ۔ مجوس آگ پوجتے ہیں اور دو خالق مانتے ہیں ایک خیر کا خالق جس کا نام "یزداں" ہے ، دوسرا شر کا جس کو "اہرمن" کہتے ہیں اور کسی نبی کا نام بھی لیتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ پیچھے بگڑے ہیں یا سرے سے غلط ہیں ۔ شہر ستانی نے "مِلَلْ و نحل" میں ان کے مذہب پر جو کلام کیا ہے اسے دیکھا جائے "صابئین" وغیرہ کا ذکر پہلے گذر چکا۔
۲۶ ۔ یعنی تمام مذاہب و فرق کے نزاعات کا عملی اور دو ٹوک فیصلہ حق تعالیٰ کی بارگاہ سے قیامت کے دن ہو گا۔ سب جدا کر کے اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچا دئے جائیں گے اللہ ہی جانتا ہےکہ کون کس مقام یا کس سزا کا مستحق ہے۔

۲۷ ۔ ایک سجدہ ہے جس میں آسمان و زمین کی ہر ایک مخلوق شامل ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت کے آگے تکوینًا سب مطیع و منقاد اور عاجز و بے بس ہیں۔ خواہی نخواہی سب کو اس کے سامنے گردن ڈالنا اور سر جھکانا پڑتا ہے دوسرا سجدہ ہے ہر چیز کا جدا۔ وہ یہ کہ جس چیز کو جس کام کے لئے بنایا اس کام میں لگے۔ یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں
۔ یعنی سجدہ سے انکار و اعراض کرنے کی بدولت عذاب کے مستحق ہوئے۔ ۲۸

۲۹ ۔ یعنی خدا تعالیٰ جس کو اس کی شامت اعمال سے ذلیل کرنا چاہے اسے ذلت کے گڑھے سے نکال کر عزت کے مقام پر کون پہنچا سکتا ہے ؟

۳۰ ۔ یعنی پہلے { اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِيْنَ } الیٰ آخرہ میں جن فرقوں کا ذکر ہوا ان سب کو حق و باطل پر ہونے کی حیثیت سے دو فریق کہہ سکتے ہیں۔ ایک مومنین کا گروہ جو اپنے رب کی سب باتوں کو من و عن تسلیم کرتا اور اس کے احکام کے آگے سر بسجود رہتا ہے ۔ دوسرے کفار کا مجمع جس میں یہود ، نصاریٰ ، مجوس ، مشرکین ،
۳۱ ۔ یعنی جس طرح لباس آدمی کے بدن کو ڈھانپ لیتا ہے ، جہنم کی آگ اسی طرح ان کو محیط ہو گی۔ یا کسی ایسی چیز کے کپڑے پہنائے جائیں گے جو آگ کی گرمی سے بہت سخت اور بہت جلد تپنے والے ہوں۔

۳۲ ۔ دوزخیوں کے سر کو ہتوڑے سے کچل کر کھولتا ہوا پانی اوپر سے ڈالا جائے گا جو دماغ کے راستہ سے پیٹ میں پہنچے گا جس سے سب انتڑی اوجھڑی کٹ کٹ کر نکل پڑے گی اور بدن کی بالائی سطح کو جب پانی مس کرے گا تو بدن کا چمڑا گل کر گر پڑے گا پھر اصلی حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے اور بار بار یہ ہی عمل ہوتا رہے گا۔ { كُلَّمَا

۳۳ ۔ یعنی دوزخ میں گھٹ گھٹ کر چاہیں گے کہ کہیں کو نکل بھاگیں ، آگ کے شعلے ان کو اوپر کی طرف اٹھائیں گے پھر فرشتے آہنی گزر مار کر نیچے دھکیل دیں گے اور کہا جائے گا کہ دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو جس سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہو گا۔ العیاذ باللہ۔
۔ یعنی بڑی آرائش اور زیب و زینت سے رہیں گے اور ہر ایک عنوان سے تجمل اور تنعم کا اظہار ہو گا۔ ۳۴

۳۵ ۔ پہلے { قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ } میں دوزخیوں کا لباس مذکور ہوا تھا ، اس کے بالمقابل یہاں جنتیوں کا پہناوا بیان فرماتے ہیں کہ ان کی پوشاک ریشم کی ہو گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں (چیزیں مردوں کے لئے) یہاں نہیں۔ اور گہنوں میں سے کنگن اس واسطے کے غلام کی خدمت
۳۶ ۔ دنیا میں بھی کہ لا اِلٰہ اِلَّا اللہ کہا ، قرآن پڑھا ، خدا کی تسبیح و تحمید کی ، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا اور آخرت میں بھی کہ فرشتے ہر طرف سے سلام کریں گے اور جنتی آپس میں ایک دوسرے سے ستھری باتیں کرتے ہوں گے بک بک جھک جھک نہ ہو گی اور نعمائے جنت پر شکر خداوندی بجا لائیں گے۔ مثلًا کہیں گے ۔ { اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ
۳۷ ۔ یعنی اللہ کی راہ پائی جس کا نام اسلام ہے یہ راہ خود بھی حمید ہے اور راہ والا بھی حمید ہے ۔ یا راہ پائی اس جگہ کی جہاں پہنچ کر آدمی کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے۔

۳۸ ۔ پہلے { هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا } الخ میں مومنین اور کفار کے اختصام (جھگڑے) کا ذکر تھا۔ اسی اختصام کی بعض صورتوں کو یہاں بیان فرمایا ہے ۔ یعنی ایک وہ لوگ ہیں جو خود گمراہ ہونے کے ساتھ دوسروں سے مزاحم ہوتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ کے راستہ پر نہ چلے ۔ حتّٰی کہ جو مسلمان اپنے پیغمبر کی معیت میں عمرہ ادا کرنے کے
۳۹ ۔ یعنی جو شخص حرم شریف میں جان بوجھ کر بالارادہ بے دینی اور شرارت کی کوئی بات کرے گا اس کو اس سے زیادہ سخت سزا دی جائے گی جو دوسری جگہ ایسا کام کرنے پر ملتی۔ اسی سے ان کا حال معلوم کر لو جو ظلم و شرارت سے مومنین کو یہاں آنے سے روکتے ہیں۔
۴۰ ۔ کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ پہلے سے بزرگ تھی ، پھر مدتوں کے بعد نشان نہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ بیت اللہ تعمیر کرو ۔ اس معظم جگہ کا نشان دکھلایا گیا۔ حضرت ابراہیم نےاپنے بیٹے اسمٰعیل کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ تعمیر کیا۔ (تنبیہ) "مسجد حرام" کا ذکر پہلے آیا تھا اس کی مناسبت سے کعبہ کی بناء کا حال اور اس کے متعلق بعض
۴۱ ۔ یعنی اس گھر کی بنیاد خالص توحید پر رکھو ، کوئی شخص یہاں آ کر اللہ کی عبادت کے سوا کوئی مشرکانہ رسوم نہ بجا لائے کفار مکہ نے اس پر ایسا عمل کیا کہ وہاں تین سو ساٹھ بت لا کر کھڑے کر دیے۔ العیاذ باللہ جن کی گندگی سے ہمیشہ کے لئے خاتم الانبیاء نے خدا کے گھر کو پاک کیا۔ فلہ الحمد والمنہ۔
۴۲ ۔ یعنی خالص ان ہی لوگوں کے لئے رہے اور سب سے پاک کیا جائے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "پہلی امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت محمدیہ کی نماز میں ہے۔ تو خبر دی کہ آگے لوگ ہوں گے اس کے آباد کرنے والے" وفیہ نظر فتامل۔
۴۳ ۔ جب کعبہ تعمیر ہو گیا تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے پکارا کہ لوگو ! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ ۔ حق تعالیٰ نے یہ آواز ہر طرف ہر ایک روح کو پہنچا دی (بلا تشبیہ جیسے آ ج کل ہم امریکہ یا ہندوستان میں بیٹھ کر لندن کی آوازیں سن لیتے ہیں) جس کے لئے حج مقدر تھا اس کی روح نے لبیک کہا۔ وہ ہی شوق کی دبی ہوئی
۴۴ ۔ اصل مقصد تو دینی و اخروی فوائد کی تحصیل ہے مثلًا حج و عمرہ اور دوسری عبادات کے ذریعہ حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور روحانی ترقیات کے بلند مقامات پر فائز ہونا ۔ لیکن اس عظیم الشان اجتماع کے ضمن میں بہت سے سیاسی ، تمدنی اور اقتصادی فوائد بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ کما لا یخفی۔
۴۵ ۔ "ایام معلومات" سے بعض کے نزدیک ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور بعض کے نزدیک تین دن تک قربانی کے مراد ہیں۔ بہرحال ان ایام میں ذکر اللہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اسی ذکر کے تحت میں خصوصیت کے ساتھ یہ بھی داخل ہےکہ قربانی کےجانوروں کو ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا جائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا جائے ۔ ان دِنوں میں بہترین عمل یہ
۴۶ ۔ بعض کفار کا خیال تھا کہ قربانی کا گوشت خود قربانی کرنے والے کو نہ کھانا چاہیئے ، اس کی اصلاح فرما دی کہ شوق سے کھاؤ ، دوستوں کو دو اور مصیبت زدہ محتاجوں کو کھلاؤ۔

۴۷ ۔ جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں حجامت نہیں بنواتے ، ناخن نہیں لیتے ، بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن پر میل اور گردوغبار چڑھ جاتا ہے زیادہ مل دل کر غسل نہیں کرتے ، ایک عجیب عاشقانہ و مستانہ حالت ہوتی ہے ، اب دسویں تاریخ کو سب قصے تمام کرتے ہیں ، حجامت بنوا کر غسل کر کے سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف زیارت کو جاتے
۴۸ ۔ یعنی حرام چیزوں کو بھاری سمجھ کر چھوڑ دینا یا اللہ نے جن چیزوں کو محترم قرار دیا ہے ان کا ادب و تعظیم قائم رکھنا بڑی خوبی اور نیکی کی بات ہے جس کا انجام نہایت اچھا ہو گا۔ محترم چیزوں میں قربانی کا جانور ، بیت اللہ صفا مروہ ، منٰی ، عرفات ، مسجدیں ، قرآن ، بلکہ تمام احکام الہٰیہ آ جاتے ہیں۔ خصوصیت سے یہاں مسجد حرام اور ہدی کے
۴۹ ۔ یعنی ان کے ذبح کرنے کا حکم تعظیم حرمات اللہ کے خلاف نہیں ۔ کیونکہ جس مالک نے ایک چیز کی حرمت بتلائی تھی اسی کی اجازت سے اور اسی کے نام پر وہ قربان کی جاتی ہے۔

۵۰ ۔ یعنی جن جانوروں کا حرام ہونا وقتًا فوقتًا تم کو سنایا جاتا رہا ہے جیسا کہ سورہ "انعام" میں تفصیلًا گذر چکا ، وہ حلال نہیں۔

۵۱ ۔ یعنی جانور اللہ کی مخلوق و مملوک ہیں ، اس کی اجازت سے اسی کے نام پر ذبح کئے جا سکتے ہیں اور اسی کے کعبہ کی نیاز ہو سکتے ہیں ، جو جانور کسی بت یا دیوی دیوتا کے استھان پر ذبح کیا گیا وہ مردار ہوا۔ ایسی شرکیات اور گندے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔
۵۲ ۔ جھوٹی بات زبان سے نکالنا، جھوٹی شہادت دینا، اللہ کے پیدا کئے ہوئے جانور کو غیراللہ کے نام نامزد کر کے ذبح کرنا کسی چیز کو بلا دلیل شرع حلال و حرام کہنا ، سب "قول الزور" میں داخل ہے۔ "قول الزور" کی برائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو یہاں شرک کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ { وَاَنْ تُشْرِکُوا
۵۳ ۔ یعنی ہر طرف سے ہٹ کر ایک اللہ کے ہو کر رہو ۔ تمہارے تمام افعال دَنِیّات بالکلیہ بلا شرکت غیرے خالص خدا کے لئے ہونے چاہئیں۔

۵۴ ۔ یہ شرک کی مثال بیان فرمائی، خلاصہ یہ ہے کہ توحید نہایت اعلیٰ اور بلند مقام ہے۔ اس کو چھوڑ کر جب آدمی کسی مخلوق کے سامنے جھکتا ہے تو خود اپنے کو ذلیل کرتا اور آسمان توحید کی بلندی سے پستی کی طرف گراتا ہے ظاہر ہے اس قدر اونچے سے گر کر زندہ بچ نہیں سکتا۔ اب یا تو اہواء و افکار رویئہ کے مردار خوار جانور چاروں
۵۵ ۔ یعنی شعائر اللہ کی تعظیم شرک میں داخل نہیں۔ جس کے دل میں پرہیز گاری کا مضمون اور خدائے واحد کا ڈر ہو گا وہ اس کے نام لگی چیزوں کا ادب ضرور کرے گا۔ یہ ادب کرنا شرک نہیں بلکہ عین توحید کے آثار میں سے ہے کہ خدا کا عاشق ہر اس چیز کی قدر کرتا ہے جو بالخصوص اس کی طرف منسوب ہو جائے۔
۵۶ ۔ قدیم گھر بیت اللہ شریف ہے اور یہاں شاید توسعًا سارا حرم مراد ہو ، یعنی اونٹ ، گائے ، بکری وغیرہ سے تم بہت فوائد حاصل کر سکتے ہو ، مثلًا سواری کرو ، دودھ پیو، نسل چلاؤ، اون وغیرہ کو کام میں لاؤ ، مگر یہ اس وقت کہ ان کو ہدی نہ بنائیں۔ "ہدی" بننے کے بعد اس قسم کا انتفاع (بدون شدید ترین ضرورت کے) نہیں کر سکتے۔ اب تو اس کا
۵۷ ۔ یعنی اللہ کی نیاز کے طور پر مواشی قربان کرنا ہر دین سماوی میں عبادت قرار دی گئ ہے۔ اگر یہ عبادت غیر اللہ کی نیاز کے طور پر کرو گے تو شرک ہو جائے گا جس سے بہت پرہیز کرنا چاہئے موحد کا کام یہ ہے کہ قربانی اکیلے اسی خدا کے لئے کرے جس کے نام پر قربان کرنے کا تمام شرائع میں حکم رہا ہے۔ اس کے حکم سے باہر نہ ہو۔
۵۸ ۔ یعنی ان لوگوں کو رضائے الہٰی کی بشارت سنا دیجئے جو صرف اسی ایک خدا کا حکم مانتے ہیں اسی کے سامنے جھکتے ہیں اسی پر ان کا دل جمتا ہے اور اسی کے جلال و جبروت سے ڈرتے رہتے ہیں۔

۔ یعنی مصائب و شدائد کو صبر و استقلال سے برداشت کریں ، کوئی سختی اٹھا کر راہ حق سے قدم نہ ڈگمگائے۔ ۵۹

۶۰ ۔ بیت اللہ تک پہنچنے میں بہت مصائب و شدائد پیش آتے ہیں ، سفر میں اکثر نمازوں کے فوت ہونے یا قضا ہوجانے کا اندیشہ ہوتا ہے ، مال بھی کافی خرچ کرنا پڑتا ہے ، شاید اسی مناسبت سے ان اوصاف و خصال کا یہاں ذکر فرمایا۔

۶۱ ۔ پہلے مطلق شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم تھا ۔ اب تصریحًا بتلا دیا کہ اونٹ وغیرہ قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں ۔ جن کی ذوات میں اور جن کو ادب کے ساتھ قربان کرنے میں تمہارے لئے بہت سی دنیوی و اخروی بھلائیاں ہیں۔ تو عام ضابطہ کے موافق چاہئے کہ اللہ کا نام پاک لے کر ان کو ذبح کرو۔ بالخصوص اونٹ کے ذبح کا
۶۲ ۔ یہ محتاج کی دو قسمیں بتلائیں ایک جو صبر سے بیٹھا ہے ، سوال نہیں کرتا ، تھوڑا مل جائے تو اسی پر قناعت کرتا ہے دوسرا جو بے قرار ہو کر سوال کرتا پھرتا ہے کچھ مل جائے تب بھی قرار نہیں۔

۶۳ ۔ یعنی ایسے بڑے بڑے جانور جو تم سے جثہ میں اور قوت میں کہیں زیادہ ہیں ، تمہارے قبضہ میں کر دیے کہ تم ان سے طرح طرح کی خدمات لیتے ہو اور کیسی آسانی سے ذبح بھی کر لیتے ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے جس کا شکر ادا کرنا چاہئے نہ یہ کہ شرک کر کے الٹی ناشکری کرو۔
۶۴ ۔ اس میں قربانی کا اصل فلسفہ بیان فرمایا ۔ یعنی جانو رکو ذبح کر کے محض گوشت کھانے کھلانے یا اس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضا کبھی حاصل نہیں کر سکتے نہ یہ گوشت اور خون اٹھ کر اس کی بارگاہ تک پہنچتا ہے اس کے یہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور ادب پہنچتا ہے کہ کیسی خوشدلی اور جوش محبت کے ساتھ ایک قیمتی اور نفیس چیز
۶۵ ۔ یعنی { بِسمِ اللہِ اَللہُ اَکْبَر اَللّٰھُمَّ مِکَ وَ لَکْ } کہہ کو ذبح کرو ۔ اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے اپنی محبت و عبودیت کے اظہار کی کیسی اچھی راہ سجھا دی ، اور ایک جانور کی قربانی کو گویا خود تمہاری جان قربان کرنے کے قائم مقام بنا دیا۔
۶۶ ۔ { اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ } الخ میں ان کفار کا ذکر تھا جو مسلمانوں کو حرم شریف کی زیارت اور حج و عمرہ وغیرہ سے روکتے تھے ۔ درمیان میں مسجد حرام اور اس کے متعلقات کی تعظیم و ادب کے احکام بیان فرمائے ، اب پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی مسلمان مطمئن رہیں اللہ تعالیٰ عنقریب دشمنوں
۶۷ ۔ یعنی دغاباز ناشکر گذاروں کو اگر ایک خاص میعاد تک مہلت دی جائے تو یہ مت خیال کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو خوش آتے ہیں۔ یہ مہلت بعض مصالح اور حکمتوں کی بناء پر ہے ۔ آخری انجام یہ ہی ہونا ہے کہ اہل حق غالب ہوں اور باطل پرستوں کو راستہ سے چھانٹ دیا جائے۔
۶۸ ۔ جب تک آنحضرت مکہ میں تھے ،حکم تھا کہ کفار کی سختیوں پر مسلمان صبر کریں اور ہاتھ روکے رکھیں چنانچہ انہوں نے کامل تیرہ سال تک سخت زہرہ گداز مظالم کےمقابلہ میں بے مثال صبرو استقامت کا مظاہرہ کیا۔جب مدینہ "دارالاسلام" بن گیا اور مسلمانوں کی قلیل سی جمعیت ایک مستقل مرکز پر جمع ہو گئ تو مظلوم مسلمانوں کو جن

۶۹ ۔ یعنی اپنی قلت اور بےسروسامانی سےنہ گھبرائیں اللہ تعالیٰ مٹھی بھر فاقہ مستوں کو دنیا کی فوجوں اور سلطنتوں پر غالب کر سکتا ہے فی الحقیقت یہ ایک شہنشاہانہ طرز میں مسلمانوں کی نصرت و امداد کا وعدہ تھا جیسے دنیا میں بادشاہ اور بڑے لوگ وعدہ کے موقع پر اپنی شان وقار و استغناء دکھلانے کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہاں تمہارا فلاں
۷۰ ۔ یعنی مسلمان مہاجرین جو اپنے گھروں سے نکالے گئے ان کا کوئی جرم نہ تھا نہ ان پر کسی کا کوئی دعویٰ تھا، بجز اس کے کہ وہ اکیلے ایک خدا کو اپنا رب کیوں کہتے ہیں۔ اینٹ پتھروں کو کیوں نہیں پوجتے ۔گویا ان پر سب سے بڑا اور سنگین الزام اگر لگایا جا سکتا ہے تو یہ ہی کہ ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے کیوں ہو رہے۔
۷۱ ۔ یعنی اگر کسی وقت اور کسی حالت میں بھی ایک جماعت کو دوسری سے لڑنے بھڑنے کی اجازت نہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے قانون فطرت کی سخت خلاف ورزی ہو گی ۔اس نے دنیا کا نظام ہی ایسا رکھا ہے کہ ہر چیز یا ہر شخص یا ہر جماعت دوسری چیز یا شخص یا جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لئے جنگ کرتی رہے اگر ایسا نہ
۷۲ ۔ یہ اُن ہی مسلمانوں کا بیان ہے جن پر ظلم ہوئے اور جن کو گھروں سے نکالا گیا۔ یعنی خدا ان کی مدد کیوں نہ کرے گا جبکہ وہی ایسی قوم ہے کہ اگر ہم اسے زمین کی سلطنت دے دیں تب بھی خدا سے غافل نہ ہوں۔ بذات خود بدنی و مالی نیکیوں میں لگے رہیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنےکی کوشش کریں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو زمین کی
۷۳ ۔ یعنی گو آج مسلمان کمزور اور کافر غالب و قوی نظر آتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہےکہ آخرکار انہیں منصور و غالب کر دے یا یہ مطلب کہ یہ امت خدا کا دین قائم کرے گی ایک مدت تک آخر اللہ ہی جانے کیا ہوگا۔

۔ جن کی طرف حضرت شعیب مبعوث ہوئے تھے۔ ۷۴

۔ یعنی مصر کے قبطیوں نے۔ ۷۵

۷۶ ۔ یعنی مسلمانوں کے غلبہ ونصرت کے جو عدے کئے جا رہے ہیں ، کفار اپنی موجودہ کثرت و قوت کو دیکھتے ہوئے ان کی تکذیب نہ کریں ، یہ خدا کی ڈھیل ہے۔ پہلی قوموں نے بھی خدا کی چند روزہ ڈھیل سے دھوکہ کھا کر اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا ۔ آخر جب پکڑے گئے تو دیکھ لو انکا حشر کیسا ہوا۔ اور خدا نے اپنے عذاب سے ڈرا کر ان کی
۷۷ ۔ یعنی بنیادیں ہلنے سے اول چھتیں گر پڑیں پھر دیواریں اور سارا مکان گر کر چھت کے ڈھیر پر آ رہا یہ ان کے تہ و بالا ہونےکا نقشہ کھینچا ہے۔

۷۸ ۔ یعنی کنویں جن پر پانی کھینچنے والوں کی بھیڑ رہتی تھی ، آج ان میں کوئی ڈول پھانسنے والا نہ رہا ۔ اور بڑے بڑے پختہ ، بلند عالیشان ، قلعی چونے کے محل ویران کھنڈر بن کر رہ گئے ۔جن میں کوئی بسنے والا نہیں۔

۷۹ ۔ یعنی ان تباہ شدہ مقامات کے کھنڈر دیکھ کر غور و فکر نہ کیا، ورنہ ان کو سچی بات کی سمجھ آ جاتی اور کان کھل جاتے۔

۸۰ ۔ یعنی آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہےگو اس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہوں پر دل کی آنکھیں اندھی ہیں اور حقیقت میں زیادہ خطرناک اندھا پن وہ ہی ہے جس میں دل اندھے ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)
۔ یعنی عذاب اپنے وقت پر یقیناً آ کر رہے گا۔ استہزاء و تکذیب کی راہ سے جلدی مچانا فضول ہے۔ ۸۱

۸۲ ۔ یعنی تمہارے ہزار برس اس کے یہاں ایک دن کے برابر ہیں۔جیسے مجرم آج اس کے قبضہ میں ہے ہزار برس گذرنے کے بعد بھی اسی طرح اس کے قبضہ و اقتدار کے نیچے ہےکہیں بھاگ کر نہیں جا سکتا۔ یا یہ مطلب کہ ہزار برس کا کام وہ ایک دن میں کر سکتا ہے۔ مگر کرتا وہی ہے جو اس کی حکمت و مصلحت کے موافق ہو۔کسی کے جلدی
۸۳ ۔ یعنی کیا ڈھیل دینے سے وہ کہیں نکل کر بھاگ گئیں آخر سب کو لوٹ کر ہماری ہی طرف آنا پڑا۔ اور ہم نے ان کو پکڑ کر تباہ کر دیا۔

۸۴ ۔ یعنی میرا کام آگاہ و ہشیار کر دینا ہے ۔عذاب کا لے آنا میرے قبضہ میں نہیں خدا ہی کے قبضہ میں ہے کہ سب مطیع و عاصی کا فیصلہ کرے اور ہر ایک کو اس کے مناسب حال جگہ پر پہنچائے۔

۸۵ ۔ یعنی جنت میں میوے پھل اور عمدہ عمدہ الوان نعمت اور حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گا۔

۸۶ ۔ آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے اپنے پیشرو حضرت شاہ عبدالقادر کی روش اختیار فرمائی ہے جس کی طرف حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بھی "حجۃ اللہ البالغہ" کے آخر میں اشارہ کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب "موضح القران" میں لکھتے ہیں"نبی کو ایک حکم (یا ایک خبر) اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ اس میں ہرگز ذرہ

۸۷ ۔ "موضح القرآن" میں ہے "یعنی اس میں گمراہ بہکتے ہیں سو ان کا کام ہے بہکنا ، اور ایمان والے اور زیادہ مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندہ کا دخل نہیں۔ اگر ہوتا تو یہ بھی بندہ کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط نکلتا۔ اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو، اللہ اس کو یہ بات سمجھاتا ہے"۔ حضرت شاہ صاحب نے یہ فائدہ اپنے مذاق کے موافق لکھا
۸۸ ۔ یعنی نفس قیامت کا ہولناک حادثہ اچانک آ پہنچے یا اسی قیامت کے دن کا عذاب سامنے آ جائے ۔اور ممکن ہے { عَذَابَ یَوْمٍ عَقِیْمٍ } سے دنیا کا عذاب مراد ہو۔ یعنی دنیا ہی میں سزا مل جائے جس سے کوئی رستگاری کی شکل نہیں۔

۸۹ ۔ یعنی قیامت کے دن اکیلے خدا کی بادشاہت کام کرے گی۔ کسی کی ظاہری و مجازی حکومت برائے نام بھی باقی نہ رہے گی۔ اس وقت سب دنیا کا بیک وقت عملی فیصلہ ہو جائے گا۔ جس کی تفصیل آگے مذکور ہے۔

۹۰ ۔ مومنین کا انجام پہلے بتلایا تھا، یہاں ان میں سے ایک ممتاز جماعت کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا۔ یعنی جو لوگ خدا کے راستہ میں گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے خواہ وہ لڑائی میں شہید ہوں یا طبعی موت سے مریں دونوں صورتوں میں اللہ کے ہاں ان کی خاص مہمانی ہو گی ۔ کھانا، پینا، رہنا، سہنا سب ان کی مرضی کے موافق ہو گا۔ اللہ
۹۱ ۔ یعنی مظلوم اگر ظالم سے واجبی بدلہ لے لے پھر از سرنو ظالم اس پر زیادتی کرے تو وہ پھر مظلوم ٹھہر گیا، حق تعالیٰ پھر مدد کرے گا جیسا کہ اس کی عادت ہےکہ مظلوم کی آخر حمایت کرتا ہے۔ { وَاتَّقِ دَعْوَۃَ المظلوم فَاِنَّہ لَیْسَ بَیْنَہ وَبَیْنَ اللہِ حِجابٌ }۔ بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن، اجابت ازدرحق بہر استقبال می آید۔
۹۲ ۔ یعنی بندوں کو بھی چاہئے کہ اپنے ذاتی اور معاشرتی معاملات میں عفو و درگذر کی عادت سیکھیں۔ ہر وقت بدلہ لینے کے درپے نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ۔ "یعنی واجبی بدلہ لینے والے کو خدا عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا "بدر" کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذاء کا ۔ پھر کافر "احد" و "احزاب" میں زیادتی
۹۳ ۔ یعنی وہ اتنی بڑی قدرت والا ہے کہ رات دن کا الٹ پلٹ کرنا اور گھٹانا بڑھانا اسی کے ہاتھ میں ہے اسی کے تصرف سے کبھی کے دن بڑے ،کبھی کی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ پھر کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ایک مظلوم قوم یا شخص کو امداد دے کر ظالموں کے پنجہ سے نکال دے بلکہ ان پر غالب و مسلط کر دے۔ پہلے مسلمان مہاجرین کا ذکر تھا اس
۹۴ ۔ یعنی مظلوم کی فریاد سنتا اور ظالم کے کرتوت دیکھتا ہے۔

۹۵ ۔ یعنی اللہ کے سوا ایسے عظیم الشان انقلابات اور کس سے ہو سکتے ہیں۔ واقع میں صحیح اور سچا خدا تو وہ ہی ایک ہے باقی اسکو چھوڑ کر خدائی کے جو دوسرے پاکھنڈ پھیلائے گئے ہیں سب غلط، جھوٹ اور باطل ہیں۔ اسی کو خدا کہنا اور معبود بنانا چاہئے جو سب سے اوپر اور سب سے بڑ اہے اور یہ شان بالاتفاق اسی ایک اللہ کی ہے۔
۹۶ ۔ اسی طرح کفر کی خشک و ویران زمین کو اسلام کی بارش سے سبزہ زار بنا دے گا۔

۹۷ ۔ وہ ہی جانتا ہے کہ کس طرح بارش کے پانی سے سبزہ اگ آتا ہے۔ قدرت اندر ہی اندر ایسی تدبیر و تصر ف کرتی ہے کہ خشک زمین پانی وغیرہ کے اجزاء کو اپنے اندر جذب کر کے سرسبز و شاداب ہو جائے۔ اسی طرح وہ اپنی مہربانی ، لطیف تدبیر و تربیت، اور کمال خبرداری و آگاہی سےقلوب بنی آدم کو فیوض اسلام کامینہ برسا کر سر سبز و
۹۸ ۔ یعنی آسمان و زمین کی تمام چیزیں جب اسی کی مملوک و مخلوق ہیں اور سب کو اس کی احتیاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں تو ان میں جس طرح چاہے تصرف اور ادل بدل کرے ، کوئی مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا۔ البتہ باوجود غنائے تام اور اقتدار کامل کے کرتا وہ ہی ہے جو سراپا حکمت و مصلحت ہو۔ اس کے تمام افعال محمود ہیں اور اس کی ذات تمام

۹۹ ۔ یعنی اس کو تمہاری یا کسی کی کیا پروا تھی۔ محض شفقت و مہربانی دیکھو کہ کس طرح خشکی اور تری کی چیزوں کو تمہارے قابو میں کر دیا ۔ پھر اسی نے اپنے دست قدرت سے آسمان، چاند، سورج اور ستاروں کو اس فضائے ہوائی میں بدون کسی ظاہری کھمبے یا ستون کے تھام رکھا ہے جو اپنی جگہ سے نیچے نہیں سرکتے ۔ ورنہ گر کر اور
۱۰۰ ۔ اسی طرح کفر و جہل سے جو قوم روحانی موت مر چکی تھی ، ایمان و معرفت کی روح سے اس کو زندہ کر دے گا۔

۱۰۱ ۔ یعنی اتنے احسانات و انعامات دیکھ کر بھی اس کا حق نہیں مانتا۔ منعم حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جھکنے لگتا ہے۔

۱۰۲ ۔ تمام انبیاء اصول دین میں متفق رہے ہیں۔ البتہ ہر امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے بندگی کی صورتیں مختلف زمانوں میں مختلف مقرر کی ہیں جن کے موافق وہ امتیں خدا کی عبادت بجا لاتی رہیں۔ اس امت محمدیہ کے لئے بھی ایک خاص شریعت بھیجی گئ لیکن اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا۔ بجز اللہ کے کبھی کسی دوسری چیز کی عبادت مقرر نہیں کی
۱۰۳ ۔ یعنی کچھ ان کے اعمال پر منحصر نہیں ، اللہ تعالیٰ کا علم تو زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو محیط ہے اور بعض مصالح اور حکمتوں کی بنا پر اسی علم کے موافق تمام واقعات "لوح محفوظ" میں اور بنی آدم کے تمام اعمال ان کے اعمال ناموں میں لکھ بھی دئے گئے ہیں اسی کےموافق قیامت کے دن فیصلہ ہو گا۔ اور اتنی بیشمار چیزوں کا ٹھیک
۔ محض باپ دادوں کی کورانہ تقلید میں ایسا کرتے ہیں، کوئی نقلی یا عقلی دلیل نہیں رکھتے۔ ۱۰۴

۱۰۵ ۔ سب سے بڑا ظلم اور بے انصافی یہ ہے کہ خدا کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے ۔ سو ایسے ظالم اور بے انصاف لوگ خوب یاد رکھیں کہ ان کے شرکاء مصیبت پڑنے پر کچھ کام نہ آئیں گے نہ اور کوئی اس وقت مدد کر سکے گا۔

۱۰۶ ۔ یعنی قرآن کی آیتیں(جو توحید وغیرہ کے صاف بیانات پر مشتمل ہیں) سن کر کفار و مشرکین کے چہرے بگڑ جاتے اور مارے ناخوشی کے تیوریاں بدل جاتی ہیں۔ حتٰی کہ شدت غیظ و غضب سے پاگل ہو کر چاہتے ہیں کہ آیات سنانے والوں پر حملہ کر دیں چنانچہ بعض اوقات کر بھی گذرتے ہیں۔
۱۰۷ ۔ یعنی تمہارے اس غیظ و غضب اور ناگواری سے بڑھ کو جو آیات اللہ کے پڑھے جانے پر پیدا ہوتی ہے، ایک سخت بری ناگوار چیز اور ہے جس پر کسی طرح صبر ہی نہ کر سکو گے۔ وہ دوزخ کی آگ جس کا وعدہ کافروں سے کیا جا چکا ہے۔ دونوں کا موازنہ کر کے فیصلہ کر لو کہ کونسا تلخ گھونٹ پینا تم کو نسبۃً آسان ہو گا۔
۱۰۸ ۔ یہ توحید کے مقابلہ میں شرک کی شناعت و قبح ظاہر کرنے کے لئے مثال بیان فرمائی جسے کان لگا کر سننا اور غوروفکر سے سمجھنا چاہئے۔ تا ایسی رکیک و ذلیل حرکت سے باز رہو۔

۱۰۹ ۔ یعنی مکھی بہت ہی ادنیٰ اور حقیر جانور ہے۔ جن چیزوں میں اتنی بھی قدرت نہیں کہ سب مل کر ایک مکھی پیدا کر دیں، یا مکھی ان کے چڑھاوے وغیرہ میں سے کوئی چیز لیجائے تو اس سے واپس لے سکیں ان کو "خالق السماوات و الارضین" کے ساتھ معبودیت اور خدائی کی کرسی پر بٹھا دینا کس قدر بے حیائی حماقت اور شرمناک گستاخی ہے۔ سچ
۱۱۰ ۔ سمجھتے تو ایسی گستاخی کیوں کرتے ۔ کیا اللہ کی شان رفیع اور قدر و منزلت اتنی ہے کہ ایسی کمزور چیزوں کو اس کا ہمسر بنا دیا جائے؟ (العیاذ باللہ) اس کی قوت و عزت کے سامنے تو بڑے بڑے مقرب فرشتے اور پیغمبر بھی مجبور و بے بس ہیں۔ آگے ان کا ذکر کیا ہے۔
۱۱۱ ۔ یعنی بعض فرشتوں سے پیغامبری کا کام لیتا ہے (مثلًا جبریل) اور بعض انسانوں سے جن کو خدا اس منصب کے لئے انتخاب فرمائے گا ظاہر ہے ان کا درجہ تمام خلائق سے اعلیٰ ہونا چاہئے۔

۱۱۲ ۔ یعنی ان کی تمام باتوں کو اور ان کے ماضی و مستقبل کے تمام احوال کو دیکھتا ہے اس لئے وہ ہی حق رکھتا ہے کہ جس کے احوال و استعداد پر نظر کر کے منصب رسالت پر فائز کرنا چاہے فائز کر دے۔ { اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہ } (انعام رکوع۱۵) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے،
۱۱۳ ۔ یعنی وہ بھی اختیار نہیں رکھتے ، اختیار ہر چیز میں اللہ کا ہے (کذا فی الموضح)۔

۱۱۴ ۔ شرک کی تقبیح اور مشرکین کی تفضیح کے بعد مومنین کو خطاب فرماتے ہیں کہ تم اکیلے اپنے رب کی بندگی پر لگے رہو اسی کے آگے جھکو ، اسی کے حضور میں پیشانی ٹیکو، اور اسی کے لئے دوسرے بھلائی کے کام کرو ۔ تاکہ دنیا اور آخرت میں تمہارا بھلا ہو۔

۱۱۵ ۔ اپنے نفس کو درست رکھنے اور دنیا کو درستی پر لانے کے لئے پوری محنت کرو جو اتنے بڑے اہم مقصد کے شایان شان ہو۔ آخر دنیوی مقاصد میں کامیابی کے لئے کتنی محنتیں اٹھاتے ہو۔ یہ تو دین کا اور آخرت کی دائمی کامیابی کا راستہ ہے جس میں جس قدر محنت برداشت کی جائے انصافًا تھوڑی ہے (تنبیہ) لفظ "مجاہدہ" میں ہر قسم کی زبانی، قلمی،
۱۱۶ ۔ کہ سب سے اعلیٰ و افضل پیغمبر دیا اور تمام شرائع سے اکمل شریعت عنایت کی ، تمام دنیا میں خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے تم کو چھانٹ لیا اور سب امتوں پر فضیلت بخشی۔

۱۱۷ ۔ دین میں کوئی ایسی مشکل نہیں رکھی جس کا اٹھانا کٹھن ہو۔ احکام میں ہر طرح کی رخصتوں اور سہولتوں کا لحاظ رکھا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم خود اپنے اوپر ایک آسان چیز کو مشکل بنا لو۔

۱۱۸ ۔ ابراہیم چونکہ حضور کے اجداد میں ہیں اس لئے ساری امت کے باپ ہوئے ، یا یہ مراد ہو کہ عربوں کے باپ ہیں کیونکہ اولین مخاطب قرآن کے وہ ہی تھے۔

۱۱۹ ۔ یعنی اللہ نے پہلے کتابوں میں اور اس قرآن میں تمہارا نام { مُسْلِمْ } رکھا (جس کے معنی حکمبردار اور وفا شعار کے ہیں) ابراہیم نے پہلےتمہارا یہ نام رکھا تھا جبکہ دعا میں کہا { وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُسْلِمَةً لکَ } (بقرہ رکوع۱۵) اور اس قرآن میں شاید ان ہی کے مانگنے سے یہ نام پڑ اہو۔ بہرحال تمہارا نام "مسلم" ہے گو اور امتیں بھی مسلم تھیں مگر لقب یہ
۱۲۰ ۔ یعنی پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول تم کو سکھائے اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی یہ ہی غرض ہے کہ تمام امتوں کی غلطیاں درست کرے اور سب کو سیدھی راہ بتائے۔ گویا جو مجدد شرف اس کو ملا ہے اسی وجہ سے ہے کہ یہ دنیا کے لئے معلم اور تبلیغی جہاد کرے۔ (تنبیہ) دوسرے مفسرین نے "شہید" اور
۱۲۱ ۔ یعنی انعامات الہٰیہ کی قدر کرو، اپنے نام و لقب اور فضل و شرف کی لاج رکھو، اور سمجھو کہ تم بہت بڑے کام کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ اس لئے اول اپنے کو نمونہ عمل بناؤ۔ نماز ، زکوٰۃ (بالفاظ دیگر بدنی و مالی عبادات) میں کوتاہی نہ ہونے پائے، ہر کام میں اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو۔ ذرا بھی قدم جادہ حق سے ادھر ادھر نہ ہو۔ اس

۱ ۔ "خشوع" کے معنی ہیں کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا چنانچہ ابن عباس نے { خَاشِعُوْنَ } کی تفسیر "خائفون ساکنون" سےکی ہے۔اور آیت { تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَااَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الماءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ } بھی دلالت کرتی ہے کہ "خشوع" میں ایک طرح کا سکون و تذلل معتبر ہےـقرآن کریم میں "خشوع" کو وجوہ، ابصار ، اصوات وغیرہ کی
۲ ۔ یعنی فضول و بیکار مشغلوں میں وقت ضائع نہیں کرتے کوئی دوسرا شخص لغو اور نکمی بات کہے تو ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں، ان کو وظائف عبودیت سے اتنی فرصت ہی نہیں ہوتی کہ ایسے بے فائدہ جھگڑوں میں اپنے کو پھنسائیں
چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو چو بگذشت بر عارف جنگجو
۳ ۔ یعنی ان کی عادت ہےکہ ہمیشہ زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ کبھی دی کبھی نہ دی، غالبًا اسی لئے { يُؤَدّونَ الزّكوٰة } کی جگہ { لِلزّكوٰة فاعِلُوْنَ } کی ترکیب اختیار فرمائی۔ گویا بتلا دیا کہ زکوٰۃ ادا کرنا ان کا مستمر کام ہے۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "دیا کرتے ہیں" کہہ کر ادھر اشارہ کر دیا۔ بعض مفسرین نے یہاں زکوٰۃ کو "طہارت"

۴ ۔ یعنی اپنی منکوحہ عورت یا باندی کے سوا کوئی اور راستہ قضائے شہوت کا ڈھونڈے ، وہ حلال کی حد سے آگے نکل جانے والا ہے ۔اس میں زناء ، لواطت اور استمناء بالید وغیرہ سب صورتیں آ گئیں۔ بلکہ بعض مفسرین نے حرمت متعہ پر بھی اس سے استدلال کیا ہے۔ وفیہ کلام طویل لا یسعہ المقام۔راجع روح المعانی تحت ہذہ الآیۃ الکریمۃ۔
۵ ۔ یعنی امانت اور قول و قرار کی حفاظت کرتے ہیں، خیانت اور بد عہدی نہیں کرتے نہ اللہ کے معاملہ میں نہ بندوں کے۔

۶ ۔ نمازیں اپنے اوقات پر آداب و حقوق کی رعایت کےساتھ ادا کرتے ہیں۔ بندوں کے معاملات میں پڑ کر عبادت الہٰی سے غافل نہیں ہوتے۔ یہاں تک مومنین مفلحین کی چھ صفات و خصال بیان کیں۔ (۱) خشوع و خضوع سے نمازیں پڑھنا، یعنی بدن اور دل سےاللہ کی طرف جھکنا۔ (۲) باطل لغو اور نکمی باتوں سے علیحدہ رہنا (۳) زکوٰۃ یعنی مالی حقوق ادا کرنا یا

۔ جنت کے میراث ہونے پر پہلے کسی جگہ ہم لکھ چکے ہیں۔ ۷

۸ ۔ کیونکہ سب کے باپ حضرت آدم منتخب مٹی سے پیدا ہوئے اور ویسے بھی تمام بنی آدم نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اور نطفہ بھی مٹی سے نکلی ہوئی غذاؤں کا خلاصہ ہے۔

۔ یعنی رحم مادر میں جہاں سےکہیں ہل نہ سکے۔ ۹

۱۰ ۔ یعنی کچھ حصہ گوشت کا سخت کر کے ہڈیاں بنا دیں۔ اور ہڈیوں کے ڈھانچے پر پھر گوشت پوست منڈھ دیا۔سورۂ "حج" میں اس کے قریب کیفیت تخلیق انسان کی بیان ہو چکی ہے۔

۱۱ ۔ یعنی روح حیات پھونک کر ایک جیتا جاگتا انسان بنا دیا۔ جس پر آگے چل کر بچپن، جوانی،کہولت اور بڑھاپے کے بہت سے احوال و ادوار گذرتے ہیں۔

۱۲ ۔ جس نے نہایت خوبصورتی سے تمام اعضاء و قویٰ کو بہترین سانچے میں ڈھالا اور اس کی ساخت عین حکمت کے موافق نہایت موزوں و متناسب بنائی۔

۱۳ ۔ یعنی تمہارا وجود ذاتی اور خانہ زاد نہیں، مستعار اور دوسرے کا عطیہ ہے۔ چنانچہ موت آ کر سب نقشہ بگاڑ دیتی ہے۔ تم اس وقت اس کے زبردست پنجہ سے اپنی ہستی کو نہیں بچا سکتے۔ یقیناً کوئی اور قاہر طاقت تمہارے اوپر ہے جس نے وجود کی باگ اپنے ہاتھ میں تھام رکھی ہے جب چاہے ڈھیلی چھوڑ دے، جب چاہے کھینچ لے۔
۱۴ ۔ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا وہ ہی دوبارہ بنا کر کھڑا کرے گا۔ تا پہلے وجود کی مستور قوتیں اور اعمال کے نتائج اپنی کامل ترین صورتوں میں ظاہر ہو کر ثابت کر دیں کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ کوئی بے کار اور بے نتیجہ ڈھونگ نہیں بنایا گیا تھا۔
۱۵ ۔ "طرائق" کے معنی بعض مفسرین و لغویین کے نزدیک طبقات کے ہیں۔ یعنی آسمان کے سات طبقے اوپر نیچے بنائے فہذا کما قال { كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا } (نوح رکوع۱) اور بعض نے طرائق کو راستوں کےمعنی میں لیا ہے یعنی سات آسمان بنائے جو فرشتوں کی گذرگاہیں ہیں۔ بعض معاصر مصنفین نے "سبع طرائق" سے سات سیاروں کے
۱۶ ۔ ہر چیز پورے انتظام و احکام اور خبرداری سے بنائی ہے اور اس کی حفاظت و بقاء کے طریقوں سے ہم پورے با خبر ہیں۔ اجرام سماویہ اور مخلوقات سفلیہ میں کوئی چیز نہیں جو ہمارے احاطہ علم و قدرت سے باہر ہو، ورنہ سارا انتظام ہی درہم و برہم ہو جائے { يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا } الخ (حدید
۔ نہ اس قدر زیادہ کہ دنیا بے وقت اور بے موقع تباہ ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضروریات کو کافی نہ ہو۔ ۱۷

۔ یعنی بارش کا پانی زمین اپنے اندر جذب کر لیتی ہے جس کو ہم کنواں وغیرہ کھود کر نکالتے ہیں۔ ۱۸

۱۹ ۔ یعنی نہ اتارنا چاہیں تو نہ اتاریں اور اتارنے کے بعد تم کو اس سے منتفع ہونے کی دسترس نہ دیں مثلاً اس قدر گہرا کر دیں کہ تم نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکو، یا خشک کر کے ہوا میں اڑا دیں ، یا کھارا اور کڑوا کر دیں، تو ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔
۔ یعنی ان کی بہار دیکھ کر خوش ہوتے ہو اور بعض کو بطور تفکہ اور بعض کو بطور غذا استعمال کرتے ہو۔ ۲۰

۲۱ ۔ یعنی زیتون کا درخت جس میں سے روغن نکلتا ہے جو مالش وغیرہ کے کام آتا ہے اور بہت ملکوں کے لوگ سالن کی جگہ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ اس درخت کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔کیونکہ اس کےفوائد کثیر ہیں اور خاص فضل و شرف رکھتا ہے ، اسی لئے سورۂ "تین" میں اس کی قسم کھائی گئ۔ جبل طور کی طرف نسبت کرنا بھی اس کی
۲۲ ۔ نباتات کے بعد یہ حیوانات کا ذکر ہوا، یعنی جانوروں کا دودھ ہم اپنی قدرت سے تم کو پلاتے ہیں۔ اور بہت کچھ فائدے تمہارے لئے ان کی ذات میں رکھ دیے ہیں۔ حتّٰی کہ بعض جانوروں کا گوشت کھانا بھی حلال کر دیا۔

۲۳ ۔ یعنی خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور دریا میں جہازوں اور کشتیوں پر سوار ہو کر کہیں سے کہیں نکل جاتے ہو۔ اور بڑے بڑے وزنی سامان ان پر بار کرتے ہو کشتی کی مناسبت سے آگے نوح کا قصہ ذکر فرماتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سے کشتی بنوائی جو طوفان عظیم کے وقت مومنین کی نجات کا ذریعہ بنی۔ پھر نوح کی مناسبت سے

۔ یعنی اس میں اور تم میں فرق کیا ہے جو یہ رسول بن جائے تم نہ بنو۔ ۲۴

۲۵ ۔ یعنی بڑا بن کر رہنا چاہتا ہے اس لئے یہ سب ڈھونگ بنایا ہے ورنہ خدا کسی کو رسول بنا کر بھیجتا تو کیا یہی اس کام کے لئے رہ گیا تھا۔کوئی فرشتہ نہ بھیج سکتا تھا۔

۲۶ ۔ یعنی ہم نے ایسی عجیب بات کبھی نہیں سنی کہ ایک ہماری طرح کا معمولی آدمی خدا کا رسول بن جائے اور تمام دیوتاؤں کو ہٹا کر تنہا ایک خدا کی حکومت منوانے لگے۔

۲۷ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس غریب کا دماغ چل گیا۔ بھلا ساری قوم کےخلاف اور اپنے باپ دادوں کے خلاف ایسی بات زبان سے نکالنا جو کوئی شخص باور نہ کر سکے کھلا جنون نہیں تو اور کیا ہو گا۔ بہتر ہے چند روز صبر کرو اور انتظار کرو، شاید کچھ دنوں کے بعد اسے ہوش آ جائے اور جنون کے دورہ سے افاقہ ہو یا یوں ہی مر مرا کر قصہ ختم ہو
۲۸ ۔ یعنی جب نوح کی ساری کوششیں بیکار ثابت ہوئیں ، ساڑھے نو سو برس سختیاں جھیل کربھی ان کو راہ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تو خدا سے فریاد کی کہ اب اشقیاء کے مقابلہ میں میری مدد فرمائے ۔کیونکہ بظاہر یہ لوگ میری تکذیب سے باز آنے والے نہیں۔ اوروں کو بھی خراب کریں گے۔
۲۹ ۔ یہ قصہ پہلے سورہ "ہود" وغیرہ میں گذر چکا ہے وہاں ان الفاظ کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

۔ یعنی کافروں کو ، خواہ تیرے کنبہ کے ہوں سوار مت کر۔ ۳۰

۳۱ ۔ یعنی حکم قطعی عذاب کا ہو چکا۔ یہ فیصلہ اٹل ہے، ضرور ہو کر رہے گا۔ اب ظالموں میں سےکسی کو بچانے لئے ہم سے سعی سفارش نہ کرنا۔

۔ یعنی ہم کو ان سے علیحدہ کر کے عذاب سے مامون رکھا۔ ۳۲

۳۳ ۔ یعنی کشتی میں اچھی آرام کی جگہ دے اور کشتی سے جہاں اتارے جائیں وہاں بھی کوئی تکلیف نہ ہو۔ ہر طرح اور ہر جگہ تیری رحمت و برکت شامل حال رہے۔

۳۴ ۔ کہ کون ان نشانوں کو سن کر عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے کون نہیں کرتا۔ کما قال تعالیٰ { وَلَقَدْ تَرَكْنٰهَا اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ } (قمر رکوع۱)

۳۵ ۔ یہ ذکر "عاد" کا ہے یا "ثمود" کا۔

۔ یعنی ہود یا حضرت صالح علیہما السلام۔ ۳۶

۳۷ ۔ یعنی اس کے معتقد نہ تھے کہ مرنے کے بعد ایک خدا سے ملنا ہے۔ بس دنیا کی زندگی اور اس کا عیش و آرام ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

۔ یعنی بظاہر کوئی بات اس میں تم سے سوا نہیں۔ ۳۸

۳۹ ۔ یعنی اس سے بڑی خرابی اور ذلت کیا ہوگی کہ اپنے جیسے ایک معمولی آدمی کو خواہ مخواہ مخدوم و مطاع ٹھہرا لیا جائے۔

۴۰ ۔ یعنی کس قدر بعید از عقل بات کہتا ہے کہ ہڈیوں کے ریزے مٹی کے ذرات میں مل جانے کے بعد پھر قبروں سے آدمی بن کر اٹھیں گے؟ ایسی مہمل بات ماننے کو کون تیار ہو گا۔

۴۱ ۔ یعنی کہاں کی آخرت اور کہاں کا حساب کتاب۔ ہم تو جانیں یہ ہی ایک دنیا کا سلسلہ اور یہ ہی ایک مرنا اور جینا ہے جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہوتا رہتا ہے۔کوئی پیدا ہوا کوئی فنا ہو گیا۔ آگے کچھ نہیں۔

۴۲ ۔ کہ میں اس کا پیغمبر ہوں اور وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کر کے عذاب و ثواب دے گا۔ یہ دونوں دعوے ایسے ہیں جن کو ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ خوامخواہ جھگڑنے اور دردسری کرنے سے کیا فائدہ۔

۔ یعنی آخر پیغمبر نے کفار کی طرف سے ناامید ہو کر دعا کی۔ ۴۳

۔ یعنی عذاب آیا چاہتا ہے جس کے بعد پچتائیں گے ، اور وہ پچتانا نفع نہ دے گا۔ ۴۴

۴۵ ۔ اس سے بظاہر مترشح ہوتا ہے کہ یہ قصہ "ثمود" کا ہے کہ وہ چنگھاڑ سے مرے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۔ جیسے سیلاب خس و خاشاک کو بہا لے جاتا ہے، اس طرح عذاب الہٰی کے سیل میں بہے چلے گئے۔ ۴۶

۔ یعنی خدا کی رحمت سے۔ ۴۷

۴۸ ۔ یعنی ہر ایک قوم جس نے پیغمبروں کی تکذیب کی ٹھیک اپنے اپنے وعدہ پر ہلاک کی جاتی رہی ، جو میعاد کسی قوم کی تھی ایک منٹ اس سے آگے پیچھے نہ ہوئی۔

۴۹ ۔ یعنی رسولوں کا تانتا باندھ دیا یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور مکذبین میں بھی ایک کو دوسرے کے پیچھے چلتا کرتے رہے۔ادھر پیغمبروں کی بعثت کا اور ادھر ہلاک ہونے والوں کا نمبر لگا دیا۔ چنانچہ بہت قومیں ایسی تباہ و برباد کر دی گئیں جن کے قصے کہانیوں کےسوا کوئی چیز باقی نہ رہی۔ آج ان کی داستانیں محض عبرت کے لئے
۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ ۵۰

۔ اس لئے خدائی پیغام کو خاطر میں نہ لائے۔ کبرو غرور کے نشہ نے ان کے دماغوں کو بالکل مختل کر رکھا تھا۔ ۵۱

۵۲ ۔ یعنی موسیٰ و ہارون کی قوم (بنی اسرائیل) تو ہماری غلامی کر رہی ہے ان میں کے دو آدمیوں کو ہم اپنا سردار کس طرح بنا سکتے ہیں۔

۵۳ ۔ یعنی فرعون کی ہلاکت کے بعد ہم نے ان کو تورات شریف مرحمت کی تا لوگ اس پر چل کر جنت اور رضائے الہٰی کی منزل تک پہنچ سکیں۔

۵۴ ۔ یعنی قدرت الہٰیہ کی نشانی ہے کہ تنہا ماں سے بدون باپ کے حضرت عیسیٰ کو پیدا کر دیا، جیسا کہ " آل عمران" اور سورۂ "مریم" میں اس کی تقریر کی جا چکی۔

۵۵ ۔ شاید یہ وہی ٹیلہ یا اونچی زمین ہو جہاں وضع حمل کے وقت حضرت مریم تشریف رکھتی تھیں۔چنانچہ سورۂ مریم کی آیات { فَنَادَ اھَامِنْ تَحْتِھَا اَنْ لَا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکَ سَرِیًّا وَھُزِّی اِلَیْکَ بِجِذْعِ النَّخلۃِ تُسَاقِطْ عَلَیْکَ رُطَبًا جَنِیًّا } دلالت کرتی ہیں کہ وہ جگہ بلند تھی۔ نیچے چشمہ یا نہر بہہ رہی تھی۔ اور کھجور کا درخت نزدیک تھا (کذا فسرہ ابن کثیر)
۵۶ ۔ یعنی سب پیغمبروں کے دین میں یہ ہی ایک حکم رہا کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر۔ اور نیک کام کرنا۔ نیک کام سب خلق جانتی ہے۔ چنانچہ تمام پیغمبر نہایت مضبوطی اور استقامت کے ساتھ اکل حلال صدق مقال اور نیک اعمال پر مواظبت اور اپنی امتوں کو اسی کی تاکید کرتے رہے۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ اسی طرح کا حکم جو یہاں رسولوں

۵۷ ۔ یعنی حلال کھانے اور نیک کام کرنے والوں کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام کھلے چھپے احوال و افعال سے باخبر ہے اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔ یہ رسولوں کوخطاب کر کے امتوں کو سنایا۔

۵۸ ۔ یعنی اصول کے اعتبار سے تمام انبیاء کا دین و ملت ایک اور سب کا خدا بھی ایک ہے۔ جس کی نافرمانی سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔ لیکن لوگوں نے پھوٹ ڈال کر اصل دین کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور جدی جدی راہیں نکال لیں۔ اس طرح آراء و اہواء کا اتباع کر کے سینکڑوں فرقے اور مذہب بن گئے۔ یہ تفریق انبیاء نے نہیں سکھلائی۔ ان کے ہاں ازمنہ و
۔ یعنی سمجھتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہماری ہی راہ سیدھی ہے۔ ۵۹

۶۰ ۔ یعنی جن لوگوں نے انبیاء کی متفقہ ہدایات میں رخنے ڈال کر الگ الگ فرقے اور ملتیں قائم کر دیں ہر فرقہ اپنے ہی عقائد و خیالات پر دل جمائے بیٹھا ہےکسی طرح اس سے ہٹنا نہیں چاہتا خواہ آپ کتنی ہی نصیحت فرمائیں ، تو آپ بھی ان کے غم میں زیادہ نہ پڑیے۔ بلکہ تھوڑی سی مہلت دیجئے کہ یہ اپنی غفلت و جہالت کے نشہ میں ڈوبے رہیں۔ یہاں تک

۶۱ ۔ یہ ہی خیال ان کا تھا۔ چنانچہ کہتے تھے { نحن اکثرُ اموالًا و اولادًا وَمَانَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ } (سبا رکوع۴) یعنی ہم اگر خدا کے ہاں مردود و مبغوض ہوتے تو یہ مال و دولت اور اولاد وغیرہ کی بہتات کیوں ہوتی۔

۶۲ ۔ یعنی سمجھتے ہی نہیں کہ مال و اولاد کی یہ افراط ان کی فضیلت و کرامت کی وجہ سے نہیں امہال و استدراج کی بناء پر ہے۔ جتنی ڈھیل دی جا رہی ہے اسی قدر ان کی شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔ { سَنَسْتَدْرِ جُھُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ وَ اُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ } (اعراف رکوع۲۳)
۶۳ ۔ یعنی باوجود ایمان و احسان کے کفار و مغرورین کی طرح "مکراللہ" سے مامون نہیں۔ ہمہ وقت خوف خدا سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ نہ معلوم دنیا میں جو انعامات ہو رہے ہیں استدراج تو نہیں حسن بصری [illegible] اِنَّ الْمُؤْمِنَ جَمَعَ اِحْسَانًا وَ شَفَقۃً وَ اِنَّ الْمُنَافِقَ جَمَعَ اسَاءَۃ وَاَمْنًا } (مومن نیکی کرتا اور ڈرتا رہتا ہے اور منافق بدی کر کے
۶۴ ۔ یعنی آیات کونیہ و شرعیہ دونوں پر یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ ادھر سے پیش آئے عین حکمت اور جو خبر دی جائے بالکل حق اور جو حکم ملے وہ بہمہ وجوہ صواب و معقول ہے۔

۶۵ ۔ یعنی خالص ایمان و توحید پر قائم ہیں۔ ہر ایک عمل صدق و اخلاص سے ادا کرتے ہیں۔ شرک جلی یا خفی کا شائبہ بھی نہیں آنے دیتے۔

۶۶ ۔ یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا، آگے کام آئے یا نہ آئے، اللہ کی راہ میں خرچ کر کے یہ کھٹکا لگا رہتا ہے، اپنے پر مغرور نہیں ہوتے، نیکی کرنے کے باوجود ڈرتے ہیں۔

۶۷ ۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ کما قال تعالیٰ { فَاٰ تَاھُمُ اللہُ ثَوَابَ الدُّنْیَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَۃ }۔ (آل عمران رکوع۱۵) تو درحقیقت اصلی بھلائی اعمال صالحہ، اخلاق حمیدہ اور ملکات فاضلہ میں ہوئی نہ کہ اموال و اولاد میں جیسے کفار کا گمان تھا۔
۶۸ ۔ یعنی اوپر جو اعمال و خصال بیان کئے گئے کوئی ایسے مشکل کام نہیں جن کا اٹھانا انسانی طاقت سے باہر ہو۔ ہماری یہ عادت نہیں کہ لوگوں کو تکلیف مَالَایُطَاق دی جائے یہ سب باتیں وہ ہیں جن کو اگر توجہ کرو تو بخوبی حاصل کر سکتے ہو۔ اور جو لوگ سابقین کاملین کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے انہیں بھی اپنی وسعت و ہمت کے موافق پوری
۶۹ ۔ یعنی آخرت کے حساب و کتاب سے یہ لوگ غافل ہیں اور دنیا کے دوسرے دھندوں میں پڑے ہیں ۔ جن سے نکلنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی جو آخرت کی طرف توجہ کریں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان کے دل شک و تردد اور غفلت و جہالت کی تاریک موجوں میں غرقاب ہیں۔ بڑا گناہ تو یہ ہوا، باقی اس سے ورے اور بہت سے گناہ ہیں جن کو وہ سمیٹ رہے

۷۰ ۔ یعنی جب دنیوی یا اخروی عذاب میں پکڑے جائیں گے تو چلائیں گے اور شور مچائیں گے کہ ہمیں اس آفت سے بچاؤ۔ بھلا وہاں بچانے والا کون؟ حکم ہو گا کہ چلاؤ نہیں، یہ سب چیخ و پکار بیکار ہے۔ آج کوئی تمہاری مدد کو نہیں پہنچ سکتا نہ ہمارےعذاب سےچھڑا سکتا ہے۔ چنانچہ اس عذاب کا ایک نمونہ کفار مکہ کو بدر میں دکھلایا گیا، جہاں ان

۷۱ ۔ یعنی اب کیوں شور مچاتے ہو، وہ وقت یاد کرو جب خدا کے پیغمبر آیات پڑھ کو سناتے تھے تو تم الٹے پاؤں بھاگتے تھے سننا بھی گوارا نہ تھا۔ تمہاری شیخی اور تکبر اجازت نہ دیتا تھا کہ حق کو قبول کرو اور پیغمبروں کی بات پر کان دھرو۔
۷۲ ۔ یعنی پیغمبر کی مجلس سے ایسے بھاگتے تھے گویا کسی فضول قصہ گو کو چھوڑ کر چلے گئے { یَا سَامِرًا تَھْجُرُوْنَ } کا مطلب یہ ہے کہ رات کے وقت حرم میں بیٹھ کر پیغمبر علیہ السلام اور قرآن کریم کی نسبت باتیں بناتے اور طرح طرح کے قصے گھڑتے تھے، کوئی جادو کہتا تھا، کوئی شاعری، کوئی کہانت، کوئی کچھ اور۔ اسی طرح کی بکواس اور
۷۳ ۔ یعنی قرآن کی خوبیوں میں غوروفکر نہیں کرتے۔ ورنہ حقیقت حال منکشف ہو جاتی کہ بلاشبہ یہ کلام اللہ جل شانہ کا ہے جس میں ان کی بیماریوں کا صحیح علاج بتلایا گیا ہے۔

۷۴ ۔ یعنی نصیحت کرنے والے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں، پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے آسمانی کتابیں بھی باربار اترتی رہی ہیں۔ کبھی کہیں کبھی کہیں۔ سو یہ کوئی انوکھی بات نہیں جس کا نمونہ پیشتر سے موجود نہ ہو۔ ہاں جو اکمل ترین و اشرف ترین کتاب اب آئی اس شان و مرتبہ کی پہلے نہ آئی تھی۔ تو اس کا مقتضٰی یہ تھا کہ اور زیادہ اس نعمت
۷۵ ۔ یعنی کیا اس لئے اعراض و تکذیب پر تلے ہوئے ہیں کہ ان کو پیغمبر کے احوال سے آگاہی نہیں، حالانکہ سارا عرب جانتا ہے کہ آپ بچپن سے صادق و امین اور عفیف و پاکباز تھے۔ چنانچہ حضرت جعفر نے بادشاہ حبشہ کے سامنے، حضرت مغیرہ ابن شعبہ نے نائب کسریٰ کے آگے اور ابوسفیان نے بحالت کفر قیصر روم کے دربار میں اسی
۷۶ ۔ یعنی سودائیوں اور دیوانوں کی باتیں کہیں ایسی کھری اور سچی ہوتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ بھی محض زبان سےکہتے تھے، دل ان کا جانتا تھا کہ بیشک جو کچھ آپ لائے ہیں حق ہے، پر حق بات چونکہ ان کی اغراض و خواہشات کے موافق نہ تھی۔اس لئے بری لگتی تھی اور قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوتے تھے۔
۷۷ ۔ یعنی سچی بات بری لگتی ہے تو لگنے دو۔ سچائی ان کی خوشی اور خواہش کے تابع نہیں ہو سکتی اگر سچا خدا ان کی خوشی اور خواہش ہی پر چلا کرے تو وہ خدا ہی کہاں رہے۔ معاذ اللہ بندوں کے ہاتھ میں ایک کٹ پتلی بن جائے۔ ایسی صورت میں زمین و آسمان کے یہ محکم انتظامات کیونکر قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر ایک چھوٹے سے گاؤں کا انتظام محض
۷۸ ۔ جس کی و تمنا کیا کرتے تھے { لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِکْرًا مِنَ الْاَوَّلِین لَکُنَّا عِبَادَاللہِ الْمُخْلِصِیْنَ } (صافات رکوع۵)

۷۹ ۔ جب آ گئ اور ایسی آئی جس سے اُن کو قومی حیثیت سے عظیم الشان فخر و شرف حاصل ہوا، تو اب منہ پھیرتے اور ایسے اعلٰی فضل و شرف کو ہاتھ سے گنوا رہے ہیں۔

۸۰ ۔ یعنی آپ دعوت و تبلیغ اور نصیحت و خیر خواہی کر کے ان سے کسی معاوضہ کے طلب گار نہیں۔ خدا تعالیٰ نے دارین کی جو دولت آپ کو مرحمت فرمائی ہے وہ اس معاوضہ سے کہیں بہتر ہے۔

۸۱ ۔ یعنی آپ کے صدق و امانت کا حال سب کو معلوم ہے۔ جو کلام آپ لائے اس کی خوبیاں اظہر من الشمس ہیں۔ معاذ اللہ آپ کو خلل دماغ نہیں، ان سےکسی معاوضہ کے طالب نہیں، جس راستہ کی طرف آپ بلاتے ہیں بالکل سیدھا اور صاف راستہ ہے جس کو ہر سیدھی عقل والا بسہولت سمجھ سکتا ہے۔ کوئی ایچ پیچ نہیں۔ ٹیڑھا ترچھا نہیں۔ ہاں اس پر
۸۲ ۔ یعنی تکلیف سے نکال کر آرام دیں تب بھی احسان نہ مانیں اور شرارت و سرکشی سے باز نہ آئیں۔ حضرت کی دعا سے ایک مرتبہ مکہ والوں پرقحط پڑا تھا، پھر حضرت ہی کی دعا سے کھلا۔ شاید یہ اسی کو فرمایا یا یہ مطلب ہے کہ اگر ہم اپنی رحمت سے ان کے نقصان دور کر دیں یعنی قرآن کی سمجھ دیدیں تب بھی یہ لوگ اپنے ازلی خسران اور سوء ۔ مثلاً قحط وغیرہ آفات مسلط ہوئیں تب بھی عاجزی کر کے خدا کی بات نہ مانی۔ ۸۳

۔ اس سے یا تو آخرت کا عذاب مراد ہے یا شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوئے۔ ۸۴

۸۵ ۔ کانوں سے اس کی آیات تنزیلیہ کو سنو اور آنکھوں سے آیات تکوینیہ کو دیکھو اور دلوں سے دونوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ان نعمتوں کا شکر یہ تھا کہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو ان کے کام میں لاتے لیکن ایسا نہ ہوا۔ اکثر آدمیوں نے اکثر اوقات میں ان قوتوں کو بیجا خرچ کیا۔
۸۶ ۔ وہاں ہر ایک کو شکرگذاری اور ناشکری کا بدلہ مل جائے گا۔ اس وقت کوئی شخص یا کوئی عمل غیر حاضر نہ ہو سکے گا۔ جس نے پھیلایا اس کو سمیٹنا کیا مشکل ہے۔

۸۷ ۔ زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ، یا اندھیرے سے اجالا اور اجالے سے اندھیرا کر دینا جس کے قبضہ میں ہے اس کی قدرت عظیمہ کے سامنے کیا مشکل ہے کہ تم کو دوبارہ زندہ کر دے اور آنکھوں کے آگے سے ظلمتِ جہل کے پردے اٹھا دے۔ جس کے بعد حقائق اشیاء ٹھیک ٹھیک منکشف ہو جائیں، جیسا کہ قیامت میں ہو گا۔{ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ }۔

۸۸ ۔ یعنی عقل و فہم کی بات کچھ نہیں محض پرانے لوگوں کی اندھی تقلید کئے چلے جا رہے ہیں، وہ ہی دقیانوسی شکوک پیش کرتے ہیں جو ان کے پیشرو کیا کرتے تھے، یعنی مٹی میں مل کر اور ریزہ ریزہ ہو کر ہم کیسے زندہ کئے جائیں گے؟ ایسی دور از عقل باتیں جو ہم کو سنائی جا رہی ہیں پہلے ہمارے باپ دادوں سے بھی کہی گئ تھیں۔ لیکن ہم

۔ کہ جس کا قبضہ ساری زمین اور زمینی چیزوں پر ہے، کیا تمہاری مشت خاک اس کے قبضہ سے باہر ہو گی؟ ۸۹

۹۰ ۔ کہ اتنا بڑا شہنشاہ تمہاری ان گستاخیوں اور نافرمانیوں پر تم کو دھر گھسیٹے۔ کیا یہ انتہائی گستاخی نہیں کہ اس شہنشاہ مطلق کو ایک ذرہ بے مقدار سے عاجز قرار دینے لگے۔

۹۱ ۔ یعنی ہر چیز پر اسی کا اختیار چلتا ہے جس کو چاہے وہ پناہ دے سکتا ہے۔ لیکن کوئی دوسرا اس کے مجرم کو پناہ نہیں دے سکتا۔

۹۲ ۔ جس سے مسحور ہو کر تم ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہو کہ ایسی موٹی باتیں بھی نہیں سمجھ سکتے۔ جب تمام زمین و آسمان کا مالک وہ ہی ہوا اور ہر چیز اسی کے زیر تصرف و اقتدار ہوئی، تو آخر تمہارے بدن کی ہڈیاں اور ریزے اس کے قبضہ اقتدار سے نکل کر کہاں چلے جائیں گے کہ ان پر وہ قادر مطلق اپنی مشیت نافذ نہ کر سکے گا۔
۹۳ ۔ یعنی دلائل و شواہد سے ظاہر کر دیا گیا کہ جو کچھ ان سے کہا جا رہا ہے موبمو صحیح اور حق ہے اور وہ لوگ محض جھوٹے خیالات کی پیروی کر رہے ہیں۔

۹۴ ۔ یعنی زمین و آسمان اور ذرہ ذرہ کا تنہا مالک و مختار وہ ہی ہے، نہ اسے بیٹے کی ضرورت نہ مددگار کی، نہ اس کی حکومت و فرمانروائی میں کوئی شریک جسے ایک ذرہ کا مستقل اختیار ہو۔ ایسا ہوتا تو ہر ایک با اختیار حاکم اپنی رعایا کو لے کرعلیحدہ ہو جاتا اور اپنی جمعیت فراہم کر کے دوسرے پر چڑھائی کر دیتا اور عالم کا یہ مضبوط و محکم
۔ کیا خدا کی شان یہ ہوتی ہے کہ اس کے آگے کوئی دم مار سکے یا ایک ذرہ اس کے حکم سے باہر ہو سکے۔ ۹۵

۹۶ ۔ یعنی جس کی قدرت عامہ و تامہ کا حال پہلے بیان ہو چکا، اور علم محیط ایسا کہ کوئی ظاہر و باطن اور غیب و شہادت اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس کی حکومت میں کیا وہ چیزیں شریک ہونگی جن کی قدرت اور علم وغیرہ سب صفات محدود و مستعار ہیں؟ استغفراللہ۔

۹۷ ۔ یعنی حق تعالیٰ کی جناب میں ایسی گستاخی کی جاتی ہے تو یقیناً کوئی سخت آفت آ کر رہے گی۔ اس لئے ہر مومن کو ہدایت ہوئی کہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر یہ دعا مانگے کہ جب ظالموں پر عذاب آئے تو الہٰی مجھ کو اس کے ذیل میں شامل نہ کرنا جیسا کہ حدیث میں آیا { وَاِذا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَۃً فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ }۔ مطلب یہ ہے کہ خداوندا ہم کو ایمان و

۹۸ ۔ یعنی ہم کو قدرت ہے کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے دنیا ہی میں ان کو سزا دیدیں لیکن آپ کے مقام بلند اور اعلیٰ اخلاق کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان کی برائی کو بھلائی سے دفع کریں جہاں تک اس طرح دفع ہو سکتی ہو۔ اور ان کی بیہودہ بکواس سے مشتعل نہ ہوں اس کو ہم خوب جانتے ہیں، وقت پر کافی سزا دی جائے گی۔ آپ کے اغماض اور نرم برتاؤ کا

۹۹ ۔ پہلے شیاطین الانس کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ بتلایا تھا۔ لیکن شیاطین الجن اس طریقہ سے متاثر نہیں ہو سکتے کوئی تدبیر یا نرمی ان کو رام نہیں کر سکتی۔ اس کا علاج صرف استعاذہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جانا، تا وہ قادر مطلق ان کی چھیڑ خانی اور شر سے محفوظ رکھے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ شیطان کی چھیڑ یہ ہی کہ دین
۱۰۰ ۔ یعنی کسی حال میں بھی شیطان کو میرے پاس نہ آنے دیجئے کہ مجھ پر وہ اپنا وار کر سکے۔

۱۰۱ ۔ یعنی آپ ان کفار کی برائیوں کو بھلے طریقہ سے دفع کرتے رہئے۔ اور جو باتیں یہ بناتے ہیں ان کو ہمارے حوالہ کیجئے یہاں تک کہ ان میں سے بعض کی موت کا وقت آ پہنچے اور نزع کی حالت میں مبادی عذاب کا معائنہ کر کے پچھتاوا شروع ہو اس وقت تمنا کریں گے کہ اے پروردگار! قبر کی طرف لیجانے کے بجائے ہم کو پھر دنیا کی طرف
۱۰۲ ۔ یعنی اجل آ جانے کے بعد اس کام کے لئے ہر گز واپس نہیں کیا جا سکتا۔ اور بالفرض واپس کر دیا جائے تو ہر گز نیک کام نہ کرے گا، وہ ہی شرارتیں پھر سوجھیں گی { وَلَوْ رُدُّولَعَادُوْ الِمَانُھُوْا عَنْہُ وَاِنَّھُمْ لَکَاذِبُوْنَ } (انعام رکوع۳) یہ محض اُس کی بات ہے جو زبان سے بنا رہا ہے اور غلبہ حسرت و ندامت کی وجہ سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ وہ ہی اپنی
۱۰۳ ۔ یعنی ابھی کیا دیکھا ہے، موت ہی سے اس قدر گھبرا گیا۔ آگے اس کے بعد ایک اور عالم برزخ آتا ہے جہاں پہنچ کر دنیا والوں سے پردہ میں ہو جاتا ہے اور آخرت بھی سامنے نہیں آتی۔ ہاں عذاب آخرت کا تھوڑا سا نمونہ سامنے آتا ہے جس کا مزہ قیامت تک پڑا چکھتا رہے گا۔
۱۰۴ ۔ یعنی عالم برزخ کے بعد قیامت کی گھڑی ہے دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے بعد تمام خلائق کو ایک میدان میں لا کھڑا کریں گے۔ اس وقت ہر ایک شخص اپنی فکر میں مشغول ہو گا۔ اولاد ماں باپ سے، بھائی بھائی اور میاں بیوی سے سروکار نہ رکھے گا۔ ایکدوسرے سے بیزار ہوں گے، کوئی کسی کی بات نہ پوچھے گا۔ { یَوْمَ یَفِرُّالْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ

۱۰۵ ۔ جلتے جلتے بدن سوج جائے گا، نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک اور اوپر کا پھول کر کھوپڑی تک پہنچ جائے گا اور زبان باہر نکل کر زمین میں لٹکتی ہو گی جسے دوزخی پاؤں سے روندیں گے۔ (اللّٰھم احفظنا منہ ومن سائرانواع العذاب)
۱۰۶ ۔ یعنی اس وقت ان سے یوں کہیں گے۔ گویا جن باتوں کو دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے، اب آنکھوں سے دیکھ لو سچی تھیں یا جھوٹی؟۔

۱۰۷ ۔ یعنی اعتراف کریں گے کہ بیشک ہماری بدبختی نے دھکا دیا جو سیدھے راستہ سے بہک کر اس ابدی ہلاکت کے گڑھے میں آ پڑے۔ اب ہم نے سب کچھ دیکھ لیا۔ ازراہ کرم ایک دفعہ ہم کو یہاں سے نکال دیجئے۔ پھر کبھی ایسا کریں تو گنہگار، جو سزا چاہے دیجئے گا۔

۱۰۸ ۔ یعنی بک بک مت کرو، جو کیا تھا اب اس کی سزا بھگتو۔ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب کے بعد پھر فریاد منقطع ہو جائے گی۔ بجز فیروشہیق کے کچھ کلام نہ کر سکیں گے۔ العیاذ باللہ۔

۱۰۹ ۔ یعنی دنیا میں مسلمان جب اپنے رب کے آگے دعا و استغفار کرتے تو تم کو ہنسی سوجھتی تھی۔ اس قدر ٹھٹھا کرتے اور ان کی نیک خصلتوں کا اتنا مذاق اڑاتے تھے کہ ان کے پیچھے پڑ کر تم نے مجھے بھی یاد نہ رکھا، گویا تمہارے سر پر کوئی حاکم ہی نہ تھا جو کسی وقت ان حرکتوں پر نوٹس لے اور ایسی سخت شرارتوں کی سزا دے سکے۔
۱۱۰ ۔ بیچارے مسلمانوں نے تمہاری زبانی اور عملی ایذاؤں پر صبر کیا تھا، آج دیکھتے ہو تمہارے بالمقابل ان کو کیا پھل ملا، ان کو ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا جہاں وہ ہر طرح کامیاب اور ہر قسم کی لذتوں اور مسرتوں سے ہمکنار ہیں۔

۱۱۱ ۔ یعنی فرشتوں سے جنہوں نے ہر نیکی بدی گن رکھی ہے یہ بھی گِنا ہو گا۔ "زمین میں رہنا" یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی وہاں تھوڑی نظر آئے گی۔ یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کیا کرتے تھے، اب جانا کہ شتاب ہی آیا ۔ کذا فی موضح القرآن۔
۱۱۲ ۔ یعنی واقعی دنیا کی عمر تھوڑی ہی تھی۔ لیکن اگر اس بات کو پیغمبروں کے کہنے سے دنیا میں سمجھ لیتے تو کبھی اس متاع فانی پر مغرور ہو کر انجام سے غافل نہ ہوتے اور وہ گستاخیاں اور شرارتیں نہ کرتے جن کا دنیا کی زائل و فانی لذتوں میں پڑ کر ارتکاب کیا۔
۱۱۳ ۔ یعنی دنیا میں تو نیکی بدی کا پورا نتیجہ نہیں ملتا۔ اگر اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو گویا یہ سب کارخانہ محض کھیل تماشہ اور بے نتیجہ تھا۔ سو حق تعالیٰ کی جناب اس سے بہت بلند ہے کہ ا سکی نسبت ایسا رکیک خیال کیا جائے۔
۱۱۴ ۔ جب وہ بالاوبرتر، شہنشاہ، مالک علی الاطلاق ہے تو ہو نہیں سکتا کہ وفاداروں اور مجرموں کو یوں کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ دے۔

۔ یعنی وہاں حساب ہو کر مقدار جرم کے موافق سزا دی جائے گی۔ ۱۱۵

۱۱۶ ۔ یعنی ہماری تقصیرات سے درگذر فرما اور اپنی رحمت سے دنیا و آخرت میں سرفراز کر۔ تیری رحمت بے نہایت کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں۔
ان آیات کی فضیلت:
۱ ۔ یہ سورت بعض نہایت ضروری احکام و حدود، امثال و مواعظ، حقائق توحید اور بہت ہی اہم تنبیہات و اصلاحات پر مشتمل ہے۔ اس کا سب سے زیادہ ممتاز اور سبق آموز حصہ وہ ہے جس کا تعلق قصہ "افک" سے ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ پر منافقین نے جو جھوٹی تہمت لگائی تھی اس میں بعض سادہ دل اور مخلص مسلمانوں کے پائے
۲ ۔ یہ سزا اس زانی اور زانیہ کی ہے جو آزاد، عاقل، بالغ ہو اور نکاح کئے ہوئے نہ ہو یا نکاح کرنے کے بعد ہم بستری نہ کر چکے ہوں اور جو آزاد نہ ہو اس کے پچاس درّے لگتے ہیں، اس کا حکم پانچویں پارہ کے اول رکوع کے ختم پر مذکور ہے۔ اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف ہی نہیں۔
۳ ۔ یعنی اگر اللہ پر یقین رکھتے ہو تو اس کے احکام و حدود جاری کرنے میں کچھ پس و پیش نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ مجرم پر ترس کھا کر سزا بالکل روک لو یا اس میں کمی کرنے لگو۔ یا سزا دینے کی ایسی ہلکی اور غیر مؤثر طرز اختیار کرو کہ سزا سزا نہ رہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق اور تم سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اس
۴ ۔ یعنی سزا تنہائی میں نہیں، مسلمانوں کے مجمع میں دینی چاہئے کیونکہ اس رسوائی میں سزا کی تکمیل و تشہیر اور دیکھنے سننے والوں کے لئے سامان عبرت ہے۔ اور شاید یہ بھی غرض ہو کہ دیکھنے والے مسلمان اس کی حالت پر رحم کھا کر عفو و مغفرت کی دعا کریں گے۔ واللہ اعلم۔
۵ ۔ زنا کی سزا ذکر کرنے کے بعد اس فعل کی غایت و شناعت بیان فرماتے ہیں۔ یعنی جو مرد یا عورت اس عادت شنیع میں مبتلا ہیں حقیقت میں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی عفیف مسلمان سے ان کا تعلق ازدواج و ہم بستری قائم کیا جائے۔ ان کی پلید طبیعت اور میلان کے مناسب تو یہ ہے کہ ایسے ہی کسی بدکار و تباہ حال مرد و عورت سے یا ان سے بھی
۶ ۔ ایک مومن مومن رہتے ہوئے یہ حرکت کیسے کرے گا۔ حدیث میں ہے۔ { لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَمُؤمِنٌ } یا یہ مطلب ہوا کہ زانیہ سے نکاح کرنا ان پاکباز مردوں پر حرام کیا گیا ہے جو صحیح اور حقیقی معنوں میں مومنین کہلانے کے مستحق ہیں۔ یعنی تکوینی طور پر ان کے پاک نفوس کو ایسی گندی جگہ کی طرف مائل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔
۷ ۔ یعنی ایسی پاکدامن عورتوں کو زنا کی تمہت لگائیں جن کا بدکار ہونا کسی دلیل یا قرینہ شرعیہ سے ثابت نہیں۔ اس کی سزا بیان فرماتے ہیں اور یہ ہی حکم پاکباز مردوں پر تہمت لگانے کا ہے۔ چونکہ یہ آیات ایک عورت کے قصہ میں نازل ہوئیں اس لئے ان ہی کا ذکر فرمایا، اگر چار گواہ پیش کر دیے اور ان کی شہادت بقاعدہ شریعت پوری اتری تو مقذوف یا
۸ ۔ یہ سزا قاذف (تمہت لگانے والے) کی ہوئی کہ (مقذوف کے مطالبے پر) اسّی درّے لگائے جائیں اور آئندہ ہمیشہ کے لئے (معاملات) میں مردودالشہادت قرار دیا جائے۔ حنفیہ کے نزدیک توبہ کے بعد بھی اس کی شہادت معاملات میں قبول نہیں کی جا سکتی۔
۹ ۔ اگر واقع میں جان بوجھ کر جھوٹی تہمت لگائی تھی تب تو ان کا فاسق و نافرمان ہونا ظاہر ہے اور اگر واقعی سچ بیان کیا تھا لیکن جانتے تھے کہ چار گواہوں سے ہم اپنا دعویٰ ثابت نہیں کر سکیں گے تو ایسی بات کا اظہار کرنے سے بجز ایک مسلمان کی آبروریزی اور پردہ دری سے کیا مقصود ہوا جو بجائے خود ایک مستقل گناہ ہے اور علماء نے اس کو
۱۰ ۔ یعنی توبہ اور اصلاح حال کے بعد اللہ کے نافرمان بندوں میں اس کا شمار نہ رہے گا ۔ گو پچھلے قذف کی سزا میں مردود الشہادت پھر بھی رہے۔ یہ ہی مذہب سلف میں سے قاضی شریح، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، مکحول، عبدالرحمٰن بن زید بن جابر، حسن بصری، محمد بن سیرین اور سعید ابن المسیب رحمہم اللہ کا ہے۔ کما فی الدرا لمنثور و ابن کثیر۔
۔ یعنی زنا کی تمہت لگائے یا اپنے بچہ کو کہےکہ میرے نطفہ سے نہیں۔ ۱۱

۱۲ ۔ یعنی جو اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اولًا اس سے چار گواہ طلب کئے جائیں گے اگر پیش کر دے تو عورت
پر حد زنا جاری کر دی جائے گی۔ اگر گواہ نہ لا سکا تو اس کو کہا جائے گا کہ چار مرتبہ قسم کھا کر بیان کرے کہ وہ
اپنے دعوے میں سچا ہے (یعنی جو تہمت اپنی بیوی پر لگائی ہے اس میں جھوٹ نہیں بولا) گویا چارگواہوں کی جگہ خود
۱۳ ۔ یعنی اگر یہ حکم لعان مشروع نہ ہوتا تو قذف کے عام قاعدہ کے موافق زوج پر حد قذف آتی اوریا ساری عمر خون
کے گھونٹ پیتا۔ کیونکہ ممکن ہے وہ سچا ہو۔ بخلاف غیر شوہر کے کہ وہ اظہار میں مضطر نہیں، اس لئے اس کے قانون
میں ان امور کی رعایت ضرور نہیں دوسری طرف اگر محض خاوند کے قسمیں کھانے پرزنا کا ثبوت ہو جایا کرتا تو
۱۴ ۔ یہاں سے اس طوفان کا ذکر ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ پر اٹھایا گیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ۶ہجری میں
غزوہ بنی المصطلق سے واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ بھی ہمراہ تھیں، ان کی سواری کا اونٹ
علیحدہ تھا، وہ ہودہ میں پردہ چھوڑ کر بیٹھ جاتیں۔ جمال ہودے کو اونٹ پر باندھ دیتے۔ ایک منزل پر قافلہ ٹھہرا ہوا تھا،
۱۵ ۔ یعنی طوفان اٹھانے والے خیر سے وہ لوگ ہیں جو جھوٹ یا سچ اسلام کا نام لیتےاور اپنے کو مسلمان بتلاتے ہیں ان
میں سےچند آدمیوں نے مل کر یہ سازش کی اور کچھ لوگ نادانستہ انکی عیارانہ سازش کا شکار ہو گئے تاہم خدا کا
احسان ہے کہ جمہور مسلمان ان کےجال میں نہیں پھنسے۔
۱۶ ۔ یہ خطاب ان مسلمانوں کی تسلی کےلئے ہے جنہیں اس واقعہ سےصدمہ پہنچا تھا بالخصوص عائشہ صدیقہ اور ان کا
گھرانہ کہ ظاہر ہے وہ سخت غمزدہ اور پریشان تھے۔ یعنی گو بظاہر یہ چرچا بہت مکروہ، رنجیدہ اور ناخوشگوار تھا۔
لیکن فی الحقیقت تمہارےلئے اس کی تہ میں بڑی بہتری چھپی ہوئی تھی۔ آخر اتنی مدت تک ایسےجگر خراش حملوں اور
۱۷ ۔ یعنی جس شخص نے اس فتنہ میں جس قدر حصہ لیا اسی قدر گناہ سمیٹا اور سزا کا مستحق ہوا۔ مثلاً بعض خوش ہو
کر اور خوب مزے لے کر ان واہیات باتوں کا تذکرہ کرتے تھے بعض اظہار افسوس کے طرز میں، بعض چھیڑ کر مجلس
میں چرچا اٹھا دیتے، اور آپ خود چپکے سنا کرتے۔ بعض سن کر تردد میں پڑ جاتے، بہت سے خاموش رہتے اور بہت
۱۸ ۔ مسلمان کو چاہئے کہ اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے ساتھ حسن ظن رکھے۔ اور جب سنے کہ لوگ ایک نیک شخص
پر یوں ہی رجمًا بالغیب بری تہمتیں لگاتے ہیں تو اپنے دل میں ایسے خیالات کو راہ نہ دے بلکہ انکو جھٹلائے۔ پیغمبر
علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے۔ اللہ پیٹھ پیچھے اس کی مدد کرے گا۔ بے تحقیق
۱۹ ۔ یعنی اللہ کےحکم اور اس کی شریعت کے موافق وہ لوگ جھوٹے قرار دیئے گئے ہیں جو کسی پر بدکاری کی تہمت
لگا کر چار گواہ پیش نہ کر سکیں۔ اور بدون کافی ثبوت کے ایسی سنگین بات زبان سے بکتے پھریں۔

۲۰ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل دنیا کے عذابوں سے بچایا ہے۔ نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے۔
(موضح القرآن) نیز تم میں سے مخلصین کو توبہ کی توفیق دے کر خطا معاف کر دی ورنہ منافقین کی طرح وہ بھی قیامت
کے دن عذاب عظیم میں گرفتار ہوتے (العیاذ باللہ)۔
۲۱ ۔ یعنی عذاب عظیم کے مستحق کیوں نہ ہوتے جبکہ تم ایسی بے تحقیق اور ظاہر البطلان بات کو ایک دوسرے کی
طرف چلتا کر رہے تھے۔ اور زبان سے وہ اٹکل پچو باتیں نکالتے تھے جن کی واقعیت کی تمہیں کچھ بھی خبر نہ تھی۔
پھر طرفہ یہ ہے کہ ایسی سخت بات کو (یعنی کسی محصنہ خصوصًا پیغمبر علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ اور مومنین کی
۲۲ ۔ یعنی اول تو حسن ظن کا اقتضاء یہ تھا کہ دل میں بھی یہ خیال نہ گذرنے پائے جیسا کہ اوپر ارشاد ہوا۔ لیکن اگر
شیطانی اغواء سے فرض کیجئے کسی دل میں کوئی برا وسوسہ گذرے تو پھر یہ جائز نہیں کہ ایسی ناپاک بات زبان پر
لائی جائے۔ چاہئے کہ اس وقت مومن اپنی حیثیت اور دیانت کو ملحوظ رکھے اور صاف کہدے کہ ایسی بے سروپا بات کا
۲۳ ۔ یعنی مومنین کو پوری طرح چوکس اور ہشیار رہنا چاہئے۔ بد باطن منافقین کے چکموں میں کبھی نہ آئیں۔ ہمیشہ
پیغمبر علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کی عظمت شان کو ملحوظ رکھیں۔

۲۴ ۔ یعنی پتہ اس کا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے۔ معلوم ہوا کہ منافقین نے جو ہمیشہ دشمن تھے۔ اگلی آیت میں پتہ بتلا دیا۔
(کذا فی الموضح) عمومًا مفسرین نے آیات سے مراد احکام، نصائح، حدود اور قبول توبہ وغیرہ کے مضامین لئے ہیں۔ اس
وقت صفات علم و حکمت کے ذکر سے یہ غرض ہو گی کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے مخلصین کی ندامت قلبی کا حال خوب
۲۵ ۔ یعنی بدکاری پھیلے یا بدکاری کی خبریں پھیلیں۔ یہ چاہنے والے منافقین تھے۔ لیکن انکا تذکرہ کر کے مومنین کو بھی
متنبہ فرمادیا کہ اگر فرض کرو کسی کے دل میں ایک بری بات کا خطرہ گذرا اور بے پروائی سے کوئی لفظ زبان سے
بھی کہہ گذرا تو چاہئے کہ اب ایسی مہمل بات کا چرچا کرتا نہ پھرے۔ اگر خواہی نہ خواہی کسی مومن کی آبروریزی
۔ دنیا میں حد قذف، رسوائی اور قسم قسم کی سزائیں اور آخرت میں دوزخ کی سزا۔ ۲۶

۲۷ ۔ یعنی ایسے فتنہ پردازوں کو خدا خوب جانتا ہے گو تم نہ جانتے ہو۔ اور یہ بھی اُسی کےعلم میں ہے کہ کس کا جرم
کتنا ہے اور کس کی کیا غرض ہے۔ (تنبیہ) حبِ شیوع فاحشہ، حسد و کینہ وغیرہ کی طرح اعمال قلبیہ میں سے ہے مراتب
قصد میں سے نہیں۔ اس لئے اس پر ماخوذ ہونے میں اختلاف نہ ہو نا چاہئے۔ فتنبہ لہ۔
۲۸ ۔ یعنی یہ طوفان تو ایسا اٹھا تھا کہ نہ معلوم کون کون اس کی نذر ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و
رحمت اور شفقت و مہربانی سے تم میں سے تائبین کی توبہ کو قبول فرمایا اور بعض کو حد شرعی جاری کر کے پاک
کیا اور جو زیادہ خبیث تھے ان کو ایک گونہ مہلت دی۔

۲۹ ۔ یعنی شیطان کی چالوں سے ہشیار رہا کرو۔ مسلمان کا یہ کام نہیں ہونا چاہئے کہ شیاطین الانس و الجن کے قدم بقدم چلنے لگے۔ ان ملعونوں کا تو مشن ہی یہ ہے کہ لوگوں کو بے حیائی اور برائی کی طرف لے جائیں تم جان بوجھ کر کیوں ان کے بھرّے میں آتے ہو۔ دیکھ لو شیطان نے ذرا سا چرکہ لگا کر کتنا بڑا طوفان کھڑا کر دیا اور کئی سیدھے
۳۰ ۔ یعنی شیطان تو سب کو بگاڑ کر چھوڑتا ایک کو بھی سیدھے راستہ پر نہ رہنے دیتا۔ یہ تو خدا کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ وہ اپنے مخلص بندوں کی دستگیری فرما کر بہتیروں کو محفوظ رکھتا ہے اور بعض کو مبتلا ہو جانے کے بعد توبہ کی توفیق دے کر درست کر دیتا ہے۔ یہ بات اسی خدائے واحد کے اختیار میں ہے اور وہ ہی اپنے علم محیط اور
۳۱ ۔ حضرت عائشہ پر طوفان اٹھانے والوں میں بعض مسلمان بھی نادانی سے شریک ہو گئے۔ ان میں سے ایک حضرت مسطح تھے جو ایک مفلس مہاجر ہونے کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔ قصہ "افک" سے پہلے حضرت صدیق اکبر ان کی امداد اور خبرگیری کیا کرتے۔ جب یہ قصہ ختم ہوا اور عائشہ صدیقہ کی
۳۲ ۔ صحیحین کی حدیث میں ہے۔ { اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الموبقات الشرْک بالله وقتل النفس الَّتِیْ حَرَّمَ اللہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلَ الرِّبوا وَاَکل مال الیتیم وَالتَّولِّی یَوْمَ الزّحف وَقَذْفَ المُحْصنَات المُؤْمِنَاتِ الغَافِلَاتِ } اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قذف محصنات مطلقًا مہلکات میں سے ہے۔ پھر ان میں سے بھی ازواج مطہرات بالخصوص ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا قذف تو کس درجہ کا
۳۳ ۔ یعنی مجرم منہ سے بولنا اور ظاہر کرنا نہ چاہے گا۔ مگر خود زبان اور ہاتھ پاؤں بولیں گے اور ان میں سے ہر عضو اس عمل کو ظاہر کرے گا جو اس کے ذریعہ سے کیا گیا تھا۔ (لطیفہ) قاذف نے زبان سے تہمت لگائی تھی اور چار گواہوں کا اس سے مطالبہ تھا جو پورا نہ کر سکا۔ اس کے بالمقابل یہاں یہی پانچ چیزیں ذکر ہوئیں۔ ایک زبان جو قذف کا
۳۴ ۔ جو رتی رتی عمل کھول کر سامنے رکھ دیتا ہے اور جس کا حساب بالکل صاف ہے۔ اس کے ہاں کسی طرح کا ظلم و تعدی نہیں۔ یہ مضمون قیامت کے دن سب کو مکشوف و مشہود ہو جائے گا۔

۳۵ ۔ یعنی بدکار اور گندی عورتیں گندے اور بدکار مردوں کے لائق ہیں۔ اسی طرح بدکار اور گندے مرد اس قابل ہیں کہ ان کا تعلق اپنے جیسی گندی اور بدکار عورتوں سے ہو۔ پاک اور ستھرے آدمیوں کا ناپاک اور بدکاروں سے کیا مطلب۔ ابن عباس نے فرمایا کہ پیغمبر کی عورت بدکار (زانیہ) نہیں ہوتی۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی ناموس کی حفاظت فرماتا ہے۔
۔ یعنی ستھرے آدمی ان باتوں سے بَری ہیں جو یہ گندے لوگ بکتے پھرتے ہیں۔ ۳۶

۳۷ ۔ یعنی برا کہنے سے وہ برے نہیں ہو جاتے، بلکہ جب وہ اس پر صبر کرتے ہیں تو یہ چیز ان کی خطاؤں یا لغزشوں کا کفارہ بنتی ہے۔ اور یہاں مفسد لوگ جس قدر ان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں وہاں اس کے بدلہ میں عزت کی روزی ملتی ہے۔
۳۸ ۔ یعنی خاص اپنے ہی رہنے کا جو گھر ہو اس کے سوا کسی دوسرے کے رہنے کے گھر میں یوں ہی بے خبر نہ گھس جائے کیا جانے وہ کس حال میں ہو اور اس وقت کسی کا اندر آنا پسند کرتا ہے یا نہیں۔ لہٰذا اندر جانے سے پہلے آواز دے کر اجازت حاصل کرے اور سب سے بہتر آواز سلام کی، حدیث میں ہے کہ تین مرتبہ سلام کرے اور اجازت
۳۹ ۔ اگر یہ معلوم ہوا ہو کہ گھر میں کوئی موجود نہیں تب بھی دوسرے کے گھر میں بدون مالک و مختار کی اجازت کے مت جاؤ۔ کیونکہ مِلک غیر میں بدون اجازت تصرف کا کوئی حق نہیں۔ نہ معلوم بے اجازت چلے جانے سے کیا جھگڑا پیش آ جائے۔ ہاں صراحۃً یا دلالۃً اجازت ہو تو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
۴۰ ۔ یعنی ایسا کہے سے برا نہ مانو۔ بسا اوقات آدمی کی طبیعت کسی سے ملنے کو نہیں چاہتی یا حرج ہوتا ہے یا کوئی ایسی بات کر رہا ہے جس پر غیر کو مطلع کرنا پسند نہیں ہو تو تم کو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اس پر بوجھ ڈالو۔ اس طرح بار خاطر بننے سے تعلقات صاف نہیں رہتے۔
۴۱ ۔ وہ تمہارے تمام اعمال قلبیہ و قالبیہ سے باخبر ہے جیسا کچھ کرو گے اور جس نیت سےکرو گے حق تعالیٰ اس کے مناسب جزا دے گا۔ اور اس نے اپنے علم محیط سے تمام امور کی رعایت کر کے یہ احکام دیے ہیں۔

۴۲ ۔ یعنی جن مکانوں میں کوئی خاص آدمی نہیں رہتا نہ کوئی روک ٹوک ہے مثلاً مسجد، مدرسہ، خانقاہ، سرائے وغیرہ۔ اگر وہاں تمہاری کوئی چیز ہے یا تم کو چندے اس کے برتنے کی ضرورت ہے تو بیشک وہاں جا سکتے ہو۔ اس کے لئے استیذان کی ضرورت نہیں اس طرح کے مسائل کی تفصیل فقہ میں دیکھی جائے۔
۴۳ ۔ اس نے تمہارے تمام چھپے کھلے حالات کی رعایت سے یہ احکام مشروع کئے ہیں جن سے مقصود فتنہ و فساد کے مداخل کو بند کرنا ہے مومن کو چاہیے کہ اپنے دل میں اسی غرض کو پیش نظر رکھ کر عمل کرے۔

۴۴ ۔ بدنظری عمومًا زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے ۔ قرآن کریم نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد کرنے کے لئے اول اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا۔ یعنی مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں۔ اگر ایک مرتبہ بے ساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت یا عورت
۴۵ ۔ یعنی حرامکاری سے بچیں اور ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں۔ { اِلَّا عِنْد مَنْ اَبَاحَہ الشارعُ مِن الْاَزْوَاجِ وَمَا ملکت ایمانهم }۔

۴۶ ۔ یعنی آنکھ کی چوری اور دلوں کے بھید اور نیتوں کا حال اس کو سب معلوم ہے۔ لہٰذا اس کا خیال کر کے بد نگاہی اور ہرقسم کی بدکاری سے بچو۔ ورنہ وہ اپنے علم کے موافق تم کو سزا دے گا۔ { یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَ عْیُن وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ } (مومن رکوع۲) حضرت شاہ صاحب نے { مَایَصْنَعُوْنَ } سے مردا غالبًا جاہلیت کی بے اعتدالیاں لی ہیں۔ یعنی جو بے

۴۷ ۔ سنگار عرف میں خارجی اور کسبی آرائش کو کہتے ہیں جو مثلاً لباس یا زیور وغیرہ سے حاصل ہو۔ احقر کے نزدیک یہاں "زینت" کا ترجمہ "سنگار" کے بجائے "زیبائش" کیا جاتا تو زیادہ جامع اور مناسب ہوتا۔ زیبائش کا لفظ ہر قسم کی خلقی اور کسبی زینت کو شامل ہے، خواہ وہ جسم کی پیدائشی ساخت سے متعلق ہو یا پوشاک وغیرہ خارجی ٹیپ ٹاپ
۴۸ ۔ بدن کی خلقی زیبائش میں سب سے زیادہ نمایاں چیز سینہ کا ابھار ہے، اس کے مزید تستر کی خاص طور پر تاکید فرمائی اور جاہلیت کی رسم کو مٹانے کی صورت بھی بتلا دی۔ جاہلیت میں عورتیں خمار اوڑھنی سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلے پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی۔ یہ گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے
۴۹ ۔ چچا اور ماموں کا بھی یہ ہی حکم ہے اور ان محارم میں پھر فرق مراتب ہے۔ مثلاً جو زینت خاوند کے آگے ظاہر کر سکتی ہے دوسرے محارم کے سامنے نہیں کر سکتی۔ ابدائے زینت کے درجات ہیں جن کی تفصیل تفاسیر اور کتب فقہ میں دیکھنی چاہئے۔ یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ جس قدر تستر کا اہتمام اجنبیوں سے تھا اتنا محارم سے نہیں۔ یہ مطلب
۵۰ ۔ یعنی جو عورتیں اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے والی ہیں بشرطیکہ نیک چلن ہوں بدراہ عورتوں کے سامنے نہیں۔ اور بہت سے سلف کے نزدیک اس سے مسلمان عورتیں مراد ہیں۔کافر عورت اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔

۵۱ ۔ یعنی اپنی لونڈیاں (باندیاں) اور بعض سلف کے نزدیک مملوک غلام بھی اس میں داخل ہے اور ظاہر قرآن سے اسی کی تائید ہوتی ہے لیکن جمہور ائمہ اور سلف کا یہ مذہب نہیں۔

۵۲ ۔ یعنی کمیرے خدمتگار جو محض اپنے کام سے کام رکھیں اور کھانے سونے میں غرق ہوں، شوخی نہ رکھتےہوں یا فاترالعقل پاگل جن کے حواس وغیرہ بھی ٹھکانے نہ ہوں، محض کھانے پینے میں گھر والوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔

۔ یا جن لڑکوں کو ابھی تک نسوانی سرائر کی کوئی تمیز نہیں، نہ نفسانی جذبات رکھتے ہیں۔ ۵۳

۵۴ ۔ یعنی چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہئے کہ زیور وغیرہ کی آواز سے اجانب کو ادھر میلان اور توجہ ہو۔ بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لئے محرک ہو جاتی ہے۔

۵۵ ۔ یعنی پہلے جو کچھ حرکات ہو چکیں ان سے توبہ کرو اور آئندہ کے لئے ہر مرد و عورت کو خدا سے ڈر کر اپنی تمام حرکات و سکنات اور چال چلن میں انابت اور تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ اس میں دارین کی بھلائی اور کامیابی ہے۔
۵۶ ۔ اوپر استئذان، غض بصر اور تستّر وغیرہ کے احکامات بیان ہوئے تھے، تا بیحیائی اور بدکاری کی روک تھام کی جائے۔ اس آیت میں یہ حکم دیا کہ جن کا نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ اور رنڈوے ہو گئے تو موقع مناسب ملنے پر ان کا نکاح کر دیا کرو۔ حدیث میں نبی کریم نے فرمایا۔ "اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرو، نماز فرض کا جب وقت آ جائے،
۵۷ ۔ یعنی لونڈی غلام کو اگر اس لائق سمجھو کہ حقوق زوجیت ادا کر سکیں اور نکاح ہو جانے پر مغرور ہو کر تمہاری خدمت نہ چھوڑ بیٹھیں گے تو ان کا بھی نکاح کر دو۔

۵۸ ۔ بعض لوگ نکاح میں اس لئے پس و پیش کیا کرتے ہیں کہ نکاح ہو جانے کے بعد بیوی بچوں کا بار کیسے اٹھے گا۔ انہیں سمجھا دیا کہ ایسے موہوم خطرات پر نکاح سے مت رکو۔ روزی تمہاری اور بیوی بچوں کی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کیا معلوم ہے کہ خدا چاہے تو ان ہی کی قسمت سے تمہارے رزق میں کشائش کر دے۔ نہ مجرد رہنا غنا کا موجب ہے اور
۔ جس کے حق میں مناسب جانتا ہے کشائش کر دیتا ہے۔ ۵۹

۶۰ ۔ یعنی جن کو فی الحال اتنا بھی مقدور نہیں کہ کسی عورت کو نکاح میں لا سکیں تو جب تک خدا تعالیٰ مقدور دے چاہئے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھیں۔ اور عفیف رہنے کی کوشش کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ اسی ضبط نفس اور عفت کی برکت سے حق تعالیٰ ان کو غنی کر دے اور نکاح کے بہترین مواقع مہیا فرما دے۔
۶۱ ۔ یعنی کسی کا غلام یا لونڈی کہے یا مزید توثیق کے لئے لکھوانا چاہے کہ میں اتنی مدت میں اس قدر مال تجھ کو کما دوں تو مجھے آزاد کر دے، تو مالک کو چاہئے کہ قبول کر لے اور لکھ دے (اس معاملہ کو "مکاتبۃ" کہتے ہیں۔ اور یہ غلاموں کے آزاد کرانے کی ایک خاص صورت ہے) لیکن یہ مالک کو اس وقت قبول کرنا چاہئے جبکہ وہ سمجھے کہ
۶۲ ۔ یہ دولتمند مسلمانوں کو فرمایا کہ ایسی لونڈی غلام کی مالی امداد کرو۔ خواہ زکوٰۃ سے یا عام صدقات و خیرات وغیرہ سے تاکہ وہ جلد آزادی حاصل کر سکیں، اور اگر مالک بدل کتابت کا کوئی حصہ معاف کر دے، یہ بھی بڑی امداد ہے۔ (تنبیہ) مصارف زکوٰۃ میں جو {وَفِی الرِّقاب } کا ایک مد لکھا ہے وہ ان ہی غلاموں کے آزاد کرانے کا فنڈ ہے۔
۶۳ ۔ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے پاس کئ لونڈیاں تھیں جن سے بدکاری کرا کر روپیہ حاصل کرتا تھا۔ ان میں بعض مسلمان ہو گئیں تو اس فعل شنیع سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ ملعون زدوکوب کرتا تھا۔ یہ آیت اسی قصہ میں نازل ہوئی۔ اور اسی شان نزول کی رعایت سے مزید تقبیح کے لئے { اِنْ
۶۴ ۔ یعنی زنا ایسی بری چیز ہے جو جبر و اکراہ کے بعد بھی بری رہتی ہے لیکن حق تعالیٰ محض اپنی رحمت سے مکرَہ کی بے بسی اور بیچارگی کو دیکھ کر درگذر فرماتا ہے۔ اس صورت میں مِکرہ (زبردستی کرنے والے) پر سخت عذاب ہو گا اور مکرَہ پر (جس پر زبردستی کی گئ) رحم کیا جائے گا۔

۶۵ ۔ یعنی قرآن کریم میں سب کچھ نصیحتیں احکام اور گذشتہ اقوام کے عبرتناک واقعات بیان کر دیے گئے ہیں۔ تا خدا کا ڈر رکھنے والے سن کر نصیحت و عبرت حاصل کریں اور اپنے انجام کو سوچیں یا مثلاً { مِنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا } سے مراد یہ ہو کہ پہلی امتوں پر بھی اسی طرح کی حدود اور احکام جاری کئے گئے تھے جو اس صورت میں مذکور ہوئے ۔ اور
۶۶ ۔ یعنی اللہ سے رونق اور بستی ہے زمین و آسمان کو اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں (موضح القرآن) سب مخلوق کو نور وجود اسی سے ملا ہے۔ چاند، سورج، ستارے، فرشتے اور انبیاء و اولیاء میں جو ظاہری و باطنی روشنی ہے، اسی منبع النور سے مستفادہ ہے۔ ہدایت و معرفت کا جو چمکارا کسی کو پہنچتا ہے اسی بارگاہ رفیع سے پہنچتا ہے۔
۶۷ ۔ یعنی یوں تو اللہ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے۔ لیکن مومنین مہتدین کو نور الہٰی سے ہدایت و عرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے۔
اس مثال کی ایک عمدہ توجیہہ:
۶۸ ۔ ان کی تعظیم و تطہیر کا حکم دیا یعنی ان کی خبرگیری کی جائے اور ہر قسم کی گندگی اور لغو افعال و اقوال سے پاک رکھا جائے مساجد کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ وہاں پہنچ کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔

۔ تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن وغیرہ سب اذکار ا س میں شامل ہیں۔ ۶۹

۷۰ ۔ یعنی تمام مناسب اوقات میں خدا کو یاد کرتے ہیں بعض مفسرین نے کہا کہ "غدو" سے صبح کی نماز مراد ہے اور "آصال" میں باقی چاروں نمازمیں داخل ہیں۔ کیونکہ اصیل زوال شمس سے صبح تک کے اوقات پر بولا جاتا ہے۔

۷۱ ۔ یعنی معاش کے دھندے انکو اللہ کی یاد اور احکام الٰہیہ کی بجا آوری سے غافل نہیں کرتے بڑے سے بڑا بیوپار یا معمولی خرید و فروخت کوئی چیز خدا کے ذکر سے نہیں روکتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ ہی شان تھی۔

۷۲ ۔ یعنی اس روز دل وہ باتیں سمجھ لیں گے جو ابھی تک نہ سمجھے تھے اور آنکھیں وہ ہولناک واقعات دیکھیں گی جو کبھی نہ دیکھے تھے، قلوب میں کبھی نجات کی توقع پید اہو گی، کبھی ہلاکت کا خوف۔ اور آنکھیں کبھی داہنے کبھی بائیں دیکھیں گی کہ دیکھئے کس طرف سے پکڑے جائیں یا کس جانب سے اعمالنامہ ہاتھ میں دیا جائے۔
۷۳ ۔ یعنی اچھے کاموں کا جو صلہ مقرر ہے وہ ملے گا۔ اور حق تعالیٰ کے فضل سے اور زیادہ دیا جائے گا۔ جسکی تفصیل و تعیین ابھی نہیں کی جا سکتی۔

۔ یعنی اس کے ہاں کیا کمی ہے، اگر جنتیوں کو بیحدوحساب عنایت فرمائے تو کچھ مشکل نہیں۔ ۷۴

۷۵ ۔ کافر دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اپنے زعم اور عقیدہ کے موافق کچھ اچھے کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کام آئیں گے، حالانکہ اگر کوئی کام بظاہر اچھا بھی ہو تو کفر کی شامت سے وہ عنداللہ مقبول و معتبر نہیں۔ ان فریب خوردہ کافروں کی مثال ایسی سمجھو کہ دوپہر کے وقت جنگل میں ایک پیاسے کو دور سے پانی دکھائی دیا اور
۷۶ ۔ یعنی سمندر کی تہ میں خود دریا کا اندھیرا، اس پر طوفانی لہریں جو ایک پر ایک چڑھی آتی ہیں پھر سب کے اوپر گھٹا بادل کا اندھیرا، اور رات کا وقت فرض کیا جائے تو ان اندھیریوں میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

۷۷ ۔ یعنی اپنا ہاتھ اٹھا کر آنکھوں سے قریب کر کے دیکھے تو اندھیرے کی وجہ سے نظر نہ آئے جس کو ہمارے یہاں کہتےہیں کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں پہچانتا۔

۷۸ ۔ اوپر مومنین کے ذکر میں جو { یَہْدِی اللہ لِنُوْرِہ مَنْ یَّشَاۗءُ } فرمایا تھا، یہ جملہ اس کے مقابل ہوا یعنی جس کو خدا تعالیٰ نور توفیق نہ دے اسے اور کون روشنی پہنچا سکتا ہے۔ ان کی استعداد خراب تھی توفیق نہ ملی۔ اور دریا کی تہ میں گر کر انہوں نے سب دروازے روشنی کے اپنے اوپر بند کر لئے۔ پھر نور آئے تو کدھر سے آئے۔
۷۹ ۔ شاید اڑتے جانوروں کا علیحدہ ذکر اس لئے کیا کہ وہ اس وقت آسمان اور زمین کے بیچ میں معلق ہوتے ہیں اور ان کا اس طرح ہوا میں اڑتے رہنا قدرت کی بڑی نشانی ہے۔

۸۰ ۔ یعنی حق تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اس کےحال کے مناسب جو طریقہ انابت و بندگی اور تسبیح خوانی کا الہام فرمایا اس کو سمجھ کر وہ اپنا وظیفہ ادا کرتی رہتی ہے۔ لیکن افسوس و تعجب کا مقام ہے کہ بہت سے انسان کہلانے والے غرور و غفلت اور ظلمت جہالت میں پھنس کر مالک حقیقی کی یاد اور ادائے وظیفہ عبودیت سے بے بہرہ ہیں (تنبیہ)
۔ یعنی ان کی بندگی اورتسبیح کو خواہ تم نہ سمجھو، لیکن حق تعالیٰ کو سب معلوم ہے کہ کون کیا کرتا ہے۔ ۸۱

۸۲ ۔ یعنی جیسے اس کا علم سب کو محیط ہے، اس کی حکومت بھی تمام علویات و سفلیات پر حاوی ہے اور سب کو آخر کار اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے آگے اپنے حاکمانہ اور قادرانہ تصرفات کو بیان فرماتے ہیں۔

۸۳ ۔ یعنی ابتداء میں بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اٹھتے ہیں پھر مل کر بڑا بادل بن جاتا ہے۔ پھر تہ پر تہ جما دی جاتی ہے۔

۸۴ ۔ یعنی جیسے زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں، بعض سلف نے کہا کہ اسی طرح آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں۔ مترجم رحمہ اللہ نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے۔ لیکن زیادہ راجح اور قوی یہ ہے کہ "سماء" سے بادل مراد ہو۔ مطلب یہ ہے کہ بادلوں سے جو کثیف اور بھاری ہونے میں پہاڑوں کی طرح ہیں، اولے برساتا ہے جس سے بہتوں کو جانی یا مالی
۔ یعنی بجلی کی چمک اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، قریب ہے کہ بینائی جاتی رہے۔ ۸۵

۸۶ ۔ یعنی دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن اسی کی قدرت سے آتا ہے۔ وہ ہی کبھی رات کو کبھی دن کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے اور ان کی گرمی کو سردی سے، سردی کو گرمی سے تبدیل کرتا ہے۔

۸۷ ۔ یعنی چاہئے کہ قدرت کے ایسے عظیم الشان نشانات دیکھ کر آدمی بصیرت و عبرت حاصل کرے اور اس شہنشاہ حقیقی کی طرف سچے دل سے رجوع ہو جس کے قبضہ میں ان تمام تصرفات و تقلبات کی باگ ہے۔

۸۸ ۔ اس کے لئے سترہویں پارہ کے تیسرے رکوع میں آیت { وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيءٍ حَيّ } کا فائدہ دیکھنا چاہئے۔

۔ جیسے سانپ اور مچھلی۔ ۸۹

۔ جیسے آدمی اور طیور۔ ۹۰

۔ جیسے گائے بھینس وغیرہ۔ ۹۱

۹۲ ۔ یعنی کسی جانور کو چار سے زائد پاؤں دیے ہوں تو بعید نہیں، اس کی لامحدود قدرت و مشیت کو کوئی محصور نہیں کر سکتا۔

۹۳ ۔ یعنی آیات تکوینیہ و تنزیلیہ تو اس قدر واضح ہیں کہ انہیں دیکھ کر اور سن کر چاہئے کہ کوئی آدمی نہ بہکے لیکن سیدھی راہ پر چلتا وہ ہی ہے جسے خدا تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق دی ہو۔ لاکھوں آدمی یہ کھلی کھلی نشانیاں دیکھتے ہیں پر نتیجہ کے اعتبار سے ان کا دیکھنا نہ دیکھنا برابر ہے۔
۹۴ ۔ یہ منافقین کا ذکر ہے۔ وہ زبان سے دعویٰ ایمان و اطاعت کا کیا کرتے تھے اور جب عمل کا وقت آتا تو پھر جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شروع سے ایمان و انقیاد موجود ہی نہ تھا۔ جو کچھ زبانی جمع خرچ تھا امتحان و ابتلاء کے وقت اس کی بھی قلعی کھل جاتی تھی۔

۹۵ ۔ یعنی اگر ان کا جھگڑا کسی سے ہو گیا اور سمجھتے ہوں کہ ہم ناحق پر ہیں، اس وقت اگر دوسرا فریق کہتا ہے کہ رسول اللہ کی خدمت میں چل کر اس معاملہ کو طے کرا لو تویہ منافق رضامند نہیں ہوتے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ حضور یقیناً بلا رو رعایت حق کے موافق فیصلہ کریں گے جو ان کے مفاد کے خلاف پڑے گا۔ حالانکہ پہلے سے یہ
۹۶ ۔ روگ یہ کہ خدا و رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں ۔ جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتا۔

۹۷ ۔ یعنی خدا و رسول کی بابت کوئی دھوکہ لگا ہوا ہے اور حضور کی صداقت یا اللہ کے وعد و وعید میں کوئی شک و شبہ ہے؟ یا یہ گمان ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے معاملات کا خلاف انصاف فیصلہ کریں گے؟ اس لئے ان کی عدالت میں مقدمہ لیجانے سے کتراتے ہیں۔ سو یاد رکھو وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال ہی نہیں۔ ہاں خود ان ہی
۹۸ ۔ یعنی سچے مسلمان کا کام یہ ہوتا ہے اور یہ ہونا چاہئے کہ جب کسی معاملہ میں ان کو خدا و رسول کی طرف بلایا جائے خواہ اس میں بظاہر ان کا نفع ہو یا نقصان۔ ایک منٹ کا توقف نہ کریں فی الفور "سمعًا و طاعۃً" کہہ کر حکم ماننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اسی میں ان کی اصلی بھلائی اور حقیقی فلاح کا راز مضمر ہے۔
۹۹ ۔ یعنی جو فی الحال فرمانبردار ہو، گذشتہ تقصیرات پر نادم ہو کر اور خدا سے ڈر کر توبہ کرے اور آئندہ برے راستہ سے بچ کر چلے، اسی کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

۱۰۰ ۔ یعنی منافقین بڑی سخت تاکیدی قسمیں کھا کر آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم کو آپ حکم دیں تو سب گھر بار چھوڑ کر خدا کے راستہ میں نکل جانے کے لئے تیار ہیں ذرا حضور اشارہ فرمائیں تو سب مال و دولت اللہ کے راستہ میں لٹا کر الگ ہو جائیں اس پر فرمایا کہ اس قدر منہ بھر کر لمبی چوڑی قسمیں کھانے کی ضرورت نہیں۔تمہاری
۱۰۱ ۔ یعنی پیغمبر پر خدا کی طرف سے تبلیغ کا بوجھ رکھا گیا ہے، سو اس نے پوری طرح ادا کر دیا۔ اور تم پر جو بوجھ ڈالا گیا وہ تصدیق و قبول حق کا ہے، اور یہ کہ اس کے ارشاد کے موافق چلو۔ اگر تم اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے اس کے احکام کی تعمیل کرو گے تو کامیابی دارین کی راہ پاؤ گے اور دنیا و آخرت میں خوش رہو گے ورنہ پیغمبر
۱۰۲ ۔ یہ خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو یعنی جو ان میں اعلٰی درجہ کے نیک اور رسول کے کامل متبع ہیں رسول کے بعد ان کو زمین کی حکومت دے گا اور جو دین اسلام خدا کو پسند ہے ان کے ہاتھوں سے دنیا میں اس کو قائم کرے گا۔ گویا جیسا کہ لفظ استخلاف میں اشارہ ہے وہ لوگ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے۔ بلکہ پیغمبر
۱۰۳ ۔ یعنی ایسے انعامات عظیمہ کے بعد ناشکری کرنا بہت ہی بڑے نافرمان اور بیکڑ مجرم کا کام ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو کوئی خلفائے اربعہ کی خلافت (اور ان کے فضل و شرف) سے منکر ہوا ان الفاظ سے اس کا حال سمجھا گیا۔ { رَبَّنَا اغفرلنا ولا خواننا الذین سَبَقُوْنَا بالاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوفٌ رَّحِیْمٌ }۔
۱۰۴ ۔ یعنی خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو تم بھی ان ہی مقبول بندوں کی روش اختیار کرو۔ وہ روش یہ ہی ہے نمازیں قائم کرنا، زکوٰۃ دیتے رہنا اور تمام شعبہ زندگی میں رسول کے احکام پر چلنا۔ { اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَتَابَعَۃَ رَسُوْلِکَ وَتَوَفَّنَا عَلَیْہِ وَاَلحِقْنَا بالصَّالِحِیْنَ }۔ اٰمین۔
۱۰۵ ۔ یہ نیک بندوں ے کے بالمقابل مردود و مغضوب لوگوں کا انجام بتلایا۔ یعنی جبکہ نیکوں کو ملک کی حکومت اور زمین کی خلافت عطا کیجاتی ہے ، کافروں اور بدکاروں کی ساری مکاریاں اور تدبیریں شکست ہو جاتی ہیں۔ اللہ کے ارادہ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اگر تمام خدائی میں ادھر ادھر بھاگتے پھریں تب بھی وہ خدائی سزا سے اپنے کو نہیں بچا
۱۰۶ ۔ یعنی لونڈی غلام، چار رکوع پہلے مسئلہ استیذان (اجازت لینے) کا ذکر تھا۔ یہ اسی کا تتمہ ہے درمیان میں خاص خاص مناسبتوں سے دوسرے مضامین آ گئے۔

۱۰۷ ۔ ان تین وقتوں میں عمومًا زائد کپڑے اتار دیے جاتے ہیں یا سونے جاگنے کا لباس تبدیل کیا جاتا ہے اور بیوی کے ساتھ مخالطت بھی بیشتر ان ہی اوقات میں ہوتی ہے کبھی فجر سے قبل یا دوپہر کے وقت آدمی غسل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی مطلع نہ ہو۔ اس لئے حکم دیا کہ ان تین وقتوں میں نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلام کو بھی اجازت
۱۰۸ ۔ یعنی اوقات مذکورہ بالا کو چھوڑ کر باقی جن اوقات میں عادۃً ایک دوسرے کے پاس بے روک ٹوک آتے جاتے ہیں ان میں نابالغ لڑکوں یا لونڈی غلام کو ہر مرتبہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسا پابند کرنے میں بہت تنگی اور کاروبار کا تعطل ہے جو حق تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے۔
۱۰۹ ۔ یعنی لڑکا جب تک نابالغ ہے تین وقتوں کے سوا باقی اوقات میں بلا اجازت لئے آ جا سکتا ہے۔ جس وقت حد بلوغ کو پہنچا پھر اس کا حکم ان ہی مردوں جیسا ہو گا جو اس سے پہلے بالغ ہو چکے ہیں۔ اور جن کا حکم پیشتر آیت { یَا اَیُّھَا الذِیْنَ اٰمَنُوْ لَا تَدْ خُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَاتُسَلِّمُوا عَلٰی اَھْلِھَا } میں گذر چکا ہے۔
۱۱۰ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں"یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر" اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی زائد کپڑے مثلاً برقع وغیرہ اتار دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ اس زینت کا اظہار نہ ہو جس کے چھپانے کا حکم آیت { وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ } الخ میں دیا جا چکا ہے۔ اس سے
۱۱۱ ۔ یعنی یہ تو فتنہ کی روک تھام کے ظاہری انتظامات ہیں باقی پردہ کے اندر جو باتیں کی جاتی ہیں اور فتنے اٹھائے جاتے ہیں، یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان سب کو سنتا اور جانتا ہے۔ اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔

۱۱۲ ۔ یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں مثلاً جہاد، حج، جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔ (کذا فی الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ ان معذور و محتاج لوگوں کو تندرستوں کے ساتھ کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ جاہلیت میں اس قسم کے محتاج و معذور آدمی اغنیاء اور تندرستوں کے ساتھ کھانے سے رکتے تھے انہیں خیال گزرتا تھا کہ شاید لوگوں
۱۱۳ ۔ یعنی تمہارے زیرتصرف دیدیا گیاہو ۔ مثلاً کسی نے اپنی چیز کا وکیل یا محافظ بنا دیا اور بقدر معروف اس میں سے کھانے پینے کی اجازت دے دی۔

۱۱۴ ۔ یعنی اپنائیت کےعلاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں۔ نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے۔ مگر عورت کاگھر اگر اس کے خاوند کا ہو۔ اس کی مرضی حاصل کرنی چاہئے۔ اور مل کر کھاؤ یا جدا یعنی اس کی تکرار دل میں نہ رکھے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ۔ سب نے مل کر پکایا سب نے مل کر کھایا۔ اور
۱۱۵ ۔ اوپر کی آیتوں میں آنے کے وقت استیذان (اجازت طلب کرنے) کا ذکر تھا۔ یہاں جانے کے وقت استیذان کی ضرورت بتلائی ہے۔ یعنی پورے ایمان والے وہ ہیں جو رسول کے بلانے پر حاضر ہوتے ہیں اور جب کسی اجتماعی کام میں شریک ہوں مثلاً جمعہ، عیدین، جہاد اور مجلس مشاورت وغیرہ تو بدون اجازت کے اٹھ کر نہیں جاتے۔ یہ ہی لوگ ہیں
۱۱۶ ۔ یعنی غوروفکر کرنے کے بعد جس کو مناسب سمجھیں اجازت دیدیں۔ اور چونکہ اس اجازت پر عمل کرنا بھی فی الجملہ صحبت نبوی سے حرمان اور صورۃً تقدیم الدنیا علی الدین کا شائبہ اپنے اندر رکھتا ہے، اس لئے ان مخلصین کے حق میں استغفار فرمائیں۔ تاکہ آپ کے استغفار کی برکت سے اس نقص کا تدارک ہو سکے۔
۱۱۷ ۔ یعنی حضرت کے بلانے پر حاضر ہونا فرض ہو جاتا ہے۔ آپ کا بلانا اوروں کی طرح نہیں کہ چاہے اس پر "لبیک" کہے یا نہ کہے۔ اگر حضور کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو آپ کی بددعاء سے ڈرنا چاہئیے۔ کیونکہ آپ کی دعاء معمولی انسانوں جیسی نہیں۔ نیز مخاطبات میں حضور کے ادب و عظمت کا پورا خیال رکھنا چاہئے۔

۱۱۸ ۔ یہ منافقین تھے جن کو مجلس نبوی میں بیٹھنا اور پندو نصیحت سننا شاق گذرتا تھا وہ اکثر موقع پا کر اور آنکھ بچا کر مجلس سے بلا اجازت کھسک جاتے تھے۔ مثلاً کوئی مسلمان اجازت لے کر اٹھا، یہ بھی اس کی آڑ میں ہو کر ساتھ ساتھ چل دیے اس کو فرمایا کہ تم پیغمبر سے کیا چھپاتے ہو، خدا تعالیٰ کو تمہارا سب کا حال معلوم ہے۔
۱۱۹ ۔ یعنی اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان کے دلوں میں کفر و نفاق وغیرہ کا فتنہ ہمیشہ کے لئے جڑ نہ پکڑ جائے۔ اور اس طرح دنیا کی کسی سخت آفت یا آخرت کے دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)
۱۲۰ ۔ یعنی ممکن ہے مخلوق سے آنکھ بچا کر کوئی کام کر گزرو۔ لیکن حق تعالیٰ سے تمہارا کوئی حال پوشیدہ نہیں رہ سکتا نہ اس کی زمین و آسمان میں سے نکل کر کہیں بھاگ سکتے ہو۔ وہ جس طرح تمہارے احوال سے باخبر ہے ایسے ہی اس دن کی کیفیت مجازات سے بھی پورا آگاہ ہے۔ جب تمام مخلوق حساب و کتاب کے لئے اس کی طرف لوٹائی جائے
۱ ۔ "فُرقان" (فیصلہ کی کتاب) قرآن کریم کو فرمایا جو حق و باطل کا آخری فیصلہ اور حرام و حلال کو کھلے طور پر ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ یہ ہی کتاب ہے جس نے اپنے اتارنے والے کی عظمت شان، علو صفات اور اعلیٰ درجہ کی حکمت و رافت کو انتہائی شکل میں پیش کیا اور تمام جہان کی ہدایت و اصلاح کا تکفل اور ان کو خیر کثیر اور غیر
۲ ۔ یعنی اپنے اس کامل و اکمل بندہ (محمد رسول اللہ) پر جن کا ممتاز لقب ہی کمال عبودیت کی وجہ سے "عبداللہ" ہو گیا۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ۔

۳ ۔ یعنی قرآن کریم سارے جہان کو کفر و عصیان کے انجام بد سے آگاہ کرنے والا ہے چونکہ سورت ہذا میں مکذبین و معاندین کا ذکر بکثرت ہوا ہے شاید اسی لئے یہاں صفت "نذیر" کو بیان فرمایا۔ "بشیر" کا ذکر نہیں کیا۔ اور "للعالمین" کے لفظ سے بتلا دیا کہ یہ قرآن صرف عرب کے اُمیوں کے لئے نہیں اترا بلکہ تمام جن و انس کی ہدایت و اصلاح کے
۴ ۔ یعنی ہر چیز کو ایک خاص اندازہ میں رکھا کہ اس سے وہ ہی خواص و افعال ظاہر ہوتے ہیں جن کے لئے پید اکی گئ ہے۔ اپنے دائرہ سے باہر قدم نہیں نکال سکتی نہ اپنی حدود میں عمل و تصرف کرنے سے قاصر رہتی ہے۔ غرض ہر چیز کو ایسا ماپ تول کر پیدا فرمایا کہ اسی کی فطری موزونیت کے لحاظ سے ذرا کمی بیشی یا انگلی رکھنے کی
۵ ۔ یعنی کس قدر ظلم اور تعجب و حیرت کا مقام ہے کہ ایسے قادر مطلق، مالک الکل، حکیم علی الاطلاق کی زبردست ہستی کو کافی نہ سمجھ کر دوسرے معبود اور حاکم تجویز کر لئے گئے، جو گویا خدا کی حکومت میں حصہ دار ہیں۔ حالانکہ ان بیچاروں کا خود اپنا وجود بھی اپنے گھر کا نہیں نہ وہ ایک ذرہ کے پیدا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، نہ مارنا
۶ ۔ یعنی یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ معاذ اللہ محمد () نے چند یہودیوں کی مدد سے ایک کلام تیار کر لیا اور اس کو جھوٹ طوفان خدا کی طرف منسوب کر دیا۔ پھر ان کے ساتھی لگے اس کی اشاعت کرنے بس کل حقیقت اتنی ہے۔
۷ ۔ یعنی اس سے بڑھ کر ظلم اور جھوٹ کیا ہو گاکہ ایسے کلام معجز اور کتاب حکیم کو جس کی عظمت و صداقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے، کذب و افتراء کہا جائے۔ کیا چند یہودی غلاموں کی مدد سے ایسا کلام بنایا جا سکتا ہے جس کے مقابلہ سے تمام دنیا کے فصیح و بلیغ عالم و حکیم بلکہ جن و انس ہمیشہ کے لئے عاجز رہ جائیں اور جس کے علوم و
۸ ۔ یعنی محمد نے اہل کتاب سے کچھ قصے کہانیاں سن کر نوٹ کر لی ہیں یا کسی سے نوٹ کرا لی ہیں۔ وہ ہی شب و روز ان کے سامنے پڑھی اور رٹی جاتی ہیں۔ نئے نئے اسلوب سے ان ہی کا الٹ پھیر رہتا ہے اور کچھ بھی نہیں
حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اول نماز کے دو وقت مقرر تھے صبح اور شام مسلمان حضرت کے پاس جمع ہوتے
۱۰ ۔ یعنی اپنی بخشش اور مہر سے ہی یہ قرآن اتارا (موضح القرآن) پھر جو لوگ ایسی روشن حقیقت کے منکر ہیں باوجود ان کے جرائم کا تفصیلی علم رکھنے کے فورًا سزا نہیں دیتا۔ یہ بھی اس کی بخشش اور مہر ہی کا پر تو ہے۔

۹ ۔ یعنی کتاب خود بتلا رہی ہے کہ وہ کسی انسان یا کمیٹی کی بنائی ہوئی نہیں، بلکہ اس خدا کی اتاری ہوئی ہے جس کے احاطہ علمی سے زمین و آسمان کی کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی۔ اس کلام کی معجزانہ فصاحت و بلاغت، علوم و معارف اخبار غیبیہ، احکام و قوانین اور وہ اسرار مکنونہ جنکی تہ تک بدون توفیق الہٰی کے عقل و افہام کی رسائی نہیں ہو
۱۱ ۔ یعنی جب ہماری طرح کھانا کھائے اور ہماری طرح خرید و فروخت کے لئے بازاروں میں جائے، تو ہم میں اس میں فرق کیا رہا۔ اگر واقعی رسول تھا تو چاہئے تھا کہ فرشتوں کی طرح کھانے پینے اور طلب معاش کے بکھیڑوں سے فارغ ہوتا۔
۱۲ ۔ یعنی اگر فرشتوں کی فوج نہیں تو کم ازکم خدا کا ایک آدھ فرشتہ ان کو سچا ثابت کرنے اور رعب جمانے کے لئے ساتھ رہتا جسے دیکھ کو خواہ مخواہ لوگوں کو جھکنا پڑتا۔ یہ کیا کہ کسمپرسی کی حالت میں اکیلے دعویٰ کرتے پھر رہے ہیں۔ یا اگر فرشتے بھی ہمراہ نہ ہوں تو کم ازکم آسمان سے سونے چاندی کا کوئی غیبی خزانہ مل جاتا کہ لوگوں کو
۱۳ ۔ یعنی میاں کی یہ پوزیشن اور اتنے اونچے دعوے؟ بجز اس کے کیا کہا جائے کہ عقل کھوئی گئ ہے یا کسی نے جادو کے زور سے دماغ مختل کر دیا ہے جو ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

۱۴ ۔ یعنی کبھی کہتے ہیں کہ ان کی باتیں محض مفتریات ہیں۔ کبھی دعویٰ کرتے ہیں کہ نہیں دوسروں سے سیکھ کر اپنے سانچے میں ڈھال لی ہیں۔ کبھی آپ کو مسحور بتلاتے ہیں کبھی ساحر، کبھی کاہن کبھی شاعر، کبھی مجنون، یہ اضطراب خود بتلاتا ہے کہ ان میں سے کوئی چیز آپ پر منطبق نہیں ہوتی۔ اسی لئے کسی ایک بات پر قرار نہیں۔ اور
۱۵ ۔ یعنی اللہ کے خزانہ میں کیا کمی ہے، وہ چاہے تو ایک باغ کیا، بہت سے باغ اس سے بہتر عنایت فرما دے جس کا یہ لوگ مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ اس کو قدرت ہے کہ آخرت میں جو باغ اور نہریں اور حور و قصور ملنے والے ہیں وہ سب آپ کو ابھی دنیا میں عطا کر دے۔ لیکن حکمت الہٰی بالفعل اس کو مقتضی نہیں۔ اور معاندین کے سارے مطالبات اور

۱۶ ۔ یعنی یہ لوگ جن چیزوں کا مطالبہ کر رہے ہیں، فی الحقیقت طلب حق کی نیت نہیں۔ محض شرارت اور تنگ کرنے کے لئے ہے۔ اور شرارت کا سبب یہ ہے کہ انہیں ابھی تک قیامت اور سزاوجزاء پر یقین نہیں آیا۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے جھٹلانے سے کچھ نہیں بنتا، قیامت آ کر رہے گی اور ان مکذبین کے لئے آگ کا جو جیل خانہ تیار کیا گیا ہے اس
۱۷ ۔ یعنی دوزخ کی آگ محشر میں جہنمیوں کو دور سے دیکھ کر جوش میں بھر جائے گی اور اس کی غضبناک آوازوں اور خوفناک پھنکاروں سے بڑے بڑے دلیروں کے پتے پانی ہو جائیں گے۔

۱۸ ۔ یعنی دوزخ میں ہر مجرم کے لئے خاص جگہ ہو گی جہاں سے ہل نہ سکے گا۔ اور ایک نوعیت کےکئ کئ مجرم ایک ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ اس وقت مصیبت سے گھبرا کر موت کو پکاریں گے کہ کاش موت آ کر ہمارے ان دردناک مصائب کا خاتمہ کر دے۔
۱۹ ۔ یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں۔ دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔ (موضح القرآن)

۔ یعنی مکذبین کا انجام سن لیا۔ اب خود فیصلہ کر لو کہ یہ پسند ہے یا وہ جس کا وعدہ مومنین متقین سےکیا گیا۔ ۲۰

۔ اور چاہیں گے وہ ہی جو ان کے مرتبہ کے مناسب ہو گا۔ ۲۱

۲۲ ۔ { وَعْدًامَسْئُوْلًا } سے مراد حتمی وعدہ ہے جو خدا تعالیٰ نے محض فضل و عنایت سے اپنے ذمہ لازم کر لیا۔ یا یہ مطلب کہ اس وعدہ کا ایفاء کا متقین سوال کریں گے۔ جو یقیناً پورا کیا جائے گا۔ جیسا کہ دعا میں ہے } رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ }۔
۲۳ ۔ یعنی عابدین کو سنا کر معبودوں سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم نے ان کو شرک کی اور اپنی پرستش کرانے کی ترغیب دی تھی یا یہ خود اپنی حماقت و جہالت اور غفلت و بے توجہی سے گمراہ ہوئے۔

۲۴ ۔ یعنی ہماری کیا مجال تھی کہ تجھ سے ہٹ کر کسی دوسرے کو اپنا رفیق و مددگار سمجھتے۔ پھر جب ہم اپنے نفس کے لئے تیرے سوا کوئی سہارا نہیں رکھتے تھے تو دوسروں کو کیسے حکم دیتے کہ ہم کو اپنا معبود اور حاجت روا سمجھیں۔
۲۵ ۔ یعنی اصل یہ ہے کہ یہ بدبخت اپنی سوء استعداد سے خود ہی تباہ ہونے کو پھر رہے تھے ہلاکت ان کے لئے مقدر ہو چکی تھی، ظاہری سبب اس کا یہ ہوا کہ عیش و آرام میں پڑ کر غفلت کے نشہ میں چور ہو کر آپکی یاد کو بھلا بیٹھے، کسی نصیحت پر کان نہ دھرا، پیغمبروں کی ہدایت و ارشاد کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیں اور دنیوی تمتع پر
۲۶ ۔ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو گا کہ لو! جن کی اعانت پر تمکو بڑا بھروسہ تھا وہ خود تمہارے دعاوی کو جھٹلا رہے اور تمہاری حرکات سے علانیہ بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔

۲۷ ۔ یعنی اب نہ عذاب الہٰی کو پھیر سکتے ہو نہ بات کو پلٹ سکتے ہو نہ ایک دوسرے کی مدد کرسکتے ہو جسکو جو سزا ملنے والی ہے اسکا پڑے مزہ چکھتے رہو۔

۔ شاید ظلم سےمراد یہاں شرک ہو، اور ممکن ہے ہر قسم کا ظلم و گناہ مراد لیا جائے۔ ۲۸

۲۹ ۔ یہ جواب ہوا { مَالِھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ } الخ کا یعنی آپ سے پہلے جتنے پیغمبر دنیا میں آئے سب آدمی تھے آدمیوں کی طرح کھاتے پیتے اور معاشی ضروریات کے لئے بازار بھی جاتے تھے انکو فرشتہ بنا کر نہیں بھیجا جو کھانے پینے اور حوائج بشریہ سے مستغنی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لئے بازاروں میں پھرنا شان تقدس
۳۰ ۔ یعنی پیغمبر ہیں کافروں کا ایمان جانچنے کو۔ اور کافر ہیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔ اب دیکھیں کافروں کے سفیہانہ طعن و تشنیع اور لغو اعتراضات سن کر تم کس حد تک صبر و استقلال دکھاتے ہو۔

۳۱ ۔ یعنی کافروں کا کفر و ایذا دہی اور صابروں کا صبر و تحمل سب اس کی نظر میں ہے۔ ہر ایک کو اس کے کئے کا پھل دے کر رہے گا۔

۳۲ ۔ یعنی جن کو یہ امید نہیں کہ ایک روز ہمارے روبرو حاضر ہو کر حساب و کتاب دینا ہے وہ سزا کے خوف سے بالکل بے فکر ہو کر معاندانہ اور گستاخانہ کلمات زبان سے بکتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ محمد کی طرح ہم پر فرشتے وحی لے کر کیوں نہ اترے یا خدا تعالیٰ سامنے آ کر ہم سے ہمکلام کیوں نہ ہو گیا۔ کم ازکم فرشتے تمہاری تصدیق ہی کے
۳۳ ۔ یعنی انہوں نے اپنے دل میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رکھا ہے جو وحی اور فرشتوں کے آنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ شرارت و سرکشی کی حد ہو گئ کہ باوجود ایسی سیاہ کاریوں کے دنیا میں ان آنکھوں سے خداوند قدوس کو دیکھنے اور شرف ہم کلامی سے مشرف ہونے کا مطالبہ کریں۔

۳۴ ۔ یعنی گھبراؤ نہیں، ایک دن آنے والا ہے جب فرشتے تم کو نظر پڑیں گے، لیکن ان کےدیکھنے سے تم جیسے مجرموں کو کچھ خوشی حاصل نہ ہوگی، بلکہ سخت ہولناک مصائب کا سامنا ہو گا۔ حتیٰ کہ جو لوگ اس وقت فرشتوں کے نزول کا مطالبہ کرنے والے ہیں اس وقت{ حِجْرًا مَحْجُوْرًا } کہہ کر پناہ طلب کریں گے اور چاہیں گے کہ ان کے اور
۳۵ ۔ یعنی وہ ہم کو بلاتے تھے تو ہم بھی آ پہنچے، مگر ان کی عزت بڑھانے کو نہیں، بلکہ اس لئے کہ انہوں نے اپنے زعم باطل کے موافق جو بھلے کام کئے تھے جن پر بڑا بھروسہ تھا انہیں ہم قطعًا ملیا میٹ کر دیں اور اس طرح بے حقیقت کر کے اڑا دیں جیسے خاک کے حقیر ذرات ہوا میں ادھر ادھر اڑ جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اعمال روح اخلاص و
۳۶ ۔ یعنی یہ لوگ تو اس روز مصیبت میں گرفتار ہوں گے اور جن کی ہنسی اڑایا کرتے تھے وہ جنت میں خوب عیش و آرام کے مزے لوٹیں گے۔

۳۷ ۔ قیامت کے دن آسمانوں کے پھٹنے کے بعد اوپر سے بادل کی طرح کی ایک چیز اترتی نظر آئے گی۔ جس میں حق تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہو گی اسے ہم چتر شاہی سے تعبیر کئے لیتے ہیں شاید یہ وہی چیز ہو جسے ابوزرین کی حدیث میں { عَمَاء } سے اور نسائی کی ایک روایت میں جو معراج سے متعلق ہے { غَیَایَہ } سے تعبیر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔
۳۸ ۔ یعنی ظاہرًا و باطنًا، صورۃ و معنًی، من کل الوجوہ اکیلے رحمان کی بادشاہت ہو گی اور صرف اسی کا حکم چلے گا۔ { لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلہِ الواحِدِ القھار } (مومن رکوع۲) پھر جب رحمٰن کی حکومت ہوئی تو جو مستحق رحمت ہیں ان کے لئے رحمت کی کیا کمی، بے حساب رحمتوں سے نوازے جائیں گے۔ مگر باوجود ایسی لا محدود رحمت کے کافروں کے
۳۹ ۔ یعنی مارے حسرت و ندامت کے اپنے ہاتھ کاٹے گا اور افسوس کرے گا کہ میں نے کیوں دنیا میں رسول خدا کا راستہ اختیار نہ کیا اور کیوں شیاطین الانس والجن کے بہکائے میں آ گیا جو آج یہ روز بد دیکھنا پڑا۔

۴۰ ۔ یعنی جن کی دوستی اور اغواء سے گمراہ ہوا تھا یا گمراہی میں ترقی کی تھی، اس وقت پچتائے گا کہ افسوس ایسوں کو میں نے اپنا دوست کیوں سمجھا کاش میرے اور ان کے درمیان کبھی دوستی اور رفاقت نہ ہوئی ہوتی۔ (تنبیہ) مفسرین نے یہاں عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف کا جو واقعہ نقل کیا ہے، کچھ ضرورت نہیں کہ آیت کے مدلول کو اس پر
۴۱ ۔ یعنی پیغمبر کی نصیحت مجھ کو پہنچ چکی تھی۔ جو ہدایت کے لئے کافی تھی، اور امکان تھا کہ میرے دل میں گھر کر لے۔ مگر اس کمبخت کی دوستی نے تباہ کیا اور دل کو ادھر متوجہ نہ ہونے دیا۔ بیشک شیطان بڑا دغاباز ہے۔ آدمی کو عین وقت پر دھوکا دیتا اور بری طرح رسوا کرتا ہے۔
۴۲ ۔ یعنی ضدی معاندین نے جب کسی طرح نصیحت پر کان نہ دھرا، تب پیغمبر نے بارگاہ الہٰی میں شکایت کی کہ خدوندا! میری قوم نہیں سنتی، انہوں نے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو (العیاذ باللہ) بکواس قرار دیا ہے، جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو خوب شور مچاتے اور بک بک جھک جھک کرتے ہیں۔ تا کوئی شخص سن اور سمجھ نہ سکے۔ اس
۔ جو نبی کی بات ماننے میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور لوگوں کو قبول حق سے روکتے ہیں۔ ۴۳

۴۴ ۔ یعنی کافر پڑے بہکایا کریں، جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لے آوے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ جس کو چاہے گا ہدایت کر دے گا اور جن کو ہدایت نصیب نہ ہو گی ان کے سب کے مقابلے میں تیری مدد کرے گا۔ یا یہ کہ حق تعالیٰ تیری مدد کر کے مقام مطلوب تک پہنچا دے گا۔ کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو سکے گی۔
۴۵ ۔ یعنی نبی کے دشمن لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ایسے ایسے اعتراض چھانٹتے ہیں کہ صاحب! دوسری کتابوں کی طرح پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اتارا گیا، برسوں میں جو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا، کیا اللہ میاں کو کچھ سوچنا پڑتا تھا اس سے تو شبہ ہوتا ہے کہ خود محمد سوچ سوچ کر بناتے ہیں۔ پھر موقع مناسب دیکھ کر تھوڑا تھوڑا سناتے
۴۶ ۔ یعنی یہ کیا ضرور ہے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا اس سبب سےہو جو تم نے سمجھا۔ اگر غور کرو گے تو اس طرح نازل کرنے میں بہت سے فوائد ہیں جو دفعۃً نازل کرنے کی صورت میں پوری طرح حاصل نہ ہوتے ۔ مثلاً اس صورت میں قرآن کا حفظ کرنا زیادہ آسان ہوا، سمجھنے میں سہولت رہی، کلام پوری طرح منضبط ہوتا رہا اور جن
۴۷ ۔ یعنی کفار جب کوئی اعتراض قرآن پر یا کوئی مثال آپ پر چسپاں کرتے ہیں تو قرآن اس کے جواب میں ٹھیک ٹھیک بات بتلا دیتا ہے۔ جس میں کسی قسم کا ہیر پھیر نہیں ہوتا۔ بلکہ صاف واضح، معتدل اور بےغِل و غش بات ہوتی ہے۔ ہاں جنکی عقل اوندھی ہو گئ ہو وہ سیدھی راہ اور صاف بات کو بھی ٹیڑھی سمجھیں، یہ الگ چیز ہے ایسوں کا انجام اگلی
۴۸ ۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کی عقل اوندھی ہو گئ اور علویات کو چھوڑ کر سفلی خواہشات پر جھک پڑے۔ آگے ایسی چند اقوام کا جو حشر ہوا عبرت کے لئے اس کو بیان فرماتے ہیں۔

۴۹ ۔ یعنی آیات تکوینیہ کو جو اللہ کی توحید وغیرہ پر دال ہیں اور انبیائے سابقین کے متفقہ بیانات کو جن کا تھوڑا بہت چرچا پہلے سے چلا آتا تھا، جھٹلا کر خدائی کے دعوے کرنے لگے تھے۔

۔ ایک پیغمبر کا جھٹلانا سب کا جھٹلانا ہے۔ کیونکہ اصول دین میں سب انبیاء متحد ہیں۔ ۵۰

۵۱ ۔ "اصحاب الرّس" (کنوئیں والے) کون تھے؟ اس میں سخت اختلاف ہوا ہے۔ "روح المعانی" میں بہت سے اقوال نقل کر کے لکھا ہے { وَمُلَخّص الا قوال اِنَّهُم قَوْمٌ اَهْلَکَهُمُ اللهُ بِتَکْذِیْبِ مَنْ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ } (یعنی خلاصہ یہ ہے کہ وہ کوئی قوم تھی جو اپنے پیغمبر کی تکذیب کی پاداش میں ہلاک ہوئی) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ایک امت نے اپنے رسول کو ۔ یعنی پہلے سب کو اچھی طرح سمجھایا۔ جب کسی طرح نہ مانا تو تختہ الٹ دیا۔ ۵۲

۔ یعنی قوم لوط کی بستیاں جن کے کھنڈرات پر سے مکہ والے "شام" کے سفر میں گذرتے تھے۔ ۵۳

۔ یعنی کیا ان کے کھنڈرات کو عبرت کی نگاہ سے نہ دیکھا۔ ۵۴

۵۵ ۔ یعنی عبرت کہاں سے ہوتی جب ان کے نزدیک یہ احتمال ہی نہیں کہ مرنے کے بعد پھر جی اٹھنا اور خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے عبرت تو و ہی حاصل کرتا ہے جس کے دل میں تھوڑا بہت ڈر ہو اور انجام کی طرف سے بالکل بے فکر نہ ہو۔

۵۶ ۔ یعنی بجائے عبرت حاصل کرنے کے ان کا مشغلہ تو یہ ہے کہ پیغمبر سے ٹھٹھا کیا کریں چنانچہ آپ کو دیکھ کر استہزًا کہتے ہیں کہ کیا یہ ہی بزرگ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ بھلا یہ حیثیت اور منصب رسالت؟ کیا ساری خدائی میں سے یہ ہی اکیلے رسول بننے کے لئے رہ گئے تھے؟ آخر کوئی بات تو ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کی ۔ یعنی عذاب الہٰی کو آنکھوں سے دیکھیں گے تب ان کو پتہ چلے گا کہ واقع میں کون گمراہی پر تھا۔ ۵۷

۵۸ ۔ یعنی آپ ایسے ہوا پرستوں کو راہ ہدایت پر لے آنے کی کیا ذمہ داری کر سکتے ہیں جن کا معبود محض خواہش ہو کہ جدھر خواہش لے گئ ادھر ہی جھک پڑے۔ جو بات خواہش کے موافق ہوئی قبول کر لی، جو مخالف ہوئی رد کر دی۔ آج ایک پتھر اچھا معلوم ہوا اسے پوجنے لگے کل دوسرا اس سے خوبصورت مل گیا پہلے کو چھوڑ کر اس کے آگے سر ۵۹ ۔ یعنی کیسی ہی نصیحتیں سنائیے، یہ تو چوپائے جانور ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر، انہیں سننے یا سمجھنے سے کیا واسطہ۔ چوپائے تو بہرحال اپنے پرورش کرنے والے مالک کے سامنے گردن جھکا دیتے ہیں۔ اپنے محسن کو پہچانتے ہیں، نافع و مضر کی کچھ شناخت رکھتے ہیں۔ کھلا چھوڑ دو تو اپنی چراگاہ اور پانی پینے کی جگہ پہنچ جاتے ہیں، لیکن

۶۰ ۔ صبح سے طلوع شمس تک سب جگہ سایہ رہتا ہے اگر حق تعالیٰ سورج کو طلوع نہ ہونے دیتا تو یہ ہی سایہ قائم رہتا، مگر اس نے اپنی قدرت سے سورج نکالا جس سے دھوپ پھیلنی شروع ہوئی اور سایہ بتدریج ایک طرف کو سمٹنے لگا۔ اگر دھوپ نہ آتی تو سایہ کو ہم سمجھ بھی نہ سکتے۔ کیونکہ ایک ضد کے آنے سے ہی دوسری ضد پہچانی ۶۱ ۔ یعنی رات کی تاریکی چادر کی طرح سب پر محیط ہو جاتی ہے جس میں لوگ کاروبار چھوڑ کر آرام کرتے ہیں، پھر دن کا اجالا ہوتا ہے تو نیند سے اٹھ کر ادھر ادھر چلنے پھرنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح موت کی نیند کے بعد قیامت کی صبح آئے گی جس میں سارا جہان دوبارہ اٹھ کھڑا ہو گا اور یہ ہی حالت اس وقت پیش آتی ہے جب انبیاء علیہم السلام

۶۲ ۔ یعنی اول برساتی ہوائیں بارش کی خوشخبری لاتی ہیں، پھر آسمان کی طرف سے پانی برستا ہے جو خود پاک اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔ پانی پڑتے ہی مردہ زمینوں میں جان پڑ جاتی ہے، کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں جہاں خاک اڑ رہی تھی وہاں سبزہ زار بن جاتا ہے۔ اور کتنے جانور اور آدمی باش کا پانی پی کر سیراب ہوتے ہیں۔ اسی طرح قیامت ۶۳ ۔ یعنی بارش کا پانی تمام زمینوں اور آدمیوں کو یکساں نہیں پہنچتا۔ بلکہ کہیں کم کہیں زیادہ کہیں جلد کہیں بدیر، جس طرح اللہ کی حکمت مقتضی ہو پہنچتا رہتا ہے۔ تا لوگ سمجھیں کہ اس کی تقسیم کسی قادر مختار و حکیم کے ہاتھوں میں ہے۔ لیکن بہت لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے اور نعمت الہٰی کا شکر ادا نہیں کرتے۔ الٹے کفر اور ناشکری پر اتر آتے ہیں۔

۶۴ ۔ یعنی نبی کا آنا تعجب کی چیز نہیں اللہ چاہے تو اب بھی نبیوں کی کثرت کر دے کہ ہر بستی میں علیحدہ نبی ہو۔ مگر اس کو منظور ہی یہ ہوا کہ اب آخر میں سارے جہان کے لئے اکیلے محمد رسول اللہ کو نبی بنا کر بھیجے۔ سو آپ کافروں کے احمقانہ طعن و تشنیع اور سفیہانہ نکتہ چینیوں کی طرف التفات نہ فرمائیں۔ اپنا کام پوری قوت اور جوش سے

۶۵ ۔ بیان القرآن میں دو معتبر بنگالی علماء کی شہادت نقل کی ہے کہ "ارکان" سے "چاٹگام" تک دریا کی شان یہ ہے کہ اس کی دو جانبین بالکل الگ الگ نوعیت کے دو دریا نظر آتے ہیں، ایک کا پانی سفید ہے ، ایک کا سیاہ، سیاہ میں سمندر کی طرح طوفانی تلاطم اور تموج ہوتا ہے اور سفید بالکل ساکن رہتا ہے کشتی سفید میں چلتی ہے۔ اور دونوں کے بیچ میں

۶۶ ۔ دیکھ لو! کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے ایک قطرہ آب کو عاقل و کامل آدمی بنا دیا۔ پھر آگے اس سے نسلیں چلائیں اور دامادی اور سسرال کے تعلقات قائم کئے۔ ایک ناچیز قطرہ کو کیا سے کیا کر دیا۔ اور کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ لیکن یہ حضرت تھوڑی ہی دیر میں اپنی اصل کو بھول گئے اور اس رب قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو خدا کہنے لگے۔

۶۷ ۔ یعنی آپ کا کام خدا تعالیٰ کی وفاداری پر بشارات سنانا اور غداروں کو خراب نتائج و عواقب سے آگاہ کر دینا ہے۔ آگے کوئی مانے یہ نہ مانے، آپ کو کچھ نقصان نہیں۔ آپ ان سے کچھ فیس یا مزدوری تھوڑی طلب کر رہے تھے کہ ان کے نہ ماننے سے اس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ آپ تو ان سے صرف اتنا ہی چاہتے ہیں کہ جو کوئی چاہے خدا کی
۶۸ ۔ یعنی آپ تنہا خدا پر بھروسہ کر کے اپنا فرض (تبلیغ و دعوت وغیرہ) ادا کئے جائیے۔ کسی کی مخالفت یا موافقت کی پرواہ نہ کریں۔ فانی چیزوں کا کیا سہارا۔ سہارا تو اسی کا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے کبھی نہ مرے۔

۔ یعنی اسی پر توکل رکھیے اور اسی کی عبادت اور حمدوثنا کرتے رہئے، ان مجرموں سے وہ خود نبٹ لے گا۔ ۶۹

۔ اس کا بیان سورہ اعراف میں گذر چکا۔ ۷۰

۷۱ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی شانوں اور رحمتوں کو کسی جاننے والے سے پوچھو۔ یہ جاہل مشرک اسے کیا جانیں۔ { وَمَا قَدَرُ واللہَ حَقّ قدرہ } اپنی شئون و کمالات کا پوری طرح جاننے والا تو خدا ہی ہے۔ { اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ } لیکن مخلوق میں سب سے بڑے جاننے والے حضرت محمد رسول اللہ ہیں جن کی ذات گرامی میں حق تعالیٰ نے اولین و آخرین کے
۷۲ ۔ یعنی یہ جاہل مشرک رحمٰن کی عظمت شان کو کیا سمجھ سکتے ہیں جن کو اس نام سے بھی چڑ ہے۔ جب یہ نام سنتے ہیں تو انتہائی جہل یا بےحیائی اور تعنت سے ناواقف بن کر کہتے ہیں کہ رحمٰن کون ہے جس کو ہم سے سجدہ کراتا ہے، کیا محض تیرے کہہ دینے سے ایسی بات مان لیں؟ بس تم نے ایک نام لے دیا اور ہم سجدہ میں گر پڑے غرض
۷۳ ۔ یعنی بڑے بڑے ستارے، یا آسمانی قلعے جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔ یا ممکن ہے سورج کی بارہ منزلیں مراد ہوں جو اہل ہیأت نے بیان کی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آسمان کے بارہ حصے، ان کا نام برج، ہر ایک پر ستاروں کا پتہ، یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔ (موضح)۔
۷۴ ۔ یعنی سورج، شاید نور و حرارت کے جمع ہونے اور صفت احراق رکھنے کی وجہ سے اس کو چراغ فرمایا { وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا } (نوح رکوع۱)۔

۷۵ ۔ گھٹنے بڑھنے یا آنے کو بدلنا سدلنا فرمایا، یا یہ مطلب ہے کہ ایک کو دوسرے کا بدل بنایا ہے۔ مثلاً دن کا کا م رہ گیا، رات کو کر لیا، رات کا وظیفہ رہ گیا، دن میں پورا کر دیا۔ کما ورد فی الحدیث۔

۷۶ ۔ یعنی چاند سورج وغیرہ کا الٹ پھیر اور رات دن کا ادل بدل اس لئے ہے کہ اس میں دھیان کر کے لوگ خداوند قدیر کی معرفت کا سراغ لگائیں کہ یہ سب تصرفات و تقلبات عظیمہ اسی کے دست قدرت کی کارسازیاں ہیں۔ اور رات دن کے فوائد و انعامات کو دیکھ کر اس کی شکرگذاری کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ رحمٰن کے مخلص بندے جن کا ذکر آگے آتا
۷۷ ۔ یعنی مشرکین کی طرح رحمٰن کا نام سن کر ناک بھویں نہیں چڑھاتے، بلکہ ہر فعل و قول سے بندگی کا اظہار کرتے ہیں ان کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، خاکساری اور بے تکلفی ٹپکتی ہے، متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ یہ مطلب نہیں کہ ریا و تصنع سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ حضور کی جو رفتار احادیث میں
۷۸ ۔ یعنی کم عقل اور بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو و صفح سے دیتے ہیں۔ جب کوئی جہالت کی گفتگو کرے تو ملائم بات اور صاحب سلامت کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ ایسوں سے منہ نہیں لگتے۔ نہ ان میں شامل ہوں نہ ان سے لڑیں ان کا شیوہ وہ نہیں جو جاہلیت میں کسی نے کہا تھا{ الا یَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَیْنَا، فنجهَلْ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِیْنَا }۔ یہ تو رحمان کے ان
۷۹ ۔ یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں، یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گذارتے ہیں۔ رکوع چونکہ قیام و سجود کے درمیان واقع ہے، شاید اس لئے اس کو علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ گویا ان ہی دونوں کے بیچ میں آ گیا۔

۸۰ ۔ یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے۔ یہ نہیں کہ تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر خدا کے عذاب و قہر سے بے فکر ہو گئے۔

۸۱ ۔ یعنی موقع دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ نہ مال کی محبت نہ اس کی اضاعت، کما قال تعالیٰ{ وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ} (بنی اسرائیل رکوع۳)

۸۲ ۔ مثلاً قتل عمد کے بدلہ قتل کرنا، یا بدکاری کی سزا میں زانی محصن کو سنگسار کرنا، یا جو شخص دین چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے، اس کو مار ڈالنا، یہ سب صورتیں { اِلَّا بِالْحَقِّ } میں شامل ہیں۔ کما ورد فی الحدیث۔

۸۳ ۔ یعنی بڑا سخت گناہ کیا جس کی سزا مل کر رہے گی۔ بعض روایات میں آیا کہ " آثام" جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں بہت ہی ہولناک عذاب بیان کئے گئے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا

۔ یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔ عذاب بھی ان پر بڑا ہو گا۔ اور دم بدم بڑھتا رہے گا۔ ۸۴

۸۵ ۔ یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دے گا اور کفر کے گناہ معاف کرے گا۔ یا یہ کہ بدیوں کو مٹا کر توبہ اور عمل صالح کی برکت سے ان کی تعداد کے مناسب نیکیاں ثبت فرمائے گا۔ کما یظہر من بعض الاحادیث۔

۸۶ ۔ پہلے ذکر تھا کافر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لے آیا۔ یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا۔ وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے برے کام سے تو اللہ کے یہاں جگہ پائے۔ معلوم ہوا کہ سورہ نساء میں جو فرمایا { وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًافَجَزَاۗؤُ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیْہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہ وَاَعَدَّلَہ عَذَابًا عَظِیْمًا } (نساء رکوع ۱۳) وہ غیر تائب کے حق میں ہے۔ واللہ اعلم۔
۔ یعنی نہ جھوٹ بولیں نہ جھوٹی شہادت دیں نہ باطل کاموں کے اور گناہ کی مجلسوں میں حاضر ہوں۔ ۸۷

۸۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ اس میں شامل نہ ان سے لڑیں"۔

۔ بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سنیں اور سن کر متاثر ہوں۔ مشرکین کی طرح پتھر کی مورتیں نہ بن جائیں۔ ۸۹

۹۰ ۔ یعنی بیوی بچے ایسے عنایت فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور قلب مسرور ہو۔ اور ظاہر ہے مومن کامل کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہو گا جب اپنے اہل و عیال کو اطاعت الہٰی کے راستہ پر گامزن اور علم نافع کی تحصیل میں مشغول پائے ۔ دنیا کی سب نعمتیں اور مسرتیں اس کے بعد ہیں۔
۹۱ ۔ یعنی ایسا بنا دے کہ لوگ ہماری اقتداء کر کے متقی بن جایا کریں۔ حاصل یہ کہ ہم نہ صرف بذات خود مہتدی، بلکہ دوسروں کے لئے ہادی ہوں۔ اور ہمارا خاندان تقویٰ و طہارت میں ہماری پیروی کرے۔

۹۲ ۔ یعنی جنت میں اوپر کے درجے ملیں گے اور فرشتے دعا و سلام کہتے ہوئے انکا استقبال کریں گے اور آپس کی ملاقاتوں میں یہ ہی کلمات سلام و دعاء ان کی تکریم و عزت افزائی کے لئے استعمال ہوں گے۔

۔ یعنی ایسی جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے۔ ان کا تو وہ گھر ہو گا۔ ۹۳

۹۴ ۔ یعنی تمہارے نفع ونقصان کی باتیں سمجھا دیں۔ بندہ کو چاہئے مغرور اور بے باک نہ ہو، خدا کو اس کی کیا پرواہ ہاں اس کی التجاء پر رحم کرتا ہے، نہ التجا کرو گے اور بڑے بنے رہو گے تو مٹھ بھیڑ کے لئے تیار ہو جاؤ جو عنقریب ہونے والی ہے۔
۹۵ ۔ یعنی کافر جو حق کو جھٹلا چکے۔ یہ تکذیب عنقریب ان کے گلے کا ہار بنے گی اس کی سزا سے کسی طرح چھٹکارا نہ ہو گا۔ آخرت کی ابدی ہلاکت تو ہے ہی دنیا میں بھی اب جلد مٹھ بھیڑ ہونے والی ہے ۔ یعنی لڑائی جہاد۔ چنانچہ غزوہ "بدر" میں اس مٹھ بھیڑ کا نتیجہ دیکھ لیا۔

۔ یعنی اس کتاب کا اعجاز کھلا ہوا ہے۔ احکام واضح ہیں اور حق کو باطل سے الگ کرنے والی ہے۔ ۱

۲ ۔ یعنی ان بدبختوں کے غم میں اپنے کو اس قدر گھلانے کی ضرورت نہیں کیا ان کے پیچھے آپ اپنی جان کو ہلاک کر کے رہیں گے۔ دلسوزی اور شفقت کی بھی آخر ایک حد ہے۔

۳ ۔ یعنی یہ دنیا ابتلاء کا گھر ہے جہاں بندوں کے انقیاد و تسلیم اور سرکشی کو آزمایا جاتا ہے۔ اسی لئے حکمت الہٰی مقتضی نہیں کہ ان کا اختیار بالکل سلب کر لیا جائے۔ ورنہ خدا چاہتا تو کوئی ایسا آسمانی نشان دکھلاتا کہ اس کے آگے زبردستی سب کی گردنیں جھک جاتیں۔ بڑے بڑے سرداروں کو بھی انکار و انحراف کی قدرت باقی نہ رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے
۴ ۔ یعنی آپ جن کے غم میں پڑے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ رحمان اپنی رحمت و شفقت سے جب ان کی بھلائی کے لئے کوئی پندو نصیحت بھیجتا ہے یہ ادھر متوجہ نہیں ہوتے بلکہ منہ پھیر کر بھاگتے ہیں گویا کوئی بہت بری چیز سامنے آ گئ۔
۵ ۔ یعنی صرف معمولی اعراض ہی نہیں، تکذیب و استہزاء بھی ہے۔ سو عنقریب دنیا اور آخرت میں اپنی کرتوت کی سزا بھگتیں گے۔ تب اس چیز کی حقیقت کھلے گی جس کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

۶ ۔ یعنی یہ مکذبین اگر ایک پیش پا افتادہ زمین ہی کے احوال میں غور کرتے تو مبدأو معاد کی معرفت حاصل کرنے کےلئے کافی ہو سکتی تھی۔ کیا دیکھتے نہیں کہ اسی کرکری اور حقیر مٹی سے کیسے عجیب و غریب رنگ برنگ پھول پھل اور قسم قسم کے غلے اور میوے ایک مضبوط نظام تکوین کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ کسی
۷ ۔ یعنی زبردست تو ایسا ہے کہ نہ ماننے پر فورًا عذاب بھیج سکتا تھا، مگر رحم کھا کر تاخیر کرتا ہے کہ ممکن ہے اب بھی مان لیں۔ آگے عبرت کے لئے مکذبین کے چند واقعات بیان فرمائے ہیں۔ جن سے ظاہر ہو گا کہ خدا نے ان کو کہاں تک ڈھیل دی، جب کسی طرح نہ مانے تو پھر کیسے تباہ و برباد کیا۔ ان میں پہلا قصہ قوم فرعون کا ہے جو پیشتر سورۂ

۔ تم جا کر انہیں خدا کے غصہ سے ڈراؤ۔ ۸

۹ ۔ یعنی پوری بات سننے سے پہلے ہی جھٹلانا شروع کر دیں گے اور مجلس میں کوئی تائید کرنے والا نہ ہو گا۔ ممکن ہے اس وقت ملول اور حزیں ہو کر طبیعت رک جائے۔ دل نہ کھلے، اور زبان میں کچھ لکنت پہلے ہی سے ہے۔ تنگ دل ہو کر بولنے میں زیادہ رکاوٹ پیدا نہ ہو جائے۔ اس لئے میری تقویت و تائید کے لئے اگر ہارون کو جو مجھ سے زیادہ
۔ یعنی ایک قبطی کے خون کا دعویٰ جس کی تفصیل سورۂ قصص میں آئے گی۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی دعوت و تبلیغ سے پہلے ہی میرا کام تمام نہ کر دیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارے آدمی کا خون کر کے بھاگا تھا۔ ایسی صورت میں فرض تبلیغ کس طرح ادا ہوگا۔

۱۲ ۔ یعنی کیا مجال ہے کہ ہاتھ لگا سکیں۔ جاؤ اپنی استدعاء کے موافق ہارون کو بھی ساتھ لو اور ہمارے دئے ہوئے معجزات و نشانات لے کر وہاں پہنچو۔ ان نشانات کے ساتھ ہوتے ہوئے تم کو کیا ڈر۔ اور نشان کیا ہم خود ہر موقع پر تمہارے ساتھ ہیں اور فریقین کی گفتگو سن رہے ہیں۔

۱۳ ۔ "بنی اسرائیل" کا وطن حضرت ابراہیم کے زمانہ سے ملک شام تھا۔ حضرت یوسف کے سبب سے مصر میں آ رہے، وہاں ایک مدت گذری۔ اب انکو حق تعالیٰ نے ملک شام دینا چاہا، فرعون ان کو نہ چھوڑتا تھا۔ کیونکہ ان سے غلاموں کی طرح بیگار میں کام لیتا تھا۔ حضرت موسیٰ نے ان کی آزادی کا مطالبہ فرمایا۔
۱۴ ۔ یعنی تو وہ ہی نہیں جس کو ہم نے اپنے گھر میں بڑے نازونعم سے پالا پوسا اور پرورش کر کے اتنا بڑا کیا اب تیرا یہ دماغ ہو گیا کہ ہم ہی سے مطالبات کرتا اور اپنی بزرگی منواتا ہے۔

۔ اتنے برسوں تک کبھی یہ دعوے نہ کئے، اب یہاں سے نکلتے ہی رسول بن گئے۔ ۱۵

۱۶ ۔ یعنی جو کرتوت کر کے بھاگا تھا (قبطی کا خون) اسے ہم بھولے نہیں۔

۱۷ ۔ یعنی ہمارے سب احسانات بھلا کر لگا پیغمبری کے دعوے کرنے، اس قت تو بھی (العیاذ باللہ) ان ہی میں کا ایک تھا جن کو آج کافر بتلاتا ہے۔

۱۸ ۔ یعنی قبطی کا خون میں نے دانستہ نہیں کیا تھا، غلطی سے ایسا ہو گیا، مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مکا مارنے میں جو تادیب کے لئے تھا۔ اس کا دم نکل جائے گا۔ { فوَکَزَہ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْہِ } (قصص رکوع۲)

۱۹ ۔ یعنی بیشک میں خوف کھا کر یہاں سے بھاگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ مجھے نبوت و حکمت عطا فرمائے۔ اس نے اپنے فضل سے مجھے سرفراز کیا اور رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا۔ یہ بجائے خود میری صداقت کی دلیل ہے کہ جو شخص تم سے خوف کھا کر بھاگا ہو، پھر اس طرح بےخوف و خطر تنہا تمہارے سامنے آ کر ڈٹ جائے۔
۲۰ ۔ یعنی بچپن میں میروی پرورش کا احسان جتلانا تجھے زیب نہیں دیتا۔ کیا ایک اسرائیلی بچہ کی تربیت سے اس کا جواب ہو سکتا ہے کہ تو نے اس کی ساری قوم کو غلام بنا رکھا ہے۔ بالخصوص جبکہ اس بچہ کی تربیت بھی خود تیرے زہرہ گداز مظالم کے سلسلہ ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہو۔ نہ تو "بنی اسرائیل" کے بچوں کو ذبح کرتا، نہ خوف کی وجہ سے
۲۱ ۔ یعنی موسٰی نے { فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ } کے امتثال میں اپنے کو { رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ } کا پیغمبر کہا، اس پر فرعون حجود، تعنت اور ہٹ دھرمی کی راہ سے بولا کہ (العیاذ باللہ) رب العالمین کیا چیز ہوتی ہے، میری موجودگی میں کسی اور رب کا نام لینا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ اس شقی کا ازلی دعویٰ تو اپنی قوم کے روبرو یہ تھا { مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ
۲۲ ۔ یعنی آسمان و زمین کی سب چیزیں جس کے زیر تربیت ہیں وہ ہی رب العالمین ہے۔ اگر تمہارے قلوب میں کسی چیز پر بھی یقین لانے کی استعداد موجود ہو تو فطرت انسانی سب سے پہلے اس چیز کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے۔

۲۳ ۔ فرعون جان بوجھ کر بات کو رلانا چاہتا تھا اپنے حوالی کو ابھارنے اور موسٰی کی بات کو خفیف کرنے کے لئے کہنے گا، سنتے ہو، موسٰی کیسی دورازکار باتیں کر رہے ہیں۔ کیا تم میں کوئی تصدیق کرے گا کہ میرے سوا آسمان و زمین میں کوئی اور رب ہے؟
۲۴ ۔ یعنی او احمق! میں جس رب العالمین کا ذکر کر رہا ہوں ، وہ ہے جس نے خود تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا۔ اور جب تمہارا بیج بھی نہ تھا اس وقت زمین و آسمان کی تربیت و تدبیر کر رہا تھا۔

۲۵ ۔ یعنی (العیاذ باللہ) کس دیوانہ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جو ہماری اور ہمارے باپ دادوں کی خبر لیتا ہے اور ہماری شوکت و حشمت کو دیکھ کر ذرا نہیں جھجکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دماغ عقل سے بالکل خالی ہے۔

۲۶ ۔ حضرت موسٰی نے پھر ایک بات کہی جس طرح کی حضرت ابراہیم نے نمرود کے سامنے آخر میں کہی تھی۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک اور تمام سیارات کی طلوع و غروب کی تدبیر ایک محکم و مضبوط نظام کے موافق کرنے والا ہے۔ اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو بتلا سکتے ہو کہ اس عظیم الشان نظام کا قائم رکھنے والا بجز
۲۷ ۔ اس مرتبہ فرعون نے اپنا مطلب صاف کہہ دیا کہ یہاں "مصر" میں کوئی اور خدا نہیں۔ اگر میرے سوا کسی اور معبود کی حکومت مانی تو یاد رکھو قید خانہ تیار ہے۔

۲۸ ۔ یعنی فیصلہ میں ابھی جلدی نہ کر۔ یہ تو تیری باتوں کا جواب تھا۔ اب ذرا وہ کھلے ہوئے نشان بھی دیکھ جن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور میری صداقت دونوں کا اظہار ہو۔ اگر ایسے نشان دکھلاؤں تو کیا پھر بھی تیرا فیصلہ یہ ہی رہے گا۔

۲۹ ۔ یا تو خدائی کے دعوے تھے، یا اتنی جلد ایسا حواس باختہ ہو گیا کہ اپنے غلاموں اور پرستاروں کے احکام پر چلنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

۔ یعنی عید کے دن چاشت کے وقت۔ ۳۰

۳۱ ۔ یعنی سب کو اکھٹا ہونا چاہئے۔ امید قوی ہے کہ ہمارے جادوگر غالب آئیں گے۔ اس وقت ہم موسیٰ کی شکست اور مغلوبیت دکھلانے کے لئے اپنے ساحرین کی راہ پر چلیں گے۔ گویا یہ ظاہر کرنا تھا کہ اس میں ہماری کوئی خودغرضی نہیں۔ جب مقابلہ میں ہمارا پلہ بھاری رہے گا تو انصافًا کسی کو ہمارے طریقہ سے منحرف ہونے کی گنجائش نہیں رہ

۳۲ ۔ یعنی نہ صرف مالی انعام و اکرام، بلکہ تم میرے خاص مصاحبوں میں رہو گے۔ ان آیات کا مفصل بیان "اعراف" اور "طٰہٰ" میں گذر چکا ہے۔

۳۳ ۔ یعنی جب ساحرین نے کہا کہ موسیٰ تم پہلے اپنی لاٹھی ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں ا سکے جواب میں فرمایا کہ تم ہی اپنی قوت خرچ کر دیکھو۔

۳۴ ۔ بعض نے { بعِزَّۃِ فِرْعَوْنَ } کو قسم کے معنی میں لیا ہے۔ یعنی فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی غالب ہو کر رہیں گے۔

۳۵ ۔ شیخ اکبر نے لکھا ہے کہ خالی رسیاں اور لاٹھیاں رہ گئیں جو سانپوں کی صورتیں انہوں نے بنائیں تھیں موسیٰ کا عصا ان کو نگل گیا۔

۳۶ ۔ یعنی موسیٰ تمہارا بڑا استاد ہے، آپس میں سازش کر کے آئے ہو کہ تم یہ کرنا، ہم یوں کہیں گے اور حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "تمہارا بڑا" کہا رب کو، یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو" واللہ اعلم۔

۳۷ ۔ یعنی بہرحال مر کر خدا کے یہاں جانا ہے اس طرح مریں گے، شہادت کادرجہ ملے گا۔ یہ سب مضامین سورہ "اعراف" وغیرہ میں گذر چکے ہیں۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

۳۸ ۔ یعنی موسیٰ کی دعوت و تبلیغ کے بعد بھرے مجمع میں ظالم فرعون کے روبرو سب سے پہلے ہم نے قبول حق کا اعلان کیا۔ اس سے امید ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ ہماری گذشتہ تقصیرات کو معاف فرمائے گا۔

۳۹ ۔ یعنی جب ایک مدت تک سمجھانے اور آیات دکھلاتے رہنے کے بعد بھی فرعون نے حق کو قبول نہ کیا اور "بنی اسرائیل" کا ستانا نہ چھوڑا، تو ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کر لے کر رات میں یہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اور دیکھنا فرعونی لوگ تمہارا پیچھا کریں گے (گھبرانا نہیں)۔
۔ تا تمام قبطیوں کو جمع کر کے بنی اسرائیل کا تعاقب کرے۔ ۴۰

۴۱ ۔ یعنی ان تھوڑے سے آدمیوں نے تم کو تنگ کر رکھا ہے۔ حالانکہ ان کی ہستی کیا ہے جو تمہارے مقابلہ میں عہدہ برا ہو سکیں۔ یہ باتیں قوم کو غیرت اور جوش دلانے کے لئےکہیں۔

۔ یا ہم کو غصہ دلا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ان کی کم بختی نے دھکا دیا ہے۔ ۴۲

۴۳ ۔ تو اس روز روز کے خطرہ کا قلع قمع ہی کر دو۔ بعض مفسرین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ہماری بڑی جمعیت ہے جو محتاط یا مسلح ہے تو یہ الفاظ دل بڑھانے کےلئے ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

۴۴ ۔ یعنی اس طرح قبطی گھربار، مال و دولت، باغ اور کھیتیاں چھوڑ کر بنی اسرائیل کے تعاقب میں ایک دم نکل پڑے۔ جنہیں پھر لوٹنا نصیب نہ ہوا۔ گویا اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے اُنکو نکال باہر کیا۔

۴۵ ۔ یا تو اسکے بعد ہی یہ چیزیں بنی اسرائیل کے ہاتھ لگیں اور یا ایک مدت بعد سلیمان کے عہد میں جب ملک مصر بھی اُنکی سلطنت میں شامل ہوا۔ واللہ اعلم پہلے اسکے متعلق اختلاف گذر چکا ہے۔

۴۶ ۔ یعنی بحر قلزم کے کنارہ پر پہنچ کر بنی اسرائیل پار ہونے کی فکر کر رہے تھے کہ پیچھے سے فرعونی لشکر نظر آیا گھبرا کر موسیٰ سے کہنے لگے کہ اب اُنکے ہاتھ سے کیسے بچیں گے۔ آگے سمندر حائل ہے اور پیچھے سے دشمن دبائے چلا آ رہا ہے۔
۴۷ ۔ یعنی گھبراؤ نہیں، اللہ کے وعدوں پر اطمینان رکھو، اسکی حمایت و نصرت میرے ساتھ ہے۔ وہ یقیناً ہمارے لئے کوئی راستہ نکال دیگا۔ ناممکن ہے کہ دشمن ہمکو پکڑ سکے۔

۴۸ ۔ پانی بہت گہرا تھا۔ بارہ جگہ سے پھٹ کر خشک راستے بن گئے۔ بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے الگ الگ اُن میں کو گذرے اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے۔ (کذا فی موضح القرآن)

۴۹ ۔ یعنی فرعونی لشکر بھی قریب آ گیا اور دریا میں راستے بنے ہوئے دیکھ کر بنی اسرائیل کے بعد بے سوچے سمجھے گھس پڑا جب تمام لشکر دریا کی لپیٹ میں آ گیا، فوراً خدا کے حکم سے پانی کے پہاڑ ایک دوسرے سے مل گئے۔ یہ قصہ پہلے گذر چکا ہے۔
۵۰ ۔ یعنی جب اکثروں نے حق کو قبول نہ کیا تو آخر میں قدرت نے یہ نشان دکھلایا۔ جس سے صادقین اور مکذبین کے انجام کا دنیا ہی میں الگ الگ پتہ چل جاتا ہے۔

۵۱ ۔ یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو۔ پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے "بدر" کے دن جیسے فرعون تباہ ہوا۔ (موضح القرآن)

۔ یعنی یہ کیا چیز ہے جسے تم پوجتے ہو؟ ۵۲

۵۳ ۔ یعنی تم ہمارے معبودوں کو جانتے نہیں، جو ایسی تحقیر سے سوال کر رہے ہو۔ ہم ان مورتوں کو پوجتے ہیں اور اس قدر وقعت و عقیدت ہمارے دل میں ہے کہ دن بھر آسن جما کر ان ہی کو لگے بیٹھے رہتے ہیں۔

۵۴ ۔ یعنی اتنا پکارنے پر کبھی تمہاری بات سنتے ہیں؟ اگر نہیں سنتے (جیسا کہ ان کے جماد ہونے سے ظاہر ہے) تو پکارنا فضول ہے۔

۵۵ ۔ یعنی کیا پوجنے سے کچھ نفع یا نہ پوجنے سے کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ ظاہر ہے جو اپنے اوپر سے مکھی تک نہ اڑا سکیں وہ دوسرے کو کیا نفع نقصان پہنچا سکیں گے؟ پھر ایسی عاجز و لایعقل چیز کو معبود بنانا کہاں کی عقلمندی ہے۔
۵۶ ۔ یعنی ان منطقی بحثوں اور کٹ حجتیوں کو ہم نہیں جانتے، نہ ہماری عقیدت اور پرستش کا مدار ان باتوں پر ہے بس سو دلیلوں کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہمارے بڑے اسی طرح کرتے چلے آئے۔ کیا ہم ان سب کو احمق سمجھ لیں۔

۵۷ ۔ یعنی ان کا پوجنا ایک پرانی حماقت ہے، ورنہ جس کے اختیار اور قبضہ میں ذرہ برابر نفع نقصان نہ ہو اسکی عبادت کیسی؟

۵۸ ۔ یعنی لو! میں بے خوف و خطر اعلان کرتا ہوں کہ تمہارے ان معبودوں سے میری لڑائی ہے۔ میں ان کی گت بنا کر رہوں گا۔ { وَتَاللّٰہِ لَاَ کِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ } (انبیاء رکوع۵) اگر ان میں کوئی طاقت ہے تو مجھ کو نقصان پہنچا دیکھیں۔ کما قال تعالیٰ فی موضع آخر۔ { وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِکُوْنَ بِہٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْئًا } الآیۃ (انعام رکوع۹) وقال
۔ کہ وہ ہی میرا معبود، دوست اور مددگار ہے۔ ۵۹

۔ یعنی فلاح دارین کی راہ دکھاتا اور اعلیٰ درجہ کے فوائد و منافع کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ۶۰

۔ یعنی کھلانا پلانا، مارنا جِلانا اور بیماری سے اچھا کرنا، سب اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ۶۱

۶۲ ۔ یعنی کسی معاملہ میں بھول چوک یا اپنے درجہ کے موافق خطا و تقصیر ہو جائے تو اسی کی مہربانی سے معافی کی توقع ہو سکتی ہے۔ کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں۔ آگے حق تعالیٰ کے کمالات اور مہربانیوں کا ذکر کرتے کرتے حضرت ابراہیم نے غلبہ حضور سے دعا شروع کر دی جو کمال عبدیت کے لوازم میں سے ہے۔
۶۳ ۔ یعنی مزید علم و حکمت اور درجات و قبول مرحمت فرما اور اعلیٰ درجہ کے نیکوں کے زمرہ میں (جو انبیاء علیہم السلام ہیں) شامل رکھ۔ کما قال نبینا { اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰے } اس دعا سے اپنی کامل احتیاج اور حق تعالیٰ کی غناء کا اظہر مقصود ہے۔ یعنی نبی ہو یا ولی، اللہ تعالیٰ کسی کے معاملہ میں مجبور و مضطر نہیں۔ ہمہ وقت اس کے فضل و
۶۴ ۔ یعنی ایسے اعمال مرضیہ اور آثار حسنہ کی توفیق دے کہ پیچھے آنے والی نسلیں ہمیشہ میرا ذکر خیر کریں اور میرے راستہ پر چلنے کی طرف راغب ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمانہ میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو، اور میرا دین تازہ کریں چنانچہ یہ ہی ہوا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیم کو دنیا میں قبول عام عطا فرمایا اور ان کی
۔ یعنی جنت کا جو آدم کی میراث ہے۔ ۶۵

۶۶ ۔ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ دعا باپ کی موت کے بعد کی مگر دوسری جگہ تصریح آ گئی کہ جب اس کا دشمن خدا ہونا ظاہر ہو گیا تو برأت اور بیزاری کا اظہار فرمایا۔ کما قال تعالیٰ { وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰھِیْمَ لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَآ اِیَّاہُج فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ تَبَرَّاَ مِنْہُ } (توبہ رکوع۱۴ کَلَّآ

۶۷ ۔ یعنی بھلا چنگا بے روگ دل جو کفر و نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہو گا وہ ہی وہاں کام دے گا۔ نرے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال و اولاد فدیہ دے کر جان چھڑا لے، تو ممکن نہیں۔ یہاں کے صدقات و خیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اسی وقت ہے جب اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہو۔

۶۸ ۔ یعنی محشر میں جنت مع اپنی انتہائی آرائش و زیبائش کے متقین کو قریب نظر آئے گی۔ جسے دیکھ کر داخل ہونے سے پہلے ہی مسرور ہوں گے۔ اسی طرح دوزخ کو مجرموں کے پاس لے آئیں گے تا داخل ہونے سے پیشتر ہی خوف کھا کر لرزنے لگیں۔

۶۹ ۔ یعنی اب وہ فرضی معبود کہاں گئے، کہ نہ تمہاری مدد کر کے اس عذاب سے چھڑا سکتے ہیں نہ بدلہ لے سکتے ہیں بلکہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔

۷۰ ۔ یعنی بت اور بت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر، سب کو دوزخ میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے۔ ایک دوسرے کو الزام دے گا اور آخرکار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تمکو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے) رب
۷۱ ۔ یعنی اگر ایک مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس جانے کا موقع دیا جائے تو اب وہاں سے پکے ایماندار بن کر آئیں لیکن یہ کہنا بھی جھوٹ ہے۔ { وَلَوْ رُدُّوْالعَادُوْ الِمَانُھُوْا عَنْہُ وَ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ } (انعام رکوع۳)۔

۷۲ ۔ یعنی ابراہیم کے اس قصہ میں توحید وغیرہ کے دلائل اور مشرکین کا عبرتناک انجام دکھلایا گیا ہے مگر لوگ کہاں مانتے ہیں۔

۷۳ ۔ یعنی نہایت صدق و امانت کےساتھ حق تعالیٰ کا پیغام بلا کم و کاست تم کو پہنچاتا ہوں۔ لہٰذا واجب ہے کہ پیغام الہٰی سنکر خدا سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

۔ یعنی بے غرض اور بے لوث آدمی کی بات ماننی چاہئے۔ ۷۴

۷۵ ۔ یعنی تھوڑے سے کمینے اور نیچ قوم کے لوگ اپنی نمود کے لئے تیرے ساتھ ہو گئے ہیں، بھلا یہ کیا اونچے کام کریں گے اور ہمارا فضل و شرف کب اجازت دے سکتا ہے کہ ان کمینوں کے دوش بدوش تمہاری مجلس میں بیٹھا کریں، پہلے تو آپ ان کو اپنے یہاں سےکھسکائیے، پھر ہم سےبات کرنا۔

۷۶ ۔ یعنی مجھے ان کا صدق و ایمان قبول ہے، ان کے پیشے یا نیت اور اندرونی کاموں کے جاننے سے کیا مطلب اس کا فیصلہ اور حساب تو پروردگار کے یہاں ہو گا۔ باقی میں تمہاری خاطر سے غریب ایمانداروں کو اپنے پاس سے دھکے نہیں دے سکتا۔

۔ یعنی میرافرض تم کو آگاہ کر دینا تھا سو کر چکا، تمہاری لغو فرمائشیں پوری کرنا میرے ذمہ نہیں۔ ۷۷

۔ یعنی بس اب ہم کو اپنی نصیحت سے معاف رکھو، اگر اس روش سے باز نہ آئے تو سنگسار کئے جاؤ گے۔ ۷۸

۔ یعنی میرے اور ان کے درمیان عملی فیصلہ فرما دیجئے۔ اب انکے راہ راست پر آنے کی توقع نہیں۔ ۷۹

۔ یعنی مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو الگ کر کے ان کا بیڑا غرق کر۔ ۸۰

۔ اس قصہ کی تفصیل پہلے کئ جگہ گذر چکی۔ ۸۱

۸۲ ۔ ان لوگوں کر بڑا شوق تھا اونچے مضبوط منارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے، مگر نام ہو جائے اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے بناتے تھے مال ضائع کرنے کو۔ ان میں بڑی کاریگریاں دکھلاتے تھے گویا یہ سمجھتے تھے کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور یہ یادگاریں اور عمارتیں کبھی برباد نہ ہوں گی۔ (لیکن آج دیکھو تو ان کے کھنڈر بھی

۸۳ ۔ یعنی ظلم و ستم سے زیردستوں اور کمزوروں کو تنگ کر رکھا ہے۔ گویا انصاف اور نرمی کا سبق ہی نہیں پڑھا خدا کی ضعیف مخلوق کو جبر و تعدی کا تختہ مشق بنا رکھا ہے۔ سو اللہ سے ڈرو، ظلم و تکبر سے باز آؤ، اور میری بات مانو۔

۸۴ ۔ یعنی اتنا تو سوچو کہ آخر یہ سامان تم کو کس نے دیے ہیں؟ کیا اس منعم حقیقی کا تمہارے ذمہ کوئی حق نہیں۔ اگر تمہاری یہ ہی شرارت اور سرکشی رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ پہلی قوموں کی طرح کسی سخت آفت میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ دیکھو میں تم کو نصیحت کر چکا۔ اپنے انجام کو خوب سوچ لو۔

۸۵ ۔ یعنی تمہاری نصیحت بیکار ہے۔ یہ جادو ہم پر چلنے والا نہیں۔ قدیم سے یہ عادت چلی آتی ہےکہ کچھ لوگ نبی بن کر عذاب سے ڈرایا کرتے ہیں اور مرنے جینے کا سلسلہ بھی پہلےسے چلا آتا ہے تو اس سے ہم کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے رہا جو طریقہ ہمارا ہے وہ ہی ہمارے اگلے باپ دادوں کا تھا ہم اس سے کسی طرح ہٹنے والے نہیں۔ نہ عذاب کی
۸۶ ۔ یعنی سخت آندھی بھیج کر۔ ان کا قصہ بھی پہلے "اعراف" وغیرہ میں مفصل گذر چکا ہے۔

۸۷ ۔ یعنی کیا یہ خیال ہے کہ ہمشیہ اسی عیش و آرام اورباغ و بہار کے مزے لوٹو گے؟ اور پہاڑوں کو تراش کر جو تکلف کے مکان تیار کئے ہیں ان سے کبھی نہ نکلو گے؟ یا یہ مضبوط اور سنگین عمارتیں تم کو خدا کے عذاب سے بچا لیں گی؟ اس سودائے خام کو دل سے نکال ڈالو۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر میرا کہا مانو۔ میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں۔

۸۸ ۔ یہ عوام کو فرمایا کہ تم ان بڑے مفسد شیطانوں کے پچھے چل کر تباہ نہ ہو۔ یہ زمین میں خرابی پھیلانے والے ہیں۔ اصلاح کرنے والے اور نیک صلاح دینے والے نہیں۔

۸۹ ۔ یعنی ہم سے کون سی بات تجه میں زائد ہے جو نبی بن گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے تیری عقل ماری گئ۔ (العیاذ باللہ)

۹۰ ۔ یعنی اگر نبی ہے اور ہم سے ممتاز درجہ رکھتا ہے تو اللہ سے کہہ کر کوئی ایسا نشان دکھلا جسے ہم بھی تسلیم کرلیں پھر فرمائش کی اچھا پتھر کی اس چٹان میں سے ایک اونٹنی نکال دے جو ایسی اور ایسی ہو۔ حضرت صالح نے دعا فرمائی حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ نشان دکھلا دیا۔
۹۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں"اونٹنی پیدا ہوئی پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے، حضرت صالح کی دعا سے وہ چُھوٹی پھرتی، جس جنگل میں چرنے یا جس تالاب پر پانی پینے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے۔ تب یوں ٹھہرا دیا کہ ایک دن اس پانی پر وہ جائے۔ ایک دن اوروں کے مواشی جائیں"۔
۔ یعنی اونٹنی کے ساتھ برائی سے پیش نہ آنا ورنہ بڑی سخت آفت ہو گی۔ ۹۲

۹۳ ۔ ایک بدکار عورت کے گھر مواشی بہت تھے، چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک آشنا کو اکسایا، اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیے، اس کے تین دن بعد عذاب آیا (موضح القرآن) یہ قصہ بھی پہلے مفصل گذر چکا۔

۹۴ ۔ یعنی سارے جہان میں سے مرد ہی تمہاری شہوت رانی کے لئے رہ گئے، یا یہ کہ سارے جہان میں سے تم ہی ہو جو اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہو۔

۔ یعنی یہ خلاف فطرت کام کر کے آدمیت کی حد سے بھی نکل چکے ہو۔ ۹۵

۔ یعنی یہ وعظ و نصیحت رہنے دو۔ اگر آئندہ ہمیں تنگ کرو گے تو تم کو بستی سے نکال باہر کریں گے۔ ۹۶

۔ اس لئے ضرور اس پر اظہار نفرت کروں گا اور نصیحت سے باز نہیں آ سکتا۔ ۹۷

۔ یعنی ان کی نحوست اور وبال سے ہم کو بچا اور انہیں غارت کر۔ ۹۸

۔ یہ ان کی بیوی تھی جو ان بدمعاشوں سے مل رہی تھی۔ جب عذاب آیا تو یہ بھی ہلاک ہوئی۔ ۹۹

۱۰۰ ۔ یعنی ان کی بستیاں الٹ دیں اور آسمان سے پتھروں کا برساؤ کیا۔ سو ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ ان کا قصہ بھی مفصل اعراف وغیرہ میں گذر چکا۔

۱۰۱ ۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ "اصحاب ایکہ" وہ ہی قوم مَدین ہے۔ "ایکہ" ایک درخت تھا جسے یہ لوگ پوجتے تھے، اسی نسبت سے "الایکہ" کہا گیا۔ اور اسی لئے شعیب کو "اخوہم" سے تعبیر نہیں فرمایا۔ کیونکہ انبیاء کی اخوت محض قومی و نسبی تعلقات پر مبنی تھی۔ اگر "مدین" کہتے تو "اخوہم" کہنا موزوں تھا جب "اصحابُ الایکہ" کہہ کر ایک مذہبی

۱۰۲ ۔ یعنی معاملات میں خیانت اور بے انصافی مت کرو۔ جس طرح لینے کے وقت پوا ناپ تول کر لیتے ہو دیتے وقت بھی پورا ناپ تول کر دو۔

۔ یعنی ملک میں ڈاکے مت ڈالو اور لوگوں کے حقوق نہ مارو۔ ۱۰۳

۔ یعنی دعوئے نبوت میں اور عذاب وغیرہ کی دھمکیوں میں۔ ۱۰۴

۔ اگر سچا ہے تو آسمان کا یا بادل کا کوئی ٹکڑا گروا کر ہم کو ہلاک کیوں نہیں کر دیتا۔ ۱۰۵

۱۰۶ ۔ یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ کس کس جرم پر کس وقت اور کتنی سزا ملنی چاہئے۔ عذاب دینا ہمارا کام نہیں ۔ ہمارا کام ہشیار کر دینا تھا، سو کر چکے۔

۱۰۷ ۔ سائبان کی طرح ابر آیا اس میں سے آگ برسی، نیچے سے زمین کو بھونچال آیا اور سخت ہولناک آواز آئی، اس طرح سب قوم تباہ ہو گئ۔ ان کا قصہ بھی پہلے مفصل گذر چکا ہے ایک نظر وہاں کے فوائد پر ڈال لی جائے۔

۱۰۸ ۔ آغاز سورت میں قرآن کریم کا ذکر تھا اور اس کی تکذیب پر دھمکی دی گئ تھی، درمیان میں مکذبین حق کے واقعات بیان ہوئے یہاں سے پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن کریم وہ مبارک اور عظیم الشان کتاب ہے جسے رب العالمین نے اتارا، جبریل امین لیکر اترے اور تیرے پاک و صاف قلب پر اتاری گئ، کیونکہ یہ ہی

۱۰۹ ۔ یعنی اتارا نہایت فصیح، واضح اور شگفتہ عربی زبان میں۔ یہاں سے معلوم ہوا { عَلٰی قَلْبِکَ } سے مراد یہ نہیں کہ صرف مضامین قرآن کے آپ کے دل میں اتار دیے پھر آپ نے ان کو اپنے الفاظ میں ادا کر دیا۔ بلکہ الفاظ اور مضامین سب وحی ربانی سے قلب مبارک پر القا کئے گئے۔
۱۱۰ ۔ یعنی قرآن کی اور اس کے لانے والے کی خبر پہلی آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ انبیائے سابقین برابر پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ باوجود بہت سی تحریف و تبدیل کے اب تک بھی ایک ذخیرہ اس قسم کی پیشین گوئیوں کا پایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس قرآن کے بیشتر مضامین اجمالًا یا تفصیلًا اگلی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔
۱۱۱ ۔ یعنی علمائے بنی اسرائیل خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی کتاب اور پیغمبر ہے جس کی خبر پہلے سے آسمانی صحیفوں میں دی گئ تھی۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے علانیہ اور بعض نے اپنی خصوصی مجلسوں میں امر حق کا اقرار کیا ہے اور بعض انصاف پسند اسی علم کی بناء پر مسلمان ہو گئے ، مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ غرض ایک

۱۱۲ ۔ یعنی آپ تو فصحائے عرب میں سے ہیں۔ ممکن ہے مشرکین مکہ یوں کہدیں کہ قرآن آپ نے خود تصنیف کر لیا ہو گا (حالانکہ قرآن اس حد اعجاز کو پہنچا ہوا ہے جس کا مثل تمام جن و انس بھی بنا کر نہیں لا سکتے) تاہم کہنے کو یہ احتمال پیدا کر سکتے ہیں، لیکن ان کی ہٹ دھرمی، شقاوت اور بدبختی کا حال تو یہ ہے کہ اگر یہ قرآن فرض کرو ہم

۱۱۳ ۔ یعنی جو آدمی جرائم اور گناہوں کا خوگر ہو جاتا ہے اور اپنے قویٰ کو شرارت اور سرکشی میں لگا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی عادت کے موافق ڈھیل چھوڑ دیتا ہے اور اس کے دل میں انکار و تکذیب کے اثر کو جاگزین کر دیتا ہے۔ یہ تقریر ترجمہ کے موافق ہوئی، لیکن بہت سے مفسرین نے { سَلَکْنَاہُ } کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے۔ یعنی

۱۱۴ ۔ یعنی جب عذاب الہٰی ایک دم سر پر پہنچ جائے گا اس وقت کہیں گے کہ کیا ہمیں تھوڑی سے مہلت دی جا سکتی ہے کہ اب توبہ کر کے اپنا چال چلن درست کر لیں اور پیغمبروں کا اتباع کر کے دکھلائیں۔ دنیا میں تو عذاب کی جلدی مچا رہے تھے اب مہلت طلب کرنے لگے۔

۱۱۵ ۔ یعنی سالہاسال کی ڈھیل اور مہلت بھی جو دی گئ تھی اس وقت کچھ کام نہ آئے گی اس وقت یہ برسوں کی مہلت کالعدم ہو گی اور سمجھیں گے کہ واقعی بہت ہی جلدی پکڑے گئے { کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَھَا لَمْ یَلْبَثُوْٓ اِلَّا عَشِیَّۃً اَوْضُحٰھَا } (نازعات رکوع۲)

۱۱۶ ۔ یعنی کسی قوم کا تختہ یوں ہی ایک دم نہیں الٹ دیا گیا۔ عذاب بھیجنے سے پہلے کافی مہلت دی گئ اور ہشیار کرنے والے پیغمبر بھیجے گئے کہ لوگ غفلت میں نہ رہیں، جب کسی طرح نہ مانے آخر غارت کئے گئے۔ العیاذ باللہ۔

۱۱۷ ۔ درمیان میں مکذبین کے احوال بیان فرما کر پھر اصل مضمون{ وَاِنَّہ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ } کی تکمیل و تتمیم فرماتے ہیں۔ یعنی یہ کتاب خدا تعالیٰ کے ہاں سے جبریل امین لائے ہیں۔ شیاطین کی سکھلائی ہوئی چیز نہیں۔بھلا شیاطین سےکہاں ممکن ہے کہ ایسی کتاب بن آئے۔ ان کی طبائع کا خاصہ تو گمراہی، فساد، اور ظلمت پھیلانا
۱۱۸ ۔ یعنی نزول قرآن کے زمانہ میں اس کی حفاظت کے لئے ایسے غیبی پہرے بٹھائے گئے ہیں کہ شیاطین پاس بھی وَّاَنَّا کُنَّا نَقْعُدُ مِنْھَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْلَہ شِھَابًا رَّصَدًا } (جن رکوع۱) وقال تعالیٰ { فَاِنَّہ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہ رَصَدًا } (جن رکوع۲) وقال تعالیٰ { لَّایَاتِیْہِ الْبَاطِلُ

۱۱۹ ۔ یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو یعنی جب یہ کتاب بلا شک و شبہ خد اکی اتاری ہوئی ہے، شیطان کا اس میں ذرہ بھر دخل نہیں تو چاہئے کہ اس کی تعلیم پر چلو جس میں اصل اصول توحید ہے۔ شرک و کفر اور تکذیب کی شیطانی راہ اختیار مت کرو۔ ورنہ عذاب الہٰی سے رستگاری کی کوئی سبیل نہیں۔
۱۲۰ ۔ یعنی اوروں سے پہلے اپنے اقارب کو تنبیہ کیجئے۔ کہ خیرخواہی میں ان کا حق مقدم ہے اور ویسے بھی آدمی کی صداقت و حقانیت اقارب کے معاملہ سے پرکھی جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پھوپھی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کو کہہ سنایا کہ اللہ کے ہاں
۔ یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو ، اپنے ہوں یا پرائے۔ ۱۲۱

۱۲۲ ۔ یعنی خلاف حکم خدا جو کرئی کرے اس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا۔ (موضح)۔

۱۲۳ ۔ یعنی نافرمانی کرنے والے کوئی ہوں اور کتنے ہی ہوں تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سب سے بیزار ہو کر ایک خدا پر بھروسہ رکھ جو زبردست بھی ہے۔ کسی کی اس کے مقابلہ میں چل نہیں سکتی اور مہربانی فرمانے والا بھی، چنانچہ اپنی مہربانی سےتیرے حال پر ہر وقت نظر عنایت رکھتا ہے۔

۱۲۴ ۔ یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور متوسلین کی خبر لیتا ہے کہ خدا کی یاد میں ہیں یا غافل (موضح) یا تو جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور جماعت کی نماز میں نقل و حرکت (رکوع و سجود وغیرہ) کرتا ہے اور مقتدیوں کی دیکھ بھال رکھتا ہے۔ اور بعض سلف نے کہا کہ ساجدین سے آپ کے آباء مراد ہیں یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی صلب سے

۱۲۵ ۔ یہاں پھر قرآن کے صدق اور عظمت شان پر تنبیہ فرمائی۔ یعنی ایسے ساجدین اور تہجد گذاروں کے امام کو جو اللہ کے معاملہ میں اپنے اور بیگانے کی کوئی پروا نہ کرے۔ اور ساری دنیا سے ٹوٹ کر اکیلے خدا پر بھروسہ رکھے، کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) شیطان ان پر وحی لاتا تھا؟ میں تم کو بتلاؤں کہ شیطانی وحی کس قسم کےلوگوں پر آتی
۱۲۶ ۔ یعنی شیاطین کوئی ایک آدھ ناتمام بات امور غیبیہ جزئیہ کے متعلق جو سن بھاگتے ہیں ا س میں سو جھوٹ ملا کر اپنے کاہن دوستوں کو پہنچاتے ہیں، یہ حقیقت ان کی وحی کی ہے۔ برخلاف اس کے انبیاء کی وحی کا ایک حرف اور ایک شوشہ بھی جھو ٹ نہیں ہو سکتا۔ بعض نے { يُلْقُوْنَ السَّمْعَ } کے معنی یہ لئے ہیں کہ شیاطین ملائے اعلیٰ کی طرف
۱۲۷ ۔ کافر لوگ پیغمبروں کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر، سو فرمایا کہ شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں تحقیق سے اس کو لگاؤ نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس کی باتوں سے بجز گرمی محفل یا وقتی جوش اور واہ واہ کے کسی کو مستقل ہدایت نہیں ہوتی حالانکہ اس پیغمبر کی صحبت میں قرآن سن سن کر ہزاروں آدمی نیکی اور پرہیزگاری پر آتے ہیں۔
۱۲۸ ۔ یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے، کسی کی تعریف کی تو آسمان پر چڑھا دیا مذمت کی تو ساری دنیا کے عیب اس میں جمع کر دیے۔ موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود ثابت کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے غرض جھوٹ، مبالغہ اور تخیل کے جس جنگل میں نکل گئے، پھر مڑ کر نہیں دیکھا۔ اسی لئے شعر کی نسبت مشہور ہے
۱۲۹ ۔ یعنی شعر پڑھو تو معلوم ہو کہ رستم سے زیادہ بہادر اور شیر سے زیادہ دلیر ہوں گے، اور جا کر ملو تو پرلے درجہ کے نامرد اور ڈرپوک۔ کبھی دیکھو تو ہٹے کٹے ہیں اور اشعار پڑھو تو خیال ہو کہ نبضیں ساکت ہو چکیں، قبض روح کا انتظار ہے حالی نے مسدس میں ان کے جھوٹ کا خوب نقشہ کھینچا ہے غرض ایک پیغمبر خدا اور وہ بھی خاتم
۱۳۰ ۔ مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا نیکی کی ترغیب دے، یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی کرے یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے، یا کسی نے اس کو ایذاء پہنچائی اس کا جواب بحد اعتدال دیا، ایسا شعر عیب نہیں۔ چنانچہ حضرت حسان ابن ثابت وغیرہ ایسے ہی اشعار کہتے تھے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا کہ ان کافروں کا
۱۳۱ ۔ یہ { مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا } کی مناسبت سے فرمایا کہ ظالموں کو عنقریب اپنا انجام معلوم ہو جائے گا کہ کس کروٹ اونٹ بیٹھتا ہے۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ کی کتابوں اور پیغمبروں کو کاہن و شاعر کہہ کر جھٹلائے۔

۱ ۔ یعنی جن کو انجام کی کوئی فکر اور مستقبل کا خیال نہ ہو، وہ اسی دنیائے فانی کی فکر میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ان کی تمام کوششوں کا مرکز یہ ہی چند روزہ زندگی ہے جو کتاب یا پیغمبر ادھر سے ہٹا کر عاقبت کی طرف توجہ دلائے، اس پر کیوں کان دھرنے لگے۔ وہ دنیا کے عشق میں غرق ہو کر ہادیوں پر آوازے کستے ہیں۔ آسمانی صحیفوں کو مورد طعن
۔ یعنی وہاں سب سے زیادہ خسارہ میں یہ ہی لوگ ہوں گے۔ ۲

۳ ۔ یعنی ان بدبختوں کو تہ ضلالت میں بھٹکنے دو۔ جب انہوں نے قرآن مبین کی قدر نہ پہچانی اور اس کی ہدایات و بشارات سے فائدہ نہ اٹھایا تو یہ ہی حشر ہونا تھا۔ آپ تو خدا کا شکر کیجئے کہ اس علیم و حکیم کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب آپ کو مرحمت کی گئ ہے جس سے ہر وقت تازہ بتازہ فوائد پہنچ رہے ہیں۔ جس میں مومنین کے لئے بشارتیں
۴ ۔ یہ "مدین" سے جاتےہوئے "وادی طُوی" کے قریب پہنچ کر کہا جبکہ سخت سردی کی اندھیری رات میں راستہ بھول گئے تھے۔ مفصل واقعہ سورہ طٰہٰ کے فوائد میں گذر چکا۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔

۔ یعنی رستہ کی خبر لاتا ہوں اگر آگ کے پاس کوئی موجود ہوا ورنہ کم ازکم سینکنے کے لئے ایک انگارا لے آؤں گا۔ ۵

۶ ۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ دنیا کی آگ نہیں، بلکہ غیبی اور نورانی آگ ہے جس کے اندر نور الہٰی ظاہر ہو رہا تھا، یا اس کی تجلی چمک رہی تھی۔ شاید وہ ہی ہو جس کو حدیث میں فرمایا { حِجَابُہ النَّار } یا { حِجَابُہُ النّورُ } پھر غیب سے آواز آئی { اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِیْ النَّارِ وَمَنْ حَوْلَھَا } یعنی زمین کا یہ ٹکڑا مبارک، آگ میں جو تجلی ہے وہ بھی مبارک، اور اس
۷ ۔ یعنی مکان، جہت، جسم، صورت اور رنگ وغیرہ سمات حدوث سے اللہ کی ذات پاک ہے۔ آگ میں اس کی تجلی کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات پاک آگ میں حلول کر آئی؟ آفتاب عالمتاب قلعی دار آئینہ میں متجلی ہوتا ہے لیکن کون احمق کہہ سکتا ہے کہ اتنا بڑا کرہ شمسی چھوٹے سے آئینہ میں سما گیا؟
۸ ۔ یعنی اس وقت تجھ سے کلام کرنے والا میں ہوں، یہ سب واقعہ مفصلًا سورہ "طٰہٰ" میں گذر چکا۔

۔ یہ خوف طبعی تھا جو منافی نبوت نہیں۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی اس مقام حضور و اصطفاء میں پہنچ کر ایسی چیزوں سے ڈرنے کا کیا مطلب۔ مرسلین کو لائق نہیں کہ ہماری بارگاہ قرب میں پہنچ کر لاٹھی یا سانپ یا کسی مخلوق سے ڈریں۔ وہاں تو دل کو انتہائی سکون و طمانیت حاصل ہونا چاہئے۔
۔ شاید ابتداء میں پتلا ہو گا، یا سرعت حرکت میں تشبیہ ہو گی، صغر جثہ میں نہیں۔ ۹

۱۲ ۔ یہ استثناء منقطع ہے۔ یعنی خدا کے حضور میں پہنچ کر خوف و اندیشہ صرف اس کو ہونا چاہئے جو کوئی زیادتی یا خطاء تقصیر کر کے آیا ہو۔ اس کے متعلق بھی ہمارے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ برائی کے بعد اگر دل سے توبہ کر کے اپنی روش درست کر لی اور نیکیاں کر کے برائی کا اثر مٹا دیا تو حق تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمانے والا ہے۔ حضرت
۱۳ ۔ نو نشانیوں کا بیان سورہ "بنی اسرائیل" کی آیت { وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیَاتٍ بَیِّنَاتٍ فَاسْئَلْ بنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِذْجَاءَھُمْ } الخ کے تحت دیکھو۔

۱۴ ۔ یعنی جب وقتًا فوقتًا ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے وہ نشانیاں دکھلائی گئیں تو کہنے لگے کہ یہ سب جادو ہے حالانکہ ان کے دلوں میں یقین تھا کہ موسٰی سچے ہیں اور جو نشان دکھلا رہے ہیں یقینًا خدائی نشان ہیں۔ جادو، شعبدہ اور نظر بندی نہیں ۔ مگر محض بے انصافی اور غرور و تکبر سے جان بوجھ کر اپنے ضمیر کے خلاف حق کی تکذیب اور
۱۵ ۔ حضرت سلیمان حضرت داؤد کے صاحبزادہ ہیں۔ باپ بیٹے میں سے ہر ایک کو اسکی شان کے لائق اللہ تعالیٰ نے علم کا خاص حصہ عطا فرمایا۔ شرائع و احکام اور اصول سیاست و حکمرانی وغیرہ کے علوم سب اس لفظ کے ماتحت میں داخل ہو گئے۔
۱۶ ۔ حق تعالیٰ نے جو علم داؤد و سلیمان علیہما السلام کو دیا تھا اسی کا اثر یہ تھا کہ حق تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرتے تھے۔ کسی نعمت الہٰی پر شکر ادا کرنا، اصل نعمت سے بڑی نعمت ہے۔

۱۷ ۔ "بہت سے" اس لئے کہا کہ بہت بندگان خدا کو ان پر فضیلت دی گئ ہے۔ باقی تمام مخلوق پرفضیلت کلی تو سارے جہان میں ایک ہی بندے کو حاصل ہوئی جن کا نام مبارک ہے محمد رسول اللہ ۔

۱۸ ۔ یعنی داؤد کے بیٹوں میں سے ان کے اصل جانشین حضرت سلیمان ہوئے جن کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے نبوت اور بادشاہت دونوں جمع کر دیں اور وہ ملک عطا فرمایا جو ان سے قبل یا بعد کسی کو نہ ملا۔ جن، ہوا اور پرندوں کو ان کے لئے مسخر فرما دیا۔ جیسا کہ سورہ "سبا" میں آئے گا۔
۱۹ ۔ اس بات کا انکار کرنا بداہت کا انکار ہو گا کہ پرندے جو بولیاں بولتے ہیں ان میں ایک خاص حد تک افہام و تفہیم کی شان پائی جاتی ہے۔ ایک پرند جس وقت اپنے جوڑے کو بلاتا یا دانہ دینے کے لئے اپنے بچوں کو آواز دیتا یا کسی چیز سے خوف کھا کر خبردار کرتا ہے، ان تمام حالات میں اس کی بولی اور لب و لہجہ یکساں نہیں ہوتا چنانچہ اس کے
۔ یعنی ایسی عظیم الشان سلطنت و نبوت کے لئے جو چیزیں اور سامان درکار تھے وہ سب عطا فرمائے۔ ۲۰

۲۱ ۔ یعنی سلیمان جب کسی طرف کوچ کرتے تو جن، انس، طیور تینوں قسم کے لشکروں میں سے حسب ضرورت و مصلحت ساتھ لئے جاتے تھے۔ اور ان کی جماعتوں میں خاص نظم و ضبط قائم رکھا جاتا تھا۔ مثلاً پچھلی جماعتیں تیز چل کر یا اڑ کر اگلی جماعتوں سے آگے نہیں نکل سکتی تھیں۔ نہ کوئی سپاہی اپنے مقام اور ڈیوٹی کو چھوڑ کر جا سکتا تھا۔
۲۲ ۔ یعنی سلیمان کا اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ایسے میدان کی طرف گذر ہوا جہاں چیونٹیوں کی بڑی بھاری بستی تھی (تنبیہ) جہاں چیونٹیاں مل کر خاص سلیقہ سے اپنا گھر بناتی ہیں اسے زبان عرب میں "قریۃ النمل" کہتے ہیں (چیونٹیوں کی بستی)۔ مفسرین نے مختلف بلاد میں کئی ایسی وادیوں کا پتہ بتلایا ہے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت تھیں، ان میں
۲۳ ۔ یعنی یہ ایسے تو نہیں جو جان بوجھ کر تم کو ہلاک کریں، ہاں ممکن ہے بے خبری میں پس جاؤ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "چیونٹی کی آواز کوئی (آدمی) نہیں سنتا، (سلیمان) کو معلوم ہو گئ" یہ ان کا معجزہ ہوا۔ (تنبیہ)۔ چیونٹیوں کی منظم زندگی:
۔ اس چیونٹی کی بات سمجھ کر تعجب ہوا۔ اور فرط سرور و نشاط سے ادائے شکر کا جذبہ جوش میں آیا۔ ۲۴

۲۵ ۔ یعنی حیران ہوں تیرے انعامات عظیمہ کا شکر کس طرح ادا کروں، پس آپ ہی سے التجاء کرتا ہوں کہ مجھے پورا شاکر بنا دیجئے زبان سے بھی اور عمل سے بھی۔ اور اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں میں (جو انبیاء و مرسلین ہیں) محشور فرمائیے۔
۲۶ ۔ کسی ضرورت سے سلیمان نے اڑنے والی فوج کا جائزہ لیا۔ ہدہد ان میں نظر نہ پڑا۔ فرمایا کیا بات ہے ہدہد کو میں نہیں دیکھتا۔ آیا پرندوں کے جھنڈ میں مجھ کو نظر نہیں آیا یا حقیقت میں غیر حاضر ہے؟ (تنبیہ) پرندوں سے حضرت سلیمان مختلف کام لیتے تھے مثلاً ہوائی سفر میں ان کا پرے باندھ کر اوپر سایہ کرتے ہوئے جانا، یا ضرورت کے وقت
۔ مثلاً اس کے بال و پر نوچ ڈالوں گا۔ ۲۷

۔ یعنی اپنی غیر حاضری کا واضح عذر پیش کرے۔ ۲۸

۲۹ ۔ حضرت سلیمان کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا۔ اب پہنچا۔ سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا "یمن" کی طرف" (موضح القرآن) گویا ہدہد کے ذریعہ سے حق تعالیٰ نے متنبہ فرمادیا کہ بڑے سے بڑے انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا دیکھو جن کی بابت خود فرمایا تھا { وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ عِلْمًا } ان کو ایک جزئی اطلاع ہدہد
۔ ہر ایک چیز میں، مال، اسباب، فوج، اسلحہ اور حسن و جمال سب آ گیا۔ ۳۰

۳۱ ۔ یعنی اس ملکہ کے بیٹھنے کا تخت ایسا مکلف و مرصع اور بیش قیمت تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا، مفسرین ملکہ کا نام "بلقیس" لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۳۲ ۔ یعنی وہ قوم مشرک آفتاب پرست ہے شیطان نے ان کی راہ مار دی، اور مشرکانہ رسوم و اطوار کو ان کی نظر میں خوبصورت بنا دیا۔ اسی لئے وہ راہ ہدایت نہیں پاتے۔ ہدہد نے یہ کہہ کر گویا سلیمان کو اس قوم پر جہاد کرنے کی ترغیب دی۔
۳۳ ۔ غالبًا یہ ہدہد کے کلام کا تتمہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جانور اپنے خالق کی صحیح معرفت فطرۃً رکھتے ہیں۔ بطور خرق عادت اُسی ہدہد کو اس طرح کی تفصیلی معرفت عطا کی گئ ہو۔ خدا چاہے تو ایسی معرفت ایک خشک لکڑی میں پیدا کر دے۔ باقی جانوروں میں فطری طور پر اس قسم کی عقل و معرفت کا موجود ہونا جسےصدر شیرازی نے
۔ یعنی اس کے عرش عظیم سے بلقیس کے تخت کو کیا نسبت۔ ۳۴

۔ یعنی تیرے جھوٹ سچ کا امتحان کرتا ہوں۔ ۳۵

۳۶ ۔ یعنی سلیمان نے ایک خط لکھ کر ہدہد کے حوالہ کیا کہ ملکہ "سبا" کو پہنچا دے اور جواب لے کر آ۔ اور دیکھنا خط پہنچا کر وہاں سے ایک طرف ہٹ جانا۔ کیونکہ قاصد کا وہیں سر پر کھڑا رہنا آداب شاہانہ کےخلاف ہے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی آپ کو چھپا، لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ، ہد ہد خط لے گیا، بلقیس جہاں اکیلی سوتی تھی۔ روزن

۳۷ ۔ بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں اور درباریوں کو جمع کیا، کہنے لگی کہ میرے پاس یہ خط عجیب طریقہ سے پہنچا ہے جو ایک بہت بڑے معزز و محترم بادشاہ (سلیمان) کی طرف سے آیا ہے۔ غالبًا حضرت سلیمان کا نام اور ان کی بے مثال حکومت و شوکت کا شہرہ پہلے سے سن چکی ہو گی۔
۳۸ ۔ ایسا مختصر، جامع اور پر عظمت خط شاید ہی دنیا میں کسی نے لکھا ہو۔ مطلب یہ تھا کہ میرے مقابلہ میں زور آزمائی سے کچھ نہ ہو گا۔ خیریت اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرو اور حکمبردار ہو کر آدمیوں کی طرح سیدھی انگلیوں میرے سامنے حاضر ہو جاؤ۔ تمہاری شیخی اور تکبر میرے آگے کچھ نہ چلے گی۔
۳۹ ۔ یعنی مشورہ دو کیا جواب دیا جائے اور کیا کارروائی کی جائے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میں کسی اہم معاملہ کا فیصلہ بدون تمہارے مشورہ کے نہیں کرتی۔

۴۰ ۔ یعنی ہمارے پاس زور و طاقت اور سامان حرب کی کمی نہیں۔ نہ کسی بادشاہ سے دبنے کی ضرورت، تیرا حکم ہو تو ہم سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آگے تو مختار ہے سوچ سمجھ کر حکم دے۔ ہماری گردن اس کے سامنے خم ہو گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ درباریوں کی صلاح لڑائی کرنے کی تھی مگر ملکہ نے اس میں تعجیل مناسب نہ سمجھی

۴۱ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مضمون خط کی عظمت و شوکت اور دوسرے قرائن و آثار سے بلقیس کو یقین ہو گیا کہ اس بادشاہ پر ہم غالب نہیں آ سکتے۔ اور کم ازکم اس کا قوی احتمال تو ضرور تھا۔ اس نے بتلایا کہ ایسی شان و شکوہ رکھنے والے بادشاہوں سے لڑنا کھیل نہیں۔ اگر وہ غالب آ گئے (جیسا کہ قوی امکان ہے) تو ملوک و سلاطین کی عام عادت کے موافق
۴۲ ۔ یعنی یہ تحفہ تمہیں ہی مبارک رہے کیا تم نے مجھے محض ایک دنیوی بادشاہ سمجھا جو مال و متاع کا لالچ دیتے ہو تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے جو روحانی و مادی دولت مجھے عطا فرمائی ہے وہ تمہارے ملک و دولت سے کہیں بڑھ کر ہے ان سامانوں کی ہمیں کیا پروا۔
۴۳ ۔ یعنی قیدی بنیں گے، جلاوطن ہوں گے اور ذلت و خواری کے ساتھ دولت و سلطنت سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی، سلیمان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا۔
۴۴ ۔ قاصد نے واپس جا کر پیغام جنگ پہنچا دیا۔ بلقیس کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی معمولی بادشاہ نہیں ان کی قوت خدائی زور سے ہے۔ جدال و قتال سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، نہ کوئی حیلہ اور زور ان کے روبرو چل سکتا ہے۔ آخر اظہار اطاعت و انقیاد کی غرض سے بڑے سازوسامان کے ساتھ حضرت سلیمان کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے روانہ ہو گئ۔
۴۵ ۔ حضرت سلیمان کا دربار روزانہ ایک معین وقت تک لگتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ آپ دربار سے اٹھ کر جائیں، میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں، مگر اس کو پھر کچھ عرصہ لگتا۔ حضرت سلیمان اس سے بھی زیادہ جلدی چاہتے تھے۔
۴۶ ۔ "زور آور ہوں" یعنی اپنی قوت بازو سے بہت جلد اٹھا کر لا سکتا ہوں، اللہ نے مجھ کو قدرت دی ہے اور "معتبرہوں" یعنی اس میں خیانت نہ کروں گا۔ کہتے ہیں تخت بہت بیش قیمت تھا، سونے چاندی کا اور لعل و جواہر جڑے تھے۔
۴۷ ۔ راجح یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت سلیمان کا صحابی اور وزیر آصف بن برخیا ہے جو کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا، اس نے عرض کیا کہ میں چشم زدن میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں۔ آپ کسی طرف دیکھئے، قبل اس کے آپ ادھر سے نگاہ ہٹائیں تخت آپ کے سامنے رکھا ہو گا۔
۴۸ ۔ یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا، اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے، جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ اور چونکہ ولی کی خصوصًا صحابی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے اس لئے حضرت سلیمان پر بھی اس کی شکر گذاری عائد ہوئی، (تنبیہ) معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامت فی الحقیقت
۴۹ ۔ حضرت سلیمان ہر ہر قدم پر حق تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانتے اور ہمہ وقت شکر گذاری کے لئے تیار رہتے تھے۔ گویا یہ { اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا } کے حکم کی تعمیل تھی۔

۵۰ ۔ یعنی شکرگذاری کا نفع شاکر ہی کو پہنچتا ہے کہ دنیا و آخرت میں مزید انعامات مبذول ہوتے ہیں، ناشکری کرے گا تو خدا کا کیا نقصان، وہ ہمارے شکریوں سے قطعًا بے نیاز اور بذات خود کامل الصفات اور منبع الکمالات ہے ہمارے کفران نعمت سے اس کی کسی صفت کمالیہ میں کمی نہیں آ جاتی۔ یہ بھی اس کا کرم ہے کہ ناشکروں کو فورًا سزا نہیں

۵۱ ۔ یعنی تخت کا رنگ روپ تبدیل کر دو اور اس کی وضع و ہیات بدل ڈالو، جسے دیکھ کر بلقیس با آسانی نہ سمجھ سکے۔ اس سے بلقیس کی عقل و فہم کو آزمانا تھا کہ ہدایت پانے کی استعداد اس میں کہاں تک موجود ہے۔

۵۲ ۔ نہ کہا کہ ہاں وہ ہی ہے اور نہ بالکل نفی کی، جو حقیقت تھی ٹھیک ٹھیک ظاہر کر دی کہ تخت وہ ہی ہے مگر کچھ اوصاف میں فرق آ گیا اور فرق چونکہ معتدبہ نہیں اس لئے کہ سکتے ہیں کہ گویا وہ ہی ہے۔

۵۳ ۔ یعنی اس معجزہ کی حاجت نہ تھی، ہم کو پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ سلیمان محض بادشاہ نہیں، اللہ کے مقر ب بندہ ہیں، اور اسی لئے ہم نے فرمانبرداری اور تسلیم و انقیاد کا رستہ اختیار کیا۔

۵۴ ۔ یعنی حق تعالیٰ یا سلیمان نے حق تعالیٰ کے حکم سے ملکہ بلقیس کو آفتاب وغیرہ کی پرستش سے روک دیا۔ جس میں وہ بمعیت اپنی قوم کے مبتلا تھی۔ یا یہ مطلب ہے کہ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہونے تک جو علانیہ اسلام کا اظہار نہیں کیا اس کا سبب یہ ہے کہ جھوٹے معبودوں کے خیال اور قوم کفار کی تقلید و صحبت نے اس کو ایسا کرنے
۵۵ ۔ یعنی پانی میں گھسنے کے لئے پائنچے چڑھا لئے جیسے عام قاعدہ ہے کہ پانی کی گہرائی پوری طرح پر معلوم نہ ہو تو گھسنے والا شروع میں پائنچے چڑھا لیتا ہے۔

۵۶ ۔ حضرت سلیمان دیوان خانہ میں بیٹھے تھے۔ اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا۔ صاف شیشہ دور سے نطر آتا کہ پانی لہرا رہا ہے۔ اور ممکن ہے شیشہ کے نیچے واقعی پانی ہو، یعنی حوض کو شیشہ سے پاٹ دیا ہو اس نے پانی میں گھسنے کے لئے پنڈلیاں کھولیں۔ سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشہ کا فرش ہے، پانی نہیں۔ اس کو اپنی عقل کا قصور اور
۵۷ ۔ یعنی اے پروردگار ! میں تیری حکم بردار ہو کر سلیمان کا راستہ اختیار کرتی ہوں، اب تک میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا کہ شرک و کفر میں مبتلا رہی، اب اس سے تائب ہو کر تیری بارگاہ ربوبیت کی طرف رجوع کرتی ہوں۔

۵۸ ۔ یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر، جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے۔ قوم "ثمود" کے
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ } الخ (اعراف رکوع۱۰)۔
۵۹ ۔ حضرت صالح نے ان کو بہت سمجھایا ہرطرح فہمائش کی اور آخر میں عذاب کی دھمکی دی جس پر وہ کہنے لگے { يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ }۔ (اعراف رکوع۱۰) یعنی سچا ہے تو عذاب الہٰی ہم پر لے آ دیر کس بات کی ہے حضرت صالح نے فرمایا کہ کمبختو! ایمان و توبہ اور بھلائی کی راہ تو اختیار نہیں کرتے جو دنیا و آخرت میں کام
۶۰ ۔ یعنی جب سے تیرا منحوس قدم آیا ہے اور یہ باتیں شروع کی ہیں ہم پر قحط وغیرہ کی سختیاں پڑتی جاتی ہیں اور گھر گھر میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔

۶۱ ۔ یعنی یہ سختیاں یا برائیاں میری وجہ سے نہیں تمہاری بدقسمتی سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری شرارتوں اور بداعمالیوں کے سبب سے مقدر کی ہیں۔

۔ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔ ۶۲

۶۳ ۔ یہ نو شخص شاید نو جماعتوں کے سردار ہوں گے جن کا کام ملک میں فساد پھیلانے اور خرابی ڈالنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ اصلاح و درستی کی طرف ان کا قدم کبھی نہ اٹھتا تھا۔ مکہ میں بھی کافروں کے نو سردار تھے جو ہمہ وقت اسلام کی بیخ کنی اور پیغمبر کی دشمنی میں ساعی رہتے تھے۔ بعض مفسرین نے ان کے نام لکھے ہیں۔
۶۴ ۔ یعنی آپس میں معاہدے اور حلف ہوئے کہ سب ملکر رات کو حضرت صالح کے گھر پر ٹوٹ پڑو اور کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ پھر جب کوئی ان کے خون کا دعویٰ کرنے والا کھڑا ہو تو کہہ دینا ہمیں خبر نہیں۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ اس گھر کی تباہی ہماری آنکھوں نےنہیں دیکھی۔ گویا ہم خود تو ایسی حرکت کیا کرتے اس وقت موقع پر موجود بھی نہ تھے۔
۶۵ ۔ ان کا مکر تو وہ جھوٹی سازش تھی اور خدا کا مکر تھا ان کو ڈھیل دینا کہ خوب دل کھول کر اپنی شرارتوں کی تکمیل کر لیں۔ تا مستحق عذاب عظیم ہونے میں کوئی حجت و عذر باقی نہ رہے۔ وہ سمجھ رہے تھے۔ کہ ہم حضرت صالح کا قصہ ختم کر رہے ہیں، یہ خبر نہ تھی کہ اندر اندر ان ہی کی جڑ کٹ رہی ہے اور ان ہی کا قصہ ختم ہو رہا ہے۔
۶۶ ۔ ان نو اشخاص نے اول اتفاق کر کے اونٹنی کو ہلاک کیا۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ اب تین دن سے زیادہ مہلت نہیں عذاب آ کر رہے گا۔ تب آپس میں ٹھہرایا کہ ہم تو خیر تین دن کے بعد ہلاک کئے جائیں گے ان کا تین دن سے پہلے ہی کام تمام کر دو۔ چنانچہ شب کے وقت حضرت صالح کے گھر پر چھاپہ مارنے اور ان کو مع اہل و عیال کے قتل کرنے
۶۷ ۔ مکہ والے شام کا سفر کرتے تو راستہ پر "وادی القریٰ" میں ثمود کی بستیوں کے کھنڈر دیکھتے تھے { فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً } الخ میں ان ہی کی طرف اشارہ ہے۔

۔ یعنی جاننے والوں کو چاہئیے کہ ان واقعات ہائلہ سے عبرت حاصل کریں۔ ۶۸

۶۹ ۔ یعنی حضرت صالح کے رفقاء جو ایمان لائے اور کفر و عصیان سے بچتے تھے، ہم نے ان کو عذاب کی لپیٹ سے بچا دیا۔ خدا کی قدرت دیکھو! مومن و کافر رلے ملے ایک بستی میں رہیں مگر عذاب آتا ہے تو چن چن کر کافروں کو ہلاک کرتا ہے۔ مومن کو نہیں چھوتا۔
۔ یعنی دیکھتے ہو کیسا برا اور گندہ کام ہے۔ ۷۰

۔ یعنی تم سمجھتے نہیں کہ اس بے حیائی کا انجام کیا ہونے والا ہے، پرلے درجہ کے جاہل اور احمق ہو۔ ۷۱

۔ یعنی اپنے کو بڑا پاک و صاف بنانا چاہتے ہیں۔ پھر ہم ناپاکوں میں ان کا کیا کام۔ ۷۲

۔ یعنی انہیں تباہ کر کے انہیں بچا لیا۔ ۷۳

۔ یعنی حضرت لوط کی بیوی جو ان بدمعاشوں کی اعانت کرتی تھی، وہ بھی ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ڈھیر ہو گئ۔ ۷۴

۷۵ ۔ یعنی آسمان سے پتھر برسائے اور شہر کا تختہ الٹ دیا۔ حضرت شاہ صاحب مذکورہ بالا تین قصوں پر تبصرہ کرتے ہوے لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان کے قصہ میں فرمایا "ہم لائیں گے لشکر جس کا سامنا نہ کر سکیں گے وہ ہی بات ہوئی رسول میں اور مکہ والوں میں۔ اور حضرت صالح پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو جا پڑیں ۔ اللہ نے ان کو بچایا
۷۶ ۔ قصص سے فارغ ہو کر آگے { آللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ } سے توحید کا بیان فرمانا ہے۔ یہ الفاظ بطور خطبہ کے تعلیم فرمائے جو بیان شروع کرنے سے قبل ہونا چاہئے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات شروع کرنی لوگوں کو سکھلا دی" (موضح) اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو کمالات و
۷۷ ۔ یہاں سے توحید کا وعظ شروع کیا گیا ہے۔ یعنی قصص مذکورہ بالا سن کر اور دلائل تکوینیہ و تنزیلیہ میں غور کر کے تم ہی بتلاؤ کہ ایک خدائے وحدہ لا شریک لہ کا ماننا بہتر اور نافع اور معقول ہے یا اس کی خدائی میں اس کی عاجز ترین مخلوق کو شریک ٹھہرانا۔ یہ مسئلہ اب کچھ ایسا مشکل تو نہیں رہا جس کا فیصلہ کرنے میں کچھ دقت ہو یا دیر
۔ سرے سے درختوں کا اگانا تمہارے اختیار میں نہیں۔ چہ جائیکہ اسکا پھول پھل لانا اور بارآور کرنا۔ ۷۸

۷۹ ۔ یعنی تمام دنیا جانتی ہے اور خود یہ مشرکین بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا، بارش برسانا، درخت اگانا، بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کا کام نہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن میں ان کا اقرار و اعتراف مذکور ہے پھر یہاں تک پہنچ کر راستہ سے کیوں کترا جاتے ہیں۔ جب اللہ کے سوا کوئی ہستی نہیں جو خلق و تدبیر کر سکے یا کسی چیز کا
۸۰ ۔ یعنی آدمی اور جانوروں کی قیام گاہ ہے۔ آرام سے اس پر زندگی بسر کرتے اور اس کے محاصل سے منتفع ہوتے ہیں۔

۔ یعنی پہاڑ رکھ دئے تاکہ ٹھہری رہے، کپکپائے نہیں۔ ۸۱

۸۲ ۔ اس کی تحقیق قریب ہی سورہ "فرقان" میں گذر چکی۔ آیت { وَھُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ ھٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَھٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَ جَعَلَ بَیْنَہُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا } کا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے۔

۸۳ ۔ یعنی کوئی اور با اختیار ہستی ہے جس سے یہ کام بن پڑیں اور اس بناء پر وہ معبود بننے کے لائق ہو۔ جب نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ مشرکین محض جہالت اور نا سمجھی سے شرک و مخلوق پرستی کے غار عمیق میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔
۸۴ ۔ یعنی جب اللہ چاہے اور مناسب جانے تو بے کس اور بیقرار کی فریاد سن کر سختی کو دور کر دیتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ { فَیَکْشِفُ مَاتَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ } (انعام رکوع۴) گویا اسی نے دعاء کو بھی اسباب عادیہ میں سے ایک سبب بنایا ہے جس پر مسبّب کا ترتب بمشیت الہٰی استجماع شروط اور ارتفاع موانع کے بعد ہوتا ہے۔ اور علامہ طیبی
۸۵ ۔ یعنی ایک قوم یانسل کو اٹھا لیتا اور اس کی جگہ دوسری کو آباد کرتا ہے جو زمین میں مالکانہ اور بادشاہانہ تصرف کرتے ہیں۔

۸۶ ۔ یعنی پوری طرح دھیان کرتے تو دور جانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ انہی پر اپنی حوائج و ضروریات اور قوموں کے ادل بدل کو دیکھ کر سمجھ سکتے تھے کہ جس کے ہاتھ میں ان امور کی باگ ہے تنہا اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔

۸۷ ۔ یعنی خشکی اور دریا کی اندھیریوں میں ستاروں کے ذریعہ سے تمہاری رہنمائی کرتا ہے۔ خواہ بلاواسطہ یا بالواسطہ قطب نما وغیرہ آلات کے۔

۔ یعنی باران رحمت سے پہلے ہوائیں چلاتا ہے جو بارش کی آمد آمد کی خوشخبری سناتی ہیں۔ ۸۸

۸۹ ۔ یعنی کہاں وہ قادر مطلق اور حکیم برحق اور کہاں عاجز و ناقص مخلوق، جسے اسکی خدائی کا شریک بتلایا جا رہا ہے۔

۹۰ ۔ ابتداءً پیدا کرنا تو سب کو مسلم ہے کہ اللہ کا کام ہے۔ موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے کو بھی اسی سے سمجھ لو۔ منکرین "بعث بعد الموت" بھی اتنا سمجھتے تھے کہ اگر بالفرض دوبارہ پیدا کئے گئے تو یہ کام اسی کا ہو گا جس نے اول پیدا کیا تھا۔
۔ یعنی کون ہے جو آسمانی اور زمینی اسباب کے ذریعہ سے اپنی حکمت کے موافق تم کو روزی پہنچاتا ہے۔ ۹۱

۹۲ ۔ یعنی اگر اتنے صاف نشانات اور واضح دلائل سننے کے بعد بھی تم خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور شرک کی قباحت کو تسلیم نہیں کرتے تو جو کوئی دلیل تم اپنے دعوے باطل کے ثبوت میں رکھتے ہو پیش کرو۔ ابھی تمہارا جھوٹ سچ کھل جائے گا۔ مگر وہاں دلیل و برہان کہاں محض اندھی تقلید ہے { وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَه بِه فَاِنَّمَا حِسَابُه عِنْدَ رَبِّه
۹۳ ۔ اس آیت میں مضمون سابق کی تکمیل اور مضمون لاحق کی تمہید ہے۔ شروع پارہ سے یہاں تک حق تعالیٰ کی قدرت تامہ، رحمت عامہ اور ربوبیت کاملہ کا بیان تھا۔ یعنی جب وہ ان صفات و شئون میں منفرد ہے تو الوہیت و معبودیت میں بھی منفرد ہونا چاہئے۔ آیت حاضرہ میں اس کی الوہیت پر دوسری حیثیت سے استدلال کیا جا رہا ہے۔ یعنی معبود وہ ہو گا
۹۴ ۔ یعنی قیامت کب آئے گی جس کے بعد مردے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اس کی خبر کسی کو نہیں ۔ پہلے سے مبداء کا ذکر چلا آتا تھا۔ یہاں سے معاد کا شروع ہوا۔

۹۵ ۔ یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے، آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں (موضح) اور بعض مفسرین نے یوں تقریر کی ہے کہ آخرت کے ادراک تک ان کے علم کی رسائی نہ ہوئی اور نہ عدم علم کی وجہ سے صرف خالی الذہن رہے بلکہ اس کے متعلق شک و تردد میں پڑ گئے، اور نہ صرف شک و تردد بلکہ ان دلائل و

۹۶ ۔ یعنی پہلے ہمارے بڑوں سے یہ ہی وعدے کئے گئے تھے۔ جو پہلے کہہ گئے ان ہی کی نقل آج یہ پیغمبر بھی اتار رہے ہیں۔ لیکن کتنے قرن گذر چکے، ہم نے تو آج تک نہ دیکھا نہ سنا کہ کوئی مردہ مٹی میں مل جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہوا ہو اور اس کو سزا ملی ہو۔
۹۷ ۔ یعنی کتنے مجرموں کو دنیا ہی میں عبرتناک سزائیں مل چکی ہیں اور پیغمبروں کا فرمانا پورا ہو کر رہا۔ اسی پر قیاس کر لو کہ بعث بعدالموت اور عذاب اخروی کی جو خبر انبیاء دیتے چلے آئے ہیں یقیناً پوری ہو کر رہے گی۔ یہ کارخانہ یوں ہی بے سرا نہیں کہ اس پر کوئی حاکم نہ ہو، وہ اپنی رعایا کو یوں ہی مہمل نہ چھوڑے گا۔ جب سب مجرموں
۹۸ ۔ یعنی ان کو سمجھا کر اور بدی کے انجام پر متنبہ کر کے الگ ہو جایئے۔ اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ بہت زیادہ غم و تاسف نہ کریں اور نہ ان کے مکر و فریب اور حق کے خلاف تدبیریں کرنے سے تنگدل اور خفا ہوں آپ اپنا فرض ادا کر چکے، اللہ تعالیٰ ایسے ضدی مجرموں سے خود نبٹ لے گا۔ اور جس طرح پہلے مجرموں کو سزائیں دی گئ ہیں،
۔ یعنی آخر وہ قیامت کب آئے گی؟ اور جس عذاب کی دھمکیاں دی جارہی ہیں کب نازل ہو گا؟ ۹۹

۱۰۰ ۔ یعنی گھبراؤ نہیں، وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اور کچھ بعید نہیں کہ وعدہ کا کچھ حصہ قریب ہی آ لگا ہو، (چنانچہ زیادہ دن نہ گذرے کہ "بدر" میں سزا کی ایک قسط پہنچ گئ) رہی قیامت کبریٰ، سو اس کے بھی بعض آثار و علامات ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔
۱۰۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ اپنے فضل سے اگر عذاب میں تاخیر کرتا ہے تو چاہئے تھا اس مہلت کو غنیمت سمجھتے اور اس کی مہربانی کے شکر گذار ہو کر ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرتے۔ لیکن وہ اس کے خلاف ناشکری کرتے اور اپنے منہ سے عذاب مانگتے ہیں۔

۱۰۲ ۔ یعنی تمہارے ظاہری و پوشیدہ اعمال، دلوں کے بھید، نیتیں، ارادے، اور زمین و آسمان کے چھپے سے چھپے راز سب اللہ تعالیٰ کے علم میں حاضر اور اس کے دفتر میں درج ہیں۔ ہر بات اسی کے موافق اپنے اپنے وقت پر وقوع پذیر ہو گی۔ جلدی مچانے یا دیر لگانے سے کچھ حاصل نہیں۔ جو چیز علم الہٰی میں طے شدہ ہے جلد یا بدیر اپنے وقت پر آئے

۱۰۳ ۔ یعنی ابھی عملی فیصلہ کا وقت نہیں آیا۔ البتہ قرآن قولی و عملی فیصلہ کے لئے آیا ہے اس وقت سماوی علوم اور مذہبی چیزوں کے سب سے بڑے عالم "بنی اسرائیل" سمجھے جاتے تھے ۔ مگر عقائد، احکام اور قصص و روایات کے متعلق ان کے شدید اختلافات کا فیصلہ کن تصفیہ بھی قرآن نے سنایا۔ فی الحقیقت قرآن ہی وہ کتاب ہے جس نے دنیا کو
۱۰۴ ۔ یعنی قرآن تو آیا ہے سمجھانے اور آگاہ کرنے کو، باقی تمام معاملات کا حکیمانہ اور حاکمانہ فیصلہ خدائے قادر و توانا کرے گا۔

۱۰۵ ۔ یعنی آپ کسی کے اختلاف و تکذیب سے متاثر نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں۔ جس صحیح و صاف راستہ پر آپ چل رہے ہیں اس میں کوئی کھٹکا نہیں۔ آدمی جب صحیح راستہ پر ہو اور خدائے واحد پر بھروسہ رکھے پھر کیا غم ہے۔

۱۰۶ ۔ یعنی جس طرح ایک مردہ کو خطاب کرنا یا کسی بہرے کو پکارنا خصوصًا جبکہ وہ پیٹھ پھیرے چلا جا رہا ہو اور پکارنے والے کی طرف قطعًا ملتفت نہ ہو ان کے حق میں سود مند نہیں، یہ ہی حال ان مکذبین کا ہے جن کے قلوب مر چکے ہیں اور دل کے کان بہرے ہو گئے ہیں اور سننے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے کہ ان کے حق میں کوئی نصیحت نافع
۱۰۷ ۔ یعنی نصیحت سنانا ان کے حق میں نافع ہے جو سن کر اثر قبول کریں۔ اور اثر قبول کرنا یہ ہی ہے کہ خدا کی باتوں پر یقین کر کے فرمانبردار بنیں۔

۱۰۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکہ کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو نشان دے کر جدا کر دے گا"۔ (موضح) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل آخر زمانہ میں طلوع الشمس من المغرب کے دن ہو گا۔
۱۰۹ ۔ ہر گناہ والوں کے جھتے اور جماعتیں الگ الگ ہوں گی۔ (تنبیہ) عمومًا مفسرین نے{ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ } کے معنی روکنے کے لئے ہیں۔ یعنی ہر امت کے مکذبین کو محشر کی طرف لے چلیں گے اور وہ اتنی کثرت سے ہوں گے کہ پیچھے چلنے والوں کو آگے بڑھنے سے روکا جائے گا جیسے انبوہ کثیر میں انتظام قائم رکھنے کے لئے جاتا ہے۔
۱۱۰ ۔ یعنی پوری طرح سمجھنے اور تمام اطراف و جوانب پر نظر ڈالنے کی کوشش بھی نہ کی، پہلے ہی جھٹلانا شروع کر دیا۔ یا بولو! یہ نہیں تو اور کیا کرتے تھے۔ یعنی اس کے سوا تمہارا کام ہی کیا تھا۔ اور ممکن ہے یہ مطلب ہو کہ بے سوچے سمجھے تکذیب ہی کی تھی؟ یا بولو! اس کے سوا اور بھی کچھ گناہ سمیٹے تھے۔
۱۱۱ ۔ یعنی ان کی شرارتوں کا یقینی ثبوت ہو چکا اور خدا کی حجت تمام ہو چکی۔ اب آگے وہ کیا بول سکتے ہیں۔ باقی بعض آیات میں جو ان کا عذر پیش کرنا مذکور ہے وہ شاید اس سے پہلے ہو چکے گا۔ بہرحال نفی و اثبات کو اختلاف مواطن پر حمل کیا جائے۔
۱۱۲ ۔ یعنی کیسے کھلے کھلے نشان اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دکھلائے، پر ذرا بھی غور نہ کیا۔ ایک رات دن کے روزانہ ادل بدل ہی میں غور کر لیتے تو اللہ کی توحید، پیغمبروں کی ضرورت، اور بعث بعدالموت، سب کچھ سمجھ سکتے تھے۔ آخر وہ کون ہستی ہے جو ایسے مضبوط و محکم انتظام کے ساتھ برابر دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن کو نمودار
۔ صور پھونکنے والا فرشتہ اسرافیل ہے جو حکم الہٰی کے انتظار میں صور لئے تیار کھڑا ہے۔ ۱۱۳

۱۱۴ ۔ بعض روایات میں ہے کہ { اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ } جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت ہیں۔ اور بعض نے شہداء کو اسکا مصداق قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۱۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں"ایک بار صور پھنکے گا جس سے خلق مر جائے گی۔ دوسرا پھنکے گا تو جی اٹھیں گے اس کے بعد پھنکے گا تو گھبرا جائیں گے، پھر پھنکے گا تو بیہوش ہو جائیں گے اور پھنکے گا تو ہشیار ہوں گے۔ صور پھنکنا کئی بار ہے"۔ (موضح) اور بہت سے علماء صرف دو نفخے مانتے ہیں۔ یعنی کل دو مرتبہ پھنکے گا۔
۱۱۶ ۔ یعنی جن بڑے بڑے پہاڑوں کو تم اس وقت دیکھ کر خیال کرتے ہو کہ ہمیشہ کے لئے زمین میں جمے ہوئے ہیں کبھی اپنی جگہ سے جنبش نہ کھا سکیں گے۔ قیامت کے دن یہ روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑتے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے۔ { وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا } (واقعہ رکوع۱) { وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ }
۱۱۷ ۔ یعنی جس نے ہر چیز کو نہایت حکمت سے درست کیا اسی نے آج پہاڑوں کو ایسا بھاری اور ایسا مضبوط بنایا ہے اور وہ ہی ان کو ایک دن ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ وہ اڑانا محض تباہ کرنے کی غرض سے نہ ہوگا بلکہ عالم کو توڑ پھوڑ کر اس درجہ پر پہنچانا ہو گا جہاں پہنچانے کے لئے ہی اسے پیدا کیا ہے۔ تو یہ سب اسی صانع حقیقی کی
۱۱۸ ۔ یعنی اس توڑ پھوڑ اور انقلاب عظیم کے بعد بندوں کا حساب کتاب ہو گا۔ اور چونکہ حق تعالیٰ بندوں کے ذرہ ذرہ عمل سے خبردار ہے تو ہر ایک کو ٹھیک اس کے عمل کے موافق جزا و سزا دی جائے گی نہ ظلم ہو گا نہ حق تلفی ہو گی۔ آگے اسی کی قدرے تفصیل ہے۔

۔ یعنی ایک نیکی کا بدلہ کم ازکم دس نیکیوں کے حساب سے دیا جائے گا۔ جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ ۱۱۹

۱۲۰ ۔ یعنی بڑی گھبراہٹ سے، کما قال تعالیٰ { لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ } (انبیاء رکوع۷) اگر کم درجہ کی گھبراہٹ ہو تو اس آیت کے منافی نہیں۔

۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ زیادتی نہیں۔ جو کرنا، سو بھرنا، خود کردہ راچہ علاج۔ ۱۲۱

۱۲۲ ۔ شہر سے مراد ہے مکہ معظمہ۔ جسے خداتعالیٰ نے معظم و محترم بنایا۔ اسی تخصیص و تشریف کی بناء پر رب کی اضافت اس کی طرف کی گئ ورنہ یوں ہر چیز کا رب اور مالک وہ ہی ہے۔

۱۲۳ ۔ یعنی ان لوگوں میں رہوں جو حق تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کرنے والے اور اپنے کو ہمہ تن اس کے سپرد کر دینے والے ہیں۔

۔ یعنی بذات خود اللہ کی بندگی اور فرمانبرداری کرتا رہوں اور دوسروں کو قرآن سنا کر اللہ کا رستہ بتلاتا رہوں۔ ۱۲۴

۔ یعنی میں نصیحت کر کے فارغ الذمہ ہو چکا، نہ سمجھو تو تمہارا ہی نقصان ہے۔ ۱۲۵

۱۲۶ ۔ یعنی اللہ کا ہزاراں ہزار شکر جس نے مجھ کو ہادی و مہتدی بنایا۔ فی الحقیقت تعریف کے لائق اسی کی ذات ہے۔ جس کو خوبی یا کمال ملا وہیں سے ملا۔

۱۲۷ ۔ یعنی آگے چل کر حق تعالیٰ تمہارے اندر یا تم سے باہر اپنی قدرت کے وہ نمونے اور میری صداقت کے ایسے نشان دکھلائے گا جنہیں دیکھ کر سمجھ لو گے کہ بیشک یہ اللہ کی وہ ہی آیتیں ہیں جن کی خبر پیغمبر نے دی تھی باقی اس کا سمجھنا تم کو نافع ہو یا نہ ہو، یہ جداگانہ چیز ہے علامات قیامت وغیرہ سب اس کے تحت میں آ گئیں۔
۱۲۸ ۔ یعنی جو عمل اور معاملہ تم کرتے ہو، سب اس کی نظر میں ہے۔ اسی کے موافق آخر کار بدلہ ملے گا۔ اگر سزا وغیرہ میں تاخیر ہو تو نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ہماری کرتوت سے بیخبر ہے۔
تم سورۃ النمل وللہ الحمد والمنہ۔

۱ ۔ یعنی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کر لیں ظالموں کے مقابلہ میں (موضح) جس طرح حضرت موسٰی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو باوجود کمزوری کے فرعونیوں کی طاقت کے مقابلہ میں منصور و کامیاب کیا۔ ایسے ہی مسلمان جو فی الحال مکہ میں قلیل اور ضعیف و ناتوں نظر آتے ہیں اپنے بیشمار طاقتور حریفوں کے مقابلہ پر کامیاب ہوں گے۔
۲ ۔ یعنی "مصر" میں قبطی بھی آباد تھے جو فرعون کی قوم تھی اور سبطی بھی جو "بنی اسرائیل" کہلاتے تھے لیکن فرعون ظلم و تکبر کی راہ سے "بنی اسرائیل" کو پنپنے اور ابھرنے نہیں دیتا تھا۔ گویا سب قبطی آقا بنے ہوئے تھے اور پیغمبروں کی اولاد بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ ان سے ذلیل کام اور بیگاریں لیتے اور کسی طرح اس قابل نہ
۳ ۔ کہتے ہیں فرعون نے کوئی خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر کاہنوں نے یہ دی کہ کسی اسرائیلی کے ہاتھ سے تیری سلطنت برباد ہو گی۔ اس لئے پیش بندی کے طور پر یہ احمقانہ اور ظالمانہ تدبیر سوچی کہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ کمزور کرتے رہنا چاہئے کہ انہیں حکومت کے مقابلہ کا حوصلہ ہی نہ ہو۔ اور آئندہ جو لڑکے ان کے پیدا ہوں ان کو ایک طرف
۴ ۔ یعنی زمین میں خرابی پھیلانے والا تو تھا ہی۔ لہذا اسے ایسا ظلم و ستم کرنے میں کیا جھجک ہوتی۔ بس جو دل میں آیا، اپنے کبر وغرور کے نشہ میں بے سوچے سمجھے کر گذرا۔

۵ ۔ یعنی اس ملعون کے انتظامات تو وہ تھے، اور ہمارا ارادہ یہ تھا کہ کمزوروں کو قوی اور پستوں کو بالا کیا جائے۔ جس قوم کو فرعونیوں نے ذلیل غلام بنا رکھا تھا ان ہی کے سر پر دین کی امامت اور دنیا کی سرداری کا تاج رکھ دیں۔ ظالموں اور متکبروں سے جگہ خالی کرا کر اس مظلوم و ستم رسیدہ قوم سے زمین کو آباد کریں اور دینی سیادت کے

۶ ۔ "ہامان" وزیر تھا فرعون کا جو ظلم و ستم میں اس کا شریک اور آلہ کار بنا ہوا تھا۔

۷ ۔ یعنی جس خطرہ کی وجہ سے انہوں نے بنی اسرائیل کے ہزارہا بچوں کو ذبح کر ڈالا تھا۔ ہم نے چاہا کہ وہ ہی خطرہ ان کے سامنے آئے۔ فرعون نے امکانی کوشش کر دیکھی اور پورے زور خرچ کر لئے کہ کسی طرح اس اسرائیلی بچہ سے مامون ہو جائے جس کے ہاتھ پر اس کی تباہی مقدر تھی، لیکن تقدیر الہٰی کہاں ٹلنے والی تھی۔ خداوند قدیر نے اس
۸ ۔ ان کی ماں کو الہام ہوا یا خواب دیکھا۔ یا اور کسی ذریعہ سے معلوم کرا دیا گیا کہ جب تک بچہ کے قتل کا اندیشہ نہ ہو برابر دودھ پلاتی رہیں، جب اندیشہ ہو تو صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں چھوڑ دیں۔ سورہ "طٰہٰ" میں یہ قصہ گذر چکا ہے۔
۹ ۔ ماں کی تسلی کر دی کہ ڈرے مت، بے کھٹکے دریا میں چھوڑ دے، بچہ ضائع نہیں ہو سکتا۔ اور بچہ کی جدائی سے غمگین بھی مت ہو ہم بہت جلد اس کو تیری ہی آغوش شفقت میں پہنچا دیں گے خدا کو اس سے بڑے کام لینے ہیں۔ وہ منصب رسالت پر سرفراز کیا جائے گا۔ کوئی طاقت اللہ کے ارادہ میں حائل و مانع نہیں ہو سکتی۔ تمام رکاوٹیں دور کر
۱۰ ۔ آخر ماں نے بچہ کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر پانی میں چھوڑ دیا۔
فرعون کی بیوی حضرت آسیہ:
صندوق بہتا ہوا ایسی جگہ جا لگا جہاں سے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے ہاتھ لگ گیا۔ ان کو اس پیارے بچہ کی
۱۱ ۔ یعنی کیسا پیارا بچہ ہے، ہمارے کوئی لڑکا نہیں، لاؤ اسی سے دل بہلائیں اور آنکھیں ٹھنڈی کیا کریں۔ بعض روایات میں ہے کہ فرعون نے کہا { لکِ لالِیْ } (تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گی میری نہیں) تقدیر ازلی یہ الفاظ اس ملعون کی زبان سے کہلا رہی تھی آخر وہ ہی ہوا۔
۔ یعنی کم از کم بڑا ہو کر ہمارے کام آئے گا یا مناسب سمجھا تو متبنٰی بنا لیں گے۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی یہ تو خبر نہ تھی کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا۔ سمجھے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔ کیا ضرور ہے کہ یہ ہی وہ بچہ ہو جس سے ہمیں خوف ہے۔ پھر جب ہم پرورش کریں گے تو وہ خود ہم سے شرمائے گا۔ کس طرح ممکن ہے کہ ہم سے ہی دشمنی کرنے لگے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ یہ اس کا دوست ہو
۱۴ ۔ موسٰی کی والدہ بچہ کو دریا میں ڈال تو آئیں، مگر ماں کی مامتا کہاں چین سے رہنے دیتی۔ رہ رہ کر موسٰی کا خیال آتا تھا۔ دل سے قرار جاتا رہا۔ موسٰی کی یاد کے سوا کوئی چیز دل میں باقی نہ رہی۔ قریب تھا کہ صبر و ضبط کا رشتہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اور عام طور پر ظاہر کر دیں کہ میں نے اپنا بچہ دریا میں ڈالا ہے کسی کو خبر ہو تو لاؤ۔ لیکن
۱۵ ۔ یعنی جب فرعون کے محل سرا میں صندوق کھلا اور بچہ برآمد ہوا تو شہر میں شہرت ہو گئ۔ موسٰی کی والدہ نے اپنی بیٹی کو (جو موسٰی کی بہن تھی) حکم دیا کہ بچہ کا پتہ لگانے کے لئے چلی جا اور علیحدہ رہ کر دیکھ کیا ماجرا ہوتا ہے۔ لڑکی ہشیار تھی، جہاں بچہ کے گرد بھیڑ لگی تھی وہاں بے تعلق اجنبی بن کر دور سے دیکھتی رہی۔ کسی کو پتہ نہ
۱۶ ۔ یعنی فرعون کی بیوی نے اس ملعون کو بھی بچہ کی پرورش پر راضی کر لیا تو دودھ پلانے کی فکر ہوئی اور دائیاں طلب کی گئیں۔ مگر قدرت نے پہلے ہی سے بند لگا دیا تھا کہ موسٰی اپنی ماں کے سوا کسی کا دودھ نہ پکڑے۔ سخت تشویش تھی کہ کہاں سے مرضعہ لائی جائے جس کا دودھ بچہ منہ کو لگا سکے۔ موسٰی کسی عورت کا دودھ نہ
۱۷ ۔ یعنی { اِنَّارَآدُوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ } میں جو دو وعدے کئے تھے۔ ایک تو آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کس حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا۔ اور دوسرے کو اسی پر قیاس کرنے کا موقع ملا کہ بلاشبہ وہ بھی اپنے وقت پر پورا ہو کر رہے گا۔
۱۸ ۔ یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ کر رہتا ہے۔ ہاں بیچ میں بڑے بڑے پھیر پڑ جاتے ہیں۔ اس میں بہت لوگ بے یقین ہونے لگتے ہیں۔ (موضح)۔

۱۹ ۔ یعنی موسٰی جب اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے، تو ہم نے ان کو بہت حکمت کی باتیں سمجھائیں اور خصوصی علم و فہم عطا فرمایا کیونکہ بچپن ہی سے وہ نیک کردار تھے۔ ایسے ہونہار کو ہم اسی طرح نوازا کرتے ہیں۔

۲۰ ۔ یعنی حضرت موسٰی جوان ہو کر ایک روز شہر میں پہنچے جس وقت لوگ غافل پڑے سو رہے تھے شاید رات کا وقت ہو گا یا دوپہر ہو گی۔

۲۱ ۔ حضرت موسٰی جب جوان ہوئے۔ فرعون کی قوم سے بسبب ان کے ظلم و کفر کے بیزار رہتے اور بنی اسرائیل ان کے ساتھ لگے رہتے تھے۔ ان کی والدہ کا گھر شہر سے باہر تھا۔ حضرت موسٰی کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے۔ فرعون کی قوم (قبط) ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑ جائے۔ ایک روز دیکھا کہ
۲۲ ۔ یعنی آپ نے جیسے اپنے فضل سے مجھ کو عزت، راحت، قوت عطا فرمائی اور میری تقصیرات کو معاف کیا اس کا شکریہ ہے کہ میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔ شاید اس فریادی (اسرائیلی) کی بھی کچھ تقصیر معلوم ہوئی ہو گی، مجرم اسے کہا ہو۔ یا مجرمین سے کفار اور ظالم لوگ مراد ہوں۔ یعنی تیری دی ہوئی قوتوں کو آئندہ بھی کبھی ان
۲۳ ۔ یعنی انتظار کرتے اور راہ دیکھتے تھے کہ مقتول کے وارث فرعون کے پاس فریاد لے گئے ہوں گے دیکھئے کس پر جرم ثابت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں۔

۔ یعنی اسی اسرائیلی کی لڑائی آج کسی اور سے ہو رہی تھی۔ ۲۴

۔ یعنی روز ظالموں سے الجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے۔ ۲۵

۲۶ ۔ ہاتھ ڈالنا چاہا اس ظالم پر۔ بول اٹھا مظلوم، جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہے، ہاتھ بھی مجھ پر چلائیں گے۔ وہ کل کا خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کیا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ (موضح)

۔ یعنی زور زبردستی سے قتل کرنا ہی آتا ہے، یہ نہیں کہ سمجھا بجھا کر فریقین میں صلح کرا دے۔ ۲۷

۲۸ ۔ یعنی خون کی خبر فرعون کو پہنچ گئ۔ وہاں مشورے ہوئے کہ غیر قوم کے آدمی کا یہ حوصلہ ہو گیا ہے کہ شاہی قوم کے افراد اور سرکاری ملازموں کوقتل کر ڈالے۔ سپاہی دوڑاے گئے کہ موسٰی کو گرفتار کر کے لائیں۔ شاید مل جاتےتو قتل کرتے، اس مجمع میں سے ایک نیک طنیت کے دل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسٰی کی خیرخواہی ڈال دی،

۲۹ ۔ حضرت موسٰی مصر سے نکل کھڑے ہوئے، راہ سے واقف نہ تھے، اللہ سے درخواست کی کہ سیدھی راہ پر چلائے۔ اس نے "مدین" کی سیدھی سڑک پر ڈال دیا جہاں پہنچا کر انہیں امن و اطمینان کے ساتھ متاہل بنانا تھا۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ بہت دور تک کی سیدھی راہ پر لے چلنا تھا۔
۳۰ ۔ "مدین" "مصر" سے آٹھ دس دن کی راہ پر ہے۔ وہاں پہنچے بھوکے پیاسے، دیکھا کنویں پر لوگ اپنے مواشی کو پانی پلا رہے ہیں۔

۳۱ ۔ وہ دونوں بکریاں لے کر حیا سے کنارے کھڑی تھیں۔ اتنی قوت نہ تھی کہ مجمع کو ہٹا دیں یا بذات خود بھاری ڈول نکال لیں شاید اوروں سے بچا ہوا پانی پلاتی ہوں۔

۔ یعنی ہمارا باپ جوان اور توانا ہوتا تو ہم کو آنا نہ پڑتا۔ وہ خود ان مردوں سے نبٹ لیا کرتا۔ ۳۲

۳۳ ۔ پیغمبروں کے فطری جذبات و، ملکات ایسے ہوتے ہیں، تھکے ماندے، بھوکے پیاسے تھے مگر غیرت آئی کہ میری موجودگی میں یہ صنف ضعیف ہمدردی سے محروم رہے۔ اٹھے اور مجمع کو ہٹا کر یا ان کے بعد کنویں سے تازہ پانی نکال لڑکیوں کے جانوروں کو سیراب کیا۔
۳۴ ۔ یعنی اے اللہ کسی عمل کی اجرت مخلوق سے نہیں چاہتا۔ البتہ تیری طرف سے کوئی بھلائی پہنچے اس کا ہمہ وقت محتاج ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "عورتوں نے پہچانا کہ چھاؤں پکڑتا ہے مسافر ہے۔ دور سے آیا ہوا، تھکا، بھوکا۔ جا کر اپنے باپ سے کہا (وہ حضرت شعیب تھے علی القول المشہور) ان کو درکار تھا کہ کوئ مرد ملے نیک
۔ جیسا کہ شریف اور پاکباز عورتوں کا قاعدہ ہے۔ کہتے ہیں کہ شرم کے مارے چہرہ چھپا کر بات کی۔ ۳۵

۳۶ ۔ حضرت موسٰی اللہ تعالیٰ سےخیر طلب کر رہے تھے۔ اس نے اپنے فضل سے غیر متوقع طور پر خیر بھیجی، تو قبول کیوں نہ کرتے۔ اٹھ کر عورت کے ساتھ ہو لئے۔ لکھتے ہیں کہ چلتے وقت اس کو ہدایت فرمائی کہ میں آگے چلوں گا تم پیچھے آؤ مبادا اجنبیہ پر عمدًا نظر کرنے کی نوبت آئے۔ چنانچہ وہ پیچھے پیچھے راستہ بتلاتی ان کو لے کر گھر
۳۷ ۔ موسٰی نے حضرت شعیب کو اپنی ساری سرگذشت کہہ سنائی۔ انہوں نے تسلی دی اور فرمایا کہ اب تو اس ظالم قوم کے پنجہ سے بچ نکلا۔ انشاء اللہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے (مدین فرعون کی حدود سلطنت سے باہر تھا)

۳۸ ۔ یعنی موسٰی میں دونوں باتیں موجود ہیں۔ زور دیکھا ڈول نکالنے یا مجمع کو ہٹا دینے سے، اور امانت دار سمجھا بے طمع اور عفیف ہونے سے۔

۳۹ ۔ شاید یہ ہی خدمت لڑکی کا مہر تھا۔ ہمارے حنفیہ کے ہاں اب بھی اگر بالغہ راضی ہو تو اس طرح کی خدمت اقارب مہر ٹھہر سکتا ہے (کذا نقلہ الشیخ الانور اطال اللہ بقائہ) یہاں صرف نکاح کی ابتدائی گفتگو مذکو ہے۔ ظاہر ہے حضرت شعیب نے نکاح کرتے وقت ایک لڑکی کی تعیین اور اس کی رضامندی حاصل کر لی ہو گی۔
۔ یعنی کم از کم آٹھ برس میری خدمت میں رہنا ضروری ہو گا۔ اگر دو سال اور زائد رہے تو تمہارا تبرع ہے۔ ۴۰

۴۱ ۔ یعنی کوئی سخت خدمت تم سے نہ لوں گا، تم کو میرے پاس رہ کر انشاء اللہ خود تجربہ جائے گا کہ میں بری طبیعت کا آدمی نہیں۔ بلکہ خدا کے فضل سے نیک بخت ہوں، میری صحبت میں تم گھبراؤ گے نہیں، بلکہ مناسبت طبع کی وجہ سے انس حاصل کرو گے۔
۴۲ ۔ یعنی مجھے اختیار ہو گا کہ آٹھ برس رہوں یا دس برس۔ بہرحال جو معاہدہ ہو چکا خدا کے بھروسہ پر مجھے منظور ہے۔ اللہ کو گواہ بنا کر معاملہ ختم کرتا ہوں۔ احادیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ نے بڑی مدت (یعنی دس برس) پورے کئے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے ، سو آٹھ برس پیچھے آ کر مکہ فتح کیا۔ اگر

۔ یہ وہ ہی درخت تھا جس پر آگ بھڑکتی ہوئی نظر آئی۔ ۴۳

۴۴ ۔ شروع رکوع سے یہاں تک کے مفصل واقعات سورہ "طٰہٰ" وغیرہ میں گذر چکے۔ ملاحظہ کر لئے جائیں۔

۴۵ ۔ یعنی بازو کو پہلو سے ملا لو۔ سانپ وغیرہ کا ڈر جاتا رہے گا شاید آگے کے لئے بھی خوف زائل کرنے کی یہ ترکیب بتلائی ہو۔

۴۶ ۔ یعنی معجزہ "عصا" و "ید بیضا" بطور سند نبوت کے دئے گئے ہیں تا فرعون اور اسکی قوم پر اتمام حجت کر سکے۔

۔ یعنی پہنچتے ہی قتل کر دیا تو آپ کی دعوت کیسے پہنچاؤں گا۔ ۴۷

۴۸ ۔ یعنی کوئی تصدیق و تائید کرنے والا ساتھ ہو تو فطرۃً دل مضبوط و قوی رہتا ہے۔ اور ان کے جھٹلانے پر اگر بحث و مناظرہ کی نوبت آ جائے تو میری زبان کی لکنت ممکن ہے بولنے میں رکاوٹ ڈالے۔ اس وقت ہارون کی رفاقت مفید ہو گی کیونکہ ان کی زبان زیادہ صاف اور تیز ہے۔
۴۹ ۔ یعنی دونوں درخواستیں منظور ہیں، ہارون تمہارے قوت بازو رہیں گے اور فرعونیوں کو تم پر کچھ دسترس نہ ہو گی ہماری نشانیوں کی برکت سے۔ تم اور تمہارے ساتھی ہی غالب و منصور رہیں گے۔

۵۰ ۔ یعنی معجزات دیکھ کر کہنے لگے جادو ہے اور جو باتیں خدا کی طرف منسوب کر کے کہا ہے وہ بھی جادو کی باتیں ہیں جو خود تصنیف کر کے لے آیا، اور دعویٰ کرنے لگا کہ خدا نے مجھ پر وحی کی ہے۔ حقیقت میں وحی وغیرہ کچھ نہیں۔ محض ساحرانہ تخیل و افتراء ہے۔
۵۱ ۔ یعنی جو باتیں یہ کرتا ہے (مثلاً ایک خدا نے ساری دنیا کو پیدا کیا اور ایک وقت سب کو فنا کر کے دوبارہ زندہ کرے گاپھر حساب کتاب ہو گا، اور مجھکو اس نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، وغیرہ وغیرہ) اپنے اگلے بزرگوں سے ہمارے کانوں میں یہ چیزیں کبھی نہیں پڑیں۔
۵۲ ۔ یعنی خدا خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں اور اسی کے پاس سے ہدایت لایا ہوں اس لئے انجام میرا ہی بہتر ہو گا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانیاں دیکھ کر اور دلائل صداقت سن کر ناانصافی سے حق کو جھٹلاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے انجام کار ان کو ذلت و ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔
۵۳ ۔ یعنی اپنے وزیر ہامان کو کہا کہ اچھا اینٹوں کا ایک پزاوہ لگواؤ تاکہ پکی اینٹوں کی خوب اونچی عمارت بنوا کر اور آسمان کے قریب ہو کر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں کہ کہاں ہے اور کیسا ہے۔ کیونکہ زمین میں تو مجھے کوئی خدا اپنے سوا نظر نہیں پڑتا۔ آسمان میں بھی خیال تو یہ ہی ہے کہ کوئی نہ ہو گا، تاہم موسیٰ کی بات کا جواب ہو

۵۴ ۔ یعنی انجام سے بالکل غافل ہو کر لگے ملک میں تکبر کرنے ۔ یہ نہ سمجھا کہ کوئی ان کی گردن نیچی کرنے والا اور سر توڑنے والا بھی موجود ہے۔ آخر خداوند قہار نے اس کو لاؤ لشکر سمیت بحرقلزم میں غرق کر دیا۔ تا یادگار رہے کہ بدبخت ظالموں کا جو انجام سے غافل ہوں ایسا انجام ہوا کرتا ہے۔ غرق وغیرہ کے واقعات کی تفصیل پہلے گذر چکی
۵۵ ۔ یعنی یہاں ضلالت و طغیان میں پیش پیش تھے اور لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے وہاں بھی ان کو دوزخیوں کے آگے امام بنا کر رکھا جائے گا۔ { یَقْدُمُ قَوْمَہ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَوْرَدَھُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُالْمَوْرُوْدُ } (ہود رکوع۹)

۵۶ ۔ یعنی یہاں کے لشکر وہاں کام نہ دیں گے نہ کسی طرف سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔ اپنے لاؤ لشکر سمیت جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ کوئی بچانے والا نہ ہو گا۔

۔ یعنی آخرت کی برائی اور بد انجامی تو الگ رہی، دنیا ہی میں لوگ رہتی دنیا تک ایسوں پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔ ۵۷

۵۸ ۔ نزول تورات کے بعد دنیا میں ایسے غارت کے عذاب کم آئے۔ بجائے ہلاک سماوی کے جہاد کا طریقہ مشروع کر دیا گیا۔ کیونکہ کچھ لوگ احکام شریعت پر قائم رہا کئے۔

۵۹ ۔ یعنی تورات جو موسیٰ کو دی گئ تھی۔ بڑی فہم و بصیرت عطا کرنے والی، لوگوں کو راہ ہدایت پر چلانے والی، اور مستحق رحمت بنانے والی کتاب تھی تاکہ لوگ اسے پڑھ کر اللہ کو یاد رکھیں۔ احکام الہٰی سیکھیں، اور پند و نصیحت حاصل کریں، سچ تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعد ہدایت میں تورات شریف ہی کا درجہ ہے اور آج جبکہ اس کے پیروؤں
۔ یعنی کوہ طور کے غرب کی جانب جہاں موسیٰ کو نبوت اور تورات ملی۔ ۶۰

۶۱ ۔ یعنی تو اس وقت کے واقعات تو ایسی صحت و صفائی اور بسط و تفصیل سے بیان کر رہا ہے جیسے وہیں "طور" کے پاس کھڑا دیکھ رہا ہو۔ حالانکہ تمہارا موقع پر موجود نہ ہونا ظاہر ہے اور ویسے بھی سب جانتے ہیں تم امی ہو۔ کسی عالم کی صحبت میں بھی نہیں رہے۔ نہ ٹھیک ٹھیک صحیح واقعات کا کوئی جید عالم مکہ میں موجود تھا۔ پھر غور کرنے
۶۲ ۔ یعنی موسیٰ کو "مدین" جا کر جو واقعات پیش آئے ان کا اس خوبی و صحت سے بیان تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا اس وقت تم شان پیغمبری کے ساتھ وہیں سکونت پذیر تھے اور جس طرح آج اپنے وطن مکہ میں اللہ کی آیات پڑھ کر سنا رہے ہو، اس وقت "مدین" والوں کو سناتے ہو گے حالانکہ یہ چیز صریحًا منفی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم ہمیشہ سے
۶۳ ۔ یعنی جب موسیٰ کو آواز دی { اِنِّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ } تم وہاں کھڑے سن نہیں رہے تھے۔ یہ حق تعالیٰ کا انعام ہے کہ آپ کو ان واقعات و حقائق پر مطلع کیا اور تمہارے ساتھ بھی اسی نوعیت کا برتاؤ کیا جو موسیٰ کے ساتھ ہوا تھا۔ گویا "جبل النور" (جہاں غار حرا ہے) اور "مکہ" "مدینہ" میں "جبل طور" اور "مدین" کی تاریخ دہرا دی گئ۔
۶۴ ۔ یعنی عرب کے لوگوں کو یہ چیزیں بتلا کر خطرناک عواقب سے آگاہ کر دیں۔ ممکن ہے وہ سن کر یاد رکھیں اور نصیحت پکڑیں۔ (تنبیہ) { مَااُنْذِرَ اٰبَاؤُھُم } سے شاید آبائے اقربین مراد ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

۶۵ ۔ یعنی پیغمبر کا ان میں بھیجنا خوش قسمتی ہے۔ اگر بدون پیغمبر بھیجے اللہ تعالیٰ ان کی کھلی ہوئی بے عقلیوں اور بے ایمانیوں پرسزا دینے لگتا تب بھی ظلم نہ ہوتا، لیکن اس نے احسان فرمایا اور کسی قسم کی معقول عذرداری کا موقع نہیں چھوڑا ممکن تھا سزادہی کے وقت کہنے لگتے کہ صاحب ہمارے پاس پیغمبر تو بھیجا نہیں جو ہم کو ہماری غلطیوں
۶۶ ۔ یعنی رسول نہ بھیجتے تو کہتے رسول کیوں نہ بھیجا۔ اب رسول تشریف لائے جو تمام پیغمبروں سے شان و رتبہ میں بڑھ کر ہیں تو کہتے ہیں کہ صاحب! ہم تو اس وقت مانتے جب دیکھتے کہ ان سے موسیٰ کی طرح "عصا" اور "ید بیضا" وغیرہ کے معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے پاس بھی تورات کی طرح ایک دم ایک کتاب اترتی یہ کیا دو دو
۶۷ ۔ یعنی موسیٰ کے معجزات اور کتاب ہی کو کہاں سب نے مان لیا تھا؟ شبہے نکالنے والے ان کو بھی "سحری مفتری" کہتے رہے جیسا کہ ابھی ایک دو رکوع پہلے گذرا۔ بس جن کو ماننا منظور نہیں ہوتا وہ ہر بات میں کچھ نہ کچھ احتمالات نکال لیتے ہیں۔
۶۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "مکہ کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس نبی کے پاس ہوتا تو ہم مانتے، جب "یہود" سے پوچھا اور "تورات" کی باتیں اس نبی کے موافق اور اپنی مرضی کے خلاف سنیں مثلاً یہ کہ بت پرستی کفر ہے، آخرت کا جینا برحق ہے اور جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو مردار ہے
۶۹ ۔ یعنی آسمانی کتابوں میں سب سے بڑی اور مشہور یہ ہی دو کتابیں تھیں جن کی ہمسری کوئی کتاب نہیں کر سکتی اگر یہ دونوں جادو ہیں تو تم کوئی کتاب الہٰی پیش کر دو جو ان سے بہتر اور ان سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو۔ بفرض محال اگر ایسی کتاب لے آئے تو میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا، لیکن تم قیامت تک نہیں لا سکتے۔ اس سے زیادہ
۷۰ ۔ یعنی جب یہ لوگ نہ ہدایت کو قبول کرتے ہیں اور نہ اس کے مقابلہ میں کوئی چیز پیش کر سکتے ہیں تو یہ ہی اس کی دلیل ہے کہ ان کو راہ ہدایت پر چلنا مقصود ہی نہیں۔ محض اپنی خواہشات کی پیروی ہے، جس چیز کو دل چاہا مان لیا، جس کو اپنی مرضی اورخواہش کے خلاف پایا رد کر دیا ۔ بتلائیے ایسے ہوا پرست ظالموں کو کیا ہدایت ہو سکتی ہے۔
۷۱ ۔ یعنی ہماری وحی کا سلسلہ پہے سے چلا آتا ہے۔ ایک وحی کی تصدیق و تائید میں دوسری وحی باربار بھیجتے رہے ہیں۔ اور قرآن کو بھی ہم نے بتدریج نازل کیا ایک آیت کے پیچھے دوسری آیت آتی رہی، مقصد یہ ہے کہ کافی غور کرنے اور سمجھنے کا موقع ملے اور یاد رکھنے میں سہولت ہو۔

۷۲ ۔ یعنی ان جاہل مشرکین کا حال تو یہ ہے کہ نہ اگلی کتابوں کو مانیں نہ پچھلی کو، اور ان کے بالمقابل انصاف پسند اہل کتاب کو دیکھو کہ وہ دونوں کو تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ پہلے سے تورات و انجیل پر یقین رکھتے تھے۔ جب قرآن آیا تو بول اٹھے کہ بلاشبہ یہ کتاب برحق ہے، ہمارے رب کی اتاری ہوئی، ہم اس پر اپنے یقین و اعتقاد کا اعلان کرتےہیں،

۷۳ ۔ یعنی مغرور و مستغنی ہو کر قبول حق سے گریز نہیں کیا بلکہ جس وقت جو حق پہنچا بے تکلف گردن تسلیم جھکا دی (تنبیہ) شیخ اکبر نے فتوحات میں لکھا ہے کہ ان اہل کتاب کا ایمان اپنے پیغمبر پر دو مرتبہ ہوا۔ اول بالاستقلال دوبارہ نبی کریم پر ایمان لانے کے ضمن میں ۔ کیونکہ حضور تمام انبیائے سابقین کے مصدق ہیں اور ان پر ایمان رکھنا
۷۴ ۔ یعنی کوئی دوسرا ان کے ساتھ برائی سے پیش آئے تو یہ اس کے جواب میں مروت و شرافت سے کام لیکر بھلائی اور احسان کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب کہ کبھی ان سے کوئی برا کام ہوجائے تو اس کا تدارک بھلائی سے کر دیتے ہیں تاکہ حسنات کا پلہ سیئات سے بھاری رہے۔
۷۵ ۔ یعنی اللہ نے جو مال حلال دیا ہے اس میں سے زکوٰۃ دیتے ہیں، صدقہ کرتے ہیں اور خویش و اقارب کی خبر لیتے ہیں۔ غرض حقوق العباد ضائع نہیں کرتے۔

۷۶ ۔ یعنی کوئی جاہل لغو و بیہودہ بات کہے تو اس سے الجھتے نہیں۔ کہہ دیتے ہیں کہ بس صاحب تمہاری باتوں کو ہمارا دور سے سلام۔ یہ جہالت کی پوٹ تمہی رکھو ہم کو ہمارے مشغلہ میں رہنے دو۔ تمہارا کیا تمہارے، اور ہمارا کیا ہمارے سامنے آ جائے گا۔ ہم کو تم جیسے بے سمجھ لوگوں سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ محمد بن اسحاق نے سیرت میں لکھا
۷۷ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے اپنے چچا (ابو طالب) کے واسطے بہت سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ پڑھ لے، اس نے قبول نہ کیا ۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (موضح) یعنی جس سے تم کو طبعی محبت ہو یا دل چاہتا ہو کہ فلاں کو ہدایت ہو جائے لازم نہیں کہ ایسا ضرور ہو کر رہے۔ آپ کا کام صرف رستہ بتانا ہے۔ آگے یہ کہ کون رستہ پر
۷۸ ۔ یعنی کسی کو کسی شخص کے راہ پر لانے کا اختیار کیا ہوتا، علم بھی نہیں کہ کون راہ پر آنے و الا ہے یا آنے کی استعداد و لیاقت رکھتا ہے بہرحال اس آیت میں نبی کریم کی تسلی فرما دی کہ آپ جاہلوں کی لغو گوئی اور معاندانہ شوروشغب یا اپنے خاص اعزہ و اقارب کے اسلام نہ لانے سے غمگین نہ ہوں۔ جس قدر آپ کا فرض ہے وہ ادا کئے
۷۹ ۔ انسان کو ہدایت سے روکنے والی کئی چیزیں ہیں مثلاً نقصان جان و مال کا خوف، چنانچہ بعض مشرکین مکہ نے حضور سے کہا بیشک ہم جانتے ہیں کہ آپ حق پر ہیں لیکن اگر ہم دین اسلام قبول کر کے آپ کےساتھ ہو جائیں تو سارا عرب ہمارا دشمن ہو جائے گا۔ اردگرد کے تمام قبائل ہم پر چڑھ دوڑیں گے اور مل کر ہمارا لقمہ کر لیں گے، نہ جان
۸۰ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "مکہ کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو سارے عرب ہم سے دشمنی کریں، اللہ نے فرمایا اب ان کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو۔ یہ ہی حرم کا ادب (مانع ہے کہ باوجود آپس کی سخت عداوتوں کے باہر والے چڑھائی کر کے تم کو مکہ سے نکال نہیں دیتے) وہی اللہ (جس نے اس جگہ کو حرم بنایا) تب
۸۱ ۔ یعنی عرب کی دشمنی سے کیا ڈرتے ہو، اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ دیکھتے نہیں کتنی قومیں گذر چکی ہیں جنہیں اپنی خوش عیشی پر غرہ ہو گیا تھا۔ جب انہوں نے تکبر اور سرکشی اختیار کی، اللہ تعالیٰ نے کس طرح تباہ و برباد کر ڈالا کہ آج صفحہ ہستی پر ان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ یہ کھنڈر ان کی بستیوں کے پڑے ہیں جن میں کوئی بسنے والا نہیں بجز
۔ یعنی سب مرمرا گئے کوئی وارث بھی نہ رہا۔ ہمیشہ رہے نام اللہ کا۔ ۸۲

۸۳ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس وقت تک بستیوں کو غارت نہیں کرتا۔ جب تک ان کے صدر مقام میں کوئی ہشیار کرنے والا پیغمبر نہ بھیجدے۔ (صدر مقام کی تخصیص شاید ا سلئے کہ وہاں کا اثر دور تک پہنچتا ہے اور شہروں کے باشندے نسبۃً سلیم و عقیل ہوتے ہیں) تمام روئے زمین کی آبادیوں کا صدر مقام مکہ معظمہ تھا۔ { لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا } (شوریٰ
۸۴ ۔ یعنی ہشیار کرنے پر بھی جب لوگ باز نہیں آتے، برابر ظلم و طغیان میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ پکڑ کر ہلاک کرتا ہے۔

۸۵ ۔ یعنی آدمی کو عقل سے کام لے کر اتنا سمجھنا چاہئے کہ دنیا میں کتنے دن جینا ہے اور یہاں کی بہار اور چہل پہل کا مزہ کب تک اٹھا سکتے ہو۔ فرض کرو دنیا میں عذاب بھی نہ آئے، تاہم موت کا ہاتھ تم سے یہ سب سامان جدا کر کے رہے گا۔ پھر خدا کے سامنے حاضر ہونا اور ذرہ ذرہ عمل کا حساب دینا ہے، اگر وہاں کا عیش و آرام میسر ہو گیا تو یہاں
۸۶ ۔ یعنی مومن و کافر دونوں انجام کے اعتبار سے کس طرح برابر ہو سکتے ہیں۔ ایک کے لئے دائمی عیش کا وعدہ جو یقینًا پورا ہو کر رہے گا اور دوسرے کے لئے چند روزہ عیش کے بعد گرفتاری کا وارنٹ اور دائمی جیل خانہ، العیاذ باللہ۔ ایک شخص خواب میں دیکھے کہ میرے سر پر تاج شاہی رکھا ہے، خدم و حشم پرے باندھے کھڑے ہیں اور الوان نعمت
۔ یعنی وہ خدائی کے حصہ دار کہاں ہیں ذرا اپنی تائید و حمایت کے لئے لاؤ تو سہی۔ ۸۷

۸۸ ۔ یعنی سوال تو مشرکین سے تھا، مگر بہکانے والے شرکاء سمجھ جائیں گے کہ فی الحقیقیت ہمیں بھی ڈانٹ بتلائی گئ ہے۔ اس لئے سبقت کر کے جواب دیں گے کہ خداوندا! بیشک ہم نے ان کو بہکایا اور یہ بہکانا ایسا ہی تھا جیسے ہم خود بہکے۔ یعنی جو ٹھوکر بہکنے کے وقت کھائی تھی اسی کی تکمیل بہکانے سے کی۔ کیونکہ بہکانا بھی بہکنے کی انتہائی
۸۹ ۔ یعنی کہا جائے گا کہ اب مدد کو بلاؤ ، مگر وہ کیا مدد کر سکتے خود اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔ کذا قال المفسرون۔ اور حضرت شاہ صاحب کی تحریر کا حاصل یہ ہے کہ شیاطین جب نیکوں کا نام لیں گے تو مشرکین سےکہا جائے گا کہ ان نیکوں کو پکارو! وہ کچھ جواب نہ دیں گے۔ کیونکہ وہ ان مشرکانہ حرکات سے راضی نہ تھے یا خبر نہ
۹۰ ۔ یعنی اس وقت عذاب کو دیکھ کر یہ آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں سیدھی راہ چلتے تو یہ مصیبت کیوں دیکھنی پڑتی۔

۹۱ ۔ پہلے سوالات توحید کے متعلق تھے، یہ سوال رسالت کی نسبت ہوا۔ یعنی اپنی عقل سے تم نے اگر حق کو نہ سمجھا تھا تو پیغمبروں کے سمجھانے سے سمجھا ہوتا، بتلاؤ ان کے ساتھ تم نے کیا برتاؤ کیا۔ اس وقت کسی کو جواب نہ آئے گا اور بات کرنے کی راہیں بند ہو جائیں گی۔
۹۲ ۔ یعنی وہاں کی کامیابی صرف ایمان و عمل صالح سے ہے۔ اب بھی جو کوئی کفر و شرک سے توبہ کر کے ایمان لایا اور نیکی اختیار کی ، حق تعالیٰ اس کی پہلی خطائیں معاف کر کے فائزالمرام کرے گا۔ (تنبیہ) { فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ }۔ وعدہ ہے شہنشاہانہ انداز میں۔ یعنی اس کو فلاح کی امید رکھنا چاہئے۔ گو ہم پر کسی کا دباؤ نہیں۔ کہ ناچار ایسا
۹۳ ۔ یعنی ہرچیز کا پیدا کرنا بھی اسی کی مشیت و اختیار سے ہے اور کسی چیز کو پسند کرنے یا چھانٹ کر منتخب کر لینے کا حق بھی اسی کو حاصل ہے۔ جو اس کی مرضی ہو احکام بھیجے۔ جس شخص کو مناسب جانے کسی خاص منصب و مرتبہ پر فائز کرے۔ جس کسی میں استعداد دیکھے راہ ہدایت پر چلا کر کامیاب فرما دے اور مخلوقات کی ہر
۹۴ ۔ یعنی تخلیق و تشریع اور اختیار مذکور میں حق تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ لوگوں نے اپنی تجویز و انتخاب سے جو شرکاء ٹھہرا لئے ہیں سب باطل اور بے سند ہیں۔

۹۵ ۔ یعنی دل میں جو فاسد عقیدے یا بری نیتیں رکھتے ہیں اور زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سے جو کام کرتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہ ہی ہر ایک شخص کی پوشیدہ استعداد و قابلیت سے آگاہ ہے اسی کے موافق معاملہ کرے گا۔

۹۶ ۔ یعنی جس طرح تخلیق و اختیار اورعلم محیط میں وہ منفرد ہے الوہیت میں بھی یگانہ ہے۔ بجز اس کے کسی کی بندگی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسی کی ذات منبع الکمالات میں تمام خوبیاں جمع ہیں۔ دنیا اور آخرت میں جو تعریف بھی خواہ وہ کسی کے نام رکھ کر کی جائے حقیقت میں اسی کی تعریف ہے۔ اسی کا حکم چلتا ہے۔ اسی کا فیصلہ ناطق ہے۔
۹۷ ۔ مثلاً سورج کو طلوع نہ ہونے دے۔ یا اس سے روشنی سلب کر لے تو اپنے کاروبار کے لئے ایسی روشنی کہاں سے لا سکتے ہو۔

۔ یعنی یہ بات ایسی روشن اور صاف ہے کہ سنتے ہی سمجھ میں آ جائے ۔ تو کیا تم سنتے بھی نہیں۔ ۹۸

۹۹ ۔ یعنی اگر آفتاب کو غروب نہ ہونے دے ہمیشہ تمہارے سروں پر کھڑ ارکھے تو جو راحت و سکون اور دوسرے فوائد رات کے آنے سے حاصل ہوتے ہیں ان کا سامان کونسی طاقت کر سکتی ہے۔ کیا ایسی روشن حقیقت بھی تم کو نظر نہیں آتی (تنبیہ) { اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ } { اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا } کے مناسب ہے کیونکہ آنکھ سےدیکھنا عادۃً روشنی پر
۱۰۰ ۔ یعنی رات دن کا الٹ پھیر کرتا رہتا ہے تا رات کی تاریکی اور خنکی میں سکون و راحت بھی حاصل کرو اور دن کے اجالے میں کاروبار بھی جاری رکھ سکو۔ اور روز و شب کے مختلف النوع انعامات پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو۔

۱۰۱ ۔ احوال بتلانے ولا پیغمبر یا ان کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔ (موضح) وہ بتلائیں گے کہ لوگوں نے شرائع سماویہ اور احکام الہٰیہ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔

۱۰۲ ۔ یعنی خدا تعالیٰ کے شریک کس سند اور دلیل سے ٹھہرائے اور حلال و حرام وغیرہ کے احکام کس ماخذ صحیح سے لئے تھے پیغمبروں کو تو تم نے مانا نہیں، پھر کس نے بتلایا کہ خدا کا یہ حکم ہے یہ نہیں۔

۱۰۳ ۔ یعنی اس وقت نظر آ جائے گا کہ سچی بات اللہ کی ہے اور معبودیت صرف اسی کا حق ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ۔ دنیا میں پیغمبر جو بتلاتے تھے وہ ہی ٹھیک ہے ۔ مشرکین نے جو عقیدے گھڑ رکھے تھے اور جو باتیں اپنے دل سے جوڑی تھیں اس روز سب کافو ہو جائیں گی۔
۱۰۴ ۔ رکوع سابق کے آغاز میں دنیا کی بے ثباتی اور حقارت آخرت کے مقابلہ میں بیان کی گئ تھی۔ بعدہ ذکر آخرت کی مناسبت سے کچھ احوال عالم آخرت کے بیان ہوئے ۔ رکوع حاضر میں پھر اصل مضمون کی طرف عود کیا گیا ہے اور اسی دعوے کے استشہاد میں قارون کا قصہ سنایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰؑ کا چچا زاد بھائی تھا اور
۱۰۵ ۔ بعض سلف نے "مفاتح" کی تفسیر خزائن سے کی ہے۔ یعنی اس قدر روپیہ تھا کہ طاقتور مردوں کی ایک جماعت بھی اسے مشکل سے اٹھا سکتی۔ لیکن اکثر مفسرین نے مفاتح کی تفیسر کنجیوں سے کی ہے۔ یعنی مال کے صندوق اتنے تھے جن کی کنجیاں اٹھاتے ہوئے کئ زور آور آدمی تھک جائیں۔ اور یہ چنداں مستبعد نہیں جیسا کہ بعض تفاسیر میں
۱۰۶ ۔ یعنی اس فانی و زائل دولت پر کیا اتراتا ہے جس کی وقعت اللہ کے ہاں پر پشہ کی برابر نہیں۔
اترانے کی مذمت:
خوب سمجھ لے کہ خدا تعالیٰ کو اکڑنے اور اترانے والے بندے اچھے نہیں معلوم ہوتے اور جو چیز اس مالک کو نہ

۱۰۷ ۔ یعنی خدا کا دیا ہوا مال اس لئے ہے کہ انسان اسے آخرت کا توشہ بنائے۔ نہ یہ کہ غفلت کے نشہ میں چور ہو کر غرور و تکبر کی چال چلنے لگے۔

۔ یعنی حصہ موافق کھا، پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما۔ اور مخلوق کے ساتھ سلوک کر۔ ۱۰۸

۱۰۹ ۔ یعنی حضرت موسیٰ کی ضد نہ کر، خدا کی زمین پر سیدھی طرح رہ۔ خواہ مخواہ ملک میں اودھم مچانا اور خرابیاں ڈالنا اچھا نہیں۔

۱۱۰ ۔ یعنی میں ہنرمند تھا۔ کمانے کا سلیقہ رکھتا تھا۔ اپنی لیاقت و قابلیت یا کسی خاص علمی مہارت سے مجھے یہ دولت حاصل ہوئی۔ اللہ نے بھی میری لیاقت کو دیکھ کر اور قابل جان کر یہ کچھ دیا ہے۔ کیا یونہی بیٹھے بٹھائے بے محنت مل گیا ہے کہ موسیٰ کے حکم اور تمہارے مشورہ کے موافق خدا کے نام پر خرچ کر ڈالوں۔
۱۱۱ ۔ یعنی دولت کمانے کی لیاقت کس نے دی۔ افسوس ہے منعم حقیقی کو بھول کر اس کی دی ہوئی دولت و لیاقت پر غرہ کرنے لگا۔ کیا اسی دولت کو اس نے اپنی نجات کا ضامن تصور کر رکھا ہے۔ اسے معلوم نہیں کتنی جماعتیں اپنی شرارت و سرکشی کی بدولت پہلے تباہ کی جا چکی ہیں۔ جن کے پاس بادشاہتیں تھیں اور اس ملعون سے زیادہ خزانوں
۱۱۲ ۔ یعنی پوچھنے کی ضرورت کیا ہو گی اللہ کو ان کے گناہ ایک ایک کر کے معلوم ہیں فرشتوں کے ہاں سب لکھے ہیں، ہاں بطور توبیخ و تقریع اگر کسی وقت سوال ہو وہ دوسری بات ہے۔ یا یہ کنایہ ہے گناہوں کی کثرت سے۔ یعنی اتنی تعداد میں ہوں گے کہ ایک ایک جزئی کی پوچھ پاچھ کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ
۱۱۳ ۔ یعنی لباس فاخرہ پہن کر بہت سے خدم و حشم کے ساتھ بڑی شان و شکوہ اور ٹیپ ٹاپ سے نکلا، جسے دیکھ کر طالبین دنیا کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ کہنے لگے کاش ہم بھی دنیا میں ایسی ترقی اور عروج حاصل کرتے جو اس کو حاصل ہوا۔ بیشک یہ بڑا ہی صاحب اقبال اور بڑی قسمت والا ہے۔
۱۱۴ ۔ یعنی سمجھ دار اور ذی علم لوگوں نے کہا کہ کم بختو! اس فانی چمک دمک میں کیا رکھا ہے جو ریجھے جاتے ہو مومنین صالحین کو اللہ کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے اس کے سامنے یہ ٹیپ ٹاپ محض ہیچ اور لاشے ہے۔ اتنی بھی نسبت نہیں جو ذرہ کو آفتاب سے ہوتی ہے۔
۱۱۵ ۔ یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہ ہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے۔ اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں۔ نادان آدمی دنیا کی آسودگی دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس کی بڑی قسمت ہے اس کی شب و روز کی فکر و تشویش، درد سری اور آخرت کی ذلت کو اور سو جگہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں
۔ یعنی نہ کوئی دوسرا اپنی طرف سے مدد کو پہنچا، نہ یہ کسی کو بلا سکا۔ نہ اپنی ہی قوت کام آئی نہ دوسروں کی۔ ۱۱۶

۱۱۷ ۔ یعنی جو لوگ قارون کی ترقی و ترفع کو دیکھ کر کل یہ آرزو کر رہے تھے کہ کاش ہم کو بھی ایسا عروج حاصل ہوتا، آج اس کا یہ برا انجام دیکھ کر کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے۔ اب ان کو ہوش آیا کہ ایسی دولت حقیقت میں ایک خوبصورت سانپ ہے جس کے اندر مہلک زہر بھرا ہوا ہے کسی شخص کی دنیوی ترقی و عروج کو دیکھ کر ہم کو ہرگز
۱۱۸ ۔ یعنی خدا تعالیٰ کا احسان ہے اس نے ہم کو قارون کی طرح نہ بنایا، ورنہ یہ ہی گت ہماری بنتی، اپنی طرف سے تو ہم حرص کے مارے { یَالَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِیَ قَارُوْنَ } کی آرزو کر ہی چکے تھے۔ خدا نے خیر کی کہ ہماری آرزو کو پورا نہ کیا۔ اور نہ ہماری حرص پر سزا دی۔ بلکہ قارون کا حشر آنکھوں سے دکھلا کر بیدار فرما دیا، اب ہمیں خوب کھل
۱۱۹ ۔ یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا کہ اس کی بڑی قسمت ہے بڑی قسمت یہ نہیں، آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے سو وہ ان کے لئے ہے جو اللہ کے ملک میں شرارت کرنا اور بگاڑ ڈالنا نہیں چاہتے اور اس فکر میں نہیں رہتے کہ اپنی ذات کو سب سے اونچا رکھیں۔ بلکہ تواضع و انکساری اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کی کوشش
۱۲۰ ۔ یعنی جو بھلائی یہاں کرے گا اس سے کہیں بہتر بھلائی وہاں کی جائے گی۔ ایک نیکی کا جو مقتضیٰ ہو گا کم از کم اس سے دس گناہ ثواب پائے گا۔

۱۲۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا، وہ یقیناً ملنا ہے۔ اور برائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ ضرور مل کر رہے گی کیونکہ ممکن ہے معاف ہو جائے۔ ہاں یہ فرما دیا کہ اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی۔

۱۲۲ ۔ پہلے فرمایا تھا { وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ } کہ انجام بھلا پرہیزگاروں کا ہے۔ یعنی آخرت میں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ اب بتلاتے ہیں کہ دنیا میں بھی آخری فتح ان ہی کی ہوتی ہے۔ دیکھو آج کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر تم کو مکہ چھوڑنا پڑا ہے، مگر جس خدا نے آپ کو پیغمبر بنایا اور قرآن جیسی کتاب عطا فرمائی وہ یقیناً آپ کو نہایت کامیابی کے ساتھ
۱۲۳ ۔ یعنی حق تعالیٰ میری ہدایت اور مکذبین و معاندین کی گمراہی کو خوب جانتا ہے۔ یقیناً وہ ہر ایک کے ساتھ ان کے احوال کے موافق معاملہ کرے گا۔ نہیں ہو سکتا کہ میری کوششوں کو ضائع کر دے، یا گمراہوں کو رسوا نہ کرے۔

۱۲۴ ۔ یعنی آپ پہلے سے کچھ پیغمبری کے انتظار میں نہ تھے، محض رحمت و موہبت الہٰیہ ہے جو حق تعالیٰ نے پیغمبری اور وحی سے سرفراز فرمایا۔ وہ ہی اپنی مہربانی اور رحمت سے دنیا و آخرت میں کامیاب فرمائے گا۔ لہٰذا اسی کی امداد پر ہمیشہ بھروسہ رکھئے۔

۱۲۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ جنہوں نے تجھ سے یہ بدی کی (کہ وطن چھوڑنے پر مجبور کیا) اب جو تیرا ساتھ دے وہ ہی اپنا ہے۔

۱۲۶ ۔ یعنی دین کے کام میں اپنی قوم کی خاطر اور رعایت نہ کیجئے اور نہ آپ کو ان میں گنئے گو کہ اپنے قرابت دار ہوں۔ ہاں ان کو اپنے رب کی طرف بلاتے رہئے اور خدا کے احکام پر جمے رہئے۔

۔ یہ آپ کو خطاب کر کے دوسروں کو سنایا۔ اوپر کی آیتوں میں بھی بعض مفسرین ایسا ہی لکھتے ہیں۔ ۱۲۷

۱۲۸ ۔ یعنی ہر چیز اپنی ذات سےمعدوم ہے اور تقریبًا تمام چیزوں کو فنا ہونا ہے، خواہ کبھی ہو۔ مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ کبھی معدوم تھا، نہ کبھی فنا ہو سکتا ہے۔ سچ ہے { اَلَا کُلُّ شیءٍ مَا خَلَا اللہ بَاطِلٌ }۔ قال تعالیٰ { کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ} اور بعض سلف نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ سارے کام مٹ جانے والے اور فنا ہو جانے
۱۲۹ ۔ یعنی سب کو اس کی عدالت میں حاضر ہونا ہے جہاں تنہا اسی کا حکم چلے گا۔ صورۃً و ظاہرًا بھی کسی کا حکم و اقتدار باقی نہ رہے گا۔ اے اللہ اس وقت اس گنہگار بندہ پر رحم فرمائیے اور اپنے غضب سے پناہ دیجئے۔
تم سورۃ القصص وللہ الحمد والمنۃ۔

۱ ۔ یعنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرنا کچھ سہل نہیں جو دعویٰ کرے امتحان و ابتلا کے لئے تیار ہو جائے یہ ہی کسوٹی ہے جس پر کھرا کھوٹا کہا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ سب سے سخت امتحان انبیاء کا ہے، ان کے بعد صالحین کا، پھر درجہ بدرجہ ان لوگوں کا جو ان کے ساتھ مشابہت رکھتے ہوں۔ نیز امتحان آدمی کا اس کی دینی حیثیت کے موافق ہوتا
۲ ۔ یعنی پہلے نبیوں کے متبعین بڑے بڑے سخت امتحانوں میں ڈالے جا چکے ہیں۔ بخاری میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں فریاد کی کہ حضرت! ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے اور دعا فرمائیے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر سختی اور ظلم و ستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ
۳ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ علانیہ ظاہر کر دے گا اور دیکھ لے گا کہ دعوئے ایمان میں کون سچا نکلتا ہے اور کون جھوٹا، اسی کے موافق ہر ایک کو جزا دی جائے گی۔ (تنبیہ) { فَلَیَعْلَمَنَّ اللہُ } الخ سے جو حدوث علم باری کا وہم ہوتا ہے اس کا نہایت نے دیا ہے۔ ملاحظہ کیا جائے پارہ دوم رکوع اول { اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ ،
۴ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "پہلی دو آیتیں مسلمانوں کے متعلق تھیں جو کافروں کی ایذاؤں میں گرفتار تھے، اور یہ آیت ان کافروں سے متعلق ہے جو مسلمانوں کو ستا رہے تھے"۔ (موضح) یعنی مومنین کے امتحانات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ ہم مزے سے ظلم کرتے رہیں گے اور سختیوں سے بچے رہیں گے، وہ ہم سےبچ کر کہاں جا سکتے ہیں۔
۵ ۔ یعنی جو شخص اس توقع پر سختیاں اٹھا رہا ہے کہ ایک دن مجھے اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں بات بات پر پکڑ ہو گی۔ ناکامیاب ہوا تو یہاں کی سختیوں سے کہیں بڑھ کر سختیاں جھیلنی پڑیں گی اور کامیاب رہا تو ساری کلفتیں ڈھل جائیں گی اللہ کی خوشنودی اور اس کادیدار نصیب ہو گا۔ ایسا شخص یاد رکھے کہ اللہ کا وعدہ آ رہا ہے کوئی طاقت
۶ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی کی طاعت سے کیا نفع اور معصیت سے کیا نقصان۔ وہ تو کلی طور پر بے نیاز ہے۔ ہاں بندہ اپنے پروردگار کی اطاعت میں جس قدر محنت اٹھائے گا اس کا پھل دنیا و آخرت میں اسی کو ملے گا۔ پس مجاہدے کرنے والے یہ خیال کبھی نہ آنے دیں کہ ہم خدا کے رستہ میں اتنی محنت کر کے کچھ اس پر احسان کر رہے ہیں؟ (العیاذ باللہ)
۷ ۔ یعنی جہان سے بے پروا اور بے نیاز ہونے کے باوجود اپنی رحمت و شفقت سے تمہاری محنت کو ٹھکانے لگاتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں"یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی" (موضح القرآن)۔

۱۰ ۔ یعنی سب کو عدالت میں حاضر ہونا ہے اس وقت بتلا دیا جائے گا کہ اولاد اور والدین میں سے کس کی زیادتی تھی، اور کون حق پر تھا۔

۸ ۔ یعنی تمام کائنات میں ایسی کوئی چیز ہے ہی نہیں جو خدا کی شریک ہو سکے۔ پھر اس کی خبر کسی کو کہاں سے ہوتی۔ جو لوگ شرکاء ٹھہراتے ہیں محض جاہلانہ اوہام اور بے سند خیالات کی پیروی کر رہے ہیں۔ واقع کی خبر انہیں کچھ بھی نہیں۔
۹ ۔ دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں۔ پر اللہ کا حق ان سے زیادہ ہے ان کی خاطر دین نہ چھوڑے (موضح) حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی والدہ نے جو مشرک تھی بیٹے کے اسلام کی خبر سن کر عہد کیا کہ دانہ پانی کچھ نہ چکھوں گی نہ چھت کے نیچے آرام کروں گی تا وقتیکہ سعد (معاذ اللہ) اسلام سے نہ پھر جائے۔ چنانچہ کھانا
اا ۔ یعنی جو اس قسم کی زبردست رکاوٹوں کے باوجود بھی ایمان اور نیکی کی راہ پر قائم رہے حق تعالیٰ ان کا حشر اپنے خاص نیک بندوں میں کرے گا۔ ابن کثیر لکھتے ہیں یعنی اولاد نے اگر ناحق بات میں والدین کا کہا نہ مانا اور والدین ناحق پر قائم رہے تو اولاد کا حشر صالحین کے زمرہ میں ہو گا، ان والدین کے زمرہ میں نہ ہوگا۔ گو طبعی و نسبی
۱۲ ۔ یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو زبان سے اپنے آپ کو مومن کہتے تھے۔ مگر دلوں میں ایمان راسخ نہیں تھا۔ ان کو جہاں اللہ کے راستہ میں کوئی تکلیف پہنچی یا دین کی وجہ سے لوگوں نے ستایا تو اس آزمائش کو خدائی عذاب سمجھنے لگے۔ جس طرح آدمی عذاب الہٰی سے گھبرا کر جان بچانا چاہتا ہے اور اپنے دعووں سے دست بردار ہونے لگتا ہے اور ناچار

۱۳ ۔ یعنی اگر مسلمانوں کی کوئی کامیابی اور عروج دیکھیں تو باتیں بنانے لگیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے اور اب بھی تمہارے اسلامی بھائی ہیں۔ خصوصًا اگر مسلمانون کو فتح ہو اور فرض کیجئے یہ لوگ کفار کا ساتھ دیتے ہوئے ان کے ہاتھ میں قید ہو جائیں، پھر تو نفاق و تملق کی کوئی حد نہ رہے۔
۱۴ ۔ یعنی جیسے کچھ لوگ مسلمانوں کےساتھ ہیں اللہ کو سب معلوم ہے۔ کیا زبانی دعوے کر کے اللہ سے اپنے دلوں کا حال چھپا سکتے ہیں؟

۱۵ ۔ یعنی معلوم تو اسے پہلے ہی سے سب کچھ ہے لیکن اب تمہارے اعمال و افعال کو دیکھ لے گا کون اپنے کو سچا مومن ثابت کرتا ہے اور کون جھوٹا دغاباز منافق ہے (تنبیہ) اس قسم کے مواضع میں { لَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ } کے معنی { لَيُرِيَنَّ اللّٰهُ } کے لینا ابن عباس سے منقول ہے کما فی تفسیر ابن کثیر۔
۱۶ ۔ یعنی مسلمان کو چاہئے ایمان پر مضبوط رہے، نہ کوئی تکلیف و ایذا دہی اس کو طریق استقامت سے ہٹا سکے اور نہ کفار کی احمقانہ استمالت سے متاثر ہو۔ مثلاً کفار مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم اسلام چھوڑ کر پھر اپنی برادری میں آ ملو اور ہماری راہ پر چلو، تمام تکلفیوں اور ایذاؤں سے بچ جاؤ گے مفت میں کیوں مصیبتیں جھیل رہے ہو۔ اور اگر ایسا
۱۷ ۔ یعنی جھوٹے ہیں۔ تمہارا بوجھ رتی برابر بھی ہلکا نہیں کر سکتے۔ ہاں اپنا بوجھ بھاری کر رہے ہیں۔ ایک تو ان کے ذاتی گناہوں کا بار تھا، اب دوسروں کے اغواء و اضلال کے بار نے اس میں مزید اضافہ کر دیا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ " کوئی چاہے کہ رفاقت کر کے کسی کے گناہ اپنے اوپر لے لے ، یہ نہیں ہو گا۔ مگر جس کو گمراہ کیا
۱۸ ۔ یعنی جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں کہ ہم تمہارا بوجھ اٹھا لیں گے، یہ خود مستقل گناہ ہے جس پر ماخوذ ہوں گے۔ آگے چند قصص کے ضمن میں متنبہ کیا گیا ہے کہ سچوں کےمقابلہ میں ہمیشہ سے جھوٹے اغواء اور شرارت کرتے رہے ہیں اور سچوں کو مدتوں تک امتحان و ابتلاء کے دور میں سے گذرنا پڑا ہے مگر آخری نتیجہ انہی کے حق میں بہتر ہوا،
۱۹ ۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت نوح چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ ساڑھے نو سو برس دعوت و تبلیغ اور سعی و اصلاح میں مصروف رہے۔ پھر طوفان آیا، طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اس طرح کل عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔
۲۰ ۔ یعنی جب گناہوں اور شرارتوں سے باز نہ آئے تو طوفان سے سب کو گھیر لیا۔ بجز چند نفوس کے سب ہلاک ہو گئے۔

۲۱ ۔ یعنی جو آدمی یا جانور جہاز پر سوار تھے ان کو نوح کی معیت میں ہم نے محفوظ رکھا۔ سورہ "ہود" میں یہ قصہ مفصل گذر چکا۔

۲۲ ۔ کہتے ہیں حضرت نوح کا جہاز مدت دراز تک "جودی" پر لگا رہا۔ تا دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہو اور اب جو جہاز اور کشتیاں موجود ہیں یہ بھی ایک نشانی ہے جسے دیکھ کر سفینہ نوح کی یاد تازہ ہوتی اور قدرت الہٰی کا نمونہ نظر آتا ہے۔ یا شاید یہ مراد ہو کہ کشتی کے اس قصہ کو ہم نے ہمیشہ کے لئے نشان عبرت بنا دیا۔ حضرت شاہ صاحب

۲۳ ۔ یعنی جھوٹے عقیدے تراشتے ہو اور جھوٹے خیالات و اوہام کی پیروی کرتے ہو، چنانچہ اپنے ہاتھوں سے یہ بت بنا کر کھڑے کر لئے ہیں جنہیں جھوٹ موٹ خدا کہنے لگے۔

۲۴ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے۔ سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا وہ ہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق"۔ لہٰذا اس کے شکر گذار بنو اور اسی کی بندگی کرو۔ وہیں تم کو لوٹ کر جانا ہے، آخر اس وقت کیا منہ دکھاؤ گے۔
۲۵ ۔ یعنی جھٹلانے سے میر اکچھ نہیں بگڑتا، میں صاف صاف تبلیغ و نصیحت کر کے اپنا فرض ادا کر چکا، بھلا برا سمجھا چکا، نہ مانو گے نقصان اٹھاؤ گے جیسے "عاد" و "ثمود" وغیرہ تم سے پہلے اٹھا چکے ہیں۔

۲۶ ۔ یعنی خود اپنی ذات میں غور کرو، پہلے تم کچھ نہ تھے، اللہ نے تم کو پیدا کیا، اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کر دے گا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "شروع تو دیکھتے ہو، دھرانا اسی سے سمجھ لو"۔

۲۷ ۔ یعنی اللہ کے نزدیک تو کوئی چیز بھی مشکل نہیں۔ البتہ تمہارے سمجھنے کی بات ہے کہ جس نے بدون نمونہ کے اول ایک چیز کو بنایا، نمونہ قائم ہونے کے بعد بنانا تو اور زیادہ آسان ہونا چاہئے۔

۲۸ ۔ یعنی اپنی ذات کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کی پیدائش میں بھی غور کرو۔ اور چل پھر کر دیکھو کہ کیسی کیسی مخلوق خدا نے پیدا کی ہے۔ اسی پر دوسری زندگی کو قیاس کر لو۔ اس کی قدرت اب کچھ محدود تو نہیں ہو گئ۔

۲۹ ۔ یعنی دوبارہ پیدا کر کے جسے اپنی حکمت کے موافق چاہے گا سزا دے گا۔ اور جس پر چاہے گا اپنے فضل و کرم سے مہربانی فرمائے گا۔

۳۰ ۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ سزا دینا چاہے وہ زمین کے سوراخوں میں گھس کر سزا سے بچ سکتا ہے نہ آسمان میں اڑ کر ، کوئی بلندی یا پستی خدا کے مجرم کو پناہ نہیں دے سکتی نہ کوئی طاقت اسکی حمایت اور مدد کو پہنچ سکتی ہے۔

۳۱ ۔ یعنی جنہوں نے اللہ کی باتوں کا انکار کر دیا اور اس س ملنے کی امید نہیں رکھی (کیونکہ وہ بعث بعدالموت کے قائل ہی نہ ہوئے) انہیں رحمت الہٰی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا وہ آخرت میں بھی محروم و مایوس ہی رہیں گے۔ یہ گویا { مَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ } کا عکس ہوا۔
۳۲ ۔ یعنی ابراہیم کی تمام معقول باتیں اور دلائل و براہین سن کر جب ان کے ہم قوم جواب سے عاجز ہوئے تو قوت کے استعمال پر اتر آئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ یا تو قتل کر کے ایک دم ان کا قصہ ہی تمام کر دو اور یا آگ میں جلاؤ۔ شاید تکلیف محسوس کر کے اپنی باتوں سے باز آ جائے تو نکال لیں گے ورنہ راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ جائے گا۔
۳۳ ۔ یعنی انہوں نے مشورہ کر کے آگ میں ڈال دیا، مگر حق تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جیسا کہ سورہ "انبیاء" میں مفصلًا گذر چکا ہے۔

۳۴ ۔ یعنی اس واقعہ سے سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندوں کو کس طرح بچا لیتا ہے اور مخالفین حق کو کس طرح خائب و خاسر کرتا ہے۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ جیسی چیز جلا نہیں سکتی۔
۔ یعنی آگ سے نکل کر پھر نصیحت شروع کر دی۔ ۳۵

۳۶ ۔ یعنی بت پرستی کو کون عقلمند جائز رکھ سکتا ہے، بت پرست بھی دل میں جانتے ہیں کہ یہ نہایت مہمل حرکت ہے۔ مگر شیرازہ قومی کو جمع رکھنے کے لیے ایک مذہب ٹھہرا لیا ہے کہ اس کے نام پر تمام قوم متحد و متفق رہے اور ایک دوسرے کے دوست بنے رہیں جیسا کہ آج کل ہم یورپ کی عیسائی قوموں کا حال دیکھتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ بت
۳۷ ۔ یعنی یہ سب دوستیاں اور محبتیں چند روزہ ہیں۔ قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن بنو گے اور بعض بعض کو لعنت کرو گے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی وہ شیطان جن کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو۔ تب یہ پوجنے والے ان کو لعنت کریں گے کہ ہماری نذر ونیاز لے کر وقت پر پھر
۔ جو دوزخ کی آگ سے تم کو بچا لے، جیسے میرے پروردگار نے تمہاری آگ سے مجھ کو بچا لیا۔ ۳۸

۳۹ ۔ حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔ ابراہیم کو ان کی قوم کے کسی مرد نے نہ مانا۔ البتہ لوط نے فورًا بلا توقف تصدیق کی۔ دونوں کا وطن "عراق" میں شہر بابل تھا۔ خدا کے توکل پر وطن سے نکل کھڑے ہوئے اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔ (تنبیہ) { وَقَالَ اِنِّىْ مُهَاجِرٌ } الخ میں دونوں احتمال ہیں۔ قائل ابراہیم ہوں یا لوط علیہما السلام۔
۴۰ ۔ یعنی اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا دیا۔ جن کی نسل "بنی اسرائیل" کہلاتی ہے۔

۴۱ ۔ یعنی ابراہیم کے بعد بجز ان کی اولاد کے کسی کو کتاب آسمانی و پیغمبری نہ دی جائے گی۔ چنانچہ جس قدر انبیاء ان کے بعد تشریف لائے ان ہی کی ذریت سے تھے۔ اسی لئے ان کو "ابوالانبیاء" کہا جاتا ہے۔

۴۲ ۔ یعنی دنیا میں حق تعالیٰ نے مال، اولاد، عزت اور ہمیشہ کا نام نیک دیا، اور ملک شام ہمیشہ کے لئے ان کی اولاد کو بخشا۔ (کذا فی الموضح) اور آخرت میں اعلیٰ درجہ کے صالحین کی جماعت میں (جو انبیائے اولوالعزم کی جماعت ہے) شامل رکھا۔
۴۳ ۔ یعنی یہ فعل شنیع تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ یہ ہی اس کی دلیل ہے کہ فطرت انسانی اس سے نفور ہے۔ ایسے خلاف فطرت و شریعت کام کی بنیاد تم نے ڈالی۔

۴۴ ۔ راہ مارنے سے مراد ممکن ہے ڈاکہ زنی ہو، یہ بھی ان میں رائج ہو گی، یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ ڈر کے مارے اس طرف ہو کر نہ نکلیں۔ یا { تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ } کا مطلب یہ ہو کہ فطری اور معتاد راستہ کو چھوڑ کر توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع کر رہے تھے۔
۴۵ ۔ شاید یہ ہی بدکاری علانیہ لوگوں کے سامنے کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ اور ٹھٹھے اور چھیڑ اور بے شرمی کی باتیں کرتے ہوں گے۔

۴۶ ۔ یعنی اگر تم سچے نبی ہو اور واقعی سچ کہتے ہو کہ ہمارے یہ کام خراب اور مستوجب عذاب ہیں تو دیر کیا ہے وہ عذاب لے آیئے۔ دوسری جگہ فرمایا { وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ } (اعراف رکوع۱۰) یعنی ان کی قوم کا جواب یہی تھا کہ لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو۔ یہ بڑے پاک بننا
۴۷ ۔ یہ ان کی طرف سے مایوس ہو کر فرمایا، شاید سمجھ گئے ہوں گے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی درست ہونے والی نہیں۔ وہ بھی انہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔ جیسےنوح نے فرمایا تھا { اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا } (نوح رکوع۲) کذا قال النیشابوری فی تفسیرہ۔

۴۸ ۔ لوط کی دعا پر فرشتوں کو اس بستی کے تباہ کرنے کا حکم ہوا۔ فرشتے اول حضرت ابراہیم کے پاس پہنچے، ان کو بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت سنائی اور اطلاع دی کی ہم اس بستی (سدوم) کو تباہ و برباد کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ کسی طرح اپنی حرکات شنیعہ سے باز نہیں آئے اور ان واقعات کی تفصیل سورہ اعراف ہود اور
۴۹ ۔ یعنی کیا لوط کی موجودگی میں بستی کو تباہ کیا جائے گا؟ یا انہیں وہاں سے علیحدہ کرکے تعذیب کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟ غالبًا حضرت ابراہیم کو ازراہ شفقت خیال آیا کہ اگر لوط کی آنکھوں کے سامنے یہ آفت نازل ہوئی تو عجب نہیں کہ عذاب کا ہولناک منظر دیکھنے سے وحشت اور گھبراہٹ ہو۔ فرشتوں نے اپنے کلام میں کوئی استثناء کیا
۵۰ ۔ یعنی فرشتوں نے اطمینان دلایا کہ ہم سب کو جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں اور جو ان میں خدا کے مجرم ہیں تنہا لوط نہیں، بلکہ اس کے گھر والوں کو بھی کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ سب کو عذاب کے موقع سےعلیحدہ کر لیں گے صرف اس کی ایک عورت وہاں رہ جائے گی۔ کیونکہ اس پر بھی عذاب آنا ہے۔
۵۱ ۔ فرشتے نہایت حسین و جمیل امردوں کی شکل میں وہاں پہنچے حضرت لوط نے اول پہچانا نہیں بہت تنگدل اور ناخوش ہوئے کہ اب ان مہمانوں کی عزت قوم کے ہاتھ سے کس طرح بچاؤں گا۔ اگر اپنے یہاں نہ ٹھہراؤں تو اخلاق و مروت اور مہمان نوازی کے خلاف ہے۔ ٹھہراتا ہوں تو اس بدکار قوم سے آبرو کس طرح محفوظ رہے گی۔
۵۲ ۔ یعنی اپنی قوم کی شرارت سے ڈریئے مت،یہ کچھ نہیں کر سکتی اور ہمارے بچاؤ کے لئے غمگین نہ ہوں ہم آدمی نہیں، فرشتے ہیں، جو تجھ کو اور تیرے ہم مشرب گھر والوں کو بچا کر اس قوم کو غارت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ قصہ پہلےکئی جگہ گذر چکا۔
۵۳ ۔ یعنی ان کی الٹی ہوئی بستیوں کے نشان مکہ والوں کو ملک شام کے سفر میں دکھائی دیتے تھے۔

۵۴ ۔ یعنی آخرت کی طرف سے غافل نہ بنو، اکیلے خدائے واحد کی پرستش کرو۔

۵۵ ۔ خرابی مچانے سے شاید مراد ہے لین دین میں دغا بازی کرنا، سود بٹہ لگانا، جیسا کہ ان کی عادت تھی۔ اور ممکن ہے رہزنی بھی کرتے ہوں، وقیل ذلک۔

۵۶ ۔ یعنی ان کی بستیوں کے کھنڈر تم دیکھ چکے ہو۔ ان سے عبرت حاصل کرو۔

۵۷ ۔ یعنی دنیا کے کام میں ہشیار تھے اور اپنے نزدیک عقلمند تھے، پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

۵۸ ۔ یعنی کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی حق کے سامنے نہ جھکے اور کبرو غرور نے ان کی گردن نیچے نہ ہونے دی۔ پھر نتیجہ کیا ہوا؟ کیا بڑے بن کر سزا سے بچ گئے؟ یا العیاذ باللہ خدا کو تھکا دیا۔

۵۹ ۔ یعنی ان میں سے ہر ایک کو اس کے جرم کے موافق سزا دی گئی۔

۶۰ ۔ یہ قوم لوط ہے اور بعض نے "عاد" کو بھی اس میں داخل کیا ہے۔

۶۱ ۔ یہ "ثمود" تھے اور اہل "مدین" بھی۔

۶۲ ۔ یعنی قارون کو، جیسا کہ سورہ قصص میں گذرا۔

۶۳ ۔ یہ فرعون و ہامان ہوئے اور بعض نے قوم نوح کو بھی اس میں داخل کیا ہے۔

۶۴ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ کوئی ناانصافی یا بے موقع کام کرے، اس کی بارگاہ عیوب و نقائص سے بکلی مبرا و منزہ ہے۔ ظلم تو ہاں مقصود ہی نہیں، ہاں بندے خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یعنی ایسے کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ لامحالہ ان کے حق میں برا ہے۔

۶۵ ۔ یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان و مال کا بچاؤ ہو، نہ مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے۔ یہ ہی مثال اس کی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچانے والا اور محافظ سمجھے، بدون مشیت الہٰی کچھ بچاؤ نہیں کر سکتے۔

۶۶ ۔ یعنی ممکن تھا سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک ہی ذیل میں کھینچ دیا کسی کو مستثنٰی نہ کیا بعض لوگ بت کو پوجتے ہیں، بعض آگ پانی کو، بعض اولیاء یا فرشتوں کو، سو اللہ نے فرما دیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں۔ اگر کوئی ایک بھی ان سے مستقل قدرت و اختیار رکھتا تو اللہ سب کی یک قلم نفی نہ کرتا۔
۔ یعنی اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے، وہ زبردست ہے، اور مشورہ نہیں چاہئے کیونکہ حکیم مطلق ہے۔ ۶۷

۶۸ ۔ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ "مکڑی" اور "مکھی" وغیرہ حقیر چیزوں کی مثالیں بیان کرتا ہے جو اس کی عظمت کے منافی ہیں اس کا جواب دیا کہ مثالیں اپنے موقع کے لحاظ سے نہایت موزوں اور ممثل لہ پر پوری منطبق ہیں۔ مگر سمجھدار ہی اس کا مطلب ٹھیک سمجھتے ہیں ۔ جاہل بے وقوف کیا جانیں۔ مثال کا انطباق مثال دینے والے کی حیثیت
۔ یعنی نہایت حکمت سے بنایا، بیکار پیدا نہیں کیا۔ ۶۹

۷۰ ۔ یعنی جب آسمان و زمین اس اکیلے نے بنا دیے تو چھوٹے چھوٹے کاموں میں اسے کسی شریک یا مددگار کی کیا احتیاج ہو گی۔ ہوتی تو ان بڑے کاموں میں ہوتی۔

۷۱ ۔ یعنی قرآن کی تلاوت کرتے رہئے تا دل مضبوط اور قوی رہے، تلاوت کا اجر وثواب الگ حاصل ہو اسکے معارف و حقائق کا انکشاف بیش از بیش ترقی کرے۔ دوسرے لوگ بھی سن کر اس کے مواعظ اور علوم و برکات سے منتفع ہوں، جو نہ مانیں ان پر خد اکی حجت تمام ہو، اور دعوت و اصلاح کا فرض بحسن و خوبی انجام پاتا رہے۔
۷۲ ۔ نماز کا برائیوں سے روکنا دو معنی میں ہو سکتا ہے ایک بطریق تسبب ، یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت و تاثیر یہ رکھی ہو کہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دے جیسے کسی دوا کا استعمال کرنا بخار وغیرہ امراض کو روک دیتا ہے۔ اس صورت میں یاد رکھنا چاہئے کہ دوا کے لئے ضروری نہیں کہ اس کی ایک ہی خوراک بیماری کو
۷۳ ۔ یعنی نماز برائی سے کیوں نہ روکے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے کی بہترین صورت ہے۔ کما قال تعالیٰ { اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ } (طٰہٰ رکوع۱) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسے نماز اور جہاد وغیرہ تمام عبادات کی روح کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو عبادت کیا، ایک جسد بے روح اور لفظ بے معنی ہے۔ حضرت ابودرداء وغیرہ کی
۷۴ ۔ یعنی جو آدمی جس قدر خدا کو یاد رکھتا ہے یا نہیں رکھتا خدا تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ لہٰذا ذاکر اور غافل میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا معاملہ بھی جداگانہ ہو گا۔

۷۵ ۔ یعنی مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور اہل کتاب کا دین اصل میں سچا تھا، تو ان سے ان کی طرح مت جھگڑو کہ جڑ سے ان کی بات کاٹنے لگو۔ بلکہ نرمی، متانت، خیرخواہی اور صبر و تحمل سے واجبی بات سمجھاؤ۔ البتہ جو ان میں صریح بے انصافی، عناد اور ہٹ دھرمی پر تل جائے اس کے ساتھ مناسب سختی کا برتاؤ کر سکتے ہو۔ اور آگے چل
۷۶ ۔ یعنی ہمارا جیسا کہ قرآن پر ایمان ہے اس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ نے تمہاری ہدایت کے لئے حضرت موسٰی و مسیح علیہما الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے انبیاء پر جو کتابیں اتاریں بیشک وہ سچی تھیں۔ ایک حرف ان کا غلط نہ تھا۔ (گو تمہارے ہاتھ میں وہ آسمانی کتابیں اپنی اصلی صورت و حقیقت میں باقی نہ رہیں)۔
۷۷ ۔ یعنی اصلی معبود ہمارا تمہار ا ایک ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ہم تنہا اسی کے حکم پر چلتے ہی، تم نے اس سے ہٹ کر اور وں کو بھی خدائی کے حقوق و اختیارات دے دیے۔ مثلاً حضرت مسیح یا حضرت عزیر علیہما السلام کو یا احبار و رہبان کو ۔ نیز ہم نے اس کے تمام احکام کو مانا سب پیغمبروں کی تصدیق کی، سب کتابوں کو برحق سمجھا اس کے
۷۸ ۔ یعنی اس کتاب میں آخر تمہاری کتابوں سے کون سی بات کم ہے جو قبول کرنے میں تردد ہے۔ جس طرح انبیائے سابقین پر کتابیں اور صحیفے ایک دوسرے کے بعد اترتے رہے، پیغمبر آخرالزماں پر یہ کتاب لاجواب اتری۔ اس کے ماننے سے اتنا انکار کیوں ہے۔
۷۹ ۔ یعنی جن اہل کتاب نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کتاب کو بھی مانیں گے اور انصافًا ماننا چاہئے۔ چنانچہ ان میں کے جو منصف ہیں وہ اس کی صداقت دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اور نہ صرف اہل کتاب بلکہ بعض عرب کے لوگ بھی جو کتب سابقہ کا کچھ علم نہیں رکھتے اس قرآن کو مانتے جا رہے ہیں حقیقت میں قرآن کریم کی صداقت کےدلائل
۸۰ ۔ نزول قرآن سے پہلے چالیس سال آپ کی عمر کے ان ہی مکہ والوں میں گزرے ۔ سب جانتے ہیں کہ اس مدت میں نہ آپ کسی استاد کے پاس بیٹھے نہ کوئی کتاب پڑھی نہ کبھی ہاتھ میں قلم پکڑا، ایسا ہوتا تو ان باطل پرستوں کو شبہ نکالنے کی جگہ رہتی کہ شاید اگلی کتابیں پڑھ کر یہ باتیں نوٹ کر لی ہوں گی، ان ہی کو اب آہستہ آہست اپنی عبارت میں
۸۱ ۔ یعنی پیغمبر نے کسی سےلکھا پڑھا نہیں۔ بلکہ یہ وحی جو ان پر آئی ہمیشہ کو بن لکھے سینہ بسینہ جاری رہے گی۔ اللہ کے فضل سےعلماء و حفاظ و قراء کے سینے اس کے الفاظ و معانی کی حفاظت کریں گے اور آسمانی کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے۔ لکھنا اس پر افزود ہے (موضح باضافہ یسیر)۔
۸۲ ۔ یعنی ناانصافی کا کیا علاج۔ ایک شخص یہ ہی ٹھان لے کہ میں کبھی سچی بات نہ مانوں گا۔ وہ روشن سے روشن چیز کا ابھی انکار کر دے گا۔

۸۳ ۔ یعنی میرے قبضہ میں نہیں کہ جو نشان تم طلب کرو وہ ہی دکھلا دیا کروں نہ کسی نبی کی تصدیق اس بات پر موقوف ہو سکتی ہے۔ میرا کام تو یہ ہے کہ بدی کے نتائج سے تم کو صاف لفظوں میں آگاہ کرتا رہوں باقی حق تعالیٰ میری تصدیق کے لئے جو نشان چاہے دکھلا دے، یہ اس کے اختیار میں ہے۔
۸۴ ۔ یعنی کیا یہ نشان کافی نہیں۔ جو کتاب رات دن پڑھ کر سنائی جاتی ہے اس سے بڑا نشان کونسا ہو گا۔ دیکھتے نہیں کہ اس کتاب کے ماننے والے کس طرح سمجھ حاصل کرتے جاتے ہیں اور اللہ کی رحمت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

۸۵ ۔ یعنی خدا کی زمین پر اس کے آسمان کے نیچے میں علانیہ دعوئے رسالت کر رہا ہوں جسے وہ سنتا اور دیکھتا ہے پھر روز بروز مجھے اور میرے ساتھیوں کو غیر معمولی طریقہ سے بڑھا رہا ہے۔ برابر میرے دعوے کی فعلی تصدیق کرتا ہے۔ میری زبان پر اور ہاتھوں پر قدرت کے وہ خارق عادت نشان ظاہر کئے جاتے ہیں جن کی نظیر پیش کرنے سے
۸۶ ۔ آدمی کی بڑی شقاوت اور خسران یہ ہے کہ جھوٹی بات کو خواہ کتنی ہی بدیہی البطلان ہو فورًا قبول کر لے اور سچی بات سے گو کتنی ہے صاف روشن ہو انکار کرتا رہے۔

۔ یعنی اگر باطل پر ہیں تو ہم پر دنیا میں کوئی آفت کیوں نہیں آتی۔ ۸۷

۸۸ ۔ یعنی ہر چیز اپنے وقت معین پر آتی ہے، گھبراؤ نہیں، وہ آفت بھی آ کر رہے گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس امت کا عذاب یہ ہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا اور پکڑے جانا۔ سو فتح مکہ میں مکہ کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آ کھڑا ہوا۔
۔ یہاں عذاب سے شاید آخرت کا عذاب مراد ہو۔ جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔ ۸۹

۹۰ ۔ یعنی آخرت کا عذاب تو فضول مانگتے ہیں، اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور برے کام دوزخ نہیں تو اور کیا ہے جس نے ہر طرف سے انہیں گھیر رکھا ہے۔ موت کے بعد حقیقت کھل جائے گی کہ دوزخ کس طرح جلاتی ہے جب یہ ہی اعمال جہنم کی آگ اور سانپ بچھو بن کر لپٹیں گے۔
۹۱ ۔ یہ اللہ تعالیٰ کہے گا، یا وہ عذاب ہی بولے گا جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال حدیث میں آیا ہے کہ سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا، گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔

۔ یعنی یہ مکہ کے کافر اگر تم کو تنگ کرتے ہیں تو خدا کی زمین تنگ نہیں، دوسری جگہ جا کر خدا کی عبادت کرو۔ ۹۲

۹۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جب کافروں نے مکہ میں بہت زور باندھا تو مسلمانوں کو ہجرت کا حکم ہوا۔ چنانچہ اسّی تراسی گھر حبشہ چلے گئے۔ اس کو فرمایا کہ کوئی دن کی زندگی ہے جہاں بن پڑے وہاں کاٹ دو، پھر ہمارے پاس اکھٹے آؤ گے۔ اس میں مہاجرین کی تسلی کر دی تا وطن چھوڑنا اور حضرت سے جدا ہونا دل پر بھاری نہ

۹۴ ۔ یعنی جو صبر و استقلال سے اسلام و ایمان کی راہ پر جمے رہے اور خدا پر بھروسہ کر کے گھربار چھوڑ کر وطن سے نکل کھڑے ہوئے ان کو اس وطن کے بدلے وہ وطن ملے گا اور یہاں کے گھروں سے بہتر گھر دیے جائیں گے۔
۹۵ ۔ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانورں کے گھر میں اگلے دن کا قوت نہیں ہوتا۔ نیا دن اور نئی روزی (موضح) پھر جو خدا جانوروں کو روزی پہنچاتا ہے کیا اپنے وفادار عاشقوں کو نہ پہنچائے گا۔ خوب سمجھ لو رزاق حقیقی وہی ہے جو سب کی باتیں سنتا اور دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے۔ ہر ایک کا ظاہر و باطن اس کے سامنے
۹۶ ۔ یعنی رزق کے تمام اسباب (سماویہ و ارضیہ) اسی نے پیدا کئے سب جانتے ہیں، پھر اس پر بھروسہ نہیں کرتے کہ وہ ہی پہنچا بھی دے گا۔ مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو۔ یہ اگلی آیت میں سمجھا دیا ہے۔ (موضح)

۔ ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ بالکل نہ دے۔ ۹۷

۔ یعنی یہ خبر اسی کو ہے کہ کس کو کتنا دینا چاہئے۔ ۹۸

۹۹ ۔ یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا۔ اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی۔ ذرا دیر میں مفلس سے دولتمند کر دے۔

۱۰۰ ۔ یعنی آدمی کو چاہئے یہاں کی چند روزہ زندگی سے زیادہ آخرت کی فکر کرے کہ اصلی و دائمی زندگی وہ ہی ہے۔ دنیا کے کھیل تماشے میں غرق ہو کر عاقبت کو بھول نہ بیٹھے۔ بلکہ یہاں رہ کر وہاں کی تیاری اور سفر آخرت کے لئے توشہ درست کرے۔

۱۰۱ ۔ یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ آدمی دنیا کے مزوں میں پڑ کر خدا کو اور آخرت کو فراموش نہ کرے۔ لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب کشتی طوفان میں گھر جائے تو بڑی عقیدت مندی سے اللہ کو پکارتے ہیں۔ پھر جہاں آفت اس سے ٹلی اور خشکی پر قدم رکھا، اللہ کے احسانوں سے مکر کر جھوٹے دیوتاؤں کو پکارنا شروع کر دیا۔ گویا غرض یہ ہوئی کہ
۱۰۲ ۔ مکہ کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے۔ حالانکہ سارے ملک عرب میں فساد اور کشت و خون کا بازار گرم تھا۔ بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں اللہ کا یہ سچا احسان نہیں مانتے۔

۱۰۳ ۔ یعنی سب سے بڑی نا انصافی یہ ہے کہ اللہ کا شریک کسی کو ٹھہرائے۔ یا اس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ یا پیغمبرجو سچائی لے کر آئے ہیں اسے سنتے ہی جھٹلانا شروع کر دے۔ کیا ان ظالموں کو معلوم نہیں کہ منکروں کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو ایسی بیباکی اور بیحیائی سے عقل و انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے پر
۱۰۴ ۔ یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا اور اپنے قرب و رضاء یا جنت کی راہیں سمجھتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر ان کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور وہ
۱۰۵ ۔ یعنی اللہ کی حمایت و نصرت نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
(تم سورۃ العنکبوت فللہ الحمد والمنہ)

۱ ۔ { اَدْنَى الْاَرْض } (ملتے ہوئے ملک یا پاس والے ملک) سے مراد "اذرعات" و "بصریٰ" کے درمیان کا خطہ ہے جو "شام" کی سرحد پر "حجاز" سے ملتا ہوا مکہ کے قریب واقع ہوا ہے، یا "فلسطین" مراد ہو جو رومیوں کے ملک سے نزدیک تھا یا "جزیرہ ابن عمر" جو فارس سے اقرب ہے۔ ابن حجر نے پہلے قول کی تصحیح کی ہے۔ واللہ اعلم۔
۲ ۔ یعنی نو سال کے اندر اندر رومی غالب ہو جائیں گے۔ کیونکہ لغت میں اور حدیث میں { بِضْع } کا اطلاق تین سے نو تک ہوا ہے۔ ان آیات میں قرآن نے ایک عجیب و غریب پیشینگوئی کی جو اس کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ کی بڑی بھاری دو سلطنتیں "فارس" (جسے "ایران" کہتے ہیں) اور "روم" مدت دراز سے آپس میں
۳ ۔ یعنی پہلے فارس کو غالب کرنا، روم کو مغلوب کرنا، اور پیچھے حالات کو الٹ دینا سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ صرف اتنی بات سےکسی قوم کے مقبول و مردود ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا { وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاس }۔

۴ ۔ یعنی ایک تو اس دن اپنی فتح کی خوشی اس پر مزید خوشی یہ ہوئی کہ رومی اہل کتاب (جو نسبۃً مسلمانوں سے اقرب تھے) فارس کے مجوسیوں پر غالب آئے۔ قرآن کی پیشینگوئی کےصدق کا لوگوں نے مشاہدہ کر لیا۔ کفار مکہ کو ہر طرح ذلت نصیب ہوئی۔
۵ ۔ یعنی جسے مغلوب کرنا چاہے تو کوئی زبردستی کر کے روک نہ سکے اور جس پر مہربانی فرمانا چاہے اسے بے روک ٹوک غالب کر کے رہے۔

۶ ۔ یعنی اکثر لوگ نہیں سمجھتے کہ غالب یا مغلوب کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا کیا حکمتیں ہیں اور یہ کہ قدرت جب کوئی کام کرنا چاہے تو سب ظاہری رکاوٹیں دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اسی لئے اکثر ظاہر بیں بغیر اسباب ظاہری خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے اور کسی کا عارضی غلبہ دیکھ کر سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ ہی اللہ کے ہاں مقبول ہو گا۔
۷ ۔ یعنی یہ لوگ دنیوی زندگی کی ظاہری سطح کو جانتے ہیں۔ یہاں کی آسائش و آرائش، کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، بونا جوتنا، پیسہ کمانا، مزے اڑانا بس یہ ہی ان کے علم و تحقیق کی انتہائی جولانگاہ ہے۔ اس کی خبر ہی نہیں کہ اس زندگی کی تہ میں ایک دوسری زندگی کا راز چھپا ہوا ہے جہاں پہنچ کر اس دنیوی زندگی کے بھلے برے نتائج سامنے آئیں گے۔
۸ ۔ یعنی عالم کا اتنا زبردست نظام اللہ تعالیٰ نے بیکار نہیں پیدا کیا، کچھ اس سے مقصود ضرور ہے وہ آخرت میں نظر آئے گا۔ ہاں یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہتا تو ایک بات تھی، لیکن اس کے تغیرات و احوال میں غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اس کی کوئی حد اور انتہا ضرور ہے۔ لہذا ایک وعدہ مقررہ پر یہ عالم فنا ہو گا اور دوسرا عالم اس کے نتیجہ کے طور
۹ ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کبھی خدا کےسامنے جانا ہی نہیں جو حساب و کتاب دینا پڑے۔

۱۰ ۔ یعنی بڑی بڑی طاقتور قومیں (مثلاً عاد و ثمود) جنہوں نے زمین کو بو جوت کر لالہ و گلزار بنایا، اسے کھود کر چشمے اورکانیں نکالیں، ان منکرین سے بڑھ کر تمدن کو ترقی دی، لمبی عمریں پائیں اور زمین کو ان سے زیادہ آباد کیا۔ وہ آج کہاں ہیں؟ جب اللہ کے پیغمبر کھلے نشان اور احکام لے کر آئے اور انہوں نے تکذیب کی تو کیا نہیں سنا کہ انجام
۱۱ ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو ظلم کا امکان نہیں۔ ہاں یہ لوگ خود اپنے ہاتھوں اپنی جڑ پر کلہاڑی مارتے ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ بربادی ہو۔ تو یہ اپنی جان پر خود ہی ظلم کرنا ہوا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کےعدل و رحم کی کیفیت تو یہ ہے کہ بے رسول بھیجے اور بدون پوری طرح ہشیار کیے کسی کو پکڑنا بھی نہیں۔
۱۲ ۔ وہ نتیجہ تو دنیا میں دیکھا تھا پھر آخرت میں تکذیب و استہزاء کی جو سزا ہے وہ الگ رہی۔ موجودہ اقوام کو چاہئے کہ گذشتہ قوموں کے احوال سے عبرت پکڑیں۔ کیونکہ ایک قوم کو جن باتوں پرسزا ملی سب کو وہی سزا مل سکتی ہے۔ سب کی فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کی سزا بھی ایک کی سزا سے۔

۱۳ ۔ یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے جب وقت پر کام نہ آئیں گے تو منکر ہو کر کہنے لگیں گے کہ { وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ } (خدا کی قسم ہم مشرک نہ تھے)۔

۱۴ ۔ یعنی نیک و بد ہر قسم کے لوگ الگ کر دیے جائیں گے اور علیحدہ علیحدہ اپنے ٹھکانہ پر پہنچا دیئے جائیں گے جس کی تفصیل اگلی آیت میں ہے۔

۱۵ ۔ یعنی انعام و اکرام سے نوازے جائیں گے اور ہر قسم کی لذت و سرود سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ یہ نیکوں کا ٹھکانہ ہوا۔آگے بدوں کی جگہ بتلائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں میں ایسی تفریق اور جدائی کر دی جائے گی جس سے بڑھ کر کوئی جدائی نہیں ہو سکتی۔

۱۶ ۔ یعنی جنت چاہتے ہو تو اللہ پاک کی یاد کرو جو دل، زبان اور اعضاء و جوارح سب سے ہوتی ہے نماز میں تینوں قسم کی یاد جمع کر دی گئ۔ اور اوقات فرض نماز کے یہ ہی ہیں جو آیت میں بیان ہوئے۔ یعنی صبح، شام، (جس میں مغرب و عشاء شامل ہیں) دن کے پچھلے وقت (عصر) اور دوپہر ڈھلنے کے بعد (ظہر) کی نمازیں ہیں۔ ان اوقات میں حق
۱۷ ۔ یعنی انسان کو نطفہ سے نطفہ کو انسان سے ، جانور کو بیضہ سے اور بیضہ کو جانور سے، مومن کو کافر سے، کافر کو مومن سے پیدا کرتا ہے اور زمین جب خشک ہو کر مر جاتی ہے تو رحمت کے پانی سے پھر زندہ کر کے سبز و شاداب کر دیتا ہے۔ غرض موت و حیات حقیقی ہو یا مجازی، حسی ہو یا معنوی، سب کی باگ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر
۱۸ ۔ یعنی آدم کو مٹی سے بنایا، پھر دیکھو قدرت نے اسے کتنا پھیلایا کہ ساری زمین پر اس کی ذریت چھا گئ اور زمین میں پھیل کر کیسی کیسی عجیب و غریب ہشیاریاں اس مٹی کے پتلے نے دکھلائیں۔

۱۹ ۔ یعنی اول مٹی سے ایک آدم کو پیدا کیا پھر اسی کے اندر اسے اس کا جوڑا نکالا تا اس سے انس اور چین پکڑے اور پیدائشی طور پر دونوں صنفوں (مرد و عورت) کے درمیان خاص قسم کی محبت او رپیار رکھ دیا۔ تا مقصود ازدواج حاصل ہو۔ چنانچہ دونوں کے میل جول سے نسل انسانی دنیا میں پھیل گئ۔ کما قال تعالیٰ { یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ
۲۰ ۔ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے۔ ملا کر بسائے، پھر تمام روئے زمین پر ان کو پھیلا دیا۔ سب کی جدا جدا بولیاں کر دیں۔ ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جا کر زبان کے اعتبار سے محض اجنبی ہو گیا۔ پھر دیکھو کہ شروع دنیا سے آج تک کتنے بیشمار آدمی پیدا ہوئے مگر کوئی دو آدمی ایسے نہ ملیں گے جن کا لب و لہجہ، تلفظ، طرز تکلم بالکل
۲۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ انسان کی دو حالتیں بدلتی ہیں، سویا تو بے خبر پتھر کی طرح اور روزی کی تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں۔ اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو، پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں۔
۲۲ ۔ یعنی جو سن کر محفوظ رکھتے ہیں کما فی تفسیر ابن کثیر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا سو لوگوں کی زبانی سنتے ہیں" (موضح) یہ لفظ { یَّسْمَعُوْنَ } اختیار کرنے کا نکتہ ہوا۔

۲۳ ۔ بجلی کی چمک دیکھ کر لوگ ڈرتے ہیں کہیں کسی پر گر نہ پڑے۔ یا بارش زیادہ نہ ہو جائے جس سے جان و مال تلف ہوں۔ اور امید بھی رکھتے ہیں کہ بارش ہو تو دنیا کا کام چلے۔ مسافر کبھی اندھیرے میں اس کی چمک کو غنیمت سمجھتا ہے کہ کچھ دور تک راستہ نظر آ جائے۔ اور کبھی خوف کھا کر گھبراتا ہے۔

۔ یعنی اسی سے سمجھ لو کہ مرے پیچھے تمہارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ ۲۴

۲۵ ۔ پہلے آسمان و زمین کا پیدا کرنا مذکور ہوا تھا۔ یہاں ان کے بقاء و قیام کو بتلایا کہ وہ بھی اسی کے حکم سے ہے مجال نہیں کہ کوئی اپنے مرکز ثقل سے ہٹ جائے۔ یا ایکدوسرے پر گر کر نظام کائنات کو درہم برہم کر دے۔

۲۶ ۔ یعنی زمین و آسمان جب تک اس کا حکم ہے قائم رہیں گے ۔ پھر جس وقت دنیا کی میعاد پوری ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کی ایک پکار پر تم سب قبروں سے نکلے چلے آؤ گے میدان حشر کی طرف۔

۲۷ ۔ یعنی آسمان و زمین کے رہنے والے سب اسی کے مملوک بندے اور اسی کی رعیت ہیں، کسی کی طاقت ہے کہ اس کے حکم تکوینی سے سرتابی کر سکے۔

۲۸ ۔ یعنی قدرت الہٰی کے سامنے تو سب برابر ہیں لیکن تمہارے محسوسات کے اعتبار سے اول بار پیدا کرنے سے دوسری بار دھرا دینا آسان ہونا چاہئے۔ پھر یہ عجیب بات ہے کہ اول پیدائش پر اسے قادر مانو اور دوسری مرتبہ پیدا کرنے کو مستبعد سمجھو۔
۲۹ ۔ یعنی اعلٰی سے اعلیٰ صفات اور اونچی سے اونچی شان اس کی ہے۔ آسمان و زمین کی کوئی چیز اپنے حسن و خوبی میں اس کی شان و صفت سے لگا نہیں کھا سکتی۔ مساوی ہونا تو کجا، وہ تو اس سے بھی بالا و برتر ہے جہاں تک مخلوق اس کے جلال و جمال کا تصور کر سکتی ہے۔ بلکہ جو خوبی کسی جگہ موجود ہے وہ اسی کےکمالات کا ادنیٰ
۳۰ ۔ یعنی شرک کا قبح و بطلان سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ خود تمہارے ہی احوال میں سے ایک مثال نکال کر بیان فرماتا ہے۔ وہ یہ کہ تمہارے ہاتہ کا مال (یعنی لونڈی غلام) جن کے تم محض ظاہری اور مجازی مالک ہو کیا اپنی روزی اور مال و متاع میں جو حق تعالیٰ نے دے رکھی، تم ان کو برابر کا شریک تسلیم کر سکتے ہو جس طرح مشترک اموال و
۳۱ ۔ یعنی یہ بے انصاف لوگ ایسی صاف و واضح باتوں کو کیونکر سمجھیں۔ وہ سمجھنا چاہتے ہی نہیں بلکہ جہالت اور ہوا پرستی سے محض اوہام و خواہشات کی پیروی پر تلے ہوئے ہیں۔

۳۲ ۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی بے انصافی اور جہل اور ہوا پرستی کی بدولت راہ حق پر چلنے اور سمجھنے کی توفیق نہ دی اب کون طاقت ہے جو اسے سمجھا کر راہ حق پر لے آئے یا مدد کر کے گمراہی اور تباہی سے بچا لے۔ لہٰذا ایسوں کی طرف سے زیادہ متحسر اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان سے قطع نظر کر کے آپ ہمہ تن اپنے
۳۳ ۔ یعنی جو گمراہی سے کسی طرح نکلنا نہیں چاہتا اسے شرک کی دلدل میں پڑا رہنے دو اور تم ہر طرف سے منہ موڑ کر ایک خدا کے ہو رہو۔ اور اس کے سچے دین کو پوری توجہ اور یک جہتی سے تھامے رکھو۔

۳۴ ۔ اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ساخت اور تراش شروع سے ایسی رکھی ہے کہ اگر وہ حق کو سمجھنا اور قبول کرنا چاہے تو کر سکے اور بدأفطرت سے اپنی اجمالی معرفت کی ایک چمک اس کے دل میں بطور تخم ہدایت کے ڈال دی ہے کہ اگر گردوپیش کے احوال اور ماحول کے خراب اثرات سے متاثر نہ ہو اور اصلی طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً دین
۳۵ ۔ یعنی اصل پیدائش کے اعتبار سے کوئی فرق اور تغیر و تبدل نہیں۔ ہر فرد انسان کی فطرت قبول حق کے لئے مستعد بنائی ہے یا یہ مطلب کہ اللہ نے جس فطرت پر پیدا کیا اس کو تم اپنے اختیار سے بدل کر خراب نہ کرو ۔ بیج تم میں ڈال دیا ہے اسے بے توجہی یا بے تمیزی سے ضائع مت ہونے دو۔
۔ یعنی سیدھا دین یہ ہی فطرت کی آواز ہے۔ پر بہت لوگ اس نکتہ کو سمجھتے نہیں۔ ۳۶

۳۷ ۔ یعنی اصل دین پکڑے رہو، اس کی طرف رجوع ہو کر۔ اگر محض دنیوی مصلحت کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہو گا۔ آگے دین فطرت کے چند اہم اصول کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً اتقاء (خدا سے ڈرتے رہنا) نماز قائم رکھنا شرک جلی و خفی سے بیزار اور مشرکین سے علیحدہ رہنا، اپنے دین میں پھوٹ نہ ڈالنا۔
۳۸ ۔ یعنی دین فطرت کے اصول سے علیحدہ ہو کر ان لوگوں نے اپنے مذہب میں پھوٹ ڈالی، بہت سے فرقے بن گئے۔ ہر ایک کا عقیدہ الگ، مذہب و مشرب جدا، جس کسی نے غلط کاری یا ہوا پرستی سے کوئی عقیدہ قائم کر دیا یا کوئی طریقہ ایجاد کر لیا۔ ایک جماعت اسی کے پیچھے ہو گئ، تھوڑے دن بعد وہ ایک فرقہ بن گیا۔ پھر ہر فرقہ اپنے ٹھہرائے ہوئے

۳۹ ۔ یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی فطرت پہچانتی ہے، اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی فطرت جانتی ہے چنانچہ خوف اور سختی کے وقت اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔ بڑے سے بڑا سرکش مصیبت میں گھر کر خدائے واحد کو پکارنے لگتا ہے اس وقت جھوٹے سہارے سب ذہن سے نکل جاتے ہیں۔ وہ ہی سچا مالک یاد رہ جاتا ہے جس کی طرف
۴۰ ۔ یعنی عقل سلیم اور فطرت انسانی کی شہادت شرک کو صاف طور پر رد کرتی ہے تو کیا اس کے خلاف وہ کوئی حجت اور سند رکھتے ہیں جو بتلاتی ہو کہ خدا کی خدائی میں دوسرے بھی اس کے شریک ہیں (معاذ اللہ) اگر نہیں تو انہیں معبود بننے کا استحقاق کہاں سے ہوا۔

۴۱ ۔ یعنی ان لوگوں کی حالت عجیب ہے۔ جب اللہ کی مہربانی اور احسان سے عیش میں ہوں تو پھولے نہ سمائیں ایسے اترانے لگیں اور آپے سے باہر ہو جائیں کہ محسن حقیقی کو بھی یاد نہ رکھیں۔ اور کسی وقت شامت اعمال کی بدولت مصیبت کا کوڑا پڑا تو بالکل آس توڑ کر اور نا امید ہو کر بیٹھ رہیں گویا اب کوئی نہیں جو مصیبت کے دور کرنے پر
۴۲ ۔ یعنی ایمان و یقین والے سمجھتے ہیں کہ دنیا کی سختی نرمی اور روزی کا بڑھانا گھٹانا سب اسی رب قدیر کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا جو حال آئے بندہ کو صبر و شکر سے رضا بقضا رہنا چاہئے۔ نعمت کے وقت شکرگذار رہے اور ڈرتا رہے کہیں چھن نہ جائے اور سختی کے وقت صبر کرے اور امید رکھے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و عنایت سے سختیوں کو
۴۳ ۔ یعنی جب فطرت کی شہادت سے ثابت ہو گیا کہ حقیقی مالک و رب وہ ہی اللہ ہے۔ دنیا کی نعمتیں سب اسی کی عطا کی ہوئی ہیں۔ تو جو لوگ اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اس کی بقاء و دیدار کے آرزو مند ہیں چاہیئے کہ اس کے دیے ہوئے میں سے خرچ کریں۔ مسافر، محتاج اور غریب رشتہ داروں کی خبر لیں، اہل قرابت کے حقوق درجہ بدرجہ ادا
۴۴ ۔ یعنی سود بیاج سے گو بظاہر مال بڑھتا دکھائی دیتا ہے، لیکن حقیقت میں گھٹ رہا ہے جیسے کسی آدمی کا بدن ورم سے پھول جائے وہ بیماری یا پیام موت ہے اور زکوٰۃ نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کم ہو گا فی الحقیقت وہ بڑھتا ہے۔ جیسے کسی مریض کا بدل مسہل و تنقیہ سے گھٹتا دکھائی دے مگر انجام اس کا صحت ہو۔ سود اور زکوٰۃ کا حال بھی
۴۵ ۔ یعنی مارنا جلانا، روزی دینا سب کام تو تنہا اس کے قبضہ میں ہوئے۔ پھر دوسرے شریک کدھر سے آ کر الوہیت کے مستحق بن گئے۔

۴۶ ۔ یعنی لوگ دین فطرت پر قائم نہ رہے کفر و ظلم دنیا میں پھیل پڑا اور اس کی شامت سے ملکوں اور جزیروں میں خرابی پھیل گئ نہ خشکی میں امن و سکون رہا نہ تری میں، روئے زمین کو فتنہ و فساد نے گھیر لیا۔ بحری لڑائیوں اور جہازوں کی لوٹ مار سے سمندروں میں بھی طوفان بپا ہو گیا۔ یہ سب اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بندوں کی
۔ یعنی اکثروں کی شامت شرک کی وجہ سے آئی۔ بعضوں پر دوسرے گناہوں کی وجہ سے آئی ہو گی۔ ۴۷

۴۸ ۔ یعنی دنیا میں فساد پھیل گیا تو تم دین قیم پر جو دین فطرت ہے ٹھیک ٹھیک قائم رہو۔ سب خرابیوں کا ایک یہ ہی علاج ہے۔

۔ یعنی اللہ کی طرف سے اس دن کا آنا اٹل ہے نہ کوئی طاقت اسے پھیر سکتی ہے نہ خود خدا ملتوی کرے گا۔ ۴۹

۵۰ ۔ یعنی نیک جنت میں اور بد دوزخ میں بھیجدیے جائیں گے۔ { فَرِيْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ فَرِيْقٌ فِی السَّعِيْرِ } (شوریٰ رکوع۱) حضرت شاہ صاحب اس کو دنیا کے احوال پر حمل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "یعنی دین کا غلبہ ہو سزا پانے والے الگ ہوں اور اللہ کے مقبول بندے الگ"۔
۔ یعنی انکار کا وبال اسی پر پڑے گا۔ ۵۱

۔ یعنی جنت میں آرام کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ۵۲

۔ یعنی کتنا ہی بڑا نیک ہو اسے بھی اللہ کے فضل سے جنت ملے گی۔ ۵۳

۔ جو اس سچے مالک کو نہ بھائے اس کا کہاں ٹھکانا۔ ۵۴

۔ یعنی باران رحمت کی خوشخبری لاتی ہیں۔ پھر خدا کی مہربانی سے مینہ برستا ہے۔ ۵۵

۔ یعنی بادبانی جہاز اور کشتیاں ہوا سے چلتی ہیں اور دخانی اسٹیمروں کی رفتار میں بھی باد موافق مدد دیتی ہے۔ ۵۶

۵۷ ۔ یعنی جہازوں کے ذریعہ سے تجاری مال سمندر پار منتقل کر سکو اور اللہ کے فضل سے خوب نفع کماؤ پھر ان نعمتوں پر خدا کا شکر ادا کرتے رہو۔ (تنبیہ) پہلے خشکی تری میں فساد پھیلنے کا ذکر تھا اس کے مقابل یہاں بشارت و نعمت الہٰی کا تذکرہ ہوا۔ شاید یہ بھی اشارہ ہو کہ آندھی اور غبار پھیل جانے کے بعد امید رکھو کہ باران رحمت آیا چاہتی
۵۸ ۔ پہلے فرمایا تھا کہ مقبول اور مردود جدا کر دیے جائیں گے۔ منکروں پر ان کے انکار کا وبال پڑے گا۔ وہ اللہ کو اچھے نہیں لگتے۔ اب بتلاتے ہیں کہ اس کا اظہار دنیا ہی میں ہو کر رہے گا۔ کیونکہ اللہ کی عادت اور وعدہ ہے کہ مجرمین و مکذبین سے انتقام لے اور مومنین کاملین کو اپنی امداد و اعانت سے دشمنوں پر غالب کرے بیچ میں ہوا کا ذکر

۔ یعنی پہلے کسی طرف، پیچھے کسی طرف، اسی طرح دین بھی پھیلائے گا۔ چنانچہ پھیلا دیا۔ ۵۹

۔ اسی طرح جو ایمانی اور روحانی بارش سے منتفع ہوں گے اور خوشیاں منائیں گے۔ ۶۰

۶۱ ۔ یعنی پہلے سے لوگ ناامید ہو رہے تھے حتٰی کہ بارش آنے سے ذرا پہلے تک بھی امید نہ تھی کہ مینہ برس کر ایسی جگ پر لو ہوجائے گی انسان کا حال بھی عجیب ہے۔ ذرا دیر میں ناامید ہو کر بیٹھ جاتا ہے پھر ذرا سی دیر میں خوشی سے کھل پڑتا ہے۔
۶۲ ۔ یعنی چند گھنٹے پہلے ہر طرف خاک اڑ رہی تھی اور زمین خشک بے رونق اور مردہ پڑی تھا ناگہاں اللہ کی مہربانی سےزندہ ہو کر لہلہانے لگی۔ بارش نے اس کی پوشیدہ قوتوں کو کتنی جلد ابھار دیا۔ یہ ہی حال روحانی بارش کا سمجھو، اس سے مردہ دلوں میں جان پڑے گی اور خدا کی زمین { ظَهَرَ الْفَسَادُفِے الْبَرِّ وَالْبَحْرِ } والی موت کے بعد دوبارہ
۶۳ ۔ یعنی یہاں مردہ دلوں کو روحانی زندگی عطا فرمائے گا اور قیامت کے دن مردہ لاشوں میں دوبارہ جان ڈالے گا۔ اس کی قدرت کاملہ کے آگے کوئی چیز مشکل نہیں۔

۶۴ ۔ یعنی پہلے ناامید تھے، بارش آئی، زمین جی اٹھی، خوشیاں منانے لگے۔ اب اگر اس کے بعد ہم ایک ہوا چلا دیں جس سے کھیتیاں خشک ہو کر زرد پڑ جائیں تو یہ لوگ فورًا پھر بدل جائیں۔ اور اللہ کے سب احسان فراموش کر کے ناشکری شروع کر دیں غرض انسان کا شکر اور ناشکری سب دنیوی اغراض کے تابع ہے اور یہاں اس پر فرمایا کہ اللہ کی

۶۵ ۔ یعنی اللہ کو سب قدرت ہے، مردہ کو زندہ کر دے، تم کو یہ قدرت نہیں کہ مردوں سے اپنی بات منوا سکو یا بہروں کو سنا دو، یا اندھوں کو دکھلا دو، خصوصًا جب وہ سننے اور دیکھنے کا ارادہ بھی نہ کریں پس آپ ان کے کفر و ناسپاسی سے ملول و غمگین نہ ہوں، آپ صرف دعوت و تبلیغ کے ذمہ دار ہیں کوئی بدبخت نہ مانے تو آپ کا کیا نقصان
۶۶ ۔ یعنی بچہ شروع میں پیدائش کے وقت بیحد کمزور و ناتوان ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ قوت آنے لگی ہے حتٰی کہ جوانی کے وقت اس کا زور انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور تمام قوتیں شباب پر ہوتی ہیں پھر عمر ڈھلنے لگتی ہے اور زور و قوت کے پیچھے کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ جس کی آخری حد بڑھاپا ہے۔ اس وقت تمام اعضاء ڈھیلے پڑ
۶۷ ۔ یعنی قبر میں یا دنیا میں رہنا تھوڑ امعلوم ہو گا جب مصیبت سر پر کھڑی نظر آئے گی تو کہیں گے کہ افسوس بڑی جلدی دنیا کی اور برزخ کی زندگی ختم ہو گئ۔ کچھ بھی مہلت نہ ملی جو ذرا سی دیر اور اس عذاب الیم سے بچے رہتے۔ یا دنیا میں کچھ زیادہ مدت ٹھہرنے کا موقع ملتا تو اس دن کے لئے تیاری کرتے یہ تو ایک دم مصیبت کی گھڑی سامنے آ
۶۸ ۔ یعنی جیسے اس وقت یہ کہنا جھوٹ اور غلط ہو گا اسی طرح سمجھ لو کہ دنیا میں بھی یہ لوگ غلط خیالات جماتے اور الٹی باتیں کیا کرتے تھے۔

۶۹ ۔ یعنی مومنین اور ملائکہ اس وقت ان کی تردید کریں گے کہ تم جھوٹ بکتے ہو یا دھوکہ میں پڑے ہو جو کہتے ہو کہ قبر یا دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ ٹھہرنا نہیں ہوا۔ تم ٹھیک اللہ کے علم اور اس کی خبر اور لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق قیامت کےدن تک ٹھہرے ایک منٹ کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ آج عین وعدہ کے موافق وہ دن آ پہنچا۔ اب دیکھ لو
۷۰ ۔ یعنی نہ کوئی معقول عذر پیش کر سکیں گے جو کام آئے اور نہ ان سے کہا جائے گا کہ اچھا اب توبہ اور اطاعت سے اپنے پروردگار کو راضی کر لو، کیونکہ اس کا وقت گذر چکا اب تو ہمیشہ کی سزا بھگتنے کےسوا چارہ نہیں۔

۷۱ ۔ یعنی اس وقت پچتائیں گے اور آج جبکہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا موقع ہے قرآن کریم کیسی عجیب مثالیں اور دلیلیں بیان کر کے طرح طرح ان کو سمجھاتا ہے، پر ان کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی، کیسی ہی آیتیں پڑھکر سنائے یا صاف سے صاف معجزے دکھلائے وہ سن کر اور دیکھ کر یہ ہی کہہ دیتے ہیں کہ تم (پیغمبر اور مسلمان) سب
۷۲ ۔ یعنی جو آدمی نہ سمجھے نہ سمجھنے کو کوشش کرے اور ضد و عناد سے ہر بات کا انکار کرتا رہے اسی طرح شدہ شدہ اس کےدل پر مہر لگ جاتی ہے اور آخرکار ضدو عناد سے دل اتنا سخت ہو جاتا ہے کہ قبول حق کی استعداد بھی ضائع کر بیٹھتا ہے۔ (العیاذ باللہ)۔
۷۳ ۔ یعنی جب ان بدبختوں کا حال ضد و عناد کے اس درجہ پر پہنچ گیا تو آپ ان کی شرارتوں سے رنجیدہ نہ ہوں بلکہ پیغمبرانہ صبر و تحمل کے ساتھ اپنے دعوت و اصلاح کے کام میں لگے رہیں۔ اللہ نے جو آپ سے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے یقینًا پورا کر کے رہے گا۔ اس میں رتی برابر تفاوت و تخلف نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنے کام پر جمے رہئے۔ یہ بد

۱ ۔ یہ کتاب خاص نیکی اختیار کرنے والوں کے لئے سرمایہ رحمت و ہدایت ہے۔ کیونکہ وہ ہی لوگ اس سے منتفع ہوتے ہیں۔ ورنہ نفس نصیحت و فہمائش کے لحاظ سے تو تمام جن و انس کے حق میں ہدایت و رحمت بن کر آئی ہے۔

۲ ۔ سورہ "بقرہ" کے شروع میں اسی طرح کی آیات گذر چکی ہیں وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔

۳ ۔ سعدائے مفلحین کے مقابلہ میں یہ ان اشقیاء کا ذکر ہے جو اپنی جہالت اور ناعاقبت اندیشی سے قرآن کریم کو چھوڑ کر ناچ رنگ، کھیل تماشے، یا دوسری واہیات اور خرافات میں مستغرق ہیں چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی ان ہی مشاغل و تفریحات میں لگا کر اللہ کے دین اور اس کی یاد سے برگشتہ کر دیں اور دین کی باتوں پر خوب ہنسی مذاق اڑائیں۔
۔ یعنی غرور تکبر سے ہماری آیتیں سننا نہیں چاہتا۔ بالکل بہرا بن جاتا ہے۔ ۴

۔ یعنی کوئی قوت اس کو ایفائے وعدہ سے روک نہیں سکتی، نہ کسی سے بے موقع وعدہ کرتا ہے۔ ۵

۶ ۔ اس لفظ کی تفسیر سورہ "رعد" کے شروع میں گذر چکی۔

۷ ۔ یعنی سمندر کی موجوں اور سخت ہوا کے جھٹکوں سے یا دوسرے اسباب طبیعہ سے مرتعش ہو کر جھک نہ پڑے اس کا انتظام بڑے بڑے پہاڑ قائم کر کے کر دیا گیا۔ سورہ "نحل" کے اوائل میں یہ مضمون گذر چکا ہے۔ باقی پہاڑوں کے پیدا کرنے کی حکمت کچھ اسی میں منحصر نہیں۔ دوسرے فوائد اور حکمتیں ہوں گی جو اللہ کو معلوم ہیں۔
۸ ۔ یعنی ہر قسم کے پر رونق، خوش منظر، اور نفیس و کارآمد درخت زمین سے اگائے۔ سورہ شعراء کے شروع میں اسی مضمون کی آیت گذر چکی ہے۔

۱۰ ۔ یعنی ان ظالموں کو سوچنے سمجھنے سے کچھ سروکار نہیں۔اندھیر ے میں پڑے بھٹک رہے ہیں۔ آگے شرک و عصیان کی تقبیح کے لئے حضرت لقمان کی نصیحتیں نقل فرماتے ہیں جو انہوں نے اللہ کی طرف سے دانائی پا کر اپنے بیٹے کو کی تھیں۔
۹ ۔ جب نہیں دکھلا سکتے تو کس منہ سے ان کو خدائی کا شریک اور معبودیت کا مستحق ٹھہراتے ہو۔ معبود تو وہ ہی ہو سکتا ہے جس کےہاتھ میں پیدا کرنا اور رزق پہنچانا سب کچھ ہو۔ یہاں ایک ذرہ کے پیدا کرنے کا اختیار نہیں۔

۱۱ ۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے۔ ہاں ایک پاکباز متقی انسان تھے جن کو حق تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عقل وفہم اور متانت و دانائی عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے عقل کی راہ سے وہ باتیں کھولیں جو پیغمبروں کے احکام و ہدایات کے موافق تھیں۔ ان کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آتی
۱۲ ۔ یعنی اس احسان عظیم اور دوسرے احسانات پر منعم حقیقی کا شکر ادا کرنا اورحق ماننا ضروری ہے لیکن واضح رہے کہ اس حق شناسی اور شکرگذاری سے خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جو کچھ فائدہ ہے خود شاکر کا ہے کہ دنیا میں مزید انعام اور آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اگر ناشکری کی تو اپنا نقصان کرے گا اللہ تعالیٰ کو اس کے
۱۳ ۔ معلوم نہیں بیٹا مشرک تھا؟ سمجھا کر راہ راست پر لانا چاہتے تھے یا موحد تھا؟ اسے توحید پر خوب مضبوط کرنے اور جمائے رکھنے کی غرض سے یہ وصیت فرمائی؟

۱۴ ۔ اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق مختار کا درجہ دیدیا جائے اور اس سے زیادہ حماقت اور ظلم اپنی جان پر کیا ہو گا کہ اشرف المخلوقات ہو کر خسیس ترین اشیاء کے آگے سر عبودیت خم کر دے۔
لاحول وقوۃ الا باللہ۔
۱۵ ۔ یعنی ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ وہ مہینوں تک اس کا بوجھ پیٹ میں اٹھائے پھری، پھر وضع حمل کے بعد دو برس تک دودھ پلایا۔ اس دوران میں نہ معلوم کیسی کیسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر بچہ کی تربیت کی۔ اپنے آرام کو اس کے آرام پر قربان کیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آدمی اولًا خدا تعالیٰ کا اور ثانیًا اپنے ماں باپ کا خصوصًا ماں کا حق
۱۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "شریک نہ مان جو تجھے معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے"۔

۱۷ ۔ یعنی دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا نہ مان۔ ہاں دنیوی معاملات میں ان کے ساتھ نیکی اور سلوک کرتا رہ اسی مضمون کی آیت سورہ عنکبوت میں گذر چکی، وہاں کا فائدہ دیکھ لیا جائے۔

۱۸ ۔ یعنی پیغمبروں اور مخلص بندوں کی راہ پر چل! دین کے خلاف ماں باپ کی تقلید یا اطاعت مت کر۔

۱۹ ۔ یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر اولاد اور والدین سب کو پتہ لگ جائے گا کہ کس کی زیادتی یا تقصیر تھی۔ (تنبیہ) { وَوَصَّيْنَا الْاِ نْسَانَ } سے یہاں تک حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ پہلے لقمان کی وصیت بیٹے کو تھی۔ اور آگے بھی { يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ } الخ سے اسی وصیت کا سلسلہ ہے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک ضروری تنبیہ فرما دی۔ یعنی
۲۰ ۔ یعنی کوئی چیز یا کوئی خصلت اچھی یا بری اگر رائی کے دانہ کے برابر چھوٹی ہو اور فرض کرو پتھر کی کسی سخت چٹان کے اندر یا آسمانوں کی بلندی پر یا زمین کی تاریک گہرائیوں میں رکھی ہو، وہ بھی اللہ سے مخفی نہیں ہو سکتی۔ جب وقت آئے گا وہیں سے لا حاضر کرے گا۔ اس لئے آدمی کو چاہیئے کہ عمل کرتے وقت یہ بات پیش نظر
۲۱ ۔ یعنی خود اللہ کی توحید اور بندگی پر قائم ہو کر دوسروں کو بھی نصیحت کر کہ بھلی بات سیکھیں اور برائی سے رکیں۔

۲۲ ۔ یعنی دنیا میں جو سختیاں پیش آئیں جن کا پیش آنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اغلب ہے ان کو تحمل اور اولوا العزمی سے برداشت کر۔ شدائد سے گھبرا کر ہمت ہار دینا حوصلہ مند بہادروں کا کام نہیں۔

۔ یعنی غرور سے مت دیکھ اور لوگوں کو حقیر سمجھ کر متکبروں کی طرح بات نہ کر۔ بلکہ خندہ پیشانی سے مل۔ ۲۳

۲۴ ۔ یعنی اترانے اور شیخیاں مارنے سے آدمی کی کچھ عزت نہیں بڑھتی، بلکہ ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔ سامنے نہیں تو پیچھے لوگ برا کہتےہیں۔

۲۵ ۔ یعنی تواضع، متانت اور میانہ روی کی چال اختیار کر، بے ضرورت مت بول، کلام کرتے وقت حد سے زیادہ نہ چلا۔ اگر اونچی آواز سے بولنا ہی کوئی کمال ہوتا تو گدھے کی آوزا پر خیال کرو، وہ بہت زور سے آواز نکالتا ہے، مگر کس قدر کریہہ و کرخت ہوتی ہے۔ بہت زور سے بولنے میں بسا اوقات آدمی کی آواز بھی ایسی ہی بے ڈھنگی اور بے
۔ یعنی آسمان و زمین کی کل مخلوق تمہارے کام میں لگا دی ہے، پھر تم اس کے کام میں کیوں نہیں لگتے۔ ۲۶

۲۷ ۔ کھلی نعمتیں وہ جو حواس سے مُدرک ہوں یا بے تکلف سمجھ میں آ جائیں ۔ چھپی وہ جو عقلی غوروفکر سے دریافت کی جائیں۔ یا ظاہری سے مادی و معاشی اور باطنی سے روحانی و معادی نعمتیں مراد ہوں۔ گویا پیغمبر بھیجنا کتاب کا اتارنا، نیکی کی توفیق دینا، سب باطنی نعمتیں ہوں گی۔ واللہ اعلم۔
۲۸ ۔ یعنی ایسے کھلے ہوئے انعام و احسان کے باوجود بعض لوگ آنکھیں بند کر کے اللہ کی وحدانیت میں یا اس کی شئون و صفات میں یا اس کے احکام و شرائع میں جھگڑتے ہیں اور محض بے سند جھگڑتے ہیں۔ نہ کوئی علمی اور عقلی اصول ان کے پاس ہے نہ کسی ہادی برحق کی ہدایت، نہ کسی مستند اور روشن کتاب کا حوالہ ، محض باپ دادوں
۲۹ ۔ یعنی اگر شیطان تمہاے باپ دادوں کو دوزخ کی طرف لئے جا رہا ہو، تب بھی تم ان کے پیچھے چلو گے؟ اور جہاں وہ گریں گے وہیں گرو گے؟

۳۰ ۔ یعنی جس نے اخلاص کے ساتھ نیکی کا رستہ اختیار کیا اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا، سمجھ لو کہ اس نے بڑا مضبوط حلقہ ہاتھ میں تھام لیا ہے۔ جب تک یہ کڑا پکڑے رہے گا، گرنے یا چوٹ کھانے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

۳۱ ۔ یعنی جس نے یہ کڑ امضبوط تھامے رکھا وہ آخر اس کے سہارے سے اللہ تک پہنچ جائے گا اور خدا اس کا انجام درست کر دے گا۔

۳۲ ۔ یعنی تم اپنا علاقہ خدا تعالیٰ سے جوڑے رکھو، کسی کے انکار و تکذیب کی پروا نہ کرو۔ منکرین کو بھی بالآخر ہمارے ہاں آنا ہے۔ اس وقت سب کیا دھرا سامنے آ جائے گا۔ کسی جرم کو اللہ سے چھپا نہ سکیں گے وہ تو دلوں تک کے راز جانتا ہے ۔ سب کھول کر رکھ دے گا۔
۳۳ ۔ یعنی تھوڑے دن کا عیش اور بے فکری ہے۔ مہلت ختم ہونے پر سخت سزا کے نیچے کھنچے چلے آئیں گے۔ مجال ہے کہ چھوٹ کر بھاگ جائیں؟

۳۴ ۔ یعنی الحمدللہ اتنا تو زبان سے اعتراف کرتے ہو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا۔ بجز اللہ کے کسی کا کام نہیں تو پھر اب کونسی خوبی رہ گئ جو اس کی ذات میں نہ ہو۔ کیا ان چیزوں کا پیدا کرنا اور ایک خاص محکم نظام پر چلانا بدون اعلیٰ درجہ کے علم و حکمت اور زور و قدرت کے ممکن ہے؟ لا محالہ "خالق السمٰوٰت والارض" میں تمام کمالات تسلیم

۳۵ ۔ یعنی جس طرح آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے ایسے ہی آسمان و زمین میں جو چیزیں موجود ہیں سب بلا شرکت غیرے اسی کی مخلوق و مملوک اور اسی کی طرف محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کیونکہ وجود اور تابع وجود یعنی جملہ صفات کمالیہ کا مخزن و منبع اسی کی ذات ہے۔ اس کا کوئی کمال دوسرے سے مستفادہ نہیں۔ وہ بالذات
۳۶ ۔ یعنی اگر تمام دنیا کے درختوں کو تراش کر قلم بنا لیں اور موجودہ سمندر کی سیاہی تیار کی جائے، پھر پیچھے سے سات سمندر اور اس کی کمک پر آ جائیں اور فرض کرو تمام مخلوق اپنی بساط کے موافق لکھنا شروع کرے، تب بھی ان باتوں کو لکھ کر تمام نہ کر سکیں گے جو حق تعالیٰ کے کمالات اور عظمت و جلال کو ظاہر کرنے والی ہیں، لکھنے
۳۷ ۔ یعنی سارے جہان کا پیدا کرنا اور ایک آدمی کا پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے لئے دونوں برابر ہیں۔ نہ اس میں کچھ وقت نہ اس میں کچھ تعب۔ ایک "کُنْ" سے جو چاہے کر ڈالے اور لفظ "کُنْ" کہنے پر بھی موقوف نہیں۔ یہ ہم کو سمجھانے کا یک عنوان ہے بس ادھر ارادہ ہوا ادھر وہ چیز موجود۔
۳۸ ۔ یعنی جس طرح ایک آواز کا سننا اور بیک وقت تمام جہان کی آوازوں کو سننا، یا ایک چیز کا دیکھنا اور بیک وقت تمام جہان کی چیزوں کا دیکھنا، اس کے لئے برابر ہے، ایسے ہی ایک آدمی کا مرنا جلانا اور سارے جہان کا مرنا جلانا اس کی قدرت کے سامنے یکساں ہے۔ پھر دوبارہ جلانے کے بعد بیک وقت تمام اولین و آخرین کے اگلے پچھلے اعمال کا
۳۹ ۔ "مقرر وقت" سے قیامت مراد ہے یا چاند سورج میں سے ہر ایک کا دورہ۔ کیونکہ ایک دورہ پورا ہونے کے بعد گویا ازسرنو چلنا شروع کرتے ہیں۔

۴۰ ۔ یعنی جو قوت رات کو دن اور دن کو رات کرتی، اور چاند سورج جیسے کرات عظیمہ کو ادنیٰ مزدور کی طرح کام میں لگائے رکھتی ہے اسے تمہارے مرے پیچھے زندہ کر دینا کیا مشکل ہو گا۔ اور جب ہر ایک چھوٹے بڑے عمل سے پوری طرح با خبر ہے تو حساب کتاب میں کیا دشواری ہو گی۔
۴۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ کی یہ شئون عظیمہ او رصفات قاہرہ اس لیے ذکر کی گئیں کہ سننے والے سمجھ لیں کہ ایک خدا کو ماننا اور صرف اس کی عبادت کرنا ہی ٹھیک راستہ ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ کہا جائے یا کیا جائے باطل اور جھوٹ ہے۔ یا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ کا موجود بالذات اور واجب الوجود ہونا جو { بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الۡحَقُّ } سے سمجھ میں آتا ہے اور
۴۲ ۔ لہذا بندہ کی انتہائی پستی اور تذلل (جس کا نام عبادت ہے) اسی کے لئے ہونا چاہئے۔

۴۳ ۔ یعنی جہاز بھاری بھاری سامان اٹھا کر خدا کی قدرت و رحمت سے کس طرح سمندر کی موجوں کو چیرتا پھاڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔

۴۴ ۔ یعنی اس بحری سفر کے احوال و حوادث میں غور کرنا انسان کے لئے صبر و شکر کے مواقع بہم پہنچاتا ہے ۔ جب طوفان اٹھ رہے ہوں اور جہاز پانی کے تھپیڑوں میں گھرا ہو اس وقت بڑے صبر و تحمل کا کام ہے اور جب اللہ نے اس کشمکش موت و حیات سے صحیح و سالم نکال دیا تو ضروری ہے کہ اس کا احسان مانے۔
۴۵ ۔ اوپر دلائل و شواہد سے سمجھایا تھا کہ ایک اللہ ہی کا ماننا ٹھیک ہے اس کے خلاف سب باتیں جھوٹی ہیں۔ یہاں بتلایا کہ طوفانی موجوں میں گھر کر کٹر سے کٹر مشرک بھی بڑی عقیدت مندی اور اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانی ضمیر اور فطرت کی اصلی آواز یہ ہی ہے۔ باقی سب بناوٹ اور جھوٹے ڈھکوسلے ہیں۔
۴۶ ۔ یعنی جب خدا تعالیٰ طوفان سے نکال کر خشکی پر لے آیا۔ تو تھوڑے نفوس ہیں جو اعتدال کی راہ پر قائم رہیں ورنہ اکثر تو دریا سے نکلتے ہی شرارتیں شروع کر دیتے ہیں۔ مترجم رحمہ اللہ نے { فَمِنۡھُمۡ مُّقۡتَصِدٌ } کا ترجمہ کیا "تو کوئی ہوتا ہے ان میں بیچ کی چال پر"۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی جو حال خوف کے وقت تھا وہ تو کسی کا نہیں ،
۴۷ ۔ یعنی ابھی تھوڑی دیر پہلے طوفان میں گھر کر جو قول و قرار اللہ سے کر رہے تھے سب جھوٹے نکلے۔ چند روز بھی اس کے انعام و احسان کا حق نہ مانا۔ اس قدر جلد قدرت کی نشانیوں سے منکر ہو گئے۔

۴۸ ۔ طوفان کے وقت جہاز کے مسافروں میں سخت افراتفری ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں رہتا ہے تاہم ماں باپ اولاد سے اور اولاد ماں باپ سے بالکل غافل نہیں ہو جاتی۔ ایک دوسرے کے بچانے کی تدبیر کرتا ہے بلکہ بسا اوقات والدین کی شفقت چاہتی ہے کہ ہو سکے تو بچہ کی مصیبت اپنے سر لیکر اس کو بچا لیں۔ لیکن ایک ہولناک اور
۴۹ ۔ یعنی وہ دن یقینًا آ کر رہے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ لہذا دنیا کی چند روزہ بہار اور چہل پہل سے دھوکا نہ کھاؤ کہ ہمشیہ اسی طرح رہے گی۔ اور یہاں آرام سے ہو تو وہاں بھی آرام کرو گے؟ نیز اس دغاباز شیطان کے اغواء سے ہشیار ہو جو اللہ کا نام لے کر دھوکا دیتا ہے۔ کہتا ہے میاں اللہ غفور رحیم ہے خوب گناہ سمیٹو، مزے اڑاؤ،
۵۰ ۔ یعنی قیامت آ کر رہے گی۔ کب آئے گی؟ ا سکا علم خدا کے پاس ہے۔ نہ معلوم کب یہ کارخانہ توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا جائے۔ آدمی دنیا کے باغ و بہار اور وقتی تازگی پر ریجھتا ہے، کیا نہیں جانتا کہ علاوہ فانی ہونے کے فی الحال بھی یہ چیز اور اس کے اسباب سب خدا کے قبضہ میں ہیں۔ زمین کی ساری رونق اور مادی برکت (جس پر تمہاری خوشحالی

۔ بلاشبہ یہ کتاب مقدس رب العالمین نے اتاری ہے نہ اس میں کچھ دھوکہ ہے نہ شک و شبہ کی گنجائش۔ ۱

۲ ۔ یعنی جس کتاب کا معجزہ اور من اللہ ہونا اس قدر واضح ہے کہ شک و شبہ کی قطعًا گنجائش نہیں، کیا اس کی نسبت کفار کہتے ہیں کہ پیغمبر اپنی طرف سے گھڑ لایا ہے اور معاذ اللہ جھوٹ طوفان خدا کی طرف نسبت کرتا ہے؟ حد ہو گئ جب ایسی روشن چیز میں بھی شبہات پیدا کئے جانے لگے ، ذرا غورو انصاف کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ کتاب ٹھیک ۔ اس کا بیان سورہ اعراف میں آٹھویں پارہ کے اختتام کے قریب گذر چکا۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ۳

۴ ۔ یعنی دھیان نہیں کرتے کہ اس کے پیغام اور پیغامبر کو جھٹلا کر کہاں جاؤ گے ۔ تمام زمین و آسمان میں عرش سے فرش تک اللہ کی حکومت ہے۔ اگر پکڑے گئے تو ا سکی اجازت و رضاء کے بدون کوئی حمایت اور سفارش کرنے والا بھی نہ ملے گا۔
۵ ۔ بڑے کام اور اہم انتظامات کے متعلق عرش عظیم سے مقرر ہو کر نیچے حکم اترتا ہے۔ سب اسباب حِسّی و معنوی، ظاہری و باطنی، آسمان و زمین سے جمع ہو کر اس کے انصرام میں لگ جاتے ہیں۔ آخر وہ کام اور انتظام اللہ کی مشیت و حکمت سے مدتوں جاری رہتا ہے، پھر زمانہ دراز کے بعد اٹھ جاتا ہے۔ اس وقت اللہ کی طرف سے دوسرا رنگ اترتا ہے۔
۶ ۔ یعنی ایسے اعلیٰ اور عظیم الشان انتظام و تدبیر کا قائم کرنا اسی پاک ہستی کا کام ہے جو ہر ایک ظاہر و پوشیدہ کی خبر رکھے، زبردست اور مہربان ہو۔

۔ یعنی نطفہ جو بہت سی غذاؤں کا نچوڑ ہے۔ ۷

۱۰ ۔ ان نعمتوں کا شکریہ یہ تھا کہ آنکھوں سے اس کی آیات تکوینیہ کو بنظر امعان دیکھتے۔ کانوں سے آیات تنزیلیہ کو توجہ و شوق کے ساتھ سنتے۔ دل سے دونوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کی کوشش کرتے پھر سمجھ کر اس پر عامل ہوتے۔ مگر تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔
۔ یعنی شکل، صورت، اعضاء موزوں و متناسب رکھے۔ ۸

۹ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کی عزت بڑھائی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا { اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ } حالانکہ سب خدا کے بندے ہیں کما قال { اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا }۔ سو انسان کی جان عالم غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی۔ اس کو اپنا کہا۔ ورنہ اللہ کی جان کا اگر
۱۱ ۔ یعنی اس پر غور نہ کیا کہ اللہ نے ان کو اول مٹی سے پیدا کیا ہے۔ الٹے شبہات نکالنے لگے کہ مٹی میں مل جانے کے بعد ہم دوبارہ کس طرح بنائے جائیں گے۔ اور شبہ یا استبعاد ہی نہیں بلکہ صاف طور پر یہ لوگ بعث بعد الموت سے منکر ہو گئے۔
۱۲ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی تم آپ کو محض بدن اور دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل مل کر برابر ہو گئے۔ ایسا نہیں۔ تم حقیقت میں جان ہو۔ جسے فرشتہ لیجاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے"۔ (موضح)۔

۔ یعنی ذلت و ندامت سے۔ محشر میں۔ ۱۳

۱۴ ۔ یعنی ہمارے کان اور آنکھیں کھل گئیں۔ پیغمبر جو باتیں فرمایا کرتے تھے ان کا یقین آ گیا۔ بلکہ آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا کہ ایمان اور عمل صالح ہی خدا کے ہاں کام دیتا ہے۔ اب ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دیجئے دیکھئے کیسے نیک کام کرتے ہیں۔
۱۵ ۔ دوسری جگہ فرمایا { وَلَوْرَدُّوْالْعَادُوْلِمَا نُھُوْا عَنْہُ } (انعام رکوع۳) یعنی جھوٹے ہیں اگر دنیا کی طرف لوٹائے جائیں پھر وہی شرارتیں کریں۔ ان کی طبیعت کی افتاد ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ شیطان کے اغواء کو قبول کر لیں اور اللہ کی رحمت سے دور بھاگیں بیشک ہم کو قدرت تھی چاہتے تو ایک طرف سے تمام آدمیوں کو زبردستی اسی راہ ہدایت پر قائم
۱۶ ۔ ہم نے بھی تم کو بھلا دیا۔ یعنی کبھی رحمت سے یاد نہیں کئے جاؤ گے۔ آگے مجرمین کے مقابلہ میں مومنین کا حال و مال بیان فرماتے ہیں۔

۱۷ ۔ یعنی خوف و خشیت اور خشوع و خضوع سے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ زبان سے اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں، دل میں کبرو غرور اور بڑائی کی بات نہیں رکھتے جو آیات اللہ کے سامنے جھکنے سے مانع ہو۔

۱۸ ۔ یعنی میٹھی نیند اورنرم بستروں کو چھوڑ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ مراد تہجد کی نماز ہوئی جیسا کہ حدیث صحیح میں مذکور ہے۔ اور بعض نے صبح کی یا عشاء کی نماز یا مغرب و عشاء کے درمیان کی نوافل مراد لی ہیں۔ گو الفاظ میں اس کی گنجائش ہے لیکن راجح وہ ہی پہلی تفسیر ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اللہ سے لالچ اور ڈر برا نہیں دنیا کا یا آخرت کا۔ اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے۔ ہاں اگر کسی اور کے خوف و رجاء سے بندگی کرے تو ریا ہے کچھ قبول نہیں"

۲۰ ۔ جس طرح راتوں کی تاریکی میں لوگوں سے چھپ کر انہوں نے بے ریا عبادت کی۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں چھپا رکھی ہیں۔ ان کی پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔ جس وقت دیکھیں گے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی
حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں وہ چیز چھپا رکھی ہے جو نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں
۲۱ ۔ اگر ایک ایماندار اور بے ایمان کا انجام برابر ہو جائے تو سمجھو خدا کے ہاں بالکل اندھیر ہے (العیاذ باللہ)۔

۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے عمل جنت کی مہمانی کا سبب بن جائیں گے۔ ۲۲

۲۳ ۔ کبھی کبھی آگ کے شعلے جہنمیوں کو دروازہ کی طرف پھینکیں گے۔ اس وقت شاید نکلنے کا خیال کریں۔ فرشتے پھر ادھر ہی دھکیل دیں گے کہ جاتے کہاں ہو۔ جس چیز کو جھٹلاتے تھے ذرا اس کا مزہ چکھو۔ { اَللّٰھُمَّ اَعِذْنِیْ وَ مِنَ النَّارِ وَاَجِرْنِیْ مِنْ غَضَبِکَ }۔
۲۴ ۔ یعنی آخرت کے بڑے عذاب سے قبل دنیا میں ذرا کم درجہ کا عذاب بھیجیں گے۔ تا جسے رجوع کی توفیق ہو ڈر کر خدا کی طرف رجوع ہو جائے ۔ کم درجہ کا عذاب یہ ہی دنیا کے مصائب، بیماری، قحط، قتل، قید، مال، اولاد کی تباہی وغیرہ۔
۔ یعنی سمجھنے کے بعد پھر گیا۔ ۲۵

۲۶ ۔ جب تمام گنہگاروں اور ظالم مجرموں سے بدلہ لینا ہے تو یہ ظالم کیونکر بچ سکتے ہیں۔ آگے رسول اللہ کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ ان کے ظلم و اعراض سے دلگیر نہ ہوں پہلے موسیٰ کو ہم نے کتاب دی تھی جس سے بنی اسرائیل کو ہدایت ہوئی۔ اور اس کی پیروی کرنے والوں میں بڑے بڑے دینی پیشوا اور امام ہو گذرے۔ آپ کو بھی بلاشبہ اللہ کی طرف
۲۷ ۔ یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے یعنی بیشک و شبہ موسیٰ کو کتاب دی گئ۔ اور آپ کو بھی اسی طرح کی کتاب ملی اس میں کوئی دھوکا اور فریب نہیں۔ یا موسیٰ کے ذکر پر فرما دیا کہ تم جو موسیٰ سے شب معراج میں ملے تھے وہ سچی حقیقت ہے کوئی دھوکا یا نظر بندی نہیں۔
۔ دنیا کے شدائد اور منکرین کے جوروستم پر۔ ۲۸

۲۹ ۔ یعنی مسلمان اللہ کے وعدوں پر یقین رکھیں اور سختیوں پر صبر کر کے اپنے کام پر جمے رہیں تو ان کے ساتھ بھی خدا کا یہ ہی معاملہ ہو گا۔ چنانچہ ہوا اور خوب ہوا۔

۳۰ ۔ یعنی اہل حق اور منکرین کے درمیان دوٹوک اور عملی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا ہاں دنیا میں بھی کئ مثالیں ایسی دکھلائی جا چکی ہیں کہ آدمی انہیں دیکھ کر سمجھ اور عبرت کر سکتا ہے کیا عاد و ثمود کی بستیوں کے تباہ شدہ کھنڈر اور نشان ان منکروں نے نہیں دیکھے؟ جن پر شام وغیرہ کے سفر میں ان کا گزر ہوتا رہتا ہے۔ اور کیا ان کی ہلاکت کی
۔ یعنی نہروں اور دریاؤں کا پانی یا بارش کا۔ ۳۱

۳۲ ۔ { اَلْاَرْضِ الْجُرُزِ } سے ہر ایک خشک زمین جو نباتات سے خالی ہو مراد ہے۔ بعض نے خاص سرزمین مصر کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور { نَسُوْقُ الْمَآءَ } سے دریائے نیل کا پانی مراد لیا ہے۔ اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کما نبہ علیہ ابن کثیر۔
۳۳ ۔ یعنی ان نشانات کو دیکھ کر چاہیئے تھا کہ حق تعالیٰ کی قدرت اور رحمت و حکمت کے قائل ہوتے اور سمجھتے کہ اسی طرح مردہ لاشوں میں دوبارہ جان ڈال دینا بھی اس کے لئے کچھ دشوار نہیں۔ نیز اللہ کی نعمتوں کے جان و دل سے شکر گذار بنتے۔
۳۴ ۔ پہلے فرمایا تھا کہ ان کافیصلہ قیامت کے دن کیا جائے گا۔ اس پر منکرین کہتے ہیں کہ قیامت قیامت کہے جاتے ہو، اگر سچے ہو تو بتاؤ وہ دن کب آ چکے گا۔ مطلب یہ ہے کہ خالی دھمکیاں ہیں قیامت وغیرہ کچھ بھی نہیں۔

۳۵ ۔ یعنی ابھی موقع ہے کہ اللہ و رسول کے کہنے پر یقین کرو اور اس دن سے بچنے کی تیاری کر لو ورنہ اس کے پہنچ جانے پر نہ ایمان لانا کام دے گا نہ سزا میں ڈھیل ہو گی اور نہ مہلت ملے گی کہ آئندہ چال چلن درست کر کے حاضر ہو جاؤ۔ اس وقت کی مہلت کو غنیمت سمجھو۔ استہزاءو تکذیب میں رائگاں مت کرو۔ جو گھڑی آنے والی ہے یقیناً آ
۳۶ ۔ یعنی جو ایسے بے فکرے اور بے حس ہیں کہ باوجود انتہائی مجرم اور مستوجب سزا ہونے کے فیصلہ اور سزا کے دن کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کے راہ راست پر آنے کی کیا توقع ہے۔ لہٰذا آپ فرض دعوت و تبلیغ ادا کرنے کے بعد ان کا خیال چھوڑیئے اور ان کی تباہی کے منتظر رہئے جیسے وہ اپنے زعم میں معاذ اللہ آپ کی تباہی کے منتظر ہیں۔

۱ ۔ یعنی جیسے اب تک معمول رہا ہے آئندہ بھی ہمیشہ ایک اللہ سے ڈرتے رہئے اور کافروں اور منافقوں کا کبھی کہا نہ
مانیے۔ یہ سب مل کر خواہ کتنا ہی بڑا جتھا بنا لیں، سازشیں کر یں، جھوٹے مطالبات منوانا چاہیں، عیارانہ مشورے دیں،
اپنی طرف جھکانا چاہیں۔ آپ اصلًا پروا نہ کیجئے اور خدا کے سوا کسی کا ڈر پاس نہ آنے دیجیے۔ اسی اکیلے پروردگار
۲ ۔ یعنی جس طرح ایک آدمی کے سینہ میں دو دل نہیں۔ ایسے ہی ایک شخص کی حقیقۃً دو مائیں یا ایک بیٹے کے دو
باپ نہیں ہوتے۔ جاہلیت کے زمانہ میں کوئی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو ساری عمر کے لئے اس سے جدا ہو جاتی۔ گویا اس
لفظ سے وہ حقیقی ماں بن گئ۔ اور کسی کو منہ بولا بیٹا بنا لیتا تو سچ مچ بیٹا سمجھا جاتا تھا اور سب احکام اس پر بیٹے
۳ ۔ یعنی ٹھیک انصاف کی بات یہ ہے کہ ہرشخص کی نسبت اس کے حقیقی باپ کی طرف کی جائے کسی نے "لے
پالک" بنا لیا تو وہ واقعی باپ نہیں بن گیا۔ یوں شفقت و محبت سے کوئی کسی کو مجازًا بیٹا یا باپ کہہ کر پکار لے وہ
دوسری بات ہے۔ غرض یہ ہے کہ نسبی تعلقات اور ان کے احکام میں اشتباہ و التباس واقع نہ ہونے پائے۔ ابتدائے اسلام
۴ ۔ یعنی اگر باپ معلوم نہ ہوتو بہرحال تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔ ان ہی القاب سے یاد کرو۔ چنانچہ نبی کریم نے
زید بن حارثہ کو فرمایا۔ { اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا }۔

۵ ۔ یعنی بھول کر یا نادانستہ گر غلط کہہ دیا کہ فلاں کا بیٹا فلاں، وہ معاف ہے۔ بھول چوک کا گناہ کسی چیز میں نہیں۔
ہاں ارادہ کا ہے۔ اس میں بھی اللہ چاہے تو بخش دے۔

۶ ۔ مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اس نور اعظم کی جو آفتاب نبوت سے پھیلتا ہے۔ آفتاب
نبوت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئے۔ بناء بریں مومن (من حیث ہو مومن) اگر اپنی حقیقت سمجھنے کے لئے حرکت
فکری شروع کرے تو اپنی ایمانی ہستی سے پیشتر اس کو پیغمبر علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنی پڑے گی اس اعتبار
۔ یعنی دینی مائیں ہیں تعظیم و احترام میں اور بعض احکام جو ان کے لئے شریعت سے ثابت ہوں۔ کل احکام میں نہیں۔ ۷

۸ ۔ حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا، بھائی بندوں سے ٹوٹے، آپ نے ان مہاجرین اور انصار مدینہ میں سے دو
دو آدمیوں کو آپس میں بھائی بنا دیا تھا۔ بعدہ مہاجرین کے دوسرے قرابت دار مسلمان ہو گئے تب فرمایا کہ قدرتی رشتہ
ناتا اس بھائی چارہ سے مقدم ہے۔ میراث وغیرہ رشتہ ناتے کے موافق تقسیم ہو گی۔ ہاں سلوک احسان ان رفیقوں سے بھی
۹ ۔ یعنی قرآن میں یہ حکم ہمیشہ کو جاری رہا۔ یا تورات میں بھی ہو گا یا "کتاب" سے "لوح محفوظ" مراد ہو۔

۱۰ ۔ یعنی یہ قول و قرار کہ ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرے گا۔ اور دین کے قائم کرنے اور حق تعالیٰ کا پیغام
پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گا۔ "آل عمران" میں اس میثاق کا ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں
"اوپر پیغمبر کے حق میں فرمایا تھا کہ مومنین پر ان کی جان سے زیادہ تصرف رکھتا ہے، یہاں اشارہ کر دیا کہ یہ درجہ
۱۱ ۔ یعنی قول و قرار کے مطابق ان پیغمبروں کی زبانی اپنے احکام خلق کو پہنچائے اور حجت تمام کر دے تب ہر ایک
سے پوچھ پاچھ کرے گا، تاکہ سچائی پر قائم رہنا ظاہر ہو اور منکروں کو سچائی سے انکار کرنے پر سزا دی جائے۔
جنگ الاحزاب کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے سچے پیغمبر اور مومنین اور ان کے بالمقابل جھوٹے منافقوں اور منکروں کے
۔ یعنی فرشتوں کی فوجیں جو کفار کے دلوں میں رعب ڈال رہی تھیں۔ ۱۲

۱۳ ۔ ہجرت کے چوتھے پانچویں سال یہود بنی نضیر جو مدینہ سے نکالے گئے تھے (اس کا ذکر سورہ "حشر" میں آئے
گا) ہر قوم میں پھرے۔ اور ابھار اکسا کر قریش مکہ بنی فزارہ اور غطفان وغیرہ قبائل عرب کی متحدہ طاقت کو مدینہ پر
چڑھا لانے میں کامیاب ہو گئے۔ تقریبًا بارہ ہزار کا لشکر جرار پورے سازو سامان سے آراستہ اور طاقت کے نشہ میں
۔ یعنی مدینہ کی شرقی جانب سے جو اونچی ہے اور غربی جانب سے جو نیچی ہے۔ ۱۴

۱۵ ۔ یعنی دہشت و حیرت سے آنکھیں پھرنے لگیں اور لوگوں کے تیور بدلنے لگے۔ دوستی جتانے والے لگے آنکھیں
چرانے۔

۔ یعنی خوف و ہراس سے دل دھڑک رہے تھے گویا اپنی جگہ سے اٹھ کر گلے میں آ لگے۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی کوئی کچھ سمجھتا تھا کوئی کچھ اٹکلیں لڑا رہا تھا۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ اس مرتبہ اور سخت آزمائش آئی، دیکھئے کیا صورت پیش آئے کچے ایمان والوں نے خیال کیا کہ بس جی اب کی بار نہیں بچیں گے۔ منافقین کا تو پوچھنا ہی کیا۔ آگے ان کے مقولے آ رہے ہیں۔
۱۸ ۔ حضرت حذیفہ کو آپ نے دشمن کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا۔ اس کا مفصل قصہ حدیث میں پڑھو تو اس جھڑجھڑانے کی کیفیت کا کچھ اندازہ ہو۔ یہاں ترجمہ کی گنجائش نہیں۔

۱۹ ۔ بعض منافقین کہنے لگے کہ پیغمبر صاحب کہتے تھے کہ میرا دین مشرق و مغرب میں پھیلے گا اور فارس، روم، صنعاء کے محلات مجھ کو دیے گئے ہیں، یہاں تو مسلمان قضائے حاجت کو بھی نہیں نکل سکتے۔ وہ وعدے کہاں ہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ مسلمان کو چاہئے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولیں۔
۲۰ ۔ "یثرب" مدینہ طیبہ کا پرا نا نام تھا۔ حضور کی تشریف آوری سے "مدینۃ النبی" ہو گیا۔

۲۱ ۔ یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں۔ سب لشکر سے جدا ہو کر گھر لوٹ چلو۔ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے۔ شہر میں مضبوط حویلیوں کے ناکے بند کر کے زنانے ان میں رکھ دیے تھے۔ یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں کہیں چور گھس کر لوٹ نہ لیں۔ اور یہ محض جھوٹ بات بنائی تھی
۲۲ ۔ یعنی جھوٹے حیلے بنا رہے ہیں۔ اگر فرض کرو یہ لوگ شہر میں ہوں اور کوئی غنیم اِدھر اُدھر سے گھس آئے پھر ان سے مطالبہ کرے کہ دین اسلام چھوڑ دو جسے بظاہر یہ لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں، یا کہے کہ مسلمانوں سے لڑو اور فتنے فساد برپا کرو، اس وقت ان کا جھوٹ صاف کھل جائے فورًا ان مطالبات کی تائید میں نکل پڑیں۔ نہ گھروں کے
۲۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جنگ احد کے بعد اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی حرکت نہ کریں گے۔ اس کی پوچھ اللہ کی طرف سے ہو گی کہ وہ قول و قرار کہاں گیا۔

۲۴ ۔ یعنی جس کی قسمت میں موت ہے وہ کہیں بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا۔ قضائے الہٰی ہر جگہ پہنچ کر رہے گی اور اگر ابھی موت مقدر نہیں تو میدان سے بھاگنا بے سود ہے۔ کیا میدان جنگ میں سب مارے جاتے ہیں اور فرض کرو بھاگنے سے بچاؤ ہی ہو گیا تو کے دن؟ آخر موت آنی ہے اب نہیں چند روز کے بعد آئے گی اور نہ معلوم کس سختی اور
۲۵ ۔ یعنی اللہ کے ارادے کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ نہ کوئی تدبیر اور حیلہ اس کے مقابلہ میں کام دے سکتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ اسی پر توکل کرے اور ہر حالت میں اسی کی مرضی کا طلبگار رہے۔ ورنہ دنیا کی برائی بھلائی یا سختی نرمی تو یقینًا پہنچ کر رہے گی۔ پھر اس کے راستہ میں بزدلی کیوں دکھائے اور وقت پر جان کیوں چرائے جو
۲۶ ۔ یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو، اگر اللہ حکم دے تو مسلمان اب تم کو قتل کر ڈالیں۔

۲۷ ۔ یعنی ظاہری وضعداری اور دکھاوے کو شرما شرمی کبھی میدان میں آ کھڑے ہوتے ہیں ورنہ عمومًا گھروں میں بیٹھے عیش اڑاتے اور اپنی برادری کے لوگوں کو بھی جو سچے مسلمان ہیں جہاد میں آنے سے روکتے رہتے ہیں۔

۲۸ ۔ یعنی مسلمانوں کا ساتھ دینے سے دریغ رکھتے ہیں اور ہر قسم کی ہمدردی و بہی خواہی سے بخل ہے ہاں غنیمت کا موقع آئے تو حرص کے مارے چاہیں کہ کسی کو کچھ نہ ملے سارا مال ہم ہی سمیٹ کر لیجائیں اسی احتمال پر لڑائی میں قدرے شرکت بھی کر لیتے ہیں۔
۲۹ ۔ یعنی آڑے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں، ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد آ کر باتیں بناتے اور سب سے زیادہ مردانگی جتاتے ہیں اور مال غنیمت پر مارے حرص کے گر پڑتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق طعن و تشنیع سے زبان درازی کرتے ہیں۔
۳۰ ۔ یعنی جب اللہ و رسول پر ایمان نہیں تو کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا کہ یہ اللہ پر آسان ہے ۔ یعنی بظاہر اللہ تعالیٰ کے عدل و حکمت کو دیکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے اور یہ بات بھاری معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی کی محنت کو ضائع کر دے۔ لیکن اس لئے بھاری نہیں رہتی کہ خود
۳۱ ۔ یعنی کفار کی فوجیں ناکامیاب واپس جا چکیں لیکن ان ڈرپوک منافقوں کو ان کے چلے جانے کا یقین نہیں آتا اور فرض کیجئے کفار کی فوجیں پھر لوٹ کر حملہ کر دیں تو ان کی تمنا یہ ہوگی کہ اب وہ شہر میں بھی نہ ٹھہریں جب تک لڑائی رہے کسی گاؤں میں رہنے لگیں اور وہیں دور بیٹھے آنے جانے والوں سے پوچھ لیا کریں کہ مسلمانوں کا کیا حال
۳۲ ۔ یعنی باتوں میں تمہاری خیرخواہی جتائیں اور لڑائی میں زیادہ کام نہ دیں محض مجبوری کو برائے نام شرکت کریں۔

۳۳ ۔ یعنی پیغمبر کو دیکھو، ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتے ہیں۔ حالانکہ سب سے زیادہ اندیشہ اور فکر ان ہی پر ہے۔ مگر مجال ہے پائے استقامت ذرا جنبش کھا جائے جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اور کثرت سے خدا کو یاد کرتے ہیں ان کے لئے رسول اللہ کی ذات منبع البرکات بہترین نمونہ ہے۔ چاہئے کہ
۳۴ ۔ یعنی پکے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفر کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی ہیں تو بجائے مذبذب یا پریشان ہونے کے ان کی اطاعت شعاری کا جذبہ اور ان کا یقین اللہ و رسول کے وعدوں پر اور زیادہ بڑھ گیا وہ کہنے لگے کہ یہ تو وہی منظر ہے جس کی خبر اللہ و

۳۵ ۔ یعنی منافقین نے جو عہد کیا تھا پچھلے رکوع میں گذر چکا { وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُ وا اللهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ } اسے توڑ کر بیحیائی کے ساتھ میدان جنگ سے ہٹ گئے ۔ ان کے برعکس کتنے پکے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنا عہدوپیمان سچا کر دکھلایا۔ بڑی بڑی سختیوں کے وقت دین کی حمایت اور پیغمبر کی رفاقت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ اللہ و
۳۶ ۔ یعنی جو عہد کے پکے اور قول و قرار کے سچے رہے ان کو سچ پر جمے رہنے کا بدلہ ملے اور بد عہد دغاباز منافقوں کو چاہے سزا دے اور چاہے توبہ کی توفیق دے کر معاف فرما دے۔ اس کی مہربانی سے کچھ بعید نہیں۔

۳۷ ۔ یعنی کفار کا لشکر ذلت و ناکامی سے پیچ و تاب کھاتا اور غصہ سے دانت پیستا ہوا میدان چھوڑ کر واپس ہوا، نہ فتح ملی نہ کچھ سامان ہاتھ آیا۔ ہاں عمرو بن عبدود جیسا ان کا نامور سوار جسے لوگ ایک ہزار سواروں کی برابر گنتے تھے اس لڑائی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے کھیت رہا۔ مشرکین نے درخواست کی کہ دس ہزار لے کر
۳۸ ۔ یعنی مسلمانوں کو عام لڑائی لڑنے کی نوبت نہ آنے دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ہوا کاطوفان اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر وہ اثر پیدا کر دیا کہ کفار ازخود سراسیمہ اور پریشان حال ہو کر بھاگ گئے، اللہ کی زبردست قوت کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے۔
۳۹ ۔ یہ یہود "بنی قریظہ" ہیں۔ مدینہ کے شرقی جانب ان کا مضبوط قلعہ تھا اور پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کئے ہوئے تھے۔ جنگ احزاب کےموقع پر حُیَّی ابن اخطب کے اغواء سے تمام معاہدات بالائے طاق رکھ کر مشرکین کی مدد پر کھڑے ہو گئے ان میں سے بعض نے مسلمان عورتوں پر بزدلانہ حملہ کرنا چاہا۔ جس کا جواب
۴۰ ۔ یہ زمین جو مدینہ کے قریب ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین پر تقسیم کر دی۔ ان کے گذران کا ٹھکانہ ہو گیا اور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا۔ اور دوسری زمین سے مراد خیبر کی زمین ہے جو اس کے دو برس بعد ہاتھ لگی اس سے حضرت کے سب اصحاب آسود ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دوسری زمین مکہ کی ہے۔ بعض نے فارس و روم کی

۴۱ ۔ حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہو گئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں۔ ان میں سے بعض نے آنحضرت سے گفتگو کی کہ ہم کو مزید نفقہ اور سامان دیا جائے جس سے عیش و ترفہ کی زندگی بسر کر سکیں۔ حضرت کو یہ باتیں شاق گذریں۔ قسم کھا لی کہ ایک مہینہ گھر نہ جائیں گے۔ مسجد کے قریب ایک بالاخانہ میں علیحدہ فروکش ہو گئے۔
۴۲ ۔ بڑے کی غلطی بھی بڑی ہوتی ہے ۔ اگر بالفرض تم میں کسی سے کوئی بد اخلاقی کا کام ہو جائے تو جو سزا اوروں کو اس کام پر ملتی اس سے دگنی سزا ملے گی۔ اور اللہ پر یہ آسان ہے یعنی تمہاری وجاہت اور نسبت زوجیت سزا دینے سے اللہ کو روک نہیں سکتی۔
۴۳ ۔ یعنی نیکی اور اطاعت پر جتنا اجر دوسروں کو ملے اس سے دوگنا ملے گا۔ اور مزید برآں ایک خاص روزی عزت کی عطا ہو گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ بڑے درجہ کا لازمہ ہے کہ نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب دونا، خود پیغمبر علیہ السلام کو فرمایا { اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ } (اسراء رکوع۸)
۴۴ ۔ یعنی تمہاری حیثیت اور مرتبہ عام عورتوں کی طرح نہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے تم کو سید المرسلین کی زوجیت کے لئے انتخاب فرمایا اور امہات المومنین بنایا۔ لہذا اگر تقویٰ و طہارت کا بہترین نمونہ پیش کرو گی جیسا کہ تم سے متوقع ہے۔ اسکا وزن اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہو گا۔ اور بالفرض کوئی بری حرکت سرزد ہو تو اسی نسبت سے وہ بھی بہت زیادہ
۴۵ ۔ یعنی اگر تقویٰ اور خدا کا ڈر دل میں رکھتی ہو تو غیر مردوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے (جس کی ضرورت خصوصًا امہات المومنین کو پیش آتی رہتی ہے) نرم اور دلکش لہجہ میں کلام نہ کرو۔ بلاشبہ عورت کی آواز میں قدرت نے طبعی طور پر ایک نرمی اور نزاکت رکھی ہے۔ لیکن پاکباز عورتوں کی شان یہ ہونی چاہئے کہ حتی المقدور غیر
۴۶ ۔ یعنی اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس بد اخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے۔ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ امہات
۔ یعنی اوروں سے بڑھ کو ان چیزوں کا اہتمام رکھو۔ کیونکہ تم نبی سے اقرب اور امت کے لئے نمونہ ہو۔ ۴۷

۴۸ ۔ یعنی اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ نبی کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر خوب پاک و صاف کر دے اور ان کے رتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاقی ستھرائی عطا فرمائے جو دوسروں سے ممتاز و فائق ہو۔ (جس کی طرف { يُطَهِّرَكُمْ } کے بعد { تَطْهِيْرًا } بڑھا کر اشارہ فرمایا ہے) یہ تطہیر و اذہاب رجس اس قسم کی نہیں جو آیت وضوء میں
۴۹ ۔ یعنی قرآن و سنت میں جو اللہ کے احکام اور دانائی کی باتیں ہیں انہیں سیکھو، یاد کرو، دوسروں کو سکھاؤ اور اللہ کے احسان عظیم کا شکر ادا کرو کہ تم کو ایسے گھر میں رکھا جو حکمت کا خزانہ اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

۵۰ ۔ اس کی آیتوں میں بڑے باریک بھید اور پتے کی باتیں ہیں۔ اور وہ ہی جانتا ہے کہ کون اس امانت کو اٹھانے کا اہل ہے اس نے اپنے لطف و مہربانی سے محمد کو وحی کے لئے اور تم کو ان کی زوجیت کے لئے چن لیا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کے احوال و استعداد کی خبر رکھتا ہے کوئی کام یوں ہی بے جوڑ نہیں کر سکتا۔
۔ یعنی تکلیفیں اٹھا کر اور سختیاں جھیل کر احکام شریعت پر قائم رہنے والے۔ ۵۱

۔ یعنی تواضع و خاکساری اختیار کرنے والے یا نماز خشوع و خضوع سے ادا کرنے والے۔ ۵۲

۵۳ ۔ بعض ازواج مطہرات نے کہا تھا کہ قرآن میں اکثر جگہ مردوں کا ذکر ہے عورتوں کا کہیں نہیں اور بعض نیک بخت عورتوں کو خیال ہوا کہ آیات سابقہ میں ازواج نبی کا ذکر تو آیا عام عورتوں کا کچھ حال بیان نہ ہوا اس پر یہ آیت اتری۔ تا تسلی ہو جائے کہ عورت ہو یا مرد کسی کی محنت یا کمائی اللہ کے یہاں ضائع نہیں جاتی۔ اور جس طرح مردوں
۵۴ ۔ حضرت زینب امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی نبی کریم کی پھوپھی زاد بہن اور قریش کے اعلیٰ خاندان سے تھیں۔ آنحضرت نے چاہا کہ ان کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیں یہ زید اصل سے شریف عرب تھے۔ لیکن لڑکپن میں کوئی ظالم ان کو پکڑ لایا اور غلام بنا کر مکہ کے بازار میں بیچ گیا۔ حضرت خدیجہ نے خرید لیا اور کچھ دنوں بعد آنحضرت
۔ یعنی زید نے طلاق دیدی اور عدت بھی گذر گئ، زینب سے کچھ غرض مطلب نہ رہا۔ ۵۵

۵۶ ۔ حضرت زینب زید کے نکاح میں آئیں تو وہ ان کی آنکھوں میں حقیر لگتا۔ مزاج کی موافقت نہ ہوئی جب آپس میں لڑائی ہوتی تو زید آکر حضرت سے ان کی شکایت کرتے اور کہتے میں اسے چھوڑتا ہوں حضرت منع فرماتے کہ میری خاطر اور اللہ و رسول کے حکم سے اس نے تجھ کو اپنی منشاء کے خلاف قبول کیا اب چھوڑ دینے کو وہ اور اس کے

۵۷ ۔ یعنی اللہ کا حکم اٹل ہے جو بات اس کے یہاں طے ہو چکی ضرور ہو کر رہے گی۔ پھر پیغمبر کو ایسا کرنے میں کیا مضائقہ ہے جو شریعت میں روا ہو گیا۔ انبیاء و رسل کو اللہ کے پیغامات پہنچانے میں اس کے سوا کبھی کسی کا ڈر نہیں رہا۔ (چنانچہ آپ نے بھی پیغام رسانی میں آج تک کسی چیز کی پروا نہیں کی نہ کسی کےکہنے سننے کے خیال سے
۵۸ ۔ یعنی کسی کو اس کا بیٹا نہ جانو۔ ہاں اللہ کا رسول ہے اس حساب سے سب اس کے روحانی بیٹے ہیں جیسا کہ ہم { اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ } کے حاشیہ میں لکھ چکے ہیں۔

۵۹ ۔ یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئ۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی بس جن کو ملنی تھی مل چکی۔ اسی لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے۔ خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا
۔ یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ رسالت یا ختم نبوت کو کس محل میں رکھا جائے۔ ۶۰

۶۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ نے اتنا بڑا احسان فرمایا کہ ایسے عظیم الشان اور پیغمبروں کے سردار محمد رسول اللہ کو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا۔ اس پر اس کا شکر ادا کرو۔ اور منعم حقیقی کو کبھی نہ بھولو، اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے، رات، دن صبح، شام ہمہ اوقات اس کو یاد رکھو۔
۶۲ ۔ یعنی اللہ کو بکثرت یاد کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنی رحمت تم پر نازل کرتا ہے جو فرشتوں کے توسط سے آتی ہے یہ رحمت و برکت ہے جو تمہارا ہاتھ پکڑ کر جہالت و ضلالت کی اندھیریوں سے علم وتقویٰ کے اجالے میں لاتی ہے۔ اگر اللہ کی خاص مہربانی ایمان والوں پر نہ ہو تو دولت ایمان کہاں سے ملے اور کیونکر محفوظ رہے۔ اسی کی
۶۳ ۔ یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور فرشتے سلام کرتے ہوئے ان کے پاس آئیں گے اور مومنین کی آپس میں بھی یہ ہی دعا ہو گی جیسا کہ دنیا میں ہے۔

۶۴ ۔ یعنی اللہ کی توحید سکھاتے اور اس کا رستہ بتاتے ہیں۔ جو کچھ کہتے ہیں دل سے اور عمل سے اس پر گواہ ہیں اور محشر میں بھی امت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا۔

۔ یعنی نافرمانوں کو ڈراتے اور فرمانبرداروں کو خوشخبری سناتے ہیں۔ ۶۵

۶۶ ۔ پہلے جو فرمایا تھا کہ اللہ کی رحمت مومنین کو اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لاتی ہے۔ یہاں بتلا دیا کہ وہ اجالا اس روشن چراغ سے پھیلا ہے۔ شاید چراغ کا لفظ اس جگہ اس معنی میں ہو جو سورہ "نوح" میں فرمایا { جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْھِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا } (اللہ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا) یعنی آپ آفتاب نبوت و ہدایت ہیں جس کے
۔ یعنی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو حضرت کے طفیل سب امتوں پر بزرگی اور برتری دی۔ ۶۷

۶۸ ۔ یعنی جب اللہ نے آپ کو ایسے کمالات اور ایسی برگزیدہ جماعت عنایت فرمائی تو آپ حسب معمول فریضہ دعوت و اصلاح کو پوری مستعدی سے ادا کرتے رہیے اور اللہ جو حکم دے اس کے کہنے یا کرنے میں کسی کافر و منافق کی یاوہ گوئی کی پروا نہ کیجئے۔
۶۹ ۔ یعنی اگر یہ بدبخت زبان اور عمل سے آپ کو ستائیں تو ان کا خیال چھوڑ کر اللہ پر بھروسہ رکھئے۔ وہ اپنی قدرت و رحمت سے سب کام بنا دے گا۔ منکروں کو راہ پر لے آنا یا سزا دینا سب اسی کے ہاتھ میں ہے، آپ کو اس فکر اور الجھن میں پڑنے کی ضرورت نہیں ۔ ان کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ آپ طعن و تشنیع وغیرہ سے گھبرا کر اپنا کام چھوڑ بیٹھیں۔
۷۰ ۔ جو مرد اپنی عورت کو بغیر صحبت طلاق دے، اگر اس کا مہر بندھا تھا تو نصف مہر دینا ہو گا ورنہ کچھ فائدہ پہنچا کر (یعنی عرف اور حیثیت کے موافق ایک جوڑا پوشاک دے کر) خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دے۔ اور عورت اسی وقت چاہے تو نکاح کر لے۔ اس صورت میں عدت نہیں۔ (حنفیہ کے نزدیک خلوت صحیحہ بھی صحبت کے
۔ یعنی لونڈیاں باندیاں جو غنیمت وغیرہ سے ہاتھ لگی ہوں۔ ۷۱

۷۲ ۔ تیری عورتیں جن کا مہر دے چکا۔ یعنی جو اب تیرے نکاح میں ہیں خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا نہ ہوں سب حلال رہیں، ان میں سے کسی کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ اور چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی جو باپ یا ماں کی طرف سے قرابتدار ہوں بشرط ہجرت کے حلال ہیں ان سے نکاح کر سکتے ہو۔ اور جو عورت
۷۳ ۔ آنحضرت نے پچیس سال کی عمر تک جو شباب کی امنگوں کے اصلی دن ہوتے ہیں محض تجرد میں گذارے۔ پھر اقرباء کے اصرار اور دوسری جانب کی درخواست پر حضرت خدیجہ سے (جن کی عمر ڈھل چکی تھی اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں) آپ نے عقد کیا۔ تریپن سال کی عمر تک پورے سکون و طمانیت سے اسی پاکباز بیوی کے ساتھ زندگی
۷۴ ۔ یعنی واہبۃ النفس کے متعلق اختیار ہے قبول کرو یا نہ کرو۔ اور موجودہ بیویوں میں سے جس کو چاہو رکھو یا طلاق دیدو۔ نیز جو بیویاں رہیں آپ پر قسم (باری باری سے رہنا) واجب نہیں، جسے چاہیں باری میں آگے پیچھے کر سکتے ہیں۔ اور جسے کنارے کر دیا ہو اسے دوبارہ واپس لینے کا بھی اختیار ہے۔ یہ حقوق و اختیارات آپ کو دیے گئے
۷۵ ۔ یعنی جتنی قسمیں { اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّتِیْ } الخ میں فرما دیں، اس سے زیادہ حلال نہیں۔ اور جو اب موجود ہیں انکو بدلنا حلال نہیں ۔ یعنی یہ کہ ان میں سے کسی کو اس لئے چھوڑ دو کہ دوسری اس کی جگہ کر لاؤ۔ حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ یہ ممانعت آخر کو موقوف ہو گئ مگر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے نہ اس کے بعد کوئی نکاح
۷۶ ۔ یعنی لونڈی باندی۔ حضرت کی دو حرم مشہور ہیں ایک ماریہ قبطیہ، جن کے شکم سے صاحبزاہ حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ بچپن میں انتقال کر گئے۔ دوسری ریحانہ رضی اللہ عنہما۔

۷۷ ۔ یعنی اللہ کی نگاہ میں ہے جو اس کے احکام و حدود کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں کرتے، اس کا خیال رکھ کر کام کرنا چاہئے۔

۷۸ ۔ یعنی بدون حکم و اجازت کے دعوت میں مت جاؤ۔ اور جب تک بلائیں نہیں پہلے سے جا کر نہ بیٹھو کہ وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے۔ اور گھر والوں کے کام کاج میں ہرج واقع ہو۔

۷۹ ۔ یعنی کھانے سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھر کا رستہ لینا چاہئے۔ وہاں مجلس جمانے سے میزبان اور دوسرے مکان والوں کو تکلیف ہوتی ہے یہ باتیں گو نبی کے مکانوں کے متعلق فرمائی ہیں کیونکہ شان نزول کا تعلق ان ہی سے تھا۔ مگر مقصود ایک عام ادب سکھلانا ہے۔ بے دعوت کسی کے یہاں کھانا کھانے کی غرض سے جا بیٹھنا یا طفیلی بن کر
۸۰ ۔ یعنی آپ حیا کی وجہ سے اپنے نفس پر تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ لحاظ کی وجہ سے صاف نہیں فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ مجھے کلفت ہوتی ہے۔ یہ تو آپ کے اخلاق اور مروت کی بات ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو تمہاری تادیب و اصلاح میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے اس نے بہرحال پیغمبر ہی کی زبان سے اپنے احکام سنا دیے۔
۸۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھلائے کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہ ہی تھا شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ ان کے واسطے اللہ نےفرما دیا، اور اس آیت میں حکم ہوا پردہ کا کہ مرد حضرت کی ازواج کے سامنے نہ جائیں" کوئی چیز
۸۲ ۔ یعنی کافر منافق جو چاہیں بکتے پھریں اور ایذا رسانی کریں، مومنین جو دلائل و براہین کی روشنی میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی راستبازی اور پاکبازی کو معلوم کر چکے ہیں، انہیں لائق نہیں کہ حضور کی حیات میں یا وفات کے بعد کوئی بات ایسی کہیں یا کریں جو خفیف سے خفیف درجہ میں آپ کی ایذاء کا سبب بن جائے۔ لازم ہے کہ
۸۳ ۔ یعنی زبان سےکہنا تو کجا، دل میں بھی ایسا وسوسہ کبھی نہ لانا۔ اللہ کے سامنے ظاہر و باطن سب یکساں ہے دل کا کوئی بھید اس سے پوشیدہ نہیں۔

۸۴ ۔ اوپر ازواج مطہرات کے سامنے مردوں کے جانے کی ممانعت ہوئی تھی۔ اب بتلا دیا کہ محارم کا سامنے جانا منع نہیں۔ اس بارہ میں جو حکم عام مستورات کا سورہ "نور" میں گذر چکا وہ ہی ازواج مطہرات کا ہے۔ { وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَامَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ } کی تشریح ہم سورہ "نور" میں کر چکے ہیں۔ وہاں مطالعہ کر لیا جائے۔
۸۵ ۔ یعنی پردہ کے جو احکام بیان ہوئے اور جو استثناء کیا گیا پوری طرح ملحوظ رکھو ذرا بھی گڑ بڑ نہ ہونے پائے۔ ظاہر و باطن میں حدود الہٰیہ محفوظ رہنی چاہئیں۔ اللہ سے تمہارا کوئی حال چھپا ہوا نہیں { یَعْلَمُ خائنۃَ الاَ عْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ }۔

۸۶ ۔ "صلوٰۃ النبی" کا مطلب ہے "نبی کی ثناء و تعظیم رحمت و عطوفت کے ساتھ" پھر جس کی طرف "صلوٰۃ" منسوب ہو گی اسی کی شان و مرتبہ کے لائق ثناء و تعظیم اور رحمت و عطوفت مراد لیں گے، جیسے کہتے کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر اور بھائی بھائی پر مہربان ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور
۸۷ ۔ او پر مسلمانوں کو حکم تھا کہ نبی کریم کی ایذاء کا سبب نہ بنیں بلکہ ان کی انتہائی تعظیم و تکریم کریں جس کی ایک صورت صلوٰۃ و سلام بھیجنا ہے ۔ اب بتلا دیا کہ اللہ و رسول کو ایذا دینے والے دنیا و آخرت میں ملعون و مطرود اور سخت رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ کو ستانا یہ ہی ہے کہ اس کے پیغمبروں کو ستائیں یا اسکی جناب میں
۸۸ ۔ یہ منافق تھے جو پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے رسول کی ، یا آپ کی ازواج طاہرات پر جھوٹ طوفان اٹھاتے جیسا کہ سورہ "نور" میں گذر چکا۔ آگے بعض ایذاؤں کے انسداد کا بندوبست کیا گیا ہے جو مسلمان عورتوں کو ان کی طرف سے پہنچتی تھی۔ روایات میں ہے کہ مسلمان مستورات جب ضروریات کے لئے باہر نکلتیں، بدمعاش منافق تاک میں رہتے۔ اور
۸۹ ۔ یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہئے۔ لونڈی باندیوں کو ضرورت
۹۰ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں۔ بی بی ہے صاحب ناموس، بدذات نہیں نیک بخت ہے تو بدنیت لوگ اس سے نہ الجھیں گے ۔ گھونگھٹ اس کا نشان رکھ دیا۔ یہ حکم بہتری کا ہے۔ آگے فرما دیا اللہ ہے بخشنے والا مہربان"۔ یعنی باوجود اہمتام کے کچھ تقصیر رہ جائے تو اللہ کی مہربانی سے بخشش کی توقع ہے۔ (تکمیل) یہ
۔ یعنی جن کو بدنظری اور شہوت پرستی کا روگ لگا ہوا ہے۔ ۹۱

۹۲ ۔ یہ غالبًا یہود ہیں جو اکثر جھوٹی خبریں اڑا کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کیا کرتے تھے اور ممکن ہے منافق ہی مراد ہوں۔

۹۳ ۔ یعنی اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے تا چند روز میں ان کو مدینہ سےنکال باہر کریں، اور جتنے دن رہیں ذلیل و مرعوب ہو کر رہیں۔چنانچہ یہود نکالے گئے اور منافقوں نے دھمکی سن کر شاید اپنا رویہ بدل دیا ہو گا۔ اس لئے سزا سے بچے رہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو لوگ بدنیت تھے مدینہ میں
۹۴ ۔ یعنی عادت اللہ یہ ہی ہے کہ پیغمبروں کےمقابلہ میں جنہوں نے شرارتیں کیں اور فتنے فساد پھیلائے اسی طرح ذلیل و خوار یا ہلاک کئے گئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ پہلی کتابوں میں بھی یہ حکم ہوا ہے کہ مفسدوں کو اپنے درمیان سے نکال باہر کرو۔ جیسا کہ حضرت شاہ صاحب "تورات" سے نقل فرماتے ہیں۔
۹۵ ۔ گو قیامت کے وقت کی ٹھیک تعیین کر کے اللہ نے کسی کو نہیں بتلایا مگر یہاں اس کے قرب کی طرف اشارہ کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے شہادت کی اور بیچ کی انگلی اٹھا کر فرمایا۔ { اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ } (میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں) یعنی بیچ کی انگلی جس قدر آگے نکلی ہوئی ہے، میں قیامت سے بس اتنا پہلے آ گیا ہوں۔ قیامت
۔ اسی پھٹکار کا اثر ہے کہ لاطائل سوالات کرتے ہیں، انجام کی فکر نہیں کرتے۔ ۹۶

۔ یعنی اوندھے منہ ڈال کر ان کے چہروں کو آگ میں الٹ پلٹ کیا جائے گا۔ ۹۷

۔ اس وقت حسرت کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں اللہ و رسول کے کہنے پر چلتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ ۹۸

۹۹ ۔ یہ شدت غیظ سے کہیں گے کہ ہمارے ان دنیوی سرداروں اور مذہبی پیشواؤں نے دھوکے دیکر اور جھوٹ فریب کہہ کر اس مصیبت میں پھنسوایا۔ ان ہی کے اغواء پر ہم راہ حق سے بھٹکے رہے۔ اگر ہمیں سزا دیجاتی ہے تو ان کو دگنی سزا دیجئے اور جو پھٹکار ہم پر ہے اس سے بڑی پھٹکار ان بڑوں پر پڑنی چاہئے۔ گویا ان کو دوگنی سزا دلوا کر
۱۰۰ ۔ یعنی تم ایسا کوئی کام یا کوئی بات نہ کرنا جس سے تمہارے نبی کو ایذا پہنچے۔ نبی کا تو کچھ نہیں بگڑے گا، کیونکہ اللہ کے ہاں ان کی بڑی آبرو ہے وہ سب اذیت دہ باتوں کو رد کر دے گا۔ ہاں تمہاری عاقبت خراب ہو گی۔ دیکھو حضر ت موسٰی کی نسبت ان لوگوں نے کیسی اذیت دہ باتیں کیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی وجاہت و مقبولیت کی وجہ سے

۱۰۱ ۔ یعنی اللہ سے ڈر کر درست اور سیدھی بات کہنے والے کو بہترین اور مقبول اعمال کی توفیق ملتی ہے اور تقصیرات معاف کی جاتی ہیں۔ حقیقت میں اللہ و رسول کی اطاعت ہی میں حقیقی کامیابی کا راز چھپا ہوا ہے جس نے یہ راستہ اختیار کیا مراد کو پہنچ گیا۔
۱۰۲ ۔ یعنی ستم کر دیے جو بوجھ آسمان، زمین، اور پہاڑوں سے نہ اٹھ سکتا تھا، اس نادان نے اپنے نازک کندھوں پر اٹھا لیا
آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند۔
۱۰۳ ۔ میرے نزدیک اس جگہ { وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ } الخ کے معنی معاف کرنے کے نہ لئے جائیں بلکہ ان کے حال پر متوجہ ہونےاور مہربانی فرمانے کےلیں تو بہتر ہے جیسے { لَقَدْ تَابَ اللّٰهِ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ } میں لئے گئے ہیں۔ تو یہ مومنین کاملین کا بیان ہوا۔ اور { كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرً ا رَّحِيْمًا } میں قاصرین و مقصرین کے حال کی طرف اشارہ فرما دیا۔
۱ ۔ یعنی سب خوبیاں اور تعریفیں اس خد اکے لیے ہیں جو اکیلا بلا شرکت غیرے تمام آسمانی و زمینی چیزوں کا مالک و خالق اور نہایت حکمت و خبرداری سے ان کی تدبیر کرتا ہے۔ اس نے یہ سلسلہ بیکار پیدا نہیں کیا۔ ایسے حکیم و دانا کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا۔ ضرور ہے کہ یہ نظام آخر میں کسی اعلیٰ نتیجہ پر منتہی ہو، اسی کو آخرت کہتے ہیں۔ اور
۲ ۔ یعنی آسمان و زمین کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ جو چیز زمین کے اندر چلی جاتی ہے مثلاً جانور کیڑے مکوڑے، نباتات کا بیج، بارش کا پانی، مردہ کی لاش، اور جو اس کے اندر سے نکلتی ہے مثلاً کھیتی، سبزہ ، معدنیات وغیرہ اور جو آسمان سے اترتی ہے مثلاً بارش، وحی، تقدیر، فرشتے وغیرہ اور جو اوپر چڑھتی ہے مثلاً
۳ ۔ یعنی یہ سب بستی اور چہل پہل اس کی رحمت اور بخشش سے ہے ورنہ بندوں کی ناشکری اور حق ناشناسی پر اگر ہاتھوں ہاتھ گرفت ہونے لگے تو ساری رونق ایک لمحہ میں ختم کر دی جائے۔ { وَلَوْ يُؤَا خِذُاللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْامَاتَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ } (فاطر رکوع۵)۔
۴ ۔ کیوں نہیں آئے گی۔ اس کا منشا آگے آتا ہے۔ { اِذَامُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ }۔

۵ ۔ یعنی وہ معصوم و مقدس انسان جس کے صدق و امانت کا اقرار سب کو پہلے سے تھا اور اب براہین ساطعہ سے اس کی صداقت پوری طرح روشن ہو چکی، موکد قسم کھا کر اللہ کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ پھر تسلیم نہ کرنے کی کیا وجہ ہاں اگر کوئی محال یا خلاف حکمت بات کہتا تو انکار کی گنجائش ہو سکتی تھی، لیکن نہ یہ
۶ ۔ یعنی اس عالم الغیب کی قسم جس کے علم محیط سے آسمان و زمین کا کوئی ذرہ یا ذرہ سے چھوٹی بڑی کوئی چیز بھی غائب نہیں۔ شاید یہ اس لئے فرمایا کہ قیامت کے وقت کی تعیین ہم نہیں کر سکتے۔ اس کا علم اسی کو ہے جس کےعلم سےکوئی چیز باہر نہیں۔ ہم کو جتنی خبر دی گئ بلا کم و کاست پہنچا دی، اور اس کا جواب بھی ہو گیا جو کہتے

۷ ۔ یعنی قیامت کا آنا اس لئے ضرور ہے کہ لوگوں کو ان کی نیکی اور بدی کا پھل دیا جائے اور حق تعالیٰ کی جملہ صفات کا کامل ظہور ہو (تنبیہ) "جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کو ہرانے کو" یعنی ہماری آیتوں کے ابطال اور لوگوں کو قولاً و فعلاً ان سے روکنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ گویا وہ (العیاذ باللہ) اللہ کو عاجز کرنا اور ہرانا چاہتے ہیں اور سمجھتے
۸ ۔ یعنی اس واسطے قیامت آنی ہے کہ جن کو یقین تھا انہیں عین الیقین حاصل ہو جائے اور آنکھوں سے دیکھ لیں کہ قرآن کی خبریں موبمو صحیح و درست ہیں اور بیشک قرآن ہی وہ کتاب ہے جو اس زبردست خوبیوں والے خدا تک پہنچنے کا ٹھیک راستہ بتاتی ہے۔ بعض مفسرین نے { وَيَرَى الَّذِيْنَ } الخ کا مطلب یہ لیا ہے کہ { اَلَّذِيْنَ سَعَوْ فِىْ اٰيَاتِنَا

۱۰ ۔ یعنی نہ جھوٹ ہے نہ جنون، البتہ یہ لوگ عقل و دانش اورصدق و صواب کے راستہ سے بھٹک کر بہت دور جا پڑے ہیں۔ اور بیہودہ بکواس کر کے اپنے کو آفت میں پھنسا رہے ہیں۔ فی الحقیقت یہ بڑا عذاب ہے کہ آدمی کا دماغ اس قدر مختل ہو جائے کہ وہ خدا کے پیغمبروں کو مفتری یا مجنون کہنے لگے۔ العیاذ باللہ۔
۹ ۔ کفار قریش نبی کریم کی شان میں یہ گستاخی کرتے تھے۔ یعنی آؤ تمہیں ایک شخص دکھلائیں جو کہتا ہے کہ تم گل سڑ کر اور ریزہ ریزہ ہو کر جب خاک میں مل جاؤ گے، پھر تم کو ازسر نو بھلاچنگا بنا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ بھلا ایسی مہمل بات کون قبول کر سکتا ہے۔ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو یہ شخص جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ لگاتا ہے کہ
۱۱ ۔ یعنی کیا یہ لوگ اندھے ہو گئے ہیں آسمان و زمین بھی نظر نہیں آتے جو آگے پیچھے ہر طرف نظر ڈالنے سے نظر آ سکتے ہیں ان کو تو وہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ نے بنایا ۔ پھر جس نے بنایا اسے توڑنا کیا مشکل ہے۔ اور جو ایسے عظیم الشان اجسام کو بنا سکتا اور توڑ پھوڑ سکتا ہے اسے انسانی جسم کا بگاڑ دینا اور بنانا کیا مشکل ہو گا۔ یہ لوگ
۱۲ ۔ یعنی جو بندے عقل و انصاف سے کام لے کر اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں، اسی آسمان و زمین میں ان کے لئے بڑی بھاری نشانی موجود ہے۔ وہ اس منتظم اور پر حکمت نظام کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ ضرور یہ ایک دن کسی اعلیٰ و اکمل نتیجہ پر پہنچنے والا ہے جس کا نام "دارالآخرۃ" ہے یہ تصور کر کے وہ بیش از بیش اپنے مالک و خالق
۔ یعنی نبوت کے ساتھ غیر معمولی سلطنت عنایت فرمائی۔ ۱۳

۱۴ ۔ حضرت داؤد کبھی کبھی جنگل میں نکلتے، خدا کو یاد کرتے، خوف الہٰی سے روتے تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے اور اپنی ضرب المثل خوش آوازی سے زبور پڑھتے ، اس کی عجیب و غریب تاثیر سے پہاڑ بھی ان کے ساتھ تسبیح پڑھنے لگتے تھے اور پرندے ان کے گرد جمع ہو کر اسی طرح آواز کرتے حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو
۱۵ ۔ یعنی حضرت داؤد کے حق میں ہم نے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ بدون آگ اور آلات صناعیہ کے لوہے کو جس طرح چاہتے ہاتھ سے توڑ موڑ لیتے تھے۔ اور اس کی زرہیں تیار کر کے فروخت کرتے تا قوت بازو سے کما کر کھائیں بیت المال پر اپنا بار نہ ڈالیں کہتےہیں کہ کڑیوں کی زرہ پہلے ان ہی سے نکلی کہ کشادہ رہے حق تعالیٰ نے ان کو
۱۶ ۔ یعنی ان صنائع میں پڑ کر منعم حقیقی کی طرف سے غفلت نہ ہونے پائے۔ ہمیشہ عمل صالح کرتے رہو اور یاد رکھو کہ اللہ سب کام دیکھتا ہے۔

۱۷ ۔ حضرت سلیمان کا تخت تھا جو فضا میں اڑتا، ہوا اس کو شام سے یمن اور یمن سے شام لے چلتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو ان کے لئے مسخر کر دیا تھا، ایک مہینہ کی مسافت ہوا کے ذریعہ سے آدھے دن میں طے ہوتی تھی۔ سورہ "انبیاء" اور سوہ نمل میں اس کا کچھ بیان گذر چکا ہے اور آگے سورہ صٓ میں آئےگا اور پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ، کہتے
۱۸ ۔ یعنی بہت سے جن جنہیں دوسری جگہ شیاطین سے تعبیر فرمایا ہے معمولی قلیوں اور خدمت گاروں کی طرح ان کے کام میں لگے رہتے تھے۔ اللہ کا حکم تھا کہ سلیمان کی اطاعت کریں ذرا سرکشی کی تو آگ میں پھونک دیا جائے گا۔

۱۹ ۔ یعنی بڑے بڑے محل، مسجدیں اور قلعے جنات تعمیر کرتے اور مجسم تصویریں بناتے (جو ان کی شریعت میں ممنوع نہیں ہوں گی، شریعت محمدیہ نے منع کر دیا) اور تانبے کے بڑے بڑے لگن بناتے جیسے حوض یا تالاب اور دیگیں تیار کرتے جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکتی تھیں۔ ایک ہی جگہ رکھی رہتیں۔
۲۰ ۔ یعنی ان عظیم الشان انعامات و احسانات کا شکر ادا کرتے رہو، محض زبان سےنہیں بلکہ عمل سے وہ کام کرو جن سے حق تعالیٰ کی شکرگذاری ٹپکتی ہو۔ بات یہ ہے کہ احسان تو خدا کم و بیش سب پر کرتا ہے لیکن پورے شکرگذار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ جب تھوڑے ہیں تو قدر زیادہ ہو گی۔ لہذا شکرگذار بن کر اپنی قدر و منزلت بڑھاؤ۔ یہ خطاب داؤد
۲۱ ۔ حضرت سلیمان جنوں کے ہاتھ سے مسجد بیت المقدس کی تجدید کرا رہے تھے جب معلوم کیا کہ میری موت آ پہنچی جنوں کو نقشہ بتا کر آپ ایک شیشہ کے مکان میں دربند کر کے عبادت الہٰی میں مشغول ہو گئے جیسا کہ آپ کی عادت تھی کہ مہینوں خلوت میں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی حالت میں فرشتہ نے روح قبض کر لی اور آپ کی نعش
۲۲ ۔ یعنی باغوں کے دو طویل سلسلے داہنے اور بائیں میلوں تک چلے گئے تھے۔ اگر سمجھتے تو خدا کی رحمت و قدرت کی یہ ہی نشانی ایمان لانے اور شکرگذار بننے کے لئے کافی تھی۔

۲۳ ۔ گویا وہ نشانی زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو اور اس منعم حقیقی کا شکر ادا کرو۔ کفر و عصیان اختیار کر کے ناشکر مت بنو۔ یا جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے انبیاء کی زبانی اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی ہو گی کہتے ہیں تیرہ نبی اس قوم کی طرف بھیجے گئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو حضرت مسیح سے
۲۴ ۔ مصنف "ارض القران" "سبا" کی عمارتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "اسی سلسلہ عمارات میں ایک چیز بندِ آب ہے جس کو عرب حجاز "سد" اور عرب یمن"عرم" کہتے ہیں۔ عرب کے ملک میں کوئی دائمی دریا نہیں۔ پانی پہاڑوں سے بہہ کر ریگستانوں میں خشک اور ضائع ہو جاتا ہے۔ زراعت کے مصرف میں نہیں آتا۔ "سبا" مختلف مناسب موقعوں
۲۵ ۔ یعنی نصیحتوں کو خاطر میں نہ لائے اور منعم حقیقی کی شکر گذاری سے منہ موڑے رہے۔ تب ہم نے پانی کا عذاب بھیج دیا۔ وہ بند ٹوٹا تمام باغات اور زمینیں غرقاب ہو گئیں اور ان اعلیٰ درجہ کے نفیس میووں اور پھلو ں کی جگہ نکمے درخت اور جھاڑ جھنکاڑ رہ گئے جہاں انگور، چھوارے اور قسم قسم کی نعمتیں پیدا ہوتی تھیں اب وہاں پیلو،
۲۶ ۔ ایسی سخت سزا بڑے ناشکروں کو دیجاتی ہے ۔ کفر سے بڑھ کر کیا ناشکری ہوگی۔ سورہ "نمل" میں گذر چکا { وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللهِ } الخ (نمل رکوع۲) بظاہر اس قسم کا شرک اس قوم میں بلقیس کے بعد بھی باقی رہا ہو گا۔
۲۷ ۔ برکت والی بستیاں ملک شام کی ہیں یعنی ان کے ملک سے شام تک راستے مامون تھے۔ سڑک کے کنارے کنارے دیہات کا سلسلہ ایسے اندازے اور تناسب سے چلا گیا تھا کہ مسافر کو ہر منزل پر کھانا، پانی اور آرام کرنے کا موقع ملتا تھا ۔ آبادیوں کے قریب ہونے اور جلد جلد نظر آنے سے مسافر کا جی نہیں گھبراتا تھا، نہ چوروں ڈاکوؤں کا خوف تھا۔
۲۸ ۔ زبان حال سےکہا ہو گا اور ممکن ہے زبان قال سےکہنے لگے ہوں کہ اے اللہ! اس طرح سفر کا لطف نہیں آتا۔ منزلیں دور ہوں، آس پاس آبادیاں نہ ملیں، بھوک پیاس ستائے، تب سفر کا مزہ ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں آرام میں مستی آئی لگے تکلیف مانگنے کہ جیسے اور ملکوں کی خبر سنتے ہیں سفروں میں پانی نہیں ملتا، آبادی نہیں ملتی،
۲۹ ۔ یعنی ہم نے شیرازہ بکھیر دیا اور ان کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ اکثر خاندان ادھر ادھر منتشر ہوگئے کوئی ایک طرف کوئی دوسری طرف نکل گیا۔ آبادیوں کا نام و نشان حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ اب ان کی صرف کہانیاں باقی رہ گئیں کہ لوگ سنیں اور عبرت پکڑیں۔ ان کا وہ عظیم الشان تمدن اور شان و شکوہ سب خاک میں مل گیا۔ صاحب "ارض القرآن"
۳۰ ۔ یعنی ان حالات کو سن کر چاہئیے عقلمند عبرت حاصل کریں۔ جب اللہ فراخی اور عیش دے خوب شکر ادا کرتے رہیں اور تکلیف و مصیبت آئے تو صبر و تحمل اختیار کر کے اللہ سےمدد مانگیں۔

۳۱ ۔ پہلے دن ابلیس نے تخمینہ کر کے کہا تھا { لَاَ حْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَه اِلَّا قَلِيْلًا } (اسراء رکوع۷) اور { ثُمَّ لَاٰ تِيَنَّهُمْ مِّنْ اَبَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ } (اعراف رکوع۲) ویسے ہی نکلے۔

۳۲ ۔ یعنی شیطان کو یہ قدرت نہ تھی کہ لاٹھی لے کر ان کو زبردستی راہ حق سے روک دیتا۔ ہاں بہکاتا پھسلاتا ہے اور اتنی قدرت بھی اس لئے دی گئ کہ بندوں کا امتحان و ابتلاء منظور تھا، دیکھیں کون آخرت پر یقین کر کے خدا کو یاد رکھتا ہے اور کون دنیا میں پھنس کر انجام سے غافل ہو جاتا اور بیوقوف بن کر شک یا دھوکہ میں پڑ جاتا ہے۔ اللہ کی
۳۳ ۔ یہاں سے مشرکین مکہ کو خطاب ہے جنکی تنبیہ کے لئے "سبا" کا قصہ سنایا تھا۔ یعنی اللہ کے سوا جن چیزوں پر تم کو خدائی گمان ہے ذرا کسی آڑے وقت میں ان کو پکارو تو سہی دیکھیں وہ کیا کام آتے ہیں؟

۳۴ ۔ یعنی یہ مسکین کیا کام آتے جنہیں آسمان و زمین میں نہ ایک ذرہ کا مستقل اختیار ہے (بلکہ بتوں کو تو غیر مستقل بھی نہیں) نہ آسمان و زمین میں ان کی کچھ شرکت نہ خدا کو کسی کام میں مدد کی ضرورت، جو یہ اس کے معین و مددگار بن کر ہی کچھ حقوق جتلاتے۔ اس کی بارگاہ تو وہ ہے جہاں بڑے بڑے مقربین کی یہ بھی طاقت نہیں کہ بدون اذن
۳۵ ۔ یہ فرشتوں کا حال فرمایا جو ہمہ وقت اس بارگاہ کے حاضر باش ہیں۔ جب اوپر سے اللہ کا حکم اترتا ہے ایسی آواز آتی ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر کھینچی جائے۔ (شاید اتصال و بساطت کو قریب الی الفہم کرنے کے لئے یہ تشبیہ دی گئ) فرشتے دہشت اور خوف و رعب سے تھرا جاتے ہیں اور تسبیح کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ جب
۳۶ ۔ یعنی آسمان و زمین سے روزی کے سامان بہم پہنچانا صرف اللہ کے قبضہ میں ہے اس کا اقرار مشرکین بھی کرتے تھے لہٰذا آپ بتلا دیں کہ یہ تم کو بھی مسلّم ہے۔ پھر الوہیت میں دوسرے شریک کہاں سے ہو گئے۔

۳۷ ۔ یعنی دونوں فرقے تو سچ نہیں کہتے (ورنہ اجتماع نقیضین لازم آ جائے) یقینًا دونوں میں ایک سچا اور ایک جھوٹا ہے تو لازم ہے کہ سوچو اور غور کر کے سچی بات قبول کرو۔ اس میں ان کا جواب ہے جو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میاں! دونوں فرقے ہمیشہ سے چلے آئے ہیں کیا ضرور ہے جھگڑنا۔ سو بتلا دیا کہ ایک یقینًا خطار کار اور گمراہ ہے۔

۳۸ ۔ یعنی ہر ایک کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہئے۔ کوئی شخص دوسرے کے قصور اور غلطی کا جوابدہ نہ ہو گا۔ اگر اتنی صاف باتیں سننے کے بعد بھی تم اپنی حالت میں غور کرنے کے لئے تیار نہیں تو یاد رکھو ہم حجت تمام کر چکے۔ اور کلمہ حق پہنچا چکے۔ اب تم اپنے اعمال کے خود جوابدہ ہوگے۔ ہم پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ نہ ایسی
۳۹ ۔ یعنی ذرا سامنے تو کرو کون سی ہستی ہے جو اس کی خدائی میں ساجھا رکھتی؟ ہم بھی تو دیکھیں کہ اس کے کیا کچھ اختیارات ہیں۔ کیا ان پتھر کی بیجان اور خود تراشیدہ مورتوں کو پیش کرو گے۔

۴۰ ۔ یعنی ہر گز تم ایسی کوئی ہستی پیش نہیں کر سکتے۔ وہ تو اکیلا ایک ہی خدا ہے جو زبردست، غالب و قاہر اور اعلیٰ درجہ کی حکمت و دانائی رکھنے والا ہے۔ سب اس کے سامنے مغلوب و مقہور ہیں۔

۴۱ ۔ یہ توحید کے ساتھ رسالت کا ذکر کر دیا۔ یعنی آپ کا فرض اور آپ کی بعثت کی غرض یہ ہی ہے کہ نہ صرف عرب کو بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کو ان کے نیک و بد سے آگاہ کر دیں سو کر دیا۔ جو نہیں سمجھتے وہ جانیں۔ سمجھدار آدمی تو اپنے نفع و نقصان کو سچ کر آپ کی بات کو ضرور مانیں گے۔ ہاں دنیا میں کثرت جاہلوں اور ناسمجھوں کی ہے۔
۔ یعنی جس گھڑی سے ڈراتے ہو وہ کب آئے گی۔ اگر سچے ہو تو جلدی لا کر دکھلا دو۔ ۴۲

۴۳ ۔ یعنی گھبراؤ نہیں جس دن کا وعدہ ہے ضرور آ کر رہے گا۔ جب آئے گا تو ایک منٹ کی مہلت نہ ملے گی جلدی مچانے کے بجائے اس کی ضرورت ہے کہ اس وقت کے آنے سے پہلے کچھ تیاری کر رکھو۔

۴۴ ۔ یعنی ہم نہ قرآن کو مانیں نہ اگلی کتابوں کو جنہیں تم آسمانی کتابیں بتلاتے ہو۔ مثلاً توریت و انجیل وغیرہ یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹّے بٹّے ہیں۔ جہاں دیکھو وہ ہی حساب کتاب اور قیامت کا مضمون۔ سو ان چیزوں کو ہم ہرگز تسلیم کرنے والے نہیں۔
۴۵ ۔ یعنی جیسے ناکامیابی کے وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک دوسرے کو ناکامیابی کا سبب گردانتا ہے۔ محشر میں بھی کفار ایک دوسرے کو مورد الزام بنائیں گے۔ جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

۴۶ ۔ دنیا میں جو لوگ نیچے کے طبقہ میں شمار ہوتے تھے اور دوسروں کے پیچھے چلتے تھے وہ اپنے بڑے سرداروں کو الزام دیں گے کہ تم نے ہمیں اس مصیبت میں پھنسوایا۔ تمہاری روک نہ ہوتی تو ہم ضرور پیغمبروں کی بات مان لیتے۔ اور یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔
۴۷ ۔ یعنی جب تمہارے پاس حق بات پہنچ گئ اور سمجھ میں آ گئ تھی کیوں قبول نہ کی۔ کیا ہم نے زبردستی تمہارے دلوں کو ایمان و یقین سے روک دیا تھا۔ چاہیئے تھا کہ کسی کی پروا نہ کر کے حق کو قبول کر لیتے۔ اب اپنا جرم دوسروں کے سر کیوں رکھتے ہو۔
۴۸ ۔ یعنی بیشک تم نے زبردستی مجبور تو نہ کیا تھا۔ مگر رات دن مکر و فریب اور مغویانہ تدبیر سے ہم کو بہکاتے پھسلاتے رہتے تھے۔ جب ملے یہ ہی تلقین کی کہ ہم پیغمبروں کے ارشاد کے موافق خدا کو ایک نہ مانیں۔ بلکہ بعض مخلوقات کو بھی اس کا مماثل اور برابر کا شریک سمجھیں۔ آخر تمہاری شب و روز کی ترغیب و ترہیب کا کہاں تک اثر

۴۹ ۔ یعنی جس وقت ہولناک عذاب سامنے آئے گا تابعین اور متبوعین دونوں اپنے اپنے دل میں پچتائیں گے ہر ایک محسوس کرے گا کہ واقعی میں مجرم اور قصور وار ہوں لیکن شرم کے مارے ایک دوسرے پر ظاہر نہ کریں گے اور شدید اضطراب و خوف سے شاید بولنے کی قدرت بھی نہ ہو۔
۔ گردنوں میں طوق اور ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوں گی۔ ۵۰

۔ یعنی جو عمل کیے تھے آج وہ اس سزا کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ جیسا کرنا ویسا بھرنا۔ ۵۱

۵۲ ۔ یہ حضور کو تسلی دی گئ کہ آپ رؤسائے مکہ کے انحراف و سرکشی سے مغموم نہ ہوں۔ ہر زمانہ میں پیغمبروں کا مقابلہ ایسے ہی بدبخت رئیسوں نے کیا ہے۔ دولت و ثروت کا نشہ اور اقتدار طلبی کا جذبہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے وہ کسی کے سامنے گردن جھکانا اور چھوٹے آدمیوں کے برابر بیٹھنا گوارا نہیں کرتا۔ اسی لئے انبیاء کے اول متبعین عمومًا
۵۳ ۔ یعنی معلوم ہوا خدا ہم سے خوش اور راضی ہے۔ ورنہ اتنا مال و اولاد کیوں دیتا۔ جب وہ خوش ہے تو ہم کو کسی آفت کا اندیشہ نہیں۔ تم فضول عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو۔

۵۴ ۔ یعنی روزی کی فراخی یا تنگی اللہ کے خوش یا نا خوش ہونے کی دلیل نہیں۔ دیکھتے نہیں دنیا میں کتنے بدمعاش، شریر، دہریے، ملحد (ناستک) مزے اڑاتے ہیں حالانکہ ان کو کوئی مذہب بھی اچھا نہیں کہتا اور بہت سے خدا پرست پرہیزگار اور نیک بندے بظاہر فاقے کھینچتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ دولت و افلاس یا تنگی و فراخی کسی کے محبوب و
۵۵ ۔ یعنی مال و اولاد کی کثرت نہ قرب الہٰی کی علامت ہے جیسا کہ اوپر کی آیت میں گذرا۔ اور نہ قرب حاصل کرنے کا سبب ہے۔ بلکہ اس کے برعکس کافر کے حق میں زیادت بُعد کا سبب بن جاتا ہے۔ ہاں مومن اگر مال و دولت کو وجوہ خیر میں صرف کرے اور اولاد کو بہترین تعلیم و تربیت دلا کر نیک اور شائستہ بنائے، ایسا مال و اولاد ایک درجہ میں
۵۶ ۔ یعنی کام پر جتنے اجر کا استحقاق ہے اس سے زائد بدلہ ملے گا۔ کم از کم دس گنا اور زیادہ ہوتو سات سو گنا بلکہ اللہ چاہے تو اس سے بھی زیادہ جس کی کوئی حد نہیں۔ { وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ } (بقرہ رکوع ۳۶) یہاں ضعف سے مطلقًا زیادت مراد ہے۔
۵۷ ۔ یعنی جو بدبخت اللہ کی آیات کو رد کرتے اور ان پرطعن کر کے لوگوں کو ادھر سے روکتے ہیں گویا سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ و رسول کو ہرا دیں گے وہ سب عذاب میں گرفتار ہو کر حاضر کئے جائیں گے ایک بھی چھوٹ کر نہ بھاگ سکے گا۔
۵۸ ۔ یہ مسلمانوں کو سنایا کہ تم وجوہ خیر میں خرچ کرتے وقت تنگی اور افلاس سے نہ ڈرنا۔ خرچ کرنے سے رزق کم نہیں ہو جاتا جو مقدر ہے پہنچ کر رہے گا۔ اللہ اپنی حکمت سے جس کو جتنا دینا چاہے اس میں تمہارے خرچ کرنے نہ کرنے سے فرق نہیں پڑتا بلکہ وجوہ خیر میں خرچ کرنے سے برکت ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اس کا عوض دیتا ہے خواہ
۵۹ ۔ بہت مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے بہت ان کے ہیاکل بنا کر پرستش کرتے تھے بلکہ بعض نے لکھا ہےکہ اصنام پرستی کی ابتداء ملائکہ پرستی ہی سے ہوئی۔ اور عمرو بن لُحی یہ رسم قبیح شام سے حجاز میں لایا۔ بہرحال قیامت کے دن کفار کو سنا کر فرشتوں سے سوال کریں گے کہ کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے؟ شاید مطلب یہ ہو کہ تم نے
۶۰ ۔ یعنی آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی کسی درجہ میں اس کا شریک ہو ۔ (العیاذ باللہ) ہم کیوں ان کو ایسی بات کہنے لگے تھے یا ایسی واہیات حرکت سے خوش ہوتے۔ ہماری رضا تو آپ کی رضا کے تابع ہے۔ ہم کو ان مجرموں سے کیا واسطہ ہم تو آپ کے فرمانبردار غلام ہیں پھر یہ بدبخت تو حقیقت میں ہماری پرستش بھی نہیں کرتے تھے۔ نام
۶۱ ۔ یعنی آج عابد اور معبود دونوں کا عجز واضح ہو گیا کہ کوئی کسی کو ذرہ بھر نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا جن معبودین کا بڑا سہارا سمجھتے تھے انہوں نے اس طرح وقت پر بیزاری ظاہر کر دی۔

۶۲ ۔ یہ رسول کریم کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ یہ شخص نبی رسول کچھ نہیں۔ بس اتنی غرض ہے کہ ہمارے باپ دادوں کا طریقہ چھڑا کر (جس کو ہم قدیم سےحق جانتے چلے آئے ہیں) اپنے ڈھب پر لے آئے اور خود حاکم و متبوع بن کر بیٹھ جائے۔ گویا صرف حکومت و ریاست مطلوب ہے (العیاذ باللہ)۔
۶۳ ۔ یعنی قرآن کیا ہے (العیاذ باللہ) چند جھوٹی باتیں جو خدا کی طرف منسوب کر دی گئ ہیں۔

۶۴ ۔ یعنی یہ نبوت کا دعویٰ جس کے ساتھ چند معجزات و خوارق کی نمائش کی گئ ہے یا مذہب اسلام جس نے آ کر میاں کو بیوی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا ہے یا قرآن جس کی تاثیر لوگوں کے دلوں پر غیر معمولی ہوتی ہے، صریح جادو کے سوا اور کچھ نہیں (العیاذ باللہ)۔
۶۵ ۔ یعنی محض اُمّی تھے نہ کوئی کتاب سماوی ان کے ہاتھ میں تھی نہ اتنی مدت دراز سےکوئی نبی ان میں آیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان پیغمبر اور ایسی جلیل القدر کتاب مرحمت فرمائی۔ چاہئے کہ اسے غنیمت جانیں اور انعام الہٰی کی قدر کریں۔ خصوصًا جبکہ پہلے سے خود کہا بھی کرتے تھے کہ اگر ہم میں کوئی پیغمبر آتا یا کوئی کتاب ہم پر اتاری
۶۶ ۔ یعنی جیسی لمبی عمریں، جسمانی قوتیں، مال و دولت، اور عیش و ترفہ ان کو دیا گیا تمہیں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملا۔ لیکن جب انہوں نے پیغمبروں کی تکذیب و مخالفت کی، دیکھ لو! کیا انجام ہوا، سب سازوسامان دھرا رہ گیا۔ ایک منٹ بھی عذاب الہٰی کو روک نہ سکے۔ پھر تم اتنا کاہے پر اتراتے ہو؟ اس برتے پر یہ تتاپانی۔

۶۷ ۔ یعنی تعصب و عناد چھوڑ کر انصاف و اخلاص کے ساتھ اللہ کے نام پر اٹھ کھڑے ہو۔ اور کئ کئ مل کر بحث و مشورہ کر لو اور الگ الگ تنہائی میں غور کر کے سوچو کہ یہ تمہارا رفیق (محمد رسول اللہ) جو چالیس برس سے زیادہ تمہاری آنکھوں کے سامنے رہا جس کے بچپن سے لیکر کہولت تک کے ذرہ ذرہ حالات تم نے دیکھے جس کی
۶۸ ۔ یعنی میں تم سے اپنی محنت کا کچھ صلہ نہیں چاہتا اگر تمہارے خیال میں کچھ معاوضہ طلب کیا ہو وہ سب تم اپنے پاس رکھو مجھے ضرورت نہیں۔ میرا صلہ تو خدا کے ہاں ہے۔ تم سے جو چیز طلب کرتا ہوں یعنی ایمان و اسلام وہ صرف تمہارے نفع کی خاطر۔ اس سے زائد میری کوئی غرض نہیں۔
۔ یعنی میری سچائی اور نیت اللہ کے سامنے ہے۔ ۶۹

۷۰ ۔ یعنی اوپر سے وحی اتر رہی اور دین کی بارش ہو رہی ہے۔ موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ جس زور سے اللہ تعالیٰ حق کو باطل کے سر پر پھینک کر مار رہا ہے اس سے اندازہ کرو کہ باطل کہاں ٹھہر سکے گا، ضرور ہے ملیامیٹ ہو کر رہے اور آفاق میں دین حق کا ڈنکا بجے اس علام الغیوب نے خوب دیکھ بھال کر عین موقع پر
۷۱ ۔ یعنی دین حق آ پہنچا اب اس کا زور رکنے والا نہیں۔ سب پر غالب ہو کر اور باطل کو زیر کر کے رہے گا جھوٹ کے پاؤں کہاں جو حق کے سامنے چل سکے۔ وہ تو اب کرنے کا نہ دھرنے کا۔ سمجھ لو آیا گیا ہوا۔ فتح مکہ کے دن یہ آیت آپ کی زبان پر تھی۔
۷۲ ۔ یعنی اگر میں نے یہ ڈھونگ خود کھڑا کیا ہے تو کے دن چلے گا۔ اس میں آخر میرا ہی نقصان ہے۔ دنیا کی عداوت مول لینا، ذلت اٹھانا اور آخرت کی رسوائی قبول کرنا۔ (العیاذ باللہ) لیکن اگر میں سیدھے راستہ پر ہوں جیسا کہ واقعی ہوں تو سمجھ لو کہ یہ سب اللہ کی تائید و امداد اور وحی الہیٰ کی برکت و ہدایت سے ہے جو کسی وقت میرا ساتھ نہیں
۷۳ ۔ یعنی یہ کفار یہاں ڈینگیں مارتے ہیں مگر وہ وقت عجیب قابل دید ہو گا جب یہ لوگ محشر کا ہولناک منظر دیکھ کر گھبرائیں گے اور کہیں بھاگ نہ سکیں گے اس وقت گرفتاری کے لئے کہیں دور سے ان کو تلاش نہ کرنا پڑے گا۔ بلکہ نہایت آسانی سے فورًا جہاں کے تہاں گرفتار کر لیے جائیں گے۔
۷۴ ۔ یعنی اس وقت کہیں گے کہ ہمیں پیغمبر کی باتوں پر یقین آ گیا اب ہم ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ اب ایمان کیسا؟ وہ موقع دور گیا جب ایمان لا کر اپنے کو بچا سکتے تھے۔ اب ان کا ہاتھ اتنی دور کہاں پہنچ سکتا ہے جو وہاں سے ایمان کو اٹھا لائیں۔ مطلب یہ کہ ایمان مقبول و منجی وہ ہے جو موت سے پہلے اس دنیا میں حاصل ہو۔ آخرت میں تو آنکھوں سے دیکھ
۷۵ ۔ یعنی پہلے جب ایمان لانے کا وقت تھا (انکار پر تلے رہے اور یوں ہی اٹکل کے تیر چلاتے رہے دنیا میں رہ کر ہمیشہ بے تحقیق باتیں کیں۔ سچی اور تحقیقی باتوں کو قبول نہ کیا۔ اب پچتانے سے کیا حاصل۔

۷۶ ۔ یعنی جس چیز کی آرزو رکھتے ہیں مثلاً ایمان مقبول یا نجات، یا دنیا کی طرف واپس جانا، یا دنیوی لذتیں اور عیش و آرام ۔ ان چیزوں کے اور ان کفار کے درمیان سخت روک قائم کر دی گئ۔ کبھی ان تک نہیں پہنچ سکتے۔

۷۷ ۔ یعنی پہلے جو اسی قماش کے لوگ گذرے ہیں جیسا معاملہ ان سے کیا تھا تھا ان سے بھی ہوا۔ کیونکہ وہ لوگ بھی ایسے ہی مہمل شبہات اور بیجا شک و تردد میں گھرے ہوئے تھے جو کسی طرح ان کو چین نہ لینے دیتا تھا۔
تم سورة سبا۔
ا ۔ یعنی آسمان و زمین کو ابتداءً عدم سے نکال کر وجود میں لایا۔ پہلے سے کوئی نمونہ اور تخلیق کا قانون موجود نہ تھا۔

۲ ۔ یعنی بعض فرشتے انبیاء کے پاس اللہ کا پیغام لاتے ہیں اور بعض دوسرے جسمانی و روحانی نظام کی تدبیر و تشکیل پر مامور ہیں۔ { فَالمدَبِّرَاتِ اَمْرًا }۔

۳ ۔ یعنی بعض فرشتوں کے دو بازو (یا دو پر) بعض کے تین بعض کے چار ہیں ۔ ان بازوؤں اور پروں کی کیفیت کو اللہ ہی جانتا ہے یا جس نے دیکھے ہوں وہ کچھ بتلا سکیں۔

۴ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس مخلوق میں جو عضو اور جو صفت چاہے اپنی حکمت کے موافق بڑھا دے۔ فرشتوں کے دو، تین، چار بازو (یا پر) اسی نے بنائے چاہے تو بعض فرشتوں کے چار سے زیادہ بنا دے۔
حضرت جبریل کے بازو:
۵ ۔ رحمت جسمانی ہو مثلاً بارش، روزی وغیرہ یا روحانی جیسے انزال کتب و ارسال رسل۔ غرض جب لوگوں پر اپنی رحمت کا دروازہ کھولے، کون ہے جو بند کر سکے۔

۔ یعنی اپنی حکمت بالغہ کے موافق جو کچھ کرنا چاہے فورًا کر گذرے۔ ایسا زبردست ہے جسے کوئی نہیں روک سکتا۔ ۶

۷ ۔ یعنی مانتے ہو کہ پیدا کرنا اور روزی کے سامان بہم پہنچا کرزندہ رکھنا سب اللہ کے قبضہ اور اختیار ہے۔ پھر معبودیت کا استحقاق کسی دوسرے کو کدھر سے ہو گیا جو خالق و رازق حقیقی ہے وہ ہی معبود ہونا چاہئے۔

۸ ۔ یعنی اس قدر سمجھانے اور حجت تمام کرنے کے بعد بھی یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو غم نہ کیجئے۔ انبیائے سابقین کے ساتھ بھی یہ ہی برتاؤ ہوا ہے۔ کوئی انوکھی بات نہیں۔ متعصب اور ضدی لوگ کبھی اپنی ہٹ سے باز نہیں آئے۔ ایسوں کا معاملہ خدا کے حوالہ کیجئے۔ وہیں پہنچ کر سب باتوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔

۹ ۔ یعنی قیامت آنی ہے اور یقینًا سب کو اللہ تعالیٰ کی بڑی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ اس دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور فانی عیش و بہار پر نہ پھولو۔ اور اس مشہور دغاباز شیطان کے دھوکہ میں مت آؤ۔ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے۔ کبھی اچھا مشورہ نہ دے گا۔ یہ ہی کوشش کرے گا کہ اپنے ساتھ تم کو بھی دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے طرح طرح کی باتیں بنا کر خدا اور

۱۰ ۔ یعنی شیطان نے جس کی نگاہ میں برے کام کو بھلا کر دکھایا۔ کیا وہ شخص اس کے برابر ہو سکتا ہے جو خدا کے فضل سے بھلے برے کی تمیز رکھتا ہے۔ نیکی کو نیکی اور بدی کو بدی سمجھتا ہے۔ جب دونوں برابر نہیں ہو سکتے تو انجام دونوں کا یکساں کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور یہ خیال نہ کرو کہ کوئی آدمی دیکھتی آنکھوں برائی کو بھلائی کیونکر
۱۱ ۔ اللہ کے حکم سے ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں اور جس ملک کا رقبہ مردہ پڑا تھا۔ یعنی کھیتی و سبزہ کچھ نہ تھا، چاروں طرف خاک اڑ رہی تھی، بارش کے پانی سے اس میں جان پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی مرے پیچھے جلا کر کھڑا کر دے گا۔ روایات میں ہے کہ جب اللہ مردوں کو زندہ کرنا چاہے گا۔ عرش کے نیچے
۱۲ ۔ کفار نے دوسرے معبود اس لئے ٹھہرائے تھے کہ اللہ کے ہاں ان کی عزت ہو گی۔ { وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا } (مریم رکوع ۵) اور بہت لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے دوستانہ کرتے تھے کہ اس سے انکی عزت بنی رہے گی { اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا } (نساء رکوع ۲۰) اس
۱۳ ۔ ستھرا کلام ہے، ذکر اللہ، دعاء تلاوت القرآن، علم و نصیحت کی باتیں، یہ سب چیزیں بارگاہ رب العزت کی طرف چڑھتی ہیں اور قبول و اعتناء کی عزت حاصل کرتی ہیں۔

۱۴ ۔ ستھرے کلام (ذکر اللہ وغیرہ) کا ذاتی اقتضاء ہے اوپر چڑھنا۔ اس کے ساتھ دوسرے اعمال صالحہ ہوں تو وہ اس کو سہارا دے کر اور زیادہ ابھارتے اور بلند کرتے رہتے ہیں۔ اچھے کلام کو بدون اچھے کاموں کے پوری رفعت شان حاصل نہیں ہوتی۔ بعض مفسرین نے { وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُه } کی ضمیروں کا مرجع بدل کر یہ معنی لئے ہیں کہ ستھرا
۱۵ ۔ یعنی جو لوگ بری تدبیریں سوچتے اور حق کے خلاف داؤ گھات میں رہتے ہیں آخر ناکام ہو کر خسارہ اٹھائیں گے۔ دیکھو قریش نے "دارالندوہ" میں بیٹھ کر حضور کو قید کرنے یا قتل کرنے یا وطن سے نکالنے کے مشورے کئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ "جنگ بدر" کے موقع پر وہ ہی لوگ وطن سے نکلے، مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے اور قلیب بدر
۱۶ ۔ یعنی آدم کو مٹی سے پھر اس کی اولاد کو پانی کی بوند سے پیدا کیا۔ پھر مرد عورت کے جوڑے بنا دیے جس سے نسل پھیلی۔ اس درمیان میں استقرار حمل سے لے کر بچہ کی پیدائش تک جو ادوار و اطوار گذرے سب کی خبر خدا ہی کو ہے۔ ماں باپ بھی نہیں جانتے کہ اندر کیا کیا صورتیں پیش آئیں۔
۱۷ ۔ یعنی جس کی جتنی عمر ہے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور جو اسباب عمر کے گھٹنے بڑھنے کے ہیں یا یہ کہ کون عمر طبعی کو پہنچے گا۔ کون نہیں، سب اللہ کے علم میں ہے اور اللہ کو ان جزئیات پر احاطہ رکھنا بندوں کی طرح کچھ مشکل نہیں۔ اس کو تو تمام ماکان و ما یکون، جزئی، کلی اور غیب و شہادت کا علم ازل سے حاصل ہے۔ اس کو اپنے
۱۸ ۔ اوپر سے دلائل توحید اور شواہد قدرت بیان ہوتے آ رہے ہیں اسی کے ضمن میں لطیف اشارے اسلام کے غلبہ کی طرف بھی ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی کفر اور اسلام برابر نہیں خدا کفر کو مغلوب ہی کرے گا اگرچہ تم کو دونوں سے فائدہ ملے گا۔ مسلمانوں سے قوت دین اور کافروں سے جزیہ خراج اور گوشت میٹھے کھاری
۱۹ ۔ اکثر بڑی بڑی تجارتیں جہازوں کے ذریعہ سے ہوتی ہیں۔ ان سے جو منافع حاصل ہوں یہ ہی اللہ کا فضل ہے۔ ان تمام انعامات پر انسان کو چاہئے مالک کا شکر ادا کرے۔

۲۰ ۔ یہ مضمون پہلے کئ جگہ گذر چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہے کبھی اسلام۔ اور سورج چاند کی طرح ہر چیز کی مدت بندھی ہے دیر سویر نہیں ہوتی"۔ حق کا نمایاں غلبہ اپنے وقت پر ہو گا۔
۲۱ ۔ یعنی جس کی صفات و شئون اوپر بیان ہوئیں حقیت میں یہ ہے تمہارا سچا پروردگار اور کل زمین و آسمان کا بادشاہ۔ باقی جنہیں تم خدا قرار دیکر پکارتے ہو۔ وہ مسکین بادشاہ تو کیا ہوتے کھجور کی گٹھلی پر جو باریک جھلی سی ہوتی ہے اس کے بھی مالک نہیں۔
۲۲ ۔ یعنی جن معبودوں کا سہارا ڈھونڈتے ہو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور توجہ کرتے بھی تو کچھ کام نہ آ سکتے۔ بلکہ قیامت کے دن تمہاری مشرکانہ حرکات سے علانیہ بیزاری کا اظہار کریں گے۔ اور بجائے مددگار بننے کے دشمن ثابت ہوں گے۔
۲۳ ۔ یعنی اللہ سے زیادہ احوال کون جانے وہ ہی فرماتا ہے کہ یہ شریک غلط ہیں جو کچھ کام نہیں آ سکتے ایسی ٹھیک اور پکی باتیں اور کون بتلائے گا۔

۲۴ ۔ یعنی سب لوگ اسی اللہ کے محتاج ہیں جسے کسی کی احتیاج نہیں۔ کیونکہ تمام خوبیاں اور کمالات اس کی ذات میں جمع ہیں ۔ پس وہ ہی مستحق عبادت و استعانت کا ہوا۔

۲۵ ۔ یعنی تم نہ مانو تو وہ قادر ہے کہ تم کو ہٹا کر دوسری خلقت آباد کر دے جو ہمہ وجوہ اس کی فرمانبردار اور اطاعت گذار ہو، جیسے آسمانوں پر فرشتے اور ایسا کرنا اللہ کو کچھ مشکل نہیں لیکن اس کی حکمت کا اقتضاء یہ ہے کہ زمین پر یہ سب سلسلے چلتے رہیں۔ اور آخر میں ہر ایک اپنے نیک و بد عمل کا بدلہ پائے تا اس طرح اس کی تمامی
۲۶ ۔ یعنی نہ کوئی ازخود دوسرے کا بوجھ اپنے سر رکھے گا کہ اس کے گناہ اپنے اوپر لے لے اور نہ دوسرے کے پکارنے پر اس کا کچھ ہاتھ بٹا سکے گا خواہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ سب کو نفسی نفسی پڑی ہو گی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت ہی سے بیڑا پار ہو گا۔
۲۷ ۔ یعنی آپ کے ڈرانے سے وہ ہی اپنا رویہ درست کر کے نفع اٹھائے گا جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور ڈر کر اس کی بندگی میں لگا رہتا ہے جس کے دل میں خدا کا خوف ہی نہ ہو وہ ان دھمکیوں سے کیا متاثر ہو گا۔

۲۸ ۔ یعنی آپ کی نصیحت سن کر جو شخص مان لے اور اپنا حال درست کر لے تو کچھ آپ پر یا خدا پراحسان نہیں بلکہ اسی کا فائدہ ہے اور یہ فائدہ پوری طرح اس وقت ظاہر ہو گا جب سب اللہ کے ہاں لوٹ کر جائیں گے۔

۲۹ ۔ یعنی مومن جس کو اللہ نے دل کی آنکھیں دی ہیں، حق کے اجالے اور وحی الہٰی کی روشنی میں بے کھٹکے راستہ قطع کرتا ہوا جنت کے باغوں اور رحمت الہٰی کے سایہ میں جا پہنچتا ہے۔ کیا اس کی برابری وہ کافر کر سکے گا جو دل کا اندھا اوہام و اہواء کی اندھیریوں میں بھٹکتا ہوا جہنم کی آگ اور اس کی جھلس دینے والی لوؤں کی طرف بے تحاشا
۳۰ ۔ یعنی اللہ چاہے تو مردوں کو بھی سنا دے یہ قدرت اوروں کو نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ پیغمبر کا کام خبر پہنچانا اور بھلے برے سے آگاہ کر دینا ہے۔ کوئی مردہ دل کافر انکی بات نہ سنے تو یہ ان کے بس کی بات نہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی سب خلق برابر نہیں۔ جنہیں ایمان دینا ہے ان ہی کو ملے گا۔ تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا
۳۱ ۔ ڈر سنانے والا خواہ نبی ہو یا نبی کا قائم مقام جو اس کی راہ کی طرف بلائے۔ اس کے متعلق سورہ "نمل" کے چوتھے رکوع میں کچھ لکھا جا چکا ہے۔

۳۲ ۔ یعنی روشن تعلیمات یا کھلے کھلے معجزات لے کر آئے۔ نیز ان میں سے بعض کو مختصر چھوٹے صحیفے دیے گئے۔ بعض کو بڑی مفصل کتابیں۔

۔ یعنی جب تکذیب سےباز نہ آئے تو دیکھ لو انجام کیا ہوا۔ وہ ہی تمہارا بھی ہو سکتا ہے۔ ۳۳

۳۴ ۔ یعنی قسم قسم کے میوے۔ پھر ایک قسم میں رنگ برنگ کے پھل پیدا کئے۔ ایک زمین ایک پانی ایک ہوا سے اتنی مختلف چیزیں پیدا کرنا عجیب و غریب قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۵ ۔ یعنی سفید بھی کئ درجے (کوئی بہت زیادہ سفید کوئی کم کوئی اس سے کم) اور سرخ بھی کئی درجے۔ اور کالے بھجنگے یعنی بہت گہرے سیاہ کوے کے پر کی طرح۔

۳۶ ۔ یہ سب بیان ہے قدرت کی نیرنگیوں کا۔ پس جس طرح نباتات، جمادات، اور حیوانات میں رنگ برنگ کی مخلوق ہے، انسانوں میں بھی ہر ایک کی طرح جدا ہے۔ مومن اور کافر ایک دوسرا سا ہو جائے اور سب انسان ایک ہی رنگ اختیار کر لیں یہ کب ہو سکتا ہے۔ ا س میں حضرت کو تسلی دیدی کہ لوگوں کے اختلاف سے غمگین نہ ہوں۔
۳۷ ۔ یعنی بندوں میں نڈر بھی ہیں اور اللہ سے ڈرنے والے بھی مگر ڈرتے وہ ہی ہیں جو اللہ کی عظمت و جلال، آخرت کے بقاء و دوام، اور دنیا کی بے ثباتی کو سمجھتے ہیں اور اپنے پروردگار کے احکام و ہدایات کا علم حاصل کر کے مستقبل کی فکر رکھتے ہیں۔ جس میں یہ سمجھ اور علم جس درجہ کا ہو گا اسی درجہ میں وہ خدا سے ڈرے گا۔ جس میں

۳۸ ۔ یعنی جو اللہ سے ڈر کر اس کی باتوں کو مانتے اور اس کی کتاب کو عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ نیز بدنی و مالی عبادات میں کوتاہی نہیں کرتے وہ حقیقت میں ایسے زبردست بیوپار کے امیدوار ہیں جس میں خسارے اور ٹوٹے کا کوئی احتمال نہیں۔ بلاشبہ جب خدا خود ان کے اعمال کا خریدار ہو تو اس امید میں یقیناً حق بجانب ہیں۔ نقصان کا اندیشہ کسی
۳۹ ۔ یعنی بہت سے گناہ معاف فرماتا ہے اور تھوڑی سے طاعت کی قدر کرتا ہے اور ضابطہ سے جو ثواب ملنا چاہئے بطور بخشش اس سے زیادہ دیتا ہے۔

۔ یعنی بندوں کے احوال کو خوب جانتا ہے۔ ٹھیک موقع پر یہ کتاب اتاری۔ ۴۰

۴۱ ۔ یعنی پیغمبر کے بعد اس کتاب کا وارث اس امت کو بنایا جو بہیأت مجموعی تمام امتوں سے بہتر و برتر ہے ہاں امت کے سب افراد یکساں نہیں ۔ ان میں وہ بھی ہیں جو باوجود ایمان صحیح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں (یہ { ظَالِمٌ لِنَفْسِہٖ } ہوئے) اور وہ بھی ہیں جو میانہ روی سےرہتے ہیں۔ نہ گناہوں میں منہمک نہ بڑے بزرگ اور ولی (ان کو مقتصد
۴۲ ۔ سونا اور ریشم مسلمان مردوں کے لئے وہاں ہے۔ حضور نے فرمایاجو کوئی (مرد) ریشمین (کپڑا) پہنے دنیا میں، نہ پہنے آخرت میں۔

۔ یعنی دنیا کا اور محشر کا غم دور کیا۔ گناہ بخشے اور ازراہ قدردانی طاعت قبول فرمائی۔ ۴۳

۴۴ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں رہنے کا گھر اس سے پہلے کوئی نہ تھا ہر جگہ چل چلاؤ اور روزی کا غم، دشمنوں کا ڈر اور رنج و مشقت۔ وہاں پہنچ کر سب کافور ہو گئے۔

۴۵ ۔ نہ کفار کو جہنم میں موت آئے گی کہ اسی سے تکالیف کا خاتمہ ہو جائے اور نہ عذاب کی تکلیف کسی وقت ہلکی ہو گی۔ ایسے ناشکروں کی ہمارے ہاں یہی سزا ہے۔

۴۶ ۔ یعنی اس وقت تو اسی کو بھلا سمجھتے تھے پر اب وہ کام نہ کریں گے۔ ذرا دوزخ سےنکال دیجئے تو ہم خوب نیکیاں سمیٹ کر لائیں اور فرمانبردار بن کر حاضر ہوں۔

۴۷ ۔ یہ جواب دوزخیوں کو دیا جائے گا۔ یعنی ہم نے تم کو عقل دی تھی جس سے سمجھتے اور کافی عمر دی جس میں سوچنا چاہتے تو سب نیک و بد سوچ کر سیدھا راستہ اختیار کر سکتے تھے۔ حتّٰی کہ تم میں کے بہت سے تو ساٹھ ستر برس دنیا میں زندہ رہ کر مرے۔ پھر اوپر سے ایسے اشخاص اور حالات بھیجے جو برے انجام سے ڈراتے اور خواب
۴۸ ۔ یعنی اسے بندوں کے سب کھلے چھپے احوال و افعال اور دلوں کے بھید معلوم ہیں۔ کسی کی نیت اور استعداد اس سے پوشیدہ نہیں اسی کے موافق معاملہ کرتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جو لوگ اب چلا رہے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دو، پھر ایسی خطا نہ کریں گے، وہ اپنےدعوے میں جھوٹے ہیں۔اگر ستر دفعہ لوٹائے جائیں تب بھی شرارت سے باز نہیں آ
۔ یعنی اگلی امتوں کی جگہ تم کو زمین پر آباد کیا اور ان کے بعد ریاست دی۔ چاہئے اب اس کا حق ادا کرو۔ ۴۹

۵۰ ۔ یعنی کفر و ناشکری اور اللہ کی آیات کے انکار سے اس کا کچھ نقصان نہیں۔ وہ ہمارے حمد و شکر سے مستغنی ہے۔ البتہ ناشکری کرنے والے پر اس کے فعل کا وبال پڑتا ہے۔ کفر کا انجام بجز اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی طرف سے برابر ناراضی اور بیزاری بڑھتی جائے اور کافر کے نقصان و خسران میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے۔
۵۱ ۔ یعنی اپنے معبودوں کے احوال میں غور کر کے مجھے بتلاؤ کہ زمین کاکونسا حصہ انہوں نے بنایا، یا آسمانوں کے بنانے اور تھامنے میں ان کی کس قدر شرکت ہے۔ اگر کچھ نہیں تو آخر خدا کس طرح بن بیٹھے۔ کچھ تو عقل سے کام لو۔

۔ یعنی عقلی نہیں تو کوئی معتبر نقلی دلیل پیش کرو۔ جس کی سند پر یہ مشرکانہ دعویٰ کرتے ہو۔ ۵۲

۵۳ ۔ یعنی عقلی یا نقلی دلیل کوئی نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ ان میں سے بڑے چھوٹوں کو اور اگلے پچھلوں کو شیطان کے اغواء سے یہ وعدہ بتلاتے چلے آئے کہ { ھٰؤُلاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَاللہِ } (یہ بت وغیرہ اللہ کے ہاں ہمارے شفیع بنیں گے) اور اس کا قرب عطا کریں گے۔ حالانکہ یہ خالص دھوکا اور فریب ہے۔ یہ تو کیا شفیع بنتے، بڑے سے بڑا مقرب بھی
۵۴ ۔ یعنی اسی کی قدرت کا ہاتھ ہے جو اتنے بڑے بڑے کرات عظام کو اپنے مرکز سے ہٹنے اور اپنے مقام و نظام سے ادھر ادھر سرکنے نہیں دیتا اور اگر بالفرض یہ چیزیں اپنی جگہ سے ٹل جائیں تو پھر بجز خدا کے کس کی طاقت ہے کہ ان کو قابو میں رکھ سکے چنانچہ قیامت میں جب یہ سارا نظام اللہ تعالیٰ درہم برہم کر ے گا، کوئی قوت اسے روک نہ
۵۵ ۔ یعنی لوگوں کے کفر و عصیان کا اقتضاء تو یہ ہے کہ یہ سارا نظام ایک دم میں تہ و بالا کر دیا جائے لیکن اس کے تحمل وہ بردباری سے تھما ہوا ہے۔ اس کی بخشش نہ ہو تو سب دنیا ویران ہو جائے۔

۵۶ ۔ عرب کے لوگ جب سنتے کہ یہود وغیرہ دوسری قوموں نے اپنے نبیوں کی یوں نافرمانی کی تو کہتے کہ کبھی ہم میں ایک نبی آئے تو ہم ان قوموں سے بہتر نبی کی اطاعت و رفاقت کر کے دکھلائیں۔ جب اللہ نے نبی بھیجا جو سب نبیوں سے عظمت شان میں بڑھ کر ہے تو حق سے اور زیادہ بدکنے لگے۔ ان کا غرور و تکبر کہاں اجازت دیتا کہ نبی
۵۷ ۔ یعنی یہ اسی کے منتظر ہیں کہ جو گذشتہ مجرموں کے ساتھ معاملہ ہوا ان کے ساتھ بھی ہو، سو باز نہ آئے تو وہ ہی ہو کر رہے گا۔ اللہ کا جو دستور مجرموں کی نسبت سزا دینے کا رہا ہے نہ وہ بدلنے والا ہے کہ بجائے سزا کے ایسے مجرموں پر انعام و اکرام ہونے لگے اور نہ ٹلنے والا کہ مجرم سے سزا ٹل کر غیر مجرم کو دےدی جائے۔
۵۸ ۔ یعنی بڑے بڑے زور آور مدعی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے مثلاً عاد و ثمود وغیرہ۔ یہ بیچارے تو کیا چیز ہیں خوب سمجھ لو کہ آسمان و زمین کی کوئی طاقت اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی علم اس کا محیط اور قدرت اس کی کامل پھر معاذ اللہ عاجز ہو تو کدھر سے ہو۔
۵۹ ۔ یعنی لوگ جو گناہ کماتے ہیں اگر ان میں سے ہر ہر جزئی پر گرفت شروع کر دے تو کوئی جاندار زمین میں باقی نہ رہے۔ نافرمان تو اپنی نافرمانی کی وجہ سے تباہ کر دیے جائیں۔ اور کامل فرمانبردار جو عادۃً بہت تھوڑے ہوتے ہیں قلت کی وجہ سے اٹھا لیے جائیں۔ کیونکہ نظام عالم کچھ ایسے انداز پر قائم کیا گیا ہے کہ محض معدودے چند انسانوں کا
۶۰ ۔ یعنی ایک مقرر میعاد اور حد معین تک اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے کہ ہر ایک جرم پر فورًا گرفت نہیں کرتا۔ جب وقت موعود آ جائے گا تو یاد رکھو سب بندے اسی کی نگاہ میں ہیں۔ کسی کا ایک ذرہ بھر برا یا بھلا عمل اس کے علم سے باہر نہیں۔ پس ہر ایک کا اپنے علم محیط کے موافق ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرما دے گا۔ نہ مجرم کہیں چھپ سکے نہ

۱ ۔ یعنی قرآن کریم اپنی اعجازی شان، پر حکمت تعلیمات، اور پختہ مضامین کے لحاظ سے بڑا زبردست شاہد اس بات کا ہے کہ جو نبی امّی اس کو لے کر آیا یقینًا وہ اللہ کا بھیجا ہوا اور بے شک و شبہ سیدھی راہ پر ہے۔ اس کی پیروی کرنے والوں کو کوئی اندیشہ منزل مقصود سے بھٹکنے کا نہیں۔
۲ ۔ یعنی یہ دین کا سیدھا راستہ یا قرآن حکیم اس خدا کا اتارا ہوا ہے جو زبردست بھی ہے کہ منکر کو سزا دیے بغیر نہ چھوڑے، اور رحم فرمانے والا بھی کہ ماننے والوں کو نوازش و بخشش سے مالا مال کر دے اسی لئے آیات قرآنیہ میں بعض آیات شان لطف و مہر کا اور بعض شان غضب و قہر کا پہلو لیے ہوئے ہیں۔

۳ ۔ یعنی بہت کٹھن کام آپ کے سپرد ہوا ہے کہ اس قوم (عرب) کو آپ قرآن کے ذریعہ سے ہوشیار و بیدار کریں جس کے پاس صدیوں سے کوئی جگانے والا نہیں بھیجا تھا۔ وہ جاہل و غافل قوم جسے نہ خد اکی خبر نہ آخرت کی، نہ ماضی سے عبرت نہ مستقبل کی فکر، نہ مبداء پر نظر نہ منتہا پر ، نیک و بد کی تمیز نہ بھلے برے کا شعور اس کو اتنی ممتد
۴ ۔ یہ ان ہی لوگوں کے حق میں ہے جن کا ذکر گزشتہ فائدہ میں ہوا۔ یہ طوق عادات و رسوم، حب جاہ و مال اور تقلید آباؤ اجداد کے تھے جنہوں نے ان کے گلے سختی سے دبا رکھے تھے اور نخوت و تکبر کی وجہ سے ان کے سر نیچے نہیں جھکتے تھے۔
۵ ۔ نبی کی عداوت نے انکے اور قبول ہدایت کے درمیان دیواریں کھڑی کر دی تھیں۔ جاہلانہ رسوم و اطوار اور اہواء و آرائے فاسدہ کی اندھیریوں میں اس طرح بند تھے کہ آگا پیچھا اور نشیب و فراز کچھ نظر نہ آتا تھا نہ ماضی پر نظر تھی نہ مستقبل پر، باقی ان افعال کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف اس لئے کی گئ کہ خالق خیروشر کا وہی ہے اور اسباب پر
۶ ۔ ان کو برابر ہے لیکن آپ کے حق میں برابر نہیں۔ بلکہ ایسی سخت معاند اور سرکش قوم کو نصیحت کرنا اور اصلاح کے درپے ہونا عظیم درجات کے حصول کا سبب ہے اور کبھی یہ اخلاق دوسروں کی ہدایت کا باعث بن جاتا ہے۔ اسی طرح کی آیات سورہ "بقرہ" کے اوائل میں گذر چکی ہیں۔
۷ ۔ یعنی ڈرانے کا فائدہ اسی کے حق میں ظاہر ہوتا ہے جو نصیحت کو مان کر اس پر چلے اور اللہ کا ڈر دل میں رکھتا ہو۔ جس کو خدا کا ڈر ہی نہیں نہ نصیحت کی کچھ پروا، وہ نبی کی تنبیہ و تذکیر سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ ایسے لوگ بجائے مغفرت و عزت کے سزا اور ذلت کے مستحق ہوں گے۔ آگے اشارہ کرتے ہیں کہ فریقین کی اس عزت و ذلت کا
۱۰ ۔ یعنی جس طرح تمام اعمال و آثار وقوع کے بعد ضابطہ کے موافق لکھے جاتے ہیں، قبل از وقوع بھی ایک ایک چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور وہ لکھنا بھی محض انتظامی ضوابط و مصالح کی بناء پر ہے ورنہ اللہ کے علم قدیم میں ہر چھوٹی بڑی چیز پہلے سے موجود و حاضر ہے اسی کے موافق لوح محفوظ میں نقل کی جاتی ہے۔

۸ ۔ یعنی موت کے بعد دوسری زندگی یقینی ہے جہاں سب اپنے کئے کا بدلہ پائیں گے اور شاید ادھر بھی اشارہ ہو کہ یہ قوم (عرب) جس کی روحانی قوتیں بالکل مرد ہو چکی ہیں، حق تعالیٰ کو قدت ہے کہ پھر ان میں زندگی کی روح پھونک دے کہ وہ دنیا میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کرے اور آنے والی نسلوں کے لئے اپنے آثار عظیمہ چھوڑ جائے۔
۹ ۔ یعنی نیک و بد اعمال جو آگے بھیج چکے اور بعض اعمال کے اچھے برے اثرات یا نشان جو پیچھے چھوڑے مثلاً کوئی کتاب تصنیف کی یا علم سکھلایا، یا عمارت بنائی یا کوئی رسم ڈالی نیک یا بد، سب اس میں داخل ہیں بلکہ الفاظ کے عموم میں وہ نشان قدم بھی شامل ہو سکتے ہیں جو کسی عبادت کے لیے چلتے وقت زمین پر پڑ جاتے ہیں چنانچہ بعض
۱۱ ۔ یہ گاؤں اکثر کے نزدیک شہر "انطاکیہ" ہے۔ اور بائبل کتاب اعمال کے آٹھویں اور گیارہویں باب میں ایک قصہ اسی قصہ کے مشابہ کچھ تفاوت کے ساتھ شہر انطاکیہ کا بیان ہوا ہے۔ لیکن ابن کثیر نے تاریخی حیثیت اور سیاق قرآن کے لحاظ سے اس پر کچھ اعتراضات کیے ہیں اگر وہ صحیح ہوں تو کوئی اور بستی ماننی پڑے گی۔ واللہ اعلم۔ اس قصہ کا
۱۲ ۔ ان کے ناموں کی صحیح تعیین نہیں ہو سکتی اور نہ یقینی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے یا کسی پیغمبر کے واسطہ سے حکم ہوا تھا کہ اس کے نائب ہو کر فلاں بستی کی طرف جاؤ۔ دونوں احتمال ہیں۔ گو متبادر یہ ہی ہے کہ پیغمبر ہوں۔ شاید حضرت مسیح سے پہلے مبعوث ہوئے ہوں گے۔
۱۳ ۔ یعنی اول دو گئے پھر ان کی تائید کے لئے تیسرا بھیجا گیا تینوں نے مل کر کہا کہ ہم خود نہیں آئے، اللہ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ لہذا جو کچھ ہم کہیں اسی کا پیغام سمجھو۔

۱۴ ۔ یعنی تم میں کوئی سرخاب کا پر نہیں جو اللہ تمہیں بھیجتا۔ ہم سے کس بات میں تم بڑھ کر تھے۔ بس رہنے دو خواہ مخواہ خدا کا نام نہ لو۔ اس نے کچھ نہیں اتارا۔ تینوں سازش کر کے ایک جھوٹ بنا لائے اسے خدا کی طرف نسبت کر دیا۔

۱۵ ۔ یعنی اگر ہم خدا پر جھوٹ لگاتے ہیں تو وہ دیکھ رہا ہے۔ کیا وہ اپنے فعل سے برابر جھوٹوں کی تصدیق کرتا رہے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اب تم سمجھو یا نہ سمجھو، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ اسی لئے فعلاً ہماری تصدیق کر رہا ہے۔
۱۶ ۔ یعنی ہم اپنا فرض ادا کر چکے، خدا کا پیام خوب کھول کر واضح معقول اور دلنشین طریقہ سے تم کو پہنچا دیا، اب اتمام حجت کے بعد خود سوچ لو کہ تکذیب و عداوت کا انجام کیا ہونا چاہئے۔

۱۷ ۔ شاید تکذیب مرسلین اور کفر و عناد کی شامت سے قحط وغیرہ پڑا ہو گا۔ یا مرسلین کے سمجھانے پر آپس میں اختلاف ہوا کسی نے مانا کسی نے نہ مانا اس کو نامبارک کہا۔ یعنی تمہارے قدم کیا آئے، قحط اور نااتفاقی کی بلا ہم پر ٹوٹ پڑی۔ یہ سب تمہاری نحوست ہے۔ (العیاذ باللہ) ورنہ ہم پہلے اچھے خاصے آرام چین کی زندگی بسر کر رہے تھے۔
۱۸ ۔ یعنی تمہارے کفر و تکذیب کی شامت سے عذاب آیا۔ اگر حق و صداقت کو سب مل کر قبول کر لیتے نہ یہ اختلاف مذموم پیدا ہوتا، نہ اس طرح مبتلائے آفات ہوتے پس نامبارکی اور نحوست کے اسباب خود تمہارے اندر موجود ہیں۔ پھر کیا اتنی بات پر کہ تمہیں اچھی نصیحت و فہمائش کی اور بھلا برا سمجھایا، اپنی نحوست ہمارے سر ڈالنے لگے۔ اور قتل
۱۹ ۔ کہتے ہیں کہ اس مرد صالح کا نام حبیب تھا۔ شہر کے پرلے کنارے عبادت میں مشغول رہتا۔ اور کسب حلال سے کھاتا تھا۔ فطری صلاحیت نے چپ نہ بیٹھنے دیا۔ قصہ سنتے ہی مرسلین کی تائید و حمایت اور مکذبین کی نصیحت و فہمائش کے لئے دوڑتا ہوا آیا۔ مبادا اشقیاء اپنی دھمکیوں کو پورا کرنے لگیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرسلین کی آواز کا
۲۰ ۔ یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اس کا پیغام لے کر آئے ہیں جو نصیحت کرتے ہیں اس پر خود کاربند ہیں اخلاق اعمال اور عادات و اطوار سب ٹھیک ہیں۔ بے غرض خیرخواہی کرتے ہیں۔کوئی معاوضہ تم سے نہیں چاہتے۔ پھر ایسے بے لوث بزرگوں کا اتباع کیوں نہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے جو پیغام بھیجے کیوں قبول نہ کیا جائے۔
۲۱ ۔ یہ اپنے اوپر رکھ کر دوسروں کو سنایا۔ یعنی تم کو آخر کیا ہوا کہ جس نے پیدا کیا اس کی بندگی نہ کرو۔

۲۲ ۔ یعنی یہ مت سمجھنا کہ پیدا کر کے آزاد چھوڑ دیا ہے اب کچھ مطلب اس سے نہیں رہا۔ نہیں سب کو مرے پیچھے اسی کے پاس واپس جانا ہے۔ اس وقت کی فکر رکھو۔

۲۳ ۔ یعنی کس قدر صریح گمراہی ہے کہ اس مہربان اور قادر مطلق پروردگار کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کی جائے جو خدا کی بھیجی ہوئی کسی تکلیف سے نہ بذات خود چھڑا سکیں نہ سفارش کر کے نجات دلا سکیں۔

۲۴ ۔ یعنی مجمع میں بے کھٹکے اعلان کرتا ہوں کہ میں خدائے واحد پر ایمان لا چکا اسے سب سن رکھیں شاید مرسلین کو اس لیے سنایا ہو کہ وہ اللہ کے ہاں گواہ رہیں اور قوم کو اس لیے کہ سن کر کچھ متاثر ہوں یا کم از کم دنیا ایک مومن کی قوت ایمان کا مشاہدہ کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔
۲۵ ۔ یعنی فوراً بہشت کا پروانہ مل گیا۔ آگے نقل کرتے ہیں کہ قوم نے اس کو نہایت بیدردی کے ساتھ شہید کر ڈالا ۔ ادھر شہادت واقع ہوئی ادھر سے حکم ملا کو فوراً بہشت میں داخل ہو جا۔ جیسا کہ ارواح شہداء کی نسبت احادیث سے ثابت ہے کہ وہ قبل از محشر جنت میں داخل ہوتی ہیں۔

۲۶ ۔ قوم نے اس کی دشمنی کی کہ مار ڈالا۔ اس کو بہشت میں پہنچ کر بھی قوم کی خیرخواہی کا خیال رہا کہ اگر میرا حال اور جو انعام و اکرام حق تعالیٰ نے مجھ پر کیا ہے معلوم کر لیں تو سب انعام لے آئیں۔

۲۷ ۔ یعنی اس کے بعد اس کی قوم کفر و ظلم اور تکذیب کی پاداش میں ہلاک کی گئ اور اس اہلاک کے لئے کوئی مزید اہتمام کرنا نہیں پڑا کہ آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیجی جاتی نہ حق تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ قوموں کی ہلاکت کے لیے بڑی بڑی فوجیں بھیجا کریں (یوں کسی خاص موقع پر کسی خاص مصلحت کی وجہ سے فرشتوں کا لشکر بھیج دیں

۲۸ ۔ یعنی دیکھتے اور سنتے ہیں کہ دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے ٹھٹھا کر کے غارت ہو چکی ہیں جن کا نام و نشان مٹ چکا۔ کوئی ان میں سے لوٹ کر ادھر واپس نہیں آئی۔ عذاب کی چکی میں سب پس کر برابر ہو گئیں۔ اس پر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ جب کوئی نیا رسول آتا ہے وہ ہی تمسخر و استہزاء شروع کر دیتے ہیں جو پہلے کفار کی عادت
۲۹ ۔ یعنی وہ تو دنیا کا عذاب تھا، اور آخرت کی سزا الگ رہی۔ نہ یہ سمجھو کہ ہلاک ہو کر ادھر واپس نہیں آتے تو بس قصہ ختم ہوا۔ نہیں سب کو پھر ایک دن خدا کے ہاں حاضر ہونا ہے جہاں بلااستثناء سب مجرم پکڑے ہوئے آئیں گے۔

۳۰ ۔ یعنی شاید شبہ گذرتا کہ مرے پیچھے پھر کس طرح زندہ ہو کر حاضر کیے جائیں گے؟ اس کو یوں سمجھا دیا کہ زمین خشک اور مرد پڑی ہوتی ہے پھر خدا اس کو زندہ کرتا ہے کہ ایک دم لہلہلانے لگتی ہے کیسے کیسے باغ و بہار، غلے اور میوے اس سے پیدا ہوتے ہیں جن کو تم استعمال میں لاتے ہو۔ اسی طرح خیال کر لو کہ مردہ ابدان میں روح
۳۱ ۔ یعنی یہ پھل اور میوے قدرت الہٰی سے پیدا ہوتے ہیں، انکے ہاتھوں میں یہ طاقت نہیں کہ ایک انگور یا کھجور کا دانہ پیدا کر لیں۔ جو محنت اور تردد باغ لگانے اور اس کی پرورش کرنے میں کیا جاتا ہے اس کو بارآور کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور غور سے دیکھا جائے تو جو کام بظاہر ان کے ہاتھوں سے ہوتا ہے وہ بھی فی الحقیقت
۳۲ ۔ یعنی نباتات میں، انسانوں میں اور دوسری مخلوقات میں جن کی انہیں پوری خبر بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے جوڑے بنائے ہیں خواہ تقابل کی حیثیت سے جیسے عورت مرد، نر مادہ، کھٹا میٹھا، سیاہ وسفید، دن رات، اندھیرا اجالا، یا تماثل کی حیثیت سے جیسے یکساں رنگ اور مزہ کے پھل اور ایک شکل و صورت کے دو جانور، بہرحال مخلوقات میں کوئی

۳۳ ۔ "سلخ" کہتے ہیں جانور کی کھال اتارنے کو جس سے نیچے کا گوشت ظاہر ہو جائے۔ اسی طرح سمجھ لو رات کی تاریکی پر دن کی چادر پڑی ہوئی ہے۔ جس وقت یہ نور کی چادر اوپر سے اتار لی جاتی ہے لوگ اندھیرے میں پڑے رہ جاتے ہیں اس کے بعد پھر سورج اپنی مقررہ رفتار سے معین وقت پر آ کر سب جگہ اجالا کرتا ہے۔ لیل و نہار کے ان
۳۴ ۔ سورج کی چال اور رستہ مقرر ہے اسی پرچلا جاتا ہے۔ ایک انچ یا ایک منٹ اس سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ جس کام پر لگا دیا ہے ہر وقت اس میں مشغول ہے کسی دم قرار نہیں۔ رات دن کی گردش اور سال بھر کے چکر میں جس جس ٹھکانہ پر اسے پہنچنا ہے پہنچتا ہے۔ پھر وہاں سے باذن خداوندی نیا دورہ شروع کرتا ہے۔ قرب قیامت تک اسی
۳۵ ۔ سورج کی طرح چاند ہمیشہ ایک طرح نہیں رہتا بلکہ روزانہ گھٹتا بڑھتا ہے۔ اس کی اٹھائیس منزلیں اللہ نے مقرر کر دی ہیں۔ ان کو ایک معین نظام کے ساتھ درجہ بدرجہ طے کرتا ہے پہلی آیت میں رات دن کا بیان تھا، پھر سورج کا ذکر کیا جس سے سالوں اور فصلوں کی تشکیل ہوتی ہے۔ اب چاند کا تذکرہ کرتے ہیں جس کی رفتار سے قمری مہینوں کا
۳۶ ۔ سورج کی سلطنت دن میں ہے اور چاند کی رات میں، یہ نہیں ہو سکتا کہ چاند کی نورافشانی کے وقت سورج اس کو آ دبائے ۔ یعنی دن آگے بڑھ کر رات کا کچھ حصہ اڑا لے یا رات سبقت کر کے دن کے ختم ہونے سے پہلے آ جائے جس زمانہ اور جس ملک میں جو اندازہ رات، دن کا رکھ دیا ہے ان کرات کی مجال نہیں کہ ایک منٹ آگے پیچھے ہو

۳۷ ۔ یعنی حضرت نوح کے زمانہ میں جب طوفان آیا تو آدم کی نسل کو اس بھری ہوئی کشتی پر سوار کر لیا۔ جو حضرت نوح نے بنائی تھی۔ ورنہ انسان کا تخم باقی نہ رہتا۔ پھر اسی کشتی کے نمونہ کی دوسری کشتیاں اور جہاز تمہارے لیے بنا دیے جن پر تم آج تک لدے پھرتے ہو۔ یا کشتیوں جیسی دوسری سواریاں پیدا کر دیں جن پر سوار ہوتے ہو۔ مثلاً اونٹ،

۳۸ ۔ یعنی یہ مشت استخوان انسان! دیکھو کیسے خوفناک سمندروں کو کشتی کے ذریعہ عبور کرتا ہے۔ جہاں بڑے بڑے جہازوں کی حقیقت ایک تنکے کے برابر نہیں۔ اگر اللہ اس وقت غرق کرنا چاہے تو کون بچا سکتا ہے اور کون ہے جو فریاد کو پہنچے۔ مگر یہ اس کی مہربانی اور مصلحت ہے کہ اس طرح سب بحری سواریوں کو غرق نہیں کر دیتا۔ کیونکہ

۳۹ ۔ سامنے آتا ہے جزا کا دن اور پیچھے چھوڑے اپنے اعمال۔ یعنی جب کہا جاتا ہے کہ قیامت کی سزا اور بداعمالیوں کی شامت سے بچنے کی فکر کرو تاخدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہو۔ تو نصیحت پر ذرا کان نہیں دھرتے۔ ہمیشہ خدائی احکام سے روگردانی کرتے رہتے ہیں۔
۴۰ ۔ یعنی اور احکام الہٰی تو کیا مانتے، فقیروں مسکینوں پر خرچ کرنا تو ان کے نزدیک بھی کار ثواب ہے لیکن یہ ہی مسلم بات جب پیغمبر اور مومنین کی طرف سے کہی جاتی ہے تو نہایت بھونڈے طریقہ سے تمسخر کے ساتھ یہ کہہ کر اس کا انکار کر دیتے ہیں کہ جنہیں خود اللہ میاں نے کھانے کو نہیں دیا ہم انہیں کیوں کھلائیں۔ ہم تو اللہ کی مشیت کے
۴۱ ۔ اگر یہ جملہ کفار کے قول کا تتمہ ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ اے گروہ مومنین تم صریح گمراہی میں پڑے ہو جو ایسے لوگوں کا پیٹ بھرنا چاہتے ہو جن کا خدا پیٹ بھرنا نہیں چاہتا۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کفار کو خطاب ہے کہ کس قدر بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ گمراہی ہے نیک کام میں تقدیر
۔ یعنی یہ قیامت اور عذاب کی دھمکیاں کب پوری ہوں گی۔ اگر سچے ہو تو جلد پوری کر کے دکھلا دو۔ ۴۲

۴۳ ۔ یعنی قیامت ناگہاں آ پکڑے گی اور وہ اپنے معاملات میں غرق ہوں گے۔ جس وقت پہلا صور پھونکا جائے گا سب ہوش و حواس جاتے رہیں گے اور آخر مر کر ڈھیر ہو جائیں گے۔ اتنی فرصت بھی نہ ملے گی کہ فرض کرو مرنے سے پہلے کسی کو کچھ کہنا چاہیں تو کہہ گذریں۔ یا جو گھر سے باہر تھے وہ گھر واپس جا سکیں۔
۴۴ ۔ یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور فرشتے ان کو جلد جلد دھکیل کر میدان حشر میں لیجائیں گے۔

۴۵ ۔ شاید نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کے درمیان ان پر نیند کی حالت طاری کر دی جائے۔ یا قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر عذاب قبر کو اہون سمجھیں گے اور نیند سے تشبیہ دیں گے۔ یا "مرقد" بمعنی "مضجع" کے ہو۔ نیند کی کیفت سے تجرید کر لی جائے۔ واللہ اعلم۔
۴۶ ۔ یہ جواب اللہ کی طرف سے اس وقت ملے گا یا مستقبل کو حاضر قرار دے کر جواب دے رہے ہیں۔ یعنی کیا پوچھتے ہو کس نے اٹھا دیا۔ ذرا آنکھیں کھولو۔ یہ وہ ہی اٹھانا ہے جس کا وعدہ خدائے رحمان کی طرف سے کیا گیا تھا اور پیغمبر جس کی خبر برابر دیتے رہے تھے۔
۔ یعنی کوئی متنفس نہ بھاگ سکے گا نہ روپوش ہو سکے گا۔ ۴۷

۴۸ ۔ یعنی نہ کسی کی نیکی ضائع ہو گی نہ جرم کی حیثیت سے زیادہ سزا ملے گی۔ ٹھیک ٹھیک انصاف ہو گا اور جو نیک و بد کرتے تھے فی الحقیقت عذاب و ثواب کی صورت میں وہ ہی سامنے آ جائے گا۔

۴۹ ۔ بہشت میں ہر قسم کے عیش و نشاط کا سامان ہو گا۔ دنیا کی مکروہات سے چھوٹ کر آج یہ ہی ان کا مشغلہ ہو گا۔ وہ اور ان کی عورتیں آپس میں گھل مل کر اعلیٰ درجہ کے خوشگوار سایوں میں مسہریوں پر آرام کر رہے ہوں گے۔ ہمہ قسم کے میوے اور پھل وغیرہ ان کے لیے حاضر ہوں گے بس خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کی جنتیوں کے دل میں طلب
۵۰ ۔ یعنی اس مہربان پروردگار کی طرف سے جنتیوں کو سلام بولا جائے گا۔ خواہ فرشتوں کے ذریعہ سے یا جیسا کہ ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے بلاواسطہ خود رب کریم سلام ارشاد فرمائیں گے اس وقت کی عزت و لذت کا کیا کہنا۔
اللہم ارزقنا ہذہ النعمۃ العظمیٰ بحرمۃ بنیک محمد ۔

۔ یعنی جنتیوں کے عیش و آرام میں تمہارا کوئی حصہ نہیں۔ تمہارا مقام دوسرا ہے جہاں رہنا ہو گا۔ ۵۱

۵۲ ۔ یعنی اسی دن کے لیے تم کو انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار سمجھایا گیا تھا کہ شیطان لعین کی پیروی مت کرنا جو تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ جہنم میں پہنچائے بغیر نہ چھوڑے گا۔ اگر ابدی نجات چاہتے ہو تو یہ سیدھی راہ پڑی ہوئی ہے اس پر چلے آؤ اور اکیلے ایک خدا کی پرستش کرو۔

۵۳ ۔ یعنی افسوس اتنی نصیحت و فہمائش پر بھی تم کو عقل نہ آئی اور اس ملعون نے ایک خلقت کو گمراہ کر چھوڑا کیا تمہیں اتنی سمجھ نہ تھی کہ دوست دشمن میں تمیز کر سکتے۔ اور اپنے نفع نقصان کو پہچانتے۔ دنیا کے کاموں میں تو اس قدر ہشیاری اور ذہانت دکھلاتے تھے مگر آخرت کے معاملہ میں اتنے غبی بن گئے کہ موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے
۵۴ ۔ یعنی آج اگر یہ لوگ اپنے جرموں کا زبان سے اعتراف نہ بھی کریں تو کیا ہوتا ہے، ہم منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہاتھ پاؤں کان آنکھ حتیٰ کہ بدن کی کھال کو حکم دیا جائے گا کہ ان کے ذریعہ سے جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا بیان کریں۔ چنانچہ ہر ایک عضو اللہ کی قدرت سے گویا ہو گا اور ان کے جرموں کی شہادت دے گا۔ کما قال { حَتّٰٓی اِذَا

۵۵ ۔ یعنی جیسے انہوں نے ہماری آیتوں سے آنکھیں بند کر لی ہیں اگر ہم چاہیں تو دنیا ہی میں بطور سزا کے ان کی ظاہری بینائی چھین کر نپٹ اندھا کر دیں کہ ادھر ادھر جانے کا راستہ بھی نہ سوجھے اور جس طرح یہ لوگ شیطانی راستوں سے ہٹ کر اللہ کی راہ پر چلنا نہیں چاہتے، ہم کو قدرت ہے کہ ان کی صورتیں بگاڑ کر بالکل اپاہج بنا دیں کہ
۵۶ ۔ یعنی آنکھیں چھین لینا اور صورت بگاڑ کر اپاہج بنا دینا کچھ مستبعد مت سمجھو۔ دیکھتے نہیں؟ ایک تندرست اور مضبوط آدمی زیادہ بوڑھا ہو کر کس طرح دیکھنے، سننے اور چلنے پھرنے سے معذور کر دیا جاتا ہے۔ گویا بچپن میں جیسا کمزور و ناتواں اور دوسروں کے سہارے کا محتاج تھا بڑھاپے میں پھر اسی حالت کی طرف پلٹا دیا جاتا ہے۔ تو کیا
۵۷ ۔ یعنی اوپر جو کچھ بیان ہوا وہ حقائق واقعیہ ہیں۔ کوئی شاعرانہ تخیلات نہیں۔ اس پیغمبر کو ہم نے قرآن دیا ہے جو نصیحتوں اور روشن تعلیمات سے معمور ہے۔ کوئی شعروشاعری کا دیوان نہیں دیا۔ جس میں نری طبع آزمائی اور خیالی تک بندیاں ہوں، بلکہ آپ کی طبع مبارک کو فطری طور پر اس فن شاعری سے اتنا بعید رکھا گیا کہ باوجود قریش کے
۵۸ ۔ یعنی زندہ دل آدمی قرآن سن کر اللہ سے ڈرے اور منکروں پر حجت تمام ہو۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جن میں جان ہو یعنی نیک اثر پکڑتا ہو۔ اس کے فائدہ کو اور منکروں پر الزام اتارنے کو"۔

۵۹ ۔ آیات تنزیلیہ کے بعد پھر آیات تکوینیہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یعنی ایک طرف قرآن کی پندو نصیحت کو سنو اور دوسری طرف غور سے دیکھو کہ اللہ کے کیسے کیسے انعام و احسان تم پر ہوئے ہیں، اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر وغیرہ جانوروں کو تم نے نہیں بنایا اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے۔ پھر تم کو محض اپنے فضل سے ان کا

۶۰ ۔ دیکھو کتنے بڑے بڑے عظیم الجثہ، قوی ہیکل جانور انسان ضعیف البنیان کے سامنے عاجز و مسخر کر دیے۔ ہزاروں اونٹوں کی قطار کو ایک خورد سال بچہ نکیل پکڑ کر جدھر چاہے لیجائے ذرا کان نہیں ہلاتے کیسے کیسے شہزور جانوروں پر آدمی سواری کرتا ہے اور بعض کو کاٹ کر اپنی غذا بناتا ہے۔ علاوہ گوشت کھانے کے ان کی کھال،

۶۱ ۔ یعنی جس خد انے یہ نعمتیں مرحمت فرمائیں اس کا یہ شکر ادا کیا کہ اس کے مقابل دوسرے حاکم اور معبود ٹھہرا لئے جنہیں سمجھتے ہیں کہ آڑے وقت میں کام آئیں گےاور مدد کریں گے سو یاد رکھو! وہ تمہاری تو کیا اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔ ہاں جب تم کو مدد کی ضرورت ہو گی اس وقت گرفتار ضرور کرا دیں گے۔ تب پتہ لگے گا کہ جن کی
۶۲ ۔ یعنی جب خود ہمارے ساتھ ان کا یہ معاملہ ہے تو آپ ان کی بات سے غمگین و دلگیر نہ ہوں اپنا فرض ادا کر کے ہمارے حوالہ کریں۔ ہم ان کے ظاہری و باطنی احوال سے خوب واقف ہیں ٹھیک ٹھیک بھگتان کر دیں گے۔

۶۳ ۔ یعنی انسان اپنی اصل کو یاد نہیں رکھتا کہ وہ ایک ناچیز قطرہ تھا، خدا نے کیا سے کیا بنا دیا۔ اس پانی کی بوند کو وہ زور اور قوت گویائی عطا کی کہ بات بات پر جھگڑنے اور باتیں بنانے لگا۔ حتیٰ کہ آج اپنی حد سے بڑھ کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا۔
۶۴ ۔ یعنی دیکھتے ہو! خدا پر کیسے فقرے چسپاں کرتا ہے۔ گویا اس قادر مطلق کو عاجز مخلوق کی طرح فرض کر لیا ہے جو کہا ہے کہ آخر جب بدن گل سڑ کر صرف ہڈیاں رہ گئیں وہ بھی بوسیدہ پرانی اور کھوکھری، تو انہیں دوبارہ کون زندہ کرے گا۔ ایسا سوال کرتے وقت اسے اپنی پیدائش یاد نہیں رہی ورنہ اس قطرہ ناچیز کو ایسے الفاظ کہنے کی جرأت
۶۵ ۔ یعنی جس نے پہلی مرتبہ ان ہڈیوں میں جان ڈالی اسے دوسری بار جان ڈالنا کیا مشکل ہے۔ بلکہ پہلے سے زیادہ آسان ہونا چاہئے۔ (وَہُوَاَہْوَنُ علیہ) اور اس قادر مطلق کے لئے تو سب ہی چیز آسان ہے پہلی مرتبہ ہو یا دوسری، وہ ہر طرح بنانا جانتا ہے اور بدن کے اجزاء اور ہڈیوں کے ریزے جہاں کہیں منتشر ہو گئے ہوں ان کا ایک ایک ذرہ اس
۶۶ ۔ یعنی اول پانی سے سبز و شاداب درخت تیار کیا پھر اسی تروتازہ درخت کو سکھا کر ایندھن بنادیا جس سے اب تم آگ نکال رہے ہو۔ پس جو خدا ایسی متضاد صفات کو ادل بدل کر سکتا ہے کیا وہ ایک چیز کی موت و حیات کے الٹ پھیر پر قادر نہیں؟ (تنبیہ) بعض سلف نے "شجر اخضر" (سبز درخت) سے خاص وہ درخت مراد لئے ہیں جن کی شاخوں
۶۷ ۔ یعنی جس نے آسمان و زمین جیس بڑی بڑی چیزیں پیدا کیں اسے ان کافروں جیسی چھوٹی چیزوں کا پیدا کر دینا کیا مشکل ہے۔

۶۸ ۔ یعنی کسی چھوٹی بڑی چیز کے پہلی مرتبہ یا دوبارہ بنانے میں اسے دقت ہی کیا ہو سکتی ہے اس کے ہاں تو بس ارادہ کی دیر ہے۔ جہاں کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور کہا ہو جا! فورًا ہوئی رکھی ہے۔ ایک سیکنڈ کی تاخیر نہیں ہو سکتی۔ (تنبیہ) میرے خیال میں اس آیت کو پہلی آیت کے ساتھ ملا کر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ پہلے خلق بدن
۶۹ ۔ یعنی وہ اعلیٰ ترین ہستی جس کے ہاتھ میں فی الحال بھی اوپر سے نیچے تک تمام مخلوقات کی زمام حکومت ہے اور آئندہ بھی اسی کی طر ف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ پاک ہے عجز و سفہ اور ہر قسم کے عیب و نقص سے۔
تم سورۂ یٰسٓ وللہ الحمد والمنۃ۔
۱ ۔ یعنی جو صف باندھ کر قطار در قطار کھڑے ہوتے ہیں، خواہ فرشتے ہوں جو حکم الہٰی سننے کو اپنے مقام پر درجہ بدرجہ کھڑے ہوتے ہیں یا عبادت گذار انسان جو نماز اور جہاد وغیرہ میں صف بندی کرتےہیں۔ (تنبیہ)
قرآن کی قسموں کی توضیح:
۲ ۔ یعنی جو فرشتے شیطانوں کو ڈانٹ کر بھگاتے ہیں تا استراق سمع کے ارادہ میں کامیاب نہ ہوں یا بندوں کو نیکی کی بات سمجھا کر معاصی سے روکتے ہیں۔ یا وہ نیک آدمی جو خود اپنے نفس کو بدی سے روکتے اور دوسروں کو بھی شرارت پر ڈانٹتے جھڑکتے رہتےہیں۔ خصوصًا میدان جہاد میں کفار کے مقابلہ پر ان کی ڈانٹ ڈپٹ بہت سخت ہوتی ہے۔
۔ یعنی وہ فرشتے یا آدمی جو اللہ کے احکام سننے کے بعد پڑھتے اور یاد کرتے ہیں ایک دوسرے کے بتانے کو۔ ۳

۴ ۔ بیشک آسمان پر فرشتے اور زمین پر خدا کے نیک بندے ہر زمانہ میں قولًا و فعلًا شہادت دیتے رہے ہیں کہ سب کا معبود ایک ہے۔ اور ہم اسی کی رعیت ہیں۔

۵ ۔ شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقین ہیں۔ سورج کی ہر روز کی جدا اور ہر ستارے کی جدا۔ یعنی وہ نقطے جن سے ان کا طلوع ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف اتنی ہی مغربین ہیں۔ شاید مغارب کا ذکر یہاں اس لئے نہیں کیا کہ مشارق سے بطور مقابلہ کے خود ہی سمجھ میں آجائیں گی اور ایک حیثیت سے طلوع و شمس و کواکب کو حق تعالیٰ کی شان
۶ ۔ یعنی اندھیری رات میں یہ آسمان بے شمار ستاروں کی جگمگاہٹ سے دیکھنے والوں کو کیسا خوبصورت ، مزین اور پر رونق معلوم ہوتا ہے۔

۷ ۔ یعنی تاروں سے آسمان کی زینت و آرائش ہے۔ اور بعض تاروں کے ذریعہ سے جو ٹوٹتے ہیں شیطانوں کو روکنے اور دفع کرنے کا کام بھی لیا جاتا ہے یہ ٹوٹنے والے ستارے کیا ہیں۔ آیا کواکب نوریہ کے علاوہ کوئی مستقل نوع کواکب کی ہے یا کواکب نوریہ کی شعاعوں ہی سے ہوا متکیّف ہو کر ایک طرح کی آتش سوزاں پیدا ہو جاتی ہے یا خود کواکب

۸ ۔ اوپر کی مجلس سے مراد فرشتوں کی مجلس ہے۔ یعنی شیاطین کو یہ قدرت نہیں دی گئ کہ فرشتوں کی مجلس میں پہنچ کر کوئی بات وحی الہٰی کی سن آئیں۔ جب ایسا ارادہ کر کے اوپر آسمانوں کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو جس طرف سے جاتے ہیں ادھر ہی سے فرشتے دھکے دے کر اور مار مار کر بھگا دیتے ہیں۔
۔ یعنی دنیا میں ہمشیہ یوں ہی مار پڑتی رہے گی اور آخرت کا دائمی عذاب الگ رہا۔ ۹

۱۰ ۔ یعنی اسی بھاگ دوڑ میں جلدی سے کوئی ایک آدھ بات اچک لایا۔ اس پر بھی شہاب ثاقب سے اس کا تعاقب کرتےہیں۔ اس کی تفصیل سورہ "حجر" کے شروع میں گذر چکی۔

۱۱ ۔ یعنی منکرین بعث سے دریافت کیجئے کہ آسمان، زمین، ستارے، فرشتے، شیاطین وغیرہ مخلوقات کا پیدا کرنا ان کے خیال میں زیادہ مشکل کام ہے یا خود ان کا پیدا کرنا اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد ظاہر ہے جو خدا ایسی عظیم الشان مخلوقات کا بنانے والا ہے اسے ان کا دوبارہ بنا دینا کیا مشکل ہو گا۔
۱۲ ۔ یعنی ان کی اصل حقیقت ہمیں سب معلوم ہے۔ ایک طرح کے چپکتے گارے سے جس کا پتلا ہم نے تیار کیا آج اس کے یہ دعوے ہیں کہ آسمان و زمین کا بنانے والا اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں جس طرح پہلے تجھ کو مٹی سے بنایا دوبارہ بھی مٹی سے نکال کر کھڑا کر دیں گے۔
۱۳ ۔ یعنی تجھ کو ان پر تعجب آتا ہے کہ ایسی صاف باتیں کیوں نہیں سمجھتے اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں کہ یہ (نبی) کس قسم کی بے سروپا باتیں کر رہا ہے ۔ (العیاذ باللہ)

۱۴ ۔ یعنی نصیحت سن کر غوروفکر نہیں کرتے اور جو معجزات و نشانات دیکھتے ہیں انہیں جادو ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔

۱۵ ۔ وہی مرغے کی ایک ٹانگ گائے جاتے ہیں کہ صاحب جب ہمارا بدن خاک میں مل کر مٹی ہو گیا صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں اور اس سے بھی بڑھ کر ہمارے باپ دادا جن کو مرے ہوئے قرن گذر گئے شاید ہڈیاں بھی باقی نہ رہی ہوں، ہم کس طرح مان لیں کہ یہ سب پھر ازسرنو زندہ کر کے کھڑے کر دیے جائیں گے۔

۔ یعنی ہاں ضرور اٹھائے جاؤ گے اور اس وقت ذلیل و رسوا ہو کر اس انکار کی سزا بھگتو گے۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی ایک ڈانٹ میں سب اٹھ کھڑے ہوں گے اور حیرت و دہشت سے ادھر ادھر دیکھنے لگیں گے (یہ ڈانٹ یا جھڑکی نفخح صور کی ہو گی)۔

۔ یعنی یہ تو سچ مچ جزاء کا دن آ پہنچا جس کی انبیاء خبر دیتے اور ہم ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ ۱۸

۔ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہو گا۔ ۱۹

۲۰ ۔ یہ حکم ہو گا فرشتوں کو کہ ان سب کو اکٹھا کر کے دوزخ کا راستہ بتاؤ۔ (تنبیہ) "ازواج" (جوڑوں) سے مراد ہیں ایک قسم کے گنہگار یا ان کی کافر بیویاں۔ اور { مَایَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ } سے اصنام و شیاطین وغیرہ مراد ہیں۔

۲۱ ۔ حکم کے بعد کچھ دیر ٹھہرائیں گے تاکہ ان سے ایک سوال کیا جائے جو آگے { مَالَکُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ } میں مذکور ہے۔

۲۲ ۔ یعنی دنیا میں تو { نَحْنُ جَمِیْعٌ مُنْتَصِرٌ } کہا کرتے تھے۔ (کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں) آج کیا ہوا کہ کوئی اپنے ساتھی کی مدد نہیں کرتا۔ بلکہ ہر ایک بدون کان ہلائے ذلیل ہو کر پکڑا ہوا چلا آرہا ہے۔

۲۳ ۔ "یمین" (داہنے ہاتھ) میں عمومًا زور و قوت زائد ہوتی ہے۔ یعنی تم ہی تھے جو ہم پر چڑھے آتے تھے بہکانے کو زور دکھلا کر اور مرعوب کر کے ۔ یا یمین سے مراد خیروبرکت کی جانب لے جائیں یعنی تم ہی تھے کہ ہم پر چڑھائی کرتے تھے بھلائی اور نیکی سے روکنے کے لیے۔ یہ گفتگو اتباع اور متبوعین (زبردستوں اور زیردستوں) کے درمیان

۲۴ ۔ یعنی خود تو ایمان نہ لائے ہم پر الزام رکھتے ہو۔ ہمارا تم پر کیا زور تھا جو دل میں ایمان نہ گھسنے دیتے تم لوگ خود ہی عقل و انصاف کی حد سے نکل گئے کہ بے لوث ناصحین کا کہنا نہ مانا اور ہمارے بہکائے میں آ گئے۔ اگر عقل و فہم اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے تو ہماری باتوں پر کبھی کان نہ دھرتے۔ رہے ہم سو ظاہر ہے خود گمراہ تھے،

۲۵ ۔ یعنی سب مجرم درجہ بدرجہ عذاب میں شریک ہوں گے جیسے جرم میں شریک تھے۔

۲۶ ۔ یعنی ان کا کبروغرور مانع ہے کہ نبی کے ارشاد سے یہ کلمہ (لا الہٰ الاللہ) زبان پر لائیں جس سے ان کے جھوٹے معبودوں کی نفی ہوتی ہے۔ خواہ دل میں اسے سچ ہی مانتے ہوں۔

۲۷ ۔ یعنی شاعروں کا جھوٹ تو مشہور ہے۔ پھر اس راستباز ہستی کو شاعر کیسے کہتے ہو جو دنیا میں خالص سچائی لے کر آیا ہے اور سارے جہان کے سچوں کی تصدیق کرتا ہے۔ کیا مجنون اور دیوانے ایسے سچے صحیح اور پختہ اصول پیش کیا کرتے ہیں؟

۲۸ ۔ یعنی انکار توحید اور ان گستاخیوں کا مزہ چکھو گے جو بارگاہ رسالت میں کر رہے ہو۔ جو کچھ کرتے تھے ایک دن سامنے آ جائے گا۔

۲۹ ۔ یعنی ان کا کیا ذکر۔ وہ تو ایک قسم ہی دوسری ہے جس پر حق تعالیٰ نوازش و کرم فرمائے گا۔

۳۰ ۔ یعنی عجیب و غریب میوے کھانے کو ملیں گے جن کی پوری صفت تو اللہ ہی کو معلوم ہے، ہاں کچھ مختصر سی بندوں کو بھی بتلا دی ہے جیسے فرمایا { لَّا مَقْطُوْعَۃٍ وَّلَا مَمْنُوْعَۃٍ } (واقعہ رکوع۱)

۳۱ ۔ خدا ہی جانے کیا کیا اعزا و اکرام ہوں گے۔

۳۲ ۔ یعنی مزہ و نشاط پورا ہو گا۔ اور دنیا کی شراب میں جو خرابیاں ہوتی ہیں ان کا نام و نشان نہ ہو گا۔ نہ سر گرانی ہو گی، نہ نشہ چڑھے گا، نہ قے آئے گی، نہ پھیپھڑے وغیرہ خراب ہوں گے، نہ اس کی نہریں خشک ہو کر ختم ہو سکیں گی۔
۳۳ ۔ یعنی شرم و ناز سے نگاہ نیچی رکھنے والی حوریں جو اپنے ازواج کے سوا کسی دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں۔

۳۴ ۔ یعنی صاف و شفاف رنگ ہو گا جیسے انڈا جس کو پرند اپنے پروں کے نیچے چھپائے رکھے کہ نہ داغ لگے نہ گردوغبار پہنچے۔ یا انڈے کے اندر کی سفید تہ جو سخت چھلکے کے نیچے پوشیدہ رہتی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ شتر مرغ کے انڈے مراد ہیں جو بہت خوشرنگ ہوتے ہیں۔ بہرحال تشبیہ صفائی یا خوشرنگ ہونے میں ہے سفیدی میں نہیں

۳۵ ۔ یعنی یاران جلسہ جمع ہوں گے اور شراب طہور کا جام چل رہا ہو گا۔ اس عیش و تنعم کے وقت اپنے بعض گذشتہ حالات کا مذاکرہ کریں گے۔ ایک جنتی کہے گا کہ میاں دنیا میں میرا ایک ملنے والا تھا جو مجھے آخرت پر یقین رکھنے کی وجہ سے ملامت کیا کرتا اور احمق بنایا کرتا تھا۔ اس کے نزدیک یہ بالکل مہمل بات تھی کہ ایک شخص مٹی
۳۶ ۔ یعنی وہ ساتھی یقیناً دوزخ میں پڑا ہو گا۔ آؤ ذرا جھانک کر دیکھیں کس حال میں ہے۔ (یہ اس جنتی کا مقولہ ہوا۔ اوربعض کہتے ہیں کہ یہ مقولہ اللہ کا ہے یعنی حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تم جھانک کر اس کو دیکھنا چاہتے ہو)۔

۳۷ ۔ یعنی اس جنتی کو اپنے ساتھی کا حال دکھلا دیا جائے گا کہ ٹھیک دوزخ کی آگ میں پڑا ہوا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اسے عبرت ہو گی اور اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان یاد آئے گا کہے گا، کم بخت! تو نے تو مجھے بھی اپنے ساتھ برباد کرنا چاہا تھا۔ محض اللہ کے احسان نے دستگیری فرمائی جو اس مصیبت سے بچا لیا اور میرا قدم راہ ایمان و عرفان سے

۳۸ ۔ اس وقت فرط مسرت سے کہے گا کہ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اس پہلی موت کے سوا جو دنیا میں آ چکی اب ہم کو کبھی مرنا نہیں اور نہ کبھی اس عیش و بہار سے نکل کر تکلیف و عذاب کی طرف جانا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت سے اسی تنعم و رفاہیت میں ہمیشہ رہیں گے بے شک بڑی کامیابی اسی کو کہتے ہیں اور یہ ہی وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کی

۳۹ ۔ اوپر بہشتیوں کی مہمانی کا ذکر تھا۔ یہاں سے دوزخیوں کی مہمانی کا حال سناتے ہیں۔ "زقوم" کسی درخت کا نام ہے جو سخت کڑوا، بدذائقہ ہوتا ہے۔ جیسے ہمارے یہاں تُہر، یا سیہنڈ۔ دوزخ کے اندر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک درخت اگایا ہے اس کو یہاں "شجرۃ الزقوم" سے موسوم کیا۔ وہ ایک بلا ہے ظالموں کے واسطے آخرت میں۔ کیونکہ جب
۴۰ ۔ یعنی سخت بدنما شیطان کی صورت، یا شیاطین کہا سانپوں کو۔ یعنی اس کا خوشہ سانپ کے سر کی طرح ہو گا جیسے ہمارے ہاں ایک درخت کو اسی تشبیہ سے "ناگ پھن" کہتے ہیں۔

۴۱ ۔ "زقوم" کھا کر پیاس لگے گی تو سخت جلتا پانی پلایا جائے گا جس سے آنتیں کٹ کر باہر آ پڑیں گی۔ { فَقَطَّعَ اَمْعَاءَهُمْ } (محمد رکوع۲) اعاذنا اللہ منہا۔

۔ یعنی بہت بھوکے ہوں گے تو آگ سے ہٹا کر یہ کھانا پانی کھلا پلا کر پھر آگ میں ڈال دیں گے۔ ۴۲

۴۳ ۔ یعنی پچھلے کافر اگلوں کی اندھی تقلید میں گمراہ ہوئے۔ جس راہ پر انہیں چلتے دیکھا اسی پر دوڑ پڑے کنواں کھائی کچھ نہ دیکھا۔

۴۴ ۔ یعنی ہر زمانہ میں انجام سے آگاہ کرنے والے اور آخرت کا ڈر سنانے والے آتے رہے ۔آخر جنہوں نے نہ سنا اور نہ مانا دیکھ لو! انکا انجام کیسا ہوا۔ بس اللہ کے وہ ہی چنے ہوئے بندے محفوظ رہے جن کو خدا کا ڈر اور عاقبت کی فکر تھی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ڈر سب ہی کو سناتے ہیں ان میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں" ۔ آگے بعض

۴۵ ۔ تقریبًا ہزار سال تک حضرت نوح اپنی قوم کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہے۔ مگر ان کی شرارت اور ایذا رسانی برابر بڑھتی رہے۔ آخر حضرت نوح نے مجبور ہو کر اپنے بھیجنے والے کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا۔ رَبِّہٖۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ } (قمر رکوع۱) اے پروردگار ! میں مغلوب ہوں آپ میری مدد کو پہنچیئے دیکھ لو کہ اللہ نے
۴۶ ۔ انبیاء علیہم السلام اصول دین میں سب ایک راہ پر ہیں۔ اور ہر پچھلا پہلے کی تصدیق و تائید اِنَّ ھٰذِہٖۤ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ اَنَاۡ
رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ } (مومنون رکوع۴)۔
۴۷ ۔ یعنی ہر قسم کے اعتقادی و اخلاقی روگ سے دل کو پاک کر کے اور دنیوی خرخشوں سے آزاد ہو کر انکسار و تواضع کے ساتھ اپنے رب کی طرف جھک پڑا۔ اور اپنی قوم کو بھی بت پرستی سے باز رہنے کی نصیحت کی۔

۴۸ ۔ یعنی یہ آخر پتھر کی مورتیاں چیز کیا ہیں جنہیں تم اس قدر چاہتے ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لیے۔ کیا سچ مچ ان کے ہاتھ میں جہان کی حکومت ہے؟ یا کسی چھوٹے بڑے نقصان کے مالک ہیں؟ آخر سچے مالک کو چھوڑ کر ان جھوٹے حاکموں کی اتنی خوشامد اور حمایت کیوں ہے؟
۴۹ ۔ یعنی کیا اس کے وجود میں شبہ ہے؟ یا اس کی شان و مرتبہ کو نہیں سمجھتے جو (معاذ اللہ) پتھروں کو اس کا شریک ٹھہرا رہے ہو۔ یا اس کے غضب و انتقام کی خبر نہیں؟ جو ایسی گستاخی پر جری ہو گئے ہو۔ آخر بتلاؤ تو سہی تم نے پروردگار عالم کو کیا خیال کر رکھا ہے۔

۵۰ ۔ ان کی قوم میں نجوم کا زور تھا۔ حضرت ابراہیم نے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف نظر ڈال کر کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں (اور ایسا دنیا میں کون ہے جس کی طبعیت ہر طرح ٹھیک رہے کچھ نہ کچھ عارض اندرونی یا بیرونی لگے ہی رہتے ہیں۔ یہ ہی تکلیف اور بدمزگی کیاکم تھی کہ ہروقت قوم کی ردی حالت دیکھ کر کڑھتے تھے) یا یہ مطلب
۵۱ ۔ یعنی اعضاء اور صورت تو تمہاری انسانوں کی سی بنا دی، لیکن انسانوں کی روح تم میں نہ ڈال سکے پھر تعجب ہے کہ کھانے پینے اور بولنے والے انسان، بے حس و حرکت انسان کے سامنے سر بسجود ہوں اور اپنی مہمات میں ان سے مدد طلب کریں؟
۵۲ ۔ یعنی زور سے مار مار کر توڑ ڈالا۔ پہلے غالبًا سورہ "انبیاء" میں یہ قصہ مفصل گذر چکا ہے۔

۵۳ ۔ لوگ جب میلے ٹھیلے سے واپس آئے، دیکھا بت ٹوٹے پڑے ہیں قرائن سے سمجھا کہ ابراہیم کے سوا کسی کا کام نہیں۔ چنانچہ سب ان کی طرف جھپٹ پڑے۔

۵۴ ۔ یعنی جس کسی نے بھی توڑا ۔ مگر تم یہ احمقانہ حرکت کرتے کیوں ہو؟ کیا پتھر کی بے جان مورت جو خود تم نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر تیار کی پرستش کے لائق ہو گئ؟ اور جو اللہ تمہارا اور تمہارے ہر ایک عمل و معمول کا نیز ان پتھروں کا پیدا کرنے والا ہے، اس سے کوئی سروکار نہ رہا؟ پیدا تو ہر چیز کو وہ کرے اور بندگی دوسروں کی

۵۵ ۔ جب ابراہیم کی معقول باتوں کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو یہ تجویز کی کہ ایک بڑا آتش خانہ بنا کر ابراہیم کو اس میں ڈال دو۔ اس تدبیر سے لوگوں کے دلوں میں بتوں کی عقیدت راسخ ہو جائے گی اور ہیبت بیٹھ جائے گی۔ کہ ان کے مخالف کا انجام ایسا ہوتا ہے۔ آئندہ کوئی ایسی جرأت نہ کرے گا مگر اللہ نے ان ہی کو نیچا دکھلایا۔ ابراہیم پر آگ گلزار کر دی

۵۶ ۔ جب قوم کی طرف سے مایوسی ہوئی اور باپ نے بھی سختی شروع کی تو حضرت ابراہیم نے ہجرت کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو "شام" کا راستہ دکھلایا۔

۔ یعنی کنبہ اور وطن چھوٹا تو اچھی اولاد عطا فرما جو دینی کام میں میری مدد کرے اور اس سلسلہ کو باقی رکھے۔ ۵۷

۵۸ ۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم نے اولاد کی دعا مانگی اور خدا نے قبول کی اور وہ ہی لڑکا قربانی کے لئے پیش کیا گیا۔ موجودہ تورات سے ثابت ہے کہ جو لڑکا حضرت ابراہیم کی دعا سے پیدا ہوا وہ حضرت اسمٰعیل ہیں۔ اور اسی لئے ان کا نام "اسمٰعیل" رکھا گیا۔ کیونکہ "اسمٰعیل" دو لفظوں سے مرکب ہے۔ "سمع" اور "ایل" "سمع" کے معنی
۵۹ ۔ جب اسمٰعیل بڑا ہو کر اس قابل ہو گیا کہ اپنے باپ کے ساتھ دوڑ سکے۔ اور اس کے کام آسکے۔ اس وقت ابراہیم نے اپنا خواب بیٹے کو سنایا۔ تا اس کا خیال معلوم کریں کہ خوشی سے آمادہ ہوتا ہے یا زبردستی کرنی پڑے گی۔ کہتے ہیں کہ تین رات مسلسل یہ ہی خواب دیکھتے رہے۔ تیسرے روز بیٹے کو اطلاع کی، بیٹے نے بلا توقف قبول کیا۔ کہنے لگا کہ ابا
۶۰ ۔ تا بیٹے کا چہرہ سامنے نہ ہو۔ مبادا محبت پدری جوش مارنے لگے کہتے ہیں یہ بات بیٹے نے سکھلائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا ماجرا گذرا۔ یعنی کہنے میں نہیں آتا جو حال گذرا اُس کے دل پر اور فرشتوں پر۔

۶۱ ۔ یعنی بس بس! رہنے دے، تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ مقصود بیٹے کا ذبح کرانا نہیں۔ محض تیرا امتحان منظور تھا۔ سو اس میں پوری طرح کامیاب ہوا۔

۶۲ ۔ یعنی ایسے مشکل حکم کر کے آزماتے ہیں، پھر ان کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ تب درجے بلند کر دیتے ہیں۔ تورات میں ہے کہ جب ابراہیم نے بیٹے کو قربان کرنا چاہا اور فرشتہ نے ندا دی کہ ہاتھ روک لو۔ تو فرشتے نے یہ الفاظ کہے۔ "خدا کہتا ہے کہ چونکہ تو نے ایسا کام کیا اور اپنے اکلوتے بٹے کو بچا نہیں رکھا۔ میں تجھ کو برکت دوں گا اور تیری
۶۳ ۔ یعنی بڑے درجہ کا جو بہشت سے آیا، یہ بڑا قیمتی، فربہ، تیار۔ پھر یہ ہی رسم قربانی کی اسمٰعیل کی عظیم الشان یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے قائم کر دی۔

۔ آج تک دنیا ابراہیم کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے۔ علیٰ نبینا و علیہ الف الف سلام و تحیۃ۔ ۶۴

۔ یعنی ہمارے اعلٰی درجہ کے ایماندار بندوں میں۔ ۶۵

۔ معلوم ہوا وہ پہلی خوشخبری اسمٰعیل کی تھی۔ اور سارا قصہ ذبح کا انہی پر تھا۔ ۶۶

۶۷ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو۔ دونوں سے بہت اولاد پھیلی۔ اسحٰق کی اولاد میں انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہوئے۔ اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب ہیں جن میں ہمارے پیغمبر مبعوث ہوئے۔ یعنی اولاد میں سب یکساں نہیں ، اچھے بھی ہیں جو بڑوں کا نام روشن رکھیں اور برے بھی جو اپنی بدکاریوں کی وجہ سے ننگ خاندان

۶۸ ۔ یعنی فرعون اور اسکی قوم کے ظلم و ستم سے نجات دی۔ اور "بحرقلزم" سے نہایت آسانی کے ساتھ پار کر دیا۔

۶۹ ۔ یعنی فرعونیوں کا بیڑا غرق کر کے بنی اسرائیل کو غالب و منصور کیا اور ہالکین کے اموال و املاک کا وارث بنایا۔

۔ یعنی تورات شریف جس میں احکام الہٰی بہت تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ ۷۰

۷۱ ۔ یعنی افعال و اقوال میں استقامت بخشی۔ اور ہر معاملہ میں سیدھی راہ پر چلایا جو عصمت انبیاء کے لوازم میں سے ہے۔

۔ یعنی ہمارے کامل ایماندار بندوں میں سے ہیں۔ ۷۲

۷۳ ۔ حضرت الیاس بعض کے نزدیک حضرت ہارون کی نسل سے ہیں۔ اللہ نے ان کو ملک شام کے ایک شہر "بعلبک" کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ "بعل" نامی ایک بت کو پوجتے تھے۔ حضرت الیاس نے ان کو خدا کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔
۷۴ ۔ یعنی یوں تو دنیا میں آدمی بھی تحلیل و ترکیب کر کے بظاہر بہت سی چیزیں بنا لیتے ہیں۔ مگر بہتر بنانے والا وہ ہے جو تمام اصول و فروع، جواہر و اعراض اور صفات و موصوفات کا حقیقی خالق ہے جس نے تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا پھر یہ کیسے جائز ہو گا کہ اس احسن الخالقین کو چھوڑ کر "بعل" بت کی پرستش کی جائے اور اس
۔ یعنی جھٹلانے کی سزا مل کر رہے گی۔ ۷۵

۔ یعنی سب نے جھٹلایا۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندوں نے تکذیب نہیں کی۔ لہٰذا وہ ہی سزا سے بچے رہیں گے۔ ۷۶

۷۷ ۔ "الیاس" کو "الیاسین" بھی کہتے ہیں جیسے "طور سینا" کو "طور سینین" کہہ دیا جاتا ہے۔ یا "الیاسین" سے حضرت الیاس کے متبعین مراد ہوں۔ اور بعض نے " آل یاسین" بھی پڑ ھا ہے ۔ تو "یاسین" ان کے باپ کا نام ہو گا۔ یا ان ہی کا نام "یاسین" اور لفظ آل مقحم ہو جیسے { کَمَا صَلَّیْتِ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ } میں یا { اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِی اَوْفٰی } میں ہے۔ واللہ

۷۸ ۔ یعنی ان کی زوجہ جو معذبین کے ساتھ ساز باز رکھتی تھی۔

۷۹ ۔ یعنی لوط اور اس کے گھر والوں کے سوا دوسرے سب باشندوں پر بستی الٹ دی گئ یہ قصہ پہلے کئ جگہ مفصل گذر چکا ہے۔

۸۰ ۔ یہ مکہ والوں کو فرمایا۔ کیونکہ "مکہ" سے "شام" کو جو قافلے آتے جاتے تھے، قوم لوط کی الٹی ہوئی بستیاں ان کے راستہ سے نظر آتی تھیں۔ یعنی دن رات ادھر گذرتے ہوئے یہ نشان دیکھتے ہیں پھر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ کیا نہیں سمجھتے کہ جو حال ایک نافرمان قوم کا ہوا وہ دوسری نافرمان اقوام کا بھی ہو سکتا ہے۔

۸۱ ۔ کشتی دریا میں چکر کھانے لگی۔ لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے اپنے مالک سے بھاگا ہوا۔ سب کے ناموں پر کئ مرتبہ قرعہ ڈالا گیا۔ ہر مرتبہ ان کا نام نکلا۔ یہ قصہ سورہ "یونس" اور سورہ "انبیاء" میں مفصل گذر چکا ہے وہاں اس کی تحقیق ملاحظہ کیجائے۔
۸۲ ۔ الزام یہ ہی تھا کہ خطائے اجتہادی سے حکم الہٰی کا انتظار کیے بغیر بستی سے نکل پڑے اور عذاب کے دن کی تعیین کر دی۔

۸۳ ۔ یعنی چونکہ مچھلی کے پیٹ میں بھی اور پیٹ میں جانے سے پہلے بھی اللہ پاک کو بہت یاد کرتا تھا اس لئے ہم نے اس کو جلدی نجات دیدی۔ ورنہ قیامت تک اس کے پیٹ سے نکلنا نصیب نہ ہوتا مچھلی کی غذا بن جاتے۔ (تنبیہ) { لَلَبِثَ فِی بطنہ } الیٰ آخرہ کنایہ ہے کبھی نہ نکلنے سے۔ اور یہ واقعہ دریائے "فرات" کا ہے۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا

۸۴ ۔ مچھلی کو حکم ہوا اس نے حضرت یونس کو اپنے پیٹ سے نکال کر ایک کھلے میدان میں ڈال دیا غالبًا کافی غذا و ہواء وغیرہ نہ پہنچنے کی وجہ سے بیمار اور نحیف ہو گئے۔ کہتے ہیں دھوپ کی شعاع اور مکھی وغیرہ کا بدن پر بیٹھنا بھی ناگوار ہوتا تھا۔ اللہ کی قدرت سے وہاں کدو کی بیل اگ آئی اس کے پتوں نے ان کے جسم پر سایہ کر لیا اور اسی
۸۵ ۔ یعنی اگر صرف عاقل بالغ گنتے تو لاکھ تھے۔ اور اگر سب چھوٹے بڑوں کو شامل گنتے تو زیادہ تھے یا یوں کہو کہ ایک لاکھ سے گذر کر دو لاکھ تک نہیں پہنچے تھے۔ ہزار کی کسر نہ لگاؤ تو ایک لاکھ کہہ لو۔ اور کسر لگائی جائے تو لاکھ کے اوپر چندہزار زائد ہوں گے۔ واللہ اعلم۔
۸۶ ۔ یعنی ایمان و یقین کی بدولت عذاب الہٰی سے بچ گئے اور اپنی عمر مقدر تک دنیا کا فائدہ اٹھاتے رہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "وہ ہی قوم جس سے بھاگے تھے ان پر ایمان لا رہی تھی۔ ڈھونڈتی تھی کہ یہ جا پہنچے۔ انکو بڑی خوشی ہوئی"۔ یہ قصہ پہلے گذر چکا ہے۔ سورہ یونس اور سورہ انبیاء میں دیکھ لیا جائے۔

۸۷ ۔ یعنی انبیاء کا حال تو سن لیا کہ حضرت نوح، ابراہیم، اسمٰعیل، موسٰی، ہارون، الیاس، لوط، یونس علیہم السلام سب کی مشکلات اللہ کی امداد و اعانت سے حل ہوئیں۔کوئی بڑے سے بڑا مقرب اس کی دستگیری سے بے نیاز نہیں۔ اب آگے تھوڑا سا فرشتوں اور جنوں کا حال سن لو۔ جن کی نسبت خدا جانے کیاکیا واہی تباہی عقیدے تراش کر رکھے ہیں۔ چنانچہ

۸۸ ۔ یعنی کچھ تو سوچو۔ عیب کرنے کو بھی ہنر چاہئے۔ ایک غلط عقیدہ بنانا تھا تو ایسا بالکل ہی بے تکا تو نہ ہونا چاہئے تھا۔ یہ کونسا انصاف ہے کہ اپنے لیے تو بیٹے پسند کرو اور خدا سے بیٹیاں پسند کراؤ۔

۸۹ ۔ یعنی آخر یہ مہمل اور بے تکی بات نکالی کہاں سے ۔ عقل و فہم اور علمی اصول سے تو اس کو لگاؤ نہیں۔ پھر کیا کوئی نقلی سند اس عقیدہ کی رکھتے ہو ۔ ایسا ہے تو بسم اللہ وہ ہی دکھلاؤ۔

۹۰ ۔ یعنی احمقوں نے جنوں کے ساتھ معاذ اللہ دامادی کا رشتہ قائم کر دیا۔ سبحان اللہ کیا باتیں کرتے ہیں۔ موقع ملے تو ذرا ان جنوں سے پوچھ آؤ کہ وہ خود اپنی نسبت کیا سمجھتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ دوسرے مجرموں کی طرح وہ بھی اللہ کے روبرو پکڑے ہوئے آئیں گے کیا داماد سسرال کے ساتھ یہ ہی معاملہ ہوتا ہے۔ بعض سلف نے نسب سے مراد یہ
۹۱ ۔ یعنی جن میں سے ہوں یا آدمیوں میں سے اللہ کے چنے ہوئے بندے ہی اس پکڑ دھکڑ سے آزاد ہیں۔ معلوم ہوا وہاں کسی کا رشتہ ناتا نہیں صرف بندگی اور اخلاص کی پوچھ ہے۔

۹۲ ۔ بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ جنوں کے ہاتھ میں بدی کی اور فرشتوں کے ہاتھ میں نیکی کی باگ ہے۔ یہ جس کو چاہیں بھلائی پہنچائیں اور خدا کا مقرب بنا دیں اور وہ جسے چاہیں برائی اور تکلیف میں ڈال دیں یا گمراہ کر دیں۔ شاید ان ہی مفروضہ اختیارات کی بناء پر انہیں اولاد یا سسرال بنایا ہو گا۔ اس کا جواب دیا کہ تمہارے اور ان کے ہاتھ میں کوئی
۹۳ ۔ یہ کلام اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف سے گویا ان کی زبان سے فرمایا۔ جیسے بہت جگہ آدمیوں کی زبان سے دعائیں فرمائیں ہیں۔ یعنی ہر فرشتہ کی ایک حد مقرر ہے۔ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یہاں پر فرمایا کہ کافر کہتے ہیں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی عورتوں سے پیدا ہوئیں۔ سو جنوں کو اپنا حال خوب معلوم ہے ۔ اور فرشتے یوں کہتے
۹۴ ۔ یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی اللہ کی بندگی اور اس کا حکم سننے کےلئے کھڑا رہتا ہے۔ مجال نہیں آگے پیچھے سرک جائے۔

۔ یہاں تک فرشتوں کا کلام ختم ہوا۔ آگے اہل مکہ کا حال بیان فرماتے ہیں۔ ۹۵

۹۶ ۔ عرب لوگ انبیاء کے نام سنتے تھے ان کے علم سے خبردار نہ تھے تو یہ کہتے۔ یعنی اگر ہم کو پہلے لوگوں کے علوم حاصل ہوتے یا ہمارے ہاں کوئی کتاب اور نصیحت کی بات اترتی تو ہم خوب عمل کر کے دکھلاتے اور معرفت و عبادت میں ترقی کر کے اللہ کے مخصوص بندوں میں شامل ہو جاتے۔ اب جو انکے اندر نبی آیا تو پھرگئے وہ قول و

۹۷ ۔ یعنی یہ بات علم الٰہی میں ٹھہر چکی ہے کہ منکرین کےمقابلہ میں خدا تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو مدد پہنچاتا ہے۔ اور آخرکار خدائی لشکر ہی غالب ہو کر رہتا ہے خواہ درمیان میں حالات کتنے ہی پلٹے کھائیں۔ مگر آخری فتح اور کامیابی مخلص بندوں ہی کے لئے ہے۔ باعتبار حجت و برہان کے بھی اور باعتبار ظاہری تسلط و غلبہ کے بھی ہاں شرط یہ ہے

۹۸ ۔ یعنی ابھی چند روز انہیں کچہ نہ کہئے۔ صبر کے ساتہ آپ ان کا حال دیکھتے رہئے اور یہ اپنا انجام دیکہ لیں گے چنانچہ دیکہ لیا۔

۹۹ ۔ شاید { فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ } سن کر کہا ہو گا کہ پھر دیر کیا ہے ہم کو ہمارا انجام جلدی دکھلا دو اس کا جواب دیا کہ اپنے اوپر جو آفت لائے جانے کی جلدی مچا رہے ہو، جب وہ آئے گی تو بہت برا وقت ہو گا۔ عذاب الہٰی اس طرح آئے گا جیسے کوئی دشمن گھات میں لگا ہوا ہو اور صبح کے وقت یکایک میدان میں اتر کر چھاپہ مار جائے۔ عذاب آنے کے

۱۰۰ ۔ شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا تھا اور یہ آخرت کے عذاب کا ہو، یعنی آپ دیکھتے جایئے اب آگے چل کر آخرت میں یہ کافر کیا کچہ دیکھتے ہیں۔

۱۰۱ ۔ خاتمہ سورت پر تمام اصولی مضامین کا خلاصہ کر دیا۔ یعنی اللہ کی ذات تمام عیوب و نقائص سے پاک اور تمام محاسن و کمالات کی جامع ہے سب خوبیاں اسی کی ذات میں مجمتع ہیں۔ اور انبیاء و رسل پر اس کی طرف سے سلام آتا ہے۔ جو ان کی عظمت و عصمت اور سالم ومنصور ہونے کی دلیل ہے۔ (تنبیہ) احادیث سے بعد نماز اور ختم مجلس پر ان

۱ ۔ یعنی یہ عظیم الشان، عالی مرتبہ قرآن (جو عمدہ نصیحتوں سے پر، اور نہایت مؤثر طرز میں لوگوں کو ہدایت و معرفت کی باتیں سمجھانے والا ہے) بآواز بلند شہادت دے رہا ہے کہ جو لوگ قرآنی صداقت اور حضرت محمد رسول اللہ کی رسالت کے منکر ہیں اس کا سبب یہ نہیں کہ قرآن کی تعلیم و تفہیم میں کچہ قصور ہے یا حضور پر نور اس کی تبلیغ
۲ ۔ یعنی ان کو معلوم رہنا چاہئے کہ اسی غرور و تکبر کی بدولت انبیاء اللہ سے مقابلہ ٹھان کر بہت سی جماعتیں پہلے تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ وہ لوگ بھی مدتوں خدا کے پیغمبروں سے لڑتے رہے۔ پھر جب برا وقت آ پڑا اور عذاب الہٰی نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو گھبرا کر شور مچانے اور خدا کو پکارنے لگے۔ مگر اس وقت فریاد کرنے سے کیا بنتا۔
۳ ۔ یعنی آسمان سے کوئی فرشتہ آتا تو خیر ایک بات تھی۔ ہم ہی میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر ہم کو ڈرانے دھمکانے لگے اور کہے میں آسمان والے خدا کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ یہ عجیب بات ہے اب بجز اس کے کیا کہا جائے کہ ایک جادوگر نے جھوٹا ڈھونگ بنا کر کھڑا کر دیا۔ جادو کے زور سے کچہ کرشمے دکھا کر انہیں معجزہ کہنے لگے اور

۴ ۔ یعنی اور لیجیے! اتنے بیشمار دیوتاؤں کا دربار ختم کر کے صرف ایک خدا رہنے دیا۔ اس سے بڑھ کر تعجب کی بات کیا ہوگی کہ اتنے بڑے جہان کا انتظام ایک خدا کے سپرد کر دیا جائے۔ اور مختلف شعبوں اور محکموں کے جن خداؤں کی بندگی قرنوں سے ہوتی چلی آتی تھی وہ سب یک قلم موقوف کر دی جائے گویا ہمارے باپ دادے نرے جاہل اور بے

۵ ۔ یعنی محمد () جو اس قدر زور و شور اور عزم و استقلال سے ہمارے معبودوں کے خلاف جہاد کرنے پر تلے ہوئے ہیں، ضرور اس میں ان کی کوئی غرض ہے، وہ یہ ہی کہ ایک خدا کا نام لے کر ہم سب کو اپنا محکوم اور مطیع بنا لیں اور دنیا کی حکومت و ریاست حاصل کریں۔ سو لازم ہے کہ اس مقصد میں ہم انکو کامیاب نہ ہونے دیں۔ بعض مفسرین
۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو۔ یعنی آگے تو سنے ہیں کہ اگلے ایسی باتیں کہتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے" اور ممکن ہے پچھلے دین سے عیسائی مذہب مراد ہو۔ جیسا کہ اکثر سلف کا قول ہے۔ یعنی نصاریٰ جو اہل کتاب ہیں انکو بھی ہم نے نہیں سنا کہ سب خداؤں کو ہٹا کر ایک ہی خدا رہنے
۷ ۔ یعنی اچھا قرآن کو اللہ کا کلام مان ہی لو اور یہ بھی نہ سہی کہ آسمان سے کوئی فرشتہ نبی بنا کر بھیجا جاتا مگر یہ کیا غضب ہے کہ ہم سب میں سے محمد () ہی کا انتخاب ہوا۔ کیا سارے ملک میں ایک یہ ہی اس منصب کے لئے رہ گئے تھے؟ اور کوئی بڑا رئیس مالدار خدا کو نہ ملتا تھا جس پر اپنا کلام نازل کرتا۔
۸ ۔ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کی نامعقول یاوہ گوئی کا جواب ہوا۔ یعنی ان کی یہ خرافات کچھ نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ ابھی ہماری نصیحت کے متعلق ان کو دھوکا لگا ہوا ہے وہ یقین نہیں رکھتے کہ جس خوفناک مستقبل سے آگاہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور پیش آ کر رہے گا۔ کیونکہ ابھی تک انہوں نے خدا کی مار کا مزہ نہیں چکھا۔ جس وقت خدائی مار

۹ ۔ یعنی رحمت کے خزانے اور آسمان و زمین کی حکومت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ زبردست ہے اور بڑی بخشش والا ہے جس پر جو انعام چاہے کرے۔ کون روک سکتا ہے یا نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ اگر وہ اپنی حکمت و دانائی سےکسی بشر کو منصب نبوت و رسالت پر سرفراز فرماتا ہے تو تم دخل دینے والے کون ہو کہ صاحب اس پر یہ مہربانی
۱۰ ۔ یعنی کچھ بھی نہیں۔ زمین و آسمان کی حکومت اور خزانوں کے مالک تو یہ بیچارے کیا ہوتے۔ چند ہزیمت خوردہ آدمیوں کی ایک بھیڑ ہے جو اگلی تباہ شدہ قوموں کی طرح تباہ و برباد ہوتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ یہ منظر "بدر" سے لیکر "فتح مکہ" تک لوگوں نے دیکھ لیا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں" یعنی اگلی قومیں برباد ہوئیں۔ اگر چڑھ جائیں تو
۱۱ ۔ یعنی بہت زور و قوت اور لاؤ لشکر والا جس نے دنیا میں اپنی سلطنت کے کھونٹے گاڑ دیے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ آدمی کو چومیخا کر کے مارتا تھا اس سے اس کا نام "ذوالاتاد" (میخوں والا) پڑ گیا۔ واللہ اعلم۔

۔ یعنی حضرت شعیب جن کی طرف مبعوث ہوئے۔ ۱۲

۔ یعنی یہ بڑی بڑی طاقتور فوجیں بھی رسولوں کو جھٹلا کر سزا سے نہ بچ سکیں۔ تمہاری تو حقیقت کیا ہے۔ ۱۳

۱۴ ۔ یعنی صور کی آواز کے منتظر ہیں۔ پوری سزا اس وقت ملے گی اور ممکن ہے "صَیْحہ" سے یہیں کی ایک ڈانٹ مراد ہو۔

۱۵ ۔ یعنی جب وعدہ قیامت سنتے مسخرا پن سے کہتے کہ ہم کو تو اس وقت کا حصہ ابھی دیدیجئے ابھی ہم اپنا اعمالنامہ دیکھ لیں اور ہاتھ کےہاتھ سزا جزاء سے فارغ ہو جائیں۔

۱۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اس جگہ ان کو (داؤد کا قصہ) یاد دلوایا کہ انہوں نے بھی "طالوت" کے (عہد) حکومت میں بہت صبر کیا۔ آخر حکومت ان کو ملی اور (جالوت وغیرہ) مخالفوں کو جہاد سے زیر کیا۔ یہ ہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبر کا۔ (تنبیہ) "ذاالاید" کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب نے "ہاتھ کے بل والا" کیا ہے۔ یعنی قوت سلطنت، یا ادھر
۱۷ ۔ یعنی صبح و شام حضرت داؤد تسبیح پڑھتے، پہاڑ بھی ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اس کے متعلق کچھ مضمون سورہ "سبا" میں گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

۔ یا سب اس کے ساتھ مل کر اللہ کی طرف رجوع رہتے کما قال بعض المفسرین۔ ۱۸

۱۹ ۔ یعنی دنیا میں اس کی سلطنت کی دھاک بٹھلا دی تھی اور اپنی اعانت و نصرت سے مختلف قسم کی کثیر التعداد فوجیں دیکر خوب اقتدار جما دیا تھا۔

۲۰ ۔ یعنی بڑے مدبر و دانا تھے۔ ہر بات کا فیصلہ بڑی خوبی سے کرتے اور بولتے تو نہایت فیصلہ کن تقریر ہوتی تھی۔ بہرحال حق تعالیٰ نے ان کو نبوت، حسن تدبیر، قوت فیصلہ اور طرح طرح کے علمی و عملی کمالات عطا فرمائے تھے۔ لیکن امتحان و ابتلاء سے وہ بھی نہیں بچے۔ جس کا قصہ آگے بیان کرتے ہیں۔

۲۱ ۔ حضرت داؤد نے تین دن کی باری رکھی تھی۔ ایک دن دربار اور فصل خصومات کا، ایک دن اپنے اہل و عیال کے پاس رہنے کا، ایک دن خالص اللہ کی عبادت کا۔ اس دن خلوت میں رہتے تھے۔ دربان یا کسی کو آنے نہ دیتے ۔ ایک دن عبادت میں مشغول تھے کہ ناگاہ کئ شخص دیوار پھاند کر ان کے پاس آ کھڑے ہوئے داؤد باوجود اپنی قوت و شوکت
۲۲ ۔ آنے والوں نے کہا کہ آپ گھبرائیے نہیں اور ہم سے خوف نہ کھائیے۔ ہم دونوں فریق اپنے ایک جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ہم میں منصفانہ فیصلہ کر دیجئے۔ کوئی بے راہی اور ٹالنے کی بات نہ ہو۔ ہم عدل و انصاف کی سیدھی راہ معلوم کرنے کے لیے آئے ہیں (شاید گفتگو کا یہ عنوان دیکھ کر حضرت داؤد
۲۳ ۔ یعنی جھگڑا یہ ہے کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک بھی کسی طرح مجھ سے چھین کر اپنی سو پوری کر لے۔ اور مشکل یہ آن پڑی ہے کہ جیسے مال میں یہ مجھ سے زیادہ ہے بات کرنے میں بھی مجھ سے تیز ہے جب بولتا ہے تو مجھ کو دبا لیتا ہے اور لوگ بھی اسی کی ہاں میں
۲۴ ۔ حضرت داؤد نے بقاعدہ شریعت ثبوت وغیرہ طلب کیا ہو گا۔ آخر میں یہ فرمایا کہ بیشک (اگر یہ تیرا بھائی ایسا کرتا ہے تو) اس کی زیادتی اور ناانصافی ہے۔ چاہتا ہے کہ اس طرح اپنے غریب بھائی کا مال ہڑپ کر جائے ۔ (مطلب یہ کہ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے)۔
۲۵ ۔ یعنی شرکاء کی عادت ہے ایک دوسرے پر ظلم کرنے کی، قوی حصہ دار چاہتا ہے کہ ضعیف کو کھا جائے۔ صرف اللہ کے ایماندار اور نیک بندے اس سے مستثنٰی ہیں۔ مگر وہ دنیا میں بہت ہی تھوڑے ہیں۔

۲۶ ۔ یعنی اس قصہ کے بعد داؤد کو تنبیہ ہوا کہ میرے حق میں یہ ایک فتنہ اور امتحان تھا۔ اس خیا ل کے آتے ہی اپنی خطا معاف کرانے کے لئے نہایت عاجزی کے ساتھ خدا کے سامنے جھک پڑے۔ آخر خدا نے ان کی وہ خطا معاف کر دی۔ داؤد کی وہ خطا کیا تھی؟ جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے اس کے متعلق مفسرین نے بہت سے لمبے چوڑے
۲۷ ۔ یعنی بدستور مقرب بارگاہ ہیں اس غلطی سے تقرب اور مرتبہ میں فرق نہیں آیا۔ صرف تھوڑی سی تنبیہ کر دی گئ۔ کیونکہ مقربین کی چھوٹی غلطی بھی بڑی سمجھی جاتی ہے۔ "حَسَنَات الابرار سئیات المقربین "
گرچہ یک مُوبد گنہ کر جستہ بود   لیک آں مودر دو دیدہ رستہ بود
۲۸ ۔ یعنی خدا نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنایا لہذا اسی کے حکم پر چلو اور معاملات کے فیصلے عدل و انصاف کے ساتھ شریعت الہٰی کے موافق کرتے رہو۔ کبھی کسی معاملہ میں خواہش نفس کا ادنیٰ شائبہ بھی نہ آنے پائے۔ کیونکہ یہ چیز آدمی کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دینے والی ہے۔ اور جب انسان اللہ کی راہ سے بہکا تو پھر ٹھکانہ کہاں۔
۲۹ ۔ یعنی عمومًا خواہشات نفسانی کی پیروی اسی لئے ہوتی ہے کہ آدمی کو حساب کا دن یاد نہیں رہتا۔ اگر یہ بات مستحضر رہے کہ ایک روز اللہ کے سامنے جانا اور ذرہ ذرہ عمل کا حساب دینا ہے تو آدمی کبھی اللہ کی مرضی پر اپنی خواہش کو مقدم نہ رکھے (تنبیہ) ممکن ہے کہ { يَوْمَ الۡحِسَابِ } کا تعلق { لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ } کے ساتھ ہو۔ { نَسُوۡا } کے ساتھ
۳۰ ۔ یعنی جس کا آگے کچھ نتیجہ نہ نکلے۔ بلکہ اس دنیا کا نتیجہ ہے آخرت، لہذا یہاں رہ کر وہاں کے لئے کچھ کام کرنا چاہئے اور کام یہ ہی ہے کہ انسان اپنی خواہشات کی پیروی چھوڑ کر حق و عدل کے اصول پر کاربند ہو۔ اور خالق و مخلوق دونوں سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھے۔ یہ نہ سمجھے کہ بس دنیا کی زندگی ہے۔ کھا پی کر ختم کر دیں گے۔ آگے
۳۱ ۔ یعنی ہمارے عدل و حکمت کا اقتضاء یہ نہیں کہ نیک ایماندار بندوں کو شریروں اور مفسدوں کے برابر کر دیں یا ڈرنے والوں کے ساتھ بھی وہ ہی معاملہ کرنے لگیں جو ڈھیٹ اور نڈر لوگوں کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اسی لئے ضرور ہوا کہ کوئی وقت حساب و کتاب اور جزا سزا کا رکھا جائے۔ لیکن دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے نیک اور ایماندر آدمی
۳۲ ۔ یعنی جب نیک اور بد کا انجام ایک نہیں ہو سکتا تو ضرور تھا کہ کوئی کتاب ہدایت مآب حق تعالیٰ کی طرف سے آئے جو لوگوں کو خوب معقول طریقہ سے ان کے انجام پر آگاہ کر دے۔ چنانچہ اس وقت یہ کتاب آئی جس کو قرآن مبین کہتے ہیں۔ جس کے الفاظ، حروف، نقوش اور معانی و مضامین ہر چیز میں برکت ہے۔ اور جو اسی غرض سے اتاری گئ
۳۳ ۔ یعنی سلیمان بیٹا دیا جو انہی کی طرح نبی اور بادشاہ ہوا۔

۳۴ ۔ یعنی نہایت اصیل، شائستہ اور تیز و سبک رفتار گھوڑے جو جہاد کے لئے پرورش کئے گئے تھے ان کے سامنے پیش ہوئے۔ ان کا معائنہ کرتے ہوئے دیر لگ گئ۔ حتٰی کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ شاید اسی شغل میں عصر کے وقت کا وظیفہ بھی نہ پڑھ سکے ہوں۔ اس پر کہنے لگے کوئی مضائقہ نہیں ۔ اگر ایک طرف ذکر اللہ (یاد خدا) سے بظاہر
۳۵ ۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک روز قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی تمام عورتوں کے پاس جاؤں گا (جو تعداد میں ستر یا نوے یا سو کے قریب تھیں) اور ہر ایک عورت ایک بچہ جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ فرشتہ نے القاء کیا کہ "ان شاء اللہ" کہہ لیجئے۔ مگر (باوجود دل میں موجود ہونے کے) زبان سے نہ کہا خدا کا کرنا
۳۶ ۔ یعنی ایسی عظیم الشان سلنطت عنایت فرما جو میرے سوا کسی کو نہ ملے نہ کوئی دوسرا اس کا اہل ثابت ہو یا یہ مطلب ہے کہ کسی کو حوصلہ نہ ہو کہ مجھ سے چھین سکے (تنبیہ) احادیث میں ہے کہ ہر نبی کی ایک دعاء ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اجابت کا وعدہ فرما لیا ہے۔ یعنی وہ دعاء ضرور ہی قبول کریں گے۔ شاید حضرت سلیمان کی یہ

۳۷ ۔ یعنی جن ان کے حکم سے بڑی بڑی عمارتیں بنانے اور موتی وغیرہ نکالنے کے لئے دریاؤں میں غوطے لگاتے تھے۔ ہوا اور جنات کے تابع کرنے کے متعلق پہلے سورۂ "سبا" وغیرہ میں کچھ تفصیل گذر چکی ہے۔

۔ یعنی بہت سے جنات اور تھے جن کو سرکشی اور شرارت و تمرد کی وجہ سے قید کر کے ڈال دیا تھا۔ ۳۸

۳۹ ۔ یعنی کسی کو بخشش دو یا نہ دو تم مختار ہو۔ اس قدر بے حساب دیا، اور حساب و کتاب کا مواخذہ بھی نہیں رکھا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ اور مہربانی کی کہ اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کے لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت سے ٹوکرے بنا کر"۔
۴۰ ۔ یعنی بادشاہت کے باوجود جو روحانی تقرب اور مرتبہ ہمارے ہاں حاصل ہے اور فردوس بریں میں جو اعلیٰ سے اعلیٰ ٹھکانہ تیار ہے وہ بجائے خود رہا۔

۴۱ ۔ قرآن کریم کے تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن امور میں کوئی پہلو شر یا ایذاء کا یا کسی مقصد صحیح کے فوت ہونے کا ہو ان کو شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ جیسے موسیٰ کے قصہ میں آیا { وَمَآاَنْسَانِیْہُ اِلَّاالشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْکُرَہ } (کہف رکوع۹) کیونکہ اکثر اس قسم کی چیزوں کا سبب قریب یا بعید کسی درجہ میں شیطان ہوتا ہے۔ اسی قاعدہ سے

۴۲ ۔ جب اللہ نے چاہا کہ انکو چنگا کرے، حکم دیا کہ زمین پر پاؤں ماریں پاؤں مارنا تھا کہ قدرت نے وہاں سے ٹھنڈے پانی کا چشمہ نکال دیا۔ اسی سے نہایا کرتے اور پانی پیتے۔ وہ ہی ان کی شفاء کا سبب ہوا۔ اور ان کےگھرانے کے لوگ جو چھت کے نیچے دب کر مر گئے تھے اللہ نے اپنی مہربانی سے ان سے دگنے عطا کئے تا عقلمند لوگ ان واقعات کو
۴۳ ۔ حضرت ایوب نے حالت مرض میں کسی بات پر خفا ہو کر قسم کھائی کہ تندرست ہو گئے تو اپنی عورت کو سو لکڑیاں ماریں گے۔ وہ بی بی اس حالت کی رفیق تھی اور چنداں قصوروار بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے قسم سچا کرنے کا ایک حیلہ ان کو بتلا دیا۔ جو ان ہی کے لئے مخصوص تھا۔ آج اگر کوئی اس طرح کی قسم کھا بیٹھے تو
۴۴ ۔ یعنی عمل اور معرفت والے جو ہاتھ پاؤں سے بندگی کرتے اور آنکھوں سے خدا کی قدرتیں دیکھ کر یقین و بصیرت زیادہ کرتے ہیں۔

۴۵ ۔ انبیاء کا امتیاز یہ ہے کہ ان کے برابر خدا کو اور آخرت کو یاد رکھنے والا کوئی نہیں۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے اللہ کے ہاں ان کو سب سے ممتاز مرتبہ حاصل ہے۔

۴۶ ۔ حضرت اسمٰعیل اور ذوالکفل کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ اور "الیسع" کہتے ہیں کہ حضرت الیاس کے خلیفہ تھے ان کو بھی اللہ نے نبوت عطا فرمائی۔

۔ یعنی یہ مذکور تو انبیاء کا تھا۔ آگے عام متقین کا انجام سن لو۔ ۴۷

۴۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جب بہشت میں داخل ہوں گے ہر کوئی بدون بتائے اپنے گھر میں چلا جائے گا" آواز دے کر دروازہ کھلوانے کی ضرورت نہ پڑے گا۔

۔ یعنی قسم قسم کے میوے، پھل اور پینے کی چیزیں حسب خواہش غلمان حاضر کر یں گے۔ ۴۹

۔ یعنی سب عورتیں نوجوان ایک عمر ہوں گی یا شکل و شمائل خو بو میں اپنے ازواج کی ہم عمر معلوم ہوں گی۔ ۵۰

۵۱ ۔ یعنی غیر منقطع اور لازوال نعمتیں ہیں جن کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو گا۔ { رزقنا اللہ منھا بفضلہ وکرمہ فانہ اکرم الاکرمین وارحم الراحمین }۔

۔ یعنی پرہیزگاروں کا انجام سن چکے آگے شریروں کا انجام سن لو۔ ۵۲

۵۳ ۔ یعنی لو! یہ حاضر ہے ۔ اب اس کا مزہ چکھیں۔

۵۴ ۔ "غسّاق" سے بعض نے کہا دوزخیوں کے زخموں کی پیپ اور ان کی آلائشیں مراد ہیں جس میں سانپوں بچھوؤں کا زہر ملا ہو گا۔ اور بعض کے نزدیک "غسّاق" حد سے زیادہ ٹھنڈے پانی کو کہتے ہیں جس کے پینے سے سخت اذیت ہو۔ گویا "حمیم" کی پوری ضد۔ واللہ اعلم۔

۵۵ ۔ یہ گفتگو دوزخیوں کی آپس میں ہو گی، جس وقت فرشتے انکو یکے بعد دیگرے لا لا کر دوزخ کے کنارے پر جمع کریں گے۔ پہلا گروہ سرداروں کا ہو گا۔ بعدہ ان کے مقلدین و اتباع کی جماعت آئے گی۔ اس کو دور سے آتے ہوئے دیکھ کر پہلے لوگ کہیں گے کہ لو! یہ ایک اور فوج دھنستی اور کھپتی ہوئی تمہارے ساتھ دوزخ میں گرنے کے لئے چلی آ
۵۶ ۔ یعنی آپس میں لعن طعن کر کے پھر حق تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے پروردگار! جو اپنی شقاوت سے یہ بلا اور مصیبت ہمارے سر پر لایا ۔ اسے دوزخ میں دگنا عذاب دیجئے۔ شاید سمجھیں گے کہ اس کا دگنا عذاب دیکھ کر ذرا دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ حالانکہ وہاں تسلی کا سامان کہاں؟ ایک دوسرے کو کوسنا اور پھٹکارنا یہ بھی ایک مستقل عذاب ہوا۔

۵۷ ۔ وہاں دیکھیں گے کہ سب جان پہچان والے لوگ ادنیٰ و اعلیٰ دوزخ میں جانے کے واسطے جمع ہوئے ہیں۔ مگر جن مسلمانوں کو پہچانتے تھے اور سب سے زیادہ برا جان کر مذاق اڑایا کرتے تھے وہ اس جگہ نظر نہیں آتے، تو حیران ہو کر کہیں گے کہ کیا ہم نے غلطی سے ان کے ساتھ ٹھٹھا کیا تھا، وہ اس قابل نہ تھے کہ آج دوزخ کے نزدیک رہیں، یا اسی
۵۸ ۔ یعنی بظاہر یہ بات خلاف قیاس ہے کہ اس افراتفری میں ایک دوسرے سے جھگڑیں عذاب کا ہولناک منظر کیسے دوسری طرف متوجہ ہونے دے گا۔ لیکن یاد رکھو! ایسا ہو کر رہے گا۔ یہ بالکل یقینی چیز ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور حقیقت میں یہ ان کے عذاب کی تکمیل ہے۔

۵۹ ۔ میرا کام تو اتنا ہی ہے کہ تم کو اس آنے والی خوفناک گھڑی سے ہشیار کر دوں اور جو بھیانک مستقبل آنے والا ہے اس سے بے خبر نہ رہنے دوں۔ باقی سابقہ جس حاکم سے پڑنے والا ہے تو وہ ہی اکیلا خدا ہے جس کے سامنے کوئی چھوٹا یا بڑا دم نہیں مار سکتا۔ ہر چیز اس کے آگے دبی ہوئی ہے۔ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی کوئی چیز نہیں

۶۰ ۔ یعنی قیامت اور اس کے احوال کوئی معمولی چیز نہیں۔ بڑی بھاری اور یقینی خبر ہے جو میں تم کو دے رہا ہوں۔ {عَمَّ يَتَسَآءَ لُوْنَ عَنِ النَّبَاِالعظِيْمِ الَّذِیْ هُمْ فِيْہِ مُخْتَلِفُوْنَ} (نباء رکوع۱) مگر افسوس ہے تم اس کی طرف سے بالکل بےفکر ہو۔ جو کچھ تمہاری خیرخواہی کو کہا جاتا ہے دھیان میں نہیں لاتے، بلکہ الٹا مذاق اڑاتے ہو کہ کب آئے گی۔ کیونکر آئے گی

۶۱ ۔ "ملاء اعلی" (اوپر کی مجلس) ملائکہ مقربین وغیرہ ہم کی مجلس ہے جن کے توسط سے تدابیر الہٰیہ اور تصریفات کونیہ ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ یعنی ملاء اعلیٰ میں نظام عالم کے فنا و بقاء کے متعلق جو تدبیریں یا بحثیں اور قیل و قال ہوتی ہے۔ مجھے اس کی کیا خبر تھی جو تم سے بیان کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے جن اجزاء پر مطلع فرما دیا وہ بیان کر دئے جو کچھ

۶۲ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ایک یہ بھی تکرار تھی فرشتوں کی جو بیان فرمایا"۔

۶۳ ۔ یعنی ڈھانچہ ٹھیک تیار کر کے اپنی طرف سے ایک روح پھونکوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "روحی" (اپنی جان) اس لئے فرمایا کہ آب و خاک سے نہیں بنی۔ عالم غیب سے آئی"۔ کچھ مضمون روح کے متعلق سورہ بنی اسرائیل میں گذرا ہے۔ وہاں روح کی اس اضافت پر روشنی ڈالی گئ ہے۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔

۶۴ ۔ یہ قصہ سورہ "بقرہ" "اعراف" وغیرہ کئی سورتوں میں گذر چکا۔ اعراف کے فوائد میں ہم نے مفصل بحث کی ہے اسے ایک مرتبہ دیکھ لیا جائے۔

۶۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ (ابلیس اصل سے) جن تھا جو اکثر خدا کے حکم سے منکر ہیں۔ لیکن اب (اپنی کثرت عبادت وغیرہ کے سبب سے) رہنے لگا تھا فرشتوں میں۔

۶۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو، غیب کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں دوسری طرح کی قدرت سے بناتا ہے۔ اس انسان میں دونوں طرح کی قدرت خرچ کی"۔ "سورہ مائدہ" میں پارہ ششم کے ختم کے قریب { بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتَان يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاَء }۔ کا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ہمارے

۔ یا جان بوجھ کر اپنے کو بڑا بنانا چاہا۔ یا واقع میں تو اپنا مرتبہ ہی اونچا سمجھتا ہے۔ ۶۷

۶۸ ۔ سورہ اعراف میں اس کا بیان گذر چکا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آگ ہے گرم پرجوش اور مٹی سرد ہے خاموش۔ ابلیس نے آگ کو اچھا سمجھا۔ اللہ نے اس مٹی کو پسند رکھا۔

۔ یعنی بہشت میں فرشتوں کی صحبت میں جاتا تھا اب نکالا گیا۔ ۶۹

۷۰ ۔ یعنی اس وقت تک تیرے اعمال کی بدولت پھٹکار بڑھتی جائے گی۔ بعدہ کیا ہو گا؟ اس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ آگے آتا ہے { لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ } وہاں جو لعنت ہو گی یہاں کی لعنتیں اس کے سامنے گرد ہو جائیں گی۔

۔ یعنی صور کے دوسرے نفخہ تک۔ ۷۱

۔ یعنی پہلے نفخہ کے قریب تک۔ اس کے بعد نہیں۔ ۷۲

۔ یعنی میری سب باتیں سچی اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ ۷۳

۷۴ ۔ یعنی نصیحت سے غرض یہ ہے کہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کرو۔ شیطان لعین جو ازلی دشمن ہے اس کی راہ مت چلو نبیوں کا کہنا مانو جو تمہاری بہی خواہی کے لیے آئے ہیں۔ میں تم سے اس نصیحت کا کوئی صلہ یا معاوضہ نہیں مانگتا، نہ خواہ مخواہ اپنی طرف سے بنا کر کوئی بات کہتا ہوں۔ اللہ نے ایک فہمائش کی وہ تمہارے تک پہنچا دی۔
۱ ۔ چونکہ زبردست ہے اس لئے اس کتاب کے احکام پھیل کر اور نافذ ہو کر رہیں گے۔ کوئی مقابل و مزاحم اس کے شیوع و نفاذ کو روک نہیں سکتا۔ اور حکیم ہے اس لئے دنیا کی کوئی کتاب اس کی خوبیوں اور حکمتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

۲ ۔ یعنی حسب معمول اللہ کی بندگی کرتے رہئے جو شوائب شرک و ریاء وغیرہ سے پاک ہو۔ اسی کی طرف قولًا و فعلًا لوگوں کو دعوت دیجئے اور اعلان کر دیجئے کہ اللہ اسی کی بندگی قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے ہو عمل خالی از اخلاص کی اللہ کے ہاں کچھ پوچھ نہیں۔
۳ ۔ عمومًا مشرک لوگ یہ ہی کہا کرتے ہیں کہ ان چھوٹے خداؤں اور دیوتاؤں کی پرستش کر کے ہم بڑے خدا سے نزدیک ہو جائیں گے۔ اور وہ ہم پر مہربانی کرے گا جس سے ہمارے کام بن جائیں گے اس کا جواب دیا کہ ان لچر پوچ حیلوں سے توحید خالص میں جو جھگڑے ڈال رہے ہو اور اہل حق سے اختلاف کر رہے ہو اس کا عملی فیصلہ اللہ تعالیٰ
۴ ۔ یعنی جس نے دل میں یہ ہی ٹھان لی کہ کبھی سچی بات کو نہ مانوں گا، جھوٹ اور حق ہی پر ہمیشہ اڑا رہوں گا۔ منعم حقیقی کو چھوڑ کر جھوٹے محسنوں ہی کی بندگی کروں گا۔ اللہ کی عادت ہے کہ ایسے بد باطن کو فوز و کامیابی کی راہ نہیں دیتا۔
۵ ۔ یہاں سے ان کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرتے ہیں۔ جیسا کہ نصاریٰ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ساتھ ہی تین خداؤں میں کا ایک خدا مانتے ہیں۔ یا عرب کے بعض قبائل فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بفرض محال اللہ یہ ارادہ کرتا کہ اس کی کوئی اولاد ہو تو ظاہر ہے وہ اپنی مخلوق ہی میں سے
۶ ۔ یعنی ہر چیز اس کےسامنے دبی ہوئی ہے اس پر کسی کا دباؤ نہیں نہ کسی چیز کی اسے حاجت، پھر اولاد بنانا آخر کس غرض سےہو گا۔

۷ ۔ مغرب کے وقت مشرق کی طرف دیکھو، معلوم ہو گا کہ افق سے ایک چادر تاریکی کی اٹھتی چلی آ رہی ہے اور اپنے آگے سے دن کی روشنی کو مغرب کی طرف صف کی طرح لپیٹتی جاتی ہے۔ اسی طرح صبح صادق کے وقت نظر آتا ہے کہ دن کا اجالا رات کی ظلمت کو مشرق سے دھکیلتا ہوا آ رہا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتےہیں کہ ایک پر
۸ ۔ یعنی اسی زبردست قدرت سے یہ انتظام قائم کیا اور تھام رکھا ہے لوگوں کی گستاخیاں اور شرارتیں تو ایسی ہیں کہ سب نظام درہم برہم کر دیا جائے۔ لیکن وہ بڑا بخشنے والا اور درگذر کرنے والا ہے اپنی شان عفو و مغفرت سے ایک دم ایسا نہیں کرتا۔
۱۰ ۔ یعنی تمہارے نفع اٹھانے کے لئے چوپایوں میں آٹھ نر و مادہ پیدا کئے۔ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری جن کا ذکر "سورہ انعام" میں گذر چکا۔

۱۱ ۔ یعنی بتدریج پیدا کیا۔ مثلاً نطفہ سے علقہ بنایا، علقہ سے مضغہ بنایا، پھر ہڈیاں بنائیں اور ان پر گوشت منڈھا، پھر روح پھونکی۔

۔ ایک پیٹ دوسرا رحم تیسری جھلی جس کے اندر بچہ ہوتا ہے۔ وہ جھلی بچہ کے ساتھ نکلتی ہے۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی جب خالق، رب، مالک اور مَلِک وہ ہی ہے تو معبود اس کے سوا کون ہو سکتا ہے۔ خدائے واحد کے لئے ان صفات کا اقرار کرنے کے بعد دوسرے کی بندگی کیسی۔ مطلب کے اتنا قریب پہنچ کر کدھر پھرے جاتے ہو۔

۔ یعنی آدم اور ان کا جوڑا حضرت حوّا۔ ۹

۱۴ ۔ یعنی کافر بن کر اس کے انعامات و حقوق کا انکار کرو گے تو تمہارا ہی نقصان ہے، اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ کفر سے راضی نہیں۔ اپنے بندوں کے کافر و منکر بننے سے ناخوش ہوتا ہے اور اس چیز کو ان کے لئے ناپسند کرتا ہے۔
۔ یعنی بندے اس کا حق مان کر مطیع و شکرگذا بنیں۔ یہ بات اس کو پسند ہے جس کا نفع انہی کو پہنچتا ہے۔ ۱۵

۔ یعنی نا شکری کوئی کرے اور پکڑا کوئی جائے، ایسا اندھیر اس کے یہاں نہیں۔ جو کرے گا سو بھرے گا۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی وہاں جا کر سب کے اچھے برے عمل سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔کوئی چھوٹا بڑا کام گم نہ ہو گا۔ کیونکہ خدا کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ دلوں کی تہ میں جو بات چھپی ہوئی ہو اسے بھی جانتا ہے۔

۱۸ ۔ یعنی انسان کی حالت عجیب ہے مصیبت پڑے تو ہمیں یاد کرتا ہے، کیونکہ دیکھتا ہے کوئی مصیبت کو ہٹانے والا نہیں۔ پھر جہاں اللہ کی مہربانی سے ذرا آرام و اطمینان نصیب ہوا معًا وہ پہلی حالت کو بھول جاتا ہے جس کے لئے ابھی ابھی ہم کو پکار رہا تھا۔ عیش و تنعم کے نشہ میں ایسا مست و غافل ہو جاتا ہے گویا کبھی ہم سے واسطہ ہی نہ تھا۔ اللہ کی
۱۹ ۔ یعنی اچھا۔ کافر رہ کر چند روز یہاں اور عیش اڑا لے۔ اور خدا نے جب تک مہلت دے رکھی ہے دنیا کی نعمتوں سے تمتع کرتا رہ اس کے بعد تجھے دوزخ میں رہنا ہے۔ جہاں سے کبھی چھٹکارا نصیب نہ ہو گا۔

۲۰ ۔ یعنی جو بندہ رات کی نیند اور آرام چھوڑ کر اللہ کی عبادت میں لگا۔ کبھی اس کے سامنے دست بستہ کھڑا رہا، کبھی سجدہ میں گرا۔ ایک طرف آخرت کا خوف اس کے دل کو بیقرار کئے ہوئے ہے اور دوسری طرف اللہ کی رحمت نے ڈھارس بندھا رکھی ہے۔ کیا یہ سعید بندہ اور وہ بدبخت انسان جس کا ذکر اوپر ہوا کہ مصیبت کے وقت خدا کو پکارتا
۔ یعنی اللہ کی طرف سے یہ پیام پہنچا دو۔ ۲۱

۲۲ ۔ یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی آخرت میں اس کے لئے بھلائی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس نے نیکی کی اس کو آخرت سے پہلے اسی دنیا میں بھلائی ملے گی ظاہری یا باطنی۔

۲۳ ۔ یعنی اگر ایک ملک میں لوگ نیک راہ چلنے سے مانع ہوں تو خدا کی زمین کشادہ ہے، دوسرے ملک میں چلے جاؤ۔ جہاں آزادی سے اس کے احکام بجا لا سکو۔ بلاشبہ اس طرح ترک وطن کرنے میں بہت مصائب برداشت کرنا پڑیں گے اور طرح طرح کے خلاف عادت و طبیعت امور پر صبر کرنا پڑے گا۔ لیکن یاد رہے کہ بے شمار ثواب بھی ملے گا تو

۲۴ ۔ چنانچہ آپ عالم شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ کے سب سے پہلے حکمبردار بندے ہیں ۔

۲۵ ۔ یعنی مجھ جیسا معصوم و مقرب بھی اگر بالفرض محال نافرمانی کرے تو اس دن کے عذاب سے مامون نہیں۔ تابدیگراں چہ رسد۔

۲۶ ۔ یعنی میں تو خدا کے حکم کے موافق نہایت اخلاص سے اسی اکیلے کی بندگی کرتا ہوں۔ تم کو اختیار ہے ۔ جس کی چاہو پوجا کرتے پھرو۔ ہاں اتنا سوچ لینا کہ انجام کیا ہوگا۔ آگے اسے کھولتے ہیں۔

۲۷ ۔ یعنی مشرکین نہ اپنی جان کو عذاب الہٰی سے بچا سکے نہ اپنے گھر والوں کو سب کو جہنم کے شعلوں کی نذر کر دیا۔ اس سے زیادہ خسارہ کیا ہو گا۔

۔ یعنی ہرطرف سے آگ محیط ہو گی جیسے گھٹا چھا جاتی ہے۔ ۲۸

۔ یعنی سمجھ لو۔ یہ چیز ڈرنے کے قابل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اللہ کے غضب سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔ ۲۹

۳۰ ۔ یعنی جنہوں نے شیطانوں کا کہا نہ مانا اور سب شرکاء سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف رجوع ہوئے، ان کے لئے ہے بڑی بھاری خوشخبری۔

۳۱ ۔ یعنی سب طرح کی باتیں سنتے ہیں۔ پھر ان میں جو بات اچھی ہو اس پر چلتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ خدا کی بات سنتے ہیں اور اس میں جو ہدایات اعلیٰ سے اعلیٰ ہوں ان پر عمل کرتے ہیں۔ مثلًا ایک چیز رخصت و اباحت کی سنی، دوسری عزیمت کی، توعزیمت کی طرف جھپٹے ہیں۔ رخصتوں کا تتبع نہیں کرتے۔ یا یوں ترجمہ کرو کہ اللہ کا کلام سن

۳۲ ۔ یعنی کامیابی کا راستہ ان ہی کو ملا ہے ۔ کیونکہ انہوں نے عقل سےکام لے کر توحید خالص اور انابت الی اللہ کا راستہ اختیار کیا۔

۳۳ ۔ یعنی جن پر ان کی ضد و عناد اور بد اعمالیوں کی بدولت عذاب کا حکم ثابت ہو چکا، کیا وہ کامیابی کا راستہ پا سکتے ہیں۔ بھلا ایسے بدبختوں کو جو شقاوت ازلی کے سبب آگ میں گر چکے ہوں، کون آدمی راہ پر لا سکتا ہے اور کون آگ سے نکال سکتا ہے۔
۔ یہ جنت کے درجات کی طرف اشارہ ہوا۔ اور یہ کہ وہ سب تیار ہیں۔ نہ یہ کہ قیامت کے روز تیار کئے جائیں گے۔ ۳۴

۳۵ ۔ یعنی بارش کا پانی پہاڑوں اور زمینیوں کے مسام میں جذب ہو کر چشموں کی صورت میں پھوٹ نکلتا ہے باقی اگر چشموں کے حدوث کا کوئی اور سبب بھی ہو، اس کی نفی آیت سے نہیں ہوتی۔

۔ یا مختلف قسم کی کھیتیاں مثلاً گیہوں چاول وغیرہ۔ ۳۶

۳۷ ۔ یعنی عقلمند آدمی کھیتی کا حال دیکھ کر نصیحت حاصل کرتا ہے کہ جس طرح اس کی رونق اور سر سبزی چند روزہ تھی، پھر چورا چورا کیا گیا۔ یہ ہی حال دنیا کی چہل پہل کا ہو گا۔ چاہیئے کہ آدمی اس کی عارضی بہار پر مفتوں ہو کر انجام سے غافل نہ ہو جائے جیسے کھیتی مختلف اجزاء سے مرکب ہے۔ مثلاً اس میں دانہ ہے جو آدمیوں کی غذا بنتا
۳۸ ۔ یعنی دونوں کہاں برابر ہو سکتے ہیں ایک وہ جس کا سینہ اللہ نے قبول اسلام کے لئے کھول دیا نہ اسے اسلام کے حق ہونے میں کچھ شک و شبہ ہے نہ احکام اسلام کی تسلیم سے انقباض۔ حق تعالیٰ نے اس کو توفیق و بصیرت کی ایک عجیب روشنی عطا فرمائی جس کے اجالے میں نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ اللہ کے راستہ پر اڑا چلا جا رہا ہے۔
۔ یعنی دنیا میں کوئی بات اس کتاب کی باتوں سے بہتر نہیں۔ ۳۹

۴۰ ۔ یعنی صحیح، صادق، مضبوط، نافع، معقول اور فصیح و بلیغ ہونے میں کوئی آیت کم نہیں۔ ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے، مضامین میں کوئی اختلاف و تعارض نہیں۔ بلکہ بہت سی آیات کے مضامین ایسے متشابہ واقع ہوئے ہیں کہ ایک آیت کو دوسری کی طرف لوٹانے سے صحیح تفسیر معلوم ہو جاتی ہے۔ { القراٰن یفسر بعضہ بعضًا } اور "مثانی"
۴۱ ۔ یعنی کتاب اللہ سن کر اللہ کے خوف اور اس کے کلام کی عظمت سے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھالیں نرم پڑ جاتی ہیں۔ مطلب یہ کہ خوف و رعب کی کیفیت طاری ہو کر ان کا قلب و قالب اور ظاہر و باطن اللہ کی یاد کے سامنے جھک جاتا ہے اور اللہ کی یاد ان کے بدن اور روح دونوں پر ایک خاص اثر
۴۲ ۔ یعنی جس کے لئے حکمت الہٰی مقتضی ہو اس طرح کامیابی کے راستے کھول دیے جاتے ہیں اور اس شان سے منزل مقصود کی طرف لے چلتے ہیں۔ اور جس کو سوء استعداد کی وجہ سے خدا تعالیٰ ہدایت کی توفیق نہ دے۔ آگے کون ہے جو اس کی دستگیری کر سکے۔
۴۳ ۔ آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے سے کوئی حملہ ہو تو ہاتھوں پر روکتا ہے۔ لیکن محشر میں ظالموں کے ہاتھ بندھے ہوں گے، اس لئے عذاب کی تھپیڑیں سیدھی منہ پر پڑیں گی۔ تو ایسا شخص جو بدترین عذاب کو اپنے منہ پر روکے اور اس سے کہا جائے کہ اب اس کام کا مزہ چکھ جو دنیا میں کیا تھا کیا اس مومن کی طرح ہو سکتا ہے جسے

۴۴ ۔ یعنی بہت قومیں تکذیب انبیاء کی بدولت دنیا میں ہلاک اور رسوا کی جا چکی ہیں اور آخرت کا اشد عذاب جوں کا توں رہا۔ تو کیا موجودہ مکذبین مطمئن ہیں کہ ان کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا جائے گا۔ ہاں سمجھ ہوتی تو کچھ فکر کرتے۔

۴۵ ۔ یعنی ان کا نہ سمجھنا اپنی غفلت اور حماقت سے ہے۔ قرآن کے سمجھانے میں کوئی کمی نہیں۔ قرآن تو بات بات کو مثالوں اور دلیلوں سے سمجھاتا ہے تا لوگ ان میں دھیان کر کے اپنی عاقبت درست کریں۔ قرآن ایک صاف عربی زبان کی کتاب ہے جو اس کے مخاطبین اولین کی مادری زبان تھی۔ اس میں کوئی ٹیڑھی بات نہیں۔ سیدھی اور صاف باتیں ہیں
۴۶ ۔ یعنی کئ حصہ دار ایک غلام یا نوکر میں شریک ہیں اور ہر حصہ دار اتفاق سے کج خلق، بے مروت اور سخت ضدی واقع ہوا ہے، چاہتا ہے کہ غلام تنہا اس کے کام میں لگا رہے دوسرے شرکاء سے سروکار نہ رکھے اس کھینچ تان میں ظاہر ہے غلام سخت پریشان اور پراگندہ دل ہو گا۔ برخلاف اس کے جو غلام پورا ایک کا ہو، اسے ایک طرح کی
۴۷ ۔ یعنی سب خوبی اللہ کے لئے ہے کہ کیسے اعلیٰ مطالب و حقائق کو کیسی صاف اور دلنشین امثال و شواہد سے سمجھا دیتے ہیں مگر اس پر بھی بہت بدنصیب ایسے ہیں جو ان واضح مثالوں کے سمجھنے کی توفیق نہیں پاتے۔

۴۸ ۔ یعنی جیسے مشرک اور موحد میں جو اختلاف ہے اس کا اثر قیامت کے دن علیٰ رؤس الا شہاد ظاہر ہو گا جس وقت پیغمبر اور امتی سب اکٹھے کئے جائیں گے اور کفار، انبیاء اور مومنین کے مقابلہ میں جھگڑے اور حجتیں نکالیں گے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا۔ پھر فرشتوں کی گواہی اور زمین
۴۹ ۔ اللہ پر جھوٹ بولا یعنی اس کے شریک ٹھہرائے یا اولاد تجویز کی، یا وہ صفات اسکی طرف منسوب کیں۔ جو واقع میں اس کے لائق نہ تھیں۔ اور جھٹلایا اچھی بات کو جب پہنچی اس کے پاس یعنی انبیاء علیہم السلام جو سچی باتیں خدا کی طرف سے لائے انکو سنتے ہی جھٹلانے لگا۔ سوچنے سمجھنے کی تکلیف بھی گوارہ نہ کی۔ بلاشبہ جو شخص سچائی
۵۰ ۔ یعنی خدا سے ڈرنے والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ سچی بات لائیں، ہمیشہ سچ کی تصدیق کریں۔ حضرت شاہ صاحب " لکھتے ہیں جو سچی بات لیکر آیا وہ نبی، اور جس نے سچ مانا وہ مومن ہے"۔ گویا دونوں جملوں کا مصداق علیحدہ ہے۔

۵۱ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ متقین و محسنین کو ان کے بہتر کاموں کا بدلہ دے گا اور غلطی سے جو برا کام ہو گیا وہ معاف کرے گا (تنبیہ) شاید { اسْوَأَ } اور { احسن} (صیغہ تفصیل) اس لئے اختیار فرمایا کہ بڑے درجہ والوں کی ادنیٰ بھلائی اوروں کی بھلائیوں سے اور ادنیٰ برائی اوروں کی برائیوں سے بھاری سمجھی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۲ ۔ چند آیات پہلے { ضَرَبَ اللہُ مثلًا رَجُلًا فِیْہِ شرَکَاء } الخ میں شرک کا ردّ اور مشرکین کا جہل بیان کیا گیا تھا۔ اس پر مشرکین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بتوں سے ڈراتے تھے کہ دیکھو تم ہمارے دیوتاؤں کی توہین کر کے ان کو غصہ نہ دلاؤ۔ کہیں تم کو (معاذ اللہ) بالکل خبطی اور پاگل نہ بنا دیں۔ اس کا جواب دیا کہ جو شخص ایک زبردست خدا کا
۵۳ ۔ یعنی ایک طرف تو خداوند قدوس جو تمہارے اقرار کے موافق تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور دوسری طرف پتھر کی بیجان مورتیں یا عاجز مخلوق جو سب ملکر بھی خدا کی بھیجی ہوئی ادنٰی سے ادنٰی تکلیف و راحت کو اس کی جگہ سے نہ ہٹا سکے۔ تم ہی بتاؤ دونوں میں سے کس پر بھروسہ کیا جائے اور کس کو اپنی مدد کے لئے کافی

۵۴ ۔ یعنی عنقریب پتہ لگ جائے گا کہ خدائے واحد کا بندہ غالب آتا ہے یا صدہا دروازوں کے بھکاری کامیاب ہوتے ہیں۔ واقعات جلد بتلا دیں گے کہ جو بندہ اللہ کی حمایت اور پناہ میں آیا اس کا مقابلہ کرنے والے آخرکار سب ذلیل و خوار ہوئے (تنبیہ) { عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ } سے دنیا کا اور { عَذَابٌ مُّقِیْمٌ } سے آخرت کا عذاب مراد ہے واللہ اعلم۔
۵۵ ۔ یعنی تیری زبان پر اس کتاب کے ذریعہ سچی بات نصیحت کی کہہ دی گئ اور دین کا راستہ ٹھیک ٹھیک بتلا دیا گیا۔ آگے ہر ایک آدمی اپنا نفع و نقصان سوچ لے نصیحت پر چلے گا تو اسی کا بھلا ہے ورنہ اپنا ہی انجام خراب کرے گا۔ تجہ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں کہ زبردستی ان کو راہ پر لے آئے۔ صرف پیغام حق پہنچا دینا آپ کا فرض تھا وہ آپ
۵۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچتا ہے پھر (واپس) بھیجتا ہے۔ یہ ہی نشان ہے آخرت کا۔ معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھینچتی ہے۔ جیسے موت میں۔ اگر نیند میں کھینچ کر رہ گئ وہ ہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جس کو (ظاہر) ہوش کہتے ہیں۔ اور ایک جان جس سے سانس چلتی ہے اور نبضیں اچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہوتا
۵۷ ۔ یعنی بتوں کی نسبت مشرکین دعویٰ رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں ان کے سفارشی ہیں ۔ ان ہی کی سفارش سے کام بنتے ہیں۔ اسی لئے انکی عبادت کی جاتی ہے۔ سو اول تو شفیع ہونے سے معبود ہونا لازم نہیں آتا۔ دوسرے شفیع بھی وہ بن سکتا ہے جسے اللہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ہو اور صرف اس کے حق میں شفاعت کر سکتا ہے
۵۸ ۔ یعنی بتوں کو نہ اختیار ہے نہ سمجھ، پھر انکو شفیع ماننا عجیب ہے۔

۵۹ ۔ یعنی فی الحال بھی زمین و آسمان میں اسی کی سلطنت ہے اور آئندہ بھی اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے تو اس کی اجازت و خوشنودی کے بغیر کس کی مجال ہے جو زبان ہلا سکے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی اللہ کے روبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے، نہ تمہارے کہے سے۔ جب موت آئے کسی کےکہے سے عزرائیل نہیں چھوڑتا۔
۶۰ ۔ مشرک کا خاصّہ ہے کہ گو بعض وقت زبان سے اللہ کی عظمت و محبت کا اعتراف کرتا ہے، لیکن اس کا دل اکیلے خدا کے ذکر اور حمدوثنا سے خوش نہیں ہوتا۔ ہاں دوسرے دیوتاؤں یا جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جائے تو مارے خوشی کے اچھلنے لگتا ہے جس کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ افسوس یہ ہی حال آج بہت سے نام نہاد
۶۱ ۔ یعنی جب ایسی موٹی باتوں میں بھی جھگڑے ہونے لگے اور اللہ کا اتنا وقار بھی دلوں میں باقی نہ رکھا تو اب تیرے ہی سے فریاد ہے۔ تو ہی ان جھگڑوں کا عملی فیصلہ فرمائے گا۔

۶۲ ۔ یعنی جب قیامت کے دن ان اختلافات کا فیصلہ سنایا جائے گا اس وقت جو ظالم شرک کر کے خدا تعالیٰ کی شان گھٹاتے تھے ان کا سخت برا حال ہو گا۔ اگر اس روز فرض کیجئے کل روئے زمین کے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد انکے پاس موجود ہوں تو چاہیں گے کہ سب دے دلا کر کسی طرح اپنا پیچھا چھڑا لیں، جو بدمعاشیاں دنیا میں کی تھیں
۶۳ ۔ یعنی جس کے ذکر سے چڑتا تھا مصیبت کے وقت اسی کو پکارتا ہے اور جس کے ذکر سے خوش ہوتا تھا انہیں بھول جاتا ہے۔

۶۴ ۔ یعنی قیاس یہ ہی چاہتا تھا کہ یہ نعمت مجھ کو ملے۔ کیونکہ مجھ میں اس کی لیاقت تھی اور اس کی کمائی کے ذرائع کا علم رکھتا تھا اور خدا کو میری استعداد و اہلیت معلوم تھی، پھر مجھے کیوں نہ ملتی۔ غرض اپنی لیاقت اور عقل پر نظر کی، اللہ کے فضل و قدرت پر خیال نہ کیا۔
۶۵ ۔ یعنی ایسا نہیں بلکہ یہ نعمت خدا کی طرف سے ایک امتحان ہے کہ بندہ اسے لیکر کہاں تک منعم حقیقی کو پہنچانتا اور اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اگر ناشکری کی گئ تو یہ ہی نعمت نقمت بن کر وبال جان ہو جائے گی۔ حضرت شاہ صاحب کہتے ہیں "یہ جانچ ہے کہ عقل اس کی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے۔ وہ ہی عقل رہتی ہے اور آفت آ پہنچتی

۔ چنانچہ قارون نے یہ ہی کیا تھا ۔ اس کا جو حشر ہوا وہ پہلے گذر چکا۔ ۶۶

۶۷ ۔ یعنی جیسے پہلے مجرموں پر ان کی شرارتوں کا وبال پڑا، موجود الوقت مشرکین پر بھی پڑنے والا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ انکو سزا دینا چاہے گا یہ روپوش ہو کر یا اور کسی تدبیر سے اسکو تھکا نہیں سکتے۔

۶۸ ۔ یعنی دنیا میں محض روزی کا کشادہ یا تنگ ہونا کسی شخص کے مقبول یا مردود ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ نہ روزی کا ملنا کچھ عقل و ذہانت اور علم و لیاقت پر منحصر ہے۔ دیکھ لو کتنے بیوقوف یا بدمعاش چین اڑا رہے ہیں، اور کتنے علقمند اور نیک آدمی فاقے کھینچتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی عقل دوڑانے اور تدبیر کرنے میں
۶۹ ۔ یہ آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگذر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے۔ مشرک، ملحد، زندیق، مرتد، یہودی، نصرانی، مجوسی، بدعتی، بدمعاش، فاسق، فاجر کوئی ہو آیت ہذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہو جانے اور
۷۰ ۔ مغفرت کی امید دلا کر یہاں سے توبہ کی طرف متوجہ فرمایا۔ یعنی گذشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اللہ کے بے پایاں جودوکرم سے شرما کر کفر و عصیان کی راہ چھوڑو، اور اس رب کریم کی طرف رجوع ہو کر اپنے کو بالکلیہ اسی کے سپرد کر دو۔ اس کے احکام کے سامنے نہایت عجز و اخلاص کے ساتھ گردن ڈالدو۔ اور خوب سمجھ لو کہ حقیقت میں
۷۱ ۔ بہتر بات سے مراد قرآن کریم ہے۔ یعنی قرآنی ہدایات پر چل کر عذاب آنے سے پہلے اپنے مستقبل کی روک تھام کر لو، ورنہ معائنہ عذاب کے بعد کچھ تدارک نہ ہو سکے گا نہ کوئی تدبیر بن پڑے گی عذاب الہٰی اس طرح ایک دم آ دبائے گا کہ خبر بھی نہ ہوگی کہاں سے آ گیا۔
۷۲ ۔ یعنی ہوا و ہوس، رسم تقلید اور دنیا کے مزوں میں پڑ کر خدا کو کچھ سمجھا ہی نہیں۔ اس کے دین کی اور پیغمبروں کی اور جس ہولناک انجام سے پیغمبر ڈرایا کرتے تھے، سب کی ہنسی اڑاتا رہا۔ ان چیزوں کی کوئی حقیقت ہی نہ سمجھی۔ افسوس خدا کے پہچاننے اور اس کا حق ماننے میں میں نے کس قدر کوتاہی کی۔ جس کے نتیجہ میں آج یہ برا وقت دیکھنا
۷۳ ۔ جب حسرت و افسوس سے کام نہ چلے گا تو اپنا دل بہلانے کے لئے یہ عذرلنگ پیش کرے گا کہ کیا کہوں خدا نے مجھ کو ہدایت نہ کی۔ وہ ہدایت کرنا چاہتا تو میں بھی آج متقین کے درجہ میں پہنچ جاتا۔ اس کا جواب آگے آتا ہے۔ { بَلٰی قَدْ جَآءَتْکَ اٰیٰتِیْ } الخ اور ممکن ہے یہ کلام بطریق اعتذار و احتجاج نہ ہو بلکہ محض اظہار یاس کے طور پر ہو۔ یعنی میں
۷۴ ۔ جب حسرت اور اعتذار دونوں بیکار ثابت ہوں گے اور دوزخ کا عذاب آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اس وقت شدت اضطراب سے کہے گا کہ کسی طرح مجھ کو ایک مرتبہ پھر دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے تو دیکھو میں کیسا نیک بن کر آتا ہوں۔
۷۵ ۔ یعنی غلط کہتا ہے۔ کیا اللہ نے راہ نہیں دکھلائی تھی اور اپنے پیغمبروں کو نشانات اور احکام دیکر نہیں بھیجا تھا مگر تو نے تو ان کی کوئی بات ہی نہیں سنی۔ جو کچھ کہا گیا غرور اور تکبر سے اسے جھٹلاتا رہا تیری شیخی قبول حق سے مانع رہی۔ اور بات یہ ہے کہ اللہ کو ازل سے معلوم تھا کہ تو اس کی آیات کا انکار کرے گا۔ اور تکبر و سرکشی سے
۷۶ ۔ اللہ کی طرف سے جو سچی بات آئے اسکو جھٹلانا یہ ہی اللہ پر جھوٹ بولنا ہے۔ کیونکہ جھٹلانے والا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے فلاں بات نہیں کہی حالانکہ واقع میں کہی ہے اس جھوٹ کی سیاہی قیامت کے دن ان کے چہروں پر ظاہر ہو گی۔
۷۷ ۔ پہلے { فَکَذَّبْتَ بِھَا وَاسْتَکْبَرْتَ } میں دو صفتیں کافر کی بیان ہوئی تھیں۔ تکذیب جو مشتمل ہے کذب پر اور استکبار و غرور یہاں بتلا دیا کہ کذب و دروغ سے ان کے منہ کالے ہوں گے اور غرور و تکبر کا ٹھکانہ دوزخ کے سوا کہیں نہیں۔

۷۸ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ متقین کو انکے ازلی فوزوسعادت کی بدولت کامیابی کے اس بلند مقام پر پہنچائے گا جہاں ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ اور ہر طرح کے فکر و غم سے آزاد ہوں۔

۷۹ ۔ یعنی ہر چیز کو اس نے پیدا کیا اور پیدا کرنے کے بعد اس کی بقاء و حفاظت کا ذمہ دار بھی وہ ہی ہوا اور زمین و آسمان کی تمام چیزوں میں تصرف و اقتدار بھی اسی کو حاصل ہے کیونکہ سب خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ پھر ایسے خدا کو چھوڑ کر آدمی کہاں جائے۔ چاہئے کہ اسی کے غضب سے ڈرے اور اسی کی رحمت کا امیدوار رہے۔
۸۰ ۔ یعنی انتہائی نادانی اور حماقت و جہالت یہ ہے کہ آدمی خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرے اور پیغمبر خدا سے (معاذ اللہ) یہ طمع رکھے کہ وہ اس کے راستہ پر آ جائیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ مشرکین نے حضور کو اپنے دیوتاؤں کی طرف بلایا تھا، اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

۸۱ ۔ یعنی عقلی حیثیت سےدیکھا جائے کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنا، باقی رکھنا، اور ان میں ہر قسم کے تصرفات کرتے رہنا صرف اللہ کا کام ہے تو عبادت کامستحق بجز اس کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور نقلی حیثیت سے لحاظ کرو تو تمام انبیاء اللہ اور ادیان سماویہ توحید کی صحت اور شرک کے بُطلان پر متفق ہیں بلکہ ہر نبی کو بذریعہ وحی بتلا دیا گیا ہے
۸۲ ۔ یعنی مشرکین نے اس کی عظمت و جلال اور بزرگی و برتری کو وہاں تک نہ سمجھا اور ملحوظ نہ رکھا جہاں تک ایک بندہ کو سمجھنا اور ملحوظ رکھنا چاہئے تھا۔ اس کی شان رفیع اور مرتبہ بلند کا اجمالی تصور رکھنے والا کیا عاجز و محتاج مخلوق حتّٰی کہ پتھر کی بیجان مورتیوں کو اس کا شریک تجویز کر سکتا ہے۔ حاشا و کلّا۔ آگے اس کی بعض
۸۳ ۔ یعنی جس کی عظمت شان کا یہ حال ہے کہ قیامت کے دن کل زمین اس کی ایک مٹھی میں اور سارے آسمان کاغذ کی طرح لپٹے ہوئے ایک ہاتھ میں ہوں گے، اسکی عبادت میں بیجان یا عاجز و محتاج مخلوق کو شریک کرنا کہاں تک روا ہو گا۔ وہ شرکاء تو خود اسکی مٹھی میں پڑے ہیں۔ جس طرح چاہے ان پر تصرف کرے۔ ذرا کان یا زبان نہیں ہلا
۸۴ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ ایک بار نفخہ صور ہے عالم کے فنا کا، دوسرا ہے زندہ ہونے کا، یہ تیسرا بعد حشر کے ہے بیہوشی کا، چوتھا خبردار ہونے کا، اسکے بعد اللہ کے سامنے سب کی پیشی ہو گی"۔ اور تبغیر یسیر۔ لیکن اکثر علمائے محققین کے نزدیک کل دو مرتبہ نفخہ صور ہو گا۔ پہلی مرتبہ میں سب کے ہوش اڑ جائیں گے۔ پھر زندے تو
۸۵ ۔ یعنی اس کے بعد حق تعالیٰ حساب کے لئے اپنی شان کے مناسب نزول اجلال فرمائیں گے (کما وردفی بعض روایات الدر المنثور) اس وقت حق تعالیٰ کی تجلی اور نور بے کیف سے محشر کی زمین چمک اٹھے گی حساب کا دفتر کھلے گا۔ سب کے اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ انبیاء علیہم السلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے اور ہر
۸۶ ۔ یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی جس کا جتنا اچھا یا برا عمل ہے سب خدا کے علم میں ہے اسی کے موافق بدلہ ملے گا۔ جس کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔

۸۷ ۔ یعنی گواہ آتے ہیں انکے الزام کو۔ ورنہ اللہ سے کیاچیز پوشیدہ ہے (کذا فی الموضح)

۸۸ ۔ یعنی تمام کافروں کو دھکے دیکر نہایت ذلت و خواری کے ساتھ دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا۔ اور چونکہ کفر کے اقسام و مراتب بہت ہیں، ہر قسم اور ہر درجہ کے کافروں کا گروہ الگ الگ کر دیا جائے گا۔

۸۹ ۔ جس طرح دنیا میں جیل خانہ کا پھاٹک کھلا نہیں رہتا، جب کسی قیدی کو داخل کرنا ہوتا ہے کھول کر داخل کرتے ہیں اور پھر بند کر دیتے ہیں ایسے ہی وہاں جس وقت دوزخی دوزخ کے قریب پہنچیں گے دروازے کھول کر اس میں دھکیل دیا جائے گا۔ اس کے بعد دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ کما قال تعالیٰ { عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ } (ھمزہ)
۔ یعنی جو فرشتے دوزخ کے محافظ ہیں وہ کفار سے بطور ملامت یہ کہیں گے۔ ۹۰

۔ یعنی جن سے تم کو بسبب ہم جنس ہونے کے فیض لینا بہت آسان تھا۔ ۹۱

۹۲ ۔ یعنی پیغمبر کیوں نہیں آئے۔ ضرور آئے ہم کو اللہ کی باتیں سنائیں، اور آج کے دن سے بہت کچھ ڈرایا۔ لیکن ہماری بدبختی اور نالائقی کہ ہم نے ان کا کہا نہ مانا، آخر خدا کی اٹل تقدیر سامنے آئی اور عذاب کا حکم ہم کافروں پر ثابت ہو کر رہا۔ { فَاعْتَرَ فُوابِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحَابِ السَّعِیْرِ }۔
۔ یعنی تم نے شیخی اور غرور میں آ کر اللہ کی بات نہ مانی۔ اب ہمیشہ دوزخ میں پڑے اس کا مزہ چکھتے رہو۔ ۹۳

۹۴ ۔ یعنی ایمان و تقوٰی کے مدارج چونکہ متفاوت ہیں ہر درجہ کے مومنین متقین کی جماعت الگ ہوگی اور ان سب جماعتوں کو نہایت شوق دلا کر جلدی جلدی جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا۔

۹۵ ۔ یعنی جس طرح مہمانوں کے لئے ان کی آمد سے پہلے مہمان خانہ کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے۔ جنتی وہاں پہنچ کر جنت کے دروازے کھلے پائیں گے ۔ کما قال فی موضع آخر { مُفَتحۃً لھُمُ الَابْوابُ } (صٓ رکوع۴) اور خدا کے فرشتے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ کلمات سلام و ثناء وغیرہ سے ان کا استقبال کریں گے اور جنت میں رہنے کی بشارت
۔ یعنی خدا کا شکر جو وعدے انبیاء کی زبانی دنیا میں کئے گئے تھے آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔ ۹۶

۔ یعنی جنت کی زمین کا۔ ۹۷

۹۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ان کو حکم ہے جہاں چاہیں رہیں۔ لیکن ہر کوئی وہ ہی جگہ چاہے گا جو اس کے واسطے پہلے سے رکھی ہے"۔ اور بعض کے نزدیک مراد یہ ہے کہ جنت میں سیر و ملاقات کے لئے کہیں آنے جانے کی روک ٹوک نہ ہو گی۔
۹۹ ۔ یعنی حق تعالیٰ جب حساب کتاب کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے اس وقت فرشتے عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے۔ اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ جس پر ہر طرف سے جوش و خروش کے ساتھ{ اَلْحَمْدُلِلہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ } کا نعرہ بلند ہوگا یعنی ساری خوبیاں اس خدا کو زیبا ہیں جو

۱ ۔ یعنی توبہ قبول کر کے گناہوں سے ایسا پاک و صاف کر دیتا ہے گویا کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ اور مزید برآں توبہ کو مستقل طاعت قرار دیکر اس پر اجر عنایت فرماتا ہے۔

۔ یعنی بیحد قدرت و وسعت اور غنا والا جو بندوں پرانعام و احسان کی بارشیں کرتا رہتا ہے۔ ۲

۔ جہاں پہنچ کر ہر ایک کو اپنے کیے کا بدلہ ملے گا۔ ۳

۴ ۔ یعنی اللہ کی باتیں اور اس کی عظمت و قدرت کے نشان ایسے نہیں جن میں کوئی جھگڑا کیا جائے۔ مگر جن لوگوں نے یہ ہی ٹھان لی ہے کہ روشن سے روشن دلائل و براہین اور کھلی کھلی باتوں کا بھی انکار کیا جائے وہ ہی سچی باتوں میں ناحق جھگڑے ڈالتے ہیں۔
۵ ۔ یعنی ایسے منکرین کا انجام تباہی اور ہلاکت ہے۔ گو فی الحال وہ شہروں میں چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے نظر آتے ہیں اس سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امہال و استدراج ہے کہ چند روز چل پھر کر دنیا کے مزے اڑا لیں، یا تجارتیں اور سازشیں کر لیں۔ پھر ایک روز غفلت کے نشہ میں پوری طرح مخمور ہو کر پکڑے جائیں
۶ ۔ یعنی ہر ایک امت کے شریروں نے اپنے پیغمبروں کو پکڑ کر قتل کرنے یا ستانے کاارادہ کیا اور چاہا کہ جھوٹے ڈھکوسلے کھڑے کر کے سچے دین کو شکست دیں، اور حق کی آواز کو ابھرنے نہ دیں، لیکن ہم نے ان کا داؤں چلنے نہ دیا اور اس کے بجائے کہ وہ پیغمبروں کو پکڑتے ہم نے ان کو پکڑ کو سخت سزائیں دیں، پھر دیکھ لو ہماری سزا کیسی
۷ ۔ یعنی جس طرح اگلی قوموں پر عذاب آنے کی بات پوری اتر چکی، موجودالوقت منکروں پر بھی اتری ہوئی سمجھو۔ اور جس طرح پیغمبروں کے اعلان کے موافق کافروں پر دنیوی عذاب آ کر رہا۔ تیرے رب کی یہ بات بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آخرت میں ان لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا۔ (تنبیہ) بعض نے { اِنَّھُمْ اَصْحَابُ النَّار } کو { لِاَ نَّھُمْ } کے معنی
۸ ۔ پہلی آیات میں مجرمین و منکرین کا حال زبوں بیان ہوا تھا۔ یہاں انکے مقابل مومنین تائبین کا فضل و شرف بیان کرتے ہیں۔ یعنی عرش عظیم کو اٹھانے والے اور اس کے گرد طواف کرنے والے بیشمار فرشتے جنکی غذا صرف حق تعالیٰ کی تسبیح و تحمید ہے اور جو مقربین بارگاہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کا ایمان و یقین رکھتے ہیں، وہ اپنے
۹ ۔ یہ فرشتوں کے استغفار کی صورت بتلائی۔ یعنی بارگاہ احدیت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کا علم اور رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔ پس جو کوئی تیرے علم محیط میں برائیوں کو چھوڑ کر سچے دل سے تیری طرف رجوع ہو اور تیرے راستہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہو، اگر اس سے بمقتضائے بشریت کچھ کمزوریاں اور خطائیں
۱۰ ۔ یعنی اگر چہ بہشت ہر کسی کو اپنے عمل سے ملتی ہے (جیسا کہ یہاں بھی { صَلَحَ } کی قید سے ظاہر ہے) بدون اپنے ایمان و صلاح کے بیوی، بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتے لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کےسبب سے کتنوں کو ان کے عمل سے زیادہ اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے۔ کما قال تعالیٰ { وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَابِھِمْ وَمَآ

۱۱ ۔ یعنی محشر میں ان کو کوئی برائی (مثلًا گھبراہٹ اور پریشانی وغیرہ) لاحق نہ ہو۔ اور یہ عظیم الشان کامیابی صرف تیری خاص مہربانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ بعض مفسرین نے سئیات سے اعمال سئیہ مراد لئے ہیں یعنی آگے کو انہیں برے کاموں سے محفوظ فرما دے۔ اور ان کی خو ایسی کر دے کہ برائی کی طرف نہ جائیں۔ ظاہر ہے جو آج یہاں برائی
۱۲ ۔ یہ قیامت کے دن کہیں گے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی آج تم اپنے (نفس سے بیزار ہو اور) اپنے جی کو پھٹکارتے ہو۔ دنیا میں جب کفر کرتے تھے (اس وقت) اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا (اور تمہاری حرکات سے بیزار تھا) اسی کا بدلہ آج پاؤ گے" اور بعض مفسرین نے "مقتین" کا زمانہ ایک مراد لے کر یوں معنی کئے ہیں کہ تم کو دنیا
۱۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "پہلے مٹی تھے یا نطفہ، تو مردے ہی تھے۔ پھر جان پڑی تو زندہ ہوئے۔ پھر مرے، پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے، یہ ہیں دو موتیں اور دو حیاتیں۔ قال تعالیٰ { كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ } (بقرہ رکوع ۳) وقیل غیر ذلک والاظہر ہو ہذا۔
۱۴ ۔ یعنی انکار کیا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر جینا نہیں۔ نہ حساب کتاب ہے نہ کوئی اور قصہ۔ اسی لئے گناہوں اور شرارتوں پر جری ہوتے تھے۔ اب دیکھ لیا کہ جس طرح پہلی موت کےبعد آپ نے ہم کو زندہ کیا اور عدم سے نکال کر وجود عطا فرمایا، دوسری موت کے بعد بھی پیغمبروں کے ارشاد کے موافق دوبارہ زندگی بخشی۔ آج بعث بعد الموت
۱۵ ۔ یعنی افسوس اب تو بظاہر یہاں سے چھوٹ کر نکل بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ ہاں آپ قادر ہیں کہ جہاں دو مرتبہ موت و حیات دے چکے ہیں۔ تیسری مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس بھیجدیں۔ تاکہ اس مرتبہ وہاں سے ہم خوب نیکیاں سمیٹ کر لائیں۔
۱۶ ۔ یعنی بیشک اب دنیا کی طرف واپس کئے جانے کی کوئی صورت نہیں۔ اب تو تم کو اپنے اعمال سابقہ کا خمیازہ بھگتنا ہے۔ تمہارے متعلق ہلاکت ابدی کا یہ فیصلہ اس لئے ہوا ہے کہ تم نے اکیلے سچے خدا کی پکار پر کبھی کان نہ دھرا۔ ہمیشہ اس کا یا اس کی وحدانیت کا انکار ہی کرتے رہے۔ ہاں کسی جھوٹے خدا کی طرف بلائے گئے تو فورًا آمنا و
۱۷ ۔ یعنی اس کی عظمت و وحدانیت کی نشانیاں ہر چیز میں ظاہر ہیں۔ ایک اپنی روزی ہی کے مسئلہ کو آدمی سمجھ لے جس کا سامان آسمان سے ہوتا رہتا ہے تو سب کچھ سمجھ میں آ جائے۔ لیکن جب ادھر رجوع ہی نہ ہو اور غور و فکر سے کام ہی نہ لے تو کیا خاک سمجھ حاصل ہو سکتی ہے۔
۱۸ ۔ یعنی بندوں کو چاہئے سمجھ سے کام لیں۔ اور ایک خدا کی طرف رجوع ہو کر اسی کو پکاریں، اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کریں۔ بیشک مخلص بندوں کے اس موحدانہ طرز عمل سے کافر و مشرک ناک بھوں چڑھائیں گے کہ سارے دیوتا اڑا کر صرف ایک ہی خدا رہنے دیا گیا مگر پکا مُوَحِّد وہ ہی ہے جو مشرکین کے مجمع میں توحید کا نعرہ
۱۹ ۔ بھید کی بات سے وحی مراد ہے جو اول انبیاء علیہم السلام پر اترتی ہے اور ان کے ذریعے سے دوسرے بندوں کو پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ قیامت تک اسی طرح پہنچتی رہے گی۔

۲۰ ۔ یعنی جس دن تمام اولین و آخرین مل کر اللہ تعالیٰ کی پیشی میں حاضر ہوں گے اور ہر ایک شخص اپنے اچھے یا برے عمل سے ملاقات کرے گا۔

۔ یعنی قبروں سے نکل کر ایک کھلے کف دست میدان میں حاضر ہوں گے۔ یہاں کوئی آڑ پہاڑ حائل نہ ہو گا۔ ۲۱

۲۲ ۔ یعنی خوب سمجھ لو اس حاکم اعلٰی کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ جس پر تمہاری کوئی حالت پوشیدہ نہیں۔ سب ظاہر و باطن احوال کھول کر رکھ دیئے جائیں گے۔

۲۳ ۔ یعنی اس دن تمام وسائط و حُجب اٹھ جائیں گے۔ ظاہری اور مجازی رنگ میں بھی کسی کی بادشاہت نہ رہے گی۔ اسی اکیلے شہنشاہ مطلق کا راج ہو گا جس کے آگے ہر ایک طاقت دبی ہوئی ہے۔

۲۴ ۔ یعنی خوف اور گھبراہٹ سے دل دھڑک کو گلوں تک پہنچ رہے ہوں گے اور لوگ دونوں ہاتھوں سے انکو پکڑ کر دبائیں گے کہ کہیں سانس کے ساتھ باہر نہ نکل پڑیں۔

۲۵ ۔ یعنی ایسا کوئی سفارشی نہیں ہو گا جسکی بات ضرور ہی مانی جائے۔ سفارش وہ ہی کر سکے گا جسکو اجازت ہو اور اسی کے حق میں کرے گا جس کے لئے پسند ہو۔

۲۶ ۔ یعنی مخلوق سے نظر بچا کر چوری چھپے سے کسی پر نگاہ ڈالی یا کن انکھیوں سے دیکھا یا دل میں کچھ نیت کی یا کسی بات کا ارادہ یا خیال آیا، ان میں سے ہر چیز کو اللہ جانتا ہے اور فیصلہ انصاف سے کرتا ہے۔

۲۷ ۔ یعنی فیصلہ کرنا اسی کا کام ہو سکتا ہے جو سننے اور جاننے والا ہو۔ بھلا یہ پتھر کی بیجان مورتیں جنہیں تم خدا کہہ کر پکارتے ہو کیا خاک فیصلہ کریں گے۔ پھر جو فیصلہ بھی نہ کر سکے و ہ خدا کس طرح ہوا۔

۔ یعنی بڑے مضوط قلعے، عالیشان عمارتیں اور مختلف قسم کی یادگاریں۔ ۲۸

۔ یعنی جب دنیا کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکا، آخرت میں کون بچائے گا۔ ۲۹

۳۰ ۔ یعنی تم بھی انکی طرح رسول کی تکذیب کر کے فلاح نہیں پا سکتے۔ آخر رسوا اور ہلاک ہو گے اور خداوند قدوس اپنے زور و قوت سے پیغمبر کو غالب و منصور فرمائے گا۔ اسی مناسبت سے آگے موسیٰ اور فرعون کا قصہ بیان کرتے ہیں۔
۳۱ ۔ "نشانیوں" سے معجزات اور "کھلی سند" سے شاید ان میں کے مخصوص و ممتاز معجزات مراد ہوں۔ یا کھلی سند معجزات کے سوا دوسری قسم کے دلائل و براہین کو فرمایا یا "آیات" سے تعلیمات و احکام اور "سلطان مبین" سے معجزات مراد لئے جائیں۔ یا "سلطان مبین" اس قوت قدسیہ اور مخصوص تائید ربانی کا نام ہو جسکے آثار پیغمبروں میں
۳۲ ۔ ہامان وزیر تھا فرعون کا اور قارون بنی اسرائیل میں سب سے بڑا مالدار اور تاجر تھا جو موسیٰ کے خلاف فرعون کی مرضی پر چلتا تھا۔ پہلے اس کا قصہ گذر چکا ہے۔

۳۳ ۔ یعنی جادوگر ہے معجزات دکھانے میں اور جھوٹا ہے دعوئے رسالت میں۔ یہ بعض نے کہا ہو گا اور دوسروں نے اسکی تصدیق کی ہو گی۔

۳۴ ۔ یہ حکم دوسری مرتبہ موسیٰ کی تشریف آوری کے بعد دیا۔ تاکہ بنی اسرائیل کی تذلیل و توہین کریں، انکی تعداد گھٹائیں اور انکے دلوں میں یہ خیال جما دیں کہ یہ سب مصیبت ان پر موسیٰ کی بدولت آئی ہے۔ یہ خیال کر کے لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اور دہشت انگیزی کی پالیسی کامیاب ہو جائے گی۔ آگے پتہ نہیں اس حکم پر عمل ہوا یا نہیں۔
۳۵ ۔ یعنی ایسے داؤ پیچ اور تدبیروں سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی مدد فرما کر منکرین کے سب منصوبے غلط کر دیتا ہے۔

۳۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑ دو۔ شاید اس کے ارکان سلطنت مار ڈالنے کا مشورہ نہ دیتے ہوں گے۔ کیونکہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے، کہیں اسکا رب بدلہ نہ لے فرعون خود بھی دل میں ڈرا ہوا اور سہما ہوا تھا۔ لیکن لوگوں پر اپنی قوت و شجاعت کا اظہار کرنے کے لئے انتہا درجہ کی شقاوت اور بیحیائی سے ایسا کہہ کرہا
۳۷ ۔ یعنی اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تو دینی اور دنیوی دونوں طرح کے نقصان کا اندیشہ ہے۔ ممکن ہے یہ اپنے وعظ و تلقین سے تمہارے مذہبی طور و طریق کو جو پہلے سے چلا آتا ہے بگاڑ ڈالے یا سازش وغیرہ کا جال پھیلا کر ملک میں بدامنی پھیلا دے جس کا انجام یہ ہو کہ تمہاری (یعنی قبطیوں کی) حکوت کا خاتمہ ہو کر ملک بنی اسرائیل کے ہاتھ میں
۳۸ ۔ حضرت موسیٰ کو جب ان کے مشوروں کی خبر پہنچی تو اپنی قوم سے فرمایا کہ مجھے ان دھمکیوں کی مطلق پروا نہیں۔ فرعون اکیلا تو کیا، ساری دنیا کے متکبرین و جبّار ین جمع ہو جائیں تب بھی میرا اور تمہارا پروردگار ان کے شر سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ میں اپنے کو تنہا اسی کی پناہ میں دے چکا ہوں۔ وہ ہی میرا حامی و مددگار ہے۔
۳۹ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتےہیں "جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے گا"۔

۴۰ ۔ یعنی ایک مرد مومن جس نے فرعون اور اسکی قوم سے اپنا ایمان ابھی تک مخفی رکھا تھا { ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی } کے جواب میں بول اٹھا کیا تم ایک شخص کا ناحق خون کرنا چاہتے ہو اس بات پر کہ وہ صرف ایک اللہ کو اپنا رب کیوں کہتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے دعوے کی صداقت کے کھلے کھلے نشان تمکو دکھلا چکا اور اسکے قتل کی تمکو کچھ
۴۱ ۔ یعنی موسیٰ اگر بالفرض جھوٹا ہوتا تو ہرگز اس کا اللہ راہ نہ دیتا کہ وہ برابر ایسے معجزات دکھاتا رہے اور کامیابی میں ترقی کرتا چلا جائے۔ اور اگر تم جھوٹے ہو کہ ایک سچے کو جھوٹا بتلا رہے ہو تو انجام کار اللہ تعالیٰ تم کو ذلیل و ناکام کرے گا۔
۴۲ ۔ یعنی اپنے سامانوں اور لشکروں پر مغرور مت بنو۔ آج تمہاری یہ شان و شکوہ ہے لیکن کل اگر خدا کے عذاب نے آ گھیرا تو کوئی بچانے والا نہ ملے گا۔ یہ سب سازوسامان یوں ہی رکھے رہ جائیں گے۔

۴۳ ۔ یعنی تمہاری تقریر سے میرے خیالات تبدیل نہیں ہوئے۔ جو کچھ میرے نزدیک مصلحت ہے وہ ہی تم کو سمجھا رہا ہوں۔ میرے خیال میں بہتری کا راستہ یہ ہی ہے کہ اس شخص کا قصہ پہلے ہی قدم پر ختم کر دیا جائے۔

۴۴ ۔ یعنی اگر تم اسی طرح تکذیب و عداوت پر جمے رہے تو سخت اندیشہ ہے کہ تمکو بھی کہیں وہ ہی دن دیکھنا نہ پڑے جو پہلی قومیں اپنے انبیاء کا مقابلہ کر کے دیکھ چکی ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ہاں بے انصافی نہیں۔ اگر ایسے سخت جرائم پر تمکو یا دوسری قوموں کو اس نے تباہ کیا تو وہ عین عدل و انصاف کے تقاضہ سے ہو گا۔ کونسی حکومت ہے
۴۵ ۔ عمومًا مفسرین { یَوْمَ التَّنَادِ } (ہانک پکار کے دن) سے قیامت کا دن مراد لیتے ہیں جبکہ محشر میں جمع ہونے اور حساب دینے کے لئے سب کی پکار ہو گی۔ اور اہل جنت اہل نار اور اہل اعراف ایک دوسرے کو پکاریں گے اور آخر میں ندا آئے گی۔ { یَآاَھْلَ الْجَنَّۃِ خُلُوْدٌ لَامَوْتٌ وَیَا اَھْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتٌ } کما ورد فی الحدیث۔ لیکن حضرت شاہ صاحب نے
۴۶ ۔ یعنی محشر سے پیٹھ پھیر کر دوزخ کی طرف بھگائے جاؤ گے، یا نزول عذاب کے وقت اس سے بھاگنے کی ناکام کوشش کرو گے۔

۴۷ ۔ یعنی میں تمکو سب نشیب و فراز پوری طرح سمجھا چکا۔ اس پر بھی تم نہ مانو تو سمجھ لو کہ تمہاری عناد و کجروی کی شامت سے اللہ تعالیٰ نے ارادہ ہی کر لیا ہے کہ تمکو تمہاری پسند کردہ غلطی اور گمراہی میں پڑا رہنے دے۔ پھر ایسے شخص کے سمجھنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔
۴۸ ۔ یعنی چلو قصہ ختم ہوا۔ نہ رسول تھا نہ اب اسکے بعد کوئی رسول آنے والا ہے۔ گویا سرے سے سلسلہ رسالت ہی کا انکار ہوا۔ لیکن حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "حضرت یوسف کی زندگی میں (مصر والے انکی نبوت کے قائل نہ ہوئے۔ انکی موت کے بعد جب مصر کی سلطنت کا بندوبست بگڑا (تو کہنے لگے یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تھا۔ ایسا
۴۹ ۔ یعنی بدون حجت عقلیہ و نقلیہ کے اللہ کی باتوں میں جھگڑے ڈالتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر زیادتی اور بے باکی کیا ہوگی۔ اسی لئے اللہ اور اسکے ایماندار بندے ان لوگوں سے سخت بیزار ہیں جو سبب ہے انکے انتہائی معلون ہونے کا۔

۵۰ ۔ جو لوگ حق کے سامنے غرور سے گردن نہ جھکائیں اور پیغمبروں کے ارشادات سن کر سر نیچا نہ کریں۔ آخرکار اُنکے دلوں پر اللہ تعالیٰ اسی طرح کی مہر کر دیتا ہے کہ پھر قبول حق اور نفوذ خیر کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

۵۱ ۔ یہ اس ملعون کی انتہائی بے شرمی اور بیباکی تھی۔ حضرت موسٰی سے شاید اللہ تعالیٰ کی صفت علو وغیرہ کو سن کر یہ قرار دیا ہو گا کہ موسٰی کا خدا آسمان پر رہتا ہے۔ اسی پر یہ استہزاء و تمسخر شروع کردیا۔ سچ ہے چیونٹی کی موت آتی ہے تو پر لگ جاتے ہیں سورہ "قصص" میں اس مقام کی تقریر گذر چکی۔
۵۲ ۔ یعنی دعوئے رسالت میں بھی اور اس دعوے میں بھی کہ سارے جہان کا کوئی اور معبود ہے۔ مجھے تو اپنے سوا دوسرا نظر نہیں آتا۔ کما قال { مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ } (قصص رکوع۴)۔

۵۳ ۔ برے کام کرتے کرتے آدمی کی یوں ہی عقل ماری جاتی ہے اور ایسی ہی مضحکہ خیز حرکتیں کرنے لگتا ہے جس کے بعد راہ پر آنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ یہ ہی حال فرعون کا ہوا۔

۵۴ ۔ یعنی فرعون کے جس قدر داؤپیچ اور منصوبے یا مشورے تھے سب بے حقیقت تھے۔ خود اپنی ہی تباہی کے لئے۔ موسٰی کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔

۵۵ ۔ چونکہ فرعون نے کہا تھا { وَمَآ اَھْدِیْکُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ } اسکے جواب میں مرد مومن نے کہا کہ "سبیل الرّشاد" (بھلائی اور بہتری کا راستہ) وہ نہیں جو فرعون تجویز کرتا ہے۔ بلکہ تم میرے پیچھے چلے آؤ تا بہتری کے راستہ پر چلنا نصیب ہو۔
۵۶ ۔ یعنی فانی و زائل زندگی اور چند روزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو۔ دنیا کی زندگی بہرحال بھلی بری طرح ختم ہونے والی ہے۔ اسکے بعد وہ زندگی شروع ہو گی جس کا کبھی خاتمہ نہیں۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے اس کی درستی کی فکر کرے ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا رہنا پڑے گا۔
۵۷ ۔ یہ اخروی زندگی کی تھوڑی سے تفصیل بتلا دی کہ وہ کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایمان اور عمل صالح درکار ہیں۔ مال و متاع کو کوئی نہیں پوچھتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ کی رحمت، غضب پر غالب ہے۔ عقل مند کو چاہئے کہ موقع ہاتھ سے نہ دے۔
۵۸ ۔ یعنی میرا اور تمہارا معاملہ بھی عجیب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایمان کے راستہ پر لگا کر خدا کے عذاب سے نجات دلاؤں۔ اور تمہاری کوشش یہ ہے کہ اپنے ساتھ مجھے بھی دوزخ کی آگ میں دھکیل دو۔ ایک طرف سے ایسی دشمنی اور دوسری جانب سے یہ خیر خواہی۔
۵۹ ۔ یعنی تمہاری کوشش کا حاصل تو یہ ہے کہ میں (معاذ اللہ) خدائے واحد کا انکار کر دوں۔ اسکے پیغمبروں کو اور انکی باتوں کو نہ مانوں اور نادان جاہلوں کی طرح ان چیزوں کو خدا ماننے لگوں جن کی الوہیت کسی دلیل اور علمی اصول سے ثابت نہیں۔ نہ مجھے خبر ہے کہ کیونکر ان چیزوں کو خدا بنا لیا گیا۔ بلکہ میں جانتا ہوں کہ اسکے خلاف پر
۶۰ ۔ یعنی میرا منشاء یہ ہے کہ کسی طرح تمہارا سر اس خدائے واحد کی چوکھٹ پر جھکا دوں جو نہایت زبردست بھی ہے اور بہت زیادہ خطاؤں کا معاف کرنے والا بھی۔ (مجرم کو پکڑے تو کوئی چھڑا نہ سکے اور معاف کرے تو کوئی روک نہ سکے) وہ ہی اس کا مستحق ہے کہ آدمی اسکے آگے ڈر کر اور امید باندھ کر سر عبودیت جھکائے۔ یاد رکھو

۶۱ ۔ یعنی ماسوا خدا کے کوئی چیز ایسی نہیں جو دنیا یا آخرت میں ادنٰی ترین نفع و ضرر کی مالک ہو۔ پھر اُسکی بندگی
وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ }۔ (احقاف رکوع۱) آخر ایسی عاجز
۶۲ ۔ یعنی انجام کار ہر پھر کر اسی خدائے واحد کی طرف جانا ہے۔ وہاں پہنچ کر سب کو اپنی زیادتیوں کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ بتلاؤ اس سے بڑھ کر زیادتی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق کا درجہ دے دیا جائے۔

۶۳ ۔ یعنی آگے چل کر جب اپنی زیادتیوں کا مزہ چکھو گے، اس وقت میری نصیحت کو یاد کرو گے کہ ہاں ایک مرد خدا جو ہم کو سمجھایا کرتا تھا، وہ ٹھیک کہتا تھا۔ لیکن س وقت یاد کر کے پشیمان ہونے سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

۶۴ ۔ یعنی میں خدا کی حجت تمام کر چکا۔ اور نصیحت کی بات سمجھا چکا۔ تم نہیں مانتے تو میرا تم سے کچھ مطلب نہیں۔ اب میں اپنے کو بالکلیہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اسی پر میرا بھروسا ہے۔ تم اگر مجھے ستانا چاہو گے تو وہ ہی خدا میرا حامی و ناصر ہے۔ سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں وہ میرا اور تمہارا دونوں کا معاملہ دیکھ رہا ہے۔ کسی کی
۶۵ ۔ یعنی حق و باطل کی اس کشمکس کا آخری نتیجہ یہ ہو اکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسٰی اور ان کے ہمراہوں کو جن میں یہ مومن آل فرعون بھی تھا فرعونیوں کے منصوبوں سے محفوظ رکھا کوئی داؤ ان کا چلنے نہ دیا۔ بلکہ انکے داؤ پیچ خود ان ہی پر الٹ پڑے ۔ جس نے حق پرستوں کا تعاقب کیا مارا گیا اور قوم کی قوم کا بیڑا بحر قلزم میں غرق
۶۶ ۔ یعنی دوزخ کا ٹھکانا جس میں وہ قیامت کے دن داخل کئے جائیں گے۔ ہر صبح و شام انکو دکھلا دیا جاتا ہے ۔ تا نمونہ کے طور پر اس آنے والے عذاب کا کچھ مزہ چکھتے رہیں۔ یہ عالم برزخ کا حال ہوا ۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اسی طرح ہر کافر کے سامنے دوزخ اور ہر مومن کےسامنے جنت کا ٹھکانہ روزانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے ۔
۶۷ ۔ یعنی دنیا میں ہم سے اپنی اطاعت اور اتباع کراتے رہے جس کی بدولت آج ہم پکڑے گئے۔ اب یہاں ہمارے کچھ تو کام آؤ۔ آخر بڑوں کو چھوٹوں کی تھوڑی بہت خبر لینی چاہئے۔ دیکھتے نہیں ہم آج کس قدر مصیبت میں ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس مصیبت کا کوئی جزو ہم سے ہلکا کر دو۔
۶۸ ۔ یعنی جو دنیا میں بڑے بنتے تھے جواب دیں گے کہ آج ہم اور تم سب اسی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک کے جرم کے موافق سزا کا فیصلہ سنا دیا ہے جو بالکل قطعی اور اٹل ہے۔ اب موقع نہیں رہا کہ کوئی کسی کے کام آئے ہم اپنی ہی مصیبت کو ہلکا نہیں کر سکتے، پھر تمہارے کیا کام آ سکتے ہیں۔
۶۹ ۔ یعنی اپنے سرداروں کی طرف سے مایوس ہو کر ان فرشتوں سے درخواست کریں گے جو دوزخ کے انتظام پر مسلط ہیں کہ تم ہی اپنے رب سے کہہ کر کوئی دن تعطیل کا کرا دو جس میں ہم پر سے عذاب کچھ ہلکا ہو جایا کرے۔

۷۰ ۔ یعنی اس وقت ان کی بات نہ مانی اور انجام کی فکر نہ کی جو کچھ کام چلتا۔ اب موقع ہاتھ سے نکل چکا۔ کوئی سعی سفارش یا خوشامد درآمد کام نہیں دے سکتی۔ پڑے چیختے چلاتے رہو۔ نہ ہم ایسے معاملات میں سفارش کر سکتے ہیں، نہ تمہاری چیخ و پکار سے کوئی فائدہ ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کرنا میرا
۷۱ ۔ یعنی دنیا میں ان کا بول بالا کرتا ہے۔ جس مقصد کے لئے وہ کھڑے ہوتے ہیں اللہ کی مدد سے اس میں کامیابی ہوتی ہے۔ حق پرستوں کی قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں۔ درمیان میں کتنے ہی اتار چڑھاؤ ہوں اور کیسے ہی امتحانات پیش آئیں مگر آخر ان کا مشن کامیاب ہو کر رہتا ہے علمی حیثیت سے حجت و برہان میں تو وہ ہمیشہ ہی منصور رہتے ہیں۔
۷۲ ۔ یعنی میدان حشر میں جبکہ اولین و آخرین جمع ہوں گے، حق تعالیٰ اپنے فضل سے علٰی رؤس الاشہاد انکی سربلندی اور عزت و رفعت کو ظاہر فرمائے گا۔ دنیا میں تو کچھ شبہ بھی رہ سکتا ہے اور التباس ہو جاتا ہے، وہاں ذرا بھی ابہام و التباس باقی نہ رہے گا۔
۔ یعنی انکی کوئی مدد اور دستگیری نہ ہو گی۔ یہ مقبولین کے بالمقابل مطرودین کا انجام بیان فرما دیا۔ ۷۳

۷۴ ۔ یعنی دنیا ہی میں دیکھ لو کہ فرعون اور اسکی قوم کو باوجود اس قدر طاقت و جبروت کے حق کی دشمنی نے کس طرح ہلاک و برباد کر کے چھوڑا۔ اور موسٰی کی برکت و رہنمائی سے بنی اسرائیل کی مظلوم اور کمزور قوم کو کس طرح ابھارا اور اس عظیم الشان کتاب (تورات) کا وارث بنایا جو دنیا کے علقمندوں کیلئے شمع ہدایت کا کام دیتی تھی۔
۷۵ ۔ یعنی آپ بھی تسلی رکھیے، جو وعدہ آپ کے ساتھ ہے ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ خداوند قدوس دارین میں آپ کو اور آپ کے طفیل میں آپ کے متبعین کو سر بلند رکھے گا۔ ضرورت اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے شدائد و نوائب پر صبر کریں۔ اور جن سے جس درجہ کی تقصیر کا امکان ہو اس کی معافی خدا سے
۷۶ ۔ یعنی جو لوگ اللہ کے دلائل توحید اور کتب سماویہ اور اسکے پیغمبروں کے معجزات و ہدایات میں خواہ مخواہ جھگڑتے اور بے سند باتیں نکال کر حق کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں انکے ہاتھ میں کچھ حجت و دلیل نہیں۔ نہ فی الواقع ان کھلی ہوئی چیزوں میں شک و شبہ کا موقع ہے۔ صرف شیخی اور غرور مانع ہے کہ حق کے سامنے گردن جھکائیں
۷۷ ۔ یعنی اللہ کی پناہ مانگ کہ وہ ان مجادلین کے خیالات سے بچائے اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آگے بعض مسائل کی تحقیق ہے جن میں وہ لوگ جھگڑتے تھے۔ مثلًا بعث بعد الموت (موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا) کہ اسکو وہ محال سمجھتے تھے یا توحید باری جس کا انکار کرتے تھے۔

۷۸ ۔ یعنی بظاہر مادی حیثیت میں آسمان و زمین کی عظمت و جسامت کے سامنے انسان کی کیا حقیقت ہے لیکن مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا وہ ہی خدا وند قدوس ہے ۔ پھر جس نے اتنی بڑی مخلوقات کو پیدا کیا اسے آدمیوں کا پہلی بار یا دوسری بار پیدا کر دینا کیا مشکل ہو گا۔ تعجب ہے کہ ایسی موٹی بات کو بہت لوگ نہیں
۷۹ ۔ یعنی ایک اندھا جسے حق کا سیدھا راستہ نہیں سوجھتا، اور ایک آنکھوں والا جو نہایت بصیرت کے ساتھ صراط مستقیم کو دیکھتا اور سمجھتا ہے، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یا ایک نیکوکار مومن اور کافر بدکار کا انجام یکساں ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو ضرور ایک دن چاہئے جب ان کا باہمی فرق کھلے۔ اور دونوں کے علم و عمل کے ثمرات اپنی

۔ یعنی میری ہی بندگی کرو کہ اس کی جزا دوں گا اور مجھ ہی سے مانگو کہ تمہارا مانگنا خالی نہ جائے گا۔ ۸۰

۸۱ ۔ بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا۔ نہ مانگنا غرور ہے۔ اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ بندوں کی پکار کو پہنچتا ہے۔ یہ بات تو بیشک برحق ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کیا کرے۔
دعا کی فضیلت:
۸۲ ۔ رات کی ٹھنڈ اور تاریکی میں عمومًا لوگ سوتے اور آرام کرتے ہیں۔ جب دن ہوتا ہے تو تازہ دم ہو کر اس کے اجالے میں اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں اس وقت دیکھنے بھالنے اور چلنے پھرنے کے لئے مصنوعی روشنیوں کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی۔
۸۳ ۔ یعنی منعم حقیقی کی حق شناسی یہ تھی کہ قول و فعل اور جان و دل سے اس کا شکر ادا کرتے بہت سے لوگ شکر کے بجائے شرک کرتے ہیں۔

۸۴ ۔ یعنی رات دن کی سب نعمتیں اسکی طرف سے مانتے ہو، تو بندگی بھی صرف اسی کی ہونی چاہئے اس مقام پر پہنچ کر تم کہاں بھٹک جاتے ہو کہ مالکِ حقیقی تو کوئی ہو اور بندگی کسی کی کیجائے۔

۔ یعنی قبہ کی طرح بنایا۔ ۸۵

۔ سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور سب کی روزی سے اسکی روزی ستھری ہے۔ ۸۶

۸۷ ۔ جس پر کسی حیثیت سے کبھی فنا اور موت طاری نہیں ہوئی، نہ ہو سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے جب اسکی حیات ذاتی ہوئی تو تمام لوازم حیات بھی ذاتی ہوں گے۔

۸۸ ۔ کمالات اور خوبیاں سب وجود حیات کے تابع ہیں۔ جو حیّ علی الاطلاق ہے وہ ہی عبادت کا مستحق اور تمام کمالات اور خوبیوں کا مالک ہو گا۔ اسی لئے { هُوَالْحَیّ } کے بعد { اَلحَمْدُ لِلہِ رَبِّ العَالَمِیْنَ } فرمایا ۔ جیسا کہ پہلی آیت میں نعمتوں کا ذکر کر کے { فَتَبَارَکَ اللہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ } فرمایا تھا۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ { لَااِلٰہَ اِلَّا اللہَ } کے بعد { اَلحَمْدُ لِلہِ
۸۹ ۔ یعنی کھلے کھلے نشانات دیکھنے کے بعد کیا حق ہے کہ کوئی خدائے واحد کے سامنے سر عبودیت نہ جھکائے اور خالص اسی کا تابع فرمان نہ ہو۔

۔ یعنی تمہارے باپ آدم کو، یا تم کو، اس طرح کہ نطفہ جس غذا کا خلاصہ ہے وہ خاک سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ ۹۰

۹۱ ۔ یعنی بنی آدم کی اصل ایک پانی کی بوند (قطرہ منی) ہے جو آگے چل کر جما ہوا خون بنا دیا گیا۔

۹۲ ۔ یعنی بچہ سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہوتا ہے۔ اور بعض آدمی جوانی یا بڑھاپے سے پہلے ہی گذر جاتے ہیں۔ بہرحال سب کو ایک معین میعاد اور لکھے ہوئے وعدے تک پہنچنا ہے۔ موت اور حشر سے کوئی مستثنٰی نہیں۔ ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید، زجامِ دہر مے کل من علیہا فان۔
۹۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی سوچو اتنے احوال (اور دور) تم پر گذرے ۔ ممکن ہے ایک حال اور بھی گذرے۔ وہ مر کر جینا ہے"۔ آخر اسے کیوں محال سمجھتے ہو۔

۹۴ ۔ یعنی اس کی قدرت کاملہ اور شان کن فیکون کے سامنے یہ کیا مشکل ہے کہ موت کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کر دے۔

۔ کہ اس کی تکذیب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ۹۵

۹۶ ۔ زنجیر کا ایک سرا طوق میں اٹکا ہوا اور دوسرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہو گا۔ اس طرح مجرموں اور قیدیوں کی مانند لائے جائیں گے۔

۹۷ ۔ یعنی دوزخ میں کبھی جلتے پانی اور کبھی آگ کا عذاب دیا جائے گا (اعاذنا اللہ منہما)

۱۰۰ ۔ اکثر مفسرین نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ ہم جنکو دنیا میں پکارتے تھے، اب کھلا کہ وہ واقع میں کچھ چیز نہ تھے گویا یہ بطور حسرت و افسوس کے اپنی غلطی کا اعتراف ہو گا۔ لیکن حضرت شاہ صاحب کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین اول منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک ٹھہرائے ہی نہیں۔ اب گھبرا کر منہ سے نکل جائے گا۔ { ضَلُّوْاعَنَّا }
۔ یعنی جس طرح یہاں انکار کرتے کرتے بچل گئے اور گھبرا کر اقرار کر لیا۔ یہ ہی حال ان کافروں کا دنیا میں تھا۔ ۱۰۱

۔ یعنی اس وقت ان میں سے کوئی کام نہیں آتا۔ ہو سکے تو ان کو مدد کے لئے بلاؤ۔ ۹۸

۹۹ ۔ یعنی ہم سے گئے گذرے ہوئے۔ شاید اس وقت عابدین اور معبودین الگ الگ کر دیے جائیں گے یا { ضَلُّوْا عَنَّا } کا مطلب یہ ہو کہ گو موجود ہیں، مگر جب ان سےکوئی فائدہ نہیں تو ہوئے نہ ہوئے برابر ہیں۔

۔ یعنی دیکھ لیا، ناحق کی شیخی اور غرور و تکبر کا انجام یہ ہوتا ہے اب وہ اکڑفوں کدھر گئ۔ ۱۰۲

۔ یعنی ہر قسم کے مجرم اس دروازے سے جو ان کے لئے تجویز شدہ ہے۔ ۱۰۳

۱۰۴ ۔ یعنی اللہ نے انکو عذاب دینے کا جو وعدہ فرمایاہے، وہ یقینًا پورا ہو کر رہے گا۔ ممکن ہے کوئی وعدہ آپ کی موجودگی میں پورا ہو (جیسا کہ "بدر" اور "فتح مکہ" وغیرہ میں ہوا) یا آپ کی وفات کے بعد۔ بہرحال یہ ہم سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ سب کا انجام ہمارے ہاتھ میں ، اس زندگی کےبعد عذاب کی تکمیل اُس زندگی میں ہوگی۔ چھٹکارا
۱۰۵ ۔ یعنی بعض کا تفصیلی حال تجھ سے بیان کیا، بعض کا نہیں کیا۔ (اور ممکن ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد ان کا بھی مفصل حال بیان کر دیا ہو) بہرحال جن کے نام معلوم ہیں ان پر تفصیلًا اور جن کے نام وغیرہ معلوم نہیں ان پر اجمالًا ایمان لانا ضروری ہے۔ { لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ }۔
۱۰۶ ۔ یعنی اللہ کے سامنے سب عاجز ہیں رسولوں کویہ بھی اختیار نہیں کہ جو معجزہ چاہیں دکھلا دیا کریں، صرف وہ ہی نشانات دکھلا سکتے ہیں جس کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہو۔

۱۰۷ ۔ یعنی جس وقت اللہ کا حکم پہنچتا ہے رسولوں اور ان کی قوموں کے درمیان منصفانہ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اس وقت رسول سرخرو اور کامیاب ہو تے ہیں۔ اور باطل پرستوں کے حصہ میں ذلت و خسران کے سوا کچھ نہیں آتا۔

۔ مثلًا ان کے چمڑے، بال اور اون وغیرہ سے طرح طرح کے فائدے اٹھاتے ہو۔ ۱۰۸

۱۰۹ ۔ سواری کرنا بجائے خود ایک مقصد ہے اور سواری کے ذریعہ سے انسان بہت مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرتا ہے۔

۔ یعنی خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور دریا میں کشتیوں پر لدے پھرتے ہو۔ ۱۱۰

۱۱۱ ۔ یعنی اس قدر کھلے نشان دیکھنے پر بھی آدمی کہاں تک انکار ہی کرتا چلا جائے گا۔ (اور ابھی کیا معلوم اللہ اور کتنے نشان دکھلائے گا)۔

۱۱۲ ۔ یعنی پہلے بہت قومیں گذر چکیں جو جتھے میں اور زور وقوت میں ان سے بہت زیادہ تھیں انہوں نے ان سے کہیں بڑھ کر زمین پر اپنی یادگاریں اور نشانیاں چھوڑیں، لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو وہ زور و طاقت اور سازوسامان کچھ بھی کام نہ آ سکا۔ یوں ہی تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔
۱۱۳ ۔ یعنی وجہ معاش اور مادّی ترقیات کا جو علم ان کے پاس تھا اور جن غلط عقیدوں پر دل جمائے ہوئے تھے اسی پر اتراتے رہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے علوم و ہدایات کو حقیر سمجھ کر مذاق اڑاتے رہے۔ آخر ایک وقت آیا جب ان کو اپنی ہنسی مذاق کی حقیقت کھلی، اور ان کا استہزاء و تمسخر خود انہی پر الٹ پرا۔
۱۱۴ ۔ یعنی جس وقت آفت آنکھوں کے سامنے آ گئ اور عذاب الہٰی کا معائنہ ہونے لگا تب ہوش آیا اور ایمان و توبہ کی سوجھی۔ اب پتہ چلا کہ اکیلے خدائے بزرگ ہی سے کام چلتا ہے جن ہستیوں کو خدائی کا درجہ دے رکھا تھا سب عاجز اور بیکار ہیں۔ ہماری سخت حماقت اور گستاخی تھی کہ ان چیزوں کو تخت خدائی پر بٹھا دیا تھا۔
۱۱۵ ۔ یعنی اب پچتانے اور تقصیر کا اعتراف کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ ایمان و توبہ کا وقت گذر چکا۔ عذاب دیکھ لینے پر تو ہر کسی کو بے اختیار یقین آ جاتا ہے۔ مگر یہ یقین موجب نجات نہیں۔ نہ اس یقین کی بدولت آیا ہوا عذاب ٹل سکتا ہے۔ قال تعالیٰ { وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَاالَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ
۱۱۶ ۔ یعنی ہمیشہ سے یوں ہی ہوتا رہا ہے کہ لوگ اول انکار و استہزاء سے پیش آتے ہیں پھر جب عذاب میں پکڑے جاتے ہیں اس وقت شور مچاتے اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اللہ کی عادت یہ ہے کہ اس بے وقت کی توبہ کو قبول نہیں فرماتا۔ آخر منکرین اپنے جرائم کی پاداش میں خراب و برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اللّٰہم احفظنا من الخسران

۱ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی مہربانی اور رحمت بندوں پر ہے جو ان کی ہدایت کے لئے ایسی عظیم الشان اور بے مثال کتاب نازل فرمائی۔

۲ ۔ لفظی طور پر آیات کا جدا جدا ہونا تو ظاہر ہے، مگر معنوی حیثیت سے بھی سینکڑوں قسم کے علوم اور مضامین کی تفصیل الگ الگ آیات میں کی گئ ہے۔

۳ ۔ یعنی قرآن کریم اعلیٰ درجہ کی صاف و شستہ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے جو اس کے مخاطبین اولین کی مادری زبان تھی۔ تا ان لوگوں کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ خود سمجھ کر دوسروں کو پوری طرح سمجھا سکیں۔ مگر اس کے باوجود بھی ظاہر ہے وہ ہی لوگ اس سے منتفع ہو سکتے ہیں جو سمجھ رکھتے ہوں۔ نا سمجھ جاہل کو اس نعمت عظمیٰ
۔ یعنی قرآن اپنے ماننے والوں کو نجات و فلاح کی خوشخبری سناتا اور منکروں کو برے انجام سے ڈراتا ہے۔ ۴

۵ ۔ یعنی ان سب باتوں کے باوجود بھی تعجب ہے کہ ان میں کے بہت لوگ اس کتاب کی بیش قیمت نصائح کی طرف دھیان نہیں کرتے۔ اور جب ادھر دھیان ہی نہیں تو سننا کیوں چاہیں گے۔ اور فرض کیجئے کانوں سے سن بھی لیا، لیکن گوش دل سے نہ سنا اور قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی تو سنا ان سنا برابر ہے۔
۶ ۔ یعنی صرف اسی قدر نہیں کہ نصیحت کی طرف دھیان نہیں کرتے یا کان نہیں دھرتے، بلکہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کو سن کر ناصح بالکلیہ مایوس ہو جائے اور آئندہ نصیحت سنانے کا ارادہ بھی ترک کر دے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر تو تمہاری باتوں کی طرف سے غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے کوئی بات وہاں تک پہنچتی نہیں۔ اور جب تم
۷ ۔ یعنی نہ میں خدا ہوں کہ زبردستی تمہارے دلوں کو پھیر سکوں، نہ فرشتہ ہوں جس کے بھیجے جانے کی تم فرمائش کیا کرتے ہو نہ کوئی اور مخلوق ہوں، بلکہ تمہاری جنس و نوع کا ایک آدمی ہوں جس کی بات سمجھنا تم کو ہم جنسی کی بنا پر آسان ہونا چاہئے، اور وہ آدمی ہوں جسے حق تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل ترین سچی وحی کیلئے چن لیا ہے۔
۸ ۔ جن لوگوں کا معاملہ اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ عاجز مخلوق کو اس کی بندگی میں شریک کرتے ہیں اور بندوں کے ساتھ یہ ہے کہ صدقہ اور زکوٰۃ کا پیسہ کسی محتاج مسکین پر خرچ کرنے کے روادار نہیں۔ ساتھ ہی انجام کی طرف سے بالکل غافل اور بے فکر ہیں، کیونکہ انہیں تسلیم ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی اور اچھے برے کا حساب و
۔ یعنی کبھی منقطع نہ ہوگا ابدالآباد تک جاری رہے گا۔ جنت میں پہنچ کر نہ انکو فنا نہ انکے ثواب کو۔ ۹

۱۰ ۔ یعنی کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ رب العالمین کی وحدانیت اور صفات کمالیہ کا انکار کرتے ہو اور دوسری چیزوں کو اس کے برابر سمجھتے ہو جو ایک ذرہ کا اختیار نہیں رکھتیں۔

۱۱ ۔ "اور برکت رکھی اسکے اندر" یعنی قسم قسم کی کانیں، درخت، میوے، پھل، غلے اور حیوانات زمین سے نکلتے ہیں۔ اور "ٹھہرائیں اس میں خوراکیں اسکی" یعنی زمین پر بسنے والوں کی خوراکیں ایک خاص اندازہ اور حکمت سے زمین کے اندر رکھ دیں چنانچہ ہر اقلیم اور ہر ملک میں وہاں کے باشندوں کی طبائع اور ضروریات کے موافق خوراکیں
۱۲ ۔ یعنی یہ سب کام چار دن میں ہوا۔ دو روز میں زمین پیدا کی گئ اور دو روز میں اس کے متعلقات کا بندوبست ہوا۔ جو پوچھے یا پوچھنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے بتلا دو کہ یہ سب مل کر پورے چار دن ہوئے بدون کسر اور کمی بیشی کے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی (پوچھنے والوں کا) جواب پورا ہوا۔ (تنبیہ) یہاں "دنوں" سے مراد ظاہر ہے
۱۳ ۔ یعنی پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت سارا ایک تھا دھوئیں کی طرح۔ اس کو بانٹ کر سات آسمان کئے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ (تنبیہ) ممکن ہے "دُخان" سے آسمانوں کے مادّہ کی طرف اشارہ ہو۔

۱۴ ۔ یعنی ارادہ کیا کہ ان دونوں (آسمان اور زمین) کے ملاپ سے دنیا بسائے خواہ اپنی طبعیت سے ملیں یا زور سے ملیں۔ (بہرحال دونوں ملا کر ایک نظام بنانا تھا) وہ دونوں آ ملے اپنی طبیعت سے آسمان سے سورج کی شعاع آئی، گرمی پڑی ہوائیں اٹھیں ان سے گرد اور بھاپ اوپر چڑھی پھر پانی ہو کر مینہ برسا جس کی بدولت زمین سے طرح طرح کی
۱۵ ۔ یعنی چار دن وہ تھے اور دو دن میں آسمان بنائے کل چھ دن ہو گئے، جیسا کہ دوسری جگہ { سِتّۃ ایّام } کی تصریح ہے۔ (تنبیہ) جن احادیث مرفوعہ میں تخلیق کائنات کے متعلق دنوں کی تعیین و ترتیب آئی ہے کہ فلاں فلاں چیز اللہ نے ہفتہ کے دن، فلاں فلاں دن میں پیدا کی، ان میں کوئی حدیث صحیح اب تک نظر سے نہیں گذری۔ حتّٰی کہ ابوہریرہ کی حدیث
۱۶ ۔ یعنی جو حکم جس آسمان کے مناسب تھا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون مخلوق بستی ہے اور انکا کیا اسلوب (اور رنگ ڈھنگ) ہے اتنی زمین میں ہزاراں ہزار کارخانے ہیں، تو اتنے بڑے آسمان کب خالی پڑے ہوں گے"۔
۱۷ ۔ یعنی دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ گویا سب ستارے اسی آسمان میں جڑے ہوئے ہیں۔ رات کو ان قدرتی چراغوں سے آسمان کیسا پر رونق معلوم ہوتا ہے۔ پھر محفوظ کتنا کر دیا ہے کہ کسی کی وہاں تک دسترس نہیں۔ فرشوں کے زبردست پہرے لگے ہوئے ہیں۔ کوئی طاقت اس نظام محکم میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتی کیونکہ وہ سب سے بڑی
۱۸ ۔ یعنی کفار مکہ اگر ایسی عظیم الشان آیات سننے کے بعد بھی نصیحت قبول کرنے اور توحید و اسلام کی راہ اختیار کرنے سے اعراض کرتے رہیں تو فرما دیجئے کہ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تمہارا انجام بھی "عاد" و "ثمود" وغیرہ اقوام معذبین کی طرح ہو سکتا ہے۔
۱۹ ۔ یعنی ہر طرف سے۔ شاید بہت رسول آئے ہوں گے مگر مشہور یہ ہی دو رسول ہیں۔ حضرت ہود اور حضرت صالح علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام۔ اور یا { مِنْۢ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ } سے مراد یہ ہو کہ ان کو ماضی اور مستقبل کی باتیں سمجھاتے ہوئے آئے۔ کوئی جہت اور کوئی پہلو نصیحت و فہمائش کا نہیں چھوڑا۔
۲۰ ۔ یعنی خدا کا رسول بشر کیسے ہو سکتا ہے ۔ اگر اللہ کو واقعی رسول بھیجنا تھا تو آسمان سے کسی فرشتہ کو بھیجتا۔ بہرحال تم اپنے زعم کے موافق جو باتیں خدا کی طرف سے لائے ہو ہم ان کے ماننے کے لئے تیار نہیں۔

۲۱ ۔ شاید رسولوں نے جو عذاب کی دھمکی دی ہو گی اس کے جواب میں یہ کہا کہ ہم سے زیادہ زورآور کون ہے جس سے ہم خوف کھائیں کیا ہم جیسے طاقتور انسانوں پر تم اپنا رعب جما سکتے ہو؟ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ان کے جسم بہت بڑے بڑے ہوتے تھے۔ بدن کی قوت پر غرور آیا۔ غرور کا دم بھرنا اللہ کے ہاں وبال لاتا ہے"۔
۲۲ ۔ یعنی دل میں ان کا حق ہونا سمجھتے تھے، مگر ضد اور عناد سے انکار کرتے چلے جاتے تھے۔

۲۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ان کا غرور توڑنے کو ایک کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کرا دیا۔ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا طوفان چلتا رہا۔ درخت، آدمی، مکان، مواشی کوئی چیز نہ چھوڑی۔

۲۴ ۔ یعنی آخرت کی رسوائی تو بہت ہی بڑی ہے جو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گی، نہ وہاں کوئی مدد کر سکے گا۔ ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہو گی محبت و ہمدردی کے بڑے بڑے مدعی آنکھیں چرائیں گے۔

۲۵ ۔ یعنی نجات کا راستہ جو ہمارے پیغمبر نے بتلایا تھا اس سے آنکھیں بند کر لیں اور اندھا رہنے کو پسند کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انکی پسند کی ہوئی حالت میں انہیں پڑا چھوڑ دیا۔

۲۶ ۔ یعنی زلزلہ آیا جس کے ساتھ سخت ہولناک آواز تھی، اس آواز سے جگر پھٹ گئے۔

۲۷ ۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور بدی کے راستہ سے بچ کر چلتے تھے انکو اللہ نے صاف بچا لیا۔ نزول عذاب کے وقت ان پر ذرا آنچ بھی نہیں آئی۔

۲۸ ۔ یعنی ہر ایک قسم کے مجرموں کی الگ جماعت ہو گی اور یہ سب جماعتیں ایک دوسرے کے انتظار میں جہنم کے قریب روکی جائیں گی۔

۲۹ ۔ دنیا میں کانوں سے آیات تنزیلیہ سنیں اور آنکھوں سے آیات تکوینیہ دیکھیں مگر کسی کو نہ مانا۔ ہر بُن مُو سے خُدا کی کی نافرمانی کرتے رہے۔ یہ خبر نہ تھی کہ گناہوں کا یہ سارا ریکارڈ خود انہی کی ذات میں محفوظ ہے جو وقت پر کھول دیا جائے گا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر میں کفار اپنے جرائم کا زبان سے انکار کریں گے۔ اس وقت حکم
۳۰ ۔ یعنی جب میں زبان سے انکار کر رہا تھا تو تم پر ایسی کیا مصیبت پڑی تھی کہ خواہ مخواہ بتلانا شروع کر دیا اور آخر یہ بولنا تمکو سکھلایا کس نے۔

۳۱ ۔ یعنی جسکی قدرت نے ہر ناطق چیز کو بولنے کی قوت دی، آج اسی نے ہمکو بھی گویا کر دیا نہ بولتے اور بتلاتے تو کیا کرتے۔ جب وہ قادر مطلق بلوانا چاہے تو کس چیز کی مجال ہے کہ نہ بولے جس نے زبان میں قوت گویائی رکھی ، کیا ہاتھ پاؤں میں نہیں رکھ سکتا۔
۔ یہ مقولہ یا اللہ تعالیٰ کا ہے، یا جلود کا ہے۔ دونوں احتمال ہیں۔ ۳۲

۳۳ ۔ یعنی غیر سے چھپ کر گناہ کرتے تھے۔ یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتلا دیں گے۔ ان سے بھی پردہ کریں۔ اور کرنا بھی چاہتے تو اسکی قدرت کہاں تھی۔

۳۴ ۔ یعنی اصل میں تمہارے طرز عمل سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ گویا تمکو خدا تعالیٰ کے علم محیط کایقین ہی نہ تھا سمجھتے تھے کہ جو چاہو کرتے رہو کون دیکھ بھال کرتا ہو گا۔ اگر پوری طرح یقین ہوتا کہ خدا ہماری تمام حرکات سے باخبر ہے اور س کے ہاں ہماری پوری مِسل محفوظ ہے تو ہرگز ایسی شرارتیں نہ کرتے۔

۳۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی دنیا میں بعض بلا صبر سے آسان ہوتی ہے، وہاں صبر کریں یا نہ کریں، دوزخ گھر ہو چکا۔ (جہاں سے کبھی نکلنا نہیں) اور بعض بلامنت خوشامد کرنے سے ٹلتی ہے۔ وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں) کوئی قبول نہیں۔
۳۶ ۔ یعنی ان پر شیاطین تعینات تھے کہ انکو برے کام جو پہلے کئے یا آگے کرتے، بھلے کر کے دکھلائیں اور تباہ کن ماضی و مستقبل کو خوبصورت بنا کر انکے سامنے پیش کریں۔ اور یہ شیطانوں کا تعینات کیا جانا بھی انکے اعراض عن الذکر کا نتیجہ تھا کما قال تعالیٰ { وَمَنْ یَعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لہ شَیْطَانًا فَھُوَلہ قَرِیْنٌ } (زخرف)۔
۳۷ ۔ یعنی وہ ہی بات جو شروع میں کہی گئ تھی۔ { لَاَ مْلَئَنَّ جَہَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ } (ھود رکوع۱۰)

۔ جب آدمی کو خسارہ آتا ہے تو اسی طرح آتا ہے اور ایسے ہی سامان ہو جاتے ہیں۔ ۳۸

۳۹ ۔ قرآن کریم کی آواز بجلی کی طرح سننے والوں کے دلوں میں اثر کرتی تھی۔ جو سنتا فریفتہ ہو جاتا اس سے روکنے کی تدبیر کفار نے یہ نکالی کہ جب قرآن پڑھا جائے، ادھر کان مت دھرو اور اس قدر شوروغل مچاؤ کہ دوسرے بھی نہ سن سکیں اس طرح ہماری بک بک سے قرآن کی آواز دب جائے گی آج بھی جاہلوں کو ایسی ہی تدبیریں سوجھا کرتی ہیں
۔ اس سے زیادہ برا کام کونسا ہو گا کہ خود نصیحت کی بات نہ سنے اور دوسروں کو بھی سننے نہ دے۔ ۴۰

۔ یعنی دل میں سمجھتے تھے لیکن ضد اور تعصب و عناد سے انکار ہی کرتے رہتے تھے۔ ۴۱

۴۲ ۔ یعنی خیر ہم تو آفت میں پھنسے ہیں، لیکن آدمیوں اور جنوں میں سے جن شیطانوں نے ہم کو بہکا بہکا کر اس آفت میں گرفتار کرایا ہے ذرا انہیں ہمارےسامنے کر دیجئے کہ انکو ہم اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں۔ اور نہایت ذلت و خواری کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے کےطبقہ میں دھکیل دیں، تا انتقام لے کر ہمارا دل کچھ تو ٹھنڈا ہو۔
۴۳ ۔ یعنی دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے اسکی ربوبیت و الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ نہ اس یقین و اقرار سے مرتے دم تک ہٹے، نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا اس کے مقتضاء پر اعتقادًا اور عملًا جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو عمل کیا خالص اسکی خوشنودی اور شکرگذاری کے لئے کیا،
۴۴ ۔ بعض نے اس کو اللہ کا کلام بتلایا ہے۔ یعنی فرشتوں کا کلام اس سے پہلے ختم ہو چکا اور اکثر کے نزدیک یہ بھی فرشتوں کا مقولہ ہے۔ گویا فرشتے یہ قول ان کے دلوں میں الہام کرتے ہیں اور انکی ہمت بندھاتے ہیں۔ ممکن ہے اس زندگی میں بعض بندوں سے مشافہۃً بھی اتنے الفاظ کہتے ہوں اور ممکن ہے موت کے قریب یا اس کے بعد کہا جاتا ہو۔

۴۵ ۔ یعنی جس چیز کی خواہش و رغبت دل میں ہو گی یا جو زبان سے طلب کرو گے سب کچھ ملے گا۔ اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

۴۶ ۔ یعنی سمجھ لو! وہ غفور رحیم اپنے مہمانوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا۔ اور یہ کتنی بڑی عزت و توقیر ہے کہ ایک بندہ ضعیف رب العزت کا مہمان ہو۔

۴۷ ۔ { اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا } الخ میں ان مخصوص بندوں کا ذکر تھا جنہوں نے صرف ایک اللہ کی ربوبیت پر اعتقاد جما کر اپنی استقامت کا ثبوت دیا۔ یہاں انکے ایک اور اعلیٰ مقام کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی بہترین شخص و ہے جو خود اللہ کا ہو رہے، اسی کی حکمبرداری کا اعلان کرے اسی کی پسندیدہ روش پر چلے۔ اور دنیا کو اسی کی طرف آنے
۴۸ ۔ ان آیات میں ایک سچے داعی الی اللہ کو جس حسن اخلاق کی ضرورت ہے۔ اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ یعنی خوب سمجھ لو نیکی، بدی کے اور بدی نیکی کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ دونوں کی تاثیر جداگانہ ہے، بلکہ ایک نیکی دوسری نیکی سے اور ایک بدی دوسری بدی سے اثر میں بڑھ کر ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک مومن قانت اور خصوصًا ایک داعی الی اللہ
۴۹ ۔ یعنی بہت بڑا حوصلہ چاہئے کہ بری بات سہار کر بھلائی سے جواب دے۔ یہ اخلاق اور اعلٰی خصلت اللہ کے ہاں سے بڑے قسمت والے خوش نصیب اقبال مندوں کو ملتی ہے۔ (ربط) یہاں تک اس حریف اور دشمن کے ساتھ معاملہ کرنا سکھلایا تھا جو حسن معاملہ اور خوش اخلاقی سے متاثر ہو سکتا ہو۔ لیکن ایک دشمن وہ ہے جو کسی حال اور کسی نہج
۵۰ ۔ یعنی ایسے شیطان کے مقابلہ میں نرمی اور عفو و درگذر سے کام نہیں چلتا۔ بس اس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر ہے کہ خداوند قدوس کی پناہ میں آجاؤ۔ یہ وہ مضبوط قلعہ ہے جہاں شیطان کی رسائی نہیں اگر تم واقعی اخلاص و تضرّع سے اللہ کو پکارو گے، وہ ضرور تم کو پنادہ دے گا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کی پکار سنتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ کس نے
۵۱ ۔ دعوۃ الی اللہ کے ساتھ چند دلائل سماویہ و ارضیہ بیان فرماتے ہیں جن سے داعی الی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت و وحدانیت اور بعث بعدالموت وغیرہ اہم مسائل کے سمجھانے میں مدد ملے۔ اس ضمن میں ادھر بھی اشارہ ہو گیا کہ ایک طرف خدا کے مخصوص بندے اپنے قول و عمل سے خدا کی طرف بلا رہے ہیں اور دوسری طرف چاند سورج اور
۵۲ ۔ سورج اور چاند وغیرہ کو پوجنے والے بھی زبان سے یہ ہی کہتے تھے کہ ہماری غرض ان چیزوں کی پرستش سے اللہ کی پرستش ہے۔ مگر اللہ نے بتلا دیا کہ یہ چیزیں پرستش کے لائق نہیں۔ عبادت کا مستحق صرف ایک خدا ہے۔ کسی غیر اللہ کی عبادت کرنا خدائے واحد سے بغاوت کرنے کا مرادف ہے۔
۵۳ ۔ یعنی اگر غرور و تکبر حق کے قبول کرنے سے مانع ہے اور باوجود وضوع دلائل توحید کے خدائے واحد کی عبادت کی طرف آنا نہیں چاہتے تو نہ آئیں، اپنا ہی نقصان کریں گے۔ اللہ کو ان کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ بھلا جس کی عظمت و جبروت کا یہ عالم ہو کہ بیشمار ملائکہ مقربین شب و روز اس کی عبادت اور تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے
۵۴ ۔ یعنی زمین کو دیکھو بیچاری چپ چاپ، ذلیل و خوار بوجھ میں دبی ہوئی پڑی رہتی ہے۔ خشکی کے وقت ہر طرف خاک اڑتی ہوئی نظر آتی ہے۔ لیکن جہاں بارش کا ایک چھینٹا پڑا، پھر اس کی تروتازگی، رونق اور ابھار قابل دید ہو جاتا ہے۔ آخر یہ انقلاب کس کے دست قدرت کے تصرف کا نیتجہ ہے۔ جس خدا نے اس طرح مردہ زمین کو زندہ کر دیا، کیا
۵۵ ۔ یعنی اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیات تنزیلیہ سن کر اور قرطاس دہر پر خدا کی آیات کونیہ کو دیکھ کر بھی جو لوگ کجروی سے باز نہیں آتے اور سیدھی سیدھی باتوں کو واہی تباہی شہادت پیدا کر کے ٹیڑھی بناتے ہیں، یا خواہ مخواہ توڑ مروڑ کر ان کا مطلب غلط لیتے ہیں، یا یوں ہی جھوٹ موٹ کے عذر اور بہانے تراش کر ان آیات
۵۶ ۔ یعنی وہ خواہ مخواہ اپنی کجروی سے نصیحت کی بات میں شبہات پیدا کرتے ہیں حالانکہ اس میں جھوٹ کی گنجائش کسی طرف نہیں۔ وہ نصیحت کیا ہے؟ ایک صاف، واضح اور مضبوط و محکم کتاب جس کا انکار ایک احمق یا شریر آدمی کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔
۵۷ ۔ یعنی اس کی اتاری ہوئی کتاب میں جھوٹ آئے تو کدھر سے آئے۔ اور جس کتاب کی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہو، باطل کی کیا مجال ہے کہ اسکے پاس پھٹک سکے۔

۵۸ ۔ یعنی منکرین کا جو معاملہ آپ کے ساتھ ہے، یہ ہی ہر زمانے کےمنکرین کا پیغمبروں کے ساتھ رہا ہے۔ پیغمبروں نے ہمیشہ خیرخواہی کی ہے، انہوں نے اسکے جواب میں ہر طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔ پھر جس طرح پیغمبروں نے سختیوں پر صبر کیا، آپ بھی صبر کرتے رہیئے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ کچھ لوگ توبہ کر کے راہ راست پر آ جائیں گے جن
۵۹ ۔ یعنی ایک بات کو نہ ماننا ہو تو آدمی ہزار حیلے بہانے نکال سکتا ہے۔ کفار مکہ نے اور کچھ نہیں تو یہ ہی کہنا شروع کردیا کہ صاحب! عربی پیغمبر کا معجزہ تو ہم اس وقت سمجھتے جب قرآن عربی کےسوا کسی اور زبان میں آتا۔ لیکن فرض کیجئے اگر ایسا ہوتا تو جھٹلانے کے لئے یوں کہنے لگتے کہ بھلا صاحب! کہیں ایسی بے جوڑ بات بھی
۶۰ ۔ یعنی لغور اور بیہودہ شبہات تو کبھی ختم نہیں ہو ں گے۔ ہاں اس قدر تجربہ ہر ایک آدمی کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مقدس اپنے اوپر ایمان لانے اور عمل کرنے والوں کو کیسی عجیب ہدایت و بصیرت اور سوجھ بوجھ عطا کرتی اور انکے قرنوں میں صدیوں کے روگ مٹا کر کس طرح بھلا چنگا کر دیتی ہے۔
۶۱ ۔ یعنی جس طرح خفاش (ثپرک) کی آنکھیں سورج کی روشنی میں چندھیا جاتی ہیں، ان منکروں کو بھی قرآن کی روشنی میں کچھ نظر نہیں آتا۔ اس میں قرآن کا کیا قصور ہے۔ منکروں کو چاہئے کہ اپنی نگاہ کا ضعف و قصور محسوس کر کے علاج کی طرف متوجہ ہوں۔
۶۲ ۔ یعنی کسی کو دور سے آواز دو تو نہیں سنتا اور سنے تو اچھی طرح سمجھتا نہیں۔ اسی طرح منکرین قرآن بھی صداقت اور منبع صداقت سے اس قدر دور پڑے ہوئے ہیں کہ حق کی آواز ان کے دل کے کانوں تک نہیں پہنچتی اور کبھی پہنچتی ہے تو اس کا ٹھیک مطلب نہیں سمجھتے۔

۶۳ ۔ یعنی جیسے آج قرآن کے ماننے اور نہ ماننے والوں میں اختلاف پڑ رہا ہے۔ پہلے تورات کے متعلق بھی ایسا ہی اختلاف پڑ چکا ہے۔ پھر دیکھ لو وہاں کیا انجام ہوا تھا۔

۔ بات وہ ہی نکل چکی کہ فیصلہ آخرت میں ہے۔ ۶۴

۔ یعنی مہمل شکوک و شبہات ان کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے ہر وقت دل میں کھٹکتے رہتے ہیں۔ ۶۵

۶۶ ۔ یعنی خدا کے ہاں ظلم نہیں۔ ہر آدمی اپنے عمل کو دیکھ لے۔ جیسا کرے گا وہ ہی سامنے آئے گا۔ نہ کسی کی نیکی اس کے ہاں ضائع ہو گی نہ ایک کی بدی دوسرے پر ڈالی جائے گی۔ (ربط) چونکہ نیکی بدی کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن ملے گا، اور کفار اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی، اس لئے آگے اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ { اِلَيْهِ يُرَدُّ
۶۷ ۔ یعنی اس کو خبر ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ بڑے سے بڑا نبی اور فرشتہ بھی اس کے وقت کی تعیین نہیں کر سکتا۔ جس سے دریافت کرو گے یہی کہے گا { مَاالْمَسْئولُ عَنْهَا بِاَ عْلَمَ السَّائِلِ }۔

۶۸ ۔ یعنی علم الٰہی ہر چیز کو محیط ہے۔ کوئی کھجور اپنے گابھے سے، اور کوئی دانہ اپنے خوشہ سے اور کوئی میوا یا پھل اپنے غلاف سے باہر نہیں آتا جسکی خبر خدا کو نہ ہو۔ نیز کسی عورت یا کسی مادہ (جانور) کے پیٹ میں جو بچہ موجود ہے اور جو چیز وہ جن رہی ہے سب کچھ اللہ کے علم سے ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کی موجودہ دنیا کے نتیجہ
۔ یعنی جنکو میری خدائی میں شریک ٹھہراتے تھے اب بلاؤ نا، وہ کہاں ہیں۔ ۶۹

۷۰ ۔ یعنی ہم تو آپ سے صاف عرض کر چکے کہ ہم میں کوئی اقبالی مجرم نہیں جو اس جرم (شرک) کا اعتراف کرنے کو تیار ہو۔ (گویا اس وقت نہایت دیدہ دلیری سے جھوٹ بول کر واقعہ کا انکار کرنے لگیں گے)۔ اور بعض نے شہید کو بمعنی شاہد لے کر یہ مطلب لیا ہے کہ اس وقت ہم میں سے کوئی ان شرکاء کو یہاں نہیں دیکھتا۔
۷۱ ۔ یعنی دنیا میں جنہیں خدا کا شریک بنا کر پکارتے تھے آج ان کا کہیں پتہ نہیں۔ وہ اپنے پرستاروں کی مدد کو نہیں آتے۔ اور پرستاروں کے دلوں سے بھی وہ پکارنے کے خیالات اب غائب ہو گئے انہوں نے بھی سمجھ لیا کہ خدائی سزا سے بچنے کی اب کوئی سبیل نہیں۔ اور گلوخلاصی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ آخر آس توڑ کر بیٹھ رہے۔ اور جن کی حمایت

۷۲ ۔ یعنی انسان کی طبعیت عجیب طرح کی ہے۔ جب دنیا کی ذرا سی بھلائی پہنچے اور کچھ عیش آرام و تندرستی نصیب ہو، تو مارے حرص کے چاہتا ہے کہ اور زیادہ مزے اڑائے ۔ کسی حد پر پہنچ کر اسکی حرص کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اگر بس چلے تو ساری دنیا کی دولت لے کر اپنے گھر میں ڈال لے۔ لیکن جہاں ذرا کوئی افتاد پڑنا شروع ہوئی اور اسباب
۷۳ ۔ یعنی خوش ہو لو کہ اس کفر و غرور کے باوجود وہاں بھی مزے لوٹو گے؟ وہاں پہنچ کر پتہ لگ جائے گا کہ منکروں کو کیسی سخت سزا بھگتنا پڑتی ہے۔ اور کس طرح عمر بھی کی کرتوت سامنے آتی ہے۔

۷۴ ۔ یعنی اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونے کے وقت تو منعم کی حق شناسی اور شکر گذاری سے اعراض کرتا ہے اور بالکل بے پروا ہو کر اُدھر سے کروٹ بدل لیتا ہے۔ پھر جب کوئی تکلیف اور مصیبت پیش آتی ہے تو اسی خدا کے سامنے ہاتھ پھیلا کر لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے۔ شرم نہیں آتی کہ اب اسے کس منہ سے پکارے۔ اور تماشا یہ
۷۵ ۔ اوپر انسان کی طبعیت کا عجیب و غریب نقشہ کھینچ کر اس کی کمزوریوں اور بیماریوں پر نہایت موثر انداز میں توجہ دلائی تھی۔ اب تنبیہ کرتے ہیں کہ یہ کتاب جو تمہاری کمزوریوں پر آگاہ کرنے والی اور انجام کی طرف توجہ دلانے والی ہے، اگر خدا کے پاس سے آئی ہو (جیسا کہ واقع میں ہے) پھر تم نے اس کو نہ مانا، اور ایسی اعلیٰ اور بیش قیمت
۷۶ ۔ یعنی قرآن کی حقانیت کے دوسرے دلائل براہین تو بجائے خود رہے۔ اب ہم ان منکروں کو خود ان کی جانوں میں اور ان کے چاروں طرف سارے عرب بلکہ ساری دنیا میں اپنی قدرت کے وہ نمونے دکھلائیں گے جن سے قرآن اور حامل قرآن کی صداقت بالکل روز روشن کی طرح آنکھوں سے نظر آنے لگے۔ وہ نمونے کیا ہیں؟ وہ ہی اسلام کی عظیم
۷۷ ۔ یعنی قرآن کی حقانیت کو فرض کرو کوئی نہ مانے، تو اکیلے خدا کی گواہی کیا تھوڑی ہے جو ہر چیز پر گواہ ہے اور ہر چیز میں غور کرنے سے اسکی گواہی کا ثبوت ملتا ہے۔

۷۸ ۔ یعنی اس دھوکہ میں ہیں کہ کبھی خدا سے ملنا اور اس کے سامنے جانا نہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ کسی وقت بھی اس کے قبضہ اور احاطہ سے نکل کر نہیں جا سکتے اگر مرنے کے بعد ان کے بدن کے ذرات مٹی میں مل جائیں یا پانی میں بہ جائیں یا ہوا میں منتشر ہو جائیں تب بھی ایک ایک ذرہ پر اللہ کا علم اور قدرت

۱ ۔ یعنی جس طرح یہ سورت (جو نہایت اعلیٰ و اکمل مضامین پر مشتمل ہے) آپ کی طرف وحی کی جاری ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی عادت آپ کی طرف اور دوسرے انبیاء کی طرف وحی بھیجنے کی رہی ہے۔ جس سے اسکی شان حکمت و حکومت کا اظہار ہوتا ہے۔
۲ ۔ یعنی آسمان پھٹ پڑیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے زور سے، یا بیشمار فرشتوں کے بوجھ سے، یا ان کے ذکر کی کثرت سے خاص تاثیر ہو اور پھٹ پڑے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ آسمانوں میں چار انگشت جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو۔ اور بعض نے آیت کا مطلب یہ لیا کہ جب مشرکین خدا تعالیٰ کے لئے شریک اور بیٹے بیٹیاں
۳ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ مومنین کی خطاء و لغزش کو معاف فرمائے اور کفار کو دنیا میں ایک دم پکڑ کر بالکلیہ تباہ و برباد نہ کر دے۔

۴ ۔ یعنی اپنی مہربانی سے فرشتوں کی دعا قبول کر کے مومنین کی خطاؤں کو معاف کرتا اور کافروں کو ایک عرصہ کے لئے مہلت دیتا ہے ورنہ دنیا کا سارا کارخانہ چشم زدن میں درہم برہم ہو جائے۔

۵ ۔ یعنی دنیا میں مشرکین کو مہلت تو دیتا ہے لیکن یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمیشہ کے لئے بچ گئے۔ ان کے سب اعمال و احوال اللہ کے ہاں محفوظ ہیں جو وقت پر کھول دیئے جائیں گے۔ آپ اس فکر میں نہ پڑیں کہ یہ مانتے کیوں نہیں۔ اور نہ ماننے کی صورت میں فوراً تباہ کیوں نہیں کر دیے جاتے۔ آپ ان باتوں کے ذمہ دار نہیں صرف پیغام حق پہنچا دینے کے
۶ ۔ { اُمَّ القُریٰ } (بڑا گاؤں فرمایا) مکہ معظمہ کو کہ سارے عرب کا مجمع وہاں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں اللہ کا گھر وہیں ہے۔ اور وہی گھر روئے زمین پر سب سے پہلی عبادت گاہ قرار پائی۔ بلکہ روایات سے معلوم ہو تا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو اسی جگہ سے پھیلانا شروع کیا جہاں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اور مکہ کے آس پاس سے
۷ ۔ یعنی آگاہ کر دیں کہ ایک دن آنے والا ہے جب تمام اگلے پچھلے خدا کی پیشی میں حساب کے لئے جمع ہوں گے۔ یہ ایک یقینی اور طے شدہ بات ہے جس میں کوئی دھوکا، فریب اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ چاہئے کہ اس دن کے لئے آدمی تیار ہو جائے اس وقت کل آدمی دو فرقوں میں تقسیم ہوں گے ایک فرقہ جنتی اور ایک دوزخی۔ سوچ لو کہ تم کو
۸ ۔ یعنی بیشک اسکو قدرت تھی اگر چاہتا تو سب کو ایک طرح کا بنا دیتا اور ایک ہی راستہ پر ڈال دیتا لیکن اسکی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ اپنی رحمت و غضب دونوں قسم کی صفات کا اظہار فرمائے۔ اس لئے بندوں کے احوال میں اختلاف و تفاوت رکھا۔ کسی کو اسکی فرمانبرداری کی وجہ سے اپنی رحمت کا مورد بنا دیا اور کسی کو اس کے ظلم
۹ ۔ یعنی رفیق و مددگار بنانا ہے تو اللہ کو بناؤ جو سارے کام بنا سکتا ہے۔ حتّٰی کہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے یہ بیچارے عاجز و مجبور رفیق تمہارا کیا ہاتھ بٹائیں گے۔

۱۰ ۔ یعنی سب جھگڑوں کے فیصلے اسی کے سپرد ہونے چاہئیں۔ عقائد ہوں یا احکام۔ عبادات ہوں یا معاملات جس چیز میں بھی اختلاف پڑ جائے اس کا بہترین فیصلہ اللہ کے حوالہ ہے وہ دلائل کونیہ کے ذریعہ سے یا اپنی کتاب میں یا اپنے رسولوں کی زبان پر صراحۃً یا اشارۃً جس مسئلہ کا جو فیصلہ فرما دے بندہ کو حق نہیں کہ اس میں چون و چراں کرے۔
۔ یعنی میں اسی پر ہمیشہ سے بھروسہ رکھتا ہوں اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف رجوع ہوتا رہتا ہوں۔ ۱۱

۔ یعنی چوپایوں میں سے انکے جوڑے نر اور مادہ بنا دیے کہ وہ بھی تمہارے کام آتے ہیں۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی آدمیوں کے الگ اور جانوروں کے الگ جوڑے بنا کر ان کی کتنی نسلیں پھیلا دیں جو تمام روئے زمین پر اپنی روزی اور معیشت کی فکر میں جدوجہد کرتی ہیں۔

۱۴ ۔ یعنی نہ ذات میں اس کا کوئی مماثل ہے نہ صفات میں، نہ اس کے احکام اور فیصلوں کی طرح کسی کا حکم اور فیصلہ ہے نہ اسکے دین کی طرح کوئی دین ہے، نہ اس کا کوئی جوڑا ہے نہ ہمسر نہ ہم جنس۔

۱۵ ۔ یعنی بیشک ہر چیز کو دیکھتا سنتا ہے، مگر اس کا دیکھنا سننا بھی مخلوق کی طرح نہیں۔ کمالات اس کی ذات میں سب ہیں، پر کوئی کمال ایسا نہیں جس کی کیفیت بیان کی جا سکے۔ کیونکہ اس کی نظیر کہیں موجود نہیں۔ وہ مخلوق کی مشابہت و مماثلت سے بالکلیہ پاک اور مقدس و منزہ ہے۔ پھر اسکی صفات کی کیفیت کس طرح سمجھ آئے۔
۱۶ ۔ تمام خزانوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اسی کو قبضہ اور اختیار حاصل ہے کہ جس خزانہ میں سے جسکو جتنا چاہے مرحمت فرمائے۔ تمام جانداروں کو وہ ہی روزی دیتا ہے، لیکن کم و بیش کی تعیین اپنی حکمت کے موافق کرتا ہے اسی کو معلوم ہے کہ کون چیز کتنی عطاء کی مستحق ہے اور اسکے حق میں کس قدر دینا مصلحت ہو گا۔ جو حال

۱۷ ۔ آدم کے بعد سب سے پہلے رسول حضرت نوح ہیں۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ فی الحقیقت تشریع احکام کا سلسلہ ان ہی سے شروع ہوا۔ اور آخری نبی حضور ہیں جن پر سلسلہ رسالت و نبوت منتہی ہوا۔ درمیان میں جو انبیاء و رسول آئے ان میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام، یہ تین زیادہ مشہور ہوئے جن کے نام لیوا ہر زمانہ
۱۸ ۔ یعنی سب انبیاء اور ان کی امتوں کو حکم ہوا کہ دین الہٰی کو اپنے قول و عمل سے قائم رکھیں اور اصل دین میں کسی طرح کی تفریق و اختلاف کو روا نہ رکھیں۔

۱۹ ۔ یعنی آپ جس دین توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، مشرکین پر وہ بہت بھاری ہے گویا آپ کوئی نئی اور انوکھی چیز پیش کر رہے ہیں جو کسی نے پہلے پیش نہیں کی تھی، بھلا توحید جیسی صاف، معقول اور متفق علیہ چیز بھی جب بھاری معلوم ہونے لگی اور اس میں بھی لوگ اختلاف ڈالے بدون نہ رہے، تو جہالت اور بدبختی کی حد ہو گئ۔
۲۰ ۔ یعنی توحید اور اصول دین میں جنہوں نے اختلاف ڈالا اور کتب سماویہ میں تحریف کی وہ کچھ غلط فہمی یا اشتباہ کی وجہ سے نہ تھی۔ ایسی صاف و صریح اور مجمع علیہ تعلیمات میں اشتباہ و التباس کیا ہو سکتا تھا۔ محض نفسانیت، ضد، عداوت اور طلب مال و جاہ وغیرہ اسباب ہیں جو فی الحقیقت اس تفریق و اختلاف مذموم کا باعث ہوئے ہیں۔ بعدہ
۲۱ ۔ یعنی جب دین حق کے متعلق تفریق و اختلافات کے طوفان چاروں طرف سے اٹھ رہے ہیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ غیر متزلزل عزم کے ساتھ اسی دین و آئین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں جسکی دعوت آدم و نوح اور انکے بعد تمام انبیاء دیتے چلے آئے ہیں۔ آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا اِدھر اُدھر نہ ہوں۔ قولًا و فعلًا اور علمًا و حالًا اسی راستہ
۲۲ ۔ یعنی اللہ کے دین، اس کی کتاب، اور اسکی باتوں کی سچائی جب علانیہ ظاہر ہو چکی، حتّٰی کہ بہت سےسمجھدار لوگ اسکو قبول کر چکے اور بہتیرے قبول نہ کرنے کے باوجود ان کی سچائی کااقرار کرنے لگے۔ اس قدر ظہور و وضوح حق کے بعد جو لوگ خواہ مخواہ جھگڑے ڈالتے یا ماننے والوں سے الجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور
۲۳ ۔ اللہ نے مادی ترازو بھی اتاری جس میں اجسام تلتے ہیں اور علمی ترازو بھی جسے عقل سلیم کہتے ہیں اور اخلاقی ترازو بھی جسے صفت عدل و انصاف کہا جاتا ہے اور سب سے بڑی ترازو دین حق ہے جو خالق و مخلوق کے حقوق کا ٹھیک ٹھیک تصفیہ کرتا ہے اور جس میں بات پوری تلتی ہے نہ کم نہ زیادہ۔
۲۴ ۔ یعنی اپنے اعمال و احوال کو کتاب اللہ کی کسوٹی پر کس کر اور دین حق کی ترازو میں تول کر دیکھ لو ، کہاں تک کھرے اور پورے اترتے ہیں۔ کیا معلوم ہے کہ قیامت کی گھڑی بالکل قریب ہی آ لگی ہو، پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔ جو فکر کرنا ہے اس کے آنے سے پہلے کر لو۔
۲۵ ۔ یعنی جن کو قیامت پر یقین نہیں وہ ہنسی مذاق کے طور پر نہایت بے فکری سے کہتے ہیں کہ ہاں صاحب وہ قیامت کب آئے گی؟ آخر دیر کیا ہے؟ جلدی کیوں نہیں آ جاتی؟ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان و یقین سے بہرہ ور کیا ہے، وہ اس ہولناک گھڑی کے تصور سے لرزتے اور کانپتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ یہ چیز ہونے والی ہے، کسی کے
۲۶ ۔ یعنی باوجود تکذیب و انکار کے روزی کسی کی بند نہیں کرتا۔ بلکہ بندوں کے باریک سے باریک احوال کی رعایت کرتا اور نہایت نرمی اور تدبیر لطیف سے ان کی تربیت فرماتا ہے۔

۔ جس کو چاہے، جتنی چاہے دے۔ ۲۷

۲۸ ۔ ایک نیکی کا دس گنا ثواب دیں، بلکہ سات سو گنا، اور اس سے بھی زیادہ ۔ اور دنیا میں ایمان و عمل صالح کی برکت سے جو فراخی و برکت ملے وہ الگ رہی۔

۲۹ ۔ دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے، پھر اس محنت کا فائدہ آخرت میں کچھ نہیں۔ کما قال تعالیٰ { عَجَّلْنَا لَہ فِیْھَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَالَہ جَھَنَّمَ } (بنی اسرائیل رکوع۲)۔

۳۰ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی زبانی آخرت کا اور دین حق کا راستہ بتلاد یا۔ کیا اسکے سوا کوئی اور ہستی ایسی ہے جسے کوئی دوسرا راستہ مقرر کرنے کا حق اور اختیار حاصل ہو کہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہو ئی چیزوں کو حرام ٹھہرا دے۔ پھر آخر ان مشرکین نے اللہ کی وہ راہ چھوڑ کر جو انبیاء علیہم السلام نے بتلائی
۔ یعنی فیصلہ کا وعدہ ہے اپنے وقت پر۔ ۳۱

۳۲ ۔ یعنی اپنی کرتوت کے نتائج سے خوا آج نہ ڈریں مگر اس دن ڈرتے ہوں گے اور یہ ڈر ان پر ضرور پڑ کر رہے گا۔ کوئی سبیل رہائی اور فرار کی نہ ہوگی۔

۳۳ ۔ یعنی جنت میں ہر قسم کی جسمانی و روحانی راحتیں اور اپنے رب کا قرب، یہ ہی بڑا فضل ہے۔ دنیا کے عیش اسکے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

۔ یعنی اللہ جو خوشخبری دے وہ لامحالہ واقع ہو کر رہے گی۔ ۳۴

۳۵ ۔ یعنی قرآن کریم جیسی دولت تمکو دے رہا ہوں اور ابدی نجات و فلاح کا راستہ بتلاتا اور جنت کی خوشخبری سناتا ہوں۔ یہ سب محض لوجہ اللہ ہے۔ اس خیر خواہی اور احسان کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا۔ صرف ایک بات چاہتا ہوں کہ تم سے جو میرے نسبی و خاندانی تعلقات ہیں کم از کم ان کو نظر انداز نہ کرو۔ آخر تمہارا معاملہ اقارب اور رشتہ داروں
۳۶ ۔ یعنی انسان بھلائی اور نیکی کا راستہ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی بھلائی کو بڑھاتا ہے، آخرت میں تو اجر و ثواب کے اعتبار سے اور دنیا میں نیک خوئی فرما کو اور ایسے آدمی کی لغزشوں کو بھی معاف فرماتا ہے۔ شاید یہاں اس مضمون کا ذکر اس لئے فرمایا کہ کم از کم قرابت کی محبت مطلوب ہے جس کا حاصل ایذاء اور ظلم سے روکنا تھا۔ لیکن
۳۷ ۔ یعنی بفرض محال اگر کوئی بات بھی خدا کی نسبت جھوٹ بنا کر کہدے تو اللہ کو قدرت ہے کہ تیرے دل پر مہر کر دے، پھر فرشتہ یہ کلام معجز لے کر تیرے قلب پر نہ اتر سکے اور سلسلہ وحی کا بند ہو جائے بلکہ پہلا دیا ہوا بھی سلب کر لیا جائے کما قال { عَلَيْنَا وَكِيْلًا اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ

۳۸ ۔ یعنی نبی خدا کا پیغام پہنچاتا ہے، تم جھوٹ سمجھو یا سچ، اسکے بعد بندوں کا سارا معاملہ خدا سے ہے ہر ایک بندہ سے دنیا اور آخرت میں اسکے حال و استعداد کے موافق معاملہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور باوجود سب کچھ جاننے کے کتنی برائیوں سے درگذر کرتا ہے جو ایماندار اور نیک بندے اسکی بات سنتے ہیں وہ انکی
۳۹ ۔ خدا کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اگر چاہے تو اپنے تمام بندوں کو غنی اور تونگر بنا دے۔ لیکن اسکی حکمت مقتضی نہیں کہ سب کو بے اندازہ روزی دیکر خوش عیش رکھا جائے۔ ایسا کیا جاتا تو عمومًا لوگ طغیان و تمرد اختیار کر کے دنیا میں اودھم مچا دیتے۔ نہ خدا کے سامنے جھکتے نہ اسکی مخلوق کو خاطر میں لاتے، جو سامان دیا
۴۰ ۔ یعنی بہت مرتبہ ظاہری اسباب و حالت پر نظر کر کے جب لوگ بارش سے مایوس ہو جاتے ہیں، اس وقت حق تعالیٰ باران رحمت نازل فرماتا اور اپنی مہربانی کے آثار و برکات چاروں طرف پھیلا دیتا ہے۔ تا بندوں پر ثابت ہو جائے کہ رزق کی طرح اسباب رزق بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جیسے وہ روزی ایک خاص اندازہ سے عطا کرتا ہے،
۴۱ ۔ یعنی جس طرح رزق پہنچانا اور اسکے اسباب (بارش وغیرہ کا) مہیاکرنا اس کے قبضہ میں ہیں ان اسباب کے اسباب سماویہ و ارضیہ اور انکے آثار و نتائج بھی اسی کی مخلوق ہیں۔

۴۲ ۔ آیت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی طرح آسمانوں پر بھی جانوروں کی قسم سےکوئی مخلوق پائی جاتی ہے۔

۔ یعنی جس نے بکھیرے وہ ہی سب کو اکٹھا کر سکتا ہے۔ اور یہ قیامت کےدن ہو گا۔ ۴۳

۴۴ ۔ یعنی جیسے نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دیجاتی ہیں، مصائب کا نزول بھی خاص اسباب و ضوابط کے ماتحت ہوتا ے۔ مثلًا بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے اس کا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے خود
۴۵ ۔ یعنی محض اپنی مہربانی سے معاف کرتا ہے ورنہ جس جرم پر سزا دینا چاہے، مجرم بھاگ کر کہیں روپوش نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کے سوا کوئی دوسرا حمایت و امداد کے لئے کھڑا ہو سکتا ہے۔

۴۶ ۔ یعنی جیسے زمین کی سطح پر پہاڑ ابھرے ہوئے ہیں سمندر کی سطح پر بڑے بڑے جہاز ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔

۴۷ ۔ یعنی ہوا بھی اللہ کے قبضہ میں ہے۔ اگر ہوا ٹھہرا رکھے چلنے نہ دے تو تمام جہاز دریا کی پیٹھ پر جہاں کے تہاں کھڑے رہ جائیں۔ غرض پانی اور ہوا سب اسی کے زیر فرمان ہیں۔

۴۸ ۔ دریائی سفر میں موافق اور ناموافق دونوں قسم کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے۔ اس لئے بہت ضرورت ہے کہ انسان موافق حالات پر شکر اور ناموافق حالات پر صبر کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نعمت کو پہچانے۔

۴۹ ۔ یعنی چاہے تو مسافروں کے بعض اعمال کی پاداش میں جہازوں کو تباہ کر ڈالے اور اس تباہی کے وقت بھی بعض کو معاف فرما دے۔

۵۰ ۔ یعنی تباہ اس لئے کئے جائیں کہ ان کے بعض اعمال کا بدلہ ہو اور بڑے بڑے جھگڑالو بھی دیکھ لیں کہ ہاں خدائی گرفت سے نکل بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اس وقت عاجز رہ جائیں گے"۔ کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی۔
۵۱ ۔ یعنی یہ تمام باتیں سننے کے بعد انسان کو چاہئے کہ اللہ کو راضی رکھنے کی فکر کرے۔ اس چند روزہ زندگانی اور عیش فانی پر مغرور نہ ہو۔ اور خوب سمجھ لے کہ ایمانداروں کو جو عیش و آرام اللہ کے ہاں ملے گا۔ وہ اس دنیا کے عیش و آرام سے بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی۔ نہ اس میں کسی طرح کی کدورت ہو گی نہ فناء و زوال کا کھٹکا ہو گا۔

۵۲ ۔ اس کا بیان سورہ "نساء" کی آیت { اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْہُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ } کے فوائد میں گذر چکا وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ شاید یہاں "کبائر الاثم" سے وہ بڑے گناہ مراد ہوں جو قوت نظریہ کی غلط کاری سے پیدا ہوتے ہیں مثلًا عقائد بدعیہ اور "فواحش" وہ گناہ جن میں قوت شہوانیہ کی بے اعتدالی کو دخل ہو۔ آگے { وَاِذَ مَا غَضِبُوْ ہُمْ يَغْفِرُوْنَ }
۵۳ ۔ مشورہ سے کام کرنا اللہ کو پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا۔ نبی کریم مُہمات امور میں برابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرماتے تھے اور صحابہ آپس میں مشورہ کرتے تھے، حروب وغیرہ کے متعلق بھی اور بعض مسائل و احکام کی نسبت بھی۔ بلکہ خلافت راشدہ کی بنیاد ہی شورٰی پر قائم تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ مشورہ کی ضرورت ان کاموں
۵۴ ۔ یعنی جہاں معاف کرنا مناسب ہو معاف کرے۔ مثلًا ایک شخص کی حرکت پر غصہ آیا اور اس نے ندامت کے ساتھ اپنے عجز و قصور کا اعتراف کر الیا، انہوں نے معاف کر دیا، یہ محمود ہے اور جہاں بدلہ لینا مصلحت ہو، مثلًا کوئی شخص خواہ مخواہ چڑھتا ہی چلا آئے اور ظلم و زور سے دبانے کی کوشش کرے، یا جواب نہ دینے سے اس کا حوصلہ
۵۵ ۔ بدلہ کے طور پر جو برائی کی جائے وہ حقیقۃً نہیں محض صورۃً برائی ہوتی ہے۔ "سَيِّئہ" کا اطلاق اس پر مشاکلۃً کیا گیا۔

۵۶ ۔ یعنی ظلم اور زیادتی تو اللہ کے ہاں کسی حالت میں پسند نہیں۔ بہترین خصلت یہ ہے کہ آدمی جتنا بدلہ لے سکتا ہے اس سے بھی درگذر کرے۔ بشرطیکہ درگذر کرنے میں بات سنورتی ہو۔

۔ یعنی مظلوم ظالم سے بدلہ لینا چاہے تو اس میں الزام اور گناہ کچھ نہیں۔ ہاں معاف کر دینا افضل و احسن ہے۔ ۵۷

۔ یعنی ابتداءً ظلم کرتے ہیں یا انتقام لینے میں حد استحقاق سے بڑھ جاتےہیں۔ ۵۸

۵۹ ۔ یعنی غصہ کو پی جانا اور ایذائیں برداشت کر کے ظالم کو معاف کر دینا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس بندہ پر ظلم ہو اور وہ محض اللہ کے واسطے اس سے درگذر کرے تو ضرور ہے کہ اللہ اسکی عزت بڑھائے گا اور مدد کرے گا۔
۶۰ ۔ یعنی اللہ کی توفیق و دستگیری ہی سے آدمی کو عدل و انصاف اور صبر و غفر کی اعلٰی خصلتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ ان بہترین اخلاق کی طرف راہ نہ دے تو کون ہے جو ہاتھ پکڑ کر اخلاقی پستی اور رسوائی کے گڑھے سے ہم کو نکال سکے۔
۶۱ ۔ یعنی کوئی ایسی سبیل بھی ہے کہ ہم دنیا کی طرف پھر واپس کر دیے جائیں اور اس مرتبہ وہاں سے خوب نیک بن کر حاضر ہوں۔

۶۲ ۔ یعنی ایک سہمے ہوئے مجرم کی طرح خوف اور ذلت کے مارے نیچی نظر سے دیکھتے ہوں گے۔ کسی سے پوری طرح آنکھ نہیں ملا سکیں گے۔

۔ یعنی بدبخت اپنے ساتھ اپنے متعلقین اور گھر والوں کو بھی لے ڈوبے۔ سبھی کر تباہ و برباد کر کے چھوڑا۔ ۶۳

۔ یعنی نہ دنیا میں ہدایت کی، نہ آخرت میں نجات کی۔ ۶۴

۔ یعنی جیسے دنیا میں عذاب مؤخر ہوتا اور ٹلتا چلا جاتا ہے، اس دن نہیں ٹلے گا۔ ۶۵

۶۶ ۔ یعنی مکر جانے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ اور ابن کثیر نے یوں معنی کئے ہیں کہ کوئی موقع ایسا نہ ملے گا جو تم پہچانے نہ جاؤ۔

۶۷ ۔ یعنی آپ ذمہ دار نہیں کہ زبردستی منوا کر چھوڑیں۔ آپ کا فرض پیغام الٰہی پہنچا دینا ہے۔ وہ آپ ادا کر رہے ہیں۔ یہ نہیں مانتے تو جائیں جہنم میں۔

۶۸ ۔ یعنی ان کے اعراض سے آپ غمگین نہ ہوں۔ انسان کی طبعیت ہی ایسی واقع ہوئی ہے { اِلَّا مَنْ شَاءَ اللہُ } کہ اللہ انعام و احسان فرمائے تو اکڑنے اور اترانے لگتا ہے۔ پھر جہاں اپنی کرتوت کی بدولت کوئی افتاد پڑ گئ، بس سب نعمتیں بھول جاتا ہے اور ایسا نا شکر بن جاتا ہے گویا کبھی اس پر اچھا وقت آیا ہی نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ فراخی اور عیش کی حالت ہو

۶۹ ۔ یعنی سختی ہو یا نرمی سب احوال خدا کے بھیجے ہوئے ہیں آسمان و زمین میں سب جگہ اسی کی سلطنت اور اسی کا حکم چلتا ہے، جو چیز چاہے پیدا کرے اور جو چیز جسکو چاہے دے، جسکو چاہے نہ دے۔ دنیا کے رنگا رنگ حالات کو دیکھ لو۔ کسی کو سرے سے اولاد نہیں ملتی، کسی کو ملتی ہے تو صرف بیٹیاں، کسی کو صرف بیٹے، کسی کو دونوں
۷۰ ۔ کوئی بشر اپنی عنصری ساخت اور موجودہ قویٰ کے اعتبار سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ خداوند قدوس اس دنیا میں اسکے سامنے ہو کر مشافہۃً کلام فرمائے اور وہ تحمل کر سکے۔ اسی لئے کسی بشر سے اس کے ہمکلام ہونے کی تین صورتیں ہیں۔
۷۱ ۔ یعنی اس کا علو مانع ہے کہ بے حجاب کلام کرے اور حکمت مقتضی ہے کہ بعض صورتیں ہمکلامی کی اختیار کی جائیں۔

۷۲ ۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے اس جگہ روح سے مراد فرشتہ لیا ہے یعنی جبریل امین۔ اور یہ بعض مفسرین کی رائے ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں خود قرآن کریم کو روح سے تعبیر فرمایا ۔ کیونکہ اس کی تاثیر سے مردہ قلوب زندہ ہوتے ہیں اور انسان کو ابدی حیات نصیب ہوتی ہے۔ دیکھ لو جو قومیں کفر و ظلم اور بد اخلاقی کی موت مر چکی تھیں،
۷۳ ۔ یعنی ایمان اور اعمال ایمانیہ کی یہ تفاصیل جو بذریہ وحی اب معلوم ہوئیں ، پہلے سے کہاں معلوم تھیں گو نفس ایمان کے ساتھ ہمیشہ سے متصف تھے۔

۔ یعنی قرآن کی روشنی میں جن بندوں کو ہم چاہیں سعادت و فلاح کے راستہ پر لے چلتے ہیں۔ ۷۴

۷۵ ۔ یعنی آپ تو سب بندوں کو قرآن کریم کے ذریعہ سے اللہ تک پہنچنے کی سیدھی راہ بتلاتے رہتے ہیں کوئی اس پر چلے یا نہ چلے۔

۔ یعنی سیدھی راہ وہ ہے جس پر چل کر آدمی خدائے واحد تک پہنچتا ہے۔ جو اس راہ سے بھٹکا، خدا سے الگ ہوا۔ ۷۶

۷۷ ۔ یعنی جب سب کاموں کا انجام اسی کی طرف ہے تو چاہئے کہ آدمی شروع سے انجام کو سوچ لے اور اپنے اختیار سے ایسے راستہ پر چلے جو سیدھا اسی کی بارگاہ تک پہنچنے والا ہو۔ اللھم اہدنا الصراط المستقیم و ثبتنا علیہ۔
تم سورۃ الشوریٰ

۔ کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے اور تمہارے ذریعہ سے دنیا کی قومیں اس کتاب کو سیکھیں گی۔ ۱

۲ ۔ یعنی وجوہ اعجاز اور اسرار عظیمہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے نہایت بلند مرتبہ اور تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے کی وجہ سے نہایت مستحکم ہے۔ اس کے دلائل و براہین نہایت مضبوط اور اسکے احکام غیر منسوخ ہیں۔ کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں اور تمام مضامین اصلاح معاش و معاد کی اعلیٰ ترین ہدایات پر مشتمل اور حکیمانہ خوبیوں
۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اس سبب سے کہ تم نہیں مانتے کیا ہم حکم کا بھیجنا موقوف کر یں گے"۔ یعنی ایسی توقع مت رکھو، اللہ کی حکمت و رحمت اسی کو مقتضی ہے کہ باوجود تمہاری زیادتیوں اور شرارتوں کے کتاب الٰہی کا نزول اور دعوت و نصیحت کا سلسلہ بند نہ کیا جائے۔ کیونکہ بہت سی سعید روحیں اس سے مستفید ہوتی ہیں اور منکرین

۴ ۔ یعنی پہلے رسولوں کے ساتھ بھی استہزاء کیا گیا اور انکی تعلیمات کو جھٹلایا گیا۔ مگر اسکی وجہ سے پیغامبری کا سلسلہ مسدود نہیں ہوا۔

۵ ۔ یعنی عبرت کے لئے ان مکذبین کی تباہی کی مثالیں پیش آ چکیں اور پہلے مذکور ہو چکیں جو زور و قوت میں تم سے کہیں زیادہ تھے۔ جب وہ اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکے تو تم کاہے پر مغرور ہوتے ہو۔ آگے اللہ کی عظمت و قدرت اور کمال تصرف کا ذکر کرتے ہیں جو ایک حد تک ان کے نزدیک بھی مسلم تھا۔

۶ ۔ یعنی جہاں تک انسان بستے ہیں، آپس میں مل سکیں، ایک دوسرے تک راہ پائیں اور چل پھر کر دنیوی و اُخروی مقاصد میں کامیابی کا راستہ معلوم کر لیں۔

۔ یعنی ایک خاص مقدار میں جو اس کی حکمت کے مناسب اور اس کے علم میں مقدر تھی۔ ۷

۸ ۔ یعنی جس طرح مردہ زمین کو بذریعہ بارش کے زندہ اور آباد کر دیتا ہے، ایسے ہی تمہارے مردہ جسموں میں جان ڈال کر قبروں سے نکال کھڑا کرے گا۔

۹ ۔ یعنی دنیا میں جتنی چیزوں کے جوڑے ہیں اور مخلوق کی جتنی قسمیں اور متماثل یا متقابل انواع ہیں سب کو خدا ہی نے پیدا کیا۔

۔ یعنی خشکی میں بعض چوپایوں کی پیٹھ پر اور دریا میں کشتی پر سوار ہو۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی چوپایوں یا کشتی پر سوار ہوتے وقت اللہ کا احسان دل سے یاد کرو ہمکو اس نے اس قدر قوی اور ہنرمند بنا دیا کہ اپنی عقل و تدبیر وغیرہ سے ان چیزوں کو قابو میں لے آئے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے ورنہ ہم میں اتنی طاقت اور قدرت کہاں تھی کہ ایسی ایسی چیزوں کو مسخر کر لیتے نیز دلی یاد کےساتھ زبان سےسواری کے وقت یہ الفاظ کہنے
۔ یعنی اس سفر سے آخرت کا سفر یاد کرو۔ آنحضرت سوار ہوتے تو یہ ہی تسبیح پڑھتے تھے۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی چاہئے تھا اللہ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر ادا کرے۔ یہ صریح ناشکری پر اتر آیا۔ اور اسکی جناب میں گستاخیاں کرنے لگا۔ اس سے بڑی گستاخی اور ناشکری کیا ہو گی کہ اس کے لئے اولاد تجویز کی جائے، وہ بھی بندوں میں سے اور وہ بھی بیٹیاں، اول تو اولاد باپ کے وجود کا ایک حصہ ہوتا ہے تو خداوند قدوس کے لئے اولاد تجویز
۱۴ ۔ یعنی جو اولاد اناث خدا کے لئے تجویز کر رہے ہیں وہ ان کے زعم میں ایسی عیب دار اور ذلیل و حقیر ہے کہ اگر خود انہیں اس کے ملنے کی خوشخبری سنائی جائے تو مارے رنج اور غصہ کے تیور بدل جائیں۔ اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہیں اسکی پوری تقریر سورہ "صافات" کے اخیر رکوع میں گذر چکی ہے۔
۱۵ ۔ یعنی کیا خدا نے اولاد بنانے کے لئے لڑکی کو پسند کیا ہے۔ جو عادۃً آرائش و زیبائش میں نشوونما پائے اور زیورات وغیرہ کے شوق میں مستغفرق رہے جو دلیل ہے ضعف رائے و عقل کی، اور وہ بوجہ ضعف قوت فکریہ کے مباحثہ کے وقت قوت بیانیہ بھی نہ رکھے۔ چنانچہ عورتوں کی تقریروں میں ذرا غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ
۱۶ ۔ یعنی یہ ان کا ایک اور جھوٹ ہے کہ فرشتوں کو عورتوں کی صف میں داخل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہ عورت نہ مرد جنس ہی علیحدہ ہے۔

۱۷ ۔ یعنی کوئی دلیل عقلی و نقلی تو انکے پاس اس دعوے پر نہیں۔ پھر کیا اللہ نے جب فرشتوں کو بنایا تو یہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مرد نہیں عورت بنایا ہے۔ بہت اچھا! انکی یہ گواہی دفتر اعمال میں لکھ لی جاتی ہے۔ خدائی عدالت میں جس وقت پیش ہوں گے تب اس کے متعلق ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کہا تھا۔ اور کہاں سے کہا تھا۔
۱۸ ۔ اور لیجئے اپنی ان مشرکانہ گستاخیوں کے جواز و استحسان پر ایک دلیل عقلی بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہمکو اپنے سوا دوسری چیزوں کی پرستش سے روک دیتا۔ جب ہم برابر کرتے رہے اور نہ روکا تو ثابت ہوا کہ یہ کام بہتر ہیں اور اسکو پسند ہیں۔
۱۹ ۔ یعنی یہ تو سچ ہے کہ بدون خدا کے چاہے کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس چیز کا ہمارے حق میں بہتر ہونا اس سے نہیں نکلتا۔ ایسا ہو تو دنیا میں کوئی کام اور کوئی چیز بری ہی نہ رہے۔ سارا عالم خیر محض ہو جائے۔ شر کا بیج ہی دستیاب نہ ہو۔ ہر ایک جھوٹا اور ظالم و خونخوار یہ ہی کہہ دے گا کہ خدا نہ چاہتا تو مجھے ایسا ظلم و ستم نہ کرنے دیتا۔

۲۰ ۔ عقلی دلیل کا حال تو سن چکے۔ اسے چھوڑ کر کیا کوئی نقلی دلیل اپنے دعوے پر رکھتے ہیں؟ یعنی خدا کی اتاری ہوئی کوئی کتاب ان کے ہاتھ میں ہے؟ جس میں شرک کا پسندیدہ ہونا لکھا ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی سند ان کے پاس نہیں۔ پھر آگے باپ دادا کی اندھی تقلید کے سوا کیا باقی رہ گیا۔ وہ ہی ان کی سب سے زیادہ زبردست دلیل ہے جسکو ہر

۲۱ ۔ یعنی پیغمبر نے فرمایا کہ تمہارے باپ دادوں کی راہ سے اچھی راہ تمکو بتلا دوں تو کیا پھر بھی تم اسی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہو گے۔

۔ یعنی کچھ بھی ہو، ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے۔ اور پرانا آبائی طریقہ ترک نہیں کر سکتے۔ ۲۲

۲۳ ۔ یعنی صرف ایک خدا سے مجھے علاقہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہ ہی مجھے منزل مقصود کے راستہ پر آخر تک لے چلے گا۔ (تنبیہ) یہاں یہ قصہ اس پر بیان کیا کہ دیکھو تمہارے مُسلّم پیشوا نے باپ کی راہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تھی۔ تم بھی وہی کرو۔ اور اگر آباء و اجداد کی تقلید ہی پر مرتے ہو تو اس باپ کی راہ پر چلو جس نے دنیا میں
۔ یعنی ایک دوسرے سے توحید کا بیان اور دلائل سن کر راہ حق کی طرف رجوع ہوتا رہے۔ ۲۴

۲۵ ۔ یعنی افسوس ابراہیم کی ارث حاصل نہ کی اور اسکی وصیت پر نہ چلے بلکہ اللہ نے جو دنیا کا سامان دیا تھا اسکے مزوں میں پڑ کر خداوند وقدوس کی طرف سے بالکل غافل ہو گئے یہاں تک کہ انکو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے حق تعالیٰ نے اپنا وہ پیغمبر بھیجا جسکی پیغمبری بالکل روشن اور واضح ہے۔ اس نے سچا دین پہنچایا، قرآن پڑھ
۔ یعنی قرآن کو جادو بتلانے لگے۔ اور پیغمبر کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ ۲۶

۲۷ ۔ یعنی اگر قرآن اترنا ہی تھا تو مکہ یا طائف کے کسی بڑے سردار پر اترا ہوتا یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ بڑے بڑے دولتمند سرداروں کو چھوڑ کر خدا نے منصب رسالت کیلئے ایک ایسے شخص کو چن لیا ہو جو ریاست و دولت کے اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں رکھتا۔
۔ یعنی نبوت و رسالت کے مناصب کی تقسیم کیا تمہارے ہاتھ میں دیدی گئی ہے جو انتخاب پر بحث کر رہے ہو۔ ۲۸

۲۹ ۔ یعنی کسی کو غنی کسی کو فقیر کر دیا۔ ایک کو بے شمار دولت دے دی، ایک کو اس سے کم۔ کوئی تابع ہے کوئی متبوع۔

۳۰ ۔ یعنی نبوت و رسالت کا شرف تو ظاہری مال و جاہ اور دنیوی سازوسامان سے کہیں اعلیٰ ہے۔ جب اللہ نے دنیا کی روزی ان کی تجویز پر نہیں بانٹی، پیغمبری انکی تجویز پر کیونکر دے آگے دنیا کے مال و دولت اور مادی سامان کا اللہ کے ہاں بے وقعت اور حقیر ہونا بیان کرتے ہیں۔

۳۱ ۔ یعنی اللہ کے ہاں اس دنیوی مال و دولت کی کوئی قدر نہیں۔ نہ اس کا دیا جانا کچھ قرب و وجاہت عنداللہ کی دلیل ہے۔ یہ تو ایسی بے قدر اور حقیر چیز ہے کہ اگر ایک خاص مصلحت مانع نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں کے مکانوں کی چھتیں، زینے، دروازے، چوکھٹ، قفل، اور تخت چوکیاں سب چاندی اور سونے کی بنا دیتا۔ مگر اس صورت میں لوگ یہ
۔ یعنی دنیا کی بہار میں تو سب شریک ہیں مگر آخرت مع اپنی ابدی نعماؤ آلاء کے متقین کے لئے مخصوص ہے۔ ۳۲

۳۳ ۔ یعنی جو شخص سچی نصیحت اور یاد الٰہی سے اعراض کرتا رہتا ہے اس پر ایک شیطان خصوصی طور سے مسلط کر دیا جاتا ہے جو ہر وقت اغواء کرتا اور اسکے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے۔ یہ شیطان دوزخ تک اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔
۳۴ ۔ یعنی شیاطین انکو نیکی کی راہ سے روکتے رہتے ہیں ، مگر ان کی علقیں ایسی مسخ ہو جاتی ہیں کہ اسی کو ٹھیک راستہ سمجھتے ہیں ۔بدی اور نیکی کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی۔

۳۵ ۔ یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر کھلے گا کہ کیسے برے ساتھی تھے۔ اس وقت حسرت اور غصہ سے کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا، اور ایک لمحہ تیری صحبت میں نہ گزرتا۔ کم بخت! اب تو مجھ سے دور ہو۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی دنیا میں شیطان کے مشورہ پر چلتا ہے اور وہاں اسکی صحبت سے
۳۶ ۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جس مصیبت میں عام طور پر چھوٹے بڑے سب شریک ہوں تو کچھ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ مشہور ہے۔ "مرگ انبوہ جشنے دارو" مگر دوزخ میں تمام شاطین الانس والجن اور تابعین و متبوعین کا عذاب میں شریک ہونا کسی کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ عذاب کی شدت ایسی ہو گی کہ اس طرح کی سطحی باتوں سے تسلی اور تخفیف نہیں ہو

۳۷ ۔ یعنی اندھوں کو راہ حق دکھلا دینا یا بہروں کو حق کی آواز سنا دینا اور جو صریح غلطی اور گمراہی میں پڑے بھٹک رہے ہوں اُنکو تاریکی سے نکال کر سچائی کی صاف سڑک پر چلا دینا آپ کے اختیار میں نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جو چاہے آپ کی آواز میں تاثیر پیدا کر دے۔ بہرحال آپ اس غم میں نہ رہئے کہ یہ سب لوگ حق کو
۳۸ ۔ یعنی قرآن کریم تیرے اور تیری قوم کے لئے خاص فضل و شرف کا سبب ہے۔ اس سے بڑی عزت اور خوش نصیبی کیا ہو گی کہ اللہ کا کلام اور ساری دنیا کی نجات و فلاح کا ابدی دستور العمل اُنکی زبان میں اترا اور وہ اُسکے اولین مخاطب قرار پائے۔ اگر عقل ہو تو یہ لوگ اس نعمت عظمٰی کی قدر کریں۔ اور قرآن جو ان سب کیلئے بیش بہا
۳۹ ۔ یعنی آگے چل کر پوچھ ہو گی کہ اس نعمت عظمٰی کی کیا قدر کی تھی؟ اور اس فضل و شرف کا کیا شکر ادا کیا تھا؟

۴۰ ۔ یعنی آپ کا راستہ وہی ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کا تھا۔ شرک کی تعلیم کسی نبی نے نہیں دی نہ اللہ تعالیٰ نے کسی دین میں اس بات کو جائز رکھا کہ اس کے سوا دوسرے کی پرستش کی جائے۔ اور یہ ارشاد کہ "پوچھ دیکھو" یعنی جس وقت ان سے ملاقات ہو (جیسے شب معراج میں ہوئی) یا اُنکے احوال کتابوں سے تحقیق کرو۔ بہرحال جو ذرائع

۔ یعنی معجزات کا مذاق اڑانے لگے۔ ۴۱

۔ یعنی ایک سے ایک بڑھ کر نشان اپنی قدرت کا اور موسٰی کی صداقت کا دکھلایا۔ ۴۲

۴۳ ۔ یعنی آخر وہ نشان بھیجے جو ایک طرح کے عذاب کا رنگ اپنے اندر رکھتے تھے۔ جیسا کہ سورہ "اعراف" میں گذرا { فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَا دَوَالْقُمَّلَ وَا لضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ } (اعراف رکوع۱۶) غرض یہ تھی کہ ڈر کر اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں۔
۴۴ ۔ "ساحر" انکے محاورات میں عالم کو کہتے تھے۔ کیونکہ بڑا علم انکے نزدیک یہ ہی سحر تھا۔ شاید اس خوشامد اور لجاجت کی وقت حضرت موسٰی کو بظاہر تعظیمی لقب سے پکارا ہو اور خبث باطن سے اشارہ اس طرف بھی کیا ہو کہ ہم تجھ کو نبی اب بھی نہیں سمجھتے۔ صرف ایک ماہر جادوگر سمجھتے ہیں۔
۴۵ ۔ یعنی تیرے رب نے جو طریقہ دعا کا بتلایا ہے اور جو کچھ تجھ سے عہد کر رکھا ہے اس کے موافق ہمارے حق میں دعا کر کہ یہ عذاب ہم سے دفع ہو۔ اگر تیری دعا سے ایسا ہو گا تو ہم ضرور راہ پر آجائیں گے۔ اور تیری بات مان لیں گے۔
۴۶ ۔ یعنی جہاں تکلیف رفع ہوئی اور مصیبت کی گھڑی ختم ہوئی، ایک دم اپنے قول و قرار سے پھر گئے، گویا کچھ وعدہ کیا ہی نہ تھا۔

۴۷ ۔ اُس گردوپیش کے ملکوں میں مصر کا حاکم بہت بڑا سمجھا جاتا تھا۔ اور نہریں اسی نے بنائی تھی۔ دریائے نیل کا پانی کاٹ کر اپنے باغ میں لایا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ سامانوں کی موجودگی میں کیا ہماری حیثیت ایسی ہے کہ موسٰی جیسے معمولی حیثیت والے آدمی کے سامنے گردن جھکا دیں۔
۴۸ ۔ یعنی موسٰی کے پاس نہ روپیہ نہ پیسہ، نہ حکومت نہ عزت، نہ کوئی ظاہری کمال، حتٰی کہ بات کرتے ہوئے بھی زبان پوری طرح صاف نہیں چلتی۔

۴۹ ۔ کہتے ہیں کہ وہ خود جواہرات کے کنگن پہنتا تھا اور جس امیر وزیر پر مہربان ہوتا سونے کے کنگن پہناتا تھا۔ اور اسکے سامنے فوج پرا باندھ کر کھڑی ہوتی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ہم کسی کو عزت دیتے ہیں تو ایسا کرتے ہیں۔ کیا خدا کسی کو اپنا نائب بنا کر بھیجے تو اس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن اور جلو میں فرشتوں کی فوج بھی نہ ہو۔
۵۰ ۔ یعنی اپنی ابلہ فریب باتوں سے قوم کو الو بنایا وہ سب احمق اسی کی بات ماننے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کی طبائع میں خدا کی نافرمانی پہلے سے رچی ہوئی تھے، اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہو گیا۔

۔ یعنی وہ کام کئے جن پر عادۃً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ ۵۱

۔ یعنی پیچھے آنے والی نسلوں کے لئے ان کا قصہ ایک عبرتناک نظیر کے طور پر بیان ہوتا ہے۔ ۵۲

۵۳ ۔ حضرت مسیح کا جب ذکر آتا تو عرب کے مشرکین خوب شور مچاتے اور قسم قسم کی آوازیں اٹھاتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی { اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ حَصَبُ جَهَنَّمَ } (انبیاء رکوع۷) کہنے لگے نصارٰی حضرت مسیح کی عبادت کرتے ہیں۔ اب بتاؤ! تمہارے خیال میں ہمارے معبود اچھے ہیں یا مسیح ۔
۵۴ ۔ یعنی کچھ اسی ایک مسئلہ میں نہیں ان کی طبعیت ہی جھگڑالو واقع ہوئی ہے سیدھی اور صاف بات کبھی ان کے دماغوں میں نہیں اترتی۔ یوں ہی مہمل بحثیں اور دورازکار جھگڑے نکالتے رہتے ہیں۔ بھلا کہاں وہ شیاطین جو لوگوں سے اپنی عبادت کراتے اور اس پر خوش ہوتے ہیں یا وہ پتھر کی بے جان مورتیں جو کسی کو کفر و شرک سے روکنے
۵۵ ۔ یعنی عیسٰی میں آثار فرشتوں کے سے تھے (جیسا کہ سورہ مائدہ، آل عمران اور کہف کے فوائد میں اشارہ کیا جا چکا ہے) اتنی بات سے کوئی شخص معبود نہیں بن جاتا۔ اگر ہم چاہیں تو تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کر یں یا تمہاری جگہ آسمان سے فرشتوں ہی کو لا کر زمین پر آباد کر دیں۔ ہم کو سب قدرت حاصل ہے۔
۵۶ ۔ یعنی حضرت مسیح کا اول مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا کہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب و غریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہو گا۔ ان کے نزول سے لوگ معلوم کر لیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آ لگی ہے۔
۵۷ ۔ یعنی قیامت کے آنے میں شک نہ کرو۔ اور جو سیدھی راہ ایمان و توحید کی بتلا رہا ہوں اس پر چلے آؤ۔ مبادا تمہارا ازلی دشمن شیطان تم کو اس راستہ سے روک دے۔

۔ یعنی پکی باتیں دانائی اور حکمت کی۔ ۵۸

۵۹ ۔ یعنی دینی باتیں۔ یا بعض وہ چیزیں جن کو شریعت موسویہ نے حرام ٹھہرایا تھا ان کا حلال ہونا بیان کرتا ہوں۔ کما قال { وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ } (آل عمران رکوع۵)

۶۰ ۔ یہ تعلیم تھی حضرت مسیح کی۔ دیکھ لو کیسی صفائی سے خدائے واحد کی ربوبیت اور معبودیت کو بیان فرمایا ہے اور اسی توحید اور ارتقاء و اطاعت رسول کو صراط مستقیم قرار دیا ہے۔

۶۱ ۔ یعنی اختلاف پڑ گیا۔ یہود انکے منکر ہوئے اور نصاریٰ قائل ہوئے۔ پھر نصاریٰ آگے چل کر کئ فرقے بن گئے، کوئی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا بتلاتا ہے۔ کوئی انکو تین خداؤں میں کا ایک کہتا ہے، کوئی کچھ اور کہتا ہے۔ حضرت مسیح کی اصلی تعلیم پر ایک بھی نہیں۔
۶۲ ۔ ایسے ایسے کھلے بیانات اور واضح ہدایات کے باجود بھی لوگ نہیں مانتے آخر وہ کاہے کے منتظر ہیں۔ انکے احوال کو دیکھ کر یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ بس قیامت ایک دم انکے سر پر آ کھڑی ہو۔ تب مانیں گے۔ حالانکہ اس وقت کا ماننا کچھ کام نہ دے گا۔
۶۳ ۔ اس دن دوست دوست سے بھاگے گا کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔ دنیا کی سب دوستیاں اور محبتیں منقطع ہو جائیں گی۔ آدمی پچتائے گا کہ فلاں شریر آدمی سے دوستی کیوں کی تھی جو اس کے اکسانے سے آج گرفتار مصیبت ہونا پڑا۔ اس وقت بڑا گرمجوش محب محبوب کی صورت دیکھنے سے بیزار ہو گا۔ البتہ جن کی محبت اور دوستی
۔ یعنی نہ آگے کا ڈر ، نہ پیچھے کا غم۔ ۶۴

۶۵ ۔ یعنی دل سے یقین کیا اور جوارح سے اس کے حکمبردار رہے۔ یہاں سے ایمان اور اسلام کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث جبریل میں اس کا مفصل بیان ہوا ہے۔

۔ یعنی غلمان لئے پھریں گے۔ ۶۶

۶۷ ۔ سب سے اعلیٰ چیز جس سے آنکھیں آرام پائیں گی وہ دیدار ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا (رزقنا اللہ بفضلہ ومنّہ)

۔ یعنی تمہارے باپ آدم کی میراث واپس مل گئ، تمہارے اعمال کے سبب سے اور اللہ کے فضل سے۔ ۶۸

۔ یعنی چن چن کر۔ ۶۹

۷۰ ۔ یعنی عذاب نہ کسی وقت ملتوی ہو گا نہ ہلکا کیا جائے گا۔ دوزخی ناامید ہو جائیں گے کہ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔

۷۱ ۔ یعنی ہم نے دنیا میں بھلائی برائی کے سب پہلو سمجھا دیے تھے اور پیغمبروں کو بھیج کر حجت تمام کر دی تھی۔ کوئی معقول عذر انکے لئے باقی نہیں چھوڑا تھا۔ اس پر بھی نہ مانے اور اپنی زیادتیوں سے باز نہ آئے ۔ ایسوں کو سزا دیجائے تو ظلم کون کہہ سکتا ہے۔
۷۲ ۔ "مالک" نام ہے فرشتہ کا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ دوزخی اس کو پکاریں گے کہ ہم نہ مرتے ہی ہیں نہ چھوٹتے ہیں۔ اپنے رب سے کہہ کر ایک دفعہ عذاب دے کر ہمار اکام ہی تمام کر دے۔ گویا نجات سے مایوس ہو کر موت کی تمنا کریں گے۔
۷۳ ۔ یعنی چلانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ تمکو اسی حالت میں ہمیشہ رہنا ہے ۔ کہتے ہیں دوزخی ہزار برس چلائیں گے تب وہ جواب دے گا۔

۷۴ ۔ یعنی وہ سزا اس جرم پر ملی کہ تم میں کے اکثر سچائی سے چڑتے تھے اور بہت سے اندھوں کی طرح ان کے پیچھے ہو لئے تھے۔

۷۵ ۔ کفار عرب پیغمبر کے مقابلہ میں طرح طرح کے منصوبے گانٹھتے اور تدبیریں کرتے تھے۔ مگر اللہ کی خفیہ تدبیر ان کے سب منصوبوں پر پانی پھیر دیتی تھی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "کافروں نے ملکر مشورہ کیا کہ تمہارے تغافل سے اس نبی کی بات بڑھی آئندہ جو اس دین میں آئے اسی کے رشتہ دار اس کو مار مار کر الٹا پھیریں اور جو
۷۶ ۔ یعنی انکے دلوں کے بھید ہم جانتے اور انکے خفیہ مشورے ہم سنتے ہیں۔ اور حکومت کے انتظامی ضابطہ کے موافق ہمارے فرشتے (کرامًا کاتبین) انکے سب اعمال و افعال لکھتے جاتے ہیں۔ یہ ساری مِسل قیامت میں پیش ہو گی۔

۷۷ ۔ یعنی اس سے بڑ اظلم کیا ہو گا کہ اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کی جائیں آپ کہہ دیجئے کہ اگر بفرض محال خدا کے اولاد ہو تو پہلا شخص میں ہوں جو اسکی اولاد کی پرستش کرے۔ کیونکہ میں دنیا میں سب سے زیادہ خدا کی عبادت کرنے والا ہوں۔ اور جسکو جس قدر علاقہ خدا کے ساتھ ہو گا اسی نسبت سے اس کی اولاد کے ساتھ ہونا چاہئے۔
۷۸ ۔ یعنی جن باتوں کی نسبت یہ لوگ اسکی طرف کرتے ہیں مثلًا اولاد وغیرہ، اس سے خدا تعالٰی کی ذات برتر اور منزہ ہے۔ اسکی ذات میں یہ امکان ہی نہیں کہ معاذ اللہ کسی کا باپ یا بیٹا بنے۔

۷۹ ۔ یعنی غلفت و حماقت کے نشہ میں جو کچھ بکتے ہیں بکنے دیجئے، یہ لوگ چند روز اور دنیا کے کھیل تماشے میں گذار لیں، آخر وہ موعود دن آنا ہے جس میں ایک ایک کر کے ان کی گستاخیوں اور شرارتوں کا مزہ چکھایا جائے گا۔

۸۰ ۔ نہ آسمان میں فرشتے اور شمس و قمر معبود بن سکتے ہیں نہ زمین میں اصنام و اوثان وغیرہ۔ سب زمین و آسمان والوں کا معبود اکیلا وہ ہی خدا ہے جو فرش سے عرش تک کا مالک اور تمام عالم کون میں اپنے علم و اختیار سے متصرف ہے۔
۔ یعنی قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم صرف اسی مالک کو ہے۔ ۸۱

۔ یعنی وہاں پہنچ کر سب کی نیکی بدی کا حساب ہو جائے گا۔ ۸۲

۸۳ ۔ یعنی اتنی سفارش کر سکتے ہیں کہ جس نے انکے علم کے موافق کلمہ اسلام کہا اس کی گواہی دیں۔ بغیر کلمہ اسلام کسی کے حق میں ایک حرف سفارش کا نہیں کہہ سکتے اور اتنی سفارش بھی صالحین کریں گے جو سچائی کو جانتے اور اسکو زبان و دل سے مانتے ہیں دوسروں کو اجازت نہیں۔
۸۴ ۔ یعنی جب بنانے والا ایک اللہ ہے تو بندگی کا مستحق کوئی دوسرا کیونکر ہو گیا۔ عبادت نام ہے انتہائی تذلل کا۔ وہ اسی کا حق ہونا چاہئے جو انتہائی عظمت رکھتا ہے۔ عجیب بات مقدمات کو تسلیم کرتے ہیں اور نتیجہ سے انکار۔

۸۵ ۔ یعنی نبی کا یہ کہنا بھی اللہ کو معلوم ہے اور اسکی اس مخلصانہ التجاء اور دردبھری آواز کی اللہ قسم کھاتا ہے کہ وہ اسکی ضرور مدد کرے گا اور اپنی رحمت سے اسکو غالب و منصور کرے گا۔

۸۶ ۔ یعنی غم نہ کھا، اور زیادہ ان کے پیچھے نہ پڑ۔ فرض تبلیغ ادا کر کے ادھر سے منہ پھیر لے اور کہہ دے کہ اچھا نہیں مانتے تو ہمارا سلام لو۔

۸۷ ۔ یعنی آخرکار انکو پتہ لگ جائے گا کہ کس غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ کچھ تو دنیا ہی میں لگ گیا اور پوری تکمیل آخرت میں ہونے والی ہے۔
تم سورة الزخرف بعون اللہ و توفیقہ فللّٰہ الحمد والمنۃ۔

۱ ۔ "برکت کی رات" شب قدر ہے ۔ کما قال تعالٰی { اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ } (قدر رکوع۱) جو رمضان میں واقع ہے لقولہ تعالٰی { شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ } (بقرہ رکوع۳) اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سمائے دنیا پر اتارا گیا۔ پھر بتدریج تیئس سال میں پیغمبر پر اترا۔ نیز اسی شب میں پیغمبر پر اسکے نزول کی ابتداء ہوئی۔
۔ یعنی کہہ سنانا ہمیشہ ہمارا دستور رہا ہے۔ اسی کے موافق یہ قرآن اتارا۔ ۲

۳ ۔ یعنی سال بھر کے متعلق قضاء وقدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں "لوح محفوظ" سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرہویں رات ہے جسے شب براۃ کہتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں سے اس کام کی ابتداء اور شب قدر
۔ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر جو انکے مناسب ہو۔ چنانچہ جبریل کو قرآن دیکر محمد رسول اللہ کے پاس بھیجا۔ ۴

۵ ۔ یعنی تمام عالم کے حالات سے باخبر ہے اور انکی پکار سنتا ہے۔ اسی لئے عین ضرورت کے وقت خاتم النبیین کو قرآن دے کر اور عالم کے لئے رحمت کبرٰی بنا کر بھیج دیا۔

۶ ۔ یعنی اگر تم میں کسی چیز پر یقین رکھنے کی صلاحیت ہے تو سب سے پہلی چیز یقین رکھنے کے قابل اللہ کی رُبُوبیت عامّہ ہے۔ جس کے آثار ذرہ ذرہ میں روز روشن سے زیادہ ہویدا ہیں۔

۷ ۔ یعنی جس کے قبضہ میں مارنا جلانا اور وجود و عدم کی باگ ہو۔ اور سب اولین و آخرین جس کے زیر تربیت ہوں۔ کیا اسکے سوا دوسرے کی بندگی جائز ہو سکتی ہے؟ یہ ایک ایسی صاف حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی قطعًا گنجائش نہیں۔
۸ ۔ یعنی ان واضح نشانات اور دلائل کا اقتضاء تو یہ تھا کہ یہ لوگ مان لیتے، مگر پھر بھی نہیں مانتے، بلکہ وہ توحید وغیرہ عقائد حقّہ کی طرف سے شک میں پڑے ہیں۔ اور دنیا کے کھیل کود میں مصروف ہیں۔ آخرت کی فکر نہیں جو حق کو طلب کریں اور اس میں غور و فکر سے کام لیں۔ یہ اس دھوکہ میں ہیں کہ ہمیشہ یوں ہی رہنا ہے ، خدا کے سامنے

۹ ۔ "دھویں" سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں سلف کے دو قول ہیں۔ ابن عباس وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا۔ جو تمام لوگوں کو گھیر لے گا۔ نیک آدمی کو اس کا اثر خفیف پہنچے گا جس سے زکام سا ہو جائے گا۔ اور کافر و منافق کے دماغ میں گھس کر بے ہوش کر دے گا۔ وہ ہی یہاں مراد ہے شاید یہ دھواں وہ ہی سماوات کا مادہ ہو
۱۰ ۔ یعنی اس عذاب میں مبتلاہو کر یوں کہیں گے کہ اب تو اس آفت سے نجات دیجئے آگے کو ہماری توبہ! ہم کو اب یقین آ گیا پھر شرارت نہ کریں گے۔ پکے مسلمان بن کر رہیں گے ۔ آگے اس کا جواب دیا ہے۔

۱۱ ۔ یعنی اب موقع سمجھنے اور نصیحت سے فائدہ اٹھانے کا کہاں رہا۔ اس وقت تو مانا نہیں جب ہمارا پیغمبر کھلے کھلے نشان اور کھلی کھلی ہدایات لے کر آیا تھا۔ اس وقت کہتے تھے کہ یہ باؤلا ہے۔کبھی کہتےکہ کسی دوسرے سے سیکھ کر اس نے یہ کتاب تیار کر لی ہے۔ (ابن عباس کی تفسیر پر یہ مطلب ہوا) اور ابن مسعود کی تفیسر کے موافق یہ
۱۲ ۔ یعنی اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے عذاب ہٹا لیں، پھر وہ ہی حرکتیں کریں گے جو پہلے کرتے تھے۔ اور ابن مسعود کی تفسیر پر یہ مطلب ہو گا کہ لو! اچھا ہم تھوڑی مدت کے لئے یہ عذاب ہٹائے لیتے ہیں۔ پھر دیکھ لینا، وہ ہی کریں گے جو پہلے کرتے تھے۔
۱۳ ۔ ابن عباس کے نزدیک بڑی پکڑ قیامت میں ہو گی۔ غرض یہ ہے کہ آخرت کا عذاب نہیں ٹلتا۔ اور ابن مسعود کے نزدیک "بڑی پکڑ" سے معرکہ "بدر" کا واقعہ مراد ہے۔ "بدر" کے دن ان لوگوں سے بدلہ لے لیا گیا۔

۔ یعنی حضرت موسیٰ کے ذریعہ سے ان کا امتحان کیا گیا کہ اللہ کے پیغام کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ ۱۴

۱۵ ۔ یعنی خدا کے بندوں کو اپنا بندہ مت بناؤ۔ بنی اسرائیل کو غلامی سے آزادی دو اور میرے حوالہ کرو۔ میں جہاں چاہوں لے جاؤں۔

۱۶ ۔ "کھلی سند" وہ معجزات تھے جو حضرت موسیٰ نے دکھائے۔ "عصا" اور " ید بیضا" وغیرہ۔

۱۷ ۔ یہ انکی دھمکیوں کا جواب دیا۔ یعنی میں تمہارے ظلم و ایذا سے خدا کی پناہ حاصل کر چکا ہوں وہ میری حمایت پر ہے اور اسی کی حفاظت پر مجھے بھروسہ ہے۔

۱۸ ۔ یعنی اگر میری بات نہیں مانتے تو کم از کم مجھے ایذاء دے کر اپنے جرم کو سنگین مت کرو۔ "مرانجیر تو امید نیست بدمرساں"۔ اور حضرت شاہ صاحب لکھتےہیں یعنی اپنی قوم کو لیجاؤں تم راہ نہ روکو۔

۱۹ ۔ یعنی آخر مجبور ہو کر اللہ سے فریاد کی کہ یہ لوگ اپنے جرائم سے باز آنے والے نہیں اب آپ میرے اور انکے درمیان فیصلہ کر دیجئے، وہاں کیا دیر تھی۔ حضرت موسیٰ کو حکم ہو ا کہ فرعونیوں کو اطلاع کئے بدون بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات مصر سے چلے جاؤ۔ کیونکہ دن ہونے پر جب انہیں اطلاع ہو گی اس وقت تمہارا پیچھا کریں گے۔
۲۰ ۔ یعنی اس کی فکر مت کر کہ دریا میں خدا کی قدرت سے جو راستہ بن گیا وہ باقی نہ رہے۔ اسکو اسی حالت میں چھوڑ دے۔ یہ راستہ دیکھ کر ہی تو فرعون کا لشکر اس میں گھسنے کی ہمت کریں گے۔ چنانچہ وہ سب خشک راستہ دیکھ کر اندر گھسے، اس کے بعد خدا کے حکم سے سمندر کا پانی چاروں طرف سے آ کر مل گیا۔ سارا لشکر غرقاب ہوا۔

۲۱ ۔ یعنی بنی اسرائیل کے ہاتھوں میں دیدیا۔ جیسا کہ سورہ شعراء میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے غرق ہوئے بعد مصر میں بنی اسرائیل کا دخل ہوا اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ جس قسم کے سامان فرعونیوں نے چھوڑے تھے۔ اسی طرح کے ہم نے بنی اسرائیل کو دے دیے۔ واللہ اعلم۔

۲۲ ۔ روایات میں ہے کہ مومن کے مرنے پر آسمان کا وہ دروازہ روتا ہے جس سے اسکی روزی اترتی تھی یا جس سے اس کا عمل صالح اوپر چڑھتا تھا۔ اور زمین روتی ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا یعنی افسوس وہ سعادت ہم سے چھن گئ۔ کافر کے پاس عمل صالح کا بیج ہی نہیں۔ پھر اس پر آسمان یا زمین کیوں روئے بلکہ شاید خوش ہوں گے کہ چلو پاپ کٹا۔

۔ بلکہ فرعون کا وجود ایک مجسم مصیبت تھا۔ ۲۳

۔ یعنی بڑ امتکبر اور سرکش تھا۔ ۲۴

۲۵ ۔ یعنی اگرچہ بنی اسرائیل کی کمزوریاں بھی ہمکو معلوم تھیں تاہم انکو ہم نے اس زمانہ کے تمام لوگوں سے فضیلت دی، اور بض فضائل جزئیہ تو وہ ہیں جو آج تک کسی قوم کو میسر نہیں ہوئے مثلًا اتنے بیشمار انبیاء کا ان میں اٹھایا جانا۔

۲۶ ۔ یعنی حضرت موسٰی کے ذریعہ سے مثلًا "من و سلوٰی" کا اتارنا، بادل کا سایہ کرنا وغیر ذٰلک۔

۲۷ ۔ درمیان میں حضرت موسٰی کی قوم کا ذکر استطرادًا آ گیا تھا۔ یہاں سے پھر حضور کی قوم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہماری آخری حالت بس یہ ہی ہے کہ موت آ جائے موت کے بعد سب قصہ ختم۔ موجودہ زندگی کے سوا دوسری زندگی کوئی نہیں۔ کہاں کا حشر اور کیسا حساب کتاب۔
۲۸ ۔ یعنی پیغمبر اور مومنین سے کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے عقیدہ میں سچے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو اچھا ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو ذرا زندہ کر کے دکھا دو۔ تب ہم جانیں۔

۲۹ ۔ "تبّع" لقب تھا یمن کے بادشاہ کا۔ جس کی حکومت سَبَا اور حضر موت وغیرہ سب پر تھی۔ "تبّع" بہت گذرے ہیں۔ اللہ جانے یہاں کونسا مراد ہے۔ بہرحال اتنا ظاہر ہوا کہ اس کی قوم بہت قوت و جبروت والی تھی۔ جو اپنی سرکشی کی بدولت تباہ کی گئ۔ ابن کثیر نے اس سے قوم سَبَا مراد لی ہے جس کا ذکر سورہ سبا میں گذر چکا واللہ اعلم۔
۳۰ ۔ مثلًا عاد و ثمود وغیرہ۔ ان سب کو اللہ نے انکے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر کے چھوڑا ۔ کیا تم ان سے بہتر یا ان سے زیادہ طاقتور ہو کہ تم کو ہلاک نہ کرے گا یا نہ کر سکے گا؟

۳۱ ۔ یعنی اتنا بڑا کارخانہ کوئی کھیل تماشا نہیں۔ بلکہ بڑی حکمت سے بنایا گیا ہے جس کا نتیجہ ایک دن نکل کر رہے گا۔ وہ ہی نتیجہ آخرت ہے۔

۔ یعنی اس دن سب کا حساب بیک وقت ہو جائے گا۔ ۳۲

۔ یعنی نہ کسی اور طرف سے مدد پہنچ سکے گی۔ ۳۳

۳۴ ۔ یعنی بس جس پر اللہ کی رحمت ہو جائے وہ ہی بچے گا۔ کما ورد فی الحدیث { اِلَّا اَنْ یَّتَغمَّدَنِیَ اللہُ برَحْمَتِہٖ }۔

۳۵ ۔ کسی ادنٰی مشابہت کی وجہ سے اسکو "زقوم" (سیہنڈ) کہا گیا ہے۔ ورنہ دوزخ کی سیہنڈ کی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے جیسے بعض نعمائے جنت اور نعمائے دنیوی میں اشتراک اسمی ہے اسی طر ح جہنم کے متعلق سمجھ لو۔

۔ یہ حکم فرشتوں کو ہو گا جو تعذیب مجرمین پر مامور ہیں۔ ۳۶

۳۷ ۔ وہ پانی دماغ سے اتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا باہر نکل آئے گا (اعاذنا اللہ منہ)۔

۳۸ ۔ یعنی تو وہ ہی ہے جو دنیا میں بڑا معزز و مکرم سمجھا جاتا اور اپنے کو سردار ثابت کیا کرتا تھا۔ اب وہ عزت اور سرداری کہاں گئ۔

۳۹ ۔ یعنی تم کو کہاں یقین تھا کہ یہ دن بھی دیکھنا پڑے گا۔ اسی دھوکہ میں تھے کہ بس یوں ہی کھیلتے کودتے گذر جائے گی۔ آخر مٹی میں ملکر مٹی ہو جائیں گے ۔ آگے کچھ بھی نہیں اب دیکھ لیا کہ وہ باتیں سچی تھیں جو پیغمبروں نے بیان کی تھیں۔
۔ یعنی جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہاں امن چین سے ہوں گے کسی طرح کا خوف اور غم پاس نہ آئے گا۔ ۴۰

۴۱ ۔ یعنی انکی پوشاک باریک اور دبیز ریشم کی ہو گی۔ اور ایک جنتی دوسرے سے اعراض نہ کرے گا بے تکلف دوستوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

۔ یعنی ان سے جوڑے ملا دیں گے۔ ۴۲

۴۳ ۔ یعنی جس میوے کو جی چاہے گا فورًا حاضر کر دیا جائے گا۔ کوئی فکر نہ ہو گی، پوری دلجمعی سے کھائیں پئیں گے۔

۴۴ ۔ یعنی جو موت پہلے آ چکی وہ آچکی، اب آگے کبھی موت نہیں، دائمًا اسی عیش و نشاط میں رہنا ہے نہ انکو فنا، نہ انکے سامانوں کو۔

۴۵ ۔ اس سے بڑی کامیابی کیا ہو سکتی ہے کہ عذاب الٰہی سے محفوظ و مامون رہے اور ابدالآباد کے لئے مورد الطاف و افضال بنے۔

۔ یعنی اپنی مادری زبان میں آسانی سے سمجھ لیں اور یاد رکھیں۔ ۴۶

۴۷ ۔ یعنی اگر نہ سمجھیں تو آپ چندے انتظار کیجئے۔ ان کا بد انجام سامنے آ جائے گا۔ یہ تو منتظر ہیں کہ آپ پر کوئی افتاد پڑے لیکن آپ دیکھتے جائیے کہ ان کا کیا حال بنتا ہے۔
تم سورۃ الدُّخان بفضل اللہ و رحمۃ فللہ الحمد والمنۃ۔

۱ ۔ یعنی آدمی ماننا چاہے تو اسی آسمان و زمین کی پیدائش اور انکے محکم نظام میں غور کر کے مان سکتا ہے کہ ضرور کوئی ان کا پیدا کرنے والا اور تھامنے والا ہے۔ جس نے کمال حکمت و خوبی سے انکو بنایا اور لامحدود قدرت سے انکی حفاظت کی۔ { البعرۃ تدل علی البعیر والاقدام تدل علی المسیر فکیف لا یدل ھٰذا النظام العجیب الغریب علی الصانع

۲ ۔ یعنی انسان خود اپنی بناوٹ اور دوسرے حیوانات کی ساخت میں غور کرے تو درجہ عرفان و ایقان تک پہنچانے والی ہزارہا نشانیاں اسکو ملیں۔

۔ یعنی پانی آسمان کی طرف سے اتارا جو مادہ ہے روزی کا۔ ۳

۴ ۔ یعنی ذرا بھی سمجھ سے کام لیں تو معلوم ہو جائے کہ یہ امور بجز اس زبردست قادر و حکیم کے اور کسی کے بس میں نہیں۔ جیساکہ پہلے متعدد مواضع میں اس کی تقریر گزر چکی۔

۵ ۔ یعنی اللہ کو چھوڑ کر دوسرا کون ہے اور اسکی باتیں چھوڑ کر کس کی بات ماننے کے قابل ہے۔ جب اس بڑے مالک کی ایسی سچی اور صاف باتیں بھی کوئی بدبخت قبول نہ کرے تو آخر کس چیز کا منتظر ہے جسے قبول کرے گا۔

۶ ۔ یعنی ضد اور غرور کی وجہ سے اللہ کی بات نہیں سنتا۔ اسکی شیخی اجازت نہیں دیتی کہ اپنی جہالت سے ہٹے۔ حق کو سن کر اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا سنا ہی نہیں۔

۷ ۔ یعنی جس طرح وہ آیات اللہ کے ساتھ اہانت و استخفاف کا معاملہ کرتا ہے ، سزا بھی سخت اہانت و ذلت کی ملے گی جو آگے آ رہی ہے۔

۸ ۔ یعنی اموال و اولاد وغیرہ کوئی چیز اس وقت کام نہ آئے گی۔ نہ وہ کام آئیں گے جنکو اللہ کے سو امعبود یا رفیق و مددگار بنا رکھا تھا اور جن سے بہت کچھ اعانت و امداد کی توقعات تھیں۔

۹ ۔ یعنی یہ قرآن عظیم الشان ہدایت ہے جو سب طرح کی برائی بھلائی انسان کو سجھانے کے لئے آئی ہے جو اس کو نہ مانیں وہ سخت غلیظ اور دردناک عذاب بھگتنے کے لئے تیار رہیں۔

۱۰ ۔ یعنی سمندر جیسی مخلوق کو ایسا مسخر کر دیا کہ تم بے تکلف اپنی کشتیاں اور جہاز اس میں لئے پھرتے ہو۔ میلوں کی گہرائیوں کو پایاب کر رکھا ہے۔

۱۱ ۔ یعنی بحری تجارت کرو ، یا شکار کھیلو، یا اسکی تہ میں سے موتی نکالو۔ اور یہ سب منافع و فوائد حاصل کرتے وقت منعم حقیقی کو نہ بھولو اس کا حق پہچانو، زبان و دل اور قلب و قالب سے شکر ادا کرو۔

۱۲ ۔ یعنی اپنے حکم اور قدرت سے سب کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ یہ اسی کی مہربانی ہے کہ ایسی ایسی عظیم الشان مخلوقات انسان کی خدمت گذاری میں لگی ہوئی ہیں۔

۱۳ ۔ آدمی دھیان کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ چیز اسکے بس کی نہ تھی۔ محض اللہ کے فضل اور اسکی قدرت کاملہ سے یہ اشیاء ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ تو لا محالہ ہم کو بھی کسی کے کام میں لگنا چاہیئے۔ وہ کام یہ ہے کہ اس منعم حقیقی اور محسن علی الاطلاق کی فرمانبرداری اور اطاعت گذاری میں اپنی حیات مستعار کے لمحات صرف کر دیں
۱۴ ۔ { اَیَّامَ اللہِ } (اللہ کے دنوں) سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ اپنے دشمنوں کو کوئی خاص سزا دے ، یا اپنے فرمانبرداروں کو کسی خصوصی انعام و اکرام سے سرفراز فرمائے۔ لہذا { الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللہِ } سے وہ کفار مراد ہوئے جو اسکی رحمت سے ناامید اور اسکے عذاب سے بے فکر ہیں۔
۱۵ ۔ یعنی آپ ان سے بدلہ لینے کی فکر نہ کریں اللہ پر چھوڑ دیں، وہ انکی شرارتوں پر کافی سزا، اور مومنین کے صبر و تحمل اور عفو و درگذر کا مناسب صلہ دے گا۔

۱۶ ۔ یعنی بھلے کام کافائدہ کام کرنے والے کو پہنچتا ہے۔ اللہ کو اس کی کیا ضرورت؟ اور بدی کرنے والا خود اپنے حق میں برا بیج بو رہا ہے۔ ایک کی برائی دوسرے پر نہیں پڑتی۔ غرض ہر شخص اپنے نفع نقصان کی فکر کر لے۔ اور جو عمل کرے یہ سمجھ کر کرے کہ اس کا سود و زیاں اسی کی ذات کو پہنچے گا۔
۔ یعنی وہاں پہنچ کر سب برائی بھلائی سامنے آ جائے گی۔ اور ہر ایک اپنی کرتوت کا پھل چکھے گا۔ ۱۷

۱۸ ۔ یعنی تورات دی اور سلطنت یا قوت فیصلہ، یا دانائی کی باتیں یا دین کی سمجھ عطا کی، اور کس قدر کثرت سے پیغمبر ان میں سے اٹھائے۔ یہ تو روحانی غذا ہوئی، جسمانی غذا دیکھو تو وہ بھی بہت افراط سے دی گئ۔ حتّٰی کہ من و سلوٰی اتارا گیا۔

۱۹ ۔ یعنی اُس زمانہ میں سارے جہان پر ان کو فضیلت کلی حاصل تھی اور بعض فضائل جزئیہ کے اعتبار سے تو "اُس زمانہ" کی قید لگانے کی بھی ضرورت نہیں۔

۲۰ ۔ یعنی نہایت واضح اور مفصل احکام، یا کھلے کھلے معجزات جو دین کے باب میں بطور حجت و برہان کے پیش کئے جاتےہیں۔

۲۱ ۔ یعنی آپس کی ضد اور نفسانیت سے اصل کتاب کو چھوڑ کر بیشمار فرقے بن گئے۔ جن کا عملی فیصلہ قیامت کے دن کیا جائے گا۔ اس وقت پتہ لگے گا کہ ان کا منشاء نفس پروری اور ہوا پرستی کے سوا کچھ نہ تھا۔

۲۲ ۔ یعنی ان اختلافات اور فرقہ وارانہ کشمکش کی موجودگی میں ہم نے آپکو دین کے صحیح راستہ پر قائم کر دیا، تو آپکو اور آپکی امت کو چاہئے کہ اس راستہ پر برابر مستقیم رہے۔ کبھی بھول کر بھی جاہلوں اور نادانوں کی خواہشات پر نہ چلے۔ مثلًا انکی خواہش یہ ہے کہ آپ ان کے طعن و تشنیع اور ظلم و تعدی سے تنگ آ کر دعوت و تبلیغ ترک کر دیں یا
۔ یعنی انکی طرف جھکنا تم کو خدا کے ہاں کچھ کام نہ دے گا۔ ۲۳

۲۴ ۔ یعنی منصف اور راستی پسند مسلمان، ظالم اور بے راہ رو کافروں کے رفیق نہیں ہو سکتے۔ وہ تو اللہ کے مطیع بندے ہیں اور اللہ ہی ان کا رفیق و مددگار ہے۔ لازم ہے کہ اسی کی راہ چلیں، اسی پر بھروسہ رکھیں۔

۲۵ ۔ یعنی یہ قرآن بڑی بڑی بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے۔ لوگوں کو کام کی باتیں اور کامیابی کی راہ سمجھاتا ہے۔ اور جو خوش قسمت اسکی ہدایات و نصائح پر یقین کر کے عمل پیرا ہوتے ہیں انکے حق میں خصوصی طور پر یہ قرآن رحمت و برکت ہے۔
۲۶ ۔ یعنی اللہ تعالٰی کی شئون حکمت پر نظر کرتے ہوئے کیا کوئی عقلمند یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایک بدمعاش آدمی، اور ایک مرد صالح کے ساتھ خداوند یکساں معاملہ کرے گا۔ اور دونوں کا انجام برابر کر دے گا؟ ہرگز نہیں نہ اس زندگی میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں نہ مرنے کے بعد جو حیات طیبہ مومنین صالح کو یہاں نصیب ہوتی ہے اور جس نصرت
۲۷ ۔ یعنی زمین و آسمان کو یوں ہی بیکار پیدا نہیں کیا۔ بلکہ نہایت حکمت سے کسی خاص مقصد کیلئے بنایا ہے ۔ تا انکے احوال میں غور کر کے لوگ معلوم کر سکیں کہ بیشک جو چیز بنائی گئ ہے ٹھیک موقع سے بنائی اور تا اندازہ کر لیا جائے کہ ضرور ایک دن اس کارخانہ ہستی کا کوئی عظیم الشان نتیجہ نکلنے والا ہے۔ اسی کو آخرت کہتے ہیں جہاں
۲۸ ۔ یعنی اللہ جانتا تھا کہ اسکی استعداد خراب ہے اور اسی قابل ہے کہ سیدھی راہ سے اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ بدبخت علم رکھنے کے باوجود اور سمجھنے بوجھنے کے بعد گمراہ ہوا۔

۲۹ ۔ جو شخص محض خواہش نفس کو اپنا حاکم اور معبود ٹھہرا لے، جدھر اسکی خواہش لے چلے ادھر ہی چل پڑے اور حق و ناحق کے جانچنے کا معیار اسکے پاس یہ ہی خواہش نفس رہ جائے، نہ دل سچی بات کوسمجھتا ہے، نہ آنکھ سے بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے ۔ ظاہر ہے اللہ جسکو اس کی کرتوت کی بدولت ایسی حالت پر پہنچا دے، کونسی
۳۰ ۔ یعنی اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی دوسری زندگی نہیں بس یہ ہی ایک جہان ہے جس میں ہمارا مرنا اور جینا ہے۔ جیسے بارش ہونے پر سبزہ زمین سے اگا، خشکی ہوئی تو سوکھ کر ختم ہو گیا۔ یہ ہی حال آدمی کا سمجھو، ایک وقت آتا ہے پیدا ہوتا ہے۔ پھر معین وقت تک زندہ رہتا ہے، آخر زمانہ کا چکر اسے ختم کر دیتا ہے یہ ہی سلسلہ موت و
۳۱ ۔ یعنی زمانہ نام ہے دہر کا۔ وہ کچھ کام کرنے والا نہیں کیونکہ نہ اس میں حِسّ ہے نہ شعور نہ ارادہ، لا محالہ وہ کسی اور چیز کو کہتے ہوں گے جو معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن دنیا میں اس کا تصرف چلتا ہے۔ پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں جس کا وجود اور متصرف علی الاطلاق ہونا دلائل فطریہ اور براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور زمانہ کا الٹ
۳۲ ۔ یعنی جب قرآن کی آیات یا بعث بعد الموت کی دلائل اسکو سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ میں کسی دلیل کو نہیں مانوں گا۔ بس اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو زندہ کر کے دکھلا دو۔ تب ہم تسلیم کریں گے کہ بیشک موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا برحق ہے۔
۳۳ ۔ یعنی جس نے ایک مرتبہ زندہ کیا پھر مارا، اسے کیا مشکل ہے کہ دوبارہ زندہ کر کے سب کو ایک جگہ اکٹھا کر دے۔

۔ اس دن ذلیل و خوار ہو کر پتہ لگے گا کہ کس دھوکہ میں پڑے ہوئے تھے۔ ۳۴

۔ یعنی خوف و ہیبت سے۔ ۳۵

۳۶ ۔ یعنی اعمالنامہ کی طرف بلایا جائے گا کہ آؤ اسکے موافق حساب دو۔ آج ہر ایک کو اسی کا بدلہ ملے گا جو اس نے دنیا میں کمایا تھا۔

۔ یعنی جو کام کیے تھے یہ اعمالنامہ ٹھیک ٹھیک وہ ہی بتلاتا ہے۔ ذرہ بھر کمی بیشی نہیں۔ ۳۷

۳۸ ۔ یعنی ہمارےعلم میں تو ہر چیز ازل سے ہے مگر ضابطہ میں ہمارے فرشتے لکھنے پر مامور تھے انکی لکھی ہوئی مکمل رپورٹ آج تمہارے سامنے ہے۔

۔ یعنی جنت میں جہاں اعلیٰ درجہ کی رحمت اور ہر قسم کی مہربانیاں ہوں گی۔ ۳۹

۴۰ ۔ یعنی ہماری طرف سے نصیحت و فہمائش اور اتمام حجت کا کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھا گیا اس پر بھی تمہارے غرور کی گردن نیچی نہ ہوئی۔ آخر پکے مجرم بن کر رہے۔ یا { وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ } کا مطلب یہ لیا جائے کہ تم پہلے ہی سے جرائم پیشہ تھے۔

۴۱ ۔ یعنی ہم نہیں جانتے قیامت کیسی ہوتی ہے تم جو کچھ قیامت کے عجیب و غریب احوال بیان کرتے ہو ہم کوکسی طرح ان کا یقین نہیں ہوتا۔ یوں سنی سنائی باتوں سے کچھ ضعیف سا امکان اور دھندلا سا خیال کبھی آجائے وہ دوسری بات ہے۔

۴۲ ۔ یعنی جب قیامت آئے گی ان کی تمام بدکاریاں اور انکے نتائج سامنے آ جائیں گے اور عذاب وغیرہ کی دھمکیوں کا جو مذاق اڑایا کرتے تھے وہ خود ان ہی پر الٹ پڑے گا۔

۴۳ ۔ یعنی دنیا میں تم نے آج کے دن کو یاد نہیں رکھا تھا۔ آج ہم تمکو مہربانی سے یاد نہ کریں گے۔ ہمیشہ کے لئے اسی طرح عذاب میں پڑا چھوڑ دیں گے جیسے تم نے اپنے کو دنیا کے مزوں میں پھنسا کر چھوڑ دیا تھا۔

۴۴ ۔ یعنی دنیا کے مزوں میں پڑ کر خیال ہی نہ کیا کہ یہاں سےکبھی جانا اور خدا کے سامنے پیش ہونا بھی ہے۔ اور اگر کبھی کچھ خیال آیا بھی تو یوں سمجھ کر دل کو تسلی کر لی کہ جس طرح دنیا میں ہم مسلمانوں سے مقابل ہیں، وہاں بھی ہمارا یہ ہی زور رہے گا۔

۔ یعنی نہ انکو دوزخ سے نکالا جائے گا نہ یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ اب خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ ۴۵

۴۶ ۔ چاہئے آدمی اسی کی طرف متوجہ ہو۔ اسکے احسانات و انعامات کی قدر کرے اسکی ہدایات پر چلے، سب کو چھوڑ کر اسی کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر رکھے۔ اور اس کی بزرگی و عظمت کے سامنے ہمیشہ باختیار خود مطیع و منقاد رہے۔ کبھی سرکشی و تمرد کا خیال دل میں نہ لائے۔ حدیث قدسی میں ہے { اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِی وَالْعَظْمَۃُ اِزارِیْ فَمَنْ

۱ ۔ یعنی آسمان و زمین اور یہ سب کارخانہ اللہ تعالیٰ نے بیکار نہیں بنایا بلکہ کسی خاص غرض و مقصد کے لئے پیدا کیا ہے جو ایک معین میعاد اور ٹھہرے ہوئے وعدہ تک یوں ہی چلتا رہے گا تاآنکہ اس کا نتیجہ ظاہر ہو اسی کو آخرت کہتے ہیں۔

۲ ۔ یعنی برے انجام سے ڈرتے، اور آخرت کی تیاری نہیں کرتے۔ جب آخرت کی بات سنی ایک کان سنی دوسرے کان نکال دی۔

۳ ۔ یعنی خداوند قدوس نے آسمان و زمین اور کل مخلوقات بنائی۔ کیا سچے دل سے کہہ سکتے ہو کہ زمین کا ٹکڑا یا آسمان کا کوئی حصہ کسی اور نے بھی بنایا ہے یا بنا سکتا ہے۔ پھر انکو خدا کے ساتھ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کیوں پکارا جاتا ہے۔

۴ ۔ یعنی اگر اپنے دعوۓ شرک میں سچے ہو تو کسی آسمانی کتاب کی سند لاؤ یا کسی ایسے علمی اصول سے ثابت کرو جو عقلاء کے نزدیک مسلم چلا آتا ہو۔ جس چیز پر کوئی نقلی یا عقلی دلیل نہ ہو آخر اسے کیونکر تسلیم کیا جائے۔

۵ ۔ یعنی اس سے بڑی حماقت اور گمراہی کیا ہو گی کہ خدا کو چھوڑ کر ایک ایسی بے جان یا بے اختیار مخلوق کو اپنی حاجت براری کے لئے پکارا جائے جو اپنے مستقل اختیار سے کسی کی پکار کو نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ان کو پکارنے کی خبر بھی ہو۔ پتھر کی مورتوں کا تو کہنا ہی کیا، فرشتے اور پیغمبر بھی وہ ہی بات سن سکتے

۶ ۔ یعنی محشر میں جبکہ امداد و اعانت کی زیادہ حاجت ہو گی یہ بیچارے معبود اپنے عابدین کی مدد تو کیا کر سکتے۔ ہاں دشمن بن کر ان کے مقابل کھڑے ہوں گے اور سخت بیزاری کا اظہار کریں گے بلکہ یہاں تک کہہ دیں گے کہ { مَاكَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ } (قصص رکوع۷) یہ لوگ ہماری پرستش کرتے ہی نہ تھے اس وقت سوچو کیسی حسرت و ندامت
۷ ۔ یعنی ان لوگوں کو فی الحال انجام کی کچھ فکر نہیں کسی نصیحت و فہمائش پر کان نہیں دھرتے بلکہ جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اسے جادو کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔

۱۰ ۔ یعنی جو باتیں تم نے شروع کر رکھی ہیں اللہ ان کو بھی خوب جانتا ہے۔ لہٰذا لغو اور دورازکار خیالات چھوڑ کر اپنے انجام کی فکر کرو۔ اگر خدا کے سچے رسول کو جھوٹا مفتری کہا تو سمجھ لو اس کا حشر کیا ہوگا۔ خدا پر میری اور تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ وہ اپنے علم صحیح و محیط کے موافق ہر ایک کے ساتھ معاملہ کرے گا۔ میں اسی کو
۱۱ ۔ یعنی اب بھی باز آؤ تو بخشے جاؤ۔ اور یہ بھی اس کی مہربانی اور بردباری سمجھو کہ باوجود جرائم پر مطلع ہونے اور کامل قدرت رکھنے کے تمکو فورًا ہلاک نہیں کر دیتا۔

۸ ۔ یعنی جادو کہنے سے زیادہ قبیح و شنیع ان کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن مجید آپ خود بنا لائے ہیں اور جھوٹ طوفان خدا کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

۹ ۔ یعنی خد اپر جھوٹ لگانا انتہائی جرم ہے ۔ اگر بفرض محال میں ایسی جسارت کروں تو گویا جان بوجھ کر اپنےکو اللہ کے غضب اور اسکی سخت ترین سزا کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ بھلا خیال کرو جو شخص ساری عمر بندوں پر جھوٹ نہ لگائے اور ذرا ذرا سے معاملہ میں اللہ کے خوف سے کانپتا ہو، کیا وہ ایک دم بیٹھے بٹھائے اللہ پر جھوٹ
۱۲ ۔ یعنی میری باتوں سے اس قدر بدکتے کیوں ہو؟ میں کوئی انوکھی چیز لے کر تو نہیں آیا۔ مجھ سے پہلے بھی دنیا میں سلسلہ نبوت و رسالت کا جاری رہا ہے۔ وہ ہی میں کہتا ہوں کہ ان سب رسولوں کے بعد مجھ کو اللہ نے رسول بناکر بھیجا ہے جسکی خبر پہلے رسول دیتے چلے آئے ہیں۔ اس حیثیت سے بھی یہ کوئی نئی بات نہ رہی۔ بلکہ بہت پرانی
۱۳ ۔ یعنی مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں کہ میرےکام کا آخری نتیجہ کیا ہونا ہے۔ میرے ساتھ اللہ کیا معاملہ کرے گا اور تمہارے ساتھ کیا کرے گا۔ نہ میں اس وقت پوری پوری تفاصیل اپنے اور تمہاے انجام کے متعلق بتلا سکتا ہوں کہ دنیا اور آخرت میں کیاکیا صورتیں پیش آئیں گی۔ ہاں ایک بات کہتا ہوں کہ میرا کام صرف وحی الٰہی کا اتباع اور حکم
۱۴ ۔ اس زمانہ میں عرب کے جاہل مشرک بنی اسرائیل کے علم و فضل سے مرعوب تھے جب حضور کی نبوت کا چرچا ہوا تو مشرکین نے اس باب میں علمائے بنی اسرائیل کا عندیہ لینا چاہا۔ غرض یہ تھی کہ وہ لوگ آپ کی تکذیب کر دیں تو کہنے کو ایک بات ہاتھ آ جائے کہ دیکھو اہل علم اور اہل کتاب بھی انکی باتوں کو جھوٹا کہتے ہیں۔ مگر اس مقصد
۱۵ ۔ یعنی کمزور ذلیل اور لونڈی غلام مسلمان ہوتے ہیں۔ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو بہتر لوگ اس کی طرف جھپٹتے۔ کیا یہ چیز اچھی ہوتی تو اس کے حاصل کرنے میں ہم جیسے عقلمند اور عزت و دولت والے ان لونڈی غلاموں سے پیچھے رہ جاتے۔
۱۶ ۔ یعنی ہمیشہ کچھ لوگ ایسی باتیں بناتے چلے آئے ہیں۔ شاید یہ جواب ہو گا { وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِی اِسْرائِيْلَ } اور { مَاكُنْتُ بِدْعًا الرُّسُلِ } کا۔

۱۷ ۔ یعنی یہ پرانا جھوٹ نہیں، بلکہ بہت پرانا سچ ہے۔ نزول قرآن سے سینکڑوں برس پہلے تورات نے بھی اصولی تعلیم یہ ہی دی تھی جسکی انبیاء و اولیاء اقتداء کرتے رہے۔ اور اس نے پیچھے آنے والی نسلوں کے لئے اپنی تعلیمات و بشارات سے راستی و ہدایت کی راہ ڈال دی اور رحمت کے دروازے کھول دیے اب قرآن اترا تو اسکو سچا ثابت کرتا ہوا۔
۱۸ ۔ اسی طرح کی آیت "حم السّجدہ" چوبیسویں پارہ میں گذر چکی ہے۔ وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔

۔ یعنی اپنے نیک کاموں کے سبب حق تعالٰی کی رحمت سے ہمیشہ بہشت میں رہیں گے۔ ۱۹

۲۰ ۔ قرآن میں کئ جگہ اللہ تعالٰی نے اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کا حق بیان فرمایا ہے ۔ کیونکہ موجد حقیقی تو اللہ ہے لیکن عالم اسباب میں والدین اولاد کے وجود کا سبب ظاہری اور حق تعالٰی کی شان رُبُوبیت کا مظہر خاص بنتے ہیں۔ یہاں بھی پہلے { اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا } میں اللہ تعالٰی کے حقوق کا ذکر تھا۔ اب والدین کا حق بتلا دیا۔ یعنی انسان
۲۱ ۔ یعنی حمل جب کئ مہینہ کا ہو جاتا ہے اس کا ثقل محسوس ہونے لگتا ہے ۔ اس حالت میں اور تولد کے وقت ماں کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کرتی ہے۔ پھر دودھ پلاتی اور برسوں تک اس کی ہر طرح نگہداشت رکھتی ہے۔ اپنی آسائش و راحت کو اس کی آسائش و راحت پر قربان کر دیتی ہے۔ باپ بھی بڑی حد تک ان تکلیفوں میں شریک رہتا اور
۲۲ ۔ شاید یہ بطور عادت اکثر یہ کہ فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتےہیں کہ لڑکا اگر قوی ہو تو اکیس مہینہ میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے یا یوں کہو کہ کم ازکم مدت حمل چھ مہینے اور دو برس میں عمومًا بچوں کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے۔ اس طرح کل مدت تیس مہینے ہوئے مدت رضاع کا اس سے زائد ہونا نہایت قلیل و نادر ہے۔
۲۳ ۔ چالیس برس کی عمر میں عمومًا انسان کی عقلی اور اخلاقی قوتیں پختہ ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت چالیس برس سے پہلے نہ ہوتی تھی۔

۲۴ ۔ یعنی سعادت مند آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جو احسانات اللہ تعالیٰ کے اس پر اور اسکے ماں باپ پر ہو چکے ان کا شکر ادا کرنے اور آئندہ نیک عمل کرنے کی توفیق خدا سے چاہے اور اپنی اولاد کے حق میں بھی نیکی کی دعا مانگے۔ جو کوتاہی حقوق اللہ یا حقوق العباد میں رہ گئ ہو، اس سے توبہ کرے اور ازراہ تواضع و بندگی اپنی مخلصانہ عبودیت و
۲۵ ۔ یعنی ایسے بندوں کی نیکیاں قبول اور کوتاہیاں معاف ہوتی ہیں۔ اور ان کا مقام اللہ کے سچے وعدہ کے موافق جنت میں ہے۔

۲۶ ۔ سعادت مند اولاد کے مقابلہ میں یہ بے ادب، نافرمان اور نالائق اولاد کا ذکر فرمایا کہ ماں باپ اسکو ایمان کی بات سمجھاتے ہیں، وہ نہیں سمجھتا اور نہایت گستاخانہ خطاب کر کے ایذاء پہنچاتا ہے۔

۲۷ ۔ یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی دھمکیوں سے میں نہیں ڈرتا۔ بھلا کتنی قومیں اور جماعتیں مجھ سے پہلے گذر چکی ہیں۔ کوئی شخص بھی ان میں سے اب تک دوبارہ زندہ ہو کر واپس آیا؟ لوگ ہمیشہ سے یوں ہی سنتے چلے آئے ہیں مگر آج تک اس خبر کا تحقق ہوا نہیں۔ پھر میں کیونکر اعتبار کر لوں۔
۲۸ ۔ یعنی اس کی گستاخیوں پر ایک طرف اللہ سے فریاد کرتے اور دعا مانگتے ہیں کہ اسے قبول حق کی توفیق ملے اور دوسری طر ف اسکو سمجھاتے ہیں کہ کمبخت تیرا ستیاناس! اب بھی باز آ جا! دیکھ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے۔ بعث بعدالموت کی جو خبر اس نے دی ہے۔ ضرور اپنے وقت پر پوری ہو گی۔ اس وقت تیرا یہ انکار رنگ لائے گا۔
۲۹ ۔ یعنی ایسی کہانیاں بہت سنی ہیں۔ پرانے وقتوں کے قصے اسی طرح مشہور ہو جاتے ہیں۔ اور واقع میں ان کا مصداق کچھ نہیں ہوتا۔

۳۰ ۔ "عذاب کی بات" وہ ہی ہے۔ { لَاَ مْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ } (السجدہ رکوع۲) یعنی جس طرح بہت سی جماعتیں جنوں اور آدمیوں کی ان سے پہلے جہنم کی مستحق ہو چکی ہیں، یہ بدبخت بھی ان ہی میں شامل ہیں۔

۳۱ ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہر آدمی کے دل میں فطری طور پر جو بیج ایمان و سعادت کا بکھیرا تھا وہ بھی ان بدبختوں نے ضائع کر دیا۔ اس سے زیادہ ٹوٹا اور خسارہ کیا ہو گا کہ کوئی شخص تجارت میں بجائے منافع حاصل کرنے کے رأس المال کو ابھی اپنی غفلت و حماقت سے ضائع کر بیٹھے۔
۔ یعنی اعمال کے تفاوت کی وجہ سے اہل جنت کے کئ درجے ہیں اور اسی طرح اہل دوزخ کے بھی۔ ۳۲

۔ نہ کسی نیکی کا ثواب کم کیا جائے گا نہ کسی جرم کی سزا حد مناسب سے زائد کی جائے گی۔ ۳۳

۳۴ ۔ کافر کے کسی نیک کام میں ایمان کی روح نہیں ہوتی۔ محض صورت اور ڈھانچہ نیکی کا ہوتا ہے۔ ایسی فانی نیکیوں کا اجر بھی فانی ہے جو اسی زندگی میں مال، اولاد، حکومت ، تندرستی، عزت و شہرت وغیرہ کی شکل میں مل جاتا ہے۔ اس کو فرمایا کہ تم اپنی صوری نیکیوں کے مزے دنیا میں لے چکے اور وہاں کی لذتوں سےتمتع کر چکے۔ جو عیش و
۳۵ ۔ یعنی آج تمہاری جھوٹی شیخی اور نافرمانیوں کی سزا میں ذلیل و رسوا کرنے والا عذاب دیا جائے گا یہ ہی ایک چیز تمہارے لئے یہاں باقی ہے۔ آگے بعض زورآور اور متکبر قوموں کا حال بیان فرماتے ہیں کہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں انکا انجام کیا ہوا۔
۳۶ ۔ یعنی حضرت ہود جو "عاد" کے قومی بھائی تھے۔

۳۷ ۔ مؤلف "ارض القرآن" "بلاد الاحقاف" کے تحت میں لکھتا ہے "یمامہ، عمان، بحرین، حضر موت اور مغربی یمن کے بیچ میں جو صحرائے اعظم "الدہنا" یا "ربع خالی" کے نام سے واقع ہے گو وہ آبادی کے قابل نہیں، لیکن اسکے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے لائق تھوڑی تھوڑی زمین ہے خصوصًا اس حصہ میں جو حضر موت سے نجران تک پھیلا ہوا
۳۸ ۔ یعنی ہود سے پہلے اور پیچھے بہت ڈرانے والے آئے سب نے وہ ہی کہا جو حضرت ہود نے کہا تھا یعنی ایک خدا کی بندگی کرو اور کفر و معصیت کے برے انجام سے ڈرو۔ ممکن ہے قوم عاد میں بھی حضرت ہود کے علاوہ اور نذیر آئے ہوں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
۳۹ ۔ یعنی ہم اپنے آبائی طریقہ سے ہٹنے والے نہیں۔ اگر تو اپنی دھمکیوں میں سچا ہے تو دیر کیا ہے ۔ جو زبان سے کہتا ہے کر کے دکھا دے۔

۴۰ ۔ یعنی اس قسم کا مطالبہ کرنا تمہاری نادانی اور جہالت ہے۔ میں خدا کا پیغامبر ہوں جو پیام میرے ہاتھ بھیجا گیا وہ پہنچا رہا ہوں۔ اس سے زائد کا نہ مجھے علم ہے نہ اختیار۔ یہ علم خدا ہی کو ہے کہ مجرم قوم کس وقت دنیوی سزا کی مستوجب ہوتی ہے اور کس وقت تک اسے مہلت ملنی چاہئے۔
۴۱ ۔ یعنی سامنے سے بادل اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ سمجھے کہ سب ندی نالے بھر جائیں گے کہنے لگے کہ بہت برساؤ گھٹا اٹھی ہے اب کام بن جائے گا۔ اس وقت طویل خشک سالی کی وجہ سے پانی کی بہت ضرورت تھی۔

۔ یعنی یہ برساؤ بادل نہیں۔ بلکہ عذاب الٰہی کی آندھی ہے وہ ہی جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے۔ ۴۲

۴۳ ۔ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا وہ غضبناک طوفان چلا جس کے سامنے درخت، آدمی اور جانوروں کی حقیقت تنکوں سے زیادہ نہ تھی ہر چیز ہوا نے اکھاڑ پھینکی اور چاروں طرف تباہی نازل ہو گئ۔ آخر مکانوں کے کھنڈرات کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ دیکھ لیا! اللہ کے مجرموں کا حال یہ ہوتا ہے۔ چاہئے کہ ان واقعات کو سن کر ہوش میں آؤ۔
۴۴ ۔ یعنی مال، اولاد، جتھے، اور جسمانی طاقت جو انکو دی گئ تھی، تمکو نہیں دی گئ۔ مگر جب عذاب آیا، کوئی چیز کام نہ آئی۔ پھر تم کس بات پر مغرور ہو۔

۴۵ ۔ یعنی نصیحت سننے کے لئے کان اور قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سمجھنے بوجھنے کے لئے دل دئے گئے تھے پر وہ کسی قوت کو کام میں نہ لائے، اندھے، بہرے اور پاگل بن کر پیغمبروں کے مقابل ہو گئے۔ آخر انجام یہ ہوا کہ یہ قوتیں سب موجود رہیں اور عذاب الٰہی نے آ گھیرا۔ کوئی اندرونی یا بیرونی قوت اس کو دفع نہ کر
۴۶ ۔ یعنی جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے وہ ان پر واقع ہوا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتےہیں "انکو دل اور کان اور آنکھ دی تھی۔ یعنی دنیا کے کام میں عقلمند تھے۔ وہ عقل نہ آئی جس سے آخرت بھی درست ہو"۔

۴۷ ۔ یعنی "عاد" کے سوا "قوم ثمود" اور "قوم لوط" وغیرہ کی بستیاں بھی اسی طرح تباہ کی جا چکی ہیں۔ جو تمہارے آس پاس واقع تھیں یہ مکہ والوں کو فرمایا۔ کیونکہ سفروں میں ان کا گذر ان مقامات کی طرف ہوتا تھا۔

۔ مگر اتنا سمجھانے پر بھی وہ باز نہ آئے۔ ۴۸

۴۹ ۔ یعنی جن بتوں کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ہم انکی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ سے نزدیک کر دیں اور بڑے درجے دلائیں وہ اس آڑے وقت میں کیوں کام نہ آئے۔ اب ذرا انکو بلایا ہوتا۔

۵۰ ۔ یعنی آج ان کا کہیں پتہ نہیں۔ نہ عذاب کے وقت ان کو پکارا جاتا ہے۔ آخر وہ گئے کہاں جو ایسی مصیبت میں بھی کام نہیں آتے۔

۵۱ ۔ یعنی ظاہر ہوا کہ بتوں کو خدا بنانا اور ان سے امیدیں قائم کرنا محض جھوٹی اور من گھڑت باتیں تھیں۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے پھر وہ چلے کیسے۔ (ربط) اوپر کی آیات میں انسانوں کے تمرد و سرکشی کی داستان تھی۔ آگے اس کے مقابل جنوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا حال سناتے ہیں تا معلوم ہو کہ جو قوم طبعی طور پر سخت متمرد اور سرکش
۵۲ ۔ بعثت محمدی سے قبل جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ جب حضور پر وحی آنا شروع ہوئی تو وہ سلسلہ تقریبًا بند ہو گیا اور بہت کثرت سے شُہُب کی مار پڑنے لگی۔ جنوں کو خیال ہوا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے آسمانی خبروں پر سخت پہرے بٹھلائے گئے ہیں۔ اسی کی جستجو کے لئے جنوں کے مختلف گروہ
۵۳ ۔ کتب سابقہ میں حضرت موسیٰ کی کتاب (تورات) کی برابر کوئی کتاب احکام و شرائع کو حاوی نہیں تھی۔ اسی پر انبیائے بنی اسرائیل کا عمل رہا۔ حضرت مسیح نے بھی یہ ہی فرمایا کہ میں تورات کو بدلنے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اس کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ اور حضرت سلیمان کے وقت سے جنوں میں تورات ہی مشہور چلی آتی تھی۔ اس لئے اس
۵۴ ۔ شاید اس وقت قرآن کا جو حصہ حضور نے تلاوت فرمایا تھا اس میں ایسا مضمون آیا ہو گا۔ یا قرائن سے سمجھے ہوں گے۔

۔ یعنی سچے عقیدے اور عمل کاسیدھا راستہ۔ ۵۵

۔ یعنی اس کی بات مانو جو اللہ کی طرف بلا رہا ہے اور اسکی رسالت پر یقین کرو۔ ۵۶

۵۷ ۔ یعنی جو گناہ حالت کفر میں کر چکے ہو، اسلام کی برکت سے سب معاف ہو جائیں گے۔ آئندہ سے نیا کھاتہ شروع ہو گا۔ لیکن یاد رہے کہ یہاں ذنوب کا ذکر ہے۔ حقوق العباد کا معاف ہونا اس سے نہیں نکلتا۔

۵۸ ۔ یعنی نہ خود بھاگ کر خدا کی مار سے بچ سکے نہ کوئی دوسرا بچا سکے۔ حضرت شاہ صاحب "فِی الارض" کی قید پر لکھتے ہیں کہ (شیاطین کو) اوپر سے فرشتے مارتے ہیں تو زمین ہی کو بھاگتے ہیں"۔

۵۹ ۔ اس لفظ میں "یہود" کے عقیدہ کا رد ہے جو کہتے تھے کہ چھ دن میں اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے { ثُمَّ اسْتَرَاحَ } (پھر ساتویں دن آرام کرنے لگا) العیاذ باللہ۔

۶۰ ۔ یعنی بڑا عذاب مرنے کے بعد ہو گا اور اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ مر کر کہاں زندہ ہوتے ہیں۔اللہ کو یہ کچھ مشکل نہیں جو آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے نہ تھکا، اس کو تمہارا دوبارہ پیدا کردینا کیا مشکل ہے۔

۶۱ ۔ یعنی اس وقت کہا جائے گا کہ دوزخ کا وجود اور اس کا عذاب کیا واقعی چیز نہیں؟ آخر سب ذلیل ہو کر اقرار کریں گے کہ بیشک واقعی ہے۔ (ہم غلطی پر تھے جو اس کا انکار کیا کرتے تھے)۔

۔ یعنی اس وقت کہا جائے گا کہ اچھا اب اس انکار و تکذیب کا مزہ چکھتے رہو۔ ۶۲

۶۳ ۔ یعنی جب معلوم ہو چکا کہ منکرین کو سزا ملنی ضرور ہے۔ آخرت میں ملے یا دنیا میں بھی۔ تو آپ ان کے معاملہ میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ ایک معیاد معین تک صبر کرتے رہیں جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے۔ (تنبیہ) بعض سلف نے کہا کہ سب رسول اولوالعزم (ہمت والے) ہیں اور عرف میں پانچ پیغمبر خصوصی طور پر اولوالعزم کہلاتے
۶۴ ۔ "ڈھیل نہ پائی تھی"۔ دنیا میں، یعنی اب تو دیر سمجھتے ہیں کہ عذاب جلد کیوں نہیں آتا اس دن جانیں گے کہ بہت شتاب آیا۔ دنیا میں ایک ہی گھڑی رہے۔ یا عالم قبر کا رہنا ایک گھڑی معلوم ہو گا۔ قاعدہ ہے کہ گذری ہوئی مدت تھوڑی معلوم ہوا کرتی ہے خصوصًا سختی اور مصیبت کے وقت عیش و آرام کا زمانہ بہت کم نظر آنے لگتا ہے۔
۶۵ ۔ یعنی ہم نے نصیحت کی بات پہنچا دی، اور سب نیک و بد سمجھا دیا۔ اب جو نہ مانیں گے وہ ہی تباہ و برباد ہوں گے۔ ہماری طرف سے حجت تمام ہو چکی اور کسی کو بے قصور ہم نہیں پکڑتے اسی کو غارت کرتے ہیں جو غارت ہونے ہی پر کمر باندھ لے۔
۔ جیسا کہ رؤسائے کفار کی عادت تھی کہ جان اور مال اور ہر طرح سے اس میں کوشش کرتے تھے۔ ۱

۲ ۔ یعنی جن اعمال کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں بوجہ عدم ایمان کے وہ مقبول نہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض کام اور الٹے موجب عتاب ہوتے ہیں۔ جیسے لوگوں کو اسلام سے روکنے میں پیسہ خرچ کرنا۔

۳ ۔ یعنی برائیوں کی عادت چھڑا کر اللہ تعالیٰ ان کا حال سنوار دیتا ہے کہ یومًا فیومًا نیکی میں ترقی کرتے رہتے ہیں۔ اور آخرت میں ان کی کوتاہیوں سے درگذر فرما کر اچھے حال میں رکھتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "پہلے زمانہ میں ساری مخلوق ایک شریعت کی مکلف نہ تھی۔ اس وقت سب جہان کو ایک حکم ہے، اب سچا دین یہی ہے۔ اور
۴ ۔ یعنی اس طرح کھول کھول کر اللہ تعالیٰ لوگوں کو انکے بھلے برے احوال پر متنبہ کرتا ہے۔ تا باطل پرستی کی نحوست و شامت اور حق پرستی کی برکت انکے پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔

۵ ۔ یعنی حق اورباطل کا مقابلہ تو رہتا ہی ہے۔ جس وقت مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو جائے تو مسلمانوں کو پوری مضبوطی اور بہادری سے کام لینا چاہئے۔ باطل کا زور جب ہی ٹوٹے گا کہ بڑے بڑے شریر مارے جائیں اور انکے جتھے توڑ دیے جائیں۔ اس لئے ہنگامہ کارزار میں کسل، سستی، بزدلی اور توقف و تردد کو راہ نہ دو۔ اور دشمنان خدا
۶ ۔ یعنی یہ حرب و ضرب اور قیدوبند کا سلسلہ برابر جاری رہے گا تاآنکہ لڑائی اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دے اور جنگ موقوف ہو جائے۔

۷ ۔ یعنی خدا کو قدرت ہے کہ ان کافروں کو کوئی آسمانی عذاب بھیج کر "عاد" و "ثمود" وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالے۔ لیکن جہاد و قتال شروع کر کے اسے بندوں کا امتحان کرنا تھا۔ وہ دیکھتا ہے کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر جان و مال نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور کفار میں سے کتنے لوگ ان تنبیہی کارروائیوں سے بیدار ہوتے اس مہلت سے فائدہ
۸ ۔ یعنی جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے بظاہر یہاں کامیاب نظر نہ آتے ہوں۔ لیکن حقیقۃً وہ کامیاب ہیں۔ اللہ انکے کام ضائع نہ کرے گا۔ بلکہ انجام کار انکی محنت ٹھکانے لگائے گا۔ انکو جنت کی راہ دے گا اور آخرت کی تمام منازل و مواقف میں ان کا حال درست رکھے گا۔
۹ ۔ یعنی جس جنت کا حال انکو انبیاء علیہم السلام کی زبان اور اپنے وجدان صحیح سے معلوم ہو چکا تھا اس میں داخل کئے جائیں گے اور وہاں پہنچ کر ہر جنتی اپنے ٹھکانے کو خودبخود پہچان لے گا اسکے دل کی کشش ادھر ہی ہو گی جہاں اسکو رہنا ہے۔ (تنبیہ) ابن عباس نے { عَرَّفَهَا لَهُمْ } کے معنی { طَيَّبَهَا لَهُمْ } کے لئے ہیں۔ یعنی جنت انکے لئے
۔ یعنی اللہ کے دین کی اور اسکے پیغمبر کی۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی جہاد میں اللہ کی مدد سے تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے اور اسلام و طاعت پر ثابت قدم رہو گے جس کے نتیجہ میں "صراط" پر ثابت قدمی نصیب ہو گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اللہ چاہے تو خود ہی کافروں کو مسلمان کر ڈالے۔ پر یہ بھی منظور نہیں۔ جانچنا منظور ہے۔ سو بندہ کی طرف سے کمر باندھنا اور اللہ کی طرف سے کام
۱۲ ۔ یعنی جس طرح مومنین کے قدم جما دیے جاتے ہیں اس کے برعکس منکروں کو منہ کے بل گرا دیا جاتا ہے اور جیسے خدا کی طرف سے مومنین کی مدد کی جاتی ہے، اس کے خلاف کافروں کے کام برباد کر دیے جاتے ہیں۔

۱۳ ۔ یعنی جب انہوں نے اللہ کی باتوں کو ناپسند کیا تو اللہ انکے کام کیوں پسند کرے گا اور جو چیز خدا کو ناپسند ہو وہ محض اکارت ہے۔

۱۴ ۔ یعنی دنیا ہی میں دیکھ لو منکروں کی کیسی گت بنی اور کس طرح انکے منصوبے خاک میں ملا دیے گئے۔ کیا آج کل کے منکروں کو ایسی سزائیں نہیں مل سکتیں۔

۱۵ ۔ یعنی اللہ مومنین صالحین کا رفیق ہے جو وقت پر انکی مدد کرتا ہے۔ کافروں کا ایسا رفیق کون ہے جو اللہ کے مقابلہ میں کام آسکے۔ "غزوہ احد" میں ابو سفیان نے پکارا تھا { لَنا العُزّیٰ وَلَا عُزّیٰ لَکُمْ }۔ آپ نے فرمایا پکارو { اَللہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ }۔
۱۶ ۔ یعنی دنیا کا سامان برت رہے ہیں اور مارے حرص کے بہائم کی طرح اناپ شناپ کھاتے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ کی خبر نہیں کہ کل یہ کھایا پیا کس طرح نکلے گا۔ اچھا چند روز مزے اڑالیں انکے لئے آگ کا گھر تیار ہے۔

۱۷ ۔ یعنی دوسری قوموں کو جو زور و طاقت میں مکہ والوں سے کہیں بڑھ کر تھیں ہم نے تباہ کر چھوڑا اور کوئی انکی مدد کو نہ پہنچا۔ پھر یہ کس بات پر اتراتے ہیں۔ (تنبیہ) { قَرْیَتِکَ الَّتِیْ اَخْرَجَتْکَ } سے مراد مکہ معظمہ ہے۔ وہاں کے لوگوں نے ایسی حرکات کیں کہ آپ کو وطن مالوف و محبوب چھوڑنا پڑا۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے رخصت ہوتے
۱۸ ۔ یعنی ایک شخص نہایت شرح صدر اور فہم و بصیرت کے ساتھ سچائی کی صاف اور کشادہ سڑک پر بے کھٹکے چلا جا رہا ہے، اور دوسرا اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھاتا ہے، جس کو سیاہ و سفید یا نیک و بد کی کچھ تمیز نہیں۔ حتّٰی کہ اپنی بے تمیزی سے برائی کو بھلائی سمجھتا ہے اور خواہشات کی پیروی میں اندھا ہو رہا ہے کیا ان دونوں کا مرتبہ
۱۹ ۔ یعنی طول مکث یا کسی چیز کے اختلاط سے اس کی بو نہیں بدلی۔ شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ کسی طرح کے تغیر کو اسکی طرف راہ نہیں۔

۔ یعنی دنیا کے دودھ پر قیاس نہ کرو۔ اتنی مدت گذرنے پر بھی اسکے مزے میں فرق نہیں آیا۔ ۲۰

۲۱ ۔ یعنی وہاں کی شراب میں خالص لذت اور مزہ ہی ہے نہ نشہ ہے نہ شکستگی نہ تلخی نہ سرگرانی نہ کوئی اور عیب و نقصان۔

۲۲ ۔ یعنی صاف و شفاف شہد جس میں تکدر تو کہاں ہوتا جھاگ تک نہیں (تنبیہ) یہاں چار قسم کی نہروں کا ذکر ہوا جن میں پانی تو ایسی چیز ہے کہ انسان کی زندگی اس سے ہے اور دودھ غذائے لطیف کا کام دیتا ہے اور شراب سرور و نشاط کی چیز ہے۔ اور شہد کو { شِفَاءٌ لِلنَّاس } فرمایا گیا ہے۔
۔ مشروبات کے بعد یہ ماکولات کا ذکر فرما دیا۔ ۲۳

۲۴ ۔ یعنی سب خطائیں معاف کر کے جنت میں داخل کر یں گے ۔ وہاں پہنچ کر کبھی خطاؤں کا ذکر بھی نہ آئے گا جو انکی کلفت کا سبب بنے اور نہ آئندہ کسی بات پر گرفت ہو گی۔

۲۵ ۔ یعنی کھولتا ہوا پانی جب دوزخیوں کو پلائیں گے تو آنتیں کٹ کر باہر آ پڑیں گی۔ (اعاذنا اللہ منہ)۔

۲۶ ۔ اوپر مومنوں اور کافروں کا حال مذکور تھا۔ ایک قسم کافروں کی وہ ہے جسے منافق کہتے ہیں یعنی ظاہر میں اسلام کا دعوٰی اور باطن میں اس سے انحراف۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔ یعنی یہ لوگ بظاہر پیغمبر کی بات سننے کے لئے کان رکھتے ہیں۔ مگر نہ دلی توجہ، نہ سمجھ، نہ یاد، جب مجلس سے اٹھ کر جاتے ہیں تو اہل علم سے کہتے ہیں کہ اس
۲۷ ۔ یعنی ایسی نالائق حرکتوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ انکے دلوں پرمہر کر دیتا ہے۔ پھر نیکی کی توفیق قطعًا نہیں ہوتی۔ محض خواہشات کی پیروی رہ جاتی ہے۔

۲۸ ۔ یعنی سچائی کے راستہ پر چلنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی روز بروز ہدایت میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور اسکی سوجھ بوجھ اور پرہیزگاری بڑھتی جاتی ہے۔

۲۹ ۔ یعنی قرآن کی نصیحتیں، گذشتہ اقوام کی عبرتناک مثالیں اور جنت و دوزخ کے وعدہ وعید سب سن چکے۔ اب ماننے کے لئے کس وقت کا انتظار ہے۔ یہ ہی کہ قیامت کی گھڑی انکے سر پر اچانک آ کھڑی ہو۔ سو قیامت کی کئی نشانیاں تو آ چکیں اور جب خود قیامت آ کھڑی ہو گی، اس وقت ان کے لئے سمجھ حاصل کرنے اور ماننے کا موقع کہاں باقی رہے
۳۰ ۔ ہر ایک کا ذنب (گناہ) اس کے مرتبہ کے موافق ہوتا ہے۔ کسی کام کا بہت اچھا پہلو چھوڑ کر کم اچھا پہلو اختیار کرنا گو وہ حدود ءجواز و استحسان میں ہو، بعض اوقات مقربین کے حق میں ذنب (گناہ) سمجھا جاتا ہے۔ { حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ } [illegible]

۔ یعنی جتنے پردوں میں پھرو گے پھر بہشت یا دوزخ میں پہنچو گے جو تمہار اصلی گھر ہے۔ ۳۱

۔ یعنی ایسی سورت جس میں جہاد کی اجازت ہو۔ ۳۲

۔ یعنی جچے تلے احکام پر مشتمل ہے جو غیر منسوخ ہیں اور ٹھیک اپنے وقت پر اترتے ہیں۔ ۳۳

۳۴ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "مسلمان سورت مانگتے تھے۔ یعنی کافروں کی ایذاء سے عاجز ہو کر آرزو کرتے تھے کہ اللہ جہاد کا حکم دے تو جو ہم سے ہو سکے کر گذریں۔ جب جہاد کا حکم آیا تو منافق اور کچے لوگوں پر بھاری ہوا۔ خوفزدہ اور بے رونق آنکھوں سے پیغمبر کی طرف دیکھنے لگے کہ کاش ہم کو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بیحد
۳۵ ۔ یعنی ظاہر میں یہ لوگ فرمانبرداری کا اظہار اور زبان سے اسلام و احکام اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر کام کی بات یہ ہے کہ عملاً خدا و رسول کا حکم مانیں اور بات اچھی اور معقول کہیں پھر جب جہاد وغیرہ میں کام کی تاکید اور زور آ پڑے اس وقت اللہ کے سامنے سچے ثابت ہوں تو یہ صورت انکی بہتری اور بھلائی کی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب
۳۶ ۔ یعنی حکومت و اقتدار کے نشہ میں لوگ عمومًا اعتدال و انصاف پر قائم نہیں رہا کرتے۔ دنیا کی حرص اور زیادہ بڑھ جاتی ہے پھر جاہ و مال کی کشمکش اور غرض پرستی میں جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ جن کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے عام فتنہ و فساد اور ایک دوسرے سے قطع تعلق۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی جان سے تنگ ہو کر جہاد کی
۳۷ ۔ یعنی حکومت کے غرور میں اندھے بہرے ہو کر ظلم کرنے لگے۔ پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے۔ خدا کی پھٹکار نے بالکل ہی سنگدل بنا دیا۔ اور یہ سب کچھ ان ہی کی سوء اختیار اور قصور استعداد سے ہوا۔

۳۸ ۔ یعنی منافق قرآن میں غور نہیں کرتے یا انکی شرارتوں کی بدولت دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں کہ نصیحت کے اندر جانے کا راستہ ہی نہیں رہا۔ اگر قرآن کے سمجھنے کی توفیق ملتی تو با آسانی سمجھ لیتے کہ جہاد میں کس قدر دنیوی و اخروی فوائد ہیں۔
۳۹ ۔ یعنی منافقین اسلام کا اقرار کرنے اور اسکی سچائی ظاہر ہو چکنے کے بعد وقت آنے پر اپنے قول و قرار سے پھرے جاتے ہیں۔ اور جہاد میں شرکت نہیں کرتے۔ شیطان نے انکو یہ بات سمجھا دی ہے کہ لڑائی میں نہ جائیں گے تو دیر تک زندہ رہیں گے۔ خواہ مخواہ جا کر مرنے سے کیا فائدہ۔ اور نہ معلوم کیا کچھ سمجھاتا اور دور دراز کے لمبے
۴۰ ۔ منافقوں نے یہود وغیرہ سے کہا کہ گو ہم ظاہر میں مسلمان ہو گئے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے ساتھ ہو کر تم سے نہ لڑیں گے۔ بلکہ موقع ملا تو تمکو مدد دیں گے اور اس قسم کے کاموں میں تمہای بات مانیں گے۔

۔ یعنی اس وقت موت سے کیونکر بچیں گے۔ بیشک اس وقت نفاق کا مزہ چکھیں گے۔ ۴۱

۴۲ ۔ یعنی اللہ کی خوشنودی کا راستہ پسند نہ کیا۔ اسی راہ پر چلے جس سے وہ ناراض ہوتا تھا۔ اس لئے موت کے وقت یہ بھیانک سماں دیکھنا پڑا۔ اور اللہ نے ان کے کفر و طغیان کی بدولت سب عمل بیکار کر دیے۔ کسی عمل نے انکو دوسری زندگی میں فائدہ نہ پہنچایا۔
۴۳ ۔ یعنی منافقین اپنے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جو حاسدانہ عداوتیں اور کینے رکھتے ہیں، کیا یہ خیال ہے کہ وہ دلوں میں پنہاں ہی رہیں گے؟ اللہ انکو طشت از بام نہ کرے گا؟ اور مسلمان انکے مکر و فریب پر مطلع نہ ہوں گے؟ ہر گز نہیں۔ ان کا خبث باطن ضرور ظاہر ہو کر رہے گا اور ایسے امتحان کی بھٹی میں ڈالے جائیں گے
۴۴ ۔ یعنی اللہ چاہے تو تمام منافقین کو باشخاصہم معین کر کے آپ کو دکھلا دے اور نام بنام مطلع کر دے کہ مجمع میں فلاں فلاں آدمی منافق ہیں۔ مگر اسکی حکمت بالفعل اس دو ٹوک اظہار کو مقتضی نہیں۔ ویسے اللہ نے آپ کو اعلیٰ درجہ کا نور فراست دیا ہے کہ ان کے چہرے بشرے سے آپ پہچان لیتے ہیں اور آگے چل کر ان لوگوں کے طرز گفتگو سے
۴۵ ۔ یعنی بندوں سے کوئی بات چھپی رہے، ممکن ہے۔ مگر اللہ کے علم میں تمہارے سب کام ہیں خواہ کھل کر کرو یا چھپا کر۔

۴۶ ۔ یعنی جہاد وغیرہ کے احکام سے آزمائش مقصود ہے۔ اسی سخت آزمائش میں کھلتا ہے کہ کون لوگ اللہ کے راستہ میں لڑنے والے اور شدید ترین امتحانات میں ثابت قدم رہنے والے ہیں اور کون ایسے نہیں۔

۴۷ ۔ یعنی ہر ایک کے ایمان اور اطاعت و انقیاد کا وزن معلوم ہو جائے اور سب کے اندرونی احوال کی خبریں عملاً محقق ہو جائیں (تنبیہ) { حَتّٰى نَعْلَمَ } الخ سے جو شبہ حدوثِ علم کا ہوتا ہے اس کا مفصل جواب "پارہ سیقول" کے شروع میں { اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ } الخ کے حواشی میں ملاحظہ کیا جائے۔
۴۸ ۔ یعنی اپنا ہی نقصان کرتے ہیں، اللہ کا کیا نقصان ہے۔ نہ اسکے دین اور پیغمبر کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ وہ قدرت والا انکے سارے منصوبے غلط اور تمام کام اکارت کر دے گا اور سب کوششیں خاک میں ملا دے گا۔

۴۹ ۔ یعنی جہاد، یا اللہ کی راہ میں اور کوئی محنت و ریاضت کرنا اس وقت مقبول ہے جب اللہ و رسول کے حکم کے موافق ہو۔ محض اپنی طبیعت کے شوق یا نفس کی خواہش پر کام نہ کرو۔ ورنہ ایسا عمل یوں ہی بیکار ضائع ہو جائے گا۔ مسلمان کا کام نہیں کہ جو نیک کام کر چکا یا کر رہا ہے اسکو کسی صورت سے ضائع ہونے دے۔ نیک کام کو نہ بیچ میں
۵۰ ۔ یعنی کسی کافر کی اللہ کے ہاں بخشش نہیں۔ خصوصًا ان کافروں کی جو دوسروں کو خدا کے راستہ سے روکنے میں لگے ہوئے ہیں۔

۵۱ ۔ یعنی مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کے مقابلہ میں سست اور کم ہمت نہ بنیں اور جنگ کی سختیوں سے گھبرا کر صلح کی طرف نہ دوڑیں۔ ورنہ دشمن شیر ہو کر دباتے چلے جائیں گے اور جماعت اسلام کو مغلوب و رسوا ہونا پڑے گا ہاں کسی وقت اسلام کی مصلحت اور اہل اسلام کی بھلائی صلح میں نظر آئے تو اس وقت صلح کر لینے میں مضائقہ نہیں۔
۵۲ ۔ یعنی گھبرانے کی کچھ بات نہیں، اگر صبر و استقلال دکھاؤ گے اور خدا کے احکام پر ثابت قدم رہو گے تو خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تم کو آخر کار غالب کرے گا۔ اور کسی حالت میں بھی تم کو نقصان اور گھاٹے میں نہ رہنے دے گا۔

۵۳ ۔ یعنی آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت ایک کھیل تماشہ جیسی ہے ۔ اگر تم ایمان و تقویٰ اختیار کرو گے اور اس کھیل تماشہ سے ذرا بچ کر چلو گے۔ تو اللہ تمکو اس کا پورا بدلہ دے گا اور تمہارا مال بھی تم سے طلب نہیں کرے گا۔ اسے کیا حاجت ہے۔ وہ تو خود دینے والا ہے کمال قال { مَا اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ هُوَالرَّزَّاقُ
۵۴ ۔ یعنی اگر اللہ تعالٰی سختی کے ساتھ کل مال طلب کرنے لگے جو تم کو دے رکھا ہے تو کتنے مردان خدا ہیں جو کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے اس حکم پر لبیک کہیں گے۔ اکثر تو و ہی ہوں گے جو بخل اور تنگدلی کا ثبوت دیں گے اور مال خرچ کرنے کے وقت انکے دل کی خفگی باہر ظاہر ہو جائے گی۔
۔ یعنی ایک حصہ خدا کے دئے ہوئے مال کا اسکے راستہ میں اپنے نفع کی خاطر۔ ۵۵

۵۶ ۔ یعنی تمہارا دینا خود اپنے فائدہ کے لئے ہے۔ نہ دو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے اللہ کو تمہارے دینے نہ دینے کی کیا پروا۔

۵۷ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی مال خرچ کرنے کی جو تاکید سنتے ہو یہ نہ سمجھو کہ اللہ یا اس کا رسول مانگتا ہے۔ نہیں۔ یہ تمہارے بھلے کو فرماتا ہے۔ پھر ایک کے ہزار ہزار پاؤ گے۔ ورنہ اللہ کو اور اسکے رسول کو کیا پروا ہے۔
۵۸ ۔ یعنی اللہ تعالٰی جس حکمت و مصلحت سے بندوں کو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اس کا حاصل ہونا کچھ تم پر منحصر نہیں۔ فرض کیجئے تم اگر بخل کرو اور اسکے حکم سے روگردانی کرو گے۔ وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم کھڑی کر دے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہو گی۔ بلکہ نہایت فراخدلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اسکی راہ میں
۱ ۔ اس سورۃ کی مختلف آیات میں متعدد واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ بغرض سہولت فہم انکو مختصرًا یہاں لکھ دینا مناسب معلوم ہو تا ہے۔
(الف) آنحضرت نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ ہم مکہ میں امن و امان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے حلق
۲ ۔ "حُدیبیہ" کی صلح بظاہر ذلت و مغلوبیت کی صلح نظر آتی ہے۔ اور شرائط صلح پڑھ کر بادی النظر میں یہ ہی محسوس ہو تا ہے کہ تمام جھگڑوں کا فیصلہ کفار قریش کے حق میں ہوا۔ چنچہ حضرت عمر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی صلح کی ظاہری سطح دیکھ کر سخت محزون و مضطرب تھے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ اسلام کے چودہ
۳ ۔ یعنی صرف تقصیرات سے درگذر نہیں بلکہ جو کچھ ظاہری و باطنی اور مادی و روحی انعام و احسان اب تک ہو چکے ہیں انکی پوری تکمیل و تتمیم کی جائے گی۔

۴ ۔ یعنی تجھ کو ہدایت و استقامت کی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رکھے گا۔ معرفت و شہود کے غیر محدود مراتب پر فائز ہونے اور ابدان و قلوب پر اسلام کی حکومت قائم کرنے کی راہ میں تیرے لئے کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو سکے گی۔ لوگ جوق در جوق تیری ہدایت سے اسلام کے سیدھے راستہ پر آئیں گے۔ اور اس طرح تیرے اجوروحسنات کے ذخیرہ میں
۵ ۔ یعنی اللہ کی ایسی مدد آئے گی جسے کوئی نہ روک سکے گا نہ دبا سکے گا۔ اور اسی کی مدد سے فتح و ظفر تیرے قدموں کے ساتھ ساتھ ہو گی۔ سورۂ "نصر" میں فرمایا کہ جب خدا کی طرف سے مدد اور فتح آ جائے اور لوگ دین الٰہی میں فوج در فوج داخل ہونے لگیں تو اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس سے استغفار کیجئے۔ ظاہر ہے کہ اس فتح مبین پر بھی
۶ ۔ اطمینان اتارا۔ یعنی باوجود خلاف طبع ہونے کے رسول کے حکم پر جمے رہے۔ ضدی کافروں کے ساتھ ضد نہیں کرنے لگے۔ اسکی برکت سے انکے ایمان کا درجہ بڑھا اور مراتب عرفان و ایقان میں ترقی ہوئی۔ انہوں نے اول بیعت جہاد کر کے ثابت کر دیا تھا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ایمان کا ایک رنگ تھا اسکے بعد جب
۷ ۔ یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ کس وقت قتال کا حکم دینا تمہارے لئے مصلحت ہے اور کس موقع پر قتال سے باز رکھنا اور صلح کرنا حکمت ہے۔ تم کو اگر قتال کا حکم ہو تو کبھی کفار کی کثرت کا خیال کر کے پس و پیش نہ کرنا کیونکہ آسمان و زمین کے لشکروں کا مالک وہ ہی ہے جو تمہاری قلت کے باوجود اپنے غیبی لشکروں سے مدد کر سکتا ہے۔ جیسے
۸ ۔ جب حضور نے { اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا } الخ پڑھ کر سنائی تو انہوں نے آپکی خدمت میں مبارکباد عرض کی اور کہا یا رسول اللہ! یہ تو آپ کےلئے ہوا۔ ہمارے لئے کیا ہے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں یعنی اللہ نے اطمینان و سکینہ اتار کو مومنین کا ایمان بڑھایا۔ تا انہیں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت میں داخل کرے اور انکی برائیوں اور کمزوریوں

۹ ۔ بعض نقال صوفی یا کوئی مغلوب الحال بزرگ کہدیا کرتے ہیں کہ جنت طلب کرنا ناقصوں کا کام ہے، یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں یہ ہی بڑا کمال ہے۔

۱۰ ۔ یعنی مومنین کے دلوں میں صلح کی طرف سے اطمینان پیدا کر کے اسلام کی جڑ مضبوط کر دی اور اسلامی فتوحات و ترقیات کا دروازہ کھول دیا جو انجام کار سبب ہے کافروں اور منافقوں پر مصیبت ٹوٹنے اور انکو پوری طرح سزا ملنے کا۔
۱۱ ۔ "بُری اٹکلیں" یہ کہ مدینے سے چلتے وقت منافق (بجز ایک جُدّ بن قیس کے) مسلمانوں کے ساتھ نہیں آئے، بہانے کر کے بیٹھ رہے۔ دل میں سوچا کہ مڈبھیڑ تو ضرور ہو کر رہے گی۔ یہ مسلمان لڑائی میں تباہ ہوں گے۔ ایک بھی زندہ واپس نہ آئے گا۔ کیونکہ وطن سے دور ، فوج کم اور دشمن کا دیس ہو گا ہم کیوں انکے ساتھ اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں۔
۔ یعنی زمانہ کی گردش اور مصیبت کے چکر میں آ کر رہیں گے کہاں تک احتیاطیں اور پیش بندیاں کریں گے۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی وہ سزا دینا چاہے تو کون بچا سکتا ہے۔ خدائی لشکر ایک لمحہ میں پیس کر رکھ دے۔ مگر وہ زبردست ہونے کے ساتھ حکمت والا بھی ہے۔ حکمت الٰہی مقتضی نہیں کہ فورًا ہاتھوں ہاتھ ان کا استیصال کیا جائے۔

۱۴ ۔ یعنی آپ اللہ کے فرمانبرداروں کو خوشی اور نافرمانوں کو ڈر سناتے ہیں اور خود اپنے احوال بتلاتے ہیں جیسے { اِنَّا فَتَحْنَا } سے یہاں تک تینوں قسم کے مضمون آ چکے۔ اور آخرت میں بھی اپنی امت پر نیز انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دیں گے۔
۱۵ ۔ { تُعَزِّرُوْہُ } اور { تُوَقِّرُوْہُ } کی ضمیریں اگر اللہ کی طرف راجع ہوں تو اللہ کی مدد سے مراد اس کے دین اور پیغمبر کی مدد کرنا ہے اور اگر رسول کی طرف راجع ہوں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

۔ یعنی اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو۔ خواہ نمازوں کے ضمن میں یا نمازوں سے باہر۔ ۱۶

۱۷ ۔ لوگ حضور کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت کرتے تھے۔ اس کو فرمایا کہ نبی کےہاتھ پر بیعت کرنا گویا خدا سے بیعت کرنا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں نبی خدا ہی کی طرف سے بیعت لیتا ہے اور اسی کے احکام کی تعمیل و تاکید بیعت کے ذریعہ سے کراتا ہے۔ فہذا کما قال { مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ } (نساء رکوع۱۱) وکما قال { وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ
۱۸ ۔ یعنی بیعت کے وقت جو قول و قرار کیا ہے، اگر کوئی اسکو توڑے گا تو اپنا ہی نقصان کرے گا۔ اللہ و رسول کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ اسی کو عہد شکنی کی سزا ملے گی۔ اور جس نے استقامت دکھلائی اور اپنے عہدوپیمان کو مضبوطی کے ساتھ پورا کیا تو اس کا بدلہ بھی بہت پورا ملے گا۔
۱۹ ۔ مدینہ سے روانہ ہوتے وقت آپ نے اپنی روانگی کا اعلان کر دیا اور مسلمانوں کو ساتھ چلنے کے لئے ابھارا تھا۔ شاید قرائن سے آپ کو بھی لڑائی کا احتمال ہو۔ اس پر دیہاتی گنوار جنکے دلوں میں ایمان راسخ نہ ہوا تھا۔ جان چرا کر بیٹھ رہے اور آپس میں کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسی قوم کی طرف جائیں گے جو محمد کے گھر (مدینہ) میں آ کر انکے
۲۰ ۔ یعنی دل میں جانتے ہیں کہ یہ عذر بالکل غلط ہے اور استغفار کی درخواست کرنا بھی محض ظاہرداری کے لئے ہے، سچے دل سے نہیں۔ وہ دل میں اسکو گناہ سمجھتے ہیں نہ آپ پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

۲۱ ۔ یعنی ہر طرح کا نفع و نقصان اللہ کے قبضہ میں ہے جسکی مشیت و ارادہ کے سامنے کسی کا کچھ بس نہیں چلتا اسکو منظور نہیں تھا کہ تم کو اس سفر مبارک کی شرکت کے فوائد نصیب ہوں۔ نہ اب یہ منظور ہے کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں اس نے تمہاری حیلہ تراشی سےقبل ہی ہم کو ان جھوٹے اعذار پر مطلع کر دیا تھا۔ بہرحال اس نے ارادہ
۲۲ ۔ یعنی واقع میں تمہارے نہ جانے کا سبب یہ نہیں تھا جو بیان کر رہے ہو بلکہ تمہارا خیال یہ تھا کہ اب پیغمبر اور مسلمان اس سفر سے بچ کر واپس نہ آئیں گے۔ یہ ہی تمہاری دلی آرزو تھی اور یہ غلط اٹکل اور تخمینہ تمہارے دلوں میں خوب جم گیا تھا۔ اسی لئے اپنی حفاظت اور نفع کی صورت تم نے علیحدہ رہنے میں سمجھی۔ حالانکہ یہ صورت تمہارے

۲۳ ۔ یعنی جسکو وہ بخشنا نہ چاہے، میں کیسے بخشواؤں ہاں اسکی مہربانی ہو تو تم کو توبہ کی توفیق مل جائے اور بخشش ہو جائے۔ اس کی رحمت بہرحال غضب پر سابق ہے۔

۲۴ ۔ "حُدیبیہ" سے واپس ہو کر حضور کو "خیبر" پر چڑھائی کرنے کا حکم ہوا۔ یہاں غدار یہود آباد تھے جو بدعہدی کر کے جنگ "احزاب" میں کافر قوموں کو مدینہ پر چڑھا لائے تھےحق تعالٰی نے حضور کو خبر دی کہ وہ گنوار جو "حُدیبیہ" میں نہیں گئے، اب خیبر کے معرکے میں تمہارے ساتھ چلنے کو کہیں گے۔ کیونکہ وہاں خطرہ کم اور غنیمت کی
۲۵ ۔ یعنی اللہ نے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ محض یہ چاہتے ہو کہ ہمارا فائدہ نہ ہو۔ سب مال غنیمت بلاشرکت غیرے تمہارے ہی ہاتھ آ جائے۔

۲۶ ۔ یعنی بہت تھوڑی سمجھ ہے۔ احمق یہ نہں سمجھتے کہ مسلمانوں کے زہد و قناعت کا کیا حال ہے۔ کیا وہ مال کے حریص ہیں؟ جو تم پر حسد کریں گے؟ اور پیغمبر ازراہ حسد خدا پر جھوٹ بول دے گا؟ العیاذ باللہ۔

۲۷ ۔ یعنی ذرا صبر کرو۔ اس لڑائی میں تو نہیں جا سکتے، لیکن آگے بہت معرکے پیش آنے ہیں۔ بڑی سخت جنگجو قوموں سے مسلمانوں کے مقابلے ہوں گے جن کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک کہ وہ قومیں مسلمان ہو کر یا جزیہ وغیرہ دیکر اسلام کی مطیع ہو جائیں۔ اگر واقعی تم کو شوق جہاد ہے تو اس وقت میں آ کر داد شجاعت دینا اس
۲۸ ۔ یعنی جیسے پہلے "حُدیبیہ" جانے سے پیچھے ہٹ گئے تھے اگر آئندہ ان معرکوں سے پیچھے ہٹے تو اللہ سخت دردناک سزا دے گا شاید آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ملجائے۔

۔ یعنی جہاد ان معذور لوگوں پر فرض نہیں۔ ۲۹

۔ یعنی تمام امور اور معاملات میں عام ضابطہ یہ ہے۔ ۳۰

۳۱ ۔ وہ کیکر کا درخت تھا حُدیبیہ میں۔ غالبًا { لَقَدْ رَضِىِ اللهُ } فرمانے کی وجہ سے اسی بیعت کو "بیعت الرضوان" کہتے ہیں۔ شروع سورت میں اس کا مفصل قصہ گذر چکا۔

۳۲ ۔ یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا توکل، حسن نیت، صدق و اخلاص اور حُب اسلام وغیرہ۔ عمومًا مفسرین نے { مَافِيْ قُلُوْبِهِمْ } سے یہ ہی مراد لیا ہے۔ مگر ابو حیان کہتے ہیں کہ صلح اور شرائط صلح کی طرف سے دلوں میں جو رنج و اضطراب تھا وہ مراد ہے اور آگے { فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ } اس پر زیادہ چسپاں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔
۔ یعنی فتح خیبر جو حدیبیہ سے واپسی کے بعد فورًا مل گئ اور مال غنیمت بہت آیا جس سےصحابہ آسودہ ہو گئے۔ ۳۳

۔ یعنی اپنے زور و حکمت سے حدیبیہ کی کسر یہاں نکال دی۔ اور اسی طرح کا قصہ فتح مکہ اور حُنین میں ہوا۔ ۳۴

۔ یعنی آگے چل کر بیشمار غنیمتیں ملنے والی ہیں ان میں کا یہ ایک حصہ غزوہ خیبر میں دلوا دیا۔ ۳۵

۳۶ ۔ یعنی عام لڑائی نہ ہونے دی۔ اور حدیبیہ یا خیبر میں کفار کے ہاتھوں سے تم کو کچھ ضرر نہ پہنچنے دیا اور تمہاری غیبت میں تمہارے اہل و عیال وغیرہ پر کوئی دست درازی نہ کر سکا۔

۳۷ ۔ یعنی مسلمان سمجھیں کہ اللہ کی قدرت کیسی ہے اور ان کا درجہ ان کے ہاں کیا ہے اور یہ کہ اسی طرح آئندہ کے وعدے بھی پورے ہو کر رہیں گے۔

۳۸ ۔ یعنی اللہ کے وعدوں پر وثوق اور اسکی لا محدود قدرت پر بھروسہ ہو گا تو اور زیادہ طاعت و فرمانبرداری کی ترغیب ہو گی۔ یہ ہی سیدھی راہ ہے۔

۳۹ ۔ یعنی اس بیعت کے انعام میں فتح خبیر دی۔ اور مکہ کی فتح جو اس وقت ہاتھ نہ لگی وہ بھی مل ہی چکی ہے۔ کیونکہ اللہ نے اس کا وعدہ کر لیا اور فی الحقیقت عالم اسباب میں وہ نتیجہ اسی صلح حدیبیہ کا ہے۔

۴۰ ۔ یعنی لڑائی ہوتی تو تم ہی غالب رہتے اور کفار پیٹھ پھیر کر بھاگتے، کوئی مدد کر کے انکو آفت سے نہ بچا سکتا۔ مگر اللہ کی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ فی الحال صلح ہو جائے اور اسکی عظیم الشان برکات سے مسلمان مستفید ہوں۔
۴۱ ۔ یعنی جب اہل حق اور اہل باطل کا کسی فیصلہ کن موقع پر مقابلہ ہو جائے تو آخرکار اہل حق غالب اور اہل باطل مغلوب و مقہور کئے جاتے ہیں۔ یہ ہی عادت اللہ کی ہمیشہ سے چلی آتی ہے جس میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں ہاں یہ شرط ہے کہ اہل حق بہیات مجموعی پوری طرح حق پرستی پر قائم رہیں۔ اور بعض نے { وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيْلًا } کے معنی
۴۲ ۔ مشرکین کی کچھ ٹولیاں "حدیبیہ" پہنچی تھیں کہ موقع پا کر حضور کو شہید کر دیں یا اکیلے دکیلے مسلمان کو ستائیں چنانچہ کچھ چھیڑ چھاڑ بھی کی بلکہ ایک مسلمان کوقتل بھی کر ڈالا اور اشتعال انگیز کلمات بکتے پھرے۔ آخر صحابہ نے انکو زندہ گرفتار کر کے نبی کریم کے حضور میں پیش کر دیا۔ آپ نے انکو معاف فرما دیا اور کچھ انتقام
۔ یعنی انکی شرارتیں اور تمہارا عفو و تحمل سب کچھ اللہ دیکھ رہا ہے۔ ۴۳

۴۴ ۔ یعنی حرم کے اس حصہ تک قربانی کے جانور پہنچنے نہ دیے جہاں لیجا کر ذبح کرنے کا عام دستور اور معمول ہے۔ "حُدیبیہ" ہی میں رکے پڑے رہے۔

۴۵ ۔ یعنی کچھ مسلمان مرد و عورت جو مکہ میں مظلوم و مقہور تھے اور مسلمان انکو پوری طرح جانتے نہ تھے وہ لڑائی میں بے خبری سے پیس دیے جائیں گے۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو فی الحال لڑائی کا حکم دیدیا جاتا۔ لیکن ایسا ہوتا تو تم خود اس قومی نقصان پر متاسف ہوتے۔ اور کافروں کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ دیکھو! مسلمان مسلمانوں کو بھی نہیں
۴۶ ۔ یعنی اگر کفار مسلمانوں سے الگ ہوتے اور مسلمان ان میں رلے ملے نہ ہوتے تو تم دیکھ لیتے کہ ہم مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کو کیسی دردناک سزا دلواتے ہیں۔

۴۷ ۔ نادانی کی ضد یہ ہی کہ امسال عمرہ نہ کرنے دیا اور یہ کہ جو مسلمان مکہ سےہجرت کر جائے اسے پھر واپس بھیجدو۔ اگلے سال عمرہ کو آؤ تو تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہرو۔ اور ہتھیار کھلے نہ لاؤ صلح نامہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھو اور بجائے محمد رسول اللہ کے صرف محمد بن عبداللہ تحریر کرو۔ حضرت نے یہ سب باتیں قبول
۴۸ ۔ یعنی اللہ سے ڈر کر نافرمانی کی راہ سے بچے اور کعبہ کے ادب پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اور کیوں نہ رہتے۔ وہ دنیا میں خدائے واحد کے سچے پرستار اور کلمہ{ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ } کے زبردست حامل تھے ایک پکا موحد اور پیغمبر کا مطیع و وفادار ہی اپنے جذبات و رجحانات کو عین جوش و خروش کے وقت اللہ کی خوشنودی اور
۴۹ ۔ ابتدائے سورت میں ذکر ہو چکا ہے کہ مدینہ میں حضور نے خواب دیکھا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہوئے اور سر منڈا کر اور بال کترو ا کر حلال ہو رہے ہیں۔ ادھر اتفاق سے آپ کا قصد اسی سال عمرہ کا ہو گیا صحابہ نے عمومًا یہ خیا ل جما لیا کہ اسی سال ہم مکہ پہنچیں گے اور عمرہ ادا کریں گے۔ جس وقت صلح مکمل ہو کر حُدیبیہ سے واپسی ہوئی
۵۰ ۔ یعنی پھر اللہ نے اپنے علم محیط کے موافق واقعات کاسلسلہ قائم کیا۔ وہ جانتا تھا کہ خواب کی تعبیر ایک سال بعد ظاہر کرنے میں کس قدر مصالح ہیں جنکی تمہیں خبر نہیں۔ اس لئے خواب کا وقوع امسال نہ ہونے دیا اور اس کے وقوع سے قبل تم کو لگتے ہاتھ ایک اور فتح عنایت کر دی۔ یعنی فتح خیبر یا صلح حدیبیہ جسے صحابہ فتح مبین کہتےتھے جیسا
۵۱ ۔ یعنی اصول و فروع اور عقائد کے اعتبار سے یہ ہی دین سچا ہے اور یہ ہی راہ سیدھی ہے جو محمد رسول اللہ لے کر آئے۔

۵۲ ۔ اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سینکڑوں برس تک سب مذاہب پر غالب کیا اور مسلمانوں نے تمام مذاہب والوں پر صدیوں تک بڑی شان و شکوہ سے حکومت کی۔ اور آئندہ بھی دنیا کے خاتمہ کے قریب ایک وقت آنے والا ہے جب ہر چہار طرف دین بر حق کی حکومت ہو گی۔ باقی حجت و دلیل کے اعتبار سے تو دین اسلام ہمیشہ ہی غالب رہا کیا اور
۔ یعنی اللہ اس دین کی حقانیت کا گواہ ہے اور وہ ہی اپنے فعل سے اس کو حق ثابت کرنے والا ہے۔ ۵۳

۵۴ ۔ یعنی کافروں کے مقابلہ میں سخت مضبوط اور قوی، جس سے کافروں پر رعب پڑتا اور کفر سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔ قال تعالٰی { وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً } (توبہ رکوع۱۶) { وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ } (توبہ رکوع۱۰) وقال تعالٰی { اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ } (المائدہ رکوع۸) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ
۵۵ ۔ یعنی اپنے بھائیوں کے ہمدرد و مہربان، اُنکے سامنے نرمی سے جھکنے والے اور تواضع و انکسار سے پیش آنے والے "حدیبیہ" میں صحابہ کی یہ دونوں شانیں چمک رہی تھیں۔ { اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ }۔

۵۶ ۔ یعنی نمازیں کثرت سے پڑھتے ہیں۔ جب دیکھو رکوع و سجود میں پڑے ہوئے اللہ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ وظیفہ عبودیت ادا کر رہے ہیں۔ ریاء و نمود کا شائبہ نہیں۔ بس اللہ کے فضل اور اسکی خوشنودی کی تلاش ہے۔

۵۷ ۔ یعنی نمازوں کی پابندی خصوصًا تہجد کی نماز سے انکے چہروں پر خاص قسم کا نور اور رونق ہےگویا خشیت و خشوع اور حسن نیت و اخلاص کی شعاعیں باطن سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر کو روشن کر رہی ہیں۔ حضرت کے اصحاب اپنے چہروں کے نور اور متقیانہ چال ڈھال سے لوگوں میں الگ پہچانے جاتے تھے۔
۵۸ ۔ یعنی پہلی کتابوں میں خاتم الانبیاء کے ساتھیوں کی ایسی ہی شان بیان کی گئ تھی۔ چنانچہ بہت سے غیر متعصب اہل کتاب انکے چہرے اور طور و طریق دیکھ کر بول اٹھتے تھے کہ واللہ یہ تو مسیح کے حواری معلوم ہوتے ہیں۔

۵۹ ۔ حضرت شاہ صاحب کھیتی کی مثال کی تقریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "یعنی اول اس دین پر ایک آدمی تھا پھر دو ہوئے۔ پھر آہستہ آہستہ قوت بڑھتی گئ حضرت کے وقت میں پھر خلفاء کے عہد میں "بعض علماء کہتے ہیں کہ { اَخْرَجَ شَطْاَہ } میں عہد صدیقی { فَاٰزَرَہ } میں عہد فاروقی { فَاسْتَغْلَظَ } میں
۶۰ ۔ کھیتی کرنے والے چونکہ اس کام کے مبصر ہوتے ہیں اس لئے ان کا ذکرخصوصیت سے کیا۔ جب ایک چیز کا مبصر اسکو پسند کرے دوسرے کیوں نہ کریں گے۔

۶۱ ۔ یعنی اسلامی کھیتی کی یہ تازگی اور رونق و بہار دیکھ کر کافروں کے دل غیظ و حسد سے جلتے ہیں۔ اس آیت سے بعض علماء نے یہ نکالا کہ صحابہ سے جلنے والا کافر ہے۔

۶۲ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ وعدہ دیا انکو جو ایمان والے ہیں اور بھلے کام کرتےہیں۔ حضرت کے سب اصحاب ایسے ہی تھے۔ مگر خاتمہ کااندیشہ رکھا۔ حق تعالٰی بندوں کو ایسی صاف خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جائیں اس مالک سے اتنی شاباشی بھی غنیمت ہے"۔
١ ۔ یعنی جس معاملہ میں اللہ و رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو۔ اس کا فیصلہ پہلے ہی آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو۔ بلکہ حکم الٰہی کا انتظار کرو۔ جس وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ ارشاد فرمائیں خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ ان کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جرأت نہ کرو۔ جو حکم ادھر سے ملے اس پر بے چون
٢ ۔ یعنی اللہ و رسول کی سچی فرمانبرداری اور تعظیم اسی وقت میسر ہو سکتی ہے جب خدا کا خوف دل میں ہو۔ اگر دل میں ڈر نہیں تو بظاہر دعوائے اسلام کو نباہنے کے لئے اللہ و رسول کا نام باربار زبان پر لائے گا اور بظاہر انکے احکام کو آگے رکھے گا۔ لیکن فی الحقیقیت انکو اپنی اندرونی خواہشات و اغراض کی تحصیل کے لئے ایک حیلہ اور آلہ کار
٣ ۔ یعنی حضور کی مجلس میں شور نہ کرو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو، حضور کے ساتہ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے۔ آپ سےخطاب کرو تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتہ۔ دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد استاد سے، مخلص مرید پیر و
٤ ۔ یعنی جو لوگ نبی کی مجلس میں تواضع اور ادب و تعظیم سے بولتے ہیں اور نبی کی آواز کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ادب کی تخم ریزی کے لئے پرکھ لیا ہے اور مانجھ کر خالص تقویٰ و طہارت کے واسطے تیار کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتےہیں کہ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ
۔ یعنی اس اخلاص و حق شناسی کی برکت سے پچھلی کوتاہیاں معاف ہوں گی اور بڑا بھاری ثواب ملے گا۔ ۵

۶ ۔ بنی تمیم ملنے کو آئے، حضور حجرہ مبارک میں تشریف رکھتے تھے، وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے کہ { یا محمد اُخْرُجْ اِلَیْنَا } (اے محمد باہر آئیے) یہ بے عقلی اور بے تہذیبی کی بات تھی۔ رسول اللہ کے مرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ کیا معلوم ہے اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ یا کسی اور مہم کام میں مشغول ہوں۔ آپ کی ذات منبع البرکات
٧ ۔ اکثر نزاعات و مناقشات کی ابتداء جھوٹی خبروں سے ہوتی ہے ۔ اس لئے اول اختلاف و تفریق کے اسی سرچشمہ کر بند کرنے کی تعلیم دی۔ یعنی کسی خبرکو یوں ہی بے تحقیق قبول نہ کرو۔ فرض کیجئے ایک بے راہ رو اور تکلیف دہ آدمی نے اپنے کسی خیال اور جذبہ سے بے قابو ہو کر کسی قوم کی شکایت کی۔ تم محض اسکے بیان پر اعتماد کر کے
٨ ۔ یعنی اگر رسول اللہ تمہاری کسی خبر یا رائے پر عمل نہ کریں تو برا نہ مانو۔ حق لوگوں کی خواہشوں یا رایوں کا تابع نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہو تو زمین و آسمان کا سارا کارخانہ ہی درہم برہم ہو جائے۔ کما قال تعالٰی { وَلَوِاتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَاءَھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ } (المؤمنون رکوع۴) الغرض خبروں کی تحقیق کیا کرو اور حق کو اپنی خواہش اور رائے کے
١٠ ۔ یعنی وہ سب کی استعداد کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اپنی حکمت سے وہ احوال و مقامات مرحمت فرماتا ہے جو اسکی استعداد کے مناسب ہوں۔

٩ ۔ یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ پیغمبر علیہ الصوٰۃ والسلام تمہاری ہر بات مانا کریں تو بڑی مشکل ہوتی لیکن اللہ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے مومنین قانتین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنادیا، اور کفر و معصیت کی نفرت ڈال دی جس سے وہ ایسی بیہودگی کے پاس بھی نہیں جا سکتے۔ جس مجمع میں اللہ کا رسول جلوہ افروز ہو وہاں کسی کی
١١ ۔ یعنی ان تمام پیش بندیوں کے باوجود اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو پوری کوشش کرو کہ اختلاف رفع ہو جائے اس میں اگر کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے پر چڑھا چلا جائے اور ظلم و زیادتی ہی پر کمر باندھ لے تو یکسو ہو کر نہ بیٹھ رہو، بلکہ جس کی زیادتی ہو سب مسلمان ملکر اس سے لڑائی کریں۔ یہاں تک کہ وہ
١٢ ۔ یعنی صلح اور جنگ کی ہر ایک حالت میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی لڑائی یا دو بھائیوں کی مصالحت ہے۔ دشمنوں اور کافروں کی طرح برتاؤ نہ کیا جائے۔ جب دو بھائی آپس میں ٹکرا جائیں تو یوں ہی انکے حال پر نہ چھوڑ دو۔ بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری کوشش کرو۔ اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بیجا طرفداری
١٣ ۔ اول مسلمانوں میں نزاع و اختلاف کو روکنے کی تدابیر بتلائی تھی۔ پھر بتلایا کہ اگر اتفاقًا اختلاف رونما ہو جائے تو پرزور اور مؤثر طریقہ سے اس کو مٹایا جائے۔ لیکن جب تک نزاع کا خاتمہ نہ ہو کوشش ہونی چاہئے کہ کم از کم جذبات منافرت و مخالفت زیادہ تیز اور مشتعل نہ ہونے پائیں۔ عمومًا دیکھا جاتا ہے کہ جہاں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں
١٤ ۔ یعنی کسی کو برا نام ڈالنے سے آدمی خود گنہگار ہو تا ہے۔ اُسے تو واقع میں عیب لگا یا نہ لگا لیکن اس کا نام بدتہذیب، فاسق گنہگار، مرد آزار پڑ گیا۔ خیال کرو۔ "مومن" کے بہترین لقب کے بعد یہ نام کیا اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب ایک شخص ایمان لا چکا اور مسلمان ہو گیا اسکو مسلمانی سے پہلے کی باتوں پرطعن دینا یا اس وقت
١۵ ۔ یعنی جو پہلے ہو چکا ہو چکا اب توبہ کر لو۔ اگر یہ احکام و ہدایات سننے کے بعد بھی ان جرائم سے توبہ نہ کی تو اللہ کے نزدیک اصلی ظالم یہ ہی ہوں گے۔

١۶ ۔ اختلاف و تفریق باہمی کے بڑھانے میں ان امور کو خصوصیت سے دخل ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ مخالف کی کوئی بات ہو اس کا محل اپنے خلاف نکال لیتا ہے ۔ اس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں اور اور صرف ایک پہلو برائی کا نکلتا ہو۔ ہمیشہ اس کی طبیعت برے

۱۷ ۔ یعنی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کاگوشت نوچ نوچ کر کھائے۔ کیا اس کو کوئی انسان پسندکرے گا؟ بس سمجھ لو غیبت اس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے۔

۱۸ ۔ یعنی ان نصیحتوں پر کاربند وہ ہی ہو گا جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو۔ یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ چاہئے کہ ایمان و اسلام کا دعوٰی رکھنے والے واقعی طور پر اس خداوند قہار کے غضب سے ڈریں اور ایسی ناشائستہ حرکتوں کے قریب نہ جائیں۔ اگر پہلے کچھ غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہوئی ہوں، اللہ کے سامنے صدق دل سے توبہ کریں وہ اپنی مہربانی
۱۹ ۔ اکثر غیبت، طعن و تشنیع اور عیب جوئی کا منشاء کبر ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے، اس کو بتلاتے ہیں کہ اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا یا معزز و حقیر ہونا ذات پات اور خاندان و نسب سے تعلق نہیں رکھتا۔
۲۰ ۔ یعنی تقویٰ اور ادب اصل میں دل سے ہے۔ اللہ ہی کو خبر ہے کہ جو شخص ظاہر میں متقی اور مؤدب نظر آتا ہے وہ واقع میں کیسا اور آئندہ کیسا رہے۔ انما العبرۃ للخواتیم۔

۲۱ ۔ یہاں یہ بتلاتےہیں کہ ایمان و یقین جب پوری طرح دل میں راسخ ہو جائے اور جڑ پکڑ لے اس وقت غیبت اور عیب جوئی وغیرہ کی خصلتیں آدمی سے دور ہو جاتی ہیں۔ جو شخص دوسروں کے عیب ڈھونڈھنے اور آزار پہنچانے میں مبتلا ہو، سمجھ لو ابھی تک ایمان اسکے دل میں پوری طرح پیوست نہیں ہوا ایک حدیث میں ہے ۔{ یَامَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِہٖ
۲۲ ۔ یعنی اب بھی اگر فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرو گے تو پچھلی کمزوریوں کی وجہ سے تمہارے کسی عمل کے ثواب میں کمی نہ کرے گا۔

۲۳ ۔ یعنی سچے مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ اللہ و رسول پر پختہ اعتقاد رکھتا ہو اور انکی راہ میں ہر طرح جان و مال سے حاضر رہے۔

۲۴ ۔ یعنی اگر واقع سچا دین اور پورا یقین تم کو حاصل ہے تو کہنے سے کیا ہو گا جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے۔

۲۵ ۔ بعض گنوار آ کر کہتے تھے کہ دیکھئے ہم تو بدون لڑے بھڑے مسلمان ہو گئے، گویا احسان جتلاتے تھے، اس کا جواب آگے دیتے ہیں۔

۲۶ ۔ یعنی اگر واقعی تم دعوئے اسلام و ایمان میں سچے ہو تو یہ تمہارا احسان نہیں۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ایمان کی طرف آنے کا راستہ دیا اور دولت اسلام سےسرفراز کیا۔ اگر سچی بات کہو تو واقعہ اس طرح ہے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "نیکی اپنے ہاتھ سے ہو، اپنی تعریف نہیں، رب کی تعریف ہے جس نے وہ نیکی کروائی"۔ گویا خاتمہ
۲۷ ۔ یعنی دلوں کے بھید اور ظاہر کا عمل سب کو خدا جانتا ہے۔ اسکے سامنے باتیں نہ بناؤ۔
تم سورۃ الحجرات بعون اللہ وحسن توفیقہ فلہ الحمد والمنہ۔

ا ۔ یعنی قرآن کی بزرگی اور عظمت شان کا کیا کہنا جس نے آ کر سب کتابوں کو منسوخ کر دیا اور اپنی اعجازی قوت اور لامحدود اسرار و معارف سے دنیا کو محو حیرت بنا دیا۔ یہ ہی بزرگی والا قرآن بذات خود شاہد ہے کہ اسکے اندر کوئی نقص و عیب نہیں نہ کہیں انگلی رکھنے کی جگہ ہے، لیکن منکرین پھر بھی اسکو قبول نہیں کرتے اس لئے نہیں کہ
۲ ۔ یعنی ساری مٹی نہیں ہو جاتی جان سلامت رہتی ہے اور بدن کے اجزاء تحلیل ہو کر جہاں کہیں منتشر ہو گئے ہیں وہ سب اللہ کے علم میں ہیں۔ اسکو قدرت ہے کہ ہر جگہ سے اجزائے اصلیہ کو جمع کر کے ڈھانچہ کھڑا کر دے اور دوبارہ اس میں جان ڈال دے۔
۳ ۔ یعنی یہ نہیں کہ آج سے معلوم ہے بلکہ ہمارا علم قدیم ہے حتٰی کہ ان میں قبل وقوع ہی سب اشیاء کے سب حالات ایک کتاب میں جو "لوح محفوظ" کہلاتی ہے لکھ دیے تھے اور ابتک ہمارے پاس وہ کتاب موجود چلی آتی ہے۔ پس اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یوں ہی سمجھ لے وہ دفتر جس میں سب کچھ لکھا ہے حق تعالٰی کے سامنے حاضر
۴ ۔ یعنی صرف تعجب نہیں بلکہ کھلی ہوئی تکذیب ہے۔ حضرت کی نبوت، قرآن اور بعث بعدالموت، ہر چیز کو جھٹلاتے ہیں اور عجب الجھی ہوئی باتیں کرتے ہیں۔ بیشک جو شخص سچی باتوں کو جھٹلاتا ہے اسی طرح شک و اضطراب اور تردد و تحیر کی الجھنوں میں پڑ جایا کرتا ہے۔
۵ ۔ یعنی آسمان کو دیکھ لو، نہ بظاہر کوئی کھمبا نظر آتا ہے نہ ستون اتنا بڑا عظیم الشان جسم کیسا مضبوط و مستحکم کھڑا ہے۔ اور رات کو جب اس پر ستاروں کی قندیل اور جھاڑ فانوس روشن ہوتے ہیں تو کس قدر پررونق اور خوبصورت نظر آتا ہے ۔ پھر لطف یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں برس گذر گئے نہ اس چھت میں کہیں سوراخ ہوا، نہ کوئی

۶ . یعنی جو آدمی خدا کی طرف رجوع ہو محض ان ہی محسوسات کے دائرہ میں الجھ کر نہ رہ جائے اس کے لئے آسمان و زمین کی تخلیف و تنظیم میں دانائی و بینائی کے کتنے سامان ہیں جن میں ادنٰی غور کرنے سے صحیح حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔ اور بھولے ہوئے سبق اسکو یاد آ سکتے ہیں۔ پھر خدا جانے ایسی روشن نشانیوں کی موجودگی میں بھی یہ
. اناج وہ ہے جس کے ساتھ اس کا کھیت بھی کٹ جائے اور باغ پھل ٹوٹ کر قائم رہتا ہے۔ ۷

. یعنی بڑی کثرت اور افراط سے جن کا خوشہ دیکھنے میں بھی بھلا معلوم ہو تا ہے۔ ۸

. یعنی بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح قیامت کے دن مردے زندہ کر دیے جائیں گے۔ ۹

. ان اقوام کے قصے سورۂ حجر ، فرقان، دخان وغیر ہ میں گذر چکے ہیں۔ ۱۰

. یعنی تکذیب انبیاء پر جس انجام سے ڈرایا گیا تھا وہ ہی سامنے آ کر رہا۔ ۱۱

۱۲ . یعنی دوبارہ نئے سرے سے پیدا کرنے میں انہیں فضول دھوکا لگ رہا ہے۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا اسے دوسری مرتبہ پیدا کر دینا کیامشکل ہے؟ کیا یہ گمان کرتے ہو کہ (معاذ اللہ) وہ پہلی دفعہ دنیا کو بنا کر تھک گیاہو گا؟ اس قادر مطلق کی نسبت ایسے توہمات قائم کرنا سخت جہالت اور گستاخی ہے۔
۱۳ . یعنی اسکے ہر قول و فعل سے ہم خبردار ہیں حتٰی کہ جو وساوس و خطرات اسکے دل میں گذرتے ہیں ان کا بھی ہم کو علم ہے۔ { اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ }۔

۱۴ . گردن کی رگ مراد ہے جسے "شہ رگ" کہتےہیں اور جس کے کٹنے سے انسان مر جاتا ہےشاید یہ کنایہ ہو جان اور روح سے مطلب یہ ہوا کہ ہم (باعتبار علم کے) اسکی روح اور نفس سے بھی نزدیک تر ہیں۔ یعنی جیساعلم انسان کو اپنے احوال کا ہے ہم کو اس کا علم خود اس سے بھی زیادہ ہے۔ نیز علت اور منشاء کو معلول اور ناشی کے ساتھ وہ قرب
۱۵ . یعنی دو فرشتے خدا کے حکم سے ہر وقت اُس کی تاک میں لگے رہتے ہیں جو لفظ اُس کے منہ سے نکلے وہ لکھ لیتے ہیں . نیکی داہنے والا اور بدی بائیں والا۔

۱۶ . یعنی لکھنے کو تیار ہے (تنبیہ) دونوں فرشتے کہاں رہتے ہیں؟ اور علاوہ اقوال کے کیا کچھ لکھتے ہیں؟ اس کی تفصیل احادیث و آثار سے ملے گی۔

۱۷ . یعنی لو! ادھر مِسل تیار ہوئی، اُدھر موت کی گھڑی آ پہنچی . اور مرنے والا نزع کی بیہوشیوں اور جان کنی کی سختیوں میں ڈبکیاں کھانے لگا۔ اس وقت وہ سب سچی باتیں نظر آنا شروع ہو گئیں۔ جن کی خبر اللہ کے رسولوں نے دی تھی۔ اور میت کی سعادت و شقاوت سے پردہ اٹھنے لگا۔ اور ایساپیش آنا قطعی اور یقینی تھا۔ کیونکہ حکیم مطلق کی بہت
۱۸ . یعنی آدمی نے موت کو بہت کچھ ٹلانا چاہا اور اس ناخوشگوار وقت سے بہت کچھ بھاگتا اور کتراتا رہا پر یہ گھڑی ٹلنے والی کہاں تھی۔ آخر سر پر آ کھڑی ہوئی کوئی تدبیر اور حیلہ دفع الوقتی کا نہ چل سکا۔

۱۹ . چھوٹی قیامت تو موت کے وقت ہی آ چکی تھی۔ اُسکے بعد بڑی قیامت حاضر ہے۔ بس صور پھونکا گیا اور وہ ہولناک دن آ موجود ہوا جس سے انبیاء و رسل برابر ڈراتے چلے آتے تھے۔

۲۰ . یعنی محشر میں اس طرح حاضر کئے جائیں گے کہ ایک فرشتہ پیشی کے یدان کے طرف دھکیلتا ہو گا اور دوسرا اعمالنامہ لئے ہو گا جس میں اسکی زندگی کے سب احوال درج ہوں گے۔ شاید یہ وہ ہی دو فرشتے ہوں جو "کرامًا کاتبین" کہلاتےہیں اور جنکی نسبت فرمایا تھا { اِذْیَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیَانِ } الخ اور ممکن ہے کوئی اور ہوں۔ واللہ اعلم۔

۲۱ ۔ یعنی اس وقت کہا جائے گا کہ دنیا کے مزوں میں پڑ کر تو آج کے دن سے بیخبر تھا اور تیری آنکھوں کے سامنے شہوات و خواہشات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا، پیغمبر جو سمجھاتے تھے تجھے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا آج ہم نے تیری آنکھ سے وہ پردے ہٹا دیے اور نگاہ خوب تیز کر دی۔ اب دیکھ لے جو باتیں کہی گئ تھیں۔ صحیح ہیں یا غلط
۲۲ ۔ یعنی فرشتہ اعمالنامہ حاضر کرے گا۔ اور بعض نے "قرین" سے مراد شیطان لیا ہے۔ یعنی شیطان کہے گا کہ یہ مجرم حاضر ہے جسکو میں نے اغواء کیا اور دوزخ کے لئے تیار کر کے لایا ہوں۔ مطلب یہ کہ اغواء تو میں نے کیا۔ مگر میرا ایسا زور و تسلط نہ تھا کہ زبردستی اس کو شرارت میں ڈال دیتا۔ یہ اپنے ارادے و اختیار سے گمراہ ہوا۔

۔ بارگاہ ایزدی سے یہ حکم دو فرشتوں کو ہوگا کہ ایسے لوگوں کو جہنم میں جھونک دو ۔اعاذنا اللہ منہا۔ ۲۳

۔ یعنی ایسے لوگ جہنم میں سخت ترین عذاب کے مستحق ہیں۔ ۲۴

۲۵ ۔ یعنی میری کچھ زبردستی اس پر نہ چلتی تھی۔ ذرا شہ دی تھی کہ یہ کمبخت خود گمراہ ہو کر نجات و فلاح کے راستہ سے دور جا پڑا۔ شیطان یہ کہہ کر اپنا جرم ہلکا کرناچاہتا ہے۔

۲۶ ۔ یعنی بک بک مت کرو۔ دنیا میں سب کو نیک و بد سے آگاہ کردیا گیا تھا۔ اب ہر ایک کو اُس کے جرم کے موافق سزا ملے گی جو گمراہ ہوا اور جس نے اغواء کیا، سب اپنی حرکتوں کا خمیازہ بھگتیں گے۔

۲۷ ۔ یعنی ہمارے یہاں ظلم نہیں۔ جو کچھ فیصلہ ہو گا عین حکمت اور انصاف سے ہو گا۔ "اور بات نہیں بدلتی" یعنی کافر بخشا نہیں جاتا بھلا شیطان اکفر کی بخشش تو کہاں۔

۲۸ ۔ یعنی دوزخ کا پھیلاؤ اس قدر لوگوں سے نہ بھرے گا اور شدت غیظ سے اور زیادہ کافروں اور نافرمانوں کو طلب کرے گی۔

۔ یعنی جنت اُن سے دور نہ ہو گی، بہت قریب سے اُس کی تروتازگی اور بناؤ سنگار دیکھیں گے۔ ۲۹

۳۰ ۔ یعنی جنہوں نے دنیا میں خدا کو یاد رکھا اور گناہوں سے محفوظ ہو کر اس کی طرف رجوع ہوئے، اور بے دیکھے اسکے قہر و جلال سے ڈرے اور ایک پاک و صاف رجوع ہونے والا دل لے کر حاضر ہوئے اس جنت کا وعدہ ایسے لوگوں سے کیا گیا تھا۔ وقت آ گیا ہے کہ سلامت و عافیت کے ساتھ اُس میں داخل ہوں۔ فرشتے اُنکو سلام کریں اور اُنکے
۳۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں اُس دن جس کو جو کچھ ملا وہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس سے پہلے ایک بات پر ٹھہراؤ نہ تھا۔

۳۲ ۔ یعنی جو چاہیں گے وہ ملے گا اور اس کے علاوہ وہ نعمتیں ملیں گی جو اُن کے خیال میں بھی نہیں۔ مثلًا دیدار الٰہی کی لذت بے قیاس اور ممکن ہے{ وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ } سے یہ غرض ہو کہ ہمارے پاس بہت ہیں جنتی کتنا ہی مانگیں سب دیا جائے گا۔ اللہ کے ہاں اتنا دینے پر بھی کوئی کمی نہیں آتی۔ نہ اسکے لئے کوئی رکاوٹ ہے۔ پس اتنی بے حساب و بے
۳۳ ۔ پہلے کفار کی تعذیب اُخروی کا بیان تھا۔ درمیان میں اُن کے مقابلہ پر اہل جنت کے تنعم کا ذکر کیا تھا۔ اب پھر کفار کی سزادہی کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ہم کتنی شریر و سرکش قوموں کو تباہ کر چکے ہیں جو زور و قوت میں موجودہ اقوام کفار سے بڑھ چڑھ کر تھیں۔ اور جنہوں نے بڑے بڑے شہر چھان مارے تھے۔ پر جب
۳۴ ۔ یعنی ان عبرتناک واقعات میں غوروفکر کر کے وہ ہی لوگ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں جنکے سینہ میں سمجھنے والا دل ہو کہ ازخود ایک بات کو سمجھ، یا کم از کم کسی سمجھانے والے کے کہنے پر دل کو حاضر کر کے کان دھریں۔ کیونکہ یہ بھی ایک درجہ ہے کہ آدمی خود متنبہ نہ ہو تو دوسرے کے متنبہ کرنے پر ہشیار ہو جائے جو شخص نہ خود
۔ اس کا بیان پہلےکئ جگہ گذر چکا ہے۔ ۳۵

۳۶ ۔ جب پہلی مرتبہ بنانے سے نہ تھکے تو دوسری مرتبہ کیوں تھکیں گے اور تباہ و برباد کر دینا تو بنانے سے کہیں آسان ہے۔

۳۷ ۔ یعنی ایسی موٹی باتوں کو یہ لوگ نہ سمجھیں تو آپ غمگین نہ ہوں۔ بلکہ ان کی بیہودہ بکواس پر صبر کرتے رہیں۔ اور اپنے پروردگار کی یاد میں دل لگائے رکھیں جو تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کے بنانے اور بگاڑنے کی قدرت رکھتا ہے۔
۳۸ ۔ یہ وقت اللہ کی یاد کے ہیں ان میں دعاء اور عبادت بہت قبول ہوتی ہے ۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں آپ پر تین ہی نمازیں فرض تھی۔ فجر، عصر اور تہجد بہرحال اب بھی ان تین وقتوں کو خصوصی فضل و شرف حاصل ہے۔ نماز یا ذکر و دعاء وغیرہ سے ان اوقات کو معمور رکھنا چاہئے۔ حدیث میں ہے { علیکم بالغدوۃ
۔ یعنی نماز کے بعد کچھ تسبیح و تہلیل کرنا چاہئے۔ یا نوافل مراد ہوں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ ۳۹

۴۰ ۔ کہتے ہں صور پھونکا جائے گا بیت المقدس کے پتھر پر۔ اس لئے نزدیک کہا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اُس کی آواز ہر جگہ نزدیک لگے گی اور سب کو یکساں سنائی دے گی۔ باقی صور پھونکنے کے سوا اور بھی ندائیں حق تعالیٰ کی طرف سے اس روز ہوں گی بعض نے آیت سے وہ مراد لی ہیں۔ مگر ظاہر نفخہ صور ہے واللہ اعلم۔
۔ یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زمین سے نکل کھڑے ہوں گے۔ ۴۱

۴۲ ۔ یعنی بہرحال موت و حیات سب خدا کے ہاتھ میں ہے اور ہر پھر کر آخر کار اُسی کی طرف سب کو جانا ہے بچ کر کوئی نہیں نکل سکتا۔

۴۳ ۔ یعنی زمین پھٹے گی اور مردے اس سے نکل کر میدان حشر کی طرف جھپٹیں گیں۔ خدا تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں اکھٹا کر دے گا۔ اور ایسا کرنا اُس کو کچھ مشکل نہیں۔

۴۴ ۔ یعنی جو لوگ حشر کا انکار کرتے اور واہی تباہی کلمات بکتے ہیں بکنے دو۔ اور ان کا معاملہ ہمارے سپرد کرو۔ ہم کو سب معلوم ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ آپ کا یہ منصب نہیں کہ زور زبردستی سے ہر ایک کو یہ باتیں منوا کر چھوڑیں۔ ہاں قرآن سنا سنا کر بالخصوص اُنکو نصیحت اور فہمائش کرتے رہئے۔ جواللہ کے ڈرانے سے ڈرتے ہیں۔ ان معاندین کے

۱ ۔ یعنی اوّل زور کی ہوائیں اور آندھیاں چلتی ہیں جن سے غبار وغیرہ اڑتا ہے اور بادل بنتے ہیں، پھر ان میں پانی بنتا ہے۔ اس بوجھ کو اٹھائے پھرتی ہیں۔ پھر برسنے کے قریب نرم ہوا چلتی ہے پھر اللہ کے حکم کے موافق بارش میں جس جگہ کا جتنا حصہ ہوتا ہے وہ تقسیم کرتی ہیں۔ ان ہواؤں کی اللہ قسم کھاتا ہے ۔ بعض علماء نے "ذاریات" سے ہوائیں

۲ ۔ یعنی یہ ہواؤں اور بارش وغیرہ کا نظام شاہد ہے کہ آخرت کا وعدہ سچا، اور انصاف ہونا ضروری ہے۔ جب اس دنیا میں ہوا تک بے نتیجہ نہیں چلتی تو کیا اتنا بڑا کارخانہ یوں ہی بے نتیجہ چل رہا ہے؟ یقیناً اس کا کوئی عظیم الشان انجام ہوگا۔ اسی کو آخرت کہتے ہیں۔
۳ ۔ یعنی صاف و شفاف، خوبصورت، مضبوط اور پررونق آسمان کی قسم جس پر ستاروں کا جال بچھا ہوا معلوم ہوتا ہے اور جس پر ستاروں کی اور فرشتوں کی راہیں پڑی ہوئی ہیں۔

۴ ۔ یعنی قیامت اور آخرت کی بات میں خواہ مخواہ جھگڑے ڈال رکھے ہیں۔ اس کو وہ ہی تسلیم کرے گا جسے بارگاہ ربوبیت سے کچھ تعلق ہو۔ جو شخص راندہ درگاہ ہے اور خیروسعادت کے راستوں سے پھیر دیا گیا ہے وہ اس چیز کے تسلیم اور قبول کرنے سے ہمیشہ باز رہے گا۔ حالانکہ اگر صرف آسمان کے نظم و نسق میں غور کرے تو یقین ہو جائے

۵ ۔ یعنی دین کی باتوں میں اٹکلیں دوڑاتے ہیں اور محض اپنے ظن و تخمین سے قطعیات کو رد کرتے ہیں۔

۶ ۔ یعنی دنیا کے مزوں نے آخرت سے اور خدا سے غافل کررکھا ہے۔

۷ ۔ یعنی انکار اور ہنسی کے طور پر پوچھتے ہیں کہ ہاں صاحب! وہ انصاف کا دن کب آئیگا؟ آخر اتنی دیر کیوں ہورہی ہے؟

۸ ۔ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو جواب دیا گیا۔ یعنی ذرا صبر کرو۔ وہ دن آیا چاہتا ہے۔ جب تم آگ میں الٹے سیدھے کئے جاوگے۔ اور خوب جلا تپاکر کہا جائے گا کہ لو! اب اپنی شرارت اور استہزاء کا مزہ چکھو۔ جس دن کی جلدی مچارہے تھے وہ آگیا۔

۱۰ ۔ یعنی دنیا سے نیکیاں سمیٹ کر لائے تھے۔ آج ان کا نیک پھل مل رہا ہے۔ آگے ان نیکیوں کی قدرے تفصیل ہے۔

۹ ۔ یعنی خوشی خوشی ان نعمتوں کو قبول کرتے ہیں جو ان کے پروردگار نے ارزانی فرمائی ہیں۔

۱۱ ۔ یعنی رات کا اکثر حصہ عبادت الہٰی میں گذارتے اور سحر کے وقت جب رات ختم ہونے کو آتی اللہ سے اپنی تقصیرات کی معافی مانگتے کہ الہٰی حق عبودیت ادا نہ ہوسکا۔ جو کوتاہی رہی اپنی رحمت سے معاف فرما دیجئے۔ کثرت عبادت ان کو مغرور نہ کرتی تھی۔ بلکہ جس قدر بندگی میں ترقی کرتے جاتے خشیت و خوف بڑھتا جاتا تھا۔
۱۲ ۔ "ہارا ہوا" وہ جو محتاج ہے اور مانگتا نہیں پھرتا۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے (زکوٰۃ کے علاوہ) اپنے مال میں اپنی خوشی سے سائلوں اور محتاجوں کا حصہ مقرر کررکھا تھا جو التزام کی وجہ سے گویا ایک حق لازم سمجھا گیا۔

۱۳ ۔ یعنی یہ شب بیداری، استغفار اور محتاجوں پر خرچ کرنا اس یقین کی بناء پر ہونا چاہیئے کہ خدا موجود ہے اور اس کے ہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی۔ اور یہ یقین وہ ہے جو آفاقی و انفسی آیات میں غور کرنے سے بسہولت حاصل ہوسکتا ہے۔ انسان اگر خود اپنے اندر یا روئے زمین کے حالات میں غوروفکر کرے تو بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ سکتا
۱۴ ۔ یعنی سائلوں اور محتاجوں پر خرچ کرنے سے اس لئے نہیں ڈرنا چاہیئے کہ خرچ کرکے ہم کہاں سے کھائیں گے۔ اور نہ خرچ کرکے ان مساکین پر احسان جتلائے کیونکہ تمہاری سب کی روزی اور اجروثواب کے جو وعدے کئے گئے ہیں آسمان والے کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر ایک کی روزی پہنچ کر رہے گی کسی کے روکے نہیں رک سکتی۔ اور خرچ کرنے
۱۵ ۔ یعنی جیسے اپنے بولنے میں شبہ نہیں، ویسا ہی اس کلام میں شبہ نہیں۔ یقیناً روزی پہنچ کر رہیگی، قیامت قائم ہوگی۔ آخرت آکر رہیگی، اور خدا کے وعدے ضرور پورے ہونگے۔ آگے { وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ } کی مناسبت سے حضرت ابراہیم کی مہمان نوازی کا قصہ سناتے ہیں جو تمہید ہے لوط کے قصہ کی۔ دونوں قصوں سے یہ بھی ظاہر
۱۶ ۔ یعنی فرشتے تھے جن کو ابراہیم اول انسان سمجھے ان کی بڑی عزت کی اور اللہ کے ہاں تو فرشتے معزز ومکرم ہیں ہی۔ کما قال { بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ }۔

۱۷ ۔ یعنی سلام کا جواب سلام سے دیا اور دل میں یا آپس میں کہا کہ یہ لوگ کچھ اوپرے سے معلوم ہوتے ہیں۔

۱۸ ۔ یعنی نہایت اہتمام سے مہمانی شروع کردی اور نہایت مہذب و شائستہ پیرایہ میں کہا کہ کیوں حضرات! تم کھانا نہیں کھاتے؟ وہ فرشتے تھے، کھاتے کس طرح۔ آخر ابراہیم سمجھے کہ یہ آدمی نہیں ہیں۔

۱۹ ۔ یہ قصہ سورۃ "ہود" اور "حجر" میں گذرچکا ہے۔ وہاں تفصیل ملاحظہ کرلی جائے۔

۲۰ ۔ حضرت سارہ حضرت ابراہیم کی بیوی ایک طرف گوشہ میں کھڑی سن رہی تھیں۔ لڑکے کی بشارت سن کر چلاتی ہوئی دوسری طرف متوجہ ہوئیں اور تعجب سے پیشانی پر ہاتھ مار کرکہنے لگیں کہ (کیا خوب) ایک بڑھیا بانجھ جس کے جوانی میں اولاد نہ ہوئی۔ اب بڑھاپے میں بچہ جنے گی؟
۲۱ ۔ یعنی ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ بلکہ تیرے رب نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ وہ ہی جانتا ہے کہ کس کو کس وقت کیا چیز دینا چاہیئے۔ (پھر تم بیت نبوت سے ہو کر اس بشارت پر تعجب کیا کرتی ہو)۔ (تنبیہ) مجموعہ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا حضرت اسحٰق ہیں جن کی بشارت ماں اور باپ دونوں کو دی گئی۔
۲۲ ۔ یعنی ابراہیم نے فرشتوں سے پوچھا کہ آخر تم کس مہم کے لئے آئے ہو۔ اندازہ سے سمجھے ہونگے کہ ضرور کسی اور اہم مقصد کے لئے ان کا نزول ہوا ہے۔

۲۳ ۔ یعنی قوم لوط کی سزا دہی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ تا کنکر کے پتھر برسا کر ان کو ہلاک کریں۔ { مِّنۡ طِيۡنٍ } کی قید سے معلوم ہوگیا کہ یہ اولوں کی بارش نہ تھی جس کو تو سّعاً پتھر کہہ دیا جاتا ہے۔

۲۴ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پتھروں پر نشان کر دیے گئے ہیں۔ یہ عذاب کے پتھر خاص ان ہی کو لگیں گے جو عقل، دین اور فطرت کی حد سے نکل چکے ہیں۔

۲۵ ۔ یعنی اس بستی میں صرف ایک حضرت لوط کا گھرانا مسلمانی کا گھرانا تھا۔ اس کو ہم نے عذاب سے محفوظ رکھا اور صاف بچا نکالا۔ باقی سب تباہ کر دیے گئے۔

۲۶ ۔ یعنی اب تک وہاں تباہی کے نشان موجود ہیں اور ان کی غیرمعمولی ہلاکت کے قصہ میں ڈرنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔

۔ یعنی معجزات و براہین۔ ۲۷

۲۸ ۔ یعنی زور و قوت پر مغرور ہو کر حق کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور اپنی قوم اور ارکان سلطنت کو بھی ساتھ لے ڈوبا۔ کہنے لگا کہ موسٰی یا تو چالاک جادوگر ہے اور یا دیوانہ ہے۔ دو حال سے خالی نہیں۔

۲۹ ۔ یعنی ہم نے زیادتی نہیں کی۔ الزام اسی پر ہے کہ اس نے کفر اور سرکشی اختیار کی سمجھانے پر بھی باز نہ آیا۔ آخر جو بویا تھا وہ ہی کاٹا۔

۳۰ ۔ یعنی عذاب کی آندھی آئی جو خیر و برکت سے یکسر خالی تھی۔ اس نے مجرموں کی جڑ کاٹ ڈالی اور جس چیز پر گذری اس کا چورا کرکے رکھدیا۔

۳۱ ۔ یعنی حضرت صالح نے فرمایاکہ اچھا کچھ دن اور دنیا کے مزے اڑالو، اور یہاں کا سامان برت لو۔ آخر عذاب الہٰی میں پکڑے جاؤگے۔

۳۲ ۔ یعنی ان کی شرارت روزبروز بڑھتی گئ۔ آخر عذاب الہٰی نے آلیا ایک کڑک ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سب ٹھنڈے ہوگئے۔ وہ سب زور و طاقت اور متکبرانہ دعوے اور طنطنے خاک میں مل گئے کسی ایک سے اتنا بھی نہ ہوا کہ پچھاڑ کھانے کے بعد ذرا اٹھ کھڑا ہوتا۔ بھلا بدلہ تو کیا لے سکتے تھے اور اپنی مدد پر کسے بلاتے۔
۳۳ ۔ یعنی ان اقوام سے پہلے نوح کی قوم اپنی بغاوت اور سرکشی کی بدولت تباہ کی جاچکی ہے وہ لوگ بھی نافرمانی میں حد سے نکل گئے تھے۔

۔ یعنی آسمان جیسی وسیع چیز اپنی قدرت سے پیدا کی اور اس سے بھی بڑی چیزیں پیدا کرے تو کیا مشکل ہے۔ ۳۴

۳۵ ۔ یعنی زمین و آسمان سب خدا کے پیدا کئے ہوئے اور اسی کے قبضہ میں ہیں۔ پھر اس کا مجرم بھاگ کر کہاں پناہ لے سکتا ہے۔ نیز خالق کائنات کی عجیب و غریب کاریگری میں آدمی غور کرے تو اسی کا ہو رہے۔

۳۶ ۔ یعنی نر اور مادہ جیسا کہ ابن زید نے کہا۔ اور آج جدید حکماء اس کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ہر ایک نوع میں نر اور مادہ کی تقسیم پائی جاتی ہے۔ اور یا "زوجین" سے متقابل و متضاد چیزیں مراد ہیں۔ مثلاً رات دن، زمین آسمان، اندھیرا اجالا، سیاہی سفیدی، صحت و مرض، کفروایمان، و غیر ذٰلک۔

۳۷ ۔ یعنی جب زمین و آسمان اور تمام کائنات ایک اللہ کی پیدا کی ہوئی اور اسی کے زیر حکومت ہے تو بندہ کو چاہیئے ہر جانب سے ہٹ کر اسی کی طرف بھاگے۔ اگر اس کی طرف نہ بھاگا اور رجوع نہ ہوا تو یہ بہت ڈر کی چیز ہے۔ یا کسی اور ہستی کی طرف رجوع ہوگیا تو یہ بھی ڈر کی بات ہے۔ ان دونوں صورتوں کے خوفناک انجام سے میں تم کو
۳۸ ۔ یعنی ایسی صاف تنبیہ و انذار پر اگر یہ منکرین کان نہ دھریں تو غم نہ کیجئے۔ ان سے پہلے جن کافر قوموں کی طرف کوئی پیغمبر آیا، اسی طرح جادوگر یا دیوانہ کہہ کر اس کی نصیحتوں کو ہنسی میں اڑا دیا۔

۳۹ ۔ یعنی ہر زمانہ کے کافر اس بات میں ایسے متفق اللفظ رہے کہ گویا ایک دوسرے کو وصیت کر مرے ہیں کہ جو رسول آئے اسے ساحر یا مجنون کہہ کر چھوڑ دینا۔ اور واقع میں وصیت تو کہاں کرتے، البتہ شرارت کے عنصر میں سب شریک ہیں۔ اور یہ ہی اشتراک پچھلے شریروں سے وہ الفاظ کہلواتا ہے جو اگلے شریروں نے کہے تھے۔

۴۰ ۔ یعنی آپ فرض دعوت و تبلیغ کماحقہ ادا کرچکے۔ اب زیادہ پیچھے پڑنے اور غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ ماننے کا جو کچھ الزام رہیگا ان ہی معاندین پر رہیگا۔ ہاں سمجھانا آپ کاکام ہے۔ سو یہ سلسلہ جاری رکھیے جس کی قسمت میں ایمان لانا ہوگا اس کو یہ سمجھاناکام دیگا، جو ایمان لاچکے ہیں ان کو مزید نفع پہنچے گا، اور منکروں پر خدا کی حجت
۴۱ ۔ یعنی ان کے پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے۔ اسی لئے ان میں خلقۃً ایسی استعداد رکھی ہے کہ چاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ پر چل سکیں یوں ارادہ کونیّہ قدریّہ کے اعتبار سے تو ہرچیز اس کے حکم تکوینی کے سامنے عاجز اور بے بس ہے۔ لیکن ایک وقت آئیگا جب سب بندے اپنے ارادہ سے تخلیق عالم کی اس غرض شرعی کو

۴۲ ۔ یعنی ان کی بندگی سے میرا کچھ فائدہ نہیں، ان ہی کا نفع ہے۔ میں وہ مالک نہیں جو غلاموں سے کہے میرے لئے کما کر لاؤ یا میرے سامنے کھانا لا کر رکھو۔ میری ذات ان تخیلات سے پاک اور برتر ہے۔ میں ان سے اپنے لئے روزی کیا طلب کرتا، خود ان کو اپنے پاس سے روزی پہنچاتا ہوں بھلا مجھ جیسے زور آور اور قادر و توانا کو تمہاری خدمات
۴۳ ۔ یعنی اگر یہ ظالم بندگی کی طرف نہیں آتے تو سمجھ لو کہ دوسرے ظالموں کی طرح ان کا ڈول بھی بھر چکا ہے۔ بس اب ڈوبا چاہتا ہے۔ خواہ مخواہ سزا میں جلدی نہ مچائیں۔ جیسے دوسرے کافروں کو خدائی سزا کا حصہ پہنچا، ان کو بھی پہنچ کر رہیگا۔
۴۴ ۔ یعنی قیامت کا دن۔ یا اس سے پہلے ہی کوئی دن سزا کا آجائے۔ چنانچہ مشرکین مکہ کو "بدر" میں خاصی سزا مل گئ۔
تم سورۃ الذاریات وللہ الحمد۔
۱ ۔ یعنی "کوہ طور" جس پر حضرت موسٰی سے اللہ نے کلام کیا۔

۲ ۔ اس کتاب سے شاید لوح محفوظ مراد ہو یا لوگوں کا اعمالنامہ یا قرآن کریم یا طور کی مناسبت سے تورات یا عام کتب سماویہ سب احتمالات ہیں۔

۳ ۔ شاید کعبہ کو کہا یا ساتویں آسمان پر خانہ کعبہ کی ٹھیک محاذات میں فرشتوں کا کعبہ ہے اس کو "بیت معمور" کہتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

۴ ۔ یعنی آسمان کی قسم جو زمین کے اوپر ایک چھت کی طرح ہے اور یا "سقف مرفوع" عرش عظیم کو کہا جو تمام آسمانوں کے اوپر ہے اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنت کی چھت ہے۔

۵ ۔ دنیا کے ابلتے ہوئے دریا مراد ہوں یا وہ عظیم الشان دریا مراد ہو جس کا وجود عرش عظیم کے نیچے اور آسمانوں کے اوپر روایات سے ثابت ہوا ہے۔

۶ ۔ یعنی یہ تمام چیزیں جن کی قسم کھائی شہادت دیتی ہیں کہ وہ خدا بہت بڑی قدرت و عظمت والا ہے۔ پھر اس کی نافرمانی کرنیوالوں پر عذاب کیوں نہیں آئیگا۔ اور کس کی طاقت ہے جو اس کے بھیجے ہوئے عذاب کو الٹا واپس کردے گا۔

۔ یعنی آسمان لرز کر اور کپکپاکر پھٹ پڑیگا۔ ۷

۔ یعنی پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔ ۸

۹ ۔ یعنی جو آج کھیل کود میں مشغول ہو کر طرح طرح کی باتیں بناتے اور آخرت کی تکذیب کرتے ہیں۔ ان کے لئے اس روز سخت خرابی اور تباہی ہے۔

۱۰ ۔ یعنی فرشتے ان کو سخت ذلت کے ساتھ دھکیلتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور وہاں پہنچا کر کہاں جائیگا کہ یہ وہ آگ حاضر ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے۔

۱۱ ۔ یعنی تم دنیا میں انبیاء کو جادوگر اور ان کی وحی کو جادو کہاکرتے تھے۔ ذرا اب بتلاؤ کہ یہ دوزخ جس کی خبر انبیاء نے دی تھی کیا واقعی جادو یا نظر بندی ہے یا جیسے دنیا میں تم کو کچھ سوجھتا نہ تھا، اب بھی نہیں سوجھتا۔

۱۲ ۔ یعنی دوزخ میں پڑ کر اگر گھبراؤ اور چلاؤگے، تب کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ اور بفرض محال صبر کرکے چپ ہو رہو تب تم پر کوئی رحم کھانے والا نہیں۔ غرض دونوں حالتیں برابر ہیں۔ اس جیل خانہ سے نکلنے کی تمہارے لئے کوئی سبیل نہیں۔ جو کرتوت دنیا میں کئے تھے ان کی سزا یہ ہی حبس دوام اور ابدی عذاب ہے۔

۱۳ ۔ یعنی جو دنیا میں اللہ سے ڈرتے تھے۔ وہاں بالکل مامون اور بے فکر ہوں گے۔ ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان ان کے لئے حاضر رہیں گے اور یہ ہی انعام کیا کم ہے کہ دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔

۱۴ ۔ یعنی جنتیوں کی مجلس اس طرح ہوگی کہ سب جنتی بادشاہوں کی طرح اپنے اپنے تخت پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے اور ان کی ترتیب نہایت قرینہ سے ہوگی۔

۱۵ ۔ یعنی کاملوں کی اولاد اور متعلقین اگر ایمان پر قائم ہوں اور ان ہی کاملوں کی راہ چلیں۔ جو خدمات ان کے بزرگوں نے انجام دی تھیں یہ بھی ان کی تکمیل میں ساعی ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو جنت میں ان ہی کے ساتھ ملحق کردے گا۔ گو ان کے اعمال و احوال ان کے اعمال و احوال سے کمًّا وکیفًا فروتر ہوں۔ تاہم ان بزرگوں کے اکرام اور عزت
۱۶ ۔ اوپر فضل کا بیان تھا۔ یہاں عدل کا ضابطہ بتلادیا۔ یعنی عدل کا مقتضاء یہ ہے کہ جس آدمی نے جو کچھ اچھا یا برا عمل کیا ہے، اسی کے موافق بدلہ پائے۔ آگے اللہ کا فضل ہے کہ وہ کسی کی تقصیر معاف فرمادے یا کسی کا درجہ بلند کردے۔
۔ یعنی جس قسم کا گوشت مرغوب ہو اور جس جس میوے کو دل چاہے بلاتوقف لگاتار حاضر کئے جائیں گے۔ ۱۷

۱۸ ۔ یعنی شراب طہور کا دور جب چلے گا تو جنتی بطور خوش طبعی کے ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کریں گے۔ لیکن اس شراب میں محض نشاط اور لذت ہوگی۔ نشہ، بکواس اور فتور عقل وغیرہ کچھ نہ ہوگا۔ نہ کوئی گناہ کی بات ہوگی۔
۱۹ ۔ یعنی جیسے موتی اپنے غلاف کے اندر بالکل صاف و شفاف رہتا ہے گردوغبار کچھ نہیں پہنچتا۔ یہ ہی حال ان کی صفائی اور پاکیزگی کا ہوگا۔

۲۰ ۔ یعنی جنتی اس وقت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کریں گے اور غایت مسرت و امتنان سے کہیں گے کہ بھائی ہم دنیا میں ڈرتے رہتے تھے کہ دیکھیے مرنے کے بعد کیا انجام ہو۔ یہ کھٹکا برابر لگا رہتا تھا۔ اللہ کا احسان دیکھو کہ آج اس نے کیسا مامون و مطمئن کردیا کہ دوزخ کی بھاپ بھی ہم کو نہیں لگی۔ ہم اپنے رب کو ڈر کر اور امید
۲۱ ۔ کفار حضور کو کبھی دیوانہ کہتے، کبھی کاہن یعنی جنوں اور شیطانوں سے کچھ جھوٹی سچی خبریں لیکر چلتی کر دیتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے تھے کہ آج تک کسی کاہن اور دیوانے نے ایسی اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں اور حکیمانہ اصول، اس طرح کے صاف، شستہ اور شائستہ طرز میں بیان کئے ہیں۔ اسی لئے فرمایا کہ آپ ان کو بھلا براسمجھاتے
۲۲ ۔ یعنی پیغمبر جو اللہ کی باتیں سناتا اور نصیحت کرتا ہے، کیا یہ لوگ اس لئے قبول نہیں کرتے کہ آپ کو محض ایک شاعر سمجھتے ہیں اور اس بات کے منتظر ہیں کہ جس طرح قدیم زمانہ کے بہت سے شعراء گردش زمانہ سے یونہی مرمراکر ختم ہوگئے ہیں، یہ بھی ٹھنڈے ہوجائیں گے۔ کوئی کامیاب مستقبل ان کے ہاتھ میں نہیں۔ محض چند روز کی وقتی
۲۳ ۔ یعنی اچھا تم میرا انجام دیکھتے رہو۔ میں تمہارا دیکھتا ہوں۔ عنقریب کھل جائے گا کہ کون کامیاب ہے، کون خائب و خاسر۔

۲۴ ۔ یعنی پیغمبر کو مجنون کہہ کر گویا اپنے کو بڑا عقلمند ثابت کرتے ہیں کیا ان کی عقل و دانش نے یہ ہی سکھلایا ہے کہ ایک انتہائی صادق، امین، عاقل و فرزانہ اور سچے پیغمبر کو شاعر یا کاہن یا دیوانہ قرار دیکر نظر انداز کردیا جائے۔ اگر شاعروں اور پیغمبروں کے کلام میں تمیز بھی نہیں کرسکتے تو کیسے عقلمند ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دل میں سمجھتے

۲۵ ۔ یعنی کیا یہ خیال ہے کہ پیغمبر جو کچھ سنارہا ہے وہ اللہ کا کلام نہیں؟ بلکہ اپنے دل سے گھڑ لایا؟ اور جھوٹ موٹ خدا کی طرف منسوب کردیا؟ سو نہ ماننے کے ہزار بہانے۔ جو شخص ایک بات پر یقین نہ رکھے اور اسے تسلیم نہ کرنا چاہے وہ اسی طرح کے بے سروپا احتمالات نکالا کرتا ہے ورنہ آدمی ماننا چاہے تو اتنی بات سمجھنے کے لئے کافی ہے

۲۶ ۔ یعنی پیغمبر خدا کی بات کیوں نہیں مانتے۔ کیا ان کے اوپر کوئی خدا نہیں جس کی بات ماننا ان کے ذمہ لازم ہو۔ کیا بغیر کسی پیدا کرنے والے کے خودبخود پیدا ہوگئے ہیں؟ خود اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں؟ یا یہ خیال ہے کہ آسمان اور زمین ان کے بنائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس قلمرو میں جو چاہیں کرتے پھریں، کوئی ان کو روکنے ٹوکنے کا اختیار نہیں رکھتا۔
۲۷ ۔ یعنی کیا یہ خیال ہے کہ زمین و آسمان گو خدا کے بنائے ہوئے ہیں مگر اس نے اپنے خزانوں کا مالک ان کو بنا دیا ہے؟ یا اس کے ملک اور خزانوں پر انہوں نے زور سے تسلط اور قبضہ حاصل کرلیا ہے پھر ایسے صاحب تصرّف و اقتدار ہو کر وہ کسی کے مطیع و منقاد کیوں بنیں۔

۲۸ ۔ یعنی کیا یہ دعویٰ ہے کہ وہ زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جاتے اور وہاں سے ملاء اعلٰی کی باتیں سن آتے ہیں۔ پھر جب ان کی رسائی براہِ راست اس بارگاہ تک ہو تو کسی بشر کا اتباع کرنے کی کیا ضرورت رہی۔ جس کا یہ دعویٰ ہو تو بسم اللہ اپنی سند اور حجت پیش کرے۔
۲۹ ۔ یعنی کیا (معاذاللہ) خدا کو اپنے سے گھٹیا سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ بیٹے اور بیٹیوں کی اس تقسیم سے مترشح ہوتا ہے اور اس لئے اس کے احکام و ہدایات کے سامنے سر تسلیم جھکانا اپنی کسرشان سمجھتے ہیں۔

۳۰ ۔ یعنی کیا یہ لوگ آپ کی بات اس لئے نہیں مانتے کہ خدا نہ کردہ آپ ان سے اس ارشاد و تبلیغ پر کوئی بھاری معاوضہ طلب کر رہے ہیں جس کے بوجھ سے وہ دبے جاتے ہیں۔

۳۱ ۔ یعنی کیا خود ان پر اللہ اپنی وحی بھیجتا اور پیغمبروں کی طرح اپنے بھید پر مطلع کرتا ہے جسے یہ لوگ لکھ لیتے ہیں جیسے انبیاء کی وحی لکھی جاتی ہے۔ اس لئے ان کو آپ کی پیروی کی ضرورت نہیں۔

۳۲ ۔ یعنی ان میں سے کوئی بات نہیں تو کیا پھر یہ ہی ارادہ ہے کہ پیغمبر کے ساتھ داؤ پیچ کھیلیں اور مکروفریب اور خفیہ تدبیریں گانٹھ کر حق کو مغلوب یا نیست و نابود کردیں۔ ایسا ہے تو یاد رہے کہ یہ داؤ پیچ سب ان ہی پر الٹنے والے ہیں عنقریب پتہ لگ جائیگا کہ حق مغلوب ہوتا ہے یا وہ نابود ہوتے ہیں۔
۳۳ ۔ یعنی کیا خدا کے سوا کوئی اور حاکم اور معبود تجویز کر رکھے ہیں جو مصیبت پڑے پر ان کی مدد کریں گے؟ اور جن کی پرستش نے خدا کی طرف سے ان کو بے نیاز کررکھا ہے؟ سو یاد رہے کہ یہ سب اوہام و وساوس ہیں۔ اللہ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک و مثیل یا مقابل و مزاحم ہو۔
۳۴ ۔ یعنی حقیقت میں ان میں سے کوئی بات نہیں۔ صرف ایک چیز ہے "ضد اور عناد" جس کی وجہ سے یہ لوگ ہر سچی بات کے جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کی کیفیت تو یہ ہے کہ اگر ان کی فرمائش کے موافق فرض کیجئے آسمان سے ایک تختہ ان پر گرا دیا جائے تو دیکھتی آنکھوں اس کی بھی کوئی تاویل کردیں گے۔ مثلاً کہیں گے کہ یہ آسمان سے

۳۵ ۔ یعنی ایسے معاندوں کے پیچھے پڑنے کی زیادہ ضرورت نہیں۔ چھوڑ دیجئے کہ چند روز اور کھیل لیں اور باتیں بنالیں۔ آخر وہ دن آنا ہے جب قہر الہٰی کی کڑک بجلی سے ان کے ہوش و حواس جاتے رہیں گے۔ اور بچاؤ کی کوئی تدبیر کام نہ دے گی، نہ کسی طرف سے مدد پہنچے گی (غالباً اس سے آخرت کا دن مراد ہے)۔
۳۶ ۔ یعنی ان میں سے اکثروں کو خبر نہیں کہ آخرت کے عذاب سے ورے دنیا میں بھی ان کے لئے ایک سزا ہے جو مل کر رہےگی۔ شاید یہ معرکہ "بدر" وغیرہ کی سزا ہو۔

۳۷ ۔ یعنی صبر واستقامت کے ساتھ اپنے رب کے حکم تکوینی و تشریعی کا انتظار کیجئے جو عنقریب آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کردے گا۔ اور آپ کو مخالفین کی طرف سے کچھ بھی نقصان نہ پہنچے گا۔ کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے زیر حفاظت ہیں۔
۳۸ ۔ یعنی صبر و تحمل اور سکون و اطمینان کے ساتھ ہمہ وقت اللہ کی تسبیح و تحمید اور عبادت گذاری میں لگے رہیئے۔ خصوصاً جس وقت آپ سو کر اٹھیں یا نماز کے لئے کھڑے ہوں، یا مجلس سے اٹھ کر تشریف لیجائیں۔ ان حالات میں تسبیح وغیرہ کی مزید ترغیب و تاکید آئی ہے۔
۳۹ ۔ "رات کے حصہ" سے مراد شاید تہجد کا وقت ہو، اور تاروں کے پیٹھ پھیرنے کا وقت صبح کا وقت ہے۔ کیونکہ صبح کا اجالا ہوتے ہی ستارے غائب ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔

۔ یعنی غروب ہو۔ ۱

۲ ۔ "رفیق" سے مراد نبی کریم ہیں۔ یعنی نہ آپ غلط فہمی کی بناء پر راستہ سے بہکے، نہ اپنے قصد و اختیار سے جان بوجھ کر بے راہ چلے، بلکہ جس طرح آسمان کے ستارے طلوع سے لیکر غروب تک ایک مقرر رفتار سے معین راستہ پر چلے جاتے ہیں۔ کبھی ادھر اُدھر ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔ آفتاب نبوت بھی اللہ کے مقرر کیے ہوئے راستہ پر برابر چلا

۳ ۔ یعنی کوئی کام تو کیا۔ ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اس میں وحی متلوّ کو قرآن اور غیر متلوّ کو حدیث کہا جاتا ہے۔
۴ ۔ یعنی وحی بھیجنے والا تو اصل میں اللہ تعالیٰ ہے لیکن جس کے ذریعہ سے وہ وحی آپ تک پہنچتی ہے اور جو بظاہر آپ کو سکھلاتا ہے وہ بہت سخت قوتوں والا، بڑا زور آور حسین و وجیہہ فرشتہ ہے جسے "جبریل امین" کہتے ہیں۔ چنانچہ "سورۃ التکویر" میں جبریل کی نسبت فرمایا { اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ذِیْ قُوَّۃٍ }۔الخ۔

۵ ۔ "اونچے کنارے" سے اکثروں نے اُفق شرقی مراد لیا ہے۔ جدھر سے صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ نبی کریم کو ابتدائے نبوت میں ایک مرتبہ حضرت جبریل اپنی اصلی صورت میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اس وقت آسمان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ان کے وجود سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ یہ غیر معمولی اور مہیب منظر

۶ ۔ یعنی جبریل اپنے اصلی مستقر سے تعلق رکھنے کے باوجود نیچے اترے۔ اور آنحضرت سے اس قدر نزدیک ہوگئے کہ دونوں کے درمیان دو ہاتھ یا دوکمانوں سے زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندہ (محمد رسول) پر وحی بھیجی۔ غالباً اس سے مراد سورۃ "مدثر" کی یہ آیات ہیں۔ { یٰٓاَ یُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ } الخ۔ یا اور کچھ احکام ہونگے۔
۷ ۔ یعنی جبریل کو آپ نے آنکھ سے دیکھا اور اندر سے دل نے کہا کہ اس وقت آنکھ ٹھیک ٹھیک جبریل کو دیکھ رہی ہے، کوئی غلطی نہیں کر رہی کہ کچھ کا کچھ نظر آتا ہو۔ ایسا کہنے میں آپ کا دل سچا تھا۔ حق تعالیٰ اسی طرح پیغمبروں کے دلوں میں فرشتہ کی معرفت ڈال دیتے ہیں ورنہ رسول کو خود اطمینان نہ ہو تو دوسروں کو اطمینان کہاں
۸ ۔ یعنی وحی بھیجنے والا اللہ، لانے والا فرشتہ جس کی صورت و سیرت نہایت پاکیزہ اور فہم و حفظ وغیرہ کی تمام قوتیں کامل، پھر اتنا قریب ہو کر وحی پہنچائے پیغمبر اس کو اپنی آنکھ سے دیکھے، اس کا صاف اور روشن دل اس کی تصدیق کرے، تو کیا ایسی دیکھی بھالی چیز میں تم کو حق ہے کہ اس سے فضول بحث وتکرار کرو اور جھگڑے نکالو۔

۹ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "دوسری بار جبریل کو اپنی اصلی صورت پر دیکھا۔ معراج کی رات میں ، سات آسمان سے اوپر، جہاں درخت ہے بیری کا، وہ حد ہے نیچے اور اوپر کی، نیچے کے لوگ اوپر نہیں پہنچتے اور اوپر کے نیچے نہیں اترتے، اس کے پاس بہشت کو دیکھا"۔ (تنبیہ) جس طرح جنت کے انگور، انار وغیرہ کو دنیا کے پھلوں
۱۰ ۔ یعنی حق تعالیٰ کے انواروتجلیات اس درخت پر چھا رہے تھے۔ اور فرشتوں کی کثرت و ہجوم کا یہ عالم تھا کہ ہر پتے کے ساتھ ایک فرشتہ نظر آتا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ { مَایَغْشٰی } سنہری پروانے تھے۔ یعنی نہایت خوش رنگ جنکے دیکھے سے دل کھنچا جائے۔ اس وقت درخت کی بہار اور رونق اور اس کا حسن و جمال ایسا تھا کہ کسی مخلوق
۱۱ ۔ یعنی آنکھ نے جو کچھ دیکھا، پورے تمکن و اتقان سے دیکھا۔ نہ نگاہ ٹیڑھی ترچھی ہو کر داہنے بائیں ہٹی نہ مبصر سے تجاوز کرکے آگے بڑھی، بس اسی چیز پر جمی رہی جس کا دکھلانا منظور تھا۔ بادشاہوں کے دربار میں جو چیز دکھلائی جائے اس کو نہ دیکھنا اور جو نہ دکھلائی جائے اس کو تاکنا دونوں عیب ہیں۔ آپ ان دونوں سے پاک تھے۔
۱۲ ۔ { اِذْیَغْشَی السِّدْرَۃَ } کے فائدہ میں جو بیان ہوچکا ہے اس کے علاوہ جو اور نمونے دیکھے ہوں گے وہ اللہ ہی جانتا ہے
اکنوں کرادماغ کہ پرسدز باغباں بلبل چہ گفت و گل چہ شنید وصباچہ کرد۔

۱۳ ۔ یعنی اس لامحدود عظمت و جلال والے خدا کے مقابلہ میں ان حقیر و ذلیل چیزوں کا نام لینے سے شرم آنی چاہیئے۔ (تنبیہ) "لات"، "عزیٰ"، "مناۃ" ان کے بتوں اور دیویوں کے نام ہیں۔ ان میں "لات" طائف والوں کے ہاں بہت معظم تھا۔ "مناۃ" اوس و خزرج اور خزاعہ کے ہاں۔ اور "عزیٰ" کو قریش اور بنی کنانہ وغیرہ ان دونوں سے بڑا سمجھتے تھے۔ ان

۱۴ ۔ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ کفار ان بتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ سو اول تو خدا { لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ } ہے اور بالفرض اولاد کا نظریہ تسلیم کیا جائے تب بھی یہ تقسیم کس قدر بھونڈی اور مہمل ہے کہ تم خود تو بیٹے لے جاؤ اور خدا کے حصہ میں بیٹیاں لگا دو؟ العیاذ باللہ۔
۱۵ ۔ یعنی پتھروں اور درختوں کے کچھ نام رکھ چھوڑے ہیں جن کی خدائی کی کوئی سند نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف پر دلائل قائم ہیں۔ ان کو اپنے خیال میں خواہ بیٹیاں کہہ لو، یا بیٹے یا اور کچھ محض کہنے کی بات ہے جس کے نیچے حقیقت کچھ نہیں۔

۱۶ ۔ یعنی باوجودیکہ اللہ کے پاس سے ہدایت کی روشنی آچکی اور وہ سیدھی راہ دکھا چکا۔ مگر یہ احمق ان ہی اوہام و اہوا کی تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جو کچھ اٹکل پچو ذہن میں آگیا اور دل میں امنگ پیدا ہوئی کرگذرےتحقیق و بصیرت کی راہ سے کچھ سروکار نہیں۔

۱۷ ۔ یعنی سمجھتے ہیں کہ یہ بت ہمارے سفارشی بنیں گے۔ یہ خالی خیالات اور آرزوئیں ہیں۔ کیا انسان جو تمنا کرے وہ ہی مل جائے گا۔ یاد رہے دنیا اور آخرت کی سب بھلائی اللہ کے ہاتھ ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی بت پوجے سے کیا ملتا ہے، ملے وہ ہی جو اللہ دے"۔
۱۸ ۔ یعنی ان بتوں کی تو حقیقت کیا ہے آسمان کے رہنے والے مقرب فرشتوں کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی۔ ہاں اللہ ہی جس کے حق میں سفارش کرنے کا حکم دے اور اس سے راضی ہو تو وہاں سفارش بیشک کام دے گی۔ ظاہر ہے کہ اس نے نہ بتوں کو سفارش کا حکم دیا اور نہ وہ کفار سے راضی ہے۔

۱۹ ۔ یعنی جن کو آخرت کا یقین نہیں وہ سزا کی طرف سے بے فکر ہو کر ایسی گستاخیاں کرتے ہیں۔ مثلًا فرشتوں کو زنانہ قرار دیکر خدا کی بیٹیاں کہدیا۔ یہ ان کی محض جہالت ہے۔ بھلا فرشتوں کو مرد اور عورت ہونے سے کیا واسطہ۔ اور خدا کے لئے اولاد کیسی۔ کیا سچی اور ٹھیک بات پر قائم ہونا ہو تو ایسی اٹکلوں اور پادر ہوا اوہام سے کام چل سکتا

۲۰ ۔ یعنی جس کا اوڑھنا بچھونا یہ ہی دنیا کی چند روزہ زندگی ہو کہ اس میں منہمک ہو کر کبھی خدا کو اور آخرت کو دھیان میں نہ لائے۔ آپ اس کی بکواس کو دھیان میں نہ لائیں۔ وہ خدا سے منہ موڑتا ہے۔ آپ اس کی شرارت اور کجروی کی طرف سے منہ پھر لیں۔ سمجھانا تھا سو سمجھا دیا۔ ایسے بدطینت اشخاص سے قبول حق کی توقع رکھنا اور ان کے
۲۱ ۔ یعنی جو گمراہی میں پڑا رہا اور جو راہ پر آیا، ان سب کو اور انکی مخفی استعدادوں کو اللہ تعالیٰ ازل سے جانتا ہے۔ اسی کے موافق ہو کر رہیگا۔ ہزار جتن کرو، اس کے علم کے خلاف ہر گز واقع نہیں ہو سکتا۔ نیز وہ اپنے علم محیط کے موافق ہر ایک سے ٹھیک ٹھیک اس کے احوال کے مناسب معاملہ کرے گا۔ لہٰذا آپ یکسو ہو کر ان معاندین کا معاملہ
۲۲ ۔ یعنی ہر شخص کا حال اس کو معلوم اور زمین و آسمان کی ہر چیز پر اس کا قبضہ۔ پھر نیک و بد کا بدلہ دینے سے کیا چیز مانع ہوسکتی ہے۔ بلکہ غور سے دیکھو تو زمین و آسمان کا یہ سارا کارخانہ پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں زندگی کا ایک دوسرا غیر فانی سلسلہ قائم کیا جائے جہاں بروں کو ان کی برائی کا بدلہ ملے اور نیکوں کے
۲۳ ۔ گناہ کبیرہ اور صغیرہ کا فرق "سورۃ نساء" کے فوائد میں مفصل گذر چکا۔ { لَمَمَ } کی تفسیر میں کئ قول ہیں۔ بعض نے کہا کہ جو خیالات وغیرہ گناہ کے دل میں آئیں مگر ان کو عمل میں نہ لائے وہ { لَمَمَ } ہیں۔ بعض نے صغیرہ گناہ مراد لئے بعض نے کہا کہ جس گناہ پر اصرار نہ کرے یا اس کی عادت نہ ٹھہرائے یا جس گناہ سے توبہ کرلے وہ مراد ہے،
۲۴ ۔ اسی لئے بہت سے چھوٹے موٹے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے اور توبہ قبول کرتا ہے۔ گنہگار کو مایوس نہیں ہونے دیتا۔ اگر ہر چھوٹی بڑی خطا پر پکڑنے لگے تو بندہ کا ٹھکانا کہاں۔

۲۵ ۔ یعنی اگر تقویٰ کی کچھ توفیق اللہ نے دی تو شیخی نہ مارو۔ اور اپنے کو بہت بزرگ نہ بناؤ۔ وہ سب کی بزرگی اور پاکبازی کو خوب جانتا ہے۔ اور اس وقت سے جانتا ہے جب تم نے ہستی کے اس دائرہ میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ آدمی کو چاہیئے کہ اپنی اصل کو نہ بھولے۔ جس کی ابتداء مٹی سے تھی، پھر بطن مادر کی تاریکیوں میں ناپاک خون سے پرورش
۔ یعنی اپنی اصل کو بھول کر خالق و مالک حقیقی کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ۲۶

۲۷ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی تھوڑا سا ایمان لانے لگا پھر اس کا دل سخت ہوگیا"۔ مجاہد وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارہ میں نازل ہوئیں۔ حضور کی باتیں سن کر اس کو اسلام کی طرف تھوڑی سی رغبت ہو چلی تھی۔ اور کفر کی سزا سے ڈر کر قریب تھا کہ مشرف باسلام ہوجائے۔ ایک کافر نے کہا کہ ایسا مت کرمیں تیرے
۲۸ ۔ یعنی کیا یہ غیب کی بات دیکھ آیا ہے کہ آئندہ اس کو کفر کی سزا نہ ملے گی اور دوسرے کو اپنی جگہ پیش کرکے چھوٹ جائے گا۔

۲۹ ۔ یعنی ابراہیم اپنے قول و قرار اور عہد و پیمان کی پابندی میں پورا اترا اور اللہ کے حقوق پوری طرح ادا کئے اور اس کے احکام کی تعمیل میں ذرّہ بھر تقصیر نہ کی۔

۳۰ ۔ یعنی موسٰی اور ابراہیم کے صحیفوں میں یہ مضمون تھا کہ خدا کے ہاں کوئی مجرم دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی جوابدہی بذاتِ خود کرنا ہوگی۔

۳۱ ۔ یعنی آدمی جو کچھ کوشش کرکے کماتا ہے وہ ہی اس کا ہے۔ کسی دوسرے کی نیکیاں لے اڑے یہ نہیں ہوسکتا۔ باقی کوئی خود اپنی خوشی سے اپنے بعض حقوق دوسرے کو ادا کر دے اور اللہ اس کو منظور کرلے وہ الگ بات ہے جس کی تفصیل حدیث وفقہ سے معلوم ہوسکتی ہے۔

۔ یعنی ہر ایک کی سعی و کوشش اس کے سامنے رکھدی جائے گی اور اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ ۳۲

۳۳ ۔ یعنی تمام علوم و افکار اور سلسلہ وجود کی انتہاء اسی پر ہوتی ہے اور سب کو آخر کار اسی کے پاس پہنچنا ہے۔ وہیں سے ہر ایک کو نیکی بدی کا پھل ملے گا۔

۳۴ ۔ یعنی اس عالم میں تمام متضاد و متقابل احوال اسی نے پیدا کئے ہیں۔ خیروشر کا خالق وہ ہی ہے خوشی یا غم کی کیفیات بھیجنا، ہنسانا رلانا، مارنا، جلانا اور کسی کو نر کسی کو مادہ بنانااسی کا کام ہے۔

۳۵ ۔ یعنی جس نے ایک قطرہ آب سے نر و مادہ پیدا کردیئے، دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے (یہ درمیان میں ایک پیدائش سے دوسری پیدائش پر متنبہ کر دیا)۔

۳۶ ۔ یعنی مال، خزانہ، جائدادیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں اور بعض نے { اَقْنٰی } کے معنی { اَفْقَرَ } کئے ہیں۔ یعنی اسی نے کسی کو غنی اور کسی کو فقیر بنا دیا۔ یہ معنے پہلے سیاق کے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ متقابل چیزوں کا ذکر چلا آرہا ہے۔ اور اگر پہلا مطلب لیا جائے تو اس کے مقابل اہلاک کو رکھا جائے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ یعنی خزانے
۳۷ ۔ { شِعْرٰی } ایک بہت بڑا ستارہ ہے جس کو بعض عرب پوجتے تھے اور سمجھتے تھے کہ عالم کے احوال میں اس کی بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہاں بتلادیا کہ { شِعْرٰی } کا رب بھی اللہ ہے۔ دنیا کے تمام الٹ پھیر اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ { شِعْرٰی } غریب بھی ایک ادنیٰ مزدور کی طرح اس کا حکم بجالاتا ہے۔ اس میں مستقل تاثیر کچھ بھی نہیں۔
۔ یعنی حضرت ہود کی قوم۔ ۳۸

۳۹ ۔ کہ سینکڑوں برس تک خدا کے پیغمبر نوح کو سخت ترین ایذائیں پہنچاتے رہے۔ جن کو پڑھ کر کلیجہ پھٹتا ہے، اور آنے والوں کے لئے بری راہ ڈال گئے۔

۴۰ ۔ یعنی پتھروں کا مینہ (یہ قوم لوط کی بستیوں کا ذکر ہے)۔

۴۱ ۔ یعنی ایسے مفسد ظالموں اور باغیوں کا تباہ کر ڈالنا بھی اللہ کا بڑا بھاری انعام ہے۔ کیا ایسی نعمتوں کو دیکھ کر بھی انسان اپنے رب کو جھٹلاتا ہی رہیگا۔

۴۲ ۔ یعنی حضرت محمد مجرموں کو اسی طرح برے انجام سے ڈرانے والے ہیں جیسے ان سے پیشتر دوسرے نبی ڈرا چکے ہیں۔

۴۳ ۔ یعنی قیامت قریب ہی آلگی ہے جس کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کوئی کھول کر نہیں بتا سکتا۔ اور جب وقت معین آجائے تو کوئی طاقت اس کو دفع نہیں کر سکتی۔ اللہ ہی چاہے تو ہٹے، مگر وہ چاہے گا نہیں۔

۴۴ ۔ یعنی قیامت اور اس کے قرب کا ذکر سن کر چاہیئے تھا خوف خدا سے رونے لگتے اور گھبرا کر اپنے بچاؤ کی تیاری کرتے۔ مگر تم اس کے برخلاف تعجب کرتے اور ہنستے ہو۔ اور غافل و بے فکر ہو کر کھلاڑیاں کرتے ہو۔

۴۵ ۔ یعنی عاقل کو زیبا نہیں کہ انجام سے غافل ہو کر نصیحت و فہمائش کی باتوں پر ہنسے اور مذاق اڑائے۔ بلکہ لازم ہے کہ بندگی کی راہ اختیار کرے۔ اور مطیع و منقاد ہو کر جبین نیاز خداوند قہار کے سامنے جھکادے۔ (تنبیہ) روایات میں ہے کہ سورۃ نجم پڑھ کر آپ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمان اور مشرک جو حاضر تھے سجدہ میں گر پڑے۔ حضرت
۱ ۔ ہجرت سے پیشتر نبی کریم "مِنٰی" میں تشریف فرما تھے کفار کا مجمع تھا، انہوں نے آپ سے کوئی نشانی طلب کی۔ آپ نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ ناگاہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا ان میں سے مغرب کی اور دوسرا مشرق کی طرف چلاگیا۔ بیچ میں پہاڑ حائل تھا۔ جب سب نے خوب اچھی طرح یہ معجزہ دیکھ لیا، دونوں ٹکڑے آپس میں
۔ یعنی اس طرح کے جادو مدعیان نبوت نے پہلے بھی کئے ہیں، پھر جس طرح وہ جاتے رہے یہ بھی جاتا رہیگا۔ ۲

۳ ۔ یعنی ان کا عذاب بھی اپنے وقت پر آئیگا۔ اور اللہ کے علم میں ان کی جو گمراہی اور ہلاکت ٹھہر چکی ہے وہ کسی صورت سے ٹلنے والی نہیں۔

۴ ۔ یعنی قرآن کے ذریعہ سے ہر قسم کے احوال اور تباہ شدہ قوموں کے واقعات معلوم کرائے جاچکے ہیں جن میں اگر غور کریں تو خداوند قہار کی طرف سے بڑی ڈانٹ ہے۔

۵ ۔ یعنی قرآن کریم پوری حکمت اور عقل کی باتوں کا مجموعہ ہے۔ کوئی ذرا نیک نیتی سے توجہ کرے تو دل میں اترتی چلی جائیں، مگر افسوس اتنے سامان ہدایت کی موجودگی میں ان پر کچھ اثر نہیں۔ کوئی نصیحت و فہمائش وہاں کام نہیں دیتی۔ کتنا ہی سمجھاؤ، پتھر پر جونک نہیں لگتی۔ لہٰذا ایسے سنگدل بدبختوں کو آپ بھی منہ نہ لگائیے۔ آپ فرض تبلیغ و
۔ یعنی میدان حشر کی طرف حساب دینے کو۔ ۶

۔ یعنی اس وقت خوف و ہیبت کے مارے ذلت و ندامت کے ساتھ آنکھیں جھکائے ہونگے۔ ۷

۸ ۔ یعنی تمام اگلے پچھلے قبروں سے نکل کر ٹڈی دَل کی طرح پھیل پڑینگے۔ اور خداوند قدوس کی عدالت میں حاضری دینے کے لئے تیزی کے ساتھ دوڑتے ہونگے۔

۹ ۔ یعنی اس دن کے ہولناک احوال و شدائد اور اپنے جرائم کا تصور کرکے کہیں گے کہ یہ دن بڑا سخت آیا ہے۔ دیکھیئے آج کیا گذریگی۔ آگے بتلاتے ہیں کہ قیامت اور آخرت کا عذاب تو اپنے وقت پر آئیگا۔ بہت سے مکذبین کے لئے اس سے پہلے دنیا ہی میں ایک سخت دن آچکا ہے۔
۱۰ ۔ کہنے لگے اے نوح! اگر تم اپنی باتوں سے باز نہ آئے تو تم کو سنگسار کردیا جائے گا۔ گویا دھمکیوں ہی میں اس کی بات رلا دی۔ اور بعض نے { وَازْدُجِرْ } کے معنیٰ یوں کئے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے آسیب زدہ۔ جن اس کی عقل لے اڑے ہیں۔ (العیاذ باللہ)۔

۱۱ ۔ یعنی سینکڑوں برس سمجھانے پر بھی جب کوئی نہ پسیجا تو بددعا کی، اور کہا اے پروردگار! میں ان سے عاجز آچکا ہوں۔ ہدایت و فہمائش کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اب آپ اپنے دین اور پیغمبر کا بدلہ لیجیئے اور زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑیے۔

۱۲ ۔ یعنی پانی اس قدر ٹوٹ کر برسا، گویا آسمان کے دہانے کھل گئے اور نیچے سے زمین کے پردے پھٹ پڑے۔ اتنا پانی ابلا گویا ساری زمین چشموں کا مجموعہ بن کر رہ گئی۔ پھر اوپر اور نیچے کا یہ سب پانی مل کر اس کام کے لئے اکٹھا ہوگیا۔ جو پہلے سے اللہ کے ہاں ٹھہرچکا تھا یعنی قوم نوح کی ہلاکت اور غرقابی۔

۱۳ ۔ یعنی اس ہولناک طوفان کے وقت نوح کی کشتی ہماری حفاظت اور نگرانی میں نہایت امن چین سے چلی جا رہی تھی۔

۔ یعنی حضرت نوح کی بے قدری کی اور اللہ کی باتوں کا انکار کیا، یہ اس کی سزا ملی۔ ۱۴

۱۵ ۔ یعنی سوچنے والوں کے لئے اس واقعہ میں عبرت کی نشانیاں ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ آج کشتی کا وجود دنیا میں اس کشتی کے قصہ کو یاد دلانیوالا اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا نشان ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بعینہ وہ ہی کشتی نوح کے بعد مدت تک رہی۔ "جودی" پہاڑ پر نظر آتی تھی۔ اس امت کے لوگوں نے بھی دیکھی۔ واللہ اعلم۔
۔ یعنی دیکھ لیا۔ میرا عذاب کیسا ہولناک اور میرا ڈرانا کس قدر سچا ہے۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بالکل آسان ہے کیونکہ جو مضامین ترغیب و ترہیب اور انذار و تبشیر سے متعلق ہیں وہ بالکل صاف سہل اور مؤثر ہیں۔ پر کوئی سوچنے سمجھنے کا ارادہ کرے تو سمجھے۔ (تنبیہ) قرآن کے اسرار و عجائبات:

۱۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی نحوست نہ اٹھی جب تک تمام نہ ہوچکے۔ اور یہ نحوست کا دن ان ہی کے حق میں تھا، یہ نہیں کہ ہمیشہ کو"۔ وہ دن منحوس سمجھ لئے جائیں۔ جیسا کہ جاہلوں میں مشہور ہے۔ اور اگر وہ دن عذاب آنے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے منحوس بن گیا ہے تو مبارک دن کونسا رہیگا۔ قرآن کریم میں تصریح ہے کہ وہ عذاب
۱۹ ۔ "قوم عاد" کے لوگ بڑےتنومند اور قد آور تھے، لیکن ہوا کا جھکڑ ان کو اٹھا کر اس طرح زمین پر پٹکتا تھا جیسے کھجور کا تنہ جڑ سے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا جائے۔

۲۰ ۔ یعنی حضرت صالح کو جھٹلایا۔ اور ایک نبی کا جھٹلانا سب کا جھٹلانا ہے۔ کیونکہ اصول دین میں سب ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔

۲۱ ۔ یعنی کوئی آسمان کا فرشتہ نہیں، بلکہ ہم ہی جیسا ایک آدمی اور وہ بھی اکیلا جس کے ساتھ کوئی قوت اور جتھا نہیں، چاہتا ہے کہ ہمیں دبالے اور سب کو اپنا تابع بنالے۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔ اگر ہم اس پھندے میں پھنس جائیں تو ہماری بڑی غلطی اور حماقت بلکہ جنون ہوگا۔ وہ تو ہم کو ڈراتا ہے کہ مجھے نہ مانو گے تو آگ میں گروگے۔ اور واقعہ یہ ہے
۲۲ ۔ یعنی پیغمبری کے لئے بس یہی رہ گیا تھا؟ سب جھوٹ ہے۔ خواہ مخواہ بڑائی مارتا ہے کہ خدا نے مجھے اپنا رسول بنا دیا۔ اور ساری قوم کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔

۔ یعنی بہت جلد معلوم ہوا چاہتا ہے کہ دونوں فریق میں جھوٹا اور بڑائی مارنے والا کون ہے۔ ۲۳

۲۴ ۔ یعنی ان کی فرمائش کے موافق ہم پتھر سے اونٹنی نکال کر بھیجتے ہیں اس کے ذریعہ سے جانچا جائے گا کہ کون اللہ و رسول کی بات مانتا ہے اور کون نفس کی خواہش پر چلتا ہے۔

۔ یعنی دیکھتا رہ، کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ ۲۵

۲۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ " وہ اونٹنی جس پانی پر جاتی سب جانور بھاگتے، تو اللہ نے باری ٹھہرادی۔ ایک دن وہ جائے، اور ایک دن سب جانور"۔

۲۷ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "ایک بدکارعورت تھی اس کے مواشی بہت تھے اپنے ایک آشنا کو اکسادیا۔ اس نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔

۲۸ ۔ فرشتے نے ایک چیخ ماری، کلیجے پھٹ گئے۔ اور سب چورا ہو کر رہ گئے۔ جیسے کھیت کے گرد کانٹوں کی باڑ لگا دیتے ہیں، اور چند روز کے بعد پائمال ہو کر اس کا چورا ہوجاتا ہے۔

۔ یعنی حضرت لوط کو جھٹلایا۔ اور ایک نبی کی تکذیب سب انبیاء کی تکذیب ہے۔ ۲۹

۳۰ ۔ یعنی وہ پچھلی رات میں اپنے گھر والوں کو لے کر صاف نکل گئے۔ ان کو ہم نے عذاب کی ذرا بھی آنچ نہ لگنے دی۔ اور یہ ہی ہماری عادت ہے۔ حق شناس اور شکر گذار بندوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

۔ یعنی اس کی باتوں میں واہی تباہی شبہے اور جھگڑے کھڑے کرکے جھٹلانے لگے۔ ۳۱

۳۲ ۔ یعنی فرشتے جو حسین لڑکوں کی شکل میں آئے تھے۔ ان کو آدمی سمجھ کر اپنی خوئے بد کی وجہ سے قبضانا چاہا۔ ہم نے ان کو اندھا کردیا کہ ادھر اُدھر دھکے کھاتے پھرتے تھے۔ کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اور کہالو! پہلے اس عذاب کا مزہ چکھو۔

۳۳ ۔ یعنی اندھا کرنے کے بعد ان کی بستیاں الٹ دی گئیں۔ اور اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ اس چھوٹے عذاب کے بعد یہ بڑا عذاب تھا۔

۔ حضرت موسٰی اور ہارون اور ان کے ڈرانیوالے نشان۔ ۳۴

۳۵ ۔ یعنی خدا کی پکڑ بڑے زبردست کی پکڑ تھی جس کے قابو سے نکل کر کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ دیکھ لو! تمام فرعونیوں کا بیڑہ کس طرح بحر قلزم میں غرق کیا کہ ایک بچ کر نہ نکل سکا۔

۳۶ ۔ گذشتہ اقوام کے واقعات سنا کر موجودہ لوگوں کو خطاب ہے یعنی تم میں کے کافر کیا ان پہلے کافروں سے کچھ اچھے ہیں جو کفروطغیان کی سزا میں تباہ نہیں کیے جائیں گے؟ یا اللہ کے ہاں سے کوئی پروانہ لکھ دیا گیا ہے کہ تم جو چاہو شرارت کرتے رہو، سزا نہیں ملے گی؟ یا یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہمارا مجمع اور جتھا بہت بڑا ہے۔ اور سب مل
۳۷ ۔ یعنی عنقریب ان کو اپنے مجمع کی حقیقت کھل جائے گی جب مسلمانوں کے سامنے سے شکست کھا کر اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ چنانچہ "بدر" اور "احزاب" میں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اس وقت نبی کی زبان پر یہ آیت جاری تھی { سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ }۔
۳۸ ۔ یعنی یہاں کیا شکست کھائیں گے، ان کی شکست کا اصلی وقت تو وہ ہوگا جب قیامت سر پر آکھڑی ہوگی۔ وہ بہت سخت مصیبت کا وقت ہوگا۔

۳۹ ۔ یعنی اس وقت غفلت کے نشہ میں پاگل بن رہے ہیں۔ یہ سودا دماغ میں سے اس وقت نکلے گا جب اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ لو! اب ذرا اس کا مزہ چکھو۔

۴۰ ۔ یعنی ہر چیز جو پیش آنیوالی ہے اللہ کے علم میں پہلے سے ٹھہر چکی ہے دنیا کی عمر اور قیامت کا وقت بھی اس کے علم میں ٹھہرا ہوا ہے اس سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔

۴۱ ۔ یعنی ہم چشم زدن میں جو چاہیں کر ڈالیں کسی چیز کے بنانے یا بگاڑنے میں ہم کو دیر نہیں لگتی نہ کچھ مشقت ہوتی ہے۔

۴۲ ۔ یعنی تمہاری قماش کے بہت سے کافروں کو پہلے تباہ کرچکے ہیں۔ پھر تم میں کوئی اتنا سوچنے والا نہیں کہ انکے حال سے عبرت حاصل کرسکے۔

۴۳ ۔ یعنی ہر ایک نیکی بدی عمل کے بعد ان کے اعمالناموں میں لکھی گئ ہے۔ وقت پر ساری مسل سامنے کر دی جائیگی۔

۴۴ ۔ یعنی اس سے قبل ہر چھوٹی بڑی چیز کی تفصیل "لوح محفوظ" میں لکھی جاچکی۔ تمام دفاتر باقاعدہ مرتب ہیں کوئی چھوٹی موٹی چیز بھی ادھر ادھر نہیں ہوسکتی۔

۴۵ ۔ مجرمین کے بعد یہ متقین کا انجام بیان فرمادیا کہ وہ اپنی سچائی کی بدولت اللہ و رسول کے سچے وعدوں کے موافق ایک پسندیدہ مقام میں ہونگے جہاں اس شہنشاہ مطلق کا قرب حاصل ہوگا۔ { اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُقْتَدِرٌ ۔ مَاتَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ یَکُوْنُ فَاسْعِدْ نِیْ فِیْ الدَّارَیْنِ وَکُنْ لِیْ وَلَا تَکُنْ عَلَیَّ وَاٰتِنِیْ فِیْ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَ فِیْ الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنِیْ عَذَابَ النَّارِ }۔

۱ ۔ جو اس کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ اور اس کی نعمتوں میں سب سے اونچی نعمت و رحمت ہے، انسان کی بساط اور اس کے ظرف پر خیال کرو اور علم قرآن کے اس دریائے ناپیداکنار کو دیکھو، بلاشبہ ایسی ضعیف البنیان ہستی کو آسمانوں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری چیز کا حامل بنا دینا رحمان ہی کاکام ہو سکتا ہے۔ ورنہ کہاں بشر اور کہاں خدا

۲ ۔ "ایجاد" (وجود عطا فرمانا) اللہ کی بڑی نعمت بلکہ نعمتوں کی جڑ ہے اس کی دو قومیں ہیں۔ ایجاد ذات، اور ایجاد صفت تو اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ذات کو پیدا کیا اور اس میں علم بیان کی صفت بھی رکھی یعنی قدرت دی کہ اپنے مافی الضمیر کو نہایت صفائی اور حسن و خوبی سے ادا کرسکے اور دوسروں کی بات سمجھ سکے۔ اسی صفت کے ذریعہ
۳ ۔ یعنی دونوں کا طلوع و غروب، گھٹنا بڑھنا، یا ایک حالت پر قائم رہنا، پھر ان کے ذریعہ سے فصول و مواسم کا بدلنا اور سفلیات پر مختلف طرح سے اثر ڈالنا، یہ سب کچھ ایک خاص حساب اور ضابطہ اور مضبوط نظام کے ماتحت ہے۔ مجال نہیں کہ اس کے دائرہ سے باہر قدم رکھ سکیں۔ اور اپنے مالک و خالق کے دیئے ہوئے احکام سے روگردانی
۴ ۔ یعنی علویات کی طرح سفلیات بھی اپنے مالک کی مطیع و منقاد ہیں۔ چھوٹے جھاڑ، زمین پر پھیلی ہوئی بیلیں اور اونچے درخت سب اس کے حکم تکوینی کے سامنے سر بسجود ہیں۔ بندے ان کو اپنے کام میں لائیں تو انکار نہیں کرسکتے۔

۵ ۔ اوپر سے دو دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوتے چلے آرہے تھے۔ یہاں بھی آسمان کی بلندی کے ساتھ آگے زمین کی پستی کا ذکر ہے۔ درمیان میں میزان (ترازو) کا ذکر شاید اس لئے ہو کہ عمومًا ترازو کو تولتے وقت آسمان و زمین کے درمیان معلق رکھنا پڑتا ہے۔ یہ اس تقدیر پر ہے کہ میزان سے مراد ظاہری اور حسی ترازو ہو۔ چونکہ اس کے ساتھ بہت ۔ کہ اس پر آرام سے چلیں پھریں اور کاروبار جاری رکھیں۔ ۶

۷ ۔ یعنی پھل میوے بھی زمین سے نکلتے ہیں اور غلّہ اناج بھی۔ پھر غلّہ میں دو چیزیں ہیں۔ دانہ، جو انسانوں کی غذا ہے اور بھوسہ جو جانوروں کے لئے ہے۔ اور بعض چیزیں زمین سے وہ پیدا ہوتی ہیں جو کھانے کے کام میں نہیں آتیں لیکن انکی خوشبو وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔
۸ ۔ یعنی اے جنّ و انس! اوپر کی آیات میں تمہارے رب کی جو عظیم الشان نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں بیان کی گئیں تم ان میں سے کس کس کے جھٹلانے کی جرأت کرو گے؟ کیا یہ نعمتیں اور نشانیاں ایسی ہیں جن میں سے کسی کا انکار کیا جاسکے؟ علماء نے ایک حدیث صحیح کی بناء پر لکھا ہے کہ جب کوئی شخص یہ آیت { فَبِاَیِّ اٰلَآ ءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن } سنے

۔ یعنی سب آدمیوں کے باپ آدم کو مٹی اور جنوں کے باپ کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا۔ ۹

۱۰ ۔ { اٰلَآءِ } کا ترجمہ عموماً "نعمت" کیا گیا ہے لیکن ابن جریر نے بعض سلف سے "قدرت" کے معنی نقل کئے ہیں۔ اس لئے جس مقام پر جو معنی زیادہ چسپاں ہوں وہ اختیار کئے جائیں۔ یہاں اور اس سے پہلی آیت میں دونوں مطلب ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ انس و جنّ کو خلعت وجود سے سرفراز فرمانا اور جماد لایعقل سے عاقل بنا دینا اللہ کی بڑی نعمت ہے اور
۱۱ ۔ جاڑے اور گرمی میں جس جس نقطہ سے سورج طلوع ہوتا ہے وہ دو مشرق اور جہاں جہاں غروب ہوتا ہے وہ دو مغرب ہوئیں۔ ان ہی مشرقین اور مغربین کے تغیر و تبدل سے موسم اور فصلیں بدلتی ہیں۔ اور طرح طرح کے انقلابات ہوتے ہیں۔ زمین والوں کے ہزارہا فوائد و مصالح ان تغیرات سے وابستہ ہیں۔ تو ان کا ادل بدل بھی خدا کی بڑی بھاری

۱۲ ۔ یعنی ایسا نہیں کہ میٹھا اور کھاری پانی ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے اس کی خاصیت وغیرہ کو بالکلیہ زائل کردے یا دونوں مل کر دنیا کو غرق کر ڈالیں۔ اس آیت کے مضمون کے متعلق کچھ تقریر سورۃ "فرقان" کے اواخر میں گذرچکی ہے۔ اس کو ملاحظہ کر لیا جائے۔

۱۳ ۔ یعنی کشتیاں اور جہاز گو بظاہر تمہارے بنائے ہوئے ہیں مگر خود تم کو اللہ نے بنایا اسی نے وہ قوتیں اور سامان عطا کئے جن سے جہاز تیار کرتے ہو۔ لہٰذا تم اور تمہاری مصنوعات سب کا مالک و خالق وہ ہی خدا ہوا۔ اور یہ سب اسی کی نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں ہوئیں۔ (تنبیہ) یہ جملہ پہلے جملہ { یَخْرُجُ مِنْھُمَا اللُّؤْلُؤُ } الخ۔ کے مقابل ہے، یعنی دریا کے

۱۴ ۔ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق زبان حال و قال سے اپنی حاجات اسی خدا سے طلب کرتی ہے۔ کسی کو ایک لمحہ کے لئے اس سے استغناء نہیں۔ اور وہ بھی سب کی حاجت روائی اپنی حکمت کے موافق کرتا ہے۔ ہر وقت اس کا الگ کام اور ہر روز اس کی نئی شان ہے۔ کسی کو مارنا، کسی کو جلانا، کسی کو بیمار کرنا، کسی کو تندرست کر دینا،

۱۵ ۔ یعنی دنیا کے یہ کام اور دھندے عنقریب ختم ہونیوالے ہیں۔ اس کے بعد ہم دوسرا دور شروع کریں گے جب تم دونوں بھاری قافلوں (جن و انس) کا حساب کتاب ہوگا مجرموں کی پوری طرح خبر لی جائے گی۔ اور وفاداروں کو پورا صلہ دیا جائے گا۔

۱۶ ۔ یعنی اللہ کی حکومت سے کوئی چاہے کہ نکل بھاگے تو بدون قوت اور غلبہ کے کیسے بھاگ سکتا ہے کیا خدا سے زیادہ کوئی قوی اور زور آور ہے؟ پھر نکل کر جائے گا کہاں، دوسری قلمرو کونسی ہے جہاں پناہ لے گا۔ نیز دنیا کی معمولی حکومتیں بدون سند اور پروانہ راہداری کے اپنی قلمرو سے نکلنے نہیں دیتیں تو اللہ بدون سند کے کیوں نکلنے
۱۷ ۔ یعنی اس طرح کھول کھول کر سمجھانا اور تمام نشیب و فراز پر متنبہ کرنا کتنی بڑی نعمت ہے۔ کیا اس نعمت کی تم قدر نہیں کروگے اور اللہ کی ایسی عظیم الشان قدرت کو جھٹلاؤ گے۔

۱۸ ۔ یعنی جس وقت مجرموں پر آگ کے صاف شعلے اور دھواں ملے ہوئے شرارے چھوڑے جائیں گے کوئی ان کو دفع نہ کرسکے گا۔ اور نہ وہ اس سزا کا کچھ بدلہ لے سکیں گے۔

۱۹ ۔ مجرموں کو سزا دینا بھی وفاداروں کے حق میں انعام ہے اور اس سزا کا بیان کرنا تا لوگ سن کر اس جرم سے باز رہیں، یہ مستقل انعام ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ہر آیت میں نعمت جتائی کوئی اب نعمت ہے اور کسی کی خبر دینا نعمت ہے، کہ اس سے بچیں"۔
۔ یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹے گا اور رنگ میں لال نری کی طرح ہو جائے گا۔ ۲۰

۲۱ ۔ یعنی کسی آدمی یا جن سے اس کے گناہوں کے متعلق معلوم کرنے کی غرض سے سوال نہ کیا جائے گا کیونکہ خدا کو پہلے سے سب کچھ معلوم ہے۔ ہاں بطور الزام و توبیخ ضابطہ کا سوال کرینگے۔ کما قال { فوَ رَبِّکَ لَنَسْاَلَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ } (حجر رکوع۶) یا یہ مطلب ہو کہ قبروں سے اٹھتے وقت سوال نہ ہوگا بعد میں ہونا اس کے منافی نہیں۔

۲۲ ۔ یعنی چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلگونی سے مجرم خودبخود پہچانے جائیں گے۔ جیسے مؤمنین کی شناخت سجدہ اور وضو کے آثار و انوار سے ہوگی۔

۲۳ ۔ یعنی کسی کے بال اور کسی کی ٹانگ پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا۔ یا ہر ایک مجرم کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر پیشانی کو پاؤں سے ملا دینگے اور زنجیر وغیرہ سے جکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔

۲۴ ۔ یعنی اس وقت کہا جائے گا کہ یہ وہ ہی دوزخ ہے جس کا دنیا میں انکار کیا کرتے تھے۔

۲۵ ۔ یعنی کبھی آگ کا اور کبھی کھولتے پانی کا عذاب ہوگا۔(اعاذنا اللہ منہما و من سائر انواع العذاب)۔

۲۶ ۔ یعنی جس کو دنیا میں ڈر لگا رہا کہ ایک روز اپنے رب کے آگے کھڑا ہونا اور رتی رتی کا حساب دینا ہے۔ اور اسی ڈر کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہا اور پوری طرح تقوٰی کے راستوں پر چلا اس کے لئے وہاں دو عالیشان باغ ہیں جن کی صفات آگے بیان کی گئ ہیں۔

۲۷ ۔ یعنی مختلف قسم کے پھل ہوں گے اور درختوں کی شاخیں نہایت پر میوہ اور سایہ دار ہوں گی۔

۲۸ ۔ یعنی جو کسی وقت تھمتے نہیں۔ نہ خشک ہوتے ہیں۔

۲۹ ۔ جب ان کا استردبیز ریشم کا ہوگا تو ابرے کو اسی سے قیاس کرلو۔ کیسا کچھ ہوگا۔

۳۰ ۔ جس کے چننے میں کلفت نہ ہوگی۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، ہر حالت میں بے تکلف متمتع ہوسکیں گے۔

۳۱ ۔ یعنی ان کی عصمت کو کسی نے بھی چھوا، نہ انہوں نے اپنے ازواج کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

۳۲ ۔ یعنی ایسی خوش رنگ اور بیش بہا۔

۳۳ ۔ یعنی نیک بندگی کا بدلہ نیک ثواب کے سواکیا ہوسکتا ہے۔ ان جنتیوں نے دنیا میں اللہ کی انتہائی عبادت کی تھی۔ گویا وہ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ اللہ نے ان کو انتہائی بدلہ دیا۔{ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَھُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ } (سجدہ رکوع۲)۔ شاید اس میں دولت دیدار کی طرف بھی اشارہ ہو۔ واللہ اعلم۔

۔ شاید پہلے دو باغ مقربین کے لئے تھے اور یہ دونوں اصحاب یمین کیلئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ۳۴

۔ سبزی جب زیادہ گہری ہوتی ہے تو سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ ۳۵

۔ مگر یہاں کے انار اور کھجوروں پر قیاس نہ کیا جائے۔ ان کی کیفیت اللہ ہی جانے۔ ۳۶

۔ یعنی اچھے اخلاق کی خوبصورت اور خوب سیرت۔ ۳۷

۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ذات کی خوبی گھر میں رکے رہنے ہی سے ہے۔ ۳۸

۳۹ ۔ یعنی جس نے اپنے وفاداروں پر ایسے احسان و انعام فرمائے اور غور کرو تو تمام نعمتوں میں اصلی خوبی اسی کے نام پاک کی برکت سے ہے۔ اور اسی کا نام لینے سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ پھر سمجھ لو جس کے اسم میں اس قدر برکت ہے مسمّٰی میں کیا کچھ ہوگی { وَنِسَاَلُ اللہَ الْکَرِیْمَ الْوَھَّابَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاکرام اَنْ یَجْعَلَنَا مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْاَوَّلِیّیْن }۔امین۔

۱ ۔ یعنی قیامت جب ہو پڑیگی اس وقت کھل جائے گا کہ یہ کوئی جھوٹی بات نہ تھی۔ نہ اسے کوئی ٹلاسکے گا۔ نہ واپس کرسکے گا اور { لَایَبْعَثُ اللہ مَنْ یَمُوْتُ } وغیرہ کے جھوٹے دعوے سب ختم ہو جائیں۔ کوئی شخص جھوٹی تسلیوں سے اس دن کی ہولناک سختیوں کو گھٹانا چاہے یہ بھی نہ ہوگا۔
۲ ۔ یعنی ایک گروہ کو نیچے لے جاتی ہے اور ایک گروہ کو اوپر اٹھاتی ہے۔ بڑے بڑے متکبروں کو جو دنیا میں بہت معزز اور سربلند سمجھے جاتے تھے اسفل السافلین کی طرف دھکیل کر دوزخ میں پہنچادے گی اور کتنے ہی متواضعین کو جو دنیا میں پست اور حقیر نظر آتے تھے، ایمان و عمل صالح کی بدولت جنت کے اعلٰی مقامات پر فائز کرے گی۔

۔ یعنی زمین مین سخت زلزلہ آئیگا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کرغبار کی طرح اڑتے پھرینگے۔ ۳

۴ ۔ یعنی وقوع قیامت کے بعد کل آدمیوں کی تین قسمیں کردی جائیں گی۔ دوزخی، عام جنتی، اور خواص مقربین جو جنت کے نہایت اعلٰی درجات پر فائز ہوں گے۔ آگے تینوں کا مجملًا ذکر کرتے ہیں۔ پھر ان کے احوال کی تفصیل بیان ہوگی۔

۵ ۔ یعنی جو لوگ عرش عظیم کے داہنی طرف ہونگے جن کو اخذ میثاق کے وقت آدم کے داہنے پہلو سے نکالا گیا تھا۔ اور ان کا اعمالنامہ بھی داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور فرشتے بھی ان کو داہنی طرف سے لیں گے۔ اس روز ان کی خوبی اور یمن و برکت کا کیا کہنا، شب معراج میں حضور نے ان ہی کی نسبت دیکھا تھا کہ حضرت آدم اپنی داہنی طرف
۶ ۔ یہ لوگ آدم کے بائیں پہلو سے نکالے گئے، عرش کے بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے۔ اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے دائیں طرف سے ان کو پکڑیں گے، ان کی نحوست اور بدبختی کا کیا ٹھکانا۔

۷ ۔ یعنی جو لوگ کمالات علمیّہ اور مراتب تقوٰی میں دوڑ کر اصحاب یمین سے آگے نکل گئے۔ وہ حق تعالیٰ کی رحمتوں اور مراتب قرب و وجاہت میں بھی سب سے آگے ہیں۔ { وَھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالرُّسُلُ وَ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَاءُ یَکُوْنُوْنَ بَیْنَ یَدَیْ رَبِّھِمْ عَزَّ وَجَلَّ } کماقال ابن کثیر ۔

۸ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں" پہلے کہا، پہلی امتوں کو، اور پچھلی یہ امت (محمدیہ) یا پہلے پچھلے اسی امت کے (مراد ہوں) یعنی اعلٰی درجہ کے لوگ پہلے بہت ہوچکے ہیں۔ پیچھے کم ہوتے ہیں"۔ (تنبیہ) اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر میں یہ دونوں احتمال بیان کئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے دوسرے احتمال کو ترجیح دی اور روح المعانی میں طبرانی
۔ جو سونے کے تاروں سے بُنے گئے ہیں۔ ۹

۔ یعنی نشست ایسی ہو گی کہ کسی ایک کی پیٹھ دوسرے کی طرف نہ رہے گی۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی خدمت کے لئے لڑکے ہونگے جو سدا ایک حالت پر رہیں گے۔

۱۲ ۔ یعنی نتھری اور صاف شراب جس کے قدرتی چشمے جاری ہونگے اس کے پینے سے نہ سرگرانی ہوگی نہ بکواس لگے گی کیونکہ اس میں نشہ نہ ہوگا۔ خالص سرور اور لذت ہوگی۔

۱۳ ۔ یعنی جس وقت جو میوہ پسند ہو اور جس قسم کا گوشت مرغوب ہو بدون محنت و تعب کے پہنچے گا۔

۱۴ ۔ یعنی صاف موتی کی طرح جس پر گردوغبار کا ذرا بھی اثر نہ آیا ہو۔

۱۵ ۔ یعنی لغو اور واہیات باتیں وہاں نہیں ہوں گی نہ کوئی جھوٹ بولے گا، نہ کسی پر جھوٹی تہمت رکھے گا۔ بس ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آئیں گی۔ یعنی جنتی ایک دوسرے کو اور فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے۔ اور رب کریم کا سلام پہنچے گا جو بہت ہی بڑے اعزازواکرام کی صورت ہے اور سلام کی یہ کثرت اس کی طرف اشارہ ہے کہ

۱۶ ۔ جو قسم قسم کے مزہ دار پھلوں سے لدے ہوں گے۔

۱۷ ۔ یعنی نہ دھوپ ہوگی نہ گرمی سردی لگے گی۔ نہ اندھیرا ہوگا۔ صبح کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے جیسا درمیانی وقت ہوتا ہے ایسا معتدل سایہ سمجھو اور لنبا پھیلا ہوا اتنا کہ بہترین تیز رفتار گھوڑا سوبرس تک متواتر چلتا رہے تو ختم نہ ہو۔

۱۸ ۔ بہت قسم کا میوہ، نہ پہلے اس میں سے کسی نے توڑا نہ دنیا کے موسمی میووں کی طرح آئندہ ختم ہو نہ اس کے لینے میں کسی قسم کی روک ٹوک پیش آئے۔

۱۹ ۔ یعنی بیحد دبیز اور اونچے ظاہر میں بھی اور رتبہ میں بھی۔

۲۰ ۔ یعنی حوریں اور دنیا کی عورتیں جو جنت میں ملیں گی وہاں ان کی پیدائش اور اٹھان خدا کی قدرت سے ایسا ہوگا کہ ہمیشہ خوبصورت جوان بنی رہیں گی۔ جن کی باتوں اور طرزوانداز پر بیساختہ پیار آئے اور سب کو آپس میں ہم عمر رکھا جائے گا اور ان کے ازواج کے ساتھ بھی عمر کا تناسب برابر قائم رہے گا۔

۔ یعنی اصحاب یمین پہلوں میں بھی بکثرت ہوئے ہیں اور پچھلوں میں بھی ان کی بہت کثرت ہوگی۔ ۲۱

۲۲ ۔ یعنی دوزخ کی آگ سے کالادھواں اٹھیگا۔ اس کے سایہ میں رکھے جائیں گے۔ جس سے کوئی جسمانی یا روحانی آرام نہ ملے گا۔ نہ ٹھنڈک پہنچے گی۔ نہ وہ عزت کا سایہ ہوگا۔ ذلیل و خوار اس کی تپش میں بھنتے رہیں گے۔ یہ ان کی دنیوی خوشحالی کا جواب ہوا جس کے غرور میں اللہ اور رسول سے ضد باندھی تھی۔

۲۳ ۔ یعنی وہ بڑا گناہ کفروشرک ہے اور تکذیب انبیاء یا جھوٹی قسمیں کھا کر یہ کہنا کہ مرنے کے بعد ہر گز کوئی زندگی نہیں۔ کما قال تعالیٰ { وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَا یَبۡعَثُ اللّٰہُ مَنۡ یَّمُوۡتُ } (نحل رکوع۵)۔

۔ جو ہم سے بھی بہت پہلے مرچکے۔ یعنی یہ بات کس کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ ۲۴

۔ یعنی قیامت کے دن جس کا وقت اللہ کے علم میں مقرر ہے۔ ۲۵

۔ یعنی جب بھوک سے مضطر ہوگے تو یہ درخت کھانے کو ملے گا اور اسی سے پیٹ بھرنا پڑیگا۔ ۲۶

۲۷ ۔ یعنی گرمی میں تونسا ہوا اونٹ جیسے پیاس کی شدت سے ایک دم پانی چڑھاتا چلاجاتا ہے۔ یہ ہی حال دوزخیوں کا ہوگا لیکن وہ گرم پانی جب منہ کے قریب پہنچائیں گے تو منہ کو بھون ڈالے گا اور پیٹ میں پہنچے گا تو آنتیں کٹ کر باہر آپڑینگی (العیاذ باللہ)۔

۔ یعنی انصاف کا مقتضاء یہ ہی تھا کہ ان کی مہمانی اس شان سے کی جائے۔ ۲۸

۔ یعنی اس بات کو کیوں نہیں مانتے کہ پہلے بھی اس نے پیدا کیا اور وہ ہی دوبارہ پیدا کردے گا۔ ۲۹

۳۰ ۔ یعنی رحم مادر میں نطفہ سے انسان کون بناتا ہے۔ وہاں تو تمہارا کسی کا ظاہری تصرف بھی نہیں چلتا۔ پھر ہمارے سوا کون ہے جو پانی کے قطرہ پر ایسی خوبصورت تصویر کھینچتا اور اس میں جان ڈالتا ہے۔

۳۱ ۔ یعنی جلانا مارنا سب ہمارے قبضے میں ہے۔ جب وجود وعدم کی باگ ہمارے ہاتھ میں ہوئی تو مرنے کے بعد اٹھادینا کیا مشکل ہوگا۔

۳۲ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی تم کو اور جہان میں لیجائیں، تمہاری جگہ یہاں اور خلقت بسادیں"۔

۔ یعنی پہلی پیدائش کو یاد کرکے دوسری کو بھی سمجھ لو۔ ۳۳

۳۴ ۔ یعنی بظاہر بیج زمین میں تم ڈالتے ہو لیکن زمین کے اندر اس کی پرورش کرنا پھر باہر نکال کر ایک لہلہاتی کھیتی بنادینا کس کاکام ہے اس کے متعلق تو ظاہری اور سطحی دعوٰی بھی تم نہیں کر سکتے کہ ہماری تیار کی ہوئی ہے۔

۳۵ ۔ یعنی کھیتی پیدا کرنے کے بعد اس کا محفوظ اور باقی رکھنا بھی ہمارا ہی کام ہے۔ ہم چاہیں تو کوئی آفت بھیج دیں جس سے ایک دم میں ساری کھیتی تہس نہس ہو کر رہ جائے پھر تم سر پکڑا کر روؤ اور آپس میں بیٹھ کر باتیں بنانے لگو کہ میاں ہمارا تو بڑا بھاری نقصان ہوگیا۔ بلکہ سچ پوچھو تو بالکل خالی ہاتھ ہوگئے۔

۳۶ ۔ یعنی بارش بھی ہمارے حکم سے آتی ہے اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کرتے ہیں۔ تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنالیتے یا خوشامد اور زبردستی کرکے بادل سے چھین لیتے۔

۳۷ ۔ یعنی ہم چاہیں تو میٹھے پانی کو بدل کر کھاری کڑوا بنادیں جو نہ پی سکو نہ کھیتی کے کام آئے۔ پھر احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تمہارے ہاتھ دے رکھے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم پانی پی کر فرماتے تھے۔ { اَلحَمْدُ لِلہِ الَّذِیْ سَقَاناہُ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا } (ابن کثیر)۔

۳۸ ۔ عرب میں کئی درخت سبز ایسے ہیں جن کو رگڑنے سے آگ نکلتی ہے جیسے ہمارے ہاں بانس ، پہلے سورۃ "یٰسٓ" میں اس کا بیان ہوچکا۔ یعنی ان درختوں میں آگ کس نے رکھی ہے۔ تم نے یا ہم نے۔

۳۹ ۔ یعنی یہ آگ دیکھ کر دوزخ کی آگ یاد کریں کہ یہ بھی اسی کا ایک حصہ اور ادنیٰ نمونہ ہے اور سوچنے والے کو یہ بات بھی یاد آسکتی ہے کہ جو خدا سبز درخت سے آگ نکالنے پر قادر ہے وہ یقیناً مردہ کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہو گا۔
۴۰ ۔ جنگل والوں اور مسافروں کو آگ سے بہت کام پڑتا ہے۔ خصوصاً جاڑے کے موسم میں۔ اور یوں تو سب ہی کا کام اس سے چلتا ہے۔ (تنبیہ) بعض روایات کی بناء پر علماء نے مستحب سمجھا ہے کہ ان آیات میں ہر جملہ استفہامیہ کو تلاوت کرنے کے بعد کہے { بَلْ اَنْتَ یَارَبِّ }۔
۴۱ ۔ جس نے ایسی مختلف اور کارآمد چیزیں پیدا کیں اور خالص اپنے فضل و احسان سے ہم کو منتفع کیا اس کا شکرادا کرنا چاہیئے۔ اور منکرین کی گھڑی ہوئی خرافات سے اس کی اور اس کے نام مبارک کی پاکی بیان کرنا چاہیئے۔ تعجب ہے کہ لوگ ایسی آیات باہرہ دیکھنے کے بعد بھی اس کی قدرت و وحدانیت کو کماحقہ نہیں سمجھتے۔
۴۲ ۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ قسم کھاتا ہوں آیتوں کے اترنے کی پیغمبروں کے دلوں میں (موضح) یا آیات قرآن کے اترنے کی آسمان سے زمین پر ، آہستہ آہستہ، تھوڑی تھوڑی۔

۴۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں " یعنی فرشتے اس کتاب کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ وہ کتاب یہ ہی قرآن لکھا ہوا ہے فرشتوں کے ہاتھوں میں یا لوح محفوظ میں"۔ اور بعض نے { لَایَمَسَّہٗ } کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے یعنی اس قرآن کو نہیں چھوتے مگر پاک لوگ، یعنی جو صاف دل اور پاک اخلاق رکھتے ہیں۔ وہ ہی اس کے علوم و حقائق تک ٹھیک
۴۴ ۔ یعنی یہ کوئی جادو ٹوٹکا نہیں نہ کاہنوں کی زٹیل اور بے سرو پا باتیں ہیں نہ شاعرانہ تک بندیاں بلکہ بڑی مقدس و معزز کتاب ہے، جو رب العالمین نے عالم کی ہدایت و تربیت کے لئے اتاری، جس خدا نے چاند سورج اور تمام ستاروں کا نہایت محکم اور عجیب و غریب نظام قائم کیا، یہ ستارے ایک اٹل قانون کے ماتحت اپنے روزانہ غروب سے اسی کی

۴۵ ۔ یعنی کیا یہ ایسی دولت ہے جس سے منتفع ہونے میں تم سستی اور کاہلی کرو۔ اور اپنا حصہ اتنا ہی سمجھو کہ اس کو اور اس کے بتلائے ہوئے حقائق کو جھٹلاتے رہو، جیسے بارش کو دیکھ کر کہہ دیا کرتے ہو کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں آگیا تھا اس سے بارش ہوگئ۔ گویا خدا سے کوئی مطلب ہی نہیں۔ اسی طرح اس باران رحمت کی قدر نہ کرنا جو قرآن

۴۶ ۔ یعنی ایسی بے فکری اور بے خوفی سے اللہ کی باتوں کو جھٹلاتے ہو، گویا تم کسی دوسرے کے حکم اور اختیار ہی میں نہیں، یا کبھی مرنا اور خدا کے ہاں جانا ہی نہیں۔ اچھا جس وقت تمہارے کسی عزیزو محبوب کی جان نکلنے والی ہو، سانس حلق میں اٹک جائے، موت کی سختیاں گذر رہی ہوں اور تم پاس بیٹھے اس کی بے بسی اور درماندگی کا تماشا

۴۷ ۔ یعنی تم ایک منٹ کے لئے نہیں روک سکتے۔ اس کو اپنے ٹھکانے پر پہنچنا ضروری ہے۔ اگر وہ مردہ مقربین میں سے ہوگا تو اعلی درجہ کی روحانی و جسمانی راحت و عیش کے سامانوں میں پہنچ جائے گا۔ اور "اصحاب یمین" میں سے ہوا تب بھی کچھ کھٹکا نہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "یعنی خاطر جمع رکھ ان کی طرف سے" یا یہ مطلب

۔ یعنی اس کا انجام یہ ہوگا اور مرنے سے پہلے اس کی خبر سنا دی جائے گی۔ ۴۸

۴۹ ۔ یعنی تمہاری تکذیب سے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ اس سورت میں مؤمنین اور مجرمین کی خبر دی گئی ہے بالکل یقینی ہے، اسی طرح ہو کر رہے گا۔ خواہ مخواہ شبہے پیدا کرکے اپنے نفس کو دھوکا نہ دو۔ بلکہ آنے والے وقت کی تیاری کرو۔

۵۰ ۔ یعنی تسبیح و تحمید میں مشغول رہو کہ یہ ہی وہاں کی بڑی تیاری ہے اس نیک مشغلہ میں لگ کر مکذبین کی دل آزار بیہودگیوں سے بھی یکسوئی رہتی ہے اور ان کے باطل خیالات کا رد بھی ہوتا ہے۔ یہاں سورت کے خاتمہ پر جی نے چاہا کہ کتاب کو ختم پر ایک حدیث نقل کی ہے۔ [illegible]

۔ یعنی زبان حال سے یا قال سے یا دونوں سے۔ ۱

۲ ۔ یعنی آسمان و زمین میں سب جگہ اسی کا حکم اور اختیار چلتا ہے ایجاد و اعدام کی باگ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی طاقت اس کے تصرف تکوینی کو روک نہیں سکتی۔

۔ جب کوئی نہ تھا، وہ موجود تھا، اور کوئی نہ رہے وہ موجود رہے گا۔ ۳

۴ ۔ ہر چیز کا وجود و ظہور اس کے وجود سے ہے۔ لہذا اس کا وجود اگر ظاہر و باہر نہ ہوتو اور کس کا ہوگا۔ عرش سے فرش تک اور ذرہ سے آفتاب تک ہر چیز کی ہستی اس کی ہستی کی روشن دلیل ہے لیکن اسی کے ساتھ اس کی کُنہ ذات اور حقائق صفات تک عقل و ادراک کی رسائی نہیں۔ کسی ایک صفت کا احاطہ بھی کوئی نہیں کرسکتا نہ اپنے قیاس
۔ اس کا بیان سورۃ اعراف میں آٹھویں پارے کے ختم سے کچھ پہلے گذرچکا ہے۔ ۵

۶ ۔ مثلاً بارش کا پانی اور بیج زمین کے اندر جاتا ہے۔ اور کھیتی درخت وغیرہ اس سے باہر نکلتے ہیں۔ اس کا بیان سورۃ "سبا" میں گذر چکا۔

۷ ۔ آسمان کی طرف سے اترتے ہیں فرشتے، احکام، قضاء قدر کے فیصلے، اور بارش وغیرہ اور چڑھتے ہیں بندوں کے اعمال اور ملائکۃ اللہ۔

۸ ۔ یعنی کسی وقت تم سے غائب نہیں۔ بلکہ جہاں کہیں تم ہو اور جس حال میں ہو، وہ خوب جانتا ہے اور تمام کھلے چھپے اعمال کو دیکھتا ہے۔

۹ ۔ یعنی اس کی قلمرو سے نکل کر کہیں نہیں جاسکتے۔ تمام آسمان و زمین میں اسی اکیلے کی حکومت ہے اور آخر کار سب کاموں کا فیصلہ وہیں سے ہوگا۔

۔ یعنی کبھی دن کو گھٹا کر رات بڑی کر دیتا ہے اور کبھی اس کے برعکس رات کو گھٹا کر دن بڑا کر دیتا ہے۔ ١٠

۔ یعنی دلوں میں جو نیتیں اور ارادے پیدا ہوں یا خطرات و وساوس آئیں، وہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ ١١

١٢ ۔ یعنی جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے اس کا مالک اللہ ہے۔ تم صرف امین اور خزانچی ہو۔ لہٰذا جہاں وہ مالک بتلائے وہاں اس کے نائب کی حیثیت سےخرچ کرو۔ اور یہ بھی ملحوظ رکھو کہ پہلے یہ مال دوسروں کے ہاتھ میں تھا ان کے جانشین تم بنے۔ ظاہر ہے تمہارا جانشین کوئی اور بنایا جائے گا۔ پھر جب معلوم ہے کہ یہ چیز نہ پہلوں کے پاس رہی نہ
١٣ ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جن لوگوں میں یہ صفت و خصلت موجود نہیں، اپنے اندر پیدا کریں اور جن میں موجود ہے اس پر ہمیشہ مستقیم رہیں اور ایمان کے مقتضٰی پر عمل رکھیں۔

١٤ ۔ یعنی اللہ پر ایمان لانے یا یقین و معرفت کے راستوں پر چلتے رہنے سے کیا چیز مانع ہوسکتی ہے۔ اور اس معاملہ میں سستی یا تقاعد کیوں ہو جبکہ خدا کا رسول تم کو کسی اجنبی اور غیر معقول چیز کی طرف نہیں، بلکہ تمہارے حقیقی پرورش کرنے والے کی طرف دعوت دے رہا ہے جس کا اعتقاد تمہاری اصل فطرت میں و دیعت کردیا گیا اور جس کی
١٥ ۔ یعنی قرآن اتارا اور صداقت کے نشان دیئے تا ان کے ذریعہ سے تم کو کفروجہل کی اندھیریوں سے نکال کر ایمان و علم کے اجالے میں لے آئے۔ یہ اللہ کی بہت ہی بڑی شفقت اور مہربانی ہے، اگر سختی کرتا تو ان ہی اندھیروں میں پڑا چھوڑ کر تم کو ہلاک کردیتا۔ یا ایمان لانے کے بعد بھی پچھلی خطاؤں کو معاف نہ کرتا۔
١٦ ۔ یعنی مالک فنا ہو جاتا ہے اور ملک اللہ کا بچ رہتا ہے اور ویسے تو ہمیشہ اسی کا مال تھا۔ پھر اس کے مال میں سے اس کے حکم کے موافق خرچ کرنا بھاری کیوں معلوم ہو؟ خوشی اور اختیار سے نہ دوگے تو بے اختیار اسی کے پاس پہنچے گا۔ بندگی کا اقتضاء یہ ہے کہ خوشدلی سے پیش کرے اور اس کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے فقروافلاس سے
۔ اور بعض نے فتح سے مراد صلح حدیبیہ لی ہے۔ اور بعض روایات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ ١٧

١٨ ۔ یعنی یوں تو اللہ کے راستہ میں کسی وقت بھی خرچ کیا جائے اور جہاد کیا جائے وہ اچھا ہے خدا اس کا بہترین بدلہ دنیا یا آخرت میں دیگا، لیکن جن مقدور والوں نے "فتح مکہ" یا "حدیبیہ" سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ بڑے درجے لے اڑے، بعد والے مسلمان ان کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ وہ وقت تھا کہ حق کے ماننے والے اور اس پر
١٩ ۔ یعنی اللہ کو سب خبر ہے کہ کس کا عمل کس درجہ کا ہے اور اس میں اخلاص کا وزن کتنا ہے اپنے اسی علم کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔

٢٠ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "قرض کے معنی یہ کہ اس وقت جہاد میں خرچ کرو۔ پھر تم ہی دولتیں برتوگے (اور آخرت میں بڑے مرتبے پاؤگے)۔ یہ ہی معنی ہیں دونے کے۔ ورنہ مالک میں اور اور غلام میں سود بیاج نہیں۔ جو دیا سو اُس کا جو نہ دیا سو اُس کا"۔
٢١ ۔ میدان حشر سے جس وقت پل صراط پر جائیں گے سخت اندھیرا ہوگا تب اپنے ایمان اور عمل صالح کی روشنی ساتھ ہوگی۔ شاید ایمان کی روشنی جس کا محل قلب ہے آگے ہو اور عمل صالح کی داہنے کیونکہ نیک عمل داہنی طرف جمع ہوتے ہیں۔ جس درجہ کا کسی کا ایمان و عمل ہوگا اسی درجہ کی روشنی ملے گی۔ اور غالباً اس امّت کی روشنی اپنے نبی
۔ کیونکہ جنت اللہ کی خوشنودی کا مقام ہے۔ جو وہاں پہنچ گیا سب مرادیں مل گئیں۔ ٢٢

٢٣ ۔ یعنی مومنین اور منافقین کے بیچ میں دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں دروازہ ہوگا۔ اس دروازہ سے مومن جنت کی طرف جا کر منافقوں کی نظر سے اوجھل ہو جائیں گے۔ دروازہ کے اندر پہنچ کر جنت کا سماں ہوگا اور ادھر دروازہ سے باہر عذاب الہٰی کا منظر دکھائی دے گا۔
٢٤ ۔ قصہ یہ ہے کہ کھلے ہوئے کافر پُل صراط پر نہیں چلیں گے۔ بلکہ پہلے ہی دوزخ میں اس کے دروازوں سے دھکیل دیئے جائیں گے ہاں جو کسی نبی کی امت میں ہیں سچے یا کچے انہیں پل صراط سے گذرنے کا حکم ہوگا۔ اس پر چڑھنے سے پہلے ایک سخت اندھیری لوگوں کو گھیر لے گی۔ اس وقت ایمان والوں کے ساتھ روشنی ہوگی۔ منافق بھی ان
٢٥ ۔ یعنی بیشک دنیا میں بظاہر تم ہمارے ساتھ تھے اور زبان سے دعویٰ اسلام کا کرتے تھے لیکن اندرونی حال یہ تھا کہ لذات و شہوات میں پڑ کر تم نے نفاق کا راستہ اختیار کیا اور اپنے نفس کو دھوکا دے کر ہلاکت میں ڈالا۔ پھر توبہ نہ کی بلکہ راہ دیکھتے رہے کہ کب اسلام اور مسلمانوں پر کوئی افتاد پڑتی ہے اور دین کے متعلق شکوک و شبہات کی
٢٦ ۔ یعنی بالفرض اگر آج تم (منافق) اور جو کھلے بندوں کافر تھے کچھ معاوضہ وغیرہ دیکر سزا سے بچنا چاہو تو اس کے منظور کئے جانے کی کوئی صورت نہیں۔ بس تم سب کو اب اسی گھر میں رہنا ہے۔ یہ ہی دوزخ کی آگ تمہارا ٹھکانا ہے اور یہ ہی رفیق ہے کسی دوسرے سے رفاقت کی توقع مت رکھو۔
٢٧ ۔ یعنی وقت آگیا ہے کہ مومنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اس کے سچے دین کے سامنے جھک جائیں۔ اور نرم ہو کر گڑگڑانے لگیں۔

۲۸ ۔ یعنی ایمان وہ ہی ہے کہ دل نرم ہو۔ نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے۔ شروع میں اہل کتاب یہ باتیں پیغمبروں کی صحبت میں پاتے تھے۔ مدت کے بعد غفلت چھاتی گئ۔ دل سخت ہوگئے وہ بات نہ رہی۔ اکثروں نے سخت سرکشی اور نافرمانیاں شروع کردیں۔ اب مسلمانوں کی باری آئی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی صحبت میں رہ کر نرم دلی،
۲۹ ۔ یعنی عرب لوگ جاہل اور گمراہ تھے جیسے مردہ زمین۔ اب اللہ نے ان کو ایمان اور علم کی روح سے زندہ کیا۔ اور ان میں سب کمال پیدا کر دیئے۔ غرض کسی مردہ سے مردہ انسان کو مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ سچی توبہ کرلے تو اللہ پھر اس کے قالب میں روح حیات پھونک دے گا۔
۳۰ ۔ یعنی جو اللہ کے راستہ میں خالص نیّت سے اس کی خوشنودی کی خاطر خرچ کریں اور غیراللہ سے کسی بدلہ یا شکریہ کے طلبگار نہ ہوں گویا وہ اللہ کو قرض دیتے ہیں۔ سو اطمینان رکھیں کہ ان کا دیا ہوا ضائع نہ ہوگا۔ بلکہ کئ گنا کرکے لوٹا یا جائے گا۔
۳۱ ۔ مترجم محقق نے بظاہر "الشہداء" کا عطف "الصدّیقون" پر مانا ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر پوری طرح یقین لائے (اور اس یقین کا اثر ان کے اعمال و احوال میں ظاہر ہونا چاہیئے) تو سچے اور پکے ایماندار یہ ہی ہیں۔ اور اللہ کے ہاں یہ ہی حضرات بطور گواہ کے دوسرے لوگوں کا حال بتلائیں گے۔ کماقال { وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً
۔ یعنی دوزخ اصل میں ان ہی کے لئے بنی ہے۔ ۳۲

۳۳ ۔ آدمی کو اول عمر میں کھیل چاہئے، پھر تماشا، پھر بناؤ سنگار (اور فیشن) پھر ساکھ بڑھانا اور نام و نمود حاصل کرنا پھر موت کے دن قریب آئیں تو مال و الاد کی فکر کہ پیچھے میرا گھر بار بنا رہے اور اولاد آسودگی سے بسر کرے۔ مگر یہ سب ٹھاٹھ سامان فانی اور زائل ہیں ۔ جیسے کھیت کی رونق و بہار چند روزہ ہوتی ہے پھر زرد پڑ جاتی
۳۴ ۔ یعنی موت سے پہلے وہ سامان کر لو جس سے کوتاہیاں معاف ہوں اور بہشت ملے۔ اس کام میں سستی اور دیر کرنا مناسب نہیں۔

۳۵ ۔ یعنی آسمان اور زمین دونوں کو اگر ملا کر رکھا جائے تو اسکے برابر جنت کا عرض ہو گا۔ طول کتنا ہو گا؟ یہ اللہ ہی جانے۔

۳۶ ۔ یعنی ایمان و عمل بیشک حصول جنت کے اسباب ہیں۔ لیکن حقیقت میں ملتی ہے اللہ کے فضل سے۔ اس کا فضل نہ ہو تو سزا سے چھوٹنا ہی مشکل ہے۔ جنت ملنے کا تو ذکر کیا۔

۳۷ ۔ ملک میں جو عام آفت آئے مثلًا قحط، زلزلہ وغیرہ اور خود تم کو جو مصیبت لاحق ہو مثلًا مرض وغیرہ وہ سب اللہ کے علم میں قدیم سے طے شدہ ہے اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اسی کے موافق دنیا میں ظہور ہو کر رہے گا ایک ذرہ بھر کم و بیش یا پس و پیش نہیں ہو سکتا۔
۳۸ ۔ یعنی اللہ کو ہرچیز کا علم ذاتی ہے کچھ محنت سے حاصل کرنا نہیں پڑا۔ پھر اپنے علم محیط کے موافق تمام واقعات و حوادث کو قبل از وقوع کتاب (لوح محفوظ) میں درج کر دینا اسکے لئے کیا مشکل ہے۔

۳۹ ۔ یعنی اس حقیقت پر اس لئے مطلع کر دیا کہ تم خوب سمجھ لو کہ جو بھلائی تمہارے لئےمقدر ہے ضرور پہنچ کر رہے گی اور جو مقدر نہیں وہ کبھی ہاتھ نہیں آ سکتی۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں ٹھہر چکا ہے، ویسا ہی ہو کر رہے گا۔ لہذا جو فائدہ کی چیز ہاتھ نہ لگے اس پر غمگین و مضطرب ہو کر پریشان نہ ہو اور جو قسمت سے ہاتھ لگ
۴۰ ۔ اکثر متکبر مالداروں کی حالت یہ ہی ہوتی ہے کہ بڑائی اور شیخی تو بہت ماریں گے مگر خرچ کرنے کے نام پیسہ جیب سے نہ نکلے گا۔ کسی اچھے کام میں خود دینے کی توفیق نہ ہو گی اور اپنے قول و فعل سے دوسروں کو بھی یہ ہی سبق پڑھائیں گے۔ موقع پر بڑھ کر خرچ کرنا متوکلوں اور ہمت والوں کا کام ہے جو پیسہ سے محبت نہیں کرتے، اور
۴۱ ۔ یعنی تمہارے خرچ کرنے یا نہ کرنے سے اسکو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچتا وہ تو بے نیاز اور بےپروا ذات ہے۔ تمام خوبیاں علٰی وجہ الکمال اسکی ذات میں جمع ہیں۔ تمہارے کسی فعل سے اسکی کسی خوبی میں اضافہ نہیں ہوتا۔ جو کچھ نفع و نقصان ہے ۔ خرچ کرو گے خود فائدہ اٹھاؤ گے نہ کرو گے گھاٹے میں رہو گے۔
۴۲ ۔ کتاب اور ترازو۔ شاید اسی تولنے کی ترازو کو کہا کہ اس کے ذریہ سے بھی حقوق ادا کرنے اور لین دین میں انصاف ہوتا ہے۔ یعنی کتاب اللہ اسلئے اتاری کہ لوگ عقائد اور اخلاق و اعمال میں سیدھے انصاف کی راہ چلیں، افراط و تفریط کے راستہ پر قدم نہ ڈالیں۔ اور ترازو اسلئے پیدا کی کہ بیع و شراء وغیرہ معاملات میں انصاف کا پلہ کسی طرف
۔ یعنی اپنی قدرت سے پیدا کیا اور زمین میں اسکی کانیں رکھدیں۔ ۴۳

۴۴ ۔ یعنی لوہے سے لڑائی کے سامان (اسلحہ وغیرہ) تیار ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کے بہت سے کام چلتے ہیں۔

۴۵ ۔ یعنی جو آسمانی کتاب سے راہ راست پر نہ آئیں اور انصاف کی ترازو کو دنیا میں سیدھا نہ رکھیں، ضرورت پڑے گی کہ انکی گوشمالی کیجائے اور ظالم و کجرو معاندین پر اللہ و رسول کے احکام کا وقار و اقتدار قائم رکھا جائے۔ اس وقت شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالنا اور ایک خالص دینی جہاد میں اسی لوہے سے کام لینا ہو گا۔ اس وقت کھل جائے گا کہ

۴۶ ۔ یعنی جہاد کی تعلیم و ترغیب اسلئے نہیں دی گئ کہ اللہ کچھ تمہاری امداد و اعانت کا محتاج ہے۔ بھلا اس زو آور اور زبردست ہستی کو کمزور مخلوق کی کیا حاجت ہو سکتی تھی۔ ہاں تمہاری وفاداری کا امتحان مقصود ہے۔ تاکہ جو بندے اس میں کامیاب ہوں انکو اعلیٰ مقامات پر پہنچایا جائے۔
۔ یعنی پیغمبری اور کتاب کیلئے ان دونوں کی نسل کو چن لیا کہ انکے بعد یہ دولت انکی ذریت سے باہر نہ جائے گی۔ ۴۷

۴۸ ۔ یعنی جن لوگوں کی طرف وہ بھیجے گئے تھے یا یوں کہو کہ ان دونوں کی اولاد میں سے بعضے راہ پر رہے اور اکثر نافرمان ثابت ہوئے۔

۔ یعنی پچھلے رسول ان ہی پہلوں کے نقش قدم پر تھے۔ اصولی حیثیت سے سب کی تعلیم ایک تھی۔ ۴۹

۔ یعنی آخر میں انبیائے بنی اسرائیل کے خاتم حضرت عیسیٰ کو انجیل دیکر بھیجا۔ ۵۰

۵۱ ۔ یعنی حضرت مسیح کے ساتھ جو واقعی انکے طریقہ پر چلنے والے تھے انکے دلوں میں اللہ نے نرمی رکھی تھی، وہ خلق خدا کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے تھے۔

۵۲ ۔ یعنی آگے چل کر حضرت مسیح کے متبعین نے بے دین بادشاہوں سے تنگ ہو کر اور دنیا کے مخمصوں سے گھبرا کر ایک بدعت رہبانیت کی نکالی، جس کا حکم اللہ کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا۔ مگر نیت انکی یہ ہی تھی کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ پھر اسکو پوری طرح نباہ نہ سکے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ فقیری اور تارک الدنیا
۔ یعنی ان میں کے اکثر نافرمان ہیں۔ اسی لئے خاتم الانبیا پر باوجود دل میں یقین رکھنے کے ایمان نہیں لاتے۔ ۵۳

۵۴ ۔ یعنی اس رسول کے تابع رہو کہ یہ نعمتیں پاؤ۔ گذشتہ خطاؤں کی معافی اور ہر عمل کا دونا ثواب، اور روشنی لئے پھرو۔ یعنی تمہارا وجود ایمان و تقوٰی سے نورانی ہو جائے۔ اور آخرت میں یہ ہی نور تمہاے آگے اور داہنی طرف چلے۔ (تنبیہ) احقر کے خیال میں یہ خطاب ان اہل کتاب کو ہے جو حضور پر ایمان لا چکے تھے۔ اس تقریر پر { وَاٰمِنُوْ بِرَسُوْلِہٖ
۵۵ ۔ یعنی اہل کتاب پہلے پیغمبروں کے احوال سن کر پچتاتے کہ افسوس ہم ان سے دور پڑ گئے۔ ہم کو وہ درجے ملنے محال ہیں جو نبیوں کی صحبت سے حاصل ہوتے ہیں۔ سو یہ رسول، اللہ نے کھڑا کیا، اسکی صحبت میں پہلے سے دونا کمال اور بزرگی مل سکتی ہے۔ اور اللہ کا فضل بند نہیں ہو گیا۔ (تنبیہ) حضرت شاہ صاحب نے آیت کی تفسیر اسی طرح
۱ ۔ اسلام سے پہلے مرد اگر اپنی عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو سمجھتے تھے کہ ساری عمر کے لئے اس پر حرام ہو گئ۔ پھر کوئی صورت ان کے ملنے کی نہ تھی۔ آنحضرت کے وقت میں ایک مسلمان (اوس بن الصامت) اپنی عورت (خولہ بنت ثعلبہ) کو یہ ہی کہہ بیٹھا ۔ عورت حضرت کی خدمت میں پہنچی اور سب ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے
۲ ۔ یعنی اللہ تو سب ہی کچھ سنتا دیکھتا ہے۔ جو گفتگو آپ کے اور اس عورت کے درمیان ہوئی وہ کیوں نہ سنتا۔ بیشک وہ مصیبت رسہ عورت کی فریاد کو پہنچا۔ اور ہمیشہ کے لئے اس قوم کے حوادث سے عہدہ برآ ہونے کا راستہ بتلادیا۔ جو آگے آتا ہے۔
۳ ۔ یعنی بیوی (جس نے اس کو جنا نہیں) وہ اس کی واقعی ماں کیونکر بن سکتی ہے جو محض اتنے لفظ پر ہمیشہ کے لئے حقیقی ماں کی طرح حرام ہو جائے؟ ہاں آدمی جب اپنی بدتمیزی سے ایک جھوٹی نا معقول اور بیہودہ بات کہدے اس کا بدلہ یہ ہے کہ کفارہ دے، تب اس کے پاس جائے ورنہ نہ جائے۔ پر عورت اسی کی رہی، محض ظہار سے طلاق نہیں
۴ ۔ یعنی جاہلیت میں جو ایسی حرکت کرچکے وہ معاف ہے۔ اب ہدایت آچکنے کے بعد ایسا مت کرو۔ اگر غلطی سے کر گذرے تو توبہ کر کے اللہ سے معاف کراؤ۔ اور عورت کے پاس جانے سے پہلے کفارہ ادا کرو۔

۵ ۔ یعنی یہ لفظ { اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھرِ اُمّی } کہا صحبت موقوف کرنے کو۔ پھر صحبت کرنا چاہیں تو پہلے ایک غلام آزاد کرلیں اس کے بعد ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ (تنبیہ) حنفیہ کے ہاں کفارہ دینے سے پہلے جماع اور دواعی جماع دونوں ممنوع ہیں۔ بعض احادیث میں ہے { اَمَرَہ اَنْ لَا یَقْرُبَہَا حَتّٰی یُکَفِّرِ }۔
۔ یعنی کفارہ کی مشروعیت تمہاری تنبیہ و نصیحت کے لئے ہے کہ پھر ایسی غلطی نہ کرو۔ اور دوسرے بھی باز آئیں۔ ۶

۔ یعنی تمہارے احوال کے مناسب احکام بھیجتا ہے اور خبر رکھتا ہے کہ تم کس حد تک ان پرعمل کرتے ہو۔ ۷

۔ یعنی جاہلیت کی باتیں چھوڑ کر اللہ و رسول کے احکام پر چلو، جو مومن کامل کی شان ہے۔ ۱۰

۸ ۔ یعنی بیچ میں دم نہ لے۔

۹ ۔ "بردہ" (غلام) آزاد کرنے کا مقدور نہ ہو، تب روزے رکھ سکتا ہے۔ اور روزے رکھنے سے مجبور ہو تب کھانا دے سکتا ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں ملا حظہ کی جائے۔

۱۱ ۔ یعنی مومنین کا کام نہیں کہ اللہ کی باندھی ہوئی حدود سے تجاوز کریں۔ باقی رہے کافر جو حدود اللہ کی پرواہ نہیں کرتے اور خود اپنی رائے و خواہش سے حدیں مقرر کرتے ہیں۔ انہیں چھوڑ یے کہ ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔
ایسے لوگ پہلے زمانہ میں بھی ذلیل و خوار ہوئےاور اب بھی ہو رہے ہیں۔ اللہ کی روشن اور صاف صاف آیتیں سن لینے
۱۲ ۔ یعنی جو کام کیے تھے ان سب کا نتیجہ سامنے آجائے گا کوئی ایک عمل بھی غائب نہ ہوگا۔

۱۳ ۔ یعنی ان کو اپنی عمر بھر کے بہت سے کام یاد بھی نہیں رہے، یا ان کی طرف توجہ نہیں رہی۔ لیکن اللہ کے ہاں وہ سب ایک ایک کرکے محفوظ ہیں۔ وہ سارا دفتر اس دن کھول کر سامنے رکھ دیا جائیگا۔

۱۴ ۔ یعنی صرف ان کے اعمال ہی پر کیا منحصر ہے، اللہ کے علم میں تو آسمان و زمین کی ہر چھوٹی بڑی چیز ہے۔
کوئی مجلس، کوئی سرگوشی اور کوئی خفیہ سے خفیہ مشورہ نہیں ہوتا جہاں اللہ اپنے علم محیط کے ساتھ موجود نہ ہو
جہاں تین آدمی چھپ کر مشورہ کرتے ہوں نہ سمجھیں کہ وہاں کوئی چوتھا نہیں سن رہا۔ اور پانچ کی کمیٹی خیال نہ کرے
۱۵ ۔ حضرت کی مجلس میں بیٹھ کر منافق سرگوشیاں کرتے۔ مجلس والوں کا مذاق اڑاتے۔ ان پر عیب پکڑتے۔ ایک دوسرے کے کان میں اس طرح بات کہتا اور آنکھوں سے اشارے کرتا جس سے مخلص مسلمانوں کو تکلیف ہوتی۔ اور حضرت کی بات سن کر کہتے "یہ مشکل کام ہم سے کہاں ہوسکے گا"۔ پہلے سورۃ "النساء" میں اس طرح کی سرگوشیوں
۱۶ ۔ یعنی اللہ نے تو آپ کو دوسرے انبیاء کے ساتھ یہ دعائیں دی ہیں { سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ } اور { وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰے } اور مومنین کی زبانوں سے { السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُه } مگر بعض یہود جب آپ کے پاس آتے تو بجائے { السَّلَامُ عَلَیْکَ } کے دبی زبان سے { السَّامُ عَلَیْکَ } کہتے جس کے معنی ہیں "تجھے موت آئے" گویا
۱۷ ۔ یعنی سچے مسلمانوں کو منافقین کی خو سے بچنا چاہیئے۔ ان کی سرگوشیاں اور مشورے ظلم و عدوان اور اللہ و رسول کی نافرمانی کے لئے نہیں، بلکہ نیکی اور تقویٰ اور معقول باتوں کی اشاعت کیلئے ہونے چاہئیں جیسا کہ سورۃ "النساء "میں گذرا { لَاخَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰاهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاس } (النساء رکوع۱۷)۔
۱۸ ۔ یعنی سب کو اللہ کے سامنے جمع ہو کر ذرّہ ذرّہ کا حساب دینا ہے۔ اس سے کسی کا ظاہر و باطن پوشیدہ نہیں۔ لہٰذا اس سے ڈر کر نیکی اور پرہیزگاری کی بات کرو۔

۱۹ ۔ یعنی منافقین کی کانا پھوسی (سرگوشی) اسی غرض سے تھی کہ ذرا مسلمان رنجیدہ اور دلگیر ہوں اور گھبرا جائیں کہ نہ معلوم یہ لوگ ہماری نسبت کیا منصوبے سوچ رہے ہوں گے۔ یہ کام شیطان ان سے کرا رہا تھا۔ مگر مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس کے قبضہ میں کیا چیز ہے۔ نفع نقصان سب اللہ کے ہاتھ میں
۲۰ ۔ یعنی اس طرح بیٹھو کہ جگہ کھل جائے اور دوسروں کو بھی موقع بیٹھنے کا ملے۔

۲۱ ۔ یعنی اللہ تمہاری تنگیوں کو دور کریگا اور اپنی رحمت کے دروازے کشادہ کر دیگا۔

۲۲ ۔ یعنی حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "یہ آداب ہیں مجلس کے۔ کوئی آئے اور جگہ نہ پائے تو چاہیئے سب تھوڑا تھوڑا ہٹیں تا مکان حلقہ کشادہ ہو جائے۔ یا (اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوں اور) پرے ہٹ کر حلقہ کرلیں۔ (یا بالکل چلے جانے کو کہا جائے تو چلے جائیں) اتنی حرکت میں غرور (یا بخل) نہ کریں۔ خوئے نیک پر اللہ مہربان ہے اور خوئے بد
۲۳ ۔ یعنی سچّا ایمان اور صحیح علم انسان کو ادب و تہذیب سکھلاتا اور متواضع بناتا ہے۔ اہل علم و ایمان جس قدر کمالات و مراتب میں ترقی کرتے ہیں، اسی قدر جھکتے اور اپنے کو ناچیز سمجھتے جاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کے درجے اور زیادہ بلند کرتا ہے { مَنْ تَوَاضَعَ لِلہِ رَفَعَہُ اللہُ }۔ یہ متکبربددین یا جاہل گنوار کاکام ہے کہ اتنی سی بات پر لڑے
۲۴ ۔ یعنی ہر ایک کو اس کے کام اور لیاقت کے موافق درجے عطا کرتا ہے اور وہ وہی جانتا ہے کہ کون واقعی ایماندار اور اہل علم ہیں۔

۲۵ ۔ یعنی منافق بے فائدہ باتیں حضرت سے کان میں کرتے کہ لوگوں میں اپنی بڑائی جتائیں اور بعض مسلمان غیر مبہم باتوں میں سرگوشی کرکے اتنا وقت لے لیتے تھے کہ دوسروں کو حضور سے مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تھا، یا کسی وقت آپ خلوت چاہتے تو اس میں بھی تنگی ہوتی تھی لیکن مروت و اخلاق کے سبب کسی کو منع نہ فرماتے۔ اس وقت یہ
۲۶ ۔ یعنی صدقہ کا حکم دینے سے جو مقصد تھا، حاصل ہوگیا۔ اب ہم نے یہ وقتی حکم اٹھا لیا ہے چاہیئے کہ ان احکام کی اطاعت میں ہمہ تن لگے رہو جو کبھی منسوخ ہونے والے نہیں۔ مثلاً نماز و زکوٰۃ وغیرہ اسی سے کافی تزکیہ نفس ہو جائے گا۔ (تنبیہ) { فَاِذْلَمْ تَفْعَلُوْا } سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم پر عام طور سے عمل کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ بعض

۔ یہ لوگ منافق ہیں اور وہ قوم یہود ہے ۲۷

۲۸ ۔ یعنی منافق نہ پوری طرح تم مسلمانوں میں شامل کیونکہ دل سے کافر ہیں، اور نہ پوری طرح ان میں شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے { مَذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَا اِلٰی ھٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی ھٰؤُلَاءِ }۔

۲۹ ۔ یعنی بے خبری اور غفلت سے نہیں، جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ مسلمان سے کہتے ہیں { اِنَّھُمْ لَمِنْکُمْ } کہ وہ تم میں سے ہیں اور تمہاری طرح سچے ایماندار ہیں۔ حالانکہ ایمان سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں۔

۳۰ ۔ جس کو دوسری جگہ فرمایا { اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِیْ الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ } (نساء رکوع۲۱)۔

۔ یعنی خواہ ابھی ان کو نظر نہ آئے لیکن نفاق کے کام کرکے وہ اپنے حق میں بہت برا بیج بو رہے ہیں۔ ۳۱

۳۲ ۔ یعنی جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال کو بچاتے ہیں اور اپنے کو مسلمان ظاہر کرکے دوستی کے پیرایہ میں دوسروں کو اللہ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ لوگ اس طرح کچھ عزت نہیں پاسکتے۔ سخت ذلت کے عذاب میں گرفتار ہو کر رہینگے اور جب سزا کا وقت آئے گا، اللہ کے ہاتہ سے کوئی
۳۳ ۔ یعنی یہاں کی عادت پڑی ہوئی وہاں بھی نہ جائیگی۔ جس طرح تمہارے سامنے جھوٹ بول کر بچ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہوشیار ہیں اور بڑی اچھی چال چل رہے ہیں، اللہ کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھانے کو تیار ہو جائیں گے کہ پروردگار! ہم تو ایسے نہ تھے، ویسے تھے۔ شاید وہاں بھی خیال ہو کہ اتنا کہہ دینے سے رہائی
۔ بیشک اصل اور ڈبل جھوٹا وہ ہی ہے جو خدا کے سامنے بھی جھوٹ کہنے سے نہ شرمائے۔ ۳۴

۳۵ ۔ شیطان جس پر پوری طرح قابو کر لے اس کا دل و دماغ اسی طرح مسخ ہوجاتا ہے اسے کچھ یاد نہیں رہتا کہ خدا بھی کوئی چیز ہے۔ بھلا اللہ کی عظمت اور بزرگی و مرتبہ کو وہ کیا سمجھے۔ شاید محشر میں بھی جھوٹ پر قدرت دے کر اس کی بیحیائی اور حماقت کا اعلان کرنا ہو کہ اس ممسوخ کو اتنی سمجھ نہیں کہ اللہ کے آگے میرا جھوٹ کیا چلے
۳۶ ۔ شیطانی لشکر کا انجام یقیناً خراب ہے۔ نہ دنیا میں ان کے منصوبے آخری کامیابی کا منہ دیکہ سکتے ہیں نہ آخرت میں عذاب شدید سے نجات پانے کی کوئی سبیل ہے۔

۳۷ ۔ یعنی اللہ و رسول کا مقابلہ کرنے والے جو حق و صداقت کے خلاف جنگ کرتے ہیں سخت ناکام اور ذلیل ہیں۔ اللہ لکہ چکا ہے کہ آخر کار حق ہی غالب ہو کر رہیگا۔ اور اس کے پیغمبر ہی مظفر و منصور ہوں گے۔ اس کی تقریر پہلے کئ جگہ گذر چکی ہے۔
۔ یعنی ایمان ان کے دلوں میں جما دیا اور پتھر کی لکیر کی طرح ثبت کردیا۔ ۳۸

۳۹ ۔ یعنی غیبی نور عطا فرمادیا جس سے قلب کو ایک خاص قسم کی معنوی حیات ملتی ہے یا روح القدوس (جبریل) سے ان کی مدد فرمائی۔

۴۰ ۔ یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ ان سے راضی ہوا۔ پھر جس سے اللہ راضی ہو اسے اور کیا چاہیئے۔

۴۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں وہ ہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کو یہ درجے ملتے ہیں"۔ صحابہ کی شان یہ ہی تھی کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پروا نہیں کی، اسی سلسلہ میں ابو عبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کردیا۔ جنگ "احد" میں ابوبکر صدیق
۔ چنانچہ اس کے زبردست غلبہ اور حکمت کے آثار میں سے ایک واقعہ آگے بیان کیا جاتا ہے۔ ۱

۲ ۔ مدینہ سے مشرقی جانب چند میل کے فاصلہ پر ایک قوم یہود بستی تھی جس کو "بنی نضیر" کہتے تھے۔ یہ لوگ بڑے جتھے والے اور سرمایہ دار تھے، اپنے مضبوط قلعوں پر ان کو ناز تھا۔ حضور جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انہوں نے آپ سے صلح کا معاہدہ کرلیا، کہ ہم آپ کے مقابلہ پر کسی کی مدد نہ کریں گے۔ پھر مکہ کے
۳ ۔ یعنی ایک ہی ہلّہ میں گھبراگئےاور پہلی ہی مڈبھیڑ پر مکان اور قلعے چھوڑ کر نکل بھاگنے کو تیار ہو بیٹھے۔ کچھ بھی ثابت قدمی نہ دکھلائی۔ (تنبیہ) "اوّل الحشر" سے بعض مفسرین کے نزدیک یہ مراد ہے کہ اس قوم کے لئے اس طرح ترکِ وطن کرنے کا یہ پہلا ہی موقع تھا۔ قبل ازیں ایسا واقعہ پیش نہ آیا تھا۔ یا "اوّل الحشر" میں اس طرف اشارہ ہو کہ ان
۴ ۔ یعنی ان کے سازوسامن مضبوط قلعے اور جنگجو یانہ اطوار دیکھ کر نہ تم کو اندازہ تھا کہ اس قدر جلد اتنی آسانی سے وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔ اور نہ ان کو خیال تھا کہ مٹھی بھر بے سروسامان لوگ اس طرح قافیہ تنگ کر دیں گے۔ وہ اسی خواب خرگوش میں تھے کہ مسلمان (جن کے سروں پر اللہ کا ہاتھ ہے) ہمارے قلعوں تک پہنچنے کا حوصلہ نہ
۵ ۔ یعنی حرص اور غیظ و غضب کے جوش میں مکانوں کے کڑی، تختے کواڑ اکھاڑنے لگے تا کوئی چیز جو ساتھ لے جاسکتے ہیں رہ نہ جائے اور مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ اس کام میں مسلمانوں نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا۔ ایک طرف سے وہ خود گراتے تھے دوسری طرف سے مسلمان۔ اور غور سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے ہاتھوں جو تباہی و ویرانی
۶ ۔ یعنی اہلِ بصیرت کے لئے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دکھلادیا کہ کفر، ظلم، شرارت اور بدعہدی کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ اور یہ کہ محض ظاہری اسباب پر تکیہ کرکے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غافل ہو جانا عقلمند کاکام نہیں۔

۷ ۔ یعنی ان کی قسمت میں جلاوطنی کی سزا لکھی تھی۔ یہ بات نہ ہوتی تو کوئی دوسری سزا دنیا میں دی جاتی۔ مثلاً بنی قریظہ کی طرح مارے جاتے۔ غرض سزا سے بچ نہیں سکتے۔ یہ خدا کی حکمت ہے کہ قتل کے بجائے محض جلاوطنی پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن یہ تخفیف صرف دنیوی سزامیں ہے آخرت کی ابدی سزا کسی طرح ان کافروں سے ٹل نہیں سکتی۔
۔ یعنی ایسے مخالفوں کو ایسی سخت سزا ملتی ہے۔ ۸

۱۰ ۔ یعنی تاکہ مسلمانوں کو عزت دے اور کافروں کو ذلیل کرے۔ چنانچہ جو درخت چھوڑ دیئے گئے اس میں مسلمانوں کی ایک کامیابی اور کفار کو غیظ میں ڈالنا ہے کہ یہ مسلمان اس کو برتیں گے اور نفع اٹھائیں گے۔ اور جو کاٹے یا جلائے گئے اس میں مسلمانوں کی دوسری کامیابی یعنی ظہور آثارغلبہ اور کفار کو غیظ و غضب میں ڈالنا ہے کہ مسلمان
۹ ۔ یعنی جب وہ لوگ قلعہ بند ہوگئے تو حضرت نے اجازت دی کہ ان کے درخت کاٹے جائیں اور باغ اجاڑے جائیں تا اس کے درد سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور ہوں اور کھلی ہوئی جنگ کے وقت درختوں کی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ اس پر کچھ درخت کاٹے گئے اور کچھ چھوڑ دیئے گئے کہ فتح کے بعد مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ کافروں نے طعن کرنا
۱۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ " یہ ہی فرق رکھا ہے "غنیمت" میں اور "فیٔ" میں۔ جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اس میں پانچواں حصہ اللہ کی نیاز (جس کی تفصیل دسویں پارہ کےشروع میں گذر چکی) اور چار حصے لشکر کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور جو بغیر جنگ کے ہاتھ آیا وہ سب کا سب مسلمانوں کے خزانہ میں رہے (ان کی
۱۲ ۔ پہلی آیت میں صرف اموال "بنی نضیر" کا ذکر تھا۔ اب اموال "فیٔ" کے متعلق عام ضابطہ بتلاتے ہیں۔ یعنی "فیٔ" پر قبضہ رسول کا اور رسول کے بعد امام کا کہ اسی پر یہ خرچ پڑتے ہیں۔ باقی اللہ کا ذکر تبرکًا ہوا۔ وہ تو سب ہی کا مالک ہے۔ ہاں کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی جو اللہ کے نامزد ہیں ممکن ہے اس میں درج ہو۔
۱۳ ۔ یعنی حضرت کے قربت والوں کے۔ چنانچہ حضور اپنے زمانہ میں اس مال میں سے ان کو بھی دیتے تھے۔ اور ان میں فقیر کی بھی قید نہیں تھی۔ اپنے چچا حضرت عباس کو جو دولتمند تھے آپ نے حصہ عطا فرمایا۔ اب آپ کے بعد حنفیہ کہتے ہیں کہ حضور کے قرابتدار جو صاحب حاجت ہوں امام کو چاہیئے کہ انہیں دوسرے محتاجوں سے مقدم
۱۴ ۔ یعنی یہ مصارف اس لئے بتلائے کہ ہمیشہ یتیموں، محتاجوں، بیکسوں اور عام مسلمانوں کی خبرگیری ہوتی رہے اور عام اسلامی ضروریات سرانجام پاسکیں۔ یہ اموال محض دولتمندوں کے الٹ پھیر میں پڑ کر ان کی مخصوص جاگیربن کر نہ رہ جائیں جن سے سرمایہ دار مزے لوٹیں اور غریب فاقوں مریں۔
۱۵ ۔ یعنی مال و جائداد وغیرہ جس طرح پیغمبر اللہ کے حکم سے تقسیم کرے اسے بخوشی و رغبت قبول کرو، جو ملے لے لو۔ جس سے روکا جائے رک جاؤ اور اسی طرح اس کے تمام احکام اور اوامرو نواہی کی پابندی رکھو۔

۱۶ ۔ یعنی رسول کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ ڈرتے رہو کہیں رسول کی نافرمانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کوئی سخت عذاب مسلّط نہ کردے۔

۱۷ ۔ یعنی یوں تو اس مال سے عام مسلمانوں کی ضروریات و حوائج متعلق ہیں لیکن خصوصی طور پر ان ایثار پیشہ جاں نثاروں اور سچے مسلمانوں کا حق مقدم ہے جنہوں نے محض اللہ کی خوشنودی اور رسول کی محبت و اطاعت میں اپنے گھر بار اور مال و دولت سب کو خیر باد کہا اور بالکل خالی ہاتھ ہو کر وطن سے نکل آئے تا اللہ و رسول کے
۱۸ ۔ اس گھر سے مراد ہے مدینہ طیبہ۔ اور یہ لوگ انصار مدینہ ہیں جو مہاجرین کی آمد سے پہلے مدینہ میں سکونت پذیر تھے۔ اور ایمان و عرفان کی راہوں پر بہت مضبوطی کے ساتھ مستقیم ہو چکے تھے۔

۱۹ ۔ یعنی محبت کے ساتھ مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں حتّٰی کہ اپنے اموال وغیرہ میں ان کو برابر کا شریک بنانے کے لئے تیار ہیں۔

۲۰ ۔ یعنی مہاجرین کو اللہ تعالیٰ جو فضل و شرف عطا فرمائے یا اموال فیٔ وغیرہ میں سے حضور جو کچھ عنایت کریں، اسے دیکھ کر انصار کے دل تنگ نہیں ہوتے نہ حسد کرتے ہیں۔ بلکہ خوش ہوتے ہیں اور ہر اچھی چیز میں ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں۔ خود سختیاں اور فاقے اٹھا کر بھی اگر ان کو بھلائی پہنچا سکیں تو دریغ نہیں کرتے۔
۲۱ ۔ یعنی بڑے کامیاب اور بامراد ہیں وہ لوگ جن کو اللہ کی توفیق و دستگیری نے ان کے دل کے لالچ اور حرص وبخل سے محفوظ رکھا۔ لالچی اور بخیل آدمی اپنے بھائیوں کے لئے کہاں ایثار کرسکتا ہے اور دوسروں کو پھلتا پھولتا دیکھ کر کب خوش ہوتا ہے؟
۲۲ ۔ یعنی ان مہاجرین و انصار کے بعد عالمِ وجود میں آئے، یا ان کے بعد حلقہ اسلام میں آئے یا مہاجرین سابقین کے بعد ہجرت کرکے مدینہ آئے۔ والظاہر ہوالاوّل۔

۲۳ ۔ یعنی سابقین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور کسی مسلمان بھائی کی طرف سے دل میں بیر اور بغض نہیں رکھتے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "یہ آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انہی کے پیچھے چلیں اور ان سے بیر نہ رکھیں"۔ امام مالک نے یہیں سے فرمایا کہ جو شخص صحابہ سے بغض رکھے اور ان
۲۴ ۔ عبداللہ بن ابّی وغیرہ منافقین نے یہود "بنی نضیر" کو خفیہ پیام بھیجا تھا کہ گھبرانا نہیں اور اپنے کو اکیلا مت سمجھنا۔ اگر مسلمانوں نے تم کو نکالا۔ ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور لڑائی کی نوبت آئی تو تمہاری مدد کریں گے۔ یہ ہمارا بالکل اٹل اور قطعی فیصلہ ہے۔ اس کے خلاف تمہارے معاملہ میں ہم کسی کی بات ماننے والے اور پروا کرنے
۲۵ ۔ یعنی دل سے نہیں کہہ رہے۔ محض مسلمانوں کے خلاف اکسانے کے لئے باتیں بنارہے ہیں۔ اور جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہیں ہر گز اس پر عمل نہیں کریں گے۔

۲۶ ۔ چنانچہ لڑائی کا سامان ہوا اور "بنی نضیر" محصور ہو گئے۔ ایسی نازک صورت حال میں کوئی منافق ان کی مدد کو نہ پہنچا اور آخر کار جب وہ نکالے گئے یہ اس وقت آرام سے اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے رہے۔

۲۷ ۔ یعنی اگر بفرضِ محال منافق ان کی مدد کو نکلے بھی تو نتیجہ کیا ہوگا۔ بجز اس کے کہ مسلمانوں کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ پھر ان کی مدد تو کیا کرسکتے، خود ان کی مدد کو بھی کوئی نہ پہنچے گا۔

۲۸ ۔ یعنی اللہ کی عظمت کو سمجھتے اور دل میں اس کا ڈر ہوتا، تو کفرونفاق کیوں اختیار کرتے۔ ہاں مسلمانوں کی شجاعت و بسالت سے ڈرتے ہیں۔ اسی لئے ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتے نہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔

۲۹ ۔ یعنی چونکہ ان لوگوں کے دل مسلمانوں سے مرعوب اور خوفزدہ ہیں، اس لئے کھلے میدان میں جنگ نہیں کرسکتے۔ ہاں گنجان بستیوں میں قلعہ نشین ہو کر یا دیواروں اور درختوں کی آڑ میں چھپ کر لڑ سکتے ہیں۔ ہمارے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے، کہ یورپ نے مسلمانوں کی تلوار سے عاجز ہو کر قسم قسم کے آتشبار اسلحہ اور طریق جنگ
۳۰ ۔ یعنی آپس کی لڑائی میں بڑے تیز اور سخت ہیں جیسا کہ اسلام سے پہلے "اوس" و "خزرج" کی جنگ میں تجربہ ہو چکا، مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی ساری بہادری اور شیخی کرکری ہوجاتی ہے۔

۳۱ ۔ یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے ظاہری اتفاق و اتحاد سے دھوکہ مت کھاؤ۔ ان کے دل اندر سے پھٹے ہوئے ہیں، ہر ایک اپنی غرض و خواہش کا بندہ، اور خیالات میں ایک دوسرے سے جدا ہے پھر حقیقی یکجہتی کہاں میّسر آسکتی ہے۔ اگر عقل ہو تو سمجھیں کہ یہ نمائشی اتحاد کس کام کا۔ اتحاد اسے کہتے ہیں جو مومنین قانتین میں پایا جاتا ہے
۳۲ ۔ یعنی ابھی قریب زمانہ میں یہود "بنی قینقاع" اپنی غداری کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ جب انہوں نے بدعہدی کی تو مسلمانوں نے ایک مختصر لڑائی کے بعد نکال باہر کیا۔ اور اس سے پیشتر ماضی قریب میں مکہ والے "بدر" کے دن سزا پا چکے ہیں، وہی انجام "بنی نضیر" کا دیکھ لو کہ دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں سزا مل چکی اور آخرت کا دردناک

۳۳ ۔ یعنی شیطان اوّل انسان کو کفرومعصیت پر ابھارتا ہے۔ جب انسان دامِ اغواء میں پھنس جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے الگ اور تیرے کام سے بیزار ہوں مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے (یہ کہنا بھی ریاء اور مکاری سے ہوگا) نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی دوزخ کا کندہ بنا اور اسے بھی بنایا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "شیطان آخرت میں یہ بات
۳۴ ۔ یعنی اللہ سے ڈر کر طاعات اور نیکیوں کا ذخیرہ فراہم کرو اور سوچو کہ کل کے لئے کیا سامان تم نے آگے بھیجا ہے جو مرنے کے بعد وہاں پہنچ کر تمہارے کام آئے۔

۔ یعنی تمہارا کوئی کام اللہ سے پوشیدہ نہیں لہٰذا اس سے ڈر کرتقویٰ کاراستہ اختیار کرو اور معاصی سے پرہیز رکھو۔ ۳۵

۳۶ ۔ یعنی جنہوں نے اللہ کے حقوق بھلا دیئے، اس کی یاد سے غفلت اور بے پروائی برتی۔ اللہ نے خود ان کی جانوں سے ان کو غافل اور بے خبر کردیا۔ کہ آنیوالی آفات سے اپنے بچاؤ کی کچھ فکر نہ کی۔ اور نافرمانیوں میں غرق ہو کر دائمی خسارے اور ابدی ہلاکت میں پڑ گئے۔

۳۷ ۔ یعنی چاہیئے کہ آدمی اپنے کو بہشت کا مستحق ثابت کرے جس کا راستہ قرآن کریم کی ہدایات کے سامنے جھکنے کے سوا کچھ نہیں۔

۳۸ ۔ یعنی مقام حسرت و افسوس ہے کہ آدمی کے دل پر قرآن کا اثر کچھ نہ ہو، حالانکہ قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر اتاراجاتا اور اس میں سمجھ کا مادہ موجود ہوتا تو وہ بھی متکلم کی عظمت کے سامنے دب جاتا اور مارے خوف کے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا۔ میرے والد مرحوم نے ایک طویل نظم کے
۳۹ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "یعنی کافروں کے دل برے سخت ہیں کہ یہ کلام سن کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ اگر پہاڑ سمجھے تو وہ بھی دب جائے" (تنبیہ) یہ تو کلام کی عظمت کا ذکر تھا۔ آگے متکلم کی عظمت و رفعت کا بیان ہے۔

۴۰ ۔ یعنی سب نقائص اور کمزوریوں سے پاک، اور سب عیوب و آفات سے سالم، نہ کوئی برائی اس کی بارگاہ تک پہنچی نہ پہنچے۔

۴۱ ۔ "مومن " کا ترجمہ "امان دینے والا" کیا ہے۔ اور بعض مفسّرین کے نزدیک "مصدق" کے معنی ہیں یعنی اپنی اور اپنے پیغمبروں کی قولًا و فعلًا تصدیق کرنے والا۔ یا مومنین کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کرنے والا۔

۔ یعنی اس کی ذات و صفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ ۴۲

۴۳ ۔ "خالق" و "باری" کے فرق کی طرف ہم نے سورۃ "بنی اسرائیل" کی آیت { ویسئلونک عن الروح قل الروح من امرربّی } الخ کے فوائد میں کچھ اشارہ کیا ہے۔

۔ یعنی جیسا کہ نطفہ پر انسان کی تصویر کھینچ دی۔ ۴۴

۔ یعنی وہ نام جو اعلیٰ درجہ کی خوبیوں اور کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔ ۴۵

۔ یعنی زبان حال سے یا قال سے بھی جس کو ہم نہیں سمجھتے۔ ۴۶

۴۷ ۔ تمام کمالات و صفاتِ الہٰیہ کا مرجع ان دو صفتوں "عزیز" اور "حکیم" کی طرف ہے۔ کیونکہ "عزیز" کمال قدرت پر اور "حکیم" کمال علم پر دلالت کرتا ہے۔ اور جتنے کمالات ہیں علم اور قدرت سے کسی نہ کسی طرح وابستہ ہیں۔ روایات میں سورۃ "حشر" کی ان تین آیتوں (ھو اللہ الذی لاَ الہ الاّ ھو سے آخر تک) کی بہت فضیلت آئی ہے۔ مومن کو
۱ ۔ یعنی آنحضرت کی صلح مکہ والوں سے ہوئی تھی جس کا ذکر { انا فتحنا } میں آچکا۔ دو برس یہ صلح قائم رہی، پھر کافروں کی طرف سے ٹوٹی۔ تب حضرت نے خاموشی کے ساتھ فوج جمع کر کے مکہ فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ خبروں کی بندش کردی گئ۔ مبادا کفار مکہ آپ کی تیاریوں سے آگاہ ہو کر لڑائی کا سامان شروع کر دیں۔ اور اس طرح
۲ ۔ یعنی کفار مکہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے بھی۔ ان سے دوستانہ برتاؤ کرنا اور دوستانہ پیغام ان کی طرف بھیجنا ایمان والوں کو زیبا نہیں۔

۔ اس لئے اللہ کے دشمن ہوئے۔ ۳

۴ ۔ یعنی پیغمبر کو اور تم کو کیسی کیسی ایذائیں دے کر ترک وطن پر مجبور کیا۔ محض اس قصور پر کہ تم ایک اللہ کو جو تمہارا سب کا رب ہے، کیوں مانتے ہو۔ اس سے بڑی دشمنی اور ظلم کیا ہوگا۔ تعجب ہے کہ ایسوں کی طرف تم دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو۔
۵ ۔ یعنی تمہارا گھر سے نکلنا اگر میری خوشنودی اور میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے ہے اور خالص میری رضا کے واسطے تم نے سب کو دشمن بنایا ہے تو پھر انہی دشمنوں سے دوستی گانٹھنے کا کیا مطلب، کیا جنہیں ناراض کرکے اللہ کو راضی کیا تھا اب انہیں راضی کرکے اللہ کو ناراض کرنا چاہتے ہو؟ العیاذ باللہ۔
۶ ۔ یعنی آدمی ایک کام تمام دنیا سے چھپا کرکرنا چاہے تو کیا اسکو اللہ سے چھپا لیگا؟ دیکھو! حاطب نے کس قدر کوشش کی کہ خط کی اطلاع کسی کو نہ ہو۔ مگر اللہ نے اپنے رسول کو مطلع فرمادیا۔ اور راز قبل از وقت فاش ہوگیا۔

۷ ۔ یعنی مسلمان ہو کر کوئی ایسا کام کرے اور یہ سمجھے کہ میں اس کے پوشیدہ رکھنے میں کامیاب ہوجاؤنگا سخت غلطی اور بہت بڑی بھول ہے۔

۸ ۔ یعنی ان کافروں سے بحالت موجودہ کسی بھلائی کی امید مت رکھو۔ خواہ تم کتنی ہی رواداری اور دوستی کا اظہار کروگے۔ وہ کبھی مسلمان کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔ باوجود انتہائی رواداری کے اگر تم پر ان کا قابو چڑھ جائے تو کسی قسم کی برائی اور دشمنی سے درگذر نہ کریں۔ زبان سے ہاتھ سے ہرطرح سے ایذا پہنچائیں اور یہ چاہیں کہ جیسے
۹ ۔ یعنی حاطب نے وہ خط اپنے اہل و عیال کی خاطر لکھا تھا۔ اس پر تنبیہ فرمائی کہ اولاد اور رشتہ دار قیامت کے دن کچھ کام نہ آئیں گے اللہ تعالیٰ سب کا رتی رتی عمل دیکھتا ہے۔ اسی کے موافق فیصلہ فرمائے گا اس کے فیصلہ کو کوئی بیٹا، پوتا، اور عزیز و قریب ہٹا نہیں سکے گا۔ پھر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ایک مسلمان اہل وعیال کی خاطر اللہ کو
۱۰ ۔ یعنی جو لوگ مسلمان ہو کر ابراہیم کے ساتھ ہوتے گئے اپنے اپنے وقت پر سب نے قولًا یا فعلًا اسی علیحدگی اور بیزاری کا اعلان کیا۔

۱۱ ۔ یعنی تم اللہ سے منکر ہو۔ اور اس کے احکام کی پروا نہیں کرتے۔ ہم تمہارے طریقہ سے منکر ہیں۔ اور ذرّہ برابر تمہاری پروا نہیں کرتے۔

۱۲ ۔ یعنی یہ دشمنی اور بیر اسی وقت ختم ہو سکتا ہے جب تم شرک چھوڑ کر اسی ایک آقا کے غلام بن جاؤ جس کے ہم ہیں۔

۱۳ ۔ یعنی صرف دعا ہی کرسکتا ہوں کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ خدا جو کچھ پہنچانا چاہے۔ اسے میں نہیں روک سکتا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں " یعنی ابراہیم نے ہجرت کی پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہیں کیا۔ تم بھی وہی کرو۔ ایک ابراہیم نے دعا چاہی تھی، باپ کے واسطے۔ جب تک معلوم نہ تھا۔ تم کو معلوم ہو چکا۔ لہٰذا تم کافر کی بخشش نہ
۱۴ ۔ یعنی سب کو چھوڑ کر تجھ پر بھروسہ کیا اور قوم سے ٹوٹ کر تیری طرف رجوع ہوئے اور خوب جانتے ہیں کہ سب کو پھر کر تیری ہی طرف آنا ہے۔

۱۵ ۔ یعنی ہم کو کافروں کے واسطے محل آزمائش اور تختہ مشق نہ بنا۔ اور ایسے حال میں مت رکھ جس کو دیکھ کر کافر خوش ہوں، اسلام اور مسلمانوں پر آوازے کسیں اور ہمارے مقابلہ میں اپنی حقانیت پر استدلال کرنے لگیں۔

۔ یعنی ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما اور تقصیرات سے درگذر کر۔ ۱۶

۱۷ ۔ تیری زبردست قوت اور حکمت سے یہی توقع ہے کہ اپنی وفاداروں کو دشمنوں کے مقابلہ میں مغلوب و مقہور نہ ہونے دیگا۔

۱۸ ۔ یعنی تم مسلمانوں کو یا بالفاظ دیگر ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور آخرت کے قائم ہونے کے امیدوار ہیں، ابراہیم اور اس کے رفقاء کی چال اختیار کرنی چاہیئے۔ دنیا خواہ تم کو کتنا ہی متعصب اور سنگدل کہے، تم اس راستہ سے منہ نہ موڑو جو دنیا کے موحّد اعظم نے اپنے طرز عمل سے قائم کر دیا۔ مستقبل کی ابدی کامیابی اسی راستہ پر
۱۹ ۔ یعنی اللہ کی قدرت و رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ جو آج بدترین دشمن ہیں کل انہیں مسلمان کردے اور اس طرح تمہارے اور ان کے درمیان دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ چنانچہ فتح مکہ میں ایسا ہی ہوا تقریبًا سب مکہ والے مسلمان ہو گئے اور جو لوگ ایک دوسرے پر تلوار اٹھا رہے تھے اب ایک دوسرے پر جان قربان کرنے لگے۔ اس
۲۰ ۔ یعنی مکہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ مسلمان نہ ہوئے اور مسلمان ہونے والوں سے ضد اور پرخاش بھی نہیں رکھی، نہ دین کے معاملہ میں ان سے لڑے نہ ان کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کے مددگار بنے۔ اس قسم کے کافروں کے ساتھ بھلائی اور خوش خلقی سے پیش آنے کو اسلام نہیں روکتا۔ جب وہ تمہارے ساتھ نرمی اور رواداری سے
۲۱ ۔ یعنی ایسے ظالموں سے دوستانہ برتاؤ کرنا بیشک سخت ظلم اور گناہ کا کام ہے۔ (ربط) یہاں تک کفار کے دوفریق (معاند اور مسالم) کے ساتھ معاملہ کرنے کا ذکر تھا۔ آگے بتلاتے ہیں کہ ان عورتوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوناچاہیئے جو "دارالحرب" سے "دارالاسلام" میں آئیں یا "دارالحرب" میں مقیم رہیں۔ قصہ یہ ہے کہ "صلح حدیبیہ"میں مکہ والوں نے یہ
۲۲ ۔ یعنی دل کا حال تو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ لیکن ظاہری طور سے ان عورتوں کی جانچ کرلیا کرو۔ آیا واقعی وہ مسلمان ہیں اور محض اسلام کی خاطر وطن چھوڑ کر آئی ہیں۔ کوئی دنیوی یا نفسانی غرض تو ہجرت کا سبب نہیں ہوا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عمر ان کا امتحان کرتے تھے۔ اور حضور کی طرف سے ان سے بیعت لیتے تھے۔ اور
۲۳ ۔ یہ حکم ہوا کہ زوجین میں اگر ایک مسلمان اور دوسرا مشرک ہو تو اختلاف دارین کے بعد تعلق نکاح قائم نہیں رہتا۔ پس اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر "دارالاسلام" میں آجائے تو جو مسلمان اس سے نکاح کرے اس کے ذمہ ہے کہ اس کافر نے جتنا مہر عورت پر خرچ کیا تھا وہ اسے واپس کردے۔ اور اب عورت کا جو مہر قرار پائے وہ جدا اپنے
۲۴ ۔ پہلے حکم کے مقابل دوسری طرف یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت کافر رہ گئ ہے وہ اس کو چھوڑ دے۔ پھر جو کافر اس سے نکاح کرے اس مسلمان کا خرچ کیا ہوا مہر واپس کرے۔ اس طرح دونوں فریق ایک دوسرے سے اپنا حق طلب کرلیں۔ جب یہ حکم اترا تو مسلمان تیار ہوئے دینے کو بھی اور لینے کو بھی لیکن کافروں نے دینا قبول نہ کیا۔ تب

۲۵ ۔ یعنی جس مسلمان کی عورت گئ اور کافر اس کا خرچ کیا ہوا نہیں پھیرتے تو جس کافر کی عورت مسلمانوں کے ہاں آئے اس کا جو خرچ دینا تھا اس کافر کو نہ دیں۔ بلکہ اسی مسلمان کو دیں جس کا حق مارا گیا ہے، اس مسلمان کا حق دیکر جو بچ رہے وہ واپس کر دیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کافر کا خرچ کیا ہوا واپس نہیں کرسکتا
۲۶ ۔ جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا کہ رسمی ننگ و عار کی وجہ سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور بعض اوقات فقروفاقہ کے خوف سے لڑکوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔

۲۷ ۔ طوفان باندھنا ہاتھ پاؤں میں، یہ کہ کسی پر جھوٹا دعویٰ کریں یا جھوٹی گواہی دیں یا کسی معاملہ میں اپنی طرف سے بنا کر جھوٹی قسم کھائیں، اور ایک معنی یہ کہ بیٹا جنا ہو کسی اور سے اور منسوب کردیں خاوند کی طرف، یا کسی دوسری عورت کی اولاد لے کر مکروفریب سے اپنی طرف نسبت کرلیں۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی ایک کا بیٹا دوسرے
۲۸ ۔ پہلے فرمایا تھا کہ مسلمان عورتوں کی (جو ہجرت کر کے آئیں) جانچ کی جائے۔ یہاں بتلادیا کہ ان کا جانچنا یہی ہے کہ جو احکام اس آیت میں ہیں وہ قبول کرلیں تو ان کا ایمان ثابت رکھو۔ یہ آیت بیعت کہلاتی ہے۔ حضرت کے پاس عورتیں بیعت کرتی تھیں تو یہی اقرار لیتے تھے لیکن بیعت کے وقت کبھی عورت کے ہاتھ نے آپ کے ہاتھ کو مس نہیں
۲۹ ۔ یعنی ان امور میں جو کوتاہیاں پہلے ہو چکیں یا امتثال احکام میں آئندہ کچھ تقصیر رہ جائے اس کے لئےآپ انکے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ آپ کی برکت سے ان کی تقصیر معاف فرمائے گا۔

۳۰ ۔ شروع سورت میں جو مضمون تھا، خاتمہ پر پھر یاد دلادیا یعنی مؤمن کی شان نہیں کہ جس پر خدا ناراض ہو اس سے دوستی اور رفاقت کا معاملہ کرے۔ جس پر خدا کا غصہ ہو، خدا کے دوستوں کا بھی غصہ ہونا چاہیئے۔

۳۱ ۔ یعنی منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اٹھیگا اور پھر دوسری زندگی میں ایک دوسرے سے ملیں گے۔ یہ کافر بھی ویسے ہی ناامید ہیں۔ (تنبیہ) بعض مفسرین کے نزدیک { مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ } کفار کا بیان ہے یعنی جس طرح کافر جو قبر میں پہنچ چکے وہاں کا حال دیکھ کر اللہ کی مہربانی اور خوشنودی سے بالکلیہ مایوس ہوچکے ہیں اسی طرح یہ کافر

۱ ۔ بندہ کو لاف زنی اور دعوے کی بات سے ڈرنا چاہیئے کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے۔ زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے، لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے سخت ناراض اور بیزار ہوتا ہے جو زبان سے کہے بہت کچھ اور کرے کچھ نہیں۔ روایات میں ہے کہ ایک جگہ مسلمان جمع تھے، کہنے لگے ہم کو اگر معلوم ہوجائے کہ کونسا کام
۲ ۔ یعنی روشن دلائل اور کھلے کھلے معجزات دیکھ کر تم دل میں یقین رکھتے ہو کہ میں اللہ کا سچا پیغمبر ہوں۔ پھر سخت نازیبا اور رنجیدہ حرکتیں کرکے مجھے کیوں ستاتے ہو۔ یہ معاملہ تو کسی معمولی ناصح اور خیر خواہ کے ساتھ بھی نہ ہونا چاہیئے۔ چہ جائیکہ ایک اللہ کے رسول کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو۔ کیا میرے دل کو تمہاری ان گستاخانہ حرکات
۳ ۔ بدی کرتے کرتے قاعدہ ہے کہ دل سخت اور سیاہ ہوتا چلاجاتا ہے۔ حتّٰی کہ نیکی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ ہی حال ان کا ہوا۔ جب ہر بات میں رسول سے ضد ہی کرتے رہے اور برابر ٹیڑھی چال چلتے رہے، تو آخر مردود ہوئے۔ اور اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا کہ سیدھی بات قبول کرنے کی صلاحیت نہ رہی ۔ ایسے ضدی نافرمانوں کے
۴ ۔ یعنی اصل تو رات کے من اللہ ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کے احکام و اخبار پر یقین رکھتا ہوں اور جو کچھ میری تعلیم ہے فی الحقیقت ان ہی اصولوں کے ماتحت ہے جو تورات میں بتلائے گئے تھے۔ (تنبیہ) ابن کثیر وغیرہ نے { مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَیَّ } الخ کا مطلب یہ لیا ہے کہ میرا وجود تورات کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے۔ کیونکہ میں ان چیزوں
۵ ۔ یعنی پچھلے کی تصدیق کرتا ہوں اور اگلے کی بشارت سناتا ہوں۔ یوں تو دوسرے انبیاء سابقین بھی خاتم الانبیاء کی تشریف آوری کا مژدہ برابر سناتے آئے ہیں۔ لکین جس صراحت و وضاحت اور اہتمام کے ساتھ حضرت مسیح نے آپ کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی اور سے منقول نہیں۔ شاید قرب عہد کی بناء پر یہ خصوصیت ان کے حصہ میں آئی ہوگی۔
۶ ۔ یعنی حضرت مسیح کھلی نشانیاں لے کر آئے یا جنکی بشارت دی تھی حضرت احمد مجتبٰی محمد مصطفٰے وہ کھلے نشان لے کر آئے تو لوگ اسے جادو بتلانے لگے۔

۷ ۔ یعنی جب مسلمان ہونے کو کہا جاتا ہے تو حق کو چھپا کر اور جھوٹی باتیں بنا کر حضور پر ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ وہ خدا کو بشر یا بشر کو خدا بنانے کا جھوٹ تو ایک طرف رہا، کتب سماویہ میں تحریف کرکے جو چیزیں واقعی موجود تھیں ان کا انکار کرتے اور جو نہیں تھیں ان کو درج کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا۔
۸ ۔ یعنی ایسے بے انصافوں کو ہدایت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے { لایھدی } میں ادھر بھی اشارہ ہو کہ یہ ظالم کتنا ہی انکار اور تحریف و تاویل کریں، خدا ان کو کامیابی کی راہ نہ دے گا۔ گویا حضور کے متعلق جن خبروں کو وہ چھپانا یا مٹانا چاہتے ہیں، چھپ یا مٹ نہ سکیں گی چنانچہ باوجود ہزاروں طرح کی قطع وبرید کے آج بھی نبی آخرالزماں

۹ ۔ یعنی منکر پڑے براماناکریں اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا۔ مشیتِ الہٰی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے۔ یہ ہی حال حضرت محمد کے مخالفوں کا اور ان کی کوششوں کا ہے۔ (تنبیہ) شاید { بافواھہم } کے لفظ سے یہاں اس طرف بھی اشارہ کرنا ہو کہ بشارات کے انکار و اخفاء
۱۰ ۔ اس آیت پر سورۃ "برأۃ" کے فوائد میں کلام ہوچکا ہے، وہاں دیکھ لیا جائے۔

۱۱ ۔ یعنی اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا تو اللہ کاکام ہے۔ لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم رہ کر اس کے راستہ میں جان و مال سے جہاد کرو۔ یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں، دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں محض اس امید پر کہ اس سے
۱۲ ۔ یعنی وہ ستھرے مکانات ان باغوں کے اندر ہوں گے جن میں مؤمنین کو آباد ہونا ہے۔ یہ تو آخرت کی کامیابی رہی۔ آگے دنیا کی اعلیٰ اور انتہائی کامیابی کا ذکر ہے۔

۱۳ ۔ یعنی اصلی اور بڑی کامیابی تو وہ ہی ہے جو آخرت میں ملے گی جس کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت کوئی چیز نہیں لیکن دنیا میں بھی ایک چیز جسے تم طبعًا محبوب رکھتے ہو، دی جائے گی وہ کیا ہے { نَصْرٌ مِّنَ اللہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ } (اللہ کی طرف سے ایک مخصوص امداد اور جلد حاصل ہونیوالی فتح و ظفر، جن میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ
۔ کیونکہ یہ خوشخبری سنانا ایک مستقل انعام ہے۔ ۱۴

۱۵ ۔ یعنی اس کے دین اور اس کے پیغمبر کے مددگار بن جاؤ۔ اس حکم کی تعمیل خدا کے فضل و توفیق سے مسلمانوں نے ایسی کی کہ ان میں سے ایک جماعت کا تو نام ہی "انصار" پڑگیا۔

۱۶ ۔ "حواریین" (یاران مسیح) تھوڑے سے تو گنے چنے آدمی تھے جو اپنے نسب و حسب کے اعتبار سے کچھ معزز نہیں سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح کو قبول کیا اور ان کی دعوت کو بڑی قربانیاں کر کے دیاروامصار ، لکھتے ہیں "حضرت عیسیٰ کے بعد ان کے یاروں نے بڑی محنتیں کی ہیں تب ان کا دین
۱۷ ۔ یعنی "بنی اسرائیل" میں دو فرقے ہوگئے۔ ایک ایمان پر قائم ہوا۔ دوسرے نے انکار کیا۔ پھر حضرت مسیح کے بعد آپس میں دست و گریبان رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس بحث ومناظرہ اور خانہ جنگیوں میں مؤمنین کو منکرین پر غالب کیا۔ حضرت مسیح کے نام لیوا (نصاریٰ) یہود پر غالب رہے اور نصاریٰ میں سے ان کی عام گمراہی کے بعد جو بچے کھچے

۱ ۔ { اُمِّیّنَ } (ان پڑھ) عرب کو کہا۔ جن میں علم و ہنر کچھ نہ تھا نہ کوئی آسمانی کتاب تھی معمولی لکھنا پڑھنا بھی بہت کم آدمی جانتے تھے۔ ان کی جہالت و وحشت ضرب المثل تھی خدا کو بالکل بھولے ہوئے تھے، بت پرستی، اوہام پرستی، اور فسق و فجور کا نام "ملّتِ ابراہیمی" رکھ چھوڑا تھا اور تقریباً ساری قوم صریح گمراہی
۲ ۔ یعنی یہ ہی رسول دوسرے آنیوالے لوگوں کے واسطے بھی ہے جن کو مبدأ و معاد اور شرائع سماویہ کا پورا اور صحیح علم نہ رکھنے کی وجہ سے ان پڑھ ہی کہنا چاہیئے۔ مثلاً فارس، روم، چین اور ہندوستان وغیرہ کی قومیں جو بعد کو امّیین کے دین اور اسلامی برادری میں شامل ہو کر ان ہی میں سے ہوگئیں
۳ ۔ جس کی زبردست قوت و حکمت نے اس جلیل القدر پیغمبر کے ذریعہ قیامت تک کے لئے عرب و عجم کی تعلیم و تزکیہ کا انتظام فرمایا۔صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴ ۔ یعنی رسول کو یہ بڑائی دی اور اس مّت کو اتنے بڑے مرتبہ والا رسول دیا۔ فلہ الحمد والمنۃ علیٰ ماانعم۔ چاہیئے کہ مسلمان اس انعام و اکرام کی قدر پہچانیں، اور حضور کی شان تعلیم و تزکیہ سے مستفید و منتفع ہونے میں کوتاہی نہ کریں۔ آگے عبرت کے لئے یہود کی مثال بیان فرماتے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب اور پیغمبر سے استفادہ کرنے میں سخت
۵ ۔ یعنی یہود پر "تورات" کا بوجھ رکھا گیا تھا اور وہ اس کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے، لیکن انہوں نے اس کی تعلیمات و ہدایات کی کچھ پروا نہ کی، نہ اس کو محفوظ رکھا، نہ دل میں جگہ دی، نہ اس پر عمل کر کے اللہ کے فضل و انعام سے بہرہ ور ہوئے۔ بلاشبہ تورات جس کے یہ لوگ حامل بنائے گئے تھے۔ حکمت و ہدایت کا ایک ربّانی خزینہ تھا،
۔ یعنی بری قوم ہے وہ جس کی مثال یہ ہے۔ اللہ ہم کو پناہ میں رکھے۔ ۶

۷ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تورات وغیرہ میں جو بشارات نبی آخرالزماں کی دی تھیں اور جو دلائل براہین آپ کی رسالت پر قائم کیں، ان کو جھٹلانا آیات اللہ کو جھٹلانا ہے۔

۔ یعنی ایسے معاند، ہٹ دھرم، بے انصاف لوگوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔ ۸

۹ ۔ یعنی اس گدھے پن اور جہل و حماقت کے باوجود دعویٰ یہ ہے کہ بلا شرکت غیرے ہم ہی اللہ کے دوست اور ولی اور تنہا جنت کے حقدار ہیں بس دنیا سے چلے اور جنت میں پہنچے۔ لیکن اگر واقعی دل میں یہ ہی یقین ہے اور اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ضرور تھا کہ دنیا کے مکدر عیش سے دل برداشتہ ہر کر محبوب حقیقی کے اشتیاق اور جنت
۱۰ ۔ یعنی موت سے ڈر کر کہاں بھاگ سکتے ہو۔ ہزار کوشش کرو، مضبوط قلعوں میں دروازے بند کر کے بیٹھ رہو، وہاں بھی موت چھوڑنے والی نہیں۔ اور موت کے بعد پھر وہ ہی اللہ کی عدالت ہے اور تم ہو (ربط) یہود کی بڑی خرابی یہ تھی کہ کتابیں پیٹھ پر لدی ہوئی ہیں، لیکن ان سے منتفع نہیں ہوتے دین کی بہت سی باتیں سمجھتے بوجھتے، پر دنیا
۱۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "ہر اذان کا یہ حکم نہیں، کیونکہ جماعت پھر بھی ملیگی۔ اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملیگا"۔ اور اللہ کی یاد سے مراد خطبہ ہے اور نماز بھی اس کے عموم میں داخل ہے۔ یعنی ایسے وقت جائے کہ خطبہ سنے۔ اس وقت خریدوفروخت حرام ہے۔ اور "دوڑنے" سے مراد پورے اہتمام اور مستعدی کے ساتھ جانا
۔ ظاہر ہے کہ منافع آخرت کے سامنے دنیوی فوائد کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ ۱۲

۱۳ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "یہود کے ہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا۔ سارا دن سودا منع تھا اس لئے فرمادیا کہ تم نماز کے بعد روزی تلاش کرو، اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کی یاد نہ بھولو"

۱۴ ۔ ایک مرتبہ جمعہ میں حضرت خطبہ فرما رہے تھے، اسی وقت تجارتی قافلہ باہر سے غلہ لے کر آپہنچا۔ اس کے ساتھ اعلان کی غرض سے نقارہ بجتا تھا۔ پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی۔ لوگ دوڑے کہ اس کو ٹھہرائیں (خیال کیا ہوگا کہ خطبہ کا حکم عام وعظوں کی طرح ہے جس میں سے ضرورت کے لئے اٹھ سکتے ہیں۔ نماز پھر آکر پڑھ لینگے۔
۔ یعنی ہم دل سے اعتقاد رکھتے ہیں آپ کے رسول ہونے پر۔ ۱

۲ ۔ یعنی جھوٹ کہتے ہیں کہ ان کو دل سے اعتقاد ہے۔ واقع میں وہ آپ کی رسالت کے قائل نہیں محض اپنی اغراض کے پیش نظر زبان سے باتیں بناتے ہیں اور دل میں سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ پھر اسی ایک بات پر کیا منحصر ہے، جھوٹ بولنا ان کی امتیازی خصلت اور شعاربن چکا ہے۔ بات بات میں کذب و دروغ سے کام لیتے ہیں
۳ ۔ یعنی جھوٹی قسمیں کھالیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور مجاہدین اسلام کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال محفوظ رکھنے کے لئے ان ہی قسموں کی آڑ پکڑتے ہیں۔ جہاں کوئی بات قابل گرفت ان سے سرزد ہوئی اور مسلمانوں کی طرف سے مواخذہ کا خوف ہوا۔ فوراً جھوٹی قسمیں کھا کر بری ہوگئے۔
۴ ۔ یعنی اسلام اور مسلمانوں کی نسبت طعن و تشنیع اور عیب جوئی کر کے دوسروں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور لوگ ان کو بظاہر مسلمان دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں، تو ان کی جھوٹی قسموں کا ضرر فساد ان ہی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ دوسروں تک متعدی ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر برا کام اورکیا ہوگا (لیکن ایک شخص جب تک بظاہر
۵ ۔ یعنی زبان سے ایمان لائے، دل سے منکر رہے اور مدعی ایمان ہو کر کافروں جیسے کام کئے اس بے ایمانی اور انتہائی فریب و دغا کا اثر یہ ہوا کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئ۔ جن میں ایمان و خیر اور حق و صداقت کے سرائت کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں رہی۔ ظاہر ہے کہ اب اس حالت پر پہنچ کر ان سے سمجھنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے
۱۰ ۔ یعنی ایمان کا اظہار کرکے یہ بے ایمانی، اور حق و صداقت کی روشنی آچکنے کے بعد یہ ظلمت پسندی کس قدر عجیب ہے۔

۶ ۔ یعنی دل تو مسخ ہو چکے ہیں لیکن جسم دیکھو تو بہت ڈیل ڈول کے، چکنے چپڑے، بات کریں تو بہت فصاحت اور چرب زبانی سے، نہایت لچھے دار کہ خواہ مخواہ سننے والا ادھر متوجہ ہو۔ اور کلام کی ظاہری سطح دیکھ کر قبول کرنے پر آمادہ ہوجائے۔ کسی نے خوب کہا ہے
۷ ۔ خشک اور بیکار لکڑی جو دیوار سے لگا کر کھڑی کردی جائے محض بیجان اور لایعقل، دیکھنے میں کتنی موٹی، مگر ایک منٹ بھی بدون سہارے کے کھڑی نہیں رہ سکتی۔ ہاں ضرورت پڑے تو جلانے کے کام آسکتی ہے۔ یہ ہی حال ان لوگوں کا ہے۔ ان کے موٹے فربہ جسم، اور تن و توش سب ظاہری خول ہیں، اندر سے خالی اور بیجان، محض دوزخ
۸ ۔ یعنی بزدل ، نامرد ڈرپوک، ذرا کہیں شوروغل ہو تو دل دہل جائے۔ سمجھیں کہ ہم ہی پر کوئی بلا آئی۔ سنگین جرموں اور بے ایمانیوں کی وجہ سے ہر وقت ان کے دل میں دغدغہ لگا رہتا ہے کہ دیکھیے کہیں ہماری دغابازیوں کا پردہ تو چاک نہیں ہوگیا۔ یا ہماری حرکات کی پاداش میں کوئی افتاد تو پڑنے والی نہیں۔

۔ یعنی بڑے خطرناک دشمن یہ ہی ہیں ان کی چالوں سے ہشیار رہو۔ ٩

١١ ۔ بعض دفعہ جب ان منافقوں کی کوئی شرارت صاف طور پر کھل جاتی اور کذب و خیانت کا پردہ فاش ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ (اب بھی وقت نہیں گیا، آؤ! رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے اپنا قصور معاف کرا لو۔ حضور کے استغفار کی برکت سے حق تعالیٰ تمہاری خطا معاف فرمادیگا، تو غرور و تکبر سے اس پر آمادہ نہ ہوتے
١٢ ۔ یعنی ممکن ہے آپ غایت رحمت و شفقت سے ان کے لئے بحالتِ موجودہ معافی طلب کریں۔ مگر اللہ کسی صورت سے ان کو معاف کرنیوالا نہیں، اور نہ ایسے نافرمانوں کو اس کے ہاں سے ہدایت کی توفیق ملتی ہے۔ اس طرح کی ایک آیت سورۃ "براءۃ" میں آچکی ہے۔ وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔
١٣ ۔ ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین میں کا اور ایک انصار کا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لئے اپنی جماعت کو پکارا جس پر خاصا ہنگامہ ہوگیا۔ یہ خبر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابیّ کو پہنچی کہنے لگا اگر ہم ان مہاجرین، کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول کے ساتھ جمع
١٤ ۔ یعنی احمق اتنا نہیں سمجھتے کہ تمام آسمان و زمین کے خزانوں کا مالک تو اللہ ہے کیا جو لوگ خالص اس کی رضا جوئی کے لئے اس کے پیغمبر کی خدمت میں رہتے ہیں وہ ان کو بھوکوں مار دیگا، اور لوگ اگر ان کی امداد بند کرلینگے تو وہ بھی اپنی روزی کے سب دروازے بند کرلیگا؟ سچ تو یہ ہے کہ جو بندے ان اللہ والوں پر خرچ کر رہے
١٥ ۔ یعنی منافق یہ نہیں جانتے کہ زور آور اور عزت والا کون ہے۔ یاد رکھو اصلی اور ذاتی عزّت اللہ کی ہے۔ اس کے بعد اسی سے تعلق رکھنے کی بدولت درجہ بدرجہ رسول کی اور ایمان والوں کی۔ روایات میں ہے کہ عبداللہ بن اُبّی کے وہ الفاظ (کہ عزّت والا ذلیل کو نکال دے گا) جب اس کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے (جو مخلص مسلمان
١٦ ۔ یعنی آدمی کے لئے بڑے خسارے اور ٹوٹے کی بات ہے کہ باقی کو چھوڑ کر فانی میں مشغول ہو اور اعلیٰ سے ہٹ کر ادنیٰ میں پھنس جائے مال و اولاد وہ ہی اچھی ہے جو اللہ کی یاد اور اس کی عبادت سے غافل نہ کرے۔ اگر ان دھندوں میں پڑ کر خدا کی یاد سے غافل ہوگیا تو آخرت بھی کھوئی اور دنیا میں قلبی سکون و اطمینان نصیب نہ ہوا۔ { وَمَنْ

١٧ ۔ یہ شاید منافقوں کے قول { لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ } الخ کا جواب ہوا کہ خرچ کرنے میں خود تمہارا بھلا ہے جو کچھ صدقہ خیرات کرنا ہے جلدی کرو، ورنہ موت سر پر آپہنچی تو پچتاؤ گے کہ ہم نے کیوں خدا کے راستہ میں خرچ نہ کیا۔ اس وقت (موت کے قریب) بخیل تمنا کریگا کہ اے پروردگار! چند روز اور میری موت کو ملتوی کر دیتے کہ میں
١٨ ۔ اس کو یہ بھی خبر ہے کہ اگر بالفرض تمہاری موت ملتوی کر دی جائے یا محشر سے پھر دنیا کی طرف واپس کریں تب تم کیسے عمل کرو گے۔ وہ سب کی اندرونی استعدادوں کو جانتا ہے اور سب کے ظاہری و باطنی اعمال سے پوری طرح خبردار ہے۔ اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کریگا۔
١ ۔ یعنی اور جس کسی کا راج دنیا میں دکھائی دیتا ہے وہ اسی کا دیا ہوا اور جس کسی کی تعریف کی جاتی ہے وہ حقیقت میں اسی کی تعریف ہے۔

٢ ۔ یعنی اسی نے سب آدمیوں کو بنایا۔ چاہیئے تھا کہ سب اس پر ایمان لاتے اور اس منعم حقیقی کی اطاعت کرتے۔ مگر ہوا یہ کہ بعض منکر بن گئے اور بعض ایماندار۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمی میں دونوں طرف جانے کی استعداد اور قوت رکھی تھی۔ مگر اوّلًا سب کو فطرت صحیحہ پر پیدا کیا تھا پھر کوئی اس فطرت پر قائم رہا اور کسی نے گردوپیش کے
٣ ۔ سب جانوروں سے انسان کی خلقت اچھی ہے۔ دیکھنے میں بھی خوبصورت، اور ملکات و قویٰ میں بھی تمام عالم سے ممتاز، بلکہ سب کا مجموعہ اور خلاصہ، اسی لئے صوفیہ اسے "عالم صغیر" کہتے ہیں۔

٤ ۔ یعنی تم سے پہلے بہت قومیں "عاد" و "ثمود" وغیرہ ہلاک کی گئیں اور آخرت کا عذاب الگ رہا۔ یہ خطاب اہل مکّہ کو ہے۔

٥ ۔ یعنی کیا ہم ہی جیسے آدمی ہادی بنا کر بھیجے گئے۔ بھیجنا تھا تو آسمان سے کسی فرشتہ کو بھیجتے گویا ان کے نزدیک بشریت اور رسالت میں منافات تھی۔ اسی لئے انہوں نے کفر اختیار کیا اور رسولوں کی بات ماننے سے انکار کردیا۔ (تنبیہ) اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ رسول کو بشر کہنے والا کافر ہے انتہائی جہل و الحاد ہے۔ اس کے برعکس
۔ یعنی اللہ کو کیا پروا تھی۔ انہوں نے منہ موڑ لیا تو اللہ نے ادھر سے نظر رحمت اٹھالی۔ ٦

۔ رسالت کی طرح بعث بعدالموت کا بھی انکار ہے۔ ٧

۸ ۔ یعنی دوبارہ اٹھانا اور سب کا حساب کر دینا اللہ کو کیا مشکل ہے پوری طرح یقین رکھو کہ یہ ضرور ہو کر رہیگا۔ کسی کے انکار کرنے سے وہ آنے والی گھڑی ٹل نہیں سکتی۔ لہٰذا مناسب ہے کہ انکار چھوڑ کر اس وقت کی فکر کرو۔

۔ یعنی ایمان کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہیئے۔ ۱۰

۔ یعنی قرآن کریم پر۔ ۹

۱۱ ۔ یعنی اس دن دوزخی ہارینگے اور جنتی جیتیں گے۔ ہارنا یہ ہی کہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو بے موقع خرچ کر کے رأس المال بھی کھو بیٹھے اور جیتنا یہ کہ ایک ایک کے ہزاروں پائے آگے اسی کی کچھ تفصیل ہے۔

۔ یعنی جو تقصیرات ہوئی ہیں ایمان اور نیک کاموں کی برکت سے معاف کردی جائیں گی۔ ۱۲

۔ جو جنت میں پہنچ گیا سب مرادیں مل گئیں۔ اللہ کی رضا اور دیدار کا مقام بھی وہ ہی ہے۔ ۱۳

۱۴ ۔ دنیا میں کوئی مصیبت اور سختی اللہ کی مشیت و ارادہ کے بدون نہیں پہنچتی۔ مومن کو جب اس بات کا یقین ہے تو اس پر غمگین اور بددل ہونے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بہر صورت مالک حقیقی کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہیئے اور یوں کہنا چاہیئے
۱۵ ۔ یعنی جو تکلیف و مصیبت اس نے بھیجی عین علم و حکمت سے بھیجی۔ اور وہی جانتا ہے کہ کون تم میں سے واقعی صبر و استقامت اور تسلیم و رضا کی راہ پر چلا۔ اور کس کا دل کن احوال و کیفیات کا مورد بننے کے قابل ہے۔

۱۶ ۔ یعنی نرمی و سختی اور تکلیف و راحت، غرض ہر حالت میں اللہ و رسول کا حکم مانو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو خود تمہارا ہی نقصان ہے۔ رسول سب نیک و بد سمجھا کر اپنا فرض ادا کرچکا۔ اللہ کو تمہاری طاعت و معصیت سے کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔
۔ یعنی معبود اور مستعان تنہا اسی کی ذات ہے۔ نہ کسی اور کی بندگی نہ کوئی دوسرا بھروسہ کے لائق۔ ۱۷

۱۸ ۔ بہت مرتبہ آدمی بیوی بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ کو اور اس کے احکام کو بھلا دیتا ہے۔ ان تعلقات کے پیچھے کتنی برائیوں کا ارتکاب کرتا اور کتنی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔ بیوی اور اولاد کی فرمائشیں اور رضا جوئی اسے کسی وقت دم نہیں لینے دیتی۔ اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل ہوجاتا ہے۔ ظاہر ہے جو اہل وعیال اتنے
۱۹ ۔ یعنی اگر انہوں نے تمہارے ساتھ دشمنی کی اور تم کو دینی یا دنیوی نقصان پہنچ گیا تو اس کا اثر یہ نہ ہونا چاہیئے کہ تم انتقام کے درپے ہو جاؤ۔ اور ان پر نامناسب سختی شروع کر دو۔ ایسا کرنے سے دنیا کا انتظام درہم برہم ہوجائے گا۔ جہاں تک عقلًا و شرعًا گنجائش ہو ان کی حماقتوں اور کوتاہیوں کو معاف کرو اور عفودرگذر سے کام لو۔ ان مکارم اخلاق
۲۰ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ مال و اولاد دے کر تم کو جانچتا ہے کہ کون ان فانی و زائل چیزوں میں پھنس کر آخرت کی باقی و دائم نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اور کس نے ان سامانوں کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بنایا ہے اور وہاں کے اجر عظیم کو یہاں کے حظوظ و مالوفات پر ترجیح دی ہے۔
۔ یعنی اللہ سے ڈر کر جہاں تک ہوسکے اس جانچ میں ثابت قدم رہو اور اس کی بات سنو اور مانو۔ ۲۱

۔ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا۔ ۲۲

۲۳ ۔ یعنی مراد کو وہ ہی شخص پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے دل کے لالچ سے بچادے اور حرص و بخل سے محفوظ رکھے۔

۲۴ ۔ یعنی اللہ کی راہ میں اخلاص اور نیک نیتی سے طیب مال خرچ کرو تو اللہ اس سے کہیں زیادہ دیگا اور تمہاری کوتاہیوں کو معاف فرمائے گا۔ اس طرح کا مضمون پہلے کئ جگہ گذر چکا ہے۔ وہیں ہم نے پوری تقریر کی ہے۔

۲۵ ۔ قدردانی کی بات یہ ہے کہ تھوڑے عمل پر بہت سا ثواب دیتا ہے، اور تحمل یہ کہ گناہ دیکھ کر فورًا عذاب نہیں بھیجتا۔ پھر بہت سے مجرموں کو بالکل معاف اور بہتیروں کی سزا میں تخفیف کرتا ہے۔

۲۶ ۔ (26)یعنی اسی کو ظاہری اعمال اور باطنی نیتوں کی خبر ہے اپنی زبردست قوت اور حکمت سے اس کے مناسب بدلہ دیگا۔
تم سورۃ التغابن وللہ الحمد والمنہ۔
۱ ۔ نبی کو مخاطب بنا کر یہ ساری امت سے خطاب ہے یعنی جب کوئی شخص (کسی ضرورت اور مجبوری سے) اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ عدت پر طلاق دے۔ سورہ "بقرہ" میں آچکا کہ مطلقہ کی عدت تین حیض ہیں (کماہو مذہب الحنفیہ) لہٰذا حیض سے پہلے حالت طہر میں طلاق دینا چاہیئے تا سارا حیض گنتی میں آئے اگر
۲ ۔ یعنی مردو عورت دونوں کو چاہیئے کہ عدت کو یاد رکھیں۔ کہیں غفلت و سہو کی وجہ سے کوئی بے احتیاطی اور گڑ بڑ نہ ہوجائے۔ نیز طلاق ایسی طرح دیں کہ ایام عدت کی گنتی میں کمی بیشی لازم نہ آئے۔ جیسا کہ اوپر کے فائدہ میں بتلایا جا چکا ہے۔
۳ ۔ یعنی اللہ سے ڈر کر احکام شریعت کی پابندی رکھنی چاہئیے جن میں سے ایک حکم یہ ہے کہ حالت حیض میں طلاق نہ دیجائے اور تین طلاقیں ایک دم نہ ڈالی جائیں اور مطلقہ عورت کو اس کے رہنے کے گھر سے نہ نکالاجائے۔
وغیرذٰلک۔
۴ ۔ یعنی عورتیں خود بھی اپنی مرضی سے نہ نکلیں۔ کیونکہ یہ سکنیٰ محض حق العبد نہیں کہ اس کی رضاء سے ساقط ہو جائے بلکہ حق الشرع ہے، ہاں کوئی کھلی بے حیائی کریں مثلًا بدکاری کریں یا سرقہ کی مرتکب ہوں یا بقول بعض علماء زبان درازی کریں اور ہر وقت کا رنج و تکرار رکھتی ہوں تو نکالنا جائز ہے اور اگر بے وجہ نکلیں گی تو یہ خود
۔ یعنی گہنگار ہو کر اللہ کے ہاں سزا کا مستوجب ہوا۔ ۵

۶ ۔ یعنی { لَاتَدْرِیْ } کا ترجمہ "اس کو خبر نہیں" بصیغہ غائب کیا ہے۔ تامعلوم ہو جائے کہ خطاب اسی طلاق دینے والے کو ہے۔ نبی کریم کو نہیں۔

۔ یعنی شاید پھر دونوں میں صلح ہو جائے اور طلاق پر ندامت ہو۔ ۷

۔ یعنی یہ گواہوں کی ہدایت ہے کہ شہادت کے وقت ٹیڑھی ترچھی بات نہ کریں، سچی اور سیدھی بات کہنی چاہیئے۔ ۱۰

۱۱ ۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر بہت ظلم ہوتا تھا۔ ان کو گائے بھینس یا نہایت ذلیل و مجبور قیدیوں کی طرح سمجھتے تھے۔ بعض لوگ عورت کو سو سو مرتبہ طلاق دیتے تھے اور اس کے بعد بھی اس کی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوتا تھا۔ قرآن نے جابجا ان وحشیانہ مظالم اور بے رحمیوں کے خلاف آواز بلند کی۔ اور نکاح کے حقوق و حدود پر نہایت صاف
۱۲ ۔ یعنی اللہ سے ڈر کر اس کے احکام کی بہر حال تعمیل کرو۔ خواہ کتنی ہی مشکلات و شدائد کا سامنا کرنا پڑے۔ حق تعالیٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دیگا۔ اور سختیوں میں بھی گزارہ کا سامان کر دے گا۔

۸ ۔ یعنی طلاق رجعی میں جب عدت ختم ہونے کو آئے تو تم کو دوباتوں میں ایک کا اختیار ہے۔ یا عدت ختم ہونے سے پہلے عورت کو دستور کے موافق رجعت کرکے اپنے نکاح میں رہنے دو یا عدت منقضی ہونے پر معقول طریقہ سے اس کو جدا کر دو۔ مطلب یہ ہے کہ رکھنا ہو تب اور الگ کرنا ہو تب، ہر حالت میں آدمیت اور شرافت کا برتاؤ کرو۔ یہ بات
۹ ۔ یعنی طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے پہلے اگر نکاح میں رکھنا چاہے تو رجعت پر دوگواہ کرے تا لوگوں میں متہم نہ ہو۔

۱۳ ۔ اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں، بے قیاس و گمان روزی ملتی ہے گناہ معاف ہوتے ہیں، جنت ہاتھ آتی ہے اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی سختی، سختی نہیں رہتی، اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں
۱۴ ۔ یعنی اللہ پر بھروسہ رکھو، محض اسباب پر تکیہ مت کرو۔ اللہ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں۔ جو کام اسے کرنا ہو ، وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اسباب بھی اسی کی مشیت کے تابع ہیں۔ ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ ہے۔ اسی کے موافق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔
۱۵ ۔ یعنی مطلقہ کی عدت قرآن نے تین حیض بتلائی (کما فی سورۃ البقرۃ) اگر شبہ رہا ہو کہ جس کو حیض نہیں آیا یا بڑی عمر کے سبب موقوف ہوا، اس کی عدت کیا ہوگی تو بتلادی کہ تین مہینے ہیں۔

۱۶ ۔ جمہور کے نزدیک حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے خواہ ایک منٹ کے بعد ہو جائے یا کتنی ہی طویل مدت کے بعد ہو۔ اس میں مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا دونوں کا ایک حکم ہے۔ کما ہو مصرح فی الاحادیث۔

۱۷ ۔ جملہ جملہ کے بعد اتقاء اور اللہ کے ڈر کا مضمون مختلف پیرایوں میں دہر ایا گیا ہے تا پڑھنے والا بار بار متنبہ ہو کہ عورتوں کے معاملات میں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

۱۸ ۔ مرد کے ذمہ ضروری ہے کہ مطلقہ کو عدت تک رہنے کے لئے مکان دے (اس کو سکنیٰ کہتے ہیں) اور جب سکنیٰ واجب ہے تو نفقہ بھی اس کے ذمہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عورت اتنے دنوں تک اسی کی وجہ سے مکان میں مقید و محبوس رہے گی۔ قرآن کریم کے الفاظ { مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ } میں بھی اس کی طرف ۔ یعنی ستاؤ نہیں۔ کہ وہ تنگ آ کر نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔ ۱۹

۲۰ ۔ حمل کی مدت کبھی بہت طویل ہو جاتی ہے اس کو خصوصیت سے بتلا دیا کہ خواہ کتنی ہی طویل ہو وضع حمل تک اس کو نفقہ دینا ہوگا یہ نہیں کہ مثلا تین مہینے نفقہ دے کر بند کر لو۔

۲۱ ۔ یعنی وضع حمل کے بعد اگر عورت تمہاری خاطر بچہ کو دودھ پلائے تو جو اجرت کسی دوسری انّا کو دیتے وہ اس کو دیجائے۔ اور معقول طریقہ سے دستور کے موافق باہم مشورہ کر کے قرارداد کرلیں خواہ مخواہ ضد اور کجروی اختیار نہ کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کا برتاؤ رکھیں نہ عورت دودھ پلانے سے انکار کرے نہ مرد اس کو چھوڑ
۲۲ ۔ یعنی اگر آپس کی ضد اور تکرار سے عورت دودھ پلانے پر راضی نہ ہو تو کچھ اس پر موقوف نہیں کوئی دوسری عورت دودھ پلانیوالی مل جائیگی۔ اس کو اتنا گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر مرد خواہ مخواہ بچہ کو اس کی ماں سے دودھ پلوانا نہیں چاہتا تو بہرحال کوئی دوسری عورت دودھ پلانے کو آئے گی آخر اس کو بھی کچھ دینا پڑیگا۔ پھر وہ بچہ
۲۳ ۔ یعنی بچہ کی تربیت کا خرچ باپ پر ہے۔ وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق اور کم حیثیت کو اپنی حیثیت کے مناسب خرچ کرنا چاہیئے۔ اگر کسی شخص کو زیادہ فراخی نصیب نہ ہو محض نپی تلی روزی اللہ نے دی ہو، وہ اسی میں سے اپنی گنجائش کے موافق خرچ کیا کرے۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جب تنگی کی حالت
۲۴ ۔ یعنی احکام شریعت کی (خصوصًا عورتوں کے بارے میں) پوری پابندی رکھو۔ اگر نافرمانی کرو گے تو یاد رہے کہ کتنی ہی بستیاں اللہ و رسول کی نافرمانی کی پاداش میں تباہ کی جاچکی ہیں جس وقت وہ لوگ تکبر کر کے حد سے نکل گئے ہم نے ان کا جائزہ لیا اور سختی سے لیا کہ ایک عمل کو بھی معاف نہیں کیا۔ پھر ان کو ایسی نرالی آفت میں پھنسایا
۔ یعنی عمر بھر جو سودا کیا تھا آخر اس میں سخت خسارہ اٹھایا اور جوپونجی تھی سب کھو کر رہے۔ ۲۵

۔ پہلے دنیوی عذاب کا ذکر تھا۔ یہ اخروی عذاب بیان ہوا۔ ۲۶

۲۷ ۔ یعنی یہ عبرتناک واقعات سن کر ایمانداروں کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہیں ہم سے ایسی بے اعتدالی نہ ہوجائے کہ خدا کی پکڑ میں آجائیں۔ العیاذباللہ۔

۲۸ ۔ یعنی قرآن، یا "ذکر" بمعنی "ذاکر" ہو تو خود رسول مراد ہونگے۔

۔ یعنی صاف آیتیں جن میں اللہ کے احکام کھول کھول کر سنائے گئے ہیں۔ ۲۹

۔ یعنی کفروجہل کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور علم و عمل کے اجالے میں لے آئے۔ ۳۰

۔ جنت سے زیادہ بہتر روزی کہاں ملے گی۔ ۳۱

۳۲ ۔ یعنی زمینیں بھی سات پیدا کیں، جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی احادیث میں ہے۔ ان میں احتمال ہے کہ نظر نہ آتی ہوں، اور احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں۔ مگر لوگ ان کو کواکب سمجھتے ہوں۔ جیسا کہ مریخ وغیرہ کی نسبت آج کل حکماء یورپ کا گمان ہے کہ اس میں پہاڑ دریا اور آبادیاں ہیں۔ باقی حدیث میں جو ان زمینوں کا اس زمین کے تحت میں ہونا
۳۳ ۔ یعنی عالم کے انتظام و تدبیر کے لئے اللہ کے احکام تکوینیہ و تشریعیہ آسمانوں اور زمینوں کے اندر اترتے رہتے ہیں۔

۳۴ ۔ یعنی آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور ان میں انتظامی احکام جاری کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات علم و قدرت کا اظہار ہو (نبّہ علیہ ابن قیم فی بدائع الفوائد) بقیہ صفات ان ہی دو صفتوں سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھتی ہیں۔ صوفیہ کے ہاں جو ایک حدیث نقل کرتے ہیں { كُنْتُ كنزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ} گو محدثین کے نزدیک

۱ ۔ سورۃ "احزاب" کے فوائد میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عنایت فرمائیں اور لوگ آسودہ ہوگئے تو ازواج مطہرات کو بھی خیال آیا کہ ہم کیوں آسودہ نہ ہوں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مل کو حضور سے زیادہ نفقہ کا مطالبہ شروی کیا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے { وَهُنَّ حَوْلِيْ يَطْلُبْنَنِى النَّفْقَةَ } اور بخاری کے ابواب المناقب
۲ ۔ حلال کو اپنے اوپر حرام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کو عقیدۃً حلال و مباح سمجھتے ہوئے عہد کرلیا تھا کہ آئندہ اس کو استعمال نہ کرونگا۔ ایسا کرنا اگر کسی مسلحت صحیحہ کی بناء پر ہوتو شرعًا جائز ہے۔ مگر حضور کی شان رفیع کے مناسب نہ تھا کہ بعض ازواج کی خوشنودی کے لئے اس طرح کا اسوہ قائم کریں جو آئندہ امت کے حق میں
۳ ۔ کہ گناہ کو معاف کردیتا ہے۔ اور آپ سے تو کوئی گنا ہ بھی نہیں ہوا۔ محض اپنے درجہ میں ایک خلف اولیٰ بات ہوئی۔

۴ ۔ یعنی اس مالک نے اپنے علم و حکمت سے تمہارے لئے مناسب احکام و ہدایات بھیجے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نامناسب چیز پر قسم کھا لے تو کفارہ دیکر (جس کا ذکر سورۃ مائدہ میں آچکا) اپنی قسم کھول سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اب جو کوئی اپنے مال کو کہے یہ مجھ پر حرام ہے تو قسم ہو گئ۔ کفارہ دے، تو
۵ ۔ شروع سورت میں ہم شہد کا اور ماریہ قبطیہ کا قصہ لکھ چکے ہیں۔ اس آیت میں بتلا دیا کہ بندے ایک بات کو چھپانے کی کتنی ہی کوشش کریں، اللہ جب ظاہر کرنا چاہے تو ہر گز مخفی نہیں رہ سکتی۔ نیز نبی کریم کے حسن معاشرت اور وسعت اخلاق کا اس سے ثبوت ملتا ہے کہ آپ خلاف طبع کارروائیوں پر کس قدر تساہل اور اغماض برتتے
۶ ۔ یہ عائشہ و حفصہ کو خطاب ہے کہ اگر تم توبہ کرتی ہو تو بیشک توبہ کا موقع ہے کیونکہ تمہارے دل جادہ اعتدال سے ہٹ کر ایک طرف کو جھک گئے ہیں۔ لہٰذا آئندہ ایسی بے اعتدالیوں سے پرہیز رکھا جائے۔

۷ ۔ زوجین کے خانگی معاملات بعض اوقات ابتداءً بہت معمولی اور حقیر نظر آتے ہیں لیکن اگر ذرا باگ ڈھیلی چھوڑ دی جائے تو آخرکار نہایت خطرناک اور تباہ کن صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ خصوصًا عورت اگر کسی اونچے گھرانے سے تعلق رکھتی ہو تو اس کو طبعًا اپنے باپ بھائی اور خاندان پر بھی گھمنڈ ہوسکتا ہے۔ اس لئے متنبہ فرما دیا کہ دیکھو اگر
۸ ۔ یعنی یہ وسوسہ دل میں نہ لانا کہ آخر تو مرد کو بیبیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم سے بہتر عورتیں کہاں ہیں اس لئے ناگزیر ہماری سب باتیں سہی جائیں گی۔ یاد رکھو! اللہ چاہے تو تم سے بھی بہتر بیبیاں اپنے نبی کے لئے پیدا کر دے۔ اس کے ہاں کس چیز کی کمی ہے۔ (تنبیہ) { ثَيِّبٰتٍ } (بیواؤں) کا ذکر شاید اس لئے کیا کہ بعض حیثیات سے آدمی ان
۔ یعنی مجرموں کو نہ رحم کھا کر چھوڑیں نہ ان کی زبردست گرفت سے کوئی چھوٹ کر بھاگ سکے۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی نہ حکم الہٰی کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اسکے احکام بجالانے میں سستی اور دیر ہوتی ہے نہ امتثال حکم سے عاجز ہیں۔

۹ ۔ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے سمجھا کر، ڈرا کر ، پیار سے، مار سے، جس طرح ہو سکے دیندار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو ان کی کمبختی، یہ بے قصور ہے { وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ } کی تفسیر پارہ "الم" کے شروع میں گذر چکی۔
۱۲ ۔ یعنی قیامت کے دن جب جہنم کا عذاب سامنے ہوگا، اس وقت منکروں سے کہا جائے گا کہ حیلے بہانے مت بتلاؤ۔ آج کوئی بہانہ چلنے والا نہیں بلکہ جو کچھ کرتے تھے اس کی پوری پوری سزا بھگتنے کا دن ہے۔ ہماری طرف سے کوئی ظلم زیادتی نہیں۔ تمہارے ہی اعمال ہیں جو عذاب کی صورت میں نظر آرہے ہیں۔
۱۳ ۔ صاف دل کی توبہ یہ کہ دل میں پھر گناہ کا خیال نہ رہے۔ اگر توبہ کے بعد ان ہی خرافات کا خیال پھر آیا تو سمجھو کہ توبہ میں کچھ کسر رہ گئ ہے۔ اور گناہ کی جڑ دل سے نہیں نکلی { رزقنا اللہ منھا حظا وافرابفضلہ وعونہ وھو علی کل شئی قدیر }۔
۱۴ ۔ یعنی نبی کا کہنا کیا۔ اس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل نہ کریگا۔ بلکہ نہایت اعزازواکرام سے فضل و شرف کے بلند مناصب پر سرفراز فرمائے گا۔

۱۵ ۔ اس کا بیان سورۃ "حدید" میں ہو چکا۔

۱۶ ۔ یعنی ہماری روشنی آخر تک قائم رکھیے، بجھنے نہ دیجئے۔ جیسے منافقین کی نسبت سورۃ "حدید" میں بیان ہوچکا کہ روشنی بجھ جائیگی اور اندھیرے میں کھڑے رہ جائیں گے۔ مفسرین نے عمومًا یہ ہی لکھا ہے لیکن حضرت شاہ صاحب { اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا } کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "روشنی ایمان کی دل میں ہے، دل سے بڑھے تو
۱۷ ۔ حضرت کا خلق اور نرم خوئی یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ اوروں کو فرماتا ہے تحمل کرو۔ اور آپ کو فرماتا ہے کہ سختی کرو۔

۔ پہلے مؤمنین کا ٹھکانا بتلایا تھا۔ یہاں ان کے بالمقابل کفار و منافقین کا گھر بتلا دیا۔ ۱۸

۱۹ ۔ یعنی حضرت نوح اور حضرت لوط کیسے نیک بندے، مگر دونوں کے گھر میں ان کی بیویاں منافق تھیں۔ بظاہر ان کے ساتھ تعلق تھا، لیکن دل سے کافروں کے شریک حال تھیں۔ پھر کیا ہوا؟ عام دوزخیوں کے ساتھ ان کو بھی اللہ نے دوزخ میں دھکیل دیا پیغمبروں کا رشتہ زوجیت ذرا بھی عذاب الہٰی سے نہ بچا سکا۔ ان کے برعکس فرعون کی بیوی ۔ یعنی اپنا قرب عنایت فرما۔ اور بہشت میں میرے لئے مکان تیار کر۔ ۲۰

۲۱ ۔ یعنی فرعون کے پنجہ سے چھڑا اور اس کے ظلم سے نجات دے۔ حضرت موسٰی کو انہوں نے پرورش کیا تھا اور ان کی مددگار تھیں۔ کہتے ہیں کہ فرعون کو جب حال کھلا تو ان کو چومیخا کر کے طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا۔ اس حالت میں اللہ کی طرف سے جنت کا محل ان کو دکھلایا جاتا۔ جس سے سب سختیاں آسان ہو جاتی تھیں۔ آخر فرعون نے ۔ یعنی حلال و حرام سب سے محفوظ رکھا۔ ۲۲

۲۳ ۔ یعنی فرشتہ کے ذریعہ سے ایک روح پھونک دی۔ حضرت جبریل نے گریبان میں پھونک ماری جس کا نتیجہ استقرار حمل ہوا، اور حضرت مسیح پیدا ہوئے۔(تنبیہ)
نفخح روح:
۲۴ ۔ یعنی رب کی باتیں وہ ہوں گی جو فرشتوں کی زبانی سورۃ آل عمران میں بیان ہوئی ہیں۔ { وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَۃُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللہَ اصْطَفٰكِ وَطَھَّرَكِ } الخ۔ اور کتابوں سے عام کتب وسماویہ مراد لی جائیں۔ تخصیص کی ضرورت نہیں۔

۲۵ ۔ یعنی کامل مردوں کی طرح بندگی و طاعت پر ثابت قدم تھی۔ یا یوں کہو کہ قانتین کے خاندان سے تھی۔
تم سورہ التحریم وللہ الحمد والمنۃ وبہ التوفیق والعصمۃ

۔ یعنی سب ملک اس کا ہے اور تنہا اسی کا اختیار ساری سلطنت میں چلتا ہے۔ ۱

۲ ۔ یعنی مرنے جینے کا سلسلہ اسی نے قائم کیا، ہم پہلے کچھ نہ تھے (اسے موت ہی سمجھو) پھر پیدا کیا، اس کے بعد موت بھیجی، پھر مرے پیچھے زندہ کر دیا۔ کما قال{ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْہِ تُرْجَعُوْنَ } (البقرہ رکوع۳) موت و حیات کا یہ سارا سلسلہ اس لئے ہے کہ تمہارے اعمال کی جانچ کرے کہ کون برے کام کرتا ہے کون ۔ یعنی زبردست ہے جس کی پکڑ سے کوئی نہیں نکل سکتا اور بخشنے والا بھی بہت بڑا ہے۔ ۳

۴ ۔ حدیث میں آیا کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان، دوسرے پر تیسرا اسی طرح سات آسمان اوپر نیچے ہیں۔ اور ہر ایک آسمان سے دوسرے تک پانسو برس کی مسافت ہے۔ نصوص میں یہ تصریح نہیں کی گئ کہ اوپر جو نیلگونی چیز ہم کو نظر آتی ہے وہی آسمان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ساتوں آسمان اس کے اوپر ہوں اور یہ نیلگونی چیز آسمان کی چھت گیری ۵ ۔ یعنی قدرت نے اپنے انتظام اور کاریگری میں کہیں فرق نہیں کیا ہر چیز میں انسان سے لے کر حیوانات، نباتات، عناصر، اجرام علویّہ سبع سماوات اور نیّرات تک کیسی کاریگری دکھلائی ہے۔ یہ نہیں کہ بعض اشیاء کو حکمت و بصیرت سے اور بعض کو یونہی کیف مااتفق، بے تُکا یا بیکار وفضول بنا دیا ہو (العیاذ باللہ) اور جہاں کسی کو ایسا وہم ۶ ۔ یعنی ساری کائنات نیچے سے اُوپر تک ایک قانون اور مضبوط نظام میں جکڑی ہوئی ہے اور کڑی سے کڑی ملی ہوئی ہے، کہیں درز یا دڑاڑ نہیں۔ نہ کسی صنعت میں کسی طرح کا اختلال پایا جاتا ہے۔ ہر چیز ویسی ہے جیسا اسے ہونا چاہئے۔ اور اگر یہ آیتیں صرف آسمان سے متعلق ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اے مخاطب ! اُوپر آسمان کی طرف نظر ۷ ۔ یعنی ممکن ہے ایک آدھ مرتبہ دیکھنے میں نگاہ خطا کر جائے، اس لئے پوری کوشش سے باربار دیکھ، کہیں کوئی رخنہ دکھائی نہیں دیتا خوب غوروفکر اور نظر کر کہ قدرت کے انتظام میں کہیں انگلی رکھنے کی جگہ تو نہیں۔ یاد رکھ ! تیری نگاہ تھک جائیگی اور ذلیل ودرماندہ ہو کر واپس آ جائیگی۔ لیکن خدائی مصنوعات و انتظامات میں کوئی عیب ۔ یعنی دنیا میں شہاب پھینکے جاتے ہیں اور آخرت میں اُن کے لئےدوزخ کی آگ تیار ہے۔ ۱۰

۸ ۔ یعنی آسمان کی طرف دیکھو! رات کے وقت ستاروں کی جگمگاہٹ سے کیسی رونق و شان معلوم ہوتی ہے۔ یہ قدرتی چراغ ہیں جن سے دنیاکے بہت سے منافع وابستہ ہیں۔

۹ ۔ یہ مضمون سورۃ "حجر" وغیرہ میں کئ جگہ بہت تفصیل سے گذر چکا ہے۔

۔ یعنی کافروں کا ٹھکانابھی شیاطین کے ساتھ اسی دوزخ میں ہے۔ ١١

١٢ ۔ یعنی اس وقت دوزخ کی آواز سخت کریہہ اور خوفناک ہو گی اور بے انتہا جوش و اشتعال سے ایسا معلوم ہوگا گویا غصّہ میں آکر پھٹی پڑتی ہے (اعاذنااللہ منہا بلطفہ وکرمہ)۔

١٣ ۔ یعنی یہ پوچھنا زیادہ ذلیل و محجوب کرنے کے لئے ہو گا یعنی تم جو اس مصیبت میں آ کر پھنسے ہو، کیا کسی نے تم کو متنبہ نہ کیا تھا؟ اور ڈرایا نہ تھا کہ اس راستے سے مت چلو ورنہ سیدھے دوزخ میں گرو گے جہاں ایسے ایسے عذاب ہونگے۔
١٤ ۔ یعنی کھسیانے ہوکر حسرت و ندامت سے جواب دینگے کہ بیشک ڈرانیوالے آئے تھے مگر ہم نے ان کی بات نہ مانی۔ برابر جھٹلایا کئے کہ تم سب غلط کہتے ہو۔ نہ اللہ نے تم کو بھیجا نہ تم پر وحی اتاری بلکہ تم عقل و فہم کے راستہ سے بہک کر بڑی سخت گمراہی میں جا پڑے ہو۔
١٥ ۔ یعنی کیا خبر تھی کہ یہ ڈرانیوالے ہی سچے نکلیں گے۔ اگر ہم اس وقت کسی ناصح کی بات سنتے یا عقل سے کام لیکر معاملہ کی حقیقت کو سمجھ لیتے تو آج دوزخیوں کے زمرہ میں کیوں شامل ہوتے اور تم کو یہ طعن دینے کا موقع کیوں ملتا۔
١٦ ۔ یعنی خود اقراد کرلیا کہ بیشک ہم مجرم ہیں یوں ہی بے قصور ہم کو دوزخ میں نہیں ڈالا جارہا لیکن اس ناوقت کے اقرار و اعتراف سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ ارشاد ہو گا { فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ } (اب دفع ہو جائیں دوزخ والے) ان کے لئے جوار رحمت میں کہیں ٹھکانا نہیں۔
١٧ ۔ یعنی اللہ کو دیکھا نہیں، مگر اس پر اور اس کی صفات پر پورا یقین رکھتے ہیں۔ اور اس کی عظمت و جلال کے تصوّر سے لرزتے اور اس کے عذاب کا خیال کر کے تھرتھراتے ہیں۔ یا "بالغیب" کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے مجمع سے الگ ہو کر خلوت وعزلت میں اپنے رب کویاد کرکے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔
١٨ ۔ یعنی گو تم اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہرکھلی چھپی بات خلوت میں ہو یا جلوت میں سب کو جانتا ہے بلکہ دلوں میں اور سینوں میں جو خیالات گذرتے ہیں ان کی بھی خبر رکھتا ہے، غرض وہ تم سے غائب ہے پر تم اس سے غائب نہیں۔
١٩ ۔ یعنی تمہارا اور تمہارے افعال و اقوال ہر چیز کا خالق و مختار وہ ہے، اور خالق ومختار جس چیز کو پیدا کرے ضروری ہے کہ اس کا پورا علم اسے حاصل ہو، ورنہ پیدا کرنا ممکن نہیں، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ جس نے بنایا وہ ہی نہ جانے۔
٢٠ ۔ یعنی زمین کو تمہارے سامنے کیسا پست وذلیل اور مسخّر و منقاد کر دیا کہ جو چاہو اس میں تصرّف کرو تو چاہئے کہ اس پر اور اس کے پہاڑوں پر چلو پھرو اور روزی کماؤ، مگر اتنا یادرکھو کہ جس نے روزی دی ہےاسی کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے۔
٢١ ۔ پہلے انعامات یاد دلائے تھے۔ اب شان قہروانتقام یاد دلا کر ڈرانا مقصود ہے یعنی زمین بیشک تمہارے لئے مسخّر کر دی گئ۔ مگر یاد رہے اس پر حکومت اسی آسمان والے کی ہے وہ اگر چاہے تو تم کو زمین میں دھنسا دے، اس وقت زمین بھونچال سے لرزنے لگے اور تم اس کے اندر اترتے چلے جاؤ لہٰذا آدمی کو جائز نہیں کہ اس مالک مختار سے نڈّر
٢٢ ۔ یعنی بیشک زمین پر چلو پھرو اور روزی کماؤ، لیکن خداکونہ بھولو ورنہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر ایک سخت آندھی بھیجدےیا پتھروں کا مینہ برسادے پھر تم کیا کرو گے ساری دوڑدھوپ یوں ہی رکھی رہ جائیگی۔

۔ یعنی جس عذاب سے ڈرایا جاتا تھا وہ کیسا تباہ کن اور ہولناک ہے۔ ٢٣

٢٤ ۔ یعنی "عاد" و "ثمود" وغیرہ کے ساتھ جو معاملہ ہوچکا ہے اس سے عبرت پکڑو۔ دیکھ لو! ان کی حرکات پر ہم نے انکار کیا تھا تو وہ انکار کیسے عذاب کی صورت میں ظاہر ہو کر رہا۔

٢٥ ۔ پہلے آسمان وزمین کا ذکر ہوا تھا۔ یہاں درمیانی چیز کا ذکر ہے یعنی خدا کی قدرت دیکھو پرندے زمین و آسمان کے درمیان کبھی پر کھول کر اور کبھی بازو سمیٹے ہوئے کس طرح اُڑتے رہتے ہیں۔ اور باوجود جسم ثقیل مائل الی المرکز ہونے کے نیچے نہیں گر پڑتے نہ زمین کی قوت جاذبہ اس ذرا سے پرندے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ بتلاؤ
٢٦ ۔ یعنی منکر سخت دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے باطل معبودوں اور فرضی دیوتاؤں کی فوج ان کو اللہ کے عذاب اور آنیوالی آفت سے بچالیگی؟ خوب سمجھ لو! رحمٰن سے الگ ہو کرکوئی مدد کو نہ پہنچے گا۔

۔ یعنی اللہ اگر روزی کےسامان بند کر لے تو کس کی طاقت ہےجو تم پر روزی کا دروازہ کھول دے؟ ٢٧

۲۸ ۔ یعنی دل میں یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ اللہ سے الگ ہو کر نہ کوئی نقصان کو روک سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ مگر محض شرارت اور سرکشی ہے کہ توحید و اسلام کی طرف آتے ہوئے بدکتے ہیں۔

۲۹ ۔ یعنی ظاہری کامیابی کی راہ طے کر کے وہی مقصد اصلی تک پہنچے گا جو سیدھے راستہ پر آدمیوں کی طرح سیدھا ہوکر چلے۔ جو شخص ناہموار راستہ پر اوندھا ہو کر منہ کے بل چلتا ہو اس کے منزل مقصودتک پہنچنے کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔ یہ مثال ایک موحد اور ایک مشرک کی ہوئی۔ محشر میں بھی دونوں کی چال میں ایسا ہی فرق ہو گا۔
۳۰ ۔ یعنی اللہ نے سننے کے لئے کان، دیکھنےکے لئے آنکھیں، اور سمجھنےکےلئے دل دیئے تھے کہ اس کا حق مان کر ان قوتوں کو ٹھیک مصرف میں لگاتے، اور اس کی طاعت و فرمانبرداری میں خرچ کرتے مگر ایسے شکرگذاربندے بہت کم ہیں۔ کافروں کو دیکھ لو کہ ان نعمتوں کا کیسا حق اداکیا؟ اس کی دی ہوئی قوتیں اسی کے مقابلہ میں استعمال کیں۔
۳۱ ۔ یعنی ابتداء بھی اُس سے ہوئی انتہاء بھی اسی پر ہوگی، جہاں سے آئے تھے وہیں جانا ہے۔ چاہئے تھا کہ اس سے ایک دم غافل نہ ہوتے اور ہمہ وقت اسکی فکر رکھتے کہ مالک کے سامنے خالی ہاتھ نہ جائیں مگر ایسے بندے بہت تھوڑے ہیں۔
۔ یعنی اکٹھے کب کئے جائینگے؟ اور قیامت کب آئیگی اسے جلدی بُلا لو۔ ۳۲

۳۳ ۔ یعنی وقت کا تعیین میں نہیں کرسکتا۔ اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔البتہ جو چیز یقیناً آنیوالی ہے اس سے آگاہ کر دینا اور خوفناک مستقبل سے ڈرا دینا میرا فرض تھا۔ وہ میں ادا کر چکا۔

۳۴ ۔ یعنی اب جلدی مچا رہے ہیں لیکن جس وقت وہ وعدہ قریب آلگے گا، بڑے بڑے سرکشوں کے منہ بگڑ جائینگے اور چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں گی۔

۳۵ ۔ کفار تمنا کرتے تھے کہ کہیں جلد مرمراکر ان کا قصّہ ختم ہو جائے(العیاذباللہ) اسکا جواب دیاکہ فرض کرو تمہارے زعم کے موافق میں اور میرے ساتھی دنیا میں سب ہلاک کر دیئے جائیں یا ہمارے عقیدےکے موافق مجھ کو اور میرےرفقاء کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سےکامیاب و بامراد کرے۔ ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی ہو، مگر تم
۳۶ ۔ یعنی جب ہمارا ایمان اس پر ہے تو ایمان کی بدولت نجات یقینی ہے اور جب ہم صحیح معنی میں اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں تو مقاصد میں کامیابی یقینی ہے { وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللهِ فَهُوَ حَسْبُہ اِنَّ اللهَ بَالِغُ اَمْرِہ } تم میں دونوں چیزیں نہیں، نہ ایمان، نہ توکل، پھر تم کیسے بے فکر ہو؟
۔ یعنی ہم جیسا کہ تمہارا گمان ہے یا تم جیساکہ ہمارا عقیدہ ہے۔ ۳۷

۳۸ ۔ یعنی زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اسی اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ ایک پانی ہی کو لے لو جس سے ہر چیز کی زندگی ہے، اگر فرض کرو! چشموں اور کنوؤں کا پانی خشک ہو کر زمین کے اندر اُتر جائے جیسا کہ اکثر موسم گرما میں پیش آجاتا ہے تو کس کی قدرت ہے کہ موتی کی طرح صاف شفاف پانی اس قدر کثیر مقدار میں مہیا کر دے جو

۱ ۔ مشرکین مکہ حضور کو (العیاذباللہ) دیوانہ کہتے تھے۔ کوئی کہتا کہ شیطان کا اثر ہے جو یک بیک تمام قوم سےالگ ہو کر ایسی باتیں کرنے لگے ہیں جن کو کوئی نہیں مان سکتا، حق تعالیٰ نے اس خیال باطل کی تردید اور آپ کی تسلی فرما دی۔ یعنی جس پر اللہ تعالیٰ کے ایسے ایسے فضل و انعام ہوں جنکو ہرآنکھ والا مشاہدہ کر رہا ہےمثلًا اعلیٰ درجہ کی
۲ ۔ یعنی آپ غمگین نہ ہوں۔ ان کے دیوانہ کہنے سے آپ کا اجر بڑھتا ہے اور غیر محدود فیض ہدایت بنی نوع انسان کو آپ کی ذات سے پہنچنے والا ہے اس کا بے انتہا اجروثواب آپ کو یقیناً ملنے والاہے کیا دیوانوں اور پاگلوں کا مستقبل ایسا پائندار اور شاندار کسی نے دیکھا ہے؟ یا کسی مجنون کی اسکیم اس طرح کامیاب ہوتے سنی ہے؟ پھر جس کا رتبہ اللہ
۳ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ اخلاق و ملکات پر آپ کو پیدا فرمایا، کیا دیوانوں میں ان اخلاق و ملکات کا تصوّرکیاجا سکتا ہے۔ ایک دیوانے کے اقوال و افعال میں قطعًا نظم و ترتیب نہیں ہوتی، نہ اس کا کلام اسکے کاموں پر منطبق ہوتا ہے، برخلاف اس کے آپ کی زبان قرآن ہے اور آپ کے اعمال و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر۔ قرآن جس نیکی، جس

۴ ۔ یعنی دل میں تو پہلے سےسمجھتے ہیں، لیکن عنقریب فریقین کو آنکھوں سے نظر آجائیگا کہ دونوں میں سے کون ہشیار اور عاقبت اندیش تھا اورکس کی عقل ماری گئ تھی جس کی وجہ سے پاگلوں کی طرح بچلی بچلی باتیں کرتا تھا۔

۵ ۔ یعنی پوری طرح علم تو اللہ ہی کو ہے کہ کون لوگ راہ پر آنیوالے ہیں اور کون بھٹکنے والے لیکن نتائج جب سامنے آئینگے تو سب کو نظر آجائیگا کہ کون کامیابی کی منزل پر پہنچا اور کون شیطان کی رہزنی کی بدولت ناکام و نامراد رہا۔

۶ ۔ یعنی راہ پر آنیوالے اور نہ آنیوالے سب اللہ کے علم محیط میں طے شدہ ہیں۔ لہٰذا دعوت و تبلیغ کے معاملہ میں کچھ ردو رعایت کی ضرورت نہیں۔ جس کو راہ پر آنا ہو گا آ رہے گا اور جو محروم ازلی ہے وہ کسی لحاظ و مروّت سے ماننے والا نہیں۔ کفّار مکہ حضرت سے کہتے تھے کہ آپ بُت پرستی کی نسبت اپنا سخت رویہ ترک کر دیں اور ہمارے
۷ ۔ یعنی جس کے دل میں خدا کے نام کی عظمت نہیں، جھوٹی قسم کھا لینا ایک معمولی بات سمجھتا ہے اور چونکہ لوگ اس کی باتوں پر اعتبار نہیں کرتے۔ اس لئے یقین دلانے کے لئے بار بار قسمیں کھا کر بے قدر اور ذلیل ہوتا ہے۔

۸ ۔ یعنی ان خصلتوں کے ساتھ بدنام اور رسوائے عالم بھی ہے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "کہ یہ سب کافر کے وصف ہیں آدمی اپنے اندر دیکھے اور یہ خصلتیں چھوڑے" (تنبیہ) { زَنِيْمٍ } کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولدالزنا اور حرامزادے کے ہیں۔ جس کافرکی نسبت یہ آیتیں نازل ہوئیں وہ ایسا ہی تھا۔
۹ ۔ یعنی ایک شخص اگر دنیا میں طالع مند اور خوش قسمت نظر آتا ہے، مثلًا مال و اولاد وغیرہ رکھتا ہے تو محض اتنی بات سے اس لائق نہیں ہو جاتا کہ اس کی بات مانی جائے۔اصل چیز انسان کے اخلاق و عادات ہیں۔ جس شخص میں شرافت اور خوش اخلاقی نہیں، اللہ والوں کا کام نہیں کہ اسکی ابلہ فریب باتوں کی طرف التفات کریں۔
۔ یعنی اللہ کی باتوں کو یہ کہہ کر جھٹلاتا ہے۔ ۱۰

۱۱ ۔ کہتے ہیں قریش کا ایک سردار ولید بن مغیرہ تھا اس میں یہ سب اوصاف مجتمع تھےاور ناک پر داغ دینے سے مراد اس کی رسوائی اور رُوسیاہی ہے، شاید دنیا میں حسّی طور پر بھی کوئی داغ پڑا ہو۔ یا آخرت میں پڑیگا۔

۱۲ ۔ یعنی مال و اولاد کی کثرت کوئی مقبولیت کی علامت نہیں، نہ اللہ کے ہاں اسکی کچھ قدر و قیمت ہے لہٰذا کفار مکہ اس چیز پر مغرور نہ ہوں یہ تو اللہ کی طرف سے انکی آزمائش اور جانچ ہے جیسے پہلے بعض لوگوں کی جانچ کی گئ۔
۱۳ ۔ کئ بھائی جن کے باپ نے ترکہ میں میوے کا ایک باغ چھوڑا تھا، اس میں کھیتی بھی ہوتی ہوگی۔ سارا گھر اسکی پیداوار سے آسودہ تھا، باپ کے زمانہ میں عادت تھی کہ جس دن میوہ توڑا جاتا یا کھیتی کٹتی۔ تو شہر کے سب فقیر محتاج جمع ہو جاتے یہ سب کو تھوڑا بہت دیدیتا اسی سے برکت تھی، اس کے انتقال کے بعد بیٹوں کو خیال ہوا کہ فقیر

۔ یعنی رات کو بگولا اٹھا آگ لگی یا اور کوئی آفت پڑی، سب کھیت اور باغ صاف ہو رہا۔ ۱۴

۔ یعنی یہ یقین کرتے ہوئے کہ اب جاکر سب پیداوار اپنے قبضہ میں کر لیں گے۔ ۱۵

۱۶ ۔ وہ زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی صاف ہو چکی تھی کہ وہاں پہنچ کر پہچان نہ سکے سمجھے کہ ہم راہ بھول کر کہیں اور نکل آئے۔ پھر جب غورکیا تو سمجھے کہ نہیں، جگہ تو وہی ہے۔ مگر ہماری قسمت پھوٹ گئ اور حق تعالیٰ کی درگاہ سےہم محروم کئے گئے۔
۱۷ ۔ منجھلا بھائی اُن میں زیادہ ہشیار تھا۔ اس نے مشورہ کے وقت متنبہ کیا ہوگا کہ اللہ کو مت بھولو۔ یہ سب اسی کا انعام سمجھو اور فقیر محتاج کی خدمت سے دریغ نہ کرو۔ جب کسی نے اس کی بات پرکان نہ دھرا، چپ ہو رہا اور ان ہی کا شریک حال ہوگیا۔ اب یہ تباہی دیکھ کر اس نے وہ پہلی بات یاد دلائی۔

۱۸ ۔ اب اپنی تقصیر کا اعتراف کر کے رب کی طرف رجوع ہوئے اور جیسا کہ عام مصیبت کے وقت قاعدہ ہے ایک دوسرے کو الزام دینے لگے ، ہر ایک دوسرے کو اس مصیبت اور تباہی کا سبب گرادنتا تھا۔

۱۹ ۔ آخر میں سب مل کرکہنے لگے کہ واقعی ہماری سب کی زیادتی تھی کہ ہم نے فقیروں محتاجوں کا حق مارنا چاہا اور حرص و طمع میں آکر اصل بھی کھو بیٹھے، یہ جو کچھ خرابی آئی اس میں ہم ہی قصوروار ہیں، مگر اب بھی ہم اپنے رب سے ناامید نہیں کیا عجب ہے وہ اپنی رحمت سے پہلے باغ سے بہتر باغ ہم کو عطا کر دے۔
۲۰ ۔ یعنی یہ دنیاکے عذاب کا ایک چھوٹا سا نمونہ تھا جسے کوئی ٹال نہ سکا۔ بھلا آخرت کی اس بڑی آفت کو تو کون ٹال سکتا ہے۔ سمجھ ہو تو آدمی یہ بات سمجھے۔

۲۱ ۔ یعنی دنیا کے باغ و بہار کو کیا لئے پھرتے ہو جنّت کے باغ ان سے کہیں بہتر ہیں جن میں ہر قسم کی نعمتیں جمع ہیں۔ وہ خاص متقین کے لئے ہیں۔

۲۲ ۔ کفار مکّہ نے غرور و تکبر سے اپنے دل میں یہ ٹھہرا رکھا تھا کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں پر عنایت و بخشش ہوگی تو ہم پر ان سے بہتر اور بڑھ کر ہو گی۔ اور جس طرح دنیا میں ہم کو اللہ نے عیش و رفاہیت میں رکھا ہے وہاں بھی یہ ہی معاملہ رہیگا۔ اس کو فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے اگر ایساہو تو یہ مطلب ہو گا کہ ایک وفادار غلام جو ہمیشہ

۲۳ ۔ یعنی یہ بات کہ مسلم اور مجرم دونوں برابر کر دیئے جائیں ظاہر ہے عقل و فطرت کے خلاف ہے۔ پھر کیا کوئی نقلی دلیل اس کی تائید میں تمہارے پاس ہے؟ کیا کسی معتبرکتاب میں یہ مضمون پڑھتے ہو کہ جو تم اپنے لئے پسند کر لو گے وہ ہی ملے گا؟ اور تمہاری من مانی خواہشات پوری کی جائینگی۔ یا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے کوئی قسم کھا
۲۴ ۔ یعنی اگر عقلی و نقلی دلیل کوئی نہیں، محض جھوٹے دیوتاؤں کے بل بوتے پر یہ دعوے کئے جا رہے ہیں کہ وہ ہم کویوں کر دیں گے اور یوں مرتبے دلا دینگے، کیونکہ وہ خودخدائی کے شریک اور حصّہ دار ہیں تو اس دعوے میں ان کا سچّا ہونا اسی وقت ثابت ہوگا جب وہ ان شرکاء کو خدا کے مقابلہ پربلا لائیں اور اپنی من مانی کارروائی کرا دیں۔ لیکن
۲۵ ۔ اس کا قصّہ حدیث شیخین میں مرفوعًا اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ میدان قیامت میں اپنے ساق ظاہر فرمائے گا "ساق" (پنڈلی) کو کہتے ہیں اور یہ کوئی خاص صفت یاحقیقت ہے صفات و حقائق الہٰیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے "ساق" فرمایا۔ جیسے قرآن میں "ید" (ہاتھ) "وجہ" (چہرہ) کا لفظ آیا ہے۔ یہ مفہومات متشابہات میں سے
۔ یعنی ندامت اور شرمندگی کے مارے آنکھ اُوپر نہ اُٹھ سکے گی۔ ۲۶

۲۷ ۔ یعنی دنیا میں سجدہ کا حکم دیاگیا تھا جس وقت اچھے خاصے تندرست تھے اور بااختیار خود سجدہ کرسکتے تھے وہاں کبھی اخلاص سے سجدہ نہ کیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ استعداد ہی باطل ہو گئی اب چاہیں بھی تو سجدہ نہیں کرسکتے۔

۲۸ ۔ یعنی ان کو عذاب ہونا تو یقینی ہے لیکن چندے عذاب کے توقف سے رنج نہ کیجئے اور انکا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ میں خود ان سے نبٹ لوں گا اور اس طرح بتدریج آہستہ آہستہ دوزخ کی طرف لے جاؤں گا کہ ان کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ یہ اپنی حالت پر مگن رہینگے اور اندر ہی اندر سکھ کی جڑیں کٹتی چلی جائینگی۔
۲۹ ۔ یعنی میری لطیف اور خفیہ تدبیر ایسی پکی ہے، جس کو یہ لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے بھلا اس کا توڑ تو کیا کر سکتے ہیں۔

۳۰ ۔ یعنی افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ یہ لوگ اس طرح تباہی کی طرف چلے جا رہے ہیں لیکن آپ کی بات نہیں مانتے۔ آخر نہ ماننے کی وجہ کیا ہے؟ کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ (تنخواہ یا کمیشن وغیرہ) طلب کرتے ہیں؟ جس کے بوجھ میں وہ دبے جا رہے ہیں۔ یا خود ان کے پاس غیب کی خبریں اور اللہ کی وحی آتی ہے؟ جسے وہ حفاظت کے لئے
۳۱ ۔ یعنی مچھلی کے پیٹ میں جانیوالے پیغمبر (حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرح مکذبین کے معاملہ میں تنگدلی اور گھبراہٹ کا اظہار نہ کیجئے۔ انکا قصّہ پہلے کئ جگہ تھوڑا تھوڑا گذر چکا ہے۔

۳۲ ۔ یعنی قوم کی طرف سے غصہ میں بھرے ہوئے تھے جھنجھلا کر شتابی عذاب کی دعا بلکہ پیشین گوئی کر بیٹھے (تنبیہ) { مَكْظُوْمٌ } کے معنی بعض مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ وہ غم سے گھٹ رہے تھے اور یہ غم مجموعہ تھا کئ غموں کا۔ ایک قوم کے ایمان نہ لانے کا، ایک عذاب کے ٹل جانے کا، ایک بلا اذن صریح شہر چھوڑ کر چلے آنے کا،
۳۳ ۔ یعنی اگر قبول توبہ کے بعد اللہ کا مزید فضل و احسان دستگیری نہ کرتا تو اسی چٹیل میدان میں جہاں مچھلی کے پیٹ سےنکال کر ڈالے گئے تھے الزام کھائے ہوئے پڑے رہتے اور وہ کمالات و کرامات باقی نہ رہنے دیئے جاتے جو محض خداکی مہر بانی سے اس ابتلاء کے وقت بھی باقی رہے۔
۳۴ ۔ یعنی پھران کا اور زیادہ رتبہ بڑھایا۔ اور اعلیٰ درجہ کے نیک و شائستہ لوگوں میں داخل رکھا۔ حدیث میں حضور نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص نہ کہےکہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

۳۵ ۔ یعنی قرآن سن کر غیظ و غضب میں بھر جاتے ہیں اور اس قدر تیز نظروں سے تیری طرف گھورتے ہیں، جانے تجھ کو اپنی جگہ سے ہٹا دینگے۔ زبان سے بھی آوازےکستے ہیں کہ یہ شخص تو مجنون ہو گیا ہے۔ اس کی کوئی بات قابل التفات نہیں ہے۔ مقصدیہ ہےکہ اسطرح آپ کوگھبرا کر مقام صبرو استقلال سے ڈگمگا دیں۔ مگر آپ برابر اپنے مسلک
۳۶ ۔ یعنی قرآن میں جنون اور باؤلے پن کی بات کونسی ہے۔ جس کو تم جنون کہہ رہے ہو وہ تو تمام عالم کے لئے اعلیٰ ترین پندونصیحت کا ذخیرہ ہے۔اسی سے بنی نوع انسان کی اصلاح اور دنیا کی کایا پلٹ ہوگی۔ اور وہ ہی لوگ دیوانے قرار پائینگے جو اس کلام کے دیوانے نہیں ہیں۔

۱ ۔ یعنی وہ قیامت کی گھڑی جس کا آنا ازل سے علم الہٰی میں ثابت اور مقرر ہو چکا ہے۔ جبکہ حق باطل سے بالکل واشگاف طور پر بدون کسی طرح کے اشتباہ و التباس کے جدا ہو جائیگا اور تمام حقائق اپنے پورے کمال و سبوغ کے ساتھ نمایاں ہونگے۔ اور اس کے وجود میں جھگڑا کرنے والے سب اس وقت مغلوب و مقہور ہو کر رہینگے۔ جانتے ہو
۲ ۔ یعنی کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی کتنا ہی سوچے اور فکر کرے اس دن کے زہر گدز اور ہولناک مناظر کا پوری طرح ادراک نہیں کر سکتا ہاں تقریب الی الفہم کے لئے بطور تمثیل و تنظیر چند واقعات آگے بیان کئے جاتے ہیں جو دنیا میں اس قیامت کبریٰ کا نشان دینے میں بالکل ہی حقیر اور ناتمام نمونہ کا کام دے سکتے ہیں۔ گویا ان چھوٹے "حاقوں" کا
۳ ۔ یعنی قوم "ثمود " و "عاد" نے اس آنیوالی گھڑی کو جھٹلایا تھا جو تمام زمین، آسمان، چاند سورج، پہاڑوں اور انسانوں کا کوٹ کر رکھ دیگی۔ اور سخت سے سخت مخلوق کو ریزہ ریزہ کر ڈالیگی۔ پھر دیکھ لو! دونوں کا انجام کیا ہوا۔

۔ یعنی سخت بھونچال سے۔ جو ایک نہایت ہی سخت آواز کے ساتھ آیا، سب تہہ بالا کر دیئے گئے۔ ۴

۵ ۔ یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تندتھی جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا حتّٰی کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پرمسلط ہیں انکے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی۔

۶ ۔ یعنی جو قوم لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتی ہوئی اتری تھی { من اشد منا قوۃ } (ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے) وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکی۔ اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپڑوں سے اسطرح پچھاڑ کھا کرگرے گویا کھجور کے کھوکھلے اور بیجان تنے ہیں جن کا سر اوپر سے کٹ گیا ہو۔

۔ یعنی ان قوموں کا بیج بھی باقی رہا؟ اس طرح صفحہ ہستی سے نیست ونابود کر دی گئیں۔ ۷

۸ ۔ یعنی "عاد" و "ثمود " کے بعد فرعون بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا ہوا آیا اور اس سے پہلے اور کئ قومیں گناہ سمیٹتی ہوئی آئیں (مثلاً قوم نوح، قوم شعیب، اور قوم لوط جن کی بستیاں اُلٹ دی گئ تھیں) ان سبھوں نے اپنے اپنے پیغمبر کی نافرمانی کی، اور خدا سے مقابلے باندھے۔ آخر سب کو خدا نے بڑی سخت پکڑ سے پکڑا، اس کے آگے کسی کی کچھ

۹ ۔ یعنی نوح کے زمانہ میں جب پانی کا طوفان آیا تو بظاہر اسباب تم انسانوں میں سے کوئی بھی نہ بچ سکتا تھا یہ ہماری قدرت و حکمت اور انعام و احسان تھا کہ سب منکروں کو غرق کر کے نوح کو مع انکے ساتھیوں کے بچا لیا۔ بھلا ایسے عظیم الشان طوفان میں ایک کشتی کے سلامت رہنے کی کیا توقع ہو سکتی تھی۔ لیکن ہم نے اپنی قدرت و حکمت کا

۱۰ ۔ یعنی صُور پھنکنے کے ساتھ زمین اور پہاڑ اپنے حیّز کو چھوڑ دینگے اور سب کو کوٹ پیٹ کر ایک دم ریزہ ریزہ کر دیا جائیگا۔ بس وہ ہی وقت ہے قیامت کے ہو پڑنے کا۔

۱۱ ۔ یعنی آج آسمان اس قدر مضبوط و محکم ہے کہ لاکھوں سال گذرنے پر بھی کہیں ذرا سا شگاف نہیں پڑا اس روز پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔ اور جس وقت درمیان سے پھٹنا شروع ہو گا تو فرشتے اس کے کناروں پر چلے جائینگے۔

۱۲ ۔ اب عرش عظیم کو چار فرشتے اُٹھا رہے ہیں جن کی بزرگی اور کلانی کاعلم اللہ ہی کو ہے۔ اس دن ان چار کے ساتھ چار اور لگیں گے۔ تفسیر عزیزی میں اس عدد کی حکمتوں اور ان فرشتوں کے حقائق پر بہت دقیق وبسیط بحث کی ہے۔ جس کو شوق ہو وہاں دیکھ لے۔

۱۳ ۔ یعنی اس دن اللہ کی عدالت میں حاضر کیے جاؤگے اور کسی کی کوئی نیکی یا بدی مخفی نہ رہیگی، سب منظرعام پر آجائینگی۔

۱۴ ۔ یعنی اس دن جس کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا جو ناجی و مقبول ہونے کی علامت ہے وہ خوشی کے مارے ہر کسی کو دکھاتا پھرتا ہےکہ لو آؤ! یہ میرا اعمالنامہ پڑھو۔

۱۵ ۔ یعنی میں نے دنیا میں خیال رکھا تھا کہ ایک دن ضرور میرا حساب کتاب ہونا ہے اس خیال سے میں ڈرتا رہا اور اپنے نفس کامحاسبہ کرتا رہا آج اس کا دل خوش کن نتیجہ دیکھ رہا ہوں کہ خدا کے فضل سے میرا حساب بالکل صاف ہے۔

۔ جو کھڑے بیٹھے، لیٹے، ہر حالت میں نہایت سہولت سے چُنے جاسکتے ہیں۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی دنیا میں تم نے اللہ کے واسطے اپنے نفس کی خواہشوں کو روکا تھا اور بھوک پیاس وغیرہ کی تکلیفیں اٹھائی تھیں، آج کوئی روک ٹوک نہیں، خوب رچ پچ کر کھاؤ پیو، نہ طبیعت منغّض ہوگی نہ بدہضمی نہ بیماری نہ زوال کاکھٹکا۔

۱۸ ۔ یعنی پیٹھ کی طرف سے بائیں ہاتھ میں جس کا اعمالنامہ دیا جائیگا، سمجھ لیگا کہ کمبختی آئی، اس وقت نہایت حسرت سے تمنا کریگا کہ کاش میرے ہاتھ میں اعمالنامہ نہ دیا جاتا اور مجھے کچھ خبر نہ ہوتی کہ حساب کتاب کیا چیز ہے کاش موت میرا قصہ ہمیشہ کے لئے تمام کر دیتی۔ مرنے کے بعد پھر اٹھنا نصیب نہ ہوتا۔ یا اٹھاتھا تو اب موت آکر

۱۹ ۔ فرشتوں کو حکم ہو گا اسے پکڑو، طوق گلے میں ڈالو، پھر دوزخ کی آگ میں غوطہ دو اور اُس زنجیر میں جس کا طول ستّر گز ہے اس کو جکڑ دو، تا جلنے کی حالت میں ذرا بھی حرکت نہ کرسکے، کہ ادھر اُدھر حرکت کرنے سے بھی جلنے والا قدرے تخفیف محسوس کیاکرتا ہے، (تنبیہ) گز سے وہاں کا گز مراد ہے جس کی مقدار اللہ ہی جانے۔

۲۰ ۔ یعنی اس نے دنیا میں رہ کر نہ اللہ کو جانا نہ بندوں کے حقوق پہچانے، فقیر محتاج کی خود تو کیا خدمت کرتا دوسروں کو بھی ادھر ترغیب نہ دی۔ پھرجب اللہ پر جس طرح چاہیئے ایمان نہ لایا تو نجات کہاں؟ اور جب کوئی بھلائی کا چھوٹا بڑا کام بن نہ پڑا تو عذاب میں تخفیف کی بھی کوئی صورت نہیں۔
۲۱ ۔ یعنی جب اللہ کو دوست نہ بنایا تو آج اس کا دوست کون بن سکتا ہے جو حمایت کر کے عذاب سے بچا دے یا مصیبت کے وقت کچھ تسلّی کی بات کرے۔

۲۲ ۔ کھانے سے بھی انسان کو قوت پہنچتی ہے مگر دوزخیوں کو کوئی ایسا مرغوب کھانا نہ ملیگا جو راحت و قوت کا سبب ہو۔ ہاں دوزخیوں کے زخموں کی پیپ دی جائے گی جسے ان گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا اور وہ بھی بھوک پیاس کی شدت میں غلطی سے یہ سمجھ کر کھائیں گے کہ اس سے کچھ کام چلیگا۔ بعد کو ظاہر ہو گا کہ اس کا

۲۳ ۔ یعنی جو کچھ جنت ودوزخ وغیرہ کا بیان ہوا، یہ کوئی شاعری نہیں نہ کاہنوں کی اٹکل پچو باتیں ہیں، بلکہ یہ قرآن ہے اللہ کا کلام ، جس کو آسمان سے ایک بزرگ فرشتہ لیکر ایک بزرگ ترین پیغمبر پر اترا۔ جو آسمان سے لایا وہ، اور جس نے زمین والوں کو پہنچایا، دونوں رسول کریم ہیں ایک کاکریم ہونا تو تم آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اور دوسرے کی
۲۴ ۔ یعنی قرآن کے کلام اللہ ہونے کی نسبت کبھی کبھی یقین کی کچھ جھلک تمہارے دلوں میں آتی ہے، مگر بہت کم جو نجات کے لئے کافی نہیں۔ آخر اس کو شاعری وغیرہ کہہ کر اُڑا دیتے ہو۔ کیا واقعی انصاف سے کہہ سکتے ہو کہ یہ کسی شاعر کا کلام ہوسکتا ہے اور شعر کی قسم سے ہے۔ شعر میں وزن و بحر وغیرہ ہونا لازم ہے۔ قرآن میں اس کا پتہ نہیں۔
۲۵ ۔ یعنی پوری طرح دھیان کرو تو معلوم ہو جائے کہ یہ کسی کا ہن کا کلام بھی نہیں۔کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو بھوت پریت، جنّوں اور چڑیلوں سے تعلق یا مناسبت رکھتے تھے۔ وہ ان کو غیب کی بعض جزئی باتیں ایک مقفٰی و مسجع کلام کے ذریعہ سے بتلاتے تھے۔ لیکن جنوں کاکلام معجزہ نہیں ہوتا کہ ویسا دوسرا نہ کر سکے، بلکہ ایک جن کسی کاہن

۔ اسی لئے سارے جہان کی تربیت کے اعلیٰ اور محکم ترین اصول اس میں بیان ہوئے ہیں۔ ۲۶

۲۷ ۔ حضرت شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں " یعنی اگر جھوٹ بناتا اللہ پرتو اوّل اس کا دشمن اللہ ہوتا اور ہاتھ پکڑتا یہ دستور ہے گردن مارنے کا کہ جلاد اس کا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ رکھتا ہے تا سرک نہ جائے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ { تَقَوَّلَ } کی ضمیر رسول کی طرف لوٹتی ہے یعنی اگر رسول بالفرض کوئی حرف اللہ کی طرف منسوب

۲۸ ۔ یعنی خدا سے ڈرنیوالے اس کلام کو سن کر نصیحت حاصل کرینگے اور جنکے دل میں ڈر نہیں وہ جھٹلائیں گے لیکن ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ ہی کلام اور ان کا یہ جھٹلانا سخت حسرت و پشیمانی کا موجب ہوگا۔ اس وقت پچتائیں گے کہ افسوس کیوں ہم نے اس سچی بات کو جھٹلایا تھا جو آج یہ آفت دیکھنی پڑی۔

۲۹ ۔ یعنی یہ کتاب تو ایسی چیز ہے جس پر یقین سے بھی بڑھ کر یقین رکھا جائے کیونکہ اس کے مضامین سرتاپا سچ اور ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر ہیں۔ لازم ہے کہ آدمی اس پر ایمان لا کر اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو۔

۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی پیغمبر نے تم پر عذاب مانگا ہے وہ کسی سے نہ ہٹایا جائیگا"۔ یا عذاب مانگنے والے کفار ہوں جو کہا کرتے تھے کہ آخر جس عذاب کا وعدہ ہے وہ جلدی کیوں نہیں آتا، اے اللہ! اگر محمد کا کہنا سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دے۔ یہ باتیں انکار و تمسخر کی راہ سے کہتے تھے اس پر فرمایا کہ عذاب
۲ ۔ یعنی فرشتے اور مومنین کی روحیں تمام آسمانوں کو درجہ بدرجہ طے کر کے اس کی بارگاہ قرب تک چڑھتی ہیں، یا اسکے بندے اسکے حکموں کی تابعداری میں جان و دل سے کوشش کر کے اور اچھی خصلتوں سے آراستہ ہو کر قرب و وصول کے روحانی مرتبوں اور درجوں سے ترقی کرتے ہوئے اسکی حضوری سے مشرف ہوتے ہیں اور وہ درجے
۔ یعنی فرشتے اور لوگوں کی روحیں پیشی کے لئے حاضر ہوں گی۔ ۳

۴ ۔ پچاس ہزار برس کا دن قیامت کا ہے۔ یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے لے کر بہشتیوں کے بہشت میں، اور دوزخیوں کے دوزخ میں قرار پکڑنے تک پچاس ہزار برس کی مدت ہو گی اور کل فرشتے اور تمام قسم کی مخلوقات کی روحیں اس تدبیر میں بطور خدمتگار کے شریک ہونگی۔ پھر اس بڑے کام کے سرانجام کی مدت گذرنے پر
۵ ۔ یعنی یہ کافر اگر ازراہ انکار و تمسخر عذاب کے لئے جلدی مچائیں، تب بھی آپ جلدی نہ کریں۔ بلکہ صبرواستقلال سے رہیں، نہ تنگدل ہوں، نہ حرف شکایت زبان پر آئے آپ کا صبر اور ان کا تمسخر ضرور رنگ لائیگا۔

۶ ۔ یعنی انکے خیال میں قیامت کا آنا بعیداز امکان اور دور از عقل ہے۔ اور ہم کو اس قدر قریب نظر آرہی ہے گویا آئی رکھی ہے۔

۷ ۔ بعض نے "مُہْل" کا ترجمہ تیل کی تلچھٹ سے کیا ہے۔

۸ ۔ اُون مختلف رنگ کی ہوتی ہے اور پہاڑوں کی رنگتیں بھی مختلف ہیں۔ کما قال تعالیٰ { وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ } (فاطر رکوع۴) دوسری جگہ فرمایا { كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْش } (القارعہ) یعنی پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھر ینگے۔

۹ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "سب نظر آجائینگے یعنی دوستی ان کی نکمی تھی"۔ ایک دوسرے کا حال دیکھے گا۔ مگر کچھ ممد و حمایت نہ کرسکے گا۔ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔

۔ یعنی چاہیگا کہ بس چلے تو سارے کنْم بلکہ ساری دنیا کو فدیہ میں دیکر اپنی جان بچا لے۔ مگر یہ ممکن نہ ہو گا۔ ۱۰

۔ یعنی وہ آگ مجرم کو کہاں چھوڑتی ہے۔ وہ تو کھال اُتارکر اندر سے کلیجہ نکال لیتی ہے۔ ۱۱

۱۲ ۔ یعنی دوزخ کی طرف سے ایک کشش اور پکار ہو گی۔ بس جتنے لوگ دنیا میں حق کی طرف سے پیٹھ پھیر کر چلدیے تھے اور عمل صالح کی طرف سےاعراض کرتے اور مال سمیٹنے اور سینت کر رکھنے میں مشغول رہےتھے۔ وہ سب دوزخ کی طرف کھنچے چلے آئینگے۔ بعض آثار میں ہے کہ دوزخ اوّل زبان قال سے پکاریگی { اِلَیَّ یا کافر، اِلَیَّ

۱۳ ۔ یعنی کسی طرف پختگی اور ہمت نہیں دکھلاتا۔ فقر فاقہ، بیماری اور سختی آئے تو بے صبر ہو کر گھبرا اٹھے، بلکہ مایوس ہو جائے گویا اب کوئی سبیل مصیبت سے نکلنے کی باقی نہیں رہی اور مال و دولت تندرستی اور فراخی ملے تو نیکی کیلئے ہاتھ نہ اٹھے، اور مالک کے راستہ میں خرچ کرنے کو توفیق نہ ہو۔ ہاں وہ لوگ مستثنٰی ہیں جن کا ذکر آگے

۱۴ ۔ یعنی گنڈے دار نہیں بلکہ مداومت والتزام سے نماز پڑھتے ہیں اور نماز کی حالت میں نہایت سکون کے ساتھ برابر اپنی نماز ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

۱۵ ۔)سورة "المومنون" میں اس کی تفسیر گذر چکی۔

۔ یعنی اس یقین کی بناء پر اچھے کام کرتے ہیں جو اس دن کام آئیں۔ ۱۶

۔ یعنی اس سے ڈر کر برائیوں کو چھوڑتے ہیں۔ ۱۷

۔ یعنی اللہ کا عذاب ایسی چیز نہیں کہ بندہ اس کی طرف سے مامون اور بے فکر ہو کر بیٹھ رہے۔ ۱۸

۱۹ ۔ یعنی بیوی اور باندی کےسوا جو اور کوئی جگہ قضائے شہوت کے لئےڈھونڈے وہ حد اعتدال اور حد جواز سے باہر قدم نکالتا ہے۔

۲۰ ۔ اس میں اللہ کے اور بندوں کے سب حقوق آ گئے۔ کیونکہ آدمی کے پاس جس قدر قوتیں ہیں سب اللہ کی امانت ہیں۔ انکو اسی کے بتلائے ہوئے مواقع میں خرچ کرنا چاہیئے۔ اور جو قول و قرار ازل میں باندھ چکا ہے اس سے پھرنا نہیں چاہیئے۔
۔ یعنی ضرورت پڑے تو بلاکم و کاست اور بے رو رعایت گواہی دیتے ہیں۔ حق پوشی نہیں کرتے۔ ۲۱

۲۲ ۔ یعنی نمازوں کے اوقات اور شروط و آداب کی خبر رکھتے ہیں اور اسکی صورت و حقیقت کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔

۲۳ ۔ جنتیوں کی یہ آٹھ صفتیں ہوئیں جنکو نماز سے شروع اور نماز ہی پرختم کیا گیا ہے۔ تا معلوم ہو کہ نماز اللہ کے ہاں کس قدر مہتم بالشان عبادت ہے جس میں یہ صفات ہونگی وہ "ہلوع" (کچے دل کا) نہ ہوگا بلکہ عزم و ہمت والا ہوگا۔

۲۴ ۔ یعنی قرآن کی تلاوت اور جنت کا ذکر سن کر کفار ہر طرف سے ٹولیاں بنا کر تیری طرف امڈے چلے آتے ہیں۔ پھر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں،کیا اس کے باوجود یہ بھی طمع رکھتے ہیں کہ وہ سب جنت کے باغوں میں داخل کئے جائینگے؟ جیسا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم کو لوٹ کر خدا کی طرف جانا ہوا تو وہاں بھی ہمارے لئے بہتری ہی
۲۵ ۔ یعنی مٹی جیسی حقیر یا منی جیسی گھناؤنی چیز سے پیدا ہوا وہ کہاں لائق ہے بہشت کے۔ مگر ہاں جب ایمان کی بدولت پاک وصاف اور معظم و مکرم ہو۔ اورممکن ہے { اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّایَعْلَمُوْنَ }۔ سے اشارہ ہو { اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا } کی طرف جو چند آیات پہلےاسی سورت میں آچکا ہے یعنی وہ پیدا تو ہوا ہے ان صفات پر اور { اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ }
۲۶ ۔ آفتاب ہر روز ایک نئے نقطہ سے طلوع ہوتا اور نئے نقطہ پر غروب ہوتا ہے۔ ان کو "مشارق" و "مغارب "کہا۔

۲۷ ۔ یعنی جب انکی جگہ اس سے بہتر لا سکتے ہیں تو خود ان کو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتے؟ کیا وہ ہمارے قابو سے نکل کر کہیں جاسکتے ہیں؟ یا { خَیْرًامِّنْهُمْ } سےمراد ان ہی کا دوبارہ پیدا کرنا ہو۔ کیونکہ عذاب ہو یا ثواب،دوسری زندگی اس زندگی سے بہرحال اکمل ہوگی۔ یا یہ مطلب ہو کہ ان کفار مکہ کو ہنسی ٹھٹھاکرنے دیجئے،ہم خدمتِ اسلام کے
۔ یعنی تھوڑے دن کی ڈھیل ہے۔ پھر سزا ہونی یقینی ہے۔ ۲۸

۲۹ ۔ یعنی کسی خاص نشان اور علامت کی طرف جیسے تیزی سے دوڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے پہلے پہنچنےکی کوشش کرتے ہیں۔ یا"نصب" سے بت مراد ہوں جو کعبہ کے گرد کھڑے کئے ہوئے تھے۔ ان کی طرف بھی بہت عقیدت اور شوق کے ساتھ لپکتے ہوئے جاتے تھے۔
۳۰ ۔ یعنی قیامت کا دن۔
تم سورۃ المعارج وللہ الحمد والمنہ۔

۔ یعنی اس سے پہلے کہ کفروشرارت کی بدولت دنیا میں طوفان کے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب کا سامنا ہو۔ ۱

۔ یعنی اللہ سے ڈر کر کفرومعصیت چھوڑو اور طاعت و عبادت کاراستہ اختیار کرو۔ ۲

۳ ۔ یعنی ایمان لےآوگے تو اس سے پہلے اللہ کے جو حقوق تلف کئے ہیں وہ معاف کر دیگا، اور کفروشرارت پر جو عذاب آنا مقدر ہے ایمان لانے کی صورت میں وہ نہ آئیگا۔ بلکہ ڈھیل دیجائیگی کہ عمر طبعی تک زندہ رہو۔ حتّٰی کہ جانداروں کی موت و حیات کے عام قانون کےموافق اپنے مقرر وقت پر موت آئےکیونکہ اس سے تو بہرحال کسی نیک و
۴ ۔ یعنی ایمان نہ لانے کی صورت میں عذاب کا جو وعدہ ہے اگر وہ سر پر آکھڑا ہوا تو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گا نہ ایک منٹ کی ڈھیل دی جائیگی۔ یا یہ مطلب ہو کہ موت کا وقت معین پر آناضروری ہے اس میں تاخیر نہیں ہو سکتی۔ والظاہر ہوالاول۔ حضرت شاہ صاحب ان آیات کی تقریر ایک اور طرح کرتے ہیں۔ "یعنی بندگی کروکہ نوع انسان دنیا میں
۔ یعنی اگر تم کو سمجھ ہےتو یہ باتیں سمجھنے اور عمل کرنے کی ہیں۔ ۵

۶ ۔ یعنی نوح ساڑھے نو سو برس تک ان کو سمجھاتے رہے۔ جب اُمید کی کوئی جھلک باقی نہ رہی تو مایوس اور تنگدل ہوکر بارگاہِ الہٰی میں عرض کیا کہ بارخدا یا میں نے اپنی طرف سے دعوت و تبلیغ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ رات کی تاریکی میں اور دن کے اجالے میں برابر ان کو تیری طرف بلاتا رہا۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ جوں جوں تیری طرف آنے
۔ کیونکہ میری بات سننا ان کو گوارا نہیں۔ چاہتے ہیں کہ یہ آواز کان میں نہ پڑے۔ ۷

۸ ۔ تا وہ میری اور میں انکی صورت نہ دیکھوں۔ نیز انگلیاں اگر کسی وقت کانوں میں ڈھیلی پڑ جائیں تو کچھ کپڑوں کی روک رہے غرض کوئی بات کسی عنوان سے دل میں اترنے نہ پائے۔

۹ ۔ یعنی کسی طرح اپنے طریقہ سے ہٹنا نہیں چاہتے اور ان کاغرور اجازت نہیں دیتا کہ میری بات کی طرف ذرا بھی کان دھریں۔

۔ یعنی ان کے مجمعوں میں خطاب کیا اور مجلسوں میں جا کرسمجھایا۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی مجمع کے سوا ان سے علیحدگی میں بات کی، صاف کھول کر بھی اور اشاروں میں بھی، زور سے بھی اور آہستہ بھی، غرض نصیحت کا کوئی عنوان اور کوئی رنگ نہیں چھوڑا۔

۱۲ ۔ یعنی باوجود سینکڑوں برس سمجھانےکے اب بھی اگر میری بات مان کر اپنے مالک کی طرف جھکو گے اور اس سے اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے، پچھلے سب قصور یک قلم معاف کر دیگا۔

۱۳ ۔ یعنی ایمان و استغفار کی برکت سے قحط و خشک سالی (جس میں وہ برسوں سے مبتلا تھے) دور ہو جائیگی اور اللہ تعالیٰ دھواں دھار برسنے والا بادل بھیج دیگا جس سے کھیت اور باغ خوب سیراب ہونگے۔ غلّے، پھل، میوہ کی افراط ہو گی، مواشی وغیرہ فربہ ہو جائیں گے، دودھ گھی بڑھ جائے گا اور عورتیں جو کفر و معصیت کی شامت سے بانجھ ہو

۱۴ ۔ یعنی اللہ کی بڑائی سے امید رکھناچاہئیے کہ تم اس کی فرمانبرداری کرو گے تو تم کو بزرگی اور عزّت ووقار عنایت فرمائے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ تم اللہ کی بڑائی کا اعتقاد کیوں نہیں رکھتے اور اس کی عظمت وجلال سے ڈرتے کیوں نہیں۔
۱۵ ۔ یعنی ماں کے پیٹ میں تم نےطرح طرح کے رنگ بدلے۔ اور اصلی مادہ سے لیکر موت تک آدمی کتنی پلٹیاں کھاتا ہے اور کتنے اطوار و ادوار اور اتارو چڑھاؤ ہیں جن سے گذرتا ہے۔

۔ یعنی ایک کے اُوپر ایک۔ ۱۶

۱۷ ۔ سورج کا نور تیز اور گرم ہوتا ہےجس کے آتے ہی رات کی تاریکی کافور ہوجاتی ہے۔ شاید اس لئےاس کو جلتے چراغ سے تشبیہ دی۔ اور چاند کے نور کو اسی چراغ کی روشنی کا پھیلاؤ سمجھنا چاہئیےجو جرم قمر کے توسط سے ٹھنڈی ٹھنڈی اور دھیمی ہوجاتی ہے۔ واللہ اعلم۔
۱۸ ۔ یعنی زمین سے خوب اچھی طرح جماؤ کےساتھ پیدا کیا اوّل ہمارے باپ آدم مٹّی سے پیدا ہوئے، پھر نطفہ جس سے بنی آدم پیدا ہوتے ہیں غذا کا خلاصہ ہے جو مٹّی سےنکلتی ہے۔

۔ یعنی مرے پیچھے مٹّی میں مل جاتے ہیں پھر قیامت کے دن اسی سےنکالے جائیں گے۔ ۱۹

۲۰ ۔ یعنی اُس پرلیٹو، بیٹھو، چلو، پھرو ہر طرف کشادہ راستے نکال دیئے ہیں۔ ایک شخص چاہے اور وسائل ہوں تو ساری زمین کے گرد گھوم سکتا ہے۔ راستہ کی کوئی رکاوٹ نہیں۔

۲۱ ۔ یعنی اپنے رئیسوں اور مالداروں کاکہا مانا جن کے مال واولاد میں کچھ خوبی اور بہتری نہیں بلکہ وہ ان پر ٹوٹا ہے ان ہی کے سبب دین سے محروم رہے اور غایت تمرد و تجبر سے اوروں کو بھی محروم رکھا۔

۔ یعنی سب کو سمجھا دیاکہ اس کی بات نہ مانو اور طرح طرح کی ایذاء رسانی کے درپے رہے۔ ۲۲

۲۳ ۔ یعنی اپنے معبودوں کی حمایت پرجمے رہنا، نوح کے بہکائے میں نہ آنا،کہتے ہیں کہ سینکڑوں برس تک ہر ایک اپنی اولاد اور اولاد در اولاد کو وصیت کر جاتا تھا کہ کوئی اس بڈّھے "نوح" کے فریب میں نہ آئے اور اپنی آبائی دین سے قدم نہ ہٹائے۔
۲۴ ۔ یہ انکے بُتوں کےنام ہیں۔ ہر مطلب کا ایک الگ بُت بنا رکھا تھا۔ وہ ہی بُت پھر عرب میں آئے۔ اور ہندوستان میں بھی۔ اسی قسم کے بُت بشنو، برہما، اندر، شیو اور ہنومان وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔ اس کی مفصل تحقیق حضرت شاہ عبدالعزیز نے تفسیر عزیزی میں کی۔ بعض روایات میں ہے کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے ان کی وفات
۲۵ ۔ حضرت شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں "یعنی (بھٹکتے رہیں) کوئی تدبیر (سیدھی) بن نہ پڑے"۔ اورحضرت شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں کہ "استدراج کے طور پر بھی انکو اپنی معرفت سےآشنانہ کر"۔ اور عامہ مفسّرین نےظاہری معنی لئے ہیں۔ یعنی اے اللہ ان ظالموں کی گمراہی کو اور بڑھا دیجئے۔ تا جلد شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو کر عذاب الہٰی کے مورد بنیں
۔ یعنی طوفان آیا اور بظاہر پانی میں ڈُبوئے گئے۔ لیکن فی الحقیقت برزخ کی آگ میں پہنچ گئے۔ ۲۶

۲۷ ۔ یعنی وہ بت (ودّ، سواع، یغوث وغیرہ) اس آڑے وقت میں کچھ بھی مدد نہ کرسکے یوں ہی کسمپرسی کی حالت میں مرکھپ گئے۔

۲۸ ۔ یعنی ایک کافر کو زندہ نہ چھوڑیے۔ ان میں کوئی اس لائق نہیں کہ باقی رکھا جائے جو کوئی رہیگا۔ میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ اس کے نطفہ سے بھی بے حیا، ڈھیٹھ، منکر حق اور ناشکرے پیدا ہونگے اور جب تک ان میں سے کوئی موجود رہیگا خود تو راہ راست پر کیا آتا دوسرے ایمانداروں کو بھی گمراہ کریگا۔
۲۹ ۔ یعنی میرے مرتبہ کے موافق مجھ سے جو تقصیر ہوئی ہو، اپنے فضل سے معاف کیجیے۔ اور میرے والدین اور جو میری کشتی یا میرے گھر یا میری مسجد میں مومن ہو کر آئے ان سب کی خطاؤں سے درگزر فرمائیے۔ بلکہ قیامت تک جس قدر مرد اور عورتیں مؤمن ہوں سب کی مغفرت کیجیے۔ اے اللہ! نوح علیہ السّلام کی دعا کی برکت سے اس بندہ

۱ ۔ جنوں کے وجود اور حقیقت پر حضرت شاہ عبدالعزیز نے سورۃ ہذا کی تفسیر میں نہایت مبسوط و مفصل بحث کی ہے۔ اور عربی میں "آکام المرجان فی احکام الجان" اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے جس کو شوق ہو مطالعہ کرے۔ یہاں گنجائش نہیں کہ اس قسم کے مباحث درج کئے جائیں۔
۲ ۔ سورۃ "احقاف" میں گذر چکا کہ نبی کریم صبح کی نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کئ جنّ ادھر کو گذرے اور قرآن کی آواز پر فریفتہ ہوکر سچےدل سے ایمان لے آئے۔ پھر اپنی قوم سے جا کر سب ماجرا بیان کیا۔ کہ ہم نے ایک کلام سنا ہے جو (اپنی فصاحت و بلاغت، حسن اسلوب، قوت تاثیر، شیریں بیانی، طرز موعظت اور علوم و مضامین کے اعتبار
۳ ۔ یعنی جو رو، بیٹا رکھنا اس کی عظمت شان کے منافی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ"جو گمراہیاں آدمیوں میں پھیلی ہوئی تھیں وہ جنّوں میں بھی تھیں (عیسائیوں کی طرح) اللہ کے جورو بیٹا بتاتے تھے"۔

۴ ۔ یعنی ہم میں جو بیوقوف ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی لغو باتیں اپنی طرف سے بڑھا کر کہتے تھے اور ان میں سب سے بڑا بیوقوف ابلیس ہے شاید خاص وہی اس جگہ لفظ "سفیہ" سے مراد ہو۔

۵ ۔ یعنی ہم کو یہ خیال تھا کہ اس قدر کثیرالتعداد جن اور آدمی مل کر جن میں بڑے بڑے عاقل اور دانا بھی ہیں اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹی بات کہنے کی جرأت نہ کرینگے۔ یہی خیال کر کے ہم بھی بہک گئے اب قرآن سنکر قلعی کھلی اور اپنے پیشروؤں کی اندھی تقلید سے نجات ملی۔
۶ ۔ عرب میں یہ جہالت بہت پھیلی ہوئی تھی۔ جنّوں سے غیب کی خبریں پوچھتے، ان کے نام کی نذرونیاز کرتے چڑھاوے چڑھاتے۔ اور جب کسی قافلہ کا گزریا پڑاؤ کسی خوفناک وادی میں ہوتا تو کہتے کہ اس حلقہ کے جنوں کا جو سردار ہے ہم اس کی پناہ میں آتے ہیں تاکہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرے۔ ان باتوں سے جن اور زیادہ
۷ ۔ یعنی مسلمان جن یہ سب گفتگو اپنی قوم سے کر رہے ہیں۔ یعنی جیسا تمہارا خیال ہے، بہت آدمیوں کا بھی یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو ہرگز قبروں سے نہ اٹھائیگا۔ یا آئندہ کوئی پیغمبر مبعوث نہ کریگا۔ جو رسول پہلے ہوچکے سو ہو چکے۔ اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو لوگوں کو بتلاتا ہے کہ تم سب موت

۸ ۔ یعنی ہم اڑ کر آسمان کے قریب تک پہنچے تو دیکھا کہ آج کل بہت سخت جنگی پہرے لگے ہوئے ہیں جو کسی شیطان کو غیب کی خبر سننے نہیں دیتے اور جو شیطان ایسا ارادہ کرتا ہے اس پر انگارے برستے ہیں۔ اس سے پیشتر اتنی سختی اور روک ٹوک نہ تھی۔ جن اور شیاطین آسمان کے قریب گھات میں بیٹھ کر ادھر کی کچھ خبر سن آیا کرتے تھے۔
۹ ۔ یعنی یہ جدید انتظامات اور سخت ناکہ بندیاں خدا جانے کس غرض سے عمل میں آئی ہیں۔ یہ تو ہم سمجھ چکے کہ قرآن کریم کا نزول اور پیغمبر عربی کی بعثت اس کا سبب ہوا لیکن نتیجہ کیا ہونے والاہے؟ آیا زمین والے قرآن کو مان کر راہ پر آئیں گے اور اللہ ان پر الطاف خصوصی مبذول فرمائیگا؟ یا یہی ارادہ ٹھہر چکا ہے کہ لوگ قرآنی ہدایات سے
۱۰ ۔ یعنی نزول قرآن سے پہلے بھی سب جن ایک راہ پر نہ تھے، کچھ نیک اور شائستہ تھے، اور بہت سے بدکار وناہنجار، ان میں بھی فرقے اور جماعتیں ہوں گی۔ کوئی مشرک، کوئی عیسائی، کوئی یہودی وغیر ذٰلک۔ اور عملی طور پر ہر ایک کی راہ عمل جدا ہوگی۔ اب قرآن آیا جو اختلافات اور تفرقوں کو مٹانا چاہتا ہے۔ لیکن لوگ ایسے کہاں ہیں کہ
۱۱ ۔ یعنی اگر ہم نے قرآن کو نہ مانا تو اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتے نہ زمین میں کسی جگہ چھپ کر، نہ ادھر اُدھر بھاگ کر، یا ہوا میں اُڑ کر۔

۱۲ ۔ یعنی ہمارے لئے فخر کا موقع ہے کہ جنّوں میں سب سے پہلے ہم نے قرآن سن کر بلا توقف قبول کیا اور ایمان لانے میں ایک منٹ کی دیر نہیں کی۔

۱۳ ۔ یعنی سچے ایماندار کو اللہ کے ہاں کوئی کھٹکا نہیں۔ نہ نقصان کا کہ اس کی کوئی نیکی اور محنت یونہی رائگاں چلی جائے۔ نہ زیادتی کا کہ زبردستی کسی دوسرے کے جرم اس کے سر تھوپ دیئے جائیں، غرض وہ نقصان تکلیف اور ذلّت و رسوائی سب سے مامون و محفوظ ہے۔

۱۴ ۔ یعنی نزول قرآن کے بعد ہم میں دو طرح کے لوگ ہیں ایک وہ جنہوں نے اللہ کا پیغام سن کر قبول کیا اور اس کے احکام کے سامنے گردن جھکا دی یہی ہیں جو تلاش حق میں کامیاب ہوئے۔ اور اپنی تحقیق و تفحص سے نیکی کے راستہ پرپہنچ گئے۔ دوسرا گروہ بے انصافوں کا ہےجو کجروی و بے انصافی کی راہ سے اپنے پروردگار کے احکام کو جھٹلاتا

۱۵ ۔ یعنی اگر جن و انس حق کی سیدھی اہ پر چلتے تو ہم ان کو ایمان طاعت کی بدولت ظاہری و باطنی برکات سےسیراب کر دیتے اور اس میں بھی ان کی آزمائش ہوتی کہ نعمتوں سے بہرہ ور ہوکر شکر بجا لاتے اور طاعت میں مزید ترقی کرتے ہیں یا کفران نعمت کر کے اصل سرمایہ بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس وقت مکہ

۱۶ ۔ یعنی اللہ کی یاد سے منہ موڑ کر آدمی کو چین نصیب نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ایسے راستہ پر چل رہا ہے جہاں پریشانی اور عذاب ہی چڑھتا چلا آتا ہے۔

۱۷ ۔ یعنی یوں تو خدا کی ساری زمین اس امّت کے لئے مسجد بنادی گئ ہے۔ لیکن خصوصیت سے وہ مکانات جو مسجدوں کے نام سے خاص عبادت الہٰی کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ ان کو اور زیادہ امتیاز حاصل ہے۔ وہاں جا کر اللہ کے سوا کسی ہستی کو پکارنا ظلم عظیم اور شرک کی بدترین صورت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خالص خدائے واحد کی طرف آؤ
۔ یعنی بندہ کامل محمد رسول ۔ ۱۸

۱۹ ۔ یعنی آپ جب کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں تو لوگ ٹھٹه کے ٹھٹه آپ پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ مؤمنین تو شوق و رغبت سے قرآن سننے کی خاطر اور کفار عداوت و عناد سے آپ پر ہجوم کرنے کے لئے۔

۲۰ ۔ یعنی کفار سے کہہ دیجئے کہ تم مخالفت کی راہ سے بھیڑ کیوں کرتے ہو، کونسی بات ایسی ہے جس پر تمہاری خفگی ہے۔ میں کوئی بری اور نامعقول بات تو نہیں کہتا۔ صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کاشریک کسی کو نہیں سمجھتا۔ تو اس میں لڑنے جھگڑنے کی کون سی بات ہے اور اگر تم سب مل کر مجه پر ہجوم کرنا چاہتے ہو تو یاد
۲۱ ۔ یعنی میرے اختیار میں نہیں کہ تم کو بھی راہ پر لے آؤں۔ اور نہ آؤ تو کچه نقصان پہنچا دوں سب بھلائی برائی اور سودوزیاں اسی خدائے واحد کے قبضہ میں ہے۔

۲۲ ۔ یعنی تم کو نفع نقصان پہنچانا تو کجا، اپنا نفع و ضرر میرے قبضہ میں نہیں۔ اگر بالفرض میں اپنے فرائض میں تقصیر کروں تو کوئی شخص نہیں جو مجه کو اللہ کے ہاته سے بچا لے اور کوئی جگہ نہیں جہاں بھاگ کر پناہ حاصل کر سکوں۔
۲۳ ۔ یعنی اللہ کی طرف سے پیغام لانا اور اس کے بندوں کو پہچا دینا، یہی چیز ہے جو اس نے میرے اختیار میں دی اور یہی فرض ہے جس کے ادا کرنے سے میں اس کی حمایت اور پناہ میں رہ سکتا ہوں۔

۔ یعنی تمہارے نفع نقصان کا مالک میں نہیں۔ لیکن اللہ کی اور میری نافرمانی کرنے سے نقصان پہنچنا ضروری ہے۔ ۲۴

۲۵ ۔ یعنی تم جتھے باندھ کر ہم پر ہجوم کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ محمد() اور اسکے ساتھی تھوڑے سے آدمی ہیں وہ بھی کمزور ۔ تو جب وعدہ کا وقت آئے گا اس وقت پتہ لگے گا کہ کس کے ساتھی کمزور اور گنتی میں تھوڑے تھے۔

۲۶ ۔ یعنی اس کا علم مجھے نہیں دیا گیا کہ وعدہ جلد آنیوالا ہے، یا ایک مدت کے بعد۔ کیونکہ قیامت کا وقت معین کر کے اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا۔ یہ ان غیوب میں سے ہے جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۲۷ ۔ یعنی اپنے بھید کی پوری خبر کسی کو نہیں دیتا۔ ہاں رسولوں کو جس قدر ان کی شان و منصب کے لائق ہو بذریعہ وحی خبر دیتا ہے۔ اس وحی کے ساته فرشتوں کے پہرے اور چوکیاں رکھی جاتی ہیں کہ کسی طرف سے شیطان اس میں دخل کرنے نہ پائے۔ اور رسول کا اپنا نفس بھی غلط نہ سمجھے۔ یہی معنی ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو (اپنے علوم و
۲۸ ۔ یعنی یہ زبردست انتظامات اس غرض سے کئے جاتے ہیں ، کہ اللہ تعالیٰ دیکه لے کہ فرشتوں نے پیغمبروں کو یا پیغمبروں نے دوسرے بندوں کو اس کے پیغامات ٹھیک ٹھیک بلاکم وکاست پہنچا دیئے ہیں۔

۲۹ ۔ یعنی ہر چیز اس کی نگرانی اور قبضہ میں ہے۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وحی الہٰی میں تغیروتبدل یا قطع وبرید کرسکے۔ اور یہ پہرے چوکیاں بھی شان حکومت کے اظہار اور سلسلہ اسباب کی محافظت کے لئے بہت سی حکمتوں پر مبنی ہیں۔ ورنہ جس کا علم اور قبضہ ہر چیز پر حاوی ہو اس کو ان چیزوں کی کوئی احتیاج نہیں۔
۱ ۔ یعنی یہ سورت ابتدائی سورتوں میں سے ہے جو مکہ میں نازل ہوئیں۔ روایات صحیحہ میں ہے کہ شروع میں جب وحی کی دہشت اور ثقل سے آپ کا بدن کانپنے لگا تو آپ نے گھر والوں سے فرمایا { زمّلونی زمّلونی } (مجھے کپڑا اڑھاؤ، کپڑا اڑھاؤ) چنانچہ کپڑا اڑھا دیا گیا۔ اللہ تعالٰی نے اس سورت میں اور اس سے اگلی سورت میں آپ کو وہی نام
۲ ۔ یعنی کسی رات اتفاق سے نہ ہوسکے تو معاف ہے اور اکثر مفسرین کے نزدیک { اِلَّا قَلِیْلًا } کا مطلب یہ ہے کہ رات کو اللہ کی عبادت میں کھڑے رہو ہاں تھوڑا سا حصہ شب کا اگر آرام کرو، تو مضائقہ نہیں۔ غالبًا تھوڑے سے مراد یہاں نصف ہو گا۔ کیونکہ رات جو آرام کے لئے تھی جب آدھی عبادت میں گذار دی تو اس کے اعتبار سے باقی نصف کو

۳ ۔ یعنی آدھی رات سے کچھ کم جو تہائی تک پہنچ سکتی ہے یا آدھی سے زیادہ جو دوتہائی تک ہو۔ بقرینہ قولہ تعالیٰ فیما بعد { اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَہ وَثُلُثَہ } الخ۔

۴ ۔ یعنی تہجد میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کہ ایک ایک حرف صاف سمجھ میں آجائے۔ اس طرح پڑھنے سے فہم وتدبّر میں مدد ملتی ہے اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اور ذوق وشوق بڑھتا ہے۔

۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو"۔ اور وہ بوجھ ایسا ہے کہ جس کے سامنے شب بیداری کو سہل سمجھنا چاہیئے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد پے بہ پے قرآن تم پر نازل کرینگے جو اپنی قدرومنزلت کے اعتبار سے بہت قیمتی اور وزن دار اور اپنی کیفیات و لوازم کے اعتبار سے بہت بھاری اور گراں بار ہے۔
۶ ۔ یعنی رات کو اٹھنا کچھ آسان کام نہیں۔ بڑی بھاری ریاضت اور نفس کشی ہے جس سے نفس روندا جاتا ہے اور نیند آرام وغیرہ خواہشات پامال کی جاتی ہیں۔ نیز اس وقت دعا اور ذکر سیدھا دل سے ادا ہوتا ہے۔ زبان اور دل موافق ہوتے ہیں۔ جو بات زبان سے نکلتی ہے ذہن میں خوب جمتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ ہرقسم کے شوروغل اور چیخ پکار سے
۷ ۔ یعنی دن میں لوگوں کو سمجھانا اور دوسرے کئ طرح کے مشاغل رہتے ہیں۔ گو وہ بھی آپ کے حق میں بالواسطہ عبادت ہیں۔ تاہم بلاواسطہ پروردگار کی عبادت اور مناجات کے لئے رات کا وقت مخصوص رکھنا چاہیئے۔ اگر عبادت میں مشغول ہو کر رات کی بعض حوائج چھوٹ جائیں توکچھ پروانہیں۔ دن میں ان کی تلافی ہوسکتی ہے۔
۸ ۔ یعنی علاوہ قیام لیل کے دن میں بھی (گوبظاہر ہر مخلوق سے معاملات و علائق رکھنے پڑتے ہیں لیکن) دل سے اسی پروردگار کا علاقہ سب پر غالب رکھیے اورچلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اسی کی یاد میں مشغول رہیئے۔ غیر اللہ کا کوئی تعلق ایک آن کے لئے اُدھر سے توجہ کو ہٹنے نہ دے بلکہ سب تعلقات کٹ کر باطن میں اسی ایک کا تعلق باقی رہ جائے
۱۰ ۔ یعنی بندگی بھی اسی کی اور توکّل بھی اسی پر ہونا چاہیئے۔ جب وہ وکیل و کار ساز ہو تو دوسروں سے کٹ جانے اور الگ ہونے کی کیا پروا ہے۔

۹ ۔ مشرق دن کا اور مغرب رات کا نشان ہے گویا اشارہ کر دیا کہ دن اور رات دونوں کو اسی مالک مشرق و مغرب کی یاد اور رضاجوئی میں لگانا چاہیئے۔

۱۱ ۔ یعنی کفار آپ کا ساحر، کاہن اور مجنون و مسحور وغیرہ کہتے ہیں۔ ان باتوں کو صبر و استقلال سے سہتے رہیئے۔

۱۲ ۔ بھلی طرح کا چھوڑنا یہ کہ ظاہر میں ان کی صحبت ترک کرو اور باطن میں ان کے حال سے خبردار رہو کہ کیا کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں اور مجھ کو کس طور سے یاد کرتے ہیں، دوسرے ان کی بدسلوکی کی شکایت کسی کے سامنے نہ کرو، نہ انتقام لینے کے درپے ہو، نہ گفتگو یا مقابلہ کے وقت کج خلقی کا اظہار کرو۔ تیسرے یہ کہ باوجود
۱۳ ۔ یعنی حق و صداقت کو جھٹلانے والے جو دنیا میں عیش و آرام کر رہے ہیں ان کا معاملہ میرے سپرد کیجئے میں خود ان سے نبٹ لونگا۔ مگر تھوڑی سی ڈھیل ہے۔

۱۴ ۔ عذاب دردناک سانپوں اور بچھوؤں کا اور خدا جانے کس کس قسم کا (العیاذباللہ)۔

۱۵ ۔ یعنی اس عذاب کی تمہید اس وقت سے شروع ہو گی جب پہاڑوں کی جڑیں ڈھیلی ہو جائینگی اور وہ کانپ کر گر پڑینگے اور ریزہ ریزہ ہو کر ایسے ہو جائیں گے جیسے ریت کے تودے جن پر قدم جم نہ سکے۔

۔ یعنی یہ پیغمبر اللہ کے ہاں گواہی دیگا کہ کس نے اس کا کہنا مانا اور کس نے نہیں مانا تھا۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی حضرت موسٰی کی طرح تم کو مستقل دین اور عظیم الشان کتاب دیکر بھیجا۔ شاید یہ اس پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے جو تورات سفر استثناء میں ہے کہ "میں ان کے لئے بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا"۔
۱۸ ۔ جب موسٰی کے منکر کو ایسا سخت پکڑا تو محمد کے منکرین کو کیوں نہ پکڑیگا۔ جو تمام انبیاء سے افضل اور برتر ہیں۔

۱۹ ۔ یعنی دنیا میں اگر بچ گئے تو اس دن کیونکر بچو گے جس دن کی شدت اور درازی بچوں کو بوڑھا کر دینے والی ہوگی، خواہ فی الحقیقت بچے بوڑھے نہ ہوں لیکن اس روز کی سختی اور لمبائی کا اقتضاءیہی ہو گا۔

۔ یعنی اللہ کا وعدہ اٹل ہے ضرور ہو کر رہیگا۔ خواہ تم اس کو کتنا ہی بعید از امکان سمجھو۔ ۲۰

۲۱ ۔ یعنی نصیحت کر دی گئ اب جو اپنا فائدہ چاہے اس نصیت پر عمل کر کے اپنے رب سے مل جائے۔ راستہ کھلا پڑا ہے کوئی روک ٹوک نہیں نہ خدا کا کچھ فائدہ ہے۔ سمجھو تو سیدھے چلے آؤ۔ (تنبیہ) رات کے جاگنے کا حکم جو شروع سورت میں تھا تقریبًا ایک سال تک رہا۔ پھر اگلی آیت سے منسوخ ہوا۔
۲۲ ۔ یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اس کے حکم کی پوری تعمیل کی۔کبھی آدھی کبھی تہائی اور کبھی دو تہائی رات کے قریب اللہ کی عبادت میں گذاری۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ صحابہ کے پاؤں راتوں کو کھڑے کھڑے سوج جاتے اور پھٹنے لگتے تھے۔ بلکہ بعض تو اپنے بال رسی سے باندھ لیتے تھے کہ نیند آئے تو جھٹکا
۲۳ ۔ یعنی رات اور دن کی پوری پیمائش تو اللہ کو معلوم ہے وہی ایک خاص اندازہ سے کبھی رات کو دن سے گھٹاتا کبھی بڑھاتا اور کبھی دونوں کو برابر کر دیتا ہے۔ بندوں کو اس نیند اور غفلت کے وقت روزانہ آدھی،تہائی، اور تہائی رات کی پوری حفاظت کرنا خصوصًا جبکہ گھڑی گھنٹوں کا سامان نہ ہو، سہل کام نہیں تھا اسی لئے بعض صحابہ رات
۲۴ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ تم میں بیمار بھی ہونگے اور مسافر بھی جو ملک میں روزی یا علم وغیرہ کی تلاش کرتے پھرینگے اور وہ مرد مجاہد بھی ہونگے۔ جو اللہ کی راہ میں جنگ کرینگے ان حالات میں شب بیداری کے احکام پر عمل کرنا سخت دشوار ہوگا۔ اس لئے تم پر تخفیف کر دی کہ نماز میں جس قدر قرآن پڑھنا آسان ہو پڑھ لیا کرو۔ اپنی
۲۵ ۔ یعنی پورے اخلاص سے اللہ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا یہی اس کو اچھی طرح قرض دینا ہے۔ بندوں کو اگر قرض حسن دیا جائے وہ بھی اس کے عموم میں داخل سمجھو۔ کماثبت فضلہ فی الحدیث۔

۲۶ ۔ یعنی جو نیکی یہاں کرو گے۔ اللہ کے ہاں اس کو نہایت بہتر صورت میں پاؤ گے اور بہت بڑا اجر اس پر ملے گا تو یہ مت سمجھو کہ جو نیکی ہم کرتے ہیں یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ نہیں، وہ سب سامان تم سے آگے اللہ کے ہاں پہنچ رہا ہے جو عین حاجت کے وقت تمہارے کام آئے گا۔
۲۷ ۔ یعنی تمام احکام بجا لا کر پھر اللہ سے معافی مانگو۔ کیونکہ کتنا ہی محتاط شخص ہو اس سے بھی کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے۔ کون ہے جو دعویٰ کرسکے کہ میں نے اللہ کی بندگی کا حق پوری طرح ادا کردیا بلکہ جتنا بڑا بندہ ہو اسی قدر اپنے کو تقصیر وار سمجھتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی چاہتا ہے۔ اے غفور ورحیم تو اپنے فضل سے
۱ ۔ اس کے لئے سورۃ "مزمل" کا پہلا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے۔

۲ ۔ یعنی وحی کے ثقل اور فرشتہ کی ہیبت سے آپ کو گھبرانا اور ڈرنا نہیں چاہیئے۔ آپ کا کام تو یہ ہے کہ سب آرام و چین چھوڑ کر دوسروں کو خدا کا خوف دلائیں۔ اور کفرومعصیت کے برے انجام سے ڈرائیں۔

۳ ۔ کیونکہ رب کی بڑائی بولنے اور بزرگی و عظمت بیان کرنے ہی سے اس کا خوف دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تقدیس ہی وہ چیز ہے جس کی معرفت سب اعمال و اخلاق سے پہلے حاصل ہونی چاہیئے۔ بہرحال اس کے کمالات و انعامات پر نظر کرتے ہوئے نماز میں اور نماز سے باہر اس کی بڑائی کا اقرار و اعلان کرنا تمہارا کام

۴ ۔ اس سورت کے نازل ہونے پر حکم ہوا کہ مخلوق کو خدا کی طرف بلائیں۔ پھر نماز وغیرہ کا حکم ہوا۔ نماز کے لئے شرط ہے کہ کپڑے پاک ہوں اور گندگی سے احتراز کیا جائے۔ ان چیزوں کو یہاں بیان فرما دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ جب کپڑوں کا حسّی و معنوی نجاستوں سے پاک رکھنا ضروری ہے تو بدن کی پاکی بطریق اولی ضروری ہو گی۔ اس لئے اس

۵ ۔ یہ ہمت اور اولوالعزمی سکھلائی کہ جو کسی کو دے (روپیہ پیسہ یا علم و ہدایت وغیرہ) اس سے بدلہ نہ چاہے۔ محض اپنے رب کے دیئے پر شاکر و صابر رہ اور جو شدائد دعوت و تبلیغ کے راستہ میں پیش آئیں ان کو اللہ کے واسطے صبر وتحمل سے برداشت کر اور اسی کے حکم کی راہ دیکھ کہ یہ عظیم الشان کام بدون اعلیٰ درجہ کی حوصلہ
۔ یعنی صور پھونکا جائے۔ ۶

۷ ۔ یعنی اس دن کے واقعات میں سے صور کا پھونکا جانا گویا ایک مستقل دن ہے جو سرتاپا مشکلات اور سختیوں سے بھرا ہوگا۔

۸ ۔ یعنی منکروں پر کسی طرح کی آسانی نہ ہو گی، بلکہ اس دن کی سختی د م بدم ان پر بڑھتی جائیگی۔ بخلاف مومنین کے کہ اگر سختی بھی دیکھیں گے تو کچھ مدت کے بعد پھر آسانی کر دی جائے گی۔

۹ ۔ ہر انسان ماں کے پیٹ سے اکیلا اور جریدہ آتا ہے۔ مال، اولاد، فوج، لشکر، سامان وغیرہ کچھ نہیں لاتا یا "وحید" سے مراد خاص ولید بن مغیرہ ہو جس کے بارہ میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ وہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اور دنیوی ثروت و لیاقت کے اعتبار سے عرب میں فرد اور یکتا سمجھا جاتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے منکروں کے معاملہ میں جلدی نہ

۱۰ ۔ یعنی مال و اولاد کا پھیلاوا بہت ہوا۔ دسوں بیٹے ہمہ وقت آنکھوں کے سامنے رہتے اور محفلوں میں باپ کی توقیر بڑھاتے اور دھاک بٹھلاتے تھے۔ تجارتی کاروبار اور دوسرے کام کاج کے لئے نوکرچاکر بہت تھے۔ ضرورت نہیں تھی کہ بیٹے باپ کی نظر سے غائب ہوں۔
۱۱ ۔ یعنی دنیا میں خوب عزت جمادی اور مسند حکومت و ریاست اچھی طرح تیار کر دی۔ چنانچہ تمام قریش ہر مشکل کام میں اسی کی طرف رجوع کرتے اور اس کو اپنا حاکم جانتے تھے۔

۱۲ ۔ یعنی باوجود کثرت نعمت و ثروت کے کبھی حرفِ شکر زبان سے نہ نکلا۔ بلکہ ہمیشہ بت پرستی اور زیادہ مال جمع کرنے کی حرص میں منہمک رہتا اور اگر رسول کریم کبھی اس کے سامنے بہشت کی نعمتوں کا ذکر فرماتے تو کہتا تھا کہ اگر یہ شخص اپنے بیان میں سچا ہے تو یقین کامل ہے کہ وہاں کی نعمتیں بھی مجھے ہی ملیں گی۔ اس کو فرماتے ہیں
۱۳ ۔ یعنی جب وہ منعم حقیقی کی آیتوں کا مخالف ہے تو اسے ہرگز حق نہیں پہنچتا کہ ایسی توقع باندھے اور خیالی پلاؤ پکائے۔ کہتے ہیں کہ ان آیات کے نزول کے بعد پے بہ پے اس کے مال و اسباب میں نقصان ہونا شروع ہوا۔ آخر فقیر ہو کرذلت کے ساتھ مرگیا۔
۱۴ ۔ یعنی ابھی اس کو بہت بڑی چڑھائی اور سخت ترین مصائب میں گرفتار ہونا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ "صعود" دوزخ میں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر کو ہیمیشہ چڑھائیں گے اور گرائیں گے یہ بھی عذاب کی ایک قسم ہے۔ (تنبیہ) ولید ایک بار آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے قرآن پڑھ کر سنایا۔ جس سے کسی قدر متاثر ہوا۔ مگر ابوجہل نے

۱۵ ۔ یعنی بدبخت نے دل میں سوچ کر ایک بات تجویز کی کہ قرآن جادو ہے۔ خدا غارت کرے کیسی مہمل تجویز کی پھر خدا غارت کرے کہ اپنی قوم کے جذبات کے لحاظ سے کیسی برمحل تجویز نکالی جس کو سن کر سب خوش ہو جائیں۔

۱۶ ۔ یعنی مجمع پر نگاہ ڈالی پھر خوب منہ بنایا۔ تا دیکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت اور انقباض ہے پھر پیٹھ پھیر لی۔ گویا بہت ہی قابل نفرت چیز کے متعلق کچھ بیان کرنا ہے حالانکہ اس سے قبل اس کی حقانیت کا اقرار کر چکا تھا۔ اب برادری کی خوشنودی کے لئے اس سے پھر گیا۔ آخر نہایت غروروتکبر کے انداز میں کہنے لگا۔
۔ یعنی عنقریب اس کو آگ میں ڈال کر عنادو تکبر کا مزہ چکھاؤنگا۔ ۱۷

۱۸ ۔ یعنی دوزخیوں کی کوئی چیز باقی نہ رہنے دیگی جو جلنے سے بچ جائے۔ پھر جلانے کے بعد اس حالت پر بھی نہ چھوڑیگی بلکہ دوبارہ اصلی حالت پر لوٹائے جائیں گے اور جلیں گے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا۔ (العیاذباللہ) (تنبیہ) اکثر سلف سے یہی معنیٰ منقول ہیں۔ بعض مفسرین نے دوسری طرح توجیہہ کی ہے۔

۱۹ ۔ یعنی بدن کی کھال جھلس کر حیثیت بگاڑ دیگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جیسے دہکتا لوہا سرخ نظر آتا ہے آدمی کی پنڈلی پر وہ سرخی نظر آئے گی"۔

۲۰ ۔ یعنی دوزخ کے انتظام پر جو فرشتوں کا لشکر ہو گا اس کے افسر انیس فرشتے ہونگے۔ جن میں سب سے بڑے ذمہ دار کا نام "مالک" ہے (تنبیہ) حضرت شاہ عبدالعزیز نے نہایت تفصیل سے انیس کے عدد کی حکمیتں بیان کی ہیں جو قابل دید ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہنم میں مجرموں کو عذاب دینے کے لئے انیس قسم کے فرائض ہیں جن میں سے ہر فرض
۲۱ ۔ انیس کا عدد سن کر مشرکین ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں۔ انیس ہمارا کیا کر لیں گے۔ بہت ہوا ہم میں سے دس دس ان کے ایک ایک کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں گے۔ ایک پہلوان بولا کہ سترہ کو تو میں اکیلا کافی ہوں، دو کا تم مل کر تیا پانچا کر لینا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ یعنی وہ انیس تو ہیں مگر آدمی نہیں فرشتہ ہیں۔ جن کی قوت کا یہ حال ہے کہ ایک
۲۲ ۔ یعنی کافروں کو عذاب دینے کے لئے انیس کی گنتی خاص حکمت سے رکھی ہے جس کی طرف { عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ } کے فائدہ میں اشارہ کیا جاچکا ہے اور اس گنتی کے بیان کرنے میں منکروں کی جانچ ہے۔ دیکھتے ہیں کہ کون اس کو سن کر ڈرتا ہے اور کون ہنسی مذاق اڑاتا ہے۔
۲۳ ۔ اہل کتاب کو پہلے سے یہ عدد معلوم ہوگا جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت میں ہے یا کم از کم کتب سماویہ کے ذریعہ اتنا تو جانتے تھے کہ فرشتوں میں کس قدر طاقت ہے۔ انیس بھی تھوڑے نہیں۔ اور یہ کہ انواع تعذیب کے اعتبار سے مختلف فرشتے دوزخ پر مامور ہونے چاہئیں یہ کام تنہا ایک کا نہیں بہر حال اس بیان سے اہل کتاب کے دلوں میں
۲۴ ۔ { الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ } سے منافقین یا ضعیف الایمان مراد ہیں اور { الْكٰفِرُوْنَ } سے کھلے ہوئے منکر۔

۲۵ ۔ یعنی انیس کے بیان سے کیا غرض تھی۔ بھلا ایسی بے تکی اور غیر موزوں بات کو کون مان سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ)۔

۲۶ ۔ یعنی ایک ہی چیز سے بداستعداد آدمی گمراہ ہوجاتا ہے اور سلیم الطبع راہ پالیتا ہے جسے ماننا مقصود نہ ہو وہ کام کی بات کو ہنسی مذاق میں اڑا دیتا ہے اور جس کے دل میں خوف خدا اور نور توفیق ہو اس کے ایمان و یقین میں ترقی ہوتی ہے۔
۔ یعنی اللہ کے بیشمار لشکروں کی تعداد اسی کو معلوم ہے۔ انیس تو صرف کارکنان جہنم کے افسر بتلائے ہیں۔ ۲۷

۲۸ ۔ یعنی دوزخ کا ذکر صرف عبرت و نصیحت کے لئے ہے کہ اس کا حال سن کر لوگ غضب الٰہی سے ڈریں اور نافرمانی سے باز آئیں۔

۔ یعنی جو بڑی بڑی ہولناک اور عظیم الشان چیزیں ظاہر ہونیوالی ہیں دوزخ ان میں کی ایک چیز ہے۔ ۲۹

۳۰ ۔ آگے بڑھے نیکی یا بہشت کی طرف اور پیچھے رہے بدی میں پھنسا ہوا یا دوزخ میں پڑا ہوا۔ بہر حال مقصود یہ ہے کہ دوزخ سب مکلفین کے حق میں برے ڈراوے کی چیز ہے اور چونکہ اس ڈرانے کے عواقب و نتائج قیامت میں ظاہر ہونگے۔ اس لئے قسم ایسی چیزوں کی کھائی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے چنانچہ چاند کا اوّل بڑھنا پھر گھٹنا نمونہ

۳۱ ۔ یعنی جو لوگ میثاق کے دن حضرت آدم کی پشت سے داہنی طرف سے نکلے تھے اور دنیا میں بھی سیدھی چال چلتے رہے اور موقف میں بھی عرش کے داہنی طرف جدھر بہشت ہے کھڑے ہوئے اور اسی طرف روانہ ہوئے اور ان کے نامہ اعمال بھی داہنے ہاتھ میں آئے وہ لوگ البتہ قید میں پھنسے ہوئے نہیں بلکہ جنت کے باغوں میں آزاد ہیں اور
۳۲ ۔ یعنی جب سنیں گے کہ گنہگاروں کو دوزخ میں داخل کیا گیا ہے، تب ان گنہگاروں کی طرف متوجہ ہو کر یہ سوال کرینگے کہ باوجود عقل و دانائی کے تم اس دوزخ کی آگ میں کیسے آپڑے۔

۳۳ ۔ یعنی نہ اللہ کا حق پہچانا نہ بندوں کی خبر لی۔ البتہ دوسرے لوگوں کی طرح حق کے خلاف بحثیں کرتے رہے اور بدصحبتوں میں رہ کر شکوک و شبہات کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم کو یقین نہ ہوا کہ انصاف کا دن بھی آنیوالا ہے۔ ہمیشہ اس بات کو جھٹلایا کیے یہاں تک کہ موت کی گھڑی سر پر آن پہنچی اور آنکھوں
۔ کافر کے حق میں کوئی سفارش نہ کریگا اور کریگا تو قبول نہ ہوگی۔ ۳۴

۔ یعنی یہ مصیبتیں سامنے ہیں۔ مگر نصیحت سنکر ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ سننا بھی نہیں چاہتے۔ ۳۵

۔ یعنی حق کا شوروغل اور شیران خدا کی آوازیں سن کر جنگلی گدھوں کی طرح بھاگے جاتے ہیں۔ ۳۶

۳۷ ۔ یعنی پیغمبر کی بات ماننا نہیں چاہتے۔ بلکہ ان میں ہر شخص کی آرزو یہ ہے کہ خود اس پر اللہ کے کھلے ہوئے صحیفے اتریں اور پیغمبر بنایا جائے { حتّٰی نؤتٰی مثل ما اوتی رسل اللہ } (انعام رکوع۱۵) یا یہ کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس براہ راست ایک نوشتہ خدا کی طرف سے آئے جس میں محمد کے اتباع کا حکم دیا گیا ہو { حتّٰی تنزل علینا
۔ یعنی ایسا ہر گز نہیں ہوسکتا کیونکہ نہ ان میں لیاقت نہ اس کی ضرورت۔ ۳۸

۳۹ ۔ یعنی یہ بیہودہ درخواستیں بھی کچھ اس لئے نہیں کہ ایسا کر دیا جائے تو واقعی مان جائیں گے بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے عذاب سے نہیں ڈرتے اس لئے حق کی طلب نہیں، اور یہ درخواستیں محض تعنّت سے ہیں۔ اگر یہ درخواستیں بالفرض پوری کر دی جائیں تب بھی اتباع نہ کریں۔ کما قال تعالیٰ { ولونزلنا علیک کتابًا فی قرطاس فلمسوہ
۴۰ ۔ یعنی ہر ایک کو الگ الگ کتاب دی جائے، ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک کتاب (قرآن کریم) ہی نصیحت کے لئے کافی ہے۔

۴۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔"یعنی (یہ کتاب) ایک پر اتری تو کیا ہوا، کام تو سب کے آتی ہے"۔

۴۲ ۔ اور اللہ کا چاہنا نہ چاہنا سب حکمتوں پر مبنی ہے۔ جن کا احاطہ کوئی بشر نہیں کرسکتا۔ وہی ہر شخص کی استعداد و لیاقت کو کماحقہ جانتا ہے۔ اور اس کے موافق معاملہ کرتا ہے۔

۴۳ ۔ یعنی آدمی کتنا ہی گناہ کرے۔ لیکن پھر جب تقویٰ کی راہ چلے گا اور اس سے ڈرے گا، وہ اس کے سب گناہ بخش دے گا، اور اس کی توبہ کو قبول کریگا۔ انس ابن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت نے اس مقام پر بطور حاشیہ منہیہ کے، ایک عبارت اس آیت کی تلاوت کے بعد نقل فرمائی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں { قال ربکم عزّوجلّ انا اھلٌ ان اتقٰی
۱ ۔ یعنی قیامت کا دن جس کا ممکن ہونا عقل سے اور متیقن الوقوع ہونا ایسے مخبر صادق کی خبر سے ثابت ہو چکا ہے س کے صدق پر دلائل قطعیہ قائم ہیں اس کی قسم کھاتا ہوں کہ تم یقینًا مرے پیچھے اٹھائے جاؤگے اور ضرور بھلے برے کا حساب ہوگا۔ (تنبیہ) واضح ہو کہ دنیا میں کئ قسم کی چیزیں ہیں جن کی قسم لوگ کھاتے ہیں، اپنے معبود کی، کسی
۲ ۔ محققین نے لکھا ہے کہ آدمی کا نفس ایک چیز ہے لیکن اس کی تین حالتوں کے اعتبار سے تین نام ہوگئے ہیں۔ اگر نفس عالم علوی کی طرف مائل ہو اور اللہ کی عبادت و فرمانبرداری میں اس کو خوشی حاصل ہوئی اور شریعت کی پیروی میں سکون اور چین محسوس کیا اس نفس کو "مطمئنہ" کہتے ہیں۔ { یٰٓاَ یَّتُہَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ۔ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً
۳ ۔ یعنی یہ خیال ہے کہ ہڈیوں تک کا چورا ہو گیا اور ان کے ریزے مٹی وغیرہ کے ذرات میں جاملے۔ بھلا اب کس طرح اکٹھے کر کے جوڑ دیئے جائینگے؟ یہ چیز تو محال معلوم ہوتی ہے۔

۴ ۔ یعنی ہم تو انگلیوں کی پوریاں بھی درست کر سکتے ہیں اور پوریوں کی تخصیص شاید اس لئے کی کہ یہ اطراف بدن ہیں اور ہر چیز کے بننے کی تکمیل اس کے اطراف پر ہوتی ہے۔ چنانچہ ہمارے محاورہ میں ایسے موقع پر بولتے ہیں کہ میرے پور پور میں درد ہے۔ اس سے مراد تمام بدن ہوتا ہے۔ دوسرے پوریوں میں باوجود چھوٹی ہونے کے صنعت کی

۵ ۔ یعنی جو لوگ قیامت کا انکار کرتے اور دوبارہ زندہ کیے جانے کو محال جانتے ہیں اس کا سبب یہ نہیں کہ یہ مسئلہ بہت مشکل ہے اور اللہ کی قدرت کاملہ کے دلائل و نشانات غیر واضح ہیں۔ بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے آنے سے پہلے اپنی اگلی عمر میں جو باقی رہ گئ ہے بالکل بیباک ہو کر فسق و فجور کرتا رہے اگر کہیں قیامت کا اقرار کر لیا
۶ ۔ یعنی حق تعالیٰ کی تجلی قہری سے جب آنکھیں چندھیانے لگیں گی اور مارے حیرت کے نگاہیں خیرہ ہو جائیں گی اور سورج بھی سر کے قریب آجائے گا۔

۷ ۔ یعنی بے نور ہو جائے۔ چاند کو شاید الگ اس لئے ذکر کیا کہ عرب کو بوجہ قمری حساب رکھنے کے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا۔

۔ یعنی بے نور ہونے میں دونوں شریک ہونگے۔ ۸

۹ ۔ یعنی اب تو کہتا ہے کہ وہ دن کہاں ہے۔ اور اس وقت بدحواس ہو کر کہے گا کہ آج کدھر بھاگوں اور کہاں پناہ لوں۔ ارشاد ہو گا کہ آج نہ بھاگنے کا موقع ہے نہ سوال کرنے کا۔ آج کوئی طاقت تیرا بچاؤ نہیں کرسکتی، نہ پناہ دے سکتی ہے۔ آج کے دن سب کو اپنے پروردگار کی عدالت میں حاضر ہونا اور اسی کی پیشی میں ٹھہرنا ہے پھر وہ جس کے حق میں
۔ یعنی سب اگلے پچھلے اعمال نیک ہوں یا بد، اس کو جتلا دیئے جائیں گے۔ ۱۰

۱۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں " یعنی اپنے احوال میں غور کرے تو رب کی وحدانیت جانے (اور یہ کہ سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے) اور جو کہے میری سمجھ میں نہیں آتا، یہ سب بہانے ہیں" لیکن اکثر مفسّرین نے اس کا تعلق { یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ } الخ سے رکھا ہے یعنی جتلانے پر بھی موقوف نہیں۔ انسان اپنی حالت پر خود مطلع ہوگا گو

۱۲ ۔ شروع میں جس وقت حضرت جبرئیل اللہ کی طرف سے قرآن لاتے، ان کے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی دل میں پڑھتے جاتے تھے۔ تاکہ جلد اسے یاد کر لیں اور سیکھ لیں۔ مبادا جبرئیل چلے جائیں اور وحی پوری طرح محفوظ نہ ہو سکے۔ مگر اس صورت میں آپ کو سخت مشقت ہوتی تھی۔ جب تک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہ آتا۔ اور سمجھنے میں

۱۳ ۔ یعنی تمہار ا قیامت وغیرہ سے انکار کرنا ہر گز کسی دلیل صحیح پر مبنی نہیں، بلکہ دنیا میں انہماک اس کا سبب ہے۔ دنیا چونکہ نقد اور جلد ملنے والی چیز ہے اسی کو تم چاہتے ہو اور آخرت کو ادھار سمجھ کر چھوڑتے ہو کہ اس کے ملنے میں ابھی دیر ہے۔ انسان کی طبیعت میں جلد بازی داخل ہے { خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ } (انبیاء رکوع۳) فرق اتنا

۱۴ ۔ یہ آخرت کا بیان ہوا یعنی مومنین کے چہرے اس روز تروتازہ اور ہشاش بشاش ہونگے۔ اور ان کی آنکھیں محبوب حقیقی کے دیدار مبارک سے روشن ہونگی۔ قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے یقینی طور پر معلوم ہوچکا ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ گمراہ لوگ اس کے منکر ہیں کیونکہ یہ دولت ان کے نصیب میں نہیں۔ { اللّٰہم لاتحرمنا من ہذہ
۔ یعنی پریشان اور بے رونق ہونگے۔ ۱۵

۔ یعنی یقین رکھتے ہیں کہ اب وہ معاملہ ہونیوالا ہے اور وہ عذاب بھگتنا ہے جو بالکل ہی کمر توڑ دیگا۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی آخرت کو ہرگز دور مت سمجھو۔ اس سفر آخرت کی پہلی منزل تو موت ہے جو بالکل قریب ہے یہیں سے باقی منزلیں طے کرتے ہوئے آخری ٹھکانے پر جا پہنچو گے۔ گویا ہر آدمی کی موت اس کے حق میں بڑی قیامت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔ جہاں مریض کی روح سمٹ کر ہنسلی تک پہنچی اور سانس حلق میں رکنے لگی سمجھو کہ سفر
۱۸ ۔ ایسی مایوسی کے وقت طبیبوں اور ڈاکٹروں کی کچھ نہیں چلتی جب لوگ ظاہری علاج و تدبیر سے عاجز آجاتے ہیں تو جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کی سوجھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میاں کوئی ایسا شخص ہے جو جھاڑ پھونک کر کے اس کو مرنے سے بچا لے اور بعحض سلف نے کہا کہ { مَنْ رَاقٍ } فرشتوں کاکلام ہے جو ملک الموت کے ساتھ روح
۱۹ ۔ یعنی مرنیوالا سمجھ چکا کہ تمام عزیز و اقارب اور محبوب ومالوف چیزوں سے اب اسکو جدا ہونا ہے یا یہ مطلب کہ روح بدن سے جدا ہونے والی ہے۔

۲۰ ۔ یعنی بعض اوقات سکرات موت کی سختی سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے۔ نیز نیچے کے بدن سے روح کا تعلق منقطع ہونے کے بعد پنڈلیوں کا ہلانا اور ایک کو دوسرے سے جدا رکھنا اس کے اختیار میں نہیں رہتا۔ اس لئے ایک پنڈلی دوسری پر بے اختیار جاگرتی ہے۔ اور بعض سلف نے کہا کہ عرب کے محاورات میں "ساق" کنایہ
۲۱ ۔ یعنی سفر آخرت کی ابتداء یہاں سے ہے۔ گویا اب بندہ اپنے رب کی طرف کھنچنا شروع ہوا۔ مگر افسوس اپنی غفلت و حماقت سے کوئی سامان سفر کا پہلے سے درست نہ کیا نہ اتنے بڑے سفر کے لئے کوئی توشہ ساتھ لیا۔

۲۲ ۔ یعنی بجائے سچا سمجھنے اور یقین لانے کے پیغمبروں کو جھوٹا بتلاتا رہا، اور بجائے نماز پڑھنے اور مالک کی طرف متوجہ ہونے کے ہمشہ ادھر سے منہ موڑ کر چلا۔ نہ صرف یہی بلکہ اپنی اس سرکشی اور بدبختی پر اتراتا اور اکڑتا ہوا اپنے متعلقین کے پاس جاتا تھا۔ گویا کوئی بہت بڑی بہادری اور ہنر مندی کاکام کر کے آرہا ہے۔

۲۳ ۔ یعنی او بدبخت اب تیری کمبختی آئی، ایک مرتبہ نہیں کئ مرتبہ اب تیرے لئے خرابی اور تباہی پر تباہی ہے۔ تجھ سے بڑھ کر اللہ کی نئی نئی سزاؤں کا مستحق اور کون ہوگا۔ (تنبیہ) شاید اوّل خرابی یقین نہ لانے اور نماز نہ پڑھنے پر، دوسری اس سے بڑھ کر جھٹلانے اور منہ موڑنے پر، تیسری اور چوتھی ان دونوں امور میں سے ہر ایک کو قابل فخر

۲۴ ۔ یعنی کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس کو یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ اور امرونہی کی کوئی قید اس پر نہ ہوگی؟ یا مرے پیچھے اٹھایا نہ جائے گا؟ اور سب نیک و بد کا حساب نہ لیں گے؟

۔ یعنی عورت کے رحم میں۔ ۲۵

۲۶ ۔ یعنی نطفہ سے جمے ہوئے خون کی شکل میں آیا۔ پھر اللہ نے اس کی پیدائش کے سب مراتب پورے کر کے انسان بنا دیا اور تمام ظاہری اعضاء اور باطنی قوتیں ٹھیک کر دیں۔ ایک نطفہ بیجان سے انسان عاقل بن گیا۔ پھر اسی نطفہ سے عورت اور مرد دوقسم کے آدمی پیدا کئے۔ جن میں سے ہر ایک قسم کی ظاہری و باطنی خصوصیات جداگانہ ہیں۔ کیا وہ
۱ ۔ بے شک انسان پر ایک وقت گزرچکا ہے۔ جب اس کا کچھ نام و نشان نہ تھا۔ پھر کتنے ہی دور طے کر کے نطفہ کی شکل میں آیا۔ وہ حالت بھی اس کی موجودہ شرافت و کرامت کو دیکھتے ہوئے اس قابل نہیں کہ زبان پر لائی جائے۔

۲ ۔ یعنی مرد اور عورت کے دو رنگے پانی سے پیدا کیا۔ (تنبیہ) { اَمْشَاجٍ } کے معنی مخلوط کے ہیں۔ نطفہ جن عذاؤں کا خلاصہ ہے وہ مختلف چیزوں سے مرکب ہوتی ہیں اس لئے عورت کے پانی سے قطع نظر کرکے بھی اُس کا { اَمْشَاجٍ } کہہ سکتے ہیں۔
۳ ۔ یعنی نطفہ سے جما ہوا خون ، پھر اس سے گوشت کا لوتھڑا بنایا۔ اسی طرح کئ طرح کے الٹ پھیر کرنے کے بعد اس درجہ میں پہنچا دیا کہ اب وہ کانوں سےسنتا اور آنکھوں سے دیکھتا ہے اور ان قوتوں سے وہ کام لیتا ہے جو کوئی دوسرا حیوان نہیں لے سکتا۔ گویا اور سب اس کے سامنے بہرے اور اندھے ہیں (تنبیہ) { نَّبْتَلِيْهِ } کے معنی اکثر مفسرین
۴ ۔ یعنی اولًا اصل فطرت اور پیدائشی عقل و فہم سے پھر دلائل عقلیہ و نقلیہ سے نیکی کی راہ سجھائی جس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ سب انسان ایک راہ چلتے لیکن گردوپیش کے حالات اور خارجی عوارض سے متاثر ہو کر سب ایک راہ پر نہ رہے۔ بعض نے اللہ کو مانا اور اس کا حق پہچانا، اور بعض نے ناشکری اور ناحق کوشی پر کمر باندھ لی۔ آگے دونوں کا
۵ ۔ یعنی جو لوگ رسم و رواج اور اوہام وظنون کی زنجیروں میں جکڑے رہے اور غیر اللہ کی حکومت و اقتدار کے طوق اپنے گلوں سے نہ نکال سکے۔ بلکہ حق و حاملین حق کے خلاق دشمنی اور لڑائی کی آگ بھڑکانے میں عمریں گذار دیں، کبھی بھول کر اللہ کی نعمتوں کو یاد نہ کیا۔ نہ اس کی سچی فرمانبرداری کا خیال دل میں لائے۔ ان کے لئے اللہ

۶ ۔ یعنی جام شراب پئیں گے جس میں تھوڑا سا کافور ملایا جائیگا۔ یہ کافور دنیا کا نہیں بلکہ جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جو خاص طور پر اللہ کے مقرب و مخصوص بندوں کو ملے گا۔ شاید اس کو ٹھنڈا، خوشبودار، مفرح اور سفید رنگ ہونے کی وجہ سے کافور کہتے ہونگے۔
۷ ۔ یعنی وہ چشمہ ان بندوں کے اختیار میں ہوگا جدھر اشارہ کریں گے اسی طرف کو اس کی نالی بہنے لگے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا اصل منبع حضور پرنور محمد رسول کے قصر میں ہوگا۔ وہاں سے سب انبیاء و مؤمنین کے مکانوں تک اس کی نالیاں پہنچائی جائیں گی۔ واللہ اعلم۔ آگے ابرار کی خصلتیں بیان فرمائی ہیں۔
۸ ۔ یعنی جو منت مانی ہو اسے پورا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب خود اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کرینگے تو اللہ کی لازم کی ہوئی باتوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

۹ ۔ یعنی اس دن کی سختی اور برائی درجہ بدرجہ سب کو عام ہوگی۔ کوئی شخص بالکلیہ محفوظ نہ رہیگا۔ { الا من شاء اللہ }۔

۱۰ ۔ یعنی اللہ کی محبت کے جوش میں اپنا کھانا باوجود خواہش اور احتیاج کے نہایت شوق اور خلوص سے مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں۔ (تنبیہ) قیدی عام ہے مسلم ہو یا کافر۔ حدیث میں ہے کہ "بدر" کے قیدیوں کے متعلق حضور نے حکم دیا کہ جس مسلمان کے پاس کوئی قیدی رہے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ چنانچہ صحابہ اس حکم کی
۔ یہ کھلانے والے زبان حال سے کہتے ہیں اور کہیں مصلحت ہو تو زبان قال سے بھی کہہ سکتے ہیں۔ ۱۱

۱۲ ۔ یعنی کیوں نہ کھلائیں اور کھلانے کے بعد کیونکہ بدلہ یا شکر کے امیدوار رہیں جب کہ ہم کو اپنے پروردگار کا اور اس دن کا خوف لگا ہوا ہے جو بہت سخت اداس اور غصہ سے چیں بہ چیں ہوگا۔ ہم تو اخلاص کے ساتھ کھلانے پلانے کے بعد بھی ڈرتے ہیں کہ دیکھئے ہمارا عمل مقبول ہوا یا نہیں۔ مبادا اخلاص وغیرہ میں کمی رہ گئ ہو اور الٹا منہ پر

۱۳ ۔ یعنی جس چیز سے وہ ڈرتے تھے۔ اللہ نے اس سے محفوظ و مامون رکھا۔ اور ان کے چہروں کو تازگی اور دلوں کو سرور عطا کیا۔

۱۴ ۔ یعنی ازبسکہ یہ لوگ دنیا کی تنگیوں اور سختیوں پر صبر کرکے معاصی سے رکے اور طاعت پر جمے رہے تھے۔ اس لئے اللہ نے ان کو عیش کرنے کے لئے جنت کے باغ اور لباس ہائے فاخرہ مرحمت فرمائے۔

۔ بادشاہوں کی طرح۔ ۱۵

۔ یعنی جنت کا موسم نہایت معتدل ہوگا نہ گرمی کی تکلیف نہ سردی کی۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی درختوں کی شاخیں مع اپنے پھول پھل وغیرہ کے ان پر جھکی پڑتی ہونگی اور پھلوں کے خوشے ایسی طرح لٹکے ہوں گے اور ان کے قبضہ میں کر دیئے جائیں گے کہ جنتی جس حالت میں چاہے کھڑے بیٹھے، لیٹے بے تکلف چن سکے (تنبیہ) شاید درختوں کی شاخوں کو یہاں ظلال سے تعبیر فرمایا ہے یا واقعی سایہ ہو۔ کیونکہ آفتاب کی دھوپ

۱۸ ۔ یعنی آبخورے اصل میں چاندی کے بنے ہونگے نہایت سفید ، بے داغ اور فرحت بخش، لیکن صاف و شفاف اور چمکدار ہونے میں شیشے کی طرح معلوم ہونگے۔ ان کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئیگی۔

۱۹ ۔ یعنی جنتی کو جس قدر پینے کی خواہش ہو گی ٹھیک اس کے اندازے کے موافق بھرے ہوں گے کہ نہ کمی رہے نہ بچے۔ یا بہشتیوں نے اپنے دل سے جیسا اندازہ کر لیا ہو گا بلاکم و کاست اسی کے موافق آئینگے۔

۲۰ ۔ یعنی ایک جام شراب وہ تھا جس کی ملونی کافور ہے۔ دوسرا وہ ہوگا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ مگر یہ دنیا کی سونٹھ نہ سمجھئے وہ ایک چشمہ ہے جنت میں جس کو سلسبیل کہتے ہیں۔ سونٹھ کی تاثیر گرم ہے اور وہ حرارت عزیزیہ میں انتعاش پیدا کرتی ہے۔ عرب کے لوگ اس کو بہت پسند کرتے تھے۔ بہرحال کسی خاص مناسبت سے اس ۔ اس نام کے معنی ہیں پانی صاف بہتا ہوا۔ کذا فی الموضح۔ ۲۱

۔ یعنی ہمیشہ لڑکے رہیں گے یا جنتیوں سے کبھی چھینے نہ جائیں گے۔ ۲۲

۲۳ ۔ یعنی اپنے حسن و جمال صفائی اور آب و تاب میں اِدھر اُدھر پھرتے ہوئے ایسے خوش منظر معلوم ہونگے گویا بہت سے چمکدار خوبصورت موتی زمین پر بکھیر دیئے گئے۔

۲۴ ۔ یعنی جنت کا حال کیا کہا جائے، کوئی دیکھے تو معلوم ہو کہ کیسی عظیم الشان نعمت اور کتنی بھاری بادشاہت ہے جو ادنیٰ ترین جنتی کو نصیب ہوگی۔ { رزقنا اللہ منھا بمنہ وفضلہ }۔

۔ یعنی باریک اور دبیز دونوں قسم کے ریشم کے لباس جنتیوں کو ملیں گے۔ ۲۵

۲۶ ۔ اس سورت میں تین جگہ چاندی کے برتنوں اور زیور وغیرہ کا ذکر آیا ہے۔ دوسری جگہ سونے کے بیان کئے گئے ہیں۔ ممکن ہے یہ بھی ہوں اور وہ بھی، کسی کو یہ ملیں، کسی کو وہ۔ یا کبھی یہ کبھی وہ۔

۲۷ ۔ یعنی سب نعمتوں کے بعد شراب طہور کا ایک جام محبوب حقیقی کی طرف سے ملے گا، جس میں نہ نجاست ہوگی نہ کدورت، نہ سرگرانی، نہ بدبو، اس کے پینے سے دل پاک اور پیٹ صاف ہوں گے، پینے کے بعد بدن سے پسینہ نکلے گا جس کی خوشبو مُشک کی طرح مہکنے والی ہوگی۔
۲۸ ۔ یعنی مزید اعزازواکرام اور تطییب قلوب کے لئے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔ تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔ اور محنت ٹھکانے لگی۔ اس کو سن کر جنتی اور زیادہ خوش ہونگے۔

۲۹ ۔ تاکہ آپ کا دل مضبوط رہے اور لوگ بھی آہستہ آہستہ اپنے نیک و بد کو سمجھ لیں۔ اور معلوم کر لیں کہ جنت کن اعمال کی بدولت ملتی ہے۔ اگر اس طرح سمجھانے پر بھی نہ مانیں اور اپنی ضد و عناد ہی پر قائم رہیں تو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر برابر جمے رہئے۔ اور آخری فیصلہ کا انتظار کیجئے۔
۳۰ ۔ عتبہ اور ولید وغیرہ کفار قریش آپ کو دنیوی لالچ دے کر اور چکنی چپڑی باتیں بنا کر چاہتے تھے کہ فرض تبلیغ و دعوت سے باز رکھیں۔ اللہ نے متنبہ فرمادیا۔ کہ آپ ان میں سے کسی کی بات نہ مانیں۔ کیونکہ کسی گنہگار فاسق یا ناشکر کافر کا کہا ماننے سے نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ ایسے شریروں اور بدبختوں کی بات پر کان دھرنا نہیں
۔ یعنی ہمہ وقت اس کو یاد رکھو خصوصًا ان دووقتوں میں سب خرخشوں کا علاج یہی ذکر خدا ہے۔ ۳۱

۔ یعنی نماز پڑھ، شاید مغرب و عشاء مراد ہو یا تہجد۔ ۳۲

۳۳ ۔ اگر { وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْلَہ } سے تہجّد مراد لیا جائے تو یہاں تسبیح سے اس کے معنی متبادر مراد لینگے۔ یعنی شب کو تہجد کے علاوہ بہت زیادہ تسبیح وتہلیل میں مشغول رہیئے اور اگر پہلے مغرب و عشاء مراد تھی تو یہاں تسبیح سے تہجد مراد لے سکتے ہیں۔
۳۴ ۔ یعنی یہ لوگ جو آپ کی نصیحت و ہدایت قبول نہیں کرتے اس کا سبب حب دنیا ہے۔ دنیا چونکہ جلد ہاتھ آنیوالی چیز ہے اسی کو یہ چاہتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن سے غفلت میں ہیں۔ اس کی کچھ فکر نہیں۔ بلکہ اس کے آنے کا یقین بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ مرکر جب گل سڑگئے پھر کون دوبارہ ہم کو ایسا ہی بنا کر کھڑا کر دیگا؟ آگے اس کا جواب دیا
۳۵ ۔ یعنی اوّل پیدا ہم نے کیا اور سب جوڑبند درست کئے۔ آج ہماری وہ قدرت سلب نہیں ہوگئ۔ ہم جب چاہیں ان کی موجودہ ہستی کو ختم کرکے دوبارہ ایسی ہی ہستی بنا کر کھڑی کر دیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ لوگ نہ مانیں گے تو ہم قادر ہیں کہ جب چاہیں ان کی جگہ دوسرے ایسے ہی آدمی لے آئیں جو ان کی طرح سرکش نہ ہونگے۔
۳۶ ۔ یعنی جبر وزور سے منوا دینا آپ کا کام نہیں، قرآن کے ذریعہ نصیحت کر دیجئے۔ آگے ہر ایک کو اختیار ہے جس کا جی چاہے اپنے رب کی خوشنودی تک پہنچنے کا راستہ بنا رکھے۔

۳۷ ۔ یعنی تمہارا چاہنا بھی اللہ کے چاہے بدون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بندہ کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے وہ جانتا ہے کہ کس کی استعداد و قابلیت کس قسم کی ہے اسی کے موافق اس کی مشیت کام کرتی ہے۔ پھر وہ جس کو اپنی مشیت سے راہ راست پر لائے، اور جس کو گمراہی میں پڑا چھوڑدے عین صواب وحکمت ہے۔
۳۸ ۔ یعنی جن کی استعداد اچھی ہو گی ان کو نیکی پر چلنے کی توفیق دیگا۔ اور اپنی رحمت و فضل کا مستوجب بنائیگا۔
تم سورۃ الانسان وللہ الحمد والمنہ۔

۱ ۔ یعنی اوّل ہوا نرم اور خوشگوار چلتی ہے، جس سے مخلوق کی بہت سی توقعات اور منافع وابستہ ہوتے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد وہی ہوا ایک تند آندھی اور طوفانی جھکڑ کی شکل اختیار کرکے وہ خرابی اور غضب ڈھاتی ہے کہ لوگ بلبلا اٹھتے ہیں۔ یہی مثال دنیا و آخرت کی سمجھو کتنے ہی کام ہیں جن کو لوگ فی الحال مفید اور نافع تصوّر کرتے ہیں اور

۲ ۔ یعنی ان ہواؤں کی قسم جو بخارات وغیرہ کو اٹھا کر اوپر لے جاتی ہیں اور ابر کو ابھار کر جوّ میں پھیلا دیتی ہیں پھر جہاں جہاں پہنچانا ہے اللہ کے حکم سے اس کے حصے کر کے بانٹتی ہیں اور بارش کے بعد بادلوں کو پھاڑ کر ادھر اُدھر متفرق کرتی ہیں اور کچھ ابر کے ساتھ مخصوص نہیں، ہوا کی عام خاصیت یہ ہے کہ اشیاء کی کیفیات مثلًا خوشبو،
۳ ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے { فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا } سے بھی ہوائیں مراد لی ہیں کیونکہ وحی کی آواز کا لوگوں کے کانوں تک پہنچانا بھی ہوا کے ذریعہ سے ہے۔ (تنبیہ) { الْمُرْسَلٰتِ } { الْعٰصِفٰتِ } { النّٰشِرٰتِ } { الْفٰرِقٰتِ } { الْمُلْقِيٰتِ } پانچوں کا مصداق کسی نے ہواؤں کو ٹھہرایا ہے، کسی نے فرشتوں کو، کسی نے پیغمبروں کو، اور بعض مفسرّین نے پہلی چار
۴ ۔ حضرت شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں "کہ (وحی سے) کافروں کا الزام اتارنا منظور ہے کہ (سزا کے وقت) نہ کہیں ہم کو خبر نہ تھی اور جن کی قسمت میں ایمان ہے ان کو ڈ رسنانا تا ایمان لائیں" اور حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ جو کلام الہٰی امرونہی اور عقائد و احکام پر مشتمل ہے۔ وہ عذر کرنے کے واسطے ہے، تا اعمال کی بازپرس کے وقت اس
۔ یعنی قیامت کا اور آخرت کے حساب وکتاب اور جزا و سزا کا وعدہ۔ ۵

۶ ۔ یعنی تارے بے نور ہو جائیں، آسمان پھٹ پڑیں اور پھٹنے کی وجہ سے ان میں دریچیاں اور جھروکے سے نظر آنے لگیں۔

۔ یعنی روئی کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں۔ ۷

۔ تا آگے پیچھے وقت مقرر کے موافق اپنی اپنی امتوں کے ساتھ رب العزت کی سب سے بڑی پیشی میں حاضر ہوں۔ ۸

۹ ۔ یعنی جانتے ہو؟ ان امور کو کس دن کے لئے اٹھا رکھا ہے؟ اس دن کے لئے جس میں ہر بات کا بالکل آخری اور دوٹوک فیصلہ ہوگا۔ بیشک اللہ چاہتا تو ابھی ہاتھوں ہاتھ ہر چیز کا فیصلہ کر دیتا۔ لیکن اس کی حکمت مقتضی نہیں ہوئی کہ ایسا کیا جائے۔

۱۰ ۔ یعنی کچھ مت پوچھو، فیصلہ کا دن کیا چیز ہے۔ بس یہ سمجھ لو، کہ جھٹلانے والوں کو اس روز سخت تباہی اور مصیبت کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ جس چیز کی انہیں امید نہ تھی جب وہ یکایک اپنی ہولناک صورت میں آن پہنچے گی تو ہوش پرّاں ہو جائیں گے، اور حیرت و ندامت سے حواس باختہ ہونگے۔

۱۱ ۔ منکرین قیامت سمجھتے تھے کہ بڑی دنیا کہاں ختم ہوتی ہے؟ بھلا کون باور کریگا کہ سب آدمی بیک وقت مرجائیں گے اور نسل انسانی بالکل نابود ہو جائے گی؟ یہ دوزخ اور عذاب کے ڈراوے سب فرضی اور بناوٹی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا جواب دیا کہ پہلے کتنے آدمی مر چکے اور کتنی قومیں اپنے گناہوں کی پاداش میں تباہ کی جاچکی ہیں۔ پھر
۱۲ ۔ یعنی جو قیامت کی آمد کو اس لئے جھٹلاتے تھے کہ سب انسان ایک دم کیسے فنا کر دیئے جائیں گے اور کس طرح سب مجرموں کو بیک وقت گرفتار کرکے سزا دیں گے۔

۱۳ ۔ یعنی ایک ٹھہراؤ کی جگہ میں محفوظ رکھا۔ مراد اس سے رحم مادر ہے جسے ہمارے محاورات میں بچہ دان کہتے ہیں۔

۔ اکثر وہاں ٹھہرنے کی مدت نو مہینے ہوتی ہے۔ ۱۴

۱۵ ۔ یعنی اس پانی کی بوند کو بتدریج پورا کر کے انسان عاقل بنا دیا۔ اس سے ہماری قدرت اور سکت کو سمجھ لو۔ تو اسی انسان کو مرنے کے بعد ہم دوبارہ زندہ نہیں کرسکتے؟ (تنبیہ) بعض نے "قدرنا" کے معنی اندازہ کرنے کے لئے ہیں۔ یعنی "اندازہ کیا ہم نے" اور ہم کیا خوب اندازہ کرنے والے ہیں کہ اتنی مدت میں کوئی ضروری چیز رہ نہیں جاتی اور
۱۶ ۔ جو یوں کہا کرتے تھے کہ مٹی میں مل کر جب ہماری ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، پھر کس طرح زندہ کر دیئے جائیں گے؟ اس وقت اپنے ان لچر پوچ شبہات پر شرمائیں گے۔ اور ندامت سے ہاتھ کاٹیں گے۔

۱۷ ۔ یعنی زندہ مخلوق اسی زمین پر بسر کرتی ہے اور مردے بھی اسی مٹی میں پہنچ جاتے ہیں۔ انسان کو زندگی بھی اسی خاک سے ملی اور موت کے بعد بھی یہی اس کا ٹھکانا ہوا۔ تو دوبارہ اسی خاک سے اس کو اٹھا دینا کیوں مشکل ہوگا۔

۱۸ ۔ یعنی اسی زمین میں پہاڑ جیسی وزنی اور سخت چیز پیدا کر دی جو اپنی جگہ سے ذرا جنبش نہیں کھاتے اور اسی زمین میں پانی کے چشمے جاری کر دیئے جو نرم و سیّال ہونے کی وجہ سے برابر بہتے رہتے ہیں، اور بڑی سہولت سے پینے والے کو سیراب کرتے ہیں۔ پس جو خدا اس حقیر زمین میں اپنی قدرت کے متضاد نمونے دکھلاتا ہے اور
۱۹ ۔ یعنی جو سمجھتے تھے کہ ایک جگہ اور ایک وقت میں تمام اولین و آخرین کی اثابت و تعذیب کے اس قدر مختلف اور متضاد کام کیونکر سرانجام پائیں گے۔

۔ یعنی قیامت کے دن یوں کہا جائیگا۔ ۲۰

۲۱ ۔ قتادہ وغیرہ سے مروی ہے کہ کافروں کے سایہ کے لئے ایک دھواں دوزخ سے اٹھیگا، جو پھٹ کر کئ ٹکڑے ہوجائے گا کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کو تین طرف سے گھیرے گا۔ ایک ٹکڑا سر کے اوپر سائبان کی طرح ٹھہریگا۔ دوسرا ٹکڑا داہنے اور تیسرا بائیں ہو جائےگا۔ حساب سے فارغ ہونے تک وہ لوگ اسی سایہ کے نیچے رہینگے۔
۲۲ ۔ یعنی محض برائے نام سایہ ہوگا، گہری چھاؤں نہیں ہوگی۔ جس سے آفتاب کی گرمی یا آگ کی تپش سے نجات ملے یا اندر کی گرمی اور پیاس میں کمی ہو۔

۔ یعنی اونچی ہوتی ہیں، چنگاریاں بڑے اونچے محل کے برابر یا اس کے انگارے کلانی میں محل کے برابر ہوں گے۔ ۲۳

۲۴ ۔ یعنی اگر قصر کے ساتھ تشبیہ بلندی میں تھی تو اونٹ کے ساتھ کلانی میں ہوگی۔ اور اگر وہ تشبیہ کلانی میں ہو تو { كَاَنَّہ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ } کا مطلب یہ ہوگا کہ ابتداءً چنگاریاں محل کے برابر ہوں گی، پھر ٹوٹ کر اور چھوٹی ہو کر اونٹ کے برابر ہو جائیں گی۔ یا اونٹ کے ساتھ رنگت میں تشبیہ ہو، لیکن اس صورت میں { جِمٰلَتٌ صُفْرٌ } کا ترجمہ جنہوں
۔ جو سمجھتے تھے کہ قیامت آنے والی نہیں اور اگر آئی تو ہم وہاں بھی آرام سے رہینگے۔ ۲۵

۲۶ ۔ یعنی محشر کے بعض مواطن میں بالکل بول نہ سکیں گے اور جن مواطن میں بولیں گے وہ نافع نہ ہوگا۔ اس لحاظ سے بولنا نہ بولنا برابر ہوا۔

۔ کیونکہ معذرت اور توبہ کے قبول ہونے کا وقت گزر گیا۔ ۲۷

۲۸ ۔ یعنی جنہوں نے دنیا کی عدالتوں پر قیاس کرکے سمجھ رکھا ہوگا کہ اگر ایسا موقع پیش آگیا وہاں بھی زبان چلا کر اور کچھ عذر معذرت کرکے چھوٹ جائیں گے۔

۔ تا سب کو اکٹھا کرکے پھر الگ الگ کر دیں اور آخری فیصلہ سنائیں۔ ۲۹

۳۰ ۔ لو! سب کو ہم نے یہاں جمع کر دیا آپس میں مل کر اور مشورے کرکے جو داؤ تدبیر ہماری گرفت سے نکلنے کی کر سکتے ہو کر دیکھو! دنیا میں حق کو دبانے کی بہت تدبیریں کی تھیں۔ آج ان میں سے کوئی یاد کرو۔

۳۱ ۔ جو دوسروں پر بھروسہ کئے ہوئے تھے کہ وہ کسی نہ کسی طرح ہم کو چھڑا لیں گے اور بعض گستاخ تو دوزخ کے فرشتوں کی تعداد انیس سن کر یہاں تک کہہ گذرتے تھے کہ ان میں سے سترہ کو میں اکیلا کافی ہوں۔

۔ یعنی اوّل عرش کے پھر جنت کے سایوں میں۔ ۳۲

۳۳ ۔ مکذبین کے مقابل یہ متقین کا حال بیان فرمادیا کہ { الاشیاء تعرف باضدادہا }۔

۳۴ ۔ جو دنیا میں مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ اگر مرنے کے بعد دوسری زندگی ہے تو وہاں بھی ہم تم سے اچھے رہیں گے۔ اب ان کو عیش میں اور اپنے کو تکلیف میں دیکھ کر اور زیادہ جلیں گے اور ذلیل و رسوا ہوں گے۔

۳۵ ۔ یہ خطاب مکذبین کو ہے کہ چند روز اور مزے اڑا لو۔ آخر یہ کھایا پیا بہت بری طرح نکلے گا۔ کیونکہ تم اللہ کے مجرم ہو جس کی سزا حبس دوام اور عذاب الیم کے سوا کچھ نہیں۔ گویا { کُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا } فرمانا ایسا ہوا جیسے ایک مجرم کو جس کے لئے پھانسی کا حکم ہو چکا ہو، پھانسی دینے سے قبل کہہ دیتے ہیں کہ کوئی خواہش ہو تو ظاہر کرو تا اس
۳۶ ۔ جو دنیا کے عیش و بہار اور لذتوں پر ریجھ رہے تھے، یہ خبر نہ تھی کہ جس چیز کو پھولوں کا ہار سمجھ کر گلے میں ڈال رہے ہیں وہ کالا ناگ ہے۔

۔ یعنی نماز میں یا اللہ کے عام احکام کے سامنے۔ ۳۷

۳۸ ۔ اس دن پچھتائیں گے کہ دنیا میں احکام الہٰی کے سامنے کیوں نہ جھکے۔ وہاں سر جھکاتے تو آج یہاں سر بلند ہوتے۔

۳۹ ۔ یعنی قرآن سے بڑھ کر کامل اور مؤثر بیان کس کا ہوگا۔ اگر یہ مکذبین اس پر یقین نہیں لاتے تو اور کس بات پر ایمان لائیں گے؟ کیا قرآن کے بعد کسی اور کتاب کے منتظر ہیں جو آسمان سے اتریگی؟
تم سورۃ المرسلات وللہ الحمد والمنہ و بہ التوفیق والعصمۃ۔
۱ ۔ یعنی لوگ کس بات کا کھوج لگانے اور کس چیز کی تحقیق و تفتیش میں مشغول ہیں۔ کیا ان میں ایسی استعداد ہے کہ بہت پوچھ پاچھ کرنے سے وہ چیز ان کی سمجھ میں آجائیگی؟ ہر گز نہیں۔ یا مطلب ہے کہ کفار جو ازراہ انکار و استہزاء آپس میں ایک دوسرے سے نیز پیغمبر اور مومنین سے سوال کرتے ہیں کہ ہاں صاحب! وہ قیامت کب آئیگی؟ اتنی دیر

۲ ۔ یعنی قیامت کی خبر جس میں لوگوں کا اختلاف ہے، کوئی اُس کے آنے پر یقین رکھتا ہے، کوئی منکر ہے کوئی شک میں پڑا ہے کوئی کہتا ہے بدن اُٹھیگا، کوئی کہتا ہے کہ سب عذاب وثواب رُوح پر گزرےگا بدن سے کچھ تعلق نہیں الی غیرذٰلک من الاختلافات۔

۳ ۔ یعنی پیغمبروں نے ابتداء دنیا سے آج تک بہت کچھ سمجھایا، مگر لوگ اپنے اختلافات اور پوچھ پاچھ سے ہرگز ہرگز باز آنیوالے نہیں۔اب قریب ہے کہ وہ ہولناک منظر ان کے سامنے آجائے اُس وقت جان لیں گے کہ قیامت کیا چیز ہے اور اُن کے سوالات و اختلافات کی حیثیت کیا تھی۔
۔ جس پر سکون و اطمینان سے آرام کرتے اور کروٹیں بدلتے ہیں۔ ۴

۵ ۔ جیسا کسی چیز میں میخ لگا دینے سے وہ چیز اپنی جگہ سے نہیں ہلتی۔ایسے ہی ابتداء میں زمین جو کانپتی اور لرزتی تھی اللہ نے پہاڑپیدا کرکے اُس کے اضطراب اور کپکپی کو دور کیا۔گویا زمین کو ایک طرح کا سکون پہاڑوں سے حاصل ہوا۔
۶ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا
اِلَیْھَا }۔ (روم رکوع۳)۔ یا ازواج سے مراد طرح طرح کی اشکال والوان و غیرہ۔

۷ ۔ یعنی دن بھر کی دوڑدھوپ سے تھک کر جب آدمی نیند لیتا ہے تو سب تعب اور تھکان دور ہو جاتا ہے۔گویا نیند نام ہی سکون واستراحت کا ہے، آگے نیند کی مناسبت سے رات کا ذکر کرتے ہیں۔

۸ ۔ جیسے آدمی کپڑا اوڑھ کر اپنے بدن کو چھپالیتا ہے۔اسی طرح رات کی تاریکی مخلوق کی پردہ داری کرتی ہے اور جو کام چھپانے کے لائق ہوں عمومًا رات کے اندھیرے میں کیے جاتے ہیں اور حسّی طور پر بھی شب کو کپڑا اوڑھنے کی ضرورت دن سے زیادہ ہوتی ہے۔کیونکہ نسبتً وہ وقت خنکی اور ٹھنڈک کا ہوتا ہے۔
۹ ۔ یعنی عمومًا کاروبار اور کمائی کے دھندے دن میں کیے جاتے ہیں جن کا مقصد یہ ہی ہے کہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی حوائج کی طرف سے دل کو سکون و اطمینان نصیب ہو۔ آگے رات دن کی مناسبت سے آسمانوں اور سورج کا ذکر فرماتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ زمین کے مقابل آسمان کا بیان ہے۔
۔ یعنی سات آسمان بہت مضبوط بنائے جن میں آج تک اس قدر مدت گزرنے کے باوجود کوئی رخنہ نہیں پڑا۔ ۱۰

۔ یعنی آفتاب جس میں روشنی اور گرمی دونوں وصف موجود ہیں۔ ۱۱

۔ نچڑنے والی بدلیاں یانچوڑنے والی ہوائیں۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی نہایت گنجان اور گھنے باغ، یا یہ مراد ہو کہ ایک ہی زمین میں مختلف قسم کے درخت اور باغ پیدا کیے (تنبیہ)
قدرت کی عظیم نشانیاں بیان فرماکر بتلا دیا کہ جو خدا ایسی قدرت و حکمت والا ہے کیا اسے تمہارا دوسری مرتبہ پیدا
کر دینا اور حساب وکتاب کے لئے اٹھانا کچھ مشکل ہوگا؟ اور کیا اس کی حکمت کے یہ بات منافی نہ ہو گی کہ اتنے بڑے
۱۴ ۔) فیصلے کا دن وہ ہو گا جس میں نیک کو بد سے بالکلیہ الگ کر دیا جائے کہ کسی قسم کا اشتراک و اجتماع باقی نہ
رہے۔ ہر نیکی اپنے معدن میں اور ہر بدی اپنے مرکز پر جا پہنچے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کامل امتیازوافتراق اس دنیا میں نہیں
ہوسکتا کیونکہ یہاں رہتے ہوئے زمین، آسمان، چاند، سورج، رات، دن، سونا جاگنا، بارش بادل، باغ کھیت، اور بیوی بچے
۔ یعنی کثرت سے الگ الگ جماعتیں اور ٹولیاں بن کر جن کی تقسیم ان کے ممتاز عقائد و اعمال کی بناء پر ہو گی۔ ۱۵

۱۶ ۔ یعنی آسمان پھٹ کر ایسا ہو جائیگا گویا دروازے ہی دروازے ہیں۔ شاید اس کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ
فرمایا { یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَنْزِیْلًا } (فرقان رکوع۳)۔

۱۷ ۔ جیسے چمکتی ریت پر دور سے پانی کا گمان ہوجاتا ہے، ایسے ہی ان پر پہاڑوں کا گمان ہو گا حالانکہ واقع میں وہ
پہاڑ نہیں رہینگے، محض ریت کے تودے رہ جائیں گے۔

۔ یعنی دوزخ شریروں کی تاک میں ہے اور ان ہی کا ٹھکانا ہے۔ ۱۸

۔ جن کا کوئی شمار نہیں۔قرن پہ قرن گزرتے چلے جائینگے اور ان کی مصیبت کا خاتمہ نہ ہو گا۔ ۱۹

۲۰ ۔ یعنی نہ ٹھنڈک کی راحت پائیں گے نہ کوئی خوشگوار چیز پینے کو ملیگی۔ ہاں گرم پانی ملیگا جس کی سوزش سے
منہ جھلس جائیں گے اور آنتیں کٹ کر پیٹ سے باہر آ پڑینگی اور دوسری چیز پیپ ملیگی جو دوزخیوں کے زخموں سے
نکل کر بہے گی۔ اعاذنااللہ منہا ومن سائر انواع العذاب فی الدنیا والآخرۃ۔

۲۱ ۔ یعنی جس چیز کی امید ان کو نہ تھی وہ ہی سامنے آئی ۔اور جس بات کو جھٹلاتے تھے آنکھوں سے دیکھ لی اب
دیکھیں کیسے جھٹلاتے اور مکرتے ہیں۔

۲۲ ۔ یعنی ہرچیز اللہ کے علم میں ہے اور اسی علم محیط کے موافق دفاتر میں باقاعدہ مندرج ہے کوئی نیک وبد عمل اس
کے احاطہ سے باہر نہیں۔ رتی رتی کا بھگتان کیا جائیگا۔

۲۳ ۔ یعنی جیسے تم تکذیب و انکار میں برابر بڑھتے چلے گئے اور اگر بے اختیار موت نہ آجاتی تو ہمیشہ بڑھتے ہی
چلے جاتے۔اب پڑے عذاب کا مزہ چکھتے رہو، ہم بھی عذاب بڑھاتے ہی چلے جائیں گے، جس میں کبھی تخفیف نہ ہو
گی۔

۔ یعنی نوخاستہ عورتیں جن کی جوانی پورے اُبھار پر ہوگی اور سب ایک ہی سن وسال کی ہونگی۔ ۲۴

۔ یعنی شراب طہور کے لبریز جام۔ ۲۵

۲۶ ۔ یعنی جنّت میں بیہودہ بکواس یاجھوٹ فریب کچھ نہ ہوگا۔ نہ کوئی کسی سے جھگڑیگا کہ جھوٹ بولنے اور مکرنے کی ضرورت پیش آئے۔

۔ یعنی رتی رتی کا حساب ہو کر بدلہ ملیگا اور بہت کافی بدلہ ملیگا۔ ۲۷

۲۸ ۔ یہ بدلہ بھی محض بخشش اور رحمت سے ہے ورنہ ظاہر ہے اللہ پر کسی کا قرض یا جبر نہیں۔ آدمی اپنے عمل کی بدولت عذاب سے بچ جائے یہ ہی مشکل ہے۔ رہی جنت، وہ تو خالص اس کے فضل ورحمت سے ملتی ہے اس کو ہمارے عمل کا بدلہ قرار دینا یہ دوسری ذرہ نوازی اور عزت افزائی ہے۔
۔ یعنی باوجوداس قدر لطف ورحمت کے عظمت وجلال ایسا ہے کہ کوئی اسکے سامنے لب نہیں ہلا سکتا۔ ۲۹

۳۰ ۔ روح فرمایا جانداروں کو یا "رُوح القدس" (جبریل) مراد ہوں اور بعض مفسرین کے نزدیک وہ رُوح اعظم مراد ہے جس سے بیشمار روحوں کا انشعاب ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۱ ۔ یعنی اس کے دربار میں جو بولے گا اس کے حکم سے بولے گا اور بات بھی وہ ہے کہے گا جو ٹھیک اور معقول ہو مثلًا کسی غیر مستحق کی سفارش نہ کرے گا۔ مستحق سفارش کے وہ ہی ہیں جنہوں نے دنیا میں سب باتوں سے زیادہ سچّی اور ٹھیک بات کہی تھی یعنی لاالہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ۔
۔ یعنی وہ دن آنا تو ضروری ہے۔اب جو کوئی اپنی بہتری چاہے اس وقت کی تیاری کر رکھے۔ ۳۲

۔ یعنی سب اچھے برے۔اگلے پچھلے اعمال سامنے ہونگے۔ ۳۳

۔ یعنی مٹی ہی رہتا، آدمی نہ بنتا، کہ آدمی بن کر ہی اس حساب و کتاب کی مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا۔ ۳۴

۔ یعنی ان فرشتوں کی قسم جو کافر کی رگوں میں گھس کر اس کی جان سختی سے گھسیٹ کر نکالیں۔ ۱

۲ ۔ یعنی جو فرشتے مؤمن کے بدن سے جان کی گرہ کھول دیں، پھر وہ اپنی خوشی سے عالم پاک کی طرف دوڑے جیسے کسی کے بند کھول دیے جائیں تو آزاد ہو کر بھاگتا ہے۔ مگر یاد رہے یہ ذکر روح کا ہے بدن کا نہیں، نیک خوشی سے عالم قدس کی طرف دوڑتا ہے، بد بھاگتا ہے، پھر گھسیٹا جاتا ہے۔

۳ ۔ یعنی جو فرشتے روحوں کو لے کر زمین سے آسمان کی طرف اس سرعت وسہولت سے چلتے ہیں گویا بے روک ٹوک پانی پر تیر رہے ہیں۔ پھران ارواح کے باب میں جو خدا کا حکم ہوتا ہے اس کے امتثال کے لئے تیزی کے ساتھ دوڑ کر آگے بڑھتے ہیں۔
۴ ۔ یعنی اس کے بعد ان ارواح کے متعلق ثواب کا حکم ہو یا عقاب کا دونوں امروں میں سے ہر امر کی تدبیر و انتظام کرتے ہیں یا مطلقًا وہ فرشتے مراد ہوں جو عالم تکوین کی تدبیر و انتظام پر مسلط ہیں۔ والظاہر ہو الاول { النّٰزِعٰتِ } { وَّالنّٰشِطٰتِ } وغیرہ کی تعیین میں بہت اقوال ہیں۔ ہم نے مترجم مذاق پر تقریر کر دی۔

۵ ۔ یعنی زمین میں بھونچال آئے پہلی دفعہ صور پھونکنے سے۔

۶ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی لگاتار یکے بعد دیگرے، بھونچال چلے آئیں اور اکثر مفسرین نے "رادفۃ " سے صور کا دوسرا نفخہ مراد لیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۷ ۔ یعنی اضطراب اور گھبراہٹ سے دل دھڑکتے ہونگے اور ذلت وندامت کے مارے آنکھیں جھک رہی ہونگی۔

۸ ۔ یعنی قبر کے گڑھے میں پہنچ کر کیا پھر ہم الٹے پاؤں زندگی کی طرف واپس کیے جائیں گے۔ ہم تو نہیں سمجھ سکتے کہ کھوکھری ہڈیوں میں دوبارہ جان پڑجائیگی۔ ایسا ہوا تو یہ صورت ہمارے لئے بڑے ٹوٹے اور خسارہ کی ہو گی۔ کیونکہ ہم نے اس زندگی کے لئے کوئی سامان نہیں کیا" یہ تمسخر سے کہتے تھے یعنی مسلمان ہماری نسبت ایسا

۹ ۔ یعنی یہ لوگ اسے بہت مشکل کام سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے ہاں یہ سب کام دم بھر میں ہو جائینگے جہاں ایک ڈانٹ پلائی یعنی صور پھونکا اسی وقت بلا توقف سب اگلے پچھلے میدان حشر میں کھڑے دکھائی دینگے۔ آگے اُس کی ایک مختصر سی جھڑکی اور معمولی سی ڈانٹ کا ذکر کیا جاتا ہے جو دنیا میں ایک بڑے متکبر کو دی گئ تھی۔ یا یوں

۱۰ ۔ یہ قصّہ کئ جگہ مفصل گزر چکا۔

۱۱ ۔ یعنی کوہ طور کے پاس۔

۱۲ ۔ یعنی اگر تجھے سنور نے کی خواہش ہو تو میں اللہ کے حکم سے سنوار سکتا ہوں اور ایسی راہ بتا سکتا ہوں جس پر چلنے سے تیرے دل میں اللہ کا خوف اور اس کی کامل معرفت جم جائے کیونکہ خوف کا ہونا بدون کمال معرفت کے متصور نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی بعثت کا مقصد فرعون کی اصلاح بھی تھی۔ محض بنی اسرائیل کو قید سے

۱۳ ۔ یعنی وہاں پہنچ کر اللہ کا پیغام پہنچایا اور اس پر حجت تمام کرنے کے لئے وہ سب سے بڑا معجزہ عصا کے اژدہا بننے کا دکھلایا۔

۱۴ ۔ یعنی وہ ملعون ماننے والا کہاں تھا۔ اس فکر میں چلا کہ لوگوں کو جمع کرے اور جادوگروں کو تلاش کرکے بلوائے کہ وہ موسیٰ کے معجزات کا مقابلہ کریں۔

۔ یعنی سب سے بڑارب تو میں ہوں۔ یہ موسٰی کس کا بھیجا ہوا آیا ہے۔ ۱۵

۔ یعنی یہاں پانی میں ڈوبا، وہاں آگ میں جلے گا۔ ۱۶

۱۷ ۔ یعنی اس قصّہ میں بہت سی باتیں سوچنے اور عبرت پکڑنے کی ہیں بشرطیکہ آدمی کے دل میں تھوڑا بہت ڈرہو۔ (ربط) موسٰی اور فرعون کا قصہ درمیان میں استطراداً آگیا تھا۔ آگے پھر اسی مضمون قیامت کی طرف عود کرتے ہیں۔

۱۸ ۔ یعنی تمہارا پیدا کرنا (اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد) آسمان و زمین اور پہاڑوں کے پیدا کرنے سے زیادہ مشکل تو نہیں۔ جب اتنی بڑی بڑی چیزوں کا خالق اس کو مانتے ہو، پھر اپنی دوبارہ پیدائش میں کیوں تردد ہے۔

۱۹ ۔ یعنی آسمان کو خیال کرو۔ کس قدر اونچا، کتنا مضبوط، کیسا صاف، ہموار اور کس درجہ مرتب و منظّم ہے کس قدر زبردست انتظام اور باقاعدگی کے ساتھ اس کے سورج کی رفتار سے رات اور دن کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ رات کی اندھیرے میں اس کا سماں کچھ اور ہے اور دن کے اجالے میں ایک دوسری ہی شان نظرآتی ہے۔
۲۰ ۔ آسمان اور زمین میں پہلے کون پیدا کیا گیا؟ اس کے متعلق ہم پیشتر کسی جگہ کلام کر چکے ہیں غالباً سورۃ "فصلت" میں (تنبیہ) "دحیٰ " کے معنی راغب نے کسی چیز کو اس کے مقر (جائے قرار) سے ہٹا دینے کے لکھے ہیں۔ تو شاید اس لفظ میں اُدھر اشارہ ہو جو آج کل کی تحقیق ہے کہ زمین اصل میں کسی بڑے جرم سماوی کا ایک حصّہ ہے
۔ یعنی دریا اور چشمے جاری کیے۔ پھر پانی سے سبزہ پیدا کیا۔ ۲۱

۲۲ ۔ یعنی جو اپنی جگہ سے جنبش نہیں کھاتے اور زمین کو بھی بعض خاص قسم کے اضطرابات سے محفوظ رکھنے والے ہیں۔

۲۳ ۔ یعنی یہ انتظام نہ ہو تو تمہارا اور تمہارے جانوروں کا کام کیسے چلے۔ ان تمام اشیاء کا پیدا کرنا تمہاری حاجت روائی اور راحت رسانی کے لئے ہے۔ چاہئے کہ اس منعم حقیقی کا شکرادا کرتے رہو۔ اور سمجھو کہ جس قادر مطلق اور حکیم برحق نے ایسے زبردست انتظامات کیے ہیں کیا وہ تمہاری بوسیدہ ہڈیوں میں روح نہیں پھونک سکتا۔ لازم ہے

۲۴ ۔ یعنی دوزخ کو اس طرح منظر عام پر لائیں گے کہ ہر دیکھنے والا دیکھ سکیگا۔ کوئی آڑپہاڑ درمیان میں حائل نہ رہیگا۔

۔ یعنی دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اسے بہتر سمجھ کر اختیار کیا اور اسے بھلا دیا۔ ۲۵

۲۶ ۔ یعنی جو اس بات کا خیال کر کے ڈراکہ مجھے ایک روز اللہ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہونا ہے اور اسی ڈر سے اپنے نفس کی خواہش پر نہ چلا۔ بلکہ اسے روک کر اپنے قابو میں رکھا اور احکام الٰہی کے تابع بنایا تو اس کا ٹھکانا بہشت کے سوا کہیں نہیں۔

۔ یعنی آخر وہ گھڑی کب آئیگی اور قیامت کب قائم ہو گی۔ ۲۷

۲۸ ۔ یعنی اس کا وقت ٹھیک متعین کر کے بتلانا آپ کا کام نہیں کتنے ہی سوال جواب کرو۔ آخرکار اس کا علم خدا ہی پر حوالہ کرنا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "پوچھتے پوچھتے اسی تک پہنچنا ہے پیچھے سب بے خبر ہیں"۔

۲۹ ۔ یعنی آپ کا کام قیامت کی خبر سنا کر لوگوں کو ڈرا دینا ہے۔ اب جس کے دل میں اپنے انجام کی طرف سے کچھ خوف ہو گا یا خوف آخرت کی استعداد ہو گی وہ سن کر ڈریگا اور ڈرکر تیاری کریگا۔ گویا آپ کا ڈرانا نتیجہ کے اعتبار سے صرف اُن ہی لوگوں کے حق میں ہوا جو اس سے منتفع ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں ورنہ نااہل لوگ تو انجام سے
۳۰ ۔ یعنی اب تو شور مچا رہے ہیں کہ قیامت کے آنے میں دیر کیوں ہے جلد کیوں نہیں آجاتی۔ مگر اس وقت معلوم ہو گا کہ بہت جلد آئی بیچ میں دیر کچھ نہیں لگی۔

۱ ۔ آنحضرت بعض سرداران قریش کو مذہب اسلام کے متعلق کچھ سمجھا رہے تھے۔ اتنے میں ایک نابینا مسلمان (جن کو ابن اُم مکتوم کہتے ہیں) حاضر خدمت ہوئے اور اپنی طرف متوجہ کرنے لگے کہ فلاں آیت کیونکر ہے یارسول اللہ مجھے اُس میں سے کچھ سکھائیے جو اللہ نے آپ کو سکھلایا ہے۔ حضرت کو ان کا بے وقت کا پوچھنا گراں گزرا۔ آپ
۲ ۔ یعنی پیغمبر نے ایک اندھے کے آنے پر چیں بچیں ہو کر منہ پھیر لیا۔ حالانکہ اس کو اندھے کی معذوری، شکستہ حالی، اور طلب صادق کا لحاظ زیادہ کرنا چاہئیے تھا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ کلام گویا اوروں کے سامنے گلہ ہے رسول کا (اسی لئے بصیغہ غائب ذکر کیا) آگے خود رسول کو خطاب فرمایا ہے"۔ اور محققین کہتے ہیں کہ یہ

۳ ۔ یعنی وہ اندھا طالب صادق تھا۔ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے فیض توجہ سےاس کا حال سنور جاتا اور اس کا نفس مزکیّٰ ہو جاتا۔ یا تمہاری کوئی بات کان میں پڑتی ، اس کو اخلاص سے سوچتا سمجھتا اور آخر وہ بات کسی وقت اسکے کام آجاتی۔

۴ ۔ یعنی جو لوگ اپنے غرور اور شیخی سے حق کی پروا نہیں کرتے اور ان کا تکبر اجازت نہیں دیتا کہ اللہ ورسول کے سامنے جھکیں۔ آپ ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ یہ کسی طرح مسلمان ہو جائیں۔ تاکہ ان کے اسلام کا اثر دوسروں پر پڑے۔ حالانکہ اللہ کی طرف سے آپ پر کوئی الزام نہیں کہ یہ مغرور اور شیخی باز آپ کی ہدایت سے درست

۵ ۔ یعنی اللہ سے ڈرتا ہے یا ڈرلگا ہے کہ آپ کی ملاقات میسر ہو یا نہ ہو، پھر اندھا ہے کوئی پکڑنے والا نہیں۔ اندیشہ ہے کہیں راستہ میں ٹھوکر لگے یا کسی چیز سے ٹکرا جائے یا یہ سمجھ کر کہ آپ کے پاس جارہا ہے دشمن ستانے لگیں۔

۶ ۔ حالانکہ ایسے ہی لوگوں سے امید ہوسکتی ہے کہ ہدایت سے منتفع ہونگے اور اسلام کے کام آئیں گے، کہتے ہیں کہ یہ ہی نابینا بزرگ زرہ پہنے اور جھنڈا ہاتھ میں لئے جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ آخر اسی معرکہ میں شہید ہوئےرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۷ ۔ یعنی متکبر اغنیاء اگر قرآن کو نہ پڑھیں اور اس نصیحت پر کان نہ دھریں تو اپنا ہی براکریں گے۔ قرآن کو ان کی کچھ پروا نہیں۔ نہ آپ کو اس درجہ ان کے درپے ہونے کی ضرورت ہے ایک عام نصیحت تھی سو کر دی گئ جو اپنا فائدہ چاہے اس کو پڑھے اور سمجھے۔

۸ ۔ یعنی کیا ان مغرور سر پھروں کے ماننے سے قرآن کی عزت و وقعت ہو گی؟ قرآن تو وہ ہے جس کی آیتیں آسمان کے اوپر نہایت معزز، بلند مرتبہ اور صاف ستھرے ورقوں میں لکھی ہوئی ہیں اور زمین پر مخلص ایماندار بھی اس کے اوراق نہایت عزت و احترام اور تقدیس وتطہیر کے ساتھ اونچی جگہ رکھتے ہیں۔

۹ ۔ یعنی وہاں فرشتے اس کو لکھتے ہیں اسی کے موافق وحی اترتی ہے اور یہاں بھی اوراق میں لکھنے اور جمع کرنیوالے دنیا کے بزرگ ترین پاکباز نیکو کار اور فرشتہ خصلت بندے ہیں جنہوں نے ہرقسم کی کمی بیشی اور تحریف و تبدیل سے اس کو پاک رکھا ہے۔
۔ یعنی قرآن جیسی نعمت عظمیٰ کی کچھ قدر نہ کی اور اللہ کا حق کچھ نہ پہچانا۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی ذرا اپنی اصل پر تو غور کیا ہوتاکہ وہ پیدا کس چیز سے ہوا ہے؟ ایک ناچیز اور بے قدر قطرہ آب سے جس میں حس و شعور، حسن وجمال اور عقل و ادراک کچھ نہ تھا۔ سب کچھ اللہ نے اپنی مہربانی سے عطا فرمایا جس کی حقیقت کُل اتنی ہو کیا اسے یہ طمطراق زیبا ہے کہ خالق ومنعم حقیقی ایسی عظیم الشان نصیحت اتارے اور یہ بے شرم
۱۲ ۔ یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضاء و قویٰ ایک خاص اسلوب اور اندازے سے رکھے۔ کوئی چیز یونہی بے تکی اور بے ڈھنگی خلاف حکمت نہیں رکھ دی۔

۔ یعنی ایمان و کفر اور بھلے برے کی سمجھ دی یا ماں کے پیٹ میں سے نکالا آسانی سے۔ ۱۳

۱۴ ۔ یعنی مرنے کے بعد اس کی لاش کو قبر میں رکھنے کی ہدایت کر دی۔ تاکہ زندوں کے سامنے یونہی بے حرمت نہ ہو۔

۱۵ ۔ یعنی جس نے ایک مرتبہ جلایا اور مارا۔ اسی کو اختیار ہے کہ جب چاہے دوبارہ زندہ کرکے قبر سے نکالے۔
کیونکہ اس کی قدرت اب کسی نے سلب نہیں کرلی (العیاذ باللہ) بہر حال پیدا کرکے دنیا میں لانا، پھر مارکر برزخ میں لیجانا، پھر زندہ کرکے میدان حشر میں کھڑا کر دینا، یہ امور جس کے قبضہ میں ہوئے کیا اس کی نصیحت سے اعراض
۱۶ ۔ یعنی انسان نے ہر گز اپنے مالک کا حق نہیں پہچانا اور جو کچھ حکم ہوا تھا ابھی تک اس کو بجا نہیں لایا (تنبیہ) ابن کثیر نے { كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَہ } کو { ثُمَّ اِذَاشَآءَ اَنْشَرَہ } سے متعلق رکھا ہے۔ یعنی جب چاہیگا، زندہ کرکے اٹھائیگا۔ ابھی ایسا نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ دنیا کی آبادی کے متعلق اس کا جو حکم کونی وقدری ہے وہ ابھی تک اس نے ختم نہیں
۔ پہلے انسان کے پیدا کرنے اور مارنے کا ذکر تھا۔ اب اُس زندگی اور بقاء کے سامان یاد دلاتے ہیں۔ ۱۷

۱۸ ۔ یعنی ایک گھاس کے تنکے کی کیا طاقت تھی کہ زمین کو چیر پھاڑ کر باہر نکل آتا یہ قدرت کا ہاتھ ہے جو زمین کو پھاڑ کر اس سے طرح طرح کے غلّے، پھل اور سبزے، ترکاریاں وغیرہ باہر نکالتا ہے۔

۔ یعنی بعض چیزیں تمہارے کام آتی ہیں اور بعض تمہارے جانوروں کے۔ ۱۹

۔ یعنی ایسی سخت آواز جس سے کان بہرے ہو جائیں۔ اُس سے مراد نفخ صور کی آواز ہے۔ ۲۰

۲۱ ۔ یعنی اُس وقت ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہو گی، احباب و اقارب ایک دوسرے کو نہ پوچھیں گے بلکہ اس خیال سے کہ کوئی میری نیکیوں میں سے نہ مانگنے لگے یا اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے ایک دوسرے سے بھاگے گا۔

۔ یعنی مومنین کے چہرے نور ایمان سے روشن اور غایت مسرت سے خنداں و فرحاں ہو نگے۔ ۲۲

۲۳ ۔ یعنی کافروں کے چہروں پر کفر کی کدورت چھائی ہو گی اور اوپر سے فسق وفجور کی ظلمت اور زیادہ تیرہ و تاریک کر دیگی۔

۔ یعنی کافر بے حیا کو کتنا ہی سمجھاؤ ذرا نہ پسیجیں۔ نہ خدا سے ڈریں، نہ مخلوق سے شرمائیں۔ ۲۴

۱ ۔ گویا اس کی لمبی شعاعیں جن سے دھوپ پھیلتی ہے لپیٹ کر رکھدی جائیں اور آفتاب بے نور ہو کر نپیر کی چکتی کی مانند رہ جائے یا بالکل نہ رہے۔

۔ یعنی تارے ٹوٹ کر گرپڑیں اور ان کا نور زائل ہو جائے۔ ۲

۔ یعنی ہوا میں اُڑتے پھریں۔ ۳

۴ ۔ یعنی اونٹ عرب کا بہترین مال ہے اور دس مہینے کی گابھن اونٹنی جو بیانے کے قریب ہو، دودھ اور بچّہ کی توقع پر بہت زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ لیکن قیامت کے ہولناک زلازل کے وقت ایسے نفیس و عزیز مال کو کوئی نہ پوچھے گا نہ مالک کو اتنا ہوش ہو گا کہ ایسے بڑھیا مال کی خبر گیری کرے باقی یہ کہنا کہ ریل نکل جانے کی وجہ سے اونٹنیاں
۵ ۔ یعنی جنگل کے وحشی جانور جو آدمی کے سایہ سے بھاگتے ہیں مضطرب ہو کر شہر میں آگھسیں اور پالتو جانوروں میں ملجائیں جیساکہ اکثر خوف کے وقت دیکھا گیا ہے۔ ابھی چند سال ہوئے گنگا جمنا میں سیلاب آیا تھا تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک چھپر بہتا جارہا ہے اس پر آدمی بھی ہیں اور سانپ وغیرہ بھی لپٹ رہے ہیں ایک دوسرے سے کچھ تعرض
۶ ۔ یعنی سمندروں کا پانی گرم ہو کر دھواں اور آگ بن جائے جو نہایت گرم ہو کر محشر میں کافروں کو دُکھ پہنچائے اور تنور کی طرح جھونکنے سے اُبلے۔

۷ ۔ یعنی کافر کافرکے اور مسلم مسلم کے ساتھ۔ پھر ہر قسم کا نیک یا بد عمل کرنے والا اپنے جیسے عمل کرنے والوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے اور عقائد، اعمال، اخلاق وغیرہ کے اعتبار سے الگ جماعتیں بنا دی جائیں یا یہ مطلب ہے کہ روحوں کو جسموں کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔

۸ ۔ عرب میں رسم تھی کہ باپ اپنی بیٹی کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے زندہ زمین میں گاڑ دیتا تھا، بعض تو تنگدستی اور شادی بیاہ کے اخراجات کے خوف سے یہ کام کرتے تھے اور بعض کو یہ عار تھی کہ ہم اپنی بیٹی کسی کو دیں گے وہ ہمارا داماد کہلائے گا۔ قرآن نے آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہو گا کہ کس گناہ پر ان کو

۹ ۔ جیسے جانور کا بعد ذبح کے پوست اتار لیتے ہیں اس سے تمام اعضاء اور رگ ریشے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح آسمان کے کھل جانے سے اس کے اوپر کی چیزیں نظر آئیں گی اور غمام کا نزول ہوگا۔ جس کا ذکر انیسویں پارہ میں آیت { یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ } الخ سے ہوا ہے۔

۱۰ ۔ یعنی دوزخ بڑے زور شور کے ساتھ دہکائی جائے اور بہشت متقیوں کے نزدیک کر دی جائے جس کی رونق و بہار دیکھنے سے عجیب مسرت و فرحت حاصل ہو۔

۔ یعنی ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا کہ نیکی یا بدی کا کیا سرمایہ لیکر حاضر ہوا ہے۔ ۱۱

۱۲ ۔ کئ سیّاروں (مثلًا زحل، مشتری، مریخ، زہرہ، عطارد) کی چال اس ڈھب سے ہے کہ کبھی مغرب سے مشرق کو چلیں، یہ سیدھی راہ ہوئی کبھی ٹھٹک کر اُلٹے پھریں اور کبھی سورج کے پاس آکر کتنے دنوں تک غائب رہیں۔

۔ یا جب جانے لگے۔ اس لفظ کے دونوں معنی آتے ہیں۔ ۱۳

۱۴ ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں گویا آفتاب کو دریا میں تیرنے والی مچھلی سے تشبیہ دی اور طلوع سے پہلے اس کے نور کے منتشر ہونے کو دم ماہی سے نسبت کی جیسے مچھلی دریا میں آنکھوں سے پوشیدہ گزرتی ہے اور اُس کے سانس لینے سے پانی اڑتا اور منتشر ہوتا ہے۔ اسی طرح آفتاب کی حالت قبل طلوع اور قبل روشنی پھیلنے کے ہے۔ اور

۱۵ ۔ یہ حضرت جبریل کی صفات بیان ہوئیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم جو اللہ کے پاس سے ہم تک پہنچا اس میں دو واسطے ہیں۔ ایک وحی لانے والا فرشتہ (جبریل) اور دوسرا پیغمبر عربی دونوں کی صفات وہ ہیں جنکے معلوم ہونے کے بعد کسی طرح کا شک و شبہ قرآن کے صادق اور منزل من اللہ ہونے میں نہیں رہتا۔ کسی روایت کی صحت تسلیم
۱۶ ۔ یعنی بعثت سے پہلے چالیس سال تک وہ تمہارے اور تم اس کے ساتھ رہے۔ اتنی طویل مدّت تک اس کے تمام کھلے چھپے احوال کا تجربہ کیا۔ کبھی ایک مرتبہ اس کا جھوٹ یا فریب یا دیوانہ پن کی بات نہ دیکھی۔ ہمیشہ اس کے صدق و امانت اور عقل و دانائی کے معترف رہے۔ اب بلاوجہ اسے جھوٹا یا دیوانہ کیونکر کہہ سکتے ہو۔ کیا یہ وہ ہی تمہارا رفیق
۱۷ ۔ یعنی مشرقی کنارہ کے پاس اس کی اصلی صورت میں صاف صاف دیکھا اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ شاید دیکھنے یا پہچاننے میں کچھ اشتباہ و التباس ہو گیا ہو گا۔ جس کو فرشتہ سمجھ لیا وہ واقع میں فرشتہ نہ ہو گا۔ سورۃ "نجم" میں پہلے آچکا { فَاسْتَوٰی وَهُوَبِالافق الاعلےٰ }۔
۱۸ ۔ یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے۔ یا اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت ودوزخ کے احوال سے یا واقعات بعدالموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا نہ اُجرت مانگتا ہے۔ نہ نذرانہ، نہ بخشش، پھر کاہن کا لقب اُس پر کیسے

۱۹ ۔ بھلا شیطان ایسی نیکی اور پرہیزگاری کی باتیں کیوں سکھلانے لگا جس میں سراسر بنی آدم کا فائدہ اور خود اس ملعون کی تقبیح و مذمت ہو۔

۲۰ ۔ یعنی جب جھوٹ، دیوانگی، بخل و توہم اور کہانت وغیرہ کے سب احتمالات مرفوع ہوئے تو بجز صدق و حق کے اور کیا باقی رہا۔ پھر اس روشن اور صاف راستہ کو چھوڑ کر کدھر بہکے چلے جارہے ہو۔

۲۱ ۔ قرآن کی نسبت جو احتمالات تم پیدا کرتے ہو، سب غلط ہیں۔ اگر اس کے مضامین و ہدایات میں غور کرو تو اس کے سوا کچھ نہ نکلے گا کہ یہ سارے جہان کے لئے ایک سچّا نصیحت نامہ اور مکمل دستورالعمل ہے جس سے ان کی دارین کی فلاح وابستہ ہے۔
۲۲ ۔ یعنی بالخصوص ان کے لئے نصیحت ہے جو سیدھا چلنا چاہیں۔ عناد اور کجروی اختیار نہ کریں۔ کیونکہ ایسے ہی لوگ اس نصیحت سے منتفع ہونگے۔

۲۳ ۔ یعنی فی نفسہ قرآن نصیحت ہے لیکن اس کی تاثیر مشیت الہٰی پر موقوف ہے جو بعض لوگوں کے لئے متعلق ہوتی ہے اور بعض کے لئے کسی حکمت سے ان کے سوء استعداد کی بناء پر متعلق نہیں ہوتی۔

۔ یعنی سمندر کا پانی زمین پر زور کرے۔ آخر میٹھے اور کھاری سب پانی مل جائیں۔ ۱

۔ یعنی جو چیز زمین کی تہہ میں تھی اُوپر آجائے اور مردے قبروں سے نکالے جائیں۔ ۲

۳ ۔ یعنی جو بھلے برے کام کیے یا نہیں کیےشروع عمر میں کیے یا اخیر میں، ان کا اثر اپنے پیچھے چھوڑا یا نہیں چھوڑا، سب اس وقت سامنے آجائینگے۔

۴ ۔ یعنی وہ رب کریم کیا اس کا حقدار تھا کہ تو اپنے جہل و حماقت سے اس کے حلم پر مغرور ہو کر نافرمانیاں کرتا رہے؟ اور اُس کے لطف و کرم کا جواب کفران و طغیان سے دے؟ اس کا کرم دیکھ کر تو اور زیادہ شرمانا اور حلیم کے غصہ سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے تھا۔ بیشک وہ کریم ہے لیکن منتقم اور حکیم بھی ہے۔ پھر یہ غرور اور دھوکا نہیں تو
۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ٹھیک کیا بدن میں برابر کیا خصلت میں" یا یہ مطلب ہے کہ تیرے اعضاء کے جوڑ بند درست کیے اور حکمت کے موافق اُن میں تناسب رکھا۔ پھر مزاج و اخلاط میں اعتدال پیدا کیا۔

۶ ۔ یعنی سب کی صورتوں میں تھوڑا بہت تفاوت رکھا۔ ہر ایک کو الگ صورت شکل اور رنگ روپ عنایت کیا اوربحیثیت مجموعی انسان کی صورت کو تمام جانداروں کی صورت سے بہتر بنایا۔ بعض سلف اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ وہ چاہتا تو تجھے گدھے، کتے، خنزیر کی شکل و صورت میں ڈال دیتا۔ باوجود اس قدرت کے محض اپنے فضل اور
۷ ۔ یعنی بہکنے اور دھوکا کھانے کی اور کوئی وجہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ تم انصاف کے دن پر یقین نہیں رکھتے ہو کہ جو چاہیں کرتے رہیں، آگے کوئی حساب اور بازپرس نہیں۔ یہاں جو کچھ عمل ہم کرتے ہیں کون ان کو لکھتا اور محفوظ کرتا ہو گا۔ بس مرگئے سب قصہ ختم ہوا۔

۸ ۔ جو نہ خیانت کرتے ہیں نہ کوئی عمل لکھے بغیر چھوڑتے ہیں نہ اُن سے تمہارے اعمال پوشیدہ ہیں جب سب عمل ایک ایک کرکے اس اہتمام سے لکھے جا رہے ہیں تو کیا یہ سب دفتر یوں ہی بیکار چھوڑ دیا جائیگا؟ ہر گز نہیں۔ یقیناً ہر شخص کے اعمال اس کے آگے آئیں گے اور اس کا اچھا یا برا پھل چکھنا پڑیگا۔ جس کی تفصیل آگے بیان کی۔
۔ جہاں ہمیشہ کے لئے ہر قسم کی نعمتوں اور راحتوں میں رہنا ہو گا اگر نکلنے کا کھٹکا لگا رہتا تو راحت ہی کیا ہوتی۔ ۹

۱۰ ۔ یعنی نہ بھاگ کر اس سے الگ رہ سکتے ہیں نہ داخل ہونے کے بعد کبھی نکل کر جاسکتے ہیں۔ ہمیشہ وہیں رہنا ہے۔

۱۱ ۔ یعنی کتنا ہی سوچو اور غور کرو، پھر بھی اس ہولناک دن کی پوری کیفیت سمجھ میں نہیں آسکتی بس مختصرًا اتنا سمجھ لو کہ اس دن جتنے رشتے ناتے خویشی اور آشنائی کے ہیں سب نیست و نابود ہو جائیں گے سب نفسی نفسی پکارتے ہونگے۔ کوئی شخص بدون حکم مالک الملک کے کسی کی سفارش نہ کرسکے گا۔ عاجزی چاپلوسی، اور صبر و
۱۲ ۔ یعنی دنیا میں جس طرح بادشاہ کا حکم رعیت پر، ماں باپ کا اولاد پر، اور آقا کا نوکر پر جاری ہوتا ہے اس دن یہ سب حکم ختم ہو جائیں گے اور اُس شہنشاہ مطلق کے سوا کسی کو دم مارنے کی قدرت نہ ہو گی، تنہا بلاشرکت غیرے ظاہرًا و باطنًا اُسی کا حکم چلے گا۔ اور سارے کام حسًّا و معنًا اکیلے اُسی کے قبضہ میں ہونگے۔

۱ ۔ گو لوگوں سے اپنا حق پورا لینا مذموم نہیں۔ مگر یہاں اُس کے لانے سے مقصود خود اس بات پر مذمت کرنا نہیں بلکہ کم دینے کی مذمت کو مؤکد کرنا ہے۔ یعنی کم دینا اگرچہ فی نفسہ مذموم ہے۔ لیکن اُس کے ساتھ اگر لیتے وقت دوسروں کی بالکل رعایت نہ کی جائے تو اور زیاہ مذموم ہے۔ بخلاف رعایت کرنے والے کے کہ اگر اُس میں ایک عیب ہے تو

۲ ۔ یعنی اگر انہیں خیال ہوتا کہ مرنے کے بعد ایک دن پھر اٹھنا اور اللہ کے سامنے تمام حقوق وفرائض کا حساب دینا ہے تو ہر گز ایسی حرکت نہ کرتے۔

۔ کہ کب تجلّی فرماتا اور کب حساب کتاب کرکے ہمارے حق میں کوئی فیصلہ سناتا ہے۔ ۳

۴ ۔ یعنی ہر گز گمان نہ کیا جائے کہ ایسا دن نہیں آئیگا۔ وہ ضرور آنا ہے اور اُس کے لئے سب نیکوں اور بدوں کے اعمالنامے اپنے دفتر میں مرتب کیے رکھے ہیں۔

۵ ۔ یعنی سجّین ایک دفتر ہے جس میں نام ہر ایک دوزخی کا درج ہے۔ اور "بندوں کے عمل لکھنے والے فرشتے" جن کا ذکر اس سے پہلی سورت میں آچکا، ان بدکاروں کے مرنے اور عمل منقطع ہونے کے بعد ہر شخص کے عمل علیحدہ علیحدہ فردوں میں لکھ کر اُس دفتر میں داخل کرتے ہیں اور اس فرد پر یا ہر ایک دوزخی کے نام پر ایک علامت بنا

۶ ۔ جو شخص روز جزا کا منکر ہے فی الحقیقت اللہ کی ربوبیت، اس کی قدرت اور اس کے عدل و حکمت سب کا منکر ہے اور جوان چیزوں کا منکر ہو وہ جس قدر گناہوں پر دلیر ہو تھوڑا ہے۔

۷ ۔ یعنی قرآن اور نصیحت کی باتیں سن کر کہتا ہے کہ ایسی باتیں لوگ پہلے بھی کرتے آئے ہیں وہ ہی پُرانی کہانیاں اور فرسودہ افسانے اُنہوں نے نقل کر دیے۔ بھلا ہم ان نقلوں اور کہانیوں سے ڈرنے والے کہاں ہیں۔

۸ ۔ یعنی ہماری آیتوں میں کچھ شک وشبہ کا موقع نہیں۔ اصل یہ ہے کہ گناہوں کی کثرت و مزاولت سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گئے ہیں۔ اس لیے حقائق صحیحہ کا انعکاس ان میں نہیں ہوتا۔ حدیث میں فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے۔ ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کر لی تو مٹ گیا ورنہ جوں جوں گناہ کرتا جائیگا وہ نقطہ بڑھتا اور
۹ ۔ یعنی اس انکاروتکذیب کے انجام سے بے فکر نہ ہوں۔ وہ وقت ضرور آنے والا ہے جب مومنین حق سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار کی دولت سے مشرف ہوں گے اور یہ بدبخت محروم رکھے جائیں گے۔

۔ یعنی ان بدمعاشوں کا اور نیکوں کا ایک انجام ہر گز نہیں ہو سکتا۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی جہاں جنتیوں کے نام درج ہیں اور ان کے اعمال کی مسلیں مرتب کرکے رکھی جاتی ہیں اور ان کی ارواح کو اوّل وہاں لیجا کر پھر اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچایا جاتا ہے اور قبر سے بھی ان ارواح کا ایک گو نہ تعلق قائم رکھا جاتا ہے کہتے ہیں کہ یہ مقام ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور مقربین کی ارواح اُسی جگہ مقیم رہتی ہیں۔ واللہ اعلم۔
۱۲ ۔ مقرب فرشتے یا اللہ کے مقرب بندے خوش ہو کر مومنین کے اعمالنامے دیکھتے ہیں اور اس مقام پر حاضر رہتے ہیں۔

۔ یعنی مسہریوں میں بیٹھے جنت کی سیر کرتے ہونگے اور دیدار الہٰی سے آنکھیں شاد کریں گے۔ ۱۳

۱۴ ۔ یعنی جنت کے عیش و آرام سے ان کے چہرے ایسے پر رونق اور تروتازہ ہونگے کہ ہر ایک دیکھنے والا دیکھتے ہی پہچان جائے کہ یہ لوگ نہایت عیش و تنعم میں ہیں۔

۱۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ"شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں لیکن یہ شراب نادر ہے جو بہ سربہ مہر رہتی ہے"۔

۱۶ ۔ جیسے دنیا میں مہر لاکھ یا مٹی پر جمائی جاتی ہے وہاں کی مٹی مشک ہے اسی پر جمائی جائیگی شیشہ ہاتھ میں لیتے ہی دماغ معطر ہو جائیگا۔ اور اخیر تک خوشبو مہکتی رہے گی۔

۱۷ ۔ یعنی دنیا کی ناپاک شراب اس لائق نہیں کہ بھلے آدمی اس کی طرف رغبت کریں۔ ہاں یہ شراب طہور ہے جس کے لئے لوگوں کو ٹوٹ پڑنا چاہیئے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔

۱۸ ۔ یعنی مقرب لوگ اس چشمہ کی شراب کو خالص پیتے ہیں اور ابرار کو اس شراب کی ملونی دیجاتی ہے جو بطور گلاب وغیرہ کہ انکی شراب میں ملاتے ہیں۔

۱۹ ۔ کہ ان بیوقوفوں کو کیا خیال فاسد دامن گیر ہوا ہے کہ محسوس و موجود لذتوں کو جنت کی خیالی لذتوں کی توقع پر چھوڑتے ہیں۔

۲۰ ۔ کہ دیکھو یہ ہی بے عقل اور احمق لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کو جنت کے اُدھار پر دنیا کے نقد سے محروم کررکھا ہے۔

۲۱ ۔ یعنی خوش طبعی کرتے اور مسلمانوں پر پھپبتیاں کستے تھے اور اپنے عیش و آرام پر مفتون و مغرور ہو کر سمجھتے کہ ہمارے ہی عقیدے اور خیالات درست ہیں ورنہ یہ نعمتیں ہم کو کیوں ملتیں۔

۲۲ ۔ کہ خواہ مخواہ زہدوریاضت کرکے اپنی جانیں کھپاتے اور موہوم لذتوں کو موجودہ لذتوں پر ترجیح دیتے ہیں اور لاحاصل مشقتوں کا کمالات حقیقی نام رکھا ہے کیا کھلی ہوئی گمراہی نہیں کہ سب گھر بار اور عیش و آرام چھوڑ کر ایک شخص کے پیچھے ہولیے اور اپنے آبائی دین کو بھی ترک کر بیٹھے۔
۲۳ ۔ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کافروں کو ان مسلمانوں پر کچھ نگہبان نہیں بنایا گیا کہ احمق اپنی تباہ کاریوں سے آنکھیں بند کرکے ان کی حرکات کی نگرانی کیا کریں۔ اپنی اصلاح کی فکر نہ ہو۔ اور سیدھی راہ چلنے والوں کو گمراہ اور احمق بنائیں۔
۲۴ ۔ یعنی قیامت کے دن مسلمان ان کافروں پر ہنستے ہیں کہ یہ لوگ کیسے کو تاہ اندیش اور احمق تھے جو خسیس اور فانی چیر کو نفیس اور باقی نعمتوں پر ترجیح دی۔ آخر آج دوزخ میں کس طرح عذاب دائم کا مزہ چکھ رہے ہیں۔

۔ یعنی اپنی خوشحالی اور کافروں کی بدحالی کا نظارہ کر رہے ہیں۔ ۲۵

۲۶ ۔ یعنی جو دنیا میں مسلمانوں کی ہنسی اڑاتے تھے، آج ان کا حال قابل مضحکہ ہو رہا ہے، اور مسلمان ان کی گذشتہ حماقتوں کا خیال کر کے ہنستے ہیں۔

۱ ۔ یعنی اللہ کی طرف سے جب پھٹنے کا حکم تکوینی ہو گا۔ آسمان اُسکی تعمیل کرے گا اور وہ مقدور و مقہور ہونے کے لحاظ سے اسی لائق ہے کہ بایں عظمت و رفعت اپنے مالک و خالق کے سامنے گردن ڈال دے اور اس کی فرمانبرداری میں ذرا چون وچرا نہ کرے۔
۲ ۔ محشر کے لئے یہ زمین ربڑ کی طرح کھینچ کر پھیلا دی جائیگی اور عمارتیں پہاڑ وغیرہ سب برابر کر دیے جائیں گے تا کہ ایک سطح مستوی پر سب اوّلین و آخرین بیک وقت کھڑے ہو سکیں اور کوئی حجاب و حائل باقی نہ رہے۔

۳ ۔ یعنی زمین اس دن اپنے خزانے اور مردوں کے اجزا اُگل ڈالیگی اور ان تمام چیزوں سے خالی ہو جائیگی جن کا تعلق اعمال عباد کے مجازات سے ہے۔

۴ ۔ زمین و آسمان جس کے حکم تکوینی کے تابع و منقاد ہوں، آدمی کو کیا حق ہے کہ اس کے حکم تشریعی سے سرتابی کرے۔

۵ ۔ یعنی رب تک پہنچنے سے پہلے ہر آدمی اپنی استعداد کے موافق مختلف قسم کی جدوجہد کرتا ہے۔ کوئی اس کی طاعت میں محنت و مشقت اُٹھاتا ہے، کوئی بدی اور نافرمانی میں جان کھپاتا ہے۔ پھر خیر کی جانب میں ہو یا شر کی، طرح طرح کی تکلیفیں سہہ سہہ کر آخر پروردگار سے ملتا اور اپنے اعمال کے نتائج سے دوچار ہوتا ہے۔

۶ ۔ آسان حساب یہ ہے کہ بات بات پر گرفت نہ ہو گی، محض کاغذات پیش ہو جائیں گے اور بدوں بحث و مناقشہ کے سستے چھوڑ دیے جائیں گے۔

۷ ۔ نہ سزا کا خوف رہیگا نہ غصہ کا ڈر، نہایت امن و اطمینان سے اپنے احباب و اقارب اور مسلمان بھائیوں کے پاس خوشیاں مناتا ہوا آئیگا۔

۸ ۔ یعنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں پکڑایا جائیگا۔ فرشتے سامنے سے اس کی صورت دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔ گویا غایت کراہیت کا اظہار کیا جائیگا۔ اور ممکن ہے پیچھے کو مشکیں بندھی ہوں اس لئے اعمالنامہ پشت کی طرف سے دینے کی نوبت آئے۔

۔ یعنی عذاب کے ڈر سے موت مانگے گا۔ ۹

۱۰ ۔ یعنی دنیا میں آخرت سے بے فکر تھا۔ اس کا بدلہ یہ ہے کہ آج سخت غم میں مبتلا ہونا پڑا۔ اس کے برعکس جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر میں گھلے جاتے تھے، ان کو آج بالکل بےفکری اور امن چین ہے۔ کافر یہاں مسرور تھا، مومن وہاں مسرور ہے۔
۱۱ ۔ اُسے کہاں خیال تھا کہ ایک روز خدا کی طرف واپس ہونا اور رتی رتی کا حساب دینا ہے اسی لئے گناہوں اور شرارتوں پر خوب دلیر رہا۔

۱۲ ۔ یعنی پیدائش سے موت تک برابر دیکھتا تھا کہ اس کی روح کہاں سے آئی۔ بدن کس کس چیز سے بنا۔ پھر کیا اعتقاد رکھا، کیا عمل کیا، دل میں کیا بات تھی۔ زبان سے کیا نکلا۔ ہاتھ پاؤں سے کیا کمایا، اور موت کے بعد اس کی روح کہاں گئ اور بدن کے اجزاء بکھر کر کہاں کہاں پہنچے وغیر ذالک۔ جو خدا آدمی کے احوال سے اس قدر واقف ہو اور ہر

۱۳ ۔ یعنی آدمی اور جانور جو دن میں تلاش معاش کے لئے مکانوں سے نکل کر ادھر اُدھر منتشر ہوتے ہیں رات کے وقت سب طرف سے سمٹ کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر جمع ہو جاتے ہیں۔

۔ یعنی چودھویں رات کا چاند جو اپنی حد کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ ۱۴

۱۵ ۔ یعنی دنیا کی زندگی میں مختلف دور سے بتدریج گزر کر اخیر میں موت کی سیڑھی ہے، پھر عالم برزخ کی، پھر قیامت کی، پھر قیامت میں خدا جانے کتنے احوال و مراتب درجہ بدرجہ طے کرنے ہیں۔ جیسے رات کے شروع میں شفق کے باقی رہنے تک ایک قسم کی روشنی رہتی ہے جو فی الحقیقت بقیہ ہے آفتاب کے اثرات کا پھر شفق غائب ہونے پر
۱۶ ۔ کہ ہم کو موت کے بعدبھی کسی طرف رجوع ہونا ہے اور ایک بڑا بھاری سفر درپیش ہے جس کے لئے کافی توشہ ساتھ ہونا چاہیئے۔

۱۷ ۔ یعنی اگر ان کی عقل خود بخود ان حالات کو دریافت نہیں کر سکتی تھی تو لازم تھا کہ قرآن کے بیان سے فائدہ اُٹھاتے۔ لیکن اس کے برخلاف ان کا حال یہ ہے کہ قرآن معجزبیان کو سُن کر بھی ذرا عاجزی اور تذلل کا اظہار نہیں کرتے۔ حتّٰی کہ جب مسلمان خدا کی آیات سن کر سجدہ کرتے ہیں، ان کو سجدہ کی توفیق نہیں ہوتی۔

۱۸ ۔ یعنی فقط اتنا ہی نہیں کہ اللہ کی آیات سُن کر انقیاد و تذلل کا اظہار نہیں کرتے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان کو زبان سے جھٹلاتے ہیں اور دلوں میں جو تکذیب و انکار، بغض عناد، اور حق کی دشمنی بھری ہوئی ہے اس کو تو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔
۱۹ ۔ یعنی خوشخبری سُنا دیجیے کہ جو کچھ ہو کما رہے ہیں اس کا پھل ضرور ملیگا۔ ان کی یہ کوششیں ہر گز خالی نہیں جائیں گی۔

۔ جو کبھی ختم نہ ہو گا۔ ۲۰

۱ ۔ بُرجوں سے مراد یا تو وہ بارہ برج ہیں جن کو آفتاب ایک سال کی مدت میں تمام کرتا ہے یا آسمانی قلعہ کے وہ حصّے جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں یا بڑے بڑے ستارے جو دیکھنے میں آسمان پر معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۔ یعنی قیامت کا دن۔ ۲

۳ ۔ سب شہروں میں حاضر ہوتا ہے جمعہ کا دن، اور سب ایک جگہ حاضر ہوتے ہیں عرفہ کے دن حج کے لئے اسی لئے روایات میں آیا کہ "شاہد" جمعہ کا دن ہے اور "مشہود" عرفہ کا دن، اس کے علاوہ "شاہد" و "مشہود" کی تفسیر میں اقوال بہت ہیں۔ لیکن اوفق بالروایات یہ ہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔ (تنبیہ) قرآنی قسموں کے متعلق ہم سورة "قیامہ" کے شروع

۴ ۔ یعنی ملعون و مغضوب ہوئے وہ لوگ جنہوں نے بڑی بڑی خندقیں کھود کر آگ سے بھریں اور بہت سا ایندھن ڈال کر ان کو دھونکایا۔ ان " اصحاب الاخدود" سے کون مُراد ہیں؟ مفسرین نے کئ واقعات نقل کیے ہیں لیکن صحیح مسلم، جامع ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں جو قصہ مذکور ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں کوئی کافر بادشاہ تھا۔ اس

۵ ۔ یعنی بادشاہ اور اس کے وزیر مشیر خندقوں کے آس پاس بیٹھے ہوئے نہایت سنگدلی سے مسلمانوں کے جلنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بدبختوں کو ذرا رحم نہ آتا تھا۔

۶ ۔ یعنی ان مسلمانوں کا قصور اُس کے سِوا کچھ نہ تھا کہ کفر کی ظلمت سے نکل کر ایک زبردست اور ہر طرح کی تعریف کے لائق خدا پر ایمان لائے۔ جس کی بادشاہت سے زمین و آسمان کا کوئی گوشہ باہر نہیں۔ اور جو ہر چیز کے ذرہ ذرہ احوال سے باخبر ہے۔ جب ایسے خدا کے پرستاروں کو محض اس جرم پر کہ وہ کیوں اسی اکیلے کو پوجتے ہیں،
۷ ۔ یعنی کچھ اصحاب الاخدود پر منحصر نہیں۔ جو لوگ ایمانداروں کو دین حق سے برگشتہ کرنے کی کوشش کریں گے (جیسے کفار مکہ کر رہے تھے) پھر اپنی ان نالائق حرکات سے تائب نہ ہونگے ان سب کے لئے دوزخ کا عذاب تیار ہے جس میں بیشمار قسم کی تکلیفیں ہونگی اور بڑی تکلیف آگ لگنے کی ہوگی جس میں دوزخی کا تن من سب گرفتار ہو گا۔
۸ ۔ یعنی یہاں کی تکلیفوں اور ایذاؤں سے نہ گھبرائیں۔ بڑی اور آخری کامیابی ان ہی کے لئے ہے جس کے مقابلہ میں یہاں کا عیش یا تکلیف سب ہیچ ہے۔

۔ اسی لئے ظالموں اور مجرموں کو پکڑ کر سخت ترین سزا دیتا ہے۔ ۹

۱۰ ۔ یعنی پہلی مرتبہ دنیا کا عذاب اور دوسری مرتبہ آخرت کا (کذا فی الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ اوّل مرتبہ آدمی کو وہ ہی پیدا کرتا ہے اور دوسری مرتبہ موت کے بعد بھی وہ ہی پیدا کریگا پس مجرم اس دھوکہ میں نہ رہے کہ موت جب ہمارا نام و نشان مٹا دیگی پھر ہم کس طرح ہاتھ آئیں گے۔
۱۱ ۔ یعنی باوجود اس صفت قہاری و سخت گیری کے اُس کی بخشش اور محبت کی بھی کوئی حد نہیں وہ اپنے فرمانبردار بندوں کی خطائیں معاف کرتا، ان کے عیب چھپاتا اور طرح طرح کے لطف و کرم اور عنایت و شفقت سے نوازتا ہے۔

۱۲ ۔ یعنی اپنے علم و حکمت کے موافق جو کرنا چاہے کچھ دیر نہیں لگتی نہ کوئی روکنے ٹوکنے کا حق رکھتا ہے بہرحال نہ اسکے انعام پر بندہ کو مغرور ہونا چاہئے نہ انتقام سے بے خوف بلکہ ہمیشہ اس کی صفات جلال و جمال دونوں پر نظر رکھے اور خوف کے ساتھ رجاء اور رجاء کے ساتھ خوف کو دل سے زائل نہ ہونے دے۔

۱۳ ۔ کہ ایک مدّت تک انعام کا دروازہ ان پر کھلا رکھا تھا۔ اور ہر طرف سے طرح طرح کی نعمتیں ان کو پہنچتی تھیں پھر ان کے کفر و طغیان کی بدولت کیسا سخت انتقام لیا گیا۔

۱۴ ۔ یعنی کفّار ان قصوں سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے اور عذاب الہٰی سے ذرا نہیں ڈرتے۔ بلکہ ان قصوں کے اور قرآن کے جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔

۱۵ ۔ یعنی جھٹلانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں اس تکذیب کی سزا بھگتنا ضروری ہے اللہ کے قبضہ قدرت سے وہ نکل نہیں سکتے۔ نہ سزا سے بچ سکتے ہیں۔

۱۶ ۔ یعنی ان کا قرآن کو جھٹلانا محض حماقت ہے۔ قرآن ایسی چیز نہیں جو جھٹلانے کے قابل ہو۔ یا چند احمقوں کے جھٹلانے سے اس کی شان اور بزرگی کم ہو جائے۔

۱۷ ۔ جہاں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا، پھر وہاں سے نہایت حفاظت و اہتمام کے ساتھ صاحب وحی کے پاس پہنچایاجاتا ہے۔ { فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا } (الجن رکوع۲) اور یہاں بھی قدرت کی طرف سے اس کی حفاظت کا ایسا سامان ہے جس میں کوئی طاقت رخنہ نہیں ڈال سکتی۔

۱ ۔ یعنی فرشتے رہتے ہیں آدمی کے ساتھ۔ بلاؤں سے بچاتے ہیں یا اس کے عمل لکھتے ہیں (موضح القرآن) اور قسم میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ جس نے آسمان پر ستاروں کی حفاظت کے ایسے سامان کیے ہیں، اس کو زمین پر تمہاری یا تمہارے اعمال کی حفاظت کرنا کیا دشوار ہے۔ نیز جس طرح آسمان پر ستارے ہر وقت محفوظ ہیں مگر ان کا ظہور خاص
۔ یعنی منی سے جو اُچھل کر نکلتی ہے۔ ۲

۳ ۔ کہتے ہیں مرد کی منی کا انصباب پیٹھ سے ہوتا ہے اور عورت کا سینہ سے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ پیٹھ اور سینہ تمام بدن سے کنایہ ہے۔ یعنی منی مرد کی ہو یا عورت کی تمام بدن میں پیدا ہو کر پھر جدا ہوتی ہے اور اس کنایہ میں تخصیص صلب و ترائب کی شائد اس لئے ہو کہ حصول مادہ منوّیہ میں اعضاء رئیسہ (قلب، دماغ، کبد) کو خاص دخل
۴ ۔ یعنی اللہ پھر لائیگا مرنے کے بعد (موضح القرآن) حاصل یہ کہ نطفہ سے انسان بنا دینا بہ نسبت دوبارہ بنانے کے زیادہ عجیب ہے۔ جب یہ امر عجیب اُس کی قدرت سے واقع ہو رہا ہے تو جائز نہیں کہ اس سے کم عجیب چیز کے وقوع کا خواہ مخواہ انکار کیا جائے۔
۵ ۔ یعنی سب کی قلعی کھل جائیگی اور کل باتیں جو دلوں میں پوشیدہ رکھی ہوں یا چھپ کر کی ہوں ظاہر ہو جائیں گی اور کسی جرم کا اخفاء ممکن نہ ہوگا۔

۶ ۔ اس وقت مجرم نہ اپنے زور وقوت سے مدافعت کر سکے گا نہ کوئی حمایتی ملے گا جو مدد کر کے سزا سے بچا لے۔

۔ یا بارش لانے والے کی۔ ۷

۔ یعنی اس میں سے پھوٹ نکلتے ہیں کھیتی اور درخت۔ ۸

۹ ۔ یعنی قرآن اور جو کچھ ہو معاد کے متعلق بیان کرتا ہے، کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں۔ بلکہ حق و باطل اور صدق و کذب کا دوٹوک فیصلہ ہے۔ اور لاریب وہ سچا کلام اور ایک طے شدہ معاملہ کی خبر والا ہے جو یقینًا پیش آکر رہیگا۔ (تنبیہ) قسم کو اس مضمون سے یہ مناسبت ہوئی کہ قرآن آسمان سے آتا ہے اور جس میں قابلیت ہو مالامال کر دیتا ہے۔

۱۰ ۔ یعنی منکرین داؤ پیچ کرتے رہتے ہیں کہ شکوک و شبہات ڈال کر یا اور کسی تدبیر سے حق کو ابھرنے اور پھیلنے نہ دیں۔ اور میری تدبیر لطیف بھی (جس کا انہیں احساس نہیں) اندر اندر کام کر رہی ہے کہ ان کے تمامی مکروکید کا جال توڑپھوڑ کر رکھ دیا جائے اور ان کے سب داؤپیچ ان ہی کی طرف واپس کیے جائیں۔ اب خود سوچ لو کہ اللہ کی تدبیر

۱ ۔ حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے فرمایا { اِجْعَلُوْهَا فی سُجُوْدِکُمْ } (اس کو اپنے سجود میں رکھو) اسی لئے سجدہ کی حالت میں سُبحان ربی الاعلیٰ کہا جاتا ہے۔

۲ ۔ یعنی جو چیز بنائی عین حکمت کے موافق بہت ٹھیک بنائی اور باعتبار خواص و صفات اور ان فائدوں کے جو اس چیز سے مقصود ہیں اس کی پیدائش کو درجہ کمال تک پہنچایا اور ایسا معتدل مزاج عطا کیا جس سے وہ منافع و فوائد اس پر مرتب ہو سکیں۔
۳ ۔ حضرت شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں "یعنی اوّل تقدیر لکھی پھر اسی کے موافق دنیا میں لایا" گویا دنیا میں آنے کی راہ بتا دی۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ "ہر شخص کے لئے ایک کمال کا اندازہ ٹھہرایا۔ پھر اس کو وہ کمال حاصل کرنے کی راہ بتلا دی۔ وفیہ اقوال اخر لانطول بذکرہا۔

۴ ۔ یعنی اوّل نہایت سبز و خوشنما گھاس چارا زمین سے پیدا کیا پھر آہستہ آہستہ اس کو خشک و سیاہ کر ڈالا تا خشک ہو کر ایک مدت تک جانوروں کے لئے ذخیرہ کیا جاسکے۔ اور خشک کھیتی کٹ کر کام میں آئے۔

۵ ۔ یعنی جس طرح ہم نے تربیت سے ہر چیز کو بتدریج اس کے کمال مطلوب تک پہنچایا ہے تم کو بھی آہستہ آہستہ کامل قرآن پڑھا دینگے اور ایسا یاد کرا دیں گے کہ اس کا کوئی حصّہ بھولنے نہ پاؤ گے بجز ان آیتوں کا جن کا بالکل بھلا دینا ہی مقصود ہو گا کہ وہ بھی ایک قسم نسخ کی ہے۔
۶ ۔ یعنی وہ تمہاری مخفی استعداد اور ظاہر اعمال و احوال کو جانتا ہے اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا نیز یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جو آیات ایک مرتبہ نازل کر دی گئیں، پھر ان کو منسوخ کرنے اور بھلا دینے کے کیا معنی۔ اس کی حکمتوں کا احاطہ کرنا اسی کی شان ہے جو تمام کھلی چھپی چیزوں کا جاننے والا ہے اسی کو معلوم ہے کہ کونسی چیز
۷ ۔ یعنی وحی کو یادرکھنا آسان ہو جائیگا اور اللہ کی معرفت و عبادت اور ملک و ملت کی سیاست کے طریقے سب سہل کر دیے جائینگے اور کامیابی کے راستہ سے تمام مشکلات ہٹا دی جائینگی۔

۸ ۔ یعنی اللہ نے جب آپ پر ایسے انعام فرمائے، آپ دوسروں کو فیض پہنچائیے اور اپنے کمال سے دوسروں کی تکمیل کیجئے۔ (تنبیہ) { اِنْ نَّفَعَتَ الذِّکْرٰی } کی شرط اس لئے لگائی کہ تذکیر و وعظ اس وقت لازم ہے جب مخاطب کی طرف سے اس کا قبول کرنا مظنون ہو۔ اور منصب آنحضرت کا وعظ و تذکیر ہر شخص کے لئے نہیں۔ ہاں تبلیغ و انذار (یعنی
۹ ۔ سمجھانے سے وہ ہی سمجھتا ہے اور نصیحت سے وہ ہی فائدہ اٹھاتا ہے جس کے دل میں تھوڑا بہت خدا کا ڈر اور اپنے انجام کی فکر ہو۔

۱۰ ۔ یعنی جس بد قسمت کے نصیب میں دوزخ کی آگ لکھی ہے وہ کہاں سمجھتا ہے۔ اسے خدا کا اور اپنے انجام کا ڈر ہی نہیں جو نصیحت کی طرف متوجہ ہو اور ٹھیک بات سمجھنے کی کوشش کرے۔

۱۱ ۔ یعنی نہ موت ہی آئیگی کہ تکلیفوں کا خاتمہ کر دے اور نہ آرام کی زندگی ہی نصیب ہو گی۔ ہاں ایسی زندگی ہو گی جس کے مقابلہ میں موت کی تمنا کرے گا۔ العیاذ باللہ۔

۱۲ ۔ یعنی ظاہری و باطنی،حسّی و معنوی نجاستوں سے پاک ہوا اور اپنے قلب وقالب کو عقائد صحیحہ ، اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ سے آراستہ کیا۔

۱۳ ۔ یعنی پاک و صاف ہو کر تکبیر تحریمہ میں اپنے رب کا نام لیا۔ پھر نماز پڑھی۔ اور بعض سلف نے کہا کہ { تَزَکّیٰ } "زکوٰۃ" سے ہے جس سے مراد یہاں "صدقہ الفطر" ہے اور { ذَکَرَاسْمَ رَبِّہٖ } سے تکبیرات عید مراد ہیں۔ اور { فَصَلّٰی } میں نماز عید کا ذکر ہے یعنی عید کے دن اوّل "صدقہ الفطر" پھر تکبیریں، پھر نماز۔ والظاہر ہوالاوّل (تنبیہ) حنفیہ نے

۱۴ ۔ یعنی یہ بھلائی تم کو کیسے حاصل ہو جبکہ آخرت کی فکر ہی نہیں۔ بلکہ دنیا کی زندگی اور یہاں کے عیش و آرام کو اعتقادًا یا عملًا آخرت پر ترجیح دیتے ہو حالانکہ دنیا حقیر و فانی اور آخرت اس سے کہیں بہتر اور پائدار ہے پھر تعجب ہے کہ جو چیز کمًا و کیفًا ہر طرح افضل ہو اسے چھوڑ کر مفضول کو اختیار کیا جائے۔

۱۵ ۔ یعنی یہ مضمون({ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی } سے یہاں تک) اگلی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ جو کسی وقت منسوخ نہیں ہوا، نہ بدلا گیا۔ اس اعتبار سے اور زیادہ مؤکد ہوگیا۔ (تنبیہ) بعض روایات پر دس صحیفے اور موسیٰ پر "توراۃ" کے۔ علاوہ دس [illegible] نازل ہوئے ہیں۔ تھے خدا

۱ ۔ یعنی وہ بات سننے کے لائق ہے (تنبیہ) "غاشیہ" (چھپالینے والی) سے مراد قیامت ہے جو تمام مخلوق پر چھاجائیگی اور جس کا اثر سارے عالم پر محیط ہو گا۔

۲ ۔ یعنی آخرت میں مصیبتیں جھیلنے والے اور مصیبت جھیلنے کی وجہ سے خستہ ودرماندہ، اور بعض نے کہا کہ { عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ } سے دنیا کا حال مراد ہے۔ یعنی کتنے لوگ ہیں جو دنیا میں محنتیں کرتے کرتے تھک جاتے ہیں مگر ان کی سب محنتیں طریق حق پر نہ ہونےکی وجہ سے سب اکارت ہیں یہاں بھی تکلیفیں اٹھائیں اور وہاں بھی مصیبت میں

۳ ۔ یعنی جب دوزخ کی گرمی ان کے باطن میں سخت تشنگی پیدا کریگی، بےاختیار پیاس پیاس پکاریں گے کہ شاید پانی پینے سے یہ تشنگی دور ہو۔ اس وقت ایک گرم کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی دیا جائیگا جس کے پیتے ہی ہونٹ کباب ہو جائیں گے، اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کرگر پڑیں گی۔ پھر فورًا درست کی جائیں گی، اور اسی طرح ہمیشہ عذاب میں

۴ ۔ یعنی { ضَرِیْعٍ } ایک خاردار درخت ہے دوزخ میں جو تلخی میں ایلوے سے زیادہ اور بدبو میں مردار سے بدتر اور گرمی میں آگ سے بڑھ کر ہے۔ جب دوزخی بھوک کے عذاب سے چلائیں گے تو یہ چیز کھانے کو دیجائیگی۔

۵ ۔ یعنی کھانے سے مقصود یا محض لذت حاصل کرنا ہوتا ہے، یا بدن کو فربہ کرنا، یا بھوک کو دفع کرنا "ضریع" کے کھانے سے کوئی بات حاصل نہ ہوگی۔ لذت و مزہ کی نفی تو اس کے نام سے ظاہر ہے، باقی دو فائدے ان کی نفی اس آیت میں تصریحًا کر دی ۔ غرض کوئی لذیذ و مرغوب کھانا ان کو میسر نہ ہوگا۔ یہاں تک دوزخیوں کا حال تھا۔ آگے ان کے

۔ یعنی خوش ہوں گے کہ اپنی کوشش ٹھکانے لگی اور محنت کا پھل بہت خوب ملا۔ ۶

۔ یعنی کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے چہ جائیکہ گالی گفتار اور ذلت کی بات ہو۔ ۷

۔ یعنی ایک عجیب طرح کا چشمہ اور بعض نے اس کو جنس پر حمل کیا ہے یعنی بہت سے چشمے بہہ رہے ہیں۔ ۸

۔ کہ جب پینے کو جی چاہے دیر نہ لگے۔ ۹

۔ یعنی نہایت قرینے اور ترتیب سے بچھے ہوئے اور گاؤ تکیے لگے ہوئے۔ ۱۰

۔ تاکہ جس وقت جہاں چاہیں آرام کریں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی کلفت نہ اٹھائیں۔ ۱۱

۱۲ ۔ کہ ہیأۃ اور خاصیت دونوں اور جانوروں کی نسبت اس میں عجیب ہیں جن کی تفصیل تفسیر عزیزی میں دیکھنے کے قابل ہے۔

۔ بدون ظاہری ستون اور کھمبے کے۔ ۱۳

۔ کہ ذرا پنی جگہ سے جنبش نہیں کھاتے۔ ۱۴

۱۵ ۔ کہ اپنی کلانی کے سبب باوجود کروی الشکل ہونے کے مسطح معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے اس پر رہنا سہنا آسان ہو گیا۔ یہ سب دلائل قدرت بیان ہوئے۔ یعنی تعجب ہے ان چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکیمانہ انتظامات کو نہیں سمجھتے جس سے بعث بعدالموت پر اس کا قادر ہونا اور عالم آخرت کے عجیب و غریب انتظامات کا ممکن ہونا

۱۶ ۔ یعنی جب یہ لوگ باوجود قیام دلائل واضحہ غور نہیں کرتے تو آپ بھی ان کی فکر میں زیادہ نہ پڑیے بلکہ صرف نصیحت کر دیا کیجئے۔ کیونکہ آپ نصیحت کرنے اور سمجھانے ہی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اگر یہ نہیں سمجھتے تو کوئی آپ ان پر داروغہ بنا کر مسلط نہیں کئے گئے کہ زبردستی منوا کر چھوڑیں، اور ان کے دلوں کو بدل ڈالیں، یہ کام

۱۷ ۔ یعنی جس نے اللہ کی طاعت سے روگردانی کی اور اس کی آیتوں کا انکار کیا، وہ آخرت کے بڑے عذاب اور اللہ کی سخت ترین سزا سے بچ نہیں سکتا۔ یقیناً ان کو ایک روز ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے اور ہم کو ان سے رتی رتی کا حساب لینا ہے۔ غرض آپ اپنا فرض ادا کیے جائیے اور ان کا مستقبل ہمارے سپرد کیجئے۔

۱ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "عید قرباں کی فجر بڑا حج ادا ہوتا ہے اور دس رات اُس سے پہلے۔ اور جفت اور طاق رمضان کی آخری (عشرہ) دہائی میں ہے۔ اور جب رات کو چلے یعنی پیغمبر معراج کو"۔ یہ سب اوقات متبرک تھے اس لئے ان کی قسم کھائی۔ (تنبیہ) { وَالَّیْلِ اِذَایَسْرِ } کے معنی عموماً مفسرین نے "رات کے گزرنے" یا "اس کی تاریکی
۲ ۔ یعنی یہ قسمیں معمولی نہیں، نہایت معتبر اور مہتم بالشان ہیں اور عقلمند لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ تاکید کلام کے لئے ان میں ایک خاص عظمت و وقعت پائی جاتی ہے۔

۳ ۔ "عاد" ایک شخص کا نام ہے جس کی طرف یہ قوم منسوب ہوئی، ان کے اجداد میں سے ایک شخص "ارم" نامی تھا۔ اس کی طرف نسبت کرنے سے شاید اس طرف اشارہ ہو کہ یہاں "عاد" سے "عاد اولیٰ" مراد ہے۔ "عاد ثانیہ" نہیں، اور بعض نے کہا کہ "قوم عاد" میں جو شاہی خاندان تھا اس "ارم" کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔
۴ ۔ یعنی ستون کھڑے کرکے بڑی بڑی اونچی عمارتیں بناتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اکثر سیروسیاحت میں رہتے اور اونچے ستونوں پر خیمے تانتے تھے اور بعض کے نزدیک { ذَاتِ الْعِمَادِ } کہہ کر ان کے اونچے قدوقامت اور ڈیل ڈول کو ستونوں سے تشبیہ دی ہے۔ واللہ اعلم۔

۔ یعنی اس وقت دنیا میں اس قوم جیسی کوئی مضبوط و طاقتور نہ تھی، یا ان کی عمارتیں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ ۵

۶ ۔ " وادیٔ القُری" ان کے مقام کا نام ہے جہاں پہاڑ کے پتھروں کو تراش کر نہایت محفوظ و مضبوط مکان بناتے تھے۔

۷ ۔ یعنی بڑے لاؤلشکر والا جس کو فوجی ضروریات کے لئے بہت کثیر مقدار میں میخیں رکھنا پڑتی تھیں یا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو چومیخا کر کے سزا دیتا تھا۔

۸ ۔ یعنی ان قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت کے نشے میں مست ہو کر مُلکوں میں خوب اودھم مچایا۔ بڑی بڑی شرارتیں کیں، اور ایسا سر اٹھایا، گویا ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں؟ ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے! کبھی اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا؟ آخر جب انکے کفروتکبر اور جوروستم کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور مہلت ودرگزر
۹ ۔ یعنی جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر گزرا اور کیا کرتا ہوا گیا، اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا، پھر وقت آنے پر ان معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال و اعمال دیکھتا ہے، کوئی حرکت و
۔ یعنی میں اسی لائق تھا اس لئے عزت دی۔ ۱۰

۱۱ ۔ یعنی میری قدر نہ کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کی نظر صرف دنیا کی زندگی اور حالت حاضرہ پر ہے۔ بس دنیا کی موجودہ راحت و تکلیف ہی کو عزت و ذلت کا معیار سمجھتا ہے۔ نہیں جانتا کہ دونوں حالتوں میں اس کی آزمائش ہے۔ نعمت دے کر اس کی شکرگزاری اور سختی بھیج کر اس کے صبرورضا کو جانچا جا رہا ہے۔ نہ یہاں کا عارضی عیش و
۔ یعنی خدا کے ہاں تمہاری عزت کیوں ہو، جب تم بےکس یتیموں کی عزت اور خاطر مدارات نہیں کرتے۔ ۱۲

۱۳ ۔ یعنی خود اپنے مال سے مسکینوں کی خبر گیری کرنا تو کجا، دوسروں کو بھی اس طرف نہیں ابھارتے کہ بھوکے محتاجوں کی خبر لے لیا کریں۔

۱۴ ۔ یعنی مردے کی میراث لینے میں حلال حرام اور حق ناحق کی کچھ تمیز نہیں، جو قابو چڑھا ہضم کیا یتیموں اور مسکینوں کے حقوق تلف ہوں، ہونے دو۔

۱۵ ۔ یعنی جڑ کی بات یہ ہے کہ تمہارا دل مال کی حرص اور محبت سے بھرا ہوا ہے۔ بس کسی طرح مال ہاتھ آئے اور ایک پیسہ کسی نیک کام میں ہاتھ سے نہ نکلے خواہ آگے چل کر نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ مال کی اس قدر محبت اور پرستش کہ آدمی اسی کو کعبہ مقصود ٹھہرا لے، صرف کافر کا شیوہ ہوسکتا ہے۔
۔ یعنی سب ٹیلے اور پہاڑ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیے جائیں اور زمین صاف چٹیل میدان ہو جائے۔ ۱۶

۔ یعنی اپنی قہری تجلّی کے ساتھ جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ ۱۷

۔ یعنی میدان محشر میں آئیں گے وہاں انتظامات کے لئے۔ ۱۸

۔ یعنی لاکھوں فرشتے اُس کی جگہ سے کھینچ کر محشر والوں کے سامنے لائیں گے۔ ۱۹

۲۰ ۔ یعنی اس وقت سمجھے گا کہ میں سخت غلطی اور غفلت میں تھا۔ مگر اس وقت کا سمجھنا کس کام کا سوچنے سمجھنے کا موقع ہاتھ سے نکل چکا۔ دارلعمل میں جو کام کرنا چاہیے تھا وہ دارالجزاء میں نہیں ہو سکتا۔

۲۱ ۔ یعنی افسوس دنیا کی زندگی میں کچھ نیکی کرکے آگے نہ بھیجی۔ جو آج اس زندگی میں کام آتی۔ یونہی خالی ہاتھ چلا آیا۔ کاش حسنات کا کوئی ذخیرہ آگے روانہ کر دیتا۔ جو یہاں کے لئے توشہ بنتا۔

۲۲ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس دن مجرموں کو ایسی سخت سزا دیگا اور ایسی سخت قید میں رکھے گا کہ کسی دوسرے کی طرف سے اس طرح کی سختی کسی مجرم کے حق میں متصور نہیں۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں کہ "اس روز نہ مارے گا اس کا سا مارنا کوئی نہ آگ نہ دوزخ کے مؤکل نہ سانپ بچھو، جو دوزخ میں ہونگے، کیونکہ ان کا مارنا

۲۳ ۔ یعنی پہلے مجرموں اور ظالموں کا حال بیان ہوا تھا، اب اس کے مقابل ان لوگوں کا انجام بتلاتے ہیں جن کے دلوں کو اللہ کے ذکر اور اس کی طاعت سے چین اور آرام ملتا ہے ان سے محشر میں کہا جائیگا کہ اے نفس آرمیدہ بحق! جس محبوب حقیقی سے تو لو لگائے ہوئے تھا، اب ہر قسم کے جھگڑوں اور خرخشوں سے یکسو ہو کر راضی خوشی اس کے
۔ یعنی مکہ معظمہ کی۔ ۱

۲ ۔ یعنی مکہ میں ہر شخص کو لڑائی کی ممانعت ہے مگر آنحضرت کے لئے فتح مکہ کے دن یہ ممانعت نہیں رہی تھی جو کوئی آپ سے لڑا اس کو مارا۔ اور بعض سنگین مجرموں کو خاص کعبہ کی دیوار کے پاس قتل کیا گیا پھر اس دن کے بعد سے وہی ممانعت قیامت تک کے لئے قائم ہو گئ ۔ چونکہ اس آیت میں مکہ کی قسم کھا کر ان شدائد اور سختیوں
۔ یعنی آدم اور بنی آدم۔ وقیل غیر ذٰلک۔ ۳

۴ ۔ یعنی آدمی ابتداء سے انتہا تک مشقت اور رنج میں گرفتار ہے اور طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہتا ہے کبھی مرض میں مبتلا ہے کبھی رنج میں کبھی فکر میں شاید عمر بھر میں کوئی لمحہ ایسا آتا ہو جب کوئی انسان تمام قسم کے خرخشوں اور محنت و تکلیف سے آزاد ہو کر بالکل بے فکری کی زندگی بسر کرے۔ حقیقت میں انسان کی پیدائشی ساخت
۵ ۔ یعنی انسان جن سختیوں اور محنت و مشقت کی راہوں سے گزرتا ہے اس کا مقتضا تو یہ تھا کہ اس میں عجز و درماندگی پیدا ہوتی اور اپنے کو بستہ حکم و قضا سمجھ کر مطیع امروتابع رضا ہوتا اور ہر وقت اپنی احتیاج و افتقار کو پیش نظر رکھتا۔ لیکن انسان کی حالت یہ ہے کہ بالکل بھول میں پڑا ہے۔ تو کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی ہستی ایسی نہیں
۶ ۔ یعنی رسول کی عداوت، اسلام کی مخالفت ، اور معصیت کے مواقع میں یونہی بے تکے پن سے مال خرچ کرنے کو ہنر سمجھتا ہے پھر اسے بڑھا چڑھا کر فخر سے کہتا ہے کہ میں اتنا کثیر مال خرچ کرچکا ہوں۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی میرے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن آگے چل کر پتہ لگے گا کہ یہ سب خرچ کیا ہوا مال یونہی برباد گیا۔ بلکہ
۔ یعنی اللہ سب دیکھ رہا ہے۔ جتنا مال جس جگہ جس نیت سے خرچ کیا ہے۔ جھوٹی شیخی بگھارنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ ۷

۸ ۔ یعنی جس نے دیکھنے کو آنکھیں دیں، کیا وہ خود دیکھتا نہ ہوگا؟ یقیناً جو سب کو بینائی دے وہ سب سے بڑھ کر بینا ہونا چاہیئے۔

۔ جن سے بات کرنے اور کھانے پینے میں مدد لیتا ہے۔ ۹

۱۰ ۔ یعنی خیر اور شر دونوں کی راہیں بتلا دیں۔ تاکہ برے راستہ سے بچے اور اچھے راستہ پر چلے اور یہ بتلانا اجمالی طور پر عقل و فطرت سے ہوا اور تفصیلی طور پر انبیاء ورسل کی زبان سے (تنبیہ) بعض نے "نجدین" سے مراد عورت کے پستان لئے ہیں۔ یعنی بچے کو دودھ پینے اور غذا حاصل کرنے کا راستہ بتلا دیا۔
۱۱ ۔ یعنی اس قدر انعامات کی بارش اور اسباب ہدایت کی موجودگی میں بھی اسے توفیق نہ ہوئی کہ دین کی گھاٹی پر آدھمکتا اور مکارم اخلاق کے راستوں کو طے کرتا ہوا فوزوفلاح کے بلند مقامات پر پہنچ جاتا (تنبیہ) دین کے کاموں کو گھاٹی اس لئے کہا کہ مخالفت ہوا کی وجہ سے ان کا انجام دینا نفس پر شاق اور گراں ہوتا ہے۔

۔ یعنی غلام آزاد کرنا۔ یا قرضدار کی گردن قرض سے چھڑوانا۔ ١٢

۔ یعنی قحط کے دنوں میں بھوکوں کی خبر لینا۔ ١٣

١۴ ۔ یتیم کی خدمت کرنا ثواب اور قرابتداروں کے ساتھ سلوک کرنا بھی ثواب ، جہاں دونوں جمع ہوجائیں تو دہرا ثواب ہو گا۔

١۵ ۔ یعنی فقروفاقہ اور تنگدستی سے خاک میں مل رہا ہو، یہ مواقع ہیں مال خرچ کرنے کے نہ یہ کہ شادی غمی کی فضول رسموں اور خدا کی نافرمانیوں میں روپیہ برباد کرکے دنیا کی رسوائی اور آخرت کا وبال سر لیا جائے۔

١۶ ۔ یعنی پھر ان سب اعمال کے مقبول ہونے کی سب سے بڑی شرط ایمان ہے۔ اگر یہ چیز نہیں تو سب کیا کرایا اکارت ہے۔

١٧ ۔ یعنی ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ حقوق وفرائض کے ادا کرنے میں ہر قسم کی سختیوں کا تحمل کرو اور خدا کی مخلوق پر رحم کھاؤ، تا آسمان والا تم پر رحم کھائے۔

١٨ ۔ یعنی یہ لوگ بڑے خوش نصیب اور میمون و مبارک ہیں جن کو عرش عظیم کے دائیں جانب جگہ ملے گی اور ان کا اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا۔

١٩ ۔ یعنی بدنصیب، منحوس، شامت زدہ جن کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اور عرش کے بائیں طرف کھڑے کیے جائیں گے۔

۔ یعنی دوزخ میں ڈال کر سب دروازے نکلنے کے بند کر دیے جائیں گے۔ اعاذنااللہ منہا۔ ٢٠

۔ یعنی سورج غروب ہونے کے بعد جب اس کی چاندنی پھیلے۔ ١

۔ یعنی جب دن میں سورج پوری روشنی اور صفائی کے ساتھ جلوہ گر ہو۔ ٢

۔ یعنی جب رات کی تاریکی خوب چھاجائے اور سورج کی روشنی کا کچھ نشان دکھائی نہ دے۔ ٣

۴ ۔ یعنی جس شان و عظمت کا اس کو بنایا۔ اور بعض کے نزدیک { مَابَنٰهَا } سے مراد اس کا بنانے والا ہے۔

۵ ۔ یعنی جس حکمت سے اس کو پھیلا کر مخلوق کی بودوباش کے قابل کیا۔ یہاں بھی بعض نے { مَاطَحٰهَا } سے اس کا پھیلانے والا مراد لیا ہے۔

۶ ۔ کہ اعتدال مزاج کا اور حواس ظاہری و باطنی اور قوائے طبیعیہ حیوانیہ اور نفسانیہ سب اس کو دیے اور نیکی بدی کے راستوں پر چلنے کی استعداد رکھی۔

٧ ۔ یعنی اوّل تو اجمالی طور پر عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے ذریعہ سے بھلائی برائی میں فرق کرنے کی سمجھ دی۔ پھر تفصیلی طور پر انبیاءورسل کی زبانی خوب کھول کھول کر بتلا دیا کہ یہ راستہ بدی کا اور یہ پرہیزگاری کا ہے۔ اس کے بعد قلب میں جو نیکی کارحجان یا بدی کی طرف میلان ہو، ان دونوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ گو القاء اوّل میں

۸ ۔ یعنی نفس کا سنوارنا اور پاک کرنا یہ ہے کہ قوت شہویہ اور قوت غضبیّہ کو عقل کے تابع کریں اور عقل کو شریعت الہٰیہ کا تابعدار بنائے تاکہ روح اور قلب دونوں تجلی الہٰی کی روشنی سے منوّر ہو جائیں۔

۹ ۔ یعنی خاک میں ملا چھوڑنے سے یہ مراد ہے کہ نفس کی باگ یکسر شہوت و غضب کے ہاتھ میں دیدے۔ عقل و شرع سے کچھ سروکار نہ رکھے۔ گویا خواہش اور ہویٰ کا بندہ بن جائے۔ ایسا آدمی جانوروں سے بدتر اور ذلیل ہے (تنبیہ) { قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا } جواب قسم ہے اور اس کو مناسبت قسموں سے یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی
۱۰ ۔ یعنی حضرت صالح کو جھٹلایا۔ یہ { قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا } کی ایک مثال عبرت کے لئے بیان فرما دی سورۃ اعراف وغیرہ میں یہ قصہ مفصل گزر چکا ہے۔

۔ یہ بدبخت قذاربن سالف تھا۔ ۱۱

۱۲ ۔ یعنی خبردار اس کو قتل نہ کرنا اور نہ اس کا پانی بند کرنا۔ پانی کا ذکر اس لئے فرمایا کہ بظاہر اسی سبب سے وہ اس کے قتل پر آمادہ ہوئے تھے۔ اور "اللہ کی اونٹنی" اس اعتبار سے کہا کہ اللہ نے اس کو حضرت صالح کی نبوّت کا ایک نشان بنایا تھا۔ اور اس کا احترام واجب کیا تھا۔ یہ قصہ پہلے اعراف وغیرہ میں گزر چکا۔
۱۳ ۔ حضرت صالح نے فرمایا تھا { ولا تمسّوھا بسوءٍ فیاخذ کم عذاب الیم } (اس اونٹنی کو برائی سے ہاتھ نہ لگانا، ورنہ سخت دردناک عذاب میں پھنس جاؤگے) ان لوگوں نے اس بات کو جھوٹ سمجھا، پیغمبر کی تکذیب کی اور اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔ آخر وہی ہوا جو حضرت صالح نے کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو مٹا کر برابر کر دیا۔
۱۴ ۔ یعنی جیسے بادشاہان دنیا کو کسی بڑی قوم یا جماعت کی سزا دہی کے بعد احتمال ہوتا ہے کہ کہیں ملک میں شورش برپا نہ ہوجائے یا انتظام ملکی میں خلل نہ پڑے اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں کا کوئی اندیشہ نہیں ہوسکتا۔ ایسی کونسی طاقت ہے جو سزا یافتہ مجرموں کا انتقام لینے کے لئے اس کا پیچھا کریگی؟ العیاذ باللہ۔

۱ ۔ یعنی جس طرح دنیا میں رات اور دن، نر اور مادہ، مختلف و متضاد چیزیں پیدا کی گئ ہیں، تمہارے اعمال اور کوششیں بھی مختلف و متضاد ہیں۔ پھر ان مختلف اعمال و مساعی پر ظاہر ہے ثمرات و نتائج بھی مختلف ہی مرتب ہوں گے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

۲ ۔ یعنی جو شخص نیک راستہ میں مال خرچ کرتا اور دل میں خدا سے ڈرتا ہے اور اسلام کی بھلی باتوں کو سچ جانتا اور بشارات ربّانی کو صحیح سمجھتا ہے، اس کے لئے ہم اپنی عادت کے موافق نیکی کا راستہ آسان کر دیں گے اور انجام کار انتہائی آسانی اور راحت کے مقام پر پہنچا دیں گے جس کا نام جنت ہے۔

۳ ۔ یعنی جس نے خدا کی راہ میں خرچ نہ کیا، اس کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کی پروانہ کی اور اسلام کی باتوں اور اللہ کے وعدوں کو جھوٹ جانا، اس کا دل روز بروز تنگ اور سخت ہوتا چلا جائیگا۔ نیکی کی توفیق سلب ہوتی جائے گی اور آخرکار آہستہ آہستہ عذاب الہٰی کی انتہائی سختی میں پہنچ جائیگا۔ یہی اللہ کی عادت ہے کہ سعداء جب نیک عمل
۴ ۔ یعنی جس مال و دولت پر گھمنڈ کرکے یہ آخرت کی طرف سے بے پروا ہو رہا تھا، وہ ذرا بھی عذاب الہٰی سے نہ بچا سکے گا۔

۵ ۔ یعنی ہماری حکمت اس کو مقتضی نہیں کہ کسی آدمی کو زبردستی نیک یا بد بننے پر مجبور کر دیں ہاں یہ ہم نے اپنے ذمّہ لیا ہے کہ سب کو نیکی بدی کی راہ سمجھا دیں۔ اور بھلائی برائی کو خوب کھول کر بیان کر دیں۔ پھر جو شخص جو راہ اختیار کر لے دنیا اور آخرت میں اسی کے موافق اس سے برتاؤ کریں گے۔
۶ ۔ اس ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے شاید دوزخ کا وہ طبقہ مراد ہوگا جو بڑے بھاری مجرموں اور بدبختوں کے لئے مخصوص ہے۔

۔ یعنی ہمیشہ کے لئے وہی گرے گا کہ پھر کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ کماتدل علیہ النصوص۔ ۷

۔ یعنی ایسے لوگوں کو اس کی ہوا تک بھی نہیں لگے گی۔ صاف بچا دیے جائیں گے۔ ۸

۹ ۔ یعنی نفس کو رذیلہ بخل و طمع وغیرہ سے پاک کرنا مقصود ہے۔ کسی طرح کا ریاء اور نمود ونمائش یا دنیوی اغراض پیش نظر نہیں۔

۱۰ ۔ یعنی خرچ کرنے سے کسی مخلوق کے احسان کا بدلہ اتارنا مقصود نہیں۔ بلکہ خالص رضاء مولیٰ کی طلب اور دیدار الہٰی کی تمنا میں گھر بار لٹا رہا ہے۔ تو وہ اطمینان رکھے کہ اسے ضرور خوش کر دیا جائیگا اور اس کی یہ تمنا ضرور پوری ہو کر رہیگی۔{ ان اللہ لا یضیع اجرالمحسنین }۔ (تنبیہ) اگرچہ مضمون آیات کا عام ہے۔ لیکن روایات کثیرہ

۱ ۔ یعنی روایات صحیحہ میں ہے کہ جبریل دیر تک رسول اللہ کے پاس نہ آئے (یعنی وحی قرآنی بند رہی) مشرکین کہنے لگے کہ (لیجئے) محمد () کو اس کے رب نے رخصت کر دیا۔ اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ میراگمان یہ ہے (واللہ اعلم) کہ یہ زمانہ فترۃ الوحی کا ہے جب سورۃ "اقراء" کی ابتدائی آیات نازل ہونے کے بعد ایک طویل مدت تک
۲ ۔ یعنی آپ کی پچھلی حالت پہلی حالت سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ وحی کی یہ چند روزہ رکاوٹ آپ کے نزول و انحطاط کا سبب نہیں، بلکہ بیش از بیش عروج و ارتقاکا ذریعہ ہے اور اگر پچھلی سے بھی پچھلی حالت کا تصور کیا جائے یعنی آخرت کی شان و شکوہ کا، جبکہ آدم اور آدم کی ساری اولاد آپ کے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔ تو وہاں کی
۳ ۔ یعنی ناراض اور بیزار ہو کر چھوڑ دینا کیسا، ابھی تو تیرا رب تجھ کو (دنیا و آخرت میں) اس قدر دولتیں اور نعمتیں عطا فرمائیگا کہ تو پوری طرح مطمئن اور راضی ہو جائے۔ حدیث میں نبی کریم نے فرمایا کہ محمد راضی نہیں ہوگا جب تک اس کی امت کا ایک آدمی بھی دوزخ میں رہے ()۔
۴ ۔ حضرت کی ولادت باسعادت سے پہلے ہی آپ کے والد وفات پاچکے تھے چھ سال کی عمر تھی کہ والدہ نے رحلت کی۔ پھر آٹھ سال کی عمر تک اپنے دادا (عبدالمطلب) کی کفالت میں رہے۔ آخر اس دریتیم اور نادرۂ روزگار کی ظاہری تربیت و پرورش کی سعادت آپ کے بیحد شفیق چچا ابوطالب کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے زندگی بھر آپ کی نصرت و
۵ ۔ جب حضرت جوان ہوئے قوم کے مشرکانہ اطوار اور بیہودہ رسم و راہ سے سخت بیزار تھے اور قلب میں خدائے واحد کی عبادت کا جذبہ پورے زور کے ساتھ موجزن تھا۔ عشق الہٰی کی آگ سینہ مبارک میں بڑی تیزی سے بھڑک رہی تھی۔ وصول الی اللہ اور ہدایت خلق کی اس اکمل ترین استعداد کا چشمہ جو تمام عالم سے بڑھ کر نفس قدسی میں ودیعت
۶ ۔ یعنی اس طرح کہ حضرت خدیجہ کی تجارت میں آپ مضارب ہوگئے۔ اس میں نفع ملا پھر حضرت خدیجہ نے آپ سے نکاح کر لیا اور اپنا تمام مال حاضر کر دیا۔ یہ تو ظاہری غنا تھا۔ باقی آپ کے قلبی اور باطنی غنا کا درجہ تو وہ غنی عن العالمین ہی جانتا ہے۔ کوئی بشر اس کا کیا اندازہ کر سکے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ابتداء سے موروانعامات رہے

۷ ۔ بلکہ اس کی خبر گیری اور دلجوئی کر۔ جس طرح تم کو یتیمی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ٹھکانا دیا۔ تم دوسرے یتیموں کو ٹھکانا دو۔ اسی طرح کے مکارم اخلاق اختیار کرنے سے بندہ اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ { صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ } حدیث میں آپ نے فرمایا { انا و کافل الیتیم کھا تین واشارالی السبابۃ والوسطیٰ }۔
۸ ۔ یعنی تم نادار تھے، اللہ تعالیٰ نے غنا عطا فرمایا۔ اب شکر گذار بندے کا حوصلہ یہی ہونا چاہیئے کہ مانگنے والوں سے تنگ دل نہ ہو اور حاجتمندوں کے سوال سے گھبرا کر جھڑکنے ڈانٹنے کا شیوہ اختیار نہ کرے۔ بلکہ فراخدلی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ احادیث میں سائلین کے مقابلہ پر آپکی وسعت اخلاق کے جو قصے منقول ہیں وہ بڑے سے
۹ ۔ محسن کے احسانات کا بہ نیت شکرگزاری (نہ بقصد فخرو مباہات) چرچا کرنا شرعًا محمود ہے۔ لہٰذا جو انعامات اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائے ان کو بیان کیجیے۔ خصوصًا وہ نعمت ہدایت جس کا ذکر { وَوَجَدَکَ ضَاۗلًّافَهَدٰى } میں ہوا۔ اس کا لوگوں میں پھیلانا اور کھول کھول کر بیان کرنا تو آپ کا فرض منصبی ہے۔ شاید آپ کے ارشادات وغیرہ کو جو حدیث کہا
۱ ۔ کہ اُس میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا کہ بیشمار دشمنوں کی عداوت اور مخالفوں کی مزاحمت سے گھبرانے نہ پائیں (تنبیہ) احادیث و سیر سے ثابت ہے کہ ظاہری طور پر بھی فرشتوں نے متعدد مرتبہ آپ کا سینہ چاک کیا۔ لیکن مدلول آیت کا بظاہر وہ معلوم نہیں ہوتا۔

۲ ۔ وحی کا اترنا اوّل سخت مشکل تھا۔ پھر آسان ہو گیا۔ یامنصب رسالت کی ذمہ داریوں کو محسوس کرکے خاطر شریف پر گرانی گزرتی ہو گی۔ وہ رفع کر دی گئ۔ یا "وزر" سے وہ امور مباحہ مراد ہوں جو گاہ بگاہ آپ قرین حکمت و صواب سمجھ کر کر لیتے تھے اور بعد میں ان کا خلاف حکمت یا خلاف اولٰی ہونا ظاہر ہوتا تھا اور آپ بوجہ علوّ شان اور غایت
۳ ۔ یعنی پیغمبروں اور فرشتوں میں آپ کا نام بلند ہے۔ دنیا میں تمام سمجھدار انسان نہایت عزت و وقعت سے آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ اذان، اقامت خطبہ، کلمہ طیبہ اور التحیات وغیرہ میں اللہ کے نام کے بعد آپ کا نام لیا جاتا ہے اور خدا نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں ساتھ کے ساتھ آپ کی فرمانبرداری کی تاکید کی ہے۔

۴ ۔ یعنی اللہ کی رضا جوئی میں جو سختیاں آپ نے برداشت کیں اور رنج و تعب کھینچے۔ ان میں سے ہر ایک سختی کے ساتھ کئ کئ آسانیاں ہیں۔ مثلًا حوصلہ فراخ کر دینا جس سے ان مشکلات کا اٹھانا سہل ہوگیا۔ اور ذکر کا بلند کرنا، جس کا تصور بڑی بڑی مصیبتوں کے تحمل کو آسان کر دیتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب ہم نے آپ کو روحانی راحت دی

۵ ۔ یعنی جب خلق کے سمجھانے سے فراغت پائے تو خلوت میں بیٹھ کر محنت کر، تا مزید یسر کا سبب بنے۔ اور اپنے رب کی طرف (بلاواسطہ) متوجہ ہو (تنبیہ) خلق کو سمجھانا اور نصیحت کرنا آپ کی اعلیٰ ترین عبادت تھی لیکن اس میں فی الجملہ مخلوق کا توسط ہوتا تھا۔ مطلوب یہ ہے کہ ادھر سے ہٹ کر بلاواسطہ بھی متوجہ ہونا چاہئے۔ اس کی تفسیر
۱ ۔ انجیر اور زیتون دونوں چیزیں نہایت کثیر المنافع اور جامع الفوائد ہونے کی وجہ سے انسان کی حقیقت جامعہ کے ساتھ خصوصی مشابہت رکھتی ہیں۔ اسی لئے { لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ } کے مضمون کو ان دونوں قسم سے شروع کیا۔ اور بعض محققین کہتے ہیں کہ یہاں { التِّيْنِ } اور {الزَّيْتُوْنِ } سے دو پہاڑوں کی طرف اشارہ ہے جن کے

۲ ۔ { طُوْرِ سِيْنِيْنَ } یا "طورسینا" وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے شرف ہمکلامی بخشا۔ اور "امن والا شہر" مکہ معظمہ ہے جہاں سارے عالم کے سردار حضرت محمد رسول مبعوث ہوئے اور اللہ کی سب سے بڑی اور آخری امانت (قرآن کریم) اوّل اسی شہر میں اتاری گئ۔ تورات کے آخر میں ہے "اللہ طور سیناء سے آیا اور ساعیر سے
۳ ۔ یعنی یہ سب مقامات متبرکہ جہاں سے ایسے ایسے اولوالعزم پیغمبر اٹھے گواہ ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے اچھے سانچے میں ڈھالا، اور کیسی کچھ قوتیں اور ظاہری و باطنی خوبیاں اس کے وجود میں جمع کی ہیں اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے گوئے سبقت لے جائے بلکہ مسجود ملائکہ بنے۔
۴ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس کو لائق بنایا فرشتوں کے مقام کا۔ پھر جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے۔

۔ جو کبھی کم یا ختم نہ ہوگا۔ ۵

۶ ۔ یعنی او آدمی ! ان دلائل کے بعد کیا سبب ہے جس کی بناء پر سلسلہ جزاء و سزا کا انکار کیا جا سکتا ہے؟ یا یہ خطاب نبی کریم کو ہو گا۔ یعنی ایسے صاف بیانات کے بعد کیا چیز ہے جو منکرین کو جزاء کے معاملہ میں تمہاری تکذیب پر آمادہ کرتی ہے۔ خیال کرو! انسان کو اللہ نے پیدا کیا اور بہترین شکل و صورت میں پیدا کیا۔ اس کا قوام ایسی

۷ ۔ یعنی اس کی شہنشاہی کے سامنے دنیا کی سب حکومتیں ہیچ ہیں۔ جب یہاں کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اپنے وفاداروں کو انعام، اور مجرموں کو سزا دیتی ہیں تو اس احکم الحاکمین کی سرکار سے یہ توقع کیوں نہ رکھی جائے۔

۱ ۔ یہ پانچ آیتیں ({ اِقْرَاْ } سے { مَالَمْ یَعْلَمْ } تک) قرآن کی سب آیتوں اور سورتوں سے پہلے اتریں۔ آپ "غارحراء" میں خدائے واحد کی عبادت کر رہے تھے کہ اچانک حضرت جبریل وحی لے کر آئے اور آپ کو کہا { اِقْرَاْ } (پڑھیے) آپ نے فرمایا { ماانا بقارئٍ } (میں پڑھا ہوا نہیں) جبریل نے کئی بار آپ کو زور زور سے دبایا، اور بار بار وہی لفظ
۔ یعنی جس نے سب چیزوں کو پیدا کیا، کیا وہ تم میں صفت قرأۃ پیدا نہیں کر سکتا۔ ۲

۳ ۔ جمے ہوئے خون میں نہ حس ہے نہ شعور، نہ علم نہ ادراک، محض جماد لایعقل ہے، پھر جو خدا جماد لایعقل کو انسان عاقل بناتا ہے، وہ ایک عاقل کو کامل اور ایک اُمّی کو قاری و عالم نہیں بناسکتا۔ یہاں تک قرأت کا امکان ثابت کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں کہ تم کو باوجود اُمّی ہونے کے قاری بنا دے، آگے اس کی فعلیت اور وقوع پر متنبہ
۴ ۔ یعنی آپ کی تربیت جس شان سے کی گئ، اس سے آپ کی کامل استعداد اور لیاقت نمایاں ہے جب ادھر سے استعداد میں قصور نہیں اور اُدھر سے مبداء فیاض میں بخل نہیں۔ بلکہ وہ تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔ پھر وصول فیض میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے ضرور ہے کہ یونہی ہو کر رہے۔
۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "حضرت نے کبھی لکھا پڑھا نہ تھا، فرمایا کہ قلم سے بھی علم وہی دیتا ہے یوں بھی وہی دیگا"۔ اور ممکن ہے ادھر بھی اشارہ ہو کہ جس طرح مفیض و مستفیض کے درمیان قلم واسطہ ہوتا ہے، اللہ اور محمد کے درمیان جبریل محض ایک واسطہ ہیں۔ جس طرح قلم کا توسط اس کو مستلزم نہیں کہ وہ مستفیض سے افضل
۶ ۔ یعنی انسان کا بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو کچھ نہیں جانتا۔ آخر اسے رفتہ رفتہ کون سکھاتا ہے بس وہی رب قدیر جو انسان کو جاہل سے عالم بناتا ہے، اپنے ایک اُمّی کو عارف کامل بلکہ تمام عارفوں کا سردار بنا دے گا۔

۷ ۔ یعنی آدمی کی اصل تو اتنی ہے کہ جمے ہوئے خون سے بنا اور جاہل محض تھا، خدا نے علم دیا، مگر وہ اپنی اصل حقیقت کو ذرا یاد نہیں رکھتا۔ دنیا کے مال و دولت پر مغرور ہو کر سرکشی اختیار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔
۸ ۔ یعنی اوّل بھی اس نے پیدا کیا اور آخر بھی اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اس وقت اس تکبر اور خودفراموشی کی حقیقت کھلیگی۔

۹ ۔ یعنی اس کی سرکشی اور تمرد کو دیکھو کہ خود تو اپنے رب کے سامنے جھکنے کی توفیق نہیں، دوسرا بندہ اگر خدا کے سامنے سربسجود ہوتا ہے، اسے بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ان آیات میں اشارہ ابوجہل ملعون کی طرف ہے۔ جب وہ حضرت کو نماز پڑھتے دیکھتا تو چڑاتا اور دھمکاتا تھا اور طرح طرح سے ایذائیں پہنچانے کی سعی کرتا تھا۔

۱۰ ۔ یعنی نیک راہ پر ہوتا بھلے کام سکھاتا تو کیا اچھا آدمی ہوتا۔ اب جو منہ موڑا تو ہمارا کیا بگاڑا۔ کذا فی موضح القرآن۔ وللمفسرین اقوال فی تفسیر ہا من شاء الا طلاع علیہا فلیراجع روح المعانی۔

۔ یعنی اس ملعون کی شرارتوں کو اور اس نیک بندے کے خشوع و خضوع کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ ۱۱

۱۲ ۔ یعنی رہنے دو! یہ سب کچھ جانتا ہے۔ پر اپنی شرارت سے باز نہیں آتا۔ اچھا اب کان کھول کر سن لے کہ اگر اپنی شرارت سے باز نہ آیا تو ہم اس کو جانوروں اور ذلیل قیدیوں کی طرح سر کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے۔

۱۳ ۔ یعنی جس سر پر یہ چوٹی ہے وہ جھوٹ اور گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ گویا اس کا دروغ اور گناہ بال بال میں سرایت کرگیا ہے۔

۱۴ ۔ ابو جہل نے ایک مرتبہ حضرت کو نماز سے روکنا چاہا۔ آپ نے سختی سے جواب دیا۔ کہنے لگا کیا جانتے نہیں کہ مکہ میں سب سے بڑی مجلس میری ہے۔ اس پر فرماتے ہیں کہ اب وہ اپنی مجلس والے ساتھیوں کو بلالے۔ ہم بھی اس کی گوشمالی کے لئے اپنے سپاہی بلاتے ہیں۔ دیکھیں کون غالب رہتا ہے۔ چند روز بعد "بدر" کے میدان میں دیکھ لیا کہ
۱۵ ۔ یعنی آپ اس کی ہرگز پروا نہ کیجیے اور اس کی کسی بات پر کان نہ دھریے۔ جہاں چاہو شوق سے اللہ کی عبادت کرو اور اس کی بارگاہ میں سجدے کرکے بیش از بیش قرب حاصل کرتے رہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ "بندہ سب حالتوں سے زیادہ سجدہ میں اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوتا ہے۔
۱ ۔ یعنی قرآن مجید "لوح محفوظ" سے سماء دنیا پر "شب قدر" میں اتارا گیا اور شاید اسی شب میں سماء دنیا سے پیغمبر پر اترنا شروع ہوا۔ اس کے متعلق کچھ مضمون سورۃ "دخان" میں گذر چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

۔ یعنی اس رات میں نیکی کرنا ایسا ہے گویا ہزار مہینے تک نیکی کرتا رہا۔ بلکہ اس سے بھی زائد۔ ۲

۳ ۔ یعنی اللہ کے حکم سے روح القدس (حضرت جبریل) بیشمار فرشتوں کے ہجوم میں نیچے اترتے ہیں۔ تاکہ عظیم الشان خیروبرکت سے زمین والوں کو مستفیض کریں۔ اور ممکن ہے "روح" سے مراد فرشتوں کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہو۔ بہرحال اس مبارک شب میں باطنی حیات اور روحانی خیروبرکت کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔
۴ ۔ یعنی انتظام عالم کے متعلق جو کام اس سال میں مقدر ہیں ان کے نفاذ کی تعیین کے لئے فرشتے آتے ہیں۔ کمامرّفی سورۃ الدخان۔ یا { مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ } سے امرخیر مراد ہو۔ یعنی ہر قسم کے امور خیر لے کر آسمان سے اترتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۵ ۔ یعنی وہ رات امن و چین اور دلجمعی کی رات ہے۔ اس میں اللہ والے لوگ عجیب و غریب طمانیت اور لذت و حلاوت اپنی عبادت کے اندر محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ اثر ہوتا ہے نزول رحمت و برکت کاجو روح و ملائکہ کے توسط سے ظہور میں آتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس رات جبریل اور فرشتے عابدین و ذاکرین پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔
۶ ۔ یعنی شام سے صبح تک ساری رات یہی سلسلہ رہتا ہے اس طرح وہ پوری رات مبارک ہے (تنبیہ) قرآن سے معلوم ہوا کہ وہ رات رمضان شریف میں ہے { شھررمضان الذی انزل فیہ القراٰن } اور حدیث صحیح نے بتلایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں خصوصًا عشرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرنا چاہیئے، پھر طاق راتوں میں بھی ستائیسویں شب پر
۱ ۔ "اہل کتاب" یہود ونصاریٰ ہوئے اور "مشرکین" وہ قومیں جو بت پرستی یا آتش پرستی وغیرہ میں مبتلا تھیں اور کوئی کتاب سماوی ان کے ہاتھ نہ تھی۔

۲ ۔ آنحضرت کی بعثت سے پہلے سب دین والے بگڑ چکے تھے۔ اور ہر ایک اپنی غلطی پر مغرور تھا اب چاہیئے کسی حکیم یا ولی یا بادشاہ عادل کے سمجھانے سے راہ پر آجائیں تو یہ ممکن نہ تھا۔ جب تک ایک ایسا عظیم القدر رسول نہ آئے جس کے ساتھ اللہ کی پاک کتاب اس کی قوی مدد ہو کہ چند سال میں ایک ایک ملک کو ایمان کی روشنی سے بھر
۳ ۔ یعنی قرآن کی ہر سورت گویا ایک مستقل کتاب ہے۔ یا یہ مطلب ہو کہ جو عمدہ کتابیں پہلے آچکی ہیں ان سب کے ضروری خلاصے اس کتاب میں درج کر دیے گئے ہیں یا { كُتُبٌ قَيِّمَةٌ } سے علوم و مضامین مراد ہیں۔ یعنی اس کے علوم بالکل صحیح و راست اور مضامین نہایت مضبوط و معتدل ہیں۔
۴ ۔ یعنی اس رسول اور اس کتاب کے آئے پیچھے شبہ نہیں رہا۔ پھر اب اہل کتا ب ضد سے مخالف ہیں۔ شبہ سے نہیں اسی لئے ان میں دو فریق ہو گئے۔ جس نے ضد کی منکر رہا۔ جس نے انصاف کیا ایمان لے آیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ جس پیغمبر آخرالزمان کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کے آنے پر اپنے تمام اختلافات کو ختم کرکے سب ایک راستہ پر پڑ لیتے
۵ ۔ یعنی ہر قسم کے باطل اور جھوٹ سے علیحدہ ہو کر خالص خدائے واحد کی بندگی کریں اور ابراہیم حنیف کی طرح سب طرف سے ٹوٹ کر اسی ایک مالک کے غلام بن جائیں۔ تشریع وتکوین کے کسی شعبہ میں کسی دوسرے کو خود مختار نہ سمجھیں۔
۶ ۔ یعنی یہ چیزیں ہر دین میں پسند یدہ رہی ہیں، انہی کی تفصیل یہ پیغمبر کرتا ہے۔ پھر خدا جانے ایسی پاکیزہ تعلیم سے کیوں وحشت کھاتے ہیں۔

۷ ۔ یعنی علم کا عویٰ رکھنے والے اہل کتاب ہوں ، یا جاہل مشرک، حق کا انکار کرنے پر سب کا انجام ایک ہے وہی دوزخ جس سے کبھی چھٹکارا نہیں۔

۸ ۔ یعنی بہائم سے بھی زیادہ ذلیل اور بدتر کما قال فی سورۃ الفرقان { ان ھم الّا کالانعام بل ھم اضل سبیلًا }۔

۹ ۔ یعنی جو لوگ سب رسولوں اور کتابوں پر یقین لائے اور بھلے کاموں میں لگے رہے وہی بہترین خلائق ہیں حتّٰی کہ ان میں کے بعض افراد بعض فرشتوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔

۱۰ ۔ یعنی جنّت کے باغوں اور نہروں سے بڑھ کر رضا مولٰی کی دولت ہے۔ بلکہ جنت کی تمام نعمتوں کی اصلی روح یہی ہے۔

۱۱ ۔ یعنی یہ مقام بلند ہر ایک کو نہیں ملتا۔ صرف ان بندوں کا حصّہ ہے جو اپنے رب کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں، اور اس کی نافرمانی کے پاس نہیں جاتے۔

۱ ۔ یعنی حق تعالیٰ ساری زمین کو ایک نہایت سخت اور ہولناک زلزلہ سے ہلا ڈالے گا۔ جس کے صدمہ سے کوئی عمارت اور کوئی پہاڑ یا درخت زمین پر قائم نہ رہیگا سب نشیب و فراز برابر ہو جائیں گے۔ تاکہ میدان حشر بالکل ہموار اور صاف ہوجائے اور یہ معاملہ قیامت میں نفخ ثانی کے وقت ہو گا۔
۲ ۔ یعنی اس وقت زمین جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے مثلًا مردے یا سونا چاندی وغیرہ سب باہر اگل ڈالے گی۔ لیکن مال کا کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ سب دیکھ لیں گے کہ آج یہ چیز جس پر ہمیشہ لڑا کرتے تھے کس قدر بیکار ہے۔

۳ ۔ یعنی آدمی زندہ ہونے اور اس زلزلہ کے آثار دیکھنے کے بعد یا ان کی روحیں عین زلزلہ کے وقت حیرت زدہ ہو کر کہیں گی کہ اس زمین کو کیا ہو گیا جو اس قدر زور سے ہلنے لگی اور اپنی اندر کی تمام چیزیں ایک دم باہر نکال پھینکیں۔

۴ ۔ یعنی بنی آدم نے جو برے بھلے کام اس کے اوپر کئے تھے سب ظاہر کر دے گی۔ مثلًا کہے گی۔ فلاں شخص نے مجھ پر نماز پڑھی تھی، فلاں نے چوری کی تھی۔ فلاں نے خون ناحق کیا تھا، وغیرہ ذٰلک۔ گویا آج کل کی زبان میں یوں سمجھو کہ جس قدر اعمال زمین پر کیے جاتے ہیں زمین میں ان سب کے ریکارڈ موجود رہتے ہیں۔ قیامت میں وہ
۵ ۔ یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہونگے۔ ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا، ایک زانیوں کا ایک ظالموں کا، ایک چوروں کا ۔ وعلٰی ہذاالقیاس۔ یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر لوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنت اور دوزخ کی طرف چلی جائیں گی۔
۶ ۔ یعنی میدان حشر میں ان کے عمل دکھلا دیے جائیں گے، تا بدکاروں کو ایک طرح کی رسوائی اور نیکو کاروں کو ایک قسم کی سرخروئی حاصل ہو یا ممکن ہے اعمال کے دکھلانے سے ان کے ثمرات و نتائج کا دکھلانا مراد ہو۔

۷ ۔ یعنی ہر ایک ذرہ ذرہ عمل بھلا ہو یا برا اس کے سامنے ہوگا اور حق تعالیٰ جو کچھ معاملہ ہر ایک عمل کے متعلق فرمائیں گے وہ بھی آنکھوں سے نظر آجائیگا۔

۔ یعنی جو پتھر یا پتھریلی زمین پر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں۔ ۱

۲ ۔ عرب میں اکثر عادت صبح کے وقت تاخت کرنے کی تھی۔ تاکہ رات کے وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو صبح کو دفعتہً جا پڑیں اور رات کو حملہ نہ کرنے میں اظہار شجاعت سمجھتے تھے۔

۳ ۔ یعنی ایسی تیزی اور قوت سے دوڑنے والے کہ صبح کے وقت جبکہ رات کی سردی اور شبنم کی رطوبت سے عمومًا غبار دبا رہتا ہے، ان کی ٹاپوں سے اس وقت بھی بہت گردوغبار اٹھتا ہے۔

۴ ۔ یعنی اس وقت بے خوف و خطر دشمن کی فوج میں جاگھستے ہیں۔(تنبیہ)
ان قسموں کی توضیح:
ممکن ہے کہ قسم کھانا گھوڑوں کی مقصود ہو جیسا کہ ظاہر ہے اور ممکن ہے مجاہدین کے رسالہ کی قسم ہو۔ حضرت
۵ ۔ یعنی جہاد کرنے والے سواروں کی اللہ کی راہ میں سرفورشی و جاں بازی بتلاتی ہے کہ وفاداروشکر گزار بندے ایسے ہوتے ہیں۔ جو آدمی اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو اس کے راستے میں خرچ نہیں کرتا وہ پرلے درجہ کا ناشکر اور نالائق ہے۔ بلکہ غور کرو تو خود گھوڑا زبان حال سے شہادت دے رہا ہے۔ کہ جو لوگ مالک حقیقی کی دی ہوئی روزی

۶ ۔ یعنی سرفروش مجاہدین کی اور ان کے گھوڑوں کی وفاشعاری اور شکر گزاری اس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ پھر بھی بےحیا ٹس سے مس نہیں ہوتا (تنبیہ) ترجمہ کی رعایت سے ہم نے یہ مطلب لکھا ہے۔ ورنہ اکثر مفسرین اس جملہ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ انسان خود اپنی ناشکری پر زبان حال سے گواہ ہے۔ ذرا اپنی ضمیر کی آواز کی طرف متوجہ ہو تو
۷ ۔ یعنی حرص و طمع اور بخل و امساک نے اس کو اندھا بنا رکھا ہے۔ دنیا کے زرومال کی محبت میں اس قدر غرق ہے کہ منعم حقیقی کو بھی فراموش کر بیٹھا، نہیں سمجھتا کہ آگے چل کر اس کا کیا انجام ہونے والا ہے۔

۸ ۔ یعنی وہ وقت بھی آنے والا ہے جب مردہ جسم قبروں سے نکال کر زندہ کیے جائیں گے اور دلوں میں جو چیزیں چھپی ہوئی ہیں سب کھول کر رکھ دی جائیں گی۔ اُس وقت دیکھیں یہ مال کہاں تک کام دیگا اور نالائق ناشکرے لوگ کہاں چھوٹ کر جائیں گے۔ اگر یہ بےحیا اس بات کو بھی سمجھ لیتے تو ہر گز مال کی محبت میں غرق ہو کر ایسی حرکتیں نہ
۹ ۔ یعنی ہر چند کہ اللہ کا علم ہر وقت بندے کے ظاہر و باطن پر محیط ہے لیکن اس روز اس کا علم ہر شخص پر ظاہر ہو جائے گا۔ اور کسی کو گنجائش انکار کی نہ رہے گی۔

۱ ۔ یعنی مراد قیامت ہے جو قلوب کو سخت فزع اور گھبراہٹ سے اور کانوں کو صور شدید سے کھڑکھڑا ڈالیگی۔ مطلب یہ ہے کہ حادثہ قیامت کے اس ہولناک منظر کا کیا بیان ہو۔ بس اس کے بعض آثار آگے بیان کر دیے جاتے ہیں۔ جن سے اس کی سختی اور شدت کا قدرے اندازہ ہو سکتا ہے۔
۲ ۔ کہ ہر ایک ایک طرف کو بے تابانہ چلاجاتا ہے۔ گویا پروانوں کے ساتھ تشبیہ ضعف، کثرت بے تابی اور حرکت کی بے انتظامی میں ہوئی۔

۳ ۔ یعنی جیسے دُھنیا اون یا روئی کو دھنک کر ایک ایک پھاہا کرکے اڑا دیتا ہے۔ اسی طرح پہاڑ متفرق ہو کر اڑ جائیں گے۔ اور رنگین اون سے شاید اس لئے تشبیہ دی کہ بہت کمزور اور ہلکی ہوتی ہے۔ نیز قرآن میں دوسری جگہ پہاڑوں کے رنگ بھی کئ قسموں کے بیان فرمائے ہیں { وَمِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيۡضٌ وَّ حُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَاوَ غَرَابِيۡبُ سُوۡدٌ } (فاطر

۴ ۔ یعنی جس کے اعمال وزنی ہونگے وہ اس روز خاطر خواہ عیش و آرام میں رہیگا اور اعمال کا وزن اخلاص و ایمان کی نسبت سے ہوگا۔ دیکھنے میں کتنا ہی بڑا عمل ہو مگر اخلاص کی روح نہ ہو، وہ اللہ کے ہاں کچھ وزن نہیں رکھتا { فلا نقیم لهم یوم القیامۃ وزنًا } (الکہف رکوع۱۲)۔

۵ ۔ یعنی جو عذاب اس طبقہ میں ہے کچھ آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ بس اتنا سمجھ لو کہ ایک آگ ہے نہایت گرم دہکتی ہوئی جس کے مقابلہ میں گویا دوسری آگ کو گرم کہنا نہ چاہیئے۔ اعاذنا اللہ منہا ومن سائروجوہ العذاب بفضلہ و منّہ۔

۱ ۔ یعنی مال و اولاد کی کثرت اور دنیا کے سازوسامان کی حرص آدمی کو غفلت میں پھنسائے رکھتی ہے۔ نہ مالک کا دھیان آنے دیتی ہے نہ آخرت کی فکر۔ بس شب و روز یہی دھن لگی رہتی ہے کہ جس طرح بن پڑے مال و دولت کی بہتات ہو، اور میرا کنبہ اور جتھا سب کنبوں اور جتھوں سے غالب رہے۔ یہ پردہ غفلت کا نہیں اٹھتا۔ یہاں تک کہ موت

۲ ۔ یعنی دیکھو بار بار بتاکید کہا جاتا ہے کہ تمہارا خیال صحیح نہیں کہ مال و اولاد وغیرہ کی بہتات ہی کام آنے والی چیز ہے۔ عنقریب تم معلوم کر لو گے کہ یہ زائل و فانی چیز ہر گز فخر و مباہات کے لائق نہ تھی۔ پھر سمجھ لو کہ آخرت ایسی چیز نہیں جس سے انکار کیا جائے یا غفلت برتی جائے۔ آگے چل کر تم کو بہت جلد کھل جائے گا کہ اصل زندگی
۳ ۔ یعنی تمہارا خیال ہر گز صحیح نہیں اگر تم یقینی طور پر دلائل صحیحہ سے اس بات کو جان لیتے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کے سب سامان ہیچ ہیں تو ہر گز اس غفلت میں پڑے نہ رہتے۔

۴ ۔ یعنی اس غفلت و انکار کا نتیجہ دوزخ ہے، وہ تم کو دیکھنا پڑے گا۔ اوّل تو اس کا کچھ اثر برزخ میں نظر آجائیگا۔ پھر آخرت میں پوری طرح دیکھ کر عین الیقین حاصل ہو جائیگا۔

۵ ۔ یعنی اس وقت کہیں گے۔ اب بتلاؤ! دنیا کے عیش و آرام کی کیا حقیقت تھی۔ یا اس وقت سوال کیا جائے گا کہ جو نعمتیں (ظاہری و باطنی، آفاقی و انفسی، جسمانی وروحانی) دنیا میں عطا کی گئ تھیں ان کا حق تم نے کیا ادا کیا۔ اور منعم حقیقی کو کہاں تک خوش رکھنے کی سعی کی۔
۱ ۔ "عصر" زمانہ کو کہتے ہیں یعنی قسم ہے زمانہ کی جس میں انسان کی عمر بھی داخل ہے جسے تحصیل کمالات و سعادات کے لئے ایک متاع گراں ما یہ سمجھنا چاہیے۔ یا قسم ہے نماز عصر کے وقت کی جو کاروباری دنیا میں خاص مشغولیت اور شرعی نقطہ نظر سے نہایت فضیلت کا وقت ہے (حتّٰی کہ حضور نے حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس کی
۲ ۔ اس سے بڑھ کر ٹوٹا کیا ہو گا کہ برف بیچنے والے دوکاندار کی طرح اس کی تجارت کا ر اس المال جسے عمر عزیز کہتے ہیں، دم بدم کم ہوتا جارہا ہے۔ اگر اس رواروی میں کوئی ایسا کام نہ کر لیا جس سے یہ عمر رفتہ ٹھکانے لگ جائے، بلکہ ایک ابدی اور غیرفانی متاع بن کر ہمیشہ کے لئے کارآمد بن جائے تو پھر خسارہ کی کوئی انتہا نہیں۔ زمانہ
۳ ۔ یعنی انسان کو خسارہ سے بچنے کے لئے چارباتوں کی ضرورت ہے۔ اوّل خدا و رسول پر ایمان لائے اور ان کی ہدایات اور وعدوں پر خواہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے پورا یقین رکھے۔ دوسرے اس یقین کا اثر محض قلب و دماغ تک محدود نہ رہے بلکہ جوارح میں ظاہر ہو، اور اس کی عملی زندگی اس کے ایمان قلبی کا آئینہ ہو۔ تیسرے محض اپنی
۔ یعنی اپنی خبر نہیں لیتا دوسروں کو حقیر سمجھ کر طعنے دیتا ہے اور انکے واقعی یا غیر واقعی عیب چنتا رہتا ہے۔ ۱

۲ ۔ یعنی طعنہ زنی اور عیب جوئی کا منشاء تکبر اور تکبر کا سبب مال ہے جس کو مارے حرص کے ہر طرف سے سمیٹتا اور مارے بخل کے گن گن کر رکھتا ہے کہ کوئی پیسہ کہیں خرچ نہ ہو جائے یا نکل کر بھاگ نہ جائے۔ اکثر بخیل مالداروں کو دیکھا ہوگا کہ وہ بار بار روپیہ شمار کرتے اور حساب لگاتے رہتے ہیں۔ اسی میں ان کو مزہ آتا ہے۔
۳ ۔ یعنی اس کے برتاؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ مال کبھی اس سے جدا نہ ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ اس کو آفات ارضی و سماوی سے بچاتا رہیگا۔

۴ ۔ یعنی یہ خیال محض غلط ہے۔ مال تو قبر تک بھی ساتھ نہ جائے گا۔ آگے تو کیا کام آتا۔ سب دولت یونہی پڑی رہ جائیگی۔ اور اس بدبخت کو اٹھا کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔

۵ ۔ یعنی یاد رہے یہ آگ بندوں کی نہیں۔ اللہ کی سلگائی ہوئی ہے۔ اس کی کیفیت کچھ نہ پوچھو، بڑی سمجھدار ہے، دلوں کو جھانک لیتی ہے، جس دل میں ایمان ہو نہ جلائے، جس میں کفر ہو جلا ڈالے، اس کی سوزش بدن کو لگتے ہی فورًا دلوں تک نفوذ کر جائے گی۔ بلکہ ایک طرح دل سے شروع ہو کر جسموں میں سرایت کرے گی۔ اور باوجودیکہ قلوب و
۶ ۔ یعنی کفار کو دوزخ میں ڈال کر دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ کوئی راستہ نکلنے کا نہ رہیگا۔ ہمیشہ اس میں پڑے جلتے رہیں گے۔

۷ ۔ یعنی آگ کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی مانند بلند ہونگے۔ یا یہ کہ دوزخیوں کو لمبے ستونوں سے باندھ کر خوب جکڑ دیا جائے گا کہ جلتے وقت ذرا حرکت نہ کرسکیں۔ کیونکہ ادھر اُدھر حرکت کرنے سے بھی عذاب میں کچھ برائے نام تخفیف ہو سکتی تھی۔ اور بعض نے کہا کہ دوزخ کے منہ کو لمبے لمبے ستون ڈال کر اوپر سے پاٹ دیا جائے گا۔ واللہ

١ ۔ یعنی ہاتھی والوں کے ساتھ تیرے رب نے جو معاملہ کیا وہ تم کو ضرور معلوم ہو گا۔ کیونکہ یہ واقعہ نبی کریم کی ولادت باسعادت سے چند روز پیشتر ہوا تھا اور غایت شہرت سے بچہ بچہ کی زبان پر تھا۔ اسی قرب عہد اور تواتر کی بناء پر اس کے علم کو رویت سے تعبیر فرما دیا۔
٢ ۔ یعنی وہ لوگ چاہتے تھے کہ اللہ کا کعبہ اجاڑ کر اپنا مصنوعی کعبہ آباد کریں۔ یہ نہ ہو سکا۔ اللہ نے ان کے سب داؤ پیچ غلط اور کل تدبیریں بے اثر کر دیں۔ کعبہ کی تباہی کی فکر میں وہ خود ہی تباہ و برباد ہوگئے۔

٣ ۔ "اصحاب فیل" کا قصہ مختصر یہ ہے کہ بادشاہ "حبشہ کی طرف سے "یمن" میں ایک حاکم "ابرہہ" نامی تھا اس نے دیکھا کہ سارے عرب کعبہ کا حج کرنے جاتے ہیں، چاہا کہ ہمارے پاس جمع ہوا کریں۔ اس کی تدبیر یہ سوچی کہ اپنے مذہب عیسائی کے نام پر ایک عالیشان گرجا بنایا جائے جس میں ہر طرح کے تکلفات اور راحت و دل کشی کے سامان
۔ جو بیل، گائے وغیرہ کھا کر آخور چھوڑ دیتے ہیں۔ یعنی ایسا پراگندہ، منتشر، مبتذل، بدصورت، نکمّا اور چورا چورا۔ ۴

١ ۔ مکہ میں غلہ وغیرہ پیدا نہیں ہوتا، اس لئے قریش کی عادت تھی کہ سال بھر میں تجارت کی غرض سے دو سفر کرتے تھے۔ جاڑوں میں یمن کی طرف کہ وہ ملک گرم ہے۔ اور گرمیوں میں شام کی طرف جو سرد اور شاداب ملک ہے۔ لوگ ان کو اہل حرم اور خادم بیت اللہ سمجھ کر نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے۔ ان کی خدمت کرتے اور ان
١ ۔ یعنی سمجھتا ہے کہ انصاف نہ ہوگا اور اللہ کی طرف سے نیک و بد کا کبھی بدلہ نہ ملے گا۔ اور بعض نے "دین" کے معنی "ملت" کے لئے ہیں۔ یعنی ملتِ اسلام اور مذہب حق کو جھٹلاتا ہے۔ گویا مذہب و ملت اس کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں۔
۔ یعنی یتیم کی ہمدردی اور غمخواری تو درکنار، اس کے ساتھ نہایت سنگدلی اور بد اخلاقی سے پیش آتا ہے۔ ٢

٣ ۔ یعنی غریب محتاج کی نہ خود خبر لے نہ دوسروں کو ترغیب دے۔ ظاہر ہے کہ یتیموں اور محتاجوں کی خبر لینا اور ان کے حال پر رحم کھانا دنیا کے ہر مذہب و ملت کی تعلیم میں شامل ہے اور ان مکارم اخلاق میں سے ہے جن کی خوبی پر تمام عقلاء اتفاق رکھتے ہیں۔ پھر جو شخص ان ابتدائی اخلاق سے بھی عاری ہو، سمجھو کہ آدمی نہیں جانور ہے۔ بھلا

۴ ۔ یعنی نہیں جانتے کہ نماز کس کی مناجات ہے اور مقصود اس سے کیا ہے اور کس قدر اہتمام کے لائق ہے۔ یہ کیا نماز ہوئی کہ کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی، وقت، بے وقت کھڑے ہو گئے، باتوں میں اور دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا، پھر پڑھی بھی تو چار ٹکریں لگا لیں، کچھ خبر نہیں کس کے روبرو کھڑے ہیں، اور احکم الحاکمین کے
۵ ۔ یعنی ایک نماز کیا، ان کے دوسرے اعمال بھی ریا کاری اور نمود و نمائش سے خالی نہیں گویا ان کا مقصد خالق سے قطع نظر کرکے صرف مخلوق کو خوش کرنا ہے۔

۶ ۔ یعنی زکوٰۃ و صدقات وغیرہ تو کیا ادا کرتے، معمولی برتنے کی چیزیں بھی مثلًا ڈول، رسی، ہنڈیا، دیگچی، کلہاڑی، سوئی دھاگہ وغیرہ، کسی کو مانگے نہیں دیتے جنکےدینے کا دنیا میں عام رواج ہے۔ بخل اور خست کا جب یہ حال ہو تو ریاکاری کی نماز سے ہی کیا فائدہ ہوگا۔ اگر ایک آدمی اپنے کو مسلمان نمازی کہتا اور کہلاتا ہے مگر اللہ کے ساتھ
١ ۔ "کوثر " کے معنی "خیر کثیر" کے ہیں۔ یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے؟ "البحر المحیط" میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر کیے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسّی و معنوی نعمتیں داخل ہیں۔ جو آپ کو یا آپ کے طفیل میں امّت مرحومہ کو ملنے
٢ ۔ یعنی اتنے بڑے انعام و احسان کا شکر بھی بہت بڑا ہونا چاہیئے۔ تو چاہیئے کہ آپ اپنی روح، بدن اور مال سے برابر اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں، بدنی و روحی عبادات میں سب سے بڑی چیز نماز ہے۔ اور مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا تھا۔ جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں

۳ ۔ بعض کفار حضور کی شان میں کہتے تھے کہ اس شخص کے کوئی بیٹا نہیں۔ بس زندگی تک اس کا نام ہے پیچھے کون نام لیگا۔ ایسے شخص کو ان کے محاورات میں "ابتر" کہتے تھے ۔ "ابتر" اصل میں دم کٹے جانور کو کہتے ہیں۔ جس کے پیچھے کوئی نام لینے والا نہ رہے۔ گویا اس کی دم کٹ گئی۔ قرآن نے بتلایا کہ جس شخص کو اللہ خیر کثیر عنایت
۱ ۔ چند رؤساء قریش نے کہا کہ اے محمد! ()(آؤہم تم صلح کرلیں) کہ ایک سال تک آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کریں، پھر دوسرے سال ہم آپ کے معبود کو پوجیں۔ اس طرح دونوں فریق کو ہر ایک کے دین سے کچھ کچھ حصہ مل جائے گا۔ آپ نے فرمایا خدا کی پناہ! کہ میں اس کے ساتھ (ایک لمحہ کے لئے بھی) کسی کو شریک ٹھہراؤں۔ کہنے لگے

۲ ۔ یعنی خدا کے سوا جو معبود تم نے بنا رکھے ہیں میں فی الحال ان کو نہیں پوج رہا اور نہ تم اس احد وصمد خدا کو بلا شرکت غیرے پوجتے ہو۔ جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

۳ ۔ یعنی آئندہ بھی میں تمہارے معبودوں کو کبھی پوجنے والا نہیں اور نہ تم میرے معبود واحد کی بلا شرکت غیرے پرستش کرنے والے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ میں موحد ہو کر شرک نہیں کرسکتا نہ اب نہ آئندہ اور تم مشرک رہ کر موحد نہیں قرار دیے جاسکتے، نہ اب نہ آئندہ اس تقریر کے موافق آیتوں میں تکرار نہیں رہی۔(تنبیہ)
۴ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں " یعنی تم نے جو ضد باندھی اب سمجھانا کیا فائدہ کرے گا جب تک اللہ فیصلہ کرے"۔ اب ہم تم سے بکلی بیزار ہو کر اسی فیصلہ کے منتظر ہیں۔ اور جو دین قویم اللہ نے ہم کو مرحمت فرمایا ہے اس پر نہایت خوش ہیں تم نے اپنے لئے بدبختی سے جو روش پسند کی وہ تمہیں مبارک رہے۔ ہر ایک فریق کو اس کی راہ روش
۱ ۔ بڑی فیصلہ کن چیز یہ تھی کہ مکہ معظمہ (جو گویا زمین پر اللہ کا دارالسلطنت ہے) فتح ہو جائے۔ اسی پر اکثر قبائل عرب کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ اس سے پہلے ایک ایک دو دو آدمی اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد جوق در جوق داخل ہونے لگے۔ حتّٰی کہ سارا جزیرہ عرب اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا۔ اور جو مقصد نبی کریم کی بعثت

۲ ۔ یعنی سمجھ لیجیے کہ مقصود بعثت کا اور دنیا میں رہنے کا (جو تکمیل دین و تمہید خلافت کبریٰ ہے) پورا ہوا، اب سفر آخرت قریب ہے۔ لہٰذا ادھر سے فارغ ہو کر ہمہ تن ادھر ہی لگ جائیے۔ اور پہلے سے بھی زیادہ کثرت سے اللہ کی تسبیح و تحمید اور ان فتوحات اور کامیابیوں پر اس کا شکر ادا کیجیے۔
۳ ۔ یعنی اپنے لئے اور امت کے لئے استغفار کیجیے۔ (تنبیہ) نبی کریم کا اپنے لئے استغفار کرنا پہلے کئ جگہ بیان ہوچکا ہے، وہیں دیکھ لیا جائے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں " یعنی قرآن میں ہر جگہ وعدہ ہے فیصلہ کا، اور کافر شتابی کرتے تھے۔ حضرت کی آخر عمر میں مکہ فتح ہوچکا، قبائل عرب دَل کے دَل مسلمان ہونے لگے۔ وعدہ سچا ہوا
۱ ۔ " ابولہب" (جس کا نام عبدالعزی بن عبدالمطلب ہے آنحضرت کا حقیقی چچا تھا، لیکن اپنے کفروشقاوت کی وجہ سے حضور کا شدید ترین دشمن تھا۔ جب آپ کسی مجمع میں پیغام حق سناتے یہ بدبخت پتھر پھینکتا حتّٰی کہ آپ کے پائے مبارک لہولہان ہو جاتے اور زبان سے کہتا کہ لوگو! اس کی بات مت سنو، یہ شخص (معاذاللہ) جھوٹا بےدین ہے۔ کبھی
۔ یعنی مال، اولاد، عزت، وجاہت کوئی چیز اس کو ہلاکت سے نہ بچا سکی۔ ۲

۳ ۔ یعنی مرنے کے بعد سخت شعلہ زن آگ میں پہنچنے والا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے قرآن نے اس کی کنیت "ابولہب" قائم رکھی۔ دنیا تو اس کو "ابولہب" اس لئے کہتی تھی کہ اس کے رخسارے آگ کے شعلے کی طرح چمکتے تھے۔ مگر قرآن نے بتلا دیا کہ وہ اپنے آخری انجام کے اعتبار سے بھی "ابولہب" کہلانے کا مستحق ہے۔
۴ ۔ ابولہب کی عورت ام جمیل باوجود مالدار ہونے کے سخت بخل اور خست کی بناء پر خود جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتی، اور کانٹے حضرت کی راہ میں ڈال دیتی، تا حضور کو اور آنے جانے والوں کو تکلیف پہنچے۔ فرماتے ہیں کہ وہ جس طرح یہاں حق کی دشمنی اور پیغمبر خدا کی ایذا رسانی میں اپنے شوہر کی مددگار ہے۔ دوزخ میں بھی اسی ہیئت
۵ ۔ یعنی بہت مضبوط بٹی ہوئی چبھنے والی، اس سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دوزخ کے طوق و سلاسل ہیں اور یہ تشبیہ { حَمَّالَۃَ الحَطَبِ } کی مناسبت سے دی گئ ہے۔ کیونکہ لکڑیوں کا بوجھ اٹھانے میں رسی کی ضرورت پڑتی ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس عورت کے گلے میں ایک ہار بہت قیمتی تھا۔ کہا کرتی تھی کہ لات و عُزیٰ کی قسم، اس کو محمد ()
۱ ۔ یعنی جو لوگ اللہ کی نسبت پوچھتے ہیں کہ وہ کیسا ہے، ان سے کہہ دیجیئے کہ وہ ایک ہے۔ جس کی ذات میں کسی قسم کے تعدد و تکثر اور دوئی کی گنجائش نہیں۔ نہ اسکا کوئی مقابل، نہ مشابہ، اس میں مجوس کے عقیدہ کا رد ہوگیا۔ جو کہتے ہیں کہ خالق دو ہیں۔ خیر کا خالق "یزداں" اور شر کا "ہرمن" نیز ہنود کی تردید ہوئی جو تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو
۲ ۔ "صمد" کی تفسیر کئ طرح کی گئ ہے۔ طبرانی ان سب کو نقل کرکے فرماتے ہیں { وکلّ ھٰذہ صحیحۃ وھی صفات ربنا عزوجل ھوالذی یصمد الیہ فی الحوائج وھو الذی قدانتھٰی سؤددہ وھو الصمد الذی لاجوف لہ ولا یاکل ولایشرب وھوالباقی بعد خلقہ } (ابن کثیر) (یہ سب معانی صحیح ہیں اور یہ سب ہمارے رب کی صفات ہیں۔ وہ ہی ہے جس کی

۳ ۔ یعنی نہ کوئی اس کی اولاد، نہ وہ کسی کی اولاد، اس میں ان لوگوں کا رد ہوا جو حضرت مسیح کو یا حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ نیز جو لوگ مسیح کو یا کسی بشر کو خدا مانتے ہیں ان کی تردید { لَمْ یُوْلَدْ } میں کر دی گئ۔ یعنی خدا کی شان یہ ہے کہ اس کو کسی نے جنا نہ ہو۔ اور ظاہر ہے حضرت مسیح ایک
۴ ۔ جب اس کے جوڑ کا کوئی نہیں تو جو رویا بیٹا کہاں سے ہو۔ اس جملہ میں ان اقوام کا رد ہوگیا جو اللہ کی کسی صفت میں کسی مخلوق کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہیں۔ حتّٰی کہ بعض گستاخ تو اس سے بڑھ کر صفات دوسروں میں ثابت کر دیتے ہیں۔ یہود کی کتابیں اٹھا کر دیکھو ایک دنگل میں خدا کی کشتی یعقوب سے ہو رہی ہے اور یعقوب خدا کو پچھاڑ
۔ یعنی جو رات کی ظلمت پھاڑ کر صبح کی روشنی نمودار کرتا ہے۔ ۱

۲ ۔ یعنی ہر ایسی مخلوق جس میں کوئی بدی ہو اس کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں۔ آگے بمناسبت مقام چند مخصوص چیزوں کا نام لیا ہے۔

۳ ۔ یعنی رات کا اندھیرا کہ اس میں اکثر شرور خصوصًا سحر وغیرہ بکثرت واقع ہوتے ہیں، یا چاند کا گہن یا آفتاب کا غروب مراد ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس میں سب تاریکیاں آگئیں ظاہر اور باطن کی۔ اور تنگدستی اور پریشانی اور گمراہی کی۔
۴ ۔ { نَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ } سے وہ عورتیں یا وہ جماعتیں یا وہ نفوس مراد ہیں جو ساحرانہ عمل کرنے کے وقت کسی تانت یا رسی یا بال وغیرہ میں کچھ پڑھ کر اور پھونک مار کر گرہ لگایا کرتے ہیں۔ حضور پرجو سحر لبید بن اعصم نے کیا تھا، لکھا ہے کہ بعض لڑکیاں بھی اس میں شریک تھیں۔ واللہ اعلم۔
۵ ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اُس وقت اُس کی ٹوک لگ جاتی ہے۔ بیشک ٹوک یا نظر لگ جانا ایک امر واقع ہے لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک { مِنْ شَرِّحَاسِدٍ اِذَاحَسَدَ } کا مطلب یہ ہے کہ حاسد جب اپنی قلبی کیفیت کو ضبط نہ کرسکے اور عملی طور پر حسد کا اظہار کرنے لگے، اس کی بدی سے پناہ مانگنا چاہیئے۔ اگر ایک شخص کے دل میں

۱ ۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت اور بادشاہت وغیرہ تمام مخلوقات کو شامل ہے، لیکن ان صفات کا جیسا کامل ظہور انسانوں میں ہوا، کسی دوسری مخلوق میں نہیں ہوا۔ اس لئے "رب" اور "ملک" وغیرہ کی اضافت ان ہی کی طرف کی گئ۔ نیز وسواس میں مبتلا ہونا بجز انسان کے دوسری مخلوق کی شان بھی نہیں۔
۲ ۔ شیطان نظروں سے غائب رہ کر آدمی کو بہکاتا پھسلاتا ہے۔ جب تک آدمی غفلت میں رہا اس کا تسلط بڑھتا رہا۔ جہاں بیدار ہوکر اللہ کو یاد کیا یہ فورًا پیچھے کو کھسکا۔

۳ ۔ شیطان جنوں میں بھی ہیں اور آدمیوں میں بھی { وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیَاطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُہُمْ اِلیٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا } (انعام رکوع ۱۴) اللہ تعالیٰ دونوں سے پناہ میں رکھے (تکملہ) ان دونوں سورتوں کی تفسیر میں علماء و حکماء نے بہت کچھ نکتہ آفرینیاں کی ہیں۔ حافظ ابن قیم، امام رازی، ابن سینا، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث

موضوع

ہر تعریف اللہ کی ہے

عالمین کےمعنی

صرف اللہ سے استعانت

اہل انعام اور اہل غضب

قرآن میں سورہ فاتحہ کی حیثیت

حروف مقطعات

قرآن میں شک نہ ہونے کا مطلب

مومنین کی صفات

کفار کی حالت

منافقین کی صفات

ایمان کا جھوٹا دعویٰ

فساد فی الارض

منافقین ہی بےوقوف ہیں

مومنین سے استہزاء

منافقین ہی بےوقوف ہیں

مومنین سے استہزاء

گھاٹے کی تجارت

منافقین کی پہلی مثال

منافقین کی دوسری مثال

تمام انسانوں کو توحید کا پیغام

کفار کو چیلنج

قرآن معجزہ ہے

جنّت کے پھل

جنّت کی عورتیں

کفّار کے ایک اعتراض کا جواب

فساد فی الارض کے معنٰی

کفر کرنا عقل کے خلاف ہے

خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش

ملائکہ کا سوال اور اُس کا جواب

حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت علم

عبادت پر علم کی فضیلت

سجدے کا حکم اور ابلیس کی نافرمانی

شجر ممنوعہ

ہبوط آدم علیہ السلام

خوف اور حزن کے معنٰی

ہبوط آدم علیہ السلام

بنی اسرائیل سے خطاب

بنی اسرائیل کی نعمتیں

توریت کا عہد پورا کرو

توریت کے مطابق قرآن پر ایمان لاؤ

نماز با جماعت کا حکم

صرف تبلیغ کافی نہیں عمل بھی ضروری ہے

عاجزی کرنے والوں پر نماز بھاری نہیں

بنی اسرائیل کی فضیلت کا مطلب

آخرت میں باپ دادا کی سفارش نہیں ہو گی

بنی اسرائیل پر فرعون کے مظالم

دریا کا دو حصوں میں بٹ جانا

بچھڑے کی پرستش

فرقان کیا چیز ہے؟

ایک دوسرے کو قتل کرنے کا حکم

توریت کو ماننے سے انکار اور اس کی سزا

من و سلوٰی

بستی میں داخل ہونے کا حکم

حکم الہٰی سے تمسخر

پانی کے بارہ چشموں کا ظہور

من و سلوٰی کی جگہ سبزیوں کا مطالبہ

بنی اسرائیل کی دائمی ذلت

صابئین کون ہیں

کوہ طور کو معلق کرنے کی وجہ

بنی اسرائیل کو مسخ صورت کا عذاب

بنی اسرائیل کو گائے ذبحہ کرنے کا حکم

بنی اسرائیل کی کج بحثی

بنی اسرائیل کی کج بحثی

حیات بعد الممات پر استدلال

یہودیوں کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں

توریت میں تحریف

توریت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

مال کے عوض توریت میں تحریف

بنی اسرائیل کی خوش فہمی

بنی اسرائیل کی بداعمالیاں

شریعت کے سب احکام پر عمل ضروری ہے

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے معجزے

انبیاء کی تکذیب اور قتل

بنی اسرائیل پر اللہ کی لعنت

بنی اسرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے

کافروں اور مسلمانوں کے عذاب میں فرق

انبیاء کا قتل توریت پر ایمان کے منافی ہے

بنی اسرائیل ظالم ہیں

بنی اسرائیل کے ایک دعوٰے کی تردید

حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہودیوں کی دشمنی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے توریت سے انحراف

شیطانوں سے جادو کی تعلیم

ہاروت ماروت اور علم سحر

صحابہ کو راعنا کہنے کی ممانعت

نسخ پر اعتراض کا جواب

ایمان والو! یہودیوں کی طرح سوال نہ کرو

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو

کفار و مشرکین کے بے دلیل دعوے

مساجد کا احترام

اللہ جنت سے منزہ ہے

اللہ اولاد سے پاک ہے

مخلص اہل یہود

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش اور امامت

وعدۂ نبوت ظالموں کے لئے نہیں تھا

بیت اللہ امن کا مقام ہے

مقام ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

کفار کو بھی رزق کا وعدہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو وصیت

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو وصیت

ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے

صرف مسلمان ملّت ابراہیمی پر ہیں

پچھلی کتابوں اور انبیاء پر مسلمانوں کا ایمان

اللہ کا رنگ سب رنگوں سے بہتر ہے

یہود و نصاریٰ کے دعوے کا ردّ

آخرت میں باپ دادا کام نہیں آئیں گے

تحویل قبلہ پر اعتراضات کا جواب

اُمّت محمدیہ کے فضائل

تحویل قبلہ کی حکمت اور اللہ کے علم کی تحقیق

استقبال بیت المقدس کی حکمت

استقبال کعبہ کا حکم

توریت میں دو قبلوں کا ذکر تھا

استقبال کعبہ کا حکم دائمی ہے

اہل کتاب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونےکا یقین تھا

ہر امت کا ایک قبلہ ہے

تحویل قبلہ کے حکم میں تکرار کی وجہ

تحویل قبلہ حکم ضروری تھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد

حیات شہداء

صبر کی اہمیت اور فضائل

صفا و مروہ شعائر ہیں

یہود پر لعنت کی جاتی ہے

توحید اور اس کے دلائل

مخلوقات میں اللہ کی نشانیاں

باطل معبودوں کی محبت

مومنین کو اللہ سے زیادہ محبت ہے

مشرکین کی اپنے معبودوں سے بیزاری

مشرکوں کے اعمال حسرت بن جائیں گے

باپ دادوں کا اتباع

کفار کی مثال

مسلمانوں کو اکل حلال کا حکم

حرام چیزوں کی تفصیل

حرام ذبحیہ کی تفصیل

مضطر کا حکم

حلال و حرام میں یہودیوں کی تعریف

کفار سے اللہ کے کلام نہ کرنے کا مطلب

مومن اور کافر کی سزا کا فرق

نیکی اور برّ کے جواب

قصاص میں برابری کا حکم

قصاص کے احکام

قصاص میں زندگی ہے

وصیت کی فرضیت کا بیان

وصیت کے احکام

روزہ کی فرضیت اور حکمت

روزے کے احکام

رمضان نزول قرآن کا مہینہ ہے

روزے کے مسائل

اللہ تعالیٰ بندوں سے قریب ہے

رمضان کی راتوں میں مباشرت کی اجازت

مجامعت کی غرض و غایت

روزے اور اعتکاف کے مسائل

مال ناحق کی ممانعت

رشوت کی ممانعت

رویت ہلال کی اہمیت

ایّام حج

گھروں میں داخل ہونے کا حکم

حرم میں قتال کا حکم

فتنہ پھیلانا قتل سے بڑا گناہ ہے

حج کا اور عمرے کے احکام

احرام کے مسائل

اشہرُ حج

زادراہ لینا بہتر ہے

حج میں تجارت کی اجازت

مزدلفہ میں قیام کا حکم

عرفات میں واپس آنے کا حکم

منیٰ میں ذکر اللہ کا اہتمام

دعا مانگنے کے آداب

منیٰ میں قیام کی مدت

اسلام پر پورا پورا عمل کرو اور بدعت سے بچو

شریعت سے انحراف موجب عذاب ہے

بنی اسرائیل کے حال سے استدلال

دنیا کفار کی جنت ہے

اللہ کے نزدیک مومنین کا مقام

پیغمبروں اور کتابوں کے بھیجنے کی حکمت

تکالیف میں صبر کی حکیمانہ تاکید

انفاق مال کے مصارف

جہاد کی فرضیت

جہاد کے فضائل

شہر حرام میں قتال کی ممانعت

فتنہ انگیزی قتل سے بڑا جرم ہے

مخلصین کی غلطیوں کا حکم

شراب اور جوئے کا بیان

مال خرچ کرنے کے آداب

یتیموں کے مال کا حکم

مشرک عورتوں سے نکاح کا حکم

حیض کے احکام

مجامعت کے احکام

لغو قسم کھانے کا بیان

ایلاء کے احکام

طلاق اور عدت کے احکام

طلاق سے رجوع کرنے کا حکم

مردوں کی عورتوں پر فضیلت

صرف دو طلاقیں

خلع کا بیان

تیسری طلاق کا حکم

رجعت کے آداب

معروف طریقے کے معنیٰ

یہ سب احکام حکمت سے پر ہیں

رضاعت کے احکام

موت کی عدت

بیوہ کا نکاح

مہر کا بیان

مہر کے احکام

عصر کی نماز کی اہمیت

خوف کی نماز کی بیان

طلاق والی عورتوں کو جوڑا دینا

پچھلے لوگوں کا ایک قصہ

انفاق مال کے فضائل

طالوت بادشاہ کا واقعہ

بنی اسرائیل کا تابوت

جالوت کے خلاف طالوت کا جہاد

جالوت کی شکست

اس واقعے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت

انبیاء کی ایک دوسرے پر فضیلت

امتوں کا اختلاف

انفاق مال کا حکم

آیۃ الکرسی کی فضیلت اور عظمت

توحید و صفات باری تعالیٰ

دین میں جبر نہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مکالمہ

حضرت عزیز علیہ السلام کا عجیب واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے مردہ پرندوں کا زندہ ہونا

اس واقعہ پر اشکال کا جواب

انفاق مال کے فضائل

احسان جتانے کی ممانعت

سائل کے جواب دینے کا طریقہ

ریاکاری صدقہ کو باطل کر دیتی ہے

دکھاوے کی مثال

اخلاص سے مال خرچ کرنے کی مثال

ایذا اور دکھاوے کی ایک اور مثال

اللہ کی راہ میں عمدہ اور پاک مال خرچ کرو

شیطان تنگدستی سے ڈراتا ہے

سمجھ بڑی نعمت ہے

منت اور نذر کا بیان

صدقہ دینے میں مسلمان کی تخصیص نہیں

اللہ والے اہل حاجت کی مدد

خیرات و صدقات کے فائدے

مذمت اور حقیقت

اللہ سود کو گھٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے

پچھلا سود معاف ہے

قرض کا لین دین اور اس کے احکام

ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی

تحریری معاہدے کا بیان

ایک اہم تنبیہ

ارکان ایمان اور مسلمانوں کی تسلی

ایک جامع اور موثر دعا

الوہیت مسیح کا رد

قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے

اللہ ہی قادر مطلق ہے

اللہ کا علم محیط ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت سب کا خالق اللہ ہے

آیات محکمات اور متشابہات کی تشریح

اہل علم کی دعا

فیصلہ کا دن ضرور آئے گا

کفار کا مال و دولت کام نہیں آئے گا

کفار و مشرکین کے مغلوب ہونے کی پیشنگوئی

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تائید و نصرت

مرغوبات کی محبت آزمائش ہے

اللہ بندوں کی نگرانی کرتا ہے

اچھے بندوں کے اوصاف

توحید پر اللہ کی فرشتوں کی اور اہل علم کی گواہی

دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔ (لفظ اسلام کی تشریح)

اہل کتاب کی مخالفت کی حقیقت

اسلام کا عملی نمونہ

بنی اسرائیل کے جرائم اور سزا

یہودیوں کا کتاب اللہ سے اعراض

یہودیوں کے من گھڑت عقائد کی تردید

ملک و سلطنت اور عزت و ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے

اللہ کی قدرت کی نشانیاں

کفار سے مسلمانوں کی دوستی کی مذمت

آخرت میں نیک و بد اعمال کا حاضر ہونا

اللہ کی محبت کا معیار رسول کی محبت

آل عمران

حضرت آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیات

حضرت مریم کی والدہ کی منت اور دعا

دعا کی قبولت اور مَسّ شیطان کی حدیث

حضرت مریم حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں

حضرت مریم کی برکات کا ظہور

اولاد کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

حضرت یحیٰی علیہ السلام کی بشارت

حضرت یحیٰی علیہ السلام کے اوصاف

غیر معمولی واقعات کی توجیہہ

حضرت یحیٰی علیہ السلام کے حمل کی نشانی

حضرت زکریا علیہ السلام کو کثرت ذکر کا حکم

حضرت مریم علیہ السلام سے فرشتوں کا خطاب

یہ واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہیں

حضرت مریم علیہ السلام کی پرورش کے لئے قرعہ اندازی

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی بشارت کلمۃ اللہ کی تشریح

گود میں باتیں کرنے کی پیشنگوئی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوں گے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عجیب و غریب معجزات

منکرین معجزات کا رد

حواری کون تھے ؟

مکر اور ماکِر کے معنیٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھانا اور دوبارہ دنیا میں نزول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی طرح بغیر باپ کے پیدا ہوئے

نجران کے عیسائیوں کو دعوت مباہلہ

اہل کتاب کو مشترک کلمے توحید کی دعوت

حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی نہیں ہو سکتے

حضرت ابراہیم علیہ السلام حنیف اور مسلم تھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں

اہل کتاب کا انکار بے وجہ ہے

اہل کتاب کی سازشیں

اہل کتاب کی سازشوں کی وجہ

اہل کتاب کی خیانت اور امانت

اہل کتاب اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں

اللہ کے عہد پر معاوضہ لینے والے

کلام اللہ کی عبارت میں تحریف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کا بیان

انبیاء سے اللہ تعالیٰ کا عہد

اسلام کے سوا کوئی دین نہیں

تمام انبیاء برحق تھے

اسلام کے سوا کوئی دین قبول نہیں

جھٹلانے والوں کا دردناک انجام

رسمی توبہ سے معافی نہیں ہو گی

ایمان کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں

محبوب چیزیں خرچ کرنے کی فضیلت

تحریم حلال کی نذر کا مسئلہ

یہودیوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چیلنج

سب سے پہلا گھر کعبہ

بیت اللہ کی برکات اور اہمیت

بیت اللہ کے حج کا حکم

اہل کتاب کو تنبیہ

مومنین کو نصیحتیں

تقویٰ اختیار کرو

اللہ کی رسی کو تھامے رہو

اسلامی اخوت و اتحاد

علماء کی جماعت کی ضرورت

یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف میں نہ پڑو

اس آیت کے مخاطبین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سب سے بہتر امت ہے

خیر الامہ کی ذمہ داریاں

اہل کتاب پر مسلمانوں کے غلبہ کی پیشنگوئی

مومنین اہل کتاب

کفار کا بغض و حسد

مسلمانوں کا کفار کا شدید حسد

کفار مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے

اہل کتاب کا مسلمانوں پر غم و غصہ

کفار کے شر سے مسلمانوں کی حفاظت

غزوہ احد میں بنو سلمہ اور بنو حارثہ کا واقعہ

غزوہ بدر میں ملائکہ کا نزول

نزول ملائکہ کی وجہہ

غزوہ احد کا تفصیلی بیان

سود کی ممانعت

اطاعت رسول کا مطلب

جنت کا عرض

محسنین کی صفات

ماضی کے واقعات سے سبق لو

غزوہ احد میں مسلمانوں کی تسلی

صبر اور مجاہدہ کے بغیر جنت نہیں ملتی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پر مسلمانوں سے خطاب

موت کا وقت معین ہے

شدائد میں صبر کی تلقین

صابرین کی دعا

کفار کے مشورہ پر عمل نہ کرو

کفار کےدلوں پر مسلمانوں کا رعب

نافرمانی مسلمانوں کی کمزوری ہے

غزوہ احد میں عارضی شکست کےاسباب

احد میں صحابہ پر اونگه کا طاری ہونا

منافقین پر اونگه کے بجائے جانوں کا خوف

منافقین کےطعنے

منافقین کےطعنے

منافقین کی حسرت

صحابہ کرام کو اصولی نصیحت

صحابہ کرام کو اصولی نصیحت

تجه جیسا نرم خو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اللہ کی
رحمت سے ملا

اللہ پر بهروسہ نیت سے بڑی طاقت ہے

نبی خیانت نہیں کر سکتا

رسول اللہ کی بعثت اللہ کا احسان ہے

بعثت رسول کے بنیادی مقاصد

احد کی تکلیف پر مسلمانوں کے شکوے کا جواب

احد میں عارضی شکست کی حکمت

احد میں منافقین کی علیحدگی کا بیان

شہید مردہ نہیں زندہ ہیں

صحابہ کرام کا اللہ پر بے مثال بھروسہ

مسلمانوں کو مالی منافع

دنیا کی دولت کفار کے لئے ڈھیل ہے

بخیل کا مال قیامت میں اس کے گلے کا طوق ہو گا

یہودیوں کا گستاخانہ قول اور اس کا جواب

آگ والی قربانی کا مطالبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

دنیا کی ٹیپ ٹاپ دھوکا ہے

جان و مال سے مسلمانوں کی آزمائش

اہل کتاب نے اللہ کا عہد توڑا ہے

اہل عقل کے لئے آسمان و زمین میں نشانیاں

مخلوقات میں غور و فکر

مومنین کی ایک جامع دعا

کسی کا عمل ضائع نہیں ہوتا

کفار کی موجودہ حالت سے دھوکہ نہ کھاؤ

اہل کتاب کے متقین کا تذکرہ

مسلمانوں کو ایک جامع نصیحت

اے انسانو ! تم ایک جان سے پیدا کئے گئے ہو

رشتہ داروں کے حقوق

یتیموں کے مال کی حفاظت کے احکام

ایک سے زائد نکاح کے لئے انصاف کی شرط

مہر کی ادائیگی کا حکم

یتیموں کی پرورش کے مسائل

یتیموں کا مال گواہوں کی موجودگی میں ادا کرو

ترکے اور میراث کے احکام

تقسیم میراث کے وقت غریب رشتہ داروں سے سلوک

یتیموں کے مال میں خیانت کی سزا

میراث میں اولاد کے حصے

بیٹیوں کی وراثت کے احکام

ماں باپ کی میراث

میت کے قرض اور وصیت کا حکم

زوجین کی میراث

اخیافی بھائی بہن کی میراث

تقسیم میراث سے پہلے قرض اور وصیت کا لحاظ

وارثوں کی تین قسمیں

ان احکام کی حکمت و اہمیت

زنا و لواطت کے احکام

وہ لوگ جن کی توبہ قبول نہیں ہوتی

عائلی زندگی کے احکام

عورتوں سے حسن سلوک

پہلی بیوی سے سلوک

مہر کی ادائیگی کا حکم

باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح میں ممانعت

دوسری محرمات کا بیان

سسرالی محرمات

دوسرےکی منکوحہ سے نکاح کی ممانعت

دوسری عورتوں سے نکاح کی شرائط

مہر کو وجوب

لونڈی سے نکاح کے احکام

شادی شدہ لوگوں کے لئے زنا کی سزا

صبر لونڈیوں کے نکاح سے بہتر ہے

ان احکام کی اہمیت و حکمت

شریعت کے احکام سہل ہیں

اکل حلال کی تاکید

قتل کی ممانعت

ارتکاب کبائر و سئیات میں معتزلہ کا جواب

ایک دوسرے کی فضیلت کی حرص نہ کرو

مرنے والے کے ورثاء کا حق ادا کرو

مردوں کی فضیلت اور اس کی حکمت

عورتوں کی تادیب کا طریقہ

گھریلو جھگڑوں میں منصف بنانے کا حکم

حقوق العباد اور انکی ترتیب

بخل کی مذمت

دکھاوے کے لئے خرچ کرنے والے

سزا میں انصاف اور جزا میں رحمت

آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی

آخرت میں نافرمانوں اور کفار کا پچھتاوا

نشے اور جنابت میں نماز کی ممانعت

تیمم کا حکم

یہودیوں کے تین گستاخانہ قول

یہودیوں کی انذار

مشرک کی بخشش نہیں

یہودیوں کی شیخی

یہودیوں پر اللہ کی لعنت ہے

یہودیوں کا حسد بلاوجہ ہے

عذاب کے لئے کفار کی کھال بدل دی جائے گی

جنت کی عورتیں اور باغات

امانتوں کی ادائیگی اور عدل کا حکم

اولی الامر کی اطاعت کا حکم

اختلاف کی صورت میں شریعت سے رجوع کرو

ایک یہودی اور منافق کے واقعہ میں حضرت عمر کا فیصلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف بنانے میں منافقین کی روگردانی

حضرت عمر کے فیصلے کی توثیق

ہر رسول کا فیصلہ قطعی ہوتا ہے

رسول اللہ کو حکم بنائے بغیر ایمان ممکن نہیں

منافقین کو نصیحت

انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین

جہاد کا بیان

جہاد میں منافقین کا رویہ

مجاہدین کے فضائل

جہاد کے دو مقاصد

جہاد کی ترغیب

مکی زندگی میں جہاد کی ممانعت

جہاد فرض ہونے پر بعض لوگوں کا تردد

جہاد کی ترغیب

موت یقینی ہے

منافقین

ہر بھلائی برائی اللہ کی طرف سے ہے

آنحضرت پوری انسانیت کے لئے نبی ہیں

منافقین کی ایک اور مکاری

قرآن اللہ کا کلام ہے تدبر کی دعوت

افواہ پھیلانے کی مذمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال کا خصوصی حکم

سفارش کرنے کا بیان

سلام کے آداب

منافقین کے متعلق مسلمانوں کو ہدایت

منافقوں سے قتال کا حکم

معاہد قوموں سے قتال کی ممانعت

مومن کے قتل خطاء کا بیان

قتل خطاء کی سزا

قتل عمد کی سزا

بلا تحقیق کسی کو کافر نہ کہو

مجاہدین کے درجات

دارالکفر سے ہجرت کی فضیلت

مہاجر کے لئے کشائش کا وعدہ اور دیگر فضائل

قصر نماز کا حکم

نماز خوف کا بیان

ہمہ وقت ذکر اللہ کا حکم

نمازوں کے اوقات مقرر ہیں

کفار کے تعاقب میں سستی نہ کرو

ایک مسلمان چور اور یہودی کا قصہ

گنہگاروں کی سفارش سے ممانعت

سُوء اور ظلم کا فرق

بہتان تراشی می مذمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا خاص فضل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کا بیان

رسول اور مومنین کی مخالفت کا عذاب

شرک ناقابل معافی گناہ ہے

مشرکوں کی جہالت

شیطان کی انسان دشمنی اور اس کے عزائم

شیطان کی انسان دشمنی اور اس کے عزائم

جنت امیدوں سے نہیں عمل سے ملے گی

ملت ابراہیمی کا اتباع سب سے اچھا دین ہے

اللہ کی ملکیت اور قدرت

یتیم لڑکیوں کے نکاح کا بیان

زوجین کے درمیان صلح کا بیان

بیویوں کےدرمیان مساوات

زوجین میں جدائی

اللہ چاہے تو تمہاری جگہ دوسرے لوگ پیدا کر دے

سچی گواہی کی تاکید

ارکان ایمان

منافقین و یہود کی گمراہی

منافقین و یہود کی گمراہی

اسلام کا مذاق اڑانے والوں کی مجالس میں نہ بیٹھو

منافقین کی علامات

کافروں سے دوستی کی ممانعت

نفاق سے توبہ کرنے والے

کسی کی برائی مشہور نہ کرو

برائی کو معاف کرنا بہتر ہے

یہودی اصل کافر ہیں

جو تمام انبیاء کو مانتے ہیں ان کا انعام

یہودیوں کا گستاخانہ مطالبہ

رفع طور

یہود کی نافرمانیاں

حرمت سبت

یہودیوں کے دلوں پر مہر ہے

یہودیوں کے دلوں پر مہر ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی نہیں دی گئی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں

شریعت موسوی کی سختی کی وجہ

یہود مومنین کا تذکرہ

وحی کی عظمت و اہمیت

انبیائے سابقین اور ان کا پیغام

وحی کی مختلف صورتیں

تمام پیغمبر اللہ کی حجت ہیں

قرآن کریم کی عظمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی نوع انسان کے نبی ہیں

اہل کتاب کا غلو فی الدّین

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بندہ ہونے میں عار نہیں

سرکشی اور غرور کی سزا

قرآن کے اتباع کے بغیر نجات نہیں

میراث میں کلالہ کا حکم

میراث کے مزید احکام

یہ احکام گمراہی سے بچانے کے لئے ہیں

مسائل دینی پوچھنے کے فوائد

ایفائے عہد عقود کی تشریح

حلال جانوروں کی تفصیل

احرام کی حالت میں شکار کی حرمت

دشمنی کے جوش میں زیادتی نہ کرو

تعاون علی البِرّ

شعائر کا احترام

محترم مہینے

بعض دوسرے شعائر

حرام جانور

جوئے کے تیر

اسلام کے غلبہ سے کفار کو مایوسی

دین اسلام کی تکمیل اور حقانیت

مضطر کے احکام

حلال چیزوں کا سوال اور اس کا جواب

شکار کے احکام

اہل کتاب کا کھانا حلال ہے

اہل کتاب عورتوں سے نکاح کی حلت

نماز کے لئے وضو کا حکم

جنابت کے لئے غسل

بعض صورتوں میں تیمم کا حکم

احکام میں سہولتیں

آسانیوں پر اللہ کا شکر

مومنوں کے عہد کی تذکیر

انصاف کی گواہی کا حکم

عدل و انصاف کی تاکید

عدل و انصاف سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے

مومنوں پر اللہ کا احسان

بنی اسرائیل کے بارہ سردار

بنی اسرائیل سے اللہ کا عہد

یہودیوں پر نقص عہد کی وجہ سے لعنت

یہودیوں کی کلام اللہ میں تحریف

یہودیوں کی محرومی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عفو و درگذر کا حکم

لفظ نصاریٰ کی تشریح

اہل کتاب کی آپس میں دائمی بغض و عداوت

یہود و نصاریٰ کو اسلام کی دعوت

حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کا ابطال

یہود و نصاریٰ کا ابناء اللہ ہونے کا دعویٰ

اہل کتاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم

بنی اسرائیل پر اللہ کی نعمتوں کا ذکر

یہودیوں کو ارض مقدس میں داخلے کا حکم اور انکی بزدلی

توکل کا مفہوم

حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا

مسلمانوں اور یہود کا اس حکم میں موازنہ

قابیل اور ہابیل کا قصہ

ہابیل کا خوف خدا

ظلم اور قطع رحم کی سزا دنیا میں

ہابیل کی لاش کی تدفین

ایک بے گناہ قتل تمام انسانوں کا قتل ہے

بدامنی پھیلانے والوں کی سزا

توبہ سے حقوق اللہ کی معافی

لفظ وسیلہ کی تفسیر

نجات مال سے حاصل نہیں ہوتی

چوری کی سزا

سخت سزاؤں کی حکمت

چور کی توبہ قابل قبول ہے

حدود اللہ میں تحریف کا ایک واقعہ

سمّٰعُون کے معنی

خیر اور شر کا خالق اللہ ہی ہے

یہود کی دائمی گمراہی و ذلت

فیصلہ میں انصاف کا حکم

یہود تورات پر بھی یقین نہیں رکھتے

تورات نور و ہدایت تھی

اللہ کے کلام میں تحریف نہ کرو

تورات میں قصاص کا حکم

حکم قصاص میں یہود کی بے اعتدالی

انجیل اور حضرت عیسٰی علیہ السلام تورات کی تصدیق کرتے تھے

اہل انجیل سے خطاب

قرآن مہیمن ہے مہیمن کی تشریح

یہودیوں کے نزاعات میں رسول اللہ کا فیصلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عصمت اور عصمت انبیاء

شریعتوں کے اختلاف کی حقیقت

گناہوں کی کچھ سزا دنیا میں بھی ملتی ہے

اہل کتاب سے موالات کی ممانعت

کفار تمام ایک دوسرے کے دوست ہیں

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کا کفر

منافقین اور یہود کے تعلقات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کی پیشگوئی

اسلام کی بقا اور حفاظت کی پیشگوئی

مسلمانوں کے اصلی دوست

کفار سے ترک موالات کی وجہ

اذان کے ساتھ استہزاء

اہل کتاب کی مسلمانوں سے ضد کی وجہ

یہودی مغضوب او رملعون ہیں

یہوو و نصاریٰ کی سیاہ کاریاں

یہودی علماء کو سرزنش

حق تعالیٰ کی شان میں یہودیوں کی گستاخیاں

حق تعالیٰ کے اعضائے جسمانی کی نسبت

اہل کتاب کی فتنہ پروری

قرآن پر عمل تورات و انجیل پر عمل ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم اور وعدہ حفاظت

فلاح و کامیابی کا دائمی معیار

یہودیوں کی اللہ سے غداری

نصاریٰ کا کفر و شرک

حضرت مریم نبی نہیں تھیں

الوہیت مسیح علیہ السلام و مریم کا ابطال

نصاریٰ کا غلو فی الدین

یہودیوں پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لعنت

برائی سے نہ روکنا بڑا جرم ہے

نصاریٰ یہود اور مشرکین سے بہتر ہیں

اسلام کا بے نظیر اعتدال

بیہودہ قسموں کا بیان

کفارہ یمین

شراب کی حرمت

شیطانی کام

شراب کے بارے میں ایک سوال کا جواب

احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت

احرام میں شکار کرنے کی سزا

احرام میں دریا کے شکار کی اجازت

کعبہ کے قیاماً للناس ہونے کا مطلب

بے ضرورت سوالات کی ممانعت

جاہلیت کے بعض رسوم و شعائر کا رد

آباء کی اندھی تقلید

مسلمانوں کو ایک نصیحت

وصیت کے احکام

آیات وصیت کی شان نزول

حشر میں انبیاء سے اللہ کا سوال

حضرت عیسٰی علیہ السلام سے حق تعالیٰ کا خطاب

روح القدس کی تائید

حضرت عیسٰی علیہ السلام سے مائدہ کا مطالبہ

نزول مائدہ کی دعاء

ناشکروں کے لئے عذاب کی دھمکی

حق تعالیٰ کا حضرت عیسٰی علیہ السلام سے سوال

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا جواب

ایک مفید نکتہ

سورہ انعام کا نزول

توحید کے دلائل تخلیق کائنات

تخلیق انسانی

اللہ کی قدرت اور علم کا بیان

مکذبین اور ان کا انجام

عاد و ثمود ہلاکت

مشرکین مکہ کے قرآن پر شبہات

فرشتہ بھیجنے کا مطالبہ

مشرکین کے مطالبوں کو پورا نہ کرنے کی حکمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

سیاحت کا مقصد

قیامت بر حق ہے

اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت کا حکم

اللہ کے عذاب سے مامون ہونا ہی اصل کامیابی ہے

نفع و نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرک سے برأت کا اعلان

اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین

آخرت میں مشرکین کی حالت

معترفین کی ہدایت سے محرومی

مشرکین ناسمجھ ہیں

آخرت میں مشرکین کا افسوس و ندامت

مشرکین جھوٹے ہیں

خلائق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

کفار کا مطالبہ معجزات

فرمائشی معجزات نہ دکھلانے کی حکمت

مشرکین مصیبت میں اللہ ہی کو پکارتے ہیں

پچھلی امتوں کا انجام

بعثت انبیاء کا مقصد

منصب رسالت کی حقیقت

نبی اور غیر نبی کا فرق

مومنین کو خوشخبری

مشرکین کو انذار

عذاب دینا اور فیصلہ کرنا رسول کا کام نہیں

اللہ کا علم ازلی اور لوح محفوظ

معاد کا بیان

اعمال کی نگرانی

مشرکین کی ناشکری

پچھلی امتوں اور اس امت کے عذاب میں فرق

پچھلی امتوں اور اس امت کے عذاب میں فرق

استہزاء کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھو

مسلمان کی شان

مسلمان کی شان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کائنات کے عجائبات کا علم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نجوم سےتوحید پر استدلال

ظلم اور شرک

انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ

انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ

تمام انبیاء کا طریقہ ایک ہی ہے

کفار کا نزول وحی سے انکار

تورات کے وجود سے استدلال

اُمّ القریٰ

ظالموں پر موت کی سختی

آخرت میں کفار کا حال

توحید کےدلائل

نجوم سے راستوں کا علم

انسانوں کےٹھکانے

نباتات سے توحید کے دلائل

انسان کی جسمانی اور روحانی کفالت

جنوں کو شریک ٹھہرانے کا مطلب

اللہ شرکت سے پاک ہے

رویت باری تعالیٰ

دوسروں کے معبودوں کو برا نہ کہو

فرمائشی معجزات کا مطالبہ اور اس کا جواب

خیر و شر کے وجود میں حکمت ہے

شیاطین کی پر فریب باتیں

مومن شیاطین کی باتوں میں نہیں آتے

حق کے معاملے میں اکثریت کا اعتبار نہیں

اللہ کے نام کا ذبیحہ

ذبیحہ اور مردار کا فرق

احکام کا شرک

مومن اور کافر کا فرق

کفار کی تدابیر خود ان کے خلاف ہوتی ہیں

کفار کا گستاخانہ مطالبہ

ہدایت و اضلال اللہ کے ہاتھ میں ہے

شیاطین جن سے خطاب

اطاعت شیاطین کا انجام

الا ماشاء اللہ کا مطلب

دوزخ میں ظالموں کے طبقات

ایک اشکال اور اس کا جواب

کفار کا آخرت میں اقرار کفر

بندوں کے کفر و ایمان سے اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے

مشرکین کے جاہلانہ عقائد

قتل اولاد

مزید جاہلانہ عقائد

پھلوں اور غلوں کے احکام

اشیاء کی تحلیل و تحریم اللہ کا کام ہے

حرام جانوروں کی تفصیل

یہودیوں پر احکام میں سختی کی سزا

مشرکین کا استدلال

مفلسی کے ڈر سے اولاد کا قتل

بری نظر ڈالنے کی مذمت

حرام کاموں کی تفصیل

مال یتیم کی حفاظت

صراط مستقیم

پچھلی شریعتوں میں یہی احکام

قرآن کریم کا اتباع

قرآن پوری دنیا کے لئے حجت ہے

سورج کر مغرب سےطلوع ہونا

دین میں فرقہ بندی

نیکی اور برائی کی جزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام توحید و تفویض

ہر شخص اپنے عمل کا جوابدہ ہے

انسان اللہ کا نائب ہے

انسانوں میں فرق مراتب

نزول قرآن کی غرض و غایت

گذشتہ اقوام پر عذاب کا حال

آخرت میں تمام امتوں سوال ہو گا

وزن اعمال اور میزان

اللہ نے روزیاں مقرر کیں

حق تعالیٰ سے ابلیس کا مکالمہ

جنت سے ابلیس کا خروج

ابلیس کو عمر دراز دینے کی حکمت

انسان سے ابلیس کی دشمنی

آدم علیہ السلام و حوا علیہ السلام اور شجر ممنوعہ

آدم علیہ السلام و حوا علیہ السلام کو اغوائے شیطانی

جنت کے لباس کا اترنا

ہبوط آدم علیہ السلام

ایک اشکال اور اس کا جواب

لباس اور پوشاک کا نزول

روحانی لباس تقویٰ

شیطان سے حفاظت کا طریقہ

فواحش کی مذمت

اخلاص کا حکم

لباس کی ضرورت و اہمیت

دنیا کی نعمتیں مومنین کےلئے ہیں

ایک شبہ اور اس کا جواب

دنیا میں پیغمبروں کی بعثت کا وعدہ

ہبوط آدم علیہ السلام

دوزخ میں امتوں کی ایک دوسرے پر لعنت

کفار کی ارواح

کفار جنت میں داخل نہیں ہو سکتے

آخرت میں مومنین کا حال

جنت کے وارث مومنین ہیں

اہل جنت اور اہل دوزخ کا مکالمہ

اعراف اور اصحاب اعراف

اہل دوزخ کی اہل جنت سے فریاد

آخرت میں کفار کا پچھتاوا

زمین و آسمان کی تخلیق چھ دن میں

استویٰ علی العرش کی تفسیر

چاند سورج اور دن رات کی تخلیق

اللہ کو پکارنے کا طریقہ

کائنات میں حق تعالیٰ کا تصرف

بت پرستی کی ابتداء

بت پرستی کی ابتداء

قوم عاد

حضرت ہود علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو وعظ

عاد کا انجام

قوم ثمود اور حضرت صالح علیہ السلام

قوم ثمود اور حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی

ثمود کی ہلاکت

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی

قوم لوط علیہ السلام کا عذاب

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم

ناپ تول میں کمی

قوم شعیب کا حال

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعا

قوم شعیب علیہ السلام پر تین طرح کے عذاب

انبیاء کو جھٹلانے والوں کی آزمائش

انبیاء کی اطاعت خوشحالی لاتی ہے

جھٹلانے والوں کو وعید

گذشتہ واقعات سے عبرت

حضرت موسٰی علیہ السلام کا فرعون سے مناظرہ

حضرت موسٰی علیہ السلام کا فرعون سے مناظرہ

بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ

عصائے موسٰی علیہ السلام کا اژدھا بننا

ید بیضا کا معجزہ

آل فرعون پر وصیت

مقابلے کے لئے ساحرین کو دعوت

جادوگروں کا مطالبہ اجرت

مقابلے کا آغاز

ساحرین کی طرف سے جادو کا مظاہرہ

عصائے موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ

عصائے موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ

فرعون کا غیظ و غضب

مومن ساحرین کا ایمان و استقامت

فرعون کے تجویز کردہ خدا

بنی اسرائیل پر مظالم کا ارادہ

حضرت موسٰی علیہ السلام کا اپنی قوم کو وعظ

آل فرعون کی پکڑ اور ان کی ہٹ دھرمی

آل فرعون پر طرح طرح کے عذاب

حضرت موسٰی علیہ السلام سے دعا کی درخواست

آل فرعون کا غرق ہونا

بنی اسرائیل کو مصر و شام کی وراثت

بنی اسرائیل کا جاہلانہ مطالبہ

قوم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت

کوہ طور پر چالیس راتوں کا وعدہ

حضرت ہارون علیہ السلام کو نیابت کی ذمہ داری

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دیدار حق تعالیٰ کی درخواست

کوہ طور پر حق تعالیٰ کی تجلی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تختیوں کا عطیہ

تکبر کی سزا

زیور اور بچھڑا

بچھڑے کی بےمعنی آواز

بنی اسرائیل کی ندامت

حضرت موسٰی علیہ السلام کا غم و غصہ

حضرت موسٰی علیہ السلام کی حضرت ہارون علیہ السلام سے بازپرس

حضرت ہارون علیہ السلام کا جواب اور معذرت

حضرت موسٰی علیہ السلام کا استغفار

گوسالہ پرستوں کی سزا اور قتل مرتد

ستر سرداروں کے ساتھ کوہ طور پر حاضری

کوہ طور پر امت محمدیہ کے حق میں اللہ کا ایک وعدہ

لفظ اُمّی کی تشریح

تورات و انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ

آنحضرت کا دین آسان ہے

آنحضرت کی نبوت عالمگیر ہے

بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے

وادی تیہ کے واقعات کا اعادہ

سبت کے حکم سے یہود کی خلاف ورزی

ناصحین کا امر بالمعروف

ناصحین کی نجات اور نافرمانوں پر عذاب

نافرمانوں کا بندر بنا دیا جانا

یہود کی دائمی محکومی

یہود کی فرقہ بازی

یہود کی تحریف اور خوش فہمی

تورات کے بارے میں اللہ کا عہد

رفع جبل کا واقعہ

ربوبیت الہٰی کا عقیدہ انسان کی سرشت میں داخل ہے

بلعم بن باعوراء کا عبرتناک واقعہ

محض علم کسی کام کا نہیں

ایک اشکال کا جواب

جھٹلانے والے چوپائے کی طرح ہیں

اسمائے حسنیٰ کے ساتھ دعا کا حکم

مکذبین کے لئے استدراج اور ڈھیل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات حقانیت کی دلیل ہے

قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تھا

حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہ السلام ۔ اور شرک

بتوں کی پوجا خلاف عقل ہے

بتوں کی پوجا خلاف عقل ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عفوودرگذر کا حکم

متقین کی ایک خاص صفت

وحی کی تاخیر پر کفار کا تمسخر کرنا

ذکر اللہ کے آداب

سورہ انفال کا تعارف

مال غنیمت کس کا حق ہے

غزوہ بدر میں اختلاف آراء ایک علمی جائزہ

بدر میں لشکر کفار سے مقابلہ کی حکمت

مسلمانوں کی مدد کے لئے ملائکہ کا نزول

میدان بدر میں اللہ کی نعمتیں

بدر میں شیاطین اور ملائکہ کے لشکر

جہاد میں پیٹھ دکھانے کا مسئلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کنکریاں پھینکنا

کفار سے خطاب

مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم

کفار کی حالت

بدترین جانور

ان کفار میں قبول حق کی استعداد نہیں ہے

جہاد میں زندگی ہے

اطاعت میں دیر کرنے سے دل ہٹ جاتے ہیں

نصیحت کرنے کی اہمیت

نعمتوں پر شکر کرنے کا حکم

امانتوں میں خیانت کی ممانعت

مال و اولاد فتنہ ہیں

تقویٰ کے برکات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کفار مکہ کی تدابیر اور انکا انجام

کفار مکہ کا جہل و شقاوت

ابو جہل کی دعاء

مشرکین پر عذاب کیوں نہیں آیا ؟

کعبہ کے متولی کون ہیں

کفار مکہ کی نماز اور انفاق مال

جہاد کے مقاصد

مال غنیمت کے احکام و مصارف

یوم بدر فیصلہ کا دن

غزوہ بدر کی مزید تفصیلات

رسول اللہ کا خواب

جہاد اور ذکر اللہ

صبر و استقامت کامیابی کی کنجی ہیں

کفار مکہ کا غرور و نمائش

کفار کو شیطان کا دھوکہ

مسلمانوں کی شجاعت اور منافقین

کفار کی حالت موت کے وقت

قوموں کی ہلاکت انکی اپنی وجہ سے ہوتی ہے

کفار بدترین جانور ہیں

عہد شکنوں کے ساتھ معاہدے کے احکام

مسلمانوں کی تسلی

دائمی اسباب اور توکل

مالی جہاد

کفار سے صلح کی اجازت

عربوں میں اتحاد و الفت

مسلمانوں کے لئے اللہ کافی ہے

دس گناہ تعداد پر غلبہ کا وعدہ

اس حکم میں تخفیف دوگنی تعداد پر غلبہ کا وعدہ

بدر کے قیدیوں کے مسئلہ پر مسلمانوں کی غلطی

متوقع عذاب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظارہ

مال غنیمت حلال و طیب ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے قیدیوں سے خطاب

دارلحرب کے مسلمانوں کے احکام

کفار ایک دوسرے کے دوست ہیں

مہاجرین و انصار کے فضائل

سورہ توبہ اور سورہ انفال کا تعلق

کفار و مشرکین کے چار ماہ کی مہلت

عہد شکن قبائل کے لئے کھلا اعلان

مہلت کے بعد کفار کے قتل کا حکم

کفار کو پناہ دینے کا حکم

بد عہدوں کا معاملہ

کفار اگر توبہ کر لیں تو تمہارےبھائی ہیں

بد عہد کفار سے قتال

مشروعیت جہاد کی حکمت

جہاد کی ایک اور حکمت

مساجد کی آبادی کا مفہوم

سب سے افضل عمل ایمان باﷲ اور جہاد

ایمان جہاد اور ہجرت کے انعامات

جہاد کی اہمیت اور ضرورت

غزوہ حنین میں مسلمانوں کی مدد

حدود حرم میں مشرکین کے داخلے کی ممانعت

اہل کتاب پر جزیہ کا حکم

حضرت عزیر علیہ السلام کی ابنیت کا دعویٰ

اہل کتاب کے علماء مشائخ کا حال

اسلام کا غلبہ وعدہ

اہل کتاب کے علماء کی بے دینی

بخیل دولت مندوں کا انجام

اشہر حرم اور نسی کی رسم

اشہر حرم میں جہاد کا مسئلہ

غزوہ تبوک کے لئے جہاد کی تاکید

غار ثور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار حضرت ابوبکر کا واقعہ

منافقین کے حیلے بہانے

منافقین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت

جہاد سے منہ پھیرنے والے مومن نہیں ہیں

منافقین کی حالت

منافقین کو جواب

منافقین کے نفقات قبول نہیں

کفار کی ظاہری خوشحالی کی وجہ

منافقین کے نفاق کی وجہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منافقین کا طعن

زکوٰۃ کے مصارف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منافقین کی بدگوئی

منافقین کا نفاق کھولا جائے گا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منافقین سے باز پرس

اللہ کی آیات سے استہزاء

اللہ نے منافقین کو بھلا دیا

پچھلے انبیاء کی تکذیب کا انجام

مومنین کی صفات

اللہ کی رضا تمام نعمتوں سے بڑی ہے

منافقین سے سختی کا حکم

منافقین کے کفر کی تصدیق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کوشش

ثعلبہ بن حاطب کا واقعہ

منافقین کا استہزاء اور طعن

منافقین کے لئے استغفار عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ

منافقین کی سزا

منافقین کو جہاد میں شرکت کرنےکی ممانعت

منافقین کی نماز جنازہ کی ممانعت

جہاد سے جان چرانا

مومنین کے فضائل

معذرون اور قاعدون

مسلمان معذورین کا عذر

معذور صحابہ کا بے مثال شوق جہاد

منافقین کا عذر قبول نہیں

منافقین سے مسلمانوں کا معاملہ

اعراب منافقین کا حال

اعراب مومنین کا بیان

سابقین اولین کے فضائل

اہل مدینہ اور اعراب منافقین

منافقین کے لئے بڑا عذاب

تبوک میں رہ جانے والے مسلمان

صدقات کا بیان

توبہ اور صدقات

بعض متخلفین تبوک کی معافی کا معاملہ

مسجد ضرار اور منافقین کی سازش

مسجد قبا کی فضیلت

ریبہ کی تفسیر

مومنین کی نفع بخش تجارت

مومنین کی صفات ۔ سائحون کا مفہوم

مشرک آباء کے لئے استغفار کی ممانعت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کے لئے استغفار

اللہ کی طرف سے اتمام حجت ضرور ہوتا ہے

تبوک کے شرکاء کی فضیلت

غزوہ تبوک میں رہ جانے والے تین صحابی

حضرت کعب بن مالک کا واقعہ

سچوں کی صحبت

حضرت ابو خیثمہ کا واقعہ

حصول علم کی ضرورت و اہمیت

دشمن کے مقابلے میں سختی

تقویٰ غلبہ کا سبب ہے

مسلمانوں سے منافقین کا استہزاء

اللہ کی طرف سے منافقین کی آزمائش

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات

اس آیت کی فضیلت

کتاب حکیم

اللہ کے نزدیک مومنین کا مرتبہ

چہ دن میں زمین و آسمان کی پیدائش

نور اور ضیاء کا فرق

شمس و قمر کے بعض فوائد

دن اور رات میں اللہ کی نشانیاں

اللہ کی نشانیوں سے غفلت

اہل بہشت کی دعا

اہل جنت کا سلام

اہل جنت کا شکر

بدکاروں کے لئے اللہ کی ڈھیل

انسان کی بے باکی اور غلفت

دوسرے قرآن کا مطالبہ

کفار کے مطالبے کا جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل

بتوں کی سفارش کا عقیدہ

حق کی نشانی کا مطالبہ

اہل مکہ کا حیلہ و فریب

بحری طوفان اور کفار

دنیا کی زندگی کی مثال

دار السلام کی دعوت

دیدار الہٰی کی نعمت

آخرت میں کفار کے چہرے

باطل معبودوں کی کفار سے بیزاری

اللہ خالق و مالک اور مدبر الامور ہے

مبداء و معاد کا اثبات

ہدایت صرف اللہ کی طرف سے ہے

توحید کے علاوہ ہر نظریہ ظن و تخمین ہے

قرآن اللہ کے سوا کوئی نہیں بنا سکتا

کفار کو قرآن کریم کا چیلنج

قرآن کی تکذیب محض نافہمی اور تعصب کی وجہ سے ہے

آنحضرت کو کفار سے بیزاری کا حکم

کفار اندھے اور بے عقل ہیں

دنیوی زندگی کی حقیقت

آنحضرت سے کئے گئے وعدوں کا ایفاء

ہر امت کے لئے رسول بھیجا گیا

کفار کا مطالبہ عذاب احمقانہ ہے

مطالبہ عذاب کہ وجہ

حیات بعد الممات یقینی

آخرت میں کفار کا پچھتاوا

قرآن کریم کی بعض اہم صفات

اللہ تعالیٰ کی نعمت پر خوش ہونا

حلت و حرمت صرف اللہ کا کام ہے

اللہ کو ہر ذرہ کا علم ہے

اولیائے اللہ کی خوف و حزن سے حفاظت

اولیاء کی تعریف

دن اور رات میں اللہ کی نشانیاں

عیسائیوں کے شرک کا رد

عیسائیوں کے شرک کا رد

واقعہ نوح سے عبرت

حضرت نوح علیہ السلام کا پیغمبرانہ یقین

دوسرے پیغمبروں کی تکذیب

دلوں پر مہر لگنے کے اسباب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال

جادو اور معجزہ کا فرق

ساحرین کا جادو

حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے

حضرت موسٰی علیہ السلام پر ایمان لانے والے

بنی اسرائیل کو نماز کا حکم

فرعون کے مال و حکومت کی حکمت

حضرت موسٰی علیہ السلام کی بد دعا

غرق کے وقت فرعون کا کلمہ ایمان

فرعون کی لاش کو عبرت بنایا گیا

بنی اسرائیل میں اختلاف اور فرقہ بندی

قرآن کی حقانیت

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا ایمان لانا

اللہ کی توفیق کے بغیر ایمان نہیں ملتا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے توحید کی تعلیم و تاکید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

قرآن کی عظمت و شرف

رجوع الی اللہ کے فوائد

رجوع الی اللہ کے فوائد

مستقر اور مستودع کے معانی

اللہ تعالیٰ تمام جانداروں کو رزق پہنچاتا ہے

مستقر اور مستودع کے معانی

زمین و آسمان سے پہلے پانی کی تخلیق

تخلیق کی غرض و غایت

آدمی کی ناشکری اور شیخی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال عزیمت

قرآن جیسی دس سورتیں بنا لاؤ ۔ کفار کو چیلنج

کفار کی نیکیوں کی جزا دنیا میں

شاہد کی تفسیر

نجات کا واحد راستہ قرآن ہے

نجات کا واحد راستہ قرآن ہے

کفار اور مومنین کا فرق

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا مناظرہ

حضرت نوح علیہ السلام کی تقریر

عذاب کا مطالبہ

حضرت نوح علیہ السلام کا جواب

واقعہ نوح علیہ السلام پر کفار مکہ کا اعتراض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا اور اس کا جواب

کشتی بنانے کا حکم

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی

قوم کا استہزاء

تنور سے پانی کا ابلنا

کشتی کے سوار

سوار ہونے کی دعا

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو سمجھانا

طوفان اور اس کا خاتمہ

اپنے بیٹے کے بارے میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے اسباب

حضرت نوح علیہ السلام کی توبہ

سلامتی اور برکت کا وعدہ

قوم عاد کو حضرت ہود علیہ السلام کی تبلیغ

قوم عاد کا ایمان لانے سے انکار

حضرت ہود علیہ السلام پر آسیب کا الزام

حضرت ہود علیہ السلام کا جواب

قوم ہود علیہ السلام پر عذاب

عاد اور قوم ہود پر لعنت

حضرت صالح علیہ السلام کا اپنی قوم سے خطاب

قوم کا اعتراض اور شبہ

حضرت صالح علیہ السلام کا جواب

اونٹنی کا نشان

قوم کی نافرمانی

قوم صالح علیہ السلام پر عذاب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان فرشتے

فرشتوں کا کھانے سے انکار

حضرت سائرہ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت

حضرت سارہ علیہ السلام کا تعجب اور اس کا جواب

فرشتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مکالمہ

فرشتوں کا حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آنا

قوم لوط کی بے حیائی

قوم کو حضرت لوط علیہ السلام کی فہمائش

حضرت لوط علیہ السلام کی گھبراہٹ

حضرت لوط علیہ السلام کو فرشتوں کی تسلی

عذاب الہٰی کی خبر

قوم لوط پر ذلت و ہلاکت کا عذاب

نشان زدہ پتھر

حضرت شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ

حلال مال میں برکت

حضرت شعیب علیہ السلام سے قوم کا استہزاء

حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب

قوم شعیب علیہ السلام کی ہٹ دھرمی

حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب

قوم کو عذاب کی خبر

قوم شعیب علیہ السلام پر اللہ کا عذاب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نشانیاں اور معجزات

فرعون کی حالت

پچھلی قوموں کی ہلاکت کے اسباب

ان واقعات سے عبرت پکڑو

ایک اشکال اور اس کا جواب

خیر و شر کے اختلاف کی حکمت

اوامہ پر استقامت کا حکم

نمازوں کے اوقات

نماز کے فوائد

صبر اور صلوٰۃ کا تعلق

مصلحین کی ضرورت اور اہمیت

مصلحین کی ضرورت اور اہمیت

تخلیق عالم کی غرض و غایت

قصص قرآن کی حکمت اور فوائد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو توکل کا حکم

عربی میں قرآن کے نزول کی حکمت

احسن القصص کی وجہ نزول

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب

حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کی پیشگوئی

حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب کا علم

قصہ یوسف علیہ السلام میں نشانیاں ہیں

برادران یوسف علیہ السلام کا حسد

حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ

یہودا کی تجویز

حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانے کی درخواست

حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے بھائیوں کا گریہ

بھائیوں کی جھوٹی کہانی

حضرت یوسف علیہ السلام کا خون آلود کرتہ

کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کے تین دن

بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو فروخت کرنا

حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے یہاں

حضرت یوسف علیہ السلام کو عطائے تمکین

حضرت یوسف علیہ السلام کاعلم و حکمت

حضرت یوسف علیہ السلام کا کڑا امتحان

آپ کی ثابت قدی اور پاکبازی

زلیخا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی رغبت "ھم" کا فرق

اللہ کی برہان

حضرت یوسف علیہ السلام کا بھاگنا

زلیخا کا الزام

حضرت یوسف علیہ السلام کی صفائی

ایک شخص کی دانائی اور گواہی

شہر کی عورتوں میں چرچا

حضرت یوسف علیہ السلام کا بے مثال حسن

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا

اللہ سے ہمیشہ اچھی چیز مانگنی چاہئے

حضرت یوسف علیہ السلام کی قید

دو قیدیوں کے خواب

قیدیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی تبلیغ

قیدیوں کے خواب کی تعبیر

حضرت یوسف علیہ السلام کو عتاب آمیز تنبیہ

بادشاہ کا خواب

معبرین کا جھوٹا عذر

بادشاہ کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ

قید خانے میں ساقی کی حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات

بادشاہ کے خواب کی تعبیر اور بشارت

رہائی کا حکم اور حضرت یوسف علیہ السلام کا صبر و تحمل

زلیخا کا اقرار جرم

حضرت یوسف علیہ السلام کا اعلان براءت

عزیز مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام کی گفتگو

حضرت یوسف علیہ السلام مالیات کے سربراہ

حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت

آخرت کا اجر بہتر ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کی بھائیوں سے ملاقات اور مدارات

بنیا مین کو لانے کا حکم

حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں پر احسان

حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیٹوں کی درخواست

حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹوں سے عہد

بیٹوں کو نصیحت

تقدیر اور تدبیر کو جمع کرنا

بنیامین سے حضرت یوسف علیہ السلام کا خصوصی معاملہ

بھائیوں پر چوری کا الزام

شریعت ابراہیمی میں چور کی سزا

بھائیوں کی تلاشی

بنیامین کو روکنے کی تدبیر

حضرت یوسف علیہ السلام کے توریہ کی حقیقت

بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام پر چوری کا الزام

بھائیوں کی درخواست اور اس کا جواب

بھائیوں کا آپس میں مشورہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کا صبر و استقامت

حضرت یعقوب علیہ السلام کی آزمائش

حضرت یعقوب علیہ السلام کی آزمائش

بیٹوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش کا حکم اور نصیحت

حضرت یوسف علیہ السلام سے بھائیوں کا سوال

حضرت یوسف علیہ السلام کا صبر و مروت

حضرت یوسف علیہ السلام کو پہچاننا

بھائیوں کی ندامت

حضرت یوسف علیہ السلام کا عفو و درگذر

حضرت یوسف علیہ السلام کی کرامت

حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی خوشبو

بینائی کی بحالی

بیٹوں کی ندامت اور معافی

حضرت یوسف علیہ السلام کا استقبال

باپ بیٹوں کا سجدہ تعظیمی

حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکیر نعمت

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا

ان واقعات کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے

اللہ کی نشانیوں سے کفار کی غفلت

توحید خالص کا راستہ میرا راستہ ہے

تمام انبیاء مرد تھے

کفار کو تنبیہ

قرآن کریم کے اوصاف

قرآن ایک واضح حقیقت

بے ستون آسمان

تسخیر شمس و قمر

لقائے رب کا یقین

پھلوں کے جوڑے

زمین کی نعمتوں میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں

بعث بعدالموت کا انکار اور اس کی سزا

حق تعالیٰ کا حلم و تدبر

کفار کا مطالبہ اور اس کا جواب

حمل کے مراحل اور اللہ کا علم

اللہ کا علم محیط

اللہ کے پہرے دار

قوموں کے عروج و زوال کا قانون

بجلی و بارش میں نشانیاں

تسبیح رعد کی توجیہہ

بجلی کی کڑک میں نشانیاں

معبودان باطل سے دعا کی مثال

مخلوقات کا اللہ کو سجدہ

حق و باطل کی مثال

آخرت کی پریشانی

اہل عقل کی صفات

جنت میں اقرباء کی معیت

مومنین کاملین کو فرشتوں کا سلام

اشقیاء کی علامات

دنیا کی خوشحالی سعادت کا معیار نہیں

دنیوی زندگی کی حقیقت

فرمائشی نشانیوں کا مطالبہ

اللہ کے ذکر میں ہی دلوں کا چین ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نیا واقعہ نہیں

رحمان سے انکار

کفار فرمائشی کتاب پر بھی ایمان نہ لاتے

کفار کے لئے قارعہ

اللہ ہر شخص کے عمل کی نگرانی کرتا ہے

اللہ کے حصہ دار کہیں موجود نہیں

شرکاء کا عقیدہ صرف قول ہی قول ہے

نزول قرآن سے اہل کتاب اور مسلمانوں کی خوشی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید حالص کی طرف

قرآن کا نزول عربی زبان میں

علم عظیم کی پیروی کرو

تمام انبیاء بشر تھے

اللہ قضا و قدر کا مالک ہے

اللہ کا حکم ضرور پورا ہوتا ہے

اللہ کی تدبیر غالب ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر اللہ کی گواہی

اہل علم کی گواہی

قرآن کی عظمت شان

کفار کی دنیا کی محبت اور گمراہی

تمام انبیاء اپنی قوم کی زبان بولتے تھے

حضرت موسٰی علیہ السلام کی آیات

بنی اسرائیل کی آزمائش

شکر سے نعمت بڑھتی ہے

ناشکری سے اللہ کا کچھ نہیں بگڑتا

پچھلی قوموں کا علم صرف اللہ کو ہے

کفار کی انبیاء کے ساتھ بد سلوکی

توحید میں شبہ غیر عقلی ہے

اہل عالم کو اللہ کی دعوت

رسالت پر کفار کے اعتراضات

انبیاء تمام بشر تھے مگر کامل بشر

اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ نہیں دکھایا جا سکتا

انبیاء کا توکل اور استقامت

رسولوں کو کفار کی دھمکیاں

انبیاء سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ

اللہ سے انبیاء کی استعانت

دوزخیوں کا پانی

دوزخ کے سخت احوال

کفار کے اعمال کی مثال

دوسری زندگی کے دلائل

آخرت میں کفار کی اپنے بڑوں سے مدد کا سوال

ان کا جواب

دوزخ میں شیطان کی تقریر

اہل جنت کا احوال

کلمہ طیبہ کی مثال

کلمہ کفر کی مثال

مومنین کی قوت کلمہ توحید میں ہے

کفار کی ناشکری انکی تباہی ہے

کفار کی ناشکری انکی تباہی ہے

مومنین کو نصیحت و تنبیہ

یوم حساب کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا

اللہ تعالیٰ کے انعامات

تسخیر بحروانہار

تسخیر و شمس و قمر

اللہ کی نعمتیں شمار سے باہر ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو یاد کرو

چٹیل وادی میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کیلئے دعا
کی توجیہہ

محشر میں ظالموں کی حالت

کفار کا مہلت مانگنا

کفار کو تنبیہ

کفار کے داؤپیچ

قیامت میں زمین و آسمان کی تبدیلی

دوزخیوں کے کرتے

سریع الحساب کے معنیٰ

کفار کو مسلمان نہ ہونے کی حسرت

ہر قوم کی ہلاکت کا وقت معین ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء

فرشتوں کا نزول حکمت کے مطابق ہوتا ہے

حفاظت قرآن کا وعدہ الہٰی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

کفار کی ضد اور ہٹ دھرمی

آسمان میں برج

اہل نظر کے لئے دلائل توحید

شیاطین اور شہاب ثاقب

اللہ کے خزانے

پانی کا حیرت انگیز نظام

وارث حقیقی

اللہ کا علم و قدرت

قصہ آدم علیہ السلام و ابلیس

لو کی آگ سے جنات کی تخلیق

آدم میں اللہ کی روح پھونکنے کا مطلب

ابلیس کا استکبار

ابلیس کو مہلت حیات

ابلیس کا اعلان انتقام

مخلصین پر ابلیس کا قابو نہیں ہو گا

جہنم کے سات دروازے

متقین اور جنت کی نعمتیں

اللہ کی صفات رحمت و غضب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان فرشتے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعجب

اللہ سے نا امیدی گمراہی ہے

فرشتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال

فرشتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال

حضرت لوط علیہ السلام اور فرشتے

قوم لوط علیہ السلام پر عذاب کی خبر

قوم لوط علیہ السلام کی گستاخی

حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی قسم

اہل فراست کے لئے نشانیاں

قوم لوط علیہ السلام کے کھنڈر

اصحاب ایکہ

قوم شعیب علیہ السلام کی بستیاں

اصحاب حجر

اصحاب حجر

تخلیق میں اللہ کی حکمت

سبع مثانی کی فضیلت و عظمت

کفار کی دولت پر نظر نہ کرو

مقتسمین کون ہیں ؟

کفار کے استہزاء کا انجام

کفار کے استہزاء کا انجام

یقین بمعنیٰ موت

اللہ کا حکم آ چکا ہے

انبیاء کی بعثت

زمین و آسمان میں توحید کے دلائل

تخلیق انسان میں اللہ کی نشانیاں

چوپایوں کی تخلیق میں دلائل

باطنی سیاحت

پھلوں اور میووں کی تخلیق

سمندر کی تسخیر اور اس کے منافع

پہاڑوں کی تخلیق کے فوائد

ستاروں کے فوائد

پھر باطل معبودوں کی پرستش کس لئے ؟

اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں

اُنکے معبود خود مخلوق ہیں

اللہ تو ایک ہی ہے

تکبر کا انجام

قرآن کریم پر کفار کا تمسخر

پچھلی قوموں کے کفر کا انجام

آخرت میں کفار سے خطاب

متقین سے سوال اور ان کا جواب

اہل جنت کی ہر خواہش پوری ہو گی

کفار کو تنبیہ

مشرکین کے دلائل کا رد

انبیاء کی بعثت کا مقصد

ہر قوم کے لئے ہدایت بھیجی گئ

کفار کی قسمیں

دوبارہ زندگی کی حکمت

ہجرت کے دنیاوی اور اخروی منافع

اہل ذکر سے استفادہ کا حکم

قرآن کی جامعیت

کیا کفار اللہ کے عذاب سے نڈر ہو گئے ؟

عذاب کی تاخیر کی حکمت

اشیاء کا سجدہ

جانداروں اور فرشتوں کا سجدہ

ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے

ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے

اللہ کے لئے بیٹیوں کی نسبت

لڑکیوں کو زندہ گاڑنا

کفار کی مثال بری ہے

اللہ کی ڈھیل وقت معین تک ہے

کفار کے جھوٹے دعوے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

چوپایوں میں عبرت کے نشان

مشروبات کا بیان

پھلوں کے منافع

شہد کی مکھی میں اللہ کی نشانیاں

شہد کی مکھی کے راستے

شہد میں شفاء ہے

بُروں سے بھلوں کی تخلیق

انسانی وجود میں نشانیاں

رزق میں ایک دوسرے پر فضیلت

الله کے لئے کوئی مثال نہیں

دو مثالیں

الله تمام بھیدوں کو جانتا ہے

قیامت دور نہیں

اپنے وجود میں غور کرو

پرندوں میں نشانیاں

اللہ نے تمہارے مسکن بنائے

مختلف انعامات

جسمانی اور روحانی تربیت کا سامان

کفر و ناشکری کا انجام

کفار اور انکے جھوٹے معبود

باطل معبودوں کا جواب

آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت

قرآن کریم رحمت و بشارت ہے

قرآن کریم کی جامع ترین آیت

فحشاء و منکر

ایفائے عہد اور قسموں کا پورا کرنا

عہد توڑنے کی مثال

قوموں کی قوت اور ضعف میں آزمائش ہے

بدعہدی سے بچو

اللہ کا عہد پورا کرو

عمل صالح اور حیات طیبہ

قرآن کی تلاوت کا ایک خاص ادب

متوکلین پر شیطان کا زور نہیں چلتا

نسخ کی حقیقت

قرآن روح القدس کا لایا ہوا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک احمقانہ اعتراض

قرآن کی فصاحت و بلاغت

کاذبین

مرتد کون ہے ؟

حضرت عمار کا کلمہ کفر اور توبہ

ایک بستی کی مثال

اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو

حرام چیزوں کا بیان

اپنی رائے سے حلال اور حرام نہ ٹھہراؤ

اشیاء کی تحریم میں حکمت ہے

نافرمانی بے عقلی ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر شاکر تھے

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دنیا اور آخرت کے انعامات

یوم سَبْت کا حکم

دعوت کا بینادی اصول

انتقام اور صبر

اللہ متقین کے ساتھ ہے

واقعہ اَسریٰ

مسجد اقصیٰ اور برکات

حضرت موسٰی علیہ السلام اور تورات

تورات کی پیشگوئی

بنی اسرائیل کی قوت کا خاتمہ

بنی اسرائیل پر دو حملے

قرآن ہی سب سے سیدھا راستہ ہے

انسان کی ناعاقبت اندیشی

دن اور رات میں دو نشانیاں

انسان کا نامہ اعمال

نامہ اعمال کی سچائی

ہر شخص صرف اپنے عمل کا ذمہ دار ہے

بعثت رسول کے بغیر عذاب نہیں دیا جاتا

معذب قوموں کی ہلاکت

سچے مومنین کا انعام

جنت کے درجات

شرک رسوائی اور بےکسی کا سبب ہے

والدین سے حسن سلوک

والدین کے لئے دعا

قرابت داروں اور دوسرے لوگوں کے حقوق

فضول خرچی کی ممانعت

صدقہ و خیرات کے آداب

خرچ میں میانہ روی

رزق میں کمی بیشی اللہ کے ہاتھ میں ہے

غنا اور فقر میں اللہ کی حکمت

زنا اور فواحش کی مذمت

قتل ناحق کی ممانعت

قتل کا بدلہ

مال یتیم کے احکام

ایفائے عہد کی تاکید

ماپ تول میں کمی

بے تحقیق زبان سے کوئی بات نہ نکالو

اکڑ کر مت چلو

اکڑ کر مت چلو

توحید کے عقلی دلائل

ہر شے پاکی بیان کرتی ہے

کفار اور نبی کے درمیان پردہ

کفار کے حجاب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسحور ہونے کا الزام

دوسری زندگی پر تعجب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

دوسری زندگی پر عقلی دلیل

کفار کا استہزاء

قیامت اور یوم حشر

مسلمانوں کو ایک نصیحت

بعض انبیاء کی بعض پر فضیلت

معبودان باطل کی حقیقت

قیامت سے پہلے تمام بستیوں کی ہلاکت

فرمائشی نشانات نہ بھیجنے کی وجہ

حضرت صالح علیہ السلام سے اونٹنی کی فرمائش اور
اس کا انجام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

دوزخ کا درخت

قصہ آدم و ابلیس سے کفار کی مناسبت

شیطان کے سوار اور پیادے

مخلصین پر شیطان کا قابو نہیں چلتا

انسان کی ناشکری

بنی آدم کی فضیلت

حشر میں اعمال ناموں کی تقسیم

دنیا اور آخرت کے اندھے

کفار مکہ کی احمقانہ تجویز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بےمثال ثابت قدمی

کلمہ عتاب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
شرف کا بیان

نمازوں کا بیان

ملائکہ لیل و نہار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام محمود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دعا کی تعلیم

غلبہ حق کی پیشگوئی

قرآن کریم شفاء و رحمت ہے

انسان کی عجیب خصلت

روح کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

عالم امر اور عالم خلق کی علمی تحقیق

عالم امر اور عالم خلق کی علمی تحقیق

اعجاز قرآن

قرآن میں مضامین کی تکرار

کفار کی فرمائشیں

کفار کی فرمائشیں

میں ایک بشر اور رسول ہوں

رسولوں کے بشر ہونے کی وجہہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اللہ کی فعلی شہادت

آخرت میں کفار کا حشر

حیات بعد الممات کے دلائل

انسان کی تنگدلی اور بخل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مکالمہ

فرعون کا انجام

نزول قرآن کا حق ہونا

الفاظ قرآن کی اہمیت

اہل علم پر قرآن کا اثر

اسم اللہ اور اسم رحمٰن

نمازوں کی قراءت میں اعتدال

توحید خالص کا بیان

قرآن ہر کجی سے پاک ہے

قرآن کفار کو ڈر سنانے کے لئے ہے

کفار کا کِذب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کی تسلی

احسن عملاً کون لوگ ہیں

قیامت میں زمین چٹیل ہو جائے گی

اصحاب کہف کا واقعہ اللہ کی قدرت کا معمولی نمونہ ہے

اصحاب کہف کا واقعہ اللہ کی قدرت کا معمولی نمونہ ہے

اصحاب کہف کی نیند کی مدت

اصحاب کہف کی نیند کی مدت

اصحاب کہف کا توکل اور اس کا انعام

غار کی کیفیت

اصحاب کہف کی نیند اور انکی ظاہری حالت

اصحاب کہف کا جاگنا اور گفتگو

اہل شہر کو اصحاب کہف کا علم ہونا

غار کی جگہ یادگار کی تعمیر

اصحاب کہف کی تعداد

اصحاب کی تعداد کے بارے میں ابن عباس کی روایت

اس واقعہ کا نزول ۔ اور کلمہ انشآء اللہ کی اہمیت

نیند کی مدت

اللہ کا علم و قدرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت وحی کا حکم

بعض صحابہ کی مدح اور فضیلت

سرداران کفار کی مذمت

حق ظاہر ہو چکا

دوزخ کا پانی

اہل جنت کی نعمتیں

دو شخصوں کی مثال

مال و دولت کا نشہ

مال کی وجہ سے آخرت سے انکار

اس کے مومن دوست کا جواب

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کے کلمہ کی تلقین

باغ و اسباب کی تباہی

اپنے شرک پر ندامت

دنیا کی زندگی کی مثال

مال و اولاد اور باقی رہنے والی نیکیاں

قیامت کے دن پہاڑ اور زمین کا حال

محشرمیں امتوں کی صفیں

اعمال نامے

حشر میں کسی پر ظلم نہیں ہو گا

ابلیس جن تھا

شیاطین کی مذمت

مشرکین اور شرکاء کی حالت

انسان جھگڑالو ہے

قبول ہدایت سے اب کیا چیز مانع ہے ؟

کفار کے دلوں پر پردے

بستیوں کی ہلاکت

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعے کی اصل وجہ

مچھلی کا گم ہونا

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست

حضرت خضر علیہ السلام کی پیشگوئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وعدہ

حضرت خضر علیہ السلام کی شرائط

کشتی کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعتراض

لڑکے کا قتل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا اعتراض

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری درخواست

دیوار سیدھا کرنے کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تیسرا اعتراض

لڑکے کے قتل کی حکمت

دیوار سیدھا کرنے کی حکمت

ذوالقرنین کا واقعہ

مشرق و مغرب کا سفر

ذوالقرنین کو ایک قوم پر اختیار

ذوالقرنین کو ایک قوم پر اختیار

مشرق کا سفر

مشرق کی ایک وحشی قوم

تیسرا سفر

ایک قوم کی درخواست

یاجوج ماجوج کی قوم

دیوار کی تعمیر

یاجوج ماجوج دیوار نہیں توڑ سکتے

دیوار ٹوٹنے کا وقت

یاجوج ماجوج کا خروج

کفار کی حالت

سب سے زیادہ گھاٹے والے طالبین دنیا

کفار کے اعمال کا وزن نہیں کیا جائے گا

مومن صالحین پر انعامات

اللہ کے کلمات بےشمار ہیں

پیغمبر کا علم بھی متناہی ہوتا ہے

حضرت زکریا علیہ السلام

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

قرابت والوں سے اندیشہ

اللہ سے اپنے وارث کی دعا

حضرت یحیٰی علیہ السلام کی بشارت

حضرت زکریا علیہ السلام کا تعجب

اللہ کی قدرت کاملہ

حضرت زکریا علیہ السلام کی زبان بندی

قوم کو وعظ و نصیحت

حضرت یحیٰی علیہ السلام کو کتاب پر عمل کا حکم

بچپن میں نبوت

حضرت یحیٰی علیہ السلام کا محبت و تقویٰ

حضرت یحیٰی علیہ السلام کو اللہ کا سلام

حضرت مریم کی شرم و عفت

حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد

حضرت جبریل علیہ السلام کی بشارت

حضرت مریم کا تعجب

قرار حمل

درده زه کی شدید تکلیف

فرشتے کی بشارت

حضرت مریم کا بچے کی طرف اشارہ

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا معجزانہ طور پر کلام کرنا

ایک علمی وضاحت

حضرت عیسٰی ابن مریم

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ابنیّت کا رد

توحید خالص کی تعلیم

آخرت میں کفار کا دیکھنا سننا

کفار کی غفلت

حضرت ابراہیم علیہ السلام سچے نبی تھے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کو تبلیغ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا غصہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد سے جدائی

والد کے لئے استغفار کا وعدہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے انعامات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی تذکیر

رسول اور نبی کا فرق

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حق تعالیٰ کا کلام

حضرت ہارون علیہ السلام پر اللہ کی رحمت

حضرت اسمٰعیل کی مدح اور حضرت اسحٰق پر فضیلت

حضرت اسمٰعیل کی گھر والوں کو تبلیغ

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام کا مقام رفعت

یہی لوگ انعام والے ہیں

تلاوت قرآن کا ادب

نماز ضائع کرنے والوں کو سزا

توبہ کرنے والوں کی فضیلت

جنت کے انعامات

جنت متقین کی میراث ہے

حضرت جبریل علیہ السلام کا نزول بھی اللہ کے حکم کے تابع ہے

بعث بعد الموت پر شبہات

اس شبہ کا جواب

کفار پر جہنم کی دہشت

دوزخ پر ہر انسان کا گذر ہو گا

قرآن کریم پر کفار کا استہزاء

پچھلی قوموں کی ہلاکت سے عبرت

دنیا میں عمل کی آزادی

کفار کو تنبیہ

مومنین کی ہدایت میں زیادتی

ایک مسلمان مزدور اور کافر کا واقعہ

کافر کا دعویٰ بے بنیاد ہے

قیامت میں اکیلا آئے گا

اللہ کی طرف سے کفار کو ڈھیل

کفار پیاسے ہانکے جائیں گے

مومنین کی شفاعت

اللہ کے لئے اولاد کا بہتان

یہ عقیدہ شدید گستاخی ہے

اسکی بندگی سےکوئی باہر نہیں

مقبول مومنین کی علامات

قرآن کی بشارت اور انذار

پچھلی قوموں کا بے نشان ہونا

قرآن مشقت کےلئے نہیں

قرآن خالق کا کلام ہے

عرش الہٰی

اللہ کی حکومت

علم الہٰی کی وسعت

اللہ کے اسمائے حسنیٰ

حضرت موسٰی علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ اور اس کا ربط

طور پر حضرت موسٰی علیہ السلام کو آگ کا نظر آنا

وادی طُویٰ

حضرت موسٰی علیہ السلام سے کلام الہٰی

حضرت موسٰی علیہ السلام کو نماز کا حکم

قیامت کی گھڑی کا اخفاء

قیامت اعمال کی جزا کے لئے ہے

حضرت موسٰی علیہ السلام کو بری صحبت سے بچنے کا حکم

لاٹھی کے بارے میں سوال

حضرت موسٰی علیہ السلام کا جواب

لاٹھی کا سانپ بن جانا

حضرت موسٰی علیہ السلام کا طبعی خوف

ید بیضاء

حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا

حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا

حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا

حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا

حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا

دعا کی قبولیت

حضرت موسٰی علیہ السلام کی والدہ کا قصہ

بچہ کو دریا میں ڈالنے کا حکم

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر القائے محبت

ماں اور بچے کا یکجا ہونا

قبطی کا مارا جانا

تقدیر کا غالب آنا

ذکر اللہ کی تاکید

فرعون کی طرف بھیجا جانا

فرعون سے نرم گفتگو کی تعلیم

حضرت موسٰی و ہارون کا اندیشہ

حق تعالیٰ کی معیّت

فرعون کو پیغام دعوت

فرعون کا سوال

وجود صانع کی تقریر

فرعون کے سوال پر حضرت موسٰی علیہ السلام کا جواب

وجود باری تعالیٰ اور توحید کی تبلیغ

انسان کا آغاز و انجام

فرعون کے لئے اتمام حجت

حضرت موسٰی علیہ السلام سے فرعون کا مناظرہ

حضرت موسٰی علیہ السلام کو مقابلے کی دعوت

مقابلے کی تاریخ

فرعون کی تیاریاں

مقابلے کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت

ساحروں کے باہمی مشورے

مقابلے کا عزم

مقابلے کا آغاز

سحر کی حقیقت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اندیشہ

عصاء کو زمین پر ڈالنے کا حکم

جادوگر فلاح نہیں پاتا

جادوگر کا ایمان لانا

فرعون کی بیچارگی اور غصہ

فرعون کی دھمکیاں

جادوگر کا ثبات و استقامت

اللہ کی نافرمانی کا انجام

مومنین کے انعامات

حضرت موسٰی علیہ السلام کو ہجرت کا حکم

بنی اسرائیل کو نصیحت

کوہ طور پر حضرت موسٰی علیہ السلام کی عجلت

قوم کو سامری کا بہکانا

قوم پر حضرت موسٰی علیہ السلام کا غصہ

زیورات اور سونے کا بچھڑا

قوم کو حضرت ہارون کی تنبیہ

قوم کی ضد

حضرت ہارون علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بازپرس

حضرت ہارون علیہ السلام کی معذرت

سامری سے بازپرس

حضرت جبریل علیہ السلام کے پاؤں تلے کی مٹی

سامری کی سزا

پچھلے واقعات سنانے کی حکمت

محشر میں مجرمین کی حالت

دنیا کی زندگی پر ندامت

قیامت کے دن پہاڑوں کی حالت

رحمٰن کے ڈر سے آوازوں کا پست ہونا

کوئی سفارش کام نہیں آئے گی

متکبرین کےسر جھک جائیں گے

قرآن کریم کی تنبیہ صاف ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دعا کی تعلیم

حضرت آدم علیہ السلام کی بھول

حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان کا اغواء

جنت سے نکلنے کا حکم

اللہ سے غفلت دنیوی زندگی میں تنگی لاتی ہے

حشر میں اندھا اٹھایا جائے گا

تاریخ سے عبرت

اللہ کے ڈھیل دینے کی مصلحت

صبر کی تلقین

فجر اور عصر کی نمازیں

مغرب اور عشاء کی نمازیں

ظہر کی نماز

کفار کے اسباب عیش پر نظر نہ کیجئے

نماز کی تاکید

کسب معاش اور نماز

کفار کا مطالبہ معجزات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کفار کے لئے حجت ہے

یوم حساب سے غلفت

یوم حساب سے غلفت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کفار کے مشورے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار مکہ کو جواب

قرآن کے سامنے کفار کی بیچارگی اور بد حواسی

پچھلے انبیاء بھی بشر تھے

پچھلی قوموں کے حالات سے عبرت

قرآن کریم کی اہمیت

عذاب کے وقت کا پچھتانا

عذاب دیکھ کر جرائم کا اعتراف

زمین و آسمان کی تخلیق کو کھیل نہ سمجھو

حق باطل پر غالب آتا ہے

فرشتوں کی عبادت

اللہ کے سوا کون معبود ہو سکتا ہے

ایک سے زیادہ خداؤں کا وجود عقلاً ممکن نہیں ایک اہم دلیل

اللہ قادر مطلق اور مختار کل ہے

شرک پر کوئی دلیل نہیں

توحید تمام انبیاء میں مشترک ہے

تمام انبیاء کا ایک ہی پیغام ہے

اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے

وہ اللہ کے بیٹے نہیں مقبول بندے ہیں

اللہ کے اقتدار سے وہ بھی باہر نہیں ہیں

تخلیق کا ابتدائی مادہ

زندگی کی ابتدا پانی سے

پہاڑوں میں کشادہ راستے

آسمان کی تخلیق

فلکی سیاروں کا خلا میں تیرنا

ہر نفس کے لئے موت یقینی ہے

خیر و شر کے ذریعے آزمائش

کفار کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء اور اس کا جواب

انسان کی فطرت میں جلد بازی

کفار آگ کی حقیقت سے بے خبر ہیں

پچھلے انبیاء سے استہزاء اور اس کا انجام

رحمٰن سے کفار کی غفلت

فرضی معبودوں کی حقیقت

کفار کی غلفت اور غرور کی وجہ

کفار کے مغلوب ہونے کے قرائن

کفار بہرے ہیں کہ دعوت حق نہیں سنتے

انصاف کی میزان اور وزن اعمال

حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو تورات دی گئ

مومنین کی خشیت

قرآن مبارک ذکر ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رشد و ہدایت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت

آباؤ اجداد کی اندھی تقلید

دعوت توحید

کفار کا اضطراب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑنا

کفار کا غصہ

مجمع عام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے باز پرس

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مناظرانہ جواب اور شرک کا ابطال

کفار کی شرمندگی

کفار کا جواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملامت

حضڑت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلانے کا فیصلہ

آگ کو ٹھنڈا ہونے اور سلامتی کا حکم

حق کی صداقت کا اظہار

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی شام کی طرف ہجرت

آل ابراہیم علیہ السلام کی مناقب

قوم لوط کی بستی

حضرت لوط علیہ السلام پر رحمت

حضرت نوح علیہ السلام کو کرب عظیم سے نجات

دربار داؤد علیہ السلام میں مقدمہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکیمانہ فیصلہ

لحن داؤدی کی معجزانہ تاثیر

پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کی دلیل

حضرت داؤد علیہ السلام کا زرہیں بنانا

ہوا پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت

سرکش جنات پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت

جنات کی تسخیر اللہ کی طرف سے تھی

حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف اور دعا

ہر ابتلاء غضب نہیں ہوتا

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ، ادریس علیہ السلام ، اور ذوالکفل علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ

حضرت یونس علیہ السلام کی اجتہادی غلطی کی حقیقت

اس دعا کی فضیلت

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

متصوفین کی ایک غلطی

توحید تمام امتوں میں مشترک ہے

خود ساختہ اختلافات

مومن کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہو گی

معذب قوموں کی ابدی محرومی

یاجوج اور ماجوج کا خروج

قیامت میں کفار کی دہشت

دوزخ کا ایندھن

دوزخ میں کفار کی حالت

اہل جنت کا دوزخ سے بُعد

اہل جنت کے فرشتوں کا استقبال

قیامت میں آسمانوں کا لپیٹنا

دوبارہ تخلیق

مومنین سے وعدہ الہٰی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتمام حجت

تاخیر عذاب کی حکمت اللہ کو معلوم ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

قیامت کے زلزلے اور ان کی شدت

اللہ کی باتوں میں جھگڑنے والے

ہر شیطان کی پیروی کرنے والے

انسانی عمر کے مختلف مراحل

مردہ زمین کا زندہ ہو جانا

دوبارہ زندگی پر شبہ اور جواب

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل

وجود صانع آخرت اور بعث بعد الموت کا اثبات

منکرین کے اوہام ظنون

دنیا کی رسوائی اور آخرت کا عذاب

مذبذبین کی حالت

غیر اللہ کو پکارنا

شرک کا ضرر

مومنین کا انجام

حاسدین کا غصہ اللہ کی نصرت کو نہیں روک سکتا

مجوس کا عقیدہ

قیامت کے دن فیصلہ ہو گا

مخلوقات کا اللہ کو سجدہ

دو فریق کون ہیں ؟

آ گ کے لباس

دوزخ کی سزائیں ۔ لوہے کے ہتوڑے

اہل جنت کے زیور اور کنگن

اہل جنت کا لباس

اہل جنت کی پاکیزہ گفتگو

اللہ کی راہ سے روکنے والے

حرم شریف میں گناہوں کی سزا

خانہ کعبہ کی جگہ

کعبہ کی بنیاد توحید پر

حج کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار

منافع حج

ایام معلومات میں ذکر اللہ

قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت

بیت اللہ کا طواف

حرمت اللہ کی تشریح

حلال جانوروں کی قربانی

غیراللہ کی قربانی سے اجتناب

جھوٹی بات سے بچنے کا حکم

شرک کی مثال

شعائر اللہ کی تعظیم

جانوروں میں انسان کے منافع

ہر امت میں قربانی عبادت تھی

مومنین کے لئے خوشخبری

مخبتین کے اوصاف

قربانی کے اونٹوں کی تعظیم اور نحر کا طریقہ

انسان کے لئے جانور کی تسخیر

قربانی کی روح اور فلسفہ

ذبح کرنے کے وقت کی تکبیر

حج و عمرہ کی رکاوٹیں دور ہو جائیں گی

کفار سے قتال کا حکم

مسلمانوں کی امداد کا وعدہ

مہاجرین کی مدح

جہاد کی حکمت

مہاجرین کی فضیلت اور انکے اقتدار کی پیشگوئی

سابقہ حالات سے کفار کو تنبیہ

عبرت کے اسباق

آخرت کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے

اللہ کی ڈھیل پر بےفکر نہ ہوں

رسول اللہ کا فرض منصبی

آیات وحی میں شیطانی شبہات

اہل باطل کی آزمائش

منکرین قیامت تک دھوکے میں رہیں گے

اللہ کے لئے ہجرت کرنے والوں کے انعامات

مظلوم کی مدد کا وعدہ

اللہ کی قدرت کاملہ

اللہ کی تدبیر اور تصرف

بحر و بر کی تسخیر

انسان نا شکرا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور دعوت کا حکم

اللہ تعالیٰ کا علم مُحیط

آباؤ اجداد کی اندھی تقلید

آیات قرآن پر کفار کا غیظ و غضب

شرک کی مثال

شرکاء اور مشرکین کمزور ہیں

اللہ قوت والا اور زبردست ہے

فرشتوں اور انسانوں میں سے ا للہ کے پیغمبر

مومنین کو عبادت کا حکم

مومنین کو مجاہدہ کا حکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

دین میں کوئی تنگی نہیں

تمہارا دینی نام مسلم ہے

امت محمدیہ کی فضیلت

مسلمانوں کو عبادت اور اتحاد کا حکم

خشوع کی تعریف

لغو باتوں سے اعراض

ادائے زکوٰۃ کا اہتمام

شرمگاہوں کی حفاظت

عہد و امانت کے محافظ

نمازوں کی حفاظت

مٹی سے پیدا ہونے کا مطلب

انسانی تخلیق کے مراحل

وجود انسانی کا بقاء و فنا

سات راستوں کی تخلیق

خلق کی نگرانی

پانی کے ذخائر

پھل اور باغات

زیتون کا فضل و شرف

چوپایوں کی تخلیق میں انسان کے فوائد

حضرت نوح علیہ السلام پر کفار کے اعتراضات

حضرت نوح علیہ السلام پر جنون کا الزام

حضرت نوح علیہ السلام کی فریاد

طوفان نوح

ظالموں کی سفارش نہ کرو

سواری سے اترنے کی دعا

مرنے کے بعد زندہ ہونا

کفار کا عقیدہ

رسول کے دعوےکی تکذیب

رسولوں کی آمد کا پیہم سلسلہ

فرعون کا کبر و غرور

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی جائے پیدائش

انبیاء کو اکل حلال اور عمل صالح کا حکم

تمام انبیاء کا دین و ملت ایک ہے

فرقوں کی غلط فہمی

کفار کو ڈھیل دی گئ

کفار کے مال و اولاد کی حقیقت

مومنین کی خشیت

خیرات کا اصل مفہوم

شریعت کا کوئی حکم انسانی طاقت سے باہر نہیں

آخرت سے غفلت

اللہ کی پکڑ کے وقت کفار کی چیخ و پکار

کفار کو تنبیہ

قرآن میں غور و فکر کی اہمیت

قرآن کا نزول کوئی نیا واقعہ نہیں ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کا اعراض انکی ضد کی وجہ سے ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق کے مبلغ ہیں

نبی کی دعوت بے لوث ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت صراط مستقیم کی طرف ہے

کفار پر آفت

انسانوں کی ناشکری

اللہ تعالٰی کی قدرت کاملہ

مرد کر دوبارہ زندہ ہونے پر کفار کے احمقانہ شکوک

اللہ کی حاکمیت کا بیان

اللہ کی حاکمیت کا بیان

اللہ کی حاکمیت کا بیان

توحید کے مشاہداتی دلائل

مومنین کو ایک دعا کی ہدایت

برائی کا جواب بھلائی سے

شیطان سے استعاذہ

نزع کے وقت کفار کا پچھتاوا

عالم برزخ

قیامت میں ایک دوسرے سے بیزاری

دوزخ کی ہولناک سزا

کفار کو انکی تکذیب پر تنبیہ

کفار کا اعتراف گناہ اور پچھتاوا

کفار کو حق تعالٰی کا جواب

صبر کرنے والوں کا اجر

دنیا کی زندگی کی حقیقت

دوسری زندگی کے بغیر حیات دنیا بے مقصد ہے

ایک استغفار کی تعلیم

سورہ نور کی فضیلت کا بیان

زنا کرنے والوں کی سزا

مجرم پر ترس کھا کر سزاؤں میں تبدیلی کرنے کی ممانعت

منظر عام پر سزا دینے کا حکم

فعل زنا کی شناعت

یعنی زنا مومنین پر حرام ہے

پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت کا بیان

حدّ قذف کا بیان

تہمت ثابت نہ کرنے والے فاسق ہیں

بیویوں پر تہمت

لِعان کا قانون

لِعان کا حکم اللہ کا بڑا فضل ہے

واقعہ افک

سازش کرنے والے تمہاری ہی جماعت کے لوگ ہیں

مسلمانوں کی تسلی

عبداللہ بن اُبی کیلئے عذاب عظیم

بے ثبوت بہتان کی تصدیق

بدکاری کی تہمت لگا کر چار گواہ پیش نہ کرنا

بلا تحقیق بہتان کا چرچا جرم عظیم ہے

مسلمانوں کو کہنا چاہیے تھا کہ یہ بہتان عظیم ہے

آئندہ ایسا نہ کرنے کی نصیحت

بے حیائی پھیلانے والوں کی سزا

مسلمانوں پر اللہ کی رحمت اور فضل

شیطان بے حیائی کی تعلیم دیتا ہے

حضرت ابوبکر کی قسم

ازواج مطہرات پر تہمت لگانے والے اسلام سے خارج ہیں

حشر میں ہاتھ پاؤں اور زبان کی گواہی

گندے مرد گندی عورتوں کیلئے اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے

دوسرے گھروں میں داخلے کی اجازت کا حکم اور آداب

اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ

اجازت سے مستثنٰی مکانات

نظریں نیچی رکھنے کا حکم

ستر کی حفاظت

عورتوں کے پردے کے احکام

اوڑھنی کا حکم اور طریقہ

محرم لوگوں کی تفصیل

عورتوں کے چلنے پھرنے کے آداب

توبہ کا حکم

دوسرے نکاح کا حکم

افلاس کی وجہ سے نکاح کو مت چھوڑو

نکاح ہونے تک پاکدامن رہیں

مکاتبت کا حکم

غلاموں کی مالی امداد

لونڈیوں سے بدکاری کرانا

قرآن کریم میں گذشتہ اقوام کے حالات

اللہ زمین و آسمان کا نور ہے

مسجد کی تعظیم و تطہیر

رجال اللہ کبھی غافل نہیں ہوتے

کفار کے اعمال کی مثال

مخلوقات اور پرندوں کی تسبیح

اللہ کی حکومت ہر شے پر حاوی ہے

بادلوں کے نظام میں اللہ کی نشانیاں

پہاڑ اور اولے

برق کی چمک

دن اور رات کی تبدیلی

قدرت کے ان مظاہر کا مطالبہ

ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے

منافقین کا بیان

منافقین کی ہوا پرستی

مومنین کا طریقہ

منافقوں کی جھوٹی قسمیں

قبول حق کی ذمہ داری پوری کرو

صحابہ کرام سے حکومت کا وعدہ

حصول رحمت کا طریقہ

کفار کا ٹھکانہ

اجازت لینے کا مسئلہ

استیذان سے مستثنٰی اوقات

نابالغ لڑکوں کا حکم

بوڑھی عورتوں کا پردہ

اللہ پردے کی باتیں بھی جانتا ہے

معذوروں کیلئے احکام میں رعایت

گھر والوں کے ساتھ کھانے پینے کے آداب

صحابہ کرام کو اجازت دینے کا حکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو بلانا

مجلس نبوی میں منافقین کا رویہ

اللہ کا علم محیط

قرآن فرقان ہے

قرآن عالمین کیلئے نذیر ہے

تخلیق میں فطری موزونیت

مشرکین کا شرک غیر فطری ہے

کفار کا قرآن پر بے سروپا اعتراض

قرآن پر کفار کا ایک اور اعتراض

قرآن خود اپنی دلیل ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کھانے پینے سے اعتراض

نبوت پر کفار کے جاہلانہ شبہات

کفار کی حیرانی اور ابدی گمراہی

قیامت کا آنا اٹل ہے

کفار کیلئے دوزخ کا جوش و غضب

کفار زنجیروں میں بندھے ہونگے

بار بار کی موت

مومنین کے انعامات

باطل معبودوں سے سوال

باطل معبودوں کا جواب

تمام انبیاء بشر تھے

تم ایکدوسے کیلئے آزمائش ہو

کفار کی جاہلانہ فرمائشیں

کفار کا بدترین تکبر

آخرت میں کفار کی حالت

کفار کے اعمال کی حقیقت

حق تعالیٰ کے چتر شاہی اور ملائکہ کا نزول

رحمٰن کی بادشاہی

کافر کی انتہائی حسرت و ندامت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت

ہر نبی کے دشمن ضرور ہوئے ہیں

قرآن کے یکبارگی نازل نہ ہونے پر کفار کے شبہات

قرآن تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی حکمت

قرآن میں تمام شبہات کا جواب

اصحابُ الرّس کون تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء

خواہش انکا خدا ہے

کفار چوپایوں سے بھی بدتر ہیں

سائے اور روشنی میں قدرت کے دلائل

لیل و نہار سے قیامت کا استدلال

ہواؤں اور پانی میں اللہ کی نشانیاں

پانی کی حکیمانہ تقسیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

میٹھے اور کھاری پانی کے دریاؤں کا سنگم

پانی کے قطرہ سے انسانی تخلیق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام پیغام پہنچانا ہے

توکل کی نصیحت

رحمٰن کو اہل خبیر سے پوچھو

رحمٰن سے کفر کی چڑ

آسمان میں برجوں کی تخلیق

لیل و نہار کی تبدیلی اللہ کی معرفت کیلئے ہے

رحمٰن کے بندے اور انکے اوصاف

جہلاء کی بات کا جواب نرمی سے

رحمٰن کے بندوں کی رات

خوف جہنم

خرچ میں میانہ روی

قتل کی جائز صورتیں

جہنم کی وادی آثام

توبہ کرنے والوں پر اللہ کا انعام

جھوٹی شہادت

لغو کاموں سے اعراض

مومنین کاملین کی دعا

جنت میں انکا مقام

کفار کی تکذیب کا انجام

کفار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شفقت

اللہ اختیار کو سلب نہیں کرنا چاہتا

پندو نصیحت سے اعراض

کیا یہ زمین میں غوروغوض نہیں کرتے

حضرت موسٰی علیہ السلام کا واقعہ

حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنانے کی درخواست

حضرت موسٰی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجنا

بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ

حضرت موسٰی علیہ السلام اور فرعون کا مکالمہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب

رب العالمین کیا ہوتا ہے؟ فرعون کا سوال

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب

فرعون کا بات کو ٹالنا

فرعون کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جنون کا الزام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دلائل توحید

فرعون کا دعوےٰ الوہیت

معجزات نبوت کا مظاہرہ

فرعون کا حواس باختہ ہونا

جادوگروں کا اکٹھا ہونا

جادوگروں کا اکٹھا ہونا

جادوگروں کا فرعون سے مطالبہ اور فرعون کا وعدہ

ساحرین کا مظاہرہ

عصائے موسٰی علیہ السلام کا سانپوں کو نگلنا

ساحرین کا قبول ایمان

ساحرین کی استقامت اور حوصلہ

حضرت موسٰی علیہ السلام کو مصر سے ہجرت کا حکم

تعاقب کی تیاری

فرعون کا قوم سے خطاب

حضرت موسٰی علیہ السلام کا تعاقب

بنی اسرائیل کو خزانوں کا انعام

بنی اسرائیل کی گھبراہٹ

حضرت موسٰی علیہ السلام کی تسلی

دریا میں بارہ راستے

غرق فرعون

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

دعوت توحید

کفار کی آباء پرستی

کفار کی آباء پرستی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں سے دشمنی کا اعلان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکیر نعمت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکیر نعمت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

قول صدق عطا فرما

باپ کیلئے مغفرت کی دعا

محشر میں جنت و دوزخ کی قربت

اب فرضی معبود کہاں گئے؟

آخرت میں کفار کا اعتراف گناہ

دوبارہ دنیا میں بھیجنے کی درخواست

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت

حضرت نوح علیہ السلام کا جواب

حضرت نوح علیہ السلام کو قوم کی دھمکی

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

قوم عاد کے واقعہ کی تذکیر

حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت

حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت

قوم عاد کی ضد اور ہٹ دھرمی

قوم عاد کی ہلاکت

قوم ثمود کی تکذیب اور حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت

قوم ثمود کی تکذیب اور حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت

قوم ثمود کی تکذیب اور حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت

معجزے کا مطالبہ

اونٹنی کا معجزہ

اونٹنی کے پاؤں کو کاٹنے کا جرم

حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی ہلاکت

قوم لوط پر عذاب

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اصحاب ایکہ

ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرو

قوم شعیب علیہ السلام کی گستاخی

قوم شعیب علیہ السلام پر سائبان کا عذاب

قرآن کریم کا نزول قلب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر

الفاظ اور معانی دونوں وحی کئے گئے

پچھلی کتابوں میں قرآن کی خبر

علمائے بنی اسرائیل کی گواہی

عجمی پر قرآن نازل ہوتا تو کبھی نہ مانتے

قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا کفار کو یقین ہے

کفار کا مہلت طلب کرنا

کفار کا مہلت طلب کرنا

کسی کو مہلت دئے بغیر عذاب نہیں دیا گیا

قرآن کسی جن کا لایا ہوا نہیں ہے

شیاطین کو دور کر دیا گیا ہے

اقرباء کو دعوت کا حکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت کا وعدہ

شیطان کس پر اترتے ہیں؟

شیاطین جھوٹی خبریں لاتے ہیں

شاعروں کی بات پر بے راہ چلتے ہیں

شاعر تخیل کی وادیوں میں بھٹکتے ہیں

شاعر جو کہتے ہیں کرتے نہیں

کون سے شاعر اس سے مستثنٰی ہیں

کفار دنیا کی رونقوں میں گم ہیں

قرآن کریم کی نعمت اللہ کا فضل عظیم ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آگ لینے کیلئے پہاڑ پر جانا

تجلی الٰہی کی روشنی

آگ میں تجلی کی حقیقت

حق تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب

عصا کو زمین پر ڈالنے کا حکم

معجزات دیکھ کر بھی انکار

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم عطا کیا گیا

حضرت داؤد علیہ السلام کے سچے وارث حضرت سلیمان علیہ السلام

پرندوں کی بولیوں کی عقلی توجیہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے جن و انس کے لشکر

چیونٹیوں کی بستی پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا گذر

ایک چیونٹی کی بات

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تبسم اور تعجب

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا

ہُد ہُد کے بارے میں سوال

قوم سَبا کی خبر

بلقیس کا تخت

قوم سَبا کی آفتاب پرستی

جانوروں کو حق تعالٰی کی جبلی معرفت

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط

بلقیس کا اہل دربار سے مشورہ

خط کا مضمون

اہل دربار کا مشورہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے بلقیس کے تحفے

حضرت سلیمان علیہ السلام کا جواب

حملے کا ارادہ

بلقیس کی اطاعت و انقیاد

تخت لانے کیلئے جن کا اصرار

ایک صحابی کا چشم زدن میں تخت لانے کا وعدہ

کرامت اللہ کا فعل ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام کا شکر

تخت کے ذریعے بلقیس کی آزمائش

بلقیس کی حق گوئی

حضرت بلقیس کا قبول حق

حضرت بلقیس کا ایک اور امتحان

حضرت بلقیس کی شرک سے توبہ

حضرت صالح علیہ السلام کی بعثت

قوم کو فہمائش

نو (۹) مفسدین

حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کی سازش

ناسمجھی میں اپنی ہلاکت کا سامان

نو مفسدین کی سازش اور ہلاکت

ثمود کی بستیوں کے کھنڈر

مومنین کی عذاب سے حفاظت

قوم لوط کی بے حیائی

قوم لوط کا انجام ان واقعات سے عبرت

خطبہ حمدوثناء

توحید کا بیان

اللہ کی قدرت کے مظاہر

مشرکین کی بے راہ روی

مصیبت کو دور کرنے والا کون ہے

اگر سچے ہو شرک کی دلیل لاؤ

اللہ کی قدرت تامہ اور علم محیط

آخرت کا ادراک

آخرت پر کفار کا اعتراض

عذاب کا وعدہ قریب ہے

ہر چیز اللہ کے پاس لکھی ہوئی ہے

قرآن میں بنی اسرائیل کے اختلافات کا فیصلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق پر ہونے کی گواہی

کفار اندھوں اور بہروں جیسے ہیں

دابّۃ الارض کا خروج اور کلام

حشر میں مکذبین کے جتھے

مکذبین سے حق تعالیٰ کی باز پرس

دن اور رات میں اللہ کی نشانیاں

نفخ صور کتنی بار ہو گا

پہاڑ روئی کے گالے کی طرح اڑیں گے

اعمال کی خبر

نیکی کرنے والوں کا بدلہ

حضرت موسٰی علیہ السلام اور فرعون کا قصہ

بنی اسرائیل پر فرعون کے مظالم

بچوں کا قتل

بنی اسرائیل میں امامت کا ارادہ

حق تعالیٰ کی مشیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام

دریا میں بچے کا صندوق

والدہ کی بیقراری

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کی نگرانی

حضرت موسیٰ علیہ السلام آغوش مادر میں

اللہ کا وعدہ حق ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور علم و حکمت

قبطی کا واقعہ

اسرائیلی اور قبطی کا جھگڑا

قبطی کا حضرت موسٰی علیہ السلام کو الزام دینا

فرعون کے اہل دربار کا مشورہ

حضرت موسٰی علیہ السلام کی مصر سے روانگی

مدین میں آمد

دو عورتیں

عورتوں کی مدد

حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا

لڑکی کا حضرت موسٰی علیہ السلام کو دعوت دینا

حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات اور مدد کا وعدہ

حضرت موسٰی علیہ السلام کی قوت و امانت

حضرت موسٰی علیہ السلام کا معاہد مہر

طور پر درخت سے آواز کا سننا

تجلی الٰہی

معجزہ عصا و ید بیضاء

حضرت ہارون علیہ السلام کی رفاقت کی درخواست

غلبہ و نصرت کا وعدہ

فرعونیوں کا نبوت سے انکار

حضرت موسٰی علیہ السلام کا جواب

فرعون کا استہزاء

فرعون اور اسکی قوم کے غرور کا انجام

دوزخیوں کے امام

دنیا میں لعنت

تورات ہدایت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر استدلال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھلے واقعات کا
مکمل علم

رسالت اللہ کی نعمت ہے

کفار مکہ کی ہٹ دھرمی

کفار کے اعتراض کا جواب

خواہشوں کی پیروی

مومنین کا ایمان بالکتب

مومنین کیلئے دہرا اجر

لغو سے اعراض

شریر جاہلوں کی بات کا جواب

ہدایت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے

مکہ مکرمہ امن کی جگہ ہے

تکبر کا انجام تمہارے سامنے ہے

بغیر نبی بھیجے عذاب نہیں کیا جاتا

دنیا کے منافع عارضی ہیں

مومن اور کافر برابر نہیں ہیں

محشر میں شرکاء کا اعتراف

مشرکین کو اپنے شرکاء کو پکارنے کا حکم

انبیاء کے بارے میں سوال

ایمان و عمل صالح اصل کامیابی ہے

حق تعالی کی مشیت و اختیار

اللہ تعالی کا علم محیط

روشنی دینے والا کون ہے؟

رات اور اُسکا آرام کس نے بنایا؟

شرک کی دلیل کیا ہے

آخرت میں کفار کو حق کا علم

قارون کا عبرت آموز واقعہ

قارون کے خزانے کی کنجیاں

قارون کو نصیحت

مال کا صحیح مصرف

یہ مال میرے ہنر کا نتیجہ ہے

پچھلے اہل مال اور اہل قوت کا انجام

مجرموں سے گناہوں کی بازپرس کی ضرورت نہیں ہو گی

قارون کے مال پر دنیا داروں کا رشک

اہل علم کی لوگوں کو نصیحت

یہ سمجھ صرف صابرین ہی کو ملتی ہے

قارون کا عبرتناک انجام

لوگوں کو عبرت

آخرت متقین کیلئے ہے

ہر نیکی کا بدلہ دس گنا

برائی کا بدلہ

ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا نزول اللہ کی رحمت سے ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت

ہر شے فانی ہے سوائے اللہ کے

سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے

ہر مومن کا امتحان کیا جاتا ہے

پچھلے لوگوں کیلئے امتحان و آزمائش

دعویٰ ایمان میں سچ اور جھوٹ کی تمیز

برائی کرنے والے اللہ سے نہیں بچ سکتے

مومنوں کا وعدہ بہت قریب ہے

انسان کی طاعت و عبادت اسی کیلئے ہے

ایمان اور عمل صالح کی برکات

معصیت میں ماں باپ کی اطاعت کی ممانعت

ماں باپ سے حسن سلوک

معصیت میں ماں باپ کی اطاعت کی ممانعت

نیک اولاد کا انعام

ضعیف الایمان لوگوں کی حالت

اللہ دلوں کے حال جانتا ہے

اعمال سے مومن و منافق کی پہچان

مسلمانوں کے اعمال کی جھوٹی ذمہ داری

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ۹۵۰ سال

کشتی نوح علیہ السلام نشان عبرت ہے

جھوٹے اوہام کی پیروی

روزی اللہ کے پاس ہے

رسول کے ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہے

اپنی ذات میں غور کرو

زمین میں چل پھر کر دیکھو

خدا کے مجرم کیلئے کوئی پناہ نہیں

کفار کی اللہ کی رحمت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زندہ جلانے کا فیصلہ

بت پرستی کی اصل غرض و غائت

آخرت میں مشرکین اور شرکاء کی ایک دوسرے پر لعنت

حضرت لوط علیہ السلام کا ایمان اور ہجرت

اولاد ابراہیم علیہ السلام میں دائمی نبوت

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دنیا اور آخرت کے انعامات

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو نصیحت

قوم کی علانیہ بیحیائی

حضرت لوط علیہ السلام سے قوم کا استہزاء

حضرت لوط علیہ السلام کی بددعا

بشارت اور عذاب لانے والے فرشتے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں اندیشہ

فرشتوں کا جواب

حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان فرشتے

قوم لوط علیہ السلام کی تباہی کے نشانات

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو نصیحت

ان قوموں کے غرور کا انجام

مشرکین کی مثال مکڑی کے گھر سے

اللہ کی مثال کو عاقل ہی سمجھتے ہیں

مخلوقات میں مومن کیلئے نشانیاں

تلاوت قرآن کا حکم

نماز روحانی بیماریوں کا علاج ہے

ذکر اللہ کی فضیلت

اہل کتاب سے مناظرہ میں نرمی و متانت

اہل کتاب سے یہ بات کہو

اہل کتاب اور مسلمانوں میں فرق

اہل کتاب اور کفار میں سے قرآن کو ماننے والے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا قرآن کی صداقت کی دلیل ہے

حفاظ قرآن کی فضیلت

معجزات دکھلانا میرے اختیار میں نہیں

قرآن سب سے بڑھکر معجزہ ہے

میری صداقت کیلئے اللہ کی گواہی کافی ہے

گھاٹا پانے والے

کفار کیلئے دنیا و آخرت کا عذاب

مومنین سے خطاب خاص

ہجرت کرنیوالوں کے انعامات

جانوروں اور انسانوں کو روزی کا وعدہ

اللہ کو سب خالق مانتے ہیں

اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے

کفار کی ناشکری کا حال

کفار مکہ پر اللہ کا انعام

اللہ کے راستے میں مجاہدہ کرنے والوں کی خاص ہدایت

ادنی الارض کی تفسیر

قرآن کی حیرت انگیز پیشینگوئی

پیشینگوئی کا سچا ہونا

لوگوں کی حقیقت سے لاعلمی

دنیوی زندگی کا سطحی علم

کائنات کی تخلیق میں غور و فکر

پچھلی قوموں کے حالات سے عبرت

تکذیب و استہزاء کا انجام

تکذیب و استہزاء کا انجام

صبح و شام ذکر اللہ کی تاکید

مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو پیدا کرنا

اللہ کی بعض نشانیاں

مرد و عورت کی تخلیق کی حکمت

رنگ و زبان کا اختلاف

بجلی کی چمک اور بارش میں نشانیاں

زمین و آسمان کا قیام

آخرت کی زندگی پر احمقانہ شبہ

اللہ کی شان سب سے اعلٰی ہے

شرک کی مذمت کی ایک بلیغ مثال

انسان کی فطرت اسلام ہے

دین قیّم

دین فطرت کے چند اصول

دین میں فرقہ بازی

انسان کی ناشکری

شرک عقل سلیم اور فطرت کے خلاف ہے

خوشی و غم میں کفار کی حالت

روزی میں تنگی اور وسعت کی حکمت

اقربا و مساکین کا حق

سود سے مال گھٹتا اور زکوۃ سے بڑھتا ہے

لوگوں کی بدعملی سے بحر و بر میں فساد

دنیا کے فساد کا علاج

قدرت الٰہیہ

نعمت کی بشارت

مومنین کی مدد کا وعدہ

بارش اور بادل کا نظام

اللہ کی رحمت کے آثار

آخرت کی زندگی پر استدلال

تنگی میں ناشکری

انسانی زندگی کے مختلف مراحل

آخرت میں دنیا کی زندگی بہت کم معلوم ہو گی

کفار کو اہل علم کی ملامت

قرآن کی دلیلیں اور کفار کا انکار

دلوں پر مہر لگ جاتی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

سورۂ لقمان

مفلحین کا ذکر

لہولہب میں رہنے والوں پر عذاب

اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہو گا

پہاڑوں کا فائدہ

شرکاء نے کیا پیدا کیا ہے دکھاؤ؟

حضرت لقمٰن کی نصیحت

شکر نی نصیحت

بیٹے کو شرک نہ کرنے کی نصیحت

شرک ظلم عظیم ہے

ماں کا حق باپ سے زیادہ

شرک میں ماں باپ کی اطاعت نہ کرو

حضرت لقمان کی دوسری نصیحت

صبر کی نصیحت

غرور نہ کر

اکڑ کر چلنے کی ممانعت

بول چال میں اعتدال

مخلوقات پر انسان کی حکومت

اللہ کی بات میں بے علم و ہدایت جھگڑنے والے

آباواجدا کی اندھی تقلید

ان کے انکار اور تکذیب کی پروا نہ کرو

اللہ کی خالقیت کا اعتراف کفار کو بھی ہے

اللہ کے کلمات غیر متناہی ہیں

اللہ کا ارادہ و قدرت

اللہ تعالٰی کا سمع و بصر

معبود ہونے کا اہل صرف اللہ ہے

بحری سفر میں اللہ کی نشانیاں

اللہ کو پکارنا انسانی ضمیر کی آواز ہے

قدرت الٰہیہ کا انکار

قیامت میں نفسی نفسی

قیامت کا وعدہ ضرور پورا ہو گا

تقدیر الٰہی اور تدبیر کا تعلق

قرآن وحی الٰہی ہے اسکے دلائل

اللہ کی تدبیر امور کا طریقہ

انسانو اپنی تخلیق میں غور کرو

انسانو اپنی تخلیق میں غور کرو

اللہ کی روح کا مطلب

موت کے بعد آدمی بالکل فنا نہیں ہوتا

کفار پر اب کبھی رحمت نہیں ہو گی

مومنین کا خوف و خشیت

تہجد پڑھنے والوں کی مدح

جنت کی خصوصی نعمت

جہنم میں کفار کی حالت

دنیا میں عذاب کا نمونہ

حق و باطل کا اصل فیصلہ قیامت میں ہو گا

ارض جُرُز

قیامت پر کفار کا شبہ اور اصرار

کفار سے اعراض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل توکل کی تعلیم

ظہار اور متبنٰی کا بیان

متبنّٰی کو اصل باپ کے نام سے پکارو

بھول چوک پر مواخذہ نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین جان سے زیادہ چاہتے ہیں

ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں

اولوالارحام کا حق تمام مومنین سے زیادہ ہے

پانچ اولوالعزم پیغمبر

منکرین کیلئے حجت

احزاب میں فرشتوں کا نزول

غزوہ خندق کے اسباب

غزوہ خندق کی سختیاں

مومنین کی آزمائش

منافقین کا استہزاء

منافقین کے حیلے بہانے

منافقین کا عہد اور خلاف ورزی

اللہ کا ارادہ پورا ہو کر رہے گا

منافقین کی منافقت

منافقین کی لفاظی

بے ایمان کا عمل

منافقین کی بزدلی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ

صحابہ کرام کا ایمان کامل

صحابہ کرام کے ایمان و عزم کا بیان

کفار کی شکست

بنی قریظہ کا بیان

صحابہ کرام کو اموال و اراضی کا عطیہ

آیت تخییر اور ازواج مطہرات

اُمّہات المومنین سے دوگنے اجر کا وعدہ

اُمّہات المونین کا مقام عظمت

عورتوں کیلئے مردوں سے بات کرنے کا ادب

عورتوں کیلئے گھروں میں بیٹھنے کا حکم اور پردے کا بیان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کیلئے اللہ کا ارادہ

قرآن میں عورتوں کا خصوصی ذکر

حضرت زید بن حارثہ کا واقعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زینب کے نکاح کا واقعہ

متبنّٰی کی بیوی سے نکاح میں کوئی حرج نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کیلئے اللہ کا شکر ادا کرو

نزول ملائکہ اور نزول رحمت کا وعدہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب

آپ سراج منیر ہیں

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و برتری

اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کارساز ہے

مطلقہ قبل صحبت کی عدت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بلا مہر نکاح کی اجازت

ازواج مطہرات کی تعداد اور اسکی حکمت کا بیان

ازواج کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خصوصی احکام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیزیں

صحابہ کرام کو آداب النّبی کی تعلیم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم و حیا

صحابہ کرام کو پردے کا حکم

ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں

محارم کی تفصیل

صلوۃ علی النّبی کا مفہوم

اللہ اور اُسکے رسول کو ستانے والے ملعون ہیں

منافقین کی ایذا رسانی

عورتوں کے پردے کا حکم

آزاد عورتوں کا پردہ

جھوٹی خبریں اڑانے والے

یہود پر مسلمانوں کے غلبے کی خبر

قیامت کے قرب کی خبر

کفار کی سزا

کفار کی سزا

کفار کی سزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مسلمانوں کو نصیحت

تقویٰ اور قول سدید

اللہ کی امانت اور انسان

اللہ ہی تمام کائنات کا مالک ہے

اللہ کا علم محیط ہے

قیامت ضرور آئے گی

کوئی ذرہ اسکے علم سے باہر نہیں

قیامت کس لئے آئے گی

قیام قیامت کی دوسری حکمت

قرآن کا جواب

دوسری زندگی پر کفار کا استہزاء

بعث بعدالموت اور قیامت کے دلائل

حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ

حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے لوہا نرم کرایا گیا تھا

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اور تانبے کا چشمہ

جنات کا تابع ہونا

جنات کے کام

آل داؤد علیہ السلام کو شکر کا حکم

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا عجیب واقعہ

قوم سبا کے دو باغ

قوم سبا کی عمارتیں اور پانی کے بند

سَیل عرم کا واقعہ

برکت والی بستیاں

اہل سَبَا کی احمقانہ درخواست

سبائی تمدّن کا زوال اور عذاب

قوم سبا کا حال عبرتناک ہے

زوال کا سبب شیطان کا اتباع تھا

شیطان کو بہکانے کے علاوہ کوئی قدرت نہیں

مشرکین مکہ کو تنبیہ

ملائکہ پر اللہ کی ہیبت و عظمت کا اثر

کفار کی غلطی پر تنبیہ کا ایک حکیمانہ انداز

ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام انسانوں کیلئے ہے

قیامت اپنے وقت پر آئے گی

کفار کا انکار

کفار کا اپنے بڑوں سے مکالمہ

آخرت میں کفار کا پچھتاوا

کفار کا نشہ دولت

رضائے الٰہی کا غلط معیار

دولت فراخی رضا کا معیار نہیں

مومنوں کو نفقات پر اجر عظیم

رزق کی تنگی و فراخی اللہ کے ہاتھ میں ہے

ملائکہ پرستی پر ملائکہ سےسوال

ملائکہ کا جواب

عابد اور معبود دونوں کی عاجزی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب

قرآن و نبوت پر اعتراض

کفار مکہ کی جہالت

کفار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ

حق غالب ہو کر رہے گا

کفار کی حالت

آخرت میں کفار کا انعام

کفار کو جواب

ابدی ناکامی

حمد خالق وجود ہی کیلئے ہے

فرشتوں کے پَر

خالق ہی معبود ہو سکتا ہے

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے

نیک اور بد برابر نہیں

بارش اور بادل سے نشر پر استدلال

عزت اللہ کی اطاعت میں ہے

کلام طیب کی فضیلت

عمل صالح کی رفعت و بلندی

مکاروں کیلئے عذاب

انسان کی تخلیق

ہر شے کی عمر پہلے سے لکھی ہوئی ہے

کفر و اسلام کی مثال مظاہر فطرت سے

بحری جہاز

لیل و نہار کے تغیرات

باطل معبودوں کی حقیقت

اللہ ہی سچی خبر دینے والا ہے

تمام انسان اللہ کے محتاج ہیں

تمام انسان اللہ کے محتاج ہیں

قیامت میں ہر شخص اپنا بوجھ اٹھائے گا

مومن اور کافر برابر نہیں

اللہ مردوں کو بھی سنا سکتا ہے

بشیر و نذیر

مظاہرہ قدرت

مخلوقات کے مختلف رنگ

اللہ سے ڈرنے والے علماء ہی ہیں

نفح بخش تجارت کے امیدوار

قرآن کے ورثاء

اہل جنت کیلئے سونے کے کنگن اور ریشمی لباس

اہل دوزخ کا حال

اہل دوزخ کی فریاد

حق تعالٰی کا جواب

اللہ دلوں کی بات جانتا ہے

ان معبودوں نے کیا پیدا کیا

زمین و آسمان کا ٹھہراؤ

اللہ کا حلم و بردباری

یہودیوں کی جھوٹی قسمیں اور نبوت کی تکذیب

چاہ کن راچاہ درپیش

اللہ کی مضبوط گرفت

گناہوں پر اللہ کا عفو و درگذر

اللہ کی ڈھیل صرف قیامت تک ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر قرآن کی گواہی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ انذار

کفار اور ہدایت کے درمیان دیواریں

ڈرنے والے ہی ہدایت پاتے ہیں

لوح محفوظ

بعث بعدالموت یقینی ہے

نیک و بد اعمال کا ریکارڈ

اصحاب قریہ

اللہ کے بھیجے ہوئے رسول

کفار کے اعتراضات کا جواب

مرسلین کی تکذیب اور ضد

ایک مرد صالح کی حمایت اور فہمائش

ایک مرد صالح کی حمایت اور فہمائش

اپنے ایمان کا اعلان

جنت میں داخلہ

جنت میں اپنی قوم کا خیال

قوم پر چنگھاڑ کا عذاب

پچھلی قوموں کے حال سے عبرت

مظاہر قدرت سے استدلال

جوڑوں کی تخلیق

دن اور رات کی تبدیلیوں میں اللہ کی نشانی

سورج کی چال اور مستقر

چاند کی منزلیں

سیاروں کا مدار میں تیرنا

انسان کا بحری سفر

کفار کی روگردانی

کفار کا استہزاء

قیامت کا اچانک آنا

حق تعالیٰ کا کفار کو جواب

آخرت میں انصاف

اہل جنت کا حال

اہل جنت کو حق تعالیٰ کا سلام

مجرموں کی علیحدگی

مجرموں کی علیحدگی

کفار کو ملامت

ہاتھوں اور پاؤں کی گواہی

کفار کو حق تعالٰی کی تنبیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شاعری

اللہ کی دوسری نشانیاں

چارپایوں میں انسان کے فائدے

انسان کی اصل

حقیر انسان کی جرأت

اللہ کی قدرت

درخت اور ایندھن

قدرت کاملہ کا بیان

اللہ ہی حاکم مطلق ہے

ڈانٹنے والے فرشتے

مشارق و مغارب

ستاروں کی رونق

ملاء اعلی اور شیاطین

شہاب ثاقب کی مار

منکرین بعث کا رد

انسان کی اصلیت

کفار کی ضد اور ہٹ

کفار کی ضد اور ہٹ

کفار کا حشر

کفار کو سوال کیلئے ٹھہرانے کا حکم

حق تعالیٰ کا سوال

کفار کا ایک دوسرے کو الزام

متبوعین کا جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہنے پر ملامت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہنے پر ملامت

جنت کے میوے

جنت کی شراب

جنت کی حوریں

جنت کی عورتوں کا رنگ

جنت کی مجلسیں

کافر دوست کے حال کی جستجو

دوزخ میں اس کا حال

دائمی زندگی پر خوشی کا اظہار

اہل دوزخ کیلئے زقوم کا درخت

اہل دوزخ کے پینے کا پانی

اندھی تقلید

حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ سے عبرت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قلب سلیم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قلب سلیم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توریہ

بتوں سے خطاب

بت شکنی

قوم کو توحید کی دعوت

آگ میں جلانے کی تجویز

ارادہ ہجرت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مصداق حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں

باپ کا بیٹے کو خواب سنانا

ذبح عظیم

ذبح عظیم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش

ذبح کیلئے مینڈھے کا آنا

دونوں بیٹوں کی اولاد

حضرت موسٰی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام پر اللہ کا احسان

حضرت موسٰی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام پر اللہ کا احسان

حضرت الیاس علیہ السلام

خالق حقیقی صرف اللہ ہے

الیاسین کی تفسیر

قوم لوط کی بستیاں

حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ

حضرت یونس علیہ السلام کی نجات کی وجہہ

مچھلی کے پیٹ سے نجات اور کدو کی بیل

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی تعداد

قوم یونس علیہ السلام کا ایمان

فرشتوں کے مؤنث ہونے کاعقیدہ

فرشتوں کے مؤنث ہونے کاعقیدہ

ان عقیدوں کی سند کہاں ہے

اللہ اور جنات میں رشتہ داری کا عقیدہ

جنوں کو ہدایت اور گمراہی کا کوئی اختیار نہیں

فرشتوں کا اپنے بارے میں کلام

اہل مکہ کا اپنے قول سے انحراف

عذاب میں عجلت کا مطالبہ

عذاب میں عجلت کا مطالبہ

قرآن کریم نصیحت کو سمجھانے والا ہے

پچھلی قوموں کی ہلاکت کی وجہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کفار کا اعتراض

توحید کے دعویٰ پر کفار کا تعجب اور اعتراض

کفار کا اپنے شرک پر اصرار

رسالت کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب پر اعتراض

کفار کو حق تعالٰی کی تنبیہ

حکومت و خزائن سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں

کفار شکست خوردہ گروہ ہے

میخوں والا فرعون

وعدہ قیامت پر استہزاء

حضرت داؤد علیہ السلام کے فضائل

حضرت داؤد علیہ السلام کا کمال خطابت

حضرت داؤد علیہ السلام کی تقسیم اوقات

ایک عجیب مقدمہ

حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان

حضرت داؤد علیہ السلام کو خلافت ارضی کی عطا

اس زندگی کا اصل مقصد

مومن اور مفسد برابر نہیں ہو سکتے

مبارک کتاب

حضرت سلیمان علیہ السلام اور جہاد کے گھوڑے

حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا

جنات اور ہواؤں کی تسخیر

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تقرب

حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ

حضرت ایوب علیہ السلام کیلئے پانی کا چشمہ

حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم

حضرات انبیاء کا امتیاز

جنت کے کھلے دروازے

جنت کی عورتیں ہم عمر

اہل دوزخ کیلئے گرم پانی اور پیپ

اہل دوزخ کی گفتگو

اہل دوزخ کی گفتگو

اہل دوزخ کا آپس میں جھگڑا

کفار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ

کفار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ

ملاء اعلٰی کی تشریح

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق

ابلیس کے انکار پر حق تعالیٰ کا سوال

ابلیس پر لعنت

خالص اللہ کی عبادت کرو

مشرکین کے حیلے اور اس کا جواب

اللہ کی اولاد کے عقیدے کا عقلی رد

دن رات کی تبدیلیاں

اللہ کی قدرت کے مظاہر

انسان کی تخلیق

تین اندھیریاں

توحید کی دلیل

اللہ شکرگذاری پسند کرتا ہے

انسان کی ناشکری کاحال

فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے

نیکی میں دنیا کی بھلائی بھی مضمر ہے

ہجرت کے فضائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے فرمانبردار بندے ہیں

مشرکین ہی خاسرین ہیں

اہل انابت کو خوشخبری

جنت کے درجات

بارش اور پانی کے چشمے

اہل عقل کیلئے سامان ہدایت

مسلمان کیلئے اللہ کا نور

متشابہ مثانی آیات

قرآنی آیات کی تاثیر

آخرت میں ظالموں پر عذاب

پچھلی قوموں کی تکذیب اور ہلاکت

قرآن میں کوئی کجی نہیں

شرک اور توحید کی ایک بلیغ مثال

قیامت میں لوگوں کا جھگڑا

اللہ پر جھوٹ بولنے والا سب سے بڑا ظالم ہے

متقی کون ہیں

محسنین کا اجر

دیوتاؤں کے مقابلے میں اللہ کافی ہے

اللہ کے نفع و ضرر کو کوئی نہیں ٹال سکتا

غالب کون مومن یا مشرک

انسان کا نفع اور نقصان واضح ہے

موت اور نیند کی حقیقت

بتوں کی سفارش ایک وہم ہے

ساری سفارش اللہ کے اختیار میں ہے

توحید کے ذکر پر مشرک کا انقباض

آخرت میں مال کام نہیں آئے گا

خوشی و تکلیف میں مشرکین کی دو عملی

نعمت امتحان ہے

نعمت امتحان ہے

فراخی و تنگی مقبولیت کا معیار نہیں

اللہ کی بے پایاں رحمت کا اعلان

توبہ و انابت کا حکم

عذاب سے پہلے قرآن کی اطاعت کرو

محشر میں کفار کی ندامت

دوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا

کفار کی یہ تمنا بھی غلط ہے

قیامت میں مکذبین کے چہرے کالے ہوں گے

تکبر کا ٹھکانہ دوزخ ہے

متقین کا انجام

کفر کرنے والے ہی گھاٹے میں ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک کی دعوت اور اس کا جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت

مشرکین اللہ کو نہیں سمجھتے

زمین و آسمان ایک مٹھی میں

تیسرا نفخہ صور

حساب کیلئے حق تعالی کا نزول

کفار کو دوزخ کی طرف ذلت سے ہانکا جائے گا

اہل جنت کا استقبال و اکرام

اہل جنت کا شکر

جنت میں جہاں چاہو رہو

عرش کے گرد ملائکہ کا ہجوم

توبہ کی فضیلت

منکرین کی دنیوی حالت سے دھوکا نہ کھاؤ

پچھلی قوموں کے حال سے عبرت

موجودہ منکرین بھی اہل دوزخ ہیں

مومنین کیلئے فرشتوں کا استغفار

فرشتوں کے استغفار کا مضمون

اہل جنت کے اقربا کیلئے فرشتوں کی دعا

منکرین سے اللہ کی بیزاری کا اعلان

منکرین کا دوسری موت اور حیات کا اقرار

تیسری حیات کی درخواست

کفار کیلئے ہلاکت کا ابدی فیصلہ

رزق رسانی میں اللہ کی نشانیاں

القائے روح

میدان حشر

حشر میں دلوں کی گھبراہٹ

اللہ دلوں کے راز اور آنکھوں کی خیانت جانتا ہے

بت فیصلہ نہیں کر سکتے

انبیاء کی تکذیب رسوائی اور ہلاکت ہے

سلطان مبین

حضرت موسٰی علیہ السلام پر جادوگری کا الزام

بیٹوں کو قتل کرنے کا حکم

فرعون کی شقاوت اور بدبختی

حضرت موسٰی علیہ السلام کا پیغمبرانہ جواب

آل فرعون میں سے ایک مرد مومن کی حمایت

آل فرعون کو نصیحت

فرعون کا جواب

مرد مومن کی فہمائش

یوم التناد سے ڈرو

حضرت یوسف علیہ السلام کے حال سے مرد مومن کا استدلال

اللہ کی آیات میں جھگڑے

مغرور لوگوں کے دلوں پر مہر

فرعون کا انتہائی تمسخر

فرعون کی ناکامی

آل فرعون کو مرد مومن کی دعوت

دنیا و آخرت کی حقیقت

نجات کا دارومدار اعمال صالحہ پر ہے

مرد مومن کا اثر انگیز وعظ

تمہاری دعوت کی کوئی سند نہیں آئی

بعد میں میری نصیحت یاد آئے گی

مرد مومن کا خاتمہ وعظ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نجات و آل فرعون کی ہلاکت

انکو صبح و شام دوزخ کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے

دوزخ میں فرعونیوں کا حال

تخفیف عذاب کی درخواست

فرشتوں کا جواب

دنیا میں انبیاء و مومنین کی نصرت

ظالموں کی معذرت کام نہیں آئے گی

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ سے عبرت لو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور استغفار کا حکم

اللہ کی آیتوں میں جھگڑنے والے

خالق کائنات

نیکوکار اور بدکار برابر نہیں

دعا بندگی کی شرط ہے

دن اور رات کی نعمت

انسان کی صورت سب سے بہتر ہے

کلمہ توحید الحمدللہ

آدمی کی اصلیت

انسانی تخلیق کے مراحل

مجرمون کیلئے طوق اور زنجیریں

کفار کا اقرار اور انکار

دوزخ میں مجرموں سے سوال

اللہ کا وعدہ سچا ہے

قرآن میں مذکور اور غیرمذکور انبیاء

اللہ کا فیصلہ

چوپایوں کے منافع

اللہ کی کس کس نشانی کو جھٹلاؤ گے

پچھلی قوموں کی ہلاکت سے سبق لو

قیامت میں کفار کی توبہ

حشر میں توبہ و ندامت بے سود ہے

توبہ کے معاملے میں اللہ کی عادت

نزول قرآن اللہ کی بڑی نعمت ہے

قرآن عربی میں نازل ہوا

اس سے لوگوں کا اعراض تعجب خیز ہے

کفار مکہ کہ ہٹ دھرمی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت

مومنین کیلئے دائمی اجر

زمین کی تخلیق دو دن میں

زمین کی برکتیں

تخلیق کے چار دن

تخلیق آسمان

زمین و آسمان کو اللہ کا حکم

سات آسمان کی تخلیق دو دن میں

ہر آسمان کو اسکے حکم کی وحی

رسول اللہ کے بشر ہونے پر اعتراض

قوم عاد کا غرور و تکبر

آندھی کا طوفان

قوم ثمود کا اندھا پن

جہنم کے قریب کفار کی جماعتیں

کفار کے خلاف انکے اعضاء کی گواہی

کفار کا اپنے جسم سے خطاب

کفار کو اعضاء کا جواب

کفار کو ملامت

کفار پر شیاطین کا تسلط

قرآن کی قرأت کے وقت کفار کی بک بک

انکار آیات کی سزا

اپنے معبودوں پر کفار کا غصہ

مومنین کیلئے فرشتوں کا نزول

مومنین کیلئے فرشتوں کی تسلی

جنت میں ہر خواہش پوری ہو گی

دعوت الی اللہ کی فضیلت

تبلیغ کے آداب کی تعلیم

شیطانوں سے حفاظت کا طریقہ

زمین و آسمان میں دلائل توحید

زمین میں آخرت کی زندگی کے دلائل

کفار کی کوئی چال پوشیدہ نہیں

ہر زمانے کے منکرین کا یہی طریقہ رہا ہے

قرآن کے عربی میں ہونے پر کفار کا اعتراض اور جواب

قرآن ہدایت اور شفاء ہے

نیک اور برائی اپنے نفس کیلئے ہے

حق تعالٰی کا علم ہر شے کو محیط ہے

کفار کا شرک سے انکار

انسان کی حرص اور ناامیدی

منکرین کیلئے عذاب شدید

انسان کی ناشکری اور بے صبری

قرآن سے انکار بڑی گمراہی ہے

آیات آفاقیہ و انفسیہ

کیا اللہ کی گواہی ناکافی ہے

لقائے رب سے انکار

انبیاء پر وحی کی سنت اللہ

قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے

مشرکین کا انکار اللہ کے علم میں محفوظ ہے

اُمّ القریٰ مکہ مکرّمہ

حشر کا دن یقینی ہے

مذہب و ملت کا اختلاف اللہ کی حکمت ہے

اللہ کا فیصلہ قطعی ہے

انسانوں اور چوپایوں کے جوڑے

کوئی اللہ کے مثل نہیں

اللہ تمام خزانوں کا مالک ہے

سب سے پہلے شارع حضرت نوح علیہ السلام

مشرکین پر توحید بہت بھاری ہے

اختلاف عقائد کی تکوینی مصلحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت حق کا حکم

نزول میزان

قیامت کے بارے میں منکرین کا استہزاء

نیکی کا دس سے سات سو گنا ثواب

دنیا کا اجر محنت کے مطابق ملتا ہے

مشرکین کا باطل راستہ

جنت کی نعمتیں

میں اس دعوت پر کوئی اجر نہیں مانگتا

نیکی کو بڑھایا جاتا ہے

حق کو ثابت اور جھوٹ کو محو کیا جاتا ہے

مومنین پر اللہ کے انعامات

غنا کو عام نہ کرنے کی حکمت

اللہ کی طرف سے باران رحمت

ہر مخلوق اللہ کے قبضہ میں ہے

آسمان کی جانور مخلوق

ہر مصیبت اعمال بد کا نتیجہ ہوتی ہے

ہواؤں پر حکومت

مصائب اعمال کا نتیجہ ہیں

آخرت کی نعمتیں بہتر اور پائیدار ہیں

مومنین کی بعض صفات

مشورہ کی اہمیت

مومنین کا عفو و بدلہ

عدل کے ساتھ انتقام کی اجازت

معاف کر دینا ہمت کا کام ہے

ظالموں کا حال آخرت میں

کفار نے اپنے گھر والوں کو بھی تباہ کیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے صرف تبلیغ ہے

انسان ناشکرا ہے

اولاد دینے میں اللہ تعالٰی کی حکمت و مصلحت

کوئی بشر اللہ سے براہ راست بات نہیں کر سکتا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روح کا بھیجا جانا

قرآن عربی زبان میں ہے

تمہاری زیادتیوں کی وجہ سے وحی نہیں روکی جا سکتی

تمہاری زیادتیوں کی وجہ سے وحی نہیں روکی جا سکتی

پچھلی قوموں کے حالات سے عبرت

دوسری زندگی پر دلائل

سواری پر بیٹھنے کے آداب اور دعا

آخرت کے سفر کو نہ بھولو

انسان کی ناشکری اور گستاخی

بیٹیوں کے ہونے پر کفار کا غم

عورتوں کی قوت فکریہ کا ضعف

کفار کے اقوال اور ان کا جواب

مشیّت اور رضا میں لزوم نہیں

باپ دادا کی اندھی تقلید کی مذمت

کفار کا جواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان توحید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

مکہ اور طائف کے سرداروں پر قرآن کیوں نہیں اترا

روزی کی تقسیم

مال و دولت کی حقیقت اللہ کی نظر میں

ذکر الٰہی سے اعراض کی سزا

کفار کا شیطان پر غصہ

اندھوں بہروں کو ہدایت دینا آپکے اختیار میں نہیں

قرآن کریم نعمت عظمٰی ہے

کسی نبی نے شرک کی تعلیم نہیں دی

حضرت موسٰی علیہ السلام سے دعا کی درخواست

فرعون کا اپنی قوم سے خطاب

فرعون کے کنگن

قوم فرعون کی حماقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر کفار کا شور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے آئے تھے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کا نشان ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم توحید

کیا قیامت کے منتظر ہیں

قیامت کا حال

ایمان اور اسلام کا فرق

جنت کی نعمتیں

اعمال کا بدلہ جنت

اہل جہنم کا دائمی عذاب

جہنم کا یہ عذاب ظلم نہیں ہے

داروغہ جہنم مالک

مالک کا جواب

کفار کے منصوبے

اگر اللہ کے اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلا عابد ہوتا

زمین و آسمان میں اللہ ہی معبود ہے

الله کے آگے سفارش کا حق

انکا خالق کون ہے

رسول الله کے قول کی قسم

شب قدر میں قرآن کا نزول

قضاؤقدر کے فیصلوں کی رات

الله کی رُبُوبیت

کفار دھوکے میں ہیں

دُخان مُبین کیا ہے

عذاب کے وقت کفار کی توبہ

حق تعالٰی کا کفار کو جواب

کفار کی ہٹ دھرمی

حضرت موسٰی علیہ السلام اور فرعون

حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعا

مصر کے اموال بنی اسرائیل کو

مومن کی موت پر زمین و آسمان کا گریہ

بنی اسرائیل کی فضیلت

مشرکین مکہ کی دہریت

قوم تُبّع کی ہلاکت

عادوثمود کی ہلاکت

جہنم میں کفار کی عبرتناک سزائیں

جہنم میں کفار کی عبرتناک سزائیں

متقین کی حالت

اُنکے لباس

پھل اور میوے

حیات ابدی

قرآن آسان ہے

زمین و آسمان میں مومنین کیلئے نشانیاں

اہل عقل کیلئے یہ نشانیاں کافی ہیں

جھوٹے اور مغرور کیلئے خرابی ہے

آخرت میں کفار کی بے کسی

قرآن ہدایت ہے

تسخیر بحر

تسخیر ارض و سماء

سوچنے والوں کیلئے نشانیاں

ایّامَ اللہ

کفار

بنی اسرائیل کی نعمتیں

بنی اسرائیل میں فرقہ بندیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و نصیحت

متقین کا ولی اللہ ہے

قرآن میں بصیرت و ہدایت

کافر اور مومن برابر نہیں ہو سکتے

تخلیق ارض و سما کی حکمت

خواہش پرست کا عبرتناک انجام

دہریت کا باطل عقیدہ

ان عقیدوں کی بنیاد محض اٹکل ہے

آخرت کے احوال

اعمال نامے

ضبط اعمال

قیامت کا انکار

منکرین کو یاد نہیں رکھا جائے گا

دائمی عذاب

کبریائی صرف اللہ کیلئے ہے

کائنات کی تخلیق کا مقصد

کفار کا اعتراض

ان معبودوں نے کیا پیدا کیا

اپنے شرک کی دلیل لاؤ

سب سے بڑی گمراہی شرک ہے

کفار کے معبودوں کی بیزاری

الزام کا جواب

قرآن پاک کو اپنی طرف سے گھڑنے کا الزام

الزام کا جواب

میں نیا رسول نہیں ہوں

میرا کام خبردار کرنا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر موسیٰ علیہ السلام کی شہادت

کفار کے اعتراضات کا جواب

والدین کے حقوق

بچے کیلئے ماں کی صعوبتیں

ایک دعاء کی تعلیم

نافرمان اولاد

انکار بعث بعدالموت

بدبختوں کیلئے جہنم یقینی ہے

اہل جنت و دوزخ کے درجات

کافروں کے نیک کام

غرور اور نافرمانی کی سزا

احقاف کی بستیاں

حضرت ہود علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کی دعوت توحید

کفار کی تکذیب

حضرت ہود علیہ السلام کی تبلیغ

عذاب کا بادل

عذاب کی آندھی

آندھی کی تباہ کاریاں

انکا تمسخر ان پر لوٹ گیا

اب باطل معبود کہاں گئے

جنات کا قرآن سننا اور ایمان لانا

جنات کی قوم کو قرآن کے بارے میں اطلاع

جنات کو اسلام کی تبلیغ

اللہ تھکتا نہیں ہے

دوزخ دیکھ کر کفار کا اقرار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین

دنیا کی زندگی ایک گھڑی کے برابر ہے

ایمان کے بغیر اعمال مقبول نہیں

امت محمدیہ پر اللہ کا انعام

جہاد میں سختی کا حکم

جہاد کی مشروعیت کی حکمت

شہیدوں کی حقیقی کامیابی

جنت میں اپنے ٹھکانوں کی پہچان

دین کی خدمت کرنے والوں کی فضیلت

منکرین کی بد حالی

اللہ مومنوں کا رفیق ہے

کفار چوپایوں کی طرح کھاتے ہیں

اہل مکہ کو تنبیہ

ہدایت یافتہ اور گمراہ برابر نہیں

جنت کی نہریں

دودھ کی نہریں

شراب کی نہریں

شہد کی نہریں

جہنم میں کفار کی سزائیں

منافقین کا اعراض

قیامت کی نشانیاں آ چکی ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسغفار کے حکم کی توضیح

جہاد کے حکم پر منافقین کی دہشت

اقتدار کی حالت میں فتنہ و فساد

ظالم حکومت پر لعنت

قرآن میں غور نہیں کرتے

منافقین کو شیطان کا دھوکہ

منافقین کی کینہ پروری ظاہر کی جائیگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی پہچان

جہاد امتحان کیلئے ہے

اعمال کو ضائع نہ ہونے دو

جہاد کی تکلیف سے ڈر کر صلح نہ کرو

تم ہی غالب رہو گے

ایمان و تقویٰ کے دنیاوی فوائد

مال خرچ کرنے میں تمہارا ہی فائدہ ہے

اللہ کو مال کی ضرورت نہیں

سورہ فتح کے نزول کا پس منظر

صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغمبرانہ طرز عمل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی استقامت

فتح و نصرت کا وعدہ

صحابہ کرام کے ایمان میں زیادتی

زمین و آسمان کے لشکر

حدیبیہ کے شرکاء کیلئے وعدہ جنت

جنت ہی نور عظیم ہے

کفار منافقین کے برے اندازے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر صحابہ کی بیعت کی فضیلت

بیعت کے عہد کو پورا کرنے کی فضیلت

منافقین کے حیلے بہانوں کی خبر

منافقین کو انکے بہانوں کا جواب

منافقین کے پیچھے رہ جانے کی اصل وجہ

خیبر کے جہاد میں ان منافقین کو ساتھ لینے کی ممانعت

آئندہ ہونے والے معرکوں کی خبر

بیعت رضوان

نزول سکینہ اور فتح خیبر

خیبر میں مسلمانوں کی حفاظت

فتح مکہ کا انعام

جنگ ہوتی تو تم غالب رہتے

اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی

مکہ میں مشرکین پر غلبہ

کفار کا قربانی کے جانوروں کو روکنا

حدیبیہ کے وقت جنگ ملتوی رکھنے کی مصلحت

مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کی برکت

اہل مکہ کی نادانی کی ضد

مسلمانوں کی اطاعت اور ادب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب سچا ہوا

تعبیر خواب میں ایک سال کی تاخیر کی مصلحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت اور دین حق کے رسول

تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کفار پر سخت ہیں

آپس میں نرم دل ہیں

صحابہ کرام کے صفات حَسنہ

صحابہ کرام کا پچھلی کتابوں میں تذکرہ

کھیتی کی مثال اور صحابہ کرام

صحابہ سے حسد رکھنے والے

مومنین سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب و حقوق

بغیر تقویٰ کے اطاعت نہیں ہو سکتی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے آداب

ادب و تعظیم کے ثمرات

بزرگوں سے ملاقات کے آداب

جھوٹی خبروں کی تحقیق کا حکم

حق کو اپنی خواہشوں کا تابع نہ بناؤ

صحابہ کرام کی ایمان سے محبت اور کفر سے نفرت

مسلمانوں میں اختلاف کے وقت صحیح طرز عمل

مسلمان آپس میں بھائی ہیں

مرد و عورت ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں

برے القاب سے نہ پکارو

توبہ کی سہولت

بدگمانی اور غیبت کی ممانعت

عمل غیبت کا گھناؤنا پن

خاندانی اور نسبی اختلافات کی حقیقت

ایمان اور اسلام کا فرق

اعراب کا احسان جتانا

تمہارا ایمان اللہ کا احسان ہے

قرآن کی بزرگی و عظمت اور انکار کا تعجب

بدن کے تمام اجزاء اللہ کے علم میں ہیں

لوح محفوظ

آسمان کی مضبوطی اور زینت

زمین اور اسکی نعمتوں میں غور کرو

دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں ہے

اللہ کو دل کے وسوسوں کا بھی علم ہے

اللہ شہ رگ سے بھی قریب ہے

کراماً کاتبین

سکرۃ الموت

محشر میں ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے

قیامت میں بینائی کی تیزی

نیکی سے روکنے والے

مشرک کا انجام

حشر میں کفار کو جواب

جہنم کی وسعت اور پھیلاؤ

جنت متقین کے نزدیک ہے

انابت اور خشیت کے بدلے جنت

جنت میں ہر خواہش پوری ہو گی

کفار کو تنبیہ

سمجھنے اور سننے والے ہی نصیحت پکڑتے ہیں

اللہ نہیں تھکتا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر و شکر کا حکم

دعا اور نمازوں کے خاص اوقات

صور قریب کے مقام سے پھونکا جائے گا

قیامت میں زمین کا پھٹنا

تبلیغ میں زبردستی نہیں

ہواؤں کی قسم

آخرت کا وعدہ سچا ہے

جال دار آسمان

اٹکل دوڑانے والے

انصاف کے دن کا تمسخر

حق تعالیٰ کا جواب

محسنین اور متقین کی صفات

آفاقی اور انفس کی نشانیاں

سب کی روزی آسمان میں ہے

یہ سب باتیں حق ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان

حضرت سارہ کا تعجب

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کی گفتگو

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کی گفتگو

قوم لوط کیلئے نشان زدہ پتھر

قوم لوط کیلئے نشان زدہ پتھر

آثار عذاب سے عبرت

قوم صالح کو مہلت

ہر نوع میں جوڑے پیدا کئے

اللہ کی طرف دوڑو

ہر نبی کو جادوگر کہا گیا

تکذیب انبیاء پر کفار کا اتفاق

تکذیب انبیاء پر کفار کا اتفاق

جنوں اور انسانوں کی تخلیق عبادت کیلئے ہے

بندگی بندوں ہی کے فائدے کیلئے ہے

مخلوقات کی قسمیں

بیت معمور

قدرت الٰہیہ پر مخلوقات کی شہادت

کفار کا انجام بد

کفار کا انجام بد

متقین کیلئے جنت کی نعمتیں

اہل جنت کی مجلس

جنت میں نیک اولاد اپنے آباء کے ساتہ ہو گی

ہر قسم کا مرغوب گوشت اور میوے

جنت کے غلمان

اہل جنت کا آپس میں اظہار اطمینان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاہن اور مجنون نہیں ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر بھی نہیں ہیں

منکرین کی بے عقلی

منکرین قرآن کو چیلنج

کیا ان کفار کا کوئی خالق نہیں

کیا اللہ کے خزانے انکے پاس ہیں

اللہ کیلئے بیٹیاں اور اپنے لئے بیٹے

کفار کے داؤ خود ان پر لوٹ جائیں گے

کفار کی تکذیب محض ضد اور عناد ہے

کفار کو مہلت دیجئے

کفار کیلئے دنیا کا عذاب

تسبیح و تحمید کی تاکید

تہجد کے وقت تسبیح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راست روی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وحی ہیں

حضرت جبریل علیہ السلام کی قوت

حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اصل صورت میں

قوسین کا فاصلہ

آنکھوں سے حضرت جبریل علیہ السلام کی رویت

دوبارہ حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھنا

معراج میں سدرۃ المنتہٰی پر فرشتوں کا ہجوم

لات ، عُزّیٰ اور منات

ان بتوں کی کوئی سند نہیں

بتوں کی سفارش محض وہم ہے

فرشتے بھی سفارش نہیں کر سکتے

فرشتوں کے متعلق باطل عقیدے

کفار کی عقلیں محدود اور ناقص ہیں

جزا و سزا کا اثبات

کبیرہ اور صغیرہ گناہ

خود ستائی کی مذمت

ولید بن مغیرہ کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایفائے عہد

ہر شخص اپنے اعمال کا جوابدہ ہے

ہر شخص اپنے اعمال کا جوابدہ ہے

شعریٰ ستارے کا رب بھی اللہ ہی ہے

قیامت بہت قریب ہے

کفار کی ہنسی

تمام مشرکین اور مسلمانوں کا سجدہ

شق القمر کا واقعہ

قرآن حکمت بالغہ ہے

قبروں سے انسانوں کا نکلنا

سختی کا دن

حضرت نوح علیہ السلام کی بد دعا

زمین اور آسمان سے پانی

کشتی نوح علیہ السلام کے سوار

کشتی نوح علیہ السلام سامان عبرت

قرآن سے رہنمائی حاصل کرنا آسان ہے

قوم عاد پر نحوست کا دن

قوم ثمود کی تکذیب

اونٹنی کے ذریعے قوم ثمود کی آزمائش

فرشتے کی چیخ

مہمان فرشتوں کے ساتھ بدسلوکی

آل فرعون کا انجام

اپنے جتھوں پر غرور

چشم زدن میں امر الٰہی کا وقوع

اعمال نامے

لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

متقین کیلئے قرب الٰہی

اللہ ہی قرآن کا اصل معلم ہے

انسان میں علم بیان کی صفت

شمس و قمر کا حساب

جھاڑیوں اور درختوں کا سجدہ

آسمان اور میزان

زمین کے مختلف میوے اور پھل

جنّ و انس اللہ کی نعمتوں کو نہیں جھٹلا سکتے

جن و انس کی تخلیق مٹی اور آگ سے

قرآن کریم میں تکرار کیوں ہے

دو مشرق اور دو مغرب

میٹھا اور کھاری پانی

ہر دن اللہ کی نئی شان ہے

اللہ کی حکومت سے فرار ممکن نہیں

جہنم کا دھواں اور شعلے

مجرموں کو سزا دینا بھی نعمت ہے

مجرموں کے چہروں سے پہچان

کھولتے پانی کا عذاب

اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے دو باغ

اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے دو باغ

اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے دو باغ

اہل جنت کے بچھونے

جنت کی عورتیں

جنت کی عورتیں

جنت کے دو باغ

جنت کے دو باغ

جنت کے انار اور کھجور

گھروں میں رکنے والی حوریں

اللہ کے نام کی برکت

وقوع قیامت میں کوئی شبہ نہیں

قیامت بلند اور پست کرنیوالی ہے

پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے

قیامت میں انسانوں کی تین قسمیں

دائیں اور بائیں والے

سابقین اوّلین

اوّلین اور آخرین کی تفسیر

اہل جنت کے احوال

جنت کی شراب

گوشت اور میوے

جنت کا موسم

جنت کے پھل

جنت کے فرش

جنت کی عورتیں

دوزخ کے مختلف احوال

گناہ پر کفار کا اصرار

دوزخیوں کا کھانا

کھولتا ہوا پانی

انسان کا خالق کون ہے

زمین سے تم اگاتے ہو یا ہم

زمین سے تم اگاتے ہو یا ہم

بارش تم برساتے ہو یا ہم

میٹھے پانی کی نعمت

نصیحت پکڑو

ان نعمتوں کا شکر کرو

قرآن کو چھونے کے آداب

ربّ العٰلمین کا نازل کردہ کلام

کفار کی تکذیب اور ناشکری

کیا تم کسی کے قابو میں نہیں ہو

مقربین اور اصحاب یمین

آخرت کی یہ تمام خبریں سچی ہیں

اللہ کی تسبیح میں مشغول رہو

ہر شے تسبیح کرتی ہے

موت و حیات اللہ کے ہاتھ میں ہے

اللہ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی

ہر جگہ اللہ تمہارے ساتھ ہے

زمین و آسمان میں اللہ کی حکومت

اللہ کی قدرت اور علم

تم مال کے مالک نہیں، بلکہ نائب ہو

اللہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے

قرآن کفروجہل کے اندھیروں سے نکالنے کے لئے ہے

اللہ کی راہ میں کیوں خرچ نہیں کرتے

فتح مکہ سے پہلے کے مسلمانوں کا درجہ

کون ہے جو اللہ کو قرض دے

پل صراط پر ایمان و اعمال کی روشنی

مومنین اور منافقین کے درمیان دیوار

منافقوں کی مومنوں سے التجا

منافقین کو مسلمانوں کا جواب

آج کوئی فدیہ قبول نہیں ہوگا

دلوں کے گڑگڑانے کا وقت آگیا ہے

اہل کتاب کی قساوتِ قلبی

اللہ کےلئے خرچ کرنے والوں کا اجر

سچے ایمان والوں کی شہادت

حیات دنیوی کی مثال

بخشش اور جنت کی طرف دوڑو

ہر شے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے

تنگی و فراخی میں مسلمان کا طرز عمل

شیخی اور بڑائی اللہ کو پسند نہیں

بخل کی مذمت

نزول کتاب و میزان

ہم نے لوہا اتارا

نبوت اور حضرت نوح علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام کی ذریت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کی نرم دلی اور مہربانی

رہبانیت کی بدعت

اتباع رسول کے ثمرات و انعامات

خولہ ثعلبہ کا واقعہ

اللہ تمہاری گفتگو سنتا ہے

ظِہار کا حکم

ظِہار کا کفارہ

کفّارہ میں سہولتیں

ظِہار کا کفارہ

کفّارہ میں سہولتیں

حدود سے آگے نہ بڑھو

اللہ ہر مجلس میں موجود ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں منافقوں کی سرگوشیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہودیوں کی گستاخی

سرگوشی کے آداب

منافقین کی سرگوشیاں شیطان کی طرف سے ہیں

مجلس میں بیٹھنے کے آداب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے وقت صدقہ کا حکم

صدقہ کا حکم منسوخ

منافقین کی حالت

نفاق کا انجام برا ہے

آخرت میں منافقین کی قسمیں

ان پر شیطان کا قبضہ ہے

غلبہ اللہ اور اس کے رسولوں کا ہی ہوگا

مؤمنین کی اللہ کی طرف سے مدد

اللہ کی رضا

اللہ کا گروہ

بنو نضیر کا اخراج

یہود کا پہلا حشر

یہود کے دلوں پر اللہ نے رعب ڈالدیا

بنو نضیر کا اپنے گھروں کا اجاڑنا

بنونضیر کا واقعہ عبرت کا سبق ہے

ان کی قسمت میں جلاوطنی لکھی تھی

یہود کی رسوائی

مسلمانوں کا درختوں کا کاٹنا

مالِ غنیمت اور فئی کا فرق

اموالِ فئی کے مصارف

ان اموال میں اہلِ بیت کا حصہ

دولت کی گردش

مہاجرین کا حق مقدم ہے

انصار مدینہ کے فضائل

انصار کا جذبہ ایثار و خلوص

بخل سے نجات فلاح ہے

مسلمانوں کو ایک جامع دعا کی تعلیم

منافقین کا یہود سے خفیہ سازباز

منافقین جھوٹے ہیں

منافقین کا جھوٹ ثابت ہوگیا

منافقین کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب

منافقین کے بزدلانہ طریقے

آپس کی لڑائی میں سخت ہیں

کفار کا اتحاد دھوکہ ہے

پچھلے کفار کے حال سے سبق لو

شیطان اور منافقین میں مناسبت

تقویٰ اور عمل صالح کا حکم

بھولنے والوں کی طرح مت ہو

اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ برابر نہیں ہیں

قرآن کی عظمت سے پہاڑ پھٹ جاتے

صفات الہٰیہ کا بیان

اسماء الہٰی

حاطب بن ابی بلتعہ کا خط

کفّار سے دوستی کی ممانعت

دوستی نہ کرنے کی وجہ

اللہ سے کوئی چیز خفیہ نہیں

کفار مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے

آخرت میں اولاد اور خاندان کام نہیں آئیں گے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسوہ حسنہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ سے دعا کا وعدہ

حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دعا

اسوہ ابراہیمی اختیار کرو

ترک موالات کے بارے میں مسلمانوں کی تسلی

نرم خُو کفار سے حسن سلوک

مکہ کی مسلمان عورتوں کا امتحان

ان عورتوں سے نکاح کی شرائط

مسلمانوں کی کافر بیویوں کا مسئلہ

اسلام کی عادلانہ تعلیم

عورتوں کو بیعت کرنے کی شرائط

عورتوں کی بیعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمکا طریقہ

عورتوں کے لئے استغفار کا حکم

اللہ کے دشمنوں سے دوستی کی ممانعت

کفار کی مایوسی

زبانی دعووں کی مذمت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم سے شکایت

اللہ نے ان کے دل پھیر دیئے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تورات کی تصدیق کرنا

انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی سے اسم احمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ان کی تکذیب

ظالموں کو ہدایت نہیں

دین حق کا غلبہ ضرور ہوگا

وہ تجارت جس میں خسارہ نہیں

جنّت کے مکانات

آخرت کے علاوہ دنیا میں فتح کی خوشخبری

اللہ کے مددگار بن جاؤ

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواریین

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مؤمنین کی مدد

اُمّیّین کون ہیں

اہل عجم کے بھی رسول ہیں

اس اُمّت پر اللہ کا فضل

تورات پر عمل نہ کرنے والے گدھے کی مثل ہیں

یہود کی ولایت کا جھوٹا دعویٰ

موت سے فرار ممکن نہیں

اذان جمعہ کی اہمیت اور احکام

جمعہ کے بعد روزی کی تلاش

لہو وتجارت پر مسلمانوں کو تنبیہہ

منافقین کے کذب پر اللہ کی گواہی

منافقین کی جھوٹی قسمیں

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں

منافقین کے قلوب پر مہر

منافقین کا ظاہر و باطن

دیوار سے لگی خشک لکڑی کی مثال

منافقین کی بزدلی

توبہ سے اعراض اور تکبر

ان منافقین کے لئے معافی نہیں

عبداللہ بن اُبّی کی شرارت

زمین کے سارے خزانوں کا مالک اللہ ہے

عزت اللہ ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنوں کے لئے ہے

مال و اولاد کی وجہ سے غفلت میں نہ پڑو

موت سے پہلے انفاق کر لو

اسی کا راج اور اسی کی تعریف

مسئلہ تقدیر اور اللہ کا علم و ارادہ

انسان کی صورت سب سے بہتر

بشریت اور رسالت

دوبارہ زندہ کرنا اللہ کو آسان ہے

کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتی

اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو

بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں

عفودرگذر کی تعلیم

مال و اولاد امتحان ہیں

امتحان میں کامیابی پر اجرِ عظیم

اللہ کو قرض حسنہ

تھوڑے عمل پر دوگنا ثواب

طلاق دینے کا صحیح طریقہ

عدّت کو نہ بھولو

مطلقہ کو گھر سے نہ نکالو

بے وجہ گھر سے نہ نکلیں

ان حدود سے تجاوز نہ کرو

رجوع کے وقت دوگواہ

نکاح و طلاق کے جامع اصول

عدّت ختم ہونے کے بعد کا طریقہ

رجوع کے وقت دوگواہ

اللہ کا ڈر تمام خزانوں کی کنجی ہے

بوڑھی عورتوں کی عدّت

حاملہ کی عدّت

مرد کے ذمےّ سکنٰی و نفقہ

حاملہ کا نفقہ

مطلقہ کو رضاعت کی اجرت

بچہ کی تربیت و تعلیم کا خرچ باپ کے ذمےّ

عورتوں کے حقوق کی اہمیت

سات زمینوں کی تخلیق

اللہ کی صفات علم و قدرت

ازواج مطہرات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلاء کا واقعہ

اے رسول حلال کو اپنے اوپر حرام نہ کرو

قسموں کا کفارہ

حضرت حفصہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کا افشاء

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کو توبہ کی تاکید

ان دونوں ازواج کو تنبیہ

اپنے گھر والوں کو حق کی تعلیم و تبلیغ

آخرت میں کوئی حیلہ بہانہ نہیں چلے گا

توبۃ النصوح کی تعریف

کفار پر سختی کی تاکید

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کا انجام

فرعون کی بیوی کی فضیلت

حضرت مریم علیہ السلام

موت و حیات جانچنے کے لئے ہیں

اُوپر نیچے سات آسمان

اللہ کی تخلیق میں حکمت و بصیرت

نظام کائنات میں کوئی کمزوری نہیں

تمہاری نگاہیں تھک جائیں گی

دوزخ کی سخت آواز

دوزخ کے فرشتوں کا سوال

اہل جہنم کا جواب

کفار کی حسرت و ندامت

اب اقرار گناہ کے کوئی فائدہ نہیں

اللہ سے ڈرنے والے

اللہ لطیف و خبیر

اللہ کی ڈھیل سے مغرور مت ہو

اللہ کا عذاب کسی وقت بھی آسکتا ہے

پچھلے لوگوں سے عبرت حاصل کرو

رحمٰن پرندوں کو ہوا میں تھامتا ہے

رحمٰن کے سوا منکروں کی کوئی مدد نہیں کرسکتا

موحد اور مشرک کی مثال

قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے

رحمٰن پر ایمان اور بھروسہ

اللہ کے سوا پانی کون لاسکتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جنون کے الزام کا ردّ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمکے لئے بے انتہا اجر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ

مفتون کون ہے

کفّار کے لئے ڈھیل مت دکھاؤ

کافر کے اوصاف

مال و دولت شرافت کا معیار نہیں

ولید بن مغیرہ کی رسوائی

تین بھائیوں کی ہوس کا انجام

تین بھائیوں کی ہوس کا انجام

تین بھائیوں کی ہوس کا انجام

تین بھائیوں کی ہوس کا انجام

اپنی غلطی کا اعتراف

اپنی غلطی کا اعتراف

آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے

جنّت نعیم

کفّار کی خوش فہمی اور اس کا جواب

کفّار کے پاس کوئی سند نہیں

کشف ساق

سجدہ سے محرومی کی وجہ

حضرت یونس علیہ السلام کا غصّہ

قرآن سن کر کفّار کا غیظ و غضب

قیامت کی گھڑی کیا ہے

معذب قوموں کی ہلاکت میں کچھ نمونہ ہے

بھونچال

آندھی

قوت کا دعویٰ کرنے والوں کا انجام

فرعون کے تکبّر کا انجام

حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں پر اللہ کا فضل

نفخ صُور

آسمان پھٹ جائیگا

حاملینِ عرش

اللہ کی عدالت میں پیشی

اعمال نامے

ایمان کا انعام

اہلِ جنّت کے عیش و آرام

کفّار کے اعمال نامے اور ان کی حسرت

کافر کے لئے فرشتوں کو حکم

کافر کی اس سزا کی وجہ

دوزخ میں کافر کا کھانا

یہ بیان سچّا اور حق ہے

قرآن شاعری نہیں ہے

یہ کاہن کا کلام بھی نہیں ہے

نبی اللہ کے کلام میں خیانت نہیں کرسکتا

کفّار پر آنے والا عذاب ضرور آئیگا

فرشتوں اور روحوں کے درجات

پچاس ہزار سال کا دن

قیامت کے مختلف احوال

دوستوں کی دوستی کام نہ آئیگی

انسان کی کم ہمتی

مومنین کے آٹھ اوصاف

مومنین کے آٹھ اوصاف

اللہ اور بندوں کے حقوق

نماز کی اہمیّت

کفّار کا استہزاء اور جنت سے محرومی

انسان کی حقیقت

مشارق ومغارب کی توجیہہ

ہم تم سے بہتر قوم لاسکتے ہیں

قبروں سے نکل کر دوڑنا

حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ

قوم کو تبلیغ

عذاب کی وعید

حضرت نوح علیہ السلام کی اللہ سے قوم کی شکایت

حضرت نوح کی بات سننے سے اعراض

اللہ سے اپنے گناہ بخشواؤ

اللہ کی نعمتیں برسیں گی

تمہیں طرح طرح سے پیدا کیا

آسمان اور چاند سورج پیدا کئے

انہوں نے میرا کہا نہیں مانا

دوسروں کو بات نہ ماننے کی وصیت

قوم نوح علیہ السلام کے بُت

حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا کی وجہہ

قوم کا انجام

کفّار کی ہلاکت کی بددُعا

مومنین کے لئے دعا

جنوں کا وجود

جنوں کا قرآن سن کر ایمان لانا

جنوں کی گمراہی

اکثر عرب جنّوں کےمعتقد تھے

مسلمان جنّوں کا اپنی قوم سے خطاب

آسمان پر جنّوں کے لئے پہرے اور انگارے

جنّوں کے مختلف فرقے

سب سے پہلے ایمان لانے والے جنّ

سب سے پہلے ایمان لانے والے جنّ

ایمان کے دنیوی منافع

مساجد صرف اللہ کے لئے ہیں

قرآن پڑھنے کے وقت آنحضرت کے گرد ہجوم

کفّار سے آنحضرت کی دوٹوک گفتگو

نفع و ضرر میرے قبضے میں نہیں ہے

قیامت کا علم انبیاء کو بھی نہیں

پیغمبروں کا علم غلطی سے پاک ہے

وحی الہٰی میں کوئی تغیّر نہیں کرسکتا

اس سورت کے نزول کا پس منظر

قیام لیل کا حکم

قیام لیل کا حکم

تلاوت میں ترتیل کا حکم

قولِ ثقیل

رات کو اُٹھ کر عبادت کرنے کی فضیلت

ہمہ وقت ذکر اللہ کرتے رہو

اللہ کو وکیل بناؤ

ہمہ وقت ذکر اللہ کرتے رہو

قیامت میں زمین کانپے گی

تورات کی پیشگوئی

بچوں کو بوڑھا کردینے والا دن

قیام لیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی محنت

قیام لیل کے حکم میں تخفیف

حکم میں تخفیف کی حکمت و مصلحت

اللہ کو قرض دینا

ہر نیکی اللہ کے پاس بہتر صورت میں موجودہوگی

انذار کا حکم

کپڑوں کی ظاہری اور باطنی طہارت

احسان کا بدلہ مت چاہو

مشکل دن

ولید بن مغیرہ

حاضر باش بیٹوں کی نعمت

ولید کی حرص مال اور ناشکری

ولید کا زوال

ولید کا قرآن کو جادو کہنا اور تکبّر

ولید کے غروروتکبّر کے افعال

اہل جہنم کے جسم کی حالت

کھال کی حالت

دوزخ کے انیس (۱۹) داروغہ

انیس کے عدد پر کفّار کا استہزاء اور اس کا جواب

اس عدد میں حکمت ہے

استیقان اہل کتاب

اللہ کے لشکر

داہنے ہاتھ والے

اہل جنّت کا اہلِ دوزخ سے سوال

اہلِ جہنم کا جواب

کفّار جنگلی گدھوں کی طرح ہیں

کفّار کی بیہودہ درخواستیں

تقویٰ مغفرت کا سبب ہے

قیامت کے دن کی قسم

نفس لوّامہ اور نفس کی دوسری اقسام

ہڈیاں جمع کر دی جائینگی

انگلی کی پوریاں

قیامت سے انکار کی اصل وجہ

قیامت کے نشانات

چاند کا گہن

جمع شمس و قمر

قیامت کے دن کوئی مفر نہیں

اعمال کا جتلایا جانا

انسان خود اپنے آپ پر مطلع ہوگا

قرآن کریم کے الفاظ و معانی کا یاد کرا دینا ہمارے ذمّہ ہے

دنیا میں انہماک

مومنین کے چہرے تروتازہ ہوں گے

موت کے وقت جب روح ہنسلی میں آجائے گی

کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا

مرنے والے کو جدائی کا احساس

مرنے والے پر دو سختیاں

رب کی طرف کھنچ کر جانا

انسان کی اصل حقیقت اور انجام

انسان عدم محض تھا

مخلوط پانی سے انسان کی تخلیق

الٹ پھیر کے بعد دیکھنے سننے والا بنا دیا

ہدایت کے باوجود دو فرقے ہو گئے

منکروں کے لئے طوق اور زنجیریں

ابرار کے لئے چشمہ کا فور کی شراب

چشمہ کا بہنا عباداللہ کے اختیار میں

منّت کو پورا کرنے والے

قیدیوں سے حسن سلوک کرنے والے

اخلاص سے کھانا کھلانے والے

جنّت کا موسم

جنّت کے پھلوں کے گچھے

جنّت کے برتن

اندازے پر بھرے ہوئے

سونٹھ ملے ہوئے مشروب

جنّت کا چشمہ سلسبیل

بکھرے موتیوں کی طرح خوبصورت لڑکے

جنّت کی عظیم حکومت

جنّت کے لباس

چاندی کے کنگن

پروردگار کی طرف سے شراب طہور

کفّار پر صبر کیجئے

قریش کے سرداروں کی بات نہ مانئے

صبح و شام ذکر اللہ کی تاکید

رات کی نماز

تہجّد کی نماز

حُبِّ دنیا کفر کی وجہ ہے

اس نصیحت کو جو چاہے قبول کرے

تمہارا چاہنا بھی اللہ کے چاہنے سے ہے

چلتی ہواؤں کی قسم

ناشرات اور فارقات ہوائیں

ان الفاظ کی دوسری تفسیر

وحی کفار کے لئے حجت اور مومنین کے لئے انذار ہے

قیامت کے احوال

آخرت میں رسولوں کا مقرر وقت

فیصلہ کے دن ہی سب فیصلے ہوں گے

مکذبین کے لئے خرابی ہے

قوموں سے پچھلی دنیا کی ہلاکت پر استدلال

قرارمکین

انسان کی تخلیق میں قدرت کی نشانیاں

زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی زمین

پہاڑ اور میٹھا پانی

کفار کے لئے تین شاخوں والا سایہ

اس سائے سے عظیم انگارے گریں گے

زرد اُونٹ کے برابر چنگاریاں

کفار بول نہیں سکیں گے

متقین کا حال

کچه روز اور عیش کرلو

جهکنے سے انکار کرتے ہیں

قرآن کے بعد یقین کے لئے کس چیز کا انتظار ہے

قیامت پر سوال اور اختلافات

قیامت کو عنقریب جان لینگے

زمین کا بچهونا

پہاڑوں کی میخیں

مردوعورت کے جوڑے

سکون دینے والی نیند

رات کا لباس

معاش کےلئے دن

لبریز بادل

گھنے باغات

فیصلے کا دن مقرر ہے

آسمان کا کھلنا اور دروازے پیدا ہونا

پہاڑ اسراب بن جائینگے

دوزخ شریروں کی تاک میں ہے

دوزخ میں پینے کے لئے پیپ

کفّارکو فیصلے کی اُمید نہ تھی

ہرچیز گنی ہوئی ہے

اب عذاب کے سوا کچه نہ بڑھے گا

متّقین پر مختلف انعامات

جنّت میں جھوٹ اور لغو نہیں ہوگا

اللہ کی عظمت وجلال

رُوح اور فرشتوں کی قطار

کافر کہے گا میں مٹی ہوتا

رُوح گھسیٹنے والے فرشتے

نیکوں کی رُوح کا بند کھولنے والے

خلاؤں میں تیرنے والے فرشتے

کاموں کی تدبیر کرنے والے فرشتے

قیامت کے بھونچال

دھڑکنے والے دل اور جھکی آنکھیں

دوسری زندگی پر کفّار کا استہزاء

معمولی جھڑکی سے سب جمع ہو جائیں گے

حضرت موسٰی علیہ السلام کو اللہ کا پُکارنا اور فرعون کی اصلاح کا حکم

فرعون کو تبلیغ

فرعون کی تکذیب اور ساحروں کی تلاش

خدائی کا دعویٰ

اس قصّہ میں عبرت

دوسری زندگی پر شبہ کیوں ہے

آسمان کو دیکھو

آسمان کے بعد زمین

پہاڑوں کا قیام

انسانوں اور جانوروں کے لئے منافع

دوزخ منظرِ عام پر

دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے

جنّت کن لوگوں کا ٹھکانہ ہے

تمہارا کام ڈر سنانا ہے

دنیا کی زندگی ایک صبح یا ایک شام کے برابر معلوم ہو گی

سورۃ عبس کے نزول کا واقعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صیغہ غائب میں عتاب

حضرت ابن اُم مکتوم کا ذکر خیر

کسی کے ایمان نہ لانے کے آپ ذمّہ دار نہیں

حضرت ابن اُم مکتوم کا شوق علم اور خشیت

جنگ قادسیہ میں ان صحابی کی شہادت

جو چاہے اس نصیحت کو پڑھے

قرآن کی عزّت ووقعت

قرآن کی عزّت ووقعت

انسان کیسا نا شکرا ہے

انسان کا اصل عروج اور زوال

انسان کی راہ آسان کر دی

دوبارہ زندگی

انسان نے مالک کا حق نہیں پہچانا

انسان کی زندگی کے اسباب و سامان

زمین کو پھاڑکر کونپل کا نکلنا

صور کی کان پھاڑنے والی آواز

اس دن ہر شخص اپنی ہی فکر میں ہوگا

مؤمنین کے چہروں پر روشنی اور خوشی

کافروں کے چہروں پر سیاہی اور کدورت

سورج کی روشنی تہہ ہو جائیگی

ستارے ٹوٹ جائیں گے

قیمتی اُونٹنیاں لاوارث پھرینگی

جانور رَل مِل جائیں گے

سمندر آگ کی طرح جھونکے جائینگے

انسانوں کے مختلف جوڑے اور جماعتیں

بیٹیوں پر ظلم کا سوال ہوگا

آسمان کا پوست اُتاراجائیگا

دوزخ دہکائی جائیگی۔ اور جنّت قریب لائی جائیگی

ہر آدمی اپنا عمل جان لیگا

سیّاروں کی چال کی قسم

صبح کے وقت سانس لینے کی قسم

حضرت جبریل علیہ السلام کی چند صفات

تمہارے رفیق علیہ السلام پر جنون کا الزام غلط ہے

حضرت جبریل علیہ السلام کو اصل صورت میں دیکھنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی خبر دینے میں بخیل نہیں

یہ شیطان کا قول نہیں

قیامت کی ہولناکیاں

قبریں الٹ پلٹ ہو جائیں گی

اے انسان! ربّ کریم پر کیوں بہک گیا

تجھے پیدا کیا اور ٹھیک کیا

تیری صورت کی ترکیب کی

تمہیں انصاف کے دن کا یقین نہیں

کراماً کاتبین

فیصلہ کادن کیا ہے

اس دن صرف اسی کا حکم چلے گا

ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والے

اُنہیں جواب دہی کا یقین نہیں

یوم حساب ضرور آئیگا

سجّین کا دفتر

کفّار کے قلوب کا زنگ

دیدار الہٰی سے کفّار کی محرومی

دفتر علیّین

علیّین کہاں ہے

اہل جنّت کی مسہریاں

اہل جنّت کے چہروں کی رونق اور تازگی

مُہرلگی ہوئی شراب

مُشک کی مُہر

ٹوٹ پڑنے والے اس شراب پر ٹوٹ پڑیں

چشمہ تسنیم کی ملونی

کفّار مومنین کی تضحیک کرتے تھے

مومنین کے مجاہدے کا مذاق

آخرت میں مومنین کفّار پر ہنسیں گے

آج منکروں کو ان کے اعمال کا بدلہ مل گیا

آسمان کو پھٹنے کا حکم ہو گا

زمین پھیلا دی جائیگی

زمین اپنے خزانے اُگل دے گی

رب تک پہنچنے میں انسان کی محنت

مومنین کا حساب آسان ہوگا

پیٹھ کے پیچھے سے اعمال نامہ کا ملنا

کافر دنیا میں مسرور تھا

اللہ اس کو دیکھتا تھا

شام کی سرخی کی قسم

چودھویں کے چاند کی قسم

تم کو طبقہ طبقہ چڑھنا ہے

کفّار کو عذاب الیم کی خوشخبری

آسمان کے بُروج

شاہد اور مشہود کی قسم

اصحاب الاخدود کون ہیں ایک عجیب واقعہ

ایمان لانے والوں کے لئے خندقیں اور آگ

مومنین کا قصور صرف انکا ایمان تھا

ایمان سے روکنے والوں کے لئے دوزخ کا عذاب

ایمان اور عمل صالح کا ثمرہ

حق تعالیٰ کی بعض صفات

اللہ اپنے ارادوں میں فعال ہے

اللہ نے انہیں گھیرا ہوا ہے

قرآن کی بزرگی اور شان

لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے

انسان کے نگہبان فرشتے

اُچھلتے پانی سے انسان کی تخلیق

پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلنے والا پانی

جس دن بھید کُھل جائینگے

قرآن دو ٹوک کلام ہے

منکرین کے داؤ پیچ اور اللہ کی تدبیر

سُبحان ربی الاعلیٰ کی اصل

ہر چیز میں حکمت ہے

مختلف مظاہر قدرت

ہم تمہیں قرآن پڑھوائینگے

وہ ہر ظاہر اور چھپی بات جانتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سہولت کا وعدہ

تذکیر اور تبلیغ کا فرق

مُتقی لوگوں کا انجام

دوزخ میں نہ موت ہے نہ زندگی

تزکیہ کرنے والوں کا انعام

تکبیر تحریمہ کا حکم

دُنیا کو ترجیح دینے کی مذّمت

یہ تعلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسی علیہ السلام کے صحیفوں میں موجود ہے

قیامت کی بات

بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے

دوزخیوں کے لئے کھولتے چشمے کا پانی

اہل دوزخ کا کھانا "ضریع"

یہ کھانا بھوک نہیں مٹائیگا

جنت میں کوئی لغو بات نہیں ہوگی

جنت کے چشمے

اونچے تختوں پر گلاس چنے ہوئے

جنت کے قالین

مخملی فرش

اونٹ کی تخلیق پر غور کرو

زمین کی سطح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر داروغہ نہیں

منکرین کا حساب ہمارے ذمّے ہے

ایّام اور اوقات کی قسمیں

یہ قسمیں اہل عقل کے لئے ہیں

عاد اور اِرم

اونچے ستونوں والے

وادئ القُریٰ

ان سب نے فساد برپا کیا اور ہلاک ہوئے

اللہ ان کی گھات میں ہے

نعمت کے وقت انسان کی خود پسندی

تنگی کے وقت شکوہ

یتیموں کی عزّت نہ کرنے کا انجام

میراث لینے میں بے فکری

تمہارے دل حبِ مال سے پُر ہیں

ڈرو جب زمین کوٹی جائے گی

اس وقت انسان پچھتائے گا

اس وقت انسان کی حسرت کا حال

مجرموں کو اللہ کا خاص عذاب

نفس مطمئنہ کو رضائے حق کی طرف دعوت

شہر مکّہ کی قسم

حرم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خصوصی رعایت

آدمی کو محنت میں پیدا کیا گیا

کیا انسان پر کسی کا قابو نہیں ہے

کفّار کا مال خرچ کرنا

کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں نہیں دیں

کیا زبان اور ہونٹ نہیں بنائے

اچھی اور بری دونوں راہیں بتا دیں

دین کی گھاٹی

بھوک کے دن میں کھانا کھلانا

رحم اور صبر کی ایک دوسرے کو تاکید

اصحاب المیمنہ

اصحاب المشئمہ

آگ میں بند کر دیئے جائیں گے

مخلوقات کی قسمیں

آدمی کو فجور اور تقویٰ کی سمجھ دی گئ ہے

تزکیہ نفس ہی کا میابی ہے

نفس کی اطاعت نامرادی

جیسے ثمود نے جھٹلایا

حضرت صالح علیہ السلام کی تنبیہ

اُونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے

پھر اللہ نے ان کو الٹ مارا

دن رات اور نر اور مادہ کی قسم

متّقی اور نیکوکار کے لئے آسانی

اچھائی کو جھٹلانے والے کا انجام

مال اس کو تباہی سے نہ بچا سکے گا

دنیا اور آخرت ہمارے ہاتھ میں ہے

بھڑکتی ہوئی آگ کی خبر

اتقیٰ اس آگ سے بچا لیا جائیگا

اتقیٰ کون ہے

حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت وبرتری

فترت وحی اور کفّار کے طعنے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دینے کا وعدہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایتِ کاملہ عطاء کی

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غنی کر دیا

یتیموں کی دل جوئی کرو

اللہ کے احسانات کی تذکیر کیجیے

علوم و معارف کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ کھول دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجھ اتار دیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلندی دی

مشکل کے بعد آسانی ہے

تنہائی میں توجہ الی اللہ کی ترغیب

انجیر اور زیتون کی قسم

طور سیناء

انسان تخلیق میں سب سے بہتر

جانوروں سے بدتر

ایمان اور عمل صالح پر بے انتہا اجر

کیا اللہ حاکموں کا حاکم نہیں

سب سے پہلی نازل ہونے والی آیات

جمے ہوئے خون سے انسان کی پیدائش

قلم کے ذریعے علم سکھایا

انسان کو جہل سے نجات دی

آدمی کی حقیقت اور اس کا غرور

لوٹ کر تو اللہ ہی کے پاس جانا ہے

ابوجہل کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے روکنا

اللہ اس کو دیکھ رہا ہے

اس کی چوٹی پکڑ کر گھسیٹیں گے

ابوجہل کے تکبر کا جواب

سجدہ اور قرب الہٰی

شب قدر میں قرآن کریم کا نزول

شبِ قدر میں نیکی کا ہزار گنا سے زائد ثواب

شبِ قدر میں حضرت جبریل علیہ السلام اور فرشتوں کا نزول

امن و سلام کی رات

شبِ قدر فجر تک رہتی ہے

اہل کتاب اور مشرکین

کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہر سورت مستقل ایک کتاب ہے

اہل کتاب کا تفرقہ

عبادت میں اخلاص کا حکم

کفّار خلائق میں بدترین ہیں

صالح مومنین مخلوق میں سب سے بہتر ہیں

اللہ کی رضا جنّت سے بھی بڑی نعمت ہے

یہ نعمت اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے ہے

جب زمین زلزلہ سے ہلا دی جائے

زمین اپنے بوجه نکال دے گی

انسان کی حیرت

زمین ساری خبریں دے گی

لوگوں کی مختلف جماعتیں

لوگوں کو ان کے اعمال دکھائے جائینگے

ذرّہ برابر عمل بھی دکھا دیا جائیگا

دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم

انسان کی ناشکری

خود انسان اسکا گواہ ہے

انسان میں مال کی محبت شدید ہے

دلوں کے چھپے بھید کھل جائیں گے

اللہ کا علم محیط واضح ہو جائے گا

کھڑکھڑا دینے والی قیامت

انسان بکھرے پتنگوں کی طرح ہونگے

پہاڑ دھنی ہوئی روئی کیطرح ہو جائیں گے

بھاری وزن والے عیش میں ہونگے

ہلکے وزن والے دہکتی آگ کے گڑھے میں

کثرتِ مال کی ہوس

کثرتِ مال فخر کی چیز نہیں

اس غفلت کا انجام دوزخ ہے

تم سے نعمت کے بارے میں پوچھا جائیگا

زمانے یا عصر کی قسم

انسان گھاٹے میں ہے

اس نقصان سے بچنے کے چار طریقے

عیب جوئی اور طعنہ زنی

جمع مال کی مذمت

مال سدا نہیں رہتا

اللہ کی سلگائی ہوئی آگ

ہاتھی والوں کا انجام

انکا داؤ غلط کر دیا گیا

اصحابِ فیل کا واقعہ

اہل مکّہ پر بیت اللہ کی برکات

فیصلہ کے دن کی تکذیب

یتیم سے بدسلوکی

مساکین کو کھانا نہ کھلانے والا

نماز میں غفلت کرنے والے

دکھاوا کرنے والے

استعمالی چیزیں نہ دینے والے

کوثر کے معنیٰ اور مفاہیم

نماز اور قربانی کی تاکید

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہی ابتر ہے

کفار قریش کی ایک پیشکش اور اس کا جواب

میں تمہارے خداؤں کو نہیں پوجتا

تمہارا اور میرا دین الگ ہے

فتح مکہ کا وعدہ

غلبہ دین کا وعدہ اور تسبیح و تحمید کی تاکید

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم

ابولہب کی بدبختی

اس کا مال اس کے کام نہیں آیا

ابولہب کا لقب

ابولہب کی بیوی کا انجام

کہہ دو اللہ ایک ہے

صمد کے معنیٰ

اللہ کی نہ اولاد ہے نہ والد

خدا کے جوڑ کا کوئی نہیں

صبح کے رب کی پناہ

تاریکیوں سے اللہ کی پناہ

گِرہوں میں پھونک مارنے والی عورتیں

حاسد کے حسد سے پناہ

انسانوں کا رب اور بادشاہ

شیطان کے وسوسہ سے پناہ

جنّوں اور آدمیوں کے شیطان